اہم وضاحت

فتاوی رضویہ قدیم پاکستان اور
ہند سے چھپنے والے نسخے کی
جلد 9 میں فرق محسوس ہوا
اس لیے دونوں نسخوں کی
جلد 9 کو ایک ہی فائیل میں
ترتیب دے دیا ہے
پہلے ہند کا نسخہ ہے
صفحہ 621 سے پاکستان نسخے کا
آغاز ہے

نام کتاب ——— العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ جلد نہم

تصنیف لطیف ——— سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ

سنِ طباعت ——— ۲۵ صفر المظفر ۱۴۱۵ھ / اگست ۱۹۹۴ء

ناشر ——— رضا اکیڈمی بمبئی ۳

مطبوعہ ——— رضا آفسیٹ بمبئی ۳

سول ایجنٹ

نیو سلور بک ایجنسی

۱۴، محمد علی بلڈنگ، بھنڈی بازار، بمبئی ۳

ٹیلیفون: ۳۷۱ ۸۹ ۷۰ / ۳۷۱ ۵۸ ۶۸

Rs. 215/-

۷۸۶/۹۲

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

اپریل ۱۹۸۰ء میں رضا اکیڈمی نے سیدنا سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کا ترجمۂ قرآن کنزالایمان شریف شائع کیا تھا جس کا اجراء خلیفہ اعلیحضرت حضور برہان ملت مولانا برہان الحق صاحب جبلپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں ہوا تھا۔

کنزالایمان شریف کا ایک نسخہ جب آقائے نعمت دریائے رحمت سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دکھایا گیا تو آپ نے دستِ مبارک اٹھا کر رضا اکیڈمی اور اس کے اراکین کو دعاؤں سے نوازا۔ بس پھر کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے اس محبوب بندے کے ہاتھوں کی ایسی لاج رکھی کہ جس کا فیضان دنیا دیکھ رہی ہے۔ کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروروں درود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللہ اور اس کے رسول کے کرم سے رضا اکیڈمی کے ذریعہ جو بھی خدمت ہو رہی ہے وہ فیضان ہے سیدنا حضور غوث اعظم کا سیدنا اعلیحضرت کا حضور مفتی اعظم کا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اس ادارہ کی جانب سے ۷۵ سے زیادہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں کنزالایمان شریف کا اردو، انگریزی ایڈیشن (ہندی ایڈیشن زیر تکمیل ہے) بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف یہ تینوں درسی کتابیں مدارس دینیہ کو الحمدللہ مفت تقسیم کی جارہی ہیں۔ فتاویٰ رضویہ کی پہلی جلد ۸۵ میں شائع ہو چکی ہے اور اب آپ کے ہاتھوں میں قریب قریب مکمل فتاویٰ رضویہ کی جلدیں موجود ہیں۔ دعا فرمائیں کہ رب قدیر رضا اکیڈمی سے مسلک حقہ کی خدمت لیتا رہے اور پیغام رضا کو دنیا بھر میں پہونچانے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اسیر مفتی اعظم: محمد سعید نوری
۱۴ محرم الحرام ۱۴۱۵ھ

عرضِ مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عالی جناب محمد سعید صاحب نوری رضا اکیڈمی ممبئی سے بریلی شریف میں جب ایک موقع پر ملاقات ہوئی تو انھوں نے اپنا عزم ظاہر کیا کہ چوں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کا پچھترواں[۷۵] عرس ہے لہذا اس موقع پر ہم کوئی اہم کام یادگار کے طور پر کرنا چاہتے ہیں اور وہ ہے فتاویٰ رضویہ کی تمام جلدوں کی ایک ساتھ اشاعت۔

میں نے عرض کیا بلاشبہ یہ کام نہایت اہم اور امام احمد رضا کی عمدہ یادگار ہے۔ لیکن جلدوں کی ترتیب کے اعتبار سے اس میں کچھ خامیاں ہیں۔ جیسا کہ استاذ گرامی وقار بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی کا فرمان ہے اور ان کو اس سلسلہ میں پوری تحقیق ہے۔ لہذا اگرچہ وقت کم ہے لیکن پھر بھی جہاں تک خامیوں کو دور کیا جاسکتا ہے کرلیا جائے اور اس امر میں ان سے ہی رجوع کیا جائے۔ نوری صاحب اس بات پر رضامند ہوگئے، بلکہ جو راستہ بتائے وہی آگے چلے، کے مصداق یہ بارِ گراں میرے ہی ناتواں کاندھوں پر ڈال دیا۔ میں ہیچمداں اس کام کو اس حسن وخوبی کے ساتھ تو نہیں کرسکتا تھا جس طرح کہ ہمارے اکابر علماء میں سے کوئی اپنی بالغ نظری سے انجام دیتا۔

لیکن اس امید پر میں نے وعدہ کرلیا کہ حضرت بحر العلوم قبلہ سے اس امر میں رجوع کرتا جاؤں گا اور آپ کی رہنمائی میں سارے کام انجام دیتا رہوں گا۔ چنانچہ مبارکپور اور گھوسی کا سفر کرکے حضرت سے کچھ معلومات فراہم کیں اور اب جلد نہم تا دوازدہم کی جو ترتیب جدید ناظرین کی خدمت میں حاضر ہے وہ آپ ہی کی رہنمائی کا ثمرہ ونتیجہ ہے۔ چوں کہ وقت دو ماہ سے بھی کم تھا لہذا وہ تمام رسائل شاملِ اشاعت نہ ہوسکے جن کی نشاندہی آپ نے فرمائی تھی۔ پھر بھی مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے تحت جو کچھ وقت پر فراہم ہوسکا اور کاتب حضرات کی مہربانیوں سے جس قدر کتابت ہوسکی شریکِ اشاعت ہے۔

مزید خوبیوں اور کامل واکمل ترتیب وتہذیب کے ساتھ تو حضرت بحر العلوم صاحب قبلہ ہی شائع فرمائیں گے جس کا کام حضرت نے شروع فرمادیا ہے۔ قلتِ وقت ہی کی وجہ ہے کہ حضرت کا ایک نہایت وقیع مقدمہ جو عظیم معلومات پر مشتمل ہے اور جس کو حضرت نے جلد ششم سے متعلق ایک سو سے زیادہ صفحات پر تحریر فرمایا ہے، شریکِ اشاعت نہ ہوسکا۔

البتہ جلدوں کی ترتیب اب مکمل ہوگئی ہے اگرچہ کثیر رسائل ہر جلد میں شائع ہونا باقی ہیں اور بعض مسائل کے عنوان بھی حسبِ سابق غیر مرتب ہی ہیں۔ اور جلد دوازدہم کے بارے میں تو پہلے ہی سے مشہور ہے کہ لاپتہ ہے پھر بھی بعض حصہ شاملِ اشاعت ہے جو حضرت بحر العلوم قبلہ نے مرتب کرایا تھا۔ اس حصہ کے ساتھ مسائل شتی کا وہ مجموعہ بھی شامل کردیا گیا ہے جو سابقہ ترتیب کے اعتبار سے جلد نہم میں داخل تھا جس کو یارہویں جلد ہی میں شائع ہونا چاہئے تھا۔ جلدوں کی اس ترتیب سے متعلق حضرت کا مقدمہ بھی شریکِ اشاعت ہے تاکہ ناظرین بخوبی اندازہ کرلیں کہ حضرت نے جو کچھ اس سلسلہ میں کہا ہے اس کے پیچھے کچھ حقائق ہیں۔

محمد حنیف خاں رضوی

خادم الطلبہ جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

۲۷ محرم الحرام ۱۴۱۶ھ بروز جمعہ مبارکہ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

اما بعد! مجدد مائۃ رابع عشر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی برد اللہ مضجعہ وحید عصر فقیہ اور بے حد طباع اور ذہین ائمہ دین میں سے تھے ۱۲۸۶ھ سے ۱۳۴۰ھ ہجری مکمل چون سال تک آپ نے فتاوی تحریر فرمائے [1]

پورے عالم اسلام سے خواص وعوام، خواندہ وناخواندہ، راعی ورعایا، سبھی طبقوں کے کثیر التعداد سوالات آپ کی خدمت میں آتے [2] آپ خود فرماتے ہیں" ایک وقت میں چار چار سو فتاوے جمع ہو جاتے ہیں [3]

ابتدائی بارہ سال کے فتاویٰ کی نقل آپ نے محفوظ نہیں رکھی بعد کے فتاویٰ کا بھی دسواں حصہ محفوظ رہ سکا جو ۱۳۲۷ھ تک سات خریطوں میں جمع ہوا تھا۔ سائز ۲۶ × ۲۰ کے چار صفحہ اور ہر خریطہ کے کل صفحات کی تعداد چودہ سو سے سولہ سو تک تھی۔ جلدوں کی ضخامت کا خیال کر کے احباب اور علماء کے مشورہ سے اس کو بارہ جلدوں میں تقسیم کیا۔ اس کے بعد بھی آپ نے تیرہ سال تک فتاویٰ تحریر فرمائے [4]

اس فقید المثال فتاویٰ کی اشاعت ۱۳۲۷ھ میں ہی شروع ہوئی۔ چنانچہ پہلی جلد آپ کی زندگی ہی میں ۱۳۳۵ھ کے لگ بھگ مکمل ہو گئی [5] تقریباً نو سال کے بعد ۱۳۴۴ھ میں صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسری جلد بھی مطبع اہلسنت بریلی شریف سے شائع کی [6]

علماء اور احباب کی ترتیب کے اعتبار سے جلد چہارم کا آخری حصہ اور شائع شدہ جلدوں کے لحاظ سے جلد پنجم کا ابتدائی حصہ یعنی کتاب النکاح ۱۳۴۵ھ سے شروع ہو کر ۱۳۴۶ھ یا ۱۳۴۷ھ تک مکمل ہوا [7]

اس کے بعد مکمل انتیس ۲۹ سال تک سناٹا رہا۔ سب سے پہلے حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نائب شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کو اس کا خیال آیا آپ نے مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا صاحب قدس سرہ سے اشاعت کی اجازت لی اور حصہ سوم سے حصہ ہشتم تک کا مسودہ حاصل کیا۔ اور مبارکپور ہی میں

---

[1] حیات اعلیٰ حضرت جلد اول صنہ ۲۸۰ [2] سلامۃ اللہ لاہل السنۃ صہ ۵۴ [3] فتاویٰ رضویہ چہارم صہ ۲۳ کتاب النکاح [4] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد اول [5] اشتہار آئینہ قیامت [6] روایت حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب بلیاوی یا حضرت مولانا عبد المصطفےٰ صاحب ازہری رحمہما اللہ [7] فتاویٰ رضویہ جلد پنجم صہ ۲۱۴ رضا دار الاشاعت بریلی شریف۔

سنی دارالاشاعت کی بنیاد رکھی اور ان کے علاوہ مزید تین افراد بھی ان کے اس کام میں ہمدم اور ہم قدم رہے۔ مولانا محمد شفیع صاحب مرحوم نائب ناظم دارالعلوم اشرفیہ مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب ناظم دارالعلوم اشرفیہ راقم عبدالمنان اعظمی[1]

محرم ۱۳۷۹ھ سے تیسری جلد کا اہتمام شروع ہوا اور ۱۳۸۱ھ کو کتاب منظر عام پر آگئی[2] مبیضہ حضرت مولانا حبیب الاسلام صاحب اعظمی نے فرمایا۔ کتابت بالکلیہ لکھنؤ کے قیصر مرزا نے کی اور کتاب سرفراز پریس لکھنؤ میں طبع ہوئی۔ اصل کاپی اور پروف کا مقابلہ اور تصحیح حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور راقم عبدالمنان اعظمی نے کی۔ اس جلد کی فہرست حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نے دی ہے[3]

چوتھی جلد ۱۳۸۳ھ میں کاتب کے حوالے کی گئی اور ۱۳۸۶ھ میں شائع ہوسکی۔ مبیضہ مفتی نسیم صاحب اعظمی، کتابت صبائی کان پوری اور جرار حسین لکھنوی کی ہے اور مطبع نامی پریس لکھنؤ ہے۔ تصحیح میں اس دفعہ مولانا عبدالرؤف صاحب کے ساتھ راقم عبدالمنان اعظمی اور اشرفیہ کے کچھ منتہی طلبہ بھی شریک رہے فہرست اکیلے حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نے ترتیب دی[4]

پانچویں جلد ۱۳۸۹ھ میں حوالہ پریس ہوئی۔ مبیضہ حسب دستور نسیم صاحب کا ہے، کتابت جرار حسین اور عبدالمجید لکھنوی کی، طباعت جز حصہ نامی پریس، اور بقیہ سرفراز پریس میں ہوئی۔ بقیہ جد وجہد حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب کی ہے، البتہ ان کے انتقال کی وجہ سے تصحیح میں راقم عبدالمنان اعظمی اور مولوی شکیب ارسلان کا حصہ ہے اور کتاب الطلاق اور مابعد کی فہرست بھی راقم عبدالمنان اعظمی نے ہی تیار کی ہے اور کتاب جیسے تیسے ۱۳۹۰ھ میں شائع ہوسکی[5]

چھٹی جلد کا مبیضہ مولوی سبحان اللہ صاحب امجدی مرحوم کا ہے کتابت مولوی محبوب عالم اعظمی، مولوی شمس الحق بلیاوی، مولوی عبدالمنان برکاتی اور قاری محمد اسمٰعیل صاحب، تبسم عزیزی مبارکپوری کی ہے۔ مطبع نشاط پریس ٹانڈہ، بقیہ امور راقم عبدالمنان اعظمی نے انجام دیئے ہیں، تصحیح میں مولوی شکیب ارسلان اور مولوی عبد السلام صاحب گونڈوی راقم اعظمی کے شریک حال رہے۔ سن اشاعت ۱۴۰۱ھ ہے[6]

ساتویں جلد کا مبیضہ مفتی نسیم صاحب اور مولانا سبحان اللہ صاحب امجدی کی کاوش ہے۔ کتابت مولوی عبدالرحیم اعظمی و مولوی نعیم الدین اعظمی کی ہے۔ طباعت دہلی کی آفسیٹ پریس کی ہے۔ تاریخ اشاعت ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ ہے۔[7]

آٹھویں جلد کے مبیضہ میں حسب سابق دونوں بزرگ شامل ہیں۔ کتابت مولوی نظام الدین کوپاگنج، حسام الدین

---

[1] مقدمہ جلد ہفتم ہشتم [2] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم [3] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم [4] مقدمہ جلد سابع شائع کردہ سنی دارالاشاعت مبارک پور [5] ایضاً

[6] مقدمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم [7] مقدمہ جلد ہفتم۔

گھوسی اور شمس الحق ادری کی ہے۔ تصحیح راقم عبد المنان اعظمی، مولوی محمد اسلم گھوسوی اور محمد رفیع احمد کٹیہاری کی ہے۔ تاریخ اشاعت ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ ہے اور مطبع ہے۔ اے آفسیٹ پریس دہلی ہے [1]

نویں[1] جلد مکتبہ ایوان رضا بیسلپور ضلع پیلی بھیت نے دو جلدوں میں شائع کی مگر لاعلمی کی وجہ سے وہ اس کو بجائے نویں جلد کے دسویں جلد قرار دے رہے ہیں۔ ہمارے پاس اس امر کے کہ ایوان رضا سے شائع شدہ دسویں جلد حقیقت میں نویں جلد ہے۔ مندرجہ ذیل ثبوت ہیں:

(۱) مکتبہ ایوان رضا سے شائع ہونے والی نصف اول کے مقدمہ میں اس امر کا اعتراف ہے کہ ہم نے فی الحال اندازًا اس جلد کو دسویں جلد قرار دیا ہے تحقیق کے بعد ہم اعلان کریں گے کہ یہ کون سی جلد ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

"یہ کتاب ہمیں خستہ حالت میں ملی، کہنگی کے سبب جلد کا نام بھی غائب ہو چکا تھا۔ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ یہ کون سی جلد ہے۔ کوشش کی گئی کہ پتہ لگ جائے مگر اب تک ہمیں پوری تحقیق نہ ہو سکی۔ آئندہ نصف آخر کی اشاعت تک اس کی پوری تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گی"[2] (مقدمہ نصف اول)

(۲) مولانا عبد الرؤف صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بریلی شریف سے فتاویٰ رضویہ کے مختلف جلدوں کے مسودے لاتے تھے تو اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسی یادداشت بھی لاتے تھے جس میں ہر جلد کے ابواب مندرجہ کی فہرست تھی، اس فہرست میں نویں جلد کو باب الحظر والاباحہ پر مشتمل لکھا ہے۔

(۳) متداول کتب فقہ میں ابواب فقہ کی ترتیب یہی تحریر ہے کہ کتاب الاضحیہ کے بعد کتاب الحظر والاباحہ کا ذکر آتا ہے۔ اس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ آٹھویں جلد جب کتاب الاضحیہ پر منتہی ہوئی تو اس کے بعد متصلاً کتاب الحظر و الاباحہ آئے اور یہ بھی ہوگا کہ اسے نواں حصہ قرار دیا جائے۔

(۴) سب سے قطع نظر خود حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرتبہ ایک فہرست حضرت مولٰنا توصیف رضا صاحب کے پاس[3] ہے اس میں بھی کتاب الحظر والاباحہ کتاب الاضحیہ کے متصلاً بعد ہی ہے۔ اس لئے ہم کو اس پر بشدت اصرار ہے کہ کتاب الحظر والاباحہ نویں جلد ہی ہے۔

---

[1] مقدمہ جلد ہشتم۔

---

[1] اب اس جدید ترتیب میں ہم نے اس کو نویں جلد ہی کے نام سے موسوم کر دیا ہے۔، مرتب

[2] لیکن نصف آخر میں اس تحقیق کے بارے میں کچھ بھی تحریر نہیں ہے جس سے ظاہر ہے کہ ناشرین کوئی فیصلہ نہ کر سکے یونہی اندازہ سے اس کو دسویں جلد کا نام دیا گیا۔، مرتب

[3] فہرست کو ہم نے بعینہ اس جلد میں شامل کر دیا ہے۔ دیکھئے ص ، مرتب

(۵) مکتبہ ایوان رضا سے نویں جلد کے نام سے فتاویٰ رضویہ کا جو حصہ شائع ہوا ہے اس میں ابواب فقہ سے خارج متفرق علوم و فنون کے مسائل ہیں ایسے متفرق مسائل کی جگہ تمام تصنیفوں میں آخر کتب میں ہوتی ہے نہ کہ درمیان میں اس میں کتاب الفرائض کا جز حصہ بھی شریک کیا گیا ہے جو عموماً کتب فقہ کے اخیر میں ہوتا ہے اس لئے یہ حصہ اصولاً فتاویٰ رضویہ کی بارہویں جلد کا حصہ تو ہو سکتا ہے نویں جلد ہرگز نہیں جس کو انشاء اللہ بشرط زندگی ہم مبوب و مفصل شائع کریں گے۔

اس جلد میں نہ تو مسائل کو مبوب کیا ہے نہ رسائل کو ممتاز۔ حد یہ ہے کہ ایک رسالہ کے مشتملات بھی ایک ساتھ شائع نہ ہو سکے۔

مبیضہ ڈاکٹر فیضان احمد صاحب کا ہے۔ تصحیح میں حضرت جانشین مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا اختر رضا خاں صاحب مدظلہٗ، مولانا قاضی عبدالرحیم صاحب، مولانا محمد صالح صاحب، مولانا مفتی محمد اعظم صاحب وغیرہ علماء کرام شریک ہیں نہ کتابت کی تصریح نہ حصہ دوم کی پرنٹ لائن دی گئی ہے۔ حصہ اول البتہ تاج آفسیٹ پریس الہ آباد میں چھپا ہے۔

دسویں جلد گیارہویں جلد کے نام سے حضرت مولانا منان رضا خاں صاحب نے ادارہ تصنیفات رضا بریلی سے شائع کی ہے۔ تصحیح و ترتیب اور فہرست مولوی عبدالمبین نعمانی صاحب کی ہے مگر یہ جلد نہایت مختصر ہے ۱۳۲۹ھ کی ایک فہرست ہمارے ہاتھ لگی ہے جو خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترتیب دادہ ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس جلد کا ایک حصہ کتاب الجنایات بھی تھا جو اس جلد کے ساتھ شائع ہونے سے رہ گیا۔ اس فہرست میں اس جلد کے ابواب کی تعداد اور کل تعداد صفحات ۲۴۳ ہے۔ جبکہ شائع شدہ جلد ۳۲۵ صفحات پر مشتمل ہے اور ابواب کی تعداد چار ہے۔ اس کا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس فہرست کی ترتیب کے بعد مزید گیارہ سال آپ نے فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں اور یہ سبب بھی ممکن ہے کہ موجودہ کتاب کا سائز کچھ مختصر کر دیا گیا ہے۔

اس حساب سے گیارہویں اور بارہویں جلدیں ابھی زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں بلکہ یہ بتانا بھی مشکل ہے کہ بقیہ دونوں جلدیں کون کون سے ابواب فقہ پر مشتمل ہیں کیوں کہ حضرت مولانا منان رضا خاں صاحب کی شائع کردہ جلد کتاب الوصایا تک ہے جس کے بعد صرف ایک باب کتاب المواریث ہی ابواب فقہ میں باقی رہ جاتا ہے۔ [1]

حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب فتاویٰ کی غیر مطبوعہ جلدوں کے تمام جلدوں میں شامل ابواب کی ایک فہرست بھی لاتے تھے اس کے لحاظ سے گیارہویں جلد میں رسائل و مسائل رد و مناظرہ اور کلامیہ اور بارہویں جلد میں بقیہ رسائل و مسائل کلامیہ کے ساتھ ساتھ متفرق مسائل بھی شامل ہونا چاہئیے۔ [2]

---

[1] اس باب کو کتاب الفرائض کے عنوان سے ہم نے موجودہ جلد دہم اور سابقہ ترتیب کے اعتبار سے جلد یازدہم کے آخر میں شامل اشاعت کر دیا ہے جو اس کا اصل مقام ہونا چاہئیے تھا۔ مرتب

[2] اب ہم نے اسی حساب سے دونوں کو مرتب کیا ہے۔ لیکن ناشر کی عجلت کی وجہ سے یہ کام مکمل نہ ہو سکا ورنہ وہ تمام رسائل شریک اشاعت کئے جاتے جن کا اشارہ اس اجمالی فہرست سے مل رہا ہے۔ مرتب

بارہویں جلد کا بڑا حصہ اعلیٰ حضرت کے رسالہ " البارقۃ الشارقۃ " پر مشتمل تھا۔ یہ رسالہ متعدد رسائل ومسائل کا مجموعہ تھا جو زیارت قبور، ایصال ثواب، عرس، استمداد اور اسی قسم کے موضوعات کی تحقیقات عالیہ کا خزانہ تھا اعلیٰ حضرت نے اپنی تحریروں میں جابجا اس کی طرف توجہ بھی دلائی ہے۔ لیکن افسوس کہ پوری جلد ہی لاپتہ ہے۔ البتہ اس جلد کے متفرقات کا جز حصہ حضرت مولانا توصیف رضا خاں صاحب کے پاس ہے جو مبوب ومرتب ہو چکا ہے اور بقیہ حصہ مکتبہ ایوان رضا کے ذمہ داروں نے نویں جلد کے نام سے غیر مرتب ہی شائع کر دیا ہے اور اسی میں کتاب المواریث کا جز حصہ بھی شامل ہے۔ یہ ہے اس عدیم المثال فقہی شاہکار کی کہانی۔

آٹھویں جلد کے بعد جو حصے شائع ہوئے ہیں وہ ان کے ناشرین بھی اپنی جدوجہد میں مخلص ہیں کہ جس صورت سے بھی ہو سکے اعلیٰ حضرت کی یادگار محفوظ ہو جائے۔ لیکن اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ ان سب غیر مرتب جلدوں کو بھی از سر نو تہذیب وترتیب کے شائع کیا جائے۔

عبدالمنان اعظمی

خادم قدیم فتاویٰ رضویہ شریف حق اکادمی مبارک پور

شمس العلوم گھوسی

۲۹ر جون ۱۹۹۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

المجلد السابع من

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

[illegible]	کتاب	مکتوب	سادہ
		تا ۲۷ رجب ۲۹	
۲	وکالت	۱	۱۵
۴	اقرار	۱۱	۲۸
۴	صلح	۴	۲۴
۰	مضاربت	۹	۱۸
۰	امانات	۷	۹
۶	ہبہ	۸۹	۱۰۶
۲۵	اجارہ	۶۸	۳۲
۴	اکراہ حجر	۱۶	۲۲
۴	غصب	۳۴	۲۲
۴	شفعہ	۶۱	۳۲
۲	قسمت	۳	۶
۰	مزارعت	۰	۵
۶	صید ذبائح	۱۱۴	۲۴
۱۲	حصہ ا حظر	۱۴۸	۰
۷۳	۱۴	۵۷۱	۱۶۳

۵۶، نمبر

یہ فہرست اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترتیب دی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ
نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم ؕ

مقدمہ

مکرمی جناب مولانا ڈاکٹر فیضان علی صاحب رضوی اور انکے بھائی محترمی جناب قربان علی صاحب رضوی اپنے پیسوں سے نہایت محنت ومشقت اور جدوجہد کرکے الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح (مصنفہ بحرالعلوم حضرت علامہ مولانا مفتی نقی علی خاں صاحب والد ماجد اعلیحضرت امام علامہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) اور فتاویٰ مصطفویہ اول ودوم (مصنفہ حضرت علامہ مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ) یہ تین عظیم الشان کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ اب یہ انکی چوتھی مبارک عظیم پیشکش فتاویٰ رضویہ گیارہویں جلد کتاب الحظر والاباحۃ کا نصف اول (مصنفہ حضرت مجدد اعظم امام علامہ مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہے اسے پہلے شہزادۂ اعلیحضرت سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علامہ مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے دربار اقدس میں نذر کرکے تمام اہل ایمان کے مطالعہ کے لئے پیش کر رہے ہیں۔ یہ کتاب بہت خستہ حالت میں ملی کہنگی کے سبب جلد کا نام بھی غائب ہو چکا تھا پتا نہیں چل رہا تھا کہ یہ کون جلد ہے کوشش کی گئی کہ پتا لگ جائے مگر ابتک ہمیں پوری تحقیق نہ ہو سکی آئندہ نصف آخر کی اشاعت تک اس کی پوری تحقیق انشاءاللہ تعالیٰ ہو جائے گی۔ پہلے اصل مسودے سے نقل کی گئی پھر نقل کا مقابلہ مسودہ سے کیا گیا پھر بعد کتابت دوبارہ مقابلہ کیا گیا حتی الوسع تصحیح کی پوری کوشش کی گئی ہے جہاں جہاں ضرورت پڑی حوالے کی عربی عبارتوں کا انکی اصل سے بھی مقابلہ کیا گیا۔ تصحیح میں جو غلطیاں نکلی ہیں کاتب سے انکی تصحیح بھی بنوائی گئی ہیں کاتب صاحبان کی عادات تو اہل علم حضرات کو معلوم ہی ہیں کتنی بھی تاکید کردی جائے مگر وہ کچھ غلطیوں کو بے تصحیح سہواً یا عمداً چھوڑ ہی دیتے ہیں لہذا آپ حضرات اگر اس کتاب میں غلطیوں پر مطلع ہوں تو انکی ہماری یا کاتب صاحب کی کوتاہی نظر پر محمول کریں مصنف علیہ الرحمۃ کا دامن انسے منزہ سمجھیں حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی محمد اعظم صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام ومفتی رضوی دارالافتاء کا ہم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے ہمارے اس عظیم ومبارک کام میں امید سے زیادہ تعاون فرمایا ہے ورنہ ہم اسکی اشاعت تنہا نہ کر سکتے پروردگار عالم انھیں اس بااخلاص تعاون پر اجر عظیم عطا فرمائے آمین اس جلد میں متعدد مستقل رسائل مندرج ہیں جب ہم پوری جلد دوبارہ شائع کریں گے تو فہرست میں ان رسائل وفصول مسائل کی بھی تصریح کردینگے اس اشاعت میں مجمل فہرست مضامین پیش کی گئی ہے۔ کتاب کے مضمون کے بارے میں کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے مصنف علامہ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہر تصنیف علوم ومعارف کا ذخیرہ ہوتی ہے اور یہ تو انکے فتاویٰ کا ایک بہت عظیم جزو ہے۔ وہ تحقیقات سے یہ کتاب مالا مال ہے جنکا مطالعہ اہل ایمان خصوصاً ارباب علم کو اس فیصلہ پر مجبور کردیتا ہے کہ بے شک حضرت علامہ مولانا امام احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات اقدس خداوند قدوس کی عظیم قدرت کی ایک نشانی اور محبوب خدا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ایک معجزہ تھا۔ خیال تھا کہ یہ کتاب مکمل یکبارگی شائع کی جائے مگر مطالعہ کرنے والوں کی آسانی اور بعض اور اسباب کی بناء پر تقریباً نصف اول شائع کیا گیا اسکے بعد نصف آخر کی اشاعت انشاءاللہ تعالیٰ جلد ہوگی۔ فقط والسلام

معوان علی رضوی پیلیبوری

فہرست مضامین

۱۔ اعتقادیات

ایمان۔ کفر۔ گناہ۔ توبہ

۲۔ شربُ وطعام

ولیمہ۔ ضیافت۔ مہمانی

۶۔ سلام وغیرہ مصافحہ معانقہ۔ بوسہ

۷۔ داڑھی ختنہ حجامت

۸۔ زینت

(سرمہ، مسی، خضاب، مسواک وغیرہ)

۹۔ کسب

۱۵۔ صحبت۔ موالات محبت۔ عداوت وغیرہ

۱۶۔ جھوٹ۔ غیبت (بدعہدی وغیرہ)

۱۷۔ ظلم ایذائے مسلم

۱۸۔ بغض۔ تکبّر

۱۹۔ سلوک حقوق ہدایا و تحائف کا لین دین

۲۰۔ ایصال ثواب صدقہ سوال

۲۰۔ مجالس میلاد شریف مراثی ذکر شہادت وغیرہ

۲۲- ذکر و دعا و تلاوت

۲۳- نوحہ - جزع و فزع

تعزیہ اور اس سے متعلقہ بدعات

۲۵- رسم و رواج - بدعت و اسراف

۲۶- تشبہ بالغیر و شعار کفار وغیرہ

۲۷ تصویر

۲۸- نماز - طہارت وغیرہ (امامت - استنجا - وضو -)

۲۹- نکاح - طلاق - عدت حقوق زوجین وغیرہ

۳۰-جانوروں کا پالنا-لڑانا-ان پر رحم وظلم

آثار مقدسہ اور روضے تبرک وتوسل

متفرقات

دیگر متفرقات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحظر والاباحۃ

مسئلہ ۱۹ رجب ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک برات میں کچھ لوگ جمع تھے اُن میں ایک مجذامی تھا لوگوں نے اس کے ساتھ کھانا پسند نہ کیا ایک شخص مصر ہوا جب بحث بڑھی براتیوں نے اُس سے کہا واسطے خُدا اور رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس وقت اسے علیحدہ کردو اور صاحب مکان کا کھانا خراب نہ کرو وہ بولا ہم خُدا و رسول کو نہیں جانتے اُس وقت سب نے کہا یہ شخص کلمۂ کفر بولا جذامی کے ساتھ اسے بھی الگ کردیا اور اپنے جلسہ سے نکال دیا چند شخص اور بھی اس کے شریک ہوکر چلے گئے اس صورت میں اُس شخص اور اُس کے شریکوں کے لئے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہر چند جذامی کے ساتھ کھانا شرعاً جائز ہے بلکہ خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجذوم کو اپنے ساتھ کھلایا اور فرمایا کل معی بسم اللہ ثقۃ باللہ وتوکلا علی اللہ رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ بسند حسن وابن حبان والحاکم وصححاہ یہاں تک کہ اگر بقصد تواضع و توکل و اتباع ہو تو ثواب پائے گا اخرج الطحاوی عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل مع صاحب البلاء تواضعا لربک وایمانا مگر خواہی نخواہی اُس کے ساتھ کھانا ضرور بھی نہیں بلکہ جس کی نظر اسباب پر مقتصر ہو اور خدا پر سچا توکل نہ رکھتا ہو اُس کے حق میں بچنا ہی مناسب ہے نہ یہ سمجھ کر کہ بیماری اُڑکر لگ جاتی ہے کہ یہ خیال تو باطل محض ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیثوں میں اسے رد فرمایا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاعدوی اخرجہ احمد والشیخان وابوداؤد عن ابی ھریرۃ واحمد ومسلم عن جابر بن عبد اللہ وعن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہم قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فمن اعدی الاول اخرجہ الشیخان وابوداؤد عن ابی ھریرۃ ایضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ اس نظر سے کہ شاید قضائے الٰہی کے مطابق کچھ واقع ہوا اور اُس وقت شیطان کے بہکانے سے یہ سمجھ میں آیا کہ فلاں فعل سے ایسا ہوگیا ورنہ نہ ہوتا تو اس میں دین کا نقصان ہوگا فان لو تفتح عمل الشیطان قالہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غرض قوی الایمان کو توکلا علی اللہ اُس سے مخالطت میں کچھ نقصان نہیں اور ضعیف الاعتقاد کے حق میں اپنے دین کی احتیاط کو احتراز بہتر ولہذا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فر من المجذوم کما تفر من الاسد اخرجہ البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسری حدیث میں ہے اتقوا صاحب الجذام کما یتقی السبع اذا ھبط وادیا فاھبطوا غیرہ رواہ ابن سعد فی الطبقات عن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نیز حدیث میں ہے کلم المجذوم وبینک وبینہ قید رمح او رمحین رواہ ابن السنی وابونعیم فی الطب النبوی عن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہرحال برات والوں کا انکار کچھ بیجا نہ تھا اور اس شخص کا اصرار محض ناحق پھر جب انھوں نے خُدا کا واسطہ دیا اُس پر بلاوجہ نہ ماننا گناہ ہوا حدیث میں ہے ملعون من سئل بوجہ اللہ ثم منع سائلہ مالم یسئل ھجرا اخرجہ الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن ابی موسی الاشعری عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہاں تک تو حماقت یا گناہ ہی تھا اس کے بعد وہ لفظ جو اُس نے کہا کہ ہم خُدا و رسول کو نہیں جانتے یہ صریح کلمۂ کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ اُس شخص پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور از سرِ نو مسلمان ہو اور اگر عورت رکھتا ہے تو نئے سرے سے نکاح چاہئے اور جس طرح وہ کلمہ مجمع میں کہا تھا توبہ بھی مجمع میں کرے اگر نہ مانے تو مسلمان ضرور اُسے اپنے گروہ سے نکال دیں نہ اپنے پاس بٹھائیں نہ اسکے پاس بیٹھیں نہ اس کے معاملات میں شریک ہوں نہ اپنی تقریبوں میں اُسے شریک کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اور جو لوگ اُس کا ساتھ دے کر اُٹھ گئے وہ بھی سخت گناہگار ہوئے اُن پر بھی توبہ واجب اگر نہ کریں

تو مسلمانوں کو اُن سے بھی جُدائی مناسب واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از مارہرہ مطہرہ مسئولہ حضرت ابو القاسم سید اسمٰعیل حسن میاں صاحب دامت برکاتہم ۲۰ محرم ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چاندی سونے کی گھڑیاں رکھنا یا سیم و زر کے چراغ میں بغرض بعض اعمال کے فتیلہ روشن کرنا جس سے روشنی لینا کہ مقصود متعارف چراغ سے مراد نہیں ہوتا بلکہ قوت عمل و سُرعت اثر و تنبیہ موکلات مقصود ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

دونوں ممنوع ہیں علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں قال العلامۃ الوانی المنہی عنہ استعمال الذھب والفضۃ اذالاصل فی ھذا الباب قولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام ھذان حرامان علی ذکورہا حتی حل لاناثھم ولما بین ان المراد من قولہ حل لاناثھم مایکون حلیا لھن بقی ماعداہ علی حرمتہ سواء استعمل بالذات او بالواسطۃ اھ واقرہ العلامۃ نوح وایدہ باطلاق الاحادیث الواردۃ فی ھذا الباب اھ ابوالسعود ومنہ تعلم حرمۃ استعمال ظروف فناجین القھوۃ والساعات من الذھب والفضۃ اھ ملخصا علامہ شامی ردالمحتار میں ان تصریحات علامہ طحطاوی کو ذکر کرکے فرماتے ہیں وھو ظاھر اسی میں ہے الذی کلہ فضۃ یحرم استعمالہ بای وجہ کان کما قدمناہ ولو بلامس بالجسد ولذا حرم ایقاد العود فی مجمرۃ الفضۃ کما صرح بہ فی الخلاصۃ ومثلہ بالاولی ظروف فنجان القھوۃ والساعۃ وقدرۃ التنباک التی یوضع فیھا الماء وان کان لایمسہا بیدہ ولا بفمہ لانہ استعمال فیما صنعت لہ الخ اور یہ عذر کہ چراغ استصباح یعنی روشنی کے لئے ہوتا ہے اور یہاں اس نیت سے مستعمل نہیں تو جواز چاہئے لساق ظلہ المختار ان ھذا اذا استعملت ابتداء فیما صنعت لہ بحسب متعارف الناس والا فلا کراھتہ نامقبول ہے کہ اوّلاً عند التحقیق مطلق استعمال ممنوع ہے اگرچہ خلاف متعارف ہو لاطلاق الاحادیث والادلۃ کما مر کٹورا پانی پینے کے لئے بنتا ہے اور رکابی کھانا کھانے کو پھر کوئی نہ کہے گا کہ چاندی سونے کے کٹورے میں کھانا کھانا یا اُس رکابی میں پانی پینا جائز ہے۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں ماذکرہ فی الدرر من اناطۃ الحرمۃ بالاستعمال فیما صنعت لہ عرفا فیہ نظر فانہ یقتضی انہ لو شرب او اغتسل بآنیۃ الدھن او الطعام انہ لایحرم مع ان ذلک استعمال بلاشبھۃ داخل تحت اطلاق المتون والادلۃ الواردۃ فی ذلک اھ ثانیاً استصباح چراغ خانہ سے مقصود ہوتا ہے یہ چراغ اُس غرض کے لئے بنتا ہی نہیں اور جس غرض کے لئے بنتا ہے اُس میں استعمال قطعاً متحقق تو استعمال فیما صنع لہ موجود ہے اور حکم تحریم سے مفر مفقود ہاں اگر سونے کا ملمع یا چاندی کی قلعی کرلیں تو کچھ حرج نہیں علامہ عینی فرماتے ہیں اما التمویہ الذی لایخلص فلا بأس بہ بالاجماع لانہ مستھلک فلا عبرۃ ببقائہ لونا انتھی واللہ تعالٰی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ مرزا باقی بیگ صاحب رامپوری۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہنود جو اپنے معبودان باطل کو ذبیحہ کے سوا اور قسم طعام و شیرینی وغیرہ چڑھاتے اور اُسے بھوگ یا پرشاد نام رکھتے ہیں اُس کا کھانا شرعاً حلال ہے یا نہیں بیّنوا توجروا۔

الجواب

حلال ہے لعدم المحرم مگر مسلمان کو احتراز چاہئے لخبث النسبۃ عالمگیریہ میں ہے مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم او الکافر لالھتھم تؤکل لانہ سمی اللہ تعالٰی ویکرہ للمسلم کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن جامع الفتاوی اھ **اقول** فاذا حلت ھذہ وھی ذبیحۃ فالمسئول عنہ اولی بالحل اور شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی مجمع البرکات میں فرماتے ہیں مایاتی المجوس فی نیروزھم من الاطعمۃ یحل اخذ ذلک والاحتراز عنہ اسلم کذا فی مطالب المومنین ناقلا عن الذخیرۃ اھ ملخصا **اقول** واذا کان الاحتراز عن ھذا اسلم مع انہ لیس الاطعاما صنعوہ لیوم زینتھم فالمتقرب بہ الٰی الھتھم اجدر بالاحتراز واحری کما لایخفی خصوصاً اگر کفار اُس پرشاد کو بطور تصدق بانٹ رہے ہوں جب تو ہرگز پاس نہ جائے یا رب مگر بضرورت شدیدہ۔ کہ صدقہ کے طور پر لینے میں معاذ اللہ مسلمان کی ذلت اور گویا کافر کے ہاتھ کا اُس کے ہاتھ پر بالا کرنا ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الید العلیا خیر من الید السفلی والید العلیا ھی المنفقۃ والید السفلی ھی السائلۃ اونچا ہاتھ نیچے ہاتھ سے بہتر ہے اور دینے والا ہاتھ اونچا ہے اور مانگنے والا نیچا اخرجہ الشیخان وغیرھما عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از پنجاب۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رنڈیوں اور ڈومنیوں کے یہاں مزدوری کرکے رزق کمانا جائز ہے یا نہیں اگر نہیں جائز تو نصارٰی کی نوکری کیوں جائز ہے اگر نہیں جائز تو لوگ اس روپیہ سے مساجد و مدارس میں چندہ کیوں دیتے ہیں۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

اصل مزدوری اگر کسی فعل ناجائز پر ہو سب کے یہاں ناجائز اور جائز پر ہو تو سب کے یہاں جائز اس امر میں رنڈیاں اور غیر رنڈیاں نصارٰی و ہنود وغیرہم سب برابر ہیں کلام اس میں ہے کہ اگر اُن کے یہاں کسی فعل جائز پر مزدوری کی تو آیا زرِ اُجرت اُن کے مال سے لینا روا اور وہ اکل حلال ہوگا یا نہیں اس کا حکم یہ ہے کہ رنڈیوں کو جو مال گانے ناچنے یا معاذ اللہ زنا کی اُجرت میں ملتا ہے اُن کے لئے حرام ہے وہ ہرگز اُس کی مالک نہیں ہوتیں وہ اُن کے ہاتھ میں مال مغصوب کا حکم رکھتا ہے نہ اُنھیں خود اُس کا اپنے صرف میں لانا جائز نہ دوسرے کو وہ مال بعینہٖ اپنے قرض خواہ کسی چیز کی قیمت خواہ مزدوری کی اُجرت میں خواہ ویسے ہی بلا معاوضہ بطور ہدیہ خواہ صدقہ خواہ کسی طرح لینا روا ہوسکے بلکہ فرض ہے کہ جن جن سے لیا ہے اُنھیں کو پھیر دیں فی کراھیۃ الھندیۃ عن المحیط عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی فی کسب المغنیۃ ان قضی بہ دین لم یکن لصاحب الدین ان یاخذہ اھ۔ و فی حظر رد المحتار عن الشغناقی عن بعض المشائخ کسب المغنیۃ کالمغصوب لم یحل اخذہ اھ اسی طرح اُن کے آشنا جو مال بطور تحفہ و ہدیہ اُن کے راضی رکھنے یا اُن کا دل اپنی طرف مائل کرنے کو دے آتے ہیں اگرچہ اُس وقت خالی ملاقات کو جائیں اور زنا یا غنا کچھ مقصود نہ رکھیں اُس کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ رشوت ہے اور رنڈیاں اُس کی مالک نہیں ہوجاتیں اُس کا واپس دینا بھی واجب ہے فی الحاشیۃ الطحطاویۃ علی الدر المختار آخرا عن القنیۃ مقرا علیہ ما یدفعہ المتعاشقان رشوۃ یجب ردھا ولا تملک اھ اگر لینے والے کو معلوم ہوگا کہ یہ مال بعینہٖ وہی ہے انھوں نے گانے ناچنے زنا کی اُجرت یا آشناؤں سے تحفہ ہدیہ رشوت میں پایا ہے تو اُسے لینا ہرگز روا نہیں اور وہ مال جو اُنھیں گانے ناچ مجلے میں انعام بلا شرط یعنی اُجرت مقررہ سے زیادہ ملتا ہے اُن کے حق میں حکم ہبہ کا رکھتا ہے کہ وہ عقد اجارہ باطلہ جو ان افعال محرمہ پر ہوا یہ مال اُس کے تحت میں داخل نہیں بلکہ بہت لوگ بطور خوشنودی کچھ اپنی ناموری کے خیال سے بعض جاہل یہ سمجھ کر کہ ایسے مقامات پر انعام دینا شانِ ریاست ہے دیا کرتے ہیں تو وہ اس مال کی مالک ہوگئیں اسی طرح ڈومنیوں کو جو بیل ملتی ہے اُس کا بھی یہی حکم ہے فی الخانیۃ الرجل اذا کان مطربا مغنیا ان اعطی بغیر شرط قالوا یباح وان کان یاخذہ علی شرط رد المال علی صاحبہ ان کان یعرفہ وان لم یعرفہ یتصدق بہ اھ **قلت** والمسئلۃ منقولۃ عن محرر المذہب اثرھا فی الھندیۃ عن المنتقی عن ابراھیم عن محمد وعنھا نقل فی رد المحتار وقال ومثلہ فی المواھب **اقول** مگر اس قدر تفرقہ ضرور ہے کہ اگر دینے والے نے یہ مال حسبِ دستور فی الواقع انعام یا بیل کے طور پر دیا تو ہبہ ٹھہرے گا اور اگر اصل مقصود آشنائی بڑھانا اور اپنی طرف لبھانا ہے تو بیشک رشوت قرار پائے گا اور اُسی حکم مغصوب میں داخل ہوجائے گا فانما الامور بمقاصدھا و انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی اور یہ فرق ملاحظہ قرائن سے معلوم ہوسکتا ہے اسی لیے مسموع ہوں ہے کہ رنڈی ڈومنی سے معاذ اللہ جس شخص کو آشنائی ہوتی ہے وہ بلا وجہ بھی حسبِ مقدرت انعام کثیر اور جلد جلد بیل دیتا ہے۔ یوں ہی بعض دیہات کی رسم سُنی گئی ہے کہ نیوتے والے جو بیل رنڈی کو دیتے ہیں صاحبِ خانہ کا قرض سمجھ کر دیا جاتا ہے اور وہ اس اُجرت مقررہ میں مجرا لیتا ہے تو یہ بیل درحقیقت بیل نہیں بلکہ وہی اُجرت ہے اور مغصوب میں داخل لان المعہود عرفا کالمذکور لفظا غرض ان صورتوں سے پاک ہو تو بیشک انعام اور بیل کا روپیہ اُن کی ملک خاص ہے اور اُنھیں خود اُس سے انتفاع اور دوسرے کو اُس میں سے دینا جائز ہے اس لینے والے کو اگر معلوم ہو کہ مثلاً زرِ اُجرت جو اس نے دیا وہ خاص اس مال حلال سے تھا تو اُس کے لینے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح اگر رنڈی کسی سے قرض لے کر اس کی اُجرت دے تو بھی لینا جائز اب چاہے وہ اپنا قرض کسی مال سے ادا کرتی رہے فی الخلاصۃ الحیلۃ فی ھذہ المسائل ان یشتری نسیئۃ ثم ینقد ثمنہ من ای مال شاء وقال ابو یوسف سألت ابا حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن الحیلۃ فی مثل ھذا فاجابنی بما ذکرنا اھ **قلت** وسیاتی سند آخر ...... اور اگر رنڈی مال حرام بعینہٖ نہ دے بلکہ اُس مال سے کوئی شے مثلاً غلّہ یا کپڑا خرید کر دینا چاہے تو اس کی دو صورتیں ہیں اوّل یہ کہ خریدنے میں نقد و عقد دونوں اُس مال حرام پر مجتمع ہوئے یعنی رنڈی نے اپنا حرام روپیہ بائع کے سامنے ڈال دیا کہ فلاں چیز دیدے اُس نے دے دی یا حرام روپیہ دکھا کر کہا اس کے عوض دے دے اُس نے دی اس نے یہی زرِ حرام قیمت میں دیا اس صورت میں جو کچھ رنڈی نے خریدا وہ بھی مثل اُس روپے کے حرام رہا دوم یہ کہ نقد و عقد کا زرِ حرام پر اجتماع نہ ہو کسی

رنڈی نے نہ روپیہ پہلے سے دیا نہ دکھایا بلکہ یوں ہی کہا کہ ایک روپیہ کی یہ چیز دیدے اُس نے دیدی اس نے قیمت میں زرِ حرام دیا یا حلال روپیہ دکھا کر مانگی پھر دیا حرام یا حرام دکھا کر طلب کی پھر دیا حلال کہ وجہیں اولین میں حرام پر عقد اور ثالث میں اُس کا نقد نہ ہوا اس صورت دوم پر جو چیز رنڈی نے خریدی بہتر تو اُس کا بھی نہ لینا ہے لان کثیرا من مشائخنا ذھبوا الی تحریمہ الابدالی مطلقا فیما کان الخبث فیہ لعدم الملک پھر بھی اگر لے لیگا تو رنڈی اپنے افعال پر ماخوذ ہے یہ خریدی ہوئی چیز نہ اُس کے حق میں حرام کہی جائے گی نہ اس لینے والے کے حق میں لان جمہور ائمتنا المتاخرین افتوا بقول الامام الکرخی المفصل بالتفصیل المذکور رفقا بالمسلمین نظرا الی حال ھذا الزمان الفاشی فیہ الحرام بل منھم من زعم حل الابدالی مطلقا فیما لایتعین بالتعیین فی ردالمحتار عن التتارخانیۃ والولوالجیۃ الفتوی الیوم علی قول الکرخی دفعا للحرج لکثرۃ الحرام قال وعلی ھذا مشی المصنف فی کتاب الغصب تبعا للدرر وغیرھا اھ وفی فتاوی الامام فخر الدین قاضی خان اما الذی اشتراہ بالثمن اذا لم یکن اشتراءً مضافا الی الغصب فظاھر اما الذی اشتراہ بالثمن ولضاف العقد الیہ فالعقد لم یقع علی الثمن المشار الیہ فلا یتمکن الخبث فی المبیع اھ **اقول** وھھنا تحقیق و ابحاث وھم یعرف بالمراجعۃ الی رسالتنا فی اکل الحلال والحرام التی انا فی تالیفھا وترصیفھا فی ھذہ الایام واذا تمت فارجو ان تکون نافعۃ مبارکۃ ان شاء اللہ تعالی

اور اگر معلوم ہو کہ یہ مال جو وہ مثلاً اُجرت میں دیتی ہے اگرچہ عین حرام نہیں مگر اس میں مال حلال وحرام اس طرح سے ملے ہوئے ہیں کہ تمیز نہیں ہوسکتی یا ہو تو بدقت تمام ہو مثلاً رنڈی کے پاس دس روپیہ ناپاک کمائی کے تھے اور پانچ انعام یا قرض یا زراعت وغیرہ یا کسی وجہ حلال کے اور اُس نے وہ سب ملادیئے اور شناخت نہیں کہ وہ دس کون سے تھے اور یہ پانچ کون سے تو اس صورت میں جس قدر مال وجہ حلال سے تھا مثلاً مثال مذکور میں پانچ روپیہ اس قدر لینا تو بلاشبہہ جائز ہے فی الفتاوی العالمگیریۃ عن التتارخانیۃ عن الامام محمد غصب عشرۃ دنانیر فالقی فیھا دینارا ثم اعطی منہ رجلا دینارا جاز ثم دینارا آخر لا اھ اور اُس سے زائد مثلاً صورت مفروضہ میں چھٹا روپیہ لینے سے احتراز کرے کہ مذہب صاحبین پر حرام محض ہے اور عامہ محققین نے اسی پر فتوی دیا اور بربنا مذہب امام مکروہ ہونا چاہئے تو ایسے امر میں کیوں پڑے جس کا ادنٰی درجہ کراہت اور اکثر اکابر کے طور پر حرام فی فتاوی قاضی خان ناقلا عن الامام ابی بکر البلخی قیل لہ لو ان فقیرا یاخذہ مع علمہ ان السلطان یاخذھا غصبا یحل لہ ذلک قال ان کان السلطان خلط الدراھم بعضھا ببعض فانہ لاباس بہ وان دفع عین الغصب من غیر خلط لم یجز اخذہ قال الفقیہ ابو اللیث ھذا الجواب یستقیم علی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی لان عندہ اذا غصب الدراھم من قوم وخلط بعضھا ببعض یملکھا الغاصب اما علی قول ابی یوسف و محمد فانہ لایملکھا وتکون علی ملک صاحبھا **اقول** واما الکراھۃ علی مذھب الامام فلانہ وان ملکہ بسبب خبیث والتصدق واجب علیہ وفی ھذا اعراض عنہ قال الامام شمس الائمۃ السرخسی فی شرح السیر الکبیر المشتری فاسدا اذا ارادبیع المشتری بعد القبض یکرہ شراؤہ منہ اھ قال الشامی لحصولہ للبائع بسبب حرام ولان فیہ اعراضا عن الفسخ الواجب اھ وایضاح المقام مفوض الی رسالتنا المذکورۃ اور اگر رنڈی نے ایک مال حرام کو دوسرے حرام سے خلط کیا مثلاً ناچ کی اُجرت میں اُس نے دس روپیہ زید سے پائے تھے اور دس عمرو سے یہ سب ملادیئے تو اس میں سے ایک روپیہ بھی لینا نہ چاہیے کہ وہ سب وجہ حرام سے ہے جو کچھ لے گا صاحبین حرام بتائیں گے اور امام کے قول پر مکروہ ہونا چاہیے ولوجہ ماذکرنا انما کعین المغصوب عندھما وکالمشتری فاسدا عندہ ہاں اگر اس قسم کے روپیہ سے کوئی چیز مثلاً ناج یا کپڑا خرید کردے تو اس مزدور کو اُس شے کا لینا امام کے طور پر بالاتفاق حرام نہیں اور بربنائے مذہب صاحبین اُسی تفصیل پر رہے گا جو خریدی ہوئی چیز کے بارے میں اوپر گزری **اقول** وذلک لان الملک ثابت عندہ بالخلط ولو خبیثا فلا یعمل فیما لایتعین کالدراھم واما عندھما فالخبث لعدم الملک فیعمل فی الصفتین جمیعا علی الاطلاق کما اختیار کثیر من المشائخ فلا یحل المشتری مطلقا وخالف جماعۃ فقالوا یحل المشتری بالدراھم مطلقا وقال الکرخی الا اذا عقد علیھا ونقد ھھنا وبہ افتی جمہور المتاخرین کما مر والتفصیل محمول علی الرسالۃ یہ سب صورتیں اُس وقت تھیں جب اسے اُس مال کا حال معلوم ہو جو اس کی مزدوری میں دیا جاتا ہے کہ خاص مال رنڈی کے پاس کہاں سے آیا ہے اور اُس تک کیونکر پہنچا ہے آیا عین حرام میں سے ہے یا خالص حلال سے یا دونوں مخلوط ہیں یا مال حرام سے خریدا ہوا ہے یا کیا حال ہے اور اگر یہ کچھ نہیں کہہ سکتا نہ اسے کچھ خبر کہ خاص مال جو اسے دیا جاتا ہے کس قسم کا ہے تو اس صورت میں فتوٰی جواز ہے کہ اصل حلت ہے جب تک خاص اس مال کی حرمت نہ ظاہر ہو لینے سے منع نہ کریں گے فی الھندیۃ عن الظہیریۃ عن الامام الفقیہ ابی اللیث اختلف الناس فی اخذ الجائزۃ من السلطان قال بعضھم یجوز مالم یعلم انہ یعطیہ من حرام قال محمد رحمہ اللہ تعالی وبہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی واصحابہ اھ وفی فتاوی الامام قاضی خان رجل دخل علی

سلطان فقدم علیہ شیئ من الماکولات قالوا ان اکل غصبا لاباس بہ اشتراہ بالثمن اولم یشتر الاان ھذا الرجل ان کان یعلم انہ غصب بعینہ فانہ لایحل لہ ان یاکل من ذلک اھ وفیھا ان لم یعلم الاخذ انہ من مالہ او من مال غیرہ فھو حلال حتی یتبین انہ حرام اھ وفی ردالمحتار عن الذخیرۃ سئل ابوجعفر عمن اکتسب مالہ من امر السلطان والغرامات المحرمۃ وغیرذلک ھل یحل لمن عرف ذلک ان یاکل من طعامہ قال احب الی فی دینہ ان لایاکل ویسعہ حکما ان لم یکن غصبا اورشوۃ اھ وھکذا فی الھندیۃ عن المحیط عن الفقیہ ابی جعفر وفی حاشیۃ السیدی الحموی علی الاشباہ من قاعدۃ اذا اجتمع الحلال و الحرام غلب الحرام وکون الغالب فی السوق الحرام لایستلزم کون المشتری حراما لجواز کونہ من الحلال المغلوب الاصل الحل اھ۔ علما فرماتے ہیں ہمارا زمانہ شبہات کے بچنے کا نہیں یقینی اکل حلال خالص آجکل حکم عنقا کا رکھتا ہے غنیمت ہے کہ آدمی آنکھوں دیکھے حرام سے بچ جائے فی الخانیۃ لایخ ذلک عن نوع شبھۃ اھ انھم قالوا لیس زماننا زمان الشبھات فعلی المسلم ان یتقی الحرام المعاین اھ وفی الباب الخامس والعشرین من کراھۃ العلمگیریۃ عن جواھر الفتاوی فی الجملۃ ان طلب الحلال من ھذہ البلاد صعب وقد قال بعض مشائخنا علیک بترک الحرام المحض فی ھذا الزمان فانک لاتجد شیئا لاشبھۃ فیہ اھ مگر تاہم یہ حکم ظاہر کا ہے دیانۃً اگر معلوم ہو کہ اُس کا مال اکثر وجہ حرام سے ہے تو متقی کا کام اُس سے بچنا ہے جب تک ظاہر نہ ہو کہ یہ خاص مال جو اُس کے صرف میں آئے گا وجہ حلال سے ہے آدمی کو حظوظ نفس کی وسعتیں خراب کرتی ہیں حق سبحانہ، تعالٰی نے جب انسان کو بحکم الدنیا خضرۃ حلوۃ اس سبزہ زار شہد نما زہر فروش یعنی دُنیا میں بھیجا بمحض رحمت ازلی اُس کے قاتل زہر کو الگ چھن کر حد مقرر فرمادی اور نواہی شرعیہ عام منادی سُنادی کہ او غافل بکریو اس احاطہ کے اندر نہ چرنا تمہارا دشمن بھیڑیا کہ عبارت شیطان سے ہے اسی جنگل میں رہتا ہے یہاں کی گھاس اس وقت کی نظر میں تمہیں ہری ہری دوب لہکتی لہلہاتی نظر آتی ہے مگر خبردار اس میں بالکل زہر بھرا ہے اب اس مرغزار کی گھانس تین قسم کی ہوگئی کچھ سب کو معلوم ہے کہ اُسی قطعہ کی ہے جس میں زہر ہے اور کچھ اُس ٹکڑے سے بہت دور ہے جسے ہم یقینی اپنے حق میں نافع یا ضرر سے خالی جانتے ہیں اور جو کچھ اُس پہلے خطہ کے آس پاس رہ گئی اُس میں شبہہ ہے کیا جانئے شاید اُس میں کی ہو وذلک قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الحلال بین والحرام بین و ما بینھما مشتبھات لایعلمھن کثیر من الناس تو ہم میں جن کو اپنی جان پیاری اور ہوش و خرد کی پاسداری تھی اُنھوں نے تو اُس تختہ کی اور کوسوں کا طرار اُبھرا اور بھولی بھیڑیں اپنی ناداتی سے یہی کہتی رہیں کہ ابھی تو وہ ٹکڑا نہیں آیا ہے ابھی تو دور معلوم ہوتا ہے یہاں تک کہ خاص اُس خطہ میں جا پڑیں اور زہر کی گھانس نے کام تمام کیا۔ آدمی کو اگر پلاؤ کی رکابی دی جائے اور کہدیں کہ اس کے خاص وسط میں روپیہ بھر جگہ کے قریب سنکھیا پسی ہوئی ملی ہے ڈرتے ڈرتے کناروں سے کھائے گا اور بجائے ایک روپیہ کے چار روپیہ کی جگہ چھوڑ دے گا کاش ایسی احتیاط جو اپنے بدن کی محافظت میں کرتا ہے قلب کی نگاہداشت میں بجالاتا۔ اے عزیز بادشاہوں کا قاعدہ ہے ایک چراگاہ محصور کر لیتے ہیں کہ رعایا اُس میں نہ چرانے پائیں عربی میں اوسے حمی کہتے ہیں خُدا و رسول کی سچی سلطنت قاہر بادشاہت میں اُنکی محرمات شرعیہ ہیں جسے اپنے دین و آبرو کا خیال ہے شبہات سے بچے گا کہ مبادا آس پاس چراتے چراتے خاص حمی میں جا پڑے اور جو نہیں مانتے تو قریب ہے کہ اونھیں ایک دن یہ واقعہ پیش آجائے یہ مثال جو میں نے بیان کی کچھ میری ایجاد نہیں بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمائی کما اخرجہ البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ عن النعمان بن بشیر والطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین بلکہ بعض علما نے تو درصورت غلبہ حرام رخصت ہی نہ دی اور عدم جواز کی تصریح فرمائی یعنی جب دینے والے کا اکثر مال وجہ حرام سے ہے تو اوس کے مال سے کچھ لینا جائز نہیں جب تک اس خاص چیز کا وجہ حلال سے آنا ظاہر نہ ہوجائے ففی الھندیۃ عن المختار شرح الاختیار لایجوز قبول ھدیۃ امراء الجور لان الغالب فی مالھم الحرمۃ الخ وفیھا ایضا فی فتاوی اھل سمرقند رجل دخل علی السلطان فقدم الیہ شیئ ماکول فان اشتراہ بالثمن اولم یشتری ذلک ولکن ھذا الرجل لایعلم انہ مغصوب بعینہ حل لہ اکلہ ھکذا ذکروا والصحیح انہ ینظر الی مال سلطان و بین الحکم علیہ ھکذا فی الذخیرۃ اھ مافی الھندیۃ **قلت** لکن تصحیح الذخیرۃ لایعارض قول محرر المذھب محمد بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ وھو قول ابی حنیفۃ واصحابہ کما مر نقلہ عن فتاوی الامام الاجل ظھیرالدین المرغینانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیھم اجمعین الی یوم الدین ہاں ازالہ شبہہ کے لئے اتنا بھی کافی ہے کہ جب صاحب مال رنڈی یا ڈوم ہے خود بیان کریں کہ یہ مال ہمارے پاس وجہ حلال سے ہے ہمیں انعام ملا یا ہم نے قرض لیا یا مثلاً بذریعہ زراعت وغیرہا وجوہ حلال سے حاصل کیا اگر اس شخص کو اون کے بیان میں فرق ظاہر نہ ہو تو اب سے لینے میں کسی طرح حرج نہیں فی العالمگیریۃ عن الینابیع اھدی الی رجل شیئا و اضافہ ان کان غالب مالہ من الحلال فلا باس الا ان یعلم بانہ حرام فان کان الغالب الحرام ینبغی ان لایقبل

الھدیۃ ولا یاکل الطعام الا ان یخبرہ انہ حلال ورثہ او استقرضہ من رجل اھ وفیھا عن التمرتاشی لایجیب من کان غالب مالہ من حرام مالم یخبرانہ حلال و بالعکس مالم یتبین عندہ انہ حرام اھ وفیھا عن الملتقط اٰکل الربوا وکاسب حرام اھدی الیہ واضافہ وغالب مالہ حرام لایقبل ولا یاکل مالم یخبرہ ان ذلک المال اصلہ حلال ورثہ او استقرضہ وان کان غالب مالہ حلالا لاباس بقبول ھدیۃ والاکل منہ اھ **اقول** وبمثلہ فی الخانیۃ عن الامام الناطفی وعللہ بان اموال الناس لاتخلو عن قلیل حرام فیعتبر الغالب اھ ھذا واما ماذکرت من التقیید بان لایظھر عندہ کذب ماقال فیعرف بالمراجعۃ الی مافی العلمگیریۃ وغیرھا من تفاصیل الاحکام فی قبول خبر الواحد فارجع واعرف وسنوضحہ فی الرسالۃ ان شاء اللہ تعالٰی۔

بالجملہ جسے اپنے دین و تقوٰی کا کامل پاس ہو وہ غلبہ حرام کی صورت میں احتراز ہی کرے جب تک خاص اوس شی کی حلت کا پتہ نہ چلے ورنہ فتوی تو جواز ہی ہے تاوقتیکہ بالخصوص اس چیز کی حرمت پر دلیل کافی نہ ملے اور یہ **ساری تفصیل** جو ابتداء سے اب تک ہم نے بیان کی کچھ رنڈیوں یا ڈومنیوں ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ ہوں یا ان کا غیر حامد ہو یا محمود مسلمان ہوں یا ہنود نصارٰی ہوں یا یہود سب کو عام ہے جو اس قدر سمجھ سکتا ہے کہ نوکریوں اور پیشوں میں کون کون جائز ہے اور کیا ناجائز اور کس کس طریقہ کا مال حلال ہوتا ہے کس کس کا پھر ہمارے اس فتوی کو پیش نگاہ رکھے گا وہ ہر جگہ حکم شرع نکال سکتا ہے کہ کس کے مال کا کیا حکم ہے اور اوس سے معاملہ کہاں تک روا ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ بہت لوگ جن کا مال وجہ حرام سے ہے مثلاً ایک اون میں رنڈیاں ہیں۔ مساجد و مدارس وغیرہا امور خیر میں اپنا مال کیوں صرف کرتی ہیں یہ اون کا فعل ہے شرع پر کیا الزام ہاں اون میں جن کا مال حلال اور نیت صحیح ہے قابل قبول اونھیں کا عمل ہے ورنہ اللہ عزوجل جلالہ پاک بے نیاز ہے ان اللہ طیب لایقبل الا الطیب اللّٰھم کما ختمت فتوی ھذہ علی لفظ طیب من لفظ طیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاختم لی اعمالی واقوالی واحوالی جمیعا بطیب انک انت الطیب ولا طیب الا من طیب ھذا دعائی لی وللمؤمنین الطیب صلوۃ علی اطیب الاطیبین وعلی اٰلہ واصحابہ الطیبین الطاھرین وقد فصلنا القول بحمد اللہ بحیث لایوجد من غیرنا ان شاء اللہ فاغتنم ھذا التحریر الفرید والتحقیق المفید واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم والحمد للہ علی ما الھم وعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ زید کہتا ہے کہ معانقہ ہر وقت میں حرام اور مصافحہ کرنا مسنون۔ عمرو کہتا ہے کہ معانقہ کرنا وقت آمد و رفت سفر اور روز عید اور ہنگام خوشی اور خصوصاً معانقہ کرنا ایک دلیل قوی بنا بر افزونی اخلاص و محبت مابین اہل اسلام سے جب زید معتقد اس امر کا ہے کہ معانقہ حرام اور مصافحہ مسنون آیا زید مرتکب گناہ صغیرہ کا ہے یا گناہ کبیرہ کا پس جس شخص پر گناہ کبیرہ عاید ہوا یا صغیرہ تو اوس پر توبہ جلسہ عام میں لازم آئی یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب

کپڑوں کے اوپر معانقہ جہاں خوف فتنہ شہوت نہ ہو بلاریب مشروع ہے اوس کے جواز پر تمام ائمہ مجتہدین کا اجماع اور سفر و غیر سفر میں بشرائط مذکورہ مطلقاً جائز تخصیص سفر کی حدیث و فقہ سے ثابت نہیں نہ کہ استغفر اللہ مطلقاً حرام ہو ابوجعفر عقیلی حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں قال سئلت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المعانقۃ فقال تحیۃ الامم وصالح ودھم وان اول من عانق خلیل اللہ ابراھیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے معانقہ کا مسئلہ دریافت کیا ارشاد فرمایا تحیت ہے اُمتوں کی اور اچھی دوستی ہے اون کی اور بیشک پہلے جس نے معانقہ کیا اللہ کے خلیل ابراہیم ہیں علیہ الصلوۃ والسلام۔ اس حدیث میں صریح تائید ہے عمرو کے قول کی کہ معانقہ ایک دلیل قوی ہے افزونی محبت پر شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں اما معانقہ اگر خوف فتنہ نباشد مشروع است خصوصاً نزد قدوم از سفر الخ درمختار میں ہے وکرہ تحریما تقبیل الرجل ومعانقتہ فی ازار واحد وقال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی لاباس بالتقبیل والمعانقۃ فی ازار واحد ولو کان علیہ قمیص او جبۃ جاز بلاکراھۃ بالاجماع وصححہ فی الھدایۃ وعلیہ المتون انتہی ملخصا اور ایسا ہی شیخ محقق نے کافی سے نقل کیا حیث قال وگفتہ اند کہ خلاف درجائیست کہ برہنہ تن باشند اما باقمیص وجبۃ لاباس بہ بالاجماع وھو الصحیح کذا فی الکافی البتہ اگر دونوں ننگے بدن ہوں تو اس صورت کو بعض روایات میں مکروہ کہا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک یوں بھی کچھ حرج نہیں بیشک جہاں خوف فتنہ ہو مثلاً عورت یا امرد خوبصورت سے معانقہ کرنا خصوصاً جبکہ بنظر شہوت ہو تو اس صورت کی کراہت وعدم جواز میں کسی کو کلام نہیں شرح وقایہ کی کتاب الکراہیۃ میں ہے م۔ وکرہ تقبیل الرجل وعناقہ فی ازار واحد وجاز مع قمیص ومصافحتہ ش عطف

علی الضمیر فی جانہ ھذا عند ابی حنیفۃ و محمد رحمھما اللہ تعالٰی وقال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی لاباس بھا فی ازار واحد واما مع القمیص فلا باس بالاجماع والخلاف فیما یکون للمحبۃ واما بالشھوۃ فلا شك فی الحرمۃ اجماعا انتہی جن روایتوں میں معانقہ سے نہی آئی ہے اون میں جمع بین الاحادیث یہی صورت مقصود امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے کہ اہل سنت کے پیشوا ہیں اس معنی کی تصریح فرمائی کما ذکرہ الشیخ المحقق فی شرح مشکوۃ سو اس صورت میں مصافحہ بھی نادرست ہے کما لایخفی۔ احادیث کثیرہ میں وارد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کرام سے بارہا بحالت سفر اور بلاسفر معانقہ فرمایا اور اوسے جائز رکھا صحیح ترمذی میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے جب زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مدینہ شریف میں آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اون سے معانقہ کیا اور بوسہ دیا عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا قالت قدم زید بن حارثۃ المدینۃ ورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی بیتی فاتاہ فقرع الباب فقام الیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عریانا یجر ثوبہ واللہ ما رأیتہ عریانا قبلہ ولابعدہ فاعتنقہ و قبلہ سنن ابو داود اور بیہقی میں شعبی سے مروی ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو گلے لگایا اور بوسہ دیا عن الشعبی ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تلقی جعفر بن ابی طالب فالتزمہ وقبلہ بین عینیہ امام احمد و ابو داؤد و نسائی وغیرہم بُہیّہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی کہ اون کے والد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اذن لے کر قمیص مبارک کے اندر اپنا سر لے گئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گلے لگا کر بوسہ دینا شروع کیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا چیز روکنا جائز نہیں فرمایا پانی عن امرأۃ یقال لھا بھیۃ عن ابیھا قالت استأذن ابی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فدخل بینہ وبین قمیصہ فجعل یقبل ویلتزم ثم قال یا نبی اللہ ما الشیئ الذی لا یحل منعہ قال الماء الحدیث امام ابو القاسم سلیمٰن بن احمد طبرانی جناب ہالہ بن ابی ہالہ فرزند ارجمند حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی وہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور آرام فرماتے تھے ان کی آواز سن کر جاگے اور انھیں سینہ اقدس سے لگایا اور بغایت محبت فرمایا ہالہ ہالہ ہالہ عن ھالۃ بن ابی ھالۃ انہ دخل علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو راقد فاستیقظ فضم ھالۃ الی صدرہ وقال ھالۃ ھالۃ ھالۃ طبرانی معجم کبیر اور ابن شاہین کتاب السنۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے ایک غدیر میں تشریف لے گئے پھر فرمایا ہر شخص اپنے اپنے یار کی طرف پیرے اور خود حضور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف پیر گئے اور اونھیں گلے لگا کر فرمایا یہ میرا یار ہے عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما قال دخل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واصحابہ غدیرا فقال لیسبح کل رجل الی صاحبہ فسبح کل رجل منھم الی صاحبہ حتی بقی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ فسبح رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ حتی اعتنقہ فقال لوکنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکنہ صاحبی ظاہر ہے کہ یہاں سفر سے آنا جانا بھی نہ تھا اور سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کرتہ اوٹھانے کو عرض کیا حضور نے اپنے بدن اقدس سے کرتہ اوٹھا دیا وہ حضور کو لپٹ گئے اور تہیگاہ اقدس پر بوسہ دیا اور حضور نے منع نہ فرمایا عن اُسید بن حضیر رجل من الانصار قال بینما ھو یحدث القوم وکان فیہ مزاح بینا یضحکھم فطعنہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی خاصرتہ بعود فقال اصبرنی قال اصطبر قال ان علیك قمیصا فرفع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن قمیصہ فاحتضنہ وجعل یقبل کشحہ فقال انما اردت ھذا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امام ابو یعلی احمد یعلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں ایک بار حسن وحسین رضی اللہ تعالٰی عنہما دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس آئے حضور نے اپنے بدن اقدس سے چپٹا لیا عن یعلی قال ان حسنا وحسینا رضی اللہ تعالٰی عنھما استبقا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فضمھما الیہ ابو داؤد اپنے سنن میں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ملتا حضور مجھ سے مصافحہ فرماتے ایک دن میرے بلانے کو آدمی بھیجا میں گھر میں نہ تھا جب آیا خبر پائی حاضر ہوا حضور نے مجھے اپنے بدن سے لپٹا لیا عن ایوب بن بشیر عن رجل من عنزۃ انہ قال قلت لابی ذر ھل کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یصافحکم اذا لقیتموہ قال مالقیتہ قط الا صافحنی وبعث الیّ ذات یوم ولم اکن فی اھلی فلما جئت اخبرت بہ وھو علی سریر فالتزمنی فکانت تلك اجود اجود مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں حافظ خطیب بغدادی از جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت میکند کہ روزی نزد آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاضر بودیم ارشاد فرمودند کہ حالا شخصے می آید کہ حق تعالٰی بعد ازیں کسے را بہتر ازو پیدا نہ کردہ است وشفاعت او روز قیامت مثل شفاعت پیغمبران باشد جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ گفتہ

کہ مہلتی نگذشتہ بود کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف آوردند پس آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برخاستند و بر پیشانی ایشاں بوسہ دادند و در کنار کردند و ساعتے انسیت حاصل کردند۔ یہ سب صورتیں معانقہ بے سفر کی ہیں اور شیخ محقق ترجمہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں سیوطی در جمع الجوامع از مصعب بن عبداللہ آوردہ کہ چوں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی جہل را دید بایستاد و بجانب او رفت و اعتناق کرد و فرمود مرحبا بالراکب المهاجر۔ **بالجملہ** احادیث اس بارے میں بکثرت وارد اور فقہا کا قول سُن ہی چکا کہ بے خوف فتنہ کپڑوں کے اوپر معانقہ بالاجماع بلاکراہت جائز ہے تو قول زید کہ معانقہ کرنا ہر وقت میں حرام ہے محض غلط و باطل ہے اور شریعت مطہرہ پر کھلا افتراء وہ اپنے اس قول میں صحیح حدیثوں کو جھٹلاتا اور اجماع ائمہ کا خرق کرتا ہے اگر سچا ہے تو حدیث و فقہ سے اپنا دعویٰ علی الاطلاق ثابت کردے ورنہ خدا و رسول پر بہتان کرنے کا اقرار کرے اور جب معانقہ بشرائط مذکورہ بالاتخصیص وقت و حال حدیث و فقہ سے مشروع ٹھہرا تو جس وقت و جس زمانہ میں کیا جائے گا مشروع ہی رہے گا اور مجرد خصوصیت وقت باعث حرمت نہ ہوجائے گی بس وہ معانقہ جو بعد نماز عید ہمارے زمانہ میں رائج ہے بشرائط مسطورہ بالاشبہ مشروع و جائز ہے اصل اوس کی احادیث و اجماع سے ثابت گو تخصیص اوس وقت کی قرون ثلثہ میں نہ پائی جائے کما صرح بمثل ذلك الامام العلامۃ النووی فی الاذکار والفاضل علاؤ الدین فی الدر المختار وغیرهما فی غیرهما اور جو گناہ علانیہ کیا ہو اوس کی توبہ بھی علانیہ چاہئے اور پوشیدہ کی پوشیدہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مسئلہ از ریاست بھوپال ۱۳۰۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہر بھوپال میں کچھ فرانسیسی کفار رہتے ہیں بعض اہل اسلام بے تکلف ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں یہ فعل شرعاً کیسا ہے اور یہ مسلمان اگر منع کیے سے نہ مانیں اور باقی مسلمان اس وجہ سے ان کے ساتھ کھانے سے احتراز کریں تو بجا ہے یا بے جا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بیشک کفار سے ایسی مخالطت اور اون کے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ ہونے سے بہت ضرور احتراز کرنا چاہئے خصوصاً جہاں اسلام ضعیف ہو شرع مطہر سے بہت دلائل اس پر قائم جن کے بعض کہ اس وقت کی نظر میں ذہن فقیر میں مستحضر ہوئے مذکور ہوتے ہیں **اوّل** قال اللہ عزوجل وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اور اگر شیطان تجھے بھلادے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو اور کافر سے بڑھ کر ظالم کون ہے قال اللہ جل جلالہ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ ۝ اوس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے خدا پر جھوٹ باندھا اور سچ کو جھٹلایا جب وہ اوس کے پاس آیا کیا نہیں ہے دوزخ میں کافروں کا ٹھکانا جب کافر حد درجہ کا ظالم ہوا اور ظالم کے پاس بیٹھنے سے منع فرمایا تو شیر و شکر و ہمکاسہ ہونا تو اور بدتر ہے **دوم** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من جامع المشرك وسكن معه فانه مثله جو مشرک سے یکجا ہو اور اوس کے ساتھ رہے وہ اوسی مشرک کی مانند ہے رواہ ابوداؤد عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسناد حسن وعلقه عنه الترمذی **سوم** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا بریئ من كل مسلم مع مشرك لاتراءى ناراهما میں بیزار ہوں اوس مسلمان سے جو مشرکوں کے ساتھ ہو مسلمان اور کافر کی آگ آمنے سامنے نہ ہونا چاہئے (یعنی دوری لازم ہے اور دہ فی النهایۃ قلت والحدیث نحوه عند ابی داؤد والترمذی بسند رجاله ثقات۔ **چہارم** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاتصاحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامك الا تقی صحبت نہ رکھ مگر ایمان والوں سے اور تیرا کھانا نہ کھائیں مگر پرہیزگار رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن حبان والحاكم عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسانید صحاح **پنجم** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما مثل الجليس الصالح وجليس السوء كحامل المسك ونافخ الكير فحامل المسك اما ان یحذیك واما ان تبتاع منه واما ان تجد منه ریحا طیبة ونافخ الكير اما ان یحرق ثیابك واما ان تجد منه ریحا خبیثة نیک ہمنشین اور بدجلیس کی مثال یوں ہے جیسے ایک کے پاس مشک ہے اور دوسرا دھونکنی دھونک رہا ہے مشک والا یا تو تجھے مشک ویسے ہی دے گا یا تو اوس سے مول لے گا اور کچھ نہ سہی تو خوشبو تو آئے گی اور وہ دوسرا یا تیرے کپڑے جلادے گا یا تو اوس سے بدبو پائے گا رواہ الشیخان عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیر ان لم یصبك من سواده اصابك من دخانه یعنی بدوں کی صحبت ایسی ہے جیسے لوہار کی بھٹی کہ کپڑے کالے نہ ہوئے تو دھواں جب بھی پہنچے گا رواہ ابوداؤد والنسائی حاصل یہ ہے کہ اشرار کے پاس بیٹھنے سے آدمی نقصان اوٹھاتا ہے۔ **ششم** حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاك وقرین السوء

فانك بہ تعرف (بُرے مصاحب سے بچ کہ تو اوسی کے ساتھ پہچانا جائے گا) رواہ ابن عساکر عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ یعنی جیسے لوگوں کے پاس آدمی کی نشست و برخاست ہوتی ہے لوگ اوسے ویسا ہی جانتے ہیں **ہفتم** فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعتبروا الصاحب بالصاحب آدمی کو اوس کے ہمنشین پر قیاس کرو رواہ ابن عدی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ **ہشتم** حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتجالسوا اھل القدر ولا تفاتحوھم منکران تقدیر کے پاس نہ بیٹھو نہ اونھیں اپنے پاس بٹھاؤ نہ اون سے سلام کلام کی ابتدا کرو رواہ احمد وابوداؤد والحاکم **نہم** حدیث میں ہے سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ اختارنی واختارلی اصحابا وسیأتی قوم یسبونھم وینتقصونھم فلا تجالسوھم ولاتشاربوھم ولاتؤاکلوھم ولا تناکحوھم بیشک اللہ تعالٰی نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لیے اصحاب واصہار پسند کیے اور قریب ایک قوم آئے گی کہ اونھیں بُرا کہے گی اور اون کی شان گھٹائے گی تم اون کے پاس ست بیٹھنا نہ اون کے ساتھ پانی پینا نہ کھانا کھانا نہ شادی بیاہت کرنا رواہ ابن حبان والعقیلی واللفظ لہ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ جب اہل بدعت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے بُرا کہنے والوں کے لیے یہ حکم ہیں تو اہل کفر اور عیاذا باللہ خدا و رسول کی جناب میں صریح گستاخیاں کرنے والوں کی نسبت کس قدر سخت حکم چاہئے **دہم** حدیث میں ہے سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں تقربوا الی اللہ ببغض اھل المعاصی والقوھم بوجوہ مکفھرۃ والتمسوا رضا اللہ بسخطھم وتقربوا الی اللہ بالتباعد عنھم اللہ تعالٰی کی طرف تقرب کرو اہل معاصی کے بغض سے اور اون سے تُرش روئی کے ساتھ ملو اور اللہ تعالٰی کی رضامندی اون کی خفگی میں ڈھونڈو اور اللہ کی نزدیکی اون کی دوری سے چاہو رواہ ابن شاھین کتاب الافراد عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کافروں سے بڑھ کر اہل معاصی کون ہے جو سراپا معصیت ہیں اور اون کے پاس حسنہ کا نام ہونا محال **یازدہم** تجربہ شاہد کہ ساتھ کھانا مورث محبت و وداد ہوتا ہے اور کفار کی موالات سم قاتل ہے قال اللہ تعالٰی وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ جو تم میں اون سے دوستی رکھے گا اونھیں میں سے شمار کیا جائے گا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں المرء مع من احب آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہے (یعنی حشر میں) رواہ احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی عن انس والشیخان عن ابن مسعود واحمد ومسلم عن جابر والترمذی عن صفوان بن عسال وابوداؤد نحوہ عن ابی ذر وفی الباب عن علی وابی ھریرۃ وابی موسٰی رضی اللہ تعالٰی عنھم اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثلث احلف علیھن وعد منھا لایحب رجل قوما الاجعلہ اللہ معھم میں قسم کھا کر فرماتا ہوں کہ جو شخص کسی قوم سے دوستی کرے گا اللہ تعالٰی اوسے اونھیں کا ساتھی بنائے گا رواہ احمد والنسائی والحاکم والبیھقی عن ام المؤمنین الصدیقہ والطبرانی فی الکبیر وابویعلی عن ابن مسعود وایضا فی الکبیر عن ابی امامۃ وفی الاوسط والصغیر عن امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالٰی عنھم باسانید جیاد ابوقرصافہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث میں ہے حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من احب قوما حشرہ اللہ فی زمرتھم ہر قوم کے دوستوں کو اللہ تعالٰی اونھیں کے گروہ میں اوٹھائے گا رواہ ایضا فی المختارۃ والطبرانی فی الکبیر **دوازدہم** بیشک یہ حرکت مسلمانوں کے لئے موجب نفرت ہوگی اور بلا وجہ شرعی مسلمانوں کو متنفر کرنا جائز نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں بشروا ولاتنفروا دل خوش کرنے والی بات کہو اور نفرت نہ دلاؤ رواہ الائمۃ احمد والبخاری ومسلم والنسائی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ **سیزدہم** اقل درجہ اتنا تو ہے کہ یہ بات سُننے والوں کے کانوں کو خوش نہ آئے گی اور ایسے فعل سے شرع میں ممانعت ہے حدیث میں آیا سید الکونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ایاك ومایسوء الاذن بچ اوس بات سے جو کان کو بُری لگے رواہ احمد عن ابی الغادیۃ والطبرانی فی الکبیر وابن سعد فی الطبقات والعسکری فی الامثال وابن مندۃ فی المعرفۃ والخطیب فی المؤتلف عن امام الغادیۃ وابونعیم فی المعرفۃ عن حبیب بن الحارث رضی اللہ تعالٰی عنھم وعبداللہ بن احمد فی الزوائد والمعرفتان عن العاص بن عمرو الطفاوی مرسلا **چہاردہم** مسلمانوں کے آگے معذرت کی طرف محتاج کرے گی اور عاقل کا کام نہیں کہ ایسی بات کا مرتکب ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں وایاك وکل امر یعتذر منہ اوس بات سے بچ جس میں عذر کرنے کی حاجت پڑے رواہ ایضا والدیلمی بسند حسن عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قلت وفی الباب عن سعد بن ابی وقاص وعن ابی ایوب وعن جابر بن عبداللہ وعن ابن عمر وعن سعد بن عمارۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم کما فصلناہ فی کمال الاکمال **پانزدہم** صحبت قطعًا مؤثر ہے اور طبیعتیں سراقہ اور قلوب متقلب والعیاذ باللہ رب العالمین۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں انما سمی القلب من تقلبہ انما مثل القلب مثل ریشۃ بالفلاۃ تعلقت فی اصل شجرۃ تقلبھا الریاح ظھرا لبطن دل کو قلب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ انقلاب کرتا ہے دل کی کہاوت ایسی ہے جیسے جنگل میں کسی پیڑ کی جڑ سے ایک پر لپٹا ہے کہ ہوائیں اوسے پلٹی دے رہی ہیں کبھی سیدھا کبھی اولٹا رواہ الطبرانی فی الکبیر بسند

حسن عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالی عنہ وھو عند ابن ماجۃ بسند جید مختصرا اسی لیے مولوی معنوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند ✦ صحبت طالح ترا طالح کند ✦ تا توانی دور شو از یار بد ✦ یار بد بدتر بود از مار بد ✦ مار بد تنہا ہمیں بر جاں زند ✦ یار بد بر جان و بر ایماں زند ✦ یہ آفت سب سے اشد ہے والعیاذ باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ بالجملہ بلا ضرورت شرعیہ اس امر کا مرتکب نہ ہوگا مگر دین میں مداہن یا عقل سے مباین۔ سُبحان اللہ کتنے شرم کی بات ہے کہ آدمی کے ماں باپ کو اگر کوئی گالی دے اوس کی صورت دیکھنے کو روادار نہ رہے اور خُدا و رسول کو بُرا کہنے والوں کو ایسا یار غار بنائے انا للہ وانا الیہ راجعون ہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ والناس اجمعین تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اوسے اوس کی اولاد اور ماں باپ اور تمام آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں رواہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجہ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ دلائل کثیر ہیں اور گوش (شنوا) کو اسی قدر کافی پھر جو نہ مانے سنگ دل ہے اور کافر آگ آگ کا ساتھ جو پتھر دے گا وہ خود اتنا گرم ہو جائے گا کہ آدمی کو اوس سے بچنا چاہیے پس اگر اہل اسلام ان لوگوں سے احتراز کریں کچھ بے جا نہ کریں گے واللہ تعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مردوں کو چاندی کا چھلّا ہاتھ یا پاؤں میں پہننا کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

حرام ہے نقد قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی الذھب والفضۃ انھما محرمان علی ذکور امۃ قلت ولا یجوز القیاس علی خاتم الفضۃ لانہ لا یختص بالنساء بخلاف مانحن فیہ فیبقی عنہ الا تری الی مافی ردالمحتار عن شرح النقایۃ انما یجوز التختم بالفضۃ لو علی ھیئۃ خاتم الرجال اما لو لہ فصان او اکثر حرم انتھی ولان الخاتم یکون للتزین وللختم اما ھذا فلا شیئ فیہ الا التزین وقد قال فی الدرالمختار لا یتحلی الرجل بفضۃ الا بخاتم اذا لم یرد بہ التزین اھ ملخصا وفی الکفایۃ قولہ الا بالخاتم ھذا اذا لم یرد بہ التزین انتھی واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد کو چاندی کی انگوٹھی پہننا کیسا ہے اور بے ضرورت مہر اوس کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

مہر کے لیے چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم کی جسے مہر کی ضرورت ہوتی ہو بیلے شبہہ مسنون ہے اور سونے کی یا ایک مثقال سے زیادہ چاندی کی حرام اور پورے مثقال بھر میں روایتیں مختلف اور حدیث سے صریح ممانعت ثابت تو اسی پر عمل چاہیے اور بے ضرورت مہر ایسی انگشتری پہننا مکروہ تنزیہی یعنی بہتر یہ کہ بچے اور یہ اوس صورت میں ہے جبکہ اوس کی ہیئت انگشتری زنانہ سے جُدا ہو ورنہ محض ناجائز جیسے ایک سے زیادہ نگ ہونا کہ یہ صورت عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے فی ردالمحتار التختم سنۃ لمن یحتاج الیہ کما فی الاختیار قال القہستانی وفی الکرمانی نھی الحلوانی بعض تلامذۃ عنہ وقال اذا صرت قاضیا فتختم وفی البستان عن بعض التابعین لا یتختم الا ثلثۃ امیر او کاتب او احمق وظاھرہ انہ یکرہ لغیر ذی حاجۃ لکن قول المصنف افضل کالھدایۃ وغیرھا یفید الجواز وعبر فی الدرر بالاولی وفی الاصلاح باحب فالنھی للتنزیہ الخ وفیہ قولہ ولا یزیدہ علی مثقال قیل ولا یبلغ بہ المثقال ذخیرۃ اقول ویؤیدہ نص الحدیث السابق من قولہ علیہ الصلوۃ والسلام ولا تتمہ مثقالا انتھی وفی الھندیۃ عن المحیط ینبغی ان تکون فضۃ الخاتم المثقال ولا یزاد علیہ وقیل لا یبلغ بہ المثقال وبہ ورد الاثر انتھی وفی الخلاصۃ انما یجوز التختم بالفضۃ اذا کان علی ھیئۃ خاتم الرجال اما اذا کان علی ھیئۃ خاتم النساء بان کان لہ فصان او ثلثۃ یکرہ استعمالہ للرجال انتھی واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوہے یا تانبے کا چھلّا پہننا جائز ہے یا نہیں اور بعض لوگ اس گمان سے پہنتے ہیں کہ ہمیں بہاسے وغیرہ کو مفید ہوتا ہے اونھیں بھی جائز ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

چاندی سونے کے سوا لوہے پیتل تانبے رانگ کا زیور عورتوں کو بھی مباح نہیں چہ جائیکہ مردوں کے لیے اور عوام کا یہ اختراعی خیال ممانعت شرع کو رفع نہیں کر سکتا کہ اگر ناجائز چیز کو دوا کے لیے استعمال کرنا جائز بھی ہو تو وہاں کہ اوس کے سوا دوا نہ ملے اور یہ امر طبیب حاذق مسلمان غیر فاسق کے

اخبار سے معلوم ہو اور یہاں دونوں امر متحقق نہیں فی الشامیۃ عن الجوھرۃ التختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء انتہٰی وفیھا عن غایۃ البیان التختم بالذھب والحدید والصفر حرام الخ وفی الدرالمختار کل تداو لایجوز الا بطاھر وجوزہ فی النھایۃ بمحرم اذا اخبرہ طبیب مسلم ان فیہ شفاء ولم یجد مباحًا یقوم مقامہ الخ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جیسا مرد کے واسطے غیر عورت کو دیکھنا حرام ہے ویساہی عورت کو غیر مرد کی طرف نظر کرنا حرام ہے یا کچھ فرق ہے بینوا توجروا

الجواب

دونوں صورتوں کا ایک حکم ہے کچھ فرق نہیں فان نظر کل الی عورۃ الاخر محرم قطعًا وکذا الی غیر العورۃ ان لم یومن الشھوۃ ھو الصحیح فی الفصلین درمختار عن التاتارخانیۃ عن المضمرات اما عند الامن فالمنع لخوف الافتتان لفساد الزمان وفیہ ایضا یتفق الفصلان فافھم واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس درخت کو پاخانہ وغیرہ کے ناپاک پانی دیئے گئے ہوں اوس کا میوہ کھانا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

بلاکراہت جائز ہے یہی مذہب ہے اکثر فقہا کا فی ردالمحتار عن ابی مسعود الزروع المستقیۃ بالنجاسات لاتحرم ولاتکرہ عند اکثر الفقہاء انتہٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ایک کافر اگر دوسرے کے پاس کوئی چیز رہن رکھے تو اوس کا کاغذ تحریر کرنا مسلمان کو روا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

نفس تحریر رہن نامہ میں تو کوئی حرج نہیں خواہ وہ عقد اہل اسلام میں ہو یا کفار میں لعدم المدرك الشرعی بالنھی عنہ مگر ہاں اگر اوس کاغذ میں سود لکھا جائے اور اسی کی صورتوں سے ہے دیہات کا دخلی رہن یا دوکان یا مکان کا کرایہ مرتہن کو زر اصل کے علاوہ ملنا تو بیشک ایسا کاغذ ہرگز نہ لکھے اگرچہ وہ عقد مسلمانوں میں ہو کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جس طرح سود کھانے والے پر لعنت فرمائی یونہیں اوس کا کاغذ لکھنے والے اور اوس پر گواہیاں کرنے والوں پر لعنت آئی اور ارشاد فرمایا وہ سب برابر ہیں اخرج مسلم فی صحیح عن سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما قال لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اٰکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء انتہٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جھوٹے کام کا جوتا مرد و زن کو پہننا جائز ہے بینوا توجروا

الجواب

یہ جزئیہ کتب متداولہ فقہ میں فقیر غفراللہ تعالٰی لہ کی نظر سے نہ گزرا مگر ظاہر یہ ہے والعلم عنداللہ کہ جھوٹے کام کا جوتا مرد و زن سب کے لئے مکروہ ہونا چاہئے فان المنسوج کغیرہ ولاشك ان النعال من انواع الملبوسات والنساء والرجال سواء فی کراھۃ لبس النحاس ہاں سچے کام کا جوتا عورتوں کے لئے مطلقًا جائز اور مردوں کے واسطے بشرطیکہ مغرق نہ ہو نہ اس کی کوئی بوٹی چار انگل سے زیادہ کی ہو یعنی اگر متفرق کام کا ہے اور ہر بوٹی چار انگل یا کم کی تو کچھ مضائقہ نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائے خلاصہ یہ ہے کہ جوتے اور ٹوپی کا ایک ہی حکم ہونا چاہئے وفی الفتاوی الھندیہ یکرہ ان یلبس الذکور قلنسوۃ من الحریر والذھب والفضۃ اوالکرباس الذی خیط علیہ ابریشم کثیرا وشیئ من الذھب اوالفضۃ اکثر من قدر اربع اصابع انتہٰی قال العلامۃ الشامی وبہ یعلم حکم العرقیۃ المسماۃ بالطاقیہ فاذا کانت منقشۃ بالحریر وکان احد نقوشھا اکثر من اربع اصابع لاتحل وان کان اقل تحل وان زاد مجموع نقوشھا علی اربع اصابع بناء علی مامر من ان ظاھر المذھب عدم جمع المتفرق انتہٰی وقد قال العلامۃ الشامی ایضا ان قد استوی کل من الذھب والفضۃ والحریر فی الحرمۃ فترخیص الحریر ترخیص غیرہ ایضا بدلالۃ المساواۃ ویؤیدہ عدم الفرق مامر من اباحۃ الثوب المنسوج من ذھب اربعۃ اصابع اھ ملخصًا فافھم وتثبت اذبہ تحرر ماکان العلامۃ الطحطاوی متوقفا فیہ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حدیث طلب العلم فریضۃ علٰی کل مسلم ومسلمۃ میں عموماً ہر علم مراد ہے یا کوئی علم خاص مقصود ہے اگر علم خاص مقصود ہے تو وہ کون سا علم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

حدیث طلب العلم فریضۃ علٰی کل مسلم کہ بوجہ کثرت طرق وتعدد مخارج حدیث حسن ہے اوس کا صریح مفاد ہر مسلمان مرد وعورت پر طلب علم کی فرضیت تو یہ صادق نہ آئے گا مگر اوس علم پر جس کا تعلم فرض عین ہو اور فرض عین نہیں مگر اون علوم کا سیکھنا جن کی طرف انسان بالفعل اپنے دین میں محتاج ہو ان کا اعم واشمل واعلٰی واکمل واہم واجل علم اصول عقائد ہے جن کے اعتقاد سے آدمی مسلمان سنی المذہب ہوتا ہے اور انکار ومخالفت سے کافر یا بدعتی والعیاذ باللہ تعالٰی۔ سب میں پہلا فرض آدمی پر اسی کا تعلم ہے اور اس کی طرف احتیاج میں سب یکساں پھر علم مسائل نماز یعنی اوس کے فرائض وشرائط ومفسدات جن کے جاننے سے نماز صحیح طور پر ادا کر سکے پھر جب رمضان آئے تو مسائل صوم۔ مالک نصاب نامی ہو تو مسائل زکوٰۃ، صاحب استطاعت ہو مسائل حج۔ نکاح کیا چاہے تو اوس کے متعلق ضروری مسئلے، تاجر ہو تو مسائل بیع وشرا، مزارع پر مسائل زراعت، مؤجر ومستاجر پر مسائل اجارہ، وعلٰی ہذا القیاس ہر شخص پر اوس کی حاجت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض عین ہے اور انھیں میں سے ہیں مسائل حلال وحرام کہ ہر فرد بشر ان کا محتاج ہے اور مسائل علم قلب یعنی فرائض قلبیہ مثل تواضع واخلاص وتوکل وغیرہا اور اون کے طرق تحصیل اور محرمات باطنیہ تکبر وریا وعجب وحسد وغیرہا اور اون کے معالجات کہ ان کا تعلم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے جس طرح بے نماز فاسق وفاجر ومرتکب کبائر ہے یوں ہی بعینہٖ ریا سے نماز پڑھنے والا انھیں مصیبتوں میں گرفتار ہے۔ نسئل اللہ العفو والعافیۃ تو صرف یہی علوم حدیث میں مراد ہیں وبس۔ علامہ مناوی تیسیر میں زیر حدیث مذکور لکھتے ہیں اراد بہ ما لا مندوحۃ لہ عن تعلمہ کمعرفۃ الصانع ونبوۃ رسلہ وکیفیۃ الصلٰوۃ ونحوہا فان تعلمہ فرض عین درمختار میں ہے اعلم ان تعلم العلم یکون فرض عین وھو بقدر مایحتاج لدینہ۔ ردالمحتار میں فصول علامی سے ہے فرض علٰی کل مکلف ومکلفۃ بعد تعلمہ علم الدین والھدایۃ تعلم علم الوضوء والغسل والصلاۃ والصوم وعلم الزکوۃ لمن لہ نصاب والحج لمن وجب علیہ والبیوع علی التجار لیحترزوا عن الشبہات والمکروھات فی سائر المعاملات وکذا اھل الحرف وکل من اشتغل بشیئ یفرض علیہ علمہ وحکمہ لیمتنع عن الحرام منہ اوراسی میں ہے فی تبیین المحارم لاشک فی فرضیۃ علم الفرائض الخمس وعلم الاخلاص لان صحۃ العمل موقوفۃ علیہ وعلم الحلال والحرام وعلم الریاء لان العابد محروم من ثواب عملہ بالریاء وعلم الحسد والعجب اذھما یاکلان العمل کما یاکل النار الحطب وعلم البیع والشراء والنکاح والطلاق لمن اراد الدخول فی ھذہ الاشیاء وعلم الالفاظ المحرمۃ اوالمکفرۃ ولعمری ھذا من اھم المھمات فی ھذا الزمان الخ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں تحت حدیث مسطور فرماتے ہیں مراد بعلم درینجا علمیست کہ ضروری وقت مسلمان ست مثلاً چوں در اسلام درآمد واجب شد بروے معرفت صانع تعالٰی وصفات وعلم بنبوت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وجز آں ازانچہ صحیح نیست ایمان بے آں وچوں وقت نماز آمد واجب شد آموختن علم باحکام صلاۃ وچوں رمضان آمد واجب گردید تعلم احکام صوم الخ غرض اس حدیث میں اسی قدر علم کی نسبت ارشاد ہے۔ ہاں آیات واحادیث دیگر کہ فضیلت علما وترغیب علم میں وارد وہاں ان کے سوا اور علوم کثیرہ بھی مراد ہیں جن کا تعلم فرض کفایہ یا واجب یا مسنون یا مستحب اس کے آگے کوئی درجۂ فضیلت وترغیب اور جو ان سے خارج ہو ہرگز آیات واحادیث میں مراد نہیں ہوسکتا اور ان کا ضابطہ یہ ہے کہ وہ علوم جو آدمی کو اوس کے دین میں نافع ہوں خواہ اصالۃً جیسے فقہ وحدیث وتصوف بے تخلیط وتفسیر قرآن بے افراط وتفریط خواہ وساطۃً مثلاً نحو وصرف ومعانی وبیان کہ فی حد ذاتہا امر دینی نہیں مگر فہم قرآن وحدیث کے لئے وسیلہ ہیں اور فقیر غفر اللہ تعالٰی اس کے لئے عمدہ معیار عرض کرتا ہے مراد متکلم جیسے خود اوس کے کلام سے ظاہر ہوتی ہے دوسرے کے بیان سے نہیں ہوسکتی مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جنھوں نے علم وعلماء کے فضائل عالیہ وجلائل غالیہ ارشاد فرمائے انھیں کی حدیث میں وارد ہے کہ علما وارث انبیاء کے ہیں انبیاء نے درم ودینار ترکہ میں نہ چھوڑے علم اپنا ورثہ چھوڑا ہے جس نے علم پایا اوس نے بڑا حصہ پایا اخرج ابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ وابن حبان والبیہقی عن ابی درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول (فذکر الحدیث فی فضل العلم وفی آخرہ) ان العلماء ورثۃ الانبیاء ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر بس ہر علم میں اسی قدر دیکھ لینا کافی کہ آیا یہ وہی عظیم دولت نفیس مال ہے جو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے اپنے ترکہ میں چھوڑا جب تو بیشک محمود اور فضائل جلیلہ موعودہ کا مصداق اور اس کے جاننے والے کو لقب عالم ومولوی کا استحقاق

ورنہ مذموم و بد ہے جیسے فلسفہ و نجوم یا لغو وفضول جیسے قافیہ و عروض یا کوئی دُنیا کا کام جیسے نقشہ و مساحت بہرحال اون فضائل کا مورد نہیں نہ اوس کے صاحب کو عالم کہہ سکیں ائمہ دین فرماتے ہیں جو علم کلام میں مشغول رہے اوس کا نام دفتر علما سے محو ہوجائے فی الطریقۃ المحمدیۃ عن التاتارخانیۃ عن ابی اللیث الحافظ وھو کان بسمرقند متقدما فی الزمان علی الفقیہ ابی اللیث قال من اشتغل بالکلام محی اسمہ عن العلماء سبحان اللہ جب متاخرین کا علم کلام جس کے اصل اصول عقائد سنت واسلام ہیں بوجہ اختلاط فلسفہ وزیادات مزخرفہ مذموم ٹھیرا اور اوس کا مشتغل لقب عالم کا مستحق نہ ہوا تو خاص فلسفہ ومنطق فلاسفہ و دیگر خرافات کا کیا ذکر ہے ولہٰذا حکم شرعی ہے کہ اگر کوئی شخص علمائے شہر کے لیے کچھ وصیت کرجائے تو ان فنون کا جاننے والا ہرگز اوس میں داخل نہ ہوگا فی الھندیۃ عن المحیط اذا اوصی لاھل العلم ببلد تا کذا فانہ یدخل فیہ اھل الفقہ واھل الحدیث ولا یدخل من یتکلم بالحکمۃ الخ و نقل مثلہ فی شرح الفقہ الاکبر للمتکلمین عن کتب الفتاوی لاصحابنا وسمی منھا الظھیریۃ فقیر غفراللہ تعالٰی لہ قرآن حدیث سے صدہا دلائل اس معنی پر قائم کرسکتا ہے کہ مصداق فضائل صرف علوم دینیہ ہیں وبس ان کے سوا کوئی علم شرع کے نزدیک علم نہ آیات واحادیث میں مراد اگرچہ عرف ناس میں یا باعتبار لغت اوسے علم کہا کریں ہاں آلات و وسائل کے لئے حکم مقصود کا ہوتا ہے مگر اوسی وقت تک کہ وہ بقدر توسل وتقصد توسل سیکھے جائیں اس طور پر وہ بھی مورد فضائل ہیں جیسے نماز کے لئے گھر سے جانے والوں کو حدیث میں فرمایا کہ وہ نماز میں ہے جب تک نماز کا انتظار کرتا ہے نہ یہ کہ اونھیں مقصود قرار دے لیں اور اون کے توغل میں عمر گزار دیں نحوی لغوی ادیب منطقی کہ انھیں علوم کا ہو رہے اور مقصود اصلی سے کام نہ رکھے زنہار عالم نہیں کہ جس حیثیت کے صدقہ میں انھیں نام ومقام علم حاصل ہوتا جب وہی نہیں تو یہ اپنی حد ذات میں نہ اون خوبیوں کے مصداق تھے نہ قیامت تک ہوں ہاں اسے یہ کہیں گے کہ ایک صنعت جانتا ہے جیسے آہنگر و نجار اور فلسفی کے لئے یہ مثال بھی ٹھیک نہیں کہ لوہار بڑھئی کو اون کا فن دین میں ضرر نہیں پہنچاتا اور فلسفہ تو حرام و مضر اسلام ہے اوس میں منہمک رہنے والا لقب اجہل جاہل اجہل بلکہ اس سے زائد کا مستحق ہے ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہیہات ہیہات دسے علم سے کیا مناسبت علم وہ ہے جو مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ترکہ ہے نہ وہ جو کفار یونان کا پس خوردہ سیدی عارف باللہ فاضل ناصح عبدالغنی بن اسمٰعیل نابلسی قدس سرہا القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم لم یکونوا لیشغلوا انفسھم بھذا الفشار الذی اخترعہ حکماء الفلاسفۃ بل من اعتقد فی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یعلم اشتقاقات والھذیانات السطقیۃ فھو کافر تحقیرہ علم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ قلت فاذا کان ھذا قولہ فی المنطق فما ظنک بالتفلسف الرقی نسأل اللہ العافیۃ اسی طرح وہ ہیئت جس میں انکار وجود آسمان وتکذیب گردش سیارات وغیرہ کفریات وامور مخالفہ شرع تعلیم کئے جائیں وہ بھی مثل نجوم حرام و علوم ادر ضرورت سے زائد حساب یا جغرافیہ وغیرہما داخل فضولیات ہیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں علم تین ہیں قرآن یا حدیث یا وہ چیز جو وجوب عمل میں ان کی ہمسر ہے (گویا اجماع وقیاس کی طرف اشارہ فرماتے ہیں) اور ان کے سوا جو کچھ ہے سب فضول اخرج ابو داؤد وابن ماجہ والحاکم عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم العلم ثلثۃ اٰیۃ محکمۃ او سنۃ قائمۃ او فریضۃ عادلۃ وما کان سوا ذلک فھو فضل اشعۃ میں ہے فریضۃ عادلۃ فریضہ کہ مثل وعدیل کتاب وسنت ست اشارت ست باجماع وقیاس کہ مستند ومستنبط اندازان و بایں اعتبار آنرا مساوی ومعادل کتاب وسنت داشتہ اند وتعبیر ازاں بفریضہ کردند تنبیہ برآنکہ عمل بآنہا واجب ست چنانکہ بکتاب وسنت وماکان سوی ذلک فھو فضل وہرچہ کہ ہست از سواد علوم جزیں پس آں فضل ست ولایعنی ہرچہ قال اللہ نے قال الرسول ❊ فضلہ باشد فضلہ می خوان اے فضول ❊ ملخصًا اسی حدیث کا پورا خلاصہ ہے کہ امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں ؎ کل العلوم سوی القراٰن مشغلۃ ❊ الا الحدیث والا الفقہ فی الدین ❊ یہ مجمل کلام ہے باقی تفصیل مقام کے لئے دفتر طویل درکار جسے منظور ہو احیاء العلوم وطریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ و درمختار و ردالمحتار وغیرہا اسفار علما کی طرف رجوع کرے وفیما ذکرنا کفایۃ لاھل الدرایۃ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیاز اگرچہ حرام مال پر دیتا ہے مگر پھر بھی حضور قبول فرمالیتے ہیں جیسے کسی امیر کا لڑکا پیدا ہو تو بھاٹ بھکاری وغیرہ جو گھاس کا پوُلا یا اور کچھ بطور ڈھونی کے لے جاتے ہیں وہ اوسے خوشی سے قبول کرلیتا ہے اسی طرح حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی قبول فرمالیتے ہیں اور کہتا ہے میں نے بعض کتابوں میں بھی ایسا ہی لکھا دیکھا ہے آیا یہ قول زید کا صحیح ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

یہ قول اوس کا غلط صریح و باطل قبیح اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افترائے فضیح ہے قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار جو مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ زنہار مال حرام قابل قبول نہیں نہ اوسے راہ خدا میں صرف کرنا روا نہ اوس پر ثواب ہے بلکہ نرا وبال ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ اے ایمان والو اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں ہماری راہ میں خرچ کرو پھر فرماتا ہے وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ اور خبیث چیز کا قصد نہ کرو کہ اوس میں سے ہماری راہ میں اوٹھاؤ اور فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ؕ خدا قبول نہیں کرتا مگر پرہیزگاروں سے۔ بخاری مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ ابن خزیمہ اپنی صحاح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب فان اللہ یقبلھا بیمینہ الحدیث جو ایک کھجور کی برابر پاک کمائی سے تصدق کرے اور اللہ تعالٰی نہیں قبول فرماتا مگر پاک کو تو حق جل وعلٰی اوسے اپنے یمین قدرت سے قبول فرماتا ہے۔ وفی روایۃ بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ ان اللہ طیب لایقبل الا الطیب یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں بیشک اللہ پاک ہے پاک ہی کو قبول فرماتا ہے واخرج الامام احمد وغیرہ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایکسب عبد مالا حراما فیتصدق بہ فیقبل منہ ولا ینفق منہ فیبارک لہ فیہ ولایترکہ خلف ظھرہ الا کان زادہ الی النار ان اللہ لایمحو السیئ بالسیئ ولکن یمحو السیئ بالحسن ان الخبیث لایمحو الخبیث اختصرتہ من حدیث وقد حسنہ بعض العلماء یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں یہ نہ ہوگا کہ بندہ حرام کماکر اوس سے تصدق کرے اور وہ قبول کرلیا جائے اور نہ یہ کہ اوسے اپنے صرف میں لائے تو اوس کے لئے اوس میں برکت دیں اور نہ اوسے اپنے پیچھے چھوڑ جائے گا مگر یہ کہ وہ اوس کا توشہ ہوگا جہنم کی طرف بیشک اللہ تعالٰی بُرائی سے برائی کو نہیں مٹاتا ہاں بھلائی سے بُرائی کو مٹاتا ہے بیشک خبیث خبیث کو نہ مٹائے گا واخرج الحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایغبطن جامع المال من غیر حلہ اوقال من غیر حقہ فانہ ان تصدق بہ لم یقبل منہ ومابقی کان زادہ الی النار قال الحاکم صحیح الاسناد ولم یصب فقیہ حنش متروک لکن لہ شاھد عند البیھقی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت ہے جو غیر حلال سے مال جمع کرے اوس پر کوئی رشک نہ کی جائے کہ اگر وہ اوس سے خیرات کرے گا تو قبول نہ ہوگی اور جو بچ رہے گا وہ اوس کا توشہ ہوگا جہنم کی طرف واخرج ابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحیھما والحاکم فی المستدرک من طریق دراج عن ابی حجیرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من جمع مالا حراما ثم تصدق بہ لم یکن لہ فیہ اجر وکان اصرہ علیہ یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو حرام مال جمع کرے پھر اوسے خیرات میں دے اوس کے لئے ثواب کچھ نہ ہو اور اوس کا وبال اوس پر ہو۔ واخرج الطبرانی عن ابی الطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من کسب مالا حراما فاعتق منہ ووصل منہ رحمہ کان ذالک اصرا علیہ یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو حرام مال کمائے پس اوس سے غلام آزاد کرے اور صلہ رحم کرے تو یہ بھی اوس پر وبال ٹھیرے واخرج ابو داؤد فی المراسیل عن القاسم عن اخیمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اکتسب مالا من ماثم فوصل بہ رحمہ او تصدق بہ او انفقہ فی سبیل اللہ جمع ذلک کلہ فقذف بہ فی جھنم یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو گناہ کی وجہ سے مال کماکر اوس سے صلہ رحم یا تصدق یا راہ خدا میں خرچ کرے یہ سب جمع کرکے اوسے جہنم میں پھینک دیا جائے والعیاذ باللہ تعالٰی۔ سبحٰن اللہ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تو یہ قاہر تصریحیں اور بیباک لوگ حضور پر تہمت رکھیں کہ ناپاک مال بھی سرکار میں قبول ہوجاتا ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اے عزیز جو چیز خدا کی بارگاہ سے مردود اور اوس کی ناراضی سے آلودہ ہے کیونکر ممکن کہ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دربار میں رضا وقبول سے مشرف ہو بلکہ درحقیقت زید کی یہ جرأت سرکار رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ میں گستاخی و اہانت کہ معاذ اللہ اونھیں ناپاک چیزوں کا پسند وقبول کرنے والا بتاتا ہے۔ ہیہات ہیہات واللہ وہ تمام عالم سے زیادہ ستھرے ہیں اور ستھروں کے لائق نہیں مگر ستھری چیز گندی چیزیں گندوں کے سزاوار ہیں قال اللہ تعالٰی عزوجل اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓىٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ گندیاں گندوں کے لئے اور گندے گندیوں کو اور ستھریاں ستھروں کو اور ستھرے ستھریوں کو وہ بری ہیں اون باتوں سے جو لوگ کہتے ہیں اونھیں میں یہ بات بھی ہے کہ وہاں ناپاک مال مقبول ہو وہ طیب طاہر اس خبیث قول سے بری ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور گھاس کے ٹھی وغیرہ کی مثال محض حماقت کہ مباح وحرام میں کیا مناسبت معہذا امرائے دُنیا بہتیرے خود آلودہ ہزاران خباثات ہوتے ہیں اونھیں تاجدار ویطھرکم تطہیرا سے کیا نسبت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ ٹھیک مثال یوں ہے کہ جشن سلطانی میں کوئی احمق بیباک نذر شاہی کو پیشاب کا قارورہ لے جائے پھر دیکھے کہ مقبول ہوتا ہے یا اوس مردک کے مونھ پر مارا جاتا ہے اور وہ جو علما فرماتے ہیں کہ جس کے پاس مال حرام ہو اور مالک معلوم نہ رہیں یا بے وارث مرجائیں تو اون کی طرف سے تصدق کردے اوس کے یہ معنی نہیں کہ یہ صدقہ مقبولہ ہے یا ارادہ خود میں صرف کرنا ٹھیرے گا

یا اوس پر انفاق فی سبیل اللہ کا ثواب پائے گا بلکہ وجہ یہ ہے کہ جب اس میں تصرف حرام ہو اور مالک تک پہنچا نہیں سکتا ناچار اوس کی نیت سے فقیر کو دیدے کہ اللہ جل جلالہ کے پاس امانت رہے اور وہ روز قیامت مالک کو پہنچا دے فی اٰخر متفرقات الغصب من الھندیۃ عن الغایۃ رجل لہ خصم فمات ولا وارث لہ یتصدق عن صاحب الحق المیت مقدار ذٰلک لیکون ودیعۃ عند اللہ تعالٰی فیوصل الی خصمائہ یوم القیمۃ **بالجملہ** زید کی جہالت وضلالت میں شک نہیں اور اوس کا دعوی کرمیں نے بعض کتابوں میں ایسا ہی دیکھا ہے یا تو محض حکایت بے محکی عنہ ہے یا کسی ایسے ہی سفیہ جاہل خواہ ضال مضل نے کہیں لکھ دیا ہوگا اور اگر فقہائے کرام کے ارشاد سُنئے تو زید کے لئے حکم نہایت سخت وجگر شگاف نکلتا ہے اوس کا کہنا کہ حضور میں یہ نیاز قبول ہوتی ہے بعینہ یہ کہنا ہے کہ حق سبحانہ وتعالٰی اوس پر ثواب دیتا ہے کہ نیاز کا حاصل نہیں مگر یہ کہ لوجہ اللہ تصدق کریں اور اوس کا ثواب کسی محبوب خدا کی نذر ہو ورنہ عین طعام ولباس وہاں نہیں پہنچتے نظیر ذٰلک قولہ تعالٰی لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ خود قربات وطاعات میں قبول و وصول ثواب کا ایک حاصل ردالمحتار میں ہے القبول ترتب الغرض المطلوب من الشیئ علی الشیئ کترتب الثواب علی الطاعۃ اوسی میں ہے معنی الصلاۃ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قد ترد عدم اثابۃ العبد علیھا الخ تفسیر کبیر میں ہے قال المتکلمون کل عمل یقبلہ اللہ تعالٰی فھو یثیب صاحبھا ویرضاہ عنہ والذی لایثیبہ علیہ ولا یرضاہ منہ فھو المردود تو صاف ثابت کہ زید کے نزدیک مال حرام سے تصدق پھر بھی استحقاق ثواب ہے اور علما فرماتے ہیں جو حرام مال سے تصدق کرکے اوس پر ثواب کی اُمید رکھے کافر ہوجائے خلاصہ میں ہے رجل تصدق من الحرام ویرجو الثواب یکفر الخ عالمگیریہ میں ہے لوتصدق علی فقیر شیئا من المال الحرام و یرجو الثواب یکفر الخ زید پر فرض ہے کہ ایسے خرافات سے توبہ کرے اور اوسے از سر نو کلمہ اسلام پڑھنا اور اوس کے بعد اپنی عورت سے نکاح جدید کرنا چاہئے نظرا الی ماقالہ الفقہا کما یظھر بمراجعۃ الدرالمختار وغیرہ من الاسفار واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ چہ می فرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ در ضلع ہزارہ از اضلاع پنجاب دستور آں چنانست کہ اہل علم وتقوی را در مساجد بہر امامت معین می کنند کہ ہم بمسجد نشینند و اذان گویند و امامت نمایند و ہر کہ از طلبۂ علم آید اورا درس قرآن عظیم و علوم دینیہ دہند و چوں ایشاں را از اشتغال بحوائج خود ہا باز می دارند لاجرم تکفل معیشت آناں می کنند و حسب مقدور ہدایا و نذور بخدمت ایشاں می گزارند و بمریں معمول شریف النسب کبیر السن عالم دین ورع متقی کہ از نسل پاک حضرات سادات ست بمسجدے از زمانہ دراز مقرر و کارہائے مذکورہ بحسن انتظام انجام میدارد و طلبہ را قرآن و فقہ می آموخت مردے از قوم گوجر کہ دریں دیار از اراذل واجلاف معدود شوند پیشۂ آبائی ترک گفتہ راہ تعلم پیش گرفت و بریں سید قرآن خواند و کنز و قدوری وغیرہا کتب دینیہ باوستاذ اول کہ معلم علم دین بود بسر کشی برآمد و از طمع ادرار معلوم کہ نصیب ائمہ میشود بروئے ثابت شود از منصب امامت برآوردن و خود بجائے او قیام کردن خواست و بربنائے حرفی چند کہ از علوم فلسفیہ آموختہ است خود را برآں فقیہ فضل نہاد و اولی تر بامامت وانمود حالانکہ زنہار نہ در علم دین ہم سنگ او بود نہ در ورع وتقوی ہمرنگ او حتی کہ از حق اوستاذیش منکر شد و در ابتدای امر قرآن وغیرہ آموختن را وقعی نہ نہاد و موجب حقوق اوستاذی ندانست آیا ایں چنیں کس سزائے امامت ست یا نہ واگر باشد پس اولی بامامت آں سید ست یا ایں کس و بہرحال آیا روا باشد کہ آں پیر فقیہ شریف متقی را بیقصورے از منصب امامت براندازند و ایں کس را بجایش مقرر سازند و معلوم ست کہ دریں اضلاع آنچنانکہ منصب امامت موجب اعزاز وکرامت ست ہمچناں در معزولی ازاں تذلیل واہانت اگر کسی برغلانیدن متصدی ایں کار شد شرعًا خاطی و آثم بود یا نہ۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب الحق ہر کرا در کوچۂ علم گزرے و بر فقہ و حدیث نظرے ست روشن تر از سپیدۂ صبح میداند کہ آں کس بایں حرکات خودش داد ناحفاظیہا داد بوجوہ چند در چند قدم از دائرۂ شرع بیروں نہاد۔ **یکے** ناسپاسی اوستاذ کہ بلا ئیست ہائل و رذیلتے قاتل و برکات علم را مزیل و مبطل والعیاذ باللہ سبحنہ وتعالٰی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمودہ است لا یشکر اللہ من لا یشکر الناس خدائے را شکر نکند آنکہ مردماں را سپاس نیارد اخرجہ ابو داؤد والترمذی وصححہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمودہ است صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ ہر کہ مردماں را شکر نکرد خدائے عزوجل را سپاس نیاورد اخرجہ احمد فی المسند والترمذی فی الجامع وایضا فی المختارۃ بسند حسن عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ عبد اللہ بن احمد فی

زوائد المسند عن النعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ حق عزوجل فرماید لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ ۝ ہر آئینہ اگر سپاس آرید بیشک بیفزایم و بیشتر بخشم شمارا و اگر ناسپاسی ورزید پس بدرستیکہ عذاب من سخت ست و فرمود جلت عظمتہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ بدرستیکہ خدائے دوست نمی دارد ہر بسیار دغل سخت ناسپاس را و فرمود عزشانہ هَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ ماکرا سزا میدہیم و سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود من اولی معروفا فلم یجد لہ جزاء الا الثناء فقد شکرہ ومن کتمہ فقد کفرہ ہرکہ باوے احسانے کردہ شد او را عوض نیافت جز آنکہ ہر محسن ثنائے نیک نمودہ پس بہ تحقیق کہ سپاس او بجا آورد وہرکہ پوشید پس بدرستیکہ کافر نعمت شد اخرجہ البخاری فی الادب المفرد وابوداؤد فی السنن والترمذی فی الجامع وابن حبان فی التقاسیم والانواع والمقدسی فی المختارۃ برواۃ ثقات عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ولفظ ت من اتی فقد شکر ومن کتم فقد کفر **دوم** انکار حقوقش کہ صریح خرق اجماع مسلمین بلکہ کافر عقلاست وھذا غیر الکفران فانہ ترک العمل وھذا جحد الاصل کما لایخفی و تخصیصش بتلمذ ابتدائی سودش ندہد کہ اجماع مطلق ست و در حدیث مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آمدہ من لم یشکر القلیل لم یشکر الکثیر ہرکہ اندک را شکر نکند بسیار را سپاس نیارد اخرجہ عبداللہ بن الامام فی زوائدہ باسناد لاباس بہ والبیہقی فی السنن عن النعمن بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ وللحدیث تتمۃ وھو عند البیہقی اتم واوردہ ابن ابی الدنیا فی اصطناع المعروف مختصرا **سوم** آنکہ این تحقیر نکوی و احسان ست کہ تعلیم ابتدائے را بجو نسنجید و مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود لاتحقرن من المعروف شیئا ولو ان تلقی اخاک بوجہ طلیق زنہار ہیچ نکوئے را خوار مپندار اگرچہ این قدر کہ برادر خود را بروئے کشادہ پیش آئی اخرجہ مسلم عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ و فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا نساء المسلمات لاتحقرن جارۃ لجارتہا ولو فرسن شاۃ اے زنان مسلمانان ہرگز خورد و خوار نہ پندارد ہیچ زن ہمسایہ خود را یعنی ہدیہ و تصدق اگرچہ سم گوسپند باشد اخرجہ الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ و در حدیث دیگر آمدہ ولو بظلف محرق اگرچہ سم سوختہ بود و تخصیص زنان از بہر آن ست کہ سخط و کفران در طبع ایشان بیشتر از مردمان ست سبحان اللہ مگر در ابتدائے کار تعلیم نصوح و تربیت روح کمتر و حقیرتر از سم سوختہ گوسپند ست کہ او را وقع ندارند و حقے نہ شمارند۔ **چہارم** آنکہ این تحقیر راجعست والعیاذ باللہ تعالٰی بسوے تحقیر قرآن و مختصرات فقہ کہ ہرکہ اینہا آموخت گویا ہیچ نیاموخت العظمۃ للہ اگر کار بالتزام کشیدی خود کفر قطعی بودے حالکہ نہ ازان کہ حرام اشد و خبث ابعد باشد نسأل اللہ العفو والعافیۃ علما فرمودہ اند مردے صالح پسرش را معلمی بعلومی معین کرد ہمین کہ آخوند سورۂ فاتحہ آموخت پدر چار ہزار دینار بشکر فرستاد معلم گفت ہنوز چہ دیدہ اند کہ اینہا بخشیدہ اند پدر گفت زین باز پسرم را معلم نباشی کہ عظمت قرآن در دل نداری والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالٰی **پنجم** آنکہ با استاذ بمقابلہ بر آمد و لاجرم زائد ناسپاسی ست زیراکہ او ترک شکر ست و این اتیان خلاف الا تری ان من لم یذکر النعمۃ فقد کفرہا کما اثبتنا بالاحادیث ومن قابلہا باساءۃ فقد زاد و این در رنگ عقوق با پدر ست چراکہ اوستاد را در مثل پدر نہادہ اند۔ لہذا مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود انما انا لکم بمنزلۃ الوالد اعلمکم ہمین ست کہ من شمارا بجائے پدرم علم می آموزم شمارا اخرجہ احمد والدارمی وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بلکہ علما گفتہ اند حق اوستاذ را بر حق والدین مقدم دارد کہ از ایشان حیات ابدان است واین سبب حیات روح است فی عین العلم بر الوالدین فالعقوق من الکبائر ویقدم حق المعلم علی حقہما فھو سبب حیوۃ الروح اھ ملخصا علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالٰی در تیسیر شرح جامع صغیر می آرد ؎

من علم الناس ذاک خیر اب ۔۔ ذاک ابوالروح لا ابوالنطف

و خود پیداست کہ شامت عقوق از کجا تا کجاست تا آنکہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او را در جنب اشراک باللہ داشت و از سخت ترین کبائر انگاشت فقد اخرج الشیخان والترمذی عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا انبئکم باکبر الکبائر ثلثا قلنا بلی یارسول اللہ قال الاشراک باللہ وعقوق الوالدین الحدیث وخود اگر احادیث این باب شمردن گیریم دفتری بایست املا کرد **ششم** آنکہ این معنی باباق غلام از آقای خود ماناست طبرانی از ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت دارد کہ مولای عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود من علم عبدا اٰیۃ من کتاب اللہ تعالٰی فھو مولاہ ہرکہ بندۂ را آیتے از کتاب عزوجل آموخت آقای او شد و از امیرالمؤمنین سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم می آرند کہ فرمود من علمنی حرفا فقد صیرنی عبدا ان شاء باع وان شاء اعتق ہرکہ مرا حرفی آموخت پس بہ تحقیق مرا بندہ خود ساخت اگر خواہد فروشد و اگر خواہد آزاد کند و امام شمس الدین سخاوی در مقاصد حسنہ از امیرالمؤمنین فی الحدیث شعبہ بن الحجاج رحمہ اللہ تعالٰی می آرد کہ گفت من کتبت عنہ اربعۃ احادیث او خمسۃ فانا عبدہ حتی اموت ہرکہ از وے چار یا پنج حدیث نوشتم بندہ اش شدم تا آنکہ بمیرم بلکہ در لفظ دگر گفت ماکتبت عن احد حدیثا الا وکنت لہ

عبداً ما حییت یعنی از ہر کہ یک حدیث نوشتہ ام مدۃ العمر اورا بندہ ام وایں احادیث وروایات آں زعم باطل را نیز از بیخ بر می کند کہ تعلیم ابتدائی را قدرے ندانست وخود معلوم ست کہ اباق از مولٰی کبیرہ ایست عظمٰی تا آنکہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آبق را کافر گفتہ است کما رواہ مسلم عن جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ تعالٰی عنہ ونا پذیرا شدن نمازش در احادیث کثیرہ وارد ست کحدیث مسلم عنہ وحدیث الترمذی عن ابی امامۃ وحدیث الطبرانی وابنی خزیمۃ وحبان عن جابر وحدیث الحاکم والمعجمین الاوسط والصغیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم کلہم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والى دیطول **ہفتم** خود را براوستاذ فضل می نہد وایں خلاف مامورست اخرج الطبرانی فی الاوسط وابن عدی فی الکامل عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تعلموا العلم وتعلموا للعلم السکینۃ والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منہ علم آموزید وبہر علم سکون وہیبت آموزید وپیش اوستاذ کہ شمارا تعلیم کردہ است تواضع وفروتنی ورزید بخردان سعادت مند اگر براوستاذ چربند ہم از برکت وفیض اوستاذ دانند وبیشتر از بیشتر روئے خاک پایش مالند

ع کافرای باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

وبیخردان شریر ولوند چوں سرپنجہ توانائی یابند بر پدر پیر بسرہنگی شتابند وسر از خط فرمانش تابند زود بینی کہ چوں بہ پیری رسند کیفر کفران از دست خود چشند کما تدین تدان وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰی، **ہشتم** آنکہ علما فرمودہ اند از حق اوستاذ بر شاگرد آنست کہ بر فراش او ننشیند اگرچہ اوستاذ حاضر نباشد فی رد المحتار حاشیۃ الدر المختار عن منح الغفار عن الفتاوی البزازیۃ عن الامام الزندویسی قال حق العالم علی الجاہل وحق الاوستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وھو ان لایفتتح الکلام قبلہ ولایجلس مکانہ وان غاب ولایرد علیہ کلامہ ولایتقدم علیہ فی مشیہ پس چگونہ روا باشد کہ اوستاذ را بزور از منصبش افگنند وخود بجایش برآمدہ لامحالہ زنند حالانکہ از مجلس تا معاش واز منصب تا فراش فرقے کہ ہست پیداست **نہم** ہمچنیں فرمودہ اند کہ تلمیذ را در رفتن وسخن گفتن بر اوستاذ تقدم وسبقت نمی رسد کما سمعت آنفا پس چساں گوارا آید کہ اورا بالجبر پستر نمایند وخود پیش دوپیش گرفتہ بر منصب امامت برآیند **دہم** آنکہ سید موصوف گو اوستاذ ایں کس مباش اما آخر مسلمانیست وایں کار کہ فلاں خواست بالبداہت موجب ایذای اوست وایذای مسلم بے وجہ شرعی حرام قطعی قال اللہ تعالٰی وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا آنانکہ آزار دہند مردان مومن وزنان مومنہ را بے جرم پس بہ تحقیق کہ بہتان وگناہ آشکارا برخود برداشتند سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماید من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ ہر کہ مسلمانے را آزار داد مرا اذیت رسانید وہر کہ مرا اذیت رسانید حق تعالٰی را ایذا کردہ است وہر کہ سبحانہ را ایذا کرد پس سرانجام ست کہ بگیرد اورا اخرجہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن وامام اجل رافعی از سیدنا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ روایت کرد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود لیس منا من غش مسلما اوضرہ اوما کرہ از گروہ ما نیست آنکہ بدغا مسلمانے خواہد یا باو ضررے رساند یا باوے بمکر پیش آید واحادیث دریں باب بسیار ست بحیث لامطمع فی الاستقصاء **یازدہم** آنکہ ایں معنی موجب تذلیل آں مسلمان ست کما بین السائل ومصطفٰی فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اذل عندہ مؤمن فلم ینصرہ وھو یقدر علی ان ینصرہ اذلہ اللہ علی رؤس الاشہاد یوم القیمۃ یعنی ہر کہ پیش او تذلیل مسلمانے کردہ شود واو باوصف قدرت قیام بنصرت ننماید حق جل وعلی اورا روز قیامت برملا ذلیل ورسوا فرماید۔ اخرجہ الامام احمد عن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ باسناد حسن العظمۃ للہ چوں سکوت بر تذلیل مسلم باعث چنیں عذاب مولم ست قیاس می باید کرد کہ خود بہ تذلیلش پرداختن ودر وجہ اعزازی کہ اورا پیش مسلمانان ست بے وجہ رخنہ انداختن چہ قدر موجب عقاب وغضب رب الارباب باشد والعیاذ باللہ **دوازدہم** آنکہ شناعت حسد خود نہ چناں ست کہ محتاج بیان ست واگر ہیچ نبودی جز آنکہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمودہ است لایجتمع فی جوف عبد الایمان والحسد بہم نشود در دل بندہ ایمان وحسد اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ ومن طریقہ البیہقی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وفرمودہ است صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب اوقال العشب دور باشید از حسد کہ حسد می خورد حسنات را چنانکہ میخورد آتش ہیزم را یا فرمود گیاہ را اخرجہ ابو داؤد والبیہقی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وابن ماجۃ وغیرہ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ولفظہ الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب الحدیث ودر مسند الفردوس از معٰویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مرویست کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود الحسد یفسد الایمان کما یفسد الصَّبِر العسل حسد تباہ میکند ایمان را چنانکہ میکند صبر شہد را۔ وصبر بفتح صاد وکسر با عصارہ درختے ست بہ تلخی معروف بار حسد نیست جز آنکہ از کسے زوال نعمتے خواہند کما عرفہ بذلک العلماء پس بخودی خود قیام بازالہ آں نمودن پیداست کہ وبال ونکالش تا کجا رسیدنی ست **سیزدہم** آنکہ شارع

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بکمال رحمت وعنایتے کہ برحال مسلمانان دارد روا نداشتہ است کہ خطبہ برخطبہ مسلمانے کنند یا سوم برسوم وے نمایند اخرجہ الائمۃ احمد والشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لایخطب الرجل علی خطبۃ اخیہ ولایسوم علی سومہ وفی الباب عن عقبۃ بن عامر وعن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم یعنی یکے می خرد و بائع مشتری بہ چیزے تراضی کردہ اند دیگرے آید وبہا فزاید وخود ببرد یا یکے مرزنے را خواستارے کردہ است ودرائے برتز وتیج قرار گرفتہ دیگرے برخیزد وبہبے انگیزد ومخطوبۂ اورا بحبالۂ خود کشد این ہمہ ممنوع وناروا است حالانکہ دریں صور تنہا محض قرار وادست نہ حصول پس چساں حلال باشد کہ برمسلمانے دست تعدی دراز نمایند وازوے نعمت موجودہ حاصلہ بربایند ایں خود ستم صریح است ومصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ فرمود الظلم ظلمت یوم القیمۃ ستم تاریکیہاست روزقیامت اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما وبسندہ است قول او سبحٰنہ تعالٰی اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ o والعیاذ باللہ تعالٰی **چہاردہم** آنکہ ایں مسلمان کہ باوے ایں چنیں بدیہا میرود بالخصوص پیرو کبیر السن ست وسید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود لیس منا من لم یرحم صغیرنا ویعرف شرف کبیرنا از ما نیست ہرکہ مہر نکند برخورد ما و بزرگی نشناسد بہر کلاں ما اخرجہ احمد والترمذی والحاکم عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند حسن بل صحیح وفرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیس منا من لم یرحم صغیرنا ویوقر کبیرنا یعنی برروش ما نیست ہرکہ برخورداں رحم ومرپیران را توقیر نکند اخرجہ الاولان و ابن حبان عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما واسنادہ حسن ونحوہ للطبرانی فی المعجم الکبیر عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ وفرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یعرف حق کبیرنا ولیس منا من غشنا ولایکون المومن مؤمنا حتی یحب للمؤمنین مایحب لنفسہ یعنی از ما نیست ہرکہ برخورد سالان شفقت نیارد ومرسال خوردان را حق نشناسد ونہ آنکہ مؤمناں را خیانت کند ومسلمان مسلمان نمی شود تا آنکہ ہمہ مومنین را ہماں خواہد کہ از بہرجان خود می خواہد اخرجہ الطبرانی فی الکبیر عن ضمیرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ باسناد حسن وفرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان من اجلال اللہ تعالٰی اکرام ذی الشیبۃ المسلم الحدیث از تعظیم خداست بزرگ داشتن مسلمان سپید موی۔ اخرجہ ابوداؤد عن ابی موسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ **پانزدہم** آنکہ آں پیر بالتخصیص علم دینی دارد و باعلما بد بودن ولوندی نمودن یخنداں بدست کہ بگفتن آید۔ سرورعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماید لیس من امتی من لم یجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقہ از امت من نیست آنکہ تعظیم نکند بزرگ مارا وشفقت نماید خورد مارا وحق نشناسد عالم مارا اخرجہ احمد فی المسند والحاکم فی المستدرک والطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن وفرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثلثۃ لایستخف بحقہم الامنافق ذوالشیبۃ فی الاسلام وذوالعلم وامام مقسط سہ کسانند کہ سبک نگیرد حق ایشاں را مگر منافق یکے آنکہ در اسلام مویش سپید شد دوم عالم سوم بادشاہ عادل اخرجہ الطبرانی عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بطرق حسنہا الترمذی بغیر ہذا المتن **شانزدہم** آنکہ آں ذی علم بالخصوص سید ست وتعظیم ایں نسل طاہر ونسب فاخر از اہم واجبات وایذای آناں وبدخواہی ایشاں از اشد موبقات در حدیث ابوالشیخ ابن حبان ودیلمی آمدہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود من لم یعرف حق عترتی والانصار والعرب فھو لاحدی ثلث اما منافق واما ولد زنیۃ واما امرؤ حملت بہ امہ فی غیر طہر ہرکہ نشناسد حق آل من وحق انصار واہل عرب آں بہر یکے از سہ وجہ است یا منافق ست یا بچۂ زنا یا مردے کہ مادرش باو در ایام بے نمازی بارور شدہ است واخرج ابن عساکر وابونعیم عن امیرالمؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ ایضا یرفعہ الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اذی شعرۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ زاد ابونعیم فعلیہ لعنۃ اللہ ملء السماء وملء الارض یعنی سید عالم فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہرکہ از من موئے (یعنی ادنٰی متعلقے) را ایذا داد پس بتحقیق مرا آزار رسانید وہرکہ مرا آزار رسانید بدرستی کہ حق عزوجل را اذیت کرد پس بروے نفریں خداست بپری آسمان و پری زمین واحادیث درا جلال عترت طاہرہ وتاکید حقوق آں اخیمہ بسرحد تواتر زدہ است وباللہ التوفیق۔ **ہفدہم** آنکہ چوں سید موصوف حسب تصریح مسائل ہم بعلم وہم بتقوی وہم بسن وہم بنسب اجل وافضل است مستحق بکرامت امامت وتعظیم تقدیم ہموں کہ ایں چہار از وجوہ احقیت ست کما صرح بہ فی تنویر الابصار وغیرہ عامۃ الاسفار پس منازعتش باوے صراحۃ برخلاف حکم شرع ست وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ **ہیجدہم** آنکہ ایں کس می خواہد کہ علم خود را ذریعہ تحصیل دنیا کند ودر حدیث مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آمدہ است من اکل بالعلم طمس اللہ علی وجہہ وردہ علی عقبیہ و کانت النار اولٰی بہ یعنی ہرکہ علم را ذریعۂ جلب مال نماید حق عزوجل روئے اورا مسخ فرماید واورا برہردو پاشنہ اش بازگرداند وآتش دوزخ باو

سزاوار آتش باشد اخرج الشیرازی فی الالقاب عن ابی رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ و در حدیث دیگر است کہ فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ازداد علما ولم یزدد فی الدنیا زھدا لم یزدد من اللہ الا بعدا ہر کہ در علم افزود و در دنیا بے رغبتی نیفزود از خدا نیفزود مگر دوری۔ اخرجہ الدیلمی عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ و احادیث دریں باب بسیار ست **نوزدہم** آنکہ حرفے چند از فلسفہ مزخرفہ آموختن و اندک فضلہ از کفار سفسطہ بگدیہ اندوختن پیش او گرامی کاریست بدیع و منیع و باعث فخر و شرف رفیع کہ بر ستایش خود را از ان سید فقیہ افضل و اولٰی تر با ماست می انگارد حالانکہ ایں علوم فلاسفہ اعنی طبیعیات و الٰہیات آنہا کہ مملو و مشحون است از ضلالات شنیعہ و بطالات قطعیہ تا آنکہ در وے انبارہا ست از کفر و شرک و انکار ضروریات دین و خرد ادہا از مضادّت قرآن و محادّت فرمان انبیاء و مرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین وقد فصلنا بعضھا عنقریب فی رسالۃ لنا سمیناھا مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید اقمنا فیھا الطامۃ الکبرٰی علی المتصورین من متفلسفی الزمان وباللہ التوفیق وعلیہ التکلان قطعًا از علوم محرمہ است فی الدر المختار اعلم ان تعلم العلم یکون فرض عین (الٰی ان قال) وحراما وھو علم الفلسفۃ والشعبذۃ والتنجیم والرمل وعلوم الطبائعیین والسحر وعلامہ زین بن نجیم مصری رحمہ اللہ تعالٰی در الاشباہ والنظائر فرماید العلم قد یکون حراما وھو علم الفلسفۃ الخ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالٰی در فتاوای خودش فرمود ما کان منہ ای من الطبیعی علی طریق الفلاسفۃ حرام و ہمدران است اما الاشتغال بالفلسفۃ والمنطق فقد افتی بتحریمہ ابن الصلاح وشنع علی المشتغل بھما واطال فی ذلک ویجب علی الامام اخراج اھلھما من مدارس الاسلام وسجنھم وکف شرھم قال وان زعم انہ غیر معتقد لعقائدھم فان حالہ یکذبہ بیّن چساں روشن و سپید می گوید کہ فلسفہ حرام است و بر بادشاہ اسلام واجب کہ اہل آنرا از مدارس اسلام بیروں کند و زندان فرماید تا شر آنہا بسلمانان نرسد و مرد متفلسف کہ دریں جہالات مسمّٰی بعلم توغل دارد و عمر میگزارد اگر دعوی کند کہ من بدل عقائد آنہا را جائے ندادہ ام خود حال او بہر تکذیب او بسند ست کہ اگر نہ پسندست چرا پاسے بندست ہیچ دیدۂ انسان ہر چیزے را کہ دشمن دارد باختیار خود باوے عمر گزارد و شبہا باوی سحر کند و مدتہا چنگ بدامنش زند و بحصولش غلغلۂ تفاخر افگند و کلہ گوشہا بر آسمان شکند حاش للہ ایں ہمہ علامات رضا و ایثار ست ورنہ با دشمن ساعتی بسر بردن دشوار ست یا غراب البین لیت بینی وبینک بعد المشرقین ایں ست تقریر کلامش بر حسب مرامش رحمہ اللہ تعالٰی وما ذکرہ فی الفلسفۃ صحیح ومن ثم قال الاذرعی رحمہ اللہ تعالٰی تحریمھا ھو الصحیح الصواب واما ذکرہ فی المنطق فمنطق الفلاسفۃ ھو الذی یحرم الاشتغال بہ ویدل لذلک قولہ کف شرھم وقولہ ومعتقد لعقائدھم اھ ملتقطا وفیہ طول کثیر فقیر میگویم واللہ سبحٰنہ یتفرع لی ازاں دلیل بر تحریم تفلسف و تقبیح حالش حدیثی ست کہ امام ابو عبدالرحمٰن دارمی در سنن خودش از سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کردہ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ اتی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بنسخۃ من التورٰۃ فقال یارسول اللہ ھذہ نسخۃ من التورٰۃ فسکت فجعل یقرؤ ووجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتغیر فقال ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ ثکلتک الثواکل ما تری ما بوجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فنظر عمر الٰی وجہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبیا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والذی نفس محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیدہ لو بدا لکم موسٰی فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیا وادرک نبوتی لاتبعنی یعنی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ پیش سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نسخہ از توریت آورد و عرض داشت کہ یا رسول اللہ ایں نسخہ ایست از توریت سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پاسخ نداد و سکوت فرمود عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ خواندن گرفت و چہرہ مبارک سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم از حالی بحالی گردید بجہت شدت غضب و عمر ہنوز ازیں معنی آگاہی نداشت تا آنکہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ گفت اے عمر ترا گریند زنان گریہ کناں نمی بینی حالتیکہ در روئے مبارک سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پیداست آنگاہ عمر نظر بالا کرد و جانب چہرۂ اقدس دید فوراً گفت بخدا پناہ می برم از غضب خدا و رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پسندیدیم خدای را پروردگار و اسلام را دین و محمد را نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و ازیں حکمہا غضب سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرو می نشست پس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود بخدای کہ جان من بقبضۂ قدرت اوست اگر ظاہر شود بہر شما موسٰی علیہ السلام و شما اتباع او کنید و مرا بگزارید ہر آئینہ راہ راست گم کردہ باشید و اگر موسٰی بدنیا بودی و زمانہ ظہور نبوتم دریافتی بدرستی کہ مرا پیروی کردے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حالا بچشم انصاف کشادنی ست توریت کہ کلام الٰہی ست و قرآن بتصدیقش نازل محض بوجہ اختلاط تحریفات کارش

بجائے رسید کہ قرائتش چنداں موجب غضب سید عالم شد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایں فلسفہ ملعونہ بکفر و ضلال مشحونہ کہ جہلی چند است برہم نشستہ و راہ دین بر خدامش بستہ و ربقہ یقین از گلوی شاں گسستہ العزۃ للہ چہ جائے آں دارد کہ او را اجری عظیم پندارند و عمرہا نظر بروے گمارند و تخم و دادش بدلہا کارند بانہمہ سلامت روند غضب اشد را مستحق نشوند لا واللہ لا یکون ولو کرہ المبطلون باز احمد در مسند و بیہقی در شعب الایمان از جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ چناں آوردہ اند کہ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ باقدس بارگاہ عالم پناہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاضر آمد و بعرض قدس رسانید کہ انا نسمع احادیث من یہود تعجبنا افتری ان نکتب بعضھا ما از یہود حدیثہا می شنویم کہ ما را خوش می آید آیا پروانگی باشد کہ چیزے از انہا بنویسیم سید عالم فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امتھوکون انتم کما تھوکت الیھود والنصارٰی آیا متحیرید در دین اسلام و کمال و تمام واغنای تام او کہ در احادیث دیگراں طمع دارید چنانکہ یہود و نصارٰی در دین خود متحیر شدند و بر علم الٰہی قناعت ناکردہ در این و آں فتادند و در قبیل قال زوند لقد جئتکم بھا بیضاء نقیۃ من ابن ملت و شریعت را سپید و روشن و صاف و پاکیزہ آوردہ ام کہ نہ ہیچ شبہہ را در و نہ باوے سوی چیزے دگر حاجتی ولو کان موسٰی حیا ما وسعہ الا اتباعی وجود یہود و احادیث آنہا چہ لائق التفات باشد اگر موسٰی ہم بدنیا بودی او را نیز جز پیروی من گنجایش نداشتے صلی اللہ تعالٰی علیک وسلم و معلوم ست کہ احادیثے کہ بحو عمر را خوش آید رضی اللہ تعالٰی عنہ زنہار مخالف ملت و منافی شریعت نباشد با ایں ہمہ نہی نمودند و امت را باستغنا بشرع مطہر از ہمہ اغیارش دلالت فرمودند فکیف کہ دامن کفار یونان گیرند و بحر صافی را پس پشت انداختہ در تیہ ضلالت تجلی میرند لا یاتی ذٰلک الا من سفہ نفسہ بالجملہ ضرر فلسفہ و ضلال تفلسف از شمس از ہر واز امس اظہر پس در تحریمش ارتیاب نکند مگر مریض القلب ضعیف الایمان والعیاذ باللہ و علیہ التکلان بنا تا عنان بمطلب گردانیم متفلسف مذکور ایں حرام علما را ذریعہ تفاخر و وسیلہ تفضیل و باعث تقدیم در مناجات رب جلیل دانست پیداست کہ کدام تحسین بالاتر ازیں باشد و ایں معنی العیاذ باللہ پہلو بکفر زند چنانکہ علما در فروع کثیرہ تنصیص کردہ اند و امام عبدالرشید بخاری تلمیذ امام اجل ظہیری و امام فقیہ النفس قاضی خان رحمہ اللہ تعالٰی در خلاصہ فرماید من قال احسنت لما ھو قبیح شرعا او جودت کفر یا ہرب گر متفلسفان بر خویشتن نمی بخشایند کہ بر فعل محرم بس ناکردہ زبان بتکبر و تفاخر می کشایند کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون ۵ ونسئل اللہ العافیۃ پس ہم آنکہ فضل تفلسف را بر فضل تفقہ ترجیح دادن کہ ادعای اولویت بامامت را منشا و منزع ہموں تواند بود متضمن تحقیر علم دین ست کما لا یخفی۔ و تحقیرش بر وجہ صریح کفر قطعی ست اینجا چوں پائے تضمن در میان ست نزاع لزوم و التزام عیاں ست کما بیناہ فی مقامع الحدید واللہ الہادی الی المسلک السدید ایں ہست وجہ است نجیح و وجیہ مفید فقیہ و مبید سفیہ کہ بر نہج ارتجال بحال استعجال سپرد خامہ نمودہ شد و ما نا کہ اگر غوری رود وجوہ دیگر منجلی شود اما ہمیں قدر بسند ست و تطویل ممل ناپسند حالا مسلماناں نگہ کنند کہ شرع مطہر امامت فاسق را نہ پسندیدہ تا آنکہ بسیاری از علما امامتش را مکروہ تحریمی قریب حرام وانان را کہ بتقدیمش بر دارند مبتلای اثام گفتہ اند علامہ ابراہیم حلبی رحمہ اللہ تعالٰی در شرح کبیر منیہ عبارت فتاوی الحجۃ نقل کردہ می فرماید فیہ اشارۃ الی انھم لو قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ و تساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلا یبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلوۃ وفعل ما ینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ ولذا لم تجز الصلوۃ خلفہ اصلا عند مالک وفی روایۃ عن احمد و ہمیں ست مفاد ارشاد امام زیلعی در تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق و علامہ حسن شرنبلالی در مراقی الفلاح شرح متن خودش نور الایضاح ذکر کردش علامہ سید احمد طحطاوی در حاشیہ مراقی رحمہم اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سبحٰن اللہ چوں امامت فاسق بفسق واحد او را دوجت باینجا رسیدہ ست ایں کس کہ وجوہ عدیدہ از فسق جمع کردہ کہ از آنہا بعضی روی بسوے کفر آوردہ والعیاذ باللہ تعالٰی ہیچ محل آں باشد کہ امام کردن او روا دارند یا در حرمت اقتدایش نزاعی آرند گیرم کہ نماز پس فاسق وجہ حلت دارد اما کسیکہ در نفس اسلامش خلاف را گنجایشی باشد کیست کہ امامت او را حلال انگارد الا تری ان فی تقدیمہ تعظیمہ وھو حرام عند الشرع بالقطع معھذا علمائے ما از امام ابو یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کردہ اند کہ امامت متکلماں جائز نیست اگرچہ باعتقاد صحیح باشند کما نقلہ الامام الاجل الھندوانی والزاھدی صاحب القنیۃ والمجتبٰی والامام البخاری صاحب الخلاصہ والامام العلامۃ المحقق حیث اطلق فی الفتح و ہمیں معنی فتوای امام اجل شمس الائمہ حلوائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ بخط مبارکش یافتہ اند کما نص علیہ فی الخلاصۃ و ایں روایت را ہمہ ائمہ ممدوحین بقبول و تقریر گرفتہ اند و در توضیح مراد و تنقیح مفادش طرق عدیدہ رفتہ محط کلام اکثرے آنست کہ اینجا مراد بمتکلم کسی ست کہ در فنون کلامیہ زائد بر حاجت توغل دارد و در تکثیر شکوک و تشاقش عقلیہ عمر عزیز ضائع برد افاد ذٰلک الامام الھندوانی و علامہ عبدالغنی نابلسی در حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ گوید الھاوی عن ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی ان امامۃ المتکلم وان کان بحق لا تجوز

محمول علی ان اثم علی قدر الحاجۃ والمتوغل فیہ کما قیل من طلب العلم بالکلام تزندق ولا یرید المتکلم علی قانون الفلاسفۃ لانہ لایطلق علی مبا حثھم علم الکلام لخروجہ عن قانون الاسلام وھو من اجزاء الحمد کما فی ابجزا غیہ پس امامت متفلسفان اولٰی واجدر بعدم جوازست کما لایخفی بالجملہ شرع مطہر زنہار نہ پسندد کہ سید موصوف را باوصف چنیں فضائل واستحقاق کل از منصب امامت برآرند وایں کس را باآں ہمہ معاصی ومناہی ودواہی وتباہی بجایش بردارند لاجرم ہر کہ بایں کار واجب الانکار پردازد شریک آں متفلسف باشد در اثم ومعاونش در ایذا وظلم ومستخف بشان سیادت وعلم ومورد بسیاری از شنائع مذکورۃ الصدر کما لایخفی علی المنشرح الصدر واللہ الہادی فی کل ورد وصدر حضرت حق جل وعلی فرماید لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ہمدگر مکنید بر گناہ وستم وحاکم وعقیلی وطبرانی وابن عدی وخطیب بغدادی باسانید خود ہا از عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کنند کہ جناب سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم می فرمایند من استعمل رجلا من عصابتہ وفیھم من ھو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ ورسولہ والمؤمنین یعنی ہر کہ مردے را از جماعتے ہر کاری از کارہائے ایشان نصب کرد ودر ایشاں کسے ہست کہ پسندیدہ تر ست از وے نزد خدا پس تحقیق او خیانت کرد خدا ورسول ومسلمانان را واخرج ابو یعلی عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہ یرفعہ الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایما رجل استعمل رجلا علی عشرۃ انفس وعلم ان فی العشرۃ افضل ممن استعمل فقد غش اللہ وغش رسولہ وغش جماعۃ المسلمین علامہ مناوی رحمہ اللہ تعالٰی در تیسیر شرح جامع صغیر زیر حدیث اول گوید من استعمل رجلا من عصابۃ ای نصبہ علیھم امیرا او قیما او عریفا او اماما للصلوۃ امام بخاری در تاریخ وابن عساکر از ابو امامہ باہلی وطبرانی در معجم کبیر از مرثد غنوی رضی اللہ تعالٰی عنہما راویند کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماید (وھذا حدیث ابی امامہ) ان سرکم ان تقبل صلوتکم فلیؤمکم خیارکم اگر شمارا خوش آید کہ نماز شما مقبول شود پس باید کہ شمارا بہترین شما امامت کنند دار قطنی وبیہقی از عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت دارند سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماید اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم فیما بینکم وبین ربکم بہتران خود را امام کنید کہ ایشاں سفیر شمایند میان شما وپروردگار شما عزوجل وفی الباب عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ تعالٰی عنہ اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر (**الحاصل خلاصۂ حکم آنست**) کہ ایں کس از بدترین فساق وفجار ست وبوجوہ چند در چند تعزیر شدید را سزاوار وامامتش ممنوع وناروا بلکہ مسلمانان را از صحبتش احتراز اولٰی وزنہار رخصت نباشد کہ آں سید فقیہ را از امامت براندازند وایں متفلسف سفیہ را بجایش مقرر وموقر سازند ہر کہ متصدی ایں کار شود خود واجب التعزیر وگناہگار شود تقدیم کو وامامت از کجا بلکہ ایں کس را می شاید کہ از شناعات مذکورہ خود باز آید داغ کفران از جبینش شوید وفلسفہ ملعونہ را دعا گوید و در فضل علم دیں وبزرگی حقش ایمان آرد وتکلف تفلسف وتشرق تصلف را قبیح پندارد وشنیع انگارد واز سر نو کلمہ طیبہ اسلام خواند وبعد ازاں تجدید نکاح بتقدیم رساند فان ذٰلک ھو الاحوط کما یظھر بمراجعۃ الدر المختار وغیرہ من اسفار الکلۃ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ اور بعض معلم چارپائی پر لیٹے یا بیٹھے ہوتے ہیں اور لڑکے کتابیں لئے ہوئے جن میں بسم اللہ شریف ودیگر آیات قرآنیہ ہوتی ہے نیچے چٹائی پر بیٹھے رہتے ہیں پس یہ فعل کیسا ہے اور وہ کتابیں قابل تعظیم ہیں یا نہیں اور شروع پر بسم اللہ لکھنے سے کلام الناس ہوجاتی ہے یا کلام اللہ۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہمارے علما تصریح فرماتے ہیں کہ نفس حروف قابل ادب ہیں اگرچہ جدا جدا لکھے ہوں جیسے تختی یا وصلی پر خواہ اون میں کوئی برا نام لکھا ہو جیسے فرعون ابو جہل وغیرہما تاہم حرفوں کی تعظیم کی جائے اگرچہ ان کافروں کا نام لائق اہانت وتذلیل ہے فی الھندیۃ اذا کتب اسم فرعون او کتب ابو جھل علی غرض یکرہ ان یرموا الیہ لان لتلک الحروف الحرمۃ کذا فی السراجیۃ اور تصریح فرماتے ہیں کہ کتاب پر دوات رکھنا منع ہے مگر جب لکھتے وقت ضرورت ہو فی الدر المختار یکرہ وضع المقلمۃ علی الکتاب الا للکتابۃ اھ ملخصاً فی ردالمحتار قولہ الا للکتابۃ الظاھر ان ذلک عند الحاجۃ الی الوضع اھ اور تصریح فرماتے ہیں کہ اگر کسی صندوق یا الماری میں کتابیں رکھی ہوں تو ادب یہ ہے کہ اون کے اوپر کپڑے نہ رکھے جائیں فی العالمگیریۃ حانوت او تابوت فیہ کتب فالادب ان لایضع الثیاب فوقہ تو کیونکر ادب ہوگا کہ کتابیں نیچے رکھی ہوں اور آپ اوپر بیٹھیں کیا ایسے لوگوں کو بے ادبی کی شامت سے خوف نہیں حروف ہجی خود کلام اللہ ہیں کہ ہود علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل ہوئے کما فی ردالمحتار للعلامۃ الشامی عن سیدی عبدالغنی النابلسی عن کتاب الاشارات فی علم القراٰت للامام القسطلانی رحمھم اللہ تعالٰی البتہ کتب دینیہ کو بے وضو ہاتھ لگانے کے بارے میں علما مختلف ہیں بعض مطلقاً جائز فرماتے ہیں اور بعض مطلقاً مکروہ اور بعض تفصیل کرتے ہیں کہ کتب تفسیر میں

مکروہ اور غیر میں جائز بشرطیکہ اون میں جہاں کوئی آیت لکھی ہو خاص اوس پر ہاتھ نہ رکھے کہ اوس کی ممانعت میں کوئی کلام نہیں اور یہی تفصیل زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے فی ردالمحتار الاظھر والاحوط القول الثالث ای کراھتہ فی التفسیر دون غیرھا الخ وتمامہ فیہ عن السراج عن الایضاح لایجوز مس موضع القرآن منھا الخ اور بسم اللہ کہ شروع پر لکھتے ہیں غالبًا اوس سے تبرک و افتتاح تحریر مراد ہوتا ہے نہ کتابت آیت قرآنیہ اور ایسی جگہ تغییر قصد سے تغییر حکم ہوجاتا ہے ولہذا جنب کو آیات دعا وثنا نہ بہ نیت قرآن بلکہ بہ نیت ذکر و دعا پڑھنا جائز ہے فی الدرالمختار لوقصد الدعاء والثناء او افتتاح امر حل فی الاصح حتی لوقصد بالفاتحۃ الثناء فی الجنازۃ لم یکرہ الخ ملخصا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ معانقہ بے حالت سفر بھی جائز ہے یا نہیں اور زید کہ اوسے قدوم مسافر کے ساتھ خاص اور اس کے غیر میں ناجائز بتاتا ہے قول اوس کا شرعًا کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

کپڑوں کے اوپر سے معانقہ بطور بر و کرامت و اظہار محبت بے فساد نیت و مواد شہوت بالاجماع جائز جس کے جواز پر احادیث کثیرہ و روایات غیرہ ناطق اور تخصیص سفر کا دعوٰی محض بے دلیل احادیث نبویہ و تصریحات فقہیہ اس بارے میں بروجہ اطلاق وارد اور قاعدہ شرعیہ ہے کہ مطلق کو اپنے اطلاق پر رکھنا واجب اور بے مدرک شرعی تقیید اور تخصیص مردود و باطل ورنہ نصوص شرعیہ سے امان اوٹھ جائے کما لایخفی ابن ابی الدنیا کتاب الاخوان اور دیلمی مسند الفردوس اور ابوجعفر عقیلی اپنی کتاب میں حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی واللفظ للعقیلی انہ قال سئلت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المعانقۃ فقال تحیۃ الامم وصالح ودھم وان اول من عانق خلیل اللہ ابراھیم میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے معانقہ کو پوچھا فرمایا تحیت ہے امتوں کی اور اچھی دوستی اون کی اور بیشک پہلے معانقہ کرنے والے ابراہیم خلیل اللہ ہیں علٰی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام خانیہ میں ہے ان کانت المعانقۃ من فوق قمیص اوجبۃ جازت عند الکل اھ ملخصا مجمع الانہر میں ہے اذا کان علیھما قمیص اوجبۃ جاز بالاجماع ۲۱ مختصرًا ہدایہ میں ہے قالوا الخلاف فی المعانقۃ فی ازار واحد واما اذا کان علیہ قمیص اوجبۃ فلاباس بھا بالاجماع وھو الصحیح درمختار میں ہے لوکان علیہ قمیص اوجبۃ جاز بلاکراھۃ بالاجماع وصححہ فی الھدایۃ وعلیہ المتون شرح نقایہ میں ہے عانقہ اذا کان معہ قمیص اوجبۃ اوغیرھا لم یکرہ بالاجماع وھو الصحیح اھ ملتقطا اسی طرح امام نسفی نے کافی پھر علامہ اسمٰعیل نابلسی نے حاشیہ درر اور شیخ محقق نے لمعات میں تصریح فرمائی اور اسی پر فتاوٰی ہندیہ و حدیقہ ندیہ و شرح درر مولٰی خسرو وغیرہا میں جزم کیا اور یہی وقایہ و نقایہ و کنز و اصلاح وغیرہا متون کا مفاد اور شروح ہدایہ و حواشی درمختار وغیرہا میں مقرر ان سب میں کلام مطلق ہے کہیں تخصیص سفر کی بو نہیں اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں اما معانقہ اگر خوف فتنہ نباشد مشروع است خصوصًا نزد قدوم از سفر یہ خصوصًا بطلان تخصیص پر نص صریح رہیں احادیث نہی اون میں زید کے لئے حجت نہیں کہ اون سے اگر ثابت ہے تو نہی مطلق پھر اطلاق پر دیکھئے تو حالت سفر بھی گئی حالانکہ اوس میں زید بھی ہم سے موافق اور توفیق پر چلیے تو علماء فرماتے ہیں وہاں معانقہ بروجہ شہوت مراد اور یہ ظاہر کہ ایسی صورت میں تو بحالت سفر بھی بلکہ مصافحہ بھی ممنوع تا بمعانقہ چہ رسد امام فخرالدین زیلعی تبیین الحقائق اور اکمل الدین بابرتی عنایہ اور شمس الدین قہستانی جامع الرموز اور آفندی شیخی زادہ شرح ملتقی الابحر اور شیخ محقق دہلوی شرح مشکوٰۃ اور امام حافظ الدین شرح وافی اور سید امین الدین آفندی حاشیہ شرح تنویر اور مولٰی عبدالغنی نابلسی شرح طریقہ محمدیہ میں اور ان کے سوا اور علماء ارشاد فرماتے ہیں وھذا لفظ الاکمل قال وفق الشیخ ابومنصور (یعنی الماتریدی امام اہل السنۃ وسید الحنفیۃ) بین الاحادیث فقال المکروہ من المعانقۃ ماکان علٰی وجہ الشھوۃ وعبرعنہ المصنف (یعنی الامام برہان الدین الفرغانی) بقولہ ازار واحد فانہ سبب یفضی الیھا فاما علی وجہ البر والکرامۃ اذا کان علیہ قمیص اوجبۃ فلاباس بہ اھ۔ اور کیونکر روا ہوگا کہ بے حالت سفر معانقہ کو مطلقًا ممنوع ٹھہرائے حالانکہ احادیث کثیرہ میں ثابت کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بارہا بے صورت مذکورہ بھی معانقہ فرمایا **حدیث اوّل** بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ بطرق عدیدہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی وھذا لفظ مؤلف منھا دخل حدیث بعضھم فی بعض قال خرج النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فجلس بفناء بیت فاطمۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا فقال اثم لکع فحبستہ شیئا فظننت انھا تلبسہ سخابا او تغسلہ فجاء یشتد وفی عنقہ السخاب فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیدہ ھکذا فقال الحسن بیدہ ھکذا حتی اعتنق کل واحد منھما صاحبہ فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللھم انی احبہ فاحبہ واحب من یحبہ یعنی ایک بار سید عالم

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بلایا حضرت زہرا نے بھیجنے میں
کچھ دیر کی میں سمجھا انہیں ہار پہناتی ہوں گی یا نہلا رہی ہوں اتنے میں دوڑتے ہوئے حاضر آئے گلے میں ہار پڑا تھا سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دست اقدس
بڑھائے حضور کو دیکھ کر امام حسن نے بھی ہاتھ پھیلائے یہاں تک کہ دوسرے کو لپٹ گئے حضور نے گلے لگا کر دعا کی الٰہی میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اسے دوست
رکھ جو اسے دوست رکھے اوسے دوست رکھ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی حبہ وبارک وسلم **حدیث دوم** صحیح بخاری میں امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی کان النبی
صلی اللہ تعالٰی علیہ یأخذ بیدی فیقعدنی علی فخذہ ویقعد الحسین علی فخذہ الاخری ویضمنا ثم یقول رب انی ارحمھما فارحمھما
نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر ایک ران پر مجھے بٹھا لیتے اور دوسری پر امام حسین کو اور ہمیں لپٹا لیتے پھر دعا فرماتے الٰہی میں ان پر مہر کرتا ہوں
تو ان پر رحم فرما **حدیث سوم** اوس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے ضمنی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی صدرہ وقال
اللھم علمہ الحکمۃ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مجھے سینہ سے لپٹا لیا پھر دعا فرمائی الٰہی اسے حکمت سکھا دے **حدیث چہارم** امام احمد اپنی مسند
میں یعلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ان حسنا وحسینا رضی اللہ تعالٰی عنہما استبقا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فضمھما الیہ ایک بار دونوں
صاحبزادے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس آپس میں دوڑ کرتے ہوئے آئے حضور نے دونوں کو لپٹا لیا **حدیث پنجم** جامع ترمذی میں انس
رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث ہے سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ای اھل بیتک احب الیک قال الحسن والحسین وکان یقول لفاطمۃ ادعی
لی ابنی فیشمھما الیہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پوچھا گیا حضور کو اپنے اہل بیت میں سے زیادہ پیارا کون ہے فرمایا حسن وحسین اور حضور دونوں صاحبزادوں
کو حضرت زہرا سے بلوا کر سینے سے لگاتے اور اون کی خوشبو سونگھتے صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وبارک وسلم **حدیث ششم** امام ابوداؤد اپنے سنن میں حضرت
اسید بن حضیر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی بینما ھو یحدث القوم وکان فیہ مزاح بینا یضحکھم فطعنہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی خاصرتہ بعود فقال اصبرنی قال اصطبر قال ان علیک قمیصا
ولیس علی قمیص فرفع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن قمیصہ فاحتضنہ وجعل یقبل کشحہ قال انما اردت ھذا یا رسول اللہ اس اثنا میں کہ وہ باتیں کررہے
تھے اور اون کے مزاح میں مزاح تھا لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لکڑی اون کے پہلو میں چبھوئی اونھوں نے عرض کی مجھے بدلا
دیجئے فرمایا لے عرض کی حضور تو کرتا پہنے ہیں اور میں ننگا تھا حضور نے کرتا اوٹھا دیا اونھوں نے حضور کو اپنے کنار میں لیا اور تہیگاہ اقدس کو چومنا شروع
کیا پھر عرض کی یا رسول اللہ میرا یہی مقصود تھا۔ دلِ عشاق حیلہ گر باشد ۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی کل من احبہ وبارک وسلم **حدیث ہفتم** اوسی میں حضرت
ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے مالقیتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قط الا صافحنی وبعث الی ذات یوم ولم اکن فی اھلی فلما جئت اخبرت بہ فاتیتہ
وھو علی سریر فالتزمنی فکانت تلک اجود واجود میں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا حضور ہمیشہ مصافحہ فرماتے ایک دن
میرے بلانے کو آدمی بھیجا میں گھر میں نہ تھا آیا تو خبر پائی حاضر ہوا حضور تخت پر جلوہ فرما تھے مجھے گلے سے لگا لیا تو یہ اور زیادہ جید ونفیس تر تھا۔
حدیث ہشتم ابویعلی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی قالت رأیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم التزم علیا وقبلہ وھو یقول بابی الوحید
الشھید میں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا حضور نے مولٰی علی کو گلے لگایا اور پیار کیا اور فرماتے تھے میرا باپ نثار اس وحید شہید پر **حدیث نہم**
طبرانی معجم کبیر اور ابن شاہین کتاب السنہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں دخل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واصحابہ
غدیرا فقال لیسبح کل رجل الی صاحبہ فسبح کل رجل منھم الی صاحبہ حتی بقی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وابوبکر فسبح رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
الی ابی بکر حتی اعتنقہ فقال لو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکنہ صاحبی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ ایک تالاب
میں تشریف لے گئے حضور نے ارشاد فرمایا ہر شخص اپنے یار کی طرف پیرے سب نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ابوبکر
صدیق باقی رہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صدیق کی طرف پیر کر تشریف لے گئے اور انہیں گلے لگا کر فرمایا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ
میرا یار ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی صاحبہ وبارک وسلم **حدیث دہم** خطیب بغدادی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی قال کنا
عند النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یطلع علیکم رجل لم یخلق اللہ بعدی احدا خیرا منہ ولا افضل ولہ شفاعۃ مثل شفاعۃ النبیین فما برحنا حتی
طلع ابوبکر فقام النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقبلہ والتزمہ ہم خدمت اقدس حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر تھے ارشاد فرمایا اس وقت

تم پر وہ شخص چمکے گا کہ اللہ تعالٰی نے میرے بعد اوس سے بہتر و بزرگ تر کسی کو نہ بنایا اور اوس کی شفاعت انبیا کی مانند ہوگی ہم حاضر ہی تھے کہ ابوبکر صدیق نظر آئے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قیام کیا اور صدیق کو پیار کیا اور گلے لگایا۔ **حدیث یازدہم** حافظ عمر بن محمد ملا اپنی سیرت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی قال رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واقفا مع علی بن ابی طالب اذ اقبل ابوبکر فصافحہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعانقہ وقبل فاہ فقال علی اتقبل فا ابی بکر فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا ابا الحسن منزلۃ ابی بکر عندی کمنزلتی عند ربی میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کے ساتھ کھڑے دیکھا اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ حاضر ہوئے حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اون سے مصافحہ فرمایا اور گلے لگایا اور اون کے دہن پر بوسہ دیا مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے عرض کی کیا حضور ابوبکر کا مونھ چومتے ہیں فرمایا اے ابوالحسن ابوبکر کا مرتبہ میرے یہاں ایسا ہے جیسا میرا مرتبہ اپنے رب کے حضور۔ **حدیث دوازدہم** ابن عبد ربہ کتاب بہجۃ المجالس میں مختصراً اور ریاض نضرہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مطولاً صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ابتدائے اسلام میں اظہار اسلام اور کفار سے ضرب وقتال فرمانا اور اون کے چہرۂ مبارک پر ضرب شدید آنا اوس سخت صدمہ میں بھی حضور اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا خیال رہنا حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دارالارقم میں تشریف فرما تھے اپنی ماں سے خدمت اقدس میں لے چلنے کی درخواست کرنا مفصلاً مروی یہ حدیث بتمامہ ہماری کتاب مطلع القمرین (۱۲۹۷) فی ابانۃ سبقۃ العمرین میں مذکور اوس کے آخر میں ہے حتی اذا ھدأت الرجل وسکن الناس خرجتا بہ یتکئ علیھما حتی ادخلتاہ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قالت فانکب علیہ فقبلہ وانکب علیہ المسلمون ورق لہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رقۃ شدیدۃ الحدیث یعنی جب پہل موقوف ہوئی اور اور لوگ سو رہے ان کی والدہ ام الخیر اور حضرت فاروق اعظم کی بہن ام جمیل رضی اللہ تعالٰی عنہما انھیں لے کر چلیں بوجہ ضعف دونوں پر تکیہ لگائے تھے یہاں تک کہ خدمت اقدس میں حاضر کیا دیکھتے ہی پروانہ وار شمع رسالت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر گر پڑے اور بوسہ دینے لگے اور صحابہ غایت محبت سے ان پر گرے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لئے رقت فرمائی **حدیث سیزدہم** حافظ ابوسعید شرف المصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قال صعد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المنبر ثم قال این عثمان بن عفان فوثب وقال ھا انا ذا یا رسول اللہ فقال ادن منی فدنا منہ فضمہ الی صدرہ وقبل بین عینیہ الحدیث[1] حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سینہ سے لگالیا اور آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیا **حدیث چہاردہم** حاکم صحیح مستدرک بافادۃ التصحیح اور ابویعلٰی اپنی مسند اور ابونعیم فضائل صحابہ میں اور برہان خجندی کتاب اربعین مسمی بالمار المعین اور عمر بن محمد ملا سیرت میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی قال بینا نحن مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی نفر من المھاجرین منھم ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحۃ والزبیر وعبدالرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لینھض کل رجل الی کفوہ ونھض النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی عثمان فاعتنقہ وقال انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ ہم چند مہاجرین کے ساتھ خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر تھے حاضرین میں خلفاء اربعہ وطلحہ وزبیر وعبدالرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہم تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں ہر شخص اپنے جوڑ کی طرف اوٹھ کر جائے اور خود حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف اوٹھ کر تشریف لائے اون سے معانقہ کیا اور فرمایا تو میرا دوست ہے دنیا وآخرت میں **حدیث پانزدہم** ابن عساکر تاریخ میں حضرت امام حسن مجتبٰی وہ اپنے والد ماجد حضرت مولٰی علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجوہہما سے راوی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عانق عثمٰن بن عفان وقال قد عانقت اخی عثمٰن فمن کان لہ اخ فلیعانقہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عثمٰن غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے معانقہ کیا اور فرمایا میں نے اپنے بھائی عثمٰن سے معانقہ کیا جس کے کوئی بھائی ہو اوسے چاہئے اپنے بھائی سے معانقہ کرے۔ اس حدیث میں علاوہ فعل کے مطلقاً حکم بھی ارشاد ہوا کہ ہر شخص کو اپنے بھائیوں سے معانقہ کرنا چاہئے **حدیث شانزدہم** کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا سے فرمایا عورت کے حق میں سب سے بہتر کیا ہے عرض کی کہ نامحرم شخص اوسے نہ دیکھے حضور نے گلے سے لگالیا اور فرمایا ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ اوکما ورد صلی اللہ تعالٰی علی الحبیب وآلہ وبارک وسلم **بالجملہ** احادیث اس بارے میں بکثرت وارد اور تخصیص سفر محض بے اصل وفاسد بلکہ سفر وبے سفر ہر صورت میں معانقہ سنت اور سنت جب ادا کی جائے گی سنت ہی ہوگی تاوقتیکہ خاص کسی خصوصیت پر شرع سے تصریحاً نہی ثابت نہ ہو یہاں تک کہ خود امام مانعین مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنے رسالۂ نذور میں کہ مجموعہ زبدۃ النصائح میں مطبوع ہوا صاف مقر کہ معانقہ روز عید گو بدعت ہو بدعت حسنہ ہے حیث قال ہمہ اوضاع از قرآن خوانی

و فاتحہ خوانی و طعام خورانیدن سوای کندن چاہ و امثالہ دعا و استغفار و اضحیہ بدعت است گو بدعت حسنہ بالخصوص ست مثل معانقۂ روز عید و مصافحہ بعد نماز صبح یا عصر انتہی واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین و حامیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص متدین متبع سنّت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پارہائے کہنہ فرسودہ قرآن شریف اور قواعد بغدادی اور قواعد ابجد کو جو لڑکوں کے دست مالش سے پھٹے ہوئے تھے اس مصلحت سے کہ اون کی بے ادبی نہ ہو اور پاؤں کے تلے نہ آویں بدون قصد توہین کے بسند حدیث بخاری کے جو باب جمع القرآن میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ (امر بما سواہ من القراٰن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق) اون کو جلا دیا آیا یہ شخص اہل سنت کے نزدیک بلحاظ مصلحت و سند مذکور و ادلہ شرعیہ کے صواب پر ہے یا خطا پر کتب معتبرہ سے جواب فرماویں بینوا توجروا۔

الجواب

احراق مصحف بوسیدہ و غیر منتفع علما میں مختلف فیہ ہے اور فتویٰ اس پر ہے کہ جائز نہیں قال فی الفتاوی عالمگیریۃ المصحف اذا صار خلقا وتعذر القراۃ منہ لایحرق بالنار اشار الشیبانی الی ھذا فی السیر الکبیر وبہ ناخذ کذا فی الذخیرۃ بلکہ ایسے مصاحف کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کرنا چاہئے فیھا ایضا المصحف اذا صار خلقا لایقرؤ منہ ویخاف ان یضیع یجعل فی خرقۃ طاھرۃ ویدفن و دفنہ اولی من وضعہ موضعا یخاف ان یقع علیہ النجاسۃ ونحو ذلک ویلحد لہ لانہ لوشق و دفن یحتاج الی اھالۃ التراب علیہ وفی ذلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقہ سقف بحیث لایصل التراب علیہ فھو حسن ایضا کذا فی الغرائب اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کہ احراق واقع ہوا کما فی حدیث البخاری بغرض رفع فتنہ و فساد تھا اور بالکلیہ رفع اوس کا اسی طریقہ میں منحصر کہ صورت دفن میں ادن لوگوں سے جنھیں مصاحف محرقہ اور اون کی ترتیب خلاف واقع پر اصرار تھا احتمال اخراج تھا بخلاف ما نحن فیہ کہ یہاں مقصود حفظ مصحف ہے بے ادبی اور ضائع ہوجانے سے اور یہ امر طریقۂ دفن میں کہ مختار علما ہے کما ینبغی حاصل البتہ قواعد بغدادی و ابجد اور سب کتب غیر منتفع بہا ماورائے مصحف کریم کو جلا دینا بعد محو اسمائے باری عز اسمہ اور اسمائے رسل وملٰئکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم اجمعین کے جائز ہے کما فی الدر المختار الکتب التی لاینتفع بھا یمحی عنھا اسم اللہ وملٰئکتہ ورسولہ ویحرق الباقی واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ عز اسمہ اتم۔

مسئلہ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ داڑھی کترانا اور منڈانا اور چڑھانا جائز ہے یا نہیں درصورت ثانی مرتکب کا یہ عذر کہ اگر داڑھی مطابق شرع اور باطن خراب اور بُرا ہو اس سے بہتر ہے کہ داڑھی خلاف شریعت اور باطن آراستہ ہو صحیح اور دافع الزام ہے یا نہیں اور اگر اس کے ساتھ داڑھی چھوڑنے اور نیچی رکھنے کی تحقیر کرے اور جو ایسا کرتے ہوں اون سے باستہزا پیش آوے اور اونھیں تشبیہات وتمثیلات شنیعہ سے یاد کرے تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

داڑھی حد مقرر شرع سے کم نہ کرانا واجب اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنّت دائمی اور اہل اسلام کے شعائر سے ہے اور اوس کا خلاف ممنوع وحرام اور کفّار کا شعار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ الحدیث یعنی دس چیزیں سنّت قدیم انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہیں اون میں سے مونچھیں کم کرانا اور داڑھی حد شرع تک چھوڑ دینا رواہ مسلم شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح میں فرماتے ہیں حلق کردن لحیہ حرام ست و روش افرنج وہنود وجوالقیان کہ ایشاں را قلندریہ نیز گویند وگذاشتن آں بقدر قبضہ واجب ست وآں کہ آنرا سنّت گویند بمعنی طریقۂ مسلوک در دین ست یا بجہت آنکہ ثبوت آں بہ سنّت ست چنانکہ نماز عید را سنت گفتہ اند اور حضور ارشاد فرماتے ہیں خالفوا المشرکین وادفروا اللحی واعفوا الشوارب مشرکین سے مخالفت کرو داڑھیاں پوری اور مونچھیں کم کرو رواہ الشیخان فی صحیحہما اور بعض احادیث میں وارد مونچھیں کم کراؤ اور داڑھیاں چھوڑ دو اور مجوس کی سی شکل نہ بناؤ سنت سنیۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ترک اور مشرکین ومجوس کی رسم اختیار کرنا مسلمان کامل کا کام نہیں علاوہ بریں اس میں تغییر خلقت خدا بطریق ممنوع ہے اور وہ بنص قرآن اثر اضلال شیطان اور بحکم حدیث رسالت پناہی موجب

لعنت الٰہی ہے قال اللہ عز اسمہ حاکیا عن ابلیس وَلَاُضِلَّنَّھُمْ وَلَاُمَنِّیَنَّھُمْ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّھُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ و
وقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ متفق علیہ اسی طرح داڑھی
غیر جہاد میں چڑھانا ناجائز وممنوع ایسے شخصوں کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں لوگوں کو دے دو کہ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
اون سے بیزار ہیں رواہ الترمذی اور بر ظاہر کہ داڑھی کتروانا یا منڈانا چڑھانے سے سخت تر ہے کہ اس میں فقط تغییر صفت سنت ہے اور اون میں تغییر یا
اعدام اصل معہذا اگر توبہ نصیب ہو تو یہ سریع الزوال اور اون کا ازالہ نہ ہوگا مگر بعد ایک زمانہ کے جب چڑھانے کی نسبت ایسی وعید شدید وارد اور حضور
اوس کے مرتکب سے اپنی بیزاری ظاہر فرمائیں تو کترنے اور منڈانے سے کس قدر ناراض و بیزار ہوئیں گے اور العیاذ باللہ اس حبیب مرتجٰی و رسول مجتبٰی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ناراضی پر دُنیا و آخرت میں جو ثمرات بد مرتب ہیں دل مومن اون سے خوب واقف ہے باقی عذر مذکور فی السوال وہ ہرگز قابل اعتبار
نہیں بلکہ قائل کی سفاہت وضلالت پر دال ہے اس میں شک نہیں کہ اصلاح باطن آرایش ظاہر سے اہم تر مگر اس کے ساتھ افساد ظاہر وارتکاب محرمات و
ممنوعات کی کس نے اجازت دی کیا تعمیل حکم شرع واتباع سنّت شارع کہ داڑھی بڑھانے اور نیچی رکھنے میں پائی جاتی ہے آراستگی باطن میں کچھ خلل انداز
ہے بلکہ وہ اپنے اس دعوے ہی میں جھوٹا ہے کہ باطن میرا آراستہ ہے اگرچہ داڑھی خلاف شرع ہو کہ اگر فی الواقع باطن اوس کا زیور صلاح سے مزین اور بحکم
خدا و رسول منقاد ہوتا تو اتباع سنّت چھوڑ کر شعار کفر وشرک و بدعت کی پیروی پسند نہ کرتا اور حکم شرع سُن کر سر جُھکاتا اپنے فعل شنیع پر مصر نہ ہوتا اور
ایسے بیہودہ عذروں کو سپر نہ بناتا استغفر اللہ ایسے اعذار باردہ موجب تحلیل محرمات نہیں ہوسکتے نہ اون سے وبال میں کچھ کمی ہو بلکہ موجب زیادت نکال ہیں
کہ جب ارتکاب ممنوع کے ساتھ ندامت واعتراف بجرم لاحق ہو تو وہ باعث تخفیف عذاب اور عزم مع الترک موجب محو گناہ ہوجاتی ہے اور جب حکم شرع
کے سامنے گردن نہ جھکائیں بلکہ باصرار پیش آویں اور ایسے جھوٹے بہانوں کا دامن پکڑیں تو شامت اوس کی ایک سے ہزار ہوجاتی ہے اور اگر داڑھی
چھوڑنے یا نیچی رکھنے کی تحقیر اور اون لوگوں سے کہ ایسا کرتے ہیں استہزا اور اونھیں تشبیہات وتمثیلات قبیحہ سے یاد کریگا تو قطعًا کافر ہے کہ یہ سنن متواترہ
سے ہے اور اوس کی سُنیت قطعی الثبوت ایسی سنّت کی توہین وتحقیر اور اوس کے اتباع پر استہزا بالاجماع کفر کما ھو مصرح فی الکتب الفقھیۃ والکلامیۃ
عورت اوس کی نکاح سے نکل جاوے گی اور بعد اس کے جو بچے ہوئیں گے اولاد حرام ہوئیں گے اہل اسلام کو اوس سے معاملہ کُفّار برتنا لازم بعد مرگ اوس کے
جنازہ کی نماز نہ پڑھیں اور مقابر مسلمین میں دفن نہ کریں بلکہ جہاں تک ممکن اوس جنازۂ ناپاک کی تذلیل کریں کہ اوس نے ایسے عزّت والے پیغمبر افضل المرسلین صلی اللہ تعالٰی
علیہ وسلم کی سنّت کو ذلیل سمجھا العیاذ باللہ واللہ نسئل حسن الخواتیم والعلم بالحق عند ربی ان ربی خبیر علیم۔

مسئلہ ۔۲۳ ربیع الاول شریف ۱۳۱۰ھ از شہر کہنہ مرسلہ محمد شفیع علی خاں صاحب۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وسمہ نیل کا جس سے بال سیاہ ہوجائیں جائز ہے یا نہیں اور نیل میں حنا ملا کر لگانا درست ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

وسمہ نیل حنا ملا کر لگانا جائز ہے بلاکراہت فی الدر المختار ملخصا یستحب للرجل خضاب شعرہ ولحیتہ ولو فی غیر حرب فی الاصح ویکرہ بالسواد وقیل لا مجمع
الفتاوی وفی ردالمحتار روی ان ابابکر رضی اللہ تعالٰی عنہ خضب بالحناء والکتم اھ واللہ سبحانہ تعالٰی اعلم۔ محمد یعقوب علی خاں

الجواب

صحیح مذہب میں سیاہ خضاب حالت جہاد کے سوا مطلقًا حرام ہے جس کی حرمت پر احادیث صحیحہ ومعتبرہ ناطق **فاقول** وباللہ التوفیق۔ **حدیث**
اول۔ احمد ومسلم وابوداؤد ونسائی وابن ماجہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالٰی عنہ کے والد ماجد حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی داڑھی خالص سپید دیکھ کر ارشاد فرمایا غیروا ھذا بشیء واجتنبوا السواد اس سپیدی کو کسی
چیز سے بدل دو اور سیاہ رنگ سے بچو **حدیث دوم** امام احمد اپنی مسند میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
فرماتے ہیں غیروا الشیب ولا تقربوا السواد پیری تبدیل کرو اور سیاہ رنگ کے پاس نہ جاؤ **حدیث سوم** امام احمد وابوداؤد ونسائی وابن حبان وحاکم
بافادہ تصحیح اور ضیا مختارہ اور بیہقی سنن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں یکون قوم فی

آخر الزمان یخضبون بھذا السواد کحواصل الحمام لایجدون رائحۃ الجنۃ آخر زمانے میں کچھ لوگ سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتروں کے پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے جنگلی کبوتروں کے سینے اکثر سیاہ و نیلگوں ہوتے ہیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اون کے بالوں اور داڑھیوں کو ان سے تشبیہ دی۔

حدیث چہارم ابن سعد عامر رحمہ اللہ تعالٰی مرسلا راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ تعالٰی لاینظر الی من یخضب بالسواد یوم القیمۃ جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالٰی روز قیامت اوس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ **حدیث پنجم** ابن عدی کامل میں اور دیلمی مسند الفردوس میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ تعالٰی یبغض الشیخ الغربیب بیشک اللہ تعالٰی دشمن رکھتا ہے بوڑھے کوے کو تعلیقات علامہ حفنی میں ہے الغربیب ای الذی یسود شیبہ عزیزی میں ہے الغربیب الذی لایشیب اوالذی یسود شیبہ بالخضاب

حدیث ششم طبرانی معجم کبیر اور حاکم مستدرک میں عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور پر نور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ فرماتے ہیں الصفرۃ خضاب المؤمن والحمرۃ خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سرخ اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافر کا

حدیث ہفتم عقیلی و ابن حبان و ابن عساکر انس رضی اللہ تعالٰی سے راوی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الشیب نور من خلع الشیب فقد خلع نور الاسلام سپیدی نور ہے جس نے اوسے چھپایا اوس نے اسلام کا نور زائل کیا علامہ محمد حفنی اوس کی شرح میں فرماتے ہیں خلع الشیب ای ازالہ وسترہ بان خضبہ بالسواد فی غیر جہاد علامہ مناوی پھر علامہ عزیزی اس حدیث پر تفریع کرتے ہیں فنتفہ مکروہ وصبغہ بالسواد لغیر الجہاد حرام یعنی پس سپید بال اوکھیڑنا مکروہ ہے اور سیاہ خضاب غیر جہاد میں حرام **حدیث ہشتم** حاکم کتاب الکنی والالقاب میں بسند حسن ام سلیم رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من شاب شیبۃ فی الاسلام کانت لہ نورا مالم یغیرھا جسے اسلام میں سپیدی آئے وہ اوس کے لئے نور ہوگی جب تک اوسے بدل نہ ڈالے **حدیث نہم** دیلمی و ابن النجار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اول من خضب بالحناء والکتم ابراھیم واول من اختضب بالسواد فرعون سب میں پہلے حنا وکتم سے خضاب کرنے والے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم ہیں اور سب میں پہلے سیاہ خضاب کرنے والا فرعون علامہ مناوی اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں فلذلک کان الاول مندوبا والثانی محرما الا للجہاد یعنی اسی لئے پہلا خضاب مستحب ہے اور دوسرا غیر جہاد میں حرام **حدیث دہم** طبرانی معجم کبیر اور ابن ابی عاصم کتاب السنۃ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من خضب بالسواد سود اللہ وجہہ یوم القیمۃ جو سیاہ خضاب کرے گا اللہ تعالٰی روز قیامت اوس کا مونھ کالا کرے گا **حدیث یازدہم** نیز کبیر طبرانی میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من مثل بالشعر فلیس لہ عند اللہ خلاق جو بالوں کی ہیئات بگاڑے اللہ کے یہاں اوس کے لئے کچھ حصہ نہیں علما فرماتے ہیں ہیئات بگاڑنا یہ کہ داڑھی مونڈے یا سیاہ خضاب کرے تیسیر میں ہے ای صیرہ مثلۃ بالضم بان نتفہ اوحلقہ من الخدود اوغیرہ بسواد **حدیث دوازدہم تا پانزدہم** ابویعلی مسند اور طبرانی کبیر میں واثلہ بن اسقع اور بیہقی شعب الایمان میں انس بن مالک و عبداللہ بن عباس اور ابن عدی کامل میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں شر کہولکم من تشبہ بشبابکم تمہارے ادھیڑوں میں سب سے بدتر وہ ہے جو جوانوں کی سی صورت بنائے امام ابوطالب کی قوت القلوب اور امام حجۃ الاسلام احیاء العلوم میں فرماتے ہیں الخضاب بالسواد منھی عنہ لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خیر شبابکم من تشبہ بشیوخکم وشر شیوخکم من تشبہ بشبابکم **حدیث شانزدہم** ابن سعد طبقات میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الخضاب بالسواد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سیاہ خضاب سے منع فرمایا افسوس کہ ذرا سے نفسانی شوق کے لئے آدمی ایسی سختیوں کو گوارا کرے محیط میں ہے الخضاب بالسواد قال عامۃ المشائخ انہ مکروہ ذخیرہ میں ہے علیہ عامۃ المشائخ درمختار میں ہے یکرہ بالسواد وقیل لا ان تینوں عبارتوں کا یہی حاصل کہ عامہ مشائخ کرام و جمہور ائمہ اعلام کے نزدیک سیاہ خضاب منع ہے علما جب کراہت مطلق بولتے ہیں اوس سے کراہت تحریم مراد لیتے ہیں جس کا مرتکب گنہگار و مستحق عذاب ہے والعیاذ باللہ تعالٰی علامہ سید حموی پھر علامہ سید طحطاوی پھر علامہ سید شامی رحمہم اللہ تعالٰی فرماتے ہیں ھذا فی حق غیر الغزاۃ ولایحرم فی حقھم للارھاب یعنی سیاہ خضاب کا حرام ہونا غیر غازی کے حق میں کافروں کے لئے حرام نہیں شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں پیری نور الٰہی ست و تغییر نور الٰہی بظلمت کردہ وعید

در باب خضاب سیاہ شدید آمدہ اھ ملخصًا اوس میں ہے خضاب بسواد حرام ست و صحابہ وغیرہم خضاب سُرخ می کردند وگاہے زرد نیز اھ ملخصًا بالجملہ یہی قول مختار و منصور و مذہب جمہور وثابت بارشاد حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے اور شک نہیں کہ احادیث و روایات میں مطلق سیاہ رنگ سے ممانعت فرمائی تو جو چیز بالوں کو سیاہ کرے خواہ نرا نیل یا مہندی کا میل یا کوئی تیل غرض کچھ ہو سب ناجائز و حرام اور ان وعیدوں میں داخل ہے حدیث وفقہ میں اگر صرف نیل خالص کی ممانعت اور باقی سیاہ خضابوں کی اجازت ہوتی تو بیشک مہندی کی آمیزش کام دیتی اب کہ مطلقًا سیاہ رنگ کو حرام فرمایا تو جب تک اس قدر مہندی نہ ملے جو نیل پر غالب آجائے اور اوس کی سیاہی کو دور کردے کیا کام دے سکتی ہے کہ وجہ حرمت یعنی بالوں کی ظلمت اب بھی باقی اور وہ جو صحیح حدیث میں وارد کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ حنا وکتم سے خضاب فرماتے ہرگز مفید نہیں کہ بتصریح علما وہ خضاب سیاہ رنگ نہ دیتا تھا بلکہ سُرخی لاتا جس میں سیاہی کی جھلک ہوتی سُرخ رنگ کا قاعدہ ہے جب نہایت قوت کو پہنچتا ہے ایک شان سیاہی کی دیتا ہے ایسا خضاب بلاشبہ جائز بلکہ محمود جس کی تعریف صحیح حدیث میں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے منقول رواہ احمد والاربعۃ وابن حبان عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ شیخ محقق نور اللہ مرقدہٗ شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں بصحت رسیدہ است کہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ خضاب می کرد بحنا وکتم کہ نام گیاہے ست لیکن رنگ آں سیاہ نیست بلکہ سُرخ مائل بسیاہی ست اسی کے قریب علامہ علی قاری نے جمع الوسائل شرح شمائل شریف ترمذی اور امام احمد قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری شریف میں تصریح فرمائی اور قول راجح وتفسیر جمہور پر کتم نیل کا نام بھی نہیں بلکہ وہ ایک اور پتی ہے کہ رنگ میں سُرخی رکھتی ہے شکل میں برگ زیتون سے مشابہ ہوتی ہے جسے لوگ حنا یا نیل سے ملاکر خضاب بناتے ہیں علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں الکتم بفتح الکاف والمثناۃ الفوقیۃ نبت یشبہ ورق الزیتون یخلط بالوسمۃ ویختضب بہ اوسی میں ہے الکتم بفتحتین نبت فیہ حمرۃ یخلط بالحنا اوالوسمۃ فیختضب بہ اسی شرح مشکوٰۃ سے گزرا کہ رنگ آں سیاہ نیست اھ **اقول** بلکہ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ خود حدیثوں سے ثابت کرسکتا ہے کہ حنا وکتم کے خضاب کا رنگ سُرخ ہوتا تھا صحیح بخاری ومسند امام احمد وسنن ابن ماجہ میں عثمٰن بن عبداللہ بن موہب سے مروی قال دخلت علی ام سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا فاخرجت شعرا من شعر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مخضوبا (زاد الاخیران) بالحناء والکتم یعنی میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اونھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے موئے مبارک (جو اون کے پاس تبرکات شریفہ میں رکھے تھے جس بیمار کو اوس کا پانی دھو کر پلاتیں فورًا شفا پاتا تھا) نکالے مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے) انھیں عثمٰن بن عبداللہ سے انھیں موئے اقدس کی نسبت صحیح بخاری شریف میں مروی ان ام سلمۃ ارتہ شعر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم احمر یعنی ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اونھیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے موئے مبارک سُرخ رنگ دکھائے) ثابت ہوا کہ حنا وکتم نے سُرخ رنگ دیا بلکہ اسی حدیث میں امام احمد رحمہ اللہ تعالٰی کی دوسری روایت یوں ہے شعرا احمر مخضوبا بالحناء والکتم یعنی ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے موئے مبارک سُرخ رنگ دکھائے جن پر حنا وکتم کا خضاب تھا) تو واضح ہوا کہ کتم اگرچہ کسی شی کا نام ہو مگر روایت مذکورہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت سیاہ خضاب کا گمان کرنا یا اوس سے نیل اور حنا ملے ہوئے کو مطلقًا جائز سمجھ لینا محض غلط ہے افسوس کہ ہمارے زمانہ کے بعض صاحبوں نے خضاب وسمہ وحنا کی روایات تو دیکھیں اور اون کا مطلب اصلًا نہ سمجھا اول تو وسمہ نیل ہی کو نہیں کہتے بلکہ ایک اور پتی ہے کہ حنا میں مل کر اوس کی سُرخی تیز کردیتی ہے ورنہ خالص حنا کی سُرخی گہری نہیں ہوتی قاموس وتاج العروس میں ہے الوسمۃ ورق النیل اونبات اخر یختضب بورقہ مغرب میں اسی معنی پر جزم کیا اور وسمہ بمعنی نیل کو قول ضعیف کہا حیث قال الوسمۃ شجرۃ ورقہا خضاب وقیل یجفف ویطحن ثم یخلط بالحناء فیقنأ لونہ والاکان اخضر وسمہ کو نیل کہنا ضعیف قول ہے معتمد یہ ہے کہ عرب کی زبان میں وسمہ ایک درخت کا نام ہے جس کی پتی سکھا کر پیس کر مہندی میں ملاتے ہیں جس سے اوس کی سُرخی خوب شوخ ہوجاتی ہے ورنہ پھیکی زردی مائل ہوتی ہے انتہٰی یوں تو بحمد اللہ تعالٰی روایات میں نیل والوں کے لئے اصلًا پتا نہیں اور اگر قاموس کی طرح دونوں معنی مساوی رکھے جائیں جب بھی نیل والوں کا استدلال باطل کہ قطعًا محتمل کہ وہ پتی مراد ہو جو حنا کی سُرخی تیز کرتی ہے اور بالفرض ان کی خاطر مان ہی لیجئے کہ وسمہ سے نیل مراد تو حاشا وہ روایتیں یہ نہیں کہتیں کہ پہلے مہندی کا خضاب کیجئے جس سے بال خوب صاف ہوجائیں اوس پر وسمہ چڑھائیے کہ ظلمتیں اپنا پورا عمل دکھائیں نہ یہ کہ برائے نام نیل میں کچھ پتیاں مہندی کی ڈال کر خلط کا حیلہ کیجئے اور روسیاہی کا کامل لطف حاصل کیجئے بلکہ یہ مقصود کہ وسمہ میں اتنی حنا ملے کہ اوس پر غالب آکر رنگ میں سیاہی نہ آنے دے بلکہ یہ مراد کہ اصل خضاب حنا کا ہو اور اوس میں کچھ پتیاں نیل کی شریک کرلی جائیں جس سے اوس کی سُرخی میں ایک گونہ پختگی آجائے اس کی نظیر بعینہٖ یہ ہے کہ شراب میں نمک ملانے کو علما نے باعث تخلیل وتحلیل فرمایا

ہے کہ جب سرکہ ہوگئی حقیقت بدل گئی حلت آگئی کہ اب وہ شراب ہی نہ رہی ان روایات کو دیکھ کر کوئی صاحب پہلے نمک کھا کر اوپر سے شراب پی لیں یا گھڑے بھر شراب میں ایک کنکری نمک ڈال کر چڑھا جائیں کہ ہم تو نمک پلا کر پیتے ہیں مقصود یہ تھا کہ نمک اوس کا جوش بٹھادے ترش کرکے سرکہ بنادے ایسے حیلے شرع مطہر میں کیا کام دے سکتے ہیں الحاصل مدار کار رنگ پر ہے بالفرض اگر خالص مہندی سیاہ رنگت لاتی وہ بھی حرام ہوتی اور خالص نیل زرد یا سُرخ رنگ دیتا وہ بھی جائز ہوتا یوں ہی نیل اور مہندی کا میل یا کوئی بلا ہو جو کچھ سیاہ رنگ لائے سب حرام ہیں واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ احکم۔

مسئلہ ۱۱ رجب ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک برات یہاں سے پیلی بھیت جائے گی میزبان وعدہ کرتا ہے کہ کوئی ممنوع شرعی برات کے ساتھ راہ میں نہ ہوگا اسٹیشن ریل پیلی بھیت پر پہنچ کر سب ہمراہیوں کو کھانا کھلایا جائے گا اور ان میں جو لوگ ممنوعات شرعیہ سے پرہیز رکھتے ہیں اونھیں کھانا کھلاتے ہی دولھن کے مکان پر مثلاً بھیج دیا جائے گا کہ وہ علیحدہ مکانوں میں قیام کریں اور ممنوعات کے جلسہ سے بچیں اونھیں بھیجنے کے بعد برات ہمراہ باجہ وغیرہ کے دولھن کے گھر جائے گی اور وہاں دوسرے مکان میں ناچ اور آتشبازی وغیرہ ہوگی اس صورت میں ایسی برات کی شرکت درست ہے یا نہیں اور کچھ لوگوں نے عہد نامہ لکھا تھا کہ جو اپنی شادیوں میں ناچ گانا کریں گے ہم ہرگز اون سے نہ ملیں گے اونھیں بھی شرکت چاہئے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر یہ شخص جانتا ہے کہ میری خاطر اون لوگوں کو ایسی عزیز ہے کہ بحالت منکرات شرعیہ میں شرکت سے انکار کروں گا تو وہ مجبورانہ ممنوعات سے باز رہیں گے اور میرا شریک نہ ہونا گوارا نہ کریں گے تو اس پر واجب ہے کہ بے ترک منکرات شرکت سے انکار کرے خزانۃ المفتین میں ہے رجل اتخذ ضیافۃ القرابۃ او ولیمۃ واتخذ مجلسا لاھل الفساد فدعا رجلا الی الولیمۃ قالوا ان کان ھذا الرجل بحال لو امتنع عن الاجابۃ منعھم عن فسقھم لاتباح الاجابۃ بل یجب علیہ ان لایجیب لانہ نھی عن المنکر اور اگر جانتا ہے کہ میری عزت وعظمت اون کی نگاہوں میں ایسی ہے کہ میں ساتھ ہوں گا تو وہ منکرات شرعیہ نہ کرسکیں گے تو اوس پر واجب وموجب ثواب عظیم ہے کہ شریک ہو ردالمحتار میں ہے اذا علم انھم یترکون ذلک احتراما لہ فعلیہ ان یذھب اتقانی اور اگر یہ دونوں صورتیں نہیں تو اگر جانتا ہے کہ جہاں کھانا کھلایا جائے گا وہیں منکرات شرعیہ ہوں گے اور برات والے کا وعدہ محض حیلہ ہی حیلہ ہے تو ہرگز نہ جائے قال تعالٰی لَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝ ہدایہ میں ہے لوعلم قبل الحضور لایحضر لانہ لم یلزمہ حق الدعوۃ کفایہ میں ہے لان اجابۃ الدعوۃ انما تلزم اذا کانت الدعوۃ علی وجہ السنۃ اور اگر واقعی ایسا ہی ہے کہ نفس دعوت منکرات سے خالی ہوگی اگرچہ دوسرے مکان میں لوگ مشغول گناہ ہوں تو شرکت میں کوئی حرج نہیں قال تعالٰی وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی غایت یہ کہ میزبان گنہگار ہے پھر شرعًا گنہگار کی دعوت بھی دعوت ہے جب کہ وہ خود گناہ پر مشتمل نہ ہو خزانۃ المفتین سے ہے ان لم یکن الرجل بحال لو لم یجب لایمنعھم عن الفسق لاباس بان یجیب ویطعم وینکر معصیتھم وفسقھم لانہ اجابۃ الدعوۃ واجابۃ الدعوۃ واجبۃ اومندوبۃ فلاتمتنع بمعصیۃ اقترنت بھا مگر عالم اگر جانے کہ میری اتنی شرکت پر بھی عوام مجھے متہم ومطعون کریں گے تو نہ جائے کہ مواقع تہمت سے بچنا چاہئے اور مسلمانوں پر فتح باب غیبت ممنوع ہے عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلایقف مواقف التھم ذکرہ الشرنبلالی وغیرہ یوہیں وہ عہد کرنے والے نہ جائیں کہ خلاف عہد معیوب ہے قال تعالٰی وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا۝ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از میرٹھ دروازہ کارخانہ داروغہ یاد الٰہی صاحب مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۱۲ رمضان ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فی زماننا کرتوں اور صدریوں میں چاندی کے بوتام مع زنجیر لگاتے ہیں جائز ہے یا نہیں ایک صاحب کہتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب کے شاگرد فارغ التحصیل کہتے تھے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کرتے شریف میں قریب گریبان چاندی کا پتر لگایا ہے اس قیاس پر بوتام مع زنجیر لگانا جائز ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

چاندی کے صرف بوتام ٹانکنے میں حرج نہیں کہ کتب فقہ میں سونے کی گھنڈیوں کی اجازت مصرح فی الدرالمختار عن التتارخانیہ عن السیر الکبیر لاباس بازرار الدیباج والذھب اور گھنڈی اور بوتام ایک چیز ہے صرف صورت کا فرق ہے اور جب سونا جائز تو چاندی بدرجہ اولٰی جائز مگر یہ چاندی کی زنجیریں کہ بوتاموں کے ساتھ لگائی جاتی ہیں فقط محل نظر ہیں کلمات ائمہ سے جب تک ان کے جواز کی دلیل واضح کہ آفتاب روشن کی طرح ظاہر وجلی ہو نہ ملے حکم جواز دینا محض جرأت ہے کہ چاندی سونے کے استعمال میں اصل حرمت ہے شیخ محقق مولنا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں اصل در استعمال ذہب وفضہ حرمت ست یعنی جب شرع مطہر نے حکم تحریم فرماکر ان کی اباحت اصلیہ کو نسخ کردیا تو اب ان میں اصل حرمت ہوگئی کہ جب تک کسی خاص چیز کی رخصت شرع سے واضح وآشکار نہ ہو ہرگز اجازت نہ دی جائے گی بلکہ مطلق تحریم کے تحت میں داخل رہے گی ہذا وجہ **واقول ثانیا** ظاہر ہے کہ ان زنجیروں کے اس طرح لگانے سے تزین مقصود ہوتا ہے بلکہ تزین ہی مقصود ہوتا ہے اور ایسے ہی تزین کو تحلی کہتے ہیں اور علما تصریح فرماتے ہیں مرد کو سوا انگوٹھی پیٹی اور تلوار کے سامان مثل پرتلے وغیرہ کے چاندی سے تحلی کسی طرح جائز نہیں تنویر الابصار میں ہے لایتحلی ای لایتزین درر جب یہ زنجیریں مستثنیات سے خارج ہیں تو لاجرم حکم نہی میں داخل ہیں **واقول ثالثا** اس طرح پر لگانا اگر حقیقۃً زنجیر پہننا نہیں تو پہننے سے مشابہ ہے اور محرمات میں شبہہ مثل یقین ہے فی ردالمحتار التعلیق یشبہ اللبس فحرم لذلک لما علم ان الشبھۃ فی باب المحرمات ملحقۃ بالیقین سہلی انصاف کیجئے تو یہ اس مسئلہ کا گویا صریح جزئیہ ہے پھر علما کی یہ تصریح ریشم کے بارے میں ہے جس کا صرف لبس یعنی پہننا اوڑھنا اور جس امر میں ان کی مشابہت ہو ممنوع ہے باقی تمام طرق استعمال روا فی شرح الملتقی للعلائی لاتکرہ الصلاۃ علی سجادۃ من الابریسم لان الحرام ھو اللبس اما الانتفاع بسائر الوجوہ فلیس بحرام کما فی صلاۃ الجواھر واقرہ القہستانی وغیرہ اھ نقلہ العلامتان محشیا الدر ش واقراہ پھر کیا گمان ہے اشیائے فضہ کے باب میں جن کا صور معدودہ کے سوا استعمال مطلقاً ناروا ہے ردالمحتار میں ہے الذی کلہ فضۃ یحرم استعمالہ بای وجہ کان کما قدمناہ ولو بلامس بالجسد ولذا حرم ایقاد العود فی مجمرۃ الفضۃ والساعۃ وقدرۃ التنباک التی یوضع فیھا الماء وان کان لایمسہ بیدہ ولابفمہ لانہ استعمال فیما صنعت لہ الخ اور یہ خیال کہ اگر یہاں چار انگل کے عرض تک چاندی کا کام ہوتا جائز ہوتا کہ تابع تھا اوسی کی جگہ یہ زنجیریں ہیں انھیں بھی تابع ٹھہرا کر مباح ماننا چاہئے محض خیال محال ہے کام اور زنجیروں میں فرق بدیہی ہے علما تصریح فرماتے ہیں کہ مذہب صحیح میں مرد کو ریشمیں کمربند ناروا ہے کہ وہ پاجامہ کا تابع نہیں بلکہ مستقل جداگانہ چیز ہے درمختار میں ہے تکرہ التکۃ منہ ای من الدیباج وھو الصحیح حاشیہ علامہ طحطاوی میں ہے ھو الصحیح لانھا مستقلۃ جب کمربند باآنکہ پاجامہ کی غرض اوس سے متعلق ہے بلکہ جس طرح اس کا لبس معروف ومعہود ہے وہ غرض بے اوس کے تمام نہیں ہوتی مستقل قرار پایا تو یہ زنجیریں جن سے کپڑے کو کچھ علاقہ نہیں نہ اوس کی کوئی غرض ان سے متعلق کیونکر تابع ٹھہر سکتی ہیں اور اگر بالفرض کام کی جگہ لگایا جانا پتر کو بھی کام کے حکم میں کردے تو لازم کہ چاندی کے کنگن توڑے چنپا کلی جھومر وغیرہا زیور بھی جائز ہیں جبکہ وہ آستینوں گریبان ٹوپی وغیرہا میں کام کے قائم مقام ٹانکے جائیں بلکہ واجب کہ وہ زنجیریں اور یہ سب گہنے سونے کے بھی حلال ہوں کہ تابع قلیل ذہب وفضہ دونوں سے روا ردالمحتار میں ہے ویؤید عدم الفرق ما مر من اباحۃ الثوب المنسوج من ذھب اربعۃ اصابع الخ **غرض** کوئی وجہ ان زنجیروں کے جواز کی نظر نہیں آتی اور جب تک کلمات ائمہ سے اجازت نہ ثابت ہو حکم ممانعت ہے لما بینا رہی وہ حدیث کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قریب گریبان مبارک چاندی کا پتر لگایا فقیر کو کسی کتاب سے یاد نہیں نہ عادات بلاد اس کی مساعدت کریں کہ گریبانوں میں چاندی کے پتر لگائے جاتے ہوں ہاں یہ بیشک حدیث میں آیا ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جبہ پہنا جس کے گریبان اور آستینوں اور چاکوں پر ریشم کی خیاطت تھی کما فی حدیث اسماء بنت الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما اخرجہ الائمۃ احمد فی المسند والبخاری فی الادب المفرد ومسلم فی صحیحہ وابوداؤد فی السنن اس کے جواز میں کسے کلام ہے خواہ ریشم کا کام ہو یا گوٹ سنجاف جبکہ کوئی بوٹی یا ٹکڑا چار انگل عرض سے زائد نہ ہو پتر کی حدیث بتا دینا ذمہ مدعی ہے کہ دیکھا جائے وہ کس مرتبہ کی

حدیث ہے اور اوس کا مطلب کیا اور اوس سے مدعی کو تمسک کہاں تک روا سیدین علامتین طحطاوی و شامی حواشی در میں فرماتے ہیں الواسناد عن الشارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ لبس الجبۃ المکفوفۃ بحریر لیس فیہ ذکر فضۃ ولاذھب واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۱۲ صفر یوم سہ شنبہ ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین کی نذر و نیاز مثل مولود شریف وغیرہ کے ہندوؤں کی بنائی ہوئی شیرینی پر چاہئے یا مسلمان کی اور جہاں مسلمان حلوائی بھی ہوں تو مسلمانوں کو کن سے خریدنا اولٰی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

شک نہیں ہنود عموماً سخت ناپاکیوں میں آلودہ رہتے ہیں دھوتیوں میں پیشاب کرتے ہیں اور اونھیں اپنے کنوؤں کی من پر کھڑے ہوکر ایک لُٹیا پانی سے چھینٹے ہیں سب چھینٹیں کوئیں میں جاتی ہیں پاخانے میں ڈھیلے لے جانا تو اونھیں کہاں نصیب چھوٹی سی لُٹیا ہوتی ہے وہ بھی بارہا آدھی یا پونی پھر اوس میں آبدست اوسی میں ہاتھ دھونا اور اتنا بچالائے جس سے بارہ گلّا کیے۔ مشاہدہ ہوا ہے کہ اون کے حلوائیوں نے اپنی اوسی بے احتیاطی کے پانی سے کڑاہی دھوئی اور اوسے انگوچھے سے پوچھ لی جو سال سال بھر بدلا نہیں جاتا اور اوس میں تولوں بلکہ چھٹنکیوں موت ہوتا ہے علاوہ بریں اون کے مذہب میں گائے بھینس کا گوبر اور بچھیا کا موت مُتبرک پاک بلکہ پیتر یعنی پاک کرنے والا ہوتا ہے تو اوس سے احتراز کیا معنی بلکہ اوسے مشک و عطر کی جگہ استعمال کرنا اون سے بعید نہیں ایسی حالتوں میں اگرچہ اس شریعت سمحہ سہلہ غرا بیضا صلی اللہ تعالٰی علٰی صاحبہا وآلہ وبارک وسلم نے جب تک کسی خاص شی میں وقوع نجاست کا یقین نہ ہو بحکم قاعدہ کلیہ الاصل الطھارۃ وضابطہ عام الیقین لایزول بالشک حکم فتوٰی میں آسانی فرمائی مگر شبہہ نہیں کہ تقوٰی حتی الامکان اوس سے بچنا ہے خصوصاً جبکہ وہ باوصف اپنی ان گندگیوں ناپاکیوں کے پاک ستھرے نظیف مسلمانوں سے کس درجہ پرہیز رکھتے اور بحکم المرء یقیس علٰی نفسہ معاذ اللہ اونھیں ملیچھ سمجھتے ہیں عجب کہ ناپاکوں کو پاکوں سے احتراز ہو اور پاک ناپاکوں سے اختلاط رکھیں اور اون کی ایسی اوندھی اندھی چھوت پر بھی غیرت نہ کریں مانا کہ اپنے نفس کے لیے نہ بچیں مگر بیشک حضرات بزرگان دین صلی اللہ تعالٰی علٰی سیدہم ومولاہم وعلیہم اجمعین کی نذر و نیاز بلکہ عموماً فاتحہ وصدقات و امور خیرات میں اس سے احتراز چاہئے کہ یہ امور بامید قبول کیے جاتے ہیں اور حدیث میں ارشاد ہوا ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب بیشک اللہ عزوجل طیب ہے نہیں قبول فرماتا مگر پاک ستھری چیز کو تو اگر علم الٰہی میں ان شیرینیوں کی ناپاکی معاذ اللہ باعث عدم قبول ہوئی کیسا خسارہ ہے غرض جہاں تک ممکن ہو ہنود کی ایسی اشیاء سے کھانے پینے میں عموماً اور نذر و نیاز فاتحہ صدقات میں خصوصاً احتراز اولٰی ہے اور جب مسلمان حلوائی بھی موجود ہوں تو خواہ مخواہ ہنود کی طرف جھکنے کی وجہ کیا ہے ان سے خریدنے میں علاوہ ان خوبیوں کے یہ کیسا فائدہ ہے کہ اپنے مال کا نفع اپنے بھائی مسلمان ہی کو پہنچا، فتاوٰی ذخیرہ و طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے یکرہ الاکل والشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل لان الغالب والظاھر من حال اوانیھم النجاسۃ وانھم یستحیون الخمر و یاکلون المیتۃ ولحم الخنزیر ویشربون ذلک ویاکلون فی قصاعھم واوانیھم فکرہ الاکل والشرب فیھا قبل الغسل اعتبارا للظاھر کما کرہ التوضی بسور الدجاجۃ المخلاۃ لانھا لاتتوقی من النجاسۃ غالبا الا ان الاصل فی الاشیاء الطھارۃ وتشککنا فی النجاسۃ فلم تثبت النجاسۃ بالشک ھذا حاصل ماذکر عن الذخیرۃ نصاب الاحتساب میں ہے قال العبد اصلحہ اللہ تعالٰی وما ابتلینا من شراء السمن والنحل واللبن والجبن وسائر المائعات من الھنود علی ھذا الاحتمال تلویث اوانیھم وان نساءھم لاتتوقین عن السرقین وکذا یاکلون لحم ما قتلوہ وذلک میتۃ فالاباحۃ فتوی والتحرز تقوی اھ ملخصا واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم بالصواب۔

مسئلہ ۲۴ صفر ۱۳۰۸ ہجریہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضہ پُرنور حضور شہزادہ گلگون قبا حسین شہید ظلم وجفا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علٰی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بناکر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہا ہر غیر جاندار کی بنانا رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہوکر عظمت پیدا کریں اون کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز جیسے صدہا سال سے طبقہ فطبقہ ائمہ دین وعلمائے معتمدین نعلین شریفین

حضور سید الکونین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نقشے بناتے اور اون کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں جسے اشتباہ ہو امام علامہ تلمسانی کی فتح المتعال وغیرہ مطالعہ کرے مگر جہال بیخرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کرکے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الامان الامان کی صدائیں آئیں اول تو نفس تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراش نئی گڑھت جسے اوس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں کسی میں براق کسی میں اور بیہودہ طمطراق پھر کوچہ بکوچہ ودشت بدشت اشاعت غم کے لئے اون کا گشت اور ان کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی کوئی اون تصویروں کو جھک جھک کر سلام کررہا ہے کوئی مشغول طواف کوئی سجدہ میں گرا ہے کوئی اون مایۂ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علی جدہ وعلیہ الصلاۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشے باجے تاشے مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں غرض عشرۂ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کردیا پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا ریا وتفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے پیسے دیتے ہیں گر کر غائب ہوتے ہیں مال کی اضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہوگیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں اب بہار عشرہ کے پھول کھلے تاشے باجے بجتے چلے طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم شہوانی میلوں کی پوری رسوم جشن یہ کچھ اور اوس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرات شہداء رضوان اللہ تعالٰی علیہم کے جنازے ہیں کچھ نوچ اتار باقی توڑ تاڑ دفن کردیئے یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم ووبال جدا گانہ رہے اللہ تعالٰی صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثنا کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے آمین اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعًا بدعت وناجائز وحرام ہے ہاں اگر اہل اسلام صرف جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان التام کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو کس قدر خوب ومحبوب تھا اور اگر نظر شوق ومحبت میں نقل روضہ انور کی بھی حاجت تھی تو اوسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض تبرک وزیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم وتصنع الم ونوحہ زنی وماتم کنی ودیگر امور شنیعہ وبدعات قطعیہ سے بچتے اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب ایسی نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آیندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لئے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے اور حدیث میں آیا اتقوا مواضع التھم اور وارد ہوا مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فلایقف مواقف التھم لہٰذا روضۂ اقدس حضور سید الشہداء کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اوسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظمہ اور روضہ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پرنور کے نقشے لکھے ہیں والسلام علی من اتبع الھدی واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹ ربیع الآخر ۱۳۱۰ھ از شہر کہنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے گھر کسی تقریب میں گائے ذبح کی اور عمرو نے باوجودیکہ مرد مسلمان ہے گائے ذبح کرنے کو منع کیا اور جھگڑا کیا یہاں تک کہ زید پر نالش کردی یہ فعل عمرو کا موافق شرع شریف کے کیسا ہے بیّنوا توجروا۔

الجواب

شرعًا وہ مرتکب گناہ ہوا اور نہ صرف حق اللہ بلکہ حق العبد میں بھی مبتلا اوس پر فرض ہے کہ اللہ تعالٰی سے توبہ کرے اور زید سے اپنا قصور معاف کرائے عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاضرر ولاضرار فی الاسلام سائل مظہر کہ وہ جگہ ایسی نہ تھی جہاں قانونًا گائے ذبح کرنا جرم ہو بلکہ وہاں ہمیشہ سے قربانی ہوتی ہے تو اس صورت میں عمرو کی ممانعت ہرگز اس پر محمول نہیں ہوسکتی کہ اپنے بھائی مسلمان کو مضرت قانونی سے بچانا چاہتا تھا بلکہ محض قصداً ایذا واضرار تھا اور نالش کرنا اوس پر دلیل واضح کما لایخفی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۴ رجب ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ ایک شخص کو عارضہ جذام کی ابتدا ہے اوس کے بھائی بند اور اولاد نے اوس کے ساتھ کھانا پینا

چھوڑ دیا ہے اور اوس سے کہتے ہیں کہ تجھ سے تیری زوجہ بھی بلا طلاق علیحدہ ہوسکتی ہے ایسی حالت میں جو حکم شرع مطہرہ میں ایسے مریض کے واسطے ہو بیان فرمادیں اللہ تعالٰی اجر دے گا فقط

الجواب

فی الواقع ضعیف الاعتقاد لوگ جنھیں خدائے تعالٰی پر سچا توکل نہ ہو اور وہمی خیالات رکھتے ہوں اونھیں جذامی کے ساتھ کھانے پینے سے بچنا چاہئے نہ اس خیال سے کہ اوس کے ساتھ کھانے کی تاثیر سے دوسرا شخص بیمار ہوجاتا ہے یہ خیال محض غلط ہے تقدیر الٰہی میں جو کچھ لکھا ہے ضرور ہوگا اور جو نہیں لکھا ہے ہرگز نہ ہوگا اللہ تعالٰی مسلمانوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ یوں کہیں لَنْ یُّصِیْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَاۚ هُوَ مَوْلٰىنَاۚ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ہمیں ہرگز نہ پہنچے گی مگر وہ بات جو اللہ تعالٰی نے ہمارے لئے لکھ دی وہ ہمارا مولٰی ہے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے ——— خود نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک جذامی کو اپنے ساتھ کھلایا بلکہ یہ لحاظ کرکے کہ اس کے ساتھ کھایا پیا اور معاذ اللہ شاید حسب تقدیر الٰہی کچھ واقع ہوا تو شیطان دل میں ڈالے گا کہ اس فعل نے ایسا کیا ورنہ نہ ہوتا اس شیطانی خیال سے بچنے کے لئے اوس سے احتراز کرے اسی لیے حدیث میں حکم ہے کہ جذامی سے بچو جیسا شیر سے بچتے ہیں اگر وہ ایک نالے میں اوترے تم دوسرے نالے میں اوترو اور ایک حدیث میں جذامی سے نیزہ دو نیزہ کے فاصلہ سے بات کرو والعیاذ باللہ رب العٰلمین یہ اوسی کے لئے ہے جسے واقعی جذام ہو نہ یہ کہ خون میں صرف قدرے جوش کی کچھ علامت سی پاکر اوسے دور دور کرنے لگیں کہ یہ تو ناحق مسلمان کا دل دکھانا ہے خصوصًا بھائی بند اولاد کا ایسا کرنا کس قدر خدا ترسی وانسانیت سے بعید ہے اللہ تعالٰی کی پناہ مانگیں کیا وہ ان کو مبتلا نہیں کرسکتا والعیاذ باللہ رب العٰلمین اس طرح کے جوش کی علامت معاذ اللہ بعض اوقات بے مرض جذام بھی خون کی حدت وغیرہ سے پیدا ہوجاتی اور باذن الٰہی مصفیات وغیرہا کے استعمال سے جاتی رہتی ہے اللہ تعالٰی اپنی بلاؤں سے پناہ عطا فرمائے آمین اور لوگوں کا یہ کہنا کہ تیری زوجہ بلا طلاق علیحدہ ہوسکتی ہے اگر اس سے یہ مقصود کہ بے طلاق اوس کے نکاح سے نکل سکتی ہے تو محض خطا ہے ہمارے مذہب میں جب تک یہ طلاق نہ دے گا وہ ہرگز اس کے نکاح سے باہر نہ ہوگی درمختار میں ہے لایتخیر احد الزوجین بعیب الاٰخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن الخ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئولہ حافظ محمد حسین شاگرد رشید احمد گنگوہی ۲۵ شوال ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بدھ کے دن ناخن کتروانا چاہئے یا نہیں اگر نہ چاہئے تو اوس کی وجہ کیا ہے بینوا توجروا

الجواب

نہ چاہئے حدیث میں اوس سے نہی آئی کہ معاذ اللہ مورث برص ہوتا ہے۔ بعض علماء رحمہم اللہ تعالٰی نے بدھ کو ناخن کتروائے کسی نے بربنائے حدیث منع کیا فرمایا صحیح نہ ہوئی فورًا برص ہوگئے شب کو زیارت جمال بے مثال حضور پرنور محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مشرف ہوئے شافی کافی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور اپنے حال کی شکایت عرض کی حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے اوس سے نہی فرمائی ہے عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی ارشاد ہوا تمھیں اتنا کافی تھا کہ یہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمھارے کان تک پہنچی یہ فرماکر حضور مبرئ الاکمہ والابرص محی الموتی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کہ پناہ دوجہان و دستگیر بیکساں ہے اون کے بدن پر لگایا فورًا اچھے ہوگئے اور اوسی وقت سے توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سن کر ایسی مخالفت نہ کروں گا۔ علامہ شہاب الدین خفاجی مصری حنفی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں قص الاظفار وتقلیمھا سنۃ وورد النھی عنہ فی یوم الاربعاء وانہ یورث البرص وحکی عن بعض العلماء انہ فعلہ فنھی عنہ فقال لم یثبت ھذا فلحقہ البرص من ساعتہ فرأی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی منامہ فشکی الیہ ما اصابہ فقال لہ الم تسمع نھیی عنہ فقال لم یصح عندی فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یکفیك انہ سمع ثم مسح بدنہ بیدہ الشریفۃ فذھب ما بہ فتاب عن مخالفۃ ما سمع اھ یہ بعض علماء امام علامہ ابن الحاج مکی مالکی قدس سرہ العزیز تھے علامہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں ورد فی بعض الاٰثار النھی عن قص الاظفار یوم الاربعاء فانہ یورث البرص وعن ابن الحاج صاحب المدخل انہ لم یقص اظفارہ یوم الاربعاء فتذکر ذلك فترك ثم رأی ان قص الاظفار سنۃ حاضرۃ ولم یصح عندہ النھی فقصھا فلحقہ ای اصابہ البرص فرأی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی النوم فقال الم تسمع نھیی عن ذلك فقال یارسول اللہ لم یصح عندی ذلك فقال یکفیك ان تسمع ثم مسح صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی بدنہ فزال البرص

جمیعًا قال ابن الحاج رحمہ اللہ تعالٰی فجددت مع اللہ توبۃ ان لا اخالف ماسمعت عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابدا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم بالصواب فقط

مسئلہ ـ از اوجین مرسلہ مولوی یعقوب علی خاں ۹ محرم الحرام ۱۳۱۰ھ

چہ می فرمایند علمائے شریعت و مفتیان طریقت دریں مسئلہ کہ زید منصب نیابت و امامت دارد و طعام بخانہ کسانیکہ لحم خوک و مردار پختہ نصارٰی را میخورانند بخورد و میگوید کہ بختن مردار و خوک پاک نیست دست بشوید پاک شود وازیں سبب اکثرے مردمان شہر سند کامل دانستہ تناولی طعام بخانہ او می نمایند دریں بارہ حقارت اہل اسلام و تہلکہ و نزاع در میان مسلمانان واقع گردیدہ پس بحق گویندہ ایں کلام مخالفت التیام شرعی و ممد و معاون آں چہ حکم و طعام خوردن بر مکان آں شخص کہ دریں کار زشتیہ و ناقصہ ملوث اند درست ست یا نہ بیان فرمایند بسند کتاب بینوا توجروا

الجواب

ہجو بیباک فجار کہ بہر خوردن کفار بختن چنیں اخبث نجاسات و انجس محرمات پیشہ ساختہ اند نظافت طبع و نزاہت شرع ہمہ رایک لخت پس پشت انداختہ مسلمان متدین را طعام بخانہ ایشاں نشاید خورد بقطع نظر ازانکہ تجربہ صادقہ شاہد است کہ مزاولت چیزے و ممارست آں کثرت ازنگاہ بری اندازد پس مظنون آنکہ در آب و ظروف خود شاں از نجاسات ملعونہ مذکورہ بے احتیاط باشند اقدام بریں امر باعث سطوتی و تہمت باشد و در حدیث آوردہ اند من کان یؤمن باللہ و بالیوم الاٰخر فلا یقفن مواقف التھم مومن متدین راچہ شایاں ست کہ بے ضرورت شرعیہ آبروے خود ریختہ بررخ خویشتن در طعن و تہمت مفتوح سازد و برادران دینی را در گناہاں کبیرہ غیبت و حقد و تنابز بالالقاب وغیرہا اندازد در حدیث فرمودہ اند ایاک وما یسوء الاذن و در حدیث دیگر ست ایاک وکل امر یعتذر منہ و زیادتے روایت کنند فان الخیر لایعتذر منہ باز ایں امر باعث نفرت مسلماناں شد و تنفیر مسلماناں بے ضرورت شرعیہ قطعا ممنوع سید عالم فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بشروا ولا تنفروا مقصود شرع ایتلاف است نہ اختلاف و خود تقضیۂ عقل سلیم نیست بے ضرورتے ملجئہ باجہانے طرف افتادن و بموقف مقت و کراہت قوم استادن در حدیث آمدہ راس العقل بعد الایمان باللہ التودد الی الناس و بروایتے دیگر راس العقل بعد الایمان باللہ مداراۃ الناس فقیر احادیث ایں باب در رسالہ خود جمال الاجمال و شرح او کمال الاکمال برچیہ تمامتر رنگ تفصیل دادہ ام بالجملہ عقلاً و نقلاً ایں چنیں کار شناعتہائے ناحمودہ دارد و عاقبتہائے نامحمود باز چوں کار بفتنہ فساد و تفریق کلمہ مسلمین انجامد سخت جریمۂ عظیمہ گردد قال اللہ تعالٰی وَالْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ و در حدیث است الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من یقظھا باز چوں نیک بنگری آزمودن دانا است کہ دریں اعصار و امصار امثال ایں کار نجیز دگر از دست کسانیکہ چنداں پروائے دین ندارند و بے باک زیستن و آزادگذرانیدن را حاصل زندگانی انگارند کیست و عمل چیزے دیگر ست و وقع و فعل دیگر اگر انصاف کنی واقع چنیں ست گو در پم ولا نسلم فراز مباش ہمیں تقریر نفیس بحمد اللہ تعالٰی منکشف شد حکم طعام بانصارٰی خوردن و امثال ذلک از کار ہائے اہل زیغ و فتن نسأل اللہ السلامۃ والعز والکرامۃ باز مقرر فقہ است کہ منصب امامت نشاید داد بچو کسے راکہ مردمان را ازو نفرتے باشد و کار بتقلیل جماعت کشد اگرچہ دریں باب گناہے از ذات آں کس نباشد چوں ولدالزنا و اجذم و ابرص وغیرہم ایں نکتہ ہم بنظر داشتنی است و آنکہ گفت در پختن خوک و مردار باکے نیست پر غلط گفت بلے بے ضرورت شرعیہ تلوث بنجاسات ممنوع ست خاصہ بچو کارے کہ عاصش قصد اصلاح ما افسدہ اللہ باشد و پختن بہر خورانیدن کفار قطعا ناجائز و حرام ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ وقال اللہ تعالٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از پیلی بھیت مرسلہ مولوی محمد وصی احمد صاحب سورتی مدرس اول مدرسہ عربیہ حافظ العلوم ۴ صفر ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہنود کے میلوں میں بقصد فروخت اسباب تجارتی کے نہ بقصد موافقت کفار اور تکثیر جماعت اون کی کے بلکہ صرف بلحاظ تحصیل نفقہ اہل وعیال جانا جائز ہے یا نہیں برتقدیر اول جواز مع کراہت ہے یا بلا کراہت اور کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی برتقدیر عدم جواز یہ معصیت منجملہ کبائر ہے یا صغائر کے قبیل سے بینوا توجروا۔

الجواب

اگر وہ میلہ اون کا مذہبی ہے جس میں جمع ہو کر اعلان کلمہ کفر و ادائے رسوم شرک کریں گے تو بقصد تجارت بھی جانا ناجائز و مکروہ تحریمی ہے اور

ہر مکروہ تحریمی صغیرہ اور ہر صغیرہ اصرار سے کبیرہ علماء تصریح فرماتے ہیں کہ معابد کفار میں جانا مسلمان کو جائز نہیں اور اوس کی علت یہی فرماتے ہیں کہ وہ مجمع شیاطین ہیں یہ قطعاً یہاں بھی متحقق بلکہ جب وہ مجمع بغرض عبادت غیر خدا ہے تو حقیقۃً معابد کفار میں داخل کہ معبد بوجہ اون افعال کے معبد ہیں نہ بسبب سقف و دیوار وھذا ظاھر جدا فی الھندیۃ عن التتارخانیۃ عن الیتیمۃ یکرہ للمسلم الدخول فی البیعۃ والکنیسۃ وانما یکرہ من حیث انہ مجمع الشیاطین بحرالرائق میں اسے نقل کرکے فرمایا والظاھر انھا تحریمیۃ لانھا المرادۃ عند اطلاقھم ردالمحتار میں اس پر ان لفظوں سے تفریع کی فاذا حرم الدخول فالصلاۃ اولٰی اور اگر وہ مجمع مذہبی نہیں بلکہ صرف لہو ولعب کا میلا ہے تو محض بغرض تجارت جانا فی نفسہ ناجائز وممنوع نہیں جبکہ کسی گناہ کی طرف مودی نہ ہو علما فرماتے ہیں مسلمان تاجر کو جائز کہ کنیز وغلام وآلات حرب مثل اسپ وسلاح وآہن وغیرہ کے سوا اور مال کفار کے ہاتھ بیچنے کے لئے دارالحرب میں لے جائے اگرچہ احتراز افضل تو ہندوستان میں کہ عند التحقیق دارالحرب نہیں مجمع غیر مذہبی کفرہ میں تجارت کے لئے مال لے جانا بدرجہ اولٰی جواز رکھتا ہے فی الھندیۃ عن المبسوط قال محمد رحمہ اللہ تعالٰی لاباس بان یحمل المسلم الی اھل الحرب ماشاء الا الکراع والسلاح والسبی وان لا یحمل الیھم شیئا احب الی اوسی میں ہے اذا اراد المسلم ان یدخل دارالحرب للتجارۃ ومعہ فرسہ وسلاحہ وھو لا یرید بیعہ منھم لم یمنع ذلک منہ پھر بھی کراہت سے خالی نہیں کہ وہ ہر وقت معاذ اللہ محل نزول لعنت ہیں تو اون سے دوری بہتر یہاں تک کہ علما فرماتے ہیں اون کے محلہ میں ہوکر گزرہو تو شتابی کرتا ہوا نکل جائے وہاں آہستہ چلنا ناپسند رکھتے ہیں تو رکنا ٹھہرنا بدرجہ اولٰی مکروہ فی الطحطاویۃ عن ابی السعود عن الشرنبلالیۃ ھم محل تنزل اللعنۃ فی کل وقت ولاشک انہ یکرہ الکون فی جمع یکون کذلک بل وان یمر فی امکنتھم الا ان یھرول و یسرع وقد وردت بذلک اٰثار اھ **قلت** والمراد ھھنا کراھۃ التنزیہ بدلیل مامر فی جواز دخول دارھم للتجارۃ وبدلیل ماثبت حدیثا وفقھا من جواز الذھاب الی ضیافتھم کما فی الھندیۃ وغیرھا ونقلوہ عن محرر المذھب محمد رحمہ اللہ تعالٰی پھر ہم صدر کلام میں ایما کرچکے کہ یہ جواز بھی اوسی صورت میں ہے کہ اسے وہاں جانے میں کسی معصیت کا ارتکاب نہ کرنا پڑے مثلاً جلسہ ناچ رنگ کا ہو اور اسے اوس سے دور وبیگانہ موضع میں جگہ نہ ہو تو یہ جانا مستلزم معصیت ہوگا اور ہر مستلزم معصیت معصیت اور جانا محض بغرض تجارت ہو نہ کہ تماشا دیکھنے کی نیت کہ اس نیت سے مطلقاً ممنوع اگرچہ مجمع غیر مذہبی ہو وذلک لان اعیادھم ومجامعھم لاتنفک عن القبائح الشنیعۃ والمنکرات القطیعۃ والتفرج علی الحرام حرام کما نص علیہ فی الدرالمختار وغیرہ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سر کے بال جو تالو پر سے کھلوا دئے جاتے ہیں آیا درست ہے اون کا منڈوانا یا نہیں دوسرے یہ کہ سر کے بال کتروانا اور ایک انگشت کے قریب رکھنا یا یہ کہ اگلی جانب کے کچھ بڑے اور پیچھے کی جانب سے چھوٹے کترے ہوں جو حکم شرع مطہرہ کا اس بارے میں بیان فرماویں اللہ تعالٰی اجر دے گا۔ فقط

الجواب

تالو کے بال منڈانا جس طرح یہاں بعض لوگوں کی عادت ہے بشرطیکہ پیشانی کے بال باقی رکھے جائیں جسے پان بنوانا کہتے ہیں جائز ہے مگر اولٰی نہیں ہاں متفرق مواضع سے قطعے قطعے منڈوانا جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں بیچ سر منڈوا دیا آس پاس کے بال چھوڑ دیئے اور کنپٹیوں پر بریاں رکھیں آس پاس منڈوا دیئے اور گدی پر ایک قطعہ بالوں کا چھوڑا دہنے بائیں حلق کئے اسے عربی میں قزع کہتے ہیں اور وہ ممنوع ہے بالوں کی نسبت شرع مطہر میں صرف دو طریقے آئے ہیں ایک یہ کہ سارے سر پر رکھیں اور مانگ نکالیں یہ خاص سنت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ہے حج وحجامت یعنی پچھنوں کی ضرورت کے سوا حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے حلق شعر ثابت نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دس سال مدینہ میں قیام فرمایا اس مدت میں صرف تین بار یعنی سال حدیبیہ وعمرۃ القضاء وحجۃ الوداع میں حلق فرمایا علی مانقلہ علی القاری فی جمع الوسائل عن بعض شراح المصابیح دوسرے یہ کہ سارا سر منڈائیں یہ حضرت سیدنا مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کی عادت تھی وہ جناب بخوف جنابت کہ مبادا نہانے میں کوئی بال پانی بہنے سے باقی نہ رہ جائے حلق فرمایا کرتے ان کے سوا جتنے طریقے ہیں سب خلاف سنت اور یہ نئی نئی تراشیں مثلاً ایک ایک انگل کے بال رکھنا جب اس سے بڑھیں کتروا دینا یا آگے سے بڑے پیچھے سے کترے ہوئے یا وسط سر تالو سے پیشانی تک کھلوا دینا یا گدی کے بال منڈانا یا پیشانی سے گدی تک سڑک نکالنا یا منڈے سر خواہ بالوں کی حالت میں یعنی چوڑی قلمیں بڑھا کر رخساروں پر جھکانا یا داڑھی میں ملا دینا یہ باتیں مخالف سنت وخلاف وضع صلحائے مسلمین ہونے کے علاوہ ان میں اکثر اقوام کفار کی ایجادیں ہیں جن کی مشابہت سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے ردالمحتار میں ہے فی الروضۃ للزندویستی ان السنۃ فی شعر الرأس اما الفرق او الحلق وذکر الطحاوی ان الحلق سنۃ ونسب ذلک الی العلماء الثلثۃ و

فی الذخیرۃ ولاباس ان یحلق وسط راسہ ویرسل شعرہ من غیران یفتلہ وان فتلہ فذالك مکروہ لانہ یصیر مشبھا ببعض الکفرۃ والمجوس فی دیارنا یرسلون الشعر من غیر فتل ولکن لایحلقون وسط الراس بل یجزون الناصیۃ تاتارخانیہ عالمگیری میں ہے یکرہ القزع وھوان یحلق البعض ویترك البعض قطعا مقدار ثلثۃ اصابع کذا فی الغرائب مجمع البحار میں ہے منہ ح نھی عن القزع ھوان یحلق راس الصبی ویترك منہ مواضع متفرقۃ تشبیھا بقزع السحاب حا اجمعوا علی کراھتہ اذا کان فی مواضع متفرقۃ الاان یکون لمداواۃ لانہ من عادۃ الکفرۃ ذ بقباحتہ صورۃ اشعۃ اللمعات میں زیر حدیث صحیحین عن نافع عن ابن عمر قال سمعت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نھی عن القزع قیل لنافع ما القزع قال یحلق بعض راس الصبی ویترك البعض تحریر فرمایا گفتہ اند قزع حلق راس است از مواضع متفرقہ آں واگرچہ ظاہر عبارت کہ در تفسیر واقع شدہ مطلق است ولیکن شراح ہمہ تصریح کردہ اند بایں قید ودر روایات فقہیہ نیز ہمچنیں آمدہ است شرح شمائل شریف میں ہے لم یرد تقصیر الشعر منہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الامرۃ واحدۃ الخ عالمگیری میں ہے عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی یکرہ ان یحلق قفاہ الاعند الحجامۃ کذا فی الینابیع عین العلم میں ہے یکرہ الزیادۃ فی العارضین باستیصال الصدغ الملتحیا ونزعہ عطوا ملخصا واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم۔

مسئلہ از اوجین مکان میر خادم علی اسسٹنٹ مرسلہ محمد یعقوب علی خاں ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۰۹ھ

چہ می فرمایند علمائے اکمل الکاملین شریعت ومفتیان افضل الفضلاء طریقت دریں مسئلہ کہ در ماہ رمضان المبارک کہ شب بست وہفتم مساجد را بقنادیل وبہ تقریب جلسہ مولد شریف مکان را منقش وآلات بلاتصویر بر فانوس وغیرہ منور سازند سوائے مال وقف وبراعراس خانقاہ بزرگان دین ومزار نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بروشنی روشن نمایند درست ست یا حرام بیان فرمایند بسند عبارت کتب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

الجواب

تزیین مذکور شرعًا جائز ست قال تعالٰی قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ ہمچناں روشنی بقدر حاجت ومصلحت نیز وحاجت باختلاف ضیق وسعت مکان وقلت وکثرت مردمان ووحدت وتعدد منازل وغیرذلك مختلف گردد در منزلے تنگ ومجمع قلیل دوسہ چراغ باہمیں یکے بسندست ودر دار وسیع ومجمع کثیر ومنازل عدیدہ حاجت تا بدہ وبست وبیشتر میرسد امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ بماہ رمضان شب بمسجد درآمد چراغاں دید کہ مسجد درخشاں ونور افشاں شدہ است امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ را بدعا یاد کرد وگفت نورت مساجدنا نور اللہ قبرك یا ابن الخطاب ای ابن خطاب مساجد ما را نور آگیں کردی خدائے گورت پرنور کناد ومسئلہ شمع در مقابر ومزارات افروختن را فقیر در رسالہ مستقلہ مسمی بہ طوالع النور فی حکم السرج علی القبور ہرچہ تمامتر روشن وپرنور کردہ ام ونیز آنجا تحقیق نمودہ کہ حدیث والمتخذین علیھا السرج کہ مخالفان دریں باب باو چنگ زنند بقطع نظر ازانکہ در سند او ہاذام ضعیف ودرایۃً نیز مخالف را غیر نافع ست آرے روشنی لغو وفضول را چنانکہ بعضے مردمان شب ختم قرآن یا در بعض اعراس بزرگان کنند کہ صدہا چراغ بترتیب عجیب ووضع غریب زیر وبالا وبرابرہم نہند در کتب فقہیہ بحو غمز العیون وغیرہ بنظر اسراف منع فرمودہ اند وشك نیست کہ جائیکہ اسراف صادق ست اجتناب قطعًا لازم ولائق است واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از ضلع سورت اسٹیشن سایں مقام کٹھور مرسلہ مولوی عبدالحق صاحب ۴ جمادی الاولی ۱۳۰۹ھ

فجر کی نماز کے بعد مصافحہ لیتے ہیں سو جائز ہے یا نہیں ہر روز۔

الجواب

جو لوگ بعد قیام جماعت یا شروع تکبیر آکر نماز میں شامل ہوئے کہ امام ودیگر مقتدین سے قبل نماز ملاقات نہ کرنے پائے اونھیں تو ان سے بعد سلام مصافحہ کرنا قطعًا سنت لانھا سنۃ عند ابتداء کل لقاء وھذا ابتداء لقائھم ھذا اور وہ جو بلحاظ اس تخصیص کے مصافحہ بعد فجر وعصر یا بعد عصر ومغرب مطلقًا صدہا سال سے مسلمین میں معتاد ومرسوم اس بارے میں اصح یہی ہے کہ جائز ومباح ہے کما حققہ المولی المحقق سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد فی بعض فتاواہ وذکر ھھنا المولی الفاضل زینۃ عصرنا محب الرسول عبدالقادر القادری فی رسالۃ المناصحۃ فی تحقیق مسائل المصافحۃ تحقیقا جمیلا یتضح بہ الصواب وتوفیقا انیقا یندفع بہ الاضطراب علامہ شہاب الدین مصری شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں الاصح انھا مباحۃ ہاں جہاں مداومت سے خوف ہو کہ جہال اس خصوصیت خاصہ کو واجب یا سنت بخصوصہا نہ سمجھنے لگیں وہاں اہل علم کو مناسب کہ ان اوقات میں کبھی کبھی

ترک بھی کردیں ھذا ھوالانصاف فی امثال الباب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب۔

مسئلہ۔ از اکولہ صوبہ برار مرسلہ حافظ یقین الدین صاحب ۲۷ رجب ۱۳۰۹ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گھنڈی تکمہ یا بند کے عوض انگرکھے کرتے میں چاندی سونے کے بوتام بے زنجیر کے لگانے جائز ہیں یا نہیں بعض صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے اور سونے چاندی کا استعمال مرد کو مطلقًا حرام ہے یہ قول صحیح ہے یا نہیں اگر غلط ہے تو چاندی سونے کی کیا کیا چیزیں استعمال کرنی مرد کو جائز ہیں اور چاندی کی انگوٹھی میں کیا کیا شرطیں ہیں بینوا توجروا۔

الجواب

سونے چاندی کے بوتام بطور مذکور لگانے جائز ہیں جن کا جواز سیر کبیر و ذخیرہ و منتقی و تتارخانیہ و درمختار و طحطاوی و ہندیہ وغیرہا کتب معتمدہ سے ثابت درمختار میں ہے فی التتارخانیۃ عن السیر الکبیر لاباس بازرار الدیباج والذھب عالمگیری میں ہے لاباس بلبس الثوب فی غیر الحرب اذا کان ازرارہ دیباجا اوذھبا کذا فی الذخیرۃ اور سونے چاندی کا استعمال مرد کو مطلقًا حرام یہ صحیح نہیں شرع مطہر نے جہاں بے شمار صورتوں کی ممانعت فرمائی ہے بہت صورتوں کی اجازت بھی دی ہے مثلاً (۱) سونے کی گھنڈیاں کما سمعت انفا (۲) سونے کا تکمہ فی الدرالمختار عن شرح الوھبانیۃ عن المنتقی لاباس بعروۃ القمیص وزرہ من الحریر لانہ تبع الخ وستسمع ان فی لبس ترخیص الحریر ترخیص النقدین بل سیأتیک نص المسئلۃ عن ردالمحتار (۳) انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیل فی الدرحل مسمار الذھب فی حجر الفص (۴) چاندی کی انگشتری میں سونے کے دندانے فی ردالمحتار کالاسنان المتخذۃ من الذھب علی حوالی خاتم الفضۃ فان الناس یجوزونہ من غیر نکیر ویلبسون تلک الخواتم (۵) کواڑوں یا صندوقچی یا قلمدان وغیرہا میں سونے کی گل میخیں پرنجیں اور خود یہ چیزیں سونے چاندی کی ہوں تو عورتوں کو بھی ناجائز بعینہ اوسی صورت کی نظیریں ہیں کہ انگرکھا کرتا تاش بادلے کا حرام اور گھنڈی بوتام سونے کے روا کہ یہ قلیل و تابع ہیں فی الھندیۃ لاباس بمسامیر ذھب اوفضۃ ویکرہ الباب منہ (۶) یونہی چاندی سونے کا کام کہ دوشالے چادر کے آنچلوں عمامہ کے پلووں انگرکھے کرتے صدری مرزائی وغیرہا کی آستینوں دامنوں چاکوں پردوں تولیوں جیبوں پر ہو گریبان کا کنٹھا شانوں پشت کے پان ترنج ٹوپی کا طرہ مانگ گوٹ پر کام جوتے کا کنٹھا گپھا کسی چیز میں کہیں کیسی ہی متفرق بوٹیاں یہ سب جائز ہیں بشرطیکہ ان میں کوئی تنہا چار انگل کے عرض سے زائد نہ ہو اگرچہ متفرق کام ملا کر دیکھیں تو چار انگل سے بڑھ جائے اس کا کچھ ڈر نہیں کہ یہ بھی تابع قلیل ہے اور اگر کوئی کام بیل بوٹا تنہا چار انگل عرض سے زیادہ ہو تو ناجائز کہ اگرچہ تابع ہے مگر قلیل نہیں اور کوئی مستقل چیز بالکل مغرق یا ایسی گھنے کام کی ہو کہ مغرق معلوم ہو تو بھی ناروا اگرچہ خود اوس کی ہستی ایک ہی انگل عرض کی ہو کہ یہ اگرچہ قلیل ہے مگر تابع نہیں جیسے ریشم یا پچکے پٹھے کے تعویذ یا ریشمیں کمربند یا جوتے کی اڈیوں پنجوں پر مغرق کام یا ریشم یا سونے چاندی کے کام سے مغرق ٹوپی۔ ہاں ایک قول پر آنچل پلو مطلقًا حلال ہیں خواہ کتنے ہی چوڑے ہوں اس میں کارچوبی دوشالے یا بناری عمامے والوں کے لئے بہت وسعت ہے مگر زیادہ قوت اوسی پہلے قول کو ہے کہ چار انگل سے زیادہ نہ ہو فی الدرالمختار یحرم لبس الحریر علی الرجل الاقدر اربع اصابع کاعلام الثوب وظاھر المذھب عدم جمع المتفرق ولو فی عمامۃ وکذا المنسوج بذھب یحل اذا کان اربع اصابع والالایحل للرجل وفی السراج عن السیر الکبیر العلم حلال مطلقا صغیرا کان اوکبیرا قال المصنف وھو مخالف لما مر من التقیید باربع اصابع وفیہ رخصۃ عظیمۃ لمن ابتلی بہ فی زماننا اھ ملخصا وفی ردالمحتار العلم عندنا یدخل فیہ السجاف ومایخیط علی اطراف الاکمام ومایجعل فی طوق الجبۃ وھو المسمی قبۃ وکذا العروۃ والزر ومثلہ فیما یظھر طرۃ الطربوش ای القلنسوۃ مالم یزد علی عرض اربع اصابع وما علی اکتاف العباءۃ وعلی ظھرھا وما فی اطراف الشاش سواء کان تطریزا بالابرۃ اونسجا ومایرکب فی اطراف العمامۃ المسمی صجقا فجمیع ذلک لاباس بہ اذا کان عرض اربع اصابع وان زاد علی طولھا ومثلہ لو رقع الثوب بقطعۃ دیباج وظاھر المذھب عدم جمع المتفرق ومقتضاہ حل الثوب المنقوش بالحریر تطریزا اونسجا اذا لم تبلغ کل واحدۃ من نقوشہ اربع اصابع وان زادت بالجمع مالم یرکلہ حریرا قال ثم ما وھل حکم المتفرق من الذھب والفضۃ کذلک یحرر قال فی القنیۃ وکذا فی القلنسوۃ فی ظاھر المذھب یجوز قدر اربع اصابع وفی التبیین عن اسماء رضی اللہ تعالٰی عنھا انھا اخرجت جبۃ طیالسۃ علیھا لبنۃ شبر من دیباج کسروانی وفرجاھا مکفوفان بہ فقالت ھذہ جبۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یلبسھا وفی القاموس کف الثوب خاط حاشیتہ ولبنۃ القمیص بنیقۃ وفی الھندیۃ یکرہ ان یلبس الذکور قلنسوۃ من الحریر اوالذھب اوالفضۃ اوالکرباس الذی خیط علیہ ابریشم کثیر اوشیئ من الذھب اوالفضۃ اکثر من قدر اربع اصابع اھ وبہ یعلم حکم العرقیۃ

السراۃ بالطاقیۃ فاذا کانت منقشۃ بالحریر وکان احد نقوشہا اکثر من اربع لاتحل وان کان اقل تحل وان زاد مجموع نقوشہا علی اربع اصابع وفی الھندیۃ تکرہ عصابۃ المفتصد وان کانت اقل من اربع اصابع لانہ اصل بنفسہ کذا فی التمرتاشی اھ ۱ھ ملتقطا **اقول** وما وقفت فیہ، وامر تحریرہ فھو بحمد اللہ تعالٰی محرر عندی لاشبھۃ فیہ ولقد رأیتنی کتبت علی ھامش نسختی ردالمحتار عند قولہ وھل حکم المتفرق الخ مانصہ **اقول** معلوم ان الحریر والذھب والفضۃ کلھا متساویۃ فی حرمۃ اللبس حیث حرم فالترخیص فی لبس الحریر ترخیص فیھا واللہ تعالٰی اعلم اھ ثم رأیت العلامۃ الشامی ذکر بعد نحو ورقتین عین ماذکرتہ وللہ الحمد حیث قال قد استوی کل من الذھب والفضۃ والحریر فی الحرمۃ فترخیص العلم والکفاف من الحریر ترخیص لھما من غیرہ ایضا بدلالۃ المساواۃ ویؤید عدم الفرق مامر من اباحۃ الثوب المنسوج من ذھب اربعۃ اصابع وکذا کتابۃ الثوب بذھب اوفضۃ الخ فھذا تحریرہ وللہ الحمد ان عبارات سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ چاندی سونے کے کام بشرائط مذکورہ ہرطرح جائز ہیں خواہ اصل کپڑے کی بناوٹ میں ہوں یا بعد کو کلابتوں کا مدانی وغیرہ سے بنائے جائیں خواہ کوئی جُدا چیز جیسے فیتون لیس پیچک بانکڑی وغیرہا ٹانکی جائے ہاں یہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ عورتوں یا بدوضع آوارہ فاسقوں کی مشابہت نہ پیدا ہو مثلاً مرد کو چولی دامن میں گوٹا پٹھا ٹانکنا مکروہ ہوگا اگرچہ چار انگل سے زیادہ نہ ہو کہ یہ وضع فساق بلکہ زنانوں کی ہے علما فرماتے ہیں اگر کوئی شخص فاسقانہ وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے (جیسے ہمارے زمانہ میں نیچری وردی) تو درزی اور موچی کو اون کا سینا مکروہ ہے کہ یہ معصیت پر اعانت ہے اس سے ثابت ہوا کہ فاسقانہ تراش کے کپڑے یا جوتے پہننا گناہ ہے فی فتاوی الامام قاضی خان الاسکاف اوالخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیئ من زی الفساق ویعطی لہ فی ذلک کثیر اجر لایستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ (۷) وہ کپڑے پہنے جن پر سونے یا چاندی کے پانی سے لکھا ہو جائز ہے (۸) یونہیں جائز الاستعمال برتنوں وغیرہ پر ان کا ملمع فی الھندیۃ لایکرہ لبس ثیاب کتب علیھا بالفضۃ والذھب وکذلک استعمال کل مموہ لانہ اذا ذوب لم یخلص منہ شیئ کذا فی الینابیع اھ وفی الدر حل کتابۃ الثوب بذھب او فضۃ والمطلی لاباس بہ بالاجماع اھ (۹) اسی طرح کسی چیز میں چاندی سونے کے تار یا پتر جڑے ہونا بشرطیکہ وہ شیئ جس عضو سے استعمال میں آتی ہے اوس عضو کی جگہ سے جُدا ہوں مثلاً گلاس یا کٹورے میں وہاں مونھ لگاکر پانی نہ پئیں تخت پلنگ کرسی کاٹھی میں موضع نشست پر نہ ہوں رکاب میں پاؤں اون پر نہ رہے لگام تلوار نیزہ تیر کمان بندوق قلم آئینہ کے گھر میں ہاتھ کی گرفت سے الگ ہوں دیگچی پوزی میں چاندی سونے کے پھول جائز کہ وہ جسم لگنے کی جگہ نہیں چھڑی میں نیچے کی شام روا اوپر کی ناجائز کہ وہ ہاتھ رکھنے کی جگہ ہے حقّہ میں چاندی سونے کی مہنال حرام کہ پینے میں اوس سے مونھ لگتا ہے مگر نہ پینے سے نیچے سرکی ہوکر اوس سے مونھ ہاتھ نہ لگایا جائے تو روا وعلی ہذا القیاس اشیائے کثیرہ جنھیں بعد علم قاعدہ فہیم آدمی سمجھ سکتا ہے اسی قبیل سے تھیں کواڑوں صندوق قلمدان انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیلیں جن کا ذکر اوپر گزرا فی الدرالمختار حل الشرب من اناء مفضض ای مزوق بالفضۃ والرکوب علی سرج مفضض والجلوس علی کرسی مفضض لکن یشترط ان یتقی الفضۃ بفم وجلوس ونحوہ وکذا الاناء المضبب بذھب او فضۃ والکرسی المضبب بھما وحلیۃ مرآۃ ومصحف بھما کما لوجعلہ فی نصل سیف او سکین اوقبضتھا او لجام او رکاب ولم یضع یدہ موضع الذھب والفضۃ اھ ملخصا وفی ردالمحتار **قولہ** مفضض وفی حکمہ المذھب قھستانی **قولہ** ای مزوق وفسرہ الشمنی بالمرصع بھا قال فی غررالافکار یجتنب فی المصحف ونحوہ موضع الاخذ وفی السرج ونحوہ موضع الجلوس وفی الرکاب موضع الرجل وفی الاناء موضع الفم ونحوہ فی ایضاح الاصلاح ویجتنب فی النصل والقبضۃ واللجام موضع الید فالحاصل ان المراد الاتقاء بالعضو الذی یقصد الاستعمال بہ ففی الشرب لما کان المقصود الاستعمال بالفم اعتبر الاتقاء بہ دون الید ولایخفی ان الکلام فی المفضض والا فالذی کلہ فضۃ یحرم استعمالہ بای وجہ کان ولو بلامس بالجسد بخلاف القصب الذی یلف علی طرف قصبۃ التتن فانہ تزویق فھو من المفضض فیعتبر اتقاؤہ بالید والفم ولاشبہ ذلک مایکون کلہ فضۃ کما ھو صریح کلامھم وھو ظاھر **قولہ** المضبب ای مشدودۃ بالضباب وھی الحدیدۃ العریضۃ التی یضبب بھا وضبب بالفضۃ شد بھا مغرب **قولہ** وحلیۃ المرآۃ الذی فی المنح والھدایۃ وغیرھما حلقۃ بالقاف قال فی الکفایۃ والمراد بھا التی تکون حوالی المرآۃ لاما تاخذ المرأۃ بیدھا فانہ مکروہ اتفاقا اھ ملتقطا وفی الھندیۃ لاباس بالمضبب من السرج اذا لم یقعد علی الذھب والفضۃ وکذا الثفر اھ ملخصا یہاں تک جن چیزوں کا جواز بیان ہوا یہ سب اور ان کے سوا بعض اور بھی چاندی سونے دونوں کی جائز ہیں اور بعض اشیاء وہ ہیں کہ سونے کی حرام اور چاندی کی جائز۔ انھیں میں انگشتری ہے جس سے سائل نے سوال کیا۔ شرعاً چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی وزن میں ساڑھے چار ماشے سے کم ہو پہننا جائز ہے اگرچہ بے حاجت مہر اوس کا ترک افضل اور مہر کی غرض سے خالی جواز نہیں بلکہ سنّت ہے ہاں تکبر یا زنانہ پن کا سنگار یا اور کوئی غرض مذموم نیت میں ہو تو ایک انگوٹھی کیا اس نیت سے اچھے کپڑے پہننے بھی جائز نہیں

اس کی بات جُدا ہے یہ قید ہر جگہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ سارا دار مدار نیت پر ہے فی الدرالمختار تحلی الرجل بخاتم فضۃ اذا لم یرد بہ التزیین ویحرم بغیرھا وترک التختم لغیر ذی حاجۃ افضل وکل ما فعل تجبرا کرہ وما فعل لحاجۃ لا اھ ملتقطا وفی الھندیۃ لبس الثیاب الجمیلۃ مباح اذا لم یتکبر وتفسیرہ ان یکون معہا کما کان قبلہا کذا فی السراجیۃ اھ **اقول** وبما فسرت التزین ظہر الجواب عما اوردہ العلامۃ الشامی علی استثنائہ انہ سیاتی ان ترک التختم وح لم یبق غرض الا التزین ورایتنی کتبت علی ھامشہ مانصہ **اقول** قد فرقوا فی مسئلۃ الاکتحال بین الزینۃ والجمال فلا یراد مثلہ ھھنا فیباح للتجمل دون التزین اھ وحاصل ما اشرت الیہ ان الزینۃ تطلق ویراد بہا مایتم الجمال وھو جائز بل مندوب الیہ بنیۃ حسنۃ فان اللہ جمیل یحب الجمال وھو اثر ادب النفس وسماحتہا وتطلق ویراد بہا مایجر التخنث والتصنع مثل المرأۃ وھو مذموم ودلیل علی ضعف النفس ودناءتہا ویرشدک الی الاطلاقین قول علمائنا لایکرہ دھن شارب ولاکحل اذا لم یقصد الزینۃ وقولھم کما فی الفتح بالخضاب وردت السنۃ ولم یکن لقصد الزینۃ مع قولہ تعالٰی قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ فلیکن المراد ھھنا ھو المعنی الثانی فلا ایراد ولا تخالف واللہ تعالٰی الموفق ھذا وفی ردالمحتار التختم سنۃ لمن یحتاج الیہ کما فی الاختیار وانما یجوز التختم بالفضۃ لو علی ھیأۃ خاتم الرجال اما لو لہ فصان او اکثر حرم اھ ملخصا (۱۰) یونہیں چاندی کی پیٹی (۱۱) عاشق معشوق (۱۲) تلوار کا پرتلا جائز فی الدرالمختار لایتحلی الرجل بذھب وفضۃ مطلقا الا بخاتم ومنطقۃ وحلیۃ سیف منہا ای الفضۃ اھ وفی ردالمحتار وحمائلہ من جملۃ حلیتہ شرنبلالیہ اھ **قلت** ومثلہ للطحطاوی وعن ابی السعود عن الشرنبلالی عن البزازیۃ وعنہا نقل فی الھندیۃ وقال فی الغرائب لاباس باستعمال منطقۃ حلقتہا فضۃ (۱۳) ہلتے دانتوں میں چاندی کا تار باندھنا (۱۴) اُفتادہ دانت کی جگہ چاندی کا دانت لگانا جائز اور امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کے نزدیک سونے کے تار اور دانت بھی روا فی الدرالمختار لایشد سنہ المتحرک بذھب بل بفضۃ وجوزھما محمد اھ وفی ردالمحتار عن التاتارخانیۃ جدع انفہ اوسقط سنہ فعند الامام یتخذ ذلک من الفضۃ فقط وعند محمد من الذھب ایضا اھ ملخصا (۱۵) صاحبین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہما حالت جہاد میں سونے چاندی کے خود زرہ دستانے بھی جائز رکھتے ہیں مگر امام رضی اللہ عنہ کے نزدیک ناجائز فی الدرالمختار استثنی القہستانی وغیرہ استعمال البیضۃ والجوشن والساعدین منہما فی الحرب للضرورۃ اھ وفی خزانۃ المفتین لاباس بالجوشن والبیضۃ من الذھب والفضۃ فی الحرب اھ فی ردالمحتار قال فی الذخیرۃ قالوا ھذا قولہما الخ اس تفصیل سے بحمد اللہ تعالٰی اوس تحریم مطلق کا بطلان بھی واضح ہوا اور تمام امور مسئولہ کا جواب بھی لائح واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بھنگی نے کسی برتن میں مُردار بکری کی چربی رکھی تھی وہ برتن کُتا اوس کے یہاں سے لاکر ایک مسلمان عورت کے دروازہ پر ڈال دیا گیا وہ عورت جب باہر کے لوٹے میں چربی دیکھ کر گھر میں لے گئی اور تھوڑی سی چربی اپنے بالوں میں لگائی جس شخص نے اوسے لوٹا لے جاتے دیکھا تھا اوس نے مطعون کیا کہ اس نے سُور کی چربی استعمال کی یہ سُن کر زید اوس کے یہاں گیا اور کہا تیرے ایمان میں فرق آگیا تو پھر مسلمان ہو اوسے مسلمان کیا بعدہٗ کہا ہمارا حق مسلمان کرنے کا پانچ روپیہ دے وہ بیچاری اپنی محتاجی کا عذر بھی کرتی رہی آخر سوا روپیہ لے کر چھوڑا اور جس نے لوٹا لے جاتے دیکھا تھا اوسے بھی دیا یا کہ تو نے منع کیوں نہ کیا چار آنہ اوس سے لئے یہ ڈیڑھ روپیہ زید کے لئے حلال تھا یا حرام اور وہ عورت اس صورت میں مسلمان رہی تھی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ فقط

الجواب

صورت مستفسرہ میں وہ عورت گناہگار تو بیشک ہوئی کہ اگر جانتی تھی کہ اس میں مُردار کی چربی ہے پھر بالوں میں لگائی تو یہ گناہ اور اگر نہ جانتی تھی تو بزعم خود پرایا مال بے مشہور کے اپنے تصرف میں لانے کی مجرم ہوئی بہرحال اوس کی معصیت میں شک نہیں مگر معاذ اللہ اتنی بات پر کافرہ نہیں ہوسکتی تجدید کلمہ اسلام بہتر ہے مگر اس فعل کے باعث اوس کی حاجت نہ تھی تو زید اس وجہ سے اوس عورت کے ایمان میں فرق بتا کر گناہگار ہوا پھر تلقین اسلام پر اُجرت لینا اوس کا دوسرا گناہ تھا پھر اوس دیکھنے والے کو دبا کر اوس سے چار آنہ لینا تیسرا گناہ ہوا فان ائمتنا لایقولون بالتعزیر بالمال وعلی القول بہ فذلک ای الامام دون العوام یہ ڈیڑھ روپیہ کہ زید نے لیا اوس کے حق میں حرام ہے اوس پر واجب کہ جن جن سے لیا اونھیں پھیر دے اگر کھا چکا ہو تو اپنے پاس سے دے بغیر اس کے اس گناہ سے توبہ نہ ہوگی قال تعالٰی وَلَا تَاْکُلُوْۤا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم فقط

مسئلہ از فیروزپورہ ربیع الاول سنہ ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گنجفہ چوسر شطرنج کھیلنا کیسا ہے اور ان میں کچھ فرق ہے یا سب ایک سے ہیں اور گناہ صغیرہ ہیں یا کبیرہ یا عبث اور فعل عبث کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ سب کھیل ممنوع و ناجائز ہیں اور ان میں چوسر اور گنجفہ بدتر ہیں گنجفہ میں تصاویر ہیں اور اونھیں عظمت کے ساتھ رکھتے اور وقعت و عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ امر اوس کے سخت گناہ کا موجب ہے اور چوسر کی نسبت حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من لعب بالنردشیر فکانما صبغ یدہ فی لحم الخنزیر ودمہ جس نے چوسر کھیلی اوس نے گویا اپنا ہاتھ سور کے گوشت خون میں رنگا رواہ مسلم دوسری حدیث صحیح میں فرمایا من لعب بالنرد فقد عصی اللہ ورسولہ جس نے چوسر کھیلی اوس نے خدا و رسول کی نافرمانی کی اخرجہ احمد وابو داود وابن ماجہ والحاکم عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ چوسر بالاجماع حرام و موجب فسق و رد شہادت ہے فی ردالمحتار عن القہستانی النرد حرام مسقط للعدالۃ بالاجماع یہی حال گنجفہ کا سمجھنا چاہئے لما ذکرنا اور شطرنج کو اگرچہ بعض علما نے بعض روایات میں چند شرطوں کے ساتھ جائز بتایا ہے (۱) بدکر نہ ہو (۲) نادراً کبھی کبھی ہو عادت نہ ڈالیں (۳) اوس کے سبب نماز یا جماعت خواہ کسی واجب شرعی میں خلل نہ آئے (۴) اوس پر قسمیں نہ کھایا کریں (۵) فحش نہ بکیں مگر تحقیق یہ کہ مطلقاً منع ہے اور حق یہ کہ ان شرطوں کا نباہ ہرگز نہیں ہوتا خصوصاً شرط دوم و سوم کہ جب اوس کا چسکا پڑجاتا ہے ضرور مداومت کرتے ہیں اور لااقل وقت نماز میں تنگی یا جماعت میں بیشک ہوتی ہے جیسا کہ تجربہ اوس پر شاہد اور بالفرض ہزار میں ایک آدھ آدمی ایسا نکلے کہ ان شرائط کا پورا لحاظ رکھے تو نادر پر حکم نہیں ہوتا وانما تبتنی الاحکام الفقہیۃ علی الغالب فلا ینظر الی النادر ولا یحکم الا بالمنع کما افادہ المحقق فی الفتح فی مسئلۃ محاذاۃ الحرام وفی الدر فی مسئلۃ الحمام تو ٹھیک یہی ہے کہ اوس سے مطلقاً ممانعت کی جائے درمختار میں ہے کرہ تحریما اللعب بالنرد وکذا الشطرنج بکسر اولہ ویہمل ولایفتح الا نادرا واباحہ الشافعی وابو یوسف فی روایۃ وھذا اذا لم یقامر ولم یخل بواجب والا فحرام ردالمحتار میں ہے ھو حرام وکبیرۃ عندنا وفی اباحتہ اعانۃ الشیطان علی الاسلام والمسلمین کما فی الکافی قہستانی قولہ فی روایۃ الخ وکذا فی حرمتہ عبداللہ للاختلاف عالمگیری میں ہے یکرہ اللعب بالشطرنج والنرد وثلثۃ عشر واربعۃ عشر وکل لھو ماسوی الشطرنج حرام بالاجماع واما الشطرنج فاللعب بہ عندنا حرام والذی یلعب ان قامر سقطت عدالتہ و لم تقبل شہادتہ اھ ملتقطًا اتنا ہے کہ اگر بدکر نہ ہو تو ایک آدھ بار کھیل لینا گناہ صغیرہ ہے اور بدکر ہو یا عادت کی جائے یا اوس کے سبب نماز کھوئیں یا جماعتیں فوت کریں تو آپ ہی گناہ کبیرہ ہوجائے گی۔ اسی طرح ہر کھیل اور عبث فعل جس میں نہ کوئی غرض دین نہ کوئی منفعت جائزہ دنیوی ہو سب مکروہ و بیجا ہیں کوئی کم کوئی زیادہ درمختار میں ہے وکرہ کل لھو لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام کل لھو المسلم حرام الا ثلثۃ ملاعبتہ اھلہ وتادیبہ لفرسہ ومناضلتہ بقوسہ ردالمحتار میں ہے کل لعب وعبث فالثلاثۃ بمعنی واحد کما فی شرح التاویلات الخ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از اوجین مرسلہ محمد یعقوب علی خان ۱۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۰ھ

چہ می فرمایند علمائے افضل الکملاء و مفتیان اکمل الفضلاء دریں مسئلہ کہ حلا نزدیکے معتمد بہمراہی طباخ رفتہ گفت کہ من می خواہم کہ مردمان اہل اسلام طعام شادی دخترم تیار کنانیدہ بخورند چنانچہ مسلم ضعیف العقیدہ وغیرہ چیزے از قسم خوردنی گرفتہ پختہ بخوردند ازیں حرکات خرافاتیہ او شان مضحکہ درمیان اہل ہنود اظہر شدہ و جماعت مسلمان خجل پس دعوت مُردارخوار و خوکیان درست است یا حرام و خورندگان دعوت تلمتائب نشوند بطریق تنبیہ زمرۂ اہل اسلام خارج سازند و پرہیز نمایند جائز ست یا نہ کہ دیگران را عبرت شود و بار دوم ملوث ایں کار خراب نباشند دریں مسئلہ ہرچہ حکم شرعی در حق خورندہ و پزندہ گردد بحوالہ عبارت کتب بیان فرمایند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

الجواب

اگرچہ کسان مذکور ایں قدر احتیاط کردند کہ طعام پختہ ہیچ ناکسان نخوردند بلکہ خو نہ خود پختہ بکار بردند اما تاہم ایں کار خطا و بیجا افتاد کہ اموال ہمچو حرام و ناپاک پیشگان خبیث ست در حدیث کسب حجام را بسبب ملابست نجاست خون خبیث فرمودہ اند با آنکہ پیشہ او کہ خون کشیدن ست شرعًا حلال است احمد و مسلم و ابو داود و النسائی عن رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثمن الکلب خبیث

ومھر البغی خبیث وکسب الحجام خبیث پس کسب خوگیانان بدرجۂ اولٰی اخبث واشنع باشد باز این کار بحسب عرف دیار باعث تنفر مسلمین وانگشت نمائی
در برادران دین می شود وہر کاریکہ چناں ست شرعاً مکروہ وناشایانست تا آنکہ علما گفتہ اند در شہرے کہ مردان بخضاب اعنی خضاب جائز کہ غیر سواد ست خو کردہ
باشند آنجا ترک خضاب وجائیکہ بترک عادی باشند آنجا فعل خضاب مکروہ وناپسندیدہ است زیراکہ خروج از عادت باعث شہرت وموجب کراہت ست امام
علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہما القدسی در حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ فرمود من کان فی موضع عادۃ اھلہ الصبغ او ترکہ فخروجہ عن العادۃ
شھرۃ ومکروہ اینہا با آنکہ خضاب وترک ہر دو شعار واست وخو کردگان یکے از آنہا مران دیگر را زنہار مخالف دین ودیانت نمی دانند فکیف کہ آں فعل
فی نفسہ نیز شرعاً ناپسندیدگی وارد ودر عامہ بلاد در اذہان وقلوب عامۂ مسلمین نفرت شدیدہ ازو جائیگیر باشد وارتکاب ہمچو افعال پیش ایشان امارت بیباکی و
دنائت قلب وقلت دین وضعف دیانت بود بچناں [illegible]رے پرداختن وخود را ہدف سہام طعن وملام اہل اسلام ساختن وباجہلاے طرف شدہ رعایت شرع و
ومراعات خاطر مسلمانان یکسر پس پشت انداختن خود چہ زیباست شرع مطہر ہرگز بہمچو کارے رضا ندہد کسان مذکور را باید کہ چارۂ کار خود سازند وبجمع مسلمین بتوبہ
ومعذرت پردہ زند کہ بے سبب افروختہ اند بآب اعتذار بنشانند وغبار ملالے کہ بر خاطر مسلمانان از جانب آناں نشستہ است بیفشانند حکم ایں قدر ست
اما کارہ مسطور باخراج ایشاں از زمرۂ مسلماں نیز زد تفریط وافراط ہر دو بدست ومیزان اعتدال بدست حق پرست نظر ست سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از پیلی بھیت مرسلہ ۱۹ ربیع الآخر سنہ ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہر مسلمان کاریگر شبیہ شکر کی حلال جانور اور حرام جانور کی بناتے ہیں نیز شبیہ
مسجد جامع دہلی کی بناتے ہیں کس شبیہ کا بنانا جائز ہے اور کس کا کھانا جائز وناجائز ہے بینوا توجروا۔

الجواب

جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اشد الناس عذابا یوم القیمۃ المصورون بیشک
سب سے زیادہ سخت عذاب روز قیامت اون پر ہوگا جو جاندار کی تصویر بناتے ہیں اخرجہ احمد ومسلم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ اور اوس کی
خرید وفروخت بھی جائز نہیں یہاں تک کہ علما فرماتے ہیں جو تصویر دار کپڑا بنائے بیچے اوس کی گواہی مردود ہے فی الھندیۃ عن المحیط عن الاقضیۃ اذا کان الرجل
یبیع الثیاب المصورۃ او ینسجھا لاتقبل شہادتہ اور حرام جانور کی تصویر میں ایک شنیع وبدنسبت ہے کھانے والے کی طرف ہوگی کہ اہل عرف تصویر کو اصلی ہی کے
نام سے یاد کرتے ہیں تو مثلاً تصویر کا کتا کسی نے کھایا تو اوسے بھی کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے کتا کھایا آدمی کو جیسے برے کام سے بچنا ضرور ہے یوہیں برے نام
سے بھی بچنا چاہئے غیر جاندار کی تصویر بنانی اگرچہ جائز ہے مگر ذی عظمت چیز مثل مسجد جامع وغیرہ کی تصویروں میں انھیں توڑنا اور کھانا خلاف ادب ہوگا اور
وہی بری نسبت بھی لازم آئے گی کہ فلاں شخص نے مسجد توڑی مسجد کو کھایا اور ان سب باتوں سے خالی ہو تو کفار کے تہوار اور اون کے بیہودہ رسم میں ایک طرح کی
شرکت ہے جس سے شرعاً اجتناب کا حکم بلکہ اگر معاذ اللہ یہ چیزیں خریدنا کھانا خاص بہ نیت دوالی منانے کے ہو تو حکم نہایت سخت ہے اور نرے کھانے پینے کی
نیت سے ہو جب بھی ان ایام میں احتراز چاہئے ہاں دوالی سے پہلے یا ختم کے بعد ایسی چیزوں کی تصویر جو نہ جاندار ہوں نہ اون کے توڑنے یا کھانے سے کوئی مکروہ
نسبت لازم آئے بنائیں بیچیں خریدیں کھائیں تو کچھ حرج نہیں فی الدر المختار لو اھدی لمسلم ولم یرد تعظیم الیوم بل جری علی عادۃ الناس لایکفر وینبغی ان
یفعلہ قبلہ او بعدہ نفیا للشبھۃ ولو شری فیہ مالم یشتر قبلہ ان اراد تعظیمہ کفر وان اراد الاکل والشرب والتنعم لایکفر زیلعی اھ وفی ردالمحتار عن
جامع الفصولین الاولی للمسلمین ان لایوافقوھم علی مثل ھذہ الاحوال لاظھار الفرح والسرور اھ ذکرہ فی حق دعوۃ اتخذھا مجوسی لحلق راس ولدہ قلت و
لیس ذلک شیئا من رسوم مذھبھم الباطل فما کان کذلک کان اولی بالاجتناب واجدر والامر واضح لاینکر یوہیں ان ایام کے قبل یا بعد حلال جانور کی تصویر اگر
خود نہ خریدی بلکہ دوسرے نے دی تو اوس کے کھانے میں بھی مضائقہ نہیں فان البأس فی اتخاذہ واشترائہ فاذا عدم مالم یبق الا اعدامہ وھو مطلوب لامحذور
کما لایخفی واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ از سورون ضلع ایٹہ محلہ ملک زادگان مرسلہ مرزا حامد حسن صاحب ۷ جمادی الاولٰی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ باپ پر بیٹے کا کس قدر حق ہے اگر ہے اور وہ ادا نہ کرے تو اوس کے واسطے حکم شرعی کیا ہے مفصل

طور پر ارقام فرمایئے۔ بینوا توجروا

الجواب

اللہ عزوجل نے اگرچہ والد کا حق ولد پر نہایت اعظم بتایا یہاں تک کہ اپنے حق کے برابر اوس کا ذکر فرمایا کہ اَنِ اشۡکُرۡ لِیۡ وَ لِوَالِدَیۡکَ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا مگر ولد کا حق بھی والد پر عظیم رکھا ہے کہ ولد مطلق اسلام پھر خصوص جوار پھر خصوص قرابت پھر خصوص عیال ان سب حقوق کا جامع ہوکر سب سے زیادہ خصوصیت خاصہ رکھتا ہے اور جس قدر خصوص بڑھتا جاتا ہے حق اشد وآکد ہوتا جاتا ہے علمائے کرام نے اپنی کتب جلیلہ مثل احیاء العلوم وعین العلوم ومدخل وکیمیائے سعادت وذخیرۃ الملوک وغیرہا میں حقوق ولد سے نہایت مختصر طور پر کچھ تعرض فرمایا مگر میں صرف احادیث مرفوعہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف توجہ کرتا ہوں فضل الٰہی جل وعلا سے اُمید کہ فقیر کی یہ چند حرفی تحریر ایسی نافع وجامع واقع ہو کہ اس کی نظیر کتب مطولہ میں نہ ملے اس بارہ میں جس قدر حدیثیں بحمد اللہ تعالٰی اس وقت میرے حافظہ ونظر میں ہیں اونھیں بالتفصیل مع تخریجات لکھے تو ایک رسالہ ہوتا ہے اور غرض صرف افادۂ احکام لہٰذا سردست فقط وہ حقوق کہ یہ حدیثیں ارشاد فرما رہی ہیں کمال تلخیص واختصار کے ساتھ شمار کروں و باللہ التوفیق سب سے پہلا حق وجود اولاد سے بھی پہلے یہ ہے کہ آدمی اپنا نکاح کسی رذیل کم قوم سے نہ کرے کہ بُری رگ ضرور رنگ لاتی ہے۔ دیندار لوگوں میں شادی کرے کہ بچہ پر نانا و ماموں کی عادات وافعال کا بھی اثر پڑتا ہے۔ زنگیوں حبشیوں میں قرابت نہ کرے کہ ماں کا سیاہ رنگ بچہ کو بدنما نہ کردے۔ جماع کی ابتدا بسم اللہ سے کرے ورنہ بچہ میں شیطان شریک ہوجاتا ہے اوس وقت شرمگاہ زن پر نظر نہ کرے کہ بچہ کے اندھے ہونے کا اندیشہ ہے۔ زیادہ باتیں نہ کرے کہ گونگے یا توتلے ہونے کا خطرہ ہے مرد وزن کپڑا اوڑھ لیں جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں کہ بچہ کے بے حیا ہونے کا خدشہ ہے جب پیدا ہو فوراً سیدھے کان میں اذان بائیں میں تکبیر کہے کہ خلل شیطان وام الصبیان سے بچے۔ چھوہارا وغیرہ کوئی میٹھی چیز چباکر اوس کے موتھ میں ڈالے کہ حلاوت اخلاق کی فال حسن ہے۔ ساتویں اور نہ ہوسکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کرے دختر کے لئے ایک پسر کے لئے دو کہ اس میں بچہ کا گویا رہن سے چھڑانا ہے ایک ران دائی کو دے کہ بچہ کی طرف سے شکرانہ ہے۔ سر کے بال اوتروا کر بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے۔ سر پر زعفران لگائے۔ نام رکھے یہاں تک کہ کچے بچے کا بھی جو کم دنوں کا گر جائے ورنہ اللہ عزوجل کے یہاں شاکی ہوگا۔ بُرا نام نہ رکھے کہ بد فال بد ہے۔ عبداللہ عبدالرحمٰن احمد حامد وغیرہا عبادت وحمد کے نام یا انبیا واولیا یا اپنے بزرگوں میں جو نیک لوگ گزرے ہوں اون کے نام پر نام رکھے کہ موجب برکت ہے خصوصًا نام پاک محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ اس مبارک نام کی بے پایاں برکت بچہ کے دنیا وآخرت میں کام آتی ہے۔ جب محمد نام رکھے تو اوس کی تعظیم وتکریم کرے۔ مجلس میں اوس کے لیے جگہ چھوڑے۔ مارنے بُرا کہنے میں احتیاط رکھے۔ جو مانگے بروجہ مناسب دے۔ پیار میں چھوٹے لقب بیقدر نام نہ رکھے کہ پڑا ہوا نام مشکل سے چھوٹتا ہے۔ ماں خواہ نیک دایہ نمازی صالحہ شریف القوم سے دو سال تک دودھ پلوائے رذیل یا بدافعال عورت کے دودھ سے بچائے کہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔ بچہ کا نفقہ اوس کی حاجت کے سب سامان مہیا کرنا خود واجب ہے جن میں حفاظت بھی داخل اپنے جوائج وادائے واجبات شریعت سے جو کچھ بچے اوس میں عزیزوں قریبوں محتاجوں غریبوں سب سے پہلے حق عیال واطفال کا ہے جو ان سے بچے وہ اوروں کو پہنچے بچہ کو پاک کمائی سے پاک روزی دے کہ ناپاک مال ناپاک ہی عادتیں لاتا ہے۔ اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے بلکہ اپنی خواہش کو اون کی خواہش کا تابع رکھے جس اچھی چیز کو اون کا جی چاہے اونھیں دے کر اون کے طفیل میں آپ بھی کھائے زیادہ نہ ہو تو اونھیں کو کھلائے۔ خدا کی ان امانتوں کے ساتھ مہر ولطف کا برتاؤ رکھے اونھیں پیار کرے بدن سے لپٹائے کندھے پر چڑھائے اون کے ہنسنے کھیلنے بہلنے کی باتیں کرے اون کی دلجوئی دلداری رعایت ومحافظت ہر وقت حتی کہ نماز وخطبہ میں بھی ملحوظ رکھے۔ نیا میوہ نیا پھل پہلے اونھیں کو دے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں نئے کو نیا مناسب ہے کبھی کبھی حسب مقدور اونھیں شیرینی وغیرہ کھانے پہننے کھیلنے کی اچھی چیز کہ شرعًا جائز ہے دیتا رہے۔ بہلانے کے لئے جھوٹا وعدہ نہ کرے بلکہ بچہ سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کو پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔ اپنے چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر ویکساں دے ایک کو دوسرے پر بے فضیلت دینی ترجیح نہ دے۔ سفر سے آئے تو اون کے لئے کچھ تحفہ ضرور لائے۔ بیمار ہوں تو علاج کرے حتی الامکان سخت وموذی علاج سے بچائے۔ زبان کھلتے ہی اللہ اللہ پھر پورا کلمہ لا الٰہ الا اللہ پھر پورا کلمہ طیبہ سکھائے جب تمیز آئے ادب سکھائے کھانے پینے ہنسنے بولنے اوٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے حیا لحاظ بزرگوں کی تعظیم ماں باپ اُستاذ اور دختر کو شوہر کے بھی اطاعت کے طرق وآداب بتائے۔ قرآن مجید پڑھائے۔ اُستاذ نیک صالح متقی صحیح العقیدہ سن رسیدہ کے سپرد کرے اور دختر کو نیک پارسا عورت سے پڑھوائے بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید

رکھے۔ عقائد اسلام وسنّت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی وقبول حق پر مخلوق ہے اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہوگا۔ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت وتعظیم اون کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان وعین ایمان ہے۔ حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آل واصحاب واولیا وعلما کی محبت وعظمت تعلیم کرے کہ اصل سنّت وزیور ایمان بلکہ باعث بقائے ایمان ہے۔ سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کردے۔ علم دین خصوصاً وضو غسل نماز وروزہ کے مسائل توکل قناعت زہد اخلاص تواضع امانت صدق عدل حیا سلامت صدر ولسان وغیرہا خوبیوں کے فضائل حرص وطمع حبّ دُنیا حُبّ جاہ ریا عُجب تکبّر خیانت کذب ظلم فحش غیبت حسد کینہ وغیرہا بُرائیوں کے رذائل پڑھائے پڑھانے سکھانے میں رفق ونرمی ملحوظ رکھے۔ موقع پر چشم نمائی تنبیہ تہدید کرے مگر کوسنا نہ دے کہ اس کا کوسنا اون کے لئے سبب اصلاح نہ ہوگا بلکہ اور زیادہ افساد کا اندیشہ ہے۔ مارے تو مونھ پر نہ مارے اکثر اوقات تہدید وتخویف پر قانع رہے کوڑا قمچی اوس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے۔ زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے کہ طبیعت نشاط پر باقی رہے مگر زنہار زنہار بُری صحبت میں نہ بیٹھنے دے کہ یار بد مار بد سے بدتر ہے نہ ہرگز ہرگز بہار دانش مینا بازار مثنوی غنیمت وغیرہا کتب عشقیہ وغزلیات فسقیہ دیکھنے دے کہ نرم لکڑی جدھر جھکائے جُھک جاتی ہے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورۂ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اوس میں مکر زنان کا ذکر فرمایا ہے پھر بچوں کو خرافات شاعرانہ میں ڈالنا کب بجا ہوسکتا ہے۔ جب دس برس کا ہو نماز مار کر پڑھائے اس عمر سے اپنے خواہ کسی کے ساتھ نہ سُلائے جُدا بچھونے جُدا پلنگ پر اپنے پاس رکھے۔ جب جوان ہو شادی کردے شادی میں وہی رعایت قوم ودین وسیرت وصورت ملحوظ رکھے اب جو ایسا کام کہنا ہو جس میں نافرمانی کا احتمال ہو اوسے امر وحکم کے صیغہ سے نہ کہے بلکہ برفق ونرمی بطور مشورہ کہے کہ وہ بلائے عقوق میں نہ پڑے اوسے میراث سے محروم نہ کرے جیسے بعض لوگ اپنے کسی وارث کو نہ پہنچنے کی غرض سے کُل جائداد دوسرے وارث یا کسی غیر کے نام لکھ دیتے ہیں اپنے بعد مرگ بھی اون کی فکر رکھے یعنی کم سے کم دو تہائی ترکہ چھوڑ جائے ثلث سے زیادہ خیرات نہ کرے یہ ساٹھ حق تو پسر ودختر سب کے ہیں بلکہ دو حق اخیر میں سب وارث شریک اور **خاص پسر** کے حقوق سے ہے کہ اوسے لکھنا پیرنا سپہگری سکھائے سورۂ مائدہ کی تعلیم دے اعلان کے ساتھ اوس کا ختنہ کرے۔

خاص دختر کے حقوق سے ہے کہ اوس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الٰہیہ جانے اوسے سینا پرونا کاتنا کھانا پکانا سکھائے سورۂ نور کی تعلیم دے لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمال فتنہ ہے۔ بیٹوں سے زیادہ دلجوئی وخاطرداری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ دینے میں اونھیں اور بیٹوں کو کانٹے کی تول برابر رکھے جو چیز دے پہلے اونھیں دے کر بیٹوں کو دے۔ نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سُلائے نہ بھائی وغیرہ کے ساتھ سونے دے اس عمر سے خاص نگاہداشت شروع کرے شادی برات میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو کہ گانا سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے بلکہ ہنگاموں میں جانے کی مطلق بندش کرے گھر کو اون پر زندان کردے بالاخانوں پر نہ رہنے دے گھر میں لباس وزیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں۔ جب کفو ملے نکاح میں دیر نہ کرے۔ حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے۔ زنہار زنہار کسی فاسق فاجر خصوصاً بد مذہب کے نکاح میں نہ دے یہ اسّی حق ہیں کہ اس وقت کی نظر میں احادیث مرفوعہ سے خیال میں آئے ان میں اکثر تو مستحبات ہیں جن کے ترک پر اصلاً مواخذہ نہیں اور بعض پر آخرت میں مطالبہ ہو مگر دُنیا میں بیٹے کے لئے باپ پر گرفت وجبر نہیں نہ بیٹے کو جائز کہ باپ سے جدال ونزاع کرے سوا چند حقوق کے کہ اون میں جبر حاکم وچارہ جوئی واعتراض کو دخل ہے اوّل نفقہ کہ باپ پر واجب ہو اور وہ نہ دے تو حاکم جبراً مقرر کرے گا نہ مانے تو قید کیا جائے گا حالانکہ فروع کے اور کسی دین میں اصول محبوس نہیں ہوتے فی ردالمحتار عن الذخیرۃ لایحبس والد وان علا فی دین ولدہ وان سفل الا فی النفقۃ لان فیہ اتلاف الصغیر دوم رضاعت کہ ماں کے دودھ نہ ہو تو دائی رکھنا بے تنخواہ نہ ملے تو تنخواہ دینا واجب نہ دے تو جبراً لی جائے گی جب کہ بچہ کا اپنا مال نہ ہو یہیں ماں بعد طلاق ومرور عدت بے تنخواہ دودھ نہ پلائے تو اوسے بھی تنخواہ دی جائے گی کما فی الفتح وردالمحتار وغیرہما سوم حضانت کہ لڑکا سات برس لڑکی نو برس کی عمر تک جن عورتوں مثلاً ماں نانی دادی بہن خالہ پھپی کے پاس رکھے جائیں گے اگر اون میں کوئی بے تنخواہ نہ مانے اور بچہ فقیر اور باپ غنی ہے تو جبراً تنخواہ دلائی جائے گی کما اوضحہ فی ردالمحتار چہارم بعد انتہائے حضانت بچہ کو اپنی حفظ وصیانت میں لینا باپ پر واجب ہے اگر نہ لے گا حاکم جبر کرے گا کما فی ردالمحتار عن شرح المجمع پنجم اون کے لیے ترکہ باقی رکھنا کہ بعد تعلق حق ورثہ یعنی بحالت مرض الموت مورث اوس پر مجبور ہوتا ہے یہاں تک کہ ثلث سے زائد میں اوس کی وصیت بے اجازت ورثہ نافذ نہیں ششم اپنے بالغ بچے پسر خواہ دختر کو غیر کفو سے بیاہ دینا یا مہر مثل میں غبن فاحش کے ساتھ

مثلاً دختر کا مہر مثل ہزار ہے پانسو پر نکاح کر دیا یا بہو کا مہر مثل پانسو ہے ہزار باندھ لینا یا پسر کا نکاح کسی باندی سے یا دختر کا کسی ایسے شخص سے
جو مذہب یا نسب یا پیشہ یا افعال یا مال میں وہ نقص رکھتا ہو جس کے باعث اوس سے نکاح موجب عار ہو ایک بار تو ایسا نکاح باپ کا کیا ہوا نافذ ہوتا
ہے جبکہ نشہ میں نہ ہو مگر دوبارہ اپنے کسی نابالغ بچے کا ایسا نکاح کرے گا تو اصلاً صحیح نہ ہوگا کما قدمنا فی النکاح ہفتم فتنہ میں بھی ایک صورت جبر کی ہے کہ اگر
کسی شہر کے لوگ چھوڑ دیں سلطان اسلام اونھیں مجبور کرے گا نہ مانیں گے تو ان پر جہاد فرمائے گا کما فی الدر المختار واللہ تعالیٰ اعلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حق العباد بھی کسی طرح معاف ہو سکتا ہے بغیر اوس کے معاف کے جس کا حق ہے صاف ارقام فرمائیے اور حق العباد کس قدر ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

حق العبد ہر وہ مطالبۂ مالی ہے کہ شرعاً اس کے ذمہ کسی کے لیے ثابت ہو اور ہر وہ نقصان و آزار جو بے اجازت شرعیہ کسی قول فعل ترک سے کسی کے
دین آبرو جان جسم مال یا صرف قلب کو پہنچایا جائے تو یہ دو قسمیں ہوئیں اول کو دیون ثانی کو مظالم اور دونوں کو تبعات اور کبھی دیون
بھی کہتے ہیں ان دونوں قسم میں نسبت عموم خصوص من وجہ ہے یعنی کہیں تو دین پایا جاتا ہے مظلمہ نہیں جیسے خریدی چیز کی قیمت مزدور کی اجرت عورت
کا مہر وغیرہا دیون کہ عقود جائزہ شرعیہ سے اس کے ذمہ لازم ہوئے اور اسنے اون کی ادا میں کمی و تاخیر ناروا نہ برتی یہ حق العبد تو اس کی گردن پر ہے مگر کوئی ظلم
نہیں اور کہیں مظلمہ پایا جاتا ہے دین نہیں جیسے کسی کو مارا گالی دی برا کہا غیبت کی کہ اس کی خبر اوسے پہنچی یہ سب حقوق العبد و ظلم ہیں مگر کوئی دین واجب الادا
نہیں اور کہیں دین و مظلمہ دونوں ہوتے ہیں جیسے کسی کا مال چرایا چھینا لوٹا رشوت سود جوئے میں لیا یہ سب دیون بھی ہیں اور ظلم بھی قسم اول میں تمام صور
عقود و مطالبۂ مالیہ داخل دوسری میں قول و فعل و ترک کو دین آبرو جان جسم مال قلب میں ضرب دینے سے اٹھارہ انواع حاصل ہر نوع صدہا صورتوں
کو شامل تو کیونکر گنا سکتے ہیں کہ حقوق العباد کس قدر ہیں ہاں اون کا ضابطۂ کلیہ بتا دیا گیا ہے کہ ان دو قسموں سے جو امر جہاں پایا جائے اوسے حق العبد جانے
پھر حق کسی قسم کا ہو جب تک صاحب حق معاف نہ کرے معاف نہیں ہوتا حقوق اللہ میں تو ظاہر کہ اوس کے سوا دوسرا معاف کرنے والا کون وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ
اِلَّا اللّٰهُ کون گناہ بخشے اللہ کے سوا الحمد للہ کہ معافی کریم غنی قدیر رؤف رحیم کے ہاتھ ہے والکریم لا یأتی منہ الا الکرم اور حقوق العباد میں بھی ملک دیان عز جلالہ
نے اپنے دار العدل کا یہی ضابطہ رکھا ہے کہ جب تک وہ بندہ معاف نہ کرے معاف نہ ہوگا اگرچہ مولیٰ تعالیٰ ہمارا اور ہمارے جان و مال و حقوق سب کا مالک ہے اگر وہ
بے ہماری مرضی کے ہمارے حقوق جسے چاہے معاف فرما دے تو بھی عین حق و عدل ہے کہ ہم بھی اوسی کے اور ہمارے حق بھی اوسی کے مقرر فرمائے ہوئے اگر وہ ہمارے
خون و مال و عزت وغیرہا کو معصوم و محترم نہ کرتا تو ہمیں کوئی کیسا ہی آزار پہنچاتا نام کو بھی ہمارے حق میں گرفتار نہ ہوتا یوہیں اب اس حرمت و عصمت کے بعد بھی
جسے چاہے ہمارے حقوق چھوڑ دے ہمیں کیا مجال عذر ہے مگر اوس کریم رحیم جل و علا کی رحمت کہ ہمارے حقوق کا اختیار ہمارے ہاتھ رکھا ہے بے ہمارے بخشے
معاف ہو جانے کی شکل نہ رکھی کہ کوئی ستم رسیدہ یہ نہ کہے کہ اے مالک میرے میں اپنی داد کو نہ پہنچا حدیث میں ہے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں الدواوین ثلثۃ فدیوان لا یغفر اللہ منہ شیئا و دیوان لا یعبؤ اللہ بہ شیئا و دیوان لا یترک اللہ منہ شیئا فاما الدیوان الذی لا یغفر اللہ منہ شیئا
فالاشراک باللہ واما الدیوان الذی لا یعبؤ اللہ بہ شیئا فظلم العبد نفسہ فیما بینہ وبین ربہ من صوم یوم ترکہ او صلٰوۃ ترکھا فان اللہ تعالیٰ یغفر ذلک
ان شاء ویتجاوز واما الدیوان الذی لا یترک اللہ منہ شیئا فظالم العباد بینھم القصاص لا محالۃ یعنی دفتر تین ہیں ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا اور
ایک دفتر کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں اور ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا وہ دفتر جس میں اصلاً معافی کی جگہ نہیں وہ تو کفر ہے کہ کسی طرح نہ بخشا جائے گا اور
وہ دفتر جس کی اللہ عزوجل کو کچھ پرواہ نہیں وہ بندے کا گناہ ہے خالص اپنے اور اپنے رب کے معاملہ میں کہ کسی دن کا روزہ ترک کیا یا کوئی نماز چھوڑ دی اللہ تعالیٰ چاہے
تو اسے معاف کر دے اور درگزر فرمائے اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ اس میں ضرور بدلہ ہونا ہے
رواہ الامام احمد فی المسند والحاکم فی المستدرک عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لتؤدن
الحقوق الی اھلھا یوم القیمۃ حتی یقاد للشاۃ الجلحاء من الشاۃ القرناء تنطحھا بیشک روز قیامت تمہیں اہل حقوق کو اون کے حق ادا کرنے ہوں گے یہاں تک کہ
منڈی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا کہ اوسے سینگ مارے رواہ الائمۃ احمد فی المسند ومسلم فی صحیحہ والبخاری فی الادب المفرد والترمذی

فی الجامع عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک روایت میں فرمایا حتی للذرۃ من الذرۃ یہاں تک کہ چیونٹی سے چیونٹی کا عوض لیا جائے گا رواہ الامام احمد بسند صحیح پھر وہاں روپے اشرفیاں تو ہیں نہیں کہ معاوضہ حق میں دی جائیں طریقہ ادا یہ ہوگا کہ اس کی نیکیاں صاحبِ حق کو دی جائیں گی اگر ادا ہوگیا غنیمت ورنہ اوس کے گناہ اس پر رکھے جائیں گے یہاں تک کہ ترازوئے عدل میں وزن پورا ہو احادیث کثیرہ اس مضمون میں وارد از اں جملہ حدیث صحیح مسلم وغیرہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لادرھم لہ ولامتاع فقال ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیمۃ بصلاۃ وصیام وزکاۃ ویاتی قد شتم ھذا وقذف ھذا واکل مال ھذا وسفک دم ھذا وضرب ھذا فیعطی ھذا من حسناتہ وھذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاھم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار یعنی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہے صحابہ نے عرض کی ہمارے یہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس زر و مال نہ ہو فرمایا میری اُمت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز روزے زکوٰۃ لے کر آئے اور یوں آئے کہ اسے گالی دی اسے زنا کی تہمت لگائی اس کا مال کھایا اس کا خون گرایا اسے مارا تو اوس کی نیکیاں اسے دی گئیں پھر اگر نیکیاں ہوچکیں اور حق باقی ہیں تو اون کے گناہ لے کر اس پر ڈالے گئے پھر جہنم میں پھینک دیا گیا والعیاذ باللہ سبحٰنہ وتعالٰی غرض حقوق العباد بے اون کی معافی کے معاف نہ ہوں گے ولہٰذا مروی ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا الغیبۃ اشد من الزنا غیبت زنا سے سخت تر ہے کسی نے عرض کی یہ کیونکر فرمایا الرجل یزنی ثم یتوب فیتوب اللہ علیہ وان صاحب الغیبۃ لا یغفرلہ حتی یغفرلہ صاحبہ زانی توبہ کرے تو اللہ تعالٰی قبول فرمائے اور غیبت والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی ہے رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ والطبرانی فی الاوسط عن جابر بن عبد اللہ وابی سعید الخدری والبیہقی عنھما وعن انس رضی اللہ تعالٰی عنھم پھر یہاں معاف کرالینا سہل ہے قیامت کے دن اوس کی اُمید مشکل کہ وہاں ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار نیکیوں کا طلبگار بُرائیوں سے بیزار ہوگا پرائی نیکیاں اپنے ہاتھ آتے اپنی برائیاں اوس کے سر جاتے کسے بُری معلوم ہوتی ہیں یہاں تک کہ حدیث میں آیا ہے کہ ماں باپ کا بیٹے پر کچھ دین آتا ہوگا وہ روز قیامت لپٹیں گے کہ ہمارا دین دے وہ کہے گا میں تمہارا بچہ ہوں یعنی شاید رحم کریں وہ تمنا کریں گے کاش اور زیادہ ہوتا الطبرانی عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول انہ یکون للوالدین علی ولدھما دین فاذا کان یوم القیمۃ یتعلقان بہ فیقول انا ولدکما فیودان او یتمنیان لوکان اکثر من ذٰلک جب ماں باپ کا یہ حال تو اوروں سے اُمید خام خیال ہاں کریم و رحیم مالک و مولٰی جل جلالہ وتبارک وتعالٰی جس پر رحم فرمانا چاہے گا تو یوں کرے گا کہ حق والے کو بے بہا قصورِ جنت معاوضہ میں عطا فرما کر عفوِ حق پر راضی کردے گا ایک کرشمۂ کرم میں دونوں کا بھلا ہوگا نہ اس کی حسنات اوسے دی گئیں نہ اوس کی سیئات اس کے سر رکھی گئیں نہ اوس کا حق ضائع ہونے پایا بلکہ حق سے ہزاروں درجے بہتر افضل پایا رحمتِ حق کی بندہ نوازی ظالم ناجی مظلوم راضی فللہ الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا ویرضی حدیث میں ہے بینما رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جالس اذ رأیناہ ضحک حتی بدت ثنایاہ فقال لہ عمر ما اضحکک یا رسول اللہ بابی انت وامی یعنی ایک دن حضور پُر نور سید العٰلمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف فرما تھے ناگاہ خندہ فرمایا کہ اگلے دندان مبارک ظاہر ہوئے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی یارسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان کس بات پر حضور کو ہنسی آئی ارشاد فرمایا رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزۃ فقال احدھما یا رب خذلی مظلمتی من اخی فقال اللہ کیف تصنع باخیک ولم یبق من حسناتہ شیئ قال یارب فلیحمل من اوزاری وفاضت عینا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالبکاء ثم قال ان ذٰلک یوم عظیم یحتاج الناس ان یحمل عنھم من اوزارھم فقال اللہ للطالب ارفع بصرک فانظر فرفع فقال یارب اری مدائن من ذھب وقصورا من ذھب مکللۃ باللؤلؤ لای نبی ھذا اولای صدیق ھذا اولای شہید ھذا قال لمن اعطی الثمن قال یارب ومن یملک ذٰلک قال انت تملکہ قال بماذا قال بعفوک عن اخیک قال یارب فانی قد عفوت عنہ قال اللہ تعالٰی فخذ بید اخیک وادخلہ الجنۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عند ذٰلک اتقوا اللہ واصلحوا ذات بینکم فان اللہ یصلح بین المسلمین یوم القیمۃ دو مرد میری اُمت سے رب العزت جل جلالہ کے حضور زانوؤں پر کھڑے ہوئے ایک نے عرض کی اے رب میرے میرے اس بھائی نے جو ظلم مجھ پر کیا ہے اس کا عوض میرے لیے لے رب تبارک وتعالٰی نے فرمایا اپنے بھائی کے ساتھ کیا کرے گا اوس کی نیکیاں تو سب ہوچکیں مدعی نے عرض کی اے رب میرے تو میرے گناہ وہ اوٹھالے یہ فرما کر حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی آنکھیں گریہ سے بہ نکلیں پھر فرمایا بیشک وہ دن بڑا سخت ہے لوگ اس کے محتاج ہوں گے کہ اون کے گناہوں کا کچھ بوجھ اور لوگ اوٹھائیں مولٰی عزوجل نے مدعی سے فرمایا نظر اوٹھا کر دیکھ اوس نے نگاہ اوٹھائی کہا اے

رب میرے میں کچھ شہر دیکھتا ہوں سونے کے اور محل سونے کے سراپا موتیوں سے جڑے ہوئے یہ کس نبی کے ہیں یا کس صدیق یا کس شہید کے مولٰی تبارک وتعالٰی نے فرمایا اوس کے ہیں جو قیمت دے کہا اے رب میرے بھلا ان کی قیمت کون دے سکتا ہے فرمایا تو۔ عرض کی کیونکر فرمایا یوں کہ اپنے بھائی کو معاف کردے کہا اے رب میرے یہ بات ہے تو میں نے معاف کیا مولٰی جل مجدہ نے فرمایا اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑے اور جنت میں لے جا حضور سیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسے بیان کرکے فرمایا کہ اللہ تعالٰی سے ڈرو اور اپنے آپس میں صلح کرو کہ مولٰی عزوجل قیامت کے دن مسلمانوں میں صلح کرائے گا رواہ الحاکم فی المستدرک والبیھقی فی کتاب البعث والنشور وابویعلی فی مسندہ وسعید بن منصور فی ... عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا التقی الخلائق یوم القیمۃ نادی مناد یا اھل الجمع تتارکوا المظالم بینکم وثوابکم علی جب مخلوق روز قیامت بہم ہوگی ایک منادی رب العزۃ جل وعلا کی طرف سے ندا کرے گا اے مجمع والو آپس کے مظلموں کا تدارک کرلو اور تمہارا ثواب میرے ذمہ ہے رواہ الطبرانی عن انس ایضا رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن اور ایک حدیث میں ہے حضور والا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نے فرمایا ان اللہ یجمع الاولین والاٰخرین یوم القیمۃ فی صعید واحد ثم ینادی مناد من تحت العرش یا اھل التوحید ان اللہ عزوجل قد عفا عنکم فیقوم الناس فیتعلق بعضھم ببعض فی ظلامات فینادی مناد یا اھل التوحید یعفو بعضکم عن بعض وعلی الثواب یعنی بیشک اللہ عزوجل روز قیامت سب اگلوں پچھلوں کو ایک زمین میں جمع فرمائے گا پھر زیرِ عرش سے منادی ندا کرے گا اے توحید والو مولٰی تعالٰی نے تمہیں اپنے حقوق معاف فرمائے لوگ کھڑے ہوکر آپس کے مظلموں میں ایک دوسرے سے لپٹیں گے منادی پکارے گا اے توحید والو ایک دوسرے کو معاف کردو اور ثواب دینا میرے ذمہ ہے رواہ ایضا عن ام ھانی رضی اللہ تعالٰی عنھا۔ یہ دولت کبرٰی ونعمت عظمٰی کہ اکرم الاکرمین جلت عظمتہ اپنے محض کرم وفضل سے اس ذلیل روسیاہ سراپا گناہ کو بھی عطا فرمائے۔ع کہ مستحق کرامت گناہگار انند۔ اس وقت کی نظر میں اس کا جلیل وعدہ جمیل خردہ صاف صریح بالتصریح یا کالتصریح تصریح پانچ فرقوں کے لئے وارد ہوا اول حاجی کہ پاک مال پاک کمائی پاک نیت سے حج کرے اور اوس میں لڑائی جھگڑے اور عورتوں کے سامنے تذکرہ جماع اور ہر قسم کے گناہ و نافرمانی سے بچے اس وقت تک جتنے گناہ کئے تھے بشرط قبول سب معاف ہوجاتے ہیں پھر اگر حج کے بعد فوراً مرگیا اتنی مہلت نہ ملی کہ جو حقوق اللہ عزوجل یا بندوں کے اس کے ذمہ تھے اونھیں ادا یا ادا کی فکر کرتا تو امید واثق ہے کہ مولٰی تعالٰی اپنے تمام حقوق سے مطلقاً درگزر فرمائے یعنی نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہا فرائض کو بجا نہ لایا تھا ان کے مطالبہ پر بھی قلم عفوِ الٰہی پھر جائے اور حقوق العباد و دیون و مظالم مثلاً کسی کا قرض آتا ہو مال چھینا ہو برا کہا ہو ان سب کو مولٰی تعالٰی اپنے ذمہ کرم پر لے لے اصحاب حقوق کو روزِ قیامت راضی فرماکر مطالبہ وخصومت سے نجات بخشے یونہی اگر بعد کو زندہ رہا اور بقدر قدرت تدارک حقوق ادا کرلیا یعنی زکوٰۃ دے دی نماز روزہ کی قضا ادا کی جس کا جو مطالبہ آتا تھا دے دیا جسے آزار پہنچایا تھا معاف کرالیا جس مطالبہ کا لینے والا نہ رہا یا معلوم نہیں اوس کی طرف سے تصدق کردیا بوجہ قلت مہلت جو حق اللہ عزوجل یا بندہ کا ادا کرتے کرتے رہ گیا اوس کی نسبت اپنے مال میں وصیت کردی غرض جہاں تک طرق برأت پر قدرت ملی تقصیر نہ کی تو اس کے لیے امید اور زیادہ قوی کہ اصل حقوق کی یہ تدبیر ہوگئی اور اثم مخالفت حج سے دھل چکا تھا ہاں اگر بعد حج باوصف قدرت ان امور میں قاصر رہا تو یہ سب گناہ از سر نو اوس کے سر ہوں گے کہ حقوق تو خود باقی ہی تھے اون کی ادا میں پھر تاخیر وتقصیر گناہ تازہ ہوئے اور وہ حج ان کے ازالہ کو کافی نہ ہوگا کہ حج گزرے گناہوں کو دھوتا ہے آئندہ کے لیے پروانہ بیقیدی نہیں ہوتا بلکہ حج مبرور کی نشانی ہی یہ ہے کہ پہلے سے اچھا ہوکر پلٹے فانا للہ وانا الیہ راجعون ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم مسئلہ حج میں بحمداللہ تعالٰی یہ وہ قول فیصل ہے جسے فقیر غفراللہ تعالٰی لہ نے بعد تنقیح دلائل و مذاہب واحاطۂ اطراف وجوانب اختیار کیا جس سے اقوال ائمہ کرام میں توفیق اور دلائل حدیث وکلام میں تطبیق ہوتی ہے اس معرکۃ الآرا بحث کی نفیس تحقیق بعونہ تعالٰی فقیر غفراللہ تعالٰی لہ نے بعد ورود اس سوال کے ایک تحریر جداگانہ میں لکھی یہاں اس قدر کافی ہے وباللہ التوفیق احادیث ابن ماجہ اپنی سنن میں کاملا اور ابوداؤد مختصراً اور امام عبداللہ ابن امام احمد زوائد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور ابویعلی مسند اور ابن حبان ضعفا اور ابن عدی کامل اور بیہقی سنن کبرٰی وشعب الایمان وکتاب البعث والنشور اور ضیاء مقدسی باتادہٗ صحیح مختارہ میں حضرت عباس بن مرداس اور امام عبداللہ بن مبارک بسند صحیح اور ابویعلی وابن منیع بوجہ آخر حضرت انس بن مالک اور ابونعیم حلیۃ الاولیاء اور امام ابن جریر طبری تفسیر اور حسن بن سفیان مسند اور ابن حبان ضعفا میں حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم اور عبدالرزاق مصنف اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبادہ بن صامت اور دارقطنی وابن حبان حضرت ابوہریرہ اور ابن مندہ کتاب الصحابہ اور خطیب تلخیص المتشابہ میں حضرت زید جد عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے بطرق عدیدہ والفاظ کثیرہ ومعانی متقاربہ

راوی وھذا حدیث الامام عبداللہ بن المبارک عن سفین الثوری عن الزبیر بن عدی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال وقف النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعرفات وقد کادت الشمس ان تغرب فقال یا بلال انصت لی الناس فقام بلال فقال انصتوا لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانصت الناس فقال یا معاشر الناس اتانی جبریل اٰنفا فاقرأنی من ربی السلام وقال ان اللہ عزوجل غفر لاھل عرفات واھل المشعر وضمن عنھم التبعات فقام عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال یا رسول اللہ ھذا لنا خاصۃ قال ھذا لکم ولمن اتی من بعدکم الی یوم القیمۃ فقال عمر بن الخطاب کثر خیر اللہ وطاب یعنی حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف فرمایا یہاں تک کہ آفتاب ڈوبنے پر آیا اوس وقت ارشاد ہوا اے بلال لوگوں کو میرے لیے خاموش کر بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کھڑے ہو کر پکارا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے خاموش ہو لوگ ساکت ہوئے حضور پُر نور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نے فرمایا اے لوگو ابھی جبریل حاضر ہو کر مجھے میرے رب کا سلام و پیام پہنچا یا کہ اللہ عزوجل نے عرفات و مشعر الحرام والوں کی مغفرت فرمائی اور ان کے باہمی حقوق کا خود ضامن ہوگیا امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ دولت خاص ہمارے لیے ہے فرمایا تمہارے لئے اور جو تمہارے بعد قیامت تک آئیں سب کے لیے عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا اللہ عزوجل کی خیر کثیر و پاکیزہ ہے انتہٰی والحمد للہ رب العٰلمین۔ **دوم** شہید بحر کہ خاص اللہ عزوجل کی رضا چاہنے اور اوس کا بول بالا ہونے کے لئے سمندر میں جہاد کرے اور وہاں ڈوب کر شہید ہو حدیثوں میں آیا کہ مولٰی عزوجل خود اپنے دست قدرت سے اوس کی روح قبض کرتا اور اپنے تمام حقوق اوسے معاف فرماتا اور بندوں کے سب مطالبے جو اوس پر تھے اپنے ذمہ کرم پر لیتا ہے **احادیث** ابن ماجہ سنن اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابو امامہ اور ابونعیم حلیہ میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پھپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب اور شیرازی کتاب الالقاب میں حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے راوی واللفظ لابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یغفر لشھید البر الذنوب کلھا الا الدین ویغفر لشھید البحر الذنوب کلھا والدین یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو خشکی میں شہید ہو اوس کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں مگر حقوق العباد اور جو دریا میں شہادت پائے اوس کے تمام گناہ حقوق العباد سب معاف ہوجاتے ہیں اللھم ارزقنا بجاھہ عندک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبارک آمین **سوم** شہید صبر یعنی وہ مسلمان سنی المذہب صحیح العقیدہ جسے ظالم نے گرفتار کرکے بحالت بیکسی و مجبوری قتل کیا سولی دی پھانسی دی کہ یہ بوجہ اسیری قتال و مدافعت پر قادر نہ تھا بخلاف شہید جہاد کہ مارتا مرتا ہے اس کی بیکسی و بیدست پائی زیادہ باعث رحمت الٰہی ہوتی ہے کہ حق اللہ وحق العبد کچھ نہیں رہتا ان شاء اللہ تعالٰی **احادیث** بزار ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے بسند صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں قتل الصبر لایمر بذنب الامحاہ قتل صبر کسی گناہ پر نہیں گزرتا مگر یہ کہ اوسے مٹا دیتا ہے۔ نیز بزار ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں قتل الرجل صبرا کفارۃ لما قبلہ من الذنوب آدمی کا بروجہ صبر مارا جانا تمام گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہے قال المناوی فی التیسیر ظاھرہ وان کان المقتول عاصیا ومات بلا توبۃ ففیہ رد علی الخوارج والمعتزلہ اھ ورأیتنی کتبت علی ھامشہ ما نصہ اقول بل لامحل لہ سواہ فانہ ان لم یکن عاصیا لم یمر القتل بذنب وان کان تاب فکذلک فان التائب من الذنب کمن لاذنب لہ احادیث مطلق ہیں اور مخصص مفقود و حدث عن البحر ولا حرج اور ہم نے سُنی المذہب کی تخصیص اس لیے کی کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لو ان صاحب بدعۃ مکذبا بالقدر قتل مظلوما صابرا محتسبا بین الرکن والمقام لم ینظر اللہ فی شیئ من امرہ حتی یدخلہ جہنم اگر کوئی بد مذہب تقدیر ہر خیر و شر کا منکر خاص حجر اسود و مقام ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے درمیان محض مظلوم و صابر مارا جائے اور وہ اپنے اس قتل میں ثواب الٰہی ملنے کی نیت بھی رکھے تاہم اللہ عزوجل اوس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے یہاں تک کہ اوسے جہنم میں داخل کرے والعیاذ باللہ تعالٰی رواہ ابوالفرج فی العلل من طریق کثیر بن سلیم نا انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فذکرہ **چہارم** مدیون جس نے بحاجت شرعیہ کسی نیک جائز کام کے لئے دین لیا اور اپنی چلتی ادا میں گئی نہ کی نہ کبھی تاخیر ناروا روا رکھی بلکہ ہمیشہ سچے دل سے ادا پر آمادہ اور تا حد قدرت اوس کی فکر کرتا رہا پھر بمجبوری ادا نہ ہوسکا اور موت آگئی تو مولٰی عزوجل اوس کے لیے اس دین سے درگزر فرمائے گا اور روز قیامت اپنے خزانۂ قدرت سے ادا فرماکر دائن کو راضی کردے گا اس کے لیے یہ وعدہ خاص اسی دین کے واسطے ہے نہ تمام حقوق العباد کے لیے **احادیث** احمد و بخاری و ابن ماجہ حضرت ابوہریرہ اور طبرانی معجم کبیر میں بسند صحیح حضرت میمون کردی اور حاکم مستدرک اور طبرانی کبیر میں حضرت ابو امامہ باہلی اور احمد و بزار و طبرانی و ابونعیم بسند

حسن حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق اور ابن ماجہ و بزار حضرت عبداللہ بن عمرو اور بیہقی مرسلاً قاسم مولائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی واللفظ للمیمون رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ادان دینا ینوی قضاءہ اداہ اللہ عنہ یوم القیٰمۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی دین کا معاملہ کرے کہ اوس کے ادا کی نیت رکھتا ہو اللہ عزّ وجل اوس کی طرف سے روز قیامت ادا فرمادے گا۔ حدیث ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لفظ مستدرک میں یہ ہیں حضور اقدس صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ فرماتے ہیں من تداین بدین وفی نفسہ وفاؤہ ثم مات تجاوز اللہ عنہ وارضی غریمہ بماشاء جس نے کوئی معاملہ دین کیا اور دل میں ادا کی نیت رکھتا تھا پھر موت آگئی اللہ عزّ وجل اوس سے درگزر فرمائے گا اور دائن کو جس طرح چاہے راضی کردے گا نیک و جائز کام کی قید حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ظاہر کہ اوس میں ضرورت جہاد و ضرورت تجہیز و تکفین مسلمان و ضرورت نکاح کو ذکر فرمایا بلکہ بخاری تاریخ اور ابن ماجہ سنن اور حاکم مستدرک میں راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ تعالٰی مع الدائن حتی یقضی دینہ مالم یکن دینہ فیما یکرہ اللہ بیشک اللہ تعالٰی قرضدار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ اپنا قرض ادا کرے جب تک کہ اوس کا دین اللہ تعالٰی کے ناپسند کام میں نہ ہو مجبوری رہ جانے کی قید حدیث ابن صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ثابت کہ رب العزّت جل وعلا روز قیامت مدیون سے پوچھے گا تونے کاہے میں یہ دین لیا اور لوگوں کا حق ضایع کیا عرض کرے گا اے رب میرے تو جانتا ہے کہ میرے اپنے کھانے پینے پہننے ضائع کردینے کے سبب وہ دین نہ رہ گیا بلکہ اتی علی اما حرق واما سرق واما وضیعۃ آگ لگ گئی یا چوری ہوگئی یا تجارت میں ٹوٹا پڑا یوں رہ گیا مولٰی عزّ وجل فرمائے گا صدق عبدی فانا احق من قضی عنک میرا بندہ سچ کہتا ہے سب سے زیادہ میں مستحق ہوں کہ تیری طرف سے ادا فرمادوں پھر مولٰی سبحنہ وتعالٰی کوئی چیز منگا کر اوس کے پلہ میزان میں رکھ دے گا کہ نیکیاں برائیوں پر غالب آجائیں گی اور وہ بندہ رحمت الٰہی کے فضل سے داخل جنّت ہوگا۔ ثم اولیائے کرام صوفیۂ صدق ارباب معرفت قدست اسرارہم ونفعنا اللہ ببرکاتہم فی الدنیا والآخرۃ کہ بنص قطعی قرآن روز قیامت ہر خوف وغم سے محفوظ وسلامت ہیں قال تعالٰی اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۝ تو اون میں بعض سے اگر براہ تقاضائے بشریت بعض حقوق الٰہیہ میں اپنے منصب و مقام کے لحاظ سے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین کوئی تقصیر واقع ہو تو مولٰی عزّ وجل اوسے وقوع سے پہلے معاف فرماچکا کہ قد اعطیتکم من قبل ان تسألونی وقد اجبتکم من قبل ان تدعونی وقد غفرت لکم من قبل ان تعصونی یونہیں اگر باہم کسی طرح کی شکر رنجی یا کسی بندہ کے حق میں کچھ کمی ہو جیسے صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے مشاجرات کہ ستکون لاصحابی زلۃ یغفرھا اللہ لھم لما بقتھم معی تو مولٰی تعالٰی وہ حقوق اپنے ذمۂ کرم پر لے کر ارباب حقوق کو حکم تجاوز فرمائے گا اور باہم صفائی کرا کر آمنے سامنے جنّت کے عالیشان تختوں پر بٹھائے گا کہ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ۝ اسی مبارک قوم کے سرور و سردار حضرات اہل بدر رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین جنھیں ارشاد ہوتا ہے اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم جو چاہو کرو کہ میں تمھیں بخش چکا انھیں کے اکابر سادات سے حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں جن کے لیے بارہا فرمایا گیا ماعلی عثمٰن ما فعل بعد ھٰذہ ماعلی عثمٰن ما فعل بعد ھذہ آج سے عثمان کچھ کرے اوس پر مواخذہ نہیں آج سے عثمان کچھ کرے اوس پر مواخذہ نہیں فقیر غفراللہ تعالٰی کہتا ہے حدیث اذا احب اللہ عبدًا لم یضرہ ذنب رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس والامام القشیری فی رسالتہ وابن النجار فی تاریخہ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا عمدہ محمل یہی ہے کہ محبوبان خدا اول تو گناہ کرتے ہی نہیں ع ان المحب لمن یحب مطیع وھذا ما اختارہ سیدنا الوالد رضی اللہ تعالٰی عنہ اور احیانًا کوئی تقصیر واقع ہو تو واعظ وزاجر الٰہی اونھیں متنبہ کرتا اور توفیق انابت دیتا ہے پھر التائب من الذنب کمن لاذنب لہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے وھذا ما مشی علیہ المناوی فی التیسیر اور بالغرض ارادۂ الٰہیہ دوسرے طور پر تجلّی شان عفو و مغفرت و اظہار مکان قبول و محبوبیت پر نافذ ہوا تو عفو مطلق و ارضائے اہل حق سامنے موجود ضرر ذنب بحمد اللہ تعالٰی ہر طرح مفقود والحمد للہ الکریم الودود وہذا ماذ دتہ بفضل المحمود فقیر غفراللہ تعالٰی لہ کے گمان میں حدیث مذکور ام ہانی رضی اللہ تعالٰی عنہا ینادی مناد من تحت العرش یا اھل التوحید الحدیث میں اہل توحید سے یہی محبوبان خدا مراد ہیں کہ توحید خالص تام کامل ہر گونہ شرک خفی واخفی سے پاک و منزہ انھیں کا حصّہ ہے بخلاف اہل دنیا جنھیں عبدالدینار عبدالدرہم عبد طمع عبد ہوٰی عبد رغب فرمایا گیا وقال تعالٰی اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ اور بیشک بے حصول معرفت الٰہی اطاعت ہوائے نفس سے باہر آنا سخت دشوار یہ بندگان خدا نہ صرف عبادت بلکہ طلب و ارادت بلکہ خود اصل ہستی و وجود میں اپنے رب جل مجدہٗ کی توحید کرتے ہیں لاالٰہ الا اللہ کے معنی عوام کے نزدیک لامعبود الا اللہ خواص کے نزدیک لامقصود الا اللہ اہل بدایت کے نزدیک لامشہود الا اللہ ان اخص الخواص ارباب نہایت کے نزدیک لاموجود الا اللہ تو اہل توحید کا سچا

نام انھیں کو زیبا ولہٰذا ان کے علم کو علم توحید کہتے ہیں جعلنا اللہ تعالٰی من خدامھم وتراب اقدامھم فی الدنیا والاٰخرۃ وغفرلنا بجاھھم عندہ انہ اھل التقوٰی واھل المغفرۃ آمین امید کرتا ہوں کہ اس حدیث کی یہ تاویل تاویل امام غزالی قدس سرہ العالی سے احسن واجود ھو وباللہ التوفیق۔ پھر ان سب صورتوں میں بھی جبکہ طرز یہی برتی گئی کہ صاحب حق کو راضی فرمائیں اور معاوضہ دے کر اوس سے بخشوائیں تو وہ کلیہ ہر طرح صادق رہا کہ حق العبد بے معافی عبد معاف نہیں ہوتا غرض معاملہ نازک ہے اور امر شدید اور عمل تباہ اور زلل بعید اور کرم عمیم اور رحم عظیم اور ایمان خوف ورجا کے درمیان وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علٰی شفیع المذنبین نجاۃ الھالکین مرتجی البائسین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العٰلمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم ۱۴ جمادی الاولٰی ۱۳۱۰ھ۔

از جالندھر محلہ راستہ پھگواڑہ دروازہ مرسلہ شیخ محمد شمس الدین صاحب ۲۲ رجب ۱۳۱۰ھ

سوال اول

بعض لوگ جناب پیران پیر کا پیوند دیتے ہیں کیفیت اس کی اس طرح ہے کہ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اوس کا نام پیوندی رکھتے ہیں اور جب سال کا ہوا اس کے گلے میں ہنسلی ڈال دیتے ہیں اور اسی طرح دوسری برس ۱۴ یا ۱۵ سال تک جب وہ لڑکا اس عمر تک پہنچا دے وہ ہنسلیاں اور لڑکے کی قیمت کروا کے اس کا دسواں حصہ جناب پیران پیر کے نام سے دیتے ہیں اور اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا رہتا ہے اور ایسا ہی جانوروں اگر بیل یا بھینسا ہے تو اسے ہل جوتنے کے وقت اور اگر مادہ ہے تو اس کے بیانے کے وقت قیمت کا دسواں حصہ دیتے ہیں اور نیز درختوں کو پیر صاحب کا کرکے اس کا جلانا اور دیگر استعمال میں لانا حرام سمجھتے ہیں حتّٰی کہ وہ بودہا ہو کر گر پڑے اور پڑا پڑا بودہا ہو جاوے اور کھیتوں میں سے بھی حصہ پیر صاحب کے نام دیتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے حق میں کیا حکم ہے۔ اور نیز بودی یعنی چوٹی مثلاً قوم ہنود بچوں کے سروں پر رکھتے ہیں اگر پوچھا جاوے یہ کیا ہے تو پیر صاحب کی بودی بتلاتے ہیں اور ایسے ہی مدار پیر کی چٹیا پھر مدت معہود کے بعد اسے پیر صاحب کی منت دے کر نہایت ادب کے ساتھ اپنی رسمیں پوری کرکے منڈواتے ہیں اور جو شخص اوس دسوندی بچہ وغیرہ کی قیمت پاتا ہے اوس قیمت اور ہنسلیاں کے دسویں حصہ سے نیاز لیتا ہے آیا ایسے شخص کی امامت اور بیعت درست ہے یا نہیں۔

الجواب

(۱) دسوندی نام کفار ہنود سے ماخوذ ہے اور مسلمان کو ممانعت ہے کہ کافروں کے نام رکھے کما صرحوا بہ فی التسمی بیوحنا وغیرہ اور لڑکے کو ہنسلی وغیرہ زیور پہنانا حرام ہے فان ما حرم اخذہ حرم اعطاؤہ اور لڑکے کی قیمت کرنی جہالت ہے اور یہ اعتقاد کہ ایسا کرنے سے لڑکا جیتا ہے اگر اس معنی پر سمجھے ہیں کہ یوں کریں گے تو جئے گا ورنہ مر جائے گا تو سخت جہل بے ہودہ اعتقاد مردود مشابہ خرافات ہنود وغیرہم کفار عنود ہے ہاں اگر ان بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر صرف اس قدر کرتے کہ مولٰی عزوجل کے نام پاک پر محتاجین کو صدقہ دیتے اور اوس کا ثواب نذر روح پر فتوح حضور پُرنور غوث الثقلین غیث الکونین صلی اللہ تعالٰی علٰی جدہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم کرتے اور نیت یہ ہوتی کہ رب تبارک وتعالٰی صدقہ کے سبب بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور بوجہ ایصال ثواب سرکار غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ کے برکات رضا و دعا و توجہ شامل حال ہوں گے اور ان پر محبوب کریم رضوان اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں عقیدت و نیازمندی کے اظہار سے اللہ سبحٰنہ وتعالٰی خوش ہوگا اور اوس کی خوشی جالب رحمت وسالب زحمت ہوگی اور حیات نہ ہوگی مگر وقت معہود تک اور موت نہ رکے گی مگر اجل معلوم تک تو یہ اعتقاد وعمل صحیح و بے خلل ہوتے وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۲) یوہیں جانوروں کی قیمت کا دسواں حصہ اگر اون خیالات باطلہ کے طور پر ہے تو مذموم اور صرف اس طریق صحیح پر ہو تو ایک تصدق ہے جس سے دفع بلا مقصود اور بیشک صدقہ رد بلا کرتا اور باذنہٖ تعالٰی موت سے بچاتا ہے اگرچہ قضائے الٰہی کا کوئی پھیرنے والا نہیں نطقت بذلک احادیث جمۃ تغنیک عن سردھا شھرتھا فی الامۃ رہی ہل جوتنے اور بیانے کے وقت کی خصوصیت وہ اگر کسی اعتقاد عمل باطل کے ساتھ نہیں نہ اوسے تخصیص شرعی وضروری سمجھا جائے تو لاینفع ولایضر ہے کسائر التخصیصات العرفیۃ التی لاحاجۃ علیھا من الشرع (۳) درختوں کو رب خواہ عبد کسی کے نام کا ٹھہرا کر اون کا جلانا اور صرف میں لانا حرام سمجھنا اپنی طرف سے شریعت جدیدہ

نکالنا اور بحیرہ وسائبہ مشرکین کی پیروی کرنا ہے جس پر رد و انکار شدید خود قرآن مجید میں موجود قال تعالٰی وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا یَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ الٰی قولہ تعالٰی سَیَجْزِیْهِمْ بِمَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ○ مسلمانوں پر ایسی بدعت شنیعہ باطلہ سے احتراز فرض ہے اللہ تعالٰی سے ڈریں اور جلد توبہ کریں (۴) کھیت میں سے حضور پُرنور رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نام پاک پر حصہ دینا اگر یوں ہے کہ حضور کو اوس حصہ کا مالک سمجھا جاتا ہے یا اوس دینے سے تصدق لوجہ اللہ منظور نہیں بلکہ حضور کی طرف تقرب بالذات مقصود یا یہ سمجھتے ہیں کہ یوں نہ کریں گے تو حضور معاذ اللہ ناراض ہوکر مضرت دیں گے کوئی بلا پہنچے گی تو یہ سب اعتقادات باطلہ وفاسدہ و بدعات سیئہ ہیں اور اگر یوں نہیں بلکہ اللہ عزوجل کے لیے تصدق منظور تو کھیتوں میں ایسا حصہ دینا خود قرآن عظیم میں مطلوب قال تعالٰی وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ اور اوس کے روکنے کی مذمت قصۂ اصحاب الجنۃ میں مذکور قال تعالٰی فَتَنَادَوْا مُصْبِحِیْنَ ۙ اَنِ اغْدُوْا عَلٰی حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِیْنَ ○ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ یَتَخَافَتُوْنَ ۙ اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌ ○ الآیات اور اوس کا ثواب نذر روح اقدس کرنا اوس عمل طیب میں طیب وخوبی ہی بڑھائے گا جبکہ کسی عقیدۂ باطلہ کے ساتھ نہ ہو اس صورت میں اوسے وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآىِٕنَا الآیۃ میں داخل سمجھنا محض جہالت وزبان زوری ہے كما لا یخفی (۵) لڑکوں کے سر پر چوٹی رکھنی ناجائز اور فعل مذکور رسوم ملعونۂ کفار سے تشبہ ہے جس سے احتراز لازم (۶) جو شخص احوال مذکورہ بروجوہ مذمومہ سے صدقہ لیتا ہے اگر اون اعتقادات باطلہ میں اون کا شریک تو خود بھی فاسق ومبتدع ہے جس کی امامت مکروہ اور اوس کے ہاتھ پر بیعت جہالت ورنہ اون کے لینے سے احتراز چاہیے مگر اون کے فسق و بدعت کا وبال اس کے سر نہ ہوگا قال تعالٰی لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی اور اگر وہ صدقات اون شرعی طریقوں پر ہیں جو ہم ذکر کر آئے اور یہ شخص محل صدقہ لینے میں اصلا حرج نہیں واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

سوال دوم

مسئلہ۔ راگ یا مزامیر کرانا یا سُننا گناہ کبیرہ ہے یا صغیرہ اس فعل کا مرتکب فاسق ہے یا نہیں۔

الجواب

مزامیر یعنی آلات لہو ولعب بروجہ لہو ولعب بلاشبہہ حرام ہیں جن کی حرمت اولیا وعلما دونوں فریق مقتدا کے کلمات عالیہ میں مصرح اون کے سُننے سُنانے کے گناہ ہونے میں شک نہیں کہ بعد اصرار کبیرہ ہے اور حضرات علیہ سادات بہشت کبرائے سلسلۂ عالیۂ چشت رضی اللہ تعالٰی عنہم وعنا بہم کی طرف اس کی نسبت محض باطل وافترا ہے حضرت سیدی فخر الدین زرادی قدس سرہٗ کہ حضور سیدنا محبوب الٰہی سلطان الاولیا نظام الحق والدنیا والدین محمد احمد رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اجلۂ خلفا سے ہیں جنھوں نے خاص عہد کرامت مہد حضور ممدوح میں بلکہ خود بحکم حضور والا مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تالیف فرمایا اپنے اسی رسالہ میں فرماتے ہیں سمع بعض المغلوبین السماع مع المزامیر فی غلبات الشوق واما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالٰی عنہم فبریئ عن ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالٰی یعنی بعض مغلوب الحال لوگوں نے اپنے غلبۂ حال وشوق میں سماع مع مزامیر سُنا اور ہمارے پیران طریقت رضی اللہ تعالٰی عنہم کا سُننا اس تہمت سے بری ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے اُن اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی جل وعلا سے خبر دیتے ہیں انتہٰی بلکہ خود حضور ممدوح رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے ملفوظات شریفہ فوائد الفواد وغیرہا میں جابجا حرمت مزامیر کی تصریح فرمائی۔ بلکہ حضور والا صرف تالی کو بھی منع فرماتے کہ مشابہ لہو ہے بلکہ ایسے افعال میں عذر غلبہ حال کو بھی پسند نہ فرماتے کہ مدعیان باطل کو راہ نہ ملے وَاللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ رضی اللہ عن الائمۃ ما انصحھم للامۃ یہ سب امور ملفوظات اقدس میں مذکور و ماثور فوائد الفواد شریف میں صاف تصریح فرمائی ہے کہ مزامیر حرام است کما نقل احمد عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سیدی الشیخ المحقق مولانا عبدالحق المحدث الدھلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم وعلینا بھم آمین حضور ممدوح کے یہ ارشادات عالیہ ہمارے لیے سند کافی اور ان اہل ہوا وہوس مدعیان چشتیت پر حجت وافی۔ ہاں جہاد کا طبل سحری کا نقارہ حمام کا بوق اعلان نکاح کا بے جلاجل دف جائز ہیں کہ یہ آلات لہو ولعب نہیں یوہیں یہ بھی ممکن کہ بعض بندگان خدا جو ظلمات نفس وکدورات شہوت سے یک لخت بری ومنزہ ہوکر فانی فی اللہ و باقی باللہ ہوگئے کہ لا یقولون الا اللہ ولا یسمعون الا اللہ بل لا یعلمون الا اللہ بل لیس ھناک الا اللہ اون میں

کسی نے بحالت غلبہ حال خواہ عین الشریعۃ الکبرٰی تک پہنچ کر ازانجا کہ اون کی حرمت بعینہا نہیں وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی بعد وثوق تام واطمینان کامل کہ حالاً و مالاً فتنہ منعدم احیاناً اس پر اقدام فرمایا ہو و لہٰذا فاضل محقق آفندی شامی قدس اللہ تعالٰی سرہ السامی ردالمحتار میں زیر قول درمختار ومن ذٰلک (ای من الملاھی) ضرب النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلا باس بہ کما اذا ضرب فی ثلثۃ اوقات لتذکیر ثلث نفخات الصور الخ فرماتے ہیں ھذا یفید ان الۃ اللھو لیست محرمۃ بعینھا بل لقصد اللھو منھا اما من سامعھا او من المشتغل بھا وبہ تشعر الاضافۃ الاتری ان ضرب تلک الاٰلۃ بعینھا حل تارۃ وحرم اخرٰی باختلاف النیۃ والامور بمقاصدھا وفیہ دلیل لساداتنا الصوفیۃ الذین یقصدون بسماعھا امورا ھم اعلم بھا فلایبادر المعترض بالانکار کے لایحرم برکتھم فانھم السادۃ الاخیار امدنا اللہ تعالٰی بامداداتھم واعاد علینا من صالح دعواتھم وبرکاتھم **اقول** بلکہ یہاں ایک اور وجہ ادق واعمق ہے صحیح بخاری شریف میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں رب العزۃ تبارک وتعالٰی فرماتا ہے لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی اُحِبَّہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا یعنی میرا بندہ بذریعہ نوافل میری نزدیکی چاہتا رہتا ہے یہاں تک کہ میرا محبوب ہوجاتا ہے پھر جب میں اوسے دوست رکھتا ہوں تو میں خود اوس کا وہ کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اور اوس کی وہ آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے اور اوس کا وہ ہاتھ جس سے کوئی چیز پکڑتا ہے اور اوس کا وہ پاؤں جس سے چلتا ہے انتہٰی اب کہیے کون کہتا اور کون سُنتا ہے آواز تو شجرۂ طور سے آتی ہے مگر لا واللہ پیڑ نے نہ کہا اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ؎ گفتۂ اوگفتۂ اللہ بود ÷ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود ÷ یہی حال سُننے کا ہے وللہ الحجۃ البالغۃ مگر اللہ اللہ یہ عباداللہ کبریت احمر وکوہ یاقوت ہیں اور ناد ر احکام شرعیہ کی بنا نہیں تو اون کا حال مفید جواز یا حکم تحریم میں قید نہیں ہوسکتا کما افادہ المولی المحقق حیث اطلق سیدی کمال الدین محمد بن الھمام رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فی اٰخر الحج من فتح القدیر فی مسئلۃ الجوار نہ یہ مدعیان خامکار اون کے مثل ہیں نہ بے بلوغ مرتبہ محفوظیت نفس پر اعتماد جائز فانھا اکذب مایکون اذا حلفت فکیف اذا وعدت نہ رجماً بالغیب کسی کو ایسا ٹھہرالینا صحیح ہاں یہ احتمال صرف اتنا کام دے گا کہ جہاں اوس کا انتفا معلوم نہ ہو تحسین ظن کو ہاتھ سے نہ دیجیے اور بے ضرورت شرعی ذات فاعل سے بحث نہ کیجئے ھذا ھو الانصاف فی امثال الباب واللہ الھادی الی سبیل الصواب سماع مجرد بے مزامیر اوس کی چند صورتیں ہیں **اول** رنڈیوں ڈومنیوں محل فتنہ امردوں کا گانا **دوم** جو چیز گائی جائے معصیت پر مشتمل ہو مثلاً فحش یا کذب یا کسی مسلمان یا ذمی کی ہجو یا شراب وزنا وغیرہ فسقیات کی ترغیب یا کسی زندہ عورت خواہ امرد کی بالیقین تعریف حسن یا کسی معین عورت کا اگرچہ مُردہ ہو ایسا ذکر جس سے اوس کے اقارب احبا کو حیا وعار آئے **سوم** بطور لہو ولعب سُنا جائے اگرچہ اوس میں کوئی ذکر مذموم نہ ہو تینوں صورتیں ممنوع ہیں الاخیرتان ذاتاً والاولی ذریعۃ حقیقۃ ایسا ہی گانا لہو الحدیث ہے اس کی تحریم میں اور کچھ نہ ہو تو صرف حدیث کل لعب ابن اٰدم حرام الاثلثۃ کافی ہے ان کے علاوہ وہ گانا جس میں نہ مزامیر ہوں نہ گانے والے محل فتنہ نہ لہو ولعب مقصود نہ کوئی ناجائز کلام گائیں بلکہ سادے عاشقانہ گیت غزلیں ذکر باغ وبہار وخط وخال ورُخ وزُلف وحسن وعشق وہجر ووصل ووفائے عشاق وجفائے معشوق وغیرہا امور عشق وتغزل پر مشتمل سُنے جائیں تو فساق وفجار واہل شہوات دنیہ کو اس سے بھی روکا جائے گا وذٰلک من باب الاحتیاط القاطع والنصح الناصح وسد الذرائع المخصوص بہ ھذا الشرع البارع والدین الفارع اسی طرف حدیث الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل ناظر رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الملاھی عن ابن مسعود والبیھقی فی شعب الایمان عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنھما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور اہل اللہ کے حق میں یقیناً جائز بلکہ مستحب کہئے تو دور نہیں گانا کوئی نئی چیز پیدا نہیں کرتا بلکہ دبی بات کو اوبھارتا ہے جب دل میں بُری خواہش بیہودہ آلائشیں ہوں تو انھیں کو ترقی دے گا اور جو پاک مبارک ستھرے دل شہوات سے خالی اور محبت خدا ورسول سے مملو ہیں اون کے اس شوق محمود وعشق مسعود کو افزائش دے گا وحکم المقدمۃ حکم ماھی مقدمۃ لہ انصافاً ان بندگان خدا کے حق میں اوسے ایک عظیم دینی کام ٹھہرانا کچھ بے جا نہیں فتاوٰی خیریہ میں ہے لیس فی القدر المذکور من السماع مایحرم بنص ولا اجماع وانما الخلاف فی غیر ماعین والنزاع فی سوی مابین وقد قال بجواز السماع من الصحابۃ والتابعین جم غفیر (الی ان قال) اما سماع السادۃ الصوفیۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم فبمعزل عن ھذا الخلاف بل ومرتفع عن درجۃ الاباحۃ الی رتبۃ المستحب کما صرح بہ غیر واحد من المحققین یہ اوس چیز کا بیان تھا جسے عُرف میں گانا کہتے ہیں اور اگر اشعار حمد ونعت ومنقبت ووعظ وپند وذکر آخرت بوڑھے یا جوان

مرد خوش الحانی سے پڑھیں اور بہ نیت نیک سُنے جائیں کہ اسے عُرف میں گانا نہیں بلکہ پڑھنا کہتے ہیں تو اس کے منع پر تو شرع سے اصلاً دلیل نہیں حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لیے خاص مسجد اقدس میں منبر رکھنا اور اون کا اوس پر کھڑے ہوکر نعت اقدس سُنانا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ کرام کا استماع فرمانا خود حدیث صحیح بخاری شریف سے واضح اور عرب کے رسم حدی زمانہ صحابہ وتابعین بلکہ عہد اقدس رسالت میں رائج رہنا خوش الحانی رجال کے جواز پر دلیل لائح انجشہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حدی پر حضور والا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نے انکار نہ فرمایا بلکہ بلحاظ عورات رویدك یا انجشہ لاتکسر القواریر ارشاد ہوا کہ اون کی آواز دلکش ودل نواز تھی عورتیں نرم نازک شیشیاں ہیں جنھیں تھوڑی ٹھیس بہت ہوتی ہے غرض مدار کار تحقق وتوقع فتنہ ہے جہاں فتنہ ثابت وہاں حکم حرمت جہاں توقع واندیشہ وہاں بنظر سد ذریعہ حکم ممانعت جہاں نہ یہ نہ وہ نہ یہ نہ وہ بلکہ بہ نیت محمود استحباب موجود بحمد اللہ یہ چند سطروں میں تحقیق نفیس ہے کہ ان شاء اللہ العزیز حق اس سے متجاوز نہیں نسأل اللہ سوی الصراط من دون تفریط ولا افراط واللہ اعلم بالصواب۔

مسئلہ از کلکتہ دھرم تلا نمبر ۶ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۸ رمضان ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان دو مسئلوں میں سوال اول ٹوپی جس پر ریشم یا کلابتون کا کام ایسا ہو جس نے نصف سے زائد کپڑا چھپالیا ہو اوس کا پہننا جائز یا حرام اور جس کا تمام کپڑا چھپالیا ہو اوس کی نسبت کیا حکم۔

الجواب

مغرق کہ تمام کپڑا کام میں چھپ گیا ہو یا ظاہر ہو تو خال خال کہ دور سے دیکھنے والے کو سب کام ہی نظر آئے مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ وہ تمام ٹوپی عرض میں چار ہی اونگل یا اس سے بھی کم ہو یوہیں اگر اوس میں کوئی بیل بوٹا چار اونگل عرض سے زائد ہو تو بھی ناجائز اگرچہ سارے کپڑے میں صرف یہی ایک بوٹی ہو اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو مطلقاً جائز اگرچہ نصف سے زائد کپڑا کام میں چھپا ہو اگرچہ متفرق بوٹیاں جمع کرنے سے چار اونگل عرض سے زائد کو پہنچیں کل ذلك محقق فی فتاوٰنا مستفادا من ردالمحتار وغیرہ من الاسفار واللہ اعلم۔

سوال دوم ازار بند ریشم کا مرد کو جائز یا حرام اور اوس کے پاجامہ میں ہونے سے نماز کا کیا حال۔

الجواب

مذہب صحیح پر ناجائز ہے کما فی العالمگیریۃ والطحاویۃ وغیرھما اور ناجائز کپڑا پہن کر نماز مکروہ تحریمی کہ اوسے اوتار کر پھر اعادہ کی جائے کما ھو معلوم من الفقہ فی غیر ما موضع نعم الجواز بمعنی الصحۃ حاصل وھو معنی ما فی الھندیۃ عن التاتارخانیۃ عن جامع الفتاوی عن محمد بن سلمۃ رحمہ اللہ تعالٰی من صلی مع تکۃ ابریشم جاز وھو مسیئ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۸ محرم الحرام ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوقت سُننے اسم پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے انگوٹھے چومنے ضرور ہیں یا نہیں اگر ہیں تو کس کس موقع اور کون کون محل پر۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ضرور بمعنی فرض یا واجب یا سنت مؤکدہ تو اصلاً نہیں ہاں اذان سُننے میں علمائے فقہ نے مستحب رکھا ہے اور اس خاص موقع پر کچھ احادیث بھی وارد جو ایسی جگہ قابل تمسک ہیں کما حققناہ فی رسالتنا منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین مگر نماز میں یا خطبہ یا قرآن مجید سُنتے وقت نہ چاہئے نماز میں اوس کی ممانعت تو ظاہر اور استماع خطبہ وقرآن کے وقت یوں کہ اوس وقت ہمہ تن گوش ہوکر تمام حرکات سے باز رہنا چاہئے پنچایت کے وقت جو آیہ کریمہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم پر اس قدر کثرت سے انگوٹھے چومے جاتے ہیں گویا صد ہا چڑیاں جمع ہوکر چہک رہی ہیں یہاں تک کہ دور والوں کو قرآن عظیم کے بعض الفاظ کریمہ بھی اوس وقت اچھی طرح سُننے میں نہیں آتے یہ فقیر کو سخت ناپسند وگراں گزرتا ہے صرف انگوٹھے لبوں سے لگاکر آنکھوں پر رکھنے میں آنکھوں پہ رکھنے میں اوس وقت کوئی حرج نہ بھی ہو تو بوسہ تعظیم میں آواز نکلنے کا خود حکم نہیں جیسے بوسۂ سنگ اسود وآستانہ کعبہ وقرآن عظیم ودست وپائے

علماء وصلحا نہ کہ ایسی آوازیں کہ چڑیاں بسیرا لے رہی ہیں واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم بالصواب۔

مسئلہ۔ از بمبئی محلہ چھتری سرنگ متصل مسجد حافظ عبدالقادر چاندے مرسلہ شیخ عبداللہ ولد حاجی اللہ رکھا محرم ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان صورتوں میں کہ ذیل میں معروض ہے۔ سوال ۱ کہ دریں زماں عورتوں کو ناک چھیدنا جائز ہے یا نہیں۔ سوال ۲ ہم لوگ کاٹھیاواری اور کچھی اور بعض دیہات ہند میں یہ رواج ہے کہ مرد مرجائے تو عورتیں ناک میں نتھنی پہنتی نہیں اور کہتی ہیں یہ ہمارے مرد کی نشانی ہے اب جب دوسرا مرد کریں گے تب پہنیں گے یہ عقائدان کا درست ہے یا نہیں۔ سوال ۳ ناک چھیدنا اہل سنت والجماعت کے نزدیک فرض واجب سنّت مستحب ہے یا کیا۔ سوال ۴ اس نیت چھیدنے کو مارآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن پر حمل کرسکتے ہیں یا کیا کیونکہ عورتوں کی زینت ہے۔ سوال ۵ ناک داہنی طرف کا یا بائیں طرف کا چھیدنا یا کیا کیونکہ اکثر بلاد ہند کی عورتیں بعضے داہنی طرف کا اور بعضے بائیں طرف کا عورتیں ناک چھیدتی ہیں وغیرہ بیّنوا توجروا

الجواب

عورتوں کو نتھ یا بلاق کے لئے ناک چھیدنا جائز ہے جس طرح بالوں بالیوں کان کے گہنوں کے لیے کان چھیدنا فی الدر المختار لا باس بثقب اذن البنت استحسانا ملتقطا وھل یجوز فی الانف لم ارہ اھ ملخصا قال العلامۃ الطحطاوی قلت ان کان مما تتزین النساء بہ کما ھو فی بعض البلاد فھو فیھا کثقب القرط وقال العلامۃ السندی المدنی قد نص الشافعیۃ علی جوازہ اھ نقلھما العلامۃ الشامی واقرا قول ولاشک ان ثقب الاذن کان شائعا فی زمن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقد اطلع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولم ینکرہ ثم لم ینکرہ ثم لم یکن الا ایلاما للزینۃ فکذا ھذا بحکم المساواۃ فثبت جوازہ بدلالۃ النص المشترک فی العلم بھا المجتھدون وغیرھم کما تقرر فی مقررہ اور وہ صرف ایک امر مباح ہے فرض واجب سنت اصلا نہیں ہاں جو مباح بہ نیت محمودہ کیا جائے شرعًا محمود ہوجاتا ہے جیسے مسی لگانی کہ عورت کو مباح ہے اور اگر شوہر کے لئے سنگار کی نیت سے لگائے تو مستحب کہ یہ نیت شرعًا محمود ہے اور جب کہ یہ امر خود زیورہائے گوش کے لئے کان چھیدنے سے کہ خاص زمانہ اقدس حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں رائج تھا اور حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نے جائز ومقرر رکھا بحکم دلالت ثابت تو اس کے لیے اثر مارآہ المسلمون کی طرف رجوع کی حاجت نہیں فان الثابت بدلالۃ النص کالثابت بالنص اور دہنے بائیں جانب میں مختار ہیں یہ کوئی امر شرعی نہیں رسم زمانہ پر مبنی ہے جس طرف چاہیں چھیدیں رہا موت شوہر پر نتھ نہ پہننا ایام عدت تک تو شرعًا ضرور ہے کہ نتھ زیور اور زینت ہے اور بیوہ کو کوئی گہنا کسی طرح کا سنگار جائز نہیں فی الدر المختار ورد المحتار تحد (ای وجوبا کما فی البحر) مکلفۃ مسلمۃ اذا کانت معتدۃ بت او موت بترک الزینۃ بحلی (ای بجمیع انواعہ من ذھب وفضۃ وجواھر) قاضی خاں المعتدۃ تجتنب عن کل زینۃ اھ ملتقطا اور بعد ختم عدت اگر شرعًا نتھ وغیرہ پہننا ناجائز وممنوع سمجھے گنہگار ہوگی کہ یہ معاذ اللہ شریعت مطہرہ پر افترا ہے اور اگر جائز وروا سمجھ کر یونہی عادۃً نہ پہنے تو حرج نہیں واللہ اعلم۔

مسئلہ ۱۲ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں

مسئلہ اولٰی

پسر نے اپنے باپ کی نافرمانی اختیار کرکے کل جائداد پر قبضہ کرلیا اور باپ کے پاس واسطے اوقات بسری کے کچھ نہ چھوڑا بلکہ درپے تذلیل وتوہین پدر کے ہے اور اللہ جل شانہ نے واسطے اطاعت پدر کے کلام اپنے میں فرمایا ہے صورت ہذا میں اوس نے خلاف فرمودہ خدا کیا وہ منکر حکم خدا ہوا یا نہیں اور منکر کلام ربانی کے واسطے کیا حکم شرع شریف ہے اور وہ کہاں تک گنہگار ہے بیّنوا توجروا

الجواب

پسر مذکور فاسق فاجر مرتکب کبائر عاق ہے اور اوسے سخت عذاب وغضب الٰہی کا استحقاق باپ کی نافرمانی اللہ جبار قہار کی نافرمانی ہے اھ

باپ کی ناراضی اللہ قہار جبار کی ناراضی ہے آدمی ماں باپ کو راضی کرے تو وہ اوس کی جنت ہیں اور ناراض کرے تو وہی اوس کے دوزخ ہیں جبتک ماں باپ کو راضی نہ کرے گا اوس کا کوئی فرض کوئی نفل کوئی عمل نیک اصلاً قبول نہ ہوگا عذاب آخرت کے علاوہ دُنیا ہی میں جیتے جی سخت بلا نازل ہوگی مرتے وقت معاذاللہ کلمہ نصیب نہ ہونے کا خوف ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں طاعۃ اللہ طاعۃ الوالد ومعصیۃ اللہ معصیۃ الوالد اللہ کی اطاعت ہے والد کی اطاعت اور اللہ کی معصیت ہے والد کی معصیت رواہ الطبرانی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں رضا اللہ فی رضا الوالد وسخط اللہ فی سخط الوالد اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں رواہ الترمذی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما تیسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ھما جنتك ونارك ماں باپ تیری جنت اور تیری دوزخ ہیں رواہ ابن ماجہ عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ چوتھی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الوالد اوسط ابواب الجنۃ فان شئت فاضع ذلك الباب او احفظہ والد جنت کے سب دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے اب تو چاہے تو اس دروازہ کو اپنے ہاتھ سے کھودے خواہ نگاہ رکھ رواہ الترمذی وصححہ وابن ماجہ وابن حبان عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ پانچویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لایدخلون الجنۃ العاق لوالدیہ والدیوث والرجلۃ من النساء تین شخص جنت میں نہ جائیں گے۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنیوالا اور دیوث اور وہ عورت کہ مردانی وضع بنائے رواہ النسائی والبزار باسناد جید والحاکم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما چھٹی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لایقبل اللہ عزوجل منھم صرفا ولاعدلا عاق ومنان ومکذب بقدر تین شخصوں کا کوئی فرض و نفل اللہ تعالٰی قبول نہیں فرماتا عاق اور صدقہ دے کر احسان جتانے والا اور ہر نیکی و بدی کو تقدیر الٰہی سے نہ ماننے والا رواہ ابن ابی عاصم فی السنۃ بسند حسن عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ساتویں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کل الذنوب یؤخر اللہ منھا ما شاء الٰی یوم القیٰمۃ الا عقوق الوالدین فان اللہ یعجلہ لصاحبہ فی الحیٰوۃ قبل الممات سب گناہوں کی سزا اللہ تعالٰی چاہے تو قیامت کے لئے اوٹھا رکھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کہ اوس کی سزا جیتے جی پہنچاتا ہے رواہ الحاکم والاصبہانی والطبرانی عن ابی بکرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ آٹھویں حدیث میں ہے ایک جوان نزع میں تھا اوسے کلمہ تلقین کرتے تھے نہ کہا جاتا تھا یہاں تک کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا کہہ لاالٰہ الا اللہ عرض کی نہیں کہا جاتا معلوم ہوا کہ ماں ناراض ہے اوسے راضی کیا تو کلمہ زبان سے نکلا رواہ الامام احمد والطبرانی عن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ مگران امور سے وہ عاصی اور اوس کا فعل مخالف حکم خدا ہوا اوس کا منکر حکم خدا ہونا لازم نہیں آتا جب تک یہ نہ کہے کہ باپ کی اطاعت شرعاً ضرور نہیں یا معاذاللہ باپ کی تذلیل و توہین جائز ہے جو مطلقاً بلاتاویل ایسا اعتقاد رکھتا ہو وہ بے شک منکر حکم الٰہی ہوگا اور اوس پر صریح الزام کفر والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ثانیہ

سوتیلی مادر پر تہمت بدطرح طرح کی لگادی اوس کے واسطے کیا حکم ہے اور سوتیلی مادر کا کچھ حق پسر علاتی پر ہے یا نہیں۔

الجواب

حقوق تو مسلمان پر ہر مسلمان رکھتا ہے اور کسی مسلمان کو تہمت لگانی حرام قطعی خصوصاً معاذاللہ اگر تہمت زنا ہو جس پر قرآن عظیم نے فرمایا یَعِظُکُمُ اللّٰہُ اَنۡ تَعُوۡدُوۡا لِمِثۡلِہٖۤ اَبَدًا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۞ اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب ایسا نہ کیجیو اگر ایمان رکھتے ہو۔ تہمت لگانے والے کو اسّی کوڑے لگتے ہیں اور ہمیشہ کو اوس کی گواہی مردود ہوتی ہے اللہ تعالٰی نے اوس کا نام فاسق رکھا یہ سب احکام ہر مسلمان کے معاملہ میں ہیں اگرچہ اوس سے کوئی رشتہ علاقہ اصلاً نہ ہو اور سوتیلی ماں تو ایک عظیم و خاص علاقہ اس کے باپ سے رکھتی ہے جس کے باعث اوس کی تعظیم و حرمت اس پر بلاشبہہ لازم اسی حرمت کے باعث رب العزۃ جل وعلا نے اوسے حقیقی ماں کے مثل حرام ابدی کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان ابر البر صلۃ الولد اھل ود ابیہ

بیشک سب نکوکاریوں سے بڑھ کر نکوکاری یہ ہے کہ فرزند اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے رواہ مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ماں باپ کے ساتھ نکوکاری کے طریقوں میں یہ بھی شمار فرمایا واکرام صدیقہما اون کے دوست کی عزت کرنا رواہ ابوداود وابن ماجہ وحبان فی صحاحہم عن مالك بن ربیعۃ الساعدی رضی اللہ تعالٰی عنہ جب باپ کے دوستوں کی نسبت یہ احکام تو اوس کی منکوحہ اوس کی ناموس کی تعظیم وتکریم کیوں نہ احق واکد ہوگی خصوصاً جبکہ اس کی ناراضگی میں باپ کی ناراضی ہو کہ باپ کی ناراضی اللہ تعالٰی کی ناراضی ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ثالثہ

اولاد پر حق پدر زیادہ ہے یا حق مادر بینوا توجروا۔

الجواب

اولاد پر باپ کا حق نہایت عظیم ہے اور ماں کا حق اوس سے اعظم قال اللہ تعالٰی وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَانًا حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھًا وَّوَضَعَتْہُ کُرْھًا وَحَمْلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا اور ہم نے تاکید کی آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک برتاؤ کی اوسے پیٹ میں رکھے رہی اوس کی ماں تکلیف سے اور اوسے جنا تکلیف سے اور اوس کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھٹنا تیس مہینے میں ہے۔اس آیہ کریمہ میں رب العزت نے ماں باپ دونوں کے حق میں تاکید فرما کر ماں کو پھر خاص الگ کرکے گنا اور اوس کی اون سختیوں اور تکلیفوں کو جو اوسے حمل و ولادت اور دو برس تک اپنے خون کا عطر پلانے میں پیش آئیں جن کے باعث اوس کا حق بہت اشد واعظم ہوگیا شمار فرمایا اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد کرتا ہے وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْكَ تاکید کی ہم نے آدمی کو اوس کے ماں باپ کے حق میں پیٹ میں رکھا اوسے اوس کی ماں نے سختی پر سختی اوٹھا کر اور اوس کا دودھ چھٹنا دو برس میں ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔یہاں ماں باپ کے حق کی کوئی نہایت نہ رکھی کہ اونھیں اپنے حق جلیل کے ساتھ شمار کیا فرماتا ہے شکر بجالا میرا اور اپنے ماں باپ کا اللہ اکبر اللہ اکبر وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ دونوں آیتیں اور اسی طرح بہت حدیثیں دلیل ہیں کہ ماں کا حق باپ کے حق سے زائد ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ای الناس اعظم حقا علی المرأۃ قال زوجھا قلت فای الناس حقا علی الرجل قال امہ یعنی میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے فرمایا شوہر کا میں نے عرض کی اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے فرمایا اوس کی ماں کا رواہ البزار بسند حسن والحاکم ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ من احق الناس بحسن صحابتی قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال ابوك ایک شخص نے خدمت اقدس حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ میں حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ سب سے زیادہ کون اس کا مستحق ہے کہ میں اوس کے ساتھ نیک رفاقت کروں فرمایا تیری ماں عرض کی پھر فرمایا تیری ماں عرض کی پھر فرمایا تیری ماں عرض کی پھر فرمایا تیرا باپ رواہ الشیخان فی صحیحیہما تیسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بامہ اوصی الرجل بابیہ میں آدمی کو وصیت کرتا ہوں اوس کی ماں کے حق میں وصیت کرتا ہوں اوس کی ماں کے حق میں وصیت کرتا ہوں اوس کی ماں کے حق میں وصیت کرتا ہوں اوس کے باپ کے حق میں رواہ الامام احمد وابن ماجۃ والحاکم والبیہقی فی السنن عن ابی سلامۃ مگر اس زیادت کے یہ معنی ہیں کہ خدمت میں دینے میں باپ پر ماں کو ترجیح دے مثلاً سو روپیہ ہیں اور کوئی وجہ خاص مانع تفضیل مادر نہیں تو باپ کو پچیس دے ماں کو پچھتر یا ماں باپ دونوں نے ایک ساتھ پانی مانگا تو پہلے ماں کو پلائے پھر باپ کو یا دونوں سفر سے آئے ہیں پہلے ماں کے پاؤں دبائے پھر باپ کے وعلٰی ھذا القیاس نہ یہ کہ اگر والدین میں باہم تنازع ہو تو ماں کا ساتھ دے کر معاذاللہ باپ کے درپے ایذا ہو یا اوس پر کسی طرح درشتی کرے یا اوسے جواب دے یا بے ادبانہ آنکھ ملا کر بات کرے یہ سب باتیں حرام اور اللہ عزوجل کی معصیت ہیں اور اللہ تعالٰی کی معصیت میں نہ ماں کی اطاعت نہ باپ کی تو اوسے ماں باپ میں کسی کا ایسا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں وہ دونوں اوس کی جنت و نار ہیں جسے ایذا دے گا دوزخ کا مستحق ہوگا والعیاذ باللہ تعالٰی معصیت خالق میں کسی کی اطاعت

نہیں اگر مثلاً ماں چاہتی ہے کہ یہ باپ کو کسی طرح کا آزار پہنچائے اور یہ نہیں مانتا تو وہ ناراض ہوتی ہے ہونے دے اور ہرگز نہ مانے ایسے ہی باپ کی طرف سے ماں کے معاملہ میں اون کی ایسی ناراضیاں کچھ قابل لحاظ نہ ہوں گی کہ یہ اون کی نری زیادتی ہے کہ اس سے اللہ تعالٰی کی نافرمانی چاہتے ہیں بلکہ ہمارے علمائے کرام نے یوں تقسیم فرمائی ہے کہ خدمت میں ماں کو ترجیح ہے جس کی مثالیں ہم لکھ آئے اور تعظیم باپ کی زائد ہے کہ وہ اوس کی ماں کا بھی حاکم و آقا ہے عالمگیری میں ہے اذا تعذر علیہ جمع مراعاۃ حق الوالدین بان یتاذی احدھما بمراعاۃ الآخر یرجح حق الاب فیما یرجع الی التعظیم والاحترام وحق الام فیما یرجع الی الخدمۃ والانعام وعن علاء الائمۃ الخیاطی قال شائخنا رحمھم اللہ تعالٰی الاب یقدم علی الام فی الاحترام والام فی الخدمۃ حتی لودخلا علیہ فی البیت یقوم للاب ولو سألامنہ ماء ولم یأخذ من یدہ احدھما فیبدؤ بالام کذا فی القنیۃ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ رابعہ

مابین زن وشوہر حق زیادہ کس کا ہے اور کہاں تک

الجواب

زن وشوہر میں ہر ایک کے دوسرے پر حقوق کثیرہ واجب ہیں اون میں جو بجا نہ لائے گا اپنے گناہ میں گرفتار ہوگا ایک اگر ادائے حق نہ کرے تو دوسرا اسے دستاویز بناکر اوس کے حق ساقط نہیں کرسکتا مگر وہ حقوق کہ دوسرے کے کسی حق پر مبنی ہوں اگر یہ اوس کا ایسا حق ترک کرے وہ دوسرا اس کے یہ حقوق کہ اوس پر مبنی تھے ترک کرسکتا ہے جیسے عورت کا نان نفقہ کہ شوہر کے یہاں پابند رہنے کا بدلہ ہے اگر ناحق اوس کے یہاں سے چلی جائے گی جب تک واپس نہ آئے گی کچھ نہ پائے گی غرض واجب ہونے مطالبہ ہونے بے وجہ شرعی ادا نہ کرنے سے گنہگار ہونے میں تو حقوق زن وشوہر برابر ہیں ہاں شوہر کے حقوق عورت پر بکثرت ہیں اور اوس پر وجوب بھی اشد وآکد ہم اوس پر حدیث لکھ چکے کہ عورت پر سب سے بڑا حق شوہر کا ہے یعنی ماں باپ سے بھی زیادہ اور مرد پر سب سے بڑا حق ماں کا ہے یعنی زوجہ کا اوس سے بلکہ باپ سے بھی کم وذلک بما فضل اللہ بعضھم علی بعض واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از شہر کہنہ ۱۷ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ستار بجاتا ہے وصف اوس میں یہ ہیں حافظ قرآن ہے خاندان چشتیہ میں بیعت ہے بے دینوں سے نفرت رکھتا ہے خدا تعالٰی کے فضل وکرم سے اوس کے مکان پر سب خورد وکلاں نمازی ہیں یعنی بالغ اور نابالغ کو خدا تعالٰی نے اپنے فضل وکرم سے یہ وصف دیا ہے اور حکم خدا ورسول سے اوس کو کسی وقت میں انکار نہیں اگرچہ اوس کا ظاہر نقصان ہو۔ جب کوئی اوس کو ستار بجانے سے منع کرتا ہے تو جواب منع کرنے والے کو یوں دیتا ہے کہ بیشک میں خطاوار خدا تعالٰی کا بلکہ از حد گنہگار ہوں کہ فی زمانہ مسلمانوں میں کوئی خطاوار مجھ سے بڑھ کر نہ ہوگا مگر ستار میں نے خدا تعالٰی کے ذکر یاد کرنے کے واسطے سیکھا ہے وہ یاد کرنا یہ ہے کہ اکثر جانوروں کی بولیاں اس سے سمجھ میں آتی ہیں جو شخص عاقل اور ذی فہم ہیں اوس وقت خوب جان لیتے ہیں اس بات کو کہ ادنٰی درجہ کی اشیاء خدا کے ذکر میں مشغول ہوں اور ہم اشرف المخلوقات ہوکر خدا تعالٰی کی یاد سے غافل ہوں پھر بہت سا افسوس کرکے خدا تعالٰی کے ذکر فکر میں مشغول ہوجاتے ہیں اس کو علم معرفت کہتے ہیں اور درجے چار ہیں شریعت۔ طریقت معرفت حقیقت علمائے دین سے ہر ایک کے معنی دریافت کرو یعنی شریعت کے معنی لغت میں کیا ہیں اور اصطلاح میں کیا اسی طرح پر طریقت معرفت حقیقت کے معنی بتاکر حکم فرمادیں کہ اس طرح پر خدا تعالٰی سے محبت کا سلسلہ پیدا کرنا چاروں طریقوں میں منع ہے ان شاء اللہ تعالٰی فوراً چھوڑدوں گا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

— شریعت طریقت حقیقت معرفت میں باہم اصلاً کوئی تخالف نہیں اس کا مدعی اگر بے سمجھے کہے تو نرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ بددین شریعت حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اقوال ہیں اور طریقت حضور کے افعال اور حقیقت حضور کے احوال اور معرفت حضور کے علوم بے مثال صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ واصحابہ الٰی مالایزال قال المولٰی

مسئلہ از امروہہ مرسلہ مولوی سید محمد شاہد صاحب میلاد خواں ۲۲ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں بینوا توجروا۔

مسئلہ اولٰی

اللہ تعالٰی کو عاشق اور حضور پُرنور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اس کا معشوق کہنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

ناجائز ہے کہ معنی عشق اللہ عزوجل کے حق میں محال قطعی ہیں اور ایسا لفظ بے ورود ثابت شرعی حضرت عزت کی شان میں بولنا ممنوع قطعی ردالمحتار میں ہے مجرد ایھام المعنی المحال کاف فی المنع امام علامہ یوسف اردبیلی شافعی رحمہ اللہ تعالٰی کتاب الانوار لاعمال الابرار میں **اپنے احد شیخین مذہب** امام رافعی وہ ہمارے علمائے حنفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے نقل فرماتے ہیں لوقال انا اعشق اللہ اویعشقنی فمبتدع والعبارۃ الصحیحۃ ان یقول احبہ ویحبنی کقولہ تعالٰی یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اسی طرح امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی نے اعلام میں نقل فرماکر مقرر رکھا **اقول** وظاھر ان منشأ الحکم لفظ یعشقنی دون ادعائہ لنفسہ الاتری الی قولہ ان العبارۃ الصحیحۃ یحبنی ثم الظاھر ان تکون العبارۃ بواو العطف کقولہ احبہ ویحبنی فیکون الحکم لاجل قولہ یعشقنی والا فلا یظھر لہ وجہ بمجرد قولہ اعشقہ فقد قال العلامۃ احمد بن محمد بن المنیر الاسکندری فی الانتصاف رداعلی الزمخشری تحت قولہ تعالٰی فی سورۃ المائدۃ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ بعد اثبات ان محبۃ العبد للہ تعالٰی غیر الطاعۃ وانھا ثابتۃ واقعۃ بالمعنی الحقیقی اللغوی مانصہ ثم اذا ثبت اجراء محبۃ العبد للہ تعالٰی علٰی حقیقتھا لغۃ فالمحبۃ فی اللغۃ اذا تأکدت سمیت عشقا فمن تأکدت محبتہ للہ تعالٰی وظھرت اٰثار تأکدھا علیہ من استیعاب الاوقات فی ذکرہ وطاعتہ فلا یمنع تسمی محبتہ عشقا اذ العشق لیس الا المحبۃ البالغۃ اھ لکن الذی فی نسختی الانوار ونسختین عندی من الاعلام انماھو باو فلیتامل ولیحرر ثم اقول لست بغافل عما اخرج واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ثانیہ

کیا حکم شرع شریف کا اس بارے میں کہ مدینہ شریف کو (یثرب) کہنا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص یہ لفظ کہے اوس کی نسبت کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

مدینہ طیبہ کو یثرب کہنا ناجائز وممنوع وگناہ ہے اور کہنے والا گنہگار رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں سمی المدینۃ یثرب فلیستغفر اللہ ھی طابۃ ھی طابۃ جو مدینہ کو یثرب کہے اوس پر توبہ واجب ہے مدینہ طابہ ہے مدینہ طابہ ہے رواہ الامام احمد بسند صحیح عن البراء ابن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں فتسمیتھا بذٰلک حرام لان الاستغفار انما ھو عن خطیئۃ یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کا یثرب نام رکھنا حرام ہے کہ یثرب کہنے سے استغفار کا حکم فرمایا اور استغفار گناہ ہی سے ہوتی ہے) مولانا علی قاری رحمہ الباری مرقاۃ شریف میں فرماتے ہیں قد حکی عن بعض السلف تحریم تسمیۃ المدینۃ بیثرب ویؤیدہ مارواہ احمد (فذکر الحدیث المذکور ثم قال) قال الطیبی رحمہ اللہ فظھر ان من یحقر شان ما عظمہ اللہ تعالٰی ومن وصف ما سماہ اللہ تعالٰی بالایمان بمالا یلیق بہ یستحق ان یسمی عاصیا الخ قرآن عظیم میں کہ لفظ یثرب آیا وہ رب العزۃ جل وعلا نے منافقین کا قول نقل فرمایا ہے وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ یٰٓاَھْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ یثرب کا لفظ فساد وملامت سے خبر دیتا ہے وہ ناپاک اسی طرف اشارہ کرکے یثرب کہتے اللہ عزوجل نے اون پر رد کے لیے مدینہ طیبہ کا طابہ نام رکھا حضور اقدس سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں یقولون یثرب وھی المدینۃ وہ اوسے یثرب کہتے ہیں اور وہ تو مدینہ ہے رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ تعالٰی سمی المدینۃ طابۃ بیشک اللہ عزوجل نے مدینہ کا نام طابہ رکھا رواہ الائمۃ احمد ومسلم والنسائی عن جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ مرقاۃ میں ہے المعنی ان اللہ تعالٰی سماھا فی اللوح المحفوظ اوامر نبیہ ان یسمیھا بھا رداعلی المنافقین فی تسمیتھا بیثرب ایماءً الٰی تثریبھم فی الرجوع الیھا اوسی میں ہے قال النووی رحمہ اللہ قد حکی عن عیسٰی بن دینار ان من سماھا یثرب کتب علیہ خطیئۃ واما تسمیتھا فی القراٰن بیثرب فھی حکایۃ قول المنافقین الذین فی قلوبھم مرض بعض

اشعار اکابر میں کہ یہ لفظ واقع ہوا اون کی طرف سے عذر یہی ہے کہ اوس وقت اس حدیث وحکم پر اطلاع نہ پائی تھی جو مطلع ہوکر کہے اوس کے لئے عذر نہیں معہذا شرع مطہر شعر وغیر شعر سب پر حجت ہے شعر شرع پر حجت نہیں ہوسکتا مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اورا مدینہ نام نہاد از جہت تمدن واجتماع مردم واستیناس وایتلاف ایشاں دروے ونہی کرد از خواندن یثرب یا از جہت آنکہ نام جاہلیت است یا آنکہ نام جاہلیت است یا آنکہ مشتق از یثرب بمعنی ہلاک وفساد وتثریب بمعنی توبیخ وملامت ست یا بتقریب آنکہ یثرب دراصل نام صنمے یا یکے از جبابرہ بود بخاری در تاریخ خود حدیثے آوردہ کہ یکبار یثرب گوید باید کہ دہ بار مدینہ گوید تا تدارک وتلافی آں کند و در روایتے دیگر آمدہ باید کہ استغفار کند وبعضے گفتہ اند کہ تعزیر باید کرد قائل آں را وآنکہ در قرآن مجید آمدہ است یا اہل یثرب از زبان منافقان ست کہ بذکر آں قصد اہانت آں می کردند عجب کہ بر زبان بعضے اکابر در اشعار لفظ یثرب آمدہ انتہی واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہٗ۔

مسئلہ ثالثہ

کیا ارشاد ہے علمائے دین متین کا اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت نامہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

شہادت نامے نظم یا نثر جو آجکل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ وبے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں ایسے بیان کا پڑھنا سُننا وہ شہادت نامہ ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور مطلقاً حرام وناجائز ہے خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسے خرافات کو متضمن ہو جس سے عوام کے عقائد میں تزلزل آئے کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے ایسے ہی وجوہ پر نظر فرماکر امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی قدس سرہ وغیرہ ائمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے امام علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل الحسن والحسین وحکایاتہ الخ پھر فرمایا ماذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین وما بعدہ لاینافی ماذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبراءتھم من کل نقص بخلاف مایفعلہ الوعاظ الجھلۃ فانھم یاتون بالاخبار الکاذبۃ والموضوعۃ ونحوھا ولایبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ الخ یوہیں جبکہ اوس سے مقصود غم پروری وتصنع حزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود شرع مطہر نے غم میں صبر وتسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم بتکلف وزور لانا نہ کہ بتصنع وزور بنانا نہ کہ اوسے باعث قربت وثواب ٹھہرانا یہ سب بدعات شنیعہ روافض ہیں جن سے سُنی کو احتراز لازم۔ حاشا للہ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم وضروری ہوتی دیکھو حضور اقدس صلوات تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی آلہ کا ماہ ولادت وماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھر علمائے اُمت وحامیان سنت نے اوسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس بنایا امام ممدوح کتاب موصوف میں فرماتے ہیں ایاہ ثم ایاہ ان یشغلہ (ای یوم عاشوراء) ببدع الرافضۃ ونحوھم من الندب والنیاحۃ والحزن اذلیس ذلک من اخلاق المؤمنین والالکان یوم وفاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اولی بذلک واحری الخ عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو اون کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے اون کا مطلب ہی بتصنع رونا بتکلف رولانا اور اس رونے رولانے سے رنگ جمانا ہے اس کی شناعت میں کیا شبہہ ہے ہاں اگر خاص بہ نیت ذکر شریف حضرات اہل بیت طہارت صلی اللہ تعالٰی علی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم اون کے فضائل جلیلہ ومناقب جمیلہ روایات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اوس کے ضمن میں اون کے فضل جلیل صبر جمیل کے اظہار کو ذکر شہادت مبارک بھی آجاتا اور غم پروری وماتم انگیزی کے انداز سے کامل احتراز ہوتا تو اس میں حرج نہ تھا مگر ہیہات اون کے اطوار اون کے عادات اس نیت خیر سے یکسر جُدا ہیں ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا تو کیا اون محبوبان خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی بے شمار مناقب عظیمہ اللہ عزوجل نے اونھیں عطا فرمائے اونھیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اوس میں طرح طرح سے بالفاظ رقت خیز ونوحہ نما ومعانی حُزن انگیز وغم فزا بیان کو وسعتیں دینا اونھیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے غرض عوام کے لیے اس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دُشوار ہے۔ پھر مجلس ملائک مانس میلاد اقدس تو عظیم شادی وخوشی وعید اکبر کی مجلس ہے اذکار غم وماتم اوس کے مناسب نہیں فقیر اوس میں ذکر وفات والا

بھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے پسند نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لیے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لیے خیر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس تحریر کے بعد علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہ الشریف کی تصریح نظر فقیر سے گزری کہ اونھوں نے بھی اس رائے فقیر کی موافقت فرمائی والحمد للہ رب العٰلمین آخر کتاب مستطاب مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں شھر السرور والبھجۃ مظھر منبع الانوار والرحمۃ شھر ربیع الاول فانہ شھر امرنا باظھار الحبور فیہ کل عام فلا نکدرہ باسم الوفاۃ فانہ یشبہ تجدید الماتم وقد نصوا علی کراھتہ کل عام فی سیدنا الحسین مع انہ لیس لہ اصل فی امھات البلاد الاسلامیۃ وقد تحاشوا عن اسمہ فی اعراس الاولیاء فکیف بہ فی سید الاصفیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یعنی ماہ مبارک ربیع الاول خوشی و شادمانی اور سرچشمۂ انوار و رحمت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا زمانِ ظہور ہے ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اوس میں خوشی ظاہر کریں تو ہم اوسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے اور بیشک علماء نے تصریح کی کہ ہر سال جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے مکروہ ہے اور خاص اسلامی شہروں میں اوس کی اصل نہیں اور اولیائے کرام کے عرسوں میں نام ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پُر نور سید الاصفیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معاملہ میں اسے کیونکر پسند کرسکتے ہیں فالحمد للہ علی ما الھم واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم رہا شہادت نامہ تعزیہ داری کے احکام میں فرق جاننا وہ ایک مقدمۂ نفیسہ کی تمہید پر موقوف ہے فاقول و باللہ التوفیق شے کے لیے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زوائد کہ لوازم یا عوارض ہوتے ہیں احکام شرعیہ شے پر بحسب وجود ہوتے ہیں مجرد اعتبار عقلی نا صالح وجود مطمح نظر احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے باحث ہے جو فعلیت میں آہی نہیں سکتا موضوع سے خارج ہے تغایر اعتبار سے تغیر احکام وہیں ہوسکتا ہے جہاں وہ اعتبارات واقعیہ مفارقہ متعاقبہ ہوں کہ شے کبھی ایک کے ساتھ پائی جائے کبھی دوسرے کے تو ہر دو انحائے وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیا جاسکتا ہے اور ایسی ہی جگہ متصور ہے کہ نفس شے کا حکم اون بعض احکام شے مع بعض الاعتبارات سے جُدا ہو مگر زوائد کہ لوازم وجود ہوں اون کے حکم سے جُدا کوئی حکم حقیقت کے لیے نہ ہوگا کہ لازم سے انفکاک محال ہے۔ جب لوازم میں یہ حال ہے تو ارکان حقیقت کہ سنخ ماہیت میں داخل ہوں اون سے قطع نظر قطعاً ناممکن پھر ماہیات عرفیہ میں رکنیت تابع عرف ہے اوس کے بعض اجزا سے سلخ ماہیت تغیر اعتبار شے نہیں بلکہ تغیر ماہیت عرفیہ ہے۔ مثلاً نماز عرف شرع میں مجموع ارکان مخصوصہ بہیأت معلومہ کا نام ہے اب اگر کوئی ان ارکان سے جُدا بلکہ تبدیل ہیأت ہی کے ساتھ ایک صورت کا نماز رکھے جو قعود سے شروع اور قیام پر ختم ہو اور اوس میں رکوع پر سجود مقدم تو یہ حقیقت نماز ہی کی تبدیل ہوگی نہ کہ حقیقت حال اور اعتبار متبدل۔ جب یہ مقدمہ ممہد ہوگیا فرق احکام ظاہر ہوگیا شہادت نامہ پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اسی قدر ہے کہ شہادت شریفۂ حضرات ریحانین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہما وسلم مسلمانوں کے سامنے پڑھا جائے معاذ اللہ روایات کا موضوع و باطل یا ذکر کا تنقیص شان صحابہ پر مشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے نہ لازم وجود ولہٰذا جو لوگ روایات صحیحۂ معتبرۂ نظیفۂ مطہرہ مثل سر الشہادتین وغیرہ پڑھتے ہیں اوسے بھی قطعاً شہادت نامہ ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلس شہادت ہی کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ امور نامشروعہ کہ عارض ہوگئے ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شے مباح یا حسن قبیح نہیں ہوجاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی اور نہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے کہ جیسے ریشمیں کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفس ذات نماز کو معاذ اللہ قبیح نہ کہیں گے بلکہ اس عارض زائد کو تو شہادت ناموں میں ان عوارض کا لحوق بعینہ ایسا ہے جیسے آجکل بعض جہال ہندوستان نے مجلس میلاد مبارک میں روایات موضوعہ و قصص بے سر و پا بلکہ کلمات توہین ملائکہ و انبیاء علیہم الصلاۃ والثنا پڑھنا اختیار کیا ہے۔ اس سے حقیقت مجلس متبدل نہ ہوئی نہ عوارض نے دائرۂ عروض سے آگے قدم رکھا جو مجالس طیبہ طاہرہ ہوتی ہیں اونھیں بھی قطعاً مجالس میلاد ہی کہا جاتا ہے اور ہرگز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی دوسری شے ہے جو اون مجالس سے حقیقت جُداگانہ رکھتی ہے بخلاف تعزیہ داری کہ اوس کا آغاز اگرچہ یوہیں سُنا گیا ہے کہ سلطان تیمور نے ازانجا کہ ہر سال حاضری روضۂ مقدسۂ حضور سید الشہدا شہزادۂ گلگوں قبا علی جدہ الکریم وعلیہ الصلاۃ والثنا کو مخل امور سلطنت دیکھا بنظر شوق و تبرک تمثال روضۂ مبارک بنوائی اور اس قدر میں کوئی حرج شرعی نہ تھا مگر یہ امر حقیقت متعارفہ سے وجوداً وعدماً بالکل بے علاقہ ہے اگر کوئی شخص روضۂ انور مدینۂ منورہ و کعبۂ معظمہ کے نقشوں کی طرح کاغذ پر تمثال روضۂ حضرت سید الشہدا آئینے میں لگاکر رکھے ہرگز نہ اوسے تعزیہ کہیں گے نہ اوس شخص کو تعزیہ دار۔ حالانکہ اوتنا امر قطعاً موجود ہے اور یہ ہر سال صدہا نئی نئی تراش خراش کی کھپچی پنیاں کسی میں پریاں کسی میں براق جو گلی کوچے گشت کرائی جاتی ہیں ہرگز تمثال روضۂ مبارکۂ حضرت سید الشہدا نہیں کہ تمثال ہوتی تو ایک طرح کی نہ کہ صدہا مختلف انھیں ضرور تعزیہ اور ان کے مرتکب کو تعزیہ دار کہا جاتا ہے تو بداہۃً ظاہر کہ حقیقت

تعزیہ داری انھیں امورِ نامشروعہ کا نام ہے نہ یہ کہ نفس حقیقت عرفیہ وہی امر جائز ہو اور یہ نامشروعات امور زوائد وعوارض مفارقہ سمجھے جاتے ہوں و لہٰذا فقیر نے اپنے فتاوٰی میں اس قدر مباح کو ذکر کرکے کہا کہ جہال بے خرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کرکے الخ اور آخر میں کہا اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے یہ قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے یہ اوسی فرق جلیل ونفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمہ ممہدہ میں گزرا بالجملہ شہادت نامے کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح ومحمود ہے اور شنائع زوائد وعوارض اگر اون سے خالی اور نیت نامحمود سے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیہ داری کی حقیقت ہی یہ امور ناجائزہ ہیں اوس قدر جائز سے جیسے کوئی تعلق نہ رہا نہ اوس کے وجود سے موجود ہوتی ہے نہ اوس کے عدم سے معدوم تو یہ فی نفسہ ناجائز وحرام ہے اس کی نظیر امم سابقہ میں آغاز اصنام ہے ودّ وسواع ویغوث ویعوق ونسر صالحین تھے اون کے انتقال پر اون کی یاد کے لیے اون کی صورتیں تراشیں بعد مرورِ زمان پچھلی نسلوں نے اونھیں کو معبود سمجھ لیا تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اب بتوں کی حالت اپنی اوسی ابتدائی حقیقت پر باقی تھی یہ شنائع زوائد وعوارض خارجہ تھے و لہٰذا شرائع الٰہیہ مطلقاً اون کے رد وانکار پر نازل ہوئیں بخاری وغیرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی الشیطان الی قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا وسموھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلک اولئک و نسخ العلم عبدت فاکہی عبداللہ بن عبید بن عمیر سے راوی قال اول ما حدثت الاصنام علی عھد نوح وکانت الابناء تبر الاباء فمات رجل منھم فجزع علیہ ابنہ فجعل لایصبر عنہ فاتخذ مثالاً علی صورتہ فکلما اشتاق الیہ نظرہ ثم مات ففعل بہ کما فعل ثم تتابعوا علی ذلک فمات الاباء فقال الابناء ما اتخذ ھذہ اٰباؤنا الا انھا کانت الھتھم فعبدوھا یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کرکے وہابیہ اصل حقیقت پر حکم عوارض لگاتے اور تعزیہ دار تبدیل حقیقت کو اختلاف عوارض ٹھہراتے اور دونوں سخت خطائے فاحش میں پڑجاتے ہیں۔ وباللہ العصمۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ رابعہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد میں امردوں کو بازو بناکر پڑھنا درست ہے یا نہیں اور وہ کون سی حالتیں ہیں جن کے سبب سے مولود کا پڑھنا سُننا ناجائز ہوجاتا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

امرد کہ اپنی خوبصورتی یا خوش آوازی سے محل اندیشہ فتنہ ہو خوش الحانی میں اوسے بازو بنانے سے ممانعت کی جائے گی فان ھذا الشرع المطھر جاء بسد الذرائع واللہ لایحب الفساد منقول ہے کہ عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور امرد کے ساتھ ستر علما فرماتے ہیں خوبصورت امرد کا حکم مثل عورت کے ہے فی ردالمحتار عن الھندیۃ عن الملتقط الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحاً فحکمہ حکم الرجال وان کان صبیحاً فحکمہ حکم النساء علمائے اباحت سماع کے شرائط میں یہ بھی شمار فرمایا کہ اون میں کوئی امرد نہ ہو فی ردالمحتار عن التتارخانیۃ عن العیون لہ شرائط ستۃ ان لایکون فیھم امرد الخ وہ پڑھنا سُننا جو منکرات شرعیہ پر مشتمل ہو ناجائز ہے جیسے روایات باطلہ وحکایات موضوعہ واشعار خلاف شرع خصوصاً جنمیں توہین انبیاء وملئکہ علیہم الصلاۃ والسلام ہو کہ آجکل کے جاہل نعت گویوں کے کلام میں یہ بلائے عظیم بکثرت ہے حالانکہ وہ صریح کلمہ کفر ہے والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کلکتہ دھرم تلا نمبر ۶ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۱۲ رمضان مبارک ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ریشمی کپڑا مرد کو پہننا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

نہ بلکہ حرام ہے حدیث میں اوس پر سخت وعیدیں وارد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتلبسوا الحریر فانہ من لبسہ فی الدنیا لم یلبسہ فی الاٰخرۃ ریشم نہ پہنو کہ جو اوسے دنیا میں پہنے گا آخرت میں نہ پہنے گا رواہ الشیخان عن امیرالمؤمنین عمر والنسائی وابن حبان والحاکم وصححہ عن ابی سعید الخدری والحاکم عن ابی ھریرۃ وابن حبان عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین نسائی کی ایک روایت میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

من لبسہ فی الدنیا لم یدخل الجنۃ جو دُنیا میں ریشم پہنے گا جنّت میں نہ جائے گا رواہ عن امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما یلبس الحریر من لاخلاق لہ فی الاٰخرۃ ریشم وہ پہنے گا جس کے لیے آخرت میں کچھ حصّہ نہیں رواہ الشیخان واللفظ للبخاری رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک حدیث میں ہے حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من لبس ثوب حریر البسہ اللہ عزوجل یوم القیٰمۃ ثوبا من النار جو ریشم پہنے گا اللہ عزوجل اوسے قیامت کے دن آگ کا کپڑا پنھائے گا رواہ احمد والطبرانی عن جویریۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں من لبس ثوب حریر البسہ اللہ تعالٰی یوما من نار لیس من ایامکم ولکن من ایام اللہ تعالٰی الطوال جو ریشم پہنے اللہ تعالٰی اوسے ایک دن کامل آگ پنھائے گا وہ دن تمھارے دنوں میں سے نہیں بلکہ اللہ تعالٰی کے اون لمبے دنوں سے یعنی ہزار برس کا ایک دن قال تعالٰی وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ○ رواہ الطبرانی سیدنا مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی حدیث میں ہے میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور نے اپنے دہنے ہاتھ میں ریشم اور بائیں میں سونا لیا پھر فرمایا ان ھذین حرام علی ذکور امتی بیشک یہ دونوں میری اُمت کے مردوں پر حرام ہیں رواہ ابوداود والنسائی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کانپور مرسلہ مولوی وصی احمد صاحب سورتی ۱۴ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۱۱ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ایک بُت پرست کافر نے اپنے بُت کے نام بغرض تقرب روپیہ اوٹھا رکھا اسی مبلغ منذور سے بایں نیت اسباب اکل وشرب خریدا کہ خاص دن جس میں نذر ادا کی جاتی ہے دعوت کھلائی جائے جب وہ دن آپہنچا تو وہ ہندو اہل اسلام سے کہنے لگا میری نیت ہے کہ میں تمام اہل اسلام کو للہ اس مال مذکور سے کھلاؤں اسی موجب اس ہندو نے مسلمانوں کو بکرے چاول وغیرہا دیئے بروقت دینے کے کررسہ کرر للہ دیتا ہوں کہا بعض مسلمانوں نے وہ مال منذور قبول کیا آپس میں پکا کر دعوتیں کیں بعض لوگ باز رہے لہٰذا باہمی اختلاف واقع ہوا ہے آپ للہ جواب سے سرفراز فرمائیں آیا اوس کافر کا قول جو للہ دیتا ہوں کہا معتبر ہے یا نہیں کھانا درست ہوگا یا نہیں درصورت ثانی جو لوگ کھا چکے ہیں وہ لوگ کس امر کے مرتکب ہوئے مفصل تحریر ہو بینوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب

کافر مشرک کا کوئی عمل للہ نہیں فان الکفر ھو الجھل باللہ فاذا جھلہ فکیف یعمل لہ مسلمان مال مذکور (ناکمل)

مسئلہ از کلکتہ دھرم تلا نمبر ۶ مرسلہ جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب ۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۱ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سونے چاندی گلٹ ریشم کی چین گھڑی میں لگانا اور اوسے لگا کر نماز پڑھنا کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

سونے چاندی کی چین تو مطلقاً منع ہے اگرچہ انگرکھے میں نہ لگائی جائے صرف کھونٹی میں لٹکائیں یا گھڑی کے بکس میں گھڑی رکھیں اور جو چیز ممنوع ہے اوس کے ساتھ نماز میں کراہت آئے گی اور گلٹ میں اگر چاندی زائد یا برابر ہے تو اوس کا حکم بھی چاندی کا ہے اور اگر تانبا غالب ہے تو اوس میں اور ریشم کی چین میں جب کہ وہ انگرکھے میں نہ لگائی جائیں کوئی حرج نہیں رہا انگرکھے میں لگانا اگر یہ لگانا پہننے کے مشابہ ٹھہرے تو مکروہ ہوگا اور اوس سے نماز بھی مکروہ کہ پہننا تانبے اور ریشم کا ممنوع ہے اور جو ممنوع کے مشابہ ہے مکروہ ہے اور اگر پہننے کے مشابہ نہ ٹھہرے تو نہ اوس میں حرج نہ نماز میں کراہت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام اسی طرف ناظر کہ یہ پہننے سے مشابہ نہیں مگر فقیر کو اس میں تامل ہے اور وہ خود بھی اس پر جزم نہیں رکھتے اور اسے لکھ کر تامل کا حکم فرماتے ہیں تو بہتر اس سے احتراز ہی ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بلگرام شریف محلہ میدانپورہ مرسلہ حضرت سید ابراہیم صاحب ۱۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۱ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جواب سلام کفار ہنود کن الفاظ میں دیا جاوے اور خود بھی ضرورت اور بے ضرورت اون کو سلام کہے تو کس طور سے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

کافر کو بے ضرورت ابتدا بسلام ناجائز ہے نص علیہ فی الحدیث والفقہ اور ہندوستان میں وہ طرق تحیت جاری ہیں کہ بضرورت بھی اونھیں سلام شرعی کرنے کی حاجت نہیں خلاصی کافی کہ لالہ صاحب بابو صاحب منشی صاحب یا بے سر جھکائے سر پر ہاتھ رکھ لینا وغیرہ ذالک کافر اگر بے لفظ سلام سلام

کرے تو ایسے ہی الفاظ رائجہ جواب میں بس ہیں اور بلفظ سلام ابتدا کرے تو علما فرماتے ہیں جواب میں وعلیک کہے مگر یہ لفظ یہاں مخصوص باہل اسلام ٹھہرا ہوا ہے اور وہ کافر بھی اسے جواب سلام نہ سمجھے گا بلکہ اپنے ساتھ استہزا خیال کرے گا تو جس لفظ سے مناسب جانے جواب دے اگرچہ سلام کے جواب میں سلام ہی کہکر فقد نص محمد انہ ینوی فی الجواب السلام فافھم واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از اوجین مکان میر خادم علی صاحب اسسٹنٹ مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں بستم ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

چہ می فرمایند علمائے راہ شریعت وطریقت ومفتیان مطالع حقیقت ومعرفت دریں مسئلہ کہ مرشدان چند مریدان خود را ہدایت سخت بپابوسی بدہن کنانیدہ می بوسانند ومی گویند کہ ایں درست ست وبرمزار بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین خم شدہ سلام نمایند وبرقبر بوسہ می دہند مانند رفاض ایں فعل در شریعت وطریقت درست ست یا اشد شرک وکفر بیان فرمایند بعبارت کتب کہ عند اللہ ماجور وعند الناس مشکور خواہند شد۔

الجواب

بوسۂ قبر بمذہب راجح ممنوع است فی شرح عین العلم لعلی القاری ولایمس ای القبر ولا التابوت والجدار فورد النھی عن مثل ذلک بقبرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فکیف بقبور سائر الانام ولایقبل فانہ زیادۃ علی المس فھو اولی بالنھی ہمچناں خم شدہ سلام دادن فی حدیث انس رضی اللہ تعالٰی عنہ عند الترمذی قال اینحنی لہ قال لا اما چیزے ازینہا شرک وکفر نتواں بود ایں غلو وہابیہ ضالہ است ودست وپائے اولیا وعلما را بوسہ دادن زنہار ممنوع ہم نیست بلکہ ثابت ودرست ست وفد عبدالقیس رضی اللہ تعالٰی عنہم چوں بخدمت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رسیدند واز دور نگاہ شان برجمال جہان آرائے حضور اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افتاد بے تابانہ خود را از پشت سواریہا افگندند ودواں دواں بحضور رسیدہ بوسہ بردست وپائے اقدس دادند سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انکار نفرمودہ امام بخاری در ادب مفرد وامام ابوداؤد در سنن وبیہقی از زارع بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کنند فجعلنا نتبادر فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ورجلہ ودر حدیث ست کہ زنے از شوئے خود ش گلہ پیش حضور پرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی آلہ آورد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود آیا تو اورا دشمن میداری عرضہ داد بلے حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مرا و را وشوہر اورا فرمود سرہائے خود نزدیک کنید ہمچناں کردند سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پیشانی زن برپیشانی مرد نہادہ دعا کرد کہ خدایا میان ایشاں الفت نہ ویکے را محبوب دیگرے کن باز آں زن بخدمت انور رسید وبوسہ بردہن وپائے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چید سرور جہانیاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پرسید کہ حالا تو وشوہے تو برچہ حالہ عرضہ داد کہ ہیچ نو وکہن وہیچ پسر نیز مرا ز وے محبوب تر نیست سید اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود من گواہی می دہم کہ من رسول خدایم عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ گفت ومن گواہی می دہم کہ تو رسول خدائے۔ فقیر گوید ومن فقیرے یکے از سگان کوئے شما گواہی میدہم کہ واللہ العظیم تو رسول خدائے صلی اللہ تعالٰی علیک وسلم وعلٰی آلک وصحبک وبارک وکرم البیھقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما ان امرأۃ شکت زوجھا الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال اتبغضینہ قالت نعم قال ادنیا رؤسکما فوضع جبھتھا علی جبھۃ زوجھا ثم قال اللھم الف بینھما وحبب احدھما الی صاحبہ ثم لقیتہ المرأۃ بعد ذلک فقبلت رجلیہ فقال کیف انت وزوجک قالت ما طارف ولا تالد ولا ولد یاحب الی منہ فقال اشھد انی رسول اللہ قال عمر وانا اشھد انک رسول اللہ ونیز در حدیث ست کہ مردے حاضر خدمت شدہ عرضہ داشت کہ یارسول اللہ مرا چیزے بنما کہ با و یقینم فزاید فرمود بسوئے ایں درخت رفتہ اورا بخواں رفت گفت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ترا میخواند درخت ہماندم آمد وبرسید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سلام گفت بازگرد بازگشت سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آں صحابی را پروانگی داد تا بوسہ برسر مبارک وہردو پائے اقدس زد الحاکم فی المستدرک وقال صحیح الاسناد ان رجلا اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یارسول اللہ ارنی شیئا ازداد بہ یقینا فقال اذھب الی تلک الشجرۃ فادعھا فذھب الیھا فقال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یدعوک فجاءت حتی سلمت علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال لھا ارجعی فرجعت قال ثم اذن فقبل راسہ ورجلیہ وقال لوکنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا امام اجل سیدنا جعفر صادق وامام سفیان ثوری ومقاتل بن حیان وحماد بن سلمہ وغیرھم ائمہ مجتہدین پیش امام اعظم سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم آمدہ گفتند بما رسیدہ است کہ تو در مسائل قیاس بکثرت میکنی امام با ایشاں مناظرہ کردہ مذہب خود پیش نمود وگفت کہ پیش از ہمہ عمل بقرآن عظیم میکنم باز بحدیث باز باجماع باز باقوال صحابہ وچوں دریں ہمہ نیابم آں گاہ

براہ قیاس شتابم ایں مناظرہ در مسجد جامع کوفہ روز جمعہ از آغاز نہار تا وقت زوال جاری بود آخرہا ہمہ ائمہ مذکورین برخاستند و بوسہ بر سر و زانوئے امام اعظم دادند و گفتند تو سردار علمائی پیش ازیں انچہ نادانستہ بحق تو گفتہ بودیم بما عفو کن امام گفت حق جل و علا ما و شما ہمہ را مغفرت کناد الامام العارف الشعرانی قدس سرہ فی المیزان کان ابو مطیع یقول کنت عند الامام ابی حنیفۃ فی جامع الکوفۃ فدخل علیہ سفین الثوری ومقاتل بن حیان وحماد بن سلمۃ و جعفر الصادق وغیرہم من الفقہاء فکلموا الامام ابا حنیفۃ وقالوا قد بلغنا انک تکثر من القیاس فی الدین وانا نخاف علیک منہ فان اول من قاس ابلیس فناظرہم من بکرۃ نہار الجمعۃ الی الزوال وعرض علیہم مذہبہ وقال انی اقدم العمل بالکتاب ثم بالسنۃ ثم باقضیۃ الصحابۃ مقدما ما اتفقوا علیہ علی ما اختلفوا فیہ وحینئذ اقیس فقاموا کلہم وقبلوا یدیہ ورکبتہ وقالوا لہ انت سید العلماء فاعف عنا فیما مضی منا من وقیعتنا فیک بغیر علم فقال غفر اللہ لنا ولکم اجمعین انتہی واللہ سبحنہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اہل اسلام میں سے کوئی شخص بغرض تماشہ دیکھنے کے کسی میلے اہل ہنود کے میں قصداً جائے تو اوس کی عورت نکاح سے باہر ہوجاتی ہے یا نہیں اگرچہ وہ شخص یہ تو جانتا ہے کہ ہنود کے میلے میں جانا گناہ ہے اور اوس شخص کے واسطے کیا حکم ہے جو کسی رئیس قوم ہنود کا ملازم ہے وہ بوجہ ملازمت کے اپنے آقا کے ساتھ مجبوراً جائے بینوا توجروا۔

الجواب

کافروں کے میلے میں جانے سے آدمی کافر نہیں ہوتا کہ عورت نکاح سے نکل جائے جو لوگ ایسے فتوے دیتے ہیں شریعت مطہرہ پر افترا کرتے ہیں البتہ اوس میں شریک ہونا مسلمان کو منع ہے حدیث میں ہے من کثر سواد قوم فھو منھم دوسری حدیث میں ہے من جامع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہ علما فرماتے ہیں مسلمان کو چاہیئے کہ مجمع کفار پر ہوکر نہ گزرے کہ اون پر لعنت اُترتی ہے اور پر ظاہر کہ اون کا میلا ضرور باکفر کے شعار اور شرک کی باتوں پر مشتمل ہوگا اور یہ ممانعت وازالہ منکر پر قادر نہ ہوگا تو خواہی نخواہی گونگا شیطان اور کافر کا تابعدار ہوکر مجمع کفار میں رہنا اور اون کے کفریات کو دیکھنا سُننا مسلمان کی ذلت ہے اور کافر کی نوکری مسلمان کے لیے وہی جائز ہے جس میں اسلام و مسلم کی ذلت کا نہ ہو نص علیہ العلماء کما فی الغمز وغیرہ عفد اللہ کے ذمہ ہے اور اوس کے راستے کُھلے ہوئے تو عذر مجبوری غلط ہے واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد حقوق والدین کے اوستاد کے حقوق کس قدر ہیں جس اوستاد نے کچھ علوم دینی اور دُنیوی کی تعلیم کی ہو اور اون علوم کے فیضان سے منافع دُنیاوی اوس کو و نیز دینی حاصل ہوئے ہوں ایسے اوستاد کے کچھ حقوق از روئے آیہ شریفہ و حدیث صحیح سے بیان فرمائیے گا بینوا توجروا۔

الجواب

عالمگیری میں و نیز امام حافظ الدین کردری سے ہے قال الزندویستی حق العالم علی الجاھل وحق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وھو ان لا یفتتح بالکلام قبلہ ولا یجلس مکانہ وان غاب ولا یرد علی کلامہ ولا یتقدم علیہ فی مشیہ یعنی فرمایا امام زندویستی نے عالم کا حق جاہل اور اُستاذ کا شاگرد پر یکساں ہے اور وہ یہ کہ اوس سے پہلے بات نہ کرے اور اوس کے بیٹھنے کی جگہ اوس کے غیبت میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اوس سے آگے نہ بڑھے اوسی میں غرائب سے ہے ینبغی للرجل ان یراعی حقوق استاذہ وادابہ لا یضن بشیئ من مالہ آدمی کو چاہیئے کہ اپنے اُستاد کے حقوق و اجب کا لحاظ رکھے اپنے مال میں کسی چیز سے اوس کے ساتھ بخل نہ کرے یعنی جو کچھ اوسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اوس کے قبول کر لینے میں اوس کا احسان اور اپنی سعادت جانے اوسی میں تاتارخانیہ سے ہے یقدم حق معلمہ علی حق ابویہ وسائر المسلمین ویتواضع لمن علمہ خیرا ولو حرفا ولا ینبغی ان تجد لہ ولا یستاثر علیہ احدا فان فعل ذلک فقد فصم عروۃ من عری الاسلام ومن اجلالہ ان لا یقرع بابہ بل ینتظر خروجہ اھ ملخصاً یعنی اُستاد کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگرچہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو اوس کے لیے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی وقت اوس کی مدد سے باز رہے اپنے اُستاد پر کسی کو ترجیح نہ دے اگر ایسا کرے گا تو اوس نے اسلام کے رشتوں سے ایک رسّی کھول دی اوستاد کی تعظیم سے ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہوا ہو تو اوس کے دروازہ پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اوس کے باہر آنے کا انتظار کرے قال تعالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا

حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ٥ عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور اُستاد علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے۔ ہاں اگر کسی خلاف شرع بات کا حکم دے ہرگز نہ کرے لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی مگر اوس نہ ماننے میں گستاخی و بے ادبی پیش نہ آئے فان المنکر لایزال بمنکر نافرمانی احکام کا جواب اسی تقریر سے واضح ہوگیا اس کا وہ حکم کہ خلاف شرع ہو مستثنٰی کیا جائے گا بکمال عاجزی و زاری معذرت کرے اور بچے اور اگر اوس کا حکم مباحات میں ہے تو حتی الوسع اوس کی بجاآوری میں اپنی سعادت جانے اور نافرمانی کا حکم معلوم ہوچکا اوس نے اسلام کی گرہوں سے ایک گرہ کھول دی علما فرماتے ہیں جس سے اوس کے اُستاد کو کسی طرح کی ایذا پہنچے وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا اور اگر اوس کے احکام واجبات شرعیہ ہیں جب تو ظاہر ہے کہ اون کا لزوم دوبارہ ہوگیا ان میں اوس کی نافرمانی صریح راہ جہنم ہے والعیاذ باللہ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از سہسرام محلہ دائرہ ضلع آرہ مرسلہ حافظ محمد جلیل ۱۶ شوال ۱۳۳۲ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ درزی اگر رنڈی کا کپڑا سیوے تو درزی کو اس کپڑے کی مزدوری لینا چاہئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

وہ روپیہ جو رنڈی کو زنا یا غنا کی اُجرت یا میل کی رشوت میں ملا ہے اوس سے اُجرت لینا حلال نہیں ہاں اور قسم کا روپیہ ہو تو جائز جو شرعاً رنڈی کی ملک ہو اور اگر اوس کے پاس دونوں قسم کے مال ہیں تو جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ اُجرت جو اسے دے رہی ہے اوسی مال غیر مملوک سے ہے لینا جائز ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۷ شوال یکشنبہ ۱۳۳۲ھ از بریلی محلہ مرسلہ میلاد خواں مسمّی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا میں کہ اکثر برادری میں جو کھانے ہوتے ہیں اون کا قاعدہ یہ ہے کہ بسا اوقات نیت اوس کے اندر ریا و تفاخر کی ہوتی ہے اور اس رسم کو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص برادری والا ناداری کی وجہ سے نہ کھلا سکے تو اوس کو طعنہ دیتے ہیں اور اوس کو ایسا لازمی امر خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر نہ کھلائیں گے تو برادری میں ہماری ناک کٹی ہوجائے گی اور اگر پاس نہیں ہوتا تو اس کام کے لیے سودی روپیہ قرض لیتے ہیں بس عرض ہے کہ اس کھلانے کا اور طعنہ دینے والے کا شرعاً کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ کھلانا اگر ریا و تفاخر کی نیت سے ہے تو حرام ہے اگر طعنہ بے جا سے بچنے کو ہے تو اوسے مباح اور طعنہ دینے والوں مجبور کرنے والوں کو حرام لحدیث اقطع عنی لسانہ وصرح العلماء باستثنائہ من قاعدۃ ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ اگر اون وجوہ سے پاک بطور صلہ رحم و سلوک حسن و شکر نعمت و مواسات جیران و احبا مواقع فرحت و سرور جائز شرعی میں ہو تو حسن و مستحب وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء ما نوی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

استفتاء

الحمد للہ الذی انبت الشعر علی رؤسنا یزید فی الخلق ما یشاء والصلٰوۃ والسلام علی بھجۃ نفوسنا وآلہ وصحبہ الٰی یوم الجیزاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ریش ایک مُشت سے زیادہ رکھنا سنّت ہے یا مکروہ اور فخر عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ریش مبارک اپنی کو کبھی زیادہ ایک مُشت سے ترشوائی ہے یا نہیں اور دیگر سوال یہ ہے کہ زید کہتا ہے کہ سید الموجودات صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ریش مبارک ایک مُشت سے زیادہ کبھی نہ ہوئی یعنی پیدائشی آپ کی ایک ہی مُشت تھی اور حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زیادہ ایک مُشت سے تھی یا ایک ہی مُشت۔ بینوا توجروا۔

جواب سوال اول۔ ریش ایک مشت یعنی چار انگل تک رکھنا واجب ہے اس سے کمی ناجائز شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے گذاشتن آں بقدر قبضہ واجب ست وانکہ آنرا سنّت گویند بمعنی طریقہ مسلوک دین ست یا بجہت آنکہ ثبوت آں بسنت ست چنانکہ نماز عید را سنت گفتہ اند اور جب تک اس حد سے آگے نہ بڑھے اوسے کسی قدر بھی تراشنا جائز نہیں فتح القدیر میں ہے الاخذ منھا وھی دون ذٰلک کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال غرض لحیہ سے کچھ لینا بھی اوسی حالت سے مشروط ہے جبکہ طول میں حد شرعی تک پہنچ جائے فی العقد یقص المتقط لا باس اذا طالت لحیتہ طولا وعرضا لکنہ مقید بما اذا زاد علی القبضۃ اور بر ظاہر کہ مقدار ٹھوڑی کے نیچے سے لی جائے گی یعنی چھوٹے ہوئے بال اس قدر ہوں وہ جو بعض بے باک جہال لب

زیریں کے نیچے سے ہاتھ رکھ کر چار انگل ناپتے ہیں کہ ٹھوڑی سے نیچے ایک ہی انگل رہے یہ محض جہالت اور شرع مطہر میں بیباکی ہے غرض اس قدر میں تو
علمائے سنّت اس سے زائد اگر طول فاحش حد اعتدال سے خارج بے موقع بدنما ہو تو بلاشبہہ خلاف سنّت و مکروہ کہ صورت بدنما
بنانا اپنے مونھ پر دروازۂ طعن و سخریہ کھولنا مسلمانوں کو استہزاء و غیبت کی آفت میں ڈالنا ہرگز مرضی شرع مطہر نہیں نہ معاذاللہ زنہار کہ ریش اقدس حضور پُرنور
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عیاذاً باللہ کبھی حد بدنمائی تک پہنچی سنّت ہونا اس کا معقول نہیں وان ذھب بعض العلماء من غیر اصحابنا الی اعفاء اللحی بجملتہ واحدتہ
وکراھتہ اخذ شیئ منھا مطلقا وھو الذی اختارہ الامام الاجل النووی والعجب من ابن فرشتہ حیث تابعہ علی ذلک مستدرکا بہ علی قول نفسہ ان الاخذ
من اطراف اللحیۃ طولھا وعرضھا للتناسب حسن کما نقل عنہ المولی علی القاری فی کتاب الطھارۃ من المرقاۃ والعجب انہ ایضا سکت علیہ ھھنا مع انہ
خلاف ما علیہ ائمتنا الکرام کما سری ولہٰذا حدیث میں آیا حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من سعادۃ المرء خفتہ لحیتہ آدمی کی سعادت سے ہے
داڑھی کا ہلکا ہونا یعنی یہ کہ بیحد دراز نہ ہو اخرجہ الطبرانی فی الکبیر وابن عدی فی الکامل عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے
ہیں المراد من ذلک عدم طولھا جدا لما ورد فی ذمہ امام حجۃ الاسلام غزالی احیاء العلوم پھر مولانا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں قد اختلفوا فیما طال من اللحیۃ
فقیل ان قبض الرجل علی لحیتہ واخذ ما تحت القبضۃ فلا باس بہ وقد فعلہ ابن عمر وجماعۃ من التابعین واستحسنہ الشعبی وابن سیرین وکرھہ الحسن وقتادۃ
ومن تبعھما وقالوا ترکھا عافیۃ احب لقولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام اعفوا اللحی لکن الظاھر ھو القول الاول فان الطول المفرط یشوہ خلقتہ ویطلق السنۃ
بالنسبۃ الیہ فلا باس للاحتراز عنہ علی ھذہ النیۃ قال النخعی بحیث لرجل عاقل طویل اللحیۃ کیف لایاخذ من لحیۃ فیجعلھا بین لحیتین ای طویل وقصیر فان
التوسط من کل شیئ حسن ومنہ قیل ..... خیر الامور اوسطھا ومن ثم قیل کلما طالت اللحیۃ نقص العقل ردالمحتار میں ہے اشتھر ان طول اللحیۃ دلیل علی خفۃ العقل
اور اگر حد سے زائد نہ ہو تو بعض ائمہ سلف رضی اللہ تعالٰی عنہم سے منقول امیرالمومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ریش مبارک کما نص علیہ الامام ابن حجر فی الامام
ابن حجر فی الاصابۃ وکذلک نقل الفاضل ابن بن عبداللہ الشافعی نزیل المدینۃ الطیبۃ فی کتابہ الاکتفا فی فضل الاربعۃ الخلفا عن الامام البغوی امام
موفق الدین ابن قدامہ حنبلی قدس سرہ الشریف فرماتے ہیں کان شیخنا شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر الجیلی نحیف البدن ربع القامۃ عریض الصدر
عریض اللحیۃ طویلھا الخ ہمارے مرشد حضور شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا بدن مبارک دُبلا تھا اور قامت شریف میانہ سینہ
مقدس چوڑا ریش منور پہن و دراز اخرجہ الامام الثقۃ الفقیہ امام القراء سیدی ابوالحسن نورالدین علی الشطنوفی قدس سرہ فی بہجۃ الاسرار شیخ محقق
رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں عادت سلف دریں باب مختلف بود آوردہ اند کہ ریش امیرالمومنین علی پر می کرد سینہ او را و ہمچنیں عمر و عثمان
رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین و نوشتہ اند کان الشیخ محی الدین رضی اللہ تعالٰی عنہ طویل اللحیۃ وعریضھا شاید انھیں آثار کی بنا پر شیخ محقق نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا
مشہور قدر یک مشت ست چنانکہ کمتر ازیں نباید واگر زیادہ ہاں بگزارد نیز جائز ست بشرطیکہ از حد اعتدال نگزرد اور مدارج میں ایک قول یہ نقل فرمایا
کہ علما و مشائخ کو ایک مُشت سے زیادہ رکھنا بھی درست ہے حیث قال مشہور در مذہب حنفی چہار انگشت و ظاہر آنست کہ مراد آں باشد کہ کم ازیں نمی باید
ولیکن در روایت آمدہ است کہ واجب ست زیادہ برآں و گفتہ اند کہ اگر علما و مشائخ زیادہ براں بگزارند نیز درست ست مگر سیدنا عبداللہ بن عمر و
ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اپنی ریش مبارک مٹھی میں لے کر جس قدر زیادہ ہوتی کم فرمادیتے بلکہ یہ کم فرمانا خود حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ سے
ماثور امام محمد کتاب الآثار میں فرماتے ہیں اخبرنا ابوحنیفۃ عن الھیثم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما انہ کان یقبض علی لحیتہ ثم یقص ما تحت القبضۃ
ابوداؤد و نسائی مروان بن سالم سے راوی رأیت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما یقبض علی لحیتہ فیقطع مازاد علی الکف مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں ہے کان
ابوھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ یقبض علی لحیتہ فیاخذ ما فضل من القبضۃ فتح القدیر میں ان آثار کو نقل کرکے فرمایا مع انہ روی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ
وسلم ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اسی کو اختیار فرمایا اور عامہ کتب مذہب میں تصریح فرمائی کہ داڑھی میں سنّت یہی ہے کہ جب ایک مُشت سے زائد ہو
کم کردی جائے بلکہ بعض اکابر علما نے اسے واجب فرمایا اگرچہ ظاہر یہی ہے کہ یہاں وجوب سے مراد ثبوت ہے نہ وجوب مصطلح امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی بعد روایت حدیث
مذکور فرماتے ہیں بہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ نہایہ سے منقول بہ اخذ ابوحنیفۃ وابو یوسف ومحمد کذا ذکرہ ابو الیسر فی جامعہ الصغیر مرقاۃ
باب الترجل میں ہے مقدار قبضہ ھو السنۃ والاعتدال المتعارف درمختار میں ہے صرح فی النھایۃ بوجوب قطع ما زاد علی القبضۃ بالضم ومقتضاہ الاثم بترکہ الا

ان یحمل الوجوب علی الثبوت ردالمحتار میں ہے **قولہ** صرح فی النھایۃ ومثلہ فی المعراج وقد نقلہ عنھما فی الفتح واقرہ قال فی النھر وسمعت من یعفی اعزاء الموالی ان قول النھایۃ یجب بالحاء المھملۃ ولا باس بہ اھ قال الشیخ اسمعیل ولکنہ خلاف الظاھر واستعمالھم فی مثلہ یستحب قولہ الا ان یحمل یؤید ان ما استدل بہ صاحب النھایۃ لایدل علی الوجوب لما صرح بہ فی البحر وغیرہ ان کان یفعل لایقتضی التکرار والدوام ولذا حذف الزیلعی لفظ یجب وقال وما زاد یقص وفی شرح الشیخ اسمعیل لاباس بان یقبض علی لحیتہ فاذا زاد علی قبضہ شیئ جزہ کما فی المنیۃ وھی سنۃ کما فی المجتبٰی مرقاۃ میں قول نہایہ نقل کرکے فرمایا **قولہ** یجب بمعنی ینبغی اوالمراد بہ انہ سنۃ مؤکدۃ قریبۃ الی الوجوب والا فلا یصح علی اطلاقہ درمختار میں ہے ھو ان یقبض الرجل لحیتہ فما زاد منھا علی قبضۃ قطعہ کذا ذکر محمد فی کتاب الاثار عن الامام قال وبہ ناخذ محیط اھ ط ہندیہ میں محیط امام سرخسی سے ہے القص سنۃ فیھا وھو ان یقبض الی اخر ما مر اختیار شرح مختار سے منقول ہے التقصیر فیھا سنۃ وھو ان یقبض الخ اسی طرح اور کتب مذہب میں ہے تو ہمارے علما کے نزدیک ایک مُشت سے زائد کی سنّت ہرگز ثابت نہیں بلکہ وہ زائد کے تراشنے کو سنّت فرماتے ہیں تو اوس کا زیادہ بڑھانا خلاف سنّت مکروہ تنزیہی ہوگا لاجرم مولانا علی قاری نے جمع الوسائل شرح شمائل ترمذی شریف میں فرمایا ان کان الطول الزائد بان تکون زیادۃ علی القبضۃ فغیر ممدوح شرعا ہاشیخ محقق کا اوسے جائز فرمانا وہ کچھ اس کے منافی نہیں کہ خلاف اولٰی بھی ناجائز نہیں بالجملہ ہمارے علما رحمہم اللہ تعالٰی کا حاصل مسلک یہ ہے کہ ایک مُشت تک بڑھانا واجب اور اس سے زائد رکھنا خلاف افضل اور اوس کا ترشوانا سنّت ہاں تھوڑی زیادت جو خط سے خط تک ہوجاتی ہے اس خلاف اولٰی سے بالضرورۃ مستثنٰی ہونا چاہئے ورنہ کس چیز کا تراشنا سنّت ہوگا ھذا ما ظھر لی واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم۔ جامع ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یاخذ من لحیتہ من عرضھا وطولھا یعنی حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی ریش مبارک کے بال عرض وطول سے لیتے تھے علما فرماتے ہیں یہ اوس وقت ہوتا تھا جب ریش اقدس ایک مشت سے تجاوز فرماتی بلکہ بعض نے یہ قید نفس حدیث میں ذکر کی کما نقل عن التنویر والمفاتیح والغرائب مرقاۃ شریف میں ہے قید الحدیث فی شرح الشرعۃ بقولہ اذا زاد علی قدر القبضۃ وجعلہ فی التنویر من نفس الحدیث وزاد فی الشرعۃ وکان یفعل ذلک فی الخمیس اوالجمعۃ ولا یترکہ مدۃ طویلۃ ہمارے علما کے اقوال گزرے کہ قبضہ سے زیادہ کا تراشنا سنّت ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال سوم۔ یہ امر محض بے اصل ہے حدیث مذکور ترمذی اس کا صریح رد ہے کہ اگر قبضہ سے کبھی زائد نہ ہوتی تو عرض وطول سے لینا کیونکر متصور تھا مدارج النبوۃ میں ہے در لحیہ شریف در طول قدرے معین در کتب بنظر نمی آید و در وظائف النبی گفتہ کہ لحیۂ آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چہار انگشت بود طبعًا یعنی ہمیں مقدار بود از روئے خلقت و دراز وکم نمی شد بریں یافتہ نمی شود ہاں ظاہر کلمات مذکورہ علما یہ ہے کہ ریش انور مقدار قبضہ پر رہتی تھی جب زیادہ ہوتی کم فرما دیتے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور شفا شریف میں امام قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰی کا ارشاد کث اللحیۃ تملؤ صدرہ اس کے منافی نہیں جبکہ صدر سے نحر یعنی اعلائے صدر مراد ہو نسیم الریاض میں زیر قول مذکور متن ہے مثلہ قولھم قد ملأت نحرہ ونحر الصدر اعلاہ او موضع القلادۃ منہ فمراد المصنف رحمہ اللہ تعالٰی اعلی الصدر والا لطالت وقد ثبت قصرھا الخ فاحفظہ فانہ مھم واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال چہارم۔ ریش مبارک امیرالمومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کی نسبت مدارج سے گزرا پُر می کرد سینہ او را مگر اس میں وہی احتمال قائم کہ سینہ سے مراد سینہ کا بالائی حصہ متصل گلو ہو تو ایک مُشت سے زیادت پر دلیل نہ ہوگی ہاں تہذیب الاسماء امام نووی سے اتنا منقول کانت کثۃ طویلہ حضرت مولٰی کی ریش مبارک گھنی دراز تھی اس سے ظاہر قبضہ پر دلالت ہے کہ قبضہ تو اصلی مقدار لحیہ شرعیہ ہے جس سے کمی جائز نہیں تو اتنی مقدار سے جب تک زائد نہ ہو طویل نہ کہیں گے ولہٰذا علامہ خفاجی نے ریش اطہر انور حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے تا بسینہ ہونے کے انکار کی یہی وجہ لکھی کہ ایسا ہوتا تو ریش اقدس طویل ہوتی حالانکہ اوس کا قصیر ہونا ثابت ہوا ہے اس تقدیر پر ریش مبارک امیرالمومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ میں وہ لفظ کہ پُر می کرد سینہ اورا اپنے معنی ظاہر پر محمول رہنا چاہئے **اقول** وباللہ التوفیق حضرات حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما کا یہ فعل شاید بخیال جہاد ہو کہ بسیاری موچشم عدو میں موجب زیادت ہیبت ہے ولہٰذا مجاہدین کو بیس بڑھانے کی اجازت ہوئی حالانکہ اوروں کو بالاتفاق مکروہ کما علی ذلک حمل ما عن بعض الصحابۃ الکرام کامیرالمومنین عثمٰن الغنی وسیدنا الامام الحسن المجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنھما من الاختضاب بالسواد مع صحۃ الحدیث بتحریمہ لغیر اھل الجہاد یا بنظر اطلاق ارشاد اقدس

اعفوا اللحی اون کا اجتہاد اس طرف مودی ہوا ہو کما ذھب الیہ الحسن البصری وغیرہ تو یہ آثار ہمیں اوس امر سے عدول پر باعث نہیں ہوسکتے جو ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک سنت ثابت ہوا اور حقیقت امر یہ کہ ہم پر اتباع مذہب لازم دلائل میں نظر ائمہ مجتہدین فرماچکے واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ از بلگرام شریف ضلع ہردوئی محلہ میدان پورہ مرسلہ حضرت سید ابراہیم ۸ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پالنا طیور جیسے طوطا طوطی لال مینا پدی و خروس خانگی کا بغرض جی لگنے کے اور لڑوانا اون کا علی الرسم کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

لڑانا مطلقًا ناجائز وگناہ ہے کہ بے سبب ایذائے بیگناہ ہے حدیث صحیح میں نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن التحریش بین البھائم رواہ ابوداود والترمذی وحسنہ وصححہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما اور جانوران خانگی مثل خروس و ماکیان وکبوتر اہلی وغیرہا کا پالنا بلاشبہ جائز ہے جبکہ انھیں ایذا سے بچائے اور آب و دانہ کی کافی خبرگیری رکھے خود حدیث میں خروس سپید پالنے کی ترغیب ہے البیھقی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدیک یؤذن بالصلٰوۃ من اتخذ دیکا ابیض حفظ من ثلثۃ من شر کل شیطان و ساحر وکاھن وفی الباب عن ابی زید الانصاری عند الحارث فی مسندہ وعن انس بن مالک عند ابی الشیخ فی العظمۃ وعن خالد بن معدان مرسلا عند البغوی فی المعجم وعن ام المؤمنین و عن انس عند الحارث وعن غیرھم رضی اللہ تعالٰی عنھم مگر خبرگیری کی یہ تاکید ہے کہ دن میں ستّر دفعہ دانہ پانی دکھائے کما ورد فی الحدیث ورنہ پالنا بھوکا پیاسا رکھنا سخت گناہ ہے فانہ ظلم والظلم علی الحیوان اشد من الظلم علی الذمی الاشد من الظلم علی المسلم کما نص علیہ فی الدر المختار وقد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کفی بالمرء اثما ان یضیع من یقوت رواہ الامام احمد وابوداود والنسائی والحاکم والبیھقی عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنھما بسند صحیح رہا جانوران وحشی کا پالنا جیسے طوطی مینا لال بلبل وغیرہا عالمگیری میں قنیہ سے اس کی ممانعت نقل کی اگرچہ آب و دانہ میں تقصیر نہ کرے حیث قال حبس بلبلا فی قفص وعلفھا لایجوز کذا فی القنیۃ مگر نص صریح حدیث صحیح واقوال ائمہ نقد و تنقیح سے صاف جواز و اباحت مستفاد ہے جبکہ خبرگیری مذکور بروجہ کافی بجالائے وان اردت تحقیق ذلک فاقول و باللہ التوفیق اخرج الشیخان۔

مسئلہ از مُلّا حسن پیشاوری ۲ ذی الحجہ ۱۳۱۱ھ

چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ از جناب سید عالم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امتناع تصاویر مطلقہ بثبوت رسیدہ است یا مقید یعنی کامل یا ناقص کہ عکسی و دستی مشہور ست جابجا دریں امر معارضہ و مباحثہ بوقوع رسیدہ بعضے می گویند کہ مطلق تصویر ممنوع ست و بعضے می گویند کہ تصویرے کہ مثل سایہ بر کاغذ یا بر دیوار کشیدہ شدہ باشد و دستی نباشد و سطح نیز ہموار باشد آں تصویر کشیدن و باخود داشتن جائز ست وانچہ جسم می دارد کہ از برنج و آہن ساختہ باشد کہ سطح آں ہموار نباشد جائز نباشد ونگاہ داشتن آں نیز ممنوع غیر مشروع ست۔ بینوا توجروا۔

الجواب

صورتگری جاندار مطلقًا حرام ست سایہ دار باشد یا بے سایہ دستی باشد یا عکس در زمان برکت نشان سید الانس والجان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر دوگانہ تصویر می ساختند ہم بجسم و ہم مسطح و در احادیث از مطلق صورتگری نہی اکید و بر صنعت او وعید شدید بے تخصیص وتقیید وارد یافت پس جمیع اقسام او زیر منع درآمد تصویر بے سایہ را روا داشتن مذہب بعض روافض ست وبس ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا وسادۂ با تصویر خرید سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ملاحظہ فرمود درون خانہ قدم مبارک نہ نہاد ام المؤمنین چوں اثر خشم وملال در چہرہ با جمال محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم می بینند برخود ہمچو بید می لرزند وعرضہ می دارند یا رسول اللہ اتوب الی اللہ والی رسولہ ماذا اذنبت یارسول اللہ من توبہ می کنم بسوئے خدا و رسولِ خدا چہ گناہ کردم سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود ان اصحاب ھذہ الصور یعذبون یوم القیمۃ ویقال لھم احیوا ما خلقتم وقال ان البیت الذی فیہ الصورۃ لاتدخلہ الملئکۃ ایں صورتگران روز قیامت عذاب کردہ شوند وایشاں را گفتہ شود کہ زندہ کنید انچہ آفریدہ اید وفرمود خانہ کہ درو تصویر ست

فرشتگان درود رنیا یند اخرجہ الشیخان عنہما رضی اللہ تعالٰی عنہما پیداست کہ انچہ بروسادہ باشد ہمیں تصویر منقوش وبے سایہ است نہ منحوت ومجسم لاجرم علماء تحریم مطلق تصریح فرمودہ اند مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری در مرقاۃ فرمود قال اصحابنا وغیرھم من العلماء تصویر صورۃ الحیوان حرام شدید التحریم وھو من الکبائر لانہ متوعد علیہ بھذا الوعید الشدید المذکور فی الاحادیث سواء صنعہ فی ثوب او بساط او درھم او دینار او غیر ذلک علامہ شامی در ردالمحتار فرماید فعل التصویر غیر جائز مطلقا لانہ مضاھاۃ لخلق اللہ تعالٰی ہمدران از بحرالرائق ست صنعہ حرام بکل حال لان فیہ مضاھاۃ لخلق اللہ تعالٰی وسواء کان فی ثوب او بساط او درھم واناء وحائط وغیرھا وچوں علت تحریم مشابہت بخلق الٰہی ست تفاوت نمی کند کہ بخامہ کشند یا عکس را منطبع سازند زیراکہ علت ہمہ جا حاصل ست سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود اشد الناس عذابا یوم القیمۃ الذین یضاھون بخلق اللہ تعالٰی روز قیامت درسخت عذاب آناں باشند کہ مشابہت می کنند بآفرینش خداوند عزوجل رواہ الائمۃ احمد والبخاری ومسلم والنسائی عن ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا عبارات ردالمحتار حالا گذشت وہمدرانست علۃ حرمۃ التصویر المضاھاۃ لخلق اللہ تعالٰی وھی موجودۃ فی کل ماذکر این حکم تصویر گری وصورت کشی ست اما تصویر پیش خود یا در خانہ نگاہداشتن ایں جا تفصیل ست تحریم ومنع اورا بچند شرط مشروط کردہ اند کہ اگر ہمہ بہم آید نگاہداشتن ناروا باشد ورنہ جائز یکے آنکہ صورت جاندار بحالت جانداری باشد نہ چنانکہ بدیدن نفس صورت بیجان بودنش پیدا بود چنانکہ تصویر چہرہ بخلاف آنکہ دست یا پائے چشم یا بینی یا گوش ندارد کہ عدم اینہا موجب خروج از اعضائے ظاہر یہ از سر نساختہ اند یا ساختہ را قطع یا محو نمودہ اند نگاہداشتنش روا باشد دوم آنکہ تصویر در نہایت صغر وباریکی نباشد بحدیکہ اگر برزمین نہادہ استادہ ببیند تفصیل اعضایش پدیدار نشود ہمچو صورت ساختن حرام وداشتن جائز سوم آنکہ صورت را خوار نداشتہ باشد چنانکہ درفرش یا انداز یا در بساط پامال یا بروئے خاک وامثال ذلک کہ ایں چنیں داشتن منظور نیست فی الدرالمختار لایکرہ لو کانت تحت قدمیہ او محل جلوسہ لانھا مھانۃ اھ فی ردالمحتار وکذا لو کانت علی بساط یوطاء او مرفقۃ یتکاء علیہا کما فی البحر اھ وفی الدر او کانت صغیرۃ لاتتبین تفاصیل اعضائھا للناظر قائما وھی علی الارض ذکرہ الحلبی او مقطوعۃ الرأس او الوجہ او ممحوۃ عضولا تعیش بدونہ اھ وتمام تفصیلہ فی حواشیہ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از ویلور ضلع مدراس مرسلہ محی الدین بادشاہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص انگریز کی نوکری علی الخصوص بجانے کی مثلاً کسی نقارخانہ پر مامور ہے یا انگریزی باجا بجانا اس کے متعلق ہے شخص مذکور خوب جانتا ہے کہ یہ فعل بُرا ہے لیکن چونکہ یہ نوکری آباواجداد کی کی ہوئی ہے علاوہ ازیں اس نوکری پر انگریز نے مجبور کیا ہے طرفہ بریں دوسری نوکری نہیں مل سکتی نہ اتنی استطاعت کہ تجارت کرسکے اور نہ اتنی وسعت کہ چھوڑ سکے اور وہ باجا کسی دیو کے روبرو نہیں بجایا جاتا لیکن چونکہ منجملہ لوازم سلطنت سے ہے لہذا نہیں چھوڑ سکتا آیا اس مجبوری کا بجانا جائز ہے یا نہیں برتقدیر اول مرتکب اس فعل شنیع کا کیا ہوگا. بحوالہ کتب متداولہ بیان فرمادیں عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوویں۔ فقط

الجواب

ایسا باجا بجانے کی نوکری ناجائز اور اوس سے جو کچھ حاصل کیا جائے نہ صرف خبیث وناپاک بلکہ مثل مال مغصوب ہے یہاں تک کہ یہ اوس کا مالک نہ ہوگا نہ اسے کوئی تصرف اوس میں حلال۔ عالمگیری میں ہے لاتجوز الاجارۃ علی شیئ من الغناء والنوح والمزامیر والطبل (الٰی قولہ) ولااجر فی ذلک وھذا کلہ قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمھم اللہ تعالٰی کذا فی غایۃ البیان اوسی میں ہے نقلا عن المحیط عن المنتقی عن ابراھیم عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی فی امرأۃ نائحۃ او صاحب طبل او مزمار اکتسب مالا قال ان کان علی شرط ردہ علی اصحابہ ان عرفھم یرید بقولہ علی شرط ان شرطوا لھا فی اولہ مالا بازاء النیاحۃ او بازاء الغناء وھذا لانہ اذا کان الاخذ علی الشرط کان المال بمقابلۃ المعصیۃ والسبیل فی المعاصی ردھا وذلک ھھنا برد الماخوذ ان تمکن من ردہ بان عرف صاحبہ وبالتصدق منہ ان لم یعرفہ لیصل الیہ نفع مالہ ان کان لایصل الیہ عین مالہ الخ اور باجے کی ممانعت اوسی صورت میں منحصر نہیں کہ دیو کے سامنے بجایا جائے تاکہ اوس کے انتفا سے انتفائے معصیت لازم آئے بلکہ یہ باجا اور دیو کے سامنے باجا جب کہ بجانے والا قصد عبادت دیو نہ کرے اصل حرمت میں برابر ہیں اور معاصی میں باپ دادا کی تقلید ذریعہ نجات نہیں ہوسکتی اور دوسرا طریقہ رزق کا نہ مل سکنا محض جھوٹ ہے رزق اللہ عزوجل کے ذمہ ہے جس نے ہوائے نفس کی پیروی کرکے طریقہ حرام اختیار کیا اوسے ویسے ہی پہنچتا ہے اور جس نے حرام سے اجتناب اور حلال کی طلب کی بلاشبہہ اوسے رزق حلال پہنچاتے ہیں امام سفیان

ثوری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک شخص کو نوکری حکام سے منع فرمایا کہا بال بچوں کو کیا کروں فرمایا ذرا سنیو یہ شخص کہتا ہے کہ میں خدا کی نافرمانی کروں جب تو میرے اہل وعیال کو رزق پہنچائے گا اور اطاعت کروں تو بے روزی چھوڑ دے گا امام عبدالوہاب شعرانی طبقات کبرٰی میں زیر ترجمہ امام ممدوح فرماتے ہیں نصح یوما انسانا مرآہ فی خدمۃ الولاۃ فقال فما اصنع بعیالی فقال الاتسمعون لھذا یقول انہ اذا عصی اللہ رزق عیالہ واذا اطاعہ ضیعھم بلکہ اس بارے میں ایک حدیث بھی مروی کہ عمرو بن قرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ میں بہت تنگ حال رہتا ہوں اس حیلہ کے سوا دوسری صورت سے مجھے رزق ملتا معلوم نہیں ہوتا مجھے ایسے گانے کی اجازت فرمادیجئے جس میں کوئی امر خلاف حیا نہیں فرمایا اصلا کسی طرح اجازت نہیں اپنے اور اپنے بال بچوں کے لئے حلال روزی تلاش کر کہ یہ بھی راہ خدا میں جہاد ہے اور جان لے کہ اللہ تعالٰی کی اخرج عبدالرزاق فی مصنفہ عن یحیٰی بن العلاء عن بشر بن نمیر عن مکحول ثنا یزید بن عبد ربہ عن صفوان بن امیۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فجاءہ عمرو بن قرۃ فقال یارسول اللہ ان اللہ قد کتب علی الشقوۃ وما ارانی ارزق الامن دفی بکفی فأذن لی فی الغناء من غیر فاحشۃ فقال لا اذن لک ولاکرامۃ ولانعمۃ ابتغ علی نفسک وعیالک حلالا فان ذلک جھاد فی سبیل اللہ واعلم ان عون اللہ تعالٰی مع صالحی التجار ھکذا اخرجہ　　　فی معرفۃ الصحابۃ من طریق الحسن بن ابی الربیع عن عبدالرزاق ذکرہ الحافظ فی الاصابۃ حدیث حسن میں ہے حضور پرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی آلہ فرماتے ہیں طلب الحلال واجب علی کل مسلم رزق حلال کی طلب ہر مسلمان پر واجب ہے اخرجہ الطبرانی فی الاوسط عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ یونہیں جبر انگریزی کا عذر بھی اظہار غلط ہے انگریز کسی کی نوکری پر اکراہ نہیں کرتے غرض یہ جھوٹے حیلے حوالے اللہ عزوجل کے حضور کام نہ دیں گے ملک جبار قہار سے ڈرے اور حرام سے تائب ہوکر ذریعۂ حلال سے حاصل کرے رزق الٰہی کے ہزاروں دروازے کھلے ہیں آخر باجا بجا ابھی سیکھنے ہی سے آیا ماں کے پیٹ سے لے کر تو نکلا ہی نہ تھا اور کچھ نہ ہو تو بیس قسم کی مزدوریاں کرسکتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں خدا کی قسم آدمی رسی لے کر پہاڑ کو جائے لکڑیاں چنے اون کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اوسے بیچ کر کھائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور مونھ میں خاک بھرلینا حرام نوالہ سے بہتر ہے الامام احمد بسند جید عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لأن یأخذ احدکم حبلہ فیذھب بہ الی الجبل فیحتطب ثم یاتی بہ فیحملہ علی ظھرہ فیاکلہ خیرلہ من ان یسأل الناس ولان یاخذ ترابا فیجعلہ فی فیہ خیرلہ من ان یجعل فی فیہ ماحرم اللہ علیہ احادیث اس باب میں بکثرت ہیں اللہ عزوجل مسلمانوں کو نیک توفیق و ہدایت بخشے آمین واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از ملک آسام ضلع گوہتی مرسلہ شیخ محمد طیب اللہ ۸ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سید وعالم ایسا ہے کہ تمام شہر کا اُستاد ہے اور فتوے وفرائض وامامت عیدگاہ اور جنازہ وغیرہ کا کام اوسی سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی ضیافت میں اکراماً یا امتیازاً ایک ہی دسترخوان پر ان کو برتن میں اور مہمان کو پتے میں کھلادیں تو شرعاً یہ درست ہے یا نادرست بینوا توجروا۔

الجواب

بلاشبہہ جائز ہے علماء سادات کو رب العزۃ عزوجل نے اعزاز وامتیاز بخشا تو اون کا عام مسلمانوں سے زیادہ اکرام امر شرع کا امتثال اور صاحب حق کو اوس کے حق کا ایفا ہے قال اللہ تعالٰی قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ تو فرمایا کیا برابر ہوجائیں گے عالم اور جاہل جب اللہ جل وعلا ہی نے علماء وجہلا کو برابر نہ رکھا تو مسلمانوں پر بھی اون کا امتیاز لازم اسی باب سے ہے علمائے دین کو مجالس میں صدر مقام ومسند اکرام پر جگہ دینا کہ سلفاً وخلفاً شائع وذائع اور شرعاً وعرفاً مندوب ومطلوب۔ ام المومنین صدیقہ صلی اللہ تعالٰی علٰی بعلہا الکریم وعلیہا وسلم کی خدمت اقدس میں ایک سائل کا گزر ہوا اوسے ایک ٹکڑا عطا فرمادیا ایک شخص خوش لباس شاندار گزرا اوسے بٹھا کر کھانا کھلایا اس بارہ میں ام المومنین سے استفسار ہوا فرمایا حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر شخص سے اوس کے مرتبہ کے لائق برتاؤ کرو۔ دیکھو یہ تفرقہ برتن اور پتے کے فرق سے کہیں زائد ہے اور عالم وجاہل وسید وغیر سید کا امتیاز سائل وخوش لباس کے امتیاز سے کہیں بڑھ کر ابوداؤد فی سننہ عن میمون بن ابی شبیب ان عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا مر بہا رجل علیہ ثیاب وھیأۃ فاقعدتہ فاکل فقیل لہا فی ذلک فقالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انزلوا الناس منازلھم امام مسلم اپنے

مقدمہ صحیح میں فرماتے ہیں لایقصر بالرجل العالی القدر عن درجۃ ولایرفع متضع القدر عن درجۃ ولایرفع متضع القدر فی العلم فوق منزلۃ ویعطی کل ذی حق فیہ حقہ وینزل منزلۃ وقد ذکر عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا انہا قالت امرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان ننزل منازلھم ہاں علما وسادات کو یہ ناجائز وممنوع ہے کہ آپ اپنے لیے سب سے امتیاز چاہیں اور اپنے نفس کو اور مسلمانوں سے بڑا جانیں کہ یہ تکبر ہے اور تکبر ملک جبار جلت عظمتہ کے سوا کسی کو لائق نہیں بندہ کے حق میں گناہ اکبر ہے اَلَیْسَ فِیْ جَہَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ ۝ کیا جہنم میں نہیں ہے ٹھکانہ تکبر والوں کا) جب سب علما کے آقا سب سادات کے باپ حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انتہا درجہ کی تواضع فرماتے اور مقام ومجلس وخورش وروش کسی امر میں اپنے بندگان بارگاہ پر امتیاز نہ چاہتے تو دوسرے کی کیا حقیقت ہے مگر مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ سب سے زاید علما وسادات کا اعزاز وامتیاز کریں یہ ایسا ہے کہ کسی شخص کو لوگوں سے اپنے لیے طالب قیام ہونا مکروہ اور لوگوں کا معظم دینی کے لیے قیام مندوب۔ پھر جب اہل اسلام اون کے ساتھ امتیاز خاص کا برتاؤ کریں تو اوس کا قبول اونھیں ممنوع نہیں امیر المومنین سیدنا مولٰی علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الاسنی کہیں تشریف فرما ہوئے صاحب خانہ نے حضرت کے لیے مسند حاضر کی امیر المومنین اوس پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کوئی گدھا ہی عزت کی بات قبول نہ کرے گا سعید بن منصور فی سننہ عن سفین بن عیینۃ عن عمرو بن دینار عن محمد بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہما قال اتی لعلی کرم اللہ تعالٰی وجہہ وسادۃ فقعد علیہا وقال لایابی الکرامۃ الاحمار ورواہ الدیلمی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فذکرہ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از پیلی بھیت محلہ پکریا مرسلہ شیخ عبدالوہاب صاحب ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

حامی دین ومفتی شرع متین جناب مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ برہانہ بعد سلام علیک ورحمۃ اللہ عرض ہے کہ مسئلہ حل طلب ارسال حضور ہے براہ کرم جلد جواب سے مشرف فرمایئے۔ بعد ختم بیان ولادت جناب رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اگر پنج آیت پڑھ کر شیرینی تقسیم کی جائے تو جائز ہے یا ناجائز۔ اعتراض یہ ہے کہ پنج آیت مخصوص محفل غم کے واسطے ہیں نہ محفل شادی کے چنانچہ سوم میں جو ختم کلام مجید پنج آیت پڑھ کے شیرینی تقسیم کرتے ہیں محفل میلاد میں پڑھنا موجب کراہت ہے بینوا توجروا۔

الجواب

پنجایت میں شادی وغمی کا تفرقہ اور اوسے مجلس غم سے مخصوص ماننا محض باطل وبے اصل ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی عادت کریمہ تھی جب کسی مجلس میں جمع ہوتے کسی سے کچھ آیات کلام مجید پڑھ کر سُنتے عالمگیریہ میں ہے لوقرأ طمعا فی الدنیا فی المجالس یکرہ وان قرأ لوجہ اللہ تعالٰی لایکرہ وقد کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ واصحابہ اذا اجتمعوا امروا احدھم ان یقرأ سورۃ من القراٰن کذا فی الغرائب حدیث میں ہے حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان ھذا القراٰن مادبۃ اللہ فاقبلوا مأدبتہ ما استطعتم بیشک یہ قرآن اللہ عزوجل کی طرف سے تمہاری دعوت ہے تو جہاں تک ہوسکے اوس کی دعوت قبول کرو رواہ الحاکم وصححہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کل مؤدب یحب ان یوتی ادبہ وادب اللہ القراٰن فلا تھجروہ ہر دعوت کرنے والا دوست رکھتا ہے کہ لوگ اوس کی دعوت میں آئیں اور اللہ عزوجل کا خوان نعمت قرآن ہے تو اوسے نہ چھوڑو رواہ البیھقی عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ کیا اللہ عزوجل کی دعوت قبول کرنا اور اوس کے خوان نعمت سے بہرہ مند ہونا صرف غمی میں چاہیے شادی میں نہیں لاجرم مجلس میلاد مبارک میں تلاوت قرآن عظیم ہمیشہ سے معمول علمائے کرام وبلاد اسلام ہے امام جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں اصل المولد الذی ہو اجتماع الناس وقرأۃ ماتیسر من القراٰن وروایۃ الاخبار الواردۃ فی مبدء امر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وما وقع فیہ من الاٰیات الخ امام حافظ ابن حجر عسقلانی استخراج اصل عمل مولد مبارک میں فرماتے ہیں والشکر للہ تعالٰی یحصل بانواع العبادات السجود والقیام والصدقۃ والتلاوۃ وای نعمۃ اعظم من النعمۃ ببروز ھذا النبی الکریم نبی الرحمۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی ذلک الیوم سیرت علامہ شامی میں ہے عمل المولد الذی استحسناہ فانہ لیس فیہ سوی قراءۃ القراٰن واطعام الطعام وذلک خیر وبر وقربۃ غرض اس مجلس ملائک مانس کے مجلس شادی ہونے کے سبب اوس میں قرأت پنجایت پر انکار محض بے معنی ہے نعم حیث یکون القصد منہا اھدا ثوابہا للحضرۃ العلیۃ النبویۃ علیہ افضل الصلوات والسلام والتحیۃ فھذا وان کان مما تنازع فیہ ابن تیمیۃ ووافقہ بعض لکن الحق الصحیح ما علیہ الجمہور من جواز ذلک منھم الامام الاجل تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی والامام

البارزی والامام ابن عقیلی الحنبلی والامام الاجل العارف باللہ علی بن الموفق والامام ابوالعباس محمد بن اسحٰق السراج النیشاپوری والامام سلطان العلماء عزالدین بن عبدالسلام والامام ابن حجر المکی کما فی عقود الدریۃ والامام النویری والامام شہاب الدین احمد بن الشلبی الحنفی کما فی ردالمحتار وشیخ الاسلام القایاتی والامام شرف الدین المناوی والامام کمال الدین محمد بن الھمام المحقق المجتھد کما یستفاد منہ والامام العارف باللہ ابوالمواھب سیدی محمد الشاذلی والامام العارف عبدالوھاب الشعرانی کما سیاتی وغیرھم من العلماء الاجلۃ المتقدمین والمتاخرین رحمۃ اللہ تعالٰی علیھم اجمعین فتاوٰی حدیثیہ امام ابن حجر مکی میں ہے مایفعلہ الناس الآن من سوالھم من اللہ تعالٰی ان یوصل مثل ثواب مایقرؤن الی النبی علیہ الصلٰوۃ والسلام وآلہ وصحبہ وتابعیھم حسن لااعتراض علیہ خلا فالمن زعمہ کما بینتہ فی افتاء طویل غیر ھذا اقول وزیادۃ لفظ مثل علی مذھب الشافعیۃ اما عندنا فلاحاجۃ الیھا کما قد عرفت فی موضعہ ردالمحتار میں ہے ذکر ابن حجر فی الفتاوی الفقھیۃ ان الحافظ ابن تیمۃ زعم منع اھداء ثواب القراءۃ للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لان جنابہ الرفیع لایتجرؤ علیہ الابما اذن فیہ الاتری ان ابن عمر کان یعتمر عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عمرا بعد موتہ من غیر وصیۃ وحج ابن الموفق وھو فی طبقۃ الجنید عنہ سبعین حجۃ وختم ابن السراج عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اکثر من عشرۃ آلاف ختمۃ وضحی عنہ مثل ذٰلک اھ قلت ورأیت نحو ذٰلک بخط مفتی الحنفیۃ الشھاب احمد بن الشلبی شیخ صاحب البحر نقلا عن شرح الطیبۃ للنویری ومن جملۃ مانقلہ ان ابن عقیل من الحنابلۃ قال یستحب اھداؤھا لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اھ قلت وقول علمائنا لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ یدخل فیہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فانہ احق بذٰلک حیث انقذنا من الضلالۃ ففی ذٰلک نوع شکر واسداء جمیل لہ والکامل قابل لزیادۃ الکمال الخ لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ذکر سیدی ابوالمواھب قدس سرہ میں ہے کان رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال لی انت تشفع لمائۃ الف قلت لہ بم استوجبت ذٰلک یارسول اللہ قال باعطائک لی ثواب الصلٰوۃ علیّ اوسی میں ہے کان رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول رأیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقلت یارسول اللہ قد وھبت لک ثواب صلاتی علیک وثواب کذا وکذا من اعمالی ان کان ذٰلک ما اردتہ بقولک للسائل الذی قال لک اجعل لک ثواب صلاتی کلھا فقلت لہ اذا تکفی ھمک ویغفر لک ذنبک فقال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نعم ذٰلک اردت ولکن ابق لنفسک ثواب الکذا والکذا فانی غنی عنہ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہٗ جل مجدہٗ اتم واحکم۔

مسئلہ از کانپور محلہ بوچڑخانہ مسجد رنگیان مرسلہ مولوی عبدالرحمٰن جبشانی طالب علم مدرسہ فیض عام ۲۲ ربیع الاول شریف ۱۳۱۴ھ

ماجوابکم ایھا العلماء رحمکم اللہ تعالٰی مریض نے دوا نہ کی اور مرگیا گنہگار ہوگا یا نہ۔

الجواب

نہ فی الباب عن الصدیق الاکبر وغیرہ من الائمۃ المتوکلین رضی اللہ تعالٰی عنھم فی ردالمحتار یاثم بترک الاکل مع القدرۃ علیہ حتی یموت بخلاف التداوی ولو بغیر محرم فانہ لو ترکہ حتی مات لایاثم کما نصوا علیہ لانہ مظنون اھ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم واحکم۔

مسئلہ مسئولہ حافظ محمود حسین تلمیذ رشید احمد گنگوہی ۱۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۲ھ

ایک لفافہ بند جس پر مکتوب الیہ کا نام اس طرح درج تھا زوجہ مولوی محمد فخرالدین وغلام محی الدین کے پاس پہنچے ڈاکیہ نے لاکر حاجی رمضان خاں ملازم مولوی محمد فخرالدین کو دیا حاجی موصوف مرد ناخواندہ ہے اوس لفافہ کو ہمشیرہ زاد مولوی محمد فخرالدین صاحب کے مکان پر لائے اور کہا کہ کس کے نام کا یہ خط ہے مولوی صاحب موصوف کے ہمشیرہ زادہ نے جو اوس پر لکھا تھا اون سے کہدیا اور اون کو واپس دے دیا دوسرے وقت حاجی موصوف دوبارہ اوس خط کو مولوی صاحب موصوف کے ہمشیرہ زاد کے مکان پر لائے اور چند صاحب باہر مکان میں بیٹھے تھے اوس کا لفافہ پڑھوایا چونکہ مولوی محمد فخرالدین صاحب کی زوجہ جو احد المکتوب الیہما تھیں وہ انتقال کرچکی تھیں اور دوسرا مکتوب الیہ یعنی غلام محی الدین کا نام جو ساتھ میں لکھا ہوا تھا وہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کون شخص ہے فی الجملہ مولوی صاحب کے دونوں ہمشیرہ زادے موجود تھے ایک کی رائے ہوئی کہ خط کو واپس کردیا جائے دوسرے نے یہ خیال کرکے کہ کاتب کا جو نام اوس پر لکھا ہوا تھا وہ ایسا تھا کہ اوس کو تعلق زوجہ مولوی محمد فخرالدین صاحب یعنی اپنے ماموں صاحب کی زوجہ سے تھا اور اب اون کا انتقال ہوا اس خیال سے کہ یہ ٹکٹ چسپاں لفافہ واپس کرنے میں شاید ضائع ہوجاوے اور کوئی امر قصد کاتب یا مکتوب الیہا ضروری ہوا ہو اوس کو چاک کرکے سرسری نگاہ سے اوس کی ابتداء کو دیکھا جس سے یہ معلوم ہوگیا کہ بیشک مولوی صاحب یعنی اپنے ماموں صاحب کی زوجہ کا ہی یہ خط ہے اور چونکہ وہ امر جو ابتدا سے معلوم ہوگیا اوس خط کے

پڑھنے سے متعلق مکتوب الیہا کے تہائی سے معلوم ہوا کہ اون کی لڑکیوں کے پیام کی نسبت اوس میں لکھا ہوا تھا اس لیے فوراً بدون پورا پڑھے ہوئے خط کے اوس کو لفافہ میں رکھ کے چاک شدہ بدون بند کیے ہوئے حاجی رمضان خاں جو اوس خط کو لائے تھے اون کو دے دیا اور کہدیا کہ حافظ غفورالدین صاحب یعنی برادر مکتوب الیہا مرحومہ کو دے دیویں پس صورت حال یہ ہے اس کی نسبت یہ سوال ہے کہ خواہرزادہ مولوی صاحب نے لفافہ کو چاک کرکے اوس کو سرسری نگاہ سے دیکھ کے پھر اوس کو جس شخص سے متعلق مضمون اوس کا نظر آیا واپس بھیج دیا ایسا کرنے میں وہ عندالشرع گنہگار رہے یا موافق نیت اپنی کے عنداللہ وعندالشرع ماجور ہے اور زوج مکتوب الیہا کے ملک عرب میں ہیں وہ یہاں موجود نہیں ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں شخص مذکور گنہگار و مستحق وعید ہے حدیث میں ہے حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من نظر فی کتاب اخیہ بغیر اذنہ فانما ینظر فی النار، جو اپنے بھائی کا خط بے اوس کی اجازت کے دیکھے وہ بلاشبہہ آگ دیکھ رہا ہے رواہ ابوداود فی سننہ والحاکم وصححہ وابن منیع فی مسندہ والقضاعی وغیرھم فی حدیث عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما علما فرماتے ہیں خط کاتب کی ملک ہے یہاں تک کہ اگر وہ لکھے کہ اس پر جواب لکھ دے تو خود مکتوب الیہ کو اوس میں تصرف جائز نہیں مالک کو واپس دینا لازم واپس نہ چاہے تو بحکم عرف مکتوب الیہ مالک ہوجائے گا جوہرۂ نیرہ و منح الغفار شرح تنویر الابصار وحاشیۂ طحطاویہ علی الدر المختار وغیرہا میں ہے رجل کتب الی اٰخر کتابا وذکر فیہ اکتب الجواب علٰی ظہرہ لزمہ ردہ ولیس لہ التصرف فیہ والاملکہ المکتوب الیہ عرفا یہاں کہ خط مکتوب الیہ کے ہاتھ میں پہنچنے ہی نہ پایا بلاشبہہ ملک کاتب پر باقی رہا فان التملیک لایتم قبل القبض حتی لومات احدھما قبل التسلیم بطل کما نص علیہ فی الدر وغیرہ من الاسفار الغر بے اوس کے اذن کے لفافہ چاک کرنا ملک غیر میں تصرف ناجائز ہوا کہ شرعاً حرام ہے حدیث و فقہ کا حکم تو یہ ہے باقی رہے اوس کے بیہودہ عذرات جن کی بنا پر وہ نہ صرف اپنی برارت بلکہ اولٹا ماجوری کا متمنی ہے بدتر از گناہ ہیں واپسی میں ضائع ہونے کا اندیشہ تھا تو یہ کاتب تھا مکتوب الیہ تھا کون تھا رکھنا واپس کرنا اس سے کیا متعلق تھا اس کے پاس لفافہ پڑھنے کو آیا تھا پڑھ کر لانے والے کو دے دیتا جو مطالبہ ہوتا اوس کے ذمہ ہوتا اسے مداخلت بیجا کا کس نے حکم دیا تھا ایسی ہی خیراندیشی مدنظر تھی تو خط محفوظ رکھنے کی ہدایت کرکے کاتب کو اطلاع دی ہوتی وہ جو کہتا اوس پر عمل کیا جاتا نہ یہ غصب وخیانت کہ ملک غیر چاک، امر غیر میں نظر بیباک یعنی زید نے ایک بکری عمرو کو ہدیۃً بھیجی عمرو مرچکا تھا لانیوالا بکر کے پاس لایا یہاں جنگل میں شام ہوگئی واپس کرنے میں اندیشۂ تلف تھا بکر نے بکری براہ خیراندیشی وہیں ذبح کرکے چکھ لی۔ یہ خیال کہ شاید کوئی امر ضروری مفید کاتب یا مکتوب الیہا ہو یہ خیال نہ کیا کہ شاید کوئی امر راز کا ہو جس پر اطلاع میں اون کی مضرت ہو برائے مکان میں بے استیذان جانا شرع نے احتمال ضرر کے سبب حرام فرمایا اور احتمال نفع کی بنا پر اجازت نہ دی یہ خیالات سب مناقض شرع محض وسوسۂ شیطانی تھے کہ معصیت پر باعث ہوئے سرسری نگاہ سے دیکھنا بھی دیکھنا ہے آخر اوس سے مضمون پر اطلاع پائی تو یہ کیا عذر ہوسکتا ہے جیسے کسی کے دروازہ میں سے جھانکے اور کہے ہم نے بغور تو نہیں دیکھا اسی پر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس حالت میں اوس کی آنکھ پھوڑ دیں تو کچھ الزام نہیں فی الصحیحین عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اطلع فی بیت قوم بغیر اذنھم فقد حل لھم ان یفقؤا عینہ بلکہ دوسری حدیث ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایما رجل کشف سترا فادخل بصرہ قبل ان یؤذن فقد اتی حدا لایحل ان یأتیہ ولوان رجلا فقأ عینہ لھدرت جو شخص کوئی پردہ کھول کر قبل اجازت نگاہ کرے وہ ایسی ممنوع بات کا مرتکب ہے جو اوسے جائز نہ تھی اور اگر کوئی اوس کی آنکھ پھوڑ دے تو قصاص نہیں رواہ الامام احمد فی مسندہ عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہ انصاف سے دیکھیے تو لفافہ چاک کرکے خط پڑھنا بھی ایک قسم کا پردہ کھول کر نگاہ کرنا ہے اور فقط ابتدائی مضمون دیکھا پورا نہ پڑھا یعنی دروازہ ہی میں سے جھانکا سارا مکان کب نظر پڑا اور طرفہ یہ کہ چاک شدہ بے بند کیے واپس کیا شاید اسے بھی دلیل نیک نیتی ٹھہرا دیا جاتا کہ قریب ہوتا تو بند کردیا جاتا کیا بند کرنے میں گناہ تھا جو اوس سے باز رہنا وجہ برارت ہوا یعنی مکان غیر میں بے اجازت قفل توڑ کر جائیے اور نیک نیتی کا ثبوت یہ کہ ہم نے دروازہ کھلا ہی چھوڑ دیا طرہ یہ کہ خط زید بنام عمرو بکر نے دیکھا اور خالد کو بھیج دیا گویا خود مالک خط تھا کہ جو چاہا کیا جب سارا خط نہ دیکھا تھا تو کیا معلوم شاید اوس میں کوئی مضمون خالد کے خلاف ہی ہوتا کا مطلع ہونا اون مسلمانوں کے ضرر کا سبب ہوتا غرض یہ سب حرکات عقل وشرع دونوں کے خلاف تھیں ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کانپور مدرسہ فیض عام مرسلہ مولوی احمد حسن صاحب ۱۲ جمادی الاولٰی ۱۳۱۲ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے دیار میں اس طرح کا رواج ہے کہ شادی کے دن طرح بطرح کا تماشہ کرتے ہیں یعنی آتشبازی وبندوق وگانا بجانا اور لکڑی کھیلنا وغیرہ یہ سب سامان کے ساتھ نوشاہ کو پالکی پر سوار کرکے تماشا کرتے ہوئے دولھن کے مکان پر جاتے ہیں یہ سب امور مذکورہ بحسب شرع شریف کے جائز ہوگا یا نہیں۔ فقط۔

الجواب

نوشہ کو پالکی میں سوار کرنا مباح وجائز ہے لانہ من الرسوم العادیۃ التی لامنع فیھا من الشرع اور لکڑی پھینکنا بندوقیں چھوڑنا اور اس قسم کے سب کھیل جائز ہیں جبکہ اپنی یا دوسرے کی مضرت کا اندیشہ نہ ہو اور اون سے مقصود کوئی غرض محمود جیسے فن سپہگری کی مہارت ہو نہ مجرد لہو ولعب لانہ من جنس اللھو المستثنی فی الحدیث اگر صرف کھیل کود مقصود ہو تو مکروہ فی الدر مختار کرہ کل لھو لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام کل لھو المسلم حرام الا الثلثۃ ملاعبتہ اھلہ وتادیبہ لفرسہ ومناضلتہ بقوسہ اھ وفی ردالمحتار فی الجواھر قد جاء الاثر فی رخصۃ المصارعۃ لتحصیل القدرۃ علی المقاتلۃ دون التلھی فانہ مکروہ اھ والظاھر انہ یقال مثل ذلک فی تادیب الفرس والمناضلۃ بالقوس ط اھ وفیہ عن القھستانی عن الملتقط من لعب بالصولجان یرید الفروسیۃ یجوز اھ وفی الدر المصارعۃ لیست بدعۃ الا للتلھی فتکرہ برجندی اھ وفیہ کذا یحل کل لعب خطر لحاذق تغلب سلامتہ کرمی ام وصید لحیۃ ویحل التفرج علیھم حینئذ اھ وفیہ عند عد المباحات والسباحۃ والصولجان والبندق ورمی الخ واشباک والوقوف علی رجل الخ فی اشد منہ البندق ای المتخذ من الطین ط ومثلہ المتخذ من الرصاص آتشبازی جس طرح شادیوں اور شب برات میں رائج ہے بیشک حرام اور پورا جرم ہے کہ اوس میں تضییع مال ہے قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کے بھائی فرمایا قال اللہ تعالٰی وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ٥ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ط وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ٥ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ تعالٰی کرہ لکم ثلثا قیل وقال واضاعۃ المال وکثرۃ السوال رواہ البخاری عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث ماثبت بالسنۃ میں ذکر فرماتے ہیں من البدع الشنیعۃ ماتعارف الناس فی اکثر بلاد الھند من اجتماعھم للھو واللعب بالنار واحراق الکبریت اھ مختصرًا اسی طرح یہ گانے باجے کہ ان بلاد میں معمول ورائج ہیں بلاشبہہ ممنوع وناجائز ہیں خصوصًا وہ ناپاک ملعون رسم کہ بہت خراں بے تمیز احمق جاہلوں نے شیاطین ہنود ملاعین بے بہود سے سیکھی یعنی فحش گالیوں کے گیت گوانا اور مجلس کے حاضرین وحاضرات کو لچھے دار سُنانا سمدھیانہ کی عفیف پاک دامن عورتوں کو الفاظ زنا سے تعبیر کرنا کرانا خصوصًا اس ملعون بے حیا رسم کا مجمع زناں میں ہونا اون کا اس ناپاک فاحشہ حرکت پر ہنسنا قہقہے اڑانا اپنی کواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سُنا کر بد لحاظ بے حیا بے غیرت خبیث بے حمیت مردوں کا اس شہدپن کو جائز رکھنا کبھی برائے نام لوگوں کے دکھاوے کو جھوٹ سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا مگر بندوبست قطعی نہ کرنا یہ شنیع گندی مردود رسم ہے جس پر صدہا لعنتیں اللہ عزوجل کی اترتی ہیں اس کے کرنے والے اس پر راضی ہونے والے اپنے یہاں اس کا کافی انسداد نہ کرنے والے سب فاسق فاجر مرتکب کبائر مستحق غضب جبار وعذاب نار ہیں والعیاذ باللہ تبارک وتعالٰی اللہ تعالٰی مسلمانوں کو ہدایت بخشے آمین جس شادی میں یہ حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اوس میں ہرگز شریک نہ ہوں اگر نادانستہ شریک ہوگئے تو جس وقت اس قسم کی باتیں شروع ہوں اور ان لوگوں کا ارادہ معلوم ہو سب مسلمان مردوں عورتوں پر لازم ہے کہ فورًا فورًا اوسی وقت اٹھ جائیں اور اپنی جورو بیٹی ماں بہن کو گالیاں نہ دلوائیں فحش نہ سُنوائیں ورنہ یہ بھی اون ناپاکیوں میں شریک ہوں گے اور غضب الٰہی سے حصہ لیں گے والعیاذ باللہ رب العلمین زنہار زنہار اس معاملہ میں حقیقی بہن بھائی بلکہ ماں باپ کی بھی رعایت ومروت روا نہ رکھیں کہ لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی ہاں شرع مطہر نے شادی میں بغرض اعلان نکاح صرف دف کی اجازت دی ہے جبکہ مقصود شرع سے تجاوز کرکے لہو مکروہ وتحصیل لذت شیطانی کی حدود تک نہ پہنچے ولہٰذا علما شرط لگاتے ہیں کہ قواعد موسیقی پر نہ بجایا جائے تال سم کی رعایت نہ ہو نہ اوس میں جھانج ہوں کہ وہ خواہی نخواہی مطرب وناجائز ہیں پھر اوس کا بجانا بھی مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے نہ شرف والی بیبیوں کے مناسب بلکہ نابالغہ چھوٹی چھوٹی بچیاں یا لونڈیاں باندیاں بجائیں اور اگر اوس کے ساتھ کچھ سیدھے سادے اشعار یا سہرے سہاگ ہوں جن میں اصلاً نہ فحش ہو نہ کوئی بے حیائی کا ذکر نہ فسق وفجور کی باتیں نہ مجمع زنان یا فاسقان میں عشقیات کے چرچے نہ نامحرم مردوں کو نغمۂ عورات کی آواز پہنچے غرض ہر طرح منکرات شرعیہ ومظان

فتنہ سے پاک ہوں تو اس میں بھی مضائقہ نہیں جیسے انصار کرام کی شادیوں میں سمدھیانے جاکر یہ شعر پڑھا جاتا تھا ؎ اتیناکم اتیناکم : فحیانا وحیاکم ہم تمھارے پاس آئے ہم تمھارے پاس آئے۔ اللہ ہمیں بھی زندہ رکھے تمھیں بھی جلائے۔ بس اس قسم کے پاک و صاف مضمون ہوں اصل حکم میں تو اس قدر کی رخصت ہے مگر حال زمانہ کے مناسب یہ ہے کہ مطلق بندش کی جائے کہ جہال حال خصوصاً زنان زماں سے کسی طرح امید نہیں کہ اونھیں جو حد باندھ کر اجازت دی جائے گی اوس کے پابند رہیں اور حد کروہ و ممنوع تک تجاوز نہ کریں لہٰذا سرے سے فتنہ کا دروازہ ہی بند کیا جائے نہ اونگلی ٹیکنے کی جگہ پائیں گے نہ آگے پاؤں پھیلائیں گے خصوصاً بازاری فاجرہ فاحشہ عورتوں رنڈیوں ڈومنیوں کو تو ہرگز ہرگز قدم نہ رکھنے دیں کہ اون سے حد شرعی کی پابندی محال عادی ہے وہ بے حیائیوں فحش سرائیوں کی خوگر ہیں منع کرتے کرتے اپنا کام کر گزریں گی بلکہ شریف زادیوں کا اون آوارہ بد وضعوں کے سامنے آنا ہی سخت بیہودہ و بیجا ہے صحبتِ بد زہر قاتل ہے اور عورتیں نازک شیشیاں جن کے ٹوٹنے کو ادنیٰ ٹھیس بہت ہوتی ہے اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یاانجشۃ رویدا بالقواریر فرمایا۔ ھذا کلہ ظاھر بین عند من نور اللہ تعالٰی بصیرتہ وجمیع ما نھینا عنہ فان علیہ دلائل ساطعۃ من القراٰن العظیم والحدیث الکریم والفقہ القویم ان وضوح الحکم اغنانا عن سردھا فلنذکر بعض دلائل علی ما ذکرنا اباحتہ فانا نری ناسا یشددون الامر ویطلقون القول بالتحریم وفیھم من یبیح ضرب الدف بشرط ان لایکون معہ شیئ من الشعر وانما یکون محض دف مع ان الاحادیث ترد ذٰلک کما ستعلم مما ھنالک اخرج الامام البخاری فی صحیحہ عن الربیع بنت معوذ بن عفراء قالت جاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فدخل حین بنی علی فجلس علی فراشی کمجلسک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن من قتل من ابائی یوم بدر الحدیث واخرج ایضا عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا انہا زفت امرأۃ الی رجل من الانصار فقال نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما کان معکم لھو فان الانصار یعجبھم اللھو واخرج القاضی المحاملی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما فی ھذا الحدیث انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ادرکیھا یا زینب لامرأۃ کانت تغنی بالمدینۃ واخرج ابن ماجۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال انکحت عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا ذات قرابۃ لھا من الانصار فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال اھدیتم الفتاۃ قالوا نعم قال ارسلتم معھا من تغنی قالت لا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان الانصار قوم فیھم غزل فلو بعثتم معھا من یقول اتیناکم اتیناکم فحیانا وحیاکم واخرج الطبرانی عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہ قال لقی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جواری یغنین ویقلن حیونا نحییکم فقال لاتقولوا ھٰکذا ولکن قولوا حیانا وحیاکم فقال رجل یا رسول اللہ ترخص الناس فی ھذا قال نعم انہ نکاح لاسفاح واخرج احمد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن محمد بن حاطب الجمحی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدف واخرج النسائی عن عامر بن سعد قال دخلت علی قرظۃ بن کعب وابی مسعود الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما فی عرس واذا جوار یغنین فقلت ای صاحبی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واھل بدر یفعل ھذا عندکم فقال اجلس ان شئت فاسمع معنا وان شئت فاذھب فانہ قد رخص لنا فی اللھو عند العرس قال الامام البدر محمود العینی فی عمدۃ القاری تحت الحدیث الاول فی الحدیث فوائد (الی ان قال) منہا الضرب بالدف بحضرۃ شارع الملۃ ومبین الحل من الحرمۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واعلان النکاح بالدف والغناء المباح فرقا بینہ وبین ما یستتر بہ من السفاح اھ وفی المرقاۃ قیل تلک البنات لم یکن بالغات حد الشھوۃ وکان دفھن غیر مصحوب بالجلاجل قال اکمل الدین الدف بضم الدال اشھر وافصح ویروی بالفتح ایضا وفیہ دلیل علی جواز ضرب الدف عند النکاح والزفاف للاعلان والحق بعضھم الختان والعیدین والقدوم من السفر ومجتمع الاحباب للسرور وقال المراد بہ الدف الذی کان فی زمن المتقدمین واما ما علیہ الجلاجل فینبغی ان یکون مکروھا بالاتفاق اھ وفی العینی تحت الثانی فی التوضیح اتفق العلماء علی جواز اللھو فی ولیمۃ النکاح کضرب الدف وشبہہ الخ وفی المرقاۃ تحتہ ما کان معکم لھو ای الم یکن معکم ضرب دف وقراءۃ شعر لیس فیہ اثم وھذا رخصۃ عند العرس کذا قیل والاظھر ما قال الطیبی فیہ معنی التحضیض کما فی حدیث عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا الا ارسلتم معکم من یقول اتیناکم الحدیث اھ ملخصا وفیہا تحت الحدیث السابع ای وان اللہ یحب ان تؤتی رخصتہ کما یحب ان تؤتی عزائمہ اھ قلت فالتحضیض کالتحضیض علی الرخصۃ لا لانہ الافضل فافھم وفی اشعۃ اللمعات تحت الحدیث السادس تغنی مباح ست در نکاح مثل دف اھ وفی الھندیۃ خط رد المحتار قبیل فصل اللبس عن الحسن لاباس بالدف فی العرس یشتھر وفی السراجیۃ ھذا اذا لم یکن لہ جلاجل ولم یضرب علی ھیاۃ التطرب اھ وفی الھندیۃ سئل ابو یوسف عن الدف اتکرہ فی غیر العرس بان تضرب المرأۃ فی غیر فسق للصبی قال لا اکرھہ واما الذی یجیئ منہ اللعب الفاحش للغناء فانی اکرھہ کذا فی محیط السرخسی ولاباس بضرب الدف یوم العید کذا فی خزانۃ المفتین اھ وفی شھادات رد المحتار جواز ضرب الدف فیہ (ای فی العرس) خاص بالنساء لما فی البحر عن المعراج

بعد ذکرہ انہ مباح فی النکاح وما فی معناہ من حادث سرور قال وھو مکروہ للرجال علی کل حال للتشبیہ بالنساء اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از گلگت چھاؤنی جونال مرسلہ سید محمد یوسف علی صاحب شعبان ۱۳۱۲ھ۔

جناب مولوی صاحب مخدوم مکرم سلامت بعد آداب تسلیمات کے گزارش یہ ہے کہ برہ مہربانی اس کا جواب بہت جلد مرحمت فرمایئے گا کیونکہ اس جگہ پر خط عرصہ سے پہنچتا ہے بوجہ برف کے جواب کے واسطے عرصہ دو ماہ کا ہونا چاہئے بندہ کو اس وقت سوا آپ کے اور کوئی نہیں یاد آیا اُمیدوار ہوں کہ اکثر یہاں کے لوگ ناواقف ہیں گیارہ باتیں میں سوال میں لاتا ہوں ان کا جواب دیجئے گا۔ فقط

سوال اول شیعہ کے ساتھ برتاؤ کرنا **دوم** انگریز کے ولایت کی چند چیزیں ایسی ہیں جو کہ بوجہ یہاں دستیاب نہ ہونے کے اون کو استعمال کرنا اول تو مکھن وہاں سے گائے کے دودھ کا ٹین کے بکس میں بند ہو کر آتا ہے اوس پر گائے کا نمونہ بھی بنا ہوتا ہے اوس کو خرچ میں لانا جائز ہے یا نہیں۔ **سوم** اوس طرف سے گائے کا دودھ ٹین کے بکس میں آتا ہے چند شخص کہتے ہیں یہ اچھا ہے چند شخص اعتراض کرتے ہیں دیکھا ہوا کوئی صحیح نہیں بتلاتا صرف سُنے ہوئے پر برتتے ہیں **چہارم** ایک قسم کا دانت صفا کرنے کا بجائے مسواک کے انگریزی برش ہے اوس سے دانت صفا خوب ہوتے ہیں چند شخص کہتے ہیں اوس کا دستہ ہاتھی دانت کا ہے اور سینگ کے بال ہیں فرض کرا اگر سینگ کے بال ہیں اون کو مونھ میں لینا کیسا ہے چونکہ کوئی اوس سے اصلا خبر نہیں رکھتا عقل سے ہاتھی دانت بتاتے ہیں۔ **پنجم** زرع لگانے کا اللہ پاک کیا گناہ فرماتا ہے **ششم** یہ کہ بکری ہم نے اپنے ہاتھ سے ذبح کری اوس کو اپنے ہاتھ سے پکایا اوس کو انگریز نے اپنے سامنے رکھ کر چھری اور کانٹے سے علیحدہ سے کاٹا یہاں تک کہ اوس کا ہاتھ نہ لگا ہے اگر اوس کو کوئی شخص غفلت سے کھاوے تو کیسا ہے **ہفتم** جو شخص کہ قریب تیس برس کی عمر میں اسلام قبول کرے اوس کی سنّت کرانا جائز ہے یا ناجائز ہے فقط زیادہ تسلیم۔

الجواب

جواب سوال اوّل

رافضی وغیرہ بد مذہبوں میں جس کی بدعت حدکفر تک پہنچی ہو وہ تو مُرتد ہے اوس کے ساتھ کوئی معاملہ مسلمان بلکہ کافر ذمی کے مانند بھی برتنا جائز نہیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اوٹھنے بیٹھنے کھانے پینے وغیرہا تمام معاملات میں اوسے بعینہ مثل سور کے سمجھیں اور جس کی بدعت اوس حد تک نہ ہو اوس سے بھی دوستی محبت تو مطلقاً نہ کریں قال اللہ تعالٰی وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اور بے ضرورت و مجبوری محض کے خالی میل جول بھی نہ رکھیں کہ بد مذہب کی محبت آگ ہے اور صحبت ناگ اور دونوں کو دین سے پوری لاگ۔ رب عزّوجل فرماتا ہے وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝ جاہل کو اون کی صحبت سے یوں اجتناب ضرور ہے کہ اوس پر اثر بد کا زیادہ اندیشہ ہے اور عالم مقتدا یوں بچے کہ جہال اوسے دیکھ کر خود بھی اس بلا میں نہ پڑیں بلکہ عجب نہیں کہ اسے اُن سے ملتا دیکھ کر اون کے مذہب کی شناعت اون کی نظروں میں ہلکی ہو جائے فتاوٰی عالمگیری میں ہے یکرہ للمشہور المقتدی الاختلاط الی رجل من اھل الباطل والشر الابقدر الضرورۃ لانہ یعظم امرہ بین یدی الناس ولو کان رجلا لایعرف یداریہ لیدفع الظلم عن نفسہ من غیر اثم فلا باس بہ کذا فی الملتقط ابن حبان وعقیلی انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ اختارنی واختارلی اصحابا واصھارا وسیأتی قوم یسبونھم وینتقصونھم فلا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تؤاکلوھم ولا تناکحوھم بیشک اللہ عزّوجل نے مجھے چُن لیا اور میرے لیے یار اور سسرال کے رشتہ دار پسند فرمائے اور عنقریب کچھ لوگ آئیں گے کہ اونھیں بُرا کہیں گے اور اون کی شان گھٹائیں گے تم اون کے پاس نہ بیٹھنا نہ اون کے ساتھ پانی پینا نہ کھانا کھانا نہ شادی بیاہ کرنا۔ یہ حدیث نص صریح ہے اللہ تعالٰی مسلمانوں کو توفیق عمل بخشے آمین واللہ تعالٰی اعلم

جواب سوال دوم و سوم و چہارم

اصل اشیا میں طہارت و حلت ہے جب تک تحقیق نہ ہو کہ اس میں کوئی ناپاک یا حرام چیز ملی ہے محض شبہہ پر نجس و ناجائز نہیں کہہ سکتے ردالمحتار

میں ہے لایحکم بنجاستھا قبل العلم بحقیقتھا اوسی میں ہے فی التاتارخانیۃ من شک فی انائہ اوثوبہ اوبدنہ اصابتہ نجاستہ اولا فھوطاھر مالم یستیقن وکذا الاٰبار والحیاض والجباب الموضوعۃ فی الطرقات ویستقی منھا الصغار والکبار والمسلمون والکفار وکذا ما یتخذہ اھل الشرک اوالجھلۃ من المسلمین کالسمن والخبز والاطعمۃ والثیاب اھ ملخصا اھ ہاں اگر کچھ شبہہ ڈالنے والی خبریں سُن کر احتیاط کرے تو بہتر لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیف وقد قیل مگر ناجائز و ممنوع نہیں کہہ سکتے۔ سینگ ہر جانور یہاں تک کہ مُردار کا بھی پاک ہے اوس کی بنی مسواک مُنہ میں لینی جائز ہے درمختار میں ہے شعر المیتۃ غیر الخنزیر وحافرھا وقرنھا طاھر اھ ملتقطا البتہ خنزیر کے بالوں کا برش نجس ہے اور اوس کا استعمال حرام اوس سے دانت مانجنا ایسا ہے جیسے پاخانے سے اور وہ بھی بلاد یورپ سے آتے اور علانیہ بکتے ہیں معلوم ہونے کی صورت میں تو صریح حرام ہی ہے اور شبہہ کی حالت میں بھی بچنا ہے اور اصل تو یہ ہے کہ مسواک کی سُنّت چھوڑ کر نصرانیوں کا برش اختیار کرنا ہی سخت جہالت و حماقت اور مرض قلب کی دلیل ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال پنجم

یہ فعل ناپاک حرام و ناجائز ہے اللہ جل وعلا نے اس حاجت کے پورا کرنے کو صرف زوجہ و کنیز شرعی بنائی ہیں اور صاف ارشاد فرمادیا ہے کہ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ جو اس کے سوا اور کوئی طریقہ ڈھونڈھے تو وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ناکح الید ملعون جلق لگانے والے پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص جوان تیز خواہش ہو کہ نہ زوجہ رکھتا ہو نہ شرعی کنیز اور جوش شہوت سخت مجبور کرے اور اوس وقت کسی کام میں مشغول ہوجانے یا مردوں کے پاس جا بیٹھنے سے بھی دل نہ بٹے غرض کسی طرح وہ جوش کم نہ ہو یہاں تک کہ یقین یا ظن غالب ہوجائے کہ اس وقت اگر یہ فعل نہیں کرتا تو حرام میں گرفتار ہوجائے گا تو ایسی حالت میں زنا و لواطت سے بچنے کے لیے صرف بغرض تسکین شہوت نہ بقصد تحصیل لذت و قضائے شہوت اگر یہ فعل واقع ہو تو اُمید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالٰی مواخذہ نہ فرمائے گا پھر اوس کے ساتھ ہی واجب ہے کہ اگر قدرت رکھتا ہو فوراً نکاح یا خریداری کنیز شرعی کی فکر کرے ورنہ سخت گنہگار و مستحق لعنت ہوگا یہ اجازت اس لیے نہ تھی کہ اس فعل ناپاک کی عادت ڈال لے اور بجائے طریقہ پسندیدہ خدا و رسول اسی پر قناعت کرے طریقہ محمدیہ میں ہے اما الاستمناء فحرام الا عند شروط ثلثۃ ان یکون عزبا وبہ شبق وفرط شھوۃ (بحیث لو لم یفعل ذلک لحملتہ شدۃ الشھوۃ علی الزنا او اللواط والشرط الثالث) ان یرید بہ تسکین الشھوۃ لاقضاءھا اھ مزیدا من شرحھا الحدیقۃ الندیۃ تنویر الابصار میں ہے یکون (ای النکاح) واجبا عند التوقان ردالمحتار میں ہے قلت وکذا فیما یظھر لوکان لایمکنہ منع نفسہ عن النظر المحرم او عن الاستمناء بالکف فیجب التزوج وان لم یخف الوقوع فی الزنا واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال ششم

اوس کھانے والے پر کچھ الزام نہیں ہاں کسی کافر خصوصاً ان بلاد میں انگریز کے ساتھ کھانے یا معاذ اللہ اوس کا جھوٹا کھانے یا پینے سے احتراز ضرور ہے لما فیہ من مخالطۃ الکافر وقد قدمنا کراھۃ مخالطۃ اھل الباطل والشر مطلقا فکیف الکافر فکیف اذا کان متسلطا بالحکومۃ والنفوس الموسوسۃ تحب التقرب الیہ ولما فیہ من اساءۃ ظنون المسلمین بنفسہ وقد روی الامام احمد عن ابی الغادیۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاک وما یسوء الاذن ولما فیہ من ایقاع غیرہ فی الغیبۃ ونفسہ فی التھمۃ وقد جاء عن امیر المؤمنین عمر الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ من کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلا یقفن مواقف التھم بل یروی فی ذلک عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال ہفتم

اگر ختنہ کی طاقت رکھتا ہو تو ضرور کیا جائے حدیث میں ہے ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا الق عنک شعر الکفر ثم اختتن زمانہ کُفر کے بال اوتار پھر اپنا ختنہ کر رواہ الامام احمد وابو داؤد

عن عثیم بن کلیب الحضرمی الجھنی عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہاں اگر خود کرسکتا ہو تو آپ اپنے ہاتھ سے کرلے یا کوئی عورت جو اس کام کو کرسکتی ہو ممکن ہو تو اوس سے نکاح کرا دیا جائے وہ ختنہ کردے اوس کے بعد چاہے تو اوسے چھوڑ دے یا کوئی کنیز شرعی واقف ہو تو وہ خرید دی جائے اور اگر یہ تینوں صورتیں نہ ہوسکیں تو حجام ختنہ کردے کہ ایسی ضرورت کے لیے ستر دیکھنا دکھانا منع نہیں درمختار میں ہے ینظر الطبیب الی موضع مرضھا بقدر الضرورۃ اذ الضرورات تتقدر بقدرھا وکذا نظر قابلۃ وختان ردالمحتار میں ہے **قولہ** وختان کذا جزم بہ فی الھدایۃ والخانیۃ وغیرھما لان الختان سنۃ للرجال من جملۃ الفطرۃ لایمکن ترکھا اھ ملخصا درمختار میں ہے وقیل فی ختان الکبیر اذا امکنہ ان یختن نفسہ فعل والا لم یفعل الا ان یمکنہ النکاح اوشراء الجاریۃ والظاھر فی الکبیر انہ یختن ردالمحتار میں ہے المختان مطلق یشمل ختان الکبیر والصغیر وھکذا اطلقہ فی الھدایۃ کما قدمناہ واقرہ الشراح والظاھر ترجیحہ ولذا عبر ھنا عن التفصیل بقیل ہندیہ میں ہے ذکر الکرخی فی الجامع الصغیر ویختنہ الحامی کذا فی الفتاوی العتابیۃ خلاصہ میں ہے الشیخ الضعیف اذا اسلم ولا یطیق الختان ان قال اھل البصر لایطیق یترک الخ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از صاحب گنج گیا مرسلہ مولوی کریم رضا صاحب ۲۰ شوال ۱۳۱۲ھ

سوال ۱: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تعلیم و تعلم فنون عقلیہ مثل منطق و حکمت و ریاضی وغیرہ جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں ہے تو مُلّا نظام الدین صاحب کے سے آج تک ہزاروں علما دیندار دیدہ و دانستہ برضا و رغبت کیوں اس امر کے پابند رہے اور ہمیشہ درس دیتے رہے زید کہتا ہے کہ ہرگز اس علم کا پڑھنا پڑھانا جائز نہیں یہاں تک کہ بسبب اشتمال بعض مقامات توضیح و تلویح کے مسائل معقول پر اس کتاب کے پڑھانے سے منع کرتا ہے زید کی تقریر سے ترک بعض علوم دینیہ مثل عقائد اور اصول کا لازم آتا ہے۔ **سوال ۲:** زید عمرو کا اُستاد ہے اور بوقت درس حدیث کے زید نے عمرو سے عہد لیا تھا کہ تم کبھی فن معقول نہ پڑھانا اب عمرو اکثر کتابیں دینیات کی طلبہ کو پڑھاتا ہے اور چونکہ مسائل عقائد اور اصول فقہ کے بسبب عدم مہارت معقولات کے طلبہ کی سمجھ میں بخوبی نہیں آتے ہیں اور طلبہ عمرو کو تقاضا معقولات کے پڑھانے کا کرتے ہیں اس صورت میں اگر عمرو بخیال اس کے کہ طلبہ اگر معقولات پڑھیں گے تو فن اصول وغیرہ خوب سمجھیں گے معقولات پڑھاوے تو عمرو بسبب نقض عہد اُستاد کے آثم ہوگا یا نہیں اگر آثم ہوگا تو اس کا کچھ کفارہ ہوسکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جواب سوال اول

نفس منطق ایک علم آلی و خادم علم اعلی الاعالی ہے اس کے اصل مسائل یعنی مباحث کلیات خمسہ و قول شارح و تقاسیم قضایا و تناقض و عکوس و صناعات خمس کے تعلم میں اصلا حرج شرعی نہیں نہ یہ مسائل شرع مطہر سے کچھ مخالفت رکھیں بیان کرنے والے دائمہ کی مثال میں کل شیئ معلوم اللہ تعالٰی دائما کی جگہ کل فلک متحرک دائما لکھیں تو یہ اون کی تقصیر ہے منطق کا قصور نہیں ائمہ مؤیدین بنور اللہ المبین اپنی سلامت فطرت عالیہ کے باعث اس کی عبارات واصطلاحات سے مستغنی تھے تو اون کے غیر بیشک ان قواعد کی حاجت رکھتے ہیں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو نحو و صرف و معانی بیان وغیرہا علوم کی احتیاج نہ تھی کہ یہ اون کے اصل سلیقہ میں مرتکز تھے اس سے اون کے غیر کا افتقار منتفی نہیں ہوتا و لہٰذا امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی نے فرمایا من لم یعرف المنطق فلا ثقۃ لہ فی العلوم اصلا بہت ائمہ کرام نے اوس سے اشتغال رکھا بلکہ اوس میں تصانیف فرمائیں بلکہ اسفار دینیہ مثل کتب اصول فقہ و اصول دین کا مقدمہ بنایا ردالمحتار میں ہے اما منطق الاسلامیین الذی مقدماتہ قواعد اسلامیۃ فلا وجہ للقول بحرمتہ بل سماہ الغزالی معیار العلوم وقد الف فیہ علماء الاسلام ومنھم المحقق ابن الھمام فانہ اتی منہ ببیان معظم مطالبہ فی مقدمۃ کتابہ التحریر الاصولی ہاں علم آلی ہے بقدر آلیت اشتغال چاہئے اوس میں منہمک ہوجانے والاسفیہ جاہل اور مقاصد اصلیہ سے محروم و غافل ہے اسی طرح بہت اجزائے حکمت مثل ریاضی ہندسہ و حساب و جبر و مقابلہ وارثماطیقی و مساحت و مرایا و مناظر و جرثقیل و علم مثلث کروی و مثلث مسطح و سیاست مدن و تدبیر منزل و مکائد حروب و فراست و طب و تشریح و بیطرہ و بیزرہ و علم زیجات و اسطرلاب و آلات رصدیہ و مواقیت و معادن و نباتات و حیوانات و کائنات الجو و جغرافیہ وغیرہا بھی شریعت مطہرہ سے مضادت نہیں رکھتے بلکہ اون میں بعض بلا واسطہ

بعض بالواسطہ امور دینیہ میں نافع و معین اور بعض دیگر دُنیا میں بکار آمد ہیں اگرچہ مقاصد اصلیہ کے سوا حاجت سے زیادہ کسی شے میں توغل فضولی و بیہودگی ہے ومن حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ خصوصًا علم طب کا مفید و محمود و محتاج الیہ ہونا تو ظاہر یوہیں فرائض کے لئے ضروری حساب اور ہمیں معرفت صحیحہ اوقات طلوع فجر کاذب و صادق و شمس وضحوۂ کبرٰی واستوا وظل ثانی غایۃ الارتفاع ومثل اول وثانی و غروب شمس و شفق احمر و ابیض کہ نماز وسحری وافطار وغیرہا امور دینیہ و مسائل شرعیہ میں اون کی سخت حاجت عامہ کو بروجہ تحقیق بقدر قدرت بشری بے علم زیجات یا آلات رصدیہ نامتصور ان کی ناواقفی سے بہت لوگ سخت غلطیوں میں مبتلا رہتے ہیں مثلاً اذہان عامہ میں جما ہوا ہے کہ جس وقت توپ چلی اور جس گھڑی میں بارہ بجے استوار ہوگیا جب تک وقت ظہر نہ آیا تھا اور اوس کے بعد شروع ہوگیا حالانکہ دونوں غلط بعض موسموں میں ہنوز توپ چلنے بارہ بجنے میں پاؤ گھنٹہ یا زائد باقی ہوتا ہے کہ وقت ظہر ہوگیا اور بعض میں سوا بارہ بجے بھی وقت ظہر نہیں ہوتا اوقات سحری وافطار میں عوام بعض جہال کی جنتریوں یا ناواقف پڑھے لکھوں کی فہرستوں پر عمل کرتے اور بلاوجہ بزعم احتیاط دونوں جانب تعجیل سحور و تاخیر افطار سے ترک سنّت مؤکدۂ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر مصر رہتے ہیں بعض حضرات بنام حفظ سنّت تاخیر سحور و تعجیل افطار میں حد سے متجاوز ہوکر صحت و بطلان صوم کو حالت شک میں ڈال دیتے ہیں یہ سب علم زیجات سے ناواقفی پر مبنی ہے ابھی چند سال ہوئے گنگوہ سے آئے ہوئے کچھ مسائل فقیر کے پاس بغرض استصواب آئے جن میں تین سوال متعلق ضحوۂ کبرٰی و نیت صوم و صلاۃ تھے بعض بے علم مفتیوں نے کہ آجکل بہت عامیوں کے معتمد ٹھہرے ہیں ان میں دو کا جواب تو قطعًا قلم انداز کیا ایک کا جواب جو دیا نہ دینا اوس سے ہزار درجہ بہتر تھا وہ فاحش غلطیاں کیں جن سے احکام شرعیہ یکسر منقلب ہوگئے یہ وہی ناواقفی علم زیجات و میقات تھی زید و عمرو پدر و پسر نے ایک تاریخ معین میں دو مختلف شہروں میں ٹھیک طلوع شمس کے ساتھ انتقال کیا ناواقف فرائض دان بخیال اتحاد وقت موت مطلقًا حکم عدم توریث کرے گا اور واقف اطوال و عروض بلاد و دقائق مرئیہ قطر شمس و مطالع بلدیہ بروج مستخرجہ عند تقارب الامر خصوصًا وقت وقوع بلدہ جات عرض و دسواج سواجیبا کما ھوالغالب بموامرۂ زیج نہ بمجرد تعدیل مابین السطرین کے لحاظ سے حکم صحیح کرے گا جامع الرموز میں ہے انھم قالوا لومات زید وقت الطلوع من اول رمضان مثلا بالصین کان ترکتہ لاخیہ عمر وقد مات فیہ بسمرقند مع انھما لوماتا معالم یرث احدھما عن الاٰخر کما تقرر یوہیں بعض مسائل حیض و نفاس و مدت وغیرہا میں بھی ان علوم کی حاجت مثلاً عورت ٹھیک وقت غروب شمس حائضہ ہوئی پھر سفر کیا دسویں دن وہاں ٹھیک وقت غروب دم منقطع ہوا ناواقف مطلقًا اسے عشرہ کاملہ حیض جان کر انقطاع للاکثر کے احکام جاری کرے گا اور واقف بلحاظ امور معلومہ کبھی انقطاع للاقل کہے گا کبھی زیادۃ علی العشرہ پر آگاہ ہوکر عادت سے جو دن زائد ہوئے اونھیں استحاضہ مانے گا یوہیں اگر شہر دیگر میں تیسرے دن وقت غروب انقطاع ہوا ناواقف مطلقًا حیض اور واقف کبھی استحاضہ جانے گا کہ تقادیر حیض میں ایسی ہی تدقیق معتبر ہے شرح نقایہ میں ہے

رد المحتار میں ہے ای سدس القرص غور کیجئے کتنا تفاوت احکام ہوگیا اور تعلیقات میں تو ہزارہا صورتیں نکلیں گی جن کا حکم بے ان علوم کے ہرگز نہ کھلے گا اور فقیہ کو ان کی طرف رجوع سے چارہ نہ ملے گا کما لا یخفٰی علٰی من اوتی حظا منھا تو مطلقًا علوم عقلیہ کے تعلیم و تعلم کو ناجائز بتانا یہاں تک کہ بعض مسائل صحیحہ مفیدہ عقلیہ پر اشتغال کے باعث توضیح و تلویح جیسے کتب جلیلہ عظیمہ دینیہ کے پڑھانے سے منع کرنا سخت جہالت شدیدہ و سفاہت بعیدہ ہے ہاں اکثر طبعیات و عامہ الٰہیات فلاسفہ مخذولین صدہا کفر صریح و شرک جلی پر مشتمل مثلاً زمان و حرکت و افلاک و ہیولٰی و صورت جرسیہ و نوعیہ و سطقسات و انواع موالید و نفوس کا قدم اور خالقیت عقول مفارقہ و انکار فاعل مختار و علم جزئیات و حشر اجساد و جنت و نار و احالہ خرق افلاک و اعادۂ معدوم و صدور کثیر عن الواحد وغیرہا اور ان کے سوا اور اجزاء و فروع فلسفہ بھی کفریات صریحہ و محرمات قبیحہ سے مملو ہیں مثلاً علم طلسمات و نیرنجات و جزء التاثیر من علم النجوم و احکام زائچہ عالم و زائچہ موالید و تسییرات و فردارات و سیمیا وغیرہا یہ تو درس میں داخل نہیں طبعیات و الٰہیات پڑھائے جاتے ہیں **فاقول** وباللہ التوفیق انصافًا اون کی تعلیم و تعلم زہر مہلک و نار محرق ہے مگر بچند شروط اولاً انہماک فلسفیات و توغل مزخرفات نے معلم کے نور قلب کو منطفی اور سلامت عقل کو منتفی نہ کر دیا ہو کہ ایسے شخص پر خود ان علوم ملعونہ سے یک لخت دامن کشی فرض اور اوس کی تعلیم سے ضرر اشد کی توقع **ثانیًا** وہ عقائد حقہ اسلامیہ سنیہ سے بروجہ کمال واقف و ماہر اور اثبات حق و ازہاق باطل پر بعونہ تعالٰی قادر ہو ورنہ قلوب طلبہ کا تحفظ نہ کرسکے گا **ثالثًا** وہ اپنی اس قدرت کو بالتزام

تام ہر سبق کے ایسے محل و مقام پر استعمال بھی کرتا ہے ہرگز کسی مسئلہ باطلہ پر آگے نہ چلنے دے جب تک اوس کا بطلان متعلم کے ذہن نشین نہ کردے غرض اوس کی تعلیم کا رنگ وہ ہو جو حضرت بحرالعلوم قدس سرہ الشریف کی تصانیف شریفہ کا ہے **رابعًا** متعلم کو قبل تعلیم خوب جانچ لے کہ پورا سنی صحیح العقیدہ ہے اور اوس کے قلب میں فلسفہ ملعونہ کی عظمت و وقعت متمکن نہیں۔ **خامسًا** اس کا ذہن بھی سلیم اور طبع مستقیم دیکھ لے بعض طبائع خواہی نخواہی زیغ کی طرف جاتے ہیں حقانیات اون کے دلوں پر کم اثر کرتی اور جھوٹی جلد پیر جاتی ہے قال اللہ تعالٰی وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا ۚ وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا ۚ بالجملہ گمراہ ضال یا مستعد ضلال کو اس کی تعلیم حرام قطعی ہے ع اے لوری کوئی دیت ہے متوازن ہتھار **سادسًا** معلم و متعلم کی نیت صالحہ ہو نہ اغراض فاسدہ **سابعًا** تنہا اوسی پر قانع نہ ہو بلکہ دینیات کے ساتھ ان کا سبق ہو کہ اس کی ظلمت اوس کے نور سے منجلی ہوتی رہے ان شرائط کے لحاظ کے ساتھ بعونہ تعالٰی وس کے ضرر سے تحفظ رہے گا اور اس تعلیم و تعلّم سے انتفاع متوقع ہوگا کہ ؎ علمت الشر لا للشر لکن لتوقیہ ٭ فمن لم یعرف الشر فیو ما یقع فیہ ٭ تشحیذ اذہان ہوگی ضلالات فلسفہ کے رد پر قدرت ملے گی بہت بد مذہب کہ مناظرات میں کفار فلاسفہ کا دامن پکڑتے ہیں اون کی دنداں شکنی ہو سکے گی انھیں اغراض سے درس نظامی میں یہ کتب رکھی گئی تھیں کہ اب شدہ شدہ ازکجا تا کجا نوبت پہنچی یہاں تک کہ بہت حمقا کے نزدیک یہی جہالات باطلہ علوم مقصودہ قرار پا گئیں جس کی شناعت کا قدرے بیان فقیر نے اپنے رسالہ **مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید** میں کیا و باللہ التوفیق واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ اتم احکم۔

جواب سوال دوم

کلام قدمار و اصول فقہ کی سمجھ میں طبعیات والٰہیات فلسفہ کی اصلا حاجت نہیں وقال اللہ تعالٰی وَاَوْفُوْا بِالْعَھْدِ ۚ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْـُٔوْلًا ہاں منطق بلا شبہہ مفید و بکار آمد اور اکثر جگہ محتاج الیہ ہے میبذی و صدرا و شمس بازغہ و امثالہا کے استثنا سے درس عامہ میں جو عقلیات خالصہ یا نقلیات ممتزجہ صغرٰی و کبرٰی وایساغوجی و قال اقول و میر ایساغوجی و قطبی و میر قطبی و شرح تہذیب و میبذی و جلالی و حاشیہ سید زاہد و حاشیۃ الحاشیہ مولانا بحرالعلوم و سلم و ملا حسن و حمداللہ و قاضی و رسالہ قطبیہ و شرح سید زاہد و حاشیہ غلام یحیٰی و شرح عقائد نسفی و جلالی و خیالی و تحریر اقلیدس و تصریح شرح تشریح و شرح چغمنی و مسلم الثبوت و شرح مواقف و میر زاہد امور عامہ پڑھائی جاتی ہیں فہم کلام و اصول و نیز تشحیذ اذہان و تمرین عقول کے لئے بس ہیں اخذ عہد میں مراد استاد اگر وہی کتب محرمہ تھیں جب تو ظاہر کہ ان میں حرج نہیں ورنہ بشرط حاجت بنظر حاجت و رعایت شرائط و صحت نیت تعلیم کرسکتا ہے اگر عہد مؤکد بقسم تھا تو کفارۂ یمین ہے ورنہ نہیں اخرج الائمۃ احمد والشیخان عن عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا حلفت علی یمین فرأیت غیرھا خیرا منھا فات الذی ھو خیر وکفر عن یمینک۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ از اٹاوہ مرسلہ مولوی وصی علی صاحب نائب ناظر کلکٹری اٹاوہ ۲ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ ماقولکم رحمکم اللہ تعالٰی فی جوابات ھذہ الاسوالات۔

سوال اول۔ پائجامے دو طرح کے فی زماننا اکثر مروج و مستعمل ہیں اول غرارہ دار فراخ پائچہ جس کا استعمال بیشتر بزرگان دین کرتے ہیں اور اکثر علما و صلحا و اولیائے امت محمدیہ کے لباس میں داخل ہے۔ **دوم**۔ پائچہ عوام مومنین اور بعض خواص علی الخصوص پچھاں کی طرف کے باشندے استعمال کرتے ہیں ان دونوں میں سے کون باعتبار شرع شریف کے افضل واستر ہے اور کس کے استعمال کی بات شرع سے صریح رخصت ہوسکتی ہے بینوا توجروا۔

الجواب

اصل سنت سترۂ فعلیۂ حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلیہم اجمعین ازار یعنی تہبند ہے اگرچہ ایک حدیث میں مروی ہوا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ سے عرض کی کیا حضور پاجامہ پہنتے ہیں فرمایا اجل فی السفر والحضر وباللیل والنھار فانی امرت بالستر فلم اجد شیئا استر منہ ہاں سفر و حضر میں شب و روز پہنتا ہوں اس لیے کہ مجھے ستر کا حکم ہوا میں نے اوس سے زیادہ ساتر کسی شے کو نہ پایا رواہ ابویعلی وابن حبان فی الضعفاء والطبرانی فی الاوسط والدارقطنی فی الافراد والعقیلی فی الضعفاء عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مگر یہ حدیث بشدت ضعیف ہے حتی ان ابا الفرج اوردہ علی عادتہ فی الموضوعات والصواب کما بینہ الامام السیوطی واقتصر علیہ الحافظ ابن حجر وغیرہ انہ ضعیف فقط تفرد بہ یوسف بن زیاد الواسطی واہ ہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اوسے خریدنا بسند صحیح ثابت ہے رواہ الائمۃ احمد والاربعۃ وابن حبان وصححہ عن سوید بن قیس واحمد والنسائی فی قصۃ

اخرجہ عن مالک بن عمیرۃ الاسدی رضی اللہ تعالٰی عنہما اور ظاہر یہی ہے کہ خریدنا پہننے ہی کے لئے ہوگا بہر حال اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم زمانۂ اقدس میں باذنِ اقدس پاجامہ پہنتے کما فی الہدی والمواہب وشرح سفر السعادۃ وغیرہا امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ روزِ شہادت پاجامہ پہنے تھے کما فی تھذیب الامام النووی وغیرہ ایک حدیث میں ہے کہ سیدنا موسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام روزِ مکالمۂ طور اُون کا پاجامہ پہنے تھے رواہ الترمذی واستغربہ والحاکم وصححہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان علی موسٰی یوم کلمہ ربہ کساء صوف وکمۃ صوف وجبۃ صوف وسراویل صوف وکانت نعلاہ من جلد حمار میت دوسری حدیث میں ہے کہ سب میں پہلے جس نے پاجامہ پہنا ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ ہیں رواہ ابونعیم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول من لبس السراویل ابراھیم الخلیل تیسری حدیث میں ہے حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی اُمت سے پاجامہ پہننے والی عورتوں کے لیے دُعائے مغفرت کی اور مردوں کو تاکید فرمائی کہ خود بھی پہنیں اور اپنی عورتوں کو پہنائیں کہ اوس میں ستر زیادہ ہے رواہ الترمذی والعقیلی فی الضعفاء وابن عدی والدیلمی عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ بلفظ اللھم اغفر للمتسرولات من امتی یایھا الناس اتخذوا السراویلات فانھا من استر ثیابکم وخصوصا من نساءکم وفی الحدیث قصۃ وفی اسانیدہ مقال ربما یتقوی بتعدد طرقہ خلافا لصنیع ابی الفرج بالجملہ پاجامہ پہننا بلاشبہہ مستحب بلکہ سنّت ہے ان لم یکن فعلا فقولا والا فلا اقل من الاستنان تقریرا کما علمت لاجرم فتاوٰی عالمگیریہ میں فرمایا لبس السراویل سنۃ وھو من استر الثیاب للرجال والنساء کذا فی الغرائب اور روایات میں کوئی تخصیص پائچہ فراخ وتنگ کی نظر سے نہ گزری یہ عادات قوم وبلد پر ہے مگر فراخ کے یہ معنی کہ عرض کے پائچے نہ غرارے دار جس میں کلیاں ڈال کر گھیر بڑھایا جاتا ہے یہ مردوں کے لیے بلاشبہہ ناجائز ہے کہ ان بلاد میں کلیوں دار پائچے خاص لباس عورات ہیں اور عورتوں سے تشبیہ حرام مرد اگر پہنتے ہیں تو وہی زنانے یا نقال یا بدوضع فساق ان لوگوں سے بھی مشابہت ممنوع ہے کما نص علیہ فی الخانیۃ وغیرھا من معتمدات المذھب یوہیں طول میں نہ ٹخنوں سے زائد ہو کہ لٹکتے ہوئے پائچے اگر براہِ تکبر ہوں تو حرام وگناہ کبیرہ ورنہ مردوں کے لیے مکروہ وخلاف اولٰی ہندیہ میں ہے اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیہ کذا فی الغرائب۔ اُسی میں ہے یکرہ للرجل لبس السراویل المخرفجۃ وھی التی تقع علی ظھر القدمین کذا فی الفتاوی العتابیۃ گھٹنوں کے قریب ہو جیسا آجکل جہال وہابیہ نے اختراع کیا ہے کہ فراخ پائچے جب اتنے چھوٹے ہوں گے تو بیٹھنے لیٹنے میں ران کا کوئی حصہ کھل جانا مظنون بلکہ مشاہد ہے شرعِ مطہر کی عادت کریمہ ہے کہ ایسی جگہ جب ایک مقدار کو فرض فرماتی ہے اوس کی تکمیل وتوثیق کے لیے ایک حدِ معتدل تک اوس سے زیادت کو سنّت بناتی ہے عورتوں کا سارا پاؤں عورت تھا اونھیں ایک بالشت ازار یا پائچے لٹکانے کا حکم عزیمت اور دو بالشت تک رخصت ہوئی کہ قدم ہی تک رکھتیں تو حرکات میں بعض حصۂ ساق یا کعب کھل جاتا روی النسائی وابوداود والترمذی وابن ماجہ عن ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کم تجر المرأۃ من ذیلھا قال شبرا قالت اذا ینکشف عنھا قال فذراع لاتزید علیہ یوہیں مرد کا ستر عورت گھٹنے کے نیچے تک ہے تو فراخ پائچہ جب وہیں تک ہوگا حرکات میں کوئی حصہ زانو یا ران منکشف ہوجائے گا لہٰذا نیم ساق تک عزیمت اور کعبین تک رخصت ہوئی کہ تقریبًا وہی ایک اور دو بالشت کا حساب ہے فی المواھب وشرحہ للعلامۃ الزرقانی حاصل ماذکر فی ذلک فی الاحادیث ان للرجال حالین حال استحباب وھو ان یقتصر بالازار وغیرہ علی نصف الساق وحال جواز وھو الی الکعبین وکذلک للنساء حالان حال استحباب وھو مایزید علی ماھو زائد للرجال بقدر ذراع اھ یوہیں تنگ پائچے بھی نہ چوڑیوں دار ہوں نہ ٹخنوں سے نیچے نہ خوب چست بدن سے سلے کہ یہ سب وضع فساق ہے اور ساتر عورت کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جو پیشین گوئی فرمائی کہ نسار کاسیات عاریات عورتیں ہوں گی کپڑے پہنے ننگیاں اس کی وجوہ تفسیر سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ایسے تنگ چُست ہوں گے کہ بدن کی گولائی فربہی انداز اوپر سے بتائیں گے جیسے بعض لکھنؤ والیوں کی تنگ شلواریں چُست کُرتیاں ردالمحتار میں ہے فی الذخیرۃ وغیرھا ان کان علی المرأۃ ثیاب فلا باس ان یتأمل جسدھا اذا لم تکن ثیابھا ملتزقۃ بھا بحیث تصف ما تحتھا وفی التبیین قالوا ولاباس بالتأمل فی جسدھا وعلیھا ثیاب مالم یکن ثوب یبین حجمھا فلا ینظر الیہ حینئذ لقولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام من تأمل خلف امرأۃ ورأی ثیابھا حتی تبین لہ حجم عظامھا لم یرح رائحۃ الجنۃ ولانہ متی کان یصف یکون ناظرا الی اعضائھا اھ ملخصا نہ بہت اونچے گھٹنوں کے قریب ہوں کہ تنگ پائچوں میں اگرچہ احتمال کشف نہیں مگر پاؤں تک کے لباس میں جو حدِ مسنون ہے اوس سے تجاوز بافراط ہوا شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رسالہ آداب اللباس میں فرماتے ہیں ہمبریں قیاس سراویل کہ در عجم متعارف ست و

آں را شلوار می گویند بمقدار ازار آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باشد واگر زیر شتا لنگ باشد یا دو سہ چین واقع شود بدعت وگناہ است پھر یہ افراط بدعت وہابیہ ہند ہے تو اون سے تشبیہ مکروہ۔ غرض ڈھیلے پائچے جب اون قباحتوں اور تنگ ان شناعتوں سے پاک ہوں تو دونوں شرعاً مرخص وپسند اور ادائے مستحب میں کافی وبسند ہیں ہاں غالب عادات علما واولیا میں وہی عرض کے پائچے دیکھے گئے اور اونھیں کو اصل سنت فعلیہ یعنی تہبند سے زیادہ مشابہت کما لایخفی واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم۔ طوائف مریضہ اگر مطب میں آوے تو اوس کا علاج کرنا معصیت ہے یا نہیں دوسری صورت میں اعانت بر معصیت ہونے میں کوئی شبہ ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر معالجہ زن فاحشہ سے طبیب خود یہی نیت کرے کہ یہ ارتکاب معاصی کے قابل ہو جائے ناسازی طبیعت کہ مانع گناہ ہے زائل ہو جائے جب تو اوس کے عاصی ہونے میں کلام نہیں فانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی اور اگر اس کی یہ نیت نہیں بلکہ عام معالجے جس نیت محمودہ یا مباحہ سے کرتا ہے وہی غرض یہاں بھی ہے تو اگر مرض ایذا دہندہ ہے جیسے کہ اکثر امراض یوہیں ہوتے ہیں جب تو اصلا حرج نہیں نہ اسے اعانت معصیت سے علاقہ بلکہ نفع رسانی مسلمہ یا دفع ایذائے انسان کی نیت ہے تو اجر پائے گا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی کل ذات کبد حراء اجر ہر جگہ گرم یعنی ہر جاندار کی نفع رسانی میں ثواب ہے رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ واحمد عن ابن عمرو بن العاص وکابن ماجہ عن سراقۃ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنھم اور اگر مرض سے کوئی ایذا نہیں صرف موانع زنا سے ہے جس کے سبب اوس کا معالجہ ایک زانیہ عورت کے لئے کوئی نفع رسانی نہ ہوگا بلکہ زنا کا راستہ صاف کرے گا مثلاً عارضہ رتق یا شدت وسعت (نہ بوجہ سیلان رطوبت) کہ فی نفسہ موذی نہیں مگر اوس کا اشتہار باعث سردی بازار زنان زناکار ہے ایسے معالجہ کو جب کہ امور مذکورہ پر طبیب مطلع ہو اگرچہ برقیاس قول صاحبین من وجہ اعانت کہہ سکیں مگر مذہب امام رضی اللہ تعالٰی عنہ پر یہ بھی داخل ممانعت نہیں کہ یہ تو پاک نیت سے صرف اوس کا علاج کرتا ہے گناہ کرنا نہ کرنا اوس کا اپنا فعل ہے جیسے راج کا گرجا یا شوالہ بنانا یا مکان رنڈی زانیہ کو کرایہ پر قال فی الخانیۃ لو آجر نفسہ یعمل فی الکنیسۃ ویعمرھا لا باس بہ لانہ لا معصیۃ فی عین العمل ہدایہ میں ہے من آجر بیتا لیتخذ فیہ بیت نار او کنیسۃ او بیعۃ ویباع فیہ الخمر بالسواد فلا باس بہ وھذا عند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال سوم۔ اکثر عورات طوائف اپنے باغ کی پیداواری میں سے کبھی کبھی کچھ ترکاری یا پودینہ یا اور پھلوں میں سے اور کبھی شیرینی گاگلے کھچڑا وغیرہ بطور ہدیہ وتحفہ کے بھیجا کرتی ہیں اون کا لینا عام مسلمانوں کو یا اوس کے طبیب معالج کو شرعاً کیا حکم رکھتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

رنڈیوں کے مال پانچ قسم ہیں ایک وہ چیز جو اونھیں کسی فعل حرام مثل زنا یا غنا یا رقص کی اُجرت یا آشنائی کی رشوت میں دی گئی یہ نقد ہو یا جنس مطلقاً حرام اور حکم مغصوب میں ہے کہ وہ خود اوس کی مالک نہیں ہوتیں کما نص علیہ فی الھندیۃ والدر المختار وغیرہما دوسرے وہ چیز جو اونھوں نے اوس جنس حرام سے حاصل کی مثلاً کسی نے اُجرت یا رشوت مذکورہ میں کچھ تھان گلبدن کے دیئے رنڈی نے اونھیں بیچ کر روپیہ حاصل کیا یا اون تھانوں سے نارنج وغیرہ خرید کیا یہ بھی مطلقاً حرام ہے فان الحرام اذا کان کان البدل ایضاً۔

تیسرے وہ چیز جو اونھوں نے اوسی نقد حرام کے بدلے یوں خریدی کہ اوس کے نقد پر عقد ونقد جمع ہوا یعنی وہی اٹھا دیا مثلاً جو روپیہ رنڈی کو رشوت یا اُجرت میں ملا یا رشوت واُجرت میں ملے ہوئے مثلاً تھانوں کو بیچ کر حاصل کیا اوس نے بائع کو وہی روپیہ دکھا کر کہا کہ اس کے عوض شیرینی یا گیہوں یا گوشت یا فلاں کی تخم یا درخت کی قلم دیدے یا روپیہ اوس کے سامنے ڈال دیا کہ فلاں فلاں چیز دے اوس نے دیں اوس نے وہی زر حرام ثمن میں دے دیا اس صورت میں بھی جو کچھ حاصل کیا مذہب صحیح پر سب حرام وغصب ہے وقول من قال بحلہ لعدم تعلق العقد بعینہ بل مثلہ لعدم تعینہ وان کان قیاسا لکنہ خلاف الاستحسان کما افادہ فی الفتح چوتھی وہ چیز کہ نقد حرام سے خریدی مگر عقد وادا دونوں مال حرام پر جمع نہ ہوئے مثلاً زر حرام کہ خود اُجرت ورشوت میں ملا یا ایسی جنس جو پائی تھی اوسے بیچ کر حاصل کیا وہ روپیہ دکھا کر کہا کہ اس کے عوض دیدے جب اوس نے دی ثمن میں حلال روپیہ دیا وہ حرام روپیہ الگ کرلیا

یہاں عقد حرام پر ہوا مگر ادا اوس سے نہ ہوئی یا بغیر روپیہ دکھائے یا اوس کی طرف اشارہ کیے یوہیں کہا کہ ایک روپیہ کی فلاں شے دے اوس نے دی اب ثمن میں زرِ حرام دیا کہ یہاں ادا تو اوس سے ہوئی مگر عقد اوس پر واقع نہ ہوا تھا اس صورت میں علما مختلف ہیں بہت سے علما اسے بھی حرام مطلق بتاتے ہیں فان الفساد اذا کان لعدم الملک عمل فیما یتعین ومالا یتعین اصلا وبدلا علی الاطلاق اور بہت علما نے امام کرخی رحمہ اللہ تعالٰی کے قول پر فتوٰی دیا کہ یوں جو چیز مول لے وہ حرام نہیں نقد حرام کی خباثت اوس کے بدل میں جبھی آتی ہے کہ عقد و ادا دونوں اوس پر مجتمع ہوں تنویر الابصار میں ہے بہ یفتی ومثلہ فی الذخیرۃ وغیرھا کما فی جامع الرموز وعلیہ مشت المتون المعتمدۃ کالنقایۃ والاصلاح والغرر پانچویں مال حلال مثلاً رنڈی نے کسی سے قرض لیا یا اوسے گانے ناچنے زنا وغیرہ محرمات کی اُجرت اور آشنائی کی رشوت سے جدا کسی نے ویسے ہی کچھ انعام دیا ہبہ کیا یا سینے پرونے وغیرہا افعال جائزہ کی اُجرت میں لیا کہ یہ سب حلال ہے اور اس سے جو کچھ حاصل کیا جائے گا وہ بھی حلال ہے فی فتاوی الامام قاضی خاں الرجل اذا کان مطربا مغنیا ان اعطی بغیر شرط قالوا یباح وان کان یاخذہ علی شرط رد المال علی صاحبہ ان کان یعرفہ وان لم یعرفہ یتصدق بہ اھ وتفصیل القول فی اعظم من فتاوٰینا پس اگر معلوم ہو کہ یہ تحفہ جو وہ لائی ہے اگلے تین مالوں سے ہے تو طبیب وغیر طبیب کسی کو لینا جائز نہیں اور اگر معلوم ہو کر قسم پنجم سے ہے تو سب کو لینا حلال اور قسم چہارم میں لیلے تو گنہگار نہیں۔ یہ سب اوس حال میں ہے کہ تحفہ کا حال اس لینے والے کو معلوم ہو کہ کس قسم کا ہے اور بحال عدم علم جب کہ اوس کا اکثر مال وجہ حرام سے ہو کہ رنڈیوں میں غالب یہی ہے تو بہت علما اوس کا تحفہ لینا مطلقاً حرام بتاتے ہیں جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ خاص چیز وجہ حلال سے ہے مگر اصل مذہب و قول صحیح ومعتمد یہ ہے کہ بحال ناواقفی لینا جائز ہے جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ خاص چیز وجہ حرام سے ہے محرر مذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ وھو قول ابی حنیفۃ واصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنھم ذکرہ فی الھندیۃ عن الظھیریۃ عن ابی اللیث عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی تاہم شک نہیں کہ اگرچہ فتوٰی جواز ہے تقوٰی احتراز ہے وقد فصلنا القول فیہ فی فتاوٰنا واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از گیا لیار محکمہ ڈاک مرسلہ مولوی نورالدین احمد صاحب ۳ ذی القعدہ ۱۳۲۰ھ

مخدوم ومطاع نیازمندانا۔ آداب نیاز کے بعد عرض پرواز مسائل ذیل کے جواب عنایت فرمائے جاویں (۱) داڑھی کا ارسال تا بیکمشت تو معلوم ہے مگر اوس کے حدود کہاں تک ہیں یعنی چہرہ پر کل بال خواہ آنکھوں تک کیوں نہ ہوں داخل ریش ہیں یا کہاں تک اور خط بنوانے میں کہاں تک احتیاط مناسب ہے (۲) نیچے کے ہونٹ کے نیچے جو وسط میں ذرا سے بال چھوڑکر ادھر اُدھر منڈواتے ہیں جیسے کہ اس شکل میں اس کا منڈوانا درست ہے یا کچھ نہ منڈوائے خواہ لب زیریں کے نیچے سب بال ہی بال ہوں اور سوا مونھ کے کوئی جگہ نہ بچی ہو (۳) بال سر کے چھوڑنا تا گوش خواہ دوش تک یا سارے سر کے حجامت کرانا تو معلوم ہے لیکن چھوٹے چھوٹے بال بقدر تین چار حجامتوں کے رکھنا جیسا کہ آجکل شائع ہے اور پھر گردن پر سے اون کی درستی اور گردن کی صفائی یہ کہاں تک جائز ہے زیادہ نیاز۔

الجواب

جواب سوال اول۔ داڑھی قلموں کے نیچے سے کنپٹیوں جبڑوں ٹھوڑی پر جمتی ہے اور عرضاً اوس کا بالائی حصہ کانوں اور گالوں کے بیچ میں ہوتا ہے جس طرح بعض لوگوں کے کانوں پر رونگٹے ہوتے ہیں وہ داڑھی سے خارج ہیں یوہیں گالوں پر جو خفیف بال کسی کسی کے آنکھوں تک نکلتے ہیں وہ بھی داڑھی میں داخل نہیں یہ بال قدرتی طور پر موئے ریش سے جُدا وممتاز ہوتے ہیں اوس کا مسلسل راستہ جو قلموں کے نیچے سے ایک مخروطی شکل پر جانب ذقن جاتا ہے یہ بال اوس راہ سے جُدا ہوتے ہیں نہ ان میں موئے محاسن کے مثل قوت نامیہ ان کے صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بسا اوقات ان کی پرورش باعث تشویہ خلق وتقبیح صورت ہوتی ہے جو شرعاً ہرگز پسندیدہ نہیں غرائب میں ہے کان ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما یقول للحلاق بلغ العظمین فانھما منتھی اللحیۃ یعنی حدھا ولذلک سمیت لحیۃ لان حدھا اللحی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری باب تقلیم الاظفار میں تعریف علامہ ابن حجر مکی ہم لما نبت علی الخدین والذقن کو موہم پاکر اوس پر اعتراض فرمایا قلت علی الخدین لیس بشیئ ولو قال علی العارضین لکان صوابا اھ فتاوی عالمگیری میں ہے لا باس باخذ الحاجبین وشعر وجھہ مالم یتشبہ بالمخنث کذا فی الینابیع واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم۔ یہ بال بداہۃً سلسلۂ ریش میں واقع ہیں کہ اوس سے کسی طرح امتیاز نہیں رکھتے تو وہ نہیں داڑھی سے جُدا ٹھہرانے کی کوئی

وجہ وجیہ نہیں وسط میں جو بال ذرا سے چھوڑے جاتے ہیں جنھیں عربی میں عنفقہ اور ہندی میں بچی کہتے ہیں داخل ریش ہیں کما نص علیہ الامام العینی وعنہ نقل فی السیرۃ الشامیۃ ولھذا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہوا کہ جو کوئی اونھیں منڈاتا اوس کی گواہی رد فرماتے کما ذکرہ الشیخ المحدث فی مدارج النبوۃ توبچ میں یہ دونوں طرف کے بال جنھیں عربی میں فنیکین ہندی میں کوٹھے کہتے ہیں کیونکر داڑھی سے خارج ہوسکتے ہیں داڑھی کے باب میں حکم احکم حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعفوا اللحی واوفروا اللحی ہے تو اوس کے کسی جز کا مونڈنا جائز نہیں لاجرم علما نے تصریح فرمائی کہ کوٹھو نکا نتف یعنی اوکھیڑنا بدعت ہے امیر المومنین عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایسے شخص کی گواہی رد فرمائی غرائب میں ہے نتف الفنیکین بدعۃ وھما جنبا العنفقۃ وھی شعر الشفۃ السفلٰی وشھد رجل عند عمر بن عبد العزیز وکان ینتف فنیکیہ فرد شھادتہ اھ وعنھا نقل فی الھندیۃ الی قولہ السفلٰی وظاہر ان لااثر فی ذلک لخصوص النتف ففی معناہ الحلق وانما وقع التعبیر بہ نظرا الی ما کانوا تعودوہ کما فی قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتنتفوا الشیب وقول الفقہاء یکرہ نتف الشیب مع کراھۃ قصہ ایضا لشمول العلۃ وبہ تبین ان ما وقع فی المدارج الشریفۃ من ان فی حلق العنفقۃ وترکھا خلافا والافضل ترکھا اما حلق طرفیھا فلا باس بہ اھ معرباً محل تأمل حیث افادہ بظاہرہ کراھۃ التنزیہ وبمقابلتہ بافضلیۃ الترک الاباحۃ الخالصۃ مع ان العنفقۃ وطرفیھا جمیعا من اجزاء اللحیۃ وھی واجبۃ الاعفاء فلا ینبغی الاقدام علی ذلک مالم یثبت من حدیث صحیح او نص من امام المذھب صریح فلیتأمل ہاں اگر یہاں بال اس قدر طویل وانبوہ ہوں کہ کھانا کھانے پانی پینے کلی کرنے میں مزاحمت کریں تو اون کا قینچی سے بقدر حاجت کم کردینا روا ہے خزانۃ الروایات میں تاتارخانیہ سے ہے یجوز قص الاشعار التی کانت من الفنیکین اذا زحمت فی المضمضۃ او الاکل او الشراب یہ روایت بھی دلیل واضح ہے کہ بغیر اس مزاحمت کے اون بالوں کا کترنا بھی ممنوع ہے نہ کہ مونڈنا فان المفاھیم معتبرۃ فی الکتب وکلام العلماء بالاجماع ھذا ما عندی واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

جواب سوال سوم ۔ یہ نئی نئی تراشیں سب خلاف سنّت ہیں فی الھندیۃ عن التتارخانیۃ عن المضمرات ان السنۃ فی شعر الراس اما الفرق واما الحلق گردن کی صفائی سے اگر قفا یعنی گُدی کے بال مُنڈانا مُراد ہے جس طرح آجکل بعض جہال کا معمول تو یہ صرف پچھنوں کی ضرورت سے جائز ہے بلاضرورت مکروہ فی الھندیۃ عن الینابیع عن الامام الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ یکرہ ان یحلق قفاہ الاعند الحجامۃ اور اگر ان رونگٹوں کا صاف کرنا مقصود جو گُدی کے نیچے صفحہ گردن پر تھوڑے تھوڑے متفرق نکلتے ہیں تو ظاہرا موئے سینہ وپشت کے حکم میں ہونا چاہئے کہ جائز ہے اور ترک بہتر فی الھندیۃ عن القنیۃ فی حلق شعر الصدر والظھر ترک الادب اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از گلگٹ مرسلہ سردار امیر خاں ملازم کپتان اسٹوٹ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں

سوال اوّل

ایک ڈنڈی دار پیالے میں جس میں کچھ بال نہ پڑا ہو اگر ہم نے اوس میں چاہ بنائی اوس کو قوم نصارٰی نے آکر ڈنڈی پکڑ کر صرف اوٹھالیا وہ چاہ ہم کو پینا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

جائز ہے مسلمانوں کے مذہب میں چھوت نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم جو شخص اپنا ستر غلیظ کھول کر خواہ مخواہ ہر شخص کے سامنے آوے وہ کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

فاسق فاجر سخت تعزیر شدید کا مستحق ہے حدیث میں اوس پر لعنت آئی کہ لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان عن الحسن مرسلا عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از مارہرہ مطہرہ مرسلہ حضرت میاں صاحب قبلہ دام ظلہم العالی ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک فاحشہ مسلمہ سے پردہ جو آیا ہے وہ جس مصلحت سے معلوم ہے مگر ایسا موقع ہو کہ باہم فاحشہ اور غیر فاحشہ مسلمہ قرابت اخت عینی کی رکھتے ہوں تو وہ بھی اس حکم میں داخل ہے یا نہیں اور اگر کبھی کبھی بتقاضائے محبت خون اوسے اپنے سے مل لینے دے تو کیا مرتکب کبیرہ ہوگی۔ بینوا توجروا۔

الجواب

قول علما لاینبغی للمرأۃ الصالحۃ ان تنظر الیھا المرأۃ الفاجرۃ کما فی السراج الوھاج والھندیۃ وردالمحتار اور اسی طرح ارشاد الٰہی عزوجل وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ ہر صورت کو عام ہے اور مصلحت بھی عام بلکہ ایسی قرابت قریبہ میں بُرا اثر پڑنے کا زیادہ احتمال کہ اجنبیہ سے نہ اتنا میل ہوتا ہے نہ اوس کی طرف اتنا میل وانما جرتو لامثال ھذا الابعد من القطع المنھی عنہ فقد صح مثلہ عن الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم فی اقل من ھذا منھم عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما ہاں یہ حکم احتیاطی ہے اگر نادراً کبھی کچھ دیر کو اوسے مل لینے دے تو کبیرہ نہیں کما یدل علیہ قولھم لاینبغی مگر احتیاط ضروری ہے جب دیکھے کہ اب کچھ بھی بُرا اثر پڑتا معلوم ہوتا ہے فوراً انقطاع کلی کرے اور اوس کی صحبت کو آگ جاننے اور انصاف یہ ہے کہ بُرا اثر پڑتے معلوم نہیں ہوتا اور جب پڑ جاتا ہے تو پھر احتیاط کی طرف ذہن جانا قدرے دشوار ہے لہٰذا امان و سلامت جُدا رہنے ہی میں ہے وباللہ التوفیق مولانا قدس سرہ العزیز مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎ تا توانی دور شو از یار بد ؛ یار بد بدتر بود از مار بد ؛ مار بد تنہا ہمیں برجاں زند ؛ یار بد برجان و بر ایماں زند ؛ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از دھام پور ضلع بجنور مرسلہ حافظ بنیاد علی صاحب ۸ محرم الحرام ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوم عشرہ میں سبیل لگانے اور کھانا کھلانے اور لنگر لُٹانے کے بارہ میں دیو بند کے علما ممانعت کرتے ہیں و نیز کتب شہادت کو بھی جو امر صحیح ہو عندالشرع ارقام فرمائیں اور مجلس محرم میں ذکر شہادت اور مرثیہ سُننا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور خالصًا لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبہ ائمہ اطہار مقصود ہو بلاشبہ بہتر و مستحب و کار ثواب ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا کثرت ذنوبک فاسق الماء علی الماء تتناثر کما یتناثر الورق من الشجر فی الریح العاصف جب تیرے گناہ زیادہ ہوجائیں تو پانی پر پانی پلا گناہ جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے رواہ الخطیب عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح کھانا کھلانا لنگر بانٹنا بھی مندوب و باعث اجر ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ عزوجل یباھی ملٰئکتہ بالذین یطعمون الطعام من عبیدہ (اللہ تعالیٰ اپنے اون بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے (کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کر رہے ہیں) رواہ ابوالشیخ فی الثواب عن الحسن مرسلا لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں کچھ زمین پر گرتی ہیں پاؤں کے نیچے آتی ہیں یہ منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی بے تعظیمی ہے بہت علما نے تو روپیوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دولھن دولھا کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپیہ پیسہ کو اللہ عزوجل نے خلق کی حاجت روائی کے لیے بنایا ہے تو اوسے پھینکنا نہ چاہیے پھر روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے بزازیہ کتاب الکراھۃ النوع الرابع فی الھدایۃ والمیراث میں ہے ھل یباح نثر الدراھم قیل لا وقیل لاباس بہ وعلی ھذا الدنانیر والفلوس وقد یستدل من کرہ بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الدراھم والدنانیر خاتمان من خواتیم اللہ تعالیٰ فمن ذھب بخاتم من خواتیم اللہ تعالیٰ قضیت حاجتہ کتب شہادت جو آجکل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایات باطلہ پر مشتمل ہیں یونہیں مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سُننا سب گناہ و حرام ہے حدیث میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المراثی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا رواہ ابوداود والحاکم عن عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے ہی ذکر شہادت کو امام حجۃ الاسلام وغیرہ علمائے کرام منع فرماتے ہیں کما ذکرہ الامام ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک یا اہلبیت یا صحابی کی توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو نہ وہاں بین یا نوحہ یا سینہ کوبی یا گریبان دری یا ماتم یا تصنع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ ہوں تو ذکر شریف فضائل و مناقب حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلاشبہ موجب ثواب و نزول رحمت

ہے عند ذکر الصلحین تنزل الرحمۃ ولہٰذا امام ابن حجر مکی بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں ماذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین وما بعدہ لاینافی ماذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبراءتھم من کل نقص بخلاف ما یفعلہ الوعاظ والجہلۃ فانھم یاتون بالاخبار الکاذبۃ والموضوعۃ ونحوھا ولا یبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۰ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں زید اور عمرو نے مال بشراکت خرید کیا پھر زید نے عمرو سے کہا تم اس کو لو یا مجھے دو زید نے نفع دے کرے لیا عمرو سے عمرو نے پھر کہا زید سے تم نے بدعہدی کی یعنی شرکت نہیں کی آیا یہ بدعہدی ہے یا نہیں۔

الجواب

جبکہ عمرو خود قطع شرکت پر راضی ہوگیا اور نفع لے کر مال دے دیا تو زید کے ذمہ کوئی الزام بدعہدی کا نہیں بلکہ جو شخص کسی سے ایک امر کا وعدہ کرے اور اوس وقت اوس کی نیت میں فریب نہ ہو بعد کو اوس میں کوئی حرج ظاہر ہوا وہ اس وجہ سے اوس امر کو ترک کرے تو اوس پر بھی خلاف وعدہ کا الزام نہیں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس الخلف ان یعد الرجل ومن نیتہ ان یفی ولکن الخلف ان یعد الرجل ومن نیتہ ان لایفی رواہ ابویعلی فی مسندہ عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۱ صفر ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سے محرم کے تخت بنانے میں چندہ کی شرکت کو کہا گیا دس دس آنے سب پر ڈالے تھے اوس نے بھی دیئے مگر کہا ہم اپنے ذمہ اس کی کرنہ باندھیں گے اگر چاہیں گے دیں گے اور جتنا چاہیں گے دینگے اس پر لوگوں نے اوسے برادری سے نکال دیا اور حقہ پانی ڈال دیا اور کھچڑا جو حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کا اوس نے پکا کر مسلمانوں میں تقسیم کیا وہ لوگوں کو نہ لینے دیا اور کہا یہ بھنگی کے یہاں کا ہے اس صورت میں شرع کا حکم کیا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مذکورہ میں اوس شخص کے ذمہ جو الزام برادری والوں نے قائم کیا شرع کی رو سے بالکل باطل ہے وہ اس الزام سے بری ہے بلکہ اس وجہ سے جو لوگ اوسے چھوڑتے اور برادری سے نکالتے ہیں وہ گنہگار ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتحاجروا ولاتدابروا ولاتباغضوا ولاتنافسوا وکونوا عباد اللہ اخوانا دوسرا الزام ان لوگوں پر یہ ہے کہ ایک فضول و بیجا کام میں شرکت سے انکار پر یہ تشدد کیا اور نیاز میں کہ مقبول و محمود کام ہے رخنہ ڈالا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از سیتاپور مرسلہ منشی مشرف احمد صاحب سررشتہ دار کلکٹری سیتاپور ۲۶ صفر ۱۳۱۳ھ

عالی جناب مولانا صاحب مخدوم و مطاع نیازکیشان زاد مجدکم و افضالکم بعد بجاآوری تسلیم عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب گھر میں داخل ہو تو سلام کرے حدیث شریف میں ہے کہ باعث برکت ہے اگر گھر میں سوا اہلیہ کے نہ ہو تو زوجہ پر سلام علیک کرے یا نہیں ایک صاحب اس بارہ میں حجت کرتے ہیں کہ ازواج مطہرات پر سلام علیک کرنا کہیں حدیث سے ثابت نہیں ہوا ہے حالانکہ سیاق اس امر پر وارد ہے کہ اہلیہ پر بھی سلام علیک کرنا چاہیئے اس کا جواب اون آیات و احادیث سے جن میں گھر جانے کے وقت سلام کرنے کا حکم ہے اور جن سے حضور اقدس کا سلام ازواج مطہرات سے کرنا ثابت ہو ارقام فرمائیں فقط۔

الجواب

قال اللہ عزوجل وَ اِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً جب تم گھروں میں جاؤ تو سلام کرو اپنی جانوں پر ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کی طرف سے برکت والی پاکیزہ معالم التنزیل میں ہے ای یسلم بعضکم علی بعض ھذا فی دخول الرجل بیت نفسہ یسلم علی اھلہ ومن فی بیتہ وھو قول جابر وطاؤس والزھری وقتادہ والضحاک وعمرو بن دینار قال قتادۃ اذا دخلت بیتک فسلم علی اھلک فھم احق من سلمت علیہ

حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا یا بنی اذا دخلت علی اھلک فسلم یکون برکۃ علیک وعلی اھل بیتک اے میرے بیٹے جب تو اپنے اہل پر داخل ہو تو سلام کر وہ برکت ہوگا تجھ پر اور تیرے اہل خانہ پر رواہ عنہ الترمذی وقال حسن غریب دوسری حدیث میں ہے حضور پُر نور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلٰی آلہ نے فرمایا اذا دخلتم بیوتکم فسلموا علی اھلھا فان الشیطان اذا سلم احدکم لم یدخل بیتہ جب تم اپنے گھروں میں جاؤ تو اہل خانہ پر سلام کرو کہ جب تم میں کوئی گھر میں جاتے سلام کرتا ہے تو شیطان اوس گھر میں داخل نہیں ہوتا رواہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما علامہ مجد الدین فیروز آبادی صراط مستقیم میں فرماتے ہیں کان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا جاء الی البیت بلیل سلم سلاما یسمعہ المستیقظون ولا ینتبہ منہ الراقدون حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب رات کو مکان میں تشریف فرما ہوتے ایسی آواز سے سلام فرماتے کہ جاگتے سُن لیتے اور سوتے نہ جاگتے شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں سلام سنت ست نزد درآمدن درخانہ بر اہل خانہ صحیح مسلم وسنن ابو داود ونسائی وابن ماجہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا دخل بیتہ بدا بالسواک حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کاشانہ اقدس میں تشریف فرما ہوتے پہلے مسواک فرماتے علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں لاجل السلام علی اھلہ فان السلام اسم شریف فاستعمل السواک فلا تیان بہ یہ مسواک اپنے اہل پاک پر سلام فرمانے کے لیے تھی کہ سلام معظم نام ہے تو اوس کے ادا کو مسواک فرماتے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عین العلم میں ہے یسلم عند الدخول فی بیتہ لئلا یدخل الشیطان معہ وھو مامور بہ اھ ملخصا عالمگیری میں محیط سے ہے اذا دخل الرجل فی بیتہ یسلم علی اھل بیتہ صیرفیہ پھر تتارخانیہ پھر ہندیہ میں ہے ویسلم فی کل دخلۃ بالجملہ یہ سنت قرآن وحدیث وفقہ سب سے ثابت ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از شہر مذکور بواپسی ڈاک بعد بجا آوری تسلیم دست بستہ گزارش ہے فتوٰی عطیہ حضور ملا وہ صاحب یہ چاہتے ہیں کہ کسی حدیث میں خاص تصریح ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ازواج مطہرات پر سلام کیا زیادہ بجز آں کیا عرض کروں۔ خاکسار

الجواب

صحیح مسلم شریف کتاب النکاح باب فضیلۃ اعتاقہ امتہ ثم یتزوجہا میں حدیث طویل انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نکاح ام المومنین صفیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ام المومنین زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا میں ہے فجعل یمر علی نسائہ فیسلم علی کل واحدۃ منھن سلام علیکم کیف انتم یا اہل البیت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات پر گزرنا شروع اون میں ہر ایک پر سلام فرماتے اور سلام علیکم کے بعد مزاج پُرسی کرتے دوسری روایت میں ہے فخرج رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واتبعتہ فجعل یتتبع حجر نسائہ یسلم علیھن حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور میں سایہ دار ہمراہ تھا ازواج مطہرات کے حجروں پر تشریف لے جاتے اور اونھیں سلام فرماتے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از پیلی بھیت محلہ محمد واصل مرسلہ مولوی محمد وصی احمد صاحب سورتی ۲۴ صفر ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دھوتی لباس ہند ہے یا کہ خاص ہنود کا لباس ہے ایک عالم صاحب کہتے ہیں کہ دھوتی لباس ہنود ہے اور بموجب من تشبہ بقوم فھو منھم کے جو مسلمان دھوتی پہنے وہ ہندو ہے اور نماز روزہ وغیرہ کوئی عمل صالح اوس کا مقبول نہیں مسلمانوں کو دھوتی پہننے والے کے ساتھ مناکحت ونشست برخاست کھانا پینا کھلانا پلانا صاحب سلامت سب منع ہے بلکہ دھوتی پہننے والا اسلام علیک کہے تو اوس کے سلام کا جواب بھی نہ دے پس دھوتی پہننے والے کے ساتھ وہی برتاؤ چاہیے جیسا کہ عالم صاحب کہتے ہیں یا کہ مسلمانوں کا سا اس بارہ میں جو حکم شریعت ہو ارشاد فرمایا جاوے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اقول وباللہ التوفیق اس جنس مسائل میں حق تحقیق وتحقیق حق یہ ہے کہ تشبہ دو وجہ پر ہے التزامی ولزومی التزامی یہ کہ یہ شخص کسی قوم کے طرز و وضع خاص اسی قصد سے اختیار کرے کہ اون کی سی صورت بنائے اون سے مشابہت حاصل کرے حقیقۃً تشبہ اسی کا نام ہے فان معنی القصد والتکلف ملحوظ فیہ کما لایخفی اور لزومی یہ کہ اس کا قصد تو مشابہت کا نہیں مگر وہ وضع اس قوم کا شعار خاص ہو رہی ہے کہ خواہی نخواہی مشابہت پیدا ہوگی التزامی میں قصد کی تین صورتیں ہیں **اول** یہ کہ اوس قوم کو محبوب ومرضی جان کر اون سے مشابہت پسند کرے یہ بات اگر مبتدع کے ساتھ ہو بدعت اور کفار

کے ساتھ معاذ اللہ کفر حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم حقیقۃً صرف اسی صورت سے خاص ہے غمز العیون والبصائر میں ہے اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر حتی قالوا فی رجل قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس او ترک المضاجعۃ عندھم حال الحیض حسن فھو کافر دوم کسی غرض مقبول کی ضرورت سے اسے اختیار کرے وہاں اوس وضع کی شناعت اور اس غرض کی ضرورت کا موازنہ ہوگا اگر ضرورت غالب ہو تو بقدر ضرورت کا وقت ضرورت یہ تشبیہ کفر کیا معنی ممنوع بھی نہ ہوگا جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی کہ بعض فتوحات میں منقول رومیوں کے لباس پہن کر بھیس بدل کر کام فرمایا اور اس ذریعہ سے کفار اشرار کے بھاری جماعتوں پر باذن اللہ غلبہ پایا اسی طرح سلطان مرحوم صلاح الدین یوسف انار اللہ تعالٰی برہانہ کے زمانے میں جبکہ تمام کفار یورپ نے سخت شورش مچائی تھی دو عالموں نے پادریوں کی وضع بنا کر دورہ کیا اور اوس آتش تعصب کو بجھا دیا خلاصہ میں ہے لو شد الزنار علی وسطہ ودخل دار الحرب لتخلیص الاساری لایکفر ولو دخل لاجل التجارۃ یکفر ذکرہ القاضی الامام ابو جعفر الاستروشنی ملتقط میں ہے اذا شد الزنار او اخذ الغل او لبس قلنسوۃ المجوس جادا او ھازلا یکفر الا اذا فعل خدیعۃ فی الحرب منح الروض میں ہے ان شد المسلم الزنار ودخل دار الحرب للتجارۃ کفر ای لانہ تلبس بلباس کفر من غیر ضرورۃ ملجئۃ ولا فائدۃ مترتبۃ بخلاف من لبسھا لتخلیص الاساری علی ما تقدم سوم نہ تو اوسے اچھا جانتا ہے نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پر حامل ہے بلکہ کسی نفع دنیوی کے لیے یا یوہیں بطور ہزل واستہزاء اس کا مرتکب ہوا تو حرام وممنوع ہونے میں شک نہیں اور اگر وہ وضع اون کفار کا مذہبی دینی شعار ہے جیسے زنار قشقہ چٹیا چلیپا تو علما نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا کما سمعت آنفا اور فی الواقع صورت استہزاء میں حکم کفر ظاہر ہے کما لایخفی اور لزومی میں بھی حکم ممانعت ہے جبکہ اکراہ وغیرہ مجبوریاں نہ ہوں جیسے انگریزی منڈا انگریزی ٹوپی جاکٹ پتلون اولٹا پردہ کہ اگرچہ یہ چیزیں کفار کی مذہبی نہیں مگر آخر شعار ہیں تو اون سے بچنا واجب اور ارتکاب گناہ ولہذا علمانے فساق کی وضع کے کپڑے موزے سینے سے ممانعت فرمائی فتاوٰی خانیہ میں ہے الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیئ من زی الفساق ویعطی لہ فی ذلک کثیر اجر لایستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ مگر اس کے تحقق کو اوس زمان ومکان میں اون کا شعار خاص ہونا قطعًا ضرور جس سے وہ پہچانے جاتے ہوں اور اون میں اور اون کے غیر میں مشترک نہ ہو ورنہ لزوم کا کیا محل ہاں وہ بات فی نفسہ شرعًا مذموم ہوئی تو اس وجہ سے ممنوع یا مکروہ رہے گی نہ کہ تشبہ کی راہ سے امام علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں دربارہ طیلسان کہ پوشش یہود تھی فرماتے ہیں اما ماذکرہ ابن القیم من قصۃ الیہود فقال الحافظ ابن حجر انما یصح الاستدلال بہ فی الوقت الذی تکون الطیالسۃ من شعارھم وقد ارتفع ذلک فی ھذہ الازمنۃ فصار داخلا فی عموم المباح وقد ذکرہ ابن عبد السلام رحمہ اللہ تعالٰی فی امثلۃ البدعۃ المباحۃ امام اجل فقیہ النفس فخر الملۃ والدین قاضی خان پھر امام محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی حلیہ شرح منیہ فصل مکروہات الصلاۃ پھر علامہ زین بن نجیم مصری بحر الرائق پھر علامہ محمد بن علی دمشقی درمختار میں فرماتے ہیں التشبہ باھل الکتاب لایکرہ فی کل شیئ فانا ناکل ونشرب کما یفعلون انما الحرام التشبہ بھم فیما کان مذموما او فیما یقصد بہ التشبیہ علامہ علی قاری منح الروض میں فرماتے ہیں انا ممنوعون من التشبہ بالکفرۃ واھل البدعۃ المنکرۃ فی شعارھم لامنھیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء کانت من افعال اھل السنۃ او من افعال الکفرۃ واھل البدعۃ فالمدار علی الشعار فتاوٰی عالمگیری میں محیط سے ہے قال ھشام فی نوادرہ رأیت علی ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی نعلین مخصوفین بمسامیر الحدید فقلت لہ اتری بھذا الحدید بأسا قال لا فقلت لہ ان سفین وثور بن یزید کرھا ذلک لانہ تشبہ بالرھبان فقال ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یلبس النعال التی لھا شعور وانھا من لباس الرھبان الخ اس تحقیق سے روشن ہوگیا کہ تشبہ وہی ممنوع ومکروہ ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یا وہ شیئ اون بدمذہبوں کا شعار خاص یا فی نفسہ شرعًا کوئی حرج رکھتی ہو بغیر ان صورتوں کے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں اب مسئلہ مسئولہ کی طرف چلیے دھوتی باندھنے والے مسلمانوں کا یہ قصد تو ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ کافروں کی سی صورت بنائیں نہ مدعی نے اس پر بنائے کلام کی بلکہ مطلقا دھوتی باندھنے کو اون سخت شدید اختراعی احکام کا مورد قرار دیا نہ زنہار قلب پر حکم روا نہ بدگمانی جائز قال اللہ تعالٰی وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا اور فی نفسہ دھوتی کی حالت کو دیکھا جائے تو اوس کی اپنی ذات میں کوئی حرج شرعی بھی نہیں بلکہ ساتر ماموربہ کے افراد سے ہے اصل سنت ولباس پاک عرب یعنی تہبند سے صرف لنگتا چھوڑنے اور پیچھے گھرس لینے کا فرق رکھتی ہے اس میں کسی امر شرعی کا خلاف نہیں تو دو وجہ ممانعت تو قطعًا منتفی ہیں رہا خاص شعار کفار ہونا وہ بھی باطل بنگالہ وغیرہ پورب کے عام شہروں میں تمام سکان ہند مسلمان سب کا یہی لباس ہے یوہیں سب اضلاع ہند کے دیہات میں ہنود ومسلمین یہی وضع

رکھتے ہیں رہے وسط ہند کے شہری لوگ اون میں بھی فنائے شہر اور خود شہر کے اہل حرفہ وغیرہم جنہیں کم قوم کہا جاتا ہے بعض ہر وقت اور بعض اپنے کاموں ضرورتوں کی حالت میں دھوتی باندھتے ہیں ہاں یہاں کے معزز شہریوں میں اس کا رواج نہیں مگر اوس کا حاصل اس قدر کہ اپنی تہذیب کے خلاف جانتے ہیں نہ یہ کہ جو باندھے اوسے فعل کفر کا مرتکب سمجھیں تو غایت یہ کہ ان اضلاع کے شہری وجاہت دار آدمی کو گھر سے باہر اوس کا باندھنا مکروہ ہوگا کہ بلاوجہ شرعی عرف وعادت قوم سے خروج بھی سبب شہرت وباعث کراہت ہے علامہ قاضی عیاض مالکی امام اجل ابوزکریا نووی شافعی شارحان صحیح مسلم پھر عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی شارح طریقہ محمدیہ فرماتے ہیں خروجہ عن العادۃ شھرۃ ومکروہ اور اگر وہاں کے مسلمان اسے لباس کفار سمجھتے ہوں تو احتراز مؤکد ہے حرج سمجھے گھرنے میں ہے ورنہ تہ بند تو عین سنت ہے اس سے زائد جو کچھ لفاظیاں شخص مذکور نے کہیں محض بے اصل وباطل اور حلیہ صدق وصواب سے عاطل ہیں بالفرض اگر دھوتی باندھنا مطلقاً ممنوع بھی ہوتا تاہم اوس میں اوتنا وبال نہ تھا جو شرع مطہر پر دانستہ افترا کرنے میں والعیاذ باللہ تعالٰی نسئل اللہ ھدایۃ سبیل الرشاد والعصمۃ عن طریق الزیغ والفساد آمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ غرہ ربیع الاول شریف ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تبرک آثار شریفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کیسا ہے اور اوس کے لیے ثبوت یقینی درکار ہے یا صرف شہرت کافی ہے اور نعلین شریفین کی تمثال کو بوسہ دینا کیسا ہے اور اوس سے توسل جائز ہے یا نہیں اور بعض لوگ یوں کرتے ہیں کہ تمثال نعل شریف کے اوپر بعد بسم اللہ کے لکھتے ہیں اللھم ارنی برکۃ صاحب ھذین النعلین الشریفین اور اوس کے نیچے دُعائے حاجت لکھتے ہیں یہ کیسا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

فی الواقع آثار شریفہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تبرک سلفاً وخلفاً زمانہ اقدس حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے آج تک بلانکیر رائج ومعمول اور باجماع مسلمین مندوب ومحبوب بکثرت احادیث صحیحہ صحیح بخاری ومسلم وغیرہما صحاح وسنن وکتب حدیث اس پر ناطق جن میں بعض کی تفصیل فقیر نے کتاب ابر المقال فی قبلۃ الاجلال اور بعض کی اپنی کتاب البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ میں ذکر کی اور ایسی جگہ ثبوت یقینی یا سند محدثانہ کی اصلاً حاجت نہیں اس کی تحقیق وتنقیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم وتبرک سے باز رہنا سخت محرومی وکم نصیبی ہے ائمہ دین نے صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام سے اوس شے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں من اعظامہ واکبارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعظام جمیع اسبابہ واکرام مشاھدہ وامکنتہ من مکۃ والمدینۃ ومعاھدہ ومالمسہ علیہ الصلاۃ والسلام اوعرف بہ اسی طرح طبقہ فطبقۃ شرقاً غرباً عجماً عرباً علمائے دین وائمہ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلاۃ واکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے کتابوں پر تحریر فرماتے آئے اور اونھیں بوسہ دینے آنکھوں سے لگانے سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفع امراض وحصول اغراض میں اوس سے توسل فرمایا کیے اور بفضل الٰہی عظیم وجلیل برکات وآثار اوس سے پایا کیے علامہ ابوالیمن ابن عساکر وشیخ ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی وغیرہما علما نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں اور علامہ احمد مقری کی فتح المتعال فی مدح خیر النعال اس مسئلہ میں اجمع وانفع تصانیف سے ہے علامہ ابوالربیع سلیمن بن سالم کلاعی وقاضی شمس الدین ضیف اللہ رشیدی وشیخ فتح اللہ بیلونی حلبی معاصر علامہ مقری وسید محمد موسٰی حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح وشیخ محمد بن فرج سبتی وشیخ محمد بن رشید فہری سبتی وعلامہ ابوالیمن ابن عساکر وعلامہ ابوالحکم مالک بن عبدالرحمٰن بن علی مغربی وامام ابوبکر احمد ابن امام ابومحمد عبداللہ بن حسین انصاری قرطبی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین نے نقشہ نعل مقدس کی مدح میں قصائد عالیہ تصنیف فرمائے ان سب میں اوسے بوسہ دینے سر پر رکھنے کا حکم واستحسان مذکور اور یہی مواہب لدنیہ امام علامہ احمد قسطلانی وشرح مواہب علامہ زرقانی وغیرہما کتب جلیلہ میں مسطور وقد لخصنا اکثر ذٰلک فی کتابنا المذبور علما فرماتے ہیں جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو ظلم ظالمین وشر شیاطین وچشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے عورت دردزہ کے وقت اپنے ہاتھ میں لے آسانی ہو جو ہمیشہ پاس رکھے نگاہ خلق میں معزز ہو زیارت روضہ اقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مشرف ہو جس لشکر میں ہو نہ بھاگے جس قافلہ میں ہو نہ لٹے جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے جس مال میں ہو نہ چرے جس حاجت میں اوس سے توسل کیا جائے پوری ہو جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو موضع درد ومرض پر اوسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں مہلکوں مصیبتوں میں اوس سے توسل کرکے نجات وفلاح کی راہیں کھلی ہیں اس باب میں حکایات صلحا وروایات علما بکثرت ہیں کہ امام تلمسانی وغیرہ نے فتح المتعال وغیرہ میں ذکر فرمائیں اور بسم اللہ شریف اوس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں اگر یہ خیال کیجیے کہ نعل مقدس

قطعاً تاج فرق اہل ایمان ہے مگر اللہ عزوجل کا نام و کلام ہر شے سے اجل واعظم وارفع واعلٰی ہے یونہی تمثال میں بھی احتراز چاہیے تو قیاس مع الفارق ہے اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی جاتی کہ نام الٰہی یا بسم اللہ شریف حضور اقدس کے نعل اقدس پر لکھی جائے تو پسند نہ فرماتے مگر اس قدر ضروری ہے کہ نعل بحالت استعمال وتمثال محفوظ عن الابتذال میں تفاوت ہے اور اعمال کا مدار نیت پر امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جانوران صدقہ کی رانوں پر حبیس فی سبیل اللہ داغ فرمایا تھا حالانکہ اون کی رانیں بہت محل بے احتیاطی ہیں کما فی ردالمحتار بلکہ سنن دارمی شریف میں ہے اخبرنا مالک بن اسمعیل ثنا مندل بن علی العنزی حدثنی جعفر بن ابی المغیرۃ عن سعید بن جبیر قال کنت اجلس الی ابن عباس فاکتب فی الصحیفۃ حتی تمتلی ثم اقلب نعلی فاکتب فی ظھورھما واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۱۳ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص نے اپنی معاش علانیہ قمار بازی اور زناکاری کے ذریعہ سے کر رکھی ہے اور کوئی ذریعہ اوس کے یہاں آمدنی کا مطلق نہیں ہے اوس کے مال میں سے نذر ونیاز کے کھانے کا کھانا جس کو اوس کی آمدنی کا حال معلوم کیسا ہے فاتحہ دینے والے کو اوس کے مال کی کیفیت معلوم ہے اوس کے واسطے کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

اگر جو چیز اوس نے حرام کاری یا قمار بازی سے حاصل کی بعینہ اوسی شے پر نیاز دلائی مثلاً جوئے میں چاول جیتے تھے اونھیں کا پلاؤ پکایا زانیہ کو اوس کے آشنانے گوشت بھیجا اوسی پر فاتحہ دلائی جب تو وہ نیاز وفاتحہ یقینی مردود اور اوس کا کھانا قطعی حرام اور فاتحہ دینے والے کو اگر معلوم تھا کہ بعینہ یہ وہی شے ہے تو وہ بھی سخت عظیم شدید گناہ میں گرفتار یہاں تک کہ فاتحہ دینے دلانے والے دونوں پر معاذ اللہ خوف کفر ہے دونوں پر لازم کہ کلمہ اسلام نئے سرے سے پڑھیں اور نکاح کی تجدید کریں فی الھندیۃ عن المحیط لو تصدق علی الفقیر شیئا من المال الحرام ویرجوا الثواب یکفر ولم علم الفقیر بذلک فدعا لہ وامن المعطی فقد کفرا اور اگر وہ چیز بعینہ بذریعہ حرام حاصل نہ ہوئی تھی بلکہ ثمن حرام سے خریدی تو دو صورتیں ہیں اگر حرام روپیہ دکھا کر کہا اس کے بدلے یہ شے دے دے بائع نے دی اس نے وہی زر حرام ثمن میں دے دیا تو اس صورت میں بھی جو کچھ خریدا مال وحرام خبیث ہی ہے اوس پر نہ نیاز ہو سکے نہ فاتحہ اس وقت میں اوس پر فاتحہ دینا دلانا برا تو ہے مگر اندیشہ کفر سے دوری ہے لاختلاف العلماء فمنھم من قال یحل الابدال مطلقا کما فی الدرر وغیرہ من الاسفار الغر اور اگر یہ صورت بھی نہ تھی بلکہ بغیر زر حرام دکھائے یونہی کہا کہ یہ شے مثلاً ایک روپیہ کی دے دے اوس نے دے دی اس نے حرام روپیہ ثمن میں دیدیا یا دکھایا تو زر حرام کہ اس کے عوض دے دے جب اوس نے دی اس نے وہ روپیہ رکھ لیا اور کوئی حلال ذریعہ کا روپیہ ثمن میں دیا تو اب جو کچھ خریدا مذہب مفتی بہ پر حرام نہیں اوس پر نیاز وفاتحہ جائز ہے اور اوس کا کھانا بھی حرام نہیں فی التنویر تصدق لو تصرف بالشراء بدراھم الودیعۃ او الغصب ونقدھا وان اشار الیھا ونقد غیرھا او اطلق ونقدھا لا وبہ یفتی اھ ملخصاً پھر بھی اس سے احتراز بہتر لمحل خلاف العلماء فقد قال فی الدر المختار انہ لایحل مطلقا کذا فی الملتقی وللتوقی عن التھم والزجر علی المرتکب واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مسلمان جو اینٹ کے کاروبار کرتے ہیں اون کے یہاں کمھار نوکر ہیں اگر یہ کمھار ہندو کبھی کچھ اپنے یہاں سے پوری پکوا کر لاویں یا بازار سے اپنی آمدنی میں سے مٹھائی وغیرہ خرید کر کے دیویں تو اوس کا لینا اور کھانا درست ہوگا یا نہیں اور نیز عام اہل ہنود کے یہاں کے کھانے کا جو بطریق رسم کچھ بھیجیں لینا اور کھانا درست ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کافروں کے ہدیے قبول بھی فرمائے ہیں اور رد بھی فرمائے۔ کسرٰی بادشاہ ایران نے ایک خچر نذر کیا قبول فرمایا الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما قال ان کسرٰی اھدی للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بغلۃ فرکبھا بحبل من شعر ثم اردفنی خلفہ قال الحافظ الدمیاطی فی ذلک نظر لان کسرٰی مزق کتابہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فبعید ان یھدی لہ **اقول** یرد نظرہ حدیث علی الآتی واما استبعادہ

فقد اجاب عنہ العلماء بجوابین ذکرھما الزرقانی فی شرحہ علی المواھب فی ذکر بغالہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یونہیں بادشاہ فدک نے چار اونٹنیاں پُر بار نذر کیں قبول فرمائیں اور بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بخش دیں رواہ ابو داود عن بلال المؤذن رضی اللہ تعالٰی عنہ وفیہ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال بلال فاقبضھن واقض دینک یونہیں قیصر روم وغیرہ سلاطین کفار کے ہدایا قبول فرمائے احمد والترمذی عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ قال اھدی کسرٰی لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقبل منہ واھدی قیصر فقبل منہ واھدت لہ الملوک فقبل منہا تقیلہ بنت عبد العزی بن سعد اپنی بیٹی حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس آئی اور کچھ گوشت کے زندہ جانور پنیر گھی ہدیہ لائی بنت الصدیق نے نہ ہدیہ لیا نہ ماں کو گھر میں آنے دیا کہ تو کافرہ ہے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آیت اتری لَا یَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ لَمْ یُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ اللہ تعالٰی ان کافروں کے ساتھ نیک سلوک سے تمہیں منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہدیہ لو اور گھر میں آنے دو رواہ الامام احمد عن عامر بن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہم یہ حدیثیں تو جواز کی ہیں اور عیاض رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پیش از اسلام کوئی ہدیہ یا ناقہ نذر کیا فرمایا تو مسلمان ہے عرض کی نہ فرمایا انی نھیت عن زبد المشرکین میں کافروں کی دی ہوئی چیز لینے سے منع کیا گیا ہوں رواہ عن احمد وابو داود والترمذی وقال حسن صحیح یونہیں ملاعب الاسنہ نے کچھ ہدیہ نذر کیا فرمایا اسلام لا انکار کیا فرمایا انی لااقبل ھدیۃ مشرک میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں فرماتا رواہ الطبرانی فی الکبیر عن کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح ایک حدیث میں ارشاد فرمایا انا لانقبل شیئا من المشرکین ہم مشرکوں سے کوئی چیز قبول نہیں فرماتے رواہ احمد والحاکم عن حکیم بن حزام رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح اسی طرح اور بھی حدیثیں رد و قبول دونوں میں وارد ہیں فمنھم من زعم ان الرد نسخ القبول ورد بجھل التاریخ ومنھم من وفق بان من قبلہ منھم فاھل کتاب لا مشرک کما فی مجمع البحار اقول قد قبل عن کسرٰی ولم یکن کتابیا الا ان یتمسک فی المجوس سنوا بھم سنۃ اھل الکتاب غیر ناکحی نسائھم ولا اکلی ذبائحھم اس بارہ میں تحقیق یہ ہے کہ یہ امر مصلحت وقت وحالت ہدیہ آرندہ وہدیہ گیرندہ پر ہے اگر تالیف قلب کی نیت ہے اور امید رکھتا ہے کہ اوس سے ہدایا وتحائف لینے دینے کا معاملہ رکھنے میں اوسے اسلام کی طرف رغبت ہوگی تو ضرور لے اور اگر حالت ایسی ہے کہ نہ لینے میں اوسے کوفت پہنچے گی اور اپنے مذہب باطل سے بیزار ہوگا تو ہرگز نہ لے اور اگر اندیشہ ہے کہ لینے کے باعث معاذ اللہ اپنے قلب میں کافر کی طرف کچھ میل یا اوس کے ساتھ کسی امر دینی میں نرمی و مداہنت راہ پائے گی تو اوس ہدیہ کو آگ جانے اور بیشک تحفوں کا رغبت و محبت پیدا کرنے میں بڑا اثر ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں تھادوا تحابوا رواہ ابو یعلی بسند جید عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ زاد ابن عساکر وتصافحوا یذھب الغل عنکم وعندہ عن ام المؤمنین الصدیقۃ رفعتہ تھادوا تزدادوا حبا الحدیث ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الھدیۃ تذھب بالسمع والقلب والبصر ہدیہ آدمی کو اندھا بہرا دیوانہ کر دیتا ہے رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ حسنہ السیوطی وضعفہ الھیثمی وغیرہ نیز حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الھدیۃ تعور عین الحکیم ہدیہ حکیم کی آنکھ اندھی کر دیتا ہے اخرجہ الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند ضعیف اور اگر نہ کچھ مصلحت ہو نہ کچھ اندیشہ تو مباح ہے چاہے لے چاہے نہ لے وقد بنی الامر فی ذلک علی المصالح علماؤنا الکرام کما نقلہ فی الباب الرابع عشر من کراھیۃ الھندیۃ عن المحیط عن الامام الفقیہ ابی جعفر وغیرہ فراجعہ پھر اون کا پکایا ہوا یا ہدیہ دیا ہوا گوشت تو حرام ہے جب تک اپنے سامنے جانور ذبح ہو کر بغیر نگاہ سے غائب ہوئے سامنے نہ پکا ہو اور اوس کے سوا اور پکائی ہوئی چیزیں اور بازار کی مٹھائی دودھ دہی گھی ملائی سب کا ایک حکم ہے کہ فتوٰی جواز اور تقوٰی احتراز واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کوہ نینی تال چھوٹا بازار مرسلہ شیخ علی الدین احمد صاحب ۲۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۳ھ

خدمت میں علمائے دین کی عرض ہے کہ جو مولود شریف چندہ اہل ہنود سے ہوا اوس میں بدنی اور مالی شرکت اور اہتمام اہل ہنود رہا اور وقت شروع مولود شریف اہل ہنود کی اجازت سے ہی شروع ہوا اور اون کی اجازت سے ہی ختم ہوا اور اون کی اجازت سے ہی شیرینی تقسیم ہوئی اور نیچے عام سڑک بازار میں فرش ہو کر کتاب پڑھی جاتی تھی اور اوپر دوکانوں کے چپ و راست بالاخانوں کے چھجوں پر اہل ہنود بیٹھے تھے اور ساتھ حکم کے اہتمام کرا رہے تھے اور ہر ایک کام اون کی اجازت سے ہی ہوتا تھا اور یہ شخص ایسے لہجہ آواز بنا کر پڑھتا ہے کہ مراثی لوگوں کو مات کرتا ہے جو لوگ بے علم و ناواقف ہیں وہ اس کی آواز و لہجہ پر لوٹ ہیں اسی وجہ سے اس زید نے اپنے پانچ روپے فیس مولود شریف کی پڑھوائی مقرر کر رکھے ہیں بغیر پانچ روپیہ فیس

کے کسی کے یہاں جاتا نہیں اور وقت نماز سب سے پہلے سبقت امامت کی کرتا ہے اور اپنے آپ کو مولوی صاحب کے لفظوں سے اپنے قلم سے لکھتا ہے اور کچھ معمولی روائتیں علمائے دین سے یاد کرلی ہیں اور جمعہ کے روز مسجد میں منبر پر بیٹھ کر وعظ پڑھتا ہے اور پیرا مُریدی بھی کرتا ہے اور وقت ختم ہونے مولود شریف کے اعلان بآواز بلند اوسی زید مولود خواں نے کہا کہ دیکھو ان اہل ہنود صاحبوں کی امداد اور شرکت سے میرے یہاں پر کیسی رونق روشنی وغیرہ کی تم مسلمانوں سے دس حصہ اور بیس حصہ زائد ہوئی لہٰذا اب اس معاملہ میں استفتاء شرعی جو کچھ ہو وہ مشرح ہر فقرہ کا جواب تحریر فرمادیں۔ جملہ اہل اسلام کوہ نینی تال چھوٹا بازار

الجواب

سائلین کے بیان سابق سے واضح ہوا کہ یہ چندہ ہندوؤں نے خود نہ کیا بلکہ زید میلاد خواں نے مجلس کی اور مسلمانوں سے برخلاف ہوکر ہندوؤں سے چندہ لیا اور اون کی امداد سے یہ کام کیا یہ سراپا خلاف شرع ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں انا لانستعین بمشرک ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے اخرجہ احمد وابو داود وابن ماجہ عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا بسند صحیح علمائے کرام تو امور دین میں کافر کتابی سے اتنی مدد لینی بھی مکروہ رکھتے ہیں کہ اپنی قربانی ذبح کرنے کو اوس سے کہے حالانکہ وہ ایک کام خدمت لینا ہے نہ کہ معاذ اللہ دینی بات کے لیے مشرکوں سے مانگنا دینی کام کا دار مدار سب اونھیں کی اجازت پر ہونا اسے کوئی سچا مسلمان کامل الایمان گوارا نہیں کرسکتا تنویر الابصار و ردالمحتار وغیرہما میں ہے کرہ ذبح الکتابی ای بالامر لانہا قربۃ ولا ینبغی ان یستعان بالکافر فی امور الدین الخ۔

دوسرا امر ناجائز اس مجلس میں یہ تھا کہ عام سڑک پر خصوصًا بازار میں جہاں آمد و رفت کی زیادہ کثرت رہتی ہے فرش کرکے کتاب پڑھنا کہ یہ حقوق عامہ میں دست اندازی ہوئی شریعت میں تو اسی لحاظ سے راستہ میں نماز پڑھنی بھی مکروہ ہوئی نہ کہ بازار کی سڑک پر مجلس درمختار و ردالمحتار میں ہے تکرہ الصلٰوۃ فی طریق لان فیہ شغلہ بما لیس لہ لانہا حق العامۃ للمرور اھ مختصرًا تیسری سخت بیہودہ بات کتاب وقاری کا نیچے اور کافروں کا چھجوں پر ہونا کہ صریح بے تعظیمی کتاب و ذکر شریف تھی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو جب حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اپنا ذکر شریف سُنتے تو مسجد اقدس میں اون کے لیے منبر بچھاتے وہ اس پر کھڑے ہوکر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعت و مدحت اور حضور کے دُشمنوں بدگویوں کی مذمت بیان کرتے کما رواہ الامام البخاری فی صحیحہ نہ کہ معاذ اللہ کتاب نیچے اور کافر اونچے ہوں۔ زید نے جو اپنی مجلس خوانی خصوصًا راگ سے پڑھنے کی اُجرت مقرر کر رکھی ہے ناجائز وحرام ہے اس کا لینا اوسے ہرگز جائز نہیں اس کا کھانا صراحۃً حرام کھانا ہے اوس پر واجب ہے کہ جن جن سے فیس لی ہے یاد کرکے سب کو واپس دے وہ نہ رہے ہوں تو اون کے وارثوں کو پھیرے پتا نہ چلے تو اوتنا مال فقیروں پر تصدق کرے اور آئندہ اس حرام خوری سے توبہ کرے تو گناہ سے پاک ہو اول تو سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ذکر پاک خود عمدہ طاعات و اجل عبادات سے ہے اور طاعت و عبادت پر فیس لینی حرام مبسوط پھر خلاصہ پھر عالمگیری میں ہے لایجوز الاستیجار علی الطاعات کالتذکیر ولا یجب الاجر اھ ملخصًا خلاصہ پھر تتارخانیہ پھر ہندیہ میں ہے الواعظ اذا سأل الناس شیئا فی المجلس لنفسہ لایحل لہ ذلک لانہ اکتساب الدنیا بالعلم قنیہ پھر اشباہ پھر درمختار میں ہے ونظم الدرر اتم حیث یقول تسمی شر لہ صنائع واعمال ان اتفق صانعان علی ان یتقبلا الاعمال التی یمکن استحقاقہا ومنہ تعلیم کتابۃ وقراٰن وفقہ علی المفتی بہ بخلاف شرکۃ دلالین ومغنین وشہود محاکم وقراء مجالس وتعازد وعاظ وسؤال اھ ملخصا ثانیا بیان سائلین سے ظاہر کہ وہ اپنی شعر خوانی و زمزمہ سنجی کی فیس لیتا ہے یہ بھی محض حرام فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے لاتجوز الاجارۃ علی شیئ من الغناء وقرأۃ الشعر ولا اجر فی ذلک وھذا کلہ قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالٰی کذا فی غایۃ البیان اھ مختصرًا اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ امامت میں اوس کا سبقت کرنا بھی گناہ ہے جبکہ حاضرین میں اوس کے سوا کوئی اور شخص قرآن مجید صحیح پڑھنے والا سُنّی صحیح العقیدہ متقی موجود ہو کہ جب یہ علانیہ حرام کھاتا ہے تو کھلا فاسق ہے اور فاسق کو اور لوگ اگر آگے کریں تو گنہگار ہوں نہ کہ وہ خود ہی آگے بڑھ جائے غنیہ میں ہے لو قدموا فاسقا یأثمون یونہیں اپنے آپ کو بے ضرورت شرعی مولوی صاحب لکھنا بھی گناہ و مخالف حکم قرآن عظیم ہے قال اللہ تعالٰی ھُوَ اَعْلَمُ بِکُمْ اِذْ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّۃٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی ۝ اللہ تمھیں خوب جانتا ہے جب اوس نے تمھیں زمین سے اوٹھان دی اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں چھپے تھے تو اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ کہو خُدا خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہے) اور فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُزَکُّوْنَ اَنْفُسَھُمْ بَلِ اللہُ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ کیا تو نے نہ دیکھا اون لوگوں کو جو آپ اپنی جان کو سُتھرا بتاتے ہیں بلکہ خُدا سُتھرا کرتا ہے جسے چاہے) حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من قال انا عالم فھو جاھل

اپنے آپ کو عالم کہے وہ جاہل ہے رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند حسن ہاں اگر کوئی شخص حقیقت میں عالم دین ہو اور لوگ اوس کے فضل سے ناواقف اور یہ اس سچی نیت سے کہ وہ آگاہ ہوکر فیض لیں ہدایت پائیں اپنا عالم ہونا ظاہر کرے تو مضائقہ نہیں جیسے سیدنا یوسف علٰی نبینا الکریم وعلیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا تھا اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ۝ پھر یہ بھی سچے عالموں کے لیے ہے۔ زید جاہل کا اپنے آپ کو مولوی صاحب کہنا دونا گناہ ہے کہ اس کے ساتھ جھوٹ اور جھوٹی تعریف کا پسند کرنا بھی شامل ہوا قال اللہ عزوجل لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ ہرگز نہ جانیو تو اونھیں جو اتراتے ہیں اپنے کام پر اور دوست رکھتے ہیں اسے کہ تعریف کیے جائیں اوس بات سے جو اونھوں نے نہ کی تو ہرگز نجانیو اونھیں عذاب سے پناہ کی جگہ میں اور اون کے لیے دُکھ کی مار ہے) معالم شریف میں عکرمہ تابعی شاگرد عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں منقول یفرحون باضلالھم الناس وبنسبۃ الناس ایاھم الی العلم ولیسوا باھل العلم خوش ہوتے ہیں لوگوں کو بہکانے پر اور اس پر کہ لوگ اونھیں مولوی کہیں حالانکہ مولوی نہیں) جاہل کی وعظ گوئی بھی گناہ ہے۔ وعظ میں قرآن مجید کی تفسیر ہوگی یا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث یا شریعت کا مسئلہ اور جاہل کو ان میں کسی چیز کا بیان جائز نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار جو بے علم قرآن کی تفسیر بیان کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے رواہ الترمذی وصححہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما احادیث میں اوسے صحیح وغلط وثابت وموضوع کی تمیز نہ ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من یقل علی مالم اقل فلیتبوأ مقعدہ من النار جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہ فرمائی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے رواہ البخاری فی صحیحہ عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا بے علم مسئلہ بیان کیا سو آپ بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا رواہ الائمۃ احمد والشیخان والترمذی وابن ماجہ عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما دوسری حدیث میں آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من افتی بغیر علم لعنتہ ملٰئکۃ السماء والارض جو بے علم فتوٰی دے اوسے آسمان وزمین کے فرشتے لعنت کریں رواہ ابن عساکر عن امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ یونہی جاہل کا پیر بننا لوگوں کو مُرید کرنا چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانا چھوٹا موںھ بڑی بات ہے پیر ہادی ہوتا ہے اور جاہل کی نسبت ابھی حدیثوں سے گزرا کہ ہدایت نہیں کرسکتا نہ قرآن سے نہ حدیث سے نہ فقہ سے ع کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔ زید کا مشرکین کی مدح وستائش علی الاعلان خصوصاً منبر ذکر شریف پر بیان کرنا خصوصاً اونھیں مسلمانوں پر ترجیح دینا سخت ناپسند رب العزۃ جل وعلا ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتزلذلک العرش جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب جل وعلا غضب فرماتا اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ وابو یعلٰی والبیھقی فی السنن عن انس بن مالک وابن عدی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما اس بیان سے تمام مراتب مسئولہ سائلین کا جواب ہوگیا زید پر لازم کہ توبہ کرے اللہ عزوجل توفیق دینے والا ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از موضع ٹاہ ضلع بریلی معرفت نیاز محمد خاں صاحب ۱۲ رجب ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شاگرد کے ذمہ اوستاد معلم کے حقوق کس قدر ہیں اور اوس کے ادا نہ ہونے میں کیا مواخذہ ہوگا اور اوستاد کے احکام کی نافرمانی میں شاگرد کی نسبت کیا حکم ہے اور اس مسئلہ میں کہ شاگرد ذات کا پردہ اوستاد سے بعد بلوغ ہونا چاہئے یا قبل بلوغ بھی بینوا توجروا۔

الجواب

عالمگیری میں وجیز امام حافظ الدین کردری سے ہے قال الزندویستی حق العالم علی الجاھل وحق الاستاذ علی التلمیذ واحد علی السواء وھو ان لایفتتح بالکلام قبلہ ولایجلس مکانہ وان غاب ولایرد علی کلامہ ولایتقدم علیہ فی مشیہ یعنی فرمایا امام زندویستی نے عالم کا جاہل اور اوستاذ کا شاگرد پر ایکسا حق ہے برابر اور وہ یہ کہ اوس سے پہلے بات نہ کرے اور اوس کے بیٹھنے کی جگہ اوس کی غیبت میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اوس سے آگے نہ بڑھے اوس میں غرائب سے ہے ینبغی للرجل ان یراعی حقوق استاذہ وآدابہ لایبخل بشیئ من مالہ آدمی کو چاہئے کہ اپنے اوستاذ کے حقوق وآداب کا لحاظ رکھے اپنے مال میں کسی چیز سے اوس کے ساتھ بخل نہ کرے یعنی جو کچھ اوسے درکار ہو بخوشی خاطر حاضر کرے اور اوس کے قبول کرلینے میں اوس کا احسان اور اپنی سعادت جانے اوسی میں تاتارخانیہ سے ہے یقدم حق معلمہ علی حق ابویہ وسائر المسلمین ویتواضع لمن علمہ خیرا ولو حرفا ولاینبغی ان یخذلہ ولایستاثر علیہ احدا فان فعل ذلک فقد فصم عروۃ من

عربی الاسلام ومن اجلالہ ان لایقرع بابہ بل ینتظر خروجہ اھ یعنی اوستاد کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق سے مقدم رکھے اور اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا اگرچہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو اوس کے لیے تواضع کرے اور لائق نہیں کہ کسی وقت اوس کی مدد سے باز رہے اپنے اوستاذ پر کسی کو ترجیح نہ دے اگر ایسا کرے گا تو اوس نے اسلام کے رشتوں سے ایک رشتہ کھول دی اور اوستاذ کی تعظیم سے ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہوا تو اوس کے دروازہ پر ہاتھ نہ مارے بلکہ اوس کے باہر آنے کا انتظار کرے قال اللہ تعالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور اوستادِ علم دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً نائب حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے۔ ہاں اگر وہ کسی خلاف شرع بات کا حکم کرے ہرگز نہ مانے کہ لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی مگر اوس نہ ماننے میں گستاخی وبے ادبی سے پیش نہ آئے فان المنکر لایزال بمنکر نافرمانی احکام کا جواب اسی تقریر سے واضح ہوگیا اس کا وہ حکم کہ خلاف شرع ہو مستثنٰی کیا جائیگا بکمال عاجزی وزاری معذرت کرے اور بچے اور اگر اوس کا حکم مباحات میں ہے تو حتی الوسع اوس کی بجاآوری میں اپنی سعادت جانے اور نافرمانی کا حکم معلوم ہوچکا اوس نے اسلام کی گرہوں سے ایک گرہ کھول دی علماء فرماتے ہیں جس سے اوس کے اوستاد کو کسی طرح کی ایذا پہنچی وہ علم کی برکت سے محروم رہے گا اور اگر اوس کے احکام واجبات شرعیہ ہیں جب تو ظاہر ہے کہ اون کا لزوم دوبارہ ہوگیا اون میں اوس کی نافرمانی صریح راہ جہنم ہے والعیاذ باللہ تعالٰی۔ رہا پردہ اوس میں اوستاذ وغیراوستاذ عالم وغیرعالم پیر سب برابر ہیں نو برس سے کم کی لڑکی کو پردہ کی حاجت نہیں اور جب پندرہ برس کی ہو سب غیر محارم سے پردہ واجب اور نو سے پندرہ تک اگر آثار بلوغ ظاہر ہوں تو واجب اور نہ ظاہر ہوں تو مستحب خصوصاً بارہ برس کے بعد بہت مؤکد کہ یہ زمانہ قرب بلوغ وکمال اشتہا کا ہے ومن یعرف اھل زمانہ فھو جاھل نسأل اللہ العفو والعافیۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از ڈ ... گڑھ ضلع رائے پور سنٹرل پرونس مرسلہ شیخ حسین الدین احمد صاحب ۸ شعبان ۱۳۱۲ھ۔

زید شراب پیتا ہے اور زید نے عمرو کو بھی ورغلا کر شراب پلائی وہ بھی پینے لگا تھوڑے عرصہ میں زید تائب ہوا اور قطعاً شراب چھوڑ دی مگر عمرو پیتا رہا تو کیا عمرو کے مؤاخذہ میں زید بھی پکڑا جائے گا اگر پکڑا جائے گا تو زید کے بچنے کی کون سی صورت ہے بینوا توجروا۔

الجواب

سچی توبہ اللہ عزوجل نے وہ نفیس شے بنائی ہے کہ ہر گناہ کے ازالہ کو کافی ووافی ہے کوئی گناہ ایسا نہیں کہ سچی توبہ کے بعد باقی رہے یہاں تک کہ شرک وکفر۔ سچی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ گناہ پر اس لیے کہ وہ اس کے رب عزوجل کی نافرمانی تھی نادم وپشیمان ہوکر فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کبھی اوس گناہ کے پاس نہ جانے کا سچے دل سے پورا عزم کرے جو چارۂ کار اوس کی تلافی کا اپنے ہاتھ میں ہو بجالائے مثلاً نماز روزے کے ترک یا غصب سرقہ رشوت ربا سے توبہ کی تو صرف آئندہ کے لیے ان جرائم کا چھوڑ دینا ہی کافی نہیں بلکہ اوس کے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ جو نماز روزے ناغہ کیے اون کی قضا کرے جو مال جس جس سے چھینا چرایا رشوت سود میں لیا اونھیں اور وہ نہ رہے ہوں تو اون کے وارثوں کو واپس کردے یا معاف کرائے پتا نہ چلے تو اوتنا مال تصدق کردے اور دل میں نیت رکھے کہ وہ لوگ جب ملے اگر اس تصدق پر راضی نہ ہوئے اپنے پاس سے اونھیں پھر دوں گا شرح فقہ اکبر میں ہے قد نصوا علی ان ارکان التوبۃ ثلثۃ الندامۃ علی الماضی والاقلاع فی الحال والعزم علی عدم العود فی الاستقبال ھذا ان کانت التوبۃ فیما بینہ وبین اللہ کشرب الخمر واما ان کانت عما فرط فیہ من حقوق اللہ کصلوات وصیام وزکوٰت فتوبتہ ان یندم علی تفریطہ اولاثم یعزم علی ان لایفوت ابدا ولو بتاخیر صلٰوۃ عن وقتہا ثم یقضی مافاتہ جمیعا وان کانت مما یتعلق بالعباد فان کانت من مظالم الاموال فیتوقف صحۃ التوبۃ منھا مع ما قدمناہ فی حقوق اللہ تعالٰی علی الخروج عن عہدۃ الاموال وارضاء الخصم بان یتحلل عنھم او یردھا الیھم او الی من یقوم مقامھم من وکیل او وارث وفی القنیۃ رجل علیہ دیون لاناس لایعرفھم من غصوب ومظالم وجنایات یتصدق بقدرھا علی الفقراء علی عزیمۃ القضاء ان وجدھم مع التوبۃ الی اللہ تعالٰی فیعذر ان انتقض وان کانت المظالم فی الاعراض کالقذف والغیبۃ فیجب فی التوبۃ فیھا مع ما قدمناہ فی حقوق اللہ تعالٰی ان یخبر اصحابھا بما قال من ذلک ویتحلل منھم فان تعذر ذلک فلیعزم علی انہ متی وجدھم تحلل منھم فان عجز بان کان میتا فلیستغفر اللہ والمرجو من فضلہ وکرمہ ان یرضی خصماءہ من خزائن احسانہ فانہ جواد کریم رؤف رحیم اھ ملتقطا زید پر دو گناہ تھے خود پینا عمرو کو ترغیب دینا جس طرح خود پینے سے تائب ہوا ہے اوس ترغیب سے بھی توبہ کرے نادم ہو پشیمان ہو اپنے رب تبارک وتعالٰی سے عہد کرے کہ الٰہی تیرے بندۂ ذلیل نے تیری طرف رجوع کی اب کسی کو ایسی ترغیب نہ دے گا اور عمرو کو جس طرح گناہ کی

رغبت دی تھی اب توبہ کی ترغیب دے جہاں تک اپنے قابو میں ہو ادسے لطف و نرمی بشدت وگرمی سمجھائے۔ بجھائے اگر مان لے تو بہتر ورنہ یہ بری الذمہ ہوا لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بنارس محلہ مدنپورہ اونچی مسجد مرسلہ مولوی محمد عبدالرحمٰن صاحب جشانی شافعی ۱۲ رمضان ۱۳۱۲ھ

ہمارے علمائے اہلسنت رحمہم اللہ تعالٰی اس میں کیا فرماتے ہیں کہ جیساکہ حنفی کو (بموجب اوس کے جوکہ درمختار میں ہے اس بات سے کہ ضرورت کے وقت کسی مسئلہ میں اپنے امام کے سوا دوسرے امام کی تقلید کرنے کا کچھ خوف نہیں ہے لیکن بشرط اس کے کہ اوس مسئلہ میں اوسی امام کے سب شروط کا التزام کرے اور نیز بموجب اوس کے جوکہ شامی میں ہے اس بات سے کہ ابن وہبان نے اپنے منظومہ میں ذکر کیا ہے کہ اگر ضرورت کے وقت امام مالک کے قول پر فتوٰی دیا جائے تو جائز ہے اور نیز بموجب اوس کے جوکہ جامع الرموز میں ہے اس بات سے کہ مفقود کی مدت انتظار کی تعیین میں امام مالک اور امام اوزاعی چار برس تک کے قائل ہیں پھر بعد چار برس کے اوس کی بیوی کو نکاح کرنے کی اجازت ہے تو اگر ضرورت کے وقت ہمارے یہاں بھی اس قول کے ساتھ فتوٰی دیا جائے تو کچھ خوف نہیں) ضرورت کے وقت دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا جائز ہے ایسا ہی ضرورت کے وقت مثلاً مسئلہ انتقاض الوضوء باکل ماستہ النار میں شافعی کو بھی اوس کے مذہب کی کس کتاب کے بموجب دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا جائز ہے یانہیں بینوا توجروا۔

الجواب

تقلید امام دیگر وقت ضرورت صحیحہ بشرط مذکورہ فی السوال کا جواز متفق علیہ ہے ولہٰذا حنفی شافعی ہر مذہب کے محتسب کو لکھتے ہیں کہ اپنے ہم مذہب کو جو بات خلاف مذہب کرتے دیکھیں اگر وہ اوس میں عذر تقلید غیر پیش کرے احتساب سے ہاتھ اوٹھائیں شرح عین العلم میں ہے لو رأی الشافعی شافعیا یشرب النبیذ او ینکح بلاولی ویطؤ زوجتہ اورأی الحنفی حنفیا یلعب بالشطرنج اویلبس الثوب الاحمر فھذا فی محل النظر کما فی الاحیاء والاظھر ان لہ الحسبۃ والانکار اذ لم یذھب احد من المحصلین الی ان لہ ان یاخذ بمذھب غیرہ بل علی مقلد اتباع مقلدہ فی کل تفصیل فمخالفۃ للمقلد متفق علی کونہ منکرا بین المحصلین وھو عاص بالمخالفۃ الا انہ جوز لہ تقلید غیرہ من الائمۃ فی بعض المسائل فاذا اعتذر وقال انا مقلد للشافعی او الحنفی فی ھذا الباب یرتفع عنہ الاحتساب اھ مختصرًا اور اوس کے اجل شواہد سے خود امام مذہب سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فعل ہے کہ جب نماز صبح مزار اکرم حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس پڑھی اوس میں دعائے قنوت نہ پڑھی نہ بسم اللہ شریف کا جہر کیا اور اوس کا سبب حضرت امام الائمہ کا ادب بیان فرمایا کما ذکرہ الامام ابن حجر المکی الشافعی فی الفصل الخامس والثلثین من الخیرات الحسان من مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان اور مروی ہوا کہ تکبیرات انتقال میں رفع یدین بھی نہ کیا اور فرمایا ادبنا مع ھذا الامام اکثر من ان نظھر خلافہ بحضرتہ اس امام کے ساتھ ہمارا ادب اس سے زائد ہے کہ ہم اون کے حضور اون کا خلاف ظاہر کریں ذکرہ علی القاری فی المرقاۃ بیان مخالفت مذہب کی ضرورت کو امام ابن حجر مکی شافعی نے خیرات الحسان میں مفصلاً ذکر فرمایا ہے من شاء فلیطالعھا آتنا امر اور ملحوظ خاطر رہے کہ زن مفقود کو چار سال کے بعد اجازت نکاح کہ مذہب امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے اوس کے یہ معنی نہیں کہ جب اوس کی خبر منقطع ہونے کو چار برس گزر جائیں یہ بطور خود نکاح کرلے بلکہ اون کا مذہب یہ ہے کہ زن مفقود قاضی شرع کی طرف رجوع لائے وہ اپنے حکم سے چار سال کی مہلت آج سے دے اس سے پہلے اگرچہ بیس سال گزر گئے ہوں اون کا کچھ اعتبار نہیں جب یہ چار برس گزر جائیں اور پتا نہ چلے قاضی اپنے حکم سے تفریق کرے اوس کے بعد عورت عدت بیٹھ کر نکاح کی مختار ہوسکتی ہے کما بینہ العلامۃ الزرقانی المالکی فی شرح الموطا واوضحناہ فی کتاب النکاح وکتاب المفقود من فتاوٰنا یہ بہت غلطی ولغزش کا محل ہے اسے خوب سمجھ لینا چاہیے۔ اسی طرح انتقاض وضو باکل ماستہ النار ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم میں کسی کا مذہب نہیں بلکہ بعد صدر اول اوس کے خلاف پر اجماع علما منعقد ہولیا ہے امام اجل ابوزکریا نووی شافعی شرح مسلم میں فرماتے ہیں ذھب جماھیر العلماء من السلف والخلف الی انہ لاینتقض الوضوء باکل ما مستہ النار ممن ذھب الیہ ابوبکر الصدیق وعمر وعثمٰن وعلی رضی اللہ تعالٰی عنہم وھو مذھب مالک وابی حنیفۃ والشافعی واحمد رحمہم اللہ تعالٰی وذھبت طائفۃ الی وجوب الوضوء الشرعی باکل ما مستہ النار وھو مروی عن عمر بن عبدالعزیز والحسن البصری والزھری ثم ان ھذا الخلاف الذی حکیناہ کان فی الصدر الاول ثم اجمع العلماء بعد ذلک علی انہ لایجب الوضوء باکل ما مستہ النار اھ باختصار واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ٹخنوں سے نیچے پائچے رکھنا مرد وزن کو جائز ہے یانہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

پائچوں کا کعبین سے نیچا ہونا جسے عربی میں اسبال کہتے ہیں اگر براہ عُجب و تکبّر ہے تو قطعاً ممنوع و حرام ہے اور اوس پر وعید شدید وارد اخرج الامام الھمام محمد بن اسمعیل البخاری فی صحیحہ قال حدثنا عبد اللہ بن یوسف اخبرنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لاینظر اللہ یوم القیمۃ الی من جر ازارہ بطرا **قلت** وبنحوہ روی ابوداؤد وابن ماجہ من حدیث ابی سعید ن الخدری فی حدیث عبد اللہ بن عمر انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من جر ثوبہ مخیلۃ لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ الحدیث واخرج الامام العلام مسلم بن الحجاج القشیری فی صحیحہ قال حدثنا یحیی بن یحیی قال قرأت علی مالک عن نافع وعبد اللہ بن دینار وزید بن اسلم کلھم یخبرہ عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لاینظر اللہ الی من جر ثوبہ خیلاء قلت وبمثلہ روی البخاری والنسائی والترمذی فی صحاحھم بالاسانید المختلفۃ والالفاظ المتقاربۃ اور اگر بوجہ تکبر نہیں تو بحکم ظاہر احادیث مردوں کو بھی جائز ہے لاباس بہ کمایرشدک الیہ التقیید بالبطر والمخیلۃ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یارسول اللہ میری ازار ایک جانب سے لٹک جاتی ہے فرمایا تو اون میں سے نہیں ہے جو ایسا براہ تکبر کرتا ہو اخرج البخاری فی صحیحہ قال حدثنا بن یونس فذکر باسنادہ عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیمۃ قال ابوبکر یارسول اللہ احد شقی ازاری یسترخی الا ان اتعاھد ذلک منہ فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لست ممن یصنعہ خیلاء قلت وبنحوہ روی ابوداؤد والنسائی حدیث بخاری ونسائی میں کہ مااسفل الکعبین من الازار ففی النار اور حدیث طویل مسلم و ابوداؤد میں ثلثۃ لایکلمھم اللہ یوم القیمۃ ولاینظر الیھم ولایزکیھم ولھم عذاب الیم المسبل والمنان والمنفق سلعتہ بالحلف الکاذب علی الاطلاق وارد ہوا کہ اس سے یہی صورت مراد ہے کہ بتکبر اسبال کرتا ہو ورنہ ہرگز یہ وعید شدید اوس پر وارد نہیں۔ مگر علما درصورت عدم تکبر حکم کراہت تنزیہی دیتے ہیں فی الفتاوی العالمگیریۃ اسبال الرجل ازارہ من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیھیۃ کذا فی الغرائب **بالجملہ** اسبال اگر براہ عجب وتکبر ہے حرام ورنہ مکروہ اور خلاف اولیٰ نہ حرام و مستحق وعید اور یہ بھی اوسی صورت میں ہے کہ پائچے جانب پاشنہ نیچے ہوں اور اگر اس طرف کعبین سے بلند ہیں گو پنجہ کی جانب پُشت پا پر ہوں ہرگز کچھ مضائقہ نہیں اس طرح کا لٹکانا حضرت ابن عباس بلکہ خود حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے روی ابوداؤد فی سننہ قال حدثنا مسدد نا یحیی عن محمد بن ابی یحیی حدثنی عکرمۃ انہ رای ابن عباس یاتزر فیضع حاشیۃ ازارہ من مقدمہ علی ظھر قدمہ ویرفع مؤخرہ قلت لم تاتزر ھذہ الازارۃ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاتزرھا **قلت** ورجال الحدیث کلھم ثقات عدول ممن یروی عنھم البخاری کما لایخفی علی الفطن الماھر بالفن شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ازیں جا معلوم می شود کہ بلند داشتن ازار از جانب پس کافی ست در عدم اسبال اھ عالمگیری میں ہے کہ ہاں اس میں شبہہ نہیں کہ نصف ساق تک پائچوں کا ہونا بہتر و عزیمت ہے اکثر ازار پُرانوار سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہیں تک ہوتی تھی فی صحیح مسلم حدثنی ابو الطاھر قال انا ابن وھب قال اخبرنی عمر بن محمد عن عبد اللہ ارفع ازارک فرفعتہ ثم قال زد فزدت فمازلت اتحرھا بعد فقال بعض القوم الی این فقال انصاف الساقین وفی حدیث ابی سعید الخدری مما رواہ ابوداؤد وابن ماجہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول ازرۃ المومن الی انصاف ساقیہ الحدیث امام نووی فرماتے ہیں فالمستحب نصف الساقین والجائز بلاکراھۃ ماتحتہ الی الکعبین فی الفتاوی العالمگیریۃ ینبغی ان یکون الازار فوق الکعبین الی نصف الساق واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ (۱) ڈاک کی نوکری جائز ہے یا نہیں (۲) انگریزی پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

(۱) ڈپٹی پوسٹماسٹری تک جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۲) ذی علم مسلمان اگر بہ نیت رد نصاریٰ انگریزی پڑھے اجر پائے گا اور دُنیا کے لیے صرف زبان سیکھنے یا حساب اقلیدس جغرافیہ جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ ہمہ تن اوس میں مصروف ہوکر اپنے دین وعلم سے غافل نہ ہوجائے ورنہ جو چیز اپنا دین وعلم بقدر فرض سیکھنے میں مانع آئے حرام ہے اس طرح وہ کتابیں جن میں نصاریٰ کے عقائد باطلہ مثل انکار وجود آسمان وغیرہ درج ہیں اون کا پڑھنا بھی روا نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے بحالت صحت نفس و ثبات عقل اپنے ایک وارث کے ہاتھ ایک مکان بیع کیا اور کچھ زر نقد بطور ہبہ اوس کو دیا کہ اوس نے اوس سے ایک حقیت خریدی بعد ایک عرصہ کے مورث فوت ہوا اب اوس کے اور وارثوں کا بھی اوس مکان یا زر نقد میں کچھ حق ہے یا نہیں اور وہ بیع و ہبہ جائز ٹھہر سکتے ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مسئول میں جب کہ وہ بیع و ہبہ بحالت ثبات عقل و عدم مرض موت تھی تو اون کے جواز و نفاذ و صحت تمام میں کوئی شبہہ نہیں اب ہرگز ہرگز کسی وارث کا اوس مکان یا زر نقد میں کوئی حق نہیں درمختار میں ہے لو وھب فی صحتہ کل المال للولد جاز واثم اور سائل کہ ان بیع و ہبہ کے جواز و عدم جواز سے پوچھتا ہے اگر اوس کا مقصود صحت و عدم صحت عقد ہے جب تو معلوم ہوگیا کہ قطعًا دونوں عقد صحیح ہیں اور اگر حلت و حرمت سے سوال کرتا ہے تو اوس کا جواب یہ ہے کہ بحالت صحت وارث کے ہاتھ قیمت مناسب کو بیع کرنے میں تو ہرگز کوئی کراہت نہیں ہاں تنہا ایک وارث کو کوئی چیز بخش دینا کہ اوروں کے ساتھ اس قسم کی رعایت نہ کرے مکروہ ہے حدیث میں اس کو ظلم فرمایا حیث قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتشھدنی علی جور لیکن اس کراہت و ممانعت سے اوس بیع یا ہبہ میں کوئی حرج نہیں آتا کالبیع عند اذان الجمعۃ اور یہ کراہت بھی اوس وقت ہے جب سب اولاد برابر ہوں اور بجہت دین آپس میں تفاوت نہ رکھتے ہوں ورنہ اگر مثلاً ایک بیٹا یا بیٹی علم و تقوٰی میں اوروں سے زائد یا یہ موہوب لہ تحصیل علم میں مشغول ہے کہ کسب مال کی فرصت نہیں رکھتا تو ایسے شخص کو سب سے زیادہ دینا کوئی حرج نہیں فتاوٰی قاضی خاں میں ہے روی عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ لاباس بہ اذا کان التفضیل لزیادۃ فضل لہ فی الدین وان کان سواء یکرہ عالمگیری میں ہے لوکان الولد مشتغل بالعلم لا بالکسب فلا باس ان یفضلہ علی غیرہ کذا فی الملتقط۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قتل کرنا سانپ کا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

قتل سانپ کا مستحب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اوس کے قتل کا حکم کیا ہے یہاں تک کہ اوس کے قتل کی حرم میں اور محرم کو بھی اجازت ہے اور جو خوف سے چھوڑ دے اوس کے لئے لفظ لیس منی حدیث میں وارد فی صحیح البخاری قال عبداللہ بینا نحن مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوھا قال فابتدرنا ھا فسبقتنا قال فقال وقیت شرکم کما وقیتم شرھا اور اسی کے مثل مسلم و نسائی نے روایت کیا و فی صحیح مسلم یسأل رجل ابن عمر ما یقتل من الدواب وھو محرم قال حدثتنی احدی نسوۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یامر بقتل الکلب العقور والفارۃ والعقرب والحدیاء والغراب والحیۃ قال وفی الصلاۃ ایضا و فی صحیح النسائی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال خمس یقتلھن محرم الحیۃ والفارۃ والحدأۃ والغراب الابقع والکلب العقور و فی سنن ابی داؤد عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال خمس قتلھن حلال فی الحرم الحیۃ والعقرب والحداءۃ والفارۃ والکلب العقور و فی صحیح مسلم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امر محرما بقتل حیۃ بمنٰی و فی سنن ابی داؤد عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال اقتلوا الحیات کلھن فمن خاف ثارھن فلیس منی لیکن قتل اوس سانپ کا کہ سپید رنگ ہے اور سیدھا چلتا ہے یعنی چلنے میں بل نہیں کھاتا قبل انذار و تحذیر کے ممنوع ہے فی سنن ابی داود عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا الحیات کلھا الا الجان الابیض الذی کانہ قضیب فضۃ و روی الزیلعی عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اقتلوا ذا الطفیتین والابتر وایاکم والحیۃ البیضاء فانھا من الجن و فی الترمذی قال عبداللہ بن المبارک انما یکرہ من قتل الحیات اور اسی طرح وہ سانپ جو مدینہ کے گھروں میں رہتے ہیں بے انذار و تحذیر کے نہ قتل کیے جائیں مگر ذوالطفیتین کہ اوس کی پیٹھ پر دو خط سپید ہوتے ہیں اور ابتر کہ ایک قسم ہے سانپ کی کبود رنگ کوتاہ دم اور ان دونوں قسم کے سانپوں کا خاصہ ہے کہ جس کی آنکھ پر ان کی نگاہ پڑے اندھا ہوجائے زن حاملہ اگر اونھیں دیکھ لے حمل ساقط ہو کہ اس طرح کے سانپ اگر مدینہ کے گھروں میں بھی رہتے ہوں تو اون کا مارنا بے انذار کے جائز ہے فی صحیح مسلم قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان بالمدینۃ نفرا من الجن قد اسلموا

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

فمن رأی شیئًا من ہذہ العوامر فلیؤذنہ ثلاثًا فان بدالہ بعد فلیقتلہ فانہ شیطان اھ والعوامر ھی التی تسکن البیوت تؤذی وفی روایۃ ان لھذہ البیوت عوامر فاذا رأیتم شیئًا منھا فحرجوا علیھا ثلاثًا فان ذھب والا فاقتلوہ فانہ کافر وفی روایۃ ان بالمدینۃ جنا قد اسلموا فاذا رأیتم منھم شیئًا فاذنوہ ثلثۃ ایام فان بدالکم بعد ذٰلک فاقتلوہ انما ھو شیطان وفی سنن ابی داؤد۔

وقال القاضی عیاض

لیکن بعض علما نے قتل اون سانپوں کا کہ گھروں میں رہتے ہیں مطلقًا بے انذار کے ممنوع ٹھہرایا ہے اور منشا اس کا اطلاق لفظ بیوت ہے بعض احادیث میں فی صحیح مسلم کان ابن عمر یقتل الحیات کلھن حتی حدثنا ابو لبابۃ بن عبد المنذر البدری ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نھی عن قتل جنان البیوت فامسک وفی روایۃ نھی عن قتل الجنان التی فی البیوت انتھت والجنان بجیم مکسورۃ ونون مفتوحۃ ھی الحیات جمع جان وھی الحیۃ الصغیرۃ وقیل الدقیقۃ الخفیفۃ وقیل الدقیقۃ البیضاء کذا قال النووی وفی روایۃ انہ قد نھی عن ذوات البیوت مگر یہ مذہب ضعیف غیر مختار ہے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہاں مراد بیوت سے بیوت مدینہ ہیں نہ بیوت مطلقًا اور احادیث مذکورہ جن میں اذن بیوت مقید ہے مفسران حدیثوں کے مفسر ہیں قال الامام النووی قال المازری لاتقتل حیات مدینۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا بانذارھا کما جاء فی ھذہ الاحادیث فاذا انذرھا ولم تنصرف قتلھا واما حیات غیر المدینۃ فی جمیع الارض والبیوت والدور فیندب قتلھا من غیر انذار لعموم الاحادیث الصحیحۃ فی الامر بقتلھا وقال الامام النووی ایضا قالوا فاخذ بھذہ الاحادیث فی استحباب قتل الحیات مطلقا وخصت المدینۃ بالانذار للحدیث الوارد فیھا وسببہ صرح بہ فی الحدیث انہ اسلم طائفۃ من الجن بھا اھ اور طریقے انذار وتحذیر کے مختلف ہیں ایک یہ کہ یوں کہا جائے میں تم کو قسم دلاتا ہوں اوس عہد کی جو تم سے سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے لیا کہ ہمیں ایذا مت دو اور ہمارے سامنے ظاہر مت ہو قال الامام النووی واما صفۃ الانذار فقال القاضی روی ابن حبیب عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ یقول انشدک بالعہد الذی اخذ علیکم سلیمٰن ابن داؤد ان لاتؤذونا ولا تظھرن لنا دوسرے یہ کہ اس طرح کہا جائے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں بوسیلہ عہد نوح وعہد سلیمان ابن داود علیہم السلام کے کہ ہمیں ایذا مت دے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا ظھرت الحیۃ فی المسکن فقولوا لھا انا نسألک بعھد نوح وبعھد سلیمان بن داود ان لاتؤذینا فان عادت فاقتلوھا رواہ ابو عیسٰی الترمذی ثم قال ھذا حدیث حسن غریب تیسرے یہ کہ میں تمھیں قسم دلاتا ہوں اوس عہد کی جو تم سے نوح علیہ السلام نے لیا میں تمھیں قسم دلاتا ہوں اوس عہد کی جو تم سے سلیمان علیہ السلام نے لیا کہ ایذا مت دو کما فی سنن ابی داود ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سئل عن حیات البیوت فقال اذا رأیتم منھن شیئا فی مساکنکم فقولوا انشدکن العھد الذی اخذ علیکن نوح انشدکن العھد الذی اخذ علیکن سلیمان ان لاتؤذونا فان عدن فاقتلوھن چوتھے یہ کہ لوٹ جا خدا کے حکم سے پانچویں یہ کہ مسلمان کی راہ چھوڑ دے قال الطحاوی یقال لھا ارجعی باذن اللہ تعالٰی اوخلی طریق المسلمین اھ ملخصا وغیرذٰلک بالجملہ قتل سانپ کا مستحب اور سپید اور ساکن بیوت مدینہ کا سوا ذوالطفیتین اور ابتر کے بے انذار وتحذیر کے ممنوع ہے مگر طحاوی کے نزدیک قتل بے انذار میں بھی کچھ حرج نہیں اور انذار اولٰی ہے فی الاشباہ والنظائر قال الطحاوی لاباس بان یقتل الکل لانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عاھد الجن ان لایدخلوا بیوت امتہ ولایظھروا انفسھم فاذا خالفوا فقد نقضوا عھدھم فلاحرمۃ لھم والاولی ھو الانذار والاعذار اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد اگر اپنے زیر ناف کے بال مقراض سے تراشے یا عورت استرہ لے تو جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

حلق وقص ونتف وتنور یعنی مونڈنا کترنا اوکھیڑنا نورہ لگانا سب صورتیں جائز ہیں کہ مقصود اس موضع کا پاک کرنا ہے اور وہ سب طریقوں میں حاصل فی صحیح مسلم ابن الحجاج رضی اللہ تعالٰی عنہ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال قال الفطرۃ خمس او خمس من الفطرۃ الختان والاستحداد وتقلیم الاظفار ونتف الابط وقص الشارب قال الشارح النووی واما الاستحداد فھو حلق العانۃ وھو سنۃ والمراد بہ نظافۃ ذٰلک الموضع انتھی ملخصا وبمثلہ قال الغزالی فی احیائہ وغیرہ فی غیرہ مگر حلق مرد میں حق بہ نسبت قصر ونتف وتنور کے افضل ہے کہ احادیث خصال وعامہ کتب فقہ میں اس خصلت کا ذکر بلفظ حلق واستحداد وارد قال النووی والافضل فیہ الحلق ویجوز بالقص والنتف والنورۃ وفی الفتاوی الھندیۃ الافضل ان یقلم اظفارہ

ویحلق عانته انتہی مختصرا اور عورت کے لئے بعض علمانے نتف حلق سے افضل قرار دیا اور بعض نے بالعکس ملّا علی قاری مرقاۃ میں پہلا مذہب اختیار کرتے ہیں اور حدیث صحیحین میں وارد حتی تستحد المغیبۃ اشعۃ اللمعات میں علامہ تورپشتی سے نقل کیا یہاں استحداد سے بال دور کرنا مراد ہے نہ خاص استعمال قدسی ابن عربی محاکمہ کرتے ہیں کہ نوجوان عورت کو اوس سے احتراز مناسب اور عمر رسیدہ کو مضرت نہیں اور نتف ایام ضعف میں باعث استرخائے فرج تو بیانہ کو اوس سے بچنا زیبا اور نوجوان میں بوجہ شباب قوت یہ احتمال نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از جالندھر محلہ راستہ متصل مکان ڈپٹی شیخ احمد جان صاحب مرحوم مرسلہ محمد احمد صاحب ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین ان چند مسائل میں

سوال اوّل

اگر کوئی عورت جوان یا بڑھیا کسی عالم شریعت واقف طریقت جامع شرائط سے بیعت کرے اور اپنے پیر سے فیض لیوے حجاب شرعی تو ہو یعنی کل بدن چھپا ہوا بلا چہرے کے مگر حجاب عرفی نہ ہو تو یہ بیعت کرنے اور اس طریق سے فیض لینا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

پردہ کے باب میں پیر وغیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہے جوان عورت کو چہرہ کھول کر بھی سامنے آنا منع ہے فی الدر المختار تمنع المرأۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین رجال لخوف الفتنۃ اوسی میں ہے اما فی زماننا فمنع من الشابۃ قہستانی اور بڑھیا کے لیے جس سے احتمال فتنہ نہ ہو مضائقہ نہیں فیہ ایضا اما العجوز التی لاتشتھی فلا بأس بمصافحتھا ومس یدھا ان امن مگر ایسے خاندان کی نہ ہو جس کا یوں بھی سامنے آنا اوس کے اولیا کے لیے باعث ننگ وعار یا خود اوس کے واسطے وجہ انگشت نمائی ہو فانا قد امرنا ان ننزل الناس منازلھم کما فی حدیث ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا وفی حدیث معٰذ ایاک وما یسوء الاذن خصوصا جب کہ اوس کے سبب جانب اقربا سے احتمال ثوران فساد ہو فان الفتنۃ اکبر من القتل واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم

اگر کوئی اپنے پیر مرشد کے پیر چوم لے بطور بزرگی کے تو درست ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

جائز ہے ابوداؤد وغیرہ کی احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کحدیث وفد عبد القیس وغیرھم من الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم اس بارہ میں فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے مفصل کلام لکھا کہ ہمارے مجموعہ فتاوٰی میں منسلک ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال سوم

ایک عورت نہایت نیک بخت ہے وہ چاہتی ہے کہ کسی بزرگ عالم شریعت اور واقف طریقت سے بیعت حاصل کرکے صفائی قلب اور صفائی باطن حاصل کروں مگر اوس کا خاوند اس کار خیر سے بند کرتا ہے آیا اگر وہ عورت اپنے خاوند کی چوری کسی صالح بزرگ سے بیعت حاصل کرے تو درست ہے یا نہیں اور بلا اطلاع اپنے خاوند کے تعلیم سلوک باطنیہ کی اپنے پیر سے جاکر لے تو درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا یوم الحساب۔

الجواب

عالم عامل عارف کامل کے ہاتھ پر شرف بیعت حاصل کرنے اور اوس سے علم دین وراہ سلوک سیکھنے کے لیے شوہر کی اجازت درکار نہیں نہ اس باب میں اوس کی ممانعت کا لحاظ لازم جب کہ اوس کے حقوق میں کسی خلل کا اندیشہ نہ ہو فی کتاب الجہاد من البحر والنہر والدر وغیرھا انما یلزمھا امرہ فیما یرجع الی النکاح وتوابعہ ہاں امر غیر واجب عینی کے سیکھنے کو پیر کے گھر بے اذن شوہر جانے کی اجازت نہیں ہوسکتی بلکہ واجب کے لیے بھی جبکہ شوہر کے توسط سے سیکھ سکتی ہو والمسألۃ

دائرۃ فی الکتب سائرۃ وقد فصلناھا بتوفیق اللہ تعالٰی فی کتاب النکاح من فتاوانا بلکہ اجنبی مردوں کے پاس بے ضرورت شرعیہ باذن شوہر جانے کی اجازت نہیں حتی لواذن کانا عاصیین کما فی الخلاصۃ والاشباہ والدر وغیرھا من الاسفار الغر وان بغیت التفصیل فعلیك بفتاوٰنا ومن لم یعرف ناس زمانہ فھو جاھل واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کثرہ پرگنہ منورہ ضلع گیا مکان ابوصالح صاحب خان بہادر مرسلہ مولوی کریم رضا خاں صاحب ۲۴ صفر ۱۳۱۱ھ

سوال اول ۔ مصافحہ بعد نماز جمعہ وعیدین وصبح وعصر وبعد وعظ کے اور معانقہ بعد عیدین کے جائز ہے یا نہیں اور اگر کوئی اس فعل کے کرنے والے کو جہنمی اور مردود اور رافضی کہے اسکا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب مصافحہ ومعانقہ مذکورہ جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہوں جائز ہیں اور بہ نیت محمود مستحب ومندوب اس فعل پر جہنمی ومردود ورافضی کا حکم لگانے والا خود ان الفاظ کا مستحق اور ضال ومضل وفاسق ہے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سباب المسلم فسوق غنیہ ذوی الاحکام حاشیہ درروغرر میں ہے المصافحۃ سنۃ عقب الصلوات کلھا وعند کل لقی ولنا فیھا رسالۃ سمیتھا سعادۃ اھل الاسلام بالمصافحۃ عقب الصلاۃ والسلام حاشیۃ الکنز للعلامۃ السید الازھری میں ہے من المستحب (ای یوم العید) اظھار الفرح والبشاشۃ والتھنیۃ والمصافحۃ بل ھی سنۃ عقب الصلوات کلھا طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے کذا تطلب المصافحۃ فھی سنۃ عقب الصلاۃ کلھا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مسوی شرح مؤطا میں لکھتے ہیں قال النووی اعلم ان المصافحۃ مستحبۃ عند کل لقاء واما ما اعتادہ الناس من المصافحۃ بعد صلاۃ الصبح والعصر فلا اصل لہ فی الشرع علی ھذا الوجہ ولکن لاباس بہ فان اصل المصافحۃ سنۃ وکونھم یحافظون علیھا فی بعض الاحوال لایخرج ذلك البعض عن کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلھا اقول ھکذا ینبغی ان یقال فی المصافحۃ یوم العید خود سوا اسے وہابیہ معلم ثانی تجدید منکرین زمانہ کے امام الائمہ میاں اسمٰعیل صاحب دہلوی اپنی تقریر ذبیحہ میں اصول وہابیت کو یوں ذبح فرماتے ہیں ہمہ اوضاع از قرآن خوانی وفاتحہ خوانی وطعام خوراندن سوائے کندن چاہ وامثالہ و دعا واستغفار واضحیہ بدعت ست گو بدعت حسنہ بالخصوص مثل معانقہ روز عید ومصافحہ بعد نماز صبح یا عصر حضرات منکرین جوش پاسداری مذہب میں ائمہ وعلمائے سابقین کو جو چاہیں کہیں اور شاید بکمال جرأت شاہ ولی اللہ صاحب سے بھی آنکھ پھیرلیں مگر کیا اپنے بڑے پیشوا میاں اسمٰعیل صاحب کو بھی جہنمی مردود رافضی مان لیں گے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ تفصیل اس مسئلہ کی ہمارے رسالہ وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید میں ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم

کسی عالم یا کسی دوسرے بزرگ کا ہاتھ چومنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

ہاں جائز بلکہ مستحب ومندوب ومسنون ومحبوب ہے جبکہ بہ نیت صالحہ محمودہ ہو امام بخاری ادب مفرد میں اور ابوداؤد وبیہقی زارع بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں فجعلنا نتبادر فنقبل ید رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ورجلہ تنویر الابصار ودرمختار میں ہے لاباس بتقبیل ید الرجل العالم والمتورع علی سبیل التبرک درر ونقل المصنف عن الجامع انہ لاباس بتقبیل ید الحاکم المتدین والسلطان العادل وقیل سنۃ مجتبی ردالمحتار میں ہے قولہ وقیل سنۃ ای تقبیل ید العالم والسلطان العادل قال الشرنبلالی وعلمت ان مفاد الاحادیث اوندب کما اشار الیہ العینی اور مر ہے قدم عن الخانیۃ والحقائق ان التقبیل علی سبیل البر بلاشھوۃ جائز بالاجماع درمختار میں ہے اما علی وجہ البر فجائز عند الکل خانیۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ ۱۲ شعبان ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کُرتہ شریف کتنا نیچا تھا اور گریبان مبارک سینۂ اقدس پر تھا یا دائیں بائیں اور چاک مبارک کھُلی تھی یا دوختہ اور بٹن لگتے تھے یا گھنڈی اور کون سی رنگت کا مرغوب تھا اور عمامہ شریف کے گز کا لانبا تھا اور وہ گز کتنا لانبا تھا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

قمیص مبارک نیم ساق تک تھا مواہب شریف میں ہے کان ذیل قمیصہ ورداءہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی انصاف الساقین حاکم نے بتصحیح اور ابوالشیخ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لبس قمیصا وکان فوق الکعبین اور کم طول کا بھی وارد ہے بیہقی نے شعب الایمان میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کان لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قمیص من قطن قصیر الطول قصیر الکم گریبان مبارک سینہ اقدس پر تھا اشعۃ اللمعات میں ہے جیب قمیص آں حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بر سینۂ مبارک وے بود چنانکہ احادیث بسیار برآں دلالت دارد وعلمائے حدیث تحقیق ایں نمودہ اند اوسی میں ہے تحقیق آنست کہ گریبان پیراہن نبوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بر سینہ بود دامن کے چاک کھلے ہونا ثابت ہے کہ اون پر ریشمی کپڑے کی گوٹ تھی اور گوٹ کھلے ہوئے چاکوں پر لگاتے ہیں صحیح مسلم وسنن ابی داؤد میں اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے انھا اخرجت جبۃ طیالسۃ کسروانیۃ لھا لبنۃ دیباج وفرجیھا مکفوفین بالدیباج اوس زمانہ میں گھنڈی تکمے بٹن کو زرّ وعروہ کہتے بٹن ثابت نہیں نہ اون میں کوئی حرج ہے رنگ سبز و سرخ بھی ثابت ہے اور محبوب تر سفید حدیث میں ہے البسوا الثیاب البیض فانھا اطھر واطیب وکفنوا فیھا موتاکم سفید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور خوب ہیں اور اپنے اموات کو سفید کفن دو رواہ احمد والاربعۃ الا من سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ عمامۂ اقدس کے طول میں کچھ ثابت نہیں امام بن الحاج کی سات ہاتھ یا اس کے قریب کہتا ہے اور حفظ فقیر میں کلمات علما سے ہے کہ کم از کم پانچ ہاتھ ہو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہاتھ اور شیخ عبدالحق کے رسالہ لباس میں اکتیس ہاتھ تک لکھا ہے اور یہ ہے کہ یہ امر عادت پر ہے جہاں علما وعوام کی جیسی عادت ہو اور اوس میں کوئی محذور شرعی نہ ہو اوس قدر اختیار کریں فقد نص العلماء ان الخروج عن العادۃ شھرۃ ومکروہ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ

الجواب

حفظ قرآن فرض کفایہ ہے اور سنت صحابہ وتابعین وعلمائے دین متین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین اور منجملہ افاضل مستحبات عمدہ قربات منافع وفضائل اوس کے حصر وشمار سے باہر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں یجیئ صاحب القراٰن یوم القیمۃ فیقول یارب حلہ الحدیث یعنی قرآن والا قیامت کے روز آئے گا پس قرآن عرض کرے گا اے رب میرے اسے خلعت عطا فرما تو اوس شخص کو تاج کرامت عطا فرمائیں گے پھر عرض کرے گا اے رب میرے اور زیادہ کر تو اوسے حلۂ بزرگی پہنائیں گے پھر عرض کرے گا اے رب میرے اس سے راضی ہو جا تو اللہ جل جلالہ اوس سے راضی ہو جائے گا پھر اوس سے کہا جائے گا پڑھ اور چڑھ اور ہر آیت پر ایک نیکی زائد کی جائے گی اور فرماتے ہیں یقال یعنی لصاحب القراٰن اقرء وارق ورتل الحدیث رواہ الترمذی وابن ماجہ واللفظ للترمذی یعنی صاحب قرآن کو حکم ہوگا کہ پڑھ اور چڑھ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسے تو اوسے دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا کہ تیرا مقام اوس پچھلی آیت کے نزدیک ہے جسے تو پڑھے گا۔ حاصل یہ کہ ہر آیت پر ایک ایک درجہ اوس کا جنت میں بلند کرتے جائیں گے جس کے پاس جس قدر آیتیں ہوں گی اوسی قدر درجے اوسے ملیں گے۔ اور فرماتے ہیں مثل القراٰن ومن تعلمہ الحدیث رواہ ابن ماجہ والنسائی یعنی حافظ قرآن اگر شب کو تلاوت کرے تو اوس کی مثال اوس توشہ دان کی ہے جس میں مشک بھرا ہو اور اوس کی خوشبو تمام مکانوں میں مہکے اور جو شب کو سو رہے اور قرآن اوس کے سینے میں ہو تو اوس کی کہاوت مانند اوس توشہ دان کے ہے کہ جس میں مشک ہے اور اوس کا مونھ باندھ دیا جائے اور فرماتے ہیں خیرکم من تعلم القراٰن وعلمہ رواہ البخاری والترمذی وابن ماجہ یعنی تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے اور فرماتے ہیں لما سمعت الملئکۃ القراٰن الحدیث رواہ الدارمی جب فرشتوں نے قرآن سنا بڑے خوشی ہو اوس امت کے لیے جس پر یہ نازل ہوا اور خوشی ہو اون سینوں کے لیے جو اسے اوٹھائیں گے اور یاد کریں گے اور خوشی ہو اون زبانوں کے لیے جو اسے پڑھیں گے اور تلاوت کریں گے جا بجا اللہ جل جلالہ اور اوس کے رسول کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے حفظ قرآن کی ترغیب وتحریص فرمائی رب تبارک وتعالٰی فرماتا ہے وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ اور بیشک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو یاد کرنے کے لیے سو ہے کوئی یاد کرنے والا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تعاھدوا القراٰن فوالذی نفسی بیدہ لھو اشد تفصیا من الابل فی عقلھا رواہ البخاری ومسلم یعنی نگاہ رکھو قرآن کو اور اوسے یاد کرتے رہو سو قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے البتہ

قرآن زیادہ چھوٹنے پر آمادہ ہے اون اونٹوں سے جو اپنی رسّیوں میں بندھے ہوں یعنی جس طرح بندھے ہوئے اونٹ چھوٹنا چاہتے ہیں اور اگر اون کی محافظت و احتیاط نہ کی جائے تو رہا ہوجائیں اس سے زیادہ قرآن کی کیفیت ہے اگر اوسے یاد نہ کرتے رہوگے تو وہ تمہارے سینوں سے نکل جائے گا پس تمھیں چاہیے کہ ہر وقت اوس کا خیال رکھو اور یاد کرتے رہو اس دولت بے نہایت کو ہاتھ سے نہ جانے دو اور فرماتے ہیں ان الذی لیس فی جوفہ شیئ من القراٰن کالبیت الخرب رواہ الترمذی حاصل یہ کہ جسے کچھ قرآن یاد نہیں وہ ویرانے گھر کے مانند ہے یعنی جیسے گھروں کی زینت اون کے رہنے والوں اور عمدہ آرائشوں سے ہوتی ہے اسی طرح خانۂ دل کی زینت قرآن مجید سے ہے جسے قرآن یاد ہے اوس کا دل آباد ہے ورنہ ویرانہ و برباد اور فرماتے ہیں یا اہل القراٰن لا القراٰن واتلوہ حق تلاوتہ من اٰناء اللیل والنہار وافشوہ الحدیث رواہ البیہقی والطبرانی یعنی اے قرآن والو قرآن کو تکیہ نہ بنالو کہ پڑھ کے یاد کرکے چھوڑا پھر نگاہ اوٹھاکر نہ دیکھا بلکہ اوسے پڑھتے رہو دن رات کی گھڑیوں میں جیسے اوس کے پڑھنے کا حق ہے اور اوسے افشا کرو کہ خود پڑھو لوگوں کو پڑھاؤ یاد کراؤ اوس کے پڑھنے یاد کرنے کی ترغیب دو نہ یہ کہ جو پڑھے اور خدا اوسے حفظ کی توفیق دے اوس کو روکو اور منع کرو اوس سے زیادہ نادان کون ہے جسے خدا ایسی ہمت بخشے اور وہ اوسے اپنے ہاتھ سے کھودے اگر قدر اوس کی جانتا اور جو ثواب اور درجات اوس پر موعود ہیں اون سے واقف ہوتا تو اوسے جان و دل سے زیادہ عزیز رکھتا زید نادان کو اپنے سوء حافظہ یا کسی اور سبب سے حفظ قرآن میں دقت ہو یا متشابہ زیادہ واقع ہوں تو اوسے قرآن کا قصور سمجھتا ہے اور اوس کے حفظ کو معاذ اللہ بیکار و بے ثمر ٹھیراتا ہے یہ وسوسہ شیطان کا ہے کہ اوس کے دل میں ڈرلاتا تاکہ اوسے ایسی نعمت عظمیٰ سے محروم رکھے اور راہ راست سے پھیر کر گمراہوں کے گروہ میں داخل کرے وہ یہ نہیں جانتا کہ جسے قرآن مجید میں زیادہ دقت و مشقت پڑتی ہے اوس کا اجر اللہ کے نزدیک دونا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الماہر بالقراٰن مع السفرۃ الکرام البررۃ الحدیث رواہ البخاری ومسلم یعنی جو شخص قرآن مجید میں مہارت رکھتا ہے وہ نیکوں اور بزرگوں اور وحی و کتابت یا لوح محفوظ کے لکھنے والوں یعنی انبیاء و ملٰئکہ علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہے اور جو قرآن کو بزور پڑھتا ہے اور وہ اوس پر شاق ہے اوس کے لئے دو اجر ہیں انجام اس وسوسہ ابلیس و فساد باطنی کا یہ ہے کہ وہ قرآن مجید بھول جائے اور اون وعیدوں کا مستحق ہو جو اس باب میں وارد ہوئیں اللہ جل جلالہ فرماتا ہے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ الاٰیۃ جو میرے ذکر یعنی قرآن سے منھ پھیرے گا سو اوس کے لئے تنگ عیش ہے اور ہم اوسے قیامت کے دن اندھا اوٹھائیں گے کہے گا اے میرے رب تونے مجھے کیوں اندھا اوٹھایا اور میں تو تھا انکھیارا اللہ فرمائے گا یونہیں آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں سو تونے اونھیں بھلا دیا اور اور ایسے ہی آج تو بھلا دیا جائے گا کوئی تیری خبر نہ لے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مامن امرء یقرء القراٰن ثم ینساہ الحدیث رواہ ابوداؤد والدارمی یعنی جو شخص قرآن پڑھ کر بھول جائے گا قیامت کو خدا کے پاس کوڑھی ہوکر رہے گا۔ اور فرماتے ہیں عرضت علی ذنوب امتی الحدیث رواہ الترمذی حاصل یہ کہ میری اُمت کے گناہ میرے حضور پیش کیے گئے تو میں نے گناہ اس سے بڑا نہ دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی ایک سورۃ یا ایک آیت یاد ہو پھر وہ اوسے بھلادے۔ زید پر لازم کہ اس قسم کی خرافات اور گستاخیوں سے باز آئے اور خلاف حکم اللہ اور اللہ کے رسول کے لوگوں کو حفظ کلام اللہ سے نہ روکے بلکہ ترغیب دے اور جہاں تک ہوسکے اوس کے پڑھاتے اور حفظ کرانے اور خود یاد رکھنے میں کوشش کرے تا وہ ثواب جو اوس پر موعود ہیں حاصل ہوں اور روز قیامت اندھا کوڑھی ہوکر اوٹھنے سے نجات پائے واللہ الہادی الی سبیل الرشاد ومن یضلل اللہ فمالہ من ہاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کا خاوند مرگیا اور اوس عورت نے دوسرا خاوند کرلیا ہو تو وہ عورت جنت میں کون سے خاوند کے پاس ہوگی بینوا توجروا۔

الجواب

عورت اپنے آخر ازواج کے لیے ہے۔

مسئلہ

از ملک بنگالہ شہر نصیرآباد قصبہ لاماپاڑا مرسلہ محمد علیم الدین صاحب ۵ جمادی الاولیٰ سنہ [illegible]ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں

سوال اوّل

ایک شخص مسلمان سود و رشوت وغیرہ حرام کھاتا ہے اور تجارتی وغیرہ حلال پیشہ بھی اوس کا ہے یعنی مال مختلط حرام و حلال شے ہے اور وہ نماز پڑھتا نہیں اوس کا مکان پر کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

جائز بایں معنی تو ہے کہ کھائے گا تو کوئی شے حرام نہ کھائی جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ شے جو میرے سامنے آئی بعینہ حرام ہے بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ نص علیہ محررالمذھب الامام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کما فی الذخیرۃ وغیرھا مگر احتراز اولٰی خصوصًا جب کہ غالب حرام ہو خروجا عن الخلاف وکما فی ردالمحتار عن الذخیرۃ عن الامام ابی جعفر احب الی فی دینہ ان لایاکل ولیسعہ حکما ان لم یکن ذلک الطعام غصبا ورشوۃ الخ خصوصًا جب کہ یہ شخص سود اور رشوت لینے کے باعث نہ صرف فاسق بلکہ عباد اللہ پر ظالم ہے ایسے فساق سے اظہار بغض و نفرت پر سلف صالح کا اجماع قائم ہے امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں طرق السلف قد اختلفت فی اظہار البغض مع اھل المعاصی وکلھم اتفقوا علی اظہار البغض للظلمۃ والمبتدعۃ وکل من عصی اللہ تعالٰی بمعصیۃ متعدیۃ الی غیرہ الخ تو اوس کے یہاں کھانے سے اور زیادہ احتراز چاہئے خصوصًا اوس کے ساتھ کھانے سے واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم

باپ نے سود وغیرہ حرام مال چھوڑ کر انتقال کیا اب وہ مال لڑکے کے واسطے حلال ہوگا یا نہیں لڑکا حرام خوری میں ناراض تھا۔

الجواب

جس جس شخص کی نسبت معلوم ہو کہ فلاں سے اتنا مال سود یا رشوت یا غصب یا چوری میں اس کے باپ نے لیا تھا اس پر فرض ہے کہ ترکہ سے اوتنا اوتنا مال اون لوگوں یا اون کے وارثوں کو واپس دے اگرچہ وہ مال بعینہ جُدا نہ معلوم ہو جو ان ناجائز طریقوں سے لیا۔ اور جس مال کی نسبت بعینہ معلوم ہو کہ یہ خاص وہی مال حرام ہے تو فرض ہے کہ اوسے مال غیر و غصب سمجھے اگرچہ وہ لوگ معلوم نہ ہوں جن سے لیا تھا پھر بحالت علم اون مستحقوں یا اون کے وارثوں کو دے ورنہ اون کی نیت سے فقرا پر تصدق کرے اور اگر اجمالاً صرف اتنا معلوم کہ ترکہ میں مال حرام بھی ملا ہے مگر نہ مال متمیز نہ مستحق معلوم تو دیانۃً افضل احتراز اور حکم جواز فی ردالمحتار اذا علم ان کسب مورثہ حرام یحل لہ لکن اذا علم المالک بعینہ فلاشک فی حرمتہ و وجوب ردہ علیہ وکذا لایحل اذا علم عین الغصب مثلا وان لم یعلم مالکہ والحاصل انہ ان علم ارباب الاموال وجب ردہ علیھم والا فان علم عین الحرام لایحل لہ ویتصدق بنیۃ صاحبہ وان کان مالا مختلطا مجتمعا من الحرام ولا یعلم اربابہ ولا شیئا منہ بعینہ حل لہ حکما والاحسن دیانۃ التنزہ عنہ اھ ملخصًا قلت وھذا اعنی الحکم باولویۃ التنزہ دیانۃ ھو المطابق لما فی عامۃ المعتمدات کالخانیۃ والتبیین والھندیۃ وغیرھا وھھنا ابحاث نفیسۃ ذکرناھا فیما علقنا علی ردالمحتار واللہ تعالٰی اعلم

سوال سوم

کار خیر مثل وعظ وغیرہ کے واسطے دُھل سے خبر کرنا جائز ہے یا نہ یعنی ایسا مقام ہو کہ وہاں عوام الناس بہت ہی دین کے مسئلہ سے ناواقف اور وہاں کوئی علیم جا کر ڈھنڈورہ پٹوائے کہ فلاں روز میں وعظ کروں گا بقصد فائدہ عام اس صورت میں جائز ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

ظاہر جواز ہے اور بذریعہ اشتہار اعلان انسب۔ درمختار میں ہے من ذلک ضرب النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلا باس بہ درمنتقی میں ہے ینبغی ان یکون بوق الحمام یجوز کضرب النوبۃ ردالمحتار میں ہے وینبغی ان یکون طبل المسحر فی رمضان لایقاظ النائمین للسحور کبوق الحمام تأمل۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ ۱۵ رجمادی الاولٰی ۱۳۱۱ھ

علمائے شرع شریف اس بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ چوڑیدار پائجامہ پہننا کیسا ہے اور جو اشخاص بو تام لگا کر پہنتے ہیں پنڈلیوں کو چپٹا ہوا اور

تعبیر کرتے ہیں کہ یہ پائجامہ شرعی ہے یہ قول اون کا صحیح ہے یا غلط یعنی اوسے شرعی پائجامہ کہنا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

چوڑی دار پاجامہ پہننا منع ہے کہ وضع فاسقوں کی ہے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ آداب اللباس میں فرماتے ہیں سراویل کہ در عجم متعارف است اگر زیر خشتانگ باشد یا دو سہ چین واقع شود بدعت وگناہ است یوہیں بوتام لگاکر پنڈلیوں سے چپٹا ہوا بھی ثقہ لوگوں کی وضع نہیں آدمی کو بد وضع لوگوں کی وضع سے بھی بچنے کا حکم ہے یہاں تک کہ علما درزی اور موچی کو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص فاسقوں کے وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے نہ سیئے اگرچہ اوس میں اجر کثیر ملتا ہو فتاوٰی امام قاضی خاں میں ہے الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیئ من ذی الفساق ویعطی لہ فی ذٰلک کثیر اجر لایستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ تو یہ پاجامہ بھی اس راہ سے شرعی نہ ہوا اگرچہ ٹخنوں سے اونچا ہونے میں حد شرع سے متجاوز نہیں شرعی کہنا اگر صرف اسی حیثیت سے ہے تو وجہ صحت رکھتا ہے اور اگر مطلقاً مرضی وپسندیدۂ شرع مُراد جیساکہ ظاہر لفظ کا یہی مفاد تو صحیح نہیں واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از شہر کہنہ مرسلہ شیخ عبدالعزیز صاحب ۱۲ جمادی الاخرٰی ۱۳۱۴ھ

خضاب سیاہ رنگ یعنی مہندی ونیل باہم مخلوط کرکے بلاضرورت شرعی استعمال کرنا درست ہے یا نہیں اور ضرورت شرعی کیا کیا ہیں صرف مہندی لگانا مسنون ہے یا نہیں سوائے خضاب مذکورہ بالا اور خضاب بھی مثل مازو وہلیلہ وغیرہ کے جائز ہیں یا نہیں جواب مع حوالہ کتاب مرحمت ہو۔

الجواب

سیاہ خضاب خواہ مازو وہلیلہ ونیل کا ہو خواہ نیل وحنا مخلوط خواہ کسی چیز کا سوا مجاہدین کے سب کو مطلقاً حرام ہے اور صرف مہندی کا سُرخ خضاب یا اس میں نیل کی کچھ پتیاں اتنی ملاکر جس سے سُرخی میں پختگی آجائے اور رنگ سیاہ ہونے نہ پائے سنت مستحبہ ہے شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ الشریف اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ شریف میں فرماتے ہیں خضاب بسواد حرام ست وصحابہ وغیرہم خضاب سُرخ می کردند وگاہے زرد نیز اھ ملخصاً حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الصفرۃ خضاب المؤمن والحمرۃ خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سُرخ اسلام والوں کا اور سیاہ خضاب کافروں کا رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم فی المستدرک عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما محیط پھر منح الغفار پھر ردالمحتار میں ہے اما الحمرۃ فھو سنۃ الرجال وسیما المسلمین قاضی خاں پھر شرح مشارق پھر شامی میں ہے من مذھبنا ان الصبغ بالحناء والوسمۃ حسن احادیث میں سیاہ خضاب پر سخت سخت وعیدیں اور مہندی کے خضاب کی ترغیبیں بکثرت وارد ہیں وقد حققنا مسألۃ تحریم السواد مطلقا فی فتاوٰنا بما فیہ شفاء واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از موضع اٹنگہ چاندپور پرگنہ نواب گنج مرسلہ سید حافظ وحیدالدین صاحب ۱۴ شعبان ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں ایک موضع میں دو قسم کے فریق ہیں ایک کی اولاد دین کے مدرسہ میں علم دین مثل حفظ قرآن شریف وناظرہ وضروریات دین ودُنیوی جوکہ ضروری ہیں بہت زمانہ سے سیکھتے ہیں اور تعلیم پاتے ہیں اور اون کے والدین کوشش اون کے میں مصروف ہیں اور دوسرے فریق نے عرضی دے کر مدرسہ سرکاری کروایا ہے وہ اوس کی تائید اور کارروائی میں مصروف ہیں ہر دو مدرسین کا کیا حکم ہے اور ہر دو فریقین اور طالب علموں کیلئے کیا حکم شرع ہے اور کون سے علوم ہیں کہ اون کی فرضیت کا حکم ہے یا اوس میں مسلمانوں کو اپنی طبیعت کا اختیار ہے جو علم چاہیں پڑھیں پڑھائیں ثواب وعقاب سے اس کے لیے آگاہ فرمایئے گا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

علم دین سیکھنا اس قدر کہ مذہب حق سے آگاہ ہو وضو غسل نماز روزے وغیرہا ضروریات کے احکام سے مطلع ہو۔ تاجر تجارت، مزارع زراعت اجیر اجارے۔ غرض ہر شخص جس حالت میں ہے اوس کے متعلق احکام شریعت سے واقف ہو فرض عین ہے جب تک یہ حاصل کرے جغرافیہ تاریخ وغیرہ میں وقت ضائع کرنا جائز نہیں۔ حدیث میں ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ جو فرض چھوڑ کر نفل میں مشغول ہو حدیثوں میں اس کی سخت بُرائی آئی اور اوس کا وہ نیک کام مردود قرار پایا کما بیناہ فی الزکوۃ من فتاوٰنا نہ کہ فرض چھوڑکر فضولیات میں وقت گنوانا۔ غرض یہ علوم ضروریہ تو ضرور مقدم ہیں اور

ان سے غافل ہوکر ریاضی ہندسہ طبعیات فلسفہ یا دیگر خرافات وسوسہ پڑھنے پڑھانے میں مشغولی بلاشبہہ متعلم و مدرس دونوں کے لیے حرام ہے اور ان ضروریات سے فراغ کے بعد پورا علم دین فقہ حدیث تفسیر عربی زبان اوس کی صرف نحو معانی بیان لغت ادب وغیرہا آلات علوم دینیہ بطور آلات سیکھنا سکھانا فرض کفایہ ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ یہی علوم علم دین ہیں اور انھیں کے پڑھنے پڑھانے میں ثواب اور ان کے سوا کوئی فن یا زبان کچھ کار ثواب نہیں ہاں جو شخص ضروریات دین مذکورہ سے فراغ پاکر اقلیدس حساب مساحت جغرافیہ وغیرہا وہ فنون پڑھے جن میں کوئی امر مخالف شرعی نہیں تو ایک مباح کام ہوگا جب کہ اوس کے سبب کسی واجب شرعی میں خلل نہ پڑے ورنہ سے مبادا دل آں فرومایہ شاد کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از جالندھر محلہ راستہ متصل مکان ڈپٹی احمد جان صاحب مرسلہ محمد احمد خاں صاحب ۲ شوال ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایڑی والی جوتی یعنی شکل جوتی مردوں کے عورت پہن لیوے تو درست ہے یا نہیں مردانی جوتی عورت نمازی کے واسطے پاؤں کو ناپاکی سے بچانے کے لیے بہت خوب ہے خیر جیسا شریعت میں حکم ہے باسند بحوالہ کتاب ارشاد فرماویں۔

الجواب

ناجائز ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ المتشبہات من النساء بالرجال والمتشبہین من الرجال بالنساء اللہ کی لعنت اُن عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں اور اون مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں رواہ الائمۃ احمد والبخاری وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعن اللہ الرجل یلبس لبسۃ المرأۃ والمرأۃ تلبس لبسۃ الرجل رواہ ابوداؤد و الحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح درمختار میں ہے غزل الرجل علی ھیأۃ غزل المرأۃ یکرہ ردالمحتار میں ہے لما فیہ من التشبہ بالنساء اوسی میں ہے انما یجوز بالفقہ لو علی ھیأۃ خاتم الرجال اما لو لہ فصان او اکثر حرم قہستانی بلکہ بحمد اللہ تعالٰی خاص اس جزئیہ میں حدیث حسن وارد سنن ابوداؤد میں ہے حدثنا محمد بن سلیمان لوین وبعضہ قرأت علیہ عن سفین عن ابن جریج عن ابن ابی ملیکۃ قال قیل لعائشۃ ان امرأۃ تلبس النعل فقالت لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الرجلۃ من النساء یعنی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے عرض کی گئی ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے مردانی عورتوں پر محمد بن سلیمان بن حبیب الاسدی بالتصغیر ثقۃ من العاشرۃ تقریب والبقیۃ ائمۃ جلۃ معروفون وقد کان الحکم بالصحۃ لولا عنعنۃ ابن جریج لاجرم قال المناوی فی التیسیر والقاری فی المرقاۃ اسنادہ حسن مرقاۃ میں ہے (تلبس النعل) ای التی تختص بالرجال واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از ملک بنگالہ موضع بیشکٹالی مرسلہ محمد الٰہی بخش صاحب ۲۴ شوال ۱۳۱۸ھ

قبلہ شفقت ومرحمت وکعبہ عاطفت ورافت واسطہ حصول عزت دوجہانی وسیلہ وصول سعادت جاودانی ابداللہ افضالہم ونوالہم دامت شموس عنایاتہم بازنۃ ناصیۂ فدویت وارادت را بغازہ مفاخرت وسعادت مانند گل رنگین ساختہ بگزارش مدعا پرداختہ کہ این احقر برائے چند مسائل بغایت ضرورت افتاد ولہذا بسیار حیران وسرگردان است ونیز کسے را چنداں عزبانواز نمی بیند کہ بخوب ترین جواب از کتب معتبرہ ارزانی داشتہ خاطر این فدوی را تسکینی دہد وہم تشفی خاطر باشد لہذا بجاؤ شان کیوان ایوان معروض میدارد کہ از روئے بندہ نوازی جواب مسائل ذیل را بطریق فتاوی عطا فرمایند۔ شخصے اکثر اوقات رقص طائفہ می بیند و در مجلس ایشاں نشیند ونیز در لہو ولعب غیر مشروعہ کہ در مذہب حنفیہ حرمتش ثابت شدہ مستغرقست مرتکب ایں محرمات فاسق ست یا نہ فاسقیت را بخوب ترین دلائل ثابت فرمایند ونیز آں شخص تمباک کش می کند وکراہت تمباک کش ثابت کردہ باشند و در صلوۃ اقتدا بایں شخص کراہیت ست یا نہ۔ زیادہ آفتاب بندہ نوازی از افق مرحمت گستری درخشاں باد۔

ملک بنگالہ ضلع کمرلا ڈاکخانہ فرید گنج موضع بیشکٹالی عرض داشت فدوی محمد الٰہی بخش عفی عنہ

الجواب

اللھم غفرا۔ در فاسق وفاجر ومرتکب کبائر بودن ایں کس چہ جائے سخن ومجال دم زدن۔ قال اللہ تعالٰی قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِكَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ﴿﴾ اے نبی مسلمانان را فرمائی تا چشمان خود بپوشند و شرمگاہ خود را نگاہ دارند ایں پاکیزہ تر مر ایشاں را ہر آئینہ خدائے آگاہ ست بہر کارے کہ می کنند وقال تعالٰی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَھَا ھُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَھُمْ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ ﴿﴾ از مردمان کسی ست کہ می خرد سخن لاغ و بازی تا براندازد از راہ خدا نادانستہ و سخرہ گیرد آنرا مر ایں کسان را کیفری ست خوار کنندہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس و امام حسن بصری و سعید بن جبیر و عکرمہ و مجاہد و مکحول وغیرہم ائمہ صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین دریں آیہ کریمہ سخن لاغ و بازی را بہ غنا و سرود تفسیر فرمودہ اند ابوالصہبا گوید ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما را ازیں آیت پرسیدم گفت ھو الغناء واللہ الذی لا الٰہ الا ھو او سر و دست سوگند بخدائے کہ ہیچ خدا نیست یرددھا ثلث مرات سہ بار ہمیں سخن و سوگند را تکرار فرمود۔ بلکہ خود در حدیث آمدہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود لا تحل تعلیم المغنیات ولا بیعھن واثمانھن حرام وفی مثل ھذا انزلت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ روا نیست زنان سرایندہ را آموختن و نہ آنہا را خریدن و فروختن و بہائے آنہا حرام ست و ہمچنیں کار ایں آیت فرود آمدست کہ برخے از مردم سخن لاغ می خرند تا مردمان را از راہ خدا دور برند رواہ الامام البغوی عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وقال تعالٰی قَالَ اذْھَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْھُمْ فَاِنَّ جَھَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْھُمْ بِصَوْتِكَ الآیہ حق جل وعلا مر ابلیس لعین را فرمود دور شو پس ہر کہ از فرزندان آدم ترا پیروی کند پس ہر آئینہ دوزخ پاداش ہمہ شماست پاداش کامل و سبک سار کن و لغزان ہر کہ بر وے دست یابی از ایشاں بآواز خود۔ امام مجاہد کہ از اجلہ تلامذہ سلطان المفسرین عبداللہ بن عباس ست رضی اللہ تعالٰی عنہم دریں آیہ کریمہ آواز شیطان را بغنا و مزامیر تفسیر کردہ است قال تعالٰی وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اٰبَآئِھِنَّ الآیہ اے نبی زنان مومنات را فرمائے کہ بزنند سر اندازہائے خود را بہ گریبان ہائے خود (تا سر و مو و سینہ و گلو ہمہ نہاں ماند) و وانمایند آرائش خود را مگر بشوہر آں یا محارم۔ وقال تعالٰی فی اخر الکریمۃ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِھِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِھِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿﴾ و زنان نزنند پاہائے خویش تا دانستہ شود آنچہ نہاں می دارند از آرائش خود و ہمہ بازگردید بسوئے خدا اے مسلمانان تا بکام رسید وقال تعالٰی وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ نزدیک مشوید کارہائے بیحیائی را ہر چہ از انہا آشکارست و ہر چہ نہاں۔ ایں ہمہ آیات وغیرہا... تحریم ہمہ اجزائے ایں کار شنیع نص منیع است و در احادیث خود کثرتے ست کہ احصا نتواں کرد۔ بالجملہ ازاں اجنبیہ را ایں چناں بے حجابانہ بمجلس مردان راہ دادن یکے و ہر چہ تمامتر ہر ہفت و آراستہ بودنش دو و مردان را بسوئے او بنظر تلذذ دیدن سہ۔ و باعضائے عورت او سر و مو عدد بازو و سینہ و گلو نگریستن چہار۔ و سرود و زمزمہ اش پنج۔ و لفظ مزامیر ہم آں آتش تیز و تند شش۔ و پائے کوبی آں زن خاصہ بآواز خلخال و زنگلہ زیور ہفت۔ و دگر حرکات فتنہ انگیز و شہوت خیز ہشت ایں ہمہ ہا در شرع محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرام و حرام و حرام ست ظلمٰت بعضھا فوق بعض الحاصل حرمت ایں فاحشہ شنیعہ از ضروریات دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تا آنکہ ہر کہ او را حلال داند بالقطع والیقین کافر شود والعیاذ باللہ تعالٰی و دگر لہوہائے نامشروعہ را سائل تفصیل نکرد بعضے از لہوہائے ممنوعہ کبیرہ باشد و بعضے صغیرہ کہ باصرار کبیرہ شود و علی الاجمال در حدیث مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم آمدہ است کل شیئ یلھو بہ الرجل باطل الا رمیہ بقوسہ وتادیبہ فرسہ وملاعبتہ امرأتہ فانھن من الحق ہمہ بازیہا باطل است مگر تیر اندازی و اسپ تازی و با زن خود بازی کہ اینہا از حق ست رواہ احمد والدارمی وابوداود والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن عقبۃ بن عامر والحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم وخود مومن را ایں حدیث عام و تام و جامع و مانع بسندست کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیھا الا ما کان منھا للہ عزوجل بر دنیا نفریں و بر ہر چہ در آنست نفریں مگر آنچہ ازاں برائے خدائے عزوجل باشد رواہ ابونعیم فی الحلیۃ والضیاء فی المختارۃ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند حسن و در حدیث دیگر فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیھا الا ما ابتغی بہ وجہ اللہ تعالٰی بر دنیا لعنت و بر ہر چہ در آنست لعنت جز آنچہ بآں رضائے خدا خواستہ شود رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ باسناد حسن و در حدیث آخرست کہ فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیھا الا ذکر اللہ وما والاہ وعالما او متعلما دنیا ملعونہ است و ہر چہ در دست ہمہ ملعون ست جز یاد خدا و ہر آنچہ پسندیدہ اوست و عالمے یا علم آموزے رواہ ابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ و در حدیث آخرست کہ فرمود صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیھا الا امرا بمعروف او نھیا عن منکر او ذکر اللہ دنیا ملعون جز بہ نیکی فرمودن و از بدی باز داشتن و یاد خدا

رواہ البزار عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ وعند الطبرانی عنہ فی الاوسط لحدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ونماز بیں فاسق بکراہت شدیدہ مکروہ است کما فی الغنیۃ وغیرھا وقد فصلناہ فی رسالتنا النھی الاکید عن الصلاۃ وراء عدی التقلید وقلیان کشیدن اگر بعقل وحواس فتور آرد چنانچہ وقت افطار رمضان معمول جہال ہندوستان ست خود حرام ست لحدیث ام سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر رواہ احمد وابو داود بسند صحیح و نہ اگر معاذ نکنند و رائحہ کریہہ آرد مکروہ تنزیہی وخلاف اولٰی باشد آں چنانکہ سیر و پیاز خام واگر ازینہم خالی ست مباح محض ست کما حققہ المولٰی عبد الغنی النابلسی فی الحدیقۃ وغیرھا وقد فصلنا القول فیہ فتاونا واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۔از بمبئی مرسلہ مولوی محمد عمر الدین صاحب مع رسالہ

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ اس ہمارے ملک سندھ میں اور نیز بمبئی میں قدیم الایام سے یہ مروج ہے کہ جنازہ کے آگے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر کرتے ہوئے چند آدمی میت کو قبرستان تک لے جاتے ہیں اور قبرستان پہنچ کر اوس کا ثواب اوس میت کو بخش دیتے ہیں اور جب واپس لوٹتے ہیں تو اسی طرح کلمہ طیبہ پڑھتے آتے ہیں اور اوس کا ثواب میت کے مکان پر پہنچ کر اوس کو بخش دیتے ہیں آیا اس کلمہ کا ذکر میت کے آگے اور واپسی کے وقت جہراً پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور میت کو اوس سے فائدہ ہوتا ہے یا نہیں اور جو شخص اسے کفر وشرک یا حرام قطعی کہے اور مسلمانوں کو اوس کے باعث مستحق لعن وطعن جانے وہ خاطی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

تحریر فقیر بر رسالہ مذکورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم لک الحمد فی الواقع لوگوں کو ذکر مذکور سے منع نہ کیا جائے گا مسئلہ جہر مختلف فیہا ہے اور اطلاقات قرآن عظیم وارشادات احادیث کثیرہ شامل حدیث[۳] قدسی وان ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منھم رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ عن ابی ھریرۃ واحمد عن انس بسند صحیح والطبرانی فی الکبیر والبزار فی المسند باسناد جید والبیھقی فی الشعب کلھم عن ابن عباس والطبرانی[۴] فیہ بسند حسن عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالٰی عنھم ولفظ ھذا لا یذکرنی فی ملأ الا ذکرتہ فی الرفیق الاعلٰی وحدیث[۵] اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر اخرجہ احمد والترمذی وحسنہ والبیھقی فی الشعب عن انس وابن شاھین[۶] فی الترغیب فی الذکر عنہ وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما وحدیث[۷] یا ایھا الناس ان للہ سرایا من الملٰئکۃ تحل وتقف علی مجالس الذکر فی الارض فارتعوا فی ریاض الجنۃ قالوا واین ریاض الجنۃ قال مجالس الذکر الحدیث رواہ ابن ابی الدنیا وابو یعلی والبزار والطبرانی فی الاوسط والحاکم وصححہ والبیھقی فی الشعب وابن شاھین وابن عساکر عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما صحح الحاکم سندہ وھو حدیث[۸] لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتھم الملٰئکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ وذکرھم اللہ تعالٰی فیمن عندہ اخرجہ احمد ومسلم والترمذی وابن ماجہ وابن حبان وابو نعیم فی الحلیۃ کلھم عن ابی ھریرۃ وعن ابی[۹] سعید الخدری جمیعا رضی اللہ تعالٰی عنھما وحدیث[۱۰] اکثروا ذکر اللہ تعالٰی حتی یقولوا مجنون رواہ احمد وابو یعلی وابن حبان والحاکم والبیھقی فی الشعب عن ابی سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح وحدیث[۱۱] اکثروا ذکر اللہ حتی یقول المنافقون انکم مراؤن اخرجہ سعید بن منصور فی سننہ واحمد فی کتاب الزھد الکبیر والبیھقی فی الشعب عن ابی الجوزاء اوس بن عبد اللہ الربعی مرسلا ووصلہ الطبرانی فی الکبیر وابن شاھین فی ترغیب الذکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما بلفظ اذکروا اللہ ذکرا یقول المنافقون انکم تراؤن وحدیث[۱۲] غنیمۃ مجالس اھل الذکر الجنۃ رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنھما بسند حسن وحدیث[۱۳] یقول الرب عزوجل یوم القیمۃ سیعلم اھل الجمع من اھل الکرم فقیل ومن اھل الکرم یا رسول اللہ قال اھل مجالس الذکر فی المساجد اخرجہ احمد وابو یعلی وسعید وابن حبان وابن شاھین والبیھقی عن ابی سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ وحدیث[۱۴] ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خرج علی حلقۃ من اصحابہ فقال ما اجلسکم ھھنا قالوا جلسنا نذکر اللہ تعالٰی قال اتانی جبریل فاخبرنی ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملٰئکۃ رواہ مسلم والترمذی والنسائی عن معٰویۃ بن ابی سفین رضی اللہ تعالٰی عنھما ھذا مختصر وحدیث[۱۵] یرحم اللہ ابن رواحۃ انہ یحب المجالس التی یتباھی بھا الملٰئکۃ اخرجہ احمد بسند حسن عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ وفی الحدیث قصۃ فیھا التداعی الی مجالس الذکر واستحسان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذلک وحدیث[۱۶] عن یمین الرحمٰن

وکلتا یدیہ یمین رجال لیسوا بانبیاء ولاشھداء یغشی بیاض وجوھھم نظر الناظرین یغبطھم النبیون والشھداء بمقعدھم وقربھم من اللہ عزوجل قیل یارسول اللہ من ھم قال ھم جماع من نوازع القبائل یجتمعون علی ذکر اللہ تعالٰی فینتقون اطائب الکلام کما ینتقی اکل التمر اطائبہ رواہ الطبرانی فی الکبیر بسند لاباس بہ عن عمرو بن عبسۃ ونحوہ بسند حسن عن ابی الدرداء رضی اللہ عنھما وحدیث کل مجلس یذکر اسم اللہ تعالٰی فیہ تحف الملٰئکۃ حتی ان الملٰئکۃ یقولون زیدوا زادکم اللہ والذکر یصعد بینھم وھم ناشروا اجنحتھم اخرجہ ابوالشیخ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وحدیث ما من قوم اجتمعوا یذکرون اللہ عزوجل لایریدون بذلک الا وجھہ الا ناداھم مناد من السماء ان قوموا مغفورا لکم قد بدلت سیاٰتکم حسنات رواہ احمد بسند حسن وابو یعلٰی وسعید بن منصور والطبرانی فی الاوسط والبزار وابن شاھین والضیاء فی المختارۃ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ والحسن بن سفین والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی الشعب عن الحنظلیۃ بن الحنظلۃ والعسکری وابوموسٰی کلاھما فی الصحابۃ عن حنظلۃ العبشمی والبیھقی فی الشعب عن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنھم وحدیث طویل ملٰئکۃ سیا سیارۃ فضل الشیخان وغیرھما عن ابی ھریرۃ والبزار عن انس والطبرانی فی الصغیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین وغیر ذلک جانب جواز وندب ہونے کے علاوہ حق یہ ہے کہ نفس ذکر خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی حد ذاتہ اصلاً متعلق نہی و قبح نہیں نہ وہ ہرگز غیر معقول کے معنی بلکہ ذکر اہم واعظم مقاصد شرع مطہر سے ہے بلکہ اپنے زعم پر وہی اہم واعظم مقاصد بلکہ حقیقۃً وہی مراد و مقصود و مرجع و مآل جملہ مقاصد ہے نہی عارض بوجہ عارض راجع بعارض ہوگی نہ عائد بذکر جیسے محل ریا و سمعہ میں ذکر جہر یا بقید عارض تا عروض عارض مختص بافراد مختصہ بعارض جیسے کہ کنف وغیرہا موضع نجاسات میں ذکر لسان یا ہنگام اغارت من المشرکین یا قصد اخفا من المعاندین ذکر بالاعلان کما بین طرفا منہ المحقق العلامۃ خیر الملۃ والدین الرملی فی الفتاوی الخیریۃ لنفع البریۃ اقول ولایذھبن عنک انا لانقول بالمفھوم فالتمسک بمثل قولہ عزوجل واذکر ربک فی نفسک لا ارادہ یتم علی اصولنا واما قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خیر الذکر الخفی فالخیر لاینفی الخیر بل ھو ظاھر فی الجواز کما تری وقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ...... اربعوا ...... علی انفسکم فی ...... وقد حمل علی بعض ماذکرنا کما بینہ فی الوجیز وغیرہ وبالجملۃ فا ...... ذات ...... ان یصیر سفراً مجلّٰی پھر جہاں عوارض ظاہرہ ہوں مجرد عوارض خفیہ قلبیہ کی بنا پر مادہ خاصہ میں حکم لگا دینا اساءت ظن بالمسلمین ہے جس کی طرف سبیل نہیں قال تعالٰی وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ...... عن قلبہ وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن الحدیث عجب کہ کراہت مختلف فیہا پر احتساب اور حرمت مجمع علیہا کا ارتکاب اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ مقاصد شرعیہ پر مطلع مطلع کہ جو امر فی نفسہٖ شرعاً خیر و مندوب اور کراہت مجاورہ مختلف فیہا یا مشکوک ہو اور تجربۃً اوس کا ترک منجر بہ منہیات اجماعیہ ہو تو ہرگز اوس سے منع نصیحت نہیں بلکہ مقصد شرع سے بعد بعید ہے ولہٰذا علمائے کرام فرماتے ہیں عوام کو صلاۃ عند الطلوع سے منع نہ کریں درمختار میں ہے اما العوام فلا یمنعون من فعلہا لانہم یترکونہا والاداء الجائز عند البعض اولٰی من الترک کما فی القنیۃ وغیرہا ردالمحتار میں ہے وغیرہ کہ صاحب المصطفٰی الی الامام حمید الدین عن شیخہ الامام المحبوبی والی شمس الائمۃ الحلوانی والنسفی الخ اور تجارب متطاولہ شاہد کہ عوام اگر مشتغل بذکر الٰہی نہیں ہوتے مشتغل بفضول کلام و ہزل و لغو ہوتے ہیں کہ اجماعاً مکروہ و ممنوع اور ذکر الٰہی سے روکنا ہرگز مصلحت شرعیہ نہیں خصوصاً یہاں تو حکمائے شریعت علمائے اُمت نے عدم منع کو ابتلا بمکروہ اجماعی پر بھی موقوف نہ رکھا بلکہ اوس میں ذکر خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فی نفسہٖ خیریت خیر کی طرف عوام کی قلت رغبت پر بنائے کار رکھی اور باوصف بیان حکم مسئلہ انھیں منع نہ کرنے کی تصریح کی امام شمس الائمہ کردری وجیز میں فتاوٰی سے نقل فرماتے ہیں ان الذکر بالجھر فی المسجد لایمنع احترازا عن الدخول تحت قولہ تعالٰی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْہَا اسْمُہٗ الخ تبیین الحقائق وفتح القدیر و درر الاحکام و بحر الرائق و مجمع الانہر وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے قال الفقیہ ابوجعفر لاینبغی ان یمنع العامۃ عن ذلک لقلۃ رغبتھم فی الخیرات محیط پھر ہندیہ میں ہے قال الفقیہ ابوجعفر سمعت شیخی ابابکر یقول سئل ابراھیم عن تکبیر التشریق علی الاسواق والجھر بھا قال ذالک تکبیر الحوکۃ وقال ابویوسف رحمہ اللہ تعالٰی اخرہ قال الفقیہ انا لانمنعھم عنہ بحر و دُر میں ھذا کلہ انما ھو بحسب حال الانسان واما العوام فلا یمنعون من تکبیر وکذا التنفل قبلہا مختصر، طحطاوی و شامی میں زیر قول در ہذا للخواص لکھا الظاہر ان المراد بھم الذی لایؤثر ولا کسلا حتی یقضی بھم الی الترک اصلاً غنیہ میں ہے قال الفقیہ ابوجعفر الذی عندنا انہ لاینبغی ان یمنع العامۃ من ذلک لقلۃ رغبتھم فی الخیرات وبہ ناخذ یعنی انھم اذا منعوا عن الجھر بہ لایفعلونہ سرا فینقطعون عن الخیر بخلاف العالم الذی یعلم ان الاسرار ھو الافضل رحمانیہ میں ذخیرہ سے ہے بہ اخذ الفقیہ ابواللیث ان عبارات علما سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ جہر میں کراہت بھی ہے تو نہ اس قدر کہ خوبی ذکر کی مقاومت کرسکے ولہٰذا جب

منع جہر میں ترک ذکر کا مظنہ ہو خوبی ذکر کو ترجیح دیں گے اور کراہت جہر کا لحاظ نہ کریں گے انصافاً یہ شان صرف کراہت تنزیہہ میں ہوسکتی ہے جس کا حاصل خلاف اولٰی ہے نہ ممنوع و ناجائز کیف وقد علم ونصوا علیہ ان ترک ذرۃ مما نھی اللہ تعالٰی عنہ من تتطوع ثقلین بالجملہ اس سے منع کرنا ہی خلاف مصالح شرعیہ ہے فان افسادہ اکثر من اصلاحہ نہ کہ معاذ اللہ رد جبروتی احکام کفر و شرک و ضلال و حرام کہ تجدیت واضحہ وجہالت فاضحہ ہیں حکم بحرمت قطعیہ کا بھی محل نہیں چہ جائے ضلالت وکفر والعیاذ باللہ تعالٰی بفرض باطل اگر ذکر مذکور بالاتفاق مکروہ ہی ہوتا ہم ایسے احکام باطلہ کی شناعت اوس سے ہزار درجہ سخت و بدتر تھی یہ دقائق تدلیس وتلبیس ابلیس لعین سے ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں منکر اشد واکبر کا مرتکب کردیتا ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم تحفہ اثنا عشریہ میں ہے ہر کہ باوجود ایں ہمہ قول جازم نماید بے باک و بے احتیاط ست و ہمیں ست شان محتاطین از علمائے راسخین کہ در اجتہادیات مختلف فیہا جزم باحد الطرفین نمی کنند علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں المسئلۃ متی امکن حملہا علی قول من الاقوال فلیست بمنکر یجب انکارہ والنھی عنہ وانما المنکر ما وقع الاجماع علی حرمتہ والنھی عنہ اھ ملخصا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ- از اوجین محلہ مرزا واڑی مرسلہ شیخ آفتاب حسین و شیخ حامد علی صاحبان ۱۲ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد گزارش خاکسار یہ کہ چند مسئلہ کتب فقہیہ امام اعظم صاحب علیہ الرحمۃ مثل ہدایہ وشرح وقایہ وفتاوٰی قاضی خاں ودرمختار وردالمحتار وفتاوٰی عالمگیری وفتاوٰی برہنہ وفتاوٰی سراجیہ خلاف حدیث رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں منجملہ مسائل خلافیہ کے ایک یہ مسئلہ اوس میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی آیت کا پیشاب سے لکھنا جائز ہے میں اس کا ثبوت دے سکتا ہوں یہ عبارت کتب مذکورہ میں ہے یا اتہام اوس کے حق میں کیا حکم ہے بیان فرمادیں۔ (محمد رفیع الدین)

الجواب

الحمد للہ رب العٰلمین وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علی سید المرسلین سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ وعلماء امتہ ومجتہدی ملتہ اجمعین آمین

اقول وباللہ التوفیق معترض نے اس عبارت میں متعدد طور پر دھوکے دینے سے کام لیا ہے **اولاً** ایہام کیا کہ ہدایہ وغیرہ سب کتب مذکورہ میں یہ مسئلہ لکھا ہے حالانکہ نہ ہدایہ میں اس کا پتا نہ شرح وقایہ میں نشان نہ درمختار میں وجود نہ عالمگیری میں ذکر بول موجود یہ سب معترض صاحب کی مغالطہ دہی ہے فتاوٰی برہنہ فقیر کے پاس نہیں نہ وہ کوئی معتبر کتابوں میں معدود **ثانیاً** سراجیہ میں اس کے بعد صراحۃً لکھ دیا لکن لم ینقل مگر یہ منقول نہ ہوا اسی طرح ردالمحتار میں نقل فرمایا تو اون کی طرف حکم جواز کی نسبت کردینی محض افترا ہے حکم کسی شرط پر مشروط کرکے وجود شرط کو تسلیم نہ کرنا ہے نہ کہ حکم دینا کما لایخفی علی جاھل فضلا عن فاضل **ثالثاً** فتاوٰی قاضی خاں میں صاف بتادیا کہ یہ مسئلہ نہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد ہے نہ اون کے اصحاب کا نہ شاگردان شاگرد کا نہ شاگردان شاگرد کے کسی شاگرد کا بلکہ شیخ ابوبکر اسکاف بلخی کا قول ہے کہ چوتھی صدی کے مشائخ سے تھے وہ بھی نہ اس طور پر جس طرح معترض نے بیان کیا جیسا کہ عنقریب آتا ہے تو اس کے باعث یہ ایہام کرنا کہ فقہ امام اعظم کا یہ حکم ہے صحیح فریب دہی ہے **رابعاً** فتاوٰی قاضی خاں کی عبارت ہے الذی رعف فلا یرقادمہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبھتہ شیئا من القراٰن قال ابوبکر الاسکاف رحمہ اللہ تعالٰی یجوز قیل لوکتب بالبول قال لوکان فیہ شفاء لاباس بہ قیل لوکتب علی جلد میتۃ قال ان کان فیہ شفاء جاز وعن ابی نصر بن سلام رحمہ اللہ تعالٰی معنی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم انما قال ذلک فی الاشیاء التی لایکون فیہ شفاء فاما اذا کان فیھا شفاء فلا باس بہ قال الا تری ان العطشان یحل لہ شرب الخمر حال الاضطرار۔

اس عبارت سے واضح کہ فقیہ ممدوح سے اوس حالت کا سوال ہوا تھا کہ کسی کے دماغ سے ناک کی راہ خون جاری ہے اور کسی طرح نہیں تھمتا اوس حالت میں اوس کی جان بچانے کو اگر خون یا بول سے لکھیں تو اجازت ہے یا نہیں فقیہ موصوف نے فرمایا کہ اگر اس سے شفا ہوجانا معلوم ہو تو مضائقہ نہیں اور اس کی نظیر یہ بتائی گئی کہ پیاس سے جان جاتی ہو اور سوا شراب کے کوئی چیز موجود نہیں یا بھوک سے دم نکلتا ہو اور سوا مُردار کے کچھ پاس نہیں تو اوس وقت بمقدار جان بچانے کے شراب و مُردار کے استعمال کی شرع مطہر نے رخصت دی ہے تو فقیہ موصوف کا یہ حکم حقیقۃً تین شرطوں سے مشروط تھا **اول** یہ کہ جان جانے کا خوف ہو جیسا کہ عبارت قاضی خاں فلا یرقادمہ سے ظاہر ہے اور اسی ردالمحتار میں کہ اوس کا نام بھی معترض نے گن دیا عبارت یوں ہے نص ما فی الحاوی القدسی اذا سال الدم من انف انسان ولا ینقطع حتی یخشی علیہ الموت یعنی خون ناک سے جاری ہے اور نہیں تھمتا

یہاں تک کہ اوس کے مرجانے کا اندیشہ ہو۔ **دوم**۔ اس تدبیر سے اوسے شفا ہوجانا بھی معلوم ہو جیسا کہ عبارت قاضی خاں لوکان فیہ شفاء سے ظاہر اور اسی ردالمحتار میں بعد عبارت مذکورہ ہے وقد علم انہ لوکتب ینقطع تحقیق معلوم ہو کہ یوں لکھا جائے تو خون منقطع ہوجائے گا **سوم**۔ اس کے سوا کوئی اور تدبیر شفا نہ ہو جیسا کہ عبارت قاضی خاں حال الاضطرار سے ظاہر اور اس ردالمحتار میں ہے فی النھایۃ عن الذخیرۃ یجوزان علم فیہ شفاء ولم یعلم دواء آخر جب جائز ہے کہ اس سے شفا ہوجانا معلوم ہو اور دوسری کوئی دوا نہ معلوم ہو اسی میں ہے ھذا المصرح بہ فی عبارۃ النھایۃ کما مر ولیس فی عبارۃ الحاوی الا انہ یفاد من قولہ کما رخص الخ لان حل الخمر والمیتۃ حیث لم یوجد ما یقوم مقامھا اہل انصاف غور کریں کہ جو حکم ان تین شرطوں کے ساتھ مشروط ہو جن کے بعد اوس میں اصلا استبعاد نہیں کہ الضرورات تبیح المحظورات شرع و عقل و عرف سب کا مجمع علیہ قاعدہ ہے اون تمام شرائط کو اڑا کر مطلقًا یوں کہہ دینا کہ ان کتابوں میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی آیت کا پیشاب سے لکھنا جائز ہے کون سی ایمان و امانت و دین و دیانت کا مقتضا ہے یہ تو ایسا ہوا کہ کوئی کافر نصرانی یہودی بک دے کہ قرآن مجید میں سُور کھانا حلال لکھا ہے اور ثبوت میں یہ آیت پیش کرے کہ فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡہِ یا کوئی مردود نیچری یوں جھک مارے کہ کفر کے بول بولنا اللہ تعالٰی نے جائز فرمادیا ہے اور سند میں یہ آیت سُنادے کہ اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ وَ قَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِیۡمَانِ ان مفتری کذابوں سے یہی کہا جائے گا کہ قرآن عظیم نے تو سور کھانا اور کلمہ کفر بکنا قطعی حرام کیے ہیں یہ تیرا محض افتراء و بہتان ہے ہاں دم نکلتا ہو اور کچھ اور میسر نہیں تو جان بچانے کو حرام چیز کھانے کی اجازت دی یا کوئی ظالم بغیر کلمہ کفر کے ظاہر کیے مارے ڈالتا ہو یا آنکھیں پھوڑتا یا ہاتھ پاؤں کاٹتا تو دل میں خالص ایمان کے ساتھ حفظ جسم و جان کے لیے کچھ ظاہر کرنے کی رُخصت فرمائی یہ قطعًا حق و عین رحمت و مصلحت ہے اور اسے تیرا اس طور پر تعبیر کرنا یقینًا بہتان و صریح شرارت و خباثت ہے بعینہٖ یہی جواب ان غیر مقلد صاحبوں کے اعتراض کا سمجھ لیجیے۔ **خامسًا** فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالٰی لہ اگر اللہ عزوجل نظر غائر وقت شناس نصیب فرمائے تو عند التحقیق اس کلام علما کا مرجع و مآل صاف ممانعت ہے نہ تجویز و اجازت کہ وہ شرط فرماتے ہیں کہ جب اس سے شفا ہوجانا معلوم ہو حالانکہ اس علم کا کوئی ذریعہ نہیں اگر علم بمعنی یقین لیجیے جب تو ظاہر کہ یقین تو ظاہر و واضح و مجرب و معقول الاثر دواؤں میں بھی نہیں نہایت کار ظن ہے اسی درالمختار میں ہے قد علمت ان قول الاطباء لایحصل بہ العلم اور اگر ظن کو بھی شامل کیجیے تو یہ لکھنا غایت درجہ از قبیل رقیہ ہوگا نہ از قبیل معالجات واضحہ طبیہ اور علما تصریح فرماتے ہیں کہ ایسے معالجات سے شفا معلوم ہونا درکنار مظنون بھی نہیں صرف موہوم ہے اسی عالمگیری میں فصول عمادی سے ہے الاسباب المزیلۃ للضرر تنقسم الی مقطوع بہ کالماء للعطش والخبز للجوع ومظنون کالفصد والحجامۃ وشرب المسھل وسائر ابواب الطب یعنی معالجۃ البرودۃ بالحرارۃ والحرارۃ بالبرودۃ وھی الاسباب الظاھرۃ فی الطب وموھوم کالکی والرقیۃ تو دیکھو علما نے تصریح فرمائی کہ یہ لکھنا جائز جب ہو کہ اس سے شفا معلوم ہو اور ساتھ ہی یہ بھی تصریح فرمائی کہ اس سے شفا معلوم نہیں تو کیا حاصل یہ نکلا کہ یہ لکھنا جائز ہے یا یہ کہ ہرگز جائز نہیں صحیح حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے دربارۂ رمل سوال ہوا ارشاد فرمایا کان نبی من الانبیاء یخط فمن وافق خطہ فذٰلک بعض انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کچھ خط کھینچا کرتے تھے تو جس کی لکیریں اون کے خطوں سے موافق ہوں وہ ٹھیک ہے رواہ مسلم فی صحیحہ واحمد وابوداؤد والنسائی عن معاویۃ بن الحکم رضی اللہ تعالٰی عنہ اب اس حدیث سے ٹھہرا دینا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے رمل پھینکنے کی اجازت دی ہے حالانکہ حدیث صراحۃً مفید ممانعت ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اوس کا جواز موافقت خط انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے مشروط فرمایا اور وہ معلوم نہیں تو جواز بھی نہیں امام نووی رحمہ اللہ تعالٰی کتاب الصلاۃ باب تحریم الکلام میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں معناہ من وافق خطہ فھو مباح لہ ولکن لاطریق لنا الی العلم الیقینی بالموافقۃ فلا یباح والمقصود انہ حرام لانہ لایباح الا بیقین الموافقۃ ولیس لنا یقین بھا یعنی مقصود حدیث تحریم رمل ہے کہ اباحت بشرط موافقت ہے اور وہ نامعلوم تو اباحت معدوم۔ علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں حاصلہ ان فی ھذا الزمان حرام لان الموافقۃ معدومۃ او موھومۃ یعنی حاصل حدیث یہ ہے کہ رمل اس شریعت میں حرام ہے کہ موافقت معدوم ہے یا موہوم اوسی میں امام ابن حجر سے اونھوں نے اکثر

علما سے نقل فرمایا لایستدل بھذا الجواب علی اباحتہ لانہ علق الاذن فیہ علی موافقۃ خط ذلک النبی وموافقتہ غیر معلومۃ فاتضح تحریمہ[۱]
باختصار یعنی اس حدیث سے رمل کی اباحت پر استدلال نہ کیا جائے کہ اس میں تو اجازت اون نبی کے خط سے موافقت پر موقوف فرمائی ہے اور
یہ موافقت معلوم نہیں تو اوس کا حرام ہونا روشن ہوگیا بعینہٖ یہی حالت اس قول علما کی ہے کہ جب اجازت کتابت علم شفا سے مشروط فرماتے ہیں
اور وہ معدوم یا موہوم تو اباحت معدوم ھکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق ثم بعد کتابتی لھذا المحل رأیت الشامی نقل عن البحر عن الفتح مانصہ
واھل الطب یثبتون للبن البنت نفعا لوجع العین واختلف المشائخ فیہ قیل لایجوز وقیل یجوز اذا علم انہ یزول بہ الرمد ولایخفی ان حقیقۃ
العلم متعذرۃ فالمراد اذا غلب علی الظن والا فھو معنی المنع اھ اقول وانت تعلم ان لاوجہ فیما نحن فیہ لغلبۃ الظن ایضا فھو معنی المنع
قطعا وھذا عین ما فھمت وللہ الحمد سادسا طرہ یہ کہ معترض نے چوتھی صدی کے ایک فقیہ کا قول بہزاران عیاری سب شرائط اوڑا کر
طرح طرح کی تہمت و بہتان کے ساتھ فقہ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر بزعم خود اعتراض جمانے کے لیے نقل کیا اور اسی درمختار وردالمحتار
وقاضی خاں وعالمگیری وغیرہا عامہ کتب معتمدہ مذہب متون وشروح وفتاوی میں جو خود ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا اصل مذہب
کہ ظاہر الروایۃ ومعتمد فی المذہب ہے اور اوس پر تصریحات کثیرہ ہیں وہ سب اوڑا گیا کہ بے علم بیچاروں کو دھوکے دے کہ امام الائمہ امام اعظم
معاذ اللہ ایسے ایسے موحش حکم دیتے تھے معترض اگر کچھ پڑھا لکھا ہے اور اوس نے ان کتابوں کے نام کسی سے سن کر یا یونہیں رجما بالغیب آنکھیں
بند کرکے نہ لکھ دیئے تو ایمان سے کہے کہ اسی درمختار میں یہیں یعنی کتاب الطہارۃ میں یہ عبارت تو نہ تھی اختلف فی التداوی بالمحرم
وظاھر المذھب المنع حرام چیز دواءً استعمال کرنے میں اختلاف ہے اور ہمارے ائمہ کا اصل مذہب ظاہر الروایۃ یہ کہ جائز نہیں۔ اسی درمختار
کتاب الرضاع میں یہ عبارت تو نہ تھی فی البحر لایجوز التداوی بالمحرم فی ظاھر المذھب یعنی بحرالرائق میں ہے کہ مذہب حنفی ظاہر الروایۃ میں حرام
چیز سے علاج کرنا جائز نہیں۔ اسی درمختار میں کتاب الحظر میں یہ عبارت تو نہ تھی جاز الحقنۃ للتداوی بطاھر لابنجس وکذا کل تداو لایجوز الا بطاھر
حقنہ بغرض دوا پاک چیز سے جائز ہے ناپاک سے نہیں اسی طرح کوئی علاج ناپاک چیز سے جائز نہیں اسی ردالمحتار میں بحوالہ منتقی قول جواز
ذکر کرکے یہ تو نہ تھا کہ المذھب خلافہ مذہب حنفی اسی قول جواز کے خلاف ہے اسی عالمگیری میں یہ عبارت تو نہ تھی تکرہ ابوال الابل ولحم الفرس
للتداوی کذا فی الجامع الصغیر اونٹ کا پیشاب اور گھوڑے کا گوشت دوا میں بھی مکروہ ہے ایسا ہی جامع صغیر امام محمد میں ہے اسی میں یہ تو نہ
تھا قال لہ الطبیب الحاذق علتک لاتندفع الا باکل الحیۃ او دواء یجعل فیہ الحیۃ لایحل اکلہ۔ یعنی ساہی یا سانپ یا ایسی دوا جس میں
سانپ ڈالا جائے علاج کے لیے بھی کھانا حلال نہیں اگرچہ حکیم حاذق کہے کہ تیرا مرض بغیر اس کے نہ جائے گا اسی عالمگیری میں اسی فتاوی قاضی خاں
سے یہ تو نہ تھا تکرہ البان الاتان للمریض وغیرہ وکذلک لحومھا وکذلک التداوی بکل حرام گدھی کا دودھ اور گوشت مرض وغیرہ کسی میں
مباح نہیں اور ایسے ہی ہر حرام چیز سے علاج اسی عالمگیری میں اسی ہدایہ سے یہ تو نہ تھا لایجوز ان یداوی بالخمر جرحا او دبر دابۃ ولاان یسقی ذمیا
ولاان یسقی صبیا للتداوی والوبال علی من سقاہ جائز نہیں کہ شراب سے کسی زخم یا جانور کی لگی ہوئی پیٹھ کا علاج کرے نہ کسی کافر کو
پلانا جائز نہ دوا کے لیے بچے کو اور بچے کے پلانے میں وبال پلانے والے پر ہے غیر مقلد صاحبو خدارا انصاف جو ائمہ دین تمہارے حقنہ
کے لیے بھی کسی ناپاک چیز کا استعمال جائز نہ جانیں وہ قرآن عظیم کی آیات کو ناپاک چیز سے لکھنا جائز نہ بتائیں گے ذرا خدا سے ڈر کر بات کیا
کرو ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ: یہ زیور علی بند اور پری بند جو حامل ہذا کے بدست مرسل ہے اس کو تحریر فرمادیں کہ اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں بوجہ آواز نکلنے
کے عورات کو اور مکان مسکونہ اگرچہ علیحدہ قطع رکھتا ہے مگر آمد و رفت ہم مستورات کی اور نیز ہمارے مکان ہی کے قطعات ملصقہ میں غیر بھی رہتے ہیں واللہ عندہ حسن الجزاء

الجواب

یہ زیور ہاتھ کا ہے اور اس میں وغیرہا ایسی اشیاء بھی نہیں جن سے زیادہ آواز پیدا ہو اتنی آواز تو ہاتھ کی چوڑیوں سے نکلتی ہے جبکہ پھنسی ہوئی نہ ہوں اس کے
پہننے میں کوئی حرج شرعی نہیں آمد و رفت سے پاؤں کے گہنے بجتے ہیں نہ ہاتھ کے۔ واللہ تعالٰی اعلم

استفتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ از حیدرآباد　　　۲۰ رجمادی الآخر ۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ولید کہتا ہے داڑھی منڈانا حرام نہیں الحرام ماثبت ترکہ بدلیل قطعی لا شبھۃ فیہ حرام وہ جس کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو قرآن شریف میں تو اس کا کہیں حکم ہی نہیں یا ابن ام لا تاخذ بلحیتی سے کوئی حکم نہیں نکلتا بلکہ ایک بات ہمارے مفید البتہ پیدا ہوتی ہے کہ داڑھی بڑھانا بعض وقت مضر ہوتا ہے دشمن نے بڑی داڑھی پکڑ کر مارنا شروع کیا تو پٹنا ہی پڑا سنن ابی داؤد میں یوں مروی ہے عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ الخ حدثنا موسی بن اسمعیل وداؤد بن شبیب قالا حدثنا حماد عن علی بن زید عن سلمۃ الخ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان من الفطرۃ المضمضۃ والاستنشاق بالماء فلم یذکر واعفاء اللحیۃ وروی نحوہ عن ابن عباس قال خمس کلھا فی الرؤس وذکر فیہ الفرق ولم یذکر اعفاء اللحیۃ قال ابو داؤد روی نحوہ حدیث حماد عن طلق بن حبیب ومجاھد وعن بکر المزنی قولھم ولم یذکر اعفاء اللحیۃ حاصل اس کا یہ کہ ان نو دس رواۃ نے یہ روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں داڑھی بڑھانے کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس کی جگہ مانگ کو فرمایا اس سے بھی معلوم ہوا کہ داڑھی بڑھانا بھی ویسی ہی سنت ہے جیسے مانگ کا رکھنا لہٰذا یہ حدیث مختلف فیہ تو ضرور ہے پس لائق اعتبار نہ رہی پھر صحیح بخاری میں یوں ہے خالفوا المشرکین قصوا الشوارب واعفوا اللحی تے مخالفت کرو مشرکین کی ترشواؤ مونچھ اور بڑھاؤ داڑھی خالفوا المشرکین یہ جملہ فنیہ نظر اس واسطے کہ بعض مشرکین داڑھی بڑھا رہتے ہیں پس ان کی مخالفت یہ ہے کہ داڑھی منڈاؤ اور بعض منڈاتے ہیں تو انکی مخالفت یہ ہے کہ بڑھاؤ بہرحال بڑھانے اور منڈانے والے دونوں "خالفوا المشرکین" میں داخل ہیں کیونکہ مخالفت کا حکم عام ہے جس مشرک کی چاہیں مخالفت کریں باقی رہا اس کا جواب "و قصوا الشوارب واعفوا اللحی" نہ رہے کہ انبیاء علیہم السلام ہمیشہ درستگی اخلاق کے واسطے مبعوث ہوئے اسی لئے ہمارے پیغمبر آخر الزماں بھی مبعوث ہوئے ان پر دین کامل اور نبوت ختم ہوگئی الیوم اکملت لکم دینکم آج کے دن ہم نے تمہارا دین تم پر کامل کردیا داڑھی بڑھانا اخلاق میں داخل ہے تو باوجود اس کے قرآن کامل کتاب اللہ کی ہے اخلاقی احکام سے خالی ہے تو دین کامل نہ ٹھہرا لامحالہ کہنا پڑیگا کہ یہ اخلاق میں داخل نہیں اور اس سے ہمارا مطلب حاصل ہوجاتا ہے داڑھی بڑھانا مستحب البتہ ہے یا بہت ہوگا تو سنت لیکن یہ بھی حد اعتدال تک ہے

ریش باید دو سہ موئ وز نخداں پوشی　　　نہ کہ در سایۂ او بچہ دہد خسر گوشی

قول عرب ہے من طال لحیتہ فقد نقص عقلہ بفرض محال تسلیم بھی کرلیں کہ داڑھی بڑھانا فرض یا منڈانا حرام ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واذا حللتم فاصطادوا یعنی احرام سے فارغ ہونے کے بعد شکار کرو شکار کرنا صیغۂ امر میں فرمایا گیا جو علامت فرضیت ہے لیکن آج تک اس پر عملدرآمد نہ ہوا سبب اس کا یہ ہے کہ یہ حکم طبائع پر موقوف رکھا گیا ہے کہ جی چاہے تو شکار کرو حاصل یہ کہ شریعت کے بعض احکام ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا نہ کرنا موجب عتاب شرعی نہیں فرضیت یا حرمت قرآن ہی سے ثابت ہوسکتی ہے یا حدیث متواتر یا مشہور ہو حرام فرض کے مقابلہ میں آتا ہے تو جب داڑھی منڈانا حرام ہوا تو رکھنا فرض ہوا اگر فرض کسی نے نہ لکھا ہے

زقرآن سخن گفتہ ام وز حدیث　　　سر از من نہ پیچد جز ابلہ خبیث

سخن راست گر تو گوئی ہے
پس اعفائے لحیہ چرا گوئی فرض
گر ایدوں کہ قرآں ہمی کامل ست

بدست حقائق ہوئی ہے
تنت را خباثت مگر گشت مرض
پس اعفائے لحیہ چرا مضمر ست

انتھی۔ یہ قول ولید کا کیسا اور داڑھی منڈانے کا حکم کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدنا للاسلام ووفقنا لاقتفاء آثار انبیائہ الکرام واجتناب اقذار الکفرۃ الانجاس الارجاس اللیام ؛ وافضل الصلوات والسلام علی سید الھادین الی سبل السلام ؛ الذی اوتی القرآن ومثلہ معہ فی احکام الاحکام وان رغم انف الملحدین فی الدین الماردین الطغام وعلی آلہ واصحابہ المتأدبین بآدابہ الذین اداروا بالقتل والاسر والھدم الرحی علی الجمع المقبوح المنبوح المحلوق اللحی من علوج الاردام ومجوس الاعجام فصلی اللہ تعالی علی الحبیب وآلہ مظاھر جمالہ وعلینا معھم الی یوم القیٰمۃ ۵

الجواب

رب انی اعوذ بک من ھمزات الشیٰطین واعوذ بک رب ان یحضرون قال ربنا تبارک وتعالی واعرض عن الجاھلین جاہلوں سے منہ پھیر لے۔ ولید پلید جس کی علمی لیاقت پر ماشاء اللہ خود اسی تحریر کا ایک ایک فقرہ گواہ (۱) خاک بہ سر مضامین الفاظ تک ٹھیک نہیں نثر نثرۂ نثار نظم نظم پر دیں (۲) عبارت ماثبت ترکہ ترجمہ جس کی عزمت (۳) اصل عبارت خود مفر مقصود کہ ترک حلق یقیناً قطعاً متواتر بلکہ ضروریات دین سے ہے (۴) ترجمہ دیکھئے تو دور موجود کہ حرام کی حد میں حرمت ماخوذ (۵) سنن ابی داؤد شریف سے نقل میں عجب مضحکہ خیز جہل وسفاہت کچھ از روئے چالاکی کچھ براہ جہالت اصل حدیث حسن متصل مسند کہ نہ صرف سنن ابی داؤد بلکہ صحیح مسلم وسنن نسائی وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ ومسند امام احمد وغیرہا اجلۂ کتب معتمدہ مشہورہ میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی کہ خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں دس چیزیں اصل فطرت وشرائع قدیمہ مستمرۂ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والتحیہ سے ہیں از انجملہ لبیں کتروانی اور داڑھی بڑھانی یہ حدیث جلیل جسے امام مسلم نے اپنے صحیح میں تخریج فرمایا امام ابوداؤد نے سکوت کیا امام ترمذی نے ھذا حدیث حسن کہا اس کی وقعت چھپانے کو سند تو سند یہ بھی نقل نہ کیا کہ کس کی روایت ہے (ام المؤمنین) کس کا ارشاد ہے (حضور افضل المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم وعلیہا وسلم) دوسری حدیث کہ خود نفس اسناد میں امام ابوداؤد نے اس کی سند میں ارسال یا انقطاع کا پتا بتادیا تھا تابعی تک رکھتے ہیں تو مرسل ہوتی ہے صحابی تک پہنچاتے ہیں تو منقطع ہوئی جاتی ہے ناقل عاقل ابتدا سے اس کی سند نقل کرلایا جب اس پر آیا صاف قطع کرکے الی آخرہ پردہ چھپایا حالانکہ اہل علم کے نزدیک اسی قدر نقل اس کا حال جاننے کو بس تھی ارسال وانقطاع سے قطع نظر کیجئے خود سند میں سلمہ بن محمد مجہول[1] اور علی بن جدعان شیعی ضعیف واقع۔ اصل عبارت سنن ابی داؤد یہ ہے حدثنا موسی بن اسمعیل وداؤد بن شبیب قالا حدثنا حماد عن علی بن زید[2] عن سلمۃ بن محمد بن عمار بن یاسر قال موسی عن ابیہ[3] وقال داؤد عن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالی عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قال ان من الفطرۃ المضمضۃ والاستنشاق فذکر نحوہ ولم یذکر اعفاء اللحیۃ وزاد والختان الخ (۶) پھر اس حدیث کو اسکے

---

[1] ضعیف من الرابعۃ ۱۲ [2] مجہول من الخامسۃ ۱۲ [3] مقبول من الثالثۃ ۱۲ تقریب [4] روایتہ عن جلد ۲ ص سلمۃ ۱۲ میزان

مخالف سمجھنا کیسی جہالت بیہودہ اس میں تو خود مِنْ تبعیضیہ موجود ہے کہ فرمایا خصال فطرت سے بعض چیزیں یہ ہیں خود معلوم ہوا کہ بعض اور بھی ہیں تو داڑھی بڑھانے کا اس میں ذکر نہ آنا حدیث ام المؤمنین کا کب مخالف ہوسکتا ہے اور یہ تو جاہلوں سے کیا کہا جائے اہل علم جانتے ہیں کہ ایسی جگہ عدد میں بھی حصر مقصود نہیں ہوتا بلکہ اعانت ضبط وحفظ کے لئے صرف مذکورات کا شمار کرنا ولہٰذا ہم اس حدیث دوم کی زیادات یعنی ختان و انتضاح کو بھی خصال فطرت سے مانتے ہیں اور حدیث اول کو باآنکہ اس میں عدد مذکور ہے اس کا نافی نہیں جانتے عشر من الفطرۃ نہیں الفطرۃ عشر ہوتا جب بھی زیادہ کے منافی نہ تھا ولہٰذا ابوبکر بن العربی نے شرح ترمذی میں خصال فطرت کا عدد تیس تک پہنچایا۔ اتحاف السادۃ المتقین میں ہے مفہوم العدد لیس بحجۃ لانہ اقتصر فی حدیث ابی ھریرۃ علی خمس وفی حدیث ابن عمر علی ثلث وفی حدیث عائشۃ علی عشر مع ورود غیرھا وقد تقدم انہا ثلثۃ عشر واوصلھا ابوبکر بن العربی الی ثلثین فتاوٰی فقیر کے مجلد رابع میں مسئلہ لوجوہ افضلیت حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور تفصیل بازغ دیکھنی ہو تو فقیر کا رسالہ **البحث الفاحص عن طرق احادیث الخصائص** ملاحظہ کیجئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی فرمایا فضلت علی الانبیاء بست میں چھ باتوں میں تمام انبیاء پر فضیلت دیا گیا مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہیں فرمایا اعطیت خمسا لم یعطھن احد من قبلی مجھے پانچ چیزیں وہ عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں الشیخان عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک حدیث میں ہے فضلت علی الانبیاء بخصلتین میں انبیاء پر دو باتوں میں فضیلت دیا گیا البزار عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ دوسری میں ہے ان جبرئیل بشرنی بعشر لم یؤتھن نبی قبلی جبریل نے مجھے دس چیزوں کی بشارت دی کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں ابن ابی حاتم وعثمان الدارمی وابونعیم عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالٰی عنہ طرفہ یہ کہ ان سب احادیث میں نہ صرف عدد کہ معدود بھی مختلف ہیں کسی میں کچھ فضائل شمار کئے گئے کسی میں کچھ کیا یہ حدیثیں معاذ اللہ باہم متعارض سمجھی جائیں گی یا دو یا دس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی فضیلتیں منحصر حاش للہ ان کے فضائل نامقصور اور خصائص نامحصور بلکہ حقیقۃً ہر کمال ہر فضل ہر خوبی میں عموماً اطلاقاً انھیں تمام انبیاء ومرسلین وخلق اللہ اجمعین پر تفضیل تام ومطلق ہے کہ جو کسی کو ملا وہ سب انھیں سے ملا اور جو انھیں ملا وہ کسی کو نہ ملا ع آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری ؛ بلکہ انصافاً جو کسی کو ملا آخر کس سے ملا کس کے ہاتھ سے ملا کس کے طفیل میں ملا کس کے پرتو سے ملا اُسی اصل ہر فضل ومنبع ہر جود دسرا ایجاد وتخم وجود سے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ع فانما اتصلت من نورہ بھم فانہ شمس فضل ہم کواکبہا یظہرن انوارھا للناس فی الظلم انما مثلوا صفاتک للناس + کما مثل النجوم الماء ؛ یہ تقریر فقیر نے بیان اس لئے ذکر کی کہ حدیث خمس من الفطرۃ یا الفطرۃ خمس یا قول ابن عباس خمس کلھا فی الرأس دیکھ کر سفہا کو سودا نہ اُچھلے (۷) کمال سفاہت یہ کہ ایک سند کے سب راویوں کو جدا جدا شمار کرکے حکم لگا دیا ان نو دس رواۃ نے یوں روایت کی حالانکہ سلسلۂ سند میں اگر یکے از دیگرے ہزار تک عدد رواۃ پہنچے تو وہ ایک ہی راوی کی روایت ہے اس میں تعدد نہیں ہوسکتا جب تک مرتبۂ واحدہ میں متعدد راوی نہ ہوں ورنہ سند عالی سے نازل اشرف ہو خصوصاً ان کے نزدیک جو کثرت رواۃ سے ترجیح مانتے ہیں حالانکہ یہ بالبداہۃ باطل وہ تو خیر گزری کہ یہ شخص خود مسلم تک کوئی سند متصل نہ رکھتا تھا ورنہ آپ سمیت کوئی تیس یا چالیس گن دیتا کہ اتنے راویوں نے اعفا ذکر نہ کیا (۸) کچھ پڑھا لکھا ہوتا تو اپنی ہی نقل کردہ عبارت دیکھتا کہ ابوداؤد نے لم یذکر اعفاء اللحیۃ بصیغۂ واحد فرمایا ہے کہ اس راوی نے اعفاء لحیہ کا ذکر نہ کیا یا لم یذکروا بصیغۂ جمع ظاہراً اپنی نقل میں جو "لم یذکروا اعفاء اللحیۃ" واقع ہوا واؤ عاطفہ کو واؤ جمع سمجھا اور سابق ولاحق کے تمام صیغ مفردہ ذکر زاد قال لم یذکر سے آنکھیں بند کرکے صاف "لم یذکروا" بنا لیا کہ تمام رجال سند کو شامل ہو (۹) لطیف تر یہ کہ ان سب رواۃ نے یہ روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں داڑھی بڑھانے کا ذکر نہ کیا بے علم بے چارہ "توہم" کے معنی بھی نہیں جانتا اور ناحق وناروا آثار موقوفہ ومقطوعہ کو قول رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ٹھہرائے دیتا ہے ابن عباس صحابی ہیں اور مجاہد وبکر وطلق تابعین یہ آثار خود انھیں حضرات کے اپنے قول ہیں نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد **تنبیہ** ۔ طلق سے ان کا قول بھی دونوں طرح مروی نسائی نے بسند صحیح ان سے دس کامل روایت کیں جن میں (توفیر اللحیہ موجود) (۱۰) لطف بر لطف یہ کہ ان سب نے اس کی جگہ مانگ روایت کی اللہ اللہ اتنا بے ادراک اور ایسا

بیباک ذرا کسی ذی علم سے عبارت ابی داؤد کا ترجمہ کراکر دیکھے کہ وہ مانگ کا ذکر صرف اثر ابن عباس میں بتاتے ہیں یا ان سب کی روایت یہی ٹھہراتے ہیں بے علم کے نزدیک گویا عدم ذکر اعفاءِ لحیہ کے معنی ہی یہ ٹھہرے ہیں کہ اس کی جگہ مانگ کا ذکر کیا (۱۱) جب جہالت کی یہ حالت تو اس کی کیا شکایت کہ اپنے اس زعم باطل پر فرق و اعفاء کا ذکر و شمار میں تبادل سمجھ کر دونوں کا حکم یکساں ٹھہرا دیا ایسا ہوتا بھی تو اس کا حاصل صرف اتنا نکلتا کہ جس بات کا یہاں تذکرہ ہے یعنی خصالِ فطرت سے ہونا اس میں دونوں شریک ہیں نہ یہ کہ سب احکام میں یکساں ہیں عمدۃ القاری و فتح الباری و ارشاد الساری شروح صحیح بخاری وغیرہا کتب کثیرہ میں ہے واللفظ للخطیب ھذہ الخصال منھا ما ھو واجب کالختان وما ھو مندوب ولا مانع من اقتران الواجب بغیرہ کما قال تعالٰی کلوا من ثمرہ اذا اثمروا اٰتوا حقہ یوم حصادہ فایتاء الحق واجب والاکل مباح (۱۲) پھر جاہلی یہ کہ اس کے متصل جو امام ابوداؤد نے دوسری حدیث مرفوع حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ایک اثر امام ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ذکر کیا کہ ان میں بھی داڑھی بڑھانے کو شمار فرمایا ناقل عاقل آسے اُڑا گیا عبارت سنن یہ ہے وفی حدیث محمد بن عبد اللہ بن ابی مریم عن ابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واعفاء اللحیۃ عن ابراھیم النخعی نحوہ وذکر اعفاء اللحیۃ والختان (۱۳) کمال جہالت دیکھئے کہ اپنے مقام اجتہاد سے تنزل کرکے داڑھی بڑھانے کو فرض منڈانے کو حرام تسلیم کرتا اور اس تسلیم کی تقدیر پر امر اباحت کے لئے ہونے سے جواب دیتا ہے بےعقل سے کون کہے کہ جب حرمت تسلیم پھر اباحت کہاں (۱۴۔۱۵۔۱۶) اللہ عزوجل کے پاک مبارک رسولوں سے استہزا انہیں بے اعتدالی کا مرتکب بتانا شرع مطہرہ کو بے اعتدالیوں کا پسند کرنے والا ٹھہرانا موسٰی کلیم اللہ وہارون نبی اللہ علیہما الصلاۃ والسلام کی نسبت وہ ملعون الفاظ کہ دشمن نے بڑھی داڑھی الخ ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کی ریش مطہر بڑی ہونا قرآن عظیم سے ثابت جان کر پھر وہ ناپاک ملعون شعر دین بالِ پر اعتدال بند اور شریعت وانبیا کو بڑھانا پسند ان باتوں کا جواب کفرستانِ ہند میں کیا ہوسکتا ہے مگر صبح قیامت قریب ہے وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ۝ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ جب جہل وجہالت وشیوہ جاہلیت وبےقیدی وجرأت کی یہ نوبت تو کلام وخطاب کا کیا محل اور حق کے حضور گردن جھکانے کی کیا اُمید مگر قرآن عظیم نے جہاں اعراض کا حکم بتایا فاصدع بما تؤمر ولتبیننہ للناس بھی ارشاد فرمایا لہٰذا ایضاح حق وازاحت باطل واستیصال شبہات واستحصال دلائل کے لئے یہ چند تنبیہیں مکتوب اور مسلمانوں کے حق میں حضرت حق سے حق پر استقامت مطلوب وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ **تنبیہ اول** مسلمانو! تمہارے رسول اکرم سید عالم عالم اعلم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو رب عزوجل نے علم اولین وآخرین عطا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر قرآن عظیم تارا تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ[عہ] ہر چیز کا روشن بیان تفصیل کل شیئ ہر شے کی کامل شرح مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ ہم نے کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا اس میں تمام احکام جزئیہ تفصیلیہ ہی نہیں بلکہ ازلًا ابدًا جمیع کوائن وحوادث بالاستیعاب موجود ہیں امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے مروی کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کتاب اللہ فیہ نبأ ماقبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم قرآن اس میں خبر ہے ہر اس چیز کی جو تم سے پہلے ہے اور ہر اس شے کی جو تمہارے بعد ہے اور حکم ہے ہر اس امر کا جو تمہارے درمیان ہے" رواہ الترمذی" عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں لو ضاع لی عقال بعیر لوجدتہ فی کتاب اللہ اگر میرے اونٹ کی رسی گم ہوجائے تو میں قرآن عظیم میں اُسے پالوں" ذکرہ ابن ابی الفضل المرسی نقل عنہ فی الاتقان۔ امیر المؤمنین علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں لو شئت لاوقرت من تفسیر الفاتحۃ سبعین بعیرا میں چاہوں تو سورہ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھروادوں ایک اونٹ کے من بوجھ اٹھاتا ہے اور ہر من میں کے ہزار اجزا حساب سے تقریبًا پچیس لاکھ جز آتے ہیں یہ فقط سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے پھر باقی کلام عظیم کی کیا گنتی پھر یہ علم علم علی ہے اس کے بعد علم عمر اُس کے بعد علم صدیق کی باری ہے" ذہب عمر بتسع اعشار العلم" عمر علم کے نو حصے لے گئے۔ کان ابوبکر اعلمنا۔ ہم سب میں زیادہ علم ابوبکر کو تھا۔ پھر علم نبی تو علم نبی ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غرض عظیم و

عہ ذکر الامام السیوطی ھذہ الاٰیۃ فی النوع الخامس والستین من کتابہ الاتقان مفیدا ان المراد بالکتاب القراٰن ۱۲۔

قرآن کریم میں سب کچھ ہے جسے جتنا علم اتنی ہی فہم جس قدر علم اسی قدر فہم وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۝ کہاوتیں ارشاد تو سب کے لئے ہوئی ہیں پر اُنکی سمجھ انھیں کو ہے جو علم والے ہیں پھر علم کے مدارج بیحد متفاوت وفوق کل ذی علم علیم عالم امکان میں نہایت نہایات حضور سید الکائنات علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلوات والتحیات ولہٰذا ارشاد ہوا اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰىكَ اللّٰهُ تو حضور کا جو کچھ حکم جو کچھ رائے جو کچھ طریقہ جو کچھ ارشاد ہے سب قرآن عظیم سے ہے اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی سب قرآن عظیم ہے اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی مگر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے علم تام وشامل سے جانا کہ آخر زمانہ میں مجددین مکار بدلگام فاجر ایسے آنے والے ہیں کہ ہمارا جو حکم اپنی اندھی آنکھوں سے بظاہر قرآن عظیم میں نہ پائیں گے منکر ہوجائیں گے بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ کذٰلك کذب الذین من قبلہم فانظر کیف کان عاقبۃ الظٰلمین لہٰذا حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الا انی اوتیت القراٰن ومثلہ معہ لایوشك رجل شبعان علٰی اریکتہ یقول علیکم بھذا القراٰن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ سُن لو مجھے قرآن عطا ہوا اور قرآن کے ساتھ اُس کا مثل خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو اس میں جو حلال پاؤ اُسے حلال جانو جو حرام پاؤ اُسے حرام مانو حالانکہ جو چیز رسول اللہ نے حرام کی وہ اسی کی مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی۔ رواہ الائمۃ احمد والدارمی وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ بالفاظ متقاربۃ عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا الفین احدکم متکئا علٰی اریکتہ یاتیہ الامر مما امرت بہ او نہیت عنہ فیقول لا ادری ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ خبردار میں نہ پاؤں تم میں کسی کو اپنے تخت پر تکیہ لگائے کہ میرے حکم سے کوئی حکم اُس کے پاس آئے جس کا میں نے امر فرمایا یا اُس سے نہی فرمائی ہو تو کہنے لگے میں نہیں جانتا ہم تو جو کچھ قرآن میں پائیں گے اسی کی پیروی کریں گے۔" رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ والبیہقی فی الدلائل عن ابی رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ایک حدیث میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ایحسب احدکم متکئا علٰی اریکتہ یظن ان اللہ لم یحرم شیئا الا ما فی ھذا القراٰن الا انی واللہ قد امرت ووعظت ونہیت عن اشیاء انہا لمثل القراٰن او اکثر کیا تم میں کوئی اپنے تخت پر تکیہ لگائے گمان کرتا ہے کہ اللہ نے بس یہی چیزیں حرام کی ہیں جو قرآن میں لکھی ہیں سُن لو خدا کی قسم میں نے حکم دیئے اور نصیحتیں فرمائیں اور بہت چیزوں سے منع فرمایا کہ وہ قرآن کی حرام فرمائی اشیاء کے برابر بلکہ بیشتر ہیں" رواہ ابوداؤد عن العرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس منکر کا داڑھی بڑھانے کے حکم کو کہنا قرآن میں کہیں نہیں اور اسی بناء پر احادیث صحیحہ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ کہہ کر رد کردینا کہ داڑھی بڑھانا اخلاق میں ہوتا تو قرآن میں کیوں نہ آتا وہی پیٹ بھرے بےفکرے بے نصیب بے بہرے کی بات ہے جسکی پیشینگوئی حضور عالم ما کان وما یکون فرماچکے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سچ فرمایا رب جل وعلا نے فلا وربك لایؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما قرآن عظیم قسم کھا کر فرماتا ہے کہ اے نبی جبتک تیری باتیں دل سے نہ مان لیں ہرگز مسلمان نہ ہوں گے طوطے کی طرح زبان سے لاکھ کلمہ رٹتے جائیں کیا ہوتا ہے۔

تنبیہ دوم مسلمانوں یہ گمراہ توم جنکی پیشینگوئی احادیث مذکورہ میں گزری صرف حدیثوں ہی کے منکر نہیں بلکہ حقیقۃً قرآن عظیم کو عیب لگانے والے اور دین متین کو ناقص ونا تمام بتانے والے ہیں حدیثیں تو یوں چھوڑدیں کہ انبیاء صرف درستی اخلاق کیلئے آتے ہیں حدیثوں کی باتیں اخلاق سے ہوتیں تو قرآن میں کیوں نہ آتیں ورنہ قرآن اخلاقی احکام سے خالی اور دین ناقص ٹھہرتا ہے جب مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیثیں یوں بیکار گئیں پھر اور کسی کی بات کا کیا ذکر فبای حدیث بعدہ یؤمنون اب گنتی کے وہ احکام رہ گئے جن کی صاف صریح تصریح کتاب اللہ میں ہے اُن کے سوا اسے اخلاق سے خارج تہذیب واخلاق کے ہزاروں احکام جن میں کوئی ذی عقل نزاع نہ کرسکے معاذ اللہ اسلام کے نزدیک مہمل ومعطل اور تمامی دین باطل ومختل مثلاً مردوں کا داڑھی مونچھ منڈوا کر بال بڑھا کر چوٹی گندھوا کر ہاتھ پاؤں میں مہندی رچا کر زنانہ کپڑے گوٹہ پٹھے مسالے کے پہنکر سر سے پاؤں تک جڑاؤ گہنوں سے بن ٹھنکر ہزاروں کے مجمع میں ناچنا بھاؤ بتانا کس آیت میں حرام لکھا ہے اعضائے رجولیت کٹا کر زنخہ بننا ناک پر انگلی رکھ کر تالیاں بجانا کس سورت میں منع آیا ہے وعلٰی ہذا القیاس ہزاروں افعال وسوالس

خناس اب منکر متکبر سے پوچھا جائے کہ ان افعال اور اُن کے امثال کو معاذ اللہ ملت اسلام میں حلال بتا کر دین کو عیاذاً باللہ سخت بیہودہ ونامہذب بنائے گا یا شرباشرمی حرام ٹھہرا کر نصوص قرآنیہ خالی پاکر معاذ اللہ قرآن عظیم کو ناقص ناتمام بتائے گا ایسے حضرات کی تمام جدید تحقیقات تنقیہ کا اندرونی بخار رہی یا دریوں کو خفیہ اعانت دینا اور دین متین کا مضحکہ اڑانا ہوتا ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ٥ بہت اچھا اگر داڑھی منڈانا حرام نہیں کہ قرآن عظیم میں اس کے احکام نہیں تو جہاں اُس پر عمل ہے یہ پوری شرافت کے افعال بھی برت کر دکھادیں کہ ان کی تحریم بھی قرآن میں کہیں نہیں پوری ہی گاٹ نہ کھائیے کہ دین نیچر کے کامل مومن کہلائیے اچھا نہ سہی قرآن میں کہیں ناک کٹانا بھی حرام نہیں لکھا الانف بالانف میں دوسرے کی ناک کاٹنے پر سزا ہے اپنی قطع کرانے کا ذکر کیا ہے ایک کاٹ کر دوسری کہاں سے لائیے گا کہ الانف بالانف کا محل پائیے گا جہاں ڈاڑھی منڈائی ہے یہ اونچی گوٹ آنکھوں کی اوٹ جس نے ناحق چہرہ ہموار کر رکھا ہے اسے بھی دھتا بتائیں لوگ چار ابرو کا صفایا بولتے ہیں یہ پانچوں گانٹھ کمیت ہوجائیں خیر آپ اس پر عمل نہ کریں مگر آپ کی تحریر تو ضرور ہانکے پکارے کہے گی کہ دین اسلام ایسا ناقص دین ہے جس میں ناک کٹانا حرام نہیں یا قرآن عظیم ایسی کتاب ہے جس میں ایسے جرموں پر کچھ الزام نہیں **تنبیہ سوم**۔ منکر متکبر کا اثبات حرمت میں قرآن عظیم کے ساتھ حدیث متواتر و مشہور کا نام لے دینا محض عیاری و دنیا سازی یا عجب کورانہ تناقض بازی ہے ہم پوچھتے ہیں جو کسی حدیث متواتر یا مشہور میں آئے قرآن عظیم میں بھی موجود ہے یا نہیں اگر ہے تو حدیث کی کیا حاجت اور اس تردید کو کیا منفعت اور اگر نہیں تو اب پوچھا جائے گا کہ وہ حکم داخل اخلاق ہے یا نہیں اگر ہے تو قرآن عظیم احکام اخلاقی سے خالی اور دین معرض نقص و بے کمالی اور نہیں تو تمہارا مطلب حاصل کہ ایسے حکم کا شرعی ہونا باطل بہت ہو تو مچھلی کا سا شکار سہی حرمت فرضیت کس نے کہی۔ مسلمانو دیکھتے جاؤ کہ ان حضرات کے تمام خیالات کا حاصل بے حاصل وہی ابطال شرع مطہر واکمال بیقیدی اہل نیچر ہے بس وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ **تنبیہ چہارم** بعینہ اسی دلیل سے اجماع بھی باطل پھر قیاس کس گنتی شمار میں رہے اور امر قرآنیہ منکر نے اذا حللتم فاصطادوا سے ان کا جواب بھی گڑھ دیا ہر امر میں یہی احتمال قائم کیا معلوم کہ یہ انھیں احکام میں ہو جن کا نہ کرنا عقاب درکنار موجب عتاب بھی نہیں پھر ایک ہی چلتا فقرہ تمام نواہی قرآنیہ کو بھی بس ہے کہ جس طرح امر کبھی اباحت کے لئے ہوتا ہے یونہی نہی بھی ارشاد و خوبی ہے غرض ایک ہی کرشمے میں شریعت محمدیہ کے تمام اوامر و نواہی بیکار اور معطل ہو کر رہ گئے سچ ہے انسانی آزادی اسکی منادی قید ملت کہاں کی علت مگر افسوس یہ آنکھوں کے اندھے عقل کے اوندھے سمجھے کہ آزاد ہوئے اور حقیقت دیکھو تو برباد ہوئے اللہ واحد قہار کی بندگی سے سر نکالا اور ابلیس لعین کا پٹا گلے میں ڈالا بندگی تو بہر حال رہی اللہ کی نہیں ابلیس کی سہی ع ہیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی **تنبیہ پنجم** مخالفت مشرکین کے وہ معنی لینا اور داڑھی رکھنے منڈانے دونوں میں مخالفت بتانا کلام پاک حضور سید لولاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کھلا استہزا و تمسخر ہے اشہد اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد اطہر اور ایک ناپاک بیباک بے تمیز بے ادراک کا کہنا کہ فیہ نظرٌ پھر اسے دیدہ و دانستہ بازیچہ بنانا یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ٥ کا شیوہ دکھانا **اولا** دنیا میں کون اندھے سے اندھا خلاف مشرکین کا یہ مطلب سمجھے گا کہ مشرکین روٹی کھاتے ہیں تم بھوکے رہو وہ پانی پیتے ہیں تم پیاسے مرو خلاف مشرکین شعار مشرکین میں ہے نہ یہ کہ کوئی مشرک ہمارے بعض افعال اختیار کرلے یا جس فعل کو ہماری شرع مطہر نے پسند فرمایا وہ کسی فرقہ مشرکہ سے بھی واقع ہو تو ہم چھوڑ دیں **ثانیاً** یہی معنی مراد ہوتے تو معاذ اللہ حکم کس قدر فضول و مہمل تھا جو بات ایک کام کرو تو بھی حاصل نہ کرو تو بھی حاصل اس کے لئے اس کام کا حکم دینا تحصیل حاصل **ثالثاً** ترجیح بلا مرجح اس کے عکس کا کیوں نہ حکم ہوا کہ خلاف مشرکین اس میں بھی تھا **رابعاً** بلکہ ترجیح مرجوح کہ داڑھی منڈے مشرک مہینوں کی راہ دور ایران وغیرہ میں تھے اور داڑھی والے اہل عرب اپنے ہی وطن میں اپنے ہی شہروں میں تو خلاف مشرکین انھیں کے خلاف میں ظاہر ہوتا۔ یوں تو کوئی ایرانی کبھی اتفاق سے آجاتا تو اپنی مخالفت پاتا پھر بھی خلاف مذہبی نہ سمجھتا قومی و ملکی کہ اس ملک کے مسلم و کافر سب کو اپنے خلاف دیکھتا **خامساً** اللہ اکبر اگر حدیث فقط اس قدر ہوتی کہ خالفوا المشرکین مشرکین کا خلاف کرو تو شاید کسی کچے جنونی پکے مجنونی کو ایسے جنون جاگتے مجنون لے بھاگتے مگر حدیث میں تو صراحۃً خود اس خلاف کی شرح فرمادی تھی احفوا الشوارب واعفوا اللحی مشرکین کا

یوں خلاف کرو کہ لبیں ترشواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ اس کے یہ معنی لینا کہ ان کا خلاف کرکے بڑھاؤ خواہ اُن کی مخالفت کرکے منڈواؤ کیسی کھلی تحریف اور کیسا صریح استہزا ہے اللہ اکبر مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وسعتِ علم جس طرح عجائبِ قرآن عظیم غیر متناہی ہیں یوہیں عجائبِ حدیث کی حد نہیں کریمہ لاتزر وازرۃ وزر اخرٰی وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا کے لطائف سے امام جلال الدین سیوطی نے شمار فرمایا کہ دونوں جملے دو مشکل مسائل مختلف فیہا کا فیصلہ فرماتے ہیں پہلا مسئلہ اطفال مشرکین اور دوسرا مسئلہ اہل فترت پر دلیل شافی ہے ان دونوں کا ایک جگہ ارشاد ہونا نظم قرآنی کے عجیب دقیقہ سے ہے" ذکرہ فی رسالۃ فی الابوین الکریمین" فقیر کہتا ہے امام احمد و طبرانی وضیا نے ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں تسرولوا واتزروا وخالفوا اھل الکتاب قصوا سبالکم ووفروا عثانینکم وخالفوا اھل الکتاب۔ پاجامہ پہنو اور تہبند باندھو اور یہود و نصارٰی کا خلاف کرو اور لبیں ترشواؤ اور داڑھیاں وافر کرو یہود و نصارٰی کا خلاف کرو یہود و نصارٰی کے یہاں ستر کچھ ضروری نہیں اُن کی قومیں اب تک ننگے نہانے کی عادی ہیں حدیث میں ان دو جملوں کا ایک جگہ ارشاد ہونا ایسے گمراہوں گمراہ پرستوں کے جنون کا کافی علاج ہے جس طرح داڑھی میں مخالفت اہل کتاب کے وہ معنی تراشے یونہی پاجامہ و تہبند میں یہی مطلب پہنائے کہ اہل کتاب سترِ عورت کرتے بھی ہیں تو چاہیے اس عادت کا خلاف کرکے پاجامہ پہنو چاہے اس کی مخالفت سے ننگے پھرو اور پورے مہذب جنٹلمین بنو وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ **تنبیہ ششم** فرض و واجب اور اسی طرح حرام و مکروہ تحریمی میں فرق دربارۂ اعتقاد ہے کہ فرض و حرام کا منکر کافر ٹھہرتا ہے"۔ اما مطلقا کما علیہ ظواھر کلمات الفقھاء الامجاد او علی تفصیل فیہ کما علیہ الاعتماد بخلاف اخرین۔ مگر عمل میں دونوں کا ایک حکم مخالفت میں گناہ و اثم امتثال میں رجائے ثواب خلاف میں استحقاق غضب و عذاب "کما صرح بہ فی کل کتاب" اہل اسلام اپنے رب کے غضب سے ڈریں اور ان گمراہان گمراہ گر کی چرب زبانیوں پر توجہ نہ کریں بالفرض اصطلاح حنفی میں فرض یا حرام کا اطلاق نہ ہوا تو یہ فرق اصطلاحی تمہارے کس کام آئے گا جبکہ غضب جبار و عذاب نار کا استحقاق بہرحال موجود والعیاذ باللہ الغفور الودود یقین جانو اُس دن کو داڑھی منڈا واحد قہار کے حضور تمہارا حمایتی نہ بنے گا وہ آپ اپنی بھڑکائی آگ میں جلے بھنے گا آئندہ اختیار بدست مختار مسلمانو اس کی ٹھیک مثال یہ ہے کہ کوئی گندہ ناپاک بھینس کا گوبر گدھے کی لید کھایا کرے جب اُس سے کہا جائے تو (...) کھاتا ہے کہے اسے (...) (...) نہیں کہتے یہ تو لید گوبر ہے اُس مجس سے یہی کہا جائے گا کہ یوہیں سہی مگر ہر طرح تیرے مونہہ میں تو گندگی رہی مسلمانو مکروہ تحریمی گناہ صغیرہ سہی مگر ہر صغیرہ بعد اصرار کبیرہ اور ہلکا جانتے ہی فوراً اشد کبیرہ حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاصغیرۃ علی الاصرار رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما پھر یہ ظالمین براہ چالاکی حرام حرام کی اصطلاح لئے ہوئے ہیں حقیقۃً مباح محض شیر مادر جانتے ہیں جب تو اذا حللتم فاصطادوا کی مثال اور عقاب درکنار عتاب بھی نہ ہونے کا خیال ہے شیطان کے بڑھاوے ایسے ہی ہوتے ہیں یعدھم ویمنیھم وما یعدھم الشیطن الا غرورا **انتباہ** سنا گیا کہ اس منکر متکبر کی طرح کوئی اور حضرت بھی اس مسئلہ میں مخالفت محمد رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر تلے ہیں اس نے اباحت محضہ کا ڈنڈا پکڑا وہ اپنے زور زور میں اور راہ چلے ہیں کہ داڑھی منڈانا حرام نہیں اور مکروہ تحریمی میں خود اختلاف ہے کہ وہ حرمت سے قریب ہے یا حلت سے نزدیک مسلمانو راہ فریب سے دور لایغرنکم باللہ الغرور یہ ان قائل صاحب کا محض افترائے گندہ وایجاد بندہ ہے آجتک جہاں میں کسی عالم نے مکروہ تحریمی کو قریب بحلت نہ بتایا تمام کتب مذہب موجود ہیں حضرات شیخین و امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہم میں یہ اختلاف بتایا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک مکروہ تحریمی عین حرام ہے اور ان کے نزدیک قریب بحرام تنویر الابصار وغیرہ عامۂ اسفار میں ہے کل مکروہ حرام عند محمد وعندھما الی الحرام اقرب اور عند التحقیق یہ بھی صرف اطلاق لفظ کا فرق ہے معنی سب کا ایک مذہب خود امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے ناقل کہ انھوں نے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی اذا قلت فی شیئ اکرہ فما رأیك فیہ جب آپ کسی شے کو مکروہ فرمائیں تو اس میں آپ کی کیا رائے ہوتی ہے قال التحریم فرمایا حرام ٹھہرانا ذکرہ فی رد المحتار عن شرح التحریر للامام ابن امیر الحاج عن مبسوط الامام

محمد رحمھم اللہ تعالٰی **تنبیہ مہتم** آیات قرآنیہ میں حق فرمایا ہمارے رب جل وعلا نے فانھا لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور ہے یوں کہ آنکھیں نہیں اندھی ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں ان بے بصیرتوں کو اگر کبھی کھلی آنکھوں سے قرآن عظیم کی زیارت نصیب ہوتی تو جانتے کہ داڑھی بڑھانے کی طرف ارشاد اس میں ایک دو نہیں بلکہ بکثرت آیات کریمہ میں موجود ہے اس میں دو طریق ہیں **اول طریق عموم** یہ دو وجہ پر ہے **وجہ اول** کہ صحابہ کرام وائمہ اعلام رضی اللہ تعالٰی عنہم امثال مقام میں استعمال فرماتے رہے **آیت ۱** قال اللہ عزوجل ما اٰتکم الرسول فخذوہ ومانھٰکم عنہ فانتھوا جو کچھ یہ رسول کریم تمہیں دے اختیار کرو اور جس سے منع فرمائے باز رہو **آیت ۲** قال تعالٰی قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اے نبی مومنین سے فرمادے کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اپنے رسول کی اور اپنے علما کی **آیت ۳** قال عزوجل من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جو رسول کے فرمانے پر چلا اس نے اللہ کا حکم مانا۔ رب تبارک وتعالٰی ان آیات اور ان کے امثال میں نبی کا حکم بعینہ اپنا حکم اور نبی کی اطاعت بعینہ اپنی اطاعت بتاتا ہے تو تمام احکام کہ احادیث میں ارشاد ہوئے سب قرآن عظیم سے ثابت ہیں جو اخلاقی حکم حدیث میں ہے کتاب اللہ اس سے ہرگز خالی نہیں اگرچہ بظاہر تصریح جزئیہ ہماری نظر میں نہ ہو احمد وبخاری ومسلم وابو داؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ سب ائمہ اپنی مسند وصحاح میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ انھوں نے فرمایا لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات لخلق اللہ اللہ کی لعنت بدن گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور مونھ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں اللہ کی بنائی چیز بگاڑنے والیوں پر یہ سن کر ایک بی بی خدمت مبارک میں حاضر ہوئیں اور عرض کی میں نے سنا ہے آپ نے ایسی ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی فرمایا مالی لاالعن من لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن ھو فی کتاب اللہ مجھے کیا ہوا کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور جس کا بیان قرآن عظیم میں ہے ان بی بی نے کہا میں نے قرآن اول سے آخر تک پڑھا اس میں کہیں اس کا ذکر نہ پایا فرمایا ان کنت قراتیہ لقد وجدتیہ اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا یہ بیان اس میں ضرور پاتیں اما قرأت ما اٰتکم الرسول فخذوہ ومانھٰکم عنہ فانتھوا کیا تم نے یہ آیت نہ پڑھی کہ جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو انھوں نے عرض کی ہاں فرمایا فانہ قد نھی عنہ تو بیشک نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان حرکات سے منع فرمایا۔ منکر دیکھے کہ اس کا خیال وہی ان بی بی کا خیال اور ہمارا جواب بعینہ حضرت عبداللہ بن مسعود کا جواب ہے یا نہیں یہ بی بی ام یعقوب اسدیہ ہیں کبار تابعین وثقات صالحات سے ہونے میں تو کلام نہیں اور حافظ الشان نے فرمایا صحابیہ سے معلوم ہوتی ہیں بہرحال ان کی فضیلت وصلاح قبول حق پر باعث ہوئی سمجھ لیں اور اس کے بعد خود اس حدیث کو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کریں کما رواہ البخاری من طریق عبدالرحمٰن بن عابس عنھا عنہ رضی اللہ تعالٰی عنھما ابنائے زمانہ سے گزارش کرنی چاہئے کہ ع ولا مروا زین زن بیاموز ــــــے ولکن الھدایۃ لن تنالا ؎ بلا فضل من المولٰی تعالٰی ؎ ایک بار عالم قریش سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مکہ معظمہ میں فرمایا مجھ سے جو چاہو پوچھو میں قرآن سے جواب دوں گا کسی نے سوال کیا احرام میں زنبور کو قتل کرنے کا کیا حکم ہے فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ما اٰتکم الرسول فخذوہ ومانھٰکم عنہ فانتھوا۔ اللہ عزوجل نے تو یہ فرمایا کہ ارشاد رسول پر عمل کرو۔ وحدثنا سفیٰن بن عیینۃ عن عبد الملک بن عمیر عن ربعی بن خراش عن حذیفۃ بن الیمان عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ قال اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہمیں حدیث پہنچی کہ حضور نے فرمایا ان دو کی پیروی کرو جو میرے جانشین ہونگے ابوبکر وعمر وحدثنا سفیٰن بن مسعر بن کدام عن قیس بن مسلم عن طارق بن شھاب عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ امر بقتل المحرم الزنبور اور ہمیں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث پہنچی کہ انھوں نے احرام باندھے ہوئے کو قتل زنبور کا حکم دیا۔ ذکرہ الامام السیوطی فی الاتقان۔ **وجہ ثانی** اقول وباللہ التوفیق **آیت ۴** قال جل ذکرہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاٰخر وذکر اللہ کثیرا ۵ البتہ بیشک تمہارے لئے رسول اللہ کے چال طریقہ میں اچھی ریت ہے ان کے لئے جو ڈرتا ہو

اللہ اور پچھلے دن سے اور بہت یاد کرے اللہ کی اس آیۂ کریمہ میں مولیٰ جل وعلا اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے طریق و روش پر چلنے کی ہدایت فرماتا اور مسلمانوں کو یوں جوش دلاتا ہے کہ دیکھو ہماری یہ بات وہ مانے گا جس کے دل میں ہمارا خوف ہماری یاد ہم سے امید تیامت سے دہشت ہوگی اور موافق مخالف حتی کہ نصاریٰ و یہود و مجوس و ہنود و تمام جہان جانتا ہے کہ اس سرورِ جہاں و جہانیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت دائمہ مستمرہ داڑھی رکھنی تھی جس پر تمام عمر مداومت فرمائی محافظت فرمائی تاکید فرمائی ہدایت فرمائی معاذ اللہ کبھی تجویز خلاف نے گنجائش نہ پائی ہم یہاں بعض احادیث حلیۂ کریمہ یاد کریں کہ ذکر حبیب نورعین و سرورِ جان و شادابی دل و سیرابی ایمان ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **حدیث ۱**۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثیر شعر اللحیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں بال کثیر و انبوہ تھے۔ رواہ مسلم وعنہ عند ابن عساکر کثیر شعر الراس واللحیۃ **حدیث ۲**۔ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُّفَخَّمًا یَتَلَألَوا جھہ تَلَألُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ اَزْھَرَ اللَّوْنِ وَاسِعَ الْجَبِیْنِ کث اللحیۃ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عظمت والے نگاہوں میں عظیم دلوں میں معظم تھے چہرۂ مبارک ماہ دو ہفتہ کی طرح چمکتا جگمگاتی رنگت کشادہ پیشانی گھنی داڑھی رواہ الترمذی فی الشمائل والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی الشعب ورواہ ایضا الرویانی والبیھقی فی الدلائل وابن عساکر فی التاریخ **حدیث ۳**۔ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں بابی وامی کان ربعۃ ابیض مشربا بحمرۃ کث اللحیۃ میرے ماں باپ اُن پر قربان میانہ قد تھے گورا رنگ جس میں سرخی جھلکتی گھنی داڑھی رواہ ابن عساکر عن ابی ھریرۃ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما **حدیث ۴**۔ وہی فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضخم الھامۃ عظیم اللحیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر مبارک بزرگ اور ریش مطہر بڑی تھی۔ رواہ البیھقی **حدیث ۵**۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابیض اللون مشربا بحمرۃ ادعج العینین کث اللحیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رنگ گورا سرخی آمیز آنکھیں بڑی خوب سیاہ داڑھی گھنی **حدیث ۶**۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احسن الناس قواما واحسن الناس وجھا واطیب الناس ریحا والین الناس کفا وکانت لہ جمۃ الی شحمۃ اذنیہ وکانت لحیۃ قد ملأت من ھھنا الی ھھنا امر یدیہ علی عارضیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم پاک کی بناوٹ تمام جہان سے بہتر چہرہ تمام عالم سے خوبتر مہک سارے زمانہ سے خوشبوتر ہتھیلیاں سب لوگوں سے نرم تر بال کانوں کی لو تک (پھر اپنے رخساروں پر اشارہ کرکے بتایا کہ) ریش مبارک یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی۔ **حدیث ۷**۔ وہی فرماتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابیض الوجہ کث اللحیۃ احمر الماء فی اھداب الاشفار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مونھ گورا داڑھی گھنی آنکھوں کے کوؤں میں سرخی پلکیں دراز رواھا جمیعا ابن عساکر الکل مختصرا امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں کث اللحیۃ تملؤ صدرہ ریش مطہر گھنی سینۂ منور کو بھرے ہوئے۔ یہاں سینہ سے مراد اس کا بالائی کنارہ ہے کہ گلے کی انتہا ہے صرح بہ الشراح وھو الواضح الصراح اور عادت کریمہ تھی کہ کوئی امر کیسا ہی مرغوب و پسندیدہ ہو جب شرعاً لازم ضروری نہ ہوتا تو بیان جواز کیلئے گاہے ترک بھی فرمادیتے یا قولاً خواہ تقریراً جواز ترک بتادیتے اس لئے علمائے کرام نے سنت کی تعریف میں مع الترک احیانا اضافہ کیا یعنی جسے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اکثر کیا اور کبھی کبھی ترک بھی فرمادیا ہو ولہٰذا محققین فرماتے ہیں کہ ایسی مواظبت دائمہ ہمیشہ دلیل وجوب ہے محقق علی الاطلاق فتح القدیر باب الاذان میں فرماتے ہیں "عدم الترک مرۃ دلیل الوجوب نیز باب الاعتکاف میں فرمایا ھذہ المواظبۃ المقرونۃ بعدم الترک مرۃ لما اقترنت بعدم الانکار علی من لم یفعلہ من الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کانت دلیل السنۃ والا کانت دلیل الوجوب **دوم طریق خصوص** اس میں بھی بحمد اللہ تعالیٰ فیض جلیل قرآن جلیل سے آیات کثیرہ عبد ذلیل پر فائض برکات ہوئیں فاقول و باللہ التوفیق یہ نفیس طریق وجوہ عدیدہ رکھتا ہے جن سے اعفائے لحیہ کا امر یا طلب یا اُس کے خلاف پر وعید یا مذمت ثابت ہو **وجہ ثالث آیت ۵**۔ قال تعالیٰ

وتقدس وان یدعون الا شیطانا مریدا لعنہ اللہ وقال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا ولاضلنھم ولامنینھم ولامرنھم فلیبتکن اذان الانعام ولامرنھم فلیغیرن خلق اللہ کافر نہیں پوجتے مگر شیطان سرکش کو جس پر خدا نے لعنت کی اور وہ بولا میں ضرور لے لوں گا تیرے بندوں میں سے اپنا ٹھہرایا ہوا حصہ اور میں ضرور انھیں بہکادوں گا اور ضرور خیالی لالچوں میں ڈالوں گا اور ضرور انھیں حکم دوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور بے شک انھیں حکم دوں گا کہ اللہ کی بنائی چیز بگاڑیں گے یہی وہ آیہ کریمہ ہے جس کی رو سے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے زنان مذکورہ پر لعنت فرمائی اور اس کی علت یہی خدا کی بنائی چیز بگاڑنی بتائی بعینہ یہی کیفیت داڑھی منڈانے کی ہے مونچھ کے بال نوچنے والیاں تغیر خلق اللہ کرتی ہیں یونہی داڑھی منڈانے والے تو یہ سب اسی فلیغیرن خلق اللہ میں داخل اور شیطان کے محکوم اور اللہ و رسول کے ملعون ہیں امام جلال الدین سیوطی اکلیل فی استنباط التنزیل میں زیر آیہ کریمہ فرماتے ہیں یستدل بالآیۃ علی تحریم الخصاء والوشم و ما یجری مجراہ من الوصل فی الشعر و برد الاسنان والتنمص وھو نتف الشعر من الوجہ تفسیر مدارک شریف میں ہے فلیغیرن خلق اللہ بالخصاء اوالوشم اوتغییر الشیب بالسواد والتخنث اھ باختصار شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں زیر حدیث مذکور المغیرات خلق اللہ فرماتے ہیں علت وحرمت مثلہ وحلق لحیہ وامثال آں تغییر ست

وجہ رابع۔ آیت ۶ ۔ قال جل مجدہ ذٰلک ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔ بات یہ ہے اور جو بڑائی کرے دین الٰہی کے شعاروں کی تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔ **آیت ۷** ۔ قال عزشانہ یایھا الذین امنوا لاتحلوا شعائر اللہ اے ایمان والو حلال نہ ٹھہرالو دین خدا کے شعاروں کو، شک نہیں کہ داڑھی شعار دین اسلام سے ہے امام بدر محمود عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں ختنہ کی نسبت نقل فرماتے ہیں انہ شعائر الدین کالکلمۃ و بہ یتمیز المسلم من الکافر جب ختنہ حالانکہ امر خفی ہے مثل کلمہ طیبہ کے شعار دین اور وجہ امتیاز مومنین وکافرین قرار پایا یہاں تک کہ مسلمانان ہند نے اس کا نام ہی مسلمانی رکھ لیا تو داڑھی کہ امر ظاہر ہے اور پہلی نظر اسی پر پڑتی ہے بدرجہ اولٰی شعار اسلام وما بہ الامتیاز کرام ولیام ہے اور بعض کفار کا اس میں شریک ہونا منافی شعاریت اسلام نہیں جس طرح ختنہ کرنے میں یہود شریک مسلمین ہیں خود نفس آیات کریمہ ہی میں دیکھئے مورد نزول جانوران ہدی ہیں کہ حرم محترم کو قربانی کے لئے بھیجے جاتے ہیں انھیں شعار دین الٰہی فرمایا حالانکہ تمام مشرکین عرب اسی فعل میں شریک تھے اور جب داڑھی شعار دین ہے اور بے شک یونہی ہے تو بحکم قرآن اُسکے ازالہ کو حلال ٹھہرالینا حرام اور اس کی تعظیم تقوٰی قلوب کا کام۔

وجہ خامس۔ آیت ۸ ۔ قال عزمجدہ واوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا۔ **آیت ۹** ۔ قال سبحنہ وتعالٰی قل ملۃ ابراھیم حنیفا **آیت ۱۰** ۔ قال جلت آلاؤہ ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ **آیت ۱۱** ۔ قال تولت نعماؤہ قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ من المؤمنین۔ **آیت ۱۲** ۔ قال جل ذکرہ لقد کان لکم فیھم اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر ومن یتول عن امر نافان اللہ ھو الغنی الحمید۔ ہر ذی علم جانتا ہے کہ داڑھی بڑھانا ملت ابراہیمی کا مسئلہ شریعت ابراہیمی کا طریقہ ہے اور ان آیات میں رب جل وعلا نے ہمیں ملت ابراہیم علٰی ابنہ الکریم وعلیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی اتباع کا حکم دیا اور معاذ اللہ اس سے اعراض کو سخت حماقت اور سفاہت فرمایا اور ان کی رسم و راہ اختیار کرنے کی کمال ترغیب دی اور آخر میں فرمادیا کہ جو ہمارے حکم سے پھرے تو اللہ بے نیاز بے پرواہ ہے اور ہر حال میں اُسی کے لئے حمد ہے۔

وجہ سادس۔ آیت ۱۳ ۔ قال تقدست اسماؤہ اولٰئک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ یہ انبیاء وہ ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے راہ دکھائی تو تو انھیں کی راہ کی پیروی کر صدر کلام میں احمد و مسلم وابوداؤد ونسائی و ترمذی وابن ماجہ کی حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے گزری کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں عشر من الفطرۃ قص الشارب واعفاء اللحیۃ الحدیث۔ دس چیزیں شرائع قدیمہ مستمرۂ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے ہیں ازانجملہ لبیں ترشوانی اور داڑھی بڑھانی مصطفٰی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ داڑھی بڑھانی راہ قدیم حضرت رسل علیہم الصلاۃ والتسلیم ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ راہ انبیاء کی پیروی کرو۔ یہاں سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ آیہ کریمہ لاتأخذ بلحیتی میں لحیہ کا فقط ذکر ہی نہیں بلکہ داڑھی بڑھانے کی طرف ارشاد نکلتا ہے کہ

ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی انبیائے کرام بلکہ بالخصوص اُن اٹھارہ رسولوں میں ہیں جن کا نام پاک اس رکوع میں بالتصریح ذکر فرما کر اُن کی اقتدا کا حکم ہوا قال سبحانہ ومن ذریتہ داؤد وسلیمٰن وایوب ویوسف وموسٰی وھٰرون وکذٰلک نجزی المحسنین ○
وجہ سابع۔ آیت ۱۴۔ قال جل ثناؤہ ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدٰی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولّٰی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا ○ جو خلاف کرے رسول کا حق واضح ہوئے پر اور چلے راہ مسلمانان کے سوا راہ ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں اور جہنم میں ڈالیں اور کیا بری پلٹنے کی جگہ۔ مسلم تو مسلم کفار تک جانتے ہیں کہ روز ازل سے مسلمانوں کی راہ داڑھی رکھنی ہے اہل بیت کرام وصحابۂ عظام وائمۂ اعلام اور ہر قرن وطبقہ کے اولیائے امت وعلمائے ملت بلکہ قرون خیر میں تمام مسلمان داڑھی رکھتے تھے یہاں تک کہ ازالۃ الرائر اگر خلقۃً کسی کی داڑھی نہ نکلتی اس پر سخت تاسف کرتا اور یہ ہر عیب سے بدتر عیب سمجھا جاتا علمائے کرام علامات قیامت میں گنا کرتے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ داڑھیاں منڈائیں کترائیں گے اُس پیشینگوئی کے مطابق یہ داڑھی منڈوں مخرشوں مترشوں کی تراشیں خراشیں کافروں مشرکوں کی دیکھا دیکھی مدتہا مدت کے بعد مسلمانوں میں آئیں وہ بھی رندوا وباش وبدوضع لوگوں میں پھر اُن میں بھی جو ایمان سے حصہ رکھتے ہیں اب تک اپنی اس حرکت کو مثل اور معاصی وقبائح کے برا جانتے ہیں اور طریقۂ اسلامی سے جدا سمجھتے بلکہ اُن میں بعض خوش عقیدہ اپنے معظمین دینی کے سامنے جاتے لجاتے انھیں مونھ دکھاتے شرماتے ہیں الحمدللہ یہ اُن کے ایمان کی بات ہے ثابت نفس سے گناہ کریں لیکن اُسے گناہ وقبیح جانیں مگر جو ری سرزوری والوں سے خدا کی پناہ کہ داڑھی رکھنے پر قہقہے اڑا کر شعار اسلام کے ساتھ نفس اسلام وایمان بھی مونڈ کر پھینک دیں۔ امام اجل عارف باللہ سیدی محمد بن علی بن عباس مکی قدس سرہ الملکی کتاب مستطاب طریق المرید للوصول الی مقام التوحید پھر امام ہمام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں وھٰذا لفظ الملکی قال فی ذکر سنن الجسد ذکر ما فی اللحیۃ من المعاصی والبدع المحدثۃ قد ذکر فی بعض الاخباران اللہ تعالٰی وملٰئکتہ یقسمون والذی زین بنی آدم باللحی وفی وصف رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان کث اللحیۃ وکذٰلک ابوبکر وکان عثمان طویل اللحیۃ دقیقھا وکان علی عریض اللحیۃ قد ملأت ما بین منکبیہ ووصف بعض بنی تمیم من رھط الاحنف بن قیس قال (وعبارۃ الاحیاء قال اصحاب الاحنف بن قیس) وددنا انا اشترینا للاحنف لحیۃ بعشرین الفا فلم یذکر حنفہ فی رجلہ ولاعورہ فی عینہ وذکر کراھیۃ عدم لحیۃ وکان عاقلا حلیما وقد روینا من غریب وتاویل قولہ تعالٰی یزید فی الخلق ما یشاء مقال اللحی وذکر عن شریح القاضی قال (ولفظ الاحیاء قال شریح) وددت لو ان لی لحیۃ بعشرۃ الاٰف فنفی اللحیۃ من بقایا الھوی دقائق اٰفات النفوس ومن البدع المحدثۃ ثنتا عشرۃ خصلۃ من ذٰلک النقصان منھا وذٰلک مثلۃ وذکر عن جماعۃ ان ھٰذا من اشراط الساعۃ اھ ملخصا یعنی یہ ذکر ہے کہ ان معصیتوں اور نو پیدا بدعتوں کا جو لوگوں نے داڑھی میں نکالیں حدیث میں ہے اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہیں کہ قسم یوں کھاتے ہیں اسکی قسم جس نے فرزندانِ آدم کو داڑھی سے زینت بخشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ شریف میں ہے ریش مبارک گھنی تھی اور ایسے ہی ابوبکر صدیق اور عثمان غنی کی داڑھی دراز وباریک مولٰی علی کی داڑھی چوڑی سارا سینہ بھرے ہوئے رضی اللہ عنہم احنف بن قیس کہ اکابر ثقات تابعین وعلماء وحکمائے کاملین سے تھے زمانۂ رسالت میں پیدا ہوئے ۶۷ھ یا ۷۲ھ ہجریہ میں وفات پائی، عاقل وحلیم تھے ۔ پاؤں میں کج تھا ایک آنکھ جاتی رہی تھی داڑھی خلقۃً نہ نکلی تھی، اُن کے اصحاب نہ اُن کج پر افسوس کرتے نہ یک چشمی پر بلکہ داڑھی نہ ہونے کی کراہیت ذکر کرتے اور کہتے ہمیں تمنا ہے کاش اگر بیس ہزار کو ملتی تو احنف کیلئے داڑھی خریدتے اور تفسیروں سے یہ آیۂ کریمہ یزید فی الخلق ما یشاء کی تفسیر میں ہمیں روایت پہنچی کہ اللہ تبارک تعالٰی بڑھاتا ہے صورت میں جو چاہے اس سے داڑھی مراد ہے۔ شریح قاضی کہ اجلۂ ائمہ واکابر تابعین سے ہیں زمانۂ رسالت میں ولادت پائی بلکہ کہا گیا صحابی ہیں امیر المومنین عمر فاروق پھر امیر المومنین مولٰی علی کی سرکار میں قاضی تھے امیر المومنین علی فتاوٰی میں اُن سے رائے لیتے ۸۰ھ ہجری سے کچھ پہلے یا بعد انتقال ہوا داڑھی خلقۃً نہ تھی، وہ فرماتے کہ مجھے آرزو ہے کہ کاش دس ہزار دے کر داڑھی مل جاتی تو داڑھی میں شیطانی خواہشوں کے بقایا اور نفسانی آفتوں کے دقائق اور نوپیدا بدعتوں سے بارہ باتیں لوگوں نے ایجاد کی ہیں ازانجملہ داڑھی کم کرنی اور یہ مثلہ یعنی صورت بگاڑنی ہے اور ایک

جماعت علما سے مروی ہوا کہ یہ قیامت کی نشانیوں سے ہے انتہی مدارج شریف میں ہے" آوردہ اند کہ لحیۂ امیر المومنین علی پرمیکرد سینہ را و بچنیں لحیۂ امیر المومنین عمر و عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین و در حلیۂ حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ نوشتہ اند کہ کان طویل اللحیۃ عریضہا" یعنی حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ریش اقدس دراز اور چوڑی تھی صلی اللہ تعالٰی علٰی ابیہ الکریم وعلیہ وبارک وسلم۔ **وجہ ثامن۔ آیت ۱۵۔۱۶۔** قال تبارک شانہ فی البقرۃ وفی الانعام وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بیشک وہ تمہارا دشمن ہے۔ **آیت ۱۷۔** قال عزوعلا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ وَمَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ اے ایمان والو شیطان کے رستے نہ چلو اور جو شیطان کی راہ چلے تو وہ یہی بے حیائی اور بری بات کا حکم کرتا ہے۔ **آیت ۱۸۔** قال عزمن قائل یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَیِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓىٕكَةُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ اے ایمان والو پورے اسلام میں داخل ہو اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو یقیناً وہ تمہارا صریح بدخواہ ہے پھر اگر اس کی طرف جھکو بعد اس کے کہ تمہارے پاس آچکیں الٰہی حجتیں تو جان رکھو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے یہ لوگ کس انتظار میں ہیں مگر یہ کہ آئے ان پر عذاب خدا کا بادل کی گھٹاؤں میں اور فرشتے اور ہو جائے ہونے والی اور اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں سب کام۔ جلالین میں ہے نزل عبداللہ بن سلام واصحابہ لما عظموا السبت و کرھوا الابل بعد الاسلام یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم الاسلام کافۃ حال من السلم ای فی جمیع شرائعہ فان زللتم ملتم عن الدخول فی جمیعہ عزیز لایعجزہ شیئ عن انتقامہ منکم ھل ینظرون ینظر التارکون الدخول فیہ وقضی الامر تم امر ھلاکھم یعنی جب حضرت عبداللہ بن سلام اور اُن کے ساتھی رضی اللہ تعالٰی عنہم کہ اکابر علمائے یہود سے تھے مشرف باسلام ہوئے عادتِ سابقہ کے باعث تعظیم روز شنبہ کا ارادہ کیا اور گوشت شتر کھانے سے کراہت ہوئی رب عزوجل نے یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ اے ایمان والو اسلام لائے ہو تو پورا اسلام لاؤ اسلام کی سب باتیں اختیار کرو یہ نہ ہو کہ مسلمان ہو کر کچھ عادتیں کافروں کی رکھو اور اگر نہ مانو تو خوب جان لو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے تم پر عذاب لاتے اُسے کوئی روک نہیں سکتا پھر فرمایا جو مسلمان ہو کر بعض کفری خصلتیں اختیار کریں وہ کاہے کا انتظار کر رہے ہیں یہی نہ کہ آسمان سے اُن پر عذاب اُترے اور جو ہونیوالی ہو چکے یعنی ہلاک وتمام کر دیے جائیں والعیاذ باللہ تعالٰی۔ ان آیات میں رب العزۃ جل وعلا نے خصلت کفار اختیار کرنے پر کیسی تہدید اکید و وعید شدید فرمائی اور شک نہیں کہ داڑھی منڈانا کترانا خصلت کفار ہے عنقریب بعونہ تعالٰی بکثرت احادیث معتمدہ سے اس کا بیان آتا ہے اور خود بیان کی حاجت کیا ہے کہ امر آپ ہی واضح اور نیز تقریرات سابقہ سے لائح۔ اصل میں یہ خصلت ملعونہ مجوس ملاعنہ کی تھی اُن سے اور کفار نے سیکھی جب عہد معدلت مہد امیر المؤمنین غیظ المنافقین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں عجم فتح ہوا اور کسرٰی خبیث کا تخت ہمیشہ کے لئے الٹ دیا گیا مجوس منحوس کچھ اسلام لائے کچھ بقبول جزیہ رہے کچھ پریشان و سرگردان دارالکفر ہندوستان میں آنکلے یہاں کے راجہ نے اُن سے تعظیم گاؤ و تحریم مادر و دختر و خواہر کا عہد لے کر جگہ دی ہنود بے بہبود نے داڑھی منڈانا نوروز و مہرگان بنام ہولی و دیوالی منانا اُن میں آگ پھیلانا وغیر ذٰلک من الخصال الشنیعۃ ان سے اُڑایا مجوس ایران کہ مسلمان ہوئے تھے اُن میں بہت بد باطن اپنی تباہی ملک افسر و تاراج مال و دختر کے باعث دلوں میں حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کینہ رکھتے تھے مگر مسلمان کہلا کر اسلام کی عزت و شوکت اسلام کی قوت و دولت اسلام کے تاج و معراج یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شان میں گستاخی کی کیا مجال تھی جب ابن صبا یہودی خبیث نے مذہب رفض ایجاد کیا اور رشدہ شدہ یہ ناشدنی مذہب ایرانیوں تک پہنچا ان آتش پرست مجوسوں کی دبی آگ نے موقع پایا کہ اہا اسلام میں بھی ایسا مذہب نکلا کہ امیر المؤمنین پر تبرا کہے اور خاصے مومنین بنے رہئے اُنہوں نے بہزار جان لبیک کہی اور نئے دین کی تاصیل تفریع بڑھ چلی باپ دادا کی قدیم سنتیں اپنا رنگ لائیں نوروز منائے داڑھیاں کتروائیں اتیان ادبار و اباحت واعارت واجارۂ فرج کی کیا گنتی نکاح محارم تک منظور رہا مگر یہ لے دو حریم میں مستور رہا ادھر اسلامی فاتحوں کی شیرانہ تاخت نے سیاہان ہند کے مونہہ سپید کر دیئے

(لہ حاشیہ ص۱۴۵ پر ملاحظہ ہو)

ہزاروں مارے لاکھوں قید کئے یہاں تک کہ ہندو کے معنی ہی غلام ٹھہر گئے یہاں کے نومسلم تو ہو گئے مگر ہزاروں اپنے آبائی خصال کے پابند رہے داڑھیاں منڈائیں بسنت منائیں ساونی کریں چیریاں رنگائیں عورتیں بدلحاظی کے کپڑے پہنیں کنبے بھر کی سب غیریں سامنے آئیں کے واسطے نہیں شادیوں میں معاذاللہ فحش گیت سالی بہنوئی میں ہنسی کی ریت یہاں تک کہ بہت پوربی اضلاع میں چھوت اور چوکا تک مشہود اور اکثر دیہات میں ہولی دیوالی بلکہ اس سے زائد شیطنت موجود پھر اس عملداری میں شیوع نیچریت بے قیدی شر وازادی نفس کے لئے سونے میں سہاگہ کچھ اتباع فرنگ کچھ زنانی امنگ صفائی رخسار کا نصیب جاگا لاجرم اس حرکت کے عادیوں کو چند حال سے خالی نہ پائیے گا نسلاً مجوسی یا مذہباً رافضی یا یوربی تہذیب کا دلدادہ نیچری یا جھوٹے متصوفہ یا مبتلائے رفض خفی یا باپ دادا ہندو نومسلم غافل یا ان صحبتوں کا بگڑا آوارہ جاہل بہرحال اس کا مبدء، و منبع و مرجع وہی خصلت کفار جس سے خدا ناراض رسول بیزار جس پر قرآن عظیم میں وہ سخت وعیدوہ قاہر بار آئندہ ماننے نہ ماننے کا ہر شخص مختار والتوفیق باللہ العزیز الغفار۔ **تنبیہ**۔ ہشتم احادیث میں **حدیث (۱)** امام مالک و احمد و بخاری ومسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طحاوی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفوا اللحیۃ مشرکوں کا خلاف کرو مونچھیں خوب پست اور داڑھیاں کثیر ووافر رکھو یہ لفظ صحیحین ہیں۔ صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے انھکوا الشوارب واعفوا اللحی مونچھیں مٹاؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ مسلم ترمذی ابن ماجہ طحاوی کی ایک روایت ہے احفوا الشوارب واعفوا اللحی خوب پست کرو مونچھیں اور چھوڑ رکھو داڑھیاں روایت امام مالک وابی داؤد اور ایک روایت مسلم و ترمذی میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امر باحفاء الشوارب واعفاء اللحی بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم فرمایا مونچھیں خوب پست کرنے اور داڑھیاں معاف رکھنے کا **حدیث (۲)** احمد مسند مسلم صحیح طحاوی آثار ابن عدی کامل طبرانی اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جزوا الشوارب وارخوا اللحی خالفوا المجوس مونچھیں کترواؤ اور داڑھیاں بڑھنے دو آتش پرستوں کا خلاف کرو۔ امام احمد کی روایت میں ہے قصوا الشوارب واعفوا اللحی مونچھیں ترشواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ طبرانی کی روایت ہے وفروا اللحی وخذوا من الشوارب کثیر کرو داڑھیاں اور مونچھوں میں سے لو۔ دوسری روایت میں زائد کیا وانتفوا الابط وقصوا الاظافیر ابن عدی کی روایت ہے واحفوا الشوارب واعفوا اللحی **حدیث (۳)** امام ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں احفوا الشوارب واعفوا اللحی ولاتشبھوا بالیھود مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیوں کو معافی دو یہودیوں کی سی صورت نہ بنو **حدیث (۴)** امام احمد مسند طبرانی کبیر بیہقی شعب الایمان ضیا صحیح مختارہ ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں قصوا سبالکم ووفروا عثانینکم وخالفوا اھل الکتاب مونچھیں کترو اور داڑھیوں کو کثرت دو یہود و نصارٰی کا خلاف کرو **حدیث (۵)** طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اوفوا اللحی وقصوا الشوارب پوری کرو داڑھیاں اور ترشواؤ مونچھیں **حدیث (۶)** ابن حبان صحیح میں اور طبرانی اور بیہقی میمون بن مہران سے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا ذکر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المجوس فقال انھم یوفرون سبالھم ویحلقون لحاھم فخالفوھم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مجوسیوں کا ذکر کیا فرمایا وہ اپنی لبیں بڑھاتے اور داڑھیاں مونڈتے ہیں تم اُن کا خلاف کرو **حدیث (۷)** ابن عدی کامل بیہقی شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں احفوا الشوارب

(حاشیہ صہ کا) لہٰ اہلسنت شیعہ را بہ بعضے مسائل قبیحہ طعن میکردند جمعے از علمائے مذہب ایشاں تدبیر دفع بایں صورت کردہ اند کہ از کتب خود آں مسائل محو نمودند و کتب قدیمہ و امخفی ساختند مثل لواطت با مملوک وبا مادر وخواہر لف حریر ۱۲ تحفہ اثنا عشریہ ملخصًا۔

واعفوا اللحی مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھیاں خوب بڑھاؤ۔ **حدیث (۸)** ابوعبیداللہ محمد بن مخلد دوری اپنے جزء حدیثی
میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں خذوا من عرض لحاکم واعفوا طولھا
داڑھیوں کے عرض سے لو اور ان کے طول کو معاف رکھو۔ **حدیث (۹)** خطیب بغدادی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی
رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لایاخذن احدکم من طول لحیتہ ہرگز کوئی شخص اپنی داڑھی کے طول سے کم نہ کرے
حدیث (۱۰) ابن سعد طبقات میں عبیداللہ بن عبداللہ سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لکن ربی
امرنی ان احفی شاربی واعفی لحیتی مگر مجھے میرے رب نے حکم فرمایا کہ اپنی لبیں پست کروں اور داڑھی بڑھاؤں۔ اس حدیث کا
واقعہ وہ ہے کہ کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وغیرہ کتب معتمدہ میں ہے کہ جب حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم نے ہدایت اسلام کے فرامین بنام سلاطین جہاں نافذ فرمائے قیصر ملک روم نے تصدیق نبوت کی مگر بحبت دنیا اسلام نہ لایا
مقوقس بادشاہ مصر نے شقہ والا کی کمال تعظیم کی اور ہدایا حاضر بارگاہ رسالت کئے ننگ ایران خسرو پرویز قتلہ اللہ نے فرمان اقدس
چاک کردیا اور باذان صوبہ یمن کو لکھا دو مضبوط آدمی بھیج کر انھیں یہاں بلائے باذان نے اپنے داروغہ بابویہ اور ایک پارسی خرخسرہ نامی
کو مدینہ طیبہ روانہ کیا انھما حین دخلا علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کانا قد حلقا لحاھما واعفیا شواربھما
فکرہ النظر الیھما وقال ویلکما من امرکما بھذا قالا ربنا یعنیان کسرٰی فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لکن ربی
امرنی باعفاء لحیتی وقص شواربی۔ یہ دونوں جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے داڑھیاں منڈائے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے
تھے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان کی طرف نظر فرماتے کراہت آئی اور فرمائی خرابی ہو تمھارے لئے کس نے تمھیں اس کا حکم دیا وہ
بولے ہمارے رب یعنی خسرو پرویز خبیث نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا مگر مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور
لبیں تراشنے کا حکم فرمایا ہے مسلمان اس حدیث کو یاد رکھیں کہ بابویہ وخرخسرہ اس وقت تک نہ اسلام لائے تھے نہ احکام اسلام سے آگاہ
تھے ان کی یہ وضع دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انکی صورت دیکھنے سے کراہت کی تو جو مسلمان احکام حضور جان بوجھ کر
مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خلاف مجوسیوں کے موافق ایسی گندی صورت بنائے وہ کس قدر حضور اعلٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
کی کراہیت وبیزاری کا باعث ہوگا۔ آدمی جس حال پر مرتا ہے اسی حال پر اٹھتا ہے اگر روز قیامت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی
علیہ وسلم نے یہ مجوس کی صورت دیکھ کر نگاہ فرمانے سے کراہیت فرمائی تو یقین جان کہ تیرا ٹھکانا کہیں نہ رہا۔ مسلمان کی پناہ امان نجات دستگیری
جو کچھ ہے ان کی نظر رحمت میں ہے اللہ کی پناہ اس بری گھڑی سے کہ وہ نظر فرماتے کراہیت لائیں۔ والعیاذ باللہ ارحم الراحمین۔ اس کے
بعد حدیث میں معجزۂ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ظہور خسرو پرویز مردود کا ہلاک باذان وبابویہ وخرخسرہ وغیرہم بہت اہل یمن کا مشرف
باسلام ہونا مذکور ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ **حدیث (۱۱)** سنن نسائی شریف ہے اخبرنا محمد بن سلمۃ (ثقۃ ثبت)
ثنا ابن وھب (ثقۃ حافظ عابد) عن حیوۃ بن شریح (ثقۃ ثبت فقیہ زاھد) وذکر اٰخر قبلہ عن عیاش بن عباس (القتبانی
ثقۃ) ان شییم بن بیتان (القتبانی ثقۃ) حدثہ انہ سمع رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول ان رسول اللہ صلی
اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال یارویفع لعل الحیاۃ ستطول بک بعدی فاخبر الناس انہ من عقد لحیتہ او تقلد وترا او استنجی
برجیع دابۃ او عظم فان محمدا بریئ منہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا
اے رویفع میں امید کرتا ہوں کہ تو میرے بعد عمر دراز پائے تو لوگوں کو خبر دینا کہ جو اپنی داڑھی باندھے یا کمان کا چلہ گلے میں لٹکائے یا
کسی جانور کی لید گوبر یا ہڈی سے استنجا کرے تو بیشک محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔ **حدیث (۱۲)** سنن ابی داؤد
شریف میں اس حدیث کو روایت کرکے فرمایا حدثنا یزید بن خالد (ثقۃ) نا مفضل (ھو ابن فضالۃ المصری ثقۃ فاضل عابد) عن
عیاش (ذالک ابن عباس الثقۃ) ان شییم بن بیتان اخبرہ بھذا الحدیث ایضا عن ابی سالم الجیشانی (سفیان بن ھانی مخضرم وقیل

لہ صحبتہ، عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما ین کی ذلک وھو معہ مرابط بمصر باب لیون یعنی اسی طرح یہ حدیث حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما نے روایت فرمائی۔ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی لمعات التنقیح میں فرماتے ہیں عقد لحیۃ الاکثرون علی ان المراد تجعید ایا المعالجۃ وانما ذکرہ ذلک لانہ فعل من لیس من اھل الدین وتشبہ بھم وقیل کانوا یعقدون فی الحرفی زمن الجاھلیۃ تکبرا وتعجبا فامروا بارسالھا و ذلک من فعل الاعاظم وقال التورپشتی یفتلونھا کذا فی مجمع البحار والاول ھو الوجہ اھ مختصرا۔ علامہ طیبی حاشیہ مشکوۃ پھر علامہ طاہر مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں عقد ای جعدھا بالمعالجۃ ونھی عنہ لمافیہ من التشبہ بمن فعلہ من الکفرۃ یعنی داڑھی باندھنے سے مراد اس کا مجعد ومرغول بنانا ہے کہ یہ کافر کا فعل ہے اور ایسی اُن سے تشبہ ہے۔ ڈاڑھی چڑھانے والے حضرات کہ ڈھاٹے باندھ باندھ کر داڑھی کو مجعد ومرغول کرتے اور متکبر جاٹوں کی صورت بنتے ہیں ان صحیح حدیثوں کو جن کے ہر ہر راوی کی ثقاہت وعدالت ہم نے تقریب التہذیب امام خاتم الحافظ ابن حجر سے نقل کردی یاد رکھیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بیزاری وبے علاقگی کو لٹکا نہ جانیں اور داڑھی منڈانے کترنے والے زیادہ سخت عذاب آفت کے منتظر رہیں۔ جب داڑھی باقی رکھ کر اس کی صفت و ہیئت میں کافروں سے تشبہ اس درجہ باعث بیزاری محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوا تو سرے سے داڑھی قطع یا حلق کر دینا اور پورے پکے مجوسیوں مچھندروں کی صورت بنا جس قدر موجب غضب ناراضی واحد قہار ورسول کردگار رجل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم ہونا ہے۔ الآثار حدیث ۱۳ و ۱۴۔ امام ابوطالب مکی قوت القلوب اور امام حکیم الامۃ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں رد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ وابن ابی لیلی قاضی المدینۃ شہادۃ من کان ینتف لحیتہ یعنی امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ وعبدالرحمن بن ابی لیلی قاضی مدینہ طیبہ کہ اکابر ائمہ تابعین واجلہ تلامذہ امیر المومنین عثمان غنی وامیر المومنین مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہیں ان دونوں ائمہ ہدٰی نے داڑھی چننے والے کی گواہی رد فرمادی۔ حدیث ۱۵۔ یہی دونوں امام مکی وغزالی فرماتے ہیں شھد رجل عند عمر بن عبد العزیز بشہادۃ وکان ینتف فینکیہ فرد شہادۃ ایک شخص نے سادس خلفاء راشدین امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ کے یہاں کسی معاملہ میں گواہی دی اور وہ اپنی داڑھی کا ایک خفیف حصہ جسے کوٹھے کہتے ہیں چنا کرتا تھا امیر المومنین نے اُس کی شہادت رد فرمادی حدیث ۱۶ و ۱۷۔ امام محمد بن ابی الحسین علی مکی دقائق الطریقہ میں حضرت کعب احبار وابی الجلد رجیلان بن فراوہ اسدی رحمہم اللہ تعالٰی سے ذکر فرماتے ہیں یکون فی اٰخر الزمان اقوام یقصون لحاھم اولئک لاخلاق لھم آخر زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے کہ داڑھیاں کتریں گے وہ نرے بے نصیب ہیں یعنی اُن کے لئے دین میں حصہ نہیں آخرت میں بہرہ نہیں والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔ ہذا مختصر تنبیہ نہم نصوص ائمہ کرام وعلمائے اعلام میں نص ۱ تا ۵۔ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام فتح القدیر پھر علامہ زین بن نجیم مصری بحر الرائق پھر علامہ ابو الاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی غنیہ ذوی الاحکام پھر علامہ مدقق محمد بن علی دمشقی درمختار پھر علامہ سیدی احمد مصری حاشیہ مراقی الفلاح سب علما کتاب الصوم میں فرماتے ہیں المعنی للکل واللفظ للحاشیہ الدرر والغرر الاخذ من اللحیۃ وھی دون القبضۃ کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد واخذ کلھا فعل المجوس الاعاجم والیھود والھنود بعض اجناس الافرنج یعنی جب داڑھی ایک مشت سے کم ہو تو اُس میں کچھ لینا جس طرح بعض مغربی اور زنانے زنخے کرتے ہیں یہ کسی کے نزدیک حلال نہیں اور سب لے لینا ایرانی مجوسیوں اور یہودیوں اور ہندوؤں اور بعض فرنگیوں کا فعل ہے۔ نص ۶ تا ۱۲۔ امام برہان الملۃ والدین فرغانی ہدایہ پھر امام زیلعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق پھر علامہ نجم الدین طوری تکملہ بحر الرائق پھر علامہ شرنبلالی غنیہ پھر علامہ سید ابوالسعود ازہری فتح اللہ المعین حاشیہ کنز پھر علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ تنویر پھر علامہ سیدی محمد امین افندی ردالمحتار علی الدر المختار سب علما کتاب الجنایات مسئلہ جنایت بحلق لحیہ میں فرماتے ہیں یؤدب علی ذلک لارتکاب المحرم ھذا ھو لفظ الکل الا الطرفین فلفظھما یؤدب علی ارتکابہ مالایحل۔ داڑھی مونڈنے والے کو سزا دی جائے کہ وہ فعل حرام کا مرتکب ہوا نص ۱۳ تا ۱۷۔ علامہ تورپشتی شرح مصابیح پھر علامہ

طیبی شرح مشکوۃ پھر مولانا علی قاری کی مرقاۃ پھر علامہ فتنی مجمع البحار پھر شیخ محقق لمعات میں فرماتے ہیں قص اللحیۃ کان من صنیع الاعاجم وھو الیوم شعار کثیر من المشرکین کالافرنج والیھود ومن لاخلاق لھم فی الدین من الفرق الموسومۃ بالقلندریۃ طھر اللہ عنھم حوزۃ الدین۔ داڑھی تراشنا پارسیوں کا کام تھا اور اب تو بہت کافروں کا شعار ہے جیسے فرنگی اور ہندو اور وہ فرقہ جس کا دین میں کچھ نہیں جو قلندر کہلاتے ہیں اللہ تعالٰی اسلامی حدود کو ان سے پاک کرے **نص ۱۸ و ۱۹** ۔ کواکب الدراری شرح صحیح بخاری امام کرمانی و مجمع میں ہے فسبحنہ ما اسخف عقول قوم طولوا الشارب واحفوا اللحی عکس ما علیہ فطرۃ جمیع الامم قد بدلوا فطرتھم نعوذ باللہ سبحان اللہ کس قدر پوچ عقل ہے اُن لوگوں کی جنھوں نے مونچھیں بڑھائیں اور داڑھیاں پست کیں برعکس اُس خصلت کے جس پر تمام امم انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی فطرت ہے اُنھوں نے اپنی اصل خلقت ہی بدلدی خدا کی پناہ۔ **نص ۲۰ تا ۲۲** ۔ امام ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل مرغینانی نے کتاب التجنیس والمزید میں اس کے عدم جواز کی تصریح فرمائی لمعات شرح مشکوۃ و نصاب الاحتساب باب السادس میں ہے ھل یجوز حلق اللحیۃ کما یفعلہ الجوالیقیون الجواب لایجوز ذکرہ فی جنایۃ الھدایۃ وکراھۃ التجنیس یعنی سوال کیا داڑھی منڈانا جائز ہے جیسے جولاشاہی فقیر کرتے ہیں **جواب** ناجائز ہے ہدایہ کتاب الجنایات اور تجنیس کتاب الکراہۃ میں اسکی تصریح ہے **نص ۲۳ و ۲۴** ۔ تبیین المحارم و ردالمحتار میں ہے " ازالۃ الشعر من الوجہ حرام الا اذا نبت للمراۃ لحیۃ او شوارب فلاتحرم ازالتہ بل تستحب" مونھ کے بال دور کرنا حرام ہے مگر جب کسی عورت کے داڑھی یا مونچھ نکل آئے تو اسے حرام نہیں بلکہ مستحب ہے **نص ۲۵ و ۲۶** ۔ مفہم شرح صحیح مسلم للعلامۃ القرطبی پھر اتحاف السادۃ المتقین میں ہے " لایجوز حلقھا ولا نتفھا ولا قص الکثیر منھا" داڑھی کا نہ مونڈنا جائز نہ چننا نہ زیادہ کترنا۔ **نص ۲۷** ۔ امام شمس الائمہ کردری وجیز میں فرماتے ہیں " لایحل للرجل ان یقطع اللحیۃ۔ مرد کو حلال نہیں کہ داڑھی کاٹے۔ **نص ۲۸ تا ۳۰** ۔ بعینہٖ یہی الفاظ امام ابوبکر نے فرمائے اور ان سے نوازل اور نوازل سے نصاب الاحتساب باب ثامن میں منقول ہوئے۔ **نص ۳۱ و ۳۲** ۔ درمختار میں ہے فیہ (ای فی المجتبی) قطعت شعر راسھا اثمت ولعنت زاد فی البزازیۃ ولو باذن الزوج لانہ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ والمعنی المؤثر التشبہ بالرجال یعنی مجتبی شرح قدوری میں ہے عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہگار و ملعونہ ہو جائے بزازیہ میں زائد فرمایا کہ اگرچہ شوہر کی اجازت سے اس لئے کہ خدا کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اسی لئے مرد پر داڑھی کاٹنا حرام ہے اور علت گناہ مردوں کی وضع بنانی ہے یعنی عورت کو موئے سر تراشنے کی حرمت میں یہ علت ہے کہ یہ مردانی وضع ہے جس طرح مرد کو ریش تراشنی حرام ہونے کی علت یہ کہ عورتوں سے تشبہ ہے اور وہ دونوں ناجائز۔ **نص ۳۳** ۔ علامہ قاری شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں حلق اللحیۃ منھی عنہ داڑھی مونڈنے کی شرع میں ممانعت ہے **نص ۳۴** ۔ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں اما حلقھا فمنھی عنہ لانہ عادۃ المشرکین داڑھی مونڈنا ممنوع ہے کہ یہ کافروں کی عادت ہے **نص ۳۵** ۔ اشعۃ اللمعات سے گزرا "حلق کردن لحیہ حرام ست و روش افرنج و ہنود و جوالقیان ست کہ ایشاں را قلندریہ گویند" **نص ۳۶** ۔ اُسی میں ہے "حلق کردن لحیہ حرام ست و روش افرنج و ہنود و جوالقیان ست کہ ایشاں را قلندریہ گویند" **نص ۳۷** ۔ فتح المعین بشرح قرۃ العین میں ہے " یحرم حلق لحیۃ" داڑھی مونڈنا حرام ہے۔ **فائدہ** جس طرح داڑھی مونڈنا کتروانا بالاتفاق حرام و گناہ ہے یونہی ہمارے ائمہ و جمہور علما کے نزدیک اس کا طول فاحش کہ بے حد بڑھایا جائے جو حد تناسب سے خارج و باعث انگشت نمائی ہو مکروہ و ناپسند ہے امام قاضی عیاض پھر امام ابوزکریا نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں تکرہ الشھرۃ فی تعظیمھا کما تکرہ فی قصھا وجزھا اُسی میں ہے وکرہ مالک طولھا جدا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت ابوہریرہ وغیرہما صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کے افعال و اقوال اور ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ و محرر مذہب امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہما و عامہ کتب فقہ و حدیث کی تصریح سے اس کی حد یکمشت ہے ابھی نصوص علماء سے گزرا کہ اس سے کم کرنا کسی نے حلال نہ جانا قبضہ سے زائد کا قطع ہمارے نزدیک مسنون ہے بلکہ نہایہ میں بلفظ وجوب تعبیر کیا تفصیل اس کی بحر و نہر اور در مختار اور اس کے حواشی وغیرہا کتب فقہ اور مرقاۃ و لمعات و منہاج وغیرہ کتب حدیث اور قوۃ القلوب احیاء العلوم وغیرہا کتب سلوک میں دیکھئے قول عرب کہ اس ناقل ناعاقل نے لکھا اور نہ

اس کا قائل جانا نہ منقول ہی ٹھیک نقل کیا اس میں اسی طول فاحش ومفرط کی ناپسندی ہے ورنہ نفس طول تو سبزہ آغاز ہوتے ہی حاصل کہ بال اگرچہ ذرہ بھر ہو آخر جسم ہے اور جسم بے طول ناممکن تو مطلق طول کی مذمت نفس لحیہ کی مذمت ہوگی حالانکہ تمام عالم جانتا ہے کہ عرب کی قدیم قومی وملکی ومذہبی عادت ہمیشہ داڑھی رکھتی رہی ہے وہ اس کے نہ ہونے کی مذمت کرتے اور اسے سخت عیب جانتے جس کا کچھ ذکر اقوال امام شریح واصحاب امام احنف سے گزرا قوت القلوب شریف میں امام ابویوسف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے من عظمت لحیتہ جلت معرفتہ اُس میں بعض ادیبوں سے نقل فرمایا فی اللحیۃ خصال نافعۃ منھا تعظیم الرجل والنظر الیہ بعین العلم والوقار ورفعہ فی المجالس والاقبال علیہ وتقدیمہ علی الجماعۃ وتعظیمہ اسی طرح احیاء العلوم میں ہے یہ زنخداں کے دو مین بال جو اس خلیع العذار کے نزدیک حد اعتدال عرب اسے منحوس ومذموم جانتے اور عجم کیا اچھا سمجھتے ہیں یہاں تک کہ اس پر مثلیں زباں زد ہوئیں اور ہر عاقل جانتا ہے کہ خیر الامور اوسطہا قال تعالٰی وکان بین ذٰلک قواما و قال تعالٰی وابتغ بین ذٰلک سبیلا وقال تعالٰی عوان بین ذٰلک کو بیچ کے بارے میں امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اقوال ووقائع بیہقی نے مناقب میں روایت اور امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں زیر حدیث ایاکم والاشقر الازرق ذکر کئے جسے دیکھنا ہو وہاں دیکھے **تنبیہ دہم** بقیہ دلائل تحریم میں دلیل اول داڑھی منڈانا مثلہ یعنی صورت بگاڑنا ہے اور مثلہ حرام اب کتب فقہیہ سے کتاب الحج کا احرام باندھئے۔ **نص ۳۸**۔ ہدایہ میں ہے حلق الشعر فی حقہا مثلۃ کحلق اللحیۃ فی حق الرجال **نص ۳۹**۔ کافی شرح وافی لاتحلق ولکن تقصر لان الحلق فی حقہا مثلۃ والمثلۃ حرام وشعر الرأس زینۃ لہا کاللحیۃ للرجل کما لایحلق لحیتہ عند الخروج من الاحرام فکذا لاتحلق شعرہا۔ **نص ۴۰ و ۴۱** امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی بدائع پھر علامہ علی قاری مسلک متقسط میں فرماتے ہیں حلق اللحیۃ من باب المثلۃ **نص ۴۲ و ۴۳** تبیین الحقائق والبوالسعود مصری حلق س انہا مثلۃ کحلق اللحیۃ فی الرجل۔ **نص ۴۴**۔ تیز تبیین میں ہے لایاخذ من اللحیۃ شیئا لانہ مثلۃ **نص ۴۵ و ۴۶**۔ بحرالرائق وطحطاوی علی الدر واللفظ للبحر لاتحلق لکونہ مثلۃ کحلق اللحیۃ **نص ۴۷**۔ برجندی شرح نقایہ حلق الرأس فی حقہا مثلۃ کحلق اللحیۃ فی حق الرجل۔ **نص ۴۸**۔ شرح اللباب اما المرأۃ فلیس لہا الا التقصیر لما سبق من ان حلق رأسہا مثلۃ کحلق الرجل اللحیۃ۔ **نص ۴۹**۔ طریقۃ المریدیہ سے گزرا کہ النقصان منہا مثلۃ ان سب عبارات کا حاصل یہی ہے کہ مرد کو داڑھی منڈانا کترانا مثلہ ہے جیسے عورت کو سر منڈانا۔ یہ مسئلہ ایسا واضحہ جلیلہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام خواص وعوام اُس سے آگاہ ہیں ہر ذی عقل مسلم جانتا ہے کہ جیسے عورت کے حق میں گیسو بریدہ گالی ہے یونہی مرد کے لئے داڑھی منڈا۔ ہاں ناپاک طبائع کا ذکر نہیں بہتیرے مرد زنانے بنتے محافل میں ناچتے اپنی ماں بہن کے پیچھے طبلہ بجاتے ہیں اور ان حرکات سے اصلاعار نہیں رکھتے جس طرح داڑھی رکھنا افعال قدیمہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہے یونہی یہ اشارہ بھی اقوال قدیمہ رسل عظام سے اذا لم تستحی فاصنع ماشئت بیحیا باش وہرچہ خواہی کن اب امام ابوالبرکات عبداللہ نسفی کا ارشاد ابھی گزرا المثلۃ حرام اشعۃ سے گزرا علت درحرمت مثلہ آئیں ست احادیث لیجئے کہ امید کرتا ہوں مجموعا اس تحریر کے سوا شائد نہ ملیں۔ **حدیث ۱۸**۔ امام احمد وبخاری ومسلم ونسائی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من مثل بالحیوان فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین جو کسی جاندار کے ساتھ مثلہ کرے اُس پر اللہ وملئکہ وبنی آدم سب کی لعنت **حدیث ۱۹**۔ شافعی احمد دارمی مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ طحطاوی ابن حبان بیہقی ابن الجارو حضرت بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کوئی لشکر بھیجتے سپہ سالار کو وصیت فرماتے اغزوا بسم اللہ فی سبیل اللہ قاتلوا من کفر باللہ اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا ولیدا۔ جہاد کرو اللہ کے نام پر اللہ کی راہ میں قتال کرو اللہ کے منکروں سے جہاد کرو اور خیانت نہ کرو۔ نہ عہد کو توڑو نہ مثلہ کرو نہ کسی بچے کو قتل کرو۔ **حدیث ۲۰**۔ امام احمد مسندا ور ابن ماجہ سنن اور قاضی عبدالجبار بن احمد اپنی امالی میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا فرمایا سیروا بسم اللہ وفی سبیل اللہ قاتلوا من کفر باللہ ولا تمثلوا ولا تغدروا ولا تقتلوا ولیدا چلو خدا کے نام پر خدا کی راہ میں جہاد کرو خدا کے منکروں سے اور نہ مثلہ کرو نہ بدعہدی نہ خیانت نہ بچے کا قتل **حدیث ۲۱**۔ حاکم مستدرک میں حضرت ابن الفاروق

کرے طبرانی نے بسند حسن اون سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔

رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا خذ فاعز فی سبیل اللہ فقاتلوا من کفر باللہ لاتغلوا ولا تمثلوا ولا تقتلوا
ولیدا فھذا عھد اللہ وسیرۃ نبیہ لے خدا کی راہ میں لڑو منکران خدا سے جہاد کرو خیانت نہ کرو نہ مثلہ نہ بچوں کو قتل کرو یہ اللہ تعالٰی کا عہد
اور اس کے نبی کا شیوہ ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ **حدیث ۲۲**: بیہقی سنن میں امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے حدیث طویل
میں راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کوئی لشکر کفار پر بھیجتے فرماتے لاتمثلوا بآدمی ولا بھیمۃ مثلہ نہ کرو نہ کسی آدمی کو نہ چوپائے
کو۔ **حدیث ۲۳ تا ۲۵**: احمد و بخاری حضرت عبداللہ بن زید اور احمد و ابوبکر بن ابی شیبہ حضرت زید بن خالد اور طبرانی حضرت ابوایوب
انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن النھبۃ والمثلۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے
لوٹ اور مثلہ سے منع فرمایا۔ **حدیث ۲۶ و ۲۷**: ابن ماجہ حضرت ابوسعید خدری اور امام ابوجعفر طحاوی و سلیمان بن احمد طبرانی حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولفظ الطحاوی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
ینھی ان یمثل بالبھائم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے چوپایوں کو مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔ **حدیث ۲۸ تا ۳۰**: ابوبکر بن ابی شیبہ و امام
طحاوی و حاکم حضرت عمران بن حصین اور اولین و طبرانی حضرت مغیرہ بن شعبہ اور صرف اول حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہم سے
راوی نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المثلۃ ھذا حدیث الحاکم عن عمران ومثلہ لفظ الطبرانی عن ابن عمر و
حدثنا المغیرۃ و اسماء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مثلہ سے منع فرمایا۔ **حدیث ۳۱**: طبرانی امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے
راوی سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نھی عن المثلۃ ولو (العقور) میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سنا کہ
مثلہ کرنا منع فرماتے تھے اگرچہ سگ گزندہ کو۔ **حدیث ۳۲ و ۳۳**: ابن قانع و طبرانی و ابن مندہ بطریق موسٰی بن ابی حبیب حضرت حکم
بن عمیر و حضرت عائذ بن قرط رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتمثلوا بشیئ من خلق اللہ عزوجل
فیہ روح خلق اللہ میں سے کسی ذی روح کو مثلہ نہ کرو۔ **حدیث ۳۴ و ۳۵**: ابوداؤد و طحاوی حضرت سمرہ بن جندب اور بخاری و مسلم
قتادہ سے مرسلاً راوی کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یحث علی الصدقۃ وینھی عن المثلۃ ھذا لفظ ابی داؤد ولفظ الطحاوی
فلما خطب خطبۃ الا امرنا فیھا بالصدقۃ ونھانا عن المثلۃ ولفظھما فی حدیث العرنیین عن قتادۃ بلغنا ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ
وسلم کان بعد ذلک یحث علی الصدقۃ وینھی عن المثلۃ وبمعناہ لابن ابی شیبۃ والطحاوی عن عمران فی الحدیث المار یعنی کم کوئی
خطبہ ہوگا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صدقہ کا حکم اور مثلہ سے ممانعت نہ فرماتے ہوں۔ **حدیث ۳۶**: طبرانی کبیر میں
حضرت یعلٰی بن مرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتمثلوا بعباد اللہ اللہ کے بندوں کو مثلہ نہ کرو
حدیث ۳۷ و ۳۸: ابن عساکر و ابن النجار حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اور ابن ابی شیبہ مصنف میں عطا سے مرسلاً
راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا لا امثل بہ فیمثل اللہ بی یوم القیمۃ حاصل یہ کہ جو یہاں مثلہ کریگا روز قیامت اُسے
اللہ تعالٰی مثلہ بنائے گا۔ **حدیث ۳۹**: بیہقی سنن میں صالح بن کیسان سے حدیث طویل میں راوی حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی
اللہ تعالٰی علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالٰی عنہما کو سپہ سالاری پر بھیجتے وقت وصیت میں
فرمایا لاتغدر ولا تمثل ولا تجبن ولا تغلل نہ عہد توڑنا نہ مثلہ کرنا نہ بزدلی نہ خیانت۔ **حدیث ۴۰**: سیف کتاب الفتوح میں متعدد شیوخ سے
راوی امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے صوبہ ملک یمامہ مہاجر بن ابی امیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرمان بھیجا جس میں ارشاد
ہے ایاک والمثلۃ فی الناس فانھا اثم ومنفرۃ الا فی قصاص لوگوں کو مثلہ کرنے سے بچو کہ وہ گناہ ہے اور نفرت دلانے والا مگر قصاص
وعوض میں اللہ اکبر جب چوپایوں سے مثلہ حرام چوپائے درکنار کٹکھنے کتے سے ناجائز کتے سے بھی گزریئے حربی کافر سے بھی منع تو مسلمان کا خود
اپنے مونہہ کے ساتھ مثلہ کرنا کس درجہ اشد حرام و موجب لعنت و انتقام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔ **حدیث ۴۱**: طبرانی معجم کبیر میں بسند حسن
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من مثل بالشعر فلیس لہ عند اللہ

خلاق۔ جو بالوں کے ساتھ مثلہ کرے اللہ عزوجل کے یہاں اُس کا کچھ حصہ نہیں۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین یہ حدیث خاص مسئلہ مثلہ مو میں ہے بالوں کا مثلہ یہی جو کلمات ائمہ سے مذکور ہوا کہ عورت سر کے بال منڈا لے یا مرد داڑھی یا مرد خواہ عورت بھویں کما یفعلہ کفرۃ الھند فی الحداد یا سیاہ خضاب کرے کما فی المناوی والعزیزی والحفنی شروح الجامع الصغیر یہ سب صورتیں مثلہ مو میں داخل ہیں اور سب حرام۔ **دلیل دوم**۔ داڑھی منڈانا زنانی صورت بننا اور عورتوں سے تشبہ پیدا کرنا ہے اور مرد کو عورت عورت کو مرد سے کسی لباس وضع چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام نہ کہ خاص صورت و بدن میں ظاہر ہے کہ عورت و مرد کا جسم ظاہر میں مابہ الامتیاز یہی چوٹی، داڑھی ہے اسی طرح تسبیح ملائکہ میں اشارہ وارد ہوا امام زیلعی تبیین الحقائق علامہ اتقانی غایۃ البیان۔ علامہ طوری تکملہ بحر سب علماء کتاب الجنایات اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی کیمیائے سعادت میں ذکر کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ ملئکتہ تسبیحھم سبحٰن من زین الرجال باللحی والنساء بالقرون والذوائب لیس عند الاتقانی فی نسختی لفظ القرون بیشک اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہیں جنکی تسبیح یہ ہے پاکی ہے اُسے جس نے مردوں کو زینت دی داڑھیوں سے اور عورتوں کو گیسوؤں سے بلکہ داڑھی چوٹی سے بھی زیادہ وجہ امتیاز ہے کہ مرد چوٹی بنا سکتا ہے اور عورت داڑھی نہیں نکال سکتی ولہٰذا **نص ۵۰ و ۵۱**۔ امامین جلیلین قوت و احیا میں فرماتے ہیں اللحیۃ من تمام خلق الرجال و بھا تمیز الرجال من النساء فی ظاھر الخلق داڑھی آفرینش مرد کی تمامی سے ہے اور اسی سے متمیز ہوتے ہیں مرد عورتوں سے ظاہری صورت میں۔ لاجرم بزازیہ و درمختار و ردالمحتار کے نصوص گزرے کہ عورت کو موئے سر مرد کو داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے کہ اس میں ایک کا دوسرے سے تشبہ ہے۔ **نص ۵۲**۔ سیدی عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں الحکمۃ فی تحریم تشبہ الرجل بالمرأۃ وتشبہ المرأۃ بالرجل انھما مغیران لخلق اللہ۔ مرد و عورت کا باہم تشبہ حرام ہونے کی حکمت یہ ہے کہ وہ دونوں اس میں خدا کی بنائی چیز بدلتے ہیں۔ یہ اشارہ ہے اُسی آیہ کریمہ فلیغیرن خلق اللہ کی طرف یہ آیت تو تھی اب بتوفیق اللہ تعالٰی احادیث لیجئے۔ **حدیث ۴۲**۔ امام احمد و دارمی و بخاری و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طبرانی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال اللہ کی لعنت اُن مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور اُن عورتوں پر جو مردوں کی۔ طبرانی کی روایت یوں ہے ان امرأۃ مرت علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم متقلدۃ قوسا فقال لعن اللہ المتشبھات من النساء بالرجال والمتشبھین من الرجال بالنساء حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے ایک عورت شانے پر کمان لٹکائے گزری فرمایا اللہ کی لعنت اُن عورتوں پر جو مردانی وضع بنائیں اور اُن مردوں پر جو زنانی **حدیث ۴۳**۔ بخاری ابوداؤد و ترمذی انھیں سے راوی لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المخنثین من الرجال والمترجلات من النساء وقال اخرجوھم من بیوتکم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں اور مردانی عورتوں پر اور فرمایا انھیں اپنے گھروں سے نکال باہر کرو **حدیث ۴۴**۔ بخاری ابوداؤد۔ ابن ماجہ ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اخرجوا المخنثین من بیوتکم زنانوں کو اپنے گھروں سے نکال باہر کرو **حدیث ۴۵**۔ ابوداؤد و نسائی ابن ماجہ ابن حبان بسند صحیح ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الرجل یلبس لبسۃ المرأۃ والمرأۃ تلبس لبسۃ الرجل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اُس مرد پر کہ عورت کا پہناوا پہنے اور اُس عورت پر کہ مرد کا **حدیث ۴۶**۔ ابوداؤد و بسند حسن عبداللہ بن ابی ملیکہ سے راوی قال قیل لعائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا ان امرأۃ تلبس النعل قالت لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الرجلۃ من النساء ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی **حدیث ۴۷**۔ امام احمد بسند صحیح ایک تابعی ہذلی سے راوی میں عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما کی خدمت میں حاضر تھا ایک عورت کمان لٹکائے مردانی چال چلتی سامنے سے

گزری عبداللہ نے پوچھا یہ کون ہے میں نے کہا اُم سعید دختر ابوجہل۔ فرمایا میں نے سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا لیس منا من تشبہ بالرجال من النساء ولا من تشبہ بالنساء من الرجال ہمارے گروہ سے نہیں وہ عورت کہ مردوں سے تشبہ کرے اور نہ وہ مرد کہ عورتوں سے۔ (رواہ الطبرانی عن عبداللہ مختصرا) حدیث ۴۸: امام احمد بسند حسن اور عبدالرزاق مصنف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مخنثی الرجال الذین یتشبھون بالنساء والمترجلات من النساء المتشبھات بالرجال وراکب الفلاۃ وحدہ[1]۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی زنانہ مردوں پر جو عورتوں کی صورت بنیں اور مردانی عورتوں پر جو مردوں کی شکل بنیں اور جنگل کے اکیلے سوار کو یعنی جو خطرہ کی حالت میں تنہا سفر کو جائے۔ حدیث ۴۹: طبرانی کبیر میں بسند صالح حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لا یدخلون الجنۃ ابدا الدیوث والرجلۃ من النساء ومدمن الخمر تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے دیوث اور مردانی عورت اور شراب کا عادی۔ حدیث ۵۰: احمد نسائی حاکم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لا ینظر اللہ الیھم یوم القیمۃ العاق لوالدیہ والمرأۃ المترجلۃ المتشبھۃ بالرجال والدیوث تین شخصوں پر اللہ تعالٰی روز قیامت نظر رحمت نہ فرمائے گا۔ ماں باپ کا نافرمان اور مردانی عورت مردوں کی وضع بنانے والی اور دیوث۔ حدیث ۵۱: نسائی سنن اور بزار مسند اور حاکم مستدرک اور بیہقی شعب الایمان میں ان سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لا یدخلون الجنۃ العاق لوالدیہ والدیوث ورجلۃ النساء تین شخص جنت میں نہ جائیں گے ماں باپ سے عاق اور دیوث اور مردانی عورت۔ حدیث ۵۲: بیہقی شعب میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اربعۃ یصبحون فی غضب اللہ ویمسون فی غضب اللہ المتشبھون من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال والذی یاتی البھیمۃ والذی یاتی بالرجل چار شخص صبح کریں تو اللہ کے غضب میں شام کریں تو اللہ کے غضب میں زنانی وضع والے مرد اور مردانی وضع والی عورتیں اور چوپائے سے جماع کرے اور اغلامی۔ حدیث ۵۳: طبرانی کبیر میں ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی اربعۃ لعنھم اللہ فوق عرشہ وامنت علیھم ملئکۃ الذی یحصن نفسہ عن النساء ولا یتزوج ولا یتسرے لئلا یولد لہ والرجل تشبہ بالنساء وقد خلقہ اللہ ذکرا والمرأۃ تتشبہ بالرجال وقد خلقھا اللہ انثی ومضلل المسکین وفی اخری لہ عنہ اربعۃ لعنوا فی الدنیا والاخرۃ وامنت الملئکۃ رجل جعلہ اللہ ذکرا فانث نفسہ وتشبہ بالنساء وامرأۃ جعلھا اللہ انثی فتذکرت وتشبھت بالرجال والذی یضل الاعمٰی ورجل حصور ولم یجعل اللہ حصورا الا یحیی بن زکریا۔ حاصل یہ کہ چار شخصوں پر اللہ عزوجل نے بالائے عرش سے دنیا وآخرت میں لعنت بھیجی اور ان کی ملعونی پر فرشتوں نے آمین کہی وہ مرد جسے خدا نے نر بنایا اور وہ مادہ بنے عورتوں کی وضع بنائے اور عورت جسے خدا نے مادہ بنایا اور وہ نر بنے مردانی وضع اختیار کرے اور اندھے کو بہکانے یا مسکین کو راستہ بھلانیوالا اور وہ جو اولاد ہونے کے خوف سے نہ نکاح کرے نہ کنیز حلال رکھے راہبان نصارٰی کی طرح[2] بنے۔ حدیث ۵۴: ابن عساکر ابن صالح وہ اپنے بعض شیوخ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ والملئکۃ رجلا تانث وامرأۃ تذکر۔ اللہ عزوجل اور فرشتوں نے لعنت کی اُس مرد پر جو عورت بنے اور اُس عورت پر جو مرد۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔ دلیل سوم: داڑھی منڈانا کترانا شعار کفار ہے اُن سے تشبہ ہے اور وہ حرام۔ تنبیہ ہشتم کی متعدد احادیث میں گزرا کہ یہ خصلت شیوہ مجوس ویہود ومشرکین کی ہے اور نہم کے نصوص عدیدہ میں کہ مجوسیوں یہودیوں ہندوؤں فرنگیوں کی اور

---

[1] وفی طریقۃ لاحمد ورِوایۃ عبدالرزاق بعد ھذا والمتبتلین الذین یقولون لا نتزوج والمتبتلات اللاتی یقلن ذلک وراکب الفلاۃ وحدہ والبائتۃ وحدہ ۱۲ منہ

[2] ھذا وعید اخر غیر ما فی قرینۃ فالظاھر تعدد الورود لا تغییر العبارۃ من الصحابی اوراوِ بعدہ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ

حدیث اول وسوم وچہارم میں گزرا مشرکوں کا خلاف کرو یہودیوں کی صورت نہ بنو اہل کتاب کی مخالفت کرو **نص ۵۳ تا ۵۵**۔ لمعات سے گزرا کہ داڑھی باندھنے والے سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی بیزاری اس وجہ سے ظاہر فرمائی کہ اس میں بے دینوں سے تشبہ ہے علامہ طیبی وعلامہ طاہر سے گزرا کہ وجہ نہی مشابہت کفار ہے۔ **نص ۵۶ و ۵۷**۔ بدائع امام ملک العلماء وشرح منسک متوسط میں ہے حلق اللحیۃ تشبہ بالنصارٰی داڑھی منڈانی نصارٰی کی سی صورت بنانی ہے۔ **نص ۵۸**۔ جب درمختار میں فرمایا۔ داڑھی نہ رکھنا یہود وہنود کا کام ہے۔ علامہ طحطاوی نے فرمایا و تشبہ بھم حرام۔ ان سے تشبہ حرام ہے۔ **نص ۵۹ و ۶۰**۔ علامہ اسمٰعیل بن عبدالغنی حاشیہ درر وغرر پھر علامہ عبدالغنی بن اسمٰعیل حاشیہ طریقہ محمدیہ نوع ثامن آفات لسان میں فرماتے ہیں لبس زی الافرنج کفر علی الصحیح اھ مختصرًا۔ فرنگیوں کی وضع پہننی صحیح مذہب میں کفر ہے۔ **حدیث ۵۵**۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ابغض الناس الی اللہ ثلثۃ ملحد فی الحرم و مبتغ فی الاسلام سنۃ الجاھلیۃ ومطلب دم امرئ بغیر حق لیھریق دمہ اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ دشمن تین شخص ہیں حرم شریف میں الحاد وزیادتی کرنے والا اور اسلام میں جاہلیت کی سنت چاہنے والا اور ناحق کسی کی خونریزی کے لئے اسکے قتل کی تلاش میں رہنے والا۔ علامہ طیبی سے مجمع البحار میں ہے اذا ترتب ھذا الوعید علی طلبہ فعلی المباشر اولٰی جب سنت جاہلیت کی طلب پر یہ وعید ہے تو برتنے والا بدرجہ اولٰی۔ **حدیث ۵۶ و ۵۷**۔ بخاری تعلیقًا اور احمد وابویعلٰی و طبرانی کاملًا حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور جملہ اخیرہ ابوداؤد ان سے اور طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن حضرت حذیفہ صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جعل الذل والصغار علی من خالف امری ومن تشبہ بقوم فھو منھم رکھی گئی ذلت اور خواری اس پر جو میرے حکم کا خلاف کرے اور جو کسی قوم سے تشبہ کرے وہ انھیں میں سے ہے۔ علامہ طیبی سے مجمع وغیرہ میں ہے ای من تشبہ بالکفار فی اللباس وغیرہ فھو منھم اھ باختصار۔ یعنی جو کافروں سے لباس وغیرہ میں مشابہت کرے وہ انھیں کافروں میں سے ہے۔ **حدیث ۵۸**۔ ترمذی وطبرانی حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس منا من تشبہ بغیرنا لاتشبھوا بالیھود ولا بالنصارٰی فان تسلیم الیھود الاشارۃ بالاصابع وتسلیم النصارٰی الاشارۃ بالاکف ہم میں سے نہیں جو ہمارے غیر سے تشبہ کرے نہ یہود سے تشبہ کرو نہ نصرانیوں سے کہ یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ ہے اور نصارٰی کا ہتھیلیوں سے **حدیث ۵۹**۔ مسند الفردوس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس منا من عمل بسنۃ غیرنا جو ہمارے غیر کی سنت پر عمل کرے وہ ہمارے گروہ سے نہیں۔ **حدیث ۶۰**۔ ابن حبان اپنی صحیح میں ابوعثمان سے راوی ہمارے پاس بیشگاہ خلافت فاروقی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمان والا شرف صدور لایا جس میں ارشاد ہے ایاکم وزی الاعاجم پارسیوں کی وضع سے دور رہو۔ **تذییل حدیث ۶۱**۔ ابن ماجہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یعمل بسنتی فلیس منی جو میری سنت پر عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں **حدیث ۶۲**۔ ابن عساکر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من رغب عن سنتی فلیس منی میری سنت سے مونھ پھیرے وہ میرے گروہ سے نہیں۔ **حدیث ۶۳**۔ خطیب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من خالف سنتی فلیس منی جو میری سنت کا خلاف کرے وہ میرے زمرے سے نہیں۔ **حدیث ۶۴**۔ ابن عساکر حضرت ابن الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من اخذ بسنتی فھو منی ومن رغب عن سنتی فلیس منی جو میری سنت اختیار کرے وہ میرا اور جو میری سنت سے مونھ پھیرے وہ میرا نہیں۔ **حدیث ۶۵**۔ بیہقی شعب میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بسند صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان لکل عمل شرۃ ولکل شرۃ فترۃ فمن کانت فترتہ الی سنتی فقد اھتدٰی ومن کانت الٰی غیر ذلک فقد ھلک۔ یعنی ہر کام کا ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو ایک فتور تو جو فتور کے وقت بھی میری سنت ہی کی طرف رہے ہدایت پائے اور جو دوسری جانب ہو ہلاک ہوجائے۔ ربنا بعد رتلک علینا وعجزنا لدیک

وبغناك عنا وفاقتنا اليك لاتهلكنا بذنوبنا ولا تؤاخذنا باعملنا ولاتجعلنا فتنة للقوم الظلمين ربنا انك رءوف رحيم امين والحمد لله رب العالمين وصلے اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولینا محمد شفیع المذنبین واٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین۔

خاتمہ

رزقنا اللہ حسنہا اب کہ بحمد اللہ تعالٰی کلام اپنے منتہی کو پہنچا اکثر ابنائے زماں کی ہمت اور دین وعلم کی جانب رغبت معلوم کسی دینی تحریر کے چند ورق دیکھنے بھی ان پر بارگراں اور راستانوں دیوانوں کے دفتر اُلٹ جائیں سیری کہاں لہذا ہم بعض مضامین رسالہ کا ایک جدول میں خلاصہ لکھتے ہیں جنہیں اللہ ورسول پر ایمان اور روز قیامت پر ایقان ہے لاحظہ کریں کہ قرآن وحدیث ونصوص ائمہ وعلمائے کرام قدیم وحدیث میں داڑھی منڈانے کترانے پر کیا کیا ہولناک سزائیں وعیدیں مذمتیں تہدیدیں وارد ہیں ایمانی نگاہ کو یہ جدول ہی کافی اور جو تفصیل چاہے تو یہ فتوی وافی اب جسمیں عذاب الٰہی کی طاقت ہو نیچریان عنود کی بات سنے مجوس وہنود کی صورت بنے ان جانگزا آفتوں کو گوارہ کرے اور جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے محبت ہو اپنا مونھ اسلامی بنالے شعائر اللہ کی حرمت بجالائے شعائر کفر سے کنارہ کرے۔ واللہ الہادی وولی الایادی۔

جدول اُن سزاؤں وعیدوں مذمتوں کی جو داڑھی منڈانے کترانے والوں کے حق میں آیات واحادیث ونصوص مذکورہ سے ثابت ہیں۔

شمار	سزا و مذمت	فرمان عدالت	میزان فرامین
۱	اللہ ورسول کے نافرمان ہیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم	نمبر آیات ۱، ۲، ۷، ۸، ۱۳، ۱۵ تا ۱۸، ۲۲ حدیث ۱ تا ۱۰، ۱۹ تا ۳۸، ۴۲، ۵۸	۴۱
۲	شیطان لعین کے محکوم ہیں۔	آیت ۵	۱
۳	سخت احمق ہیں	آیت ۱۰ نص ۱۸ و ۱۹	۳
۴	اللہ ان سے بیزار ہے	آیت ۱۴	۱
۵	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیزار ہیں	حدیث ۱۱ و ۱۳	۲
۶	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایسی صورت دیکھنے سے کراہت آتی ہے۔	حدیث ۱۰	۱
۷	یہودی صورت ہیں۔	حدیث ۳، ۴ نص ۱ تا ۵	۷
۸	نصرانی وضع ہیں فرنگیوں سے مشابہ ہیں۔	حدیث ۴ نص ۱ تا ۵، ۱۳ تا ۱۷ و ۳۶، ۵۶، ۵۷	۱۴
۹	مجوس کے پیرو ہیں۔	حدیث ۲، ۶ نص ۱ تا ۵۔ ۱۳ تا ۱۷	۱۲
۱۰	ہندوؤں کی صورت مشرکین کی سیرت ہیں۔	حدیث ۱ نص ۱ تا ۵۔ ۱۳ تا ۱۷۔ ۳۴، ۳۶	۱۳
۱۱	مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے گروہ سے نہیں۔	حدیث ۴۷، ۵۸، ۵۹، ۶۱ تا ۶۴	۷

شمار	سزا و مذمت	فرمان عدالت	میزان فرامین
۱۲	انھیں نے ہم صورتوں نصارٰی و یہود و مجوس و ہنود کے گروہ سے ہیں	حدیث ۵۶۔۵۷	۲
۱۳	واجب التعزیر ہیں شہر بدر کرنے کے قابل ہیں۔	حدیث ۴۳، ۴۴ نص ۶ تا ۱۲	۹
۱۴	مبدلین فطرت ہیں مغیر خلق اللہ ہیں۔	نص ۱۸، ۱۹، ۳۵، ۳۸ تا ۴۹، ۵۲	۱۶
۱۵	زنانے مخنث ہیں۔	حدیث ۴۳، ۴۸ نص ۱ تا ۵	۷
۱۶	خدا کے عہد شکن ہیں۔	حدیث ۲۱	۱
۱۷	ذلیل و خوار ہیں۔	حدیث ۵۶۔۵۷	۲
۱۸	گھنونے قابل نفرت ہیں۔	حدیث ۴	۱
۱۹	مردود الشہادت ہیں۔	حدیث ۱۳، ۱۴، ۱۵	۳
۲۰	پورے اسلام میں داخل نہ ہوئے۔	آیت ۱۸	۱
۲۱	ہلاکت میں ہیں مستحق بربادی ہیں۔	آیت ۱۸۔ حدیث ۶۵	۲
۲۲	دین میں بے بہرہ آخرت میں بے نصیب ہیں۔	حدیث ۱۶، ۱۷، ۴۱	۳
۲۳	عذاب الٰہی کے منتظر۔	آیت ۱۸	۱
۲۴	اللہ عزوجل کو سخت دشمن و مبغوض ہیں	حدیث ۵۵	۱
۲۵	صبح ہیں تو اللہ کے غضب میں شام ہیں تو اللہ کے غضب میں	حدیث ۵۳	۱
۲۶	قیامت کے دن ان کی صورتیں بگاڑی جائیں گی۔	حدیث ۳۷، ۳۸	۲
۲۷	اللہ و رسول کے ملعون ہیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں اللہ و ملائکہ و بشر سب کی اُن پر لعنت ہے فرشتوں نے ان کی لعنتی ہونے پر آمین کہی۔	ہشت احادیث ۱۸۔ ۴۲ ۴۳۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۸۔ ۵۳۔ ۵۴	۸
۲۸	اللہ تعالٰی ان پر نظر رحمت نہ فرمائے گا۔	حدیث ۵۰	۱
۲۹	وہ بہشت میں نہ جائیں گے۔	حدیث ۴۹۔ ۵۱	۲
۳۰	اللہ عزوجل اُنھیں جہنم میں ڈالے گا۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔	آیت ۱۴	۱

الحمد للہ یہ مختصر رسالہ جس میں علاوہ زوائد کے اصل مقصد میں اٹھارہ آیتوں بہتر حدیثوں ساٹھ ارشادات علماء جملہ ڈیڑھ سو نصوص نے باطل کا ازہاق حق کا احقاق کیا۔ غرہ رجب روز جمعہ مبارک ۱۳۰۵ھ ہجریہ قدسیہ کو قمر التمام و بدر سما اختتام اور بلحاظ تاریخ **لمعۃ الضحٰی فی اعفاء اللحٰی** نام ہوا ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ وسراج افقہ سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین آمین واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

لکتبہ عبدہ المذنب **احمد رضا البریلوی** عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۲۹۴ھ
عبدالمصطفٰی احمد رضا خاں

مسئلہ: از محمد گنج ضلع بریلی مرسلہ عبدالقادر خاں رامپوری ۲۲ صفر مظفر ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کسی عالم یا مولوی یا حافظ کو بلا وجہ اور بلاقصور بدنام کرے اور آپ لوگوں کے روبرو ناخواندہ آدمی اچھا بنے اور اپنی عقل کے روبرو عالم کو جاہل اور ذلیل سمجھنا اور عالم کی حقارت کرنا لوگوں کی جماعت میں بیٹھ کر اور اپنے آپ کو بہت ذی مرتبہ خیال کرنا اور عالم وغیرہ سب کو برا کلمہ کہنا غرضکہ ہر شخص کو برا کہنا اور ہر شخص پر اعتراض کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

عالم دین سنی صحیح العقیدہ کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق بات بتائے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نائب ہے اوس کی تحقیر سخت حرام سخت گناہ اشد کبیرہ۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی موجب لعنت الٰہی وعذاب الیم ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی توہین ہے معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لا یستخف بحقھم الا منافق بین النفاق ذوالشیبۃ فی الاسلام وذوالعلم والامام المقسط۔ یعنی تین شخصوں کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق کھلا منافق ایک وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا دوسرا علم والا تیسرا بادشاہ اسلام عادل۔ رواہ ابو الشیخ فی کتاب التوبیخ عن جابر بن عبداللہ والطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم اور بلا وجہ شرعی کسی سنی المذہب کو برا کہنا یا اوسکی تحقیر کرنا جائز نہیں کہ اس میں مسلمان کی ناحق ایذا ہے۔ اور مسلمان کی ناحق ایذا اخدا و رسول کی ایذا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن ہر ایک کو برا ہی کہے گا جو خود نہایت برا اور بدتر ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس المؤمن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذی مسلمان نہیں ہے ہر ایک پر منہ آنے والا اور نہ بکثرت لوگوں کو لعنت کرنے والا اور نہ بےحیائی کے کام کرنے والا اور نہ فحش بکنے والا۔ رواہ الائمۃ احمد والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن حبان والحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال الترمذی حسن۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یبغی علی الناس الا ولد بغی والا من فیہ عرق منہ لوگوں پر ظلم تعدی نہ کریگا مگر حرامی یا وہ جس میں کوئی رگ ولادت زنا کی ہے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی موسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن رہا اپنے آپ کو بہتر سمجھنا یہ تکبر ہے اس کے لئے یہی آیت کافی ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے الیس فی جہنم مثوی المتکبرین۔ کیا نہیں ہے دوزخ میں ٹھکانا تکبر کرنیوالوں کا یعنی ضرور اون کا ٹھکانا جہنم ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ: از بلگرام شریف مرسلہ حضرت سید محمد زاہد صاحب دوم رجب ۱۳۱۵ھ

الجواب:

اگر بہ نیت تکبر ہو تو کراہت کیسی حرام ہے قال تعالٰی الیس فی جہنم مثوی المتکبرین۔ ورنہ بلاکراہت درست بعض اوقات حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بھی اوس کا فعل مروی فقد اخرج ابو نعیم عن عبد اللہ بن السائب عن ابیہ عن جدہ وقال ھو وھم والصواب ابن عبد اللہ بن السائب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالٰی عنہما قال رأیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یاکل ثرید امتکئا علی سریر ثم یشرب من فخارۃ ہاں عادت کریمہ زمین پر دسترخوان بچھا کر کھانا تناول فرمانا تھی اور یہی افضل۔ اخرج الامام احمد فی کتاب الزھد عن الحسن مرسلا والبزار نحوہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا اتی بطعام وضعہ علی الارض واخرج الدیلمی فی مسند الفردوس عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ یرفعہ الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صنعوا علی الحضیض انما انا عبد اکل کما یاکل العبد واشرب کما یشرب العبد۔ واخرج الدارمی والحاکم وصححہ واقرہ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا وضع الطعام فاخلعوا نعالکم فانہ اروح لاقدامکم واخرجہ ابو یعلی بمعناہ وزاد وھو السنۃ شرعۃ الاسلام اور اوس کی شرح میں ہے (وضع الطعام علی الارض احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السفرۃ) اور اوس کی شرح میں ہے (یاکل علی السفرۃ الموضوعۃ علی الارض) لا علی شیئ اخر فوق الارض من العلم (ای والحال ان السفرۃ علی الارض) (فھو اقرب الی ادبہ علیہ الصلٰوۃ والسلام وتواضعہ لمقام الانعام (فالخوان والمنخل والاشنان والشبع من البدع وان لم تکن مذموما غیر الشبع) فانہ مذموم اھ مختصرا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ: از شہر کہنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص غیر منکوحہ عورت بالغہ سے خدمت لے اور کوئی شے اس لحاظ سے کہ مجھے ملے اور میں دل خوش کروں اور پاؤں دباؤں اور آپس میں باتیں کروں اور ایک ہی مکان میں رہنا اور عورت مذکورہ غیر محرم ہو تو یہ سب جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب:

جو عورت حد شہوت کو نہ پہنچے یعنی ہنوز نو برس سے کم عمر کی ہے یا حد فتنہ سے نکل گئی یعنی ضعیفہ بڑھیا بدصورت کریہہ منظر ہے اوس سے جائز خدمت لینی اگرچہ خلوت میں بھی ہو حرام نہیں اور جو عورت اجنبیہ ان دونوں صورتوں سے جدا ہے وہ محل اندیشہ فتنہ ہے اوس سے خلوت حرام ہے اور اگر بلاخلوت روٹی پکانے وغیرہ کے کام پر ہے تو مضائقہ نہیں باقی رہا پاؤں دبانا دبوانا اوس سے تنہائی میں باتیں کرکے نفس خوش کرنا یہ خود صریح حرام اور شیطانی کام ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

مسئولہ حافظ امیر اللہ صاحب ۲۴ رجب ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ضعف بصر کے سبب سے کہ طب میں علاج کے منجملہ ہر روز کئی دفعہ سر و ریش میں کنگھی کرنا بتایا ہے

اور حدیث میں ایک دفعہ سے زیادہ کنگھا کرنا یا ایک دن کے بعد کرنا آیا ہے اس روایت کی بابت سوال ہے آیا معمول بہ ہے یا نہیں یہ روایت کہاں ہے
صورت اول میں بنظر ضرورت علاج اجازت ہے یا نہیں نہ بنظر زینت وکبر جو منجر بکبرات وتضییع وقت ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب

احمد وابوداؤد وترمذی ونسائی باسانید صحیحہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ
وسلم عن الترجل الا غبا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا مگر ناغہ کرکے۔ نیز ابوداود ونسائی کی حدیث میں بعض
صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے کہ نھانا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یمتشط احدنا کل یوم، ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
نے منع فرمایا کہ ہم میں کوئی شخص روز کنگھی کرے۔ مقصود احادیث ترفہ وتنعم کی کثرت اور تزئین وتحسین بدن میں انہماک سے نہی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مرد کو
زنانہ طور پر سنگار اور کنگھی چوٹی میں مشغول نہ رہنا چاہئے۔ مرقاۃ میں امام ولی الدین عراقی سے ہے ھو نھی تنزیہ لا تحریم والمنع فیہ انہ من باب الترفہ
والتنعم فیجتنب اور جبال بزینت ومیمنت نہ ہو بلکہ بہ نیت صالحہ مثل علاج وغیرہ دن میں کئی بار کنگھی کرے کوئی حرج وکراہت نہیں امام مالک مؤطا میں
ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کی ان لی جمۃ افارجلھا میرے بال شانوں تک ہیں کیا
میں انہیں کنگھی کروں فرمایا نعم واکرمھا ہاں اور ان کی عزت کر قال فکان ابوقتادۃ ربما دھنھا فی الیوم مرتین من اجل قولہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نعم واکرمھا یعنی ابوقتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اکثر دن میں دو بار بالوں میں تیل ڈالتے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
نے فرمادیا تھا ہاں اور ان کی عزت کر۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از دور تحصیل کچھا ضلع نینی تال مرسلہ عبدالعزیز خاں ۲۲ رجب ۱۳۱۵ھ

سوال اول: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ قیام بوقت میلاد شریف سنت ہے یا مباح اور تارک اس قیام پر حرف زنی درست ہے یا نہ۔ بینوا توجروا

الجواب

مستحب ہے کما نص علیہ ائمۃ ذوو روایۃ ودرایۃ کما فی عقد الجوھر والدرر السنیۃ وغیرھما من الکتب البہیۃ ولنا فیہ رسالۃ کافیہ شافیہ باذن اللہ تعالٰی
سمینا ہا اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوں ترک کہ چند لوگ بیٹھے ہیں ذکر ولادت اقدس آیا تعظیم حضور پرنور صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم سے انکار نہیں مگر اس وقت بیٹھے رہے کہ آخر قیام واجب نہیں ایسے ترک پر طعن نہیں اور اگر یوں ترک ہو کہ مجلس میں اہل اسلام نے اپنے
نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم کیلئے قیام کیا یہ بلاعذر جما بیٹھا رہا تو قطعاً محل طعن ودلیل مرض قلب ہے نظیر اسکی شاہد عین یہ ہے کہ کسی مجمع میں بندگان سلطانی
تعظیم سلطانی کے لئے سہروقد کھڑے ہوں اور ایک نامہذب بے ادب قصداً بیٹھا رہے ہر شخص اسے گستاخ کہے گا اور بادشاہ کے عتاب کا مستحق ہوگا یوں ہی اگر
ترک قیام بربنائے اصول باطلہ وہابیت ہو تو شنیع تر ہے۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

سوال دوم: زیارت اولیاء اللہ کے واسطے جانا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

قطعاً جائز لاطلاق قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا فزوروھا وقد فصلہ الامام حجۃ الاسلام فی الاحیاء وغیرہ فی غیرہ والمسألۃ افردت
بالتالیف۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال سوم: جس عبارت میں کہ صرف لفظ مکروہ ہو تو اوس سے کیا ارادہ لیا جائے گا تحریم یا تنزیہ۔ بینوا توجروا

الجواب

ہمارے علماء کے کلام میں غالباً کراہت مطلقہ سے مراد کراہت تحریم ہوتی ہے مگر کلیۃ نہیں، بہت جگہ عام مراد لیتے ہیں کمافی مکروھات الصلاۃ
بہت جگہ خاص کراہت تنزیہی کما لایخفی علی من تتبع کلامھم وقد بینہ فی البحر الرائق ورد المحتار وذکرناہ فی کتاب الصلاۃ من فتاوٰنا واللہ اعلم

مسئلہ: از لکھنؤ محلہ رام گنج متصل حسین آباد مرسلہ اسد اللہ خاں کوبک غرہ شعبان معظم ۱۳۱۵ھ

چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین دریں باب کہ شیرینی از دوکان حلوائی ہنود خرید کردہ اگر فاتحہ خواند وثواب آن بروح رسول
مقبول علیہ الصلاۃ والسلام یا دیگر بزرگان دین رساند جائز ست یا نہ وجمہور ایں طریق فاتحہ را جواز گفتہ اند یا نہ واحتراز از ایشاں بآیات قرآنی واحادیث
نبوی جائز ست یا نہ وایشاں کافر اند یا مشرک وبصورت دیگر اگر کسے ایشاں را کافر ومشرک گوید در بارہ او چہ حکم است بینوا توجروا۔

الجواب

ہندوان قطعاً کافران ومشرکانند ہر کہ ایشاں را کافر ومشرک نداند خود کافرست آرے دریشاں طائفہ تازہ برآمدہ کہ خود را آریہ خوانند و
بزبان دعوی توحید کنند ودم تحریم بت پرستی زنند فاما برادری والفت ویکجہتی ایشاں ہر چہ ہست باہمیں بت پرستان ست کہ سنگ وآب ودرخت ودیگر بے
تراشیدہ را بخدائے پرستند اینان را ہم مذہب وبرادری خویشان دانند واز تمام مسلمانان در آب وآتش مانند قاتلھم اللہ انی یؤفکون وباز ایں خبیثان
اگرچہ بظاہر از پرستش غیر محترز مانند مادہ وروح ہر دو را ہمچو خدا قدیم وغیر مخلوق دانند پس شرک اگر در عبادت نشد در وجوب وجود شد بہر وجہ مسئلہ برایشاں لازم
ست واو قطعاً بمشرکیت پس آں ادعائے توحید ہمہ باد رہوا است واگر فرض کنیم غایت آنکہ ہمیں مشرک نباشند امادر کفر ایشاں چہ جائے سخن ہر کہ بالمحمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نگرود کافرست وہر کہ ایں را کافر نداند خود با او ہمسرست قال اللہ تعالٰی ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین٥ اگر دوستی وموالات با ہر کافر کہ باشد حرام اشد وکبیرہ اعظم ست واگر بربنائے میل دینی باشد خود کفر قال تعالٰی ومن یتولھم منکم فانہ منھم وصحبت ومخالطت بے دوستی وموانست اگر در کار دنیوی بربنائے ضرورت بقدر ضرورت بے تعظیم وتکریم وبے مداہنت در کار دین باشد رخصت ست ورنہ اینہم حرام مگر بحالت اکراہ شرعی قال اللہ تعالٰی فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین٥ وقال تعالٰی الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ودر شیرینی ساختہ ایشاں تا آنکہ بالخصوص درو خلط نجاستے یا چیزے حرام معلوم نباشد فتوٰی جوازست وتقوٰی احتراز کما نص علیہ فی نصاب الاحتساب ودر فاکہ از واحتراز انسب ست فان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب وطیب بودن اشیائے ایشاں اگرچہ بحکم ظاہرست اما باطن مشکوک پس اسلم ہماں ست کہ حتی الامکان در ہیچ امور نفیسہ گرد آنہا نگردند کما فصلناہ فی فتاوٰنا ورنہ خیر کہ اصل در اشیا طہارت ست ویقین بہ شک زائل نشود والدین یسر قال محمد بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از کلکتہ دھرم تلہ اسٹریٹ مسجد ٹیپو سلطان مرسلہ حافظ محمد عظیم صاحب ۴ شعبان ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص عالم اور حافظ ہو کر اپنے لڑکے کو علم انگریزی تعلیم دلوائے اور دینی علم سے محروم رکھے اور اپنی لڑکیوں کے عقد غیر شرع سے کرے آیا حشر کے دن اوس سے باز پرس ہوگی یا نہیں۔

الجواب۔ ضرور باز پرس کا محل ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ نیز فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الدین النصح لکل مسلم۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از علیگڑھ ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبلہ رو اپنی عورت سے صحبت کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب۔ اگر کپڑا اوڑھے ہے بدن چھپا ہوا ہے تو کچھ حرج نہیں اور اگر برہنہ ہے تو ایک تو برہنہ جماع کرنا خود مکروہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وقت جماع مرد وزن کو کپڑا اوڑھ لینے کا حکم دیا اور فرمایا ولا یتجردان تجرد العیر گدھے کی طرح برہنہ نہ ہوں دوسرے بحالت برہنگی قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنا دوسرا مکروہ وخلاف ادب فی الدر المختار کرہ تحریما استقبال قبلۃ واستدبارہا لاجل بول او غائط فلو للاستنجاء لم یکرہ فی رد المحتار اے تحریما لما فی المنیۃ ان ترکہ ادب ولما مر فی الغسل ان من اٰدابہ ان لا یستقبل القبلۃ لانہ یکون غالبا مع کشف العورۃ حتی لوکانت مستورۃ لا باس بہ ولقولہم یکرہ مد الرجلین الی القبلۃ فی النوم وغیرہ عمدا وکذا فی حال مواقعۃ اھلہ اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ مولوی خلیل اللہ خاں پشاوری ۱۹ شوال المکرم ۱۳۱۵ھ

چہ میفرمایند علمائے دین ایں مسئلہ کہ معلم کودکاں را زدن علی الاطلاق مباح ست یا اجرت وغیر اجرت شرط ست۔ بینوا توجروا

الجواب۔ زدن معلم مر کودکاں را وقت حاجت بقدر حاجت محض بغرض تنبیہ واصلاح ونصیحت بے تفرقہ اجرت وعدم اجرت روا ست اما باید کہ بدست زند نہ بچوب ودر کرتے بر سہ بار نیفزاید فی رد المحتار لا یجوز ضرب ولد الحر بامر ابیہ اما المعلم فلہ ضربہ لمصلحۃ التعلیم وقیدہ الطرسوسی بان یکون بغیر اٰلۃ جارحۃ وبان لا یزید علی ثلث ضربات وردہ الناظم بانہ لا وجہ لہ ویحتاج الی نقل واقرہ الشارح قال الشرنبلالی والنقل فی کتاب الصلاۃ یضرب الصغیر بالید لا بالخشبۃ ولا یزید علی ثلث ضربات اہ بتلخیص۔ ودر جامع الصغار استروشنی است ذکر والدی رحمہ اللہ تعالٰی من صلاۃ الملتقط اذا بلغ الصبی عشر سنین یضرب لاجل الصلاۃ بالید لا بالخشب ولا یجاوز الثلث وکذا المعلم لیس لہ ان یجاوز الثلث قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لمرداس المعلم ایاک ان تضرب فوق الثلث فانک اذا ضربت فوق الثلث اقتص اللہ منک۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عالم وفقیہ کو گالی دے یا حقارت کرے تو اوس کے اوپر حکم کفر جاری ہوگا یا نہیں اور اکثر عوام الناس اس زمانے میں عالموں کو گالی دیتے اور حقارت اور غیبت کرتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ غیبت تو جاہل کی بھی سوا صور مخصوصہ کے حرام قطعی وگناہ کبیرہ ہے قرآن عظیم میں اسے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا فرمایا اور حدیث میں آیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والغیبۃ فان الغیبۃ اشد من الزنا ان الرجل قد یزنی ویتوب فیتوب اللہ علیہ وان صاحب الغیبۃ لا یغفر لہ حتی یغفر لہ صاحبہ۔ غیبت سے بچو کہ غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زانی توبہ کرے تو اللہ تعالٰی اوس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی بخشش ہی نہ ہوگی جب تک وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی تھی۔ رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ وابو الشیخ فی التوبیخ عن جابر بن عبداللہ وابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ یونہی بلاوجہ شرعی کسی مسلمان جاہل کی بھی تحقیر حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں بحسب امرئ من الشر ان یحقر اخاہ المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ ومالہ۔ آدمی کے بد ہونے کو یہ بہت ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی تحقیر کرے مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو مال رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ اسی طرح کسی مسلمان جاہل کو بھی بے اذن شرعی گالی دینا حرام قطعی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں سباب المسلم فسوق مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ والحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سباب المسلم کالمشرف علی الھلکۃ مسلمان کو گالی دینے والا اوس کی مانند ہے جو عنقریب ہلاکت میں پڑا چاہتا ہے رواہ الامام احمد والبزار عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند جید اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالٰی کو ایذا دی رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن جب عام مسلمانوں کے باب میں یہ احکام ہیں تو علمائے کرام کی شان تو ارفع واعلٰی ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یستخف بحقہم الا منافق علماء کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا یستخف بحقہم الا منافق بین النفاق اون کے حق کو ہلکا نہ سمجھے گا مگر کھلا منافق۔ رواہ ابو الشیخ فی التوبیخ عن جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہما اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیس من امتی من لم یعرف لعالمنا حقہ۔ جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں۔ رواہ احمد والحاکم والطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ پھر اگر عالم کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے اور اگر بوجہ علم اوس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے گالی دیتا تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق فاجر ہے اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب خبیث الباطن ہے اور اوس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ خلاصہ میں ہے من ابغض عالما من غیر سبب ظاھر خیف علیہ الکفر۔ منح الروض الازہر میں ہے الظاہر انہ یکفر۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ از محمد گنج ضلع بریلی مرسلہ عبدالقادر خاں صاحب رامپوری ۱۹ ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ

سوال اوّل: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی شخص مسلمان کے تین بچے سال سال بھر کے یا دو دو برس یا تین تین کے ہو کر قضائے الٰہی سے فوت ہوجائیں اور وہ شخص رنج کی حالت میں نماز پڑھ کر خدا کا شکر ادا کرے اور صبر کرے جب اوس شخص نے اپنے بچوں کے مرنے پر خدا کا شکر کیا اور صبر کیا تب اوس صبر کی جزا بچوں کے والدین کو قیامت میں کچھ ملے گی یا نہیں بینوا توجروا۔

سوال دوم: جو شخص بچوں کے مرنے پر چلّا کر روتے ہیں اوس چلّا کے رونے سے میّت پر کچھ تکلیف ہوتی ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

سوال سوم: چلّا کے رونا جائز ہے یا ناجائز بینوا توجروا

سوال چہارم: تین برس کے بچے کی فاتحہ دُوجے کی ہونا چاہیے یا سوئم کی ہونا چاہیے۔

سوال پنجم: اگر کسی کھانے پر یا شیرینی پر بچے کی فاتحہ دے کر مسکینوں کو کھلا دیوے تب اوس کھانے کی فاتحہ یا شیرینی کا میّت کو ثواب ملے گا یا نہیں جائز ہے یا ناجائز بینوا توجروا۔

الجواب

جواب سوال اوّل: اللہ عزوجل فرماتا ہے اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝ یونہیں ہے کہ صبر کرنے والوں کو اون کا اجر پورا پورا دیا جاوے گا بے شمار اور فرماتا ہے اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ ایسے ہی لوگوں پر درودیں ہیں اون کے رب کی طرف سے اور مہربانی اور یہی لوگ راہ پانے والے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما مسلم یموت لہ ثلثۃ لم یبلغوا الحنث الا ادخلہ اللہ الجنۃ بفضل رحمتہ ایاھم جس مسلمان کے تین بچے نابالغی میں مریں گے اللہ تعالٰی اوسے جنت میں داخل فرمائے گا اون رحمت کی زیادت سے جو اون بچوں پر فرمائے گا رواہ الشیخان والنسائی وابن ماجۃ عن انس بن مالک واحمد عن امہ وعن عمرو بن عبسۃ وعن ابی برزۃ وابن حبان عن ابی ذر والنسائی عن ابی ھریرۃ وعبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند وابو یعلٰی بسند صحیح والحاکم وصححہ عن الحارث بن اقیش رضی اللہ تعالٰی عنھم اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما من مسلم یموت لہ ثلثۃ من ولد لم یبلغوا الحنث الا تلقوہ من ابواب الجنۃ الثمانیۃ من ایھا شاء دخل جس مسلمان کے تین بچے نابالغ مریں گے وہ جنت کے آٹھوں دروازوں سے اوس کا استقبال کریں گے کہ جس سے چاہے داخل ہو رواہ ابن ماجۃ عن عتبۃ بن عبد السلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہی حدیث کہ پہلے مذکور ہوئی بیان فرمائی صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ او اثنان یارسول اللہ یا دو فرمایا او اثنان یا دو۔ عرض کی او واحد یا ایک۔ فرمایا او واحد یا ایک۔ پھر فرمایا والذی نفسی بیدہ ان السقط لیجر امہ بسررہ الی الجنۃ اذا احتسبتہ قسم اوس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کچا بچا جو گر جاتا ہے اگر ثواب الٰہی کی اُمید میں اوس کی ماں صبر کرے تو وہ اپنے نال سے اپنی ماں کو جنت میں کھینچ لے جائےگا رواہ الامام احمد بسند صالح والطبرانی عن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا مات ولد العبد قال اللہ لملئکتہ قبضتم ولد عبدی فیقولون نعم فیقول قبضتم ثمرۃ فوادہ فیقولون نعم فیقول ماذا قال عبدی فیقولون حمدک واسترجع فیقول ابنوا لعبدی بیتا فی الجنۃ وسموہ بیت الحمد جب مسلمان کا بچہ مرتا ہے اللہ عزوجل فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کرلی عرض کرتے ہیں ہاں فرماتا ہے تم نے اوس کے دل کا پھل توڑ لیا عرض کرتے ہیں ہاں۔ فرماتا ہے پھر میرے بندے نے کیا کہا عرض کرتے ہیں تیرا شکر کیا اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ کہا فرماتا ہے میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اوس کا نام حمد کا مکان رکھو رواہ احمد والترمذی وحسنہ وابن حبان فی صحیح التقاسیم والانواع عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم: چلّا کے رونے سے مُردے کو ضرور تکلیف ہوتی ہے۔ اہلسنت کے مذہب میں موت سے روح نہیں مرتی نہ اوس کا علم و سمع وبصر زائل ہوتا ہے بلکہ ترقی پاتا ہے جنازہ رکھا ہوتا ہے لوگ جو کچھ کہتے کرتے ہیں مُردہ سب سُنتا دیکھتا ہے یہ سب امور احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہیں کما بیناہ فی حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات چلّا کے رونے سے زندے پریشان ہوجاتے ہیں ایذا پاتے ہیں نہ کہ مُردہ جس پر ابھی ایسی سخت تکلیف روح نکلنے کی گذر چکی ہے اوس کی پریشانی اوس کی ایذا بیان سے باہر ہے۔ پھر وہ تو دارحق میں گیا اب اوسے ہر معصیت رنج دیتی اور ہر حسنہ سرور بخشتی

ہے یہ امر اوس کے لیے صد گونہ ایذا کا باعث ہوتا ہے. بچہ ہو یا جوان اس میں سب یکساں ہیں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تؤذوا امواتکم بعویل چلا کر رونے سے اپنے مُردوں کو ایذا نہ دو۔ رواہ ابن مندۃ والدیلمی عن ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک جنازے میں کچھ عورتیں دیکھیں فرمایا ارجعن مأزورات غیر ماجورات انکن لتفتن الاحیاء وتؤذین الاموات۔ پلٹ جاؤ وبال سے بھری ثواب سے بَری۔ تم زندوں کو فتنوں میں ڈالتی اور مُردوں کو ایذا دیتی ہو۔ رواہ عن سعید بن منصور فی سننہ امام بکر بن عبداللہ مزنی تابعی فرماتے ہیں انہ ما من میت یموت الا روحہ فی ید ملک الموت فھم یغسلونہ ویکفنونہ وھو یری ما یصنع اھلہ فلو یقدر علی الکلام لنھاھم عن الرنۃ والعویل مجھے حدیث پہنچی کہ جو مرتا ہے اوس کی روح ملک الموت کے ہاتھ میں ہوتی ہے لوگ اوسے غسل وکفن دیتے ہیں اور وہ دیکھتا ہے جو کچھ اوس کے گھر والے کرتے ہیں اون سے بات نہیں کرسکتا کہ اونھیں شور وفریاد سے منع کرے۔ رواہ الامام ابوبکر بن ابی الدنیا ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ماں باپ پر اون کی موت کے بعد آدمی کے اعمال پیش ہوتے ہیں نیکیوں پر شاد ہوتے اور اون کے مُنہ اور زیادہ چمکنے لگتے ہیں فاتقوا اللہ ولا تؤذوا امواتکم تو اللہ سے ڈرو اپنے مُردوں کو اپنے گناہوں سے ایذا نہ دو رواہ الامام الترمذی الحکیم عن والد عبدالعزیز رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ علیہ بیشک مُردے پر جو اوس کے گھر والے روتے ہیں اس سے اوسے عذاب والم ہوتا ہے رویاہ عن ابن عمر وعمر رضی اللہ تعالٰی عنہما علما فرماتے ہیں المراد بالعذاب ھو الالم الذی یحصل للمیت اذا سمعھم یبکون او بلغہ ذلک فانہ یحصل لہ تألم بذلک نقلہ المولٰی علی القاری فی المرقاۃ عن السید الشاہ برکۃ المحدث عن الامام شمس الدین محمد بن محمد بن محمد الجزری انہ قال فی تصحیح المصابیح عندی واللہ اعلم ان یکون المراد بالعذاب الخ قلت وقد تخالج صدری قبل ان اطلع علیہ حتی رأیتہ فیھما وللہ الحمد واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

جواب سوم۔ میت پر چلا کر رونا جزع فزع کرنا حرام وسخت حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اثنتان ھما فی الناس کفر الطعن فی النسب والنیاحۃ علی المیت لوگوں میں دو باتیں کفر ہیں کسی کے نسب پر طعنہ کرنا اور میّت پر نوحہ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ورواہ ابن حبان والحاکم وزاد اشق الجیب اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صوتان ملعونان فی الدنیا والاٰخرۃ مزمار عند نعمۃ ورنۃ عند مصیبۃ دو آوازوں پر دُنیا وآخرت میں لعنت ہے نعمت کے وقت باجا اور مصیبت کے وقت چلانا رواہ البزار عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم النائحۃ اذا لم تتب قبل موتھا تقام یوم القیمۃ وعلیھا سربال من قطران ودرع من جرب چلا کر رونے والی جب اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن کھڑی کی جائے گی یوں کہ اوس کے بدن پر گندھک کا کُرتا ہوگا اور کھجلی کا دوپٹہ رواہ مسلم عن ابی مالک الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ اور ایک روایت میں ہے قطع اللہ لھا ثیابا من قطران ودرعا من لھب النار اللہ تعالٰی اوسے گندھک کے کپڑے پہنائے گا اور اوپر سے دوزخ کی لپٹ کا دوپٹہ اوڑھائے گا رواہ ابن ماجۃ عنہ ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان ھذہ النوائح یجعلن یوم القیمۃ صفین فی جھنم صف عن یمینھم وصف عن یسارھم فینبحن علی اھل النار کما تنبح الکلاب یہ نوحہ کرنے والیاں قیامت کے دن جہنم میں دو صفیں کی جائیں گی دوزخیوں کے دہنے بائیں وہاں ایسے بھونکیں گی جیسے کُتیاں بھونکتی ہیں رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں انا بریٔ ممن حلق وصلق وخرق میں بیزار ہوں اوس سے جو بھدرا کرے اور چلا کر روئے اور گریبان چاک کرے رواہ الشیخان عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا تسمعون ان اللہ لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولکن یعذب بھذا واشار الی لسانہ او یرحم وان المیت لیعذب ببکاء اھلہ علیہ ارے سُنتے نہیں ہو بیشک اللہ نہ آنسوؤں سے رونے پر عذاب کرے نہ دل کے غم پر (اور زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) ہاں اس پر عذاب فرماتا ہے یا رحم فرمائے اور بیشک مُردے پر عذاب ہوتا ہے اوس کے گھر والوں کے اوس پر نوحہ کرنے سے رویاہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ عالمگیری میں جامع المضمرات سے ہے النوح العالی لایجوز والبکاء مع رقۃ القلب لاباس بہ درمختار میں ہے لاتصح الاجارۃ لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح واللہ تعالٰی اعلم

جواب سوال چہارم۔ شریعت میں ثواب پہنچانا ہے دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن باقی یہ تعیین عُرفی ہیں جب چاہیں کریں انھیں دنوں کی گنتی ضرور شرعی جاننا جہالت ہے وبدعت[1] واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

---

[1] ایک نجدی شخص رامپور سے آیا منافقانہ سنّی بن کر بعض استفتا کیے جن کا جواب اسی جلد میں تھا دارالافتاء سے اوسے یہ جلد دی گئی کہ جواب نقل کرے اوس نے یہ لفظ "و بدعت" اضافہ کیا
۱۲ بقیۃ نوٹ صفحہ

جواب سوال پنجم۔ ضرور جائز ہے اور بیشک ثواب پہنچتا ہے اہلسنّت کا یہی مذہب ہے والصبی لاشک انہ من اھل الثواب ونصوص الحدیث وارشادات العلماء مطلقۃ لاتخصیص فیھا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از ریاست ریواں مرسلہ مولوی عبدالرحیم خاں ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۱۵ھ

سوال۔ ما قولکم ایھا العلماء الکرام فی ھذہ المسائل۔

(۱) بنانا تصویر آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام کا بغرض حصول ثواب زیارت کے درست وجائز ہے یا نہ اور بنانے والا اور خریدار مثوب ہوگا یا نہیں۔

(۲) اگر کوئی تصویر آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وتصویر براق نبوی ونیز تصویر حضرت جبرئیل علیہ السلام بناکر یا بنواکر واسطے حصول ثواب زیارت کے اپنے پاس رکھے اور اکثر مجالس میلاد نبوی میں تصاویر مذکورین کو بتکلف تمام نمائشاً بوقت ذکر معراج شریف حاضرین مجلس کے روبرو پیش کرے اور یقین اس امر کا دلائے کہ گویا حضور معراج کو تشریف لیے جاتے ہیں اور لوگوں کو لمس وبوسہ کے لیے ہدایت وفہمائش کرے تو یہ فعل اوس کا شرعاً جائز ہوسکتا ہے اور امور مندرجہ سوالات دوم مشروع ہوں گے یا غیر مشروع۔

(۳) نقشہ روضہ مقدسہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بغرض حصول ثواب زیارت بنواکر اپنے پاس رکھنا اور یہ گمان کرنا کہ جس طرح اصل کی تعظیم وتکریم سے ہم کو ثواب حاصل ہوتا ہے تعظیم نقل وشبیہ سے بھی ثواب حاصل ہوتا ہے۔ کیسا ہے جائز یا کیا اور دلائل الخیرات میں جو نقشہ روضہ مطہرہ دیا گیا ہے دراصل دینا چاہیے یا نہیں۔

(۴) بصورت ناجوازی وغیر مشروع ہونے تصاویر کے اون تصاویر کو کیا کرنا چاہیے اور نقشہ روضہ مطہر دلائل الخیرات میں سے نکال دینا بہتر ہوگا یا بدستور باقی وقائم رکھنا افتونا بالصواب واسقونا بالجواب توجروا بالاجرین وتکرموا فی الدارین۔

الجواب

اللھم لک الحمد صل علٰی نبیک نبی الحمد واٰلہ وصحبہ الخیار الحمد اسألک حسن الادب وصدق الحب لحبیبک الکریم علیہ وعلٰی اٰلہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم رب انی اعوذ بک من ھمزات الشیٰطین واعوذ بک رب ان یحضرون۔ اللہ عزوجل پناہ دے ابلیس لعین کے مکائد سے سخت ترکید یہ ہے کہ آدمی سے حسنات کے دھوکے میں سیأت کراتا ہے اور شہد کے بہانے زہر پلاتا ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین اس مسکین تینوں تصویرات مذکورہ بنانے والے اون کی زیارت ولمس وتقبیل کرانے والے نے گمان کیا کہ وہ حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حق محبت بجالاتا اور حضور کو راضی کرتا ہے حالانکہ حقیقۃً وہ اپنی ان حرکات باطلہ سے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صریح نافرمانی کررہا ہے اس پر پہلے ناراض ہونے والے حضور والا ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ذی روح کی تصویر بنانا بنوانا اعزازاً اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا اور اوس پر سخت سخت وعیدیں ارشاد کیں اور اون کے دور کرنے مٹانے کا حکم دیا احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں یہاں بعض مذکور ہوتی ہیں۔ **حدیث ۱**۔ صحیحین ومسند امام احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کل مصور فی النار یجعل اللہ لہ بکل صورۃ صورھا نفسا فتعذبہ فی جھنم ہر مصور جہنم میں ہے اللہ تعالٰی ہر تصویر کے بدلے جو اوس نے بنائی تھی ایک مخلوق پیدا کرے گا کہ وہ جہنم میں اوسے عذاب کرے گی۔ **حدیث ۲**۔ اونھیں میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اشد الناس عذابا یوم القیمۃ المصورون بیشک نہایت سخت عذاب روز قیامت تصویر بنانے والوں پر ہے۔ **حدیث ۳**۔ اونھیں میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں قال اللہ تعالٰی ومن اظلم ممن ذھب یخلق کخلقی فلیخلقوا ذرۃ اولیخلقوا حبۃ اولیخلقوا شعیرۃ اللہ عزوجل فرماتا ہے اوس سے بڑھ کر ظالم کون جو میرے بنائے ہوئے کی طرح بنانے چلے بھلا کوئی چیونٹی یا گیہوں یا جَو کا دانہ تو بنادیں۔ **حدیث ۴**۔ صحیحین وسنن نسائی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان الذین یصنعون ھذہ الصور یعذبون یوم القیمۃ یقال لھم احیوا ما

(بقیہ نوٹ صفحہ) اضافہ کیا ہے سطر میں جگہ نہ پائی تو نیچے اور بین السطور میں۔ فتاوٰی گنگوہی حصہ اول میں یہ فتوٰی مع اضافہ مفتری نقل کیا اور عبارت جہالت ہے و بدعت غلط تھی جس سے ہر ذی عقل نے سمجھ لیا کہ یہ عبارت فتاوٰی رضویہ کی نہیں لہٰذا براہ چالاکی کہ وہابیہ کا شعار ہے اوسے یوں بنالیا جہالت و بدعت ہے مسلمانو! وہابیہ کے یہ شیوے ہیں ۱۲

خلقتم۔ بیشک جو تصویریں بناتے ہیں قیامت کے دن عذاب کیے جائیں گے ان سے کہا جائے گا یہ صورتیں جو تم نے بنائی تھیں ان میں جان ڈالو۔ **حدیث ۵:** مسند احمد وصحیحین وسنن نسائی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من صور صورۃ فان اللہ معذبہ حتی ینفخ فیھا الروح ولیس بنافخ جو کوئی تصویر بنائے تو بیشک اللہ تعالٰی اوسے عذاب کرے گا یہاں تک کہ اوس میں روح پھونکے اور نہ پھونک سکے گا۔ **حدیث ۶:** مسند احمد وجامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں یخرج عنق من النار یوم القیمۃ لہ عینان یبصر بھما واذنان یسمعان ولسان ینطق یقول انی وکلت بثلثۃ بمن جعل مع اللہ الٰھا اٰخر وبکل جبار عنید وبالمصورین قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کے دو آنکھیں ہوں گی دیکھنے والی اور دو کان سننے والے اور ایک زبان کلام کرتی وہ کہے گی میں تین فرقوں پر مسلط کی گئی ہوں جو اللہ کا شریک بتائے اور ہر ظالم ہٹ دھرم اور تصویر بنانے والے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ **حدیث ۷:** امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اشد اھل النار عذابا یوم القیمۃ من قتل نبیا اوقتلہ نبی او امام جائر وھؤلاء المصورون ولفظ احمد اشد الناس عذابا یوم القیمۃ رجل قتل نبیا اوقتلہ نبی اورجل یضل الناس بغیر علم او مصور یصور التماثیل۔ بیشک روز قیامت سب دوزخیوں میں زیادہ سخت عذاب اس پر ہے جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا کسی نبی نے جہاد میں اوسے قتل فرمایا یا بادشاہ ظالم یا جو شخص بے علم حاصل کیے لوگوں کو بہکانے لگے اور ان تصویر بنانے والوں پر۔ **حدیث ۸:** بیہقی شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اشد الناس عذابا یوم القیمۃ من قتل نبیا اوقتلہ نبی اوقتل احد والدیہ والمصورون وعالم لم ینتفع بعلمہ بیشک روز قیامت سب سے زیادہ سخت عذاب میں وہ ہے جو کسی نبی کو شہید کرے یا کوئی نبی اوسے جہاد میں قتل فرمائے یا جو اپنے ماں یا باپ کو قتل کرے اور تصویر بنانے والے اور وہ عالم جو علم پڑھ کر گمراہ ہو۔ **حدیث ۹:** امام مالک وامام احمد وامام بخاری وامام مسلم ونسائی وابن ماجہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی قدم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من سفر وقد سترت سھوۃ لی بقرام فیہ تماثیل فلما راٰہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تلون وجھہ وقال یا عائشۃ اشد الناس عذابا عند اللہ یوم القیمۃ الذین یضاھئون بخلق اللہ وفی روایۃ للشیخین قام علی الباب فلم یدخل فعرفت فی وجھہ الکراھیۃ فقلت یا رسول اللہ اتوب الی اللہ والی رسولہ ماذا اذنبت فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اصحاب ھذہ الصور یعذبون یوم القیمۃ فیقال لھم احیوا ما خلقتم وقال ان البیت الذی فیہ الصور لاتدخلہ الملئکۃ وفی اخری لھا تناولت الستر فھتکہ وقال من اشد الناس عذابا یوم القیمۃ الذین یصورون ھذہ الصور یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر سے تشریف فرما ہوئے تھے میں نے ایک دروازے پر تصویر دار پردہ لٹکایا ہوا تھا جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واپس تشریف لائے اوسے ملاحظہ فرماکر رنگ چہرہ انور کا بدل گیا اندر تشریف نہ لائے ام المومنین فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وہ پردہ اُتار کر پھینک دیا اور فرمایا اے عائشہ اللہ تعالٰی کے یہاں سخت تر عذاب روز قیامت ان مصوروں پر ہے جو خدا کے بنائے ہوئے کی نقل کرتے ہیں ان پر روز قیامت عذاب ہوگا ان سے کہا جائے گا یہ جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو جس گھر میں یہ تصویریں ہوتی ہیں اوس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ **حدیث ۱۰:** ابوداؤد وترمذی ونسائی وابن حبان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اتانی جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام فقال لی مر برأس التماثیل یقطع فتصیر کھیأۃ الشجرۃ وأمر بالستر فیقطع فیجعل وسادتین منبوذتین توطئان ھذا مختصرا میرے پاس جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والسلام نے حاضر ہوکر عرض کی حضور مورتوں کو حکم دیں کہ اون کے سر کاٹ دیئے جائیں کہ پیڑ کی طرح رہ جائیں اور تصویر دار پردے کیلئے حکم فرمائیں کہ کاٹ کر دو مسندیں بنالی جائیں کر زمین پر ڈال کر پاؤں سے روندی جائیں۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ **حدیث ۱۱ تا ۱۴:** صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر اور صحیح مسلم میں حضرت ام المومنین[۱۲] صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اور نیز اوسی میں حضرت ام المومنین[۱۳] میمونہ اور مسند امام احمد میں بسند صحیح حضرت اسامہ[۱۴] بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی انا لاندخل بیتا فیہ کلب وصورۃ ہم ملائکہ رحمت اوس گھر میں نہیں جاتے جس میں کُتا یا تصویر ہو۔ **حدیث ۱۵:** احمد ونسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ وسعید بن منصور حضرت امیر المومنین علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جبریل امین نے عرض کی انھا ثلث لم یلج ملک ما دام فیھا واحد منھا کلب

او جنبا او صورة روح تین چیزیں ہیں کہ جب تک اون میں سے ایک بھی گھر میں ہوگی کوئی فرشتہ رحمت و برکت کا اوس گھر میں داخل نہ ہوگا کُتّا یا جنب یا جاندار کی تصویر۔

حدیث ۱۶ و ۱۷: مسند احمد و صحیح بخاری و صحیح مسلم و جامع ترمذی و سنن نسائی و ابن ماجہ میں حضرت ابوطلحہ اور سنن ابی داؤد و نسائی و صحیح ابن حبان میں حضرت امیرالمومنین مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتدخل الملئکة بیتا فیه کلب ولا صورة رحمت کے فرشتے اوس گھر میں نہیں جاتے جس میں کُتّا یا تصویر ہو۔

حدیث ۱۸: نسائی و ابن ماجہ و شاشی و ابو یعلٰی اور ابو نعیم حلیہ اور ضیا صحیح مختارہ میں امیرالمومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی صنعت طعاما فدعوت رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فجاء فرأی تصاویر فرجع (انا لله وانا الیه راجعون) فقلت یا رسول الله مارجعک بابی وامی قال ان فی البیت سترا فیه تصاویر وان الملئکة لاتدخل بیتا فیه تصاویر میں نے حضور پرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ کی دعوت کی حضور تشریف فرما ہوئے پردے پر کچھ تصویریں بنی دیکھیں واپس تشریف لے گئے میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر نثار کس سبب سے حضور واپس ہوئے فرمایا گھر میں ایک پردے پر تصویریں تھیں اور ملائکہ رحمت اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویریں ہوں

حدیث ۱۹: صحیح بخاری و سنن ابی داؤد میں حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے ان النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم لم یکن یترک فی بیته شیئا فیه تصالیب الا نقضه نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جس چیز میں تصویر ملاحظہ فرماتے اوسے بے توڑے نہ چھوڑتے۔

حدیث ۲۰: مسلم و ابو داؤد و ترمذی حیان بن حصین سے راوی قال قال لی علی رضی الله تعالٰی عنه الا ابعثک علی ما بعثنی علیه رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان لاتدع صورة الا طمستها ولا قبرا مشرفا الا سویته مجھ سے امیرالمومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے فرمایا کہ میں تمہیں اوس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مامور فرماکر بھیجا کہ جو تصویر دیکھو اوسے مٹا دو اور جو قبر حد شرع سے زیادہ اونچی پاؤ اوسے حد شرع کے برابر کردو بلندی قبر میں حد شرع ایک بالشت ہے رواہ ابو یعلٰی وابن جریر فلم یسمیا حیان انما قالا عن علی انه دعا صاحب شرطته فقال له فذکر ایعنا۔

حدیث ۲۱: امام احمد بسند جید امیرالمومنین کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک جنازے میں تھے حضور نے ارشاد فرمایا ایکم ینطلق الی المدینة فلایدع بها وثنا الا کسره ولا قبرا الا سواه ولا صورة الا لطخها تم میں کون ایسا ہے مدینے جاکر ہر بُت کو توڑ دے اور ہر قبر برابر کردے اور ہر تصویر مٹا دے۔ ایک صاحب نے عرض کی میں یا رسول اللہ فرمایا تو جاؤ۔ وہ جاکر واپس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے سب بُت توڑ دیئے اور سب قبریں برابر کردیں اور سب تصویریں مٹا دیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من عاد الی صنعة شیئ من هذا فقد کفر بما انزل علی محمد اب جو یہ سب چیزیں بنائے گا وہ کفر و انکار کرے گا اوس چیز کے ساتھ جو محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر نازل ہوئی والعیاذ باللہ رب العلمین۔ مسلمان بنظر ایمان دیکھے کہ صحیح و صریح حدیثوں میں اس پر کیسی سخت سخت وعیدیں فرمائی گئیں اور یہ تمام احادیث عام شامل محیط کامل ہیں جن میں اصلاً کسی تصویر کسی طریقے کی تخصیص نہیں تو معظمین دین کی تصویروں کو ان احکام خدا و رسول سے خارج گمان کرنا محض باطل و وہم عاطل ہے بلکہ شرع مطہر میں زیادہ شدت عذاب تصاویر کی تعظیم ہی پر ہے اور خود ابتدائے بُت پرستی انھیں تصویرات معظمین سے ہوئی قرآن عظیم میں جو پانچ بُتوں کا ذکر سورہ نوح علیہ الصلاۃ والسلام میں فرمایا وُد۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر۔ یہ پانچ بندگان صالحین تھے کہ لوگوں نے اون کے انتقال کے بعد باغوائے ابلیس لعین اون کی تصویریں بنا کر اون کی مجلسوں میں قائم کیں پھر بعد کی آنے والی نسلوں نے اونھیں معبود سمجھ لیا۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے ود وسواع ویغوث ویعوق ونسر اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما هلکوا اوحی الشیطان الی قومهم ان انصبوا الی مجالسهم التی کانوا یجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا هلک اولئک ونسخ العلم عبدت هذا مختصرا۔ با ایں ہمہ اگر وساوس وہواجس کی تسکین نہ پائیں تو احادیث صحیحہ صریحہ سے خاص تصاویر معظمین کا جزئیہ لیجیے۔

حدیث ۲۲: صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے انه قال دخل [illegible] صلی الله تعالٰی علیه وسلم البیت فوجد فیه صورة ابراهیم وصورة مریم علیهما الصلاة والسلام فقال صلی الله تعالٰی علیه وسلم اما لهم فقد سمعوا ان الملئکة لاتدخل بیتا فیه صورة الحدیث هذا لفظه فی الحج وفی الانبیاء ان النبی صلی الله تعالٰی علیه لما رای الصور فی البیت لم یدخل حتی امر بها فمحیت الحدیث وفی المغازی فاخرج صورة ابراهیم واسمعیل علیهما الصلاة والسلام الحدیث هذه کلها روایات البخاری وذکر ابن هشام فی سیرته قال وحدثنی بعض اهل العلم ان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم دخل البیت یوم الفتح فرای فیه صور الملئکة وغیرهم فرای ابراهیم علیه الصلاة والسلام مصورا فذکر الحدیث الی ان قال ثم امر بتلک الصور کلها فطمست ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم روز فتح مکہ کعبہ معظمہ کے اندر تشریف فرما ہوئے اوس میں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل وحضرت مریم وملائکہ کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام وغیرہم کی تصویریں نظر پڑیں کچھ پیکر دار کچھ نقش دیوار حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ویسے ہی پلٹ آئے اور فرمایا خبردار ہو بیشک ان بنانے والوں کے کان تک بھی یہ بات پہنچی ہوئی تھی کہ جس گھر میں کوئی تصویر ہو اوس میں ملئکہ رحمت نہیں جاتے پھر حکم فرمایا کہ جتنی تصویریں منقوش تھیں سب مٹادی گئیں اور جتنی مجسم تھیں سب باہر نکال دی گئیں انھیں میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ وحضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ صلی اللہ تعالٰی علی ابیہما الاکرم وعلیہما وبارک وسلم کی تصویریں بھی باہر لائی گئیں جب تک کعبہ معظمہ سب تصاویر سے پاک نہ ہوگیا حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے قدم اکرم سے اوسے شرف نہ بخشا۔

حدیث ۲۳: مسند امام احمد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے قال کان فی الکعبۃ صور فامر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عمر بن الخطاب ان یمحوھا فبل عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ثوبا ومحاھا بہ فدخلھا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ومافیھا شیئ وفی حدیثہ عند الامام الواقدی وکان عمر قد ترک صورۃ ابراھیم فلما دخل صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم راٰھا فقال یاعمر الم اٰمرک ان لاتدع فیھا صورۃ ثم رای صورۃ مریم فقال امحوا ما فیھا من الصور قاتل اللہ قوما یصورون مالا یخلقون **حدیث ۲۴:** عمر بن شبہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دخل الکعبۃ فامرنی فاتیتہ بماء فی دلو فجعل یبل الثوب ویضرب بہ علی الصور ویقول قاتل اللہ قوما یصورون مالایخلقون **حدیث ۲۵:** ابوبکر بن ابی شیبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی ان المسلمین تجردوا فی الازر واخذوا الدلاء وانجروا علی زمزم یغسلون الکعبۃ ظھرھا وبطنھا فلم یدعوا اثرا من المشرکین الا محوہ وغسلوہ حاصل ان احادیث کا یہ ہے کہ کعبہ میں جو تصویریں تھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم فرمایا کہ اونھیں مٹادو عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ اور دیگر صحابہ کرام چادریں اوتار اوتار کر امتثال حکم اقدس میں سرگرم ہوئے زمزم شریف سے ڈول کے ڈول بھر کر آتے اور کعبہ کو اندر باہر سے دھویا جاتا کپڑے بھگو بھگو کر تصویریں مٹائی جاتیں یہاں تک کہ وہ مشرکوں کے آثار سب دھوکر مٹادیئے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خبر پائی کہ اب کوئی نشان باقی نہ رہا اوس وقت اندر رونق افروز ہوئے اتفاق سے بعض تصاویر مثل تصویر ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلٰوۃ والسلام کا نشان رہ گیا تھا پھر نظر فرمائی تو حضرت مریم کی تصویر بھی صاف نہ دھلی تھی حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ایک ڈول پانی منگا کر بنفس نفیس کپڑا تر کرکے اون کے مٹانے میں شرکت فرمائی اور ارشاد فرمایا اللہ کی مار ان تصویر بنانے والوں پر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے فی حدیث اسامۃ انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دخل الکعبۃ فرأی صورا فدعا بماء فجعل یمحوھا وھو محمول علی انہ بقیت بقیۃ خفیت علی من محاھا اولا **حدیث ۲۶:** صحیحین میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے لما اشتکی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لھا ماریۃ وکانت ام سلمۃ وام حبیبۃ اتتا ارض الحبشۃ فذکرتا من حسنھا وتصاویر فیھا فرفع راسہ فقال اولئک اذا مات فیھم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروا فیہ تلک الصور اولئک شرار خلق اللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مرض میں بعض ازواج مطہرات نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا اور حضرت ام المومنین ام سلمہ وام المومنین ام حبیبہ ملک حبشہ میں ہو آئی تھیں اون دونوں بیبیوں نے ماریہ کی خوبصورتی اور اوس کی تصویروں کا ذکر کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سر اوٹھا کر فرمایا یہ لوگ جب ان میں کوئی نیک بندہ نبی یا ولی انتقال کرتا ہے اوس کی قبر پر مسجد بنا کر اوس میں تبرکاً اوس کی تصویر لگاتے ہیں یہ لوگ بدترین خلق ہیں فی المرقاۃ الرجل الصالح ای من نبی او ولی تلک الصور ای صور الصلحاء تذکیرا بھم وترغیبا فی العبادۃ لاجلھم الخ **حدیث ۲۷:** امام بخاری کتاب الصلٰوۃ جامع صحیح میں تعلیقا بلا قصہ اور عبدالرزاق وابوبکر بن ابی شیبہ اپنے اپنے مصنف اور بیہقی سنن میں اسلم مولٰی امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے موصولاً مع القصہ راوی جب امیر المومنین ملک شام کو تشریف لے گئے ایک زمیندار نے آکر عرض کی میں نے حضور کے لیے کھانا تیار کرایا ہے میں چاہتا ہوں حضور قدم رنجہ فرمائیں کہ ہمچشموں میں میری عزت ہو امیر المومنین نے فرمایا انا لاندخل الکنائس التی فیھا ھذہ الصور ہم ان کنیسوں میں نہیں جاتے جن میں یہ تصویریں ہوتی ہیں **بالجملہ** حکم واضح ہے اور مسئلہ مستبین اور حرکات مذکورہ حرام بالیقین اور اون میں اعتقاد ثواب ضلال مبین اوس شخص پر فرض ہے کہ اس حرکت سے باز آئے اور حرام میں ثواب کی اُمید سے نہ خود گمراہ ہو نہ جاہل مسلمانوں کو گمراہ بنائے اُن تصویروں کو ناآباد جنگل میں راہ سے دور نظر عوام سے بچا کر اس طرح دفن کردیں کہ جہال کو اون پر اصلاً اطلاع نہ ہو یا کسی ایسے دریا میں کہ کبھی پایاب نہ ہوتا ہو نگاہ جاہلان سے خفیہ عمیق کنڈے

میں یوں سپرد کردیں کہ پانی کی موجوں سے کبھی ظاہر ہونے کا احتمال نہ ہو وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ یہ سب متعلق بتصاویر ذی روح تھا۔ رہا نقشہ روضۂ مبارکہ اس کے جواز میں اصلاً مجال سخن وجائے دم زدن نہیں جس طرح اون تصویروں کی حرمت یقینی ہے یوں ہی اس کا جواز اجماعی ہے ہر شرع مطہر میں ذی روح کی تصویر حرام فرمائی **حدیث پانزدہم** میں اس قید کی تصریح کردی۔ **حدیث اول** میں ہے کہ ایک مصور نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی خدمت والا میں حاضر ہوکر عرض کی میں تصویریں بنایا کرتا ہوں اس کا فتوٰی دیجئے فرمایا پاس آ وہ پاس آیا فرمایا پاس آوہ اور پاس آیا یہاں تک کہ حضرت نے اپنا دست مبارک اوس کے سر پر رکھ کر فرمایا کیا میں تجھے نہ بتادوں وہ حدیث جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سُنی پھر حدیث مذکور مصوروں کے جہنمی ہونے کی ارشاد فرمائی اوس نے نہایت ٹھنڈی سانس لی حضرت نے فرمایا دیحک ان ابیت الاان تصنع فعلیک بھذا الشجر وکل شیئ لیس فیہ روح افسوس تجھ پر اگر بے بنائے نہ بن آئے تو پیڑ اور غیر ذی روح چیزوں کی تصویریں بنایا کر۔ ائمہ مذاہب اربعہ وغیرہم نے اس کے جواز کی تصریحیں فرمائیں تمام کتب مذاہب اوس سے مملو ومشحون ہیں ہر چند مسئلہ واضح اور حق لائح ہے مگر تسکین اوہام وتثبیت عوام کے لیے ائمہ کرام وعلمائے اعلام کی بعض سندیں اسباب میں پیش کروں کہ کن کن اکابر دین واعاظم معتمدین نے مزار مقدس اور اس کے مثل نعل اقدس کے نقشے بنائے اور اون کی تعظیم اور اون سے تبرک کرتے آئے اور اسباب میں کیا کیا کلمات روح افزائے مومنین وجانگزائے منافقین ارشاد فرمائے (۱) امام غنیم بن نسطاس تابعی مدنی (۲) امام محدث جلیل القدر ابونعیم صاحب حلیۃ الاولیاء (۳) امام محدث علامہ ابوالفرج عبدالرحمن ابن الجوزی حنبلی (۴) امام الیمن ابن عساکر (۵) امام تاج الدین فاکہانی صاحب فجر منیر (۶) علامہ سید نورالدین علی بن احمد سمہودی مدنی شافعی صاحب کتاب الوفا ووفاء الوفاء (۷) سیدی عارف باللہ محمد بن سلیمٰن جزولی صاحب الدلائل (۸) امام محدث فقیہ احمد بن حجر مکی شافعی صاحب جوہر منظم (۹) علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (۱۰) علامہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شارح مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ (۱۱) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی صاحب جذب القلوب (۱۲) محمد عاشق بن عمر الحافظ الرومی الحنفی صاحب خلاصۃ الاخبار ترجمۃ خلاصۃ الوفاء وغیرہم ائمہ وعلماء نے مزار اقدس واکرم سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقبور مقدسہ حضرات صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کے نقشے بنائے۔ مواہب اور اس کی شرح میں ہے (وروی ابوداؤد والحاکم من طریق القاسم بن محمد بن ابی بکر) الصدیق (قال دخلت علی عائشۃ فقلت یا امہ اکشفی لی عن قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) وصاحبیہ الحدیث (زاد الحاکم فرأیت رسول اللہ) ای قبرہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مقدما وابابکر راسہ بین کتفی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعمر راسہ عند رجلی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) قال ابوالیمن بن عساکر وھذہ صفتہ۔

عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ	النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
	ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ

(وروی ابوبکر الآجری) الحافظ الامام توفی فی محرم سنۃ ست وثلثمائۃ (فی کتاب صفۃ قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن غنیم بن نسطاس المدنی) تابعی مقبول کما فی التقریب (قال رأیت قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی امارۃ عمر ابن العزیز فرأیتہ مرتفعا نحوا من اربع اصابع ورأیت قبر ابی بکر وراء قبرہ ورأیت قبر ابی بکر اسفل منہ) ورواہ ابونعیم بزیادۃ وصورۃ لنا۔

المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ
عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ

(وقد اختلف اھل السیر وغیرھم فی صفۃ القبور المقدسۃ علی سبع روایات اوردھا) ابوالیمین (ابن عساکر فی) کتابہ (تحفۃ الزائر) والصحیح منھا روایتان احدھما ماتقدم عن القاسم والاخری دبھا جزم رزین وغیرہ وعلیھا الاکثر کما قال المصنف فی الفصل الثانی وقال النووی انھا المشھورۃ والسمھودی انھا اشھر الروایات ان قبرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی القبلۃ مقدما ثم مدارھا ثم قبر ابی بکر حذاء منکبی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقبر عمر حذاء منکبی ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنھما وھذا صفتھا۔

المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ

الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ

وصورت واحدۃ من الضعیفۃ ولاحاجۃ لذکر باقیھا اھ مافی المواھب وشرحھا ملتقطا قلت وقد ذکر السبع جمیعا الامام البدر محمود العینی فی عمدۃ القاری فراجعھا ان ھویت مطالع المسرات میں ہے ودع المؤلف صفۃ الروضۃ ھکذا۔

قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

قبر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ

قبر ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ

ابوبکر موخر قلیلا عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خلفہ وعمر خلف رجلی ابی بکر وروی ابوداؤد والحاکم وصحح اسنادہ عن القاسم بن محمد الحدیث قال السمھودی وھذا ارجح ماروی عن القاسم ثم صورھا عن ابن عساکر ھکذا۔

قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

قبر عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ

قبر ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ

وصدر ابوالفرج ابن الجوزی بوضعھا ھکذا ونسب ابن حجر ھذہ الصفۃ الی الاکثر اھ مختصرا قلت ومع ھٰھنا فی الکتاب تخلیط واضطراب علیہ علی وزادہ سید المرتضٰی فی النقل عنہ فی شرح الاحیاء شیئا لم اجدہ فی نسختی شرح الدلائل ولا ھو صحیح فی نفسہ وذلک انہ لم یذکر فی المطالع عن ابن الجوزی صورۃ جدیدۃ فکان قولہ ھکذا اشارۃ الی مامر وھو الذی نسبہ ابن حجر الی الجمھور والاکثر کما فیما یذکر اما المرتضٰی فنقل تصویرہ عن المطالع عن ابن الجوزی بعد قولہ ھکذا ھکذا۔

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ

عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ

ثم عقبہ بقولہ ونسب ابن حجر ھذہ الصفۃ الی الاکثر الخ فلا ادری لعل ھذا الغلط فی التصویر من النساخ واللہ تعالٰی اعلم جوہر منظم امام ابن حجر میں ہے یسن بل یتأکد اذا فرغ من السلام علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان یتاخر الی صوب یمینہ قدر ذراع للسلام علی ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ وکرم وجہہ لان راسہ عند منکب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم یتاخر الی یمینہ ایضا قدر ذراع للسلام علی سیدنا عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ لان راسہ عند منکب ابی بکر وھذہ صورۃ القبور الثلثۃ الکریمۃ علی الاصح المذکور وعلیہا الجمہور۔ ثم قال بعد التصویر اخترت وضعہا علی ھذہ الکیفیۃ لانہا المطابقۃ للواقع عند توجیہ الزائرالیہم الخ۔

اگر معاذ اللہ دلائل الخیرات شریف سے نقشہ مقدسہ نکالا جائے تو نہ صرف دلائل بلکہ ان سب کتب احادیث وسیر وغیرہا کے اوراق چاک کئے جائیں اور راوان ائمہ محدثین کے بنائے ہوئے نقشوں کا کیا علاج ہو جو زمانہ تابعین وتبع تابعین سے قرناً فقرناً روایت حدیث میں نقشے بناتے آئے اللہ عزوجل افراط وتفریط کی آفت سے بچائے۔ دلائل الخیرات شریف کو تالیف ہوئے پورے پانسو برس گزرے جب سے یہ کتاب مستطاب شرقاً غرباً عرباً عجماً تمام جہان کے علما واولیاء وصلحا میں حرز جان و وظیفہ دین وایمان ہو رہی ہے یہ حسن قبول خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم زید وعمرو کے مٹائے نہیں مٹ سکتا ؎ ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند ؛ روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را ؛ ہاں اب نئے زمانے فتنہ کے گھرانے میں وہ گمراہ بھی پیدا ہوئے جو عیاذاً باللہ دلائل الخیرات کو معدن شرک وبدعات کہتے ہیں مگر اون کے بکنے سے اُمت مرحومہ کا اتفاق واطباق نہیں ٹوٹ سکتا ؎ مہ فشاند نور وسگ عوعو کند ؛ ہر کسے بر خلقت خود می تند۔ کشف الظنون میں ہے دلائل الخیرات آیۃ من اٰیات اللہ یواظب بقراء تہ فی المشارق والمغارب ولدلائل اختلاف فی النسخ لکثرۃ روایتہا عن المؤلف رحمہ اللہ تعالٰی لکن المعتبر نسخۃ ابی عبداللہ محمد السہیلی کان المؤلف صححہا قبل وفاتہ بثمان سنین سادس ربیع الاول ۸۶۲ھ ملخصا۔ یعنی کتاب دلائل الخیرات اللہ تعالٰی کی آیتوں سے ایک آیت ہے کہ مشارق ومغارب میں ہمیشہ پڑھی جاتی ہے اوس کے نسخے مختلف ہیں کہ مؤلف رحمہ اللہ تعالٰی سے اوس کی روایت بکثرت ہوئی مگر معتبر ابو عبداللہ محمد سہیلی کا نسخہ ہے کہ مصنف قدس سرہ نے وصال شریف سے آٹھ برس پہلے ششم ربیع الاول ۸۶۲ھ کو اوس کی تصحیح فرمائی تھی۔

(۱۳) علامہ محمد بن احمد بن علی فاسی قصری مطالع میں فرماتے ہیں اعقب المؤلف رحمہ اللہ تعالٰی ورضی عنہ ترجمۃ الاسماء بترجمۃ صفۃ الروضۃ المبارکۃ موافقا وتابعا للشیخ تاج الدین الفاکہانی فانہ عقد فی کتابہ الفجر المنیر بابا فی صفۃ القبور المقدسۃ ومن فوائد ذلک ان یزور المثال من لم یتمکن من زیارۃ الروضۃ ویشاھدہ مشتاق ویلثمہ ویزداد فیہ حبا وشوقا مؤلف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فصل اسمائے طیبہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد صفت روضہ مبارکہ کی فصل بہ تبعیت وموافقت امام تاج الدین فاکہانی ذکر فرمائی کہ اونھوں نے بھی اپنی کتاب فجر منیر میں قبور مقدسہ کی تصویر میں خاص ایک باب ذکر کیا۔ اور اس میں بہت فائدے ہیں ازانجملہ یہ کہ جسے روضہ مبارکہ کی زیارت میسر نہ ہوئی وہ اس نقشہ پاک کی زیارت کرے مشتاق اسے دیکھے اور بوسہ دے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی محبت اور حضور کا شوق اس کے دل میں بڑھے اللھم ارزقنا آمین (۱۴) اسی میں ہے قد کنت رأیت تالیفا لبعض المشارقۃ یقول فیہ انہ ینبغی لذاکر اسم الجلالۃ من المریدین ان یکتبہ بالذھب فی ورقۃ ویجعلہ نصب عینیہ فاذا صور قاری ھذا الکتاب الروضۃ صورۃ حسنۃ بالوان حسنۃ وخصوصا بالذھب فھو من معنی ذلک میں نے بعض علماء مشرق کی تالیف میں دیکھا کہ جو مُرید اسم پاک اللہ کا ذکر کرے اوسے چاہیے کہ نام پاک اللہ ایک ورق میں سونے سے لکھ کر اپنے پیش نظر رکھے تو جب اس کتاب کو پڑھنے والا روضہ مقدسہ کی خوبصورت تصویر خوشنما رنگوں سے رنگین خصوصاً آب زر سے بنائے تو وہ اسی قبیل سے ہے۔ (۱۵) اوسی میں ہے وقد ذکر بعض من تکلم علی الاذکار وکیفیۃ التربیۃ بہا انہ اذا کمل لا الٰہ الا اللہ بمحمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلیشخص بین عینیہ ذاتہ الکریمۃ بشریتہ من نور فی ثیاب من نور یعنی لتنطبع صورتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی روحانیتہ ویتألف معہا تالفا یتمکن بہ من الاستفادۃ من اسرارہ والاقتباس من انوارہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فان لم یرزق تشخص صورتہ فیری کانہ جالس عند قبرہ المبارک یشیر الیہ متی ماذکرہ فان القلب متی ما شغلہ شیئ امتنع من قبول غیرہ فی الوقت الی آخر کلامہ فیحتاج الی تصویر الروضۃ الشریفۃ والقبور المقدسۃ لیعرف صورتہا ویشخصہا بین عینیہ من لم یعرفہا من المصلین علیہ فی ھذا الکتاب وھم عامۃ الناس وجمہورھم بعض اولیاء کرام جنھوں نے ذکر وشغل سے تربیت مریدین کی کیفیت ارشاد کی بیان فرماتے ہیں کہ جب ذکر لا الٰہ الا اللہ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کامل کرے تو چاہیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا تصور اپنے پیش نظر جمائے بشری صورت نور کی طلعت نور کے لباس میں تاکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صورت کریمہ اس کے آئینہ دل میں جم جائے اور اوس سے وہ اُلفت پیدا ہو جس کے سبب حضور کے اسرار سے فائدہ لے حضور کے انوار کے پھول چُنے اور جسے یہ تصور میسر نہ ہو وہ یہی خیال جمائے

کہ گویا مزار مبارک کے سامنے حاضر ہے اور ہر بار جب ذکر میں نام پاک آئے تصور میں مزار اقدس کی طرف اشارہ کرتا جائے کہ دل جب ایک چیز سے مشغول ہوجاتا ہے پھر اس وقت دوسری چیز قبول نہیں کرتا تو اب روضہ مطہرہ وقبور مطہرہ کی تصویر بنانے کی حاجت ہوئی کہ جن دلائل الخیرات پڑھنے والوں نے اون کی زیارت نہ کی اور اکثر ایسے ہی ہیں وہ اونھیں پہچان لیں اور ذکر کے وقت اون کا تصور ذہن میں جمائیں (۱۶) اوسی میں ہے وقد استنابوا مثال النعل عن النعل وجعلوا لہ من الاکرام والاحترام ماللمنوب عنہ وذکروا لہ خواص وبرکات وقد جربت وقالوا فیہ اشعارا کثیرۃ والفوافی صورتہ ورووہ بالاسانید وقد قال القائل ؎ اذا ما الشوق اقلقنی الیھا ؛ ولم اظفر بمطلوبی لدیھا ؛ نقشت مثالھا فی الکف نقشا ؛ وقلت لناظری قصرا علیھا ؛

علمائے کرام نے نعل مقدس کے نقشے کو نعل مقدس کا قائم مقام بنایا اور اوس کے لیے وہی اکرام واحترام جو اصل کے لیے تھا ثابت ٹھہرایا اور اوس نقشہ مبارک کے لیے خواص وبرکات ذکر فرمائے اور بلاشبہہ وہ تجربے میں آئے اور اوس میں کثرت اشعار کہے اور اوس کی تصویر میں رسالے تصنیف کیے اور اوسے سندوں کے ساتھ روایت کیا اور کہنے والے نے کہا جب اوس کی آتش شوق میرے سینے میں بھڑکتی ہے اور اوس کا دیدار میسر نہیں ہوتا اوس کی تصویر ہاتھ پر کھینچ کر آنکھ سے کہتا ہوں اسی پر بس کر (۱۷) علامہ تاج فاکہانی فجر منیر میں فرماتے ہیں۔ من فوائد ذلک ان من لم یمکنہ زیارۃ الروضۃ فلیبرز مثالھا ولیلثمہ مشتاقا لانہ ناب مناب الاصل کما قد ناب مثال نعلہ الشریفۃ مناب عینھا فی المنافع والخواص شہادۃ التجربۃ الصحیحۃ ولذا جعلوا لہ من الاکرام والاحترام ما یجعلون للمنوب عنہ الخ۔ نقشہ روضہ مبارک کے لکھنے میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے اصل روضہ اقدس کی زیارت نہ ملی وہ اس کی زیارت کرے اور شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے کہ یہ مثال اوسی اصل کے قائم مقام ہے جیسے نقشہ نعل مقدس منافع وخواص میں بالیقین اوس کا قائم مقام ہے جس پر صحیح تجربہ شاہد عدل ہے ولہذا علمائے دین نے نقشے کا اعزاز واعظام وہی رکھا جو اصل کا رکھتے ہیں (۱۸) حضرت مصنف دلائل قدس سرہ العزیز اوس کی شرح کبیر میں اسے نقل فرماتے اور علامہ ممدوح کی متابعت ظاہر کرتے ہیں۔ حیث قال انما ذکرتھا تابعا للشیخ تاج الدین الفاکھانی فانہ عقد فی کتابہ الفجر المنیر بابا فی صفۃ القبور المقدسۃ وقال ومن فوائد ذلک الخ (۱۹) امام ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف اسلمی شہیر بابن الحاج التونسی الاندلسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے نقشہ نعل مقدس کے بیان میں مستقل کتاب تالیف فرمائی (۲۰) اسی طرح اون کے تلمیذ شیخ عزیز ابوالیمن ابن عساکر نے نفیس وجلیل کتاب مسمّٰی بہ خدمت النعل للمقام المحمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لکھی جس کے ساتھ اکابر ائمہ نے مثل کتب حدیث روایۃً وسماعًا وقراءۃً اعتنائے تام کیا (۲۱) امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں قد ذکر ابوالیمن ابن عساکر تمثال نعلہ الکریم علیہ افضل الصلٰوۃ والتسلیم فی جزء مفرد رویتہ قراءۃ وسماعا وکذا افردہ بالتالیف ابواسحٰق ابراہیم بن محمد بن خلف السلمی المشہور بابن الحاج من اھل المریۃ بالاندلس وکذا غیرھما وللہ در ابی الیمن بن عساکر حیث قال ؎

یا منشدا فی رسم ربع خال ومناشد الدوارس الاطلال دع ندب آثار وذکر مآثر
لاحبۃ بانوا او عصر خال ولثم ثری الاثر الکریم محبذا ان فزت ھنہ بلثم ذو التمثال
منافع بھا خدا او عفر وجنۃ فی تربھا وجدا او فرط تغال یا شبہ نعل المصطفٰی روحی الفدا
لمحلک الاسمی الشریف العالی حلت لمرآک العیون وقد نآ ے وقفا العیون بجلیو ما ھمال
وتذکرت عھد العقیق فثارت شوقا عقیق الدمع الھطال اذکرتنی قد ما لھا وقدم العلی
والجود والمعروف والافضال لوان خدی یحتذی نعلا لھا لبلغت من نیل المنی آمالی
او ان اجفانی لوطء نعالھا ارض سمت عزا بذا الاذلال اھ بالاختصار

خلاصہ یہ کہ ابوالیمن ابن عساکر نے نقشہ نعل اقدس کے باب میں ایک مستقل جزو تالیف کیا جسے میں نے اُستاد پر پڑھ کر اور استاد سے سُن کر روایت کیا اور اسی طرح ابن الحاج اندلسی وغیرہما علما نے اس بارہ میں مستقل تصنیفیں کیں اور اللہ عزوجل کے لیے ہے خوبی ابوالیمن ابن عساکر کی کیا خوب قصیدہ مدح شریفہ شریف میں لکھا ہے جس میں فرماتے ہیں اے فانی کی یاد کرنے والے ان چیزوں کی یاد چھوڑ اور تبرکات شریفہ مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خاکبوسی کر زہے نصیب اگر تجھے اس تصویر نعل مبارک کا بوسہ ملے اپنا رُخسارہ اوس پر رکھ اور اوس کی خاک پر اپنا چہرہ مل۔ اے نعل مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

کی تصویر تیری عزّت و شرف بلند پر میری جان قربان تجھے دیکھ کر آنکھیں ایسی بہ نکلیں کہ اب تھمتا بہت دور ہے تجھے دیکھ کر اونھیں مدینے کی وادی عقیق میں مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رفتار یاد آگئی لہٰذا اپنے اشک رواں کے سُرخ سُرخ عقیق نچھاور کر رہے ہیں اے تصویر نعل مبارک تونے مجھے وہ قدم پاک یاد دلا دیا جس کے بلندی وجود و احسان و فضل قدیم سے ہیں اگر میرا رخسارہ تراش کر اس قدم پاک کے لیے کفش بناتے تو دل کی تمنا بر آتی یا میری آنکھ اون کی کفش مبارک کے لیے زمین ہوتی تو اُس زمین ہونے سے عزت کا آسمان بن جاتی ع جزاک اللہ خیرا یا ابا الیمن ؛

(۲۲) ابوالحکم بن عبدالرحمٰن الشہیر بابن الرحل کہ فضلائے مغاربہ سے ہیں امام نقیقۃ الحفاظ ابن حجر عسقلانی نے تبصیر میں ان کا ذکر لکھا وصف نقشہ نعل مبارک میں اون کا قصیدہ غرّا شیخ ابن الحاج نے اپنی کتاب مذکور میں ذکر کیا امام قسطلانی نے اوسے ما احسنہا کہا یعنی کیا خوب فرمایا اوس کے بعض ابیات کریمہ مواہب میں یہ ہیں ؎

مثال لفعلی من احب هویته ۔۔۔ فها انا فی یومی ولیلی لاثمہ ۔۔۔ اجر علی رای و وجهه ادیمه ۔۔۔ والثمه طورا واطورا الازمه

اشد فی رجل اکرام من مشے ۔۔۔ فتبصرہ عینی وکانما حاملہ ۔۔۔ اجرک خدی ثم احسب وقعه ۔۔۔ علی وجنتی خطوا هناک یداومه

ومن لی بوقع النعل فی حر وجنتی ۔۔۔ لماش علت فوق النجوم براجمه ۔۔۔ ساجعله فوق الترائب عوذة ۔۔۔ لقلبی لعل القلب یبرد حاجمه

وارابطه فوق الشئون تمیمة ۔۔۔ یجفنی لعل الجفن یرقا ساجمه ۔۔۔ الا بابی تمثال نعل محمد ۔۔۔ لطاب لحاذیه وقدس خادمه

یود هلال الافق لو انه هوے ۔۔۔ یبزاحمنا فی لثمه ونزاحمه ۔۔۔ سلام علیه کلما هبت الصبا ۔۔۔ وغنت باغصان الاراک حمائمه

اپنے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تصویر نعل پاک کو میں دوست رکھتا اور رات دن اوسے بوسہ دیتا ہوں اپنے سر اور منہ پر رکھتا اور کبھی چومتا کبھی سینے سے لگاتا ہوں میں اپنے دھیان میں اوسے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پائے اقدس میں تصور کرتا ہوں تو شدت صدق تصور سے گویا اپنی آنکھوں سے جاگتے میں دیکھ لیتا ہوں اوس نقشہ پاک کو اپنے رخسارے پر رکھ کر جنبش دیتا اور یہ خیال کرتا ہوں کہ گویا وہ اوسے پہنے ہوئے میرے رخسارے پر چل رہے ہیں آہ کون ایسی صورت کر دے کہ وہ پائے مبارک جو ستارگان آسمان ہشتم کے سروں پر بلند ہوئے اون کی کفش مبارک چلنے میں میرے رخسارے پر پڑے۔ میں نقشہ نعل مبارک کو اپنے سینے پر دل کا تعویذ بناکر رکھوں گا شاید دل کی آنکھ ٹھنڈی ہو میں اوسے سر پر آنکھوں کا تعویذ بناکر باندھوں گا شاید بہتی پلکیں رُکیں۔ سُن لو تصویر کفش مقدس پر میرا باپ نثار کیا اچھا ہے اوس کا بنانے والا اور جو اوس کی خدمت کرے پاک ہوجائے ماہ نو کی تمنا ہے کاش آسمان سے اوتر کر اس نقشہ مبارک کے بوسے میں ہم اور وہ باہم مزاحمت کرتے اللہ عزوجل کا سلام او تیرے محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر جب تک بادِ صبا چلے اور جب تک درخت اراک کی ڈالیوں پر کبوتر گونجیں اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلٰی اٰلہ وامتہ ابدا آمین (۲۳) نیز مواہب لدنیہ میں ہے، من بعض ماذکر من فضلها وجرب من نفعها وبرکتها ماذکرہ ابوجعفر احمد بن عبدالمجید وکان شیخا صالحا ورعا قال حذرت هذا المثال لبعض الطلبة فجاءنی یوما فقال رأیت البارحة من برکة هذا النعل عجبا اصاب زوجی وجع شدید کاد یهلکها فجعلت النعل علی موضع الوجع وقلت اللھم اشفعا ببرکة هذا النعل فشفاها اللہ للحین اس مثال مبارک کے فضائل جو ذکر کیے گئے اور اوس کے منافع و برکات جو تجربے میں آئے اون میں سے وہ ہیں جو شیخ صالح صاحب ورع و تقوی ابوجعفر احمد بن عبدالمجید نے بیان فرمایا کہ میں نے نعل مقدس کی مثال اپنے بعض تلامذہ کو بنادی تھی ایک روز اونھوں نے آکر کہا رات میں نے اس مثال مبارک کی عجیب برکت دیکھی میری زوجہ کو ایک سخت درد لاحق ہوا کہ مرنے کے قریب ہوگئی میں نے مثال مبارک موضع درد پر رکھ کر دعا کی کہ الٰہی اس کی برکت سے شفا دے اللہ عزوجل نے فوراً شفا بخشی (۲۴) نیز امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ ابواسحٰق ابراہیم بن الحاج فرماتے ہیں کہ اون کے شیخ الشیخ ابوالقاسم بن محمد فرماتے ہیں ومما جرب من برکتہ ان امسکہ عندہ متبرکا بہ کان امانا لہ من بغی البغاۃ وغلبۃ العداۃ وحرزا من کل شیطان مارد ومن کل حاسد وان امسکتہ الحامل بیمینها وقد اشتد علیها الطلق تیسر امرها بحول اللہ تعالٰی وقوتہ **نقشہ نعل مبارک کی آزمائی ہوئی برکات** سے ہے کہ جو شخص بہ نیت تبرک اوسے اپنے پاس رکھے ظالموں کے ظلم اور دشمنوں کے غلبے سے امان پائے اور وہ نقشہ مبارک ہر شیطان سرکش اور ہر حاسد کے چشم زخم سے اوس کی پناہ ہوجائے اور زن حاملہ شدت دردِ زہ میں اگر اوسے اپنے داہنے ہاتھ میں لے بعنایت الٰہی اوس کا کام آسان ہو (۲۵) علامہ احمد بن محمد مقری تلمسانی نے اس باب میں دو مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں ایک النفحات العنبریہ فی وصف نعل خیر البریہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ وجیز و نافع ہے دوسری فتح المتعال

فی مدح خیر النعال کہ بسیط وجامع ہے ان کتب مبارکہ میں عجب عجب فضائل وبرکات دفع بلیات وقضائے حاجات کے جو اس نقشہ مبارکہ سے خود مشاہدہ کئے اور سلف صالح ومعاصرین صالحین نے دیکھے بکثرت بیان فرمائے اون کا ذکر باعث تطویل ہے جو چاہے فتح المتعال مطالعہ کرے اب ہم بنظر اختصار اون باقی ائمہ واعلام کے بعض گرامی نام شمار کرنے پر اقتصار کریں جنھوں نے نقشہ مبارکہ بنایا بنوایا بناکر اپنے تلامذہ کو عطا فرمایا اوس سے تبرک کیا اوس کی مدحیں لکھیں اوس سے فیض وبرکت حاصل کرنے اوسے سر آنکھوں پر رکھنے بوسہ دینے کی ترغیبیں کیں احادیث کی طرح باہتمام تام اوس کی روایتیں فرمائیں جسے تفصیل دیکھنی ہو فتح المتعال وغیرہ کی طرف رجوع لائے وباللہ التوفیق (۲۶) امام اجل ابواویس عبداللہ بن عبداللہ بن اویس ابوالفضل بن مالک بن ابی عامر اصبحی مدنی کہ اکابر علماء مدینہ طیبہ وائمہ محدثین ورجال صحیح مسلم وسنن ابی داؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ اور تبع تابعین کے طبقہ اعلٰی سے ہیں امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بہنوئی اور بھتیجے یعنی اون کے حقیقی چچازاد بھائی کے بیٹے ہیں ۱۶۷ھ میں انتقال فرمایا انھوں نے خود اپنے واسطے امام مالک وغیرہ اکابر تابعین وتبع تابعین کے زمانے میں نعل اقدس نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مثال بنوا کر اپنے پاس رکھی اور قرناً فقرناً اس مثال کے نقشے ہر طبقہ کے علماء لیتے رہے (۲۷) ان کے صاحبزادے امام مالک کے بھانجے اسمٰعیل بن ابی اویس کہ امام بخاری وامام مسلم کے اوستاذ اور رجال صحیحین اور اتباع تبع تابعین کے طبقہ اعلٰی سے ہیں امام شافعی وامام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہما کے معاصر ۲۲۶ھ ہجری میں وفات پائی (۲۸) ان کے شاگرد ابویحیٰی بن ابی میسرہ (۲۹) ان کے تلمیذ ابو محمد ابراہیم بن سہل سبتی (۳۰) ان کے شاگرد ابوسعید عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ مکی (۳۱) ان کے تلمیذ محمد بن جعفر تمیمی (۳۲) ان کے تلمیذ محمد بن الحسین الفارسی (۳۳) ان کے شاگرد شیخ ابوزکریا عبدالرحیم بن احمد بن نصر بن اسحاق بخاری (۳۴) ان کے تلمیذ شیخ فقیہ ابوالقاسم علی بن عبدالسلام بن حسن زیلی (۳۵) ان کے شاگرد شیخ عیاض (۳۶) دوسرے تلمیذ اجل امام اکملی حافظ الحدیث قاضی ابوبکر ابن العربی اشبیلی اندلسی (۳۷) ان دونوں کے شاگرد امام ابن العربی کے صاحبزادے فقیہ ابوزید عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ (۳۸) ان کے تلمیذ ابن الحیہ (۳۹) ان کے شاگرد شیخ ابن البر تونسی (۴۰) ان کے تلمیذ شیخ ابن فہد مکی (۴۱) ح امام اجل ابن العربی ممدوح کے دوسرے شاگرد ابوالقاسم خلف بن بشکوال (۴۲) ان کے تلمیذ ابوجعفر احمد بن علی اوسی جن کے شاگرد ابوالقاسم بن محمد اور ان کے تلمیذ ابواسحٰق ابراہیم بن الحاج ان کے شاگرد ابوالیمن ابن عساکر مذکورین ہیں جن کے اقوال طیبہ اوپر مرقوم ہوئے (۴۳) ح امام اسمٰعیل بن ابی اویس مدنی ممدوح کے دوسرے تلمیذ ابواسحٰق ابراہیم بن الحسین (۴۴) ان کے شاگرد محمد بن احمد خزاری اصبہانی (۴۵) ان کے تلمیذ ابوعثمٰن سعید بن حسن تستری (۴۶) ان کے شاگرد ابوبکر محمد بن عدی بن علی منقری (۴۷) ان کے تلمیذ ابوطالب عبداللہ بن حسن بن احمد عنبری (۴۸) ان کے شاگرد ابو محمد عبدالعزیز بن احمد کنانی (۴۹) ان کے تلمیذ ابو محمد ہبۃ اللہ بن احمد بن محمد اکفانی دمشقی (۵۰) ان کے شاگرد حافظ ابوطاہر احمد بن محمد بن احمد اسکندرانی (۵۱) ان کے تلمیذ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمن تجیبی (۵۲) ان کے شاگرد ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ سبتی ان کے تلمیذ ابواسحٰق ابراہیم بن الحاج سلمی ممدوح ان کے شاگرد ابن عساکر (۵۳) ان کے تلمیذ بدر فارقی۔ یہ تین سلسلے مثل سلاسل حدیث تھے۔ ان کے علاوہ (۵۴) امام ابوحفص عمر فاکہانی اسکندرانی (۵۵) شیخ یوسف تتائی مالکی (۵۶) فقیہ ابوعبداللہ بن سلام (۵۷) فقیہ محدث ابویعقوب (۵۸) ان کے شاگرد ابوعبداللہ محمد بن رشید فہری (۵۹) حافظ شہیر ابوالربیع بن سالم کلاعی (۶۰) ان کے تلمیذ حافظ ابوعبداللہ بن الآبار قضاعی (۶۱) ابوعبداللہ محمد بن جابر وادی (۶۲) خطیب ابوعبداللہ بن مرزوق تلمسانی (۶۳) ابن عبدالملک مراکشی (۶۴) شیخ ابوالخصال (۶۵) ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحق انصاری معروف بابن القصاب (۶۶) شیخ فتح اللہ حلبی بیلوتی (۶۷) قاضی شمس الدین ضیف اللہ ترابی رشیدی (۶۸) شیخ عبدالمنعم سیوطی (۶۹) محمد بن فرج سبتی (۷۰) شیخ ابن حبیب النبی جن سے علامہ تلمسانی نے نقشہ مقدسہ کی عجیب برکت شفا کی روایت کی (۷۱) سید محمد موسٰی حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح (۷۲) سید جمال الدین محدث صاحب روضۃ الاحباب (۷۳) علامہ شہاب الدین خفاجی جنھوں نے فتح المتعال کی تعریف کی اور ھو مصنف حسن فرمایا یعنی وہ خوب کتاب ہے (۷۴) فاضل کاتب چلپی صاحب کشف الظنون (۷۵) فاضل علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح مواہب وموطا امام مالک۔ اب اور پانچ ائمہ کرام کے اسماء طیبہ عالیہ پر اختتام کیجئے جن کی امامت کبرٰی پر اجماع اور اون کی جلالت شان وعظمت مکان مشہور ومعروف بلاد وبقاع (۷۶) امام اجل حافظ الحدیث زین الدین عراقی استاذ امام الشان ابن حجر عسقلانی صاحب الفیہ سیرت وغیرہا (۷۷) اون کے ابن کریم علامہ عظیم سیدی ابوزرعہ عراقی (۷۸) امام اجل سراج الفقہ والحدیث والملۃ والدین بلقینی (۷۹) امام جلیل محدث نبیل حافظ شمس الدین سخاوی (۸۰) امام اجل واکرم علامہ عالم خاتم الحفاظ والمحدثین جلال الملۃ والشرع والدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی رضی اللہ تعالٰی عنہم وعنابہم یوم الدین آمین یارب العلمین بالجملہ مزار اقدس

کا نقشہ تابعین کرام اور نعل مبارک کی تصویر تبع تابعین اعلام سے ثابت اور جب سے آج تک ہر قرن وطبقہ کے علماء وصلحا میں معمول ورائج ہمیشہ اکابر دین اون سے تبرک کرتے اور اون کی تکریم وتعظیم رکھتے آئے ہیں تو اب انھیں بدعت شنیعہ کو شرک وحرام نہ کہے گا مگر جاہل بیباک یا گمراہ بددین مریض القلب ناپاک والعیاذ باللہ من مھاوی الھلاک آجکل کے کسی نوآموز قاصر ناقص خاطر کی بات ان اکابر ائمہ دین واعاظم علماء معتمدین کے ارشادات عالیہ کے حضور کسی ذی عقل دیندار کے نزدیک کیا وقعت رکھتی ہے عاقل منصف کے لیے اسی قدر کافی ہے واللہ الھادی وولی الایادی بہ تحقق وعلیہ اعتمادی الحمدللہ کہ یہ مجمل جواب موضح صواب اواخر ذی الحجہ مبارک ۱۳۱۵ھ کے چند جلسوں میں تمام اور بلحاظ تاریخ شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ[1] نام ہوا والحمدللہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اٰمین واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم اس تحریر کے چند ماہ بعد بعض صاحبوں نے اس کے مخالف آجکل کی بعض[2] ہندی تحریریں پیش کیں جن میں کسی امام معتمد یا عالم مستند سے اس کے خلاف پر اصلا سند نہ دی گئی ہم ابھی گزارش کرچکے ہیں کہ ارشادات ائمہ دین وعلماء معتمدین کے مقابل این وآں کے بے سند اقوال کیا قابل استدلال۔ قرون ثلٰثہ میں باوصف تحقق ضرورت اس کی طرف قولاً وفعلاً اصلا توجہ نہ پائے جانے کا جواب بھی واضح ہوچکا کہ زمانہ تابعین وتبع تابعین سے متوارث ہے۔ اور ضرورت شرعیہ بمعنی افتراض ووجوب نہ ہونا تو بدیہی یوہیں بایں معنی کہ کوئی امر مامور بہ فی الشرع عیناً اس پر موقوف ہو واضح الننع نہ سہی مسلم کہ مقتضی عین موجود مذکر حاصل موانع مفقود جس سے باوصف تحقق خطور بالبال وخصوص احتیاج بالقصد امتناع پر اطباق واجماع مفہوم ہو اور جہاں ایسا نہیں وہاں عدم وقوع ہرگز مفید کف تصدی نہیں کہ وہی مقدور ہے اور اوس میں اتباع وقد حققنا ھذہ المباحث فی کتابنا المبارک انشاء اللہ تعالٰی البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ اس قضیہ کو اگر یوہیں اگر مرسل رکھیں تو صدہا مسائل شرعیہ خود صاحب تحریر مذکور کے تحریرات کثیرہ اوس کی نقض ومناقض موجود ہیں جن میں بعض ہمارے رسالہ سرور العید السعید فی حل الدعاء بعد صلاۃ العید میں بحوالہ جلد وصفحہ مذکور ہوئیں رہا یہ کہ نقشہ کعبہ معظمہ وروضہ منورہ کو اون کا عین یا تمام احکام میں مساوی سمجھنا کہ نقشہ کعبہ کے طواف سے حج ادا ہوجائے اور حج کے بعد نقشہ روضہ کے پاس حاضری زیارت مقدسہ کی حاضری سے مغنی ہوجائے یہ کسی جاہل کا بھی زعم نہیں ایسے اوہام باطلہ البتہ مشرکین وروافض کو پیدا ہوتے ہیں رسالہ اسلمی میں قطع نظر اس سے کہ وہ کیا اور کیسا رسالہ اور کہاں تک محل استناد میں پیش ہونے کی لیاقت رکھتا ہے اسی وہم پر اعتراض ہے وہ اس طریقۂ اینقہ پر جو ائمہ کرام وعلمائے اعلام میں معمول ومقبول رہا اصلا وارد نہیں وباللہ التوفیق واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از کانپور محلہ جرنیل گنج مسجد حاجی فرصت مرسلہ شیخ محمد سہول ۱۰ محرم الحرام ۱۳۱۶ھ

ماقولکم ایھا العلماء والکرام اس مسئلہ میں کہ ذکر میلاد کے وقت جیسا کہ آجکل قیام کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

قیام وقت ذکر ولادت حضور سید الانام علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلاۃ والسلام مستحب ومقبول ائمہ کرام وعلماء اعلام ورائج ومعمول حرمین طیبین وجملہ بلاد دارالاسلام ہے شرع مطہر سے اوس کے منع پر اصلا دلیل نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان اس مسئلہ کی تفصیل جلیل کتاب مستطاب اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام تصنیف لطیف حضرت خاتم المحققین امام المدققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد ورسالہ اقامۃ القیامہ علٰی طاعن القیام لنبی تھامہ تالیف فقیر نحیف ودیگر کتب ورسائل علماء واافاضل میں ہے علامہ سید جعفر برزنجی مدنی قدس سرہ السنی عقد الجوہر میں فرماتے ہیں قد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ الشریفۃ ائمۃ ذو روایۃ ورویۃ فطوبٰی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ خاتمۃ المحدثین علامہ سید احمد زین دحلان مکی قدس سرہ الملکی الدرر السنیہ میں فرماتے ہیں من تعظیمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الفرح بلیلۃ ولادتہ وقراءۃ المولد والقیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واطعام الطعام وغیر ذٰلک مما یعتاد الناس فعلہ من انواع البر فان ذٰلک کلہ من تعظیمہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقد افردت مسألۃ المولد وما یتعلق بھا بالتالیف واعتنی بذٰلک کثیر من العلماء فالفوا فی ذٰلک مصنفات مشحونۃ بالادلۃ والبراھین فلاحاجۃ لنا الی الاطالۃ بذٰلک انتھی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] بہمزہ بے مرکز ملحوظ العدد ست ۱۲ [2] یعنی فتوی مولوی عبدالحی لکھنوی ۱۲

مسئلہ: کیا ہے حکم شرع شریف میں نسبت پہننے ٹوپی سچی یا جھوٹی سلمہ ستارہ یا ریشم کی۔

الجواب

چار انگل سے زائد ناجائز اور اس کا استعمال ممنوع ہے اور متفرق ریشم کا کام ہو خواہ سونے چاندی کا جمع نہ کیا جائے گا جب تک مثل مغرق کے نظر نہ آتا ہو۔ اور جھوٹے کام کا جزئیہ اس وقت کی نظر میں حاضر نہیں اگر سونا چاندی غالب یا مساوی ہے تو اوس کا حکم سونے چاندی ہی کے مثل ہے اور مغلوب ہے یا صرف تانبا تاہم ظاہرا خالی کراہت سے نہیں خصوصًا ایسی حالت میں کہ نصارٰی یا فساق کی وضع مخصوص ہو کہ اس صورت میں کراہت یقینی ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کانپور پرانی سبزی منڈی کی مسجد مرسلہ مولوی احمد علی صاحب ۱۶ ربیع الاول شریف ۱۳۱۶ھ۔

ماقولکم رحمکم اللہ تعالٰی اس مسئلہ میں کہ دیار بنگالہ میں آجکل بعض بعض مولوی اور میاں جی دو تین چھوکروں کو جو لحن دلکش و دلآویز رکھتا ہو اردو فارسی غزل کا وزن گنگری کا ساتھ تعلیم دیتے ہیں جب کہیں مولود شریف کی دعوت ہوتی ہے تو اون چھوکروں کو ہمراہ لے کر جاتے ہیں اور محفل میلاد شریف پکا کرکے عوام وخواص کو اطلاع واعلان کرتے ہیں جب سامعین مجتمع ہوجاتے ہیں تو فارسی واردو غزل اور قصائد واشعار گرناگوں کو اون چھوکروں کے سور سے اپنی سور ملاکر اس طور پر پڑھتے کہ مجال کیا ہے کسی کو جو اوس میں اور رنڈیوں کے گانے میں کچھ بھی فرق سمجھے مگر سامعین میں سے اکثر تو ایسے ہیں کہ فارسی واردو تو بالکل نہیں سمجھتے ہیں مجرد وزن اور آواز ہی پر فریفتہ ومفتون ہوکر سماعت کرتے ہیں اور گاہ بگاہ عبارت منثورہ سے اپنی زبان میں سمجھا دیتے ہیں وہ بھی اکثر بے اصل ہے اس طور پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ایسا پڑھنا ممنوع ہے یہ پڑھنا نہیں گانا ہے اور امرد کے گانے میں فتنہ ہے اور فتنے کا بند کرنا واجب فی رد المحتار عن التاتارخانیہ عن العیون سماع غناء حرام ومن اباحہ فلمن تخلی عن اللھو وتحلی بالتقوی واحتاج الی ذلک احتیاج المریض الی الدواء ولہ شرائط ستۃ ان لایکون فیھم امرد الخ ملخصا وفی الخیریۃ عن التتارخانیۃ عن نصلب الاحتساب التغنی واستماع الغناء حرام ومن اباحہ فلمن تخلی عن الھوی ولہ شرائط ان لایکون فیھم امرد والامرأۃ الخ ملتقطا یونہی بے اصل وباطل روایات کا پڑھنا سننا حرام وگناہ ہے نص علیہ علماء القدیم والحدیث فی کتب الفقہ واصول الحدیث واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ سرکار کلاں۔ مرسلہ حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب۔ ۳ ربیع الاول ۱۳۱۶ھ۔

عالی جناب مولٰنا صاحب زید مجدکم اپنا شرعی خیال عورات کے لکھنے کی نسبت ظاہر فرمائیے یہاں عرصہ سے یہ امر معرض بحث میں ہے۔

الجواب

حضور عورتوں کو لکھنا سکھانا شرعًا ممنوع وسنت نصارٰی وفتح باب ہزاران فتنہ اور مستان سرشار کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے جس کے مفاسد شدیدہ پر تجارب عدیدہ شاہد عدل ہیں متعدد حدیثیں اوس سے ممانعت میں وارد ہیں جن میں بعض کی سند عند التحقیق خود قوی ہے اور اصل متن حدیث کے معروف ومحفوظ ہونے کا امام بیہقی نے افادہ فرمایا اور پھر تعدد طرق دوسری قوت ہے اور عمل امت وقبول علماء تیسری قوت اور محل احتیاط وسد فتنہ چوتھی قوت تو حدیث لااقل حسن ہے اور ممانعت میں اوس کا نص صریح ہونا خود روشن ہے بخلاف حدیث شفا بنت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کہ حفصہ نے فرمایا کیا حفصہ کو غلہ کا منتر نہ سکھائے گی جیسے اوسے لکھنا سکھایا۔ اجازت میں اصلا کوئی حدیث صریح نہیں۔ احادیث ممانعت یہ ہیں۔ **حدیث اول** ابن حبان بطریق یحیٰی بن زکریا بن یزید دقاق اور بیہقی شعب الایمان میں بطریق مطین حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی قالا حدثنا محمد بن ابراھیم ابو عبداللہ الشامی حدثنا شعیب بن اسحٰق الدمشقی عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتسکنوھن الغرف ولا تعلموھن الکتابۃ وعلموھن الغزل وسورۃ النور۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو بالاخانوں پہ نہ رکھو اور اونھیں لکھنا نہ سکھاؤ اور کاتنا اور سورۂ نور تعلیم کرو یہی حدیث حاکم نے صحیح مستدرک اور نظر طرق سے بیہقی نے شعب میں بطریق محمد بن محمد بن سلیمن

روایت کی قال حدثنا عبدالوھاب الضحاک ثنا شعیب بن اسحٰق الحدیث سندا ومتنا حاکم نے کہا صحیح الاسناد اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ اوس پر حافظ ابن حجر نے اطراف میں کہا بل عبدالوھاب متروک اھ اقول الان القول فیہ ابن عدی فقال بعض حدیثہ لایتابع علیہ وھذا صادق علی کثیر من رجال الصحیحین بیہقی نے اوسے بطریق اول روایت کرکے کہا ھذا بھذا الاسناد منکر یہ حدیث اس سند سے منکر وغیر معروف ہے امام خاتم الحفاظ سیوطی نے لآلی میں فرمایا افاد انہ بغیر ھذا الاسناد لیس بمنکر یعنی بیہقی نے افادہ کیا کہ حدیث اور سند سے منکر نہیں معروف و محفوظ ہے **اقول** وستسمع انہ بنفس السند غیر منکر۔ **حدیث دوم** امام ترمذی محمد بن علی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتسکنوا نساءکم الغرف ولا تعلموھن الکتابۃ اپنی عورتوں کو بالاخانوں پر نہ بساؤ اور انھیں لکھنا نہ سکھاؤ۔ یہ حدیث امام ابن حجر مکی نے فتاوٰی حدیثیہ میں استناداً ذکر کی **حدیث سوم** ابن عدی کامل میں اور ابن حبان بسند معتمد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی قالا حدثنا جعفر بن سھل ثنا جعفر بن نصر ثنا حفص بن غیاث عن لیث عن مجاھد عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتعلموا نساءکم الکتابۃ ولا تسکنوھن العلالی یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اپنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور دو منزلوں پر نہ بساؤ یہ حدیث تخریج ابن عدی امام حافظ سیوطی نے الاجرالجزل فی الغزل میں ذکر کی وقال ابن الجوزی لایصح جعفر بن نصر حدث عن الثقات بالبواطیل اھ وقال الحافظ ابن حجر فی الاطراف بعد ذکر الحدیث الاول وقد روی عن طریق حفص القاری عن لیث عن مجاھد عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما اھ **اقول** الظاھر ان ھذہ متابعۃ لحفص بن غیاث فان حفصا القاری امام القراء ھو حفص بن سلیمان ابی داؤد وھذا مصرح بہ عند مخرجیہ حفص بن غیاث وھو امام فی الحدیث ثقۃ فقیہ من رجال الستۃ ولیث صدوق من رجال مسلم والاربعۃ والبخاری فی التعلیقات غیر انہ اختلط باٰخرہ لکن لم یسقط بہ حدیثہ فقد قال الجمھور ھو ممن یکتب حدیثہ ذکرہ النووی فی شرح صحیح مسلم وقال مسلم فی مقدمۃ صحیحہ اسم الستر والصدق وتعاطی العلم یشملہ وقد حسن لہ الترمذی حدیثہ فی الحمام ونقل عن البخاری انہ صدوق وربما یھم فی الشیئ فاذا روی عنہ حفص القاری خرج جعفر بن نصر والصواب عندنا فی الامام الجلیل حفص القاری تمشیہ فقد قال وکیع انہ ثقۃ وقال الذھبی ھو فی نفسہ صادق واختلف فیہ علی احمد فروی حنبل بن اسحٰق عنہ مابہ باس وروی عنہ اخری متروک الحدیث ھکذا روی ابن ابی حاتم عن عبداللہ بن احمد عن ابیہ وروی ابوعلی بن الصواف عن عبداللہ عن ابیہ صالح ولیس فیہ لامام معتمد جرح مفسر قادح یسقط حدیثہ وابن فراش لیس ھناک قال ابو زرعۃ کان رافضیا خرج مثالب الشیخین اقول عبدان کل ابن فراش الی بندار کان عندنا عبدان وضع جزئین صنفھما فی مثالب الشیخین فاجازہ بالفی درھم فقال قال الذھبی ھذا واللہ الشیخ المفتر الذی ضل سعیہ فما انتفع بعلمہ فلا عتب علی حمیر الرافضۃ قال ابوبکر بن حمدان المروزی سمعت ابن فراش یقول شربت بولی فی ھذا الشان خمس مرات اھ وکان جزئیا علی تکذیب الثقات وھذا احمد بن الفرات الامام الحافظ الثقۃ الفقیہ الحجۃ الذی اطبقوا علی توثیقہ ولم یات فیہ عن احد من الائمۃ تلیین ولا بعض تلیین ذکر ابن فراش فقال کذب عمدا قال الذھبی علی مافی تھذیب التھذیب اٰذی ابن فراش نفسہ وقال فی المیزان بطل قول ابن فراش ولاغرو فقد اتھم مالک بن اوس الصحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ بالکذب بروایتہ حدیث ماترکناہ صدقۃ لاجرم ان ذکرہ الذھبی فی طبقات الحفاظ ثم اخذ یوجہ الی ان خاطبہ بقولہ انت زندیق معاند للحق فلا رضی اللہ عنک ثم قال مات ابن فراش الی غیر رحمۃ اللہ تعالٰی ۲۸۳ھ اما الحدیث الاول ففیہ شعیب ومن فوقہ ائمۃ اجلاء لایسأل عنھم وانما النظر فی محمد بن ابراھیم **اقول** اخذہ ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء وقد وصفہ المزی والذھبی والعسقلانی بالزاھد وھم یصفون بہ الاولیاء کما عرف من محاورتھم حتی اقتصر علیہ الذھبی فی وصف سید الاقطاب الغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فھذا توثیق لہ وای توثیق وما للولی وللکذب حاشاھم ولیس فیہ بعد ذلک جرح مفسر حتی قول الدارقطنی کذاب وتحامل القوم علی الصوفیۃ الکرام والحنفیۃ العظام معروف وقال الامام النووی فی التقریب لایقبل الجرح الامبین السبب قال الامام السیوطی فی التدریب لان الناس یختلفون فی اسباب الجرح فطلق احدھم الجرح بناء علی ما اعتقدہ جرحا ولیس بجرح فی نفس الامر قال ابن الصلاح وھذا ظاھر مقرر فی الفقہ واصولہ وانہ مذھب الائمۃ من حفاظ الحدیث کالشیخین وغیرھما ثم ذکر امثلۃ الی ان قال قال الصیرفی وکذا اذا قالوا فلان کذاب لابد من بیانہ لان الکذب یحتمل الغلط کقولہ کذب ابومحمد اھ وکتبت علیہ وکذلک قول ابن مسعود وحذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہ فی دوران السماء کذب کعب وقد شبہ ھشام بن عروۃ ومالک واجلۃ علی محمد بن اسحٰق انہ کذاب وحاقوا علیہ ثم لم یذکروا الا مالا یثبت بہ کذب ولا الزام بہ اصلا وبرد لابن اسحٰق الوثاقۃ لاجرم ان لم یعرج علیہ الحافظ فی التقریب والنظر فی محمد بن ابراھیم علی قولہ منکر الحدیث وکذلک لم یزد البیھقی فی حدیثہ علی استنکارہ بھذا السند اقول والرجل اعنی ابن ابراھیم من المعا محدثین کما فی المیزان

وغیرہ الجمع السائح من شتات العلوم مالیس عند الأخرین ومن عادتھم استنکار ما لایعرفون فاذکرون عندھم ان مدار حدیث علی فلان ثم سمعوا من یرویه عن غیرہ انکروہ فاذا انکر ذلک منه قالوا مثل الحدیث وربما تعدوا الی فیه بالکذب وما ھو القضاء بالنفی علی الاثبات والصواب علیه واللہ تعالٰی لم یجتمع کل العلم فی احد بعد نبیه صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وھذا اجھل الحفظ البخاری ھو وغیرہ من الحفاظ کان عندھم ان حدیث المؤمن یأکل فی معی واحد لم یروہ عن ابی اسامة غیر ابی کریب وقد رواہ الترمذی عن اربعة فقال حدثنا به ابی کریب وابو ھشام وابو السائب وحسین بن الاسود عن ابی اسامة قال ثم سألته محمود ابن غیلان عنه فقال ھذا حدیث ابی کریب فسألت البخاری فقال لم تعرفه الا من حدیث ابی کریب فقلت حدیث ابی کریب ومن قبل ھذا أتی الامام الثقة الواقدی فانه روی حدیث ام المومنین ام سلمة رضی اللہ تعالٰی عنھا افعیا وان انتما عن معمر عن الزھری وما کان الحدیث عندھم الا عن یونس عن الزھری فقامت علیه القیامة من کل جانب حتی قال ذلک الجبل الشامخ امام السنة احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنه لم یزل یدافع اللہ الواقدی حتی روی عن معمر عن الزھری عن نبھان عن ام سلمة رضی اللہ تعالٰی عنھا حدیث افعمیا وان انتما فجاء بشیئ لاحیلة فیه الحدیث حدیث یونس لم یروہ غیرہ اھ فجعله ھو المفسد امر الواقدی وجعله داء لادواء له ولما اراد علی بن المدینی ان یسمع من الواقدی کتب الیه احمد کیف تستحل ان تکتب عن رجل روی عن معمر حدیث نبھان وھذا حدیث یونس تفرد به اھ مع ان الحدیث رواہ عن ابن شھاب ثلثة یونس کما عرفوا ومعمر کما روی الواقدی وثالثھم عقیل قال احمد بن منصور الرمادی (وھو ثقة حافظ حجة) لما قدمت مصر حدثنا ابن ابی مریم (ثقة ثبت فقیه) انا نافع بن یزید (ثقة عابد) عن عقیل عن ابن شھاب فذکر حدیث نبھان قال فلما فرغ منه ضحکت فقال لم تضحک فاخبرته بقصة علی واحمد قال وقال ابن ابی مریم ان شیوخنا المصریین لھم عنایة بحدیث الزھری قال الرمادی وھذا الحدیث فما ظُلِمَ فیه الواقدی ۔ بلے ذکر محمد بن ابراھیم بن حبان الذی قال فیه الذھبی فی ترجمة عثمن العطار الحفی اما ابن حبان فانه یقعقع کعادته والکلام فی الرجال لایجوز الا تام المعرفة تام الورع وقال فی ترجمة عبد العزیز بن ابی وقال ابن حبان روی عن نافع عن ابن عمر نسخة موضوعة ھکذا قال ابن حبان بغیر بینة وقال فی ترجمة محمد بن الفضل شیخ البخاری ابن حبان الخشاف المشھور وقال فی ترجمة حجاج بن ارطاة کذا قال ابن حبان ھذا القول مجازفة فھذا قال فیه لاتحل الروایة عنه الا اعتبار کان یضع الحدیث **اقول** ما اظھر الاکرامة من اللہ تعالٰی لمحمد بن ابراھیم حیث ناقض ابن حبان نفسه فی نفس واحد فجعله وضاعا وجعله ممن یکتب حدیثه ویعتبر به وسبحن اللہ من وضاع یعتبر بحدیثه وقد افحش القول ھکذا فی محمد بن علاثة فقال کان یروی الموضوعات عن الثقات لایحل ذکرہ الاعلی جھة القدح فیه فادله وان کان اھون مما قال فی محمد فآخرہ وھو احکما اشد وقال وقال الحاکم یروی احادیث موضوعة ذاھب الحدیث وقال الدارقطنی متروک وقال البخاری فی حدیثه نظر وھو لاقول ھذا الاخیرین یتھمه غالبا کما قال الذی فی عبد اللہ بن داود التمار وقال الازدی حدیثه یدل علی کذبه وکل ذلک لم یؤثر فیه فاقتصر الحافظ فی التقریب علی قوله صدوق یخطئ او ذلک لان ابن معین وثقه فکیف توثر فی رجل معدود من اولیاء اللہ تعالٰی فالحدیث حسن ان شاء اللہ تعالٰی ھذا اوجه وانعم به من وجه **والثانی** ان الحدیث جاء عن ثلثة من الصحابة رضی اللہ تعالٰی عنھم بطرق متنوعة فینجبر ضعف بعضھا ببعض اذ لیس فیھا وضاع الاکذاب اعنی من تحقق فیه ذلک وقد بیناہ فی کتابنا منیر العین فی تقبیل الابھامین من الفائدة ۱۲ الی الفائدة ۱۴ وقال الامام الجلیل السیوطی فی التعقبات علی الموضوعات المتروک والمنکر اذا تعدد طرقه ارتقی الی درجة الضعیف الغریب بل ربما یرتقی الی الحسن اھ وقال المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر الضعیف یصیر حجة بذلک لان تعددہ قرینة علی ثبوته فی نفس الامر اھ **والثالث** درجت الامة المرحومة علی العمل به من لدن سلف وعلم جرا وفی ھذا من تقویة الحدیث مافیه کما بیناہ فی الافادة فی العاد الکات فی حکم الضعاف وقال الامام خاتم الحفاظ فی التعقبات قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحة الحدیث قول اھل العلم به وان لم یکن له سند یعتمد علی مثله اھ وستأتیک اقوال العلماء وجعد الکھنوی ان یستخرج نسلوکاتبات فلم تیلو فی ھذہ الالف وثلثمائة سنین تسع نسوۃ نعمن السیدة اسماء بنت الفقیه کمال الدین موسی بمدینة زبید توفیت ۸۰۶ قال فی النور السافر فی اخبار القرن العاشر کان لقولھا وقع فی القلوب وربما کتبت الشفاعات الی السلطان والقاضی والامیر فتقبل شفاعتھا اھ ولیس فیه ماینبئ بمقصودہ فمثل الکتابة لایلزم ان تکون بید نفسھا وقد ورد فی الاحادیث کتب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم الی الملوک وغیرھم وقد شاع وذاع ان السلطان کتب لفلان کذا مع انه لایعرف ان یضع سوادا فی بیاض ومنھم من لم یعرف الاوضع اسم فی الامضاء ولم یذکر نص نزھة الجلساء فی ترجمة المستکفی باللہ ومریم بنت ابی یعقوب انما قال ذکر الکتابة فی ترجمتھا فلعله ذکر کما ذکر فی اسماء الزبیدیة فلم تسلم له الاست ولو شاء ان یحصی الکاتبین من الرجال فی قرن بل یوم واحد ما استطاع فھذا دلیل ای دلیل علی تحرز الامة عن تعلیمھن الکتابة مع مافیھا من جلیل الانتفاع **والرابع** ان الحدیث

الضعیف یعمل بہ فی مقام الاحتیاط ویشہد لہ الحدیث الصحیح کیف وقد قیل وغیرذلک مما بسطنا ہ فی رسالتنا الھاد الکاف فی حکم الضعاف وقال الامام الجلیل الجلال السیوطی فی التدریب یعمل بالضعیف ایضا فی الاحکام اذا کان فیہ احتیاط اھ فی اذکار الامام النووی وفتح المغیث ونسیم الریاض الاحکام لایعمل فیھا الا بالحدیث الصحیح والحسن الا ان یکون فی احتیاط فی شیئ من ذلک اھ باختصار وقال العلامۃ ابرھیم الحلبی فی الغنیۃ الوصل بین الاذان والاقامۃ یکرہ فی کل صلاۃ لما روی الترمذی عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ وھو وان کان ضعیفا لکن یجوز العمل بہ فی مثل ھذا الحکم اھ مختصرا وقد اخرج ابوالفھر فی الموضوعات حدیث من ولد لہ ثلثۃ اولاد فلم یسم احدھم محمدا فقد جھل بطریق اللیث عن مجاھد عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واعلہ بلیث کہ احمد وغیرہ فتعقبہ خاتم الحفاظ فی اللاٰلی بان الحارث رواہ عن النضر بن شفی مرسلا والنضر قال ابن القطان مجھول قال وھذا المرسل یعضد حدیث ابن عباس ویدخلہ فی قسم المقبول اھ ولہ نظائر جمۃ اوردنا جملۃ منھا فی الھاد الکاف اما حدیث الشفاء بنت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھا قالت دخل علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وانا عند حفصۃ فقال لی الا تعلمین ھذہ رقیۃ النملۃ کما علمتیھا الکتابۃ رواہ ابوداؤد فقال (حدثنا ابرھیم بن مھدی المصیصی) وثقہ ابوحاتم وقال العقیلی حدث بمناکیر واسند عن یحیی بن معین قال ابرھیم بن مھدی جاء بمناکیر قال فی التقریب مقبول وھی درجۃ قاصرۃ عمن یقال فیہ صدوق سیئ الحفظ او یھم او یخطئ او تغیر باٰخرہ (فاعلی بن مسھر) ثقۃ لہ غرائب بعد ما اضر (عن عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز) صدوق یخطئ ضعفہ ابومسھر وحدہ (عن صالح بن کیسان) ثقۃ ثبت فقیہ (عن ابی بکر بن سلیمٰن بن ابی حثمۃ ثقۃ (عن الشفاء) رضی اللہ تعالٰی عنھما فالحدیث لاینزل عن الصالح وھو قضیۃ سکوت فھذا قد یقال انہ یضم من ظاھرہ الجواز لکنا رأینا العلماء لایمشون علیہ فمنھم من یقول انما ھو تعریض من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بحفصۃ ذکرہ الذکی المغربی واستحسنہ الحافظ ابوموسٰی جدا وقال التاویل ما ذھب الیہ الامام التوربشتی الحنفی فی شرح المصابیح ونقلہ عنہ العلامۃ الطیبی الشافعی فی شرح المشکوۃ مقرا علیہ وعنہ الفتنی فی مجمع البحار ونقل مثلہ الامام السیوطی فی مرقاۃ الصعود عن النھایۃ مقتصرا علیہ قال الطیبی ویحتمل الحدیث وجھین اٰخرین احدھما التحضیض علی تعلیم الرقیۃ وانکار الکتابۃ ای ھلا علمتھا ما ینفعھا من الاجتناب عن عصیان الزوج کما علمتیھا ما یضرھا من الکتابۃ وثانیھما ان یتوجہ الانکار الی الجملتین جمیعا والمراد با التعارف بینھم لانھا منافیۃ لحال المتوکلین اھ وقال ربما یقویہ ان یحمل ھذا قبل النھی ذکرہ الشیخ المحقق فی الاشعۃ واخری انھا خصت بہ حفصۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا لان نساءہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خصصن باشیاء قال تعالٰی ﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ وخبر لاتعلمن الکتابۃ یحمل علی عامۃ النساء خوف الافتتان علیھن نقلہ القاری فی المرقاۃ عن بعضھم وکذا الشیخ المحقق واقر علیہ وقال القاری یحتمل ان یکون جائزا للسلف دون الخلف لفساد النسوان فی ھذا الزمان اھ قدلت کلماتھم ھذہ علی انھم یکرھون الکتابۃ لھن والاعتراض بان کل ذلک خلاف الظاھر فان تحققت الامر فانہ ادخل فی المقصود فما کانوا لیعدلوا عن ذلک فضل تراھم عدلوا الیہ الا لداع تام الیہ عظیم ورأیتنی کتبت علی ھامش الاشعۃ عند ذکر انھا خصوصیۃ لحفصۃ ما نصہ ھذا الجواب قد ابدتہ من قبل ان اراہ **اقول** ومع ذلک لقائل ان یقول ان نص التشبیہ لیس بنص صریح فی الجواز بخلاف لاتعلموھن فانہ نص فی المنع علی انھا واقعۃ عین لاعموم لھا بخلاف النھی علی ان حدیث الشفاء ان تقدم فمنسوخ او تاخر فلا نسلم الا التخصیص حفصۃ کما رخص النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم للزبیر وعبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنھما فی لبس الحریر ولنا دبۃ سعد رضی اللہ تعالٰی عنھما فی الیاحۃ بعد مانھی عن ذلک فلم یکن الا تخصیص بعض بالترخیص لانسخ الحکم علی الاطلاق علی ان المقام مقام الاحتیاط فیقدم الحاظر علی انہ لو فرض عدم ورود نھی اصلا لکان حال الزمان حاکما بالمنع وکم من حکم یختلف باختلاف الزمان الا تری ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذن للنساء ان یخرجن الی المساجد وقد کن یخرجن علی عھد الرسالۃ بل امر فی العیدین باخراج العواتق وذوات الخدور کما فی الصحیحین بل قال لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ اخرجہ احمد ومسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما ومع ذلک اذا فسد الزمان نص الائمۃ بالمنع وقالت ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنھا لو رأی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من النساء ما رأینا لمنعھن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل یہیں سے ظاہر ہوگیا کہ اگلے زمانے کی دو چار بیبیوں کے حال فعل سے استناد کا یہاں کوئی محل نہیں پہلے تو عموماً عورات کو حکم تھا کہ پنجگانہ مسجدوں میں حاضر ہوں پردہ نشینیں اگرچہ حالت حیض میں ہوں کہ نماز پڑھ بھی نہیں سکتیں محض شرکت برکت دُعا کے لئے عیدگاہوں کو ضرور جائیں اب یہ احکام کیوں نہ رہے حضرت ام المؤمنین حفصہ تو ام المؤمنین ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہا آج حضرت فقیہہ فاطمہ سمرقندیہ بنت امام علاؤالدین رحمہما اللہ تعالٰی کے مثل کون سی بی بی ہے بلکہ بعد تلاش و تفحص صرف معدودِ نساء کی کتابت کا پتا چلنا ہی بتادیتا ہے کہ سلفاً خلفاً علماء وعامۃ مؤمنین کا عمل اس کے ترک ہی پر رہا ہے۔ مرد ہر زمانے میں لاکھوں کاتب ہوئے اور عورتیں تیرہ سو

برس میں معدود پر ظاہر کتابت ایک عظیم نافع چیز ہے اگر کتابت نساء میں حرج نہ ہوتا جمہور اُمت سلف سے آج تک اوس کے ترک پر کیوں اتفاق کرتی بالجملہ سبیل سلامت اسی میں ہے لہٰذا ان اجلہ علمائے کرام امام حافظ الحدیث ابو موسیٰ و امام علامہ توربشتی و امام ابن الاثیر جزری و علامہ طیبی و امام جلال الدین سیوطی و علامہ طاہر فتنی و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے اسی طرف میل فرمایا وہ ہر طرح ہم سے اعلم تھے اب جو اجازت کی طرف جائے یا حال زمانہ سے غافل ہے یا اُمت مرحومہ کی خیر خواہی سے عاطل ومن لم یعرف اهل زمانه فهو جاهل نسأل الله العفو والعافية ثم رأيت بعد ذلك كلام الشيخ ابن حجر في الفتاوى الحديثية ذكر فيه حديث ام المؤمنين وحديث ابن مسعود رضي الله تعالى عنهما وزاد فقال واخرج الترمذي الحكيم عن ابن مسعود ايضا رضي الله تعالى عنه انه صلى الله تعالى عليه وسلم قال مر لقمن على جارية في الكتاب فقال لمن يصقل هذا السيف اه حتى يذبح به قال حينئذ فيكون فيه اشارة الى علة النهي عن الكتابة وهي ان المرأة اذا تعلمتها توصلت بها الى اغراض فاسدة وامكن توصل الفسقة اليها على وجه اسرع وابلغ واخدع من توصلهم اليها بدون ذلك لان الانسان يبلغ بكتابته في اغراضه الى غيره مالم يبلغه برسوله ولان الكتابة اخفى من الرسول فكانت ابلغ في الحيلة اسرع في الخداع والمكر فلاجل ذلك صارت المرأة بعد الكتابة كالسيف الصيقل الذي لايمر على شيء الا قطعه بسرعة فكذلك هي بعد الكتابة تصير لايطلب منه شيء الا كان فيها قابلية الى اجابته اليه على ابلغ وجه واسرعه اھ یعنی نیز امام ترمذی اکبر حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدی عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ لقمان نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ مکتب میں سکھائی جارہی ہے فرمایا یہ تلوار کس کے لئے صیقل کی جاتی ہے۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں اس حدیث میں علت نہی کتابت کی طرف اشارہ ہے کہ عورت لکھنا سیکھ کر خود بھی فاسد غرضوں کی طرف راہ پائے گی اور فاسقوں کو بھی اوس تک رسائی کا بڑا موقع مل جائے گا جو لکھنا نہ جاننے کی حالت میں نہ ملتا کہ آدمی وہ بات لکھ سکتا ہے جو کسی کی زبانی نہ کہلا بھیجے گا نیز خط ایلچی سے زیادہ پوشیدہ ہے تو اس میں حیلہ و مکر کی بہت جلد راہ ملے گی لہٰذا عورت لکھنا سیکھ کر صیقل کی ہوئی تلوار ہوجاتی ہے۔ انتہی ہندی مثل نے بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا "اے بوری کوئی دیئے تلوار تھما" وهذا كما ترى كلام متين مبين اعلاه مورق واسفله مغدق وقول سيدنا لقمن الذي جاء في الحديث ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم رواه سيف باليقين والقطع ليس بعده اعتق الشبهة الا الجن والقطع اما ماذكر الشيخ بعده جوابا عن حديث الشفاء بقوله قلت ليس فيه دلالة على طلب تعليمهن الكتابة وانما فيه دليل على جوازه ونحن نقول به وانما غاية ان النهي عنه تنزيها لما تقرر في المفاسد المتر[illegible] عليه اھ فاقول مبني على مذهبه فان الامام الشافعي رضي الله تعالى عنه لايقول بسد الذرائع فلا يكون حجة علينا لاسيما مانرى عن فساد الزمان وما تصم بسماعه الآذان ولا حول ولا قوة الا بالله العظيم نسأل الله العفو والعافية والله تعالى اعلم۔

مسئلہ ـ ربیع الاول شریف ۱۳۱۶ھ

نیا مکان جب بنایا جائے تو ارتفاع اوس کا ۷ گز سے زیادہ بنانا شرعًا جائز ہے یا نہیں اگر ممنوع ہو تو بحوالہ کتاب جواب مرحمت فرمایا جاوے۔

الجواب

عمارات خیر میں جب کہ نیت خیر بروجہ خیر ہو محمود ہے اور اپنے سکونت وغیرہا کے مکانات میں اگر بحاجت ہو تو مباح اور بہ نیت تفاخر بالدنیا ہو تو حرام تطاول فی البنیان علامات قیامت سے ہے یہی محمل ہے اوس حدیث کا کہ جب کوئی شخص سات گز سے زیادہ دیوار اوٹھاتا ہے فرشتہ کہتا ہے اے منافق کہاں تک بلند کرے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ـ از الفی ملک مدراس مرسلہ حاجی عبدالرحمٰن خلف حاجی محمد ہاشم ۱۶ ربیع الآخر ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ گزشتہ ۲ ماہ شوال ۱۳۱۵ھ کو یہاں ایک مسجد میں مولود شریف ہوا اکثر خاص اور عام اہل اسلام بقصد سماعت مولود شریف حاضر ہوئے جب میلاد خوانی سے فراغت ہوئی تھوڑے لوگ ان حاضرین سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور باہم دیگر ہاتھوں کو پکڑ کے حلقہ باندھ گئے اور اوس حلقہ کے بیچ میں ایک شخص آکر کھڑا ہوا اور حلقہ والے لوگ رقص و تمایل کے ساتھ ہا ہو مچا کے بڑے زور شور سے الا اللہ کے طور سے ذکر کرنے کو شروع کیے یہاں رقص اور تمایل کا زور اور وہاں تصفیق کا شور یعنی بیچ میں جو شخص کہ کھڑا تھا اوس نے حلقے والوں کے

رقص اور تمایل کے وزن پر تصفیق نہایت موزونیت کے ساتھ کرتا تھا جب یہ عمل شروع ہوا تو اکثر لوگ اوس مجلس کے نکل کر چلے گئے بناءً علیہ اوس حلقہ میں کا ایک شخص وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی الخ اس آیت کو پڑھ کے معنی بیان کیا کہ جو شخص ایسے ذکر کے مجلس سے اوٹھ جاتا ہے اوس کے حق میں اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ اس کو قیامت کے روز اندھا کرکے اوٹھاؤں گا اس مضمون کو بڑے زور شور سے بیان کیا دوسرے روز بعض اصحاب علم نے اوس شخص سے کہا کہ تونے جو ذکر سے یہ ہیئت کذائی مذکورہ مراد لیا سو سراسر غلط اور خلاف اصحاب تفاسیر ہے دیکھو تفسیر جلالین یہ سنتے ہی اوس شخص نے کہا کہ تفسیر جلالین ظاہری تفسیر ہے اہل باطن کے لیے قاعدہ دوسرا ہے انجام اوس نے تفسیر جلالین کو حقارت کا الزام دیا بنابراس کے دریافت کیا جاتا ہے (۱) جو مسلمان اس محفل سے نکل گئے وہ قیامت کے روز اندھے ہوکے اوٹھیں گے یہ بات صحیح ہے یا نہیں (۲) مذکور شخص ذکر سے یہ ہیئت کذائی مُراد لیا سو درست ہے یا نہیں (۳) وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ سے یہاں کیا مُراد اور شان نزول اس آیت کا کیا ہے (۴) تفسیر جلالین کی جو حقارت کرے اوس کیلئے شرع شریف میں کیا سزا ہے (۵) مسلمان اوس مجلس سے نکل گئے وہ قیامت کے روز اندھے ہوکر اوٹھیں گے یہ بات صحیح نہیں تو ایسے الفاظ سے مسلمانوں پر تہمت ڈالنے والا شخص از روئے کون ہے (۶) تفسیر جلالین کی حقارت کرنے والے پر کفر ثابت ہوتا ہے یا نہیں (۷) ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں (۸) تجدید اسلام یا توبہ لازم ہوتا ہے یا نہیں (۹) اون حلقے والوں کا ذکر جس کی ہیئت اوپر ذکر کی گئی ہے ایسا ذکر اور رقص اور تصفیق شرع شریف میں درست ہے یا نہیں اور جو شرع کو ایسا ویسا سمجھے اور معرفت کا دعوٰی کرے لوگوں کو بموجب شرع شریف کیا کہنا چاہئے بلینوا جزاکم اللہ فی الدارین۔

الجواب

حلقۂ ذکر جبکہ نہ بروجہ ریا وسمعہ بلکہ خالصًا لوجہ اللہ ہو فی نفسہٖ امر محبوب ومندوب ہے اور اوس میں حضور شرعًا مامور ومطلوب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا جب تم جنت کی کیاریوں پر گزرو تو اون کے پھل پھول سے تمتع کرو قالوا وما ریاض الجنۃ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ جنت کی کیاریاں کیا ہیں فرمایا ذکر کے حلقے رواہ احمد والترمذی والبیھقی فی شعب الایمان عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند جید اور یہ رقص اگر معاذ اللہ بروجہ تصنع وریا ہے حرام قطعی وجریمۂ فاحشہ ہے اور بطور لہو ولعب بھی ناجائز ومسقط عدالت اور تمایل کے ساتھ مثل رقص فواحش اشد حرام نصاب الاحتساب باب سادس پھر تاتارخانیہ پھر فتاوٰی خیریہ میں ہے (مسئلۃ ھل یجوز الرقص فی السماع الجواب لایجوز وذکر فی الذخیرۃ انہ کبیرۃ ومن اباحہ من المشائخ فذلک للذی صارت حرکاتہ کحرکات المرتعش الخ) درمختار میں ہے لاتقبل ممن یلعب بلھو شنیع بین الناس کالطنابیر والمزامیر وان لم یکن شنیعا نحو الحداء فلا الا اذا فحش بان یرقصوا بہ خانیہ لدخولہ فی حد الکبائر بحر اھ ملتقطا علامہ برکوی طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں یدخل فیہ مایفعلہ بعض الصوفیۃ بل ھو اشد لانھم یفعلونہ علی اعتقاد العبادۃ قال الامام ابوالوفاء بن عقیل رحمہ اللہ قد نص القراٰن علی النھی عن الرقص فقال وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا وذم المختال بقولہ اِنَّ اللہَ لَایُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ والرقص اشد من المرح والبطر وقال ابوبکر الطرطوسی رحمہ اللہ تعالٰی اول ما احدثہ اصحاب السامری لما اتخذ عجلا جسدا لہ خوار قاموا یرقصون علیہ ویتواجدوا وقال البزازی فی فتاواہ قال القرطبی ھذا الرقص حرام بالاجماع وسید الطائفۃ احمد الیسوی صرح بحرمتہ ورأیت فتوی شیخ الاسلام جلال الدین الکیلانی ان مستحل ھذا الرقص کافر وللزمخشری فی کشافہ کلمات فیھم تقوم بما علیھم الطامات وللامام المحبوبی اشد من ذلک انتھی قلت من لہ انصاف اذا رای رقص صوفیۃ زماننا فی المساجد والدعوات مختلطا بھم المرد واھل الاھواء والقری من جھال العوام والمبتدعۃ الطغام لایعرفون الطھارۃ ولا القراٰن والحلال والحرام بل لایعرفون الایمان والاسلام غیر زعیق ونهیق مثل ھائی دھوئی وھی وھیا یقول لامحالۃ ھؤلاء اتخذوا دینھم لھوا ولعبا اھ ملخصا ردالمحتار میں مختار سے ہے عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کرہ رفع الصوت عند قراءۃ القراٰن والجنازۃ والزحف والتذکیر فما ظنک بہ عند الغناء الذی یسمونہ وجدا ومحبۃ فانہ مکروہ لا اصل لہ فی الدین یونہی تالیاں بجانا بھی وجوہ مذکورہ پر ناجائز وممنوع ہے شامی میں زیر قول شارح کرہ کل لھو بقولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام کل لھو المسلم حرام الا ثلثۃ علامہ قہستانی سے ہے الاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعہ کالرقص والسخریۃ والتصفیق فانھا کلھا مکروھۃ لانھا زی الکفار اھ مختصرًا اقول تصدیق اس کی کہ تالی بجانا افعال کفار سے ہے خود قرآن عظیم میں موجود اللہ عزوجل فرماتا ہے وَمَا کَانَ صَلَاتُھُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُکَاءً وَّتَصْدِیَۃً نہ تھی اون کی نماز کعبے کے پاس مگر سیٹی اور تالی۔ معالم میں ہے قال ابن عباس والحسن المکاء الصفیر والتصدیۃ التصفیق قال ابن عباس کانت قریش تطوف بالبیت وھم عراۃ یصفرون ویصفقون

اور جو فعل حرام ہے اوس میں شریک ہونا اوس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے کما افادہ فی غیر ما مسئلۃ وقد سمعت الآن ان الاستماع کالفعل جوھرۃ نیرۃ
پھر درمنتقی پھر ردالمحتار میں ہے مایفعلہ متصوفۃ زماننا حرام لایجوز القصد والجلوس الیہ ومن قبلھم لم یفعل کذلک ہاں اگر مغلوبین صادقین بے تصنع و
بے اختیار یاد محبوب پر وجد میں آئیں اور ان ماسوی اللہ حتی کہ اپنی جان سے بے خبر دل کو جام عشق کی پُرجوش مستیاں والہ سرگشتہ بنائیں تو یہ دولت عظمٰی ونعمت
کبرٰی ہے جسے بخشیں جسے عطا فرمائیں یہ حالت نہ زیر قلم نہ قسم عمل نہ اس پر انکار کا اصلا محل اگرچہ اصحاب تمکین وجبال شامخین ہداۃ مرشدین و قدوہ
فی الدین کہ پہاڑ ٹل جائیں اور جنبش میں نہ آئیں ارفع و اعلٰی ہیں خاص وارثان حضرات عالیہ انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والثنا ہیں قلت و دون ھؤلاء
مرتبۃ الاوساط الصادقین السالکین مسلک الاقتداء بالعاشقین مع الاخلاص ابین کالنجم المبین وھی فی التقی توجد ان الطریقۃ لان التعود ربما جر الی الحقیقۃ
کما اشار الیہ الامام حجۃ الاسلام فی احیاء العلوم علی ان من تشبہ بقوم فھو منھم وھذا مسلک وعر وبرزخ صعب لایقدر علیہ الا من تخلی عن الھوی
وقدر علی نفسہ ان یمسک عنانھا عن الطغوی لیس بینہ وبین التصنع المذموم الا کما بین سواد العین وبیاضہ اوشفۃ المرء وفیہ ومن رتع حول الحمی اوشک
ان یقع فیہ نسأل اللہ العفو والعافیۃ نصاب الاحتساب وتاتارخانیہ وفتاوی خیریہ و ردالمحتار وغیرہا میں ہے لہ شرائط ان لایقوموا الا مغلوبین ولا
یظھروا وجدا الا صادقین درمنتقی شرح ملتقی پھر شامیہ میں ہے شرط الواجد فی غیبتہ ان یبلغ الی حد لو ضرب وجھہ بالسیف لایشعر فیہ بوجع خیریہ میں
ہے فی التتارخانیۃ مایدل علی جوازہ للمغلوب الذی حرکاتہ کحرکات المرتعش وبھذا افتی البلقینی وبرھان الدین الابناسی وبمثلہ اجاب بعض ائمۃ الحنفیۃ
والمالکیۃ وکل ذلک اذا خلصت النیۃ وکانوا صادقین فی الوجد مغلوبین فی القیام والحرکۃ عند شدۃ الھیام مجمع الانہر میں زیر قول مذکور ملتقی الابحر ہے فیہ تفصیل
فی الوجد مراتب وبعضہ یسلب الاختیار فلا وجہ بلا تفصیل شفاء العلیل علامہ شامی میں ہے لاکلام لنا مع الصدق من ساداتنا الصوفیۃ
المبرئین من کل خصلۃ ردیۃ فقد سئل امام الطائفتین سیدنا الجنید ان اقواما یتواجدون ویتمایلون فقال دعوھم مع اللہ تعالی یفرحون ولو ذقت مذاقھم
عذرتھم فی صیاحھم وشق ثیابھم اھ ولا کلام لنا ایضا مع من اقتدی بھم وذاق من مشربھم ووجد من نفسہ الشوق والھیام فی ذات الملک العلام بل کلامنا
مع ھؤلاء العوام الفسقۃ اللئام الذین اتخذوا مجلس الذکر شبکۃ لصید الدنیا الدنیۃ وقضاء لشھواتھم الشنیعۃ الردیۃ ولسنا نقصد منھم تعیین احد فاللہ
مطلع علی احوالھم اھ مختصرا اوسی کے منہیہ میں نورالعین فی اصلاح جامع الفصولین سے ہے علامہ ابن کمال باشا نے اس سوال کے جواب میں فرمایا۔ ؎
ما فی التواجد ان حققت من حرج ولا التمایل ان اخلصت من باس فقمت تسعی علی رجل وحق لمن دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس ؎
الرخصۃ فیما ذکر من الاوضاع عند الذکر والسماع للعارفین الصارفین اوقاتھم الی احسن الاعمال السالکین لضبط انفسھم عن قبائح الاحوال فھم
لایستمعون الا من الالہ ولایشتاقون الا الیہ ان ذکروہ ناحوا وان وجدوہ صاحوا اذا غلب علیھم الوجد فمنھم من طرقتہ طوارق الھیبۃ فخر وذاب ومنھم من
برقت لہ بوارق اللطف فتحرک وطاب ھذا ما عن لی فی الجواب واللہ اعلم بالصواب سیدی عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ
محمدیہ میں زیر کلام مذکور متن فرماتے ہیں اعلم ان ھذا الذی سبق ذکرہ فی المتن من عبارات الفقہاء جمیعہ فی حق من ذکرناھم من طائفۃ متصوفۃ اھل
باعیانھم والا فالوجد والتواجد والتواجد الذی تعلمہ الفقراء الصادقون فی ھذا الزمان وبعدہ کما کانوا یعلمونہ من قبل فی الزمان الماضی نور وھدایۃ واثر
توفیق من اللہ تعالی وعنایۃ قال المناوی فی طبقات الاولیاء قیل للجنید قدس سرہ ان قوما یتواجدون ویتمایلون فقال دعوھم مع اللہ یفرحون وقال النجم الغزی فی
حسن التنبہ عند ذکرہ حال المؤمنین فی اللہ فی باب تشبہ العاقل بالمجنون والیہ الاشارۃ بقولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون رواہ
الامام احمد وابویعلی وابن حبان والحاکم وصححاہ عن ابی سعید رضی اللہ تعالی عنہ وربما غلب الولہ علی اھل اللہ تعالی والوجد حتی یغیبوا من وجودھم فتبدو
منھم احوال لو صدرت عن مشاھد الفعل لحکموا علیہ انہ خرج عن حد العقل کالرقص والدوران وتخریق الاثواب وھی حالۃ شریفۃ علامۃ صحتھا ان تحفظ
علی صاحبھا اوقات الصلوات وسائر الفرائض فترد علیھم فیھا عقولھم وھذا حال جماعۃ من اولیاء اللہ تعالی منھم الشبلی وابوالحسین النوری وسمنون المحب
وسعدان المجنون وامثالھم روی ابونعیم فی الحلیۃ عن یحیی بن معاذ الرازی انہ سئل عن الرقص فانشد یقول ؎ دققنا الارض بالرقص ٭ علی لطف معانیکا ٭
ولاعیب علی الرقص ٭ لعبد ھائم فیکا ٭ وھذا دقنا الارض ٭ اذا کنا بنا دیکا ٭ واما من اظھر ھذہ الاحوال تعمدا للتوصل الی الدنیا او لیعتقدہ الناس
ویتبرکوا بہ فھذا من اقبح الذنوب المھلکات انتھی وقال الغزالی فی الاحیاء ان ابا الحسین النوری رحمہ اللہ تعالی کان مع جماعۃ فی دعوۃ فجرت بینھم مسألۃ

فی العلم وابوالحسین ساکت ثم رفع رأسہ وانشدھم یقول ؎ رب ورقاء ھتوف فی الضحٰی ✤ ذات شجو صدحت فی فنن ✤
ذکرت الفا وحدنا صالحا ✤ فبکیت حزنا فھاجت حزنی ✤ فبکائی ربما ارقھا ✤ وبکاھا ربما ارقنی ✤
ولقد تشکو فما افھمھا ✤ ولقد اشکو فما یفھمنی ✤ غیر انی بالجوی اعرفھا ✤ وھی ایضا بالجوی تعرفنی ✤
قال فما بقی احد من القوم الا قام وتواجد ولم یحصل لھم ھذا الوجد من العلم الذی خاضوا فیہ وان کان العلم حقا انتھی ولاشک ان التواجد فیہ تشبہ باھل الوجد الحقیقی وھو جائز بل مطلوب شرعًا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ الطبرانی فی الاوسط عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہ ھذا اذا کان قصدہ بذٰلک مجرد التشبہ بھم والتبرک بسیرتھم محبۃ لھم ورغبۃ فی زیادۃ المیل الیھم واما اذا کان مقصدہ ان یعتقدہ الناس ویتبرکون بہ فھو اللابس ثوبی زور وھو مذموم ممقوت عند اللہ تعالٰی والناس یحملونہ علی المحامل الحسنۃ واما التواجد علی الوجہ الصحیح فقد اشار الیہ الشیخ القشیری فی رسالتہ حیث قال قوم قالوا التواجد غیر مسلم لصاحبہ لما یتضمن من التکلف ویبعد عن التحقیق وقوم قالوا انہ مسلم للفقراء المجردین الذین ترصدوا الوجد ان ھذہ المعانی واصلھم خبر الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا انتھی وفی شرعۃ الاسلام من السنۃ ان یقرأ القرآن بحزن ووجد فان القرآن نزل بحزن فان لم یکن لہ حزن فلیتحازن انتھی والحاصل ان تکلف الکمال من جملۃ الکمال والتشبہ بالاولیاء لمن لم یکن منھم امر مطلوب مرغوب فیہ علی کل حال ۱ھ ملتقطا۔ مگر ظاہر کہ عامۂ ناس کا اس میں کچھ حصہ نہیں تو صورت مسئولہ میں اس حالت کے شروع ہونے پر لوگوں کا چلانا اصلاً کسی طرح محل طعن نہ تھا بلکہ اونھیں یہی چاہیے تھا دو حال سے خالی نہیں یہ رقص وتمایل وتصفیق والے محق تھے یا مبطل اگر محق تھے تو عوام جو اون مناصب عالیہ تک بالغ نہیں اون میں شریک ہونا محض بے معنی تھا اور مبطل تھے تو اون کی حرکات ذمیمہ کا تماشا دیکھنا خود حرام و ناروا تھا اور جو امر حرام ولغو میں دائر ہو اوس سے احتراز ہی طریق صواب ہے آیۂ کریمہ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ کا اوس پر ورود کیونکر ممکن جہاں خود بحکم شرع ہی چلا جانا مطلوب ہو آیۂ کریمہ میں اعراض عن الذکر سے ایمان نہ لانا مقصود خود آیت قرآنیہ اس ارادے پر شاہد عدل موجود قال تعالٰی فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَ لَا یَشْقٰى ○ وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ الآیہ بعد واقعۂ ابلیس لعین وتناول شجرہ حضرت آدم وحوا اور اون کے دشمن کو جنت سے اتارتے وقت ارشاد ہوا کہ اگر تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہو نہ سختی جھیلے اور جو میرے ارشاد سے مونھ پھیرے اوس کے لیے تنگ زندگانی اور اوسے ہم روز قیامت اندھا اوٹھائیں گے اس مضمون کو سورۂ بقرہ میں یوں ادا فرمایا ہے فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ اگر تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کریں اونھیں کچھ خوف نہیں نہ وہ غمگین ہوں اور جو کفر کریں اور میری آیتیں جھٹلائیں وہ دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے۔ ایک ہی قصہ ہے ایک ہی ارشاد ہے تو خود قرآن عظیم نے شرح فرما دی ہے کہ اعراض عن الذکر سے کفر مراد ہے اب نقل اقوال مفسرین کی حاجت نہ رہی حدیث میں ہے کچھ لوگوں نے چلا چلا کر مسجد میں ذکر کرنا شروع کیا سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اونھیں نکلوا دیا اب خواہ یہ نکلوانا اس بنا پر ہو کہ اون کے نزدیک ذکر جہر ممنوع تھا خواہ اس لیے کہ اون کے چلانے سے نمازیوں پر تشویش تھی خواہ کسی وجہ سے ہو بہرحال جب ایسی حالتوں میں خود ذاکرین کو نکلوا دینا معیوب نہ ہوا تو آپ اوٹھ کر چلا جانا کیونکر محل طعن ہوسکتا ہے غرض آیت سے نہ یہ ارادہ صحیح نہ اون مسلمانوں پر یہ حکم لگانا درست نکلتے ہیں کا وہ شخص جو اس کا قائل ہوا اگر جاہل ہے تو دو سخت کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہوا اوّلاً بے علم قرآن عظیم کی تفسیر کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار جو بے علم قرآن میں کچھ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے رواہ الترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما وقال صحیح ثانیاً بے علم فتوٰی دینا حکم لگانا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا بے علم فتوٰی دیا تو آپ گمراہ ہوئے اوروں کو گمراہ کیا رواہ الائمۃ احمد والبخاری ومسلم والترمذی وابن ماجۃ عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما اور اگر ذی علم ہے اور دانستہ تفسیر غلط کی غلط حکم لگایا تو اشد واعظم کبائر کا ارتکاب کیا کہ اللہ عزوجل پر بہتان اوٹھایا شریعت مطہرہ پر افترا باندھا اللہ عزوجل فرماتا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اوس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ عزوجل پر جھوٹ افترا کرے اس شخص پر توبہ تو ہر صورت میں فرض ہے جب تک توبہ نہ کرے اوس کے پیچھے نماز سخت مکروہ ہے اور اوسے امام بنانا گناہ لانہ فاسق وفی الغنیۃ

شرح المنیۃ محتجا بفتاوی الحجۃ انھم لو قدموا فاسقا یاثمون اور برتقدیر علم کہ دانستہ اس کا مرتکب ہوا تجدید اسلام و نکاح کا بھی حکم ہے کہ جان بوجھ کر رب العزۃ
عزّ جلالہ پر افترا کرنے کو اکثر علما نے کفر ٹھہرایا اللہ عزّ وجل فرماتا ہے اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ موضوعات کبیر میں ہے ای الکذاب علی اللہ
ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فان الکذب علی غیرھما لایخرجہ عن الایمان باجماع اھل السنۃ والجماعۃ شرح فقہ اکبر میں ہے فی الفتاوی الصغری من قال
یعلم اللہ انی فعلت ھذا وکان لم یفعل کفر ای لانہ کذب علی اللہ تعالٰی درمختار میں ہے ھل یکفر بقولہ اللہ یعلم او یعلم اللہ انہ فعل کذا کاذبا قال الزاھدی الاکثر نعم
وقال الشمنی الاصح، ردالمحتار میں ہے ونقل فی نور العین عن الفتاوی تصحیح الاول اور شرع مطہر کو ایسا ویسا یعنی حقیر جاننے والا تو قطعًا اجماعًا کافر مرتد زندیق لمحد
ہے ایسا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو اوس کے کافر و مستحق نار ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے اسی طرح جو تفسیر جلالین شریف خواہ کسی کتاب دینی کی
فی نفسہ نہ کسی امر خارج عارض کے باعث بلاشبہہ و تاویل تحقیر کرے کافر ہے مگر کلام مذکور فی السوال نہ تنقیص شرع مطہر میں صریح ہے نہ تحقیر جلالین شریف میں نص
کریمۂ مذکورہ کے وہ معنی کہ اس قائل نے بتائے معانی مذکورۂ تفاسیر کے منافی نہیں کہ ان کی تصحیح کو اون کا ابطال ضرور ہے بلکہ ایک معنی جُداگانہ ہیں تو اس کے قول کا
یہی محل نہیں کہ معانی ظاہرہ معاذ اللہ باطل ہیں حق وہ ہے جو اہل باطن ان کے خلاف جانتے ہیں بلکہ اوس کا مطلب بننے کو اس قدر کافی کہ جو کچھ ان تفاسیر میں
ہے یہ معانی ظاہرہ ہیں اور افادات قرآن عظیم انھیں میں محصور نہیں بلکہ ان کے سوا اور نکات انیقہ ولطائف دقیقہ بھی ہیں جنھیں اہل باطن جانتے ہیں اس میں
نہ کوئی توہین ہوئی نہ تحقیر بلکہ یہ حق ہے اگرچہ اس محل پر آیہ کریمہ کا ایراد اور یہ ادعائے مراد باطل ہے تو یہاں معاذ اللہ ثبوت کفر کا کوئی محل نہیں شرح
عقائد میں ہے النصوص تحمل علی ظواھرھا والعدول عنھا الی معان یدعیھا الباطنیۃ لادعائھم ان النصوص لیست علی ظواھرھا بل لھا معان باطنیۃ لایعرفھا
الا المعلم وقصدھم بذٰلک نفی الشریعۃ بالکلیۃ الحاد لکونہ تکذیبا للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فیما علم مجیئہ بہ بالضرورۃ واما ما ذھب الیہ بعض المحققین
من ان النصوص علی ظواھرھا ومع ذٰلک فیھا اشارات خفیۃ الی دقائق تنکشف علی ارباب السلوک یمکن التطبیق بینھا وبین الظواھر المرادۃ
فھو من کمال الایمان ومحض العرفان اھ باختصار اس بیان سے تمام مراتب سوال کا جواب ہوگیا باقی رہا یہ امر کہ فلاں شخص یا اشخاص خاص کا وجد
حق ہے یا باطل یہاں اس کے ادراک کی طرف راہ سخت دُشوار والہ سرشار و متصنع ریاکار میں حالت قلب کا تفاوت ہے اور اوساط صادقین متشبہین
بالعاشقین واراذل فاسقین مرائین میں فرق اوس سے بھی سخت باریک و دقیق ترکہ یہاں صرف نیت کا تغایر ہے اور نیت و قلب دونوں غیب ہیں اور
مسلمان پر بدگمانی حرام قال اللہ تعالٰی وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا اوس بات کے پیچھے
نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان آنکھ دل سب سے سوال ہونا ہے اور فرماتا ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ
اِثْمٌ اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث گمان
سے دور رہو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے رواہ الائمۃ مالک والشیخان وابوداود والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ امام
علامہ عارف باللہ ناصح فی اللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے اس بحث میں بالتعیین کسی شخص کی نسبت حکم تصنع و ریا لگادینے پر ایک طویل
وجلیل کلام میں اقامت قیامت فرمائی جس میں سے چند حرف کا خلاصہ یہ کہ سب صوفیہ یکساں نہیں جیسے سب علماء و فقہا و مدرسین ایک سے نہیں جیسے
سب قضاۃ و اُمرا و وزرا و سلاطین برابر نہیں بلکہ اون میں صالح اصلح فاسد افسد سب طرح کے ہیں ناقص قاصر جاہل مسلمانوں کی عیب جوئی کرتے اور کاملوں
کو کمال ہی نظر آتا اور عیب پوشی و تاویل فرماتے ہیں پھر فرمایا ھذا کلہ فی طائفۃ من المتصوفۃ اوصافھم کذٰلک واخبث من ذٰلک وان لم یجز تعیین
طائفۃ منھم باعیانھم ولا شخص واحد بعینہ مالم یکشف جلیۃ الامر بالمشاھدۃ والعیان الذی لایحتمل التاویل فی البیان ولایجوز تقلید الناس بعضھم
بعضا فی الاخبار عن ذٰلک مالم یثبت بالبینۃ العادلۃ عندالحاکم الشرعی علی ان الحاکم ایضا یحکم بالظاھر وبواطن الامور معلومۃ عنداللہ تعالٰی فلا قطع الا
ظاھرا واللہ اعلم بالسرائر واما خبر التواتر من الناس لبعضھم بعضا بذٰلک فھو ممنوع لاستناد الکل فیہ الی الظن والتخمین واستفادۃ الخبر من بعضھم لبعض بحیث
لو سألت کل واحد منھم عن رؤیتہ ذٰلک لقال لم اعاینہ انما سمعت ومن قال عاینتہ تستکشف عن حالہ فتراہ مستندا الی ظنون وامارات وھمیۃ وربما اذا
تاملت وجدت خبر ذٰلک التواتر مستندا فی الاصل الی خبر واحد او اثنین والواحد ایضا قولہ مبنی علی الظن والتھمۃ فلا یجوز لاحد ان یقول ثبت عندی
بالتواتر معصیۃ فلان لان الناس اخبرونی بذٰلک وھم کثیرون وانما ذٰلک غلبۃ الکذب فی الناس خصوصا فی زماننا وکثرۃ الحسد والعداوۃ وربما یفتری احدھم

علی رجل بما لا علم له به ویخبر الناس بذلک ویصیر الناس ینقلونه فیصل الخبر الی بعض المغرورین بعلمهم المطر و دین عن ابواب فضل الله تعالیٰ فیقول وصلنی هذا عن فلان بالتواتر ولا یعلم المسکین ان الذی ینقلون الیه الکذب ینقلون عنه ایضا الکذب لغیره وبعد هذا کله اذا ثبت فعل المعصیة من احد بطریق التواتر او الرویة فلا تسمیه شیئا لان ذکره بمعصیته بین الناس علی وجه الذم حرام لان الغیبة صدق محرم اما قصد ان یحذر الناس والخبر شائع فی الناس فغیر معتبر نعم قالوا ذلک فیما اذا لم یکن للناس علم به و هذا انما استفاد العلم به من خبر الناس المتواتر عنده وعلی کل حال فالستر بعورات المسلمین هو المتعین علی صاحب الاستقامة فی الدین ذکر النجم الغزی رحمه الله تعالیٰ فی حسن التنبه فی التشبه ان من اخلاق الیهود والنصاری الاتهام والوقوع فی عرض من لم یثبت عنه وهذا من الخوض فیما لا یعنیه روی الترمذی وابن ماجه عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه وروی الطبرانی بسند صحیح عن ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه قال اعظم الناس خطایا یوم القیمة اکثرهم خوضا فی الباطل ورواه ابن ابی الدنیا فی الصمت باسناد رجاله ثقات عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم مرسلا قال فی الاحیاء والیه الاشارة بقوله تعالیٰ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۝ روی البیهقی فی الشعب عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم لا یزال المسروق منه فی تهمة حتی یکون اعظم جرما من السارق وروی الامام احمد والشیخان والنسائی وابن ماجة عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال رأی عیسی ابن مریم علیهما الصلاة والسلام رجلا یسرق فقال اسرقت قال کلا والله الذی لا اله الا هو فقال عیسی اٰمنت بالله وکذبت عینی وهذا الخلق عزیز جدا انتهی فایاک ان تقع فی حق احد ولو بکلمة واحذر ان تخوض مع الخائضین خصوصا فی حق فقراء الصوفیة اھ بالالتقاط تبرکا بکلمات الهداة الناصحین وعدة لنفسی وللمسلمین والله سبحٰنه وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ ۲۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۶ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عیسائی نے براہ فریب دہی مسلمانوں کا حُقّہ پیا مسلمان چونکہ اوسے مسلمان سمجھتے تھے اونھوں نے اس کا پیا ہوا حقہ پیا پھر ایک شخص آیا اوس نے عیسائی کو حقہ پیتے دیکھ کر کہا تو عیسائی ہوکر مسلمانوں کا حقّہ پیتا ہے اوس نے کہا میں فلاں مسجد میں ایک مہینہ ہوا مسلمان ہوگیا ہوں جب اس مسجد میں تحقیق کیا گیا تو بیان اوس کا بے ثبوت نکلا ایسی حالت میں وہ مسلمان جنھوں نے اوس کا پیا ہوا حُقّہ پیا ہے کیا کریں بینوا توجروا۔

الجواب

جب نادانستہ پیا اون پر کچھ الزام نہیں۔ بلکہ جب وہ کہتا ہے میں مسلمان ہوچکا ہوں تو اوسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا جب تک اوس سے اب کفر جدید ظاہر نہ ہو اور اوس تحقیقات کا کچھ اعتبار نہیں کہ نفی کی گواہی نامعتبر ہے اور کافر کا اقرار اسلام کرنا ہی اوسے مسلمان ٹھہرانے کے لیے کافی ہے کما نص علیہ فی الدر المختار وغیرہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ حافظ محمود حسین ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۶ھ۔

نقالوں کو دینا جیساکہ تقریب نکاح وغیرہ میں آتے ہیں اور گھیرتے ہیں اور مانگتے ہیں دینا ان کو شرعًا جائز ہے یا نہیں بیّنوا توجروا۔

الجواب

اگر اونھیں ممنوعات شرعیہ سے اپنے یہاں باز رکھا جائے اور بغیر کسی امر ممنوع شرعی کی اُجرت کے احسانًا دیا جائے تو جائز ہے بلکہ اگر اس نیت سے دیں کہ یہ مسلمان اس مال حلال کو پاکر اکل حلال سے بہرہ مند ہوں اور شاید اوس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو توبہ نصیب فرمائے تو محمود و حسن و باعث اجر ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث اللھم لک الحمد علی زانیۃ اللھم لک الحمد علی سارق اس پر شاہد عدل ہے اس صورت میں دینے والے کو دینا اور لینے والے کو لینا حلال وطیب ہے عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور اگر یہ صورت ہے کہ نہ دے گا تو اسے مطعون کرتے پھریں گے اس کا مضحکہ اوڑائیں گے نقل بنائیں گے جیساکہ اون کی عادت سے معروف ومشہور ہے تو اس صورت میں بھی اپنے تحفظ کے لیے دینا جائز و حلال ہے اگرچہ اونھیں لینا حرام ہے اس کے جواز پر وہ حدیث شاہد کہ ایک شاعر نے بارگاہ رسالت میں آکر سوال کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا اقطع عنی لسانہ میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دے درمختار وغیرہا میں بھی اس کا جواز مصرح ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از کلکتہ بتوسط قاضی عبدالوحید صاحب عظیم آبادی مہتمم تحفہ حنفیہ ۱۴ رجب ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین وحامیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ فی زمانہ شہر کلکتہ میں چند دنوں سے یہ امر مروّج ہوا ہے کہ برائے دفع وبا اکثر محلوں چند چند لوگ ایک ایک فرقہ ہوکر راتوں کو مع علم ونشان وروشنی وغیرہ نکلتے ہیں اور ہر گلی کوچہ وشارع عام میں آوازیں ملا ملاکر باآواز بلند شعرے لی خمسۃ اطفی بھا حرالوباء الحاطمہ ؛ المصطفی والمرتضی وابنا ھما والفاطمہ ؛ کو پڑھتے پھرتے ہیں اس فعل کو قطع نظر اہل تشنیع کے حضرات علماء اہلسنت وجماعت سے بھی بعض صاحب جائز بتلاتے اور اکثر حضرات ناجائز فرماتے ہیں پس شعر مذکور کو دافع وبا اعتقاد کرکے بہ ہیئت مذکورہ پڑھتے پھرنا از روئے شریعت غرا عند اہل السنۃ والجماعت کیسا ہے۔

الجواب

مضمون شعر فی نفسہٖ حسن ہے اور محبوبان خدا سے توسل محمود اور ذکر خمسہ پر شبہہ مردود کہ بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چار میں حصر غیر مقصود۔ عدد نافی زیادت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان لی خمسۃ اسماء رواہ البخاری عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعطیت خمسا لم یعطھا احد من الانبیاء قبلی رواہ الشیخان عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما مگر علم ونشان مہمل اور اون سے توسل باطل اور ہیئات مذکورہ لہو سے اشبہ توسل دُعا ہے اور دُعا کا طریقہ اخفا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۶ رجب ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ مصافحہ صبح کے وقت بعد نماز کرنا مسنون ہے یا نہیں اور اگر کسی نے بعد نماز صبح کے مصافحہ کیا تو وہ بدعت ہے یا سنّت بینوا توجروا۔

الجواب

اگر نماز سے پیشتر آج ملاقات نہ ہوئی تھی بعد نماز ملے تو یہ مصافحہ خاص مسنون ہے لکونہا عند اول اللقاء اور اگر پہلے مل چکے تھے تو اب بعد نماز کے گویا بعد غیبت ملاقات جدیدہ ہے مصافحہ مذہب اصح میں مباح ہے کما حققہ فی المرقاۃ وقال فی نسیم الریاض انہ الاصح واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ مسئولہ مولوی علی احمد صاحب مصنف تہذیب البیان۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ناواقف جاہل لوگ بنام نہاد طاق شہید طاق پرستی کرتے ہیں منتیں مانتے ہیں ریوڑی گٹا پھول ہار طاق پر چڑھاتے ہیں جھک جھک کر سلام کرتے ہیں اپنی حاجت روائی طاق سے چاہتے ہیں اس میں اور بُت پرستی میں کیا فرق ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں اون کے لیے شرع شریف میں کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

یہ سب رسوم جہالت وحماقت وممنوعات بیہودہ ہیں مگر بُت پرستی ہیں اور اس میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ جہال پرستش بمعنی حقیقی نہیں کرتے کہ کافر ہوجائیں ہاں گنہگار ومبتدع ہیں والعیاذ باللہ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوگ وقت پھیلنے وبا وبلیات وآندھی وطوفان شدید وغیرہ کے اذان کہتے ہیں یہ امر شرعًا جائز ہے یا نہیں بادلہ شافیہ مع حوالہ کتب معتبرہ کے بیان فرمائیے بیّنوا توجروا۔

الجواب

جائز ہے اور جواز کے لیے حدیث صحیح ما من شیئ انجٰی من عذاب اللہ من ذکر اللہ فاذا رأیتم ذٰلک فافزعوا الی ذکر اللہ اور آیہ کریمہ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ؕ وغیرہ کافی ہیں مخالفت پر اصلا کوئی دلیل نہیں اور تفصیل فقیر کے رسالہ ایذان الاجر و رسالہ نسیم الصبا میں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ مسئولہ مولوی نوشہ علی صاحب ربیع الاول ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر لوگ جب فصل آم آتی ہے تو باغوں کو جاکر آم کھاتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے آموں کی گٹھلیاں مارتے ہیں اور لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہیں آیا یہ فعل ان کا کیسا ہے جائز یا ناجائز اور برتقدیر عدم جواز کے حرام ہے یا بدعت ہے یا مکروہ اور برتقدیر بدعت کے بدعت حسنہ ہے یا سیئہ بینوا الجواب بحوالۃ الکتب وتوجروا یوم الحساب۔

الجواب

گٹھلیاں مارنا ناجائز وممنوع ہے مسند امام احمد وصحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی وسنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی قال نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الخذف وقال انہ لایقتل الصید ولا ینکاء العدو وانہ یفقؤ العین ویکسر السن یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غلا یا گٹھلی کنکری پھینک کر مارنے سے منع کیا اور فرمایا اوس سے نہ دشمن پر وار ہوسکے نہ جانور کا شکار اوس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنکھ پھوڑ دے یا دانت توڑ دے فی التیسیر الخذف بمعجمتین وفاء الرمی بحصاۃ او نواۃ لانہ یفقؤ العین ولا یقتل الصید اور صرف چھلکوں سے ہم عمر ہم مرتبہ لوگ نادراً محض تطییب قلب کی طور پر باہم مزاح دوستانہ کریں جس میں اصلاً کسی حرمت یا حشمت دینی کا ضرر حالاً یا مالاً نہ ہو تو مباح ہے عالمگیری میں ہے قال القاضی الامام ملک الملوک اللعب الذی یلعب الشبان ایام الصیف بالبطیخ بان یضرب بعضھم بعضا مباح غیر مستنکر کذا فی جواھر الفتاوی فی الباب السادس عوارف المعارف شریف میں ہے روی بکر بن عبداللہ قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتبادحون بالبطیخ فاذا کانت الحقائق کانوا ھم الرجال یقال بدح یبدح اذا رمی ای تیرامون بالبطیخ اھ ذکرہ قدس سرہ فی الباب الثلثین واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں۔

سوال اوّل۔ اکثر مساجد میں رنڈیں چراغ جلاتی ہیں آیا اون کا چراغ مسجد میں جلانا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

اس قوم کی عادت سُنی گئی کہ ایسے مصارف خیر میں جو کچھ صرف کریں اپنے مال خبیث سے نہیں ہوتا بلکہ قرض لے کر صرف کیا جاتا اور اوس کا معاوضہ اپنے مال سے دیا جاتا ہے اگر ایسا ہے جب تو اوس کے جواز میں اصلاً شبہہ نہیں اور اس امر میں کہ یہ صرف اپنے مال سے نہیں قرض سے ہے اوس کا قول مقبول ومسموع ہے کما نص علیہ فی الھندیۃ من الکراھیۃ وغیرھا وبیناہ فی فتاوٰنا اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ وہ تیل یا چراغ بعینہٖ اونھیں اُجرت افعال محرمہ میں ملے ہیں تو حرام ہے اسی طرح اگر اپنے حرام مال سے یوں خریدے کہ وہ مال حرام بائع کے سامنے پیش کیا کہ اس کے عوض مثلاً تیل دیدے اوس نے دے دیا اوس نے وہی مال حرام ثمن میں دیا جب بھی امام کرخی کے قول مفتی بہ پر وہ خرید کی ہوئی چیز حرام وخبیث اور اگر ایسا نہیں بلکہ مطلقاً تیل وغیرہ بغیر کسی مال حرام کے دکھائے خریدا اگرچہ قیمت دیتے وقت وہی مال حرام دیا جیسا کہ غالب خرید وفروخت کا یہی دستور ہے تو دو قول مرجح ومفتی بہ پر وہ چیز خرید کردہ حلال ہے۔ کما بینہ فی الدرالمختار واوضحہ الامام عبدالغنی النابلسی فی الحدیقۃ الندیۃ وفصلناہ فی الحظر من فتاوٰنا اور اگر حالت معلوم نہ ہو تو فتوٰی جواز اور تقوٰی احتراز کما افادہ فی الھندیۃ عن الذخیرۃ عن الامام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ واوضحنا فی فتاوٰنا بما یتعین للحاجۃ الیہ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

سوال دوم۔ قرآن شریف کا ترجمہ اس طرح پر کرنا کہ نیچے ترجمہ میں محذوفات اور مطالب وغیرہ خطوط ہلالی بناکر لکھ دیئے جاویں جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

الحمد للہ قرآن عظیم بحفظ الٰہی عزوجل ابداً لآباد تک محفوظ ہے تحریف محرفین وانتحال منتحلین کو اوس کے سراپردہ عزت کے گرد بار ممکن نہیں لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ حمد اوس کے وجہ کریم کو جس نے قرآن اوتارا اور اوس کا حفظ اپنے ذمہ قدرت پر رکھا اِنَّا نَحْنُ

نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥ توریت وانجیل کچھ تو ملعون احباروں نے اپنے اغراض ملعونہ سے روپے لے کر اپنے مذہب ناپاک کے تعصب سے قصداً بدلیں اور کچھ ایسے ہی ترجمہ کرنے والوں نے اس خلط وخبط کی بنیادیں ڈالیں مرور زماں کے بعد وہ اصل وزیادت مل ملا کر سب ایک ہوگئی کلام الٰہی وکلام بشر مختلط ہو کر تمیز نہ رہی۔ الحمدللہ نفس قرآن میں اگرچہ یہ امر محال ہے تمام جہان اگر اکٹھا ہو کر اوس کا ایک نقطہ کم بیش کرنا چاہے ہرگز قدرت نہ پائے مگر ترجمہ سے مقصود اون عوام کو معانی قرآن سمجھانا ہے جو فہم عربی سے عاجز ہیں خطوط ہلالی نقول و درنقول خصوصاً مطابع مطابع میں ضرور مخلوط و نامضبوط ہو کر نتیجہ یہ ہوگا کہ دیکھنے والے عوام اصل ارشاد قرآن کو اس مترجم کی زیادت سمجھیں گے اور مترجم کی زیادات کو رب العزۃ کا ارشاد یہ باعث ضلال ہوگا اور جو امر منجر بہ ضلال ہو اوس کی اجازت نہیں ہوسکتی اسی لیے علماء مترجمین نے ترجمہ کا یہی دستور رکھا کہ بین السطور میں صرف ترجمہ اور جو فائدہ زائدہ ایضاح مطلب کے لیے ہو وہ حاشیہ پر لکھا اونھیں کی چال چلنی چاہئے۔ وباللہ التوفیق واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ ۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۵ھ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ داڑھی وغیرہ پر مرد کو بلاکسی وجہ موجہ کے وسمہ کرنا یا کسی رنگ سے رنگنا جائز ہے یا گناہ بینوا توجروا۔

الجواب

تنہا مہندی مستحب ہے اور اس میں کتم کی پتیاں ملاکر ایک گھاس مشابہ برگ زیتون ہے جس کا رنگ گہرا سرخ مائل بسیاہی ہوتا ہے اوس سے بہتر اور زرد رنگ سب سے بہتر اور سیاہ وسمے کا ہو خواہ کسی چیز کا مطلقاً حرام ہے مگر مجاہدین کو سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے مر علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رجل قد خضب بالحناء فقال ما احسن ھذا قال فمر اٰخر قد خضب بالحناء والکتم فقال ھذا احسن من ھذا ثم مر اٰخر قد خضب بالصفر فقال ھذا احسن من ھذا کلہ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب مہندی کا خضاب کئے گزرے فرمایا یہ کیا خوب ہے پھر دوسرے گزرے انھوں نے مہندی اور کتم ملاکر خضاب کیا تھا فرمایا یہ اوس سے بہتر ہے پھر تیسرے زرد خضاب کئے گزرے فرمایا یہ اون سب سے بہتر ہے معجم کبیر طبرانی ومستدرک میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الصفرۃ خضاب المومن والحمرۃ خضاب المسلم والسواد خضاب الکافر زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سرخ اہل اسلام کا اور سیاہ خضاب کافروں کا ہے امام احمد مسند اور ابوداؤد ونسائی وابن حبان وحاکم وضیا اپنی اپنی صحاح اور بیہقی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں یکون قوم فی اٰخر الزمان یخضبون بھذا السواد کحواصل الحمام لا یجدون رائحۃ الجنۃ آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے پوٹے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے۔ طبرانی کبیر اور ابن ابی عاصم کتاب السنہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من خضب بالسواد سود اللہ وجھہ یوم القیمۃ جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالٰی روز قیامت اوس کا منہ کالا کرے گا علامہ حموی وطحطاوی وشامی فرماتے ہیں ھذا فی حق غیر الغزاۃ ولا یحرم فی حقھم للارھاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے بصحت رسیدہ است کہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ خضاب می کرد بحنا وکتم کہ نام گیا ہے است لیکن رنگ آں سیاہ نیست بلکہ سرخ مائل بسیاہی است۔ اس مسئلے کی تفصیل فتاوائے فقیر میں ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از ملک بنگالہ ضلع کمرا ڈاکخانہ چاند پور مرسلہ منشی عبدالرحمن ۱۹ ربیع الآخر ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مجلس میں چند آدمی جمع ہو کر قرآن مجید ساتھ آواز بلند کے ہو یا خفی کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ سوال دیگر قرآن مجید کو چند آدمی مل کر اس طور پر پڑھنا کہ ایک آدمی کوئی صورت کے نصف یا ربع یا ایک دو آیت شروع کردے باقی آیتوں کو باقی لوگوں نے انتہائے سورت تک ختم کردیویں آپس میں آواز ملاکر تقریر جائز ہے یا نہیں بینوا بالدلیل مع حوالۃ الکتب توجروا بالتحقیق۔

الجواب

قرآن مجید پڑھا جائے اسے کان لگا کر غور سے سننا اور خاموش رہنا فرض ہے قال اللہ تعالٰی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا

تَحۡکُمُوۡنَ o علما کو اختلاف ہے کہ یہ استماع و خاموشی فرض عین ہے کہ جلسہ میں جس قدر حاضر ہوں سب پر لازم ہے اون میں جو کوئی اس کے خلاف کچھ بات کرے مرتکب حرام وگناہگار ہوگا یا فرض کفایہ ہے کہ اگر ایک شخص بغور متوجہ ہوکر خاموش بیٹھا سُن رہا ہے تو باقی پر سے فرضیت ساقط ثانی اوسع اور اول احوط ہے فی ردالمحتار فی شرح المنیۃ والاصل ان الاستماع للقرآن فرض کفایۃ لانہ لاقامۃ حقہ بان یکون ملتفتا الیہ غیر مضیع وذلک یحصل بانصات البعض الخ نقل الحموی عن استاذہ قاضی القضاۃ یحیٰی شہیر بمنقاری زادہ ان لہ رسالۃ حقق فیھا ان استماع القرآن فرض عین اقول وباللہ التوفیق ظاہر یہ ہے واللہ تعالٰی اعلم کہ اگر کوئی شخص اپنے لئے تلاوت قرآن عظیم بآواز کر رہا ہے اور باقی لوگ اوس کے سُننے کو جمع نہ ہوئے بلکہ اپنے اغراض میں مشغول ہیں تو ایک شخص اگر تالی کے پاس بیٹھا بغور سُن رہا ہے ادائے حق ہوگیا باقیوں پر کوئی لزوم نہیں اور اگر وہ سب اسی غرض واحد کیلئے ایک مجلس میں مجتمع ہیں تو سب پر سُننے کا لزوم چاہیے جس طرح نماز میں جماعت مقتدیان کہ ہر شخص پر استماع وانصات جداگانہ فرض ہے یا جس طرح جلسہ خطبہ کہ اون میں ایک شخص مذکر اور باقیوں کو یہی حیثیت واحدہ تذکیر جامع ہے تو بالاتفاق اون سب پر سُننا فرض ہے نہ یہ کہ استماع بعض کافی ہو جب تذکیر میں کلام بشر کا سُننا سب حاضرین پر فرض عین ہوا تو کلام الٰہی کا استماع بدرجۂ اولٰی ولا یفرق بافتراض الخطبۃ ورود الامر بقولہ تعالٰی فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ بخلاف التلاوۃ فان المعتمد وجوب الاستماع لکل خطبۃ ولو خطبۃ ختم القرآن او خطبۃ النکاح کما فی ردالمحتار وغیرہ من الاسفار وان حملنا القولین علی ماذکرنا من الصورتین یحصل التوفیق۔ بہرحال اس قدر میں شک نہیں کہ قرآن عظیم کا ادب وحفظ حرمت لازم اور اس میں لغو ولغط حرام و ناجائز پس صورت اولٰی میں جہاں مقصود تلاوت وختم قرآن ہے نہ حاضرین کو سُنانا اگر سب آہستہ پڑھیں کہ ایک کی آواز دوسرے کو نہ جائے تو یہ عین ادب واحسن وا حب ہے اس کی خوبی میں کیا کلام اور اگر چند آدمی بآواز پڑھ رہے ہیں یوں ہی قاری کے پاس ایک یا چند مسلمان بغور سُن رہے ہیں اور اون میں باہم اتنا فاصلہ ہے کہ ایک کی آواز سے دوسرے کا دھیان نہیں بٹتا تو قول اوسع پر اس میں بھی حرج نہیں اور اگر کوئی سُننے والا نہیں یا بعض کی تلاوت بعض اشخاص سُن رہے ہیں بعض کی کوئی نہیں سُنتا یا ایسی قریب آوازیں مختلف ومختلط ہیں کہ جُدا جُدا سُننا میسر ہی نہ رہا تو یہ صورتیں بالاتفاق ناجائز وگناہ ہیں اور صورت ثانیہ میں جہاں مقصود سُنانا ہے اگر قول احوط پر عمل کیجئے تو چند آدمیوں کا معاً آواز سے پڑھنا صریح حرام ہے اور اگر توفیق مذکور پر نظر کی جائے تو جب بھی یہ صورت سب پر لزوم خاموشی کی ہے اور اگر اس سے قطع نظر کرکے قول اوسع ہی لیجیے تاہم اس صورت کے بدعت و شنیع ہونے میں کلام نہیں آوازیں ملانا گانے وغیرہ کے مناسب حال ہے قرآن عظیم میں یہ ایک تو پیدا امر ہے جس کے لیے دین میں کوئی اصل نہیں اور اس کی تجویز و ترویج میں ایک اور فتنہ عظیم کا اندیشہ صحیحہ ہے باز و بناکر آوازیں ملاکر گانے کی طرح قرآن پڑھنا ہوگا تو ایسے لوگ عبارت کو اپنے لہجوں پر منطبق کرنے کے لیے جگہ جگہ آواز گھٹانے بڑھانے کے عادی ہوتے ہیں نظم میں خیریت ہے قرآن عظیم میں جب ایسا اوتار چڑھاؤ کیا جائے گا قطعاً اجماعاً حرام ہوگا لہذا ہر طرح اس سے ممانعت ہی لازم ہے عالمگیری میں ہے یکرہ للقوم ان یقرؤا القرآن جملۃ لتضمنھا ترک الاستماع والانصات المامور بھما اھ اقول وبما قررنا تبین ان روایۃ القنیۃ ھذہ ھی التی ینبغی اختیارھا فیما نحن فیہ دون روایتھا الاخری لاباس باجتماعھم علی قراءۃ الاخلاص جھرا عند ختم القرآن ولو قرأواحد واستمع الباقون فھو اولٰی اھ فافھم واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از ملک بنگالہ ضلع بری سال ڈاکخانہ نمازی پور کوچیا موڑا مرسلہ عبدالرحمٰن صاحب ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۱۲ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالٰی اس مسئلہ میں کہ در بعض دیار بنگال رمضان المبارک میں میانجی ومنشیوں کو دعوت کرکے مجتمع کرتے ہیں اور مردگان پر ایصال ثواب کے واسطے ختم قرآن وختم تہلیل وغیرہ پڑھاکے اور زیارت قبور کراکے اُجرت دیتے ہیں یعنی اگرچہ پیسہ وغیرہ کا کچھ تعین نہیں کرتے ہیں مگر ہمیشہ دینا پیسے کا واجب جانتے ہیں اور منشی اور میانجی بھی پیسے کے لالچ سے جاتے ہیں قرینہ اس کا یہ ہے کہ اگر کوئی مکان میں پیسہ نہ دیا تو بار دیگر اوس مکان میں نہیں جاتے ہیں اس قسم کا پیسہ دینا اور لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور مردوں پر ایصال ثواب ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

جب کہ اون میں معہود و معروف یہی لینا دینا ہے تو یہ اُجرت پر پڑھنا پڑھوانا ہوا فان المعروف عرفا کالمشروط لفظا اور تلاوت قرآن و ذکر الٰہی پر اُجرت لینا دینا دونوں حرام ہے لینے والے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں کما حققہ فی ردالمحتار وشفاء العلیل وغیرھما اور

جب یہ فعل حرام کے مرتکب ہیں تو ثواب کس چیز کا اموات کو بھیجیں گے گناہ پر ثواب کی اُمید اور زیادہ سخت واشد ہے کما فی الہندیہ والبزازیۃ وغیرھما وقد شدد العلماء فی ھذا ابلغ تشدید۔ ہاں اگر لوگ چاہیں کہ ایصال ثواب بھی ہو اور طریقہ جائزہ شرعیہ بھی حاصل ہو تو اوس کی صورت یہ ہے کہ پڑھنے والوں کو گھنٹے دو گھنٹے کے لیے نوکر رکھ لیں اور تنخواہ اتنی دیر کی ہر شخص کی معین کر دیں مثلاً پڑھوانے والا کہے میں نے تجھے آج فلاں وقت سے فلاں وقت تک کے لیے اس قدر اُجرت پر نوکر رکھا جو کام چاہوں گا لوں گا وہ کہے میں نے قبول کیا اب وہ اتنی دیر کے واسطے اس کا اجیر ہو گیا جو کام چاہے لے سکتا ہے اس کے بعد اوس سے کہے فلاں میت کے لیے اتنا قرآن عظیم یا اس قدر کلمہ طیبہ یا درود شریف پڑھ دو یہ صورت جواز کی ہے اللہ تعالٰی مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۵ رجمادی الاولی ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ایک شخص وعظ کہتا ہے اور ان صفتوں سے موصوف ہے۔ اولاً مقولہ اوس کا الصلاۃ علیک یا رسول اللہ کہنا نہ چاہیے حاضر کے واسطے ہے دوسرے بیان کیا روزہ دار کو چاہیے وقت استنجے کے اوپر کو سانس نہ لیوے اور آپ کو خوب سنبھالے پانی اوپر نہ جاوے ورنہ روزہ اس کا تباہ ہوگا روزہ دار اور غیر روزہ دار کے استنجے میں فرق بہت ہے تیسرے آمین کہنے آواز بلند سے شیطان کے برچھا لگتا ہے اگر بہت بلند آواز سے آدمی کہیں تو بہت برچھی لگتی ہیں اور اوس آدمی نے تقویۃ الایمان اور تنبیہ الغافلین اور کچھ آیات و حکایات و حدیث شریف کا ترجمہ بغیر اوستاد کے مطبوعہ دیکھ کر یاد کر لیا ہے بیان کرتا ہے اور علم ناسخ اور منسوخ آیات اور اقسام حدیث شریف اور صرف ونحو کبھی نہ جانے بحدیکہ من و عن و واحد و تثنیہ میں فرق نہیں کر سکتا ہے ایسے آدمی کا وعظ سُننے کو اجازت شریعت محمدیہ اہل شرع کے ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

شخص مذکور نرا جاہل اجہل وگمراہ و بدمذہب ہے اوسے وعظ کہنا حرام اور اوس کا وعظ سُننا حرام۔ الصلاۃ علیک یا رسول اللہ کہنا باجماع مسلمین جائز و مستحب ہے جس کی ایک دلیل ظاہر و باہر التحیات میں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہے اور اوس کے سوا صحاح کی حدیث میں یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ موجود جس میں بعد وفات اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضور پکارنا اور حضور سے مدد لینا ثابت ہے مگر ایسے جاہل اجہل کو احادیث سے کیا خبر جب اوسے التحیات ہی یاد نہیں جو مسلمانوں کا ہر بچّہ جانتا ہے۔ تقویۃ الایمان سخت بددینی وضلالت کی کتاب ہے اوس کا اور اوس کے مصنف کا حال فتاوٰی و رسائل علماء عرب وعجم سے ظاہر۔ سردست فقیر کا رسالہ مسمّٰی بہ الکوکبۃ الشھابیہ علی کفریات ابی الوھابیہ جدید الطبع حاضر من شاء فلیطالعھا آمین آواز سے کہنے میں شیطان کے برچھا لگنا اور جس قدر زیادہ بلند آواز سے ہو اوسی قدر زیادہ زخم پہنچنا یہ بھی کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ روزہ دار کو یہ بہتر تو ہے کہ استنجا کرنے میں اوپر سانس بقوت نہ لے مگر اس قدر سے روزہ نہ جائے گا نہ مطلقاً پانی چڑھنے سے جب تک پانی موضع حقنہ تک نہ پہنچے اور ایسا ہوگا تو درد شدید پیدا ہوگا درمختار میں ہے لو بالغ فی الاستنجاء حتی بلغ موضع الحقنۃ فسد وھذا قلما یکون ولو کان فیورث داء عظیما واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۱ رجمادی الاولی ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں بھٹیارن کا دستور ہے جب اون میں کوئی عورت بدکاری کرتی ہے خاوند اوسے طلاق دے کر چودھری کے سپرد کر دیتا ہے پھر جو شخص اوس سے نکاح کرنا چاہتا ہے سرا کے بھٹیارے اوس شخص سے جب تک بیس روپے نہ لے لیں نکاح نہیں کرنے دیتے۔ اوس عورت کو سرا کی گٹھری کہتے ہیں کہ اب یہ ہماری گٹھری ہے ہمیں بیس روپے دے دو تو نکاح کرنے دیں گے پھر وہ روپیہ کبھی آپس میں بانٹ لیتے ہیں کبھی اوس کا کھانا پکا کر مل کر کھا لیتے ہیں اس دفعہ بھی ایک شخص کے ایسے ہی بیس روپے جمع ہیں بھٹیارے چاہتے ہیں ہم انھیں مسجد میں لگا دیں یہ جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

یہ روپے جو باندھے گئے ہیں محض رشوت و حرام ہیں نہ اون کا کھانا جائز نہ بانٹ لینا جائز نہ مسجد میں لگانا جائز بلکہ لازم ہے کہ جس شخص سے لئے ہیں اوسے

واپس دیں وہ اگر بخوشی اجازت دے دیں کہ میری طرف سے مسجد میں صَرف کردو تو جائز ہوگا فی البزازیۃ الاخ ابی ان یزوج الاخت الاان ید فع الیہ کذا فدفع لہ ان یأخذ منہ قائمًا اوھالکالانہ رشوۃ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از کٹرہ ڈاکخانہ اوبرہ ضلع گیا مرسلہ مولوی سید کریم خاں صاحب غرّہ جمادی الآخرہ ۱۳۳۱ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں

سوال اول۔ ایک کمہار کا گھر جو رعیت مسلمان زمیندار کا ہے مسجد کے متصل ہے کمہار نے اپنے گھر میں ناقوس بجایا اوس پر ایک مسلمان نے کلوخ اندازی کی اوس کمہار نے منیجر زمیندار کے پاس کہ وہ بھی مسلمان ہے نالش کی منیجر مسلمان نے اوس مسلمان کی تنبیہ کی اور اوس سے جُرمانہ لیا اس تائید کفر کے سبب منیجر مسلمان گنہگار ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

ضرور کہ اوس کا یہ حکم حکم قرآن عظیم کے مطابق نہ تھا وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم۔ ایک زمیندار مسلمان کی کچہری میں ایک کائستھ بذریعہ نوکری اوسی زمیندار کے سکونت گزیں ہے اور اوس میں ناقوس بجایا کرتا ہے اور وہ زمیندار ناقوس بجانے سے اوس کو نہیں روکتا ہے تو وہ زمیندار رضا بالکفر کے باعث گنہگار ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

بیشک گنہگار اور سخت گنہگار کہ ازالہ منکر بقدر قدرت فرض ہے خصوصًا منکر بھی کیسا کہ شرک کفار وعبادت بتان ناہنجار والعیاذ باللہ العزیز الغفار یہ اگر بفرض غلط اوسے نوکر رکھ کر منع پر قادر نہ ہو تو موقوف کرنے پر تو قادر ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ من آوی محدثا اللہ کی لعنت اوس پر جو کسی شرعی مجرم کو پناہ دے رواہ الامام احمد ومسلم فی صحیحہ والنسائی عن علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۷ رجب ۱۳۳۱ھ

مخدومنا ومکرمنا جناب مولوی صاحب قبلہ دامت برکاتہم۔ آداب۔ جلسہ سالانہ آریہ سماج کے واسطے کُرسیاں کرایہ پر آریہ مانگتے ہیں شرعًا ایسے جلسے کے واسطے کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں احقر نے ابھی قرار نہیں کیا آنجناب کا جواب آنے پر اون کو جواب دوں گا۔ عاصی محمد یعقوب۔

الجواب

مکرم سلمکم اللہ تعالٰی۔ آپ اپنے کرائے سے غرض رکھیں کُرسی پر بیٹھنا حرام نہیں اوس کا کرایہ حرام نہیں اقوال نامشروع جو بیٹھنے والے کُفار بکیں گے کُرسی پر موقوف نہیں کرسی اون میں معین ومؤید نہیں کوئی وجہ حرج نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بڑودہ ملک گجرات محلہ منگلواڑہ نعلبند واں کا چورہ مکان استاد غریب اللہ ملازم راجہ بڑودہ مرسلہ مولوی محمد اسرار الحق صاحب دہلوی ۷ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ

افضل العلماء واکمل الکملاء آیۃ من آیات اللہ برکۃ من برکات اللہ مجدد دین نائب سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضرت مولانا صاحب بریلوی معظمنا ومکرمنا ادامہ اللہ المنان علی رؤس اہل الایمان من الانس والجان بطول حیاتہ من بعد آداب تسلیمات خادمانہ دست بستہ معروض خدمت فیضدرجت بوجہ تکلیف دہی جناب قبلہ وکعبہ یہی ہے کہ یہاں ایک بہت بڑا فساد ایک امر میں پھیلا ہوا ہے اور فیصلہ اوس کا یہاں علماء وجہلاء نے آں قبلہ کے تحریر مبارک پر رکھا ہے لہٰذا جناب تکلیف فرماکر اس کا جواب مع دلائل روانہ فرمائیں۔

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ ایک شخص واعظ ہے اور اوس کے درمیان میں اشعار مدحیہ نبوت رسول مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خوش الحانی کے ساتھ پڑھتا ہے یا وعظ میں حدیثوں کا ترجمہ لحن کے ساتھ نظم میں پڑھتا ہے اور درمیان میں قرآن شریف کی آیات کو لحن عرب میں پڑھتا ہے آیا اس طرح کا پڑھنے والا گنہگار تو نہ ہوگا اور اگر کوئی شخص قرآن شریف کو ذرا بھی لحن کے ساتھ پڑھے گا یا قصائد حسنہ و ترجمہ

حدیث نظم کو جیسے کہ اکثر اطفال و جوان و پیر قصائد وغیرہ زور سے پڑھتے ہیں تو اوس کے سُننے والے اگر اوس پر تعریف کریں یا واہ واہ یا سبحان اللہ کہیں گے تو کافر ہوجائیں گے اور اون کی عورتیں نکاح سے باہر ہوجائیں گی یا نہیں یہ بات صحیح ہے یا غلط بینوا توجروا۔

الجواب

یہ حکم تکفیر و زوال نکاح صریح غلط و خطا سخت مردود و ناسزا شرع مطہرہ پر کھلا افترا مسلمانوں کو ناحق ناروا کافر بنانے پر اجترا ہے ایسا کہنے والوں پر توبہ فرض ہے قرآن عظیم خوش الحانی سے پڑھنا جس میں لہجہ خوشنما دلکش پسندیدہ دل آویز غافل دلوں پر اثر ڈالنے والا ہو اور معاذ اللہ رعایت اوزان موسیقی کے لئے ہیأت نظم قرآنی کو بدلا نہ جائے ممدود کا مقصور مقصور کا ممدود نہ بنایا جائے حروف مدکو کثیر فاحش کشش جسے اصطلاح موسیقیان میں تان کہتے ہیں نہ دی جائے زمزمہ پیدا کرنے کے لیے بے محل غنہ و نون نہ بڑھایا جائے غرض طرز ادا میں تبدیل و تحریف راہ نہ پائے بیشک جائز و مرغوب بلکہ شرعًا محبوب و مندوب بلکہ بتاکید اکید مطلوب اعلٰی درجہ کی ہے زمانہ صحابہ و تابعین و ائمہ دین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے آج تک اس کے جواز و استحسان پر اجماع علماء ہے۔ صحیح **حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما اذن اللہ بشیئ ما اذن للنبی حسن الصوت یتغنی بالقراٰن یجھر بہ اللہ تبارک و تعالٰی کسی چیز کو ایسی توجہ و رضا کے ساتھ نہیں سُنتا جیسا کسی خوش آواز نبی کے پڑھنے کو جو خوش الحانی سے کلام الٰہی کی تلاوت بآواز کرتا ہے رواہ الائمۃ احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں للہ اشد اذنا الی الرجل الحسن الصوت بالقراٰن یجھر بہ من صاحب القینۃ الی قینتہ یعنی جس شوق و رغبت سے گانے کا شوقین اپنی گائن کنیز کا گانا سُنتا ہے بیشک اللہ عزوجل اوس سے زیادہ پسند و رضا و اکرام کے ساتھ اپنے بندے کا قرآن سُنتا ہے جو اوسے خوش آوازی سے جہر کے ساتھ پڑھے رواہ ابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وقال صحیح علی شرطھما والبیھقی کلھم من فضالۃ بن عبید رضی اللہ تعالٰی عنہ **تیسری حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں تعلموا کتاب اللہ وتعاھدوہ وتغنوا بہ قرآن مجید سیکھو اور اوس کی نگہداشت رکھو اوسے اچھے لہجے پسندیدہ الحان سے پڑھو رواہ الامام احمد عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ **چوتھی حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں زینوا القرآن باصواتکم فان الصوت الحسن یزید القرآن حسنا قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو کہ خوش آوازی قرآن کا حُسن بڑھا دیتی ہے رواہ الدارمی فی سننہ ومحمد بن نصر فی کتاب الصلاۃ بلفظ حسنوا وبالفظین رواہ الحاکم فی المستدرک کلھم عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ **پانچ حدیثوں** صحیح رفیع جلیل میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس منا من لم یتغن بالقرآن ہمارے طریقے پر نہیں جو قرآن خوش الحانی سے آواز بنا کر نہ پڑھے رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ وابوداؤد عن ابی لبابۃ عبد المنذر وھو کا حمد وابن حبان عن سعد بن ابی وقاص والحاکم عنہ وعن عائشۃ وعن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم۔ **دسویں حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان ھذا القرآن نزل بحزن وکآبۃ فاذا قرأتموہ فابکوا فان لم تبکوا فتباکوا وتغنوا بہ فمن لم یتغن بہ فلیس منا بیشک یہ قرآن غم و حزن کے ساتھ اوترا تو جب اسے پڑھو گریہ کرو اگر رونا نہ آئے بتکلف روؤ اور قرآن کو خوش الحانی سے پڑھو جو اوسے الحان خوش سے نہ پڑھے وہ ہمارے طریقے پر نہیں رواہ ابن ماجۃ ومحمد بن نصر فی الصلاۃ والبیھقی فی شعب الایمان عن سعد بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ پھر اوس کے ساتھ اگر اوس کی قرأت بلاقصد اوزان موسیقی سے کسی وزن کے موافق نکلے تو اصلا حرج والزام نہیں حتی کہ نماز میں بھی ایسی تلاوت جائز و حسن و مستحسن ہے علامہ خیر الملۃ والدین رملی استاذ صاحب درمختار کے فتاوٰی خیریہ لنفع البریہ میں ہے سئل فی امام یقرأ فی الجھریات بصوت حسن علی القواعد المقررۃ عند اھل العلم بحیث لا یخل بحکم من احکام القراءۃ لکن یصادف ان یخرج قراءتہ علی طبق نغم من الانغام المقررۃ فی الموسیقی من غیر لحن القسطریب ھل یجوز ذلک واذا قلتم بالجواز ھل یکرہ ام لا اجاب نعم یجوز ذلک ولا یکرہ اذ تحسین الصوت بالقراءۃ مطلوب کما صرح بہ المحقق ابن الھمام فی فتح القدیر وقال فی البحر نقلا عن الخلاصۃ وتحسین الصوت لا باس بہ من غیر تغن وفی التبیان فی آداب حملۃ القرآن اجمع العلماء رضی اللہ تعالٰی عنھم من السلف والخلف من الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم فی علماء الامصار ائمۃ المسلمین علی استحسان تحسین الصوت بالقرآن واقوالھم وافعالھم مشھورۃ نھایۃ الشھرۃ فنحن مستغنون عن نقل شیئ من افرادھا ودلائل ھذا من حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مستفیضۃ عند الخاصۃ والعامۃ کحدیث زینوا القرآن باصواتکم وحدیث ابو موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لہ لقد اوتیت مزمارا من مزامیر داؤد رواہ البخاری ومسلم وفی روایۃ المسلم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لہ لورأیتنی

وانا اسمع لقراء تک البارحۃ رواہ مسلم ایضا من روایۃ بریدۃ بن الحصیب (ثم ذکر الحدیثین الاولین بعض ماذکرنا ھما من التخاریج ثم قال) و حدیث ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال من لم یتغن بالقرآن فلیس منا رواہ ابوداؤد باسناد جید قال جمہور العلماء معنی لم یتغن لم یحسن صوتہ الخ اوسی میں ہے اما تحسین الصوت فلا اظن ان قائلا یمنعہ لعدم وجہہ بل کان جماعۃ من السلف یطلبون من اصحاب القراءۃ بالاصوات الحسنۃ ان یقرؤا وھم یستمعون وھذا متفق علی استحبابہ وہو عادۃ الاخیار والمتعبدین وعباد اللہ الصالحین تو ایسے امر محمود ومسعود کی تحسین پر جو خود ائمہ رسول کو محبوب اور باجماع صحابہ وتابعین وائمہ دین مستحسن ومندوب ہے معاذ اللہ کفر وبطلان نکاح کا حکم دینا خیال کیجئے کہاں تک پہنچتا ہے خرق اجماع اُمت ہے تکفیر جملہ امت کی خبر دیتا ہے۔خود ان قائلوں کو چاہیے کہ بعد توبہ اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں ہاں معاذ اللہ بالقصد راگنی پر قرآن عظیم ٹھیک کرنا اوس کی درستی کو بے جگہ مد یا حرکت یا غنہ وغیرہا بڑھانا گھٹانا تانیں لینا یہ ضرور حرام اور اس کی تحسین اس پر سبحن اللہ وآفریں اس سے زیادہ حرام تر ومجمع آثام ہے والعیاذ باللہ تعالٰی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتھا وایاکم ولحون اھل الکتابین واھل الفسق فانہ سیجئ بعدی قوم یرجعون بالقرآن ترجیع الغناء والرھبانیۃ والنوح لایجاوز حناجرھم مفتونۃ قلوبھم وقلوب من یعجبھم شأنھم قرآن مجید عرب کے لحنوں میں پڑھو اور یہود ونصارٰی اہل فسق کے لحنوں سے بچو کہ میرے بعد کچھ لوگ آنے والے ہیں جو قرآن آآ کرکے پڑھیں گے جیسے گانے کی تانیں اور راہبوں اور مرثیہ خوانوں کی اوتار چڑھاؤ قرآن اون کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا یعنی اون کے دلوں پر کچھ اثر نہ کرے گا فتنے میں ہوں گے اون کے دل اور جنھیں اون کی یہ حرکت پسند آئے گی اون کے دل رواہ الطبرانی فی الاوسط والبیھقی فی الشعب عن حذیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے (واھل الفسق) من المسلمین الذین یخرجون القرآن عن موضوعہ بالتمطیط بحیث یزید او ینقص حرفا فانہ حرام اجماعا خیریہ میں بعد عبارت مذکورہ سابقا ہے ثم قال (ای فی **التبیان**) قال العلماء رحمھم اللہ تعالٰی یستحب تحسین الصوت بالقراءۃ وتزیینھا مالم یخرج عن حد القراءۃ بالتمطیط فان افرط حتی زاد حرفا او اخفاہ فھو حرام انتھی فان قلت ما تصنع فیما نص علیہ فی البزازیۃ وغیرھا من کتاب الاستحسان قراءۃ القرآن بالالحان معصیۃ والتالی والسامع آثمان قلت محلہ اذا اخرج لفظ القرآن عن صیغتہ بادخال حرکات فیہ او اخراج حرکات منہ او قصر ممدود او مد مقصور او تمطیط یخفی بہ اللفظ او یلبس بہ المعنی فھو حرام یفسق بہ القارئ ویأثم بہ المستمع لانہ عدل بہ عن نھجہ القویم الی الاعوجاج واللہ تعالٰی یقول قرانا عربیا غیر ذی عوج وان لم یخرجہ اللحن عن لفظہ قرأتہ علی ترتیلہ کان مباحا لانہ زاد بالحانہ فی تحسینہ ویؤید ذلک تفسیر کثیر من علمائنا التغنی فی کلام ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما فی الاذان بالتطریب الذی ھو اخراج الکلام عن موضوعہ الاصلی وصیغتہ واما تحسین الصوت فلا اظن ان قائلا یمنعہ الٰی اٰخر ما مر اشعار حسنہ محمودہ کا پڑھنا جن میں حمد الٰہی ونعت رسالت پناہی جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ومنقبت آل واصحاب واولیاء وعلمائے دین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین بر وجہ صحیح اور ترجیح مقبول شرعی یا ذکر موت وتذکیر آخرت واہوال قیامت وغیر ذلک مقاصد شرعیہ ہو قطعًا جائز وروا اور خود زمانہ اقدس حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے آج تک تمام ائمہ دین وعباد اللہ الصالحین میں رائج رہا ہے صحیح بخاری شریف میں ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ تعالٰی علٰی زوجہا الکریم وابیہا وعلیہا وسلم سے ہے قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یضع لحسان بن ثابت منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او ینافح ویقول رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ یؤید حسان بروح القدس ما نافح او فاخر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لیے مسجد اقدس نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں منبر بچھاتے حسان اوپر کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فضائل ومفاخر بیان کرتے حضور کی طرف سے طعنہائے کفار کا رد کرتے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے جب تک حسان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے اس مفاخرت یا مدافعت میں مشغول رہتا ہے اللہ عزوجل جبریل امین سے اوس کی مدد فرماتا ہے پھر ظاہر کہ وعظ کے اشعار حدیث کے ترجمے اسی قسم میں داخل ہیں تو ایسی شعر خوانی کا جواز بالیقین ہے اور جب خوش الحانی خود قرآن عظیم میں مطلوب ومندوب ہوئی تو یہ تو شعر ہے یہاں اگر الحان کے لیے مد وقصر وحرکات وسکنات وغیرہا ہیأت حروف میں کچھ تغیر بھی ہو تو حرج نہیں جب کہ صرف سادہ خوش الحانی ہو اور تمام منکرات شرعیہ سے خالی اس قدر پر بھی احکام شدیدہ مذکورہ تکفیر وزوال نکاح میں تقریبًا ویسی ہی ناپاکی وبیباکی ہے حلال کو حرام مسلمانوں کو کافر بتانا کس شریعت نے مانا اس قدر کو عرف میں پڑھنا کہتے ہیں نہ کہ گانا کہ موسیقی کے اوزان مقررہ نغمات محررہ طرقات مطربہ قرعات متجہ اوتار چڑھاؤ زیرو

ہم تان گٹکری تال سم کی رعایت سے رنڈیوں ڈومنیوں مراثیوں ڈھاریوں نقالوں قوالوں وغیرہم میں معمول اور با وضع شرفا ومہذبین اصلحا میں معیوب و مخذول۔ محمود ومباح اشعار کا سادہ خوش الحانی سے پڑھنا بھی زمانہ صحابہ وتابعین وائمہ دین مجوز ومقبول ہے بلکہ خود بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین سے ماثور ومنقول بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے ہوتا حضور سنتے اور انکار نہ فرماتے بارگاہ رسالت میں حدی خوانی پر صحابہ مقرر تھے کہ اپنی خوش الحانیوں دلکش حدی خوانیوں سے اونٹوں کو راہ روی میں وارفتہ بناتے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے برادر اکرم سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ خود موکب اقدس کے حدی خوان تھے عجب آواز دلکش رکھتے اور بہت خوبی سے اشعار حدی پڑھتے یہ اجلہ صحابہ کرام سے ہیں بدر کے سوا سب مشاہد میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا بہت اوجھے بال میلے کپڑے والے جن کی کوئی پرواہ نہ کرے ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل پر کسی بات میں قسم کھالیں تو خدا ان کی قسم سچی ہی کرے اونھیں میں سے براء بن مالک ہے ایک روز انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ اون کے پاس گئے اوس وقت اشعار اپنے الحان سے پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا آپ کو اللہ عزوجل نے وہ چیز عطا فرمائی جو اس سے بہتر ہے یعنی قرآن عظیم فرمایا کیا یہ ڈرتے ہو کہ میں بچھونے پر مروں گا خدا کی قسم اللہ مجھے شہادت سے محروم نہ کرے گا سو کافر تو میں نے تنہا قتل کئے ہیں اور جو شرکت میں مارے ہیں وہ علاوہ جب خلافت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں قلعہ تستر پر جہاد ہوا ہے اور مسلمانوں کو سخت دقت پیش آئی حدیث مذکور سنے ہوئے تھے ان سے کہا اپنے رب پر قسم کھائیے اونھوں نے قسم کھائی کہ اے رب میرے کافروں پر ہمیں قابو دے کہ ہم اون کی مشکیں کس لیں اور مجھے اپنے نبی سے ملا یہ کہہ کر حملہ آور ہوئے اور اون کے ساتھ مسلمانوں نے حملہ کیا ایرانیوں کا سپہ سالار ہرمزان مارا گیا کافر بھاگ گئے اور براء شہید ہوئے رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حبیبوں کے ہودجوں پر انجشہ حبشی رضی اللہ تعالٰی عنہ حدی خوانی کرتے ان کی خوش آوازی مشہور تھی حجۃ الوداع شریف میں حدی پڑھی ہے اور اونٹ گرمائے بہت تیز چل نکلے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ آہستہ شیشیوں کے ساتھ نرمی کر شیشیوں سے مراد عورتیں ہیں یعنی اونٹ اتنے تیز نہ کر دو کہ تکلیف ہوگی یا عورتوں کا مجمع ہے خوش الحانی حد سے نہ گزار دو ان کے سوا سیدنا عبداللہ بن رواحہ وسیدنا عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آگے حدی خوانی کرتے چلتے روز عمرۃ القضا جب لشکر ظفر پیکر محبوب اکبر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باہزاراں جاہ وجلال داخل مکہ ہوا ہے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالٰی عنہ آگے آگے رجز کے اشعار سناتے کافروں کے جگر پر تیر برساتے جارہے تھے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے منع کیا کہ اے ابن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے آگے اور اللہ جل جلالہ کے حرم میں یہ شعر خوانی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑھنے دو کہ یہ اون پر تیروں سے زیادہ کارگر ہے اور ایک حدیث میں آیا ارشاد فرمایا اے عمر ہم سن رہے ہیں تم بھی خاموش رہو بالجملہ ممانعت منازعت جو کچھ ہے گانے میں ہے یا معاذ اللہ اشعار ہی خود برے ہوں اگرچہ بظاہر نعت ومنقبت کا نام ہو جیسے بے قیدوں کے خلاف شرع شعر کہ توہین انبیائے کرام و ملائکہ عظام علیہم الصلٰوۃ والسلام بلکہ تنقیص شان سید الانام علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلٰوۃ والسلام بلکہ گستاخی وبے ادبی بارگاہ عزت ذی الجلال والاکرام کچھ اونھا نہ رکھیں اور نعت ومنقبت کا نام بدنام یا محل محل فتنہ خواہ فطنۂ فتنہ ہو جیسے زن اجنبیہ کا مردوں کے جلسے میں خوش الحانی کرنا یا خارج سے امور نامشروعہ کا قدم درمیان ہو مثلاً مزامیر تالیاں چٹکا توڑا بھاؤ بتانا جیسے آجکل بعض بے شرم واعظان نیچری مشرب آزادی مذہب نے اپنی مجلس گرم کرنے کا انداز بنا رکھا ہے اشعار گائیں مثنوی مولانا روم کے اور رنگ رچائیں مثنوی میر حسن کی دھوم کے الی غیر ذلك من المحدثات المجتنبه والمحظورات المتحیلبه یہ تیرہ وتیرہ برت کہ جو چاہے حلال کو حرام کرے ورنہ سادہ خوش الحانی کے ساتھ جائز شعر خوانی کے جواز میں اصلا جائے کلام نہیں بلکہ اشعار محمودہ بہ نیت محمودہ اعمال محمودہ میں معدود و باعث اجر ورضائے رب ودود ہیں مواہب لدنیہ وشرح علامہ زرقانی میں ہے کان یحدو بین یدیہ علیہ الصلٰوۃ والسلام فی السفر عبداللہ بن رواحۃ الامیر المستشہد بموتۃ ای یقول الحداء بضم المھملۃ وھو الغناء للابل (وفی الترمذی عن انس انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دخل مکۃ فی عمرۃ القضیۃ (ابن رواحۃ یمشی بین یدیہ ویقول ؎ خلوا بنی الکفار عن سبیلہ ٭ الیوم نضربکم علی تنزیلہ ٭ ضربا یزیل الھام عن مقیلہ ٭ ویذھل الخلیل عن خلیلہ ٭ فقال عمر یا ابن رواحۃ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وفی حرم اللہ تقول الشعر فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خل عنہ یا عمر فلھی فیھم اسرع من نضح النبل وفی روایۃ انہ لما انکر عمر علیہ قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا عمر انی اسمع فاسکت یا عمر (وعامر بن الاکوع) کان یحدو بین یدیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او استشھد یوم خیبر وانجشۃ العبد الاسود

کان حسن الحداء فی الصحیح عن انس کان حسن الصوت (قال انس) فی الصحیحین (کان براء بن مالک) اخو انس شہد المشاہد الابدرا قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رب اشعث اغبر لایؤبہ لہ لو اقسم علی اللہ لابرہ منھم البراء بن مالک قال انس فلما کان یوم تستر من بلاد فارس انکشف الناس فقال المسلمون یابراء اقسم علی ربک فقال اقسم علیک یارب لما منحتنا اکتافھم والحقتنی بنبیک محمد وحمل الناس معہ فقتل ھرمزان من عظماء الفرس واخذ سلبہ وانھزم الفرس وقتل البراء رواہ الترمذی والحاکم وذلک فی خلافۃ عمر سنۃ عشرین یحدو بالرجال وانجشۃ بالنساء وقد کان یحدو وینشد القریض والرجز وفی الصحیحین عن انس ان انجشۃ حدا بالنساء فی حجۃ الوداع فاسرعت الابل فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یاانجشۃ رفقا بالقواریر ای النساء شبھھن بالقواریر من الزجاج لانہ یسرع الیھا الکسر فلم یامن علیہ الصلٰوۃ والسلام ان یقع فی قلوبھن حداؤہ وقیل نھاہ لان النساء یضعفن عن شدۃ الحرکۃ) قال اللہ ماعینی وحملہ ھذا اقرب الی ظاھر لفظہ من الحمل علی الاول اھ ملخصا اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں ہے روی البغوی باسناد صحیح عن محمد بن سیرین عن انس قال دخلت علی البراء بن مالک وھو یتغنی فقلت لہ قد ابدلک اللہ ماھو خیر منہ فقال اترھب ان اموت علی فراشی لا واللہ ماکان اللہ لیحرمنی ذلک وقد قتلت مائۃ منفردا سوی من شارکت فیہ۔ امام ابن حجر مکی کف الرعاع عن محرمات اللھو والسماع میں فرماتے ہیں قال جمع من الشافعیۃ والمالکیۃ منھم الاذرعی فی توسطہ والقرطبی فی شرح مسلم الغناء انشادا واستماعا علی قسمین القسم الاول ما اعتادہ الناس استعانۃ لمحاولۃ عمل وحمل ثقیل وقطع مفاوز سفر ترویحا للنفوس وتنشیطا لھا کحداء الاعراب بابلھم وغناء النساء لتسکین صغارھن ولعب الجواری بلعبھن فھذا اذا سلم المغنی بہ من فحش وذکر محرم کوصف الخمور والقینات لاشک فی جوازہ ولایختلف فیہ وربما یندب الیہ اذا نشط علی فعل خیر کالحداء فی الحج والغزو ومن ثم ارتجز صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھو والصحابۃ رضوان اللہ تعالٰی علیھم فی بناء المسجد وحفر الخندق وغیرھما کما ھو مشھور وقد امر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نساء الانصار ان یقلن فی عرس لھن ؎ اتیناکم اتیناکم ؛ فحیانا وحیاکم ؛ وکالاشعار المزھدۃ فی الدنیا المرغبۃ فی الاٰخرۃ فھی من النفع والوعظ فالحاصل فیھا اعظم الاجر ویؤید ما قلتہ من نفی الخلاف فی ھذا القسم ان ابن عبدالبر وغیرہ قالوا الاخلاف فی اباحۃ الحداء واستماعہ وھو مایقال خلف نحو الابل من الشعر سوی الرجز وغیرہ لینشطھا علی السیر ومن اوھم کلامہ نقل خلاف فیہ فھو شاذ او مؤول لان علی حالۃ یخشی منھا شیئ غیر لائق القسم الثانی ماینتحلہ المغنون العارفون بصنعۃ الغناء المختارون المدن من غزل الشعر مع تلحینہ بالتلحینات الانیقۃ وتقطیعہ لھا علی النغمات الرقیقۃ التی تھیج النفوس وتطربھا کحمیا الکؤس فھذا ھو الغناء المختلف فیہ علی اقوال العلماء الخ احدھا انہ حرام قال القرطبی وھو مذھب مالک (الی قولہ) وھو مذھب ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وسائر اھل الکوفۃ اوسی میں ہے قال الاذرعی وما نسب الی اولئک والصحابۃ اکثرہ لم یثبت ولو ثبت منہ شیئ لم یظھر منہ ان ذلک الصحابی یبیح الغناء المتنازع فیہ فالمروی عن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ان غلاما دخل علیہ فوجدہ یترنم ببیت اونحو ذلک فعجب منہ فقال اذا خلونا قلنا کما تقول الناس فاللہ اعلم ماکان ذلک البیت وماکان ترنمہ وصفتہ وصح عن عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ ماتغنیت ماتمنیت ای زینت فاطلاق القول بنسبۃ الغناء المتنازع فیہ واستماعہ الی ائمۃ الھدی تجاسر ولایفھم الجاھل منہ ھذا الغناء الذی یتعاطاہ المغنون المخنثون ونحوھم وقال الشیخ الامام ابراھیم المروزی فی تعلیقہ وعن عمر وعبدالرحمٰن بن عوف وابی عبیدۃ بن الجراح وابی مسعود الانصاری انھم کانوا یترنمون بالاشعار فی الاسفار وکذلک عن اسامۃ بن زید وعبداللہ بن الارقم وعبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنھم الترنم کذلک لیس فی محل النزاع اذھو من انواع القسم الاول من القسمین السابقین وقدمرانہ لاخلاف فیہ وبہ تعلم ان الظاھر الذی یتعین القطع بہ ان غالب ماحکی عن الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم وعمن بعدھم من الائمۃ انما ھو من ھذا القسم الذی لاخلاف فیہ (الخ وتمامہ فیہ) وفیما ذکرنا کفایۃ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۲ شعبان ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اس حدیث کا ترجمہ کیا ہے اور اس سے میّت پر نوحہ کرنے کا جواز بعض غیر مقلد نکالتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں عن انس قال لما ثقل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جعل یتغشاہ الکرب فقالت فاطمۃ واکرب اباہ فقال لھا لیس علی ابیک کرب بعد الیوم فلما مات قالت یاابتاہ اجاب ربا دعاہ یاابتاہ من جنۃ الفردوس ماواہ یاابتاہ الی جبرئیل ننعاہ فلما دفن قالت فاطمۃ یاانس اطابت انفسکم ان تحثوا علی رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم التراب رواہ البخاری بینوا توجروا۔

الجواب

انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے جب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو مرض سے گرانی ہوئی بیچینی نے غلبہ کیا حضرت بتول زہرا نے کہا ہائے میرے باپ کی بے چینی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد تیرے باپ پر کبھی کسی قسم کی بے چینی نہیں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انتقال فرمایا حضرت بتول زہرا نے کہا اے باپ میرے اللہ کے بلانے پر تشریف لے گئے اے باپ میرے وہ کہ فردوس کے باغ میں جن کا ٹھکانا اے باپ میرے ہم ان کے انتقال کی مصیبت جبریل سے بیان کرتے ہیں جب سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دفن کرچکے حضرت بتول زہرا نے فرمایا اے انس تمہارے دلوں نے کیونکر گوارا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دفن کرچکے حضرت بتول زہرا نے فرمایا اے انس تمہارے دلوں نے کیونکر گوارا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جسم اطہر کو خاک میں پنہاں کرو۔ یہ حدیث بخاری نے روایت کی حضرت بتول زہرا نے یہ کلمات نہ صیحہ و فریاد کے ساتھ کہے نہ ان میں کوئی غلغلی یا بے تحقیق وصف بیان فرمایا نہ کوئی کلمہ شکایت رب العزۃ و ناراضی قضائے الٰہی پر دال تھا لہٰذا اس میں کوئی وجہ ممانعت نہیں زرقانی میں ہے فقال لھا لاکرب علی ابیک بعد الیوم وھذا یدل علی انھا لم ترفع صوتھا والا لنھاھا اوسی میں ہے فتح الباری سے ہے یوخذ منہ ان تلک الالفاظ اذا کان المیت متصفا بھا انہ لایمنع ذکرہ بھا بعد موتہ بخلاف ما اذا لم یتحقق اتصافہ بھا فتدخل فی المنع تحریم نوحہ میں احادیث متواترہ موجود ہیں اس سے جواز نوحہ ثابت نہ کرے گا مگر جاہل واللہ الھادی۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ از بنگالہ ضلع نواکھالی موضع بھولاکوٹ مرسلہ حیدر علی صاحب ۱۳ شعبان ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو مولود از شکم مادر مردہ شود تو کس طرح دفن کیا جاوے آیا کہ نال کٹوا کر دفن کریں یا کہ بغیر کٹے ہوئے دفن کریں مع الدلیل بالتفصیل بینوا توجروا۔

الجواب

اوس کا نال کاٹنے کی حاجت نہیں کہ ایذائے بے سبب ہے اخرج الامام محمد فی کتاب الاثار وابو عبید القاسم بن سلام وابراھیم الحربی کلاھما فی غریب الحدیث عن ابراھیم النخعی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا انھا سئلت عن المیت یسرح راسہ فقالت علام تنصون میتکم واخرج عبد الرزاق فی مصنفہ عنہ عنھا رضی اللہ تعالٰی انھا رأت امرأۃ یکدون رأسھا بمشط فقالت علام تنصون میتکم فاذا کان ھذا فی تسریح شعرہ فما ظنک بقطع بضعۃ منہ مع حاجۃ الیہ ولا نفع کما لایخفی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ مسئولہ سید محمود الحسن صاحب نبیرہ ڈپٹی اشفاق حسین صاحب ۲۵ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیا آتشبازی بنانا اور چھوڑنا حرام ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

ممنوع وگناہ ہے لقولہ تعالٰی وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۰ وبقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کل لھو المسلم حرام الا ثلث مگر جو صورت خاصہ لہو و لعب وتبذیر واسراف سے خالی ہو جیسے اعلان ہلال یا جنگل میں یا وقت حاجت شہر میں بھی دفع جانوران موذی کھیت یا میوے کے درختوں سے جانوروں کے بھگانے اوڑانے کو ناڑیاں پٹاخے توڑیاں چھوڑنا فان الامور بمقاصدھا وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رومال ریشمین مرد کے واسطے استعمال کرنا یعنی ہاتھ میں یا کندھے پر رکھنا جائز ہے یا ناجائز یا مکروہ اگر مکروہ ہے تو مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی بینوا توجروا۔

الجواب

ہاتھ میں لینا۔جیب میں رکھنا اس سے مونھ پونچھنا یہ سب جائز (اگر بہ نیت تکبر نہ ہو کہ اس نیت سے تو کوئی فعل روا نہیں) اور کندھے پر ڈالنا مکروہ تحریمی۔اصل یہ ہے کہ ہمارے امام مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک ریشم کا پہننا ہی مرد کو ممنوع ہے نہ باقی طرق استعمال اور رومال حسب معمول کندھے پر ڈالنا ایک نوع لبس ہے ہاتھ یا جیب میں رکھنا پہننا نہیں۔ردالمحتار میں ہے التعلیق یشبہ اللبس فحرم لذٰلک لما علم ان الشبھۃ فی باب المحرمات ملحقۃ بالیقین رملی۔والظاھر ان المراد بالکیس المعلق نحو کیس التمائم المسماۃ بالحمائل فانہ یعلق بالعنق بخلاف کیس الدراھم اذا کان یضعہ فی جیبہ مثلا بدون تعلیق وفی الدرالمنتقی ولا الصلاۃ علی سجادۃ من الابریسم لان الحرام ھو اللبس اما الانتفاع بسائر الوجوہ فلیس بحرام کما فی صلاۃ الجواھر واقرہ القہستانی وغیرہ ادسی میں ہے وفی القنیۃ ولا ان یلقی ثوب الدیباج علی منکبیہ للبیع یجوز اذا لم یدخل یدیہ فی الکمین وقال عین الائمۃ الکرابیسی فیہ کلام بین المشائخ اھ ووجہ الاول ان القاء الثوب علی الکتفین انما قصد بہ الحمل دون الاستعمال فلم یشبہ اللبس المقصود للانتفاع تامل اوسی میں ہے الحرام ھو اللبس دون الانتفاع اقول و مفادہ جواز اتخاذ خرقۃ الوضوء منہ بلا تکبر اذ لیس بلبس لاحقیقۃ ولا حکما بخلاف الحمائل والتکمۃ وعصابۃ المفتصد تامل اھ ھذا ما ظھر لی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ازضلع نواکھالی ڈاکخانہ دلال بازار موضع لکھی پورہ مرسلہ عبدالودود صاحب ۱۵ شوال ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی گاؤں میں مرض ہیضہ جاری ہو تو برائے دفع مرض ہیضہ آج اس میدان کل دوسرے میدان میں سات بار اذان کہہ کر ہر روز اس طور پر نماز پڑھنا بہ نیت دفع البلا بہت لوگ جمع ہو کرکے اور شیرنی یا کھیر پکا کرکے اللہ کے واسطے میدان میں لے جا کر کھاتے ہیں اور بکری کے کان میں سورہ یٰسین اور سورہ تبارک الذی پڑھ کر دم کرکے مکان کے چاروں طرف چکر دلاتے ہیں پھر اوس بکری کو ذبح کرکے سب کو کھلاتے ہیں آیا یہ باتیں جائز ہیں یا نہیں۔

الجواب

اذان ذکر الٰہی ہے اور ذکر الٰہی کے برابر غضب وعذاب الٰہی سے نجات دینے والی بلا وغم و پریشانی کی دفع کرنے والی کوئی چیز نہیں اللہ تعالٰی فرماتا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ٥ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما عمل آدمی عملا انجی لہ من عذاب اللہ من ذکر اللہ قیل ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال ولا الجہاد فی سبیل اللہ الا ان یضرب بسیفہ حتی ینقطع رواہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر بسند صحیح عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ولابن ابی الدنیا والبیھقی عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان لکل شیئ صقالۃ وان صقالۃ القلوب ذکر اللہ وما من شیئ انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ قالوا ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال ولو ان یضرب بسیفہ حتی ینقطع ولاحمد وابی بکر بن ابی شیبۃ والطبرانی فی الکبیر بسند صحیح عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما عمل آدمی عملا انجی لہ من عذاب اللہ من ذکر اللہ قالوا ولا الجہاد فی سبیل اللہ قال ولا الجہاد الا ان تضرب بسیفک حتی ینقطع ثم تضرب بہ حتی ینقطع ثم تضرب بہ حتی ینقطع۔اور نظر و طلب دفع بلا و ذکر خدا کے لئے جنگل کو جانے کی اصل نماز استسقا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔لو تعلمون ما اعلم الی قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لخرجتم الی الصعدات تجأرون الی اللہ رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم والبیھقی فی الشعب بسند صحیح عن ابی الدرداء والحاکم بسند صحیح عن ابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہما اور سات کے عدد کو دفع ضرر و آفت میں ایک تاثیر خاص ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے مرض وصال شریف میں فرمایا مجھ پر سات مشکوں سربستہ کا پانی ڈالو صحیح بخاری شریف میں ہے عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لما دخل بیتی واشتد وجعہ قال اھریقوا علی من سبع قرب لم تحلل اوکیتھن لعلی اعھد الی الناس مواہب شریف میں ہے وقد قیل فی الحکمۃ فی ھذا العدد ان لہ خاصیۃ فی دفع ضرر السم والسحر شرح زرقانی میں فتح الباری سے ہے وقد ثبت حدیث من تصبح بسبع تمرات عجوۃ لم یضرہ ذٰلک الیوم سم ولا سحر وللنسائی فی قراءۃ الفاتحۃ علی المصاب سبع مرات وسندہ صحیح ولمسلم القول لمن بہ وجع اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر سبع مرات وفی النسائی من قال عند مریض لم یحضر اجلہ اسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک سبع مرات جماعت میں برکت ہے اور دعائے مجمع مسلمین اقرب بقبول علما فرماتے ہیں جہاں چالیس مسلمان صالح جمع ہوتے ہیں اون میں ایک ولی اللہ ضرور ہوتا ہے حدیث میں ہے اذا شھدت امۃ من الامم وھم اربعون فصاعدا اجاز اللہ تعالٰی شہادتھم رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء المقدسی عن والد ابی الملیح تیسیر شرح جامع صغیر میں فرمایا قیل وحکمۃ الاربعین انہ لم یجتمع ھذا العدد الا وفیھم ولی مگر یہ نماز فرض ہونا چاہیے یا نفل پڑھیں تو الگ الگ ورنہ نفل جماعت کثیرہ

کے ساتھ مکروہ ہے چار مقتدی ہوں تو بالاتفاق اور تین ہوں تو علی المرجوع درمختار میں ہے التطوع بجماعۃ یکرہ لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد کما فی الدرر۔ ردالمحتار میں ہے اما اقتداء واحد بواحد او اثنین بواحد فلا یکرہ وثلثۃ بواحد فیہ خلاف بحر عن الکافی طحطاوی علی مراقی الفلاح میں زیر قول شارح لو اقتدی ثلثۃ بواحد اختلف فیہ فرمایا والاصح عدم الکراہۃ شیرینی یا کھانا فقراء کو کھلائیں تو صدقہ ہے اور اقارب کو تو صلۂ رحم اور احباب کو تو ضیافت اور یہ تینوں باتیں موجب نزول رحمت و دفع بلا و مصیبت ہیں ابو یعلی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان الصدقۃ وصلۃ الرحم یزید اللہ بھما فی العمر ویدفع بھما میتۃ السوء ویدفع بھما المکروہ والمحذور بیشک صدقہ اور صلہ رحم ان دونوں سے اللہ تعالٰی عمر بڑھاتا ہے اور بُری موت کو دفع فرماتا ہے اور مکروہ و اندیشہ کو دور کرتا ہے ابوالشیخ ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الضیف یاتی برزقہ ویرتحل بذنوب القوم یمحص عنھم ذنوبھم مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور کھلانے والے کے گناہ لے کر جاتا ہے ان کے گناہ مٹا دیتا ہے نیز امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی کہ وہ فرماتے ہیں لان اجمع نفرا من اخوانی علی صاع او صاعین من طعام احب الی من ان ادخل سوقکم فاشتری رقبۃ فاعتقھا بیشک یہ بات کہ میں اپنے بھائی سے ایک گروہ کو جمع کرکے دو ایک صاع کھانا کھلاؤں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ تمھارے بازار میں جاؤں اور ایک غلام خرید کر آزاد کروں یہی حال بکری ذبح کرکے کھلانے کا ہے مگر تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جان کا صدقہ جان دینا زیادہ نفع رکھتا ہے اور قرأت قرآن کا موجب خصنا و برکت و دافع بلا و نقمت ہونا خود قرآن مجید سے ثابت خصوصًا یٰسین شریف کہ قضاء حاجات و اجابت دعوات کے لئے تریاق مجرب ہے رہا بکری کے کان میں پھونکنا اور اسے مکان کے گرد پھرانا اگر کسی صالح معتمد کے قول سے ثابت ہو تو از قبیل اعمال مشائخ ہوگا ورنہ عبث ہے۔ دفع وبا کے لیے اذان کی تحقیق ہمارے رسالہ نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا اور اسی غرض سے مسلمانوں کو جمع کرکے کھانا کھلانے اور صدقہ و صلہ و ضیافت کے فوائد کا بیان ساٹھ حدیثوں سے ہمارے رسالہ رادالقحط والوباء بدعوۃ الجیران ومواساۃ الفقراء اور اعمال مشائخ کے جواز کے ساتھ تفصیل ہمارے رسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین وغیرہا میں ہے سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ از بریلی محمڈن بورڈنگ ہاؤس بریلی مرسلہ عظمت حسین صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت وجماعت اس بارے میں کہ آیا شیعوں کے ہمراہ ان کے مکان پر تیار شدہ کھانا درست ہے یا نہیں اور یہ بات جو مشہور ہے کہ شیعہ اہل سنت وجماعت کو کھانا خراب کھلاتے ہیں اس کا کیا ثبوت عقلی یا نقلی ہے اور نقلی ہے تو کس کی کتاب سے اور کس کتاب سے۔

الجواب

روافض کے ساتھ کھانا کھانا اون کی تقریبات سرور میں دوستانہ شریک ہونا اور جو امور وداد و محبت پر دلالت کریں اون سے احتراز و اجتناب کی نسبت احادیث کثیرہ و اقوال ائمہ وافرہ متظافرہ وارد ہیں ازاں جملہ حدیث ابن حبان وعقیلی وغیرہما کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا لاتواکلوھم ولاتشاربوھم ولاتجالسوھم نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو نہ ان کے پاس بیٹھو قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ میل نہ کرو ظالموں کی طرف کہ تمھیں چھوئے دوزخ کی آگ اور فرماتا ہے وَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ o یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے یہ بات کہ یہ نامقید فرقہ جب اہلسنت کے بعض ناواقفوں کو کھانا دیتا ہے خراب کرکے دیتا ہے اس پر کسی دلیل و برہان عقل کے قیام کے کیا معنی یہ امور متعلق بشہادت ہیں مشہور اسی طرح ہے والعلم عند اللہ تعالٰی اور اس کا پتا اون کی اون حرکات سے چلتا ہے جو خاص حرم محترم مکہ معظمہ میں ان کی بیباکیوں سے صادر ہوتی ہوئی سنی ہیں اور بعد اطلاع سزائیں دی جاتی ہیں فقیر جس زمانے میں حاضر حج تھا خدام کرام کعبہ معظمہ کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک رافضی نے حرم مبارک میں پیشاب کیا کہ اہلسنت کے کپڑے خراب ہوں اوسی زمانے میں مسموع ہوا کہ کوئی خدا ناترس معاذاللہ حجر اسود شریف پر کوئی گندی چیز لگا گیا کہ مسلمان ایذا پائیں واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

مسئلہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ از شہر کہنہ مرسلہ سید عبدالواحد متھراوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں

سوال اوّل۔ عورت کو زیبائش وآرائش کے لیے مسی سیاہ لگانا یا دانتوں کے گرجانے کے خوف سے سیاہ مسی لگانا کیسا ہے۔

الجواب

مسی کسی رنگ کی ہو عورتوں کو علاج دنداں یا شوہر کے واسطے آرائش کے لئے مطلقاً جائز بلکہ مستحب ہے صرف حالت روزہ میں لگانا منع ہے فی الدر المختار کرہ مضغ علک ابیض ممضوغ ملتئم والا فیفطر وکرہ للمفطرین الا فی الخلوۃ بعذر وقیل یباح ویستحب للنساء لانہ سواکھن فتح فی رد المحتار قیدہ بذلک لان الاسود وغیر الممضوغ وغیر الملتئم یصل منہ شیئ الی الجوف الخ واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال ثانی - اکثر عرق جوکہ انگریزی دواخانوں میں فروخت ہوتے ہیں اور نہایت ہاضم مشتہی بہی مسمن بدن ہیں مگر ہم کو اُن کی ساخت کی کیفیت بالکل معلوم نہیں اور اون میں نشہ بھی مطلق نہیں کچھ سرور اور کیفیت ہے لیکن وہ شراب کے نام سے موسوم ہیں اور بقیمت گراں فروخت ہوتے ہیں لیکن نشی مطلق نہیں خواہ کئی گلاس پی لئے جائیں تو ایسے عرق کے جواز میں کیا حکم ہے۔ بیّنوا توجروا

الجواب

اصل یہ ہے کہ اصل اشیاء میں طہارت واباحت ہے جب تک نجاست یا حرمت معلوم نہ ہو حکم جواز ہے فی رد المحتار ھذہ الدودۃ انکانت غیر مائیۃ المولد وکان لھا دم سائل فھی نجسۃ والا فطاھرۃ فلا یحکم بنجاستھا قبل العلم بحقیقتھا اھ وفیہ عن التتارخانیۃ من شک فی انائہ اوثوبہ او بدنہ اصابتہ نجاسۃ اولا فھو طاھر مالم یستیقن وکذا ما یتخذہ اھل الشرک کالسمن والخبز والاطعمۃ والثیاب اھ ملخصا مگر ان عرقوں کا بنام شراب مشہور ہونا سخت شبہ ڈالنے والا ہے اور اس کا مؤید یہ ہے کہ نصارٰی کو شراب سے بحد اشتغال ہے اون کے یہاں کی رقیق اشیاء میں کم کوئی چیز اس نجاست غلیظہ سے خالی ہوگی اور کچھ نہ ہو تو اسپرٹ کی شرکت اکثر ہوتی ہی ہے کوئی ٹنچر اس سے پاک نہیں اور ایسی شرکت اگرچہ موجب سکر نہ ہو نجس وحرام کردیتی ہے اگر شراب کا کچھ میل نہ ہوتا تو اوسے شراب کا نام دینے کی کیا وجہ ہوتی تو جب تک حال تحقیق نہ ہو اوس سے احتراز ہی میں سلامت ہے حدیث میں ہے، ایاک وما یسوء الاذن ہمیں شرع مطہر نے جس طرح بُرے کام سے بچنے کا حکم فرمایا بُرے نام سے بھی احتراز کی طرف بلایا سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے لوگوں نے دریائی سُوّر کا حکم پوچھا فرمایا حرام ہے عرض کی وہ سُوّر نہیں ہوتا فرمایا تمہیں نے اُسے اس نام سے تعبیر کیا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از شہر کہنہ مرسلہ برکت اللہ خاں صاحب ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۱۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وہادیان متین اس مسئلہ میں کہ زید کے حقیت تعدادی ۳ بسوہ جس کی قیمت تخمیناً دو ہزار روپے کے تھی بعوض مبلغ دوسو بیس روپے بابت قرضہ بقال خورد ذمۂ زید تھا نیلام ہوئی چونکہ بکر ایک زبردست اور متمول تھا اوس نے بلا اطلاع زید کے نیلام حسب قاعدہ انگریزی خرید لیا زید کو بسبب خوف آبرو قوت مقابلہ نہ تھی اور بکر نے بزعم زبردستی بجز اوس قبضے کے جواز روئے نیلام حاصل ہوا تھا اور کوئی کارروائی مثل داخل خارج وغیرہ نہ کرائی اس لیے نام زید کا کاغذات انگریزی میں بدستور ہے پس اس صورت میں زید کو اپنے قبضہ کی چارہ جوئی بمقتضائے مصلحت از روئے دروغ گوئی کہ جس سے زید کو اپنا حق پانے کی قوی اُمید ہے جائز ہے یا نہیں دوسرے یہ کہ زید کو زر نیلام اس وقت بکر کو دینا چاہئے یا جو کچھ بکر نے اس وقت تک اس جائداد سے تحصیل کیا ہے اس میں محسوب ہونا چاہیے۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

اپنا حق مُردہ زندہ کرنے کے لیے پہلو دار بات کہنا جس کا ظاہر دروغ ہو اور واقع میں اوس کے سچے معنی مراد ہوں اگرچہ سُننے والا کچھ سمجھے بلا شبہہ باتفاق علمائے دین جائز اور احادیث صحیحہ سے اوس کا جواز ثابت ہے جبکہ وہ حق بے اس طریقے کے ملنا میسر نہ ہو ورنہ یہ بھی جائز نہیں پہلو دار بات یوں کہ مثلاً ظالم نے ظلماً اس کی کسی چیز پر قبضہ مخالفانہ اوس مدت تک رکھا جس کے باعث انگریزی قانون میں تمادی عارض ہوکر حق ناحق ہوجاتا ہے مگر مخالف کے پاس اپنے قبضہ کا کاغذی ثبوت نہیں اس کے بیان پر رکھا گیا اگر یہ اقرار کیے دیتا ہے کہ واقعی مثلاً بارہ برس سے میرا قبضہ نہیں تو حق جاتا اور ظالم فتح پاتا ہے لہٰذا یوں کہنے کی اجازت ہے کہ ہاں میرا قبضہ رہا ہے یعنی زمانہ گذشتہ میں اور زیادہ تصریح چاہی جائے تو یوں کہہ سکتا ہے کہ آج تک میرا قبضہ چلا آیا اور نیت میں لفظ آیا کو کلمۂ استفہام لے جیسے کہتے ہیں آیا یہ بات حق ہے یعنی کیا یہ بات حق ہے تو استفہام انکاری کے طور پر اوس کلمے کا یہ مطلب ہوا کہ کیا آج تک میرا قبضہ چلا یعنی ایسا نہ ہوا بلکہ میرا قبضہ منقطع ہوکر مخالف کا قبضہ

چلا یعنی ایسا نہ ہوا بلکہ میرا قبضہ منقطع ہوکر مخالف کا قبضہ ہوگیا یا یوں کہے کل تک برابر میرا قبضہ رہا آج کا حال نہیں معلوم کہ کچہری کیا حکم دے اور لفظ کل سے زمانۂ قریب مراد لے جیسے نوجوان لڑکے کو کہتے ہیں کل کا بچہ ہے حالانکہ اوس کی عمر بیس بائیس سال کی ہے اس معنی پر قیامت کو روز فردا کہتے ہیں کل آنے والی ہے یعنی بہت نزدیک ہے۔ یا مخالف کے قبضے کی نسبت سوال ہو تو کہے اوس کا قبضہ کبھی نہ تھا یا کبھی نہ ہوا اور مراد یہ لے کہ کبھی وہ وقت بھی تھا کہ اوس کا قبضہ نہ تھا۔ زیادہ تصریح درکار ہو تو کہے اوس کا قبضہ اصلاً کسی وقت ایک آن کو نہ ہوا نہ ہے اور معنی یہ لے کہ حقیقی قبضہ ہر شے پر اللہ عزوجل کا ہے دوسرے کا قبضہ ہو نہیں سکتا غرض جو شخص تصرفات الفاظ و معانی سے آگاہ ہے سو پہلو نکال سکتا ہے۔ مگر ان کا جواز بھی صرف اسی حالت میں ہے جب یہ واقعی مظلوم ہے اور بغیر ایسی پہلودار بات کے ظلم نہیں ٹل سکتی ورنہ اوپر مذکور ہوا کہ یہ بھی ہرگز جائز نہیں۔ اب رہی یہ صورت کہ جہاں پہلودار بات سے بھی کام نہ چلے وہاں صریح کذب بھی دفع ظلم و احیائے حق کے لیے جائز ہے یا نہیں اس بارے میں کلمات علما مختلف ہیں بہت روایات سے اجازت نکلتی ہے اور بہت اکابر نے منع کی تصریح فرمائی ہے حتی الوسع احتیاط اوس سے اجتناب میں ہے اور شاید قول فیصل یہ ہو کہ اوس ظلم کی شدت اور کذب کی معصیت کو عقل سلیم و دین قویم کی میزان میں تولے جدھر کا پلہ غالب پائے اوس سے احتراز کرے مثلاً اس کا ذریعہ رزق تمام و کمال کسی ظالم نے چھین لیا اب اگر نہ لے تو یہ اور اس کے اہل و عیال سب فاقے مریں اور وہ بے کذب صریح نہیں مل سکتا تو اوس ناقابل برداشت ظلم اشد کے دفع کو امید ہے کہ غلط بات کہدینے کی اجازت ہو اور اگر کسی مالدار شخص کے سوا دو سو روپے کسی نے دبا لیے تو اوس کے لیے صریح جھوٹ کی اجازت اسے نہ ہونی چاہیے کہ جھوٹ کا فساد زیادہ ہے اور اتنے ظلم کا تحمل اس مالدار پر ایسا گراں نہیں حدیث سے ثابت اور فقہ کا قاعدۂ مقررہ بلکہ عقل و نقل کا ضابطہ کلیہ ہے کہ من ابتلی ببلیتین اختار اھونہما جو شخص دو بلاؤں میں گرفتار ہو اون میں جو آسان ہے اوسے اختیار کرے هذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی درمختار میں ہے الکذب مباح لاحیاء حقه ودفع الظلم عن نفسه والمراد التعریض لان عین الکذب حرام قال وهو الحق قال تعالی قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ الکل عن المجتبی وفی الوهبانیة قال وللصلح جاز الکذب او دفع ظالم + واهل لترضی والقتال لیظفروا + ردالمحتار میں ہے الکذب مباح لاحیاء حقه کالشفیع یعلم بالبیع باللیل فاذا اصبح یشهد ویقول علمت الآن وکذا الصغیرة تبلغ فی اللیل وتختار نفسها من الزوج وتقول رأیت الدم الآن واعلم ان الکذب قد یباح وقد یجب والضابط فیه کما فی تبیین المحارم وغیره عن الاحیاء ان کل مقصود محمود یمکن التوصل الیه بالصدق والکذب جمیعا فالکذب فیه حرام وان امکن التوصل الیه بالکذب وحده فمباح ان ابیح تحصیل ذلک المقصود وواجب ان وجب کما لو رأی معصوما اختفی من ظالم یرید قتله او ایذاءه فالکذب هنا واجب وکذا لو سأله عن ودیعة یرید اخذها یجب انکارها ومهما کان لا یتم مقصود حرب او اصلاح ذات البین او استمالة قلب المجنی علیه الا بالکذب فیباح ولو سأله سلطان عن فاحشة وقعت منه سرا کزنا او شرب فله ان یقول ما فعلته لان اظهارها فاحشة اخری وله ایضا ان ینکر سر اخیه وینبغی ان یقابل مفسدة الکذب بالمفسدة المترتبة علی الصدق فان کانت مفسدة الصدق اشد فله الکذب وان بالعکس او شک حرم وان تعلق بنفسه استحب ان لا یکذب وان تعلق بغیره لم تجز المسامحة بحق غیره والحزم ترکه حیث ابیح

مسئلہ ۔ حامداً ومصلیاً

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ زید سود خوار کے یہاں کھانا کھانا ۔ مسلمانوں کو اور وعظ مولود شریف پڑھکر اوسے سود خوار سے کچھ لینا اور اوس کا پیسہ مسجد میں لگانا گیارہویں مولود شریف میں مٹھائی تقسیم کرنا اور کپڑا وغیرہ خیرات کرنا حالانکہ اوسی زید سود خوار کے یہاں تجارت چمڑا فروشی وغیرہ و زمینداری مال گزاری بھی ہوتی ہے ۔ ان سب صورتوں میں کیا حکم ہے ۔

الجواب

جب اوس کے یہاں رزق حلال کے ذرائع تجارت زراعت بھی موجود ہے تو امور مذکور میں کچھ حرج نہیں جبتک کسی خاص روپیہ

کی نسبت معلوم نہ ہو کر یہ وجہ حرام سے ہے امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حرام کما فی الھندیۃ
عن الذخیرۃ ہاں بنظر مصالح شرعیہ اوس کی زجر و توبیخ اور نگاہ مسلمانان میں اوسکے فعل کے تقبیح کیلئے اوسکی دعوت سے احتراز خصوصاً
مقتدار عالم کو انسب و اولی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔

پختنی حلوہ شب برات کی کیا تخصیص ہے۔

الجواب

یہ تخصیص عرفی ہے لازم شرعی نہیں ہاں اگر کوئی جاہل اوسے شرعاً لازم جانے کہ بے حلوے کے ثواب نہ پہنچے گا تو وہ خطا
پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ زید نے ظاہر پیر کے نام پر بکرا یا مرغا چڑھایا اور رات بھر گیلی
کرائی یعنی بکرے کے کو آگ کے پاس رکھ کر اور جھنڈی گاڑ کر آگ میں لونگ جلائی اور گھی جلایا اور ڈیرو یعنی دف بجوا کر گانا کرایا اور اوس
نے اوسی گوشت کا کھانا پکوا کر مسلمانوں کی دعوت کی اور جس شخص نے نیاز کرائی ہے وہ مرد بھی کھاتا ہے اوس کے یہاں کا کھانا جائز ہے یا نہیں
اور جو شخص اس قسم کا کھانا نہ کھائے اوس کے واسطے کیا حکم ہے۔

الجواب

مسلمانوں کو اوس کے یہاں کا کھانا کھانا اوس سے بات چیت کلام سلام کرنا نہ چاہئے جبتک وہ توبہ نہ کرے اوپر توبہ فرض ہے اور از
سر نو کلمہ اسلام پڑھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ مرسلہ مولوی حافظ امیر اللہ صاحب مدرس اول مدرسہ عربیہ درگاہ شریف ۲۴ رجب ۱۳۳۰ھ
مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ سے سر منڈانا اور کترانا مفہوم ہوتا ہے بابو لوگ یا نیاچرہ منڈاتے نہیں بہت چھوٹے چھوٹے بال رکھتے ہیں
ذرا بڑھے کترا ڈالے کیا یہ شکل مقصرین سے مفہوم ہے فقہ میں کیا ثابت ہے۔

الجواب

آیہ کریمہ میں حلق و تقصیر حج کا ذکر ہے تقصیر حج یہ کہ ہر بال سے بقدر ایک پورے کے کم کریں چہارم سر کے بالوں کی تقصیر واجب ہے کل کی
مندوب و مسنون اسے عادی امور سے تعلق نہیں یہ طریقہ کہ اون کفرہ یا بعض فسقہ میں معمول ہے کہ چھوٹی چھوٹی کھونٹیاں رکھتے ہیں جہاں ذرا بڑھیں
کتروا دیں خلاف سنت و مکروہ ہے سنت یا سارے سر پر بال رکھ کر مانگ نکالنا ہے یا سارا سر منڈانا فی ردالمحتار عن المرادختہ السنۃ فی شعر
الراس اما الفرق واما الحلق اور کراہت اس لیے کہ وضع کفرہ و فسقہ ہے فی الھندیۃ عن الذخیرۃ والشامیۃ عن التاترخانیۃ عن الذخیرۃ والشامیۃ
عن المتاترخانیۃ عن الذخیرۃ ان یحلق وسط راسہ ویرسل شعرہ من غیران یفتلہ فان فتلہ فذلک مکروہ لانہ یصیر مشبھا ببعض الکفرۃ
واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ از پیلی بھیت بازار ڈرمنڈ گنج دوکان خلیل الرحمن عطر فروش مرسلہ محمد مظہر الاسلام صاحب ۲۴ رجب ۱۳۱۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں بینوا توجروا۔

(۱) اگر کوئی عالم یہ دعویٰ کرتا ہو کہ میں یہاں کے اہل اسلام کا حاکم ہوں اور منہیات شرعی پر زجر و توبیخ نہ کرتا ہو بلکہ ایسے اشخاص سے کہ جو
منہیات شرعی میں مبتلا ہوں۔ اون کے یہاں دعوتیں کھاتا ہو نذرانہ لیتا ہو یعنی شرابخوار علی الاعلان ہوئے فروش ہو مسکرات کا ٹھیکیدار ہو رشوت
علی الاعلان لیتا ہو داڑھی منڈاتا ہو علی الاعلان زنا کرتا ہو وغیرہ وغیرہ پس ایسے شخصوں سے ملنے کو فخر جانتا ہو ایسے عالم کے واسطے شریعت عالی کا

کیا حکم ہے۔

(۲) بزرگان دین کے عرس میں شب کو آتشبازی جلانا اور روشنی بکثرت کرنا بلاحاجت اور جو کھانا بغرض ایصال ثواب پکایا گیا ہو اوس کو لٹانا کہ جو لوٹنے والوں کے پیروں میں کئی من خراب ہو کر مٹی میں مل گیا ہو اس فعل کو بانیان عُرس موجب فخر اور باعث برکت قیاس کرتے ہیں شریعت عالی میں اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب

جواب سوال اوّل۔ عالم دین سنّی المذہب جو اپنے اہل شہر میں اعلم ہو ضرور اون کا حاکم شرعی ہے کما فی الحدیقۃ الندیۃ عن الفتاوی العتابیۃ نہی عن المنکر اپنی شرائط کے ساتھ ضرور فرض ہے مگر وہ زجر و توبیخ میں منحصر نہیں ایسے مرتکبان کبائر کے ساتھ اختلاط میں نظر علماء مختلف رہی ہے اور قول فیصل یہ کہ اس کا فیصلہ عالم ماہر کی نظر پر ہے جو اصلح سمجھے اوس پر عمل کرے کما بینہ الامام حجۃ الاسلام فی الاحیاء دعوت کھانا فی نفسہ حلال ہے جب تک معلوم و متحقق نہ ہو کہ یہ کھانا جو ہمارے سامنے آیا بعینہ حرام مال ہے کما فی الھندیۃ عن الذخیرۃ عن الامام محمد بہرحال عوام کو علمائے دین سُنیان مہتدین کی شان میں حُسن ظن و حُسن عقیدت لازم ہے واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم۔ آتشبازی اسراف ہے اور اسراف حرام کھانے کا ایسا لٹانا بے ادبی ہے اور بے ادبی محرومی ہے تضیع مال ہے اور تضیع حرام روشنی اگر مصالح شرعیہ سے خالی ہو تو وہ بھی اسراف ہے واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۰ جمادی الاولٰی ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پختہ مکان بنانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

پختہ مکان اگر نیک کاموں کے لیے ہو جیسے مسجد و مدرسہ و خانقاہ و سرا تو ثواب ہے اور اپنی ضرورت و حاجت کے لیے ہو تو مباح اور تفاخر و تکبر کی نیت سے ہو تو حرام واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ریاست کوچ بہار ملک بنگال مدرسہ محسنیہ راجشاہیہ مرسلہ مولوی خلیل اللہ صاحب مدرس اوّل مدرسہ مذکورہ ۲۸ جمادی الاولٰی ۱۳۱۹ھ

مخدوم و مکرم من زاد مجدکم بعد از السلام علیکم ملتمس ہوں کہ مرسلہ گرامی بنا بر طلب نمونہ پارچہ ربنڈی پہنچ کر باعث سرفرازی ہوا حسب فرمائش عالی پارچہ مذکورہ کا کسی قدر نمونہ مرسل ہے میرا اپنا مسلک یہ ہے کہ پارچہ مذکورہ شرعًا مباح الاستعمال ہے اور میں نے یہ مسلک بہت تحقیق اور بڑی جستجو اور قال اقول کے بعد اختیار کیا ہے حضرت مخدومنا و شیخنا ابوالحسنات مولانا محمد عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ کے حضور میں ایک بزرگ کے ساتھ جو اباحت استعمال کے قائل تھے بیرا زبانی مباحثہ ہوا میں مدعی حرمت کا تھا آخر ختی کہ مولانا ئے مغفور سے اونھیں کا مدعا صحیح ثابت ہوا یہاں کے ایک بنگالی مولوی صاحب نے آجکل اس کے حرام ہونے کا بہت بڑا زور شور سے ایک فتوی لکھا ہے بلکہ زہر اُگلا ہے کہ مباح کہنے والے کو یکبارگی کافر بنادیا ہے نعوذ باللہ مخفی مباد کہ وجہ حرمت جامہ ربنڈی درایۃ وروایۃ ہیچک وجہ برنمی آمد و آں از قسم حریر منصوص الحرمۃ فی القرآن والحدیث نیست چہ عند التعمیق والتفتیش بوضوح می پیوندد کہ ماہیت حریر و ثوب مسطور الصدر یکے نبود بلکہ فرقے درمیان می باشد غذائے کرم ابریشم برگ تو دست کما قال الناظم الگنجوی ؎

کرمے کہ از تو دو از برگ تو د ٭ زحلوا دز ابریشم آورد سود ٭ تو دہماں توت است اہل راجشاہی کہ منبت و مخزن ابریشم ست زراعت توت می کنند و کرم ابریشم را می خورانند و می پرورند چنانچہ ایں ہمہ بچشم سر دیدہ ام و می بینم و غذائے کرم جامہ مذکور ورق بیدانجیر ست کہ ہندی آں را ربنڈی ست وعلاوہ برآں وجہ حرمت حریر تفاخر و تنعم در زینت و نفاست و تشبہ بالاکاسرۃ والجبابرہ واخوات آں ست وایں ہمہ در حریر یافتہ شود نہ در ربنڈی وعلی فرض المحال اگر آں جامہ از قسم ابریشم ہم باشد پس وجہ عدم حرمت آں ایں خواہد بود کہ مراد از حریر منصوص حریر جید باشد نہ ردی بحکم ضابطہ اصول المطلق ینصرف نظرا الی فرد الکامل ھذا ما خطر ببالی الکسیر واللہ تعالٰی اعلم بحقائق الاشیاء نمقہ العبد المشتاق الی ربہ الجلیل ابو اسمٰعیل محمد خلیل اللہ المدرس الاول فی المدرسۃ المحسنیۃ الراجشاھیۃ تجاوز اللہ عن ذنوبہ۔

بار دوم از حیدرآباد دکن محلہ سلطانپورہ مرسلہ سید عبدالرزاق صاحب وکیل ہائیکورٹ و سکریٹری اسٹیٹ نواب فخرالملک بہادر وزیر جوڈیشل و پولس ڈپارٹمنٹ بدین عبارت بعالی خدمت عالی جناب مولوی احمد رضاخاں صاحب قبلہ۔ جو نمونہ کپڑے کا پیش ہے کہا جاتا ہے یہ قسم ہے ٹسر اور ریشم کی تعریف ذیل میں ہے (ریشم) ریشم کے کیڑے پرورش کیے جاتے ہیں جب اون کے انڈے بچے ہوکر بڑے ہوتے ہیں تو پانی میں اون کو جوش دیا جاتا ہے جب وہ گھل جاتے ہیں تو اون سے تار نکالا جاتا ہے وہی ریشم ہے (ٹسر) ٹسر کے کیڑے اس ملک میں بھی ہوتے ہیں جیسے بیر کے درخت کے کیڑے یہ مثل ریشم کے کیڑوں کے پرورش نہیں کئے جاتے بلکہ قدرتًا ایک بونڈی میں پرورش پاتے ہیں جب وہ خود بخود ہونے کے بعد مرجاتے ہیں تو بونڈی سے تار نکال لیے جاتے ہیں وہی ٹسر ہے۔ ریشم کی چمک اور ملائمت ٹسر میں نہیں ہوتی۔ اور چینیا سلک عورتوں کے لباس کے کام میں نہیں آتا اور یہ کپڑا مثل چھلواری کے متعدد بار دھل سکتا ہے اور چھلواری سے مضبوط ہوتا ہے اکثر علما و مشائخین اسے پہنتے ہیں مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں بھی علما و خطبا کو پہنتے دیکھا گیا اب یہ شبہہ پیدا ہورہا ہے کہ شرعًا اس خاص کپڑے کا پہننا درست ہے یا نہیں اور اس سے نماز جائز ہوسکتی ہے یا نہیں ہم نے حریر دیبا خبز عمن کے احکام صحیح بخاری و مسلم و مشکوٰۃ شریف و ہدایہ و فتاوٰی عالمگیری وغیرہ میں تفصیل سے دیکھے لیکن یہ تشفی نہیں ہوئی کہ یہ خاص کپڑا مشروع ہے یا نہیں لہذا صرف اس قدر دریافت کرنا منظور ہے کہ یہ کپڑا جو اس کے ساتھ پیش ہے مشروع ہے اور اس سے نماز جائز ہوجاتی ہے یا نہیں کیونکہ آجکل اس کپڑے کا بہت رواج ہورہا ہے اس لیے مسلمانوں کو شبہہ و شک سے بچانے کے لیے اس خاص کپڑے کے جواز یا عدم جواز کا فتوٰی ضرور ہے۔

الجواب

اللھم لک الحمد۔ جو کپڑا فقیر نے دیکھا اور اوس کے متعلق بیان سائل نظر سے گزرا اس نے صورۃً وصفۃً حریر سے مشابہت نہ پائی یہ بہت خشن کثیف ردی اکثر معمولی کپڑوں سے بھی گری حالت میں ہے اسے نعومت ملاست نظافت ایراث تزین وتکبر و تفاخر سے کچھ علاقہ نہیں قیمت میں بھی سُنا گیا ہے کہ بہت ارزاں ہے وہ کرم جس سے یہ پیدا ہوتا ہے مسموع ہوا کہ وہ دودالقز کے علاوہ اور کیڑا ہے اوس کی غذا ورق فرصاد یعنی برگ توت ہے اور اس کی ورق الخروع یعنی برگ بید انجیر جسے ہندی میں انڈی اور دیار بنگلہ میں رینڈی کہتے ہیں اسی مناسبت سے یہ کپڑا وہاں انھیں ناموں سے مسمّی ہے اصل اشیاء میں اباحت ہے جب تک شرع سے تحریم ثابت نہ ہو اوس پر جرأت ممنوع و معصیت ہے قال اللہ تعالٰی قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝ وقال تعالٰی وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ۝ علامہ عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالٰی باثبات الحرمۃ والکراھۃ الذین لابد لھما من دلیل بل فی القول بالاباحۃ التی ھی الاصل اشباہ میں ہے فی الھدایۃ من فصل الحداد ان الاباحۃ اصل اتھی ویظھر ھذا الاختلاف فی المسکوت عنہ و یتخرج علیھا ما اشکل حالہ فمنھا الحیوان المشکل امرہ والنبات المجھول وسمیۃ غمز العیون میں ہے قولہ والنبات المجھول ای علم منہ شرب الدخان ردالمحتار میں ہے الذی یظھران ھذہ الدودۃ ان کانت غیر مائیۃ المولد وکان لھادم سائل فھی نجسۃ والا فطاھرۃ فلا یحکم نجاستھا قبل العلم بحقیقتھا ادعائے تحریم کے لیے لازم کہ شرع سے خاص اس کپڑے کی حرمت پر دلیل قائم ہو یا ثبوت کافی دیا جائے کہ شرعًا حریر اوس کپڑے کو کہتے ہیں کہ کسی کیڑے کے لعاب سے بنایا جائے اگرچہ دودالقز کا غیر ہو اگرچہ اوس میں کوئی وجہ تزین و تفاخر و تشبہ بالجبابرۃ والاکاسرۃ کی نہ ہو دونوں خرط القتاد بالجملہ جب تک تحریم ثابت نہ ہو اباحت اصلیہ شرعیہ پر عمل سے کوئی مانع نہیں۔ قال اللہ تعالٰی خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۝ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از ایوان کچہری فوجداری مجسٹریٹ مرسلہ بخش اللہ خاں ۳ رمضان مبارک ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورات طوائف پیشہ خواہ وہ بلا نکاح ایک کی پابند ہوں یا نہ ہوں اون سے اور اون کے ذکور سے اختلاط و اتحاد رکھنا اور شادی اور مجلسوں میں اپنے مکانات پر اون کو بطور برادرانہ بُلانا اور اپنی عورتوں کو بے پردہ طوائفوں کے سامنے کرنا اور جو لوگ شامل و شریک اون طوائفوں کے رہتے ہیں اون کو بہ نیت ترقی اعزاز و افتخار ایک دسترخوان پر اور دیگر اہل اسلام کو بھی اون کے ساتھ کھلانا

بلانا اور ایسے ذکور واناث کے یہاں خود جاکر کھانا اور دوسروں کو طوائفوں کی دعوتوں میں لے جانا اور جو مسلمان ایسے برتاؤ اچھا نہ سمجھتا ہو اوس کو بُرا کہنا بلکہ اس رواج کے قائم دائم اپنی کوشش کرنا یہ سب جائز ہے یا ناجائز اور ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے اور عورتوں کو نابالغ بچّوں کو فحش گیت گانے یا فحش کلام کرنے سے منع نہ کرنا کس درجہ کا گناہ ہے کتاب سے بیان فرماؤ رحمٰن سے ثواب پاؤگے۔

الجواب

ایسی حرکات نہایت شنیع و ناپاک اور ایسے اشخاص سراسر خطاکار و بیباک اور ایسے برتاؤ معاذ اللہ باعث عذاب و ہلاک ہیں رنڈی اگرچہ بلا نکاح ایک کی پابند ہو علانیہ فاحشہ زانیہ اور اوس کے مرد قلتبان و دیوث ہیں یہ سب کے سب ہر وقت اللہ عزّ وجل کے غضب میں ہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں تفتح ابواب السماء نصف اللیل فینادی مناد ھل من داع فیستجاب لہ ھل من سائل فیعطی ھل من مکروب فیفرج عنہ فلا یبقی مسلم یدعوا اللہ بدعوۃ الا استجاب اللہ عزوجل لہ الا زانیۃ تسعی بفرجھا اوعشار آدھی رات کو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور منادی ندا کرتا ہے کوئی دُعا کرنے والا ہے کہ اوس کی دُعا قبول فرمائی جائے۔ ہے کوئی مانگنے والا کہ اوسے عطا کریں۔ ہے کوئی مصیبت زدہ کہ اوس کی مشکلکشائی ہو۔ اوس وقت جو مسلمان اللہ عزّ وجل سے کوئی دُعا کرتا ہے مولٰی سبحٰنہ وتعالٰی قبول فرماتا ہے مگر زانیہ کہ اپنی فرج کی کمائی کھاتی ہے یا لوگوں سے بیجا محاصل تحصیلنے والا رواہ احمد بسند مقارب والطبرانی فی الکبیر واللفظ لہ عن عثمٰن بن ابی العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلٰثۃ لا یدخلون الجنۃ ابدا الدیوث والرجلۃ من النساء ومدمن الخمر تین شخص کبھی جنّت میں نہ جائیں گے دیوث اور مردانی وضع بنانے والی عورت اور شرابی رواہ الطبرانی عن عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند حسن اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثلٰثۃ لا یدخلون الجنۃ العاق لوالدیہ والدیوث والرجلۃ النساء تین شخص جنّت میں نہ جائیں گے ماں باپ کو آزار دینے والا اور دیوث اور مرد بننے والی عورت رواہ الحاکم فی المستدرک والبیھقی فی الشعب بسند صحیح عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما یہ لوگ کہ ان بدکار عورتوں ان دیوث مردوں سے دوستی رکھتے ہیں روز قیامت انھیں کے ساتھ اوٹھیں گے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قسم کھاکر فرماتے ہیں لا یحب رجل قوما الا جعلہ اللہ معھم جو جس قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالٰی اوسے انھیں کے ساتھ کردے گا رواہ النسائی عن امیر المومنین علی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من احب قوما حشرہ اللہ فی زمرتھم جو جس قوم سے دوستی کرے گا اللہ تعالٰی اونھیں کے گروہ میں اوٹھائے گا رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء فی المختارۃ عن ابی قرصافۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المرء مع من احب آدمی اپنے دوست کے ساتھ ہوگا رواہ الشیخان عن ابن مسعود وعن انس رضی اللہ تعالٰی عنہما ھو متواتر اون کے ساتھ اوٹھنے بیٹھنے کھانے پینے کا حال بھی سُن لیجئے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اول مادخل النقص علی بنی اسرائیل انہ کان الرجل یلقی الرجل فیقول یا ھذا اتق اللہ ودع ما تصنع فانہ لا یحل لک ثم یلقاہ من الغد وھو علی حالہ فلا یمنعہ ذلک ان یکون اکیلہ وشریبہ وقعیدہ فلما فعلوا ذلک ضرب اللہ قلوب بعضھم ببعض ثم قال لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ○ كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ○ الحدیث بنی اسرائیل میں پہلی خرابی جو آئی وہ یہ تھی کہ اون میں ایک شخص دوسرے سے ملتا اوس سے کہتا اے شخص اللہ سے ڈر اور اپنے کام سے باز آکہ یہ حلال نہیں پھر دوسرے دن اوس سے ملتا اور وہ اپنے اوسی حال پر ہوتا تو یہ امر اس کو اوس کے ساتھ کھانے پینے پاس بیٹھنے سے نہ روکتا جب اونھوں نے یہ حرکت کی اللہ تعالٰی نے اون کے دل باہم ایک دوسرے پر مارے کہ منع کرنے والوں کا حال بھی اونھیں خطا والوں کے مثل ہوگیا پھر فرمایا بنی اسرائیل کے کافر لعنت کئے گئے داؤد و عیسٰی بن مریم کی زبان پر یہ بدلہ ہے اون کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا وہ آپس میں ایک دوسرے کو بُرے کام سے نہ روکتے تھے البتہ یہ سخت بُری حرکت تھی کہ وہ کرتے تھے رواہ ابوداود واللفظ لہ والترمذی وحسنہ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ اور اگر شیطان تجھے بُھلادے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھ تفسیر احمدی میں ہے ھم المبتدع والفاسق والکافر والقعود مع کلھم ممتنع ظالم لوگ بدمذہب اور فاسق اور کافر ہیں ان سب کے پاس بیٹھنا

منع ہے۔ مروی ہوا اللہ عزوجل نے یوشع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری بستی سے چالیس ہزار اچھے اور ساٹھ ہزار بُرے لوگ ہلاک کردوں گا۔ عرض کی الٰہی بُرے تو بُرے ہیں اچھے کیوں ہلاک ہوں گے فرمایا انھم لم یغضبوا بغضبی وأکلوھم وشاربوھم اس لیے کہ جن پر میرا غضب تھا انھوں نے اُن پر غضب نہ کیا اور اون کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہے رواہ ابن ابی الدنیا وابوالشیخ عن ابراھیم عن عمر الصنعانی ایسے لوگ شرعًا مستحق تذلیل واہانت ہیں اور نماز کی امامت ایک اعلٰی درجہ کی تعظیم وتکریم ہے شرع مطہر جس کی اہانت کا حکم دے اوس کی تعظیم کیونکر روا ہوگی و لہٰذا علمائے کرام فرماتے ہیں کہ فاسق اگرچہ سب موجودین سے علم میں زائد ہو اوسے امام نہ کیا جائے کہ امامت میں اوس کی تعظیم ہو حالانکہ شرعًا اوسکی توہین واجب ہے مراقی الفلاح وفتح اللہ المعین وطحطاوی علی الدرالمختار میں ہے اما الفاسق الاعلم فلایقدم لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعًا اپنی عورتوں کو رنڈیوں کے سامنے بے پردہ وحجاب کرنے والے اون سے میل ملاقات کرانے والے یا سخت احمق مجنون بدعقل ہیں یا نرے بے حیا بے غیرت بے شرم۔ عورت موم کی ناک بلکہ رال کی پُڑیا بلکہ بارود کی ڈبیا ہے آگ کے ایک ادنٰی سے لگاؤ میں بھک سے ہوجانے والی ہے عقل بھی ناقص اور دین بھی ناقص اور طینت میں کجی اور شہوت میں مرد سے سَو حصّہ بیشی اور صحبت بد کا اثر مستقل مردوں کو بگاڑ دیتا ہے پھر ان نازک شیشیوں کا کیا کہنا جو خفیف ٹھیس سے پاش پاش ہوجائیں یہ سب مضمون یعنی عورات کا ناقصات العقل والدین اور کج طبع اور شہوت میں زائد اور نازک شیشیاں ہونا صحیح حدیثوں میں ارشاد ہوئے ہیں اور صحبت بد کے اثر میں توبکثرت احادیث صحیحہ وارد ہیں ازاں جملہ یہ حدیث جلیل کہ مشکوٰۃ حکمت نبوت کی نورانی قندیل ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مثل الجلیس الصالح والجلیس السوء کمثل صاحب المسک وکیر الحداد لایعدمک من صاحب المسک اما ان یشتریہ او تجد ریحہ وکیر الحداد یحرق بیتک او ثوبک او تجد منہ ریحًا خبیثۃ وفی حدیث ان لم یصبک من سوادہ اصابک من دخانہ اچھے مصاحب اور بُرے ہمنشین کی کہاوت ایسی ہے جیسے مشک والا اور لوہار کی بھٹی کہ مشک والا تیرے لئے نفع سے خالی نہیں یا تو تو اوس سے خریدے گا کہ خود بھی مشک والا ہوجائے گا ورنہ خوشبو تو ضرور پائے گا اور لوہار کی بھٹی تیرا گھر پھونک دیگی یا کپڑے جلادیگی یا کچھ نہیں تو اتنا تو ہوگا کہ تجھے بدبو پہنچے اگر تیرے کپڑے اوس سے کالے نہ ہوئے تو دُھواں تو ضرور پہنچے گا رواہ البخاری عن ابی موسی الاشعری والملتقط لابی داؤد والنسائی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنھما فحش گیت شیطانی رسم اور کافروں کی ریت ہے شیطان ملعون بیحیا ہے اور اللہ عزوجل کمال حیا والا۔ بیحیائی کی بات سے حیا والا ناراض ہوگا اور وہ بیحیائی کا اُستاد انھیں اپنا مسخرہ بنائے گا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الجنۃ حرام علی کل فاحش ان یدخلھا جنّت میں ہر فحش بکنے والے پر حرام ہے اخرجہ ابن ابی الدنیا فی الصمت وابونعیم فی الحلیۃ عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنھما یونہیں بے ضرورت وحاجت شرعیہ لوگوں سے فحش کلامی بھی ناجائز وخلاف حیا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الحیاء من الایمان والایمان فی الجنۃ والبذاء من الجفاء والجفاء فی النار حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے اور فحش بکنا بے ادبی ہے اور بے ادبی دوزخ میں ہے رواہ الترمذی والحاکم والبیھقی فی الشعب عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنھم بسند صحیح اور فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم الحیاء والعی شعبتان من الایمان والبذاء والبیان شعبتان من النفاق شرم اور کم سخنی ایمان کی دو شاخیں ہیں اور فحش بکنا اور زبان کا طرار ہونا نفاق کے دو شعبے ہیں احمد والترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ عن ابی امامۃ الباھلی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ماکان الفحش فی شیئ قط الاشانہ وماکان الحیاء فی شیئ قط الا زانہ فحش جب کسی چیز میں دخل پائے گا اوسے عیب دار کردے گا اور حیا جب کسی چیز میں شامل ہوگی اوس کا سنگار کردے گی احمد والبخاری فی الادب المفرد والترمذی وابن ماجہ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم البذاء شوم فحش بکنا منحوس ہے اخرجہ الطبرانی عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔ یحیٰی بن خالد نے کہا اذا رایت الرجل بذی اللسان وقاحا دل علی انہ مدخول فی نسبہ جب تو کسی کو دیکھے کہ فحش بکنے والا بے حیا ہے تو جان لے کہ اس کی اصل میں خطا ہے حکاہ المناوی فی التیسیر بچپن سے جو عادت پڑتی ہے کم چھوٹتی ہے تو اپنے نابالغ بچوں کو ایسی ناپاکیوں سے نہ روکنا اون کے لئے معاذ اللہ جہنم کا سامان تیار کرنا اور خود سخت گناہ میں گرفتار ہونا ہے قال اللہ تعالٰی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ اے ایمان والو بچاؤ اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اوس آگ سے جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اوس پر سخت درشت خو فرشتے موکل ہیں کہ اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو

اونھیں فرمایا جائے وہی کرتے ہیں اللہ عزوجل مسلمانوں کو نیک توفیق دے اور بُری عادتوں بُری باتوں سے پناہ بخشے آمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از مفتی گنج ضلع پٹنہ ڈاک خانہ ایکنگر سرائے مرسلہ محمد نواب صاحب قادری و دیگر ساکنان مفتی گنج ۲۷ رمضان شریف ۱۳۱۲ھ

یہاں عشرۂ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے اور مرثیہ صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں اور سینہ کوبی و بین نہیں ہوتا ہے۔ اور میر مجلس سنی المذہب ہے ایسی مجلس میں شرکت یا اوس میں مرثیہ خوانی کا کیا حکم ہے۔

الجواب

جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہل بیت کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے اون کے خصائل و مقامات و مدارج بیان کیے جائیں اور ماتم و تجدید غم وغیرہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہو حسن و محمود ہے خواہ اوس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہدا ہے عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت حدیث ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المراثی واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین حقیقی مادر اور سوتیلی ماں کے حق حقوق کے بارہ میں آیا اور حقیقی اور سوتیلی ماں میں اور ان کے حق حقوق میں کیا فرق ہے سوتیلی ماں کو مثل حقیقی والدہ کے سمجھنا چاہئے یا حفظ مراتب میں دونوں کے کچھ فرق کرنا چاہئے اور کس قدر بینوا توجروا

دوسرا مسئلہ۔ کسی لڑکے کو اپنے ماں باپ اور بہنوں کے ایک مکان کی موجودگی میں اوسی مکان کی کوٹھری میں کسی غیر عورت کے ساتھ زناکاری اور ہمجلس ہونا کیسا ہے یعنی ماں باپ کو اوس کی حرکت کا متحمل ہونا چاہئے یا نہیں کیا کرنا چاہئے۔ بینوا توجروا

الجواب

حقیقی ماں اور سوتیلی کے حقوق میں زمین آسمان کا فرق ہے حقیقی ماں بذات خود مستحق ہر گونہ خدمت وادب و تعظیم و اطاعت کی ہے اور اوسے ایذا دینی معاذ اللہ اللہ و رسول کو ایذا دینی ہے اور سوتیلی ماں کا اپنا ذاتی کوئی حق نہیں جو کچھ ہے باپ کے ذریعہ سے ہے یعنی وہ بات نہ ہو جس میں باپ کو ایذا ہو کہ باپ کی ایذا اللہ و رسول کی ایذا ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ زناکاری یا اجنبیہ عورت سے خلوت جہاں ہو حرام ہے خصوصًا باپ کے محل حضور میں دوسرا کبیرہ سخت واشد اور اس میں شامل ہے یعنی باپ کے ساتھ گستاخی اوس کو ایذا رسانی۔ ایسے شخص کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا کہ وہ اور دیوث جنت میں نہ جائیں گے۔ باپ کو ایسی حرکت ناپاک کا تحمل کرنا ہرگز روا نہیں بلکہ جہاں تک حد قدرت ہو باز رکھے نہ باز رہے تو گھر سے دور کرے ورنہ اوس کی آفت اس پر بھی آئے گی والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دستار کے شملہ کہاں تک رکھنا مسنون ہے اور کہاں تک رکھنا مباح ہے اور کہاں تک رکھنا ممنوع وغیر مشروع و حرام ہے اگر کوئی شخص ڈیڑھ ہاتھ شملہ رکھا دوسرے نے بولا ڈیڑھ ہاتھ شملہ رکھنا حرام ہے آیا یہ کہنا بموجب شرع کے ہے یا نہیں آیا یہ قائل گنہگار ہوا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

شملے کی اقل مقدار چار انگشت ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہاتھ اور بعض نے نشستگاہ تک رخصت دی یعنی اس قدر کہ بیٹھنے سے موضع جلوس تک پہنچے اور زیادہ راجح یہی ہے کہ نصف پشت سے زیادہ نہ ہو جس کی مقدار تقریبًا وہی ایک ہاتھ ہے حد سے زیادہ داخل اسراف ہے اور بہ نیت تکبر ہو تو حرام یوہیں نشستگاہ سے بھی نیچا مثلاً رانوں یا زانو تک یہ سخت شنیع و ممنوع اور بعض انسان بد وضع آوارہ رندوں کی وضع ہے ڈیڑھ ہاتھ کا شملہ اگر بہ نیت تکبر نہ ہو تو اوسے حرام کہنا نہ چاہئے خصوصًا اس حالت میں کہ بعض علماء نے موضع جلوس تک کو بھی اجازت دی مگر حرام کہنے والے

گنہگار بھی نہ کہیں گے جبکہ اوس نے حرام بمعنی عام یعنی ممنوع لیا ہو جو مکروہ تحریمی کو بھی شامل ہے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے اقل مقدار علاقہ چہار انگشت ست وتطویل آں متجاوز از نصف ظہر بدعت ست و داخل اسبال و اسراف ممنوع واگر بطریق تکبر و خیلا باشد حرام والا مکروہ مخالف سنت دستور اللباس میں ہے از فتاوی حجت وجامع آوردہ کہ الذنب ستۃ انواع للقاضی خمس وثلثون اصابع وللخطیب احدی وعشرون اصابع وللعالم سبع وعشرون اصابع وللمتعلم سبعۃ عشر اصبعا وللصوفی سبع اصابع وللعامی اربع اصابع شرح شرعۃ الاسلام میں ہے قال فی خزانۃ الفتاوی والمستحب ارسال ذنب العمامۃ بین کتفیہ الی وسط الظہر ومنہم من قال الی موضع الجلوس ومنہم من قدر بالشبر وعین العلم یرسل الذیل بین الکتفین الی قدر الشبر او موضع القعود او نصف الظہر وھو وسط مرضی والکل مروی شرح علامہ علی قاری میں ہے الاول اشہر والاکثر والاظہر والکل: قد جمعتہ فی رسالۃ مستقلۃ اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ازبنگالہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک موضع میں ایک شخص نے کمال جد وجہد سے ایک مدرسہ اس طور پر قائم کیا کہ از راہ تسہیل امر اطراف کے لوگوں سے استدعا کی کہ جس قدر گھروں میں کھانا روزانہ پکایا جایا کرے وہ ہر مرتبہ ایک مٹھی ہر اجناس سے یعنی چاول وغیرہ علیحدہ ذخیرہ کردیا کریں اور ختم ماہ پر مدرسہ کے مصارف میں دے دیا کریں۔ اسی طرح مدت سے یہ مدرسہ جاری ہے۔ اب یہ اعتراض پیدا ہوا ہے کہ یہ طریقہ ناجائز ہے بلکہ غیر اللہ یا شرک یا بدعت کے مشابہ ہے۔ پس دینے والوں اور تائید کرنے والوں کو گنہگار بتاتے ہیں آیا عمل مذکورہ شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو دہندہ اور تائید کنندہ اس عمل کا مستحق عذاب ہوگا یا ثواب۔ اگر مستحق ثواب ہو تو اس امر نیک کے باز رکھنے والے اور کار خیر کے روکنے والے پر بحسب شرع شریف کیا حکم ہے۔ کیا وہ صورت مذکورہ مشابہ غیر اللہ یا شرک یا بدعت کے ہوتی ہے یا نہیں اگر بدعت ہو تو کس قسم کی بدعت ہے۔ بادلائل قرآن اور احادیث اور اقوال علما اور رائے مجتہدین و مستنبطین کے بیان فرمایا جائے۔ بینوا توجروا عنداللہ۔

الجواب

صورت مذکورہ بلا شبہہ جائز مستحب ومندوب ہے اور اس طرح اعانت مدرسہ کرنے والے اور جو لوگ اس اعانت پر باعث ومؤید ہوئے سب کے لئے اجر جزیل وثواب جمیل ہے جبکہ وہ مدرسہ مدرسہ دینیہ اور دینے والوں تائید کرنے والوں کی نیت محمودہ ہو اسے بدعت کہنا گناہ بتانا سخت جہالت بلکہ امر محمود شرعی کی تحریم ومذمت ہے اور اوسے مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ سمجھنا جیسے جاہلان بے خبر صرف غیر اللہ کہا کرتے ہیں نرا جنون ہے جب علم دین کی اعانت وتائید معاذ اللہ غیر اللہ کے لئے ٹھہرے تو وہ کون سی چیز ہے جو اللہ کے لئے ہوگی۔ ایسے جہال سے پوچھا جائے کہ عبادت تو اللہ کے لئے ہے یا اوسے بھی غیر اللہ کے لئے جانتے ہو جب وہ اللہ کے لئے ہے تو علم دین تو اوس سے بھی بہتر وافضل ہے وہ کیونکر غیر اللہ کے لئے ہوسکتا ہے۔ متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں العلم افضل من العبادۃ رواہ الخطیب وابن عبداللہ فی کتاب العلم عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ علم عبادت سے افضل ہے العلم خیر من العبادۃ ابو عمر فیہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ علم عبادت سے بہتر ہے العلم افضل من العمل البیہقی فی الشعب عن بعض الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم علم عمل سے افضل ہے العلم خیر من العمل ابو الشیخ عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالٰی عنہ علم عمل سے بہتر ہے وفی الباب احادیث یعسر احصاؤھا امور خیر کے لیے مسلمانوں سے اس طرح چندہ کرنا بدعت نہیں بلکہ سنت سے ثابت ہے جو لوگ اس سے روکتے ہیں مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ میں داخل ہوتے ہیں صحیحین میں جریر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کچھ برہنہ پا برہنہ بدن صرف ایک کملی کفنی کی طرح چیر کر گلے میں ڈالے خدمت اقدس حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوئے حضور پُرنور رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اون کی محتاجی دیکھی چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو اذان کا حکم دیا بعد نماز خطبہ فرمایا بعد تلاوت آیات ارشاد کیا تصدق رجل من دینارہ من درہمہ من ثوبہ من صاع برہ من صاع تمرہ حتی قال ولو بشق تمرۃ کوئی شخص اپنی اشرفی سے صدقہ کرے کوئی روپے سے کوئی کپڑے سے کوئی اپنے قلیل گیہوں سے کوئی اپنے تھوڑے چھواروں سے یہاں تک فرمایا اگرچہ آدھا چھوہارا۔ اس ارشاد کو سن کر ایک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ روپیوں کا تھیلا اوٹھا لائے جس کے اوٹھانے میں اون کے ہاتھ تھک گئے پھر لوگ پے درپے صدقات لانے لگے یہاں تک کہ دو انبار کھانے اور کپڑے کے ہوگئے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا چہرۂ انور خوشی کے باعث کندن کی طرح دمکنے لگا اور ارشاد فرمایا من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا بعدہ من غیران ینقص من اجورھم شیئ جو شخص اسلام میں کوئی اچھی راہ نکالے اوس کے لئے اوس کا ثواب ہے اور اوس کے بعد جتنے لوگ اوس راہ پر عمل کریں گے سب کا ثواب اوس کے لئے ہے بغیر اس کے کہ اون کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔ غزوۂ تبوک وغیرہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا مسلمانوں کو حکم صدقات دینا اور ہر ایک کا کثیر و قلیل حسب مقدرت حاضر لانا منافقین کا تھوڑا لانے والوں پر اعتراض کرنا کہ اللہ تعالٰی اس کے صدقہ سے غنی ہے زیادہ لانے والوں پر اعتراض کرنا کہ یہ ریا کے لئے ہے اور اوس پر آیۂ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ کا نازل ہونا ایک بار یوہیں صدقات کا چندہ ہونا اوس کا انبار ہو جانا ایک صحابی کا صرف ایک خوشہ لانا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا اوسے سب سے اوپر رکھنا وغیرہ وغیرہ وقائع کثیرہ صحاح وغیرہا کتب احادیث میں مذکور و مشہور ہیں واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ: ۷ شعبان المعظم ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی کپڑے پر تصویریں چھپی ہوئی ہوں اوس سے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور اوس کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں اور وہ تصویریں پرندوں کی ہوں اور اگر اسی کپڑے کا کوئی عدد تیار ہو گیا تو اوس کا کیا کرنا چاہئے اور وہ تصویریں جس میں جاندار زندہ رہ سکتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

کسی جاندار کی تصویر جس میں اوس کا چہرہ موجود ہو اور اتنی بڑی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے سے دیکھیں تو اعضا کی تفصیل ظاہر ہو اس طرح کی تصویر جس کپڑے پر ہو اوس کا پہننا پہنانا بیچنا خیرات کرنا سب ناجائز ہے اور اوسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے ایسے کپڑے پر سے تصویر مٹا دی جائے یا اوس کا سر یا چہرہ بالکل محو کر دیا جائے اوس کے بعد اوس کا پہننا پہنانا بیچنا خیرات کرنا اوس سے نماز سب جائز ہو جائے گا۔ اگر وہ ایسے پکے رنگ کی ہو کہ مٹ نہ سکے دُھل نہ سکے تو ایسے ہی پکے رنگ کی سیاہی اوس کے سر یا چہرے پر اس طرح لگا دی جائے کہ تصویر کا اوتنا عضو محو ہو جائے صرف یہ نہ ہو کہ اوتنے عضو کا رنگ سیاہ معلوم ہو کہ یہ محو و منافی صورت نہ ہوگا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ: از بسولی ضلع بدایوں مرسلہ خلیل احمد صاحب ۹ شوال ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں۔

سوال اول۔ پیشہ وران ذیل کی بابت شرع کیا حکم دیتا ہے ۱۔ قاطع الشجر ۲۔ ذابح البقر ۳۔ دائم الخمر ۴۔ بائع البشر۔

الجواب

حُر آدمی کی بیع اور شراب پینا دونوں حرام قطعی ہیں خصوصًا شرب خمر کی مداومت کہ وہ تو گناہ کبیرہ پر اصرار ہوا جو سخت تر کبیرۂ عظیمہ ہو گیا اور ذبح بقر و قطع شجر کے پیشے میں مضائقہ نہیں یہ جو عوام میں بنام حدیث مشہور ہے کہ ذابح البقر و قاطع الشجر جنت میں نہ جائے گا محض غلط ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم۔ تعزیہ کا بنانا اور دیکھنا اون پر دل سے معتقد ہونا اہل سنت و جماعت کو چاہئے یا نہیں اور جو ایسا کرے اوس پر بموجب شرع کیا حکم صادر ہوگا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

تعزیہ رائجہ مجمع بدعات شنیعہ سیئہ ہے اوس کا بنانا دیکھنا جائز نہیں اور تعظیم و عقیدت سخت حرام و اشد بدعت اللہ سبحٰنہ وتعالٰی مسلمان بھائیوں کو راہ حق کی ہدایت فرمائے آمین واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ: از بیجاپور گجرات ضلع بڑودہ شمالی کرٹی پرانت مرسلہ حافظ محمد بن سلیمان میاں محلہ بھور واٹر ۱۵ شعبان ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نام ایک طوائف کو خالد ایک امیر نے سو روپے ماہواری پر نوکر رکھا تاکہ اوس سے وطی کرے اور

ہر وقت ہم صحبت رہے یکایک ہندہ کو ہدایت ربانی نصیب ہوئی اور اس کام سے تائب ہوئی لیکن اوس امیر نے وہی پیگار اوس کے نام پر برقرار رکھا اور اوس کے لڑکے زید نے بعد وفات خالد کے وہی پیگار جاری رکھا۔ وہ ہندہ اس پیگار سے کار خیر علماء اور مساکین اور یتیم اور رانڈوں کو پرورش کرتی ہے اور خیرات جاری ہے اس سبب وہ پیگار سے خیرات لینا اور کھانا وغیرہ حلال ہے یا نہیں اور ثواب ہوتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جب تک وہ وظیفہ ہندہ کو بمعاوضہ زنا ملتا تھا ضرور حرام قطعی تھا نہ اوس سے خیرات ہوسکتی تھی مگر جب ہندہ تائبہ ہوگئی اور اوس کے بعد بھی امیر نے وظیفہ جاری رکھا اب اوس کے بعد بیٹے کی طرف سے جاری ہے تو صاف ظاہر ہے کہ یہ کسی گناہ کے معاوضہ میں نہیں یہ ضرور مال حلال ہے صحیح بخاری وصحیح مسلم میں قصۂ اصحاب الرقیم میں جس کا اشارہ قرآن عظیم میں بھی موجود حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین مسافر رات کو ایک غار میں ٹھہرے پہاڑ سے ایک چٹان گر کر غار کے منہ پر ڈھک گئی یہ بند ہوگئے آپس میں بولے خدا کی قسم یہاں سے نجات نہ پاؤگے الا ان تدعوا اللہ بصالح اعمالکم مگر یہ کہ نیک اعمال کو وسیلہ کرکے حضرت عزوجل سے دعا کرو ہر ایک نے اپنا اپنا ایک اعلٰی درجے کا نیک عمل بیان کیا اور اوس کے توسل سے دعا کی چٹان تھوڑی تھوڑی کھلتی گئی تیسرے کی دعا پر بالکل ہٹ گئی اور اونھوں نے نجات پائی اون میں ایک دعا یہ تھی کہ میرے چچا کی بیٹی مجھے سب سے زیادہ پیاری تھی میں نے اوس سے بدکاری چاہی وہ باز رہی یہاں تک کہ ایک سال قحط میں مبتلا ہو کر میرے پاس آئی فاعطیتھا عشرین ومائۃ دینار علی ان تخلی بینی وبین نفسھا ففعلت میں نے اوسے ایک سو بیس اشرفیاں دیں اس شرط پر کہ مجھے اپنے اوپر قدرت دے اوس نے قبول کیا جب جب میں نے اوس پر دسترس پائی اور قریب ہوا کہ زنا واقع ہو وہ روئی اور کہا میں نے یہ کام کبھی نہ کیا احتیاج نے مجھے مجبور کردیا اللہ سے ڈر اور ناحق طور پر مہر کو نہ توڑ میں تجھ سے ڈرا اور اوس فعل سے باز رہا اور وہ اشرفیاں بھی اوسی کو چھوڑ دیں اللھم ان کنت فعلت ذلک ابتغاء وجھک فافرج عنا ما نحن فیہ الٰہی اگر میں نے یہ کام تیری رضا چاہنے کے لئے کیا ہو تو ہمیں اس بلا سے نجات دے۔ اس پر چٹان سرکی اس حدیث جلیل عظیم سے ظاہر ہے کہ وہ اشرفیاں اوس عورت کے لئے مال حلال ہوگئیں ورنہ اُس کا اوسے رکھنا حرام ہوتا اور جب اوسے رکھنا حرام ہوتا اسے چھوڑ دینا اور واپس نہ کرنا حرام ہوتا کہ جس چیز کا لینا حرام ہے اوس کا دینا بھی حرام ہے ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ والمانع منھما من جھۃ الشرع لا لمجرد حق الغیر فکان یجب علیھا دفعہ اعدامًا للمعصیۃ حالانکہ وہ اشرفیاں خاص وہی تھیں جو بشرط زنا دی گئی تھیں توبہ نے اونھیں بھی حلال کردیا تو بعد توبہ جو وظیفہ دیا گیا اوس میں حرمت کیونکر آسکتی ہے وھذا کلہ ظاھر جدا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۰ شوال ۱۳۱۹ھ

چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ چوں در محلہ از محلات وہ مرض وبا واقع شود مردمان محلہائے دیگر گوسپندی سیاہ گرفتہ سورہ یٰسین وتبارک خواندہ در ہر دو گوش آں بزدم کردہ باطراف ایں موضعہا برگردانیدہ باجائے اول آوردہ ذبح کنند واستخواں وپوست را دراں زمین دفن کردہ گوشتہا را پزانیدہ پارہ پارہ ازاں بہر یک مردم آں دہ تقسیم کنند وایں نظم لی خمسۃ اطفی بھا حرالوباء الحاطمہ ؛ المصطفٰی والمرتضٰی وابناھما والفاطمہ را بر پرچہ نوشتہ بر ہر چہار گوشہ آں محلہ آویزند ونیز بخوف مرض چیچک انگریزاں قطرۂ ریم بر بازوے مردماں زخم کردہ آں نجس را داخل کنند پس ایں ہمہ موافق شرع جائز است یا نہ بینوا بالکتاب وتوجروا عند الحساب۔

الجواب

ذبح جانور لوجہ اللہ تعالٰی وتقسیم او بمسلمین وقرأت تبارک ویٰسٓ ہمہ امر خوب ومحبوب ست ودر دفع بلا باذن اللہ جل وعلا اثرے تمام دارد ودر گوش بز دمیدن وبہ اطراف موضع گردانیدن از قبیل خصوصیات اعمال مشائخ ست بسیارے از اشغال اینہا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی در قول الجمیل آوردہ اند فاما دفن پوست در زمین تضییع مال ست واو روانیست لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان اللہ کرہ لکم اضاعۃ المال وکثرۃ السوال وقیل وقال بلکہ راہ آنست کہ پوست بمساکین بخشند۔ وتعلیق آں شعر بزوایائے محلہ نیز جائز وروا واز باب توسل بمحبوبان خدا ست صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعمل ٹیکا در دفع چیچک باذن اللہ تعالٰی نفع میدہد وہمچوں تداوی اگرچہ مشتمل برچیزے از الم بود ممنوع نیست مثل داغ نہادن آری متوکلان را نباید الذین لایسترقون ولا یکتوون ولا یتطیرون

وعلی ربھم یتوکلون جعلنا اللہ منھم واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۸ ذیقعدہ ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اس زمانہ میں بہت لوگ اس قسم کے ہیں کہ تفسیر وحدیث بے خواندہ و بے اجازت اساتذہ برسر بازار ومسجد وغیرہ بطور وعظ ونصائح کے بیان کرتے ہیں حالانکہ معنی ومطلب میں کچھ مس نہیں فقط اُردو کتابیں دیکھ کے کہتے ہیں یہ کہنا اور بیان کرنا ان لوگوں کیلئے شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

حرام ہے اور ایسا وعظ سننا بھی حرام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار والعیاذ باللہ العزیز الغفار والحدیث رواہ الترمذی وصححہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بیل اور بکرے کو خصی کرنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

بالاتفاق جائز ہے کہ اوس میں منفعت ہے خصی کا گوشت بہتر ہوتا ہے اور خصی بیل محنت کی زیادہ برداشت کرتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر جانور کے خصی کرنے میں واقعی کوئی منفعت یا دفع مضرت مقصود ہو تو مطلقاً حلال ہے اگرچہ جانور غیر ماکول اللحم ہو مثلاً بلی وغیرہ ورنہ حرام ہے اسی اصل کی بناپر ہمارے علما گھوڑے کو خصی کرنا بھی جائز جانتے ہیں جبکہ مقصود دفع شرارت ہو اگرچہ بعض منع فرماتے ہیں لما فیہ من تقلیل اٰلۃ الجھاد اقول الموجود لایعدم والموھوم لایعتبر الاتری ان العزل یجوز عن الامۃ مطلقا وعن الحرۃ باذنھا بخلاف الاکل فان فیہ اعدام موجود ہاں آدمی کا خصی کرنا بالاجماع مطلقاً حرام ہے درمختار میں ہے وجاز خصاء البھائم حتی الھرۃ واما خصاء الاٰدمی فحرام قیل والفرس وقیدوہ بالمنفعۃ و الافحرام ردالمحتار میں ہے قولہ قیل والفرس ذکر شمس الائمۃ الحلوانی انہ لاباس بہ عند اصحابنا وذکر شیخ الاسلام انہ حرام ۱ھ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از عیسٰی نگر ضلع کھیری ملک اودھ مرسلہ سید مظہر حسن صاحب ۱۵ صفر ۱۳۲۰ھ

جناب مولوی صاحب ہم لوگ ساکنان عیسٰی نگر ضلع کھیری وڈاک خانہ خاص عیسٰی نگر کے ہیں اور جناب کا نام سُنا ہے کہ بریلی میں جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب محلہ سوداگران میں بہت بڑے مولوی ہیں اور بہت اچھا حکم شریعت کا دیتے ہیں ہمارے یہاں تھوڑے دنوں سے ایک شخص نے واہی بات مچائی ہے کہ محمدی جھنڈا مت کھڑا کرو اور تعزیہ مت بناؤ اور تعزیہ پر جو مٹھائی چڑھاتے ہیں اوسے کھانے کو منع کرتا ہے اور خُدائی رات میں ڈھول بجانے کو منع کرتا ہے اور مولود شریف رنڈی اور بھانڈوں کے یہاں پڑھنے کو نہیں جاتا کہتا ہے مزدوری کرکے لاؤ شیرینی تو پڑھ دوں گا یا شیرینی مت لاؤ میں تمھارے یہاں ویسے ہی پڑھ دوں گا تو مولوی صاحب ہم کو شیرینی بغیر ثواب کیوں کریں اور ہم تعزیہ وغیرہ بنانا چھوڑ دیں تو یہاں مسلمان کا نام بھی نہ رہے گا اب ایک مولوی صاحب آئے ہیں وہ مولود شریف اور گیارھویں کو بھی منع کرتے ہیں تو مولوی صاحب اور احمد کا جھگڑا خوب ہوا اور جھگڑا ہوکر یہ بات ٹھہری کہ وہ دو دو تین تین آدمی مل کر غزلیں سر ملاکر نہ پڑھا کریں اور قصہ ہرنی کا نہ پڑھیں صحیح کتاب کی روایات پڑھا کریں اور کھڑے نہ ہویں جب سے احمد ویسے ہی کھڑا ہوکر مولود شریف پڑھتا ہے اور مولوی صاحب بھی ویسے ہی کھڑے رہتے ہیں اور جوڑ کے خمسہ پڑھتے اون کے پڑھنے کہتے ہیں اور جو غزل خود پڑھتے ہیں۔

اب یہ بات ٹھہری ہے کہ جس بات کو تحریر مذکورہ بالا میں اچھا لکھ دیں گے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلی کے وہ ہم سب مل کر کریں گے اور بات کا جھگڑا نہیں ہے جو باتیں اس کاغذ میں اوپر درج ہیں ان میں سے جو جو بات بہتر اور ثواب زیادہ جس کے کرنے میں ہو وہ تحریر کر دیجئے گا اور گیارھویں کی بابت یہ فیصلہ ہوگیا ہے چاہے جس تاریخ میں فاتحہ کرو اور اوس کا ثواب نذر اللہ کرکے حضرت بڑے پیر صاحب کی یہ مت خیال کرو کہ اگر گیارھویں کو نہ کریں گے تو ہم کو کچھ نقصان ہوگا جس کا دل چاہے گیارھویں کرے جس کا دل چاہے۔ اوین ۹ ویں کرے ہر وقت ثواب ہے اب ایک بات کو اور منع کرتے ہیں کہ غازی میاں سید سالار کے بیاہ میں مت جاؤ بہرائچ اب ہمارے کچھ لوگ وہاں کو بھی نہیں جانا چاہتے ہیں

یہاں تک کہ اون کے نشان کو بھی منع کرتے ہیں اور ہماری آپس میں شادی ہے آپ کے جواب آنے کے بعد شادی میں شریک ہوں گے صاف صاف جواب لکھ دیجئے گا بہت ثواب کے مرتکب ہوں گے جواب کے واسطے ارسال خدمت منسلک ہے۔ پتہ یہ ہے ڈاکخانہ عیسٰی نگر خاص ضلع کھیری ملک اودھ بمکان سید مظہر حسن۔

الجواب

جھنڈا ایک تو جہاد کا ہوتا ہے وہ لشکر سلطان اسلام کے ساتھ خاص ہے یہاں اوس کا اصل محل نہیں کہ یہاں نہ سلطان اسلام نہ لشکر اسلام تو اوس جھنڈے کا کیا کام۔ اور اگر کسی اور غرض سے کوئی جھنڈا بنایا جاتا ہو تو اوس کا معلوم ہونا چاہئے اگر غرض محمودہ اور اوس میں شہرت اور علامت کی حاجت ہے تو حرج نہیں وقد حققناہ فی فتاوٰینا اور اگر غرض مذموم یا عبث وفضول ہے تو منع کرنا ٹھیک ہے تعزیہ ممنوع ہے شرع میں کچھ اصل نہیں اور جو کچھ بدعات اون کے ساتھ کی جاتی ہیں سخت ناجائز ہیں وقد فصلت بعضھا فی الفتاوٰی مسلمان اتباع احکام شرع سے ہوتے ہیں نہ امور ناجائزہ سے تعزیہ پر جو مٹھائی چڑھائی جاتی ہے اگرچہ حرام نہیں ہوجاتی مگر اوس کے کھانے میں جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز شرعی کی وقعت بڑھانے اور اوس کے ترک میں اوس سے نفرت دلانی ہے لہٰذا نہ کھائی جائے۔ ڈھول بجانا حرام ہے اور جس رات کا نام خدائی رات رکھا اون میں بجائے عبادت گناہ ومعصیت کرنا گویا گناہ کو معاذ اللہ عبادت ٹھہرانا ہے اور یہ اور زیادہ حرام ہے۔ رنڈیوں ڈومنیوں بھانڈوں کے یہاں جو مجلس میلاد شریف اون کے حرام مال سے کی جائے اون میں شرکت ہرگز نہ کی جائے فان اللہ طیب لایقبل الا الطیب بلکہ رنڈیوں ڈومنیوں کے یہاں کسی طرح جانا نہ چاہئے اگرچہ وہ حلال مزدوری کے مال سے مجلس کریں کہ اون کے یہاں جانے میں تہمت ہے اور تہمت سے بچنے کا حکم ہے۔ حدیث میں ہے من کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلا یقفن مواقف التھم جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ تہمت کی جگہ کھڑا نہ ہو۔ یہ سمجھنا محض غلط ہے کہ بغیر شیرینی کے ثواب نہ ہوگا کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر اقدس ویسے ہی موجب ثواب نہیں۔ ہاں شیرینی میں ثواب زیادہ ہے کہ ذکر شریف کے ساتھ صدقہ فقراء وہدیہ احبا بھی شامل ہوگیا قربت بدنی کے ساتھ قربت مالی بھی ہوگئی۔ مجلس میلاد شریف اعلٰی مستحب ومندوب وبہتر وخوب ہے اور اون میں قیام بھی مستحسن ومرغوب ہے اور گیارھویں شریف بھی حسن ومحبوب ہے اور گیارھویں تاریخ کی تخصیص میں بھی شرعًا کوئی حرج نہیں ہاں یہ سمجھنا غلط ہے کہ خاص گیارھویں ہی کو ثواب ملے گا اور دن نہ ملے گا۔ چند آدمیوں کا مل کر خوش الحانی سے پڑھنا بھی جائز ہے جبکہ شعر شرعًا اچھے ہوں اور راگنی کا قصد نہ کریں۔ مگر امرد لڑکوں کو اون میں شریک نہ کیا جائے کہ اون میں فتنہ ہے یہ سب مسائل بارہا ہوگئے ہیں ہرنی کا قصہ جس قدر حدیث میں آیا ہے ضرور مقبول ومعتبر ہے اور اوس کا پڑھنا اور سنانا سب ثواب ہے ہاں اپنی طرف سے کچھ بڑھا دیا ہو وہ تو غلط ہے اوسے نکال دینا ضرور ہے۔ حدیث میں یہ قصہ یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جنگل میں تشریف رکھتے تھے کہ کسی کی پکارنے کی آواز آئی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دیکھا کسی کو نہ پایا پھر نظر فرمائی تو ایک ہرنی بندھی ہوئی پائی اوس نے عرض کی ادن منی یارسول اللہ یارسول اللہ حضور میرے پاس تشریف لائیں رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہرنی کے قریب تشریف لے گئے فرمایا تیری کیا حاجت ہے اوس نے عرض کی ان لی ولدین فی ھذا الجبل فخلنی حتی اذھب فارضعھما ثم ارجع الیک اسی پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں حضور مجھے کھول دیں کہ میں جاکر انھیں دودھ پلا آؤں پھر حضور کے پاس حاضر ہوجاؤں گی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنا وعدہ سچا کرے گی ہرنی نے عرض کی عذبنی اللہ عذاب العشار ان لم افعل میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالٰی مجھ پر اون لوگوں کا عذاب کرے جو ظلمًا لوگوں سے مال تحصیلتے تھے رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اوسے کھول دیا وہ گئی بچوں کو دودھ پلاکر واپس آئی مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اوسے پھر باندھ دیا۔ وہ بادیہ نشین جس نے یہ ہرنی باندھی تھی ہوشیار ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ حضور کا کوئی کام ہے کہ میں بجالاؤں فرمایا ہاں یہ کہ تو اس ہرنی کو چھوڑ دے اوس نے چھوڑ دی وہ ہرنی دوڑتی ہوئی یہ کہتی چلی گئی کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور یہ کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی سغازی میاں کا بیاہ کوئی چیز نہیں محض جاہلانہ رسم ہے نہ اون کے نشان کی کوئی اصل واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بنگالہ ضلع سلہٹ موضع قاسم نگر مرسلہ مولوی اکرم یکم ربیع الاول شریف ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں ۱؎ اگر کسی سود خوار نے سودی روپیہ سے مسجد بنائی یا حج کیا یا حج کروایا یا تالاب کھدوایا یا خیرات کی تو وہ شخص مستحق ثواب ہوگا یا نہیں۔ **سوال دوم** ۲؎۔ اوس مسجد میں نماز پڑھنا یا حج کرنے والے کو اوس سودی روپیہ کا حج کے خرچ میں لانا یا اوس تالاب میں وضو وغسل کرنا یا پانی پینا یا اوس مال خیرات کو مستحقین خیرات کا لے لینا جائز ہے یا نہیں۔ **سوال سوم**۔ سود خوار کے گھر کا کھانا جائز ہے یا نہیں اگر جواز کی کوئی صورت ہے تو بیان فرمائیے۔ **سوال چہارم**۔ بے نمازی کے گھر کا کھانا جائز ہے یا نہیں اگر جواز کی کوئی صورت ہو تو ارشاد فرمائیے اور کبھی کبھی جو شخص نماز پڑھتا ہے اوس کو بے نمازی کہنا جائز ہے یا نہیں اور جو مطلقاً نہیں پڑھتا ہے، اور جو گاہے گاہے پڑھتا ہے ان دونوں شخصوں میں کیا فرق ہے بینوا للّٰہ۔ توجروا عند اللہ فقط۔

الجواب

جواب سوال اول سود کے روپیہ سے جو کار نیک کیا جاوے اوس میں استحقاق ثواب نہیں حدیث میں ہے جو مال حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب لبیک کہتا ہے ہاتف غیب سے جواب دیتا ہے لا لبیک ولا سعدیک وحجک مردود علیک حتی ترد ما فی یدیک نہ تیری لبیک قبول نہ خدمت پذیر اور تیرا حج تیرے مونھ پر مردود ہے یہاں تک کہ تو یہ مال حرام کہ تیرے قبضہ میں ہے اوس کے مستحقوں کو واپس دے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب بیشک اللہ عزوجل پاک ہے پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے سود خوار پر شرعاً فرض ہے کہ جتنا سود جس سے لیا ہے اوسے واپس دے وہ نہ رہا ہو اوس کے وارثوں کو دے وہ بھی نہ رہے ہوں یا پتہ مالک اور اوس کے ورثہ کا نہ چلے تو فرض ہے کہ اوتنا مال تصدق کردے اور تصدق میں فقیر کو مالک کر دینا درکار ہے کما نص علیہ فی الخانیۃ وغیرھا عامۃ الاسفار تو مسجد یا تالاب بنانا یا حج کرنا اصلاً ادای حکم نہ ہوگا اور اس پر سے گناہ نہ جاوے گا ہاں خیرات کر دینے کا حکم ہے یوں اوس کی توبہ تمام ہوگی اور ان شاء اللہ تعالٰی گناہ سے بری الذمہ ہوگا اور توبہ کرنے اور حکم شرع دربارۂ تصدق بجالانے کا ثواب بھی پائے گا اگرچہ خیرات کا ثواب نہ ہوگا کما حققنا فی فتاونا واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

جواب سوال دوم۔ حج کا جواب گزر چکا کہ اوس روپے کو اس صرف میں اوٹھانا جائز نہیں ہاں فرض حج ذمہ سے ادا ہو جاوے گا فان القبول شیئ آخر غیر سقوط الفرض وکان کمن صلی فی ارض مغصوبۃ اور اگر مسجد یا تالاب بنایا تو اوس میں نماز اور اس سے وضو وغیرہ وشرب سب جائز ہے والدلائل تعرف فی فتاونا بلکہ خانیہ وہندیہ وردالمحتار وغیرہا میں ہے لو اشتری رجل دارا شراء فاسدا وقبضھا ثم وقفھا علی الفقراء والمساکین جاز ویصیر وقفا علی ماوقف وعلیہ قیمتھا اھ وتحقیق الکلام فیہ فیما علقنا علی ردالمحتار من اول الوقف بلکہ جامع الصغار وعالمگیریہ میں ہے قال ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اذا غصب ارضا فبنی فیھا مسجدا او حماما او حانوتا فلا باس بالصلوٰۃ فی المسجد والدخول فی الحمام للاغتسال وفی الحانوت للشراء ولیس لہ ان یستاجرھا وان غصب دارا فجعلھا مسجدا لا یسع لاحد ان یصلی فیہ ولا ان یدخلہ الخ قلت وذکرنا ثمہ ان التفرقۃ فی الدار والارض کانھا مبنیۃ علی قیود الارج فی مسألۃ غصب الساحۃ بالحاء المھملۃ وایا ماکان فدلالتھا علی ماھنا تام کما لا یخفی وبالجملۃ خبث الملک لا یمنع صحۃ الوقف وصحتہ تعتمد آثارہ فافھم اور فقیر کو اوس کا خیرات میں لینا تو بدرجہ اولٰی جائز ہے کہ یہ تو عین حکم شرع ہے جبکہ مالک کا پتا نہ رہا ہو اور ویسے بھی مال ربا میں بعد قبضہ عدم ملک نہیں صرف خبث ملک فی الدر المختار عن البحر الرائق عن القنیۃ عن الامام البزدوری ان من جملۃ صور البیع الفاسد جملۃ العقود الربویۃ یملک العوض فیھا بالقبض انتہی قلت فما وقع فی مدانیات العقود الدریۃ سھو کما بحثت علیہ فیما علقت علی ردالمحتار اور خبث ملک فقیر کو تصدق میں لینے سے مانع نہیں فی الھندیۃ عن الحاوی عن الامام ابی بکر قیل لہ ان فقیرا یاخذ جائزۃ السلطان مع علمہ ان السلطان یاخذھا غصبا ایحل لہ قال ان خلط ذلک بدراھم اخری فانہ لا باس بہ الی اخرہ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

جواب سوال سوم۔ جائز ہے جب تک خاص اس شی کی جو اس کے سامنے لائی گئی حرام ہونا تحقیق نہ ہو فی الھندیۃ عن الظھیریۃ عن الفقیہ ابی اللیث قال قال محمد وبہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ وھو قول ابی حنیفۃ واصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنھم ہاں عالم مقتدا کو بلا ضرورت مطلقاً احتراز چاہیے کہ اوس کا گناہ عوام کی نظر میں ہلکا نہ ہو جاوے۔ فی الھندیۃ عن الملتقط یکرہ للمشھور المقتدی الاختلاط الی رجل من اہل الباطل والشر الا بقدر الضرورۃ لانہ یعظم بین ایدی الناس الخ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال چہارم۔ یہاں جواز پہلی صورت سے بھی اظہر ہے کہ ترک نماز کا مال وطعام پر کیا اثر ہے اور عالم مقتدا کو بے ضرورت اوس سے احتراز موکدتر ہے کہ ترک نماز کبیرہ اخبث واکبر ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من ترك الصلوة متعمدا فقد کفر جہارا رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن۔ اور نماز کبھی نہ پڑھنا یا بلا عذر شرعی ترک کردیں احکام میں دونوں یکساں ہیں جب تک توبہ نہ کریں دونوں سخت اشد فاسق مرتکب اخبث کبیرہ ہیں ہاں جتنی بار زیادہ ترک کرے گا کبائر کا شمار اور گناہوں کا بار بڑھتا جائیگا۔ والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم۔

مسئلہ۔ از بنگالہ ضلع کمرلہ موضع حرینگل مرسلہ مولوی عبدالحمید صاحب ۲ ربیع الاول شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں۔ سوال اول کہ شادی وغیرہ میں آتش بازی چھوڑنا ناجائز ہے یا نہیں۔ سوال دوم۔ اعلان کیلئے شادی میں بندوق چھوڑنا جائز ہے یا نہیں۔ سوال سوم تاش وشطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا اللہ توجروا عنداللہ۔

الجواب

جواب سوال اول۔ ناجائز ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے ولاتبذر تبذیرا ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین وکان الشیطن لربہ کفورا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ تعالٰی حرم علیکم عقوق الامھات ووأد البنات ومنعا وھات وکرہ لکم قیل وقال وکثرۃ السوال واضاعۃ المال رواہ الشیخان عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم۔ جائز ہے اخرج الترمذی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعلنوا ھذا النکاح واجعلوہ فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف وروی احمد بسند صحیح وابن حبان فی صحیحہ والطبرانی فی الکبیر وابو نعیم فی الحلیۃ والحاکم فی المستدرك عن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال اعلنوا النکاح واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال سوم۔ دونوں ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ وحرام کہ اوس میں تصاویر بھی ہیں ومسألۃ السطرنج مبسوطۃ فی الدر وغیرھا من الحظر والشہادات والصواب طلاق المنع کما اوضحہ فی رد المحتار واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ۔ از جائس ضلع رائے بریلی محلہ زیر مسجد مکان حاجی ابراہیم مرسلہ ولی اللہ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں سود اور رشوت کا مال توبہ سے پاک ہوجاتا ہے اور اسکے یہاں نوکری کرنا اور کھانا جائز ہے یا نہیں۔ فقط۔

الجواب

زبانی توبہ سے حرام مال پاک نہیں ہوسکتا بلکہ توبہ کیلئے شرط ہے کہ جس جس سے لیا ہے واپس دے وہ نہ رہے ہوں اون کے وارثوں کو دے پتا نہ چلے تو اوتنا مال تصدق کردے بے اسکے گناہ سے برأت نہیں۔ اوس کے یہاں نوکری کرنا تنخواہ لینا کھانا کھانا جائز ہے جبکہ وہ چیز جو اسے دے اوس کا بعینہ مال حرام ہونا نہ معلوم ہو کما فی الھندیۃ عن الذخیرۃ عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ۔ از شہر کہنہ ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

جناب عالی قصص الانبیاء میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں لکھا ہے کہ بی بی سارا نے بی بی ہاجرہ کے کان چھید سے اور ختنہ کرادی یہ سنت زن ومرد پر قیامت تک قائم رکھینگے تو عورت کی ختنہ کیسی۔

الجواب

اندام زن کے دونوں لبوں کے بیچ میں جو گوشت پارہ تند وبلند سرخ رنگ مثل تاج خروس کے ہے اوس میں سے ایک ٹکڑا کھال کا جدا کرتے ہیں یہ ختنہ زنان ہے جہاں اس کا رواج ہے مستحب ہے ان بلاد میں کہ اس کا نشان نہیں اگر واقع ہو تو جہال ہنسیں اور مسئلہ شرعیہ پر ہنسنا ایمان برباد کرنا ہے تو یہاں اس پر اقدام کی حاجت نہیں خود ایک مستحب بات کرنی اور مسلمانوں کو ایسی سخت بلا میں ڈالنا پسندیدہ نہیں کمانصوا علیہ فی ترك عذبۃ العمامۃ

حیث یستعمل فی الجملۃ بما ویشبھونھا بالذنب ومن لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل وقد کلمنا علی عدۃ نظائر لھذا فی رسالتنا الطائب التھانی فی حکم النکاح الثانی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ مسئولہ شوکت علی صاحب فاروقی ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۲۱ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالٰی اندریں مسئلہ کہ بعد فوت ہوجانے والدین کے اولاد پر کیا حق والدین کا رہتا ہے بینوا بالکتاب توجروا بالثواب

الجواب

(۱) سب سے پہلا حق بعد موت اون کے جنازے کی تجہیز غسل وکفن ونماز ودفن ہے اور ان کاموں میں سنن ومستحبات کی رعایت جس سے اون کیلئے ہر خوبی وبرکت ورحمت ووسعت کی امید ہو۔ (۲) اون کیلئے دعاواستغفار ہمیشہ کرتے رہنا اس سے کبھی غفلت نہ کرنا (۳) صدقہ وخیرات واعمال صالحات کا ثواب اونھیں پہنچاتے رہنا حسب طاقت اس میں کمی نہ کرنا اپنی نماز کیساتھ اون کے لئے بھی نماز پڑھنا اپنے روزوں کے ساتھ اون کے واسطے بھی روزے رکھنا بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب اونھیں اور سب مسلمانوں کو بخشدینا کہ اون سب کو ثواب پہنچ جائیگا اور اس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔ (۴) اون پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اوس کے ادا میں حد درجے کی جلدی وکوشش کرنا اور اپنے مال سے اون کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہاں کی سعادت سمجھنا آپ قدرت نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں پھر باقی اہل خیر سے اوسکے ادا میں امداد لینا (۵) اون پر کوئی فرض رہ گیا تو بقدر قدرت اوس کے ادا میں سعی بجالانا حج نہ کیا ہو تو خود اون کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا زکوۃ یا عشر کا مطالبہ اون پر رہا تو اوسے ادا کرنا نماز یا روزہ باقی ہو تو اوس کا کفارہ دینا وعلی ہذا القیاس ہر طرح اون کی براءت ذمہ میں جدوجہد کرنا (۶) اونھوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی حتی الامکان اوس کے نفاذ میں سعی کرنا اگرچہ شرعًا اپنے اوپر لازم نہ ہو اگرچہ اپنے پر بار ہو مثلًا وہ نصف جائداد کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کو لئے کرگئے تو شرعًا تہائی مال سے زیادہ میں بے اجازت وارثان نافذ نہیں مگر اولاد کو مناسب ہے کہ اون کی وصیت مانیں اور اون کی خوشی پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں (۷) اون کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا مثلًا ماں یا باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائیگا یا فلاں سے نہ ملیگا یا فلاں کام کریگا تو اون کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب وہ تو ہیں نہیں اون کی قسم کا کیا خیال نہیں بلکہ اوس کا ویسا ہی پابند رہنا جیسا اون کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو۔ اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح امور جائزہ میں بعد مرگ بھی اون کی مرضی کا پابند رہنا (۸) ہر جمعہ کو اون کی زیارت قبر کیلئے جانا وہاں یٰسین شریف ایسی آواز سے کہ وہ سنیں پڑھنا اور اوس کا ثواب اون کی روح کو پہنچانا راہ میں جب کبھی اون کی قبر آئے بے سلام وفاتحہ نہ گزرنا (۹) اون کے رشتہ داروں کیساتھ عمر بھر نیک سلوک کئے جانا (۱۰) اون کے دوستوں سے دوستی نباہنا ہمیشہ اون کا اعزاز واکرام رکھنا (۱۱) کبھی کسی کے ماں باپ کو برا کہکر جواب میں اونھیں برا نہ کہلوانا (۱۲) سب میں سخت تر وعام تر ومدام تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کرکے اونھیں قبر میں رنج نہ پہنچانا اسکے سب اعمال کی خبر ماں باپ کو پہنچتی ہے نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور اون کا چہرہ فرحت سے چمکتا اور دمکتا رہتا ہے اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور اون کے قلب پر صدمہ ہوتا ہے ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ قبر میں بھی اونھیں رنج پہنچائے اللہ غفور رحیم عزیز کریم جل جلالہ صدقہ اپنے حبیب رؤف رحیم علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم کا ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے گناہوں سے بچائے ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور وسرور پہنچائے کہ وہ قادر ہے اور ہم عاجز وہ غنی ہے ہم محتاج وحسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علی الشفیع الرفیع العفو الکریم الرؤف الرحیم سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امین والحمد للہ رب العلمین۔ اب وہ حدیثیں جن سے فقیر نے یہ حقوق استخراج کئے اون میں سے بعض بقدر کفایت ذکر کروں (حدیث ۱) کہ ایک انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خدمت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ ماں باپ کے انتقال کے بعد کوئی طریقہ اون کیساتھ نکوئی کا باقی ہے جسے میں بجالاؤں فرمایا نعم اربعۃ الصلاۃ

علیھا والاستغفار لھما وانفاذ عھدھما من بعدھما واکرام صدیقھما وصلۃ الرحم التی لارحم لک الامن قبلھما فھذا الذی بقی من برھما بعد موتھما

ہاں چار باتیں ہیں اون پر نماز اور اون کیلئے دعاء مغفرت اور اون کی وصیت نافذ کرنا اور اون کے دوستوں کی عزت داشت اور جو رشتہ صرف اونھیں کی جانب سے ہو نیک برتاؤ سے اوس کا قائم رکھنا یہ وہ نکوئی ہے کہ اون کی موت کے بعد اون کیساتھ کرنی باقی ہے رواہ ابن النجار عن ابی اسید الساعدی

رضی اللہ تعالٰی عنہ مع القصۃ ورواہ البیہقی فی سننہ عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبقی للولد من بر الوالد الا اربع الصلاۃ علیہ والدعاء لہ وانفاذ عہدہ من بعدہ وصلۃ رحمہ واکرام صدیقہ (حدیث ۲) کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں استغفار الولد لابیہ بعد الموت من البر ماں باپ کیساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ اولاد اون کے بعد اون کیلئے دعائے مغفرت کرے رواہ ابن النجار عن ابی اسید مالک بن زرارۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ (حدیث ۳) کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا ترك العبد الدعاء للوالدین فانہ ینقطع عنہ الرزق آدمی جب ماں باپ کیلئے دعا چھوڑ دیتا ہے اوس کا رزق قطع ہوجاتا ہے رواہ الطبرانی فی التاریخ والدیلمی عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ (حدیث ۴ و ۵) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا تصدق احدکم بصدقۃ تطوعا فلیجعلہا عن ابویہ فیکون لہما اجرہا ولا ینتقص من اجرہ شیئا جب تم میں کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے تو چاہئے کہ اوسے اپنے ماں باپ کی طرف سے کرے کہ اوس کا ثواب اونھیں ملیگا اور اون کے ثواب سے کچھ نہ گھٹے گا رواہ الطبرانی فی الاوسط وابن عساکر عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما ونحوہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن معویۃ بن حیدۃ القشیری رضی اللہ تعالٰی عنہ (حدیث ۶) کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے ماں باپ کیساتھ زندگی میں اون کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا اب وہ مرگئے اون کیساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے فرمایا ان من البر بعد الموت ان تصلی لہما مع صلاتك وتصوم لہما مع صیامك بعد مرگ نیک سلوک سے یہ ہے کہ تو اپنی نماز کیساتھ اون کیلئے نماز پڑھے اور اپنے روزوں کیساتھ اون کیلئے روزے رکھے رواہ الدارقطنی یعنی جب اپنے ثواب ملنے کیلئے کچھ نفل نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل نماز اون کی طرف سے اونھیں ثواب پہنچائے۔ یا نماز روزہ جو عمل نیک کرے ساتھ ہی اونھیں ثواب پہنچنے کی بھی نیت کرلے کہ اونھیں بھی ملیگا اور تیرا بھی کم نہ ہوگا کما لفظ مع یحتمل لوجہین بل ہذا بالمعیۃ لانہا تصل الیہم ولا ینقص من اجرہ شیئ (حدیث ۷) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من حج عن والدیہ او قضی عنہما مغرما بعثہ اللہ یوم القیامۃ مع الابرار جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا اون کا قرض ادا کرے روز قیامت نیکوں کیساتھ اوٹھے رواہ الطبرانی فی الاوسط والدارقطنی فی السنن عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما (حدیث ۸) امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر اسّی ہزار قرض تھے وقت وفات اپنے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو بلا کر فرمایا بع فیہا اموال عمر فان وفت والا فسل بنی عدی فان وفت والا فسل قریشا ولا تعدہم میرے دین میں اول تو میرا مال بیچنا اگر کافی ہوجائے فبہا ورنہ میری قوم بنی عدی سے مانگ کر پورا کرنا اگر یوں بھی پورا نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور اون کے سوا اوروں سے سوال نہ کرنا پھر صاحبزادۂ موصوف سے فرمایا اضمنہا تم میرے قرض کی ضمانت کرلو وہ ضامن ہوگئے اور امیر المؤمنین کے دفن سے پہلے اکابر مہاجرین وانصار کو گواہ کرلیا کہ وہ اسّی ہزار مجھ پر ہیں ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے وہ سارا قرض ادا فرمادیا رواہ ابن سعد فی الطبقات عن عثمٰن بن عروۃ (حدیث ۹) قبیلہ جہنیہ سے ایک بی بی رضی اللہ تعالٰی عنہا نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کرسکیں اور اون کا انتقال ہوگیا کیا میں اون کی طرف سے حج کرلوں فرمایا نعم حجی عنہا ارأیت لو کان علی املك دین اکنت قاضیتہ اقضوا اللہ فاللہ احق بالوفاء ہاں اوسکی طرف سے حج کر بھلا تو دیکھ تو تیری ماں پر اگر دین ہوتا تو تو ادا کرتی یا نہیں یونہیں خدا کا دین ادا کرو کہ وہ زیادہ حق ادا کا رکھتا ہے رواہ البخاری عن ابن انس رضی اللہ تعالٰی عنہما (حدیث ۱۰) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا حج الرجل عن والدیہ تقبل منہ ومنہما واستبشرت بہ ارواحہما فی السماء وکتب عند اللہ برًا۔ انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے وہ حج اوسکی اور اون کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور اون کی روحیں آسمان میں اس سے شاد ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کیساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔ رواہ الدارقطنی عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ (حدیث ۱۱) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من حج عن ابیہ وعن امہ فقد قضی عنہ حجتہ وکان لہ فضل عشر حجج جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے اون کی طرف سے حج ادا ہوجائے اور اوسے دس حج کا ثواب زیادہ ملے رواہ الدارقطنی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما (حدیث ۱۲) کہ فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم من حج عن والدیہ بعد وفاتہما کتب اللہ لہ عتقا من النار وکان للمحجوج عنہما اجر حجۃ تامۃ من غیر ان ینقص

من اجو رهما شیئی جو اپنے والدین کے بعد اون کی طرف سے حج کرے اللہ تعالیٰ اوسکے لئے دوزخ سے آزادی لکھے اور اون دونوں کے واسطے پورے حج
کا ثواب ہو جس میں اصلا کمی نہ ہو رواہ الاصبہانی فی الترغیب والبیہقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (حدیث ۱۳) کہ فرماتے ہیں
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من بر قسمہما وقضی دینہما ولم یستسب لہما کتب بارا وان کان عاقا فی حیاتہما ومن لم یبر قسمہما ویقض دینہما واستسب لہما کتب عاقا وان
ان کان بارا فی حیاتہما جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد اون کی قسم سچی کرے اور اون کا قرض ادا کرے اور کسی کے ماں باپ کو برا کہکر اونھیں برا نہ کہلوائے وہ
والدین کیساتھ نکوکار لکھا جاتا ہے اگرچہ اون کی زندگی میں نافرمان تھا اور جو اون کی قسم پوری نہ کرے اور اون کا قرض نہ اوتارے اور اوروں کے والدین کو
کو برا کہکر اونھیں برا کہلوائے وہ عاق لکھا جائے اگرچہ اون کی حیات میں نکوکار تھا رواہ الطبرانی فی الاوسط عن عبد الرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(حدیث ۱۴) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من زار قبر ابویہ او احدہما فی کل یوم جمعۃ مرۃ غفر اللہ وکتب برا جو اپنے ماں باپ کی قبر کی
زیارت کرے ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ کیساتھ اچھا برتاؤ کرنیوالا لکھا جاوے رواہ الامام الترمذی العارف باللہ الحکیم فی نوادر الاصول عن ابی ھریرۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما (حدیث ۱۵) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من زار قبر ابویہ او احدہما یوم الجمعۃ فقرأ عندہ یٰسین غفر لہ جو شخص روز
جمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے اور اوسکے پاس یٰسین پڑھے بخشدیا جاوے رواہ ابن عدی عن الصدیق الاکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ وفی لفظ من زار قبر والدیہ او احدہما فی کل جمعۃ فقرأ عندہ یٰسین غفر اللہ لہ بعدد کل حرف منہا جو ہر جمعہ والدین یا ایک
کی زیارت قبر کرے وہاں یٰسین پڑھے یٰسین شریف میں جتنے حرف ہیں اون سبکی گنتی کے برابر اللہ تعالیٰ اوسکے لئے مغفرت فرمائے۔ رواہ ھو والخلیلی
وابو شیخ والدیلمی وابن النجار والرافعی وغیرھم عن ام المومنین الصدیقۃ عن ابیہا الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔ (حدیث ۱۶) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من زار قبر ابویہ او احدہما احتسابا کان کعدل حجۃ مبرورۃ
ومن کان زوارا لہما زارت الملئکۃ قبرہ جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے
اور جو بکثرت اونکی زیارت قبر کرتا ہو فرشتے اوسکی قبر کو زیارت کو آئیں رواہ الامام الترمذی الحکیم وابن عدی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما امام ابن الجوزی محدث کتاب عیون الحکایات میں بسند خود محمد ابن العباس وراق سے روایت فرماتے ہیں ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کو
گیا راہ میں باپ کا انتقال ہوگیا وہ جنگل درختان مقل یعنی گوگل کے پیڑوں کا تھا اون کے نیچے دفن کرکے بیٹا جہاں جاتا تھا چلا گیا جب پلٹ کر آیا
اس منزل میں رات کو پہونچا باپ کی قبر پر نہ گیا ناگاہ سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے رأیتك تطوی الدوم لیلا ولا تری ✻ علیك لاھل الدوم
ان تتکلما ✻ وفی الدوم شیخ لو علمت مکانہ ✻ … میں نے تجھے دیکھا کہ تو رات میں اس جنگل کو طے کرتا ہے اور وہ جو ان پیڑوں میں ہے اوس سے
کلام کرنا اپنے اوپر لازم نہیں جانتا حالانکہ ان درختوں میں وہ مقیم ہے کہ اگر تو اوسکی جگہ جانتا اور وہ یہاں گزرتا تو وہ راہ سے پھر کر آتا اور تیری
قبر پر سلام کرتا (حدیث ۱۷) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من احب ان یصل اباہ فی قبرہ فلیصل اخوان ابیہ من بعدہ جو
چاہے کہ باپ کی قبر میں اوس کے ساتھ حسن سلوک کرے وہ باپ کے بعد اوسکے عزیزوں دوستوں سے نیک برتاؤ رکھے رواہ ابو یعلی وابن
حبان عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (حدیث ۱۸) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من البر ان تصل صدیق ابیك باپ کے
ساتھ نیکوکاری سے ہے یہ کہ تو اوسکے دوست سے نیک برتاؤ رکھے رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (حدیث ۱۹)
کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ابر البر ان یصل الرجل اھل ود ابیہ بعد ان یولی الاب بے شک باپ کیساتھ سب نکوکاریوں سے
بڑھکر یہ نکوکاری ہے کہ آدمی باپ کے بعد اوسکے دوستوں سے اچھی روش ہے رواہ الائمۃ احمد والبخاری فی الادب المفرد ومسلم
فی صحیحہ وابو داؤد والترمذی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (حدیث ۲۰) کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احفظ
ود ابیك لا تقطعہ فیطفیٔ اللہ نورك۔ اپنے ماں باپ کی دوستی نگاہ رکھ اوسے قطع نہ کر تاکہ اللہ تعالیٰ تیرا نور بجھا دیگا رواہ البخاری فی
الادب المفرد والطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (حدیث ۲۱) کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی اللہ تعالیٰ وتعرض علی الانبیاء وعلی الاٰباء والامہات یوم الجمعۃ فیفرحون بحسناتہم وتزداد

وجوههم بیاضا واشراقا فاتقوا الله ولا تؤذوا موتاکم ہر دوشنبہ وپنجشنبہ کو اللہ عزوجل کے حضور اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والتسلیم اور ماں باپ کے سامنے ہر جمعہ کو وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور اون کے چہروں کی صفائی وتابش بڑھ جاتی ہے تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہونچاؤ رواہ الامام الحکیم عن والد عبدالعزیز رضی اللہ تعالی عنہ بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اوس سے کبھی عہدہ برآ ہو وہ اوسکے حیات ووجود کے سبب ہیں تو جو کچھ نعمتیں دینی ودنیوی پائیگا سب اونھیں کے طفیل میں ہوئیں کہ ہر نعمت وکمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوے تو صرف ماں باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے بری الذمہ کبھی نہیں ہو سکتا نہ کہ اوس کے ساتھ اوسکی پرورش میں ان کی کوششیں اسکے آرام کیلئے اون کی تکلیفیں خصوصا پیٹ میں رکھنے پیدا ہونے دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں ان کا شکر کہاں تک ادا ہو سکتا ہے خلاصہ یہ کہ وہ اسکے لئے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سائے اور اون کی ربوبیت ورحمت کے مظہر ہیں ولہذا قرآن عظیم میں اللہ جل جلالہ نے اپنے حق کیساتھ اون کا حق ذکر فرمایا کہ ان اشکر لی ولوالدیک حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا حدیث میں ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ایک راہ میں ایسے پتھروں پر کہ اگر گوشت ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتے میں ۶ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں کیا میں اوسکے حق سے ادا ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا لعلہ ان یکون بطلقۃ واحدۃ تیرے پیدا ہونے میں جسقدر دردوں کے جھٹکے اوس نے اوٹھائے ہیں شاید اون میں ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے رواہ الطبرانی فی الاوسط عن بریدۃ رضی اللہ تعالی عنہ اللہ عزوجل عقوق سے بچائے اور ادائے حقوق کی توفیق عطا فرمائے آمین امین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالی علے سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین امین والحمد للہ رب العلمین واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ ۲۰ ربیع الآخر شریف

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ سگ کا پالنا جائز ہے یا نہیں اور کبوتر پالنا بلا اوڑانے کے بٹیر بازی ومرغبازی وشکرہ وباز پالنا اور اون سے شکار پکڑوانا اور کھانا درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

شکرا باز پالنا درست ہے اور اون سے شکار کرانا اور اوس کا کھانا بھی درست ہے لقولہ تعالی وما علمتم من الجوارح الآیہ مگر یہ ضرور ہے کہ شکار غذا دوا یا کسی نفع صحیح کی غرض سے ہو محض تفریح ولہو ولعب نہ ہو ورنہ حرام ہے یہ گنہگار ہوگا اگرچہ ان کا مارا ہوا جانور جبکہ وہ تعلیم پا گئے ہوں اور بسم اللہ کہکر چھوڑا ہو حلال ہو جائے گا۔ فان حرمۃ الارسال بنیۃ لھو لاینافی کونہ ذکاۃ شرعیۃ لکن سمی اللہ تعالی وضرب لنعم لکن قفاہ حرام الفعل وحل الاکل بٹیر بازی مرغبازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں لعل لڑاتے ہیں یہاں تک کہ حرام جانور مثلاً ہاتھیوں ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلاوجہ بے زبانوں کو ایذا ہے۔ حدیث میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن التحریش بین البھائم رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جانوروں کے لڑانے سے منع فرمایا اخرجہ ابوداؤد والترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما وقال الترمذی حسن صحیح کبوتر پالنا جبکہ خالی دل بہلانے کیلئے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف مودی نہ ہو جائز ہے اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اوڑائے کہ مسلمانوں کی عورات پر نگاہ پڑے یا اون کے اوڑانے کو کنکریاں پھینکے جو کسی کا شیشہ توڑیں یا کسی کی آنکھ پھوڑیں یا کسی کا دم بڑھائے اور تماشا ہونے کیلئے دن بھر اونھیں بھوکا اوڑائے جب اوترنا چاہیں نہ اوترنے دیں ایسا پالنا حرام ہے درمختار میں ہے یکرہ امساک الحمامات ولو فی برجھا ان کان یضر بالناس بنظر او جلب والاحتیاط ان یتصدق بھا ثم یشتریھا او توھب لہ مجتبی فان کان یطیرھا فوق السطح مطلقا علی عورات المسلمین ویکسر زجاجات الناس برمیہ تلک الحمامات عزر ومنع اشد المنع فان لم یمتنع ذبحھا المحتسب وصرح فی الوھبانیۃ بوجوب التعزیر وذبح الحمامات ولم یقیدہ بما مر ولعلہ اعتمد عادتھم واما للاستیناس فمباح اھ صحیح بخاری وغیرہ میں عبداللہ بن عمر اور صحیح ابن حبان میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں دخلت النار امرأۃ فی ھرۃ ربطتھا فلم تطعمھا ولم تدعھا تاکل من خشاش الارض ایک عورت دوزخ میں گئی ایک بلی کے سبب کہ اوسے باندھ رکھا تھا نہ اوسے کھانا دیا نہ چھوڑا کہ

زمین کے چوہے وغیرہ کھالیتی ابن حبان کی حدیث میں ہے فہی تنہش قبلہا و دبرہا وہ بلی دوزخ میں اوس عورت پر مسلط کی گئی ہے کہ اوس کا آگا
پیچھا دانتوں سے نوچ رہی ہے ایک حدیث میں حکم ہے کہ جو جانور پالو دن میں ۷۰ بار اوسے دانہ پانی دکھاؤ نہ کہ گھنٹوں پہروں بھوکا پیاسا رکھو اور نیچے آنا
چاہے تو آنے نہ دو علما فرماتے ہیں جانور پر ظلم کافر ذمی پر ظلم سے سخت تر ہے اور کافر ذمی پر مسلمان پر ظلم سے اشد ہے کما فی الدرالمختار وغیرہ اور رسول
اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں الظلم ظلمت یوم القیامۃ ظلم ظلمتیں ہوگا قیامت کے دن اور اللہ تعالی فرماتا ہے الا لعنۃ اللہ علی الظلمین ۰
سن لو اللہ کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر کتا پالنا حرام ہے جس گھر میں کتا ہو اوس گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا روزانہ اوس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ فرشتے نہیں آتے اوس گھر میں جس میں کتا یا تصویر ہو رواہ
احمد والشیخان والترمذی والنسائی وابن ماجہ عن ابی طلحۃ رضی اللہ تعالی عنہما اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من اقتنی کلبا الا
کلب ماشیۃ اوضار یا نقص من عملہ کل یوم قیراطان جو کتا پالے مگر گلے کا کتا یا شکاری روزانہ اوسکی نیکیوں سے دو قیراط کم ہوں ان قیراطوں کی مقدار
اللہ ورسول جانے جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم رواہ احمد والشیخان والترمذی والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما تو صرف دو قسم کے
کتے اجازت میں رہے ایک شکاری جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیحہ کیلئے شکار کی حاجت ہو نہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی
یا گھر کی حفاظت کیلئے پالا جائے اور حفاظت کی سچی حاجت ہو ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چور لیں یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں غرض جہاں یہ اپنے
دل سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے اصل میں کتے کا شوق ہے وہاں جائز نہیں آخر آس پاس کے گھر والے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں اگر
بے کتے کے حفاظت نہ ہوتی تو وہ بھی پالتے خلاصہ یہ کہ اللہ تعالی کے حکم میں حیلہ نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از شہر کہنہ ۲۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسئلوں میں (اول یہ کہ) زید اپنی زوجہ کو پردہ کرنے کی ہدایت کرتا ہے ۔ دیور وبہنوئی وغیرہ
سے پردہ جائز ہے کہ نہیں (دوم یہ کہ) زید کی زوجہ پردہ کرنے سے انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اپنے کنبہ میں ایسے قریب رشتہ کے پردہ کی ممانعت نہیں،
بلکہ یہ رسم بزرگوں سے جاری ہے میں ہرگز پردہ نہ کروں گی بدیں وجہ دیگر اشخاص کے گھر کی نسبت اور مثال دیتی ہے کہ یہ لوگ بھی اس طریقہ کے پابند
نہیں ہیں میں کیونکر پابندی کروں (سوم یہ کہ) وہی لوگ جنکو کہ ایسے قریب کے رشتہ کے پردہ سے انکار ہے در پردہ فتنہ وفساد ہیں بلکہ مسماۃ کو ترغیب
بردینے والے اور کہنے والے ہیں کہ ایسے نوایجاد طریقوں سے اب یہ گھر برباد ہوگا ۔ اون شخصوں کا یہ خیال بد کیسا ہے اور اون کے واسطے کیا حکم ہے
(چہارم یہ کہ) وہ لوگ جو کہ رشتہ میں دیور وبہنوئی وغیرہ ہیں پردہ کرنے سے ناراض ہوتے ہیں بلکہ طعن کرتے ہیں کہ یہ خوب نیا رسم جاری
ہے ۔ (پنجم یہ کہ) زوجہ زوج سے اسی سبب سے کہتی ہے کہ تم مجھ کو طلاق دیدو ورنہ میں پردہ ہرگز نہ کروں گی ان لوگوں سے تو ایسی زوجہ
کو کیا حکم ہے ۔ بینوا توجروا فقط

الجواب

جیٹھ دیور بہنوئی پھپا خالو چچازاد ماموں زاد پھپی زاد خالہ زاد بھائی یہ سب لوگ عورت کیلئے محض اجنبی ہیں بلکہ ان کا ضرر نرے بیگانے
شخص کے ضرر سے زائد ہے کہ محض غیر آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈریگا اور یہ آپس کے میل جول کے باعث خوف نہیں رکھتے عورت نرے اجنبی
شخص سے دفعۃً میل نہیں کھا سکتی اور ان سے لحاظ ٹوٹا ہوتا ہے لہذا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے غیر عورتوں کے پاس جانے
کو منع فرمایا ایک صحابی انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ جیٹھ دیور کیلئے کیا حکم ہے فرمایا الحمو الموت جیٹھ دیور تو موت ہیں رواہ احمد و
البخاری عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ خصوصاً جو وضع لباس وطریقہ پوشش اب عورات میں رائج ہے کہ کپڑے باریک جن میں
سے بدن چمکتا ہے یا سر کے بالوں یا گلے یا بازو یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ کھلا ہو یوں تو سوا خاص محارم کے جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے
کسی کے سامنے ہونا سخت حرام قطعی ہے اور اگر بفرض غلط کوئی عورت ایسی ہو بھی کہ ان امور کی پوری احتیاط ہمیشہ رکھے کپڑے موٹے سر
سے پاؤں تک پہنے رہے کہ منھ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں تلووں کے سوا جسم کا کوئی بال کبھی نہ ظاہر ہو تو اس صورت میں بھی جبکہ شوہر ان لوگوں کے

سامنے آنے کو منع کرتا اور ناراض ہوتا ہے تو اب یوں سامنے آنا بھی حرام ہوگیا عورت اگر نہ مانیگی اللہ قہار کے غضب میں گرفتار رہوگی جبتک شوہر ناراض رہے گا عورت کی کوئی نماز قبول نہ ہوگی اللہ کے فرشتے عورت پر لعنت کرینگے اگر طلاق مانگے گی منافقہ ہوگی جو لوگ عورت کو بھڑکاتے شوہر سے بگاڑ پر ابھارتے ہیں وہ شیطان کے پیارے ہیں حدیث ۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لاتجاوز صلاتھم اذانھم العبد الآبق حتی یرجع وامراۃ باتت وزوجھا علیھا ساخط وامام قوم وھم لہ کارھون۔ تین شخصوں کی نماز اون کے کانوں سے اوپر نہیں اوٹھتی آقا سے بھاگا ہوا غلام جبتک پلٹ کر آئے اور عورت کہ سوئے اور اوس کا شوہر اوس سے ناراض ہو اور جو کسی قوم کی امامت کرے اور وہ اسکے عیب کے باعث اسکی امامت پر راضی نہوں رواہ الترمذی وحسنہ عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ حدیث ۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لاترفع صلاتھم فوق روسھم شبرا رجل ام قوما وھم لہ کارھون وامراۃ باتت وزوجھا علیھا ساخط واخوان متصارمان تین آدمیوں کی نماز اون کے سروں سے بالشت بھر اوپر بلند نہیں ہوتی ایک بی امام اور عورت کہ سوئے اور شوہر ناراض ہے اور دو بھائی کہ آپس میں علاقہ محبت قطع کئے ہوں رواہ ابن ماجہ وابن حبان بسند حسن عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

حدیث ۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لایقبل اللہ لھم صلاۃ ولاتصعد لھم الی السماء حسنۃ العبد الآبق حتی یرجع الی موالیہ فیضع یدہ فی ایدیھم والمرأۃ الساخط علیھا زوجھا حتی یرضی والسکران حتی یصحو تین شخصوں کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی نہ کوئی نیکی آسمان کو چڑھے بھاگا ہوا غلام جبتک اپنے آقاؤں کی طرف پلٹ کر اپنے آپ کو اون کے قابو میں دے اور عورت جس سے اوس کا خاوند ناراض ہو یہاں تک کہ راضی ہو جائے اور نشے والا جبتک ہوش میں آئے رواہ الطبرانی فی الاوسط وابنا خزیمۃ وحبان فی صحیحیھما عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ حدیث ۴۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا باتت المرأۃ ھاجرۃ فراش زوجھا لعنتھا الملٰئکۃ حتی تصبح جب عورت اپنے شوہر کا بچھونا چھوڑ کر سوئے تو صبح تک فرشتے اوس پر لعنت کریں رواہ البخاری ومسلم والنسائی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ حدیث ۵۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان المرأۃ اذا خرجت من بیتھا وزوجھا کارہ لعنھا کل ملك فی السماء وکل شیئ مرت علیہ غیر الجن والانس حتی ترجع جو عورت اپنے گھر سے باہر جائے اور اوسکے شوہر کو ناگوار ہو جبتک پلٹ کر آئے آسمان میں ہر فرشتہ اوس پر لعنت کرے اور جن وآدمی کے سوا جس جس چیز پر گزرے سب اوس پر لعنت کریں رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ حدیث ۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایما امرأۃ سألت زوجھا الطلاق من غیر ما بأس فحرام علیھا رائحۃ الجنۃ جو عورت بے ضرورت شرعی خاوند سے طلاق مانگے اوس پر جنت کی بو حرام ہے رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وحسنہ وابن ماجہ وابن حبان والحاکم وقال صحیح علی شرط البخاری ومسلم واقرہ عن ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ حدیث ۷۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان المختلعات ھن المنافقات خاوندوں سے طلاق مول لینے والیاں وہی منافقہ ہیں رواہ الطبرانی فی الکبیر بسند حسن عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ حدیث ۸ تا ۱۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من خبب علی امرئ زوجتہ اومملوکہ فلیس منا جو کسی شخص پر اوسکی زوجہ یا اسکی باندی غلام کو بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں رواہ احمد والبزار وابن حبان والحاکم وقال صحیح واقرہ عن بریدۃ وابوداؤد والحاکم بسند صحیح عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین رہا اس پر طعن کرنا اور نئی رسم بتانا یہ حکم خدا ورسول پر طعنہ ہے اون لوگوں کو اپنے ایمان کی فکر چاہئے اور حکم شرع کے مطابق اپنی ناجائز رسم کی سند پکڑنی اور جاہل بزرگوں کا حوالہ دینا یہ کافروں کی خصلت تھی ان سب پر توبہ فرض ہے اللہ تعالٰی مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے آمین۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ ۲۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص ایک جگہ پر بیٹھے ہیں اور ایک شخص نے آکر کہا السلام علیکم اوس کے جواب میں انھوں نے جواب دیا۔ آداب عرض۔ یا تسلیمات۔ یا بندگی۔ یا اون میں سے ایک شخص نے اپنا ہاتھ ماتھے تک اوٹھایا اور منہ سے کچھ جواب نہ دیا پس

کفایہ اشخاص مذکورہ اس صورت میں اٹھ گیا یا نہیں اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب

زیادہ سب گنہگار رہے جبتک اون میں سے وعلیکم السلام وعلیک یا السلام علیکم نہ کہے کہ الفاظ مذکورہ بندگی آداب تسلیمات وغیرہا الفاظ سلام سے نہیں ہے اور صرف ہاتھ اوٹھادینا کوئی چیز نہیں جب تک اوس کے ساتھ کوئی لفظ سلام نہ ہو۔ ردالمحتار میں ظہیریہ سے ہے لفظ السلام فی المواضع کلھا السلام علیکم او سلامٌ علیکم بالتنوین وبدون ھذین کما یقول الجہال لا یکون سلاما اھ **اقول** فلا یکون جوابا لان جواب السلام لیس الا بالسلام اما وحدہ او بزیادۃ الرحمۃ والبرکات لقولہ تعالٰی اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا او ردوھا ومعلوم ان ما اخترعوا من الالفاظ او الاجزاء بالایماء اما ان یکون تحیۃ اولا علی الثانی عدم براءۃ الذمۃ ظاھر لان المامور بہ التحیۃ وعلی الاول لیس عین السلام وھو ظاھر ولا احسن منہ فان المخترع لایمکن ان یکون احسن من الوارد فخرج عن کلا الوجہین وبقی الواجب الکفائی علی کل عین مرقاۃ شریف میں ہے قد صح بالاحادیث المتواترۃ معنی ان السلام باللفظ سنۃ وجوابہ واجب کذلك حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس منا من تشبہ بغیرنا لاتشبھوا بالیھود ولابالنصاری فان تسلیم الیھود الاشارۃ بالاصابع وتسلیم نصاری الاشارۃ بالکف ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے غیروں کی شکل بنے۔ نہ یہود سے مشابہت پیدا کرو نہ نصاری سے کہ یہود کا سلام اونگلی سے اشارہ کرنا ہے اور نصاری کا سلام ہتھیلی سے اشارہ رواہ الترمذی عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما وقال اسنادہ ضعیف قال العلامۃ القاری لعل وجہہ انہ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ وقد تقدم الخلاف فیہ وان المعتمد ان سندہ حسن لاسیما وقد اسندہ السیوطی فی الجامع الصغیر الی ابن عمرو فارتفع النزاع وزال الاشکال۔ اھ

اقول رحم اللہ مولانا القاری انما احالہ الامام السیوطی علی ت یعنی الترمذی فنعم یرتفع النزاع وینزول الاشکال ثم لیس تضعیف الترمذی لما ظن فان الجمہور ومنہم الترمذی علی الاحتجاج بعمرو بن شعیب وبروایتہ عن ابیہ عن جدہ بل الوجہ انہ من روایۃ ابن لہیعۃ اذ یقول الترمذی **حدثنا قتیبۃ نا** ابن لہیعۃ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فذکرہ قال الترمذی ھذا حدیث اسنادہ ضعیف وروی ابن المبارك ھذا الحدیث عن ابن لہیعۃ فلم یرفعہ اھ وقد قال فی کتاب النکاح باب ما جاء فی من یتزوج المرأۃ ثم یطلقھا قبل ان یدخل بہا الحدیث رواہ بعین السند ھذا حدیث لا یصح ابن لہیعۃ یضعف فی الحدیث اھ مختصراً وکذا ضعفہ فی غیر ھذا المحل فالیہ یشیر ھنا نعم الاظہر عندی ان حدیث ابن لہیعۃ لا ینزل عن الحسن وقد صرح المناوی فی التیسیر ان حدیثہ حسن۔ ہاں لفظ سلام کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی ہو تو مضائقہ نہیں۔ اخرج الترمذی قال حدثنا سوید نا عبداللہ بن المبارك نا عبدالحمید بن بہرام انہ سمع شہر بن حوشب یقول سمعت اسماء بنت یزید تحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر فی المسجد یوما وعصبۃ من النساء قعود فالوی بیدہ ھذا حدیث حسن الخ قال الامام النووی وھو محمول علی انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جمع بین اللفظ والاشارۃ ویدل علی ھذا ان اباداؤد روی ھذا الحدیث وقال فی روایتہ فسلم علینا اھ قال العلامۃ القاری بعد نقلہ قلت علی تقدیر عدم تلفظہ علیہ الصلاۃ والسلام بالسلام لامحذور فیہ لانہ ما شرع السلام علی من مر علی جماعۃ من النسوان وان ما مر عنہ علیہ الصلاۃ والسلام مما تقدم من السلام المصرح فھو من خصوصیاتہ علیہ الصلاۃ والسلام فلہ ان یسلم وان لایسلم وان یشیر ولایشیر علی انہ قد یکون بالاشارۃ بمجرد التواضع من غیر قصد السلام الخ **اقول** مبنی کلہ علی انہ لم یرد السلام ولا یظہر فرق بین ما ذکر اولا وما زاد فی العلاوۃ سوی انہ ذکر فیھا للاشارۃ محملا وھو التواضع وھذہ شاھدۃ الواقعۃ سیدتنا اسماء رضی اللہ تعالٰی عنہما شاھدۃ بانہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سلم فان لم یحمل علی التلفظ لزم ان تکون نفس الاشارۃ تسلیما وھو معلوم الانتفاء من الشرع فوجب الحمل علی الجمع تأمل لعل لکلامہ محملا لست احصلہ۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ مسئولہ شیخ شوکت علی صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص میرا دوست آیا اور اوس نے مجھ سے کہا چلو ایک جگہ عرس ہے میں چلا گیا وہاں جاکر دیکھا کہ بہت اشخاص ہیں اور قوالی اس طریقہ سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول اور دو سارنگی بج رہی ہے اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں شعر پڑھ رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں یہ باجے مذکورہ تو شریعت میں حرام ہیں کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوں گے اور یہ اشخاص مذکورہ حاضرین جلسہ گنہگار ہوئے یا نہیں اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کس طرح پر۔ بینوا توجروا فقط۔

الجواب

ایسی قوالی حرام ہے حاضرین سب گنہگار ہیں اور اون سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے اور قوالوں کا بھی گناہ اوس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے یا اوسکے قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو۔ نہیں بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ اور سب حاضرین کے برابر جدا اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا اون کے لئے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے اونھیں سنایا اگر وہ سامان نہ کرتا یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے اس لئے ان سب کا گناہ اون دونوں پر ہوا پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیوں کر آتے بجاتے لہذا قوالوں کا بھی گناہ اوس بلانے والے پر ہوا کما قالوا فی سائل قوی ذی مرۃ سوی ان الاخذ والمعطی اٰثمان لانھم لو لم یعطوا لما فعلوا فکان العطاء ھو الباعث لھم علی الاسترسال فی التکدی والسوال وھذا کلہ ظاہر علی من عرف القواعد الکریمۃ الشرعیۃ وباللہ التوفیق۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لاینقص ذٰلک من اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل اٰثام من تبعہ لاینقص ذٰلک من اٰثامھم شیئا جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اوس کا اتباع کریں ان سب کی برابر ثواب پائے اور اوس سے اون کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اوس کے بلانے پر چلیں اون سب کے برابر اوس پر گناہ ہو اور اوس سے اون کے گناہوں میں کچھ تخفیف نہ ہو۔ رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما مسئلہ نص شارع علیہ الصلٰوۃ والسلام سے لیا جائے گا یا فقہ امام مجتہد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اگر نص شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم درکار ہے تو مزامیر کی حرمت میں احادیث کثیرہ بالغ بحد تواتر وارد ہیں ازاں جملہ اجل واعلٰی حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو حدیث صحیح جلیل متصل وقد اخرجہ ایضا احمد وابو داؤد وابن ماجہ والاسمٰعیلی وابو نعیم باسانید صحیحۃ لامطعن فیھا وصححہ جماعۃ اخرون من الائمۃ کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر فی کف الرعاع احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش نہیں ہوسکتے ہر عاقل جانتا ہے کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل پھر کجا محرم کجا مبیح ہر طرح یہی واجب العمل اسی کو ترجیح اور اگر فقہ مطلوب ہے تو خود امام مذہب امام اعظم امام الائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد اور ہدایہ جیسی اعلٰی درجہ معتمد کتاب کا ارشاد وفی دلت المسألۃ علی ان الملاھی کلھا حرام حتی التغنی لضرب القضیب وکذا قول ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ابتلیت لان الابتلاء بالمحرم یکون غرض حدیث وفقہ کا حکم تو یہ ہے ہاں اگر کسی کو قصداً ہوس پرستی منظور ہو تو اوس کا علاج کسی کے پاس ہے کاش آدمی گناہ کرے اور گناہ جانے اقرار لائے اصرار سے باز آئے لیکن یہ تو اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالے اور الزام بھی ٹالے اپنے لئے حرام کو حلال بنالے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ معاذاللہ اوس کی تہمت محبوبان خدا اکابر سلسلہ عالیہ چشت قدست اسرارہم کے سر دھرتے ہیں نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے

ہیں حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی ومولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم وعنابہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں مزامیر حرام ست مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حضور کے زمانہ مبارک میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا اوس میں صاف ارشاد ہے کہ اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالٰی عنہم فبریٔ عن ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالٰی ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوال کی آواز ہے اون اشعار کیساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔ للہ انصاف اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یا آجکل مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد ظاہرۃ الفساد ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ العالم فریدالحق والدین گنج شکر و خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہم کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز می فرمود کہ چندیں چیز می باید تا سماع مباح شود مسمع و مستمع و مسموع و آلہ سماع مسمع یعنی گوئندہ مرد تمام باشد کودک نباشد و عورت نباشد و مستمع آنکہ می شنود از یادحق خالی نباشد و مسموع آنچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد و آلہ سماع مزامیر ست چوں چنگ و رباب و مثل آں می باید کہ درمیان نباشد ایں چنیں سماع حلال است۔ مسلمانو! یہ فتوی ہے سرور و سردار سلسلہ عالیہ چشت حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے نیز سیر الاولیا شریف میں ہے یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرضداشت کرد ایں روزہا بعضے از درویشاں آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ و رباب و مزامیر بود رقص کردند فرمود نیکو نہ کردہ اند انچہ نامشروع است ناپسندیدہ است بعد ازاں یکے گفت چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیروں آمدند با ایشاں گفتند کہ شما چہ کردید دراں جمع مزامیر بود سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید ایشاں جواب دادند کہ ما چناں مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ ایں جا مزامیر ست یا نہ حضرت سلطان المشائخ فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست ایں سخن در ہمہ معصیتہا بیاید مسلمانوں کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہے اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پئے اور کہدے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہدے غلبہ حال کے سبب تمیز نہ ہوئی کہ جورو ہے یا بیگانی اوسی میں ہے حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر الحرمات درمیان نباشد و درینباب بسیار غلو کرد تا بحدیکہ گفت اگر امام را سہو افتد مرد بتسبیح اعلام کند و زن سبحان اللہ نگوید زیرا کہ نشاید آواز آں شنودن پس پشت دست برکف دست زند و کف دست برکف دست نزند کہ آں بلھوی ماند تا ایں غایت از ملاہی و امثال آں پرہیز آمدہ است پس در سماع طریق اولٰی کہ ازیں بابت نباشد یعنی در منع دستک چندیں احتیاط آمدہ است پس در سماع مزامیر بطریق اولٰی منع است اھ باختصار مسلمانو جو ائمہ طریقت اسدرجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت اللہ انصاف کیسا ضبط بے ربط ہے۔ اللہ تعالٰی اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبان خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے آمین الٰہ الحق آمین بجاہہم عندک آمین والحمد للہ رب العالمین کلام یہاں طویل ہے اور انصاف دوست کو اسی قدر کافی واللہ الہادی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ شیخ شوکت علی صاحب فاروقی ۶ جمادی الاولٰی ۱۳۲۰ھ

علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ بعض شخص اس طرح نام رکھ لیتے ہیں جیسے علی جان نبی جان محمد جان محمد نبی احمد نبی۔ نبی احمد۔ محمد یٰسین۔ محمد طٰہٰ۔ غفور الدین۔ غلام علی۔ غلام حسین۔ غلام غوث۔ غلام جیلانی۔ ہدایت علی۔ بس اس طرح کے نام رکھنا جائز ہیں یا نہیں مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوی میں ہدایت علی نام رکھنا ناجائز بتایا ہے اس میں حق کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

شوکت علی عفی عنہ

الجواب

محمد نبی۔ احمد نبی۔ نبی احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بیشمار درودیں یہ الفاظ کریمہ حضور ہی پر صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں افضل صلوات

اللہ واجل تسلیمات اللہ علیہ وعلی آلہ دوسرے کے یہ نام رکھنا حرام ہیں کہ ان میں حقیقۃً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا مگر صورت ادعا ضرور ہے اور وہ بھی یقیناً حرام ہے اور یہ زعم کہ اعلام میں معنی اول ملحوظ نہیں ہوتے نہ شرعاً مسلم نہ عرفاً مقبول۔ معنی اول مراد نہ ہونے میں شک نہیں مگر نظر سے محض ساقط ہونا بھی غلط ہے احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بکثرت اسماجنکے معنی اصلی کے لحاظ سے کوئی برائی تھی تبدیل فرمادیئے جامع الترمذی میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ برے نام کو بدل دیتے۔ سنن ابی داؤد میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عاصی وعزیز وعتلہ وشیطان وحکم وغراب وحباب وشہاب نام تبدیل فرمادیئے قال ترکت اسانیدھا للاختصار اصرم کا نام بدل کر زرعہ رکھا رواہ عن اسامۃ بن اخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا رواہ مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما برّہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا۔ لاتزکوا انفسکم اللہ اعلم باھل البر منکم اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ بناؤ خدا خوب جانتا ہے کہ تم میں نکوکار کون ہے برّہ کے معنی تھے زن نکوکار اسے خودستائی بتاکر تبدیل فرمادیا رواہ مسلم عن زینب بنت ابی سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما اور ارشاد فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم انکم تدعون یوم القیمۃ باسمائکم واسماء اٰبائکم فاحسنوا اسماءکم بے شک تم قیامت کے دن اپنے اور اپنے ماں باپ کے نام سے پکارے جاؤگے تو اپنے نام اچھے رکھو۔ رواہ احمد وابوداؤد عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند جید اگر اصلی معنی بالکل ساقط النظر ہیں تو فلاں نام اچھا فلاں برا ہونے کے کیا معنی اور تبدیل کی کیا وجہ اور خودستائی کہاں مسمّی پر دلالت کرنے میں سب یکساں۔ معہذا انھیں لوگوں سے پوچھ دیکھئے کیا اپنی اولاد کا نام شیطان ملعون رافضی خبیث خوک وغیرہ رکھنا گوارا کرینگے ہرگز نہیں توقطعاً معنی اصلی کی طرف لحاظ باقی ہے پھر کس مونھ سے اپنے آپ اور اپنی اولاد کو نبی کہتے ہیں اور کہلواتے ہیں کیا کوئی مسلمان اپنا یا اپنے بیٹے کا رسول اللہ یا خاتم النبیین یا سید المرسلین نام رکھنا روا رکھیگا حاشا وکلا پھر محمد نبی۔ احمد نبی۔ نبی احمد کیوں کر روا ہوگیا یہاں تک کہ بعض ناخدا ترسوں کا نام نبی اللہ سنا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا رسالت وختم نبوت کا ادعا حرام ہے اور نری نبوت کا حلال مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے ناموں کو تبدیل کردیں ؎ ہیچ پسند دخرد جان فروز ؛ تاج شہی برسر کفش دوز۔ عجب نہیں کہ ایسی علیل تاویلیں ذلیل تحلیل والے شدہ شدہ اللہ عزوجل یا الٰہ العالمین نام رکھنے لگیں کہ آخر علم میں اصلی معنی تو ملحوظ نہیں والعیاذ باللہ رب العالمین اور نہ بھی رکھیں تو اس نام رکھنے کا جواز تو انھیں خواہی نخواہی ماننا ہوگا جو تقریر محمد نبی کے جواز میں گڑھیں گے بعینہٖ وہی اللہ عزوجل نام رکھنے کے جواز میں جاری ہوگی اصل معنی وہاں مراد نہیں تو یہاں بھی نہیں وہ بے لحاظ معنی محض تبرکاً رکھا گیا کہ نبی کے نام میں برکت ہے تو یہ بے لحاظ معنی تبرکاً کیوں نہ جائز ہوگا آخر نام الٰہی میں نام نبی سے زیادہ ہی برکت ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یونہی **نبی جان** نام رکھنا نامناسب ہے اگر جان ایک کلمہ جداگانہ بنظر محبت زیادہ کیا ہوا جانیں جب کہ غالب یہی ہے جب تو ظاہر کہ ظاہر ادعائے نبوت ہوا اور اگر ترکیب مقلوب سمجھیں یعنی جانِ نبی تو تزکیہ وخودستائی میں برّہ سے ہزار درجہا زائد ہوا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اوسے پسند نہ فرمایا یہ کیونکر پسند ہوسکتا ہے یونہی **یٰسین وطٰہٰ** نام رکھنا منع ہے کہ وہ اسمائے الٰہیہ واسمائے مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ایسے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں کیا عجب کہ اون کے وہ معنی ہوں جو غیر خدا ورسول میں صادق نہ آسکیں تو اون سے احتراز لازم جس طرح نامعلوم المعنی رقیہ منتر جائز نہیں ہوتا کہ مبادا کسی شرک وضلال پر مشتمل ہو امام ابوبکر بن العربی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں روی اشھب عن مالک لایتسمی احد بیٰسین لانہ اسم اللہ تعالٰی وھو کلام بدیع وذلک ان العبد یجوز لہ ان یسمی باسم الرب اذا کان فیہ معنی منہ کعالم وقادر وانما منع مالک من التسمیۃ بھذا الاسم لانہ من الاسماء التی لایدری ما معناھا فربما کان ذلک معنی ینفرد بہ الرب تعالٰی فلاینبغی ان یقدم علیہ من لایعرف ما فیہ من الخطر فاقتضی النظر المنع منہ۔ علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی مصری نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں وھو کلام نفیس فقیر نے اوس کے ہامش پر لکھا۔ قد کان ظھر لی المنع عنہ لعین ھذا المعنی لکن نظر الی انہ اسم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا ندری معناہ فلعل لہ معنی لایصح فی غیرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

ولعل ھذا اولی مما تقدم لان کون نہ اسم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اظھر واشھر فلا یکون لہ معنی ینفرد بہ الرب عزوجل واللہ تعالٰی اعلم بعینہٖ یہی حال اسم طٰہٰ کا ہے والبیان البیان والدلیل الدلیل لفظ پاک محمد اون میں شامل کر دینا ممانعت کی تلافی نہ کریگا کہ یٰسین وطٰہٰ یا اب بھی نامعلوم المعنی ہی رہے اگر وہ معنی مخصوص بذات اقدس ہوئے تو محمد ملانا ایسا ہوگا کہ کسی کا نام رسول اللہ نہ رکھا محمد رسول اللہ رکھا یہ کب حلال ہو سکتا ہے وہذا اکلہ ظاہر جدا یونہیں غفور الدین بھی سخت قبیح وشنیع ہے غفور کے معنی مٹانے والا چھپانے والا اللہ عزوجل غفور ذنوب ہے یعنی اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے ذنوب مٹاتا عیوب چھپاتا ہے تو غفور الدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا یہ ایسا ہوا جیسے شیطان نام رکھنا جسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تبدیل فرمادیا یا دین پوش تقیہ کوش یہ ایسا ہوا جیسے رافضی نام رکھنا بہر حال شدید شناعت پر مشتمل ہے اس سے تو عاصیہ نام بہت ہلکا تھا جسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تغیر فرمادیا کہ عاصی کا عرفاً اطلاق اعمال تک ہے اور دین پوش کی بلا ملت وعقائد پر والعیاذ باللہ رب العالمین۔ حدیث میں ہے البلاء موکل بالمنطق بعض برے ناموں کی تبدیل کا یہی منشا تھا کما ارشد الیہ غیر ما حدیث مولانا علی قاری مرقاۃ میں نقل فرماتے ہیں ان الاسماء تنزل من السماء نام آسمان سے اترتے ہیں یعنی غالباً اسم ومسمی میں کوئی مناسبت غیب سے ملحوظ ہوتی ہے اہل تجربہ نے کہا ہے ع مزن فال بد کا ورد حال بد ہذا اللھم احفظنا وارحمنا فقیر نے بچشم خود ایسے قبیح ناموں کا سخت برا اثر پڑتے دیکھا ہے بھلے چنگے سنی صورت کو آخر عمر میں دین پوش ناحق کوش ہوتے پایا ہے نسأل اللہ العفو والعافیۃ اللھم یا قوی یا قدیر یا رحمٰن یا رحیم یا عزیز یا غفور صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولٰنا محمد والہ وصحبہ وثبتنا علی دینک الحق الذی ارتضیتہ لانبیائک ورسلک وملائکتک حتی نلقاک بہ وعافنا من البلاء والبلوٰی والفتن ماظھر منہا وما بطن وصل وسلم وبارک علی سیدنا محمد والہ اجمعین وارحم عجزنا وفاقتنا بہم یا ارحم الراحمین اٰمین والصلٰوۃ والسلام علی شفیع الکریم والہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین اٰمین۔ اور ایک سخت آفت یہ ہوتی ہے کہ ایسے قبیح نام والے کے ساتھ حسب رواج نام پاک محمد ملاکر لکھتے ہیں اور اسی کی اوروں سے طمع رکھتے ہیں اگر کوئی خالی اون کا نام بے نام اقدس لکھے تو گویا اپنی حقارت جانتے اور آدھا نام لینا سمجھتے ہیں حالانکہ ایسے برے معنی کے ساتھ اس نام پاک کا ملانا خود اس نام کریم کے ساتھ گستاخی ہے یہ نکتہ ہمیشہ یاد رہے کہ ان امور کی طرف اوسی کو التفات وتنبیہ عطا فرماتے ہیں جسے ایمان وادب سے حصہ وافیہ بخشتے ہیں۔ وللہ الحمد اسی بنا پر فقیر کبھی جائز نہیں رکھتا کہ کلب علی بندہ حسن نثار حسین غلام علی قربان حسن فدا حسین وامثال ذلک اسمار کے ساتھ نام پاک ملاکر کہا جائے اللھم ارزقنا حسن الادب وجنبنا من مورثات الغضب اٰمین چودہ نام کہ سائل نے پوچھے اون میں سے یہ سات ناجائز وممنوع ہیں باقی سات میں حرج نہیں۔ **علی جان محمد جان** کا جواز تو ظاہر کہ اصل نام علی ومحمد ہے اور جان بنظر محبت زیادہ اور حدیث سے ثابت کہ محبوبان خدا انبیاء واولیاء علیہم الصلٰوۃ والثنا کے اسمائے طیبہ پر نام رکھنا مستحب ہے جبکہ اون کے مخصوصات سے نہ ہو حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں تسموا باسماء الانبیاء انبیاء کے ناموں پر نام رکھو۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد وابو داؤد والنسائی عن ابی وھب الجشمی ولہ تتمۃ والبخاری فی التاریخ بلفظ سموا عن عبد اللہ بن جراد رضی اللہ تعالٰی عنہ ولہ تتمۃ اخری اور **محمد** و **احمد** ناموں کے فضائل میں تو احادیث کثیرہ عظیمہ جلیلہ وارد ہیں۔ حدیث (۱) صحیحین ومسند احمد وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں حضرت انس (۲) صحیحین وابن ماجہ میں حضرت جابر (۳) معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی میرے نام پر نام رکھو **حدیث** (۴) ابن عساکر وحافظ حسین بن احمد بن عبداللہ بن بکر حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من ولد لہ مولود فسماہ محمدا حبالی وتبرکا باسمی کان ھو ومولودہ فی الجنۃ جسکے ایک لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لئے اوسکا نام محمد رکھے وہ اور اوس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں۔ ھذا امثل حدیث ورد فی ھذا الباب واسنادہ حسن جسقدر حدیثیں اس باب میں آئیں یہ

سب سے بہتر ہے اور اسکی سند حسن ہے و نازعہ تلمیذہ الشامی بحاردہ العلامۃ الزرقانی فراجعہ **حدیث ۵**۔ حافظ ابوطاہر سلفی وحافظ ابن بکر حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کئے جائینگے حکم ہوگا انھیں لیجاؤ عرض کریں گے الٰہی ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے کوئی کام جنت کا نہ کیا رب عزوجل فرمائیگا ادخلا الجنۃ فانی آلیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمہ احمد ولا محمد جنت میں جاؤ کہ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا۔ یعنی جبکہ مومن ہو اور مومن عرف قرآن وحدیث وصحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہو کما نص علیہ الائمۃ فی التوضیح وغیرہ ورنہ بدمذہبوں کے لئے حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں اون کا کوئی عمل قبول نہیں بدمذہب اگر حجر اسود ومقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر وطالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اوسکی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اوسے جہنم میں ڈالے یہ حدیثیں دارقطنی وابن ماجہ وبیہقی وابن الجوازی وغیرہم نے حضرت ابوامامہ وحذیفہ وانس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیں اور فقیر نے اپنے فتاوی میں متعدد جگہ لکھیں تو محمد بن عبدالوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کیلئے ان حدیثوں میں اصلا بشارت نہیں نہ کہ سید احمد خاں کی طرح کفار قطعی کہ کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقینا حرام ہے **حدیث ۶**۔ ابونعیم حلیۃ الاولیا میں نبیط بن شریط رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں قال اللہ تعالٰی وعزتی وجلالی لاعذبت احدا تسمی باسمک فی النار رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اوسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔ **حدیث ۷**۔ حافظ ابن بکر امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں (۸) دیلمی مسند الفردوس میں موقوفا راوی کہ مولا علی فرماتے ہیں۔ (۹) ابن عدی کامل اور ابوسعد نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما اطعم طعام علی مائدۃ ولا جلس علیہا وفیہا اسمی الا قدسوا کل یوم مرتین جس دسترخوان پر لوگ کھانا بیٹھکر کھائیں اور اون میں کوئی محمد یا احمد نام ہو وہ لوگ ہر روز دو بار مقدس کئے جاتے ہیں۔ حاصل یہ کہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو دن میں دو بار اوس مکان میں رحمت الٰہی کا نزول ہو ولہذا حدیث امیر المومنین کے لفظ یہ ہیں۔ مامن مائدۃ وضعت فحضر علیہا من اسمہ احمد ومحمد قدس اللہ ذلک المنزل کل یوم مرتین۔ **حدیث ۱۰**۔ ابن سعد طبقات میں عثمٰن عمری سے مرسلا راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما ضر احدکم لو کان فی بیتہ محمد ومحمدان وثلثۃ تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اوس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔ ولہذا فقیر غفر اللہ تعالٰی نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقہ میں صرف محمد نام رکھا پھر نام اقدس کے حفظ وآداب اور باہم تمیز کیلئے عرف جدا مقرر کئے بحمداللہ تعالٰی فقیر کے یہاں پانچ محمد اب موجود ہیں سلمہم اللہ وعافاہم والی مدارج الکمال رقاہم اور پانچ سے زائد اپنی راہ گئے جعلہم اللہ لنا اجرا وذخرا وفرطا برحمۃ بعزۃ اسم محمد عندہ آمین۔ **حدیث ۱۱**۔ طرائفی وابن الجوزی امیر المومنین مرتضٰی کرم اللہ وجہہ الاسنٰی سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما اجتمع قوم قط فی مشورۃ وفیہم رجل اسمہ محمد لم یدخلوہ فی مشورتہم الا لم یبارک لہم فیہ جب کوئی قوم کسی مشورہ کیلئے جمع ہو اور اون میں کوئی شخص محمد نام ہو اور اوسے مشورہ میں شریک نہ کریں اون کے لئے اپنی مشورت میں برکت نہ رکھی جائے **حدیث ۱۲** طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من ولد لہ ثلثۃ اولاد فلم یسم احدا منہم محمدا فقد جہل جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور اون میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے جاہل ہے۔ **حدیث ۱۳**۔ حاکم وخطیب تاریخ اور دیلمی مسند میں امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ وجہہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا سمیتم الولد محمدا فاکرموہ واوسعوا لہ فی المجلس ولا تقبحوا لہ وجہا جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اوس کی عزت کرو اور مجلس میں اوس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اوسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو یا اوس پر برائی کی دعا نہ کرو۔ **حدیث ۱۴**۔ بزاز مسند میں حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اذا سمیتم محمدا فلا تضربوہ ولا تحرموہ جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اوسے نہ مارو نہ محروم رکھو **حدیث ۱۵**۔ فتاوی امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابوشعیث حرانی نے امام عطا (تابعی جلیل الشان استاذ امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہما)

سے روایت کی۔ من اراد ان یکون حمل زوجتہ ذکرا فلیضع یدہ علی بطنہا ولیقل ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا فانہ یکون ذکرا جو چاہے کہ اوسکی عورت کے حمل میں لڑکا ہو اوسے چاہئے اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا اگر لڑکا ہے تو میں نے اوس کا نام محمد ہی رکھا انشاء اللہ العزیز لڑکا ہی ہوگا۔ سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں ماکان فی اھل بیت اسم محمد الا کثرت برکتہ جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اوس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے۔ ذکرہ المناوی فی شرح التیسیر تحت الحدیث المعاشر ۔ الزرقانی فی شرح المواھب بہتر یہی ہے کہ صرف **محمد** یا **احمد** نام رکھے اوس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انھیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔ غلام علی۔ غلام حسین۔ غلام غوث۔ غلام جیلانی اور اون کے امثال تمام نام جن میں اسمائے محبان خدا کی طرف اضافت لفظ غلام ہوں سب کا جواز بھی قطعًا بدیہی ہے۔ فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ نے اپنے فتاوی میں ان ناموں پر ایک فتوی قدرے مفصل لکھا اور قرآن وحدیث اور خود پیشوایان وہابیہ کے اقوال سے اون کا جواز ثابت کیا اللہ عزوجل فرماتا ہے ویطوف علیھم غلمان لھم کانھم لؤلؤ مکنون ان کے غلام گشت کرتے ہوں گے گویا وہ موتی ہیں محفوظ رکھے ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لا یقولن احدکم عبدی کلکم عبید اللہ ولکن لیقل غلامی ھذا مختصر۔ ہرگز تم میں اب کوئی اپنے مملوک کو یوں نہ کہے کہ میرا بندہ تم سب خدا کے بندہ ہو ہاں یوں کہے کہ میرا غلام۔ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ وہابیہ کے شرک ہمیشہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ خود قرآن وحدیث میں بھرے ہوتے ہیں خدا اور رسول تک ان شرک دوستوں کے حکم شرک سے محفوظ نہیں والعیاذ باللہ رب العالمین منزہ یہ ہے کہ لفظ غلام کی اسمائے الٰہیہ جل وعلا کی طرف اضافت خود ممنوع ہے اللہ کا غلام نہ کہا جائے گا غلام کے معنی حقیقی پسر ہیں۔ ولہذا عبید کو شفقۃً عربی میں غلام اردو میں چھوکرا کہتے ہیں۔ سیدی علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث فرماتے ہیں ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی مراعاۃ لجانب الادب فی حق اللہ تعالٰی لانہ یقال عبداللہ وامۃ اللہ ولا یقال غلام اللہ وجاریۃ اللہ ولا فتی اللہ ولا فتاۃ اللہ اھ باختصار۔ سبحٰن اللہ یہ عجیب شرک ہے جو خود حضرت عزت کیلئے روا نہیں بلکہ اوس کے غیر ہی کے لئے خاص ہے مگر ہے یہ کہ وہابیہ کے دین فاسد میں محبوبان خدا کا نام ذرا اعزاز وتکریم کی نگاہ سے آیا اور شرک نے مونھ پھیلایا پھر چاہے وہ بات خدا کے لئے خاص ہونا درکنار خدا کیلئے جائز بلکہ متصور ہی نہ ہو آخر نہ دیکھا کہ ان کے پیشوا نے تقویۃ الایمان میں قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا مورچھل جھلنا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم آخر نہ سنا کہ ان کے طائفہ غیر مقلدان کے اب نئے پیشوا اپنے رسالہ کلمۃ الحق میں لکھ گئے ہیں۔ ع۔ چو غلام آفتابم ہم از آفتاب گویم خدا کی شان غلام محمد غلام علی غلام حسن غلام غوث تو معاذ اللہ شرک وحرام اور غلام آفتاب ہونا یوں جائز و بے ملاح حالانکہ ترجمہ کیجئے تو جیسا فارسی میں غلام آفتاب۔ ویسا ہی عربی میں مشرکین عرب کا نام۔ عبدشمس ہندی میں کفار ہنود کا نام۔ سورج داس زبانیں مختلف ہیں اور حاصل ایک ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ **ہدایت علی** کا بھی جواز ویسا ہی ظاہر و باہر جس میں اصلا عدم جواز کی بو نہیں۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالٰی کہ محبوبان خدا کے نام سے جلتے ہیں آجتک ان کے کبرا نے بھی اس میں کلام نہ کیا **مولوی عبدالحئی** صاحب لکھنوی کے مجموعہ فتاوی جلد اول طبع اول ص۲۶۴ میں اس نام پر اعتراض دیکھا گیا اول کلام میں تو صرف خلاف اولٰی ٹھہرایا تھا آخر میں ناجائز وگناہ قرار دیا حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ اوس کا خلاصہ عبارت ہے۔ **استفتاء**۔ کسے نام خود ہدایت علی میداشت بایہام اسمائے شرکیہ تبدیل نمودہ ہدایت العلی نہاد تخصیصے برآں معترض شد کہ لفظ ہدایت مشترک ست بین معنیین ارائۃ الطریق وایصال الی المطلوب ہکذا لفظ علی بغیر الف ولام مشترک ست بین اسمائے الٰہیہ وحضرت علی کرم اللہ وجہہ مجیب گفت دریں صورت تائید من است چہ ہرگاہ لفظ ہدایت وعلی مشترک شد بین معنیین پس چہار احتمال میشود یکے ازاں از ہدایت معنی اول واز علی اللہ جل شانہ دوم از ہدایت معنی ثانی واز علی جل جلالہ سوم از ہدایت معنی اول واز علی حضرت علی کرم اللہ وجہہ چہارم از ہدایت معنی ثانی واز علی حضرت علی پس سہ احتمال اول خالی از ممانعت شرعیہ ہستند البتہ رابع خالی از ممنوعیت نیست چہ در جملہ اسمائے شرکیہ مفہوم میشود پس ہر اسم کہ دائر شود بین اسمائے شرکیہ وعدمہ احتراز ازاں لابدی ست بلکہ واجب واگر کسے بر اسم متنازع فیہ قیاس نمودہ یا علی گفتن ممانعت نماید آیا قیاس او صحیح است یا نہ۔ بینوا توجروا۔ **ھو المصوب**۔ لفظ علی کہ از اسمائے الٰہیہ ست الف لام براں زائد میشود یا برائے

تعظیم چنانکہ در الفضل والنعمان وغیرہ ودر لفظ علی کہ از اسمائے مرتضی است لام داخل نمی شود بنا وعلیہ ہدایت العلی اولی است از ہدایت علی چہ در اُولٰی اشتباہ اضافت ہدایت بسوئے علی مرتضی نیست ودر صورت ثانیہ بسبب اشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال واشتراک لفظ علی اشتباہ امر ممنوع موجود ودر اسامی از ہیچو اسم کہ ایہام مضمون غیر مشروع سازد احتراز لازم بہمیں سبب علمائے از تسمیہ بعبد النبی وغیرہ منع ساختہ اند واما در عبد اللہ وغیرہ پس ایہام امر غیر مشروع نیست وہمچنیں در یا علی ہرگاہ مقصود ندائے پروردگار باشد نزاعی نیست۔ حررہ ابوالحسنات **اقول** مگر یہ جواب سخت عجب عجاب ہے۔ یتساوی هذا بل یساوی هذا اولاً اس تمام کلام مختل النظام کا مبنٰی ہی سرے سے پا در ہوا ہے ممنوع ایہام ہے نہ مجرد احتمال ولو ضعیفا بعیدا ایہام واحتمال میں زمین وآسمان کا فرق ہے ایہام میں نیا در درکار ہے ذہن اوس معنی ممنوع کی طرف سبقت کرے نہ یہ کہ شقوق محتملہ عقلیہ میں کوئی شق معنی ممنوع کی بھی نکل سکے تخصیص یں ہے۔ الایھام ان یطلق لفظ لہ معنیان قریب وبعید و یراد بہ البعید علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں الایھام ویقال لہ التخییل ایضا و ھو ان یذکر لفظ لہ معنیان قریب وغریب فاذا اسمعہ الانسان سبق الی فھمہ القریب ومراد المتکلم الغریب واکثر المتشابھات من ھذا الجنس وقولہ تعالٰی والسمٰوٰت مطویٰت بیمینہ۔ مجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع وطعن سے خالی رہے گا زید آیا گیا اٹھا بیٹھا عمرو نے کھایا پیا لکھا مجیب صاحب نے سوال دیکھا جواب لکھا وغیرہ وغیرہ سب افعال اختیاریہ کی اسناد دو معنی کو محتمل ایک یہ کہ زید وعمرو مجیب نے اپنی قدرت ذاتیہ مستقلہ تامہ سے یہ افعال کئے دوسرے قدرت عطائیہ ناقصہ قاصرہ سے۔ اول قطعاً شرک ہے لہذا ان اطلاقات سے احتراز لازم فاضل مجیب نے بھی عمر بھر اپنے محاورات روزانہ میں ایسے ایہامات شرک برتے اور اون کی تصانیف میں ہزار در ہزار ایسے شرک بالایہام بھرے ہوں گے۔ جانے دیجئے نماز میں و تعالٰی جدک تو شاید آپ بھی پڑھتے ہوں جد کے دوسرے مشہور و معروف بلکہ مشہور تر معنی یہاں کیسے صریح شدید کفر ہیں عجب کہ اتنے بڑے کفر کا ایہام جان کر اوسے حرام نہ جانا تو بات وہی ہے کہ ایہام میں تبادر و سبقت واقربیت درکار ہے اور وہی ممنوع ہے۔ نہ مجرد احتمال **ثانیاً** ایسی ہی نکتہ تراشیاں ہیں تو صرف ہدایت علی پر کیوں الزام رکھئے مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کے نام پاک علی کو اوس سے سخت تر شنیع کہئے وہاں تو چار احتمالوں سے ایک میں آپ کو شرک نظر آیا تھا یہاں برابر کا معاملہ نصفا نصف کا حصہ ہے علی کے دو معنی ہیں علو ذاتی کہ بالذات للذات متعالی عن الاضافات ہو دوسرا اضافی کہ خلق کے لئے ہے اول کا اثبات قطعاً شرک تو علی میں ایہام شرک ہدایت علی سے دونا ٹھہریگا۔ ولایقول بہ جاھل فضلا عن فاضل **ثالثاً** ایک علی ہی کیا جسقدر اسمائے مشترکہ فی اللفظ بین الخالق والمخلوق ہیں جیسے رشید وحمید وجمیل وجلیل وکریم وعلیم ورحیم وحلیم وغیرہا سب کا اطلاق عباد پر ویسا ہی ایہام شرک ہوگا جو ہدایت علی کے ایہام سے دوچند رہے گا حالانکہ خود حضرت عزت نے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں کسی کو ایک کسی کو دو نام اپنے اسمائے حسنٰی سے عطا فرمائے اور حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ میں تو ساٹھ سے زیادہ آئے کما فصلہ العلماء فی المواھب وغیرھا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنا نام پاک حاشر بتایا صحابہ وتابعین وائمہ دین میں کتنے اکابر کا نام مالک تھا ان کے ایہاموں کو کہئے درمختار وغیرہ معتمدات میں تصریح کی کہ ایسے نام جائز ہیں اور عباد کے حق میں دوسرے معنی مراد لئے جائیں گے نہ وہ جو حضرت حق کے لئے ہیں جاز التسمیۃ بعلی ورشید وغیرھما من الاسماء المشترکۃ و یراد فی حقنا غیر ما یراد فی حق اللہ تعالٰی کیوں نہیں کہتے کہ ایسے نام بوجہ اشتراک ناجائز ہیں کہ دوسرے معنی شرک کا احتمال باقی ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ **رابعاً** سائل نے اپنی جہالت سے صرف عبداللہ ہی شرک سے سوال کیا تھا حضرت مجیب نے اپنی نبالت سے وغیرہ بھی بڑھا دیا کہ اپنے نام نامی کو ایہام شرک سے بچالیں مگر جناب کی دلیل سلامت ہے تو اس ایہام سے سلامت بخیر ہے۔ **عبدالحیٔ** میں دو جز ہیں اور دونوں کے دو دو معنی ایک عبد مقابل الٰہی دوم مقابل آقا قال اللہ تعالٰی و انکحوا الایامٰی منکم والصٰلحین من عبادکم وامائکم۔ دیکھو حق سبحنہ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا یونہی ایک **حیٔ** اسم الٰہی کہ حیات ذاتیہ ازلیہ ابدیہ واجبہ سے مشعر اور دوسرا من وتو زید وعمرو سب پر صادق جس سے آیہ کریمہ۔ تخرج الحی من المیت وغیرھا مظھر اب اگر عبد بمعنی اول اور حی بمعنی دوم لیجئے قطعاً شرک ہے وہی چار صورتیں ہیں اور وہی ایک صورت پر شرک موجود پھر **عبدالحیٔ** ایہام شرک سے کیوں کر

محفوظ اس سے بھی احتراز لازم تھا بعینہٖ یہی تقریر عبدالحلیم میں بھی جاری ہوگی۔ ملاحظہ ہو کہ آپکی تشقیق و تدقیق کہاں تک پہنچی۔ نسأل اللہ السلامۃ۔ **خامسا** یا علی کو فرمایا جاتا ہے کہ جب مقصود ندائے معبود تو نزاع مفقود۔ جی وجہ یہاں بھی صاف دوسرا احتمال موجود۔ اپنا قصد نہ ہونا ایہام و احتمال کا نافی کب ہوسکتا ہے ایہام تو کہتے ہی وہاں ہیں جہاں وہ معنی موہم مراد متکلم نہ ہوں۔ تلخیص و تعریفات کی عبارتیں ابھی سن چکے اور اگر قصد پہ مدار ہے تو ہدایت علی پر کیا ایراد ہے کب معنی شرک مقصود و مراد ہے **سادسا** علی پر الف لام لانا کب ایسے عالم ایہام شرک سے نجات دیگا علما پر لام نہ آتا سہی صفت پر تو قطعی آسکتا ہے۔ اور وہ یقینا صفات مشترکہ سے ہے۔ تو احتمال اب بھی قائم اور احتراز لازم بلکہ سراجیہ و تاتارخانیہ و منح الغفار وغیرہا سے تو ظاہر کہ العلی باللام نام رکھنا بھی رد ہے ردالمحتار میں ہے فی التاترخانیۃ عن السراجیۃ التسمیۃ باسم یوجد فی کتاب اللہ تعالٰی کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائزۃ الخ ومثلہ فی المنح عنہا وظاہرہ الجواز ولو معرفا بأل۔ **سابعا** جب گفتگو احتمال پر چل رہی ہے تو بمعنیین ایصال الی المطلوب و ارارت طریق میں تفرقہ باطل۔ ایصال و ارارت دونوں دو معنی خلق و تسبب پر مشتمل بمعنی خلق دونوں مختص بحضرت احدیت ہیں کیا ارارت بمعنی خلق رویت غیر سے ممکن ہے اور بمعنی تسبب دونوں غیر کے لئے حاصل ہیں کیا انبیا سے ایصال بمعنی سببیت فی الوصول نہیں ہوتا۔ فطاح التفرقۃ وزاح الشقشقۃ۔ ہاں یوں کہئے کہ ادھر علی مشترک ادھر ہدایت خلق و تسبب دونوں میں مستعمل یوں چار احتمال ہوئے مگر اب یہ مصیبت پیش آئے گی کہ جس طرح ہدایت بمعنی خلق غیر خدا کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی بمعنی محض تسبب حضرت عزت جل جلالہ کی طرف نسبت نہیں پاسکتی ورنہ معاذ اللہ اصل خالق و معطی دوسرا ٹھہریگا اور اللہ عزوجل صرف سبب و واسطہ و وسیلہ۔ اس کا پایہ شرک سے بھی اونچا جائے گا کہ وہاں تو تسویہ تھا یہاں اللہ سبحنہ پر تفضیل دینا قرار پائے گا علی پر لام لاکر اول کا علاج کرلیا اس دوم کا کہ اول سے بھی سخت تر ہے علاج کدھر سے آئیگا اب ایک لام نیا گڑھ کر ہدایت پر داخل کیجئے کہ وہ معنی خلق میں متعین ہوجائے اور احتمال تسبب اٹھ کر ایہام شرک و بدتر از شرک راہ نہ پائے۔ **ثامنا** ایک ہدایت کیا جتنے افعال مشترکۃ الاطلاق ہیں سب میں اسی آفت کا سامنا ہوگا جیسے عطا و منع و احسان و انعام و اذلال و اکرام و تعلیم و افہام و تعذیب و ایلام و قہر و قتل و نصب و عزل وغیرہا کہ خلق کی طرف نسبت کیجئے تو معنی خلق موہم شرک اور خالق کی طرف تو معنی تسبب مشعر کفر۔ بہرحال مفر کدھر۔ اگر کہئے خالق عزوجل کی طرف نسبت ہی دلیل کافی ہے کہ معنی خلق مراد ہیں ہم کہیں گے مخلوق کی جانب اضافت ہی برہان وافی ہے۔ کہ معنی تسبب مقصود ہیں ولہذا علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ امثال انبت الربیع البقل وحکم علی الدھر میں قائل کا موحد ہونا ہی قرینہ شافی ہے کہ اسناد مجاز عقلی ہے اب بحمد اللہ ادعائے ایہام کی بنیاد ہی نہ رہی **تاسعا** آپ نے باآنکہ اسمائے الہیہ توقیفیہ ہیں اور خصوصا آپ بہت جگہ صرف نہ وارد ہونے نہ منقول ہونے کو حجت ممانعت جانتے ہیں حق سبحانہ کا نیا نام مُصَوَّب ایجاد فرمایا ہر جواب کی ابتدا ہو المصوب سے ہوتی ہے یہ کب احتمال شنیع سے خالی ہے تصویب جسطرح ٹھیک بتانے کو کہتے ہیں یونہی سر جھکانے کو اور مثلا جو سر جھکائے بیٹھا ہو اوسے مُصَوِّب اور دونوں معنی حقیقی ہیں تو آپ کے طور پر اسی کلمے میں ایہام تجسیم ہے اور تجسیم کفر و ضلال عظیم ہے **عاشرا**

مسئلہ۔ از کلکتہ دھرم تلا ۱۲۴ مرسلہ جناب محمد یونس صاحب ۸ رجب ۱۳۲۷ھ۔

علمائے دین سے سوال ہے کہ ان اشخاص کا کیا حال ہے۔ (۱) زید حتی الامکان اوامر الہی بجالاتا ہے مگر نواہی کا بھی مرتکب ہوتا ہے اور جو اوس سے کہا جاتا ہے تو کہتا ہے ان الحسنٰت یذھبن السیّاٰت (۲) عمرو روزہ دوزہ رکھتا ہے اور دونوں سے مباشرت ایک مکان میں بے پردہ کرتا ہے اور جو اوس سے کہا جاتا ہے تو کہتا ہے اپنی بی بی سے کیا حجاب۔ (۳) بکر نے اپنی اولاد کے نام تین زبانوں میں رکھ چھوڑے ہیں۔ عربی انگریزی ہندی ایک لڑکے کا مطیع الاسلام ہے دوسرے کا پالس لڑکی کا نام کنول دیوی جو اوس سے کہا جاتا ہے تو کہتا ہے کہ زبان کا فرق ہے مگر معنی برے نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

---

(۱) معصیت کے جواب میں اس آیت کریمہ کو دستاویز بنانا جاہل مغرور کا کام ہے قال اللہ تعالٰی زین لہم الشیطٰن سوء اعمالہم

وقال تعالٰی ولا یغرنکم باللہ الغرور (۲) یہ امر کردہ دیحیائی ہے مرد کو بی بی سے حجاب نہیں تو بی بی کو بی بی سے تو ستر فرض اور حیا لازم ہے بحرالرائق وفتاوی عالمگیریہ میں ہے یکرہ ان یطأ احدھما بحضرۃ حتی لو طلب وطاھا لم یلزمھا الاجابۃ ولا تصیر فی الامتناع ناشزۃ ولاخلاف فی ھذہ المسائل رد المحتار میں شرح الملتقی اور اس میں امام قاضی خاں اور اس میں منتقی امام حاکم الشہید سے ہے یکرہ للرجل ان یطأ امراتہ وعندھا صبی یعقل او اعمی او ضرتھا او امتھا او امتہ (۳) یہ اوس کا فعل شیطانی حرکت ہے۔ قال اللہ تعالٰی یایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطن انہ لکم عدو مبین ۔ طحطاوی علی الدر المختار والبوالسعود الازہری علی الکنز میں ہے قسم یختص بالکفار کجرجس ویطرس ویوحنا فھذا لایجوز للمسلمین التسمی بہ لما فیہ من المشابھۃ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ مولوی حامد علی صاحب طالب علم مدرسہ اہلسنت باشندہ الہ آباد ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے اور جو اون کے پاس اپنے لڑکے کو پڑھنے کیلئے بھیجے اوس کے واسطے کیا حکم ہے۔

الجواب

حرام حرام۔ اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال و مبتلائے آثام قال اللہ تعالٰی یاایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از بمبئی عطار گلی کا ناکہ مرسلہ مولوی ہدایت رسول صاحب ۱۳ جمادی الآخری۔

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا یعنی وعظ کہنا اور حاضرین جلسہ کا اوسکو خاموشی اور رجوع قلب کیساتھ ادب سے سننا مذہبی عبادت ہے یا نہیں اور جو اس میں دست اندازی کرے غل مچائے گالیاں بکے اوس نے مذہبی توہین کی یا نہیں قرآن و حدیث و اقوال علما سے لکھیں اور اجر دارین حاصل کریں۔

الجواب

عالم دین کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا بندگان خدا کو دینی نصیحتیں دینا جسے وعظ کہتے ہیں ضرور اعلٰی فرائض دین سے ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ تم سب امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں حکم دیتے ہو بھلائی کا اور منع کرتے ہو برائی سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔ اور فرماتا ہے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ لازم ہے کہ تم میں ایک گروہ ایسا رہے کہ نیکی کی طرف بلائے اور بھلائی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور فرماتا ہے وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین۔ وعظ کہتا رہ کہ وعظ مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے اور حاضرین کا ادب خاموشی و رجوع قلب کیساتھ اوسے سنتے رہنا بھی مذہبی عبادت اور دینی فرض ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ۔ خوشخبری دے میرے اون بندوں کو جو متوجہ ہوکر بات سنتے پھر اوسکے بہتر پر عمل کرتے ہیں۔ اوس میں دست اندازی کرنا غل مچانا گالیاں بکنا ضرور مذہبی توہین اور خاص عادت کفار بے دین ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القراٰن والغوا فیہ لعلکم تغلبون ۝ کافر بولے اس قرآن کو نہ سنو اور اوسکے پڑھے جانے میں غل شور کرو شاید یوں تم غالب آؤ۔ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی برادر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب موضح القرآن میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں یہ جاہلوں کا زور ہے شور مچاکر سننے نہ دینا اور فرماتا ہے فما لھم عن التذکرۃ معرضین ۝ کانھم حمر مستنفرۃ ۝ فرت من قسورۃ ۝ انھیں کیا ہوا وعظ سے مونھ پھیرے ہیں گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگے ہیں۔ وعظ سے روگردانی تو شیر سے گدھے کا بھڑکنا ٹھہرے اوس پر غل مچانا گالیاں بکنا کیا جانور پرکتوں کا بھونکنا نہوگا۔ وعظ تو وعظ کہ وہ بنص صریح قرآن مجید فرض مذہبی ہے کتب دینیہ میں تصریح ہے کہ خطبے حتی کہ خطبۂ نکاح و خطبۂ ختم قرآن کا سننا بھی فرض ہے اور اون میں غل کرنا حرام حالانکہ خطبۂ نکاح صرف سنت ہے اور خطبۂ ختم نرا مستحب۔ درمختار میں آیا ہے کذا یجب الاستماع

لسائر الخطب کخطبۃ نکاح و عید وختم علی المعتمد ردالمحتار میں ہے قولہ وختم ای ختم القرآن کقولھم الحمد للہ رب العالمین حمد الصابرین الخ طریقہ محمدیہ اور اوس کی شرح حدیقہ ندیہ میں انواع کلام ممنوع میں ہے النوع الثانی والخمسون قطع کلام الغیر من غیر ضرورۃ خصوصا اذا کان فی مذاکرۃ العلم) الشرعی (و قدمرات السلام علیہ) ای علی الجالس لمذاکرۃ العلم (اثم) لما فیہ من قطع الغیر وایذاء المسلم المتکلم والسامع (وکذا التکلم من ھو) جالس (فی مجلس عظۃ) ای وعظ وتذکیر (ولو مع الاخفاء وکذا مجرد التفاتہ وتحرکہ) وقیامہ واتکائہ (من غیر حاجۃ وکل ھذا سوء ادب وخفۃ وعجلۃ وسفہ بل یتعین التوجہ الیہ والانصات والاستماع الی ان ینتھی کلامہ بلا التفات ولا تحرک ولا تکلم اھ مختصرا یعنی کلام ممنوع کا نوع پنجاہ و دوم بے ضرورت شرعیہ دوسرے کی بات کاٹنا ہے خصوصا جبکہ وہ علم شرعی کے ذکر میں ہو اور اوس پر گذر جیکا کہ اوس پر اوس وقت سلام کرنا بھی گناہ ہے کہ اس میں اوسی نیک کلام کا قطع کرنا اور قائل اور سامعین مسلمانوں کو ایذا دینا ہے یونہیں جو مجلس وعظ میں بیٹھا ہو اوسے بھی بات کرنا گناہ ہے اگرچہ آہستہ ہی ہو اسی طرح صرف بے ضرورت ادھر ادھر دیکھنا یا کوئی حرکت وجنبش کرنا کھڑا ہو جانا یا تکیہ لگالینا اور یہ سب گستاخی و بے ادبی اور ہلکا پن خفیف الحرکاتی اور جلد بازی اور حماقت ہے بلکہ لازم یہی ہے کہ اوسی کی طرف توجہ کئے خاموش کان لگائے سنتے رہیں یہاں تک کہ اوس کا کلام ختم ہو اوسوقت تک نہ ادھر ادھر دیکھیں کوئی جنبش نہ اصلا کچھ بات کریں۔ جب وعظ میں مطلق حرکت اور آہستہ بات بے ضرورت بھی گستاخی و بے ادبی و گناہ ٹھہرے تو غل مچانا گالیاں بکنا کس قدر سخت توہین ہوگا یہ توہین اوس عالم دین کی توہین نہ ہوگی جو اوسوقت وعظ کرتا ہے بلکہ اصل دین اسلام اور خود ہمارے نبی اکرم علیہ افضل الصلاۃ والسلام کی توہین ٹھہرے گی کہ مسند وعظ اصل مسند حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا و وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا اے نبی ہم نے تجھے بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا اور اللہ کی طرف اوس کے حکم سے بلاتا اور آفتاب روشنی پہنچاتا نیکوں پر مژدہ دیتا برائیوں پر ڈرسناتا اللہ کی طرف مطابق شریعت بلاتا یہی معنی وعظ ہے اور آیہ کریمہ وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین میں بھی اصل مخاطب حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں یہ کام علمائے دین حضور کی وراثت سے کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان العلماء ورثۃ الانبیاء بے شک علما انبیا کے وارث ہیں علیہم الصلاۃ والسلام رواہ ابو داؤد والترمذی عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ اور نائب جب مسند نیابت پر ہو تو اوس دربار کی توہین اصل سلطان کی توہین ہے۔ ہر عاقل جانتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ادنی درجے کے اجلاس میں غل کرے گالیاں بکے تو وہ اس ادنی ہی کی توہین نہ ہوگی بلکہ اصل بادشاہ کی۔

والعیاذ باللہ رب العالمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از بنگالہ ضلع جسر ڈاکخانہ محمود پور موضع دھنوائل مرسلہ عزیز الرحمن صاحب ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جانوروں کا خصی کرانا جیسے بیل بکرا مرغ وغیرہ جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کس طرح پر اور یہ طریقہ کہاں سے ہے اور کس نے جاری کیا۔

الجواب

جانوروں کے خصی کرنے سے اگر کوئی منفعت جائزہ مقصود ہو یا گوشت اچھا ہونا جیسا بیل بکری وغیرہ میں مقصود ہوتا ہے یا شرارت دفع کرنا جیسا کہ گھوڑے وغیرہ میں قصد کیا جاتا ہے جب تو جائز ہے ورنہ حرام صرف گھوڑے کے باب میں علما مطلقا ممانعت کی طرف گئے مگر تحقیق یہ ہے کہ منفعت کیلئے ہو تو وہ بھی جائز ہے البتہ آدمی کو خصی کرنا مطلقا حرام ہے۔ اور طریقہ خصی کرنے کا مشہور ومعروف اور زمانۂ اسلام آنے سے پیشتر سے جاری ہے۔ فی الدرالمختار جاز خصاء البھائم حتی الھرۃ واما خصاء الادمی فحرام قیل والفرس وقیدوہ بالمنفعۃ والا فحرام فی ردالمحتار قولہ قیل والفرس ذکر شمس الائمۃ الحلوانی انہ لا باس بہ عند اصحابنا وذکر شیخ الاسلام انہ حرام قولہ وقیدوہ ای جواز خصاء البھائم بالمنفعۃ وھی ارادۃ سمنھا ومنعھا عن العض بخلاف بنی ادم فانہ یراد بہ المعاصی فیحرم افادہ الاتقانی عن الطحاوی اھ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۲۹ جمادی الآخرہ ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص نے مل کر پانچ شخصوں کو مجلس میلاد شریف سے روکا یعنی آنے نہ دیا ذکر الٰہی سننے سے روکنے والا کون ہے اور ذکر الٰہی خاص ہے یا عام لوگوں کے واسطے ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

ذکر الٰہی سب مسلمانوں کیلئے ہے اور مجلس میلاد مبارک جو مطابق رواج حرمین شریفین معتبر روایتوں سے پڑھی جائے اور منکرات شرعیہ سے خالی ہو اوس سے روکنا ذکر خدا سے روکنا ہے ایسا شخص اگر بے عذر صحیح مقبول قابل قبول روکے تو وہ مناع للخیر معتد اثیم ۵ ہے یعنی خیر سے روکنے والا خدا کی باندھی ہوئی حدوں سے بڑھنے والا گناہ میں بالقصد پڑنے والا۔ والعیاذ باللہ تعالٰی ہاں بالضرورت شرعیہ مستحب سے کسی اور امر اہم کیلئے روکے تو الزام نہیں مثلاً باپ یا ماں علیل ہے بیٹے کے ذمے تیمار داری ہے وہ مجلس شریف سننے جائے تو یہ تکلیف میں رہیں یا اسی قسم کی اور صورتیں تو یہاں روکنے کا اختیار ہے یونہی مولٰی اپنے خادم اور آقا اپنے ملازم کو کام کی غرض سے روک سکتا ہے فقد نصوا فی الواجبۃ اجیر علی ما ھو اکبر من ھذا وھی الصلاۃ النافلۃ فما ظنک بالعبد۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ مسئولہ زین العابدین از بنگالہ ضلع پابنا قصبہ سراج گنج ۴ رجب المرجب ۱۳۲۰ھ

چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں رسوم کہ در ملک بنگال چنانست کہ مردمان برائے تولد فرزندان خانہ دیگر از خانہ بود و باش جدا گانہ بنامی کنند وزادن فرزند در خانہ بود و باش بد فالی شمارند چنیں قسم خانہ مخصوص در ہر بار بنا نمودن شرعا درست است یا نہ و در زمانہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بود یا نہ۔

الجواب

ایں رسم شنیع درآں زمان پاک اصلا نہ بود بلکہ بعد آں نیز تا قرون متطاولہ بلکہ ہنوز ہم در عامہ ولایت اسلام ازاں نشانے نیست ایں برسم مشرکین وہنود ماند بلکہ ازاں ہم بالاتر رفتہ است ہندوان نیز ایں چنیں نہ کنند ایں کار اگر بخیال ضلال بدفال نبودی اسراف بودے۔ واللہ تعالٰی یقول ولاتسرفوا ان اللہ لایحب المسرفین۔ اسراف نکنید کہ خدا دوست ندارد اسراف کنندگاں را بلکہ بوجہ خلو از فائدہ تبذیر بودے۔ واللہ تعالٰی یقول ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین مال بے سود برباد دہندگاں برادران شیاطین اند حالانکہ مبتنی براں وہم شیطانی ست ضلالی دگر برآں افزود سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمود الطیرۃ شرک بدفال گرفتن وبداں کاربند شدن شیوہ مشرکان ست رواہ الائمۃ احمد فی المسند والبخاری فی الادب المفرد وابو داؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والحاکم فی صحاحھم کلھم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح ومعنی الحدیث علی ما فسرنا کما افصحت عنہ الاحادیث وحققہ العقول۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بنگالہ ضلع میمن سنگھ مرسلہ عبداللطیف صاحب ۱۹ رجب ۱۳۲۰ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالٰی کہ ایک لڑکی کو اوستاد نے اسکے باپ کے یہاں قرآن شریف وغیرہ پڑھایا اور اس مدت تعلیم میں والد لڑکی نے اوستاد کو کچھ اجرت ومشاہرہ وغیرہ نہیں دیا پھر بروقت شادی اس لڑکی کے اوستاد کو دولہ کی طرف والوں سے یعنی دولہ یا والد وغیرہ سے روپیہ دلوایا گویا نوشاہ والوں نے بغرض مجبوری یا خوشی سے دیا لہذا اس صورت میں اس اوستاد کو وہ روپیہ لینا جائز ہوا یا از روئے شرع شریف کے ناجائز۔

الجواب

اگر بخوشی دیا لینا جائز ہے اور مجبوری سے دیا تو حرام قال اللہ تعالٰی یا ایھا الذین اٰمنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ: از تحصیل چورو ریاست بیکانیر مرسلہ والد مولوی امتیاز احمد صاحب ۱۴ شعبان ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو بکرے نذر و نیاز یعنی تقرب عبادت کسی پیر صاحب کے پرورش ہوتے ہیں اور قند ریان بنائی جاتی ہیں اور پنڈا بھرتے ہیں جیسے ہنود بھرتے ہیں اور ڈوری اور بدھی اور چوٹی اور جھڑولا اور تانتے گلے میں ڈالتے ہیں یہ امور اخص شرع ہیں یا نہیں اور ان امور کا کرنے والا مشرک ہوتا ہے یا نہیں ہمارے شہر چورو ریاست بیکانیر میں ان دنوں ان مسائل کی بحث ہو رہی ہے بینوا توجروا۔

الجواب

اللّٰھم احفظنا آدمی حقیقۃً کسی بات سے مشرک نہیں ہوتا جب تک غیر خدا کو معبود یا مستقل بالذات و واجب الوجود نہ جانے بعض نصوص میں بعض افعال پر اطلاق شرک تشبیہاً یا تغلیظاً یا بارادہ ومقارنت باعتقاد منافی توحید وامثال ذٰلک من التاویلات المعروفۃ بین العلماء وارد ہوا ہے جیسے کفر نہیں مگر انکار ضروریات دین اگرچہ ایسی ہی تاویلات سے بعض اعمال پر اطلاق کفر آیا ہے یہاں ہرگز علی الاطلاق شرک و کفر مصطلح علم عقائد کہ آدمی کو اسلام سے خارج کریں اور بے توبہ مغفور نہ ہوں زنہار مراد نہیں کہ یہ عقیدۂ اجماعیہ اہلسنت کے خلاف ہے ہر شرک کفر ہے اور کفر مزیل اسلام اور اہلسنت کا اجماع ہے کہ مومن کسی کبیرہ کے سبب اسلام سے خارج نہیں ہوتا ایسی جگہ نصوص کو علی اطلاقہا کفر و شرک مصطلح پر حمل کرنا اشقیائے خوارج کا مذہب مطرود ہے اور شرک اصغر ٹھہرا کر پھر قطعاً مثل شرک حقیقی غیر مغفور ماننا وہابیہ نجدیہ کا خبط مردود۔ واللہ المستعان علی کل عنود شرح عقائد میں ہے الاشراک ھو اثبات الشریک فی الالوھیۃ بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ کما لعبدۃ الاوثان متون عقائد میں ہے الکبیرۃ لاتخرج المؤمن من الایمان ولاتدخلہ فی الکفر نذر و نیاز کہ مسلمین بقصد ایصال ثواب بارواح طیبہ حضرات اولیاء کرام نفعنا اللہ تعالٰی بھم کا اہتمام کرتے ہیں ہرگز قصد عبادت نہیں رکھتے نہ اُنھیں معبود والٰہ و مستحق عبادت جانتے ہیں نہ یہ نذر شرعی ہے بلکہ اصطلاح عرفی ہے کہ سلاطین و عظماء کے حضور جو چیز پیش کی جائے اُسے نذر و نیاز کہتے ہیں اور نیاز تو اس سے بھی عام تر ہے عام محاورہ ہے کہ مجھے فلاں صاحب سے نیاز نہیں تو آپ کا نیاز مند ہوں فقیر نے اپنے فتاوی میں ان اطلاقات کی بحث شافی لکھی اور خود کبائر مانعین سے اُن کا اطلاق ثابت کیا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں حضرت امیر و ذریۂ طاہرہ او را تمام امت برمثال پیران و مرشدان می پرستند وامور تکوینیہ را بایشاں وابستہ میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ چنانچہ باجمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔ محبوبان خدا کی طرف تقرب مطلقاً ممنوع نہیں۔ جبتک بروجہ عبادت نہ ہو تقرب نزدیکی چاہنے رضامندی تلاش کرنے کو کہتے ہیں اور محبوبان بارگاہ عزت مقربان حضرت صمدیت علیہم الصلاۃ والسلام کی نزدیکی و رضا ہر مسلمان کو مطلوب ہے اور وہ افعال کہ اس کے اسباب ہوں بجالانا ضرور محبوب۔ کہ ان کا قرب بعینہٖ قرب خدا اور ان کی رضا اللہ کی رضا ہے قال اللہ تعالٰی واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان الصدقۃ یبتغی بھا وجہ اللہ تعالٰی والھدیۃ یبتغی بھا وجہ الرسول وقضاء الحاجۃ صدقے سے اللہ عزوجل کی رضا مطلوب ہوتی ہے اور ہدیہ سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رضا اور اپنی حاجت روائی منظور ہوتی ہے رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبدالرحمٰن بن علقمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ درمختار میں ہے فی المنیۃ انا لاانسیء الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الادمی بھذا النحر ونحوہ فی شرح الوھبانیۃ عن الذخیرۃ ردالمحتار میں ہے قولہ انہ یتقرب الی الآدمی ای علی وجہ العبادۃ لانہ المکفر، وھذا بعید من حال المسلم۔ ہاں جو شخص عبادت غیر کا قصد کرے ضرور مشرک ہے مگر یہ قصد مسلمان کلمہ گو سے بے اس کے صریح اقرار کے کہ وہ غیر خدا کو معبود جانتا ہے محض اپنے ظنوں سے ثابت نہ ہوگا یہ سب بدتر بدگمانی ہے اور بدگمانی سب سے سخت تر جھوٹ اور اشد حرام۔ قال اللہ تعالٰی یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث رواہ الائمۃ مالک والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ سر پر چوٹی رکھنا ویسے ہی حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ المتشبھات من النساء بالرجال والمتشبھین من الرجال بالنساء۔ رواہ الائمۃ احمد والبخاری وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما وفیہ احادیث کثیرۃ بالغۃ حد التواتر

خصوصاً کسی کے نام کی چوٹی کہ رسوم کفار ہنود سے ہے یونہیں ڈوری بدھی کلاوہ بھی محض جہالت و بے اصل ہے۔ پنڈا بھرنا تند وری جھرولا تاتا میری زبان کے الفاظ نہیں۔ نہ مجھے ان کے معانی معلوم۔ یہ بھی اگر بدھی چوٹی وغیرہ کے مثل ہوں تو ان کا بھی وہی حکم ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ملک بنگالہ ضلع نواکھالی مرسلہ مولوی عبدالباری صاحب ۲۳ شعبان ۱۳۲۰ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالٰی کہ ایک شخص مال یتیم زبردستی تمام اپنے صرف وخرچ میں لاتا ہے اور بیچارہ یتیم حالانکہ اوسکے پاس اور کچھ نہیں تھا سوائے اس جائداد کے جو اوس شخص نے ظلماً لے لی دوسروں سے مانگ مانگ کر کھاتا ہے اور بسراوقات کرتا ہے اور وہ شخص حیلہ وحوالہ کرتا ہے اور مشہور علم داں ہے یہ بھی معلوم ہو اکہ حج بھی کیا ہے یہ اعمال اوس کے ایسی حالت میں مقبول ہوگا یا نہیں و دیگر عبادت بھی اور نیز اوس شخص سے سلام کلام یعنی طریقۂ اہل اسلام برتنا چاہئے یا نہیں قرآن پاک واحادیث صحیح مع سند بیان فرمایئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ایسا شخص سخت ظالم فاجر مرتکب کبائر مستحق عذاب نار وغضب جبار ہے۔ قال اللہ تعالٰی۔ ان الذین یاکلون اموال الیتٰمٰی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا بیشک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور قریب ہے کہ دوزخ کی بھڑکتی آگ میں پیٹھینگے۔ قبول عمل وعبادت ہر شخص کا حق سبحنہ وتعالٰی کے اختیار ہے ہاں اس ناپاک سے جو عبادت مالی کریگا ہرگز قبول نہ ہوگی۔ حدیث میں ہے ان اللہ طیب لایقبل الا الطیب حج بھی اگر اسی روپے سے کیا تو مستحق مردودی ہے۔ حدیث میں ہے۔ جو حرام مال سے حج کو جائے جب لبیک کہے فرشتہ اوسے جواب دیتا ہے لا لبیك ولا سعدیك وحجك مردود علیك حتی ترد ما فی یدیك نہ تیری لبیک قبول نہ خدمت مقبول اور تیرا حج تجھ پر مردود ہے یہاں تک کہ تو یہ مال حرام جو تیرے پاس ہے واپس دے ایسے شخص سے ابتداء بسلام ناجائز وگناہ ہے۔ درمختار میں ہے یکرہ السلام علی الفاسق لو معلنا مسلمانوں کو ایسے شخص سے میل جول رکھنا اوس کے پاس موافقت کے ساتھ اوٹھنا بیٹھنا نہ چاہئے کہیں اوس کی آگ ان میں بھی سرایت نہ کرے۔ قال اللہ تعالٰی واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین اگر تجھے شیطٰن بھلا دے تو یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ ظالم لوگوں کے۔ وقال تعالٰی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از ریاست گگینہ ضلع رنگ پور ملک بنگالہ مرسلہ مولوی عبداللطیف ہزاری۔ ۳ رمضان ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مفصلۂ ذیل میں۔ (۱) متصوفۂ زمانہ جو مجلس سماع وسرود مرتب کرتے ہیں جس میں راگ رقص مزامیر ومعازف ہر قسم کے موجود رہتے ہیں اور جھاڑ وفانوس وشامیانہ وفرش ودیگر تکلفات چشتیہ واسرافات بے جا کے علاوہ اہل ونااہل وصالح وفاسق وعالم وجاہل وہندو اور مسلمان وغیرہ کا کچھ تقید نہیں ہوتا سب کو اذن عام رہتا ہے اور اطراف واکناف سے بذریعہ خطوط واشتہارات لوگوں کو بلایا جاتا ہے آیا اس کارروائی کی قرآن وحدیث یا فقہ وتصوف سے کوئی اصل اور حضرت شارع یا صحابہ یا مجتہدین وائمۂ شریعت وطریقت سے کوئی نقل قولی خواہ فعلی ثابت ہے یا نہ وبر تقدیر ثانی اگر کوئی شخص اس کو مباح بلکہ مستحب اور مسنون وموجب تقرب الی اللہ سمجھ کر ہمیشہ خود بھی مرتکب رہے اور دوسروں کو بھی راغب کرے حتی کہ اوسکی تحریک سے بعض مقامات میں اس فعل کا چرچا شروع ہو جائے اور ہوتا جائے تو ایسا شخص ضال ومضل ٹھہریگا یا نہ۔ (۲) اس فعل کا منسوب کرنا طرف آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور جمیع اکابر صحابہ وتابعین وائمۂ مجتہدین ومشائخ طریقت کے نہایت درجہ کی گستاخی اور کذب علی الرسول وعلی اصحابہ العدول وعلی من بعدھم من الاکابر الفحول میں داخل ہے یا نہ (۳) جس ملک کے لوگ محض نومسلم اور احکام وارکان اسلام سے نہایت بے خبر ہوں گویا ابھی تک شریعت میں اون کی بسم اللہ بھی درست نہیں ہوئی اور بسبب قرب زمانہ جاہلیت وحدیث العہد بالاسلام ہونے اور مجاورت اقوام ہنود کے اکثر حق وباطل کی تمیز نہ رکھتے ہوں اور اعتقاداً وعملاً انواع شرک وبدعت میں گرفتار ہوں تو ایسوں کو اولاً عقائد اسلامیہ واحکامات شرعیہ کی تلقین ضرور تر ہے یا سب سے پیشتر فن موسیقی اور حقائق ودقائق تصوف ومسئلہ وحدۃ الوجود کی تعلیم مناسب ہے۔ (۴) ہرگاہ کہ ہر مسلمان پر بقدر استطاعت امر معروف ونہی منکر عموماً اور

پیروپیشوائے قوم پر خصوصا فرض ہے تو جس پیر کے اکثر مرید نامقید عیاش طبع نشہ خوار مونچھیں دراز ریشیں ندارد اور صوم وصلاۃ وغسل وطہارت کے مقدمے میں غایت درجہ کے سست ہاں ناچ رنگ وسماع وسرود کی خدمت میں چست ہوں اور وہ کسی کی کن کمن سے غرض نہ رکھے سب کو راضی رکھے اور سب سے راضی رہے پس ایسا پیر تارک فرض اور عاصی ہے یا نہ اور وہ پیر کسی قسم کا پیر کہلائے گا ہدایت وارشاد کا یا ضلالت والحاد کا۔ (۵) یہ کہنا کہ وید ہنود میں شرک نہیں ہنود کو بالقطع مشرک کہنا صحیح نہیں بتوں کو سجدہ کرنا اون کا باعث کفر نہیں ہوسکتا کہ یہ سجدہ تعظیمی ہے جیسے فرشتوں نے آدم کو کیا تھا اور بتوں سے شفاعت کا امیدوار رہنا ایسا ہے جیسے اہل اسلام کا انبیاء سے امیدوار شفاعت رہنا اور مشائخ نے اکثر اذکار واذکار ومراقبات جوگیان ہنود سے لئے ہیں اس قسم کے ہفوات ہدایت وارشاد کے باب سے ہیں یا در پردہ بیخ کنی اسلام کے اسباب ہیں۔

الجواب

جواب سوال اوّل

جھاڑ فانوس شامیانہ فروش وغیرہا مباحات فی انفسہا محظور نہیں جبکہ نیۃً یا عملاً منکر شرعی سے منضم نہ ہوں بلکہ ممکن کہ نیت محمودہ سے محل محمود ہوجائیں فان ذلک شان المباح یتبع النیۃ حسنا وقبحا وتمحضا للاباحۃ کما نص علیہ فی البحر وغیرہ وقد بیناہ غیر مرۃ فی فتاونا وراجع ماذکرہ الامام حجۃ الاسلام فی احیاء العلوم من حکایۃ ایقاد بعض الصالحین الف سراج فی مجلس لذکر فانکرہ بعضہم فقال تعالی واطفئ ماکان منہا لغیر اللہ تعالی فلم یستطع اطفاء شیئ منہا زینت مباحہ بہ نیت مباحہ مطلقاً اسراف نہیں اسراف حرام ہے قال تعالی ولاتسرفوا ان اللہ لایحب المسرفین ۔ اور زینت جبکہ بروجہ قبیح یا بہ نیت قبیحہ نہ ہو حلال ہے قال تعالی قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ ۔ اور حلال وحرام ایک نہیں ہوسکتے ہمیں شق قلوب وتطلع غیوب واسارت ظنون کا حکم نہیں بل نحسن الظن مہما امکن واللہ سبحنہ یعلم الضمائر ویتولی السرائر کوئی مجلس اگر فی نفسہ منکرات شرعیہ پر مشتمل نہ ہو نہ اوس میں وہ باتیں ہوں جو اختلاف مقاصد یا تنوع احوال سے حسن وقبیح میں مختلف ہوجائیں جیسے سماع مجرد کہ اہل کو مفید اور نااہل کو مضر۔ نہ بوجہ دقت وغموض افہام قاصرہ پر موجب فتنہ ہوں جیسے حقائق ودقائق وحدۃ الوجود ومراتب جمع وفرق وظہور وبطون وبروز وکمون وغیرہا مشکلات تصوف نہ تعمیم اذن بوجہ تعظیم فجار وتکریم کفار وغیر ذلک افعال واحوال ناہنجار منجر بہ انکار ہو بالجملہ حالاً ومآلاً جملہ منکرات وفتن سے خالی ہو تو عموم اذن وشمول دعوت میں حرج نہیں بلکہ مجلس وعظ وپند بلحاظ پابندی حدود شرعیہ جس قدر عام ہو نفع تام ہو مگر محفل رقص وسرود اگر بفرض باطل فی نفسہ منکر نہ بھی ہوتی تو یہ تعمیم اوسے منکر وناروا کر دیتی سماع مجرد کو ائمہ محققین علمائے عاملین واولیائے کاملین نے صرف اہل پر محدود اور نااہل پر قطعاً مسدود فرمایا ہے نہ کہ مزامیر محرمہ کہ خود منکر وحرام ہیں سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پرنور شیخ العالم فرید الحق والدین گنجشکر وخلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ العزیز میفرمود کہ چندیں چیزی باید تا سماع مباح شود مسمع ومستمع ومسموع وآلہ سماع۔ مسمع یعنی گوینده مرد تمام باشد کودک نباشد وعورت نباشد ومستمع آنکہ می شنود از یاد حق خالی نباشد ومسموع آنچہ بگویند فحش ومسخرگی نباشد ۔ وآلہ سماع مزامیر ست چون چنگ ورباب ومثل آن می باید کہ درمیان نباشد اینچنیں سماع حلال ست ۔ اوسی میں ہے یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالی عنہ عرض داشت کہ دریں روز بابعضے از درویشان آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ ورباب ومزامیر بود رقص کردند فرمود نیکو نکردہ اند آنچہ نامشروع ست ناپسندیدہ است ۔ اوسی میں ہے حضرت سلطان المشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر ومحرمات درمیان نباشد خود حضور پرنور سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالی عنہ کے ملفوظات طیبات فوائد الفواد شریف میں ہے مزامیر حرام ست احادیث اس بارے میں حد تواتر پر ہیں اور کچھ نہ ہو تو حدیث جلیل جمیل صحیح رجیح صحیح بخاری شریف کافی ووافی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف ضرور میری امت میں

کچھ لوگ ایسے ہونے والے ہیں کہ حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔ حدیث صحیح جلیل متصل لامطعن فیہ سندا ولا متنا الاعند من ھوی فی ھوۃ الھوی کابن حزم ومن مثلہ غوی وقد اخرجہ ایضا الائمۃ احمد وابو داؤد وابن ماجۃ والاسمٰعیلی وابو نعیم باسانید صحاح لاغبار علیہا وصححہ جماعۃ اخرون من الائمۃ کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر المکی فی کف الرعاع فقیر غفر المولی القدیر نے اپنے فتاوٰی میں ثابت کیا ہے کہ ان پیروان ہوائے نفس کا حضرات اکابر چشت قدست اسرارہم کی طرف سماع مزامیر نسبت کرنا محض دروغ بیفروغ ہے اون کے اعاظم اجلہ تصریح فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم پر افترا ہے۔ نیز ان کے تمام تمسکات واہیہ کا ایک اجمالی جواب موضح صواب ان لفظوں میں گزارش کر رہا ہے کہ بعض جہال بدمست یا نیم ملا ہوس پرست یا جھوٹے صوفی بادبدست کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ کلمے پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصدا بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل پھر کجا محرم کجا مبیح ہر طرح یہی واجب العمل اسی کو ترجیح مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرار لاتے یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں۔ میں نے یہ بھی واضح کردیا ہے کہ ایسی محافل میں جتنے لوگ کثرت سے جمع کئے جائیں گے اوسی قدر گناہ ووبال صاحب محفل وداعی پر بڑھے گا۔ حضار سب گنہگار اور اون سب کا گناہ گانے بجانے والوں پر اور اُن سب کا اُن کا بلانے والوں پر۔ بغیر اس کے کہ اون میں کسی کے اپنے گناہ میں کچھ کمی ہو۔ مثلا دس ہزار حضار کا مجمع ہے تو اون میں ہر ایک پر ایک گناہ اور فرض کیجئے تین قوال تو اون میں ہر ایک پر اپنا گناہ اور دس دس ہزار گناہ حاضرین کے مجموعہ چالیس ہزار چار اور ایک اپنا کل چالیس ہزار پانچ گناہ داعی و بانی پر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل آثام من تبعہ لاینقص ذلک من اثامہم شیئا جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے اوس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر اوس پر گناہ ہو اور اس سے اون کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو رواہ الائمۃ احمد والستۃ الا البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ایسے محرمات کو معاذ اللہ موجب قربت جاننا جہل وضلال اور اون پر اصرار کبیرہ شدید الوبال اور دوسروں کو ترغیب اشاعت فاحشہ واضلال والعیاذ باللہ من سوء الحال۔ رہا رقص اگر اوس سے یہ متعارف ناچ مراد ہو تو مطلقا ناجائز ہے زنان فواحش کا ناچ ہے (اور متصوفہ زمانہ سے بھی بعید نہیں بلکہ معہود ومعلوم ومشہور ہے) جب تو بنصوص قطعیہ قرآنیہ حرام ہے۔ وقد تلونا ہا فی فتاونا اب اوسے مستحب وقربت جاننا درکنار مباح ہی سمجھنے پر طرفہ کفر کا الزام ہے اور اگر تھکوں کا ناچ تثنی وتکسر یعنی لچکے توڑے کیساتھ ہے جب بھی حرام وموجب لعن ہے کما نطقت بہ الاحادیث وصرح بہ شراح الحدیث اور اگر ایسا نہیں بلکہ صرف حرکات مضطربہ ہیں کہ نہ خود موزوں نہ منکرات پر مشتمل نہ حالا یا مآلا فتنے کی طرف منجر نہ اوسکے فاعلین اہل ہیآت ووقار بلکہ بازاری خفیف الحرکات ہوں تو باینہمہ قیود بھی اوس کا اقل مرتبہ یہ ہے کہ ایک قسم لہو ولغو ہے اور ہر لہو ولغو رد وباطل اور ہر باطل کا ادنی درجہ مکروہ وناجائز طریقہ محمدیہ اور اوس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے الرقص وھو الحرکۃ الموزونۃ علی میزان نغمۃ مخصوصۃ (والاضطراب وھو الحرکۃ غیر الموزونۃ فکل) واحد منہما (من) جملۃ (لعب غیر مستثنی) کل لعب ابن ادم حرام الا ثلثۃ ملاعبۃ الرجل اھلہ وتادیبہ لفرسہ ومناضلۃ بقوسہ اخرجہ الحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وقال صحیح علی شرط مسلم اور اگر وجد مراد ہو تو اگر بے اختیار ہے زیر حکم نہیں کہ ع سلطان نگیرد خراج از خراب ۔ بلکہ اگر شوقا الی حضرۃ العزیز الودود جل وعلا ہے تو نعمت کبرٰی ودولت اعلٰی ہے تاکہ بخشند گرا از زانی دارند اور اگر باختیار وتصنع ہو تو مدار نیت پر ہے اگر مجمع یا مرأی العین میں اظہار مشیخت وجلب قلوب کیلئے ہے قطعا ریا وسمعہ ونفاق وحرام کبیرہ وشرک صغیر ہے اب اس کی حرمت بھی ضروریہ اجماعیہ ہے فقہا نے اوس پر قیامت کبرٰی قائم کی اور عبادت سمجھنے والے کو کافر لکھا طریقہ وحدیقہ میں ہے ویدخل فیہما ای فی الرقص والاضطراب (ما یفعلہ بعض الصوفیۃ) الذین ینسبون انفسہم الی مذھب التصوف وھم مصرون علی انواع الفسوق والفجور (بل ھو اشد لانہم یفعلونہ علی اعتقاد العبادۃ فیخاف علیہم امر عظیم) وھو الکفر باستحلال الحرام (وقال العلامۃ ابو بکر الطرطوشی رحمہ اللہ تعالٰی اما الرقص والتواجد) الذی یوجب اللھو عن ذکر اللہ تعالٰی (فاول ما احدثہ اصحاب السامری

لما اتخذ لهم عجلا جسدا له خوار قاموا يرقصون عليه ويتواجدون (اى يظهرون الوجد بالفعل المحرم وهو عبادة غير الله كما يفعل هؤلاء يأكلون الحشيش ويرقصون من نشاط نفوسهم بالجرم القطعى والكبر والاعجاب ويتواجدون بالوجد الشيطانى والشهوات النفسانية بين الفسقة المختلطين بالمردان الحسان الوجوه على سماع الطنابير والزمور فهو دين الكفار وفى التاتارخانية الرقص فى السماع) للآلات المذكورة بالحالة المذبورة (لا يجوز) فعله ولا حضوره (وفى الذخيرة انه كبيرة وقال البزازى قال القرطبى حرام بالاجماع ورأيت فتوى شيخ الاسلام جلال الملة والدين الكيانى ان مستحل هذا الرقص) الموصوف بما ذكرنا من المحرمات القطعية (كافر لما علم ان حرمته بالاجماع اھ ملخصين وتمام الكلام فيها اور اگر خلوت وتنہائی محض میں جہاں کوئی دوسرا نہ ہو بہ نیت محمودہ مثل تشبہ بعشاق والہین یا جلب حالات صالحین ہو تو ائمہ شان میں مختلف فیہ بعض ناپسند فرماتے ہیں کہ صدق وحقیقت سے بعید ہے اور ارجح یہ ہے کہ ان نیتوں کے ساتھ جائز بلکہ حسن ہے کہ من تشبہ بقوم فهو منهم ؎ ان لم تكونوا مثلهم فتشبهوا ❊ ان التشبه بالكرام فلاح ❊ اور یہی نیت نیکوں کی حالت بناتے بناتے خدا چاہے تو واقعیت بھی مل جاتی ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان هذا القرآن نزل بحزن وكآبة فاذا قرأتموه فابكوا فان لم تبكوا فتباكوا بیشک قرآن غم وکرب کیساتھ اترا ہے تو جب اسے پڑھو تو روؤ اور اگر رونا نہ آئے تو روتی صورت بناؤ رواه ابن ماجة ومحمد بن نصر فى الصلاة والبيهقى فى الشعب حدیقہ ندیہ میں بعد عبارت مذکورہ وبیانات نفیسہ ناصحہ مقبولہ ہے فان طريق الوجد والتواجد الذى تعلمه الفقراء الصادقون فى هذا الزمان بعده كما كان يعلمونه من قبل فى الزمان الماضى نور وهداية واثر توفيق من الله تعالى وعنايته الى ان نقل عن حسن التنبه للعلامة النجم الغزى انه قال بعد ذكر الوجد والتواجد عن اكابر الائمة واما من اظهر هذه الاحوال تعمد التوصل الى الدنيا او لتعتقده الناس ويتبركوا به فهذا من اقبح الذنوب المهلكات والمعاصى الموبقات اھ ثم قال فى الحديقة ولا شك ان التواجد وهو تكلف الوجد واظهاره من غير ان يكون له وجد حقيقة فيه تشبه باهل الوجد الحقيقى وهو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم رواه الطبرانى فى الاوسط عن حذيفة بن اليمان رضى الله تعالى عنهما وانما كان المتشبه بالقوم منهم لان تشبهه بهم يدل على حبه اياهم ورضاه باحوالهم وافعالهم وقد قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان الرجل اذا رضى هدى الرجل وعمله فهو مثل عمله رواه الطبرانى من حديث عقبة بن عامر رضى الله تعالى عنه (الى ان قال بعد ما اطال واطاب كما هو دابه قدس سره) اما تكلف الوجد على الوجه الصحيح لاجل التشبه بالصالحين ولغير ذلك من المقاصد الحسنة فقد اشار اليه العلامة الشيخ القشيرى فى اوائل رسالته المشهورة حيث قال التواجد استدعاء الوجد بضرب اختيار وليس لصاحبه كمال الوجد اذ لو كان لكان واجدا وباب التفاعل اكثره على اظهار الصفة وليست كذلك فقوم قالوا التواجد غير مسلم لصاحبه لما يتضمن من التكلف ويبعد عن التحقيق وقوم قالوا انه مسلم للفقراء المجردين الذين ترصدوا لوجدان هذه المعانى واصلهم خبر الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم ابكوا فان لم تبكوا فتباكوا اھ وفى شرعة الاسلام قال ومن السنة ان يقرأ القرآن بحزن ووجد فان القرآن نزل بحزن فان لم يكن له حزن فليتحازن اھ والحاصل ان تكلف الكمال من جملة الكمال والتشبه بالاولياء لمن لم يكن منهم امر مطلوب مرغوب فيه على كل حال اھ بالاختصار، بالجملہ وجد صوفیہ کرام طالبین صادق اصلا محل طعن نہیں اور در بارۂ امر قلب ونیت باطن صادق وکاذب میں تمیز مشکل اور اسائت ظن حرام وباطل واللہ يعلم المفسد من المصلح رد المحتار میں نور العین فی اصلاح جامع الفصولین اور اوسی میں علامہ نحریر ابن کمال باشا وزیر سے ہے ؎ ما فى التواجد ان حققت من حرج ❊ ولا التمايل ان اخلصت من باس ❊ فقمت تسعى على رجل وحق لمن ❊ دعاه مولاه ان يسعى على الرأس ❊ الخ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم

اون محرمات اباطیل کو معاذ اللہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا ضرور حضور میں سوئے ادب اور سید عالم صلی اللہ

تعالی علیہ وسلم پر افترا وکذب ہے وکفی بہ اثما مبینا انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون پھر جمیع صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا نام لے دینا کیا جائے عجب۔ مشائخ طریقت رضی اللہ تعالی عنہم میں زیادہ مہربانی حضرات چشت پر ہے اون کے ارشادات اوپر گزرے اور حضرت مولانا فخر الدین زرادی خلیفۂ حضور سیدنا محبوب الہی رضی اللہ تعالی عنہما نے زمانۂ حضور میں خود حکم حضور سے رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا جس میں ارشاد فرماتے ہیں اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالی عنہم فبریٔ عن ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالی یعنی ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا سماع اس تہمت مزامیر سے بری ہے وہ تو صرف قوال کی آواز ہے اون اشعار کیساتھ کہ کمال صنع خداوندی جل جلالہ پر آگاہ کریں۔ بالجملہ ائمۂ عارفین وارثان انبیا ومرسلین علیہم الصلاۃ والسلام اجمعین ضرور ان بہتانوں سے منزہ ہیں حکایت بے سرو پا رطب ویابس بے سند معتمد قابل قبول نہیں نہ خلاف بعض مذہب مہذب جمہور خصوصا تصریحات جلیہ کتب مذہب پر کچھ اثر ڈالے ہاں خواہش نفسانی کی پیروی کو اخذ وتلفیق بے تحقیق کا ہر شخص کو اختیار ہے مغلوبین حال کے افعال احوال اقوال اعمال نہ قابل استناد ہیں نہ لائق تقلید حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎ درحق او شہد ودرحق تو سم ؎ درحق او مدح ودرحق تو ذم ؎ درحق او ورد ودرحق تو خار ؎ درحق او نور ودرحق تو نار ؎ بالفرض اگر زید بھی اپنے مغلوب الحال ہونے کا دعوی کرے اور مان بھی لیا جائے تو ایک زید وارفتہ وبیخود سہی یہ جو سیکڑوں ہزاروں عوام کا ہجوم وازدحام کرایا جاتا ہے کیا یہ بھی سب خدارسیدہ مغلوب الحال ہوکر آئے ہیں یا دنیا بھر سے چھانٹ چھانٹ کر پاگل بوہرے بلائے ہیں جن پر شرع کا قلم تکلیف نہیں۔ اور جب یہ کچھ نہیں تو اس مجمع کی تحریم اور بانی کی تاثیم میں اصلا شک نہیں۔ فانما اثمہ اثم الاریسیین واللہ سبحنہ وتعالی اعلم۔

جواب سوال سوم

بدیہیات دینیہ سے ہے کہ اولا عقائد اسلام وسنت پھر احکام صلاۃ وطہارت وغیرہا ضروریات شرعیہ سیکھنا سکھانا فرض ہے اور انہیں چھوڑ کر دوسرے کسی مستحب ولپسندیدہ علم میں بھی وقت ضائع کرنا حرام نہ کہ موسیقی کہ اون کا ہلکا درجہ لغو وفضول اور بھاری پایہ مخزن آثام۔ وحدۃ الوجود وحقائق ودقائق تصوف جسطرح صوفیۂ صادقہ ماننے ہیں (نہ وہ جیسے متصوفۂ زنادقہ جانتے ہیں) ضرور حق وحقیقت ہے مگر اون میں اکثر ذوق ہے کہ اون مقامات عالیہ پر وصول کے بعد منکشف ہوتا ہے زبانی تعلیم وتعلم سے تعلق نہیں رکھتا اور بہت وہ ہے جسے عوام تو عوام آجکل کے بہت مولوی کہلانے والے بھی نہیں سمجھ سکتے اور خود اکثر یہ جو پیر ومشائخ بنتے ہیں طوطے کی طرح چند لفظ یاد کر لینے کے سوا معانی کی ہوا سے بھی مس نہیں رکھتے پھر کون سکھائیگا اور کون سیکھے گا۔ ہاں یہ ضرور ہوگا کہ ایک تو ان انگھڑ بتانے والوں کی کج فہمی کہ مطلب کچھ ہے اور سمجھے کچھ دوسرے اون معانی کیلئے الفاظ کی نایابی کہ وہ اکثر حال ہے نہ قال تیسرے اوس پر طرہ کہ ان صاحبوں کی کج مج بیانی کہ جسقدر دونوں پہلو حق وحقیقت کے سنبھالے ہوئے بیان میں لاسکتے تھے یہ بتانے والے حضرات اوتنے پر بھی قدرت نہیں رکھتے اور اگر قدرت ہو بھی تو حفظ دین وایمان کی پرواہ کسے۔ چوتھے ان سب پر بالا اون جاہلوں بے تمیزوں کی کودنی جنھیں حقائق ودقائق سکھائے جائینگے اونھیں ابھی سیدھے سیدھے احکام سمجھنے کے لالے ہیں ان متشابہات کو کون سمجھے گا۔ غرض اس کا اثر ضرور اون کا گڑھا فتنے میں پڑنا زندیق مرتد یا ادنی درجہ گمراہ بددین ہوجانا ہوگا وبس حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں ما انت محدث قوما حدیثا لاتبلغہ عقولھم الاکان علی بعضھم فتنۃ یعنی جب تو کسی قوم کے آگے وہ بات بیان کریگا جس تک اون کی عقلیں نہ پہنچیں تو ضرور وہ اون میں کسی پر فتنہ ہوگی رواہ ابن عساکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما امام حجۃ الاسلام محمد غزالی پھر علامہ مناوی شارح جامع صغیر پھر سیدی عبدالغنی نابلسی حدیقہ میں فرماتے ہیں ان العامی اذا زنی او سرق خیر لہ من ان یتکلم فی العلم باللہ من غیر اتقان فیقع فی الکفر من حیث لایدری کمن یرکب لجۃ البحر ولایعرف السباحۃ ومکائد الشیطان فیما یتعلق بالعقائد والمذاھب لاتخفی۔ واللہ تعالی اعلم

جواب سوال چہارم

امر بالمعروف ونہی عن المنکر ضرور بنصوص قاطعۂ قرآنیہ اہم فرائض دینیہ سے ہے اور بحال وجوب اوس کا تارک آثم وعاصی اور راون نافرمانوں کی

طرح خود بھی مستحق عذاب دنیوی و اخروی۔ احادیث کثیرہ اس معنی پر ناطق ہیں اور اہلسبت وغیرہم کا واقعہ خود قرآن عظیم میں مذکور۔ قال اللہ تعالٰی لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد وعیسی ابن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون ہ کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون ہ۔ بنی اسرائیل کے کافروں پر لعنت پڑی داؤد و عیسٰی بن مریم کی زبان سے یہ بدلہ تھا اون کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا برے کام سے ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے ضرور اون کا یہ فعل سخت برا تھا۔ اصحاب سبت پر داؤد علیہ الصلٰوۃ والسلام نے دعا کی الٰہی انھیں لعنت کر اور لوگوں کیلئے نشانی بنا دے بندر ہوگئے اہل مائدہ پر عیسٰی علیہ الصلٰوۃ والسلام نے یہی دعا کی سور ہوگئے والعیاذ باللہ رب العالمین۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کلا واللہ لتأمرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر او لیضربن اللہ بقلوب بعضکم علی بعض ثم لیلعننکم کما لعنھم۔ یوں نہیں۔ خدا کی قسم یا تو تم ضرور امر بالمعروف کروگے ضرور نہی عن المنکر کروگے یا ضرور اللہ تعالٰی تمہارے دل آپس میں ایک دوسرے پر مار دیگا پھر تم سب پر اپنی لعنت اوتاریگا جیسی اون بنی اسرائیل پر اوتاری رواہ ابو داؤد عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ ھذا مختصر۔ مگر یہ امر و نہی نہ ہر شخص پر فرض نہ ہر حال میں واجب تو بحال عدم وجوب اوسکے ترک پر یہ احکام نہیں بلکہ بعض صورمیں شرع ہی اوسے ترک کی ترغیب دے گی جیسے جبکہ اون سے کوئی فتنہ اشد پیدا ہوتا ہو یوہیں اگر جانے کہ بے سود بے کارگر ہوگا تو خواہی نخواہی چھیڑنا ضرور نہیں خصوصًا جبکہ کوئی امر اہم اصلاح پار رہا ہو۔ مثلًا کچھ لوگ حریر کے عادی نماز کی طرف جھکے یا عقائد سنت سیکھنے آتے ہیں اور جب حریر و پابندی وضع میں ایسے منہمک ہیں کہ اس پر اصرار کیجئے تو ہرگز نہ مانیں گے غایت یہ کہ آنا چھوڑ دیں گے وہ رغبت نماز و تعلم عقائد بھی جاتے گی تو ایسی حالت میں بقدر تیسیر انھیں ہدایت اور باقی کے لئے انتظار وقت وحالت ترک امر و نہی نہیں بلکہ اوسی کی تدبیر وسعی ہے۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح واللہ علیم بذات الصدور۔ بستان امام فقیہ سمرقند پھر محیط پھر ہندیہ میں ہے ان الامر بالمعروف علی وجوہ ان کان یعلم باکبر رایہ انہ لو امر بالمعروف یقبلون ذلک منہ ویمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیہ ولا یسعہ ترکہ ولو علم باکبر رائیہ انہ لو امرھم بذلک قذفوہ وشتموہ فترکہ افضل وکذلک لو علم انھم یضربونہ ولا یصبر علی ذلک ویقع بینھم عداوۃ ویھیج منہ القتال فترکہ افضل ولو علم انھم لو ضربوہ صبر علی ذلک ولا یشکو علی احد فلا بأس بان ینھی عن ذلک وھو مجاھد ولو علم انھم لا یقبلون منہ ولا یخاف منہ ضربا ولا شتما فھو بالخیار والامر افضل لیکن پیری مریدی اگر دل سے ہے تو وہاں ایسی صورت کا پیدا ہونا جس میں امر و نہی منجر بضرر ہوں ظاہرا نادر ہے ایسے متبوعوں مقتداؤں پر اس فرض اہم کی اقامت بقدر قدرت ضرور لازم اور اسی میں ادائے اتباع کے حق سے ادا ہونا ہے جو باوصف قدرت وعدم مضرت اون کے سیاہ و سپید سے کچھ مطلب نہ رکھے بلکہ ہر حال میں خوش گزران کی ٹھہرائی خواہ یوں کہ خود ہی احکام شرعیہ کی پرواہ نہ رکھتا ہو جیسے آجکل کے بہت آزاد متصوف یا کسی دنیوی لحاظ سے پابندی شرع کو نہ کہتا ہو جیسے درصورت امر و نہی اپنے پلاؤ و قورمے یا آؤ بھگت پر خائف تو یہ ضرور پیر غوایت ہے نہ شیخ ہدایت۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال پنجم

ہنود قطعًا بت پرست مشرک ہیں وہ یقینًا بتوں کو سجدہ عبادت کرتے ہیں اور بالفرض نہ بھی ہو تو بتوں کی ایسی تعظیم پر بھی ضرور حکم کفر ہے اور انھیں بارگاہ عزت میں شفیع جاننا بھی کفر اون سے شفاعت چاہنا بھی کفر کہ قطعًا اجماعًا یہ افعال و اقوال کسی مسلم سے صادر نہیں ہوتے نہ کوئی مسلمان بلکہ کوئی اہل ملت بت کی نسبت ایسا اعتقاد رکھے اور ادس میں صراحۃً تکذیب قرآن و مفادات رحمٰن ہے شرح فقہ اکبر میں ہے قال ابن الھمام وبالجملۃ فقد ضم الی تحقیق الایمان اثبات امور الاخلال بھا اخلال بالایمان اتفاقا کترک السجود لصنم وقتل نبی والاستخفاف بہ او بالمصحف والکعبۃ الخ اعلام بقواطع الاسلام میں قواعد امام قرافی سے ہے ھذا الجنس قد ثبت للوالد ولو فی زمن من الازمان وشریعۃ من الشرائع فکان شبھۃ دارئۃ لکفر فاعلہ بخلاف السجود لنحو الصنم او الشمس فانہ لم یرد ھو ولا ما یشابھہ فی التعظیم فی شریعۃ من الشرائع فلم یکن لفاعل ذلک شبھۃ لا ضعیفۃ ولا قویۃ فکان کافرا ولا نظر لقصد التقرب فیما لم ترد الشریعۃ بتعظیمہ بخلاف من وردت بتعظیمہ شفاء شریف میں ہے کذلک نکفر بکل فعل اجمع المسلمون علی انہ لا یصدر الا من کافر وان کان صاحبہ مصرحا بالاسلام مع فعلہ ذلک الفعل

کالسجود للصنم اوللشمس والقمر والصلیب والنار الخ اوسی میں ہے کل مقالۃ صرحت بنفی الربوبیۃ اوالوحدانیۃ اوعبادۃ احد غیر اللہ اومع اللہ فہی کفر کمقالۃ الدہریۃ والذین اشرکوا بعبادۃ الاوثان من مشرکی العرب واہل الہند والصین اھ مختصراً اذکار افکار مراقبات کا جوگیوں سے لیاجانا افترائے بیہودہ ہے اور ممکن وشاید سے کوئی کتاب آسمانی نہیں ٹھہر سکتی نہ لیت ولعل سے کوئی صریح مشرک بت پرست قوم کتابی مشرکین ہنود کے شرک وکفر کا منکر اون اقوال مخذولہ تعظیم وشفاعت اصنام کا مظہر ضرور بددین گمراہ ملحد کافر ہے والعیاذ باللہ تعالٰی شفا شریف میں ہے ولہٰذا نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملۃ المسلمین من الملل او وقف فیہما وشك اوصحح مذہبہم وان اظہر مع ذلك الاسلام واعتقدہ واعتقد ابطال کل مذہب سواہ فہو کافر باظہارہ ما اظہر من خلاف ذلك عجب شان الٰہی ہے یہی ناپاک وبیباک بات یعنی اصنام سے انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کو معاذ اللہ ملانا پہلے ایک خبیث نے مسلمانوں کو مشرک بنانے کیلئے لکھی تھی کہ بت پرست بھی شفاعت خواہی اور اس کے مثل افعال ہی بتوں سے کرکے مشرک ہوئے یہی باتیں یہ لوگ انبیاء اولیاء کیساتھ کرتے ہیں تو یہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں اب یہی مردود وملعون قول دوسرے نے مشرکوں کو مسلمان ٹھہرانے کیلئے کہا کہ بتوں سے شفاعت خواہی اون کی تعظیم حتی کہ اونھیں سجدہ کفر نہیں کہ مسلمان بھی توانبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کی تعظیم کرتے اون سے شفاعت مانگتے ہیں۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم نسأل اللہ العفو والعافیۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بالالتزام بعد صلٰوۃ فجر مصافحہ کرنا مسنون ہے یا مستحب ویا عبث یا مکروہ۔ بینوا للہ توجروا عنداللہ فقط۔

الجواب

مباح ہے فی نسیم الریاض الاصح انہا بدعۃ مباحۃ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

مسئلہ۔ از الوزہ محلہ نقاری ٹولہ متصل تحصیل مرزا قاسم بیگ عنایت بیگ ۴ ذیقعدہ ۱۳۲۰ھ

جناب مولانا صاحب مخدوم ومطاع بندہ زاداللہ اشفاقہم بعد از تسلیم مع التکریم مدعا یہ ہے کہ ایک لڑکی ہے اوس نے اپنے نان کا دعوٰی کیا ہے اور اوس لڑکی کو اوس کے خاوند نے مارکر نکال دیا اوس نے اپنے نان ونفقہ کا دعوٰی کیا ہے مگر اوس میں یہ ہے کہ اوس لڑکی کا دعوٰی کیا فوجداری میں صاحب مجسٹریٹ نے یہ حکم دیا کہ بڑے سول سرجن کا ملاحظہ کراؤ تو اوس میں یہ ہے کہ اگر بڑا ڈاکٹر ملاحظہ کرے تو اوس میں نکاح سے باہر ہوگی یا نہ ہوگی دیکھنا بڑے ڈاکٹر کا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

بڑا ڈاکٹر خواہ چھوٹا مسلمان ہو خواہ غیر مذہب کا۔ اپنا ہو خواہ پرایا باپ ہو خواہ بیٹا۔ غرض شوہر کے سوا کوئی مرد ہو اوسے دکھانا حرام قطعی ہے سخت گناہ شدید ہے۔ اول تو نان نفقہ کے دعوے میں عورت کا ستر عورت دکھانے کی کوئی ضرورت نہیں اگر ضرورت ہو بھی کہ مرد دعوٰی کرے یہ عورت مرد کے قابل نہیں تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ حاکم کسی مسلمان عورت کو حکم دے کہ وہ دیکھ کر بیان کرے مرد کو دکھانا مذہب اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از بدایوں ۱۸ محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ مجلس میلاد حضور خیر العباد علیہ الوف تحیۃ الی یوم التناد میں جو شخص کہ مخالف شرع مطہر ہو مثلاً تارک صلٰوۃ شارب خمر ہو داڑھی کترواتا یا منڈواتا ہو مونچھیں بڑھاتا ہو بے وضو بے ادبی گستاخی سے بروایات موضوعہ تنہا یا دوچار آدمیوں کے ساتھ بیٹھ کر مولود پڑھتا ہو اور اگر کوئی مسئلہ بتائے تنبیہ کرے تو استہزاء ومزاح کرے بلکہ اپنے معتقدین کو حکم کرے کہ داڑھی منڈانے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں کیونکہ جیسے اون کے رخسار صاف ہوتے ہیں ایسے ہی اون کے دل مثل آئینہ کے صاف وشفاف ہے ایسے شخص سے مولود شریف پڑھوانا یا اوس کو پڑھنا یا ممبر ومسند پر تعظیماً بیٹھنا بٹھانا بانی مجلس حاضرین وسامعین کا ایسے اشخاص کو بوجہ

خوش آوازی کے چوکی پر مولود پڑھنے بٹھانا جائز ہے یا نہیں اور ایسے آدمی سے رب العزت جل مجدہ اور روح حضور فخر عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خوش ہوتی ہے یا ناخوش اور پروردگار عالم ایسی مجالس سے خوش ہوکر رحمت نازل فرماتا ہے یا غضب اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان محافل میں تشریف لاتے ہیں یا نہیں بانیان اور حاضرین محافل کے مستحق رحمت ہیں یا غضب۔ بینوا من الکتاب توجروا عند رب الارباب

الجواب

افعال مذکورہ سخت کبائر ہیں اور ان کا مرتکب اشد فاسق و فاجر مستحق عذاب یزداں و غضب رحمٰن اور دنیا میں مستوجب ہزاراں ذلت و ہوان خوش آوازی خواہ کسی علت نفسانی کے باعث اوسے منبر و مسند پر کہ حقیقۃً مسند حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے تعظیما بٹھانا اوس سے مجلس مبارک پڑھوانا حرام ہے تبیین الحقائق و فتح اللہ المعین وطحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہا میں ہے فی تقدیمہ الفاسق تعظیمہ وقد وجب علیہم اھانتہ شرعا روایات موضوعہ پڑھنا بھی حرام سننا بھی حرام ایسی مجالس سے اللہ عزوجل اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کمال ناراض ہیں ایسی مجالس اور ان کا پڑھنے والا اور اس حال سے آگاہی پاکر بھی حاضر ہونے والا سب مستحق غضب الٰہی ہیں یہ جتنے حاضرین ہیں سب وبال شدید میں جدا جدا گرفتار ہیں اور ان سب کے وبال کے برابر اوس پڑھنے والے پر وبال ہے اور خود اوسکا اپنا گناہ اوس پر علاوہ اور ان حاضرین و قاری سب کے برابر گناہ ایسی مجلس کے بانی پر ہے اور اپنا گناہ خود اوس پر طرہ مثلا ہزار شخص حاضرین مذکور ہوں تو اون پر ہزار گناہ اور اوس کناب قاری پر ایک ہزار ایک گناہ اور بانی پر دو ہزار دو گناہ ایک ہزار حاضرین کے اور ایک ہزار ایک اوس قاری کے اور ایک خود اپنا پھر یہ شمار ایک ہی بار نہ ہوگا بلکہ جس قدر روایات موضوعہ جس قدر کلمات نامشروعہ وہ قاری جاہل جری پڑھے گا ہر روایت ہر کلمہ پر یہ حساب وبال و عذاب تازہ ہوگا مثلاً فرض کیجئے کہ ایسے سو کلمات مردودہ اوس مجلس میں اوس نے پڑھے تو اون حاضرین میں ہر ایک پر سو سو گناہ اور اس قاری علم و دین سے عاری پر ایک لاکھ ایک سو گناہ اور بانی پر دو لاکھ دو سو۔ وقس علی ہذا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ومن دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لاینقص ذلک من اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہم من الاثم مثل اثام من تبعہ لاینقص ذلک من اثامھم شیئا۔ رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پاک و منزہ ہیں اس سے کہ ایسی ناپاک جگہ تشریف فرما ہوں البتہ وہاں ابلیس و شیاطین کا ہجوم ہوگا والعیاذ باللہ رب العالمین ذکر شریف حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باوضو ہونا مستحب ہے اور بے وضو بھی جائز اگر نیت معاذ اللہ استخفاف کی نہ ہو حدیث صحیح میں ہے کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یذکر اللہ علی کل احیانہ رواہ الائمۃ احمد ومسلم والاربعۃ الا النسائی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا ورواہ البخاری تعلیقا اور اگر عیاذا باللہ استخفاف و تحقیر کی نیت ہو تو صریح کفر ہے یوہیں مسائل شرعیہ کیساتھ استہزاء صراحۃً کفر ہے قال اللہ تعالٰی قل اباللہ واٰیتہ ورسولہ کنتم تستھزءون ﴿۶۵﴾ لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ یوہیں وہ کلمہ ملعونہ کہ داڑھی منڈانے والے رکھانے والوں سے بہتر ہیں الخ صاف سنت متواترہ کی توہین اور کلمہ کفر ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم فقط۔

مسئلہ ازنواب گنج ۲۰ محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع اس صورت میں بینوا توجروا۔

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ میں تعزیہ کا چڑھا ہوا نہیں کھاتا ہوں حضرت امام حسین کی نیاز کھاتا ہوں۔ (۲) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ پر کیا منحصر ہے چڑھونا کوئی ہو میں نہیں کھاتا ہوں نیاز کھاتا ہوں۔ (۳) ایک شخص کہتا ہے کہ عشرہ محرم الحرام میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دس روز تک تعزیہ کا چڑھا ہوتا ہے۔ (۴) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ بت ہے بسبب لگانے صورت کے (۵) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ صورت وہ ہے جو براق اور حور جنت میں ہیں (۶) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتا ہے مسجد میں کیا ہے وہی اینٹ گارا ہی تو ہے جو وہاں جاکر سجدہ کرتے ہو اور تعزیہ میں ابرق کاغذ وغیرہ ہیں۔ (۷) ایک شخص نے کہا کہ بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں لکھ کر شرع کے سپرد کرو آپس میں جھگڑا مت کرو۔ (۸) ایک شخص کہتا ہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے۔ (۹) ایک شخص نے کہا جس حالت میں کہ تم شرع کو نہیں سمجھتے ہو تو میں تعزیہ کے چڑھونے کو

حرام سمجھتا ہوں۔

الجواب

(۱) پہلا شخص اچھی بات کہتا ہے۔ واقعی حضرت امام کے نام پاک کی نیاز کھائی چاہئے اور تعزیہ کا چڑھایا ہوا کھانا نہ چاہئے اور اگر اوس کے قول کا مطلب یہ ہے کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا ہے بلکہ اس نیت سے کھاتا ہے کہ وہ امام کی نیاز ہے تو یہ قول غلط و بیہودہ ہے تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نیاز نہیں ہوجاتی اور اگر نیاز دیکر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں تو اوسکے کھانے سے احتراز چاہئے اور وہ نیت کا تفرقہ اوسکے مفسدہ کو رفع نہ کریگا مفسدہ اوس میں یہ ہے کہ اوس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے آپکو اوسکے اعتقاد سے متہم کرنا ہے اور دونوں باتیں شنیع و مذموم ہیں لہذا اوس کے کھانے ہی سے احتراز کیا جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم (۲) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی ہے۔ اولیائے کرام کے مزارات پر جو شیرینی یا کھانا لوگ بہ نیت تصدق لیجاتے ہیں اوسے بھی بعض لوگ چڑھوا کہتے ہیں اوس کے کھانے میں فقیر کو اصلا حرج نہیں (۳) تیسرے شخص نے نیاز اور تعزیہ کے چڑھاوے میں فرق نہ کیا یہ غلط ہے چڑھوا وہی ہے جو تعزیہ پر یا اوس کے پاس لیجاکر سب کے سامنے نذر تعزیہ کی نیت سے رکھا جائے باقی سب کھانے شربت وغیرہ کہ عشرہ محرم میں بہ نیت ایصال ثواب ہوں وہ چڑھوا نہیں ہوسکتے۔ (۴) مجسم تصویر کو مطلقا بت کہتے ہیں اس معنی پر وہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں بت ہیں اور مجازاً کل کو بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر بت سے مراد معبود باطل ہو تو یہ سخت زیادتی ہے انصاف یہ کہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا۔ (۵) اس شخص کا یہ محض افترا ہے۔ کہاں حور و براق اور کہاں یہ کاغذی کی مورتیں جن سے کہیں زیادہ خوبصورت کسگروں کے یہاں روز بنتی رہتی ہیں۔ اور اگر ہو بھی تو حور و براق کی تصویر بنانی کب حلال ہے۔ (۶) یہ شخص صریح گمراہ و بدعقل و بدزبان ہے۔ مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا نہ اوسکی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز و عبادت الٰہی بجالانے کیلئے تمام حقوق عباد سے جدا کرکے اللہ عزوجل کے حکم سے اوسکی طرف تقرب کیواسطے خاص ملک الٰہی پر چھوڑی گئی اب وہ شعائر اللہ سے ہوگئی اور شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم ہے قال اللہ تعالٰی ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب اس مجموعۂ بدعات کو اوس سے کیا نسبت گر جہل مرکب سخت مرض ہے والعیاذ باللہ تعالٰی۔

(۷) اس شخص نے اچھا کہا مسلمان کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے خود اوسپر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہل شرع سے دریافت کرے قال اللہ تعالٰی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون ۰ (۸) اسکے قول کا اگر یہ مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم ہو آپس میں بحث نہ کرو اہل شرع سے پوچھو تو اچھا کہا اور اگر یہ مراد ہے کہ تعزیہ شرعاً اچھی چیز ہے تم شرع نہیں سمجھتے تو بہت برا کہا اور شرع پر افترا کیا اور اگر یہ مقصود ہے کہ شرع سے تو اوسکی مذمت صاف ظاہر ہے مگر تم لوگ شرع نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھا کہا۔ (۹) اس کا قول حد سے گزرا ہوا ہے تعزیہ کا چڑھاوا کھانا اون وجوہ سے جو ہم نے ذکر کیں مکروہ و ناپسند ضرور ہے مگر حرام کہنا غلط ہے فتاوی عالمگیری میں اوس بکرے کی نسبت جو ہندو نے اپنے بت کے نام مسلمان سے ذبح کرایا اور مسلمان نے اللہ عزوجل کیلئے تکبیر کہکر ذبح کردیا تصریح فرمائی ہے کہ حلال ہے ویکرہ للمسلم مسلمان کیلئے مکروہ ہے جب وہاں صرف کراہت کا حکم ہے تو یہاں تحریم کیونکر۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از موضع نگریا کلاں ضلع بریلی مرسلہ وزیر خاں دوم صفر ۱۳۲۱ھ

زید نے بیان کیا کہ میں سید ہوں اور سنت جماعت ہوں اور عید کی نماز بھی زید نے پڑھائی بعد کو معلوم ہوا کہ زید رافضی ہے اور نماز ہاتھ چھوڑ کر پڑھتا ہے اور وضو بھی رافضیوں کا کرتا ہے ایسی حالت میں سنت جماعت کیواسطے زید کی امامت جائز ہے یا نہیں اور کھانا کھانا زید کے یہاں کا سنت جماعت کو جائز ہے یا نہیں لڑکوں کیواسطے تعلیم زید کی جائز ہے یا نہیں زید بیان کرتا ہے کہ میں قرآن شریف گیارہ میں پڑھا سکتا ہوں فاتحہ گیارہویں شریف کی زید سے دلانا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

رافضی کے پیچھے نماز محض باطل ہے۔ ہوتی ہی نہیں فرض سر پر ویسا ہی رہے گا۔ اور گناہ علاوہ۔ رافضی کی امامت ایسی ہی ہے جیسی کسی

ہندو یا یہودی کی امامت۔ آجکل کے رافضی عموماً مرتد ہیں اون کے یہاں کا کھانا یا اون کیساتھ کھانا یا اون سے کسی قسم کا میل جول رکھنا گناہ ہے سب عذاب کے مستحق ہوں گے اور بچوں کو اوس سے پڑھوانا سخت حرام اور نری گمراہی ہے مسلمانوں پر فرض ہے کہ رافضی کو جدا کردیں رافضی سے گیارہویں شریف کی فاتحہ دلانا سخت حماقت ہے اور ایک یہی کیا کسی قسم کی فاتحہ رافضی سے ہرگز نہ دلائی جائے کہ فاتحہ ثواب پہنچانے کے لئے ہے اور رافضی کے پڑھنے سے ثواب نہیں پہنچتا کیونکہ روافض انکار ضروریات دین کے باعث مرتد ہیں پھر یہ بھی اوس وقت ہے کہ فاتحہ میں رافضی کچھ قرآن پڑھے مگر سنیوں کیلئے فاتحہ میں رافضی سے یہی امید نہیں خدا جانے کیا کچھ ناپاک کلمے بکے گا اون کا ثواب پہنچے گا یا عذاب ہوگا۔ اللہ تعالی سنیوں کی آنکھیں کھولے اور انھیں توفیق دے کہ گمراہوں سے دور رہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے صاف حکم فرمایا ہے کہ ایاکم وایاھم لایفتنونکم ولایضلونکم بدمذہبوں سے دور رہو اور اون کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور اللہ تعالی نے قرآن شریف میں فرمایا ہے واما ینسینک الشیطن فلاتقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ۝ اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے پر پاس نہ بیٹھ ظالم لوگوں کے۔ اور بدمذہب لوگ خصوصاً رافضیوں کے یہاں تقیہ بہت ہے یہ بہت اپنے مذہب کو چھپاتے ہیں ان کی بات پر ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہئے جہاں نفع نقصان کچھ نہ ہو وہاں سنی بن جانا ان کا ادنی شعبدہ ہے تو جہاں دو پیسے کا نفع ہو وہاں بنتے ہوئے انھیں کیا لگتا ہے۔ واللہ تعالے اعلم۔

مسئلہ۔ ۱۰ ؍صفر ۱۳۲۱ھ

خالد کو اوس کے چچا نے ہدایت کی کہ باہمی نزاع کی بابت خط و کتابت مسدود رہنا قرین مصلحت ہے اب اگر ظن غالب کی بنا پر بکر اپنے بھتیجے خالد کے خطوط خود وصول کرکے اوس کو نہ دے حالانکہ خالد تبری کرتا ہے کہ ہرگز میرے کسی خط میں اوس ہدایت کا خلاف نہ کیا گیا۔ مگر بکر کو بوجہ مرتبہ باور ہونے کے خالد کی یقین نہیں آیا تو کیا بکر کو اس بنا پر خالد کے خطوط روک رکھنے خود کھولنے یا دیر لگانے کا اختیار حاصل ہے اگر نہیں تو کیا ان وجوہ سے بکر معصیت کا مرتکب قرار پائے گا یا نہیں نیز اگر اون میں بابت نزاع باہمی مذکرہ ہو تو کیا بکر امور متذکرۂ بالا کا اختیار رحاصل ہے یا نہیں

الجواب

بکر کو اصلا اختیار نہیں نہ خالد کے خطوط روکنے کا نہ کھولنے کا نہ دیکھنے کا اور وہ ضرور گنہگار ہوگا حدیث میں ارشاد ہوا کہ جو بلا اجازت دوسرے کا خط دیکھے وہ جہنم کی آگ دیکھتا ہے اور بدگمانی دوسرا گناہ ہے اور تجسس تیسرا گناہ اور یہ سوال کہ اگر اون میں خلاف ہدایت تو امور مذکورہ کا اختیار ہے یا نہیں محض بے معنی ہے بے دیکھے کیونکر معلوم ہوگا کہ خلاف ہدایت ہے غرض یہ سب کارروائی خود خلاف ہدایت ہے۔ واللہ تعالے اعلم۔

مسئلہ۔ ۷ ربیع الآخر ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کو جب مرض الموت میں اپنے مرگ کا یقین ہوا تو اپنے شوہر زید کو بوجہ چند موجودین مخاطب کرکے عفو حقوق و تقصیرات کی مستدعی ہوئی اور اپنے جملہ حقوق زید کو معاف کئے دین مہر کو بہ تفصیل علیحدہ معاف کیا زید نے بھی اپنے حقوق و قصور خدمات کی معافی دی۔ اب اس صورت میں کسی قسم کا مواخذہ ایک کا دوسرے پر عنداللہ باقی تو نہ رہا یا لفظ مجمل جملہ حقوق و قصور کافی نہ تھا علیحدہ علیحدہ ہر حق و خطا کی تشریح ضرور تھی اور زید دین مہر سے بری ہوگیا یا یہ معافی زمانہ مرض الموت کے حکم وصیت میں متصور ہوکر دو ثلث کا مواخذہ دار رہے گا اگرچہ ورثا دنیا میں شرع یا رسم کے باعث متقاضی نہوں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

تمام حقوق کی معافی جو زید نے ہندہ اور ہندہ نے زید کو ان میں ہندہ کے حقوق مالیہ مثل مہر و دیگر دیون کی معافی تو اجازت وارثان ہندہ پر موقوف رہے گی۔ کما بیناہ فی الہبۃ من فتاونا ان کے سوا ہندہ کے حقوق غیر مالیہ اور زید کے حقوق مالیہ و غیر مالیہ جو کچھ معاف کنندہ زید خواہ ہندہ کے علم میں تھا وہ سب معاف ہوگیا اور جو علم میں نہ تھا اگر معمولی حقوق سہل و آسان سے تھا کہ بالخصوص معلوم ہوتا تو معافی میں باک نہ ہوتا وہ بھی معاف ہوگیا

اور جو اتنا کثیر یا عظیم وشدید تھا کہ اگر تفصیلاً بتایا جائے تو صاحب حق معاف نہ کرے ایسے عام مجمل لفظوں میں اون حقوق کی معافی ہو جانا علماء میں مختلف فیہ ہے بعض بنظر ظاہر لفظ سب کی معافی مانتے ہیں اور بعض بالخصوص تفصیلاً اون کا بتا کر معافی مانگنا ضروری جانتے ہیں اول اوسع ہے اور ثانی احوط منح الروض الازہر میں ہے ھل یکفیہ ان یقول لك علی دین فاجعلنی فی حل ام لابد ان یعین مقدارہ ففی النوازل رجل لہ علی اٰخر دین وھو لایعلم بجمیع ذلك فقال لہ المدیون ابرئنی مما لك علی فقال الدائن ابرأتك قال نصیر لایبرؤ الا عن مقدار مایتوھم ای یظن انہ علیہ و قال محمد بن سلمۃ یبرؤ عن الکل قال الفقیہ ابو اللیث حکم القضاء ماقالہ محمد بن سلمۃ وحکم الاٰخرۃ ماقالہ نصیر وفی القنیۃ من علیہ حقوق فاستحل صاحبھا ولم یفصلھا فجعلہ فی حل یعذر ان علم انہ لوفصلہ یجعلہ فی حل والا فلا قال بعضھم انہ حسن وان روی انہ یصیر فی حل مطلقا وفی الخلاصۃ رجل قال لاٰخر حللنی من کل حق ھو لك ففعل فابرأہ ان کان صاحب الحق عالما بہ برئ حکما ودیانۃ وان لم یکن عالما بہ برئ حکما بالاجماع واما دیانۃ فعند محمد رحمہ اللّٰہ تعالٰی لایبرؤ وعند ابی یوسف یبرؤ وعلیہ الفتوٰی انتھی وفیہ انہ خلاف مااختارہ ابو اللیث ولعل قولہ مبنی علی التقوی اھ مافی منح الروض اقول وفی مخالفتہ لما اختار الفقیہ نظر فان الکلام ھھنا فی البراءۃ من الحقوق المجہولۃ لصاحبھا اصلا وثمہ فیما اذا ظن مقدارا وکان الواقع ازید وبینھما بون بین فان من جعل فی حل مطلقا لم یرد خصوص مافی علمہ امامن جعل فی حل من حق معلوم لہ فانما یذھب ذھنہ الی قدر مافی علمہ واللّٰہ تعالٰی اعلم نیز منح الروض میں ہے ھل یکفیہ ان یقول اغتبتك فاجعلنی فی حل ام لابد ان یبین مااغتاب ففی منسك ابن العجمی لایعلمہ بھا ان علم ان اعلامہ یثیر فتنۃ ویدل علیہ ان الابراء عن الحقوق المجہولۃ جائز عندنا لکن سبق انہ ھل یکفیہ حکومۃ اودیانۃ اھ مافی منح الروض اقول وفی جریان الخلاف المذکور ھھنا نظر فان الغیبۃ لاتصیر من حقوق العبد مالم تبلغہ واذا بلغتہ لم تکن من الحقوق المجہولۃ وقد قال فی المنح نفسہ مانصہ قال الفقیہ ابو اللیث قد تکلم الناس فی توبۃ المغتابین ھل تجوز من غیر ان یستحل من صاحبہ قال بعضھم یجوز وقال بعضھم لایجوز وھو عندنا علی وجہین احدھما ان کان ذلك القول قد بلغ الی الذی اغتابہ فتوبتہ ان یستحل منہ وان لم یبلغ الیہ فلیستغفر اللّٰہ سبحٰنہ ویضمر ان لایعود الی مثلہ وفی روضۃ العلماء سألت ابا محمد رحمہ اللّٰہ تعالٰی فقلت لہ اذا تاب صاحب الغیبۃ قبل وصولھا الی المغتاب عنہ ھل تنفعہ توبتہ قال نعم فانہ تاب قبل ان یصیر الذنب ذنبا ای ذنبا یتعلق بہ حق العبد لانھا انما تصیر ذنبا اذا بلغت الیہ قلت فان بلغت الیہ بعد توبتہ قال لاتبطل توبتہ بل یغفر اللّٰہ تعالٰی لھما جمیعا المغتاب بالتوبۃ والمغتاب عنہ بما یلحقہ من المشقۃ لانہ تعالٰی کریم ولایجمل من کرمہ رد توبتہ بعد قبولھا بل یعفو عنھما جمیعا انتھی الخ فقیر کہتا ہے غفراللّٰہ تعالٰی لہ ایسے حقوق عظیمہ شدیدہ جنکی تفصیل بیان ہو تو صاحب حق سے معافی کی امید نہ ہو ظاہرا مجرد اجمالی الفاظ سے معاف نہوسکیں کہ وہ دلالۃً مخصوص ہیں مگر اگر ان الفاظ سے معافی چاہی کہ دنیا بھر میں سخت سے سخت جو حق متصور ہو وہ سب میرے لئے فرض کر کے معاف کر دے اور اوس نے قبول کیا تو اب ظاہراً تمام حقوق بلا تفصیل بھی معاف ہو جائیں للنص علی التعمیم مع التنفیص بالتخصیص علی کل حق شدید عظیم والصریح یفوق الدلالۃ کما نصوا علیہ فی غیر ما مسألۃ۔ واللّٰہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از شاہجہانپور مرسلہ مولوی ریاست علی خانصاحب ۲۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کا شوہر زید دس بارہ سال سے بر ہما کو چلا گیا زوجہ کی کچھ خبر گیری نہیں کرتا نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ کبھی آتا ہے چند آدمی مسلم غیر ثقہ اوس کے پاس سے ہو کر آئے تو وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ زید مرتد ہو گیا یعنی دین اسلام چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کیا تو اس صورت میں کیا ایک یا دو آدمی غیر ثقہ مسلم کی خبر سے عورت مذکورہ اپنا نکاح کسی دوسرے شخص سے کر سکتی ہے یا نہیں اور دوسرے شخص کو بنا بر قول ہندہ کے کہ میں نے فلاں شخص سے سنا ہے کہ میرا شوہر مرتد ہو گیا ہے یا بنا بر قول اوس شخص کے جو زید کے پاس سے ہو کر آیا اور کہتا ہے کہ زید نصرانی ہو گیا ہے نکاح ہندہ مذکورہ سے بلا ظن غالب یا بظن غالب کر سکتا ہے یا نہیں اور اگر ظن غالب کی خبر مذکور میں ضرورت ہے تو صرف ظن غالب ہندہ مذکورہ کا خبر مذکور میں اوس شخص کیلئے جو نکاح ہندہ سے کرتا ہے کافی ہوگا یا اوس شخص کو بھی غلبۂ ظن کی اوس خبر ارتداد میں ضرورت پڑیگی۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اصل ان مسائل میں یہ ہے کہ نکاح پر فساد طاری کی خبر جبکہ اوس کا کوئی معارض ومنکر ظاہر نہ ہو دو شرطوں میں ایک کے ساتھ مقبول ہے یا تو مخبر ثقہ عادل ہو یا صاحب معاملہ جسے خبر دی گئی تحری کرے اور اوس کے قلب میں اوس کا صدق واقع ہو اور اگر نہ مخبر ثقہ نہ اس کے دل میں اوس کا صدق آتا ہے تو ایسی خبر پر عمل نا روا ہے اور اس احد الشرطین کی ضرورت جسطرح عورت کو ہے جو اس خبر کی بنا پر اپنا نکاح ثانی کیا چاہتی ہے یونہیں دوسرے ناکح کو بھی اور اوس کے سامنے بھی نفس واقعہ سے اخبار چاہئے خواہ وہ مخبر بیان کریں خواہ عورت تاکہ عدالت مخبر عن الواقعہ یا تحری قلب کو مساغ ہو مجرد اخبار عن الاخبار کوئی شئے نہیں اور تحری طلب باب احتیاط سے ہے ایک کا ظن دوسرے کے حق میں کافی نہیں خود اپنے دل کی شہادت چاہئے فتاوٰی ہندیہ میں ہے لوان رجلا تزوج امرأۃ فلم یدخل بہا حتی غاب عنہا واخبر مخبرانہا قد ارتدت فان کان المخبر عندہ ثقۃ وھو حر او مملوك او محدود فی قذف وسعہ ان یصدق المخبر ویتزوج اربعا سواھا وان لم یکن المخبر ثقۃ وفی اکبر رأیہ انہ صادق فکذلك وان کان فی اکبر رأیہ انہ کاذب لم یتزوج اکثر من ثلث ولو ان مخبرا اخبر المرأۃ ان زوجہا قد ارتد ذکر فی الاستحسان من الاصل ان لہا ان تتزوج بزوج اخر وسوّی بین الرجل والمرأۃ وذکر فی السیر لیس لہا ان تتزوج بزوج اخر حتی یشہد عندھا رجلان او رجل وامرأتان وذکر شمس الائمۃ السرخسی رحمہ اللہ تعالٰی الصحیح ان لہا ان تتزوج لان المقصود من ھذا الخبر وقوع الفرقۃ بین الزوجین وفی ھذا لافرق بین ردۃ المرأۃ والزوج وکذا لو کانت المرأۃ صغیرۃ فاخبرہ انسان انہا ارتضعت من امہ او اختہ صح ھذا الخبر ولو اخبرہ انسان انہ تزوجہا وھی مرتدۃ یوم تزوجہا او کانت اختہ من الرضاعۃ والمخبر ثقۃ لاینبغی لہ ان یتزوج اربعا سواھا مالم یشہد بذلك عندہ شاھدا عدل لانہ اخبر بفساد عقد کان محکوما بصحتہ ظاھرا فلا یبطل ذلك بخبر الواحد بخلاف الاول فان شہد عندہ شاھدا عدل بذلك وسعہ ان یتزوج اربعا سواھا ولو اتاھا رجل فاخبرھا ان اصل نکاحہا کان فاسدا او ان زوجہا کان اخاھا من الرضاعۃ او کان مرتدا لم یسعہا ان تتزوج بقولہ وان کان ثقۃ کذا فی فتاوٰی قاضی خان اذا کانت الزوجۃ مشتہاۃ فاخبرہ رجل ان ابا الزوج او ابنہ قبلہا بشہوۃ ووقع فی قلبہ انہ صادق لہ ان یتزوج باختہا او اربع سواھا بخلاف مالو اخبرہ بسبق الرضاع والمصاھرۃ علی النکاح لان الزوج ثمہ ینازعہ وفی العارض لاینازعہ لعدم العلم فان وقع عندہ صدقہ وجب قبولہ ھکذا فی الوجیز للکردری امرأۃ غاب زوجہا فاتاھا مسلم غیر ثقۃ بکتاب الطلاق من زوجہا ولا تدری انہ کتابہ ام لا الا ان اکبر رأیہا انہ حق فلا باس ان تعتد ثم تتزوج کذا فی محیط السرخسی اذا غاب الرجل عن امرأتہ فاتاھا مسلم عدل فاخبرھا ان زوجہا طلقہا ثلثا او مات عنہا فلہا ان تعتد وتتزوج بزوج اخر وان کان المخبر فاسقا تتحری ثم اذا اخبرھا عدل مسلم انہ مات زوجہا انما تعتمد علی خبرہ اذا قال عاینتہ میتا او قال شہدت جنازتہ اما اذا قال اخبرنی مخبر لا تعتمد علی خبرہ کذا فی المحیط واذا شہد عدلان للمرأۃ ان زوجہا طلقہا ثلثا وھو یجحد ثم غابا او ماتا قبل الشہادۃ عند القاضی لم یسع المرأۃ ان تقیم معہ وان تدعہ ان یقربہا ولا یسعہا ان تتزوج کذا فی محیط السرخسی واذا شہد شاھدان عند المرأۃ بالطلاق فان کان الزوج غائبا وسعہا ان تعتد وتتزوج بزوج اخر وان کان حاضرا لیس لہا ذلك ولکن لیس لہا ان تمکن من زوجہا کذا فی المحیط ولو ان امرأۃ قالت لرجل ان زوجی طلقنی ثلثا انقضت عدتی فان کانت عدلۃ وسعہ ان یتزوجہا وان کانت فاسقۃ تحری وعمل بما وقع تحریہ علیہ کذا فی الذخیرۃ المرأۃ الحرۃ اذا تزوجت رجلا ثم قالت لرجل اخر ان نکاحی کان فاسدا او کان زوجہا علی غیر الاسلام لا یسع لھذا ان یقبل قولہا ولا ان یتزوجہا لانہا اخبرت بامر مستنکر وان قالت طلقنی بعد النکاح او ارتد عن الاسلام وسعہ ان یعتمد علی خبرہا ویتزوجہا لانہا اخبرت بخبر محتمل واذا اخبرت ببطلان النکاح الاول لایقبل قولہا وان اخبرت بالحرمۃ بامر عارض بعد النکاح من رضاع طاری او غیر ذلك فان کانت ثقۃ عندہ او لم تکن ثقۃ ووقع فی قلبہ انہا صادقۃ فلا باس بان یتزوجہا کذا فی فتاوٰی قاضی خان اھ مختصرا۔ تبیین الحقائق میں اکثر صور مذکورہ اور فساد طاری ومقارن کا تفرقہ مسطورہ بیان کرکے فرمایا وعلی ھذا الاصل یدور الفرق تنویر الابصار میں ہے المعتبر اکبر رأی

المبتلی بہ فتح القدیر وبحرالرائق وردالمحتار میں ہے وھو لایلزم غیرہ بل یختلف باختلاف ما یقع فی قلب کل ان عبارات کے کل مقاصد واصول کہ فقیر نے ذکر کئے واضح ہوگئے پس صورت مستفسرہ میں اگر ہندہ اون لوگوں کا بیان سچا جانتی ہے اوس کا قلب اون کے صدق پر جمتا ہے تو اسے نکاح ثانی روا ہے ناکح دوم سے اگر ہندہ نے کہا کہ اوس کا شوہر مرتد ہوگیا یا اون لوگوں نے بیان کیا اور ہندہ منکر نہیں اور اس کے قلب میں ہندہ یا اون مخبروں کا صدق واقع ہوا تو اسے بھی ہندہ سے نکاح روا اور اگر ہندہ نے کہا میں نے سنا کہ وہ مرتد ہوگیا تو صرف اسقدر پر اوسے روا نہیں کہ ہندہ سے نکاح پر اقدام کرے۔ یونہی اگر ہندہ یا اون مخبروں نے اسے ابتداءً زید کی خبر دی اور اس کا دل اون کے صدق پر نہیں جمتا تو اسے ہندہ سے نکاح روا نہیں اگرچہ ہندہ کے نزدیک وہ لوگ صادق ہوں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر کہنہ ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا والد ایک عرصہ سے اعمیٰ ہوگیا ہے دونوں خیاطی کرتے ہیں اور عدد فروخت کے واسطے طیار کرتے ہیں والد زید فروخت مال کیلئے بازار کو دو چار گھنٹے کو جایا کرتا ہے کہ قدیم سے اوسکی عادت ہے شرعاً اسمیں زید پر توکوئی الزام نہیں۔ باپ کا مال بیٹے کو کھانا حرام ہے یا حلال دونوں کی خورش یکجائی ہے باپ کا حق بیٹے پر کب تک رہتا ہے اور بیٹے کا باپ پر کب تک۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر زید کا باپ اپنی خوشی سے حسب عادت جاتا ہے تو زید پر الزام نہیں اگرچہ مقتضائے سعادتمندی یہ ہے کہ آرام دے اور خود کام کرے ہاں اگر زید اوسے مجبور کرتا ہے تو ضرور گنہگار و نالائق ہے باپ کا مال بیٹے کو اوس کی رضا سے قدر رضا تک حلال ہے ورنہ حرام شریک ہوں خواہ جدا باپ کا حق بیٹے پر ہمیشہ رہتا ہے یونہی بیٹے کا باپ پر ہاں بعض حقوق وقت تک محدود ہیں جیسے لڑکا جب جوان ہوجائے باپ پر اوس کا نفقہ واجب نہیں رہتا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از اترولی ضلع اعظم گڑھ محلہ مغلاں مرسلہ اکرام عظیم صاحب ۱۰ جمادی الاولی ۱۳۲۱ھ

سوال نمبر ۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین ملت محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ از روئے قرآن وحدیث وفقہ کے اس بارے میں کہ ایک فرقہ مسلمان گازروں یعنی دھوبیوں کا جو اپنا پیشہ پارچہ شوئی کا کرتے ہیں او راس وقت تک بموجب رواج قدیم اس قصبہ اترولی کے مسلمانوں کے کھانے پینے میں شریک نہیں ہیں یعنی مسلمان یہاں کے اون کا کھانا پانی نہیں کھاتے پیتے ہیں اور اوس کو سخت برا سمجھتے ہیں اب وہ فرقہ مسلمان دھوبیوں کا اس امر کا خواہش مند ہے کہ ہمارا کھانا پینا سب مسلمان کھاویں پیویں اور ہمکو مسلمانوں میں ملاویں اور ہمکو احکام شرع سکھلائے جاویں اور اب ہم نماز پڑھیں گے اور اوس کو ترک نہ کریں گے چنانچہ وہ اکثر نمازی ہوگئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اور مسجدوں میں آکر کلمہ و نماز وغیرہ یاد کرتے ہیں آیا ان مسلمان دھوبیوں کو مسلمانوں میں شامل نہ کیا جائے اور اون کو احکام شرع نہ سکھائے جاویں اور اون کا کھانا پانی مسلمان نہ کھاویں پیویں اور اون سے موافق رواج قدیم اس قصبہ کے متنفر رہیں اور اونکی دلجوئی نکریں یا یہ سب امور اون کے ساتھ کئے جائیں

سوال نمبر ۲۔ جن مسلمانوں نے ان مسلمان دھوبیوں کے گھر کا کھانا پانی کھایا پیا ہے بعد اون کے نمازی ہونے کے کیا وہ مسلمان کھانے والے کچھ گنہگار ہیں یا نہیں۔

سوال نمبر ۳۔ بے نمازی مسلمان دھوبیوں کے گھر کا جو اپنا پیشہ پارچہ شوئی کا کرتے ہیں کھانا پینا درست ہے یا نہیں اور اس مسئلہ کا حکم شرعی کیا صرف دھوبیوں کی قوم سے خصوصیت رکھتا ہے یا سب اقوام اہل اسلام اس حکم میں شامل ہیں

سوال نمبر ۴۔ جو مسلمان اس قصبہ کے بموجب رواج قدیم کہتے ہیں کہ مسلمان دھوبیوں کو مسلمانوں میں نہ ملایا جاوے اون کا کھانا پانی نہ کھایا پیا جاوے اور اون مسلمانوں کو بھی برا کہتے ہیں جو کہ نمازی مسلمان دھوبیوں کے گھر کا کھانا کھا آئے ہیں اور اون سے نفرت رکھتے ہیں مسلمان تنفر کرنے والے اور برا کہنے والے گنہگار ہیں یا نہیں۔

سوال نمبر ۵۔ بے نمازی مسلمان کے گھر میلاد شریف کی محفل میں شریک ہونا یا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۶۔ جو مسلمان بے نمازی یا نمازی پیشہ ناجائز کھلم کھلا کرتے ہیں جیسے نقالی وقوالی وشراب فروشی وسود خواری وغیرہ اون کے گھروں کا کھانا پینا اور مسلمانوں کو جائز ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۷۔ مجلس مرثیہ خوانی اہل شیعہ میں اہل سنت وجماعت کو شریک وشامل ہونا جائز ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۸۔ جن اقوام مسلمان نمازی یا بے نمازی کی عورات بموجب روایت قدیم کے پردہ نشین نہیں ہیں اون کے گھروں کا کھانا پینا اور مسلمانوں کو درست ہے یا نہیں۔

سوال نمبر ۹۔ اہل ہنود کی دوکان یا مکان یا ہاتھ کی اشیاء تر وخشک خوردنی یا نوشیدنی غذائی یا دوائی کھانا پینا چاہئے یا نہیں۔

سوال نمبر ۱۰۔ جو مسلمان ان جوابات شرعیہ کو نہ مانے اور اپنی رواجہائے قدیمہ پر اڑا رہے وہ گنہگار ہے یا کیا ہے۔

الجواب

جواب سوال نمبر ۱۔ انھیں مسلمانوں میں ملانا اور احکام دین سکھانا فرض ہے اور نفرت دینا دلانا یا وصف درخواست تعلیم شریعت سے محروم رکھنا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں بشّروا ولا تنفّروا اللہ تعالٰی فرماتا ہے لتبیننہ للناس

جواب سوال نمبر ۲۔ اونھوں نے بہت اچھا کیا اون پر کچھ الزام نہیں۔

جواب سوال نمبر ۳۔ عوام ہندوستان نے چھوت کا مسئلہ کفار ہند سے سیکھا ہے دھوبی ہر قسم کے کپڑے طاہر ونجس سب کچھ دھوتے ہیں اس لئے ہندو چھوت مانتے ہیں جاہل مسلمان بھی اونہی کی پیروی کرتے ہیں اور خود ہندوؤں کے مکان دیکھو دکانوں سے دودھ دہی پوری کچوری مٹھائی سب کچھ کھاتے ہیں حالانکہ تمام ہندو سخت گندے رہتے ہیں۔ اور اون کے پانی برتن نہایت گھن کے قابل ہیں مسلمان دھوبیوں سے ظاہر یہی ہے کہ وہ ضرور اپنے کھانے پانی میں طہارت کا خیال رکھتے ہوں گے اور ہندوؤں سے اصلا اسکی امید نہیں جس قوم کے یہاں گوبر پوتر ہو یعنی پاک کرنیوالا اونہیں طہارت سے کیا علاقہ البتہ جو دھوبی یا کوئی قوم طہارت کا لحاظ نہ رکھے اوسکے کھانے پینے سے احتراز بہتر ہے اور نہ کیا جائے تو کچھ گناہ نہیں جب تک کسی خاص کھانے کی نجاست تحقیق نہ ہو اسی بنا پر ہنود کے یہاں کا کھانا پینا سوائے گوشت کے جائز رکھا گیا ہے اگرچہ بہتر بچنا ہے کما نص علیہ فی نصاب الاحتساب وغیرہ وبیناہ فی فتاوٰنا غیر مرۃ۔

جواب سوال نمبر ۴۔ ہاں یہ بیجا و بلا وجہ شرعی تنفر کرنے اور مسلمانوں کو برا کہنے والے گنہگار ہوئے۔

جواب سوال نمبر ۵۔ مجلس میلاد شریف نیک کام ہے اور نیک کام میں شرکت بری نہیں ہاں اگر اوسکی تنبیہ کیلئے اوس سے میل جول یک لخت چھوڑ دیا ہو تو نہ شریک ہوں یہی بہتر ہے۔

جواب سوال نمبر ۶۔ جس کا ذریعہ معاش صرف بالکل حرام ہے اوسکے یہاں سے بچنا ہی اولٰی ہے تحرزا عن الخلاف مگر کوئی کھانا حرام نہیں جبتک تحقیق نہ ہو کہ خاص یہ کھانا بوجہ حرام سے ہے عملا باصل الحل ہاں یہ جدا بات ہے کہ ایسے فاسقوں سے خلط ملط مناسب نہیں خصوصا ذی علم کو۔

جواب سوال نمبر ۷۔ حرام ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من کثّر سواد قوم فھو منھم وہ بدزبان ناپاک لوگ اکثر تبرا بک جاتے ہیں اسطرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سنا گیا ہے کہ سنیوں کو جو شربت دیتے ہیں اوسمیں نجاست ملاتے ہیں۔ اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کے ناپاک قلتین کا پانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ وکلمات شنیعہ وماتم حرام سے خالی نہیں ہوتے اور یہ دیکھیں سنیں گے اور منع نہ کرسکیں گے ایسی جگہ جانا حرام ہے۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظلمین

جواب سوال نمبر ۸۔ اگر وہ موٹے اور خوب گھیر دار کپڑے پہنے سر سے پاؤں تک جسم ڈھا کے نکلتی ہیں کہ سوا منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں کے بال یا گلا یا بازو کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کچھ ظاہر نہیں ہوتا جب تو حرج نہیں ورنہ وہ عورتیں فاسقہ اور اون کے مرد دیوث ہیں ان سے احتراز چاہئے اوسی بنا پر کہ فاسقوں سے میل جول مناسب نہیں ورنہ اصل کھانے میں حرج نہیں۔

جواب سوال نمبر ۹۔ اس کا جواب نمبر ۳ میں آگیا۔

جواب سوال نمبر ۱۰۔ جو احکام شرع کے مقابل اپنے رواج پر اڑے وہ سخت گنہگار ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از ضلع شیب ساگر ڈاکخانہ اگوری مقام شام گوری ملک آسام مرسلہ عبدالمجید صاحب ۱۱ شعبان ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید انگریز نے ہندہ مسلمہ کو قریب بیس برس کے عورت بنا کر رکھا اوسکی طرف سے کئی بولے موجود ہیں۔ اب ہندہ ضعیفہ ہوئی ہندہ نے انگریز سے کہا کہ کچھ روزینہ بندوبست کرکے مجھکو چھوڑ دو ہم آپس میں بھائی بند کے پاس مسلمان ہوکر رہے تو کر اللہ تعالٰی خاتمہ بالخیر کرے۔ اب ہندہ کسی عالم کے پاس چند مسلمان کے مقابل توبہ کیا اور ضامن بھی دیا بارآمد ورفت نہ ہونے کیلئے۔ فاصلہ درمیان دونوں کے ۲ روز کی راہ ہے اسباب حاصلہ اور تنخواہ کے سوا اور کوئی صورت اوقات بسری کے واسطے نہیں اور اگر اسباب حاصلہ اور چار روپیہ روزینہ جاریہ سے منع کیا جائے تو پھر انکار اسلام کے خوف ہے اب آیا ان صورتوں میں انکا مسلمان ہونا صحیح ہوگا یا نہ ہوگا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہندہ کا اسلام صحیح ہے بلکہ اگر اس مدت بست سال میں گروہ انگریز کے پاس رہی کوئی قول وفعل کفر نہ کیا تھا تو وہ جب بھی مسلمان تھی اگرچہ اشد سخت ملعون کبیرہ کی مرتکب تھی کہ ایک تو زنا دوسرے وہ بھی کافر سے۔ اہلسنت کے مذہب میں آدمی کسی گناہ کے باعث اسلام سے خارج نہیں ہوتا لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ اگر بالفرض ہندہ نے اوس زمانے میں معاذ اللہ اپنا دین بدل دیا اور کفر اختیار کیا تھا اور اب اسلام لائی ہے تو اب بھی اسلام قبول تھا اگرچہ وہ معاذ اللہ اوس زنا سے باز بھی نہ آتی کہ زنا کفر نہیں زنا کا وبال رہتا اور اسلام صحیح ہوجاتا۔ اب کہ وہ بحمد اللہ زنا سے بھی جدا ہوئی اسلام صحیح نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں نہ اس تنخواہ سے ممانعت کی کوئی ضرورت کہ وہ معاوضہ زنا میں نہیں بلکہ صراحۃً اوس انگریز سے صاف کہہ دیا ہے کہ اب وہ زنا سے باز رہے گی اور اپنی قوم میں اپنے دین پر رہے گی تو یہ تنخواہ محض بلا عوض اور ہندہ کیلئے حلال ہے فتاوی قاضی خاں میں ہے الرجل اذا کان مطی بامغنیات ان اعطی بغیر شرط قالوا یباح اھ ومثلہ فی ردالمحتار عن الھندیۃ عن المنتقی عن ابراھیم عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر کہنہ ۲۰ صفر ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کھال مردار گھوڑے اور گدھے کی گیلی خریدنا جائز ہے یا نہیں اور اوس گیلی کھال کو سڑا کر ہاتھ سے ملنا اور بنانا یعنی نجاست صاف کرنا اس غلیظ کام کرنے والے کے کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

گھوڑا گدھا کہ بے ذبح مرجائے اوس کی کھال کہ پکائی نہ گئی ہو بیچنا خریدنا حرام ہے اور بعد دباغت کے جائز ہے اور دباغت کرنا جائز ہے اور اوس کا پیشہ مکروہ اور اوس کے کھانے سے احتراز اولٰی ہے عالمگیری میں ہے اما جلود السباع والحمر والبغال فما کانت مذبوحۃ او مدبوغۃ فلا بأس ببیعہا وما لا فلا الخ وفی الحدیث کسب الحجام خبیث وعللوہ بالتلبس بالنجاسات وقد ثبت ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم احتجم واعطی الحجام۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از کوہ سباتھو اکس فورڈ رجمنٹ مرسلہ امداد علی صاحب رجمنٹ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ

عالم علوم ظاہری و باطنی دام فیوضکم۔ تسلیم بعد تعظیم۔ جناب عالی یہاں ایک امر میں دو فریق برسر جنگ ہیں وہ یہ کہ وقت نکاح زید کو خوشبو لگانا پھولوں کا گلے میں ڈالنا مسنون ہے یا ممنوع یہاں ایک مولوی کاشمیری پھولوں کا گلے میں ڈالنا ناجائز فرماتے ہیں اور بہت زور دیتے ہیں لہذا امیدوار کہ جناب از راہ شفقت بزرگانہ جوبات حق ہو جواب سے مشرف فرمائیے گا۔

الجواب

خوشبو لگانا سنت ہے اور خوشبو کی چیزیں پھول بتی وغیرہ پسند بارگاہ رسالت ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وبارک وسلم فرماتے ہیں حبب الی من دنیاکم النساء والطیب وجعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ تمہاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں

ڈالی گئی نکاح اور خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی رواہ الامام احمد والنسائی والحاکم والبیہقی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند جید اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من عرض علیہ ریحان فلا یردّہ فانہ خفیف المحمل طیب الریح جس کے سامنے خوشبو نبات پھول پتی وغیرہ پیش کیجائے تو اوسے رد نہ کرے کہ اوس کا بوجھ ہلکا اور بو اچھی ہے بوجھ ہلکا یہ کہ پیش کرنے والے پر مشقت نہیں کوئی بھاری احسان نہیں رواہ مسلم وابو داؤد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اربع من سنن المرسلین الختان والتعطر والنکاح والسواک۔ چار باتیں انبیاء مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی سنتوں سے ہیں ختنہ کرانا اور خوشبو لگانا اور نکاح اور مسواک رواہ الامام احمد والترمذی والبیہقی فی شعب الایمان عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ قال الترمذی حسن غریب صحیح بخاری شریف میں ہے ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان لایرد الطیب بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خوشبو کی چیز رد نہ فرماتے تھے رواہ ھو والامام احمد والترمذی والنسائی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ہار کر گلے میں پہنیں اون میں پھولوں سے اسی قدر زائد ہے کہ اونھیں ایک ڈورے میں پرولیا ہے اور گلے میں ڈالنا وہی خوشبو سے خود فائدہ لینا اور اپنے جلیس آدمیوں اور فرشتوں کو فرحت پہنچانا ہے کہ کسی برتن میں رکھیں تو اوس کا ساتھ لئے پھرنا دقت سے خالی نہیں اور ہاتھ میں لئے رہیں تو ہاتھ بھی رکے اور پھول بھی جلد کملا جائیں تو اسقدر سے ممانعت وحرمت و ناجوازی کس طرف سے آگئی امام ابن امیر الحاج محمد محمد حلبی حلیہ میں احادیث متعددہ ذکر کرکے فرماتے ہیں عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ دخل مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی امرأۃ وبین یدیہا نوی او حصی تسبح بہ فقال الا اخبرک بما ھو ایسر علیک من ھذا او افضل فقال سبحٰن اللہ عدد ما خلق فی السماء وسبحٰن اللہ عدد ما خلق فی الارض وسبحٰن اللہ عدد ما بین ذلک وسبحٰن اللہ عدد ما ھو خالق واللہ اکبر مثل ذلک ولا الٰہ الا اللہ مثل ذلک ولا حول ولا قوۃ الا باللہ مثل ذلک رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح الاسناد فلم ینھھا عن ذلک وانما ارشدھا الی ما ھو ایسر وافضل ولوکان مکروھا لبین لھا ذلک ثم ھذہ الاحادیث مما تشھد بجواز اتخاذ السبحۃ المعروفۃ لاحصاء عدد التسبیح وغیرہ من الاذکار من غیران یتوقف علی ورود شیئ خاص فیھا بعینھا بل حدیث سعد ھذا کالنص فی ذلک اذ لایزید السبحۃ علی مضمونہ الا بضم النوی ونحوہ فی خیط ومثل ذلک لا یظھر تاثیرہ فی المنع فلا جرم ان نقل اتخاذھا والعمل بھا عن جماعۃ من السادۃ الاخیار واللہ سبحٰنہ الموفق جو اسے ناجائز کہتا ہے شریعت مطہرہ پر افترا کرتا ہے اگر سچا ہے تو بتائے کہ اللہ ورسول نے اسے کہاں منع فرمایا ہے اور جب اللہ ورسول نے منع نہ فرمایا تو دوسرا اپنی طرف سے منع کرنے والا کون جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ ڈاکٹر محمد واعظ الحق سعد اللہ لودی ڈاکخانہ خسروپور ضلع پٹنہ بوساطت مولوی ضیاء الدین صاحب ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عرق تاڑ جسکو اس ہندوستان میں تاڑی کہتے ہیں بذاتہ حلال ہے یا حرام تاڑی ایسی صورت میں کہ شب کو نیا برتن تاڑ میں لگایا جائے اور علی الصباح اوتار لیا جائے اور اوسمیں کسی قسم کا سکر نہ پیدا ہو تو حلال ہے یا حرام۔ بینوا توجروا

الجواب

تاڑی فی نفسہ ایک درخت کا عرق ہے جب تک اوسمیں جوش وسکر نہ آوے طیب وحلال ہے جیسے شیرہ انگور لوگوں کا بیان ہے کہ اگر گھڑا وقت مغرب باندھیں اور وقت طلوع اوتار کر اوسی وقت استعمال کریں تو اوسمیں جوش نہیں آتا اگر یہ امر ثابت ہو تو اوسوقت تک وہ حلال رہتا ہے ہونی ہے جب جوش لائے ناپاک وحرام ہوئی مگر اوس میں تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا حرارت ہوا بھی چند گھنٹے یا چند پہر ٹھہرنے کے بعد اوس میں جوش وتغیر لاتی ہے یا نہیں اگر ثابت ہو تو شام کے وقت تاڑی چند پیڑوں سے بقدر معتد بہ نکال کر کسی ظرف میں بند کرکے صبح تک رکھ چھوڑیں تو ہر گز متغیر نہ ہوگی جبتک آفتاب نکل کر دیر تک دھوپ سے اوسمیں فعل نہ کرے جوش نہیں لاتی تو اس صورت میں وہ بیان مذکور ضرور نہ پایہ ثبوت کو پہونچے گا ورنہ صراحۃً معلوم ہے کہ شام کو جو گھڑا لگایا جائے گا تاڑی اوسمیں صبح تک بتدریج آیا کریگی تو وہ اجزا کہ اول شام آئے تھے طول مدت کے سبب حرارت ہوا سے اون کا تغیر مظنون ہے اور جوش وتغیر محسوس نہ ہونا اسوجہ سے ہے کہ وہ اجزا جنھیں مدت اوس قدر نہ گزرے کہ ہنوز تغیر کی حد تک

نہ پہونچے کثیر و غالب میں اس تقدیر پر اون سے احتراز میں سلامتی ہے۔

مسئلہ دوم۔

غیر مقلدوں سے مسئلہ دریافت کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

غیر مقلدوں سے مسئلہ دریافت کرنا حماقت ہے۔

مسئلہ۔ مرسلہ شیخ ممتاز حسین صاحب از رسپورہ تھانہ بھوجی پورہ پرگنہ بریلی ۱۶ جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دو لڑکی اور ایک لڑکے نے خاکروب کے لڑکی سے روٹی چھین کر کھالی ایک لڑکی کی عمر چودہ برس کی اور دوسری کی گیارہ برس کی اور لڑکے کی عمر دس برس کی اب اون کے ساتھ کھانا کھانا اور انکے ہاتھ کی کوئی چیز لینا اور کنویں سے پانی بھروانا درست ہے یا نہیں بینوا توجروا۔ بعض صاحبوں نے فرمایا ہے کہ روٹی کے کھانے سے یا خاکروب کے چھونے سے کوئی نقصان نہیں اگر یہ بات درست ہے تو جس مسلمان کا جی چاہے وہ خاکروب کی روٹی کھائے اور پانی پئے پھر علیحدہ کیوں کیا ہے خاکروب کو بھی اپنے کنویں سے پانی بھرنے دینا اور اوس کے کنویں آپ پینا جائز ہے لہذا بندہ امیدوار ہے کہ جناب جواب باصواب مع مہر اعلی کے مرحمت فرمائی۔ آپ کا کفش بردار ممتاز حسین۔

الجواب

اول لڑکی لڑکوں کے مربیوں پر لازم ہے کہ انھیں پوری کافی تنبیہ کریں کہ آئندہ ایسی حرکت پھر نہ کریں اول تو روٹی چھین کر کھانا کیسی ناپاک حرکت ہے نابالغ پر اگرچہ گناہ نہ ہو مگر ایسی حرکات سے اونھیں بچانا لازم ہے ورنہ ادن کی یہی عادت رہے گی اور پھر یہ بد خصلت شرعا معصیت بھی ہو جائے گی ولہذا اگرچہ نماز بچوں پر فرض نہیں حدیث میں ارشاد ہوا مروا صبیانکم بالصلاۃ اذا بلغوا سبعا واضربوھم علیہا اذا بلغوا عشرا اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات برس کے ہوں اور نماز پر اونھیں مارو جب وہ دس برس کے ہو جاویں۔ دوسرے یہ کہ بھنگی کی روٹی کھانی ضرور شرعا ممنوع اور آدمی کی سخت بیقدری پر دلیل ہے جس نے یہ کہا کہ بھنگی کی روٹی کھانے پینے میں حرج نہیں اوسنے محض غلط کہا وہ شریعت مطہرہ کے مصالح سے آگاہ نہیں۔ جو بات عام مسلمانوں کی نفرت کی موجب ہو شرعا منع ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں بشروا ولا تنفروا جس بات میں آدمی متہم ہو مطعون ہو انگشت نما ہو شرعا منع ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے حدیث ہے من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یقف مواقف التھم جو بات مسلمانوں پر فتح باب غیبت کرے اونھیں فتنے میں ڈالے گی اور اونھیں فتنے میں ڈالنا حرام ہے اللہ تعالی فرماتا ہے ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنت ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق ۵ مسلمان کہ بھنگیوں سے احتراز کرتے ہیں شرعا منع نہیں نہ شرعا بے اصل ہے اور وہ عادت فاشیہ ہونے کے باعث طبیعت ثانیہ ہو رہا ہے تو ضرور وہ ایسے شخص کے ساتھ کھانا پینا اور اپنے کنویں سے اوس کا پانی بھرنا گوارہ نہ کریں گے اب اگر اوس نے اسپر صبر کیا تو خود اپنے ہاتھوں بلا میں پڑا اپنی عاقبت تنگ کی اور او سکے قریب رشتہ داروں نے بھی اوسے برادری سے نکالا تو قطع رحم کا بھی باعث ہوا اور وہ سخت حرام ہے اور اگر اوس سے صبر نہ ہوا تو ضرور اوسکے باعث فتنہ اوٹھنے فساد پھیلنے کا اندیشہ قوی ہے اور مسلمانوں میں فساد پیدا کرنا حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے والفتنۃ اشد من القتل حدیث میں ہے الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظھا غرض بہت وجوہ سے یہ فعل شرعا نادرست ہے اول لڑکی لڑکوں کو اون کے مربی تنبیہ کریں اور مسلمانوں کے اون سے توبہ کرائیں اون کے بعد اون کے ساتھ کھانے پینے کنویں سے پانی بھرنے میں حرج نہیں واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ محمد اکرم حسین از دوہری بوساطت مولانا حامد حسین صاحب رامپوری مدرس اول مدرسہ اہلسنت بریلی ۵ جمادی الاولی ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شوہر اپنی بی بی اور بی بی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں اور اوسکا

چھونا کیسا ہے یعنی مرد اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو چھو سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زن و شو کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز ہے حتی کہ فرج و ذکر کو بلکہ بہ نیت صالحہ موجب ثواب و اجر ہے کما نص علیہ سیدنا الامام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ البتہ بحالت حیض و نفاس زیر ناف زن سے زیر زانو تک چھونا منع ہوتا ہے علی قول الشیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما بہ یفتی اسی طرح اور عوارض خاصہ مثل صوم و اعتکاف و احرام وغیرہا کے باعث ادن عوارض تک ممانعت ہوجاتی ہے اور شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے مگر اس کے بدن کو چھونے کی اجازت نہیں لانقطاع النکاح بالموت اور عورت جب تک عدت میں ہے اپنے شوہر مردہ کا بدن چھو سکتی اور اسے غسل دے سکتی ہے جبکہ اس سے پہلے بائن نہ ہوچکی ہو لبقاء النکاح فی حقہا بالعدۃ نص علی ذلک فی تنویر الابصار والدرالمختار وغیرہما من معتمدات الاسفار واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از کلی ناگر ضلع پیلی بھیت مرسلہ اکبر علی صاحب ۲ رجمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حرام کرنے والا مولود پڑھتا ہے اور حرام سے توبہ کرتا ہے اور بعد مولود پڑھنے کے پھر حرام کرنے پر کمر باندھے ہے تو اوس کے حق میں مولود کا پڑھنا کیسا ہے اور وہ شخص مجلس میں مولود پڑھنے کے اور بلانے کے قابل ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جس شخص کی نسبت معروف و مشہور ہے کہ معاذ اللہ وہ حرام کار ہے اس سے میلاد شریف پڑھوانا اور اوسے چوکی یا منبر پر بٹھانا منع ہے کما فی تبیین الحقائق و فتح اللہ المعین وغیرہما فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً مگر شہرت صحیح ہو نہ جھوٹی بے معنی تہمت جیسے آجکل بہت نااہل جاہل خدا نا ترس اپنے جھوٹے اوہام کے باعث مسلمانوں پر اتہام لگا دیتے ہیں اس سے وہ خود سخت حرام و کبیرہ کے مرتکب اور شدید سزا کے مستحق ہوتے ہیں رہا خالی بلانا وہ مصلحت دینی پر ہے اگر جانے کہ بزمی سمجھانے میں زیادہ اثر کی امید ہے تو یوہیں کرے اور اگر جانے کہ دور کرنے اور سختی برتنے میں زیادہ نفع ہوگا تو یہی کرے اور حال یکساں ہے تو شریعت کی غیرت اور دوسروں کی عبرت کے لئے علانیہ دوری بہتر اور اپنے عیبوں پر نظر اور مسلمانوں کے ساتھ رفق و رحمت کیلئے تنہائی میں نرمی اولٰی واللہ اعلم۔

مسئلہ۔ از کلی ناگر ضلع پیلی بھیت مرسلہ اکبر علی صاحب ۶ رجمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو مولوی واعظ داں ہوکر گاؤں در گاؤں ہندوؤں کے یہاں کا کھانا کھائے اور ایک عورت کو ساتھ لئے پھرے اوس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور وہ امامت کے قابل ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہندو کے یہاں کا گوشت حرام ہے جب تک وہ گوشت اوس جانور کا نہ ہو جسے مسلمان نے ذبح کیا اور اسوقت تک مسلمان کی نظر سے غائب نہ ہوا باقی کھانے اگر اون میں کوئی وجہ حرمت نہ معلوم ہو تو حلال ہیں ایک عورت کو ساتھ لئے پھرنا نہایت گول لفظ ہے کیسی عورت کیونکر ساتھ لئے پھرنا خادمہ بنا کر یا زوجہ بنا کر یا معاذ اللہ فاسد طریقے پر اور خادمہ ہے تو جوان ہے یا حد شہوت سے گزری ہوئی بڑھیا اور اوس سے فقط پکانے وغیرہ کی معمولی خدمت لیتا ہے یا تنہائی میں یکجائی کا بھی اتفاق ہوتا ہے اور زوجہ ہے تو پردہ میں رکھتا ہے یا بے پردہ لئے پھرتا ہے اگر حد شہوت سے گزری ہوئی بڑھیا ہے یا جوان ہے اور اس سے معمولی خدمت لیتا ہے اور ساتھ اور لوگ بھی ہیں کہ اتفاق خلوت میں نہیں ہوتا یا زوجہ ہے اور اوسے پردے میں ساتھ رکھتا ہے تو حرج نہیں۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از اوجین علاقہ گوالیار مرسلہ حاجی یعقوب علی خاں صاحب ۱۴ جمادی الآخرہ ۱۳۲۲ھ۔

براہ سخن پروری عبارت کتب میں اپنی طرف سے چند الفاظ داخل کرکے علمائے کرام اور حتی کہ اوستاد عظام خود کو دھوکا دینا کیا حکم رکھتا ہے

جو حکم محقق اس مسئلہ میں ہو بیان فرماویں دبحث مسئلہ عبارت کتب ہو۔

الجواب

سخن پروری یعنی دانستہ باطل پر اصرار ومکابرہ ایک کبیرہ۔ کلمات علماء میں کچھ الفاظ اپنی طرف سے الحاق کرکے ان پر افترا دوسرا کبیرہ۔ علماء کرام اور خود اپنے اساتذہ کو دھوکا دینا خصوصًا امر دین میں تیسرا کبیرہ۔ یہ سب خصلتیں یہود لعنہم اللہ تعالٰی کی ہیں قال اللہ تعالٰی ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون ○ وقال تعالٰی فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون ○ وقال تعالٰی یحرفون الکلم من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون ○ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ ملک بنگالہ ضلع کچھار ڈاکخانہ لکھی پور بمقام سنگرین مرسلہ جلال الدین۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ شادی میں بندوقیں بغرض اعلان چھوڑنا جائز ہے یا نہیں اور جس شخص نے حرام ثابت کیا بلکہ اوسکے یہاں کا کھانا تک حرام قطعی ثابت کیا اوسکے حق میں شرع سے کیا حکم ہے۔

الجواب

فی الواقع نکاح میں بغرض اعلان بندوقیں چھوڑنے کی ممانعت شرع میں کہیں ثابت نہیں ہلال رمضان اور ہلال عید میں صدہا سال سے بلاد اسلامیہ میں توپوں کی فیر کی جاتی ہیں اوس سے بھی اعلان ہی مقصود ہوتا ہے اوس اعلان پر شرعًا عمل کا جزئیہ ردالمحتار میں مذکور رہے۔ نیت ریا وتفاخر نہ فقط شادی کی بندوقوں بلکہ نماز کو حرام کردیتی ہے رسم کا اعتبار جبتک کسی فساد عقیدہ پر مشتمل نہ ہو اصل رسم کے حکم میں رہتا ہے اگر رسم محمود ہے محمود ہے مذموم ہو مذموم ہے مباح ہو مباح ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از مقام کول مانک چوک مسئولہ زوجہ عبدالرشید خاں مرحوم تاریخ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کسبی نے جو کچھ مال حرام پیدا کیا تھا جہ نقدی وجہ زیور وجہ جائداد خریدی ہوئی اوسی مال سے پیدا کی تھی جب وہ کسبی تائب ہوئی تو اوس نے اس قسم مال حرام کو پیدا کردہ اپنا سب چھوڑ دیا اور اپنی ماں اور بہنوئی سے کہا کہ یہ مجھے درکار نہیں ہے میں نے سکو چھوڑا یہ کہکر الگ ہوگئی اونھوں نے اوس مال اور جائداد کو صرف کرڈالا اب یہ استفسار ہے کہ یہ دیدینا اوس کا اونکو صحیح ہوگیا یا کیا اور جو صحیح نہوا ہو تو اوس کو یہ واپس کرسکتی ہے یا نہیں اور اس غرض سے واپسی چاہتی ہے کہ اگر ملجائے تو اوس وقت کی نقدی سے جائداد خرید کرکے اوسے مصرف خیر میں صرف کرے اس کی کیا صورت ہے۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

رنڈی جو مال اوس حرام وناپاک ذریعے سے حاصل کرتی ہے اوس کی ملک نہیں ہوتا حکم غصب رکھتا ہے اوس پر فرض ہوتا ہے کہ جن سے لیا واپس دے وہ نہ رہے ہوں تو اون کے ورثہ کو دے وہ نہ ملیں تو فقراء پر تصدق کرے اور ظاہر ہے کہ بعد ایک مدت مدیدہ کے جو عورت تائب ہو وہ ہرگز حساب نہ لگا سکے گی کہ کب کتنا کس سے لیا تو جو مال اوس کے ہاتھ میں ہے اموال ضائعہ کے قبیل سے ہوا کہ اوسکے مصرف فقراء ہیں اور اوس کی ماں بہنیں کہ وہ بھی زنڈیاں اور اوسوقت تک اوسی پیشہ ملعونہ میں آلودہ ہیں اگرچہ اوس ناپاک ذریعہ سے لاکھوں روپے اون کے پاس ہوں شرعًا محض محتاج ونادار ہیں۔ لما عرفت من ان ما بایدیھن غصب لایملکنہ تو وہ بھی اوسی تصدق کی محل ہیں اور ماں ہونا اس صدقہ واجبہ کے منافی نہیں کہ یہ صدقہ خود اوس کے اپنے مال کا نہیں کما علم بل اموال ضوائع لایعرف اربابھا فیحل لھا التصدق بھا علٰی ابیھا وابنھا وامھا وبنتھا وفی الھندیۃ عن القنیۃ لہ مال فیہ شبھۃ اذا تصدق بہ علٰی ابیہ یکفیہ ذلک ولا یشترط التصدق علی الاجنبی وکذا اذا کان ابنہ معہ حین کان یبیع ویشتری وفیھا بیوع فاسدۃ فوھب جمیع مالہ لابنہ ھذا خرج من العھدۃ اھ اقول فاذا کان ھذا فیما قد ملکہ ملکا خبیثا لم یملکہ اظھر واولٰی بس اگر اس عورت نے وہ مال اونھیں دے ڈالا تھا اور اونھوں نے قبضہ کرلیا جب تو ظاہر ہے کہ صدقہ اپنے محل کو پہنچ گیا اوسکی ماں بہنیں اوس کی مالک ہوگئیں اور وہ مال اون کے لئے طیب ہوگیا ولا یفوالشیوع

الصدقۃ وان ضرالھبۃ اب عورت کو اون سے واپسی کا اختیار نہیں لان الصدقۃ لاتسترد وکان القرابۃ المحرمۃ مانعۃ للرجوع اور اگر دے ڈالنا نہ تھا بلکہ صرف آپ اوس ناپاک مال سے بے علاقہ ہونا منظور تھا اور تم کو چھوڑا کہ یہ معنی تھے کہ تم ہنوز اسی ناپاک پیشے میں ہو تم جانو اور یہ ناپاک مال مجھے اس سے تعلق نہیں اس صورت میں بھی جبکہ اونھوں نے قبضہ کرلیا تو ایک مال ضائع حق فقرا تھا جس پر فقرا کا قبضہ ہوگیا یہ عورت اوسکی مالک نہ تھی کہ فقرا سے مطالبہ واپسی کرسکے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از محمد صابر عفی عنہ اعظم گڑھ ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۲۲ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر ہنود میلاد شریف کے چندے میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں یا خود اہل ہنود انفرادًا میلاد شریف کرائیں تو جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہندو سے مسلمان امر دین میں مدد نہ لے حدیث شریف میں ہے انالانستعین بمشرک۔ اور اگر وہ خود شرکت چاہیں تو بطور چندہ شریک نہ کیا جائے کہ اوس کے مال سے قربت قائم نہیں ہوسکتی ہاں اگر وہ کسی مسلمان کو تملیک کردے یہ مسلمان چندے میں دیدے مضائقہ نہیں جبکہ اسطور پر لینے میں ہندو کیلئے وجہ استعلا نہ ہو وہ یہ نہ سمجھے کہ مسلمانوں نے مجھ سے استمداد کی میری مدد کے محتاج ہوئے بلکہ احسان مانے کہ میرا مال قبول کرلیا ہندو اپنے مال سے کوئی کار خیر کرے مقبول نہیں وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنٰہ ھباءً منثورا واللہ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ حافظ امیر اللہ صاحب۔ ۱۲ شوال ۱۳۲۲ھ۔

یہ خط ایک شخص صادق تخلص سیتاپوری کا میرے نام آیا ہے اس کی آخری عبارت ملاحظہ فرمائیں عبارت یہ ہے۔ اگر آنجا را ترک کردہ ماہقی را از یں بلا (یعنی طاعون) حفاظت کنند بعقل نزدیک وازمحاظرہ ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ۔ دورست زیرا کہ حدیثے کہ در عدم فرار وارد شدہ مصنف سکن الشجون فی حکم الفرار عن و بار الطاعون بدلائل و براہین ثابت کردہ کہ اولا طرق روایان حدیث بسیار مخدوش ست یعنی دو نفر از انہا مجہول وغیر ثقہ است وثانیا نفس حدیث مقامی ست زیرا کہ در وقتے کہ عسکر اسلامی از برائے حفاظت ثغو دمقرر بودند طاعون آمد وآنہا می گریختند حضرت فرمودند کہ نگریزند۔ خلاصہ بخیال من باینحالت آنجا سکونت جاہلانہ خود را ببلا انداختن ست فقط

الجواب

حدیث فرار عن الطاعون کو مخدوش ومجروح اور اوس کے دو راویوں کو مجہول وغیر ثقہ نہ کہے گا مگر جاہل یا گمراہ حدیث صحیح نقی منقی مصنفی صحیحین بخاری ومسلم وموطائے امام مالک ومسند امام احمد وسنن ابی داؤد وسنن نسائی وغیرہا میں بطرق عدیدہ واسانید جیدہ صحیحہ حد شہرت واستفاضہ پر مروی ہوئی اور راوے سے مقامی بمعنے مذکور بھی نہ کہے گا مگر وہ کہ ارشادات محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بپردہ تاویل باطل وعلیل میں رد کرنا چاہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو یوں ارشاد فرمائیں اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلوا علیہ واذا وقع وانتم بارض فلا تخرجوا منھا فرارا منہ جب تم کسی زمین میں طاعون ہونا سنو تو اوس پر داخل نہ ہو اور جب وہاں طاعون آئے جہاں تم ہو تو طاعون سے بھاگنے کیلئے وہاں سے نہ نکلو رواہ الشیخان وابو داؤد والنسائی ومالک واحمد عن عبدالرحمٰن بن عوف والبخاری ومسلم عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہم اور اوس کے معنی یہ قرار دیئے جائیں کہ کسی جہاد کے وقت طاعون ہوا تھا تو اوس جہاد سے بھاگنے کی مخالفت میں فرمائی گئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون یہ تاویل نہیں صریح تحریف وتبدیل ہے اور نہ صرف تبدیل بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افترا کہ حضور نے اس غرض سے فرمایا حالانکہ کسی روایت ضعیفہ میں بھی یہ سبب وغرض ارشاد مذکور نہیں محض اختراع وافترا ہے وقد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار سکن الشجون کیا چیز ہے اس کا مصنف کون ہے کشف الظنون تک تو اوس کا پتا نہیں کوئی حال کا جاہل مجہول ہو تو ہوا کرے القا بالایدی الی التھلکہ کیا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ

تعالٰی علیہ وسلم کے احکام کو نہ مانا ورنہ یہ آیت تحریم جہاد کے لئے عمدہ دستاویز ہو جائے گی جو تہلکہ چمکتی تلواروں اور برستے تیروں اور توپ کے متواتر گولوں کے سامنے ہے طاعون میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں تو جہاد اکبر سے زائد حرام ہوگا اور جہاد سے بھاگنا فرض حالانکہ قرآن نے اس کا عکس فرمایا ہے قرآن عظیم ترک جہاد و فرار عن الجہاد ہی کو تہلکہ فرماتا ہے جیسے یہ عبدۃ الہوی ہلاک سمجھیں وہ نجات ہے اور جسے نجات سمجھ رہے ہیں وہ ہلاک ہے ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ یہ لاتلقوا ہم انصار میں اتری کہ جب دین متین کو اللہ عزوجل نے عزت بخشی اور اسلام پھیل گیا ہم نے کہا اب جہاد کی کیا ضرورت ہے اب اپنے خانگی امور جو اتنے روزوں سے خراب پڑے ہیں بنالیں اوس پر ارشاد ہوا وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ اپنی جان اور مال جہاد میں خرچ کرو اور ترک جہاد کرکے اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو معالم شریف میں ہے فالتہلکۃ الاقامۃ فی الاٰل والمال و ترک الجہاد امام اجل احمد بن حنبل مسند میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الفار من الطاعون کالفار من الزحف ومن صبر فیہ کان لہ اجر شہید طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے جہاد میں کفار کو پیٹھ دیکر بھاگنے والا اور جو اوسمیں صبر کئے بیٹھا رہے اوسکے لئے شہید کا ثواب ہے اور جہاد سے بھاگنے والے کو اللہ عزوجل فرماتا ہے فقد باء بغضب من اللہ وماوٰہ جہنم وبئس المصیر ہ وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اوسکا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا بری بازگشت ہے تو ثابت ہوا کہ طاعون سے بھاگنے والا اللہ کے غضب میں جاتا ہے اور جہنم اوس کا ٹھکانا ہے اسی کو فرمایا کہ لاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ اپنے ہاتھوں ہلاکت و غضب خدا اور استحقاق جہنم میں نہ پڑو۔ اب بتایئے کہ طاعون سے بھاگنا تہلکہ ہے یا اپنے رب عزوجل پر توکل کرکے صابر و مقیم رہنا۔ اللہ تعالٰی توفیق دے کہ احکام محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنے ہوائے نفس سے رد نہ کیا جائے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از قاضی ٹولہ شہر کہنہ ۱۷ ذی القعدہ ۲۲ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ اگر کوئی شخص جس نے سوائے کتب فارسی اور اردو کے جو کہ معمولی درس میں پڑھی ہوں اور اوس نے کسی مدرسہ اسلامیہ یا علمائے گرامی سے کوئی سند تحصیل علم نہ حاصل کی ہو اگر وہ شخص مفتی بنے یا بننے کا دعوٰی کرے اور آیات قرآنی اور احادیث کو پڑھ کر اوس کا ترجمہ بیان کرے اور لوگوں کو باور کرادے کہ وہ مولوی ہے تو ایسے شخص کا حکم یا فتوٰی اور اقوال قابل تعمیل ہیں یا نہیں اور ایسے شخص کا کوئی دوسرا شخص حکم نہ مانے تو اسکے لئے شریعت میں کیا حکم ہے۔

الجواب

سند کوئی چیز نہیں۔ بہتیرے سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں اور جنہوں نے سند نہ لی اون کی شاگردی کی لیاقت بھی ان سند یافتوں میں نہیں ہوتی۔ علم ہونا چاہئے اور علم الفتوٰی پڑھنے سے نہیں آتا جب تک مدتہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو۔ مفتیان کامل کے بعض صحبت یافتہ کہ ظاہری درس تدریس میں پورے نہ تھے مگر خدمت علمائے کرام میں اکثر حاضر رہتے اور تحقیق مسائل کا شغل اون کا وظیفہ تھا فقیر نے دیکھا ہے کہ وہ مسائل میں آجکل کے صدہا فارغ التحصیلوں بلکہ مدرسوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدرجہا زائد تھے پس اگر شخص مذکور فی السوال خواہ بذات خود خواہ بفیض صحبت علمائے کاملین علم کافی رکھتا ہے جو بیان کرتا ہے غالبًا صحیح ہوتا ہے اوسکی خطا سے اوس کا صواب زیادہ ہے تو حرج نہیں اور اگر دونوں وجوہ علم سے عاری ہے صرف بطور خود اردو فارسی کی کتابیں دیکھ کر مسائل بتائے اور قرآن و حدیث کا مطلب بیان کرنے پر جرأت کرتا ہے تو یہ سخت اشد کبیرہ ہے اور اوسکے فتوٰی پر عمل جائز نہیں اور نہ اوس کا حدیث و قرآن سننے کی اجازت

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اجرأکم علی الفتیا اجرأکم علی النار تم میں جو شخص فتوٰی دینے پر زیادہ جرأت رکھتا ہے وہ آتش دوزخ پر زیادہ دلیر ہے۔ اور ارشاد فرمایا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قال فی القراٰن برایہ فاصاب فقد اخطاء جس نے قرآن کے معنی اپنی رائے سے بیان کئے اوس نے اگر ٹھیک کہے تو غلط کہے اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من قال فی القراٰن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار جو بغیر علم کے قرآن کے معنی کہے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ بہیڑی ضلع بریلی مرسلہ طالب حسین خاں ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر موضع میں بد جانور کا گوشت کھاتے ہیں اون کے یہاں کا کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں۔ دیگر یہ ہے مسلمان کو قصداً شکار سور کا کرنا اور بلم سے مارنا اور کتے سے اور اہل ہنود کو کھلانا جائز ہے یا نہیں۔ سود لینے والے کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں۔ ایک مولوی صاحب نے کہا کہ اگر اوسکی آمدنی اور جگہ سے بھی ہے تو اوسکے یہاں کھانا کھانا جائز ہے۔ گیارہویں شریف کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اور قیام مولود جائز ہے یا نہیں اور قبر پر اذان کہنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

جو کفار اوس بد جانور کو کھاتے ہیں جیسے ٹھاکر وغیرہ بہتر یہ ہے کہ اون کے یہاں کی روٹی سے بھی احتراز کیا جائے کہ ظاہر یہی ہے کہ اون کے برتن اور بدن سب نجس ہوتے ہیں مگر یہی حال اون کے یا منوں وغیرہ اقوام کا بھی ہے کہ وہ سور نہ کھائیں تو گوبر اور پچھیا کا موت تو اون سب کے نزدیک پاک بلکہ پوتر ہے وہ سب نجس ہیں مگر شریعت آسان ہے جبتک کسی خاص شئے میں حرمت یا نجاست کا حال معلوم نہ ہو ہمارے لئے پاک وحلال ہے ورنہ بازار کا دودھ گھی مٹھائی سب کا یہی حال ہے امام محمد فرماتے ہیں بہ ناخذ مالم نعرف شیئا حراما بعینہ سور اگر کھیتی وغیرہ کو ضرر دے یا اوس سے انسان یا مویشی پر حملہ آوری کا اندیشہ ہو تو اوسے کتے سے شکار کرنا خواہ بلم یا بندوق سے مارنا جائز بلکہ مستحب بلکہ بعض اوقات میں فرض وواجب ہے مگر ہندو وغیرہ کسی کافر کو اوس کا کھلانا یا اوس کے پاس بھجوانا سخت حرام ہے کہ کھانا اور کھلانا ایک حکم ہے۔ اشباہ میں ہے ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ۔ سود خوار کے یہاں نہ کھانا بہتر ہے خصوصاً عالم ومقتدا کو اور فتوی وہی ہے کہ جب تک کسی خاص مال کی حرمت معلوم نہ ہو منع نہیں۔ گیارہویں شریف اور مجلس مبارک میلاد کا قیام جس طرح مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ کے علمائے کرام اور بلاد دارالاسلام کے خاص وعام میں شائع ہے ضرور جائز ہے یونہی قبر پر اذان کہنے میں میت کا دل بہلنا اور اوس پر رحمت الٰہی کا اوترنا اور سوال جواب کے وقت شیطان کا دور ہونا اور ان کے سوا اور بہت فائدے ہیں جنکی تفصیل ہمارے رسالہ "ایذان الاجر فی اذان القبر" میں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شاہجہانپور محلہ خلیل مرسلہ مولوی محمد ریاست علی خانصاحب واز رامپور خانقاہ مولانا ارشاد حسین صاحب مرسلہ مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب۔ غرہ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ۔

ما قولکم ایہا العلماء الکرام رحمکم اللہ فی ہذا المرام ان ضرب الدف والبنادیق فی العرس بغرض اعلان النکاح او تخزیۃ ہل یجوز عند الشرع ام لا۔ بینوا بسند الکتاب توجروا یوم الحساب۔

خلاصۃ جواب مولوی ریاست علی خاں

یجوز ضرب الدف بلا جلاجل والبنادیق بغرض اعلان النکاح ولا یجوز تخزیۃ وتطربا فی الحدیث اضربوا علیہ بالدفوف وضرب المدفع یجوز لاعلان افطار الصوم ولزوم الصوم واختتام وقت السحری ووقت نصف النہار وغیرہا کما ہو معتاد مروج فی اکثر بلاد الاسلام خصوصاً فی مکۃ المعظمۃ فعلی ہذا ای تأمل فی جواز ضرب البنادیق بغرض اعلان النکاح لانہ ماموز بالاعلان عن لسان صاحب الشرع وفی رد المحتار ات المدفع یفید غلبۃ الظن وان کان ضاربہ فاسقا لان العادۃ ان الموقت یذہب لی دار الحکم آخر النہار فیعین لہ وقت ضربہ فیغلب بہذہ القرائن عدم الخطاء وعدم قصد الافساد والالزم تاثیم الناس وایضا فیہ الظاہر انہ یلزم اہل القری الصوم بسماع المدافع من المصر لانہ علامۃ ظاہرۃ تفید غلبۃ الظن وغلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل فثبت ان ضرب المدافع مروج مشروع وایضا فی رد المحتار آلۃ اللہو لیست محرمۃ بعینہا بل لقصد اللہو منہا اما من سامعہا او المشتغل بہا اھ قلت وحرمۃ آلات اللہو لقصد اللہو فی تمیز العرس فاللہو مباح من حدیث عائشۃ زفت امرأۃ الی رجل من الانصار فقال نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ماکان معکم لہو فان الانصار یعجبہم اللہو۔ رواہ البخاری وہذا علی تسلیم ان البنادیق من آلات اللہو والا فلا شناعۃ فیہما من قبل واللہ سبحنہ اعلم

خلاصۃ جواب الشاہ سلامۃ اللہ فی تائید ہ

لاریب فی جواز ضرب الدف لاعلان النکاح بل فی سنیتہ فی الفتاوی الغیاثیۃ ضرب الدف فی النکاح اعلانا وتشہیرا سنۃ اھ۔ وفی الخلاصۃ یجب ان یکون بلا صنجات وجلاجل اھ وکذا الطبل قال المحقق العینی والطبل انما کان منہیا اذا کان للہو اما لغیرہ فلا باس کطبل الغزاۃ والعرس اھ وقد صح ضرب الدف لیلۃ العرس وفی الاعیاد عند النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واکد ذلک بما رواہ احمد والترمذی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدف فی النکاح وبما رواہ النسائی عن عامر بن سعد قال دخلت علی قرظۃ وابی مسعود الانصاری فی عرس واذا جوار تغنین فقلت ای صاحبی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واھل بدر یفعل ھذا عندکم فقال اجلس ان شئت فاسمع معنا وان شئت فاذھب فانہ قد رخص لنا فی اللہو عند العرس وفی خزانۃ المفتین لاباس بان یکون لیلۃ العرس دف یضرب للشہرۃ واعلان النکاح قال الفقیہ ابواللیث ھذا اذا لم یکن علیہ جلاجل اما اذا کان فیکرہ کذا فی الظہیریۃ اھ اقول اطلاق الاحادیث ینادی بجوازہ مع الجلاجل ایضا ولعل القول بالکراھۃ لعلۃ اخری وقد ظہر من کلام المحقق العینی ان دف العرس وطبلہ لیسا داخلین فی اللہو ولو کانا لجاز ایضا فی النکاح بنص الحدیث کما افادہ الفاضل المجیب وقدمنا التصریح بذلک فی روایۃ النسائی وکذا لاشبہۃ فی جواز ضرب البنادق والمدافع فی العرس وامثالہ۔

الجواب

اللّٰھم لک الحمد والیک المحمد صل علی حبیبک النور مانح السرور ومانع الشرور وعلی الہ وصحبہ الی یوم النشور نعم ضرب الدف لاعلان النکاح واظہار السرور فی مستحبات الافراح جائز ومباح ما فیہ جناح بل مندوب ومطلوب بالقصد المحبوب لکن یکرہ للرجال بکل حال وانما الجوازللنساء علی ما قالہ فحول العلماء وانما ینبغی لنحو الجواری من الاماء والذراری دون السروات ذوات الہیأۃ فی الدرالمختار وجاز ضرب الدف فیہ اھ یرید العرس قال فی ردالمحتار جواز ضرب الدف فیہ خاص بالنساء لما فی البحر عن المعراج بعد ذکر انہ مباح فی النکاح وما فی معناہ من حادث سرور قال وھو مکروہ للرجال علی کل حال للتشبہ بالنساء اھ واخرج ابن حبان فی صحیحہ عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت کانت عندی جاریۃ من الانصار زوجتہا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الا تغنین فان ھذا الحی من الانصار یحبون الغناء قال القاری قال التوربشتی یحتمل ان یکون علی خطاب الغیبۃ بجماعۃ النساء والمراد منہن من تبعہا فی ذلک من الاماء والسفلۃ فان الحرائر یستنکفن من ذلک وان یکون علی خطاب الحضور لھن ویکون من اضافۃ الفعل الی الآمریہ والآذان فیہ قلت ویؤیدہ الروایۃ الاتیۃ ارسلتم معہا من تغنی الخ اما الجلاجل فمن للہو الباطل والنہی عنہا مشہور وفی زہرالصدور ومزلور وذلک لما فیہا من التطریب وقد کرھوا ضرب الساذج علی ھیأۃ التطرب فکیف بما ہو فی نفسہ معیب وقد قدم الفاضل المجیب عن العلامۃ الشامی عن الفتاوی السراجیۃ ان ھذا ای جواز ضرب الدف فی العرس اذا لم یکن لہ جلاجل ولم یضرب علی ھیأۃ التطرب اھ ولم یثبت وجود الجلاجل فی الدفوف فی زمن الحدیث والرسالۃ بل ھو لہو حدیث اخترعہ بعدہ اھل اللعب والبطالۃ فی المرقاۃ شرح المشکوۃ (فجعلت جویریات لنا) بالتصغیر قیل المراد بہن بنات الانصار لا المملوکات (یضربن بالدف) قیل تلک البنات لم یکن بالغات حد الشہوۃ وکان دفہن غیر مصحوب بالجلاجل قال اکمل الدین المراد بہ الدف الذی کان فی زمن المتقدمین واما ما علیہ الجلاجل فینبغی ان یکون مکروھا بالاتفاق اھ ملخصا ولا یذھبن عنک ان اللہو حقیقتہ حرام کلہا دقہا وجلہا اما ما ابیح فی العرس ونحوہ من ضرب الدف وانشاد الاشعار المباحۃ بالقصد المباح او المندوب والتلہی واللعب المعیوب فانما سمی لہوا صورۃ کما سمیت السنن الثلث ملاعبۃ الفرس والمرأۃ والرمی بذلک لذلک بالضرورۃ فلا منافاۃ بین حدیث قرظۃ بن کعب وابی مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما وقول المحقق العینی وغیرہ انما کان منہیا اذا کان اللہوا اما

لغیرہ فلا باس کطبل الغزاۃ والعرس قال فی رد المحتار نقلا عن الکفایۃ شرح الہدایۃ اللہو حرام بالنص قال علیہ الصلاۃ والسلام لہو المؤمن باطل الا فی ثلث تادیبہ فرسہ وفی روایۃ ملاعبتہ بفرسہ ورمیہ عن قوسہ وملاعبتہ مع اھلہ اھ قلت رواہ الحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلفظ کل شیئ من لہو الدنیا باطل الا ثلثۃ انتضالک بقوسک وتادیبک فرسک وملاعبتک اھلک فانھن من الحق ھذا مختصر وقال صحیح علی شرط مسلم ونازعہ الذھبی وصحح ابوحاتم وابوزرعۃ ارسالہ من طریق محمد بن عجلان عن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین قال بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فذکرہ قالہ فی نصب الرایۃ قلت محمد صدوق من رجال مسلم وعبداللہ ثقۃ عالم من رجال السنۃ کلاھما من صغار التابعین فالحدیث صحیح علی اصولنا علا ان النسائی روی بسند حسن عن جابر بن عبداللہ وجابر بن عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال کل شیئ لیس من ذکر اللہ فھو لہو ولعب الا ان یکون اربعۃ ملاعبۃ الرجل امرأتہ وتادیب الرجل فرسہ ومشی الرجل بین الغرضین وتعلیم الرجل السباحۃ واخرج الطبرانی فی الاوسط عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کل لہو یکرہ الا ملاعبۃ الرجل امرأتہ ومشیہ بین الھدفین وتعلیمہ فرسہ فالحدیث صحیح لاشک وکان ھذا ھو مراد الفاضلین الکاملین ذوی الرئاسۃ والسلاحۃ والنفاسۃ والکرامۃ الجیب والمؤید باباحۃ اللہو فی العرس اما ضرب بندقۃ الرصاص لاعلان النکاح فلاشک ان الاعلان مطلوب فیہ مندوب الیہ فصلا بین النکاح والسفاح الذی یکتم ولا یعلم والمقصود اعلام الاباعد والاقاصی فان الحضور یعلمونہ بالحضور ولذا امر بضرب الدفوف واضطراب الاصوات علی الوجہ المعروف فان العلم للقاصی انما یحصل بما ھو متعارف عندھم وقد شملہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدف فی النکاح رواہ الائمۃ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم عن محمد بن حاطب الجمحی رضی اللہ تعالٰی عنہ حسنہ الترمذی وصححہ ابن حبان والدارقطنی والحاکم وابن طاھر فلم یخص بالدف بل اطلق الصوت وغایر بالعطف والبندقۃ صوت یحصل بہ الاعلام بل ادخل فی المرام قال القاری قال ابن الملک المراد الترغیب الی اعلان امر النکاح بحیث لا یخفی علی الاباعد قال وفی شرح السنۃ معناہ اعلان النکاح واضطراب الصوت بہ والذکر فی الناس کما یقال فلان قد ذھب صوتہ فی الناس اھ وبالجملۃ فالنھی مفقود ونیل المقصود فالجواز موجود والمنع مردود وھل لاحد ان ینھی عما لم ینہ عنہ اللہ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اما زعم بعض جہلۃ الوھابیۃ ولعمری ما فی الوھابیۃ الا الجہلۃ انہ اسراف والاسراف حرام فجھل منھم بمعنی الاسراف واعظم منہ ان اجہلھم تلا فی تحریمہ ایۃ ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین ولم یدر المسکین ما فی الانفاق فی غرض محمود و فی مذموم او فی عبث من بون بین ولو کان کل انفاق شیئ فی غرض مباح بل ومحمود اسرافا مذموما اذا امکن حصولہ باقل منہ لکان کل توسع فی مأکل او مشروب او منکح او مرکب او ملبس او مسکن حراما وھو خلاف الاجماع والنصوص الصریحۃ بغیر نزاع وھذا ربنا عزوجل قائلا قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق وھذا نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قائلا ان اللہ تعالٰی یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ رواہ الترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما مع قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الحدیث الصحیح بحسب ابن ادم لقیمات یقمن صلبہ الحدیث وجعل ملئ البطن التثلیث وقد اجمعوا علی جوازہ حتی الشبع وانت تری ھؤلاء النابین المجترئین علی اللہ تعالٰی بما تصف السنتھم الکذب ان ھذا حرام وھذا ممنوع یاکلون الالوان ویلبسون الرقاق ویفعلون ویفعلون ولو اجتزؤا العشر مما انفقوا لکفی وضرب البندق ایضا لایخلو عن نفقۃ اما ثمن واما اجرۃ ولعلہ قد یفوق ثمن البارود وانما السرف الصرف الی غرض لایحمد وتعدی القصد وتجاوز الحد فانظر این ھذا من ذاک واللہ یتولی ھداک نعم من اراد التفاخر فذلک الحرام جملۃ واخرۃ ان اللہ لایحب من کان مختالا فخورا ولا اختصاص لھذا بالدف والبندقۃ بل لو تلا القرآن ونوی التفاخر لکان حراما محظورا والتالی اثما موزورا کما لایخفی فھذا ما عندنا فی الباب وربنا

سبحنہ اعلم بالصواب وصلی اللہ تعالی علی سیدنا ومولانا والاٰل والاصحاب آمین۔

مسئلہ۔ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید رہنے والا بدایوں کا ہے اور بریلی میں انگریزی ملازم ہے بدایوں سے اپنے عیال واطفال کو لانے کا مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ اس عرصہ میں بدایوں میں طاعون شروع ہوگیا اس وجہ سے نہ لاسکا اگر شریعت اجازت دے تو زید اپنے متعلقین کو لاکر دنیوی تفکرات اور دوہرے خرچ سے نجات پائے۔

الجواب

اللہ عزوجل دل کے خطروں کو جانتا ہے اگر واقعی بخوف طاعون وہاں سے ان کا منتقل کرنا مقصود نہیں بلکہ محض اپنے آرام ویکجائی کے لئے تو بلاشبہہ اجازت ہے بشرطیکہ زوج اور بالغ بچوں کو خوب سمجھادے کہ یہ انتقال طاعون سے بچنے کیلئے نہیں نہ تم کہیں بھاگ کر موت سے بچ سکتے ہو میرا ارادہ قطعی پہلے سے تمہیں بلانے کا تھا بلکہ طاعون کی وجہ سے آنے میں دیر کی شاید تمہارا لیجانا نا جائز ہو اب کہ معلوم ہوا کہ خالص نیت سے لیجانے میں شرعاً حرج نہیں نہیں اسی طرح لے جاتا ہوں جیسا کہ طاعون نہ ہونے کی حالت میں لیجاتا تم پر بھی فرض ہے کہ اپنی نیت صحیح کرو طاعون کا خیال دل میں ہرگز نہ لاؤ جس سے یہ ظاہر ہوگا کہ بوجہ خوف طاعون اس منتقل ہونے کو غنیمت جانے گا میں اور سے ہیں چھوڑ دو نگاہیاں تک کہ اللہ عزوجل جس کا ہر جگہ حکم نافذ ہے اپنا جو حکم چاہے نافذ فرمائے۔ جب یہ تعلیم وتلقین کرے اور ظاہر ہو کر سچا عقیدہ ان کے دلوں میں جم گیا اور شیطانی خیال نہ رہا اوسوقت بے تکلف وہاں سے آوے اس تعلیم میں سمجھ والے بچوں کو بھی شریک کرے اگرچہ بالغ نہ ہوں کہ تعلیم حق کے وہ بھی محتاج ہیں حق سبحنہ ہر جگہ مسلمانوں کو عافیت بخشے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وعلیہم اجمعین واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ از چاندہ ضلع بجنور محلہ تپیا پاڑہ مکان محمد حسین خاں زمیندار۔

چوڑیاں کانچ کی عورتوں کو جائز ہیں پہننا یا ناجائز ہیں۔

الجواب

جائز ہیں لعدم المنع الشرعی بلکہ شوہر کیلئے سنگار کی نیت سے مستحب وانما الاعمال بالنیات بلکہ شوہر یا ماں یا باپ کا حکم ہو تو واجب لحرمۃ العقوق ولوجوب طاعۃ الزوج فیما یرجع الی الزوجیۃ۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر چاٹگام موضع نیا گاؤں از جانب محمد قدرت اللہ عفی عنہ۔

چہ میفرمایند علمائے دین اندریں صورت کہ اگر شخصے معاملہ سود نمودہ اموال کثیرہ فراہم نمایند پس رحلت از دار دنیا بدار آخرت اموالیکہ از معاملہ جمع شدہ برائے وارثان وغیرہ جائز وحلال باشد یا نہ۔

الجواب

اگر وارثان دانند کہ فلاں فلاں کس اینقدر باگرفتہ است واجب ست کہ بآنہا واپس دہند اگر اینشاں نماندہ باشند بوارثان ایشاں رسانند اگر وارثان ہم نیابند یا از سر فلاں فلاں را ندانستہ باشند مگر عین اموال ربا معلوم ومعین است آں اموال را بر فقرا تصدق کنند واگر ہیچ در علم ایشاں نیست جز اینکہ ربا می گرفت ترکہ مرا ینہا را حلال ست فی رد المحتار الحاصل انہ ان علم ارباب الاموال وجب ردہ علیہم والا فان علم عین الحرام لا یحل لہ ویتصدق بہ بنیۃ صاحبہ وان کان مالا مختلطا مجتمعا من الحرام ولا یعلم اربابہ ولا شیئا منہ بعینہ حل لہ حکما وان حسن دیانۃ التنزہ عنہ۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از بجنور مرسلہ محمد حسن نائب محافظ دفتر کلکٹری۔ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس باب میں کہ کسی شخص نے کچھ مال بذریعہ سود یا رشوت یا ٹھگی یا چوری وغیرہ کسی ذریعہ

روپیہ سے حاصل کیا اور اس مال کے ذریعہ سے کوئی جائداد خریدی یا کام تجارت جاری کیا تو اب اس جائداد یا تجارت کی آمدنی اس شخص کے اور اس کے توارثین ولواحقین کے حق میں مباح ہے یا نہیں اگر مباح ہے تو کس صورت اور کس دلیل سے اور اس وبال دارین سے سبکدوش ہونے کا عذر الشرعی کیا طریقہ ہے فقہ حنفیہ کی رو سے معہ حوالہ کتب جواب بواپسی ڈاک ارشاد فرمایا جاوے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جو مال رشوت یا تغنی یا چوری سے حاصل کیا اوس پر فرض ہے کہ جس جس سے لیا اون پر واپس کردے وہ نہ رہے ہوں اون کے ورثہ کو دے پتا نہ چلے تو فقیروں پر تصدق کرے خرید و فروخت کسی کام میں اوس مال کا لگانا حرام قطعی ہے بغیر صورت مذکورہ کے کوئی طریقہ اوسکے وبال سے سبکدوشی کا نہیں۔ یہی حکم سود وغیرہ عقود فاسدہ کا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں جس سے لیا بالخصوص اونہیں واپس کرنا فرض نہیں بلکہ اوسے اختیار ہے کہ اوسے واپس دے خواہ ابتداءً تصدق کردے وذلک لان الحرمۃ فی الرشوۃ وامثالہا لعدم الملک اصلافھو عندہ کالمغصوب فیجب الرد علی المالک او ورثتہ فیما امکن اما فی الربوا واشباھہ فلفساد الملک وخبثہ واذا قد ملکہ بالقبض ملکا خبیثا لم یبق ملوک الماخوذ منہ لاستحالۃ اجتماع ملکین علی شیئ واحد فلم یجب الرد وانما وجب الانخلاع عنہ اما بالرد واما بالتصدق کما ھو سبیل سائر الاملاک الخبیثۃ۔ ہاں جس سے لیا اونہیں یا ان کے ورثہ کو دینا یہاں بھی اولی ہے کما نص علیہ فی الغنیۃ والخیریۃ والھندیۃ وغیرھا۔ رہا استبدال یعنی اس مال کے عوض دوسری چیز خریدنا اسکی دو صورتیں ہیں اگر وہ مال کہ ناجائز ذرائع سے حاصل کیا زر وسیم کے سوا اشیاء متعینہ سے تھا جیسے زمین یا کپڑا یا برتن وغیرہا اوسکے عوض کوئی جائداد خریدی یا اوس سے تجارت کی تو وہ جائداد وتجارت سب خبیث وحرام ہے اور اگر وہ مال سونا چاندی روپیہ اشرفی تھا اور اوس سے کوئی جائداد مول لی یا تجارت کی تو مذہب مفتی بہ میں اگر عقد ونقد دونوں اوس زر حرام پر جمع ہوئے یعنی وہی حرام روپیہ بائع کو دکھا کر کہا کہ اسکے عوض فلاں شئی دیدے پھر وہی روپیہ اوس کے ثمن میں دیدیا یا پہلے سے وہ حرام روپیہ بائع کو دیدیا اور اوسکے بدلے کوئی چیز مول لی تو وہ چیز مطلقاً حرام وخبیث ہے جبکہ یہ روپیہ غصب یا سرقہ یا رشوت واجرت زنا یا غنا وامثال ذلک کا ہے جنمیں اسکی ملک اصلا نہیں ہوتی اور اگر عقد ونقد دونوں جمع نہوئے مثلاً مطلقاً خریدی کہ فلاں چیز دیدے پھر ثمن میں وہ زر حرام دیا یا زر حرام دکھا کر خریدی مگر دیتے وقت دوسرا روپیہ دیا تو وہ خرید کردہ شئے پاک ہے۔ یونہیں اگر روپیہ ربا وغیرہ عقود فاسدہ سے حاصل کیا تھا اور اوسکے عوض کوئی شئے خریدی تو اوس خریدی ہوئی شئے میں خباثت نہ آئے گی۔ تنویر الابصار میں ہے تصدق لو تصرف فی المغصوب والودیعۃ وربح اذا کان متعینا بالاشارۃ اوشری بدراھم الودیعۃ او الغصب ونقدھا وان اشار الیھا ونقد غیرھا او الی غیرھا او اطلق ونقدھا لا وبہ یفتی درمختار میں ہے الخبث لفساد الملک انما یعمل فیما یتعین لا فیما لایتعین واما الخبث لعدم الملک کالغصب فیعمل فیھما کما بسطہ خسرو وابن الکمال۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بروز پنجشنبہ فاتحہ اور کھانے کا ثواب میت کی روح کو بخش کر جو کچھ ممکن ہوسکے مساکینوں کو بھی دے دیا جاوے اوس کی نسبت کیا حکم ہے۔

۲۔ میت کے سیم میں چنوں پر کلمہ شریف پڑھنا اور پھر اون کو اور بتاشوں کو تقسیم کرنا چاہئے یا نہیں۔ (۳) میت کے سیم کے چنے وبتاشے سوائے مساکین کے روسے کو لینا اور کھانا چاہئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

۱۔ جائز اور مستحسن ہے اور باعث اجر وثواب ہے اس کے لئے بھی اور اوس میت مسلمان کیلئے بھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۔ (۲۔۳) جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ صرف مساکین کو دیئے جائیں۔ اغنیا کا نہ لینا بہتر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ ۱۲ ربیع الآخر شریف ۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہ کون کون اشخاص ہیں کہ جن سے نکاح کرنا حرام اور وہ کون کون ہیں کہ جن سے پردہ کرنا درست نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

پردہ صرف اون سے نادرست ہے جو بسبب نسب کے عورت پر ہمیشہ ہمیشہ کو حرام ہوں اور کبھی کسی حالت میں اون سے نکاح ناممکن ہو جیسے باپ دادا نانا بھائی بھتیجا بھانجا چچا ماموں بیٹا پوتا نواسا۔ ان کے سوا جن سے نکاح کبھی درست ہے اگرچہ فی الحال ناجائز ہو جیسے بہنوئی جبتک بہن زندہ ہے یا چچا ماموں خالہ پھوپھی کے بیٹے یا جیٹھ دیور انسے پردہ واجب ہے اور جن سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے کبھی حلال نہیں ہوسکتا مگر وجہ حرمت علاقہ نسب نہیں بلکہ علاقہ رضاعت ہے جیسے دودھ کے رشتے سے باپ دادا نانا بھائی بھتیجا بھانجا چچا ماموں بیٹا پوتا نواسا یا علاقہ صہر ہو جیسے خسر ساس داماد بہو ان سب سے نہ پردہ واجب ہے نہ نادرست ہے کرنا نکرنا دونوں جائز اور بحالت جوانی یا احتمال فتنہ پردہ کرنا ہی مناسب خصوصا دودھ کے رشتے میں کہ عوام کے خیال میں اوسکی ہیبت بہت کم ہوتی ہے جن سے نکاح حرام ہے اونکی بعض مثالیں اوپر گزریں اور پوری تفصیل آٹھ دس ورق میں آئے گی کتب فقہ میں مفصل مسطور ہے جو خاص امر درپیش ہو اوسی سے سوال کافی ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از چاٹگام موضع قلاؤ جان مرسلہ نظام الدین۔ ۲۲ ربیع الآخر ۲۳ھ

چہ میفرمایند علماء دین رحمکم اللہ تعالی اندریں مسئلہ کہ زید وعمرو ہر دو عالم اند ہرگاہ قطعہ فرائض بعبارت صحیحہ ومسئلہ صریحہ پیش ایشاں دقوع آمد پس زید بر بنائے نفاق وعداوت دنیاوی گفتہ کہ اکثر جائے فرائض غلط کردہ ودستخط بہ تصحیح مسئلہ آں ممنوع وعمرو اولا فرائض موصوفہ بغور نظر دیدہ دستخط بداں بر تصحیح مسئلہ آں کردہ اند باز از زبانی زید غلط عبارتش شنیدہ دستخط خود از روے انقطاع کردہ اند ہر دو عالم موصوف باوجودیکہ حضرات متدینین ادام اللہ فیوضہم آنرا تحقیق کردہ تصحیح فرمودہ اند عبارتش را مغلطہ گویند۔ دستخط بداں غیر مشروع پندار ندپس دریں واقعہ دماغ وغروری منسوب شوند یا نہ وآنانکہ صحیح وجائز را ناجائز وحلال را حرام بر بنائے دماغ وغروری میدانند کافر گردد یا مرتکب کبیرہ۔ بینوا توجروا۔

الجواب

دریں سوال کمال اجمال بلکہ اہمال بکار بردہ شد۔ می بایست نقل آں فتوی فرستندے تادیدہ شود کہ آیا فی الواقع غلطاست وزید بخطائے اوپے بردہ وباز عمرو نیز آگاہ ومتنبہ شدہ تصحیح خود از دے جدا کردہ دریں صورت ہر دو بر صواب باشند یا حقیقۃً صحیح ست وانگاہ دیدنی ست کہ مسئلہ از اں باب ست کہ خطا در فہم او بایناں عارض شود و دریں صورت درانچہ کردند معذور باشند یا آنچناں نیست بلکہ بالقصد مکابرۂ حق کردہ اند انگاہ لاجرم آثم وبنہ کار شوند فاما کفر نبود مگر آنکہ مسئلہ از ضروریات دیں باشد کہ انکار بلکہ شک دراں کفر است۔ والعیاذ باللہ تعالی واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ ازیں شہر مرسلہ منشی احمد حسین خرسند نقشہ نویس فیض آباد دفتر اسسٹنٹ ریلوے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اون مسلمانوں کے حق میں جو آریہ سماجوں میں جاکر کاپی نویسی کرتے ہیں یا پریس مین ہیں یا اون کے اخبار اور مذہبی پرچے روانہ یا تقسیم کرتے ہیں حالانکہ اون پرچوں میں قرآن کریم اور رسول رحیم پر کھلے کھلے اعتراض والزام ہوتے ہیں و رسول مقبول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو نعوذ باللہ منہا اور علمائے متقدمین ومتاخرین کو کھلی کھلی گالیاں دیے جاتے ہیں جسکے شاہد سماجی کتب ترک اسلام۔ تہذیب الاسلام۔ آریہ مسافر جالندھر۔ آریہ مسافر میگزین۔ مسافر بہرائچ۔ آریہ پتر بریلی۔ ستیارتھ پرکاش موجود ہیں۔ نمونہ کے طور سے چند الفاظ نقل ذیل ہیں۔ ستیارتھ پرکاش

مسافر بہرائچ .... آیا ان مسلمانوں سے جو سماجوں میں لازم ہیں میل جول رکھا جائے۔ اور مسلمان سمجھے جائیں۔ ایسے مسلمان جو مخالفین اسلام و دشمنان خدا و رسول کی اعانت کرنے والے ہیں ان کے جنازے کی نماز پڑھنا درست ہے، اور ان کے ساتھ شراکت و نکاح جائز ہے یا نہیں۔ مفصل بیان فرمائیے۔ اللہ اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب

اللہ عزوجل اپنے غضب سے پناہ دے الحمد للہ فقیر نے وہ ناپاک ملعون کلمات نہ دیکھے جب سوال کی اس سطر پر آیا جس سے معلوم ہوا کہ آگے کلمات لعینہ ملعونہ منقول ہوں گے ان پر نگاہ نہ کی نیچے کی سطریں جن میں سوال ہے باحتیاط دیکھیں ایک ہی لفظ جو اوپر سائل نے نقل کیا اور نادانستگی میں نظر پڑا وہی مسلمان کے دل پر زخم کو کافی ہے اب کہ جواب لکھ رہا ہوں کاغذ تہ کر لیا ہے کہ اللہ تعالٰی ملعونات کو نہ دکھائے نہ سنائے جو نام کے مسلمان کاپی نویسی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل و قرآن عظیم و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں ایسے ملعون کلمات ایسی گالیاں اپنے قلم سے لکھتے یا چھاپتے یا کسی طرح اس میں اعانت کرتے ہیں ان سب پر اللہ تعالٰی کی لعنت اترتی ہے وہ اللہ و رسول کے مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں قہر الٰہی کی آگ ان کیلئے بھڑکتی ہے صبح کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور شام کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور خاص جس وقت ان ملعون کلموں کو آنکھ سے دیکھتے قلم سے لکھتے مقابلہ وغیرہ میں زبان سے نکالتے یا پتھر پر اس کا ہلکا بھرا بناتے ہیں ہر کلمے پر اللہ عزوجل کی سخت لعنتیں ملئکۃ اللہ کی شدید لعنتیں ان پر اترتی ہیں۔ یہ میں نہیں کہتا۔ قرآن فرماتا ہے ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلہم عذابا مہینا ۵ بیشک وہ لوگ جو ایذا دیتے اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں۔ اللہ نے ان کے لئے طیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔ ان ناپاکوں کا یہ گمان کہ گناہ تو ان خبیث کا ہے جو مصنف ہے ہم تو نقل کر دینے یا چھاپ دینے والے ہیں سخت ملعون و مردود گمان ہے۔ زید کسی دنیا کی عزت دار کو گالیاں لکھکر چھپوانا چاہے تو ہرگز نہ چھاپیں گے جانتے ہیں کہ مصنف کے ساتھ چھاپنے والے بھی گرفتار ہونگے مگر اللہ واحد قہار کے قہر و عذاب و لعنت و عتاب کی کیا پرواہ ہے یقینا یقینا کاپی لکھنے والا پتھر بنانے والا چھاپنے والا کل چلانے والا غرض جان کر کے کہ اسمیں یہ کچھ ہے کسیطرح اسمیں اعانت کرنے والا سب ایک رسی میں باندھ کر جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جانے کے مستحق ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من مشی مع ظالم لیعینہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام جو دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد دینے چلا وہ یقینا اسلام سے نکل گیا۔ یہ اس ظالم کیلئے ہے جو گرہ بھر زمین یا چار پیسے کسی کے دبالے یا زید و عمرو کسی کو ناحق سخت سست کہے اس کے مددگار کو ارشاد ہوا کہ اسلام سے نکل جاتا ہے نہ کہ یہ اشد ظالمین جو اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں ان باتوں میں ان کا مددگار کیونکر مسلمان رہ سکتا ہے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء فی صحیح المختارۃ عن اوس بن شرحبیل رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے۔ من افات الید کتابۃ مایحرم تلفظہ من شعر المجون والفواحش والقذف ولقصص التی فیھا نحو ذلک والاھاجی نثرا ونظما والمصنفات المشتملۃ علی مذاھب الفرق الضالۃ فان القلم احدی اللسانین فکانت الکتابۃ فی معنی الکلام بل ابلغ منہ لبقائھا علی صفحات اللیالی والایام والکلمۃ تذھب فی الھواء ولا تبقی اھ مختصرا ایسے اشد فاسق فاجر اگر توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول ناجائز ہے ان کے پاس دوستانہ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے پھر مناکحت تو بڑی چیز ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ۵ اور جو ان میں اس ناپاک کبیرہ کو حلال بتائے اس پر اصرار و استکبار و مقابلہ شرع سے پیش آئے وہ یقینا کافر ہے اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہے اس کے جنازے کی نماز حرام اسے مسلمانوں کی طرح غسل دینا کفن دینا دفن کرنا اس کے دفن میں شریک ہونا اس کی قبر پر جانا سب حرام ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔ فقیر کے یہاں فتاوی مجموعہ پر نقل ہوتے ہیں میں نے نقل فرمانے والے صاحب سے کہدیا ہے کہ ان ملعون الفاظ کی نقل نہ کریں۔ سنا گیا ہے کہ سائل کا قصد اس فتوے کے چھاپنے کا ہے میں درخواست

کرتا ہوں کہ اون ملعونات کو نکال ڈالیں اون کی جگہ دو ایک سطریں خالی صرف نقطے لگا کر چھوڑ دیں کہ مسلمانوں کی آنکھیں اون لعنتی ناپاکیوں کے دیکھنے سے باذنہ تعالیٰ محفوظ رہیں۔ فاللّٰہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔

مسئلہ ۔ از برہما ملک بنگالہ مرسلہ عبدالرشید

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی جاہل نے کسی مسجد کے بیشتر امام عالم کی غیبت کیا اور اوس امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور دوسرے مکانوں میں اوس امام کو جو کھانا وغیرہ مقرر تھے اوس نے اون لوگوں سے امام کی برائیاں بیان کرکے سب موقوف کرا دیا جب لوگوں نے اس امام کی برائی پر گواہ طلب کیا وہ قاصر ہو گیا ان سب صورتوں میں وہ مرتکب گناہ کبیرہ ہوا یا نہیں بر تقدیر اول حسب شرع اوس پر کیا سزا لازم آتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ سوال سب مجمل ہے اور حال زمانہ مختل ہے سب لوگ عالم کہلاتے ہیں اور وہ بوجہ بدمذہبی وغیرہ بدتر سے بدتر ہیں اور آج کل وہابیہ وغیرہم مبتدعین میں تقیہ بہت رائج ہے خصوصاً جہاں روٹی کا معاملہ ہو۔ روٹی کے لئے دین بیچنا اون کے نزدیک بہت آسان بات ہے معاملہ غیر ملک کا ہے اور غیب کا علم خدا کو ہے اگر صورت واقعہ کہیں یہی ہو کہ عالم بننے والا ایسا امام تقیہ کئے ہوئے سنیوں کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہو اور کسی سنی کو اوس کے حال باطن پر اطلاع ہو گئی تو اوس کی تشہیر اور اوس کے اخراج کی تدبیر جو کچھ اوس سنی نے کی اوس پر اجر عظیم کا مستحق ہے اور گواہ نہ پاسکا کہ تقیہ والوں کی حالت پر گواہوں کا ملنا بہت دشوار ہوتا ہے تو اوس پر کوئی الزام نہیں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس۔ اور اگر واقع میں وہ عالم سنی ہے اور اوس نے جس عیب کی اشاعت کی اوس کے سبب سے مسلمانوں کو ضرر تھا اور اطلاع دینے میں اوس کا دفع تھا اور اوس نے اوس کے ضرر ہی کی نیت سے محض بغرض خیر خواہی مسلمین یہ کارروائی کی جب بھی اوس پر الزام نہیں نہ شرعاً ایسی غیبت ممنوع ہے اور اگر یہ بھی نہ تھا بلکہ صرف اوس عالم کی غیبت چینی اور اوس سے ضرر رسانی کی غرض سے ایسی حرکت کی تو یہ شخص سخت کبیرہ کا مرتکب ہے اور حاکم شرع کے حضور سخت سزا کا مستحق ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لا یستخف بحقھم الا منافق ذوالعلم و ذوالشیبۃ فی الاسلام و امام مقسط۔ تین شخصوں کا حق ہلکا نہ جانے گا مگر منافق ایک عالم دوسرا وہ جسے اسلام میں بوڑھاپا آیا تیسرا بادشاہ اسلام عادل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بریلی حاضر کردہ محمد صدیق علی عفی عنہ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حاجی محمد قاسم صاحب نے آٹھ سو روپیہ کے نوٹ و اشرفیاں سکتر صاحب کو برائے عمارت جامع مسجد دیئے تھے سکتر صاحب نے چھ سو کا سامان منگوایا دو سو باقی رہے اور کام مسجد کا شروع کروا دیا اہل محلہ نے کسی وجہ سے اس کام کو روکا سکتر صاحب کو اس سے ملال ہوا اور کار سے دست بردار ہوئے اور قصد عمارت کا ترک کر دیا سکتر صاحب سے دریافت کیا گیا کہ حاجی صاحب نے جو روپیہ دیا تھا وہ آپ کے پاس بجنسہ ہے یا اسمیں کچھ تصرف ہوا ہے اوس کے جواب میں اونہوں نے فرمایا کہ حاجی صاحب نے اشرفیاں و نوٹ دیئے تھے میں نے اشرفیاں اپنی اشرفیوں میں ڈالدیں اور نوٹ خزانچی کو دیدیئے تھے چونکہ اشرفیاں خلط ملط ہو گئیں اب مجھکو اون کی تمیز بھی باقی نہیں کہ وہ کونسی ہیں اور حاجی صاحب خواہ مجھ سے بالکل روپیہ لے لیں خواہ اشرفیاں خواہ نوٹ لہٰذا اس صورت مذکورہ میں حاجی محمد قاسم صاحب ان روپیہ میں سے کسی شخص کو سوا سو روپیہ حج کیواسطے دلا سکتے ہیں یا نہیں اور روئے شرع مطہرہ کے اس کی ممانعت تو نہیں ہے اور حاجی صاحب اس کا ثواب عنداللہ تعالیٰ پاوینگے۔ بینوا عنداللہ تعالیٰ توجروا۔

الجواب

جبکہ وہ اشرفیاں وکیل نے اپنے مال میں خلط کرلیں کہ اب تمیز نہیں ہو سکتی تو وہ مال ہلاک ہو گیا اور وکیل پر اوس کی ضمان لازم ہوئی۔

فان الخلط استہلاک والمستہلک کغاصب لغصب مضمون والضمان مغیر تو دینے والے کو اس روپے میں تصرف مذکور جائز ہے خصوصًا اب کہ وہ کام ہی ملتوی ہوگیا اور دینے والا اوسے اب بھی کار قربت میں صرف کرنا چاہتا ہے تو یہ صورت ثواب کی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از سرما گنج ضلع مظفر پور مرسلہ مولوی ظہیر الدین یکم ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے یہاں پشتہاپشت سے شراب کی بکری کا روزگار ہوتا تھا اب اوس نے ایک لائق و شریف آدمی کی ہدایت و فہمائش پر شراب کی بکری کے روزگار سے تائب ہوکر اس امر کا منجر ہوا کہ جسقدر مال وزر میرے پاس ہے اوس کے پاک ہونے کی کیا صورت ہے جس پر ایک عالم صاحب نے فرمایا کہ بعض علمار دین کے نزدیک حیلہ شرعی یہ ہے کہ تبادلہ جنس کرڈالنے سے انشاءاللہ تعالٰی وہ مال پاک ہوجائے گا واللہ تعالٰی اعلم بالصواب اوسی جلسہ میں دوسرے عالم صاحب نے یہ فرمایا کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں وہ مال کسی صورت سے پاک نہیں ہوسکتا ہے بلکہ اوس مال کو دریابرد کردینا چاہئے بجز دریابرد کردینے کے اوس مال کے استعمال کی کوئی صورت نہیں اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ سائل اوس مال کو کیا کرے آیا دریابرد کرکے محتاج رہ جائے یا اوسکے جواز کی کوئی صورت بھی ہے جیسا کہ عالم صاحب نمبر ایک نے فرمایا ہے۔ بینوا توجروا فقط۔

الجواب

دریابرد کردینے کا حکم محض باطل ہے اور دوسری جنس سے بدلنے میں عہدہ برآری نہ ہوگی حکم شرع جو اوس کے ذمہ ہے ادا ہوگا اوس پر شرع مطہر یہ فرض کرتی ہے کہ اوس مال کو تصدق کردے مساکین کو دے ڈالے بغیر اس کے اوسکی توبہ صحیح نہیں اور اسمیں اوسکے لئے حیلہ شرعی بھی نکل آئے گا یہ تصدق کچھ اجنبی مساکین ہی پر ضرور نہیں بلکہ اپنے محتاج بیٹے یا باپ یا بھائی یا بی بی پر بھی کرسکتا ہے اونہیں دیکر اونکا قبضہ کرادے پھر وہ کل یا بعض جتنا چاہیں اسے ہبہ کردیں پاک ہوجائے گا فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے لہ مال فیہ شبہۃ اذا تصدق بہ علی ابیہ یکفیہ ذلک ولایشترط التصدق علی الاجنبی وکذا اذا کان ابنہ معہ حین کان یبیع ویشتری وفیہا بیوع فاسدۃ فوھب جمیع مالہ لابنہ ھذا خرج من العھدۃ کذا فی القنیۃ۔ اور یہاں تحقیقات عظیمہ فقہیہ ہیں جنکے بیان میں طول ہے اور حاصل حکم اسی قدر ہے۔ وباللہ التوفیق واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ مولوی کاظم الدین صاحب بنگالہ شہر کمرلہ تاریخ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی کے لڑکا یا لڑکی پیدا ہوئی ولی وارث اس مولود کی ناف بریدہ کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کیا دلیل بالتفصیل تحریر فرمائیے دگر ولی اور وارث نہ کرکے کوئی دائی سے کروایا جائز ہے یا نہیں وگر دائی سے اس کام کو کرتا ہے لیکن دائی کم یابی کی سبب سے فی لڑکا آٹھ روپیہ مانگتا ہے اوس ولی و وارث اتنا مزدوری دیکر یہ کام نہیں کروا سکتا اس صورت میں خود کرنا جائز ہے یا نہیں وگر دائی اس کام کو نہیں کرتی ہے بلکہ اس کی خواند کو بھیجتی ہے یا ملک کا رواج پڑگیا ہے مرد انہ دائی سے یہ کام کرواتا ہے اب مسلمانوں کو اتفاق یہ ہوا چونکہ بیگانہ مرد عورت کے نفاس کی حالت میں جانا حرام ہے اگر شریعت میں خود بخود کرنا جائز نکلے اور مفتی بھی فتوٰی دے ہم لوگ خود کرنے کا تو اس حرام کو کیوں اختیار کریں۔ بینوا توجروا واللہ اعلم۔

الجواب

لڑکا یا لڑکی اوسکی ناف کاٹنا اوسکے ولی وغیر ولی سبکو جائز ہے درمختار میں ہے لاعبرۃ لصغیر جدا فتاوٰی عالمگیری میں سراج وہاج سے ہے للاب ان یختن ولدہ الصغیر یعنی باپ کو جائز ہے کہ اپنے چھوٹے بچے کی ختنے کی کھال کاٹے جب ختنے کی کھال کاٹنا باپ کو جائز ہے تو ناف کا نال کاٹنا بدرجۂ اولٰی جائز ہے اور ہرگز ضرور نہیں کہ خواہی نخواہی دایہ ہی سے نال کٹوائے اگرچہ وہ کتنی ہی مزدوری مانگے یہ محض ظلم ہے اللہ تعالٰی فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور یہ جو سائل نے لکھا کہ بیگانہ مرد عورت کی نفاس کی حالت میں جانا حرام ہے یہ بھی محض بے معنی ہے بیگانہ مرد کا بے پردہ عورت کے پاس جانا ہر حالت میں حرام ہے اور پردہ کی حالت میں نفاس وغیر نفاس یکساں ہے

اور نال کاٹنے کے لئے عورت کے پاس جانے کی کوئی حاجت بھی نہیں بچہ کاٹنے والے کے سامنے لاسکتے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از گونڈا الملک اودھ مرسلہ مسلمانان گونڈا عموماً و حافظ عبدالعزیز صاحب مدرس مدرسہ انجمن اسلامیہ گونڈا ذوالحجہ ۱۳۲۲ھ

سوال اوّل

زید کا خون جوش کھا رہا ہے بلکہ ایک دو اعضا جسم کے بگڑ گئے اور احتمال ہوتا ہے کہ آئندہ بھی بگڑ جاویں گے ایسے شخص کی نسبت اطبا حکم دیتے ہیں کہ اوس کے ساتھ کھانا پینا اور نشست و برخاست بھی قطعی منع ہے بلکہ اطبار شرع شریف کا بھی ایسا ہی حوالہ دیتے ہیں دریافت طلب یہ امر ہے کہ شرع شریف کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص سے اجتناب لازم ہے یا کیا۔ مدلل و مفصل زیب قلم ہو۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی دین الاسلام والصلاۃ والسلام علی افضل ھادالی سبیل السلام وعلی الہ وصحبہ الی یوم القیام بہ نسال السلام والسلامۃ عن سیئ الاسقام۔ احادیث اس باب میں بظاہر مختلف آئیں ہم اولاً اونہیں ذکر کریں پھر اون کے شرح معنی کی طرف متوجہ ہوں کہ بتوفیقہ تعالٰی اس مسئلہ میں حق تحقیق ادا ہو۔ **حدیث اوّل** ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اتقوا المجذوم کما یتقی الاسد جذامی سے بچو جیسا شیر سے بچتے ہیں رواہ البخاری فی التاریخ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت ابن جریر کے لفظ یہ ہیں، فر من المجذوم فرارك من الاسد جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتا ہے۔ رمز الامام الجلیل السیوطی حسنہ علی ما فی التیسیر او صحتہ علی ما فی فیض القدیر وذکرہ باللفظ الاول فی الجامع الصغیر وباللفظ الاخیر فی الکبیر **اقول** وفی کلیھما ظاھراً الوھم اذا البخاری فالحدیث عنہ فی صحیح البخاری بلفظ فر من المجذوم کما تفر من الاسد وسیأتی والجواب ان العزو یتبع اللفظ لاسیما وھو فی البخاری مع زیادات معنی **دوسری حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اتقوا صاحب الجذام کما یتقی السبع اذا ھبط وادیا فاھبطوا غیرہ جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اترے تو تم دوسرے میں اترو۔ رواہ ابن سعد فی الطبقات عن عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند ضعیف **تیسری حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کلم المجذوم وبینك وبینہ قید رمح او رمحین مجذوم سے اس طور پر بات کر کہ تجھ میں اوس میں ایک دو نیزے کا فاصلہ ہو۔ رواہ ابن السنی وابونعیم فی الطب عن عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند واہ **قلت** لکن لہ شاھد یاتی **چوتھی حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لاتدیموا النظر الی المجذومین۔ مجذوموں کی طرف نگاہ جما کر نہ دیکھو۔ رواہ ابن ماجۃ وابن جریر **قلت** وسندہ حسن صالح دوسری روایت میں ہے لا تحدوا النظر الی المجذومین مجذوموں کی طرف نگاہ جما کر نہ دیکھو رواہ ابن ماجۃ وابن جریر **قلت** وسندہ حسن صالح دوسری روایت میں ہے لاتحدوا النظر الی المجذومین جذامیوں کی طرف پوری نگاہ نہ کرو۔ رواہ ابوداود الطیالسی و البیھقی فی السنن بسند حسن ایضا کلھم عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ **پانچویں حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتدیموا النظر الی المجذومین اذا کلمتموھم فلیکن بینکم وبینھم قدر رمح جذامیوں کی طرف نظر نہ جماؤ اون سے بات کرو تو تم میں اون میں ایک ایک نیزے کا فاصلہ ہو۔ رواہ احمد وابویعلی والطبرانی فی الکبیر وابن جریر عن فاطمۃ الصغرٰی عن ابیھا السید الشھید الریحانۃ الاصغر وابن عساکر عنہما عنہ وعن ابن عباس معا رضی اللہ تعالٰی عنھم جمیعا۔ **چھٹی حدیث** ۔ میں ہے جب وفد ثقیف حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور دست انور پر بیعتیں کیں اون میں ایک صاحب کو یہ عارضہ تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اونسے فرما بھیجا ارجع فقد بایعناك۔ واپس جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی یعنی زبانی کافی ہے مصافحہ ہونا مانع بیعت نہیں۔ رواہ ابن ماجہ **قلت** بسند حسن عن رجل من ال الشرید یقال لہ عمرو عن ابیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ورواہ ابن جریر فسمی اباہ الشرید وھو الشرید بن سوید الثقفی ذکر الامام الجلیل السیوطی بالتخریج الاول فی اول الجامع الکبیر والاسم فی مسانید جمع الجوامع **اقول** بل الحدیث فی صحیح مسلم لفظا انا

قد بایعناك فارجع کما ھو لفظ ابن جریر سواء بسواء وقد جربت مثلہ کثیرا علی ھذا الامام فی کثیر من تصانیفہ الشریفۃ کالجوامع الثلثۃ والخصائص الکبری وغیرھا وکان مقصودہ رحمہ اللہ تعالی ان یجمع لامثالنا القاصرین ما قلما تصل الیہ ایدینا فاقتصرنا علی ما افادو ذھلنا عن المتدلولات فالمقصود منا لامنہ رحمہ اللہ تعالی **ساتویں حدیث** میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک مجذوم کو آتے دیکھا انس رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا یاانس اثن البساط لا یطأ علیہ بقدمہ اے انس بچھونا اولٹ دو کہیں یہ اوس پر اپنا پاؤں نہ رکھ دے رواہ الخطیب عنہ رضی اللہ تعالی عنہ وفی القلب منہ شیئ واللہ تعالی اعلم۔ **آٹھویں حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیان وادی عسفان پر گزرے وہاں کچھ لوگ مجذوم پائے مرکب کو تیز چلاکر وہاں سے تشریف لیگئے اور فرمایا ان کان شیئ من الداء یعدی فھو ھذا۔ اگر کوئی بیماری اوڑکر لگتی ہے تو وہ یہی ہے رواہ ابن النجار عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما والمرفوع منہ عند ابن عدی فی الکامل من دون ذکر القصۃ وھو ضعیف **نویں حدیث** میں ہے ایک جذامی عورت کعبہ معظمہ کا طواف کررہی تھی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اون سے فرمایا امۃ اللہ لا تؤذی الناس لوجلست فی بیتك اے اللہ کی لونڈی لوگوں کو ایذا نہ دے اچھا ہو کہ تم اپنے گھر میں بیٹھے رہو پھر وہ گھر سے نہ نکلیں۔ رواہ مالك والخرائطی فی اعتلال القلوب عن ابی ملیکۃ۔ **دسویں حدیث** میں ہے ان عمر بن الخطاب قال للمعیقیب رضی اللہ تعالی عنہما اجلس منی قید رمح وکان بہ ذلك الداء وکان بدریا۔ معیقیب رضی اللہ تعالی عنہ کہ اہل بدر (و مہاجرین سابقین اولین رضی اللہ تعالی عنہم) سے ہیں اونھیں یہ مرض تھا امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اونسے فرمایا مجھسے ایک نیزے کے فاصلے پر بیٹھئے رواہ ابن جریر عن الزھری **قلت** مرسل لا یصح۔ آئندہ حدیثیں اسکے خلاف ہیں۔ **گیارہویں حدیث** میں ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے صبح کو کچھ لوگوں کی دعوت کی اون میں معیقیب رضی اللہ تعالی عنہ بھی تھے وہ سب کے ساتھ کھانے میں شریک کئے گئے اور امیر المومنین سے اونسے فرمایا خذ مما یلیك ومن شقك فلو کان غیرك ما اکلنی فی صحفۃ ولکان بینی وبینہ قید رمح اپنے قریب سے اپنی طرف سے لیجئے اگر آپ کے سوا کوئی اور اس مرض کا ہوتا تو میرے ساتھ ایک رکابی میں نہ کھاتا اور مجھ میں اور اوسمیں ایک نیزے کا فاصلہ ہوتا رواہ ابن سعد وابن جریر عن فقیہ المدینۃ خارجۃ بن زید رضی اللہ تعالی عنہما **بارہویں حدیث** میں ہے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے دستر خوان پر شام کو کھانا رکھا گیا لوگ حاضر تھے امیر المومنین برآمد ہوئے کہ اون کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی صحابی مہاجر حبشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا ادن فاجلس وایم اللہ لو کان غیرك بہ الذی بك ما جلس منی ادنی من قید رمح۔ قریب آیئے بیٹھئے خدا کی قسم دوسرا ہوتا تو ایک نیزے سے کم فاصلے پر میرے پاس نہ بیٹھتا رواہ عنہ ذلك فی الغداء وھذا فی العشاء۔ **تیرہویں حدیث** میں ہے محمود بن لبید انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے بعض ساکنان موضع جرش نے بیان کیا کہ عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالی عنہما نے حدیث بیان کی کہ حضور سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جذامی سے بچو جیسا درندے سے بچتے ہیں وہ ایک نالے میں اوترے تو تم دوسرے میں اوترو میں نے کہا واللہ اگر عبداللہ بن جعفر نے یہ حدیث بیان کی تو غلط نہ کہا جب میں مدینہ طیبہ آیا اون سے ملا اور اس حدیث کا حال پوچھا کہ اہل جرش آپ سے یوں ناقل تھے فرمایا کذبوا واللہ ما حدثتھم ھذا ولقد رایت عمر بن الخطاب یوتی بالاناء فیہ الماء فیعطیہ معیقیب فیشرب منہ ثم یناولہ عمر من یدہ فیضع فمہ موضع فمہ حتی یشرب منہ فعرفت انما یصنع عمر ذلك فرارا من ان یدخلہ شیئ من العدوی۔ اللہ اونھوں نے غلط نقل کی میں نے یہ حدیث اونسے نہ بیان کی میں نے تو امیر المومنین عمر کو یہ دیکھا ہے کہ پانی اون کے پاس لایا جاتا وہ معیقیب رضی اللہ تعالی عنہ کو دیتے معیقیب پی کر اپنے ہاتھ سے امیر المومنین کو دیتے امیر المومنین اون کے منہ رکھنے کی جگہ اپنا منہ رکھکر پانی پیتے میں سمجھتا کہ امیر المومنین یہ اس لئے کرتے ہیں کہ بیماری اوڑکر لگنے کا خطرہ اون کے دل میں نہ آنے پائے۔ رواہ عن محمود رضی اللہ تعالی عنہ ابن سعد کی روایت میں ایک مفید بات زائد ہے کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا امیر المومنین فاروق اعظم جسے طبیب سنتے معیقیب رضی اللہ تعالی عنہ کیلئے اوس سے علاج چاہتے دو حکیم یمن سے آئے اون سے بھی فرمایا وہ بولے جاتا ہے

یہ توہم سے ہو نہیں سکتا ہاں ایسی دوا کردیں گے کہ بیماری ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے۔ امیر المومنین نے فرمایا عافیۃ عظیمۃ ان یقف فلا یزید بڑی تندرستی ہے کہ مرض ٹھہر جائے بڑھنے نہ پائے انھوں نے دو بڑی زنبیلیں بھروا کر اندرائن کے تازہ پھل منگوائے جو خربوزے کی شکل اور نہایت تلخ ہوتے ہیں پھر ہر پھل کے دو دو ٹکڑے کئے اور معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو لٹا کر دونوں طبیبوں نے ایک ایک تلوے پر ایک ایک ٹکڑا ملنا شروع کیا جب وہ ختم ہو گیا دوسرا ٹکڑا لیا یہاں تک کہ معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مونھ اور ناک سے سبز رنگ کی کڑوی رطوبت نکلنے لگی اس وقت چھوڑ کر دونوں حکیموں نے کہا اب یہ بیماری کبھی ترقی نہ کرے گی عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں فواللہ ما زال معیقیب متماسکا لایزید وجعہ حتی مات واللہ معیقیب اس کے بعد ہمیشہ ایک ٹھہری حالت میں رہے تادم مرگ مرض کی زیادتی نہ ہوئی۔

چودھویں حدیث میں ہے امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دربار میں قوم ثقیف کا سفیر ... حاضر ہوئے کھانا حاضر لایا گیا وہ لوگ نزدیک آئے مگر ایک صاحب کہ اس مرض میں مبتلا تھے الگ ہو گئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا قریب آؤ قریب آئے فرمایا کھانا کھاؤ کھانا کھایا حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں وجعل ابوبکر یضع یدہ موضع یدہ فیاکل مما یاکل منہ المجذوم۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ شروع کیا کہ جہاں سے وہ مجذوم نوالہ لیتے وہیں سے صدیق نوالہ لیکر نوش فرماتے رضی اللہ تعالٰی عنہ رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ وابن جریر عن القاسم غالباً یہ وہی مریض ہیں جن سے زبانی بیعت پر اکتفا فرمائی گئی تھی۔ **پندرھویں حدیث** جلیل میں ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اخذ بید رجل مجذوم فادخلہا معہ فی القصعۃ ثم قال ثقۃ باللہ وتوکلا علی اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک جذامی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا اللہ پر تکیہ ہے اور اللہ پر بھروسہ۔ رواہ ابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ وعبد بن حمید وابن خزیمۃ وابن ابی عاصم وابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ وابویعلٰی وابن حبان والحاکم فی المستدرک والبیہقی فی السنن والضیاء فی المختارۃ وابن جریر والامام الطحاوی کلہم من جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کذا ذکر الامام الجلیل الجلال السیوطی فی اول قسمی جامعہ الکبیر وزدت انا ابن جریر والطحاوی **قلت** وبہ علم ان قصر المشکوۃ علی ابن ماجۃ لیس فی موضعہ ثم الحدیث سکت علیہ ابوداؤد وصححہ ابن خزیمۃ وابن حبان والحاکم والضیاء وقال المناوی فی التیسیر باسناد حسن وتصحیح ابن حبان والحاکم قال ابن حجر فیہ نظر اھ **اقول** لکن فیہ مفضل بن فضالۃ البصری بالباء اخو مبارک قال فی التقریب ضعیف وقال الترمذی ھذا حدیث غریب لانعرفہ الا من حدیث یونس بن محمد عن المفضل بن فضالۃ والمفضل بن فضالۃ ھذا شیخ بصری والمفضل بن فضالۃ شیخ اخر مصری اوثق من ھذا واشہر وروی شعبۃ ھذا الحدیث عن حبیب بن الشہید عن ابن بریدۃ قال عمر اخذ بید مجذوم وحدیث شعبۃ اشبہ عندی واصح اھ واخرج ابن عدی فی الکامل ھذا الحدیث للمفضل المذکور وقال لم ارلہ انکر من ھذا قال ورواہ شعبۃ عن حبیب عن ابن بریدۃ ان عمر اخذ بید مجذوم الحدیث اھ ولم یذکر الذہبی فی المیزان فی المفضل ھذا جرحا مفسرا بل ولا غیر مفسر مما یبلغ درجۃ التضعیف البتۃ انما نقل عن یحیی انہ قال لیس ھو بذلک وعن الترمذی ما قدمنا ان المصری اوثق منہ وعن النسائی انہ قال لیس بالقوی **اقول** ولایخفی علیک البون البین بین لیس بالقوی ولیس بقوی وقد روی عنہ ذلک المؤدب الثقۃ الثبت وعبدالرحمٰن بن مہدی ذاک الجبل الشامخ الامام الحافظ قال البخاری فی علی بن عبداللہ المعروف بابن المدینی ما استصغرت نفسی الا عندہ وقال ابن المدینی فی عبدالرحمٰن ھذا ما رأیت اعلم منہ وکذلک موسی بن اسمٰعیل ذلک الثقۃ الثبت وجماعۃ لاجرم حسنہ الحافظ واطلاق الصحیح علی الحسن غیر مستنکر وقد صححہ امام الائمۃ ابن خزیمۃ ومن تبعہ وقد وجدت لہ متابعا فان الامام الاجل ابا جعفر الطحاوی اخرجہ اولا بالطریق المذکور فقال حدثنا فہد ثنا یعنی ابن سلیمٰن بن یحیی ثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ ثنا یونس بن محمد الحدیث ثم قال حدثنا ابن مرزوق ثنا محمد بن عبداللہ الانصاری ثنا اسمٰعیل بن مسلم عن ابی الزبیر عن جابر عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مثلہ اھ **قلت** وبہ یعلم ما فی کلام الامام الترمذی واللہ تعالٰی اعلم ثم اعلم انہ وقع فی الجامع الصغیر لہذا الحدیث رمز حسن **اقول** ولم ارہ فی المجتبی بل لیس فیہ لان مدارہ علی

ماذکرنا للترمذی علی المفصل کماعلمت والمفصل ھذا لیس من رواۃ النسائی اصلا وقد سقط الحدیث من نسخۃ سیدی علی المتقی
قدس سرہ ولذا اوردہ من القسم الاول للجامع الکبیر وقد رمز لہ فیہ دت ہ الخ وھوالصحیح الا ان یکون النسائی رواہ فی
الکبری فبالنظر الیہ یقال ع وھو بعید ثم الواقع فی المشکوٰۃ معزیا لابن ماجۃ ماذکرنا اعنی کل ثقۃ باللہ وفی جامع الترمذی ثم قال کل
بسم اللہ ثقۃ باللہ وتوکلا علیہ قال العلامۃ علی القاری اما ترک المؤلف البسملۃ مع وجودھا فی الاصول فاما محمولۃ علی روایۃ منفردۃ غریبۃ
لابن ماجۃ او علی غفلۃ من صاحب المشکوٰۃ او المصابیح اھ **اقول** سبحن اللہ ھو انما نقلہ عن ابن ماجۃ فلو زاد البسملۃ لنسب الی الغفلۃ
ثم لم یتفرد ابن ماجۃ بترک البسملۃ بل ھو کذلک عند ابی داؤد ایضا رواہ عن عثمٰن بن ابی شیبۃ عن یونس بن محمد وابن ماجۃ عن
ابی بکر بن ابی شیبۃ ومجاھد ابن موسی ومحمد بن خلف العسقلانی کلھم عن یونس بترک البسملۃ والترمذی عن احمد بن سعید الاشقر
وابراھیم بن یعقوب کلاھما عن یونس مع البسملۃ فافھم **سولھویں حدیث** میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کل مع صاحب البلاء
تواضعا لربک وایمانا۔ بلا والے کے ساتھ کھانا کھا اپنے رب کے لئے تواضع اور اوپر سچے یقین کی راہ سے رواہ الامام الاجل الطحاوی عن ابی ذر رضی
اللہ تعالٰی عنہ **قلت** ھکذا اوردہ فی الجامع کل باللام والذی رأیتہ للامام الطحاوی کن بالنون واللہ تعالٰی اعلم **سترھویں حدیث** میں ہے
کہ ایک بی بی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مجذوموں کے حق میں فرماتے فروا منھم کفرارکم من
الاسد۔ ان سے ایسا بھاگو جیسا شیر سے بھاگتے ہو، ام المومنین نے فرمایا کلا ولکنہ لاعدوی فمن اعدی الاول ہرگز نہیں بلکہ یہ فرماتے تھے کہ بیماری
اڑ کر نہیں لگتی جسے پہلے ہوئی اسے کس کی اڑ کر لگی رواہ ابن جریر عن نافع بن القاسم عن جدتہ فطیمۃ **اقول** ام المومنین کا یہ انکار اپنے علم
کی بنا پر ہے یعنی میرے سامنے ایسا نہ فرمایا بلکہ یوں فرمایا اور رہے یہ کہ دونوں ارشاد حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بصحت کافیہ ثابت ہیں۔
اٹھارویں سے تیس تک حدیث جلیل عظیم صحیح مشہور بلکہ متواتر جس سے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے استدلال کیا کہ حضور اقدس
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا لاعدوی بیماری اڑ کر نہیں لگتی رواہ الائمۃ احمد والشیخان وابو داؤد وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ واحمد والستۃ
الا النسائی عن انس واحمد والشیخان وابن ماجۃ والطحاوی عن ابن عمر واحمد ومسلم والطحاوی عن السائب بن یزید وھم وابن جریر جمیعا
عن جابر واحمد والترمذی والطحاوی عن ابن مسعود واحمد وابن ماجۃ والطحاوی والطبرانی وابن جریر عن ابن عباس والثلثۃ الاخیرۃ عن
ابی امامۃ وابن خزیمۃ والطحاوی وابن حبان وابن جریر عن سعد بن ابی وقاص والامام الطحاوی عن ابی سعید الخدری والشیرازی
فی الالقاب والطبرانی فی الکبیر والحاکم وابو نعیم فی الحلیۃ عن عمیر بن سعد الانصاری والطبرانی وابن عساکر عن عبدالرحمٰن بن ابی عمیرۃ
المزنی وابن جریر عن ام المومنین وایضا ھو وصححہ والقاضی محمد ابن عبدالباقی الانصاری فی جزئہ الحدیثی عن امیر المومنین علی
کرم اللہ تعالٰی وجھہ الکریم بلفظ لایعدی سقیم صحیحا لخصناہ عن الجامع الکبیر مع جمع وزیادات۔ اسی حدیث کے متعدد طرق میں وہ جواب قاطع
ہر شک وارتیاب ارشاد ہوا جسے ام المومنین نے اپنے استدلال میں روایت فرمایا صحیحین وسنن ابی داؤد وشرح معانی الآثار امام طحاوی وغیرہا
میں حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ بیماری اڑ کر نہیں لگتی ایک بادیہ نشین نے
عرض کی یارسول اللہ پھر اونٹوں کا یہ کیا حال ہے کہ وہ ریتی میں ہوتے ہیں جیسے ہرن یعنی صاف شفاف بدن ایک اونٹ خارشی والا آکر ان میں داخل
ہوتا ہے جس سے خارش ہوجاتی ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا فمن اعدی الاول اس پہلے کو کس کی اڑ کر لگی احمد ومسلم وابو داؤد
وابن ماجہ کے یہاں حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے ارشاد فرمایا ذلکم القدر فمن اجرب الاول یہ تقدیری باتیں ہیں بھلا پہلے کو کس نے
کھجلی لگادی۔ یہی ارشاد احادیث مذکورہ عبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عباس وابو امامہ وعمیر بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہم میں مروی ہوا حدیث اخیر میں
اس توضیح کے ساتھ ہے کہ فرمایا الم تروا الی البعیر یکون فی الصحراء فیصبح وفی کرکرتہ او فی مراق بطنہ نکتۃ من جرب لم تکن قبل ذلک
فمن اعدی الاول کیا دیکھتے نہیں کہ اونٹ جنگل میں ہوتا ہے یعنی الگ تھلگ کہ اس کے پاس کوئی بیمار اونٹ نہیں صبح کو دیکھو تو اس کے بیچ سینے یا
پیٹ کے نرم جگہ میں کھجلی کا دانہ موجود ہے بھلا اس پہلے کو کس کی اڑ کر لگ گئی **اقول** حاصل ارشاد یہ ہے کہ قطع تسلسل کے لئے ابتداءً بغیر دوسرے
سے منتقل ہوئے خود اسمیں بیماری کا پیدا ہونے کا ماننا لازم ہے تو حجت قاطعہ سے ثابت ہوا کہ بیماری کا خود بخود بھی حادث ہوتی ہے اور جب یہ

مسلم ہے تو دوسرے میں انتقال کے سبب پیدا ہونا محض وہم علیل وادعائے بے دلیل رہا جب ایک میں خود پیدا ہوسکتی ہے تو یوں ہزار میں۔ فلا یوسوس العدو الرجیم فی قلب مریض ان القائلین بالاعداء لایجعلون المرض فیہ حتی یلزمھم اعداء الاول فافھم و تثبت **اکتیسویں حدیث** کہ احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اسی قدر روایت کی کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا لا یوردن ممرض علی مصح ہرگز بیمار جانور تندرست جانوروں کے پاس پانی پلانے کو نہ لائے جائیں۔ بیہقی نے سنن میں یوں مطولاً تخریج کی کہ ارشاد فرمایا لاعدوی ولا یحل الممرض علی المصح ولیحل المصح حیث شاء قیل ولم ذلک قال لانہ اذی۔ بیماری اڑ کر نہیں لگتی اور تندرست جانوروں کے پاس بیمار جانور نہ لائیں اور تندرست جانور والا جہاں چاہے لیجائے عرض کی گئی یہ کس لئے فرمایا اس لئے کہ اوسمیں اذیت ہے یعنی لوگ برا مانیں گے انہیں ایذا ہوگی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ **قلت** وقد رواہ مالک فی مؤطاہ انہ بلغہ عن بکیر بن عبداللہ بن الاشج عن ابن عطیۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لاعدوی ولا ھام ولا صفر ولا یحل الممرض علی المصح ولیحلل المصح حیث شاء فقالوا یارسول اللہ وما ذاک فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذی ھکذا رواہ یحیی مرسلا وتابعہ جماعۃ من رواۃ المؤطا وخالفھم القعنبی وعبداللہ بن یوسف وابو مصعب و یحیی بن بکیر فجعلوہ عن ابن عطیۃ عن ابی ھریرۃ موصولا غیران ابن بکیر قال عن ابی عطیۃ ولا خلف فھو عبداللہ بن عطیۃ الاشجعی ویکنی اباعطیۃ ووھم بعض رواۃ المؤطا فی جعلہ عن ابی عطیۃ عن ابی بردۃ وانما ھو عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما افادہ الزرقانی یہ حدیث دونوں مضمون کی جامع ہے۔ **بتیسویں حدیث** ۔ صحیح جلیل کہ ایسا ہی رنگ جامعیت رکھتی ہے صحیح بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاعدوی وفر من المجذوم کما تفر من الاسد بیماری اڑ کر نہیں لگتی اور جذامی سے بھاگ جیسا شیر سے بھاگتا ہے اور دہ الامام الجلیل الجلال السیوطی فی جامعہ الکبیر بہذا اللفظ عازیا لابن جریر عن ابی قلابۃ وفی قسمہ الاول بلفظ لاعدوی ولا ہامۃ ولا صفر واتقوا المجذوم کما تتقوا الاسود عازیا للسنن البیہقی عن ابی ہریرۃ واوردہ فی اول الجامع ایضا بلفظ لاعدوی ولا طیرۃ ولا ہامۃ ولا صفر وفر من المجذوم کما تفر من الاسد عازیا لاحمد والبخاری عن ابی ھریرۃ وھو کذلک فی الجامع الصحیح وبہ ظھر ما قدمنا ان العزو یتبع اللفظ فبالنظر الی حدیث ابی قلابۃ عددناہ بحیالہ ولذا اوردناہ بلفظہ وھو بعینہ لفظ البخاری وان اشتمل علی زیادات لاتوقف لھذا المعنی علیھا **اقول** وابوقلابۃ ھذا ھو عبداللہ بن زید الجرمی من ثقات التابعین وعلمائھم کثیر الارسال وکان الاولی ان ینبہ علیہ ثم ان العلامۃ الشمس السخاوی قال فی حدیث اتقوا ذوی العاھات المعنی فر من المجذوم فرارک من الاسد کما ورد فی بعض الفاظ الحدیث وھو متفق علیہ عن ابی ھریرۃ مرفوعا بمعناہ اھ ورأیتنی کتبت علیہ ما نصہ **اقول** لم ارہ لمسلم انما فیہ قولہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم للمجذوم انا قد بایعناک فارجع نعم ھو فی حدیث البخاری بلفظ فر من المجذوم کما تفر من الاسد والیہ وحدہ عزاہ فی المشکوۃ وکذا الامام النووی فی شرح مسلم تحت حدیثہ المذکور وکذا الامام السیوطی فی اول جامعہ الکبیر فاللہ تعالٰی اعلم اب بتوفیق اللہ تعالٰی تحقیق حکم سنئے **اقول وباللہ التوفیق** احادیث قسم ثانی تو اپنے افادہ میں صاف صریح ہیں کہ بیماری اڑ کر نہیں لگتی۔ کوئی مرض ایک سے دوسرے کی طرف سرایت نہیں کرتا کوئی تندرست بیمار کے قرب و اختلاط سے بیمار نہیں ہوجاتا جسے پہلے شروع ہوئی اسے کس کی اڑ کر لگی ان متواتر و روشن وظاہر ارشادات عالیہ کو سنکر یہ خیال کسی طرح گنجائش نہیں پاتا کہ واقع میں تو بیماری اڑ کر لگتی ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت کا وسوسہ اوٹھانے کے لئے مطلقاً اوسکی نفی فرمائی ہے پھر حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم واجلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی عملی کارروائی مجذوموں کو اپنے ساتھ کھلانا اونکا جھوٹا پانی پینا اون کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑ کر برتن میں رکھنا خاص اونکے کھانے کی جگہ سے نوالہ اوٹھا کر کھانا جہاں مونھ لگا کر اونھوں نے پانی پیا بالقصد اوسی جگہ مونھ رکھ کر خود نوش کرنا یہ اور بھی واضح کررہی ہے کہ عدوی یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جانا محض خیال باطل ہے ورنہ اپنے آپ کو بلا کیلئے پیش کرنا شرع ہرگز روا نہیں رکھتی قال اللہ تعالٰی ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ آپ اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو رہیں قسم اول کی حدیثیں وہ اس درجہ عالیہ صحت پر نہیں جس پر احادیث نفی ہیں اون میں اکثر ضعیف ہیں جیسا کہ ہم بیان و اشارہ کر آئے اور بعض نہایت درجہ حسن میں ہیں صرف حدیث اول کی تصحیح ہوسکتی ہے مگر وہی حدیث اوس سے اعلٰی وجہ پر جو صحیح بخاری میں آئی خود اوسی میں ابطال عدوٰی

موجود کہ مجذوم سے بھاگو اور بیماری اڑ کر نہیں لگتی تو یہ حدیث خود واضح فرما رہی ہے کہ بھاگنے کا حکم اوس وسوسہ اندیشہ کی بنا پر نہیں معہذا صحت میں اوس کا پایہ بھی دیگر احادیث نفی سے گرا ہوا ہے کہ اوسے امام بخاری نے مسنداً روایت نہ کیا بلکہ بطور تعلیق حیث قال قال عفان وعفان ھذا وان کان من شیوخ البخاری فکثیراما یروی عنہ بالواسطۃ کما فی فتح الباری وعدولہ عن حدثنا المتداولہ فی جمیع کتابہ الی قال لایکون الا لوجہ و ھذا وان کان وصلا علی طریق ابن الصلاح فلیس لمختلف فیہ کالمتفق علیہ وقد جزم المحقق علی الاطلاق فی باب العنین من فتح القدیر ان البخاری رواہ معلقا ثم لعلک تقول مالک حصرت الصحۃ فی الحدیث الاول الیس فیما ذکرت حدیث اناقد بایعناک فارجع **اقول** انما یرویہ مسلم ھکذا احد ثنا یحیی بن یحیی انا ھشیم ح وثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ ثنا شریک بن عبداللہ وھشیم بن بشیر عن یعلی بن عطاء عن عمرو بن الشرید عن ابیہ رضی اللہ تعالی عنہ وقال ابن ماجۃ حدثنا عمرو بن رافع ثنا ھشیم عن یعلی بن عطاء الخ وھشیم وشریک کلاھما مدلس وقد عنعنا قال فی التقریب ھشیم بن بشیر ثقۃ ثبت کثیر التدلیس والارسال الخفی وقال فی شریک صدوق یخطئ کثیرا تغیر حفظہ منذ ولی القضاء بالکوفۃ وقال فی تھذیب التھذیب قال عبدالحق الاشبیلی کان یدلس قال ابن القطان کان مشھورا بالتدلیس اھ قال وانما روی لہ مسلم فی المتابعات اھ کما ھھنا اخرج لہ بمتابعۃ ھشیم اما قول من قال ان عنعنۃ المدلسین فی الصحیحین محمول علی السماع۔ فاقول تقلید جامد ولا ننکر تحسین فلیس التحسین کالتبیین اصلا کوئی حدیث ثبوت عدوی میں نص نہیں یہ تو متواتر حدیثوں میں فرمایا کہ بیماری اوڑکر نہیں لگتی اور یہ ایک حدیث میں بھی نہیں آیا کہ عادی طور پر اوڑکر لگ جاتی ہے۔ حدیث چہارم کہ جذامیوں کو نظر جماکر نہ دیکھو اونکی طرف تیز نگاہ نہ کرو، وہاں یہ محمل رکھتی ہے کہ ادھر زیادہ دیکھنے سے انہیں گھن آئے گی نفرت پیدا ہوگی ان مصیبت زدوں کو حقیر سمجھو گے ایک تو یہ خود حضرت عزت کو پسند نہیں پھر اس سے ان گرفتاران بلا کو ناحق ایذا پہنچے گی اور یہ روا نہیں علامہ مناوی تیسیری شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں۔ (لاتحدوا النظر) لانہ اذی ان لاتعافوھم فتزدروھم او تحتقروھم علامہ فتنی مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں لاتدیموا النظر الی المجذومین لانہ اذا ادامہ حقرہ وتاذی بہ المجذوم حدیث ششم میں کہ اون ثقفی سے فرمایا پلٹ جاؤ تمہاری بیعت ہوگئی متعدد وجوہ ہیں (۱) اونھیں مجلس اقدس میں نہ بلایا کہ حاضرین دیکھکر حقیر نہ سمجھیں (۲) حضار میں کسی کو دیکھکر یہ خیال نہ پیدا ہو کہ ہم ان سے بہتر ہیں خود بینی اوس مرض سے بھی سخت تر بیماری ہے (۳) مریض اہل مجمع کو دیکھ کر غمگین نہ ہو کہ یہ سب ایسے چین میں ہیں اور وہ بلا میں تو اوسکے قلب میں تقدیر کی شکایت پیدا ہوگی (۴) حاضرین کا لحاظ خاطر فرمایا کہ عرب بلکہ عرب وعجم جمہور بنی آدم بالطبع ایسے مریض کی قربت سے برا مانتے ہیں نفرت لاتے ہیں۔ (۵) **اقول** ممکن کہ خاطر مریض کا لحاظ فرمایا کہ ایسا مریض خصوصاً نو مبتلا خصوصاً ذی وجاہت مجمع میں آتے ہوئے شرماتا ہے (۶) **اقول** ممکن کہ مریض رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھوں سے رطوبت نکلتی تھی تو بچایا کہ مصافحہ فرمائیں غرض واقعہ حال محل صدگونہ احتمال ہوتا ہے حجت عام نہیں ہوسکتا مجمع البحار میں ہے ارجع فقد بایعناک انما ردہ لئلا ینظر الیہ اصحابہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فیزدرونہ ویرون لانفسھم علیہ فضلا فیدخلھم العجب ولئلا یحزن المجذوم برویۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم واصحابہ وما فضلوا بہ فیقل شکرہ علی بلاء اللہ تعالی حدیث ہفتم کہ کوڑھی کو دیکھو نا پیٹھنے کو فرمایا **اقول** ممکن کہ اس لئے فرمایا ہو کہ مریض کے پاؤں سے رطوبت نہ ٹپکے۔ حدیث ہشتم کہ اگر کوئی بیماری اوڑکر لگتی ہو تو جذام ہے اگر کا لفظ خود بتا رہا ہے کہ اوڑکر لگنا ثابت نہیں تیسیر میں ہے قولہ ان کان دلیل علی ان ھذا الامر غیر محقق عندہ اھ **اقول** حملہ علی الشک وما کان ینبغی وانما حقہ ان نقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان کان فی شیئ من ادویتکم خیر ففی شرطۃ محجم او شربۃ من عسل الحدیث رواہ احمد والشیخان والنسائی عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ ولا شک ان فی العسل خیرا کما نطق بہ القرآن العزیز وفی الحجامۃ ایضا کما دل علیہ المستفیض من الاحادیث القولیۃ والفعلیۃ وقال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لوکان شیئ سابق القدر لسبقتہ العین رواہ احمد ومسلم والترمذی عن ابن عباس واحمد والترمذی وابن ماجۃ بسند صحیح عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالی عنھم ولا شک ان القدر لایسبقہ شیئ فاذا ثبت الوجہان فی امثال المقال جاء الاحتمال فبطل الاستدلال رہا اوس وادی سے جلد گزر جانا **اقول** اسمیں وہ پانچ وجوہ پیش نظر جاگزیں جو حدیث ششم کے بارہ میں گزریں فافہم حدیث نہم کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے اون بی بی کو

منع فرمایا۔ اقول وہاں بھی چاروجہ اولین جاری کما لایخفی بادنٰی تامل حدیث یازدہم ودوازدہم کا فقرہ کہ امیر المومنین نے معیقیب رضی اللہ تعالٰی عنہا سے فرمایا دوسرا ہوتا تو مجھ سے ایک نیزے کے فاصلہ پر بیٹھتا۔ اقول انھیں حدیثوں میں ہے کہ ان کو اپنے ساتھ کھلایا اگر یہ امر عدوٰی کا سبب عادی ہوتا تو ایک فضل کی خاطر سے اپنے آپکو مرض بلا میں ڈالنا روا نہ ہوتا اور تیرہویں حدیث نے تو خوب ظاہر کردیا کہ امیر المومنین خیال عدوٰی کی بیخ کنی فرماتے تھے نری خاطر منظور تھی تو اس شدت مبالغہ کی کیا حاجت ہوتی کہ پانی انھیں پلا کر ان کے ہاتھ سے لیکر خاص ان کے منہ رکھنے کی جگہ پر منہ لگا کر خود پیتے معلوم ہوا کہ عدوٰی بے اصل ہے تو اوس فرمانے کا منشا مثلاً یہ ہو کہ ایسے مریض سے تنفر انسان کا ایک طبعی امر ہے آپکا فضل اسپر حائل ہے کہ وہ تنفر مضمحل وزائل ہوگیا دوسرا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا حدیث سی وکیم کہ تندرست جانوروں کے پاس بیمار نہ لائے جائیں۔ اقول اسکی وجہ خود حدیث مؤطائے مالک وسنن بیہقی نے ظاہر کردی کہ یہ صرف لوگوں کے برا ماننے کے لحاظ سے ہے ورنہ بیماری اوڑکر نہیں لگتی ولہذا ہم نے اس حدیث کو احادیث قسم اول میں شمار بھی نہ کیا۔ اب نہ رہیں مگر پانچ حدیثیں اول دوم سوم پنجم دہم اقول وقطع نظر اس سے کہ ان میں دوم کی سند واہی اور سوم کی خود حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے جن کی طرف وہ نسبت کی جاتی تھی تکذیب فرمائی اور دہم کہ امیر المؤمنین سے ایک صحابی جلیل القدر منجملہ اصحاب بدر ومہاجرین سابقین اولین رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کی نسبت اوس کا صدور سخت مستبعد تھا متعدد حدیثوں نے اوس کا خلاف ثابت کردیا جیسا کہ امیر المومنین سے مظنون تھا کما سبق ذلک کلہ فھذا منقطع باطنا ومعلول غیر مقبول، اون میں کسی کا حاصل حدیث اول کے حاصل سے کچھ زاید نہیں اور اونمیں وہی صحیح یا حسن ہے تو اوسی کی طرف توجہ کافی۔ علماء کیلئے یہاں متعدد طریقے ہیں۔ اقول اوسکے ثبوت میں کلام بہ طریقہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا ہے جیسا کہ حدیث ہفدہم میں گزرا اقول طریقتھا رضی اللہ تعالٰی عنہا معروفۃ فی امثال الاحادیث التی ترد علی خلاف ماعندھا من العلم القطعی المستند الی القراٰن العظیم والسماع الشفاھی من الحبیب الکریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہا وسلم ان تنسب راویھا الی السھو والوھم فی السماع والفھم کما قالت فی حدیث امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان المیت لیعذب ببعض بکاء اھلہ علیہ یرحم اللہ عمر لا واللہ ماحدث رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ ولکن ان اللہ تعالٰی یزید الکافر عذابا ببکاء اھلہ علیہ وقالت حسبکم القراٰن لاتزر وازرۃ وزر اخری رواہ الشیخان وقالت یغفر اللہ لابی عبدالرحمٰن تریدا بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھم فانہ ایضا روی الحدیث کابیہ اما انہ لم یکذب ولکنہ نسی انما مر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی یھودیۃ یبکی علیھا فقال انھم لیبکون علیھا وانھا لتعذب فی قبرھا رویاہ ایضا وفی لفظ اُمَ واللہ ماتحدثون ھذا الحدیث عن الکاذبین ولکن السمع یخطی وان لکم فی القراٰن مایشفیکم ان لاتزر وازرۃ وزر اخری ولکن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ان اللہ عزوجل لیزید الکافر عذابا ببعض بکاء اھلہ علیہ رواہ الامام الطحاوی وقالت فی حدیثھا ایضا اعنی امیر المؤمنین وابنہ عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھم ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فی نتنی بدر والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع لما اقول منھم رویاہ ایضا انما قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انھم لیعلمون الاٰن ماکنت اقول لھم حق وقد قال اللہ تعالٰی انک لاتسمع الموتٰی رواہ البخاری ولما بلغھا حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ان الطیرۃ فی المرأۃ والدار والفرس غضبت غضبا شدیدا وقالت والذی نزل القراٰن علی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ما قالھا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وانما قال ان اھل الجاھلیۃ کانوا یتطیرون من ذلک رواہ الطحاوی وابن جریر عن قتادۃ عن ابی حسان وروٰہ ایضا الحاکم والبیہقی وماذلک الا لان العلم عندھا من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی خلاف ذلک فقد قالت کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یعجبہ الفأل ویکرہ الطیرۃ رواہ الامام الطحاوی وروی ایضا انہ قیل لعائشۃ ان اباھریرۃ یقول لان یمتلی جوف احدکم قیحا خیرلہ من ان یمتلی شعرا فقالت یرحم اللہ اباھریرۃ حفظ اول الحدیث ولم یحفظ اٰخرہ ان المشرکین کانوا یھاجون رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال لان یمتلی جوف احدکم قیحا خیرلہ من ان یمتلی شعرا من مھاجاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اھ وذلک لانھا سمعت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول ان من الشعر لحکمۃ وسمعتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یتمثل بشعر ابن رواحۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وربما قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھذا البیت ویاتیک بالاخبار من لم تزود وروی الکل الطحاوی کذلک قالت ھھنا لسماعھا منہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوی فمن اعدی الاول والسبب فی ذلک ما اشرنا الیہ من ان اخبار الاحاد لاتعارض ماعندھا من القطعی فاوقع من العلامۃ ابی الفرج ابن الجوزی حیث ذکر فی حدیث الشؤم فی ثلث ان عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قد غلطت علی من روی ھذا الحدیث وقالت انما کان اھل الجاھلیۃ یقولون الطیرۃ فی المرأۃ والدار والدابۃ ثم قال وھذا رد لصریح خبر رواتہ ثقات الخ کما نقلہ الامام العینی فی عمدۃ القاری منشؤہ الغفلۃ عن النکتۃ التی ذکرتھا ثم قولہ وقالت انما کان اھل الجاھلیۃ یقولون الخ **اقول** ما قالتہ بل روتہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما ھو صریح نص روایۃ الطحاوی ومن ذکرنا جمیعا وای ثقۃ اوثق منہا رضی اللہ تعالٰی عنہا **دوم** مجذوم وغیرہ سے بھاگنے کی حدیثیں منسوخ ہیں احادیث نفی عدوی نے اُنھیں نسخ کردیا۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں امام قاضی عیاض سے منقول ذھب عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وجماعۃ من السلف الی الاکل معہ وان الامر باجتنابہ منسوخ وممن قال بذلک عیسی بن دینار من المالکیۃ اھ۔ وردہ الامام النووی بوجھین احدھما ان النسخ یشترط فیہ تعذر الجمع بین الحدیثین ولم یتعذر بل قد جمعنا بینھما والثانی انہ یشترط فیہ معرفۃ التاریخ ولیس ذلک موجودا ھھنا۔ **اقول** نص القاضی ان امیر المؤمنین کان یراہ منسوخا فان کان ھذا عن روایۃ کما ھو ظاہر اللفظ لم یرد علیہ شیئ من الوجھین لان امیر المؤمنین لایقول بہ الاعن علم وبعدہ لامساغ للجمع وان امکن باسھل وجہ نعم ان ذکرہ القاضی ظنا منہ فالوجھان وجیھان **اقول** وثالثھما ما روینا فی الحدیث الثانی والثلثین حیث جمع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کلا الکلامین فی نسق واحد فاین النسخ لاسیما وقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوی مقدم فیہ علی وفر من المجذوم وما کان لصدر الکلام ان ینسخ اخرہ **سوم** بھاگنے کا حکم اس لئے ہے کہ وہاں ٹھہریں گے تو اُن پر نظر پڑے گی اور اُس سے وہ مفاسد عجب وتحقیر وایذا پیدا ہوں گے جن کا ذکر گزرا۔ عمدۃ القاری میں ہے قال بعضھم الخبر صحیح امر بالفرار منہ لنھیہ عن النظر الیہ اھ مافی العینی **اقول** ولا یحتملہ الحدیث الخامس ونظائرہ ممافیہ الامر ان یکونوا فیھم بفصل رمح اور رمحین۔ **چہارم** امر فرار اس لئے ہے کہ اُس کی بدبو وغیرہ سے ایذا نہ پائیں۔ شرح صحیح مسلم للامام النووی میں ہے قیل النھی لیس للعدوی بل للتاذی بالرائحۃ الکریھۃ ونحوھا اھ **اقول** وھذا اظھر البعد فافھم۔ **پنجم** قول مشہور ومذہب جمہور ومشرب منصور کہ دوری وفرار کا حکم اس لئے ہے کہ اگر قرب واختلاط رہا اور معاذ اللہ قضاوقدر سے کچھ مرض اسے بھی حادث ہوگیا تو ابلیس لعین اس کے دل میں وسوسہ ڈالے گا کہ دیکھ بیماری اُڑ کر لگ گئی اولًا یہ تو ایک امر باطل کا اعتقاد ہوگا اسی قدر فساد کیلئے کیا کم تھا پھر متواتر حدیثوں میں سنکر کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صاف فرمایا ہے بیماری اُڑ کر نہیں لگتی یہ وسوسہ دل میں جمنا سخت خطرناک وہائل ہوگا لہٰذا ضعیف الیقین لوگوں کو اپنا دین بچانے کے لئے دوری بہتر ہے ہاں کامل الایمان وہ کرے جو صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کیا اور کس قدر مبالغہ کیساتھ کیا اگر عیاذًا باللہ کچھ حادث ہوتا اُن کے خواب میں بھی خیال نہ گزرتا کہ یہ عدوائے باطلہ سے پیدا ہوا اُن کے دلوں میں کوہ گراں شکوہ سے زیادہ مستقر تھا کہ لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا بے تقدیر الٰہی کچھ نہ ہوسکے گا۔ اسیطرف اُس قول وفعل حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ اپنے ساتھ کھلایا اور کل ثقۃ باللہ وتوکلا علیہ فرمایا۔ امام اجل امین امام الفقہاء وامام المحدثین وامام اہل الجرح والتعدیل وامام اہل التصحیح والتعلیل حدیث وفقہ دونوں کے حاوی سیدنا امام ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار شریف میں دربارہ نفی عدوی احادیث سعد بن مالک وعلی مرتضٰی وعبداللہ بن عباس وابی ہریرہ وعبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عمرو وجابر بن عبداللہ وانس بن مالک وسائب بن یزید وابی ذر رضی اللہ تعالٰی عنہم روایت کرکے فرماتے ہیں فقد نفی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی ھذہ الاثار وقد قال فمن اعدی الاول ای لما کان ما اصاب الاول انما کان بقدر اللہ عزوجل کان ما اصاب الثانی کذلک فان قال قائل العدوی فنجعل ھذا مضادا لما روی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایورد ممرض علی مصح کما جعلہ ابوہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ **قلت** لا ولکن نجعل قولہ لاعدوی کما قال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نفی العدوی ان یکون ابدا ونجعل قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایوردن ممرض علی مصح علی الخوف منہ ان یورد علیہ فیصیبہ بقدر اللہ تعالٰی ما اصاب الاول فیقول الناس اعداہ الاول فکرہ ایراد المصح علی الممرض خوف ھذا القول وقد روینا عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی ھذہ الاٰثار ایضا وضعہ یدالمجذوم فی القصعۃ فدل فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایضا علی نفی الاعداء لانہ لوکان الاعداء مما یجوزان یکون اذًا لما فعل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مایخاف ذٰلک منہ لان فی ذٰلک جر التلف الیہ وقد نھی اللہ عزوجل عن ذٰلک فقال ولا تقتلوا انفسکم ومر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھدف مائل فاسرع فاذا کان یسرع من ھدف المائل مخافۃ الموت فکیف یجوز علیہ ان یفعل مایخاف منہ الاعلاء فھذا معنی ھذہ الاٰثار عندنا واللہ تعالٰی اعلم ملتقطا عمدۃ القاری میں ہے التوفیق بین الحدیثین بما قالہ ابن بطال وھو ان لاعدوی اعلام بانھا لاحقیقۃ لھا واما النھی فلئلا یتوھم المصح ان مرضھا من اجل ورود المرضی علیھا فیکون واخلا بتوھمہ ذٰلک فی تصحیح ماابطلہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من العدوی ماثبت بالسنۃ میں جامع الاصول سے ہے یقال اعدی المرض اذا اصابہ مثلہ لمقارنتہ ومجاورتہ او مؤاکلتہ ومشاربتہ وقد ابطلہ الاسلام اوسی میں مشارق الانوار امام قاضی عیاض سے ہے العدوی ماکانت تعتقدہ الجاھلیۃ من تعدی داء ذی الداء الی من یجاورہ ویلاصقہ ممن لیس بہ داء فنفاہ الشرع وقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوی یحتمل النھی عن قول ذٰلک واعتقادہ والنفی لحقیقۃ ذٰلک کما قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایعدی شیئ شیئا وقولہ فمن اعدی الاول وکلاھما مفھوم من الشرع اوسی میں نزہۃ النظر للحافظ ابن حجر سے ہے الاولی فی الجمع ان یقال ان نفیہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم للعدوی باق علی عمومہ وقد صح قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایعدی شیئ شیئا وقولہ فمن اعدی الاول یعنی ان اللہ سبحنہ وتعالٰی ابتدأ ذٰلک فی الثانی کما ابتدأہ فی الاول واما الامر بالفرار من المجذوم فمن باب سد الذرائع لئلا یتفق للشخص الذی یخالطہ شیئ من ذٰلک بتقدیر اللہ تعالٰی ابتداء لابالعدوی المنفیۃ فیظن ان ذٰلک بسبب مخالطتہ فیعتقد صحۃ العدوی فیقع فی الحرج فامر بتجنبہ حسما للمادۃ واللہ تعالٰی اعلم شرح مصابیح امام تورپشتی وشرح مشکوٰۃ علامہ طیبی ومرقاۃ علامہ قاری وشرح الموطا للعلامۃ محمد الزرقانی وغیرہا میں ہے واللفظ للزرقانی الاکثر ان المراد بنفی ذٰلک ابطالہ کما دل علیہ ظاھر الحدیث اشعۃ اللمعات شیخ محقق میں ہے. اکثر برآنند کہ مراد نفی عدوی وابطال اوست مطلقا چنانکہ ظاہر احادیث درآن است۔ اوریہی ہے اعتقاد جاہلیت آں بود کہ بیماری کہ در پہلوئے بیماری نشیند یا ہمراہ وے بخورد سرایت کند بیماری او ونیز گفتہ اند کہ بزعم اطبا این سرایت در ہفت مرض است جذام وجرب وجدری وحصبہ وبخر ورمد وامراض وبائیہ پس شارع اثر انفی کرد وابطال نمود یعنی سرایت نمی باشد بلکہ قادر مطلق ہمچناں کہ اورا بیمار کرد ایں را نیز کرد بالجملہ ان پانچوں اقوال پر عدوی باطل محض ہے یہی مذہب ہے حضرت افضل الاولیاء الاولین والاٰخرین سیدنا صدیق اکبر وحضرت سیدنا فاروق اعظم وحضرت سلمان فارسی وحضرت ام المومنین صدیقہ وحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم اجلہ صحابہ کرام کا اور اسی کو اختیار فرمایا امام اجل طحاوی سید الحنفیہ وامام یحیٰی بن یحیٰی مالکی وامام عیسٰی بن دینار مالکی وامام ابن بطال ابوالحسن علی بن خلف مغربی مالکی وامام ابن حجر عسقلانی شافعی وعلامہ طاہر حنفی وشیخ محقق عبدالحق محدث حنفی وغیرہم جمہور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے عمدۃ القاری میں طبری سے ہے کان ابن عمر وسلمان رضی اللہ تعالٰی عنہم یصنعان الطعام للمجذومین ویاکلان معھم وعن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنھا قالت کان مولی لنا اصابہ ذٰلک الداء فکان یاکل فی صحافی ویشرب فی اقداحی وینام علی فراشی یعنی عبداللہ بن عمر وسلمان رضی اللہ تعالٰی عنہم مجذومین کیلئے کھانا طیار فرماتے اور ان کے ساتھ کھاتے اور ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہوا کہ ہمارے ایک غلام آزاد شدہ کو یہ مرض ہوگیا تھا وہ میرے برتنوں میں کھاتا میرے پیالوں میں پیتا میرے بچھونوں پر سوتا۔ زرقانی علی المؤطا میں زیر حدیث انہ اذی فرمایا قال یحیٰی بن یحیٰی سمعت ان تفسیرہ فی رجل یکون بہ الجذام فلا ینبغی لہ ان ینزل علی الصحیح یؤذیہ لانہ وان کان لایعدی فالانفس تکرھہ وقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ اذی یعنی لاللعدوی غرض مذہب یہ ہے اور وجوہ تاویل میں اصح واجمع وجہ پنجم ہے ہمنا تلتہ وجوہ اخر لبعض العلماء **فالسادس** ان الجذام مستثنی من قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاعدوی ای لایعدی شیئ شیئا الاھذا اوعزاہ فی اشعۃ اللمعات الی الکرمانی الشافعی صاحب الکواکب الدراری شرح صحیح البخاری **اقول** لم یقلہ ھل نقلہ وما رضیہ بل مرضہ فانما حکاہ بقیل کما نقل عنہ فی مجمع البحار بل والشیخ نفسہ قد ماثبت بالسنۃ فاھھنا سبق قلم ثم ھذا القیل لم یعرف لہ قائل ولم یمل الیہ مائل ولایؤیدہ شیئ من الدلائل **والسابع** قال البغوی قیل ان الجذام ذو رائحۃ تسقم من اطال صحبتہ ومؤاکلتہ ومضاجعتہ ولیس من العدوی بل من باب الطب کما یتضرر باکل مایعاف وشم مایکرہ والمقام فی مقام لایوافق ھواہ وکلہ باذن اللہ وما ھم بضارین بہ من احد الا باذن اللہ۔

نقله فی الجمع وعزاہ الی الاشعة للامام النووی **اقول** لعل ھذا ایضا کذلک فان الذی رأیت فی منہاجه تصویب الوجه الثامن الآتی ولم یعرج
علی ذکر ھذا فاللہ تعالٰی اعلم وظنی ان النووی فی نسختی الاشعة تصحیف من البغوی فان الذی نقله ترجمة کلام البغوی سواء بسواء غیر
ان البغوی ایضا لم یقل به وانما نقله بقیل ممرضا ثم **اقول** لاادری ما التنافی بین بابی العدوی والطب فالطب قائل فی ھذا المرض بالعدوی
کما نقل التوربشتی والطیبی والقاری والزرقانی والشیخ المحقق وغیرھم ان العدوی بزعم الطب فی سبع کما تقدم عن الشیخ ویستوی فی
ذلک کونها الکیفیة فیه اوللخاصیة فان کلا الفصلین من مسائل الطب ولیس ان العدوی انما تکون اذا کانت لابسبب یعقل والقائلون
بها انما یعتقدون الاعداء ولا نظر لهم الی انه بالکیفیة او بالخاصیة فمن قال بالاعداء ولو لرائحته فقد قال بالعدوی **والثامن**
ان المنفی اعداء المرض من دون اذن اللہ تعالٰی کما زعمه اھل الجاھلیة اما الاعداء عادة باذن اللہ تعالٰی فثابت ولذا امر بالفرار ونهی عن
ایراد الممرض ولا اعلمه اعنی اثبات العدوی العادیة ثابتا عن الصحابة رضی اللہ تعالٰی عنہم الا ما یفیده کلام الامام الطحاوی رحمه اللہ تعالٰی فیما تقدم من
انکار ابی ھریرة رضی اللہ تعالٰی عنه حدیث لاعدوی واقامته علی روایة لایوردن ان ذلک کان لظنه التنافی بینهما **اقول** لیس لمثلی الکلام مع مثل
الامام رحمه اللہ لکن الذی یعرفه قاصر مثلی ان انکار الروایة لاینحصر فی ظن التضاد بل نسی عنه سمعه من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم
فما وسعه الا انکارہ حتی لو فرض مودی الحدیثین واحدا من کل جهة وانما الالفاظ غیر الالفاظ ونسی سماع احدهما وقیل له رویت ھذا الحدیث
ھکذا لم یسعه الا الاباء نعم ھو مذھب الامام المطلبی محمد بن ادریس الشافعی رضی اللہ تعالٰی عنه قال المناوی فی فیض القدیر (اتقوا المجذوم) ای
اجتنبوا مخالطته فانه یعدی المعاشر کما جزم به الشافعی فی موضع وحکاہ عن الاطباء والمجربین فی اخر ونقله غیرہ عن افاضل الاطباء اھ
اقول وطریقته رضی اللہ تعالٰی عنه فی امثال المقام معروفة من الاعتماد علی التجارب حتی قال بالقیافة وجعلها حجة فی الاحکام الشرعیة وحکایات
رضی اللہ تعالٰی عنه فیها مشهورة وفی مقاصد السخاوی وغیرھا ماثورة وتبعه علیه احد شیخی مذھبه الامام ابوزکریا النووی ومن قبله الامام
ابوعمرو بن الصلاح ومن بعدهما الکرمانی والطیبی وکذا ابن الاثیر فیما ذکر القاری وکذا السخاوی علی شبهته فی عبارة الموجودة فی نسختی المقاصد
ووافقهم من علمائنا التوربشتی والقاری کما وافقنا من ائمتهم العسقلانی واضطرب ظاهر کلام المناوی فقال تحت حدیث اتقوا المجذوم ما
قال ولا ینا قضه خبر لاعدوی لانه نفی لاعتقاد الجاهلیة نسبة الفعل بغیر اللہ تعالٰی الخ وقال تحت حدیث کلم المجذوم لئلا یعرض لک
جذام فتظن انه اعداک مع ان ذلک لایکون الا بتقدیر اللہ تعالٰی وذا خطاب لمن ضعف یقینه ووقف نظرہ عند الاسباب اھ ففی ھذا
نوع میل الی ما علیه الجمهور ووقع نحوہ للعلامة الزرقانی فی شرح المؤطا فی موضع واحد فقال تحت قوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لایحل الممرض
علی المصح فربما یصاب بذلک فیقول لو انی ما احللته لم یصبه والواقع انه لو لم یحله لاصابه لان اللہ تعالٰی قدرہ فنهی عنه لهذہ العلة التی
لا یؤمن غالبا من وقوعها فی طبع الانسان وھو قوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فر من المجذوم فرارک من الاسد وان کنا نعتقد ان الجذام لایعدی
لکنا نجد فی انفسنا نفرة وکراهیة لمخالطته اھ فهذا صریح فی وفاق الجمهور ثم قال اما النهی عن ایراد الممرض فمن باب اجتناب الاسباب التی خلقها
اللہ وجعلها اسبابا للهلاک اوالاذی والعبد مامور باتقاء اسباب البلاء اذا کان فی عافیة منها وفی حدیث مرسل عند ابی داؤد انه صلی اللہ
تعالٰی علیه وسلم مر بحائط مائل فقال اخاف موت الفوات اھ ففیه میل ما الی القول الاخر بل کان جزما به لولا قوله اوالاذی ثم عاد فقال
تحت قوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم انه اذی ای یتاذی به لا انه یعدی ثم نقل عن یحیی بن یحیی ما قدمناہ وقد اذناک ان المائلین الی
ھذا القول کالتوربشتی والطیبی والقاری قد اعترفوا جمیعا کالشیخ المحقق والزرقانی ان ابطال العدوی راسا ھو الذی علیه الاکثرون۔
اقول والرجوان لاینکر علیه بما قال الامام النووی فی شرح مسلم قال جمهور العلماء یجب الجمع بین ھذین الحدیثین وھما صحیحان قالوا وطریق
الجمع ان حدیث لاعدوی المراد به نفی ما کانت الجاهلیة تزعمه وتعتقدہ ان المرض والعاھة تعدی بطبعها لا بفعل اللہ تعالٰی واما
حدیث لا یورد ممرض علی مصح فارشد فیه الی مجانبة ما یحصل الضرر عندہ فی العادة بفعل اللہ تعالٰی وقدرہ قال فهذا الذی ذکرناہ من
تصحیح الحدیثین والجمع بینهما ھو الصواب الذی علیه جمهور العلماء ویتعین المصیر الیه اھ فقد یکون المعزو الی جمهور العلماء وجوب الجمع وتصحیح

الحدیثین لاخصوص ھذا الجمع بما یشیر الیہ انہ بعد ذکر ھذا الجمع لم یقل ان ھذا الذی ذکرناہ ھو الصواب الذی علیہ الجمھور بل فسر المذکور بقولہ من تصحیح الحدیثین والجمع بینھما ولو اراد خصوص الجمع لم تکن حاجۃ الی التفسیر اصلا لکون الاشارۃ متصلۃ بذلک الجمع من دون فصل فضلا عن ان یفسرہ بالاعم وحینئذ یکون قولہ ھذا احترازا عن الوجھین الاولین الذین قدمناھما ان احد الحدیثین غیر ثابت اومنسوخ فیکون مثل ما نقل ھو فیما بعد عن الامام القاضی عیاض انہ قال وقد ذھب عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وغیرہ من السلف الی الاکل معہ وراوا ان الامر باجتنابہ منسوخ والصحیح الذی قالہ الاکثرون ویتعین المصیر الیہ انہ لانسخ بل یجب الجمع بین الحدیثین وحمل الامر باجتنابہ والفرار منہ علی الاستحباب والاحتیاط لاللوجوب واما الاکل معہ ففعلہ لبیان الجواز اھ واذن یکون قولہ قالوا وطریق الجمع الخ علی ما ھو المتعارف بین العلماء من نقل اقوال جمع بلفظۃ قالوا الا ان مرجعہ جمھور العلماء کیلا یخالف نقل الاکثرین عن الاکثرین منھم التورپشتی و القاری انفسھما واللہ تعالٰی اعلم ثم من الحجۃ لنا علیھم **اولا** ظاھر الاحادیث المتواترۃ کما اعترفوا بہ ولامعدل عن ظاھر لابدلیل واین الدلیل **وثانیا** ماقدمنا عن الامام الطحاوی ان لوکان ذلک من اسباب لھلاک العادیۃ لم یفعلہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا الخلفاء الراشدون ولا امر بالاکل معھم تواضعا وایمانا فان مجانبتہ حینئذ مامور بہ شرعا لقولہ تعالٰی ولاتقتلوا انفسکم وقولہ تعالٰی ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ وکان کالجدار المائل والسفینۃ المکسورۃ وقد اعترف بہ ھؤلاء المثبتون للعدوی کما ستقف **اقول** ولیس من التوکل المعارضۃ مع الاسباب والھجوم علی ماجرت العادۃ بافضائہ الی التباب ولایحل لاحد ان یلقی نفسہ من فوق جبل توکلا علی ربہ عزوجل وایقانا بانہ لایضرہ ان لم یشاء وقد حکی ان الشیطان سال ذلک سیدنا عیسٰی کلمۃ اللہ علی نبینا الکریم وعلیہ الصلٰوۃ والتسلیم فقال لا اختبر ربی ولفوا بمانعۃ رکوب البحر عند ھیجانہ وبہ ظھر الجواب عن حمل مثبتی العدوی حدیث کل ثقۃ باللہ وامثالہ علی التوکل ومتارکۃ الاسباب وقد ذکر من فعل الصدیق الاکبر والفاروق الاعظم ومبالغتھما فی ذلک مایرشدک انہ نص فی رد ما ذھبوا الیہ ولنذکر ھھنا کلام العلامۃ علی القاری علیہ رحمۃ الباری فانہ جمع ما اتی بہ المثبتون وزاد وندکر فی خلالہ ما فتح اللہ تعالٰی علینا من وجوہ اختلالہ **قال** رحمہ اللہ تعالٰی قد اختلف العلماء فی التاویل فمنھم من یقول المراد نفی ذلک وابطالہ علی مایدل علیہ ظاھر الحدیث وھم الاکثرون ومنھم من یری انہ لم یرد ابطالھا فقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فر من المجذوم فرارک من الاسد **اقول** ارادۃ الابطال ھو الظاھر کما اقر بہ وما ذکر لایصلح صارفا لہ لما علمت من وجوہ التاویل **قال** وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایوردن ذوعاھۃ علی مصح **اقول** ھذا اضعف وابعد بعد ماروینا عن المؤطا انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لمانفی العدوی ونھی عن ایراد الممرض قالوا وما ذاک قال وانما اراد بذلک نفی ما کان یعتقدہ اصحاب الطبیعۃ فانھم کانوا یرون العلل المعدیۃ موثرۃ لامحالۃ فاعلمھم ان لیس الامر علی مایتوھمون بل ھو معلق بالمشیئۃ ان شاء کان وان شاء لم یکن **اقول** کل شیئ کذلک وجمیع الاسباب متساویۃ الاقدام فی ذلک ولم یات الشرع بنفی الاسباب بل اثبتھا وارشد الی نفی تاثیرھا واعتقاد اصحاب الطبیعۃ فی العین لیس بادون من اعتقادھم فی العدوی ثم لم یات الشرع بنفیھا بل قال العین حق **قال** ویشیر الی ھذا المعنی قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فمن اعدی الاول ای ان کنتم ترون ان السبب فی ذلک العدوی لاغیر فمن اعدی الاول **اقول اولا** بون بین بین ان یعتقدوا العلل موثرۃ فی العدوی وان یعتقدوا العدوی ھی الموثرۃ وحدھا والثابت عنھم ذلک لاھذا وقد وقع مثل ھذا للمناوی فی التیسیر فقال ھو من الاجوبۃ المسکتۃ اذ لوجلبت الادواء بعضھا بعضا لزم فقد الداء الاول لفقد الجالب اھ وانت تعلم انہ غیر لازم اصلا مالم یقولوا بالسلب عند سلب الجلب ولیس ھذا زعمھم ولالازم زعمھم والرجیح الفصیح فی تفسیر الحدیث ماقدمت والیہ جنح الامام الطحاوی کما علمت وکرہ بلسان المتکلم الامام العینی فی شرح البخاری فقال ای من اجرب البعیر الاول یعنی ممن سری الیہ الجرب فان قلت من بعیر اخر یلزم التسلسل وان قلت بسبب اخر فعلیک بیانہ وان قلت ان الذی فعلہ فی الاول ھو الذی فعلہ فی الثانی ثبت المدعی وھو ان الذی فعل فی الجمیع ذلک ھو اللہ الخالق القادر علی کل شیئ وھذا جواب من النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی غایۃ البلاغۃ والرشاقۃ اھ **اقول** کل کلامہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کذلک کیف وقد اوتی جوامع الکلم ولاحاجۃ فی تفسیرالی ماذکرتم من الشق الثانی فانہ اذا اعترف انہ لیس بالعدوی بل بسبب اخر فقد انقطع

لثبوت ان للمرض سببا آخر فلیکن الثانی ایضا بذلك السبب فلم تثبت العدوی لعدم الدلیل علی الدعوی **واقول ثانیا** علی کل فای اشارة
فی من اعدی الاول الی اثبات العدوی عادة لا تاثیرا **قال** وبین بقوله فر من المجذوم وبقوله لا یوردن ذو عاهة علی مصح ان مداناة ذلك
سبب العلة فلیتقه اتقاءه من الجدار المائل والسفینة المعیوبة **اقول** فاذن کان یجب التباعد عنه علی الخواص والعوام وینافیه ما ثبت
من فعله صلی الله تعالی علیه وسلم وفعل الخلفاء الراشدین وحدیث کل مع صاحب البلاء **قال** وقد رد الفرقة الاولی علی الثانیة فی استدلالهم
بالحدیثین ان النهی فیهما انما جاء شفقا علی مباشرة احد الامرین فیصیبه علة فی نفسه او عاهة فی ابله فیعتقد ان العدوی حق وقد اختاره
العسقلانی فی شرح النخبة وبسطنا الکلام معه فی شرح الشرح ومحمله انه یرد علیه اجتنابه علیه الصلوة والسلام عن المجذوم عند ارادة المبایعة
اقول قد مر فیه من الوجوه ما یکفی ویشفی ولا ثبت معها اجتنابه صلی الله علیه وسلم عنه بالمعنی الذی زعم علی انه صلی الله تعالی علیه وسلم
ربما کان یتنزل عن مرتبته لیستن به **قال** مع ان منصب النبوة بعید من ان یورد لحسم مادة ظن العدوی کلاما یکون مادة لظنها ایضا
فان الامر بالتجنب اظهر فی فتح مادة ظن ان العدوی لها تاثیر بالطبع **اقول اولا** قد قدمنا فی کلام النقاة السراة ما یرشدك الی الجواب الم
تر ان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم قد نفی العدوی جهارا واعلن به مرارا وقطع عرقه بقوله فمن اعدی الاول وقوله فمن اجرب الاول وقوله
ذلکم القدر وقد بلغه تبلیغا واضحا معروفا عند الکل حتی تواتر عنه صلی الله تعالی علیه وسلم وشاع وذاع وملأ الاسماع والبقاع فای مثار لهذا
الظن بعد کل هذا الشد والشن بید انه اذ قد ازیلت هذه الوسوسة من قلوب المؤمنین بقیت خشیة انهم لانتفاء هذا التوهم یخالطون
المبتلین ولا یتحامونهم وفیهم ضعفاء الیقین بل هم الاکثرون والشیطان یجری من الانسان مجری الدم وکان امر الله قدرا مقدورا فان
اصاب احدا شیئ یلقی العدوی فی قلبه ان هذا للعدوی فیظن هذا ابدا بینه اشد مما کان یظن لو لم یعلم ان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم قد نفاها
فحملته رحمته صلی الله تعالی علیه وسلم من رؤف بالمؤمنین رحیم ان نهاهم عن المخالطة اذ بدونها ان حدث شیئ والعیاذ بالله تعالی لا یحدث
فساد اعتقاد واذا کان الامر فی هذا الباب کما وصفنا لك فهل کان لسد هذا الباب طریق غیر هذا الطریق الانیق الذی سلکه الحکیم الرحیم صلی الله
تعالی علیه وسلم واذ کان الامر بالتجنب عندکم شفقا علی ابدانهم فما لکم لا تجیزونه شفقا علی ایمانهم فعلیك بالانصاف **ثانیا** یا سبحن الله من
این جاء ظن التاثیر بالطبع الیس قد نهی الشارع عن اقتحام اسباب الهلاك واسرع صلی الله تعالی علیه وسلم حین مر بهدف مائل فهل
فیه فتح باب ظن انها تؤثر بذاتها **قال** وعلی کل تقدیر فلا دلالة اصلا علی نفی العدوی سببا والله تعالی اعلم **اقول اولا** ان لم یدل نفی الجنس
والنکرة الداخلة فی حیز النفی علی عموم النفی فماذا یدل بل لا دلالة علی تخصیص النفی بکونها بالطبع والله تعالی اعلم **وثانیا** لم یظهر لی معنی قوله
علی کل تقدیر فان علی تقدیر تعمیم النفی لدلالة علیه فی غایة الظهور فلیتامل۔ **قال** قال الشیخ التوربشتی واری القول الثانی اولی
التاویلین لما فیه من التوفیق بین الاحادیث الواردة فیه **اقول اولا** التوفیق حاصل علی القول الاول ایضا کما بینا ولعله لهذا عدل
الطیبی عن هذا التعلیل الی قوله اری القول الثانی اولی لما فیه من التوفیق بین الاحادیث والاصول الطبیة التی ورد الشرع باعتبارها
علی وجه لا ینافی اصول التوحید اھ **اقول** لا حاجة بنا الی تطبیق الشرع باصول الطب الفلسفی بل نؤمن بالشرع ونجری نصوصه علی ظواهرها
فان وافقها الطب وغیره فذاك والا رمینا المخالف بالجدار کائنا ما کان والحمد لله رب العلمین **واقول ثانیا** بل التوفیق علی القول الاول
اظهر وازهر فان منصب النبوة اجل من ان یبالغ فی نفی امر حق هذه المبالغة ولا یرشد الی اثباته الا بامر محتمل غیر بین **وثالثا** بل حق
التوفیق منحصر فیما اختاره الجمهور لانه لیس فیه صرف شیئ من الاحادیث عن الظاهر وارتکاب تخصیص من دون ملجئ ظاهر **قال**
ثم لان القول الاول یفضی الی تعطیل الاصول الطبیة ولم یرد الشرع بتعطیلها بل ورد باثباتها والعبرة بها علی الوجه الذی ذکرناه
اقول لا نسلم ان الشرع سلم الطب بتفاصیلها والافاضل الثلثة التوربشتی والطیبی والقاری هم الناقلون کغیرهم ان الاطباء یعتقدون
الاعداء فی الطاعون والوباء فلو صدقهم الشرع فی ذلك لم یامر بالثبات وعدم الخروج من حیث وقع لکونه اذ ذاك القاء بالایدی الی التهلکة
ولم یجعل الفار منه کالفار من الزحف بل کان کالفار من جدار یرید ان ینقض مع ان هذا الامر متواتر عنه صلی الله تعالی علیه وسلم وقد وعد

علیہ الاجر العظیم فعلم ان مزعومھم ھذا باطل عند الشرع وانما نھی عن الدخول علیہ کما امر بالفرار من المجذوم لانہ عسی ان یدخل فیبتلی بالقدر فیقول اعدیت اویقول لولا الدخول لما ابتلیت ومثل لو ھذہ تفتح عمل الشیطان والعیاذ باللہ تعالٰی **قال** ویدل علی صحۃ ما ذکرنا قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قد بایعناک فارجع وقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کل ثقۃ باللہ ولا سبیل الی التوفیق بین ھذین الحدیثین الا من ھذا الوجہ بین بالاول التوقی من اسباب التلف وبالثانی التوکل علی اللہ جل جلالہ ولا الہ غیرہ فی متارکۃ الاسباب وھو حالہ اھ ای کلام التورپشتی قال القاری ھو جمع حسن فی غایۃ التحقیق واللہ ولی التوفیق **اقول** رحمک اللہ لقد جرت واسعا فقد بان وظھر جمع مان شان لمع وزھر وقد مناوجوہ ترجیحہ وما ذکر من الجمع نفیہ ما فیہ کما اسلفنا فان التوقی من اسباب التلف واجب علی الناس جمیعا لا یستثنی منہ الخواص ولیس التوکل ترک الاسباب ولا مضادۃ الحکمۃ والاجتراء علیہا بل اخراج الاسباب عن القلب مع تعاطی النافع وتحامی الضار وقصر النظر علی المسبب جل وعلا قید ھا وتوکل علی اللہ **ثم قال** القاری تحت قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وفر من المجذوم وقد تقدم ان ھذا رخصۃ للضعفاء وترکہ جائز للاقویاء بناء علی ان الجذام من الامراض المعدیۃ الخ **اقول** اری کلمات النافین والمثبتین جمیعا مطبقۃ علی ان الامر بالتوقی لضعفاء الیقین وحدیث کل ثقۃ باللہ وکل مع صاحب البلاء وامثالھما للکاملین صرح بہ ایضا فی المقاصد الحسنۃ والتیسیر وغیرھما وھذا ایضا من اول دلیل علی صحۃ قول النفاۃ فان الاسباب العادیۃ یستوی فیہا الاقویاء والضعفاء فلا یلتئم ھذا علی قول المثبتین اما علی قول النفاۃ فواضح انہ لا عدوی حقیقۃ وانما الخشیۃ ان یتوھمھا من ابتلی بقدر وھذا لا یخشی منہ علی الذین اٰمنوا وعلی ربھم یتوکلون جعلنا اللہ تعالٰی منھم بفضل رحمتہ بھم اٰمین۔

بالجملہ

مذہب معتمد وصحیح و رجیح ونجیح یہ ہے کہ جذام کھجلی چیچک طاعون وغیرہا اصلاً کوئی بیماری ایک کی دوسرے کو ہرگز ہرگز اڑکر نہیں لگتی یہ محض اوہام بے اصل ہیں کوئی وہم پکائے جائے تو کبھی اصل بھی ہو جاتا ہے کہ ارشاد ہوا ہے انا عند ظن عبدی بی وہ اوس دوسرے کی بیماری اسے نہ لگی بلکہ خود اسی کی باطنی بیماری کہ وہم پرور دہ تھی صورت پکڑ کر ظاہر ہوگئی۔ فیض القدیر میں ہے بل الوھم وحدہ من اکبر اسباب الاصابۃ اس لئے اور نیز کراہت واذیت وخود بینی وتحقیر مجذوم سے بچنے کے واسطے اور نیز اس دور اندیشی سے کہ مبادا اسے کچھ پیدا ہو اور ابلیس لعین وسوسہ ڈالے کہ دیکھ بیماری اوڑکر لگ گئی اور اب معاذاللہ اوس امر کی حقانیت اسکے خطرہ میں گزریگی جسے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باطل فرما چکے یہ اوس مرض سے بھی بدتر مرض ہوگا ان وجوہ سے شرع حکیم ورحیم نے ضعیف الیقین لوگوں کو حکم استحبابی دیا ہے۔ کہ اوس سے دور رہیں اور کامل الایمان بندگان خدا کیلئے کچھ حرج نہیں کہ وہ ان سب مفاسد سے پاک ہیں۔ خوب سمجھ لیا جائے کہ دور رہنے کا حکم ان حکمتوں کی وجہ سے ہے نہ یہ کہ معاذاللہ بیماری اوڑکر لگ جائیگی اسے تو اللہ ورسول رد فرما چکے جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم **اقول** پھر از آنجا کہ یہ حکم ایک احتیاطی استحبابی ہے واجب نہیں کما قدمنا عن النووی عن القاضی عن جمہور العلماء ہرگز کسی واجب شرعی کا معارضہ نہ کریگا مثلاً معاذاللہ جسے یہ عارضہ ہو اوس کے اولاد واقارب وزوجہ سب اس احتیاط کے باعث اوس سے دور بھاگیں اور اوسے تنہا وضائع چھوڑ دیں یہ ہرگز حلال نہیں بلکہ زوجہ ہرگز اوسے ہمبستری سے بھی منع نہیں کرسکتی ولہٰذا ہمارے شیخین مذہب امام اعظم وامام ابو یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہما کے نزدیک جذام شوہر سے عورت کو درخواست فسخ نکاح کا اختیار نہیں اور خدا ترس بندے تو ہر بے کس بے یار کی اعانت اپنے ذمہ پر لازم سمجھتے ہیں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ اللہ فی من لیس لہ الا اللہ اللہ سے ڈرو اوس کے بارے میں جس کا کوئی نہیں سوا اللہ کے۔ رواہ ابن عدی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ لاجرم امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں اما الثانی ای قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فر من المجذوم، فظاھرہ غیر مراد للاتفاق علی اباحۃ القرب منہ ویثاب بخدمتہ وتمریضہ وعلی القیام بمصالحہ یعنی علما کا اتفاق ہے کہ مجذوم کے پاس اوٹھنا بیٹھنا مباح ہے اور اوس کی خدمت گزاری وتیمار داری موجب ثواب واللہ تعالٰی اعلم واذ خرجت المقالۃ فی صورۃ رسالۃ ناسب ان نسمیھا **الحق المجتلی فی حکم المبتلی** والحمد للہ علی ما انعم وعلم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا محمد والہ وصحبہ وسلم۔

۱۳۳۴

سوال دوم

زید نے پیشتر جس کو عرصہ قریب چار سال کے ہوا تین چار شخصوں کے سامنے یہ کلمات توہین و بے ادبی کے کہے کہ جملہ انبیا علیہم السلام نے گناہ کیا اور گناہ میں مبتلا رہے جب بہت کچھ کہا گیا تو پھر زید نے بلا توبہ یہ کلمہ کہا کہ اچھا نبی معصوم سہی مگر ہم سوائے انبیا کے کسی کو قطعی جنتی نہیں کہہ سکتے۔ اور یہ کلمات ساٹھ ستر مسلمانوں کے سامنے مکرر سہ کرر کہے۔ اسکا جواب زید کو یہ دیا گیا کہ تم نے یہ بھی خلاف کلام اللہ و حدیث شریف کے کہا کیونکہ عشرہ مبشرہ و اصحاب بدر و شہدا روغیرہ وغیرہ ضرور قطعی جنتی ہیں اور ان کی نسبت حدیث شریف و کلام پاک میں حکم آچکا ہے مگر زید نے ایک نہ مانی۔ اور یہی کہتا رہا کہ ہم ہرگز نہیں کہہ سکتے بلکہ فوجداری کرنے کو مستعد و آمادہ ہوگیا۔ بروقت استفسار علمائے دین نے فتوی دیا کہ زید ایسے کلمات کہنے سے قطعاً بدمذہب و گمراہ و بددین و خارج از دائرہ اہلسنت وجماعت ہے اور اوسکے پیچھے نماز ناجائز کیا بلکہ بالکل باطل ہے۔ اوسکو مناسب ہے کہ توبہ کرے جبکہ زید مذکور کو توبہ کرنے کے واسطے کہا گیا تو اول تو اوس نے کلمات بالا کے کہنے سے انکار کیا جب سب لوگوں پر پورے طور سے کلمات ناشائستہ بالا کا کہنا ثابت ہوگیا تو پھر یہ حیلہ کیا کہ فلاں فلاں دو شخصوں کے روبرو ہم نے توبہ کرلی۔ اور اون دو شخصوں کا نام لیا کہ جو زید کے دوست و احباب ہیں اور جنھوں نے سابقاً مثل زید کے یہ کہا تھا کہ ایسے کلمات زید نے نہیں کہے اور پھر وہی دونوں شخص کہنے لگے کہ زید نے توبہ کرلی ہے۔ لیکن دیگر صاحبان نے اس کہنے زید اور اون کے احبابوں کے کہنے کو تسلیم نہیں کیا اور اوس کے پیچھے نماز پڑھنی ترک کردی جب علما سے دریافت کیا کہ زید دو شخص گواہ دیتا ہے کہ اون کے روبرو توبہ کرلی وہ شاہد ہیں تو یہ توبہ لائق پذیرائی ہے یا نہیں۔ تو عالم صاحب نے ارقام فرمایا کہ جب زید نے کلمات ضلالت علانیہ ساٹھ ستر مسلمانوں کے مجمع میں کہے۔ اور مسلمانوں کو اپنی گواہی پر گواہ کرلیا اوس کو لازم ہے کہ یوں ہی علی الاعلان توبہ کرکے مسلمانوں کو اون کلمات کے ضلالت ہونے اور اپنے رجوع کرنے پر گواہ کرلے جبکہ خود زید زندہ ہے تو توبہ کرسکتا ہے۔ شہادت کی کیا حاجت ہے۔ اور مفتی صاحب نے یہ حدیث شریف بھی ارقام فرمادی ہے اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا التوبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ۔ رواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر۔ اور مولوی صاحب نے یہ کل مسئلہ تحفہ حنفیہ میں طبع کرا کے شائع کرادیا ہے۔ اب پھر بعد چار سال کے دو تین آدمیوں کے سامنے کلمات لاطائل کا اقرار کرکے توبہ کرلی ہے اور یہ تین شخص ضرور معتبر اور معتمد ہیں۔ مگر جس وقت زید نے ایک مجمع میں وہ کلمات بیہودہ کہے تھے اوس وقت یہ صاحب اوس مجمع میں نہ تھے اور معاملہ کو ضرور سنا تھا۔ ایک مفتی صاحب سے جو اس بارہ میں استفسار کیا گیا تو وہ فرماتے ہیں کہ جب دو تین شخص معتبر توبہ کے شاہد ہیں اور وہ اوسکے توبہ کی خبر دیتے ہیں تو یہ بھی ایک قسم کا اعلان ہے جب مجمع میں کہتا ہے کہ میں فلاں فلاں کے روبرو توبہ کرلی ہے تو اخبار عن التوبہ جو مجمع میں ہوا بمنزلہ توبہ کے ہے پس اعلان حاصل ہوگیا اس لئے یہ توبہ معتبر و صحیح ہوگی اوس کا اعتبار کرلینا چاہئے اگرچہ اس فرمانے عالم صاحب کو مان لیا گیا مگر دوسرے صاحبوں نے کہا کہ آپ سے بھی استفتا لیا جاوے یعنی دیگر علما سے تاکہ کامل اطمینان ہوجاوے۔

الجواب

اقول وباللہ التوفیق اس مسئلہ میں مجملاً تحقیق حق یہ ہے کہ وہ گناہ جو خلق پر بھی ظاہر ہو جسطرح خود اوس کے لئے دو تعلق ہیں: ایک بندے اور خدا میں کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کی اوسکا ثمرہ حق جل وعلا کی معاذ اللہ ناراضی اور اوسکے عذاب منقطع یا ابدی کا استحقاق ہے دوسرا بندے اور خلق میں کہ مسلمانوں کے نزدیک وہ آثم وظالم یا گمراہ یا کافر بسبب حیثیت گناہ ٹھہرے اور اس کے لائق سلام و کلام و تعظیم و اکرام و اقتدائے نماز وغیرہا امور و معاملات میں اوس کے ساتھ اونھیں برتاؤ کرنا ہو۔ یوہیں اوس سے توبہ کیلئے بھی دو رخ ہیں ایک جانب خدا۔ اوس کا رکن اعظم بصدق دل اوس گناہ سے ندامت ہے فی الحال اوس کا ترک اور اوس کے آثار کا مٹانا اور آئندہ کبھی نہ کرنے کا صحیح عزم یہ سب باتیں اسی پشیمانی کو لازم ہیں ولہذا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الندم توبۃ ندامت توبہ ہے۔

رواہ احمد والبخاری فی التاریخ وابن ماجہ والحاکم عن ابن مسعود والحاکم والبیہقی فی شعب الایمان عن انس والطبرانی فی الکبیر وابونعیم فی الحلیۃ عن ابی سعید الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنھم وھو حدیث صحیح یعنی وہی سچی صادقہ ندامت کہ بقیہ ارکان توبہ کو خود مستلزم ہے اسی کا نام توبہ السر ہے۔ دوسرا جانب خلق کہ جسطرح اون پر گناہ ظاہر ہوا اور اون کے قلوب میں اسکی طرف سے کشیدگی پیدا ہوئی اور معاملات میں اسکے ساتھ اسکے گناہ کے لائق اونھیں احکام دیئے گئے اسی طرح اون پر اوسکی توبہ و رجوع ظاہر ہو کہ اون کے دل اس سے صاف ہوں اور احکام حالت برأت کی طرف مراجعت کریں یہ توبۂ علانیہ ہے توبہ سر سے تو کوئی گناہ خالی نہیں ہو سکتا اور گناہ علانیہ کے لئے شرع نے توبۂ علانیہ کا حکم دیا ہے امام احمد کتاب الزہد میں بسند حسن اور طبرانی معجم کبیر اور بیہقی شعب الایمان میں بسند جید سیدنا معاذ بن جبل سے اور دیلمی مسند الفردوس میں انس بن مالک سے موصولا اور امام احمد زہد میں عطا بن یسار سے مرسلا بالفاظ عدیدہ مطولہ ومختصرہ راوی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں علیك بتقوی اللہ عزوجل ما استطعت واذکر اللہ عزوجل عند کل حجر وشجر واذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ جہاں تک ہو سکے اللہ عزوجل سے تقوی لازم رکھ اور ہر پتھر اور پیڑ کے پاس اللہ کی یاد کر اور جب کوئی گناہ کرے اوسوقت توبہ لا خفیہ کی خفیہ و آشکارا کی آشکارا ھذا لفظ احمد عن معاذ وفی مرسلہ من قولہ اذا عملت سیئۃ الحدیث ولفظ الدیلمی اذا احدثت ذنبا فاحدث عندھا توبۃ ان سرا فسر وان علانیۃ فعلانیۃ جب تجھ سے نیا گناہ ہو فورًا نئی توبہ کر نہاں کی نہاں اور عیاں کی عیاں اقول وباللہ التوفیق اس حکم میں بکثرت حکمتیں ہیں اول اصلاح ذات بین کا حکم ہے یعنی آپس میں صفائی اور صلح رکھو۔ یہ گناہ علانیہ میں توبہ علانیہ ہی پر موقوف کہ جب مسلمان اس کے گناہ سے آگاہ ہوئے اگر توبہ سے واقف نہوں تو اون کے قلوب اس سے ویسے ہی رہیں گے جیسے قبل توبہ تھے دوم جب وہ اسے برا سمجھے ہوئے ہیں تو اسکے ساتھ وہی معاملات بُعد وتنفر رکھیں گے جو بدون کیساتھ درکار ہیں علی الخصوص بدمذہب لوگ جیسا زید کا حال ہے یہ بہت برکات سے محرومی کا باعث ہوگا۔ سوم جب یہ واقع میں تائب ہولے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ تواب مسلمانوں کے وہ معاملات نظر بواقع بیجا ہوں گے اور اونھیں اس بیجا پر خود یہ شخص حامل ہوا کہ اگر اپنی توبہ کا اعلان کر دیتا تو کیوں وہ معاملات رہتے تو لازم ہوا کہ اونھیں مطلع کر دے جیسے کسی کے کپڑے میں نجاست ہو اور وہ مطلع نہیں تو جاننے والے پر اوسے خبر دینی ضروری ہے چہارم ایسے گناہوں میں جو بدمذہبی بددینی ہے جیسے صورت مسئولہ میں زید کے وہ کلمات خبیثہ اون میں ایک اور سخت آفت کا اندیشہ ہے کہ اگر یہ مرگیا اور مسلمانوں پر اس کی توبہ ظاہر نہیں اور بدمذہب کی مذمت اوس کے مرنے پر بھی جائز بلکہ کبھی شرعًا واجب ہے تو اہل سنت اسے برا اور بددین اور گمراہ کہیں گے اور اون کے سید ومولی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اونھیں زمین میں اللہ عزوجل کا گواہ بتایا ہے آسمان میں اوس کے گواہ ملائکہ ہیں اور زمین میں اہلسنت تو ان کی گواہی سے اوس پر سخت ضرر کا خوف ہے اور وہ خود اس میں تقصیروار ہے کہ اعلان توبہ سے اون کا قلب صاف نہ کر دیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف فرما تھے ایک جنازہ گزرا حاضرین نے اوس کی تعریف کی نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا وجبت واجب ہوگئی دوسرا جنازہ گزرا اوس کی مذمت کی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا وجبت واجب ہوگئی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا چیز واجب ہوگئی فرمایا ھذا اثنیتم علیہ خیرا فوجبت لہ الجنۃ وھذا اثنیتم علیہ شرا فوجبت لہ النار انتم شہداء اللہ فی الارض پہلے کی تم نے تعریف کی اوس کے لئے جنت واجب ہوگئی دوسرے کی مذمت کی اوس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی تم اللہ تعالٰی کے گواہ ہو زمین میں رواہ احمد والشیخان عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ اور یہ نہ بھی ہو تو اتنا ضرور ہے کہ علما وصلحائے اہلسنت اوس کی تجہیز میں شرکت اور اوس کے جنازہ پر نماز سے احتراز کرینگے شفاعت اخیار سے محروم رہے گا یہ شناعت کیا کم ہے والعیاذ باللہ تعالٰی پنجم اصل یہ کہ گناہ علانیہ دوہرا گناہ ہے کہ اعلان گناہ دوسرا گناہ بلکہ اوس گناہ سے بھی بدتر گناہ ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کل امتی معافی الا المجاھرین میری سب امت عافیت میں ہے سوا اون کے جو گناہ آشکارا کرتے ہیں رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ والطبرانی فی الاوسط عن ابی قتادۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما نیز حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لایزال العذاب مکشوفا

عن العباد لما استتروا بمعاصی اللہ فاذا اعلنوھا استوجبوا عذابا لنا رواہ فی مسند الفردوس عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اعلان پر باعث نفس کی جرأت وجسارت وسرکشی وبیحیائی ہے اور مرض کا علاج ضد سے ہوتا ہے جب مسلمانوں کے مجمع میں اپنی ندامت و پشیمانی ظاہر کریگا اور اپنے قول یا فعل یا عقیدہ کی بدی وشناعت پر اقرار لائے گا تو اس سے جو انکسار پیدا ہوگا اوس سرکشی کی دوا ہوگا۔ فکر حاضر میں اس وقت اتنی حکمتیں خیال میں آئیں اور شریعت مطہرہ کی حکمتوں کو کون حصر کرسکتا ہے ان میں اکثر وجوہ یہ چاہتے ہیں کہ جن جن لوگوں کے سامنے گناہ کیا ہے اون سب کے مواجہ میں توبہ کرے مگر بہ کثرت مجمع کی حالت میں مطلقا اور بعض صور میں ویسے بھی حرج سے خالی نہیں اور حرج مدفوع بالنص ہے تاہم اس قدر ضرور چاہئے کہ مجمع توبہ مجمع گناہ کے مشابہ ہو سب میں ادنٰی درجہ کا اعلان اگرچہ دو کے سامنے بھی حاصل ہوسکتا ہے کما اجاب علماؤنا عن تمسك الامام مالك فی اشتراط الاعلان بحدیث اعلنوا النکاح ان من اشھد فقد اعلن کما فی مختصر الکرخی ومبسوط الامام محمد والمذھب وغیرھما مگر وہ مقاصد شرع یہاں بے مشاکلت ومشابہت حاصل نہ ہوں گے ولہٰذا علامہ مناوی نے فیض القدیر میں اس حدیث کی شرح میں لکھا احدث عندھا توبۃ تجانسھا مع رعایۃ المقابلۃ وتحقق المشاکلۃ اھ مختصرا۔ سو کے سامنے گناہ کیا اور ایک گوشہ میں دو کے آگے اظہار توبہ کردیا تو اس کا اشتہار مثل اشتہار گناہ نہ ہوا اور وہ فوائد کہ مطلوب تھے پورے نہ ہوئے بلکہ حقیقۃً وہ مرض کہ باعث اعلان تھا توبہ میں کمی اعلان پر بھی وہی باعث ہے کہ گناہ تو دل کھول کر مجمع کثیر میں کرلیا اور اپنی خطا پر اقرار کرتے عار آتی ہے جھجکے سے دو تین کے سامنے کہہ لیا وہ انکسار کہ مطلوب شرع تھا حاصل ہونا درکنار ہنوز خودداری واستنکاف باقی ہے اور جب واقع ایسا ہو تو حاشا توبہ سرکی بھی خیر نہیں کہ وہ ندامت صادقہ چاہتی ہے اور اوس کا خلوص مانع استنکاف۔ پھر انصاف کیجئے تو اوس کا یہ کہنا کہ میں نے توبہ کرلی ہے اور اس مجمع میں توبہ نہ کرنا خود بھی اوسی خودداری واستنکاف کی خبر دے رہا ہے ورنہ گزشتہ توبہ کا قصہ پیش کرنا گواہوں کے نام گنانا اون سے تحقیقات پر موقوف رکھنا یہ جھگڑا آسان تھا یا مسلمانوں کے سامنے یہ دو حرف کہہ لینا کہ الٰہی میں نے اپنے اون ناپاک اقوال سے توبہ کی۔ پھر یہاں ایک نکتہ اور ہے اوس کے ساتھ بندوں کے معاملے تین قسم ہیں ایک یہ کہ گناہ کی اوسکو سزا دی جائے اس پر یہاں قدرت کہاں دوسرے یہ کہ اوسکے ارتباط واختلاط سے تحفظ وتحرز کیا جائے کہ بدمذہب کا ضرر سخت متعدی ہوتا ہے تیسرے یہ کہ اوسکی تعظیم وتکریم مثل قبول شہادت واقتدائے نماز وغیرہ سے احتراز کریں۔ فاسق و بدمذہب کے اظہار توبہ کرنے سے قسم اول تو فوراً موقوف ہوجاتی ہے الا فی بعض صور مستثنیات مذکورۃ فی الدر وغیرہ مگر دو قسم باقی ہنوز باقی رہتی ہیں یہاں تک کہ اوسکی صلاح حال ظاہر ہو اور مسلمان کو اوس کے صدق توبہ پر اطمینان حاصل ہو اس لئے کہ بہت عیار اپنے بچاؤ اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کیلئے زبانی توبہ کرلیتے ہیں اور قلب میں وہی فساد بھرا ہوتا ہے۔ عراق میں ایک شخص صبیغ بن عسل تیمی کے سر میں کچھ خیالات بدمذہبی گھومنے لگے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حضور عرضی حاضر کی حکم طلبی کا حکم صادر فرمایا وہ حاضر ہوا امیر المومنین نے کھجور کی شاخیں جمع کر رکھیں اور اوسے سامنے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ فرمایا تو کون ہے کہا میں عبداللہ صبیغ ہوں فرمایا اور میں عبداللہ عمر ہوں اور اون شاخوں سے مارنا شروع کیا کہ خون بہنے لگا پھر قید خانے بھیجدیا جب زخم اچھے ہوئے پھر بلایا اور ویساہی مارا پھر قید کردیا سہ بارہ پھر ایسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ بولا یا امیر المومنین واللہ اب وہ ہوا میرے سر سے نکل گئی امیر المومنین نے اوسے حاکم یمن حضرت ابو موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس بھیجدیا اور حکم فرمایا کہ کوئی مسلمان اوس کے پاس نہ بیٹھے وہ جدھر گزرتا اگر سو آدمی بیٹھے ہوتے سب متفرق ہوجاتے یہاں تک کہ ابو موسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرضی بھیجی کہ یا امیر المومنین اب اوس کا حال صلاح پر ہے اوسوقت مسلمانوں کو اون کے پاس بیٹھنے کی اجازت فرمائی دارمی سنن اور نصر مقدسی وابو القاسم اصبہانی دونوں کتاب الحجہ ابن الانباری کتاب المصاحف اور لالکائی کتاب السنۃ اور ابن عساکر تاریخ دمشق میں

سلیمان بن یسار سے راوی ان رجلا من بنی تمیم یقال لہ صبیغ بن عسل قدم المدینۃ وکان عندہ کتب فکان یسأل عن متشابہ القراٰن فبلغ ذلك عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فبعث الیہ وقد اعد لہ عراجین النخل فلما دخل علیہ قال من انت قال انا عبداللہ صبیغ قال عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وانا عبداللہ عمر واومأ الیہ فجعل یضربہ بتلك العراجین فمازال یضربہ حتی شجہ وجعل الدم یسیل علی

وجهه فقال حسبك يا امير المؤمنين والله فقد ذهب الذي اجد في رأسي ولنصر وابن عساكر عن ابي عثمٰن النهدي عن صبيغ كتب يعني امير المؤمنين الى اهل البصرة ان لا تجالسوا صبيغا قال ابو عثمٰن فلو جاء ونحن مائة لتفرقنا عنه وللدارمي وابن عبد الحكيم وابن عساكر عن مولى ابن عمر قال قال له عمر عم تسأل فحدثه فارسل الى عمر يطلب الجريد فضربه به حتى ترك ظهره دبرة ثم تركه حتى برء ثم دعا به ليعود به فقال صبيغ يا امير المؤمنين ان كنت تريد قتلي فاقتلني قتلا جميلا وان كنت تريد تداويني فقد والله برءت فاذن له الى ارضه وكتب له الى ابي موسى الاشعري ان لا يجالسه احد من المسلمين فاشتد ذلك على الرجل فكتب ابو موسى الى عمر ان قد حسنت هيأته فكتب ان ائذن للناس في مجالسته ولابن الانباري ولنصر واللالكائي وابن عساكر عن السائب بن يزيد رضي الله تعالٰی عنه وذكر القصة قال فلم يزل يعني صبيغا وضيعا في قومه حتى هلك وكان سيد قومه پھر صحت توبہ پر اطمینان کتنی مدت میں حاصل ہوتا ہے صحیح یہ کہ اس کے لئے کوئی مدت معین نہیں کرسکتے جب اوس شخص کی حالت کے لحاظ سے اطمینان ہوجائے کہ اب اسکی اصلاح ہوگئی اوس وقت اوس سے دو قسم اخیر کے معاملات برطرف ہوں گے فتاوی امام قاضیخاں پھر فتاوی عالمگیریہ میں ہے الفاسق اذا تاب لاتقبل شهادته مالم يمض عليه زمان يظهر عليه اثر التوبة والصحيح ان ذلك مفوض الى رأي القاضي ظاہر ہے کہ یہ بات نظر بحالات مختلف ہوجاتی ہے ایک سادہ دل راست گو سے کوئی گناہ ہوا اوس نے توبہ کی اوس کے صدق پر جلد اطمینان ہوجائے گا اور دروغ گو مکار کی توبہ پر اعتبار نہ کرینگے اگرچہ ہزار مجمع میں تائب ہو امام اجل ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی قدس سرہ الربانی بدائع میں فرماتے ہیں المعروف بالكذب لاعدالة له فلا تقبل شهادته ابدا وان تاب بخلاف ما وقع في الكذب سهوا وابتلي به مرة ثم تاب۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ۔ از قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ مرسلہ مولوی محمد نفیس صاحب ولد جناب محمد ادریس صاحب ۶ صفر ۱۳۲۵ھ

علمائے شریعت محمدیہ کا مسائل ذیل میں کیا حکم ہے۔ (۱) طاعون کے خوف سے مقام خوف سے فرار کرنا کیسا ہے (۲) درصورت جواز فرار حدیث فرار عن الطاعون (جو بخاری میں عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے) کے کیا معنی ہوں گے (۳) درصورت عدم جواز فرار عن الطاعون کس درجے کی معصیت ہے کبیرہ یا صغیرہ (۴) گناہ کبیرہ یا صغیرہ پر اصرار کرنے والا شرعًا کیسا ہے (۵) طاعون سے جان کے خوف سے فرار کرنے والے یا فرار کی ترغیب دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے (۶) درصورت عدم جواز فرار عن الطاعون سے فرار کرنیوالا او ترغیب دینے والا ایک ہی درجہ میں معصیت کے مرتکب ہوں گے یا کم زیادہ (۷) مسمی ناقل طاعون سے فرار کو بمقابلہ حدیث حرمت فرار عن الطاعون جائز ہی نہیں بلکہ بلا دلیل شرعی احسن سمجھتا ہے شرعًا وہ کیسا ہے (۸) بمقابلہ حدیث صحیح کے کسی صحابی کا قول یا فعل جو مخالف حدیث صحیح کے ہو کیا اصول احکام شریعت کے اعتبار سے قابل تقلید یا عمل ہوگا تو لی حدیث کے مقابلہ میں کیا صحابی کے فعل کو ترجیح دی جائے گی۔ (۹) بخیال حفظ صحت بخوف طاعون طاعونی آبادی سے فرار کرکے اوسی کے مضافات میں یعنی آبادی سے کم وبیش ایک میل کے ایسے فاصلے پر چلا جانا جو آبادی کے اکثر ضروریات کو پوری کرتا ہو جسکو فنا کہتے ہیں کیا داخل فرار عن الطاعون ہوگا جس کی ممانعت وحرمت حدیث عبدالرحمٰن بن عوف سے جو بخاری جلد رابع باب مایذکر فی الطاعون میں مروی ثابت ہے اگر یہ خروج داخل فرار عن الطاعون ہوگا تو کیوں جبکہ بخاری جلد رابع باب اجر الصابر فی الطاعون میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ اگر کسی کے گاؤں میں طاعون ہو اور وہ اپنے شہر میں صبر و استقلال سے ٹھہرا رہے تو اوس کو اجر شہید کا ہوگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث میں شہر طاعون سے فرار کی ممانعت ہے نہ یہ کہ شہر طاعون کے اندر خروج نہ کیا جائے کیونکہ اگر شہر کے اندر بھی خروج کی ممانعت ہوتی تو حدیث عائشہ میں صرف استقلال فی البلد سے اجر شہادت نہ ہوتا بلکہ استقلال فی البیت سے ہوتا اور فنا میں نماز جمعہ کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ فنا ای شہر بھی شہر ہے پس شہر میں خروج کرنا کیونکر داخل فرار ہوگا کیونکہ بدلیل اجازت جمعہ در فنائے شہر شہر ثابت ہوچکا ہے اور بفحوای حدیث عائشہ سے شہر کے اندر خروج کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی اور اگر یہ خروج میں داخل نہ ہوگا تو کیوں جبکہ مسافر کو موضع اقامت کی عمارات سے نکلنے پر قصر

واجب ہوجاتا ہے جیسا کہ کتب فقہ سے ثابت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شہر کا اطلاق محض عمارات پر ہوتا ہے نہ کہ فنائے عمارات پر اور اس صورت میں حدیث عائشہ کا یہی مفہوم ہوگا کہ شہر کی عمارات سے خروج نہ کیا جائے۔ پس احد الامرین کے اختیار کرنے سے دوسرے کا کیا جواب ہوگا حدیث عائشہ کا صحیح مفہوم کیا ہوگا، صورت اول یا آخر، ہر ایک سوال کا جواب نمبر وار مدلل ومفصل مع حوالہ کتب عنایت فرمائیے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی حمدہ للنجاۃ من البلایا خیر ماعون ÷ وافضل الصلاۃ والسلام علی من جعلت شہادۃ امتہ فی الطعن والطاعون ÷ وعلٰی الہ وصحبہ الذین ھم لاما نا تھم وعھدھم راعون ÷ فلا یفرون اذا الاقواد ھم فی اعلاء کلمۃ اللہ ساعون ÷ واللہ ورسولہ طواعون الی المعروف داعون ÷ وعن المنکر مناعون ÷ طاعون سے فرار گناہ کبیرہ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الفار من الطاعون کالفار من الزحف طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے جہاد میں کافروں کے مقابلے سے بھاگ جانے والا رواہ الامام احمد بسند حسن والترمذی وقال حسن غریب وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحہما والبزار والطبرانی وعبد بن حمید عن جابر بن عبد اللہ واحمد بسند صحیح وابن سعد وابو یعلی والطبرانی فی الکبیر وفی الاوسط وابو نعیم فی فوائد ابی بکر بن خلاد عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم اور اللہ عزوجل جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی نسبت فرماتا ہے فقد باء بغضب من اللہ وماوٰہ جہنم وبئس المصیر ٭ وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اوس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کیا بری جائے بازگشت ہے۔ امام ابن حجر مکی زواجر عن اقتراف الکبائر میں فرماتے ہیں الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلثمائۃ الفرار من الطاعون اوسی میں بعد ذکر حدیث مذکور بتخریج ترمذی وابن حبان وغیرہما فرمایا القصد بھذا التشبیہ انما ھو زجر الفار والتغلیظ علیہ حتی ینزجر ولا یتم ذلک الا ان کان کبیرۃ کالفار من الزحف مولانا شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں ضابطہ درو باہمیں ست کہ درانجا کہ ہست نباید رفت وازانجا کہ باشد نباید گریخت اگرچہ گریختن در بعض مواضع مثل خانہ کہ دروے زلزلہ شدہ یا آتش گرفتہ یا نشستن در زیر دیوار کہ خم شدہ نزد غلبۂ ظن بہلاک آمدہ است اما درباب طاعون جز صبر نیامدہ مگر گریختن تجویز نیافتہ وقیاس ایں برآں مردود وفاسد ست کہ آنہا از قبیل اسباب عادیہ اند وایں از اسباب وہمی وبہر تقدیر گریختن ازانجا جائز نیست وہیچ جا وارد نشدہ وہر کہ بگریزد عاصی ومرتکب کبیرہ ومردود ست نسأل اللہ العافیۃ۔ شرح مشکوۃ علامہ طیبی میں زیر حدیث مذکور ہے شبہ بہ ای بالفار من الزحف فی ارتکاب الکبیرۃ شرح مؤطا میں ہے قال ابن خزیمۃ انہ من الکبائر التی یعاقب اللہ تعالٰی علیہا ان لم یعف صغیرہ پر اصرار اوسے کبیرہ کر دیتا ہے اور کبیرہ پر اصرار اور سخت تر کبیرہ۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا صغیرۃ علی الاصرار کوئی گناہ اصرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ فرار کی ترغیب دینے والا فرار کرنیوالے سے اشد وبال میں ہے نفس گناہ میں احکام الٰہیہ سے معارضہ ومخالفت کی وہ شان نہیں جو برعکس حکم شرع نہی عن المعروف وامر بالمنکر میں ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے المنٰفقون والمنٰفقٰت بعضہم من بعض یامرون بالمنکر وینہون عن المعروف الی قولہ عزوجل والمؤمنون والمؤمنٰت بعضہم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر ٭ منافق مرد اور منافقہ عورتیں آپس میں ایک ہیں برائی کا حکم دیتے اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں دینی بات پر ایک دوسرے کے مددگار ہیں بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں گنہگار اپنی جان کو گرفتار عذاب کرتا ہے اور گناہ کی ترغیب دینے والا خود عذاب میں پڑا اور دوسرے کو بھی عذاب میں ڈالنا چاہتا ہے جتنے اس کی بات پر چلتے ہیں سب کا وبال اون سب پر اور اون سب کے اُس اکیلے پر ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من اتبعہ لا ینقص ذلک من اجورہم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل اثام من اتبعہ لا ینقص ذلک من اثامہم شیئا۔ جو سیدھے راستے کی طرف بلائے جتنے اوسکی پیروی کریں سب کے برابر ثواب پائے اور اون کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو اور جو گمراہی کی طرف ...

بلائے جتنے اوس کے پیچھے پڑھیں سب کے برابر اوس پر گناہ ہو اور اون کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو رواہ الائمۃ احمد والستۃ الا البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور جب طاعون سے فرار کبیرہ ہے تو لوگوں کو اوسکی ترغیب دینی سخت تر کبیرہ اور دونوں فاسق ہیں اور نمالئبا اعلان بھی نقد وقت اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اوس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی غنیہ میں ہے لوقدموا فاسقا یأثمون ردالمحتار میں ہے فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا فھو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لما ذکرنا طاعون سے فرار کو جو احسن سمجھتا ہے اگر جاہل ہے اور اوسے معلوم نہیں کہ احادیث صحیحہ اسکی تحریم میں وارد ہیں اوسے تفہیم کی جائے اور اگر دانستہ حدیثوں کا انکار کرتا ہے تو صریح گمراہ ہے شرح مؤطا للعلامۃ الزرقانی میں زیر حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ در بارۂ طاعون ہے فیہ دلیل قوی علی وجوب العمل بخبر الواحد لانہ کان بمحضر جمع عظیم من الصحابۃ فلم یقولوا لعبد الرحمٰن انت واحد وانما یجب قبول خبر الکافۃ ماأضل من قال بھذا واللہ تعالٰی یقول ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا وقرئ فتثبتوا فلو کان العدل اذا جاء بنبأ تثبت فی خبرہ ولم ینفذ لاستوی مع الفاسق وھذا خلاف القراٰن ام نجعل المتقین کالفجار قالہ ابن عبدالبر جس مسئلہ میں رائے و اجتہاد کو دخل نہ ہو اوس میں قول صحابی دلیل قول رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے ورنہ جس حدیث کی مخالفت کی اگر اوسکے راوی خود یہ صحابی ہیں اور مخالفت صرف ظاہر نص کی ہے مثلاً عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید تو یہ اثر صحابی اوس حدیث مرفوع کی تفسیر ٹھہریگا اور اوسے اسی خلاف ظاہر پر محمول سمجھا جائے گا اور مخالفت مفسر کی ہے تو صریح دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہو چکی صحابی کو اوس کا ناسخ معلوم تھا اور اگر یہ خود اوسکے راوی نہیں تو یہ معاملہ اگر اس قابل نہ تھا کہ ان صحابی پر مخفی رہتا تو ان کی مخالفت اوس روایت مرفوعہ کے قبول میں شبہہ ڈالے گی ورنہ حدیث ہی مرجح ہے جیسا کہ غیر صحابہ کے قول وفعل پر مطلقا جبتک حد اجماع تک نہ پہونچے۔ مسلم الثبوت میں ہے روی الصحابی وحمل ظاھرا علی غیرہ کتخصیص العام فالحنفیۃ علی ما حمل لان ترک الظاھر بلا موجب حرام فلا یترکہ الا بدلیل قطعا ولو ترک نصا مفسرا تعین علمہ بالناسخ فیجب اتباعہ وان عمل بخلاف خبرہ غیرہ فان کان صحابیا فالحنفیۃ ان کان مما یحتمل الخفاء لا یضر والا یقدح وان کان غیر الصحابی ولو اکثر الامۃ فالعمل بالخبر اھ مختصرا اوسی میں ہے الرازی منا والبرذعی والبزدوی والسرخسی واتباعھم قول الصحابی فیما یمکن فیہ الرای یلحق بالسنۃ لغیرہ لا لمثلہ ونفاہ الکرخی وجماعۃ وفیما لا یدرک بالرای نعند اصحابنا اتفاق فلہ حکم الرفع اھ ملتقطا یہ اجمالی کلام ہے اور نظر مجتہد کیلئے ہے اور حدیث طاعون اوسی قبیل سے ہے جسکا بعض بلکہ اکثر صحابہ پر بھی مخفی رہنا جائے عجب نہ تھا جیسا کہ حدیث صحیحین سے ثابت ہے کہ جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو راہ شام میں خبر ملی کہ وہاں طاعون ہے صحابۂ کرام میں پہلے مہاجرین عظام پھر انصار کرام پھر مشائخ قریش مہاجرین فتح مکہ کو بلاکر مشورے لئے سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی مگر کسی کو اس بارے میں ارشاد اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم معلوم نہ تھا نہ خود امیر المومنین کے علم میں تھا یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اوسوقت اپنے کسی کام کو تشریف لے گئے تھے اونھوں نے آکر ارشاد والا بیان کیا اور اوسی پر عمل کیا گیا۔ یونہیں صحیحین کی حدیث سے ثابت کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ احد العشرۃ المبشرہ کو یہ ارشاد اقدس کہ جب دوسری جگہ طاعون ہونا سنو وہاں نہ جاؤ اور جب تمہارے یہاں پیدا ہو تو وہاں سے نہ بھاگو معلوم نہ تھا یہاں تک کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے محبوب ابن المحبوب اور سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سامنے کے بچے ہیں اونھیں یہ حدیث سنائی بلکہ صحیحین سے یہ بھی ثابت کہ سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اون سے سوال کرکے اس کا علم حاصل فرمایا فقد اخرجا عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ انہ سمعہ یسأل اسامۃ بن زید ماذا سمعت من رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الطاعون رجز ارسل علی بنی اسرائیل او علی من کان قبلکم فاذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا فرارا منہ اور [illegible] تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتے ای برسل ارسالا ثقۃ بروایۃ اسامۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ صحیح مسلم شریف میں بعد ذکر حدیث اسامہ [illegible]

رضی تعالٰی عنہ ہے و حدثنیہ وھب بن بقیۃ فذکر بسندہ عن ابراھیم بن سعد بن مالك عن ابیہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
بنحو حدیثھم تو دو ایک صحابہ سے جو اسکا خلاف مروی ہوا اطلاع حدیث سے پہلے تھا جیسے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ طاعون سے
بہت خوف کرتے لوگوں کو متفرق ہو جانے کی رائے دی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہ اعلم الناس بالحلال والحرام وامام العلماء
یوم القیٰمۃ ہیں ان کا رد شدید کیا اور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث بیان کی اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کاتب وحی نے
نہایت شدت سے رد کیا اور فرار عن الطاعون سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا منع فرمانا روایت کیا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فوراً
رجوع فرمائی اور ان کی تصدیق کی اخرج ابن خزیمۃ فی صحیحہ عن عبدالرحمٰن بن غنم قال وقع الطاعون بالشام فقال عمرو بن العاص رضی
اللہ تعالٰی عنہ ان ھذا الطاعون رجس ففروا منہ فی الاودیۃ والشعاب فبلغ ذلك شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ
فغضب وقال کذب عمرو بن العاص فقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعمرو اضل من حمل اھلہ ان ھذا الطاعون دعوۃ
نبیکم ورحمۃ ربکم ووفاۃ الصالحین قبلکم الحدیث ولفظ ابن عساکر عن عبدالرحمٰن بن غنم قال کان عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ
حین احس بالطاعون فرق فرقا شدیدا فقال یا ایھا الناس تبددوا فی ھذہ الشعاب وتفرقوا فانہ قد نزل بکم امر من اللہ تعالٰی لا اراہ
الا رجزا او الطوفان قال شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قد صاحبنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وانت اضل من حمار
اھلك قال عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ صدقت قال معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ لعمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کذبت لیس بالطوفان
ولا بالرجز ولکنھا رحمۃ ربکم ودعوۃ نبیکم وقبض الصالحین قبلکم الحدیث ورواہ الامام الطحاوی فی شرح معانی الاثار من حدیث
شعبۃ عن یزید بن حمیر قال سمعت شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ یحدث عن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ ان الطاعون
وقع بالشام فقال عمرو تفرقوا عنہ فانہ رجز فبلغ ذلك شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال قد صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی
علیہ وسلم فسمعتہ یقول انھا رحمۃ ربکم ودعوۃ نبیکم وموت الصالحین قبلکم فاجتمعوا لہ ولا تفرقوا علیہ فقال عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ
صدق وللحدیث طریق اخری عن شھر بن حوشب قال فیھا فقام شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال واللہ لقد اسلمت
وان امیرکم ھذا اضل من جمل اھلہ فانظروا ما یقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا وقع بارض وانتم بھا فلا تفروا
فان الموت فی اعناقکم واذا کان بارض فلا تدخلوھا فانہ یحرق القلوب بعض لوگ اسے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کیطرف
نسبت کردیتے ہیں مگر امیر المومنین خود فرماتے ہیں کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگا الٰہی میں اس تہمت سے تیری برأت کرتا ہوں
امام اجل طحاوی روایت فرماتے ہیں عن زید بن اسلم عن ابیہ قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ اللھم ان الناس زعموا انی
فررت من الطاعون وانا ابرؤ الیك من ذلك ھذا مختصر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے طاعون سے بھاگنا حرام فرمایا اس میں کوئی
تخصیص شہر و بیرون شہر کی نہیں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث امام احمد وامام الائمہ ابن خزیمہ کے یہاں یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الفار من الطاعون کالفار من الزحف والصابر فیہ کالصابر فی الزحف طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا جہاد
میں کفار کے سامنے سے بھاگنے والا اور طاعون میں ٹھہرنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں صبر و استقلال کرنے والا۔ انھیں کی دوسری روایت
میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الفار من الطاعون کالفار من الزحف ومن صبر فیہ کان لہ اجر شہید طاعون سے
بھاگنے والا جہاد سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور جو اس میں صبر کئے رہے اسکے لئے شہید کا ثواب ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا
کی حدیث امام احمد کی مسند میں مثل پارہ اول حدیث جابر ہے اور ابن سعد کے یہاں یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں

الفار من الطاعون کالفار من الزحف طاعون سے بھاگنا جہاد سے بھاگ جانے کے مثل ہے۔ احمد کی دوسری روایت یوں ہے رسول اللہ
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون غدۃ کغدۃ البعیر المقیم بھا کالشھید والفار منھا کالفار من الزحف طاعون ایک گلٹی ہے
جسطرح اونٹ کی وبا میں اوس کے نکلتی ہے جو اوس میں ٹھہرا ہے وہ شہید کے مثل ہے اور اوس سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگ جانے والے

کی، طرح ہے مسند ابی یعلی کے لفظ یوں ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں وخزۃ تصیب امتی من اعدائھم من الجن کغدۃ الابل من اقام علیھا کان مرابطا ومن اصیب بہ کان شھیدا والفار منہ کالفار من الزحف طاعون ایک کونچا ہے کہ میری امت کو اون کے دشمن جنوں کی طرف سے پہنچے گا جیسے اونٹ کی گلٹی جو مسلمان اوس پر صبر کئے ٹھہرا رہے وہ اون میں سے ہو جو راہ خدا میں سرحد کفار پر بلاد اسلام کی حفاظت کے لئے اقامت کرتے ہیں اور جو مسلمان اوس میں مرے وہ شہید ہو اور جو اوس سے بھاگے وہ کافروں کو پیٹھ دیکر بھاگنے والے کی مانند ہو معجم اوسط کی روایت یوں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون شھادۃ لامتی ووخز اعدائکم من الجن غدۃ کغدۃ البعیر تخرج فی الاباط والمراق من مات فیہ مات شھیدا ومن اقام فیہ کان کالمرابط فی سبیل اللہ ومن فر منہ کان کالفار من الزحف طاعون میری امت کیلئے شہادت ہے اور وہ تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہے اونٹ کے غدود کی طرح گلٹی ہے کہ بغلوں اور نرم جگہوں میں نکلتی ہے جو اوس میں مرے شہید مرے اور جو ٹھہرے وہ راہ خدا میں سرحد کفار پر با نتظار جہاد اقامت کرنے والے کی مانند ہے اور جو اوس سے بھاگ جائے جہاد سے بھاگ جانیوالے کے مثل ہوا **قول اولاً** ان تمام الفاظ احادیث میں صرف طاعون سے بھاگنے پر وعید شدید اور صبر کئے ٹھہرے رہنے کی ترغیب وتاکید ہے شہر یا محلے یا حوالی شہر وغیرہ کی کچھ قید نہیں تو جو نقل وحرکت طاعون سے بھاگنے کیلئے ہوگی اگرچہ شہر ہی کے محلوں میں وہ بلاشبہہ اس وعید وتہدید کے نیچے داخل ہے **ثانیاً** حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا مروی صحیح بخاری شریف مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالی میں بسند صحیح بر شرط بخاری ومسلم برجال بخاری جلد ششم آخر ص۲۵ واول ص۲۵۲ میں یوں ہے حدثنا عبدالصمد ثنا داود یعنی ابن ابی الفرات ثنا عبداللہ بن بریدۃ عن یحیی بن یعمر عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنھا انھا قالت سالت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن الطاعون فاخبرنی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہ کان عذابا یبعثہ اللہ تعالی علی من یشاء فجعلہ رحمۃ للمؤمنین فلیس من رجل یقع الطاعون فیمکث فی بیتہ صابرا محتسبا یعلم انہ لا یصیبہ الا ماکتب اللہ لہ الا کان لہ مثل اجر الشھید یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ تعالی جس پر چاہتا بھیجتا اور اس امت کیلئے اوسے رحمت کر دیا ہے تو جو شخص زمانہ طاعون میں اپنے گھر میں صبر کئے طلب ثواب کیلئے اس اعتقاد کے ساتھ ٹھہرا رہے کہ اوسے وہی پہنچے گا جو خدا نے لکھدیا ہے اوس کیلئے شہید کا ثواب ہے اس حدیث صحیح میں خاص اپنے گھر میں ٹھہرے رہنے کی تصریح ہے **ثالثاً** ذرا غور کیجئے تو اس حدیث اور حدیث بخاری میں اصلا اختلاف نہیں صحیح بخاری کتاب الطب کے لفظ یہ ہیں لیس من عبد یقع الطاعون فیمکث فی بلدہ صابرا اور ذکر بنی اسرائیل میں لیس من احد یقع الطاعون فیمکث فی بیتہ صابرا محتسبا اور بداہۃً معلوم ہے کہ مطلقاً روئے زمین سے کسی جگہ وقوع طاعون مراد نہیں تو حدیث بخاری میں فی بلدہ اور حدیث احمد میں فی بیتہ برسبیل تنازع یمکث ویقع دونوں سے متعلق ہیں۔ امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں قولہ فی بلدہ مما تنازع الفعلان فیہ اعنی قولہ یقع وقولہ یمکث تو دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے شہر میں طاعون واقع ہو وہ شہر سے نہ بھاگے اور جس کے خود گھر میں واقع ہو وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے اور حاصل اوسی طرف رجوع کر گیا کہ طاعون سے نہ بھاگے شہر یا گھر سے بھاگنا لذاتہ ممنوع نہیں اگر کوئی ظالم جبار شہر میں ظلماً اوسکی گرفتاری کو آیا اور یہ اوس سے بچنے کو شہر سے بھاگ گیا ہرگز مواخذہ نہیں اگرچہ زمانہ طاعون ہی کا ہو کہ یہ بھاگنا طاعون سے نہ تھا بلکہ ظلم ظالم سے اور اللہ عزوجل نیت کو جانتا ہے ولہذا حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ میں ارشاد ہوا اذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا فرارا منہ نہ کہ منھا اور حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہما روایت ائمہ شیخین میں اوسکے مثل اور روایت مسلم میں یوں آئی فلا تخرجوا منھا فرارا منہ لاجرم شرح صحیح مسلم میں ہے اتفقوا علی جواز الخروج لشغل وغرض غیر الفرار ودلیلہ صریح الاحادیث اسی طرح حدیقہ ندیہ میں نقل فرمایا اور مقرر رکھا اور جب مطمح نظر فرار عن الطاعون ہے نہ عن البلد تو یہ بحث کہ فنائے شہر بھی مثل جمعہ اس حکم میں داخل ہے یا مثل سفر خارج محض طاعون سے بھاگنے کے لئے جو نقل وحرکت ہو سب زیر نہی ہے اگرچہ مضافات خواہ فنا خواہ شہر کی شہر میں راًساً نظر کیجئے تو خود ہی حدیث فیمکث فی بلدہ محلات

شہر ہی میں تجویز فرار سے صریح ابا فرمارہی ہے اوس میں فقط اتنا ہی نہ فرمایا کہ شہر میں رہے بلکہ صاف ارشاد ہوا فمکث فی بلدہ صابرا محتسبا یعلم انہ لایصیبہ الا ماکتب اللہ لہ اپنے شہر میں تین وصفوں کیساتھ ٹھہرے اول صبر واستقلال دوم تسلیم وتفویض ورضا بالقضا پر طلب ثواب سوم یہ سچا اعتقاد کہ بے تقدیر الٰہی کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی اب اوسکے حال کو اندازہ کیجئے جس کے شہر کے ایک کنارے میں طاعون واقع ہوا اور وہ اوسکے خوف سے گھر چھوڑ کر دوسرے کنارے کو بھاگ گیا کیا اوسے ثابت قدم وصابر ومستقل وراضی بالقضا کہا جائے گا وہ ایسا ہوتا تو کیوں بھاگتا شہر میں اوسکا قیام صبر ورضا کیلئے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ کنارہ شہر ہنوز محفوظ ہے کل اگر یہاں بھی طاعون آیا تو اوسے یہاں سے بھی بھاگتے دیکھ لینا اگر اب بیرون شہر جاکر پڑا اور وہاں بھی دبا پہنچی تو وہ مضافات کو بھی چھوڑ کر دوسری ہی بستی میں دم لیگا پھر صابراً محتسبا کہاں صادق آیا۔ خامسًا سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرار من الطاعون کو جسکا مماثل فرمایا یعنی جہاد سے بھاگنا اوسی کے ملاحظہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ شہر چھوڑ کر دوسرے شہر کو چلے جانے ہی پر فرار محصور نہیں کیا اگر امام مسلمانان بیرون شہر کفار سے جہاد کررہا ہو اور کچھ لوگ مقابلہ سے بھاگ کر اپنے گھروں میں جا بیٹھیں تو فرار نہ ہوگا ضرور ہوگا بلکہ گھروں میں جا بیٹھنا درکنار اگر معرکہ سے بھاگ کر اوسی میدان کے کسی پہاڑ یا غار میں جا چھپے ضرور عار فرار لقد وقت ہوگی کہ میدان کارزار تو ہر طرح چھوڑا اور مقابلۂ کفار سے منہ موڑا اس قرآنی اسپر دلیل صریح ہے قال اللہ عزوجل ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعٰن انما استزلھم الشیطٰن ببعض ماکسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم ہ وقال جل من قائل ولقد عفا عنکم واللہ ذوفضل علی المومنین ہ اذ تصعدون ولا تلوٗن علی احد والرسول یدعوکم فی اخرٰکم فاثابکم غما بغم الاٰیۃ معالم میں ہے قرأ ابوعبدالرحمٰن السلمی وقتادۃ تصعدون بفتح التاء والعین والقراءۃ المعروفۃ بضم التاء وکسر العین والاصعاد السیر فی الارض والصعود الارتفاع فی الجبال والسطوح وکلتا القراءتین صواب فقد کان یومئذ من المنھزمین مصعد وصاعد اھ باختصار سادسًا جن حکمتوں کی بناء پر حکیم کریم رؤف رحیم علیہ وعلٰی اٰلہ الصلاۃ والتسلیم نے طاعون سے فرار حرام فرمایا اون میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے اون کا نہ کوئی تیماردار ہوگا نہ خبرگیراں پھر جو مریں گے اونکی تجہیز وتکفین کون کریگا جسطرح خود آجکل ہمارے شہر اور گرد نواح کے ہنود میں مشہور ہورہا ہے کہ اولاد کو ماں باپ ماں باپ کو اولاد نے چھوڑ کر اپنا رستہ لیا بڑوں بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم پہنچائیں اگر شرع مطہر مسلمانوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیتی تو معاذ اللہ یہی بے بسی بیکسی ان کے مریضوں میتوں کو بھی گھیرتی جسے شرع قطعًا حرام فرماتی ہے۔ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں ہے (لاتخرجوا فرارا منہ) فانہ فرار من القدر ولئلا یضیع المرضی لعدم من یتعھدھم والموتی لعدم من یجھزھم۔ اسی طرح زرقانی شرح مؤطا میں ہے عینی شرح بخاری میں بھی اسے نقل کرکے مقرر رکھا ظاہر یہ ہے کہ علت جسطرح غیر شہر کو بھاگ جانے میں ہے یونہی بیرون شہر جا پڑنے بلکہ محلۂ مریضان چھوڑ کر محلۂ صحیحان میں جابسنے میں بھی تو حق یہ کہ بہ نیت فرار مطلقًا نقل وحرکت حرام ہے نیز یہ علت موجب ہے کہ نہ صرف طاعون بلکہ ہر وبا کا یہی حکم ہے ولہذا شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا آنچہ در احادیث مذکور شدہ و برگریختن ازاں و بیرون رفتن از شہرے کہ واقع شدہ باشد دراں نہی کردہ و وعید نمودہ و تشبیہ بفرار از زحف دادہ و بر صبر براں بشہادت حکم کردہ مراد وبا و موت عام است و مخصوص بانچہ اطبا تعیین نمودہ اند نیست ولہذا در احادیث بہ لفظ وبا و موت عام مذکور شدہ واگرچہ بلفظ طاعون نیز واقع شدہ اما مراد معنی وبا است وغلط کردہ کہ طاعون را بر مصطلح اطبا حمل کردہ و در غیر آں فرار مباح داشتہ واگر فرضا برہمیں معنی محمول باشد بروے ازو باخواہد بود نہ مخصوص بآں وایں قائل آں احادیث را کہ در وے لفظ وبا و موت عام واقع شدہ چہ خواہد گفت۔ نسأل اللہ العافیۃ۔ فائدہ۔ امام احمد مسندا در ابن سعد طبقات میں ابوعسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند صحیح روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اتانی جبرئیل بالحمی والطاعون فامسکت الحمی بالمدینۃ وارسلت الطاعون الی الشام فالطاعون شھادۃ لامتی ورحمۃ لھم ورجس علی الکافرین میرے پاس جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم

بخار اور طاعون لیکر حاضر ہوئے میں نے بخار مدینہ طیبہ میں رہنے دیا اور طاعون ملک شام کو بھیج دیا تو طاعون میری امت کیلئے شہادت ورحمت اور کافروں پر عذاب ونقمت ہے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو معلوم تھا کہ طاعون کو ملک شام کا حکم ہوا ہے اور بلاد شام فتح کرنے تھے لہذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ جو لشکر ملک شام کو روانہ فرماتے اوس سے دونوں باتوں پر یکساں بیعت وعہد وپیمان لیتے ایک یہ کہ دشمنوں کے نیزوں سے نہ بھاگنا دوسرے یہ کہ طاعون سے نہ بھاگنا۔ امام مسدد استاذ امام بخاری ومسلم اپنی مسند میں ابوالسفر سے روایت کرتے ہیں قال کان ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ اذا بعث الی الشام بایعھم علی الطعن والطاعون یہاں سے خوب ثابت وظاہر ہوا کہ مسلمانوں کو فرار عن الطاعون کی ترغیب دینے والا اون کا خیر خواہ نہیں بدخواہ ہے اور طبیبوں ڈاکٹروں کا اوس میں صبر واستقلال سے منع کرنا خیر وصلاح کے خلاف باطل راہ ہے اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سارے جہاں کیلئے رحمت بھیجا اور مسلمانوں پر بالتخصیص رؤف رحیم بنایا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کیلئے ارحم امتی بامتی ابوبکر حدیث میں آیا یعنی جو رافت ورحمت میری امت کے حال پر ابوبکر کو ہے اتنی تمام امت میں کسی کو نہیں اگر طاعون سے بھاگنے میں بھلائی اور ٹھہرنے میں برائی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ اپنی امت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں کیوں ٹھہرنے کی ترغیب دیتے اور بھاگنے سے اسقدر تاکید شدید کیساتھ منع فرماتے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ تمام امت میں سب سے بڑھکر خیر خواہ امت ہیں کیوں اوس سے نہ بھاگنے کا عہد وپیمان لیتے معلوم ہوا کہ طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے ہی حقیقۃً امت کے بدخواہ اور اولٹی مت سمجھانے والے ہیں والعیاذ باللہ تعالٰی جیسے کوئی بدعقل بےتمیز کج فہم عورت پڑھنے کی محنت استاذ کی شدت دیکھکر اپنے بچے کو مکتب سے بھاگ آنے کی ترغیب دے وہ اپنے خیال باطل میں اسے محبت سمجھتی ہے حالانکہ صریح دشمنی ہے۔ ع۔ دوستی بیخرداں دشمنی ست ﴿ بدنصیب وہ بچہ کہ اوسکے کہنے میں آجائے اور مہربان باپ کی تاکید وتہدید خیال میں نہ لائے۔ بلکہ انصافاً یہ حالت اس مثال سے بھی بدتر ہے مکتب میں پڑھنے کی محنت سبھی پر ہوتی ہے اور شدت بھی غالب اکثری ہے اور جہاں طاعون پھوٹے وہاں سب یا اکثر کا مبتلا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ باذنہ تعالٰی محفوظ ہی رہنے والوں کا شمار زائد ہوتا ہے ولہذا آگ اور زلزلے پر اس کا قیاس باطل ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ کے نیچے سمجھنا محض وسوسہ ہے کہ اون میں ہلاک غالب ہے جیسا کہ کلام حضرت شیخ محقق قدس سرہ سے گزرا اور سچا ہلاک تو یہ ہے کہ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد اقدس کو کہ عین رحمت وخیر خواہی امت ہے معاذ اللہ مضرت رساں خیال کیا جائے اور اوس کے مقابل طبیبوں اور ڈاکٹروں کی بات کو اپنے لئے نافع سمجھا جائے۔ ع۔ ببیں کہ از کہ بریدی وباکہ پیوستی ﴿ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ولہذا سلف صالح کا داب یہی رہا کہ طاعون میں صبر واستقلال سے کام لیتے امام ابوعمر بن عبدالبر فرماتے ہیں لم یبلغنی عن احد من حملۃ العلم انہ فر منہ الاما ذکر المدائنی ان علی بن زید بن جدعان ھرب منہ الی السیالۃ فکان یجمع کل جمعۃ ویرجع فاذا رجع صاحوا بہ فر من الطاعون فطعن فمات بالسیالۃ یعنی مجھے کسی کی نسبت یہ روایت نہ پہنچی کہ وہ طاعون سے بھاگا ہو مگر وہ جو مدائنی نے ذکر کیا کہ علی بن زید بن جدعان طاعون میں شہر سے بھاگ کر سیالہ کو چلے گئے تھے ہر جمعہ کو شہر میں آکر نماز پڑھتے اور پلٹ جاتے جب پلٹتے لوگ شور مچاتے طاعون سے بھاگا ہے آخر سیالہ میں طاعون ہی میں مبتلا ہو کر مرے یہ علی بن زید کچھ ایسے مستند علما سے نہ تھے امام سفیٰن بن عیینہ وامام حماد بن زید وامام احمد بن حنبل وامام یحیٰی بن معین وامام بخاری وامام ابوحاتم وامام ابن خزیمہ وامام عجلی وامام دارقطنی وغیرہم عامہ ائمہ جرح وتعدیل نے اون کی تضعیف کی اور مذہب تک بھی کچھ ٹھیک نہ تھا عجلی نے کہا شیعی تھا بلکہ امام یزید بن زریع سے مروی ہوا رافضی تھا پھر اوس کا یہ فعل زمانہ سلامت عقل وصحت حواس کا بھی نہ تھا آخر عمر میں عقل صحیح نہ رہی تھی امام شعبہ بن الحجاج نے فرمایا حدثنا علی قبل ان یختلط فسوی نے کہا اختلط ف

کبدہ پھر ہر جمعہ کو نماز کیلئے شہر یعنی بصرہ میں آنا اور نماز پڑھکر پلٹ جانا دلیل واضح ہے کہ سیالہ کوئی ایسی ہی قریب جگہ بصرہ سے تھی علی بن زید کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہے وہ زمانہ تابعین کا تھا تو ثابت ہوا کہ مضافات شہر میں چلا جانا بھی اوسی فرار حرام میں داخل ہے جس پر یہ شخص تمام شہر میں مطعون وانگشت نما ہوا ہر جمعہ کو اس کے پلٹتے وقت اہل شہر میں کہ تابعین وتبع تابعین ہی تھے غل پڑ جاتا کہ وہ طاعون سے بھاگا۔

والعیاذ باللہ تعالٰی۔ تنبیہ نبیہ۔ جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اور اوس کے لئے وہاں جانا بھی ناجائز وگناہ ہے احادیث صحیحہ میں دونوں سے ممانعت فرمائی پہلے میں تقدیر الٰہی سے بھاگنا ہے تو دوسرے میں بلائے الٰہی سے مقابلہ کرنا ہے اور اس کے لئے اظہار توکل کا عذر محض سفاہت۔ توکل معارضۂ اسباب کا نام نہیں امام اجل ابن دقیق العید رحمۃ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں الاقدام علیہ تعرض للبلاء ولعلہ لایصبر علیہ وربما کان فیہ ضرب من الدعوی لمقام الصبر او التوکل فمنع ذلك لاغترار النفس ودعوٰھا ما لاتثبت علیہ عند التحقیق اسقدر کی ممانعت میں ہرگز گنجائش سخن نہیں آب رہا یہ کہ جب طاعون سے بھاگنے یا اوسکے مقابلہ کی نیت نہ ہو تو شہر طاعونی سے نکلنا یا دوسری جگہ سے اوس میں جانا فی نفسہ کیسا ہے اس میں ہمارے علما کی تحقیق یہ ہے کہ بجائے خود حرام نہیں مگر نظر بہ پیش بندی یہاں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ انسان کامل الایمان ہے لن یصیبنا الا ماکتب اللہ لنا کی بشاشت ونورانیت اوسکے دل کے اندر سرایت کئے ہوئے ہے اگر طاعونی شہر میں کسی کام کو جائے اور مبتلا ہو جائے تو اوسے یہ پشیمانی عارض نہ ہوگی کہ ناحق آیا کہ بلانے لے لیا یا کسی کام کو باہر جائے تو یہ خیال نہ کریگا کہ خوب ہوا جو اس بلا سے نکل آیا خلاصہ یہ کہ اوس کا آنا جانا بالکل ایسا ہو جیسا طاعون نہ ہونے کے زمانہ میں ہوتا تو اوسے خالص اجازت ہے اپنے کاموں کو آئے جائے جو چاہے کرے کہ نہ فی الحال نیت فاسدہ ہے نہ آئندہ فساد فکر کا اندیشہ ہے اور جو ایسا نہ ہو اوسے مکروہ ہے کہ اگرچہ فی الحال نیت فاسدہ نہیں کہ حکم حرمت ہو مگر آئندہ فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے لہذا کراہت ہے وہ حدیثیں جن میں خود شہر طاعونی سے نکلنے اور اوس میں جانے کی ممانعت سرزد ہوئی جیسے ایک روایت حدیث اسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے الفاظ اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلوھا واذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا منھا رواہ الشیخان یا ایک روایت حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لفظ فاذا سمعتم بہ فی ارض فلا تدخلوھا رواہ الطبرانی فی الکبیر یا حدیث عکرمہ بن خالد المخزومی عن ابیہ وعمہ عن جدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اذا وقع الطاعون فی ارض وانتم بھا فلا تخرجوا منھا وان کنتم بغیرھا فلا تقدموا علیھا رواہ احمد والطحاوی والطبرانی والبغوی وابن قانع یہ اگر اپنے اطلاق پر رکھی جائیں یعنی نیت فرار ومقابلہ سے مقید نہ کی جائیں بناء علی ماحقق الامام ابن الھمام ان المطلق لا یحمل علی المقید وان اتحد الحکم والحادثۃ مالم تدع الیہ ضرورۃ کما فی الفتح تو اون کا محل یہی صورت کراہت ہے جو ابھی مذکور ہوئی اور اطلاق اس بنا پر کہ اکثر لوگ اسی قسم کے ہوتے ہیں اور احکام کی بنا کثیر وغالب پر ہے درمختار میں ہے اذا خرج من بلدۃ بھا الطاعون فان علم ان کل شیئ بقدر اللہ تعالٰی فلا بأس بان یخرج ویدخل وان کان عندہ انہ لوخرج نجا ولو دخل ابتلی بہ کرہ لہ ذلك فلا یدخل ولا یخرج صیانۃ لاعتقادہ وعلیہ حمل النھی فی الحدیث الشریف مجمع الفتاوی اسی طرح فتاوی ظہیریہ میں ہے وتمام تحقیقہ فی ما علقناہ علی رد المحتار۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کبوتر اوڑانا اور پالنا اور مرغ بازی بٹیر بازی کنکیا بازی اور فروخت کرنا کنکیا اور ڈور اور مانجھا جائز ہے یا ناجائز اور ان لوگوں سے سلام علیک کرنا اور سلام کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

کبوتر پالنا جائز ہے جبکہ دوسروں کے کبوتر نہ پکڑے اور کبوتر اوڑانا کہ گھنٹوں اون کو اوترنے نہیں دیتے حرام ہے اور مرغ یا بٹیر کا لڑانا حرام ہے ان لوگوں سے ابتدا بسلام نہ کی جائے جواب دے سکتے ہیں واجب نہیں کنکیا اوڑانے میں وقت و مال کا ضائع کرنا ہوتا ہے یہ بھی گناہ ہے اور گناہ کے آلات کنکیا ڈور بیچنا بھی منع ہے احتراز کریں تو ان سے بھی ابتدا بالسلام نہ کی جائے واللہ تعالٰی اعلم

۲۸۶
۹۲

مقدمہ

اب تک فتاوی رضویہ مصنفہ مجدد مأتہ رابع عشر اعلیحضرت مولانا احمد رضا خانصاحب فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی جلد اول سے ہفتم نیز یازدہم چھپ چکی ہیں۔ جلد دہم (کتاب الحظر والاباحۃ) کا نصف اول مکتبہ رضا ایوان عرفان بیسلپور ضلع پیلی بھیت سے طبع ہو چکا ہے۔ یہ جلد دہم (کتاب الحظر والاباحۃ) کا نصف آخر ہے۔ فتاوی رضویہ بارہ جلدوں میں ہے جس کی ہر جلد تقریباً ہزار صفحات اوسط سائز پر مشتمل ہے جن میں فقہ کے ہزارہا مسائل ایسی تحقیق سے بیان ہوئے ہیں جو اپنی آپ مثال ہیں۔ آپ کے بیشتر فتاوی کثیر التعداد آیت قرآنی، احادیث کریمہ اور روایات اصول و فروع کی بوجھل شہادتوں سے گراں بار ہوتے ہیں۔ مثلاً زیر اشاعت جلد دہم (نصف آخر) میں صرف ایک مسئلہ حرمت سجدۂ تحیت کے ثبوت میں متعدد آیتیں، چالیس حدیثیں اور ڈیڑھ سو نصوص فقہ پیش فرمائے ہیں

جلد دہم (نصف اول) میں ۲۲۶ مسائل اور سات مستقل رسائل ہیں۔ زیر طبع جلد دہم (نصف آخر) میں ۳۱۸ مسائل اور پانچ مستقل رسائل ہیں۔ مکمل جلد دہم میں کل ۵۴۴ مسائل اور تیرہ مستقل رسائل ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

۱۔ حک العیب فی حرمۃ تسوید الشیب ۱۳۰۷ھ
۲۔ مشعلۃ الارشاد فی حقوق الاولاد ۱۳۱۰ھ
۳۔ اعجب الامداد فی مکفرات حقوق العباد ۱۳۱۰ھ
۴۔ لمعۃ الضحٰی فی اعفاء اللحٰی ۱۳۱۵ھ
۵۔ شفاء الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ و نعالہ ۱۳۱۵ھ
۶۔ الحق المجتلٰی فی حکم المبتلٰی ۱۳۲۴ھ
۷۔ تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون ۱۳۲۵ھ
۸۔ الکشف شافیا حکم فونوجرافیا ۱۳۲۸ھ
۹۔ العطایا القدیر فی حکم التصویر ۱۳۳۱ھ
۱۰۔ جلی النص فی اماکن الرخص ۱۳۳۷ھ
۱۱۔ الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ ۱۳۳۷ھ
۱۲۔ الرمز المرصف علی سوال مولانا السید آصف ۱۳۳۹ھ
۱۳۔

تیرھواں رسالہ المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ ۱۳۳۹ھ ہے جو کہ مطبع حسنی پریس بریلی سے چھپ کر جماعت رضائے مصطفٰے سے شائع ہو چکا ہے۔ یہ رسالہ ۲۰×۲۹/۸ کے سائز کے ایک سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ اپنی کچھ مجبوریوں کی بناء پر اس رسالہ کو جلد میں شامل نہ کر سکے۔

یہ جلد ہمیں خستہ حالت میں ملی۔ کہنگی کی وجہ سے کہیں کہیں کاغذ گل گیا۔ کچھ اوراق ضائع ہو گئے ہیں جن کی وجہ سے ایک رسالہ اور کچھ سوال ناقص ملے جنکو نامکمل ہی شائع کر دیا ہے جہاں اوراق بوسیدگی کی وجہ سے پھٹ گئے یا لفظ سمجھ میں نہیں آیا اس کی عبارت کی جگہ بیاض چھوڑ دی ہے۔ جہاں جہاں سمجھ سے ایک دو لفظ لکھا ہے اسکو قوسین میں گھیر دیا ہے۔ مسودہ کی نقل کا کام جناب ڈاکٹر محمد فیضان علی صاحب پسر اکبر جناب مولانا مولوی عرفان علی صاحب رضوی مرحوم مغفور نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کیا اس کے بعد کتابت کرائی گئی اس کی تصحیح کچھ حصہ کی نبیرۂ اعلیحضرت جانشین حضور مفتی اعظم ہند الحاج حضرت علامہ مفتی اختر رضا خانصاحب ازہری قبلہ مدظلہ العالی نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود کافی لگن اور دلچسپی سے کیا۔ وقت بے وقت دن میں رات میں جب جب حضرت کی خدمت میں فرصت کا موقع پا کر تصحیح کے لئے حاضر ہوئے حضرت نے خندہ پیشانی سے لبیک کہا۔ کچھ حصہ کی تصحیم نیز فہرست کا کام حضرت مولانا مولوی محمد صالح صاحب قبلہ دامت برکاتہم مدرس منظر اسلام بریلی شریف نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے کیا۔ حضرت مولانا صالح صاحب قبلہ نے عنایت اور کرم یہاں تک فرمایا کہ اپنے قیمتی اور مصروف وقت میں سے کچھ فرصت کا وقت نکال کر خود تصحیح کے کام کے لئے اس فقیر کے غریب خانہ پر تشریف لاتے اور کم وبیش روزانہ کچھ نہ کچھ صفحات کی تصحیح فرماتے۔ جگہ جگہ حضرت قبلہ الحاج مولانا مفتی قاضی عبد الرحیم صاحب قبلہ نے رہنمائی فرمائی۔ اس طرح اس کی مکمل تصحیم ہو سکی۔ ہم ان حضرات کے تہ دل سے شکر گذار ہیں۔ مولیٰ تبارک تعالیٰ اس خدمت کے صلے میں ان حضرات کے فیوض و برکات عام سے عام تر فرمائے (آمین) تصحیح میں جو غلطیاں نکلیں کاتب سے انکو بنوا دیا گیا پھر بھی کاتب وغیرہ سے عمداً یا سہواً کچھ غلطیاں رہ جاتی ہیں لہذا آپ حضرات اگر اس کتاب میں غلطیوں پر مطلع ہوں تو ان کو ہماری یا کاتب صاحب کی کوتاہی نظر پر محمول کریں۔ مصنف علیہ الرحمۃ کا دامن ان سے منزہ سمجھیں۔

اس سے قبل مکتبہ رضا ایوان عرفان بیسلپور اپنے ذاتی روپیہ سے الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح اور فتاوی مصطفویہ حصہ اول و دوم شائع کر چکا ہے۔ مولیٰ عزوجل ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اگر کوئی غلطی ہو گئی ہو تو معاف فرمائے۔ (آمین) فقیر قربان علی رضوی حشمتی غ

۴۸۶
۹۲

فہرست مضامین

۱۔ اعتقادیات

ایمان۔ کفر۔ شرک۔ تقدیر۔ ردت۔ سنیت۔ گناہ۔ توبہ وغیرہا سے متعلق

۲۔ شرب وطعام

(دعوت ولیمہ، ضیافت، مہمانی، ذبیحہ، شکار، گوشت وغیرہا سے متعلق مسائل)

۳۔ ظروف وزیورات

(سونے۔ چاندی۔ تانبے۔ پیتل اور لوہے کے استعمال سے متعلق مسائل)

۴۔ لباس

(لحاف۔ توشک۔ عمامہ۔ ٹوپی۔ جوتے۔ وضع قطع رنگ وغیرہ سے متعلق)

۵۔ نظر و مَس

(پردہ۔ حجاب۔ ستر عورت۔ دیوثی۔ خلوت بلوغ وغیرہ سے متعلق)

۶۔ سلام و تحیت

۱۰۔ علم وتعلیم

(عالم۔ متعلم۔ مفتی۔ واعظ۔ افتا۔ کتابت۔ علوم وفنون۔ تعلیم گاہ سے متعلق مسائل)

۱۱ ۔ لہوولعبُ

کھیل ۔ تماشہ ۔ ناچ گانا ۔ قوالی مزامیر ۔ سماع موسیقی وغیرہا سے متعلق

۱۴۔ آداب

(مجلس وعظ۔ مسجد۔ قبلہ۔ تلاوت۔ خطبہ۔ جماع مصحف۔ کتب اور سونے وغیرہا میں آداب سے متعلق)

کتاب الحظر والاباحۃ

مسئلہ مرسلہ عبدالمجید خاں ضلع ہگلی ڈاکخانہ رنیشرا سرکاری

۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں بعد مصافحہ زید نے بکر کا ہاتھ چوما دو آنکھوں سے لگایا جائز ہے یا نہیں۔
۲۔ مرید اپنے پیر کا ہاتھ بعد مصافحہ چومنا ایک ضروری امر اپنے لئے سمجھے جائز ہے یا نہیں۔
۳۔ پیر کو اپنے مرید سے اپنا ہاتھ چومانا چاہئے یا نہیں۔
۴۔ ہاتھ چومنا کسی کا بزرگ سمجھ کر جائز ہے یا ناجائز۔
۵۔ ہاتھ چومنا سنت ہے یا فعل بزرگان دین یا فعل تابعین یا فعل صحابہ کرام۔ جواب از روئے فقہ وحدیث نہ رسوم شیوخ پابند طریق

الجواب

بزرگان دین مثل پیر مہتدی و عالم سنی کے ہاتھ چومنا جائز بلکہ مستحب بلکہ سنت ہے ہاں کسی دنیا دار کا ہاتھ دنیا کیلئے چومنا منع ہے درمختار میں ہے لا بأس بتقبیل ید العالم والمتورع علی سبیل التبرك ردالمحتار میں ہے قال الشرنبلالی وعلمت ان مفاد الاحادیث سنیۃ اوندبه کما اشار الیه العینی درمختار میں ہے فی المحیط ان لتعظیم اسلامه واکرامه جاز وان لنیل الدنیا کرہ مگر ہاتھ چومنا بایں معنی ضروری نہیں کہ فرض یا واجب ہے ہاں رسم وعرف مسلمین میں اوسکی دست بوسی شائع ہو تو اسکا ایک فعل مسنون یا مستحب ہے احتراز کر کے مسلمانوں کی عادت کا خلاف کرنا اور وحشت دلانا یہ جائز نہیں حدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے خروجه عن العادۃ شهرۃ ومکروه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بشروا ولا تنفروا اور پیر کا اپنے مریدوں سے ہاتھ چومانا بایں معنی کہ وہ چومنا چاہیں تو یہ منع نہیں کرتا بلکہ ہاتھ بڑھا دیتا ہے کوئی حرج نہیں رکھتا بلکہ اگر قدم چومنا چاہیں اور یہ منع نہ کرے جب بھی جائز ہے۔ درمختار میں ہے طلب من عالم او زاهد ان یدفع الیه قدمه ویمکنه من قدمه لیقبله اجابه وقیل لا ردالمحتار میں ہے لما اخرجه الحاکم ان رجلا اتی النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم فاذن له فقبل رجلیه واللہ تعالی اعلم

مسئلہ مسئولہ حضرت سید حبیب اللہ زعبی دمشقی طرابلسی جیلانی وارد حال بریلی ۶ ربیع الآخر ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ جو لوگ تبرکات شریف بلا سند لاتے ہیں اون کی زیارت کرنا چاہئے یا نہیں اور اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ آجکل مصنوعی تبرکات زیادہ لئے پھرتے ہیں یہ اون کا کہنا کیسا ہے اور جو زائر کچھ نذر کرے اوس کا لینا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص خود مانگے اوس کا مانگنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے آثار وتبرکات شریفہ کی تعظیم دین مسلمان کا فرض عظیم ہے تابوت سکینہ جس کا ذکر قرآن عظیم میں ہے جسکی برکت سے بنی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے اوس میں کیا تھا بقیة مما ترك ال موسی وال هرون موسی وہارون علیہما الصلاۃ والسلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا موسی علیہ الصلاۃ والسلام کا عصا اور اون کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کا عمامہ وغیرہا اور لہذا تواتر سے ثابت کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہوتا صحابہ وتابعین وائمہ دین ہمیشہ اوسکی تعظیم وحرمت اور اوس سے طلب برکت فرماتے آئے اور دین حق کے معظم

اماموں نے تصریح فرمائی کہ اسکے لئے کسی سند کی بھی حاجت نہیں بلکہ جو چیز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک سے مشہور ہو اوسکی تعظیم شعائر دین سے ہے شفا شریف ومواہب لدنیہ ومدارج شریف وغیرہا میں ہے من اعظامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعظام جمیع اسبابہ وما لمسہ او عرف بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے اون تمام اشیا کی تعظیم جس کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ علاقہ ہو اور جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھوا ہو یا جو حضور کے نام پاک سے مشہور ہو یہاں تک کہ برابر ائمہ دین وعلمائے معتمدین نعل اقدس کی شبیہ ومثال کی تعظیم فرماتے رہے اور اوس سے صدہا عجیب مددیں پائیں اور اوس کے باب میں مستقل کتابیں تصنیف فرمائیں جب نقشہ کی یہ برکت وعظمت ہے تو خود نعل اقدس کی عظمت وبرکت کو خیال کیجئے پھر ردائے اقدس وجبہ مقدسہ وعمامہ مکرمہ پر نظر کیجئے پھر ان تمام آثار وتبرکات شریفہ سے ہزاروں درجے اعظم واعلی واکرم واولی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ناخن پاک کا تراشہ ہے کہ یہ سب ملبوسات تھے اور وہ جزء بدن والا ہے اور اوس سے اجل واعظم وارفع واکرم حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا موئے مطہر ہے مسلمان کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان وزمین ہرگز اوس ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے اور ابھی تصریحات ائمہ سے معلوم ہولیا کہ تعظیم کیلئے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند بلکہ صرف نام پاک سے اوس شی کا اشتہار کافی ہے ایسی جگہ بے اوراک سند تعظیم سے باز نہ رہیگا مگر بیمار دل پر آزار دل جس میں نہ عظمت شان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروجہ کافی نہ ایمان کامل اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ان یك كاذبا فعلیہ كذبہ وان یك صادقا یصبكم بعض الذی یعدكم اگر وہ جھوٹا ہے تو اوس کے جھوٹ کا وبال اوس پر ہے اور اگر سچا ہے تو تمہیں پہنچ جائیں گے بعض وہ عذاب جنکا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے جہاں سند بھی موجود ہو پھر تو تعظیم واعزاز وتکریم سے باز نہیں رہ سکتا مگر کھلا کافر یا چھپا منافق والعیاذ باللہ تعالیٰ اور یہ کہنا کہ آجکل اکثر لوگ مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں اگر یونہی مجمل بلاتعیین شخص ہو یعنی کسی شخص معین پر اسکی وجہ سے الزام یا بدگمانی مقصود نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ نہیں اور بلاثبوت شرعی کسی خاص شخص کی نسبت حکم لگا دینا کہ یہ اونھیں میں سے ہے جو مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں ضرور ناجائز وگناہ وحرام ہے کہ اس کا منشا صرف بدگمانی ہے اور بدگمانی سے بڑھکر کوئی جھوٹی بات نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاكم والظن فان الظن اكذب الحدیث بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھکر جھوٹی بات ہے ائمہ دین فرماتے ہیں انما ینشؤ الظن الخبیث من القلب الخبیث خبیث گمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے تبرکات شریفہ جس کے پاس ہوں اون کی زیارت کرنے پر لوگوں سے اسکا کچھ مانگنا سخت شنیع ہے جو تندرست ہو اعضا صحیح رکھتا ہو نوکری خواہ مزدوری اگرچہ ڈلیا ڈھونے کے ذریعہ سے روٹی کما سکتا ہو اوسے سوال کرنا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی غنی یا سکت والے تندرست کیلئے صدقہ حلال نہیں علما فرماتے ہیں ماجمع السائل بالتکدی فھو الخبیث سائل جو کچھ مانگ کر جمع کرتا ہے وہ خبیث ہے اسپر ایک تو شناعت یہ ہوئی دوسری شناعت سخت تر یہ ہے کہ دین کے نام سے دنیا کماتا ہے اور یشترون بآیتی ثمنا قلیلا کے قبیل میں داخل ہوتا ہے تبرکات شریفہ بھی اللہ عزوجل کی نشانیوں سے عمدہ نشانیاں ہیں اون کے ذریعہ سے دنیا کی ذلیل قلیل پونجی حاصل کرنیوالا دنیا کے بدلے دین بیچنے والا ہے اور شناعت سخت تر یہ ہے کہ اپنے اس مقصد فاسد کیلئے تبرکات شریفہ کو شہر بشہر دربدر لئے پھرتے ہیں اور ہر کس وناکس کے پاس لیجاتے ہیں یہ آثار شریفہ کی سخت توہین ہے خلیفہ ہارون رشید رحمہ اللہ تعالیٰ نے عالم دار الہجرۃ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی تھی کہ اون کے یہاں جاکر خلیفہ زادوں کو پڑھا دیا کریں ارشاد فرمایا میں علم کو ذلیل نہ کرونگا اونھیں پڑھنا منظور ہو تو خود حاضر ہوا کریں عرض کی وہی حاضر ہوں گے مگر اور طلبا پر اون کو تقدیم دی جائے فرمایا یہ بھی نہ ہوگا سب یکساں رکھے جائینگے آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا یوہیں امام شریک نخعی سے خلیفہ وقت نے چاہا تھا کہ اون کے گھر جاکر شاہزادوں کو پڑھایا کریں انکار

کیا کہا آپ امیرالمومنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے فرمایا یہ نہیں بلکہ میں علم کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا، رہا یہ کہ بے اسکے مانگے زائرین کچھ اسے دیں اور یہ لے اس میں تفصیل ہے شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ ہے کہ المعهود عرفا کالمشروط لفظا جو لوگ تبرکات شریفہ شہر بشہر لئے پھرتے ہیں ان کی نیت و عادت قطعاً معلوم کہ ان کے عوض تحصیل زر و جمع مال چاہتے ہیں یہ قصد نہ ہو تو کیوں دور دراز سفر کی مشقت اٹھائیں ریلوں کے کرائے دیں اگر انہیں کوئی زبانی کہے بھی کہ ہماری نیت فقط مسلمانوں کو زیارت سے بہرہ مند کرنا ہے تو ان کا حال ان کے قال سے صریح تکذیب کر رہا ہے ان میں علی العموم وہ لوگ ہیں جو ضروری ضروری طہارت وصلاۃ سے بھی آگاہ نہیں اس فرض قطعی کے حاصل کرنے کو کبھی دس پانچ کوس یا شہر ہی کے کسی عالم کے پاس گھر سے آدھ میل جانا پسند نہ کیا مسلمانوں کو زیارت کرانے کے لئے ہزاروں کوس سفر کرتے ہیں پھر جہاں زیارتیں ہوں اور لوگ کچھ نہ دیں وہاں ان صاحبوں کے غصے دیکھئے پہلا حکم یہ لگایا جاتا ہے کہ تم لوگوں کو حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے کچھ محبت نہیں گویا ان کے نزدیک محبت نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور ایمان اسی میں منحصر ہے کہ حرام طور پر کچھ ان کے نذر کر دیا جائے پھر جہاں کہیں ملے بھی مگر ان کے خیال سے تھوڑا ہوا ان کے سخت شکایتیں اور مذمتیں ان سے سن لیجئے اگرچہ وہ دینے والے صلحاء و علما ہوں اور مال حلال سے دیا ہو اور جہاں پیٹ بھر کر مل گیا وہاں کی لمبی چوڑی تعریفیں لے لیجئے اگرچہ وہ دینے والے فساق فجار بلکہ بد مذہب ہوں اور مال حرام سے دیا ہو تو قطعاً معلوم ہے کہ وہ زیارت نہیں کراتے مگر لینے کیلئے اور زیارت کرنے والے بھی جانتے ہیں کہ ضرور کچھ دینا پڑے گا تو اب یہ صرف سوال ہی نہ ہوا بلکہ بحسب عرف زیارت پر اجارہ ہو گیا اور وہ بچند وجہ حرام ہے اولاً زیارت آثار شریفہ کوئی ایسی چیز نہیں جو زیر اجارہ داخل ہو سکے کما صرح بہ فی ردالمحتار وغیرہ ان مایوخذ من النصاری علی زیارۃ بیت المقدس حرام وھذا اذا کان حراما اخذہ من کفار دور الحرب کالروس وغیرھم فکیف من المسلمین ان ھو الاضلال مبین ثانیاً اجرت مقرر نہیں ہوتی کیا دیا جائیگا اور جو اجارے شرعاً جائز ہیں ان میں بھی اجرت مجہول رکھی جانا اسے حرام کر دیتا ہے نہ کہ جو سرے سے حرام ہے کہ حرام در حرام ہوا اور یہ حکم جس طرح گشتی صاحبوں کو شامل ہے مقامی حضرات بھی اس سے محفوظ نہیں جبکہ اسی نیت سے زیارت کراتے ہوں اور ان کا یہ طریقہ معلوم و معروف ہو ہاں اگر کسی بندہ خدا کے پاس کچھ آثار شریفہ ہوں اور وہ انہیں بہ تعظیم اپنے مکان میں رکھے اور جو مسلمان اس کی درخواست کرے محض لوجہ اللہ اسے زیارت کرا دیا کرے کبھی کسی معاوضہ نذرانہ کی تمنا نہ رکھے پھر اگر وہ آسودہ حال نہیں اور کوئی مسلمان بطور خود قلیل یا کثیر بنظر اعانت اسے کچھ دے تو اسکے لے لینے میں اسکو کچھ حرج نہیں باقی گشتی صاحبوں کو عموماً اور مقامی صاحبوں میں خاص ان کو جو اس امر پر اخذ نذور کیساتھ معروف و مشہور ہیں شرعاً جواز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی مگر ایک وہ یہ کہ خدائے تعالی ان کو توفیق دے نیت اپنی درست کریں اور اس شرط عرفی کے رد کیلئے صراحۃً اعلان کیساتھ ہر جلسے میں کہہ دیا کریں کہ مسلمانو یہ آثار شریفہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یا فلاں ولی معزز و مکرم کے ہیں کہ محض خالصاً لوجہ اللہ تمہیں ان کی زیارت کرائی جاتی ہے ہرگز ہرگز کوئی بدلہ یا معاوضہ مطلوب نہیں اس کے بعد اگر مسلمان کچھ نذر کریں تو اسے قبول کرنے میں کچھ حرج نہ ہوگا فتاوی قاضی خاں وغیرہا میں ہے ان الصریح یفوق الدلالۃ اور اس کی صحت نیت پر دلیل یہ ہوگی کہ کم پر ناراض نہ ہو بلکہ اگر جلسے گزر جائیں لوگ فوج فوج زیارتیں کر کے یونہی چلے جائیں اور کوئی پیسہ نہ دے جب بھی اصلا دل تنگ نہ ہو اور اسی خوشی و شادمانی کے ساتھ مسلمانوں کو زیارت کرایا کرے اس صورت میں یہ لینا دینا دونوں جائز و حلال ہونگے اور زائرین و مزورد دونوں اعانت مسلمین کا ثواب پائینگے اس نے سعادت و برکت دیکر ان کی مدد کی انہوں نے دنیا کی متاع قلیل سے اسے فائدہ پہنچایا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے تو پہنچائے رواہ مسلم فی صحیحہ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اللہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیہ اللہ بندہ کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے رواہ الشیخان

علی الخصوص جب یہ تبرکات والے حضرات سادات کرام ہوں تو اب ان کی خدمت اعلیٰ درجہ کی برکت وسعادت ہے حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اولاد عبدالمطلب میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اوس کا صلہ دنیا میں نہ پائے میں بنفس نفیس روز قیامت اوس کا صلہ عطا فرماؤنگا اور اگر زیارت کرانے والوں کو اسکی توفیق نہ ہو تو زیارت کرنے والوں کو چاہئے خود اون سے صاف صراحۃً کہدے کہ نذر کچھ نہیں دی جائے گی خالصاً لوجہ اللہ اگر آپ زیارت کراتے ہیں کرائیے اس پر اگر وہ صاحب نہ مانیں ہرگز زیارت نہ کرے کہ زیارت ایک مستحب ہے اور یہ لین دین حرام کسی مستحب شے کے حاصل کرنیکے واسطے حرام کو اختیار نہیں کرسکتے اشباہ والنظائر وغیرہا میں ہے ما حرم اخذہ حرم اعطاءہ درمختار میں ہے (الآخذ والمعطی آثمان) اسی درمختار میں تصریح ہے کہ جو تندرست ہو اور کسب پر قادر ہو اوسے دینا حرام ہے کہ دینے والے اس سوال حرام پر اوسکی اعانت کرتے ہیں اگر نہ دیں خواہی نخواہی عاجز ہو اور کسب کرے اور اگر اسکی عرض زیارت کرنے والے صاحب نے قبول کرلی تو اب سوال واجرت کا قدم درمیان سے اٹھ گیا بے تکلف زیارت کرے دونوں کے لئے اجر ہے اوس کے بعد حسب استطاعت اون کو نذر کردے یہ لینا دینا دونوں کے لئے حلال اور دونوں کیلئے اجر ہے بحمداللہ تعالیٰ فقیر کا یہی معمول ہے اور توفیق خیر اللہ تعالیٰ سے مسئول ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں

(۱) زید فجر کو بعد پانچ بجے کے مسجد میں چراغ بغرض رونق وزینت مسجد نہ بغرض تلاوت اور مطالع کتب دینیہ جلادیتا ہے حالانکہ روشنی کی اوس وقت کوئی ضرورت نہیں ہوتی ہے کیونکہ نمازیوں کی آمد پونے چھ بجے اور جماعت بعد چھ بجے طلوع روشنی صبح صادق میں ہوتی ہے اور علاوہ اس کے سرکاری لالٹین کی روشنی تینوں دروں میں مسجد کے اور صحن میں کافی طور سے ہوتی ہے عمرو جو مہتمم قدیم مسجد کا ہے اور سیکڑوں روپیہ اپنی کوشش موفورہ سے فراہم کرکے مسجد کی ترمیم ودیگر اخراجات میں لگاتا رہا ہے بلکہ اب بھی مرمت کرارہا ہے زید کو اوس وقت کے فضول بلا ضرورت چراغ جلانے سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مسجد کے مال میں اسراف نہ چاہئے مگر زید نہیں مانتا پس ایسی صورت میں چراغ جلانا چاہئے یا نہیں۔ (۲) زید نے مسجد کی مرمت کے نام سے مسلمانوں سے کچھ چندہ جمع کیا اور عمرو مہتمم سے بھی دس روپیہ مرمت کے بہانے سے لئے جو اوس کے پاس مرمت مسجد کیلئے رکھے تھے اوس روپیہ سے اپنے چچا کی قبر جو مسجد سے باہر تھی پختہ بنوا کر مسجد کے اندر داخل کرلی اور بقیہ کو خود خورد نوش کرلیا حساب نہیں سمجھایا مسجد کی مرمت کا روپیہ قبر یا اپنے صرف میں لانا کیسا ہے اور وہ شخص شرعاً کس مواخذہ کے قابل ہے بینوا توجروا

(۳) زید کہتا ہے کہ تلاوت قرآن مجید مسجد کے اندر گناہ نہیں چاہئے عمرو کہتا ہے کہ گناہ نہیں ہے اگر جماعت ہو یا کوئی نماز پڑھتا ہو تو دل میں آہستہ پڑھنا اور جبکہ یہ امر مانع نہ ہوں تو آواز پڑھنا بھی جائز ہے گناہ نہیں زید کا قول درست ہے یا عمرو کا۔

(۴) زید کہتا ہے کہ حضرت محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ صحابہ کرام سے افضل ہیں اور ایصال نفع ونقصان کے مالک ہیں چنانچہ مجھکو ان کی گیارہویں کرنے سے ترقی ہوئی گیارہویں اور مولود میرا ایمان ہے عمرو کہتا ہے کہ حضرت محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ صحابہ کرام سے افضل نہیں اور نہ مالک نفع وضرر ہیں البتہ اون کی مقدس روح کو فاتحہ شیرینی وغیرہ کا ثواب پہونچانا موجب خیر وبرکت ہے گیارہویں اور مولود اقدس مروجہ داخل ایمان نہیں کیونکہ یہ دونوں آمنت باللہ کے معنی میں نہیں ہیں لیکن یہ بات ضرور ہے کہ ذکر ولادت جناب رسالت مآب علیہ افضل التحیات کا مشروع طور پر کرنا ایمان کے لوازمات میں سے ہے اور باعث فلاح دارین ہے کس کا قول درست ہے۔

(۵) زید امامت کا بہت شائق ہے جس وقت مقررہ (امام) مسجد نہیں ہوتے ہیں تو وہ باوصف اسکے کہ اوس سے (افضل) جماعت میں ہوتے ہیں خود جرأت کرکے مصلی امام پر لپک جاتا ہے اکثر نمازی اوسکی اقتدا سے متنفر ہوکر علیحدہ ہوجاتے ہیں کیونکہ اون کو سچی شہادتوں سے تحقیق ہوچکا ہے کہ زید ولد الزنا ہے علاوہ اسکے جھوٹی گواہیاں عدالتوں میں دیتا ہے اور لباس وصورت اوس کی خلاف شرع ہے لیکن بعض شخص بوجہ عدم واقفیت اور بعض بسبب قرابت ورعایت کے سکوت کرکے اقتدا کرلیتے ہیں اوسکی صورت اور لباس کا نقشہ یہ ہے سر کے بال کترے ہوئے نہ منڈے نہ دراز داڑھی ایک مشت سے کم جس پر سیاہ خضاب لباس اچکن تن دار جیب

گھڑی لگی ہوئی پاجامہ نیچا ٹخنے چھپے ہوئے پاؤں میں بوٹ بائیں ہاتھ میں کبڑی لکڑی ہے اور وہ علم اور تعزیوں اور میلوں میں جایا کرتا ہے اور رقص ونشاط کے جلسوں میں بھی شریک رہتا ہے بلکہ اپنے یہاں کی تقریبوں میں ڈھول باجا ناچ رنگ کراتا ہے حضرت محمد شیر میاں مرحوم کا مرید ہے صرف اس بیعت سے اپنے آپ کو افضل الخلائق گمان کرتا ہے اور قابل الامامت سمجھتا ہے اگر انصاف کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو پیر کی بھی اطاعت اس میں مطلق نہیں ہے کیا ایسا شخص جو عقیدہ اور عمل اور صورتًا اور سیرتًا زید جیسا ہو امامت کے اور اہتمام مسجد کے قابل شرعًا ہو سکتا ہے اور کیا اون لوگوں کی نماز جو اوس کی اقتدا کرتے ہیں فساد وکراہت سے خالی ہوگی احکام شرع مبین جواب تحریر فرمائیں اور زید فرائض وواجبات اور سنن اور مکروہات ومفسدات نماز نہیں جانتا ہے۔

(۶) زید اپنا اثاث البیت مسجد کے حجرہ میں رکھ لیتا ہے جس سے مسجد کے اسباب کو پراگندگی اور مسافروں اور طلباء کو تکلیف ہوتی ہے اور رہنوئی اوسکا اکثر اوقات مسجد کے اندر سورہتا ہے یہ فعل زید کا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

جواب سوال اوّل ۔ جبکہ اوسوقت مسجد میں کوئی نہیں آتا چراغ جلانا فضول وممنوع ہے خصوصًا جبکہ لالٹین کی روشنی ہوتی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال دوم ۔ مسجد کے روپیہ سے اپنے چچا کی قبر بنانا حرام تھا اور دھوکہ دیکر لینا اور بھی سخت تر حرام ایسا شخص فاسق فاجر مرتکب کبائر ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال سوم ۔ زید کا قول غلط ہے مسجد میں قرآن عظیم کی تلاوت بیشک جائز ہے اور کسی کے نماز وظیفہ میں خلل نہ آئے تو بآواز پڑھنا بھی جائز ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال چہارم ۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے افضل کہنا گمراہی ہے اور بعطائے الٰہی مالک نفع وضرر کہنے میں حرج نہیں مسلمان جب ایسا لفظ کہتا ہے اوسکی یہی مراد ہوتی ہے نہ یہ کہ معاذ اللہ بذات خود بے عطائے الٰہی مالک نفع وضرر جانے کہ یہ کفر خالص ہے اور کوئی مسلمان اس قصد سے نہیں کہتا مجلس میلاد مبارک ویازدہم شریف میں دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت خصوص فعل اس طور پر تو فرائض حتی کہ نماز وروزہ بھی داخل ایمان وجزء ایمان نہیں آمنت باللہ میں انکا بھی ذکر صریح نہیں۔ دوسری حیثیت مقصد ومنشا یعنی محبت وتعظیم حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ محبت وتعظیم اہلبیت وصحابہ واولیاء وعلماء رضی اللہ تعالٰی عنہم بھی اوس میں داخل ہے یہ ضرور رکن ایمان ہے قال اللہ تعالٰی وتعزروہ وتوقروہ وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال پنجم ۔ سر کے بال ترشوا کر چھوٹے چھوٹے رکھنا مکروہ تنزیہی ہے کہ خلاف سنت ہے اور پائنچے ٹخنے سے نیچے بھی مکروہ تنزیہی ہیں یعنی صرف خلاف اولٰی جبکہ بہ نیت تکبر نہ ہو۔ صرح بہ فی العٰلمگیریۃ وفیہ حدیث فی صحیح البخاری انک لست ممن یصنع خیلاء اور ولد الزنا کے پیچھے بھی نماز مکروہ تنزیہی ہے جبکہ وہ سب حاضرین سے مسائل نماز وطہارت کا علم زیادہ نہ رکھتا ہو اور کبڑی لکڑی بھی رکھنا فی نفسہ برا نہیں جبکہ نیچریہ ونصاری سے تشبہ مقصود نہ ہو اور ٹین دار اچکن اور جیب اور اوسکی گھڑی مباح ہے مگر انگریزی وضع کا بوٹ ممنوع ہے اور داڑھی کتروا کر ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے سیاہ خضاب حرام ہے علم تعزیوں اور فسق کے میلوں اور رقص کے جلسوں میں جانا حرام ہے اپنی تقریبوں میں ڈھول جسطرح فساق میں رائج ہے بجوانا ناچ کرانا حرام ہے ان افعال کا مرتکب ضرور فاسق معلن ہے اور اوس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا جائز نہیں اور پڑھی ہو تو پھیرنا واجب ہے نہ ایسے شخص کو مہتمم مسجد بنانے کی اجازت۔ واللہ تعالٰی اعلم

جواب سوال ششم ۔ مسجد کا اسباب پراگندہ اور مسافروں اور طلباء کو ناحق تکلیف دینا حرام ہے اور بے اعتکاف کے مسجد میں سونے کی اجازت نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ غرہ ربیع الاول شریف ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہم لوگ باجا بجانے کا پیشہ کرتے ہیں ہولی کے دن ہندوؤں کے یہاں بھی جاکر بجایا کرتے تھے مگر ابکی مرتبہ سب برادری نے یہ بات کہی کہ یہ بات ذلت کی ہے ہندوؤں کے یہاں نہیں جانا چاہئے سبھوں نے جانا چھوڑا ایک شخص نہیں مانا اوس سے یہاں تک کہا گیا کہ اگر تم ایسے نہیں مانتے ہو دو تین روپیہ لے لو خدا کا واسطہ بھی دیا اوس نے اس پر بھی نہ مانا آخر گیا ہم لوگوں نے اس کی پنچایت کی دو آدمی اوسے پنچایت میں لانے کیلئے گئے اوسنے کہا تم مجھے چھوڑا میں نے تمہیں چھوڑا تم میرے نزدیک مثل بھنگی کے چمار کے ہو اب از روئے شرع ایسے شخص کے حکم میں حضور کیا فرماتے ہیں۔ بینوا توجروا۔ سائل حبیب اللہ محلہ شاہ آباد بریلی۔

الجواب

باجا بجانا خود ہی ناجائز تھا اور ہندوؤں کے یہاں بجانا اور سخت ناجائز اور اون کے شیطانی تہوار میں بجانا اور بھی سخت حرام در حرام اب کہ ان مسلمانوں کو ان کے رب عزوجل نے یہ توفیق دی کہ ہندوؤں کے یہاں نہ بجانے پر اتفاق کرلیا اور خدا نے آنکھیں کھولیں کہ مسلمان ہو کر خدا کے دشمنوں کے سامنے ذلت اوٹھانے کو برا جانا تو اسپر تمام برادری کو اون ترک میں اون کی پیروی خدا اور رسول کے حکم سے لازم تھی جس شخص نے نہ مانا وہ صرف گنہگار رہا نہیں بلکہ سرکش شریر بدکار ہے اوس پر توبہ فرض ہے اگر وہ نہ مانے تو برادری والوں پر لازم کہ اوسے مثل بھنگی چمار کے چھوڑیں اوس کی کسی بات میں شریک نہ ہوں نہ اپنی کسی بات میں اوسے شریک کریں واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ نامحرم عورتوں کو اندھے سے پردہ کرنا لازم ہے اس زمانہ میں یا نہیں اور مقتضی احتیاط کیا ہے۔

الجواب

اندھے سے پردہ ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے سے اور اوسکا گھر میں جانا عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے کا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افعمیاوان انتما واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ زید نے ایک شخص کو حقہ بھر کر دیا شخص مذکور نے حقہ لیکر ایک شعر پڑھا زید نے اپنی لاعلمی کیوجہ سے یہ کہا سمع اللہ لمن حمدہ کیا اوس کے واسطے کیا حکم ہے۔ دیگر سوال یہ ہے کہ جس شخص کی قرابت داری رافضیوں سے ہو اور اون کے کھانے پینے میں اور زیست و مرگ میں بھی شامل ہو اور کوئی سمجھائے تو اسکا یہ جواب کہ ہم سے یہ ترک ہو نہیں سکتا۔ اور مسئلہ سوم یہ ہے کہ جو شخص سود خور سے محبت قلبی رکھے اور بعد مرگ اوسکے مال کی پیروی بہت سی کرے اوسکے واسطے کیا حکم ہے۔ چہارم زید کی والدہ کا زید کی شادی کے وقت تک یہ عقیدہ تھا کہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے برابر کسی صحابی کا رتبہ نہیں ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

پہلا لفظ ناپاک جس نے بکا اوسے نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھنا چاہئے اور اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے لانہ استہزاء بکلمۃ الحمد اللہ عز جلالہ۔ رافضیوں سے میل جول حرام ہے اور اوسکا مرتکب اگر رافضی نہ بھی ہو تو سخت درجہ کا فاسق فاجر ضرور ہے اور جب وہ اسپر اصرار کرتا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ خود اوس سے ملنا جلنا ترک کردیں۔ قال اللہ تعالی واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ۰ سود خوار سے محبت اگر اپنی کسی قرابت رشتہ جائز احسان کیوجہ سے ہے تو اس قدر پر انسان مجبور ہے اور اسکے اوس سے بھی خلط ملط منع ہے فی التفسیر الاحمدی بعد ماذکر شمول الکریمۃ المتلوۃ لکل کافر ومبتدع وفاسق ان القعود مع کلھم ممنوع اور بعد مرگ اوسکے مال کی پیروی سے اگر مراد یہ ہے کہ اوسکا سود جو لوگوں پر پھیلا ہوا تھا وصول میں کوشش کی جب تو یہ کوشش کرنے والا بھی سود خوار کیطرح ملعون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ اکل الربٰو وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ اور اگر کسی مال حلال کیلئے کوشش کی تو حرج نہیں۔ زید کی والدہ عقیدۂ مذکورہ کے سبب اہلسنت سے خارج اور ایک گمراہ فرقے تفضیلیہ میں داخل ہے جنکو ائمہ دین نے رافضیوں کا چھوٹا بھائی کہا ہے مگر اس سے زید پر کچھ الزام نہیں جبکہ وہ اس عقیدہ میں شریک نہ ہو واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر محلہ جامع مسجد مرسلہ سید صاحب تاریخ ۴ ا رجمادی الاولیٰ

حلال جانور مادہ سے نر جانور حرام جفتی کرے جو بچہ اوس سے پیدا ہو خواہ بشکل مادہ یا نر یا دونوں کی شکل ہو وہ بچہ حرام ہوگا یا حلال۔

الجواب

مادہ جب حلال ہے تو بچہ حلال ہے کہ جانور میں نسب ماں سے ہے نہ باپ سے۔ وہو الصحیح کما فی الھدایۃ وغیرہا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خلوت اجنبیہ کیساتھ جائز اور زنان شوہردار پر پردہ کرنا واجب ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

خلوت اجنبیہ کے ساتھ حرام ہے احادیث امیر المومنین عمر و عبد اللہ بن عمر و جابر بن سمرہ و عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مرفوعاً وارد لایخلون رجل بامرأۃ الا کان ثالثہما الشیطان وفی الاشباہ وتحرم الخلوۃ بالاجنبیۃ ویکرہ الکلام معہا اور زنان حرام کو بنص قرآن ستر واجب اور جوان عورت کو اس زمانہ میں حجاب لازم فی الدر المختار وینظر من الاجنبیۃ الی وجہہا لحل النظر مقید بعدم الشہوۃ والا فحرام وھذا فی زمانہم اما فی زماننا فمنع من الشابۃ قہستانی وغیرہ انتہی ملخصاً واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از امروہہ ضلع مراد آباد۔ مرسلہ حکیم ظہور احمد صاحب۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ڈاکٹری دوا سیال جس میں شراب کا جز ہو حکیم مریض کو استعمال کرائے جائز ہے یا ناجائز حکیم پر گناہ ہے یا نہیں یا ایسی ڈاکٹری دوا کہ جس میں شراب کا جز تو نہیں مگر وہ ایسی تیار کی گئی ہے کہ جیسے عطر بغیر روغن صندل کے تیار نہیں ہوتا۔ برانڈی کا استعمال مریض کو جائز یا ناجائز خشک دوا شیشی یا مخدر کا استعمال مریض کو جائز ہے یا نہیں علمائے دیوبند ادویہ ڈاکٹری کا استعمال ممنوع فرماتے ہیں۔ اگر جوابی کارڈ کافی نہ ہو براہ عنایت بیرنگ لفافہ پر جواب عنایت فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر خیر عطا فرمائیگا بینوا توجروا۔

الجواب

شراب کسی قسم کی ہو مطلقاً حرام بھی ہے اور پیشاب کی طرح نجس بھی برانڈی ہو خواہ اسپرٹ خواہ کوئی بلا جس دوا میں اوسکا جز ہو خواہ کسی طرح اوس کی آمیزش ہو اوس کا کھانا پینا بھی حرام اوس کا لگانا بھی حرام اوس کا بیچنا خریدنا بھی حرام طبیب کہ اوسکا استعمال بتائے مبتلائے گناہ عام۔ یہی ہمارے ائمہ کرام کا مذہب صحیح و معتمد ہے۔ ہاں افیون بھنگ وغیرہ خشک چیزیں کہ نشہ لاتی یا تخدیر و تفتیر کرتی ہیں اون کا نشہ حرام ہے اور وہ خود ناپاک نہیں تو اون کا لگانا مطلقاً جائز اور اگر کسی دوا میں اون کا اتنا جز ہو کہ نشہ یا تخدیر نہ لائے تو اوسکے کھانے میں بھی حرج نہیں ڈاکٹری ٹنچر وغیرہ رقیق دوائیں عموماً اسپرٹ کی آمیزش سے خالی نہیں ہوتیں وہ سب حرام و نجس ہیں ہاں کونین وغیرہ کی طرح خشک دوا مضائقہ نہیں رکھتی جبکہ اوس میں کسی حرام کا خلط نہ ہو ان مسائل کی تحقیق در مختار و ردالمحتار و فتاویٰ فقیر میں بروجہ کافی ہے واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ ولی محمد ابونوی داکہ از مقام دھوراجی متصل اسکول ملک کاٹھیاواڑ سہ شنبہ ۲۲ شعبان ۱۳۳۲ھ

حضرت مولانا مقتدانا جناب مولانا مفتی احمد رضا خانصاحب شمس العلما دام افضالہٗ۔ بعد ادائے آداب دست بستہ ملتمس میدارم کہ یہاں عام طور سے تمام شہر متفق ہے کہ درخت پپیتہ جس کو ارنڈ خربزہ کہتے ہیں مکان مسکونہ میں لگانا منحوس ہے اور منع ہے چونکہ یہاں یہ بکثرت اور نہایت لذیذ ہیں لہذا التماس ہے کہ اس بارے میں احکام شرعی سے مع حوالہ کتب بالتشریح خبردار کیجئے۔ دیگر اگر خواب میں کوئی ریل میں سفر کرتا ہوا خود کو دیکھے اوسکی کیا تعبیر ہے۔

الجواب

شریعت میں اسکی کچھ اصل نہیں شرع نے نہ اوسے منحوس ٹھہرایا نہ مبارک۔ ہاں جبکہ عام لوگ نحس سمجھ رہے ہیں اوس سے بچنا مناسب ہے کہ اگر حسب تقدیر اسے کوئی آفت پہنچے تو اون کا باطل عقیدہ اور مستحکم ہوگا کہ دیکھو یہ کام کیا تھا اوسکا یہ نتیجہ ہوا اور ممکن کہ شیطان اسکے دل میں بھی وسوسہ ڈالے ردالمحتار میں ہے اما الفلسی والصلصل والعقعق واللقلق والحمام فلا یستحب اکلھا وان کانت فی الاصل حلا لالتعارف الناس باضافۃ لاکلھا فینبغی ان یتحرز عنہ الخ نقلا عن غرر الافکار خواب میں سفر اگر کسی مذموم بات کیلئے نہ ہو دلیل ظفر اور مرض سے صحت ہے لحدیث سافروا تصحوا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از محلہ شہر کہنہ سہسوانی ٹولہ مرسلہ تفضل حسین صاحب

علمائے دین کیا فرماتے ہیں کہ جو شخص نامحرم عورتوں سے اپنی پیٹھ اور ہاتھ اور پیر وقت نہانے کے ملوائے اور وقت سونے کے اپنے پیر دبوائے اور ناچنے گانے والی عورتوں کو یعنی طوائفوں کو مرید کرے اور مال اون لوگوں کا کھائے اور بعد مرید کرنے کے وہ طوائفیں جو کام کرتی تھیں وہی کام کرتی رہیں اوس شخص کے ہاتھ پر بیعت جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

نامحرم عورتوں سے ہاتھ اور پیٹھ اور پنڈلیاں ملوانا یا دبوانا اگر نہ تو تنہائی میں ہو نہ محل فتنہ ہو تو حرج نہیں ورنہ گناہ ہے اور رنڈیوں سے اگر توبہ لیکر مرید کرے اور اونھیں ہدایت کرے اور وہ نہ مانیں تو اونھیں دور کرے اور اوسکا حرام مال کسی حال میں نہ لے تو جائز ہے مگر آجکل جو یہ طریقہ رائج ہے کہ دنیا پرست پیر رنڈیوں کو بلا توبہ مرید کرلیتے ہیں اور اونھیں توبہ کی ہدایت نہیں کرتے اور اون کے نہ ماننے پر بقدر مقدور اون پر سختی نہیں کرتے اون سے بیزاری وجدائی نہیں کرتے اون کا حرام مال کھاتے ہیں ایسے پیر ضرور سخت شدید فاسق ہیں جو ایسا ہو اوسکے ہاتھ پر بیعت ناجائز ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے پیر پر الزام زنا رکھے اور پیر سے وہ گناہ صادر نہ ہو اور پیر مرشد اوس بات کو سنکر اوس مرید کو عاق کردے اوسکے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

مسلمان پر زنا کی جھوٹی تہمت رکھنا گناہ کبیرہ ہے قرآن عظیم نے اوس کو فاسق فرمایا ہے اگر وہ اپنی اس ناپاک حرکت پر اصرار کرے اور تائب نہ ہو تو اوسے امام بنانا گناہ ہے اور اوس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور اوسکا پھیرنا واجب واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ضلع متھرا محلہ بلچپاڑہ قصبہ نائث مرسلہ غلام محمد امیر خاں صاحب حنفی ۲۰ نومبر ۱۹۰۹ء

جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کمترین کا سن اکیاون سال کا ہے اور گیارہ لڑکیاں ہیں۔ پیشہ وثائق نویسی کرتا ہوں اور دوسرا کوئی کام نہیں جانتا ہوں مسلمانوں کی سودی دستاویزات لکھنے سے اجتناب کرتا ہوں حتی کہ اسوقت تک میرے قلم سے کسی مسلمان کی کوئی دستاویز نہیں لکھی گئی۔ آج ایک مولوی صاحب کی زبانی یہ مسئلہ سنا کہ کفار کے سودی دستاویزات کہ جس میں فریقین کافر ہوں ہندوستان میں یہ بھی جائز نہیں ہیں اور جیسا گناہ سود کھانے والے کو ہے ویسا ہی کاتب کو اور گواہوں کو ہے پس یہ سنکر مجھکو خوف الٰہی نے اس بات پر مجبور کیا کہ جناب سے اس مسئلہ کو دریافت کروں اور اگر فی الحقیقت جیسا کہ مولوی صاحب موصوف نے فرمایا ہے حضور بھی فتوٰی دیں تو اللہ تعالٰی پر توکل کرکے اس پیشہ کو چھوڑ دوں اور اللہ تعالٰی کے حضور میں توبہ استغفار کروں تاکہ اللہ تعالٰی گذشتہ کو معاف فرمادے حضور بھی میرے حق میں دعائے خیر فرمادیں اور فتوٰی عطا فرمائیں جمیع حاضرین کی خدمت میں سلام علیک عرض کرتا ہوں۔ بینوا توجروا

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ؂ جو اللہ

سے ڈریگا اللہ اوسکے لئے ہر تنگی سے نجات کی راہ رکھے گا اور اوسے وہاں سے روزی دیگا جہاں اوسکا گمان بھی نہ پہنچے اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اوسے کافی ہے۔ اے اپنے رب سے ڈرنے والے بندے بیشک سود لینا اور دینا اور اوس کا کاغذ لکھنا اور اوس پر گواہی کرنا دینا سب کا ایک حکم ہے اور سب پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور فرمایا وہ سب برابر ہیں صحیح حدیث میں ہے لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء فوراً اسکا چھوڑ دینا اور اس سے توبہ کرنا فرض ہے اور بشارت ہو کہ یہ نیک پاکیزہ خیال کہ اللہ عزوجل کے خوف سے پیدا ہوا بحکم آیت مذکورہ وجہ حلال سے رزق طیب ملنے اور اللہ عزوجل کی رضا کی خوشخبری دیتا ہے اور بیشک جو اللہ تعالٰی پر توکل کرتا ہے اللہ اوسے بس ہے۔ فقیر اسلامی محبت سے چند اعمال مجربہ جو بارہا بفضلہ تعالٰی تیر بہدف ثابت ہوئے ہیں آپ کو بتاتا ہے (۱) بعد نماز عشا سر برہنہ ایسی جگہ کہ سر و آسمان میں چھت یا درخت وغیرہ کچھ حاجب نہ ہو.. ۵ بار روزانہ پڑھئے یامسبب الاسباب۔ اول آخر ۱۱۔۱۱ بار درود شریف۔ جتنے دنوں زیادہ پڑھے زیادہ نفع ہوگا انشاء اللہ تعالٰی اور ہمیشہ پڑھے تو اور بہتر (۲) بعد نماز مغرب ستارہ قطب کی طرف مونھ کر کے کھڑے ہو کر آیۂ قطب کہ پارہ چہارم کے نصف پر ہے ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ سے علیم بذات الصدور تک ۴۱ بار روز پڑھے ۴۱ روز تک۔ اول آخر ۱۰۔۱۰ بار درود شریف۔ (۳) خاص طلوع صبح صادق کے وقت اور نہ ہو سکے تو حتی الامکان سنت صبح سے پہلے سو بار روزانہ پڑھیں سبحٰن اللہ وبحمدہ سبحٰن اللہ العظیم اول آخر درود شریف ۱۰۔۱۰ بار اس کا ورد ہمیشہ رہے اول وقت پڑھنے کی کوشش ہو مگر اوسکے سبب جماعت میں خلل نہ پڑے اگر آنکھ دیر میں کھلے سنتیں پڑھکر اسے شروع کریں اگر بیچ میں جماعت قائم ہو شریک ہو جائیں باقی عدد بعد نماز پورا کریں۔ وظائف واعمال کے اثر کرنے میں تین شرائط ضروری ہیں (۱) حسن اعتقاد دل میں دغدغہ نہ ہو کہ دیکھئے اثر ہوتا ہے یا نہیں بلکہ اللہ عزوجل کے کرم پر پورا بھروسہ ہو کہ ضرور اجابت فرمائیگا حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ اللہ تعالٰی سے اس حال پر دعا کرو کہ تمہیں اجابت کا یقین ہو (۲) صبر وتحمل۔ دن گزریں تو گھبرائے نہیں کہ اتنے دن پڑھتے گزر رہے ابھی کچھ اثر ظاہر نہ ہوا یوں اجابت بند کردی جاتی ہے بلکہ لپٹا رہے اور لو لگائے رہے کہ اب اللہ ورسول اپنا فضل کرتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے ولو انھم رضوا ما اتاھم اللہ ورسولہ وقالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ انا الی اللہ راغبون ۵ کیا خوب ہوتا اگر وہ اللہ اور رسول کے دیئے پر راضی ہوتے اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب ہمیں عطا فرماتے ہیں اللہ و رسول اپنے فضل سے بیشک ہم اللہ کی طرف لو لگائے ہیں۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں یستجاب لاحدکم ما لم یعجل یقول دعوت فلم یستجب لی تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جبتک جلدی نہ کرو کہ میں نے دعا کی اور اب تک قبول نہ ہوئی۔ (۳) میرے یہاں کی جملہ اجازات ووظائف واعمال وتعویذات میں شرط ہے کہ نماز پنجگانہ باجماعت مسجد میں ادا کرنے کی کامل پابندی رہے۔ وباللہ التوفیق واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے کہا کہ بعد نماز جمعہ ذکر شہدائے کربلا رضی اللہ تعالٰی عنہم ہوگا چنانچہ عمرو نے مسجد میں بعد نماز جمعہ اوسکا اعلان اور اشتہار کر دیا زید نے درمیان اذکار تعریف وفضائل ذکر شہادت شہدائے کربلا رضی اللہ تعالٰی عنہم و گریہ وزاری اہلبیت اطہار اور اہلبیت مطہرات کا اونٹوں پر بے پردہ جانا اور قیدخانہ میں مقید ہونا اور یزید پلید کا سر در بار بلانا اور گفتگو ہونا جہاں تک کہ زید کو کتبہائے معتبرۂ اہلسنت وجماعت سے یاد تھا بیان کر دیا اور اہل سماع کو رقت طاری ہونا اور اس رقت ہونے کی وجہ سے کچھ پڑھنے والے اور سننے والے کو اجر ملنا اور نیز اسی قسم کا جلسہ اپنے مکانوں میں بنظر ثواب منعقد کرنا بخلاف طریقۂ روافض کے یعنی تعزیہ وعلم وغیرہ سے اس مکان کو معرا رکھنا مذہب اہلسنت والجماعت میں درست ہے یا نہیں اور بعد ختم مجلس شیرینی وشربت و چاء پر فاتحہ و پنج آیت پڑھکر ثواب شہدائے کربلا رضی اللہ تعالٰی عنہم کو پہونچانا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

حضرات کرام کے فضائل ومناقب مراتب مناصب روایات صحیحہ معتبرہ سے بیان کرنا سننا عین ثواب سعادت ہے اور ذکر شہادت شریف بھی جبکہ مقصود ان کی اس فضیلت اور انکی صبر استقامت کا بیان ہو مگر غم پروری کا شرع شریف میں حکم نہیں۔ نہ غم وماتم کی مجلس بنانے کی اجازت نہ ایسی باتیں کہی جائیں جسمیں اُن کی بے قدری یا توہین نکلتی ہو ماہ مبارک ربیع الاوّل شریف میں حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ولادت شریفہ کا مہینہ ہے اور وہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا مہینہ پھر ائمۂ دین وعلمار کاملین نے اُسے ولادت اقدس کی عید بنایا وفات شریف کا ماتم نہ بنایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ محمد صدیق بیگ صاحب مُراد اباد از بریلی ۔

کیا فرماتے ہیں علمار دین اس مسئلہ میں کہ آجکل دنیا میں عام رواج مصوّری کا یہ ہے کہ بغیر قلم در روشنائی کے بغیر ہاتھ لگائے اس طرح پر تصویر بناتے ہیں کہ ایک بکس سامان مصوّری کا ہوتا ہے جسکو انگریزی میں کیمرہ کہتے ہیں لگا کر جس شے کی تصویر لینا مقصود ہو اُسکو سامنے رکھتے ہیں شیشہ کے اثر سے کشش کے ساتھ تصویر معمولی شیشہ پر جو آتشی شیشہ یعنی (لینس) کے پاس لگا ہوتا ہے آجاتی ہے۔ اوسکو انگریزی مصالحہ میں ڈالکر کاغذ پر رکھکر خشک کرتے ہیں اس طرح سے تصویر بن جاتی ہے۔ شرع شریف میں اسکی بابت کیا حکم ہے یعنی ایسی تصویر کھینچنے والے کھینچوانے والے رکھنے والے فروخت کرنے والے خریدنے والے کس حد تک گنہگار ہو سکتے ہیں اور جس مکان میں تصویریں ہوں وہاں نماز جائز ہے یا نہیں۔ یا شرع کے موافق اوس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ جواب باصواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب

شرع نے تصویر حرام فرمائی اور کسی طریقہ ساخت کے ساتھ حکم کو مقید نہ فرمایا نہ کسی خصوصیت طریقہ کو اُسمیں دخل نہ فوٹو بے اسکے عزم وفعل وحرکات کے خود بخود بن سکے دستی وعکسی میں صرف تخفیف عمل کا فرق ہے جیسے پیادہ اور ریل۔ جہاں جانا شرعاً حرام ہے پیادہ وریل دونوں یکساں ہیں وہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں مجھے پاؤں کو حرکت دینی نہ پڑی نہ منزل منزل ٹھہرتا گیا بالجملہ تصویر عکسی ودستی کے بنانے رکھنے سب باتوں کے احکام قطعاً ایک ہیں اور فرق کی کوئی وجہ نہیں عرف ہی کو دیکھیے کیا جو تصویر بنائی عرفاً توہین یا بیحیائی اور قانونی جرم ہے وہ عکسی بنا سکتا ہے اور یہی عذر کر سکتا ہے کہ بے قلم وروشنائی اور بے ہاتھ لگائے بنائی ہرگز نہیں تو ظاہر ہوا کہ عکسی ہونے سے تصویر کے مقاصد میں کچھ فرق نہیں آتا بلکہ بسا اوقات کچھ زیادت ہی ہوجاتی ہے اور شئے اپنے مقاصد ہی کے لحاظ سے ممنوع یا مشروع ہوتی ہے۔ کما لایخفی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

سوال اول ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فاتحہ کا کھانا مردوں کو کھانا چاہئے یا نہیں۔

الجواب

چاہئے کوئی ممانعت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم ۔ ضرورت کو حرام چیز کھانا یا استعمال میں لانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر بھوک پیاس سے مرتا ہو اور کوئی شے پاس نہیں اور جانے کہ اسوقت کھائے پیے گا نہیں تو مرجائیگا ایسی صورت میں حرام شئے کھانا یا پینا اوس قدر جس سے اوسوقت جان بچ جائے جائز ہے یونہیں اگر سردی سخت ہے اور پہننے کو حرام کے سوا کچھ پاس نہیں اور نہ پہنے تو مرجائیگا یا ضرر پائے گا تو اوتنی دیر پہن لینا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال سوم ۔ شراب پینا خدا کے راستے کو روکتی ہے یا نہیں۔ بینوا وتوجروا

الجواب

بیشک ضرور روکتا ہے اور اوسکے پینے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

سوال چہارم۔ بعد نماز فجر اور آفتاب طلوع ہونے سے قبل قرآن شریف کی تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

بیشک جائز ہے بلکہ وہ بہت اعلیٰ وقت ہے جبتک آفتاب طلوع نہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم

سوال پنجم۔ اگر بلی یا کتا وغیرہ آدمیوں کی چیز کا نقصان کرتے ہوں یا کاٹ کھاتے ہوں تو اون کا مار ڈالنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

کاٹتے ہوں تو درست ہے قتل اون کا واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ششم۔ کافر کو سلام کرنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب

حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب واللہ یرجع الیہ المآب

مسئلہ۔ از قصبہ نسوا موضع فریدپور مرسلہ مہدی حسن صاحب

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اہل سنت وجماعت کو سادات اہل تشیعہ کے یہاں کی علاوہ نیاز آٹھویں تاریخ حضرت عباس علمدار کے نیاز حسین کی مثلاً شربت وملیدہ وروٹی ولنگر وتبرک مجلس کا اہل سنت والجماعت صاحبان کو لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قوم کی نسبت فرماتے ہیں لاتجالسوھم ولاتؤاکلوھم ولاتشاربوھم اون کے پاس نہ بیٹھو اور اون کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ اور اون کے ساتھ پانی نہ پیو لہذا اون کی مجالس میں جانا مطلقاً حرام کہ وہ قرآن مجید کی توہین کرتے ہیں اور اوسے ناقص جانتے ہیں اور اون کے یہاں سے شربت ملیدہ لنگر کوئی چیز نہ لی جائے واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم۔ کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین اہل سنت وجماعت اوس شخص کی نسبت کہ جو شخص سادات اہل تشیعہ کے یہاں کی نیاز حسین علیہ السلام کے لینے سے لوگوں کو منع کرے اور کہے یہ نیاز حرام ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

پہلے سوال کے جواب سے معلوم ہوگیا کہ منع کرنے والا ٹھیک منع کرتا ہے اور اوس کا منع کرنا بیجا نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ریاست رامپور محلہ چاہ شور ۱۲ رمضان مبارک ۱۳۲۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فونوگراف سے قرآن مجید سننا اور اوس میں قرآن شریف کا بھرنا اور اوس کام کی نوکری کرکے یا اجرت لیکر یا ویسے ہی اپنی تلاوت کا اوس میں بھرنا جائز ہے یا نہیں اور اشعار حمد ونعت کے بارہ میں کیا حکم ہے اور عورت کے ناچ گانے یا مزامیر کی آواز اوس سے سننا بھی ایسا ہی حرام ہے جسطرح اوس سے باہر سننا یا کیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب

الحمد للہ الذی انزل القرآن ذکرا للعٰلمین واغنانا بہ عن الغناء الخبیث ولھو الحدیث وملاھی المبطلین وحرم بغیتہ ورحمتہ الفواحش الفتن ما ظھر منھا وما بطن والصلاۃ والسلام علی سیدنا ومولینا محمد سید المرسلین المبعوث بمحق المعازف والمزامیر وکل لھو مھین وعلی الہ وصحبہ الذین ھم لعھدھم بتعظیم الذکر راعون ولا طمع اجرۃ ولا کرامۃ مون المنتجبین المجتنبین عن لھو الحدیث الذین مع اللہ بسعیھم ورمیھم الطیب من الخبیث ما اطرب لو رقاء بالالحان وتغرّ القری فی الافنان آمین۔ اس مسئلہ حادثہ میں کلام سے پہلے ایک بحث جلیل کی تمہید ضرور جس پر انکشاف احکام مقصودہ فونوگراف سے

الکشف شافیا حکم فونو جرافیا ۱۳۲۸ھ

فونوگراف کا اظہار فرق ہے فوٹو کی تصویر اپنی ذی الصورہ سے مبائن اور اوسکی محض ایک مثال وشبیہ ہوتی ہے بخلاف اس آلہ کے کہ اس میں اگر کسی قاری کی تلاوت بھری گئی تو اوس میں حقیقۃً قرآن عظیم ہی ودیعت ہوا اور اوس سے جو سنا جائیگا وہ حقیقۃً اوسی قاری کی آواز ہوگی اور اوس سے جو ادا ہوا وہ وہی قرآن عظیم ہوگا جو اوس نے پڑھا نہ یہ کہ مسموع اوس کی آواز کی کوئی حکایت وتصویر ہو اور یہ جو ادا ہوا قرآن مجید نہ ہو اوسکی مثال ونظیر ہو یونہیں اگر آلات طرب غیرہا کی آواز ہے تو وہ بھی حقیقۃً وہی آواز ہے نہ کہ اُس کا نشان وپرداز کما توھمہ بعض فضلاء العصر ھو العلامۃ السید محمد عبدالقادر الاھدل الشافعی المقیم الآن بحدیدۃ اذجمع فیہ رسالۃ سماھا القول الواضح فی رد الخطاء الفاضح زعم فیھا ان مایسمع من ذلک الصندوق لیس صوت الاصل ولا مساویا لھا انما یشبھھا فی اصل الصوت کالصدٰی وھولھا کالخیال من عالم المثال وبنی علیہ جواز ان تسمع منہ اصوات الآلات اذ ماھی ھی ومایتعدی حکم الاصل الی الحکایۃ کما قال ابن حجر المکی وغیرہ فی رؤیۃ صورۃ عورۃ المرأۃ فی المرأۃ وقد کنت کتبت فی ابطال ھذا الوھم عدۃ فی مکۃ المکرمۃ فی صفر سنۃ ۱۳۲۴ھ حین عرض علیّ صاحبنا الفاضل الکامل النبیل النبیہ ذو قلب نقیہ وطبع وقاد وذھن نقاد الشیخ محمد علی المکی المالکی امام المالکیۃ ومدرس المسجد الحرام ابن مفتیھم بھا مولٰینا العلامۃ المرحوم بکرم اللّٰہ تعالٰی الشیخ حسین الازھری المکی رسالۃ لہ فی ھذا الباب سماھا انوار الشروق فی احکام الصندوق وھو حفظہ اللّٰہ تعالٰی اجاد فی تحریم سماع الطرب لمعتاد لاھل الفساد من فونوغرافیا وبینہ بیانا کافیا وذھب ایضا الی تحریم سماع القرآن العظیم مطلقا منہ وتحقق الامر فیہ کما ستری ان شاء اللّٰہ تعالٰی یہاں ہمکو دو باتیں بیان کرنی ہیں ایک یہ کہ فونو سے جو سنی جاتی ہے وہ بعینہٖ اوسی آوازکنندہ کی آواز ہوتی ہے جسکی صوت اس میں بھری ہے قاری ہو خواہ متکلم خواہ آلۂ طرب غیرہا دوسرے یہ کہ بذریعۂ تلاوت جو اوس میں ودیعت ہوا پھر تحریک آلہ جو اس سے ادا ہوگا سنا جائیگا حقیقۃً قرآن عظیم ہی ہے۔ ان دونوں دعووں کو دو مقدموں میں روشن کریں وباللہ التوفیق **مقدمۂ اولیٰ** کا بیان ان امور کی تحقیق چاہتا ہے (۱) آواز کیا چیز ہے (۲) کیونکر پیدا ہوتی ہے (۳) کیونکر سننے میں آتی ہے (۴) اپنے ذریعہ حدوث کے بعد بھی باقی رہتی ہے یا اوسکے ختم ہوتے ہی فنا ہوجاتی ہے (۵) کان سے باہر بھی موجود ہے یا کان ہی میں پیدا ہوتی ہے (۶) آوازکنندہ کی طرف اوسکی اضافت[1] کیسی ہے وہ اوسکی صفت ہے یا کس چیز کی (۷) اوسکی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے یا نہیں ہم اس بحث کو بعونہٖ تعالٰی ایسی وجہ پر تقریر کریں کہ ساتوں سوال کا جواب اوسی سے منکشف ہو **فاقول** وباللہ التوفیق ایک جسم کا دوسرے سے بقوت ملنا جسے قرع کہتے ہیں یا سختی جدا ہونا کہ قلع کہلاتا ہے جس ملائے لطیف مثل ہوا یا آب میں واقع ہو اوسکے اجزائے مجاورہ میں ایک خاص تشکل وتکیف لاتا ہے اسی شکل وکیفیت مخصوصہ کا نام آواز ہے اسی صورت قرع کی فرع ہے کہ زبان وگلوئے متکلم وقت تکلم کی حرکت ہوائے دہن کو بجا کر اوس میں اشکال حرفیہ پیدا کرتی ہے یہاں وہ کیفیت مخصوصہ اس صورت خاصۂ کلام پر مبنی ہے جسے قدرت کاملہ نے اپنے ناطق بندوں سے خاص کیا ہے۔ یہ ہوائے اول یعنی جس پر ابتداءً وہ قرع وقلع واقع ہوا جیسے صورت کلام میں ہوائے دہن متکلم اگر بعینہٖ ہوائے گوش سامع ہوتی تو یہیں وہ آواز سننے میں آجاتی مگر ایسا نہیں لہذا حکیم عزت حکمتہ نے اس آواز کو گوش سامع تک پہنچانے یعنی ان تشکلات کو اوسکی ہوائے گوش میں بنانے کیلئے سلسلۂ تموج قائم فرمایا ظاہر ہے کہ ایسے نرم وتر اجسام میں تحریک سے موج بنتی ہے جیسے تالاب میں کوئی پتھر ڈالو یہ اپنے مجاور اجزائے آب کو حرکت دے گا وہ اپنے متصل وہ اپنے مقارب کو جہاں تک کہ اوس تحریک کی قوت اور اس پانی کی لطافت اقتضا کرے یہی حالت بلکہ اس سے بہت زائد ہوا میں ہے کہ وہ لینت ورطوبت میں پانی سے کہیں زیادہ ہے لہذا قرع اول سے کہ ہوائے اول متحرک ومتشکل ہوئی تھی اسکی جنبش نے برابر والی ہوا کو قرع کیا اس سے وہی اشکال ہوائے دوم میں بنیں اسکی حرکت نے متصل کی ہوا کو دھکا دیا اب اس ہوائے سوم میں مرتسم ہوئیں یونہی ہوا کے حصے بروجہ تموج ایک دوسرے کو قرع کرتے اور بوجہ قرع وہی اشکال سب میں بنتے چلے گئے یہاں تک کہ سوراخ گوش میں جو ایک پٹھا بچھا اور پردہ کھچا ہے یہ موجی سلسلہ اوس تک پہنچا اور وہاں کی ہوائے متصل نے متشکل ہوکر اس پٹھے کو بجایا یہاں بھی بوجہ جوف ہوا بھری ہے اس قرع نے اوس میں بھی وہی اشکال وکیفیات جنکا نام آواز تھا

[1] یعنی صفت کی اضافت ہے موصوف کی طرف یا فعل کی فاعل کی طرف یا کسی اور ۱۲ منہ

پیدا کیں اور اس ذریعہ سے لوح مشترک میں مرتسم ہو کر نفس ناطقہ کے سامنے حاضر ہوئیں اور محض باذن اللہ تعالٰی ادراک سمعی حاصل ہوا۔ الی حاصل ہر شیئ کا سبب حقیقی ارادۃ اللہ عزوجل ہے بے اوس کے ارادے کے کچھ نہیں ممکن اور وہ ارادہ فرمائے تو اصلاً کسی سبب کی حاجت نہیں مگر عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی یہ قرع وقلع ہے اور اوسکے سننے کا وہ تموج دیجدد وقرع وطبع تا ہوائے جوف سمع ہے متحرک اول کے قرع سے ملا ہوا مجاور میں جو شکل وکیفیت مخصوصہ پیدا ہوئی تھی کہ شکل حرفی ہوئی تو وہی الفاظ وکلمات تھے ورنہ اور قسم کی آواز اوسکے ساتھ قرع نے بوجہ لطافت اوس مجاور کو جنبش بھی دی اسکی جنبش نے اپنے متصل کو قرع کیا اور وہی ٹھپا کہ اس میں بنا تھا اوس میں اوتر گیا یونہیں آواز کی کاپیاں ہوتی چلی گئیں اگرچہ جتنا فصل بڑھتا اور وسائط زیادہ ہوتے جاتے ہیں تموج وقرع میں ضعف آتا جاتا اور ٹھپا ہلکا پڑتا ہے ولہذا دور کی آواز کم سنائی دیتی ہے اور حروف صاف سمجھ میں نہیں آتے یہاں تک کہ ایک حد پر تموج کہ موجب قرع آئندہ تھا ختم ہو جاتا ہے اور عدم قرع سے اوس تشکل کی کاپی برابر والی ہوا میں نہیں اوترتی آواز یہیں تک ختم ہو جاتی ہے۔ یہ تموج ایک مخروطی شکل پر پیدا ہوتا ہے جس کا قاعدہ اوس متحرک محرک اول کی طرف ہے اور راس اوسکے تمام اطراف مقابلہ میں جہاں تک کوئی مانع نہ ہو جس طرح زمین سے مخروط ظلی اور آنکھ سے مخروط شعاعی۔ نہیں نہیں بلکہ جس طرح آفتاب سے مخروط نوری نکلتا ہے کہ ہر جانب ایک مخروط ہوتا ہے بخلاف مخروط ظل کہ صرف جہت مقابل جرم مضی مخروط شعاع بصر کہ تنہا سمت مواجہہ میں بنتا ہے ان مخروطات تموج ہوائی کے اندر جو کان واقع ہوں ایک ایک ٹھپا سب تک پہنچیگا سب اوس آواز وکلام کو سنیں گے اور جو کان ان مخروطوں سے باہر رہے وہ نہ سنیں گے کہ وہاں قرع وطبع واقع نہ ہوا اور ٹھپوں کے تعدد سے آواز متعدد نہ سمجھی جائیگی یہ کوئی نہ کہے گا کہ ہزار آوازیں تھیں کہ ان ہزار اشخاص نے سنیں بلکہ یہی کہیں گے کہ وہی ایک آواز سب کے سننے میں آیا اگرچہ عند التحقیق اوسکی وحدت نوعی ہے نہ شخصی۔ اس تقریر سے بحمد اللہ تعالٰی وہ ساتوں سوال منکشف ہو گئے (۱) آواز اوس شکل وکیفیت مخصوصہ کا نام ہے کہ ہوا یا پانی وغیرہ جسم نرم وتر میں قرع یا قلع سے پیدا ہوتی ہے قول مشہور میں کہ ہوا کی تخصیص فرمائی مواقف اور اوسکی شرح میں ہے الصوت کیفیۃ قائمۃ بالھواء یحملھا الھواء الی الصماخ مقاصد اور اوسکی شرح میں ہے کیفیۃ تحدث فی الھواء بسبب تموجہ الخ **اقول** یہ نظر بہ اکثر ہے ورنہ ملائے آب میں بھی آواز سنی جاتی ہے دو شخص چند گز کے فاصلہ سے تالاب میں غوطہ لگائیں اور اون میں ایک دو اینٹیں لیکر بجائے تو دوسرے کو اون کا کھٹکا مسموع ہوتا ہے اس آواز کا حامل پانی ہی ہے اور کان تک موصل اوسی کا تموج کہ پانی کے اندر ہوا نہیں ہوتی ہاں پانی اتنا تر ولطیف نہیں جس قدر ہوا ہے لہذا اوسکا تشکل وتادیہ دونوں بہ نسبت ملائے ہوا کے ضعیف ہوتے ہیں (۲) اوس کا اور تمام حوادث کا سبب حقیقی محض ارادۂ الٰہی ہے دوسری چیز اصلاً نہ مؤثر نہ موقوف علیہ اور آواز کا ظاہری وعادی سبب قریب قلع وقرع ہے۔ فقیر نے اس میں قدما کا خلاف کیا ہے عملاً بالمتیقن وتجافیا عن الجزاف وہ قلع وقرع کو سبب بعید اور تموج کو سبب قریب بتاتے ہیں یعنی قرع سے ہوا میں تموج ہوا اور تموج سے وہ شکل وکیفیت کہ مسمّی بہ آواز ہے پیدا ہوئی مواقف وشرح میں ہے سبب الصوت القریب تموج الھواء مقاصد وشرح میں ہے تحدث بالتموج المعلول للقرع والقلع مطالع الانظار اصفہانی شرح طوالع الانوار علامہ بیضاوی میں ہے القرع والقلع سبب التموج الذی ھو سبب قریب للصوت **اقول** یہ اقوال خود ہمارے علما کے نہیں بلکہ فلاسفہ کے ہیں کہ علما نے نقل فرمائے شرح مقاصد میں ارشاد فرمایا الصوت عندنا یحدث بمحض خلق اللہ تعالٰی من غیر تاثیر التموج الھواء والقرع والقلع کسائر الحوادث وکثیرا ما تورد الاٰراء الباطلۃ للفلاسفۃ من غیر تعرض لبیان البطلان الا فیما یحتاج الی زیادۃ بیان والصوت عندھم کیفیۃ تحدث فی الھواء بسبب تموجہ المعلول للقرع والقلع فلاسفہ خطا کاری وغلط شعاری کے عادی ہیں اور مقتضائے نظر صحیح یہی ہے کہ اوس کیفیت کے حدوث کو قلع وقرع بس ہیں تموج کی حاجت نہیں **اولا** قرع وقلع سے ہوا دبیگی اور اپنی لطافت ورطوبت کے باعث ضرور اوسکی شکل وکیفیت قبول کریگی اسی کا نام آواز ہے اور صرف یہ دبنا تموج نہیں بلکہ اسکے سبب اوسکی ہوائے مجاور متحرک ہوگی اور وہ اپنی متصل ہوا کو حرکت دیگی یہاں یہ صورت تموج کی ہے خود مواقف وشرح میں فرمایا لیس تموجہ ھذا حرکۃ انتقالیۃ من ھواء واحد بعینہ بل ھو صدم بعد صدم وسکون بعد سکون فھو حالۃ شبیھۃ بتموج الماء فی الحوض اذا القی

جحر فی وسطہ شرح مقاصد میں فرمایا المراد بالتموج حالۃ مشتبھۃ بتموج الماء تحدث بصدم بعد صدم وسکون بعد سکون ظاہر ہے کہ مقروع اول میں جو تکیف وتشکل ہوا اوسکے لئے صرف اوسی کا انفعال درکار تھا بعد کے موجی سلسلہ کو اوس میں کیا دخل۔ اگر فرض کریں کہ مقروع اول کے بعد ہوا نہ ہوتی یا وہ قرع کا اثر نہ قبول کرتی تو خود اوس میں تشکل کیوں نہ آتا حالانکہ اوس نے دیگر قرع کا اثر قبول کرلیا **ثانیا** اگر تشکل مقروع اپنے بعد کے اجزا متحرک ہونے کا محتاج ہو تو چاہیئے کہ تموج باقی رہے اور تشکل ختم ہوجائے کہ اگر بعد کے اجزائے متموجہ بھی متشکل ہوں تو انکو اپنے بعد کے اجزا کا تموج درکار ہوگا تو یا سلسلہ تموج میں تسلسل آئے گا یا سبب سے مسبب متخلف ہوجائیگا اور دونوں باطل ہیں ہاں بظاہر تموج اس لئے درکار ہے کہ مقروع اول سے اجزائے متصلہ میں نقل تشکل کرے کہ مقروع اول دب کر اپنے متصل دوسرے جز کو قرع کریگا اور وہ اوسی شکل سے متشکل ہوگا پھر اوس کے دبنے سے تیسرا مقروع متشکل ہوگا اوسکی حرکت سے چوتھا الا ماشاء اللہ تعالٰی اور حقیقۃً قرع ہی تموج کا بھی سبب ہے اور تشکل کا بھی قرعات متوالیہ نے تموج مذکور پیدا کیا اور ہر قرع نے اپنے مقروع میں تشکل تموج کو دخل کہیں بھی نہ ہوا وتفصیل القول ان التموج ھو الاضطراب والاضطراب ھو المتضارب بین اجزاء الشیئ وذلك اما بان یعلو بعضہ یحدر لك فی الفوران او یذھب ویجیئ الی غیر جھۃ العلو والسفل کما فی الترجرج وفیھما التضارب حقیقۃ لان الجزء الضارب او لا یصیر مضروبا بالعکس واما بان یضرب جزء والثانی الثالث وھکذا وھذا ھو الواقع فی تموج الماء والھواء واما ما کان فلا بد فی التموج من حرکات متوالیۃ ولا یقال لشکل ما ھو وانتقل ماج واضطرب فزید الماشی لیس متموجا لا لغۃ ولا عرفا ھذا ما نعرف من معنی التموج والھواء بنفس القرع ینفظ ویتشکل وتکیف ولا علی توقفہ علی تکسر وامکان قرع الھواء یوجب فیہ الموج ولا بد اگر کہئے قرع کافی نہیں جب تک مقروع اوس کا اثر قبول نہ کرے اور اوس کا اثر وہی تحرک ہے اور اسی کو تموج سے تعبیر کیا اگرچہ حقیقت تموج وہ ہی کہ اوپر گزری **اقول اولا** اس میں تسلیم ایراد ہے کہ تموج سے نفس تحرک مقروع مراد ہے **ثانیا** یہ کہنا ایسا ہے کہ فاعل کافی نہیں جبتک معلول اوسکا اثر قبول نہ کرے تو سبب قریب فاعل نہیں بلکہ معلول کا انفعال ہے ھو کما تری وتحقیقہ ان التشکل وان لم یکن الا مع التحریك ولو لم یحرك لم یتشکل وسلمنا ان ھذہ لیست معیۃ معلولی علۃ کوجود النھار واستضاءۃ الارض بالقیود المعلومیۃ لدی العارف بل للتحرك مدخل فی التشکل لکن لا نسلم ان التحرك مرسم الشکل ویفیض لکیفیۃ بل انما سم ھو القرع وان کان مشروطا بالتحرك فجعل التموج ای التحرك سببا قریبا ناشیئ عن اشتباہ الشرط بالسبب کمن یزعم ان قبول المعلول اثر العلۃ ھو السبب القریب لہ فافھم واعلم واللہ تعالٰی اعلم ھذا واستدل العلامۃ قدس سرہ فی شرح المواقف علی کون التموج سببہ القریب بانہ شیئ حصل حصل الصوت واذا انتفی انتفی فانا نجد الصوت مستمرا باستمرار تموج الھواء الخارج من الحلق والالات الصناعیۃ ومنقطعا بانقطاعہ وکذا الحال فی طنین الطست فانہ اذا سکن انقطع لانقطاع تموج الھواء حینئذ اھ **اقول اولا** لا تموج عند المقروع الاول حیث ھو مقروع وان حصل حین کونہ قارعا والصوت موجود فیہ لکونہ قارعا **وثانیا** ینقطع فیما بعد بانقطاع التموج لانقطاع القرع لان القرع فی الاجزاء الاخیرۃ انما یصل علی وجہ التموج کما عرفت **وثالثا** الشیئ ینقطع بانقطاع شرطہ فلا یفید السببیۃ فضلا عن الاقربیۃ وتمسك بعضھم بانھم انما لم یجعلوا القرع والقلع سببین للصوت ابتداء حتی یکون التموج والوصول الی السامعۃ سببا للاحساس بہ لا لوجودہ نفسہ بناء علی ان القرع وصول والقلع لا وصول وھما آنیان فلا یجوز کونھما سببین للصوت لانہ زمانی اھ **اقول** التموج حرکۃ والحرکۃ زمانیۃ فکیف صار الآنی سببا لہ وان جاز فلم لم یجز ان یکون سببا للصوت ابتداء **وقرر** بان التموج ان کان آنیا فقد جعلوہ سببا للصوت الزمانی وان کان زمانیا فقد جعلوا القرع والقلع الآنیین سببا لہ فجعل الآنی سببا للزمانی لازم علی کل تقدیر واجاب عنہ العلامۃ السید الشریف بانہ لا محذور فیہ اذا لم یکن السبب علۃ تامۃ او جزء اخیرا منھا اذ لا یلزم حینئذ ان یکون الزمان موجودا فی الآن اھ

اقول فلم لایقال مثلہ فی سببیۃ القرع للصوت وتخلل نحو شرط ینفی کونہ جزء اخیرا ولا ینافی کونہ سببا قریبا کما لایخفی۔ و
تعقب التمسک المذکور فی الصحائف بما قد کان ظہر للعبد الضعیف اول ما نظرت التمسک وھو لنا لانسلم ان الصوت زمانی
لان بعض الحروف آنی کما یجیئ مع انہ صوت اھ قال الحسن چلپی ولایخفی علیک اندفاعہ بما مر من ان الحرف عارض للصوت
لانفسہ اھ **اقول** لایخفی علیک اندفاعہ بما یاتی للعلامۃ محشی نفسہ ان کون الحرف عبارۃ عن الکیفیۃ العارضۃ للصوت
انما ھو عند الشیخ (یعنی ابن سینا شیخ المتفلسفین) وعند جمع من المحققین الحرف ھو الصوت المعروض للکیفیۃ المذکورۃ اھ
اما ما قال بعدہ ان الاشبہ بالحق انہا مجموع العارض والمعروض کما صرح بہ البعض سیشیر الیہ الشارح فیما سیاتی اھ اراد بہ
قول العلامۃ ان الحرف قد یطلق علی الہیأۃ المذکورۃ العارضۃ للصوت وعلی مجموع المعروض والعارض وھذا انسب بمباحث
العربیۃ اھ فحسبک فی دفعہ ما نقل ھو عنہ قدس سرہ ان اصحاب العلوم العربیۃ یقولون الکلمۃ مرکبۃ من الحرف ویقولون
للکلمۃ انہ صوت کذا فلو لم یکن الحرف عندھم مجموع العارض والمعروض بل عارضا للصوت فقط لما صح منہم ذلک اھ وانت
تعلم ان القول بالمجموع وان کان اتی بای قول ائمۃ العربیۃ ان الکلمۃ صوت لانہ حینئذ تسمیۃ للکل باسم الجزء وعلی
الاول تسمیۃ للعارض باسم المعروض وھذا ابعد من ذلک لکن الموافق بقولہم وفاقا کلیا ھو ما قال المحققون ان الحرف صوت
لاعارضۃ ولا المجموع ولذا قال چلپی نفسہ ان کون الحرف عبارۃ عن نفس المعروض انسب بذلک القول من المذہبین
اذلا مجاز فی ذلک الاطلاق علی ھذا التقدیر اصلا اھ **اقول** وکان مراد القائل بالمجموع انہ المعروض من حیث ھو معروض
فلا ینافی قول المحققین انہ الصوت المعروض وبھذا یتم الاستدلال لقول المجموع بکلام ائمۃ العربیۃ من دون اشکال
فاستقر عرش التحقیق علی ان الحرف ھو الصوت المعروض وبہ اندفع التمسک راسا ورأیت فی کلام امام جمیع الفنون
الاعرف بکلہا من اھلہا لسان الحقائق سیدنا الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالٰی عنہ فی کتابہ الدر المکنون و
الجوھر المصون فی علم الجفر ما نصہ اما الحرف فلفظ مشترک یطلق علی اللفظ من ای جنس من المخلوقات وھو الہواء الخارج
من الصدر المتقطع بالشفتین واللسان المتکیف الی الحروف والاصوات اھ فہو کما تری تجوز منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ الا
تری انہ جعل فی اخر الکلام الہواء متکیفا بالحروف فالحروف کیفیات تحدث فی الہواء لانفسہ کما ھو ظاہر ثم رأیتہ قدس سنا
اللہ تعالٰی بسرہ الکریم صرح بہ نفسہ قبل ھذا فی توضیح اتی بہ فی فصل سر الاستنطاق اذ قال اعلم ان الحروف علی ثلثۃ انواع
فکریۃ ولفظیۃ وخطیۃ فالحروف الفکریۃ ھی صور روحانیۃ فی افکار النفوس مصورۃ فی جواھرھا والحروف اللفظیۃ ھی
اصوات محمولۃ فی الہوی مدرکۃ بطریق الاذنین بالقوۃ السامعۃ والحروف الخطیۃ ھی نقوش خطت بالاقلام فی وجوہ
الالواح اھ فہذا ھو الحق الناصع وعلیہ المحققون واللہ تعالٰی اعلم۔ (۳) سننے کا سبب ہوائے گوش کا متشکل بشکل آواز
ہونا ہے اور اوسکے تشکل کا سبب ہوائے خارج متشکل کا اوسے قرع کرنا اور اس قرع کا سبب بذریعہ تموج حرکت کا وہاں تک پہنچنا۔
(۴) ذریعہ حدوث قلع وقرع ہیں اور وہ آنی ہیں حادث ہوتے ہی ختم ہوجاتے ہیں اور وہ شکل وکیفیت جسکا نام آواز ہے باقی رہتی
ہے تو وہ معدات ہیں جنکا معلول کے ساتھ رہنا ضرور نہیں کیا نہ دیکھا کہ کاتب مرجاتا ہے اور اوسکا لکھا برسوں رہتا ہے یونہیں یہ کہ
زبان بھی ایک قلم ہی ہے (۵) ضرور کان سے باہر بھی موجود ہے بلکہ باہر ہی سے منتقل ہوتی ہوئی کان تک پہنچتی ہے طوالع ومقاصد و
مواقف وغیرہا میں اس پر تین دلیلیں قائم کی ہیں لانطیل الکلام بذکرھا وذکر مالہا وعلیہا اقول والحق ان الصوت یحدث عند
اول مقروع کہواء الفم عند التکلم ثم لایزال یتجدد حتی یحدث فی الاذن فہو موجود خارج الاذن بعدۃ لایعلمہا الا اللہ جل و
علا ثم باعلام رسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم باعلام النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من شاء من خدمہ واولیائہ اما
المسموع بالفعل فلیس الا صوتا حادثا فی الاذن کما علمت فلیکن التوفیق وباللہ التوفیق۔ (۶) وہ آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ

ملائے متکیف کی صفت ہے ہوا ہو یا پانی وغیرہ مواقف سے گزرا الصَّوت کیفیۃ قائمۃ بالھواء آواز کنندہ کی حرکت قرعی وقلعی سے پیدا ہوتی ہے لہذا اوس کی طرف اضافت کی جاتی ہے (۷) جبکہ وہ آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ ملائے متکیف سے قائم ہے تو اوسکی موت کے بعد بھی باقی رہ سکتی ہے کما لایخفی۔ ان جوابوں کے سوا اور بھی فائدے ہماری اوس تقریر سے روشن ہوئے مثلاً (۸) انقطاع تموج انعدام سماع کا باعث ہوسکتا ہے کہ کان تک اوسکا پہنچنا بذریعہ تموج ہی ہوتا ہے نہ انعدام صوت کا بلکہ جب تک وہ تشکل باقی ہے صوت باقی ہے۔ (۹) یہیں سے ظاہر ہوا کہ دوبارہ اعادۂ تموج حادث ہو تو اوس سے تجدید سماع ہوگی نہ کہ آواز دوسری پیدا ہوئی جبکہ تشکل وہی باقی ہے (۱۰) وحدت آواز وحدت نوعی ہے کہ تمام امثال متجددہ میں وہی ایک آواز مانی جاتی ہے ورنہ آواز کا شخص اول کہ مثلاً ہوائے دہن متکلم میں پیدا ہوا کبھی ہمیں مسموع نہیں ہوتا اوسکی کاپیاں ہی چھپتی ہوئی ہمارے کان تک پہنچتی ہیں اور اسی کو اوس آواز کا سننا کہا جاتا ہے

جب یہ امور واضح ہولئے تو اب آلۂ فونوگراف کی طرف چلئے حکیم جلت حکمتہ نے جوف سامعہ کی ہوا میں جس طرح یہ قوت رکھی کہ اون کیفیات سے متکیف ہوکر نفس کے حضور ادائے اصوات والفاظ کرے یونہیں یہ حالت رکھی کہ ادا کرکے فنا اوس کیفیت سے خالی ہوکر پھر لوح سادہ رہ جائے کہ آئندہ اصوات وکلمات کے لئے مستعد رہے اگر ایسا نہ ہوتا تو مختلف آوازیں جمع ہوکر مانع فہم کلام ہوتیں جس طرح میلوں کے عظیم مجامع میں ایک غل کے سوا بات سمجھ میں نہیں آتی ولہذا ابتک عام لوگوں کے پاس اون کیفیات کے محفوظ رکھنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا اگرچہ واقع میں تمام الفاظ جملہ اصوات بجائے خود محفوظ ہیں وہ بھی امم مخلوقہ سے ایک امت ہیں کہ اپنے رب جل وعلا کی تسبیح کرتے ہیں کلمات ایمان تسبیح رحمٰن کیساتھ اپنے قائل کیلئے استغفار بھی کرتے ہیں اور کلمات کفر تسبیح الٰہی کے ساتھ اپنے قائل پر لعنت کما صرح بہ امام اہل الحقائق سیدی الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ والشیخ العارف باللہ تعالٰی سیدی الامام عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ الربانی اور اسکا سبب ظاہری یہ تھا کہ اون کیفیات کا حامل ایک نہایت نرم ولطیف ورطب جسم تھا یعنی ہوا یا نہایت کمی کیساتھ پانی بھی جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا اور جسطرح لطافت ورطوبت باعث سہولت انفعال ہے یونہی مورث سرعت زوال ہے اسی لئے نقش بر آب مثل مشہور ہے تو اون کیفیات اشکال کے تحفظ کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہ تھا اب بمشیت الٰہی ایسا آلہ نکلا جس میں مسالے سے باذن اللہ تعالٰی یہ قوت پیدا ہوئی کہ ہوائے عصبہ مفروشہ کی طرح ہولئے متموج کی اون اشکال حرفیہ وصوتیہ سے متشکل ہو اور اپنے یبس وصلابت کے سبب ایک زمانہ تک انھیں محفوظ رکھے اگلوں کا اس ذریعہ پر مطلع نہ ہونا اونھیں اپنے اس تجربہ کے بیان پر باعث ہوا کہ ہم دیکھتے ہیں جب تموج ختم ہوجاتا ہے آواز ختم ہوجاتی ہے کما تقدم عن شرح المواقف یہ آلہ دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ تموج ہوا ختم ہوا اور آواز محفوظ ومخزون ہے انتہائے تموج سے سننے میں نہیں آتی اوس کے لئے دوبارہ تموج ہوا کی محتاج ہے کہ ہمارے سننے کا یہی ذریعہ ہے ورنہ رب عزوجل کہ غنی مطلق ہے اب بھی اوسے سن رہا ہے اس آلہ یعنی پلیٹوں پر ارتسام اشکال معلوم ومشاہد ہے ولہذا چھیل دینے سے وہ الفاظ زائل ہوجاتے ہیں جس طرح کاغذ سے خط کے نقش چھل جاتے ہیں اور اون سے خالی کرکے دوسرے الفاظ بھر سکتے ہیں جس طرح لکھی ہوئی تختی دھوکر دوبارہ لکھ سکتے ہیں اور تکرر قرع سے بھی بتدریج اون میں کمی ہوتی اور آواز ہلکی ہوتی جاتی ہے کہ پہلے کی طرح صاف سمجھ میں نہیں آتی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ فنا ہوکر بالآخر لوح سادہ رہ جاتی ہے جب تک اون چوڑیوں پلیٹوں میں وہ اشکال حرفیہ باقی ہیں تحریک آلہ سے جو ہوا جنبش کنان اون اشکال مرسومہ پر گزرتی ہے اپنی رطوبت ولطافت کے باعث بدستور اون کیفیات سے متکیف اور قوت تحریک کے باعث متموج ہوکر اوسی طرح کان تک پہنچتی اور یہاں کی ہوا اون اشکال کو لیکر بعینہ بذریعہ لوح مشترک نفس کے حضور حاضر کرتی ہے یہ تجدد تموج کے سبب تجدد سماع ہوا نہ کہ تجدد صوت کما اسلفنا التحقیق واللہ ولی التوفیق تو فونو کی چوڑیاں صرف ہوا ہائے متوسطہ میں سے ایک ہوا کے قائم مقام ہیں فرض کیجئے کہ طبلہ سے گوش سامع تک بیچ میں سو ہواؤں کا توسط تھا کہ طبلہ پر ہاتھ مارنے سے پہلی ہوا اور اوس سے دوسری اوس سے تیسری یہاں تک کہ سوئیں ہوا نے اشکال صوت طبلہ سے متشکل ہوکر ہوائے جوف گوش کو متشکل کیا اور سماع واقع ہوا یہاں یوں سمجھئے کہ اوس نواخت سے

کیے بعد دیگرے پچاس ہواؤں نے متشکل ہوکر ہوائے اخیر نے اس آلہ کو متشکل کیا یہ ہوائے پنجاہ و یکم کی جگہ آئی اب اس سے ہوائے پنجاہ دوم
پھر سوم چہارم متشکل ہوکر سوئیں نے بدستور ہوائے گوش کو متکیف کیا اور سماع حاصل ہوا تو یقیناً دونوں صورتوں میں وہی صوت طبلہ ہے
کہ تجدد امثال ہو واسطوں سے کان تک پہنچی اگرچہ ایک صورت میں سب وسائط ہوائیں ہیں اور دوسری میں بیچ کا ایک واسطہ یہ آلہ
دونوں میں وہی سلسلہ چلا آتا ہے وہی طبلہ پر ہاتھ پڑنا دونوں کا مبدأ ہے تو کیا وجہ کہ اون سو واسطوں سے جو سنا گیا وہ تو وہی صوت
طبلہ ہوا اور ان سو واسطوں سے جو سنا گیا وہ اوس کا غیر ہو اوسکی تصویر اوسکی مثال ہو یہ محض تحکم بے معنی ہے اصل تشکل اول جو قرع طبلہ
سے پیدا ہوا اوسے لیجئے تو وہ تو صورت اولٰی میں بھی ننانوے منزل اوس پار چھوٹ گیا اور اگر یکے بعد دیگرے اوس کا سلسلہ قائم رہنا
لیجئے تو وہ یقیناً یہاں بھی حاصل پھر تفرقہ یعنی چہ۔ علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف شرح مواقف میں فرماتے ہیں الاحساس بالصوت
یتوقف علی ان یصل الھواء الحامل له الی الصماخ لا بمعنی ان ھواء واحدا بعینه یتموج ویتکیف بالصوت ویوصله الی القوة
السامعة بل بمعنی ان ما یجاور ذلك الھواء المتکیف بالصوت یتموج ویتکیف بالصوت ایضا وھکذا الی ان یتموج ویتکیف
به الھواء الراکد فی الصماخ فتدرکه السامعة حینئذ اوس کے متن مواقف مع الشرح میں ہے سبب الصوت القریب تموج الھواء و
لیس تموجه ھذا حرکة انتقالیة من ھواء واحد بعینه بل ھو صدم بعد صدم وسکون بعد سکون بالجملہ کوئی شک نہیں کہ جو کچھ فونو
سے سنی گئی بعینہ وہی طبلہ کی آواز ہے اسی کو شرع نے حرام فرمایا تھا اور اسے خیال ومثال کہنا محض بے اصل خیال تھا اور بفرض غلط ایسا ہوتا
بھی تو مجوز کیلئے کیا باعث خوشی تھا بالجملہ شرع مطہر نے اوس نوع آواز کو حرام فرمایا ہے تشخص تموج بلکہ تشخص تشکل بلکہ تشخص طبلہ کسی کو بھی اوس
میں دخل نہیں حکم اپنی علت کیساتھ دائر ہوتا ہے آواز ملاہی کی علت تحریم وہ تشخصات نہیں بلکہ یہ کہ وہ لہو ہیں کما ینبئ عنه اسمھا ویشیر الیه
قوله تعالٰی ومن الناس من یشتری لھو الحدیث وقوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم کل لھو المؤمن باطل وفی روایة حرام
الا فی ثلث وہ دل کو خیر سے پھیر کر شہوات وہفوات کی طرف لیجاتے ہیں یہاں تک کہ دل پر اون کے رنگ چڑھکر مہر ہوجاتی ہے پھر حق بات نہ سنے
نہ سمجھے والعیاذ باللہ تعالٰی کما قال عزوجل بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون وفیه قوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ان العبد
اذا اذنب ذنبا نکتت فی قلبه نکتة سوداء فان تاب ونزع واستغفر صقل قلبه وان عاد زادت حتی تعلو قلبه فذلك الران
الذی ذکر اللہ تعالٰی فی القرآن رواہ احمد والترمذی وصححه والنسائی وابن ماجة وآخرون عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی
عنه وھو کحدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنه الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء العشب بل ھو للبیھقی فی
شعب الایمان عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم وفیه الزرع مکان العشب غرض
ان آوازوں میں بالطبع یہ خاصیت رکھی گئی ہے کہ فتنہ کی طرف کھینچیں اور قدم ثبات کو لغزش دیں وذلك قوله تعالٰی واستفزز من
استطعت منھم بصوتك ہر عاقل جانتا ہے کہ اس میں خصوصیت صورت آلہ کو دخل نہیں بلکہ یہ آوازیں جس آلہ سے پیدا ہوں اپنا رنگ
لائیں گی تو علت حرمت قطعاً حاصل ہے پھر حکم حرمت کیونکر زائل اور یہ ادعا کہ فونو سے سازوں کی آوازیں مورث طرب نہیں صرف موجب
عجب ہیں بداہت کے خلاف ہے بلاشبہہ سازوں سے اون کی آواز سننا جو اثر کرتا ہے وہی فونو سے کہ آواز بلاتفاوت وہی ہے خصوصیت
شکل آلہ کو ایراث عدم ایراث طرب میں کیا دخل نہ اضافۂ عجب مانع طرب فاندفع مازعم الفاضل المعاصر السید الاھدل حفظه
اللہ تعالٰی انه لا یحصل من سماعه طرب بل عجب فقط وغایة ما یدعیه بعضھم حصول اللذة واللذة مع کونھا من باب المشکك
لیست علة التحریم فقط بل العلة مع ذلك کون الآلات من شعار الفسقة والصندوق لم یوضع للضرب ولا قصد له ولا اشتھر بانه
شعار الفساق فانی یاتی الالحاق اه بمحصله وقد اتینا فی تلخیصه علی مقصد رسالته اجمع **اقول اولا** ما الطرب الا الفرح
والحزن اوخفة تلحقك تسرك او تحزنك والحرکة الشوق کما فی القاموس وکل ذلك معلوم قطعا فی سماع اصوات الآلات
من الصندوق کسماعھا منھا سواء بسواء وکلھا ھھنا لوازم اللذة التی سلم وجودھا والخفة ان اخذت بمعنی ما یقھر العقل فلیست

لازمۃ بسماع الآلات ایضا فرب سامع لہا لایعتریہ خفۃ فی عقلہ انما ذلك لمن انہمك فیہا وھی تحصل لمثلہ فی السماع من الصندوق ایضا وثانیا ھذہ الآثار التی تتولد منہا ھی الکافیۃ قطعا للتحریم والیہا النظر فی النصوص التی تلونا وفی تسمیتہا آلات الملاھی من دون توقف علی کونہا شعار الفسقۃ حتی لوفرض انعدام الفساق من الدنیا لحرمت الآلات لما ذکرنا واین کانت الفسقۃ اذ قال اللہ عزوجل لابلیس واستفزز من استطعت منہم بصوتك بل ھذہ الآثار ھی التی جعلتہا شعار الفساق فہو اثر العلۃ منہا لاجزؤھا نعم مالاباس بہ فی نفسہ ولم یکن ما یناقض مقاصد الشرع الشریف وصار شعار الفساق نہی عنہ لذلك التشبہ بہم فہھنالك یبتنی الامر علی الشعار لافی مثل ما نحن بصدد البحث عنہ وکذلك مابہ باس فی نفسہ وصار شعار الفسقۃ ینہی عنہ للوجہین ای لکل منہما لا للمجموع حتی تکون الشعاریۃ جزء العلۃ ویقیصہ النہی علیہما فاذا انتفت انتفی لاقائل بہ احد من العلماء الدنیا وثالثا کون اللذۃ من باب المشکك انما کان یجدی نفعا لو ثبت جواز نفس لا لتذاذ بتلك الاصوات وتوقفت الحرکۃ علی مخصوص منہا وثبت ان اللذۃ لا تبلغ ذلك الحد الا بالسماع من نفس الآلات دون الصندوق ولم یثبت شیئ من ذلك ورابعا ان الصندوق لم یوضع للضرب فنحن لانحرم نفسہ بل سماع صوت ای منہ وذلك یکون بوضع القوالب المودعۃ فیہا اصواتہا وھی ما وضعت الا لذلك وحینئذ لا یقصد من الصندوق الا الضرب وسماعہا شعار الفسقۃ قطعا وبالجملۃ فالتفرقۃ بین سماع اصوات الملاھی منہا ومن الصندوق ماھی الاجرف ھار مالہ من قرار وخامسا ھذا کلہ علی فرض ذنب التنزلی والا فقد اقمنا البرھان علی ان صوت الملاھی المسموع من الصندوق ھو عین صوت تلك الملاھی فکیف یفرق بین الشیئ ونفسہ فلا حاجۃ الی الالحاق وباللہ التوفیق وسادسا ان البعض یقول قد سمعنا حکایتہ للقرآن فلم نرالا انما قرأۃ فصیحۃ مرتلۃ بنغمۃ تمیلا الیہا النفوس اھ اقول افصحتم بالحق فلا تلك النغم الحسان تمیل نفوس العامۃ او تلك الاصوات الملہیۃ عن ذکر الرحمٰن لہا الشیطان وذلك ھو الطرب المنہی عنہ وعلیہ مدار تحریمہا فحسب واللہ الموفق بالجملہ شک نہیں کہ طبلہ سارنگی ڈھولک ستار یا ناچ یا عورات کا گانا یا فحش گیت وغیرہ جن آوازوں کا فونو سے باہر سننا حرام ہے بلاشبہہ ان کا فونو سے بھی سننا حرام ہے نہ یہ کہ اسے محض تصویر وحکایت قرار دیکر اصل سے جدا کر دیجئے یہ محض باطل و بے معنی ہے سابعا اس تصویر مجرد ومباین اصل ہونے کا حال توجب کھلے کہ زید کی ہجو یا اوس کے والدین پر گالیاں اس آلہ میں بھر کر سنائی جائیں کیا اوس پر وہی ثمرات مرتب نہ ہونگے جو فونو سے باہر سننے میں ہوتے پھر اپنے نفس کے لئے فرق نہ کرنا اور واحد قہار کی معصیتوں کو ہلکا کر لینے کیلئے یہ تاویلیں نکالنا کس قدر دیانت سے دور ومہجور ہے نسأل اللہ العفو والعافیۃ اما ما ذکر السید الاھدل عفا اللہ تعالٰی عنا وعنہ من حدیث رؤیۃ صورۃ المرأۃ فی المرآۃ فاقول ثامنا تبین لك ان صوت الملاھی من الصندوق ھو عین صوتہا منہا لا مثالہ بخلاف عکس المرأۃ فی المرآۃ وتاسعا کلام ابن حجر فی التحفۃ فی باب النکاح عقیب قول الامام النووی فی منہاجہ ویحرم نظر فحل بالغ الی عورۃ حرۃ مانصہ خرج مثالہا فلا یحرم نظرہ فی نحو مرأۃ کما افتی بہ غیر واحد ویؤیدہ قولہم لو علق الطلاق برؤیتہا لم یحنث برؤیۃ خیالہا فی نحو مرآۃ لانہ لم یرھا ومحل ذلك کما ھو ظاھر حیث لم یخش فتنۃ ولا شہوۃ اھ ومثلہ فی النہایۃ للرملی فقد افاد اخراما ابا وھذا القیاس فان صوت الملاھی نفسہ فتنۃ ولا دخل فیہ لخصوص آلۃ فانہ یورث قطعا سماعہ من الصندوق ما یورث سماعہ من غیرہ فلا فرق بخلاف الخیال فانہ غیر مشتہی بنفسہ ولا صالح لذلك فافترقا وعاشرا انی لا اظن ھذا الشرع المطہر یبیح رؤیۃ فرج الاجنبیۃ عاریۃ عن الثیاب فی المرآۃ فان فیہ من الفساد والبعد عن مقاصد الشرع مالایخفی ولا اعلم قطر خصتہ فی ذلك عن علمائنا وان حکموا ان برؤیۃ فرج المرأۃ فی المرآۃ بشہوۃ لاتثبت حرمۃ المصاہرۃ لانہ لم یر فرجہا بل مثالہ وھو مبنی علی القول بالانطباع دون انعکاس الشعاع والا لکان المرئی نفس الفرج لاخیالہ۔ واللہ تعالٰی اعلم مقدمہ ثانیہ علمائے کرام

نے وجود شے کے چار مرتبے لئے ہیں وجود فی الاعیان جسطرح زید کہ خارج میں موجود ہے وجود فی الاذہان کہ صورت زید ہمارے ذہن میں حاضر ہے وجود فی العبارۃ کہ زبان سے نام زید لیا گیا فان الاسم عین المسمّی وفی مسند احمد وسنن ابن ماجہ وصحاح الحاکم وابن حبان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن ربہ عزوجل انا مع عبدی اذا ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ وجود فی الکتابۃ کہ نام زید لکھا گیا قال تعالٰی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل اس نبی کو اہل کتاب اپنے پاس توریت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ظاہر ہے کہ عام اعیان میں یہ دو نحو اخیر بلکہ نحو ثانی بھی شے کے خود اپنے وجود نہیں کہ حق حصول اشیاء باشباحہا ہے نہ بانفسہا اقول وھذا ھو عندی حقیقۃ انکار ائمتنا المتکلمین الوجود الذھنی ای ان الشیئ لیس فی الذھن بل شبحہ وحملہ الامام الرازی علی انکار کونہ علما ثم ذھب بہ المتاخرون الی ما ذھبوا والا فانکار قیام معان بالاذھان مما لایعقل عن عاقل فضلا عن اولئک اساطین العلم والعرفان مگر ہمارے ائمہ سلف رضی اللہ تعالٰی عنہم کے عقیدہ حقہ صادقہ میں یہ چاروں نحو قرآن عظیم کے حقیقی مواطن وجود و تحقیقی مجالی شہود ہیں وہی قرآن کہ صفت قدیمہ حضرت عزت عزوجلالہ اور اوسکی ذات پاک سے ازلاً ابداً قائم و مستحیل الانفکاک ولا ہو ولا غیرہ لاخالق ولامخلوق ہے یقیناً وہی ہماری زبانوں سے متلو ہمارے کانوں سے مسموع ہمارے اوراق میں مکتوب ہمارے سینوں میں محفوظ ہے۔ والحمدللہ رب العلمین نہ یہ کہ یہ کوئی اور جدا شے قرآن پر دال ہے۔ نہیں نہیں یہ سب اوسی کی تجلیاں ہیں ان میں حقیقۃً وہی متجلی ہے بغیر اس کے کہ وہ ذات الٰہی سے جدا ہوا یا کسی حادث سے ملا یا اوس میں حلول کیا یا کسوتوں کے حدوث سے اوسکے دامن قدم پر کوئی داغ آیا یا اون کے تکثر سے اوسکی طرف تعدد نے راستہ پایا ؎ دمبدم گر لباس گشت بدل ٭ شخص صاحب لباس را چہ خلل ؎ مہر بے ست دراز تاب خفاش ٭ ایمان باید ترانہ کنگاش۔ ابوجہل نے جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کو شتر نر جوان کی شکل میں دیکھا کہ موٗنھ کھولے ہوئے اس پر حملہ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ جبریل نہ تھے کوئی اور چیز جبریل پر دلالت کرنے والی تھی حاشا یقیناً جبریل ہی تھے اگرچہ یہ بھی یقیناً معلوم ہے کہ جبریل کی صورت جمیلہ ہرگز صورت جملیہ نہیں لہ ستمائۃ جناح قد سدالافق اس راز کو اہل حقائق ہی خوب سمجھتے ہیں ہم پر تسلیم واذعان واجب ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے واذا قرئ القراٰن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون ٥ اور فرماتا ہے فاجرہ حتی یسمع کلام اللہ ٥ اور فرماتا ہے فاقرؤا ما تیسر من القراٰن ٥ اور فرماتا ہے ولقد یسرنا القراٰن للذکر فھل من مدکر ٥ اور فرماتا ہے بل ھو اٰیٰت بینٰت فی صدور الذین اوتوا العلم ٥ اور فرماتا ہے وانہ لفی زبر الاولین ٥ اور فرماتا ہے فی صحف مکرمۃ ٥ مرفوعۃ مطھرۃ ٥ اور فرماتا ہے بل ھو قراٰن مجید فی لوح محفوظ ٥ اور فرماتا ہے انہ لقراٰن کریم ٥ فی کتٰب مکنون ٥ لایمسہ الا المطھرون ٥ اور فرماتا ہے نزل بہ الروح الامین ٥ علٰی قلبک لتکون من المنذرین ٥ بلسان عربی مبین ٥ الٰی غیر ذٰلک من الاٰیات دیکھو اوسی کو مقروا اوسی کو مسموع اوسی کو محفوظ اوسی کو مکتوب قرار دیا اوسی کو قرآن اور اپنا کلام فرمایا سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں القراٰن فی المصاحف مکتوب وفی القلوب محفوظ وعلی الالسن مقروء وعلی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منزل ولفظنا بالقراٰن مخلوق وکتابتنا لہ وقراءتنا لہ مخلوق والقراٰن غیر مخلوق نیز وصایا میں فرماتے ہیں نقر بان القراٰن کلام اللہ تعالٰی ووحیہ وتنزیلہ وصفتہ لاھو ولا غیرہ بل ھو صفتہ علی التحقیق مکتوب فی المصاحف مقروء بالالسن محفوظ فی الصدور غیر حال فیھا (الٰی قولہ رضی اللہ تعالٰی عنہ) واللہ تعالٰی معبود ولایزال عما کان وکلامہ مقروء ومکتوب ومحفوظ من غیر مزایلۃ عنہ عارف باللہ سیدی علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی مطالب وفیہ میں فرماتے ہیں لاتظن ان کلام اللہ تعالٰی اثنان ھذا اللفظ المقروء والصفۃ القدیمۃ کما زعم ذٰلک بعض من غلبت علیہ اصطلاحات الفلاسفۃ والمعتزلۃ فتکلم فی کلام اللہ تعالٰی بما اداہ الیہ عقلہ وخالف اجماع السلف الصالحین رضی اللہ تعالٰی عنہم علی ان کلام اللہ تعالٰی واحد لاتعدد لہ بحال وھو عندنا وھو عندہ تعالٰی ولیس الذی عندنا غیر الذی عندہ ولا الذی عندہ غیر الذی عندنا بل ھو صفۃ واحدۃ قدیمۃ موجودۃ

عندہ تعالٰی بغیر الۃ لوجودھا موجودۃ ایضا عندنا بعینھا لکن سبب الۃ ھی نطقنا وکتابتنا وحفظنا فمتی نطقنا بعد ک الحروف القراٰنیۃ وکتبناھا وحفظناھا کانت تلک الصفۃ القدیمۃ القائمۃ بذات اللہ تعالٰی التی ھی عندہ تعالٰی ھی عندنا ایضا بعینھا من غیر ان یتغیر من انھا عندہ تعالٰی ولا انفصلت عنہ تعالٰی ولا اتصلت بنا وانما ھی علی ما علیہ قبل نطقنا وکتابتنا وحفظنا الی اخر ما اطال واطاب علیہ رحمۃ الملک الوھاب حدیقہ ندیہ نوع اول فصل اول باب اول میں فرماتے ہیں اذا علمت ھذا ظھر لک فساد قول من قال من کلام اللہ تعالٰی مقول بالاشتراک الوضعی علی معنیین الصفۃ القدیمۃ والمؤلف من الحروف والکلمات الحادثۃ فانہ قول یؤل الی اعتقاد الشرک فی صفات اللہ تعالٰی واشارۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ھنا فی ھذا الحدیث (ای حدیث ان ھذا القراٰن طرفہ بید اللہ تعالٰی وطرفہ بایدکم رواہ ابن ابی شیبۃ والطبرانی فی الکبیر عن ابی شریح رضی اللہ تعالٰی عنہ) الی القراٰن تفید انہ واحد لا تعدد لہ اصلا وھو الصفۃ القدیمۃ وھو مکتوب فی المصاحف المقروء بالالسنۃ المحفوظ فی القلوب من غیر حلول فی شیئ من ذلک ومن لم یفھم ھذا علی حسب ما ذکرنا لصعوبتہ علیہ یجب علیہ الایمان بہ بالغیب کما یؤمن باللہ تعالٰی وبباقی صفاتہ سبحانہ وتعالٰی ولا یجوز لاحد ان یقول بحدوث ما فی المصاحف والقلوب والالسنۃ الی آخر ما افاد واجاد علیہ رحمۃ الملک الجواد امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب میزان الشریعۃ الکبرٰی باب ما یجوز بیعہ و ما لایجوز میں فرماتے ہیں قد جعلہ (ای المکتوب والمصحف) اھل السنۃ والجماعۃ حقیقۃ کلام اللہ تعالٰی وان کان النطق بہ واتعامنا فافھم واکثر من ذلک لایقال ولا یسطر فی کتاب۔ اور ظاہر کہ اس بارہ میں سب کیفیتیں یکساں ہیں جس طرح کاغذ کی رقوم میں وہی قرآن کریم مرقوم ہے اسی طرح فونو میں جب کسی قاری کی قرأت بھری گئی اور اشکال حرفیہ کہ ہوائے دہن پھر ہوائے مجاور میں بنی تھیں اس آلہ میں مرتسم ہوئیں ان میں بھی وہی کلام عظیم مرسوم ہے اور جس طرح زبان قاری سے جو ادا ہوا قرآن ہی تھا یونہی اب جو اس آلہ سے ادا ہوگا قرآن ہی ہوگا جس طرح اس آلہ سے اگر حضرت شیخ سعدی قدس سرہ کی کوئی غزل ادا کی جائے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ وہ غزل نہیں یا حضرت شیخ سعدی قدس سرہ کا کلام نہیں یونہی جب اس سے کوئی آیۂ کریمہ ادا کریں کوئی شبہہ نہیں کرسکتا کہ وہ آیت ادا نہ ہوئی ضرور ادا ہوئی اور اوسی تادیہ سے ہوئی جو اصل قاری کی زبان وگلو سے پیدا ہوا تھا۔ رہا یہ کہ پھر اوسکے سماع سے سجدہ کیوں نہیں واجب ہوتا جبکہ فونو سے کوئی آیۂ سجدہ تلاوت کی جائے **اقول** ہاں فقیر نے یہی فتوی دیا ہے مگر اوسکی وجہ یہ نہیں کہ وہ آیت نہیں اسکا انکار تو بداہت کا انکار ہے نہ ہماری تحقیق پر یہاں اس عذر کی گنجائش ہے کہ وجوب سجدہ کیلئے قاری کا جنس مکلف سے ہونا عندالاکثر وھو الصحیح اور مذہب اصح پر عاقل بلکہ ایک مذہب مصحح پر بالفعل اہل ہوش سے بھی ہونا درکار ہے طوطی یا مینا کو آیت سجدہ سکھا دی جائے تو اوس کے سننے سے سجدہ واجب نہ ہوگا اسی طرح مجنون بلکہ ایک تصحیح میں سوتے کی تلاوت سے بھی وجوب نہیں نہ اوس پر اگرچہ جاگنے کے بعد اوسے اطلاع دیدی جائے کہ تو نے آیت سجدہ پڑھی تھی نہ اوس سے سننے والے پر۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے لاتجب بسماعہ من الطیر۔ ردالمحتار میں ہے ھو الاصح زیلعی وغیرہ وقیل تجب وفی الحجۃ ھو الصحیح۔ تاتارخانیہ قلت والاکثر علی تصحیح الاول وبہ جزم فی نور الایضاح اوسی میں ہے النائم اذا اخبر انہ قرأھا فی حالۃ النوم تجب علیہ وھو الاصح تتارخانیہ وفی الدرایۃ لاتلزمہ ھو الصحیح امداد تفیہ اختلاف التصحیح واما لزومھا علی السامع منہ او من المغمی علیہ فنقل فی الشرنبلالیۃ ایضا اختلاف الروایۃ والتصحیح وکذا من المجنون۔ اوسی میں ہے قال فی الفتح لکن ذکر شیخ الاسلام انہ لایجب بالسماع من مجنون او نائم او طیر لان السبب سماع تلاوۃ صحیحۃ وصحتھا بالتمییز ولم یوجد وھذا التعلیل یفید التفصیل فی الصبی فلیکن ھو المعتبر ان کان ممیزا وجب بالسماع منہ والا فلا اھ واستحسنہ فی الحلیۃ ہم ثابت کرتے آئے ہیں کہ یہ جو فونو سے سننے میں آئی اوسی مکلف عاقل ذی ہوش کی تلاوت ہے نہ کہ اوسکی مثال وحکایت۔ پھر آخر یہاں سجدہ نہ واجب ہونے کی کیا وجہ ہے۔ **اقول** ہاں وجہ ہے اور نہایت موجہ ہے گنبد کے اندر یا پہاڑ یا چکنی گچ کردہ دیوار کے

پاس اور کبھی صحرا میں بھی خود اپنی آواز پلٹ کر دوبارہ سنائی دیتی ہے جسے عربی میں صدا کہتے ہیں ہمارے علما تصریح فرماتے ہیں کہ پہلی اس کے سننے سے بھی سجدہ واجب نہیں ہوتا نہ خود قاری پر نہ سامع اول پر جس نے تلاوت سن کر دوبارہ یہ گونج سنی نہ نئے پر جس نے تلاوت نہ سنی تھی یہ صدا ہی سنی کہ حکم مطلق ہے۔ تنویر و دُر میں ہے لاتجب بسماعہ من الصدا بحرالرائق میں ہے تجب علی المحدث والجنب ولکن اتجب علی السامع بتلاوۃ ھؤلاء الا المجنون لعدم اھلیتہ لانعدام التمییز کالسماع من الصدی کذا فی البدائع و الصدی ما یعارض الصوت فی الاماکن الخالیۃ اب صدا میں علما مختلف ہیں کہ ہوا وہی تموج اول سے پلٹتی ہے یا گنبد وغیرہ کی ٹھیس سے وہ تموج زائل ہوکر تموج تازہ اوس کیفیت سے متکیف ہم تک آتا ہے مواقف ومقاصد اور اون کی شروح میں ثانی کو ظاہر بتایا پھر اس ثانی کے بیان میں عبارات مختلف ہیں بعض اس طرف جاتی ہیں کہ پلٹتی وہی ہوا ہے مگر اوس میں تموج نیا ہے یہی ظاہر ہے شرح مواقف و طوالع و بعض شروح طوالع سے بعض تصریح کرتی ہیں کہ ہوا ہی دوسری اوس کیفیت سے متکیف ہوکر آتی ہے یہ نص مواقف ومقاصد و شرح ہے مطالع الانظار کی عبارت پھر متحمل ہے ولہذا ہم نے یہ مضمون ایسے الفاظ میں ادا کیا کہ دونوں معنی پیدا کریں مواقف میں ہے الظاھر ان الصدی تموج ھواء جدید لا رجوع الھواء الاول شرح میں ہے وذلک لان الھواء اذا تموج علی الوجہ الذی عرفتہ حتی صادم جسما یقاومہ ویردہ الی خلف لم یبق فی الھواء الصادم ذلک التموج بل یحصل فیہ بسبب مصادمتہ ورجوعہ تموج شبیہ بالتموج الاول وقد یظن ان الھواء الصادم یرجع متصفا بتموجہ الاول بعینہ فیحمل ذلک الصوت الاول الی السامع الاتری ان الصدی یکون علی صفتہ وھیأتہ وھذا وان کان محتملا الا ان الاول ھو الظاھر۔ مقاصد میں ہے جعل الواصل نفس الھواء الراجع او اخر متکیفا بکیفیتہ علی ما ھو الظاھر شرح میں ہے تردد فی ان حدوثہ من تموج الھواء الاول الراجع علی ھیأتہ او من تموج ھواء اخر بیننا وبین المقاوم متکیف بکیفیۃ الھواء الراجع وھذا ھو الاشبہ طوالع میں ہے الصدی صوت یحصل من انصراف ھواء متموج عن جبل او جسم املس اوسکی شرح مطالع میں ہے فان الھواء اذا تموج وقاومہ مصادم کجبل او جدار املس بحیث یصرف ھذا الھواء المتموج الی خلف محفوظا فیہ ھیأۃ تموج الھواء الاول حدث من ذلک صوت وھو الصداء اوس کی دوسری شرح میں ہے الصدی صوت یحصل من ھواء متموج منصرف عن جسم املس یقاوم الھواء المتموج ویمنعہ من النفوذ فیہ فبالضرورۃ ینصرف الھواء المتموج من ذلک الجسم الی الخلف علی مثل الھیأۃ التی کان علیھا و حینئذ یحتمل ان یکون الھواء المتموج المصادم للجسم الاملس یرجع متصفا بتموجہ الاول بعینہ ویحمل الصوت الی السامع وان یکون سبب الصدی تموج جدید حصل للھواء لانہ اذا تموج الھواء حتی صادم جسما املس یقاومہ ویردہ الی الخلف لم یبق فی الھواء المتصادم ذلک التموج بل یحصل لسبب المصادمۃ والرجوع تموج شبیہ بالتموج الاول فھھنا التموج الجدید الذی کان ابتداءہ عند انتھاء الاول ھو سبب الصدی قیل الاظھر ھو الثانی **اقول** بر تقدیر ثانی ظاہر وہی معنی ثانی ہے کہ راجع ہوائے ثانی ہے **اولاً** صدمہ جبل نے اگر ہوائے اول کو روک لیا اوسکا تموج دور کر دیا تو دوبارہ اوس میں تموج کہاں سے آیا وہ تصادم تو اوس کا مسکّن ٹھہرا نہ محرّک **ثانیاً** اثر قرع دو تھے تحرک وتشکل جو صدمہ تحرک سے روک دیگا تشکل کب رہنے دیگا جو نقش بر آب سے بھی نہایت جلد مٹنے والا ہے کیا ہم نہیں دیکھتے کہ پانی کو جنبش دینے سے جو شکل اوس میں پیدا ہوتی ہے اوسکے ساکن ہوتے ہی مٹ جاتی رہتی ہے خود شرح مواقف میں گزرا اذا انتفی انتفی اور جب وہ شکل جاتا رہا تو اب اگر کسی محرک سے پلٹے گی بھی اشکال حرفیہ کہاں سے لائیگی کہ وہ تحریک غیر ناطق ـــــ نا ممکن ہیں تو اس قول ثانی کی صحیح وصاف تعبیر وہ ہے جو مواقف ومقاصد میں فرمائی یعنی مثلاً مقاومت جبل سے یہ ہوا تو رک گئی مگر اس کا دھکا وہاں کی ہوا کو لگا اور اسکے قرع سے اوس میں تشکل وتحرک آیا آواز کا ٹھپا اس میں سے اوس میں اوتر گیا اور یہ رک گئی کہ نہ

اس میں تحرک رہا نہ تشکل **ثم اقول** شاید قائل کہہ سکے کہ پہلا قول اظہر ہے کہ مصادمت اجسام میں وہی پیش نظر ہے قوت محرکہ جتنی طاقت سے حرکت دیتی ہے پھینکا ہوا جسم اگر راہ میں مانع سے نہیں ملتا اوس طاقت کو پورا کرکے رک جاتا ہے اور اگر طاقت باقی ہے اور بیچ میں مقادم مل گیا تصادم واقع ہوتا ہے اور وہ جسم ٹھوکر کھا کر بقیہ طاقت تحریک کے قدر پیچھے لوٹتا ہے یوں اوس قوت کو پورا کرتا ہے جیسے گیند بقوت زمین پر مارنے سے مشاہدہ ہے اور جواب دے سکتے ہیں کہ یہ اوس حالت میں ہے کہ دونوں جانب سے تصادم ہو ہوا سا لطیف جسم پہاڑ کے صدمہ سے ٹکر کھا کر پلٹنا ضرور نہیں غایت یہ کہ پھیل جائے بہرحال کچھ سہی اتنا یقینی ہے کہ آواز وہی آواز متکلم ہے خواہ پہلی ہی ہوا اوسے لئے ہوئے پلٹ آئی یا اوس کے قرع سے آواز کی کاپی دوسری میں اوترگئی اور وہ لائی مگر شرع مطہر نے اسکے سننے سے سجدہ واجب نہ فرمایا قول ثانی پر یہ کہنا ہوگا کہ سماع میں ایجاب سجدہ کیلئے اوسی تموج اول سے وقوع سماع لازم ہے اور قول اول پر یہ قید بڑھانی واجب ہوگی کہ وہ تموج محض اوسی طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریک گلو وزبان تالی نے پیدا کی تھی پلٹنے میں وہ قوت تنہا نہ رہی بلکہ تصادم کی قوت دافعہ بھی شریک ہوگئی غرض کچھ کہئے یہی حکم سماع فونو میں ہوگا قول ثانی پر بعینہ وہی فونو کا واقعہ ہے کہ تشکل باقی اور متموج ہوائے ثانی اور قول اول پر یہاں بدرجہ اولی عدم وجوب لازم کہ جب بحال بقائے تموج وتشکل مقاومت تخلل تصادم ورجوع سے ایجاب نہ رہا تو یہاں کہ تموج بدل گیا بروجہ اولی وجوب نہ ہوگا۔ اور مختصر یہ ہے کہ سجدہ سماع اول پر ہے نہ معاد پر اگرچہ خاص اس سامع کی نظر سے مکرر نہ ہوا اور شک نہیں کہ سماع صدا سماع معاد ہے اور فونو کی تو وضع ہی اعادہ سماع کے لئے ہوئی ہے لہذا ان سے ایجاب سجدہ نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

جب یہ مقدمہ جلیلہ ممہد ہولیا تو اب بتوفیقہ تعالٰی تنقیح مسائل کی طرف چلئے۔ یہاں صور عدیدہ و وجوہ شتی ہیں۔

وجہ اول سب میں پہلے تحقیق طلب اون پلیٹوں گلاسوں کی طہارت ہے مسالا کہ اون پر لگایا جاتا ہے اگر اوس میں کوئی ناپاک جز شامل ہے (جسطرح یورپ کی اکثر اشیا میں معہود ومشہور ہے اون کے یہاں شراب کے برابر کوئی شئے حافظ قوت ادویہ نہیں اور تمام تحلیلات واعمال کیمیاویہ میں جن سے ایسی تراکیب کم خالی ہوتی ہیں اسپرٹ کا استعمال کاللازم ہے اسپرٹ قطعًا شراب ہے سمیت کے سبب قابل شرب نہ ہونا اوسے شراب ہونے سے خارج نہیں کرسکتا بلکہ اوسکی سمیت ہی نہایت جوش واشتداد وسکر وفساد سے ہے برانڈیاں کہ یورپ سے آتی ہیں اون کے نشہ کی قوتیں اسکے قطرات سے بڑھائی جاتی ہیں فلاں قسم کے نوے قطروں میں اس کا ایک قطرہ ہے فلاں کے سو میں۔ اور شرابیں پینے سے نشہ لاتی ہیں اور اسپرٹ صرف سونگھنے سے۔ تو وہ حرام بھی ہے اور پیشاب کی طرح نجاست غلیظہ بھی کما ہو الصحیح المعتمد المفتی بہ) جب تو ظاہر ہے کہ قرآن عظیم کا اوس میں بھرنا حرام قطعی اور سخت شدید توہین وبے ادبی ہے جب وہ قالب نجس ٹھہرے تو یہ بعینہ ایسا ہوگا کہ کاغذ پیشاب میں بھگو کر معاذ اللہ اوس پر لکھنا جسے مسلمان تو مسلمان کوئی سمجھ وال کافر بھی گوارا نہ کرے گا۔ ہمارے علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ نجاست کی جگہ قرآن عظیم پڑھنا منع ہے ولہذا حمام میں تلاوت مکروہ ہے فتاوی امام قاضیخاں میں ہے یکرہ ان یقرأ القرآن فی الحمام لانہ موضع النجاسات ولا یقرأ فی بیت الخلاء قنیہ وہندیہ میں ہے لابأس بالقراءۃ راکبا وماشیا اذا لم یکن ذلک الموضع معد النجاسۃ فان کان یکرہ بلکہ جن کے نزدیک موت سے بدن نجس ہوجاتا ہے اور غسل میت اوسے نجاست حقیقیہ سے تطہیر کیلئے رکھا گیا ہے وہ قبل غسل میت کے پاس بیٹھکر تلاوت کو منع کرتے ہیں جب تک اوسے بالکل ڈھانک نہ دیا جائے کہ نجاست منکشفہ کا قرب ہوگا۔ تنویر میں ہے کرہ قرأۃ القرآن عندہ الی تمام غسلہ درمختار میں ہے عللہ الشرنبلانی فی امداد الفتاح تنزیہا للقرآن عن نجاسۃ المیت لتنجسہ بالموت قیل نجاسۃ خبث وقیل حدث وعلیہ فینبغی جوازہا کقراءۃ المحدث ردالمحتار میں ہے وذکر ط ان محل الکراہۃ اذا کان قریبا منہ اما اذا بعد عنہ فلا کراہۃ اھ قلت والظاہر ان ہذا ایضا اذا لم یکن المیت مسجی بثوب یستر جمیع بدنہ الخ جب قرب نجاست میں تلاوت منع ہوئی کہ اوس ہوا کا جو

اشکال حروف قرآن کی حامل ہے محل نجاست پر گزر نہ ہوتو خود نجس چیز میں معاذ اللہ اون اشکال طاہرہ کا مرتسم کرنا کس درجہ سخت حرام ہوگا۔ **اقول** وبما بیناظھر وجہ التقیید بان لایکون جمیع بدنہ متنجسا فافھم بلکہ حق یہ ہے کہ اس تقدیر پر جہل مردم ونا واقفی حال آلہ وعدم نیت وعدم تنبہ کا قدم درمیان نہ ہوتو دیدہ ودانستہ اون میں آیات بھرنے والے کا حکم معاذ اللہ القائے مصحف فی القاذورات کے مثل ہو تاہم روشن کرچکے کہ تمام جلوہ گاہوں میں وہی صفت الٰہیہ بعینہا حقیقۃً جلوہ فرما ہوتی ہے تو اوسکے لئے معاذ اللہ یہ ناپاک کسوت مقرر کرنا کس درجہ ایمان ہی کے مخالف ہے والعیاذ باللہ تعالٰی پھر یہ توہین خبیث صرف اون بھرنے والوں ہی کے ماتھے نہ جائیگی بلکہ باوجود اطلاع اوسے تحریک دیگر الفاظ قرآنی کی آواز اوس سے ادا کرنے والے اسکی خواہش کرکے اداکرانے والے سننے والے سنانے والے اوس پر راضی ہونے والے باوصف قدرت انکار نہ کرنے والے سب اوسی بلائے عظیم میں گرفتار ہوں گے۔ نہ فقط یوں کہ توہین کے مرتکب صرف بھرنے والے ہوں اور یہ اوسکے روا رکھنے گوارا کرنے والے نہیں نہیں بلکہ ہر بار بعینہ ویسی ہی توہین جدید کے یہ خود پیدا کرنے والے۔ کہ اونھوں نے گویا نقوش کتابت قرآنیہ اوس نجس میں لکھے اونھوں الفاظ تلاوت قرآنیہ اوس پر گزرتے ہوئے ادا کئے بلکہ اسوقت اوس کی تجلی بے پردہ وحجاب جلوہ فرما ہوگی بھری ہوئی چوڑیوں میں نقوش قرآنیہ ہونا ہر شخص نہ سمجھے گا اوراب جو ادا کیا جائیگا کسی کو اوسکے قرآن ہونے میں اصلا اشتباہ نہ ہوگا ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم **وجہ دوم** یہ صورت تو وہ تھی کہ اون کا گلاسوں پلیٹوں کا پلید ونجس ہونا معلوم یا مظنون ہی ہو فان الظن فی الفقہیات ملتحق بالیقین لاسیما فی مثل امر الاحتیاط فی الدین بلکہ اگر حالت شبہہ ہو جب بھی حکم احتراز اور بنانے کا طریقہ معلوم ہو جس میں کہیں کسی نجاست کا خلط نہیں تو اوس میں ایک کھلی سخت شدید نجاست معنوی رکھی ہوئی ہے وہ یہ کہ اسکا عام بجانا سننا سنانا سب کھیل تماشے کے طور پر ہوتا ہے قرآن عظیم اس لئے نہیں اترا اوسی عزت والے عزیز عظیم سے پوچھو کہ وہ کھیل طور پر اپنے سننے والوں کی نسبت کیا فرماتا ہے اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون ہ مایاتیھم من ذکر من ربھم محدث الا استمعوہ وھم یلعبون ہ لاھیۃ قلوبھم لوگوں کے لئے اون کا حساب نزدیک آیا اور وہ غفلت میں روگرداں پڑے ہیں نہیں آتا اون کے پاس اون کے رب سے کوئی نیا ذکر مگر اسے کھیلتے ہوئے سنتے ہیں دل کھیل میں پڑے ہوئے اور فرماتا افمن ھذا الحدیث تعجبون ہ وتضحکون ولا تبکون ہ وانتم سامدون ہ تو کیا اس کلام کو اچنبا بتاتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں اور تم کھیل میں پڑے ہو اور فرماتا ہے وذر الذین اتخذوا دینھم لعبا ولھوا وغرتھم الحیوۃ الدنیا وذکر بہ ان تبسل نفس بما کسبت لیس لھا من دون اللہ ولی ولا شفیع وان تعدل کل عدل لا یؤخذ منھا اولئک الذین ابسلوا بما کسبوا لھم شراب من حمیم وعذاب الیم بما کانوا یکفرون ہ چھوڑ دے اون کو جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا اور دنیا کی زندگی نے اونھیں فریب دیا اور اس قرآن سے لوگوں کو نصیحت دے کہیں پکڑی نہ جائے کوئی جان اپنے کئے پر کہ خدا سے جدا نہ اوسکا کوئی حمایتی ہو نہ سفارشی اور اگر اپنے چھڑانے کو سارے بدلے دے کچھ نہ لیا جائے یہ ہیں وہ لوگ کہ اپنے کئے پر گرفتار ہوئے اونھیں پینا ہے کھولتا پانی اور دکھ کی مار بدلہ اون کے کفر کا اور فرماتا ہے ونادی اصحب النار اصحاب الجنۃ ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللہ قالوا ان اللہ حرمھما علی الکفرین ہ الذین اتخذوا دینھم لھوا ولعبا وغرتھم الحیوۃ الدنیا فالیوم ننسٰھم کما نسوا لقاء یومھم ھذا وما کانوا بایتنا یجحدون ہ دوزخی بہشتیوں کو پکاریں گے کہ ہمیں اپنے فیض سے تھوڑا پانی دو یا وہ رزق جو خدا نے تمہیں دیا وہ کہیں گے بیشک اللہ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کردی ہیں جنھوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنالیا اور اونھیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا تو آج ہم اون کو بھلادیں گے جیسا وہ بھولے اس دن کا ملنا اور جیسا جیسا ہماری آیتیں مکراتے تھے واقعی کفار نے یہ بڑا داؤں مسلمانوں سے کھیلا کہ اون کے دین کی جڑ اون کے ایمان کی اصل قرآن عظیم کو خود اون کے ہاتھوں کھیل تماشا بنوادیا★ اس سے بڑھکر اور سخت

★ یہ ان لوگوں کے فونو سے قرآن سننے سنانے کا خاص جزئیہ ہے کہ قرآن عظیم نے اسکی ایجاد سے تیرہ سو برس پہلے ظاہر فرمادیا ۲۸
[illegible]

بلاکیا ہوگی اس سے بدتر اور گندی نجاست کیا ہوگی والعیاذ باللہ رب العٰلمین **وجہ سوم** زید اوس مجمع لہو ولغو میں بے تماشے کے طور پر قرآن مجید سنا جارہا ہے اسکا دعوی ہے کہ میں تذکر وتفکر ہی کے طور پر سن رہا ہوں مجھے لہو مقصود نہیں اگر یہ صحیح ہو جب بھی وہ گناہ وجرم سے بری نہیں ایسے مجمع میں شریک ہونا ہی کب جائز تھا اگرچہ تیری نیت نیت خیر ہو۔ کیا قرآن عظیم نے نہ فرمایا واذا رأیت الذین یخوضون فی اٰیٰتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین ٥ اور جب تو اونھیں دیکھے جو ہماری آیتوں کو مشغلہ بنا رہے ہیں تو اون سے موتھ پھیر لے یہاں تک کہ وہ کسی اور بات کے شغل میں پڑیں اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس سے فوراً اوٹھ کھڑا ہو۔ یہ کیا اسی کی یاد دہانی میں دوسری جگہ اس سے بھی صاف تر وسخت تر نہ فرمایا وقد نزل علیکم فی الکتٰب ان اذا سمعتم اٰیٰت اللہ یکفر بھا ویستھزأ بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم ان اللہ جامع المنٰفقین والکٰفرین فی جھنم جمیعا ٥ بیشک اللہ تم پر قرآن میں حکم اوتار چکا کہ جب تم سنو کہ خدا کی آیتوں پر گرویدگی نہیں کی جاتی اور اون کی ہنسی بنائی جاتی ہے تو تم اون کے پاس نہ بیٹھو جبتک وہ اور بات کے شغل میں نہ پڑیں اور وہاں بیٹھے تو تم بھی اونھیں جیسے ہو بیشک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں اکٹھا کریگا۔ آیتوں کو کھیل بنانے والے کافر ہوئے اوسوقت اون کے پاس بیٹھنے والے منافق ٹھہرے یہاں پاس بیٹھنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہنم میں بھی اکھٹے رہے والعیاذ باللہ تعالیٰ معالم التنزیل میں ہے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا دخل فی ھذہ الاٰیۃ کل محدث فی الدین وکل مبتدع الی یوم القیٰمۃ۔ اس آیت میں قیامت تک کا ہر مبتدع ہر بدمذہب داخل ہے۔ **وجہ چہارم** صلحا نے خاص اپنا جلسہ کیا جس میں سب نیت صالح والے ہیں اور تفکر وتذکر ہی کے طور پر اوس میں قرآن مجید سننا خاص اوس سے سننے کی یہ ضرورت تھی کہ اوس میں کسی اعلیٰ قاری کی نہایت دردناک ودلکش قرأت بھری ہے اوس میں سے قرأت سنانے والا بھی انھیں میں کا ہے کہ اوس نے اسکا بنانا چلانا سیکھ لیا ہے **اقول** اب یہاں دو نظریں ہیں نظر اولیٰ ونظر دقیق **نظر اولیٰ** صاف حکم کرے گی کہ اب اس میں کیا حرج ہے جب پلیٹیں طاہر وپاک فرض کرلی گئیں تو حرج صرف نیت لہو کا رہا اوس سے یہ لوگ منزہ ہیں اور بھرنے والوں کی نیت فاسدہ کا ان پر کیا اثر قال اللہ تبارك وتعالیٰ ولا تزر وازرۃ وزر اخری ٥ اور کوئی فی نفسہ جائز کام کفار سے سیکھنے میں حرج نہیں اگرچہ اونھیں کی ایجاد ہو جیسے گھڑی تار ریل وغیرہا اور فونو بذات خود معازف ومزامیر سے نہیں کہ اوسکے لئے کوئی خاص آواز ہی نہیں جس کے لئے وہ وضع کیا ہو یا اوس سے قصد کی جاتی ہو وہ تو ایک آلہ مطلقہ ہے جس کی نسبت ہرگونہ آواز کی طرف ایسی ہے جیسی اوزان عروضیہ کی کلام کی طرف بلکہ حروف ہجا کی معنی کی طرف حروف ہجا من حیث ہی حروف الہجا علوم رسمیہ میں کسی خاص معنی کیلئے موضوع نہیں بلکہ وہ آلہ تادیہ معانی مختلفہ ہیں جیسے معنی چاہیں اون سے ادا کر سکتے ہیں اچھے ہوں خواہ بُرے یہاں تک کہ ایمان سے کفر تک سب انھیں حروف سے ادا ہوتا ہے ایسے آلہ مطلقہ کو من حیث ہی کذا حسن یا قبیح کسی کے ساتھ موصوف نہیں کرسکتے بلکہ وہ مدح وذم وثواب وعقاب میں اوس چیز کا تابع ہوتا ہے جو اوس سے ادا کی جائے تلوار بہت اچھی ہے اگر اوس سے حمایت اسلام کی جائے اور سخت بُری ہے اگر خون ناحق میں برتی جائے اسی لئے حدیث میں فرمایا الشعر بمنزلۃ الکلام فحسنہ کحسن الکلام وقبیحہ کقبیح الکلام شعر بمنزلہ کلام کے ہے تو اوسکا اچھا مثل اچھے کلام کے ہے اور اوسکا بُرا مثل بُرے کے رواہ البخاری فی الادب المفرد والطبرانی فی المعجم الاوسط عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص وابو یعلٰی عنہ وعن ام المؤمنین الصدیقۃ والدارقطنی عن عروۃ عنھا والشافعی عن عروۃ مرسلا رضی اللہ تعالیٰ عنھم واسنادہ حسن یہ اسی سبب کے اوزان عروضیہ ادائے ہرگونہ کلام کے آلہ ہیں تو اون پر فی انفسہا کوئی حکم حسن وقبح نہیں ہوسکتا بلکہ مؤدی بہا کے تابع ہوں گے شعر میں اچھی بات ادا کی جائے تو حدیث صحیح میں ان من الشعر لحکمۃ ارشاد ہوا ہے اور یاوہ سرائی وہرزہ درائی کی جائے تو الشعراء یتبعھم الغاون

فرمایا گیا وہاں ان اللہ یؤید حسان بروح القدس کی بشارت جانفزا ہے اور دوسری طرف امرؤ القیس صاحب لواء الشعراء الی النار کی وعید جانگزا۔ رواہ احمد والبزار عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بعینہٖ یہی حالت فونو کی ہے کہ وہ کسی صوت خاص کے لئے موضوع نہیں جسے معازف و مزامیر میں داخل کرسکیں بلکہ ادائے ہر قسم آواز کا آلہ ہے تو حسن و قبح و منع و اباحت میں اوسی آواز مؤدی بہ کا تابع ہوگا جبتک خارج سے کوئی متغیر عارض نہ ہو اگر اوس میں سے مزامیر کی آواز سنی جائے تو حکم مزامیر میں ہے اور بہ نیت تذکرہ وعظ و تذکیر کی آواز سنی جائے تو حکم وعظ و تذکیر میں اور واعظ و مذکر کا ذی روح ہونا کچھ شرط نہیں ؎ مرد باید کہ گیرد اندر گوش ٭ ور نبشت ست پند بر دیوار ٭ آلۂ ادا میں فی نفسہ کوئی آواز ودیعت ہی نہیں ہوتی آوازیں تو رکاٹوں میں ہیں آلہ محض مثل گلو و حنجرہ ہے جس سے ہر طرح کی صوت نکال سکتے ہیں تو خراب و ناجائز پلیٹوں کا حکم پاک و جائز قالبوں کی طرف کیوں ساری ہونے لگا اور اگر بھرنے والوں نے ایک ہی رکاٹ کے ایک پہلو پر کچھ آیات یا اشعار حمد و نعت اور دوسرے پر کچھ خرافات بھری ہیں تو یہ بے ادبی و جمع ضدین اون کا فعل ہے خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کرنے والے اوس پر کیوں ماخوذ ہوں گے اس کی نظیر کنیز مشترک ہے اوس کے ایک صالح مولٰی نے اوسے قرآن عظیم پڑھایا دوسرے فاسق نے گانا سکھایا تو اوس کے گلے سے دونوں چیزوں کا ادا ہوسکنا صالح آقا کو اوس سے قرآن عظیم سننا منع نہ کردیگا۔ عرف میں اوسے باجا کہنا مزامیر و معازف ممنوعہ کے حکم میں داخل نہ کردیگا فان الامور بمقاصدھا وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی معازف و مزامیر آلات لہو و طرب ہیں جو خاص موسیقی کی آوازیں ادا کرنے کو لذت نفسانی و نشاط شیطانی کیلئے وضع کئے گئے ہر غیر ذی روح جس سے آواز کسی مقصد حسن یا مباح کیلئے پیدا کی جائے اوس میں داخل نہیں ہوسکتا اگرچہ اوس سے آواز نکالنے کو بجانا کہیں یوں تو طبل غازی و نقارۂ سحری بھی باجا ہے ریل کے انجن میں جو سوراخ دھواں نکلنے کو رکھا جاتا ہے جس سے لوگوں کا جان و مال بچانے کیلئے اون کی اطلاع دہی کو آواز نکالی جاتی ہے اس آواز کو بھی سیٹی یا بھپا کہتے ہیں مگر یہ نام اس فعل حسن کو ممنوع سیٹی اور بھپے کے حکم میں نہ کردیگا بالجملہ یہاں جو کچھ حرج آیا نیت لہو سے یا مجمع لہو سے کہ قرآن عظیم کا اوس نیت سے سننا لذاتہٖ حرام قطعی اور اوس مجمع میں سننا لغیرہٖ ممنوع شرعی۔ جب یہ دونوں منتفی ممانعت منتفی یہ نظر اولٰی کی تقریر ہے اور **نظر دقیق** فرمائیگی کہ یہ سب کچھ حق و بجا مگر فعل حرج سے اب بھی نہ بچا بھرنے والوں کے مقاصد فاسدہ معلوم ہیں کہ لہو و لعب ہے اور اوس کے ذریعہ سے کمانا تو اون کا بنانا حرام ہوا اور اوسے استعمال کرنے والے اوس حرام کے معین ہوئے اگر لوگ نہ خریدتے نہ سنتے تو وہ ہرگز قرآن عظیم بھرنے کی جرأت نہ کرتے شریعت مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جس بات سے حرام کو مدد پہنچے اوسے بھی حرام فرمادیتی ہے قال اللہ تعالٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان جو چیز بنانا ناجائز ہو اوسے خریدنا استعمال میں لانا بھی منع ہوتا ہے کہ یہ نہ لیں تو وہ کیوں بنائیں ان کا مول لینا اور کام میں لانا ہی اونھیں بنانے پر باعث ہوتا ہے ولہذا خواجہ سراؤں کا خریدنا اون سے کام خدمت لینا شرعًا منع ہوا اور ائمہ کرام نے اوس کی علت یہی بیان فرمائی کہ آدمی کو خصی کرنا حرام ہے یہ فعل اگرچہ ان خریدنے والوں کا نہیں مگر ان کا خریدنا ہی اون فاسقوں کو اس پر جرأت دلاتا ہے کوئی مول نہ لے تو کیوں ایسی ناپاکی کریں۔ امام اجل ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں فرماتے ہیں لما نہی عن اخصاء بنی اٰدم کرہ بذلک اتخاذ الخصیان لان فی اتخاذھم ما یحمل من یخصیھم علی اخصائھم لان الناس اذا تحاموا اتخاذھم لم یرغب اھل الفسق فی اخصائھم وقد حدثنا ابن ابی داؤد ثنا القواریری ثنا عفیف بن سالم ثنا العلاء بن عیسی الذھلی قال اتی عمر بن عبدالعزیز بخصی فکرہ ان یبتاعہ وقال ماکنت لاعین علی الاخصاء فکل شیئ فی ترک کسبہ ترک لبعض اھل المعاصی لمعصیتھم فلا ینبغی کسبہ ہدایہ میں ہے یکرہ استخدام الخصیان لان الرغبۃ فی استخدامھم حث الناس علی ھذا الصنیع وھو مثلۃ محرمۃ غایۃ البیان میں مختصر امام طحاوی سے ہے یکرہ کسب الخصیان و ملکھم و استخدامھم وقال ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ لولا استخدام الناس ایاھم لما اخصاھم الذین یخصونھم اسی دلیل سے ہمارے علما نے بیل بکرے کے خصی کرنے اور گھوڑی سے خچر لینے کا جواز ثابت فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دو

خصی د نبے قربانی کئے اور خچر سواری فرمائی اگر یہ فعل ناجائز ہوتے حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کو کام میں نہ لاتے شرح معانی الآثار شریف میں ہے قد رأینا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ضحی بکبشین موجوئین وھما المرضوضان خصاھما والمفعول بہ ذلک قد انقطع ان یکون لہ نسل فلو کان اخصاؤھما مکروھا لما ضحی بھما رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوسی کے باب انزاء الحمیر علی الخیل میں ہے لو کان مکروھا لکان رکوب البغال مکروھا لانہ لولا رغبۃ الناس فی البغال ورکوبھم ایاھا لما انزئت الحمیر علی الخیل ہدایہ میں ہے لاباس بخصاء البھائم وانزاء الحمیر علی الخیل قد صح ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رکب البغلۃ فلو کان ھذا الفعل حراما لما رکبھا لمافیہ من فتح بابہ اسی باب سے ہے کہ قوی تندرست قابل کسب جو بھیک مانگتے پھرتے ہیں اون کو دینا گناہ ہے کہ اون کا بھیک مانگنا حرام ہے اور اون کو دینے میں اس حرام پر مدد اگر لوگ نہ دیں تو جھک ماریں اور کوئی پیشہ حلال اختیار کریں درمختار میں ہے لایحل ان یسأل شیئا من القوت من لہ قوت یومہ بالفعل او بالقوۃ کالصحیح المکتسب ویأثم معطیہ ان علم بحالہ لاعانتہ علی المحرم یہ اصل کلی یاد رکھنے کی ہے کہ بہت جگہ کام دیگی جس چیز کا بنانا ناجائز ہوگا اوسے خریدنا کام میں لانا بھی ممنوع ہوگا اور جس کا خریدنا کام میں لانا منع نہ ہوگا اوس کا بنانا بھی ناجائز نہ ہوگا فان رفع التالی ینتج رفع المقدم کما ان وضع المقدم ینتج وضع التالی **اقول** اور یہ خیال کہ ایک ہمارے چھوڑنے سے کیا ہوتا ہے ہم نہ لیں گے تو اور ہزاروں لینے والے ہیں مقبول نہیں ہر ایک یہی خیال کرے تو کوئی بھی چھوڑے تو حکم شرع معطل رہ جائے چھوٹے گا یوں ہیں کہ ہر ایک اپنے ہی استعمال کو اوس کا ذریعۂ اصطناع سمجھے جب سب چھوڑ دیں گے آپ ہی بنانا معدوم ہو جائے گا اور اگر اور نہ چھوڑیں تو ہر ایک کو اپنی قبر میں سونا اپنے کئے کا حساب دینا ہے اوروں سے کیا کام ایسی ہی جگہ کیلئے ارشاد ہوا ہے یاایھا الذین امنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم اے ایمان والو تم اپنی جان کی اصلاح کر لو تمہیں اوروں کی گمراہی سے نقصان نہیں جبکہ تم خود راہ پر ہو۔ اگر کہئے یہ تو اُن افعال میں سے جو فی نفسہ مذموم ہیں تلاوت کی آواز گلاس میں ودیعت رکھنا بنفسہ مذموم نہیں اون کی نیت لہو وغیرہ مقاصد ومفاسد نے اوسے ممنوع کیا۔ **اقول** کام واقع سے ہے نہ محض فرض سے جب واقع یہ ہے تو اوسکی حرمت میں شک نہیں اور اس حرام کا دروازہ تمہیں خریدنے والوں کام میں لانے والوں نے کھولا کوئی مول نہ لے تو وہ کیوں ایسی ناپاکی کریں پھر عذر کا کیا محل واللہ العاصم عن سبیل الزیغ والزلل اور قرآن عظیم ہی کے حکم میں ہیں اشعار حمد ونعت ومنقبت وجملہ عبارات وکلمات معظمۂ دینیہ کہ نہ اون کو نجس چیز میں لکھنا جائز یہ وجہ اول ہوئی نہ اونھیں کھیل تماشا بنانا جائز یہ وجہ دوم ہوئی نہ اونھیں لہو ولغو بنانے کے جلسے میں شریک ہونا جائز اگرچہ اپنی نیت لعب کی نہ ہو یہ وجہ سوم ہوئی نہ اون کی خریداری واستعمال سے لہو بنانے والوں کی مدد جائز یہ وجہ چہارم ہوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لہو مباح میں تو اپنا ذکر کریم ناپسند فرمایا اور انصار کی کمسن لڑکیوں نے بعد تقریب شادی کے گانے میں یہ مصرع پڑھا۔ ع وفینا نبی یعلم ما فی غد ؂ ہم میں وہ نبی ہیں جو آئندہ کی باتیں جانتے ہیں اونکو منع فرمادیا کہ دعی ھذہ وقولی بالذی کنت تقولین اسے رہنے دو وہی کہے جاؤ جو کہہ رہی تھیں امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف اواخر کتاب مسئلۃ السماع میں فرماتے ہیں ولذ لما دخل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیت الربیع بنت معوذ وعندھا جوار یغنین فسمع احدھن تقول وفینا نبی یعلم ما فی غد ؂ علی وجہ الغناء فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دعی ھذا وقولی ماکنت تقولین وھذہ شھادۃ بالنبوۃ فزجرھا عنھا وردھا الی الغناء الذی ھو لھو لان ھذا جد محض فلا یقرن بصورۃ اللھو یعنی یہ مصرع حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی تھی کہ خدا کے بتائے سے اصالۃً غیب کا جاننا نبوت ہی کی شان ہے تو حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ اوسے صورت لہو میں شامل کیا جائے لہذا اس سے روک دیا وہابیہ اس حدیث کو کہاں سے کہاں لیجاتے ہیں اور بات صرف اتنی ہے یہ بھی نہیں سوجھتا کہ اگر نسبت علم امور غیب ہی ناپسند فرماتے تو کس سے کم فہم عورتوں سے اور وہ بھی لڑکیاں کہ منجر بعنی ناجائز نہ ہوا درجب مرد عاقل مالک بن عوف

ہوازنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنا قصیدۂ نعتیہ حضور میں عرض کیا ہے جس میں فرمایا ع ومتی تشا یخبرك عما فی غد توجب چاہے یہ نبی تجھے آئندہ کی باتیں بتادیں اون پر کیوں نہ انکار فرمایا حالانکہ انھوں نے تو اون لڑکیوں سے بہت زیادہ کہا جس سے قیامت تک کے کل غیبوں کا بالفعل حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو معلوم ہونا یا کم ازکم اون کا جان لینا حضور کے اختیار میں دیدیا جانا ظاہر جسکی تشریح ہم نے اپنی کتاب الامن [۲۲] والعلی لناعتی المصطفٰی بدافع البلاء میں ذکر کی انکار فرمانا درکنار حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس قصیدہ کے صلہ میں اون کے لئے کلمۂ خیر فرمایا اور اونھیں خلعت پنھایا اور انھیں اون کی قوم کو قبائل ثمالہ وسلمہ وفہم پر سردار فرمایا کما رواہ المعانی فی الجلیس الانیس بطریق الحوازی عن ابی عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ تعالٰی عنہ وابن اسحٰق عن ابی وجزۃ یزید بن عبید السعدی وللہ الحمد جب لہو مباح میں اپنا ذکر یا ک پسند نہ فرمایا تو لہو باطل کا کیا ذکر۔

بالجملہ خلاصۂ حکم یہ کہ

یہاں تین چیزیں ہیں ممنوعات معظمات مباحات **اول** کا سننا مطلقاً حرام وناجائز ہے اور فونو سے جو کچھ سنا جائیگا وہ بعینہ اوسی شے کی آواز ہوگی جسکی صوت اوس میں بھری گئی مزامیر ہوں خواہ ناچ خواہ عورت کا گانا وغیرہا اصل کا جو حکم تھا بے تفاوت سر مو اسکا ہوگا کہ یہ خود وہی اصل ہے نہ کہ اوسکی نقل طبلہ یا ستار کی آواز ہے تو بلاشبہہ وہ طبلہ اور ستار کی آواز ہے نہ کہ فونو کی کہ فونو اپنی کوئی آواز نہیں رکھتا اور وہ بھی اوسی طبلہ اور ستار کی ہے نہ کہ دوسرے کی اور وہ بھی اوسی وقت کی آواز ہے جو بھرتے وقت بجائی گئی تھی نہ کہ اور وقت کی یوہیں عورت کا گانا ہے تو یقیناً وہ عورت ہی کا گانا ہے نہ کہ فونو کا کہ فونو گانے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور وہ بھی اوسی عورت کا گانا ہے نہ کہ دوسری کا اور وہ بھی اوسکا اوسی وقت کا گانا ہے جو بھرتے وقت وہ گائی تھی۔ **دوم** بھی مطلقاً حرام وممنوع ہیں اگر گلاسوں پلیٹوں میں کوئی ناپاکی یا جلسہ لہو ولعب کا ہے تو تحریم سخت ہے اور خود سننے والوں کی نیت تماشا ہے تو اور بھی سخت تر خصوصاً قرآن عظیم میں اور اگر اس سب سے پاک ہو تو اون کے مقاصد فاسدہ کی اعانت ہوکر ممنوع ہے اور سب سے سخت تر وبال اون قاریوں غزل خوانوں پر ہے جو نوکری کرکے یا اجرت لیکر یا مفت گناہ خریدنے کو اپنا پڑھنا اس میں بھرواتے ہیں کہ وہ اصل بانی فساد ہوئے بھرنے والوں اور جبتک وہ گلاس پلیٹ باقی رہیں اون کے سننے والوں سنانے والوں سب کا گناہ ان کے نامۂ اعمال میں ثبت ہوتا رہے گا اگرچہ یہ قبر میں خاک ہوگئے ہوں بغیر اسکے کہ اون سننے سنانے بھرنے بھرانے والوں کے اپنے گناہ میں کچھ کمی ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ فعلیہ وزرھا ووزر من عمل بھا الی یوم القیمۃ من دون ان ینقص من اوزارھم شیئا **سوم** میں تفصیل ہے اگر پلیٹوں میں نجاست ہے تو حروف وکلمات کا اون میں بھرنا مطلقاً ممنوع ہے کہ حرف خود معظم ہیں۔ کما بیناہ فی فتاونا۔ اور اگر نجاست نہیں یا وہ کوئی خالی جائز آواز بے حروف ہے تو جلسۂ فساق میں اوسے سننا اہل صلاح کا کام نہیں کہ اونھیں اہل باطل سے اختلاط نہ چاہئے اور اگر تنہائی یا خاص صلحا کی مجلس ہے تو کوئی وجہ منع نہیں اور یہاں ہمارے وہ مباحث کام دینگے جو نظر اولی میں گزرے پھر اگر کسی مصلحت شرعیہ کیلئے ہے جیسے عالم کو اوس کے حال پر اطلاع پانے یا قوت اشغال دینے کے واسطے ترویح قلب کیلئے جب تو بہتر ورنہ اتنا ضرور ہے کہ ایک لایعنی بات ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ خوبی اسلام یہ ہے کہ آدمی لایعنی بات نہ کرے حدیث صحیح مشہور عن سبعۃ من الصحابۃ منہم الصدیق والمرتضٰی والحسین رضی اللہ تعالٰی عنہم رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ یہ بھی اوس حالت میں ہے کہ نادراً ہو عادت ڈالنا اور وقت اوس میں ضائع کیا کرنا مطلقاً مکروہ ہوگا لحدیث کل شیئ من لھو الدنیا باطل الا ثلثۃ رواہ الحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی واذ قد خرجت العجالۃ فی صورۃ رسالۃ ناسب ان تسمیھا الکشف [۲۳] شافیا حکم فونوجرافیا

لیکون علما وعلی عام التالیف علما وکان ذلک للتاسع عشر من شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن وقت السحور سنۃ ۱۳۲۸ھ الف وثلثمائۃ وثمان وعشرین من ھجرۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیھم وعلٰی اٰلہ وصحبہ اجمعین اٰمین واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ: مرسلہ محمد اسحٰق سکریٹری انجمن محمدیہ کوچین ملک ملیبار

(۱) آجکل مسلمان جو تکمیل یونیورسٹی کی کوشش کرتے ہیں اور چندہ فراہم کرتے ہیں وہ ثواب ہے یانہیں۔

(۲) آیا تکمیل یونیورسٹی دینی ضروریات سے ہے یانہیں۔

(۳) اس یونیورسٹی میں اہل سنت شامل ہوسکتے ہیں یانہیں۔

(۴) اس مد میں جو روپیہ دیا جائے وہ صدقہ جاریہ میں محسوب ہوگا یانہیں۔

الجواب

اگر یہ بات قرار پائے اور اوسکے افسر عہدہ داران اسکا پورا ذمہ قابل اطمینان کریں کہ اسکا حصہ دینیات صرف اہلسنت وجماعت کے متعلق رہے گا جن کے عقائد مطابق عقائد علمائے حرمین طیبین ہیں اوھیں کی کتب نصاب میں ہوں گی اوھیں کے علما مدرسین ہونگے اوھیں کی تربیت میں طلبا رہیں گے غیروں کی صحبت سے اون کو بچایا جائے گا روپیہ جو اہلسنت سے لیا جائیگا صرف اسی کام میں صرف کیا جائے گا۔ اوسوقت اہلسنت کو اوس میں داخل ہونا جائز اور باعث ثواب ہوگا اور جو کچھ اوس میں دیا جائے گا صدقہ جاریہ ہوگا۔ رہا اوسکی تکمیل میں کوشش اور چندہ فراہم کرنا وہ صرف اتنی بات پر بھی ثواب نہیں ہوسکتا جبتک کہ اوس میں ہر مذہب کی تعلیم باقی ہے وہ روپیہ اس لئے جمع نہیں کرتے کہ دین حق کی تعلیم ہو بلکہ حق وناحق دونوں کی تعلیم کو سنیوں کے بچوں کو تعلیم ہوگی کہ قرآن مجید بعینہٖ محفوظ ہے اس میں کسی قسم دخل بشری سے ایک نقطہ کی کمی بیشی ہوئی نہ ہوسکتی ہے کوئی غیر نبی کسی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا تقدیر کی بھلائی برائی سب اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اوسپر کچھ واجب نہیں وہ جو چاہے کرے ہمارا اور ہمارے افعال نیک و بد کا وہی ایک اکیلا خالق ہے اوس کا دیدار روز قیامت حق ہے خلفائے اربعہ کی امامت برحق ہے ان میں اللہ عزوجل کے یہاں سب سے زیادہ عزت وقربت والے صدیق اکبر ہیں پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہم اوھیں بلکہ صحابہ میں کسی کو برا کہنے والا جہنمی مردود وملعون ہے اور شیعہ کے بچوں کو تعلیم ہوگی کہ یہ قرآن بیاض عثمانی ہے اس میں سے کچھ آیتیں سورتیں صحابہ نے گھٹا دیں بعض الفاظ کچھ کے کچھ کر دیئے جیسے ائمۃ ہی ازکی من ائمۃ کی جگہ امۃ ہی اربی من امۃ بنا دیا مولٰی علی و ائمہ اطہار اگلے انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام سے افضل ہیں تقدیر کی برائی خدا کی طرف سے نہیں بندہ کے لئے اصلح کرنا لطف سے پیش آنا خدا پر واجب ہے خدا اسکے خلاف نہیں کرسکتا اپنے اعمال کے ہم خود خالق ہیں خدا کا دیدار حق نہیں خلفائے اربعہ میں تین معاذ اللہ ظالم غاصب ہیں اون کو سخت سے سخت برائی سے یاد کرنا گالیاں دینا بڑے ثواب کا کام ہے پھر وہ خود اعلان کرتے ہیں کہ سب سے زائد اہتمام سائنس کی تعلیم کا ہوگا سائنس میں وہ باتیں ہیں جو عقائد اسلام کے قطعاً خلاف ہیں بچوں کی تربیت دینے تہذیب وانسانیت سکھانے کیلئے دنیا بھر میں کوئی مسلمان باقی نہ رہا عرب مصر روم شام حتی کہ حرمین شریفین کے علما ومشائخ میں کوئی اس قابل نہیں ہاں کمال مہذب وشیخ تربیت وپیر افادت بننے کے لائق یورپ کے عیسائی ہیں اون کو اسقدر بیش قرار تنخواہیں ان روپیوں سے دی جائیں گی کہ وہ یہاں رہنے پر مجبور ہوں اون کی صحبت وتربیت میں مسلمانوں کے بچے رکھے جائیں گے اون کے اخلاق وعادات سکھائے جائیں گے ایسی صورت میں حال ظاہر ہے ابتدا میں کہ مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے کو بہت سنبھل سنبھل کر بنا بنا کر مقاصد دکھائے گئے ہیں اون میں تو یہ حالت ہے آئندہ جو کارروائی ہوگی ردیف پیش ہیں حالانکہ سالہاسال سے جو علی گڈھ کالج انھیں مقاصد کیلئے قائم ہے اوسکے ثمرات ظاہر

ہیں کہ مسلمانوں کو نیم عیسائی کر چھوڑا اور سکے اکثر تعلیم یافتہ اسلام و عقائد اسلام پر ٹھٹے اڑاتے ہیں ائمۂ علما کو مسخرہ بتاتے ہیں خود غرضی و خود پسندی دنیا طلبی دین فراموشی یہاں تک کہ داڑھی وغیرہ اسلامی وضع سے تنفر ان کا شعار ہے جب ادھورے کے یہ آثار ہیں تکمیل کے بعد جو ثمرات ہوں گے آشکار ہیں۔ قیاس کن زگلستان او بہار ش را وباللہ العصمۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از بمبئی محلہ چوٹا بھٹی مسئولہ مولانا مولوی عبدالقادر صاحب مدرس اول مدرسہ گمون سیٹھ ۵ رجب المرجب ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں:

(۱) اولیائے کرام کے مزار پر واسطے فاتحہ و امداد مردوں عورتوں کو جانا درست ہے یا نہیں۔

(۲) شادی میں دف تاشہ بجانا درست ہے یا نہیں۔

(۳) شادی میں لڑکیوں کا گانا درست ہے یا نہیں۔

(۴) تیجہ دسواں چہلم کا کھانا درست ہے یا نہیں۔

(۵) مسائل بالا کو نادرست کہنے والا کیا سمجھا جاوے۔ از روئے شرع شریف کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) مزارات اولیائے کرام پر بلحاظ آداب و مراعات احکام شرعیہ فاتحہ و استمداد و استفادہ کیلئے مردوں کا جانا جائز و مندوب و محبوب و مرغوب ہے شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں از اولیاء مدفونین انتفاع و استفادہ جاری ست مگر عورتوں کو حاضری سے روکنا ہی انسب و اسلم ہے کما افادہ فی الغنیۃ وبیناہ فی فتاوٰنا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

(۲) دف کہ بے جلاجل یعنی بغیر جھانجھ کا ہو اور تال سم کی رعایت سے نہ بجایا جاوے اور بجانے والے نہ مرد ہوں نہ ذی عزت عورتیں بلکہ کنیزیں یا ایسی کم حیثیت عورتیں اور وہ غیر محل فتنہ میں بجائیں تو نہ صرف جائز بلکہ مستحب و مندوب ہے للامر بہ فی الحدیث والقیود مذکورۃ فی ردالمحتار وغیرہ وشرحنا ھا فی فتاوٰنا اس کے سوا اور باجوں سے احتراز کیا جائے واللہ تعالٰی اعلم

(۳) جواری کا اطلاق لڑکیوں اور چھوکریوں دونوں پر آتا ہے کنیزوں کا گانا کہ محض طبعی طور پر ہو نہ قواعد موسیقی پر تعلیم کیا ہوا اور اس میں فحش وغیرہ کوئی امر خلاف شرع نہ ہو نہ اوس میں فی الحال فتنہ ہو نہ آئندہ فتنہ کا اندیشہ ہو محل سرور مثل نکاح و عیدین میں مضائقہ نہیں رکھتا اور بہت چھوٹی چھوٹی لڑکیاں اگر بطور خود کچھ آواز نکالیں جو غیر مردوں کو نہ پہنچے تو یہ بھی فی نفسہ ایسا منکر نہیں جس پر شرعًا مؤاخذہ ہو اور اپنی حیثیت و عزت و عرف و عادت کے اختلاف سے یہاں اختلاف ہوجائے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۴) تیجہ دسواں چہلم سب جائز ہیں جب بہ نیت محمود و بطور محمود ہوں اور اون کا کھانا مساکین و فقراء کیلئے چاہئے برادری کی دعوت کے طور پر نہ ہو فان الدعوۃ انما شرعت فی السرور لا فی الشرور فتح وغیرہ

(۵) یہ مسائل محض فرعیہ ہیں مگر اول و چہارم میں مطلقاً کلام ان بلاد میں شعار وہابیہ ہے اور وہابی ایک سخت گمراہ بددین فرقہ ہے جس کا حال الکوکبۃ الشہابیہ وسل السیوف الہندیہ والنہی الاکید و فتاوی الحرمین و حسام الحرمین وغیرہا تصانیف فقیر سے ظاہر واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ منشی عبداللہ حسن قلعہ بھنگیان ۱۰ رجب ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص اپنے مریدوں سے اشعار ذیل سنے اور سنکر خوش ہو بلکہ تمناء انعام دے ایسا شخص لائق بیعت ہے یا نہیں۔ خدا رسیدہ ہے یا نفس کا مطیع اہلسنت ہے یا اہل بدعت اشعار یہ ہیں۔

آفتاب چرخ علم و فضل شمس العارفین قبلۂ عالم سراج المتقین شاہجہاں

سیدات ذات مطلوب علی شیر خدا عاشق محبوب رب العالمین فخر زماں

ماہر علم لدنی واقف اسرار غیب قطب عالم غوث اعظم وارث پیغمبراں
کس طرح اہل جہاں پر راز اونکا کھل سکے راز داں ان کا خدا ہے وہ خدا کے رازداں
اولیا ہونے کو دنیا میں بہت ہیں اولیاء ان کی صورت انکی سیرت ان کی عادت کا کہاں
کچھ عجب ہیں یہ بھی حسن وعشق کے راز ونیاز مدح خواں اونکا خدا ہے وہ خدا کے مدح خواں

الجواب

حُبِ ثنا غالباً خصلت مذمومہ ہے اور کم از کم کوئی خصلت محمودہ نہیں اور اوسکے عواقب خطرناک ہیں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حب الثناء من الناس یعمی ویصم ستائش پسندی آدمی کو اندھا بہرا کر دیتی ہے رواہ فی مسند الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اور اگر اپنی جھوٹی تعریف دوست رکھے کہ لوگ اون فضائل سے اسکی ثنا کریں جو اس میں نہیں جب تو صریح حرام قطعی ہے قال اللہ تعالی لاتحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب ولھم عذاب الیم ۰ ہرگز گمان نہ کرنا اونکو جو اپنے کیے پر خوش ہوتے اور دوست رکھتے ہیں کہ بے کئے پر سراہے جائیں تو زنہار اونھیں عذاب کے بچاؤ کی جگہ نہ گمان کرنا اور اون کے لئے دردناک مار ہے والعیاذ باللہ تعالی ہاں اگر تعریف واقعی ہو تو اگرچہ تاویل معروف ومشہور کیساتھ جیسے شمس الائمہ وفخر العلماء وتاج العارفین وامثال ذلک کہ مقصود اپنے عصر یا مصر کے لوگ ہوتے ہیں اور اوسپر اس لئے خوش نہ ہو کہ میری تعریف ہو رہی ہے بلکہ اس لئے کہ ان لوگوں کی ان کو نفع دینی پہنچائے گی سمع قبول سے سنیں گے جو ان کو نصیحت کی جائیگی تو حقیقۃ حب مدح نہیں بلکہ حب نفع مسلمین ہے اور وہ محض ایمان ہے واللہ یعلم المفسد من المصلح طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے سبب حب الریاسۃ ثلثۃ ثانیھا التوسل به الی تنفیذ الحق واعزاز الدین واصلاح الخلق (فھذا) ان خلا عن المحذور کالریاء والتلبیس وترك الواجب و السنۃ فجائز بل مستحب قال اللہ تعالی عن العباد الصالحین۔ واجعلنا للمتقین اماما اھ ملتقطا اور جب معاملہ نیت پر ٹھہرا اور دلوں کا مالک اللہ عزوجل ہے تو اوس شخص کے حالات پر نظر لازم ہے اگر بے شرع ہے معاصی میں بیباک ہے یا جاہل بے ادراک ہے اور شوق پیری میں انہماک ہے تو خود ہی اسکے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں اور اب اوس کا اون تعریفوں پر خوش ہونا ضرور قسم دوم میں ہے جسے قرآن عظیم میں فرمایا کہ اونھیں عذاب سے دور نہ جانو اون کیلئے دردناک سزا ہے اور اگر ایسا نہیں بلکہ سنی صحیح العقیدہ صالح الاعمال متصل السلسلہ ہے خلق اللہ کو حق کی طرف دعوت کرتا منکرات سے روکتا باز رکھتا ہے تو ضرور قابل بیعت ہے اور اب اوسکے فعل مذکور کو اوسی محل حسن پر حمل کرنا فرض اور اوسپر بدگمانی حرام ہے قال اللہ تعالی یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم اے مسلمانوں بہت گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان گناہ ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث گمان سے دور بھاگو کہ گمان سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے پھر بھی اوسے چاہئے کہ اظہار تواضع میں کمی نہ کرے مریدوں کو اسپر انعام تمغے دیکر اور زیادہ برانگیختہ نہ کرے لوگوں کو اپنے اوپر بدگمانی کی راہ نہ دے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنی نعت کریم کے قصائد سنے اور اون پر انعام عطا فرمائے اس پر قیاس نہ کرے خاک کو عالم پاک سے نسبت نہ دے اون کی تعظیم اون کی محبت اون کی ثنا اون کی مدحت سب عین ایمان ہے اور اوسکا اظہار واعلان فرض اہم اور اون کا ذکر عین ذکر الہی اون کی ثنا عین حمد الہی۔ امیر المومنین خلیفہ راشد سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالی عنہ کے حضور ایک شاعر حاضر ہوا کہ میں نے حضرت کی مدح میں کچھ اشعار کہے ہیں فرمایا میں سننا نہیں چاہتا عرض کی نعت شریف میں کچھ عرض کیا ہے فرمایا سناؤ ایسے ائمہ راشدین کا اتباع کرے خصوصاً قطب عالم غوث اعظم جیسے الفاظ کہ غالباً وہ اپنے وجدان سے ان الفاظ کو اپنے لئے صادق نہ جان سکے گا۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ والتوفیق لاتباع اقوام طرائق۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از جادوپور تھانہ بھوجی پورہ تحصیل و ضلع بریلی مسئولہ شمشاد علی صاحب ۱۲ رجب ۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ جس میں ہمیشہ سے گاؤکشی ہوتی آئی اس سال اوسکے ہنود نے مسلمانوں سے نزاع کیا اس گاؤں میں بازار ہوتا تھا وہ لوگوں کو ورغلا کر دوسرے گاؤں میں اٹھوا دیا کہ اون لوگوں کا نفع جاتا رہے ہندو تو ہندوں کے کہنے سے چلے ہی گئے بعض مسلمان بھی اونھیں کے شریک ہوئے اون سے کہا بھی گیا کہ جس طرح ہنود نے اپنا بازار الگ کرلیا ہے تم بھی الگ بازار مسلمانوں کا کرو اور اوسی کا شریک ہو اور ہندؤں کی شرکت نہ کرو مگر وہ نہیں مانتے اس صورت میں ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

افسوس ہے اون مسلمانوں پر جو مسلمانوں کی مخالفت میں ہندؤں کا ساتھ دیں اور اون کی جماعت بڑھادیں اون کا نفع چاہیں مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں خصوصًا وہ بھی ایسی بات میں جسکی بنا مذہبی کام پر ہو ان لوگوں کو تو یہ کرنا چاہئے ورنہ اندیشہ کریں کہ اسی حالت میں موت آگئی تو حشر بھی ہندؤں ہی کے ساتھ ہوگا حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من جامع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہ فی لفظ لاتساکنوا المشرکین ولاتجامعوھم فمن ساکنھم اوجامعھم فھو مثلھم جو مشرکوں کیساتھ رہے وہ بھی اونھیں جیسا ہے رواہ بالاول ابوداؤد عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن وبالاخر الترمذی عنہ تعلیقا دوسری حدیث ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من کثر سواد قوم فھو منھم جو کسی گروہ کی جماعت بڑھائے وہ اونھیں میں سے ہے تیسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من اعان علی خصومتہ بغیر حق لم یزل فی سخط اللہ حتی ینزع جو کسی جھگڑے میں ناحق والوں کو مدد دے ہمیشہ خدا کے غضب میں رہے جبتک اوس سے باز آئے رواہ ابن ماجۃ والحاکم عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند حسن چوتھی حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من مات علی شیئ بعثہ اللہ علیہ جو جس حال میں مریگا اللہ تعالٰی اوسی حال پر اوسے اوٹھائے گا رواہ احمد والحاکم عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما بسند حسن۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از دولت پور ضلع بلندشہر مرسلہ شیر محمد خان صاحب ۵ شعبان ۲۹ھ

کسی امر کا وعدہ مستحکم حلف شرعی محمدیہ سے کرے اوسکے خلاف کرنا کیسا ہے۔

الجواب

اگر وہ امر واجب وفرض تھا تو اوس وعدہ کا خلاف کرنا حرام وناجائز ہے اور اگر وہ امر ناجائز وحرام تھا جیسے کسی نے شراب پینے کا بحلف مستحکم وعدہ بحلف کیا تو اوس کا خلاف کرنا فرض وواجب ہے اور اگر وہ امر مباح تھا اور کوئی عذر پیش آیا تو خلاف وعدہ جائز ہے اور بلا عذر ناپسند ہے ہاں وعدہ کرتے وقت ہی دل میں تھا کہ پورا نہ کریگا تو ایسا وعدہ کرنا بھی حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس الخلف ان یعد الرجل ومن نیتہ ان یفی ولکن الخلف ان یعد الرجل ومن نیتہ ان لایفی رواہ العقیلی عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ خود جھوٹ بولنا اور دوسرے شخص کو مجبور کرکے جھوٹ بلوانا کیسا گناہ ہے۔

الجواب

بلاضرورت شرعی جھوٹ بولنا اور بلوانا گناہ کبیرہ ہے۔ قال اللہ تعالٰی قتل الخراصون واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از روئے شرع شریف کے تاوان کا روپیہ جمع کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب ۔ حرام تاوان کا حرام اور جائز کا جائز۔ سائل نے متعدد سوال گول اور مجمل لکھے جو کسی صورت خاصہ میں حکم معلوم کرنا چاہے

اوسے مفصل وہ خاص صورت بیان کرنا چاہئے کہ اوس کا حکم بتایا جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از شیر گڑھ ڈاکخانہ خاص ضلع بریلی مکان سید احمد علی شاہ مرسلہ بندہ علی طالب علم۔

زید کا طریقہ صوفیانہ ہے اور اوسکے بال دراز ہیں یعنی کندھوں تک چھوتے ہیں آیا وہ شعر طویل نماز کی صحت کے مانع ہیں یا نہیں اور زید کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہوگی یا نہیں غرضکہ وہ بال نماز کی صحت میں خلل پیدا کرینگے یا نہیں ۲ فقرا کے واسطے بال بڑھانے کا حکم ہے یا نہیں اگر حکم ہے تو کہاں تک کیونکہ بدمذہب اس طریقہ کے منکر ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بال نصف کان سے کندھوں تک بڑھانا شرعاً جائز ہے اور اس سے زیادہ بڑھانا مرد کو حرام ہے خواہ فقرا ہوں خواہ دنیادار احکام شرع سب پر یکساں ہیں زیادہ میں عورتوں سے تشبہ ہے اور صحیح حدیث میں لعنت فرمائی ہے اوس مرد پر جو عورت کی وضع بنائے اور اوس عورت پر جو مرد کی وضع بنائے اگرچہ وہ وضع بنانا ایک ہی بات میں ہو۔ جو لوگ چوٹی گندھواتے یا جوڑا باندھتے یا کمر یا سینہ کے قریب تک بال بڑھاتے ہیں وہ شرعاً فاسق معلن ہیں اور فاسق معلن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے یعنی پھیرنا واجب اگرچہ پڑھے ہوئے دس برس گزر گئے ہوں اور یہ خیال کہ باطن صاف ہونا چاہئے ظاہر کیسا ہی ہو محض باطل ہے حدیث میں فرمایا کہ اوسکا دل ٹھیک ہوتا تو ظاہر آپ ٹھیک ہوجاتا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از گولڑا ضلع راولپنڈی مرسلہ مولوی عبدالرحمن صاحب ۹ ذی القعدہ ۱۳۲۹ھ۔

زر بالکسر جسکو ہندی میں گھنڈی کہتے ہیں اور ابریشم و باکلابتو سیم وزر سے بنائی جاتی ہے جیسا کہ اطراف بمبئی وغیرہ میں سازصدریہ اور اطراف بخارا وغیرہ میں جبہ وجغہ کی گھنڈیاں ہوتی ہیں اور بوجہ تخلیط رشتہا وخیاطت آن کا تجزر ہو کر تحت تبعیت آجاتی ہیں۔ بخلاف بٹن مروجہ سیم وزر کہ بظاہر حکم تبعیت نہیں رکھتا ہے کیونکہ اس جگہ تبعیت بظاہر بافتگی و دوختگی وخلط سیم وزر مع غیر سیم وزر میں منحصر معلوم ہوتی ہے جیسے کہ عبارت طحطاوی سے مستفاد ہوتا ہے قال فی المنتقی عن محمد لاباس ان تکون عروۃ القمیص وزرہ حریرا ہو کالعلم یکون فی الثوب ومعہ غیرہ فلا باس بہ وان کان وحدہ کرھتہ اور بٹن مروجہ ایک شے مستقل بصورت حلی سوراخ گریبان پیراہن میں معلق معلوم ہوتا ہے پس اگر اس کو حلی کیساتھ تشبیہ دی جائے تو ولا یتحلی الرجل بذھب وفضۃ مطلقا الا بخاتم ومنطقۃ وحلیۃ سیف منہا ای فضۃ اذا لم یرد بہ التزیین مانع اباحت ہے اور محض تعلیق کے ساتھ تشبیہ دی جائے تو مضمون عبارت والظاہر فی وجھہ ان التعلیق یشبہ اللبس فحرام لذلک کالعلامات الشبیھۃ فی باب المحرمات ملحقۃ بالیقین شامی حرمت کی طرف لے جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بٹن مروجہ محض تبر یعنی ٹکڑہ سیم وزر کر کے کیساتھ معلق ہے نہ بافتہ نہ دوختہ نہ کسی اور چیز کا اوسکے ساتھ خلط ہے پس اسکو تابع کہنے اور گھنڈی پر قیاس کرنے کی کیا دلیل ہے مہربانی فرماکر اطمینان بخش جواب مرحمت فرمائیں ونیز جس علت تعلیق سے زنجیر ناجائز ہے وہی علت بٹن میں موجود ہے پس کیا وجہ ہے کہ بٹن جائز ہو اور زنجیر بٹن ناجائز۔ ونیز اگر تابع کے یہ معنی ہے کہ بٹن بدون کرتے کے مستعمل نہیں ہوتا ہے تو یہ بات ازاربند میں بھی موجود ہے حالانکہ ازاربند ریشمی وغیرہ مکروہ ہے۔ واللہ اعلم محمد عبدالرحمن تعلم خود

الجواب

درمختار میں ہے لاباس بعروۃ القمیص وزرہ من الحریر لانہ تبع سیر کبیر پھر تاتارخانیہ پھر شرح علائی میں ہے لاباس بازرار الدیباج والذھب ذخیرہ پھر ہندیہ میں ہے لاباس یلبس الثوب فی غیر الحرب اذا کان ازرارہ دیباجا او ذھبا **اقول** یہاں چند فوائد قابل لحاظ ہیں **اول** زر کیلئے کپڑے میں سلا ہونا ضرور نہیں بلکہ مخیط ومربوط ومغروز ومرکوز سب کو عام ہے ولہذا ائمہ لغت اوس کی تعریف میں صرف لفظ وضع اخذ کیا جس میں اصلاً تخصیص خیاطت نہیں قاموس میں ہے الزر بالکسر الذی یوضع فی القمیص

وبالفتح شد الازار عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے قال ابن سیدۃ الزر الذی یوضع فی القمیص والجمع ازرار وزرور
وازر القمیص جعل لہ زرا وازرہ شد علیہ ازرارہ وقال ابن الاعرابی زر القمیص اذا کان محلولا فشدہ وزر الرجل
شد زرہ ملحہ جرمی کا شعر بھی اس کا پتا دیتا ہے کان زرور القبطیۃ علقت ٭ علائقھا منہ بجذع مقوم ٭ القبطیۃ
ثیاب کتان بیض والکنایۃ للممدوح والعلائق جمع علاقۃ بالکسر بند فی القاموس وتاج العروس العلاقۃ بالکسر فی
السوط ونحوہ کالسیف والقدح والمصحف والقوس وما اشبہ ذلک وعلاقۃ السوط ما فی مقبضہ من السیر اھ ثم قالا
اعلق القوس جعل لھا علاقۃ وعلقھا علی الوتد وکذلک السوط والمصحف والقدح ظاہر ہے کہ بحال خیاطت فی الثوب زر کو
علاقہ سے کیا علاقہ۔ فتاوی والوالجی پھر شلبی علی التبیین میں ہے لا باس بان یلبس المحرم الطیلسان ولا یزرہ علیہ فان زرہ
یوما فعلیہ دم لانہ صار منتفعا بہ انتفاع المخیط منسک متوسط اور اوس کی شرح مسلک متقسط بیان محرمات احرام میں ہے
(زر الطیلسان) ای ربطہ بالزر وعقدہ علی عنقہ فتح القدیر میں ہے ان زر الطیلسان یعد الزمہ دم لحصول
الاستمساک بالزر مع الاشتمال بالخیاطۃ درمختار میں ہے یستحب لبس ازار ورداء فان زررہ اوخللہ او عقدہ
اساء ولا دم علیہ ظاہر ہے کہ طیلسان وچادر میں گھنڈیاں سلی نہیں ہوتیں اور الزام مذکورہ خیاطت پر موقوف نہیں بلکہ بلا
خیاطت صورت ربط ہی زیادہ مقصود بالافادہ ہے کہ محرم کا محیط سے احتراز تو معہود ومشہور اور بجائے خود مذکور ہے ابوداود
ونسائی وابن خزیمہ وابن حبان وحاکم سب اپنی صحاح اور امام اجل ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں حضرت سلمہ
بن اکوع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قال قلت یارسول اللہ انی رجل اصید افاصلی فی القمیص الواحد قال نعم وازررہ
ولو بشوکۃ یہاں کانٹے کو بھی زر فرمایا والاصل الحقیقۃ والعدول الی المجاز مع دون ضرورۃ غایر مجاز تو بوتام یا بٹن
نفس معنی زر میں داخل ہیں نہ کہ ان کا گھنڈی پر قیاس ہو **دوم** لفظ ذہب منسوج وحجر دونوں کو شامل بلکہ وہ حجر ہی اصل حقیقت
پر ہے اور کلابتوں پر اوس کا اطلاق از قبیل تسمیۃ الکل باسم الجزء ہے کہ اوس میں ریشم بھی ہوتا ہے اور گھنڈیاں انھیں منسوجات
سے خاص نہیں بلکہ امرا کے یہاں سونے چاندی اور لعل ویاقوت کی بھی ہوتی ہیں۔ قال قائلھم ؎ ترانہ تکمہ لعل ست برقبائے حریر ٭
شدست قطرہ خون منت گریبان گیر ٭ تکمہ فارسی میں زر کا ترجمہ ہے جیسے عربی میں زیر۔ دجہ۔ جوزہ۔ جویزہ۔ حبہ بھی کہتے ہیں اور
وہ حلقہ جسے اردو میں تکمہ بولتے ہیں فارسی میں انگلا اور عربی میں عروہ وعلہ ہے تو سیر کبیر وذخیرہ وتاتارخانیہ ودرمختار وعالمگیریہ وغیرہا
کے نصوص مذکورہ سونے کے بٹن کا خاص جزئیہ ہیں ولا کلام لاحد بعد صرائح النصوص **سوم** یہیں سے کھل گیا کہ یہ بٹن بھی گھنڈیوں
کی طرح تابع ہیں کہ علمانے مطلقا زر کو تابع بتایا اور زر انھیں بھی شامل مگر تکثیر فوائد کیلئے معنی تابع پر بحث کریں اصلا کسی کتاب سے ثابت
نہیں کہ تبعیت کیلئے دوختہ یا بافتہ یا نفس ذات تابع میں سیم وزر وابریشم کا کسی چیز سے مخلوط ہونا ضرور ہو ہاں تابع کی متبوع سے
معیت چاہیئے نہ کہ خود اجناس مختلفہ ترکب۔ متون مذہب میں تصریح ہے کہ انگوٹھی کے نگ میں سونے کی کیل جائز ہے اور شراح
اوسکی یہی تعلیل فرماتے ہیں کہ وہ تابع ہے حالانکہ وہ دوختہ بافتہ مخلوط کچھ نہیں نیز تصریح ہے کہ جبہ وغیرہ میں ریشم کا ابرہ یا استر
مرد کو ناجائز ہیں کہ دونوں مقصود ہیں اور اوسکے اندر ریشم کا حشو جائز کہ وہ تابع ہے حالانکہ یہ بھی نہ بافتہ ہے نہ مخلوط اوسکے جبے پہنے
کو دو تین ڈورے ڈالتے ہیں اور اگر نہ ڈالیں جب بھی یقینا حکم نہ بدلے گا کہ علمانے حشویت پر مدار جواز رکھا ہے اور وہ بغیر
ڈورے پڑے بھی حشو ہے تو دوختہ بھی نہ ہوا جامع صغیر محرر مذہب وہدایہ وکنز ووافی ووقایہ ونقایہ وغرر واصلاح وملتقی وتنویر
ودر وغیرہا میں ہے لا باس بمسمار الذہب یجعل فی حجر الفص ای فی ثقبۃ لانہ تابع کالعلم فی الثوب فلا یعد لابسا لہ
محیط امام شمس الائمہ سرخسی پھر عالمگیریہ پھر ردالمحتار میں ہے لوجعل القز حشوا للقباء فلا باس بہ لانہ تبع ولو جعلت ظہارتہ
اوبطانتہ فھو مکروہ لان کلیھما مقصود بزازیہ پھر ہندیہ میں ہے لا باس بلبس الجبۃ المحشوۃ من الخز عباب طحطاوی

عن المنتقی عن محمد میں یہی تابع و مستقل کا تفرقہ بتایا گیا ہے کہ یہ نہ مستقل نہیں بلکہ دوسرے کیساتھ ہے اور تنہا ہوتی تو ناروا ہوتی کہ تابع نہ بنتی خود مستقل ہوجاتی اس کے بعد فقیر نے مجمع الانہر میں اس معنی کی تصریح دیکھی روایت مذکورہ کا تتمہ یہ نقل کیا کہ امام محمد نے فرمایا لانہ اذا کان ھو غیرہ فاللبس لایکون مضافا الیہ بل یکون تبعا فی اللبس صاف روشن ہوگیا کہ غیر سے مراد وہی متبوع ہے **نہم** یہ کہ گھنڈی تکمے آنچل پلو میں ریشم دوسری چیز کیساتھ مخلوط کرکے لگائیں جب تو جائز ہوا ور غیر مخلوط اگرچہ چار انگل سے زائد نہ ہو ممنوع ٹھہرے یہ قطعاً باطل ہے کہ تصریحات تمام کتب کے خلاف ہے بلاشبہہ خالص ریشمیں کپڑے کے گوٹ سنجاف بلیٹ کنٹھا ترنج اور ان کے مانند اور توابع سب جائز ہیں جبکہ چار انگل عرض سے زائد نہ ہوں اور یہ وہم کسی عاقل کو نہ گزرے گا کہ کپڑا اگرچہ خالص ریشم کا ہو سینے میں دوڑا تو اوسکے ساتھ ہوگا یہی معہ غیرہ ہوگیا حالانکہ یہی کیا ضرور کہ ریشم کی گوٹ وغیرہ سوت کے ڈورے سے سیں بلکہ ریشم سے سیں جیسا کہ اکثر یہی متعارف ہے جب بھی قطعاً بشرط مذکور جائز ہے کیا کوئی اس قید کا پتا بلکہ اسکی ہوا کسی کتاب سے دے سکتا ہے کہ سوت سے سیو تو روا اور ریشم سے تو ناروا ہرگز نہیں۔ اور حشو کے ریشم کو تو کہئے اوس کے ساتھ ایک تاگے کی بھی حاجت نہیں کما عرفت **چہارم** سونے چاندی خواہ کلابتون کے بٹن یا آنچل پلووں پر رو پہلے سنہرے کلابتون یا کامدانی کا کام حلی سے مشابہ نہیں بلکہ خود حلی ہیں درمختار میں ہے المنسوج بذھب یحل اذا کان مقدار اربع اصابع والالا یحل للرجل ردالمحتار میں ہے الحلی کما فی القاموس مایتزین بہ ولا شک ان الثوب المنسوج بالذھب حلی مگر یہ حلیہ ہی شرع نے جائز فرمایا ہے جبکہ تابع قلیل ہو ولہذا ردالمحتار میں اسے حلی بتا کر مسئلہ شرح کی تائید قنیہ سے نقل فرمائی لاباس بالعلم المنسوج بالذھب للنساء فاما للرجال فقدر اربع اصابع ومافوقہ یکرہ عبارات متون لاتحلی الرجل بذہب الخ میں تحلی باشیائے مستقلہ کا ذکر ہے نہ کہ توابع کا ولہذا چاندی کی انگوٹھی پیٹی پر تلے مستقل ہی چیزوں کا استثنا فرمایا۔ عام مراد ہوتا تو خود اونھیں کی بالاتفاق تصریحات اباحت علم منسوج بالذہب قدر اربع اصابع وزر وعروۂ ذہب وغیرہا کا صریح مناقض ہوتا یہیں سے ظاہر ہوا کہ سونے کے بٹن اور کلابتوں کی گھنڈیوں میں فرق ضائع ہے وہ اگر حلی ہیں تو یہ کیا نہیں اور لاتحلی کے استثنا میں اون کا ذکر نہیں تو ان کا بھی نہیں یوں ہوتا تو گھنڈیاں بھی ممنوع ہوجاتیں **پنجم** قطع نظر او ر تنقیحات مسئلہ تعلیق سے جب حقیقت لبس تابع قلیل میں معاف ہے تو شبہہ لبس کہ تعلیق میں ہے بدرجہ اولٰی۔ ہدایہ وکافی و تبیین وغیرہا میں ہے وھذا لفظ الامام النسفی فی الکافی اجمعنا ان القلیل من الملبوس حلال وھو الاعلام فکذا القلیل من اللبس والاستعمال والجامع انہ انموذج لنعیم الاٰخرۃ ترغیبا فیما ھو فی الاٰخرۃ لامقصود **ششم** ہمارا دعوٰی نہ تھا کہ ہر چیز جو دوسرے کیساتھ استعمال میں آئی ہو مطلقاً تابع ہے تو مسئلہ شلوار بند (جس میں اختلاف کثیر اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب جواز جیسا کہ واقعات امام صدر شہید وفتاوٰی صغرٰی وفتاوٰی ذخیرہ ومحیط وغایۃ البیان وبعض شروح جامع صغیر وشرح قدوری وفتاوٰی منصوریہ وشرح نقایہ برجندی ومجمع الانہر وغیرہا میں نص فرمایا اور منیۃ الفقہاء وجامع الرموز وتاتارخانیہ وتکملہ طوری وغیرہا میں اوسی پر جزم واعتماد کیا۔ کما فصلنا کل ذلک فی فتاونا) یہاں وارد نہیں بلکہ تبعیت اس لئے ہے کہ لبس اوس کی طرف مضاف نہیں ہوتا ہدایہ وتبیین وبرجندی ودرر کی عبارتیں گزریں لانہ تابع کالعلم فی الثوب فلایعد لابسالہ شرح ملتقی کی عبارت گذری اللبس لایکون مضافا الیہ بل یکون تبعا فی اللبس طحطاوی میں ہے وانما جاز منہ ما کان تبعا لان اللبس لایکون مضافا الیہ **ہفتم** زنجیروں کے لئے نہ زر کی طرح کوئی نص فقیر نے پایا نہ جواز زر کوئی صاف دلیل بلکہ وہ بظاہر مقصود بنفسہا ہیں نہ زر کیطرح کپڑے کی کوئی غرض اون سے متعلق نہ علم کی طرح ثوب میں مستہلک کہ تابع ثوب ٹھہریں نہ اون سے سنگار اور زینت کے سوا کوئی فائدہ مقصود اور وہ زیور زنان سے کمال مشابہ ہیں اون کی ہیأت وحالت بالکل سہاروں کی سی ہے کہ ایک طرف اون کے کنڈوں میں بالیاں پروکر اونکو دونوں جانب سے پیشانی کے بالوں پر لاکر کانٹا ڈالکر ملادیتے ہیں وہ بھی ان زنجیروں کی طرح لڑیاں ہی ہیں بلکہ اون سے علاوہ تزین ایک فائدہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ بالیوں کا بوجھ کانوں پر نہ پڑے یہ اونھیں اوٹھا کر سہارا دیئے رہیں اسی لئے اون کو سہارے کہتے ہیں۔

اور ان زنجیروں کی لڑیاں سوا زینت کے کوئی فائدہ نہیں دیتیں تو بہ نسبت سہاروں کے ان کی لڑیاں جھومر کی لڑیوں سے اشبہ ہیں اور سہاروں کی طرح یہ بھی داخل ملبوس ہیں بلکہ ان کا صرف زینت کے لئے بالذات مقصود اور کپڑے کی اغراض سے محض بے تعلق و نامستہلک ہونا جھومر کی طرح ان کے اور بھی زیادہ لبس مستقل کا مقتضی ہے اور ذہب وفضہ میں اصل حرمت ہے تو جبتک صریح دلیل جواز ثابت نہ ہو زنجیروں پر عدم جواز ہی کا حکم دینگے ہدایہ میں ہے الاصل فیہ التحریم تبیین الحقائق میں ہے الفضۃ والذھب من جنس واحد والاصل الحرمۃ فیھما اھ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر محلہ مسئولہ جناب محمد فضل حق صاحب بتاریخ ۸ محرم ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید خود بھی تخت اَلَم تعزیہ وغیرہ دیکھنا جائز رکھتا ہے اور مستورات کو اس قسم کے ہنگاموں میں جانے سے منع نہیں کرتا بلکہ بچوں کو بھی خواہ بنظر ثواب خواہ بخیال تماشہ اپنے ساتھ لیجا کر دکھاتا ہے علمائے دین متین اور حامیان سنت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کیا فتوی دیتے ہیں ایسے لوگوں سے جنکا یہ خیال ہے کہ فقیر بنکر سلسلہ میں شامل ہو جائے اور یہ عقیدہ ہے کہ اس طرح اولاد کا تحفظ اور بیمہ جان کا ہو جاتا ہے کیا ہونا چاہئے فقیر مذکور کو بھیک دینے اور پیسہ دینے کا کیا حکم ہے اور عقیدہ اور عمل بالا کو کیا جاننا چاہئے ۔ بینوا توجروا

الجواب

تخت علم تعزیے وغیرہ سب ناجائز ہیں اور ناجائز کام کو بطور تماشہ دیکھنا بھی حرام لان ما حرم فعلہ حرم التفرج علیہ اور بچوں کو دکھانے کا بھی گناہ اسی پر ہے کما فی الاشباہ وغیرھا اور عورتوں کو ایسے جلسوں میں جانے کی اجازت دینی حرمت کے سوا سخت بیحمیتی اور نہایت بے غیرتی بھی ہے وفی الخلاصۃ والدرر وغیرھما ان اذن کانا عاصیین اور اسکو ثواب سمجھنا گناہ کے علاوہ فساد عقیدہ بھی ہے والعیاذ باللہ تعالٰی سلسلۂ اولیائے کرام میں کسی ایسے شیخ کے ہاتھ پر داخل ہونا کہ عالم سنی متصل السند غیر فاسق ہو ضرور برکت عظیمہ ہے دنیا و آخرت میں اوسکے منافع بے شمار ہیں اور اوس سے زیادت عمر کی امید رکھنا بھی بیجا نہیں کہ وہ بر یعنی نکوئی ہے اور نکوئی سے رزق بڑھتا ہے عمر میں برکت ہوتی ہے اور یہ کوئی جاہل سا جاہل بھی نہ سمجھے گا کہ اب موت محال ہوگئی۔ ہاں بھیک مانگنے کیلئے فقیر بنا نا حرام ہے اور بے ضرورت شرعیہ ومجبوری محض بھیک مانگنا حرام اور جو بلا ضرورت بھیک مانگے اوسے دینا بھی حرام لکونہ اعانۃ علی المعصیۃ کما فی الدرالمختار ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ ۲۶ محرم ۱۳۳۰ھ

علم تعزیہ کو بنانا ڈھول تاشہ یا کسی انگریزی باجے کے ساتھ ہنود وکہار بیلداروں سے اٹھوانا اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے اسم مقدس کو بتشدید یدکہنا اور زور زور سے دونوں ہاتھ سے سینہ پیٹنا اور تعزیہ کو بازاروں میں لئے پھرنا ہندو مسلمانوں کو بطور تماشہ کے دکھانا اور دس محرم کو ایک میلہ لگانا اور امام باڑہ میں تعزیہ رکھ کر بتاشہ ریوڑی ہندو مسلمانوں سے چڑھوانا اور امام باڑہ پر نوبت رکھوانا اور اس میں روشنی کرنا اور خوب مرصع کرنا اور دس محرم کو ہنود وکہاروں یا بیلداروں سے گڈھا کھدوا اوس میں تعزیہ دفن کرادینا اور تخت کو واپس لانا اور عوام الناس کی یہ مرادیں مانگنا اور اون کا فقیر بنانا گھر گھر سے مانگ کر نیاز دلوانا اور رنگین ہرے ہرے کپڑے نئے نئے پہننا اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی مرجاتا ہے ایسی حالت میں یہ مراد مانگنا کہ یا حضرت امام حسین آپکی دعا سے اگر ہمارا بچہ زندہ رہا تو ہم دس برس تک آپ کے نام کا بچہ کو فقیر یا بہشتی یا پیک بنا دینگے اور بعد دس برس کے برادری محتاج یا مساکین کو نہایت خوشی اور جلوس کے ساتھ کھانا کھلا کر فقیری کو ختم کرائینگے اور جابجا مرثیہ جاکر پڑھنا دھنیا بنا کر برادری میں بطور حصہ یا عیدی کی طرح ٹھوؤں میں رکھکر بچوں کے لئے بھیجنا اور کھچڑا پکا کر برادری میں تقسیم کرنا اور خود کھانا محتاجوں کو کھلانا اور یہ کہاں سے ثابت ہوا ہے اور روٹیاں پکوا کر اس طرح لنگر لٹانا کہ ہاتھ میں گرے یا جہاں کہیں اس فعل کا کرنے والا کون ہے اور یہ افعال

کس کے ہیں اور مومن کو امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے واقعہ میں ان دس ایام میں کیا کرنا چاہئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

مسلمانوں کو ان ایام میں صدقات وخیرات ومبرات وحسنات کی کثرت چاہئے خصوصًا روزے خصوصًا روز عاشورا کا کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب اور ایک سال گذشتہ کے گناہوں کی معافی ہے کما ثبت فی الحدیث الصحیح اور بہتر یہ ہے کہ نویں دسویں دونوں کا روزہ رکھے لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لئن عشت الی قابل لاصومن التاسع حضرت شہزادہ گلگوں قبا امام حسین شہید کربلا ودیگر شہدائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نام پاک پر جسقدر ہو سکے تصدق وایصال ثواب کریں بلکہ اون روزوں وغیرہا تمام حسنات کا ثواب اوسی جناب گردوں قباب کی نذر کریں گرمیوں میں اون کے نام پر شربت پلائیں جاڑے میں چائے پلائیں اور نیک نیت پاک مال سے شربت چائے کھانے کو جتنا چاہیں لذیذ وبیش قیمت کریں سب خیر ہے کھچڑا پلاؤ فرنی جو چاہیں اور بے دقت میسر ہو برادری میں بانٹیں محتاجوں کو کھلائیں اپنے گھر والوں کو کھلائیں نیک نیت سے سب ثواب ہے۔ کما ثبت فی الاحادیث الصحاح حتی قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وما اطعمت نفسك فھو لك صدقۃ رہا یہ کہ کھچڑا کہاں سے ثابت ہوا جہاں سے شادی کا پلاؤ دعوت کا زردہ ثابت ہوا۔ یہ تخصیصات عرفیہ ہیں نہ شرعیہ ہاں جو اسے شرعًا ضروری جانے وہ باطل پر ہے روٹیاں پکاکر تقسیم کرنا بھی خیر ہے مگر پھینکنا منع ہے اور اون کا پاؤں کے نیچے آنا یا ناپاک جگہ گرنا سخت شدید مواخذہ کا موجب ایک تو روٹی کی بے حرمتی جس کی تعظیم کا حدیث میں حکم فرمایا دوسرے نیاز کی چیز کی بے توقیری نیاز کی چیز معظم ہوتی ہے کما دل علیہ حدیث نفیس فی بھجۃ الاسرار بے ادب وہابیوں کا کہنا کہ اوس میں تو صدقہ کے سبب سے اور خباثت آگئی اون کی قلبی خباثت ہے کہ محبوبان خدا کے نام سے اونھیں عداوت ہے بہشتی بننا اگر بدعات سے خالی ہو اور محض نام ونقل نہو بلکہ کام اور فعل ہو یعنی پانی بھر بھر کر مسلمانوں کو پلائیں وضو کرائیں تو ضرور اچھا کام اور باعث اجر ہے اور اوسکا ثواب بھی نذر شہدائے کرام ہو سکتا ہے اور ریک بننا نری نقالی اور بیہودہ بے معنی ہے اور گھنٹے لٹکانا حدیث میں منع فرمایا یوہیں فقیر بنکر بلا ضرورت ومجبوری بھیک مانگنا حرام۔ کما نطقت بہ احادیث مستفیضۃ اور ایسوں کو دینا بھی حرام لانہ اعانۃ علی المعصیۃ کما فی الدر المختار اور وہ منت ماننی کہ دس برس تک ایسا کرینگے سب جہل وممنوع ہے قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانذر فی معصیۃ ہاں سیدنا حضرت امام عالی مقام علی جدہ الکریم ثم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے اپنی حاجت میں استمداد واستعانت وطلب دعا وشفاعت جائز ومحبوب قال اللہ تعالٰی وابتغوا الیہ الوسیلۃ وقال اللہ تعالٰی اولئك الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ۔ دھنیا بنانے کھانے ٹھوں میں رکھکر بچوں کو بھیجنے میں فی نفسہ کچھ حرج نہ تھا مگر وہ مبنی جس کی بنا پر یہ کیا جاتا ہے شرعًا ناجائز ہے اس کی اصل یوں ہے کہ پان کھانے کے عادی ہیں محرم کے عشرہ میں سوگ کے خیال سے پان چھوڑ دیتے ہیں اوسکی جگہ یہ دھنیا ایجاد ہوا ہے شریعت نے عورت کو شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن سوگ کا حکم دیا ہے اوروں کی موت کے تیسرے دن تک اجازت دی ہے باقی حرام ہے اور ہر سال سوگ کی تجدید تو کسی کیلئے اصلا حلال نہیں پھر حقیقت دیکھئے تو دعوائے غم بھی جھوٹا۔ غم میں آدمی سے پان نہ کھایا جائے تو دھنئے کے یہ تکلفات کہ وقت میں اوس سے سوجگہ زائد اور خرچ بھی زیادہ اور لذت بھی افزوں یہ ضرور ہو سکیں گے یوہیں عشرہ محرم کے سبز رنگے ہوئے کپڑے بھی ناجائز ہیں یہ بھی سوگ کی غرض سے ہیں سوگ میں اصل سیاہ لباس ہے وہ تو رافضیوں نے لیا اور اونھیں زیبا بھی تھا کہ ایک تو اون کے دلوں کی بھی یہی رنگت ہے دوسرے یہ کہ سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا الشیعۃ نساء ھذہ الامۃ شیعہ اس امت کی عورتیں ہیں سوگ وماتم عورتوں ہی کو خوب آتے ہیں ہمارے جاہل سنی بھائی سیاہی سے تو بچے کہ رافضیوں کی مشابہت نہ ہو مگر اوس سے قریب تر رنگت سبزی پائی اسے اختیار کیا سبزی جب گہری ہوگی سیاہی کالے آئے گی ہلکی سیاہی کو سبزی کہتے ہیں آسمان نیلا ہے اوسے عربی میں خضرا فارسی میں چرخ سبزہ فام کہتے ہیں اردو میں بھیگنے

کو اس وقت بالوں کی سیاہی خوب گہری نہیں ہوتی سبزہ آغاز کو کہتے ہیں لہذا اوس نیت سے یہ بھی ناجائز مسلمان کو چاہئے عشرہ مبارک میں تین رنگوں سے بچے سیاہ سبز سرخ سیاہ سبز کی وجہیں تو معلوم ہوگئیں اور سرخ آجکل ناصبی خبیث خوشی کی نیت سے پہنتے ہیں سیاہ میں اودا نیلا کاسنی۔ سبز میں کاہی دھانی پستئی سرخ میں گلابی عنابی نارنجی سب داخل ہیں غرض جس پر ان میں کوئی رنگ صادق آئے اگر سوگ یا خوشی کی نیت سے پہنے جب تو خود ہی حرام ہے ورنہ انکی مشابہت سے بچنا بہتر ہے یوہیں مرثیے کہ رائج ہیں سب حرام و ناجائز ہیں حدیث میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن المراثی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا اور ماتم کرنا چھاتی پیٹنا بھی حرام ہے نطقت بتحریمہ احادیث بالغۃ حد الاشتھار حسن حسن بتشدید کہنا تو جہالت ہی تھا مگر ماتم سخت منع ہے یوہیں علم تعزیے تخت جریدے باجے کھیل تماشے سب بیہودہ و بدعت و ممنوع ہیں یوہیں تعزیہ چڑھاوا امام باڑے کا مکان اوس کی نوبت روشنی آرائش سب بشرح صدر ہیں غم والم کا نام اور لہو ولعب کی یہ دھوم دھام اور اس پر امید خوشنودی حضرت امام۔ اور اس اولٹی مت کا کیا ٹھکانا کہ یا تو تعزیہ کی وہ تعظیم کہ گویا معاذ اللہ بعینہٖ یہی نعش مبارک حضور پرنور امام عالیمقام ہے بلکہ اوس سے بھی زائد یہاں تک کہ اوسے سجدہ کرنے سے بھی باک نہیں اور کہاں یہ حرکت کہ کہار بیلدار وغیرہم کفار اوسے اوٹھائے پھریں اور اوس پر پڑھایہ جائے کہ اے مومنو اوٹھاؤ جنازہ حسین کا۔ استغفر اللہ پھر گلی کوچوں میں گشت پھر توڑ تاڑ کر دبا دینا کتنی شتر گربگی ہے پھر مصنوعی کربلا میں جسے حقیقی کے مثل ٹھہراتے ہیں کوئی دقیقہ لغویات و ممنوعات کا اوٹھا نہیں رکھتے رنڈیوں کے جھولے تک ہوتے ہیں بلکہ تختوں پر ایک ایک رنڈی جلوہ گر ہوتی ہے کہاں امام عالی مقام کی طرف نسبت اور کہاں یہ سخت شنیع حرکت۔ کاش اللہ عزوجل ہمارے بھائیوں کو سمجھ دیتا کہ ہزاروں روپے جو یوں نیکی برباد گناہ لازم میں تباہ کرتے اونھیں حضرات شہیدان پاک کے نام پر تصدق کرتے مساکین کو دیتے جاڑے میں اون کے لحاف رضائی گرم کپڑے بناتے وغیرہ وغیرہ افعال حسنہ تو کتنا بہتر ہوتا اللہ ہدایت دے آمین واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ مولانا ظفر الدین صاحب ۲۶ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ

ملفوظات حضرت سید عبدالرزاق بانسوی قدس سرہ میں یہ حکایتیں ہیں یا نہیں۔

(۱) محرم کی دسویں تھی کہ حضرت مولانا ممدوح ایک تعزیہ کیساتھ ہو لئے جو جلاہوں کا تھا اور مصنوعی کربلا میں دفن ہونے کے لئے لوگ لئے جاتے تھے آپکی وجہ سے اور خدام و مریدین بھی ساتھ ہو لئے کربلا تک ساتھ ساتھ رہے بلکہ دیر تک قیام فرمایا کچھ دنوں بعد بعض خاص مریدین نے پوچھا تو فرمایا کہ مجھے تعزیوں سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالیمقام کو دیکھ کر ساتھ ہو لئے تھے کہ اونکے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا۔ (۲) انھیں بزرگ کا قصہ ہے کہ ایک دن عاشورہ کو مسجد میں بیٹھے وضو کر رہے تھے ٹوپی مبارک فصیل پر رکھی تھی کہ یکایک اوسی طرح سر برہنہ نیچے تشریف لے آئے اور ایک تعزیہ کیساتھ ہو لئے اس دفعہ لوگوں نے دریافت کیا تو فرمایا کہ حضرت سیدۃ النساء تشریف فرما تھیں۔ دونوں روایتیں کہاں تک صحیح ہیں۔

الجواب

دونوں حکایتیں محض غلط و بے اصل ہیں تعزیہ داروں کو نہ کوئی دلیل شرعی ملتی ہے نہ کسی معتمد کا قول مجبوراً حکایات بناتے ہیں اسی ساخت کی حکایت کوئی شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کرتا ہے کوئی مولانا شاہ عبدالمجید صاحب سے کوئی حضرت مولانا فضل رسول صاحب سے کوئی مولوی فضل الرحمن صاحب سے کوئی میرے حضرت جد امجد سے رحمۃ اللہ تعالی علیہم اور سب باطل و مصنوع ہیں تو ابھی زندہ ہوں میرے نسبت کہہ دیا کہ ہم نے اسے تعزیہ شاید علم بتائے کہ ان کے ساتھ جاتے دیکھا اور اوس حکایت کا کذب تو خود اسی سے روشن کہ فرمایا مجھے تعزیوں سے کچھ مطلب نہیں ہم تو امام عالی مقام کو دیکھکر ساتھ ہو لئے تھے کہ اون کیساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا سبحن اللہ جب تعزیے ایسے معظم و مقبول و محبوب بارگاہ ہیں کہ خود حضور پرنور امام انام علی جدہ الکریم ثم علیہ الصلاۃ والسلام

بنفس نفیس اونکی مشایعت فرماتے ہیں ادن کے ساتھ چلتے ہیں تو اون سے کچھ مطلب نہو نا اللہ عزوجل کے محبوب و معظم سے مطلب نہ ہوتا جو ولی تو ولی کسی مسلمان کی شان نہیں پھر آگے تتمۂ کلام ملاحظہ ہو کر اون کے ساتھ اولیائے کرام کا مجمع تھا یہ کان بیانیہ تو ہو نہیں سکتا ضرور تعلیلیہ ہے یعنی حضرت امام کے ساتھ ہونے پر بھی کچھ توجہ نہوتی مگر کیا کیجئے اون کے ساتھ مجمع اولیا تھا لہذا مجبوراً شامل ہونا پڑا۔ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے ہاں خوب یاد آیا ۳ جمادی الاخرہ ۲۷ھ کو تلہر سے ایک سوال آیا تھا کہ تونے تعزیہ داری کو جائز کر دیا ہے اس خبر کی کیا حقیقت ہے ایک رافضی بڑے فخر سے اس روایت کو نقل کرتا ہے ایضاً تیرا اور دیگر چند علمائے بریلی کا فتوی طیار ہوا ہے کہ آیت تطہیر کے تحت میں ازواج مطہرات داخل نہیں اس فتوی کی نقل اوس رافضی کے پاس دیکھنے میں آئی ہے فقط اب فرمایئے اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت درکار جب زندوں کیساتھ یہ برتاؤ ہے تو احیائے عالم برزخ کی نسبت جو ہو کم ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از نجیب آباد ضلع بجنور مسئولہ جناب احمد حسین خاں صاحب، ذی الحجہ ۲۹ھ

(۱) مرید کے پیر پر کیا حقوق ہیں (۲) پیر کے مرید پر کیا کیا حقوق ہیں (۳) سلام کے متعلق جملہ مسائل کیا ہیں (۴) کس شخص کی ضیافت خواہ مسلمان ہو خواہ کافر نہ کرنی چاہیے اور کس شخص کی نامنظور کرنی چاہیے اور کیوں۔

جواب ۱ ۔ مرید کا پیر پر حق یہ ہے کہ اوسے مثل اپنی اولاد کے جانے جو بات بُری دیکھے اوس سے منع کرے رد کے نیکیوں کی ترغیب دے حاضر و غایب اوسکی خیر خواہی کرے اپنی دعا میں اوسے شریک کرے اوس کی طرف سے براہ نادانی جو گستاخی بے ادبی واقع ہو اوس سے درگزر کرے اوس پر اپنے نفس کے لئے ناراض نہ ہو اوسکی ہدایت کیلئے غصہ ظاہر کرے اور دل میں اسکی بھلائی کا خواستگار رہے اوسکے مال سے کچھ طلب نہ کرے تا بمقدور اس کی ہر مشکل میں مددگار رہے وغیرہ وغیرہ واللہ تعالی اعلم۔

جواب ۲ ۔ پیر کے حقوق مرید پر شمار سے افزوں ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اوس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے اوسکی رضا کو اللہ کی رضا اوسکی ناخوشی کو اللہ کی ناخوشی جانے اوسے اپنے حق میں تمام اولیائے زمانہ سے بہتر سمجھے اگر کوئی نعمت بظاہر دوسرے سے ملے تو اوسے بھی پیر ہی کی عطا اور اوسی کی نظر توجہ کا صدقہ جانے مال اولاد جان سب پیر تصدق کرنے کو تیار رہے اوسکی جو بات اپنی نظر میں خلاف شرع بلکہ معاذ اللہ کبیرہ معلوم ہو اوس پر بھی نہ اعتراض کرے نہ دل میں بدگمانی کو جگہ دے بلکہ یقین جانے کہ میری سمجھ کی غلطی ہے دوسرے کو اگر آسمان پر اوڑتا دیکھے جب بھی پیر کے سوا دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو سخت آگ جانے ایک باپ سے دوسرا باپ نہ بنائے اوس کے حضور بات نہ کرے ہنسنا تو بڑی چیز ہے اوس کے سامنے آنکھ کان دل ہمہ تن اوسی کی طرف مصروف رکھے جو وہ پوچھے نہایت نرم آواز سے بکمال ادب بتا کر جلد خاموش ہو جائے اوس کے کپڑوں اوس کے بیٹھنے کی جگہ اوس کی اولاد اوس کے مکان اوس کے محلہ اوس کے شہر کی تعظیم کرے جو وہ حکم دے کیوں نہ کہے دیر نہ کرے سب کاموں پر اوسے تقدیم دے اوس کی غیبت میں بھی اوس کے بیٹھنے کی جگہ نہ بیٹھے اوس کی موت کے بعد بھی اوس کی زوجہ سے نکاح نہ کرے روز آنہ اگر وہ زندہ ہے اوس کی سلامت و عافیت کی دعا بکثرت کرتا رہے اور اگر انتقال ہو گیا ہو تو روز آنہ اوس کے نام پر فاتحہ و درود کا ثواب پہنچائے اوس کے دوست کا دوست اوس کے دشمن کا دشمن رہے غرض اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بعد اوس کے علاقہ کو تمام جہان کے علاقہ پر دل سے ترجیح دے اور اوسی پر کاربند رہے وغیرہ وغیرہ جب یہ ایسا ہوگا تو ہر وقت اللہ عزوجل و سید عالم صلے اللہ تعالی علیہ وسلم و حضرات مشائخ کرام رضی اللہ تعالی علیہم کی مدد زندگی میں نزع میں قبر میں حشر میں میزان پر صراط پر حوض پر ہر جگہ اسکے ساتھ رہیگی اوس کا پیر اگر خود کچھ نہیں تو اوس کا پیر تو کچھ ہے یا پیر کا پیر یہاں تک کہ صاحب سلسلہ حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ پھر یہ سلسلہ مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ اور اون سے سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور اون سے اللہ رب العلمین تک مسلسل چلا گیا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ پیر چاروں شرائط بیعت کا جامع ہو پھر

اوس کا حسن اعتقاد سب کچھ پھل لاسکتا ہے ان شاء اللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب ۳ ۔ سلام کے متعلق بہت مسائل ہیں جو بات خاص دریافت کرنی ہو کیجئے غالبًا آپکی مراد یہ ہوگی کہ کس کس کو سلام کرنا منع ہے ہاں بدمذہب کو سلام کرنا حرام ہے فاسق کو سلام کرنا ناجائز ہے جو برہنہ ہو یا استنجا کررہا ہو اوسے سلام نہ کرے جو کھانا کھا رہا ہو اوسے سلام نہ کرے جو اذان یا تلاوت یا کسی طرح ذکر میں مشغول ہو اوسے سلام نہ کرے کافر یا مبتدع یا فاسق کو سلام کرنیکی صحیح ضرورت پیش آئے تو لفظ سلام نہ کہے بلکہ ہاتھ اوٹھانے یا اور کوئی لفظ کہ نہ سلام ہو نہ تعظیم کہنے پر قناعت کرے یا مجبور ہو تو آداب کہے یعنی آمیرے پاؤں داب۔ یا آداب شریعت کہ تو نے اپنے فسق سے ترک کردئے ہیں بجالا واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال چہارم ۔ مرتد کی نہ دعوت کرے نہ اوسکی دعوت میں جائے نہ اوس سے کوئی معاملہ میل جول کا رکھے یوں ہی کفار خصوصًا وہ جو ذمی بھی نہ ہوں سلطنت اسلامیہ میں رہ کر مطیع الاسلام نہ ہوں اون سے بھی کوئی برتاؤ محبت و دوستی کا نہ کرے ہاں مصلحت شرعیہ ہو تو اوسکی دعوت کرے بھی اور کھائے بھی جس کی بدمذہبی حد کفر تک نہ پہنچی ہو اور بلا مصلحت اوس سے کیا فاسق معلن بیباک سے بھی بچے خصوصًا مضرت دینی کا خوف ہو جب تو احتراز سخت لازم ہوگا مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے یہاں شادی میں ناچ یا ناجائز باجا ہے وہ اوسے بلاتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ میں جاؤں گا تو اوسے روک سکونگا اوسے میرا کہنا ضرور ماننا ہوگا تو بالقصد جائے اور اگر سمجھے کہ میں اپنا شریک ہونا ممنوعات کے نہ ہونے پر موقوف کردوں کہ اگر یہ باتیں نہ کرو تو آؤں گا تو اوسے میری ایسی خاطر ہے کہ ان باتوں سے باز رہے گا تو ہرگز نہ جائے جب تک وہ منہیات ترک نہ کردے دوسری مثال اس سے میل جول نرم برتاؤ رکھنے میں امید ہے کہ یہ راہ پر آجائے اوس کا دل نرم ہے حق قبول کرلے گا تو حد جائز تک آشتی برتے اور جانے کہ میل جول میں مجھے اندیشہ ہے کہ اوس کی محبت اثر کرجائے تو آگ سمجھے دور بھاگے عام لوگوں کو اسی اخیر صورت کا لحاظ چاہئے ولہذا حدیث میں صاف فرمایا۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اون سے دور رہو اور اون کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تم کو بہکا نہ دیں کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ محمد شبیر الدین طالب علم مدرسہ امداد العلوم محلہ بانسمنڈی کانپور۔ ۲۵ صفر ۱۳۳۲ھ

چہ میفرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ اگر از مال حلال واز مال کسبے چاہے کند ومال حرام زیادہ باشد آب آں چاہ حلال ست یا حرام و چاہ را چہ حکم ست ویران کند یا نہ بینوا توجروا۔

الجواب

آب بہرحال حلال ست لانہ مباح حتی لا یملکہ مالک البئر کما ھو مصرح بہ فی عامۃ کتب المذھب وچاہ را ویران کردن ضرور نیست اگر آں مال حرام زرنقد بود فان اشراء بہ لا یورث خبثا فی المشتری علی مذھب الکرخی المفتی بہ مالم یجتمع علیہ العقد والنقد ولیس معھودا فی البیاعات ھنا بل اختار فی الطریقۃ المحمدیۃ الفتوی علی القول الثالث ان الخبث لا یسری الیہ اصلا ولو اجتمعا واگر نفس خشت وخشب کہ بآنہا تعمیر چاہ کردند مال حرام بود اگر مالک معلوم ست باذن او اباحت تواں شد واگر مضائقہ کند قیمت تواں گرفت علی التفصیل المعلوم فی الساجۃ المذکور فی الدر وغیرہ واگر معلوم نیست لقطہ شد پس باذن قاضی وآنجا کہ قاضی نیست باجازت عالم سنی افقہ بلد وصوابدید عمائد مسلمین صرف چاہ تواں شد کما فی الخانیۃ وغیرہا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں ۱ بطریق روافض بغیر ذکر حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اہلسنت کے واسطے واقعات کربلا بیان کرنا اور بوجہ ہمنامی خلفائے ثلاثہ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان فرزندان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تذکرہ منجملہ شہدائے دشت کربلا ترک کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۲ جن مقامات پر آریہ سماج حضرت رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اور روافض صحابہ عظام سے بدظنی پھیلاتے ہیں شبانہ روز درمے قدمے سخنے غرضکہ ہر طرح سے بے حد کوشاں رہتے ہیں

وہاں ہر امکانی طریقہ سے عوام کو حفظاً للعقائد ان حضرات کے مناقب اور محامد سے واقف کرنا مذہباً واجب ہوگا یا نہیں۔ ۳؎ جو شخص بیان محالفین امور مذکورہ سے یہ کہکر باز رکھے کہ "اگر تم تعریف کروگے تو وہ دل میں برا کہیں گے" تو ایسے شخص کی اقتدا کرکے مقاصد مخالفین کی تکمیل ہونے دیں یا اس سے قطع تعلق کرلیں جواب مدلل اور مفصل ارشاد فرماکر ماجور ہوں۔

الجواب

افضل اذکار ذکر الٰہی عزجلالہ ہے اور ذکر الٰہی میں سب سے افضل نماز۔ اگر نماز بھی بطور روافض پڑھی جائیگی ناجائز و ممنوع ہے نہ کہ اوراذکار مجالس محرم شریف میں ذکر شہادت شریف جس طرح عوام میں رائج ہے جس سے تجدید حزن و نوحہ باطلہ مقصود اور اکاذیب و موضوعات سے تلویث خود حرام ہے صواعق محرقہ پھر ماثبت بالسنۃ میں ہے ایاہ ثم ایاہ ان یشتغل ببدع الروافض من الندب والنیاحۃ والحزن اذلیس ذلک من اخلاق المؤمنین الخ ہاں ذکر فضائل شریف حضرت سیدنا امام حسین ریحانۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بروجہ جائز روایات صحیحہ معتمدہ معتبرہ سے ضرور نور زین و عین نور ہے مگر صرف اوسی پر اقتصار اور ذکر خلفائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے دامن کشی خصوصاً لکھنؤ جیسے محل حاجت میں کہ کوئہ ہند ہے ضرور قابل اعتراض و احتراز ہے قسم اول کی نسبت امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں یحرم علی الواعظ وغیرہ روایتہ مقتل الحسین امام ابن حجر مکی صواعق میں فرماتے ہیں ما ذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین لاینافی ما ذکرنا فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم وبراء تہم من کل نقص بخلاف مایفعلہ الواعظ الجھلۃ فانھم یاتون بالاخبار الکاذبۃ الموضوعۃ ونحوھا ولا یبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ فیوقعون العامۃ فی بغض الصحابۃ وتنقیصھم اور قسم دوم کی نسبت کتاب العون پھر شرح نقایہ علامہ قہستانی اواخر کتاب الکراہیۃ میں ہے لواراد ذکر مقتل الحسین ینبغی ان یذکر اولاً مقتل سائر الصحابۃ لئلا یشبہ الروافض ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں اذا ذکر الصالحون فحیھلا بعمر جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر فاروق کا تذکرہ کرو اور ذکر شہادت میں حضرات ابوبکر وعمر و عثمان اولاً و امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کا ذکر اس لئے ترک کرنا کہ اُن کے اسما حضرات عالیہ خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نام پاک میں صریح رفض و اوہام زنانہ روافض خذلہم اللہ کا اتباع ہے کہ مسمی کے باعث اسم سے عداوت باندھ لیتے ہیں اگرچہ وہ نام کسی محبوب کا ہو قاتلھم اللہ انی یؤفکون اسی لئے یہ بے پیرے دوشنبہ کو پیر کہنے سے احتراز کرتے ہیں مسجد کے تین در نہ بنائیں گے کہ خلفائے ثلثہ کا عدد ہے ایسے ہی اوہام پر تو امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا الشیعۃ نساء ھذہ الامۃ رافضی اس امت کی مادہ ہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

(۲) ضرور واجب بلکہ اہم فرائض سے ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا سب اصحابی وظھرت الفتن او قال البدع ولم یظھر العالم علمہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لایقبل اللہ منہ صرفاً ولا عدلاً جب میرے صحابہ کو برا کہا جائے اور فتنے یا فرمایا بدعتیں ظاہر ہوں اسوقت عالم اپنا علم ظاہر نہ کرے تو اوس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ اوسکا فرض قبول کرے نہ نفل والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۳) وہ شخص جو اس عذر بارد و باطل سے اس فرض کو منع کرتا ہے یا سخت سفیہ جاہل ہے یا درپردہ اون کفار و اشقیا کا ممد و معاون مسلمانوں پر فرض ہے کہ شق ثانی ہو تو اوس سے مطلقاً قطع تعلق کریں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم اون سے دور رہو اور اون کو اپنے سے دور رکھو کہیں تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں اور شق اول ہو تو اوسے سمجھائیں کہ پرائی خباثت کے سبب ہم اپنا فرض کیونکر چھوڑ سکتے ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے یایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم تو علما فرماتے ہیں کہ لاتترک سنۃ لاقتران امر بدعۃ من غیرہ نہ کہ ایسے مہمل خیال پر اس درجہ اہم فرض کو چھوڑنا اور پھر نتیجہ یہ کہ اونکی خباثتیں فاش و آشکار ہوں اور ادھر سے جواب

نہ ہوا ور عوام اون کے شکار رہوں آج وہ دل میں برا کہتے ہیں کل سینکڑوں کو علانیہ برا کہنے والا بنالیں ایسی اوندھی مت کا کیا ٹھکانا ہے یوں تو اذان بھی حرام ہو جائے گی کہ اوسے سنکر بھی اعدائے دین کے کلیجے شق ہوتے ہیں اور خفیہ جو مونھ پر آتا ہے بکتے ہیں اگر یہ جاہل سمجھ جائے فبہا ورنہ معلوم ہوگا کہ جاہل نہیں معاند ہے اوس سے بھی قطع تعلق لازم ہوگا اللہ عزوجل فرماتا ہے واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین نسأل العفو والعافیۃ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از آرہ ضلع شاہ آباد محلہ ترنی مدرسہ حنفیہ مرسلہ مولوی ظفر الدین صاحب مدرس ۱۷ رجمادی الاولی ۱۳۲۷ھ

بشرف ملاحظہ آقائے نعمت دریائے رحمت حضور پرنور متع اللہ المسلمین بقائکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بدعائے والا مع الخیر رہ کر خواہان عافیت سرکار مع جملہ خدام ہوں رسالہ مبارکہ الکشف شافیا میں جو بعد تفصیل اجمال فرمایا گیا ہے کہ یہاں تین چیزیں ہیں ممنوعات معظمات مباحات قسم اول کا حکم ارشاد فرمایا کہ بعینہ اصل جیسا ہے فونوگراف سے سننا گویا نہیں بلکہ بعینہ اوس مغنیہ کا گانا سننا ہے اس لئے کہ پلیٹ اور گلاس کی آواز نہیں ہوتی اگرچہ اوس آواز کا بعینہ وہی آواز ہونا متبادر عند العقل نہیں مگر اوس تمام تفصیل کے بعد جو ابتدائے رسالہ شریفہ میں درج ہے کسی کو مجال انکار نہیں اور بیشک وہ آواز جو فونوگراف سے نکلتی ہے بعینہ وہی آواز ہے جو اوس عورت کے گانے کی ہے مگر علمائے کرام وصوفیائے عظام نے جب بالمواجہہ کسی کا گانا سننے اور پس پردہ میں فرق فرمایا ہے تو یہاں تو بدرجہ اولی ہونا چاہئے حضرت امام غزالی قدس سرہ حضور پرنور والا برکت سیدی شاہ محمد کالپوی قدسنا اللہ باسرارہ الشریف نے کسی جگہ تحریر فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص مغنیہ کی آواز پر مونھ پر کپڑا ڈالکر سنے کہ اوسکی صورت نہ دیکھ سکے تو اس میں مضائقہ نہیں اگرچہ یہ مضمون میں نے خود ان دونوں حضرات قدسنا اللہ باسرارہم کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا مگر امام غزالی رحمہ اللہ کی نسبت مولوی حکیم عبدالوہاب صاحب نے کہا تھا اور حضرت کالپوی قدس سرہ العزیز کی نسبت رجب ۱۳۲۷ھ میں مولوی محمد فاخر صاحب نے مارہرہ شریف میں اگرچہ اوسی وقت سے بار ہا خیال اسکے دریافت کا ہوا مگر اتفاق نہ پڑا خیر پس اگر یہ دونوں مضمون ان حضرات کرام یا اور کسی صاحب نے نہیں تحریر فرمایا جب تو کوئی بات ہی نہیں اور اگر تحریر فرمایا ہے تو غالبًا اس کی وجہ قلت مظنہ فتنہ ہے تو یہاں تو اور اقل قلیل ہے خصوصًا اوس صورت میں کہ جس کا ریکارڈ بھرا ہوا ہو وہ مرچکی ہو پھر دونوں کا حکم ایک کس طرح ہوسکتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

یہ مضمون کہ مونھ پر کپڑا ڈالکر رنڈیوں ڈومنیوں کا گانا سننا جائز ہے دونوں حضرات ممدوح قدسنا اللہ باسرارہما میں کسی سے ثابت نہیں نہ ہرگز شرع مطہرہ میں اوس کا پتا نہ اصول شرع اوسکی مساعد نہ ایسی نقول مذہب پر قاضی ہوسکیں (۱) شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جس طرح فتنہ کو حرام فرمایا دواعی فتنہ کو بھی حرام فرمادیا قال اللہ تعالٰی تلک حدود اللہ فلا تقربوھا وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ من رتع حول الحمی اوشک ان یقع فیہ اجنبیہ سے خلوت نظر مس معانقہ تقبیل اس لئے حرام ہوئے کہ دواعی ہیں (۲) دواعی کیلئے مستلزم ہونا ضرور نہیں ہزار بار خلوت ونظر بلکہ بوس وکنار واقع ہوتے ہیں اور مدعوالیہ یعنی زنا واقع نہیں ہوتا قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والفرج یصدق ذلک اویکذبہ رواہ الشیخان وابوداؤد والنسائی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ (۳) نہ حرمت دواعی وقت افضا پر مقصور ورنہ اجنبیہ سے جملہ امور مذکورہ حلال ہوں جبکہ زنا سے اجتناب کریں ولایقول بہ احد من المسلمین وانما حرمت الدواعی لکونھا دواعی والدعاء لایستلزم الافضاء (۴) شرع مطہر مظنہ پر حکم دائر فرماتی ہے اوس کے بعد وجود منشاء حکم پر نظر نہیں رکھتی کما عرف فی رخص السفر وغیرھا (۵) احکام فقہیہ میں غالب کا لحاظ ہوتا ہے نادر کیلئے کوئی حکم جدا نہیں کیا جاتا صرحوا بہ فی مواضع کثیرۃ وقد نقلنا النصوص علیہ فی الکشف شافیا عن فتح القدیر وعن الدر المختار وعن الدر المنتقی وھو دوار فی الکتب لامطمع فیہ ان یستقصی ان فوائد کو ملحوظ رکھکر مغنیہ اجنبیہ

کا گانا سننے کی حرمت میں شبہہ نہیں ہوسکتا بیشک وہ داعی ہے اور داعی حرام حرام اگرچہ مستلزم بلکہ اسوقت مفضی بھی نہ ہو اگرچہ خصوص محل میں داعی مخالنہ ہوا اور بعض نفوس مطمئنہ کہ شہوات سے یکسر خالی ہوگئے اون کے لحاظ سے حکم میں تفصیل ناممکن بلکہ وہی حکم عام جاری رہے گا ورنہ خلوت ومس وتقبیل وامثالہا میں بھی حکم مطلق نہ رکھیں تفصیل لازم ہو کہ قلب شہوانی کے لئے حرام ہیں اور نفوس مطمئنہ کے لئے جائز حالانکہ یہ قطعًا اجماعًا باطل ہے (۶) جبکہ منشأ تحریم داعی ہونا ہے اور اوس میں ہر داعی مستقل تو ایک کی تحریم دوسرے کے وجود پر موقوف نہیں ہوسکتی والالم یکن شئ منہا داعیا بل المجموع اولم یکن داعیا الا بشرط وجود الآخر وکان الاٰخر لغوا ساقطا من البین شرع مطہر نے یہاں نفس صوت فتنہ پر حکم فرمایا ہے قال اللہ تعالٰی واستفزز من استطعت منھم بصوتك وعن انس وعن عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صوتان ملعونان فی الدنیا والاٰخرۃ مزمار عند نعمۃ ورنۃ عند مصیبۃ تیسری حدیث میں ہے عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال من قعد الی قینۃ یستمع منہا صب اللہ فی اذنیہ الاٰنك یوم القیمۃ چوتھی اور پانچویں حدیث میں ہے عن جابر وعن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال نھیت عن صوتین احمقین فاجرین وقد استقصینا علی تخاریجھا فی اکثر من خمسین حدیثا اوردناھا فی رسالتنا اتم المعارف فی محق المعازف وباللہ التوفیق تو نظر کی روک کان کے حرام کو کیونکر حلال کر دے گی اس کی نظیر یہی ہوسکتی ہے کہ کہا جائے اجنبیہ کو گلے لگانا حلال ہے جبکہ بوسہ نہ لے یا محل بوسہ کو رومال سے چھپالے یا اوس کا بوسہ لینا جائز ہے جبکہ گلے نہ لگائے۔ صوت فتنہ کی تحریم فتنۂ نظر پر موقوف ہو تو مزامیر کا سننا مطلقا فی نفسہ حلال ہو جائے کہ اون کی طرف نظر کسی کے نزدیک منع نہیں بلکہ انصافًا منع نظر کیساتھ سماع افساد حال وتشویش خیال میں ابلغ ہوگا فان الانسان حریص علی ما منع نفس شئے مبذول کی طرف اتنا نہیں کھینچتا جتنا ممنوع کی جانب ولہذا بندگان نفس کو نظر اجنبیہ میں نظر حلیلہ سے زیادہ لذت آتی ہے اگرچہ حلیلہ احسن واجمل ہو ولہذا زنان فواحش باآنکہ خود امالہ وجذب میں سعی کرتی ہیں بعد انجذاب تمنع وخودداری کا تصنع دکھاتی ہیں کہ منع اجلب للشوق ہے حضرت شیخ سعدی قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی ✽ بازار خویش وآتش ما تیز می کنی ✽

شرع مطہر نے امور محمودہ میں بھی اس حکمت پر لحاظ فرمایا ہے ولہذا دن میں تین وقت نماز حرام فرمائی کہ شوق مشتاقان تازہ ہوتا رہے ولہذا تجلی کو دوام نہیں ہوتا ولہذا ابتدا میں ایک مدت تک وحی روک لی گئی جسپر کفار نے ودع وقلی کہا اور سورۂ کریمۂ والضحٰی نے نزول فرما کر اون کا مونھ سیاہ کیا تو کپڑا ڈال کر سننا وہی رنگ لائیگا جو حضرت عارف جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں ؎

چو باید بوئے گل خواہد کہ بیند ✽ چو بیند روئے گل خواہد کہ چیند ✽

غرض عارف مصالح شریعت احمدیہ وحکم جلیلۂ احکام محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ یقین کریگا کہ اس کی اباحت سخت بدخواہی امت اور ابلیس لعین کو اون پر بڑی اعانت ہے۔

(۷) اصوات فتنہ کی حرمت اس لئے نہیں کہ وہ خاص مصوت کیساتھ فجور کی طرف داعی ہیں جس سے مغنیہ مردہ کا بھرا ہوا گانا حلال ہو جائے ورنہ سماع مزامیر مطلقا حلال ہوتا کہ وہاں مصوت فجور نا متصور بلکہ اس لئے کہ وہ مفسد قلب ومحرک شہوت ومنبت نفاق ومثبت غفلت ہیں۔ کما افادہ الائمۃ الاعلام وذکرنا طرفا منہ فی الکشف شافیا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ مسئولہ مولوی حکیم امجد علی صاحب ۱۱ رجب المرجب ۱۳۲۰ھ

زعفران اور کسم اگر دوسرے رنگوں میں تھوڑے شامل کر دیئے جائیں تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر تھوڑے ملائے کہ مستہلک ہو گئے اور اون کا رنگ نہ آیا تو حرج نہیں اذلا حکم للمستھلك ویشیر الیہ کلام التنویر کرہ لبس المعصفر والمزعفر الاحمر والاصفر للرجال۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از بنارس مرسلہ مولوی ممنون حسن خانصاحب ڈپٹی کلکٹر ۱۶ / شعبان معظم ۱۳۳۰ھ

بادی راہ شریعت جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم بعد سلام علیک و آداب عرض ہے کہ عرصہ سے خیریت جناب مقدس کی دریافت نہیں اسوقت ضرورت التماس یہ ہے کہ ایک مسئلہ دریافت طلب ہے جس کو کسی شق میں کرکے گزارش کرتا ہوں امید کہ جواب سے جلد سرفراز فرمایا جائے۔ مصنوعی دانت کا استعمال جائز ہے یا نہیں۔ یہ مصنوعی دانت اس طرح بنتے ہیں کہ دانت دیگر ممالک غیر اسلام سے بن کر آتے ہیں مگر ان کی ترکیب کہ کن کن اجزا سے بنتے ہیں مجھکو معلوم نہیں ہے مگر تاہم ابتک میرے علم میں کوئی ایسی چیز ان کی ترکیب میں نہیں آئی ہے جسکے داخل ترکیب ہونے کیوجہ سے ان کو جنس حرام یا ناجائز خیال کروں۔ ان دانتوں کو ہندوستانی کاریگر ہر شخص کے مونھ اور تالو کی صورت کے مشابہ تالو بناکر اوس میں لگادیتے ہیں جو مونھ میں لگا لیا جاتا ہے اور حقیقت مصنوعی دانتوں کی ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ مندرجہ بالا تالو اگر سونے کا یعنی زر کا ہو یا کسی اور معدنیات کا مثل الومنیم کے دمردوں کے لگانے کے واسطے کہاں تک جائز ہے۔ الومنیم وہ معدنیات میں سے ہے جس کے زمانہ حال میں ہلکی ہلکی دیگچیاں اور ظروف وغیرہ بنتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کیواسطے اور زر اور الومنیم کیواسطے اگر شریعت کا حکم جدا جدا ہے تو مفصل جواب سے مطلع فرمائیے چونکہ ضرورت اشد ہے اس لئے جواب سے جلد مطلع فرمایا جائے ۱۷ / شعبان ۱۳۳۰ھ

الجواب

بملاحظہ جناب گرامی القاب فضائل نصاب جناب مولوی محمد ممنون حسن خاں صاحب بہادر بالقابہ دام مجدہ السامی۔ بعد اہدائے ہدیہ سنتہ سنیہ ملتمس جنے ہوئے دانت لگانے میں حرج نہیں۔ طاہر قدوس عزجلالہ نے ہر چیز اصل میں پاک بنائی ہے جبتک کسی شے میں نجاست کا خلط ثابت نہ ہو پاک ہی مانی جائے گی ردالمحتار میں ہے لایحکم بنجاستہا قبل العلم بحقیقتہا سونے کا تالو عورتوں کو مطلقا جائز ہے اور مردوں کو بضرورت یعنی جبکہ سونے میں کوئی خصوصیت محتاج الیہا ایسی ہو کہ چاندی وغیرہ سے حاصل نہ ہو سکتی ہو ورنہ دوسری دھات اختیار کریں چاندی کی حاجت ہو تو وہ ورنہ الومنیم یا جو مناسب ہو درمختار میں ہے لایشد سنہ المتحرک بذھب بل بفضۃ ویتخذ انفا منہ لان الفضۃ تنتنہ ھدایہ میں ہے الاصل فیہ التحریم والاباحۃ للضرورۃ وقد اندفعت بالفضۃ وھی الادنی فبقی الذھب علی التحریم والضرورۃ لم تندفع فی الانف دونہ حیث انتن اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک رنڈی یہ چاہتی ہے کہ مجھکو کلام مجید کوئی نیکبخت صالح پڑھا دیا کرے اور اوسکو بہت شوق ہے اور منت عاجزی کرتی ہے کہ کلام الٰہی صحیح طور پر پڑھ جائے اس صورت میں اوسکو پڑھانا یا کچھ وہ نذر کرے اوس کو لینا جائز ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جو شیطان کو دور رکھتا ہے شیطان اوس سے بہت قریب ہے وہ مستحب چاہتی ہے اور حرام نہیں چھوڑتی یہ بھی شیطان کا مکر ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر محلہ بہاری پور متصل مسجد بی بی جی مرحومہ مسئولہ جناب نواب سلطان احمد خانصاحب ۲۸ / ذی قعدہ ۱۳۳۰ھ

خاکی انڈا کھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

جائز ہے کہ وہ تنہا مادہ کی منی منعقد مستحیل بطیب ہے جیسے اور انڈے نر و مادہ دونوں کی منی مستحیل واللہ اعلم۔

مسئلہ ۔ امیر علی صاحب سرنیا ضلع بریلی ۱۱ / محرم ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو اشخاص سنت جماعت ہوں وہ منت تعزیہ و علم و مہندی وغیرہ کی مانتے ہیں اون کو اصل تعزیہ دار کے تعزیہ پر لیجا کر چڑھاتے ہیں اور شیرینی اور کھانا ہر قسم کا لیجا کر وہاں فاتحہ دیتے ہیں اور اوسکو بطور تبرک کے

تقسیم کرتے ہیں اور گھر سے لیجاتے وقت چار چار قدم پر مرثیہ بآواز بلند پڑھتے ہیں اور ڈھول تاشے مجیرے وغیرہ کی آواز بلند ہوتی ہے اور اکثر چھاتی کوٹتے ہیں اوس کو ماتم قرار دیتے ہیں اکثر عورات کو دیکھا ہے کہ ساتویں و نویں تاریخ کی شام سے اور دس کی فجر سے گشت کرتی ہیں علم ومہندی تعزیہ اور آدمیوں کا وغیرہ نظارہ کرتی ہیں اور اکثر عشرہ کو صبح سے شام تک جس کو کربلا شریف قرار دیا ہے ہر ایک تماشے دیکھتے ہیں اکثر لوگ اور عورات تعزیہ کو دفن کرکے روٹی اور شیرنی قبر پر رکھکر ماتم کرتے اور پھر فاتحہ دیتے ہیں۔ دیگر زید سنت جماعت ہوکر تعزیہ پر جاکر ذکر شہادت یعنی جس کو مجلس قرار دیتے ہیں شوق سے جاکر پڑھتے ہیں مرثیہ بھی دیگر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں یا ایک محلہ سے دوسرے محلہ میں تخت یا علم وغیرہ جاوے عمر دیکھنے نہ جاوے اور شرکت تربت دیوے دیگر بکر کہتا ہے کہ ان یوم میں فاتحہ سوائے امام حسین علیہ السلام کے اور کسی پیغمبر اور اولیائے کرام نہیں ہوگی۔ دیگر زید کہتا ہے کہ تخت اور تعزیہ وغیرہ کا کام اور خوشنمائی دیکھنے جاوے تو کوئی نقصان نہیں ہے۔ دیگر زید کہتا ہے کہ دس یوم روزہ رکھنا حرام ہے کیونکہ یزید کی ماں نے بغرض لڑائی جیت کے رکھی تھی۔ ان سب سوالوں کا شرع میں کیا حکم ہے۔

الجواب

علم تعزیے تخت مہندی اونکی منت گشت چڑھاوا ڈھول تاشے مجیرے مرثیے ماتم مصنوعی کربلا کو جانا عورتوں کا تعزیے دیکھنے کو نکلنا یہ سب باتیں حرام وگناہ وناجائز ومنع ہیں فاتحہ جائز ہے روٹی شیرنی شربت جس چیز پر ہو مگر تعزیہ پر رکھ کر یا اوسکے سامنے ہونا جہالت ہے اور اوس پر چڑھانے کے سبب تبرک سمجھنا حماقت ہے ہاں تعزیہ سے جدا جو خالص سچی نیت سے حضرات شہدائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی نیاز ہو وہ ضرور تبرک ہے وہابی خبیث کہ اوسے خبیث کہتا ہے خود خبیث ہے تعزیہ داروں کے شربت میں بھی شرکت نہ کرے کہ تعزیہ میں شرکت سمجھی جائے گی بلکہ الگ شربت کرے اور آجکل کہ جاڑے کا موسم ہے شربت کی جگہ چائے ہونا چاہئے محرم وغیرہ ہر وقت ہر زمانہ میں تمام انبیاء و اولیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ جائز ہے اگرچہ خاص عشرہ کے دن ہو۔ بکر غلط کہتا ہے اور شریعت مطہرہ سے افترا کرتا ہے جو کام ناجائز ہے اوسے تماشے کے طور پر دیکھنے جانا بھی گناہ ہے عشرہ محرم کے روزے بہت ثواب نہایت افضل ہے حدیثوں میں اون کی فضیلت ارشاد ہوئی ہے خصوصاً دسویں محرم کا روزہ کہ سال بھر کے روزوں کے برابر ثواب ہے اور ایک سال کے گناہوں کی معافی ہے۔ زید جھوٹا ہے اور شرع شریف پر افترا کرتا ہے کہ ان روزوں کو حرام بتاتا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از سرونج مسئولہ جناب محمد عبدالرشید خانصاحب ۱۹ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ

زید کے پاس روپیہ کچھ روپیہ تو وجہ حلال کا ہے اور کچھ ناجائز طور کا دونوں طور کا روپیہ اکٹھا جمع ہے زید یہ بات بھول گیا ہے کہ اس روپے میں جائز طور کا کتنا ہے اور ناجائز طور کا کتنا روپیہ ہے اب اگر زید اوس روپے سے خیرات کرنا چاہے تو کس طور کرے۔

الجواب

تحری کرے زیادہ سے زیادہ جہاں تک ناجائز روپیہ ہو اوسے اصل مالکوں یا وارثوں کو واپس دے اگر اون کا پتا نہ ہو تو اوس قدر کل تصدق کردے باقی جتنا روپیہ اسکا رہ گیا ہے اوسکا یہ مختار ہے تصدق وغیرہ جس صرف میں چاہے اوٹھائے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از سرونج مسئولہ صاحب مذکور بتاریخ مذکور۔

ایک عزیز زید کا زید کو از راہ صلہ رحمی ماہوار یا وظیفہ دیتا ہے مگر مہاجن سے سودی روپیہ قرض لیکر دیتا ہے کسی اپنی دنیوی وجہ سے تو ایسے روپے سے خیرات جائز یا ناجائز۔

الجواب

بلا ضرورت شرعیہ ومجبوری صادق سودی روپیہ قرض لینا حرام اور شدید گناہ کبیرہ ہے صحیح حدیث میں سود لینے والے اور سود کھانے

والے کو برابر بتایا اور دونوں پر سخت وعید فرمائی تو یہ روپیہ کہ ایک عقد فاسد سے اس نے حاصل کیا خود خبیث ہے اور اوسے واپس دینا اور اوس عقد کو فسخ کرنا واجب ہے امور خیر یا اپنے کسی مصرف میں نہیں کرسکتا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر مذکورہ بالا مسئولہ مذکور الصدر بتاریخ مذکورہ بالا۔

زید نے عمر کو روپیہ قرض دیا عمر نے ادائگی روپیۂ زید کی ناپاک روپے سے کی تو ایسی حالت میں روپیہ زید کا پاک رہا یا ناپاک۔

الجواب

ناپاک روپیہ دو قسم ہے ایک وہ جو اس شخص کی ملک ہی نہیں جیسے غصب یا رشوت یا چوری کا روپیہ یہ روپیہ اس سے نہ کوئی اپنے قرض میں لے سکتا ہے نہ اپنی کسی بیچی ہوئی چیز کی قیمت میں اور اگر لیگا تو وہ اسکے لئے حرام و ناپاک ہوگا جبکہ اوسے معلوم ہو کہ دینے والے کے پاس بعینہ یہ روپیہ اوس وجہ حرام سے ہے اور اگر دینے والے کے پاس علاوہ حرام ہر قسم کا روپیہ ہے اور لینے والے کو معلوم نہیں کہ یہ روپیہ جو کچھ دے رہا ہے خاص وجہ حرام کا ہے تو اوسے لینے میں حرج نہیں فی الھندیۃ عن الذخیرۃ عن محمد به ناخذ مالم یعلم شیئا حرام لعینه دوسری قسم وہ کہ اسکی ملک بروجہ خبیث ہے جیسے وہ روپیہ کہ کسی عقد فاسد سے حاصل کیا جائے یہ بعد قبضہ ملک ہوجاتا ہے۔ اور دوسرے کو اپنے کسی جائز ذریعہ میں لینا روا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از گورکھپور محلہ پانڈی کا احاطہ مسئولہ حافظ رسول بخش صاحب ۲۱ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص طالب یا مرید یا عام مسلمان فرط ارادت و جوش محبت سے بنابر حصول برکت تعظیماً تکریماً کسی بزرگ عالم یا صوفی کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دے آنکھوں سے لگائے تو آیا یہ جائز ہے یا ناجائز سلف سے یہ طریقہ جاری وساری رہا اور محمود سمجھا گیا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

اولیا و علما و معظمان دین کے ہاتھ پاؤں چومنا مستحب بلکہ مسنون ہے صحابہ کرام بلکہ خود زمانہ رسالت سے رائج ہے جس پر بکثرت حدیثیں ہم نے اپنے فتاوی میں ذکر کیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از افریقہ حاجی عبداللہ و یعقوب علی ۲۴ محرم ۱۳۳۱ھ۔

رستے میں چلے جانا اور قرآن مجید پڑھتے جانا رستے میں نجس مکان بھی آتے ہیں جنکی بدبو سے چلنا بھی مشکل ہوتا ہے کیا ایسے مکانوں سے چلے جانا اور قرآن مجید پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

راستے میں قرآن شریف کی تلاوت دو شرط سے جائز ہے ایک یہ کہ وہاں کوئی نجاست نہ ہو دوسرے یہ کہ راہ چلنا اسے قرآن عظیم پڑھنے سے غافل نہ کرے جہاں نجاست یا بدبو ہو وہاں خاموش رہے جب وہ جگہ نکل جائے پھر پڑھے واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

مسئلہ ۔ از بدایوں محلہ جالندھری مسئولہ محمد ادریس خاں صاحب ۲۸ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بنا بر شوکت و دبدبۂ اسلام تعزیہ بنانا اور نکالنا و علم و بیرق اور مہندی وغیرہ نکالنا جائز ہے یا نہیں نیز تعزیہ کو حاجت روا سمجھنا یا یہ کہنا کہ تعزیہ ہماری منت کا ہے اگر بند کریں نہ بنادیں تو ہمارا نقصان اولاد و مال ہوگا کیسا ہے تعزیہ دار یا تعزیہ پرست کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

علم تعزیہ بیرق مہندی جس طرح رائج ہیں بدعت ہیں اور بدعت سے شوکت اسلام نہیں ہوتی تعزیہ کو حاجت روا یعنی ذریعۂ

حاجت روا سمجھنا جہالت پر جہالت ہے اور اسے منت جاننا اور حماقت۔ اور نہ کرنے کو باعث نقصان خیال کرنا زنانہ وہم ہے مسلمان کو ایسی حرکات وخیال سے باز آنا چاہئے باایں ہمہ تعزیہ دار مسلمان ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ ضرور حلال ہے کوئی جاہل سا جاہل مسلمان بھی تعزیہ کو معبود نہیں (جانتا) تعزیہ پرست کا لفظ وہابیہ شرک پرست کی زیادتی ہے جس طرح تعظیم وتکریم مزارات طیبہ پر مسلمانوں کو قبر پرست کا لقب دیتے ہیں یہ سب ان کا جہل وظلم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر محلہ ملوکپور مسئولہ واحد یار خاں ۴ صفر المظفر ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک قوم میں یہ دستور ہے کہ وقت شادی یا غمی کے دس بیس روپے اپنے پاس ہوتے ہیں تو سو پچاس روپے سودی لیکر واسطے برادری کے کھانے پینے کا سامان کرتے ہیں اور جب لڑکی اپنے شوہر کے مکان پر جاتی ہے لڑکی کا باپ اپنے ہمراہ سو دو سو آدمی لیجاتا ہے وے سب لوگ لڑکی کے شوہر کے مکان پر کھانا کھاتے ہیں بعد کھانا کھانے کے لڑکی کا باپ اپنا نیوتہ وصول کرتا ہے پس جس قدر آدمی زیادہ ہوں گے نیوتہ کا روپیہ زیادہ آئیگا۔ اگر قرضدار ہوا یا برباد ہوا تو اس سے کچھ غرض نہیں لڑکے کا باپ ہو برادر جب تک چار بار روٹی نہ کھائیں نیوتہ نہ دیں گے یعنی منڈیا اور بھتی اور برات اور رلو ڈا یہ وقت کھانوں کے مقرر ہیں برادری زور دیکر یہ کھانے لیتی ہے خیر جب لڑکے کا باپ شادی سے فارغ ہوکر قرض ادا کرنے کی طرف متوجہ ہوا تو یہ بات ظاہر ہے کہ گھر والوں کو غریب آدمی کے مکان پر پیٹ بھر کر روٹی اور تن بھر کپڑا جب تک قرض ادا نہ ہو جائے درمیان میں یہ فساد پیدا ہو جاتا ہے کہ لڑکی اپنے ماں باپ کے مکان پر جا بیٹھتی ہے کہ روٹی کپڑا تو ہے نہیں ایسے شوہر کے مکان پر جاکر کیا کروں اور بڑے سے بڑے فساد پیدا ہو جاتے ہیں کہ جنکو بیان کرنا بہتر ہے یہ رسم شرعًا یا جہالت کی زید کہتا ہے سودی روپیہ جو دیوے اوس پر خدا کی لعنت اور جو کوئی واسطے شان وشوکت کے لیوے اوس پر بھی خدا کی لعنت اور جو برادر کہ جانتے ہیں کہ یہ کھانا پینا سودی روپیہ لیکر ہمارے واسطے کیا گیا ہے پھر جان کر کھاویں تو ان کھانے والوں کے واسطے کیا حکم ہے اور جو اس قوم کا آدمی بغیر توبہ کے مرجائے تو اوسکی نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں اور اگر یہ قوم توبہ نہ کرے تو داخل امت محمدی میں ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

بیشک سود کھانے والے پر حدیث میں لعنت فرمائی ہے اور بے ضرورت ومجبوری شرعی جو سود دے سودی قرض لے اوس پر بھی لعنت فرمائی اور غمی میں برادری کا کھانا دینا گناہ ہے اور شادی میں اگرچہ جائز ہے مگر سودی قرض اوس کے لئے لینا حرام وباعث لعنت ہے اہل برادری کو معلوم ہو تو اونھیں اس کھانے میں شرکت نہ چاہئے کہ اونھیں کے لئے وہ اس گناہ کا مرتکب ہوا اگر لوگ جانیں کہ سودی قرض لیکر جو کھانا کیا جائے برادری اوسے نہ کھائیگی تو ہرگز ایسی حرکت نہ کریں پھر بھی یہ باتیں معاذ اللہ کفر نہیں کہ توبہ نہ کریں تو امت میں نہ رہیں یا اوس جنازہ کی نماز نہ ہو یہ سب غلط خیال ہیں نیوتہ وصول کرنا شرعًا جائز ہے اور دینا ضروری ہے کہ وہ قرض ہے اور سو دو سو آدمی دعوت کیلئے ہمراہ لینا بھی جائز ہے جب تک دعوت دینے والے کی مرضی سے ہو ہاں اگر اوس کے خلاف مرضی ہو اور مجبوری کیلئے شرمًا شرمی دے تو وہ کھانا حرام ہے اور اتنے آدمی لیجانا حرام ہے جانے والے چور بنکر جائینگے اور لٹیرے بنکر نکلیں گے یہ حدیث کا ارشاد ہے نہ کہ جب دباکریں کہ اوس کے صریح حرام ہونے میں کیا کلام ہے اور چار وقت کے کھانے کا بوجھ بلا مرضی ڈالنا اور بغیر اس کے نیوتہ نہ دینا یہ بھی حرام ہے ایسی ناپاک رسموں کا ترک فرض ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ۔ از احمد آباد محلہ جمالپور متصل مسجد کانچ مرسلہ مولوی عبدالرحیم صاحب ۲۹ صفر المظفر ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ان دنوں شہر احمد آباد میں کا پیاں فوٹوگراف کی قیمت ۲۰ کے بک رہی ہیں اور نمونہ اصل خدمت میں آپ کے مرسل ہے آپ اسکو ملاحظہ فرمائیں یہ فوٹو حضرات پیر ابراہیم بغدادی عم فیضہ الصوری والمعنوی سجادہ نشین خانقاہ حضرت

العطایا القدیر فی حکم التصویر

غوث اعظم حضرت پیران پیر قدس اللہ سرہ العزیز کا ہے اسکو احمد آبادی وغیرہ تبرک کے طور پر رکھتے ہیں اس کا رکھنا مکانوں میں حرام ہے یا نہیں اور جس مکانوں میں یہ فوٹو ہوگا اوس میں رحمت کے فرشتے آوینگے یا نہیں اور اس فوٹو کے رکھنے سے برکت نازل ہوگی یا نہیں اور برزخ شیخ جاننے کے لئے فوٹو شیخ کا سامنے رکھکر اوسکا برزخ جمانا شریعت وطریقت میں جائز ہے یا نہیں۔ بینوا بیانا شافیا توجروا اجرا وافیا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الخالق الباریٔ المصور الذی صورنا فاحسن صورنا وخلق وحدہ العالم نقیرہ وقطیرہ وقضی بالعذاب اشد ھون العقاب علی الذین یضاھئون خلق اللہ فیخلقوا ذرۃ او لیخلقوا حبۃ او یخلقوا شعیرۃ والصلاۃ والسلام علی من اتی بمحو الاوثان وتوحید الرحمٰن وحرم التصویر صغیرہ وکبیرہ وجعلہ کبیرۃ وعلی اٰلہ وصحبہ وابنہ الاکرم الغوث الاعظم وسائر حزبہ صلاۃ وسلاما توازیان عزہ وتوقیرہ رب انی اعوذ بک من ھمزات الشیطٰن واعوذ بک رب ان یحضرون اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے دنیا میں بت پرستی کی ابتدا یوہیں ہوئی کہ صالحین کی محبت میں اونکی تصویریں بناکر گھروں اور مسجدوں میں تبرکا رکھیں اور اون سے لذت عبادت کی تائید سمجھی شدہ شدہ وہی معبود ہوگئیں صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے آیہ کریمہ وقالوا لاتذرن اٰلھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا کی تفسیر میں ہے قال کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی الشیطان الی قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا وسموھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلک اولئک ونسخ العلم عبدت عبد بن حمید اپنی تفسیر میں ابوجعفر بن المہلب سے راوی قال کان ود رجلا مسلما وکان محببا فی قومہ فلما مات عسکروا حول قبرہ فی ارض بابل وجزعوا علیہ فلما رای ابلیس جزعھم علیہ تشبہ فی صورۃ انسان ثم قال اری جزعکم علی ھذا فھل لکم ان اصور لکم مثلہ فیکون فی نادیکم فتذکرونہ بہ قالوا نعم فصور لھم مثلہ فوضعوہ فی نادیھم وجعلوا یذکرونہ فلما رأی مالھم من ذکرہ قال ھل لکم ان اجعل لکم فی منزل کل رجل منکم تمثالا مثلہ فیکون فی بیتہ فتذکرونہ قالوا نعم فصور لکل اھل بیت تمثالا مثلہ فاقبلوا فجعلوا یذکرونہ بہ قال وادرک ابناءھم فجعلوا یرون ما یصنعون بہ وتناسلوا ودرس امر ذکرھم ایاہ حتی اتخذوہ الٰھا یعبدونہ من دون اللہ قال وکان اول ما عبد غیر اللہ فی الارض والصنم الذی سموہ بود نیز صحیحین بخاری ومسلم میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے لما اشتکی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لھا ماریۃ وکانت ام سلمۃ وام حبیبۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما اتتا ارض الحبشۃ وذکرنا من حسنھا وتصاویر فیھا فرفع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم راسہ فقال اولئک اذا مات فیھم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروا فیہ تلک الصور اولئک شرار خلق اللہ مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف میں ہے صوروا فیہ تلک الصور ای صور الصلحاء تذکیرا بھم وترغیبا فی العبادۃ لاجلھم ثم جاء من بعدھم فزین لھم الشیطان اعمالھم وقال لھم سلفکم یعبدون ھذہ الصور فوقعوا فی عبادۃ الاصنام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے متواتر حدیثوں میں فرمایا لاتدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ رحمت کے فرشتے اوس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔ رواہ الائمۃ احمد والستۃ والطحاوی عن ابی طلحۃ والبخاری والطحاوی عن ابن عمر وعن ابن عباس ومسلم وابوداؤد والنسائی والطحاوی عن ام المؤمنین میمونۃ ومسلم وابن ماجۃ والطحاوی عن ام المؤمنین الصدیقۃ و احمد ومسلم والنسائی والطحاوی وابن حبان عن ابی ھریرۃ والامام احمد والدارمی وسعید بن منصور وابوداؤد و النسائی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ وابو یعلی والطحاوی وابن حبان والضیاء والشاشی وابونعیم فی الحلیۃ عن امیر المؤمنین علی والامام مالک فی المؤطا والترمذی والطحاوی عن ابی سعید الخدری واحمد والطحاوی والطبرانی فی الکبیر عن اسامۃ

ابن زید والطحاوی الحاوی عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنھم وقد فصلناھا فی فتاوٰنا اور اس میں کسی معظم دینی کی تصویر ہونا نہ عذر ہوسکتا ہے نہ اس وبال عظیم سے بچاسکتا ہے بلکہ معظم دینی کی تصویر زیادہ موجب وبال ونکال ہے کہ اوسکی تعظیم کی جائے گی اور تصویر ذی روح کی تعظیم خاص بت پرستی کی صورت اور گویا ملت اسلامی سے صریح مخالفت ہے ابھی حدیث سن چکے کہ وہ اولیا ہی کی تصویریں رکھتے تھے جسپر اون کو بدترین خلق اللہ فرمایا۔ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے بڑھکر کون معظم دین ہوگا اور نبی بھی کون حضرت شیخ الانبیاء خلیل کبریا سیدنا ابراہیم علی ابنہ الکریم وعلیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد تمام جہان سے افضل واعلٰی ہیں ان کی اور حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ وحضرت بتول مریم علیہم الصلاۃ والسلام کی تصویریں دیوار کعبہ پر کفار نے نقش کی تھیں۔ جب مکہ معظمہ فتح ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پہلے بھیجکر وہ سب محو کرادیں۔ جب کعبہ معظمہ میں تشریف فرما ہوئے بعض کے نشان کچھ باقی پائے پانی منگا کر بنفس نفیس انھیں دھودیا اور بنانے والوں کو قاتل اللہ فرمایا اللہ انھیں قتل کرے ھذا معنی ما روی البخاری فی صحیحہ والامام الطحاوی عن ابن عباس والامام احمد وابوداؤد عن جابر بن عبد اللہ وعمر بن شیبۃ والامام الطحاوی عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنھم کما فصلناہ فی فتاوٰنا ہاں بادی النظر میں یہاں یہ شبہہ گزر سکتا ہے کہ صاحبزادہ موصوف کی یہ تصویر صرف سینے تک ہے اور انسان اتنے جسم سے زندہ نہیں رہتا اور درمختار میں ہے کہ جب تصویر سے وہ عضو محو کردیا جائے جس کے بغیر حیات نہ ہو تو وہ ممانعت سے مستثنٰی ہے حیث قال (لوکانت صغیرۃ) لاتتبین تفاصیل اعضائہا للناظر قائما وھی علی الارض ذکرہ الحلبی (اومقطوعۃ الراس اوالوجہ) اوممحوۃ عضو لاتعیش بدونہ (اولغیر ذی روح لا) یکرہ اور بنانے کے بعد مٹا دینا اور سرے سے نہ ہونا دونوں کا ایک حکم ہے ردالمحتار میں ہے قولہ اومقطوعۃ الرأس ای سواء کان من الاصل اوکان لھا رأس ومحی اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذرے التحقیق یہاں یہ قول اوسکا ہوسکتا ہے جس نے خدمت فقہ وحدیث نہ کی نہ اوسے مقاصد شرع پر نظر ملی اولا مقام تنقیح میں سرے سے یہ عبارت دُر ہی محل نظر ہے فقیر نے جسقدر کتب فقہیہ متون وشروح وفتاوی حاضر ہیں سب کی طرف مراجعت کی بیان حکم میں اس تعمیم پر درمختار کا سلف نہ پایا یہاں تک کہ بحر ودرر کہ اکثر ماخذ کتاب ہیں ان میں بھی اسکا نشان نہیں عامہ کتب مثل بدایہ ووقایہ ونقایہ وکنز ووافی وغرر واصلاح وملتقی ومنیہ ونور الایضاح وہدایہ وشرح وقایہ وبرجندی وتبیین وکافی ودرر وایضاح ومجمع الانہر ومراقی الفلاح وفتح القدیر وعنایہ وخانیہ وخزانۃ المفتین وہندیہ حتی کہ خود جامع صغیر محرر مذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی میں صرف ذکر راس پر اقتصار فرمایا کہ اگر تصویر بے سر کی ہو یا اوسکا سر کاٹ دیں تو کراہت نہیں اور خلاصہ پھر اوسکی تبعیت سے تنویر الابصار وحلیہ وبحر الرائق وجامع الرموز وغنیہ وصغیری وشرنبلالیہ وعبد الحلیم علی الدرر میں وجہ کا اضافہ کیا کہ چہرہ مٹا دینا بھی سرکاٹ دینے کی مثل ہے ذخیرۃ العقبی وشلبی علی الزیلعی وحسن عجیمی علی الدرر وسعدی آفندی علی العنایہ ومسکین علی الکنز حتی کہ سید ابو السعود ازہری نے بھی کہ درمختار سے کثیر الاخذ ہیں زیادت سے اصلا تعرض نہ کیا اقول اور ذکر وجہ حقیقۃً زیادت نہیں کہ راس کا اطلاق اکثر چہرہ پر آتا ہے گردن جدا کردینے کو سر کاٹنا ہی کہتے ہیں تو مقصود خلاصہ اسکا افادہ ہے کہ محو بھی مثل قطع ہے اوسکی عبارت یہ ہے ان کان مقطوع الراس لاباس بہ ولو محی وجہ الصورۃ فھو کقطع الراس ثم اقول دیگر اعضاء وجہ وراس کے معنی میں نہیں اگرچہ مدار حیات ہونے میں مماثل ہوں کہ چہرہ ہی تصویر جاندار میں اصل ہے ولہذا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اوسی کا نام تصویر رکھا اور شک نہیں کہ فقط چہرہ کو تصویر کہتے اور بنانے والے بارہا اوسی پر اقتصار کرتے ہیں لوگ نصاری کہ سکہ میں اپنی تصویر چاہتے ہیں اکثر فقط چہرہ تک رکھتے ہیں اور بیشک عامہ مقاصد تصویر چہرہ سے حاصل ہوتے ہیں وانما الشیئ بمقاصدہ امام اجل ابوجعفر طحاوی حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قال الصورۃ الراس فکل شیئ لیس لہ راس فلیس بصورۃ اور اسی طرف عبارت ھدایہ ناظر حیث قال اذا کان التمثال مقطوع الراس فلیس بتمثال بلکہ یہ جامع صغیر میں نص امام کبیر ہے محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم اذا کان راس

الصورۃ مقطوعا فلیس بتمثال لاجرۃ امام نسفی نے وافی وکافی میں تصریح فرمائی کہ اگر تصویر کا سر مقطوع نہیں کراہت مدفوع نہیں و
ھذا نصہ لوکان فوق راسہ فی السقف اوبین یدیہ اوبحذائہ صورۃ غیر مقطوع راسہا کرہ ظاہر ہے کہ نیم قد یا سینہ
تک کی تصویر پر بھی صادق ہے کہ اسکا سر مقطوع نہیں توحکم منع مدفوع نہیں واللہ تعالٰی اعلم **ثانیا** قول درمختار ہی لیجئے جس پر محشیوں نے
تقریر اور خادمی نے حاشیہ درر میں تعیین کی حیث **قال** مقطوعۃ الراس والمراد ممحوۃ عضو لاتعیش بدونہ کالوجہ
بیان مسئلہ میں اگرچہ یہ تعمیم فقیر نے کہیں نہ پائی مگر ایک مسئلہ کی دلیل میں کلام فتح سے اوسکی طرف اشارہ سمجھا گیا اذقال لوقطع یدیھا
ورجلیھا لاترفع الکراھۃ لان الانسان قد تقطع اطرافہ وھوحی علامہ طحطاوی نے اس سے وہ تعمیم استنباط فرمائی حاشیہ مراقی
الفلاح میں لکھا افاد بھذا التعلیل ان قطع الراس لیس بقید بل المراد جعلھا علی حالۃ لاتعیش معھا مطلقا **اقول** اس
استنباط میں نظر ظاہر ہے فان حاصل کلام الفتح ان ھذا مکروہ لکونہ علی حالۃ یعاش معھا وکل ما کان کذا فھو مکروہ
ولا یلزم منہ ان کل ما ھو مکروہ فھو کذا فان الموجبۃ الکلیۃ لاتنعکس کنفسھا ووجدت نظیرہ فی الھدایۃ اذقال الطلاق
علی ضربین صریح وکنایۃ فالصریح قولہ انت طالق ومطلقۃ وطلقتک فھذا یقع بہ الطلاق الرجعی لان ھذہ الالفاظ
تستعمل فی الطلاق ولاتستعمل فی غیرہ فکان صریحا وانہ یعقب الرجعۃ بالنص ولا یفتقر الی النیۃ لانہ صریح فیہ لغلبۃ
الاستعمال اھ **اقول** فمناط الصراحۃ ھو غلبۃ الاستعمال کما افاد اٰخرا مما لم یستعمل فی غیر الطلاق کان اولی بالصراحۃ فیہ
فلذا اعلل الصراحۃ بہ فی الالفاظ الثلثۃ وھولا یفید ان یستعمل فی غیرہ نادرا لایکون صریحا فیہ وبالجملۃ ھو تعلیل بما یتضمن
العلۃ مع شیئ زائد یفید ہ من باب اولی کذا ھٰھنا مناط المنع ھو الراس ولو وحدہ فاذا کان جمیع ما یحتاج الیہ للحیاۃ باقیا
تضمن العلۃ شیئ مع زائد ہ افاد المنع بالاولی فلاتدافع بین کلامی الھدایۃ اولا واٰخرا وقد کان افاد ھذا فی الفتح نفسہ
اذقال ما غلب استعمالہ فی معنی بحیث یتبادر حقیقۃ اومجازا صریح فان لم یستعمل فی غیرہ فاولی بالصراحۃ فلذا ارتب الصراحۃ
فی ھذہ الالفاظ علی الاستعمال فی الطلاق دون غیرہ اھ ثم زعم التدافع مع انہ قد اندفع بما قرر وللہ الحمد اسی طرز پر ایک
بحث میں اون کے تلمیذ امام ابن امیر حاج کے کلام سے اشارہ نکل سکتا ہے اور ویسا ہی اوس کا جواب ہے حیث یقول اما قطع الراس عن
الجسد بخیط مع بقاء الراس علی حالہ فلاینفی الکراھۃ لان من الطیر ما ھو مطوق فلا یتحقق القطع بذلک کذا ذکروہ وھو قاصر
علی الطیر والظاھر ان الکراھۃ لاتنتفی فی غیرہ من الحیوانات بھذا الصنیع کما لاتنتفی فیہ فیحتاج الغیر الی توجیہ غیر ھذا
ولعل الاولی ان یقال لان الحیوان الحی قد یجعل علی رقبتہ شیئ مما ترلھا من خیط اوغیرہ لغرض من الاغراض فیکون ھذا
بمنزلتہ فلاتزول بہ الکراھۃ ثم لم اقف علی انہ لوفصل بین نصفہ الاعلی والاسفل بخیط حتی صار کانہ مقطوع شطرین ھل
تزول الکراھۃ الظاھر انھا لاتزول کما فی الراس لنحو ما ذکرنا اتفاقی الراس ولاسیما فی الاٰدمی فان ذلک یکون فیہ بمنزلۃ شد
الوسط واللہ تعالٰی اعلم اھ **اقول** والاتیان بلفظ الظاھر فی الموضعین من شدۃ ورعہ رحمہ اللہ تعالٰی والا فالحکم
مقطوع بہ فیھما ولایتوھم احد ان لوربط خیط فی عنق صورۃ انسان لابھیمۃ اوفی وسطھا ذھب الحکم الشرعی وجاز اقتناؤھا
ثم لیس حاصلہ الامثل ما فی الفتح ان کل مالاینافی الحیاۃ لاینفی الکراھۃ ولا یلزم منہ ان کل ماینافی الحیاۃ ینفی الکراھۃ کما
لایخفی الاترٰی ان کل مالاینافی الانسانیۃ لاینفی الحیوانیۃ اذلونفی الحیوانیۃ لنافی الانسانیۃ ولیس ان کلما ینافی الانسانیۃ ینفی
الحیوانیۃ کالصھیل والنھیق والتوھب فان کل ذلک ینافی الانسانیۃ ولاینافی الحیوانیۃ عجب نہیں کہ مدقق علائی نے انھیں عبارات
فتح وحلیہ کو دیکھکر یہ تعمیم اضافہ فرمائی ہو حالانکہ وہ مفید تعمیم نہیں ہاں کلام امام ابوجعفر طحاوی میں فقیر نے اوس کی طرف اشارہ پایا حیث قال
رحمہ اللہ تعالٰی بعد ما احتج علی من قال بکراھۃ الصورۃ مطلقا ولو لغیر حیوان کشجر مثلا باحادیث فیھا الامر بقطع راس
التماثیل مانصہ فلما ابیحت التماثیل بعد قطع راسہا الذی لوقطع من ذی الروح لم یبق دل ذلک علی اباحۃ تصویر ما لاروح

لہ وعلی خروج مالا روح لمثلہ من الصور مما قد نھی عنہ فی الاٰثار التی ذکرناھا فی ھذا الباب وقد روی عن عکرمۃ فی ھذا الباب ایضا ما حدثنا محمد بن النعمٰن (فذکر بسندہ) عن عکرمۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال الصورۃ الراس الٰی اٰخر ما تقدم کلام دُرکیلئے یہ غایت ابدائے سند ہے **اقول** اگرچہ اون کا آخر کلام اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے استناد بتارہا ہے کہ تصویر نہ رہنا حکم منع سے خارج کرنے کا مدار ہے اور یہی چاہئے کہ شرع نے حکم منع تمثال ظاہر غیر ممتہان پر فرمایا تو جبتک تمثال بلا اہانت ظاہر ہے منع باقی ہے ہاں جب تمثال نہ رہے یا اہانت ہو منع نہ رہے گا کہ مناط منع منتفی ہوگیا قطع سر میں تمثال نہیں رہتی جیساکہ حدیث ابوہریرہ وعبارت ہدایہ سے خود کلام امام اعظم گزرا بخلاف دیگر اعضا کہ جب تک چہرہ باقی تصویر باقی اگرچہ اور اعضا نہ ہوں ولہذا جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم نے حدیث آئندہ اور محرر مذہب امام محمد نے جامع صغیر اور جملہ کتب مذکورہ مذہب متون وشروح وفتاوی میں صرف نفی راس پر اقتصار فرمایا واللہ تعالٰی اعلم بہرحال اگر اسی پر چلئے **فاقول** وباللہ التوفیق تصویر میں حیات آپ تو کسی حالت میں نہیں ہوتی نہ وہ کسی حال میں جملہ اعضائے مدار حیات کا استیعاب کرتی ہے عکسی میں تو ظاہر کہ اگر پورے قد کی بھی ہو تو صرف ایک طرف کی سطح بالا کا عکس لائیگی خول میں نصف جسم بھی ہوتا تو عادۃً حیات ناممکن ہوتی نہ کہ صرف نصف سطح اور بت میں بھی اندرونی اعضا مثل دل وجگر وعروق نہیں ہوتے اور ڈاکٹری کی ایک تصویر خاص لیجئے جس میں اندر باہر کے رگ پٹھے تک سب دکھائے جاتے ہیں تو رگوں میں خون کہاں سے آئے گا غرض تصویر کسی طرح استیعاب ما بہ الحیاۃ نہیں ہوسکتی فقط فرق حکایت وفہم ناظر کا ہے اگر اوسکی حکایت محکی عنہ میں حیات کا پتا دے یعنی ناظر یہ سمجھے کہ گویا ذو التصویر زندہ کو دیکھ رہا ہے تو وہ تصویر ذی روح کی ہے اور اگر حکایت حیات نہ کرے ناظر اوسکے لاحظہ سے جانے کہ یہ حی کی صورت نہیں میت وبے روح کی ہے تو وہ تصویر غیر ذی روح کی ہے سنن ابی داؤد وجامع ترمذی وسنن نسائی وصحیح ابن حبان وشرح معانی الآثار امام طحاوی ومستدرک حاکم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اتانی جبریل قال اتیتک البارحۃ فلم یمنعنی ان اکون دخلت الا انہ کان علی الباب تماثیل وکان فی البیت قرام ستر فیہ تماثیل وکان فی البیت کلب فمر براس التمثال الذی علی باب البیت فیقطع فیصیر کھیأۃ الشجرۃ ومر بالستر فلیقطع فلیجعل وسادتین منبوذتین توطاٰن ومر بالکلب فلیخرج ففعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دیکھئے جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم نے بھی عرض کی کہ ان تصویروں کے سر کاٹنے کا حکم فرمادیجئے جس سے ان کی ہیأت درخت کے مثل ہوجائے حیوانی صورت نہ رہے اسکا صریح مفاد تو وہی ہے کہ بے قطع راس حکم منع نہ جائے گا کہ بغیر اسکے نہ پیڑ کی مثل ہوسکتی ہیں نہ صورت حیوانی سے خارج اور اگر تنزل کیجئے تو اوس قدر تو لازم کہ ایسا کردیجئے جس سے وہ ایک بے جان کی صورت معلوم ہو اس سے حالت بے روحی مفہوم ہو ولہذا علامہ سید طحطاوی رحمہ اللہ تعالٰی نے اسی قول دُر کی شرح میں فرمایا قولہ لا تعیش بدونہ انما لا تکرہ الصلاۃ الیہا لانھا صورۃ میت وھو لا یعبد اھ **اقول** والاولٰی وھی لا تعبد لان المشرکین انما یعبدون المیت قال تعالٰی اموات غیر احیاء نعم لا یصورونھا صورۃ میت بل حی اور شک نہیں کہ عکسی تصویریں اگرچہ نیم قد یا سینہ تک بلکہ اگرچہ صرف چہرہ کی ہوں ہرگز نہ مثل شجر ہوتی ہیں نہ موت ذو الصورۃ کی حکایت کرتی ہیں بلکہ یقینا جیتے جاگتے کی صورت دکھاتی ہیں اور ناظر کا ذہن اون سے حالت حیات ذو الصورۃ ہی کی طرف جاتا ہے کوئی نہیں سمجھتا کہ یہ مردہ کی صورت ہے اور مدار حکم اسی فہم پر تھا نہ حیات وموت حقیقی پر جس سے تصویر کو بہرہ نہیں۔ آیا نہیں دیکھتے کہ سلاطین نصاری اپنی ایسی ہی ناقص تصویریں سکہ پر منقوش کراتے ہیں اگر اوس سے حالت موت مفہوم ہوتی تو کبھی نہ چاہتے کہ سکہ میں اپنی مردہ کی صورت دکھائیں تو انصافا یہ عبارت درمختار بھی ان تصویروں سے نفی ممانعت نہیں کرتی وہ اوس تصویر کے لئے ہے جسے توڑ پھوڑ کر ایسی حالت پر کردیں کہ اوس میں حالت حیات کی حکایت نہ رہے جو اوسے دیکھے بے روح کی صورت جانے **اقول** اور اب عجب نہیں کہ چہرہ کے سوا دیگر اعضائے مدار حیات کے عدم اصلی واعدام منقضی البطال میں معنی مقصود حکایۃ الحیاۃ

عرفاً مفہوم ہونے نہ ہونے سے بعض صورتیں فرق پیدا ہو بخلاف چہرہ کہ سرے سے نہ بنایا یا بنا ہوا توڑ دیا بہرحال حکایت نہیں ہوتی کما لایخفی فلیتسأل وباللہ التوفیق **ثالثاً** توفیق اللہ عزوجل وہ تحقیق بیان کریں جس سے اس مبحث کے تمام علل واحکام واصول وفروع متجلی ہوں۔ تصویر ممنوع میں کراہت نماز وحکم ممانعت کی علت مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے مشابہت عبادت صنم بتائی ہدایہ میں صراحۃً اسی میں حصر فرمایا حیث قال لاباس بان یصلی وبین یدیہ مصحف معلق او سیف معلق **لانھما** لایعبدان وباعتبارہ تثبت الکراھۃ۔ فتح القدیر میں ہے قولہ وباعتبارہ تثبت الکراھۃ قدم المعمول لقصد افادۃ الحصر۔ تبیین الحقائق میں ہے لاتعبد اذاکانت صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر والکراھۃ باعتبار العبادۃ فاذا لم یعبد مثلھا لایکرہ اور مصلی کے کپڑوں پر تصویر ہونے کی ممانعت کو حامل صنم کے مشابہت سے تعلیل فرمایا جیسا کہ ہدایہ وکافی وتبیین میں ہے واللفظ للھدایۃ لولبس ثوبا فیہ تصاویر یکرہ لانہ یشبہ حامل الصنم والصلٰوۃ جائزۃ فی جمیع ذلک لاستجماع شرائطھا وتعاد علی وجہ غیر مکروہ اس حصر کے منافی نہیں کہ وقت عبادت حامل صنم سے مشابہت بھی عبادت صنم سے مشابہت ہے مگر اکثر کتب سے تعلیل مسائل میں دو علتیں اور مفہوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ جہاں تصویر ممنوع رکھی ہو ملئکہ اُس مکان میں نہیں جاتے اور جس مکان میں ملئکہ رحمت نہ آئیں وہ ہر جگہ سے بدتر ہے دوسرے تعظیم تصویر ھدایہ میں ہے یکرہ ان یکون فوق راسہ فی السقف او بین یدیہ او بحذائہ تصاویر او صورۃ معلقۃ لحدیث جبریل انا لاندخل بیتا فیہ کلب وصورۃ کافی میں اتنا زائد کیا وبیت لاتدخل فیہ الملئکۃ شرالبیوت امام زیلعی نے دونوں تعلیلوں کو جمع فرمایا حیث قال لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولاصورۃ ولانہ یشبہ عبادتھا فیکرہ نیز کتب ثلٰثہ میں ہے لوکانت الصورۃ علی وسادۃ ملقاۃ او بساط مفروش لایکرہ لانھا تداس وتوطأ بخلاف مااذاکانت الوسادۃ منصوبۃ اوکانت علی السترۃ لانہ تعظیم لھا اھ ھذا لفظ الھدایۃ ولفظ الکافی والتبیین اوکانت علی الستر اعنی بدون التاء وھو اولی کما لایخفی۔ محقق نے فتح القدیر میں صرف مکان میں تصویر ممنوع بروجہ اکرام رکھے ہونے کی کراہت کو نماز کی طرف ساری بتایا اگرچہ تشبہ عبادت نہ ہو حیث قال لوکانت الصورۃ خلفہ اوتحت رجلیہ ففی شرح عتاب لاتکرہ الصلٰوۃ ولکن تکرہ کراھۃ جعل الصورۃ فی البیت للحدیث ان الملئکۃ لاتدخل بیتا فیہ کلب اوصورۃ الا ان ھذا یقتضی کراھۃ کونھا فی بساط مفروش وعدم الکراھۃ اذاکانت خلفہ وصریح کلامھم من الاول خلافہ قولہ (ای صاحب الھدایۃ) اشدھا کراھۃ ان تکون امام المصلی الی ان قال ثم خلفہ یقتضی خلاف الثانی ایضا لکن قد یقال کراھۃ الصلٰوۃ تثبت باعتبار التشبیہ لعبادۃ الوثن ولیسوا یستدبرونہ ولایطؤنہ فیھما ففیما یفھم مما ذکرنا من الھدایۃ (ای من الکراھۃ اذاکانت خلف المصلی) نظر وقد یجاب بانہ لابعد فی ثبوتھا فی الصلٰوۃ باعتبار المکان کما کرھت الصلٰوۃ فی الحمام علی احد التعلیلین وھو کونھا ماوی الشیاطین فان قیل فلم لم یقل بالکراھۃ ان کانت تحت القدم وما ذکرت یفید کراھتھا فی البیت وبہ تعترض علی المصنف ایضا حیث یقول لایکرہ کونھا فی وسادۃ ملقاۃ فالجواب لایکرہ جعلھا فی المکان کذلک لیتعدی الی الصلٰوۃ وحدیث جبریل مخصوص بذلک اھ ملخصا اُن کے تلمیذ محقق ابن امیر الحاج نے حلیہ میں صرف امتناع ملئکہ کے علت ہونے کا استظہار اور تشبہ پر مدار سے انکار فرمایا ہاں اُسے موجب زیادت کراہت بتایا وھذا نصہ فان قیل ان کانت العلۃ فی الکراھۃ کون المحل الذی تقع فیہ الصلٰوۃ لاتدخلہ الملئکۃ حینئذ لان شر البقاع بقعۃ لاتدخلہ الملئکۃ فینبغی ان تکرہ الصلٰوۃ فی بیت فیہ الصورۃ سواء کانت مھانۃ او غیر مھانۃ فان ظاھر نص الصحیحین عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولاصورۃ یقتضی انہ لاتدخل الملئکۃ ھذا البیت ایضا (ای ما فی الصورۃ مھانۃ) لان النکرۃ فی سیاق النفی عامۃ غایۃ الامر ان کراھۃ الصلٰوۃ فیما اذاکانت

الصورۃ فی موضع سجودہ او امامہ او فوقہ اشد وان کانت العلۃ فی الکراھۃ التشبہ بعبادۃ الصورۃ فلا تکرہ اذا لم تکن امامہ ولا فوق راسہ لان التشبہ لا یظہر الا اذا کان علی احد ھذین الوجہین فالجواب ان الذی یظہر ان العلۃ ھی الامر الاول واما الباقی فعلاوۃ تفید اشدیۃ الکراھۃ غیر ان عموم النص المذکور مخصوص باخراج ما تقدم اخراجہ من الکراھۃ اھ ملخصا اسی بنا پر صور صغار سے نفی کراہت کی دلیل کہ ہدایہ و کافی و تبیین و عامہ مشائخ کرام نے افادہ فرمائی اور ان کے شیخ محقق علی الاطلاق نے اس پر تقریر کی پر اعتراض فرمادیا فقال اما عدم الکراھۃ اذا کانت الصورۃ صغیرۃ لا تظہر للناظر علی بعد فقالوا لانھا لا تعبد والکراھۃ انما کانت باعتبار شبہ العبادۃ وقد عرفت ما فی ھذا بحر نے بحر میں انکی تبعیت کی بلکہ ان کے استظہار پر جزم کیا فقال انما لم تکرہ الصلاۃ فی بیت فیہ صورۃ مہانۃ مع عموم الحدیث ان الملئکۃ لا تدخلہ وھو علۃ الکراھۃ لوجود مخصص (الی ان قال) الا ان تکون صغیرۃ لان الصغار جدا لا تعبد والکراھۃ انما کانت باعتبار شبہ العبادۃ کذا قالوا وقد عرفت ما فیہ اھ قال فی منحۃ الخالق ما فیہ ای ان العلۃ لیست التشبہ بل عدم دخول الملئکۃ علیہم السلام اھ **اقول** کل کلامہ ھھنا ماخوذ عن الحلیۃ وان لم یعز الیہا ولم یقدم ما قدم ھو لنفی علیۃ التشبہ من لزوم ان لا تکرہ اذا لم تکن امامہ ولا فوقہ فلم یستقم لہ قولہ قد عرفت ما فیہ پھر محقق حلبی نے اثنائے کلام میں دو علت باقی اعنی تشبہ تعظیم کی طرف بھی میل فرمایا یہاں تک کہ صورت تشبہ وشبہ تعظیم کو موجب ٹھہرایا اور بحر نے بدستور اتباع کیا وھذا نص الحلیۃ بعد ما قدمنا عنہا وذکر الاحادیث المخصصۃ قال نعم علی ھذا یقال ینبغی ان لا تکرہ الصلاۃ علی بساط فیہ صورۃ وان کانت فی موضع السجود لان ذلک لیس بمانع من دخول الملئکۃ کما افادتہ ھذہ النصوص فان قلت الکراھۃ فی ھذہ الصورۃ انما ھی معللۃ بالتشبہ بعبادۃ الاصنام لا غیر قلت یمکن ان یقال وجود التشبہ المذکور فی ھذہ الصورۃ ممنوع فان عباد التماثیل والصور لا یسجدون علیہا وانما ینصبونہا ویتوجہون الیہا بل الذی ینبغی ان یکرہ علی ھذا ما اذا کانت الصورۃ امامہ لا فی موضع سجودہ اللھم الا ان یقال انہا اذا کانت امامہ فی موضع سجودہ تکون فی الصلاۃ صورۃ التشبہ بالعبادۃ لہا فی حالۃ القیام والرکوع ثم فی حالۃ السجود علیہا ان لم یوجد التشبہ بعبادتہا فھو لا یعری عن نوع شبہ بتعظیم الصور لان ذلک یشبہ فی الصورۃ الخضوع لہا وتقبیلہا ولا باس بھذا التوجیہ وان لم یذکروہ علامہ شامی نے تشبہ وتعظیم دو علتیں رکھیں اور امتناع ملئکہ سے تعلیل کو نامناسب ٹھہرایا اولاً باتباع ہدایہ وغیرہا فرمایا علۃ کراھۃ الصلاۃ بہا التشبہ پھر چند قول کے بعد لکھا قد ظہر من ھذا ان علۃ الکراھۃ فی المسائل کلہا اما التعظیم او التشبہ علی خلاف ما یاتی۔ پھر ایک صفحہ کے بعد کلام مذکور حلیہ وبحر تلخیص کرکے فرمایا اقول الذی یظہر من کلامھم ان العلۃ اما التعظیم او التشبہ کما قدمناہ والتعظیم اعم کما لو کانت عن یمینہ او یسارہ او موضع سجودہ فانہ لا تشبہ فیہا بل فیہا تعظیم اما کان فیہ تعظیم وتشبہ فھو اشد کراھۃ وخبر جبریل علیہ الصلاۃ والسلام معلول بالتعظیم بدلیل الحدیث الاٰخر وغیرہ فعدم دخول الملئکۃ انما ھو حیث کانت الصورۃ معظمۃ وتعلیل کراھۃ الصلاۃ بالتعظیم اولی من التعلیل بعدم الدخول لان التعظیم قد یکون عارضا لان الصورۃ اذا کانت علی بساط مفروش تکون مہانۃ لا تمنع من الدخول ومع ھذا لو صلی علی ذلک البساط وسجد علیہا تکرہ لان فعلہ ذلک تعظیم لہا والظاھر ان الملئکۃ لا تمنع من الدخول بذلک الفعل العارض عجب یہ کہ علامہ قوام کاکی نے درایہ میں بعض صورتیں تعظیم وتشبہ دونوں منتفی مان کر کراہت ثابت مانی درمختار میں ہے لکنہا فیہ ایسر لانہ لا تعظیم فیہ ولا تشبہ معراج علامہ شامی نے اس نفی کی یہ توجیہ کی **قلت** وکان عدم التعظیم فی التی خلفہ وان کانت علی حائط او ستران فی استدبارھا استہانۃ لہا فیعارض ما فی تعلیقہا من التعظیم بخلاف ما علی بساط مفروش ولم یسجد علیہا فانہا مستہانۃ من کل وجہ **اقول** اور عجب تر یہ کہ باوصف انتفائے وصفین اثبات کراہت کی یہ توجیہ فرما کر اس کے متصل ہی وہ لکھا کہ قد ظہر من ھذا ان علۃ الکراھۃ فی المسائل

۴ اختلف فی ما اذا کان التمثال خلفہ والاظہر الکراھۃ ردالمحتار

کلھا التعظیم او التشبہ وھل ھو الاتفریع علی النقض یہ ہیں بظاہر سات رنگ کے اقوال۔ **وانا اقول** وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق افادات مشائخ کرام کہ ہدایہ واتباع ہدایہ میں مذکور ہوئے ضرور حق وصحیح اور ہر غبار سے پاک ونجیح ہیں بیشک سوا تشبہ کے کچھ علت نہیں اور بیشک تعظیم علت ہے اور بیشک امتناع ملئکہ علت ہے متاخرین کے اختلافات وبرد وبات منشا ان امور ثلثہ میں تفارق سمجھنا ہے حالانکہ اون میں باہم تلازم ہے تشبہ عبادت بے تعظیم ناممکن ہونا تو بدیہی کہ عبادت غایت تعظیم ہے جہاں اصلاً کسی طرح شائبہ تعظیم نہو وہاں شبہ عبادت کیا معنی ولہذا اگر بساط مفروش میں تصویر ہو اور وہ بساط جانماز نہ ہو نہ مصلی تصویر پر سجدہ کرے تو ہمارے ائمہ کے اجماع سے اصلاً کراہت نہیں کہ اب کوئی وجہ تعظیم بہائی گئی تو تشبہ عبادت کہ یہی علت تھا متحقق نہ ہوا کما تقدم عن الکتب الثلثۃ ومثلہ فی سائرھن یونہی تعظیم تصویر تشبہ عبادت کو مستلزم کہ تعظیم دونوں کو جامع ہے جب اوسکا درجہ اعلٰی عبادت ہے ادنٰی میں اوس سے مشابہت ہے **اقول** یہ اس لئے کہ تصویر کو کوئی علاقہ رب عزوجل سے نہیں اور حقیقی مستحق ہر تعظیم وہی حقیقی جلیل عظیم عزجلالہ ہے معظمان دینی کی تعظیم اوس کی طرف نسبت وعلاقہ سے ہے وہ نمایت عظمت میں ہے تو نمایت تعظیم اعنی عبادت اوسکی کے لائق دوسرے کہ اوس کے منتسب ہیں اپنی اپنی نسبتوں کے قدر اوس کے حکم سے دیگر معظمات نازلہ کے مستحق تو یہ تعظیمیں اعطار کل ذی حق حقہ کے قبیل سے ہوئیں بلکہ حقیقۃً اوسی کی تعظیم ہیں ولہذا حضور سید العالمین اعظم المعظمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ والجافی عنہ واکرام السلطان المقسط بوڑھے مسلمان اور سنی عالم اور عادل بادشاہ کی تعظیمیں اللہ ہی کی تعظیم ہیں۔ رواہ ابوداؤد بسند حسن عن ابی موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ مگر جس وجہ کو اوس عظیم حقیقی سے علاقہ نہیں وہ اصلا لائق تعظیم نہیں اور اب جو اوسکی ذرا بھی تعظیم کی جائیگی استقلال کی بو دیگی کہ علاقہ تبعیت منتفی ہے لاجرم تشبہ عبادت سے مفر نہ ہوگا ولہذا امام علام فخر الاسلام نے شرح جامع صغیر میں فرمایا امساک الصورۃ علی سبیل التعظیم ظاھر مکروہ لان ذلک یشبہ عبادۃ الصنم ۱ھ نقلہ عنہ فی الحلیۃ۔
یونہیں **امتناع ملئکہ** اوسی گھر میں سے جانے سے ہوگا جہاں تصویر بروجہ تعظیم رکھی ہو ورنہ ہرگز نہیں حدیث مذکور ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اس میں نص صریح ہے امین الوحی علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اپنے نہ حاضر ہونے کی وجہ یہ عرض کی کہ پردہ پر تصویریں منقوش تھیں اور اوس کا علاج یہ گزارش کیا کہ اوسے کاٹ کر دو مسندیں بنائی جائیں کہ زمین پر ڈالی اور پاؤں سے روندی جائیں اگر اسکے بعد بھی امتناع باقی رہتا تو علاج کیا ہوا فانتفی قول العتابی فیما کانت تحت قدمیہ انما تکرہ کراھۃ جعلھا فی البیوت لاجل الحدیث وقد تقدم عن الفتح انہ خلاف صریح کلامھم **اقول** بل خلاف صریح کلام محرر المذھب محمد حیث قال فی مؤطاہ بعد ما روی حدیثا فی المعنی ولھذا ناخذ ما کان فیہ من تصاویر من بساط یبسط او فراش یفرش او وسادۃ فلا باس بذلک انما یکرہ من ذلک فی الستر وما ینصب نصبا وھو قول ابی حنیفۃ والعامۃ من فقھائنا ۱ھ وقد روی الطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ رخص فیما کان یوطأ وکرہ ما کان منصوبا ردالمحتار میں تشکیک کیا کہ عدم دخول الملئکۃ بیتا فیہ کلب او صورۃ مما یحرم اقتناؤہ من الکلاب والصور واما مالیس بحرام من کلب الصید والزرع والماشیۃ ومن الصورۃ التی تمتھن فی البساط والوسادۃ وغیرھما فلا یمنع دخول الملئکۃ بیتہ قال النووی والاظھر انہ عام فی کل کلب وصورۃ وانھم یمتنعون من الجمیع لاطلاق الاحادیث ولان الجرو الذی کان فی بیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تحت السریر کان لہ فیہ عذر ظاھر لانہ لم یعلم بہ ومع ھذا امتنع جبریل علیہ الصلاۃ والسلام من دخول البیت وعللہ بالجرو ۱ھ ما نقلہ القاری مقرا علیہ **اقول** ما قالہ الامام النووی رحمہ اللہ تعالٰی ورحمنا بہ محتمل فی الکلب علی نزاع ظاھر فیما استدل لہ بہ وان تبعہ فیہ الشیخ فی اشعۃ اللمعات ورجع اخر الی استثناء کلب یحل اقتناؤہ وذلک لانہ کم من فرق بین ما رخصہ الشرع لحاجۃ وبین ما وقع من غیر المرخص

عہ: انما ھو حیث کانت الصورۃ معظمۃ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ [illegible]

بدون علم وما مثلہ الا کجاسۃ محفورۃ شرعا واخری کثیرۃ صلی معہا من دون علم بہا اما ما ذکر فی الصورۃ فلا یصح حدیث جبریل المذکور وایضا اخرج البخاری والامام احمد عن ام المؤمنین انہا اتخذت علی سہوۃ لہا ستراً فیہ تماثیل فہتکہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قالت فاتخذت منہ نمرقتین فکانتا فی البیت یجلس علیہما زاد احمد ولقد رأیتہ متکئا علی احدٰہما وفیہا صورۃ اھ وما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیترک فی البیت شیئا یمنع دخول جبریل علیہ الصلٰوۃ والتسلیم بل فی حدیثہا رضی اللہ تعالٰی عنہا عند الطحاوی قالت اشتریت نمرقۃ فیہا تصاویر فلما دخل علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فراٰھا تغیر ثم قال یا عائشۃ ماھذہ فقلت نمرقۃ اشتریتہا لک تقعد علیہا قال انا لا ندخل بیتا فیہ تصاویر فالحق ان الامتناع مختص بغیر الممہانۃ واللہ تعالٰی اعلم تو ظاہر ہوا کہ تینوں علتیں متلازم ہیں اور تینوں سے تعلیل صحیح ہے اور ان میں سے ہر ایک میں حصر بھی کرسکتے ہیں اور مغز تحقیق یہ ہے کہ اصل علت تعظیم ہے تعظیم ہی سے تشبہ پیدا ہوتا ہے اور تعظیم ہی سے ملٰئکہ رحمت نہیں آتے ولہذا اہانت کی صورتیں جائز رکھی گئیں کہ فرش میں ہوں جس پر بیٹھیں کھڑے ہوں پاؤں رکھیں یہ تقریر کلام مشائخ ہے وللہ الحمد **ثم اقول** جبکہ ہر تعظیم تشبہ عبادت صورت ہے اور ہر تشبہ عبادت ملٰئکہ کیلئے قطعاً موجب نفرت تو عارض ولازم میں تفرقہ محض بے اصل۔ تعلیق ونصب میں بھی تعظیم اسی فعل سے عارض ہوئی نہ کہ نفس ذات صورت کو لازم تھی تو بساط مفروش میں جب تصاویر کو موضع سجود میں رکھکر اون پر سجدہ کیا جائے گا بعینہ اونھیں معلق ومنصوب کرنے کے مثل ہوگا اور اوسوقت دخول ملٰئکہ کو منع کریگا کہ اون کا امتناع بوجہ تعظیم تھا اور تعظیم پائی گئی فما استظہرہ الشامی غیر ظاہر فان فرق بان جعلہا فی المفروش اہانۃ لہا فتعارض تعظیم السجود علیہا فذلک امر اٰخر غیر کون التعظیم عارضا وستعلم ما فیہ بعون اللہ تعالٰی اما قول الحلیۃ ذلک لیس بمانع من دخول الملٰئکۃ کما افادتہ ھذہ النصوص **اقول** لم تفد النصوص ان مجرد جعلہا فی فراش او وسادۃ یخرجہا عن منع الملٰئکۃ بل قیدتہ بقولہ منبوذتین توطاٰن وللنسائی فی روایۃ یجعل بساطا یوطا وللطبرانی فی الاوسط رخص فیما کان یوطا فمن جعلہا فی بساط ثم علقہ علی الجدار کالاستار او وضعہ علی الراس حرم قطعا ومنع الملٰئکۃ من الدخول فکذا من جعلہا فی بساط ثم سجد علیہا وبالجملۃ القصد ھو الامتہان ولم یحصل الا تری الی ما فی البحر عن المحیط اذا کانت علی الوسادۃ ان کانت قائمۃ یکرہ لانہ تعظیم لہا وان کانت مفروشۃ لا یکرہ اھ والی ما فی الحلیۃ من شرح الجامع الصغیر للامام النووی یکرہ ما یکون علی الوسائد الکبار (ای لا تمتہا بہ یکرھا)، وکذلک کل شیئ نصیب فیصیر تعظیما لہ فاما اذا کان تحقیرا لہ فلا باس کالبساط المفروش والوسادۃ الملقاۃ لان فی ذلک استہانۃ بالصورۃ اھ وقد تقدم معناہ عن الہدایۃ والکافی والتبیین **ثم اقول** تصویر کہ مصلی کے پس پشت ہو اوسی حالت میں مکروہ ہے کہ منصوب یا معلق یا دیوار پر منقوش یا چسپاں آئینہ میں لگی ہو اور یہ قطعاً تعظیم ہے فانتفی قول المعراج لا تعظیم فیہ الا تشبیہ کما تقدم ولیت شعری اذا انتفیا فما الموجب للکراھۃ فان میل الی التمسک بامتناع الملٰئکۃ قلنا اذ لا تعظیم فلا امتناع **ثم اقول** شرع مطہر نے جس شے کی تعظیم حرام اور توہین واجب کی اوس سے اگر ایسا برتاؤ کیجئے جس میں ایک جہت سے توہین اور دوسری جہت سے تعظیم ہو وہ حرام وناجائز ہی ہوگا اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ تعظیم وتوہین متعارض ہوکر برابر ہوگئیں اذ لا یجتمع الحلال والحرام الا غلب الحرام واعتبر ھذا بمن یقبّل الوثن ویضربہ بالنعل فعل تعالٰی تکافا التقبیل والضرب فیجوز کلا بل یحرم لانہ خلط عملا صالحا واٰخر سیئا ولہذا محرر المذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی ورحمنا بہ نے کتاب الاصل میں سجادہ یعنی جانماز میں تصویر کا ہونا مطلقاً مکروہ ٹھہرایا اگرچہ تصویر برجائے سجدہ نہ ہو کہ جانماز معظم ہے تو اوس میں تصویر ہونا تصویر کی تعظیم ہے اور یہ لحاظ نہ فرمایا کہ جانماز زمین پر بچھائی جائیگی اور زمین پر بچھانا تصویر کی توہین ہے اوس پر پاؤں رکھا جائے گا اور یہ غایت توہین ہے تو وجہ وہی ہے کہ تعظیم مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ اوسکے ساتھ توہین بھی ہو جیسے مصحف دینی کی توہین مطلقاً حرام ہے اگرچہ اوس کے ساتھ ہزار تعظیمیں بھی ہوں ہدایہ میں ہے اطلق الکراھۃ فی الاصل لان المصلی معظم عنایہ میں ہے معناہ ان البساط الذی اعد للصلٰوۃ

ان تکون فی المصلی مطلقاً ولا ینبغی ان تکون فی المصلی مطلقاً
[ت]ظم من بابت سائر البسط فاذا کان فیہ صورۃ کان نوع تعظیم لھا ونحن امرنا باھانتھا فلا ینبغی ان تکون فی المصلی مطلقاً
[ی]جد علیھا اولم یسجد اسی طرح تبیین وغیرہ میں ہے فانتفی ماوجہ بہ العلامۃ الشامی عدم التعظیم فیما اذا کانت خلفہ علی ستر
وحائط واستقر عرش التحقیق علی تلازم العلل الثلاث وللہ الحمد ثم **اقول** وباللہ التوفیق تشبہ دو قسم ہے ایک عام کہ مطلقاً
[ص]ورت ممنوع کو بروجہ تعظیم رکھنے سے حاصل ہوتا ہے کما تقدم تحقیقہ والتصریح بہ عن الامام فخر الاسلام دوسرا تشبہ خاص کہ اوس کے علاوہ
[ن]فس نماز میں مصلی کے کسی فعل یا ہیأت سے ظاہر ہو مثلاً تصویر کو سامنے رکھکر اوسکی طرف افعال نماز بجالانا یہ اشد واخبث ہے یہ ضرور
[ن]فس تعظیم سے اخص ہے وعلیہ یصدق قول الشامی ان التعظیم اعم وقول الحلیۃ ان لیس ملازما بل یوجب زیادۃ جہاں یہ ہو نماز
میں کراہت تحریم ہوگی ورنہ مکان میں اوسکا بروجہ تعظیم رکھنا توقطعاً ممنوع وگناہ ہے فی الحلیۃ والبحر رد المحتار ھذہ الکراھۃ
کراھۃ تحریم زاد فی البحر ینبغی ان یکون حراما لامکروھا ان ثبت الاجماع اوقطعیۃ الدلیل لتواترہ اوراوسکے سبب
نماز میں کراہت تنزیہی آئیگی عنایہ میں ہے لان تنزیہ مکان الصلاۃ عما یمنع دخول الملئکۃ مستحب حاشیہ علامہ سعدی آفندی
میں ہے فتکون الکراھۃ تنزیھیۃ یہ ہے وہ کراہت جو محقق نے مکان سے نماز کی طرف ساری مانی ہمارے اس بیان سے ظاہر ہوا کہ
مسئلہ تصاویر میں دربارہ نماز جو لفظ کرہ کتب میں ارشاد ہوا اوس سے مراد کراہت تحریمی وتنزیہی سے عام ہے وعلیہ یستقیم قول
الشامی ظاھر کلام علمائنا ان مالا یؤثر کراھۃ فی الصلاۃ لایکرہ ابقاؤہ وقد صرح فی الفتح وغیرہ بان الصورۃ الصغیرۃ لاتکرہ
فی البیت اھ والافعلۃ کراھۃ التحریم فی الصلاۃ ھو التشبہ الخاص وفی الابقاء ھو التعظیم وقد اعترف انہ اعم من
التشبہ وانتفاء الاخص لایوجب انتفاء الاعم **اقول** وظھر لما قررنا ان السؤال الذی ذکرہ المحقق لم یکن واردا من
اصلہ فان المنتفی عندالاستدبار ھو التشبہ الخاص ولاتنحصر الکراھۃ فیہ **واقول** ظھر ایضا ان الجواب الذی ابداہ
بل ھو مفاد کلام المشائخ وتعلیلھم بامتناع الملئکۃ **واقول** ظھر ایضا ان السؤال الذی اوردالمحقق الحلبی علی مسألۃ
السجود علی التصویر لم یکن من الوارد ایضا لانہ ان انتفی فیہ فالتشبہ الخاص بل لانسلم انتفاءہ ایضا فان السجود علی التصویر
یشبہ عبادتہ قطعا کما نص علیہ فی الکافی ولفظہ السجود علیھا یشبہ عبادۃ الاوثان والتبیین ونصہ السجود علیھا یشبہ
عبادتھا فیکرہ فانتفی ماذکر العلامۃ الشامی ان لاتشبہ فیہ **اقول** وظھر ایضا ان الجواب الذی ابداہ فی الحلیۃ وظن انھم
لم یذکروہ کلامھم محیط بہ کما علمت وللہ الحمد **اقول** وبتحقیقنا ھذا یحصل التوفیق فی مسألتین **الاولٰی** کراھۃ
الصلاۃ حیث کانت الصورۃ خلفہ فمن اثبت وھم الاکثرون وجعلہ فی التنویر الاظھر اثبت کراھۃ التنزیہ ومن نفی
وھو الذی مشی علیہ صدر الشریعۃ فی شرح الوقایۃ وجزم بہ فی متنہ النقایۃ واعتمدہ فی الغایۃ کما فی التبیین و
الدرر والامام العتابی کما فی الفتح وتبعہ ابن کمال باشا فی الایضاح نفی کراھۃ التحریم **والثانیۃ** الصلاۃ علی سجادۃ
فیھا تصاویر اذا لم یسجد علیھا نفی الامام محمد الکراھۃ فی الجامع الصغیر واثبتھا فی الاصل والکل صحیح بالتوزیع ای یکرہ
تنزیھا لاتحریما والوجہ فیھا وجود التشبہ العام دون الخاص وذلک ظاھر فی الاولی اما الثانیۃ فلان وضع التصویر فی المصلی
تعظیم لہ کما سمعت وکل تعظیم لہ تشبہ بعبادتہ کما علمت وکل صلاۃ کان معھا التلبس بھذا التشبہ کرھت ولاینافیھا وجود
الاستھانۃ بوجہ اخر کما قدمنا فانتفی ما ذکر ھھنا فی الحلیۃ حیث قال قلت یلزم علی ھذا ان یکون ما فی الاصل موضوعا
فی المصلی لاغیر وما فی الجامع فیما عداہ وفیہ مالایخفی اھ **اقول** بل کلاھما فی المصلی ولا بعد فیہ التطبیق ما ذکرنا قال رحمہ اللہ
تعالٰی والاحسن ان یقال ظاھر الکتابین التعارض فیما عدا موضع السجود فاما ان یکون ما فی الجامع من القید المذکور قید اتفاقیا
واما ان یکون ما فی الاصل مقید ابما فی الجامع اھ یرید ان التوفیق اما بارجاع ما فی الجامع الی ما فی الاصل من اطلاق الکراھۃ
سواء کانت فی محل السجود او غیرہ والتقیید بکونھا فیہ وقع وفاقا او بارجاع ما فی الاصل الی ما فی الجامع بحمل المطلق علی المقید۔

اقول وکانہ عند ھذا التحریر لم یتیسر لہ مراجعۃ الجامع الصغیر فان عبارتہ لاتحتمل ما ذکر من الغاء القید وانما کان مساغہ لوکان منطوقہ کراھۃ الصلاۃ مقیدا بکون الصورۃ فی محل السجود فکان یفید عدم الکراھۃ فی غیرہ بطریق المفہوم فقال ان القید اتفاقی ولیس کذلک بل اصل منطوقہ ماینافی الاصل اعنی عدم الکراھۃ فاین المساغ لما ذکر وھذا نص الجامع لاباس ان یصلی علی بساط فیہ تصاویر ولا یسجد علی التصاویر اھ قال رحمہ اللہ تعالی وھذا اولی (ای الثانی) لانہ لایظھر وجہ القول بکراھۃ الصلاۃ علی بساط کبیر فیہ صورۃ تحت قدم المصلی وھو لازم الاول بخلاف الثانی اھ **اقول** قد افدناک الوجہ فتشکر ثم لاوجہ یظھر لتقییدہ بالکبیر بعد فرض الصورۃ تحت القدم واللہ تعالی اعلم وتبعہ البحر فی ھذا البحث کلہ غیر انہ قال اطلق الکراھۃ فی الاصل فیما اذا کان علی البساط المصلی علیہ صورۃ لان الذی یصلی علیہ معظم فوضع الصورۃ فیہ تعظیم لہا بخلاف البساط الذی لیس بمصلی اھ فحمل البساط علی السجادۃ کما حملنا ثم تبع الحلیۃ فقال وتقدم عن الجامع الصغیر التقیید بموضع السجود فینبغی ان یحمل اطلاق الاصل علیہ وانہا اذا کانت تحت قدمیہ لایکرہ اتفاقا اھ **اقول** قولہ وانہا معطوف علی قولہ ان یحمل داخل تحت ینبغی فھو بحث منہ بناءً علی ما حمل علیہ کلام الاصل وقد علمت ما فیہ بل تکرہ فی المصلی مطلقا وان کانت تحت القدم وما فی الدرر وغیرہ لایکرہ ولو کانت تحت قدمیہ او محل جلوسہ لانہا مہانۃ مخصوص بغیر السجادۃ بدلیل الدلیل وقد نقلوا قاطبۃ عن الاصل الاطلاق المرسل فی المصلی وما عللوہ بہ شامل لکل صورۃ کما لایخفی نعم فی بساط غیرہ لایکرہ اذا صلی علیہ ولم یسجد علیہا وان لم تکن تحت قدمیہ بل ولو کانت امامہ لوجود الاھانۃ مطلقا مع عدم التعظیم لوجہ قال فی الحلیۃ نقلا من شرح الجامع الصغیر لفخر الاسلام لایکرہ ان یصلی دون وسادۃ علیہا تصاویر اھ **اقول** ھو نص نفس الجامع الصغیر ثم المراد بالوسادۃ الصغیرۃ دون کبیرۃ تورث الصورۃ انتصابا کما تقدم ثم لایخفی علیک ان التوفیق الذی ذکرہ الفقیر اولی مما اختارہ ھذا المحقق لان فیہ اھمال احدھما فی بعض متناولاتہ وفیما ذکرت اعمال کلیہما فی کلہ فانظر الی کثرۃ الفوائد فی کلام المشائخ رحمہم اللہ تعالی وھکذا کلامھم اذا امعن فیہ النظر وساعد التوفیق فی اللطیف الخبیر عزجلالہ وللہ الحمد ثم **اقول** وبہ استعین تنقیح علت اگرچہ بفضلہ تعالی بروجہ احسن ہوئی مگر ابھی ایک اور تنقیح عظیم باقی ہے جبکہ علت کراہت تشبہ عبادت ہے خاص ہو یا عام تو ضرور ہے کہ وہ تصویر جنس ما یعبدہ المشرکون سے ہو کہ جسے مشرکین پوجتے ہی نہیں وہ بت کے حکم میں نہیں کہ اوس کے بروجہ تعظیم رکھنے یا اوس کی طرف نماز پڑھنے میں معاذ اللہ عبادت بت سے تشبہ ہو ولہذا جابجا کراہت کو عبادت اور اوس کے عدم کو عدم سے تعلیل فرماتے ہیں کہ مشرک اسکی عبادت نہیں کرتے لہذا کراہت نہیں مثلا (۱) اتنی چھوٹی تصویر کہ زمین پر رکھکر دیکھو تو اعضا کی تفصیل نہ معلوم ہو مورث کراہت نہیں کہ اتنی چھوٹی کی عبادت مشرکین کی عادت نہیں ہدایہ وکافی وتبیین میں ہے لوکانت الصورۃ صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر لایکرہ لان الصغار جدا لاتعبد فتح القدیر میں ہے فلیس لہا حکم الوثن فلا تکرہ فی البیت اور اس بارے میں امیر المومنین فاروق اعظم وحضرت عبداللہ بن مسعود وحذیفہ بن الیمان ونعمن بن مقرن وعبداللہ بن عباس وابوہریرہ وابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہم صحابہ اور سیدنا دانیال نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے آثار مروی ومذکور ہیں کما بینہا فی الحلیۃ (۲) سر بریدہ یا چہرہ محو کردہ کہ اسکی بھی عبادت نہیں ہوتی اور بھویں اور آنکھیں مٹادینا کافی نہیں نہ چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینا نفی کراہت کرے تبیین وبحر میں ہے مقطوعۃ الراس لاتکرہ لانہا لاتعبد بدون الراس عادۃ والاعتبار بازالۃ الحاجبین او العینین لانہا تعبد بدونہما ہدایہ میں فرمایا محو الراس لیس بتمثال لانہ لایعبد بدون الراس۔ عنایہ میں ہے انہ لایعبد بلاراس فکان کالجمادات خلاصہ وفتح وحلیہ وبحر میں ہے واللفظ لہ لااعتبار بقطع الیدین او الرجلین اھ وکذا ھو فی الخلاصۃ ثم الحلیۃ بحرف التردید ولفظ المحقق لوقطع یدیہا ورجلیہا لاترفع الکراھۃ اھ اعنی بحرف الجمع وھو المراد غنیہ میں دونوں مسئلہ صغیرہ ومقطوعۃ الراس کی تعلیل میں لکھا لانہا لاتعبد فانتفی

التشبیہ الذی ھو سبب الکراھۃ (۳) شمع یا چراغ یا قندیل یا لیمپ یا لالٹین یا فانوس نماز میں سامنے ہو تو کراہت نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی اور بھڑکتی آگ اور دہکتے انگاروں کا تنور یا بھٹی یا چولھا یا انگیٹھی سامنے ہوں تو مکروہ کہ مجوس ان کو پوجتے ہیں عنایہ میں بعد عبارت مذکورہ آنفاہے فصار کالصلاۃ الی شمع او سراج فی انھما لایعبدان ویکرہ لوکان بین یدیہ کانون فیہ جمراء نار موقدۃ فتح زیر مسئلہ شمع ہے لانھم لایعبدونہ بل الضرام جمرا او نارا تبیین الحقائق وبحرالرائق میں ہے قال رحمہ اللہ تعالٰی او شمع او سراج لانھما لایعبدان والکراھۃ باعتبارھا وانما یعبدھا المجوس اذا کانت فی الکانون وفیھا الجمر وفی التنور فلا یکرہ التوجہ الیھما علی غیر ذلك الوجہ اھ اقول البحر تبع التبیین فی قولہ والکراھۃ باعتبارھا فرجع الی الصواب ۔ کافی میں ہے ان قطع الراس فلا باس بہ لانہ لایعبد بلاراس ولھذا لوصلی الی تنور او کانون فیہ نار کرہ لانہ یشبہ عبادتھا والی قندیل او شمع او سراج لالعدم التشبیہ محیط امام شمس الائمہ سرخسی پھر ہندیہ میں ہے من توجہ فی صلاتہ الی تنور فیہ نار تتوقد او کانون فیہ نار یکرہ ولو توجہ الی قندیل اوالی سراج لم یکرہ فتاوی امام اجل قاضی خاں میں ہے یکرہ ان یصلی وبین یدیہ تنور او کانون فیہ نار توقد لانہ یشبہ عبادۃ النار وان کان بین یدیہ سراج او قندیل لایکرہ لان لایشبہ عبادۃ النار اسی طرح اوس سے لایکرہ تک خزانۃ المفتین میں ہے اقول ھذہ نصوص الائمۃ الاجلۃ فسقط مافی القنیۃ ان المجوس یعبدون الجمر لا النار الموقدۃ اھ وان تبعہ فی الدر والتمرتاشی ثم السید ابوالسعود الازھری ثم السید الطحطاوی فی حاشیتی المراقی والدر ایضا الدر رد لقطلان المجوس لایعبدون اللھب بل الجمر اھ ومثلہ فی مجمع الانھر واشار الیہ الشرنبلالی فی مراقیہ ثم الزاھدی نفسہ اظھر ضعفہ اذ قال بعدہ حتی قیل لاتکرہ الی النار الموقدۃ اھ اقول ان کان صحیحا انھم لایعبدونھا فما معنی تعبیر ھذا القیل بقیل الا ان یقال ان الموقدۃ قلما تخلو عن جمر وفیہ نظر بل لاتشمل علیہ الاقرب الانتھاء ثم ربما تکون الموقدۃ من حشیش ونحوہ ولا جمر ثمہ واللہ تعالٰی اعلم (۴) مصحف شریف (۵) تلوار وغیرہ ہتھیار کا سامنے ہونا مکروہ نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی کما فی الکتب الثلثۃ وعامۃ الکتب ولفظ الامام الزیلعی انھما لایعبدان وباعتبارھا تثبت الکراھۃ وفی استقبال المصحف تعظیمہ وقد امرنا بہ اقول یہ وہی فرق نفیس ہے کہ صدر کلام میں فقیر نے گزارش کیا ولفظ البحر امالمصحف فلان فی تقدیمہ تعظیمہ وتعظیمہ عبادۃ والاستخفاف بہ کفر فانضمت ھذہ العبادۃ الی عبادۃ اخری فلا کراھۃ اھ فاحفظہ فانہ ینفعك (۶) تصویر صغیر پر قیاس فرمایا کہ مستور سے بھی نفی کراہت کی کہ ظاہر نہ ہونے میں اس کے مثل ہے جیسے جیب یا بٹوے میں روپیہ یا بعض ترکی ٹوپیوں میں کہ نصارٰی کی بنائی ہوتی ہیں اندر کی جانب تصویر ہوتی ہے ان صورتوں میں نماز مکروہ نہیں مگر ناجائز تصویر یا حفاظت سے رکھ چھوڑنا خود ہی منع ہے اگرچہ صندوق میں بند رکھے اور نہ کھولے اگرچہ وہاں نماز مکروہ نہ ہوگی محیط وخلاصہ وحلیہ وبحر میں ہے رجل فی یدہ تصاویر وھو یؤم الناس لاتکرہ امامتہ لانھا مستورۃ بالثیاب فصار کصورۃ فی نقش خاتم وھو غیر مستبین اھ ولفظ الخلاصۃ اذا کانت فی یدہ (وفی نسخۃ علی یدیہ) وھو یصلی لاباس بہ لانھا مستورۃ بثیابہ وکذا لوکان علی خاتمہ اھ عنہ ا فی الحلیۃ العبارۃ الاولی للمحیط والخلاصۃ معا وفرق فی البحر فاحسن وقال تحت قول المحیط وھو یفید ان المستبین فی الخاتم تکرہ الصلاۃ معہ اھ اقول العادۃ ان الخاتم لایکون علیھا الاغیر مستبین بل لعل الخاتم لایحتمل الا ایاہ فقول المحیط وھو غیر مستبین لبیان العلۃ الجامعۃ بین نقش لخاتم المستور قال البحر ویفید انہ لایکرہ ان یصلی ومعہ صرۃ او کیس فیہ دنانیر او دراھم فیھا صور صغار لاستتارھا اھ واعترضہ فی النھر بان عدم الکراھۃ فی الصغار غنی عن التعلیل بالاستتار بل مقتضاہ ثبوتھا اذا کانت منکشفۃ وسیاق انھا لاتکرہ الصلاۃ لکن یکرہ کراھۃ تنزیہ جعل الصورۃ فی البیت لخبر ان الملئکۃ لاتدخل بیتا فیہ کلب او صورۃ اھ نقلہ فی المنحۃ مقرا علیہ اقول وھو کما قال وکان زیادۃ الصغار وقع وفاقا فان المعھود فی الدراھم والدنانیر ھی الصغار لکن فی قولہ لکن مما قد علمت ان

الصغار لاتکرہ فی البیت ایضا کما مر تصریحہ عن الفتح وقد تظافر واعلی نقل اثار فیہا عن الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم وقد قدمنا عن الامام فخر الاسلام ان امساك الصورۃ علی سبیل التعظیم ظاہر مکروہ الخ فقید بالظاہر فغیرہ لایؤثر کراھۃ لا فی الصلاۃ ولا فی الامساك قال البحر ویفید انہ لوکان فوق الثوب الذی فیہ صورۃ ثوب ساترلہ لایکرہ ان یصلی فیہ لاستتارھا بالثوب الاٰخر واللہ سبحٰنہ اعلم اھ **اقول** ولاقرۃ عین فیہ لمن یمسك التصاویر فی صندوقہ للنظر فیہا متی شاء فانہا وان کانت مستورۃ ما دامت فی الصندوق لکنہ یفتحہ ویخرجہا فتظہر فیاتی التحریم والامساك لامر ممنوع ممنوع کمن امسك امرأۃ لیفجر بہا فہو فی اثم الفجور حین لایفجر لان الاعمال بالنیات نسأل اللہ السلامۃ بل لو امسکہا ولم یقصد النظر فیہا متی شاء کان فیہ حفظ ما فیہ الفساد فکان کامساك اٰلۃ اللھو لمن لایضرب قال الامام الاجل قاضیخان فی فتاواہ لو امسك شیئا من ھذہ المعازف والملاھی یکرہ ویاثم وان کان لایستعملہا لان امساك ھذہ الاشیاء یکون للھو عادۃ (۷)، چاند سورج ستاروں درختوں کی تصویریں نماز میں سامنے ہوں توحرج نہیں کہ مشرکین نے اگرچہ ان اشیاء کو پوجا مگر ان کی تصویروں کی عبادت نہیں کرتے سومنات اگرچہ معبد قمر تھا سوم یعنی قمر ہے اور ناتھ یعنی مالک مگر اوس میں بت تھا جسے صورت روحانیت قمر قرار دیا تھا نہ شکل ہلالی یا قمری یا بدری کی تصویر ردالمحتار میں درایہ شرح ہدایہ سے ہے فان قیل عبد الشمس والقمر والکواکب والشجرۃ الخضراء قلنا عبد عینہ لاتمثالہ اھ **اقول** وبہ ظہر بطلان ما بحث القاری فی المرقاۃ اذ قال ما عبد من دون اللہ ولوکان من الجمادات کالشمس والقمر ینبغی ان یحرم تصویرہ اھ وھو کما تری بحث غریب ساقط لادلیل علیہ ولااثر لہ فی کلام الائمۃ بل مخالف لاطلاقات جمیع کتب المذھب متونا وشروحا وفتاوی واللہ الموفق ھذا ثم قال العلامۃ الکاکی فعلی ھذا ینبغی ان یکرہ استقبال عین ھذہ الاشیاء قال الشامی ای لانہا عین ما عبد بخلاف ما لو صورھا استقبل صورتہا اھ **اقول** تفریع عجیب وبحث غریب فالمسافرون فی القفار والبحر بما لایجدون ملجأ من استقبال الشمس فی العصر والقمر فیہما وفی المغرب او فی العشاء ولامحید لہم عن استقبال الکواکب فی العشاء واین یھرب المصلی فی الغیاض والریاض عن استقبال شجرۃ خضراء بل ربما لایجد لہ سترۃ غیرھا فیلجأ الیہا بحکم الشرع روی الامام احمد وابو داؤد وعن المقداد بن الاسود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال ما رایت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلی الی عود ولا عمود ولا شجرۃ الاجعلہ علی حاجبیہ الایسر والایمن ولایصمد صمدا ثم ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما نھی عن الصلاۃ حین تشرق الشمس وحین تستوی وحین تتدلی للغروب ولم یقیدہ بکونہا قبالۃ المصلی بل اینما کانت ولو وراء ظہرہ ولو فی غیم غلیظ وعللہ بانہا تکون اذ ذاك بین قرنی الشیطان لابانہا عبدت من دون الرحمٰن ولعل شدۃ بعدھا والقمر والنجوم تغنی عن السترۃ فلابی داؤد عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا صلی احدکم الی غیر السترۃ فانہ یقطع صلاتہ الحمار والخنزیر والیہودی والمجوسی والمرأۃ ویجزئ عنہ اذا مروا بین یدیہ علی قذفۃ بحجر وللطحاوی یکفیك اذا کانوا منك قدر رمیۃ وفی صلاۃ الھندیۃ عن التتارخانیۃ ان کانت القبور وراء المصلی لایکرہ فانہ ان کان بینہ وبین القبر مقدار مالوکان فی الصلاۃ ویمر انسان لایکرہ فھھنا ایضا لایکرہ اھ اما الشجر **فاقول** کونہم عبدوا نوعا اوشخصا من الشجر سیلزم کراھۃ الاستقبال الا الی ذلك النوع او الشخص بخصوصہ لا الی کل شجرۃ ولیس ذلك مثل التمثال فان الحکم متعلق بنفسہ من دون نظر الی کونہ صورۃ ماعبد اولا کما سیاتیك تحقیقہ ان شاء اللہ تعالٰی بخلاف الاعیان فلایعتبر فیہا الجنس بل خصوص ما عبد علی وجہ عبد الاتری الی مامر من الفرق بین تنور فیہ نار وبین شمع وسراج اولا تری ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یستتر فی صلاتہ براحلتہ ولم یمنعہ عن ذلك کونہا من جنس الحیوان الذی یعبد منہ المشرکون نوع البقر وعبد شخص عجل السامری اخرج الشیخان عن ابن عمر رضی اللہ

تعالٰی عنہما ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یعرض راحلتہ فیصلی الیہا وفی الفتح ان استتر بظہر جالس کان سترۃ وکذا الدابۃ واختلفوا فی القائم اھ وفیہ وفی الہندیۃ عن النہایۃ قالوا حیلۃ الراکب ان ینزل فیجعل الدابۃ بینہ وبین المصلی فتصیر ھی سترۃ فیمر اھ فالذی تحرر بما تقرر کراھۃ استقبال خصوص حیوان او شجر اخضر یعبدہ المشرکون ان نوعا فنوعا او شخصا فشخصا فذلك الشخص عینا دون غیرہ من نوعہ بشرط ان لایکون بینہ وبین المصلی اکثر مما یؤثم المار ھذا ما ظہر لی وارجو ان یکون صوابا ان شاء اللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم ان تمام مسائل سے واضح ہوا کہ تشبہ کیلئے اوس شے کا جنس یا یعبدہ المشرکون سے ہونا ضروری ہے **اقول** اب یہاں متعدد سوال پیدا ہوتے ہیں **اوّل** اعیان میں تو اسکے معنی ظاہر ہیں کہ خود وہی نوع یا شخص ہو جسکی عبادت مشرکین کرتے ہیں مگر تصویر میں ہرگز یہ معنی نہیں شمس وقمر کی تصویر نہ گھر میں رکھنا مکروہ نہ نماز میں سامنے ہونے سے کراہت حالانکہ وہ معبودان باطل ہیں اور ہر انسان وحیوان کی تصویر رکھنا بھی حرام اور اوس سے نماز بھی مکروہ حالانکہ مشرکین اون سب کی عبادت نہیں کرتے اس کا منشا کیا ہے وہ جو گزرا کہ شمس وقمر کے عین کی عبادت ہوتی ہے نہ تصویر کی یہاں بدرجہ اولٰی وارد ہے کہ ان کے نہ عین کی عبادت ہوتی ہے نہ تصویر کی اگر کہیے وہ ذی روح نہیں یہ ذی روح ہیں ہم کہیں گے یہی تو سوال ہے کہ جب مدار عبادت پر ہے تو معبود باطل تو غیر ذی روح کی تصویر کیوں نہ منع ووجہ کراہت ہوئی اور ذی روح غیر معبود کی تصویر کیوں حرام وموجب کراہت ٹھہری **دوم** سر بریدہ وچہرہ محو کردہ کو استثنا فرمایا کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی ظاہر ہے کہ یہ نفی امکان نہیں کہ مشرکوں کی بدعقلی سے کسی چیز کی عبادت محال کیا مستبعد بھی نہیں جب وہ صرف لنگ اور جلہری کی پوجا کرتے ہیں تو اون کے ساتھ باقی بدن بھی اگر ہوا اور سر نہ ہوا تو کون مانع ہے مگر مراد نفی عادت ہے کہ تن بے سر کی عبادت اون کی عادت نہیں تبیین الحقائق و بحر الرائق سے گزرا لانہا لاتعبد بدون الراس عادۃ اب واضح سوال ہے کہ تصویر کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کے بعد جواز کیوں نہ ہوا کہ ایسے لوتھڑے کی عبادت بھی اون کی عادت نہیں بلکہ بھویں اور آنکھیں مٹادینے پر بھی یہی سوال ہو سکتا ہے کہ اس حالت پر بھی عبادت کی عادت محل منع ہے اگر کہیے بے سر وچہرہ حیات نہیں رہتی اور ان اعضا کے بغیر ممکن ہے ہم کہیں گے تو مدار حیات پر ہوا نہ عادت عبادت پر لہٰذا خلف حیات کو اس لئے لیا تھا کہ اصل مناط یعنی عادۃً معبود ہونا بے حیات منتفی ہے نہ اس لئے کہ حیات ہی اصل مناط ہے کہ وہ باقی ہو توحکم ثابت رہے اگرچہ عادت عبادت معدوم ہو **سوم** سر بریدہ واطراف بریدہ میں تو موت وحیات سے فرق کرلیا چھوٹی تصویر اور اطراف بریدہ میں کیا فرق ہے قابلیت حیات دونوں میں ہے اور عادۃً عبادت دونوں کی نہیں ہوتی بلکہ بڑی تصویر صرف مستور رہنے سے کیوں قابل استثنا ہوگئی اتنا خارجی تغیر کہ صرف ایک ہیأت بدلی مفید ہوا اور یہ عظیم تغیر نفس جسم میں کہ چاروں ہاتھ پاؤں جڑ سے کاٹ دیئے کام نہ آیا حالانکہ پردہ ڈالنا اعزاز کا بھی پہلو رکھ سکتا ہے اور دست وپا کاٹ دینا صریح اہانت ہے **چہارم** کیا فرق ہے کہ زید یا مثلاً بکری کی تصویر گھر میں بے اہانت رکھنا حرام اور مانع ملئکہ رحمت علیہم الصلاۃ والسلام حالانکہ مشرکین نہ زید اور بکری کو پوجتے ہیں نہ اون کی تصویروں کو اور گائے کا گھر میں بے اہانت رکھنا جائز حالانکہ وہ خود اون کی معبودہ باطلہ ہے اور باندھنا بغرض اہانت نہیں بلکہ حفظ ہے اور بہت گائے بیل بے باندھے بھی رکھے جاتے ہیں اگر کہیے گائے کا رکھنا دودھ کیلئے ہے اور تصویر سے کوئی غرض صحیح نہیں ہم کہیں گے غرض صحیح کے چار درجے ہیں ضرورت حاجت منفعت زینت ۔ گائے اگر درجہ سوم میں ہے لوگ تصویر کو درجہ چہارم میں رکھتے ہیں تو بے غرض یہ بھی نہ ہوئی معہذا اور اغراض بھی تصویر میں ہو سکتی ہیں ۔ مثلاً معرکہ جہاد کی تصویر جس میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا ہو کہ اوس کے مشاہدہ سے مسلمانوں کی عزت کفار کی ذلت کا سمان نظر آئیگا نعمت الٰہی کی یاد ہوگی اون بندگان خدا کی طرح دین کیلئے جانفشانی کا شوق پیدا ہوگا الی غیر ذلک من المصالح حالانکہ ان چیزوں کے ہوتے بھی اوسکا رکھنا حرام وناجائز ہی ہے تو واجب ہوا کہ تصویر میں مایعبد کے وہ معنی لئے جائیں اور ایسا مناط تجویز کیا جائے جس سے یہ سب سوالات مرتفع ہو جائیں اور تمام مسائل منع واجازت اوس پر منطبق آئیں **فاقول** وباللہ التوفیق یہاں مناط منع نہ صورت

کی عبادت ہوتا ہے نہ ذوالصورۃ کی نہ اوسکی نوع نہ جنس قریب کی نہ اوس کا اس حالت پر ہونا کہ ذوالصورۃ اس حال پر ہوتو زندہ رہے ان میں سے کچھ کسی وجہ پر نہ وہ سوال مرتفع ہوں نہ فروع ملتئم بلکہ مناط تصویر کا معنی وثن میں ہونا ہے جیساکہ محقق نے فتح میں اشارہ فرمایا حیث قال کما تقدم لیس لہا حکم الوثن فلا تکرہ فی البیت ولہذا صورت حیوانیہ کی تخصیص ہوئی کہ غیر حیوان کی تصویر بت نہیں بت ایک صورت حیوانیہ مضاہات خلق اللہ میں بنائی جاتی ہے تاکہ ذوالصورۃ کیلئے مرآت ملاحظہ ہو اور شک نہیں کہ ہر حیوانی تصویر مجسم خواہ سطح کپڑے پر ہو یا کاغذ پر دستی ہو یا عکسی اس معنی میں داخل ہے تو سب معنی بت میں ہیں اور بت اللہ عزوجل کا مبغوض ہے تو جو کچھ اوسکے معنی میں ہے اوس کا بلا اہانت گھر میں رکھنا حرام اور موجب نفرت ملئکہ کرام علیہم الصلاۃ والسلام اسی قدر سے بحمد اللہ تعالی سب سوال حل ہوگئے تصویر کو اب تصویر حیوانی نہیں کہ معنی بت میں ہو اور تصویر ہر انسان وحیوان اگرچہ مشرکین اونکی عبادت نہ کرتے ہوں معنی بت میں ہے تو مبغوض رب العزت ہے سوال اول حل ہوا نور صورت حیوانی ہی نہیں اور گاہے ہے مگر خود مخلوق رب العزۃ نہ کہ مضاہات خلق اللہ میں مرأت ملاحظہ ہونے کو بنائی ہوئی کہ مبغوض الہی ہو تو یہ بھی معنی بت میں نہیں سوال چہارم حل ہوا پھر صورت حیوانی کہا جاتا اور اوسکے لئے مرأۃ ملاحظہ ہونا دونوں کا مدار چہرہ پر ہے اگر چہرہ نہیں تو اوسے صورت حیوانی نہ کہا جائیگا اسپر ایک تو امین الوحی جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کا قول گزرا کہ ان کے سر کاٹ دیجئے کہ ہیأت درخت پر ہوجائیں دوسرے ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ارشاد گزرا کہ صورت سر کا نام ہے جسکے سر نہیں وہ صورت نہیں تیسرے امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا ارشاد گزرا کہ سر کاٹ دیا تو صورت نہ رہی چوتھے اسپر اول دلیل ارشاد اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہے اذا قاتل احدکم اخاہ فلیجتنب الوجہ فان اللہ خلق ادم علی صورتہ رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ حکی النووی فی شرحہ ثلثۃ اقوال امثلہا واعدلہا واصحہا واحملہا ان المراد اضافۃ تشریف واختصاص کقولہ تعالی ناقۃ اللہ وکما یقال فی الکعبۃ بیت اللہ ونظائرہ اھ تکریم صورت کو صرف تعظیم وجہ پر مقصود فرمایا اور مرأت ملاحظ ہونے کا وجوداً وعدماً اوسپر دوران خود ظاہر چہرہ ہی سے معرفت ہوتی ہے چہرہ دیکھا اور باقی بدن کپڑوں سے چھپا ہے تو کہے گا کہ میں اوسے پہچانتا ہوں اور چہرہ نہ دیکھا تو نہیں کہہ سکتا اگرچہ باقی بدن دیکھا ہو ولہذا اگر عورت نے اپنا مونھ کھول کر گواہوں کو دکھایا اور کہا میں لیلی بنت زید ہوں اور کچھ اقرار یا عقد کیا گواہوں کو اوسپر گواہی دینا جائز ہے اور اونھیں اوسکی زندگی بھر گواہان شناخت کی اصلا حاجت نہیں کہ مونھ دیکھکر اونھیں خود شناخت ہوگئی وہ اسے دیکھ کر بتا سکتے ہیں کہ یہی وہ عورت ہے جس نے ہمارے سامنے اقرار کیا اور اگر مونھ کھول کر نہ دکھایا تو گواہان شناخت کے بعد بھی یہ گواہی نہیں دے سکتے کہ فلاں عورت نے یہ اقرار کیا بلکہ اتنا کہیں کہ ہمارے سامنے ایک عورت نے یہ اقرار کیا اور فلاں فلاں شہود نے ہم سے بیان کیا کہ یہ فلاں عورت ہے عالمگیری میں ہے لوکشفت امرأۃ وجہہا وقالت انا فلانۃ بنت فلان لا یحتاجون الی شہود المعرفۃ فان ماتت یحتاجون الی شاہدین یشہدان انہا کانت فلانۃ بنت فلان واذا لم تسفر وجہہا وشہد شاہدان انہا فلانۃ بنت فلان لم یحل لہما ان یشہدا بذلک یعنی علی اقرار فلانۃ اما یجوز ان یشہدا ان امرأۃ اقرت بکذا وشہد عندنا شاہدان انہا فلانۃ بنت فلان ہکذا فی الملتقط اوسی میں فتاوی ظہیریہ سے ہے اختلف المشائخ فی جواز تحمل الشہادۃ علی المرأۃ اذا کانت متنقبۃ بعض مشائخنا قالوا لا یصح التحمل علیہا بدون رؤیۃ وجہہا وبعض مشائخنا توسعوا فی ہذا وقالوا یصح عند التعریف وتعریف الواحد کفی والمثنی احوط والی ہذا مال الشیخ الامام المعروف بخواہر زادہ والی القول الاول مال الشیخ الامام شمس الاسلام الاوزجندی والشیخ الامام ظہیر الدین وضرب من المعقول یدل علی ہذا فانا اجمعنا علی انہ یجوز النظر الی وجہہا لتحمل الشہادۃ اھ قلت فقد اجمعوا علی حصول المعرفۃ برؤیۃ الوجہ حتی جاز التحمل اجماعا وعلی عدمہا بعدمہا حتی لم یجز التحمل عند قوم اصلا واحتیج لما التعریف عند آخرین مقاصد اہل تصویر ہی کو دیکھئے جو تصویر کسی کی یادگار کیلئے بنوائیں ہرگز بے چہرہ اوسپر راضی نہ ہوں گے نہ اپنے مقصود کو مفید جانیں گے

اگرچہ باقی تمام بدن کی تصویر ہو اور بارہا نیم قد بلکہ سینہ بلکہ صرف چہرہ پر قناعت کرتے اور اوسے اپنے مقصد کیلئے کافی سمجھتے ہیں جیسا کہ مصوروں میں بکثرت دائر و سائر اور سکہ کی تصویروں سے ظاہر اور خود یہ تصویر جس سے سوال ہے اوسپر شاہد کہ اوسکا بنانا یادگاری کیلئے تھا اور نصف سینہ تک قناعت کی تو بداہۃً ثابت ہوا کہ صرف چہرہ ہی وہ چیز ہے کہ تصویر کو معنی بت میں کرتا ہے اور صرف چہرہ ہی اس معنی کے افادہ میں کافی ہوتا ہے تو یہاں جنس مایعبد سے مراد صرف معنی بت میں ہونا ہے اگرچہ نہ خود وہ معبود مشرکین ہو نہ اوس کا ذوالصورۃ تو وہ اوس حالت پر ہو کہ مشرکین اپنی عبادت کیلئے عادۃً لازم رکھتے ہیں کہ یہ سب زوائد ہیں اور یہاں غیر ملحوظ۔ یہاں صرف اوس قدر درکار ہے کہ تصویر کسی صورت حیوانیہ کیلئے مرأۃ ملاحظہ ہو اور اس کا مدار صرف چہرہ پر ہے تو قطعاً یہ سب تصویریں معنی بت میں ہیں اور ان کا مکان میں باعزاز رکھنا نصب کرنا چوکھٹوں میں رکھکر دیوار پر لگانا یا پردے یا دیوار یا کسی اونچی رہنے والی شے پر اوس کا منقوش کرنا اگرچہ نیم قد یا صرف چہرہ ہو یا دیوارگیروں پر انسان یا حیوان کے چہرے لگانا یا پانی کے نل کے مونھ یا لاٹھی کی بالائی شام پر کسی حیوان کا چہرہ بنوانا یا ایسی کسی بنی ہوئی چیز کو رکھنا استعمال کرنا سب ناجائز و حرام و مانع دخول ملئکہ علیہم الصلاۃ والسلام اور اوس مکان میں نماز یقیناً مکروہ پھر اگر تشبہ خاص بھی پایا جائے جیسے مصلی کے سامنے ہونا تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ قد آدم آئینے جن میں اوتنی بڑی بڑی آدمیوں اور جانوروں کی تصویریں ہوں دیوار قبلہ میں نصب کرکے اون کی طرف نماز پڑھنے میں نہ عبادت صورت کی مشابہت ہے نہ شرع مطہر کی مخالفت حاشا ہرگز کوئی نہیں کہہ سکتا تو ثابت ہوا کہ صواب عامہ کتب ائمہ کے ساتھ ہے جن میں صرف قطع راس و محو وجہ پر اکتفا فرمایا اور دیگر اعضا کا اون پر قیاس ہرگز نہ روایۃً منقول نہ درایۃً مقبول لاجرم سر بریدہ میں ممانعت نہ ہوئی کہ معنی بت میں نہ رہی اور دست و پا بریدہ ناجائز ہوئی کہ معنی بت باقی سوال دوم حل ہوا۔ اتنی چھوٹی تصویر کہ نظر میں متمیز نہ ہو مرأۃ ملاحظہ نہیں کہ آپ ہی زیر ملاحظہ نہیں یوہیں مستور کہ وہ بھی خود ملاحظہ سے مہجور مرأۃ ملاحظہ ہونا تو اور دور اور معنی بت کے حصول کو یہ بھی ضرور کہ مشرکین بتوں کو اسی لئے بناتے ہیں کہ اون کے آلہۂ مزعومہ باطلہ کے مرأۃ ملاحظہ ہوں تو یہاں بھی وہ معنی مفقود سوال سوم حل ہوا وللہ الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کما یحب ربنا ویرضی وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا و مولینا وآلہ وصحبہ ابداً۔ ہکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق وقد کان یختلج فی قلبی الکلام علیہ منذ زمان وکنت ارجوان یفتح اللہ تعالٰی بالحق فہذا وان یسرہ المولی سبحنہ وتعالٰی ولہ الحمد **اقول** وبہ الفضل وللہ الحمد خلاف نقلہ القہستانی عن المحیط فی اتخاذ الراس ونقلہ عنہ فی ردالمحتار ولم یذکر **دافیہ** ترجیحا فثبت بحمد اللہ تعالٰی ترجیح المنع اقول ثم لایذہبن عنک ان المراد بالاتخاذ الاقتناء کما فی قول القہستانی بعدہ باسطر یکرہ اتخاذ الصور فی البیوت ثم قولہ بعدہ لایکرہ اتخاذہا ان صغرت اما اصطناعہا فلا یجوز بحال وان صرح علماؤنا بجواز اتخاذ الانف والسن والاصبع من فضۃ لمقطوعہا فان الفرق بین ماذکر وبین اتخاذ الراس مما لایخفی علی بلید فضلاً عن عاقل واللہ تعالٰی اعلم رابعاً **اقول** وباللہ التوفیق ایک اور نکتہ بدیعہ ہے جس پر تنبہ لازم یہاں چار صورتیں ہیں **اول** تصویر کی توہین مثلاً فرش پا انداز میں ہونا کہ اوس پر چلیں پاؤں رکھیں یہ جائز ہے اور مانع ملئکہ نہیں اگرچہ بنانا بنوانا ایسی تصویروں کا بھی حرام ہے۔ کما فی الحلیۃ والبحر وغیرہما **دوم** جس چیز میں تصویر ہو اوسے بلا اہانت رکھنا مگر وہ ترک اہانت بوجہ تصویر نہ ہو بلکہ اور سبب سے جیسے روپے کو سنبھال کر رکھنا زمین پر پھینک نہ دینا کہ یہ بوجہ تصویر نہیں بلکہ بہ سبب مال۔ اگر سکہ میں تصویر نہ ہوتی جب بھی وہ ایسی ہی احتیاط سے رکھا جاتا۔ یہ بحال ضرورت جائز ہے جس طرح روپے میں کہ تکریم تصویر مقصود نہیں اور بے تصویر کا یہاں چلتا نہیں اور اس پر سے تصویر مٹائیں تو چلیگا نہیں الضرورۃ تبیح المحظورات یوہیں اسٹامپ کی تصویریں اور ڈاک کے ٹکٹ اگر اون کی تصویریں ایسی چھوٹی نہ ہوں کہ زمین پر رکھکر کھڑے ہوکر دیکھنے سے تفصیل اعضا ظاہر نہ ہو جیسے اشرفی مہر اوسکے رکھنے کا ویسے ہی جواز ہے اوسکی تصویر میں ایسی ہی چھوٹی ہیں اور بلا ضرورت داخل کراہت کہ اگرچہ ترک اہانت دوسری وجہ سے ہے

مگر لازم تو تصویر کی نسبت بھی آیا حالانکہ نہیں اوسکی اہانت کا حکم ہے عنایہ سے گزرا نحن امرنا باھانتھا تو ترک اہانت میں ترک حکم ہے اور ضرورت نہیں کہ حکم جواز لائے جا تو وغیرہ پر جو تصویریں ہوتی ہیں اسی حکم میں داخل ہیں اگر بڑی ہوں تو اونھیں مٹا دے یا کاغذ وغیرہ لگا دے ورنہ مکروہ ہے۔ یہ بھی اوسوقت کہ رکھنے والے کو اوس شے سے کام ہو تصویر مقصود نہ ہو ورنہ صورت سوم میں داخل ہوگا۔ **سوم** ترک اہانت بوجہ تصویر ہی ہو مگر تصویر کی خاص تعظیم مقصود نہ ہو جیسے جہال زینت وآرائش کے خیال سے دیواروں پر تصویریں لگاتے ہیں یہ حرام ہے اور مانع ملئکہ علیہم الصلاۃ والسلام کہ خود صورت ہی کا اکرام مقصود ہوا اگرچہ اوسے معظم وقابل احترام نہ مانا۔ **چہارم** صرف ترک اہانت نہ ہو بلکہ بالقصد تصویر کی عظمت وحرمت کرنا اوسے معظم دینی سمجھنا اوسے تعظیماً بوسہ دینا سر پر رکھنا آنکھوں سے لگانا اوس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا اوس کے لائے جانے پر قیام کرنا اوسے دیکھکر سر جھکانا وغیر ذلک افعال تعظیم بجالانا یہ سب سے اخبث اور قطعاً یقیناً اجماعاً اشد حرام وسخت کبیرۂ ملعونہ ہے اور صریح کھلی بت پرستی سے ایک ہی قدم پیچھے ہے اسے کوئی مسلمان کسی حال میں حلال نہیں کہہ سکتا اگرچہ لاکھ مقطوع یا صغیر یا مستور ہو یہ قیدیں سب صورت سوم تک تھیں قصداً تعظیم تصویر ذی روح کی حرمت شدیدہ عظیمہ میں نہ کوئی تقیید ہے نہ کسی مسلمان کا خلاف متصور بلکہ قریب ہے کہ اوسکی حرمت شدیدہ اس ملت حنفیہ کے ضروریات سے ہو تو اوس کا استحسان بلکہ صرف استحلال یعنی جائز جاننا ہی سخت امر عظیم کا خطرہ رکھتا ہے والعیاذ باللہ تعالی صورت مذکورۂ سوال یہی صورت چہارم ہے کہ اوسے تبرک کے طور پر رکھنا اوس کے سبب نزول برکت جاننا اوسے برزخ ٹھہرانا رب عزوجل تک وصول کا ذریعہ بنانا یہ سب وہی سخت اشد کبیرہ ہے اور عادتاً اس حالت میں اوسکے ساتھ وہی افعال تعظیم بجالائیں گے جن کے حلال جاننے پر تجدید اسلام مناسب ہے نسأل اللہ السلامۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم ناواقف سمجھتے ہیں کہ حضور پرنور سید الاسیاد امام الافراد واہب المراد باذن الجواد غوث الاقطاب والاوتاد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ ان کی اس حرکت سے خوش ہوں گے کہ اون کے صاحبزادہ کی ایسی تعظیم کی حالانکہ سب سے پہلے اس پر سخت ناراض ہونے والے سخت غضب فرمانے والے حضور اقدس ہوں گے رضی اللہ تعالی عنہ۔ اللہ تعالی ہدایت واستقامت بخشے آمین۔ واذ قد خرجت العجالۃ فی صورۃ رسالۃ وکان ترصیفہا فی النصف الاول من شہر النور والسرور شہر ربیع الاول ۱۳۳۱ھ ناسب ان اسمیہا عطایا القدیر فی حکم التصویر[۱۳۳۱] وصلی اللہ تعالی علی سیدنا ومولینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم واللہ سبحنہ وتعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ از صاحب گنج گیا مسئولہ چراغ علی صاحب ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۱ھ

مولانا صاحب دام مجدہٗ السلام علیکم

مسلمان شخص جب دشمن کسی مسلمان کا ہو تو اوس کے کہنے بغیر تعیین وتشخص کے خواہ مسلمان کا ہو یا کافر کا اوس کے لئے اللھم خیرلنا وشر لاعداءنا پڑھنا چاہئے یا نہیں ونیز واطمس علی وجوہ اعدائنا ونیز اللھم نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم وغیرہ وغیرہ

الجواب

اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم اپنے تحفظ کی دعا ہے یہ ہر مخالف کے مقابل روا ہے باقی دعائے شر وخیر کافر وبدمذہب پر کی جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احب للہ وابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان سنی صحیح العقیدہ پر کی جائے اگرچہ اپنا کتنا ہی مخالف ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ از مرسنیا تھانہ جہان آباد ضلع پیلی بھیت مرسلہ شیخ ممتاز حسین صاحب ۶ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر دیکھا ہے کہ میلاد شریف میں مردوں کو دو حصے اور لڑکوں کو ایک دیا جاتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں (۲) چھوٹے بتاسے مٹھی بھر دیئے جاتے ہیں کسی کو کم کسی کو زیادہ پہنچتے ہیں اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں (۳) اگر بتاسے ختم ہوگئے اور کچھ آدمی رہ گئے تو کچھ حرج ہوا یا نہیں (۴) اگر میلاد شریف بغیر شیرینی کے پڑھا جائے (۵) میلاد شریف ختم ہونے پر مرد کسی کام کے سبب چلا گیا تو کچھ گناہ ہوا (۶) میلاد شریف جس کے یہاں ہو اوس سے کچھ رنج ہو یہ سننے جائے اور شیرینی نہ لے تو کیا گناہ ہے (۷) اگر شیرینی تقسیم کے بعد بچالے۔

الجواب

(۱) حسب رواج مردوں کو دو حصے لڑکوں کو ایک دینے میں حرج نہیں کہ بوجہ رواج کسی کو ناگوار نہیں ہوتا (۲) مٹھی سے کم بیش پہنچنے میں بھی حرج نہیں مگر اتنی کمی نہ ہو کہ اوسے ناگوار گزرے اوس کی ذلت سمجھی جائے (۳) کچھ آدمی رہ گئے تو اگر ہو سکے تو اور منگا کر اون کو بھی دے انکار کر دینا مناسب نہیں اور نہ ہو سکے تو اون سے معذرت کرلے (۴) میلاد شریف بغیر شیرینی بھی ہو سکتا ہے اصل مراد تو ذکر شریف ہے (۵) ختم کے بعد جو چلا گیا اوس پر کچھ الزام نہیں (۶) میلاد شریف سننے کو حاضر ہو اور شیرینی نہ لے تو حرج نہیں جبکہ اس میں صاحب خانہ کی دل آزاری نہ ہو ورنہ بلا وجہ شرعی مسلمان کی دل آزاری کی اجازت نہیں۔ (۷) تقسیم کے بعد شیرینی بچ رہے تو وہ اوس کا مال ہے جو چاہے کرے اور بہتر یہ ہے کہ اوسے بھی عزیزوں قریبوں ہمسایوں دوستوں مسکینوں پر بانٹ دے کہ جتنی چیز اللہ عزوجل کیلئے نکالی اوس میں سے کچھ بچا لینا مناسب نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از سیتاپور محلہ قضیارہ مکان قاضی سید محمد رضا صاحب ۷ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانا کیسا ہے اور اوس پر شیرینی وغیرہ چڑھانا کیسا ہے اور بنانے والے اور تعظیم کرنے والے کا عند الشرع کیا حکم ہے اور جو شخص تعزیہ کے ناجوازی کا قائل ہے اوس کو کافر یا مرتد کہنا اور کافر سمجھ کر اوس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا کیسا ہے اور تعزیہ داری میں غلو کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

تعزیہ رائجہ ناجائز و بدعت ہے اور اوسکا بنانا گناہ و معصیت اور اوس پر شیرینی وغیرہ چڑھانا محض جہالت اور اوس کی تعظیم بدعت و جہالت۔ اور جو تعزیہ کو ناجائز کہے صرف اس بنا پر اوسے کافر یا مرتد کہنا اشد عظیم گناہ کبیرہ ہے کہنے والے کو تجدید اسلام و نکاح چاہئے یونہیں اسوجہ سے اوسکے پیچھے نماز نہ پڑھنا مردود و باطل ہے البتہ اگر کسی وہابی کو کافر مرتد کہا تو مضائقہ نہیں اور وہابی کے پیچھے نماز بیشک ناجائز ہے جو تعزیہ داری میں غلو رکھے یا اوس سے معروف ہو اگرچہ غلو نہ رکھے اوسکے پیچھے بھی نماز نہ چاہئے مگر پڑھیں تو ہو جائیگی ہاں اوسے امام بنانا منع ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از خیرآباد ضلع سیتاپور محلہ میاں سرائے قدیم مدرسہ عربیہ مرسلہ مولوی سید فخر الحسن صاحب ۱۱ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ

تفصیل حقوق اللہ و حقوق العبد کے دیکھنے کی خاص ضرورت درپیش ہے اگر کتب دینیہ میں سے کسی کتاب میں مفصلاً حقوق درج ہوں تو نام کتاب سے مع پتہ باب و فصل مشکور فرمائی جائے ورنہ ایسی کچھ ہدایت فرمائی جائے جس سے پورے طور پر تفصیل حقوق اللہ و حقوق العبد کی دریافت ہو جاوے۔

الجواب

حقوق اللہ و حقوق العباد بیشمار ہیں بلکہ تمام شریعت مطہرہ بلکہ فقہین اکبر و اصغر سب انھیں کی تفصیل میں ہیں تمام علوم دینیہ کا کوئی حکم ان سے باہر نہیں فتاوائے فقیر میں حقوق والدین و حقوق زوجین و حقوق اولاد کا قدرے بیان ہے کتاب مستطاب احیاء العلوم شریف میں زیادہ تفصیل ہے جلد ثانی کتاب آداب الاخوۃ ملاحظہ ہو۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از موضع سرنیاں مسئولہ امیر علی صاحب ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید چند بار اہل ہنود کی برات میں شریک ہوا ہے اور ہر ایک غمی شادی میں شریک ہوتا ہے اب زید کے یہاں شادی ہے بہت ہنود شامل برات ہوں گے اور زید کے یہاں عورات ڈھول بجائیں گی اور ناچ بھی برات میں ہوگا تو زید کے لئے کیا حکم ہے اور سائل کو کھانے میں شریک ہونا چاہیئے یا کہ نہیں بینوا توجروا۔ دیگر عمر دریافت کرتا ہے اہل ہنود مزدوری میں لیا اوس کو مزدوری خوراک دینا جو کہ رسم مزدوری کی ہے دیگر عمر دریافت کرتا ہے کہ میرے کھیت کے پاس ہنود کا کھیت ہے اور اکثر ایسا بھی ہے ایک کھیت کے درمیان ایک کھیت ہے اور کام کاشتکاری میں بضرورت کسی کام کے کچھ کہنا پڑتا ہے اور بغیر ضرورت کے نہیں دیگر کسی ہنود سے کوئی کام میل کھانے سے نکلتا ہو تو انسیت پیدا کرے یا نہیں ۔ فقط بینوا توجروا

الجواب

اس صورت میں ظاہر ہے کہ زید فاسق فاجر ہے سائل اگر اوس پر ایسا دباؤ رکھتا ہے کہ اوسے روک سکے گا تو ضرور شریک ہو کر روکے اور اگر اوسے اتنا عزیز ہے کہ اسکا شریک نہ ہونا اوسے گوارا نہ ہوگا اور اوسکی شرکت کی غرض سے وہ ناجائز باتیں اوٹھا دیگا تو سائل پر لازم ہے کہ شرکت سے صاف انکار کردے جبتک وہ اون ناپاکیوں سے باز نہ رہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو سائل اگر قوم کا پیشوا ہے تو ہرگز ہرگز شریک نہ ہو اور اگر عوام میں سے ہے اور وہ حرام جلسہ جلسۂ طعام کے مکان میں کھانے والوں کے سامنے ہوگا جب بھی ہرگز نہ جائے اور اگر حرام جلسہ الگ ہے اور کھانے کا مکان الگ تو اختیار ہے اور بہتر یہی ہے کہ کوئی مسلمان شریک نہ ہو ہندو کو مزدوری میں لینا اور مزدوری کی خوراک دینا جائز ہے ضرورت کے سبب کوئی بات ہندو سے کر لینے میں حرج نہیں جبکہ وہ بات خود ایک جائز امر ہو ۔ دلی انس کسی کافر سے کرنا حرام ہے اور ظاہری میل جس میں نہ کافر کی تعظیم ہو نہ مسلمان کی ذلت نہ کوئی طریقہ ناجائز برتا جائے کسی جائز کام کے سبب ہندو سے کر لینے میں حرج نہیں بلاضرورت اس سے بھی بچے کہ آپس میں راہ و رسم بڑھکر اکثر ناجائز باتوں تک پہنچا کرتے ہیں ومن رتع حول الحمی اوشک ان یقع فیہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ ایضاً از موضع مذکور بتاریخ مذکور ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں زید نکاح حرام سے پیدا ہوا تھا باپ زید کا فوت ہوگیا اور والدہ زندہ موجود ہے اب اوس لڑکے کی شادی ہے تو اب اس شادی میں اہل برادری کا شامل ہونا اور سائل کا شامل ہونا اور بکر کا لڑکی نکاح میں دینا زید کو امامت کرنا اور پیشتر جو شخص زید کے باپ کے شریک ہوئے تھے اون سب کیلئے کیا حکم ہے ۔

الجواب

اوس کی شادی میں شامل ہونا کچھ جرم نہیں باپ اگر مصلحت جانے اپنی لڑکی کا نکاح بھی اوس سے کر سکتا ہے زید کی امامت بلاکراہت جائز ہے جبکہ سب موجودین جماعت میں اوسی کو نماز وطہارت کے مسائل کا علم ہو ورنہ دوسرے کی امامت اولیٰ ہے ۔ زید کے باپ کے اوس حرام نکاح کرانے میں جو دانستہ شریک ہوئے تھے سخت گنہگار ہیں ورنہ اگر اوسکا فسق علانیہ تھا جب بھی اوسے بچنا اولیٰ تھا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از سنبھل ضلع مرادآباد محلہ ٹیلہ مرسلہ نادر حسین صاحب ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۲ھ

زید نے بھنگی کے گھر پر جاکر اوس کے گھر کے کھانے پکے ہوئے پر فاتحہ جناب شاہ بدیع الدین یعنی مدار صاحب دیگر کچھ دام اور شیرینی اور خشک آٹا وغیرہ اپنے گھر لاکر استعمال میں لایا اور سالہا سال سے ایسا ہی کیا کرتا ہے یعنی وہ اپنا اسے پیر سمجھتے ہیں اب دریافت طلب امر ہے زید کا یہ فعل شرعاً جائز تھا یا ناجائز اگر جائز تھا تو احکام شرعیہ کے کون شئی کے جواز سے اور اوس کے لائے

جنس کا کھانا دوسرے مسلمان کو چاہئے یا نہیں اور اگر ناجائز تھا تو اوسکی نسبت کیا حکم مسلمانوں کو اوس سے بچنا بہتر ہے یا نہیں۔

الجواب

زید بقید کا یہ فعل بہت ناپاک و بد ہے یہاں علی العموم بھنگی کفار ہیں۔ اور کافر کی کوئی نیاز کوئی عمل قبول نہیں نہ ہرگز اوسپر ثواب ممکن جسے پہنچایا جائے قال اللہ تعالی وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنٰہ ھباء منثورا ہ اوسکے کھانے پر فاتحہ دینا اوسکا ثواب پہنچنے کا اعتقاد ہے اور یہ قرآن عظیم کے خلاف ہے زید پر توبہ فرض ہے بلکہ تجدید اسلام و نکاح چاہئے بھنگی کا صدقہ جو یہ شخص لاتا اور کھاتا ہے اسلام کو ذلیل اور مسلمانوں کو متنفر کرتا ہے مسلمان اوسے نہ کھائیں اور یہ شخص تائب نہ ہو تو اوسے بھنگیوں ہی پر چھوڑ دیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ از ڈیسہ اسحاق اللہ ملک گجرات مرسلہ پیرزادہ محمد معصوم شاہ صاحب ۱۷ جمادی الاولی ۱۳۳۱ھ

بخدمت جناب مجدد دہند مولانا مولوی صاحب احمد رضا خانصاحب بعد تسلیم کے گزارش حال یہ ہے کہ آپ کے نام پیر ڈیسہ سے فتوی لکھا ہے وہ شخص مولوی اشرف علی کا پیرد ہے اور یہاں پر چار سو مکان سنت جماعت کے ہیں اونکو مولوی اشرف علی کے پیرد کرنا چاہتا ہے یعنی ہمارے پر دستور ہے کہ شادی میں نکاح کیوقت تاشہ بجایا کرتے ہیں اوس کا سبب یہ ہے کہ غیر مقلد ہماری جماعت میں نہ آنے پائیں مگر یہ شخص اشرف علی کے پیرد ہوکر تاشہ بجانا منع کرتا ہے اور جس شے میں گناہ نہ ہو اوسکو بھی منع کرتا ہے اس واسطہ آپ اسحاق اللہ کے نام پر لکھنا تاکہ ہم ان شیطانوں کے پھندوں سے بچیں اگرچہ یہاں پر تاشہ بجنا بند ہووے تو ہمکو اپنے مذہب سے پھر جانے کا خوف ہے۔

الجواب

جناب پیرزادہ صاحب دام مجدہم تسلیم۔

شرع مطہر نے شادی میں دف جس میں جلاجل نہوں اور قانون موسیقی پر نہ بجائیں جائز رکھا ہے ڈھول تاشے باجے جس طرح رائج ہیں جائز نہیں ناجائز بات کو اگر کوئی بدمذہب یا کافر منع کرے تو اوسے جائز نہیں کیا جاسکتا کل کو کوئی وہابی ناچ کو منع کرے تو کیا اوسے بھی جائز کر دینا ہوگا سنی مسلمانوں کو دین پر ایسا بودا اوپرچ اعتقاد نہ چاہئے کہ گناہ کی اجازت نہ ملے تو دین ہی سے پھر جائیں دین پر اعتقاد ایسا چاہئے کہ لا تشرک باللہ وان حرقت اگر کوئی جلاکر خاک کر دے تو دین سے نہ پھرے اللہ عزوجل فرماتا ہے ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر ن اطمان بہ وان اصابتہ فتنۃ ن انقلب علی وجھہ خسر الدنیا والاخرۃ ذلک ھو الخسران المبین ہ کچھ لوگ کنارے پر کھڑے اللہ کو پوجتے ہیں اگر کوئی بھلائی پہنچی جب تو خوش ہیں اور کوئی آزمائش ہوئی تو اولٹے منھ پلٹ گئے ایسوں کا دنیا و آخرت دونوں میں گھاٹا یہی صریح زیانکاری ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ از سرنیان ضلع بریلی مرسلہ امیر علی صاحب قادری ۴ رجب ۱۳۳۱ھ

شفاخانہ کی دوا استعمال کرنے کا کیا حکم ہے۔

الجواب

انگریزی دوا جس میں شراب پڑتی ہے جیسے ٹنکچر وہ مطلقاً ناجائز ہے اور جس دوا میں کوئی ناپاک یا حرام چیز معلوم نہ ہو اوس سے بچنا بہتر ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ اہل ہنود سے بیماری کی دوا کرانا کیسا ہے

الجواب طبیب اگر کوئی ناجائز چیز دوا میں بتائے جب تو جائز نہیں اگرچہ طبیب مسلمان ہو اور جائز چیز میں حرج نہیں

اگرچہ کافر ہو مگر ہندوؤں کی طب عقلی اصول کے خلاف اور اکثر مضر ہوتی ہے لہذا بچنا چاہئے واللہ تعالٰی اعلم

قرآن شریف پڑھنے کے وقت سلام کرنا یا لینا کیسا ہے۔

الجواب۔ قرآن شریف پڑھنے والے پر سلام کرنا ناجائز ہے اور اوسے اختیار ہے کہ جواب نہ دے اور قرآن پڑھنے والے کو دوسرے پر سلام کرنے کی اجازت ہے جبکہ وہ معظم دینی ہو یا اوسے سلام نہ کرنے میں اندیشۂ مضرت ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

کن شخصوں کی تعظیم کیلئے تلاوت قرآن مجید کی موقوف کرسکتا ہے۔

الجواب۔ قرآن شریف پڑھنے میں کسی کی تعظیم کو قیام جائز نہیں مگر باپ یا علم دین کا استاد یا پیر و مرشد یا عالم دین یا بادشاہ اسلام یا بمجبوری اوسکے لئے کہ اگر قیام نہ کرے تو اوس سے ضرر پہنچنے کا ظن غالب ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

سونے سے اوٹھکر آیۃ الکرسی پڑھنا کیسا ہے بعض استاد حقہ پیتے ہیں اور شاگرد کو پڑھاتے جاتے ہیں

الجواب۔ سونے سے اوٹھکر ہاتھ دھوکر کلی کرلے اوسکے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اگر مونھ میں حقہ وغیرہ کی بدبو ہو یا کوئی کھانے پینے کی چیز ہو تو بغیر کلی کئے تلاوت نہ کرے جو استاد ایسا کرتے ہیں برا کرتے ہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

عورت یا مرد کو سر میں گھی ڈالنا پھوڑے پھنسی پر استعمال کرنا

الجواب۔ جائز ہے مگر اسکا خیال رہے کہ سر میں بدبو نہ پیدا ہو دھوتا رہے اگر بدبو آنے لگے گی نماز مکروہ ہوگی اور مرد کو مسجد میں جانے جماعت میں شریک ہونے سے محروم ہونا پڑیگا اور یہ جائز نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

نیا کپڑا یا جوتا استعمال کرنے پر کیا پڑھے اور کون سے روز استعمال کرے درزی کو کون سے روز سلنے کو دے۔

الجواب۔ بسم اللہ کہکر پہنے اور پہنکر پڑھے الحمد للہ الذی کسانی ھذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ۔ اور کپڑے کے استعمال یا درزی کو دینے کے لئے کوئی خصوصیت نہیں ہاں منگل کے دن کپڑا قطع نہ کیا جائے مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ نے فرمایا جو کپڑا منگل کے روز قطع کیا جائے یا جلے یا ڈوبے یا چوری جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ ازکمیلہ ضلع بنگالہ مرسلہ مولوی عبدالحکیم صاحب ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شب برات میں حلوہ وغیرہ بناتے ہیں اور خوشی کرتے ہیں اور آتشبازی وغیرہ چھوڑتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں اور روز متعین کرکے کرنا یہ جائز ہے یا نہیں اور بعض لوگ بدعت کہتے ہیں اور وہ کس وقت سے ہے آیا یہ حدیث و قرآن سے ثابت ہے یا نہیں اور تسبیح وتہلیل و قرآن مجید پڑھکر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں اور مُردہ کو ثواب ملے گا یا نہیں اور مولود شریف میں اشعار وغیرہ راگ سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں اکثر لوگ گاتے ہیں ملک بنگالہ میں کہ جہاں لوگ اردو نہیں سمجھتے ہیں فقط خوش الحانی کو سنتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں اور بعض لوگ مولود شریف اور قیام کے منکر ہیں آیا مولود شریف حدیث و قرآن سے ثابت ہے یا نہیں اور قدمبوسی کتنے آدمیوں کی کرنا جائز ہے اور جلسہ میں کوئی خوشی وغیرہ کی بات اگر لوگ سنتے تو ہاتھ کی تالی دیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

حلوہ وغیرہ پکانا فقراء پر تقسیم کرنا احباب کو بھیجنا جائز ہے اللہ کے فضل و نعمت پر خوشی کرنے کا قرآن مجید میں حکم ہے جائز خوشی ناجائز نہیں۔ آتشبازی اسراف و گناہ ہے دن کے تعیین میں جرم نہیں جبکہ کسی غیر واجب شرعی کو واجب شرعی نہ جانے۔ بدعت کہنے والے خود بدعتی ہیں۔ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ جو کچھ قرآن و حدیث نے منع نہ فرمایا اوس سے منع کرنے والا بدعتی ہے تسبیح وتہلیل وتلاوت قرآن مجید پر اجرت لینا حرام ہے۔ مردہ کو اس کا کچھ ثواب نہیں مل سکتا۔ خوش الحانی جائز ہے جبکہ مزامیر و فتنہ ساتھ نہ ہو میلاد مبارک قیام کے آجکل منکر وہابیہ ہیں اور وہابیہ گمراہ بے دین میلاد شریف قرآن عظیم کی متعدد آیات کریمہ اور

حدیث صحیح سے ثابت ہے جسکی تفصیل اذاقۃ الاثام میں ہے مغظمان دینی مثل پیر و عالم دین وسادات وسلطان عادل و والدین کی جائز ہے تالی بجانا نصارٰی کی سنت ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از قصبہ بشارت گنج ضلع بریلی متصل بڑی مسجد مرسلہ نجو خاں فوجدار یعنی ہاتی والہ ۔ ۲۵ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

۱۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عملیات یعنی تعویذ وغیرہ کتابوں سے کرنا حق ہے یا باطل کس طور سے جواز اور کس طریق سے ناجائز رقم فرمائیں۔

۲۔ مسئلہ ثانی یہ کہ ایک رکعت نماز قاضی الحاجات کے جواہر خمسہ میں مرقوم ہے طریقہ پڑھنے کا یہ ہے کہ اول ایک رکعت کے نیت کرکے اول اوس رکعت میں بیس بار الحمد شریف پڑھے ایک بار قل ہو اللہ شریف پڑھے بعد سلام کے بیالیس بار یہ پڑھے الٰہی بحرمت وہ وقت کہ تھا تو دوسرا کوئی نہ تھا اور سر کے ٹوپی دہنی طرف رکھدے اور بیالیس بار یہ اسم پڑھے گا آگے بائیں طرف ٹوپی سر کے رکھدے پھر یہ پڑھے الٰہی بحرمت وہ وقت کہ تو ہوئے دوسرا کوئی نہ ہوئے پھر دعا اور مناجات کرے کہتے ہیں مقبول بارگاہ ہو یہ نماز جائز ہے یا نہیں حدیث شریف سے ثبوت ہے یا نہیں اگر حدیث شریف سے ثبوت نہ ہو اور کوئی طریق سے یہ نماز جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہو تا جواہر خمسہ میں کیوں لکھتا جواہر خمسہ قابل دید کتاب نہیں ہے۔

۳۔ مسئلہ ثالث یہ کہ مجلس وعظ یا میلاد شریف میں لوگوں کو وجد آجاتے ہیں اوسمیں پاگل کی طرح ہاتھ اور پاؤں ہلاتے ہیں یہ کیسے جائز ہے یہ کیا بات ہے بعض آدمی سرہلاتے نہ بیہوش ہوتے ہیں یہ کیا بات ہے یہ کیا علامات عشق ہے یا کیا ہے تحریر فرماکر سرفراز فرمائیں زیادہ سلام۔

الجواب

عملیات و تعویذ اسمائے الٰہی و کلام الٰہی سے ضرور جائز ہیں جبکہ اون میں کوئی طریقہ خلاف شرع نہ ہو مثلاً کوئی لفظ غیر معلوم المعنی جیسے حفیظی رمضان کعسلہون اور دعائے دفع طاعون میں طاسوسا ناسوسا ماسوسا ایسے الفاظ کی اجازت نہیں جبتک حدیث یا آثار یا اقوال مشائخ معتمدین سے ثابت نہ ہو یوہیں دفع صرع وغیرہ کے تعویذ کہ مرغ کے خون سے لکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے اس کے عوض مشک سے لکھیں کہ وہ بھی اصل میں خون ہے یوہیں حب و تسخیر کیلئے بعض تعویذات دروازہ کی چوکھٹ میں دفن کرتے ہیں کہ آتے جاتے اوس پر پاؤں پڑیں یہ بھی ممنوع و خلاف ادب ہے اسی طرح وہ مقصود جس کے لئے وہ تعویذ یا عمل کیا جائے اگر خلاف شرع ہو ناجائز ہو جائیگا جیسے عورتیں تسخیر شوہر کیلئے تعویذ کراتی ہیں یہ حکم شرع کا عکس ہے اللہ عزوجل نے شوہر کو حاکم بنایا ہے اوسے محکوم بنانا عورت پر حرام ہے۔ یوہیں تفریق و عداوت کے عمل و تعویذ کہ محارم میں کئے جائیں مثلاً بھائی کو بھائی سے جدا کرنا یہ قطع رحم ہے اور قطع رحم حرام یوہیں زن و شو میں نفاق ڈلوانا حدیث میں فرمایا لیس منا من خبب امرأۃ علی زوجہا جو کسی عورت کو اوسکے شوہر سے بگاڑ دے وہ ہمارے گروہ سے نہیں بلکہ مطلقاً دو مسلمانوں میں تفریق بلا ضرورت شرعی ناجائز ہے حدیث میں فرمایا لاتباغضوا ولاتدابروا الٰی قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وکونوا عباد اللہ اخوانا غرض نفس عمل یا تعویذ میں کوئی امر خلاف شرع ہو یا مقصود میں تو ناجائز ہے ورنہ جائز بلکہ نفع رسانی مسلم کی غرض سے محمود و موجب اجر قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ تم میں جس سے ہوسکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو کوئی نفع پہونچائے تو پہونچائے۔ رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ واللہ تعالٰی اعلم

۲۔ ایک رکعت تنہا پڑھنی ہمارے مذہب حنفی میں ممنوع ہے حدیث میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن البتیراء جواہر خمسہ بہت عمدہ و مستند کتاب ہے مگر اوسمیں جو کچھ اعمال ارشاد ہوئے ہیں عام مسلمانوں کی منفعت کیلئے ہیں نہ کسی خاص گروہ کے واسطے یہ نماز اگر ہمارے یہاں ناجائز ہے شافعیہ کے نزدیک جائز ہے وہ اس سے فائدہ لے سکتے ہیں ان کتابوں کی نظیر بلاتشبیہ قرابادین اطباء کی طرح ہے کہ وہ ایک مرض کے متعدد نسخے لکھتے ہیں جو نسخہ جس مریض کے مزاج و حالات کے مطابق ہو وہ اوسے استعمال

کرے کسی مریض کا یہ کہنا کہ اسمیں فلاں جز دمیرے خلاف ہے یا میرے مذہب میں روا نہیں یہ نسخہ کیوں لکھا محض بیجا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳۔ اس کی تین صورتیں ہیں وجد کہ حقیقۃً دل بے اختیار ہوجائے اوس پر تو مطالبہ کے کوئی معنی نہیں دوسرے تواجد یعنی باختیار خود وجد کی سی حالت بنانا یہ اگر لوگوں کے دکھاوے کو ہو تو حرام ہے اور ریا اور شرک خفی ہے اور اگر لوگوں کی طرف نظر اصلا نہ ہو بلکہ اہل اللہ سے تشبہ اور بہ تکلف اونکی حالت بنانا کہ امام حجۃ الاسلام وغیرہ اکابر نے فرمایا ہے کہ اچھی نیت سے حالت بناتے بناتے حقیقت مل جاتی ہے اور تکلیف دفع ہوکر تواجد سے وجد ہوجاتا ہے تو یہ ضرور محمود ہے مگر اس کیلئے خلوت مناسب ہے مجمع میں ہونا اور ریا سے بچنا بہت دشوار ہے پھر بھی دیکھنے والوں کو بدگمانی حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ؀ اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان گناہ ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھکر جھوٹی بات ہے جسے وجد میں دیکھو یہی سمجھو کہ اوسکی حالت حقیقی ہے اور اگر تم پر ظاہر ہوجائے کہ وہ ہوش میں ہے اور باختیار خود ایسی حرکات کر رہا ہے تو اوسے صورت دوم پر محمول کرو جو محمود ہے یعنی محض اللہ کیلئے نیکوں سے تشبہ کرتا ہے نہ کہ لوگوں کے دکھاوے کو ان دونوں صورتوں میں نیت ہی کا تو فرق ہے اور نیت امر باطن جس پر اطلاع اللہ و رسول کو ہے جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اپنی طرف سے بُری نیت قرار دے لینا بُرے ہی دل کا کام ہے ائمہ دین فرماتے ہیں الظن الخبیث انما ینشأ من القلب الخبیث خبیث گمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ فرحت اللہ صاحب از بدایون ۲۹ محرم ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل میں کہ ایک شخص معزز باوقعت ہے اور علم بھی رکھتا ہے اور نیز روزہ نماز کا بھی پابند ہے اوس کی نسبت چند معزز اشخاص وایک ہند و حکام اعلیٰ کے روبرو جن کے نزدیک وہ شخص باوقعت سمجھا گیا یہ لفظ ایک توہین کے ساتھ کہنا کہ یہ شخص قوم کا جولاہہ ہے یہ کہنا بروئے شرع شریف کیسا ہے اور نیز ایسا کہنے والا گنہگار ہے یا نہیں اگر ہے تو کس درجہ کا گنہگار ہے جواب سے تشفی بخشئے۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر وہ شخص واقع میں قوم کا جولاہہ نہیں تو کذب ہوا افترا ہوا مسلمان کی ناحق ایذا ہوئی کہنے والا متعدد کبائر کا مرتکب ہوا۔ حق العبد میں گرفتار اور مستحق عذاب نار ہوا اوس پر فرض ہے کہ توبہ کرے اور اس شخص سے اپنی خطا کی معافی چاہے ورنہ طینۃ الخبال میں روکا جائے گا حتی یاتی بنفاذ ما قال یہاں تک کہ جو بات کہی اوس کا ثبوت لائے اور جبکہ بات خلاف واقع ہے تو اوسکا ثبوت کہاں سے لائے گا۔ طینۃ الخبال اوس آگ سے زیادہ گرم اور کھولتے ہوئے پیپ اور لہو کی نہر کا نام ہے جو دوزخیوں کے مونھ سے لیکر جمع ہوگی والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور اگر واقع میں وہ شخص جولاہا تھا مگر اوسکے اظہار میں اوس وقت کوئی مصلحت شرعی نہ تھی صرف اوسکی ایذا وتفضیح مقصود تھی جب بھی یہ شخص گنہگار ہوا تو بہ کرنا اور اوس سے معافی چاہنا اب بھی فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ جس نے کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔ اور اگر اوسکے اظہار میں کوئی مصلحت شرعی تھی اور بات واقعی تھی تو اس قائل پر کوئی الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از موضع منصور پور متصل ڈاکخانہ قصبہ شیش گڈھ تحصیل بہیڑی ضلع بریلی مرسلہ محمد شاہ خاں۔ ۳۰ محرم ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین اس مسئلہ میں کہ اکثر صاحبان کو دیکھا گیا کہ کعبہ شریف کی جانب پشت کرکے دیوار مسجد کے سہارے سے بیٹھ کر تسبیح وغیرہ پڑھتے ہیں ایسے صاحبان کے واسطے کیا حکم ہے۔

الجواب ـــــ یہ نامناسب ہے حدیث میں ہے افضل المجالس ما استقبل به القبلة سب میں بہتر نشست رو بہ قبلہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود کھانا اور جوا کھیلنا اور زنا وغیرہا یہ سب فعل بد کی گناہ کے برابر ہے یا نہ اور ایسے آدمی کے ساتھ کھانا پینا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب ـــــ یہ سب افعال حرام اور سخت کبائر ہیں اور ان میں سے کسی فعل کا مرتکب مستحق نار و غضب جبار ہے پھر زنا کہ سخت خبیث کبیرہ ہے اوس میں اگر حق العبد شامل نہ ہو تو سود اور جوا اوس سے بدتر ہیں سود کی نسبت صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الربوا ثلث وسبعون حوبا ادناهن ان يقع الرجل على امه سود کھانا تہتر گناہوں کا مجموعہ ہے اون میں سے سب سے ہلکا گناہ ایسا ہے جیسے آدمی اپنی ماں سے زنا کرے اور اگر زنا میں حق العبد بھی شامل ہے تو وہ سود اور جوے دونوں سے بدتر ہے کہ سود اور جوے کا اثر مال پر ہے اور زنا کا ناموس پر اور ناموس مال سے عزیز تر ہے ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا کھانا نہ چاہئے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ـ مسئولہ محمود حسن صاحب از بمبئی پوسٹ بائی کھلا ۲۰ صفر ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر نماز سے تمام فارغ ہونے کے بعد مصافحہ کے سوا پاؤں پڑنا جائز ہے یا نہیں بحوالہ کتب معتبرہ والہ مع ثبت دو تین علماء و مہر رقم فرمائیں۔

الجواب ـــــ پاؤں پڑنا بایں معنیٰ کہ پاؤں پر سر رکھنا ممنوع ہے اور پاؤں کو بوسہ دینا اگر کسی معظم دینی کی تعظیم دینی کیلئے ہو تو جائز بلکہ سنت ہے احادیث کثیرہ اس پر ناطق ہیں۔ کما بینا فی فتاوٰنا۔ اور اگر کسی مالدار کی دنیوی تعظیم کے لئے ہو تو مطلقاً ناجائز ہے فی الملتقط والهندية والدر وغيرها التواضع لغير الله تعالیٰ حرام مگر جبکہ صحیح مجبوری شرعی ہو کہ اوس کے ترک میں ضرر پہنچنے کا صحیح اندیشہ ہو تو اپنے بچاؤ کیلئے اجازت ہوگی فان الضرورات تبيح المحظورات مگر قلب میں اوس کی کراہت رکھنا لازم ہے فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ـ مسئولہ عبدالرحیم خاں صاحب از بہرم پور ضلع مرشد آباد بنگال ۲۱ صفر ۱۳۳۲ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین زید دعویٰ کرتا ہے کہ میں سنی ہوں اور امامت بھی کرتا ہے دلدل کے آگے مرثیہ پڑھتا ہوا کربلا تک گیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے

الجواب ـــــ دلدل بدعت ہے اور یہ رائج مرثیے معصیت ہیں اور یہ ساختہ کربلا مجمع بدعات ہے ایسا شخص فاسق ہے جب تک توبہ نہ کرے اوسے امام بنانا گناہ ہے غنیہ میں فتاویٰ حجہ سے ہے لو قدموا فاسقا یأثمون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ـ مسئولہ محمد رئیس الدین صاحب از رہتک ۲۲ صفر ۱۳۳۲ھ
ضلع رہتک کے ایک گاؤں میں جس کا نام پونہی ہے ایک مسجد میں سب لوگ بعد نماز کلمہ شریف بآواز بلند چار پانچ مرتبہ پڑھتے ہیں یہ درست ہے یا کیا اس کا حکم ہے اور جو شخص یا امام منع کرے اوس کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــ ذکر الٰہی افضل الاعمال بلکہ اصل جملہ اعمال حسنہ صالحہ ہے یہاں تک کہ بعد ایمان اعظم ارکان اسلام نماز سے بھی وہی مقصود ہے

قال اللہ تعالیٰ اقم الصلوٰۃ لذکری اور کلمہ طیبہ کہ اصل الاصول ہے افضل الاذکار ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں ذکر کا مطلق حکم فرمایا اور تعمیم احوال فرمائی یذکرون اللہ
قیاما وقعودا وعلی جنوبہم بلکہ اوسکی تکثیر کا حکم فرمایا قال تعالیٰ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ۔ وقال صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا انہ مجنون اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ کہنے لگیں یہ تو دیوانہ ہے جس چیز کی اتنی
تکثیر شارع کو مطلوب ہو اوس کی تقلیل نہ چاہے گا مگر وہ جسے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ضد ہے رہا خوف ریا وہ متعلق
بہ قلب ہے ریا سے اگر نماز ہو تو وہ بھی ناجائز ہے مگر عقل و دین والا ریا سے منع کریگا نماز سے نہ روکے گا۔ حضرت سیدی شیخ
الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس اللہ سرہ کے حضور کسی طالب خدا نے عرضی لکھی کہ یا سیدی ان عملت داخلنی الریا
وان ترکت اخلدت الی ارض البطالۃ اے میرے سردار میں عمل کرتا ہوں جب تو ریا آجاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہوں تو بیکاری
کی زمین پر گرا پڑتا ہوں جواب ارشاد فرمایا اعمل وتب الی اللہ کام کئے جاؤ اور ریا سے اللہ کی طرف توبہ کرو ۔ ہاں دوسرے مسلمانوں
کی ایذا نہ ہونیکا لحاظ لازم ہے ۔ سوتوں کی نیند میں خلل نہ ہو نمازیوں کی نماز میں تشویش نہ ہو ۔ کما نص علیہ فی البحر الرائق وردالمحتار وغیرہما
جب وقت لوگوں کی نیند کا ہو یا کچھ نماز پڑھ رہے ہوں تو ذکر کرو جس طرح چاہو کرو مگر نہ اتنی آواز سے کہ اونکو ایذا ہو اور جب اس سے
خالی ہو تو مختار مطلق ہو کرو اور اتنی کثرت سے کرو کہ منافق مجنون کہیں اور وہابی بدعت ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ مسئولہ مولوی عبدالمنان صاحب از بنگالہ ۲۲ صفر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمارِ دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ زید نے کئی روز عمرو سے کوئی بات کی تنازع کیا بعد
ازاں عمرو کے اوپر سرا محفل محلہ کے انہوں نے تہمت دیا اور کہا کہ اہل مجلس نے اگر اسکو کھا دے تو میں نہیں ہوں اہل مجلس نے کہا کیوں اسوقت
زید نے جواب دیا کہ عمرو بدکار ہے اس کی   کے ساتھ پھر عمرو نے اس بات پر مقدمہ دائر کیا حاکم سے منبر کے پاس حکم آیا کہ یہ مقدمہ
صحیح ہے یا نہیں بعد اوس کے منبر نے محلہ والوں کو بھیجا کے یہ معاملہ صحیح ہے یا نہیں اون کو کون نے کہا کے کہاں یہ جو مقدمہ عمرو نے دائر کیا
صحیح ہے پھر وہاں زید نے حاضر ہوکر کہا کہ اہل مجلس سے اور چیئرمین صاحب سے خواستگار ہوں کہ یہ میں نے افترا اور جھوٹ کہا معافی
کا خواستگار اس حالت میں عمرو کو اہل محلہ اور ممبر صاحب نے بلوایا اور کہا ان کو معاف کردو اونھوں نے اون لوگوں کی بات پر
معاف کردیا بعد اسکے قریب ایک سال یا دس ماہ کے پھر کہا زید نے عمر لیکر کھانے میں نہیں ہوں تب سرداران اہل مجلس نے کہا
کیا سبب ہے فوراً جواب دیا کہ میں نے پہلے جو بات ظاہر کیا تھا وہی ہے تب سرداران اہل محلہ نے گواہ طلب کیا اوس نے کہا سب ہے
فلاں فلاں شخص اس مجلس میں حاضر ہے اون لوگوں نے بھی کہا کہ آپ کی زبان سے اگلی سال سنا تھا فی الحال ہم لوگ کچھ نہیں
جانتے پھر اہل مجلس نے کہا کہ آپ کے اور کوئی گواہ ہے اونھوں نے جواب دیا کہ ہے عمرو بکر خالد عبداللہ وغیرہ اون لوگوں نے
ان سب سے پوچھا یہ بات زید نے جو کہا صحیح ہے یا نہیں عمرو بکر وغیرہا نے کہا کہ ہم لوگوں نے ایک عورت سے سنا تھا اوس
عورت سے بھی پوچھا تو عورت بھی اس وقت مانع ہے پھر جمعہ کے دن سب مصلیوں کے مقابلہ زید سے پوچھا تو اونھوں نے جواب
دیا کہ ہاں میں بھی سنا اور جو میرا شاہد ہے وہ بھی مانع ہے بلکہ بعضوں کی طرف اشارہ کیا تھا اونھوں نے مسجد ہی میں منع کیا ان حال
میں زید پر حد قذف لازم آتا ہے یا نہیں اگر آتا تو بالمال ہو سکتا ہے یا نہیں اگر تعزیرات ساتھ مال کے ہو کس قدر ہوتا ہے کوئی
مقدار معین ہو لینا اور اوس مال کا مستحق کون ہے از روئے شرع کے مع الدلائل بیان فرمایئے اور اگر وہ شخص توبہ کرے معافی کی امید ہے
یا نہیں ۔ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب

الجواب

صورت مستفسرہ میں زید ضرور مرتکب قذف کا ہوا اوس نے سخت گناہ کبیرہ کیا اسلامی سلطنت میں وہ اسّی کوڑوں کا سزاوار

کما قال اللہ تعالیٰ فاجلدوھم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لھم شھادۃ ابدا واولئک ھم الفاسقون ٥ مگر یہاں نہ اسلامی سلطنت ہے نہ حدود جاری ہو سکتے ہیں نہ غیر سلطان کو حد کا اختیار ہے اور تعزیر بالمال منسوخ ہے۔ کما حققہ الامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور منسوخ پر عمل جائز نہیں صرف چارہ کار یہ ہے کہ اوسے برادری سے خارج کریں مسلمان اوس سے میل جول چھوڑ دیں جبتک توبہ نہ کرے اگر توبہ کرے تو اللہ عزوجل قبول فرمانیوالا ہے خود کریمہ مذکورہ میں الا من تاب کا استثنا ہے مگر اوس کی توبہ صرف یہی نہ ہوگی کہ اللہ عزوجل کے حضور تائب ہو بلکہ لازم ہوگا کہ عمرو سے اپنے قصور کی معافی مانگے کہ وہ نہ صرف حق اللہ بلکہ حق العبد میں بھی گرفتار ہے اور تنہائی میں توبہ بھی کافی نہ ہوگی اوس نے مجمع میں گناہ کیا ہے۔ مجمع ہی میں توبہ کرے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ ازمقام سوجت باڑ واڑ بازار کے اندر مسئولہ شیخ ننے میاں کلاہ فروش واہن منڈی ۔

(۱) یہ کہ کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھلا کر تقدیر کا بھلا یا برا دریافت کرنا ۔

الجواب

کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا برا دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو کفر خالص ہے اسی کو حدیث میں فرمایا فقد کفر بما نزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اگر بطور اعتقاد و تیقن نہ ہو مگر میل و رغبت کیساتھ ہو تو گناہ کبیرہ ہے اسی کو حدیث میں فرمایا لم یقبل اللہ لہ صلاۃ اربعین صباحا۔ اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اوس کی نماز قبول نہ فرمائیگا اور اگر بطور ہزل و استہزا ہو تو عبث و مکروہ و حماقت ہے ہاں اگر بقصد تعجیز ہو تو حرج نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

(۲) ۔ اور بیچاری نوجوان بیوہ عورتوں کے نکاح ثانی کو برا سمجھنے اور نکاح ثانی کرنیوالوں پر طعن کرنا ۔

(۳) ۔ اور بیاہ شادیوں میں طوائف اور بھانڈ نچانا ۔

(۴) ۔ اور جوئے کا آنکھ لگانا ہار جیت کا جیسا اکثر ہند و مہاجن وغیرہ لگایا کرتے ہیں ایسا کام کرنیوالے حنفی المذہب و اہلسنت والجماعت رہے یا نہیں کیا حکم ہے ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

(۲) ۔ نکاح ثانی کو برا سمجھنا اور اوس پر طعن کرنا اگر محض بربنائے رسم و رواج و مصالح عرفیہ ہے نہ یوں کہ اوسے شرعاً حرام جانیں یا شرعاً حلال جان کر تحلیل شرع کو برا سمجھے تو چنداں مورد الزام نہیں ۔ کما فصلناہ باطیب تفصیل فی رسالتنا عقائد التہانی فی حکم النکاح الثانی ۔ اور اگر اوسے شرعاً حرام سمجھتا ہے تو حکم کفر ہے اور شرعاً حلال جان کر تحلیل شرع کو معاذ اللہ برا جانتا ہے تو صریح مرتد ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

(۳) ۔ طوائفوں کا ناچ مطلقاً حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر متعدد آیات قرآنیہ ناطق ہیں بھانڈ جس طرح نقلیں بنایا اور لوگوں کو ہنسایا کرتے ہیں یہ بھی شرعاً حرام ہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من قعد وسط الحلقۃ فھو ملعون اور مزامیر کے ساتھ اون کا گانا بھی حرام ہے اور اگر لچکے توڑے کے ساتھ ناچتے ہوں تو یہ بھی حرام ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ۔ جوا بھی بنص قطعی قرآن حرام ہے مگر ان افعال کے کرنے سے آدمی گنہگار ہوتا ہے مستحق عذاب نار ہوتا ہے مگر حنفیت یا سنیت سے خارج نہیں ہوتا جب تک اعتقاد میں فرق نہ ہو ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از سنبھل محلہ کوٹ ضلع مراد آباد مرسلہ حافظ اکرام صاحب ۲۰ صفر ۱۳۳۲ھ ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اپنی حقیقی ہمشیر کے شوہر سے عورت کو پردہ کرنا فرض ہے یا نہیں اور عالم بے عمل جاہل باعمل سے فضیلت میں زیادہ ہے یا نہیں ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

بہنوئی کا حکم شرع میں بالکل مثل حکم اجنبی ہے بلکہ اوس سے بھی زائد کہ وہ جس بے تکلفی سے آمد و رفت و نشست و برخاست کرسکتا ہے غیر شخص کی اوتنی ہمت نہیں ہوسکتی لہذا صحیح حدیث میں ہے قالوا یا رسول اللہ ارأیت الحمو قال الحمو الموت صحابہ کرام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جیٹھ دیور اور ادن کے مثل رشتہ داران شوہر کا کیا حکم ہے فرمایا یہ تو موت ہیں خصوصًا ہندوستان میں بہنوئی کہ باتباع رسوم کفار ہند سالی بہنوئی میں ہنسی ہوا کرتی ہے یہ بہت جلد شیطان کا دروازہ کھولنے والی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالی واللہ تعالی اعلم

۲۔ جاہل عالم کی فضیلت کو کسی طرح نہیں پہونچ سکتا جبکہ وہ عالم عالم دین ہو قال اللہ تعالٰی قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے علم والے اور بے علم جاہل بوجہ جہل اپنی عبادت میں سو گناہ کرلیتا ہے اور مصیبت یہ کہ اونھیں گناہ بھی نہیں جانتا اور عالم دین اپنے گناہ میں بھی وہ حصہ خوف و ندامت کا رکھتا ہے کہ اوسے جلد نجات بخشتا ہے ولہذا حدیث میں ارشاد ہوا کہ عالم کا ہاتھ رب العزت کے دست قدرت میں ہے اگر وہ لغزش بھی کرے تو اللہ تعالی جب چاہے اوسے اوٹھالیگا۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ مسئولہ حافظ عبد اللطیف صاحب مدرس مدرسہ حنفیہ سہسوان از سہسوان ۲۸ صفر ۳۳ھ

۱۔ مصحف مجید جو نہایت بوسیدہ ہو جائے اوسکو اوس دفن یا احراق اور اگر دفن ہو تو کس جگہ۔

۲۔ مجلس ذکر شہادت جائز یا ناروا ایک صاحب نے کہا کہ تجدید سرور مختلف فیہ اور تجدید غم باتفاق ناجائز۔

۳۔ اسپند پر بعض حفاظ کوئی آیت پڑھ کر پھونکتے ہیں پھر وہ جلایا جاتا ہے یہ فعل کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

۱۔ مصحف کریم کا احراق جائز نہیں نص علیہ فی الدر المختار بلکہ حفاظت کی جگہ دفن کیا جائے جہاں پاؤں نہ پڑے اور اگر تھوڑے اوراق ہوں تو اولیٰ یہ ہے کہ مسلمانوں کے بچوں کو اون کے تعویذ تقسیم کر دیئے جائیں

۲۔ مجلس ذکر شہادت اگر روایات باطلہ سے ہو تو مطلقًا ناروا اور روایات صحیحہ سے ہو تو اگر تجدید غم و جلب بکا مقصود ہے بیشک نامحمود ہے اور اگر ذکر فضائل محبوبان خدا مراد ہے تو مورد رحمت جواد ہے وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی۔

۳۔ اسپند پر کوئی آیت دم کرکے جلانے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از دانا پور رکپ مسئولہ پیر خیر شاہ صاحب ۲۹ صفر ۳۳ھ

۱۔ زید اپنی زوجہ کی پستان اپنے منھ میں رکھکر جماع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ لذت زیادہ حاصل ہوتی ہے کیا اوسکو کسی طرح کا ہرج نکاح میں آسکتا ہے یا اوس کو ہر حال ہمیشہ کیلئے مباح ہے۔

۲۔ زید اپنی زوجہ سے کہتا ہے کہ تیری پستان بالکل خورد تر ہیں مجھکو لذت جماع حاصل نہیں ہوتی اوسکی زوجہ نے خاوند کی رضامندی کیلئے اپنے پستان خود ہی چوسنا اور پینا شروع کیا یہاں تک کہ اوس کے پستان بوجہ دودھ آنے کے خوبصورت بن گئے اب خاوند خوش ہوگیا وہ عورت ایسا کرسکتی ہے یا اپنا دودھ پی سکتی ہے جواب کتب معتبرہ سے عنایت فرمائیں۔

الجواب

۱۔ صورت مستفسرہ جائز ہے بلکہ اگر نیت محمود ہو تو امید اجر ہے جیسا ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے باہم زوجین میں مس شرمگاہ یک دگر کو فرمایا ارجوا ان یؤجران علیہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ دونوں اوس پر اجر دیئے جائیں گے اصل یہ ہے کہ شرع مطہر کو جسطرح اپنی حرام فرمائی ہوئی چیز یعنی زنا کے دواعی مبغوض ہیں ویسے ہی اپنی حلال کی ہوئی چیز یعنی جماع زوجہ کے دواعی محبوب

ہیں ہاں اگر عورت شیر دار ہو تو ایسا چوسنا نہ چاہیے جس سے دودھ حلق میں چلا جائے اور اگر منھ میں آجائے اور حلق میں نہ جانے دے تو مضائقہ نہیں کہ شیر زن حرام ہے نجس نہیں البتہ روزے میں اس صورت خاص سے احتراز چاہیے۔ کما نصوا علی کراہۃ ذوق شیئ الا ضرورۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ع۲۔ یہاں جو بات فرض کی ہے دو وجہ سے مستبعد ہے ایک چھوٹی پستان کا ایسا ہونا کہ عورت جیسے خود پی سکے دوسرا اپنے پینے کیوجہ سے دودھ اوترآنا بہر حال اگر خالی پستان پی مضائقہ نہیں اور اگر دودھ پیا تو حرام ہے بلکہ دودھ کی پستان پینے سے خوبصورت ہوجانا خلاف واقع ہے دودھ بھرے ہونے سے خوبصورتی ہوگی اور خالی ہوکر اور بدصورتی ہوجائیگی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از کالج علیگڈھ کمرہ ع۲ مرسلہ محمد عبدالمجید خاں یوسف زئی سرسید کورٹ۔ ۲۹ صفر ۳۲ھ

زید انگریزی ٹوپی یعنی ہیٹ استعمال نہیں کرتا ہے مگر پتلون پہنتا ہے اور پتلون پر ترکی کوٹ پہنتا ہے یہ لباس درست ہے یا نہیں۔

الجواب

دربارۂ لباس اصل کلی یہ ہے کہ جو لباس جس جگہ کفار یا مبتدعین یا فساق کی وضع ہے اپنے اختصاص وشعاریت کے مقدار پر مکروہ یا حرام یا بعض صور میں کفر تک ہے حدیقہ ندیہ میں فرمایا لبس زی الافرنج کفر علی الصحیح ہیٹ اسی قسم میں ہے اور پتلون قسم اول میں اور دوسرے ملک میں کسی اسلامی قوم کی وضع ہونا کافی نہیں جبکہ اس ملک میں کفار یا فساق کی وضع ہو فان کل بلدۃ و عوائدھا خصوصاً اس حالت میں کہ ترک نے بھی یہ وضع بہت قریب زمانہ سے اختیار کی اور وہ بھی نہ طوعاً بلکہ جبراً سلطان محمود خاں کے زمانہ میں سلطنت کی طرف سے اسپر مجبور کیا گیا اور ینگچری فوج نے اس پر مخالفت کی اور کشت وخون واقع ہوا بالآخر مجبوری مانی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مسئولہ معظم علی صاحب پیش امام جامع مسجد حیدرآباد دکن۔ ۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جامع مسجد بلدۂ حیدرآباد دکن میں ممبر کے پاس جو مصلے کا محراب ہے اوس کے گرداگرد آیات قرآنی بخط طغرا سنگ سیاہ پر کندہ ہیں اگر خطیب صاحب ممبر پر خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے رہے تو آیات قرآنی نیچے ہوتی ہیں تو کیا آیات قرآنی بوجہ ممبر کے نیچے ہونے کے بے ادبی وبے حرمتی ہوتی ہے اگر بے ادبی ہوتی ہے تو اوسی آیات کو سیمنٹ یا چونہ سے پوشیدہ کردیں تو کوئی گناہ تو نہیں۔

الجواب

دیواروں پر کتابت قرآن عظیم میں رجحان جانب ممانعت ہے اور اگر منبر پر کھڑے ہونے میں اوس طرف امام کی پیٹھ ہوتی ہے تو ضرور خلاف ادب ہے اور اگر پاؤں یا مجلس سے بلا ساتر نیچے ہیں تو اور زیادہ سوء ادب ہے ان حالتوں میں اون کا سیمنٹ یا چونے کسی پاک چیز سے بند کردینا حرج نہیں رکھتا بلکہ بہ نیت ادب محمود ہے اور اگر نہ نیچے ہیں نہ پیچھے جب بھی اگر اوس قول راجح کے لحاظ سے یا اس لئے کہ محراب میں کوئی شئے شاغل نظر نہ ہونی چاہیے بند کرنے میں حرج معلوم نہیں ہوتا فان الامور بمقاصدھا وانما لکل امرئ مانوی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ کفایت اللہ خاں صاحب از موضع ابھئی پور ضلع بریلی۔ ۱۰ ربیع الاول ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ پیشتر ایک چندہ کیا گیا واسطے مجلس میلاد شریف وقوالی کے چندہ جمع ہونے کے بعد چند اشخاص نے یہ کہا کہ ہم نے ایک مرتبہ دیا ہے لیکن آئندہ نہ دیں گے اور اب مسجد کی مرمت کے واسطے دیں گے تو اوس میں اون کا مبلغ ۱۲عہ جمع تھا اون کو بجائے ۱۲عہ کے مبلغ ۲ عہ اون کو دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ یہ لو مسجد کی مرمت میں لگانا وہ روپیہ وہ لوگ جنھوں نے چندہ دیا تھا آپس میں تقسیم کرکے کھا گئے اب اون کے حق میں کیا حکم ہوتا ہے۔

الجواب

مجلس میلاد مبارک اعظم مندوبات سے ہے جبکہ بروجہ صحیح ہو جس طرح حرمین طیبین میں ہوتی ہے اور قوالی کہ یہاں رائج ہے ناجائز ہے اور اوس کیلئے چندہ دینا بھی جائز نہیں یہ چندہ کہ اون کو واپس دیا گیا اگر بعینہٖ ہی دیئے جاتے جتنا اونھوں نے دیا تھا تو اونھیں اوس کا کھالینا حرام نہ ہوتا وہ انکی ملک تھا اور جو وعدہ مسجد میں صرف کرنے کا کیا تھا اگر اوس پر قائم تھے اور بوجہ حاجت اسوقت صرف کر لیا اور دل میں یہ نیت تھی کہ اسکے عوض مسجد میں اتنا لگادیں گے تو اللہ عزوجل سے وعدہ خلافی بھی نہ ہوئی اور اگر یہ نیت بھی تو خلف وعدہ کا وبال ہوا اور معاذ اللہ اوس کی نحوست شدید ہے قال تعالیٰ فاعقبھم نفاقا فی قلوبھم الیٰ یوم یلقونہ بما اخلفوا اللہ ماوعدوہ وبما کانوا یکذبون ۰ مگر وہ ایک روپیہ زائد جو اون کو دیا گیا اوسکا کھالینا ہر طرح اونھیں حرام تھا بہرحال وہ مرتکب غصب و حرام ہوئے اون پر توبہ فرض ہے اور اوس ایک روپیہ کا تاوان دینا لازم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ افتخار الزاہدین صاحب از بمبئی عقب مارکیٹ پولیس کمشنر صاحب آفس۔ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و فضلاء متین اس مسئلہ میں کہ زید اور عمرو جو کہ آپس میں عزیز داری رکھتے ہیں اتفاقاً زید ایک راستہ سے اور عمرو دوسرے راستے سے جا رہے تھے ایک جا پر دونوں صاحبوں سے ملاقات ہوگئی زید نے بدیدن عمرو فوراً اسلام علیکم کہا بجواب اس کے کہ عمرو وعلیکم السلام کہے جواب دیا کہ تم بہت جھوٹے آدمی ہو تمہارا اسلام لینا درست نہیں جواب سلام علیکم نہیں دیا یعنی وعلیکم السلام نہیں کہا۔ کیا عمرو اللہ پاک اور اسکے رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برحق کے نزدیک گنہگار ہوا یا نہیں اگر ہوا تو کیا صدقہ یا کیا معذرت خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے چاہئے کہ اوس کا دفعیہ ہو جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

زید اگر شرعاً ان الفاظ اور اس طریقہ عمل کا مستحق نہ تھا جو عمرو نے کیے اور برتا تو عمرو ضرور گنہگار اور حق اللہ و حق العبد دونوں میں گرفتار ہوا حق اللہ تو یہ کہ اوسکے حکم کا خلاف کیا اوس کا ارشاد ہے اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا او ردوھا اور دوسرا اس سے اشد حق اللہ یہ کہ شریعت مطہرہ پر افترا کیا کہ تیرا اسلام لینا درست نہیں اور حق العبد یہ کہ بلاوجہ شرعی زید مسلم کو ایذا دی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ جس نے بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کو ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ کو ایذا دی۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔ اوس پر فرض ہے کہ اپنی ان حرکات شنیعہ سے رب العزۃ کے حضور توبہ کرے اور زید سے اپنے قصور کی معافی چاہے اور اگر واقع میں زید اس کا مستحق تھا مثلاً وہابی یا رافضی یا غیر مقلد یا قادیانی یا نیچری یا چکڑالوی تو عمرو پر کچھ الزام نہیں اوس نے بہت اچھا کیا اور ایسا ہی چاہئے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں کسی نے ایک شخص کا سلام پہونچایا فرمایا لاتقرءہ منی السلام فانی سمعت انہ احدث اوسے میرا سلام نہ کہنا کہ میں نے سنا ہے اوس نے بدمذہبی نکالی ہے فاذا کان ھذا فی مبتدع فکیف بالکفار کاولئک الفجار عجل اللہ بھم النار۔ والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از مراد آباد محلہ مغلپورہ حصہ دوم متصل مکان جناب حکیم سید امیر حسن صاحب مسئولہ سید حامد حسین صاحب ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

علماء متین و مفتیان شرع مبین کی بارگاہ میں عرض ہے کہ اس مسئلہ میں آپ حضرات کا کیا ارشاد ہے کہ سماع کلام حسن منظوم خواہ منثور بالحان بہ لہجہ عربی ہو یا مصری یا ہندی خواہ سوا ان کے ہو باستثنار قرآن مجید و فرقان حمید برعایت قواعد و قوانین موسیقی بلا مزامیر مرد صالح معمر یا غیر معمر بلکہ امرد سے جبکہ خوف فتنہ و فساد نہ ہو جائز ہے یا نہیں چنانچہ علماء وغیرہم مثنوی مولانا روم و نعت و حمد وغیرہم پڑھتے ہیں اگر ناجائز ہے تو کیا علم قوانین موسیقی ناجائز ہے یا بعد حصول علم موسیقی رعایت اوسکی معیوب و مقبوح ہے حالانکہ

علم کسی امر کا قبیح نہیں کیونکہ حضور پُر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو جمیع امور کا علم بالتفصیل بعطار الٰہی حاصل تھا اور ہے۔ پھر اگر رعایت اوس کی ناجائز ہے تو جمیع علمار کو اپنے کلام (منظوم ہو یا منثور) کو جو بوقت وعظ وغیرہ پڑھتے ہیں اور اوس میں موسیقی پائی جاتی ہے امتیاز حاصل کرنے کیلیے موسیقی سے غیر موسیقی کو فن موسیقی معلوم کرنا ضرور ہے تاکہ حق کو باطل سے جُدا کرلیں کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے یعرف الاشیاء باضدادھا تو جب تک کہ غیر موسیقی کی ضد کو یعنی موسیقی حاصل نہ ہو اوس وقت تک امتیاز بایں ہمہ غیر منقصود ۔ ورنہ اختلاط باوجود قدرت جائز نہ ہوگا والا برعایت موسیقی ہر کلام خواہ نظم ہو یا نثر باستثنار قرآن شریف جائز قرار پائے گا۔ بینوا توجروا

الجواب

جب سامع ومسموع ومُسمِع ومَسمع ومِسمع وسماع واسماع سب مفاسد سے پاک ہوں تو سننا سنانا سب جائز ہے اگرچہ بالقصد برعایت قوانین موسیقی ہو عربی ہو خواہ فارسی یا اردو یا ہندی جو کچھ بھی ہو باستثنار قرآن عظیم موسیقی کی نسبت آواز کی طرف وہ ہے جو عروض کی نسبت کلام کی طرف کلام جب حسن ہو اوزان عروضیہ پر منظوم کر دینے سے قبیح نہ ہو جائے گا۔ یونہیں الحان کہ مباح ہو قوانین موسیقی کی رعایت سے ناجائز نہ ہو جائے گا۔ حدیث میں فرمایا الشعر کلام فحسنه حسن وقبیحه قبیح سامع تو وہ چاہیے جس کے قلب پر شہوات ردیہ کا استیلا نہ ہو کہ سماع کوئی نئی بات نہیں پیدا کرتا بلکہ اوسی کو ابھارتا ہے جو دل میں دبی ہو مسموع میں ضرور ہے کہ نہ فحش ہو نہ کوئی کلمہ خلاف شرع مطہر نہ کسی زندہ امرد کا ذکر ہو نہ کسی زندہ عورت کی تعریف نہ ایسی قریب مردہ کا نام ہو جس کے اعزہ زندہ ہوں اور اونھیں اوس سے عار لاحق ہو امثال لیلے سلمے سعاد میں حرج نہیں۔ مُسمِع بالضم یعنی پڑھنے یا گانے والا مرد بوڑھا یا جوان ہو امرد یا عورت نہ ہو۔ مِسمع بالکسر یعنی آلہ سماع مزامیر نہ ہوں اگر ہو تو صرف دف بے جلاجل جو ہیأت تطرب پر نہ بجایا جائے۔ مَسمع بالفتح جائے سماع مجلس فساق نہ ہو اور اگر حمد ونعت ومنقبت کے سوا عاشقانہ غزل گیت ٹھمری وغیرہ ہو تو مسجد میں مناسب نہیں سماع یعنی سننا ایسے وقت نہ ہو کہ اوس سے نماز یا جماعت وغیرہ کسی فرض یا واجب یا امر اہم شرعی میں خلل آئے۔ اسماع یعنی پڑھنا یا گانا ایسی آواز سے نہ ہو جس سے کسی نمازی کی نماز یا سوتے کی نیند یا مریض کے آرام میں خلل آئے۔ اور حسن وعشق ووصل وہجر وشراب وکباب کا ذکر ہو تو عورات تک آواز پہونچے بلکہ اگر گانے والے کی آواز دلکش ہے تو عورات تک پہونچنے کی مطلقاً احتیاط مناسب ہے یا انجشة رویدک بالقواریر ع حسن بلائے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے۔ رہا علم موسیقی اوس کے تعلم میں وقت ضائع کرنا صالحین کا کام نہیں بلکہ کم از کم عبث ہے اور ہر عبث میں تضییع وقت ممنوع۔ قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه اور علم اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر قیاس صحیح نہیں کہ وہ بلا تعلم و بے صرف وقت و بے قصد خاص بفن معین تھا حرج اس میں ہے نفس علم میں کوئی حرج نہیں کہ وہ کمال ہے ولہذا حضرت عزت عز جلالہ جس کے لئے ہر کمال واجب اور ہر نقصان بلکہ ہر وہ شئے جو کمال ونقصان دونوں سے خالی ہو محال بکل شئ علیم ہے ازلاً ابداً وجوباً اور کسی شئے کے علم کی اوس سے نفی کفر ہے تو ثابت ہوا کہ ہر شئے کا علم مطلقاً کیسی ہی ہو عین کمال ہے یونہیں بعد تعلم اوس کے قوانین کی اپنے الحان میں رعایت اہل شرف وصلاح کے لئے عیب ہے کہ وہ ذلیلوں رذیلوں کا فن ہے اور بالخصوص فاسقین وفاسقات کے ساتھ مشہور ہے ایسی تخصیص شرعاً شئے کو ممنوع کر دیتی ہے اگرچہ فی نفسہ اوس میں کوئی حرج نہ ہو جیسے جوان یا بوڑھے مرد کو ٹوپی انگرکھے یا جامے میں چار اونگل یا اس سے کم چکا گوٹا پٹھا لگانا بلاشبہ بدوضعی ومعیوب ہے کہ فاسقوں اور فحشوں کی وضع ہے اگرچہ فی نفسہ چار اونگل تک کی اجازت ہے اور منع رعایت موسیقی پر سائل کا وہ شبہہ کہ اس تقدیر پر تعلم موسیقی سب پر واجب ہوگا محض بے اصل وبے معنی ہے آخر اتنا تو مسلم ہے کہ قرآن عظیم میں اوسکی رعایت حرام ہے تو بے تعلم موسیقی اگر اس سے بچنا نا ممکن تھا تو خواہی نخواہی اوس کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض عین ہوتا تو یہ وہ فرض ہے کہ صحابہ وتابعین وائمہ وعلمار سب اوس سے محروم رہے بات یہ نہیں۔ بلکہ اسکا عکس ہے ممنوع ومعیوب رعایت ہے اور رعایت فعل اختیاری ہے اور فعل اختیاری کو قصد لازم اور قصد بے علم ناممکن تو رعایت جبھی کر سکے گا کہ جانتا ہو نہ جاننے والا کہ نہ اوس سے آگاہ نہ اوسکا قصد کرتا ہے اگر اتفاقاً اوس کا پڑھنا کسی شعبہ موسیقی سے موافق ہو جائے تو نہ اوس پر الزام نہ یہ شرعاً ممنوع

حتی کہ خود قرآن عظیم میں کما نص علیہ فی الفتاوی الخیریہ وغیرہا بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یتغن بالقرآن فلیس منا۔ جو خوش الحانی سے قرآن نہ پڑھے وہ ہمارے گروہ سے نہیں اور خوش الحانی میں کسی شعبہ سے اتفاقیہ موافقت نادر نہیں بلکہ غالباً اس فن والوں کے نزدیک لازم ہے الحان میں اگرچہ تان کٹکری نہ ہو مگر تال سم سے خالی نہیں ہوسکتا تو ناواقف اپنی سادگی کے ساتھ قصد مفسدہ سے بچا ہوا نکل جائیگا اور واقف احتیاط کریگا تو قصداً بگاڑیگا اور بنانا چاہے گا تو رعایت کی طرف جائے گا لہذا اور بھی ضرور ہوا کہ اس فن سے ناواقف رہیں۔ وباللہ التوفیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ حافظ نبو علی صاحب از خاص ضلع بھنڈارہ محلہ کہم تالاب متوسط ضلع ناگپور۔ ۱۳ ربیع الاول ۳۲ھ

۱۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و شرع متین اس مسئلہ میں کہ خاص ضلع بھنڈارہ محلہ کہم تالاب میں ایک مولوی صاحب جو کہ مسجد میں پیش امام اور واعظ اور مشائخ بھی ہیں یہ تینوں صفتیں ہو کر جہاں ناٹک کا ناچنا ہو ایسی جگہ بشوق جاتے ہیں اور آپ مدرسہ انجمن کے مدرس اعظم بھی ہیں یہ فعل شرع میں جائز ہے کیا اور اگر ناجائز ہے تو ایسے پیش امام اور واعظ اور مشائخ کے لئے کیا حکم ہے ایسے شخص کی پیش امامی جائز ہے یا نہیں۔

۲۔ خام رنگ مثلاً سرخ سبز نیلا پیلا ایسے رنگ کے کپڑے پہن کر نماز جائز ہے یا ناجائز۔ بینوا توجروا

الجواب

۱۔ ناٹک مجمع فسقیات ہے اور اوس میں جانا ضرور خلیع العذار خفیف الحرکات نامہذب بے باک ہونیکی دلیل کافی ہے اور بعد تعود و صراحۃً فسق بالاعلان ہے اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ ہے اور اوس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ اور جتنی پڑھی ہوں اون کا پھیرنا واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۔ عورت کو ہر قسم کا رنگ جائز ہے جب تک اوس میں کوئی نجاست نہ ہو اور مرد کیلئے دو رنگوں کا استثناء ہے معصفر اور مزعفر یعنی کسم اور کیسریہ دونوں مرد کو ناجائز ہیں اور خالص شوخ رنگ بھی اوسے مناسب نہیں حدیث میں ہے ایاکم والحمرۃ فانھا من زی الشیطان باقی رنگ فی نفسہٖ جائز ہیں کچے ہوں یا پکے ہاں اگر کوئی کسی عارض کی وجہ سے ممانعت ہو جائے تو وہ دوسری بات ہے جیسے ماتم کیوجہ سے سیاہ لباس پہننا حرام ہے۔ کما فی الہندیۃ بلکہ ماتم کیلئے کسی قسم کی تغیر وضع حرام ہے۔ کما فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ لعلی القاری۔ ولہذا ایام محرم شریف میں سبز لباس جس طرح جاہلوں میں مروج ہے ناجائز و گناہ ہے اور اودا یا نیلا یا آبی یا سیاہ اور بدتر و اخبث ہے کہ روافض کا شعار اور اون کی تشبہ ہے اسی طرح اون ایام میں سرخ بھی ناصبی خبیث بہ نیت خوشی و شادی پہنتے ہیں یونہیں ہولی کے دنوں میں چڑیاں اور بسنت کے دنوں میں بسنتی کہ کفار ہنود کی رسم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مسئولہ محمد سید علی صاحب طالب العلم از کانپور مسجد حاجی بدلو صاحب سطرنجی محل۔ ۱۴ ربیع الاول ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی ایک بازاری عورت یعنی رنڈی نے مدتوں سے زناکاری اور رقاصی کر کے بہت مال جمع کیا اور اپنے حالات فسق و فجور رہی میں اس مال سے ایک مکان بنایا اور کئی بیگہہ زمین خریدی اوس عورت کے پاس اور کوئی مال بھی نہ تھا اور رہونے کی کوئی صورت متصور تھی جس سے زمین اور مکان کی قیمت دے سکے اب دو تین برس سے اوس عورت نے توبہ کر کے اور بازار چھوڑ کر اوس مکان میں سکونت پذیر ہوئی اور چاہتی ہے کہ اپنی ملک سے عوام و خواص کی دعوت کرے اور کھلائے پلائے اور لوگوں کو اوس کے مکان میں جانا اور کھانا پینا اور خود عورت مذکورہ کو اس مکان و زمین و دیگر اشیاء کہ جو اس مال حرام سے خریدی ہیں استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا بالکتاب

الجواب

اگر اوس نے زمین اور مکان کی اینٹ کڑی وغیرہ اپنے روپے دکھا کر نہ خریدی بلکہ مطلق روپے کو خریدی اور پھر وہ مال حرام زرِ ثمن میں دیا

اور بیشک آجکل عام خریداریاں اسی طرح پر ہوتی ہیں تو وہ زمین و مکان اوس کے لئے حرام نہیں لان الدراهم لاتتعین فی العقود فاذالم یجتمع علیھا العقد والنقد لم یسر الخبث الی البدل کما ھو قول الامام الکرخی وعلیہ الفتوی مگر وہ مال حرام جو اوس کے پاس ہے اوس پر لازم ہے کہ سب تصدق کر دے اوس میں سے کوئی پیسہ اپنے کھانے پہننے یا کسی اور مصرف میں اوسے اٹھانا حرام ہے وہ اگر اوسے پاک کرنا چاہے تو اوس کا طریقہ صرف یہ ہے کہ کسی محتاج کو اگرچہ اوسکا کیسا ہی عزیز و قریب ہو اپنا وہ کل مال ایک ایک پیسہ ایک ایک تار بہ نیت تصدق دیدے اوسمیں سے کچھ اپنے پاس نہ رکھے اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ چند محتاجوں پر اس حساب سے تصدق کرے کہ ہر ایک کو چھپن روپے سے کم کا مال پہونچے پھر جن کو اوس نے بطور تصدق دیا ہے وہ اپنی خوشی سے اپنی طرف سے تھوڑا یا بہت جتنا اسے ہبہ کر دیں وہ اس کے لئے حلال طیب ہو جائیگا اگرچہ کل دیدیں اوس کے بعد اسکے یہاں کی دعوت وغیرہ کسی امر میں حرج نہ ہوگا۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از بنارس محلہ کچی باغ مرسلہ مولوی خلیل الرحمن۔ ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیاء کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں۔ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب

الجواب

بلاشبہہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیاء کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے یہ وہ ہے جس کا فتوی عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے لکل مقام مقال ولکل مقال رجال ولکل رجال مجال ولکل مجال مآل نسئال اللہ حسن المآل وعندہ العلم بحقیقۃ کل حال واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از بنارس محلہ پتر کنڈا مرسلہ مولوی محمد عبد الحمید صاحب پانی پتی۔ ۱۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ

ہمارے سنی حنفی علماء کثرہم اللہ تعالی وابقاہم الی یوم الجزاء اسمیں کیا فرماتے ہیں کہ زید سے خالد نے سوال کیا کہ کسی مقبول بارگاہ رب العزۃ جل جلالہ کی قبر شریف کے طواف کو بعض علماء حرام بلکہ شرک کہتے ہیں اور بعض جائز فرماتے ہیں پس ان میں صحیح قول کس کا ہے۔ زید نے جواب دیا کہ اس زمانہ میں جو لوگ اپنے کو حنفی کہتے ہیں اون میں تین فرقے ہیں (۱) اسحاقیہ شاہ اسحق کا پیرو (۲) اسماعیلیہ مولوی اسماعیل دہلوی کا متبع (۳) سنی حنفی حضرت مولانا فضل رسول صاحب بدایونی علیہ الرحمۃ اور حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی دام ظلہ کا مطیع۔ پس (۱) اور (۲) کے نزدیک بالاتفاق غیر کعبہ شریف کا طواف مثل سجدہ تحیۃ کے ہے لیکن اوسکے حکم میں دونوں میں اختلاف ہے پہلے فرقہ کے نزدیک حرام ہے اور دوسرے کے نزدیک شرک چنانچہ مائۃ مسائل اور مسائل اربعین اور تقویۃ الایمان دیکھنے والے پر یہ بات ظاہر ہے حالانکہ بغیر دلیل قطعی کے یہ حرام اور شرک کہنا خود اونھیں کے گھر میں آگ لگانا ہے کہ اون کے بزرگوار شاہ ولی اللہ کو مرتکب حرام اور مشرک بنانا ہے کہ اونھوں نے اپنی کتاب انتباہ میں اس کے کرنیکا حکم کیا اور (۳) فرقے اعنی سنی حنفی کے نزدیک مطلقاً مثل تعریف اعنی نقل وقوف عرفات کے ہے چنانچہ محقق بدایونی حضرت مولانا فضل رسول صاحب تغمدہ اللہ تعالی بغفرانہ واسکنہ بحبوحۃ جنانہ بوارق محمدیہ میں فرماتے ہیں دحق آنست کہ طواف در حکم سجدۂ تحیۃ نیست مثل تعریف است متقارب بتقبیل اھ بلفظہ الشریف اور تعریف کے باب میں علامہ حلبی نے توشرح منیہ میں مطلقاً لیس بشیئ مندوب ولا مکروہ فرما کر آخر بحث میں عطاء خراسانی علیہ الرحمۃ کا قول ان استطعت ان تخلو بنفسك عشیۃ عرفۃ فافعل دال بر ندب نقل کر کر اوسی کو معتمد بتایا چنانچہ فرمایا وھذا ھو المعتمد واللہ تعالی سبحانہ اعلم لیکن قول باقانی علیہ الرحمۃ لواجتمعوا لشرف ذلك الیوم و لسماع الوعظ بلا وقوف وکشف راس جاز بلا کراھۃ اتفاقا سے جس کا حاصل علامہ شامی نے ان المکروہ ھو الخروج مع الوقوف وکشف الرأس بلا سبب موجب کالستسقاء اما مجرد الاجتماع فیہ علی طاعتہ بدون ذلک فلا یکرہ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تعریف کی دو صورتیں ہیں (۱)

وہ جوکہ اہل عرفہ کی نیت اور صورت اعنی وقوف اور کشف رؤس کے ساتھ ہو اور (۲) وہ جوکہ ایسی نہ ہو بلکہ کسی اور ہی غرض مثل اوس روز کے شرف اور وعظ کے سماع کیلئے اور بغیر وقوف اور کشف رؤس کے ہو اور پہلی بقول صحیح مکروہ تحریمی اور دوسری بالاتفاق بلاکراہت جائز پس طواف کی بھی دوصورتیں ہوں گی۔ (۱) وہ جوکہ طائفین بیت اللہ عزوجل کی نیت اور صورت کے ساتھ ہو اور (۲) وہ جوکہ ایسی نہ ہو بلکہ اورصورت اور کسی اور ہی غرض مثلاً محض افاضہ کیلئے جیسے علی مافی صحیح البخاری حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خرما کے ڈھیر کا طواف فرمایا یا محض استفاضہ کیلئے جیسے کسی ولی کے مزار شریف کا طواف یا محض کسی اور ایسی ہی غرض سے ہو جیسے علی مافی الشفا القاضی عیاض علیہ الرحمہ صحابہ کرام کا حلاق کے سرمبارک کو حلق کرنیکے وقت کسی موئے مبارک کے زمین پر گرانے نہ دینے کی غرض سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کا طواف کرنا اور یہ ظاہر ہے کہ بعض اعمال کی صورت ایک ہوتی ہے لیکن نیت کے اختلاف سے حکم مختلف ہو جاتا ہے جیسے سجدہ تحیت اور سجدہ عبادت کہ صورت دونوں کی ایک ہے مگر حکم مختلف کہ پہلا حرام موجب فسق اور دوسرا شرک پس پہلی صورت تو ہم سنی حنفیوں کے نزدیک بھی بالاتفاق ناجائز ہے اور صاحب بحر اور نہر وغیرہما کا عدم جواز کا قول اسی صورت پر محمول ہے اور دوسری صورت میں اختلاف ہے بعضے غیرحسن فرماتے ہیں اور بعضے مستحسن کہتے ہیں فاضل بدایونی علیہ الرحمۃ بوارق محمدیہ ہی میں فرماتے ہیں" وکراہت ایں اشیاء مختلف فیہ بین الفقہاء وہچو امور باعث تکفیر وتفریق برمرتکبین ہم نمی تواند شد چہ جائے تکفیر چراکہ بسیارے ازاکا برتصریح بجواز آں کردہ اند ونزد جماعتے رجحان بجانب عدم استحسان است وفقیر ہم ہمیں مسلک سالک است اھ مگر مماثلت تعریف قول باستحسان کی صحت کی مقتضی ہے کما لایخفی اور علاوہ اس کے یہ ہے کہ محبت اور عظمت کی بھری ہوئی آنکھیں وہ دیکھا کرتی ہیں جو ان سے خالی آنکھیں نہیں دیکھتیں اور اُن آنکھوں والوں کے واسطے وہ جائز ہوتا ہے جو ان آنکھوں والوں کے واسطے نہیں ہوتا کیا اس کو نہیں دیکھا جاتا کہ علی مافی الشفا حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور کا اسم شریف لیا جاتا تو ان کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ جھک جاتے آپ کے جلساء کو یہ بات ناگوار گزرتی ایک روز عرض کیا کہ یہ آپ کیا کرتے ہیں فرمایا لو رأیتم ما رایت لما انکرتم علی ماترون اور حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر کچھ بال تھے اتنے بڑے بڑے کہ جب وہ اون کو بیٹھ کر کھول دیتے تھے تو زمین تک پہونچ جاتے تھے اون سے کہا گیا ان کو منڈا کیوں نہیں دیتے فرمایا لم اکن بالذی احلقھا وقد مسھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدہ حالانکہ انخنا راور قزع کا حکم اہل علم پر ظاہر ہے اور حضرت کابس بن ربیعہ کی صورت کے مشابہ تھی پس حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی آپ نے اون کو بلایا پس جب وہ اون کے گھر میں داخل ہوئے تو حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تخت سے اوتر کر کے اون سے ملاقات کی اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور ایک گاؤں مرغاب نام اون کو دیا یہ سب حضور کی صورت مبارک کے مشابہ ہونے کی وجہ سے کیا ؎

باادب باعظمت انساں دیگر اند　　　بے ادب ہم خشک مغزاں دیگر اند

پس زید کا یہ جواب صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق طواف لغۃً وعرفاً وشرعاً پھیرے کرنیکو کہتے ہیں عام ازیں کہ دو چیزوں کے درمیان آمد ورفت ہو جسمیں ایک پھیرے کے مبدا ومنتہی متغائر ہوں گے یا ایک ہی چیز کے گرد جسمیں دائرہ کی طرح مبدا ومنتہی ایک ہوگا دونوں صورتوں کو لغت وعرف عرب نے طواف کہا اور دونوں کو شرع مطہر نے طواف مانا صورت اولیٰ صفا ومروہ کے درمیان سعی قال تعالیٰ فلا جناح علیہ ان یطوف بینھما اور صورت ثانیہ کعبہ معظمہ کے گرد پھرنا قال تعالیٰ ولیطوفوا بالبیت العتیق حقیقت طواف اس قدر ہے نیت وغایت کا اختلاف حقیقت کی تغییر نہیں کرتا کہ نیت وغایت رکن شئے نہیں آخر نہ دیکھا کہ ائمہ کرام نے نیت کو شرط نماز قرار دیا نہ رکن نماز اور غایت کا خروج تو غایت ظہور میں ہے غرض پھیرے کرنا جہاں اور جس طرح اور جس نیت اور جس غرض سے ہو طواف ہی ہے

پھر فعل اختیاری کو تصور بوجہٍ یا تصدیق بفائدۃٍ تا سے چارہ نہیں مگر فعل کبھی غایت اصلیہ تک آپ مؤدی ہوتا ہے کبھی دوسرے فعل مؤدی الی الغایۃ کا وسیلہ اول کو مقصود لذاتہٖ کہتے ہیں جیسے نماز اور دوم کو وسیلہ و مقصود لغیرہٖ جیسے وضو۔ طواف میں یہ دونوں صورتیں ہیں مثلاً گلگشت یعنی تفریح نفس و شمر روائح طیبہ و حسنیٰ بدن و تنسّم ہوا کیلئے چمن کی روشوں میں ٹہلنا پھرنا خواہ وہ خطوط مستقیم پر ہوں یا مثلاً کسی حوض کے گرد مستدیر یہاں طواف مقصود لذاتہٖ ہے یا مثلاً کسی شئے کی تقسیم کو حلقہ یا صفوں پہ دورہ کرنا کہ یہاں مقصود لغیرہٖ ہے۔ پھر طواف کی غایت مقصودہ تعظیم ہی میں منحصر نہیں بلکہ اوسکے غیر کے لئے بھی ہوتا ہے جیسے امثلۂ مذکورہ بلکہ توہین بلکہ تعذیب کیلئے جیسے ذرل کہ یہاں آمد و شد کہ طواف ہے مقصود لذاتہ ہے اور نار سے حمیم حمیم سے نار کی طرف کفار کے پھیرے کہ یہ طواف مقصود لغیرہٖ ہے اور دونوں تعذیب کیلئے ہیں قال اللہ تعالیٰ یطوفون بینہا وبین حمیم اٰن لاجرم طواف چار قسم ہے۔ **قسم اول** نہ طواف مقصود لذاتہٖ ہو نہ اوس سے غرض و غایت نفس تعظیم بلکہ طواف کسی اور فعل کا وسیلہ ہو اور اوس فعل سے کوئی اور حاجت مقصود جیسے سائلوں کا دروازوں پر گشت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم علیہ کا شانۂ نبوت کا ایسا طواف فرمایا کرتے۔ ابوداؤد و ابن ماجہ و دارمی ایاس بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لقد طاف باٰل محمد نساء کثیر یشکون ازواجھن لیس اولئک بخیارکم آج کی رات بہت سی عورتوں نے ہماری بارگاہ اقدس کا طواف کیا کہ اپنے شوہروں کی شکایت کرتی تھیں وہ تم میں کے بہتر لوگ نہیں ہیں جو عورتوں کو ایذا دیتے ہیں اور صحیح حدیث میں بلی کے نسبت فرمایا انھا من الطوافین علیکم والطوافات بیشک وہ اون نر و مادہ میں ہے جو بکثرت تم پر طواف کرنے والے ہیں۔ **قسم دوم** طواف مقصود لذاتہٖ ہو اور غایت غیر تعظیم صحیح بخاری شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے میرے والد عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت قرض اور تھوڑے سے خرمے چھوڑ کر شہید ہوئے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور کو معلوم ہے کہ میرے باپ احد میں شہید ہوئے اور بہت قرض چھوڑ گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ حضور قدم رنجہ فرمائیں کہ قرض خواہ حضور کو دیکھیں یعنی شاید حضور کے خیال سے اپنے مطالبہ میں کمی کردیں ارشاد فرمایا جاؤ ہر قسم کے چھوہاروں کے الگ الگ ڈھیر لگاؤ پھر تشریف فرما ہوئے قرض خواہوں نے حضور کو دیکھا مجھ سے نہایت سخت تقاضے کرنے لگے کہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہ کیا تھا یعنی ان کے خیال کے برعکس ہوا حضور کے تشریف لے جانے سے قرض خواہ اپنا بلہ بھاری سمجھے کہ حضور ضرور ہمارا پورا حق دلا دیں گے جب حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ حال ملاحظہ فرمایا فطاف حول اعظمھا بیدراً ثلث مرات ثم جلس علیہ حضور نے اون میں سب میں بڑے ڈھیر کے گرد تین بار طواف فرمایا اور اوس پر تشریف رکھی پھر ناپ ناپ کر انھیں دینا شروع فرمایا حتی ادی اللہ عن والدی امانتہ وسلم اللہ البیادر کلھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے باپ کا سب قرض ادا کر دیا اور سب ڈھیر سلامت بچ رہے اسی قسم میں ہے عسس کا گرد شہر گشت کرنا ولہذا عسس کو عرب میں طائف کہتے ہیں مفردات راغب میں ہے کہ منہ الطائف لمن یدور حول البیوت حافظا۔ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں مدینہ طیبہ کا طواف فرمایا کرتے ابن عساکر تاریخ میں اسلم مولیٰ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاف لیلۃ فاذا ھو بامرأۃ فی جوف دارھا وحولھا صبیان یبکون الحدیث یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات مدینہ طیبہ کا طواف کر رہے تھے دیکھا کہ ایک بی بی اپنے گھر میں بیٹھی ہیں اور ان کے بچے اون کے گرد رو رہے ہیں اور چولھے پر ایک دیگچی چڑھی ہے امیر المومنین قریب گئے اور فرمایا اے اللہ کی لونڈی یہ بچے کیوں رو رہے ہیں۔ انھوں نے عرض کی یہ بھوک کے روتے ہیں فرمایا تو اس دیگچی میں کیا ہے کہا میں نے ان کے بہلانے کو پانی بھر کر چڑھا دی ہے کہ وہ سمجھیں اس میں کچھ پک رہا ہے اور انتظار میں سو جائیں امیر المومنین فوراً واپس آئے اور ایک بڑی بوری میں آٹا اور گھی اور چربی اور چھوہارے اور کپڑے اور روپے منھ تک بھرے پھر اپنے غلام اسلم سے فرمایا یہ میری پیٹھ پر لاد دو اسلم کہتے ہیں میں نے عرض کی یا امیر المومنین میں اوٹھا کر لے چلوں گا فرمایا اے اسلم بلکہ میں اوٹھاؤں گا کہ اس کا سوال تو آخرت میں مجھ سے ہونا ہے پھر اپنی پشت

مبارک پر اوٹھا کر اون بی بی کے گھر تک لیگئے پھر دیگچی میں آٹا اور چربی اور چھو ہارے چڑھا کر اپنے دست مبارک سے چلاتے رہے پھر پکا کر اونھیں کھلایا کہ سب کا پیٹ بھر گیا پھر باہر صحن میں نکل کر اون بچوں کے سامنے بلا تشبیہ ایسے بیٹھے جیسے جانور بیٹھتا ہے اور میں ہیبت کے سبب بات نہ کر سکا امیر المومنین یونہیں بیٹھے رہے یہاں تک کہ بچے اوس نئی نشست کو دیکھکر امیر المومنین کے ساتھ کھیلنے اور ہنسنے لگے اب امیر المومنین واپس تشریف لائے اور فرمایا اسلم تم نے جانا کہ میں اون کے سامنے یوں کیوں بیٹھا میں نے عرض کی نہ۔ فرمایا میں نے اونھیں روتے دیکھا تھا تو مجھے پسند نہ آیا کہ میں اونھیں چھوڑ کر چلا جاؤں جب تک اونھیں ہنسا نہ لوں جب وہ ہنس لیے تو میرا دل شاد ہوا واخرجہ ایضا الدینوری فی المجالسۃ واحمد بن ابراھیم بن ساذان البزار فی مشیختہ امام محب الدین طبری ریاض النضرہ پھر شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں مناقب امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں لکھتے ہیں انہ کان یطوف لیلۃ فی المدینۃ فسمع امرأۃ تقول یعنی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک رات مدینہ طیبہ میں طواف کر رہے تھے کہ ایک بی بی کو یوں کہتے سنا فذکر الحدیث **قسم سوم** طواف وسیلہ مقصود ہو اور غرض وغایت تعظیم جیسے نوکر چاکر غلاموں کا اپنے مخدوم و آقا پر طواف اوس کے کام خدمت کو اوس کے گرد پھرنا قال اللہ تعالیٰ طوافون علیکم بعضکم علی بعض تمہارے نوکر غلام تمہارے گرد بکثرت طواف کرنیوالے ہیں تین وقت ترک حجاب کے سوا ہر وقت اذن لینے میں اونھیں حرج ہوگا اور اہل جنت کے حق میں فرماتا ہے یطوف علیھم ولدان مخلدون ہمیشہ رہنے والے لڑکے اون کے گرد طواف کریں گے اور فرماتا ہے یطاف علیھم بکاس من معین اون پر طواف کیا جائے گا پیالوں میں وہ پانی لیکر جو آنکھوں کے سامنے بہتا ہے اور فرماتا ہے یطاف علیھم بانیۃ من فضۃ واکواب چاندی کے برتن اور کوزے لیکر اون پر طواف کیا جائے گا۔ اس میں وہ صورت بھی آتی ہے کہ طواف غیر کعبہ کا ہو اور غرض وغایت عبادت الٰہی۔ صحیحین میں ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں قال سلیمان لاطوفن اللیلۃ علی تسعین امرأۃ وفی روایۃ بمائۃ امرأۃ کلھن تاتی بفارس یجاھد فی سبیل اللہ فطاف علیھن الحدیث۔ سلیمن علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا قسم ہے آج کی رات میں نوے اور ایک روایت میں ہے سو عورتوں پر طواف کروں گا کہ ایک سے ایک سوار پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے پھر اونھوں نے اون پر طواف کیا۔ صحیح مسلم شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یطوف علی النساء بغسل واحد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی غسل سے اپنی ازواج مطہرات پر طواف فرماتے اشباہ والنظائر و درمختار میں ہے لیس لنا عبادۃ شرعت من عھد ادم الی الاٰن ثم تستمر فی الجنۃ الا النکاح والایمان ہمارے لئے کوئی عبادت ایسی نہیں کہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے وقت سے ابتک مشروع رہی پھر ہمیشہ ہمیشہ جنت میں مشروع رہے گی مگر ایمان یعنی یاد خدا اور نکاح یعنی جماع زوجہ۔

قسم چہارم۔ طواف بھی مقصود لذاتہ ہو اور غرض وغایت بھی تعظیم یعنی نہ طواف کسی اور فعل کیلئے وسیلہ ہو نہ اوس سے سوائے تعظیم کچھ مقصود بلکہ نفس طواف سے محض تعظیم مقصود ہو اسی کا نام طواف تعظیمی ہے جیسے طواف کعبہ یا طواف صفا و مروہ پھر اوضاع بدن کہ عبادت میں مقرر کئے گئے ہیں تین نوع ہیں۔ ایک وہ کہ تعظیم میں منحصر ہیں اور دوسرے وہ کہ وسیلۃً ومقصوداً دونوں طرح پائے جاتے ہیں اور اون کی غایت تعظیم میں منحصر نہیں مگر بحال قصد تعظیم نوع اول سے قریب ہیں جیسے رکوع تک اجھکنا کہ بلا تعظیم بھی ہوتا ہے بلکہ بقصد توہین بھی جیسے کسی کے مارنے کیلئے اینٹ وغیرہ اوٹھانے کو جھکنا اور تعظیم کیلئے بھی ہوتا ہے مگر نہ خود مقصود بلکہ وسیلہ جیسے علماء و صلحاء کی قدمبوسی وغیرہ خدمات کو جھکنا اور بذاتہ مقصود بھی ہوتا ہے جیسے سلام کرنے میں رکوع تک جھکنا تیسرے وہ کہ نوع اول سے بعید ہیں جیسے قیام یا قعود یا رکوع سے کم جھکنا ظاہر ہے کہ انمیں بھی نوع دوم کی طرح قصد و توسل وغایت مختلفہ کی سب صورتیں پائی جاتی ہیں۔ انواع ثلثہ میں حکم عام تو یہ ہے کہ اگر بہ نیت عبادت غیر ہے تو کچھ بھی ہو مطلقاً شرک و کفر ہے اور بے نیت عبادت ہرگز شرک کفر نہیں اگرچہ سجدہ ہی ہو جبتک کہ وہ فعل بخصوصہ شعار کفر نہ ہوگیا ہو۔ جیسے بت یا آفتاب کو

سجدہ والعیاذ باللہ تعالیٰ اور جب عبادت غیر کی نیت نہ ہو تو انمیں فرق احکام یہ ہے کہ نوع اول غیر خدا کیلئے مطلقاً ناجائز اور نوع دوم اوسوقت ممنوع ہے جبکہ مقصوداً اوسی کو بہ نیت تعظیم بجالایا جائے اور نوع سوم مطلقاً جائز ہے اگرچہ اوس سے تعظیم مقصود ہو۔ اختیار شرح مختار و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں حاضری روضۂ اقدس کی نسبت فرماتے ہیں یقف کما یقف فی الصلاۃ حضور روضۂ انور میں نماز کی طرح کھڑا ہو منسک متوسط و مسلک متقسط میں ہے (ثم توجہ) ای بالقلب والقالب مع رعایتہ غایۃ الادب فقام تجاہ الوجہ الشریف خاضعا خاشعا مع الذلۃ والانکسار والھیبۃ والافتقار واضعا یمینہ علی شمالہ ای تادبا فی حال اجلالہ یعنی پھر نہایت ادب کی رعایت کے ساتھ روضۂ اقدس کی طرف دل اور بدن دونوں سے مونھ کر کے چہرۂ انور کے مقابل خضوع و خشوع و ذلت و انکسار اور حضور کی ہیبت اور حضور کی طرف محتاجی کے ساتھ سیدھا ہاتھ بائیں پر حضور کے ادب و تعظیم کیلئے باندھے ہوئے کھڑا ہو۔ صحیح حدیث میں ہے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور کے سامنے ایسے بیٹھتے کان علی رؤسھم الطیر گویا اون کے سروں پر پرندے ہیں یعنی بے حس و حرکت کہ پرندے لکڑی سمجھ کر سر پر آبیٹھیں شفا شریف میں ہے کان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتغیر لونہ وینحنی حتی یصعب ذلک علی جلسائہ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک آتا اون کا رنگ بدل جاتا اور جھک جاتے یہاں تک کہ حاضران مجلس کو اون کی وہ حالت دشوار گزرتی۔ حدیقہ ندیہ میں ہے الانحناء البالغ حد الرکوع لایفعل لاحد کالسجود ولا باس بما نقص من حد الرکوع لمن یکرم من اھل الاسلام یعنی رکوع کی حد تک جھکنا کسی غیر خدا کیلئے نہ کیا جائے جیسے سجدہ اور دینی عزت والوں کیلئے رکوع سے کم جھکنے میں حرج نہیں۔ جب یہ امور منسلوم ہو لئے تو من جملہ اوضاع تعظیمیہ کہ رب عزوجل نے اپنی عبادت کیلئے مقرر فرمائے دونوں قسم کا طواف بھی ہے مستقیم جیسے صفا و مروہ میں خواہ مستدیر جیسے گرد کعبہ دونوں عبادت میں اور دونوں کو قرآن عظیم میں طواف فرمایا تو ان میں فرق بے معنی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ طواف ان انواع ثلثہ سے کس نوع میں ہے۔ ہر عاقل کے نزدیک بدیہیات سے ہے کہ وہ مثل سجود نوع اول سے نہیں ورنہ سجدۂ غیر کی طرح مطلقاً حرام ہوتا حالانکہ اوس کی تین قسم اول کا جواز دو نوع ہم قرآن عظیم و حدیث کریم وخود فعل حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت کر آئے نہ ہرگز وہ مثل قیام نوع سوم سے ہے ورنہ ہر شخص و مکان معظم کا طواف تعظیمی جائز ہوتا بلکہ وہ مثل رکوع نوع متوسط سے ہے کہ اگر نفس طواف سے تعظیم مقصود ہو تو غیر خدا کے لئے ناجائز بلکہ غیر کعبہ و صفا و مروہ کا طواف اگرچہ خالصاً اللہ عزوجل ہی کی تعظیم کو کیا جائے ممنوع و بدعت ہے کہ نفس طواف سے تعظیم امر تعبدی اور امر تعبدی میں قیاس تک جائز نہیں نہ کہ احداث کہ تشریع جدید ہے منسک متوسط میں ہے ولا یمس عند الزیارۃ الجدار ولا یلتصق بہ ولا یطوف ولا ینحنی ولا یقبل الارض فانہ بدعۃ مسلک متقسط میں ہے ولا یطوف ای لایدور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والعلماء اور اگر غرض و غایت تعظیم نہ ہو اگرچہ طواف مقصود ولذاتہ ہو جیسے قسم دوم میں یا طواف مقصود ولذاتہ نہ ہو اگرچہ غرض تعظیم ہو جیسے قسم سوم میں تو بلاشبہ جائز ہے اور اگر دونوں سے خالی طواف ہو جیسے قسم اول میں تو بدرجۂ اولیٰ بحمد اللہ تعالیٰ تحقیق ناصع ہے جس سے حق متجاوز نہیں وللہ الحمد طواف قبر بھی اس کلیہ سے باہر نہیں ہو سکتا اگر دونوں باتیں جمع ہیں یعنی طواف خود مقصود بالذات ہے اور اوس سے تعظیم ہی مراد ہے تو بلاشبہ حرام ہے اور اگر طواف کسی اور فعل کا وسیلہ ہے مثلاً مکان مزار کے گرد قلعی کرنا یا فانوس کہ اوس کے اطراف میں نصب ہیں اون کی روشنی کیلئے دورہ کرنا یا مساکین کہ گرد مزار بیٹھے ہیں اون پر کچھ تقسیم کیلئے پھیرا کرنا یہ بلاشبہ جائز ہے یونہیں اگر طواف مقصود بالذات ہو مگر اوس کے منع پر بھی شرع سے کوئی دلیل نہیں مزار انور حضور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو ثابت ہے کہ روزانہ صبح کو ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور مزار اطہر کے گرد حلقہ باندھے صلاۃ و سلام عرض کرتے شام کو وہ بدل دیئے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور آتے ہیں کہ صبح تک ماہ رسالت پر ہالہ ہو کر عرض صلاۃ و سلام کرتے ہیں۔

اورظاہر ہے کہ ہر گلے را رنگ دبوئے دیگراست محبوبان خدا کے مقام متفاوت ہوتے ہیں اور افاضۂ برکات میں اون کے احوال مختلف اور مفیض ومستفیض میں کچھ نسبت خفیہ ہوتی ہے جواوسے معلوم نہیں کہ اون میں کس کے ساتھ حاصل ہے لہذا یہ دریوزہ گر محتاج روضۂ اطہر کے گرد دورہ کرتا ہے اس امید پر کہ اون بندگان معصوبین پر فرداً فرداً گزرے اور اون میں سے جس کسی کی نظر اس پر پڑجائے اس کا کام بنادے علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت سیدی شیخ الشیوخ شہاب الملۃ والحق والدین سہروردی قدسنا اللہ بسرہ الکریم ایام منٰے میں مسجد خیف شریف میں صفوں پر دورہ فرماتے کسی نے وجہ پوچھی فرمایا ان للہ عبادا اذا نظر والی احد اکسبوہ سعادۃ الابد اللہ کے کچھ بندے ہیں کہ جب اون کی نگاہ کسی پر پڑجاتی ہے اوسے ہمیشہ کی سعادت عطا فرماتی ہے میں اوس نگاہ کی تلاش میں دورہ کرتا ہوں تو یہ تعرض نفحات رحمۃ اللہ ہوا جسکا خود حدیث میں حکم ہے اولیاء کرام وارثان سرکار رسالت ہیں ممکن کہ ملنگ اون کے مزارات کے گرد بھی ہوں اور ایسے امور میں علم درکار نہیں تعرض نفحات کی شان ہی یہ ہے کہ شاید ولعل پر ہو۔ معہذا مزارات اولیاء کرام ہر جانب سے ممر اقدام صلحائے عظام ہوتے ہیں سیدنا عیسیٰ علی نبینا الکریم وعلیہ الصلوۃ والتسلیم سے عرض کی گئی کہ حضور ایک جگہ قیام کیوں نہیں فرماتے شہروں شہروں جنگلوں جنگلوں دورے کیوں فرماتے ہیں۔ فرمایا اس امید پر کسی بندۂ خدا کے نشان قدم پر قدم پڑجائے تو میری نجات ہوجائے جب نبی اللہ ورسول اللہ کہ خمسۂ اولوالعزم میں ہیں صلوٰت اللہ وسلامہ علیہم اون کا یہ ارشاد تواضع ہے تو ہم تو سخت محتاج ہیں علاوہ بریں یہاں ایک نکتۂ دقیقہ اور ہے وما یلقٰہا الا ذوحظ عظیم شریعت مطہرہ نے انسان کے سر سے پاؤں تک جمیع جہات میں جدا جدا احکام رکھے ہیں چہرہ پر جو احکام ہیں پاؤں پر نہیں۔ دہنے ہاتھ پر جو احکام ہیں بائیں پیر پر نہیں وعلیٰ ہذا القیاس اور احکام مختلفہ کے ثواب بھی مختلف رنگ کے ہیں یوں ہیں سر سے پاؤں تک جملہ جوارح میں معاصی جدا جدا ہیں اور ہر معصیت ایک جدا رنگ کا مرض ہے اور ہر مرض کا علاج اوس کی ضد سے ہے تو یہ مریض معاصی اوس سراپا مجموعہ برکات کے گرد دورہ کرتا ہے کہ اوسکے ہر عضو وہر جہت کی رنگ برنگ برکات سے فیض لے اور اپنے ہر عضو وہر جہت کا مرض دور کرے امام مبرد کامل میں پھر امام علامہ عارف باللہ کمال الدین دمیری پھر سیدی علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں مماکفر بہ الفقہاء الحجاج انہ رأی الناس یطوفون حول حجرتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال انما یطوفون باعواد ورمۃ یعنی حجاج نے مسلمانوں کو دیکھا کہ روضۂ انور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طواف کررہے ہیں اس طواف سے اوس نے ایک نہایت ملعون لفظ کہا جس پر فقہاء کرام نے اوس کی تکفیر کی وہ زمانہ بکثرت صحابۂ کرام کی رونق افروزی کا تھا خصوصًا مدینہ طیبہ میں تو یہ طواف کرنیوالے حضرات اگر صحابہ نہ تھے لااقل تابعین تھے عارف باللہ حضرت مولوی قدس اللہ سرہ المعنوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

سوئے مکہ شیخ امت بایزید ۔۔۔ از برائے حج وعمرہ می ردید
دید پیرے باقدی ہمچو ہلال ! ۔۔۔ بود دروے فر وگفتار وحال
بایزید اورا چو از اقطاب یافت ۔۔۔ مسکنت بنمودہ در خدمت شتافت
گفت عزم تو کجا اے بایزید ۔۔۔ رخت غربت را کجا خواہی کشید
گفت قصد کعبہ دارم از پگہ ! ۔۔۔ گفت ایں با خود چہ داری زاد رہ
گفت دارم از درم نقرہ دویست ۔۔۔ نک بہ بستہ سخت بر گوشہ دویست
گفت طوفے کن بہ گردم ہشت بار ۔۔۔ دین نکوتر از طواف حج شمار
حق آں حقے کہ جانب دیدہ است ۔۔۔ کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است
کعبہ ہر چندے کہ خانہ بر اوست ۔۔۔ خلقت من نیز خانہ سر اوست

تا بہ گرد آں خانہ را دورے نہ رفت — و ندریں خانہ بجز آں حی نرفت

چوں مرا دیدی خدا را دیدۂ ! — گرد کعبۂ صدق بر گردیدۂ

خدمت من طاعت حمد خداست — تا نہ پنداری کہ حق از من جداست

چشم نیکو باز کن در من نگر ! — تا بہ بینی نور حق اندر بشر

کعبہ را یکبار بیتے گفت یار — گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار

بایزید اکعبہ را دریافتی — صد بہا و عز و صد فر یافتی

بایزید آں نکتہا را ہوش داشت — ہمچو زریں حلقہ اش در گوش داشت

آمد از وے بایزید اندر مزید — منتہی در منتہی آخر رسید

جناب شاہ ولی اللہ صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں اپنے خلف ناخلف اسمٰعیل دہلوی کی جان پر قہر کی بجلیاں توڑنے کو فرماتے ہیں "چوں بمقبرہ درآید دوگانہ بروح آں بزرگوار ادا کند بعدہٗ قبلہ را پشت دادہ بہ نشیند بعدہ قل گوید پس فاتحہ بخواند بعدہ ہفت کرت طواف کند و آغاز از راستہا بعدہ طرف پایان رخسارہ نہد و بیاید نزدیک روئے میت بہ نشیند و بگوید یارب بست و یکبار بعدہ طرف آسمان بگوید یا روح و در دل ضرب کند یا روح الروح مادام کہ انشراح یابد ایں ذکر بکند انشاء اللہ تعالیٰ کشف قبور و کشف ارواح حاصل آید"۔ تحفۃ الموحدین شاہ صاحب کی کتاب نہیں بہت قریب زمانہ میں کسی وہابی صاحب نے شاہ صاحب کی تصانیف مشہورہ کے رد کو کچھ اوٹی سیدھی تکیں جوڑ کر وہابیوں کے ادعائی نام موحد کی طرف اوسے نسبت کر کے تحفۃ الموحدین نام رکھا اور بکمال بے ایمانی شاہ صاحب کی طرف منسوب کر دیا۔ بے حیا گمراہ لوگ ایسی اکثر کر چکے ہیں جس کا بیان شاہ عبدالعزیز صاحب وغیرہ کی تحفۂ اثنا عشریہ وغیرہ میں ہے۔ ابھی قریب زمانہ میں بمبئی میں ایک عربی کتاب بنام عقائد امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھپی ہے اوس میں بھی یہی کارروائی ہے کہ کوئی شیطانی عقیدہ چھوڑا ہوگا جسے اوس امام الاسلام سیف السنہ کیطرف نسبت نہ کیا ہو۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون بالجملہ اگر طواف مقصود بالذات نہیں جب تو جواز ظاہر ہے اور اگر مقصود بالذات ہے تو صرف فرق نیات ہے اگر بہ نیت تعظیم قبر ہے تو بلاشبہ حرام ہے اور تبرک و استفاضہ وغیرہما نیات محمودہ سے ہے تو فی نفسہٖ اوسمیں حرج نہیں اور یہ ٹھہرالینا کہ اس مسلمان کی نیت طواف سے تعظیم قبر ہے قلب پر حکم ہے اور یہ غیب کا ادعا اور محض حرام ہے قال اللہ تعالیٰ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا ۝ وقال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افلا شققت عن قلبہ حتی تعلم یہ بدگمانی ہے اور مسلمان پر بدگمانی حرام قال اللہ تعالےٰ یایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ۝ وقال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ائمہ دین فرماتے ہیں الظن الخبیث انما ینشؤ عن قلب الخبیث مگر حضرات وہابیہ سے کیا شکایت کہ وہ حضرت مولوی اور حضرت سید العارفین بایزید بسطامی اور راون غوث گرامی سب کو جیسا دل میں جانتے ہیں معلوم وہ تو اون تابعین پر بھی حکم شرک ہی لگائیں گے جنھوں نے روضۂ انور کا طواف کیا مگر شاہ ولی اللہ صاحب کا معاملہ ذرا ٹیڑھی کھیر ہے۔ ع۔ پتھر کے تلے دبا ہے دامن۔ شاہ صاحب یہاں محض سکوت نہیں کر رہے ہیں بلکہ مریدین و مستفیدین کو تعلیم فرما رہے ہیں اور اگر اسے بھی اوڑھ لیجئے کہ اوس وقت شاہ صاحب کو تعلیم حرام ہی کا کچھ ذوق تھا تو ذرا تقویۃ الایمان کی گولی بچاتے ہوئے کہ نرا حرام ہی نہیں بلکہ شرک سکھا رہے ہیں اور اوس پر بڑی بشاشت سے فرما رہے ہیں کہ یوں کرو تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ حاصل ہو جائیگا۔ عاقل تو جانتا ہے کہ کسی نکردہ و ناگوار بات پر بھی ایسا نہیں کہا جاتا نہ کہ شرک و کفر دھرم سے کہنا اگر دھرم رکھاتے ہو کہ کیا شاہ صاحب یہ لکھ سکتے تھے کہ اے مرید و عزیز دو روز صبح کو مندر میں جا کر سات دفعہ مہادیو جی ڈنڈوت کرو تو انشاء اللہ تعالیٰ تین لوک کھل

جائیں گے۔ تقویۃ الایمان کے حکم پر شاہ صاحب کے اوس کلام اور اوس قول کے حکم میں کیا فرق ہوسکتا ہے ہاں یہ امر ضرور قابل لحاظ ہے کہ یہاں نیت جائزہ و نیت حرام ایسی متقارب ہیں جیسے آنکھ کی سیاہی سے سپیدی تو عوام کیلئے اسمیں ہرگز خیر نہیں اور خواص میں سے جو ایسا کرنا چاہے ہرگز عوام کے سامنے نہ کرے ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مقامے دارد۔ یہ بحمد اللہ تعالیٰ تحقیق حکم ہے اور احتراز واحتیاط ہر طرح اسلم ہے۔ و باللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت مولانا صاحب معظم مکرم دامت برکاتہم العالیہ پس از تسلیم مع التعظیم والتکریم معروض۔ کل جو فتویٰ جناب سے لایا تھا اوس کے متعلق بعض امور دریافت طلب رہے (۱) جناب فرماتے ہیں کہ نفس طواف سے تعظیم امر تعبدی ہے امر تعبدی سے یہاں کیا مراد ہے اور پھر اوس تعظیم سے امر تعبدی ہونے کا کیا ثبوت ہے (۲) تعظیم سے مراد مطلق تعظیم ہے تو تعظیم قبر کے امر تعبدی ہونیکا ثبوت درکار ہے اور تعظیم الٰہی مراد ہے تو اوس کے تعبدی ہونے سے تعظیم قبر کے لئے طواف کیسے ممنوع و بدعت ٹھہریگا۔ امید کہ جواب باصواب سے ممتاز فرمائیں۔ والتسلیم مع التکریم زیادہ ادب سید محمد میاں۔ ۱۸ شوال المکرم ۳۶ھ

حضرت والا۔ آداب میرے اوس بیان میں دو دعوے ہیں ایک یہ کہ طواف تعظیمی غیر کیلئے حرام ہے دوسرے یہ کہ حضرت عزت کیلئے بھی اگر کعبہ معظمہ و صفا و مروہ کے سوا کوئی اور طواف مقرر کیا تو ناجائز ہے اول کا ثبوت عبارات منسک و مسلک میں اور دوم کا یہ بیان کہ تعظیم الٰہی بطواف اکنہ امر تعبدی غیر معقول المعنی ہے جسکی تصریح ائمہ نے فرمائی ہے کہ افعال حج تعبدی ہیں امید کرتا ہوں کہ اس گذارش سے دونوں سوالوں کا حل ہوگیا۔ فقط

حضرت مولٰنا المعظم والمکرم دامت برکاتہم العالیہ پس از سلام مسنونہ معروض دربارۂ مسئلہ طواف تعظیمی قبر میں بعض اہل لاہور کہتے ہیں کہ جب تعظیم قبر ایک امر جائز کم از کم ہے تو وہ ہیئت اور صورت کے لحاظ سے اپنے اطلاق پر رہنا چاہئے جبتک کہ شرع سے کسی خاص میں کوئی تقیید نہ آئے اور صورت طواف میں بھی مسلک و منسک کے مصنفین کے منع کرنے کو وہ کافی نہیں سمجھتے اسکی کفایت یا اور کافی سند مذہب کی زیادت کی ضرورت ہے جناب ارشاد فرمائیں۔ فقیر محمد میاں قادری از مارہرہ ۲۰ شوال ۳۶ھ

حضرت والا تسلیم یا کتاب نامعتمد ہو یا اوس سے معتمد تر کتب میں اوس کا خلاف مصرح ہو ورنہ کتب امام محمد یا مسندات کے سوا تمام متون و شروح و فتاوٰی ردی ہو جائیں گے۔ منسک و مسلک ضرور کتب معتمدہ ہیں اور ان کے مصنفین اپنا اجتہاد نہیں لکھتے بلکہ مذہب کتب مذہب میں اسکا خلاف کس کس نے کیا اور نہیں تو وجہ رد کیا ہے۔ فقط

مسئلہ۔ مسئولہ مولوی عبدالحمید صاحب از بنارس محلہ پتر کنڈہ تالاب ۱۹ ربیع الاول ۳۲ھ

ہمارے سنی حنفی علما کثرہم اللہ تعالیٰ وابقاہم الی یوم الجزا اسمیں کیا فرماتے ہیں کہ خالد نے زید سے سوال کیا کہ کسی ولی کی قبر شریف کو بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں زید نے جواب دیا اسمیں علماء کا اختلاف ہے بعضے ناجائز فرماتے ہیں اور بعضے جائز کہتے ہیں لیکن جواز ان کا قولاً و فعلاً بہت سے اکابر سے منقول ہے مطالب المومنین میں ہے کہ بسند جید وارد ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام سے مزار اقدس کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے تو روتے تھے اور اپنے چہرۂ مبارک کو لٹاتے یعنی مزار اقدس سے ملتے تھے اور مسند امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ میں ہے کہ ایک روز مروان نے ایک شخص کو مزار اقدس پر مونھ رکھے ہوئے دیکھا تو کہا کہ اے شخص تو جانتا ہے کہ کیا کرتا ہے تو پھر نزدیک آکر دیکھا تو ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ خلاصۃ الوفا میں ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ میں (نے) اپنے باپ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص تبرکاً منبر شریف کو بوسہ دے اور ہاتھ لگائے مزار اقدس کے ساتھ بھی ثواب کی امید پر ایسا ہی کرے کوئی حرج نہیں ہے۔ اور فتاوٰی عالمگیری میں ہے لا بأس بتقبیل قبر والدیہ اور عینی شرح بخاری میں ہے ان تقبیل الاماکن

الشریفۃ علی قصد التبرك وکذلك تقبیل ایدی الصالحین وارجلهم فهو حسن محمود باعتبار القصد والنیۃ اور شاہ عبدالعزیز صاحب کا اپنے باپ دادا کی قبروں کو بوسہ دینا بوارق محمدیہ میں منقول ہے باقی رہا عدم جواز سو بعضے اسکی علت اسکا عادت نصاریٰ سے ہونا بتاتے ہیں اور بعضے اسکا مسنون ہونا فرماتے ہیں سو پہلی میں تو یہ ہے کہ یہ مسئلہ شرعی ہے کہ جب ہمارے اور غیر کے درمیان کسی امر میں کچھ فرق ہوگیا تو حکم تشبہ باطل ہوتا ہے تنہا عاشورے کے روز نیز روز شنبہ کے روزے کا مکروہ ہونا اور نویں یا گیارہویں اور جمعہ یا یکشنبہ کا ملا دینے سے بلاکراہت جائز ہونا اسی طرح اہل مصیبت کے لوگوں کی تعزیت کیلئے آنے کی غرض سے گھر کے دروازے پر بیٹھنے کا مکروہ ہونا اور گھر کے اندر بیٹھنے کا بلاکراہت جائز ہونا کتب فقہ میں مصرح ہے پس کسی ولی کے مزار شریف کو صرف بوسہ دیکے چلا آنا بعلت مذکورہ مکروہ ہوگا اور جب سلام بھی عرض کیا اور بوسہ بھی دیا اور آنکھوں سے بھی لگایا اور فاتحہ بھی پڑھی تو بلاکراہت جائز ہوگا اور دوسرے میں یہ کہ کسی امر کے غیر مسنون ہونے کو اوسکا حرام یا مکروہ ہونا لازم نہیں دیکھیے مثلاً نماز کی نیت کے ساتھ تلفظ باوجودیکہ علی ما قال الشرنبلالی فی حاشیۃ علی الدرر الغرر نہ حضور سے نہ صحابہ کرام سے نہ تابعین سے نہ ائمہ اربعہ سے کسی سے منقول نہیں مگر فقہاء اس کو مستحب فرماتے ہیں پس زید کا یہ جواب صحیح ہے یا نہیں۔

بینوا توجروا

الجواب

فی الواقع بوسہ قبر میں علماء کا اختلاف ہے اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک امر ہے دو چیزوں داعی و مانع کے درمیان اثر۔ داعی محبت ہے اور مانع ادب تو جسے غلبہ محبت ہو اوس سے مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے اور عوام کیلئے منع ہی احوط ہے ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزار اکا بوسے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو پھر تقبیل کی کیا سبیل عالم مدینہ علامہ سید نور الدین سمہودی قدس اللہ سرہٗ خلاصۃ الوفا شریف میں جدار مزار انور کے لمس و تقبیل وطواف سے ممانعت کے اقوال نقل کرکے فرماتے ہیں وکتاب العلل والسؤالات بعبد اللہ بن احمد بن حنبل سألت ابی عن الرجل یمس منبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتبرك بمسه وتقبیله ویفعل بالقبر مثل ذلك رجاء ثواب اللہ تعالیٰ فقال لا بأس به یعنی احمد بن حنبل کے صاحبزادے فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ سے پوچھا کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر کو چھوئے اور بوسہ دے اور ثواب الٰہی کی امید پر ایسا ہی قبر شریف کے ساتھ کرے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں امام اجل تقی الملۃ والدین علی بن عبدالکافی سبکی قدس سرہٗ الملکی شفاء السقام پھر سید نور الدین خلاصۃ الوفا میں بروایۃ یحییٰ بن الحسن عن عمر بن خالد عن ابی نباتۃ عن کثیر بن یزید عن المطلب بن عبداللہ بن حنطب ذکر فرماتے ہیں کہ مروان نے ایک صاحب کو دیکھا کہ مزار اعطر سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لپٹے ہوئے ہیں قبر شریف پر اپنا مونھ رکھے ہیں مروان نے اون کی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو یہ تم کیا کر رہے ہو اونھوں نے اوس کی طرف مونھ کیا اور فرمایا نعم انی لم ات الحجر انما جئت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہاں میں سنگ دل کے پاس نہ آیا میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا لا تبکوا علی الدین اذا ولیه اهله ولکن ابکوا علی الدین اذا ولیه غیر اهله دین پر نہ روجب اوسکا والی اوسکا اہل ہو ہاں دین پر روجب نا اہل اوسکا والی ہو۔ سید قدس سرہٗ فرماتے ہیں رواہ احمد بسند حسن امام احمد نے یہ حدیث بسند حسن روایت فرمائی نیز فرماتے ہیں روی ابن عساکر بسند جید عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بلالاً رأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهو یقول له ما هذه الجفوة یا بلال اما اٰن لك ان تزورنی فانتبه حزینا خائفا فرکب راحلته وقصد المدینة فاتی قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجعل یبکی عنده ویمرغ وجهه علیه یعنی ابن عساکر نے بسند صحیح ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو چلے گئے تھے

ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے فرماتے ہیں یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ تو ہماری زیارت کو حاضر ہو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصد زیارت اقدس سوار ہوئے مزار انور پہ حاضر ہوکر رونا شروع کیا اور اپنا مونھ قبر شریف پر ملتے تھے امام حافظ عبدالغنی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں لیس الاعتماد فی السفر للزیارۃ علی مجرد منامہ بل علی فعلہ ذلک والصحابۃ متوفرون ولم تخف علیھم القصۃ یعنی زیارت اقدس کے لئے شد الرحال کرنے میں ہم فقط خواب پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ اس پر کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کیا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بکثرت موجود تھے اور انہیں معلوم ہوا اور کسی نے اسپر انکار نہ فرمایا عالم مدینہ فرماتے ہیں ذکر الخطیب بن حملۃ ان بلالا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وضع خدایہ علی القبر الشریف وان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کان یضع یدہ الیمین علیہ ثم قال ولا شک ان الاستغراق فی المحبۃ یحمل علی الاذن فی ذلک والقصد بہ التعظیم والناس تختلف مراتبھم کما فی الحیوۃ فمنھم من لایملک نفسہ بل یبادر الیہ ومنھم من فیہ اناۃ فیتاخر اھ ونقل عن ابن ابی الصیف والمحب الطبری جواز تقبیل قبور الصالحین وعن اسمٰعیل التیمی قال کان ابن المنکدر یصیبہ الصمات فکان یقوم فیضع خدہ علی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فعوتب فی ذلک فقال انہ یستشفی بقبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی خطیب بن حملہ نے ذکر کیا کہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر انور پر اپنے دونوں رخسارے رکھے اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا دہنا ہاتھ اوس پر رکھتے پھر کہا شک نہیں کہ محبت میں استغراق اسمیں اذن پر باعث ہوتا ہے اور اوس سے مقصود تعظیم ہے اور لوگوں کے مرتبے مختلف ہیں جیسے زندگی میں تو کوئی بے اختیارانہ اوس کی طرف سبقت کرتا ہے اور کسی میں تحمل ہے وہ پیچھے رہتا ہے اور ابن ابی الصیف اور امام محب الطبری سے نقل کیا کہ مزارات اولیاء کو بوسہ دینا جائز ہے اور اسمٰعیل تیمی سے نقل کیا کہ ابن المنکدر تابعی کو ایک مرض لاحق ہوتا کہ کلام دشوار ہوجاتا وہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسارہ قبر انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رکھتے کسی نے اوسپر اعتراض کیا فرمایا میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس سے شفا حاصل کرتا ہوں علامہ شیخ عبدالقادر فاکہی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب مستطاب حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل میں فرماتے ہیں تمریغ الوجہ والخد واللحیۃ بتراب الحضرۃ الشریفۃ واعتابھا فی زمن الخلوۃ المأمون فیھا توھم عامی محذور اشرعیا بسببہ امر محبوب حسن لطلابھا وامر لا بأس بہ فیما یظھر لکن لمن کان لہ فی ذلک قصد صالح وحملہ علیہ فرط الشوق والحب الطافح یعنی خلوت میں جہاں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اسکے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف جائیگا ایسے وقت بارگاہ اقدس کی مٹی اور آستانے پر اپنا مونھ اور رخسارہ اور داڑھی رگڑنا مستحب ومستحسن ہے جسمیں کوئی حرج معلوم نہیں مگر اوس کیلئے جس کی نیت اچھی ہو اور افراط شوق اور غلبہ محبت اوسے اسپر باعث ہو پھر فرماتے ہیں الا انی اتحفک بامر یلوح لک منہ المعنی بان الشیخ الامام السبکی وضع خدہ وجھہ علی بساط دار الحدیث التی مسھا القدم النوی یسأل برکۃ قدمہ وینوہ بمزید عظمۃ کما اشار الی ذلک بقولہ وفی دار الحدیث لطیف معنی ؎ الی بسط لہ اصبو واوی ؎ لعلی ان انال بحر وجھی ؎ مکانا مسہ قدم النواوی ؎ وبان شیخنا تاج العارفین امام السنۃ خاتمۃ المجتھدین کان یمرغ وجھہ ولحیتہ علی عتبۃ البیت الحرام بحجر اسمٰعیل یعنی علاوہ بریں میں تجھے یہاں ایک ایسا تحفہ دیتا ہوں جس سے معنی تجھ پر ظاہر ہوجائیں وہ یہ کہ امام اجل تقی الملۃ والدین سبکی دار الحدیث کے اوس بچھونے پر جس پر امام نووی قدس اللہ سرہ العزیز قدم مبارک رکھتے تھے اون کے قدم کی برکت لینے اور اون کی زیادت تعظیم کے شہرہ دینے کو اپنا چہرہ اوس پر ملا کرتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ دار الحدیث میں ایک لطیف معنی ہیں جس کے ظاہر کرنے کا مجھے عشق ہے کہ شاید میرا چہرہ پہونچ جائے اوس جگہ پر جس کو قدم نووی نے چھوا تھا اور ہمارے شیخ تاج العارفین امام سنت خاتمۃ المجتہدین آستانہ بیت الحرام میں حطیم شریف پر جہاں سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار کریم ہے اپنا چہرہ اور داڑھی

ملاکرتے تھے بالجملہ یہ کوئی امر ایسا نہیں جس پر انکار واجب ہو جبکہ اکابر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اجلہ ائمہ رحمہم اللہ تعالےٰ سے ثابت ہے تو اوس پر شورش کی کوئی وجہ نہیں اگرچہ ہمارے نزدیک عوام کو اوس سے بچنے ہی میں احتیاط ہے امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں المسألۃ متی امکن تخریجھا علی قول من الاقوال فی مذھبنا او مذھب غیرنا فلیست بمنکر یجب انکارہ والنھی عنہ وانما المنکر ماوقع الاجماع علی حرمتہ والنھی عنہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر لاہور رنڈا بازار دوکان بھگوانداس مرسلہ محمد حسین معمار۔ بریلی والا۔ ۲۲ ربیع الاول ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ فاتحہ گیارہویں میں رباعی شریف پڑھنا چاہئے یا نہیں۔ رباعی یہ ہے۔

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب ۔۔۔ بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانہٗ

اور اگر یہ رباعی پڑھنا ناجائز ہے تو کل طریقہ فاتحہ گیارہویں شریف کا براہ مہربانی تحریر فرما دیجئے۔

الجواب

یہ رباعی نہ پڑھی جائے اسمیں بعض الفاظ خلاف شان اقدس ہیں فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے جو کچھ قرآن مجید و درود شریف سے ہو سکے پڑھکر ثواب نذر کرے اور ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ سات بار درود غوثیہ پھر ایک بار الحمد شریف و آیۃ الکرسی پھر سات بار سورۂ اخلاص پھر تین بار درود غوثیہ۔ درود غوثیہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ معدن الجود والکرم وعلٰی اٰلہٖ وبارک وسلم اور فقیر اتنا زائد کرتا ہے وعلی الہ الکرام وابنہ الکریم وامتہ الکریمۃ وبارک وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ نوراللہ صاحب پیش امام و عبدالحق زمیندار وغیرہا ساکنان سردار نگر تھانہ جہان آباد ضلع پیلی بھیت ۲۳ ربیع الاول ۳۲ھ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مددعلی نام قوم فقیر ساکن سردار نگر ایک عورت نکاحی بھگا لایا ہے اور عرصہ دو برس سے اوس سے زنا کرتا ہے جب اوس کو ہلوگوں اور برادری والوں نے تنگ کیا تو مسمی مذکور کو مبلغ سو روپیہ اور عورت لیکر موضع ہرپور پنچایت گیا اور کہا کہ یہ عورت اور یہ روپیہ موجود ہے میرا فیصلہ کرا دو مسمی کلن شاہ و بھلن شاہ وغیرہ ساکنان ہرپور پنچوں نے روپیہ لیکر اپنے پاس جمع کر لیا اور عورت مسمٰی مذکور کو واپس دیدی اور جس کی بی بی تھی اوس کو نہیں دی اور نہ اوسکو روپیہ دیکر استعفا لیا اب جو ہم گاؤں والوں نے مسمی مددعلی کو سخت کیا تو وہ کہتا ہے کہ میں کیا کروں میرا روپیہ پنچوں میں جمع ہے وہ نہ استعفا دلاتے ہیں اور نہ روپیہ مجکو واپس دیتے ہیں کہ میں خود مدعی کو راضی کرلوں ایسے جھگڑے میں دو برس ہو گئے اب ہم گاؤں والے اوس کا کیا تدارک کریں کیونکہ انگریزی عملداری ہے اگر اوس کا حقہ پانی بند کریں تو وہ عدالت میں نالشی ہوگا لہذا جواب سے مشرف فرمائے جائیں فقط۔

الجواب

اوس شخص پر فرض ہے کہ اوس عورت کو اپنے سے جدا کر دے اور یہ اوس کا عذر جھوٹا ہے کہ میں کیا کروں میرا روپیہ پنچوں کے پاس جمع ہے روپیہ جمع کر دینے سے زنا حلال نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ اوسے نہ نکالے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اوس سے میل جول ترک کر دیں برادری سے خارج کر دیں اور اسمیں ان پر کوئی جرم عائد نہیں ہو سکتا یہ کوئی قانون نہیں ہے کہ جو زانی کو اپنا حقہ پانی نہ دے دہ مجرم ہے اپنے حقے پانی کا ہر شخص کو اختیار ہے جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے اور اس صورت میں فقط وہی شخص مجرم نہیں بلکہ اون پنچوں پر بھی شرعی الزام بشدت قائم ہے جنھوں نے اوس کا روپیہ لیکر دبا لیا اور عورت

زنا کیلئے اوسے واپس دی وہ سب عذاب الٰہی کے مستحق ہیں اون پر فرض ہے کہ اسکا روپیہ واپس دیں اور توبہ کریں اور قدرت رکھتے ہوں تو عورت کو اوس سے چھڑا کر اوس کے شوہر کے پاس بھیجدیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ نجف خاں طالبعلم مدرسہ ۔ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسلمان بچیوں کو ضروری دینی تعلیم قرآن مجید کا ترجمہ مسئلہ مسائل کی کتابیں اور بقدر حاجت حساب و اصول حفظان صحت جس سے ان کو اپنے بچوں کی داشت و نگہداشت میں مدد ملے پردہ کی سخت نگرانی کے ساتھ مسلمان دیندار پابند صوم و صلوٰۃ معلمہ کے ذریعہ سے پڑھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

عقائد اہلسنت و مسائل اہلسنت کی کتابیں پڑھائی جائیں عقائد و مسائل ضروریہ کی تعلیم فرض ہے حساب وغیرہ بعض مفید باتیں بھی سکھانے میں حرج نہیں اصول حفظان صحت جہاں تک مسائل اسلامیہ کے خلاف نہ ہوں اون کی تعلیم میں مضائقہ نہیں اور جو مخالف ہیں جیسے بیماری اُڑکر لگنے کے وسوسے اون کی تعلیم جائز نہیں ۔ تدبیر منزل بروجہ مطابق شرعی و حقوق شوہر و اولاد و مذمت کذب و غیبت و ضرورت پردہ و حجاب کی بھی تعلیم ہو مگر عورتوں کو لکھنا سکھانا منع ہے اس سے فتنہ کا چور دروازہ کھلتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ مجلس میلاد شریف میں ذکر حضرت امام حسنین علیہم السلام کا بغیر ذکر فضائل حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جائز نہیں ہے ۔ دوسرا قول زید کا یہ ہے کہ مجلس میلاد مبارک میں ذکر حضرات امام حسنین علیہم السلام کا قطعی جائز نہیں ہے ۔ یہ دونوں اقوال زید کے کہاں تک صحیح ہیں ۔ بینوا توجروا

الجواب

مجلس میلاد مبارک مجلس فرحت و سرور ہے اوسمیں علمار کرام نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وفات شریف کا تذکرہ بھی پسند نہ فرمایا اور ذکر شہادت جس طور پر رائج ہے وہ ضرور طریقہ غم پروری ہے رہا حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل و مناقب صحیحہ معتبرہ کا ذکر وہ نور ایمان و راحت جان ہے اوس سے کسی وقت ممانعت نہیں ہوسکتی جبکہ وجہ صحیح پر بقصد صحیح ہو یہ شرط نہ صرف اوس میں بلکہ ہر عمل صالح میں ہے اور یہ بھی کتابوں میں ہے کہ ذکر حضرات حسنین بعد ذکر حضرات صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہو اس سے مطلب یہ نہیں کہ اون کا ذکر کریم بے ذکر صحابہ ناجائز ہے وہ ہر ایک مستقل عبادت ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ ترک ذکر صحابہ عظام بالقصد جائز نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ مرسلہ جناب سید احمد صاحب بن حاجی سیدنا مام حکیم صاحب از اکوٹ ضلع اکولہ ۔ یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

جناب حضرت حامی سنت ماحی بدعت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام فضلکم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب عالی سے عرض ہے کہ یہاں برار میں دو برس سے مجلس کانفرنس کی ہونا شروع ہوئی ہے اگر میرے کو بھی کا مہ آیا تھا میں افسوس کرتا ہوں کہ ہر مذہب کا شخص ممبر ہوسکتا ہے کرکے تحریر ہے اب اس مجلس میں جانا ثواب ہے یا کہ حرام ہے چند کلمہ شعر حالات سے سرور فرمایئے زیادہ چہ مزید توجہ

الجواب

بلاحظہ حضرت سید صاحب کرم ذی المجد والکرم دام کرمہم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ مجلس نیچریوں کی ہے اسمیں شرکت جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین ہ وقال تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ہ وفی الحدیث عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من کثر سواد قوم فھو منھم رواہ ابو یعلٰی فی مسندہ وعلی بن معبد فی کتاب الطاعۃ والمعصیۃ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وابن المبارک فی الزھد عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ من قولہ والخطیب فی التاریخ عن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلفظ من سود مع قوم فھو منھم پندرہ سال ہوئے کہ اس بارہ میں فتوای علمائے کرام حرمین شریفین مسمی بہ فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین طبع ہوگیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

مرسلہ جناب محمد زاہد بخش صاحب از ملک بنگالہ ڈاکخانہ ڈام اکانڈہ موضع فرید پور ضلع میمن سنگھ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

ایک پیر مرید کرتا ہے اس طریقہ پر کہ اول نے ڈھول اور طنبورہ اور مردنگ اور سارنگی اور ستارا ور بیلا اور تالی بجانا اور گیت گانا اور ناچنا شروع کرتا ہے تو پھر بے ہوش ہوتا ہے اور گانا اور بجانا ایسی زور سے کرتا ہے کہ ایک میل سے سنا جاتا ہے اور اوس پیر کے نزدیک جب سب مرید آتے ہیں اول سجدہ کرتے ہیں یا کہ قدم چومتے ہیں تو اوس شرط میں اس ملک کے عالم منع کرتے ہیں اور وہ پیر یہ جواب دیتے ہیں کہ سجدہ کرنا قرآن میں جائز ہے پیر کو۔ سورۂ یوسف کی اوس آیت میں ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجدا اور وہ پیر یا کہ وہ مرید امامت کریں تو اون کے پیچھے اقتدا کرنے سے نماز درست ہوگی یا نہیں۔

الجواب

مزامیر ناجائز ہیں اور سجدہ غیر خدا کو حرام قطعی ہے اور قرآن عظیم کی طرف اوس کے جواز کی نسبت کرنا افترا ہے۔ قرآن عظیم نے اگلی شریعت والوں کا واقعہ ذکر فرمایا ہے اون کی شریعت میں سجدہ تحیت حلال تھا ہماری شریعت نے حرام فرمایا تو اب اوس سے سند لانا ایسا ہے جیسے کوئی شراب کو حلال بتائے کہ اگلی شریعتوں میں جہاں تک نشہ نہ دے حلال تھی بلکہ شریعت سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام میں سگی بہن سے نکاح جائز تھا اب اوس کی سند لاکر جو حلال بتائے کافر ہوجائے گا۔ ایسے پیر اور ایسے مریدوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنا گناہ ہے اور پڑھی ہو تو پھیرنا واجب اور اونھیں امام بنانا ناجائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان نے دوسرے سے السلام علیکم کہا دوسرے نے بھی جواب میں السلام علیکم ہی کہا دیگر یہ کہ سلام کے جواب میں آداب بندگی تسلیمات وغیرہ وغیرہ کہے۔ ایسی صورت میں اول السلام علیکم کہنے والا خاموش رہے یا کیا کہے اور جواب سلام کا مسنون طریقہ۔ سے جس نے نہیں دیا ہے وہ کس خطا کا مرتکب ہوا۔ دوسرے یہ کہ بہتر اور آسان طریقہ سلام اور اس کے جواب کا کیا ہے کس قدر الفاظ کہنا چاہئے۔ تیسرے یہ کہ ایک مقام پر چند یا ایک شخص بیٹھا ہوا اور کوئی شخص آئے اور بعد سلام علیکم کرنے کے اور کوئی بات چیت کرکے فوراً چلا جائے قیام نہ کرے ایسی صورت میں شخص مذکور کو جاتے وقت پھر السلام علیکم کہنا چاہئے یا نہیں۔ چوتھے یہ کہ اون لوگوں کو جو دوسرے دن یا روزمرہ بلکہ کبھی ایک دن میں چند بار بھی ملنے کا اتفاق پڑتا ہو اون کو بعد سلام اور جواب سلام کے اگرچہ دوسرا شخص اپنے کام ضروری میں مصروف ہو مگر مصافحہ کرنا بھی امر ضروری ہے۔ دیگر یہ کہ مصافحہ کون کون سے موقعوں پر

کرنا ضروری ہے اور مصافحہ فرض ہے یا واجب یا سنت۔ پانچویں یہ کہ اگر کوئی مسلمان اگرچہ وہ خود گنہگار ہو اور اپنے آپ کو گنہگار جانتا بھی ہو لیکن اپنے بھائی مسلمانوں کی حالت خلاف طریقہ اور برتاوہ کو دیکھکر اور باوجود نصیحت اور ہدایت کر سکنے کے اور نہ کرے تو اوس مسلمان مذکور کی بابت کیا حکم ہے۔ دیگر یہ کہ اگر شخص مذکور کسی وجہ خاص یعنی دوسرے کی خفگی وغیرہ کے باعث کچھ نہ کہے مگر خود غمگین ہو اور افسوس کرے اور اوس کے حق میں دعا خیر کرے تو شخص مذکور کچھ اجر پانے کا مستحق ہے یا نہیں۔ چھٹی یہ کہ منافقانہ طریقہ سے ملنا اور سلام کرنا کیسا ہے چاہئے یا نہیں۔

الجواب

السلام علیکم کے جواب میں السلام علیکم کہنے سے جواب ادا ہو جائے گا اگرچہ سنت یہ ہے کہ وعلیکم السلام کہے آداب تسلیمات بندگی کہنا ایک مہمل بات اور خلاف سنت ہے اس کا جواب کچھ ضرور نہیں وہاں مصلحت پر نظر کرے اگر صورت یہ ہے کہ اس کے جواب نہ دینے سے وہ متنبہ ہوگا اور آئندہ خلاف سنت سے باز رہے گا تو کچھ جواب نہ دے اور اگر وہ دنیا کے اعتبار سے بڑا شخص ہے اور اوسے جواب نہ دینے میں ضرر و ایذا کا اندیشہ ہے تو ویسا ہی کوئی مہمل جواب دیدے اسی طرح اگر اوسے جواب نہ دینے سے کینہ پیدا ہوگا یا اپنی ناواقفی کے باعث اوس کی دل شکنی ہوگی جب بھی جواب دینا اولیٰ ہے اور سلام جب مسنون طریقہ سے کیا گیا ہو اور سلام کرنیوالا سنی مسلمان صحیح العقیدہ ہو تو جواب دینا واجب ہے اور اوس کا ترک گناہ مگر اجنبی جوان عورت اگر سلام کرے تو دل میں جواب دینا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عـ۲ ۔ کم از کم السلام علیکم اور اوس سے بہتر ورحمۃ اللہ ملانا اور سب سے بہتر وبرکاتہ شامل کرنا اور اس پر زیادت نہیں پھر سلام کرنیوالے نے جتنے الفاظ میں سلام کیا ہے جواب میں اوتنے کا اعادہ تو ضرور ہے اور افضل یہ ہے کہ جواب میں زیادہ کہے اوس نے السلام علیکم کہا تو یہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہے اور اگر اوس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا تو یہ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ کہے اور اگر اوس نے وبرکاتہ تک کہا تو یہ بھی اوتنا ہی کہے کہ اوس سے زیادت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

عـ۳ جاتے وقت پھر کہے لیست الاولیٰ باحق من الآخرۃ واللہ تعالیٰ اعلم

عـ۴ مصافحہ سنت ہے اور اوس کا وقت ابتدائے ملاقات ہے خواہ ابتدائے حقیقی ہو جیسے جو شخص ابھی آیا یا حکمی جیسے کوئی بد مذہب آیا اور بیٹھا اور گفتگو کرتا رہا اور ہدایت پائی اور سنی ہوا تو جتنے حاضرین اہلسنت ہیں اون سب کو اوس سے مصافحہ چاہئے جیسا کہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسکا حکم دیا نماز کے بعد بھی مصافحہ اسی ابتدائے حکمی میں داخل ہے کہ نمازی نماز میں دوسرے عالم میں ہوتا ہے ولہذا جو خارج نماز آیت سجدہ کی تلاوت کرے اوس کے سننے سے نمازی پر سجدہ واجب نہیں اور نمازی تلاوت کرے تو جو نماز سے باہر ہے اوس پر واجب نہیں اسی لئے شریعت مطہرہ میں ختم نماز میں ایک دوسرے پر سلام رکھا۔ دن میں اگر کئی بار ملتا ہو تو ہر بار مصافحہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عـ۵ احکام الٰہیہ بجالانا اور گناہ سے خود بچنا ہر شخص پر فرض ہے اور دوسرے کو اتباع شرع کا حکم دینا اور گناہ سے بقدر قدرت منع کرنا ہر اہل پر فرض ہے آپ گناہ کرنیکے سبب دوسرے کو نہ منع کرنا دوسرا گناہ ہے ہاں اگر منع کرنے کے سبب فتنہ و فساد و وحشت و نفرت کا ظن غالب ہو تو سکوت کی اجازت ہے اور اس کے ساتھ دل میں غمگین ہونا اور مسلمان بھائی کیلئے دعا کرنا یہ ایمان کی علامت ہے اسپر ثواب پائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عـ۶ بلا ضرورت و مجبوری شرعی حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ سید عبدالرشید صاحب جواہر کن از بمبئی نیا قاضی محلہ چاند بلڈنگ عـ۱۲ پوسٹ عـ۹ ۱۶ جمادی الاولیٰ ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ فوٹو نصف شکل کا بنوانا اور خود بنانا کس حد تک جائز ہے اور تمام قد کا

سرا پا عکس کیوں ناجائز ہے۔ حدیث و آیات سے جواب مرحمت فرمائیں دونوں صورتوں کا کہ نصف قد اور قد تمام کن کن شرعی دلائل سے جائز اور ناجائز قرار دیا جاتا ہے۔

الجواب

فوٹو ہو یا دستی تصویر پوری ہو یا نیم قد بنانا بنوانا سب حرام ہے نیز اوس کا عزت سے رکھنا حرام اگرچہ نصف قد کی ہو کہ تصویر فقط چہرہ کا نام ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اشد الناس عذابا یوم القیامۃ من قتل نبیا او قتلہ نبی والمصورون قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اوس پر ہے جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا اوسے کسی نبی نے قتل فرمایا اور تصویر والوں پر اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الملئکۃ لا تدخل بیتا فیہ کلب ولا صورۃ۔ رحمت کے فرشتے اوس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتا یا تصویر ہو امام اجل ابوجعفر طحاوی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں الصورۃ ھو الراس فقط چہرہ تصویر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مرسلہ عبدالغفور صاحب جمعدار از اسٹیشن سورون ضلع ایٹہ۔ ۲۱ جمادی الاولیٰ ۳۲ھ

گذارش یہ ہے کہ قادریہ میں سے سدا سہاگن ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ہو سکتا ہے تو کیا چیز پہننے کا حکم ہے فقط

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اوس مرد پر کہ عورتوں کی وضع بنائے قادریہ چشتیہ کسی فرقہ کا کوئی شخص سدا سہاگن نہیں بن سکتا سب کو حرام ہے اللہ و رسول کا حکم عام ہے بعض مجذوبین قدست اسرارہم نے جو کچھ بحال جذب کیا وہ سند نہیں ہو سکتا مجذوب عقل و ہوش دنیا نہیں رکھتا اوس کے افعال اوس کے ارادہ و اختیار صالح سے نہیں ہوتے وہ معذور ہے۔ ع ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے۔ ع کہ سلطاں نگیرد خراج از خراب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ار جمادی الآخرہ ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ فی الحال امامت کرتا ہے وہ جا کر نوروز کو رافضی کے یہاں کھانا کھا آیا جبکہ ہم لوگوں نے اوس کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کیا لوگوں نے اعتراض کرنا شروع کیا کہ امام کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے ہم نے یہ کہا کہ روافض کے یہاں کھانا پینا مجالست شریعت مطہرہ میں قطعًا حرام ہے ان میں سے بعض لوگوں نے یہ کہا کہ زمانہ حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یہودی و نصرانی بھی تھے جبکہ اونھوں نے حضور پرنور شافع یوم النشور کی دعوت کی حضور نے قبول فرمایا اور تناول بھی فرمایا ہم نے یہ کہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی یہودی و نصرانی کے یہاں تناول نہ فرمایا اوسکے اوپر اونھوں نے کہا کہ رنڈی و سود خوار و زانی کے یہاں بھی نہ کھانا چاہئے کیونکہ وہ بھی گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں اس کے اوپر ہم نے کہا کہ رافضی و یہودی و نصرانی قطعی کافر ہیں اس لحاظ سے ہم کو اون کے یہاں کھانا حرام ہے اور رنڈی و زانی و سود خوار سب کے سب گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں۔ آپ اس کا ثبوت دیجئے کہ کافر ہیں اس پر وہ کوئی ثبوت نہ لاسکے خاموش بیٹھے رہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر اون کے نزدیک بھی نہیں ہیں اب ہم کو بحکم شریعت زید کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور روافض وغیرہ کے یہاں کھانا کیسا ہے اس کا جواب بالتشریح والتوضیح و حوالہ کتاب تحریر فرمائیے۔ بینوا توجروا

الجواب

زانی شرابی سود خوار کے یہاں کھانا خلاف اولیٰ ہے مگر وہ کافر نہیں اور یہود و نصاریٰ کافر ہیں پھر یہود و نصاریٰ

باوصف کفر کے کافر اصلی ہیں مرتد نہیں اور رافضی وہابی قادیانی نیچری چکڑالوی مرتد ہیں اور احکام دنیا میں مرتد سب کافروں سے بدتر ہے اور کافروں کو بادشاہ اسلام جزیہ لیکر اپنے ملک میں رکھے گا بشرط جزیہ اون کے جان و مال کی حفاظت کریگا لیکن مرتد کو تین دن سے زیادہ زندہ نہ رکھے گا۔ تین دن میں مسلمان ہوگیا تو بہتر ورنہ سلطان اسلام اوسے قتل کر دیگا مرتد کے یہاں کھانا کھانے جانا اوس سے میل جول سب حرام ہے زید اگر جاہل ہے اور ناواقفی میں یہ حرکت اوس سے ہوئی اور اب معلوم ہونے پر علانیہ توبہ کرے تو خیر ورنہ وہ امامت کے قابل نہیں فوراً معزول کیا جائے۔ قال اللہ تعالیٰ لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ۵ وقال تعالیٰ و اما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ۵ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ۱ر جمادی الاخریٰ ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین ومفتیان شرع متین درمیان اس مسئلہ کے زید خاندان قادریہ وچشتیہ میں خلیفہ ہے اور مولود خواں بھی ہے اور علم فارسی میں دخل رکھتا ہے علاوہ ازیں کلام نعتیہ میں اوس کی تصنیفات بھی موجود ہیں اور حاجی بھی ہے اور یہ زید کو علم تھا کہ بکر قادیانی ہے دانستہ اوس کے مکان پر واسطے کھانا کھانے گیا لہذا اوس کی نسبت از روئے شرع شریف کیا حکم ہے اور زید سے محفل مولود شریف پڑھوانا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

زید گنہگار ہوا اوس نے حکم شریعت کے خلاف کیا اوس سے علانیہ توبہ لی جائے اگر نہ مانے تو اوس سے محفل شریف نہ پڑھوائی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و اما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از موضع میرپور ضلع پیلی بھیت مرسلہ یوسف علی ۲۳ر جمادی الثانی ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ لباس مسنون کیا ہے اور روایت مشہورہ میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہمیشہ تہبند ہی استعمال فرمایا ہے اور قمیص بلا بٹن یعنی گھنڈی دار پہنی ہیں تو بھی مسنون ہوا اور جب یہ مسنون ہوا تو اگر کوئی شخص پائجامہ پہنے یا قمیص با بٹن پہنے یا چین لگائے یا کالر لگائے یہ سب خلاف سنت ہیں تو کیا وہ مخالف سنت کہلایا جائیگا اور مثلاً آپ نے یعنی حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نان جوین ہی تناول فرمائی ہیں اور دعوت میں جیسی بھی تو کیا جو شخص اپنے مکان پر نان گندم کھائے اور نان جو نہ کھائے تو مخالفین سنت میں داخل ہوگا۔ بینوا توجروا

الجواب

یہ سنن زوائد ہیں بہ نیت اتباع اجر ہے ورنہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق ہاں یہ ضرور ہے کہ کفار یا بدمذہبوں یا فساق کی وضع نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بریلی شہر کہنہ محلہ سہسوانی ٹولہ مرسلہ حافظ رحیم اللہ صاحب۔ ۲۶ر جمادی الثانی ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ شریف کئے گز کا باندھا تھا اور کسطرح باندھا تھا جیسا کہ عرب شریف کے لوگ باندھتے ہیں یا جیسا کہ یہاں کے لوگ باندھتے ہیں اور حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہبند باندھا تھا کہ پائجامہ پہنا تھا اور حضور کے کرتہ شریف میں گھنڈی لگی تھی یا بٹن اور کرتہ شریف میں چاک کھلے تھے یا نہیں گھنڈی آپ کے کرتہ مبارک میں سامنے تھی یا ادھر ادھر تھی۔

الجواب

عمامہ میں سنت یہ ہے کہ ڈھائی گز سے کم نہ ہو نہ چھ گز سے زیادہ اور اوسکی بندش گنبد نما ہو جس طرح فقیر باندھتا ہے عرب شریف کے لوگ جیسا اب باندھتے ہیں طریقہ سنت نہیں اسے اعتجار کہتے ہیں کہ بیچ میں سر کھلا ہے اور اعتجار کو علماء نے مکروہ لکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہبند باندھا اور پاجامہ خریدنا اور پاجامہ پہننے کی تعریف فرمانا ثابت ہے پہننا ثابت نہیں کرتہ مبارک میں بٹن ثابت ہیں۔ چاک دونوں طرف تھے صحیح مسلم شریف میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے دفرجیہا مکفوفین بالدیباج گریبان مبارک سینۂ اقدس پر تھا اشعۃ اللمعات میں ہے" جیب قمیص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برسینۂ مبارک وی بود چنانکہ احادیث بسیار برآں دلالت دارد" اوسی میں ہے "تحقیق آنست کہ گریبان پیراہن نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برسینہ بود"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مرسلہ اراکین بعض انجمن غرہ رجب ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمارِ دین اس مسئلہ میں کہ جبکہ سماع میں یہ بات مقرر ہے کہ اہل کیلئے جائز نااہل کیلئے ناجائز چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎ سماع امر برادر بگویم کہ چیست ؎ مگر مستمع را بدانم کہ کیست تو آجکل جو مشائخ مزامیر سنتے ہیں اون کیلئے کیوں ناجائز ہوا کیونکہ وہ اوس کے اہل ہیں نااہل سنتے تو اوس پر اعتراض چاہئے یہ تو اوسے غذائے روح سمجھتے اور اپنے لئے عبادت جانتے ہیں۔ بینوا توجروا

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

الجواب

اہل نااہل کا تفرقہ سماع مجرد میں ہے۔ شعر حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ میں اسی کا ذکر ہے۔ مزامیر میں اہل کی اہلیت نہیں نہ اون کا کوئی اہل نہ وہ کسی کیلئے جائز مگر مجاذیب از خود رفتہ کہ عقل تکلیفی نہ رکھتے ہوں اون پر ایک مزامیر کیا کسی بات کا مؤاخذہ نہیں کہ ع سلطان نگیرد خراج از خراب ؎ ایسی جگہ اہل عقل میں اہل و نااہل کا فرق کرنا ہر کس و ناکس کو گناہ پر جری کرنا اور امت مرحومہ پر مکر شیطان لعین کا دروازہ کھولنا ہے ہر فاسق اسی کا مدعی ہوگا کہ ہم اہل ہیں ہم کو حلال ہے علانیہ ارتکاب معصیت کریگا اور حرام خدا کو حلال بتائے گا اور اپنے امثال عوام جہال کو گمراہ بنائے گا کیا شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسا حکم لاتی ہے حاش للہ۔ شریعت مطہرہ فتنہ کا دروازہ بند فرماتی ہے اور یہ حکم فتنہ کے روزن کو عظیم پھاٹک کرتا ہے تو کس قدر مبائن شریعت غرا ہے اب دیکھ نہ لیجئے کہ آج کل کتنے ناشخص کتنے بے تمیز کتنے کندہ ناتراشیدہ جنکو استنجا کرنے کی بھی تمیز نہیں یہ بھی نہیں جانتے کہ استنجا کرنے میں کیا کیا فرض واجب سنت مکروہ حرام ہیں وہ گیروا کپڑے رنگ کر یا عورتوں کے سے کاکل بڑھا کر رات دن اسی آواز شیطانی میں منہمک ہیں۔ نمازیں قضا ہوں بلا سے مگر ڈھولک ٹھنکنا ناغہ نہ ہو اور پھر وہ پیر و مرشد ہیں اون کے پاؤں پر سجدے ہوتے ہیں اور علانیہ کہتے ہیں کہ ہم کو روا ہے ہماری روح کی پاکیزہ غذا ہے یہ ناپاک نتیجہ اوسی اہل و نااہل کے فرق پُر جہل کا ہے۔ اور ان کا کذب صریح یوں آشکار کہ سماع بے مزامیر جسمیں اہل و نااہل کا فرق ہے اوس کے جواز میں اوس کے اہل نے یہ شرط رکھی ہے کہ جلسۂ سماع میں کوئی نااہل نہ ہو یہاں تک کہ قوال بھی اہل باطن ہو جیسے بارگاہ حضور سیدنا محبوب الٰہی سلطان الاولیاء نظام الحق والدین محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حضرت سیدنا امیر خسرو و حضرت سیدی میر حسن علی سنجری قدس سرہما۔ بفرض باطل اگر مزامیر میں بھی اہل و نااہل کا فرق ہوتا تو اہل وہ تھا کہ کسی نااہل کے سامنے نہ سنتا یہ جہل کے اہل عام مجمع کرتے ہیں جس میں فساق فجار شرابی زناکار سب کا شیطانی بازار لگتا ہے اور مزامیر کھڑکتے ہیں یہ اہلیت کی شکل ہے۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ان سب کی گمراہی اور عوام کی بربادی تباہی کا وبال انھیں مولویوں کے سر ہے جو اہل و نااہل کا فرق بتاتے اور حرام خدا کو حلال

کرنے کی کوشش کرتے اور امت کی بھیڑوں کو ابلیس بھیڑیئے کے پنجے میں دیتے ہیں۔ پھر مزامیر کی حالت بالکل شراب کی مثل ہے قلیلہا یدعو الی کثیرہا تھوڑی سے بہت کی خواہش پیدا ہوتی ہے الذنب یجر الی الذنب گناہ گناہ کی طرف کھینچتا ہے۔ ع تخم فاسد بار فاسد آورد ؎ شدہ شدہ رنڈی کے مجرے تک نوبت پہونچتی ہے پھر حیا یکسر کنارہ کرتی ہے۔ بھری مجلس میں فاحشہ ناچ رہی ہے اور پیر جی صاحب شیخ المشائخ و پیر مغاں و قطب دوراں بنے ہوئے بیٹھے ہیں اور مریدین ہو حق مچا رہے ہیں تف بریں اہلیت۔ یہ سب نتائج ملعونہ اوسی مداہنت و تحلیل حرام کے فرق اہل دنا اہل کے ہیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ درباره شطرنج تو خود روایات وجوہ عدیدہ پر ہیں مگر ناصحان امت نے نظر بصری یہی فرمایا کہ اوسکی اباحت میں امت مرحومہ اور خود دین اسلام پر شیطان کو مدد دینا ہے لہذا مطلقاً حرام و گناہ کبیرہ ہے تو مزامیر کہ نفس امارہ کو شیطان لعین کی اون کی طرف رغبت بہ نسبت شطرنج ہزار ہا درجہ زائد ہے کیونکر مطلقاً حرام و سخت کبیرہ نہ ہوں گے سو میں پچانوے وہ ہوں گے جنھیں شطرنج کی طرف التفات بھی نہیں اور سو میں پانچ بھی نہ نکلیں گے جن کے نفس امارہ کو مزامیر کی شیطانی آواز خوش نہ آتی ہو اہل تقوی بھی اپنے نفس کو بالجبر اوس سے باز رکھتے ہیں ع حسن بلائے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے۔ کافی شرح وافی للامام حافظ الدین النسفی پھر جامع الرموز پھر رد المحتار میں ہے ھو حرام و کبیرة عندنا وفی اباحتہ اعانة الشیطان علی الاسلام والمسلمین سلما نوز بان اختیار میں ہے شعریات باطلہ میں العمل مرة والخمر یاقوتیة کہدینے کا ہر شخص کو اختیار ہے شرابی شراب کو بھی غذائے روح و جانفزا و جان پرور کہا کرتے ہیں کہنے سے کیا ہوتا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جو فرق بتایا ہے ذرا انصاف و ایمان کے ساتھ اوسے سنئے تو خود کھل جائے گا۔ ع کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور ؎ ہاں سنئے اور گوش ایمان سے سنئے کہ ارشاد اقدس رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے کیا ثابت ہے۔ غذائے روح وہ ہے جسکی طرف شریعت محمدیہ علی صاحبہا وآلہ افضل الصلاة والتحیة بلاتی ہے اور جس کی طرف شریعت مطہرہ بلاتی ہے اوس پر وعدۂ جنت ہے اور جنت اون چیزوں پر موعود ہے جو نفس کو مکروہ ہیں اور غذائے نفس وہ ہے جس سے شریعت محمدیہ صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ وعلی آلہ منع فرماتی ہے اور جس سے شریعت کریمہ منع فرماتی ہے اوس پر وعید نار ہے اور نار کی وعید اون چیزوں پر ہے جو نفس کو مرغوب ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں حفت الجنة بالمکارہ وحفت النار بالشہوات جنت اون چیزوں سے گھیری گئی ہے جو نفس کو ناگوار ہیں اور دوزخ اون چیزوں سے ڈھانپ دی ہے جو نفس کو پسند ہیں۔ رواہ البخاری فی کتاب الرقاق بلفظ حجبت وتقدیم الجملة الاخیرة ومسلم باللفظ عن ابی ھریرة واحمد ومسلم والترمذی عن انس رضی اللہ تعالی عنہما من صحیحہ یہ حدیث تو صحیحین کی تھی اور اسکی تفصیل اوس حدیث جلیل میں ہے کہ ابو داؤد و ترمذی و نسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا لما خلق اللہ تعالی الجنة قال لجبرئیل اذھب فانظر الیہا فذھب فنظر الیہا والی ما اعد اللہ لاھلہا فیہا ثم جاء فقال ای رب وعزتك لا یسمع بہا احد الا دخلہا ثم حفہا بالمکارہ ثم قال یا جبرئیل اذھب فانظر الیہا قال فذھب فنظر الیہا ثم جاء فقال ای رب وعزتك لقد خشیت ان لا یدخلہا احد قال فلما خلق اللہ النار قال یا جبرئیل اذھب فانظر الیہا قال فذھب فنظر الیہا ثم جاء فقال ای رب وعزتك لا یسمع بہا احد فیدخلہا فحفہا بالشہوات ثم قال یا جبرئیل اذھب فانظر الیہا قال فذھب فنظر الیہا فقال ای رب وعزتك لقد خشیت ان لا یبقی احد الا دخلہا۔ جب اللہ عزوجل نے جنت بنائی جبرئیل امین علیہ الصلوۃ والسلام کو حکم فرمایا کہ اوسے جاکر دیکھو جبرئیل نے اوسے اور جو کچھ مولی تعالی نے اوس میں اہل جنت کیلئے طیار فرمایا ہے دیکھا پھر حاضر ہوکر عرض کی اے میرے رب تیری عزت کی قسم اسے تو جو کوئی سنے گا بے اسمیں جائے نہ رہے گا پھر رب عزوجل نے اوسے اون باتوں

سے گھیر دیا جو نفس کو ناگوار ہیں پھر جبرئیل کو حکم فرمایا کہ اب جا کر دیکھ جبرئیل نے دیکھا پھر حاضر ہو کر عرض کی اے میرے رب تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اب تو شاید اس میں کوئی بھی نہ جا سکے پھر جب مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے دوزخ پیدا کی جبرئیل سے فرمایا اوسے جا کر دیکھ جبرئیل نے دیکھا پھر آ کر عرض کی اے میرے رب تیری عزت کی قسم اسکا حال سنکر کوئی بھی اس میں نہ جائیگا مولیٰ تعالیٰ نے اوسے نفس کی خواہشوں سے ڈھانپ دیا پھر جبرئیل کو اوس کے دیکھنے کا حکم فرمایا جبرئیل علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اوسے دیکھکر عرض کی اے میرے رب تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اب تو شاید ہی کوئی اسمیں جانے سے بچے۔ یہ ہے وہ فرق کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتایا اور خود رب العزۃ جل جلالہ قرآن عظیم میں نماز کو فرماتا ہے وانها لكبيرة الا على الخشعين الذين يظنون انهم ملاقوا ربهم وانهم اليه راجعون ٥ بیشک نماز گراں ہے مگر اون خشوع والوں پر جنکو یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملیں گے اور اونھیں اوسکی طرف پھر کر جانا ہے۔ غذائے روح کی یہ پہچان ہے اب مزامیر کو دیکھئے کفار فساق فجار رات دن اون میں منہمک ہیں تو واضح ہوا کہ وہ شہوات نفس ہیں جب تو بندگان نفس امارہ اون پر مٹے ہوئے ہیں غذائے روح ہوتے تو وہ ان کا نام نہ لیتے کہ بندگان نفس غذائے روح کا نام لئے تھراتے ہیں ہاں وہ عبادت ضرور ہیں مگر کہاں مندروں اور گرجاؤں میں کہ اون کی عبادت مزامیر ہی کے ساتھ ہوتی ہے مگر حاشا وہ مسجد والوں کی عبادت نہیں۔ مسجد کا رب اس سے پاک ہے کہ شیطانی لذتوں سے جن میں کافروں کا حصہ غالب ہو اوس کی عبادت کیجائے یہ عجیب عبادت ہے کہ مندروں گرجاؤں میں ہوتی ہے اور مسجدیں اوس سے محروم ہندوؤں نصرانیوں میں دھڑلے سے رائج اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ و ائمہ اوس سے محفوظ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ یہ اگر عبادت ہے تو ڈوم ڈومنیاں رنڈیاں پیرجی سے بڑھکر عابد ہیں کہ یہ گھنٹا بھر اس عبادت سے مشرف ہوں تو وہ چوبیس گھنٹے اسی میں ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ جاہلوں کی شکایت نہیں اگر چہ وہ مشائخ بن بیٹھیں اگر چہ اولیاء کرام کا ارشاد ہے کہ صوفیٔ بےعلم مسخرۂ شیطان ست ما اتخذ اللّٰه جاهلا وليا قط۔ اللہ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ کیا ع کہ بےعلم نتواں خدا را شناخت۔ غضب تو ان مولوی کہلانے والے مشائخ نے ڈھایا ہے کہ اپنے ساتھ عوام کو بھی شریعت پر جری و بیباک کر دیا اہل نا اہل کا جھوٹا تفرقہ زبانی کہیں اور جلسے میں دنیا بھر کے نا اہل بھریں ائمۂ دین فرماتے ہیں اے گروہ علماء اگر تم مستحبات چھوڑ کر مباحات کی طرف جھکو گے عوام مکروہات پر گرینگے اگر تم مکروہ کروگے عوام حرام میں پڑیں گے اگر تم حرام کے مرتکب ہو گے عوام کفر میں مبتلا ہوں گے۔ بھائیو بندا اپنے اوپر رحم کرو اپنے اوپر رحم نہ کرو امت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحم کرو۔ چرواہے کہلاتے ہو بھیڑیے نہ بنو اللہ تعالیٰ ہدایت دے آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولینا محمد و آلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اطاعت والدین و برادران واجب ہے یا فرض اور درصورت ارتکاب ان کے یہ گناہ کبیرہ مثلاً زنا کرنا چوری کرنا داڑھی منڈانا یا کتروانا ترک اطاعت واجب ہے یا اب بھی اطاعت کرنا چاہئے اور اگر بعد ارتکاب کے لڑکا اپنے باپ سے یا چھوٹا بھائی بڑے بھائی سے کہے کہ داڑھی منڈانا یا زنا کرنا یا چوری کرنا چھوڑ دو اور اس کے جواب میں وہ کہے کہ یہ تو ضرور کروں گا اس حالت میں اطاعت کرے یا نہیں اور اگر وہ شخص توبہ سے انکار کرے تو کافر ہوا یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

اطاعت والدین جائز باتوں میں فرض ہے اگر چہ وہ خود مرتکب کبیرہ ہوں اون کے کبیرہ کا وبال اون پر ہے مگر

اوس کے سبب یہ امور جائزہ میں اون کی اطاعت سے باہر نہیں ہوسکتا ہاں اگر وہ کسی ناجائز بات کا حکم کریں تو اوس میں اونکی اطاعت جائز نہیں۔ لا طاعة لاحد فی معصیة اللہ تعالیٰ ماں باپ اگر گناہ کرتے ہوں اون سے بہ نرمی وادب گزارش کرے اگر مان لیں بہتر ورنہ سختی نہیں کرسکتا بلکہ غیبت میں اون کے لئے دعا کرے اور اون کا یہ جاہلانہ جواب دینا کہ یہ تو ضرور کروں گا یا توبہ سے انکار کرنا دوسرا سخت کبیرہ ہے مگر مطلقاً کفر نہیں جب تک کہ حرام قطعی کو حلال جاننا یا حکم شرع کی توہین کے طور پر نہ ہو اس سے بھی جائز باتوں میں اون کی اطاعت نہ جائیگی ہاں اگر معاذ اللہ یہ انکار بروجہ کفر ہو تو وہ مرتد ہو جائینگے اور مرتد کیلئے مسلمان پر کوئی حق نہیں رہا بڑا بھائی وہ ان احکام میں ماں باپ کا ہمسر نہیں ہاں اوسے بھی حق تعظیم حاصل ہے اور بلا وجہ شرعی ایذا رسانی تو کسی مسلمان کی حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔

۱۔ ایک عالم نے اپنے متعدد وعظوں میں سودخواری۔ شراب فروشی۔ شراب نوشی۔ بیع لحم خنزیر۔ اکل غیر مذبوح مرغ زناکاری۔ لواطت واغلام کی حرمت قرآن وحدیث سے بیان کی اور میراث کے مسئلے میں محمدن لا (شریعت محمدی) کو چھوڑ کر (ہندولا) ہندو دھرم قبول کرنے کو کفر صریح بتلایا جس جماعت میں یہ باتیں تھیں بجائے اس کے کہ ان باتوں کو ترک کر دیتے اور توبہ واستغفار کرتے اور خدا اور رسول کے حکم کے آگے سر جھکا دیتے خلاف اسکے ضد اور نفسانیت میں آن کر اپنی جماعت کو اکٹھا کر کے اتفاق کر لیا کہ جماعت کا کوئی فرد اپنے ہاں اس عالم کے وعظ کی مجلس منعقد نہ کرے اور اگر کیا تو جماعت سے خارج کر دیا جائیگا۔ آیا اس صورت میں شرعاً اس جماعت کا کیا حکم ہے اور دوسرے مسلمانوں کو شرعاً اس جماعت سے قطع تعلق کرنا چاہیئے یا نہیں۔ بدلائل شرعیہ جواب لکھ کر عند اللہ ماجور ہوں۔

۲۔ سوال۔ کراچی میں مسلمانوں کا ایک یتیم خانہ کھلنے والا ہے جسمیں وہابی نیچری رافضی لامذہب سب جمع ہیں۔ سنی مسلمانوں کو اس یتیم خانہ میں شامل ہونا چاہیئے یا نہیں اور اگر فی سبیل اللہ زکوٰۃ وخیرات کی مد سے اس یتیم خانہ میں چندہ دیا تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں اور وہ چندہ باعث ثواب ہوا یا موجب عذاب۔ بینوا توجروا

۳۔ سوال۔ ایک شخص نے اپنی لڑکی اپنے بھانجے کو دی تھی محض منگنی ہوئی تھی جب اوس شخص کو معلوم ہوا کہ اوس کا بھانجا ایک غیر مقلد پیر کا راسخ الاعتقاد مرید ہے اور خود بھی غیر مقلد ہے اب اوس نے اپنی لڑکی دینے سے انکار کر دیا اور کہتا ہے کہ شرعاً نکاح نہ ہوگا۔ اس پر جماعت نے اوسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا ہے کہ یا تو لڑکی اسے ہی دے یا تو جماعت سے خارج رہے۔ اس صورت میں جماعت کا کیا حکم ہے اور نکاح شرعاً ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

۱۔ اس صورت میں جماعت سخت ظالم اور عذاب شدید کی اور اس آیت کریمہ کی مصداق ہے واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جہنم۔ اگر وہ لوگ توبہ نہ کریں تو مسلمانوں کو اون سے قطع تعلق چاہیئے۔ ورنہ بحکم احادیث کثیرہ وہ بھی اون کے ساتھ شریک عذاب ہوں گے اوشك ان یعمہم اللہ بعقاب منہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ اسمیں احتمالاً دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ یتیموں کی تعلیم وتربیت کا تمام انتظام صرف اہلسنت کے ہاتھوں میں رہے کسی بدمذہب کا اوس میں دخل نہ ہو۔ نہ اون کی صحبت بچوں کو رہے کہ وہ اونھیں اغوا کر سکیں صرف بالائی باتوں میں اون کی شرکت ہو دوسرے یہ کہ ان امور میں بھی اونھیں مداخلت دیجائے یا کم از کم اون کی صحبت بدرہے جس سے بچوں کی گمراہی کا مظنہ ہو صورت ثانیہ تو مطلقاً قطعی حرام وبدخواہی اسلام ہے اور اوس میں چندہ دینا موجب عذاب وآثام

اور صورت اولیٰ شاید محض ایک خیالی ہو واقع کبھی نہ ہو کہ جب وہ برابر کے شریک ہیں ہر کام میں برابر کی شرکت چاہیں گے کیا وجہ ہے کہ وہ تیرے غلام بن کر رہنے پر راضی ہوں اور بفرض باطل اگر ایسا ہو بھی تو اون کی صحبت بد سے کیونکر مفر اور علماء تصریح فرماتے ہیں ان الاحکام تبنی علی الغالب ولا یعتبر النادر فضلا عن الموھوم کما فی فتح القدیر وغیرہ لہذا حکم وہی ہے کہ ایسی کھچڑی مطلقاً حرام ہے اور اوس کی اعانت ہر طرح ناجائز معہذا اگر فرض کرلیں کہ صورت اولیٰ واقع ہو تو اوس میں اہلسنت کو اون بے دینوں کی مجالست مصاحبت تو قیر سے چارہ نہ ہوگا اور یہ خود حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین اور حدیث میں ہے من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام رہی زکوٰۃ اگر بطور چندہ دی گئی اور چندہ میں خلط کرلی گئی اور عام مصارف میں بلا لحاظ تملیک فقیر اوٹھتی رہی جب تو ہرگز ادا نہ ہوگی اگرچہ یتیم خانہ خاص اہلسنت کا ہو لما صرحوا بہ ان رکنہا التملیک فلا تجوز فی بناء مسجد او تکفین میت وغیر ذلک وصرحوا ان الخلط استھلاک فلا تتادی بہ کما فی الفتاوی العالمگیریۃ وغیرھا اور اگر بطور زکوٰۃ دی جائے اور جدا رکھی جائے اور یتیموں فقیروں کے قبضہ میں دیکر تملیک کردی جائے پھر اون کے مصارف میں اوٹھائی جائے تو ادا ہو جائے گی وان کان بعض المنتظمین من غیر اھل الدین ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عـــہ۳ ۔ غیر مقلد سے نکاح محض ناجائز ہے کما حققناہ فی ازالۃ العار اس صورت میں جماعت سخت ظالم اور زنا کی ساعی اور خود دنیا میں جماعت سے خارج اور آخرت میں نار میں داخل کرنے کی مستحق ہے۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر کمرلہ ڈاکخانہ گھٹیا مرسلہ وصی علی صاحب معرفت مولوی قاسم علی صاحب طالبعلم مدرسہ منظر اسلام ۲۸ رشوال ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کسی آسامی نے اپنا حق موروثی اگر کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو اسمیں زمیندار کو آسامی مشتری سے کچھ روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں ۔ بینوا توجروا بحوالہ کتاب

الجواب

حق موروثی قابل بیع نہیں نہ اسپر زمیندار کچھ لے سکتا ہے نہ یہ حق جسے قانون نے حق موروثی ٹھہرایا ہے شرعاً کوئی حق ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر بریلی محلہ بہاری پور مرسلہ علی احمد قادری ۔ ۲۹ رشوال ۳۲ھ

بے نمازی اور وہ شخص جو بال انگریزی رکھوائے اوس کے واسطے کیا شریعت کا حکم ہونا چاہئے

الجواب

بے نمازی سخت شقی فاسق فاجر مرتکب کبائر مستحق جہنم ہے وہ ایسا مسلمان ہے جیسا تصویر کا گھوڑا ہے کہ شکل گھوڑے کی اور کام کچھ نہیں انگریزی بال رکھنا مکروہ وخلاف سنت و وضع فساق ہے ممنوع ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شیر گڈھ ضلع بریلی تحصیل بہیڑی ڈاکخانہ خاص در مدرسہ مرسلہ مسمی عظیم اللہ نائب مدرس ۔ ۳ رذی الحجہ ۳۲ھ

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلاۃ علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص داڑھی اور مونچھیں اور بھویں منڈائے ہوئے ہو تو مسلمانوں کو ایسے شخص کا مرید ہونا چاہئے یا نہیں اور جو شخص داڑھی مونچھ منڈائے ہو اور کانوں میں مندرے پہنے ہو تو اوس کا بھی مرید ہونا چاہئے یا نہیں اور جو شخص گیسو دراز ہو اور گیسو اوسکے مقام ہنسلی سے نیچے ہوں تو ایسے شخص کا بھی مرید ہونا چاہئے یا نہیں یعنی

یہ تینوں شخص قابل پیشوائی ہیں یا نہیں ۔ بینوا توجروا

الجواب

داڑھی منڈانا حرام ہے بھویں منڈانا حرام ہے مرد ہوکر کانوں میں مندرے پہننا حرام ہے شانوں سے نیچے ڈھلکے ہوئے عورتوں کے سے بال رکھنا حرام ہے مرد کو زنانی وضع کی کوئی بات اختیار کرنا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اوس پر لعنت فرمائی ہے اور جو اللہ و رسول کا ملعون ہو پیشوا نہیں ہوسکتا اوس کا مرید ہونا حرام ہے بات یہ ہے کہ عورت کے رحم میں دو خانے ہیں دہنا خانہ لڑکے کیلئے اور بایاں لڑکی کے واسطے اور نطفہ مرد کا غالب آئے تو لڑکا بنتا ہے اور عورت کا غالب پڑا تو لڑکی بنتی ہے پھر اگر مرد کا نطفہ غالب آیا اور رحم کے سیدھے خانے میں پڑا تو لڑکا ہوگا ظاہر و باطن مرد اور عورت کا نطفہ غالب آیا اور رحم کے بائیں خانے میں پڑا تو لڑکی ہوگی ظاہر و باطن عورت اور اگر نطفہ مرد کا غالب آیا اور رحم کے بائیں خانے میں گرا تو ہوگا صورت میں لڑکا مگر دل میں زنانہ اوسے داڑھی منڈانے گہنا پہننے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانے عورتوں کے سے بال بڑھاکر چوٹی گندھوانے یا جوڑا باندھنے یا بکھرے ہوئے رکھنے کلیوں دار غرارہ دار پائجمہ پہننے سرخ نیفہ ڈالنے وغیرہ وغیرہ کسی زنانی وضع کا شوق ہوگا اور اس حالت میں مرد کا نطفہ حقیف غالب تھا تو بالکل زنانہ زنخہ بن جائیگا اور اگر نطفہ عورت کا غالب آیا اور رحم کے دہنے خانے میں گرا تو ہوگی صورت میں لڑکی مگر دل میں مردانی اوسے انگرکھا پہننے، ٹوپی رکھنے عمامہ باندھنے گھوڑے پر چڑھنے تلوار اوٹھانے تیر اندازی کرنے مردانہ جوتا پہننے وغیرہ وغیرہ کسی مردانی وضع کا ذوق ہوگا بہرحال یہ دونوں خانے بہکے ہوئے اللہ و رسول کے ملعون ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ المتشبہات من النساء بالرّجال والمتشبھین من الرّجال بالنساء ۔ اللہ کی لعنت اون عورتوں پر کہ مردوں کی وضع بنائیں اور اون مردوں پر کہ عورتوں کی وضع اختیار کریں رواہ احمد والبخاری وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور نے یہ ارشاد اوس وقت فرمایا کہ ایک عورت کو کمان کندھے میں لٹکائے دیکھا رواہ الطبرانی فی معجمہ الکبیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ الرجل یلبس لبسۃ المرأۃ والمرأۃ تلبس لبسۃ الرجل اللہ کی لعنت اوس مرد پر کہ عورتوں کے پہننے کی چیز پہنے اور اوس عورت پر کہ مردوں کے پہننے کی چیز استعمال کرے۔ رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلفظ لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی فلاں عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الرجلۃ من النساء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اوس عورت پر کہ مردانی وضع لے ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ کسی ایک بات میں بھی مرد کو عورت عورت کو مرد کی وضع لینی حرام و موجب لعنت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسو انتہا درجہ شانۂ مبارک تک رہتے بس یہیں تک حلال ہے آگے وہی زنانہ خصلت ہے بلکہ علماء نے اس سے بھی ہلکی بات میں مشابہت پر وہی حکم لعنت بتایا درمختار میں ہے غزل الرّجل علی ھیأۃ غزل المرأۃ یکرہ ردالمحتار میں ہے لمافیہ من التشبہ بالنساء وقد لعن علیہ الصلاۃ والسلام المتشبھین والمتشبہات فتح القدیر و درمختار میں ہے اما الاخذ منھا دای من اللحیۃ) وھی دون ذلک دای القبضۃ) کما یفعلہ بعض المغاربۃ و مخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد واخذ کلھا فعل یھود الھند ومجوس الاعاجم ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از پیلی بھیت کچہری کلکٹری مرسلہ جناب مولوی عرفان علی صاحب رضوی برکاتی بیسلپوری ۔ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ :

(۱) اہل ہنود کے میلوں مثل دسہرہ وغیرہ میں جو مسلمان دیکھنے کی غرض سے جاتے ہیں کیا ان کی عورتیں نکاح سے باہر ہو جاتی ہیں کیا تجارت پیشہ لوگوں کو بھی جانا ممنوع ہے۔

(۲) عورتوں کو زیور پہننا جائز ہے یا ناجائز بر تقدیر اول کیا بجنے اور نہ بجنے والے ہر قسم کے زیورات سونے اور چاندی کے بلا تخصیص جائز ہیں۔ جائز و ناجائز ہر دو صورتوں میں کتب فقہ کی دو ایک عبارتیں اور کم سے کم دو تین حدیثیں نقل فرما دیجئے بینوا توجروا

الجواب

اون کا میلا دیکھنے کیلئے جانا مطلقاً ناجائز ہے اگر اون کا مذہبی میلا ہے جس میں وہ اپنا کفر و شرک کریں گے کفر کی آوازوں سے چلائیں گے جب تو ظاہر ہے اور یہ صورت سخت حرام منجملہ کبائر ہے پھر بھی کفر نہیں اگر کفری باتوں سے نافر ہے ہاں معاذ اللہ اون میں سے کسی بات کو پسند کرے یا ہلکا جانے تو آپ ہی کافر ہے اس صورت میں عورت نکاح سے نکل جائیگی اور یہ اسلام سے ورنہ فاسق ہے اور فسق سے نکاح نہیں جاتا پھر بھی وعید شدید ہے اور کفریات کو تماشا بنانا ضلال بعید ہے حدیث میں ہے من کثر سواد قوم فھو منھم و من رضی عمل قوم کان شریک من عمل بہ جو کسی قوم کا جتھا بڑھائے وہ اونھیں میں سے ہے اور جو کسی قوم کا کوئی کام پسند کرے وہ اوس کام کرنیوالوں کا شریک ہے رواہ ابو یعلی فی مسندہ و علی بن معبد فی کتاب الطاعۃ والمعصیۃ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ورواہ الامام عبد اللہ بن المبارک فی کتاب الزھد عن ابی ذر رضی اللہ تعالی عنہ من قولہ وھو عند الخطیب عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلفظ من سود مع قوم فھو منھم اور اگر مذہبی میلا نہیں لہو ولعب کا ہے جب بھی ناممکن کہ منکرات و قبائح سے خالی ہو اور منکرات کا تماشا بنانا جائز نہیں ردالمحتار میں ہے کرہ کل لھو والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعہ ۔ طحطاوی صدر کتاب بیان علوم محرمہ ذکر شعبدہ میں ہے یظھر من ذلک حرمۃ التفرج علیھم لان الفرجۃ علی المحرم حرام یعنی شعبدہ بازیہاں متی بازگر کے افعال حرام ہیں اور اوس کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے کہ حرام کو تماشا بنانا حرام ہے خصوصاً اگر کافروں کی کسی شیطانی خرافات کو اچھا جانا تو آفت اشد ہے اور اس وقت تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم کیا جائیگا ۔ غمز العیون میں ہے۔ اتفق مشایخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر حتی قالوا فی رجل قال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس او ترک المضاجعۃ عند ھم حال الحیض حسن فھو کافر ۔ اور اگر تجارت کے لئے جائے تو اگر میلا اون کے کفر و شرک کا ہے جانا ناجائز و ممنوع ہے کہ اب وہ جگہ اونکا معبد ہے اور معبد کفار میں جانا گناہ ۔ تبیین پھر تتارخانیہ پھر ہندیہ میں ہے یکرہ للمسلم الدخول فی البیعۃ والکنیسۃ وانما یکرہ من حیث انہ مجمع الشیاطین بحر الرائق میں ہے والظاہر انھا تحریمیۃ لانھا المرادۃ عند الاطلاق فھم بلکہ ردالمحتار میں ہے فاذا حرم الدخول فالصلاۃ اولی اور اگر لہو ولعب کا ہے اور خود اوس سے بچے نہ اوس میں شریک ہو نہ اوسے دیکھے نہ وہ چیزیں بیچے جو اون کے لہو ولعب ممنوع کی ہوں تو جائز ہے پھر بھی مناسب نہیں کہ اون کا مجمع ہر وقت محل لعنت ہے تو اوس سے دوری ہی میں خیر و سلامت ہے ولہذا علماء نے فرمایا کہ اون کے محلہ میں ہو کر نکلے تو جلد لکتا ہو اگزر جائے غنیہ ذوی الاحکام پھر فتح اللہ المعین پھر طحطاوی میں ہے ھم محل نزول اللعنۃ فی کل وقت ولا شک انہ یکرہ السکون فی جمع یکون کذلک بل وان یمر فی امکنتھم الا ان یھرول ویسرع وقد وردت بذلک اٰثار اور اگر خود شریک ہو یا تماشا دیکھے یا اونکے لہو ممنوع کی چیزیں بیچے تو آپ ہی گناہ و ناجائز ہے درمختار میں ہے قد منا معزیا للنھر ان ما قامت المعصیۃ بعینہ یکرہ بیعہ تحریما والا فتنزیھا فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے اذا اراد المسلم ان یدخل دار الحرب للتجارۃ ومعہ

فرسه وسلاحه وهو لایرید بیعه منهم لم یمنع ذلك منه ہاں ایک صورت جواز مطلق کی ہے وہ یہ کہ عالم اونھیں ہدایت اور اسلام کی طرف دعوت کے لئے جائے جبکہ اس پر قادر ہو یہ جانا حسن ومحمود ہے اگرچہ اون کا مذہبی میلا ہو ایسا تشریف لیجانا خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بارہا ثابت ہے مشرکین کا موسم بھی اعلان شرک ہوتا لبیک میں کہتے لاشریک لک الاشریکا ہو لک تملکہ وما ملک جب وہ سفہا لاشریک لک تک پہنچتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ویلکم قط قط خرابی ہو تمہارے لئے بس بس یعنی آگے استثنا نہ بڑھاؤ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) عورتوں کو سونے چاندی کا زیور پہننا جائز ہے قال اللہ تعالیٰ اومن ینشؤ فی الحلیۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الذهب والحریر حل لاناث امتی وحرام علی ذکورها سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کو حلال اور مردوں پر حرام ہیں رواہ ابو بکر بن ابی شیبۃ عن زید بن ارقم والطبرانی فی الکبیر عنه وعن ثلثة رضی اللہ تعالیٰ عنہا بلکہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا بناؤ سنگار کرنا باعث اجر عظیم اور اوس کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے بعض صالحات کہ خود اور اون کے شوہر دونوں صاحب اولیاء کرام سے تھے ہر شب بعد نماز عشاء پورا سنگار کرکے دولھن بنکر اپنے شوہر کے پاس آتیں اگر اونھیں اپنی طرف حاجت پاتیں حاضر رہتیں ورنہ زیور ولباس اوتار کر مصلے بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہو جاتیں اور دولھن کو سجانا تو سنت قدیمہ اور بہت احادیث سے ثابت ہے بلکہ کوآری لڑکیوں کو زیور ولباس سے آراستہ رکھنا کہ اونکی منگنیاں آئیں یہ بھی سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لو کان اسامۃ جاریۃ لکسوتہ وحلیتہ حتی انفقه رواہ احمد وابن ماجۃ عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند حسن بلکہ عورت کا باوصف قدرت بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ مردوں سے تشبہ ہے حدیث میں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکرہ تعطل النساء وتشبههن بالرجال مجمع البحار میں ہے قیل اراد تعطل النساء باللام وهی من لاحلی علیها ولا خضاب واللام والراء یتعاقبان حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے فرمایا یا علی مر نساءك لایصلین عطلا اے علی اپنے مخدرات کو حکم دو کہ بے گہنے نماز نہ پڑھیں۔ رواہ ابن اثیر فی النہایۃ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں اور کچھ نہ پائے تو ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے مجمع البحار میں ہے عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کرهت ان تصلی المرأۃ عطلا ولو ان تعلق فی عنقها خیطا بجنے والا زیور عورت کے لئے اوس حالت میں جائز ہے کہ نامحرموں مثلاً خالہ ماموں چچا پھپھی کے بیٹوں جیٹھ دیور بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو نہ اوس کے زیور کی جھنکار نامحرم تک پہنچے اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا یبدین زینتهن الا لبعولتهن الآیۃ عورتیں اپنے سنگار شوہر یا محرم کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں اور فرماتا ہے ولا یضربن بارجلهن لیعلم مایخفین من زینتهن عورتیں پاؤں دھمک کر نہ رکھیں کہ اون کا چھپا ہوا سنگار ظاہر ہو۔ **فائدہ**۔ یہ آیہ کریمہ جس طرح نامحرم کو گہنے کی آواز پہنچنا منع فرماتی ہے یوہیں جب آواز نہ پہنچے اوس کا پہننا عورتوں کے لئے جائز بتاتی ہے کہ دھمک کر پاؤں رکھنے کو منع فرمایا نہ کہ پہننے کو۔ بخلاف جہل وہابیہ کہ بجتا گہنا پہننا ہی حرام کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شیر گڑھ تحصیل بہیڑی ضلع بریلی مرسلہ عظیم اللہ نائب مدرس ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

سوال اوّل۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین مسلمان کو داڑھی کتروانا اور ٹھوڑی کھلوانا جائز ہے یا نہیں۔

سوال دوم۔ جو اشخاص بوجہ لاعلمی کے خلاف شرع پیر مثل داڑھی منڈا اور کانوں میں مندرے پہنے ہوئے اور گیسو دراز کے مرید ہو چکے ہوں اون کی بیعت جائز ہوگی یا نہیں اور اون کو جائے دیگر بیعت ہونے کا حکم ہے یا نہیں۔

سوال سوم۔ جس پیر کے یہاں قوالی مع مزامیر ہوتی ہو اور اپنے مریدوں کو بھی اوسی جلسہ میں شامل کراکے راگ مع مزامیر

سنواتا ہو تو ایسے پیر کا بھی مرید ہونا جائز ہے یا نہیں

الجواب

سوال اول ۔ داڑھی اتنی کتروانا کہ ایک مشت سے کم ہوجائے گناہ و ناجائز ہے یونہیں ٹھوڑھی پر سے کھلوانا حرام ۔
جواب سوال دوم ۔ فاسق کے ہاتھ پر بیعت جائز نہیں اگر کرلی ہو فسخ کر کے کسی پیر متقی سنی صحیح العقیدہ عالم دین متصل السلسلہ کے ہاتھ پر بیعت کرے ۔
جواب سوال سوم ۔ مزامیر جائز نہیں حضور سید نا سلطان المشائخ نظام الحق والدین سردار سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں "مزامیر حرام ست" ایسے شخص سے بیعت کا حکم ہے جو کم از کم وہ چاروں شرطیں رکھتا ہو اول سنی صحیح العقیدہ ہو دوم علم دین رکھتا ہو سوم فاسق نہ ہو چہارم اوسکا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو اگر ان میں سے ایک بات بھی کم ہے تو اوس کے ہاتھ بیعت کی اجازت نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ جناب مولوی محمد ابو ذر از سنبھل ضلع مراد آباد محلہ دیبا سرائے ۔

کیا فرماتے ہیں علمار اہل سنت وجماعت رحمہم اللہ وکرمہم اللہ تعالیٰ مسائل ذیل میں :
۱ ایصال ثواب بر روح سیدنا امام حسین علیہ السلام بروز عاشورہ جائز ہے یا نہیں ۔
۲ تعزیہ بنانا اور مہندی نکالنا اور شب عاشورہ کو روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں ۔
۳ مجالس ذکر شہادت قائم کرنا اور اس میں مرزا دبیر اور انیس وغیرہ روافض کے کلام پڑھنا بطور سوزخوانی یا تحت اللفظ جائز ہے یا نہیں اور اہلسنت کو ایسی مجالس میں شریک ہونا مکروہ ہے یا حرام یا جائز ہے ۔
۴ حضرت قاسم کی شادی کا میدان کربلا میں ہونا جس بنا پر مہندی نکالی جاتی ہے اہلسنت کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں درصورت عدم ثبوت اس واقعہ میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی کی نسبت حضرت قاسم کی طرف کرنا خاندان نبوت کے ساتھ بے ادبی ہے یا نہیں ۔
۵ روز عاشورہ کو میلا قائم کرنا اور تعزیوں کو دفن کرنا اور اون پر فاتحہ پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور بارہویں اور بیسویں محرم اور بیسویں صفر کو تیجا اور دسواں اور چالیسواں اور مجلسیں قائم کرنا اور میلا لگانا جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب

۱ روح پر فتوح ریحانۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصال ثواب بروجہ صواب روز عاشورا اور ہر روز مستحب مستحسن ہے ۔
۲ تعزیہ مہندی روشنی مذکور سب بدعت و ناجائز ہے ۔ ۳ نفس ذکر شریف کی مجلس جس میں اونکے فضائل و مناقب احادیث و روایات صحیحہ و معتبرہ سے بیان کیے جائیں اور غم پروری نہ ہو مستحسن ہے اور مرثیے حرام خصوصاً رافضیوں کے کہ تبرائے ملعونہ سے کمتر خالی ہوتے ہیں اہلسنت کو ایسی مجالس میں شرکت حرام ہے ۔ ۴ نہ یہ شادی ثابت نہ یہ مہندی سوا اختراع اختراعی کے کوئی چیز نہ یہ غلط بیانی حد خاص توہین تک بالغ ۔ ۵ عاشورہ کا میلا لغو ولہو وممنوع ہے ۔ یونہیں تعزیوں کا دفن جس طور پر ہوتا ہے نیت باطلہ پر مبنی اور تعظیم بدعت ہے اور تعزیہ پر فاتحہ جہل وحمق و بے معنی ہے مجلسوں اور میلوں کا حال اوپر گذرا نیز ایصال ثواب کا جواب کہ ہر روز محمود ہے جبکہ بروجہ جائز ہو ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از مراد آباد بازار سنبھل مرسلہ اللہ بخش صاحب ۔

کیا فرماتے ہیں علمار دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے تعزیہ پر جاکر یہ منت کی کہ میں یہاں سے ایک خرما

لئے جاتا ہوں درصورت کام پورا ہونیکے سال آئندہ میں نقرئی خرما تیار کرا کر چڑھاؤنگا۔ بینوا توجروا

الجواب

یہ نذر محض باطل و ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ ہیڈ ماسٹر اسکول ۸ شہر تھانہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ شہر کی مارکیٹ جس میں گوشت بکتا ہے اوس میں ایک مجوسی نے سور کاٹا اور صاف کیا لوگوں نے گوشت لینا بند کر دیا اور مسلمانوں کا خیال ہے کہ جب تک اس مارکیٹ کا فرش اور وہ مقام جس پر ہم کو شک ہے نکال نہ دیا جائے ہم گوشت اس مقام سے ہرگز نہ خریدیں گے کیا آپ اجازت دینگے کہ فرش وغیرہ مشکوک اشیاء کو خارج کر دیا جاوے یا کوئی دوسری صورت اختیار کی جاوے تاکہ شک رفع ہو اور وہ کیا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

اوس ناپاک ملعون جانور کی نجاست مثل پاخانے کے ہے ہر نجاست دھو کر زائل کر دینے سے پاک ہو جاتی ہے اسکے لئے فرش وغیرہ بالکل نکال دینا ضرور نہیں اور نکال دیا جائے تو اور بہتر ہے مگر یہاں زیادہ قابل توجہ یہ ہے کہ مجوسی کے ہاتھ کی بکری ذبح کی ہوئی بھی سوئر کے مثل ہے اور جہاں مجوسی ذابح ہو یا مجوسی بھی ذابح ہو اور اوس کا کاٹا ہوا اور مسلمان کا ذبیحہ دلیل صحیح شرعی سے متمیز نہ ہو وہاں سے کسی حلال جانور کا گوشت خریدنا کھانا کھلانا سب حرام ہے یونہیں اگر مجوسی گوشت بیچتا ہو اور حلفاً کہے کہ یہ جانور مسلمان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا ہے جب بھی اوس کا خریدنا حرام ہے مگر یہ کہ مسلمان نے ذبح کیا اور وہ یا اور مسلمان اوس وقت سے خریداری کے وقت تک اوس جانور کو دیکھتا رہا کسی وقت مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہوا وہ مسلمان کہے کہ یہ میرا یا فلاں مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے اوس وقت خریداری جائز ہے حدیث میں مجوس کی نسبت ہے سنوا بھم سنۃ اھل الکتاب غیر ناکحی نسائھم ولا اکلی ذبائحھم ردالمحتار میں ہے فی التتارخانیۃ عن جامع الجوامع لابی یوسف من اشتری لحما فعلم انہ مجوسی واراد الرد فقال ذبحہ مسلم یکرہ اکلہ اھ ومفادہ ان مجرد کون البائع مجوسیا یثبت الحرمۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مستفسرہ محمد میاں طالب علم بہاری بریلی محلہ سودگران

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلوں میں ۱؎ والدین کا حق اولاد بالغ کو تنبیہہ خیر کرنا واجب ہے یا فرض ۲؎ حق والدین اولاد پر کس قدر ہے ۳؎ علم دین حاصل کرنا واجب ہے فرض ہے یا سنت فقط

الجواب

۱؎ جو حکم فعل کا ہے دینی اوس پر آگاہی دینی ہے فرض پر فرض واجب پہ واجب سنت پہ سنت مستحب پہ مستحب۔ مگر بشرط قدرت بقدر قدرت بامید منفعت ورنہ علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۲؎ ۔ اتنا ہی کہ ادا نا ممکن ہے مگر یہ کہ وہ مرجائیں اور یہ اون کو از سرنو زندہ کر سکے تو کرے کہ وہ اس کے وجود کا سبب ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۳؎ فرض عین کا علم حاصل کرنا فرض عین فرض کفایہ کا فرض کفایہ واجب کا واجب مستحب کا مستحب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ منشی حاجی محمد ظہور صاحب ۱۷ جمادی الآخرہ ۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں (۱) چند سوداگر مسلمان ایسے ہیں کہ تجارت بھی کرتے ہیں اور سود بھی کھاتے ہیں

اور زمیندار بھی ہیں ایسوں کے یہاں کا کھانا پینا اور لڑکی لڑکوں کا بیاہنا جائز ہے یا نہیں (۲) ہنود عام طور پر سود کھاتے اور زمینداری و دوکانداری بھی کرتے ہیں ان کے یہاں کا کھانا جو بسبب رسم بھیجتے ہیں جائز ہے یا نہیں اگر ہر دو شخصوں کے یہاں کا کھانا آئے اور نہ کھایا جائے تو کسکو دیا جائے (۳) ایک شخص بسبب اپنی ضرورتوں کے روپیہ لیکر سود دیتا ہے اوسکے یہاں کا کھانا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

(۱) اگر معلوم ہو کہ یہ کھانا جو ہمارے سامنے آیا بعینہٖ سود کا ہے مثلاً سود میں چاول لئے تھے یا چاولوں کی کٹوتی بغیر شرائط شرعی کی تھی وہی چاول پکائے ہیں تو اوسکا کھانا جائز نہیں اور اگر مال خریدا ہوا ہے اگرچہ سودی روپے سے تو اوسکا کھانا حرام نہیں کہ اوس کا وہ روپیہ حرام تھا خرید نا حرام نہ تھا اور کچھ معلوم نہ ہو جب بھی حکم حلت ہے۔ یہ تو اصل اوس کھانے کا حکم تھا باقی ایسے لوگوں سے اتحاد میل جول خلاملا نہ چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین ہ اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ اون سے شادی بیاہت کا رشتہ ہرگز نہ کیا جائے کہ اس سے بڑھکر میل جول اور کیا ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲) ہندو کے یہاں کا گوشت حرام ہے یوں ہی اگر گھی میں چربی ملی ہو تو ہندو سے خریدنا بھی حرام ہے اور اگر اوسکی پوجا کا کھانا ہو تو مطلقاً لینا منع ہے اور اگر مفاسد سے خالی ہو تو لے لینے میں حرج نہیں اور نہ لینا بہتر اور اگر لینے میں اسلام کی طرف اوسکی رغبت کی امید ہے تو لینا بہتر۔ جو کھانا ان دونوں جوابوں میں ناجائز بتایا اوسکا لینا ہی منع ہے لے لیا ہو تو واپس دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۳) جو خود سود نہیں کھاتا صحیح ضرورت کے سبب سودی قرض لیتا ہے اوسکے یہاں کھانے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ فیض الحق ابوالاسد مدرس مدرسہ اسلامیہ ضلع ایٹہ ڈاکخانہ گنج ڈونڈوارہ موضع حرولہ۔

۱۔ کیا فرماتے ہیں علمار دین مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ ایک شخص نے قاعدہ بغدادی نہ قرآن مجید فرقان حمید کسی سے پڑھا اور نہ استعداد وملکۂ استخراج صحت الفاظ قرآن اور پھر وہ مسلمانوں کے بچوں کو قرآن شریف پڑھاتا ہے اور طرفہ تماشہ یہ کہ خود و دیگر دوست یاروں کو چارپائی و کرسی پر بٹھاتا ہے اور قرآن شریف نیچے زمین پر رکھا ہوتا ہے ایسے معلم اور پڑھانے والے کا اور متعلمین و پڑھنے والوں کا کیا حکم شرع شریف سے ہے۔ بینوا بالکتاب و توجروا الیٰ یوم الحساب۔

۲۔ غیر مقلدین نے آجکل اکثر قصبوں و دیہاتوں میں مترجم فی السطور خطبے تقسیم کئے ہیں جو کہ اکثر جاہل حنفی پیش امام بھی جمعہ و عیدین میں ان کو پڑھا کرتے ہیں مع ترجمے کے آیا یہ مذہب حنفی میں جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

۱۔ قرآن مجید بے پڑھے کوئی شخص صحیح نہیں پڑھ سکتا جس نے قرآن مجید نہ پڑھا اور استادوں سے صحیح نہ کیا اوسے جائز نہیں کہ اوروں کو پڑھائے نہ لوگوں کو جائز ہے کہ اوس سے پڑھیں یا اپنی اولاد کو اوس سے پڑھوائیں وہ سب گنہگار ہوتے ہیں جو معلم ایسا ہو کہ آپ اور اوس کے یار دوست چارپائیوں اور کرسیوں پر بیٹھیں اور قرآن مجید نیچے زمین پر رکھا ہو اگر اس سے مراد حقیقۃً زمین پر رکھنا ہے اور وہ لوگ ایسا کرتے ہیں تو اونکے اسلام میں کلام ہے مسلمان ہرگز ایسا نہ کریگا یہ وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں قرآن مجید کی عزت اصلا نہ ہو اور جس کے دل میں قرآن مجید کی اصلا عزت نہ ہو وہ مسلمان نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ پڑھنے والے لڑکے زمین پر بیٹھتے ہیں قرآن مجید رحل پر یا اونکے ہاتھوں یا گود میں ہے اور یہ معلم وغیرہ اون سے اونچے بیٹھتے ہیں تو جب بھی سخت بدکار ناہنجار فساق فجار مستحق عذاب نار وغضب جبار ہیں اور اگر قصداً بوجہ توہین استخفاف شان قرآن مجید ایسا کرتے ہیں تو آپ ہی کفار ہیں بہرحال ایسے معلم سے پڑھنا پڑھوانا حرام ہے اور اوس کے پاس بیٹھنا جائز نہیں۔ والمولیٰ تعالیٰ اعلم

۳۔ جمعہ وعیدین کے خطبوں میں ساتھ ساتھ اون کا ترجمہ پڑھنا خلاف سنت ہے اس سے احتراز چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مسؤلہ محمد حسین سوداگر لکھیم پور ضلع کھیری اودھ بر دوکان محمد ضامن علی سوداگر۔ ۴ رجب المرجب ۳۳ھ

علماء دین اس مسئلہ میں کیا فتویٰ دیتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک طوائف سے تعلقات ناجائز کیے جسکو عرصہ آٹھ برس کا ہوگیا شروع زمانہ میں طوائف قسم کی رو سے پابند کی گئی مگر بعد کو عہد شکنی کی ایک سال تک غیر پابندی کے ساتھ تعلقات رہے لیکن بعد کو پھر طوائف نے بکوشش خود پابندی اختیار کی ظاہرہ ہر چند کوشش کی لیکن اسوقت تک پابند ظاہر ہے اس درمیان میں ایک لڑکی پیدا ہوئی جو اس وقت تک بعمر دس گیارہ ماہ ہے وہ شخص اس ناجائز تعلق سے کنارہ کش ہونا چاہتا ہے مگر احباب لوگ رائے دیتے ہیں کہ اگر لڑکی اپنی عمر کو پہونچ کر اپنے پیشہ میں رہی تو اوس شخص کا نامہ اعمال خراب ہوگا لہذا اوس شخص کو یہ دریافت طلب ہے کہ دفعتًا وہ شخص تعلقات سے کنارہ کشی اختیار کرے تو شرع اوسکے ذمہ گناہ عاید ہوگا یا نہیں اگر صریح گناہ ہے تو اوسکی بریت کی کیا دلیل ہوسکتی ہے اس شخص کے بیوی اور بچے بھی موجود ہیں اسوجہ سے وہ نکاح سے بھی علیحدہ رہنا چاہتا ہے اور وہ شخص عرصہ سات برس سے اوسی طوائف کے مکان پر مقیم ہے کبھی گاہے گاہے مہینہ پندرہ روز کو بتلاش روزگار باہر بھی چلا جاتا ہے طوائف اور اوسکے دیگر عزیز واقارب کا مکان ایک ہی ہے لیکن اوس کی نشست وبرخاست کی سرحد علیحدہ ہے اس میں کسی کا گذر نہیں بے پردگی ضرور ہے بہر حال جو کچھ احکام شرعی ونیز علماء دین کی رائے ہو بواپسی ڈاک دستخط ثبت فرماکر احقر کے نام روانہ فرمائیں تاکہ اوس شخص کو اس سے نجات ملے اور وہ شخص اپنی حرکات ناشائستہ سے توبہ بھی کرتا ہے فقط

الجواب

اللہ عزوجل ہدایت دے شخص مذکور پر فرض قطعی ہے کہ فورًا فورًا فورًا یا تو اوس عورت سے نکاح کرلے یا ابھی ابھی ابھی اوسے جدا کردے جو آن دیر میں گذریگی استحقاق عذاب الٰہی اوسپر برابر رہے گا اور بے اس کے اوسکی توبہ ہرگز مقبول نہیں حدیث میں فرمایا کہ جو گناہ پر قائم رہکر توبہ کرے وہ اپنے رب جل جلالہ سے معاذ اللہ تمسخر کرتا ہے۔

المستغفر من الذنب وھو مقیم علیہ کالمستھزئ بربہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان وابن عساکر عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور وہ لڑکی شرعًا اوسکی لڑکی نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں للعاھر الحجر اور جب یہ توبہ کریگا وہ اگر گناہ کریگی اوسکا وبال اس پر عائد نہ ہوگا اللہ تعالٰی فرماتا ہے لاتزر وازرۃ وزر اخری ہاں اگر یہ گناہ سے بچ کر آئندہ کسی تدبیر سے لڑکی کو گناہ سے بچا سکے تو ضرور ہے کہ ایسا کرے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از مانڈلے برمہا سورتی مسجد بتاریخ ۲ رجب المرجب ۳۳ھ

وعظ کے بعد شیرنی تقسیم کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

جائز ہے لعدم المانع بلکہ اسکا علم زیادہ باعث اجتماع وحضور ذکر واستماع ہوگا وسیلہ خیر خیر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ مستفسرہ ذکار اللہ خاں رضوی روز سہ شنبہ بتاریخ ۸ شعبان ۳۳ھ

(۱) زید کا قول ہے کہ خضاب مہندی میں ملاکر لگانا جائز ہے۔ (۲) زید کا قول ہے کہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ وقت جہاد داڑھی کتروانا چاہیئے۔

الجواب

(۱) مہندی میں اتنا نیل ملانا جس سے رنگ سیاہ آئے حرام ہے قیامت کے دن اون کے منہ کالے کیے جائیں گے حدیث میں ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اختضب بالسواد سود اللہ وجہہ یوم القیامۃ جو سیاہ خضاب کرے قیامت میں اللہ تعالیٰ اوس کا منہ سیاہ کریگا۔ ہاں مہندی میں اتنا نیل ملانا جس سے رنگ سرخ ہی رہے مگر اوس میں ذرا پختگی آجائے یہ جائز ہے وھو المراد بالماثور وبا ھو فی الخانیۃ وغیرھا من کور۔

(۲) زید محض جھوٹا ہے قرآن مجید پر افترا کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مسئولہ اکبر یار خاں از شہر کہنہ محصل چندہ مدرسہ اہلسنت وجماعت بروز دوشنبہ بتاریخ ۶ ذوالقعدہ ۱۳۳۳ھ

دوسرے یہ کہ داڑھی کا طول ایک مشت و دو انگشت ہے یا کم یا کس قدر کہ جس سے کم رکھنے میں گنہگار ہوگا اور مونڈوانا اوسترے سے اور قینچی سے کترانا چھوٹا چھوٹا کرانا ایک ہی بات ہے یا قینچی سے چاہے جسقدر کترواکر چھوٹا کردے اس میں حرج نہیں ہے۔ تیسرے یہ کہنا کہ عرب شریف اسلام کا گھر ہے وہاں کے لوگ داڑھی کترواکر چھوٹا کرلیتے ہیں۔ اگر اور کوئی شخص داڑھی کتروائے تو کیا مضائقہ ہے ایسے کہنے والے شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔ چوتھے یہ کہ لبوں کے بال بڑھے ہوئے شخص کا جھوٹا پانی وغیرہ پینا کیسا ہے۔ پانچویں یہ کہ ایسے لوگوں کی نسبت یعنی داڑھی مونڈوانے والے کترنے والے لبوں کے بال بڑھانے والے کس خطا کے مرتکب ہیں اون کی نسبت کیا حکم ہے۔ چھٹے یہ کہ مثل داڑھی کے مقدار کے لبوں کے بال کی بابت کہ کس قدر ہوں کیا حکم ہے۔ اگر کوئی شخص لبوں کے بال مونڈوائے یا بہت باریک کرے تو کیا قباحت ہے۔

الجواب

(۲) داڑھی کا طول ایک مشت یعنی تھوڑی سے نیچے چار انگل چاہیے اس سے کم کرانا حرام ہے۔ قینچی سے کترے خواہ اوسترے سے لے سب یکساں ہے۔ ہاں تھوڑی کترنے سے سب منڈا دینا سخت وخبیث تر ہے کہ حرام حرام میں فرق ہوتا ہے۔ افیون بھنگ، چرس، شراب سب حرام ہیں مگر شراب سب میں بدتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) شریعت پر کسی کا قول فعل حجت نہیں۔ اللہ و رسول سب پر حاکم ہیں اللہ و رسول پر کوئی حاکم نہیں یہ فعل وہاں کے جاہلوں کا ہے اور جاہلوں کا فعل سند نہیں ہوسکتا کہیں کے ہوں ایسا کہنے والا اگر جاہل ہے اوسے سمجھا دیا جائے اور اگر ذی علم ہوکر ایسا کہتا ہے یا سمجھانے کے بعد بھی نہ مانے اصرار کئے جائے وہ سخت فاسق و گمراہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر اوسے وضو نہ تھا اس حالت میں اوس نے پانی پیا اور لبوں کے بال پانی کو لگے تو پانی مستعمل ہوگیا۔ مستعمل پانی کا پینا ہمارے امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصل مذہب میں حرام ہے۔ اون کے نزدیک وہ پانی ناپاک ہوگیا خود اوس نے جو پیا ناپاک پیا اور اب جو پئے گا ناپاک پئے گا اور مذہب مفتی بہ پر مستعمل پانی کا پینا مکروہ ہے۔ اوس نے جو پیا مکروہ پیا اور اب جو بچا ہوا پئے گا مکروہ پئے گا ہاں اگر اوسے وضو تھا یا مونھ دھلا تھا تو شرعاً حرج نہیں اگرچہ اوس کی مونچھوں کا دھوون پینے سے قلب کراہت کریگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) حد شرع سے کم داڑھی رکھنا یا حد شرع سے زیادہ مونچھیں رکھنا سب خلاف شرع اور مجوسیوں کی سنت اور نصرانیوں کی عادت ہے آدمی اس سے گنہگار ہوتا ہے اور اس کی عادت رکھنے سے فاسق ہوجاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) لبوں کی نسبت یہ حکم ہے کہ لبیں پست کرو کہ نہ ہونے کے قریب ہوں البتہ منڈانا نہ چاہیے اس میں علماء کو اختلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ملک برار مقام نیر پر سونیتھ محلہ دار دہ ضلع ایوت محل محمد زمان عرف شیخ جھور روز چہارشنبہ بتاریخ ۱۲ ذوالقعدہ ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص تعزیہ داری کو جائز کہتا ہے اگر کوئی انکار کرتا ہے تو سخت کلامی سے

پیش آتا ہے چنانچہ پیش امام مسجد نیز واقع تعلقہ دار وہ ضلع ایوت محل ملک برار نے جب انکار کر کے کہا کہ تعزیہ داری سخت منع ہے تو اوس نے کہا کہ تم خلاف کہتے ہو اور تمہاری امامت جائز نہیں ہے تم سور کھاتے اور حرام کھاتے ہو اسپر تمام بستی کے مسلمانوں نے جمع ہو کر اوس سے پوچھا تو تمام مسلمانوں کو کہا کہ تم سب سور کھاتے ہو اور کہا کہ اجرت پر امامت جائز نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسے شخص کا قول کہاں تک صحیح ہے۔ کیا تعزیہ داری درست ہے اور اجرت پر امامت جائز نہیں اور جو تمام مسلمانوں کو سور کھانے والا بولے تو وہ گنہگار رہے فاسق ہے یا نہیں او سے توبہ کرنا چاہیئے یا نہیں۔ مسلمانوں کو ایسے شخص سے برتاؤ کیسا رکھنا چاہیئے۔ ایک مسلمان کی آمدنی کھیتی و تجارت سے بھی ہے اور سود سے بھی ہے ایسے شخص کے یہاں کھانا کھانا درست ہے یا نہیں اگر کسی مسلمان نے اوس کے یہاں کھانا کھایا تو اوس کو سود کھانے والا کہیں گے یا ایسا کہنا اوس کو جائز ہے یا نہیں شاہ مدار کے مہینہ کے سولہ چراغوں کی عید کرنا کتب فقہ سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

تعزیہ داری ناجائز ہے اور فتوی اس پر ہے کہ امامت پر اجرت لینا حلال ہے کمافی ردالمحتار و عامۃ الأسفار جس کے یہاں حلال حرام دونوں طرح کی آمدنی ہے اسکا کھانا حرام نہیں ہوتا جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ خاص کھانا حرام مال سے ہے۔ ذخیرہ و فتاویٰ عالمگیریہ میں امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے بہ ناخذ مالم نعرف شیئاحرامًابعینہ یہ دوسری بات ہے کہ سود خوار کے یہاں کھانا اگرچہ حلال مال سے ہو چاہیئے یا نہ چاہیئے مگر مطلقا اوس کے کھانے والے کو سود کھانے والا کہنا شریعت پر افترا ہے اور عام مسلمانوں کو ایسا کہنا اور زیادہ شیطانی لغط ہے اوس پر توبہ فرض ہے اور مسلمانوں سے معافی مانگے اگر نہ مانے اور اصرار کیئے جائے تو وہ فاسق ہے اوس سے وہی برتاؤ چاہیئے جو ایک فاسق سے کرنے کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللّٰہ" جس نے کسی مسلمان کو بلا وجہ شرعی ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی"۔ اس نے تو اتنے مسلمانوں کو ایذا دی بے شک وہ ظالم ہوا اور ظالم کے پاس بیٹھنے کو قرآن عظیم میں فرمایا قال اللّٰہ تعالیٰ" وامایُنسینّك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظّٰلمین ؕ" یہ سولہ چراغوں کی عید کیسی ہوتی ہے اس میں کیا کیا جاتا ہے کیا نیت ہوتی ہے ہمارے دیار میں یہ بالکل نہیں اس کا حال کبھی سننے میں نہیں آیا تفصیل ہونے پر جواب ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ عبدالعزیز تاجر چرم مقام قصبہ ٹنکاری محلہ شاہگنج ضلع گیا۔ بروز دوشنبہ تاریخ ۱۶ ر ذوالقعدہ ۱۳۳۲ھ

ایک شخص جو عالم ہے اوس نے جمعہ کے روز وعظ کے اندر بیان کیا کہ جن لوگوں نے جمعہ کے روز روزہ افطار کیا اور نماز عید پڑھی وہ ناجائز ہے ہم نے فتویٰ غیر عالم سے منگوایا ہے جن کو ضرورت ہو ہمارے مکان پر آکر دیکھ لیں اور عام جمعہ میں فتوی نہیں دکھلایا اور جب مکان پر لوگوں نے طلب کیا تو فتویٰ دکھلانے سے انکار کیا ایسا فتوی کہ جس سے ہر ایک مسلمان کو تعلق دینی ہے اوس کا چھپا رکھنا عالم کے حق میں کیسا ہے۔ **ایضًا**

ایک شخص مجہول النسب کہ جس کے حسب ونسب سے وہاں کے باشندہ پوری آگاہی رکھتے ہیں اور وہ شخص مولوی ہو اور غیر جگہ اپنے کو سیّد کہتا ہو اور اپنے مکان پر خط اپنے قلم سے سید کر کے نام اپنا لکھتا ہو اوس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب

اگر کوئی عذر شرعی نہ ہو تو فتویٰ چھپانا بہت بیجا تھا اگرچہ اعلان کے ساتھ وعظ میں حکم شرعی بیان کر دینے کے بعد کتمان علم و اخفائے حق کی حد میں نہیں آسکتا کہ عالم پر زبانی بیان حکم فرض ہے خود لکھ کر دینا ضروری نہیں کمافی غمز العیون وغیرہ نہ کہ اور کا لکھا پیش کرنا مگر جب کہ اوس کے پیش کرنے میں عوام کی ہدایت کا ظن غالب ہو اور اوسے بلا وجہ شرعی چھپائے تو البتہ جرم

کی حد میں آ جائے گا کہ اوس نے مسلمانوں کا خلاف ہدایت پیروہنا پسند کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سائل نے اول تو مجہول النسب کہا پھر یہ کہ اوس کے نسب سے وہاں کے باشندے پوری آگاہی رکھتے ہیں یہ دونوں باتیں متناقض ہیں شاید یہ مطلب ہو کر وہاں کے سب باشندوں پر اوس کا نسب مخفی ہے لہذا سب اوسے مجہول النسب سمجھتے ہیں اس تقدیر پر اوس کا اپنے آپ کو سید بتانا کہنا لکھنا ہمارے علم میں جرم لمحد پر نہیں بلکہ وہ کہتا ہے اور ہمیں اوس کا خلاف معلوم و ثابت و متحقق نہیں تو ہم اوسے سچا ہی خیال کریں گے کہ الناس امناء علی انسابہم اور ارشاد ہوتا ہے لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمؤمنات بانفسہم خیرا"۔۔۔ ہاں جو واقع میں سید نہ ہو اور دیدہ و دانستہ سید بنتا ہو وہ ملعون ہے نہ اوس کا فرض قبول ہو نہ نفل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من ادعی الی غیر ابیہ او انتمی الی غیر والیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لایقبل اللہ منہ صرفا ولاعدلا مگر یہ اوس کا معاملہ اللہ عزوجل کے یہاں ہے ہم بلادلیل تکذیب نہیں کر سکتے البتہ اگر ہمارے علم تحقیق طور پر معلوم ہے کہ یہ سید نہ تھا اور اب سید بن بیٹھا تو اوسے ہم بھی فاسق و مرتکب کبیرہ و مستحق لعنت جانیں گے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ ۔ مسئولہ اکبر یار خاں محصل چندہ مدرسہ اہلسنت باشندہ شہر کہنہ روز پنجشنبہ تاریخ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ

اس مسئلہ میں کہ حرام اور کفر اور سود کھانے میں کونسا گناہ صغیرہ ہے اور کون سا کبیرہ ہے مہربانی فرما کر کے جواب بالتفصیل وارد ہونا چاہئے۔

الجواب

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ ۔ کفر ہر کبیرہ سے بدتر کبیرہ ہے اور سود بھی کبیرہ ہے اور ہر حرام کبیرہ ہے الا اللمم ان ربك واسع المغفرۃ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از بنارس محلہ کچی باغ مدرسہ مظہر العلوم حافظ نور محمد طالب علم ساکن مئوی روز پنجشنبہ تاریخ ۹ محرم ۱۳۳۴ھ

(۱) بدعت سیئہ کا عامل و معتقد گناہ کبیرہ کی عامل سے زیادہ بد و فاسق ہے یا کم یا برابر۔

(۲) غیبت کرنا جھوٹ بولنا خاص کر وہ جھوٹ جن سے خلق خدا میں فتنہ ہو دو دوست میں یا شوہر بی بی میں یا باپ بیٹے میں یا بھائی بھائی میں اُس جھوٹ سے رنجش ہو جائے باہم جدائی ہو کے گھر کی خرابی کی نوبت آ جائے اور مسلمان کے عیب کی تلاش و تجسس میں رہنا کوئی مسلمان اگر پوشیدگی سے کوئی گناہ کرتا ہو تو اس کی تجسس میں لگے رہنا اور پتہ پانے پر یا محض اپنی شبہہ و قیاس اس کو فاش کرنا شہرت دینا کس درجہ کا گناہ ہے اور گناہان مذکورہ بالا کا مرتکب فاسق و مستحق لعنت خدا و رسول ہے یا نہیں اور یہ سب گناہ شرعًا درجہ فسق میں زنا سے کم ہے یا زیادہ یا برابر۔ جواب مفصل اور مدلل درکار ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) عمل بدعت سیئہ کہ وہ حرام و صغیرہ و کبیرہ ہر قسم ہے تو اوس کا مرتکب مطلقاً فاسق بھی نہیں ہو سکتا جبتک اصرار نہ کرے اور اعتقاد بالبدعۃ السیئہ یعنی کسی عقیدہ قطعیہ اجماعیہ اہلسنت کے خلاف اعتقاد رکھنے والا ضرور ہر کبیرہ عمل سے بدتر کبیرہ کا مرتکب اور فاسق عملی سے بدتر فاسق ہے غنیہ میں ہے فسق الاعتقاد اشد من فسق العمل ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) یہ سب گناہان کبیرہ ہیں اور ان کا مرتکب فاسق و مستحق لعنت حدیث میں فرمایا "الغیبۃ اشد من الزنا" غیبت سخت ہے زنا سے اور ظاہر ہے کہ قتل مومن غیبت سے اشد ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والفتنۃ اشد من القتل ۔ فتنہ قتل سے سخت تر ہے اور ان سب میں حق العباد ہے تو اوس زنا سے ضرور بدتر ہے جس میں حق العباد نہ ہو مگر وہ جھوٹ جس سے کسی کا ضرر نہ ہو کہ بے مصلحت شرعی ہو تو گناہ ضرور ہے مگر اوسے زنا کے برابر نہیں کہہ سکتے کہ یہ صغیرہ ہے بعد اصرار کبیرہ ہوگا اور زنا فی نفسہ کبیرہ ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از بروز شنبہ تاریخ ۵ ذوالقعدہ ۱۳۳۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمار دین مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ مولوی عنایت احمد صاحب نے اپنی کتاب جنان الفردوس کے چودہ صفحہ میں تحریر کیا ہے بیان جھوٹ نسب کا۔ ف جھوٹ ظاہر کرنا نسب کا بھی بڑا گناہ ہے۔ مثلاً شیخ سے سید بن جانا۔ صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کے اپنے باپ کے سوا دوسرے کو باپ کرے اسپر جنت حرام ہے اور چودہ صفحہ کے حاشیہ پر یہ تحریر ہے۔ بیان جھوٹی نسب کا۔ ۲۱ ح مشارق ۲۲ ح اعتصام ف سوال
جولاہے کو شیخ نہ کہے تو جولاہا کہنا چاہیئے اگر جولاہا نہ کہے تو کیا کہنا چاہیئے فقط۔

الجواب

یہ حدیث بے شک صحیح ہے اور دوسری صحیح حدیث اس سے سخت تر ہے کہ جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنا نسب منسوب کرے اوس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ نہ اوس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ یہ حکم شامل ہے ہر اوس شخص کو کہ سید نہیں اور سید بن بیٹھے۔ شیخ قریشی یا انصاری نہیں اور اپنے آپ کو ایسا شیخ کہے مگر لفظ شیخ کا استعمال متعدد معنی پر ہے۔ پیر اور بزرگ اور اوستاد اور چار شریف اقوام مشہورہ ہند سے ایک قوم اور سید مغل پٹھان کے سوا ہر مسلمان۔ اس پانچویں معنی پر جولاہے دھنے ہر قوم کے مسلمان شیخ کہلاتے ہیں اسی معنی پر وہ اپنے آپ کو شیخ کہے تو اس حکم کے نیچے داخل نہیں ہاں اگر جولاہا ہو اور اپنے آپ کو چوتھے معنی پر شیخ کہے کہ اون چار شریف قوموں میں سے میری قوم ہے تو وہ ضرور اس حدیث کے نیچ داخل ہوگا اگر واقع میں وہ ایسا نہیں اور اگر واقع میں وہ انھیں شریف اقوام میں سے ہے مثلاً شیخ انصاری یا علوی یا عباسی یا عثمانی یا فاروقی یا صدیقی ہے اور کپڑا بننے کا پیشہ کرتا ہے تو وہ ضرور سچا ہے اوس پر کچھ الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ محمود الحسن گوالیار بروز شنبہ تاریخ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ

جامع مسجد میں وعظ کس کی اجازت سے ہونا چاہیئے یا اگر کوئی تقریر وغیرہ کرنا چاہیئے اور اوس کی قابلیت علم علوم دینیہ میں کافی نہ ہو اور اوس کی تقریر اشتعال انگیز ہو تو کیا اوس کو امام مسجد تقریر کرنے سے بند کر سکتا ہے۔

الجواب

وعظ میں اور ہر بات میں سب سے مقدم اجازت اللہ و رسول ہے جل اللہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کافی علم نہ رکھتا ہو اوسے واعظ کہنا حرام ہے اور اوس کا وعظ سننا جائز نہیں اور اگر کوئی معاذ اللہ بد مذہب ہے تو وہ نائب شیطان ہے اوس کی بات سننی سخت حرام ہے اور اگر کسی کے بیان سے فتنہ اوٹھتا ہو تو اوسے بھی روکنے کا امام اور اہل مسجد سب کو حق ہے اور اگر پورہ عالم سنی صحیح العقیدہ وعظ فرمائے تو اوسے روکنے کا کسی کو حق نہیں۔ بقولہ تعالیٰ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از کراچی بندر۔ شاپ کیپر صدر بازار بر دکان سیٹھ حاجی نور محمد عبد القادر مسئولہ عبد اللہ حاجی روز چہارشنبہ بتاریخ ۸ محرم ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین و مفتیان شرع متین کہ یہاں ایک مدرسہ مسلمان لڑکیوں کے کھولا گیا ہے جس میں اس مدرسہ کی معلمہ مروجہ تعلیم جو فی زمانہ اسکولوں میں لڑکوں کو دی جاتی ہے بعینہ وہ ہی تعلیم لڑکیوں کو دیجاتی ہے یعنی لکھانا و پڑھنا اور حساب و نظمیں یاد کراتی اور سکھاتی ہے یہ فعل فی زمانہ لڑکیوں کیلئے روا اور جائز ہے یا ممنوع اور ناجائز ہے علاوہ اسکے لڑکیاں بارہ چودہ سال کی بے پردہ آیا کرتی ہیں اور اس مدرسہ کے خادم نوجوان لڑکے ہیں اون کے سامنے اور وقت امتحان کے غیر مردوں کے آگے الحان سے نظمیں پڑھتی ہیں کیا یہ فعل شرعاً حرام ہے یا نہیں اور لڑکی مشتہاۃ ہونے کیلئے شرعاً کتنی عمر ہونی چاہیئے اور ایسے مدرسہ کی تائید کرنے والوں اور اون کے والدین کیلئے جو اپنی لڑکیاں ایسے مدرسہ میں بھیجا کرتے ہیں اور تعلیم مروجہ دلواتے ہیں شرعاً کیا حکم ہے فقط۔

الجواب

لڑکیوں کا غیر مردوں کے سامنے خوش الحانی سے نظم پڑھنا حرام ہے اور اجنبی نوجوان لڑکوں کے سامنے بے پردہ رہنا بھی حرام اور لڑکیوں

کو لکھانا سکھانا مکروہ یونہیں عاشقانہ نظمیں پڑھانا ممنوع اور ایسے مدرّس کو مدد دینی شیطان کو اوسکے مقاصد میں مدد دینی ہے اور جو اپنی لڑکیوں کو ایسی جگہ بھیجتے ہیں بے حیا بے غیرت ہیں اون پر اطلاق دیوث ہو سکتا ہے نو برس کی عمر کی لڑکی مشتہاۃ ہوتی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از مقام اہور ملک مارواڑ متصل آنر پورا پیر محمد امیر الدین بروز یکشنبہ بتاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۴ھ

بروز جمعہ کو مکتب کے لڑکوں کو چھٹی ہے یا نہیں اگر ہے تو مع حدیث و آیت کے آگاہ فرمادیں فقط۔

الجواب

جمعہ کی چھٹی ہمیشہ معمول علمائے اسلام ہے اور اسی قدر اوسکی سند کیلئے کافی ایسی جگہ بالخصوص آیت یا حدیث ہونا ضرور نہیں اور آیت و حدیث سے یوں نکال بھی سکتے ہیں کہ حدیث صحیح میں جمعہ کی پہلی ساعت سے جمعہ کی طرف جانیکی ترغیب فرمائی تو صبح سے فراغ جمعہ تک تو وقت اہتمام و انتظار جمعہ میں گزرا پڑھنے کا کیا وقت ہے اگر کہیے مسجد میں جاکر پڑھے تو قبل جمعہ حلقہ سے ممانعت فرمائی بعد نماز فرمایا گیا فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو یہاں بھی تجارت و کسب حلال کا ذکر فرمایا نہ تعلیم علم کا تو معلوم ہوا کہ وہ دن چھٹی کا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ مرسلہ صاحبزادہ گرامی قدر مولوی سید محمد میاں صاحب زیدت برکاتہم ۳ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

کیا حکم ہے بروئے شرع مطہر مطابق مذہب حنفی مسائل ذیل میں (۱) وہ کچہریاں اور وہ حکام جو اپنے فیصلوں اور کارروائی متعلقہ مثل گواہی گواہان وغیرہ میں پابندی شریعت محمدیہ ملحوظ نہیں رکھتے بلکہ خود ساختہ قواعد پر عمل درآمد کرتے ہیں اگر اتفاق سے کوئی امر شریعت حقہ کے مطابق ہو جائے یہ اور بات ہے ایسی کچہریوں اور ایسے حکاموں کو بالخصوص جبکہ وہ کفار کی ہوں اور وہ حاکم بھی کفار سے ہو عدالت اور حاکم کو عادل یا منصف اور اون کارروائیوں کو فیصلوں کو عادلانہ اور منصفانہ کہنا آیا شرعًا کفر ہے یا کیا۔ (۲) بیان دعوٰی و جواب دعوٰی وامثالہا جن میں آجکل کے پیروکار وکلا قانونی اپنے حسب عادت ایسے الفاظ استعمال کرتے اور پھر اون کی تصدیق و تسلیم فریقین سے ایسے الفاظ سے کراتے ہیں کہ یہ عرضی دعوٰی وغیرہ ہم کو تسلیم اور ہمارے نزدیک اور علم میں کل مضمون مندرجہ عرضی دعوٰی ہذا صحیح ہے بلکہ بعض دفعہ لفظ لفظ صحیح بھی کہلواتے لکھاتے ہیں اب بعض فریقین تو وہ ہیں جو ان الفاظ کی موجودگی پر مطلع ہو کر پھر بھی اون کو تسلیم کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو ان الفاظ کے لکھے ہوئے ہونے سے غافل ہوتے ان الفاظ کو جان کر تسلیم نہیں کرتے بلکہ اگر اون کو سن بھی لیا ہو جب بھی توجہ اونکی نفس مطلب سے زائد ہونے کی وجہ سے ان پر کچھ لحاظ نہیں کرتے غافلانہ کبھی عرضی دعوٰی وغیرہ کو تسلیم کرتے ہیں بعض وہ ہیں جو ان الفاظ کو برا جانتے تسلیم نہیں کرتے ہیں مگر چونکہ اب عادت عام ہے لہذا لکھ وہ بھی دیتے ہیں کہ یہ سب عرضی دعوٰی وغیرہ ہم کو تسلیم ہے یا اور جیسے پیروکار رکھتا ہے ویسے بھی لکھ دیتے ہیں اب ان میں سے ہر ہر کا کیا حکم ہے اگر فریق آخر الذکر لفظ سب بلکہ تاکیدًا لفظ لفظ بھی تسلیم ہونا لکھ دیں مگر یہ نیت کریں کہ نفس بیان دعوٰی جو اس عرضی دعوٰی میں ہے وہ تسلیم ہے نہ اوس کے الفاظ قبیحہ نفس مطلب پر زائد تو کیا حکم ہے۔ (۳) بعض کاغذات ایسے ہوتے ہیں جن میں حکومت کی جانب سے یہ الفاظ لکھے ہوتے ہیں اور اون کی تصدیق و تسلیم منجانب حکومت چاہی جاتی ہے یا فریقین کو اپنے اپنے کاموں میں اون کو جاری کرانے کی ضرورت پڑتی ہے جیسے سمن وغیرہ یا حاکم خود ایسا جملہ کہلواتا ہے جسمیں یہ الفاظ آتے ہیں ایسی حالت میں ان تصدیق کرنے والوں سمن اجرا کرنے والوں اور ان الفاظ کہنے والوں کا کیا حکم ہے اور اونھیں کیا زیبا ہے۔ (۴) پیروکار قانونی اپنی بحثوں میں حسب عادت خود بلا اجازت صریح مؤکلان ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور وہ بحث ہر پیروکار کے اپنے مؤکل کے حق میں حاکم کے یہاں مسلمۂ مؤکل ہوتی ہے اور اگر مؤکل موجود ہوں تو اوسپر ساکت ہی رہتے ہیں تو اگر وہ دل سے ان الفاظ مخصوصہ کو نہ تسلیم کریں یا ان سے غافل رہیں لحاظ ہی نہ کریں اور اصل مطلب کی بحث کو مانیں تو پیروکار کے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے ان پر انکے سکوت کیوجہ سے کوئی قباحت آتی ہے اگر ہاں تو پیروکار کہنے والے کے برابر یا کم زائد۔ (۵) انگریزی جو کچہری بنام منصفی ہے عام طور پر اوسکو منصفی اور اوسکے حاکم کو منصف کہتے ہیں اور اوس سے مراد وہی مخصوص کچہری اور اوس کا حاکم ہوتا ہے انصاف کے اصلی معنی سے نیت کا

ذہن یہ کہتے وقت خالی ہوتا ہے اس صورت میں یہ اطلاق کیسا ہے۔ (۶) اگر لفظ عدالت سے صرف کچہری حکومت مراد لیا جائے اور عادل منصف سے صرف حاکم تو ان الفاظ کا اطلاق کفار فجار پر صحیح ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

سلطنت اگرچہ اسلامیہ ہو اور حاکم مسلم بلکہ خود سلطان اسلام اور حکم خلاف ما انزل اللہ کرے اوسے عادل کہنے کو ائمہ نے کفر بتایا ہندیہ میں امام علم الہدی ابو منصور ماتریدی قدس سرہ سے ہے من قال لسلطان زماننا عادل فقد کفر امام ممدوح اپنے وقت کے سلطان اسلام کی نسبت ایسا فرما رہے ہیں اون کے وصال کو ۱۰۰۱ برس ہوئے۔ کاغذ دعوی وجواب دعوی کی تصدیق سے تصدیق مضمون مراد ہوتی ہے اگرچہ یوہیں لکھا ہو کہ لفظ لفظ صحیح ہے اوسکا مطلب بھی یہی ہوتا ہے کہ اس کا کوئی ایجاب یا سلب خلاف واقع نہیں تقویت اطلاقات الفاظ کی طرف اصلا نظر نہیں ہوتی نہ وہ کسی طرح اوس سے مفہوم ہو تو خود ان پر کسی صورت میں کچھ الزام نہیں سوا اسکے کہ سکوت علی المنکر ہو اور وقت قدرت وعدم فتنہ وجہل مرتکب رہ جائے اجابت حرام والا لا۔ شرط سوم کی مثال یہ ہے مثلاً داڑھی منڈانا ہر مسلمان جانتا ہے کہ شرعاً حرام ہے تو لازم نہیں کہ یہ داڑھی منڈے سے کہتے پھرے کہ یہ حرام ہے اسے چھوڑ دے ہاں جو اپنے قابو کا ہو اوس سے کہنا ضرور ہے یہی صورت تصدیق کاغذات و اجرا میں ہے کہ وہاں بھی تصویب اطلاق لفظ نہ مراد نہ مفہوم اور قدرت علی التغییر معدوم رہا ایسا جملہ کہلوانا اوس سے بھی وہ مضمون ادا کرانا مقصود ہوتا ہے نہ کہ نقل باللفظ تو نقل بالمعنی میں وسعت عظیم جو باوصف قدرت تبدیل لفظ نہ کرے وہ ضرور مخالفت شرع کا مرتکب اور اوس لفظ کے لائق حکم شرعی کا مستوجب مستحق ہوا پیرو کار بھی اصل ادائے مطالب میں اوس کا وکیل ہے نہ کہ تعبیر ہر لفظ میں اور سکوت کا حکم گزرا بے اجتماع شرائط اربعہ جرم نہیں جو لفظ شرعاً ناجائز اور کسی شئے کا مثل علم ہوگیا اوس سے بطور علم بے ارادۂ اصل معنی وضع اول اطلاق اوس جرم میں نہیں آسکتا جیسے جار عبد العزی الفاظ محرمہ اپنے اصل معنی سے تجرید کرکے کسی معنی جائز پر محمول بناکر بولنا بھی بلا ضرورت رجعیہ حرام ہے کہ لفظ کا اطلاق ہی حرام تھا وہ موجود ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از ضلع اٹاوہ اوریا مسئولہ حیات اللہ۔ بروز پنجشنبہ بتاریخ ۹ صفر المظفر ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں (۱) آیا عورت مومنہ کو مومنہ سے السلام علیکم کہنا اور اوس کا جواب وعلیکم السلام کہنا جائز ہے (۲) عورت مومنہ کا اپنے باپ بھائی دادا سے السلام علیکم کہنا اور جواب میں وعلیکم السلام کہنا جائز ہے (۳) لڑکے اور بھائی کو اپنی ماں اور بہن سے السلام علیکم کہنا جائز ہے اور جواب میں وعلیکم السلام کہنا کیسا ہے (۴) عورت کو خاوند سے اور خاوند کو عورت سے السلام علیکم کہنا اور جواب میں وعلیکم السلام کہنا کیسا ہے (۵) عورتوں کو اگر السلام علیکم کہنا درست نہیں تو اور کون الفاظ بروئے شرع آپس میں ملتے وقت کہنا چاہئے فقط۔

الجواب

ان سب صورتوں میں السلام علیکم اور جواب وعلیکم السلام کہنا بلاشبہہ جائز ہے زمانہ اقدس میں بھی رواج تھا بیبیوں سے بھی السلام علیکم فرمایا ہے مگر یہاں ایک دقیقہ واجب اللحاظ ہے جو سنت مؤکدہ نہ ہو یا اوسکا ایک طریقہ متعین نہ ہوا ور بعض طرف عوام میں ایسے اوپری ہوگئے ہوں کہ اوسکے بجالانے سے سنت پر ہنسیں گے تو وہاں اوس غیر مؤکدہ اور مؤکدہ کے اس طریقہ خاصہ کا ترک ہی مصلحت ہوتا ہے کہ ایک استحباب کے لئے لوگوں کا دین کیوں فاسد ہو سنت پر ہنسنا معاذ اللہ کفر تک لیجاتا ہے اور مسلمانوں کو کفر سے بچانا فرض ہے مسئلہ خفاض نسا میں علمانے اس دقیقہ کی تصریح کی ہے نیز شملہ عمامہ میں فرمایا کہ جہاں جہاں سر ہنستے ہیں اور دم سے تشبیہ دیتے ہوں وہاں شملہ نہ چھوڑا جائے باہم عورتوں کا یا عورتوں سے السلام علیکم وعلیکم کی حالت قریب قریب ایسی ہی ہے اور اوسے اجنبا جانیں گے اور اوس پر ہنسنے کا احتمال ہے اور لفظ سلام اوس کا قائم مقام قالوا سلاما قال سلام تو اس پر اکتفا مناسب۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ بمقام بریلی صدر بازار چھاؤنی رسیدہ پاس مظہر حسین کے پہنچے بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ صفر المظفر ۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بزرگ سے خاندان قادریہ میں بیعت ہے اور اوسکی طبیعت خاندان چشتیہ صابریہ میں بھی بیعت ہونے کو چاہتی ہے اور اوسکا پیر صرف خاندان قادریہ میں بیعت کرتا ہے اور کسی دوسرے خاندان چشتیہ صابریہ وغیرہ میں بیعت نہیں کرتا اگر زید کسی دوسرے بزرگ سے خاندان چشتیہ صابریہ میں بیعت ہو جاوے اور نیز اوسکا پیر زندہ ہو تو کسی صورت میں کچھ حرج تو نہیں ہے زید کا خیال ہے کہ وہ دونوں پیروں کو برابر سمجھے گا اور حسب معمول دونوں شجرہ پڑھے گا اور دونوں پر عمل کریگا۔

الجواب

اکابر فرماتے ہیں ایک شخص کے دو باپ نہیں ہو سکتے ایک تن میں ایک عورت کے دو شوہر نہیں ہو سکتے ایک مرید کے دو پیر نہیں ہو سکتے یہ وسوسہ ہے اس پر عمل نہ کیا جائے یک درگیر محکم گیر پریشاں نظری والا کسی کی طرف سے فیض نہیں پاتا حدیث میں ارشاد ہوا من رزق فی شیٔ فلیلزمہ قرآن عظیم کی آیت بھی اسی معنی کا افادہ فرماتی ہے جو کا رڈ پر نہیں لکھی جا سکتی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از مظفر نگر کھاتولی مسئولہ اختر میاں محرر بروز شنبہ تاریخ ۱۱ صفر المظفر ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کھاتولی میں ایک مولوی صاحب مقیم ہیں حقہ اور پان دونوں استعمال کرتے ہیں اور دونوں کو جائز جانتے ہیں اور سر پر ضرورتاً پان کھلوانا ناجائز بتلاتے ہیں اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس کا حکم قرآن و حدیث سے مفصل و مدلل تحریر فرمایئے گا۔

الجواب

پان بلاشبہ جائز ہے اور زمانہ حضرت شیخ العالم فریدالدین گنجشکر و حضرت سلطان المشائخ نظام الملۃ والدین علیہما الرضوان سے مسلمان میں بلا نکیر رائج ہے حقہ کا دم لگانا جس طرح جہال وقت افطار کرتے ہیں جس سے حواس صحیح نہیں رہتے حرام ہے اور کثیف اور بدبو رکھا جائے تو مکروہ تنزیہی جیسے کچا لہسن اور پیاز ورنہ مباح خالص ہے (۳) سر پر پان کھلوانا بھی جائز ہے جبکہ پیشانی کے بال باقی رکھے جائیں ہندیہ میں ہے ولا بأس للرجل ان یحلق وسط رأسہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از مقام کیلا کھیڑا تحصیل باز پور ضلع نینی تال مسئولہ عبدالمجید خاں مدرز نانہ بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ صفر المظفر ۳۴ھ

احوال اینست کہ بابت مصافحہ کے کوئی کہتا ہے کہ بعد نماز کے نہیں کرنا چاہئے اور کوئی کہتا ہے کہ بعد نماز کے کرنا چاہئے لہٰذا آپ سے معروض ہوں کہ کون سا قول صحیح تر ہے اور طریقہ بھی صاف الفاظوں میں تحریر فرمائیں تاکہ مخالف زیر ہوا و جمعرات کی فاتحہ یا بزرگوں کے عرس وغیرہ کا صحیح طور سے تحریر فرمائیں۔ زیادہ حد ادب۔

الجواب

نمازوں کے بعد مصافحہ صحیح یہ ہے کہ جائز ہے نسیم الریاض میں ہے الاصح انہا بدعۃ مباحۃ جمعرات کی فاتحہ بھی جائز ہے۔ یوم عرس اگر منکرات شرعیہ مثل مزامیر وغیرہا سے خالی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بداؤں کچہری کلکٹری محافظ خانہ صدر مسئولہ سلامت اللہ نائب محافظ دفتر پٹواری بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ صفر المظفر ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ذیل کے مسئلہ میں اگر مرد کو معلوم ہو کہ میری بی بی حاملہ ہے تو کس مدت تک عورت سے صحبت کرنا جائز ہے فقط۔

الجواب

جب تک بچہ پیدا نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از ماڑوار موضع کنوٹو شدہ علاقہ بھاؤنگر مسئولہ مولوی فضل امیر امام مسجد روز یک شنبہ بتاریخ ۱۲ صفر المظفر ۳۴ھ

اگر مسجد کے اندر وعظ یا میلاد کی محفل ہوتی ہو تو کیا عورتوں کو مسجد کے اندر باپردہ آنے کی اجازت ہے یا کہ نماز پڑھنا عورتوں کو مسجد کے اندر جائز ہے یا کہ نہیں۔

الجواب

عورتیں نماز مسجد سے ممنوع ہیں اور واعظ یا میلاد خواں اگر عالم سنی صحیح العقیدہ ہو اور اوسکا وعظ و بیان صحیح و مطابق شرع ہو اور جانے میں پوری احتیاط اور کامل پردہ ہو اور کوئی احتمال فتنہ نہ ہو اور مجلس رجال سے دور ان کی نشست ہو تو حرج نہیں مگر مساجد کے جانے میں ان شرائط کا اجتماع خیال و تصور سے باہر شاید نہ ہو سکے۔ ومن لم یعرف اہل زمانہ فہو جاہل واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۴۱ از ضلع گوڑگاؤں مقام ریواڑی متصل تحصیل حکیم جلال الدین بروز شنبہ بتاریخ ۱۴ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ کوئی جانور یا شیرینی مندر میں بت پر یا دیبی بھیروں وغیرہ کی تھان پر یا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری وغیرہ کی قبر پر چڑھائی جاوے اور اوس بت کا پجاری یا تھان کا پجاری یا قبر کا مجاور اوس چڑھاوے کو لے لے اور اوسکو بیچے تو مول لینا درست ہے یا نہیں اور مجاور یا پجاری مفت دے تو لینا درست ہے یا نہیں اور مجاور اور پجاری کے گھر کا کھانا درست ہے یا نہیں اور اولیاء کرام کی قبر کے چڑھاوے اور بت یا تھان پر چڑھاوے ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ حکم ہے فقط

الجواب

عجب وہ مسلمان کہ اسلام اور کفر میں فرق نہ کرے۔ عجب وہ مسلمان کہ بتوں کے تھان اور اولیاء کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے مزارات طیبہ کو ایک ساتھ گنے بت پر چڑھاوا چڑھانا کفر ہے اور اولیاء کو ایصال ثواب طریق اسلام تا لک پجاری بھی ہو جاتا ہے بیچے تو مول لینے میں حرج نہیں کہ بت کے چڑھاوے کی خباثت اوس حد تک منتہی ہو گئی اور مفت دینا اگر اس طرح ہو جیسے اون کے یہاں پرشاد بٹتا ہے تو لینا ہرگز جائز نہیں کہ اوس میں ذلت مسلم ہے اور اگر اوس طریقہ پر نہ ہو بلکہ وہ اپنی ملک میں لیکر اسے بطور ہدیہ دے تو اوسکا حکم ہدیہ مشرکین کا حکم ہے کہ صور واحکام واقوال مختلف ہیں جنکی تفصیل ہمارے فتاوی میں ہے اور اس خاص صورت سے بچنا ہی بہتر ہے۔ حدیث میں فرمایا انی نہیت عن زبد المشرکین مزارات طیبہ پر جو کچھ بغرض ایصال ثواب حاضر کیا جائے اور عادۃً خدام مزار اوسے تقسیم کر لیتے اور دینے والے جانتے ہیں اور اس پر راضی ہوتے ہیں وہ ان کی ملک ہے اون سے ہدیۃً و شراءً دونوں طرح لینا جائز۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۴۲ از ضلع بریسال ملک بنگال پوسٹ آفس سامر ہاٹھ کاڈگوریدی مسئولہ رکن الدین احمد بتاریخ ۱۵ روز پنجشنبہ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

اون کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعد ولادت مولود ناری چھید کرنا آیا دائی جو گاؤں میں مقرر ہوتی ہیں یا جنائی جو ہر گھر کی عورتیں ہوتی ہیں انھوں کیساتھ کچھ خصوصیت ہے یا جو کوئی کر سکتا ہے بر تقدیر ثانی و ثالث منکرین پر شرعاً کیا حکم ہے دوم اگر اہل محلہ دائی کیساتھ خصوصیت جان کر اس فعل قبیحہ خاص کیلئے ایمان دار بھائیوں کو اہانت اور بے عزت کریں مثلاً ان لوگوں کے ساتھ اٹھک بیٹھک کھانا پینا نہ کریں بلکہ کہیں کہ اگر شرع میں بھی ہے تو بھی نہ کرنا کیونکہ رواج کے خلاف ہے اور خاص کر کے اس فعل خاص پر رواج کے پابند ہونا ضرور ہے تو شرع میں ان لوگوں پر کیا حکم ہے۔ سوم شریعت کے خلاف جو رواج ہو اپنے نام و ناموس کی رعایت سے اسی رواج کی پاسداری کرنا جائز ہے یا نہیں بر تقدیر اولی کیوں جائز اور اس کا کیا دلیل بر تقدیر ثانی مبنیین رواج مذمومہ پر شرعاً کیا حکم ہے۔ بینوا حکم الکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب

۱؎ بچہ کی ناری چھیدنا سنت ہے اور اسکی خصوصیت کوئی نہیں کہ یہ کام دائی جنائی کرے یا باپ بھائی جو کرے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دائی جنائی کے ساتھ خاص ہے اوروں کو جائز نہیں وہ دل سے مسئلہ نکالتا ہے اور شریعت پر افتراء کا گنہگار ہوتا ہے۔ قال اللہ تعالٰی ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون

علی اللہ الکذب لا یفلحون ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

ع۲ ۔ یہ بلاوجہ اپنے بھائیوں سے انقطاع اور مسلمانوں کی ایذا اور کسی وجہ سے حرام ہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ جس نے کسی مسلمان کو ناحق ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی دوسرے فریق کو بھی چاہئے جب لوگ اس قدر اوس سے پریشان ہوتے اور نفرت کرتے ہیں تو کیوں ایسی بات کریں جس سے ایک مباح کے پیچھے باہم تفرقہ و فتنہ ہو ہاں اون میں جو اہل علم و مقتدا و صاحب اثر ہوں وہ کریں ۔ تاکہ لوگوں کے قلوب سے یہ غلط بات رفع ہو جائے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

ع۳ ۔ یہ رواج کہ خود نہیں کرتے بجائے خود کچھ خلاف شرع نہیں کہ شریعت نے یہ کام خود کرنا واجب نہ کیا ہاں یہ سمجھنا کہ خود کرنا جائز نہیں اعتقاد باطل ہے اور اگر جائز تو جانتے ہیں مگر بلحاظ عوام بدنامی و مطعونی سے بچنے کو اسپر اصرار کرتے ہیں تو ایک وجہ رکھتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از موضع سہوہارہ ضلع بجنور محلہ مولویاں مسئولہ حفظ الرحمن روز سہ شنبہ بتاریخ ۷ ا صفر المظفر ۱۳۲۴ھ

ع۱ ۔ زید اپنے پیر کی تصویر کو نہایت احترام سے رکھتا ہے بوسہ دیتا ہے سجدہ تحیت کرتا ہے لہذا تصویر کا رکھنا تصویر کو بوسہ دینا تصویر کو سجدہ تحیت کرنا کیسا ہے ہر ایک کا حکم علیحدہ علیحدہ نص صریح یا حدیث صحیح یا قول امام سے بحوالہ کتب تحریر فرماویں اور زید بثبوت سجدہ تحیت میں کتاب انوار العیون فی اسرار المکنون مصنفہ شیخ عبد القدوس کی یہ عبارت پیش کرتا ہے مریدان حضرت شیخ العالم قدس سرہ پیش حضرت شیخ العالم سر پیش می آوردند و سجدہ پیش می رفتند و می نشستند و امروز ہماں سنت مریدان حضرت شیخ العالم جاری کہ پیش قبر حضرت شیخ العالم و پیش صاحب سجادہ سر بر زمین می نہند و سجدہ می کنند ۔ اس قول کے متعلق کیا حکم ہے اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ سجدہ تحیت کے متعلق فقہا میں اختلاف ہے ۔ درمختار میں ہے وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء العظماء فحرام والفاعل والراضی بہ اٰثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار اٰثما مرتکبا للکبیرۃ وفی الشامی قال الزیلعی وذکر الصدر الشہید انہ لایکفر بھذا السجود لانہ یرید بہ التحیۃ زیلعی و صدر الشہید سجدہ تحیت کرنے والے کو کافر نہیں کہتے ۔

ع۲ ۔ سجدہ عبادت سجدہ تعظیم سجدہ تحیت سجدہ شکر تقبیل ارض ان سب کی تعریف و فرق تحریر فرماویں نیز ان میں کون مخصوص ہے زندہ بزرگوں کیلئے اور کون ہے قبور و تصاویر کیلئے معہ حوالہ کتاب ۔

ع۳ ۔ جو مسلمان نماز پڑھتا ہے قبلہ کیطرف لیکن تصویر کو سجدہ کرتا ہے اوسکو کافر کہنا چاہئے یا نہیں اگر کافر کہا جاوے تو قول امام لا یکفر اہل القبلۃ کی کیا توجیہہ ہے نیز بخاری میں ہے حضرت انس سے روایت ہے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے جو ہماری طرح نماز پڑھے ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہو ہمارا ذبیحہ کھاوے وہ مسلمان ہے اس کیلئے اللہ رسول کا ذمہ ہے اوسکے ذمہ میں اللہ کا عہد نہ توڑو ۔ اس کا کیا مطلب ہے ۔ فقط ۔

الجواب

ع۱ ۔ غیر خدا کو سجدہ بلاشبہہ حرام ہے پھر اگر بروجہ عبادت ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کفر ہے اور اگر بروجہ تحیت ہو تو کفر میں اختلاف ہے اوسکے حرام ہونے میں اختلاف نہیں اور حق یہی ہے کہ بے نیت عبادت حرام ہے کبیرہ ہے مگر کفر نہیں زیلعی کی عبارت کا صاف یہی مطلب ہے نفی کفر کرتے ہیں نہ کہ نفی حرمت احادیث صحیح اس بارے میں بکثرت وارد ہیں اور کتب ہر چہار مذہب اسکی تحریم پر متفق بعض ملفوظات کہ بعض اولیاء کرام کیطرف بلا سند صحیح متصل منسوب ہوں ایسے مسئلہ جلیلہ واضحہ متفق علیہا کے مقابل ہرگز قابل استناد نہیں اور بالخصوص سجدہ قبر کے بارہ میں وہ حدیث موجود ہے ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ قال فلا تفعل اور تصویر کو سجدہ تو کھلا پھاٹک بت پرستی کا ہے دنیا میں بت پرستی کا آغاز تصاویر کو جانب قبلہ صرف نصب کرنے سے ہوا کما فی صحیح البخاری وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نہ کہ سجدہ کہ جانب قبلہ نصب سے ہزار ہا

درجہ بدتر اور کفر سے ایسا ہی قریب ہے جیسے آنکھ کی سپیدی کا سیاہی سے تصویر کی تعظیم مطلقاً حرام ہے بلکہ غیر محل اہانت میں اوس کا رکھنا ہی حرام و مانع دخول ملائکہ رحمت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ یہ سب وساوس ابلیس ہیں مسلمان اگر اوسکے ہاتھوں میں نرم ہوا وہ اسے ہلاک کر دیگا جلد کھینچے اور اس عدو مبین سے جدا ہوکر شریعت مطہرہ کی رکاب تھام لے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عہ سجدہ کسی قسم کا شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ میں غیر خدا کیلئے مطلقاً جائز نہیں اور احکام منسوخہ سے استناد جہل و خرط القتاد ورنہ سگی بہن سے نکاح بھی جائز ہوا اپنا رب حقیقی و مالک بالذات جان کر اوس کے حضور غایت تذلل کیلئے زمین پر پیشانی رکھنا سجدہ عبادت ہے۔ اور معبود نہ جان کر صرف اوسکی عظمت کیلئے زمین کا چومنا سجدہ تعظیم ہے اور وقت لقا باہمی موانست کیلئے سجدہ تحیت اور حق شناسی نعمت کے اظہار کو سجدہ شکر اول و آخر مولیٰ عزوجل کیلئے ہیں پہلا فرض اور پچھلا مستحب اور دوم سوم کہ غیر خدا کیلئے ہوں حرام ہیں کفر نہیں یونہی چہارم بھی اور پہلا کفر قطعی اور غیر خدا کیلئے تقبیل ارض بھی حرام ہے اور جو کرے اور جس کیلئے کی جائے اور وہ راضی ہو دونوں مرتکب کبیرہ اور بہ نیت عبادت ہو تو یہ بھی کفر کہ عبادت غیر کی نیت خود ہی کفر ہے اگرچہ اوسکے ساتھ کوئی فعل نہو۔ ہندیہ میں ہے وفی الجامع الصغیر تقبیل ارض بین یدی العظیم حرام وان الفاعل والراضی اثمان کذا فی التاتارخانیۃ وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزھاد فعل الجھال والفاعل والراضی اثمان کذا فی الغرائب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عہ۔ سجدہ تحیت اگر بت یا چاند یا سورج کو کرتا ہے ضرور اوسپر حکم کفر ہے کفر اگرچہ عقد قلبی ہے مگر جسطرح اقوال زبان اوسپر دلیل ہوتے ہیں یونہی بعض افعال بھی جنکو شریعت نے ٹھہرا دیا ہے کہ یہ صادر نہیں ہوتے مگر کافر سے اونھیں میں سے اشیاء مذکورہ کو سجدہ ہے یا معاذ اللہ مصحف شریف کو نجاست میں پھینک دینا یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کما صرح بہ علمائنا المتکلمون فی المسایرۃ وشروح المقاصد والمواقف والفقہ الاکبر وغیرہا یونہی تصویر اگر مشرکین کے معبودان باطل کی ہو تو اوسے سجدہ کرنے پر بھی مطلقاً حکم کفر ہے لا شتراک العلۃ بل لا فرق بینہا وبین الوثن الا بالتجسیم۔ اور اگر ایسی نہیں تو اوسے سجدہ کرنا مطلقاً حرام و کبیرہ ہے مگر کفر نہیں جبتک بہ نیت عبادت نہو جس صورت پر حکم کفر ہیں اوس پر تو حدیث و قول فقہ اکبر سے کوئی اشتباہ ہی نہیں اور جن صورتوں پر حکم کفر ہے اون پر جواب ظاہر ہے اہل قبلہ وہی ہے کہ جمیع ضروریات دین پر ایمان لاتا ہو اور کوئی قول و فعل قاطع ایمان اوس سے صادر نہ ہو ورنہ صرف قبلہ کی طرف ہماری سی نماز پڑھنا اور ہمارا ذبیحہ کھانا بنصوص قطعیہ قرآن ایمان کیلئے کافی نہیں منافقین یہ سب کچھ کرتے تھے اور یقیناً کافر تھے قال تعالیٰ لا یاتون الصلوۃ الا وھم کسالی وقال تعالیٰ اذا جاءک المنفقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنفقین لکذبون الی آخر الرکوع الشریف قال تعالیٰ ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وآیتہ ورسولہ کنتم تستھزءون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم مسئلہ شرح فقہ اکبر و ردالمحتار وغیرہما میں مصرح ہے اور ہم نے تمہید ایمان وغیرہ میں بارہا اوسے مفصل کیا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ - از ضلع گیا پردہ چک ڈاکخانہ شمشیر نگر مسئولہ ابوالبرکات بروز شنبہ بتاریخ ۱۱ صفر المظفر ۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز عید و بقر عید مصافحہ و معانقہ کرنا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا کہ نہیں حدیث مع حوالہ کتب تحریر ہو اور ان اوقات میں مصافحہ کرنا کتب حنفیہ سے ثابت ہے کہ نہیں فقط۔

الجواب

احادیث صحیحہ سے مصافحہ کی سنیت ثابت ہے اور خصوصیت وقت اوسے ناجائز نہ کریگی حدیث میں ہے صوم یوم السبت لا لک ولا علیک شاہ ولی اللہ دہلوی نے مسوی شرح مؤطا میں جواز مصافحہ بعد نماز عید کی نسیم الریاض میں مصافحہ بعد صلوۃ کی نسبت ہے الاصح انہا بدعۃ مباحۃ عین العلم میں ہے الاسرار بالتبسم حسن حدیث میں ہے خالقوا الناس باخلاقھم ایسے مباحات کہ عام میں رائج ہوں وہ موافقت مسلمین کے باعث نرے مباح نہیں بلکہ مستحب ہو جاتے ہیں اور اوس میں مخالفت مکروہ ہے اور وہی کریگا جو اپنی شہرت اور [illegible] نکو بنا چاہتا ہے

شرح صحیح مسلم شریف ومجمع البحار وغیرہما میں ہے الخروج عن العادۃ شھرۃ ومکروہ۔ وھو تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از ضلع نینی تال کاشی پور ڈاکٹر اشتیاق علی بروز یکشنبہ بتاریخ ۱۸ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

مخدومی مکرمی جناب مولانا صاحب دام اقبالہ آداب کے معلوم ہو کہ میں خیریت سے ہوں اور آپ کی خیر و عافیت کا خواہاں باعث تکلیف یہ ہے کہ برائے نوازش ذیل کے سوالوں کا جواب بھیجدیں گے تو بندہ بہت مشکور ہوگا۔

۱۔ اہل کتاب کیساتھ کھانا کھانا ہے یا نہیں اہل کتاب عیسائی ہو یا انگریزان کا باورچی مسلمان ہو یا عیسائی یہ بات تو ضرور ہے کہ یہ لوگ شراب پیتے ہیں اور بدجناور کھاتے ہیں۔

۲۔ اہل ہنود کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز ہے یا نہیں۔

۳۔ بعض لوگ اپنے نام کے آگے صدیقی اور رضوی لکھا کرتے ہیں جیسے سعید اللہ صدیقی واشتیاق علی رضوی تو یہ لکھنا جائز ہے یا نہیں اگر لکھا جاوے تو کچھ گناہ ہے۔ فقط

الجواب

۱۔ یہاں عیسائیوں خصوصًا انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانا جائز نہیں حدیث میں ہے لا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم نہ اون کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ اون کے ساتھ پانی پیو اون کے برتن نجاست سے خالی نہیں ہوتے اور اون کا باورچی اگرچہ مسلمان ہو ناپاک گوشت پکاتا ہے ومن رتع حول الحمی اوشك ان یقع فیہ۔ وھو تعالٰی اعلم

۲۔ ہندو کے ہاتھ کا پکا ہوا گوشت حرام ہے مگر اوس صورت میں کہ مسلمان نے ذبح کیا اور اپنی آنکھ سے غائب ہونے نہ دیا اسکے سامنے پکا یا اور باقی کھانے اوسکے پکائے ہوئے جائز ہیں جبکہ پانی یا برتن میں خلط نجاست معلوم نہ ہو۔

۳۔ اگر نسبت صحیح ہے جائز ورنہ حرام۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از ضلع شاہجہاں پور مقام میران پور کٹرہ محلہ نادر سایاں ڈاکخانہ خاص روز یکشنبہ بتاریخ ۱۸ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

جنگ بلقان کے وقت چند اشخاص نے ملکر چندہ مجروحین و بیوگان ترکوں کیواسطے قصبہ اور دیہات سے جمع کیا اوس اثنا میں چندہ فراہم کرنیوالوں میں سے ایک شخص نے کچھ روپیہ اپنے صرف میں کر لیا اور آج تک نہیں دیا برابر جھوٹے وعدے کرتا رہا اور بقیہ روپیہ تھے اوس روپیہ کے نہ ملنے کی وجہ سے ابتک نہیں روانہ کیا گیا اب اس روپیہ کو کسی صرف میں لانا چاہئے یا اون اشخاص کو واپس کر دینا چاہئے یا صرف مسجد یا مدرسہ میں یا طلبا علمان میں صرف کرنا چاہئے اور جس شخص نے وہ روپیہ نہیں دیا ہے اوسکی بابت کیا حکم ہے ایسے شخص اس بار امانت سے سبکدوش ہوجاوے۔ جنکے پاس جمع ہے زیادہ حد ادب۔

الجواب

چندہ کا روپیہ چندہ دینے والوں کا ملک رہتا ہے جس کام کیلئے وہ دیں جب وہ اوس میں صرف نہ ہو تو فرض ہے کہ انھیں کو واپس دیا جائے یا کسی دوسرے کام کیلئے وہ اجازت دیں اون میں جو نہ رہا ہو اون کے وارثوں کو دیا جائے یا اون کے عاقل بالغ جس کام میں اجازت دیں ہاں جو اون میں نہ رہا اور اون کے وارث بھی نہ رہے یا پتا نہیں چلتا یا معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس کس سے لیا تھا کیا کیا تھا وہ مثل مال لقطہ ہے مصارف خیر مثل مسجد اور مدرسہ اہلسنت و مطبع اہل سنت وغیرہا میں صرف ہو سکتا ہے۔ وہو تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از بنارس چھاؤنی محلہ دبھوری محال تھانہ سکرور رسیدہ مولوی عبدالوہاب بروز چہارشنبہ بتاریخ ۲۱ صفر المظفر ۱۳۳۴ھ

۱۔ یہ کہ اگر کسی شخص کی دعوت دیگر بلاوے اور وہ شخص دعوت کھا کر کھانے میں عیب نکالے تو وہ شخص گنہگار شرعًا ہے یا نہیں جائز کہ نہیں مثلًا کہے کہ گھی کم ہے مرچ زیادہ ہے۔

۲۔ یہ کہ کسی مرد مسلمان کا سر برہنہ ہو کر کھانا کھانا ازروئے شرع شریف درست ہے یا نہیں اور اوس شخص کیساتھ جو سر برہنہ کھاتا ہو شیطان

کھاتا ہے یا نہیں اور خلاف سنت ہے یا نہیں۔

عـ۳ یہ کہ اگر کوئی شخص کسی ایک شخص کی دعوت کرے تو چند آدمیوں کو لیکر اوس شخص کا دعوت میں جانا اور ان لوگوں کو بھی مجبور کر کے دعوت کھلانا جائز ہے یا نہیں حالانکہ یہ لوگ بلا دعوت ہیں۔

عـ۴ یہ کہ ایسے شخص کے سامنے جو ابھی جوان ہوا ور وہ پیری مریدی کرتا ہو تو عورتوں کو بلا پردہ جانا جائز ہے یا نہیں۔ اور جبکہ خود پیر صاحب خواہش سے مجبور کر کے بلاتے ہیں۔

الجواب

عـ۱ کھانے میں عیب نکالنا اپنے گھر پر بھی نہ چاہئے مکروہ وخلاف سنت ہے عادت کریمہ یہ تھی کہ پسند آیا تو تناول فرمایا ورنہ نہیں اور پرائے گھر عیب نکالنا تو مسلمانوں کی دل شکنی ہے اور کمال حرص و بے مروتی پر دلیل ہے گھی کم ہے یا مزہ کا نہیں یہ عیب نکالنا ہے اور اگر کوئی شئے اسے مضر ہے او سے نہ کھانے کے عذر کیلئے اوسکا اظہار کیا نہ بطور طعن وعیب مثلاً اس میں مرچ زائد ہے میں اتنی مرچ کا عادی نہیں تو یہ عیب نکالنا نہیں اور اتنا بھی بے تکلفی خاص کی جگہ ہو اور اوسکے سبب دعوت کنندہ کو اذیت نہ کرنی پڑے مثلاً دو قسم کا سالن ہے ایک میں مرچ زائد ہے اور یہ عادی نہیں تو اوسے نہ کھائے اور وجہ پوچھی جائے بتادے اور اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہے اب اگر نہیں کھاتا تو دعوت کنندہ کو اس کے لئے کچھ اور منگانا پڑیگا اوسے ندامت ہوگی اور تنگدست ہے تو تکلیف ہوگی ایسی حالت میں مروت یہ ہے کہ صبر کرے اور کھائے اور اپنی اذیت ظاہر نہ کرے واللہ تعالی اعلم

عـ۲ جو بسم اللہ کہکر کھاتا ہے شیطان اوس کے ساتھ نہیں کھا سکتا اور جو بغیر بسم اللہ کے کھاتے شیطان اوسکے ساتھ کھائیگا اگرچہ سر پر سو کپڑے ہوں ننگے سر کھانا ہنود کی رسم اور خلاف سنت ہے ہاں کوئی عذر ہو تو حرج نہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

عـ۳ بلا دعوت جو دعوت میں جائے اوسے صحیح حدیث میں فرمایا دخل سارقا وخرج مغیرا چور بن کر گیا اور لٹیرا ہو کر نکلا خصوصاً جبکہ دعوت عام نہ ہو تو معہود و معروف سے زائد آدمی لیجانا سخت ناجائز ہے مثلاً جو لوگ عادی ہیں کہ بے آدمی کیساتھ لئے ہوئے کہیں نہیں جاتے اون کی جو دعوت کریگا آپ جانیگا کہ ساتھ آدمی ہوگا المعروف کالمشروط ہاں اگر کسی بے تکلفی والے نے دعوت کی اور کچھ حاجت مند ہیں کہ یہ اونکو ساتھ لے گیا اور ان کا بار اوس پر نہ پڑیگا خواہ یوں کہ دسترخوان وسیع ہے اور دل فراخ یا یوں کہ اون کی کفالت یہ خود کریگا اور اوسے ناگوار نہ ہوگا تو حرج نہیں جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہما نے غزوہ خندق میں حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی دعوت کی اور دو صاحبوں کے قابل کھانا پکایا جب یہ دعوت کو عرض کرنے گئے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بآواز بلند ارشاد فرمایا کہ اہل خندق جابر تمہاری ضیافت کرتا ہے وہ ایک ہزار صحابہ کرام تھے رضی اللہ تعالی عنہم اور جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا جبتک ہم تشریف نہ لائیں کھانا نہ اوتارا جائے او کما قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جابر رضی اللہ تعالی عنہ گھبرائے ہوئے اپنے گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ مقدسہ رضی اللہ تعالی عنہا سے حال بیان کیا کہ یہاں دو ہی آدمیوں کے قابل کھانا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مع ایک ہزار صحابہ کے تشریف لاتے ہیں اون بی بی نے کہا آپ کو اسکی فکر کیا ہے جو لاتے ہیں وہی سامان فرمانے والے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے آٹے اور ہانڈی میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور ارشاد فرمایا کہ روٹی پکانے والی بلالو اور ہانڈی چولھے پر رہنے دو اوس قلیل آٹے اور گوشت سے ایک ہزار صحابہ کو پیٹ بھر کر کھلا دیا اور ہانڈی ویسا ہی جوش مارتی رہی اور آٹا ذرا کم نہوا واللہ تعالی اعلم۔

عـ۴ ۔ بے پردہ بایں معنی کہ جن اعضا کا چھپانا فرض ہے اون میں سے کچھ کھلا ہو جیسے سر کے بالوں کا کچھ حصہ یا گلے یا کلائی یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی جز تو اس طور پر تو عورت کو غیر محرم کے سامنے جانا مطلقاً حرام ہے خواہ وہ پیر ہو یا عالم یا عامی جوان ہو یا بوڑھا اور اگر بدن موٹے اور ڈھیلے کپڑوں سے ڈھکا ہے نہ ایسے باریک کہ بدن یا بالوں کی رنگت چمکے نہ ایسے تنگ کہ بدن کی حالت دکھائیں اور جانا تنہائی میں نہ ہو اور پیر جوان نہ ہو غرض کوئی فتنہ نہ فی الحال ہو نہ اسکا اندیشہ ہو تو علم دین امور راہ خدا سیکھنے کیلئے جانے اور بلانے میں حرج نہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از برٹش گیانا ڈمرارا ٹیرس حال وسیج ایسٹ بنگ مسئولہ عبد الغفور بتاریخ ۲۴ صفر المظفر روز شنبہ ۳۴ھ

۱۔ اگر ایک شخص نے کہا کہ درمختار کو حدیث کے سامنے میں نہیں مانتا تو اوسکا جواب کیا ہوا۔
۲۔ جاہل کو عالم مان لینا کیسا ہے
۳۔ زرد رنگ کپڑا مرد کو پہننا کیسا ہے خصوصاً جو شخص اپنے کو عالم کہے اور بھر زرد کپڑا پہنتا ہو۔
۴۔ اور ایک شخص نے اپنے کو مولانا قرار دیدے اور وہ شخص زید کو جانتا ہے کہ وہ وہابی ہے اور زید کہتا ہے کہ میں سنت جماعت ہوں اور دراصل میں زید کے اعتقاد میں کچھ فتور پایا جاتا ہے اور زید مناظرہ کیلئے سنی مولانا کو طلب کرتا ہے تو مولانا کو زید سے مناظرہ کرنا لازم آتا ہے یا کہ نہیں اور سنی مولانا کا زید سے کہ دراصل میں وہ وہابی ہو مناظرہ نہ کرنا باعث ننگ مذہب سنت جماعت کے ہے یا کہ نہیں۔

الجواب

۱۔ اس کا جواب ہی مناسب ہے جو قرآن عظیم نے تعلیم کیا ہے کہ سلام علیکم لا نبتغی الجھلین۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۲۔ جہل ہے اور اوسکا انجام ضلالت حدیث میں ہے حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جھالا فسألوھم فافتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
۳۔ زعفران کا رنگا ہوا کپڑا مرد پر حرام ہے اور کسی طرح کا زرد حرام نہیں ہاں اگر وہ کسی ایسی وضع مخصوص پر ہے جس سے انگشت نمائی و شہرت ہو تو مطلقاً مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
۴۔ وجوب مناظرہ کیلئے شرائط ہیں اگر وہ سب پائے جاتے ہیں تو مناظرہ لازم ہے اور اوس کا ترک مضر مذہب اور اگر ان میں سے ایک بھی منتفی ہے مثلاً طرف مقابل جاہل ہے یا متعصب معاند ہے جس سے قبول حق کی امید نہیں یا مناظرہ میں فتنہ ہو تو کچھ ضرور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ للہ ٹھیریا مراد آباد مسئولہ حافظ محمود حسن روز دوشنبہ بتاریخ ۲۶ صفر المظفر ۳۴ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ صفر کے اخیر چہار شنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اوس روز حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض سے صحت پائی تھی بنا بر اسکے اوس روز کھانا و شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں علیٰ ہذا القیاس مختلف جگہوں میں مختلف معمولات ہیں کہیں اوس روز کو نحس و نامبارک جانکر گھر کے پرانے برتن گلی توڑ ڈالتے ہیں اور تعویز و چھلہ چاندی کے اوس روز کی صحت بخشی جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں یہ جملہ امور بربنائے صحت یابی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمل میں لائے جاتے ہیں لہٰذا اصل اسکی شرع میں ثابت ہے کہ نہیں اور فاعل عامل اسکا بربنائے ثبوت یا عدم ثبوت معصیت ہوگا یا قابل ملامت و تادیب۔ بینوا توجروا

الجواب

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اوس دن صحت یابی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اوسکی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے آخر اربعاء من الشھر یوم نحس مستمر اور مروی ہوا کہ ابتدا ابتلائے سیدنا ایوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم اسی دن تھی اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضاعت مال ہے بہر حال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ چہ میفرمایند علمائے دین متین اندریں مسئلہ کہ وقتیکہ قضات را وظیفہ مقررہ از بیت المال باشد و مع ہذا ایشاں دہ بدہ بگر دند و برائے خود بلا اجازۂ سلطانی خلد اللہ تعالیٰ سلطنتہ آمین ثم آمین را از خاص رعایا بعضے جبراً و قہراً و بعضے سوالاً و تفرعاً جمع میکنند و خلاف و جائز نمی شمارند میخورند نہ آنکہ در معطلات امور مملکت و سلطنت صرف میکنند پس ایں فعل و قول قضات مذکور موافق شرع قویم و صراط مستقیم ہست و یا نہ بینوا توجروا

الجواب

اگر بجبر میگیرند ظالم و غاصب اند قال اللہ تعالیٰ ولا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل و قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ و عرضہ و اگر بسوال و تفرع میگیرند نیز حرام ست قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تحل الصدقۃ لغنی ولا لذی مرۃ سوی در ہندیہ

وغیرہا است ماجمع السائل بالتکدی فہو خبیث بر سلطان اسلام وولاۃ وحکام ومحتسبان وہلا مقام فرض است کہ آنانرا ازیں کردار باز دارند قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذٰلک اضعف الایمان۔ وقال اللہ تعالٰی لولا ینھٰھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ محمد قاسم کھوکھر از دہاموکی تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ پنجاب بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۱ ربیع الاول شریف ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف رحمکم اللہ تعالٰی اس مسئلہ میں کہ جو مقتدی اپنے امام کی نیک نامی کو گزند پہنچانے کی غرض سے بچشم حقارت عوام الناس میں اس کی توہین وہجو کرے۔ حالانکہ اس کو سابقہ کئی دفعہ فہمائش بھی کی گئی ہے مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہیں آتا ہے ایسے شخص کے حق میں از روئے شرع شریف بطور تنبیہہ سوائے توبہ کے کچھ کفارہ لازم ہے اگر ہے تو کیا اور کس قدر۔ سابقہ ازیں اس شخص نے ایک شرعی معاملہ میں ناجائز امداد دینے پر کفارہ بھی ادا کیا ہوا ہے جواب سکا تفصیل مع اپنے دستخط ومہر ثبت تحریر فرمادیں اللہ تعالٰی آپکو جزائے خیر عطا فرمادے۔ والسلام۔

الجواب

جو الزام وہ امام پر رکھتا ہے اگر جھوٹا ہے تو مفتری ہے اور سخت عذاب کا مستحق صحیح حدیث میں ہے جو کسی مسلمان پر جھوٹا الزام رکھے وہ سخت بدبودار سخت گرم پیپ جو دوزخیوں کے بدن سے بہہ کر مثل دریا کے ہوجائیگا اس میں ڈالا جائے گا اور حکم دیا جائیگا کہ اسی میں رہ جبتک کہ اپنے کہے ہوئے کا ثبوت نہ دیدے اور کہاں سے دے سکے گا جبکہ جھوٹی بات ہے اور اگر الزام سچا ہے مگر امام میں وہ عیب خفیہ ہے جسے وہ چھپاتا ہے اور ظاہر نہیں کرنا چاہتا یہ اس پر مطلع ہوگیا اور اسے شائع کرتا ہے تو تین گناہوں کا مرتکب ہے اشاعت فاحشہ ایک اور امام کے پس پشت کہا تو غیبت جسے صحیح حدیث میں فرمایا الغیبۃ اشد من الزنا غیبت زنا سے سخت تر ہے اور جو امام کے برو کہا تو یہ ایذائے مسلم ہے اور صحیح حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من اٰذی مسلما فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ جس نے کسی مسلمان کو بلاوجہ شرعی ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن اس پر توبہ فرض ہے اور امام سے معافی چاہنا اور اسے راضی کرنا بھی کہ حق العبد ہے مگر اسکے سوا کوئی مالی کفارہ وغیرہ کچھ نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ شیخ احمد از بمبئی معرفت حکمت یار خاں بریلی بروز دوشنبہ بتاریخ ۱۱ ربیع الاول شریف ۳۴ھ ملفوظ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص قمار باز جس کا پیشہ سوائے جوا کے اور کچھ نہ ہو یا کوئی طوائف ناچنے گانے والی یا کوئی کسبی حرام پیشہ بارہویں شریف یا گیارہویں شریف میں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور حضرت غوث اعظم قدس سرہ کے نیاز کرے اس کا کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں بحوالہ کتب معتبرہ ارشاد فرمادیں بینوا توجروا۔

الجواب

جس کا پیشہ محض حرام کا ہو اس سے مخالطت ویسے ہی نہ چاہئے قال اللہ تعالٰی واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین ۰ اس کے یہاں کھانا اور زیادہ معیوب ہے مگر مذہب صحیح میں نفس طعام حرام نہیں سوا اس صورت کے کہ وہ خود اسے وجہ حرام میں ملا ہو مثلاً اجرت غنا یا زنا یا رشوت زانیہ میں ناج دیا گیا وہ ناج اس کھانے میں ہے یا اس نے اسے زر حرام سے خریدا اور خریداری میں عقد ونقد اسی مال حرام پر جمع ہوئے مثلاً وہ زر حرام دکھا کر کہا اسکے عوض دیدے اس نے دیدیا پھر جب اس نے دیدیا وہی زر حرام ثمن میں دیا یہ حرام کا لقمہ ہوا ان دونوں صورتوں میں وہ کھانا حرام ہے ورنہ نہیں بہ ناخذ ما لم نعرف شیئا حراما بعینہ ھندیۃ عن الذخیرۃ عن محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ معین الدین احمد ڈاکخانہ بنکلا ضلع میمن سنگھ چہارشنبہ ۲۷ ربیع الاول شریف ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص بغیر علم حدیث وتفسیر واصول وفقہ کے فتوے دے یا لکھے تو کیسا ہے یعنی شرعاً وہ شخص مجرم وماخوذ ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

ضرور مجرم ہے حدیث میں ہے افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا بے علم کے فتوی دیا تو آپ بھی گمراہ ہوا اور اون کو بھی گمراہ کیا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ طوطی ہند اسرار الحق خاں وسہیل ہند غلام قطب الدین صاحب از جبلپور چہار شنبہ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ

ماہ صفر کے اخیر چہار شنبہ کو ساتوں سلام یعنی سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ وغیرہ جلسہ میں پڑھکر اور آم کے سات پتوں پر لکھکر ایک نئے گھڑے میں پانی منگا کر اوس میں پتے دھوکر بطور تبرک سب کو پلانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

قرآن عظیم کی ہر آیت ہمیشہ نور وہدی وبرکت وشفا ہے اور اس چہار شنبہ کی تخصیص محض بے معنی بہر حال نفس فعل میں حرج نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ نماز کے وقت مسجد میں تمام نمازی کسی شخص کے آنے پر تعظیماً کھڑے ہونا اور شل سجدے کے قدموں پر سر رکھکر بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں

عالم دین اور سلطان اسلام اور علم دین میں اپنا استاذ ان کی تعظیم مسجد میں بھی کی جائیگی اور مجالس خیر میں بھی اور تلاوت قرآن عظیم میں بھی عالم دین کے قدموں پر بوسہ دینا سنت ہے اور قدموں پر سر رکھنا جہالت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ ماہ صفر کے آخر چہار شنبہ کو عورتیں بطور سفر شہر سے باہر جائیں اور قبروں پر نیاز وغیرہ دلائیں جائز ہے یا نہیں۔

الجواب ہرگز نہ ہو سخت فتنہ ہے اور چہار شنبہ محض بے اصل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب محمود آباد امام مسجد چھاؤنی بریلی ، ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ

رات کے وقت آئینہ کا دیکھنا منع ہے یا نہیں خصوصاً عورتوں کو کہ اپنے خاوند کیلئے بناؤ سنگھار کرتے وقت آئینہ دیکھنے کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔

الجواب

رات کو آئینہ دیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں بعض عوام کا خیال ہے کہ اوس سے مونھ پر چھائیاں پڑتی ہیں اور اوس کا بھی کوئی ثبوت نہ شرعاً ہے نہ طبّاً نہ تجربۃً اور عورت کہ اپنے شوہر کے سنگار کیواسطے آئینہ دیکھے ثواب عظیم کی مستحق ہے ثواب کی بات بے اصل خیالات کی بنا پر منع نہیں ہوسکتی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ بروز شنبہ ، ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ

۱؎ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں ایک عورت بیوہ مسلمان ہے خواہ مذہب شیعہ ہو خواہ مذہب اہل سنت والجماعت نکاح ثانی نہیں کیا اور کسی مسلمان شخص سے مبتلا ہے اوسکے گھر کا کھانا پینا جائز ہے یا نہیں یا وہ عورت کسی ایک مشرک کیساتھ گرفتار ہے ایسی عورت کے یہاں کھانا جائز ہے ایسی عورت کے گھر میں اگر کوئی پیش امام دعوت کھائے اوسکی امامت جائز ہے یا نہیں اور اوس پیش امام کے لئے کچھ کفارہ ہوتا ہے یا نہیں۔

۲؎ جو شخص فال کھولتا ہو لوگوں کو کہتا ہو کہ تمہارا کام ہو جائیگا یا نہ ہوگا دیا یہ کام تمہارے واسطے اچھا ہوگا یا برا ہوگا دیا اس میں نفع ہوگا دیا نقصان اوسکی امامت جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

۱؎ آجکل کے روافض تو اسلام سے خارج ہیں اور جو عورت بلا نکاح کسی شخص کے پاس رہے فاسقہ ہے اور وہ شخص مشرک ہو تو اوس کا فسق اور سخت تر ہے اور فاسق کے یہاں کھانا اگر وجہ حلال سے ہو فی نفسہٖ حرام نہیں مگر فاسقوں سے میل جول نہ چاہئے خصوصاً مقتدا کو پھر اگر دو ایک بار ایسا واقع ہو تو یہ ایسا الزام نہیں جس کے سبب اوسکے پیچھے نماز میں حرج ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲؎ اگر یہ احکام قطع ویقین کیساتھ لگاتا ہو جب تو وہ مسلمان ہی نہیں اوسکی تصدیق کرنے والے کو صحیح حدیث میں فرمایا فقد کفر بما نزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اوس نے اوس چیز کیساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اوتاری گئی اور اگر یقین نہیں کرتا جب بھی عام طور پر جو فال دیکھنا رائج ہے معصیت سے خالی نہیں ایسے شخص کی امامت ناجائز جبتک کوئی فساد عقیدہ نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ حافظ عبد المجید صاحب از قصبہ تحصیل سوار خاص علاقہ ریاست رامپور بروز شنبہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ

۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ محفل مولود شریف میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں یا نہیں اور وقت پیدائش کے قیام کرنا مستحب ہے یا بدعت بحوالہ کتاب فقہ یا حدیث بیان فرمایئے۔

۲۔ شاہ مولانا عبدالحق صاحب اور اصحاب کہف کا جو توشہ ہوتا ہے اس میں حقہ پینے والوں کو اگر شریک کرلیا جائے تو کیا قباحت لازم آئیگی اور حقہ پینا شرع شریف کیا حکم رکھتا ہے۔

الجواب

۱۔ مجالس خیر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اکابر اولیا نے مشاہدہ فرمائی اور بیان کیا کما فی بھجۃ الاسرار للامام الاوحد ابی الحسن نور الدین علی اللخمی الشطنوفی وتنویر الحوالک للامام جلال الملۃ والدین السیوطی وغیرھما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اللخوم عما مگر یہ کوئی کلیہ نہیں سرکار کا کرم ہے جسپر ہو جب ہو ؎ اگر بادشہ بر در پیرزن + بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن + ہمیں کر دمورے دعا سحر + کہ مہمانش آید سلیمان گر چہ خوش گفت یک مرغ زیرک بدو + سلیمان بیاید و لے جائے کو + مجلس میلاد مبارک میں وقت ذکر ولادت مقدس قیام جس طرح حرمین شریفین وجمیع بلاد دار الاسلام میں دائر و معمول ہے مستحب و مستحسن ہے قال اللہ عزوجل وتعزروہ وتوقروہ وقال اللہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب علامہ سید جعفر برزنجی مدنی عقد الجوہر میں فرماتے ہیں وقد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ائمۃ ذو روایۃ ورویۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ حقے تین قسم ہیں ایک وہ جسطرح جہال رمضان شریف میں افطار کے وقت دم لگاتے ہیں جس سے آنکھیں چڑھ جاتی ہیں حواس متغیر ہو جاتے ہیں وہ حرام ہے حدیث میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر دوسرا وہ جیسے بے احتیاط لوگ پیتے ہیں جسکے تازہ ہونے کا اہتمام نہ ہوا اور تمبا کو کثیف و بدبو ہو وہ مکروہ تنزیہی و خلاف اولیٰ ہے جیسے کچا لہسن اور کچی پیاز درمختار میں ہے الحاقا بالثوم والبصل تیسرا وہ کہ اوسے بدبو سے بچایا جائے اور کسی منکر شرعی پر مشتمل نہ ہو وہ مباح خالص ہے قال اللہ تعالیٰ خلق لکم مافی الارض جمیعا توشہ اصحاب کہف میں حقہ نہ پینے کی کوئی شرط نہیں البتہ توشہ حضرت شاہ عبدالحق رودولوی قدس سرہ العزیز میں یوہیں معمول ہے کہ حقہ پینے والے کو نہ دیا جائے اس میں کوئی حرج نہیں نہ اس سے حقہ پینے کی مطلقا مذمت ثابت ہوتی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ایک صاحبزادی کے دفن میں فرمایا ان کی قبر میں وہی اترے جو آج کی رات اپنی عورت کے پاس نہ گیا ہو اس سے اپنی عورت کے پاس جانے کی مذمت نہیں ثابت ہوئی یہ مصالح خاصہ ہیں جنکے اسرار اہل باطن جانتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ اشرف علی طالب علم بنگالی مدرسہ اہلسنت وجماعت بروز پنجشنبہ ۲۶ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے ایک رنڈی سے نکاح کرلیا ہے اور اوس رنڈی کا مال اسباب بھی اپنے مکان پر چلے آیا ہے اب وہ مال ہو سکتا ہے یا نہیں اور اوسکے گھر میں کھانا پینا کیسا ہے اور اس شخص نے اپنا مال بھی اوس رنڈی کے مال میں ملا دیا ہے بیان کرو ثواب پاؤگے۔

الجواب

وہ مال یوں ہرگز طیب نہیں ہو سکتا اور اوس نے اپنا مال اوس سے ملا کر یہ بھی خبیث کر دیا اوسکے یہاں کھانا پینا نہ چاہئے جبکہ رنڈی کا مال غالب ہو اور اگر معلوم ہو کہ یہ مال جو سامنے آیا ہے رنڈی کا مال ہے جب تو اوسکا کھا لینا عین حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از لکھنؤ احاطہ محمد خاں متصل دوکان ظہور بخش مسئولہ حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم بروز شنبہ ۲۸ ربیع الآخر ۱۳۳۴ھ

کافر مرتد مبتدع بدمذہب کو فاسق معلن یا اوسکو جسکا ان جیسا ہونا قائل کے نزدیک متردد ہو کوئی رشتہ مثل باپ دادا نانا بھائی بیٹا وغیرہ خود اپنا کہنا یا کسی اور مسلم کا کہنا حالانکہ اون کو کافر مرتد وغیرہ جیسے ہیں ویسے ہی مانے یہ کیسا ہے یا ایسے لوگوں کو ابتداءً سلام کہنا یا اون سے بخندہ پیشانی پیش آنا ہنسنا بولنا ایسی دوستی رکھنا جیسے دنیادار ہنسنے بولنے کھیلنے کی رکھتے ہیں اور اسی سلسلہ میں اونہیں تحائف روانہ کرنا یا اون کی ایسی تعظیم کرنا کہ وہ آئیں

تو کھڑے ہو گئے تحریراً یا تقریراً اونھیں عنایت فرمایا کرم فرمایا مشفق مہربان یا جناب حسنا لکھنا یا اسی طرح کے اور برتاؤ اون سے برتنا جیسے آج کل شائع ہیں کثرت سے خصوصاً ایسوں ہیں کے دنیاوی یا اثر لوگوں سے خلاصہ کلام یہ کہ ایسے لوگوں سے ایسا برتاؤ جس سے وہ خوش ہوں اوس میں اونکی تعظیم جانیں اگرچہ فاعل کی نیت اوس خوش یا تعظیم کی ہو یا نہ ہو جبکہ مذہبی نقطۂ نظر سے اونھیں اون کے لائق قبیح ہی سمجھیں جائز ہیں یا ناجائز ناجائز تو کس درجہ کی۔ تو غرض کہاں تک اس حد تک نہیں پہنچتیں کہ فاعل پر بھی خود اونکی طرح حکم کفر یا بدعت وغیرہ عائد ہو اور اگر یہ باتیں کسی جائز دینی دنیاوی غرض کیلئے کریں تو کیا حکم ہے۔

الجواب

ان لوگوں کو بے ضرورت ومجبوری ابتدا بسلام حرام اور بلا وجہ شرعی اون سے مخالطت اور ظاہری ملاطفت بھی حرام قرآن عظیم میں قعود معہم سے نہی صریح موجود اور حدیث میں اون سے بخندہ پیشانی ملنے پر قلب سے نور ایمان نکل جانے کی وعید افعال تعظیمی مثل قیام تو اور سخت تر ہیں تو ایسے کلمات مدح۔ حدیث میں ہے اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز له عرش الرحمن دوسری حدیث میں ہے ... اون میں فاسق کا حکم آسان ہے مصالح دینیہ پر نظر کی جائیگی اور مرتد ومبتدع داعیہ سے بالکل ممانعت اور ضروریات شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ فان الضرورات تبیح المحظورات رشتہ بتلانے میں مطلقاً حرج نہیں جیسے عمر بن الخطاب علی بن ابی طالب مع ان الخطاب وابا طالب لم یسلما اون کے ساتھ جو برتاؤ قولاً فعلاً ممنوع ہے بے ضرورت اوسکا مرتکب عاصی ہے اون کا مثل نہیں جبتک اون کے کفر وبدعت وفسق کو اچھا یا جائز نہ جانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔

بروز سہ شنبہ بتاریخ ۴ جمادی الاولیٰ شریف ۱۳۳۴ھ

کیا حکم ہے شرع مطہرہ کا اس میں کہ دعوت طعام کون سی سنت ہے کہ کس دعوت طعام سے انکار کرنا اور قبول نہ کرنا گناہ ہے بالتفصیل ارشاد ہو بینوا توجروا

الجواب

دعوت ولیمہ کا قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے جبکہ وہاں کوئی معصیت مثل مزامیر وغیرہا نہو اور کوئی مانع شرعی ہو اور اوسکا قبول وہاں جانے میں ہے کھانے نہ کھانے کا اختیار ہے باقی عام دعوتوں کا قبول افضل ہے جبکہ نہ کوئی مانع ہو نہ کوئی اوس سے زیادہ اہم کام ہو اور خاص اکی کوئی دعوت کرے تو قبول کرنے نہ کرنے کا۔ سے مطلقاً اختیار ہے ردالمحتار میں ہے دعی الی الولیمة ھی طعام العرس وقیل الولیمة اسم لکل طعام وفی الھندیة عن التمرتاشی اختلف فی اجابة الدعوة قال بعضھم واجبة لا یسع ترکہا وقال العامة سنة والافضل ان یجیب اذا کانت ولیمة والا فھو مخیر والاجابة افضل لان فیہا ادخال السرور فی قلب المومن واذا اجاب فعل ما علیہ اکل اولا والافضل ان یأکل لو غیر صائم وفی البنایة اجابة الدعوة سنة ولیمة او غیرھا واما دعوة یقصد بہا التطاول او انشاء الحمد او ما اشبہہ فلا ینبغی اجابتہا لا سیما اھل العلم اھ ومقتضاہ انہا سنة مؤکدة بخلاف غیرھا وصرح شراح الھدایة انہا قریبة من الواجب وفی التاتارخانیة عن الینابیع لو دعی الی دعوة فالواجب الاجابة ان لم یکن ھناك معصیة ولا بدعة والامتناع اسلم فی زماننا الا اذا علم یقینا ان لا بدعة ولا معصیة اھ والظاھر حملہ علی غیر الولیمة لما مر تامل اھ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔

مسئولہ بنے خاں سوداگر پارچہ بریلی محلہ نالہ متصل کٹرہ مانڈرائے ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔ ۱ طوائف جنکی آمدنی صرف حرام پر ہے اوس کے یہاں مجلس میلاد شریف پڑھنا اور اسکی اوسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۲ مجلس میلاد شریف میں بعد بیان مولود شریف کے ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور واقعات کربلا پڑھنا جائز ہے یا نہیں ۳ رافضیوں کے محرم میں ذکر شہادت ومصائب شہدا کرنا وسوز خوانی ومرثیہ مصنفہ انیس ودبیر پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

۱ اوس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جبکہ اوس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور

اس کیلئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لیکر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اوسکا قول مقبول ہوگا۔ کما نص علیہ فی الہندیۃ وغیرہا بلکہ شیرینی اگر اپنے مال حرام ہی سے خریدی اور خریدنے میں اوسپر عقد و نقد جمع نہ ہوئے یعنی حرام روپیہ دکھا کر اوس کے بدلے خریدکر وہی حرام روپیہ دیا ہو تو مذہب مفتیٰ بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی جو شیرینی اوسے خاص اجرت زنا یا غنا میں ملی یا اوس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اوسکی خریداری میں عقد و نقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام اور اوس پر فاتحہ حرام ہے یہ حکم تو شیرینی و فاتحہ کا ہوا اگر اون کے یہاں جانا اگرچہ میلاد شریف پڑھنے کیلئے ہو معصیت یا مظنہ معصیت یا تہمت یا مظنہ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم ہے حدیث میں ہے من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقفن مواقع التہم جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو۔ تو اونکی چوکی اور فرش اور ہر استعمالی چیز اونھیں احتمالات خباثت پر ہے پھر جو اہل تقوی نہیں اوسے اون کیساتھ قرب آگ اور بارود کا قرب ہے اور جو اہل تقوی ہے اوسکے لئے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے پھر اپنے نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے ومن رتع حول الحمی اوشک ان یقع فیہ جو رمنے کے گرد چرائیگا کبھی اوس میں پڑ بھی جائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲؎ علمائے کرام نے مجلس میلاد شریف میں ذکر شہادت سے منع فرمایا ہے کہ وہ مجلس سرور ہے ذکر حزن اوس میں مناسب نہیں کما فی مجمع البحار واللہ تعالیٰ اعلم

۳؎ ۔ حرام ہے ع کند ہم جنس باہم جنس پرواز ۔ حدیث میں ارشاد ہوا لاتجالسوھم اون کے پاس نہ بیٹھو دوسری حدیث میں فرمایا من کثر سواد قوم فھو منھم جو کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ اونھیں میں سے ہے۔

مسئلہ ۔ مسئولہ مسلمانان جام جودھپور کاٹھیاواڑ معرفت شیخ عبدالستار صاحب پوربندر کاٹھیاواڑ محلہ قندیل ۵ جمادی الاولیٰ ۳۲ھ

۱؎ چند عورتیں ایک ساتھ مل کر گھر میں میلاد شریف پڑھتی ہیں اور آواز باہر تک سنائی دیتی ہے یوہیں محرم کے مہینے میں کتاب شہادت وغیرہ بھی ایک ساتھ آواز ملاکر پڑھتی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ ۲؎ ہندو کو شفا بیماری کے واسطے تعویذ دینا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو اوسکا کیا طریقہ ہے بینوا توجروا

الجواب

۱؎ ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے اور عورت کی خوش الحانی کہ اجنبی سنے محل فتنہ ہے۔

۲؎ کافر کو اگر تعویذ دیا جائے تو مضمر جس میں ہندسے ہوتے ہیں نہ مظہر جس میں کلام الٰہی و اسمائے الٰہی کے حروف ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ سید منظور حسین صاحب بتوسط احمد حسن خاں رضوی نجیب آباد محلہ بوعلیخاں مرحوم ضلع بجنور ۲۵ جمادی الاولیٰ ۳۲ھ

اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت صاحب حجت قاہرہ مؤید ملت طاہرہ جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور کیا ارشاد ہے حضور کا فضل ہمیشہ رہے در بارۂ مسئلہ ذیل۔ کل یہاں قصبہ نجیب آباد کے بازاروں گلی کوچوں میں مسلمانوں کی ایک جماعت (جسمیں پڑھے لکھے بلکہ متعدد ذی اثر و معتقد رشرفا رقصبہ بھی شامل تھے اور جن میں سے بعض تو عامی عوام کی زبانوں پر معاذ اللہ دین کا جھنڈا۔ اسلام کا رکن۔ و اسلام کا پایہ وغیرہ وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں) بمعیت ایک ہجوم کفار ہنود۔ رنگ پاشی کرتی مغلظ و شرمناک بولیاں گاتی۔ جے جے کے نارے بلند کرتی۔ دوکانوں پر بیٹھے مسلمانوں کو ہولی بازی میں حصہ لینے کیلئے بالجبر کھینچتی اور ہر سامنے آنیوالے ہندو مسلمان پر رنگ برساتی ہوئی گذرتی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ مسلمانوں کی داڑھیاں (جنکے تھیں) چہرے کپڑے گلال و رنگ میں شہد دبے بائولوں دیوانوں کی طرح بیہوش آپے سے باہر کودتے پھاندتے چیختے چلاتے پھرتے تھے غرضیکہ ہر باغیرت مسلمان کے پیش نظر ایک ہولناک وحشت خیز منظر تھا جماعت مذکورہ نے بعض غیور مسلمانوں کے مطالبہ کرنے پر یہ جواب پایا کہ یہ حرکت شنیعہ بدیں وجہ کی گئی ہے کہ اسطرح (انکے زعم میں) ہندو و مسلمان باہم متحد و متفق ہوجاویں اور کہ ایسا کرنے میں کوئی دینی مضرت نہیں ہے مسلمان پہلے بھی کھیلا کرتے تھے بلکہ ایک مقام پر کسی مولوی صاحب نے بھی شرکت کی تھی اہم ہنود کے کندھوں پر تعزیے رکھا کر بدلا لیں گے جو (انکے زعم میں) دین کا نفع عظیم ہے اب دریافت طلب امور ذیل ہیں:

۱؎ معاذ اللہ اگر کسی مسلمان نے حرکت مذکورہ جائز جان کر کی ۲؎ یا قصداً برضا و رغبت اس کا ارتکاب کیا جیسا کہ ظاہر ہے کہ جماعت مذکورہ نے کیا اگر وہ نہ چاہتے تو کفار مذکور ہرگز ہرگز ایسا نہ کرتے نہ پیشتر کبھی یہاں ایسا ہوا چنانچہ امسال بھی شہر کے اکثر باحمیت مسلمان بحمدہ تعالیٰ اس ناپاک و خفیف حرکت

سے مجتنب ومحفوظ رہے، ۳ یا اگر کسی مسلمان نے جماعت مذکورہ کے فعل کو بجائے رنج ونفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھنے کے بنظر مسرت وعظمت واستحسان دیکھا بلکہ فیوز معترضین سے اولٹا معارضہ کیا اگرچہ خود شریک نہیں ہوا ۴ یا اگر کوئی مسلمان جماعت مذکورہ کو قبل از علانیہ توبہ رکن اسلام سمجھے یا حرکت مذکورہ کی تعریف کرے یا کسی طرح اوسکا ساتھ دے تو ہر چہار اشخاص کے ایمان ونکاح وبیعت پر کسی قسم کا ناقص اثر تو نہیں پڑتا ہے۔ اگر ناقص اثر پڑتا ہے تو اون سے کس طرح توبہ کرائی جائے ۵ اور کیا ایسا اتحاد جائز ہے جواب مدلل ومفصل وآسان عبارت میں اور حتی الامکان جلد عطا ہوتا ہر مسلمان سمجھ سکے اور بروز جمعہ مساجد میں اعلان کرکے مسلمانوں کو اس قبیح حرکت سے ڈرایا اور بچایا جاوے ورنہ معاذ اللہ ممکن ہے کہ رسم ناپاک نجیب آباد میں ہمیشہ کیلئے قائم ہوجائے اور نمونہ ملعونہ کی تقلید تمام ضلع بلکہ دور دور شہروں میں کیجائے ۶ نیز ارشاد فرمایئے کہ اگر جماعت مذکورہ جناب کے حکم شرعی پر عمل کرکے تائب نہ ہو تو عام مسلمان اون سے سلام وکلام کریں یا نہیں جواب دستخط اقدس ومہر شریف سے مزین ہو۔ ہم مستفتیان اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضور بہ بجوم کام نہایت عدیم الفرصت ہیں لیکن امر ہذا اگر حضور سے (کہ صدی موجودہ میں واحد ناخدا اسلام ہیں) نہ عرض کیا جائے تو اور کہاں جائیں اللہ تعالیٰ حضور کو ہم غریبوں کے سروں پر تا عرصہ دراز باعافیت وعزت صحت سلامت باکرامت اعداء دین اللہ پر نمایاں طور پر مظفر ومنصور مع جمیع متبعین قائم رکھے اور شب وروز اپنی بے انتہا برکات نازل فرماتا رہے بطفیل حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

الجواب

ظاہر ہے کہ افعال شنیعہ مذکورہ سخت ملعون ہیں جس نے اونھیں مستحسن جانا باتفاق ائمہ کرام کافر ہے۔ غمز العیون والبصائر میں ہے من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ یہ لوگ تو اسلام سے خارج ہوگئے اونکی عورتیں نکاح سے نکل گئیں ان کی بیعتیں جاتی رہیں نیز جس نے ان افعال کو جائز وحلال جانا اور اون پر راضی ہوا اور ان پر معترضین سے معارضہ کیا یہ لوگ بھی اسی حکم میں ہیں کہ مشرکین کے تہوار کی خوشی منانا اون کے ایسے افعال ملعونہ میں شرکت کرنا معصیت قطعیہ ہے اور معصیت قطعیہ کا استحلال کفر ہے اور جنھوں نے ان افعال ملعونہ کو ملعون وشنیع ہی جانا اور اونھیں بر جان کرانی شیطانی مصلحت کیے خیال سے شرکت کی اون کے قلب کا حال اللہ عزوجل جانتا ہے مرتکب کبائر ہوئے مستحق عذاب نار ہوئے سزاوار لعنت جبار ہوئے۔ مگر عند اللہ کافر نہ ہوئے لیکن شرع ظاہر پر حکم فرماتی ہے حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کریگا وہ انہیں میں سے ہے دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من کثر سواد قوم فھو منھم جو کسی قوم کی جماعت بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔ ان پر بھی توبہ اور تجدید اسلام فرض ہے تائب ہوں اور نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر اپنی عورتوں سے نکاح دوبارہ کریں اور وہ مصلحت ملعونہ اتحاد کہ اون کے قلب میں ابلیس نے القا کی وہ خود کب حلال ہے کافر ومومن میں اتحاد کیسا اللہ عزوجل فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ ○ اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ ٹھہراؤ اور فرماتا ہے لا يتخذ المؤمنون الكفرين اولياء من دون المؤمنين ایمان والے ایمان والوں کے سوا کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ اور فرماتا ہے لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا اباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم تم نہ پاؤ گے انہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور قیامت کے دن پر کہ دوستی کریں اون سے جنھوں نے مخالفت کی اللہ ورسول کی اگرچہ وہ اون کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا بھائی ہوں یا کنبے والے ہوں۔ اور فرماتا ہے ومن يتولهم منكم فانه منهم تم میں جو اون سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہے۔ کفار سے امور دنیوی مثل تجارت وغیرہا میں موافقت کی جاسکتی ہے جہاں تک مخالفت شرع نہ ہو مگر اون کے امور مذہبی میں موافقت اور وہ بھی معاذ اللہ اس حد تک ضرور لعنت الٰہی اوترنے کی باعث ہے اور وہ بیہودہ خیال کہ ہم اون سے تعزیہ اوٹھوالیں گے سخت جہالت ہے تعزیہ مسلمانوں کی کوئی عید نہیں بلکہ جہال نے اوسے موسم ماتم بنا رکھا ہے مسلمانوں کا کوئی امر مذہبی نہیں بلکہ مذہب میں ممنوع وناروا ہے ہندوؤں کے مذہب میں اون کی کوئی ممانعت نہیں اور ہمیں بہتیرے ہندو آپ ہی تعزیہ بناتے اور اوٹھاتے ہیں۔ بخلاف ہولی کہ عید کفار ہے اور اونکا مذہبی شعار ہے اور دین اسلام میں سخت حرام ہے تو یہ اوسکا معاوضہ کیسے ہوسکتا ہے ایسا ملعون اتحاد منانے والے کیا ہنود سے یہ قرار داد لے سکتے ہیں کہ وہ عید اضحیٰ میں ان کا ساتھ دینگے گائے پہچیاڑیں چھوٹی سی بچھیا وہ بھی لٹائیں گے سیر بھر بھی کھائیں تو پاؤ بھر وہ بھی کھالیں گے ایسا ہوتا تو کچھ جاہلانہ معاوضہ کا گمان ممکن تھا کہ عید اضحیٰ مسلمانوں کی عید ہے اور گاؤکشی اون کا مذہبی مسئلہ اور ہندوؤں کے یہاں حرام ہے اون سے کہکر دیکھیں

کیا جواب ملتا ہے اوسوقت کھل جائیگا کہ اس ملعون اتحاد کی تالی ایک ہی ہاتھ سے بجی ہندو اپنے مذہب پر قائم ہیں اور تم مسلمان اپنے دین سے نکل گئے ایسوں کو رکن اسلام کہنا اسلام کی توہین کرنا ہے اللہ تعالی مسلمانوں کو ہدایت دے اور شیطان ملعون کے دھوکوں سے بچائے اگر یہ لوگ نہ مانیں اور ایسے ہی اعلان کے ساتھ توبہ نہ کریں جس اعلان کے ساتھ وہ کفریات کئے تھے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اون کو چھوڑ دیں اون سے میل جول سلام کلام سب ترک کر دیں۔ قال اللہ تعالی وامّا ینسینّك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین ٥ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ مسئولہ جناب حکیم مقیم الدین صاحب بہیڑی ضلع بریلی ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مسلمان متقی تصور سے بذریعہ میز کہ سہ پایا ہوتی ہے اور تختہ پر اوس کے کچھ آیات قرآن عظیم کی مع تسمیہ لکھی ہوتی ہیں اور میز مذکورہ کے تینوں پایوں پر حروف تہجی لکھے ہوتے ہیں ارواح مسلمانان سے اور اس طرح بات چیت کرتا ہے کہ زید اور چار پانچ اشخاص مسلمان نمازی میز کے آس پاس کرسیوں وغیرہ پر حلقہ باندھ کر آنکھیں بند کر کے مکان پاک صاف میں کہ خالی از عوام ہوتا ہے میز پر ہاتھ رکھ کر جس روح کو میز میں بلانا ہوتا ہے تصور کرتے ہیں کہ فلاں شخص کی روح میز میں داخل ہوئی اور زید کہ تسبیح سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكَمَالِ وَالْجَمَالِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ عامل ہے وقت حلقہ زید اس تسبیح کی تلاوت کرتا ہے اس اثنا میں میز کا پایہ اٹھتا ہے تو سوال کیا جاتا ہے جو کچھ سوال کرنا ہوتا ہے پایوں کے ذریعہ سے اگر روح پڑھی ہوتی ہے تو حروف تہجی سے کہ میز کے پایوں پر لکھے ہوتے ہیں اون کے ذریعہ سے بتلاتی ہے اور ان پڑھ روح سے کلام بہت دشواری سے ہوتا ہے اور بعض روح تو بہت کچھ بیان کرتی ہیں یہاں تک جو کچھ اوس پر عذاب اور ثواب بعد مرنے کے ہوتا ہے بتلا دیتی ہے اور اپنے گھر وغیرہ کی کیفیت بھی بیان کر دیتی ہے اور اکثر اتفاق ایسا ہوا کہ جو کچھ کسی نے پڑھ کر بخشا وہ بھی بتلا دیا تو کیا ایسی میز کسی قسم کی قباحت از روئے شرع شریف لازم آتی ہے کیونکہ ظاہر میں کوئی فعل خلاف نہیں معلوم ہوتا۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر اس کی حقیقت اسی قدر ہے تو فی نفسہ اوس فعل میں حرج نہیں معلوم ہوتا جبکہ روحوں کا بلانا واقعیت رکھتا ہو اور یہ بظاہر دشوار معلوم ہوتا ہے جو ارواح معذب محبوس ہیں العیاذ باللہ تعالی اون کا آنا کیا معنی اور جو ارواح طیبہ معظمہ ہیں اون کا یوں بلانا سوء ادب سے خالی نہیں ہوتا بظاہر اوس عامل کے صرف تصور کا تصرف ہوتا ہے اس تقدیر پر ارواح کی طرف نسبت کرنا کذب اور دعوٰی کا ادعا محض ناجائز ہوگا اس کا امتحان بہت آسان ہے جن علوم سے یہ عامل آگاہ نہ ہو اون کے کسی جاننے والے کی روح بلائے اور اون علوم کا سوال کیجئے مثلاً ہندسہ و ہیأت کے واسطے نصیر طوسی کی روح بلائے اگر وہ دقائق علوم ہندسیہ کا جواب دیدے جن سے یہ عامل ناواقف ہو تو احتمال صدق ہو سکتا ہے اگرچہ دوسرا احتمال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ معلم الملکوت کا کوئی کرشمہ ہو اور اگر جواب نہ دے سکے تو دعوٰی کا ظاہر ہے بعض اوقات تجربہ ہوا ہے کہ میز نے وہی جواب دیئے ہیں جو عامل کے علم میں ہیں اس سے زیادہ کچھ میز نہ بتا سکی بالجملہ اس سے احتراز ہی چاہئے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از گونڈل علاقہ کاٹھیاواڑ مسئولہ عبدالستار بن اسماعیل سنی حنفی قادری رضوی بتاریخ ۱۴ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

رومال خالص ریشمی کپڑے کا مرد استعمال کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

رومال سے مراد اگر ہاتھ میں لینے کا ہے تو کر سکتا ہے اور اگر اوڑھنے کا ہے تو نہیں

مسئلہ۔ از گونڈل علاقہ کاٹھیاواڑ عبدالستار بن اسماعیل رضوی بروز شنبہ تاریخ ۱۷ رجب ۱۳۳۴ھ

عورت اپنے خسر کا پردہ کرے یا نہ کرے اسی طرح جیٹھ دیور کا کیا حکم ہے۔

الجواب

جیٹھ اور دیور سے پردہ واجب ہے کہ وہ نامحرم ہیں اور خسر سے پردہ واجب نہیں جائز ہے اس کا ضابطہ کلیہ ہے کہ نامحرموں سے پردہ مطلقاً واجب اور محارم نسبی سے پردہ نہ کرنا واجب اگر کریگی گنہگار ہوگی اور محارم غیر نسبی مثل علاقہ مصاہرت و رضاعت اون سے پردہ کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز مصلحت

وحالت پر لحاظ ہوگا اسی واسطے علما نے لکھا ہے کہ جوان ساس کو داماد سے پردہ مناسب ہے یہی حکم خسر اور بہو کا اور جہاں معاذ اللہ مظنہ فتنہ ہو پردہ واجب ہو جائیگا واللہ یعلم المفسد من المصلح۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲۔ تمباکو کا کھانا پان میں یا یوں ہی بلا پان کے جائز ہے یا نہیں تمباکو خالص ہو یا خوردنی خوشبودار جو لکھنؤ میں بنتا ہے۔

الجواب

تمباکو اور حقہ کا ایک حکم ہے جیسا وہ حرام ہے یہ بھی حرام اور جیسا وہ جائز ہے یہ بھی جائز بدبو ہے تو باکراہت ورنہ بلاکراہت فقط ایک فرق ہے جو لوگ غیر خوشبودار تمباکو کھاتے ہیں اور اوسے منہ میں دبا رکھنے کے عادی ہیں اونکا مونھ اوسکی بدبو سے بس جاتا ہے کہ قریب سے بات کرنے میں دوسرے کو احساس ہوتا ہے اس طرح تمباکو کھانا جائز نہیں کہ یہ نماز بھی یوں ہی پڑھیگا اور ایسی حالت سے نماز مکروہ تحریمی ہے بخلاف حقہ کے کہ اوس میں کوئی جرم مونھ میں باقی نہیں رہتا اور اوسکا تغیر کلیوں سے فوراً زائل ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شاہجہانپور بازار سبزی منڈی محمد رضا خاں سوداگر بروز دوشنبہ ۱۹ رجب ۱۳۳۲ھ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جامع مسجد اور عیدگاہ میں واسطے ترمیم ان دونوں مسجدوں کی یا کسی اور مسجد کی خواہ اسی شہر میں ہو یا دوسرے شہر میں جائز ہے یا ناجائز اور اگر کوئی سائل اپنی ذاتی حاجت کے واسطے چندہ طلب کرے یا موذن اور امام مسجد اوس کے واسطے اعلان کر دے تو جائز ہوگا یا ناجائز یا جامع مسجد یا عیدگاہ میں چندہ طلب کرنا وقت قرأت خطبہ کے حکم جواز میں ہے یا عدم جواز میں اور رافضی کی مسجد میں سنی المذہب کا نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز مکروہ یا غیر مکروہ اگر رفاض نے مسجد بنوادی ہے اور اوس میں رفاض نماز کیواسطے کسی وقت حاضر نہ ہو سکیں اور سنی لوگ اوسکے گرد و پیش سکونت رکھتے ہوں اور اوس مسجد میں نماز پنجوقتہ پڑھا کریں تو سنیوں کے واسطے موجب قباحت شرعاً ہے یا نہیں نماز اوس مسجد میں سنیوں کی بکراہت ادا ہوگی یا بلاکراہت اور علما جو وعظ مساجد جامعہ یا غیر جامعہ میں کہتے ہیں اور حاضرین کو پند و نصائح سناتے ہیں اور وہ اونکی خدمت و تواضع نقود وغیرہ سے کرتے ہیں یہ آمدنی اونکو جائز ہے یا ناجائز اور بعضے صرف حمد و نعت پڑھتے ہیں اور سامعین اون کی خدمت گذاری نقد و جنس سے کرتے ہیں یہ امر مساجد وغیر مساجد میں مباح و درست ہے یا نہیں اور یہ آمدنی اون کے واسطے درجہ جواز میں ہے یا عدم جواز میں یہ لوگ ماتحت آیہ کریمہ اولئک الذین اشتروا الحیوۃ الدنیا بالاخرۃ کے داخل ہیں یا خارج اوس سے تین حالتیں کہ مقصود طرفین الصالح اور انتفاع اور نفع رسانی اور مہمان نوازی اور مسافر پروری ہو بینوا توجروا۔

الجواب

خطبہ کے وقت چندہ مانگنا خواہ کوئی بات کرنا حرام ہے اور خالی وقت میں مسجد یا اور کسی دینی کام یا کسی مسلمان حاجتمند کیلئے مانگے جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ آئے سنت سے ثابت ہے اور اپنے لئے مانگنے کی مسجد میں اجازت نہیں۔ روافض کی بنائی ہوئی مسجد شرعاً مسجد نہیں نماز اوس میں ایسی ہوگی جیسے کسی گھر میں اگر محلہ میں کوئی مسجد اہل سنت کی ہے تو اوسے چھوڑ کر اس میں پڑھنا ترک مسجد ہوگا اور ترک مسجد بلا عذر شرعی جائز نہیں حدیث میں ہے لاصلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد اور اگر کوئی مسجد نہیں تو اپنی مسجد بنائیں یا اسی کو مول لیکر وقف کر دیں اس میں تین صورتیں ہیں اگر وعظ کہنے اور حمد و نعت پڑھنے سے مقصود یہی ہے کہ لوگوں سے کچھ مال حاصل کریں تو بیشک اوس آیہ کریمہ کے تحت میں داخل ہیں اور حکم لاتشتروا بآیتی ثمنا قلیلا کے مخالف وہ آمدنی اونکے حق میں خبیث ہے خصوصاً جبکہ ایسے حاجتمند نہوں جنکو سوال کی اجازت ہے کہ ابتو بے ضرورت سوال دوسرا حرام ہوگا اور وہ آمدنی خبیث تر و حرام مثل غصب ہے عالمگیریہ میں ہے ما جمع السائل بالتکدی فھو خبیث دوسرے یہ کہ وعظ و حمد و نعت سے اونکا مقصود محض اللہ ہے اور مسلمان بطور خود اون کی خدمت کریں تو یہ جائز ہے اور وہ مال حلال تیسرے یہ کہ وعظ سے مقصود تو اللہ ہی ہو مگر ہے حاجتمند اور عادۃً معلوم ہے کہ لوگ خدمت کریں گے اوس خدمت کی طمع بھی ساتھ لگی ہوئی ہے تو گرچہ یہ صورت دوم کے مثل محمود نہیں مگر صورت (اولیٰ) کی طرح مذموم بھی نہیں جیسے درمختار میں فرمایا الوعظ لجمع المال من ضلالۃ الیہود والنصاریٰ مال جمع کرنے کیلئے وعظ کہنا یہود و نصاریٰ کی گمراہیوں سے ہے یہ تیسری صورت بین بین ہے اور دوم سے بہ نسبت اول کے قریب تر ہے جس طرح حج کو جائے اور تجارت کا کچھ مال بھی ساتھ لیجائے جسے لاجناح علیکم ان تبتغوا فضلا من ربکم فرمایا

لہذا فتویٰ اس کے جواز پر ہے افتی بہ الفقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ تعالیٰ کما فی الخانیۃ والہندیۃ وغیرہما والذی ذکرتہ توفیق بین القولین وباللہ التوفیق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مسئولہ عبدالحمید ساکن لوشدی مدی پاڑہ ضلع تپرہ ڈاکخانہ سیف اللہ کندی بروز دوشنبہ تاریخ ۱۹ رجب ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ سوالات مرقومہ ذیل میں اول جہر مفرط کیساتھ ذکر کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اور جہر مفرط کا حد کیا ہے اور اگر چند لوگ جمع ہو کر ایسے زور سے ذکر کرے کہ نماز و تلاوت و نیند وغیرہ میں خلل واقع ہو جائے تو اس طرح کا ذکر کرنا جائز ہوگا کہ نہیں اور اس دیار میں بعض لوگ اس طرح ذکر کیا کرتے ہیں کہ اون کے ذکر میں اکثر لا الہ الا اُل حلق کی تلفظ سنا جاتا ہے تو یہ بحسب شرع روا ہے یا نہیں اور اجتماع ہو کر ذکر کرنا کیسا ہے۔

الجواب

اجتماع ہو کر ذکر حسن ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رب عزوجل فرماتا ہے وان ذکرنی فی ملأ ذکرتہ فی ملأ خیر منہ ذکر بجہر صحیح یہ ہے کہ جائز ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر مگر ایسا جہر جس سے کسی کی نماز یا تلاوت یا نیند میں خلل آوے یا مریض کو ایذا پہونچے ناجائز ہے اور یہ بھی ممنوع ہے کہ طاقت سے زیادہ جہر کرے جس سے اپنے دل و دماغ کو صدمہ پہونچے اسی کا نام جہر مفرط ہے اور وہ الفاظ بے معنی کہ سائل نے لکھے اگر وہ کہتے ہی یہ ہیں تو جہل ہے اور اگر کہتے صحیح الفاظ ہیں اور جہر کے غل سے سننے میں ایسا آتا ہے تو الزام نہیں۔ فقط۔

مسئلہ ۔ از پوپاری جتھارن مارقوار مسئولہ حبیب اللہ بروز سہ شنبہ ۲ رجب ۱۳۳۴ھ

مصافحہ کرتے وقت درود شریف پڑھنا چاہئے یا دعا پڑھنا چاہئے۔

الجواب

درود و دعا دونوں ہوں اور صرف درود کافی ہے کہ وہ الحمد للہ کے بعد ہر دعا سے افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ عزیز الحسن طالب علم مدرسہ اہلسنت سہ شنبہ یکم شعبان ۱۳۳۴ھ

۱ مردوں کیلئے مہندی کا استعمال شوقیہ جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کس قدر عضو بدن میں۔ ۲ سر کے بال مونڈھے سے زیادہ بڑھا لینا جسطرح کہ آج کل کے مصوفون نے اختیار کیا ہے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

۱ ہاتھ پاؤں میں مہندی کی رنگت مرد کیلئے حرام ہے اور سر اور داڑھی میں مستحب۔ ۲ صحاح احادیث میں لعنت فرمائی اون مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور عورتوں پر جو مردوں کی لہذا یہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ معرفت آدم جی سیٹھ اتم بیگ گونڈل کاٹھیاواڑ سہ شنبہ یکم شعبان ۱۳۳۴ھ

حقہ چروٹ بیڑی کا پینا کیسا ہے۔

الجواب

چروٹ بوجہ شبہ نصاریٰ مکروہ ہے اور بیڑی میں حرج نہیں اور حقہ جیسا عام طور پر رائج ہے مباح اور ترک اولیٰ۔

مسئلہ ۔ مسئولہ عبدالستار بن اسماعیل از شہر گونڈل علاقہ کاٹھیاواڑ مورخہ ۹ شعبان یکشنبہ ۱۳۳۴ھ

۱ سلام کرنا اشارہ کے ساتھ یعنی وقت سلام مسنون ہاتھ پیشانی تک لیجانا جائز ہے یا نہیں۔ ۲۔ بعض لوگ اس ملک میں بعد نماز عصر کے اذان مغرب تک کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ اور اوسکو عصر کا روزہ کہتے ہیں اس کے فوائد بہت بیان کئے جاتے ہیں ایک فائدہ یہ بیان کرتے ہیں کہ وقت سکرات جب شیطان پانی لیکر دھوکھا دینے کو آئیگا اوس وقت اس روزہ رکھنے والے کو وقت عصر کا معلوم ہوگا اور روزہ کا خیال رہے گا تب کہدیگا کہ میں نے روزہ سے ہوں۔

ہرگز ترا پانی نہ ییوں گا چنانچہ شیطان لاچار ہوکر چلا جاویگا اور اس روزہ کا رکھنے والا گمراہی سے بچ جائیگا اب کیا یہ روزہ اور اوسکے فوائد صحیح ہیں یا نہیں کسی معتبر کتاب میں اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس پر ثواب سمجھکر عمل کرنا کیسا ہے فقط۔

الجواب

۱۔ بلا ضرورت فقط اشارہ پر قناعت بدعت اور یہود و نصاریٰ کی سنت ہے اور سلام مسنون کے ساتھ محل حاجت عرفیہ میں اشارہ بھی ہو تو حرج نہیں۔

۲۔ حدیث و فقہ میں اسکی اصل نہیں معمولات بعض مشائخ سے ہے اور اوس پر عمل میں حرج نہیں انسان جتنی دیر شہوات نفسی سے بچے بہتر ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئولہ محمد عبدالرحمن از نگرہ ضلع کھیری بروز سہ شنبہ بتاریخ ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۳۴ھ

چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید عرصہ اٹھارہ سال سے سفر حضر معمولی علالت میں بہ پابندی بعد ادائے نماز فجر تلاوت قرآن مجید کیا کرتا ہے گو دنیاوی تعلقات اور گونہ گوں تفکرات اوسے بہت ہی لاحق ہیں مگر وہ اس فرض کو ہر حالت میں انجام دیتا رہتا ہے مگر بوجہ کم استعداد ہونے کے وہ مطالب سے لاعلم رہتا ہے اسی صورت میں وہ مترجم قرآن مجید لفظی اردو یا فارسی کا ترجمہ دیکھکر روزانہ بجائے دو پارہ ایک ربع یا اس سے کم و بیش تلاوت کرے یا حسب معمول روزانہ دو پارہ تلاوت کرے دونوں میں سے کون افضل ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ وہ عمل پسند ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ کم ہو اور فرماتے ہیں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاتکن مثل فلان کان یقوم اللیل ثم ترک قیام اللیل فلاں کی طرح نہ ہونا تہجد پڑھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا۔ وفیہ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما قرآن عظیم کے مطالب سمجھنا بلاشبہہ مطلوب اعظم ہے مگر بے علم کثیر و کافی کے ترجمہ دیکھکر سمجھ لینا ممکن نہیں بلکہ اوسکے نفع سے اوسکا ضرر بہت زیادہ ہے جب تک کسی عالم ماہر کامل سنی دیندار سے نہ پڑھے خصوصًا اس حالت میں کہ ترجمہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سوا آج تک اردو فارسی جتنے ترجمے چھپے ہیں کوئی صحیح نہیں بلکہ اون مہینے میں دو ختم خیر کثیر ہے اور جب اٹھارہ سال سے اسکا التزام ہے تو اسمیں کمی ہرگز نہ کی جائے۔ باتوں پر مشتمل ہیں کہ بے علم بلکہ کم علم کو بھی گمراہ کردیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مسئولہ ماجد حسین ناظم انجمن تہذیب الاسلام بہرائچ۔ پنجشنبہ ۲ شعبان ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام و مفتیان اعلام اس مسئلہ میں کہ ماہ شعبان کی چودہویں تاریخ کو عوام اہلسنت مدت مدید سے دستور چلا آرہا ہے کہ حلوا پکا کر اوس پر حضرت اویس قرنی و حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور اپنے دوسرے خاندانی لوگوں کا فاتحہ کرتے ہیں اور کچھ حصہ محتاجوں کو اور باقی اعزا و اقارب میں تقسیم کیا کرتے ہیں اور اس رسم کو لوگ بطور اتباع سلف کرتے ہیں بعض علما اس رسم کو بے اصل اور ہنود کی رسوم کے مشابہ فرماکر رد کرتے ہیں اور بعض اس رواج کو بے ضرر جان کر منع نہیں فرماتے اور بعض کو اصرار ہے کہ یہ رواج قدیم بے سبب نہیں ہے لہذا تارک کو خاطی کہتے ہیں جواب دنداں شکن مفصل مدلل ارشاد فرمایا جائے یہ رواج مسلمانوں میں کس زمانہ سے شروع ہوا ہے اور اس کی شریعت اسلامیہ میں کوئی اصلیت ہے یا نہیں فقط۔

الجواب

شریعت اسلامیہ میں ایصال ثواب کی اصل ہے اور صدقات مالیہ کا ثواب باجماع ائمہ اہلسنت پہنچتا ہے اور تخصیصات عرفیہ کو حدیث نے جائز فرمایا کہ صومہ یوم السبت لا لک ولا علیک مانعین کی یہ جہالت ہے کہ جواز خصوص کیلئے دلیل خصوص مانگتے ہیں اور منع خصوص کیلئے دلیل خصوص نہیں دیتے ان سے پوچھئے تم جو منع کرتے ہو آیا اللہ و رسول نے منع کیا ہے یا اپنے طرف سے کہتے ہو اگر اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے تو دکھاؤ کونسی آیت و حدیث میں ہے کہ حلوا ممنوع ہے یا شب برات میں ممنوع ہے یا حضرت سید الشہداء حمزہ یا حضرت خیر التابعین اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اسکا ثواب پہنچانا ممنوع ہے یا اعزہ و احباب میں اس کا تقسیم کرنا ممنوع ہے اور جب نہیں دکھا سکتے تو جو بات اللہ و رسول نے نہیں فرمائی تم اس کے منع کرنے والے کون۔ آللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ ازشہر بریلی روز شنبہ تاریخ ۲۵ رشعبان ۱۳۳۴ھ

اگر کوئی مجلس خلاف شرع ہو یعنی ناچ یا باجا وغیرہ ہوتے ہوں تو اس میں کھانا وغیرہ کھانا چاہئے اور اس میں شرکت کرنا چاہئے یا نہیں اور اگر اس میں کھانا کھانا چاہے تو وہ کون سی شکل ہے جو شرع کے موافق جائز ہو جائے فقط

الجواب

کسی خلاف شرع مجلس میں شرکت جائز نہیں اور کھانا بھی اسی جگہ جہاں وہ خلاف شرع ہو رہے ہیں تو اس کھانے میں بھی شرکت جائز نہیں اور اگر وہ کھانا دوسرے مکان میں ہے وہاں کوئی امر خلاف شرع نہیں تو عام لوگوں کو جانے اور کھانے میں حرج نہیں مگر عالم یا مقتدا وہاں بھی نہ جائے مگر اس صورت میں کہ اوس کے جانے سے وہ امور خلاف شرع بند ہو جائیں گے تو ضرور جائے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ ابوبکر علی محمد نو روز چہارشنبہ ۳ ر رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ

ایک شخص کھتری کا کام کرتا ہے اور کپڑے میں کندیں باندھنے کیلئے چند ناخون رکھوانیکی بہت ضرورت پڑتی ہے تو اب وقت ضرورت ناخون رکھوانے کیلئے کیا حکم ہے تحریر فرمائیں فقط

الجواب

چالیس روز سے زیادہ ناخن یا موئے بغل یا موئے زیر ناف رکھنے کی اجازت نہیں بعد چالیس روز کے گنہگار ہوں گے ایک آدھ بار میں گناہ صغیرہ ہوگا عادت ڈالنے سے کبیرہ ہو جائیگا فسق ہوگا صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے وقت لنا لفظہ عند احمد وابی داؤد والترمذی والنسائی وقت لنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط وحلق العانۃ ان لا نترک اکثر من اربعین لیلۃ درمختار میں ہے کرہ ترکہ وراء الاربعین ردالمحتار میں ہے ای تحریما لقول المجتبی ولا عذر فیما وراء الاربعین ویستحق الوعید پیتل وغیرہ کے ناخن بنوا کر ایسے کہ اونگلیوں پر چڑھ سکیں مثلاً ایک پورے کے قدر اونگلی کی شکل جیسے اونگلی میں پہن لیا جائے اور اس پر ناخن بنا ہو ان سے کام لیا جائے یہ سونے چاندی کے جائز نہیں حتیٰ کہ عورتوں کو بھی احتراز چاہئے کہ یہ صرف پہننا نہیں بلکہ دوسرے کام میں استعمال واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از بمبئی عسند ہرسٹ روڈ نمبر ۹ شیخ امام علی صاحب سکریم والے ۔ ۶ ر رمضان المبارک روز شنبہ ۱۳۳۴ھ

جھینگا مچھلی کا شمار مچھلیوں میں ہے یا نہیں اور اس کا کھانا ہمارے مذہب میں جائز ہے یا مکروہ یا کیا فقط

الجواب

جھینگے میں اختلاف ہے کہ وہ مچھلی ہے یا نہیں اگر مچھلی ہے حلال ورنہ حرام ہے لہذا اس سے بچنے میں احتیاط ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ حکیم محمد حسن از بہیڑی ضلع بریلی ۶ ر رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ محکمہ آبکاری میں جو کہ گورنمنٹ کی طرف سے ملازمت کرتے ہیں مثلاً جیسے کہ انسپکٹر آبکاری یہ ملازمت جائز ہے یا ناجائز ۔ اگر جائز ہے تو کس وجہ سے اور ناجائز ہے تو کس وجہ سے جلائل بیان فرمایئے فقط

الجواب

شراب کا بنانا بنوانا چھونا اٹھانا رکھنا رکھوانا بیچنا بکوانا مول لینا لوانا سب حرام حرام حرام ہے اور جس نوکری میں یہ کام یا شراب کی نگاہداشت اور کے دام کا حساب کتاب کرنا ہو سب شرعاً ناجائز ہیں ۔ قال اللہ تعالیٰ لا تعاونوا علی الاثم والعدوان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ الخمر وشاربھا وساقیھا وبائعھا ومتباعھا وعاصرھا ومعتصرھا وحاملھا والمحمولۃ الیہ وآکل ثمنھا رواہ ابوداؤد والحاکم وصححہ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ سیٹھ حاجی اَلّو صاحب ۔ از پوربندر کاٹھیاواڑ شنبہ ۶ ر رمضان شریف ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ گجراتی زبان لڑکیوں کو غیر مذہب والی عورتوں سے سیکھوانا یعنی پڑھوانا اور نیز لکھنے کی تعلیم دلوانا جیسے ہندوانی و آریہ مذہب والی

عورتوں سے قبل واقفیت ضروری علم دینی کے جائز ہے یا نہیں یعنی اپنے دین حقہ کے مسائل اور دیگر مسائل روزمرہ مثل نماز و روزہ وغیرہ کے پہلے اور نیز اردو کی دنیوی کتابیں پڑھوانیکے واسطے کیا حکم ہے یعنی ہم لوگوں نے مدرسہ قائم کیا ہے اس مدرسہ میں عربی اردو گجراتی علم پڑھایا جاتا ہے اب ہم علمائے دین سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ گجراتی علم لڑکیوں کیلئے درست ہے یا نہیں اگر گجراتی علم درست ہو تو ہنود عورتوں سے پڑھوانا جائز ہے یا نہیں اور لڑکیوں کو لکھنا پڑھانا سکھانا جائز ہے یا نہیں اور یہی علوم مسلمان عورتوں سے سیکھنا درست ہے یا نہیں۔ فقط

الجواب ـــــــــ الملتوب

عورتوں لڑکیوں کو لکھنا سکھانا منع ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تعلموهن الكتابة عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اس میں فتنہ کا دروازہ کھولنا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے والفتنة اشد من القتل فتنہ قتل سے بھی سخت تر ہے حضرت لقمان علی الانبیاء الکرام وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لڑکی کتب میں ایسی تعلیم ہوتے ہوئے دیکھی فرمایا لمن يصقل هذا السيف یہ تلوار کس کیلئے صیقل کی جارہی ہے یہ انھوں نے اپنے زمانہ کی نسبت فرمایا اب تو جیسے فتنہ کا زمانہ ہے ظاہر اس لئے درمختار وغیرہ میں فرمایا من لم يعرف اهل زمانه فهو جاهل غیر مذہب والیوں کی صحبت آگ ہے ذی علم عاقل بالغ مردوں کے مذہب اس میں بگڑ گئے ہیں عمران بن حطان رقاشی کا قصہ مشہور ہے یہ تابعین کے زمانہ میں ایک بڑا محدث تھا خارجی مذہب کی عورت کی صحبت میں معاذ اللہ خود خارجی ہو گیا اور یہ دعوی کیا تھا کہ اوسے سنی کرنا چاہتا ہے جب صحبت کی یہ حالت تو استاذ بنانا کس درجہ بدتر ہے کہ استاذ کا اثر بہت عظیم اور نہایت جلد ہوتا ہے اور پھر کمسن لڑکیاں کچی لکڑی جدھر کو پھیرئیے پھر جائینگی تو غیر مذہب عورت کی سپردگی یا شاگردی میں اپنے بچوں کو وہی دیگا جواب دین سے واسطہ نہیں رکھتا اور اپنے بچوں کے بددین ہو جانے کی پرواہ نہیں رکھتا شریعت کا تو یہ حکم ہے کہ کافرہ عورت سے مسلمان عورت کو ایسا پردہ واجب ہے جیسا انھیں مرد سے یعنی سر کے بالوں کا کوئی حصہ یا بازو یا کلائی یا گلے سے پاؤں کے گٹوں کے نیچے تک کسی کا کوئی حصہ مسلمان عورت کا کافرہ عورت کے سامنے کھلا ہونا جائز نہیں درمختار و تنویر الابصار میں ہے والذمية كالرجل الاجنبي في الاصح فلا تنظر الى بدن المسلمة یہ حکم اس کافرہ کی نسبت فرمایا جو سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر رہتی ہے پھر اس کا کیا ذکر جو مطیع الاسلام بھی نہیں اہلسنت وجماعت کے عقیدے اور طہارت و نماز و روزہ کے مسئلے سیکھنا سب پر فرض ہے لڑکیوں کو بھی سکھانا فرض ہے اور ان کی معتبر کتابیں جیسے عقائد میں مختصر رسالہ عرفان ایمان وغیرہ (نہ وہ کتابیں کہ بددینوں یا بدمذہبوں نے لکھیں جیسے بہشتی زیور وغیرہ کہ ایسی کتابیں پڑھنا پڑھانا حرام ہے) غرض سنی عالم کی اردو تصنیف صحیح العقیدہ نیک خصلت سے پڑھوانا ضروری ہے ان ضروریات اور قرآن عظیم پڑھنے کے بعد پھر اگر اردو یا گجراتی کی دنیوی کتاب جسمیں کوئی بات نہ دین کے خلاف ہو نہ بے شرمی کی نہ اخلاق و عادات پر برا اثر ڈالنے کی اور پڑھانے والی عورت سنی مسلمان پارسا حیادار ہو تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالی اعلم

غلام محی الدین ۴ر شوال المعظم ۳۴ھ

مسئلہ ۔ از ملک گجرات علاقہ احمدآباد مقام برمگام جامع مسجد

علمائے شرع متین کی خدمت میں چند سوالات عرض کئے جاتے ہیں۔ سوال اول۔ ایک شخص نے مدرسہ فخراً وحسداً قائم کیا ہے کہ سابق اوسکے سے ایک مدرسہ جاری تھا تعصباً شدید ما استفادہ عباد اللہ کیلئے قائم کیا گیا تھا تو اوسکے شکست و نیست و نابود کرنے کی غرض سے یہ ثانی مدرسہ قدیمہ میں کوئی نہ پڑھے اور بند ہو جائے حالانکہ مدرسہ ثانیہ کی ضرورت نہ تھی آیا اس طور سے اور اپنی اغراض نفسانی اور حطام دنیوی سے مدرسہ قائم کرنا جائز ہے یا نہیں۔ ۲۔ ایک شخص منکر قیامت اور تارک الجماعت اور منکر جمعہ ہے باوجود ان اعتقادات کے تعلیم و تعلم گجراتی اور انگریزی میں ترقی اور دینی علوم میں تنزل پسند کرنیوالا شخص ہے تو اگر ایسا شخص مدرسہ قائم کرے تو اس میں دینی تعلیم و تعلم جائز ہے یا نہیں اور اخلاق بگڑنے کے خوف سے احتراز لازم ہے یا نہیں۔ ۳۔ ایک شخص شریر اور فتنہ انگیز اور فقہائے کرام کی کتابوں کا منکر اور فعل لواطت کا قائل بلکہ زانی بھی ہے تو ایسے مدرس کے پاس اپنی اولاد کو پڑھانا درست ہے یا نہ اور اس شخص کا کیا حکم ہے۔ اجیبوا بما هو صواب

جواب سوال اول۔ اگر واقع یہی ہے کہ پہلا مدرسہ تعلیم دین مطابق مذہب اہلسنت وجماعت کیلئے کافی و وافی تھا اور اس پر عقداً و عملاً کوئی اعتراض شرعی نہ تھا تو اس کے قرب میں دوسرا مدرسہ محض بلا حاجت قائم کرنا عبث بلکہ تفریق قوت ہے لیکن اگر حالت یہ ہے جو سوال میں لکھی تو یہ مدرسہ اوس مدرسہ کے توڑنے

اور ضرر پہنچانے کیلئے قائم کیا گیا اور پہلا مدرسہ واقعی خالص مدرسہ اہلسنت وجماعت مطابق شریعت ہے تو اس نیت نامحمود کے ساتھ یہ جدید مدرسہ مسجد ضرار
کے حکم میں ہوگا اور اس کے اہل پر اس کا بند کر دینا واجب قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لاضرر ولاضرار فی الاسلام ۔ واللہ تعالی اعلم
ع۲ ۔ جو شخص قیامت کا منکر اور دین کا معاذاللہ تنزل چاہنے والا ہے وہ کسی طرح مسلمان نہیں ہوسکتا اور مرتد کی صحبت آگ ہے نہ کہ اوسکے زیر
تربیت ہو قال اللہ تعالی واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین اور جب وہ دین کا تنزل چاہنے والا ہے تو تعلیم
دین کی ترقی اوس سے کیونکر متوقع ہے اوس مدرسہ کے پاس نہ جانا چاہئے اور چھوڑ دیا جائے کہ اوسی کے خیال والے اوس میں پڑھیں ۔ واللہ تعالی اعلم
ع۳ ۔ کتب فقہائے کرام کا منکر گمراہ بددین ہے اور حل لواطت کا قائل کافر ایسے شخص کے پاس بیٹھنا حرام ہے نہ کہ اوس سے پڑھنا قال اللہ تعالے
ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ مسئولہ احمد الدین مقام کمپ بوند سشنبہ ۱۲ر شوال المکرم ۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد میں پیش امام ہے اور عام لوگوں نے یہ شہرت دی ہے کہ زید نے فلاں
عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور جب حلفیہ شہادت لی گئی تو عینی شہادت کوئی نہیں دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں سے سنا ہے اور اوس سے پوچھو تو
وہ یہ کہتا ہے کہ میں نے فلاں سے سنا ہے عینی شہادت کوئی نہیں بیان کرتا ہے ایسی صورت میں بعض اشخاص نے زید کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی ہے
اگر احتیاطا ایسی حالت میں زید سے توبہ استغفار کرائی جاوے تو اوسکی امامت درست ہوگی یا نہیں اور عام لوگ یہ کہتے ہیں کہ جبتک علماء فتوی نہ دیں گے
توہم اوسکے پیچھے نماز نہ پڑھینگے آیا ایسی حالت میں وہ توبہ استغفار کرے اور پھر نماز پڑھائے تو زید کے پیچھے نماز جائز ہوگی یا نہیں اور زنا پر عندالشرع شریف کے گواہ ہونا
کی ضرورت ہے اور وہ کیسے ہوں ۔ فقط

الجواب

مسلمان پر بدگمانی حرام ہے قال اللہ تعالی یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم خاص معائنہ کے چار گواہ مرد ثقہ متقی پرہیزگار
درکار ہیں بغیر اسکے جو اوسے متہم زنا کرے گا شرعا اسی کوڑوں کا مستحق ہوگا زید کی امامت میں کوئی حرج نہیں اور توبہ واستغفار مسلمان کو ہر حال میں چاہئے ۔
واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ مولوی ظفر الدین صاحب مدرس مدرسہ نور الہدی بانکی پور ڈاکخانہ سندر وچہارشنبہ ۱۵ر شوال ۳۴ھ

حضور کا کیا حکم ہے کہ ایک عورت کے اوپر جن آتا ہے اور وہ علانیہ اوسکو دیکھتی ہے اور وہ اوس کے پاس اکثر روپے وغیرہ نوٹ دیکر جاتا ہے تو آیا
اوس نوٹ اور روپے کو صرف کرنا چاہئے یا نہیں اور استعمال میں لانا شرعا جائز ہے یا نہیں ۔

الجواب

وہ جن جو کچھ اوس عورت کو دیتا ہے اوس کا لینا حرام ہے کہ وہ زنا کی رشوت ہے درمختار میں ہے ماید فعہ متعاشران رشوۃ اگر وہ لینے پر مجبور کرے
لیکر فقراء پر تصدق کر دیا جائے اپنے صرف میں لانا حرام ہے ۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از ملک گجرات ضلع احمد آباد شہر پیران پاٹن محلہ محمدی وارہ معرفت سید عبدالقادر صاحب رسیدہ اصغر احمد صاحب بنگالی پنجشنبہ ۱۶ر شوال ۳۴ھ

حضرت شمس العلماء الدین اسوۃ الحکماء المحققین اعنی مخدوما ومکرما جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب حفظہم الواہب من النوائب ۔ بعد
الف الف سلام معروض اینکہ حضور والا کے ارشاد کے بعد جب مراجعت الی الکتب کیا فی الواقع جواب لسان وعلی الفور واجب ہے اور علامہ مناوی نے
تخییر بین اللفظ والمراسلۃ لکھا ہے مگر علامہ شامی نے اسی کا بعدہی خط کا جواب دینے کو واجب لکھا ہے ۔ وھو لکن فی الجامع الصغیر للسیوطی رد جواب الکتاب
حق کرد السلام اگر اس میں کوئی خلاف ہو تو اصلاح فرما کر مرہون منت فرمائیں فقط ۔

الجواب

مولانا المکرم ذی اللطف والکرم اکرمکم المولی تعالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہمارے نزدیک جواب سلام علی الفور ہے تاخیر میں اثم ہوگا حتی قالوا الواخر

الی آخر الکتابیکرہ علامہ مناوی شافعی ہیں نہ امام سیوطی دلہذا عبارت مذکورہ کے بعد مناوی میں ہے وبہ قال جمع شافعیۃ منہم المتولی والنووی فی الاذکار زاد فی المجموع لہ یجب الرد فورا اور حدیث کی سند بشدت ضعیف ہے۔ اور اوس کا رفع ثابت نہیں ہاں جواب کتاب حتی الوسع ضرور دینا چاہئے ولو بعد حین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از فرخ آباد شمس الدین احمد ۱۸ شوال المعظم ۱۳۳۴ھ

ایک شخص اپنی سوتیلی ماں کیساتھ کبھی تو ایک دالان میں تنہا رات کو سوتا ہے اور دروازہ دالان کا موٹی چکوں سے پردہ دار ہوتا ہے باہر سے اندر کا کچھ حال کسی کو نظر نہیں آتا اور چراغ وغیرہ بھی نہیں ہوتا سوتے وقت اندھیرا کر لیا جاتا ہے اور کبھی کوٹھری کے اندر ایک شخص اور کوٹھری کے باہر دوسرا شخص اور تیسرا کوئی نہیں اسطرح سے سوتے ہیں اور کبھی تنہا ایک مکان میں۔

۲ روزانہ کے برتاؤ بالکل ایسے ہیں جیسے میاں بی بی کے ان دونوں کے بہت قریبی لوگوں سے جو سنا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمکو مسائل شریعت معلوم نہیں ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ ان دونوں نے آپس میں نکاح خفیہ کر لیا ہے۔ یہ اون لوگوں کا بیان ہے جو اوس مکان میں یا تو ہمیشہ رہتے ہیں یا کبھی جاکر دو چار روز رہتے ہیں اور حالات دیکھتے ہیں۔ کیا ان دونوں شخصوں کا ایسا تخلیہ جائز ہے اور اون دونوں یا ایک کے کسی رشتہ دار کو جو چھوٹا ہو اس معاملہ سے منع کرنا چاہئے حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ ان دونوں کو اس بات سے منع کیا جاویگا تو بہت سخت مخالف اور رنجیدہ منع کرنے والے سے ہوں گے۔ فقط۔

۳ درخت تاڑی فصل فروخت کرنا یعنی تاڑی نکالکر بیچنے کی اجازت دینا اور اوسکی قیمت لینا درست ہے یا نہیں فقط

الجواب

اس کی اجازت نہیں اگر چہ وہ اسپر حرام ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲ ایسے برتاؤ سے اون پر احتراز لازم ہے حدیث میں ہے من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقفن مواقف التہم علمائے کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جوان ساس کو داماد سے پردہ چاہئے یونہی حقیقی رضاعی بہن سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۳ ممنوع ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از لکھنؤ امین آباد مسئولہ سید برکت علی صاحب بریلوی سہ شنبہ ۲۵ شوال ۱۳۳۴ھ

کسی سید کو صحیح النسب سید نہ کہنا بلکہ اوسکو ناجائز پیشہ وروں (مراثی وغیرہ) سے مثال دینا کیسا ہے اور اوس مثال دینے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور سید کی بے توقیری کرنیوالا گمراہ بد مذہب ہے یا نہیں فقط

الجواب

سنی سید کی بے توقیری سخت حرام ہے صحیح حدیث میں ہے ستۃ لعنتہم لعنہم اللہ وکل نبی مجاب الزائد فی کتاب اللہ والمکذب بقدر اللہ والمستحل من عترتی ما حرم اللہ الحدیث۔ چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی اللہ اونپر لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے ازانجملہ ایک وہ جو کتاب اللہ میں اپنی طرف سے کچھ بڑھائے اور وہ جو خیر و شر سب کچھ اللہ کی تقدیر سے ہونے کا انکار کرے اور وہ جو میری اولاد سے اوس چیز کو حلال رکھے جو اللہ نے حرام کیا اور ایک حدیث میں کہ ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من لم یعرف حق عترتی فلاحدی ثلث اما منافق واما ولد زانیۃ واما حملتہ امہ علی غیر طہر۔ جو میری اولاد کا حق نہ پہچانے وہ تین باتوں میں ایک سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ مجمع الانہر میں ہے من قال لعالم عویلم او لعلوی علیوی استخفافا فقد کفر جو کسی عالم کو مولویا یا سید کو میروا اوسکی تحقیر کیلئے کہے وہ کافر ہے اور اسمیں شک نہیں جو سید کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافر ہے اوس کے پیچھے نماز محض باطل ہے ورنہ مکروہ اور جو سید مشہور ہو اگرچہ واقعیت نہ معلوم ہو اوسے بلا دلیل شرعی کہدینا کہ یہ صحیح النسب نہیں اگر شرائط قذف کا جامع ہے تو صاف کبیرہ ہے اور ایسا کہنے والا اسی کوڑوں کا سزاوار اور اسکے بعد اوسکی گواہی ہمیشہ کو مردود اور اگر شرط قذف نہو تو کم از کم بلا وجہ شرعی ایذائے مسلم ہے اور بلا وجہ شرعی ایذائے مسلم حرام قطعی۔ قال اللہ تعالیٰ والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنٰت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا واثما مبینا ہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ

جس نے بلا وجہ شرعی سنی مسلمان کو ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر بریلی مسئولہ خورشید حسین ۲۵ شوال ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمار اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے ہاتھ میں رعشہ ہے وہ استرہ نہیں لے سکتا خوف زخمی ہونے کا ہے تو وہ کیا کرے ۔

الجواب ۔ نورہ کا استعمال کرے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ حاجی عبدالغنی صاحب طالب علم بنگالی مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی بتاریخ ۱۳ ذی القعدہ ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو غسل کی حاجت تھی ہمراہ کپڑے ناپاک غسل کرلیا بعدہ اوس پاجامہ کو اوتار کر دھونا چاہا جب دھونے لگا تو اوسی ناپاک ہاتھ سے جو پاجامہ کے استعمال سے ناپاک ہوگیا تھا گھڑے اور لوٹے کو چھوا تو یہ گھڑا بدھنا بھی ناپاک ہوا دوسرے شخص نے اس گمان سے کہ زید نے ناپاک ہاتھ لگایا ہے اوس گھڑے بدھنے کو توڑ ڈالا آیا اس کا عوض زید پر لازم ہوگا یا عمر پر جس نے توڑ ڈالا ہے ۔ بینوا توجروا

الجواب الملفوظ ۔ گھڑا جس نے توڑ دیا اوسپر تاوان ہے اور اگر پاجامہ پاک کرنے کے بعد ہاتھ لگایا تو ناپاک بھی نہ ہوا کہ جو چیز ہاتھ سے پاک کی جائے اوسکے پاک ہونے کیساتھ ہاتھ بھی پاک ہوجاتا ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از کلکتہ ڈاکخانہ ہٹ تلا بڑا صاحب کا ہاٹ محمد غلام فرہاد بروز چہارشنبہ ۱۳ ذوالقعدہ ۱۳۳۴ھ

مکرمی معظمی جناب مولانا شاہ عبدالمصطفےٰ احمد رضا خانصاحب بعد آداب وتسلیم معروض آنکہ ہملوگ احاطہ بنگال ضلع فرید پور تھانہ پالنگ موضع لاکر تلمہ میں سب لوگ اہلسنت والجماعت کا ہوں مگر ان میں سے بعض لوگ اپنے حنفی کہلاتے ہیں مگر عقیدہ وہابیت کا ہے یعنی دیوبند کا چونکہ وہ لوگ دیوبند کا کیفیت سے اچھی طرح واقف نہیں اور ہمارے بنگال کا ہادی جونپور کے مولانا کرامت علی صاحب کا اولاد میں وہ لوگ بھی دیوبند کے عقیدہ پر چلتے ہیں یعنی قیام وفاتحہ وثانی جماعت وغیرہ کو ناجائز کرتے ہیں لہذا ہملوگ نے حضور کی کتاب کوکبۃ الشہابیہ اور چند پرچہ کلکتہ منشی لعل خانصاحب سے منگا کر دکھلایا کہ تم لوگوں کی عقیدہ اہلسنت وجماعت کے خلاف ہے بہرحال ہم لوگ سے اختلاف کرتا رہا مگر اسوقت مسئلہ قدمبوسی اور سجدہ تحیہ میں ہملوگوں کو بہت مجبور کیا ہم لوگ قادریہ شریف میں سلسلہ بھاگل پور کے مریدان اسلام آباد احاطہ بنگال کے مولانا شاہ محمد عبدالحی صاحب سے دست بیعت کیا ہوں انھوں نے سجدہ تحیہ کو جائز رکھتے ہیں اور دیوبندی خلاف ہیں اب ہم لوگوں سے کہا کہ یہ مسئلہ آپ ہی سے دریافت کرنا چاہیئے جو کہ متوسط سنت والجماعت کا ہیں ۔ لہذا ہم لوگ حضور کو بمقابلہ مقتدا اسلام اور حامی سنت الجماعت کا جانتا ہوں اب یہاں سے دو فتویٰ جاتا ہے ہم لوگ سجدہ تحیہ کو جائز رکھتا ہوں اور مقتدا دیوبندی کفر اور حرام و ناجائز کہتے ہیں خیر گزارش ضروری یہ ہے حضور اگر جائز کرتے ہیں تو بہت خوب اور اگر ناجائز کریں بسر تسلیم مان لیتا ہوں مگر امید کرتا ہوں کہ جواب اسطرح ہونا چاہیئے کہ فتویٰ دیوبندی ہم پر غالب نہو جائے ۔ والسلام

الجواب

بزرگان دین کی قدمبوسی بلا شبہہ جائز بلکہ سنت ہے بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے پائے مبارک چومے اور حضور نے منع نہ فرمایا رہا سجدہ تحیت اگلی شریعتوں میں جائز تھا ملٰئکہ نے بحکم الٰہی حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اونکی زوجہ مقدسہ اور گیارہ صاحبزادوں نے (حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا) سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو حضرت سیدنا مریم کے شکم مبارک میں تھے اور سیدنا یحییٰ علیہ الصلاۃ والسلام اونکی بہن کے شکم مقدس میں جب حضرت مریم اپنی بہن کے پاس تشریف لائیں اون کی بہن عرض کرتی ہیں انی اری ما فی بطنی یسجد لما فی بطنک میں دیکھتی ہوں کہ وہ جو میرے پیٹ میں ہے اوسکے لئے سجدہ کرتا ہے جو تمہارے پیٹ میں ہے ۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ اسکو شرک کہتے اللہ کے رسولوں اور فرشتوں کو شرک کا مرتکب اور اللہ عزوجل کو معاذ اللہ شرک کا حکم دینے والا ٹھہراتے ہیں. قال اللہ تعالیٰ ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجدا ۔ وقال اللہ تعالیٰ واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس دیوبندیہ خود مرتدین ہیں اونکو مسائل اسلامی میں دخل دینے کا کیا حق علمائے حرمین شریفین نے اون کے پیشواؤں کو نام بنام لکھا ہے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو ان کے عقائد پر مطلع ہوکر اون کے کفر میں شک کرے خود کافر ہاں ہماری شریعت مطہرہ نے

غیر خدا کیلئے سجدہ تحیت حرام کیا ہے اس سے بچنا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ مولوی خلیل الرحمٰن صاحب از کاٹھیاواڑ ۱۷ ذوالقعدہ ۳۴ھ

ایک شخص لوہے اور پیتل کا زیور بیچتا ہے اور ہندو مسلمان سب خرید تے ہیں اور ہر قوم کے ہاتھ وہ بیچتا ہے غرضکہ یہ وہ جانتا ہے کہ جب مسلمان خرید کرینگے تو اوسکو پہنیں گے تو ایسی چیزوں کا فروخت کرنا مسلمان کے ہاتھ جائز ہے کہ نہیں۔

الجواب

مسلمان کے ہاتھ بیچنا مکروہ تحریمی ہے۔

۲۔ کانسہ جو بشکل پیتل ہوتا ہے استعمال کرنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب ۔ کانسہ کے برتن میں حرج نہیں اور اوسکا زیور پہننا مکروہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ ولی محمد کلاہ فروش بازار چوک بہرائچ چہارشنبہ ۱۹ ذوالقعدہ ۳۴ھ

خیاط لوگ اون کپڑوں میں سے جو اون کے پاس بغرض سلائی لوگ لیجاتے ہیں کچھ تھوڑا کپڑا بمقدار ایک کلاہ کے بچا لیتے ہیں اور اوس کپڑے کی کلاہ وغیرہ بنا کر بدست کلاہ فروش بہ نسبت شرح قیمت دوسری ٹوپیوں کے کم قیمت پر فروخت کر لیتے ہیں کوئی شخص بازار کے تمام کلاہ فروشاں میں سے سوائے ایک شخص کے انکار اون خیاطوں کی ٹوپیاں وغیرہ خریدنے اور اون کے منافع سے مستفیض ہونے سے نہیں کرتا ہے اور محترز کی سعی سے اصلاح حال خیاط لوگوں کی اور خرید کرنے والے کلاہ فروشاں کی غیر ممکن ہے کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین۔ اور محترز اگر ایسے پارچہ کی ٹوپیاں وغیرہ خیاط لوگوں سے خرید کرلے تو محترز باعث معصیت ہوگا یا نہیں۔

الجواب

ضرور معصیت و حرام ہے اور یہ خیال کہ ایک کے چھوڑ نے تو یہ بند نہیں ہوتا محض بے معنی ہے اسکا حساب اپنے سر اور اون کا حساب اوروں پر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از ملک کاٹھیاواڑ مقام اٹریان امین احمد پنجشنبہ ۱۹ ذی الحجہ ۳۴ھ

۱۔ گوشت ہمیشہ کیواسطے کھانا بعضے بولتے ہیں کہ یہ قرآن شریف سے ثابت نہیں ہے اسکا خلاصہ لکھنا۔

۲۔ قرآن شریف کی تلاوت آواز سے کرنا یا آہستہ چاہئے۔

الجواب

۱۔ قرآن مجید میں گوشت ہمیشہ کھانے کی کہیں ممانعت نہیں یہ غلط بات ہے ہاں نفس پروری کو قرآن مجید نے منع فرمایا ہے۔

۲۔ قرآن مجید کی تلاوت آواز سے کرنا بہتر ہے مگر نہ اتنی آواز سے کہ اپنے آپکو تکلیف یا کسی نمازی یا ذاکر کے کام میں خلل ہو یا کسی جائز نیند سونے والے کی نیند میں خلل آئے یا کسی بیمار کو تکلیف پہنچے یا بازار کا سرا یا عام سڑک ہو یا لوگ اپنے کام کاج میں مشغول ہیں اور کوئی سننے کیلئے حاضر نہ رہے گا ان صورتوں میں آہستہ ہی پڑھنے کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ امام بخش فریدی از جامپور ضلع ڈیرہ غازیخان دوشنبہ ۳ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ

سماع فی نفسہ کا قطع نظر اس سے کہ سلسلہ قادریہ اور نقشبندیہ میں نہیں سننے کا کیا حکم ہے۔

الجواب

سماع کہ بے مزامیر ہو اور مسمع نہ عورت ہو نہ امرد اور مسموع نہ فحش نہ باطل اور سامع نہ فاسق ہو نہ شہوت پرست تو اوسکے جواز میں شبہ نہیں قادریہ و چشتیہ سب کے نزدیک جائز ہے ورنہ سب کے نزدیک ناجائز۔ والتفصیل فی رسالتنا اجل التحبیر فی حکم السماع والمزامیر واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ عبدالستار اسمٰعیل صاحب از گونڈل کاٹھیاواڑ یکم صفر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت ان مسائل میں ۱۔ مخمل اور کمخواب سوتی یا ریشمی کا استعمال مرد کیلئے جائز ہے یا نہیں اس طرف اکثر

مسلمان مخمل کی ٹوپی اور سدری وغیرہ پہنتے ہیں۔ ع۲ ایسے کپڑے جو مرد کو ناجائز ہوں اون کے ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے مثلاً زری کی منقش ٹوپی یا سدری ریشمی پائجامہ انگرکھا یا پیراہن انگشت میں سونے کی انگوٹھی بدن پر سونے کا چین وغیرہ ع۳ سونے یا چاندی کی گھڑی جیب میں رکھنے کی مرد استعمال کرسکتا ہے یا نہیں نیز اس قسم کی گھڑی جیب میں پڑی ہے اور نماز ادا کرے تو جائز ہے یا نہیں ع۴ وہ اشیا جن پر سونے چاندی کا پانی چڑھا ہو جسے گلٹ کہتے ہیں مرد استعمال کرسکتا ہے یا نہیں ع۵ اکثر لوگ اپنی اپنی جوتیوں کو بغرض حفاظت مسجد کے اندر لیجاکر اپنے قریب یا کسی گوشہ میں رکھتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں ع۶ شراب افیون یا ہر وہ چیز جو شرعاً حرام یا ناپاک ہو اوسکا کسی مرض میں خارجاً ضماداً استعمال کرنا کیسا ہے اسی طرح بچوں کو نیند لانے یا رونے سے روکنے کی غرض سے دوا میں قدرے افیون کا کھلانا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ع۱ کمخواب یا مخمل سوتی مرد کو جائز ہے اور ریشمی ناجائز ع۲ ناجائز لباس کیساتھ نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے کہ اوسکا اعادہ واجب۔ ع۳ سونے کی گھڑی جیب میں ہو تو نماز میں حرج نہیں کہ جیب میں رکھنا پہننا نہیں جیسے جیب میں اشرفیاں پڑی ہوں ہاں سونے کی گھڑی یا چاندی کی گھڑی میں وقت دیکھنا مرد و عورت سبکو حرام ہے کہ عورتوں کو پہننے کی اجازت ہے نہ اور طرق استعمال کی ع۴ کرسکتا ہے سونے یا چاندی کا پانی وجہ ممانعت نہیں ہاں اگر وہ شئے فی نفسہٖ ممنوع ہو تو دوسری بات ہے جیسے سونے کا ملمع کی ہوئی تانبے کی انگوٹھی ع۵ جوتے جن میں نجاست نہو اگر کسی گوشہ میں رکھدیئے جائیں یا اپنے پاؤں کے سامنے تو حرج نہیں مگر سجدہ کے سامنے نہوں کہ نمازی کی طرف رحمت الٰہی متوجہ ہوتی ہے نہ دہنی طرف کہ ادھر ملکہ ہیں نہ بائیں طرف کہ دوسرے کے دہنی طرف ہونگے ہاں اگر یہ کنارہ پر کھڑا ہے کہ اسکے بائیں طرف کوئی نہیں اور دیوار کے متصل ہے کہ کسی کے آنے کا بھی احتمال نہیں تو رکھ سکتا ہے ع۶ شراب حرام بھی ہے اور نجس بھی اوسکا خارج بدن پر بھی لگانا ناجائز نہیں اور افیون حرام ہے نجس نہیں خارج بدن اوسکا استعمال جائز ہے بچے کو سلانے یا رونے سے باز رکھنے کیلئے افیون دینا حرام ہے اور اوسکا گناہ اس دینے والے پر ہے بچہ پر نہیں۔ ما حرم اخذہ حرم اعطائہ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ محمد منظور عالم ۲ صفر المظفر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اس ملک کے مولوی صاحبان کہتے ہیں کہ بارمونیم بجانا اور سننا اور گراموفون بجانا یا سننا قطعی حرام ہے اگر درحقیقت حرام ہے تو اکثر بلاد میں بہت سے علماء ہند اسکو جائز رکھا ہے اور دیدہ دانستہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ کیا وہ لوگ علم دین سے واقف نہیں ہیں یعنی اجمیر شریف پھلواری شریف بغداد شریف وغیرہ میں زمانہ عرس میں قوالی سنتے ہیں اوس کے سامنے بارمونیم و ستار ضرور ہوتا ہے اسکی کیا وجہ ہے از راہ مہربانی اسکے بارہ میں جیسا حکم ہو کس کس طریقہ والے کے نزدیک جائز ہے اور کس کس کے نزدیک ناجائز ہے جواب سے مطلع فرمائیں فقط

الجواب

بارمونیم ضرور حرام ہے بغداد شریف میں تو اسکا نشان بھی نہیں نہ اجمیر شریف میں دیکھنے میں آیا نہ فاسقوں کا فعل حجت ہوسکتا ہے نہ کسی عالم نے اوسے حلال کہا اگر کسی نے حلال کہا ہو تو وہ عالم نہ ہوگا ظالم ہوگا گراموفون سے قرآن مجید کا سننا ممنوع ہے کہ اوسے لہو و لعب میں لانا بے ادبی ہے اور ناچ یا باجے یا ناجائز گانے کی آواز بھی سننا ممنوع ہے اور اگر کوئی جائز آواز ہو کہ نہ اوس میں کوئی منکر شرعی نہ وہ کچھ محل ادب تو اوسکے سننے میں فی نفسہٖ حرج نہیں ہاں لہو کا جلسہ ہو تو اوس میں شرکت کی ممانعت ہے اور تفصیل کامل ہمارے رسالہ الکشف شافیا میں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ مرسلہ حکیم وجیہ احمد صاحب از چھپرہ ضلع سارن محلہ بارہ دری۔ ۳ صفر ۳۵ھ

زبدۃ المحققین قبلہ نمائے آیات اولین عمدۃ الفواضل تسلیم بجائے تعظیم پذیرفتہ خدمت فیض درجت ہو۔ مزاج شریف۔ کچھ عرض ہے نظر فیض اثر اگر اس طرف متوجہ فرمائی جائے تو حکم العلماء ورثۃ الانبیاء سے مجھ عقیدت آور کو افادہ و امداد کامل پہنچے۔ اس علاقہ ملک ترہت

کے شہر چھپرہ میں بہت لوگ مولوی وارث حسن بنارسی کے مریدان ہیں اور خود وہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرید و خلیفہ ہیں جو اپنا سلسلہ مولانا
امداد اللہ مہاجر مکی کیساتھ درست کرتے و صادق بتاتے اور مولوی اشرف علی دیوبندی جو فہو منہم ہیں اون کی تصانیف سند و شیوع میں
لاتے۔ ہم لوگ صوفیان مستند و صادقان و اکابران بے جرم و داغ رہ سلوک و عرفان کے معتقدی و ہدایت یافتہ اور وہ لوگ تصوف غیر مقلدانہ
آمیز سے علم افراشتہ۔ رموز قرآنیہ کا فہم انکو آسان ہے مطالب حدیث غوامض اونکے کم علم کے بر نوک زبان ہے غرض عجب عنوان عمل و ایقان
ہے یہ بات معلوم ہوئی کہ کوئی کتاب حسام الحرمین ہے جس میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی ارتداد بیعت از جانب مولانا امداد اللہ مہاجر
مکی بمہر و سند درج ہے۔ آپ جناب اقدس نے اوسے چھپوادیا ہے پس یہ التماس خدمت شریف ہے کہ ایک جلد اوسکی اس بندۂ ناچیز کو بھی ارسال
فرماکر مرہون منت فرمائیں اور اسکے علاوہ اور بھی کوئی رسالہ وغیرہ ان لوگوں کے عقائد یا انفساخ و نادرستی بیعت وغیرہ کے بارہ میں ہو وہ بھی
مرحمت ہو دوسری بات یہ کہ اس ہیچمدان کو شوق حصول علم جفر ہوا نقوش و ادعیات مرتبہ قاعدہ جفر زیادہ تر اثرات بروج و کواکب کیساتھ مبنی و
محتوی ہیں لہذا تھوڑا حصہ علم نجوم کا بھی معلوم کرنا لازمی ہوا اوقات و ساعات سبعہ سیارہ و منازل و بروج سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ٹھہرا ایس
سلسلہ بندان گنگوہی نے یکدم سرے سے علم نجوم ہی کو کل کفر ٹھہرایا اور بوجوہ ایں کہ احوال مغیبات نجوم و جفر سے دریافت ہوتے لہذا علم جفر کو اوسکا چھوٹا
بھائی بنایا اور ایک حدیث مشکوۃ کی ثبوت کفر میں پیش کیا کہ کاہن و ساحر و منجم یک حکم رکھتے اور علم نجوم سیکھنا اور سکھانا دونوں ہی کفر۔ یہ کہا گیا کہ
علم نجوم کل کفر ہو نہیں سکتا کیونکہ علما و فضلا و حکما و مفسرین و محدثین کو تھوڑی واقفیت حقیقت اشیاء و جزئیات امور علم نجوم کی بھی ضرور ہے تا استدلال
و تردید مذاہب باطلہ کی وہ بخوبی کرسکیں اور اوسکی حقیقت و ماہیت و افعال و خواص سمجھیں اور بتائیں چنانچہ تمثیل و تطبیق میں مولانا روم
علیہ الرحمۃ دفتر اول مثنوی معنوی میں یوں فرماتے۔ ہر کرا با اخترے پیوستگی ست ؛ مرورا با اخترے خود ہمتگی ست ؛ طالعش گر زہرہ
باشد باطرب ؛ میل کلی دارد آں عشق و طلب ؛ در بود مریخی و خونریز خو ؛ جنگ و بہتان و خصومت جوید او اگر بے وجود ہوتا و ضلالت
کی بات تھی تو مولانا نے اسپر کیوں واقفیت حاصل کیا اور مزید برآں دوسرے مسلمانان کے واقفیت عامہ کیلئے کیوں رقم فرمایا۔ علوم نجوم اور احکام
نجوم جو منجمین پیشین گوئیاں کہکر کماتے پھرتے یہ دونوں دو چیز ہے یہ البتہ ضرور ہے اور بیشک ہم اسپر معمل ہیں کہ احکام نجوم پر ہم ایمان نہیں رکھتے
کہ بالیقین یہی ہو کے رہے گا ستاروں کو فاعل حقیقی ہم ہرگز نہیں سمجھتے۔ مصدر خیر و شر ستاروں کو ہم کبھی نہیں جانتے مگر ہاں تاثیرات
اونکے بیشک مانتے۔ افعال اثر خوب یا خراب جو اللہ پاک نے اون میں دیکر متعین بکار عالم کیا ہے وہ بیشک بمرضی اللہ پاک یوماً و لیلاً
جاری ہوا کرتا۔ وسخر لكم الليل والنهار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره ط ان فی ذلك لايت لقوم يعقلون ۝ تفسیر مولانا
عبدالحق حقانی میں بہ تفسیر سورہ فاتحہ آیۂ اهدنا الصراط المستقيم دربیان و تشریح افراط و تفریط فی العبادات و افراط و تفریط فی العلوم کے آخر عبارت
میں صاف درج و مستنبط ہے کہ علم نجوم و طلسم و نیرنجات و کیمیا وغیرہ علوم و دیگر فنون کا افراط منع و یکدم تفریط بھی ناجائز حالت درمیانی بہتر اور اسی
کو حکمت کہتے اور حکمت وجہ کمال انسان اور مصداق صراط مستقیم۔ جلد اول فتاوی میں مولانا مفسر دہلوی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے درج ہے
سوالات عشرہ جو شاہ بخارا نے اونکو لکھا تھا اوسکے جواب سوال ہفتم میں علم منطق و علم انگریزی و علم فارسی و علم فقہ و علم نجوم و رمل و علم قیافہ و سحر کے
بارہ میں یہ تحریر کہ جو حکم صاحب آلہ کا وہی حکم آلہ کا اور تحصیل علم کی وجہ سے گنہگار نہیں ہو سکتا الخ اور اسی دفتر اول فتاوی میں بحصہ آخر
مرقوم کہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے ایک شخص کو حفظ حرمت و عزت کیلئے انگشتری نقرئی پر اسم عزیز بقاعدہ تکسیر علم جفر کندہ کرا کے اونکو بوقت
شرف قمر فرمایا اور تحقیق ساعت شرف قمر اہل نجوم سے کر نیکو فرمایا پس علم جفر اگر بحکم کفریہ تھا تو اوس علم کے قاعدہ میں اسم الٰہی کا کیوں
نقش بنایا اور علم نجوم بحکم کفریہ تھا تو اوسکی ساعت اور اہل نجوم سے تحقیق کر لینے کو کیوں اجازت دیا اور بقول منکران سعد و نحس ستارگان کوئی
چیز نہیں تو تخصیص شرف قمر کیا چیز ٹھہری اور مولانا محدث ہوکر خود ان دونوں علم کفریہ کو کیوں سیکھا و جانا اور دوسرے اہل اسلام کو کیوں
بتایا اب آپ کی خدمت عالی میں بینوا و توجروا کی عرض و تصدیع ہے کہ در بارہ امر متذکرہ جو کچھ بحکم آیات و حدیث ثابت و مستنبط ہوتا ہو وہ
بدستخط و مہر اپنے زیب قلم فرمائیں تا معترضان عامل بالحدیثان کو دکھلایا جائے اور لبا اکابران دین و عاملان شرع مبین جو ان دونوں

علم مذکور کو جانتے تھے اونھوں پر الزام بدیہ جو عائد ہو رہا ہے بطریق احسن دفع کر دیا جائے وتوثیق وتصدیق کے لئے زیب قلم فرمودہ آنجناب چوں حرز جان بحفاظت رکھا جائے۔

الجواب

حضرات علمائے کرام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتکریما نے بالاتفاق رشید احمد گنگوہی واشرفعلی تھانوی واحزابہما کی نسبت نام بنام فتوائے کفر وارتداد دیا ہے اور صاف ارشاد فرمایا ہے من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر یہاں سے اون کی بیعت کی حالت بھی ظاہر کہ مرتد ہو کر بیعت کیونکر قائم رہ سکتی ہے اسکے لئے حسام الحرمین کا ملاحظہ کافی ہے جفر بیشک نہایت نفیس جائز فن ہے حضرات اہلبیت کرام رضوان اللہ تعالی علیہم کا علم ہے امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے اپنے خواص پر اوسکا اظہار فرمایا اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ اوسے بعرض کتابت میں لائے کتاب مستطاب جفر جامع تصنیف فرمائی علامہ سید شریف رحمۃ اللہ تعالی علیہ شرح مواقف میں فرماتے ہیں امام جعفر صادق نے جامع میں ماکان ومایکون تحریر فرمادیا سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالی عنہ نے الدر المکنون والجوہر المصون میں اس علم شریف کا سلسلہ سیدنا آدم وسیدنا شیث وغیرہما انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے قائم کیا اور اوسکے طرق واوضاع اور اون میں بہت غیوب کی خبریں دیں عارف باللہ سیدی امام عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے ایک رسالہ اس کے جواز میں لکھا اسکا انکار نہ کریگا مگر ناواقف یا گمراہ متعسف نجوم کے دو ٹکڑے ہیں علم تاثیر اول کی طرف تو قرآن عظیم میں ارشاد ہے الشمس والقمر بحسبان ۝ والشمس تجری لمستقر لہا ذلک تقدیر العزیز العلیم ۝ والقمر قدرنہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم ۝ لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار کل فی فلک یسبحون ۝ وجعلنا اللیل والنہار ایتین فمحونا ایۃ اللیل وجعلنا ایۃ النہار مبصرۃ لتبتغوا فضلا من ربکم ولتعلموا عدد السنین والحساب وکل شئ فصلنہ تفصیلا ۝ والسماء ذات البروج ۝ تبارک الذی جعل فی السماء بروجا ۝ فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس ۝ ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ماخلقت ھذا باطلا سبحنک فقنا عذاب النار ۝ الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا ثم قبضنہ الینا قبضا یسیرا الی غیر ذلک من ایات کثیرۃ۔ اور اوسکا فن تاثیر باطل ہے تدبیر عالم سے کواکب کے متعلق کچھ نہیں کیا گیا نہ اون کے لئے کوئی تاثیر ہے غایت درجہ فلکیہ مثل حرکات نبض علامات ہیں کما قال اللہ تعالی وعلمت وبالنجم ھم یھتدون نبض کا اختلاف اعتدال سے طبیعت کے انحراف پر دلیل ہوتا ہے مگر وہ انحراف اس کے اثر نہیں بلکہ یہ اختلاف اوسکے سبب سے ہے اس علامت ہی کیوجہ سے کبھی اوس کی طرف اکابر نے نظر فرمائی ہے فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم زمانہ قحط میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے حکم دیا کہ باران کیلئے دعا کرو اور منزل قمر کا لحاظ کرلو امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے منقول ہے لاتسافروا والقمر فی العقرب اگرچہ علمانے اس کی تاویل فرمائی ہے کہ عقرب ایک منزل تھی اور قمر ایک راہزن کا نام تھا کہ اوس منزل میں تھا علم تکسیر علم جفر سے جدا دوسرا فن ہے اگرچہ جفر میں بھی تکسیر کا کام پڑتا ہے یہ بھی اکابر سے منقول ہے امام حجۃ الاسلام غزالی وامام فخر الدین رازی وشیخ اکبر محی الدین ابن عربی وشیخ ابو العباس بونی وشاہ محمد غوث گوالیاری وغیرہم رحمہم اللہ تعالی اس فن کے مصنف ومجتہد گزرے ہیں اس میں شرف قمر وغیرہ ساعات کا لحاظ اگر اوسی علامت کے طور پر ہو جسکی طرف ارشاد فاروقی نے اشارہ فرمایا تو لاباس بہ ہے اور پابندی اوہام منجمین کے طور پر ہو تو ناجائز ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم واباؤکم ما انزل اللہ بہا من سلطن ان الحکم الا للہ امر ان لاتعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون ۝ طلسم ونیرنجات سراسر ناجائز ہیں نیرنج تو شعبدہ ہے اور شعبدہ حرام کمافی الدر المختار وغیرہ من الاسفار اور طلسم تصاویر سے خالی نہیں اور تصویر حرام اشد الناس عذابا یوم القیمۃ من قتل نبیا او قتلہ نبی والمصورون۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ صالح محمد خان سابق مدرس ساکن قصبہ بالکہ ضلع بلند شہر ۵ صفر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ کیا حال ہے ایسے شخص کا جو گناہان مندرجہ ذیل کا مرتکب ہوا وہ شخص مسلمان

رہا یا نہیں اور نماز اوسکے پیچھے جائز ہے یا نہیں (۱) ایک شخص نے جان بوجھکر بسبب دنیوی رنجش کے قصداً فعل حلال شرعی کو حرام کر دیا (۲) غیر مقلدین کو جواپنے کو عامل بالحدیث مشہور کرتے ہیں اور اماماں مجتہدین رحمہم اللہ کو بدعتی اور اصحاب الرائے کہتے اون کو در بارہ شخصے خلاف شرع (۳) شرعی معاملہ میں عمداً بحلف جھوٹی شہادت دی (۴) چار مسلمانان اہلسنت و جماعت حنفی مذہب واقف مسائل شرعی کے روبرو شرعی فعل حلال وجائز کو برحق اور سچا تسلیم کر کے پھر اوس کلمہ حق سے منحرف ہوکر ناجواز کا قائل ہوا۔ اور یہ شخص پیش امام مسجد بھی ہے آیا نماز پیچھے اسکے جائز ہے یا نہیں معہ دلیل و حوالہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ یا عبارت فقہیہ کے مرتب فرما کر مزین بمہر خاص فرمائیں (۵) اگر قاضی شہر کے علاوہ دوسرا کوئی شخص مطابق شرع شریف نکاح پڑھادیوے لیکن اندراج اوسکا رجسٹر قاضی شہر مذکور میں نہو تو وہ نکاح جائز و صحیح ہے یا نہیں جواب مرحمت ہو۔ بینوا توجروا

الجواب

ایسے لوگ سخت گنہگار بلکہ گمراہ ہیں کہ حق کے مقابل باطل کی اعانت کرتے ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز ناجائز ہے بلکہ جبتک توبہ نہ کریں مسلمانوں کو اون سے بالکل قطع علاقہ کر دینا چاہئے کہ وہ ظالم ہیں اور ظالم بھی کس پر دین پر اور اللہ عزوجل فرماتا ہے واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ○ قاضی کا رجسٹر شرعاً کوئی شرط نکاح نہیں رجسٹر آج سے نکلے ہیں پہلے نکاح کیونکر ہوتے تھے ہاں یادداشت کیلئے درج ہونا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ مرسلہ حافظ عبد المجید خاں حنفی از قصبہ بالکہ ضلع بلند شہر ۵ صفر ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اہل ہنود میں کم زیادہ ایک ہفتہ تک شام سے آدھی رات یا بعد تک ایسی مجلس ہوتی ہے کہ جس میں رام و لچھمن و راون دیوتا وغیرہ عورت و مرد کی قسم قسم کی تصویریں دکھائی جائیں اور ساتھ ہی اون کے طرح طرح کا باجا بجا کر بھجن وغیرہ گا ناگایا جائے اور اون تصویروں کو نعوذ باللہ معبود حقیقی سمجھیں اور طرح کے فحش و لغویات پیدا ہوتے ہوں تو ایسی مجلسوں میں اون مسلمانوں کو جواز روئے تحقیق مذہب اسلام ایسی تقاریب کی برائیوں سے بھی فی الجملہ واقف ہوں اور نمازی بھی ہوں شریک مجلس ہونا اور دلچسپی و حظ نفس اوٹھانا و بعض بعض تصاویر نا پاک پر وقعت کی نظر ڈالنا و بعض شبیہ عورات پر شہوت کی نظر ڈالنا اور مثل عقائد باطلہ اہل ہنود تعریف و توصیف کے انگ و تماشہ میں بتالیف قلوب مشرکین تائید یا ہوں ہاں کرنا اور عشا و فجر کی نمازیں بایں نمط کہ عشا بمصروفی تماشہ و فجر کی نماز غلبہ نیند سے قضا کرنا و باعتراض بعض مانعین یہ کہنا کہ ہمتو حق و باطل میں امتیاز ہو جانے کی غرض سے شامل ہوتے ہیں اور ایسی ہی بے سود تاویلات کرنا اور زینت مجلس کیواسطے اپنے گھروں سے جاجم و دیگر فرش و چوکیات و پارچہ و زیورات دینا اور بوقت اختتام جلسہ اپنی نام آوری یا فخر یا شخصیت یا اہل ہنود میں اپنی وقعت ہونے یا بصورت نہ دینے کے اپنی ذلت و حقارت جان کر ہمراہ اہل ہنود روپیہ روپیہ دینا بالخصوص وہ مسلمان جو کسی مسافر مسکین کو باوجود مقدرت آنہ دو آنہ نہ دے سکتے ہوں اور اس مجلس کی شیرینی جو بنام نہاد پرشاد تقسیم ہوتی ہے کھانا تو ایسے مسلمانوں کیواسطے از روئے احکام شرع شریف کیا حکم ہے صاف صاف مع عبارت قرآن مجید و حدیث شریف و فقہ مبارک جداگانہ ہر امور مستفسرہ صدر کا جواب مفصل ارقام فرمائیں اللہ تعالیٰ اجر دیگا فقط والسلام علی ختم الکلام

الجواب

ایسے لوگ فساق فجار مرتکب کبائر مستحق عذاب نار و غضب جبار ہیں مسلمان کو حکم ہے راہ چلتا ہوا کفار کے محلہ سے گزرے تو جلد نکل جائے کہ وہ محل لعنت ہے نہ کہ خاص اونکی عبادت کی جگہ جسوقت وہ غیر خدا کو پوج رہے ہوں قطعاً اوسوقت لعنت اوترتی ہے اور بلاشبہہ اوس میں تماشائیوں کا بھی حصہ ہے یہ اوسوقت ہے کہ محض تماشا مقصود ہو اور اسی غرض سے نقد و اسباب دیکر اعانت کی جاتی ہو اور اگر اون افعال ملعونہ کو اچھا جانا یا اون تصاویر باطلہ کو وقعت کی نگاہ سے دیکھا یا اون کے کسی حکم کفر پر ہوں ہاں کہا جیسا کہ سوال میں مذکور جب تو صریح کفر ہے غمز العیون میں ہے من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ اون لوگوں کو اگر اسلام عزیز ہے اور یہ جانتے ہیں کہ قیامت کبھی آئیگی اور اللہ

واحد قہار کے حضور جانا ہوگا تو ان پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور ایسی ناپاک مجلسوں سے دور بھاگیں نئے سرے سے کلمۂ اسلام اور اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں ورنہ عذاب الٰہی کے منتظر رہیں۔ قال اللہ تعالیٰ یاایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطن ان الشیطن للانسان عدو مبین ٥

مسئلہ ۔ مسئولہ سید مقبول عیسیٰ میاں صاحب بریلی نو محلہ ۲ صفر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین بیچ اس امر کے اول یہ کہ اہل سنت و جماعت کو عشرہ محرم الحرام میں رنج و غم کرنا جائز ہے یا نہیں دوسرے یہ کہ عشرہ محرم الحرام میں شکار کھیلنا مسلمانوں کو درست ہے یا نادرست تیسرے یہ کہ تعزیہ بنانا بدعت سیئہ ہے یا شرک و گناہ کبیرہ بینوا توجروا۔

الجواب

۱ اہلسنت و جماعت کا مدار ایمان حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے جبتک اپنے ماں باپ اولاد تمام جہان سے زیادہ حضور کی محبت نہ رکھے مسلمان نہیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جبتک میں اوسے اوسکے ماں باپ اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں اور محب کو محبوب کی ہر شئے عزیز ہوتی ہے یہاں تک کہ اوسکی گلی کا کتا بھی حضرت مولانا قدس سرہ نے مثنوی شریف میں حضرت مجنون رحمہ اللہ تعالیٰ کی حکایت تحریر فرمائی کہ کسی نے اونکو دیکھا کمال محبت کے طور پر ایک کتے کے بوسے لے رہے ہیں اعتراض کیا کہ کتا نجس ہے جنیں ہے چناں سے فرمایا تو نہیں جانتا سے کہ طلسم بستہ مولی ست ایں ٭ پاسبان کوچہ لیلی ست ایں ٭ یہ کتا لیلی کی گلی کا ہے محبان صادق کا جب دنیا کے محبوبوں کیساتھ یہ حال ہے جن میں ایک حسن فانی کا کمال سہی ہزاروں عیب و نقص بھی ہوتے ہیں تو کیا کہنا ہے ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنہیں تمام اوصاف حمیدہ میں اعلیٰ کمال اور جن کا ہر کمال ابدی اور لازوال اور جو ہر عیب و نقص سے منزہ و بے مثال اونکا ہر علاقہ والا سنی کے سر کا تاج ہے صحابہ ہوں خواہ ازواج خواہ اہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیا کہنا ہے اونکا جو حضور کے جگر پارے اور عرش کی آنکھ کے تارے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط حسین میرا اور میں حسین کا اللہ دوست رکھے اوسے جو حسین کو دوست رکھے حسین ایک نسل نبوت کی اصل ہے۔ یہ حدیث کسقدر محبت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے ایک بار نام لیکر تین بار ضمیر کافی تھی مگر نہیں ہر بار لذت محبت کیلئے نام ہی کا اعادہ فرمایا۔ کما قالوا فی قول القائل سے تاللہ یا ظبیات القاع قلن لنا ٭ الیلای منکن ام لیلی من البشر کون سا سنی ہوگا جسے واقعہ ہائلہ کربلا کا غم نہیں یا اسکی یاد سے اوسکا دل محزون اور آنکھ پر نم نہیں ہاں مصائب میں ہمکو صبر کا حکم فرمایا ہے جزع فزع کو شریعت منع فرماتی ہے اور جسے واقعی دل میں غم نہ ہو اوسے جھوٹا اظہار غم ریا ہے اور قصداً غم آوری و غم پروری خلاف رضا ہے جسے اسکا غم نہ ہو اوسے بیغم نہ رہنا چاہیے بلکہ اس غم نہ ہونے کا غم چاہیئے کہ اوس کی محبت ناقص ہے اور جسکی محبت ناقص اوس کا ایمان ناقص۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲ جیسے کھانے یا دوا کیلئے کسی جانور کی حاجت ہے وہ اگر بقدر حاجت دو ایک جانور مار لائے تو یہ کسی کھیل یا تفریح کا فعل نہ ہوگا آیہ کریمہ و اذا حللتم فاصطادوا اسی کا ذکر ہے مگر بے حاجت مذکورہ تفریح طبع کیلئے جو شکار کیا جاتا ہے وہ خود ناجائز ہے کہ ایک لہو و لعب ہے لوگ خود اسے شکار کھیلنا کہتے ہیں اور کھیل کیلئے بے زبانوں کی جان ہلاک کرنا ظلم و بے دردی ہے اشباہ والنظائر میں ہے الصید مباح الا للتلہی اسی طرح وجیز کردری و تنویر الابصار وغیرہ میں ہے تو کھیل اور ناجائز کھیل اور عشرہ محرم۔ انا للہ وانا الیہ راجعون وحسبنا اللہ ونعم الوکیل واللہ تعالیٰ اعلم

۳ تعزیہ بنانا شرک نہیں یہ وہابیہ کا خیال ہے ہاں بدعت و گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ محمود احمد صاحب از قصبہ دیوی شریف ضلع بارہ بنکی ۱۰ صفر المظفر ۳۵ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں حضرات علمائے دین اسلام و مفتیان شریعت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کہ جسطرح آگرہ میں مقبرہ تاج محل کے بیرونی

پھاٹک و اندرونی دریبہ و نیز دہلی کی جامع مسجد کے در پر اور بعض دیگر مقدس مقامات و مساجد کے دروں پر آیات قرآن مجید کندہ ہیں اگر کسی بزرگ و برگزیدہ خدا کے مقبرہ کے دروں پر بایں احتیاط کہ زمین سے سات فٹ بلندی پر جہاں کسی قسم کی بے ادبی کا گمان بھی نہ ہو قرآن حمید کا کوئی سورہ یا اسمار جناب احدیت جل جلالہ سنگ مرمر کے ایسے مضبوط مصالحہ سے لکھے جائیں جو مثل پتھر کے مستحکم ہوں اور جن کا رنگ دھوپ یا پانی سے کبھی تبدیل نہ ہو سکے اور حروف ہمیشہ بدستور قائم رہیں تو شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

دیواروں پر کتابت سے علما نے منع فرمایا ہے۔ کما فی الہندیۃ وغیرہا اس سے احتراز ہی اسلم ہے اگر چھوٹ کر نہ بھی گریں تو بارش میں پانی اوپر گزر کر زمین پر آئیگا اور پامال ہوگا۔ غرض مفسدہ کا احتمال ہے اور مصلحت کچھ بھی نہیں لہذا اجتناب ہی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

مرسلہ مصاحب علی طالب علم ۱۴ صفر المظفر ۱۳۳۵ھ

۱ عورت نے اپنے خاوند کو اپنے ساتھ لٹا کر اپنا لحاف ریشمی یا چادر ریشمی خاوند کو بھی اوڑھا دیا تو کیا یہ استعمال ریشمی کپڑے کا بہ تبع عورت کے مرد کو جائز ہے یا نہیں ۲ مرد کو مخمل پہننا جائز ہے یا نہیں ۳ ایک شخص نے زنا و شراب و سود وغیرہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور نماز و روزہ و زکوٰۃ وغیرہ افعال نیک بھی کرتا ہے اور علما و مشائخ سے محبت رکھتا ہے تو اگر بہ سبب افعال نیک کے ایسے شخص سے محبت دوستی و میل جول رکھا جائے تو اون آیات اور احادیث کا خلاف لازم آتا ہے جس میں فاسق سے بچنے اور دور رہنے اور بغض رکھنے کا حکم ہے اور اگر بہ سبب افعال بد کے ایسے شخص سے پرہیز کیا جائے تو اون احادیث اور آیات کا خلاف لازم آتا ہے جس میں مسلمانوں سے میل جول رکھنے اور اچھا برتاؤ کرنیکا حکم ہے تو ایسے شخص سے کیسا برتاؤ کیا جائے۔ بینوا توجروا

الجواب

۱ ناجائز ہے اور اوڑھنے میں تبعیت کے کوئی معنی نہیں دونوں مستقل ہیں اور یہ تبعیت کی کوئی صورت نہیں کہ ملک عورت کی ہے یا بنا اوسکے لئے ہاں ریشمی توشک پر لیٹنا امام کے نزدیک جائز ہے۔ ۲ ریشمی مخمل ناجائز ہے سوتی جائز ۳ دو وجہ مختلف سے محبت و بغض جمع ہو سکتے ہیں بلکہ فاسق سے بغض حقیقۃً اوسکے فعل کی طرف راجع ہے نہ ذات کی طرف ایسے شخص سے برتاؤ میں طریقہ سلف مختلف رہا اوس کا مبنی اختلاف احوال ہے جس فاسق کو یہ جانے کہ نرمی و ایتلاف سے روبراہ ہو جائے گا وہاں یہی چاہئے جیسے یہ جانے کہ شدت و اعراض سے متاثر ہو کر افعال قبیحہ چھوڑ دیگا وہاں یہی چاہئے اور جس سے کسی طرح امید نہ ہو اوس سے مطلقاً احتراز چاہئے خصوصاً دو شخصوں کو ایک وہ جو اوسکی صحبت بد سے متاثر ہونے کا اندیشہ رکھے دوسرا وہ کہ عالم و مقتدا ہو کہ اسے اوس سے میل جول کرتا ہوا دیکھ کر قلوب عوام سے فسق کی شناعت کم ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ

مرسلہ محمد حسن صاحب فاروقی ضلع پورنیہ ڈاکخانہ اسلام پور ۲۲ صفر ۱۳۳۵ھ

سود خوار کے مکان کا کھانا درست ہے یا نہیں اور جس مال میں کہ سود کا شبہہ ہو اوسکا کھانا کیسا ہے اور اگر زید تمام عمر سود کا مال جمع کرتا رہا اور اوسکے بیٹے عمرو کو بخوبی معلوم کہ یہ مال تمام سود کا ہے تو اس صورت میں بعد مرنے زید کے وہ مال عمرو کے حق میں حلال ہو سکتا ہے یا نہیں اور درصورت نہ معلوم ہونے عمرو کے کہ یہ مال سود کا ہے یا کہ تجارت کا یا اور کوئی کمائی حلال کا مگر درحقیقت وہ مال سود کا تھا اگر وہ مال حلال سمجھ کر کھائے تو کون گنہگار ہوگا۔ فقط

الجواب

جو چیز بعینہ سود میں آئی ہو مثلاً گیہوں یا چاول اوس کا کھانا بلاشبہ حرام ہے اور اگر سود کے روپے سے خریدی گئی یوں کہ وہ روپیہ دکھا کر کہا گیا کہ اسکے بدلے دیدے اور پھر وہی روپیہ قیمت میں دیدیا تو یہ چیز بھی ناجائز ہو گئی اور اگر ایسا نہیں تو حرمت نہیں مگر سود خوار کے یہاں کھانے سے احتراز مناسب ہے اور شبہہ کے مال سے زیادہ احتراز چاہئے مگر حرمت نہیں جبتک معلوم نہ ہو بہ ناخذ ما لم نعرف شیئا حراما بعینہ ہندیہ

عن الذخیرة عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ وارث اگر جانتا ہے کہ فلاں روپیہ سود کا ہے تو اوسے اوسکا لینا جائز نہیں مورث نے جس سے لیا تھا اوسے واپس دے یا تصدق کرے اور اگر کسی معین روپے کی نسبت علم نہیں اتنا جانتا ہے کہ اس میں اسقدر روپے حرام کے ہیں تو اتنا روپیہ مستحق کو پہنچائے اور اگر یہ بھی نہیں معلوم تو لینے والے پر وبال اور اس کے لئے حلال۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ محمد ظہور سوداگر پارچہ الموزہ متصل جامع مسجد کارخانہ بازار ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس باب میں (۱) کہ زید خاکروب نے مع اپنی ایک بی بی اور جوان لڑکی قبول اسلام کی درخواست کی چنانچہ اونکو فوراً مسلمان کر لیا گیا۔ کیا فوراً ہی اون کو اپنا حقہ دینا اور اون کے ساتھ کھانا پینا وغیرہ درست ہے یا نہیں ۲ مساۃ ہندہ جو اوس خاکروب نومسلم کی جوان نومسلمہ لڑکی ہے اوس کو مسلمان کرنے والے عالم کے پیچھے کیا نماز نا درست ہے حالانکہ اوسکے پیچھے نماز پڑھتے تھے ۳ کسی عالم باعمل اور صالح پر جس نے خاکروب کی جوان لڑکی کو مسلمان کیا ہو کیا یہ اتہام کرنا گناہ نہیں ہے کہ تو نے اپنے نفس کیلئے اس کو مسلمان کیا ہے اور تو اس سے آشنائی کریگا ۴ ۔ اگر ایکبار قبول اسلام کرنے کے بعد وہ خاکروب پھر اپنی قوم میں مل گیا ہو اور دوبارہ قبول اسلام کی درخواست کرے تو کیا اوس کے مسلمان کرنے میں کچھ تامل کرنا چاہئے حالانکہ خوف ہے کہ آریہ اور عیسائی فوراً اوسکو لے لیں گے ۵ اگر خاکروب کو مسلمان کرنے اور اوسکے ساتھ کھانے پینے سے اس خوف سے پرہیز کرے کہ اوسکے ہمسایہ ہنود اوسپر ہنسیں گے اور اعتراض کریں گے تو یہ اوس مسلمان کی مذہبی کمزوری ہے یا اسکو کیا کہیں گے ۶ کیا شریعت اسلام کے نزدیک ایک برہمن سے ایک خاکروب ناپاک اور نجس تر سمجھا جاتا ہے حالانکہ برہمن کو سخت شرک کیوجہ زیادہ ناپاک سمجھنا چاہئے ۷ مستند علمائے دین کے فتاویٰ کو جو شخص ہیچ و پوچ سمجھ کر اوسپر عمل نہ کرے اور کہے کہ فتویٰ وہی ہے جو ہمارا دل گواہی دے ایسا شخص شریعت کے نزدیک کیسا ہے ۸ اگر کوئی مسلمان نومسلم خاکروب کیساتھ حقہ پینے کھانا کھانے پر ایک مسلمان کی ہنسی اوڑائے وہ مسلمان کیسا ہے ۹ خاکروب کی بالغہ لڑکی جو مسلمان ہو گئی ہے کیا اوسکے پانے کا اوسکا شوہر خاکروب مستحق ہے حالانکہ قبول اسلام سے پیشتر باقاعدہ طور پر اوسکے ماں باپ کے یہاں سے اوسکی رسم رخصت عمل میں نہ آئی ہو اور دوران مقدمہ میں جو اوسکے شوہر نے اوس کے نام دائر کیا ہے، مسلمان ہو گئی ہو ۱۰ بوڑھے زانی کی کیا سزا ہے حالانکہ اوسکی جوان اور تندرست بی بی اوسکے پاس موجود ہو اور وہ ایک مشرکہ سے زنا کرے۔ بینوا توجروا

الجواب

۱ اسلام لاتے ہی معاً ہر قوم والے کو غسل کرنا چاہئے خصوصاً وہ قوم کہ نجاسات سے تلوث جنکا پیشہ ہو مسلمان کرتے ہی اون کو خوب پاک کر کے نہلا دیں اوسکے بعد معاً اون کے ساتھ کھائیں پئیں ۲ جو کافر تلقین اسلام چاہے اوسے تلقین فرض ہے اور اوس میں دیر لگانا اشد کبیرہ بلکہ اس میں تاخیر کو علماء نے کفر لکھا اگر بلا وجہ شرعی دیر کرتا ہے تو اوس کے پیچھے نماز ناجائز ہوتی نہ کر وہ فرض بجالایا اس بنا پر اوس کے پیچھے نماز میں تامل کریں ۳ مسلمان پر بدگمانی حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یایها الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں اور فرماتا ہے ولا تقف مالیس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئك کان عنه مسئولا غیر یقینی بات کے پیچھے نہ جا بیشک کان اور آنکھ اور دل سب سے پرسش ہونی ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث بدگمانی سے دور بھاگو بدگمانی سب سے بڑھکر جھوٹی بات ہے ۴ ہرگز تامل جائز نہیں۔ بارگاہ عزت وہ بارگاہ کرم ہے کہ باز آ باز آ ہر انچہ ہستی باز آ ؎ گر کافر و رند و بت پرستی باز آ ؎ ایں درگہ ما درگہ نا امیدی نیست ؎ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ۔ ۵ کافروں کے غلط طعنہ کا لحاظ کرنا اور اسکا خیال کرنا کہ اس مسلمان کی دلشکنی ہو گی کسی ایسے ہی کا کام ہے جو نرا جاہل ہے یا معاذ اللہ کافروں کی طرف مائل ہے ۶ کفر کی نجاست میں برہمن خاکروب سے نجس تر ہیں مگر ظاہری نجاست سے تلوث اسکو زائد رہتا ہے ولہذا مسلمانوں میں رائج ہے کہ خاکروب کی چھوئی چیز سے جیسا احتراز کرتے ہیں برہمن کی چھوئی ہوئی سے نہیں کرتے لیکن اوسی وقت تک ہے جبتک وہ مسلمان نہ ہوا جب اسلام لے آیا اور طہارت کر لی اب وہ اپنا بھائی ہے ۷ یہ شخص اگر خود عالم کامل نہیں تو مستند علمائے دین کے فتویٰ نہ ماننے کے سبب ضال وگمراہ ہے قرآن عظیم نے غیر عالم کے لئے

یہ حکم دیا کہ عالم سے پوچھو نہ یہ کہ جسپر تمہارا دل گواہی دے عمل کرو۔ قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون جاہل کیا اور جاہل کا دل کیا نعم من کان عالما فقیہا مبصرا ماھرا متبحرا فھو مامور بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استفت قلبک وان افتاک المفتون ۸ یہ ہنسی اوڑانے والا سخت گناہگار ہوگا۔ قال اللہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منھن کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس ہنسنے والے سے وہ خاکروب ہی بہتر ہو ۹ عورت جب مسلمان ہوجائے حکم یہ ہے کہ اوسکے شوہر سے اسلام کیلئے کہا جائے اگر مان لے فبہا وہ اوسکی عورت ہے اور نہ مانے تو اوسکا یہ انکار کرنا اوس نکاح کو ساقط کرتا ہے یہ حکم اوسوقت ہے کہ حاکم اسلام اوسپر اسلام پیش کرے اور وہ نہ مانے جہاں حاکم اسلام نہیں عورت تین حیض کا انتظار کرے اس مدت میں اگر وہ مسلمان نہو نکاح زائل ہوجائے گا بہرحال مسلمہ عورت پر کافر کو شرعاً کوئی دعویٰ نہیں پہنچتا ۱۰ زنا کی سزا آخرت میں عذاب نار ہے اور دنیا میں حد ہے جسکا سلطان اسلام کو اختیار ہے حدیث میں ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ دشمن تین شخص ہیں مفلس متکبر اور بوڑھا زانی اور جھوٹ بولنے والا بادشاہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ مولوی محمد بہاؤالدین صاحب موضع سکندرپور ڈاکخانہ کرنڈہ ضلع غازی پور ۲۷ ربیع الاول شریف ۳۵ھ

یہاں پر ایک وہابی رہتا ہے وہ شخص پیرو ہے علمائے دیوبند کا خاصکر مولوی اشرف علی و مولوی رشید احمد کا وہ شخص کہتا ہے کہ پیر و اوستاد دینی سے مرتبہ زیادہ ہے ماں باپ کا کیونکہ ماں باپ کا مرتبہ قرآن مجید سے زیادہ ثابت ہوتا ہے فقیر نے حدیث پیش کیا کہ فضیلت پیر و اوستاد کی ماں باپ سے زیادہ ہے اوس شخص نے کہا کہ ہم قرآن مجید کے مقابلہ میں حدیث کو نہ مانیں گے تو سوال یہ کہ حدیث شریف کا انکار کرنے والا کیا ہوا اور ماں باپ سے مرتبہ زیادہ پیر و اوستاد کا ہے یا نہیں بلا دلیل دو بات قلم سے تحریر کر دیجئے وہی تحریر سند سمجھونگا۔ والسلام

الجواب

پیر و اوستاد علم دین کا مرتبہ ماں باپ سے زیادہ ہے وہ مربی بدن ہیں یہ مربی روح جو نسبت روح سے بدن کو ہے وہی نسبت اوستاد و پیر سے ماں باپ کو ہے کما نص علیہ العلامۃ الشرنبلالی فی غنیۃ ذوی الاحکام وقال فیہ ذا ابوالروح لا ابوالنطف قرآن عظیم میں ماں باپ کا ذکر فرمایا یہ نہیں فرمایا کہ ان کے برابر کسی کا حق نہیں بلکہ وہ آیہ کریمہ جس میں اپنے شکر کیساتھ والدین کے شکر کو فرمایا مربیان دین کا مرتبہ ماں باپ سے بہت زائد ہونے کی طرف اشارہ فرماتی ہے ظاہر ہے کہ تربیت دین نعمت عظمی ہے اور اوسکا شکر قطعاً فرض مگر اون کا شکر بعینہٖ شکر الٰہی عزوجل ہے اسیواسطے اونھیں اوس میں داخل فرمایا اون کے بعد والدین کا ذکر ارشاد ہوا ورنہ والدین کا حق نبی سے بھی بڑھ جائیگا کہ یہاں جس طرح اوستاد و پیر کا ذکر نہیں نبی کا بھی ذکر نہیں۔ دیوبندیوں سے انکار حدیث کی شکایت کیا معنی رکھتی ہے۔ علمائے حرمین شریفین کا فتوی حسام الحرمین دیکھیئے کہ یہ لوگ خود حضرت رسالت علیہ الصلاۃ والتحیۃ کے مخالف ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ محمد تقی مقام بکسر متصل اسٹیشن ریلوے بتوسط حاجی رحیم بخش صاحب ۳۰ ربیع الاول شریف ۳۵ھ

۱ تصویر کھینچنا جائز ہے یا نہیں ۲ پیشہ تصویر سے اکل و شرب کیسا ہے فقط

الجواب

۱ جاندار کی تصویر کھینچنی حرام ہے صحیح حدیث میں ارشاد ہوا اشد الناس عذابا یوم القیمۃ من قتل نبیا او قتلہ نبی والمصورون قیامت میں سب سے سخت تر عذاب اوسپر ہوگا جسے کسی نبی نے قتل کیا یا جس نے کسی نبی کو شہید کیا اور مصور۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۲ تصویر حرام کے پیشہ سے اکل و شرب جائز نہیں کہ وہ کسب خبیث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ حکمت یار خاں ساکن بریلی محلہ شاہ آباد ۱۹ ربیع الآخر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بمبئی اور اوسکے اطراف و جوانب میں قدیم سے یہ طریقہ جاری ہے کہ ہر جماعت پنجگانہ کے بعد نماز و دعاء اخیر سے فارغ ہوکر مصلیان مسجد باہم مصافحہ کرکے رخصت ہوتے ہیں آجکل موضع کرلا میں ایک مولوی صاحب سکو

بدعت قبیحہ قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی قول وفعل سے یہ ثابت نہیں اس لئے ہرگز ایسا نہ کرنا چاہئے دوسرے ایک صاحب کا قول ہے کہ مسلمان خانہ خدا میں پنجگانہ نماز ادا کرنے کے بعد باہم مصافحہ کرکے محبت واتفاق واتحاد کا ثبوت دیتے ہیں یہ نہایت مستحسن طریقہ ہے اگر بدعت قبیحہ ہوتا تو علمائے دین ضرور اس سے منع فرماتے حالانکہ آج تک کسی سنی عالم نے اس سے ممانعت نہیں کی پس اسکے لئے قول فیصل بدلائل قوی تحریر فرمائیں کہ رفع نزاع ہو۔ بینوا توجروا

الجواب

صحیح یہ ہے کہ وہ جائز اور بہ نیت حسنہ مستحب ومستحسن اور جہاں کے مسلمانوں میں اسکی عادت ہے وہاں انکار سے مسلمانوں میں فتنہ وتفرقہ پیدا کرنا جہالت اور بربنائے اعتزال ووہابیت ہو جیسا کہ آجکل اکثر یہی ہے تو صریح ضلالت والعیاذ باللہ تعالیٰ نسیم الریاض شرح شفای امام قاضی عیاض میں ہے الاصح انہا بدعۃ مباحۃ درمختار میں ہے وقولہم انہ بدعۃ ای مباحۃ حسنۃ کما افادہ النووی فی اذکارہ وغیرہ فی غیرہ اور تفصیل مرام وازالۂ اوہام ہمارے رسالۂ وشاح الجید میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ شیخ محمد اکرام الدین طالب علم درجہ حفظ (د) چوک لکھنؤ مدرسہ فرقانیہ ۱۲ ربیع الآخر ۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا باپ علوم دینیہ پڑھنے سے زید کو روکتا ہے کیا زید بلا رضامندی اپنے باپ کے طلب علم دین کیواسطے اپنا وطن چھوڑ کر دوسرے شہر میں جاکر علم دین پڑھے درحالیکہ اوسکے وطن میں کوئی مولوی حافظ بھی موجود نہیں ہے۔ جواب بحوالہ کتب مسطور فرمایا جائے۔ بینوا توجروا

الجواب

طلب علم دین اپنی حاجت کے قدر فرض عین اور اس سے زائد فرض کفایہ ہے اوسکے باپ کا اس سے روکنا خلاف حکم خدا ہے اور خلاف حکم خدا میں کسی کی اطاعت نہیں قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا طاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالیٰ فتاویٰ امام قاضیخاں میں ہے لو خرج الی طلب العلم بغیر اذن والدیہ فلا بأس بہ ولم یکن ھذا عقوقا ہاں اگر باپ محتاج ہے اور اگر یہ باہر جائے تو وہ ضائع رہ جائے کوئی ذریعۂ قوت نہ اوس کے پاس ہو نہ یہ بھیج سکے تو اوسکا روکنا بجا ہے فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے قال محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فی السیر الکبیر اذا اراد الرجل ان یسافر الی غیر الجہاد لتجارۃ او حج او عمرۃ وکرہ ذلک ابواہ فان کان یخاف الضیعۃ علیہما بان کانا معسرین ونفقتہما علیہ ومالہ لا یفی بالزاد والراحلۃ ونفقتہما فانہ لا یخرج بغیر اذنہما سواء کان سفرا یخاف علی الولد الہلاک فیہ کرکوب السفینۃ فی البحر او اجتیاز البادیۃ ماشیا فی البرد الشدید اولا وان کان لا یخاف الضیعۃ علیہما بان کانا موسرین ولم تکن نفقتہما علیہ ان کان سفرا لا یخاف علی الولد الہلاک فیہ کان لہ ان یخرج بغیر اذنہما وان کان یخاف علی الولد لا یخرج الا باذنہما کذا فی الذخیرۃ وکذا الجواب فیما اذا خرج للتفقہ الی بلدۃ اخری ان کان لا یخاف علیہ الہلاک بسبب ھذا الخروج کان بمنزلۃ السفر للتجارۃ وان کان یخاف علیہ الہلاک کان بمنزلۃ الجہاد کذا فی المحیط اھ باختصار ورأیتنی کتبت علی قولہ لا یخرج بغیر اذنہما مانصہ **اقول** ای حقیقۃ فانہ لا یکون الا اذا کانت عندہما کفایۃ ولو من قبل غیرہما اما اذا استأذن وھو یعلم ان لاکفاف لہما دونہ فقالا غضبا سر علی برکۃ اللہ تعالیٰ فہذا لیس من الاذن فی شیئ وان فرض فلا معتبر بہ لان اضاعتہما حرام والحرام لا یحل باذن احد اسی طرح اگر لڑکا امرد خوبصورت محل فتنہ ہے اور تنہا جاتا ہے تو کہا گیا کہ اس صورت میں بھی باپ روک سکتا ہے خانیہ میں بعد عبارت سابقہ ہے قیل ھذا اذا کان ملتحیا فان کان امرد صبیح الوجہ فلابیہ ان یمنعہ من ذلک الخروج اھ **اقول** تحقیق مقام یہ ہے کہ اگر وہاں جانے میں اندیشہ فتنہ یقینی ہے یعنی ایسا ظن غالب کہ فقہیات میں ملتحق بہ یقین ہے تو بلاشبہہ باپ روک سکتا ہے بلکہ روکنا لازم ہے فان درء المفاسد اہم من جلب المصالح اور اگر محض وہم ہے تو معتبر نہیں ہے اور اگر متوسط حالت ہے تو علم ضروری سے نہیں روک سکتا اور زائد میں نظر مختلف ہے اور معیار موازنۂ مفسدہ ومصلحت ہے کما ھو قانون الشرع والعقل فلیکن التوفیق وباللہ التوفیق واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ محمد فیاض الرحمٰن صاحب رڈکی کیمپ ۲۲ ربیع الآخر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے نام کیساتھ اسرائیلی لکھتا ہے جسطرح اور لوگ قریشی صدیقی چشتی وغیرہ لکھتے ہیں کیا لفظ اسرائیلی ایک حنفی المذہب شخص کیلئے صرف نسبت ظاہر کرنے کو جائز ہوتا ہے ۔ مناسب ہے کہ بنی اسرائیل کی کچھ تفصیل کر دی جائے کیونکہ اکثر لوگ زید پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ نسبت ایک حنفی المذہب کیلئے ناجائز ہے ۔ جبکہ زید کچھ تھوڑی تفصیل یہ بیان کرتا ہے کہ حضرت یعقوب کا دوسرا اسم گرامی اسرائیل تھا جنکے خاندان میں ہم لوگ ہیں امید کہ حضور عالی تشریح اور تفصیل کے ساتھ جلد سے جلد بیان فرمائیں تاکہ اگر کوئی گناہ ہو تو فوراً اس نسبت کو ترک کر دیا جائے ۔

الجواب

اسرائیل سیدنا یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کا نام مبارک ہے ۔ قال اللہ تعالیٰ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ من قبل ان تنزل التوریۃ زید اگر نسباً بنی اسرائیل سے ہے تو اوسکا اپنے آپکو اسرائیلی کہنا بجا ہے اور اسکے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں البتہ اب یہ لفظ مسلمانوں میں اجنبی سا ہو گیا ہے لوگ اسرائیلی کو محمدی کے مقابل سمجھتے ہیں اور اجلہ اکابر کے کلام پاک میں یہ مقابلہ آیا ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قف یا اسرائیلی اسمع للمحمدی نسبت نسب و مذہب دونوں اعتبار سے ہوتی ہے اور یہاں بحسب نسب یہ نسبت بہت کم مسموع لہذا عوام مسلمین اسے سنکر چونکتے ہیں اور بلاضرورت ایسی بات پر اقدام شرع مطہر کو پسند نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں بشروا ولا تنفروا ۔ دوسری حدیث میں ہے ایاک وما یسوء الاذن ۔ لہذا اپنے نام کیساتھ یہ نسبت لکھنی نامناسب و قابل ترک ہے مگر گناہ و حرام اب بھی نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ دوست خاں فیلبان ریاست سکیت ضلع کانگڑہ پنجاب ۲۲ ربیع الآخر ۳۵ھ

ایک قوم پہاڑ میں چنڈیل کہلاتی ہے اوس میں ان کے بڑے مسلمانوں سے ملتے جلتے تھے مگر اب یہ لوگ نہ ملتے ہیں نہ مردہ کی تجہیز تکفین میں مسلمانوں کو بلاتے ہیں بلکہ مثل ہنود کے داڑھی مونچھ منڈواتے ہیں نہ کسی مسلمان سے سلام علیک لیتے ہیں نہ کبھی نماز روزہ ہوتا ہے ۔ اب بعض مسلمان ان سے ملتے ہیں جو ان سے ملتے ہیں اون کے واسطے کیا حکم ہے فقط ۔

الجواب

یہ لوگ اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور پھر کفر کرتے ہیں تو مرتد ہیں اور ان سے ملنا جلنا مسلمان کو حرام ہے جو مسلمان ان سے ملتے ہیں فاسق ہیں مستحق عذاب ہیں اور اگر یہ لوگ سرے سے ہندو ہیں مسلمان ہو کر کافر نہ ہوئے تو ان سے کسی دنیا کے لین دین خرید و فروخت میں اوتنا ملنا جائز ہے جتنا ہندو سے اور اگر اس سے زائد ملیں اور اپنا دوست ولی بنائیں تو پھر مستحق عذاب ہیں بلکہ سخت تر ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ مرسلہ سید ولی اللہ از موضع لوڑسر اڈاکخانہ بھدورا ضلع غازیپور ۲۵ ربیع الآخر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں باب کہ جن مواضعات میں کہ عارضہ طاعون کی شکایت ہو قبل اسکے کہ لوگ مرنے لگیں یعنی مع ابتدا علامات و با مثل مرنا حشرات الارض وغیرہ کا و گندگی و تعفن کا ہونا کہ مقدمہ اس عارضہ مکروہہ کا ہے خدا کی پناہ یا بوقت ابتدا تعداد اموات صاحبان دیہہ اپنے اپنے مکانوں سے باہر ہو جائیں یا نہ ہو جائیں شرع شریف اس امر میں کیا اجازت دیتی ہے اگر اجازت ہے تو کسوقت اور کس شرط کیساتھ باہر ہونا چاہئے اور اگر شریعت اجازت نہیں دیتی تو باہر کے نکلنے والے لوگ کس گناہ کے مرتکب ہوں گے مع ثبوت حدیث و نص قرآنی کے مطلع کیا جائے ۔ دوم اینکہ حکمائے اہل فرنگ جو عام طور سے اعلام در بارہ چھوڑنے مکانوں کے کرتے ہیں اور خود باہر نکل جاتے ہیں اور نیز اہل اسلام کا بہت سا حصہ اون کے تبعیت کرتے ہیں اور یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جسطرح دوا کرنا بحالت مرض سنت ہے اوسی طرح بحالت خرابی آب و ہوا جگہ کا نقل کرنا بھی ایک گونہ علاج ہے تبدیل آب و ہوا بھی داخل سنت ہے تو ان لوگوں کی رائے کی تابعداری کرنا ہم سب کو مناسب ہے یا نہیں اور بعضے اشخاص کا یہ خیال ہے اس میں بلاموت بھی لوگ مرجاتے ہیں چونکہ کثرت سے لوگ مرتے ہیں اور بیمار پڑتے ہیں تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کیا ایکبارگی اتنے لوگوں کی موت ایک ہی بار تھی خیر ہر ایک سوال کی طرف سے معقول تسلی بخش جواب اطلاع دیں دیگر اینکہ کتنے میت تک کا جنازہ اکٹھا ہو سکتا ہے اور نابالغ لڑکی اور لڑکے کا جنازہ بالغ

کیساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں اگر ہوسکتا ہے تو دعا پہلے بالغ کی پڑھی جائے یا نابالغ کی یا محض بالغ کی دعا نابالغ کیلئے کافی ہوسکتی ہے جواب شافی سے ممنون و مشکور کیا جاؤں مع حوالہ حدیث دیگر یہ کہ لڑکا اور لڑکی نابالغ ہے اور اوسکی شادی ہوگئی ہے بعد شادی کے لڑکی بیوہ ہوگئی تو عقد ثانی کے بارہ میں عدت لیا جائیگا کہ نہیں اگر عدت لیا جائے تو کب تک دیگر اینکہ اپنی بیوی میت کا جنازہ شوہر لیجا سکتا ہے کہ نہیں جواب شافی سے ممنون فرمایا جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

طاعون سے بھاگنا حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الفار من الطاعون کالفار من الزحف طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے کہ جہاد میں کافروں کو پیٹھ دیکر بھاگنے والا جسے اللہ عزوجل فرماتا ہے فقد باء بغضب من اللہ ومأوٰہ جھنم وبئس المصیر وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اوسکا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت ہی بری جگہ پھرنے کی۔ کیا ایسی چیز دوا کے حکم میں آسکتی ہے نہ کہ معاذ اللہ سنت ہونا جس پر اللہ کا غضب ہو اور جہنم ٹھکانا۔ جو لوگ اوس سے بھاگ کر کہیں بھی جاتے ہیں سب گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں اس کی تفصیل ہمارے رسالہ تیسیر الماعون میں ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ لوگ اسمیں بے موت مرجاتے ہیں وہ گمراہ ہیں اس میں قرآن عظیم کا انکار ہے اون پر توبہ فرض ہے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح چاہئے اللہ عزوجل فرماتا ہے و ما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتٰبا موجلا کوئی جان بے حکم خدا نہیں مرسکتی لکھا ہوا حکم ہے وقت باندھا ہوا۔ پیڑ سے ایک آدھ پھل ٹپکتا رہتا ہے اسی کا ٹپکنا لکھا تھا اور ایک آندھی آتی ہے کہ ہزاروں پھل ایک ساتھ جھڑ پڑتے ہیں انکا ساتھ ہونا ہی لکھا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وکل صغیر وکبیر مستطر ہر چھوٹی بڑی بات سب لکھی ہوئی ہے۔ سو دو سو جتنے جنازے جمع ہوں سب پر ایک ساتھ نماز ہوسکتی ہے بالغوں کیساتھ نابالغوں کی نماز بھی ہوسکتی ہے دونوں دعائیں پڑھی جائیں پہلے بالغوں کی پھر نابالغوں کی اور بہرحال اگر وقت نہ ہو تو ہر جنازے پر جدا نماز بہتر ہے۔ درمختار میں ہے اذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلاۃ علی کل واحدۃ اولٰی وان جمع جاز وراعی الترتیب المعھود خلفہ الرجل مما یلیہ فالصبی فالبالغۃ فالمراھقۃ۔ بیوہ پر موت شوہر کی عدت ضروری ہے اگرچہ وہ خود ایک دن کی بچی اور اوسکا شوہر بھی کہ مرگیا ایک دن کا بچہ ہو درمختار میں ہے العدۃ للموت اربعۃ اشھر وعشر مطلقا وطئت اولا ولو صغیرۃ دفی حق الحامل مطلقا وضع حملھا ولو کان زوجھا المیت صغیرا چار مہینے دس دن عدت کریگی۔ مرد اپنی زوجہ کا جنازہ اوٹھا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ مرزا عبدالرحیم بیگ مدرس مدرسہ جماعت ناروواڑی محلہ رنچھوڑ لین کراچی بندر ۲۷ ربیع الآخر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ ایک ہندو نومسلم ہوا ہے اب اسکی ختنہ کرنا شرع شریف سے کیا حکم ہے آیا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو کون سی دلیل سے اور کس ترتیب سے اور اگر ناجائز ہے تو کس وجہ سے اور میں نے سنا ہے کہ بیاج کے جائز ہونے کا بھی آپ نے کوئی حیلہ کیا ہے آیا یہ صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو کس طرح تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہاں ختنہ کا حکم ہے حدیث میں ارشاد ہوا الق عنک شعر الکفر واختتن۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ بیاج کے جائز کر لینے کا حیلہ کر لینا مسلمان کی شان نہیں یہ بھی مجھ پر افترا ہے میرے فتاوی میں جابجا اسکا رد موجود ہے اور اگر اسکا نام حیلہ ہے کہ کوئی شرعی جائز صورت کی جائے جس میں نفع حاصل ہو اور بیاج حرام مردود و نجس سے نجات ہو تو اسے خود صاحب شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا کما فی صحیح البخاری۔ ائمہ دین نے اسکی متعدد صورتیں ارشاد فرمائیں۔ فتاویٰ امام قاضی خاں میں اسکے لئے خاص ایک فصل تحریر فرمائی اسے بیاج جائز کر لینا نہ کہیگا مگر گمراہ اس کی تفصیل میرے رسالہ کفل الفقیہ میں ہے جو مطبع اہلسنت سے مل سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مرسلہ مولوی محمد داحد صاحب ۲۷ جمادی الاولیٰ ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ذکر میلاد مبارک بہ تعین ایام و تخصیص ربیع الاول شریف یا بہ تقریب یازدہم شریف و دیگر تواریخ اعراس مشائخ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے گھروں میں مسجدوں میں درود شریف یا قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا یا دوازدہم شریف تک ہر روز مجلس ذکر میلاد کرنا اور حاضرین سامعین ذکر اقدس کو مٹھائی دینا یا کھانا کھلانا یعنی فرح و سرور ولادت اقدس یا ایام وصال ارباب کمال میں زیادتی عبادت

وصدقہ وخیرات اور نظم میں نعت حضرت سید المنعوتین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بخوش الحانی پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ذکر حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ایمان وسرور جان ہے اون کا ذکر بعینہ ذکر رحمٰن ہے۔ قال تعالیٰ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ حدیث میں ہے اس آیۂ کریمہ کے نزول کے بعد سیدنا جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم حاضر بارگاہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے اور عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے اتدری کیف رفعت لك ذکرك کیا تم جانتے ہو میں نے کیسے بلند کیا تمہارے لئے تمہارا ذکر حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے عرض کی اللہ اعلم ارشاد ہوا جعلتك ذکرا من ذکری فمن ذکرك فقد ذکرنی اے محبوب میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا کہ جس نے تمہارا ذکر کیا بیشک اوس نے میرا ذکر کیا اور ماہ ربیع الاول شریف اس کیلئے زیادہ مناسب جیسے دور قرآن وختم قرآن کیلئے ماہ رمضان کہ اوسی مہینے میں اوترا شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن یہاں اس عالم میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رونق افروز ہونا ماہ ربیع الاول میں ہوا اولہذا حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز جان افروز دوشنبہ کو روزہ شکر کے لئے خاص فرماتے اور اوسکی وجہ یوں ارشاد فرماتے کہ فیہ ولدت وفیہ انزل علی اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر کتاب اوتری یہ تخصیصات بوجہ مناسبات ہیں تو اون پر طعن جہل ہے بلا مناسبت تخصیص کو تو فرمایا گیا صوموا یوم السبت لالك ولا علیك یعنی روزہ کیلئے روز شنبہ کی تخصیص نہ تجھے نافع نہ مضر تو مناسبات جلیلہ کے باعث تخصیص پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے ہاں تخصیص بمعنی توقت کہ اور دن ہو ہی نہ سکے یا بمعنی وجوب شرعی کہ اس دن ہونا شرعاً لازم اور دوسرے دن ناجائز ہو ضرور باطل ہے مگر وہ ہرگز کسی کے ذہن میں نہیں کوئی جاہل سا جاہل بھی ایسا خیال نہیں کرتا ولکن الوھابیۃ قوم لایعلمون نہ یہی حال یازدہم و دوازدہم وتواریخ وصال محبوبان ذوالجلال کا ہے اور اوقات فاضلہ میں تکثیر اعمال صالحہ بلا شبہہ مطلوب ومندوب ہے جسپر قرآن عظیم واحادیث کثیرہ ناطق ان من افضل ایامکم الجمعۃ فاکثروا فیھا من الصلاۃ علی درودخوانی وتلاوت قرآن مجید واطعام طعام وصدقات ومبرات کی خوبیاں ضروریات دین سے ہیں محتاج بیان نہیں اور شیرینی کی تخصیص میں فوائد عدیدہ ہیں ایک تو یہ کہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حُلْوٌ یُّحِبُّ الْحُلْوَ مسلمان کا دل میٹھا ہے میٹھاس کو دوست رکھتا ہے۔ دوم وہ روزانہ عام لوگوں کے استعمال میں نہیں آتی وکل جدید لذیذ ومن وافق من اخیہ شھوۃ غفرلہ سوم حسب عرف اغنیا کو بھی اوسکے لینے میں باک نہیں ہوتا بخلاف اسکے کہ روٹی بانٹی جائے۔ چہارم جو چیز محبوبان خدا سے منتسب ہو جائے سزاوار تعظیم ہو جاتی ہے شیرینی اس کے لئے زیادہ مناسب کہ اوس میں چیز پھینکنے کی نہیں ہوتی۔ نعت شریف ذکر اقدس ہے اور اوسکا خوش الحانی سے ہونا مورث زیادت شوق ومحبت امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مواہب لدنیہ شریف میں تصریح فرمائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح شریف الحان خوش کیساتھ محبت حضور کو ترقی دیتا ہے اور ولادت اقدس پر اظہار فرحت وسرور خود نص قرآن سے مامور۔ قال اللہ تعالیٰ قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلك فلیفرحوا تم فرماؤ کہ اللہ کے فضل اور اوسکی رحمت چاہیئے کہ اسی پر فرحت وسرور کریں انسان العیون میں ہے بعض صالحین خواب میں زیارت جمال اقدس سے مشرف ہوئے عرض کی یارسول اللہ یہ جو لوگ ولادت حضور کی خوشی کرتے ہیں فرمایا من فرح بنا فرحنا بہ جو ہماری خوشی کرتا ہے ہم اوس سے خوش ہوتے ہیں۔ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از پرتاپور ضلع بریلی مرسلہ مولوی امیر عالم حسن عرف نوشہ میاں

زید نے نکاح اپنا کسی عورت سے کرلیا بعد چند مدت کے پھر اوسکی بہن حقیقی سے کرلیا دونوں بہن اوس کے نکاح میں حیات ہیں اب نہیں معلوم کہ نکاح دونوں کا درست ہے یا حرام قاضی نے بطمع ولالچ نکاح پڑھا دیا اور وہی قاضی نماز بھی پڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے عالموں سے دریافت کرکے نکاح پڑھایا ہے ایسا نکاح درست ہے اب اس کا پورا ثبوت حادمان کو کیوں نہ دیا جاوے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا نکاح پڑھوانا درست ہے یا نہیں اور حاضران مجلس جو اوسمیں شریک تھے مع وکیل وشاہد وغیرہ اونکے ذمہ کیا الزام آسکتا ہے

الجواب

یہ نکاح بنص صریح قرآن مجید حرام قطعی حرام قطعی ہے قال اللہ تعالیٰ ان تجمعوا بین الاختین اس نکاح کو درست کہنا صریح کلمۂ

کفر ہے اوس قاضی پر لازم ہے کہ نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھے اور اپنے اوس قول نجس سے توبہ کرے اگر عورت رکھتا ہے تو بعد تجدید اسلام اوس سے از سر نو
نکاح کرے اس لفظ کے بعد جتنی نمازیں اوسکے پیچھے پڑھی ہیں سب باطل ہوئیں جس جس نے جو جو نماز پڑھی اوسکا پھیرنا اوس پر لازم ہے اور اب جبتک تجدید اسلام
نہ کرے اوسکے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ پڑھنا حرام اور پڑھ لی ہو تو پھیرنا فرض اور اوس سے نکاح ہرگز نہ پڑھوایا جائے تبیین امام زیلعی میں ہے لان فی تقدیمہ
تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً وکیل وشاہد حاضرین سے جسے یہ معلوم نہ تھا کہ اوسکی بہن اوسکے نکاح میں ہے اوس پر الزام نہیں اور جسے معلوم تھا
اور حرام جان کر شریک ہوا وہ سخت گناہ کا مرتکب اور شدید عذاب کا مستوجب ہوا اور جس نے اوسے حلال ٹھہرایا اوسکا حکم اوس قاضی کے مثل ہے اوس پر
بھی تجدید اسلام لازم اور اوسکے بعد خود اپنے نکاح کی تجدید کرے اوس مرد پر فرض ہے کہ فوراً اوس دوسری بہن کو جدا کردے اور اگر اس سے قربت کرچکا تو اب
وہ پہلی بھی اوس پر حرام ہوگئی جبتک اوس دوسری کو چھوڑکر اوسکی عدت نہ گزر جائے پہلی کو بھی ہاتھ لگانا حرام ہے جب اوسکی عدت گزر جائیگی اوسوقت وہ
پہلی اسکے لیے حلال ہوگی بحر الرائق وجلبی علی الدرر و ردالمحتار میں ہے الثانی باطل ولہ وطئ الاولی الا ان یطأ الثانیۃ فتحرم الاولی الی القضاء
عدۃ الثانیۃ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مسئولہ مولوی محمد واحد صاحب ۳ رجمادی الاخرہ ۱۳۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مستحبات کو بدعت سیئہ کہکر روکنے والے یا (قرون ثلثہ میں نہ تھے) کہکر منع کرنے والے کے پیچھے نماز ہوتی
ہے یا نہیں اور ایسے لوگوں کو کسی مسجد کا امام مستقل بنانا یا مدرس مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

کتب عقائد میں تصریح ہے کہ تحلیل حرام وتحریم حلال دونوں کفر ہیں یعنی جو شے مباح ہو جسے اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا اوسے
ممنوع جاننے والا کافر ہے جبکہ اوسکی اباحت وحلت ضروریات دین سے ہو یا کم از کم حنفیہ کے طور پر قطعی ہو ورنہ اس میں شک نہیں کہ بے منع خدا و رسول منع
کرنے والا شریعت مطہرہ پر افترا کرتا ہے اور اللہ عزوجل پر بہتان اوٹھاتا ہے اور اسکا ادنی درجہ فسق شدید وکبیرہ خبیثہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تقولوا
لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب
لا یفلحون۔ وقال تعالیٰ انما یفتری الکذب الذین لا یومنون فاسق و مرتکب کبیرہ و مفتری علی اللہ ہونا ہی اوسکے پیچھے نماز ممنوع اور اوسے
امام بنانا ناجائز ہونے کیلئے بس تھا فتاوی الحجۃ و غنیہ میں ہے لو قدموا فاسقا یا ثمون۔ تبیین الحقائق وطحطاوی میں ہے لان فی تقدیمہ تعظیمہ
وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً مگر یہ وجہ منع کہ سوال میں مذکور آجکل اصول وہابیت مردودہ مخذولہ سے ہے اور وہابیہ بددین ہیں اور اُن کے پیچھے
نماز باطل محض۔ فتح القدیر میں ہے الصلاۃ خلف اھل الاھواء لا یجوز اور اونھیں امام ومدرس بنانا حرام قطعی اور اللہ و رسول کیساتھ سخت خیانت
اور مسلمانوں کی کمال بدخواہی صحیح مستدرک میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من استعمل علی عشرۃ رجلا وفیھم من ھو ارضی للہ
منہ فقد خان اللہ ورسولہ والمومنین اور اگر اونکے عقائد کفر پر مطلع ہوکر اون کے استحسان یا آسان سمجھنے سے ہو تو امام ومدرس بنانے والا خود کافر ہو جائیگا
فان الرضی بالکفر کفر ومن انکر شیئا من ضروریات الدین فقد کفر ومن شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر کسی مسجد یا مدرسہ کے مہتم متولی کیا روا
رکھیں گے کہ اپنے اختیار سے اوسے امام ومدرس کریں جو ان کے ماں یا باپ کو علانیہ مغلظہ گالیاں دیا کرے ہرگز نہیں۔ پھر وہابیہ تو اللہ عزوجل کے محبوب رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو علانیہ گالیاں دیتے لکھتے چھاپتے ہیں وہ کیسا مسلمان کہ اسے ہلکا جانے اور ایسوں کو مدرس وامام مقرر کرے اللہ تعالی سچا اسلام
دے اور اوس پر سچی استقامت عطا فرمائے اور اپنی اور اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سچی محبت دے اور اون کے دشمنوں سے کامل عداوت و
نفرت عطا فرمائے کہ بغیر اسکے مسلمان نہیں ہوسکتا اگرچہ لاکھ دعوی اسلام کرے اور شبانہ روز نماز روزے میں منہمک ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین کاش مسلمان اتنا ہی کریں کہ اللہ و رسول کی محبت
وعظمت کو ایک پلہ میں رکھیں اپنے ماں باپ کی الفت وعزت کو دوسرے میں۔ پھر دشمنان و بدگویان محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے اوتنا ہی برتاؤ
کریں جو اپنی ماں کو گالیاں دینے والے کے ساتھ برتتے ہیں تو یہ صلح کل یہ بے پرواہی یہ سہل انگاری یہ نیچری ملعون تہذیب سد راہ ایمان نہو ورنہ ماں باپ

کی محبت و عزت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت و عزت سے زائد ہو کر ایمان کا دعویٰ محض باطل اور اسلام قطعاً یقیناً زائل۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ قال اللہ تعالیٰ الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون زبان سے سب کہدیتے ہیں کہ ہاں ہمیں اللہ و رسول کی محبت و عظمت سب سے زائد ہے مگر عملی کارروائیاں آزمائش کرا دیتی ہیں کہ کون اس دعوے میں جھوٹا ہے اور کون سچا۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب وصلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علیٰ مالکنا ومولٰنا والآل والاصحاب امین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر کہنہ ۱۲ رجب ۳۵ھ بارہ دری مسئولہ مصطفےٰ علی خاں

جناب مولوی صاحب بعد ادائے آداب کے گزارش یہ ہے کہ آپکی خدمت میں آدمی بھیجتا ہوں مہربانی فرماکر سوالوں کا جواب عنایت فرما دیجئے۔ ۱ کنکیا اگر آکر گھر پر گر جائے اور معلوم نہ ہو کہ کسکی ہے لے لینے سے گناہ تو نہیں اور کنکیا اوڑانا گناہ ہے یا نہیں ۲ اور بلی تکلیف دیتی ہو تو اوسکو بستی میں چھوڑوانا گناہ تو نہیں۔

الجواب

کنکیا اوڑانا منع ہے اور لڑانا گناہ اور لوٹنا حرام اور خود آکر گر جائے تو اوسے پھاڑ ڈالے اور اگر معلوم نہو کہ کسکی ہے تو دور کسی مسکین کو دیدے کہ وہ کسی جائز کام میں صرف کرے اور خود مسکین ہو تو اپنے کسی جائز صرف میں لائے پھر جب معلوم ہو کہ فلاں مسلم کی ہے اور وہ اوس تصدق یا اس مسکین کے اپنے صرف پر راضی نہ ہو تو دینی آئیگی اور کنکیا کا معاوضہ بہرحال کچھ نہیں ۲ بلی اگر ایذا دیتی ہو تو اوسے باہر چھوڑ دینے میں حرج نہیں اور تیز چھری سے ذبح بھی کر سکتے ہیں مگر چھوڑوانا ایسی جگہ جائز نہیں جہاں سے وہ اپنے کسی رزق تک نہ پہنچ سکے فقط۔

مسئلہ ۔ از بریلی محلہ سوداگری مسئولہ محمد حسین طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۷ شعبان المعظم ۳۵ھ

صورت مسئلہ یہ ہے کہ زید نے عمرو کو علم طب سکھایا اور عمرو نے زید کو علم حساب سکھایا مرتبہ اوستاد اور شاگرد ہونے میں دونوں برابر ہیں یا کسی کو ایک دوسرے پر افضلیت ہے۔

الجواب

جمع تفریق ضرب تقسیم جسقدر پر علم ذرائض کا توقف ہے طب سے افضل ہے باقی حساب میں توغل سے طب افضل ہے جس نے افضل سکھایا وہ افضل استاذ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ مولینا مولوی عبدالحمید صاحب از بنارس محلہ پرکنڈہ ۱۰ شعبان ۳۵ھ

سوال اول ۔ عورت کو پائجامہ ٹخنا کھول کر پہننا چاہئے یا ٹخنا ڈھانک کر۔

الجواب

عورت کے گٹے ستر عورت میں داخل ہیں غیر محرم کو اونکا دیکھنا حرام ہے عورت کو حکم ہے کہ اوسکے پائچے خوب نیچے ہوں کہ چلنے میں ساق یا گٹے کھلنے کا احتمال نہ رہے ردالمحتار میں ہے اعضاء عورۃ الحرۃ الساقان مع الکعبین والثدیان الخ مالک ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ ام المومنین ام سلمہ اور ترمذی ونسائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی وھذا حدیث ام المومنین انھا قالت لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین ذکر الازار فالمرأۃ یا رسول اللہ قال ترخی شبرا قالت اذن تنکشف عنھا قال فذراعا لاتزید علیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال دوم ۔ عورتوں کا بیان میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زنانی محفل میں باواز بلند نثر و نظم پڑھنا اور نظم خوش آوازی و لحن کے ساتھ پڑھنا اور مکان کے باہر سے ہمسایہ کے مردوں اور نامحرموں کا سننا تو ایسا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

عورت کا خوش الحانی سے باواز ایسا پڑھنا کہ نامحرموں کو اوسکے نغمہ کی آواز جائے حرام ہے نوازل امام فقیہ ابواللیث میں ہے نغمۃ المرأۃ عورۃ کافی امام ابوالبرکات نسفی میں ہے لا تلبی جھرا لان صوتھا عورۃ امام ابوالعباس قرطبی کی کتاب السماع پھر بحوالہ علامہ علی مقدسی امداد الفتاح علامہ شرنبلالی پھر ردالمحتار علامہ شامی میں ہے لانجیز لھن رفع اصواتھن ولا تمطیطھا ولا تلیینھا وتقطیعھا لما فی ذلک من استمالۃ الرجال الیھن وتحریک

الشهوۃ منهم و من هذا لم یجزان تؤذن المرأۃ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

سوال سوم ۔ زید کوٹ وکالر ونکٹائی پہنتا ہے اور پشوری پائجامہ و ترکی ٹوپی و بوٹ جوتا پہنتا اور انگریزی فیشن کے بال رکھتا ہے ۔ عمرو کہتا ہے کہ اس میں تشبہ بالنصاریٰ ہے اور زید کہتا ہے کہ ہرگز نہیں اس لئے کہ ادنیٰ فرق تشبہ کیلئے کافی ہے ان دونوں میں کون حق پر ہے ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب

جو بات کفار یا بدمذہبان اشرار یا فساق فجار کا شعار ہو بغیر کسی حاجت صحیحہ شرعیہ کے برغبت نفس اوسکا اختیار مطلقاً ممنوع و ناجائز و گناہ ہے اگرچہ وہ ایک ہی چیز ہو کہ اوس سے اس وجہ خاص میں ضرور اون سے تشبہ ہوگا اسی قدر منع کو کافی ہے اگرچہ دیگر وجوہ سے تشبہ نہ ہو اسکی نظیر گلاب اور پیشاب ہیں ۔ شیشہ بھرا ہوا گلاب اور اوس میں ایک قطرہ پیشاب ہے تو وہ ناپاک خراب ہے نہ کہ پورا شیشہ پیشاب ہو جبھی نجس خراب ہو ولہذا عموماً احادیث ارشادات فقہ میں ہر ایسی چیز پر حکم حرمت و ممانعت دیا ہے نہ یہ کہ سر سے پاؤں تک من جمیع الوجوہ اون سے تشبہ ہو اوسی وقت منع ہو یہ محض جہل یا عقل کا فساد ہے اور اگر دانستہ ہو تو شریعت مطہرہ سے کھلا عناد ہے ابطال وہم کو یہاں صرف پچیس مسائل حدیث و فقہ سے سنائیں ۔ مسئلہ ۱ ۔ صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال اللہ کی لعنت اون مردوں پر جو عورتوں سے تشبہ کریں اور اون عورتوں پر جو مردوں سے ۔ یہ اصل کلی ہے اسکے فروع دیکھئے زنان عرب جو اوڑھنی اوڑھتیں حفاظت کیلئے سر پر پیچ دے لیتیں اسپر ارشاد ہوا کہ ایک پیچ دیں دو نہ ہوں کہ عمامہ سے مشابہت نہ ہو عورت کو مرد، مرد کو عورت سے تشبہ حرام ہے امام احمد و ابوداؤد و حاکم نے بسند حسن ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ۔ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل علیها و هی تختمر فقال لیۃ لا لیتین تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے حذرا من التشبہ بالمتعممین دیکھو تمام زنانہ لباس دفع تشبہ کیلئے کافی نہ ہوا صرف دوپٹہ کے سر پر دو پیچ مورث تشبہ ہوئے ۔ مسئلہ ۲ ایک عورت کندھے پر کمان لگائے گزری رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ المتشبهات من النساء بالرجال اللہ تعالیٰ نے اون عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں سے تشبہ کریں رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما والحدیث من دون القصة عند احمد و ابی داؤد والترمذی و ابن ماجة بل قد تقدم عن البخاری و ایهام التیسیر انهم جمیعا رووا القصة لیس بالواقع عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ام سعید بنت ابی جہل کو کمان لگائے مردانی چال چلتے دیکھا فرمایا سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لیس منا من تشبہ بالرجال من النساء ولا من تشبہ بالنساء من الرجال رواہ احمد والطبرانی ۔ مسئلہ ۳ عورتوں کو حکم فرمایا کہ ہاتھوں میں مہندی لگائیں کہ مردوں کے ہاتھ سے مشابہ نہ ہو ابوداؤد و ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ان هندة بنت عتبة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت یا نبی اللہ بایعنی فقال لا ابایعک حتی تغیری کفک فکانهما کفا سبع مرقاۃ میں ہے شبہ یدیها حین لم تخضبهما بکفی سبع فی الکراهیة لانها حینئذ شبیهة بالرجال ایک حدیث میں ارشاد ہوا کہ زیادہ نہ ہو تو ناخن ہی رنگین رکھیں احمد و ابوداؤد و نسائی بسند حسن ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی اومت امرأۃ من وراء ستر بیدها کتاب الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقبض النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یدہ فقال ما ادری اید رجل ام ید امرأۃ قالت بل ید امرأۃ قال لو کنت امرأۃ لغیرت اظفارك بالحناء ۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی اشعہ میں فرماتے ہیں وگفتہ اند کہ وجہ کراہت وانکار تشبہ برجال ست و سابقا معلوم شد کہ زنان را تشبہ برجال مکروہ ست **اقول** بلکہ یہ تعلیل منصوص ہے کہ فرمایا بے مہندی لگائے اپنا ہاتھ مرد کا سا رکھتی ہو ابوالعلی مسند میں امرأۃ صلت القبلتین مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قالت دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اختضبی تترك احدیکن الخضاب حتی تکون یدها کید الرجل فما ترکت الخضاب انها لابنة ثمانین ۔ مسئلہ ۴ جامع ترمذی میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے نظفوا افنیتکم ولا تشبهوا بالیهود اپنے پیش دروازہ زمینیں ستھری رکھو یہودیوں سے تشبہ نہ کرو کہ جب سے اون پر ذلت و مسکنت ڈالی گئی اون کی زمینیں میلی کثیف رہتیں ۔ یہاں محض ایک بیرونی شے پر جسے جسم و لباس سے بھی علاقہ نہیں تشبہ فرمایا گیا ۔ مسئلہ ۵ سنن ابی داؤد میں ابن ابی ملیکہ سے ہے قیل لعائشة ان امرأۃ تلبس النعل قالت لعن رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الرجلۃ من النساء ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے عرض کی گئی ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردانی وضع اختیار کریں مرقاۃ میں ہے تلبس النعل ای التی تختص بالرجال **مسئلہ ۶** نماز میں کسی ایک فعل
وحالت میں اہل کتاب سے تشبہ منع ہوا اور نماز مسلمین کا اپنے عامہ افعال وصفت وہیأت میں ان کی نماز سے جدا ہونا مانع تشبہ نہ ہوا اسی لئے امام کا محراب
میں کھڑا ہونا مکروہ ہے ہدایہ میں ہے یکرہ ان یقوم فی الطاق لانہ یشبہ صنیع اھل الکتاب من حیث تخصیص الامام بالمکان **مسئلہ ۷**
اسی لئے امام کا سب مقتدیوں سے بلند مکان ممتاز پر ہونا مکروہ ہوا۔ ہدایہ میں ہے یکرہ ان یکون الامام وحدہ علی الدکان لما قلنا بحرالرائق و ردالمحتار میں
عللوہ بانہ تشبہ باھل الکتاب فانھم یتخذون لامامھم دکانا **مسئلہ ۸** نماز میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ
کے نزدیک تو مفسد نماز ہے صاحبین رحمہما اللہ تعالٰی نماز صحیح مانتے ہیں مگر مشابہت اہل کتاب کے باعث مکروہ جانتے ہیں ہدایہ میں ہے اذا قرأ الامام
من المصحف فسدت صلاتہ عند ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وقالا ھی تامۃ الا انہ یکرہ لانہ تشبہ بصنیع اھل الکتاب **مسئلہ ۹**
جہاں جاندار کی تصویر کھلی ہوئی بے اہانت رکھی ہو اگرچہ نمازی کے پس پشت وہاں نماز بوجہ تشبہ مکروہ ہے ردالمحتار میں ہے علۃ حرمۃ التصویر
المضاھاۃ لخلق اللہ تعالٰی وعلۃ کراھۃ الصلاۃ بھا التشبہ **مسئلہ ۱۰** یوں ہی جہت قبلہ میں اگر صلیب ہو نماز مکروہ ہے کہ نصارٰی سے تشبہ ہے
ردالمحتار میں عبارت مذکورہ یہ مسئلہ تصویر ہے **اقول** والظاھر انہ یلحق بہ الصلیب وان لم یکن تمثال ذی روح لان فیہ تشبھا بالنصارٰی
ویکرہ التشبہ بھم فی المذموم وان لم یقصدہ اھ **اقول** فی الصورۃ علۃ اخری سوی التشبہ وھو امتناع الملئکۃ من دخول بیت
ھی فیہ غیر مھانۃ ولم یثبت مثلہ فی الصلیب فلا یتأتی الالحاق علی الاطلاق الا اذا کانت فی جھۃ القبلۃ وح یلتحق بکانون فیہ جمر
من جمر او نار۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ **مسئلہ ۱۱** مرد کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی میں مہندی لگانی حرام ہے کہ عورتوں سے تشبہ ہے شرعۃ
الاسلام ومرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے الحناء سنۃ للنساء ویکرہ لغیرھن من الرجال الا ان یکون لعذر لانہ تشبہ بھن اھ **اقول** والکراھۃ
تحریمیۃ للحدیث المار لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء فھی التحریم ثم الاطلاق شمل الاظفار **اقول** وفیہ نص لحدیث المار
لو کنت امرأۃ لغیرت اظفارک بالحناء اما ثنیا العذر فاقول ھذا اذا لم یقم شیئ مقامہ ولا صلح ترکیبہ مع شیئ ینفی لونہ واستعمل لا علی
وجہ تقع بہ الزینۃ **مسئلہ ۱۲** عورت کو اپنے سر کے بال کترنا حرام ہے اور کترے تو ملعونہ کہ مردوں سے تشبہ ہے درمختار میں ہے قطعت شعر
رأسھا اثمت ولعنت والمعنی المؤثر التشبہ بالرجال **مسئلہ ۱۳** مرد کو اپنا وسط سر کھلوانا جیسے پان بنوانا کہتے ہیں حلال ہے جبکہ اطراف کے
بال باقی رکھے اور گوندھے نہیں ورنہ پیشانی یا قفا کے بال مونڈنا مجوس سے تشبہ ہے اور گوندھنا بعض دیگر کفار سے ذخیرہ و تاتارخانیہ و ہندیہ
و ردالمحتار میں ہے لاباس للرجل ان یحلق وسط رأسہ ویرسل شعرہ من غیر ان یفتلہ وان فتلہ فذلک مکروہ لانہ یصیر مشابھا
ببعض الکفرۃ والمجوس فی دیارنا یرسلون الشعر من غیر فتل ولکن لا یحلقون وسط الرأس بل یجزون الناصیۃ ینابیع وعالمگیریہ میں ہے
عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ یکرہ ان یحلق قفاہ الا عند الحجامۃ۔ **مسئلہ ۱۴** مرد کو ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی ایک انگوٹھی
ایک نگ کی جائز ہے دو یا زیادہ نگ حرام کہ زیور زنان ہو گیا جامع الرموز و ردالمحتار میں ہے انما یجوز التختم بالفضۃ لو علی ھیأۃ خاتم الرجال
اما لو لہ فصان او اکثر حرم۔ **مسئلہ ۱۵** چاندی کی مردانی انگوٹھی عورت کو نہ چاہئے اور پہنے تو زعفران وغیرہ سے رنگ لے شیخ محقق اشعۃ
اللمعات میں فرماتے ہیں زنان را تشبہ برجال مکروہ است تا آنکہ انگشتری نقرہ زنان را مکروہ است واگر بکنند باید کہ رنگ کنند بزعفران ومانند
آں۔ **مسئلہ ۱۶** مرد کو عورت کی طرح چرخہ کاتنا مکروہ ہے کہ زنانہ کام ہے تشبہ ہوگا درمختار میں ہے غزل الرجل علی ھیأۃ غزل
المرأۃ یکرہ طحطاوی میں ہے لما فیہ من التشبہ وقد لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم المتشبھین والمتشبھات۔ **مسئلہ ۱۷**
بلاضرورت صحیحہ عورت کو گھوڑے پر چڑھنا منع ہے کہ مردانہ کام ہے حدیث میں اس پر لعنت آئی ابن حبان اپنی صحیح میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے
راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا یکون فی اٰخر امتی نساء یرکبن علی سروج کاشباہ الرجال الحدیث وفی اٰخرہ العنوھن فانھن
ملعونات **اقول** وکان ما اشتھر حدیثا بلفظ لعن اللہ الفروج علی السروج ماخوذ من ھذا انقلا بالمعنی۔ **مسئلہ ۱۸** مرد سیدھے ہاتھ

میں انگوٹھی نہ پہنے کہ رافضیوں کا شعار ہے درمختار میں ہے یجعله لبطن کفه فی یده الیسری وقیل الیمنی الا انه من شعار الروافض فیجب التحرز عنه قہستانی وغیرہ اھ اقول والجواز فی نفسه لاینافی وجوب الاحتراز لغیرہ علی انه لم یعزہ القہستانی وحدہ فلعله عن غیرہ نا ندفع مافی ش هذا وقال فی الدر بعدہ قلت ولعله کان وبان فتبصر قال ش ای کان ذلك من شعارهم فی الزمن السابق ثم انقطع فلا ینھی عنه وفی غایة البیان قد سوی الفقیه ابو اللیث فی شرح الجامع الصغیر بین الیمین والیسار وهو الحق لانه قد اختلفت الروایات عن رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی ذلك وقول بعضهم انه فی الیمین من علامات اھل البغی لیس بشیئ لان النقل الصحیح عن رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم ینفی ذلك اھ وتمامه فیه اھ اقول لیس فیه زیادة علی هذا بل ذکر روایتین بیانا لقوله قد اختلفت الروایات لکن فی المرقاة عن شرح السنة للامام البغوی تحت حدیث الصحیحین عن ابن عمر رضی الله تعالٰی عنھما قال اتخذ النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم خاتما من ذهب وجعله فی یدہ الیمنی ثم القاہ الحدیث هذا الحدیث یشتمل علی امرین تبدل الامر فیھما من بعد احدھما لبس خاتم الذهب وصار الحکم فیه الی التحریم فی حق الرجال والثانی لبس الخاتم فی الیمین وکان اٰخر الامرین من النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم لبسه فی الیسار اھ وانما یؤخذ بالاٰخر فالاٰخر من فعله صلی الله تعالٰی علیه وسلم والله تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۹ بعض اعصار وامصار میں ایک ٹوپی لباس روافض تھی علما نے فرمایا اوسکا پہننا گناہ ہے منح الروض میں ہے لبس تاج الرفضة مکروہ کراھة تحریم وان لم یکن کفرا بناء علی عدم تکفیرھم لقوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم من تشبه بقوم فھو منھم

مسئلہ ۲۰ یہ تو مرد وعورت کا تشبہ تھا یا گمراہ سے پھر معاذ اللہ اونکی خباثت کا کیا شمار جس میں کفار سے تشبہ ہو ائمہ دین نے فرمایا بلاضرورت شرعیہ مجوس کی ٹوپی پہننی کفر ہے اگرچہ ہنسی سے پہنے اور اگر کوئی پہنے اور اوس پر اعتراض ہو تو کہے دل مستقیم چاہیے کپڑا کسی وضع کا ہو وہ کافر ہو جائیگا کہ اوس نے احکام شریعت کو رد کیا خزانۃ المفتین میں ہے اذا وضع قلنسوة مجوس علی راسه الاصح انه یکفر ملتقط پھر منح الروض میں ہے لبس قلنسوة المجوسی جادا او ھازلا کفر الا اذا فعل خدیعة فی الحرب اسی میں فتاوی امام ظہیر الدین مرغینانی سے ہے من وضع قلنسوة المجوس علی راسه فقیل له فقال ینبغی ان یکون القلب سویا کفر اھ قال ای لانه ابطل حکم ظواھر الشریعة

مسئلہ ۲۱ وضع کفار کی ٹوپی الگ رومال اوس شکل پر بنا کر سر پر رکھنا بھی حرام ہے یہاں تک کہ بعض ائمہ نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا جامع الفصولین میں ہے جعل مندیله یشبه قلنسوة المجوسی ووضعه علی راسه کفر لا عند اکثرھم

مسئلہ ۲۲ و ۲۳ ۔ ماتھے پر قشقہ تلک لگانا یا کندھے پر صلیب رکھنا کفر ہے دفی منح الروض لو وضع الغل علی کتفه فقد کفر اذا لم یکن مکرھا وفیه عن الملتقط اخذ الغل جادا او ھازلا کفر الا اذا فعل خدیعة فی الحرب اھ اقول وهذا شیئ لایعرف فی دیارنا ولفظ جامع الفصولین وضع صلیبا علی کتفه کفر اھ وهذا اوضح فلعل مافی المنح تصحیف۔ والله تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۴ زنار باندھنا کفر ہے منح الروض میں ہے لو شد الزنار علی وسطه فقد کفر ای اذا لم یکن مکرھا اوسی میں ملتقط سے ہے شد الزنار جادا او ھازلا کفر الا خدیعة فی الحرب اوسی میں محیط سے ہے ان شد المسلم الزنار ودخل دار حرب للتجارة کفر اسی طرح جامع الفصولین وخزانۃ المفتین میں ہے اشباہ والنظائر میں ہے عبادة الصنم کفر وکذا التزنر بزنار الیھود والنصاری دخل کنیستھم اولم یدخل بحر الرائق میں ہے یکفر بشد الزنار فی وسطه الا اذا فعل ذلك خدیعة فی الحرب وطلیعة للمسلمین

مسئلہ ۲۵ زنار بھی نہیں کوئی رسی کا ٹکڑا کمر سے باندھا کسی نے کہا یہ کیا ہے کہا زنار کافر ہو جائیگا خلاصہ عالمگیریہ وبزازیہ ظہیریہ وجامع الفصولین وخزانۃ المفتین وغیرہ میں ہے امرأة شدت علی وسطھا حبلا وقالت هذا زنار تکفر۔ ظہیریہ ومنح الروض میں ہے وحرم الزوج یہاں تو خود اوس چیز ہی میں مشابہت صوری میں کتنا فرق ہے مگر نام رکھنے سے کفر آیا تو جہاں صورت ونام سب موجود حکم تشبہ کیونکر مفقود۔ بالجملہ ایک بات میں تشبہ کو اور باتوں میں تشبہ نہونے سے مندفع جاننا ہرگز کام نہیں مگر مجنوں یا بددین کا نہ کہ زید کا ادعا باطل جس کا حاصل یہ کہ سو باتیں تشبہ کی ہوں ایک نہو تو تشبہ نہ رہے گا ایسوں کی نگاہ میں تو شریعت مطہرہ کی جو قدر ہوتی ہے بدیہی ہے مگر انسانی عقل وتہذیب کو بھی رخصت کر دیا کیا زید کے سے مسلک کا لابشرطیکہ مجنون نہو گوارا کرے گا

کہ سر سے پاؤں تک زنانہ لباس انگیا کرتی کلیوں دار پائچے پہنے ہاتھ پاؤں میں مہندی رچائے صرف ٹوپی سر پر رکھ لے تشبہ نہ رہا کہ ادنیٰ فرق دفع تشبہ کیلئے کافی ہے بلکہ ٹوپی کی بھی کیا حاجت ہے اوس زنانے کپڑے کیساتھ بنت کا دوپٹہ بھی سر پر اوڑھے اور چوٹی بھی گندھوائے مونھ کی مونچھیں ہی دفع تشبہ کو بس ہونگی حالانکہ ہر عاقل ایسے شخص کو زنانہ جانے گا بلکہ اگر تمام لباس مردانہ ہو ہتھیار لگائے گھوڑے پر سوار ہو اور بات کرے ناک پر انگلی رکھکر تو یقیناً تمام عقلا اوسپر ہنسیں گے اور اوسے زنانہ کہیں گے اس ایک ہی بات کے آگے وہ تمام لباس سلاح واسپ کام نہ دینگے۔ جسے وضع کفار میں وہ جھوٹی تاویلیں سوجھیں کیا یہ حرکات کرنا بھی قبول کریگا کہ آخر کافر سے تشبہ عورت سے تشبہ پر خبث وشناعت میں ہزار درجہ فائق ہے اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت فرمائے آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از گونڈل کاٹھیاواڑ مرسلہ عبدالستار اسمٰعیل سنی حنفی قادری ۲۲ شعبان ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت خصوصاً امام اہلسنت مجدد مأتہ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ محی الاسلام والمسلمین مولانا مفتی قاری شاہ محمد احمد رضا خانصاحب مدظلہ اس مسئلہ میں۔ ایک شخص مسلمان ایک حکیم یا غیر مسلمان یا غیر حکیم کے پاس اس لئے آیا کہ اوسکے کسی رشتہ دار عورت کے کسی طور سے حمل رہ گیا حمل کے ظاہر ہونے سے اوس عورت نیز خویش واقارب کی سخت بے عزتی ہونیوالی ہے اس لئے خواستگار ہے ایسی دوا کا جس سے حمل ساقط ہو جاوے نیز شخص مذکور اوس دوا کے عوض میں کچھ رقم بھی پیش کرنا چاہتا ہے اب عرض یہ ہے کہ اس قسم کا دوا دینا اور اوسکا معاوضہ لینا اہل سنت والجماعت کیلئے جائز ہے یا نہیں خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ کسی سنی مسلمان کی بے عزتی ہونیوالی ہو۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر ابھی بچہ نہیں بنا جائز ہے ورنہ ناجائز کہ بے گناہ کا قتل ہے اور چار مہینے میں بچہ بن جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از امرتسر کٹرہ کرم سنگھ متصل مسجد کنجری والی دروازہ بھگتانوالہ مرسلہ منشی نبی بخش۔ ۲۳ شعبان ۳۵ھ

حامی سنت ماحی بدعت مجدد زماں جناب مولانا صاحب بفضل اولیا دامت فیوضہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ بعد سلام مسنون الاسلام کے خداوندکریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آنجناب کا وجود مبارک واسطے گنہگاروں کی ہدایت کے اور اشرار دشمنان دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکروفریب کو ملیا میٹ کرنے کیلئے پیدا کیا۔ دعا ہر دم ہے کہ خداوند کریم تازمانہ ابدالدہر آنجناب کو سلامت باکرامت رکھے بعد ازاں خدمت بابرکت میں ملتمس ہوں کہ بندے کا نام نبی بخش ہے چونکہ فرقہائے اشرار زمانہ خصوصاً گروہ وہابیہ میں مرض ہے کہ مسلمان سے بات بات کی مخالفت کرتے ہیں اگرچہ ان کا سراسر نقصان ہی ہوتا ہے۔ بندے کا نام تو پہلے ہی وہابیوں کے جلانے کیلئے کافی تھا لیکن بندے نے اسی کو اور بھڑکانا چاہا یعنی اپنا نام بجائے نبی بخش کے عبدالنبی تبدیل کر دیا۔ نام تبدیل کرنے سے پہلے بندے نے از حد غور کر لیا جتنا کہ ہو سکا کہ کہیں ان کی مخالفت میں اپنا نقصان نہ ہو یعنی کئی مسلمانوں کا نام عبدالمحمد۔ عبدالنبی۔ عبدالرسول لکھا ہوا دیکھا لیکن وہ سب مولوی عالم ہیں اور بندہ محض بے علم ہے اور سب سے بڑھکر قولہ تعالیٰ قل یا عبادی آخر پڑھکر بے فکر ہو کر نام تبدیل کر دیا جو کہ ایک عرصہ تک لکھتا رہا لیکن جناب شاہ صاحب جو کہ بندے کے دینیات کے استاد ہیں کسی شخص نے انکی خدمت میں ذکر کیا کہ منشی نبی بخش جو غلط وہابیوں کو لکھتا ہے انکو جلانے کیلئے اپنا نام عبدالنبی لکھ دیتا ہے پھر اس شخص نے بندے کو آکر کہا کہ جناب شاہ صاحب فرماتے تھے کہ وہ از حد غلطی کرتا ہے کیونکہ خداوند کریم کا بندہ بننا تو آسان ہے لیکن جناب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ ہو جانا از حد مشکل ہے بلکہ ایسا نام لکھنا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی کرنا ہے اور انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ جناب حضرت مولانا احمد رضا خانصاحب باوجود مجدد زماں ہونے کے اپنا اسم مبارک عبدہ المذنب عبدالمصطفےٰ لکھا کرتے ہیں جب سے بندہ نے اس شخص سے یہ بات سنی اوسی وقت سے عبدالنبی نہیں لکھا کیونکہ جناب حضرت سید شاہ صاحب از حد فقیہہ عالم فاضل تصوف میں کامل شریعت میں پکے ہیں بندے کو انکا فرمان ماننے میں ذرا بھی عذر نہیں لیکن کہنے والا دوسرا شخص ہے شاید اوس نے سمجھنے میں غلطی کھائی ہو اور بندے میں باعث رعب شاہی کے اتنی جرأت نہیں کہ جناب شاہ صاحب سے دریافت کر سکے لہذا خدمت بابرکت میں مؤدبانہ ملتمس ہوں کہ جناب براہ بندہ نوازی ارشاد فرمادیں کہ بندہ اپنا نام عبدالنبی لکھ سکتا ہے یا نہیں اور جو شخص پہلے اپنا نام عبدالرسول عبدالمحمد لکھتے ہیں وہ کیوں لکھتے ہیں ایسے طور پر جواب تحریر فرمادیں کہ بندہ سمجھ سکے اور ہدایت پاوے اور جو اپنا نام بندہ عبدالنبی لکھ سکوں تو کس طرح

لکھ سکتا ہوں کوئی بغیر تبدیل یا کوئی لفظ زیادہ کرنا پڑے گا یا نہیں امید ہے آنجناب جلدی جواب ارسال فرمائیں گے والسلام۔

الجواب

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مملوک جانے تمام عالم ہی اون کے رب عزوجل کی عطا سے اون کی ملک ہے شاہ عبدالعزیز صاحب تحفۂ اثنا عشریہ میں توریت مقدس سے نقل کرتے ہیں کہ رب عزوجل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے ملک الارض ورقاب الامم احمد مالک ہیں تمام زمین اور مالک ہیں سب امتوں کی گردنوں کے شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا میں حدیث نقل کرتے ہیں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو جمع فرما کر اوس مجمع کے سامنے خطبہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر شریف کر کے فرمایا کنت عبدہ وخادمہ وکالسیف المسلول بین یدیہ میں حضور کا عبد تھا بندہ تھا خادم تھا اور حضور کے سامنے تیغ برہنہ کی طرح تھا امام طحاوی شرح معانی الآثار میں روایت فرماتے ہیں حضرت اعشی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا مالک الناس ودیان العرب اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب کے جزا وسزا دینے والے شفای امام قاضی عیاض ومواہب لدنیہ امام احمد قسطلانی میں ہے حضرت سیدنا سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں من لم یر نفسہ فی ملک النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یذق حلاوۃ سنتہ جو اپنے آپ کو نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مملوک نہ جانے اوس نے اونکی سنت کا مزہ نہ چکھا بالجملہ اس معنی پر تمام جہان اون کی ملک اون کا بندہ اون کا عبد ہے یوں اپنا لقب عبدالنبی عبدالرسول عبدالمصطفےٰ رکھنا عین سعادت ہے اور اس سے اسلام وکفر کا فرق روشن ہے کہ اللہ عزوجل کی عبدیت سے کسی کافر کو بھی استنکاف نہ ہوگا حتی کہ وہابیہ بھی بڑی خوشی سے اپنے آپ کو عبداللہ کہیں گے اگرچہ واقع میں شیخ نجدی کے بندے اور عبدالشیطان ہیں مگر مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا بندہ ہرگز اپنے آپ کو نہ بتائیں گے عبدالنبی اور عبدالشیطان دونوں عبداللہ ہیں وہ عبدالنبی ہیں جن کو فرمایا فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اور وہ عبدالشیطان ہیں جن کو فرمایا یٰحسرۃ علی العباد ما یأتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن مگر عبدالشیطان ہرگز عبدالنبی عبدالمصطفےٰ نہیں ہوسکتا اور اسے معاذاللہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین سے کیا علاقہ نقل کرنے والے نے ضرور غلط نقل کیا یا غلط سمجھا ہاں عبد بمعنی بندۂ خاص یعنی مطیع وفرمانبردار ہونا ضرور دشوار ہے اور باین معنی عبداللہ وعبدالنبی ایک ہے کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اس معنی پر اپنے آپکو اوس وصف عظیم سے یاد کرنا ضرور تزکیۂ نفس وخودسرائی ہے کہ بنص قطعی قرآن مجید حرام ہے قال اللہ تعالیٰ لاتزکوا انفسکم جو لوگ اپنا لقب مطیع النبی مطیع الرسول رکھیں جاہل بیخبر ہیں یا قرآن عظیم کے دانستہ مخالف خود انھیں کا قول اون کی تکذیب کو بس ہے جو مطیع النبی ومطیع الرسول ہوگا ہرگز اپنے نفس کا تزکیہ نہ کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از رائے بریلی محلہ جہان متصل مکان سید فدا علی چنگی انسپکٹر مرسلہ حافظ قمرالحسن صاحب ۲۴ شعبان ۱۳۳۵ھ وارد حال بریلی شہر کہنہ بیت گنج

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سنی مسلمان جس پر لوگوں کا یہ گمان ہے کہ یہ شخص از سرتا پا معصیت میں مبتلا ہے اوس نے محض اپنی نجات کا ذریعہ خیال کر کے مجلس میلاد شریف منعقد کی ہو اور نہایت وفور شوق سے ذکر رحمۃ للعٰلمین سرکار دو عالم اپنے آقائے نامدار کا بکثرت سننا اختیار کیا ہو اور نماز بھی پڑھتا ہو اور سچ بھی بولتا ہو اور حلال کمائی مجلس میں صرف کرتا ہو مسکین الطبع رقیق القلب شریف ابن شریف ہو اور اچھے لوگ اوسے اچھا سمجھتے ہوں اور بدباطن لوگ اوسے برا سمجھتے ہوں اوس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور جاکر سننا جائز ہے یا نہیں اور اوسکو محفل میلاد مقرر کرنا اور ذکر سرور عالم سننا چاہئے یا نہیں اور جو شخص میلاد خواں اپنی بدباطنی سے اوس کے یہاں مجلس پڑھنے نہ جائے اور دوسروں کو روکے اور اوسکی برائی ناکردہ کا تہمت لگائے وہ گنہگار ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر یہ بیان واقعی ہے کہ اچھے لوگ اوسے اچھا سمجھتے ہیں تو بدباطنوں کے برا سمجھنے سے برا نہیں ہوسکتا نہ لوگوں کی بدگمانی سے کوئی اثر ہوسکے کہ بدگمانی کرنے والے خود ہی گنہگار رہوں قال اللہ تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم جھوٹی تہمت رکھنے والا سخت گنہگار ومستحق عذاب ہے اور اس بنا پر اوس کے یہاں مجلس مبارک پڑھنے سے لوگوں کو روکنا مناع للخیر ہوتا ہے۔ ظاہر سوال کا جواب تو یہ ہے اور واقع

مسئلہ ۔ جناب مولوی صاحب عرض ہے اگر چلے کے اندر مرد عورت سے بولے پھر عورت چالیس دن کا چلہ نہائے تو عورت پاک ہوجائیگی اور نماز روزہ اور قرآن شریف کی عباد توں کے لائق ہوجائے گی چلے کے اندر عورت نے انکار کیا مرد ناراض ہو یا کہے کہ جی میں آتا ہے کہ میں نکاح کرلوں عورت کو ان باتوں کا خیال ہوا اور طولانی اسکا مسئلہ اس سے بہت ڈر معلوم ہوتا ہے ۔

الجواب

بچہ پیدا ہونے کے بعد جسوقت خون بند ہوجائے اگر چلے کے اندر پھر نہ آئے تو اوسی وقت سے پاک ہوجاتی ہے مثلاً فقط ایک منٹ بھر خون آیا پھر نہ آیا تو بچہ پیدا ہونے کے اوسی ایک منٹ تک ناپاکی تھی پھر پاک ہوگئی نہا کے نماز پڑھے روزہ رکھے پھر اگر چلے کے اندر خون نہ آیا تو یہ نماز روزے سب صحیح ہوگئے اور اگر پھر آگیا تو نماز روزے پھر چھوڑ دے ۔ اب اگر پورے چلے یا اوس سے کم پر جاکر بند ہوا تو شروع پیدائش سے اسوقت تک سب دن خون کے سمجھے جائیں گے وہ نمازیں جو پڑھیں بیکار گئیں اور وہ فرضی روزے جو رکھے قضا کئے جائیں گے اور اگر چلے سے بھی باہر جاکر بند ہوا اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں جتنے دن خون آیا تھا اوتنے دن ناپاکی کے سمجھے جائیں گے باقی پاکی کے ۔ مثلاً گھڑی بھر خون آیا اور بند ہوگیا پھر پچیس دن بعد آیا اور چالیس دن سے پاؤ گھڑی زیادہ تک آیا کہ شروع پیدائش بچہ سے اسوقت تک چالیس دن پاؤ گھڑی کا عرصہ ہوا تو اس سے پہلے اگر کوئی بچہ نہ ہوا تھا جب تو پورا چلہ ناپاکی کا ہوگا فقط پاؤ گھڑی یا جتنا چلے سے بڑھا استحاضہ ہے اس میں وضو کرکے نماز پڑھ سکتی ہے اور روزہ تو بہر حال روا ہے اور اگر پہلے بچہ پر مثلاً تیس دن خون آیا تھا تو تیس دن ناپاکی کے ہیں باقی دن پاکی کے ہیں ان میں نماز روزے نہ رکھے ہوں قضا کرنے ہوں گے یہ حکم ہے ۔ اور عورتوں میں جو مشہور ہے کہ خون آئے یا بند ہوجائے چلہ پورا ہی کرکے نہاتی ہیں اور جب تک نمازیں قضا کرتی ہیں سخت حرام ہے رہا خاوند کے پاس جانا اگر چلہ کے اندر خون بند ہوجائے اور اوتنے دنوں سے کم ہو جتنے دن اس سے پہلے بچہ ہوا یا تھا تو خاوند کے پاس جانا حرام ہے اور اوسکا یہ کہنا عورت کسی طرح نہیں مان سکتی مانے گی تو سخت گنہگار ہوگی توبہ کرے اور اگر اوتنے دن پورے ہولئے جتنے دنوں اس سے پہلے بچہ میں آیا تھا اوس کے بعد بند ہوا اور چلہ ابھی پورا نہوا تو جب عورت نہالے گی یا ایک نماز کا وقت اوس پر گزر جائے گا اوسوقت خاوند کے پاس جاسکتی ہے ورنہ ہرگز نہیں ۔

مسئلہ ۔ از سہاور ضلع ایٹہ مرسلہ جناب مولوی چودھری عبدالحمید خانصاحب زید مکارمہم رئیس ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ

جناب اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ ادام اللہ ظلالہ علی رؤس الطالبین حاکم اگر اپنے کسی کام کیلئے قرض مانگے اور اس پر سود دے اور جو کہ نہ لے اوس سے جو رقم ناجائز لیجاتی ہے اوس میں اوسی حساب سے تخفیف کردے اسکی بابت کوئی مطالبہ نہیں نہ شرط ہے لہذا وہ رقم ان کے واسطے جائز ہوگی یا نہیں اگرچہ اس قرض میں حاکم کا حکم آتا ہے کہ خوشی سے ضرور دینا چاہئے جبر نہیں باینہمہ اوس کے ملازمین اپنے اثر سے ہر ایک کو اوسکے دینے پر مجبور کرتے ہیں ان سب باتوں پر غور فرماکر ارشاد فرمایا جائے کہ بموجب اوسکے عمل کیا جائے والسلام مع الاکرام

الجواب

کوئی زمیندار مثلاً کاشتکاروں سے جبراً کوئی ناجائز رقم وصول کرتا ہو کاشتکار مجبوری دیتے ہوں پھر اوسکا کوئی کام آکر پڑے اور وہ کہے کہ اس کام میں میری مدد کر تو یہ رقم تجھے چھوڑ دونگا یا اتنی تخفیف کردونگا تو اوس ترک یا تخفیف کا قبول کرنا اسپر واجب ہے کہ جب وہ رقم ناجائز ہے تو جسطرح اوسکا لینا گناہ ہے دینا بھی حرام ہے ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ حرام سے جتنا بچ سکے لازم ہے مگر وہ کام جسکے صلہ میں یہ ناجائز رقم زمیندار چھوڑے اوس کا دیکھنا لازم ہے اگر وہ خود ناجائز ہے تو اوس میں اوسے مدد دینی حرام ہے اور اس رقم کی بچت اوسکا عذر نہیں ہوسکتی کہ رقم ناجائز کا جبراً لینا اوسکا جرم ہے اور دوسرے ناجائز کام میں شریک ہونا اسکا جرم ہے ہاں اگر وہ اُس ناجائز کام پر مجبور کرے اور مجبوری واقعی ہو جسپر وہ زمیندار قدرت رکھتا ہے تو بحالت اکراہ شرعی جس فعل ناجائز کی رخصت دی جاتی ہے رخصت دینگے اور اس حالت میں اوس رقم ناجائز کی کمی قبول کرنا اسپر واجب ہوگا لیکن اگر زمیندار مجبور نہیں کرتا اوس کے نوکر چاکر دباتے ہیں اور وہ اسے مجبور شرعی نہیں کرسکتے تو صرف اون کی خاطر یا دھمکی سے ناجائز کام جائز نہو جائیگا اور اگر وہ کام جائز ہے تو اوس میں بقدر ضرورت مدد دیکر وہ صلہ قبول کرنا شرعاً واجب ہے کما مر واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از مقام مذکور مرسلہ چودھری صاحب مذکور ۱۹ رمضان المبارک ۳۵ھ

آخر فقرہ جو اوس مکتوب میں درج ہے کہ لیکن اگر زمیندار خود مجبور نہیں کرتا اوسکے نوکر چاکر دباتے ہیں اور وہ اسے مجبور شرعی نہیں کر سکتے تو صرف اونکی خاطر یا دھمکی سے ناجائز کام جائز نہ ہو جائے گا ۔ یہ بالکل سچ ہے مگر غور طلب امر ہے کہ وہ نوکر جو ذی اختیار ہوں اور جن کو سزا و جزا کا پورا اختیار ہو اور جنکی رپورٹ پر اون کے آقا ضبطی جائداد وغیرہ سب کچھ کرتے ہوں تو اونکا دبانا یا اظہار ناخوشی کرنا اور وعید سے کام لینا ایسا نہ ہوگا جیسا معمولی نوکروں کا کہنا سننا یا دبانا بلکہ اون کا کہنا سننا دبانا یا وعید سے کام لینا یہ سمجھنا چاہئے کہ جو بہوا وسکے آقاؤں کا وہ فعل ہے اگرچہ بظاہر اون کے آقا اس امر کا اعتراف کرتے ہوں کہ یہ ہمارے حکم کی تعمیل ہماری رعایا کی خوشی پر منحصر ہے ۔

الجواب

ایک تخویف واقعی تھوڑی ہے معلوم ہے کہ ایسا نہوا تو معاذ اللہ ضبطی جائداد وغیرہ ناقابل مضرتوں کا سامنا ہے اور ایک نری دھمکی ثانی کا اعتبار نہیں۔

قال اللہ تعالی ذلکم الشیطٰن یخوف اولیاء ہ فلا تخافو ہ وخافون ان کنتم مؤمنین یہ شیطان ہے کہ تمہیں اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے تو اون سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو اور اول ضرور معتبر ہے اور الامن اکرہ کی حد میں داخل واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از قصبہ باراں یاست کوٹہ راجپوتانہ مرسلہ قاضی امتیاز علی صاحب ۲ شوال ۳۵ھ

زانی اور دیوث سے کہاں تک احتراز کرنا چاہئے ۔

الجواب

زانی و دیوث فاسق ہیں ان کے پاس اوٹھنے بیٹھنے میل جول سے احتراز چاہئے قال اللہ تعالی واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین ہ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از بریلی مدرسہ اہلسنت مولوی شفیع احمد صاحب طالب علم مدرسہ ساکن بیسلپور ۲۵ شوال المکرم ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے ماں باپ اگر تحصیل علم فرض سے منع کریں تو اس میں ان کی تعمیل حکم ہرگز نہیں چاہئے اور اگر ان کی قربت میں تحصیل نہو سکے تو سفر کرنا ضرور ہے اگرچہ ماں باپ کو اسکی خدمت کی طرف احتیاج ہو تو یہ قول زید صحیح ہے یا نہیں۔ بینوا بالتفصیل ولو کان القلیل توجروا من رب الجلیل ۔

الجواب

قول زید صحیح ہے مطلقا جبکہ اوس علم کی تحصیل چاہتا ہو جو فرض عین ہے یوہیں صحیح ہے اگر بقدر فرض عین جانتا ہو اور فرض کفایہ کی تحصیل چاہے اور وہاں میسر نہ ہو اور اوسکے سفر کرنے میں والدین کا ضائع چھوڑنا نہو اور اگر ان کی اضاعت لازم آئے تو فرض عین کے بعد فرض کفایہ کیلئے اسکی اجازت نہیں ہوسکتی کہ ان کا ضائع نہ چھوڑنا اسپر فرض عین ہے ضائع چھوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ وہ نہ مال رکھتے ہیں نہ کسب پر قادر ہیں یہی کماتا ہے اور انھیں کھلاتا ہے اور اگر تحصیل کفایہ میں مشغول ہوگا تو ان کے نفقہ سے عاجز ہوگا اور وہ نان شبینہ کو محتاج رہ جائیں گے یا وہ سخت مریض یا اپاہج یا مفلوج ہیں کہ حرکت سے عاجز ہیں اور ان کی خدمت اسی سے متعلق ہے اور وہ اجیر نہیں رکھ سکتے تو تحصیل کفایہ کو سفر ممنوع ۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از شاہجہانپور مرسلہ منصور حسن خانصاحب تحصیلدار ۹ ذی القعدہ ۳۵ھ

اسوقت ہندوستان میں بہت زور کیساتھ حکومت خود اختیاری کی بحث چھڑی ہوئی ہے حکومت خود اختیاری کے یہ معنی ہیں کہ برائے نام انگریزوں کی نگرانی رہے گی اور حکومت درحقیقت باشندگان ہندوستان کے ہاتھ میں ہوگی اگر گورنمنٹ اسے عطا کردیا تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندو صاحبان جو اعداد اور تمول میں ہم سے بہت زائد ہیں ہم پر فوقیت رکھیں گے بحالت موجودہ ہندو صاحبان کا مسلمانوں کے معاملات میں جو رویہ ہے اوسپر مندرجہ ذیل واقعات روشنی ڈالتے ہیں۔

۱ ۔ کانپور کے پریڈ گراؤنڈ پر ہندو مجارٹی نے فیصلہ کردیا کہ مسلمان نماز جنازہ نہ پڑھیں ۔

۵ ۔ ساور اجمیر شریف میں یہ احکام نافذ کر دیئے گئے کہ مسلمان عقیقہ اور قربانی میں بکرا بکری بھی ذبح نہ کرنے پائیں ۔
۶ ۔ جبلپور میں تراویح کے وقت باجا بجانا فرض سمجھا گیا اور کسی ہندو تعلیم یافتہ نے مسلمانوں کی فریاد پر توجہ تک نہ کی مسجدوں میں نماز بند کردی گئی
۷ ۔ بنگال میں شبرات کی رخصت تک ہندو سپرنٹنڈنٹ کی وجہ سے مسلمانوں کو نہ مل سکی ۔
۸ ۔ بنگال کی کونسل میں سر سنہار نے رخصت نماز جمعہ کی مخالفت کی اس لئے ریزولیوشن مسٹر ابوالقاسم نے واپس لیلیا اگر ہندو ممبر مل کر ووٹ دیتے تو ریزولیوشن پاس ہوجاتا ۔
۹ ۔ صوبہ متحدہ میں پیران کلیر شریف کی چھوٹی سی سڑک بننے میں ہندؤں نے ووٹ نہیں دیئے اور سید آل نبی صاحب کا ریزولیوشن پاس نہ ہوسکا ۔ ۱۰ ۔ الہ آباد اور لکھنؤ میں ابتک ہندو میونسپلٹیوں کو چھوڑے ہوئے ہیں اس لئے کہ مسلمانوں کیساتھ گورنمنٹ نے رعایت کی ہے ۔
۱۱ ۔ ہندو لیڈروں نے جو کانگریس کے ارکان وعناصر ہیں میونسپلٹی کے قانون سے اس لئے مخالفت کی کہ مسلمانوں کو تین جگہ اون کی تعداد سے زیادہ دیدیں اسکے متعلق صرف اخبار لیڈر اور آنریبل مالوی جی اور ہندو سبھا کے جلسوں کا مطالعہ کافی ہے خصوصی اوس جلسہ کا جو بنارس میں راجہ رامپال سنگھ کی صدارت میں ہوا تھا ۔
۱۲ ۔ بنگال گورنمنٹ کے بار بار اصرار پر بھی ہندؤں نے مسلمانوں کو کلرکی لین میں نہیں گھسنے دیا جسکے لئے گورنمنٹ کو آخری کارروائی کرنی پڑی ۔
۱۳ ۔ ہندو ممبروں نے جو مشترک ووٹ سے کونسلوں میں جاتے ہیں کبھی مسلمانوں کے حق میں اپنی رائے نہیں دی نہ مسلمانوں کے حقوق کا خیال کیا
۱۴ ۔ چندوسی میں ہندؤں نے لٹھ کے ذریعہ سے محفل میلاد شریف بند کردی ۔
۱۵ ۔ اردو کی مخالفت صرف مالوی جی اور چنتامنی جی ہی نہیں کرتے ہیں بلکہ مسٹر گاندھی بھی کرتے ہیں اور نہایت شائستگی سے سمجھاتے ہیں کہ جب تک مسلمان ہندی حروف نہ سیکھ لیں اوسوقت تک انھیں اردو خط میں اجازت دی جائے ۔
۱۶ ۔ قربانی کا مسئلہ ہمیشہ زیر بحث نہیں بلکہ موجب کشت وخون رہتا ہے اور زبردستی مسلمانوں کو اپنے فرائض سے روکا جاتا ہے اور کوشش اس بات کی کی جاتی ہے کہ بکرا بکری بھی وہ نہ ذبح کرنے پائیں ۔
۱۷ ۔ نوکریوں کا یہ حال ہے کہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے ہر صوبہ میں مسلمانوں کو محبان وطن اور ہوم رولر اصحاب نہیں گھسنے دیتے ۔
مندرجہ ذیل واقعات پر نظر ڈالنے کے بعد کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں کو اوس شورش میں جو ہندو صاحبان اس کے متعلق کر رہے ہیں مذہباً شریک ہونا چاہئے یا نہیں ۔

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا ضرور ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن یہود اور مشرکوں کو پاؤ گے ۔ اور فرماتا ہے یٰایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الاٰیات ان کنتم تعقلون ۵ اے ایمان والو اوروں کو اپنا دلی دوست نہ سمجھو وہ تمہاری ضرر رسانی میں کمی نہیں کرتے اونکی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑ و دشمنی اون کے مونھ سے ظاہر ہو رہی ہے اور وہ جو اونکے سینوں میں دبی ہے بہت زیادہ ہے ہم نے روشن نشانیاں تمہیں بتادیں اگر تم عقل رکھتے ہو ۔ اس ارشاد الٰہی کے بعد کیا کوئی عاقل دیندار مسلمان ہنود کی شورش میں اونکا ساتھ دینا روا رکھیگا اور وقت پر زبانی باتوں کے دھوکے میں آکر بالآخر اون سے اسلام ومسلمین کے ساتھ نیک برتاؤ اور دلی دوستی کی امید رکھیگا اس حکومت با اختیار کا حاصل اگر ہندوستان میں صرف اسقدر ہوا کہ اوپر کی کونسلوں میں ہندو ممبر بکثرت کر دیئے گئے اور امور انتظامیہ کے سوا دیگر احکام میں اونکی رائے سنی گئی اور کثرت پر فیصلہ ہوا جب تو ظاہر کہ ہر طرح ہنود کی جمعیت ہے اونھیں کی کثرت رہیگی اور اونھیں کی بات جیسا کہ بعض وقائع مذکورۂ سوال اوسکا نمونہ ہیں نیچے کی کمیٹیوں میں اونکے اور تمہارے حالات وعادات جو سنے گئے وہ اور بھی اونکے مؤید ہیں یعنی یہ کہ بہت ہنود نہ فقط اپنے حفظ حقوق بلکہ مسلمانوں کی پامالی حقوق میں بید ریغ کوشش کرتے ہیں اور بہتیرے

مسلمان ممبر دم نہیں مارتے بلکہ بعض تو صلح کل و بے تعصب بننے کو اولٹا اون کا ساتھ دیتے ہیں مسلمانوں کی تعداد ایک تو کم تھی ہی اور بھی کم رہ جاتے ہیں آخر بار با بالی ہنود کے ہاتھ رہتا ہے اب اسکا اثر جزئیات پر پڑتا ہے اوس حالت میں کلیات پر پڑیگا گورنمنٹ کو مسلمانوں ہندوں کے معاملہ میں نہ کسی کی طرفداری نہ کسی سے خصومت۔ جب ہندوستانی ممبر بڑھے اور کثرت ہنود کی ہوئی تو اب احکام اون راؤں سے فیصل ہو کر آئیں گے جو ایک قوم کی ذاتی طرفدار اور دوسروں کی ذاتی مخالف ہے اسوقت وہ اسی لئے مسلمانوں کو بہلا رہے ہیں کہ یوں اختیارات اپنے کرلیں اور انھیں کی کوشش سے ان کے حقوق پامال کرنے پر خاطر خواہ قادر ہو جائیں جب یہ جم گئی پھر کیا ہوتا ہے ع دریغ سود ندارد چو کار رفت از دست ؂ ع مرد آخر بیں مبارک بندہ است ؂ اور اگر بالفرض حکومت خود اختیاری اپنے حقیقی معنی پر ملی تو وقت سخت تر ہے غور کرو اسوقت کہ ملک اون کے ہاتھ میں نہیں تمہارے مذہبی شعائر میں کتنی رکاوٹیں ڈالتے ہیں رات دن کوشاں رہتے ہیں اور اپنی کثرت تعداد و کثرت مال کے سبب کچھ نہ کچھ کامیاب ہوتے رہتے ہیں جب اختیارات اون کے ہاتھ میں ہوئے اوسوقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے مثلاً اسوقت تو قربانیاں اون قیود و حدود کے ساتھ کہ اون کا لگایا جانا بھی شورش ہنود کے باعث ہے ہو بھی جاتی ہیں اوسوقت قتل انسان سے بڑھکر جرم ٹھہریگی اور مسلمانوں کو مجبوراً نہ اپنا یہ شعار دینی بند کرنا پڑیگا۔ کیا گورنمنٹ تنہا تمہیں ملک دیدیگی کہ اوس میں خالص احکام اسلام جاری کرو یہ تو ممکن نہیں نہ تنہا اون کو ملے پھر شرکت رکھو گے یا ملک بانٹ لوگے کہ ایک حصہ میں تم اسلامی احکام جاری کرو۔ ایک میں وہ اپنے مذہبی احکام جو تمہاری شریعت کے رو سے احکام کفر ہیں برتقدیر ثانی ظاہر ہے کہ ہندوستان کا کوئی شہر اسلامی آبادی سے خالی نہیں تو اون لاکھوں مسلمانوں پر اپنی شریعت مطہرہ کے خلاف احکام تم نے اپنی کوشش سے جاری کرائے اور اوسکے تم ذمہ دار ہوئے اور ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولئك هم الكٰفرون ۝ هم الظّٰلمون ۝ هم الفٰسقون کے تمغے پائے برتقدیر اول کیا ہنود راضی ہو جائیں گے کہ ملک مشترک ہو اور احکام تنہا احکام اسلام۔ ہرگز نہیں آخر تمہیں اون کے ساتھ کسی نہ کسی قانون خلاف اسلام پر راضی ہونا اور اپنی رضا و سعی سے مسلمانوں کو اوسکا پابند کرنا پڑیگا اور قرآن عظیم سے وہی تین خطابوں کا تمغا ملے گا۔ یہ سب اوسوقت ہے کہ جھگڑا نہ اوٹھے اور اگر پھوٹ پڑی اور تجربہ کہتا ہے کہ ضرور پڑے گی اوس وقت اگر ہنود حسب عادت آپ ہی قصور۔ پیٹے اور سب ڈھلی بگڑی تمہارے سر ڈالی تو زمین میں بیٹھے بٹھائے فساد اوٹھانے اور حکم الٰہی لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کی مخالفت کرکے خود اپنی اور لاکھوں ناکردہ گناہ مسلمانوں کی جان و عزت معرض خطرہ میں ڈالنے کا ذمہ دار کون ہوگا۔ اللہ عزوجل سیدھی سمجھ دے آمین واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہر مدرسہ اہلسنت و جماعت مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی طالب علم درجہ اول مدرسہ مذکور ۱۶ ذی القعدہ ۳۵ھ

اگر شخصے بچہ خود را تعلیم علم دین نکرد بلکہ تعلیم انگریزی و ناگری داد و علم خدا و رسول را بچہ نمی داند کہ چہ امر است و چہ نہی الحال این چنیں پدر را بر پسر حق ست یا نہ بینوا توجروا۔

الجواب

پدر اگر در حق پسر تقصیر کرد حقوق پدر ذمہ پسر ساقط نتوان شد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ قصبہ سادی آباد ضلع غازی پور مرسلہ شیخ محمد علی حسین صاحب مؤرخہ ۲۴ ذی القعدہ ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ ایک شخص مغل خاں نام قوم نٹ کا مسلمان ہوا اور بعد مسلمان ہونے کے وہ نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے کلام مجید کی تلاوت کرتا ہے اس نے مسجد بنوائی ہے اوس میں نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسکے گھر کی عورتیں گودنا گودتی ہیں مگر اوس نٹ نومسلم کو انکار ہے کہ اب کچھ نہیں ہوتا ہے بس ایسے نومسلم کیساتھ کھانا پینا اور اسکا جھوٹا کھانا اور پانی پینا شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو جو لوگ ایسے نومسلم کے ساتھ کھانیوالوں پر سختی کرتے ہیں اونکو کرتے ہیں اور اونکا فضیحتا کرتے ہیں وہ شرع شریف کا مقابلہ کرتے ہیں یا نہیں ایسے لوگوں کے بارہ میں شرع کا کیا حکم ہے۔

الجواب

بدن گودوانا شرعاً حرام ہے اور مسلمان پر بدگمانی اس سے بڑھکر حرام جب وہ انکار کرتا ہے اور کوئی ثبوت شرعی کافی نہ ہو تو محض بدگمانی کے بنا پر اوسے

ذلیل سمجھنا اور تفضیح کرنا سخت حرام ہے ہاں اگر ثبوت شرعی سے ثابت کہ یہ فعل اوسکے یہاں ہوتا ہے تو اب دو صورتیں ہیں یا تو وہ اسپر راضی نہیں منع کرتا ہے بقدر قدرت بند وبست کرتا ہے اور عورتیں نہیں مانتیں جب بھی اوسپر الزام نہیں قال اللہ تعالیٰ لا تزر وازرۃ وزر اخری اور اگر بہ ثبوت شرعی ثابت ہو کہ وہ اس فعل شنیع پر راضی ہے تو بلا شبہہ قابل ملامت ولائق ترک ہے کہ یہ نرا گناہ نہیں ہے بلکہ اس میں معاذ اللہ بوئے کفر آتی ہے کہ ابھی اونھیں ناپاک عادتوں پر قائم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ موضع کٹیا ڈاکخانہ سکندر پور ضلع فیض آباد مرسلہ محمد ناظر خاں صاحب زمیندار مؤرخہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

سوال۔ بوسہ قبر جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے بکثرت اکابر جواز و منع دونوں طرف ہیں اور عوام کیلئے زیادہ احتیاط منع میں ہے خصوصاً مزارات طیبۂ اولیاء کرام پر کہ اون کے اتنا قریب جانا ادب کے خلاف ہے کم از کم چار ہاتھ فاصلے سے کھڑا ہو کما فی العالمگیریۃ وغیرہا تو بوسہ کیسے دے سکتا ہے واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ کوہ رانی کھیت صدر بازار مرسلہ منشی عنایت خانصاحب مؤرخہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین او رمفتیان شرع متین اس باب میں کہ پیش امام صاحب رانی کھیت نے ایک رنڈی کی نماز جنازہ پڑھائی کہ جس کا کوئی عمل اور بظاہر وضع نہ لباس مسلمانوں کا تھا اس واقعہ کے چند یوم کے بعد پیش امام صاحب نے نماز جمعہ سے قبل اپنے اس فعل کی تائید میں بطور وعظ کے فرمایا کہ مجھ کو اس کا علم نہیں تھا کہ یہ عورت کون ہے اور جو شخص مجھ کو بلا کر واسطے نماز جنازہ کے لے گیا یہ کون ہے میں نے نہ سمجھا کہ یہ مرد بھڑوا اور یہ عورت رنڈی ہے اور اس نماز جنازہ میں کچھ معاوضہ بھی مولانا صاحب کے نذر کیا جس کو مولانا صاحب نے دوران وعظ میں فرمایا کہ ہم طیراک ہیں ہم طیرنے کے ذریعہ سے غرقاب ہونے سے بچ سکتے ہیں جاہل نہیں بچ سکتا ہے اور بازار والوں نے جو مجھ پر نکتہ چینی کی ہے وہ بھی رنڈیوں کے ہاتھ اپنا مال فروخت کرنا بند کر دیں کیونکہ رنڈیوں سے مال کے بالعوض بھی پیسہ ناجائز ہی حاصل ہوتا ہے اور جب بازار والے اس میں اتفاق کر لیں تو مجھ کو بھی ان سے اتفاق ہوگا اور مولانا صاحب نے یہ فرمایا کہ جو پیسہ اس جنازہ کی نماز میں مجھکو ملا ہے اس پیسہ کو جیسی اسکی اصلیت ہے ایسی ہی جگہ صرف کر دونگا مثلاً پائخانہ اٹھانیوالی بھنگن کو دیدونگا اور ایک قصہ اس ناجائز پیسہ کی صرف کرنیکی بابت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا فرمایا کہ ایک بادشاہ کے یہاں خزانہ میں روپیہ کی کمی ہوئی تو اونھوں نے وزیر صاحب سے روپیہ حاصل کرنیکی بابت مشورہ کیا تو وزیر صاحب نے ان کو رائے دی کہ فلاں فقیر کے پاس بہت سا روپیہ ہے اس سے روپیہ طلب کیا جاوے غرض کہ فقیر بلایا گیا فقیر سے روپیہ طلب کیا گیا فقیر نے بادشاہ سے عرض کی کہ حضور چونکہ آپ بادشاہ اسلام ہیں اور جو پیسہ میرے پاس ہے وہ ناجائز طریقہ سے میں نے حاصل کیا ہے لہذا وہ پیسہ اچھا نہیں ہے آپ کے صرف کے قابل نہیں ہے بادشاہ نے فرمایا کہ رعایا کے مکانات مسمار ہو گئے ہیں ہم بھی تیرے پیسہ کو رعایا کے پاخانوں میں صرف کر دینگے اور مولوی عبدالحی صاحب کے فتویٰ کے حوالہ سے مولانا صاحب نے فرمایا کہ اگر کسی کو کسی بزرگ یا علمائے دین کی دعوت وغیرہ کرنی ہو اور اسکے پاس پیسہ اچھا نہ ہو تو اسکو چاہیئے کہ وہ کسی دوسرے شخص سے اپنے پیسہ کے بالعوض اچھا پیسہ حاصل کرے اور آپکی دعوت وغیرہ میں صرف اسی دوران وعظ میں مولانا صاحب یعنی پیش امام صاحب نے متقی شخص کی بزرگی آیات قرآنی سے بڑے شد و مد کے ساتھ ثابت کی ہے چند مسلمانوں کے خیالات میں لفظ طیراک اور جیسا پیسہ ہے جنازہ کی نماز پڑھانیکے عوض میں مولانا صاحب کو حاصل ہوا اور اسکا صرف ویسی جگہ کر دینگے اور علمائے دین اور بزرگوں کی دعوت وغیرہ دینے خراب پیسہ کے بجائے دوسرے آدمی سے اچھا پیسہ حاصل کرکے صرف کرنا یہ امور قابل اعتراض ہیں۔ امید ہے کہ جواب باصواب مرحمت ہو تاکہ جو شکوک دلوں میں پیدا ہو گئے ہیں وہ رفع ہوں۔

الجواب نماز جنازہ پڑھا دینے میں حرج نہ تھا جبکہ اوسے معلوم نہ تھا کہ اوسکی یہ حالت ہے مگر نماز جنازہ پڑھانے پر اجرت لینی جائز نہیں اگرچہ پاک مال سے نہ کہ ناپاک مال سے کہ دوہرا حرام ہے اور یہ عذر کہ وہ اپنے یہاں کے پاخانہ میں صرف کر دیگا محض مردود ہے یوں بھی اپنے ہی صرف میں لانا ہوا اور وہ حرام ہے یہیں سے ثابت ہوا کہ وہ تیراک نہیں اس نے دو غوطے کھائے اور اپنے غرقاب ہونے پر متنبہ بھی نہ ہوا

اور یہ بھی غلط ہے کہ جسکے پاس ناپاک پیسہ ہو وہ اپنے پیسے کے عوض دوسرے پیسہ پاک حاصل کرے اور وہ مطلقاً پاک ہوجائے بلکہ مسئلہ یوں ہے کہ جسکا مال حرام ہے اوس نے اگر اپنا پیسہ کسی کام میں نہ لگایا بلکہ قرض لیکر کوئی کام کیا تو وہ کام جائز ہے اور اگر ایسا شخص کسی کو کچھ دام دے یا دعوت کرے اور کہے کہ یہ میں نے قرض لیکر کی ہے اوسکا قول مانا جائیگا جیساکہ عالمگیریہ وغیرہ میں ہے ہاں اوس نے سچ کہا کہ دوکانداروں کو بھی حرام ہے کہ کوئی چیز حرام مال والوں کے ہاتھ بیچکر وہ زرحرام قیمت میں لے مگر اوسکا یہ کہنا خطا ہے کہ دوکان دار اس سے باز آئیں گے تو وہ بھی باز آئیگا اوروں کا گناہ کرنا اسکے لئے سند نہیں ہوسکتا ہر شخص اپنی اپنی قبر سنبھالے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از جالندھر شہر چوک مرسلہ محمد امین مؤرخہ ۲۴ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

سوال قطب کی طرف پاؤں کرکے سونا چاہئے یا نہیں۔

الجواب

کوئی حرج نہیں وہ ایک تارہ ہے ستارے سب طرف ہیں فقط

مسئلہ ۔ از ڈاکخانہ دھامونکے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ مرسلہ محمد قاسم قریشی مدرس مدرسہ مورخہ ۲۷ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

(۱) ایک مسلم کو کون کون سے مواقع اور کون کون سے اشخاص پر پہلے السلام علیکم کہنا واجب ہے۔ وکذلک کیا کوئی مواقع و اشخاص ایسے بھی ہیں جبکہ تحیات کا جواب دینا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

الجواب

ابتدا بہ سلام مسلمان سنی صالح پر سنت اور اعلیٰ درجہ کی قربت ہے مگر واجب کبھی نہیں سوا اوس صورت کے کہ سلام نہ کرنے میں اوسکی طرف سے ضرر کا اندیشہ صحیح ہو جن صورتوں میں سلام مکروہ ہے جیسے مصلی یا تالی یا ذاکر یا مستنجی یا آکل پر ان لوگوں کو اختیار ہے کہ جواب دیں یا نہ دیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از محلہ نالہ بریلی جن خاں مورخہ ۲۸ ذی القعدہ

سوال ایک شخص نے طرف کعبہ شریف کے پیر کئے لیکن اوس کو خیال تھا جب اٹھونگا تو میرا مونھ زیارت متقدس کیطرف ہوگا اور میں پڑھتا اٹھونگا۔

الجواب

کعبہ معظمہ کیطرف پاؤں کرکے سونا بلکہ اوس طرف پاؤں پھیلانا سونے میں ہو خواہ جاگنے میں لیٹے میں ہو خواہ بیٹھے میں ہر طرح ممنوع و بے ادبی ہے اور یہ اوسکا خیال حماقت ہے سنت یوں ہے کہ قطب کی طرف سر کرے اور سیدھی کروٹ پر سوئے کہ سونے میں بھی مونھ کعبہ ہی کو رہے ہاں وہ مریض جس میں اوٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہیں اوسکی نماز کیلئے ایک طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ پائتی قبلہ کی طرف ہو اور سر کے نیچے اونچا تکیہ رکھدیں کہ مونھ کعبہ معظمہ کو پھر یہ ضرورت کیواسطے غیر مریض اپنے آپکو اوسپر قیاس نہیں کرسکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از قصبہ بالکہ ضلع بلند شہر مرسلہ صالح محمد خانصاحب ۔ مؤرخہ ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ کیا حال ہے ایسے شخص کا جو گناہان مندرجہ ذیل کا مرتکب ہوا وہ شخص مسلمان رہا یا نہیں اور نماز اوسکے پیچھے جائز ہے یا نہیں (۱) ایک شخص نے جان بوجھ کر بسبب دنیوی رنجش کے قصداً فعل حلال شرعی کو حرام کر دیا (۲) غیر مقلدین کو جو اپنے کو عامل بالحدیث مشہور کرتے ہیں اور اماماں مجتہدین رحمہم اللہ کو بدعتی اور اصحاب الرائے کہتے ہیں اونکو دربارہ شخصے خلاف شرع مدد دی (۳) شرعی معاملہ میں عمداً بحلف جھوٹی شہادت دی (۴) چار مسلمان اہل سنت و جماعت حنفی مذہب واقف مسائل شرعی کے روبرو شرعی فعل حلال و جائز کو برحق اور سچا تسلیم کرکے پھر اوس کلمۂ حق سے منحرف ہوکر جواز کا قائل ہوا اور یہ شخص پیش امام مسجد بھی ہے آیا نماز پیچھے اسکے جائز ہے یا نہیں مع دلیل و حوالہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ یا عبارت فقہیہ کے مرتب فرماکر مزین بمہر خاص فرمادیں (۵) اگر قاضی شہر کے علاوہ دوسرا کوئی شخص مطابق شرع شریف نکاح پڑھادیوے لیکن اندراج اوسکا رجسٹر قاضی شہر مذکور میں نہو تو وہ نکاح جائز و صحیح ہے یا نہیں جواب

مرحمت ہو۔ بینوا توجروا

الجواب

ایسے لوگ سخت گنہگار بلکہ گمراہ ہیں کہ حق کے مقابل باطل کی اعانت کرتے ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز ناجائز ہے بلکہ جبتک توبہ نہ کریں مسلمانوں کو ان سے بالکل قطع علاقہ کر دینا چاہئے کہ وہ ظالم ہیں اور ظالم بھی کس پر دین پر اور اللہ عزوجل فرماتا ہے واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ۰ قاضی کا رجسٹر شرعًا کوئی شرط نکاح نہیں رجسٹر آج سے نکلے ہیں پہلے نکاح کیونکر ہوتے تھے ہاں یادداشت کے لئے درج ہونا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ ازکیلا کھیڑا ڈاکخانہ باز پور ضلع نینی تال مرسلہ محمد عبدالمجید خانصاحب ۱۱ ذی الحجہ ۳۵ھ

یہ جو بعض جہلا ء غرض ڈورے کیا کرتے ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ خاتون جنت ہر کسی گھر ماہ ساون بھادوں میں جایا کرتی اور ایک ایک ڈورا اونکے کان میں باندھ کر یہ کہا کرتیں کہ پوریاں پکا کر فاتحہ دلا کر اسکی کچھ سند ہے یا واہیات ہے۔

الجواب

یہ ڈوروں کی رسم محض بے اصل و مردود ہے اور حضرت خاتون جنت کیطرف اسکی نسبت محض جھوٹ نرا افترا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ ازسوائی مادھوپور قصبہ سانگود ریاست کوٹہ راجپوتانہ مرسلہ الف خاں مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ ۱۲ ذی الحجہ ۳۵ھ

(۱) تعلیم انگریزی و ہندی کی مسلمان کو جائز ہے یا نہیں۔

(۲) فریق مغلوب سے خرچہ کچہری ڈگری یا مقدمہ میں جبکہ کچہری دلا دے تو اوسکا لینا شرعًا درست ہے یا نہیں۔

(۳) ولدالزنا کے ساتھ کھانا کھانا اور جبکہ وہ عالم ہو جائے تو اوسکی امامت درست ہے یا نہیں اور کیا اوسکو حرامی کہا جائے گا۔

الجواب

غیر دین کی ایسی تعلیم کہ تعلیم ضروری دین کو روکے مطلقًا حرام ہے فارسی ہو یا انگریزی یا ہندی نیز اون باتوں کی تعلیم جو عقائد اسلام کے خلاف ہیں جیسے وجود آسمان کا انکار یا وجود جن و شیطان کا انکار یا زمین کی گردش سے لیل و نہار یا آسمانوں کا خرق والتیام محال ہونا یا اعادۂ معدوم ناممکن ہونا وغیر ذلک عقائد باطلہ کہ فلسفہ قدیمہ جدیدہ میں ہیں انکا پڑھنا پڑھانا حرام ہے کسی زبان میں ہو نیز ایسی تعلیم جس میں نیچریوں دہریوں کی صحبت رہے اونکا اثر پڑے دین کی گرہ سست ہو یا کھل جائے اور اگر جملہ مفاسد سے پاک ہو تو علوم آلیہ مثل ریاضی و ہندسہ و حساب و جبر و مقابلہ و جغرافیہ و امثال ذلک ضروریات دینیہ سیکھنے کے بعد سیکھنے کی کوئی ممانعت نہیں کسی زبان میں ہو اور نفس زبان کا سیکھنا کوئی حرج رکھتا ہی نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جتنا واجبی خرچہ ہے مدعا علیہ جھوٹے مدعی سے لے سکتا ہے اور سچے مدعی سے لینا حرام اور مدعی سچا ہو خواہ جھوٹا مدعا علیہ سے شرعًا نہیں لے سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اوسکے ساتھ کھانا اور بشرط علم اوسکے پیچھے نماز دونوں درست ہیں اور اوسے اس طور پر حرامی کہنا کہ جس میں اوسے ایذا ہو جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ خیرآباد اودھ ضلع سیتاپور مرسلہ سید امتیاز حسین صاحب آنریری مجسٹریٹ مورخہ ۱۴ ذی الحجہ ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ زید مسلمان ہے اور اوسکے گلے میں ہنود مذہب کی ایک کتاب مجید جزدان میں مثل کلام مجید کے بطور حمائل کے پڑا ہے۔ زید کو علم ہے کہ میرے گلے میں ہنود مذہب کی کتاب ہے یا اور کوئی غیر معظم کتاب ہے مگر کافر اوسکو یہ سمجھتا ہے کہ یہ شخص مسلمان ہے اور اسکے گلے میں کلام مجید ہے یہ سمجھ کر اوس کتاب کی جسکو وہ کافر اپنے خیال میں کلام مجید سمجھتے ہوئے توہین کرنا چاہتا ہے زید اوسکی حفاظت کرتا ہے محض اس وجہ سے کہ یہ کافر کلام اللہ سمجھ کر توہین کرتا ہے ایسی صورت میں مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ زید کے شریک ہوں اور اوس کافر کے حملہ کو روکیں یا یہ سمجھ کر اسکے اندر غیر مذہب کی کتاب ہے اور کوئی معظم چیز نہیں ہے سکوت اختیار کریں اور زید کو لعنت ملامت کریں شرعًا کیا حکم

ہے۔ اگر زید کو کوئی نقصان پہنچے اور اوسکے معاونین کو مدد کرنے سے تکلیف پہنچے تو وہ عنداللہ ماجور ہونگے۔ مشرح جواب تحریر فرمایئے فقط۔

الجواب

سوال تمثیلی ساختہ معلوم ہوتا ہے مثال میں بسا اوقات فرق رہ جاتا ہے جس کے سبب حکم بدل جاتا ہے اگرچہ تمثیلی قائم کرنیوالا اپنے ذہن میں یہ سمجھے کہ میں نے اصل واقعہ کا بالکل چربا اوتار لیا ہے بہرحال اس صورت مستفسرہ کا حکم یہ ہے کہ زید بوجوہ قابل سخت ملامت ہے اول تو سب سے پہلے اوسکا جرم شدید یہ ہے کہ اوس نے ایک کافر مذہب کی کتاب کو معاذ اللہ قرآن مجید سے تشبیہ دی جزدان میں رکھا گلے میں حمائل کے طور پر ڈالا یہ خود اوس نے قرآن عظیم کی توہین کی۔ امیر المؤمنین فاروق عادل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک کنیز کو دیکھا کہ بیبیوں کی طرح دوپٹہ اوڑھے جارہی ہے اوسپر درہ لیا اور فرمایا ای وفار القی عنک الخمار اتشبہین بالحرائر اے بدبو والی اپنی اوڑھنی اوتار کیا بیبیوں کے مشابہ بنتی ہے اور اگر واقعی اوس نے کافر مذہب کی کتاب معاذ اللہ مثل قرآن کریم مستحق تعظیم سمجھا جب تو وہ خود ہی کافر مرتد ہے ورنہ کم از کم مبتلائے حرام ضرور ہے اور اس حرام کے باقی رکھنے ہی نے اوس ہندو کو غلط فہمی پیدا کی تو یہ اوسکا دوسرا جرم ہے کہ حرام پر مصر ہے پھر اوسکے سبب جو فتنہ و فساد پیدا ہوگا اوسکا منشا بھی اسکا اصرار علی الحرام ہے کیوں نہیں اوسے جزدان سے نکال کر پھینک دیتا ہے کہ یہ تیرے مذہب کی ناپاک کتاب ہے اسکی جتنی چاہے توہین کریوں یہ خود بھی حرام سے بچے اور فتنہ بھی فرو ہو اب کہ ایسا نہیں کرتا خود بانی فتنہ ہے یہ اسکا تیسرا جرم ہے اگر پٹا تو ایک پوتھی کی حمایت میں پٹا اور مارا تو ایک پوتھی کے پیچھے مارا اور اگر وہ غالب آیا اور اوس نے اس کتاب کی توہین جیسے اس نے اپنے فعل و اصرار باطل سے اوسے معاذ اللہ قرآن عظیم باور کرا یا ہے تو اوس ہندو کے زعم میں توہین قرآن عظیم پر قادر ہونا اور اس معاملہ دینیہ مذہبیہ میں مسلمان پر فتح پانا اسکا منشا بھی یہی شخص ہے اور اگر وہ مغلوب ہوا اور اس نے مارا اور جیل خانہ گیا تو محض بلا وجہ شرعی بلکہ برخلاف وجہ شرعی ایک گناہ پر اصرار کیلئے اپنے نفس کو سزا و ذلت پر پیش کیا اور یہ بھی بحکم حدیث حرام ہے یہ اوسکا چوتھا جرم ہے بہرحال یہ شخص سخت ملامت کا مستحق و سزاوار ہے جو اسکی اعانت کرینگے وہ بھی ان جرائم سے حصہ لیں گے اور گناہ پر مدد دیکر گنہگار رہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان ان پر لازم ہے کہ اگر وہ فتنہ اوٹھاتا ہے یہ فرو کریں اور زعم کافر میں توہین اسلام نہونے دیں اسکے گلے سے لیکر جزدان سے نکال کر وہ ہندوانی پستک اوس ہندو کے سامنے پھینک دیں کہ فتنہ بند ہو اور وہ جرائم مذکورہ سب مسدود۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ جبلپور متصل کوتوالی بساطی بازار مرسلہ عبدالسبحان سوداگر مورخہ ۱۴ ذی الحجہ ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر ہندو لوگ مساجد کے سامنے سے باجا بجاتے ہوئے گزرے تو اونکو روکنا چاہئے یا نہیں اور اگر روکنے میں سرکاری جرم ہو تو ایسی حالت میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔ سرکاری طور سے ہندوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ صرف جماعت کے وقتوں میں مساجد کے سامنے باجا نہ بجے اور دیگر اوقات میں برابر بج سکتا ہے اور دیگر اوقات میں اگر کوئی انکو روکے تو سزا کا مستحق ہوگا چنانچہ چند آدمیوں کو چھ چھ ماہ کی سزائے قید بھی ہو چکی ہے یہ تو گورنمنٹی حکم ہوگیا اور اب ہندو یہ چاہتے ہیں کہ مصالحت ہوجانا چاہئے اس شرط پر کہ ہم سال بھر میں صرف پانچ یا سات دن کیلئے یعنی جو ہمارے تیوہار ہیں اوسمیں باجا بجا دینگے مگر اوقات نماز چھوڑ کر اور سال بھر تک کسی وقت باجا نہ بجا دینگے اب ایسی حالت میں ہم مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ایسی حالت میں فوراً اس مصالحت کو قبول کرنا واجب ہے کہ اس میں اسلام کا نفع کثیر ہے وہ پانچ سات دن کے استثنا سے تمام سال کیلئے احتراز تام کا وعدہ کرتے ہیں یہ گورنمنٹی فیصلہ سے صدہا درجہ اسلام کیلئے نافع تر ہے۔ فیصلہ میں مسلمانوں کی طرف سے یہ الفاظ ہوں کہ اوقات جماعت میں ہندو کبھی باجا نہ بجائینگے اور غیر اوقات جماعت میں بھی پانچ سات دن معین کے سوا مساجد کے قریب باجا بجانے سے ہمیشہ احتراز رکھیں گے یہ الفاظ نہ ہوں کہ اون معین دنوں میں غیر اوقات جماعت میں بجانے پر ہم راضی ہیں یا اجازت دیتے ہیں اگرچہ حاصل ایک ہی ہے مگر اس عبارت میں معصیت کی اجازت ہے اور معصیت کی اجازت معصیت سے بڑھکر معصیت ہے اور اوس عبارت میں بوجہ استثنا مستثنیٰ حکم سکوت میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مولوی نذیر احمد صاحب ساکن سموہان پرگنہ نواب گنج بریلی مورخہ ۲۷ محرم الحرام ۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسائل مفصلہ ذیل میں کہ ماہ محرم الحرام خصوصاً ۹ تاریخ ماہ مذکور کی شب میں نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں اور بی بی سے ہمبستری کس طرح سنت ہے اور بی بی کے حقوق شوہر پر کیا ہیں اور شوہر کے بی بی پر کیا اور وہ شخص کتنے ہیں جنسے عورتوں کو پردہ نہ کرنا جائز ہے اور کتنے شخص ایسے ہیں جن سے عورتوں کو گفتگو کرنا اور اونکو اپنا آواز سنانا جائز ہے اور دن میں بی بی سے ہمبستر ہونا کیسا ہے اور مرد نمازی اور صالح ناخواندہ کی بیعت شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) جائز ہے (۲) جو وقت تمام شرعی ممانعتوں سے خالی ہو اوس میں نیک نیتوں سے طلب ولد صالح کہ توحید و رسالت کی شہادت دے تکثیر امت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرے۔ عورت کا ادائے حق اور اوسے پریشان خاطری وپریشان نظری سے بچانا یادالہی واعمال صالحہ کیلئے اپنے قلب اوس تشویش سے فارغ کرنا یوں کہ نہ اپنی برہنگی ہو نہ عورت کی کہ حدیث میں فرمایا ولا یتجردان تجرد العیر اور اوسوقت نہ روبقبلہ ہو نہ پشت بقبلہ عورت چت ہو اور یہ اکڑوں بیٹھے اور بوس وکنار ومساعی وملاعبت سے شروع کرے جب اوسے بھی متوجہ پائے بسم اللہ الرحمن الرحیم جنبنا الشیطن وجنب الشیطان مارزقتنا کہکر آغاز کرے اور اوسوقت کلام اور فرج پر نظر نہ کرے بعد فراغ فوراً جدا نہ ہو یہاں تک کہ عورت کی بھی حاجت پوری ہو حدیث میں اسکا بھی حکم ہے اللہ عزوجل کی بیشمار درودیں اون پر جنھوں نے ہمکو ہر باب میں تعلیم خیر دی اور ہماری کسی حاجت دینی ودنیوی کو مہمل نہ چھوڑا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین (۳) نفقہ سکنٰی مہر حسن معاشرت نیک باتوں ورحیا وحجاب کی تعلیم وتاکید اور اسکے خلاف سے منع التہدید ہر جائز بات میں اوسکی دلجوئی اور مردان خدا کی سنت پر عمل کی توفیق ہو تو ماورائے مناہی شرعیہ میں اوس کی ایذا کا تحمل کمال خیر ہے اگرچہ یہ حق زن نہیں (۴) امور متعلقہ زن شوی میں مطلقاً اوسکی اطاعت کہ ان امور میں اوسکی اطاعت والدین پر بھی مقدم ہے اوس کے ناموس کی بشدت حفاظت اوسکے مال کی حفاظت ہر بات میں اوسکی خیرخواہی ہر وقت امور جائز میں اوسکی رضا کا طالب رہنا اوسے اپنا مولیٰ جاننا نام لیکر نہ پکارنا کسی سے اوسکی بیجا شکایت نہ کرنا اور خدا توفیق دے تو بجا سے بھی احتراز کرنا بے اوسکی اجازت کے رات کو کہیں نہ رہنا حتی کہ ماں کے یہاں نہ بے اوسکی اجازت کے آٹھویں دن سے پہلے والدین یا سال بھر سے پہلے اور محارم کے یہاں جانا وہ ناراض ہو تو اوسکی انتہائی خوشامد کرکے اوسے منانا اپنا ہاتھ اوسکے ہاتھ میں رکھکر کہنا کہ یہ میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے یہاں تک کہ تم راضی ہو یعنی میں تمہاری مملوکہ ہوں جو چاہو کرو مگر راضی ہوجاؤ (۵) تمام محارم مگر رضاعی محارم سے جوان عورت کو پردہ اولیٰ ہے اور ممکن ہو تو محارم صہری سے بھی (۶) تمام محارم اور حاجت ہو اور اندیشہ فتنہ نہ ہو نہ خلوت ہو تو پردہ کے اندر سے بعض نامحرم سے بھی (۷) جائز ہے (۸) ناجائز ہے کہ بے علم نتواں خدا را شناخت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مولوی نذیر احمد صاحب ساکن سموہان پرگنہ نواب گنج ضلع بریلی ۲۷ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ عورتوں کے محارم کون کون ہیں اور رضاعی محارم کون کون اور محارم صہری کون کون ہیں اور ہنسی اور مذاق بھی عورتوں کو کرنا جائز ہے یا نہیں تو کس کس سے بینوا توجروا

الجواب

فروع یعنی اپنی اولاد واولاد اولاد واولاد اور اصول جنکی اولاد میں خود ہے اگرچہ وہ کتنے ہی دور ہوں اور اپنے ماں باپ کی اولاد کتنے ہی دور فاصلہ پر ہو اور اپنے دادا پردادا نانا پرنانا دادی پردادی نانی پرنانی کی خاص صلبی یا بطنی اولاد یہ محارم نسب ہیں اور یہی رشتے دودھ سے بھی مرضعہ ماں ہے اور اوسکا شوہر جسکے نطفہ سے دودھ تھا باپ ہے اور جیسے دودھ پلایا وہ اولاد ہے تو اپنی یہ اولاد اور اوسکی نسبی ورضاعی کتنی ہی دور ہو اور اپنے ان ماں باپ کے اصول نسبی ورضاعی کی بلاواسطہ اولاد نسبی ورضاعی یہ سب رضاعی محرم ہیں اور صہری محرم شوہر کے اصول وفروع نسبی ورضاعی اور اپنے اصول مثلاً ماں دادی نانی پردادی پرنانی کے شوہر اور اپنی فروع مثلاً بیٹی پوتی نواسی پرپوتی پرنواسی کے شوہر جائز ہنسی جس میں فحش ہو نہ ایذائے مسلم نہ بڑوں کی بے ادبی نہ چھوٹوں سے بدلحاظی نہ وقت ومحل کے نظر سے بے موقع نہ اوسکی کثرت اپنی ہمسر عورتوں سے جائز ہے اور شوہر کیساتھ موجب اجر اور یہاں

کثرت میں بھی حرج نہیں اگر اوسکے خلاف مرضی نہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از موضع بھوٹا بھوٹی بسو ٹولانڈ علاقہ جام نگر کاٹھیاواڑ مرسلہ حاجی اسمٰعیل میاں صدیقی حنفی قادری ابن حاجی امیر میاں ۲ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ

زید سوال کرتا ہے کہ اکثر عربستان میں لڑکیوں کو ختنہ کرنیکا رواج ہے اور ہندمیں کیوں رواج نہیں۔

۲ ۔ مسلمان کو مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ مونھ میں آئے کیا حکم ہے زید کہتا ہے ترکی لوگ بھی مسلمان ہیں وہ کیوں مونچھ بڑھاتے ہیں۔

الجواب

لڑکیوں کے ختنہ کا کوئی تاکیدی حکم نہیں اور یہاں رواج نہونے کے سبب عوام اوسپر ہنسیں گے اور یہ اون کے گناہ عظیم میں پڑنے کا سبب ہوگا۔ اور حفظ دین مسلمانان واجب ہے لہٰذا یہاں اوسکا حکم نہیں اشباہ میں ہے لا یسن ختانها وانما هو مكرمة منية المفتى بحر غمز العيون میں ہے وانما كان الختان فى حقها مكرمة لانه يزيد فى اللذة درمختار میں ہے ختان المرأة ليس سنة بل مكرمة للرجال وقيل سنة اھ وجزم به البزازى فى وجيزه والحاوى فى سراجه وقال فى الهندية عن المحيط اختلف الروايات فى ختان النساء ذكر فى بعضها انه سنة هكذا حكى عن بعض المشائخ وذكر شمس الائمة الحلوانى فى ادب القاضى للخصاف ان ختان النساء مكرمة اھ ورأيتنى كتبت عليه اى فيكون مستحبا وهو عند الشافعية واجب فلا يترك ما اقله الاستحباب مع احتمال الوجوب لكن الهنود لا يعرفونه ولو فعل احد يلومونه ويسخرون به فكان الوجه تركه كيلا يبتلى المسلمون بالاستهزاء بامر شرعى وهذا نظير ما قال العلماء ينبغى للعالم ان لايبرز العذبة على ظهره وان كان سنة يسخرون منه ويشبهونه بالذنب فيقعون فى شديد الذنب هذا واحتج البزازى على استنانه بان لو كان مكرمة لم تختن الخنثى لاحتمال ان يكون امرأة ولكن لا كالسنة فى حق الرجال اھ وتعقبه العلامة ش فقال ختان الخنثى لاحتمال كونه رجلا وختان الرجل لا يترك فلذا كان سنة احتياطا ولا يفيد ذلك سنيته للمرأة تامل اھ وكتبت فيما علقت عليه **اقول** كان يتمشى هذا لو لم يختن منها الا الذكر اذ لا معنى لختان الفرج قصدا الى الختان لاحتمال الرجولية وقد صرح فى السراج ان الخنثى تختن من كلا الفرجين ولا شك ان النظر الى العورة لا تباح لتحصيل مكرمة اھ لكن هذا هو نص الحديث فقد اخرج احمد عن والد ابى المليح والطبرانى فى الكبير عن شداد بن اوس وكابن عدى عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهم بسند حسن حسنه الامام السيوطى ان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قال الختان سنة للرجال ومكرمة للنساء **اقول** ولا يندفع الاشكال بما فعل الامام البزازى فانه ان فرض سنة فليست كل سنة يباح لها النظر الى العورة ومسها الا ترى ان الاستنجاء بالماء سنة ولا يحل كشف العورة فان لم يجد سترا وجب عليه تركه وانما ابيح له ذلك فى ختان الرجل لانه من شعائر الاسلام حتى لو تركه اهل بلدة قاتلهم الامام كما فى فتح القدير والتنوير وغيرهما وليس هذا منها فان الشعار يظهر والخفاض مأمور فيه بالاخفاء فسقط الاحتجاج ولا مخلص الا فى قصر ختانها على الذكر خلافا لما فى السراج الا ان يحمل على ما اذا اختتنت قبل ان تراهق۔ والله تعالى اعلم۔

جواب سوال دوم ۔ مونچھیں اتنی بڑھانا کہ مونھ میں آئیں حرام وگناہ وسنت مشرکین ومجوس ویہود ونصاریٰ ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح میں فرماتے ہیں احفوا الشوارب واعفوا اللحى ولا تشبهوا باليهود رواه الامام الطحاوى عن انس بن مالك و لفظ مسلم عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنهما جزوا الشوارب وارخوا اللحى وخالفوا المجوس مونچھیں کتر کر خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ یہودیوں اور مجوسیوں کی صورت نہ بنو ترکی جاہل ترکوں کا فعل حجت ہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ بخدمت شمس العلماء راس الفقہا اعنی جناب مولانا مولوی حاجی ومفتی اعلیحضرت مدظلہ العالی حضور کی خدمت اقدس میں دست بستہ عرض یہ ہے کہ اگر کوئی قادیانی مسجد کے خرچ کیواسطے روپیہ وغیرہ دے یا کسی طالب علم یا اور شخص کو مکان پر بلا کر کھانا کھلائے یا بھیجدے ان دونوں صورتوں میں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں یا وہ روپیہ مسجد میں لگانا کیسا ہے۔

الجواب

نہ وہ روپے لئے جائیں نہ کھانا کھایا جائے اور اوسکے یہاں جاکر کھانا سخت حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مولوی افضل صاحب طالب علم مدرسہ منظر اسلام مؤرخہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

چہ میفرمایند علمائے دین کہ یک شخص نزد کسے سبق خوانده بعده معلوم کرد کہ استاد او در دین خود مستقیم نیست ومی گویند کہ امام صاحب نداشتہ واجماع را غلط میداند ومی گوید کہ قادیانی مجدد بود وغیرہ بے ادبی ہا ازاد دیدہ واوراترک کرد واورا بسیار ناراضی کرد کہ آیا این شاگرد نزد شرعی ملامت است یا نہ وچنیں استاد حق برسر شاگرد دارد یا نہ۔ بینوا توجروا

الجواب

ایں چنیں استاد را برشاگرد خود ہماں حق است کہ بر ملئکہ ابلیس لعین راکہ اورالعنت میکنند وروز قیامت کشاں کشاں بدوزخ افگنند واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ مولوی افضل صاحب طالب علم مدرسہ منظر اسلام مؤرخہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

سوال دیگر برادر من مرا تعلیم کردہ وبرمن ظلم وستم بیحد کردہ در مال دنیاوی ومن باوگفت گو بسیار کردہ ام دریں باب ایں حق دار است یا نہ ونزد شرع ملامت ست یا نہ۔

الجواب

برادر کلاں را در حدیث بمشابہ پدر شمردہ اند خاصہ کہ استاد باشد استاذ علم دین خود اعظم از پدر است برائے مال باو ناحفاظتی تمی شاید کرد باینہمہ اگر در گفتگو تجاوز از حد نہ کردہ است بزہ کار نیست وبوجہ عدم رعایت حق استاذ وبرادر کلاں خالی از ملامتی ہم نیست۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ ازپیلی بھیت محلہ شیر محمد متصل مارکیٹ گوشت مرسلہ حبیب احمد صاحب ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

۱؎ ہندو کے ہاتھ کا بنایا ہوا کھانا یا شیرینی وغیرہ کھانا یا پانی شربت وغیرہ پینا کیسا ہے اور گڑ اور تیل اور گھی وغیرہ جن میں پانی نہیں جذب ہوتا ہے انکا کھانا جائز یا ناجائز ہے کسی گاؤں میں جہاں مسلمان نہو یا ریل کے اسٹیشن پر جہاں مسلمان نہو کیا کرنا چاہئے ایک واعظ نے کہا تھا کہ ہندو کے یہاں کھانے سے دل میں اندھیرا ہوتا ہے اور ایک مرتبہ کھانے سے چالیس یوم تک دعا قبول نہیں ہوتی۔ جب ایک دفعہ کھانے سے چالیس یوم دعا قبول نہیں ہوتی تو روزمرہ کھانے سے قلب بالکل سیاہ ہوجائیگا تو اس کھانے پر حرام قطعی ہونے کا فتویٰ ہونا چاہئے امید کہ جواب مشرح تحریر فرمایا جائے

۲؎ بے نمازی قطعی جسے کلمہ تک اچھی طرح یاد نہ ہو اوسکے ہمراہ کھانا جائز ہے یا نہیں اور گاؤں والے جو رشتہ دار ہوں اور صفت مذکورہ سے موصوف ہوں اون سے کسطرح سلوک کیا جائے۔

الجواب

ہندو کے یہاں کا گوشت کھانا حرام ہے اور اور چیز فتویٰ جواز اور تقویٰ احتراز امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں بہ ناخذ مالم نعرف شیئا بعینہ چالیس دن دعا قبول نہونا محض غلط ہے اور ہندوستان میں رہ کر احتراز سخت دشوار ما جعل علیکم فی الدین من حرج واللہ تعالیٰ اعلم

۲؎ فاسقوں کیساتھ سلوک میں سلف صالح کا عمل مختلف رہا ہے اور اوسکا مبنی مصلحت شرعیہ ہے جسے یہ جانے کہ نرمی سے راہ پر آئیگا اوسکی ہدایت کیلئے میل جول کرے اور جسے یہ جانے کہ میرے قطع تعلق سے اوس پر اثر پڑیگا اور گناہ چھوڑیگا اوس سے ہدایت کیلئے قطع کرے مگر ماں باپ سے کہ ان سے قطع کی کسی طرح اجازت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از ریاست جموں کشمیر خاص محلہ رنگریزاں بخانہ منشی چراغ ابراہیم براستہ جہلم مرسلہ محمد یوسف صاحب ۲۲ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

اگر کوئی مولوی صاحب مجلس وعظ میں جو کہ قرآن شریف وحدیث شریف سے ہو کہیں کہ ہماری چارپائی دور بچھاؤ تاکہ ہمارے کان میں آواز وعظ نہ آوے تکبرا اور عنادا تو ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔

۲؎ اگر کوئی صاحب اہل علم ہوکر اپنے اوستاد ومربی کا انکار کرے کہ ہمارا کوئی استاد نہیں باوجودیکہ گواہ موجود ہوں تو اسکے واسطے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

اگر یہ امر واقعی ہے کہ وہ واعظ سنی صحیح العقیدہ پورا عالم صحیح البیان تھا اور اس شخص نے بلا وجہ شرعی محض تکبر و عناد کے سبب یہ الفاظ کہے تو ضرور گنہگار اور سخت مواخذہ کا سزاوار ہوگا فمالھم عن التذکرۃ معرضین کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ انہیں کیا ہوا کہ وعظ سے مونھ پھیرتے ہیں گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگے ہوں اور اگر وہ واعظ بد مذہب تھا یا جاہل تھا کہ غلط سلط بیان کرتا یا عالم کہ کسی طمع وغیرہ کے سبب اولٹی کہتا اسوجہ سے احتراز کیا تو بجا کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال دوم ۔ استاذ کا انکار کفران نعمت ہے اور کفران نعمت موجب سزا و عقوبت وھل نجزی الا الکفور۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از قصبہ حسن پور ضلع مراد آباد تحصیل چنور مرسلہ اشرف علی خاں ۲۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

ایک شخص کا ایک عورت ناکتخدا سے یعنی بلا نکاحی کنواری عورت سے باہمی محبت تھی کوئی تعلق ناجائز نہ تھا پھر اوسکا نکاح ایک دوسرے مرد سے ہوگیا بعد نکاح کے پہلے شخص نے اوس عورت سے زنا کیا اوسکے شوہر کو معلوم نہ ہوا کچھ مدت کے بعد زنا کرنے والے شخص نے اوسکے شوہر سے اسطرح معافی چاہی کہ میں نے جو کچھ تمہارا گناہ کیا ہے اوسکو معاف کردیا جو کچھ کہا سنا ہے معاف کرو اوس نے کہا کہ معاف کیا پھر وہ عورت مرگئی اب آپ یہ فرمائیگا کہ آیا یہ معافی جو اوپر تحریر ہے کافی ہے یا نہیں اور اگر ناکافی ہے تو کسطرح معافی لینا چاہئے تاکہ یہ گناہ عظیم اللہ تعالیٰ معاف کردے۔ ۲ وہ کون کون سے گناہ ہیں جو اللہ تعالیٰ اوسوقت معاف کریگا بیشتر اوسکا بندہ جس کے ساتھ گناہ ہوا ہے معاف کرے جیسا کہ شوہر والی عورت کا زنا۔

الجواب

سوال اول ۔ یوں کہنا کہ جو کہا سنا ہے معاف کرو اصلاً کافی نہیں کہ زنا کہے سنے میں داخل نہیں اور یوں کہنا کہ میں نے جو تیرا گناہ کیا ہے معاف کردے یہ اگر ایسی تعمیموں کے ساتھ کہا کہ زنا کو بھی شامل ہوا اور اوس نے اوسی عموم کے طور پر معاف کیا تو معاف ہوگیا اور اگر اتنی ہی گول مجمل لفظ تھے جس سے اوسکا ذہن ایسی بڑی بات کی طرف نہ جا سکے ہلکی باتیں مثلاً برا بھلا کہنا غیبت کرنا یا کچھ مال دبالینا انکی طرف ذہن جائے تو یہ معافی اونھیں باتوں کیلئے خاص رہیگی اور قول اظہر پر زنا کو شامل نہ ہوگی لہذا اسے اوس سے یوں کہنا چاہئے کہ دنیا میں ایک مرد دوسرے کا جس جس قسم کا گناہ کرسکتا ہے جسم یا جان یا مال یا آبرو وغیرہ وغیرہ کے متعلق اون سب میں چھوٹے سے چھوٹا یا بڑے سے بڑا جو کچھ بھی مجھ سے تمہارے حق میں واقع ہوا سب لوجہ اللہ معاف کردو اور اس تعمیم کو خوب اوسکے ذہن میں کردے اور اوسکے بعد وہ معاف کرے تو امید واثق ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ معاف ہوجائے۔

۲ **جواب سوال دوم** ۔ تمام حقوق العباد ایسے ہی ہیں کہ جبتک صاحب حق معاف نہ کرے معافی نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از بدایوں اسلام نگر مرسلہ عزیز حسن کانسٹبل ۔ ۲۴ ربیع الاول ۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں اگر کوئی شخص تعزیہ بنائے یا تعزیہ پر چڑھاوا چڑھائے یا مرثیہ پڑھے یا مرثیہ کی مجلس میں شریک ہو یا باجا بجائے یا بجوائے یا اس میں شریک ہو یا شیرینی تقسیم کرے یا کھائے یا کھلائے یا تاریخ مقرر کرکے خیرات کرے محرم کی ساتویں نویں۔ دسویں تاریخ کو یہ باتیں مذہب اسلام میں جائز ہیں یا نہیں اگر جائز ہیں تو کیا ثبوت ہے ثبوت مع نام کتاب صفحہ وسطر اور قرآن وحدیث سے ہو اگر ناجائز ہو تو بھی ثبوت مع صفحہ وسطر قرآن وحدیث سے تحریر فرمائیں۔

(۲) حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بارے میں کوئی پیشینگوئی قرآن وحدیث میں ہے یا نہیں اگر ہے تو حوالہ کتاب سطر وصفحہ سے ہو۔

(۳) اگر مجلس کہ جسمیں ذکر شہادت حضرت امام زمان علیہ السلام ہو اور واقعات صحیح ذکر کئے جائیں اور وہ ماہ محرم میں ہو علاوہ ازیں اپنے دوستوں اور سامعین کو کچھ از قسم شیرینی ختم مجلس پر تقسیم کی جاوے تو جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

(۱) شیرینی تقسیم کرنا کھانا کھلانا فاتحہ دینا نیاز دلانا اگرچہ تعیین تاریخ کے ساتھ ہو جبکہ اوس تعین کو واجب شرعی نہ سمجھے یہ باتیں شریعت میں جائز ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ امام بدر الدین محمود عینی نے بنایہ شرح ہدایہ میں خوبی ایصال ثواب

پر اجماع امت نقل فرمایا ہے اور فرمایا اہلسنت و جماعت کا یہی مذہب ہے باقی جو باتیں سوال میں ہیں تعزیہ اور باجا اور مرثیہ اور مرثیہ کی مجلسیں و تعزیہ کا چڑھاوا یہ سب ناجائز و بدعت و گناہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) قرآن مجید میں تمام ماکان و مایکون کا بیان ہے قال اللہ تعالیٰ نزلنا علیك الکتٰب تبیانا لکل شیئ اور حدیثوں میں شہادت شریفہ کا صاف ذکر ہے امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صواعق محرقہ وغیرہا میں اوسکی تفصیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جبکہ روایات صحیحہ بروجہ صحیحہ بیان کی جائیں اور رغم پردری وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہوں تو ذکر شریف باعث نزول رحمت الٰہی ہے اور تقسیم شیرینی ایک سلوک حسن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از رائے پور چھتیس گڑھ مرسلہ محمو ہر علی عرائض نویس نیاپارہ اکھاڑا

(۱) کہ جہاں مسلمان بستے ہیں وہاں ایک شراب کی بھٹی ہے چند لوگ شیعہ اوس راہ سے گزرے جو اپنی قوم میں معزز ہیں انھیں معلوم ہوا کہ یہاں پر مسلمان شراب پیا کرتے ہیں تو اونھوں نے ایک انجمن مقرر کیا اور اپنی قوم کے چند لوگوں کو سکریٹری پریزیڈینٹ انجمن بنایا اور اس میں سنیوں کو ممبر مقرر کیا از روئے شرع سنی بھی انکی رائے سے موافقت کر سکتے ہیں کیا یہ جائز ہے۔

(۲) اس انجمن میں دو مسئلے پیش ہیں کہ کوئی سنی شراب پئے یا زنا کرے اوسکو خارج از قوم کر دینا اور شادی و غمی میں شریک ہونا زنا کس حالت میں سمجھا جاویگا جبکہ کوئی شخص کسی عورت سے صرف بات کر رہا ہے یا عورت مذکورہ اسکے گھر میں کسی مزدوری کیلئے بیٹھی ہے یا کسی پیشہ ور شخص کے مکان کو ضرورت سے آتی ہے کیونکہ اس شہر میں مزدور عورتیں بہت ہیں جو آدمی تنہا نوکری پیشہ و جنکی مستورات نہیں ہیں تو وہ اون کو اپنے گھروں میں کام کرنے کیساتھ تعلق ہے اور وہ شخص باہر کھڑا ہوا اندر مکان کا حال کیا جانتا ہے کہ مکان میں کیا ہو رہا ہے علماء دین باطن کے حالات کی نسبت کیا بیان کرتے ہیں کیا یہی زنا کی صورتیں ہیں۔ (۳) شراب خواری کی نسبت کیا مسئلہ ہے۔ (۴) شیعہ قوم سے سنی کہاں تک شریک ہو سکتے ہیں۔ (۵) ان اوپر کہے ہوئے وجوہ کی نسبت حضور کرم فرما کر اس فقیر کو جواب سے سرفراز فرمائیں تو بڑی مہربانی ہوگی خداوند کریم آپ کو جزائے خیر دے گا۔

الجواب

سنیوں کو غیر مذہب والوں سے اختلاط میل جول ناجائز ہے خصوصاً یوں کہ وہ افسر ہوں یہ ماتحت قال اللہ تعالیٰ واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین ۵ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) زنا نہیں ثابت ہو سکتا جبتک چار مرد عاقل بالغ ثقہ متقی پرہیزگار اپنی آنکھ سے ایسا مشاہدہ نہ بیان کریں جیسے سرمہ دانی میں سلائی بغیر اسکے جو شخص کسی مسلمان کی نسبت زنا کی تہمت رکھیگا بحکم قرآن مجید اسی کوڑے کا مستحق ہوگا پھر اوسکی گواہی ہمیشہ کو مردود ہاں یہ ضرور ہے کہ اجنبی عورت سے خلوت حرام ہے جو لوگ اونھیں نوکر رکھتے ہیں ضرور مکان میں دونوں تنہا ہوتے ہونگے اور اسے شرع نے حرام فرمایا۔

(۳) شراب حرام ہے اور سب نجاستوں گندگیوں کی ماں ہے اوسکے پینے والے کو دوزخ میں دوزخیوں کا جلتا لہو اور پیپ پلایا جائیگا واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) کہیں تک بھی نہیں آیت و حدیث میں مطلقا ممانعت فرمائی بلکہ ایک حدیث خاص اس قوم کا نام لیکر آئی کہ یاتی قوم لھم نبز یقال لھم الرافضۃ لایشھدون جمعۃ ولا جماعۃ ویطعنون السلف فلا تجالسوھم ولا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا تعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قوم آنیوالی ہے اوسکا بدلقب ہوگا اونھیں رافضی کہا جائیگا وہ جمعہ پڑھینگے نہ جماعت اور امت کے اگلوں پر طعنہ کریں گے تم اون کے پاس مت بیٹھنا اونکے ساتھ کھانا نہ کھانا اونکے ساتھ پانی نہ پینا اونکے ساتھ شادی بیاہت نہ کرنا وہ بیمار پڑیں تو اونھیں پوچھنے کو نہ جانا مر جائیں تو اون کے جنازہ پر نہ جانا نہ اون پر نماز پڑھنا نہ اون کے ساتھ نماز پڑھنا۔ دیکھو حدیث نے موت و حیات کے سب تعلق کو اون سے قطع کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از علی گڑھ کڑہ سعید خاں مرسلہ حافظ سعید احمد صاحب لکھنوی معرفت حافظ محمد عمر صاحب مسجد عطا شہید ۲۵ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

طحطاوی حاشیہ درمختار جلد رابع میں ہے و ورد فی بعض الاثار النھی عن قص الاظافر یوم الاربعاء فانہ یورث البرص اسکی سند کیا ہے

اور یہ روایت کس درجہ کی ہے اور یہ روایت بظاہر معارض ہے روایت دیلمی کی و من قلمها یوم الاربعاء خرج منه الوسواس والخوف و دخل فیه الامن والشفاء، تو ان دونوں روایتوں میں تطبیق یا ترجیح کی کیا صورت ہے اور بدھ کے دن ناخن تراشنا کیسا ہوگا۔ درصورت امتناع حافظ ابن حجر کے قول انه یستحب کیفما احتاج الیه کی صحت کی کیا صورت اور درصورت استحباب حافظ کے قول ولم یثبت فی کیفیته شئ ولا فی تعیین یوم له عن النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم کی صحت کی کیا صورت ہوگی۔

الجواب

اصل مسئلہ یہی ہے کہ وہ کیف ما اتفق مستحب و مسنون ہے اور دن کی تعیین یا منع میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں یوم الاربعاء ممانعت کی حدیث دونوں ضعیف ہیں اگر روز چارشنبہ جو بتکلف دن آجائے مثلاً اونتالیس دن سے نہیں تراشے تھے آج بدھ کو چالیسواں دن ہے اگر آج بھی نہیں تراشتا تو چالیس دن سے زائد ہو جائینگے اور یہ ناجائز و مکروہ تحریمی ہے کما فی القنیة والہندیة وغیرہما تو اوسیر واجب ہوگا کہ بدھ کے دن تراشے لیکن اگر حالت سعت و اختیار کی ہے تو بدھ کے دن نہ تراشنا مناسب کہ جانب خطر کو ترجیح رہتی ہے اور حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر حدیث صحیح صحیح بخاری وقد قیل اوسکی موید ہے امام ابن الحاج مکی علیہ الرحمہ نے بدھ کے دن ناخن تراشنے چاہے پھر خیال آیا کہ حدیث میں ممانعت آئی ہے پھر کہا یہ سنت حاضرہ ہے اور حدیث ضعیف تراش لئے فوراً ابتلائے برص ہو گئے شب کو زیارت اقدس سے مشرف ہوئے سرکار میں فریاد کی ارشاد ہوا کیا تمہیں حدیث نہ پہنچی تھی عرض کی حضور میں نے خیال کیا کہ یہ سنت حاضرہ ہے اور حدیث ضعیف ارشاد ہوا کیا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے فرمایا ہے پھر دست اقدس اون کے بدن پر مس فرمایا کہ فوراً اچھے ہو گئے اوٹھے تو اچھے تھے واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از کلکتہ امر تلا لین ۲۶ گدی دیوان رحمت اللہ مرسلہ حاجی پیر محمد ۲ ربیع الآخر ۳۶ھ

جو لوگ سیدوں کو کلمات بے ادبانہ کہا کرتے ہیں اور اون کے مراتب کو خیال نہیں کرتے بلکہ کلمہ تحقیر آمیز کہہ بیٹھتے ہیں انکا کیا حکم ہے۔ (۲) حضور سرور کائنات صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے دربارۂ محبت و اطاعت آل کیلئے کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں۔ (۳) اور جو لوگ سیدوں سے محبت رکھتے ہیں ان کیلئے یوم محشر میں آسانی ہوگی یا نہیں۔ (۴) ایک جلسہ میں دو مولوی صاحبان تشریف رکھتے ہیں ایک ان میں سے سید ہیں تو مسلمان

الجواب

سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اور اونکی توہین حرام بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا یا کسی سید کو میروا بروجہ تحقیر کہے کافر ہے مجمع الانہر میں ہے الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر من قال لعالم عویلم اولعلوی علیوی قاصدا به الاستخفاف کفر۔ بیہقی امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ سے اور ابوالشیخ و دیلمی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یعرف حق عترتی و الانصار والعرب فهو لاحدی ثلاث اما منافق واما لزنیة واما لغیر طهور هذا لفظ البیهقی من حدیث زید بن جبیر عن داؤد بن الحسین عن ابی رافع عن ابیه عن علی رضی اللہ تعالی عنه ولفظ غیرہ اما منافق واما ولد زنیة واما امرء حملت به امه فی غیر طهر۔ جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین علتوں سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔ بلکہ علما و انصار و عرب سے تو وہ مراد ہیں جو گمراہ و بد دین نہوں اور سادات کرام کی تعظیم ہمیشہ جبتک اونکی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہنچے کہ اسکے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہے قال اللہ تعالی انه لیس من اهلك انه عمل غیر صالح جیسے نیچری قادیانی وہابی غیر مقلد دیوبندی اگرچہ سید مشہور ہوں نہ سید ہیں نہ اونکی تعظیم حلال بلکہ توہین و تکفیر فرض اور روافض کے یہاں تو سیادت بہت آسان ہے کسی قوم کا رافضی ہو جائے دو دن بعد میر صاحب ہو جائیگا ان کا بھی وہی حال ہے کہ اون فرقوں کی طرح تبرائیان زمانہ بھی عموماً مرتدین ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالی۔ ؏۲ محبت آل اطہار کے بارے میں متواتر حدیثیں بلکہ قرآن عظیم کی آیت کریمہ ہے قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی اون کی محبت بحمد اللہ تعالی مسلمان کا دین ہے اور اوس سے محروم ناصبی خارجی جہنمی ہے والعیاذ باللہ تعالی مگر محبت صادقہ نہ روافض کی سی محبت کا جنہیں ائمہ اطہار فرمایا کرتے تھے خدا کی قسم تمہاری محبت ہم پر عار ہوگئی۔ اطاعت عامہ اللہ و رسول کی پھر علمائے دین کی ہے قال اللہ تعالی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ۔ اصل اطاعت اللہ و

رسول کی ہے اور علمائے دین اونکے احکام سے آگاہ پھر اگر عالم سید بھی ہو تو نور علی نور امور مباحہ میں جہاں تک نہ شرعی حرج ہو نہ کوئی ضرر سید غیر عالم کے بھی احکام کی اطاعت کرے کہ اس میں اونکی خوشنودی ہے اور سادات کرام کی خوشی میں کہ حد شرع کے اندر ہو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا ہے اور حضور کی رضا اللہ عزوجل کی رضا۔ ع۳ ہاں سچے محبان اہلبیت کرام کیلئے روز قیامت نعمتیں برکتیں راحتیں ہیں طبرانی کی حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا الزموا مودتنا اهل البيت فانه من لقى الله وهو يودنا دخل الجنة بشفاعتنا والذى نفسى بيده لا ينفع احدا عمله الا بمعرفة حقنا ہم اہلبیت کی محبت لازم پکڑو کہ جو اللہ سے ہماری دوستی کیساتھ ملیگا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں جائیگا قسم اوسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کسی کو اوسکا عمل نفع نہ دیگا جبتک ہمارا حق نہ پہچانے۔ ع۴ ۔ اگر دونوں عالم دین سنی صحیح العقیدہ اور جس کام کیلئے صدارت مطلوب ہے اوسکے اہل ہوں تو سید کو ترجیح ہے ورنہ اون میں جو عالم یا علم میں زائد یا سنی ہو اور دونوں علم دین میں مساوی ہوں تو جو اوس کام کا زیادہ اہل ہو الا ترى ان الاحق بالامامة الاعلم وماعد اشرف النسب الابعد وجوده وقد قال صلى الله تعالى عليه وسلم اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة. رواه البخارى. والله تعالى اعلم

مسئلہ۔ از ڈاکخانہ چیگانگ محلہ سید نگ ضلع اکیاب مرسلہ محمد عمر ۵ ربیع الآخر ۳۶ھ

ع۱ ۔ ایک شخص ایک غیر عورت سے زنا کیا اور اوسی عورت کا والدین اور برادران اور خورداران وغیرہم موجود ہیں اب وہ شخص زنا کار اس زانیہ عورت سے معاف لینا چاہتا ہے آیا کہ فقط اوس زانیہ سے معاف لینا چاہئے یا والدین اور برادران اور خوردار ان سے بھی معاف لینا ضروری ہے اگر حقوق العباد معاف ہو تو حقوق اللہ معاف ہوگا یا نہیں یا توبہ استغفار سے ہوگا۔

ع۲ یہاں کا مسلمان اپنی عورتوں کو پہاڑوں اور جنگلوں میں بھیجتے ہیں اور غیر محرم آدمیوں سے کلام اور ہنسی مذاق کرتی ہیں بالکل ہی بید ریغ و بے پردہ ہے اگر ان لوگوں کو کوئی عالم وعظ نصیحت کرے تو اسکو تمسخر و استہزا کرتے ہیں اور طعن لعن کرتے ہیں حسب شریعت ان لوگوں پر کیا حکم ہے۔

الجواب

ع۱ حقوق اللہ معاف ہونے کی دو صورتیں ہیں اول توبہ۔ قال اللہ تعالیٰ هو الذى يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات۔ دوم عفو الٰہی۔ قال اللہ تعالیٰ فيغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء۔ وقال تعالیٰ ان الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم۔ اور حقوق العباد معاف ہونے کی بھی دو صورتیں ہیں جو قابل ادا ہے ادا کرنا ورنہ اون سے معافی چاہنا صحیح بخاری شریف میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من كانت له مظلمة لاخيه من عرضه او شئ فليتحلله منه اليوم قبل ان لا يكون دينار ولا درهم ان كان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم يكن له حسنات اخذ من سيأت صاحبه فحمل عليه جس کے ذمہ اپنے بھائی کا آبرو وغیرہ کسی بات کا مظلمہ ہو اوسے لازم ہے کہ یہیں اوس سے معافی چاہ لے قبل اوس وقت کے آنے کے کہ وہاں نہ روپیہ ہوگا نہ اشرفی اگر اسکے پاس کچھ نیکیاں ہونگی تو بقدر اوسکے حق کے اس سے لیکر اوسے دی جائینگی ورنہ اوسکے گناہ اوس پر رکھے جائینگے۔ دوسرا طریقہ یہ کہ صاحب حق بلا معاوضہ لئے معاف کردے قال تعالیٰ فاعفوا واصفحوا وقال تعالیٰ الا تحبون ان يغفر الله لكم اور بعض طرق جامعہ جن سے حقوق اللہ و حقوق العباد باذن اللہ تعالیٰ سب معاف ہو جاتے جن کی تفصیل ہم نے تعلیقات ردالمحتار میں ذکر کی منها شهادة البحر ومنها قتل الصبر ومنها الحج المبرور وغير ذلك عورت اگر معاذ اللہ زانیہ ہے یعنی زنا اوسکی رضا سے ہوا تو اس میں اوسکا کچھ حق نہیں تو اوس سے معافی کی حاجت کیا بلکہ خود اوروں کے حق میں گرفتار ہے جبکہ شوہر یا محارم رکھتی ہو زنا کی اطلاع شوہر یا اولیائے زن کو پہنچ گئی تو بلاشبہ اون سے معافی مانگنا ضرور ہے بے اون کے معاف کئے معاف نہوگا اور اگر اطلاع نہ پہنچی تو اب بھی اونکا حق متعلق ہوا یا نہیں در بارۂ غیبت علماء نے تصریح فرمائی کہ متعلق نہ ہوگا اور اوس وقت اون سے معافی مانگنے کی حاجت نہیں صرف توبہ و استغفار کافی ہے شرح فقہ اکبر میں ہے قال الفقيه ابو الليث رحمه الله تعالى قد تكلم الناس فى توبة المغتابين هل تجوز من غير ان يتحلل من صاحبه قال بعضهم لا يجوز وهو عندنا على وجهين احدهما ان كان ذلك القول قد بلغ الذى اغتابه فتوبته ان يتحلل منه وان لم يبلغ اليه فليستغفر الله سبحنه ويضمر ان لا يعود الى مثله درمختار میں ہے اذا لم تبلغه يكفيه الندم

اور دربارۂ زنا اسکی کوئی تصریح نظر سے نہ گزری ظاہرا یہاں بھی یہی حکم ہونا چاہئے وقد جاء فی الحدیث الغیبۃ اشد من الزنا مگر از انجاکہ اس بارے میں کوئی تصریح نظر سے نہ گزری معافی چاہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگر اوس نے معاف کر دیا تو اطمینان کافی ہے مگر طلب معافی میں نہ تو صاف تصریح زنا ہو کہ شاید اسکے بعد معافی نہو بلکہ ممکن کہ اوس سے فتنہ پیدا ہو اور اتنی ہی اجمالی بات پر قناعت کی جائے کہ مجھے اپنے سب حق معاف کر دے کہ اس میں عند اللہ اوتنے ہی حقوق معاف ہونگے جہاں تک اوسکا خیال پہنچے لہذا تعمیم عام کے الفاظ ہونا چاہئے جو ہر قسم گناہ کو یقینا عام ہی ہو جائیں اور وہ تصریح خاص باعث فتنہ بھی نہ ہو مثلا چھوٹے سے چھوٹا بڑے سے بڑا جو گناہ ایک مرد دوسرے کا کر سکتا ہے جان مال عزت آبرو ہر شئے کے متعلق اوس میں سے جو میرا میں نے گناہ کیا ہو سب مجھے معاف کر دے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے فی النوازل رجل لہ علی اخر دین وھو لا یعلم بجمیع ذلک فقال لہ المدیون ابرئنی مما لک علی فقال الدائن ابرأتک قال نصیر لا یبرؤ الا عن مقدار ما یتوھم انہ علیہ وقال محمد بن سلمۃ یبرؤ عن الکل قال الفقیہ ابو اللیث حکم القضاء ما قالہ محمد بن سلمۃ وحکم الاخرۃ ما قالہ نصیر و فی القنیۃ من علیہ حقوق فاستحل صاحبہا ولم یفصلہا فجعلہ فی حل یعذر ان علم انہ لو فصلہ یجعلہ فی حل والا فلا قال بعضھم انہ حسن وان روی انہ یصیر فی حل مطلقا و فی الخلاصۃ رجل قال لآخر حللنی من کل حق ھو لک فابرأہ ان کان صاحب الحق عالما بہ برئ حکما بالاجماع ودیانۃ فعند محمد لا یبرؤ وعند ابی یوسف یبرؤ وعلیہ الفتوی اھ وفیہ انہ خلاف ما اختارہ ابو اللیث ولعل قولہ مبنی علی التقوی بالجملہ امر مشکل ہے جو سچے دل سے مولی عزوجل کیطرف رجوع لاتا ہے اوسکا کرم ضرور اوسے قبول فرماتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

جواب سوال دوم۔ یہ لوگ دیوث ہیں اور دیوث کو فرمایا کہ اوس پر جنت حرام ہے دیوثی بھی فقط اس فعل تک ہے وہ جو سائل نے بیان کیا کہ احکام شریعت کیساتھ تمسخر واستہزاء اور عالم پر طعن ولعن کرتے ہیں یہ تو صریح کفر ہے والعیاذ باللہ تعالی وہ ایمان سے نکل جاتے ہیں اور انکی عورتیں نکاح سے قال اللہ تعالی ابا اللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزءون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از موضع چوپرا ڈاکخانہ بانسی ضلع پورنیہ مرسلہ کلیم الدین صاحب ۱۴ ربیع الآخر ۳۶ھ

کھانے پر فاتحہ شریف یا کوئی آیت قرآن کی پڑھکر دم کرنا درست ہے یا نہیں اگر درست ہے تو کس طرح سے پڑھنا چاہئے۔

الجواب

بہ نیت شفا سورۂ فاتحہ یا اور کوئی آیت پڑھکر دم کی جائے تو حرج نہیں مگر اوس کھانے کی احتیاط اور دو چند ہو جائیگی کہ اوسکا کوئی دانہ یا قطرہ گرنے نہ پائے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از چنور ضلع مراد آباد تحصیل۔ مرسلہ اشرف علی خاں ۱۹ ربیع الآخر ۳۶ھ

ایک شخص مجلوق ہے وہ اپنے اس فعل سے نہیں مانتا ہے ہر چند اوسکو سمجھایا ہے آپ تحریر فرمائیں کہ اوسکا کیا حشر ہوگا اور اوسکو کیا دعا پڑھنا چاہئے جس سے اوسکی عادت چھوٹے۔

الجواب

وہ گنہگار ہے عاصی ہے اصرار کے سبب مرتکب کبیرہ ہے فاسق ہے حشر میں ایسوں کی ہتھیلیاں گابھن اوٹھینگی جس سے اوس مجمع اعظم میں اونکی رسوائی ہوگی اگر توبہ نہ کریں اور اللہ معاف فرماتا ہے جسے چاہے اور عذاب فرماتا ہے جسے چاہے۔ اوسے چاہئے لاحول شریف کی کثرت کرے اور جب شیطان اس حرکت کی طرف بلائے فورا دل سے متوجہ بخدا ہو کر لاحول پڑھے نماز پنجگانہ کی پابندی کرے نماز صبح کے بعد بلا ناغہ سورۂ اخلاص شریف کا ورد رکھے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از فیض آباد مسجد مغل پورہ مرسلہ شیخ اکبر علی مؤذن و مولوی عبد العلی ۱۹ ربیع الآخر ۳۶ھ

گانا قوالی مع ساز اور نا اہل لوگوں کا جمع ہونا جو صوم صلاۃ کے پابند نہوں خصوصا مستورات کا جمع ہونا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

گانا مع مزامیر مطلقاً ناجائز ہے نہ کہ ان منکرات کے ساتھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم ۔ پیر مولوی جو مرید کرتے ہیں نائب رسول بھی کہلاتے ہیں اونکو پیروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور اونکے اصحاب اور اماماں شریعت کی واجب ہے۔

الجواب ۔ ضرور واجب ہے مگر کسی خاص شخص پر بدگمانی کہ یہ پیروی نہیں کرتا بے کسی ایسی دلیل کے جو آفتاب کیطرح روشن ہو جائز نہیں اور علماء پر عوام کو اعتراض نہیں پہنچتا اور جو مشہور بمعرفت ہو اوسکا معاملہ زیادہ نازک ہے ہر عامی مسلمان کیلئے حکم ہے کہ اوسکے ہر قول و فعل کیلئے تا حد محمل حسن تلاش کرو نہ کہ علماء و مشائخ جن پر اعتراض کا عوام کو کوئی حق نہیں یہاں تک کہ کتب دینیہ میں تصریح ہے اگر صراحۃً نماز کا وقت جا رہا ہے اور عالم نہیں اٹھتا تو جاہل کا یہ کہنا گستاخی ہے کہ نماز کو چلئے وہ اس کیلئے ہادی بنایا گیا ہے نہ کہ یہ اوسکے لئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال سوم ؛ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سائل کو یا کسی ناخوشی کو جو اون کے پاس حاضر ہوا معافی مانگی توبہ کی تو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح پیش آئے۔

الجواب :۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی سائل کو جسکا سوال ناحق نہ تھا زجر نہ فرمایا نالشیوں کی ہمیشہ بات سنی اور اگر حق پر تھا تو دادرسی و فریادرسی فرمائی جس نے توبہ کی اوسکی توبہ قبول فرمائی جس نے معافی مانگی اوسے معافی دی اگرچہ بعض مصلحت دینیہ سے بدیر مگر حدود اللہ میں کہ بعد وجوب حد اوس سے درگزر کا حکم نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال چہارم ؛ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو مسافر و مہمان معزز رئیس دنیا جس سے آمدنی ہو ساتھ کھانا کھلایا اور غریبوں پر توجہ نہیں کی شریعت میں جائز ہے۔

الجواب :۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غریب نوازی ہی کو تشریف لائے ہیں شبانہ روز سرکار سے غریبوں امیروں سب کی پرورش جاری ہے مگر یہ بھی حکم فرمایا ہے انزلوا الناس منازلھم اور حدیث میں ہے اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ جب کسی قوم کا معزز تمہارے یہاں آئے تو اوسکی عزت کرو ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضور ایک سائل حاضر ہوا اوسے ٹکڑا اعطا فرمایا ایک ذی عزت مسافر گھوڑے پر سوار حاضر ہوا اوسکی نسبت فرمایا کہ باعزاز اوتار کر کھانا کھلایا جائے سائل کی حاجت اسی قدر تھی اور کسی رئیس کو ٹکڑا دیا جائے تو باعث اوسکی سبکی اور ذلت کا ہو لہذا فرق مراتب ضرور ہے اور اصل مدار نیت پر ہے اگر سائل کو بوجہ اوسکے فقر کے ذلیل سمجھے اور غنی کو بوجہ اوسکی دنیا کے عزت دار جانے تو سخت بیجا سخت شنیع ہے اور اگر ہر ایک کیساتھ خلق حسن منظور ہے تو جتنا جسکے حال کے مناسب ہے اوسپر عمل ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال پنجم : اگر پیر ضعیف نہیں ہے جوان ہے اور مستورات اپنی خوشی سے بے پردہ اوسکی خدمت کریں ہاتھ پیر داہیں جائز ہے۔

الجواب :۔ اجنبی جوان عورت کو جوان مرد کے ہاتھ پاؤں چھونا جائز نہیں اگرچہ پیر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ششم : اگر لڑکیاں جوان جنکی صرف ماں مرید ہے وہ لڑکیاں مع اپنی ماں کے پیر کے اور پیر کی اولاد کے سامنے آویں شوہر یا رشتہ دار کی اجازت اسپر ہے وہ پیر اور وہ عورت اور رشتہ دار اور شوہر سب کو جائز ہے یا حرام ہے۔

الجواب :۔ اگر سامنے آنا بے ستری سے ہے کہ کپڑے باریک ہیں جن سے بدن چمکتا ہے یا سر کے بال یا گلے یا کلائیوں کا کوئی حصہ کھلا ہے تو سب کو حرام ہے اور ستر کامل کیساتھ ہو اور خلوت نہو اور احتمال فتنہ نہو تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ہفتم : اگر پیر کی اولاد کسی دنیا کے معاملات میں ناخوش ہو اور اوسکی کشیدگی کا اثر عورت پر ہو اور مرید یہ کہتا ہے کہ اگر میں قصوروار سمجھا گیا تو میں معافی مانگتا توبہ کرتا ہوں کوئی خواہش دنیا میں تلقین کیجئے صراط مستقیم کی تلاش ہے تو اوسکی نہ سنی اوس مرید کو زیادہ اشتعال و طیش دلا کر گمراہ کیا جاتا ہے یہ جائز ہے۔

الجواب :۔ سوال بہت مجمل ہے کیا دنیا کا معاملہ اور کیا وجہ کشیدگی اور کس عورت پر اثر اور کیا اشتعال و طیش دلایا جبتک مفصل نہ معلوم ہو یہ ظاہر نہیں ہو سکتا کہ کس کا قصور ہے مرید اشتعال و طیش کیلئے نہیں بنایا گیا اور معافی تقصیر میں کبھی تاخیر ہی مصلحت ہوتی ہے۔

جیسے حضرت کعب بن مالک اور ان کے دونوں ہمراہیوں کیساتھ پچاس شب تک کی گئی حتی ضاقت علیھم الارض بما رحبت یہاں تک کہ اتنی وسیع زمین ان پر تنگ ہوگئی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ہشتم: اگر مسلمان ہو پابند صوم وصلاۃ کا ہو کسی پیر مولوی کے یہاں ناشی ہو کہ ہمارا معاملہ طے کر دو جوان کے امکان میں ہے اور وہ طے نہ کریں اور نہ سنیں جسکی وجہ سے برباد ہو رہا ہو۔

الجواب: یہ بھی محتاج تفصیل ہے کیا معاملہ اور پیر مولوی پر کتنا اختیار اور کیوں نہ کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از جونا گڑھ محلہ کتیانہ مدرسہ اسلامیہ مرسلہ حافظ محمد حسین ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

نذیر احمد بی۔ اے۔ ایل۔ ایم کا ترجمہ صحیح ہے یا غلط اور لڑکوں کو ہمیں اس ترجمہ کا پڑھانا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب

نذیر احمد کا نہ ترجمہ صحیح ہے نہ ایمان وہ شخص منکر خدا تھا جیسے اوس نے اور کتابیں لغو و بیہودہ آمیز لکھیں جن سے مال کمانا مقصود تھا ویسے ہی یہ ترجمہ بھی کر دیا اس سے بھی داموں ہی کی غرض تھی ورنہ جو شخص اللہ ہی کو نہ مانتا ہو وہ قرآن کے ترجمہ کو کیا جانیگا اوسکا ترجمہ ہرگز نہ پڑھایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از کمال پورہ علاقہ جیت پورہ بنارس مرسلہ خدا بخش زردوز مالک فلورل اسلامیہ ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

تخمینا ماہ سوا ماہ شادی سے قبل دولہا اور دولہن کو ابٹن لاجاتا ہے اسکے لئے اپنے خویش و اقارب برادری کی عورتیں بلائی جاتی ہیں دولہا خود بالغ ہو یا نابالغ انکو اکثر عورتیں جن سے رشتہ مذاق کا ہوتا ہے وہی بدن وغیرہ سارے بدن میں ابٹن لگاتی ہیں اور اسکے بعد سب کو گڑ تقسیم کیا جاتا ہے یہ اسراف ہے یا نہیں اور رسم مذکور جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

ابٹن ملنا جائز ہے اور کسی خوشی پر گڑ کی تقسیم اسراف نہیں اور دولہا کی عمر دس سال کی ہو تو اجنبی عورتوں کا اوسکے بدن میں ابٹن ملنا بھی گناہ و ممنوع نہیں ہاں بالغ کے بدن میں نامحرم عورتوں کا ملنا ناجائز ہے اور بدن کو ہاتھ تو ہاں بھی نہیں لگا سکتی یہ حرام اور سخت حرام ہے اور عورت و مرد کے مذاق کا رشتہ شریعت نے کوئی نہیں رکھا یہ شیطانی و ہندوانی رسم ہے واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم: اکثر لوگ ۱۳ یا ۲۳ ۔ ۸ ۔ ۱۸ ۔ ۲۸ وغیرہ تواریخ اور پنجشنبہ و یکشنبہ و چہارشنبہ وغیرہ ایام کو شادی وغیرہ نہیں کرتے اعتقاد یہ ہے کہ سخت نقصان پہنچیگا ان کا کیا حکم۔

الجواب

یہ سب باطل و بے اصل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال سوم: جسکی بارات میں کثرت سے باجے روشنی گھوڑے ہوں اور رجا بجا بارات کی گشتی کی گئی ہو انکا نکاح شرعا ہوتا ہے یا نہیں اور ایسی بارات میں شریک ہونے سے گناہ ہوگا یا نہیں اور شریک ہونے والوں کی دو قسم ہے دونوں کا حکم علیحدہ علیحدہ بیان فرمائیں (۱) بعض تو شرکت میں کوئی حرج یا گناہ نہیں سمجھتے (۲) بعض گناہ تو سمجھتے ہیں مگر اپنے خاص محلہ یا خاص قرابت دار کی بارات میں اس مجبوری سے شریک ہوتے ہیں کہ نہ شریک ہونگے تو باعث رنج و ملال ہوگا اور آپس میں بے لطفی ہوگی کیا یہ مجبوری حائل ہوتی ہے۔

الجواب

روشنی اور گھوڑے ممنوع نہیں ہاں باجے جیسے رائج ہیں ضرور ممنوع ہیں شرکت دو طرح ایک بارات کیساتھ جانا اور دوسرے اوس مکان میں جانا جہاں بارات ہے اول کسی عالم یا مقتدا کو مطلقا نہ چاہئے جبکہ اوسکے ساتھ باجے یا اور کوئی ممنوع شے ہو لان المقتدی لا ینبغی له الاختلاط مع اهل الباطل کما فی العالمگیریة وغیرها ولان ذلك یسقط حرمته من الاعین وحرمة تلك المحرمات من القلوب اور جوان

ممنوعات کے استحسان کے ساتھ شریک تو مطلقاً حرام ہے اگرچہ جاہل محض ہو اور عوام میں سے کوئی شخص ہے اور وہ اون ممنوعات کیطرف توجہ نہ کرے اور صلۂ رحم یا مراعات دوستی یا محکومی کے سبب اون ممنوعات سے بچا ہوا برات کیساتھ ہو تو حرج نہیں و اللہ یعلم المفسد من المصلح کما نصوا علیہ فی اتباع جنازۃ معہا نائحات بل زیارۃ قبور عندھا منکرات کما فی رد المحتار وغیرہ اور دوسری صورت یعنی برات کے مکان میں جانا اگر باجے وغیرہ منکرات دوسرے مکان میں ہوں تو حرج نہیں اور عالم مقتدا کیلئے تین صورتیں ہیں اگر جانے کہ میرے جانے سے منکرات بند ہو جائیں گے میرے سامنے نہ کر سکیں گے تو جانا ضرور ہے لانہ ازالۃ المنکر اور اگر جانے کہ میں جانے سے انکار کرونگا تو میری خاطر اون لوگوں کو اتنی عزیز ہے کہ مجھے لیجانے کیلئے منکرات سے باز رہیں گے تو انکار ضرور ہے پھر اگر وہ اسکے انکار پر باز رہیں تو جانا ضرور ہے کہ اگر نہ جائیگا تو وہ مخلی بالطبع ہو کر پھر اونھیں افعال کو کریں گے اور اگر نہ مانیں تو نجانا ضرور ہے اور اگر اوسی مکان میں ہوں تو ہرگز نہ جائے اور اگر جانے کے بعد شروع ہوں تو فوراً اوٹھ آئے اور عالم کو وہاں جانا اور بھی سخت تر ناجائز ہے مگر اوس صورت میں کہ جانے کہ میرا جانا منکرات کو بند کر دیگا جن صورتوں میں ہم نے جواز کا حکم دیا اون میں آپس کی رنجش اور بے لطفی کا لحاظ ضرور چاہیئے اور جن صورتوں میں شرکت شرعاً ناجائز ہے اون میں کسی کی رنجش کا لحاظ بھی جائز نہیں لایخافون لومۃ لائم لا طاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالیٰ باقی ان معاصی کیوجہ سے نکاح میں کوئی خلل نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال چہارم:۔ تقریب طعام شادی کی چار صورتیں ہیں ہر ایک کی شرکت علیحدہ حکم بیان فرمائیں۔ (۱) بعض ایسا کرتے ہیں کہ پہلے لوگوں کو دعوت کھلا کر اوسی روز یا دوسرے روز بارات نکالتے ہیں اگرچہ جلسۂ دعوت میں باجہ وغیرہ نہیں ہوتا مگر دعوت کھانے والوں کو معلوم ہے کہ دو ایک روز میں جو بارات یہاں سے نکلے گی اوس میں باجہ وغیرہ سب ہوگا۔ (۲) بعض لوگ جب دولھن کو رخصت کر کے گھر لاتے ہیں تب کھانا کرتے ہیں اگرچہ جلسۂ دعوت میں کچھ نہیں ہے مگر بارات میں سب کچھ تھا۔ (۳) دولھن کے گھر دعوت ہے اور اوسکے یہاں کچھ باجہ وغیرہ نہیں ہے مگر اسکے یہاں جو بارات آئی ہے اوس میں باجہ وغیرہ سب کچھ ہے اور دولھن کے گھر والوں کی تین حالتیں ہیں ہر ایک کا علیحدہ حکم تحریر فرمائیں۔ (۱) بعض تو دولھا والوں کو فرمائش و تکید باجہ وغیرہ منگاتے ہیں۔ (۲) بعض نہ فرمائش دیتے ہیں نہ منع کرتے ہیں بعض منع کرتے ہیں مگر دولھا نہیں مانتا اور باجے کیساتھ آتا ہے ان تینوں میں کس کے یہاں شرکت جائز ہے اور کیا اس تیسرے پر شرعاً الزام ہو سکتا ہے کیوں نہ اوس نے بارات واپس کر دی اور کیوں نکاح کر دیا شرکت میں اگر عوام و خواص کا فرق ہو تحریر ہو۔

الجواب

پہلی دو صورتوں میں شرکت دعوت میں کوئی حرج نہیں خصوصاً دعوت ولیمہ کہ سنت ہے اور اوسمیں بلا عذر شرعی نہ جانا مکروہ و من لم یجب الدعوۃ فقد عصی ابا القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تیسری صورت میں وہی دو صورتیں ہیں جو اوپر گزریں وہ منکرات مکان دعوت میں ہیں یا دوسرے مکان میں اور وہی احکام ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ وہ کہ فرمائش کر کے ممنوعات شرعیہ منگاتے ہیں سخت گنہگار اور اون ممنوعات کے کرنیوالوں سننے والوں سب کے گناہوں کے ذمہ دار ہیں اون سب پر گناہ ہوگا اور اون سب کی برابر ان پر من دعیٰ الی ضلالۃ فعلیہ وزرھا و وزر من عمل بھا الی یوم القیمۃ لاینقص من اوزارھم شیئا اور وہ جو نہ منگائیں نہ منع کریں وہ بھی گنہگار ہیں کہ اپنے یہاں گناہ کرنے سے منع کرنا ہر شخص پر واجب ہے اور وہ کہ منع کریں اور ادھر والے نہ مانیں تو اوسکا ان پر الزام نہیں لاتزر وازرۃ وزر اخری اور برات کا پھیر دینا یہ مصالح پر موقوف ہے اگر کوئی ضرر نہیں ضرور پھیر دے ورنہ اوس ضرر اور اس مفسدہ میں موازنہ کیا جائے جو زیادہ مضر ہو اوس سے بچیں من ابتلی ببلیتین فاختار اھونھما۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال پنجم:۔ اگر بارات میں ڈھول تاشہ انگریزی باجہ نہو صرف دو ایک جوڑ دف بلا بانسری کا ہو تو یہ جائز ہے یا نہیں یہ واضح رہے کہ دف بجانے والے کاریگری سے بجاتے ہیں جس میں آواز کا نشیب فراز سر تال ہوتا ہے۔

الجواب

اوقات سرور میں دف جائز ہے بشرطیکہ اوس میں جلاجل یعنی جھانج نہوں نہ وہ موسیقی کے تال سر پر بجایا جائے ورنہ وہ بھی ممنوع۔ کما فی رد المحتار وغیرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ششم :۔ تقریب ولادت یا ختنہ یا گھر بھوج یعنی تیاری مکان میں اکثر لوگ کھانا کرتے ہیں یہ اسراف ہے یا نہیں اور ان دعوتوں میں شریک ہونا چاہئے یا نہیں جبکہ اس تقریب میں عورتیں مکان کے اندر ڈھولک سے گاتی بجاتی ہیں اگرچہ مجلس دعوت میں کچھ نہ ہو۔

الجواب

مجلس عورت میں ہو یا دوسرے مکان میں سب کے احکام مفصل اوپر گزرے اور جبکہ منکرات شرعیہ نہوں اور کھانا نیت محمودہ سے ہو تو اسراف نہیں اور ریاو تفاخر کیلئے ہو تو حرام۔ واللہ تعالی اعلم

سوال ہفتم :۔ کیا قوم کے سردار اور علما پر فرض ہے کہ ان مراسم کے مٹانے میں کوشش کریں۔ اگر لوگ نہ مانیں تو برادری ترک کر دیں ترک برادری میں جو جو خرابیاں ہیں وہ بھی ملحوظ رہیں (۱) برادرانہ پابندی میں مظلوم کی دادرسی اور ظلم کا تدارک ہوتا ہے (۲) حق ناحق کا فیصلہ آسانی کے ساتھ ہو جاتا ہے (۳) محلہ میں اگر کوئی شخص کسی عورت سے ناجائز تعلق رکھتا ہے تو پنچ اوسے برادری سے خارج کر دیتے ہیں اور اوسکی شادی غمی میں شریک نہیں ہوتے پنچوں اور سرداروں کی عبرت سے بالآخر وہ تائب اور نادم ہوتا ہے اور لوگ اوسکو برادری میں شامل کر لیتے ہیں ترک برادری سے یہ فوائد جاتے رہیں گے ہر شخص آزاد و مختار ہو جائیگا ہاں یہ واضح رہے اگر کوئی شخص تاڑی شراب پئے بازاری عورتوں سے زنا کرے جوا کھیلے اپنے یہاں ناچ کرائے مگر برادری کی طرف سے اسکی بازپرس نہیں ہوتی اور نہ سردار یا پنچ اوسکو برادرانہ طریق سے بند کرتے ہیں آیا ایسی برادری کرنا چاہئے۔

الجواب

علما اور سرداران پر ہدایت و نصیحت فرض ہے اور اہل معاصی کیساتھ قطع تعلق میں سلف صالحین کے مسلک مختلف رہے ہیں اور مصالح دینیہ کی رعایت سے دونوں صورتیں جائز ہیں جس میں مصلحت دیکھیں اور ایسی برادری کہ شراب زنا سے منع نہ کرے اور اپنے ساختہ قانون کی ذرا خلاف ورزی پر سزا دے بہت بیہودہ برادری ہے وہ اگر روک سکتے ہیں تو معاصی پر روکنا فرض ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

سوال ہشتم ۔ جس جگہ تقریب شادی میں خلاف شرع مراسم کا عام رواج ہو گیا ہو حتی کہ لکھے پڑھے لوگ اوس میں مبتلا ہوں باوجودیکہ لوگ علما سے اوسکی مذمت و خرابی وعظ میں سن چکے ہوں ایسی جگہ اگر کوئی عامی مسلمان محض بجوش اسلام و حمایت دین یہ التزام کرے کہ جہاں شادی وغیرہ میں خلاف شرع مراسم ہوں گے وہاں نہ شریک ہوگا گو اپنا عزیز قریب کیوں نہ ہو کیا ایسا شخص شرعاً قابل مدح ہے اور بصورت حکم جواز شرکت اگر نمبر ۴ کی پہلی دونوں صورت والی دعوت اور نمبر ۵ کی بارات میں نہ شریک ہو تو شرعاً اوس پر الزام ہو سکتا ہے۔

الجواب

جو ایسے جلسوں میں نہ جانے کا التزام کرے شرعاً محمود ہے اور نمبروں کا مفصل جواب اوپر گزرا۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از کلکتہ ۸۱ آسٹن لین ڈاکخانہ انٹالی خانقاہ چشتیہ مرسلہ سید شاہ المبین احمد چشتی نظامی بہاری ۱۲ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

سماع مع مزامیر یعنی مروجہ قوالی کا جواز بتحقیق اس امر کے کہ صاحب شرع علیہ التحیات والتسلیمات سے کسقدر صادر ہوا تھا بعد اسکے پچھلوں قرنوں کے لوگوں نے کس قدر بڑھایا اب سماع و قوالی کرنے والے کو کون سا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

الجواب

مزامیر حرام ہیں صحیح بخاری شریف کی حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک قوم کا ذکر فرمایا یستحلون الحر و الحریر و المعازف زنا اور ریشمی کپڑوں اور باجوں کو حلال سمجھینگے اور فرمایا وہ بندر اور سور ہو جائیں گے۔ ہدایہ وغیرہ کتب معتمدہ میں تصریح ہے کہ مزامیر حرام ہیں حضرت سلطان الاولیا محبوب الہی نظام الحق والدین رضی اللہ تعالی عنہ فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں مزامیر حرام ست حضرت شرف الدین یحیی منیری قدس سرہ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں مزامیر کو زنا کیساتھ شمار فرمایا شارع صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے صرف روز عید دف کا سننا منقول ہے وہ بھی نہ بالقصد متوجہ ہو کر اور اوقات سرور میں بے جلاجل کا دف کہ ہیئات تطرب پر نہ بجایا جائے شرعاً جائز ہے قوالی والوں پر لازم ہے کہ مزامیر قطعاً ترک کریں اور بوڑھے یا جوان مردوں سے صاف و پاک غزلیں سنیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از موضع کسگنجہ ڈاکخانہ گھونگھائی تحصیل پورنپور ضلع پیلی بھیت مرسلہ امانت اللہ محرر ۲۱ ربیع الآخر ۳۶ھ
زید نے ہندوؤں کی کسی تقریب میں کھانا کھایا اوس میں گوشت مردار جھٹکے کا جسکو ہندو گردن مویشی کی مارکر کاٹتے ہیں زید کے کھانے کیواسطے نہیں دیا زید نے گوشت مانگا تو ہندوؤں نے انکار کیا کہ مسلمان جھٹکا نہیں کھاتے ہیں زید نے کہا ہمیں کھانے کو دو ہم جھٹکا کھاتے ہیں ہندوؤں نے زید کو بھی کھانے کیلئے دیا زید نے کھایا جب اہل اسلام کو معلوم ہوا تو اوسے ترک کر کے کھانا کھلانے اور کھانے سے علیحدہ کر دیا جب زید تائب ہوا تو اہل اسلام نے اوسکا قصور معاف کر کے زید کو ازسرنو ایمان کی تلقین کی اور میلاد شریف پڑھوا کر اوسے شریک کر لیا جسکو عرصہ پانچ برس کا ہوا اب زید مذکور نے ہمراہی بکر کے ایک چیتل مردار شیر کی ماری ہوئی کا ٹکر گاؤں میں فروخت کی ایک سپاہی نے خریدنا چاہا بوجہ خوف کے سپاہی کو گوشت دینے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ تمہارے کھانے کا نہیں ہے مردار ہے اوس چپراسی نے زید کو زدوکوب کیا اب شرع شریف کا زید مذکور کے واسطے کیا حکم ہے ۔

الجواب

زید بقید مسخرہ شیطان ہے اوس کے دین ایمان کا کچھ ٹھیک نہیں مسلمانوں کو اوس سے پرہیز لازم ہے اوس سے سلام کلام میل جول سب ترک کر دیں اوسکے ہاتھ کا پانی تک کوئی نہ پیئے کیا اعتبار ہے کہ وہ ناپاک پانی مسلمان کو پلائے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر محلہ گندہ نالہ مکان مرزا غلام حیدر بیگ صاحب مرحوم مرسلہ احمد بخش ۲۱ ربیع الآخر ۳۶ھ
نعت شریف اور حمد جسکی بابت حدیث شریف میں صاف پاک مکان اور جس کے یہاں کلام پاک پڑھا جائے عقیدت درست ہونا شرط ہے اب بجائے اسکے عام راستوں پر جہاں پاکی اور ناپاکی تصدیق نہیں ایسی صورت میں نعت و حمد پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ۔

الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے فاذا قضیت الصلاۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ہ جب جمعہ کی نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور بکثرت ذکر الٰہی کرو کہ تم فلاح پاؤ جمعہ کے نمازیوں کو حکم ہے کہ جمعہ پڑھکر باہر نکلو تو زمین میں اپنے اپنے کاموں کو پھیل جاؤ اور ذکر الٰہی بکثرت کرو راستوں میں بھی ذکر الٰہی کا یہاں سے صریح حکم نکلا اور جس جگہ کی پاکی ناپاکی تحقیق نہیں وہ پاک ہی ہے یہاں تک کہ اوس پر نماز جائز ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جعلت لی الارض مسجدا وطھورا وایما رجل من امتی ادرکتہ الصلاۃ فلیصل میرے لئے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی تو میرے امتی کو جہاں کہیں نماز کا وقت آئے نماز پڑھے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از ضلع سیتاپور محلہ تضیارہ مرسلہ الیاس حسین ۲۳ ربیع الآخر ۳۶ھ
جب فرائض و واجبات و سنن مؤکدہ کی پابندی لوگوں سے اوٹھتی جاتی ہو تو ایسی حالت میں مزامیر کیساتھ سماع جائز ہے کہ نہیں ۔

الجواب

مزامیر حرام ہیں اور حرام ہر حال میں حرام رہے گا لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں اسکے سبب گناہ جائز ہو جائے تو شریعت کا منسوخ کر دینا فاسقوں کے ہاتھ میں رہ جائے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم ۔ ایک شخص سید ہے لیکن اوسکے اعمال و اخلاق خراب ہیں اور باعث ننگ و عار ہیں تو اس سید سے اوسکے اعمال کیوجہ سے تنفر رکھنا اور نسبی حیثیت سے اوسکی تکریم کرنا جائز ہے یا نہیں ۔ اس سید کے مقابل کوئی غیر مثل شیخ مغل پٹھان وغیرہ وغیرہ کا آدمی نیک اعمال ہو تو اسکو اوس سید پر بحیثیت اعمال کے ترجیح ہو سکتی ہے کہ نہیں شرع شریف میں ایسی حالت میں اعمال کو ترجیح ہے کہ نسب کو ۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگرچہ اوسکے اعمال کیسے ہی ہوں اون اعمال کے سبب اوس سے تنفر نہ کیا جائے نفس اعمال سے تنفر ہو بلکہ اوسکے مذہب میں بھی قلیل فرق ہو کہ حد کفر تک نہ پہنچے جیسے تفضیل تو اوس حالت میں بھی اوسکی تعظیم سیادت نہ جائے گی ہاں اگر اوسکی بدمذہبی حد کفر تک پہنچے جیسے رافضی وہابی قادیانی نیچری وغیرہم تو اب اوسکی تعظیم حرام ہے کہ جو وجہ تعظیم تھی یعنی سیادت وہی نہ رہی

قال اللہ تعالٰی انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح شریعت نے تقوی کو فضیلت دی ہے ان اکرمکم عنداللہ اتقٰکم ۔ مگر یہ فضل ذاتی ہے فضل نسب منتہائے نسب کی افضلیت ہے سادات کرام کی انتہائے نسب حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ہے اس فضل انتساب کی تعظیم ہر متقی پر فرض ہے کہ وہ اسکی تعظیم نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از امرتسر مرسلہ سید بڈھے شاہ صاحب ۲۳ ربیع الآخر ۳۶ھ

جنھوں نے زناکاری اور ناچنا گانا اپنا پیشہ بنا رکھا ہے بلکہ پیشہ کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس فعل شنیع پر اصرار کئے بیٹھے ہیں اور اسی پر انکی عمر گزرتی ہے اور اسی زنا کی آمدنی پر اونکا کھانا پینا پہننا اور تمام امورات ہوتے ہیں۔ اہل اسلام کو اونکے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے اونکے ساتھ میل جول بات چیت کرنا اون کے یہاں سے کچھ کھانا پینا یا اونکی خیرات صدقات سے کچھ حاصل کرنا یا اون کا کوئی کام کرنا اوس کی اجرت لینا یا اون کا جنازہ پڑھنا یا شریک جنازہ ہونا یا اونھیں غسل دینا یا اون کے ہاتھ کوئی چیز اوس آمدنی کے عوض فروخت کرنا یا اون سے خریدنا وغیرہ وغیرہ شرعًا کیا حکم رکھتا ہے۔

الجواب

ان سے میل جول نہ چاہئے قال اللہ تعالٰی واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین ۔ بلکہ اور بہت فاسقوں سے اس بارے میں انکا حکم اشد ہے کہ ان سے ملنے میں آدمی متہم ہوتا ہے اور موضع تہمت سے بچنے کا حکم مؤکد ہے حدیث میں ہے من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یقفن مواقع التھم زنا و غنا پر جو مال حاصل کیا جاتا ہے وہ ان لوگوں کی ملک نہیں ہوتا ان کے ہاتھ میں مثل مغصوب ہوتا ہے۔ کما صرح بہ فی الفتاوی العالمگیریہ وغیرہا نہ اوس کا اجرت میں لینا جائز نہ کسی چیز کی قیمت میں لینا جائز صدقہ و ہدیہ تو دوسری بات ہے بلکہ وہ جو کچھ کسی فقیر کو دے اوسے خیرات کہنا حرام ہے اوس پر امید ثواب رکھنے کو علما نے کفر لکھا ہے اور جو مال بعینہٖ اونھوں نے ان حرام افعال کے عوض حاصل کیا اوسکا خریدنا بھی حرام اوسکا کھانا بھی حرام ہاں اگر یہ مال اونھوں نے خریدا ہو اگرچہ اپنے زر حرام سے اور اوس پر عقد و نقد جمع نہوئے ہوں یعنی یہ نہ ہوا ہو کہ وہ حرام روپیہ دکھا کر کہا کہ اسکے عوض دیدے اور وہی روپیہ ثمن میں دیدیا کہ یوں تو جو کچھ خریدیں وہ بھی حرام ہے علٰی ما قالہ الامام الکرخی وعلیہ الفتوٰی۔ ہاں اگر یوں ہوا مثلاً کہا ایک روپیہ کی فلاں چیز دیدے اوس نے دیدی اس نے اپنا زر حرام ثمن میں دیا تو اگرچہ اوسے ثمن میں صرف کرنا حرام تھا مگر جو چیز خریدی وہ حرام نہ ہوئی ایسی خریدی ہوئی چیز کا اون سے خریدنا جائز ہے اور ناج وغیرہ اسطور پر خرید کر پکایا ہو تو اوسکا کھانا بھی حرام نہیں مگر اون کے یہاں کھانا پینا ویسے ممنوع ہے رہا جنازہ اور اوسکی نماز اگر یہ لوگ مسلمان ہوں تو ضرور فرض ہے حدیث میں ارشاد ہوا الصلاۃ واجبۃ علیکم علٰی کل مسلم یموت برا کان او فاجرا وان ھو عمل الکبائر تم پر ہر مسلمان کے جنازے کی نماز فرض ہے وہ نیک ہو یا بد اگرچہ اوس نے کبیرہ گناہ کئے ہوں مگر اس قسم کے جو پیشہ در لوگ اون کا ایمان سلامت رہنا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے اون کے یہاں کی رسم سنی گئی ہے کہ جب لڑکی سے اول بار زنا کراتے ہیں اوسے دولھن بناتے ہیں اور نیاز دلاتے ہیں اور مبارک سلامت ہوتی ہے ایسا ہے تو یقینا وہ سب کافر ہو جاتے ہیں اون پر نماز حرام اون کے جنازہ کی شرکت حرام۔ نسأل اللہ العفو والعافیۃ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از قصبہ کرتپور ضلع بجنور محلہ مدہو پاڑہ مرسلہ منشی منیر الدین صاحب ۲۳ ربیع الآخر ۳۶ھ

اگر کوئی مسلمان دسہرہ کی جھنڈی کے جلسہ میں ہنود کا شریک ہو یا اوس میں گنگا پھری یا بنیٹی یا دیگر کھیل خود کھیلے یا دوسروں کو کھلائے یا اوس میں کسی قسم کا باجہ خود بجائے یا دوسروں سے بجوائے یا کوئی راگ خود گائے یا اوروں سے گوائے یا اوس میں کسی قسم کی امداد دامے درمے قدمے قلمے جلوس مذکور کی رونق افزائی کی نیت سے کرے یا اوس جلوس کا تماشا تفریحًا اور دوسروں کو ترغیب دیکھنے کی دلائے یا میل ملاپ باہمی کیوجہ سے شرکت کرے یا دیگر اغراض دنیا کے باعث ہنود سے بامید حصول خوشنودی ہنود جلوس کی اعانت میں سرپرستانہ پیش آئے یا انکی سرپرستی کا ارادہ کرے اور اوس حد تک کہ اگر اوس جلوس میں اوس مقام کے رواج و دستور کے خلاف منجانب ہنود امور جدیدہ کے اضافہ کرنیکی آمادگی ہو اور اوسکی اطلاع پاکر خواہ اوسکا ظہور دیکھکر وہاں کے غربا مسلمانان بخوف ہیجان فتنہ حسب ضابطہ کچہری اوسکے انسداد کی کوشش و چارہ جوئی کریں اور کوئی شخص مسلمان سربرآوردہ خواہ رئیس حکام رس بذات خود یا بذریعہ اپنے آدمیوں کے خود دار ریاست واستطاعت یا سرپنچی و منبری کے مسلمانان کو چارہ جوئی سے

باز رکھے اور تخویف دلائے یا اگر مسلمانان بامید انصاف گورنمنٹ بلاخوف وخطر مفسدوں چارہ جوئی رہیں اور مسلمان مانع چارہ جوئی جانب دار اہل ہنود ہوکر امر جدید کو جلوس مذکور میں اپنی کوشش سے اضافہ کرادے اور از جلوس مذکور میں ایسی نمایاں سعی و پیروی کرے کہ جس سے ایک مسجد کے اوس احترام میں فرق آجائے جسکو حکام ضلع نے بلحاظ عبادت گاہوں کے بذریعہ احکام تحریری منظوری کیا ہو یعنی باوجود ممانعت حاکم علاقہ کے مسجد مسلمانان کے گرد بچاس بچاس قدم دونوں طرف باجا گاجا شور وغل ہر قسم اہل جلوس جھنڈی سے کرادے تو ایسا مسلمان نیز مسلمانان متذکرہ بالا شرعاً کس گناہ کے مرتکب ہیں آیا بدعت۔ یا فسق یا کفر یا اتعوا داور دیگر مسلمانان کو ان سے میل جول رکھنا کیسا ہے بصراحت وتفصیل فتوی میں ارقام فرمایا جائے فقط۔

الجواب

مراسم کفر کی اعانت اور اون میں شرکت ممنوع وناجائز وگناہ اور مخالفت حکم الٰہی ہے قال اللہ تعالی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان حدیث میں ارشاد ہوا من سود مع قوم فھو منھم وفی لفظ من کثر سواد قوم فھو منھم جو کسی قوم کی جماعت میں شریک ہوکر اونکا گروہ بڑھائے وہ اونھیں میں سے ہے خصوصًا توہین مسجد پر اعانت کہ بہت سخت تر ہے پھر اگر یہ باتیں شامت نفس اور طمع دنیا سے ہوں تو صرف استحقاق جہنم ہے اور اگر کسی رسم کفر کے پسند و رضا کیساتھ ہوں تو کھلا کفر ہے غمز العیون میں ہے من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ مسلمانوں کو ایسے شخص سے میل جول منع ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظّٰلمین اور فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ ۲۳ ربیع الآخر ۳۶ھ

میلاد شریف جس کے یہاں ہو وہ پڑھنے والے کی دعوت کرے تو پڑھنے والے کو چاہیئے یا نہیں اور اگر کھایا تو پڑھنے والے کو کچھ ثواب ملیگا یا نہیں

الجواب

پڑھنے کے عوض کھانا کھلاتا ہے تو یہ کھانا نہ کھلانا چاہیئے نہ کھانا چاہیئے اور اگر کھائیگا تو یہی کھانا اوسکا ثواب ہوگیا اور ثواب کیا چاہتا ہے بلکہ جاہلوں میں جو یہ دستور ہے کہ پڑھنے والوں کو عام حصوں سے دونا دیتے ہیں اور بعض احمق پڑھنے والے اگر اون کو اوروں سے دونا نہ دیا جائے تو اس پر جھگڑتے ہیں یہ زیادہ لینا دینا بھی منع ہے اور یہی اوس کا ثواب ہوگیا قال اللہ تعالی لاتشتروا بایتی ثمنا قلیلا۔ واللہ تعالی اعلم

سوال دوم۔ ایک شخص کے یہاں کچھ خوشی ہے اور کنبے کا کھانا ہے اوس نے میلاد شریف پڑھنے والوں کو بھی کہا ہے کہ تمہاری دعوت ہے تو کھانا چاہیئے یا نہیں۔

الجواب

جب کسی کے یہاں شادی میں عام دعوت ہے جیسے سبکو کھلایا جائیگا پڑھنے والوں کو بھی کھلایا جائیگا اوس میں کوئی زیادت وتخصیص نہوگی تو یہ کھانا پڑھنے کا معاوضہ نہیں کھانا بھی جائز اور کھلانا بھی جائز۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ از گودھرہ مدرسہ فیض عام مرسلہ مولوی عبدالرحمن بن مولوی محمد عیسٰی صاحب ۲۳ ربیع الآخر ۳۶ھ

قصبہ لوناواڑہ میں ہنود بکثرت رہتے ہیں یہ لوگ بماہ ساون آٹھ روز تہوار مناتے ہیں اوسکو اپنی اصطلاح میں پچوسن کہتے ہیں ان دنوں میں آٹھ روزے بھی اپنے مذہب کے موافق رکھتے ہیں اور جاندار شئے کو مارنا اور تکلیف دینا برا سمجھتے ہیں چنانچہ مسلمان تیلیوں کو اس بنا پر گھانی چلانے سے روکتے ہیں اس لئے کہ تلوں میں کچھ کیڑے جو ہوتے ہیں وہ پل جاتے ہیں اوس آٹھ روز مسلمانوں کو گھانی نہ چلانے کے عوض میں روپے بھی دینا چاہتے ہیں پس مسلمانوں کو اوس آٹھ روز گھانی نہ چلانا اور روپیہ لیکر اس امر میں اونکی اتباع کرنا کیسا ہے ع۲ جو مسلمان کہ ہنود کے تہوار میں اونکی موافقت کرے اور اوسکو منائے اوسکے لئے کیا وعید ہے ع۳ کسی قصبہ کا رئیس مسلمانوں کو کہے کہ تم ہنود کے تہواروں میں اونکی اتباع کرو ورنہ تمکو سخت اذیت پہنچاؤنگا پس مسلمانوں کو اس امر میں رئیس کی اتباع درست ہے یا نہیں۔

الجواب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما الاعمال بالنیات ولکل امرئ مانوی اگر اوس سے تیلیوں کی نیت کی موافقت اور اون کی رسم مذہبی میں شرکت ہے تو حرام ہے اور حرام فعل کی اجرت میں جو کچھ لیا جائے وہ بھی حرام کہ اجارہ نہ معاصی پر جائز ہے نہ اطاعت پر اور اگر اونھوں نے یہ سمجھا کر واقعی تیل پیلنا فعل شنیع ہے کہ اس سے کیڑے پس جاتے ہیں تو یہ وہی خیالات باطلہ ہنود کی شرکت ہوئی ایسا ہو تو یہ فعل ہمیشہ ناجائز ہے اور ناجائز کا ترک واجب اور اجرت پر لینا حرام اور اگر اونھوں نے یہ سمجھا کہ ہمارا دہ کام ایک مباح شرعی ہے کچھ واجب تو نہیں کہ اوسکا کرنا ضروری ہو آٹھ دن محنت سے بچتے ہیں اور مفت کے دام مال مباح کافر سے ملتے ہیں یہ سمجھکر آرام کیا اور دام لئے تو حرام نہیں پھر بھی اغراض فاسدہ کفار کی تحصیل نامناسب ہے ایسے موہومات کہ کیڑے ہونگے اور پس جائینگے شرعًا عرفًا عقلًا کسی طرح قابل اعتبار نہیں ورنہ رات کو چلنا منع ہو جائے کیا معلوم اندھیرے میں کوئی چیونٹی پس جائے بلکہ پانی پینا منع ہو جائے کیا معلوم اس میں کوئی باریک کیڑا ہو کہ نظر نہ آتا ہو بلکہ خوردبین سے مشاہدہ ہوا ہے کہ دودھ اور پانی سب میں یقینًا کیڑے ہوتے ہیں اور یہی مطابق قانون فطرت ہے کہ رطوبت میں حرارت جب عمل کریگی فیضان روح ہوگا تو دین و دنیا سب کی عافیت تنگ ہو جائے ایسے بیہودہ خیال کسی طرح موافق اسلام نہیں ہو سکتے صحیح حدیث میں ہے نھی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان یفتش التمر عمافیہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وہم پالنے سے منع فرمایا کہ کھاتے وقت چھوہارا توڑکر اوسکی تلاشی لی جائے کہ اوس میں کوئی کیڑا تو نہیں۔ رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما بسند حسن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ع۲ اگر اون کے مذہبی تہوار کو اچھا جان کر منائیگا اسلام سے خارج ہو جائیگا غمز العیون میں ہے من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ ورنہ فسق و معصیت ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ع۳ اللہ عزوجل کی معصیت میں کسی کا اتباع درست نہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از موضع سرنیا ضلع بریلی مرسلہ شیخ امیر علی صاحب رضوی ۲۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

ایک پٹرول آبپاشی نہر پر وہابی ہے اور ایک ڈاکیہ خط تقسیم کرنیوالا بھی شیعہ ہے ان شخصوں سے بات چیت کرنا پڑتی ہے کبھی روٹی کا بھی اتفاق اپنے مطلب کی غرض سے ہوتا ہے اور ان کو اپنا دشمن ہی سمجھا جاتا ہے میل جول کچھ نہیں کیا جاتا ہے جہاں تک ممکن ہوتا ہے بچتے ہیں اور کام کیوقت بات کرنا ضرور ہوتی ہے۔

الجواب

اگر یہ امر واقعی ہے کہ قلب میں اون سے نفرت و عداوت واقعی ہے اور کوئی میل جول نہیں رکھا جاتا نہر یا خط کے متعلق کوئی بات کبھی کرلی جاتی ہے یا کبھی روٹی دیدی جاتی ہے جس میں کوئی مصلحت صحیح خیال کی گئی ہو تو حرج نہیں اور اللہ دلوں کا نور جانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۷ ۔ از مراد آباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ مولوی عبدلودود صاحب بنگالی قادری برکاتی رضوی طالبعلم مدرسہ مذکور ۲ جمادی الاولیٰ

سجدہ کے قسم پر ہے اور کون سا کس لئے خاص ہے اور باقی کیسے ہیں۔

الجواب

سجدہ دو قسم ہے سجدۂ عبادت و سجدۂ تحیت سجدۂ عبادت غیر خدا کیلئے کفر ہے اور سجدۂ تحیت غیر خدا کیلئے حرام مگر کفر و شرک نہیں کہ اگلی شریعتوں میں جائز تھا اور کفر و شرک کبھی جائز نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم ۔ ایک شخص کو اوسکے مریدین سجدہ کرتے ہیں اوس سے دریافت کیا گیا کہ آپ مریدین کو سجدہ سے منع نہیں کرتے اونھوں نے جواب دیا کہ میں مریدوں کو منع بھی نہیں کرتا اور حکم بھی نہیں کرتا اونکا کیا حکم ہے۔

الجواب

یہ شخص بہت خطا پر ہے اسپر فرض ہے کہ مریدوں کو منع کرے اور مریدوں پر فرض ہے کہ اس فعل حرام سے باز آئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال سوم ۔ لوگوں کے نام کے آگے جو محمد ہے اسپر حرف (ص) اسطرح لکھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

حرف (ص)، لکھنا جائز نہیں نہ لوگوں کے نام پر نہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم کریم پر لوگوں کے نام پر تو یوں نہیں کہ وہ اشارہ درود کا ہے اور غیر انبیاء و ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام پر بالاستقلال درود جائز نہیں اور نام اقدس پر یوں نہیں کہ وہاں پورے درود شریف کا حکم ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھے فقط صو یا عم یا صلعم جو لوگ لکھتے ہیں سخت شنیع و ممنوع ہے یہاں تک کہ تاتارخانیہ میں اسکو تخفیف شان اقدس ٹھہرایا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از بلرام پور محلہ پورنیا تالاب ضلع گونڈا مرسلہ محمد تیغ بہادر خانصاحب ۳ رجمادی الاولی ۳۶ھ

ایک بہتر حال میں مسلمان ہوا ترک پیشہ خود نہ کرکے مثل قدیم اہل اسلام و نیز دیگر اقوام کے جائے ضرور کو صاف کرتا ہے او سنے مسلمانوں کی دعوت کی اپنے کسب سے چند اشخاص نے اوسکے گھر پکا ہوا کھانا کھایا باقی لوگ جو مدعو تھے نیز سکنائے قصبہ نے بدین وجہ انکار کیا کہ وہ ابتک مثل سابقہ بہتر ہے علاوہ مسلمانوں کی جائے ضرور کے دیگر اقوام کی بھی صاف کرتا ہے دشمنان دین سے دلی میل وملاپ کے شارع علیہ السلام مانع ہیں چہ جائے کہ ایسی ذلیل خدمت کا برتاؤ اون کے ساتھ عمل میں لاکر کیسے کوئی کامل الایمان رہ سکتا ہے لکھنؤ یا اور شہر جہاں بڑے بڑے فضلا موجود ہیں کیوں بہتر دل کے ساتھ خورد و نوش جاری نہیں ہے پہلے علما و فضلا نوش فرمائیں اور رواج دیں تب ہم لوگ کھا سکتے ہیں تمام اہل ہنود اسپر معترض ہیں کہ جن جن مسلمانوں نے بھنگی کے یہاں کھایا ہے اون لوگوں کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کیا جائے اور اونھیں میں یہ قوم بھی متصور ہو یہاں کے مالک ریاست اہل ہنود ہیں اور یہی قوم زیادہ تر با اختیار ہے سب مسلمانوں کی ذریعہ معاش وغیرہ اسی سے ہے اگر عمائدین کیساتھ ایسا ہی معاملہ ہو تو کسقدر ذلت اہل اسلام کی ہوگی جن صاحبوں نے کھایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ ہمارا دینی بھائی ہے ہم برابر خورد و نوش رکھیں گے اور ازدواج کی بابت نہیں معلوم کیا خیال ہو وہ اپنے بھائی کو ایسی ذلیل حالت میں زندگی بسر کرتے نہیں معلوم کیسے لاحظہ فرمانا پسند کر رہے ہیں جبکہ ہزاروں اور ذرائع معاش جو اس حالت سے طیب و پاک ہیں بآسانی ہو سکتے ہیں کیوں دریغ فرما رہے ہیں اور باعث ننگ و عار اسلام ہیں۔

الجواب

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کسب الحجام خبیث بھری سنگی لگانیوالے کی کمائی خبیث ہے علما فرماتے ہیں لتلوثه بالنجاسات اس لئے کہ اوسے نجاست سے کام پڑتا ہے تو بھنگی کا پیشہ کس درجہ خبیث تر ہوگا علما فرماتے ہیں لایجوز خدمۃ الکافر باجیر کافر کی خدمت گاری کی نوکری جائز نہیں کہ اسمیں معاذ اللہ مسلمان کی تذلیل ہے تو ایسی سب سے ذلیل تر خدمت کیونکر حلال ہو سکتی ہے اور جبکہ وہ مسلمان ہے تو دینی بھائی ضرور ہے مگر دینی بھائی ہونے سے یہ لازم نہیں کہ باوصف اوسکی ایسی شنیع حرکت کے وہ مسلمان ہو کر کافروں کے آگے اپنے آپکو اسدرجہ ذلیل کرتا ہے اور حرام اجرت کھاتا ہے اوس سے میل جول ایسا ہی رکھیں جیسا صالحین سے اور جبکہ اوسکی کمائی خبیث ہے تو اوسے بھی یوہیں کھائیں جیسے پاک مال کو۔ اوسپر لازم ہے کہ جب وہ مسلمان ہوا اوس ناپاک پیشہ کو ترک کرے اور کافروں کے سامنے اسلام کا نام ذلیل نہ کرے جبتک وہ ایسا نہ کرے اوس سے میل جول نہ کیا جائے اور اوسکی ناپاک کمائی کا کھانا نہ کھایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از موضع گھورنی ڈاکخانہ کرشنگڑھ ضلع ندیا مرسلہ نذیر احمد صاحب ۷ رجمادی الاولی ۳۶ھ

لباس مسنون مر مرداں و زناں چیست و خلافش مثلاً شیروانی و چپکن و اچکن و کوٹ انگریزی و فارسی و پاجامہ انگریزی و دھوتی دہ گزی و کلاہ ترکی و انگریزی وغیرہ از لباس مرداں و بڈی ہنداں کہ طولش تا کمر و بدن چسپاں بود و شامیز کہ پیراہن دراز ست زیر ساڑی دہ گزی می پوشند و ساڑی دہ زراع وغیرہ از لباس زناں رواست یا نہ۔

الجواب

کلیہ در لباس آنست کہ در وے رعایت سہ امر باید کرد یکے اصل او کہ حلال باشد ہچو لباس ریشمیں یا زری یا رنگیں معصفر و زعفران کہ مرد را مطلقاً روا نیست دوم رعایت ستر و آنچہ کہ متعلق بستر است چنانچہ مرد را زیر جامہ و زنان آزاد را از سرتا پا ہمہ لباس پیش اجانب و آنچہ پشت و شکم از ناف تا زیر زانو پوشند پیش محارم واگر تنہا پیش شوہر خود ست حاجت ہیچ ستر ندارد الاحیاء و از فروع اینہم ست کہ لباس بموضع ستر آنچناں چسپیدہ کہ ہیأت آں عضو وانماید کما ذکرہ فی ردالمحتار وحققنا کا فی ما علقنا ہ علیہ سوم لحاظ وضع کہ نہ زی کفار باشد نہ طرز فساق و ایں بر دو گونہ است یکے آنکہ شعار مذہب ایشاں باشد

ہمچو زنار ہنود وکلاہ مخصوص نصاریٰ کہ ہیئت نامنڈ لیسا ینہا کفر بود واگر شعار مذہب نیست از خصوصیات قوم آنہا انست ممنوع وناروا باشد حدیث صحیح من تشبہ بقوم فھو منھم درصورت اولیٰ محمول برظاہر خودست ودرثانیہ برزجر وتہدید ودرثانیہ امر باختلاف ممالک ومراسم مختلف شود مثلاً در بنگالہ ساڑی لباس عام ست مرزنان مسلمات ومشرکات رالیس از باب تشبہ نباشد اچکن وچپکن وشیروانی از تراشہائے جدیدہ است وجدت درعادت ممنوع نیست تامشتمل برممنوع شرعی نباشد در رنگ ملبوس مردان کہ انگرکھا نامند نو پیداست فاما منع شرعی باخود ندارد مگر آنگاہ کہ چاک پردہ اش جانب راست باشد کہ بوجہ مشابہت ہنود حرام ست کوٹ انگریزی ممنوع ست وکوٹ فارسی ندیدہ ام واگر خصوصیت بقوم کفرہ یا فسقہ دارد نیز ممنوع ست ہمچناں زیر جامۂ انگریزی کہ پتلون نامند اگر مانع سجود باشد خود کبیرہ مردود باشد ورنہ بوجہ مشابہت ممنوع بود ولباس مسنون ازار ست یعنی تہبند وایں دھوتی بد ووجہ ممنوع ست یکے لباس ہنود ودوم اسراف بے سود کہ بجائے دہ گز سہ چار گز کافی بود، کلاہ ترکی ابتدائے او در نیچریاں شد وآناں را بہرہ از اسلام نیست اگر ہم چناں می ماند دریں ممالک حکم جوازش نبودی کہ اینجا ترکان نیند بیدینان باو عادی اند مگر حالا مشاہدہ است کہ در بسیارے از مسلمانان نیز ایں تپ سرخ سرایت کردہ پس شعار نیچریت نماند اہل علم وتقوی را از واحتراز باید کہ تا حال وضع علماء وصلحا شدہ است ہم چناں حال شیروانی کہ اگرچہ عوام را ازہر دو ممانعت برآمد خواص را از واحتراز باید، وبڈی وشاید معلوم نشد چیست بہمہ کلیہ کہ بالا گفتہ ایم رجوع باید کرد واگر وضع مخصوص کفار یا فساق ست احتراز لازم ست ونکتہ دیگر یاد باید داشت کہ در ملک وشہر خود ہرچہ وضع مسلماناں باشد اورا ترک گفتن ووضع دیگر کہ موجب شہرت وانگشت نمائی باشد اختیار کردن نیز مکروہ ست علماء فرمودہ اند الخروج عن عادۃ البلد شھرۃ ومکروہ لباس مسنون مرزناں ومرداں را چادر وتہبند وجبہ وقمیص بود وسراویل یعنی زیر جامہ نیز کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگرچہ نپوشید پوشندگان راستود وخریدن خود ثابت ست زنے در راہ می گزشت پایش لغزید بر افتاد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روی از اں سو گردانید حاضران عرضہ داشتند کہ او زیر جامہ دارد فرمود اللّٰھم اغفر للمتسرولات الٰہی زنان زیر جامہ پوش را مغفرت کن مرداں را فرمودی کہ ازار تا نیم ساق دارند وکعبین را زنہار نپوشند زناں را یک وجب فروہشتن رخصت داد عرضہ کردند اذا ینکشفن یا رسول اللہ ایں گاہ در مشی وغیرہ احتمال انکشاف ست فرمود یک ذراع وبیش ازیں نے نیز از لباس زنان خمار بود کہ باو سر می پوشیدند ونطاق کہ بر کمر بالائے ازار می بستند واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم۔ نوشیدن دوائے انگریزی کہ دراں اسپرٹ می ماند وحقیقت ایں اسپرٹ نمی دانم رواست یانہ ودریں دیار ماہمہ بایں مبتلا اند الا ماشاء اللہ کہ رواج طب یونانی ازبس قلیل وقیمتش نیز گراں ست کہ ہرکس برآں قادر نمی شود۔

الجواب

اسپرٹ قسمے از شراب ست بغایت تند کہ بہ تیزی خود تنہا قابل نوشیدن نماندہ است شرابہا کہ از انگلستان آرند ہمہ را آمیزش قطرات او تیزی کنند کہ درفلاں شراب در نود قطرہ یک قطرہ اسپرٹ است ودر فلاں درصد قطرہ یک قطرہ ہمہ شرابہا آشامیدن نشہ آرد وایں بمجرد شمیدن کہ بوئے او مسکر ست لاجرم بحو جملہ خمور ہم حرام ست وہم نجس ہر دوائیکہ درو آمیزش او باشد بر بدن طلائے او کردن یک حرام ست ونوشیدن دو حرام بلکہ او سہ حرام فراہم چار حرام خریدنش حرام وبرداشتنش حرام وبدن باو آلودنش حرام واینجا حرام چہارم خوردن سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در شراب ذکس را لعنت فرمودہ است از انان فروشندہ وخریدہ وبردہ اندہ وآنکہ سوئے او بر داشتہ شود بالجملہ ہر کہ ہیچ گونہ باو تلبس دارد بحرام وخبیث تلوث دارد ہر کہ مسلمان را از وی بلا باز دارد برائے او اجر صد شہید ست قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مأۃ شھید۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از گونڈل کاٹھیاواڑ مرسلہ عبدالستار صاحب رضوی برکاتی ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

مباہلہ کیا ہے اور وہ کس وقت کس سے کسطرح کیا جاتا ہے۔

الجواب

مباہلہ یہ کہ دو فریق جمع ہوکر اپنا اپنا دعوی بیان کریں اور ہر فریق دعا کرے کہ ان دونوں میں جو جھوٹا ہو اس پر لعنت الٰہی ہو یہ جائز ہے اور اب تک مشروع ہے کما نص علیہ فی ردالمحتار مباہلہ ہر اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ اپنے قول کی حقانیت پر یقین قطعی ہو مشکوک یا مظنون بات پر مباہلہ سخت جرأت ہے مثلاً

ہم کسی شافعی المذہب سے اس امر پر مباہلہ نہیں کر سکتے کہ قرأت خلف الامام ناجائز ہے نہ شافعی ہم سے مباہلہ کر سکتا ہے کہ واجب ہے اور ہم اور [illegible] غیر مقلد وں سے اسپر مباہلہ کر سکتے ہیں کہ امام اعظم وامام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ائمہ دین ہیں اور اونکی تقلید جائز۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از پوسٹ آفس سراج گنج ضلع پابنہ مرسلہ مولوی محمد عبدالقادر صاحب مدرس اول مدرسہ جونپوری ۱۰ رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

فریق اول مولوی محمد سالم جونپوری فریق دوم مولوی عبدالباری نواکھالوی۔

بتاریخ ۴ ردسمبر ۱۹۱۷ء تھانہ قاضی پور مضافات سراج گنج ضلع پابنہ فریق اول وثانی کا بموجودگی مجسٹریٹ وافسر پولیس سب ڈویژن سراج گنج مباحثہ ہوا جس میں میں منصف مانا گیا تھا فریق اول کا یہ بیان ہے کہ سجدۂ تحیت اختیارًا وضع الجبہہ کے طور پر اور بشکل رکوع کے ہر طرح کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور غنا ورقص اور وجد اور تالیاں بجانا اور زور سے چلانا اور شور کرنا اور تواجد یعنی اپنے کو زبردستی وجد میں لانا جلسہ میں عوام کو مجتمع کر کے چنانچہ صوفیائے زمانہ حال کیا کرتے ہیں جس میں لوگوں کو اور بچے بوڑھے اور مریضوں کو ایذا پہنچے اور ان کی نیند میں خلل ہو بالکل ناجائز ہے اس دعویٰ کے دلائل اس فریق نے ذیل میں پیش کئے (اول) شرائع سابقہ میں سجدۂ تحیت جائز تھا اور ہماری شریعت میں منسوخ ہوگیا بدلیل آیۂ قرآنی ولا یأمرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا ایأمرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون ٥ یہ آیت خاص سجدہ تحیت کے بارے میں نازل ہوئی ہے کما اخرج عبدالرزاق فی تفسیرہ ایسا ہی تفسیر بیضاوی وتفسیر کبیر وابو السعود وتفسیر مدارک میں ہے (دوسری) حدیث لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا کی ہے کیونکہ سجدہ تحیت کی ممانعت کی حدیث متواتر ہے جیسا کہ تفسیر عزیزی وفتاوی بزازیہ میں ہے اور ردالمحتار میں ہے فیہ دلیل علی نسخ الکتاب بالسنۃ (سوم) یہ کہ ہم مقلد ہیں ہم پر امام صاحب کی تقلید واجب ہے اور تمام فقہاء وائمہ نے سجدۂ تحیت وغنا ورقص کو حرام لکھا ہے اور اسپر امت کا اجماع بھی ہوگیا ہے اور دیگر دلائل اسپر فریق کے کتب ذیل میں ہیں نظم الدرر مؤلفہ مولانا عبدالحق مہاجر مکی مکتوبات امام ربانی فتاوی شاہ عبدالعزیز صاحب مرحوم فتاوی قاضیخان عالمگیری کفایہ وعینی شرح ہدایہ شامی اشعۃ اللمعات ترمذی عینی شرح بخاری تفسیر کبیر جلالین خازن بیضاوی سراج المنیر کشاف ابوالسعود واحمدی تفسیر محی الدین ابن عربی وغیرہا۔ اور فریق ثانی کا یہ دعویٰ ہے کہ تعظیم کیواسطے سجدہ تحیت کرنا اور اوس میں گرنا اور جھکنا جائز ومباح ہے بشرطیکہ نماز کی ہیئت پر نہ ہو اور نہ پیشانی زمین پر لگائے اور باطہارت نہ ہو اور سماع وغنا ورقص وجد وتواجد یعنی مصنوعی وجد اور تصفیق یعنی تالیاں بجانا وغیرہ لوگوں کو جمع کر کے جلسوں میں ہر طرح سے جائز ہے بشرطیکہ اوس میں ہجو مسلم وہجو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کلمات کفر یا وصف شراب مزنیہ وامرد نہ رہے اور اوس میں ترغیب الی العبادۃ اور ایقاظ عن الغفلۃ ہو اور سامع صدق دل اور صدق نیت سے سنے اور قوال بھی برعایت شرائط مذکورہ گائے اور اضطراری حالت میں رقص ووجد وتواجد یعنی بہ تکلف اپنے کو وجد میں لانا بیچی نیت سے محمود ہے ورنہ مذموم ہے اور غلبۂ اضطرار میں تالیاں بجانا بھی جائز ہے جواز سجدہ تحیت میں اس فریق کے یہ دلائل ہیں (اول) آیت واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الخ (دوم) الاصل فی الاشیاء الاباحۃ (سوم) شرائع من قبلنا حجۃ لنا مالم یظہر لنا ناسخ فی شرعنا (چہارم) حدیث رؤیا ابن خزیمہ اور اونکا رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر سجدہ کرنا اور دیگر دلائل کتب ذیل میں ہے تفسیر کبیر ابن مسعود تفسیر بیضاوی واحمدی وحسینی وکشاف ومدارک وعزیزی وتفسیر کلائی عبدالکریم گجراتی جس کا ذکر فتاوی عزیزی میں ہے اور عالمگیری قاضی خاں مسلم الثبوت توضیح تلویح وغیرہا۔ میں چونکہ اس کا منصف اور ثالث قرار دیا گیا تھا لہذا دونوں فریق کے دلائل بلارعایت میں نے غور کیا بیشک ملائکہ نے آدم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام اور اون کے بیٹوں نے یوسف علیہ السلام کو بقول راجح سجدہ تحیت ہی کیا تھا اسوقت سجدہ تحیت جائز تھا اب منسوخ ہوگیا اور بجائے سجدہ تحیت کے اللہ تعالیٰ نے ہمکو سلام عطا فرمایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم تحیۃ من عند اللہ مبارکۃ طیبۃ معلوم ہوا کہ اس امت کی تحیت سلام ہے اور اسکی مؤید آیت واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا او ردوھا بھی ہے اس آیت سے تحیت کا جواب دینا فرض ہوا پس اگر تحیت سے یہاں سجدۂ تحیت مراد ہو تو سامع کو بھی سجدۂ تحیۃ جوابًا کرنا فرض ہوگا حالانکہ اسکا کوئی قائل نہیں اور آیت ولا یامرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا الخ کی ذیل میں مفسرین جیسے تفسیر کبیر تفسیر ابو السعود تفسیر کشاف ومدارک وغیرہم لکھتے ہیں کہ یہ آیت سجدۂ تحیت کی ممانعت میں نازل ہوئی ہے کما اخرج عبدالرزاق فی تفسیرہ واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن جریج وعن الحسن قال بلغنی ان رجلا

قال یارسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نسلم علیک کما یسلم بعضنا علی بعض افلا نسجد لک قال لا ولکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاھلہ فانہ لا ینبغی ان یسجد لاحد من دون اللہ فانزل اللہ تعالی ما کان لبشر الخ واخرج عبد بن حمید عن الحسن مثلہ علاوہ ازیں تمام کتب احادیث اور کتب فقہ میں اسکی ممانعت بھری پڑی ہے کما لا یخفی علی اھل العلم اور غنا و وجد و تواجد و رقص و تالیاں بجانا گوان میں بعض امور جیسے غنا و وجد بعض صوفیہ نے رکیک و رکمزور دلائل سے جواز ثابت کیا ہے مگر وہ بالکل لاشیے ہے کیونکہ صوفیہ کے اقوال و افعال شریعت و مذہب میں حجت نہیں ہو سکتے ولنعم ما قال شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالی وجود صوفیہ را غنیمت دال وقول وفعل ایشاں وقعتے ندار داو رتفسیر احمدی و عوارف وغیرہ میں لکھا ہے کہ جنید رحمہ اللہ نے آخر عمر میں غنا سے توبہ کرلی تھی قرآن مجید میں اللہ پاک فرماتا ہے واستفزز من استطعت منھم بصوتک تفسیر احمدی میں ہے ذکر فی الفتاوی الحمادیۃ والعوارف قال مجاھد انھا تدل علی حرمۃ التغنی و ذلک لان قولہ واستفزز خطاب لابلیس علیہ اللعنۃ ومعناہ حرک من استطعت من بنی ادم بصوتک وھو صوت الغناء والمزامیر اور تفسیر احمدی میں تحت آیت ومن الناس من یشتری لھو الحدیث میں ہے انھا نزلت فی النضر بن الحارث اشتری کتب الاعاجم وکان یحدث بھا قریشا وقیل یشتری القینات المغنیات الخ وانما قلنا تدل علی حرمۃ الغناء لان اللہ تعالی قد ذم من یشتغل بلھو الحدیث ووعدہ بعذاب مھین ولھو الحدیث وان کان ظاھرہ عاما فی کل ما یلھی عما یعنی الا انہ قد ذکر فی الفتاوی الحمادیۃ وکذا فی العوارف وغیرہ ان ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ تعالی عنھما کانا یحلفان انا قد سمعنا عن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان المراد بہ التغنی ویوافقہ الروایۃ الثانیۃ من النزول فیکون دلیلا علی حرمتہ اھ وقال الطبری واجمع علماء الامصار علی کراھۃ الغناء والمنع منہ وانما فارق الجماعۃ ابراھیم بن سعد وعبداللہ العنبری جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس عمرو بن قرہ آیا اور اوس نے غنا فاحشہ کی رخصت چاہی حضرت نے اجازت نہ دی علاوہ بریں تمام فقہائے حنفیہ اور صوفیائے کرام نے غنا و رقص وغیرہ سے منع فرمایا ہے مضمرات میں ہے من اباح الغناء یکون فاسقا اور شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف میں فرماتے ہیں سماع الغناء من الذنوب الخ اور چونکہ غنا و رقص وغیرہ خصوصا اس زمانہ فتنہ و فساد میں جیسا کہ صوفی لوگ مجلس قائم کرکے کرتے ہیں عوام و جہال کیلئے سخت مضرت رساں گمراہی ہے پھر اگر وجد یا رقص میں ستر عورت کھل جائے تو حاضرین جلسہ بجائے نیکی حاصل کرنے کے گنہگار ہو جائیں گے یہ کل وجوہات بالا کیطرف نظر کرکے میری یہی رائے ہے کہ سجدہ تحیت و رقص و غنا و وجد و تواجد بالکل حرام و ناجائز ہے پھر جیسا کہ آجکل کے صوفی گندم نما جو فروش جلسوں میں یا چند آدمی ملکر کرتے ہیں بالکل ناجائز ہے اور مرتکب ان امور مذکورہ کا گنہگار اور جب انکی حرمت کتاب و سنت و فقہ و اجماع امت سے ثابت ہے تو اوسکے مستحل پر کفر کا خوف ہے کیونکہ ابو نصر دبوسی قاضی ظہیر الدین جوارزی سے روایت کرتے ہیں من سمع الغناء من المغنی او رای فعلا من الحرام فحسن ذلک باعتقاد او بغیر اعتقاد یصیر مرتدا فی الحال بناء علی انہ ابطل حکم الشریعۃ ومن ابطل حکم الشریعۃ فلا یکون مؤمنا عند کل مجتھد ولا یقبل اللہ تعالی طاعتہ واحبط اللہ کل حسناتہ الخ کما فی حاشیۃ جامع الفوائد بناءً علیہ میرے نزدیک فریق اول کا قول نہایت صحیح اور موافق قرآن و حدیث و فقہ و مذہب اہلسنت و صوفیائے کرام ہے اور فریق ثانی کا قول قرآن و حدیث و فقہ و جمہور صوفیہ کے بالکل خلاف ہے اور غیر صحیح یہ لوگ سخت غلطی اور دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں ونکو ایسے امور کے ارتکاب سے اجتناب و توبہ کرنی چاہئے اور دوسروں کو ایسے فعل ناجائز سے حتی الامکان روکیں۔ وما علینا الا البلاغ۔ محمد عبدالقادر عفی عنہ مدرس اول مدرسہ منیر سراجگنج ضلع پابنہ بنگال۔

الجواب

بلاشبہہ ہماری شریعت مطہرہ میں غیر خدا کیلئے سجدہ تحیت حرام فرمایا تمام کتب اسکی تحریم سے مالامال ہیں شرائع من قبلنا اوسوقت تک حجت ہیں کہ ہماری شریعت ممانعت نہ فرمائے اور منع کے بعد اباحت سابقہ سے استدلال نہیں ہو سکتا جیسے شراب وغیرہ اصل اشیا میں ضرور اباحت ہے مگر بعد منع شرع اباحت نہیں رہ سکتی قال اللہ تعالی ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا۔ ان صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کا پیشانی اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر سجدہ کرنا حضور کو سجدہ تحیت نہ تھا بلکہ اللہ عزوجل کو سجدہ عبادت اور پیشانی اقدس اوسوقت مسجد تھی یعنی موضع سجود

انھوں نے اسی طرح خواب دیکھا تھا اوسکی تصدیق کیلئے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی کہ پیشانی انور پر سر رکھکر اللہ عزوجل کو سجدہ کرلیں فریق ثانی نے کہ سجدہ تحیت کو جائز کہا اور اوس میں تین شرطیں لگائیں ہیأت نماز پر ہو پیشانی زمین پر نہ لگے باطہارت نہ ہو صریح تناقض ہے جب پیشانی زمین کو نہ لگی سجدہ ہی نہ ہوگا اور باطہارت ہونے کی قید عجیب ہے معظمان دینی کو وہ کونسی تعظیم ہے جس میں محدث ہونا شرط ہے شاید مقصود یہ ہو کہ سجدہ نماز کیطرح طہارت اس میں ضروری نہیں طرفہ یہ کہ قدمبوسی میں بھی یہ شرط لگائی حالانکہ معظمان دینی کی قدمبوسی بلاشبہہ بحال طہارت بھی جائز ہے بلکہ یہی مستحب ہے کہ اس میں تعظیم زائد ہے فتح القدیر میں فرمایا کلما کان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا قدمبوسی سنت سے ثابت اور اوس میں احادیث کثیرہ وارد کما بیناہ فی فتاوٰنا انحنا یعنی جھکنا دو قسم ہے مقصود و وسیلہ اگر خود نفس انحنا سے تعظیم مقصود نہیں بلکہ دوسرے فعل سے جسکا یہ ذریعہ ہے تو اس صورت میں اسکا حکم اوس فعل کا حکم ہوگا قدمبوسی جائز بلکہ مسنون ہے تو اسکے لئے جھکنا بھی مباح بلکہ سنت ہے اور غیر خدا کو سجدہ تحیت حرام ہے تو اوسکے لئے جھکنا بھی حرام ہے ۔ دوسری قسم کہ نفس انحنا سے تعظیم مقصود ہو یہ اگر رکوع تک ہے ناجائز و گناہ ہے اور اوس سے کم ہے تو حرج نہیں امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں الانحناء البالغ حد الرکوع لایفعل لاحد کالسجود ولا باس بمانقص من حد الرکوع لمن یکرم من اھل الاسلام وجد کو حرام کہنا عجیب ہے وہ حالت اضطراری ہے جس پر حکم ہوسکتا ہی نہیں نہ کہ تحریم نہ کہ بالاجماع نہ کہ تحلیل پر خوف کفر یہ احکام اصلا وجہ صحت نہیں رکھتے واللہ یقول الحق ویہدی السبیل یوہیں تصفیق اگر اضطرار جیسا کہ فریق ثانی نے ایک بار مطلق کہکے دوبارہ اوسکو مقید کیا تو بلاشبہہ اوسے بھی زیر حکم لانا اور ناجائز و حرام ٹھہرانا اوسی طرح باطل ہے کہ مورد احکام افعال اختیاریہ ہیں نہ اضطراریہ ہاں اگر بالاختیار ہو تو ضرور مکروہ ہے کہ لنساء و فساق سے مشابہت ہے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں التسبیح للرجال والتصفیق للنساء حضرت سیدنا محبوب الہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالی عنہ اپنی مجلس مبارک سماع کے حاضرین کو فرماتے کہ کف دست بر پشت دست زنند کف دست بر کف دست نہ زنند کہ مشابہ لہو نگردد رقص میں بھی دو صورتیں ہیں اگر بیخودانہ ہے تو سلطان نگیر و خراج از خراب وہ کسی طرح زیر حکم نہیں آسکتا اور اگر بالاختیار ہے تو اسکی پھر دو صورتیں ہیں اگر تثنی و تکسر کیساتھ ہے تو بلاشبہہ ناجائز ہے تکسر لچکا تثنی توڑا یہ رقص فواحش میں ہوتے ہیں اور ان سے تشبہ حرام اور اگر ان سے خالی ہے تو اہل ہیئت کو مجلس عام و محفر عوام میں اوس سے احتراز ہی چاہیے کہ اون کی نگاہوں میں ہلکا ہونے کا باعث ہے اور اگر جلسہ خاص صالحین و سالکین کا ہو تو داخل تواجد ہے تواجد یعنی اہل وجد کی صورت بننا اگر معاذ اللہ بطور ریا ہے تو اوسکی حرمت میں شبہہ نہیں کہ ریا کیلئے تو نماز بھی حرام ہے اور اگر نیت صالحہ ہے تو ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں یہاں نیت صالحہ دو ہوسکتی ہیں ایک عام یعنی تشبہ بصلحائے کرام ؎ ان لم تکونوا مثلہم فتشبہوا + ان التشبہ بالکرام فلاح حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبہ بقوم فھو منھم جو کسی قوم سے تشبہ کریگا وہ اونھیں میں سے ہے دوسری حدیث میں ہے ان لم تبکوا فتباکوا رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بناؤ ۔ دوسری نیت طالبان راہ کیلئے وجد کی صورت بنائے کہ حقیقت حاصل ہوجائے نیت صادقہ کیساتھ بتکلف بننا بھی رفتہ رفتہ حصول حقیقت کی طرف منجر ہوجاتا ہے امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں التواجد المتکلف منہ مذموم یقصد بہ الریاء ومنہ محمود وھو التوسل الی استدعاء الاحوال الشریفۃ واکتسابھا واجتلابھا بالحیلۃ فان للکسب مدخلا فی جلب الاحوال الشریفۃ ولذلک امر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من لم یحضرہ البکاء فی قراءۃ القرآن ان یتباکی ویتحازن سیدی عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں لاشک ان التواجد وھو تکلف الوجد واظہارہ من غیر ان یکون لہ وجد حقیقۃ فیہ تشبہ باھل الوجد الحقیقی وھو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم فتاوٰی علامہ خیر رملی استاذ صاحب درمختار علیہما رحمۃ الغفار اما الرقص ففیہ للفقہاء کلام منھم من منعہ ومنھم من لم یمنع حیث وجد لذۃ الشھود وغلب علیہ الوجد واستدلوا بما وقع لجعفر بن ابی طالب لما قال لہ علیہ الصلاۃ والسلام اشبہت خلقی وخلقی وفی لفظ جعفر اشبہ الناس بی خلقا وخلقا فحجل ای مشی علی رجل واحدۃ وفی روایۃ رقص من لذۃ ھذا الخطاب ولم ینکر علیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم رقصہ وجعل ذلک اصلا لجواز رقص الصوفیۃ عند ما یجد و نہ لذۃ المواجید فی مجالس الذکر والسماع وفی التتارخانیۃ ما یدل علی

بجوازه للمغلوب الذی حرکاته کحرکات المرتعش دبهذا افتی البلقینی وبرهان الدین الابناسی وبمثله اجاب بعض ائمة الحنفیة والمالکیة وکل ذلك اذا خلصت النیة وکانوا صادقین فی الوجد مغلوبین فی القیام والحرکة عند شدة الهیام والشیٔ قد یتصف تارة بالحلال وتارة بالحرام باختلاف القصد والمرام وبتقریر جمیع ماقالوہ یطول الکلام نہایہ ابن اثیر و مجمع البحار میں ہے قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لزید انت مولینا فحجل الحجل ان یرفع رجلا ویقفز علی الاخری من الفرح زاد فی النہایة وقد یکون بالرجلین الا انه قفز۔ چلانا بھی اگر بے اختیاری سے ہو تو مثل وجد کسی طرح زیر حکم نہیں آسکتا اور اگر ریا سے ہے تو نماز بھی حرام ہے اور اگر کوئی نیت فاسدہ نہیں مگر وہاں کسی مریض یا نائم کو تکلیف یا نمازی یا ذاکر یا مشتغل علم کی تشویش ہو تو ممنوع ہے امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی حدیث میں ہے وقت نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تلاوت کرنے والوں کو جہر قرآن سے منع فرمایا اور اگر تمام مفاسد سے پاک ہو تو کوئی حرج نہیں علامہ ابن عابدین شامی منہوات شفاء العلیل میں نور العین فی اصلاح جامع الفصولین سے علامہ ابن کمال وزیر کا فتوٰی نقل فرماتے ہیں ؎ مافی التواجد ان حققت من حرج ؎ ولا التمایل ان اخلصت من باس ؎ فقمت تسعی علی رجل وحق لمن ؎ دعاه مولاه ان یسعی علی الراس ؎ الرخصة فیما ذکر من الاوضاع عند الذکر والسماع للعارفین الصارفین اوقاتھم الی احسن الاعمال السالکین المالکین لضبط انفسھم عن قبائح الاحوال فھم لایستمعون الامن الالہ ولایشتاقون الا له ان ذکروہ ناحوا وان وجدوہ صاحوا اذا وجد علیھم الوجد فمنھم من طرقتہ طوارق الھیبة فخر وذاب ومنھم من برقت له بوارق اللطف فتحرك وطاب ھذا ما عن لی فی الجواب واللہ اعلم۔ تغنی یعنی غنا اگر منکرات شرعیہ پر مشتمل ہو مثلاً مزامیر کہ حرام ہیں یا عورت کا گانا کہ باعث ہیجان فتنہ ہے یونہی محل فتنہ امرد کا گانا یا جو کچھ گایا جائے اسکا امور مخالف شرع پر مشتمل ہونا یا ایسے امور خیالاکا سدہ وشہوات فاسدہ کے باعث ہوں خصوصاً مجمع عوام میں بلاشبہہ ممنوع ہے اور تمام مفاسد سے خالی ہو تو اوسکے جواز میں کوئی شبہہ نہیں کما حققناہ فی اجل التحبیر غنا کا غالب اطلاق انھیں ہیجات شہوات باطلہ پر آتا ہے کما نبہ علیہ فی ارشاد الساری احادیث واقوال مذمت اسی پر محمول ہیں ورنہ اذکار حسنہ اصوات حسنہ والحانات حسنہ سے سننے کی کوئی ممانعت نہیں بلکہ اوس میں احادیث وارد اور اب وہ لہو نہیں نہ وہ شیطانی آواز ہے تو آیہ کریمہ واستفزز من استطعت منھم بصوتك اس پر صادق نہیں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جو آخر عمر شریف سماع سننا ترک فرمایا تھا اوسکی وجہ یہی تھی کہ اب کوئی گانے والا اہل نہ ملتا تھا عوارف شریف میں ہے قیل ان الجنید ترك السماع فقیل له کنت تستمع فقال مع من قیل له تسمع لنفسك فقال ممن لانھم کانوا لایسمعون الامن اھل مع اھل فلما فقد الاخوان ترك حضرت شیخ الشیوخ قدس سرہ نے عوارف شریف میں پہلے ایک باب قبول وپسند سماع میں تحریر فرمایا اور اوس میں بہت احادیث وارشادات ذکر فرمائے اور فرمایا وقد ذکر الشیخ ابوطالب المکی رحمہ اللہ تعالٰی مایدل علی تجویزہ ونقل عن کثیر من السلف صحابی وتابعی وغیرھم وقول الشیخ ابی طالب المکی یعتبر لوفور علمہ وکمال حالہ وعلمہ باحوال السلف ومکان ورعه وتقویه وتحریه الاصوب والاولی وقال فی السماع حلال وحرام وشبھة فمن سمعه بنفس مشاھدة شھوة وھوی فھو حرام ومن سمعه بمعقوله علی صفة مباح من جاریة او زوجة کان شبھة لدخول اللھو فیه ومن سمعه بقلب یشاھد معانی تدل علی الدلیل ویشھدہ طرقات الجلیل فھو مباح وھذا قول الشیخ ابی طالب المکی وھو الصحیح تو وہ کیونکر مطلقاً غنا کو ذنوب میں شمار فرما سکتے ہیں اسکے بعد اونھوں نے دوسرا باب انکار سماع میں وضع فرمایا اور یہاں اوس سماع پر کلام فرمایا جو شہوات نفسانیہ پر مشتمل اس میں یہ قول تحریر فرمایا ہے عبارت ملخصاً یہ ہے قد ذکرنا وجه صحة السماع ومایلیق باھل الصدق وحیث کثرت الفتنه وزالت العصمة وتصدی للحرص علیه اقوام فسدت احوالھم واکثروا الاجتماع للسماع وربما یتخذ للاجتماع طعام تطلب النفوس الاجتماع لذلك لا رغبة للقلوب فی السماع کما کان من سیر الصادقین فیصیر السماع معلولا تر کن الیه النفوس طلبا للشھوات واستحلاء لمواطن اللھو والغفلات وتکون الرغبة فی الاجتماع طلبا للتناول الشھوة واسترواحا الی الطرب واللھو والعشرة ولا یخفی ان ھذا الاجتماع مردود عند اھل الصدق الی ان قال وسماع الغنا من الذنوب صوفیہ کرام کی نسبت یہ کہنا کہ اون کا قول وفعل معاذ اللہ کچھ وقعت نہیں رکھتا بہت سخت بات ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے واتبع سبیل من اناب الی جو میری طرف جھکے اون کی راہ کی پیروی کر صوفیہ کرام سے زیادہ اللہ کی طرف جھکنے والا اور کون ہوگا فتاوٰی عالمگیری میں ہے انما یتمسك بافعال اھل الدین دیندار وں ہی کے افعال سے سند لائی جاتی ہے صوفیہ کرام سے بڑھکر اور کون دیندار ہے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی قدس سرہ کی عوارف سے سند لائی جائز نہ ہونا چاہئے کہ وہ بھی

صوفی تھے یوں ہی حضرت سید الطائفہ جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول کے ترک سے جسکا قول و فعل حجت نہیں اوسکا ترک کیا حجت ہو سکتا ہے کہ ترک بھی فعل ہی ٹھہر کر
قابل تمسک ہوتا ہے نہ بمعنی عدم کہ نہ مقدور نہ اوس میں اتباع کما نص علیہ فی غمز العیون والبصائر اور شاہ ولی اللہ صاحب کب اپنے آپ کو صوفیہ سے
خارج کر سکتے ہیں تو اون کا قول و فعل سب سے بڑھکر بے وقعت ہونا چاہیے محل ادب میں ایسا ارسال لسان خصوصاً بمشہد عوام غنا کے مفاسد سے سخت
تر مفسدہ ہے اوسکا جواز تو مختلف فیہ ہے اسکا عدم جواز متفق علیہ ہے بالجملہ فریق ثانی کے اکثر احکام صحیح ہیں اونکی بڑی فاحش غلطی سجدہ تحیت کی
تحلیل ہے صحیح یہی ہے کہ سجدہ تحیت حرام ہے یہی مسئلہ اون سب میں بڑا ہے عند التحقیق یہ بھی اوس حد تک نہیں کہ قائل خلاف پر اندیشہ کفر ہو کیف
وقد قال به سلطان الاولیاء سیدنا نظام الحق والدین رضی اللہ تعالی عنه واستدل بانه کان واجبا للامم ثم نسخ الوجوب فبقی الندب
اسی تحریم میں ہماری سند تصریح فقہائے کرام ہے اور اسی قدر ہمیں بس ہے ہم مقلد ہیں دلیل مجتہد کے پاس ہے آیات سے اسپر استدلال کسی طرح تام نہیں۔
کریمہ واذا حییتم بتحیة میں سلام مراد ہے نہ ہر تحیت تحیتیں کثیر ہیں سلام مصافحہ معانقہ تقبیل انحنا دست بوسی قدم بوسی قیام انحنا تا حد رکوع سجدۂ
تحیت سلام سے سجود تک سب تحیت ہی ہیں اور اخیرین کے سوا سب جائز بلکہ انحنا کے سوا سب حدیث و سنت سے ثابت کیا کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ
اگر بیٹا قدم چومے تو باپ پر بھی فرض ہے کہ اوسکے قدم چومے کیونکہ اوس نے تحیت کی اور تحیت کا معاوضہ فرض ہے یہ محض باطل ہے ولہذا کتابوں میں وجوب
جواب صرف سلام کیلئے فرمایا ہے کریمہ ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون خود شاہد عدل ہے کہ وہ در بارہ سجدہ عبادت ہے سجدہ تحیت کو کون
کفر کہہ سکتا ہے کفر ہوتا تو اگلی شرائع میں کیونکر جائز ہو سکتا کیا کوئی شریعت جواز کفر بھی لا سکتی ہے کفر ہوتا تو رب عزوجل ملئکہ کو اوسکا حکم کیوں کر فرماتا
کیا رب عزوجل کبھی کفر کا بھی حکم فرماتا ہے۔ تو سجدہ تحیت قطعاً کفر نہیں اور یہ آیت فرما رہی کہ اوس چیز کا ذکر ہے جو قطعاً کفر ہے تو اگر در بارہ سجود نازل ہے
تو یقیناً در بارہ سجدہ عبادت ہی نازل ہے کبیر و ابو السعود و کشاف و مدارک جنکا حوالہ دیا گیا ان میں کہیں اسکی تصریح نہیں کہ یہ سجدہ تحیت کے بارے میں
اوتری یہاں تفسیر ماثور دو ہیں ایک امام ائمۃ المفسرین ترجمان القرآن سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جسے ابن ابی حاتم و ابن جریر و
ابن المنذر اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا کہ ابو رافع قرظی یہودی اور رئیس نصرانی نجرانی نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم میں عرض کیا حضور یہ چاہتے ہیں کہ ہم حضور کی عبادت کریں جیسے نصاری نے عیسیٰ کو پوجا فرمایا معاذ اللہ غیر خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی نہ مجھے
اسکا حکم ہوا نہ میں اس لئے بھیجا گیا۔ او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوسری تفسیر کہ حسن بصری سے مرسلاً ہے وقد قال المحدثون ان مراسیل
الحسن عندهم شبه الریح ایک شخص نے عرض کی ہم حضور کو ایسے ہی سلام کرتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں اوسپر
انکار فرمایا اور یہ آیت اوتری تفسیر اول کہ ہر طرح اصح و اقوی ہے اسپر تو مطلع صاف ہے یہودی و نصرانی نے عبادت ہی کو پوچھا تھا جسپر یہ جواب ارشاد
ہوا اور اسی تفسیر پر رب عزوجل کا روئے سخن اپنے مسلمان بندوں کی طرف رکھنا اون خبیث سائلوں کی تغبیہ اور اون کے حال کی تقبیح ہے کہ یہ جسپر قابل
جواب نہیں اے میرے مسلمان بندو تم خیال کرو کہ یہ اگر ایسا چاہتے تو تم سے فرماتے کہ تم اپنے غلامان فرمانبردار پھر کیا ایسا ہو سکتا تھا کہ تمہیں اسلام کے بعد
کفر کا حکم دیتے معاذ اللہ اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ بوجہ خطاب یہ گمان کہ سائل مسلمان تھے جیسا کہ اوس معتزلی کو کشاف میں گزرا اور بعض بعد والوں نے اتباع
کیا باطل ہے اور اوس تفسیر صحیح کے خلاف جو سلطان المفسرین صحابی و ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی دوم مرسل و مقطوع اگر
ثابت ہو جائے تو اوس میں رجلاً ہے یعنی ایک شخص نے عرض کی ضروری یہ کوئی اعرابی بادیہ نشین جدید الاسلام ناواقف ہو گا جس نے سجدہ عبادت کی درخواست کی
جسپر رب العزۃ نے فرمایا کہ تمہیں کفر کا حکم دیں گے اور ایسے بعض اشخاص سے ایسے سوال کا صدور مستبعد نہیں بلکہ ہونا ہی چاہیے تھا رب عزوجل فرماتا ہے
لترکبن طبقا عن طبق سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر اگلوں میں کوئی ایسا ہو گزرا ہو جس نے علانیہ اپنی ماں کیساتھ زنا کیا ہو تو ضرور تم میں
بھی کوئی ایسا ہو گا لترکبن طبقا عن طبق سید موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے اون کے متعدد اصحاب نے سوال کیا یموسی اجعل لنا الٰها کما لهم اٰلهة اے
موسیٰ ہمیں بھی ایک خدا بنا دے جیسے اون کے بہت سے خدا ہیں فرمایا بل انتم قوم تجهلون بلکہ تم نرے جاہل ہو تو یہاں بھی اگر کسی بادیہ نشین نو مسلم جاہل
ناواقف نے اپنی نادانی سے ایسی درخواست کی کیا بعید ہے اور اوسی قرب عہد کے سبب ہدایت فرما دی گئی تکفیر نہ ہوئی جیسے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے تجهلون
فرمایا نہ تکفرون جسطرح ایک جوان حاضر خدمت اقدس ہوا اور بے دھڑک عرض کی یا رسول اللہ میرے لئے زنا حلال فرما دیجئے نبی سے براہ یہ درخواست کس حد

...تک پہنچی ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اوسکا قتل چاہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور اوسے قریب بلایا یہاں تک کہ اوسکے زانو زانوئے اقدس سے مل گئے پھر فرمایا کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے زنا کرے عرض کی نہ فرمایا تیری بہن سے عرض کی نہ فرمایا تیری بیٹی سے عرض کی نہ فرمایا تیری پھوپی سے عرض کی نہ فرمایا تیری خالہ سے عرض کی نہ فرمایا تو جس سے زنا کریگا وہ بھی تو کسی کی ماں بہن بیٹی پھوپی خالہ ہوگی جب اپنے لئے پسند نہیں کرتا اوروں کے لئے کیوں پسند کرتا ہے پھر دست اقدس اوس کے سینہ پر ملا اور دعا کی الٰہی اسکے دل سے زنا کی محبت نکال دے وہ صاحب فرماتے ہیں اوسوقت سے زنا سے زیادہ کوئی چیز مجھے دشمن نہ تھی پھر صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا کہ اوسوقت اگر تم اسے قتل کر دیتے تو جہنم میں جاتا میری تمہاری مثل ایسی ہے جیسے کسی کا ناقہ بھاگ گیا لوگ اوسے پکڑنے کو اوسکے پیچھے دوڑتے ہیں وہ بھڑکتا اور زیادہ بھاگتا ہے اوسکے مالک نے کہا تم رہنے دو تمہیں اسکی ترکیب نہیں آتی پھر سبز گھاس کا ایک مٹھا ہاتھ میں لیا اور اوسے دکھایا اور چمکارتا ہوا اوسکے پاس گیا یہاں تک کہ بٹھا کر اوس پر سوار ہو لیا اوکما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از باگ ضلع امجھرہ ریاست گوالیار مکان منشی اوصاف علی صاحب مرسلہ شیخ اشرف علی صاحب سب انسپکٹر ۱۲ رجمادی الاولیٰ ۳۶ھ

عورتیں باہم گلا ملاکر مولود شریف پڑھتی ہیں اور اون کی آوازیں غیر مرد باہر سنتے ہیں تو اب انکا اسطریقہ سے مولود شریف پڑھیں تو اون کے حق میں باعث ثواب کا ہے یا کیا۔

الجواب

عورتوں کا اسطرح پڑھنا کہ اون کی آواز نامحرم سنیں باعث ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال دوم:۔ زید کو کوئی خبر خوشی کی آئے اور زید نے اوسکے شکریہ میں کھانا یا مٹھائی تقسیم کی تو کیا اوس میں اغنیا و فقرا دونوں شامل ہو سکتے ہیں یا صرف اغنیا۔

الجواب:۔ فقیر اور اغنیا دونوں شامل ہو سکتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال:۔ از توپخانہ بازار کیمپ مسئولہ محمد حسین ۱۶ رجمادی الاولیٰ ۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسافر پانی پت کرنال سے آیا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ حقہ پینا اور پان کھانا حرام ہے جو شخص حقہ پئے گا اور پان کھائے گا اسکے مکان کا آٹا تک نہیں کھائیں گے جنھوں نے کھانا چھوڑ دیا وہی لوگ جماعت میں شریک ہوتے ہیں اور دوسروں کو نہیں ہونے دیتے وہ یہ کہتے ہیں علیحدہ اپنی نماز پڑھ لو ظہر کے وقت جماعت تیار تھی میں نے وضو کر کے جماعت میں شامل ہونا چاہا مجھکو منع کر دیا اور یہ کہا کہ اپنی نماز علیحدہ پڑھ لو میں نے اپنی نماز علیحدہ پڑھ لی عصر کا وقت ہوا جب بھی جماعت تیار تھی اسوقت بھی منع کر دیا گیا۔

الجواب

پان بیشک حلال ہے حضرت محبوب الٰہی نظام الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلکہ اُن سے پہلے سے اولیائے کرام نے اسکا استعمال فرمایا ہے حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ نے اسکی مدح فرمائی اُسمیں جو نے کا جواز کتاب نصاب الاحتساب میں مصرح ہے حقہ کا جواز غمز العیون شرح ہدیہ ابن العماد وکتاب الصلح بین الاخوان و درمختار و طحطاوی ورد المحتار وغیرہ کتب معتمدہ میں مصرح ہے حلال کو حرام کہنا اس شخص کی بڑی جرات اور یہ کہ پان کھانیوالا یا حقہ پینے والا جماعت میں شریک نہ ہو سکے ظلم شدید بلکہ ضلال بعید ہے وہ اسے حکم شرع ٹھیرا کر شرع مطہر پر افترا کرتا ہے اور اللہ پر افترا کرنیوالا عذاب شدید کا مستحق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ۰ اسپر توبہ فرض ہے اگر توبہ نہ کرے اور اپنے ان احوال و حرکات سے باز نہ آئے تو وہی اسکا مستحق ہے کہ مسلمان اسے مسجد میں نہ آنے دیں درمختار میں ہے وکذا یمنع منہ کل موذ ولو بلسانہ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از پودل سوپول ڈاکخانہ ہیر دل ضلع دربھنگہ بلگرام مرسلہ عبدالحکیم صاحب ۲۱ رجمادی الاولیٰ ۳۶ھ

ہندو کے یہاں کا پکا ہوا شیرینی یا کوئی چیز مسلمان کو کھانا درست ہے یا نہیں اور رسالہ شریف وغیرہ میں ہندو کے یہاں کا پکا ہوا یا بنا ہوا تقسیم کرنا چاہئے یا

نہیں میلاد میں قوالی کی طرح پڑھنا کیسا ہے۔

الجواب

ہندو کے یہاں کا گوشت اور اسکی جس شے کی نسبت معلوم ہو کہ اس میں کوئی چیز حرام یا نجس ملی ہے وہ ضرور حرام ہے اور جس شے کا حال معلوم نہیں وہ جائز ہے مجلس شریف میں بھی اوسے خرچ کر سکتے ہیں اور بہتر بچنا واللہ تعالیٰ اعلم ۔ قوالی کی طرح پڑھنے سے اگر یہ مراد کہ ڈھول ستار کیسا تھ جب تو حرام اور سخت حرام ہے اور اگر صرف خوش الحانی مراد ہے اور کوئی امر مورث فتنہ نہو تو جائز بلکہ محمود ہے اور اگر بے مزامیر گانے کے طور پر راگنی کی رعایت سے ہو تو ناپسند ہے کہ یہ امر ذکر شریف کے مناسب نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از قادر گنج ضلع بیر بھوم ملک بنگالہ مرسلہ سید ظہور الحسین حسینی قادری رزاقی ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

کسی شئے متبرک کو تعظیماً چومنے یا تعظیماً اپنے پیرو مرشد اور استاد والدین اور پیر زادہ اور سادات کرام اور علمائے عظام کے ہاتھ اور پاؤں چومنے سے اور اون لوگوں کو دیکھ کر تعظیماً اوٹھنے سے کفر و شرک لازم آتا ہے یا یہ امر جائز و مستحسن ہے اور احادیث شریفہ و فقہ سے ثابت ہے یا نہیں یا کہ لوگوں نے اُنکو بدعۃً مثل اور بدرسموں کے ایجاد کیا ہے۔

الجواب

اشیاء معظمہ کو تعظیماً بوسہ دینا جائز ہے جبکہ کسی حرج شرعی پر مشتمل نہ ہو وقد ثبت عن ابی ایوب الانصاری کما فی مسند الامام احمد وعن عبد اللہ بن عمر کما فی الشفاء للامام القاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور معظمان دینی کے ہاتھ پاؤں چومنا بھی احادیث کثیرہ سے ثابت ہے یونہیں اونھیں دیکھکر قیام مگر ہاتھ باندھے کھڑے رہنا نہ چاہئے اور اگر کوئی معظم اسکی خواہش کرے اور اسکی خواہش حرام ہے حدیث میں ہے من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوء مقعدہ من النار ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

سوال دوم ۔ تمام سر کا منڈانا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو حضور سرور کائنات یا حضرت مولائے کائنات سیدنا امام علی مرتضیٰ یا حضرت امامین مطہرین یا حضرات صحابہ کرام یا اولیائے عظام ان حضرات نے سر منڈایا ہے یا نہیں اور اسکا جواز فقہ سے ثابت ہے یا نہیں ۔

الجواب

سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت تمام سر کا بال رکھنا ہے اور امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی سنت سارا سر منڈانا و قد روی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تحت کل شعرۃ جنابۃ ثم قال من ثم عادیت راسی من ثم عادیت راسی من ثم عادیت راسی دونوں صورتیں جائز ہیں آدمی اپنے لیے جس میں مصلحت دیکھے اور اول اولیٰ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

سوال سوم ۔ عبد المصطفےٰ عبد الرسول عبد النبی غلام مصطفےٰ غلام رسول غلام نبی غلام محمد غلام احمد غلام پنجتن عبد العلی عبد الحسین غلام علی غلام حسین غلام دستگیر غلام غوث غلام محی الدین غلام پیر غلام مرشد غلام مولیٰ بخش علی بخش پیر بخش نذر مصطفےٰ نذر پنجتن نذر حسین نذر علی نذر محی الدین نذر پیر خادم علی خادم غوث کنیز مصطفےٰ کنیز پنجتن کنیز مرتضیٰ کنیز حسین کنیز غوث کنیز مرشد کنیز فاطمہ وغیرہ اسطرح کا نام رکھنا جائز ہے یا نہیں اور جائز ہے تو علمائے متقدمین و متاخرین میں اس طرح کا نام کس کس کا ہے اور اسکا جواز فقہ سے ثابت ہے یا نہیں اور اسکے جواز میں آپکا کوئی رسالہ ہے یا نہیں اگر ہے تو اوسکا کیا نام اور کس قیمت پر ملتا ہے۔

الجواب

فقیر کے اس بارے میں تین رسالے ہیں جو میرے مجموعہ فتاوی میں ہیں ایک در بارۂ غلام مصطفےٰ اور اسکا جواز دلائل سے ثابت کیا ہے دوسرا در بارۂ عبد المصطفےٰ اور اوس میں یہ تحقیق کیا ہے کہ توصیفاً بلا شبہہ جائز اور اجلہ صحابہ سے ثابت کراہت کہ بعض متاخرین نے لکھی جانب تسمیہ راجع ہے تیسرے میں اسمائے کثیرہ سے بحث ہے اور اوس میں محمد بخش اور اوسکے امثال کا جواز ثابت کیا ہے یہ تینوں رسالے ابھی طبع نہوئے علامہ عابد سندی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طوالع الانوار حاشیہ در مختار میں عبد النبی و عبد الرسول کا جواز بہت احادیث سے ثابت کیا ہے علامہ جمال بن عبد اللہ بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفتی حنفیہ بمکہ مکرمہ

کے فتاوی میں بھی اس کا جواز مصرح ہے کنیز و نذر و خادم کیساتھ نام رکھنے میں بھی حرج نہیں زمانہ سلف میں رواج نہونا مستلزم ممانعت نہیں دو دو تین تین ناموں پر مشتمل نام رکھنا جیسے محمد علی حسین اسکا بھی رواج سلف میں نہ تھا سادے ایک لفظ کے نام ہوتے تھے واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از کوہ منصوری ڈاکخانہ کلہڑی کام اپرانڈیا گیٹ مستری حکیم اللہ ۲۸ رجمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

پردیس میں بال بچے دار کو کب تک رہنا چاہیئے ۔

الجواب

بلا ضرورت سفر میں زیادہ رہنا کسی کو نہ چاہیئے حدیث میں حکم فرمایا ہے کہ جب کام ہوچکے سفر سے جلد واپس آؤ اور جو وطن میں زوجہ چھوڑ آیا ہو اوسے حکم ہے کہ جہاں تک بن پڑے چار ماہ کے اندر اندر واپس آئے بذلک امر امیر المومنین الفاروق الاعظم علیہ الرضوان ۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از سورت برہان پوری بھاگل مرسلہ زین القاری ۲۸ رجمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

تاریخ کا پتھر جماعت خانہ کے صحن کے پتھر کے نیچے کھڑا نصب کیا گیا ہے کہ جس پتھر پر دوسرا پتھر بچھایا گیا ہے اور یہ دوسرا اوپر کا پتھر نیچے کے کھڑے نصب کئے ہوئے پتھر کے اوپر دو انچ لنبا بڑھا ہوا ہے اور اوس اوپر کے پتھر پر سے لوگوں کا گزر ہوتا ہے یعنی اوسپر قدم گرتے ہیں مذکور منصوب پتھر پر ماہ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ کندہ ہے اس کندہ حرفوں پر لوگوں کے قدم کبھی گرتے نہیں ہے تو آیا اس میں کوئی طرح کا حرج ہے کیونکہ لوگ رمضان المبارک لفظ قرآن شریف کا ہونے بہت بحث کرتے ہیں عوام الناس میں بہت بُری افواہیں پھیل رہی ہیں اور نفاق کی صورت ہے ۔

الجواب

اولاً ۔ رمضان اور مبارک دونوں لفظ کلام شریف کے ہیں ثانیاً رمضان مبارک کا نام خود واجب التعظیم ہے بلکہ حدیث میں آیا کہ رمضان اسم من اسماء اللہ ہے تالثاً کچھ نہوتا تو حروف کی تعظیم خود لازم ہے اگرچہ اون میں کچھ لکھا ہو فتاوی عالمگیریہ میں ہے اذاکتب اسم فرعون اوکتب اسم ابی جھل علی غرض یکرہ ان یرموا الیہ لأن لتلک الحروف حرمۃ ان حرفوں پر اگرچہ پاؤں رکھنے میں نہیں آتا پاؤں ان سے اونچا تو ہوتا ہے یہ خلاف ادب ہے پتھر یہاں سے نکال کر اونچا نصب کریں کہ سر سے بلند رہے واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از ڈاکخانہ راموچکمارکول ضلع چٹگانگ مدرسہ عزیزیہ مرسلہ سید مفیض الرحمن صاحب ۴ رجمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

قرآن مجید کو بعد تلاوت ماتھے پر رکھنا بہ نیت تعظیم کیسا ہے ۔

الجواب

مصحف شریف کو تعظیماً سر اور آنکھوں اور سینہ سے لگانا اور بوسہ دینا جائز و مستحب ہے کہ وہ اعظم شعائر سے ہے اور تعظیم شعائر تقوی القلوب سے واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر محلہ قرلان مرسلہ مولوی حاجی منیر الدین بنگالی متعلم مدرسہ اہلسنت وجماعت ۱۲ رجمادی الاخری ۱۳۳۶ھ

زید معلم ہے اور اپنا دوست احبابوں کو لیکر تخت پر بیٹھکر حقہ پیتے ہیں اور اوسکے شاگردان ایک ڈیڑھ گز کے فاصل زمین پر بیٹھکر قرآن عظیم پڑھتے ہیں اوسے ہر طرح کہا گیا مگر وہ اس فعل سے باز نہیں آتا معاذ اللہ اب زید پر کیا حکم ہے اور مسلمانوں کو اوسکے ساتھ میل جول کرنا کیسا ہے ۔

الجواب

وہ معلم اور اوس کے ساتھ بیٹھنے والے سب بے ادب گستاخ ہیں اوسکو تنبیہ کی جائے اگر نہ مانے تو صاحب مکان پر لازم ہے کہ وہاں سے تخت اوٹھالے اور اسپر بھی اوسے متنبہ ہوتا نہ دیکھے تو اوسے موقوف کردے کہ بے ادب نہ کہ شاگرد کو مولانا قدس سرہ فرماتے ہیں از خدا خواہیم توفیق ادب ۞ بے ادب محروم شد از فضل رب ۞ بے ادب تنہا نہ خود را داشت ۞ بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد ۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر محلہ باقر گنج مرسلہ عنایت خان ۱۳ رجمادی الآخری ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جب کافروں کا میلہ دریا پر ہوتا ہے تو یہ پنڈتوں کو اپنے گھر سے دال چاول لیجا کر دیتے ہیں یعنی پن کرتے ہیں وہ لوگ اسکو جمع کرکے فروخت کر ڈالتے ہیں دوکانداروں کے ہاتھ اور اون دوکانداروں سے ہملوگ خرید تے ہیں اگر ہم خود اس پنڈت سے

خریدلیں بازار سے کچھ زیادہ دیجاویں تو جائز ہے یا نہیں اور انکو خرید کر اگر نیاز دلوائی جاوے مثلاً حضرت پیران پیر کی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

اوس اناج کا بازار سے بھی خریدنا حلال بنیت سے بھی خریداری جائز اور پھر نیاز شریف بھی مباح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ازمقام رام باغ ڈاکخانہ خاص ضلع دیرہ دون مرسلہ حکیم محمد فضل الرحمٰن صاحب مورخہ ۱۶ رجادی الثانی ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جیسے یہ مثال یا مثلہ اہل اسلام میں رائج عملدرآمد کیساتھ ہے کہ بہن کے گھر بھائی کتا اور خوشدامن کے گھر داماد کتا جہاں تک دریافت ہوا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مثال ہنود کے یہاں قطعی طور پر رائج ہے مگر اسکو اہل اسلام میں نہایت سرگرمی کے ساتھ شامل کرلیا ہے اور اسپر عملدرآمد کیا جاتا ہے وہ لوگ جو بہن کے گھر یا خوشدامن کے گھر رہتے ہیں نہایت بری نظر اور بے عزتی کیساتھ دیکھے جاتے ہیں آیا ازروئے شریعت بہن کے گھر بھائی کا رہنا جائز ہے یا نہیں اور خوشدامن کے گھر داماد کا رہنا جائز ہے یا نہیں کن وجوہات سے اسکا رواج اسلام میں یا اتفاقیہ ہندوستان کے ہر طبقہ میں پھیلا ہوا ہے اسکی اصلیت کیا ہے امید کہ بواپسی مطلع فرمایا جاوے فقط۔

الجواب

رسم مردود ہنود یہ ہے کہ بہن بیٹی کے گھر کا پانی پینا بھی براجانتے ہیں کھانا تو بڑی چیز ہے یہ رسم ضرور ناپاک مردود ہے مولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج ولا علی انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم او بیوت اٰبائکم او بیوت امھاتکم او بیوت اخوانکم او بیوت اخواتکم او بیوت اعمامکم او بیوت عمتکم او بیوت اخوالکم او بیوت خالتکم او ما ملکتم مفاتحہ او صدیقکم نہ اندھے پر تنگی نہ لنگڑے پر نہ بیمار پر نہ آپ تم پر کہ اپنی اولاد کے گھر کھانا کھاؤ یا اپنے باپ کے گھر یا ماں کے گھر یا بھائیوں کے گھر یا بہنوں کے گھر یا چچا کے گھر یا پھوپی کے گھر یا ماموں کے گھر یا خالہ کے گھر یا جسکی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوست کے یہاں۔ اس اجازت میں جیسے ایک وقت کا کھانا داخل ہے یوں ہی بشرط رضا وعدم بار چند وقت کا خصوصاً جبکہ بہن یا ساس یا ان لوگوں کا مکان دوسرے شہر میں ہو اور بعد مدت ملنے کو جائے جبتک یہ جانے کہ ان پر بار و ناگوار نہوگا جہاں تک ایسے تعلقات میں ایسے بُعد سے اتنے دنوں بعد مہمانداری معروف ہے بلاشبہہ رہ سکتا ہے ہاں اتنا رہنا کہ اکتا جائے اور ناگوار ہو ناجائز اور وہ کھانا بھی ناجائز اگرچہ ماں باپ ہی کا گھر ہو ہاں ماں باپ جبکہ محتاج ہوں مالدار اولاد کے یہاں جتنے دن چاہیں رہ سکتے ہیں اگرچہ اوسے ناگوار ہو کہ اس کے مال میں اتنا ان کا حق ہے اسکی بے مرضی بھی لے سکتے ہیں یہ سب عارضی طور پر رہنے میں کلام تھا اسے جو لوگ معیوب جانتے ہوں ان کا زعم باطل مردود واتباع کفار ہنود ہے رہا دوسرے کے یہاں سکونت اختیار کرنا یہ سوا محتاج ماں باپ کے کسی کے گھر بے اسکی رضا کے اصلا حلال نہیں اگرچہ بھائی یا باپ کے یہاں ہو اگرچہ فقط سکونت ہو کھائے اپنا مگر وہ کسب سے عاجز و محتاج جسکا نفقہ شرع نے اس صاحب مکان پر واجب کیا یہ رہ سکیگا اور کھانا بھی اسی کے سر کھائیگا اسے گوارہ ہو خواہ ناگوار بھائی ہو خواہ بہن ساس اسمیں داخل نہیں کہ اسکے ذمہ اسکا نفقہ نہیں ہوسکتا ہاں عاجز محتاج کا نفقہ جسپر شرعاً لازم ہے اگر نہ وہ اسکی اولاد میں ہے نہ یہ اسکی اولاد میں تو بے اسکی رضا کے جبراً اسکا بار اسپر ڈالنا بحکم حاکم ہوگا خود یہ اسکا اختیار نہیں رکھتا ردالمحتار میں ہے نفقۃ قرابۃ غیر الولاد وجوبھا لا یثبت الا بالقضاء او الرضاء حکم شرع یہ ہے اس کے خلاف جو کچھ ہو باطل ہے ظاہراً یہ تخصیص اس خیال سے ہو کہ بہن کا اپنا گھر اور مال غالباً نہیں ہوتا بلکہ اوسکے شوہر کا اور اگر ناگواری نہ ظاہر کرے تو غالباً مروت اور اپنی زوجہ کی رعایت سے اور ساس جو کچھ کریگی اپنی بیٹی کے دباؤ سے اور یہ جائز نہیں لہذا اوس سے احتراز چاہا اگرچہ ناگواری ظاہر نہ ہو کہ ظاہر ناگواری ہے اور بہن فقط مثال ہے بیٹی بھتیجی بھانجی کا بھی یہی حال ہے جبکہ مال ومکان ان کے شوہروں کا ہو شرعاً بھائی بھتیجے بھانجے کا بھی یہی حکم ہے جبکہ مروت وخاطر مع ناگواری باطن ہو مگر یہاں مروت خود اسکی ذات کے باعث ہے اور وہاں دی ہوئی بیٹی کے ذریعہ سے لہذا اوسے زیادہ معیوب سمجھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ازشہر کانپور مرسلہ مولوی سلیمان صاحب مدرس دارالعلوم

سوال۔ قرآن شریف میں عربی عبارت کے نیچے اردو میں ترجمہ اور انگریزی یا بنگلہ زبان میں مطالب شان نزول وقصص کا لکھنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب

جائز ہے جبکہ فائدے مطابق شرع ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از الہ آباد سرائے گڈھا دارالطلبہ مرسلہ محمد امیر حسن ۱۹ ر جمادی الاخریٰ ۳۶ھ

چند پتھروں پر مسجد کے مختصر تاریخی حالات و نیز تاریخ تعمیر حروف قلم سے کندہ کرا کے مسجد کی مغربی دیوار میں محراب کے اوپر نصب کرنا جس سے نمازیوں کی نظر اوس پر پڑنے کا احتمال ہے اور نماز میں خیالات بٹنے کا اندیشہ ہے بلاکراہت جائز ہے یا نہیں۔

ایک صاحب نے چندہ سے مسجد بنوانے کی کوشش کی اسی وجہ سے اپنا نام بھی پتھر میں کندہ کرانا چاہتے ہیں آیا نام کا کندہ کرانا شرعًا درست ہے یا نہیں

الجواب

نام کندہ کرانے کا حکم اختلاف نیت سے مختلف ہوتا ہے اگر نیت ریا و نمود ہے حرام و مردود ہے اور اگر نیت یہ ہے کہ تا بقائے نام مسلمان دعا سے یاد کریں تو حرج نہیں اور حتی الامکان مسلمان کا کام محل نیک ہی پر محمول کیا جائیگا پتھر جبکہ محراب سے اونچا ہوگا نماز میں اوس پر نظر پڑنے کی کوئی وجہ نہیں نماز میں سجدہ کی جگہ نظر رکھنے کا حکم ہے اور اوپر نگاہ اوٹھانا تو جائز ہی نہیں۔ حدیث میں فرمایا گیا ایسے لوگ خوف نہیں کرتے کہ اون کی نگاہ اوپر ہی اوچک لی جائے اور واپس نہ دی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از مدرسہ منظر اسلام مرسلہ عبدالقوی صاحب بنگالی متعلم مدرسہ مذکور ۱۰ رجب المرجب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ صدف کو بجائے چامس یعنی چمچے کے استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں

الجواب

جائز ہے سیپ کا کھانا حرام ہے سیپ کے چمچے سے کھانے میں کچھ حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از چھپرہ محلہ دھیانوان مرسلہ محمد نبی جان دوافروش ۵ ر رجب المرجب ۳۶ھ

زید کے پاس ایک نسخہ مردانگی کا ایک ہندو فقیر کا دیا ہوا ہے زید اوسے بنا کر دینے سے بھی عذر کرتا ہے نسخہ بتانے سے بھی خیال اوسکا ایسا ہے کہ لوگ حرام کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں اسو جہ سے کسی کو نہیں دیتا ہوں کہ اگر وہ حرام کرینگے تو میرے نامۂ اعمال میں درج ہوں گے اور عمرو نے یہ سوال کیا کہ مجھے نسخہ بتا دو اور جو قسم شرعی لینا چاہو لیلو کیونکہ میں بسبب مرض بواسیر کے سخت پریشان ہوں کہ نامردی کے درجہ پر پہنچا ہوں میری شادی عنقریب ہونے والی ہے اگر آپ نسخہ نہیں دیتے ہیں تو مجھے بنا کر دیدو اگر نہ دو گے تو میں اپنا دلی راز کہکر تمہاری آنکھ میں ذلیل ہوا ڈوب مرنے کے سوا اور مجھے کچھ بن نہیں آتا ہے تو یہ خیال زید کا موجب شرع شریف غلط یا صحیح ہے اور عمرو ایک مرد مسلمان نمازی بھی ہے۔

الجواب

اگر وہ نسخہ نہ بتائے اوسے دوا بنا کر دے جبکہ اوس میں کوئی ناجائز چیز نہ ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ اور اوسکا یہ خیال کہ لوگ حرام کرینگے اور اسپر وبال محض غلط ہے مسلمان پر بدگمانی حرام ہے قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم اور جب اس کی نیت نفع رسانی مسلم ہے تو دوسرا اگر گناہ کرے بھی تو اوسکا مواخذہ اسپر نہیں ہو سکتا اللہ عزوجل فرماتا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از جونپور محلہ ملا ٹولہ مرسلہ شاہ نظام الحق یکم شعبان ۳۶ھ

مردوں کو مثل عورتوں کے لمبا بال کندھے سے نیچا رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال اللہ کی لعنت اون مردوں پر کہ کسی بات میں عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور اون عورتوں پر کہ مردوں سے رواہ الائمۃ احمد والبخاری وابو داؤد والترمذی

وابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک عورت مردوں کیطرح کمان کندھے پر لگائے جاتی تھی اوسے دیکھکر یہ فرمایا رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت مردانہ خود پہنتی ہے فرمایا لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الرجلۃ من النساء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اوس عورت پر کہ کوئی وضع مردانی اختیار کرے۔ رواہ ابو داؤد عن ابن ابی ملیکۃ عنہا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ کمان جوتا اجزائے بدن نہیں جب ان میں مشابہت پر لعنت فرمائی تو بال کہ اجزائے بدن ہیں اون میں مشابہت اور کس درجہ سخت تر ہوگی ولہذا عورت کو حرام ہے کہ بال ترشوائے کہ اس میں مردوں سے مشابہت ہے یونہی مردوں کو حرام ہے کہ اپنے بال عورتوں کی طرح بڑھائیں اور وجہ دونوں جگہ وہی مشابہت ہے کہ حرام وموجب لعنت ہے درمختار میں ہے قطعت شعر راسہا اثمت ولعنت والمعنی المؤثر التشبہ۔ ردالمحتار میں ہے ای العلۃ المؤثرۃ فی اثمہا التشبہ بالرجال فانہ لایجوز کالتشبہ بالنساء حتی قال فی المجتبیٰ یکرہ غزل الرجل علی ھیأۃ غزل النساء۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از جھالرا پاٹن راجپوتانہ مرسلہ محمد نواب علی صاحب سوداگر چرم

یہاں ایک روپے کا نوٹ چلا ہے اور ریاست سے تنخواہ داروں کو روپیہ کے عوض نوٹ ملتا ہے بازار میں خریدار صراف وغیرہ پندرہ آنے اور ساڑھے پندرہ آنے کو خرید تے ہیں پندرہ آنہ اور آدھ آنہ مسلمانوں کو لینا دینا جائز ہے یا نہیں اس قسم کا لین دین سود میں داخل ہوگا یا منافع میں۔

الجواب

روپے کا نوٹ پندرہ آنے کو بیچنا خریدنا مطلقاً جائز ہے جبکہ باہم رضامندی اور کوئی مانع شرعی عارض نہوا سے سود سے کوئی علاقہ نہیں حدیث صحیح میں ارشاد فرمایا اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال دوم ۔ افیون کا خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں چونکہ غیر قوم اس سے فائدہ حاصل کررہی ہے اور اہل اسلام محروم ہیں شرع شریف نے اس قسم کا بٹہ لینا دینا اور تجارت کسی طریقہ سے جائز رکھی ہو تو جواب تشریح کیساتھ مرحمت فرمایا جائے۔

الجواب

افیون نشہ کی حد تک کھانا حرام ہے اور اوسے بیرونی علاج مثلاً ضماد وطلاء میں استعمال کرنا یا خوردنی معجونوں میں اتنا قلیل حصہ داخل کرنا کہ روز کی قدر شربت نشے کی حد تک پہنچے تو جائز ہے اور جب وہ معصیت کیلئے متعین نہیں تو اوسکے بیچنے میں حرج نہیں اوسکے ہاتھ جس کی نسبت معلوم ہو کہ نشہ کی غرض سے کھانے یا پینے کو لیتا ہے لان المعصیۃ تقوم بعینہا فکان کبیع السلاح من اہل الفتنۃ اور جب اوسکی تجارت مطلقاً حرام نہوئی بلکہ جائز صورتوں پر بھی مشتمل ہوئی تو زیادہ مقدار تاجروں کے ہاتھ بیچنا اور رہلکا ہوگیا کہ یہاں تعین معصیت اصلاً نہیں اور اون کا نشہ داروں کے ہاتھ بیچنا اونکا فعل ہے وتخلل فعل فاعل مختار یقطع النسبۃ کما فی الہدایۃ وغیرہا یہ صورتیں اسکے جواز کی نکلتی ہیں اور اہل التقویٰ کو اوس سے احتراز زیادہ مناسب واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از غازیپور محلہ میاں پورہ مرسلہ علی بخش صاحب محرر رجسٹری ۲۳ شوال ۳۶ھ

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سوا ائمہ مجتہدین وشہداء وصالحین خصوصاً اولیائے کاملین وعلمائے متقین کی شان میں اون کے نام کیساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لفظ کہنا کیسا ہے چاہئے یا نہیں (۲) شرعاً انبیاء ومرسلین وملائکہ ومقربین کے نام کے ساتھ علیہ السلام اور صحابہ کے نام کیساتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اولیاء وعلما کیساتھ رحمۃ اللہ علیہ کہنے کا کیا حکم ہے ہر ایک کیلئے یہ لفاظ تخصیص کیساتھ خاص کردیئے گئے ہیں یا جسکے نام کیساتھ جو الفاظ چاہیں کہہ سکتے ہیں۔

الجواب

رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تو کہا ہی جائیگا ائمہ واولیاء وعلمائے دین کو بھی کہہ سکتے ہیں کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف وجملہ تصانیف امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی وغیرہ اکابر میں یہ شائع وذائع ہے۔ تنویر الابصار میں ہے یستحب الترضی للصحابۃ والترحم للتابعین ومن بعدہم من العلماء والاخیار وکذا یجوز عکسہ علی الراجح۔ (۲) صلاۃ وسلام بالاستقلال انبیاء وملٰئکہ علیہم الصلاۃ والسلام

کے سوا کسی کیلئے نہیں ہاں بہ تبعیت جائز ہے جیسے اللھم صل وسلم علی سیدنا ومولٰینا محمد وعلٰی اٰل سیدنا ومولٰینا محمد اور صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کیلئے رضی اللہ تعالٰی عنہ کہا جائے اولیا وعلما کو رحمۃ اللہ علیہم یا قدست اسرارہم اور اگر رضی اللہ تعالٰی عنہم کہے جب بھی مضائقہ نہیں جیسا کہ ابھی تنویر سے گذرا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از اردہ نگلہ ڈاکخانہ اچھنیرا ضلع آگرہ مرسلہ صادق علی خانصاحب۔ ۲۵ شوال ۱۳۳۶ھ

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ عیسائیوں کیساتھ کھانا پینا اپنے برتنوں میں کھلانا اون کے برتنوں میں کھانا اور اونکا حقہ پینا اور اونکو اپنا پلانا جائز ہے دلیل جواز میں یہ آیت پیش کرتا ہے احل لکم الطیبٰت وطعام الذین اوتوا الکتٰب حل لکم وطعامکم حل لھم اور کہتا ہے عیسائی کافر نہیں ہیں اہل کتاب ہیں (۲) ایسا لباس پہننا جس سے فرق کافر ومسلمان کا نہ رہے شرعًا کیا حکم رکھتا ہے۔ (۳) اس خیال سے انگریزی پڑھنا اور پڑھوانا بچوں کو کہ اس میں عزوجاہ دنیوی ہے یا حصول دنیا کا بڑا ذریعہ ہے جائز ہے یا ناجائز۔ (۴) جس محلہ یا جس شہر میں طاعون ہو وہاں کے باشندے کسی دوسرے مقام پر بغرض قضاء اللہ الٰی قضاء اللہ کے خیال سے جاسکتے ہیں یا نہیں طاعون وغیرہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا کیا ارشاد ہے جو لوگ اس خیال سے اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر چلے جاتے ہیں وہ اہل بدعت ہیں یا نہیں اور ان کیساتھ بدعتیوں کا سا برتاؤ کرنا چاہئے یا نہیں۔

الجواب

امور مذکورہ ممنوع ہیں اس میں اونکے ساتھ مجالست ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے وامّا ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ بے انصافوں کے علما فرماتے ہیں اس میں قیامت تک ہر کافر و بدمذہب داخل ہے۔ والقعود مع کلھم ممتنع یہ اونکی طرف میل کا موجب ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار بے انصافوں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں جہنم کی آگ چھوئیگی۔ بدمذہب کیلئے حدیث میں ارشاد ہے لا تواکلوھم ولا تشاربوھم نہ اون کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ پانی پیو نہ کہ جو مسلمان ہی نہیں اس میں مسلمانوں کو اپنے سے نفرت دلانا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں بشروا ولا تنفروا بشارت دو اور نفرت نہ دلاؤ۔ آیہ کریمہ میں طعام سے مراد ذبیحہ ہے گیہوں چاول دودھ دہی تو مشرک کے یہاں کا بھی حلال ہے جبکہ نجس نہو اہل کتاب کی کیا تخصیص۔ ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم میں تفاسیر اور بیہقی سنن میں حضرت عبداللہ بن عباس اور عبد بن حمید حضرت مجاہد اور عبدالرزاق مصنف میں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی طعام الذین اوتوا الکتب ذبائحہم۔ طعام اہل کتاب سے اونکے ذبیحہ مراد ہیں۔ شرع مطہر میں ہر غیر مسلم کافر ہے یہودی ہو یا نصرانی یا مجوسی یا مشرک جو اہل کتاب کو کافر نہ جانے خود کافر ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الذین کفروا من اھل الکتٰب والمشرکین فی نار جھنم خٰلدین فیھا بیشک وہ جو کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اوس میں رہیں گے اور فرماتا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم بیشک کافر ہیں وہ جو کہیں مسیح ابن مریم کو خدا اللہ۔

جواب سوال دوم۔ حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبہ بقوم فھو منھم بلکہ اوس میں بہت صورتیں کفر ہیں جیسے زنار باندھنا بلکہ شرح العقد للعلامۃ النابلسی عبدالغنی بن اسمٰعیل رحمہما اللہ تعالٰی میں ہے لبس زی الافرنج کفر علی الصحیح یعنی صحیح مذہب یہ ہے کہ فرنگیوں کی وضع پہننا کفر ہے فتاوی خلاصہ میں ہے امرأۃ شدت علی وسطھا حبلا وقالت ھذا زنار تکفر کسی عورت نے اپنی کمر میں رسی باندھی اور کہا یہ جنیو ہے کافرہ ہوگئی۔ واللہ تعالٰی اعلم

جواب سوال سوم۔ سائنس وغیرہ وہ فنون وکتب پڑھنی جن میں انکار وجود آسمان وگردش آفتاب وغیرہ کفریات کی تعلیم ہو حرام ہے اور وہ نوکری جو خود حرام یا حرام میں اعانت ہے اوسکی نیت سے پڑھنا بھی حرام ہے اور اگر جائز فنون جائز نوکری کیلئے پڑھے تو جائز ہے جبکہ اوس میں وہ انہماک نہو کہ اپنے ضروریات دین وعلوم فرض کی تعلیم سے باز رکھے ورنہ جو فرض سے باز رکھے حرام ہے اسکے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے دین واخلاق ووضع پر اثر نہ پڑے اسلامی عقائد وخیالات پر ثابت ومستقیم اور مسلمانی وضع پر قائم رہے ان سب شرائط کے اجتماع کے بعد جائز رزق حاصل کرنے کیلئے حرج نہیں رہی اوس سے عزوجاہ دنیوی کی طلب طلب جاہ خود ناجائز ہے اگرچہ عربی زبان واسلامی علوم سے ہو نہ کہ وہ جاہ کہ استقامت علی الدین کیساتھ کم جمع ہو قال اللہ تعالٰی ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للّٰہ جمیعا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

جواب سوال چہارم۔ طاعون کے خوف سے شہر یا محلہ یا گھر چھوڑ کر بھاگنا حرام و گناہ کبیرہ ہے اسکا کافی بیان ہمارے رسالہ تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الفار من الطاعون کالفار من الزحف طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کفار کو پیٹھ دیکر بھاگنے والا جس کیلئے قرآن عظیم میں فرمایا کہ اوسکا ٹھکانا جہنم ہے ایسا نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ جہاد سے بھاگنے والا بھی کہہ سکتا ہے وہ بھی بھاگ کر تقدیر ہی میں جائیگا مگر اوس بھاگنے کا منتہی جہنم ہے طاعون عمواس شام میں تھا امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں کے عزم سے روانہ ہوچکے تھے جب سرحد شام وحجاز موضع سرغ پر پہنچے ہیں خبر پائی کہ شام میں بشدت طاعون ہے امیر المومنین نے مہاجرین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کیا بعض نے کہا حضرت کام کیلئے چلے ہیں رجوع نہ چاہئے بعض نے کہا حضرت کیساتھ بقیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں ہماری رائے نہیں کہ اونھیں وبا پر پیش کریں پھر انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا وہ بھی یونہی مختلف ہوئے پھر اکابر مومنین فتح کو بلایا اونھوں نے بالاتفاق نہ جانے کی رائے دی امیر المومنین نے واپسی کی ندا کردی اسپر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا أفرار من قدر اللہ کیا تقدیر الٰہی سے بھاگتا۔ امیر المومنین نے فرمایا کاش کوئی اور ایسا کہتا نعم نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ ہاں ہم تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگتے ہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام کو گئے ہوئے تھے جب واپس آئے اونھوں نے کہا مجھے اس مسئلہ کے حکم کا علم ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم بہا فلا تخرجوا فرارا منہ جب تم کسی زمین میں طاعون ہونا سنو تو وہاں طاعون کے سامنے نہ جاؤ اور جب تمہاری جگہ واقع ہو تو اوس سے بھاگنے کو نہ نکلو اسپر امیر المومنین حمد الٰہی بجالائے کہ اونکا اجتہاد موافق ارشاد واقع ہوا اور واپس ہوگئے ایسی جگہ نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ کہنا ٹھیک ہے کہ موافق حکم ہے طاعون سے بھاگنا فسق ہے بھاگنے والوں سے فاسقوں کا سا برتاؤ چاہئے بدعت بمعنی بدمذہبی نہیں ہاں اگر احادیث صحیحہ مشہورہ میں ارشاد اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معلوم ہے اور اونھیں رد کرتا اور اپنی نامردی و بزدلی کے حکم کو اون پر ترجیح دیتا ہے تو ضرور بدمذہب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از کلکتہ زکریا اسٹریٹ ۲۲ مولوی عبدالحلیم صاحب میرٹھی ۲ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

۱۔ خضاب لگانے اور مردوں کی داڑھی مونچھ اور سر کے بال کالے کرنے کے متعلق شریعت بیضا کا کیا حکم ہے یہ حدیث کہ خضاب لگانے والا جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا کس خضاب کے متعلق ہے۔ نیل و مہندی ملاکر جو خضاب کیا جاتا ہے اور جس سے بال بالکل کالے نہیں ہوتے وہ کس حکم میں ہے اور اگر اسی سے بعض طرق کے تبدل و تغیر کے باعث بالکل سیاہ ہو جائیں تو کیا حکم ہے۔ نوجوان بیوی یا اور بعض کیفیات میں کیا خضاب اسود ناجائز ہونے کی صورت میں استثنا رہے گا اگر ایسا ہے تو ان بعض کیفیات کی توضیح کیا ہے۔

۲۔ کچہری کا ملازم چپراسی جو روپیہ مقدمہ بازوں سے انعام کی صورت میں وصول کرتا ہے اور بعض صورتیں بجز در صورتیکہ رشوت کے حکم میں داخل ہو۔ اب توبہ کرنیکے بعد درآنحالیکہ اون اشخاص کو واپس کرنا یا اون سے اجازت لینا اور قصور معاف کرانا از قبیل محالات ہوگیا ہو کس مصرف میں لایا جائے۔

الجواب

سیاہ خضاب حرام ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیروا ھذا الشیب واجتنبوا السواد رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفی حدیث اخر من خضب بالسواد سود اللہ وجہہ یوم القیمۃ رواہ الطبرانی حدیث مذکور فی السوال سیاہ خضاب ہی کے بارے میں ہے خود اوسی کے الفاظ کا ارشاد ہے یخضبون بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحۃ الجنۃ رواہ ابوداؤد والنسائی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیاہ خضاب مطلقاً حرام ہے اور سیاہ مقول بالتشکیک نیلا اودا کاسنی سب سیاہ ہے اور بالفرض غلط سیاہ نہو تو قریب سیاہ قطعاً ہے اور حدیث صحیح کا ارشاد ہے لا تقربوا السواد سیاہی کے پاس نہ جاؤ رواہ الامام احمد عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حدیث ابوداؤد ونسائی میں کبوتر کے پوٹے سے تشبیہ بھی اسی طرف ناظر جنگلی کبوتروں کے پوٹے اکثر نیلگوں ہوتے ہیں۔ خاص مہندی کی رنگت گہری نہیں ہوتی جب اوس میں کچھ پتیاں نیل کی ملادی جائیں تو سرخ گہرا رنگ ہوجاتا ہے یہ حسن ہے نہ یہ کہ اتنا نیل ملا دیا جائے کہ سیاہ کردے یا پہلے مہندی سے رنگ کر جب بال خوب صاف

ہو گئے اوسپر نیل تھوپا کہ یہ سب وہی حرام صورتیں ہیں جنکو اجتنبوا فرمایا لایجدون رائحۃ الجنۃ فرمایا جسپر سودا اللہ وجہہ آیا شراب کہ خلط نمک سے سرکہ ہو جائے نہ یہ کہ گھڑے بھر شراب میں نمک کی ایک کنکری ڈالکر پی جائے نہ یہ کہ بہت سا نمک پھانک کر اوپر سے شراب چڑھائے تحریم سواد سے صرف مباشران جہاد کا استثنا ہے جیسے اون کو ریشم کا بانا اور صاحبین کے نزدیک خالص ریشمیں روا ہے اور زوجہ جوان کی غرض سے ایک روایت مرجوحہ میں جواز آیا ہے اور مرجوح پر حکم فتوی جہل و خرق اجماع ہے امام محمود علیہ الرحمۃ فتاوی ذخیرہ میں فرماتے ہیں الخضاب بالسواد للغزو لیکون اھیب فی عین العدو محمود بالاتفاق وان لیزین نفسہ للنساء فمکروہ وعلیہ عامۃ المشائخ عقود الدریہ میں ہے العمل بما علیہ الاکثر اقول جمہور پر حدیث صحیح صحاح ستۃ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ شاہد عدل ہے عورت زیادہ اسکی محتاج ہے کہ شوہر کی نگاہ میں آراستہ ہو جب اوسے یہ امور تغیر خلق اللہ کے سبب حرام و موجب لعنت ہوئے تو مرد پر بدرجہ اولی وقد قال تعالی لا تبدیل لخلق اللہ وقال تعالی عن عدوہ ابلیس ولآمرنھم فلیغیرن خلق اللہ نیز حدیث صحیح المتشبع بمالم یعط کلابس ثوبی زور رواہ الشیخان عن اسماء رضی اللہ تعالی عنہا اوسپر وعید کیے بس یہ ظاہر ہے کہ یہ خضاب اسی لئے ہوگا کہ عورت پر اظہار جوانی کرے جوان ہے نہیں اور اوسکی نگاہ میں جوان بنے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ارشاد وہ شخص سر سے پاؤں تک جھوٹ اور فریب کا جامہ پہنے ہے اس سے بدتر اور کیا درکار ہے بخلاف جہاد کہ حدیث متواتر میں ہے الحرب خدعۃ واللہ تعالی اعلم

(۲) انعام اگر واقعی بطور انعام بلا جبر ظاہر و بے اندیشہ اضرار آئندہ بطیب خاطر ہو حلال ہے اور جو بجبر یا رشوۃ ہو حرام قطعی وغصب و غیر مملوک ہے جبکہ واپس دینے کی راہ نہ رہی ہو لازم کہ تمام عمر میں جتنے اموال ایسے لئے ہوں سب کی قدر فقرائے مسلمین پر تصدق کرے اگرچہ یہ تصدق اس کے مال کا استیعاب کرے بے اسکے اوس سے براءت دتو نہیں اگر یہ بھی پتہ نہ چلے تو براءت مطلقہ کا طریقہ یہ ہے کہ اپنا کل مال قلیل و کثیر نقیر و قطمیر سب کسی مسلمان غیر صاحب نصاب کو تصدق کردے اور اوسکے قبضہ میں دیدے اگرچہ وہ فقیر جس پر تصدق کیا اس شخص کا جوان بیٹا یا باپ یا بھائی یا بہن یا زوجہ یا اور کوئی قریب یا بعید ہو بعد قبضہ وہ متصدق علیہ اپنی خوشی سے بعض یا کل مال اسے واپس کردے یعنی اپنی طرف سے اسے ہبہ کرے یا اس پر تصدق تو وہ مال اب اس کیلئے حلال طیب ہو جائیگا مطالبہ سے بھی ادا ہوا اور مال بھی پاک و حلال ہو ہندیہ میں ہے لہ مال فیہ شبہۃ اذا تصدق بہ علی ابیہ یکفیہ ذلک ولا یشترط التصدق علی الاجنبی وکذا اذا کان ابنہ معہ حین کان یبیع ویشتری وفیہا بیوع فاسدۃ فوھب جمیع مالہ لابنہ ھذا خرج من العھدۃ۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از کوٹلی لوہاراں مغربی ضلع سیالکوٹ مرسلہ ابوالیاس محمد امام الدین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورتوں کیساتھ السلام علیکم کا کیا حکم ہے کہنا چاہیے یا نہ اگر کہنا چاہیے تو بوڑھی جوان کا فرق ہے یا نہیں اور اپنی بیگانے کی تمیز ہوگی یا نہیں اور عورتیں آپس میں کن الفاظ سے سلام کیا کریں اور مرد عورتوں سے کن الفاظ سے کہا کریں۔

الجواب

محارم وازواج پر سلام مطلقا ہے اور اجنبیات میں جوانوں کو سلام نہ کیا جائے بوڑھیوں کو کیا جائے بلکہ جوانیں اگر سلام کریں تو جواب دل میں دیا جائے اونھیں نہ سنائے حالانکہ جواب دینا واجب ہے اور لفظ سلام کا مرد و عورت کا باہم اور ایک دوسرے کے ساتھ مطلقا السلام علیکم ہے اور سلام بھی کافی واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از رامپور مسئولہ محمد سعید

بعد نماز فجر اور عصر مصلین باہم مصافحہ بالخصوص اور ضروری جان کر کرنا عند الحنفیہ سنت ہے یا مستحب یا مکروہ۔

الجواب

فجر و عصر کے بعد مصافحہ جائز ہے اصل میں سنت ہے اور تخصیص مباح کما ذکرہ الشاہ ولی اللہ الدہلوی فی شرح المؤطا والامام النووی فی الاذکار وغیرہما اور ضروری عرفی جاننے میں حرج نہیں اور ضروری شرعی خود نفس مصافحہ بھی نہیں حالانکہ سنت ہے نہ اسے کوئی فرض و واجب شرعی کہتا ہے نسیم الریاض میں ہے

الاصح انھا بدعۃ مباحۃ تمام تفصیل ہمارے رسالہ وشاح الجید میں ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ادیپور میواڑ راجپوتانہ مہارانہ اسکول مرسلہ مولوی وزیر احمد صاحب مدرس ۲۴ رذی الحجہ ۱۳۳۶ھ

اس شہر میں روافض یعنی فرقہ اسمٰعیلیہ بوہروں کے امام بڑے ملا آئے ہیں اون کا دعوی ہے کہ میں دائمی وقت ہوں امام اور عالم میں ہی مقرر کرتا ہوں میں قوم کا مالک مختار ہوں انکو بوہرے سید نا کے لفظ سے پکارتے ہیں جب یہ شہر میں آئے تو انکی سواری بڑی شان و شوکت کیساتھ مع دو تین ہزار بوہروں کے مدرسہ اسلامیہ حنفیہ جس راستہ میں واقع ہے اوس طرف ہوکر نکلی تو مدرسہ حنفیہ کے ممبران سنت جماعت حنفی مذہب والوں نے مدرسہ کو رنگ برنگ کے کاغذ کے پھریروں سے آراستہ کیا اور ایک بڑے سرخ کپڑے پر بڑے بڑے کاغذ کے حرف بناکر (خوش آمدید) لکھا اور بڑے ملا صاحب کے نظارے کیلئے آویزاں کردیا اور جب ملا صاحب کی سواری مدرسہ کے قریب آئی تو حنفی ممبران مدرسہ نے ادب کیساتھ ملا صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے اور گلدستے نذر کئے اور اون کے سر پر پھول اوچھالے اور بعد کو ممبران مدرسہ ملا صاحب کے قیام گاہ میں ملا صاحب کو مدرسہ میں آنیکی دعوت دینے کو گئے تو ملا صاحب نے اون لوگوں کو دس دس بیس بیس روپے کا انعام دیکر رخصت کیا اب ارشاد فرمائیں کہ حنفیوں کا بوہرے فرقہ کے امام کیساتھ ایسا برتاؤ کرنا کیسا ہے اگر ان ممبروں نے اس لالچ سے کہ ملا صاحب مدرسہ میں کچھ روپیہ دیجائیں گے ایسا کیا تو یہ اونکا ایسا کرنا کیسا ہے اور یہ لوگ حنفی مذہب کے مدرسہ کے ممبر بنانے جانیکے قابل ہیں یا نہیں اور بے پڑھے مسلمانوں پر اسکا کیا اثر پڑیگا۔

الجواب

جن لوگوں نے ایسا کیا اونھوں نے اپنے لئے جہنم کا سامان پورا کرلیا اونھوں نے اپنی بدفعلی سے عرش الٰہی کو ہلا دیا اونھوں نے واحد قہار کا غضب اپنے سر لیا اونھوں نے قرآن عظیم کی تحقیر کی اونھوں نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔ یہ اسی بنا پر ہے کہ اونھوں نے روپیہ کے لالچ سے ایسا کیا اگر دل سے اوسے ان تعظیموں کا مستحق جانتے تو کھلے کافر ہوتے اور اب بھی فقہا کے اطلاق اون کے بارے میں بہت سخت ہیں کہ وہ بخوشی بلا ضرورت ان ملعون حرکات کے مرتکب ہوئے ہیں اون پر فرض ہے کہ جس اعلان کیساتھ ان ناپاک حرکتوں سے شیطان پھیلایا اور بے پڑھے مسلمانوں کا دین ڈھایا ابلیس لعین کا پھریرا سربازار اوڑایا اوسی اعلان کیساتھ عام مجمعوں میں توبہ کریں اور مناسب کہ ازسرنو کلمہ اسلام پڑھیں پھر اپنی عورتوں سے نکاح جدید کریں اگر توبہ نہ مانیں تو ایسے لوگ اس قابل بھی نہیں کہ مسلمان ان کو اپنے پاس بیٹھنے دیں سنی مدرسے کی رکنیت تو بڑی چیز ہے اس حال پر بھی جو انھیں رکن مدرسہ دینیہ رکھیں گے اللہ و رسول و مسلمین سب کے خائن و بدخواہ ہوں گے اللہ عزوجل فرماتا ہے ولاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمکو دوزخ کی آگ لگے گی دوسری آیت میں ارشاد ہوا واما ینسینک الشیطٰن فلاتقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ دو حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذٰلک العرش جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ و ابو یعلٰی فی المسند والبیہقی فی شعب الایمان عن انس وابن عدی فی الکامل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من سلم علی صاحب بدعۃ اولقیہ بالبشر اواستقبلہ بما یسرہ فقد استخف بما انزل علی محمد جو کسی بدمذہب کو سلام کرے یا اوس سے بکشادہ پیشانی ملے یا ایسی بات کے ساتھ اوس سے پیش آئے جس میں اوسکا دل خوش ہو اوس نے اوس چیز کی تحقیر کی جو محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اوتاری گئی۔ رواہ الخطیب عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ نیز چھ حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی اوس نے دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دی۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر وابو نعیم فی الحلیۃ عن عبد اللہ بن   وابن عدی وابن عساکر عن ام المومنین الصدیقۃ والحسن بن سفین فی مسندہ وابو نعیم فی الحلیۃ عن معاذ بن جبل والسنجری فی الابانۃ عن ابن عمر وھو وابن عدی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم والبیہقی فی شعب الایمان عن ابراھیم بن میسرۃ التابعی المکی الثقۃ مرسلا۔ دو حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ جب توکوئی گناہ کرے تو فوراً توبہ کر۔ پوشیدہ کی پوشیدہ اور علانیہ کی علانیہ۔ رواہ الامام احمد فی کتاب الزہد والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی الشعب عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن جید و احمد ایضا فیہ عن عطاء

بن یسار مرسلاً حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من استعمل رجلا من عصابة وفیھم من ھو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ ورسولہ والمومنین جس نے کسی گروہ پر ایسے کو افسر بنایا کہ اوس گروہ میں اس سے زیادہ اللہ کو پسندیدہ شخص موجود ہے اوس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کی خیانت کی رواہ الحاکم وصححہ وابن عدی والعقیلی والطبرانی والخطیب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فتاوی ظہیریہ امام ظہیر الدین و اشباہ والنظائر محقق زین وتنویر الابصار شیخ الاسلام غزی و درمختار میں ہے لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر ولو قال لمجوسی یا استاذ تبجیلا کفر فصول عمادی وعقد الفرائد و درمختار وجامع الفصولین و نور العین ومحیط وفتاوی عالمگیریہ وغیرہا میں ہے، مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبة وتجدید النکاح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ ازموضع اومری کلاں ڈاکخانہ کانٹھ ضلع مراد آباد مرسلہ ظفر احسن صاحب ۶ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اول محرم کا جاری ہونا شاہ تیمور کے وقت سے ہوا جب سنت والجماعت نہیں تھا وہاں سے روضوں کی تصویریں جو منسوب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے تھے اوترواکر رکھکر شاہ اپنا خیال پورا کرلیتا تھا اور چونکہ یہ امر بھی حکم خدا اور نیز کسی حدیث نبوی سے ثابت نہیں ہے اس لئے وہ کیا حکم رکھتا ہے اور جبکہ محرم کو جاہل لوگ سجدہ کرتے ہیں اور منتیں لوگ تازیوں پر از قسم اناج پکا ہوا یا شیرینی چڑھاتے ہیں فاتحہ دیتے ہیں تازیہ کیساتھ باجہ ہوتا ہے اور مرثیہ انیس وغیرہ کے جو سنی نہیں ہیں ان کی تصنیف کے جو اصل واقع کے برخلاف طویل ہیں وہ سر راگنی اور کئی آواز سے ڈھب سے پڑھتے ہیں بازار گلی کوچوں میں آل عبا کی عورتوں کی حالت وہ بیان کرتے ہیں معاذ اللہ تازیوں پر ردّی پکواکر رکھتے ہیں کربلا ایک مخصوص جگہ مقرر کرکے وہاں روٹی بانٹتے ہیں اکثر یہاں بھی آگے پیچھے کی بحث میں لڑائیاں ہوجاتی ہیں عورتیں اکثر مسلمانوں کی بلا پردہ تازیوں پر جاتی ہیں تازیوں کا سوم چہلم کرتے ہیں فاتحہ دلاتے ہیں حضرات گروہ تازیہ داری یہ ہیں ہمیشہ سے یہی رسم جاری ہے ناتعلیم یافتہ کہتے ہیں کہ ہم سجدہ نہیں کرتے محض یادگاری امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وشہیدان دشت کربلا بناتے ہیں اور تازیہ کیوجہ سے صدقہ ہوتا ہے تازیہ یادگاری کا باعث بعض کہتے ہیں پھری گدکہ کھیلنے کا موقع ملتا ہے۔ نتیجہ صدہا سال سے یہ نکل رہا ہے کہ جا بجا لڑائی دنگہ فساد اس تازیہ کے بدولت ہوتے ہیں امروہہ کا واقعہ قریب کا ہے جس میں بہت سے مسلمان جیل خانہ گئے قتل بھی ہوا ہزاروں روپیہ مسلمانوں کا مقدمہ بازی میں خرچ ہوا بہت سے گھر ویران ہوگئے پس گزارش عالمان ومفتیان شرع سے ہے کہ تازیہ بنانے والے ہمدردی کرنے والے باجہ بجانے والے اس گروہ میں شامل ہونے والے اس طریقہ متذکرہ بالا کے بموجب صدقہ کے نام خرچ کرنے والے کس امر کے مستحق ہیں اور اس طریقہ سے خرچ کسی مد میں شمار ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب

تعزیہ جس طرح رائج ہے ضرور بدعت شنیعہ ہے جس قدر بات سلطان تیمور نے کی کہ روضہ مبارک حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح نقل تسکین شوق کو رکھی وہ ایسی تھی جیسے روضۂ منورہ وکعبہ معظمہ کے نقشے اوس وقت تک اس قدر میں حرج نہ تھا اب بوجہ تشبہ شیعی وتشبیہ اس کی بھی اجازت نہیں۔ یہ جو باجے تاشے مرثیے ماتم برق پری کی تصویریں تعزیے سے مرادیں مانگنا اوس کی منتیں ماننا اسے جھک جھک کر سلام کرنا سجدہ کرنا وغیرہ وغیرہ بدعات کثیرہ اوس میں ہوگئی ہیں اور اب اسی کا نام تعزیہ داری ہے یہ ضرور حرام ہے دبیر انیس وغیرہ اکثر روافض کے مرثیے تبرا پر مشتمل ہوتے ہیں اگرچہ جاہل نہ سمجھیں اور نہ بھی ہو تو جھوٹی ساختہ روایتیں خلاف شرع کلمات اہل بیت طہارت کی معاذ اللہ نہایت ذلت کے ساتھ بیان اور سرے سے غم پروری کے مرثیے کس نے حلال کیے حدیث میں ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المراثی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا۔ اور اس کے سبب صدقہ خیرات ہونا جھوٹا عذر ہے اللہ کے بندے کہ تعزیہ وغیرہا بدعات کو حرام جانتے ہیں نیاز وخیرات کرتے ہیں ربیع الاول شریف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیازیں ہوتی ہیں ربیع الاخر شریف میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیازیں ہوتی ہیں ان میں کون سا تعزیہ ہوتا ہے اور بفرض غلط اگر تعزیہ ہی باعث خیرات ہو تو خیرات ایک مستحب چیز ہے اور بدعات حرام مستحب

کے لئے حرام حلال نہیں ہو سکتا عجب ادن سے کہ مستحب نہ کریں گے جب تک حرام اوس کی یاد نہ دلاتے پھری گد کا ایک مباح بات ہے مباح کے لئے حرام کیونکر حلال ہو سکتا ہے غرض عذرات سب بیہودہ ہیں اور ان افعال کے مرتکب سب گنہگار اور اونھیں مدد دینا ناجائز اور علم تعزیے تخت ہیں جو کچھ صرف ہوتا ہے سب اسراف و حرام اور تعزیے کی نیاز لنگر کا لٹانا روٹیوں کا زمین پر پھینکنا پاؤں کے نیچے آنا سب بیہودہ ہے ہاں نیاز کے طور پر سب بدعات بے بلکہ حضرات شہدائے کرام کی نیاز کریں تو عین برکت و سعادت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ — از حیدرآباد دکن مرسلہ محمد اکبر علی صاحب مدیر صحیفہ روزانہ ۱۳ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مونوگرام بنانا چاہتا ہے جس کا نقشہ درج ذیل ہے۔

دریافت طلب یہ ہے کہ اس مہر کے چوتھے درجہ میں ایک آیۃ قرآنیہ لکھی ہوئی ہے اس کے اوپر کے تین درجوں میں انگریزی میں اخبار روزانہ صحیفہ حیدرآباد دکن درج ہیں اس میں کوئی امر آیۃ قرآنیہ کی توہین کا تو نہیں ہے اگر ہے تو کس آیت یا حدیث کی بنا پر ہے اگر انگریزی کے عوض چینی جاپانی یا اطالوی زبان میں خاص ان کے حروف میں کوئی عبارت لکھ کر نیچے آیۃ قرآنیہ لکھی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ ہے یا نہیں۔ دوسرا امر یہ ہے کہ اس مونوگرام کو اخبار کے بیرونی طبلق اور دوسرے خط و کتابت کے لفافہ جات پر چھپوایا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اس لئے کہ طبلق اور لفافہ جات مثل ملفوفہ کے حفاظت سے نہیں رکھے جاتے ہیں بلکہ ان کو چاک کر کے ردی میں پھینکا جاتا ہے اس صورت میں اگر لفافہ جات و طبلق وغیرہ پر اسے چھپوایا جائے تو کیا کوئی حرج شرعی لازم آتا ہے اگر آتا ہے تو کس آیۃ یا حدیث کی بنا پر۔ المستفتی الفقیر الی اللہ الولی محمد اکبر علی مدیر صحیفہ روزانہ۔

الجواب

تعظیم قرآن عظیم ایمان مسلم ہے اوس کے لئے کسی خاص آیت و حدیث کی کیا حاجت اور تعظیم و بے تعظیمی میں بڑا دخل عرف کو ہے محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں یحال علی المعھود حال قصدا لتعظیم انگریزی چینی جاپانی جرمنی لاطینی جو زبان غیر اسلامی ہو جسے اسلام نے فارسی و اردو کی طرح اپنا خادم نہ کر لیا جس کی وہ زبان نہ ہو اوسے بلا ضرورت اوس میں کلام نہ چاہیے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایاکم ورطانۃ الاعاجم رواہ البیہقی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فانہ یورث النفاق رواہ الحاکم فی صحیحہ المستدرک نہ قرآن عظیم کا اوس سے ملانا کہ ضم شرعا و عقلا و عرفا مجانست ہے لہذا علمائے کرام نے زمخشری معتزلی کا تفسیر میں بعض ابیات ہزل لانا اگرچہ بروجہ استشہاد تھا سخت مذموم و معیوب و خلاف ادب جانا علامہ برہان الدین حیدر بن الہروی تلمیذ علامہ تفتازانی پھر فاضل شمس الدین اصبہانی اپنی تفسیر جامع بین الکبیر والکشاف میں کشاف کے محاسن لکھ کر فرماتے ہیں الا انہ لاخطائہ سلوک الطرق الادبیۃ التزم فی کتابہ امورا ادھشت رونقہ وابطلت منظرہ فتکدرت مشارعہ وتنزلت زینتہ منہا انہ لشغفہ باظہار الفضائل والکمالات وان یعرف انہ مع تبحرہ فی العلوم موصوف بلطائف المعارف ونفائس المحاضرۃ اورد فیہ ابیاتا مبنی علی الھزل والفکاھۃ اساسہا وھذا امر من الشرع والعقل بعید اھ ملتقطا — نہ کہ انگریزی کا اوپر اور آیۃ کریمہ کا نیچے ہونا نہ کہ تین درجے بلندی۔ یہاں علو و سفل ضرور عرفا تعظیم و بے تعظیمی کا مشعر ہوتا ہے ولہذا مروی ہوا کہ انگشتری مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کہ محمد رسول اللہ منقوش تھا سطر بالا میں کلمۂ جلالت تھا اور سطر دوم میں رسول سوم میں نام اقدس۔ اس شکل پر (اللہ / رسول / محمد) ظاہر یہی ہے مہروں میں یہ رسم ہے کہ نیچے سے اوپر کو پڑھی جاتی ہیں علامہ اسنوی پھر علامہ ابن رجب وغیرہما فرماتے ہیں کتابتہ کانت من اسفل الی فوق یعنی الجلالۃ اعلی الاسطر الثلاثۃ ومحمد اسفلھا ویقرأ من اسفل شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں بود نقش خاتم کہ سطر یک پایاں محمد و سطر میانہ رسول و سطر دیگر بالا اللہ

شیخ محی الدین نووی گفتہ سطر اول اللہ وسطر دوم رسول وسطر سوم محمد بدین ہیات [اللہ رسول محمد] علامہ عزیز الدین بن جماعہ فرماتے ہیں انہ الیق بکمال ادبہ پھر آیۃ کریمہ کو اخبار کی طبلق یا کارڈ یا لفافوں پر چھپوانا ضرور بے ادبی کو مستلزم اور حرام کی طرف منجر ہے اوپر چھپے رسالوں وغیرہم بے وضو بلکہ جنب بلکہ کفار کے ہاتھ لگیں گے جو ہمیشہ جنب رہتے ہیں اور یہ حرام ہے قال تعالیٰ لا یمسہ الا المطھرون مہریں لگانے کیلئے زمین پر رکھے جائینگے پھاڑ کر ردی میں پھینکے جائینگے ان بے حرمتیوں کو آیت کا پیش کرنا اس کا فعل ہوا ؎ کردم از عقل سوالے کہ بگو ایمان چیست ٭ عقل در گوش دلم گفت کہ ایمان ادبست نسأل اللہ حسن التوفیق اس سوال کا منشا ہی اسکے جواب کو بس تھا کہ قلب کی حالت ایمانی نے ان دونوں باتوں میں خدشہ جانا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الاثم ماحاک فی صدرک واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از ریاست لشکر گوالیار بازار پاٹنکر مسئولہ عطا حسین صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن واقع مسجد بازار مذکور ۱۵ صفر ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان اعلان کرنے والے صاحب کی بابت جو باوجود اہل علم اور سنت والجماعت ہونے کے اپنے اعلان کی سطر چودہ و پندرہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کا وسیلہ بھی تحریر نہیں یہ دونوں اعتراض صحیح ہیں یا غلط اگر صحیح ہیں تو اعلان کرنے والے صاحب کے حق میں شرعی حکم کیا ہے اور وہ اہل سنت والجماعت کہے جاسکتے ہیں اور اگر غلط ہیں تو کس طرح بینوا توجروا۔ امید کہ حسب ذیل پتہ پر جواب باصواب سے مطلع فرمائینگے تاکہ اس کو شائع کردیا جائے۔

الجواب

جب سوال میں اعلان دہندہ کے سنی ذی علم ہونے کا اقرار ہے تو سنی خصوصاً ذی علم پر ایسی باتوں میں مؤاخذہ کوئی وجہ نہیں رکھتا شروع میں حمد ونعت نہ لکھنا ممکن کہ بلحاظ ادب ہو کہ ایسے پرچے لوگ احتیاط سے نہیں رکھتے اور وقت تحریر زبان سے ادا کرلینا کافی ہے۔ جیسا امام ابن الحاجب نے کافیہ میں کیا مسلمان پر نیک گمان کا حکم ہے ظن المؤمنون والمؤمنٰت بانفسھم خیرا۔ سطر ۱۴ میں یہ ہے وہ ہماری خطاؤں کو محض اپنے فضل وکرم سے معاف فرمائے۔ اس میں توسل کا ذکر نہیں تو معاذ اللہ توسل سے انکار بھی تو نہیں اور سنی کیونکر انکار کرے گا اور انکار کرے تو سنی کب ہوگا مسلمان کے دل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل رچا ہوا ہے اوسکی کوئی دعا توسل سے خالی نہیں ہوتی اگرچہ بعض وقت زبان سے نہ کہے مولٰنا قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎ اے بسا نا وردہ استثنا بہ گفت ٭ جان او با جان استثنا ست جفت۔ اور محض کا لفظ معاذ اللہ توسل کی نفی نہیں دین ودنیا جسم وجان میں جو نعمت کسی کو ملی اور ملتی ہے اور ابدالآباد تک ملیگی سب حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے اور حضور کے مبارک ہاتھوں سے ملی اور ملتی ہے اور ابدالآباد تک ملیگی انما انا قاسم واللہ المعطی دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بااینہمہ جو نعمت ہے اللہ عزوجل کے محض فضل وکرم سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ وواسطہ وقاسم ہر نعمت ہونا یہ بھی تو محض فضل وکرم الٰہی جل وعلا ہے فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم اے محبوب اللہ کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ تم اون کے لئے نرم ورحیم ومہربان ہوئے والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعتراض اگرچہ صحیح نہیں مگر میں معترض کے اس حسن اعتقاد کی داد دیتا ہوں کہ توسل اقدس کا ذکر نہ آنا اوسے ناگوار ہوا جزاہ اللہ خیرا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از ڈربن نٹال جنوبی افریقہ مسئولہ مولوی عبدالعلیم صاحب قادری برکاتی رضوی میرٹھی ۲۱ صفر ۱۳۳۷ھ

ما قولکم ایھا العلماء الکرام حکومت کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص ہندوستان سے باہر جانا چاہے یا باہر سے ہندوستان آنا چاہے تو اوسکو گورنمنٹ سے ایک اجازت نامہ جسکو بزبان انگریزی پاسپورٹ کہتے ہیں لینا ضروری ہوگا ورنہ داخلہ خارجہ کی اجازت نہ دی جائے گی یہ اجازت نامہ نہیں مل سکتا تاوقتیکہ ایک تصویر کم از کم نصف حصہ اعلیٰ کی اجازت لینے والا داخل کرے اس تصویر کی تین نقلیں ہونگی جو تینوں بھیجی جائینگی دو گورنمنٹ میں محفوظ رہینگی اور ایک اجازت نامہ کیساتھ واپس ملجائیگی جس کا اجازت گیرندہ کو اپنے پاس رکھنا ضروری ہے۔ بعض اشخاص مسلمین اپنے اہل عیال سے دور بعض تجارتی کاروبار میں مبتلا نقل وحرکت بغیر چارہ نہیں بعض علماء کو اعلاء کلمۃ الحق کیلئے باہر جانے یا جاکر واپس آنے کی ضرورت ایسی اشد شدید ضروریات میں کہ جہاں بعض شکلوں میں سخت ترین دینی نقصانات بھی ہیں اجازت لینے کی غرض سے نصف حصہ اعلیٰ بدن کی تصویر کھنچوانا

بذریعہ فوٹو گراف جائز ہے یا نہیں۔ اور اس اجازت نامہ کو اپنے پاس رکھنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

شک نہیں کہ ذی روح کی تصویر کھینچنی بالاتفاق حرام ہے اگرچہ نصف اعلیٰ بلکہ صرف چہرہ کی ہو کہ تصویر چہرہ ہی کا نام ہے امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح معانی الآثار میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی الصورۃ الرأس اگرچہ ان کے پاس رکھنے میں اختلاف ہے اور صحیح و معتمد یہ کہ انکا بھی رکھنا حرام ہے جیسا پوری تصویر کا مگر جبکہ اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھکر کھڑے ہو کر دیکھنے سے اعضا کی تفصیل نظر نہ آئے یا ذلت و خواری کی جگہ مثلاً فرش یا انداز میں ہو یا چہرہ بگاڑ دیں کاٹ کر دیں محو کر دیں کہ ان صورتوں میں پوری تصویر بھی رکھنی جائز ہے یا ضرورت و مجبوری ہو جیسے سکہ کی تصویریں اس کی کامل تحقیق ہمارے رسالہ عطایا القدیر فی حکم التصویر میں ہے اور ان صورتوں میں اگرچہ رکھنا جائز ہے کھینچنا ان کا بھی حرام ہے۔ لاطلاق نصوص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی احادیث متواترۃ ثم اطلاق الائمۃ فی کتب متکاثرۃ اور جس کا کھینچنا حرام ہے کھچوانا بھی حرام ہے، شرع مطہر کا قاعدہ ہے ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ قال اللہ تعالیٰ ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان وقال تعالیٰ کانوا لایتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ماکانوا یفعلون۔ مگر مواضع ضرورت مستثنیٰ رہتے ہیں "الضرورات تبیح المحظورات"، اور حرجِ بیّن و ضرورت و مشقت شدیدہ کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے۔ ماجعل علیکم فی الدین من حرج لاضرر ولاضرار۔ یرید اللہ بکم الیسر ولایرید بکم العسر ہاں مجرد تحصیلِ منفعت کے لئے کوئی ممنوع مباح نہیں ہوسکتا مثلاً جائز نوکری تیس روپیہ ماہوار کی ملتی ہو اور ناجائز ڈیڑھ سو روپے مہینہ کی تو اس اکیسو بیس روپے ماہانہ نفع کے لئے ناجائز کا اختیار حرام ہے فتاوی امام قاضی خاں میں ہے۔ رجل اٰجر نفسہ من النصاری لضرب الناقوس کل یوم بخمسۃ دراھم ویعطی فی عمل اٰخر کل یوم درھم علیہ ان یطلب الرزق من موضع اٰخر۔ اس سوال کے ورود پر ہم نے ایک رسالہ حلی النص فی اماکن الرخص تحقیقاً جلیلہ پر مشتمل لکھا ان تمام مباحث کی تنقیح و تشریح اوس میں ہے تصویر کھنچوانے میں معصیت بوجہ اعانتِ معصیت ہے پھر اگر بخوشی ہو تو بلاشبہہ خود کھینچنے ہی کی مثل ہے یونہی اگر اسے کھنچوانا مقصود نہیں بلکہ دوسرا مقصدِ مباح مثلاً کوئی جائز سفر مگر قانوناً تصویر دینی ہوگی تو اگر وہ مقصد ضرورت و حاجت صحیحہ موجب حرام و ضرر و مشقت شدیدہ تک نہ پہنچا جب بھی ناجائز کہ منفعت کے لئے ناجائز جائز نہیں ہوسکتا اور اگر یہ حالت ہے تو ایسی صورت میں فعل کی نسبت فاعل پر مقتصر رہتی ہے اور یہ اوس نیت سے بری اور اپنے اوپر سے دفع حرج و ضرر کا قاصد ہونے کے سبب لاتزر وازرۃ وزر اخری اور انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرئ مانوی کا فائدہ پاتا ہے فتح القدیر میں ہے ماذکر انہ لامتوصل الی الحج الابارشائھم نتکون الطاعۃ سبب المعصیۃ فیہ نظر بل الاثم فی مثلہ علی الاٰخذ لاالمعطی علی ماعرف من تقسیم الرشوۃ فی کتاب القضاء۔ اہل و عیال کے پاس جانے یا انھیں لانے کی ضرورت بیشک ضرورت ہے رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت ہرگز یہ حکم نہ دیگی کہ تصویر لینگے تم یہیں رہو اور انھیں سمندر پار پڑا رہنے دو کہ نہ تم اون کی موت و حیات میں شریک ہو سکو نہ وہ تمہاری تجارت اگر پہلے سے وہاں تھی اور اب اوسے قطع کر کے مال وہاں سے لانے کے لئے ایک بار جانا ہے اگر نہ جائے تو مال جائے تو یہ بھی صورت اجازت ہے کہ شرع میں مال شقیق نفس ہے قال اللہ تعالیٰ اموالکم التی جعل اللہ لکم قیما۔ اور اگر تجارت قائم رکھنے کو جانا ہے مگر ایک ہی بار کہ پھر وہیں توطن کا ارادہ ہے یا بار بار مگر تصویر اول ہی بار لیجائیگی تو یہ بھی جواز میں ہے کہ ایک بار جانے سے چارہ نہیں اور اگر ہر بار تصویر دینی ہوگی تو دو صورتیں ہیں اول یہ کہ اس کے پاس ذریعۂ رزق وہی تجارت ہے اور وہ تجارت وہیں چلتی ہے اگر یہاں مال اوٹھا لائے بیکار رہ جائے یا نقصان شدید

اوٹھائے تو یہ پھر حرج وضرر کی صورت میں آگیا والحرج مدفوع اور اگر اوس کے قطع میں معتد بہ ضرر نہیں یا وہ تجارت یہاں بھی چلیگی اگرچہ نفع کم ملے گا تو صرف بغرض قطع ایک بار جانے کی اجازت ہے دوبارہ کی نہیں کہ منفعت کے لئے نارو امر وا کرنا نارو ا اعلائے کلمۃ اللہ میں تین صورتیں ہیں اگر کچھ کافروں نے وہاں سے اسے لکھا کہ ہم تمھارے ہی ہاتھ پر مسلمان ہوں گے آکر ہمیں مسلمان کر لو تو لازم ہے کہ جائے کہ اس کے لئے فرض نماز کی نیت توڑ دینا واجب ہوتا ہے حدیقہ ندیہ بحث آفات البدین میں ہے لو قال ذمی للمسلم اعرض علی الاسلام یقطع وان کان فی الفرض کذا فی خزانۃ الفتاوی۔ یا وہاں کچھ کفار اسلام کی طرف مائل ہیں کوئی ہدایت کرنے والا ہو تو ظن غالب ہے کہ مسلمان ہو جائیں گے اس صورت میں بھی اجازت ہوگی فان الظن الغالب ملتحق بالیقین بلکہ اس صورت میں بھی وجوب چاہئے۔ کہ ایسی حالت میں تاخیر جائز نہیں کیا معلوم کہ دیر میں شیطان راہ مار دے اور یہ مستعدی جاتی رہے اور یہاں یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ کچھ میں ہی تو متعین نہیں کہ ہر ایک یہی خیال کرے گا تو کوئی نہ جائے گا اور اگر یہ بھی نہیں عام کفار کی سی حالت ہے تو بحمد اللہ تعالٰی دعوت اسلام ایک ایک ذرہ زمین کو پہنچ چکی ولہذا اب قتال کفار میں تقدیم دعوت صرف مستحب ہے ہدایہ میں ہے۔ یستحب ان یدعو من بلغتہ الدعوۃ مبالغۃ فی الانذار ولا یجب ذلک اب یہ صرف منفعت کے درجہ میں آگیا اس کے لئے اجازت نہ چاہئے ہاں اگر معلوم ہو کہ وہاں ہنوز دعوت اسلام پہنچی ہی نہیں تو تبلیغ واجب ہے یہ صورت دوم کی مثل ہو کر اجازت میں رہے گا ظاہر ہے کہ صورت سوال وہ نئی تازی حال کی صورت ہے کہ کتب میں ہونا درکنار اس سے پہلے کبھی سننے ہی میں نہ آئی۔ فقیر نے جو کچھ ذکر کیا تفقہاً ہے اور مولٰی تعالٰی سے امید صواب و ثواب ہے۔ فان اصبت فمن ربی ولہ الحمد وان اخطأت فمنی ومن الشیطان واللہ ورسولہ عنہ بریئان جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واللہ تعالٰی اعلم۔

رسالہ جلی النص فی اماکن الرخص

۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الذی بعث نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بشریعۃ سمحۃ سہلۃ غراء بیضاء لیلہا کنہارہا وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی من احل لنا الطیبات وحرم علینا الخبائث ووضع عنا ما کان علی الامم الخالیۃ من الاصر والاغلال وازارہا علی آلہ وصحبہ واولیائہ وحزبہ الذین جعلہم ربہم امۃ وسطا فقالوا بالحق وقاموا بالعدل وفازوا بفیوض الشریعۃ وانوارہا وعلینا بہم ولہم وفیہم یا ارحم الراحمین ابد الآبدین فی کل آن وحین عدد اوبار الھدایا واصواف الضحایا واشعارہا آمین اما بعد یہ چند سطور کاشفۃ الستور بعون الغفور لامعۃ النور اس بیان میں ہیں کہ بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت ملتی ہے اس کی اجمالی تفصیل کیا ہے ظاہر ہے کہ نہ ہر ممنوع کسی نہ کسی وقت مباح ہو سکتا ہے نہ ہر وقت ایسا کہ کسی نہ کسی ممنوع میں رخصت کی قابلیت رکھتا ہے ادھر اس کے متعلق بعض قواعد فقہیہ میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے **ایک اصل** یہ ہے کہ درء المفاسد اہم من جلب المصالح مفسدہ کا دفع مصلحت کی تحصیل سے زیادہ اہم ہے حدیث ذکر کی جاتی ہے ترک ذرۃ مما نھی اللہ عنہ افضل من عبادۃ الثقلین ایک ذرہ ممنوع شرعی کا چھوڑنا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے یہ قاعدہ مطلقاً لحاظ نہی بتاتا ہے۔ **دوم** الضرورات تبیح المحظورات مجبوریاں ممنوع کو مباح کر دیتی ہیں۔ **اقول** اس کا استنباط کریمہ فاتقوا اللہ ما استطعتم وکریمہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا میں ہے یعنی مقدور بھر پرہیزگاری کرو اللہ کسی جان پر اوس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتا یہ مطلقاً لحاظ ضرورت فرماتا ہے۔ **سوم** من ابتلی ببلیتین اختار اھونہما دو بلاؤں کا مبتلا اون میں ہلکی کو اختیار کرے **اقول** یہ کریمہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان سے ماخوذ ہے یہ قاعدہ دونوں اطلاق نہیں کرتا بلکہ موازنہ چاہتا ہے **چہارم** الضرر یزال ضرر مدفوع ہے قال عزوجل ما جعل علیکم فی الدین من حرج تم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

فرماتے ہیں۔ لاضرر ولاضرار (نہ ضرر ہو نہ دوسرا دے)۔ رواہ ابن ماجہ عن عبادۃ واحمد عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم بسند حسن ارتکاب ممنوع بھی ضرر ہے تو یہ اصل اول سے موافق ہے اور انسانی ضرورت بھی ضرر ہے تو اصل دوم کے مطابق ہے **پنجم** المشقۃ تجلب التیسیر مشقت آسانی لاتی ہے اور اسی کے معنی میں ہے ماضاق امرالا اتسع مولٰی سبحنہ فرماتا ہے یرید اللہ بکم الیسر ولایرید بکم العسر اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا اس کا دائرہ ضرورت و مجبوری سے وسیع تر ہے **ششم** ماحرم اخذہ حرم اعطاؤہ جس کا لینا حرام اوس کا دینا بھی حرام۔ قال تعالٰی لاتعاونوا علی الاثم والعدوان گناہ اور حد سے بڑھنے پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ **ہفتم** انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی اعمال نیتوں پر ہیں اور ہر ایک کے لئے اوس کی نیت۔ قال عزوجل یایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذا اھتدیتم ایمان والو آپ ٹھیک رہو دوسرے کا بہکنا تمہیں ضرر نہ دیگا جب تم راہ پر ہو ہم دیکھتے ہیں حج میں مدت سے ٹیکس لئے جاتے ہیں اور اس سے حج ممنوع نہیں ہوجاتا تجارتوں پر صدہا سال سے تمام دنیا میں ٹیکس اور چنگیاں ہیں اس سے تجارت بند نہیں کی جاتی یہ قاعدہ ہفتم کے موافق ہے لیکن سود کا لینا دینا دونوں حرام حدیث صحیح میں دونوں پر لعنت فرمائی دوسری حدیث میں ارشاد ہوا الراشی والمرتشی کلاھما فی النار رشوت دینے اور لینے والا دونوں جہنم میں ہیں یہ قاعدہ ششم کے مطابق ہے لہذا بقدر وسعت اون مواقع واماکن کا بیان چاہئے جہاں رخصت ملتی ہے اور جہاں نہیں کہ ان قواعد کے موارد واضح ہوں نیز مسائل کثیرہ و مباحث غزیرہ باذنہ تعالٰی روشن ولائح ہوں نیز اس شریعت مطہرہ کی رحمتیں اور اوس کا اعتدال اور برخلاف شرائع یہود و نصارٰی سختی و نرمی محض سے انفصال ظاہر ہو وباللہ التوفیق۔ علماء فرماتے ہیں مراتب پانچ ہیں۔ ضرورت۔ حاجت۔ منفعت۔ زینت۔ فضول، امام محقق علی الاطلاق نے اسے اقسام اکل میں دکھایا اور ضرورت یہ بتائی کہ بے اوس کے ہلاک ہو یا قریب ہلاک ہو اور حاجت یہ کہ حرج و مشقت میں پڑے باقیوں کی تعریف نہ فرمائی مثال بتائی منفعت گیہوں کی روٹی بکری کا گوشت۔ زینت حلوا مٹھائی فضول طعام شبہہ حرام ونقلہ فی غمز العیون من قاعدۃ الضرر یزال واقتصر علیہ فقیر بقدر فہم کلام عام کرے۔ **فاقول** پانچ چیزیں ہیں جن کے حفظ کو اقامت شرائع الٰہیہ ہے دین وعقل ونسب ونفس ومال۔ عبث محض کے سوا تمام افعال انھیں میں دورہ کرتے ہیں اب اگر فعل (کہ ترک بمعنی کف کو بھی مقدور وزیر تکلیف ہے نہ بمعنی عدم کمانی الغمز وغیرہ بھی شامل) اگر ان میں کسی کا موقوف علیہ ہے کہ بے اوس کے یہ فوت یا قریب فوت ہو تو یہ مرتبہ ضرورت ہے جیسے دین کے لئے تعلم ایمانیات و فرائض عین، عقل ونسب کے لئے ترک خمر و زنا۔ نفس کے لئے اکل وشرب بقدر قیام بنیہ۔ مال کے لئے کسب و دفع غصب وامثال ذلک اور اگر توقف نہیں مگر ترک میں لحوق مشقت وضرر وحرج ہے تو حاجت جیسے معیشت کے لئے چراغ کہ موقوف علیہ نہیں ابتدائے زمانہ رسالت علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ میں اون مبارک مقدس کاشانوں میں چراغ نہ تھا ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں والبیوت یومئذ لیس فیھا مصابیح رواہ الشیخان مگر عامہ کے لئے گھر میں بالکل روشنی نہ ہونا ضرور باعث مشقت و حرج ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو مگر حصول مفید ہے نفس فائدہ مقصودہ اوس سے حاصل ہوتا ہے تو منفعت جیسے مکان کے ہر دالان میں ایک چراغ اور اگر فائدہ مقصودہ کی تحصیل اس پر نہیں بلکہ ایک امر زائد زیب و زیبائش بقدر اعتدال کے لئے ہے تو زینت جیسے چراغ کی جگہ فانوس اور اگر اوس سے اتنا فائدہ بھی نہیں یا اس میں افراط اور خروج عن الحد ہے تو فضول جیسے بے کسی نیت محمودہ کے گھر میں چراغاں۔ اب مواضع ضرورت کا استثنا تو بدیہی جس کے لئے اصل دوم کافی اور اوس کی فروع معروف و مشہور اور استقصا سے بعید و مہجور مثلاً کھڑے ہوکر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھکر پڑھے ورنہ لیٹ کر ورنہ اشارہ سے الی غیر ذلک ممالایخفی اس کے لئے تمام ممنوعات کہ کسی حال میں قابل اباحت یا محل رخصت ہوں مباح یا مرخص ہوجاتے ہیں نہ مثل زنا و قتل ناحق مسلم کہ کسی شدید سے شدید ضرورت کیلئے بھی مرخص نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ اگر صحیح خوف قتل کے سبب بھی ان پر اقدام کرے گا مجرم ہوگا حکم ہے کہ مارا جائے

اگرچہ قتل ہوجائے اگر مارا گیا اجر پائے گا کما نصوا علیہ اصولاً وفروعاً پھر اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گیا ہے مثلاً (۱) دریا کے کنارے نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے لازم ہے کہ نیت توڑے اور اوسے بچائے حالانکہ ابطال عمل حرام تھا قال تعالٰی لاتبطلوا اعمالکم (۲) نماز کا وقت تنگ ہے ڈوبتے کو بچانے میں نکل جائے گا بچائے اور نماز قضا پڑھے اگرچہ قصداً قضا کرنا حرام تھا۔ (۳) نماز کا وقت جاتا ہے اور قابلہ اگر نماز میں مشغول ہو بچے پر ضائع ہونے کا اندیشہ ہے نماز کی تاخیر کرے (۴) نماز پڑھتا ہے اور اندھا کوئیں کے قریب پہنچا اگر یہ نہ بتائے وہ کوئیں میں گرجائے نیت توڑ کر بتانا واجب ہے اشباہ میں ہے تخفیفات الشرع انواع۔ الخامس تخفیف تاخیر کتاخیر الصلاۃ عن وقتھا فی حق مشتغل بانقاذ غریق ونحوہ ردالمحتار کتاب الحج میں ہے۔ جاز قطع الصلاۃ او تاخیرھا لخوفہ علی نفسہ او مالہ او نفس غیرہ او مالہ کخوف القابلۃ علی الولد والخوف من تردی اعمی وخوف السراعی من الذئب وامثال ذلک اقول یہ بھی حقیقۃً اپنے نفس کی طرف راجع کہ یہ شرعاً اون کے بچانے پر مامور ہے ؎ اگر بینم کہ نابینا وچاہ است ٭ اگر خاموش بنشینم گناہ است ولہذا جن کا نفقہ اس پر لازم ہے بے اون کا بندوبست کئے حج کو نہ جائے اور جن کا نفقہ اس پر نہیں اگرچہ اس کے چلے جانے سے اون کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو اس پر لحاظ لازم نہیں کہ یہ یہاں رہتا جب بھی تو اونھیں نفقہ دینے کا شرعاً مامور نہ تھا محیط پھر عالمگیریہ میں ہے ان کرہ خروجہ (ای للحج) زوجتہ واولادہ ومن سواھم ممن یلزمہ نفقتہ وھو لایخاف الضیعۃ علیھم فلاباس بان یخرج ومن لاتلزمہ نفقتہ لوکان حاضرا فلاباس بالخروج مع کراھتہ وان کان یخاف الضیعۃ علیھم اور زینت و فضول کے لئے کسی ممنوع شرعی کی اصلا رخصت نہ ہوسکنا بھی ایضاح سے غنی جس پر اصل اول بدرجہ اولیٰ دلیل وافی ورنہ احکام معاذ اللہ ہوائے نفس کا بازیچہ ہوجائیں اقول یونہیں مجرد منفعت کے لئے کہ وہ اصل مدلول اصل اول اور اس پر کتب معتمدہ میں فروع کثیرہ دال (۱) حقنہ بضرورت مرض جائز ہے اور منفعت ظاہرہ مثلاً قوت جماع کے لئے ناجائز ہے ردالمحتار میں ذخیرۂ امام اجل برہان الدین محمود سے ہے یجوز الاحتقان للمرض فلو احتقن لاللمرض ولٰکن لمنفعۃ ظاھرۃ بان یتقوی علی الجماع لایحل عندنا اھ اوس پر حواشی فقیر میں ہے اقول ھذا ظاھر اذا کان معہ من القوۃ مایقدر بہ علی اداء حق المرأۃ فی الدیانۃ وتحصین فرجھا اما اذا عجز عن ذلک فمن یعدض ورد الظاھر لالانہ لسبیل من ان یطلقھا فتنکح من شاءت فان الواجب علیہ احد امرین امساک بمعروف او تسریح باحسان فان عجز عن الاول لم یعجز عن الاٰخر نعم المعھود فی الھند ان النساء یتعیرن بالزواج الثانی تعیرا اشدید الکن ھذا من قبلھن بجھلھن لیس علیہ فیہ اخذ فلیتأمل انتھی ماکتبت علیہ (۲) حلال کام میں تیس روپیہ مہینہ پاتا ہے اور نصرانی ناقوس بجانے پر ڈیڑھ سو روپے ماہوار دیں گے اس منفعت کے لئے یہ نوکری جائز نہیں (۳) یونہیں بھٹی کے لئے شیرہ نکالنے کی فتاوی امام اجل قاضی خان میں ہے رجل اٰجر نفسہ من النصاری لضرب الناقوس کل یوم بخمسۃ دراھم ویعطی فی عمل اٰخر کل یوم درھم قال ابراھیم بن یوسف رحمہ اللہ تعالٰی لاینبغی ان یؤاجر نفسہ منھم وانما علیہ ان یطلب الرزق من موضع آخر وکذا لو آجر نفسہ منھم لعصر العنب للخمر لان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعن العاصر اھ اقول ولاینبغی ھھنا بمعنی لایجوز بدلیل قولہ علیہ فانہ للایجاب وبدلیل تشبیھہ فی الحکم بما صح علیہ اللعن (۴ و ۵) موچی کو نیچری وغیرہ فاسقانہ وضع کا جوتا بنانے یا درزی کو ایسی وضع کے کپڑے سینے پر کتنی ہی اجرت ملے اجازت نہیں کہ معصیت پر اعانت ہے خانیہ میں متصل عبارت مذکورہ ہے۔ وکذا الاسکاف او الخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیئ من زی الفساق ویعطی لہ فی ذلک کثیر اجر لایستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ اھ اقول ولایستحب ھھنا للنھی لاجل التشبیہ المذکور وبدلیل الدلیل ففی الخانیۃ مسئلۃ الطبل لایجوز لانہ اعانۃ علی المعصیۃ وفی اوائل شہادات الھندیۃ عن المحیط الاعانۃ علی المعاصی من جملۃ

الکبائر (۶) لکڑی جنگل سے مفت مل سکتی ہے اور ایک شخص نہیں لینے دیتا جبتک اوسے رشوت نہ دو دینا حرام بحرالرائق مین ہے وفی القنیۃ قبیل التحری الظلمۃ تمنع الناس من الاحتطاب من المروج الا بدفع شئی الیھم فالدفع والاخذ حرام لانہ رشوۃ (۷) کعبہ معظمہ کی داخلی کسدرجہ منفعت عظیمہ ہے مگر بے لئے دیئے نہ کرنے دین تو جائز نہین کہ اوس پر لینا حرام ہے تو دینا بھی حرام اور حرام محض منفعت کے لئے حلال نہیں ہو سکتا ردالمحتار مین ہے فی شرح اللباب ویحرم اخذ الاجرۃ ممن یدخل البیت او یقصد زیارۃ مقام ابراھیم علیہ الصلٰوۃ والسلام بلاخلاف بین علماء الاسلام وائمۃ الانام کما صرح بہ فی البحر وغیرہ اھ وقد صرحوا بان ماحرم اخذہ حرم دفعہ الا لضرورۃ ولا ضرورۃ ھنا لان دخول البیت لیس من مناسک الحج اھ اوس پر حواشی فقیر مین ہے ولا ھو واجبا فی نفسہ فمن الجھل ارتکابہ لاتیان مستحب بل این الاستحباب مع لزوم الحرام وما عن الامام رضی اللہ تعالٰی عنہ من بذلہ شطر مالہ للسدنۃ لیبیت لیلۃ فی الکعبۃ الشریفۃ فختم فیھا القراٰن الکریم فی رکعتین فاقول یجب انہ کان بعد التصریح بنفی الاجرۃ والصریح یفوق الدلالۃ کما نصوا علیہ فی الخانیۃ وغیرھا (۸) وقف اگر قابل انتفاع نہ رہے اوسے بیچکر اوس کے عوض دوسری زمین خرید کر وقف کر سکتے ہین لیکن اگر وہ قابل انتفاع ہے اور اوس کی قیمت کو دوسری جگہ وہ زمین مل سکتی ہے کہ اس سے سو حصے زائد منفعت رکھتی ہو تبدیل جائز نہین فتح القدیر مین ہے الاستبدال الا عن شرط انکان لخروج الوقف عن انتفاع الموقوف علیھم بہ فینبغی ان لا یختلف فیہ وان کان لا لذلک بل اتفق انہ امکن ان یؤخذ بثمن الوقف ما ھو خیر منہ فینبغی ان لا یجوز لان الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ دون زیادۃ اخری بالجملہ مسائل بکثرت ہین کہ محض منفعت مبیح ممنوع نہیں ہو سکتی فانقلت الیس فی سیر الھندیۃ عن الذخیرۃ وفی کراھیتھا عن المحیط ما نصہ وان اراد الخروج للتجارۃ الی ارض العدو بامان فکرھا (ای الابوان) خروجہ فانکان امرا لا یخاف علیہ منہ وکانوا قوما یوفون بالعھد یعرفون بذلک ولہ فی ذلک منفعۃ فلا باس بان یعصیھما اھ فقد ابیح عصیانھما للمنفعۃ اقول یجب ان یراد بہ ما اذا کان نھیھما لمجرد محبۃ وکراھۃ فراقہ غیر جازم ولذا فرضوا خروجہ بامان وکونھم معروفین بالوفاء حتی لا یخاف علیہ منہ اما اذا اخیف لم یحل لہ الخروج بغیر اذنھما لان نھیھما اذن یکون نھی جزم ففی الکتاب بعدہ وانکان یخرج فی تجارۃ ارض العدو مع عسکر من عساکر المسلمین فکرہ ذلک الوالدان او احدھما فان کان ذلک العسکر عظیما لا یخاف علیھم من العدو وباکبر الرأی فلا باس بان یخرج وان کان یخاف علی العسکر من العدو وبغالب الرأی لا یخرج بغیر اذنھما وکذلک ان کانت سریۃ او جریدۃ الخیل لا یخرج الا باذنھما لان الغالب ھو الھلاک فی السرایا اھ فتسمیتہ عصیانا بحسب الصورۃ الا تری ان العبد بسبیل من خیرۃ نفسہ فی نھی الشرع الارشادی الغیر الجازم فکیف فی نھی الابوین کذلک لو لم یرد ذلک فکیف یحل عصیانھما للمنفعۃ مالیۃ وھذا نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قائلا ولا تعقن والدیک وان امراک ان تخرج من اھلک ومالک رواہ احمد بسند صحیح علی اصولنا والطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ ولفظہ فی اوسط الطبرانی واطع والدیک وان اخرجاک من مالک ومن کل شیئ ھو لک فافھم وتثبت بالتنبہ فلیس الفقہ الا بالتفقہ ولا تفقہ الا بالتوفیق۔

مسئلہ۔ از رنگون مرسلہ عبدالستار بن اسمٰعیل ۹ رشعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہین علمائے اہلسنت اس مسئلہ مین کہ اس شہر میں چند سال سے ایک قسم کی سواری جاری ہوئی ہے یعنی انگریزی ساخت کی ٹم ٹم شکل کا دو چکے والا ہلکا گاڑی ہوتا ہے جسے انسان لیکر دوڑتے ہین لوگ اوس گاڑی پر سوار ہوتے ہین اور مناسب معاوضہ گاڑی لیکر دوڑنے والے کو دیتے ہین غرض گاڑی مین جو کام جانور آتے ہین وہی کام قریب قریب آدمی کرتے ہین تو کیا اہل اسلام کو اس سواری

پر سوار ہونا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ وہ لوگ اپنی خوشی سے ایسا کرتے اور اس پر اجرت لیتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں جیسے پالکی کے کہار وقد مرّت محفۃ سیدنا شیخ الشیوخ السہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ من العراق الی مکۃ المکرمۃ علی اعناق الرجال واللہ سبحنہ اعلم۔

مسئلہ۔ از بارکپور محلہ مرغی محال متصل کنجڑا محال مرسلہ حافظ محمد جعفر صاحب پیش امام ۱۱ر شعبان ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تانبے پیتل کے برتن میں طعام تناول و پانی نوش فرمایا کرتے تھے یا کسی دوسری چیز کے برتن میں۔

الجواب۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تانبے پیتل کے برتنوں میں کھانا پینا ثابت نہیں مٹی یا کاٹھ کے برتن تھے اور پانی کے لئے مشکیزے بھی واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر عقب کوتوالی مسئولہ قیصر حسین ۷ر شوال ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کے ایک تایا ہے اور ایک بہن ہے زید کے تایا اور زید کے والد میں ہمیشہ رنجش رہی یہاں تک کہ زید کے والد کا انتقال ہو گیا مگر زید کے والد اپنے بھائی سے ملے نہیں۔ زید اپنے والد کے مرنے کے بعد اپنے تایا سے اور اپنی ہمشیر سے ملتا رہا پھر زید کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اوس کے بعد زید کی بہن اور تایا کے درمیان سخت رنجش ہو گئی اب زید کی بہن اپنے سگے بھائی زید سے یہ کہتی ہے کہ تم اگر اپنے تایا سے ملوگے تو میں تم سے نہیں ملوں گی اگر مجھ سے ملنا منظور رہے تو اپنے تایا سے مت ملو۔ اب زید کی شادی کا وقت آیا اور زید اپنی بہن کا ایک ہی بھائی ہے اگر زید اپنی بہن کا کہنا نہیں کرتا ہے تو زید کی بہن کو انتہا درجہ کا صدمہ ہوتا ہے چونکہ اوس کے والدین کا انتقال ہو چکا ہے اور یہ ایک ہی اوس کے بھائی ہے اور وہ اوس کی شادی میں شریک نہیں ہو سکتی بوجہ تایا کی شرکت کے ایسی حالت میں زید کو کیا کرنا چاہیے یعنی زید کو اپنی بہن کا کہنا اور خوشی کرنا چاہیے اور اپنی بہن کو شادی میں شریک کرنا چاہیے یا اپنے تایا کو اور اپنی بہن کو چھوڑنا چاہیے یا اپنے تایا کو کیونکہ زید بغیر اپنے تایا کو چھوڑے ہوئے اپنی بہن کا دل خوش نہیں کر سکتا اور نہ اوس کی بہن شادی میں شریک ہو سکتی ہے۔

الجواب۔ بہن اور چچا دونوں رحم محرم ہیں کسی سے قطع کرنا اوس کو جائز نہیں اوسے چاہیے اپنی بہن کو جس طرح ممکن ہو راضی کرے اگرچہ یوں کہ خفیہ اپنے چچا کو شادی میں شریک ہونے کی دعوت دے اور اپنی بہن سے کہدے کہ مجھے ہر طرح تیری خاطر منظور ہے میں نہ اون کو بلاؤں گا نہ شریک کروں گا اتنا تجھ سے چاہتا ہوں کہ وہ اگر اپنے آپ آجائیں تو اوس پر مجھ سے ناراض نہ ہو کیونکہ وہ تیرے اور میرے دونوں کے باپ کی جگہ ہیں غیر آدمی بے بلائے ہوئے آجائیں تو اون کو نکالنا بے تہذیبی ہے نہ کہ باپ کو غرض جھوٹے سچے فقرے ملا کر دونوں کو راضی کر سکے کرے اور اس پر اجر پائے گا میں اون کو نہ بلاؤں گا مراد یہ رکھے کہ میں خود اون کو بلانے نہ جاؤں گا اگرچہ آدمی یا رقعہ بھیجوں آپ چلے آنے سے یہ مراد رکھے کہ وہ اپنے پاؤوں سے چلے آئیں نہ یہ کہ میں اوٹھا کر لاؤں غرض پہلودار بات کہے جھوٹے سچے فقرے سے مراد یہی ہے کہ اوس کا ظاہر جھوٹ اور مرادی معنی سچ حدیث میں فرمایا ان فی المعاریض لمندوحۃ عن الکذب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از موضع سراں ڈاکخانہ لبشند ور تحصیل و ضلع جہلم مرسلہ حافظ سجاد شاہ ۱۸ر شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) لحیہ دراز کو چار اونگل زنخدان سے نیچے رکھکر کٹانی چاہیے یا قبضہ مع استخوان لحیین رکھکر کٹائی جاوے (۲) طعام کو حاضر رکھکر کھانے سے پہلے دعا کا کیا حکم ہے۔

الجواب۔ (۱) مسترسل چار اونگل چاہیے (۲) جائز ہے بلکہ مطلق دعا مسنون ہے کہ حدیث میں ہے جب کھانا لاکر رکھا جائے کہو۔ بسم اللہ وباللہ بسم اللہ خیر الاسماء فی الارض وفی السماء لا یضر مع اسمہ داء اجعل فیہ رحمۃ وشفاء۔ یہ دعا نہیں تو کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از شہر جبلپور محلہ کوتوالی مسئولہ حکیم عبدالرحیم صاحب ۹ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامدا و مصلیا و مسلما۔ ایک طبیب جس نے علم طب باقاعدہ حاصل کیا ہے اور نظری و عملی طریقہ مروجہ سے پوری تکمیل کرچکا ہے مگران وجوہات سے اپنے پیشے سے ہمیشہ دل برداشتہ اور متفکر او روبال اخروی سے خائف رہتا ہے کہ دقائق و جزئیات فن کا ہمیشہ بالکلیہ مستحضر فی الذہن رہنا مشکل بلکہ غیر ممکن ہے اور جب یہ نہیں تو تشخیص کا صحیح نہ ہونا معلوم۔ نیز چونکہ یہ فن ظنی ہے اور ظن غالب وگمان راجح پر علاج ہوتا ہے اگرچہ بتائید حکیم مطلق جل و علا اکثر تشخیص مطابق واقع ہوتی ہے تاہم غلطی کا اندیشہ لگا رہتا ہے کیونکہ مجربین کا مقولہ ہے العلاج رامی السھم فی الظلمات نیز عقل حافظہ استحضار ذہانت طباعی بلکہ جو آلات تشخیص عرض ہیں حسب قوائے دماغی مختلف ہیں اسی وجہ سے مریض واحد کی تشخیص میں اطبائے متعدد متحد الرائے بہت کم دیکھے جاتے ہیں اگرچہ سب اپنی تشخیص کو صحیح سمجھے ہوئے ہیں مگر فی الواقع کسی ایک ہی کی رائے صحیح ہوگی اور کبھی طبیب علاج کے غیر مفید پڑنے سے اپنی خطائی التشخیص سے واقف ہوکر سنبھل جاتا ہے اور علاج میں فوراً ترمیم کردیتا ہے مگر کبھی اتنے پر بھی اوس کو یہ معالجہ اوسی علاج پر برقرار رکھتا ہے کہ تیری تشخیص اور علاج دونوں صحیح ہیں مگر خدا کی طرف سے ابھی صحت کا وقت نہیں آیا ہے اسکے علاوہ بھی اور بہت سے وجوہات ہیں جنکے سبب سے وہ اپنے پیشہ طبابت سے تنگ ہے اس صورت میں یہ پیشہ اگر کیے جائے تو ازروئے شرع شریف اوسکے ذمے کیا وبال ہے اور وہ اسکا اہل ہے یا نہیں اور اگر اہل ہے بھی اور پھر ترک کردے تو کوئی شرعی قباحت تو لازم نہیں آتی۔ بلادلیل صرف حکم تحریر فرمادیا جائے۔

الجواب: اہل کو اوسکا ترک بلامضائقہ جائز ہے جبکہ وہاں اور طبیب اہل موجود ہو اور نااہل کو اوس میں ہاتھ ڈالنا حرام ہے اور اوس کا ترک فرض۔ جس نے اس فن کے باقاعدہ نظریات و عملیات حاصل کیے اور ایک کافی مدت تک کسی طبیب حاذق کے مطب میں رہ کر کام کیا اور تجربہ حاصل ہوا اکثر مرضی اوسکے ہاتھ پر شفا پاتے ہوں کم حصہ ناکامیاب رہتا ہو فاحش غلطیاں جیسے بے علم ناتجربہ کار کیا کرتے ہیں تشخیص و علاج میں نہ کیا کرتا ہو وہ اہل ہے اور اوسے بنظر نفع رسانی خلائق و مسلمین اس سے دست کش ہونا نہ چاہیے خصوصاً جبکہ دوسرا ایسا وہاں نہ ہو۔ بعض اوقات تشخیص یا علاج میں غلطی واقع ہونا منافی اہلیت نہیں کہ غلطی سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں و بس واللہ تعالٰی اعلم

مسئولہ محمد باقر خاں صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر رائے بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ میں جو اندر حد میونسپلٹی ہے ایک شخص احمد نامی زبان کچہری و زبان انگریزی سے بخوبی واقف ہے اور شریف خاندان اور قابلیت انتظامی میں ماہر اور معزز عہدوں پر ممتاز رہا ہے منجملہ دیگر مسلمان ممبروں کے ایک ممبر میونسپل ہے اور بحیثیت ممبری قوم کے کام بھی نہایت دیانت و امانت سے کررہا ہے اب زمانہ ممبری احمد کا قریب الاختتام ہے لہذا احمد مذکور پھر امیدوار ممبری کا ہے لیکن اوسکے مقابلے میں ایک شخص معمولی حیثیت کا جو محض اردو جانتا ہے عمرنامی امیدوار ممبری کھڑا ہوا ہے اس شخص کو انتظامی قابلیت میں کچھ مس نہیں ہے اور نہ کبھی اوسکو ایسا تجربہ ہوا ہے پس عمر نے اپنی کامیابی کی یہ تدبیر کی حیلہ سے سوچی ہے کہ اگر وہ ممبر منتخب ہوگیا تو مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ واسطے کار خیر کے دیگا یعنی ایک آنہ فنڈ میں جو اس قصبہ میں ہے دیگا تاکہ سکریٹری و دیگر حصہ ممبران ایک آنہ فنڈ کی کامیابی میں کوشش بلیغ کریں پس ایسی صورت میں مسلمانوں کو احمد کی معاونت کرنی چاہیے جو نہایت بیدار مغزی اور دیانت سے ممبری کے کام بخوبی انجام دے رہا ہے یا عمرو کی جو امور انتظامیہ کو انجام دینے کے قابل نہیں ہے۔ بینوا توجروا

الجواب: ممبری کوئی شرعی بات نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ اگر حالت وہ ہے جو سوال میں مذکور ہے تو احمد کے مقابل عمرو کیلیے کوشش عقل و نقل سے دور ہے جب وہ حسب بیان سائل ذی علم متدین نفع رسان مسلمین ہے تو اوس پر ایسے عاری کی ترجیح صرف ڈیڑھ سو روپیہ کے لالچ سے جہل مبین ہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من استعمل رجلا علی عشرۃ و فیھم من ھو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ و رسولہ و جماعۃ المسلمین جس نے دس آدمیوں پر کسی کو افسر کیا اور اون میں وہ ہے جو اللہ کو اوس سے زیادہ پسند ہے تو اوس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں کی سب کی خیانت کی۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از ریاست چھتاری مدرسہ محمودیہ ضلع بلند شہر مرسلہ امیر حسین صاحب طالب علم ۱۴ رجب ۱۳۳۷ھ

چہ می فرمایند علمائے دین اندریں کہ سامعین را در مجلس وعظ ونصیحت اندرون وعظ درود شریف خواندن بر روح پرفتوح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جائز است یا چہ

الجواب: درود شریف خواندن بر روح پرفتوح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در مجلس وعظ وپند بلاشک وبلاشبہہ جائز است بلکہ مستحب باعث حصول ثواب است کما فی ردالمحتار ونص العلماء علی استحبابھا فی مواضع یوم الجمعۃ وغیرذلک ومنھا الوعظ وشرذمہ قلیلہ وجہلا عدیدہ کہ ایشان از ضوابط دین وقواعد شرع متین بہرۂ کامل وحظ افسر نمی دارند بدون تفرقہ وبغیر امتیاز میان حق وباطل درود شریف را از قبیل بدعۃ ضلالہ شمارده بر عدم جواز فتویٰ دادہ اند قابل التفات اصلا نیست چونکہ مخالف کتب شرعیہ است اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ فدوی محمد امیر حسین عفی عنہ

الجواب: فی الواقع درود شریف از اعظم مطلوبات واجل مندوبات وافضل مثوبات است واعظ از او منع نکند مگر گمراہ ودر بارۂ سامعین خود احادیث کثیرہ ناطق است کہ ہنگام سماع ذکر اقدس ہر کہ درود نفرستد وعید براو صادق است آرے باید کہ جہر نکنند تا در سماع وعظ خلل نیفتد فی الدرالمختار والصواب انہ یصلی علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند سماع اسمہ فی نفسہ وفی ردالمحتار وکذا اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایجوز ان یصلوا علیہ بالجھر بل بالقلب وعلیہ الفتوی رملی ہمد رالسنت قولہ (فی نفسہ) ای بان یسمع نفسہ او یصحح الحروف فانھم فسروہ بہ وعن ابی یوسف قلبا الخ قلت وعلی الاول عمل المسلمین فی الوعظ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از بلرام پور ضلع گونڈہ محلہ پورینیا تالاب مرسلہ حافظ محمد عین اللہ صاحب ۱۴ رجب سنہ ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) ایک شخص عالم ہے اور اوسکو اہل اسلام اور برادری پیشوا جانتے ہیں اور وہ عیال دار ہے اگر برادری میں شادی نکاح میں نیوتا مروجہ لے لیوے اور کھانا بھی کھاوے اور اونکو بطریق نیوتا کچھ نقد دلوے اور اپنے یہاں کسی لڑکا کا شادی کرے اور برادری کو نیوتا دیکر مدعو کرے تو وہ برادی میں منسلک ہوجاویگا اور علم کے درجہ سے گرجاویگا اور پیشوا نہ رہیگا اور برادی کے ہر معاملہ جائز وناجائز میں شریک ہونا اور تسلیم کرنا اوس پر واجب ہوگا۔ (۲) ایک شخص قناعت گزیں ہے اور بجز فتوح غیب کوئی وجہ معاش نہیں رکھتا اور قوم اوسکو پیشوا جانتی ہے اور مدخیرات سے اوسکو دیتی ہے اور عیال دار ہے اگر وہ بلااکراہ واجبار مثل مذکورہ بالا رسم نیوتا جاری رکھے تو درجہ توکل سے گرجاویگا اور خیرات وغیرہ لینا ناجائز ہوگا اور شرکت برادری ہر خیر وشر میں اوس پر واجب ہوگی۔

الجواب: (۱) جو عالم دین اور پیشوائے مسلمین ہو اوسے برادری سے میل جول اور اونکی جائز تقریبوں میں شرکت اور جائز رسموں میں موافقت اور اپنی تقریبوں میں اونھیں شریک کرنا ہرگز نہ ممنوع ہے نہ اوسکو درجہ سے کچھ کم کردے وہ کہ تمام عالم سے افضل واعلیٰ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے غلاموں سے ایسے برتاؤ رکھتے۔ ہاں ناجائز تقریبوں میں شریک ہونا ناجائز رسموں میں ساتھ دینا یہ ضرور ناجائز اور عالم وپیشوا کے لیے سخت تر ناجائز یہ ضرور درجہ گرادینے والی چیز ہے اور یہ محض غلط ہے کہ برادری سے میل جول ناجائز باتوں میں شرکت پر بھی مجبور کریگا کیوں مجبور کریگا جب یہ عالم ہے اور وہ اسے پیشوا مانتے ہیں صاف کہدے کہ فلاں بات ناجائز ہے میں اوسے نہیں کرسکتا اور تم بھی نہ کرو (۲) شرکت برادری کا جواب اوپر آگیا اور اگر صاحب نصاب وقادر علی الاکتساب ہے تو اوسے اب بھی صدقات واجبہ لینا جائز نہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتحل الصدقۃ لغنی ولذی مرۃ سوی اور نظر مسبب جل وعلا پر رکھ کر جائز اسباب رزق کا اختیار کرنا ہرگز منافی توکل نہیں۔ توکل ترک اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے۔ حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اعقلھا وتوکل علی اللہ بر توکل پائے اشتر را ببند۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از جھونا مارکیٹ کراچی بندر مرسلہ حضرت پیر سید ابراہیم صاحب گیلانی قادری بغدادی مدظلہ الاقدس ۱۵ رجب المرجب سنہ ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) جو شخص کا ذات فقیر ہے اور کسی خانقاہ میں مجاور رہے بغداد شریف میں جاکر ایک پیر صاحب جو کہ عرصہ دراز سے مفقود الخبر معلوم کرنا اور ہندوستان میں آکر اپنا اصلی باپ کا نام بدل کر اس پیر مرحوم کا فرزند بننا نیز سیادت وطریقت کے دم مارنا تاکہ اس دھوکے وفریب سے اپنے مرید بناوے اور زر وعزت دنیاوی حاصل کرتا ایسے شخص سے جو کہ بلاثبوت اپنے آپ کو سید کہتا ہو اور اپنی نسب کو چھوڑ کر غوث الاعظم کے نسب میں داخل ہو از روئے شریعت اسلامیہ مرید بنانا اور نماز پڑھانا جائز ہوسکتا ہے یا نہیں (۲) جو شخص اپنے وطن سے نکل کرنا واقف مسلمانوں کے پاس آکر بحیلہ تعلیم امور دینی وطریق درویشانہ پیری مریدی سلیقہ جاری رکھا حتی کہ اپنے مرید خاص خوجہ موچی کے گھر میں رہ کر اونکی لڑکی جو کہ منکوحۃ الغیر

تھی معہ شیرخوار بچے کو بھگا کر دوسرے ملک میں لے گیا اور شیرخوار بچہ جو کہ خوجے موچی کا لڑکا ہے سید بنایا اور رفتہ رفتہ اون سے چند اولاد ہوئے ایسے شخص کے بارے میں حد شریعت کون سی قائم ہوگی اور فاجر فاسق ہے یا نہیں اور اسکے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: (۱) اپنے باپ کے سوا دوسرے کو اپنا باپ بتانے کے لیے حدیث صحیح میں فرمایا ہے کہ اوس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے اللہ نہ اوس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ من انتمی الی غیر ابیه فعلیه لعنة الله والملئکة والناس اجمعین لا یقبل الله منه صرفا و لا عدلا اور جو مسلمانوں کو دھوکہ دے اوسے فرمایا ہمارے گروہ سے نہیں من غشنا فلیس منا ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت ناجائز اور اوسکی امامت مکروہ واللہ تعالٰی اعلم (۲) اگر یہ امر واقعی ہے تو ایسا شخص سخت فاسق فاجر مرتکب کبائر ہے مستحق عذاب جہنم ہے اوسے امام بنانا گناہ اور اوسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: مسئولہ تاج محمد صاحب محلہ مرزاواری از اوجین ملک مالوہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں بارہ کہ مسماۃ ہردل عزیز طوائف بالغہ نے جلسہ عام سو دو سو آدمی میں مسمی دلگداز خاں سے بخوشی خاطر نکاح کیا قاضی صاحب شریعت پناہ کے نائب حسب قاعدہ شہر تشریف لائے اور باقاعدہ نکاح پڑھایا دو روز منکوحہ مذکورہ ناکح مذکور کے گھر رہی اور پھر چار کوس مقام پر کہ وہاں دلگداز خاں کا قیام ہے وہ اوسے لے گیا اُدھر مسماۃ ہردلعزیز کی نائکہ مسماۃ دلکش نے بصلاح وکیل دلاور خاں بنام دلگداز خاں فراری کا مقدمہ قائم کرکے ذریعہ پولیس دلگداز خاں کو پھنسا دیا اب دلاور خاں وکیل باوجود علم نکاح کے مسماۃ دلکش سے رو پیہ محنتانہ معقول رقم کھاکر تدابیر اس قسم کی کررہے ہیں کہ مسماۃ ہردلعزیز دلگداز خاں سے علیحدہ کی جاوے اور سپرد نائکہ ہوکر بیشہ حرام کاری کرے دوران تحقیقات میں مسماۃ ہردلعزیز کو بھی ورغلا دیا ہے کہ وہ اب یہ کہتی ہے کہ میں نے بخوشی خود نکاح نہیں کیا بلکہ مجھے نشہ پلادیا تھا اور بہ قسم تعلیم گواہان وغیرہ جھوٹی کارروائی وکیل موصوف وغیرہ چند پیروکاران مسلمان منجانب مسماۃ دلکش بطمع زر و بعض بسلسلہ تعلقات ناجائز کررہے ہیں اگر اونکی کوشش سے ایسا ہوگیا کہ مسماۃ ہردلعزیز کا نکاح ناجائز قرار پایا اور وہ سپرد اوس نائکہ کے ہوگئی اور طوائف کا بیشہ کرنے لگی اور اوس کے بطن سے حرام کاری کی لڑکی پیدا ہوئی اور اوسکی اولاد در اولاد تا قیامت حرام کاری کرتی رہی تو اس کا مواخذہ بروز حشر کس سے ہوگا عنداللہ جواب دیں۔ فقط

الجواب: ایسی بات پوچھنا فضول ہے کوئی چھپا ہوا مسئلہ ہوتا تو احتمال ہوتا کہ اونکو معلوم نہیں حکم بتادیا جاتا اور جو لوگ اللہ و رسول کو پیٹھ دے کر دیدہ و دانستہ علانیہ ایسے کبائر عظیمہ کا ارتکاب کریں اون پر فتوی کا کیا اثر ہوگا جان رہے ہیں کہ اللہ واحد قہار کا غضب اپنے سر لے رہے ہیں پھر فتوے سے کیا متاثر ہوسکتے ہیں ہاں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے لوگوں سے قطعاً قطع تعلق کرلیں اور اون سے سلام کلام میل جول یک لخت چھوڑ دیں ایسا نہ ہو کہ اونکی آگ میں یہ بھی جل جائیں قال الله تعالٰی واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین وقال تعالٰی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: مسئولہ عبدالرحیم صاحب۔ دوکان محمد عمر صاحب عطار محلہ پاٹہ نالہ لکھنؤ

حضرت قامع ضلالت قیم ومروج سنت دامت حسناتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب کا کیا ارشاد ہے اس مسئلہ میں کہ زید نے مؤذن مسجد کی اذان کے ساتھ تمسخر کیا یعنی لفظ حی علی الصلوٰۃ سن کر یوں مضحکہ اڑایا اربھیا للھ چلاو آیا زید کے لیے حکم ارتداد وسقوط نکاح ثابت ہوا یا نہیں اور زید کا نکاح ٹوٹا یا نہیں اوسکی منکوحہ اوس پر حرام ہوئی یا نہیں اور بغیر دوبارہ نکاح میں لائے ہوئے وطی کرنا حرام اور زنا کاری ہے یا نہیں اور بعد علم اگر منکوحہ زید نہ مانتے اور ہم بستری ہوتی رہے تو منکوحہ زید پر بھی شرعاً جرم زنا عائد ہوگا یا نہیں (۲) زید نے ایک مرتبہ شعار اسلامیہ داڑھی کے متعلق کہا کہ میں داڑھی نہیں رکھوں گا مجھے ان خفاش پروں کی ضرورت نہیں یہ بھی دین کے ساتھ استہزا اور موجب ردت وسقوط نکاح ہے یا نہیں اور زید کا عذر کہ ہم کو مسئلہ معلوم نہ تھا لہٰذا ہمارا نکاح باقی ہے شریعت میں مقبول ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب: (۱) اذان سے استہزا ضرور کفر ہے اگر اذان ہی سے اوس نے استہزا کیا تو بلاشبہ کافر ہوگیا اوسکی عورت اوسکے نکاح سے نکل گئی یہ اگر پھر مسلمان ہو اور عورت اس سے نکاح کرے اوسوقت وطی حلال ہوگی ورنہ زنا اور عورت اگر بلا اسلام ونکاح اس سے قربت پر راضی ہو تو وہ بھی زانیہ ہے

اور اگر اذان سے استہزا مقصود نہ تھا بلکہ خاص اس مؤذن سے بایں وجہ کہ وہ غلط پڑھتا ہے تو اس حالت میں زید کو تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم (۲) داڑھی کے ساتھ استہزا بھی ضرور کفر ہے زید کا ایمان زائل اور نکاح باطل اور عذر جہل غلط و عاطل کہ زید نہ کسی دور دراز پہاڑ کی تلی کا رہنے والا ہے نہ ابھی تازہ ہندو سے مسلمان ہوا ہے کہ اسے نہ معلوم ہو کہ داڑھی شعار اسلام ہے اور شعار اسلام سے استہزا اسلام سے استہزا ہے ہاں یہ ممکن ہے کہ اس سے نکاح ٹوٹ جانا نہ جانتا ہو مگر اس کا نہ جاننا اسکے نکاح کو محفوظ نہ رکھے گا شیشے پر پتھر پھینکے شیشہ ضرور ٹوٹ جائے گا اگرچہ یہ نہ جانتا ہو کہ اس سے ٹوٹ جاتا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ: مسئولہ حکیم محمد اکبر صاحب جگدیش کا چوک اودے پور میواڑ

جس شخص کے عقائد کا ٹھکانہ نہ ہو دائرہ اسلام سے خارج ہے یا نہیں

الجواب: عقائد کا ٹھکانہ نہ ہونا کئی معنی پر مستعمل ہوتا ہے کبھی یہ کہ اس کی صحت عقیدہ پر اطمینان نہیں کبھی یہ کہ یہ مذبذب العقیدہ سا متزلزل العقیدہ ہے کبھی سنیوں کی سی باتیں کرتا ہے کبھی بدمذہبوں کی سی ان دونوں معنی پر اسلام سے خارج ہونا لازم نہیں ہوتا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: داڑھی کی حد شریعت نے کہاں تک مقرر کی ہے اور اگر کوئی شخص حد مقررہ سے کم تو کیا وہ منڈانے کے برابر ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب: داڑھی کم از کم چار انگل چھوڑنا واجب ہے اور اس سے کم رکھنا جائز نہیں حرام ہونے میں یہ بھی منڈانے کے مثل ہے اگرچہ منڈانا خبیث تر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ: سید صفدر علی صاحب ڈاک خانہ بدوسرائے ضلع بارہ بنکی۔ موضع خورد مئو

سونے یا چاندی یا پیتل یا جست یا تانبا یا لوہے کی منہال نیچہ میں لگا کر حقہ پینا جائز ہے

الجواب: سونے چاندی کی منہال حرام ہے باقیوں میں حرج نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

یشب یا کسی دوسرے پتھر کی منہال استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: یشب وغیرہ پتھروں کی منہال جائز ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از دہالیوں کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ مرسلہ محمد قاسم صاحب۔ مدرس مدرسہ ۴ شعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) زید نے بکر کو زنا کی تہمت لگائی (۲) ایک عورت زانیہ اپنے گناہ سے ایک عالم متدین کے ہاتھ پر تائب ہوگئی ہے لیکن اب بھی چند ایک آدمی اسی کی برادری میں سے اس کو گزشتہ گناہ کے ساتھ منسوب کرتے ہیں اور میرا سمجھ کر اس کو اس کے خاوند کے گھر میں آباد نہیں ہونے دیتے حالانکہ اس کا خاوند اس کے آباد کرنے میں راضی ہے ایسے اشخاص کے واسطے از روئے شرع شریف کیا حکم ہے

الجواب: مسلمان کو زنا کی تہمت بے ثبوت شرعی لگانے والا فاسق مردود الشہادہ اسّی کوڑوں کا شرعاً سزاوار ہے یہاں دنیا میں نہیں ہوسکتے آخرت میں استحقاق عذاب نار ہے۔ گناہ سے توبہ کرنے والے کو اگلے گناہ سے عیب لگانا سخت حرام ہے ایسے کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ مریگا جبتک خود اس گناہ کا مرتکب نہ ہو۔ اخرج الترمذی وحسنہ عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من عیر اخاہ بذنب لم یمت حتی یعملہ قال المناوی المراد من ذنب قد تاب عنہ کما فسرہ ابن منیع اھ وقد جاء کذا مقیدا فی روایۃ ذکرھا فی الشرعۃ قالہ فی الحدیقۃ الندیۃ اور زن و شو میں جدائی ڈالنا شیطان کا کام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس منا من خبب امرأۃ علی زوجھا رواہ ابوداؤد والحاکم بسند صحیح عن ابی ہریرۃ والطبرانی فی الصغیر عن ابن عمر وفی الاوسط کابی یعلی الراوی بسند صحیح عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ: از بریلی گورنمنٹ بوچڑخانہ مرسلہ نعمت اللہ صاحب ٹھیکہ دار گوشت ۱۵ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کھٹلہ گوشت بکری کا اس قسم کا ہے کہ ذبحہ و جھٹکہ گردن مارا ہوا دونوں قسم کا شامل ہے اگر خریدنے سے قبل ہم دو شخص اوسکو اس ارادے سے خرید کر کہ ذبحہ ایک آدمی اور جھٹکہ ایک آدمی مگر نام میں وہ کام میرے رہے گا اب وہ جائز ہے یا ناجائز۔ اور

میرے ذمہ کوئی نقصان شرعی رہا یا کہ نہیں۔

الجواب: جبکہ حلال گوشت میں حرام ملا ہوا ہے اوس کا خریدنا مطلقاً حرام ہے اور اگر متمیز ہو کر یہ ٹکڑا حلال کا ہے یہ مردار کا تو صرف حلال کا خریدنا جائز اور مردار کا خریدنا سخت حرام۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از جیب گنج ضلع علی گڑھ مرسلہ روح اللہ منشی ریاست ۵ شعبان ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ معمولی جاپانی اور ولایتی کپڑے سلک کے بنے ہوئے جس میں کچھ بے چمک اور کچھ مختلف چمکدار ہوتے ہیں کچھ نرم ہوتے ہیں کچھ نہیں ہوتے حریر میں داخل ہیں اور ان کا استعمال مرد و زن کو ناجائز ہے یا نہیں ان کا کیا حکم ہے۔

الجواب: سلک کو بعض نے کہا کہ انگریزی میں ریشم کا نام ہے اگر ایسا ہو بھی تو اعتبار حقیقت کا ہے نہ مجرد نام کا بربنائے تشبیہ بھی ہوتا ہے جیسے ریگ ماہی مچھلی نہیں جرمن سلور چاندی نہیں جو کپڑے رام بانس یا کسی چھال وغیرہ چیز غیر ریشم کے ہوں اگرچہ صناعی سے اون کو کتنا ہی نرم اور چمکیلا کیا ہو مرد کو حلال ہیں اور اگر خالص ریشم کے ہوں یا بانا ریشم ہو اگرچہ تانا کچھ ہو تو حرام ہیں یہ امر اون کپڑوں کو دیکھ کر یا اون کا تار جلا کر یا واقفین سے تحقیق کر کے معلوم ہو سکتا

مسئلہ: از جوالا پور ڈاکخانہ خاص تحصیل رڑکی ضلع سہارنپور مرسلہ سید امتیاز علی نائب مدرس مدرسہ پرائمری اسکول ۵ شعبان ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک کام اس عاجز نے کار ثواب سمجھ کر کیا مگر بعد کو چند اصحاب سے معلوم ہوا کہ یہ کام بالکل ناجائز ہے لیکن اکثر جائز بھی بتلاتے ہیں جس کی وجہ سے بندہ بحر تذبذب میں شب و روز غوطہ زن ہے امید کہ حضرت اس کو مبدل بخوشی کریں گے دراصل حقیقت یہ ہے کہ بندہ نے اپنے ہر دو ہاتھوں پر ہتھیلی سے چھ چھ انگشت کے فاصلہ پر ایک ہاتھ پر یا اللہ دست ثانی پر یا محمد بذریعہ مشین کھدوالیا ہے بندہ کو اللہ و محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے محبت قلبی ہے بندہ خاندان چشت اہل بہشت نیز ہر چہار خاندان کے زمرہ میں ہے بندہ نے اس غرض سے یہ کام کیا تھا کہ بندہ کے دل سے اللہ و محمد (عزوجل وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہر دم نکلتا ہے نیز جو شخص اس کو دیکھے اس کی زبان سے ایک مرتبہ کم سے کم یا اللہ یا محمد نکلے بندہ کی عقل ناقص اسی قدر ہے جو کہ ظاہر کی گئی امید کہ اس مشتبہ کو حضور بندہ کے دل سے دور کر ینگے نیز عرض ہے کہ اگر یہ ناجائز ہو تو بندہ کو مطلع کرنا کہ کیا کام کیا جائے کہ اللہ جل شانہ بزرگ و برتر اپنی رحمت کاملہ سے اس بار عظیم سے سبکدوش کر دیوے یہ مٹانے سے مٹ اور چھیلنے سے چھل بھی نہیں سکتا۔

الجواب: یہ غالباً خون نکال کر اوسے روک کر کیا جاتا ہے جیسے نیل گدوانا۔ اگر یہی صورت ہو تو اوسکے ناجائز ہونے میں کلام نہیں اور جبکہ اوس کا ازالہ ناممکن ہے تو سوا توبہ و استغفار کے کیا علاج ہے مولٰی تعالٰی عزوجل توبہ قبول فرماتا ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از بہرپور ضلع سیتاپور مدرسہ اسلامیہ مرسلہ محمد فیض اللہ طالب العلم بنگالی ۵ شعبان ۱۳۳۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مدعی حنفیت کہتا ہے کہ تعزیہ چونکہ نقشہ ہے سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے روضہ مقدسہ کا اور منسوب ہے سیدنا امام ہمام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف لہذا اوس کا بنانا امر ضروری ہے اور باعث ثواب و قابل تعظیم و ذریعہ نجات ہمارے لئے ہے اور جو شخص اونکی تعظیم و بنانے کا مخالف ہے وہ یزید ہے پس امور ذیل تحقیق طلب ہیں (۱) تعزیہ بنانا جائز ہے یا بدعت اور حرام اور باعث ثواب و تعظیم ہے یا باعث عذاب نار جحیم ہے (۲) اسکے بنانے میں کسی قسم کی امداد جائز ہے یا نہیں (۳) اس کا بنانیوالا فاسق مشابہ اہل تشیع ہے یا نہیں اور برتقدیر حرام و بدعت اس کا جائز سمجھنے والا کافر ہے یا اشد فاسق (۴) مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ میں بھی اسکا ثبوت ہے یا نہیں برتقدیر ثانی اسکا بنانیوالا متبع امام اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہے یا نہیں اور اوسکا یہ دعوٰی کہ میں حنفی ہوں جس سے عوام بھی تعزیہ بنانے کی طرف راغب ہوتے ہیں یہ دھوکا دینا ہے یا نہیں اور باعث گمراہی ہے یا نہیں (۵) ایسے شخص کو اگر حنفی لوگ اپنا پیشوا و پیر بنا دیں تو جائز ہے یا حرام، اور مریدین پر فسخ بیعت واجب ہے یا نہیں اور ایسے شخص کی اقتدا فی الصلوٰۃ جائز ہے یا مکروہ بکراہت تنزیہی یا تحریمی یا حرام (۶) منکرین تعزیہ کو یزید یا بددین کہنا کیسا ہے اگر منکرین محل اس طعن و تشنیع کے نہیں ہیں تو یہ قول خود قائلین کی طرف رجوع کرتا ہے یا نہیں یعنی اوسکا وبال و گناہ قائلین پر کتنا ہوگا اور حدیث شریف کے اوس قاعدے کے تحت میں داخل ہوں گے یا نہیں کہ اگر کسی کو کافر کہے اور وہ فی الحقیقت ایسا نہیں تو قائل خود کافر ہوتا ہے (۷) بانی تعزیہ چونکہ عام مسلمانوں کے حضوری کا باعث ہوتا ہے پس برتقدیر حرام و بدعت حاضرین و بانی دونوں گناہ میں مساوی ہیں یا اکمل و انقص ہیں۔

الجواب: تعزیہ جسطرح رائج ہے نہ ایک بدعت مجمع بدعات ہے نہ وہ روضہ مبارک کا نقشہ ہے اور ہو تو ماتم اور سینہ کوبی اور تماشے باجوں کے گشت اور خاک میں دبانا یہ کیا روضہ مبارک کی شان ہے اور پریوں اور براق کی تصویریں بھی شاید روضہ مبارکہ میں ہوں گی امام عالی مقام کی طرف اپنی ہوسات مخترعہ کی نسبت امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کی توہین ہے کیا توہین امام قابل تعظیم ہے۔ کعبہ معظمہ میں زمانہ جاہلیت میں مشرکین نے سیدنا ابراہیم و سیدنا اسمٰعیل علیہما الصلوٰۃ و السلام کی تصویریں بنائیں اور ہاتھ میں پانسے دئے تھے جن پر لعنت فرمائی اور اون تصویروں کو محو فرما دیا یہ تو انبیائے عظام کی طرف نسبت تھی کیا اس سے وہ ملعون پانسے معظم ہوگئے یا تصویریں قابل ابقا۔ اور اوسے ضروری کہنا تو اور سخت تر افترائے اخبث ہے وہ بھی کس پر شرع مطہر پر ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ہ اور اوسکے منکر کو یزید کہنا رفض پلید ہے تعزیہ میں کسی قسم کی امداد جائز نہیں قال تعالٰی ولا تعاونوا علی الاثم و العدوان۔ طریقہ مذکورہ ضرور فسق و اتباع روافض ہے اور تعزیہ کو جائز سمجھنا فسق عقیدہ مگر انکار ضروریات دین نہیں کہ کافر ہو نہ اس سے حنفیت زائل ہو کہ گناہ مزیل حنفیت ہو تو سوا اجلۂ اکابر اولیا کے کوئی حنفی نہ ہو سکے معتزلہ اصولاً بد دین تھے اور فروعاً حنفی۔ جو قول باطل دوسرے کو کہا جائے اوسکا وبال قائل پر آتا ہے بعینہٖ وہی قول پلٹنا مطلق نہیں کسی کو ناحق گدھا کہنے سے قائل گدھا نہ ہو جائے گا یونہی کسی مسلمان سنی کو یزید کہنے والا یزید نہ ہو جائے گا بلکہ اس میں روافض کا پیرو۔ اوس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور اوس سے بیعت ممنوع و ناقابل ابقا۔ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا گناہ ہے اور بانی و داعی پر اون سب کے برابر۔ لا ینقص من اوزارھم شیئا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے ایک جوان لڑکی ہے اور وہ مسجد بنواتا ہے آیا اس پر مسجد بنوانا لازم ہے یا لڑکی کا نکاح کرنا فقط

الجواب: مسجد بنانا خیر کثیر ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من بنی للہ مسجدا بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ جو اللہ کیلیے مسجد بنائے اللہ اوسکے لیے جنت میں گھر بنائے خصوصاً اگر وہاں مسجد کی حاجت ہو جب تو اوسکے فضل کی حد ہی نہیں۔ نکاحوں میں کثرت مصارف شرعاً کچھ ضرور نہیں یہ لوگوں نے اپنی رسمیں نکال لی ہیں رسم کو آدمی جہاں ضروری جانے پورا کرتا ہی ہے مسجد بنانے سے تردد کیا جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: مرسلہ نظام خاں از ریوان محلہ گھر گھر ۲۶ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

کیا کہتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے نکاح میں ایک بہن ہے دوسرے کے ساتھ وہ زنا کا مرتکب ہے اور لڑکی کا باپ اور دادا حرام کرنے والے کو رکھے ہوئے ہیں اور ہر قسم کی اون کی مدد کرتے ہیں اور یہ لوگ اوسکے معاون پڑھے لکھے ہیں شریعت سے واقف ہیں مگر اس فعل سے باز نہیں رکھتے اگر یہ تاکید کریں یقیناً یہ لوگ اپنے فعل ناشائستہ سے باز رہیں ایسی حالت میں یہ لوگ دائرہ اسلام سے باہر ہوئے یا نہیں ان سے سلام کلام ان کا چھوا کھانا ان کے پیچھے نماز ان کی بیمار پرسی انکے جنازے کی نماز انگوٹھی دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب: صورت مستفسرہ اگر واقعی ہے اور اوس میں بدگمانی کو دخل نہیں تو وہ مرد و عورت زانی و زانیہ ہیں اور وہ اوسکے معاون اور شنیع کبیرہ پر راضی ہونے والے بندوبست نہ کرنے والے دیوث ہیں دیوث پر لعنت آئی ہے اوسے امام بنانا ناجائز ہے اوس سے سلام کلام ترک کر دینا مناسب ہے مگر اتنی بات سے وہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتے نہ اون پر مرتدین کے احکام آسکیں جب تک معاذ اللہ اس کبیرہ کو حلال نہ جانیں واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از شہر محلہ کنگھی ٹولہ مسئولہ نبی بخش ۱۱ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر عورتیں منہار کو بلا کر پردہ میں سے ہاتھ نکالکر منہار کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر چوڑیاں پہنتی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں اور بعض عورتیں اپنے مردوں کے سامنے منہار کے ہاتھ سے چوڑیاں پہنتی ہیں اور بعض شخص خود اپنی موجودگی میں بلا پردہ کے اپنی عورت کو چوڑیاں پہناتا ہے یہ چوڑیاں غیر مرد کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر خواہ پردہ میں سے یا بلا پردہ کے جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب: حرام حرام حرام ہے ہاتھ دکھانا غیر مرد کو حرام ہے اوس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا حرام ہے جو مرد اپنی عورتوں کے ساتھ اسے روا رکھتے ہیں دیوث ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از میرٹھ مرسلہ مولوی محمد حبیب اللہ صاحب قادری رضوی خطیب مسجد جامع خیر نگر مدرس مدرسہ قومیہ

(۱) گم شدہ شے کے دریافت کیلئے یٰسین شریف سے نام نکالا جاتا ہے یا اور کسی طرح چور کا پتہ معلوم کرنے کیلئے یہ طریقہ ٹھیک ہے یا نہیں

الجواب: یہ طریقے نامحمود و مضر ہیں اور اون سے جس کا نام نکلے اوسے چور سمجھ لینا حرام قال اللہ تعالٰی یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث واللہ تعالٰی اعلم

(۲) ہمزاد کیا ہے اوسکے تسخیر کیلئے عمل کرنا کیسا ہے

الجواب: ہمزاد از قسم شیاطین ہے وہ شیطان کہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ مطلقًا کافر ملعون ابدی ہے سوا اوسکے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر تھا وہ برکت صحبت اقدس مسلمان ہوگیا صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں مامنکم من احد الا ومعہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملئکۃ قالوا وایاک یارسول اللہ قالوا وایای ولکن اللہ اعاننی علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر اھ اعنی علی روایۃ الفتح المؤیدۃ بما یاتی من الاحادیث اسی طرح طبرانی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی اور بزار حضرت عبداللہ بن عباس یا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں فضلت علی الانبیاء بخصلتین کان شیطانی کافرا فاعاننی اللہ علیہ حتی اسلم الحدیث بیہقی وابونعیم دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں فضلت علی آدم بخصلتین کان شیطانی کافرا فاعاننی اللہ علیہ حتی اسلم وکن ازواجی عونا لی وکان شیطان آدم کافرا وزوجتہ عونا علی خطیئتہ۔ اوسکی تسخیر جو سفلیات سے ہو وہ تو حرام قطعی بلکہ اکثر صور میں کفر ہے کہ بے اون کے خوشامد اور مدائح ومرضیات کے نہیں ہوتی اور جو علویات سے ہو وہ اگرچہ بعونت وسطوت ہے مگر اوس کا ثمرہ غالبًا اپنے کاموں میں شیطان سے ایک نوع استعانت سے خالی نہیں ہوتا کہ وہ غلبہ تا برہ کر ومن یزغ منھم عن امرنا نذقہ من عذاب السعیر جو استجابت دعاء ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی سے ناشی ہر ایک کو کہاں نصیب اور بالفرض نہ بھی ہو تو کافر شیطان کی مخالطت ضرور مورث تغیر احوال وحدوث ظلمت حضرت سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ کم از کم وہ ضرر کہ صحبت جن سے ہوتا ہے یہ ہے کہ آدمی متکبر ہوجاتا ہے والعیاذ باللہ تعالٰی تو راہ سلامت اوس سے بعد ومجانبت ہی میں ہے رب عزوجل تو اس دعا کا حکم دے کہ اعوذبک رب ان یحضرون اور یہاں یہ رٹ لگائی جائے کہ حاضر شو حاضر شو العیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم

(۳) فال کیا ہے جائز ہے یا نہیں۔ سعدی وحافظ وغیرہ کے فالنامے صحیح ہیں یا نہیں۔

الجواب: فال ایک قسم استخارہ ہے استخارہ کی اصل کتب احادیث میں بکثرت موجود ہے مگر یہ فالنامے جو عوام میں مشہور اور اکابر کی طرف منسوب ہیں بے اصل وباطل ہیں اور قرآن عظیم سے فال کھولنا منع ہے اور دیوان حافظ وغیرہ سے بطور تفاؤل جائز ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۴) انگریزی قلم وروشنائی سے تعویذ لکھنا کچھ عیب یا حرج ہے اور ہندوستانی قلم وسیاہی کیا ضروری ہے

الجواب: ہاں تعویذات واعمال میں ایسی اشیاء سے احتراز ضرور ہے جس میں ناپاک چیز کا میل ہو اگرچہ بروجہ شہرت وشبہہ جیسے پڑیا کی رنگت اوس سے تعویذ نہ لکھا جائے بلکہ ہندوستانی سیاہی سے لکھا جائے رہا قلم وہ مثل سیاہی تعویذ کا جزو نہیں ہوجاتا لہٰذا اوسمیں کوئی حرج نہیں ہاں ان کاموں میں انگریزی اشیاء سے احتراز مطلقًا بہتر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۵) غیر مذہب کو آیات قرآنی لکھ کر دینا بطور تعویذ جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیا تدبیر کی جائے

الجواب: غیر مسلم کو آیات قرآنی لکھ کر ہرگز نہ دی جائیں کہ اسارت ادب کا مظنہ ہے بلکہ مطلقًا اسماء الٰہیہ ونقوش مطہرہ نہ دیں کہ اون کی بھی تعظیم واجب بلکہ دیں تو اون کے اعداد لکھ دیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

(۶) آسیب، بھوت، چڑیل وغیرہ شہید وغیرہ جو مشہور ہیں صحیح ہیں یا غلط

الجواب: ہاں جن اور ناپاک روحیں مرد وعورت احادیث سے ثابت ہیں اور وہ اکثر ناپاک موقعوں پر ہوتی ہیں انھیں سے پناہ کیلئے پاخانہ جانے سے پہلے یہ دعا وارد ہوئی اعوذ باللہ من الخبث والخبائث وہ سخت جھوٹے کذاب ہوتے ہیں اپنا نام کبھی شہید بتاتے ہیں اور کبھی کچھ۔ اس وجہ سے جب اہلان

بے خرد میں شہیدوں کا سر پر آنا مشہور ہوگیا ورنہ شہدائے کرام ایسی خبیث حرکات سے منزہ و مبرا ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

۷: دست غیب اور مصلے کے نیچے سے اشرفی وغیرہ نکلنا صحیح ہے یا نہیں

الجواب: ہاں صحیح ہے مگر اس عملداری میں کمیاب بلکہ نایاب ہے۔ دست غیب کے نہایت درجہ کا حاصل اب صرف فتوح ظاہرہ و وسعت رزق ہونا ہے پھر اگر دست غیب اس طرح ہو کہ جن کو تابع کرکے اُسکے ذریعہ سے لوگوں کے مال معصوم منگوائے جائیں تو اشد سخت حرام کبیرہ ہے اور اگر سفلیات سے ہو تو قریب بکفر اور علویات سے ہو تو خود یہ شخص مارا جائیگا یا کم از کم پاگل ہوجائے یا سخت سخت امراض و بلایا میں گرفتار رہو اعمال علویہ کو ذریعہ حرام بنانا ہمیشہ ایسے ثمرے لاتا ہے اور اوسکے حرام قطعی ہونے میں کیا شبہ ہے قال اللہ تعالٰی و لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل اور اگر کسی دوسرے کی ملک معصوم نہ لائی جاتی ہو بلکہ خزانہ غیب سے اوسکو کچھ پہنچایا جائے یا مال مباح غیر معصوم اور وہ جن کہ مسخر کیا جائے مسلمان ہو نہ کہ شیطان اور اعمال علویہ سے ہو نہ کہ سفلیہ سے اور اوسے منگا کر مصارف محمودہ یا مباحہ میں صرف کرے نہ کہ معاذ اللہ حرام و اسراف میں تو یہ عمل جائز ہے اور جو اس طریقہ سے ملے اوسکا صرف کرنا بھی جائز کہ جسطرح کسب حلال کے اور طرق ہیں اسیطرح ایک طریقہ یہ بھی ہے دست غیب کا سب سے اعلٰی عمل قطعی عمل یقینی عمل جس میں تخلف ممکن نہیں اور سب اعمال سے سہل تر خود قرآن عظیم میں موجود ہے لوگ اوسے چھوڑ کر دشوار دشوار ظنیات بلکہ وہمیات کے پیچھے پڑتے ہیں اور اوس سہل آسان یقینی وقطعی کی طرف توجہ نہیں کرتے قال اللہ تعالٰی و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب جو اللہ سے ڈرے تقوٰی و پرہیزگاری کرے اللہ عزوجل ہر مشکل سے اوسکے لیے نجات کی راہ نکال دیگا اور اوسے وہاں سے روزی دیگا جہاں سے اوسکا گمان بھی نہ ہوگا اور دست غیب کسے کہتے ہیں اسیطرح لوگ عمل حب کے پیچھے خستہ و خوار پھرتے ہیں اور نہیں ملتا اور حب کا سہل و یقینی و قطعی عمل قرآن عظیم میں مذکور ہے اوسکی غرض نہیں کرتے قال اللہ تعالٰی ان الذین اٰمنوا و عملوا الصلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودا۔ بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے قریب ہے کہ رحمٰن اونکے لیے محبت کردیگا دلوں میں اونکی حب ڈال دیگا۔ نسأل اللہ حسن التوفیق واللہ سبحٰنہ و تعالٰی اعلم

۸: اعمال میں ایام و وقت مثلاً حب کیلیے عروج ماہ وقت عشاء بغض کیلیے نزول ماہ وقت ظہر فتوح دست غیب کیلیے ثابت ماہ وقت صبح وغیرہ وغیرہ کچھ اصل رکھتی ہیں بعض اعمال میں زکوٰۃ و ورد ہے اگر ناغہ ہو تو عمل ہاتھ سے جاتا رہتا ہے بعض کو جلالی با پرہیز اور بعض کو جمالی بے پرہیز بتایا جاتا ہے بعض میں چکی اور کسی بیر کتے کی آواز کی قید ہے یہ سب کیسی باتیں ہیں

الجواب: اوقات عشاء و ظہر و صبح کی قیدان اجناس مطلقہ میں نہیں ہاں عمل فتوح کیلیے ماہ ثابت اور حب کیلیے دو جسدیں اور تفریق کیلیے منقلب اور دو ادل کے لیے عروج قمر اور آخر کیلیے نزول قمر اور ہر زکوٰۃ کیلیے التزام ورد مقرر اور اسماء الٰہیہ جمالیہ میں صرف ماکولات جلالی یعنی حیوان کا پرہیز کہ لحم و بیض و عسل و سمک کو شامل ہے اور اسماء الٰہیہ جلالیہ یعنی جلالی و جمالی دونوں اعنی حیوان و ما یخرج منہ کا پرہیز اور صوم کا التزام مع اعتکاف تام شرط ہے اور یہ از قبیل استخراج مشائخ بسبب مناسبت جلیہ یا خفیہ ہے اور امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ماثور ہے کہ دعاء استسقاء کیلیے فرماتے منزل قمر کا لحاظ کرلو ہاں معاذ اللہ جو ان ساعات کو آپ کو مؤثر سمجھے اوسکے لیے حرام ہے نیز ان اکابر کا ان قیود اکل و شرب و خلوت و بعد عن الخلق سے اصل مقصود اور ہے اکثر عوام آخرت کیلیے سعی نہیں کرتے اور دنیوی مطلب کیلیے جان مصیبت میں ڈالنا آسان سمجھتے ہیں لہذا انھوں نے اسماء و اذکار الٰہیہ مقاصد عوام کی تحصیل کو مقرر کیے اور یہ قیدیں لگائیں جس سے اونھیں کم خوری و کم خوابی و گوشہ نشینی کی عادت پڑے اگر ذکر الٰہی کی برکت مقصود اصلی کی طرف کھینچ لے گئی تو عین مراد ہے ورنہ کم از کم یہ فائدہ نقد وقت ہے کہ کمی اختلاط خلق سے گناہ کم ہونگے سخت و خشن کھانے اور روزوں کی کثرت سے شہوات نفسانیہ کمزور پڑیں گے۔ واللہ تعالٰی اعلم

۹: اعمال حب و بغض و حاجات وغیرہ مسجد میں پڑھے جائیں یا خارج بعض کہتے ہیں مسجد میں پڑھنے سے عبادت میں شمار ہوتے ہیں

الجواب: اعمال مسجد و خارج مسجد دونوں جگہ جائز ہیں جبکہ اوسکے لیے مسجد کی جگہ نہ روکے کہ یہ جائز نہیں اور وہ عمل بھی جائز ہو اور اوس سے مقصود بھی امر جائز ہو اور اگر عمل اصلاً یا قصداً ناجائز ہو تو مسجد میں اور بھی سخت تر حکم رکھے گا مثلاً زن و شوہر میں بغض پیدا کرنا اسکے لیے عمل حرام ہے تو اسے مسجد میں پڑھنا حرام تر ہوگا یونہی اعمال سفلیہ کہ اصل میں حرام ہیں مقصود محمود کیلیے بھی مسجد میں حرام تر ہونگے پھر جو جائز عمل جائز نیت سے ہے اوس میں حالتیں دو ہیں ایک اہل علم کی کہ وہ اسماء الٰہیہ سے توسل اور اپنے جائز مقصد کیلیے اللہ عزوجل کی طرف تضرع کرتے ہیں یہ دعا ہے اور دعا مغز عبادت ہے مسجد میں ہو

۴۷۴

خواہ دوسری جگہ دوم عوام نافہم کہ اون کا مطمح نظر اپنا مطلب دنیوی ہوتا ہے اور عمل کو نہ بطور دعا بلکہ بطور تدبیر بجالاتے ہیں لہٰذا جب اثر نہ دیکھیں اوس سے بے اعتقاد ہوجاتے ہیں اگر دعا سمجھتے بے اعتقادی کے کیا معنی تھے کہ حاکم پر حکم کس کا ایسے اعمال نہ مسجد میں عبادت ہوسکتے ہیں نہ غیر میں بلکہ جب کسی دنیوی مطلب کے لیے ہوں مسجد میں نہ پڑھنا چاہیے فان المساجد لم تبن لھذا۔ واللہ تعالٰی اعلم

۱۰: اوراد و وظائف مقررہ کو اتفاقیہ بلا وضو پڑھ سکتے ہیں یا نہیں اگر ناغہ ہوں تو دوسرے وقت قضا ہوسکتے ہیں یا نہیں اور پڑھتے میں اگر کوئی شخص سلام کرے یا ہم کلام ہو تو اوسکا جواب دیا جائے یا نہیں

الجواب: وظائف جو احادیث میں ارشاد ہوئے یا مشائخ کرام نے بطور ذکر الٰہی بتائے اونھیں بلا وضو بھی پڑھ سکتے ہیں اور باوضو بہتر اون میں حسب حاجت بات بھی کرسکتا ہے یعنی نیک بات مگر وہ وظیفہ جس میں عدم کلام کی شرط فرمادی ہے جیسے صبح و عصر کے نماز کے بعد بغیر پاؤں بدلے بغیر بات کئے دس بار لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر یحیی ویمیت وھو علی کل شیئ قدیر پڑھنا اسمیں بات نہ کی جائے اور ذاکر پر سلام کرنا مطلقاً منع ہے اور اگر کوئی کرے تو ذاکر کو اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے۔ ہاں اگر کسی کے سلام یا جائز کلام کا جواب نہ دینا اوسکی دل شکنی کا موجب ہو تو جواب دے کہ مسلمان کی دلداری وظیفہ میں بات نہ کرنے سے اہم و اعظم ہے یہ وظائف اگر وقت خاص سے مختص ہیں اور وہ وقت نکل گیا تو ان کی قضا نہیں ورنہ دوسرے وقت پڑھ لیے جائیں کہ ثواب ملے اور عادت نہ چھوٹے یہ احکام وظائف و اذکار کے تھے رہے اعمال کہ ارباب عزائم مقرر کرتے ہیں اونکی زکوٰۃ میں تو روزانہ غسل شرط ہے وہ بھی غسل پاک یعنی بحالت طہارت نہانا۔ یہانتک کہ اگر نہانے کی حاجت ہو تو غسل جنابت کرکے دوبارہ پھر نہائے اور اون کے ورد میں کہ عمل بجا رہنے کیلیے مقرر کیا جاتا ہے وضو شرط ہے بلا وضو نہیں پڑھ سکتا نہ اون کی زکوٰۃ یا ورد میں ہرگز بات کرسکتا ہے مگر جو بات شرعاً فی الحال فرض ہو اوسکے لیے بمجبوری قطع قرأت لازم مثلاً یہ عمل پڑھ رہا ہے اور ماں یا باپ نے آواز دی جواب دینا فرض ہے یا کسی کافر نے کہا مجھے مسلمان کرلے قطع عمل فرض ہے یہانتک کہ جو مسلمان ہونا مانگے اوسکے لیے تو فرض نماز کی نیت فوراً توڑ دینی واجب ہے یا کوئی مسلمان کنوئیں میں گرا جاتا ہے کسی لکڑی یا اینٹ سے رکا ہوا ہے اگر دیر کی جائیگی گر پڑیگا اور وہ آواز دے یا یہ دیکھے اور بچانا اوسی پر متعین ہو تو فرض ہے کہ عمل بلکہ فرض نماز قطع کرے اور اوسے بچائے و قس علیہ مگر ان سب صورتوں میں جتنا پڑھ لیا تھا محسوب نہ ہوگا بلکہ از سر نو پڑھے اعمال میں قضا بھی نہیں اگر وسط زکوٰۃ میں کوئی دن ناغہ گیا تو زکوٰۃ نہ ہوئی پھر ادا کرے اور کسی دن کا ورد ناغہ ہونے کو ہو تو اوسکی نیت سے اوس دن ایکبار سورۂ فاتحہ ایک بار آیۃ الکرسی پڑھ لے وہ ناغہ میں نہ گنا جائے گا نہ اوسکی قضا ہوگی اور اگر یہ بھی نہ کیا تو عمل ہاتھ سے نکل جائیگا پھر زکوٰۃ دے غرض ارباب عزائم کے یہاں ہر طرح تشدد ہے اور اللہ و رسول کے یہاں تیسیر وللہ الحمد جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

۱۱: بانجھ وہ ہوتی ہے جسکے کبھی بچہ نہ ہوا ہو بعضوں کے ایک یا دو بچہ ہوکر بند ہوجاتے ہیں اونکا علاج بانجھ کا سا ہی کیا جائے اور طرح

الجواب: ہاں وہی اعمال کافی ہیں کہ جو اقوی کی مدافعت کریں اضعف کی بدرجۂ اولٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم

۱۲: رجعت عمل کیا چیز ہے کیا عمل کا لوٹ جانا کسی بے احتیاطی وغیرہ سے ممکن ہے

الجواب: ہاں ممکن اور بارہا واقع ہے جس کا ذکر نمبر ۲ میں گزرا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: مرسلہ حامد علی طالب علم مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص نصیر الدین طوسی ملوم و مذموم کو بلفظ مولی الاعظم اور قدوۃ العلماء الراسخین اور نصیر الملۃ والدین قدس اللہ تعالٰی نفسہ و روحہ سے تعبیر تو ایسے کو فاسق یا کافر نہ جاننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہوا یا نہیں اگر نہ ہوا تو فاسق بھی ہوا یا نہیں امید کہ دلیل عقلی و نقلی سے اسکا اثبات فرمایا جاوے

الجواب: طوسی کا رفض حد کفر تک نہ تھا بلکہ اوس نے حتی الامکان اپنے اگلوں کے کفر کی تاویلات کیں اور نہ بن پڑی تو منکر ہوگیا اوسکی ایسی توجیہ گناہ ضرور ہے اور منطقی فلسفی شراح محشین معصوم نہیں جہاں جہاں اوس نے خلاف اہلسنت کیا ہے اوس کا رد کردیا۔ واللہ تعالٰی اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ۔ باراول از بنارس پھاٹک شیخ سلیم مدرسہ ابراہیمیہ مرسلہ مولوی حافظ عبدالسمیع صاحب ۹ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قال زید سجدہ تعظیم وتحیت مرشد طریقت کے لئے اب بھی جائز ہے اور استدلال کرتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے مسجود ملائکہ ہونے سے ونیز واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام سے اور کہتا ہے والقی السحرۃ ساجدین ساحروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ قال عمرو سجدۂ تحیت ادیان ماضیہ میں جائز تھا ہماری شریعت غرا محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہ حکم منسوخ ہوا جیسا کہ تفسیر جلالین۔ مدارک۔ خازن۔ روح البیان۔ جامع البیان۔ تفسیر کبیر۔ فتح العزیز۔ وغیرہم میں مصرح ہے اور ساحروں کو عرفان حق حاصل ہوا اور اونھوں نے معبود حقیقی کو سجدہ کیا۔ جیسا کہ قالوا اٰمنا برب العٰلمین رب موسیٰ وہارون اس پر دال ہے نہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ قال زید آیات اخبار وقصص میں ناسخ ومنسوخ نہیں ہوتا کما فی نور الانوار لہذا اباحت اوس کی باقی ہے قال عمرو علمائے مفسرین نے اس حکم کا منسوخ ہونا مصرح بیان فرمایا قال زید مفسرین کی مجرد رائے ہم پر حجت نہیں تاوقتیکہ کوئی آیت اوس کی ناسخ یا ممانعت میں نہ وارد ہو قال عمرو آیات قرآنی اوس کی ممانعت میں نص صریح ہیں مثلاً یایہا الذین اٰمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم پس معلوم ہوا کہ سجدہ عبادت ہے پس عبادت غیر خدا کی شرک ہے نیز فاسجدوا للہ واعبدوا اور واسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون میں لام واسطے تخصیص کے ہے اور ایاہ بھی تخصیص کے لئے آتا ہے لہذا سجدہ مخصوص ذات باری کیلئے ہے اور غیر کے لئے شرک وحرام وکفر۔ قال زید ان آیتوں میں سجدۂ عبادت کی تخصیص ہے نہ سجدہ تحیت کی لہذا وہ جائز ہے قال عمرو لاتسجدوا للشمس ولا للقمر سے غیر اللہ کے لئے سجدہ ممنوع ہونا ثابت ہے اگرچہ سجدۂ تحیت ہو اور فقہا ومتکلمین نے اوس کو حرام وکفر فرمایا ہے کما فی شرح فقہ اکبر ملا علی قاری۔ انجاح الحاجہ۔ حلبی شرح المنیہ۔ مالابد منہ۔ عالمگیری نیز احادیث صحیحہ اوس کی مخالفت میں بکثرت وارد ہیں قال زید آیت میں یہ کہاں ہے لاتسجدوا للانسان۔ حدیثوں میں جواز ہے عکرمہ بن ابوجہل مشرف باسلام ہوئے اور اونھوں نے حضرت کو سجدہ کیا آپ نے منع فرمایا کما فی مدارج النبوۃ وروضۃ الاحباب ایک صحابی نے حضرت کی پیشانی پر سجدہ کیا تو حضرت نے فرمایا تونے اپنا خواب سچا کیا پس ثابت ہوا کہ سجدہ جائز کما فی مشکوٰۃ قال عمرو عکرمہ کی روایت سے سجدہ مراد لینا اہل علم پر مخفی نہیں کہ کس قدر سادہ لوحی ہے کیونکہ منقول ہے فطأطأ رأسہ من الحیاء کما فی سیرۃ الحلبی وسیرۃ النبویہ اور مدارج النبوۃ کی عبارت ہے انگاہ از شرمندگی سر در پیش افگند حدیث مشکوٰۃ سے معلوم ہوا کہ پیشانی انور مسجود علیہ تھی نہ مسجود لہ لہذا وہ مفید مدعی نہیں جس چیز پر سجدہ کیا جائے وہ مسجود لہ قرار نہیں پاتی فتدبر۔ فالعجب کل العجب۔ ونیز حدیث قیس ومعاذ بن جبل میں سجدہ تحیت کی نفی صریح وارد ہے لاتفعلوا مشکوٰۃ وابن ماجہ۔ نیز دیگر احادیث جو پرچہ صوفی ۱۲۴۳ جلد ۲۱ ماہ رجب ۱۳۳۷ھ میں شائع ہوچکی ہے ملاحظہ ہو۔ قال زید یہ سب حدیثیں خبر آحاد ہیں یہ قطعی پر حجت نہیں ہوسکتیں نیز آیات قرآنی سے اباحت ثابت ہے اگرچہ مورد خاص ہے مگر حکم عام ہے قال عمرو آیات قرآنی واحادیث نبوی وتصریحات فقہا ومتکلمین سے حرمت وکفر ہونا ثابت ہے اوس کی اباحت برحالت اختیار میں کوئی روایت ضعیف بھی وارد نہیں لہذا دعوٰی بلا دلیل ہے وہ مقبول نہیں پس مفتیان دین بیان فرمائیں کہ قول حق وصواب کس کا ہے فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولٰئک لہم الامن وہم المہتدون بینوا توجروا۔

بار دوم۔ ازمیرٹھ خیر نگر دروازہ مرسلہ مظاہر الاسلام صاحب نبیرۂ نواب ممتاز علی خان ۲۹ شوال ۱۳۳۷ھ

مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا بالفضل اولٰنا جناب مولوی احمد رضا خان صاحب دامت برکاتہم۔ سلام وآداب کے بعد

گزارش خدمت کہ ۲۸ جون ۲۹ رمضان المبارک کو رسالہ نظام المشائخ خدمت والا میں روانہ کرکے استدعا کی گئی تھی کہ براہ کرم سجدۂ تحیت کے جواز و عدم جواز کی بابت شرع شریف کے مطابق اپنی قیمتی رائے سے اس خادم کو مطلع فرمایا جائے تاکہ یہ بے بضاعت جناب کے احسان و کرم کی وجہ سے اس عظیم الشان مسئلہ میں تشفی و اطمینان حاصل کرسکے۔ چند روز ہوئے کہ جناب کی معرکۃ الآرا تصنیف جو کہ تقویۃ الایمان کے رد و ابطال میں تحریر ہے خادم کی نظر سے گزری اس کے صفحہ ۴۳ پر سجدۂ تحیت کے جواز میں جو عبارت مزین ہے وہ حسب ذیل ہے: "واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو سب سجدہ میں گرے سوائے ابلیس کے۔ ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجدا۔ یوسف نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بلند کیا اور وہ سب یوسف کے لئے سجدے میں گرے یہ خاک بدہن گستاخ اللہ تعالیٰ ملئکہ آدم و یعقوب و یوسف علیہم الصلاۃ والسلام سب کا شرک ہوا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ملئکہ نے سجدہ کیا آدم راضی ہوئے یعقوب ساجد یوسف رضامند" پھر جناب والا تحریر فرماتے ہیں "اور یہاں نسخ کا جھگڑا پیش کرنا محض جہالت۔ شرک کسی شریعت میں حلال نہیں ہو سکتا کبھی ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ شرک کا حکم دے اگرچہ اسے پھر کبھی منسوخ بھی فرمادے"۔ اگر جناب براہ کرم اپنی محققانہ رائے سے اس ناچیز کو مطلع فرمائیں گے تو یہ درحقیقت ایک بہت بڑی اسلامی خدمت متصور ہوگی جناب کی مذکورہ بالا تحریر کے صریح معنی تو یہی سمجھ میں آئے کہ سجدۂ تحیت جائز ہے والسلام مع الاکرام۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم لک الحمد یا من خشعت لہ القلوب وخضعت لہ الاعناق وسجدت لہ الجباہ ۞ وحرم السجود فی ھذا الدین المحمود ۞ والشرع المسعود ۞ لما سواہ ۞ صل وسلم وبارک علی اکرم من سجد لک لیلا ونہارا ۞ وحرم السجود لغیرک تحریما جہارا ۞ وعلی الہ وصحبہ الفائزین بخیر الذین لم یشن اللہ وجوھھم بالخرور لغیرہ ۞ نورنا اللہ بانوارھم ووفقنا لاتباع آثارھم ۞ آمین۔ مسلمان اے مسلمان اے شریعت مصطفوی کے تابع فرمان جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عزجلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں اوس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقینا اجماعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدۂ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین اور اسکے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین ایک جماعت فقہا سے تکفیر منقول اور عند التحقیق وہ کفر صوری پر محمول کما سیأتی بتوفیق المولی سبحٰنہ وتعالیٰ ہاں مثل صنم وصلیب وشمس وقمر کے لئے سجدے پر مطلقاً اکفار کما فی شرح المواقف وغیرہ من الاسفار ان کے سوا مثل پیر و مزار کے لئے ہرگز ہرگز جائز و مباح جیسا کہ زید کا ادعائے باطل نہ شرک حقیقی نامغفور جیسا کہ وہابیہ کا زعم عاطل بلکہ حرام ہے اور کبیرہ و فحشاء فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء ابطال شرک کے لئے تو وہی واقعہ حضرت آدم اور مشہور جمہور پر واقعۂ حضرت یوسف بھی علیہما الصلاۃ والسلام دلیل کافی محال ہے کہ مولیٰ عزوجل کبھی کسی مخلوق کو اپنا شریک کرنے کا حکم دے اگرچہ پھر اسے بھی منسوخ بھی فرمائے اور محال ہے کہ ملئکہ وانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لئے شریک خدا بنائے یا اسے روا ٹھہرائے کوکبۂ شہابیہ میں اسی کا بیان اور زعم وہابی کا ابطال بین البرہان اوس کا صرف اتنا مفاد و مقصود کہ وہابی کا شرک باطل و مردود وہابی نے اس پر شرک نامغفور کا حکم لگا کر آدم و یعقوب و یوسف و ملئکہ علیہم الصلاۃ والسلام سب کو معاذ اللہ مشرک بنادیا اور رب عزوجل کو (خاک بدہن گستاخ) شرک کا حکم دینے اور ان کا روا رکھنے والا ٹھہرادیا یہ ضرور حق اور افادہ جواز سے اجنبی مطلق کیا جو کچھ شرک نہ ہو سب جائز و روا ہے یوں تو زنا و قتل و شرب خمر و اکل خنزیر سب کچھ حلال ٹھہرتا ہے کہ یہ باتیں بھی شرک نہیں تو معاذ اللہ سب جائز ہوں اور یہ جہل صریح و ضلال مبین والعیاذ باللہ رب العٰلمین اور ابطال اباحت کو احادیث متواترہ وائمۂ دین کے نصوص وافرہ مسئلہ شرعیہ حدیث و فقہ سے لیا جائے گا اور ان میں اس کی تحریم متواتر اس کے ممنوع و ناجائز و گناہ کبیرہ ہونے کی تصریحات متظافرہ پرچہ نظام المشائخ دہلی رجب ۱۳۳۷ھ کا اس سوال کے ساتھ آیا اوس میں متعلق سجدہ تحریر بے تحریر نے ایک ایسے نام سے انتساب پایا جس کی طرف

اوسکی نسبت نے عجب تعجب دلایا اس تحریر میں اول تا آخر جہالتیں سفاہتیں عبارات و مطالب میں طرفہ خیانتیں شرع مطہر پر شدید جرأتیں حتی کہ خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سخت حملہائے بیباک حضور رب حضور پر افترا ہائے ناپاک پھر صحابہ و ائمہ و فقہا و اولیا کا کیا ذکر اون کی رفیع شان میں کمال زبان درازیوں کی کیا فکر یہان تک کہ اون کو نہ صرف جاہل ضدی سنگدل بتایا بلکہ بھر موتہ شقی ملعون شیطان راندۂ درگاہ ٹھہرایا وسیجزی اللہ الفاسقین کذلک یجزی الظالمین۔ یہ سب بھی انھیں پر علم تھے کہ او رضلال کیا کم تھے جب مذہب نہیں کچھ عجب نہیں مگر سخت آفت یہ کہ عبارتیں کی عبارتیں جی سے گڑھیں اور صاف بے دھڑک مشہور کتابوں کی طرف نسبت کردیں اور وہ بھی اس جسارت کی شان سے کہ جلد و صفحہ و باب کے نشان سے مذہبی حالت کچھ سہی جسے ادنیٰ حیا و انسانیت کے دائرے مین رہنا پسند ہو کیونکر ان کا مرتکب ہو سکے اگر نہ رسالۂ خبیثہ سیف النقی کی طرح پابند اثر دیوبند ہو نہ کہ ایک مشہور شخص جو پیش خویش صوفی و شیخ بننے کا خواہشمند ہو بہرحال مسلمانوں کو اوس کے فریبوں سے بچانا لازم اشد جسے ہم نے بکر سے تعبیر کیا ہے کیسے باشد مذکور سوال زید کے جتنے مکرہین سب مشتے از خروارہ بکر ہیں لہذا خبر گیری اسی کی کافی آئی وکل الصید فی جوف الفراء ایسی تحریرات اگرچہ قطعاً ناقابل التفات مگر بعد اشاعت فاحشہ اوس کا انسداد اہم ہم اب یہ مبارک جواب بتوفیق الوہاب چھ فصل پر منقسم فصل ۱۔ قرآن کریم سے سجدۂ تحیت کی تحریم یہ اوس کا رد ہے جو بکر نے صفحہ پر کہا "کوئی آیت سجدۂ انسان کے خلاف قرآن میں کہیں بھی نہیں" فصل ۲ چالیس حدیثوں سے سجدۂ تحیت کی تحریم یہ اوس کا رد ہے جو بکر نے ایک ضعیف حدیث دکھا کر ص۹ پر کہا "اسی حدیث کو سجدۂ تعظیمی کے مخالف سند میں پیش کیا کرتے ہیں سوائے اس کے اور کوئی ثبوت اون کے پاس نہیں" اللہ اکبر متواتر حدیثوں کے مقابل یہ ڈھٹائی فصل ۳۔ ایک سو دس نصوص فقہ سے سجدۂ تحیت کی تحریم یہ اوس کا رد ہے جو بکر نے ص۲۳ پر کہا "سوائے چند جاہل ضدی لوگوں کے کوئی سجدۂ تعظیم کے خلاف نہ تھا" ص۲۴ "اس سے انکار کرنیوالے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ ہونگے فقط سجدۂ تعظیمی کا انکار موجب لعنت و پھٹکار" وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ فصل ۴۔ خود بکر کی سندوں اور اوسی کے مستندوں اور اوسی کے موتھ سے قرآن مجید و احادیث متواترہ و اجماع علما و اجماع اولیا سے سجدۂ تحیت حرام ہونے کا ثبوت یہ کاہے کا رد ہے اسے بکر سے پوچھئے۔ فصل ۵۔ اوس ذرا سی تحریر میں بکر کے افترا اختراع کذب خیانت جہالت سفاہت کا اظہار فصل ۶۔ سجدۂ آدم و یوسف علیہما الصلاۃ والسلام کی بحث اور اوس سے استدلال مجوز کا قاہر ابطال وباللہ التوفیق والوصول إلی التحقیق والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولٰنا وآلہ وصحبہ اجمعین آمین۔

فصل اول قرآن کریم سے سجدۂ تحیت کی تحریم

قال ربنا تبارک وتعالیٰ ولا یأمرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا ایأمرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون۔ نبی کو یہ نہیں پہنچتا کہ تمہیں حکم فرمائے کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو رب ٹھہرالو کیا نبی تمہیں کفر کا حکم دے بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔ عبد بن حمید اپنی سند میں سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرمایا بلغنی ان رجلا قال یارسول اللہ نسلم علیک کما یسلم بعضنا علی بعض افلا نسجد لک قال لا ولکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاھلہ فانہ لا ینبغی ان یسجد لاحد من دون اللہ تعالیٰ فانزل اللہ تعالیٰ ماکان لبشر الی قولہ بعد اذ انتم مسلمون۔ مجھے حدیث پہنچی کہ ایک صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ہم حضور کو بھی ایسا ہی سلام کرتے ہیں جیسا آپس میں۔ کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں فرمایا نہ بلکہ اپنے نبی کی تعظیم کرو اور سجدہ خاص حق خدا ہے اسے اوسی کے لئے رکھو اس لئے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ سزاوار نہیں اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اوتاری۔ اکلیل فی استنباط التنزیل میں اس آیت کے نیچے یہی حدیث اختصاراً ذکر کر کے فرمایا ففیہ تحریم السجود لغیر اللہ تعالیٰ تو اس آیہ کریمہ نے غیر خدا کو سجدہ حرام فرمایا۔ آیت کی ایک شان نزول یہ بھی ہے کہ نصاریٰ نے کہا ہمیں عیسٰی نے حکم دیا ہے کہ ہم اون کو خدا مانین

اسیر اوتری امام خاتم الحفاظ نے جلالین میں دونوں سبب یکساں بیان کیے نزل لما قال نصارٰی نجران ان عیسٰی امرھم ان یتخذ وہ ربا او لما طلب بعض المسلمین السجود لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس نے ظاہر کردیا کہ دونوں سبب قوی ہیں کہ خطبہ میں وعدہ ہے کہ تفسیر میں وہی قول لائیں گے جو سب سے صحیح تر ہو اور بیضاوی و مدارک وابوالسعود وکشاف وتفسیر کبیر و شہاب وجمل وغیرہم عامۂ مفسرین نے اوسی سبب اول کو ترجیح دی کہ مسلمانوں نے حضور کو سجدے کی درخواست کی اوس پر اوتری خود آخر آیت میں فرمایا کیا تمہیں کفر کا حکم دیں بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو تو ضرور مسلمان مخاطب ہیں جو خواہان سجدہ ہوئے تھے نہ کہ نصارٰی۔ مدارک شریف وکشاف میں ہے بعد اذ انتم مسلمون یدل علی ان المخاطبین کانوا مسلمین وھم الذین استأذنوہ ان یسجدوا لہ۔ بیضاوی وارشاد العقل میں ہے دلیل ان الخطاب للمسلمین وھم المستأذنون لان یسجدوا لہ کبیر میں قول کشاف نقل کرکے مقرر رکھا فتوحات میں ہے یقرب ھذا الاحتمال قولہ فی اٰخر الاٰیۃ بعد اذ انتم مسلمون ۰ عنایۃ القاضی میں ہے ھذہ الفاصلۃ ترجح القول بانھا نزلت فی المسلمین القائلین افلا نسجد لک تفسیر نیشاپوری میں بھی اسکی تقویت کی **اقول** وباللہ التوفیق خطاب نصارٰی پر انتم مسلمون میں مجاز کی ضرورت ہے کہ نصارٰی نجران مسلمان کب تھے تو معنی یہ لینے ہوں گے اٰباءکم الاولین بالکفر بعد ان کانوا مسلمین کیا عیسٰی تمہارے اگلے باپ دادا ؤں کو جو اون کے زمانے میں دین حق پر تھے کفر کا حکم کرتے بعد اسکے کہ وہ ایمان لاچکے تھے اور خطاب مسلمین پر کفر میں تاویل کی حاجت ہے کہ مسلمانوں نے ہرگز سجدۂ عبادت نہ چاہا **اولا** نہ یہ صحابہ سے معقول تھا روز اول سے توحید کا آفتاب عالم آشکار فرمادیا تھا موافق مخالف نزدیک کا دور کا ہر شخص جانتا تھا ہر گھر میں چرچا تھا کہ یہ ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے اور شرک کے برابر کسی شے کو دشمن نہیں رکھتے تو کسی صحابی سے عبادت نبی کی درخواست اور وہ بھی خود نبی سے کیونکر متصور تھی خصوصاً یہ سجدہ کی درخواست کرنے والے کون تھے اجلۂ صحابہ معاذ بن جبل وقیس بن سعد وسلمان فارسی حتٰی کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہم جیساکہ فصل احادیث میں آتاہے **ثانیا** حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جواب میں یہی فرمایا کہ ایسا نہ کرو یہ نہ فرمایا کہ تم عبادت غیر کی درخواست کرکے کافر ہوگئے تمہاری عورتیں نکاح سے نکل گئیں توبہ کرو دوبارہ اسلام لاؤ پھر عورتیں راضی ہوں تو اون سے نکاح کرو **ثالثا** سب سے زائد یہ کہ مولٰی تعالٰی بھی تو خود اسی آیت میں اون کو مسلمان بتارہا ہے کہ تم تو مسلمان ہو کیا تمہیں کفر کا حکم دیں لہذا امام محمد بن محمد حافظ الدین وجیز میں فرماتے ہیں قولہ تعالٰی مخاطبا للصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم ایأمرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون ۰ نزلت حین استأذنوا فی السجود لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولا یخفی ان الاستئذان لسجود التحیۃ بدلالۃ بعد اذ انتم مسلمون ۰ ومع اعتقاد جواز سجدۃ العبادۃ لایکون مسلما فکیف یطلق علیھم بعد اذ انتم مسلمون ۰ اللہ عزوجل نے صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے فرمایا کیا نبی تمہیں کفر کا حکم دیں بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو یہ آیت اوس وقت اوتری جب صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کی اجازت چاہی اور ظاہر ہے کہ اونھوں نے سجدۂ تحیت کی درخواست کی تھی اس دلیل سے کہ فرماتا ہے کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو اور سجدۂ عبادت جائز مان کر مسلمان نہیں رہتا تو یہ کیوں کر فرمایا جاتا کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔ **اقول** بعینہٖ یہی دلیل روشن کر رہی ہے کہ کفر سے کفر حقیقی مراد نہیں کہ کفر حقیقی کی درخواست کرکے بھی مسلمان نہیں رہتا پھر کیوں کر فرمایا جاتا کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو وقد کان استدل بہ البعض القائلون بان سجدۃ التحیۃ کفر مطلقا وذکرہ فی الوجیز دلیلا لھم فانقلب الدلیل علی المدعی وثبت انھا لیست بکفر کما علیہ الجمھور والمحققون فاحفظ وتثبت وللہ الحمد لاجرم کفر سے مراد کفر دون کفر ہوگا جو محاورات شارع میں شائع ہے خصوصاً سجدہ کہ نہایت مشابہ پرستش غیر ہے فصل دوم میں زمین بوسی کی نسبت کافی شرح وافی وکفایہ شرح ہدایہ وتبیین شرح کنز ودرمختار ومجمع الانہر وفتح اللہ المعین وجواہر اخلاطی وغیرہا سے آئے گا لانہ یشبہ عبادۃ الوثن بت پرستی کے مشابہ ہے تو سجدہ تو مشابہ تر کفر ہوگا اوس کی صورت بعینہا صورت کفر بلا ادنٰی تفاوت ہے تو کفر صوری ضرور ہے جیسا کہ فصل دوم میں خلاصہ ومحیط ومنح الروض ونصاب الاحتساب وغیرہا سے آتا ہے ان ھذا کفر صورۃ سجدہ صورت کفر ہے وھو احد مناشیٔ ھذا الاطلاق فی کلامھم کما سیاتی بعونہ عزوجل۔ بہرحال آیۃ کریمہ میں ایک طرف تجوز ہے لہذا امام خاتم الحفاظ نے دونوں شان نزول برابر رکھیں اور شک نہیں کہ ایک ایک آیت کے لیے کئی کئی شان نزول ہوتے ہیں اور قرآن کریم اپنے جمیع وجوہ پر حجت ہے کما فی التفسیر الکبیر وشرح المواہب

للزرقانی وغیرہما تو قرآن عظیم نے ثابت فرمایا کہ سجدۂ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ صحابۂ کرام نے حضور کو سجدۂ تحیت کی اجازت چاہی اوس پر ارشاد ہوا کیا تمہیں کفر کا حکم دیں معلوم ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسی قبیح چیز ایسا سخت حرام ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا جب خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سجدۂ تحیت کا یہ حکم ہے۔ پھر اوروں کا کیا ذکر واللہ الہادی

فصل دوم چالیس حدیثوں سے تحریم سجدۂ تحیت کا ثبوت

حدیث میں چہل حدیث کی بہت فضیلت آئی ہے ائمہ وعلما نے رنگ رنگ کی چہل حدیثیں لکھی ہیں ہم بتوفیقہ تعالیٰ یہاں غیر خدا کو سجدہ حرام ہونے کی چہل حدیث لکھتے ہیں یہ حدیثیں دو نوع (نوع اول) سجدۂ غیر کی مطلقاً ممانعت **حدیث[1] اول** جامع ترمذی وصحیح ابن حبان وصحیح مستدرک ومسند بزار وسنن بیہقی میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے قال جاءت امرأۃ الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالت یارسول اللہ اخبرنی ما حق الزوج علی الزوجۃ قال لو کان ینبغی لبشر ان یسجد لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا اذا دخل علیہا لما فضلہ اللہ علیہا ہذا لفظ البزار والحاکم والبیہقی وعند الترمذی المرفوع منہ بلفظ لو کنت اٰمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا ایک عورت نے بارگاہ رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ میں حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ شوہر کا عورت پر کیا حق ہے فرمایا اگر کسی بشر کو لائق ہوتا کہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو فرماتا کہ جب شوہر گھر میں آئے اوسے سجدہ کرے اوس فضیلت کے سبب جو اللہ نے اوسے اس پر رکھی ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے **حدیث[2] دوم** بزار نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی قال دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حائطا فجاء بعیر فسجد لہ فقالوا ہذہ بہیمۃ لا تعقل سجدت لک ونحن نعقل فنحن احق ان نسجد لک فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یصلح لبشر ان یسجد لبشر لو صلح لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا لما لہ من الحق علیہا ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک اونٹ نے حاضر ہوکر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یہ بے عقل چوپایہ ہے اسنے حضور کو سجدہ کیا ہم تو عقل رکھتے ہیں ہمیں زیادہ لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدمی کو لائق نہیں کہ آدمی کو سجدہ کرے ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے اوس حق کے سبب جو اوس کا اس پر ہے امام جلال الدین سیوطی نے مناہل الصفا میں فرمایا اس حدیث کی سند حسن ہے۔ **حدیث سوم** احمد ونسائی وبزار وابونعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال کان اہل بیت من الانصار لہم جمل یسنون علیہ وانہ استصعب علیہم (فذکر القصۃ الی قولہ) فلما نظر الجمل الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خر ساجدا بین یدیہ فقال لہ اصحابہ یارسول اللہ ہذہ بہیمۃ لا تعقل تسجد لک ونحن نعقل فنحن احق ان نسجد لک قال لا یصلح لبشر ان یسجد لبشر ولو صلح ان یسجد بشر لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا

---

[1] رأیتہ فی جامع الترمذی وعزاہ فی الدر المنثور تحت قولہ عزوجل الرجال قوامون علی النساء للبزار والحاکم والبیہقی وفی نکاح الترغیب وذیل الجامع الصغیر لابن حبان اقتصر فی ہذا علی مرفوعہ مشیا من الکتاب علی موضوعہ ووقع فی کنز العمال رمزن للنسائی وہو تصحیف ت للترمذی ۱۲ منہ

[2] شروح الشفا للخفاجی والقاری ومناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفا للامام خاتم الحفاظ ۱۲ منہ

من عظم حقه علیها وعند النسائی مختصر یعنی انصار میں ایک گھر کا آبکشی کا اونٹ بگڑ گیا کسی کو پاس نہ آنے دیتا کھیتی اور کھجوریں
پیاسی ہوئیں سرکار میں شکایت عرض کی صحابہ سے ارشاد ہوا چلو باغ میں تشریف فرما ہوں اونٹ اوس کنارے تھا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اوس کی طرف چلے انصار نے عرض کی یا رسول اللہ وہ بورا نے کتے کی طرح ہو گیا ہے مبادا حملا کرے فرمایا ہمیں اوس کا اندیشہ
نہیں اونٹ حضور کو دیکھکر چلا اور قریب آکر حضور کے لئے سجدہ میں گرا حضور نے اوس کے ماتھے کے بال پکڑ کر کام میں دیدیا بکری کی طرح
ہوگیا آگے وہی ہے کہ صحابہ نے عرض کی ہم تو ذی عقل ہیں ہم زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا آدمی کو لائق نہیں کہ کسی بشر کو سجدہ
کرے ورنہ میں عورت کو مرد کے سجدے کا حکم فرماتا۔ امام منذری نے کہا اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے راوی مشاہیر ثقہ حدیث
چہارم امام احمد و بزار وابونعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حائطا للانصار ومعہ
ابوبکر و عمر فی رجال من الانصار وفی الحائط غنم فسجدن له فقال ابوبکر یا رسول اللہ کنا نحن احق بالسجود لک
من ھذہ الغنم قال انه لا ینبغی فی امتی ان یسجد احد لاحد ولو کان ینبغی ان یسجد احد لاحد لامرت المرأة ان تسجد
لزوجها حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں تشریف فرما ہوئے صدیق و فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم
ہمراہ رکاب تھے باغ میں بکریاں تھیں اونھوں نے حضور کو سجدہ کیا صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ ان بکریوں سے ہم زیادہ حقدار ہیں اس کے
کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا بیشک میری امت میں نہ چاہیے کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے اور ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو شوہر کے سجدے کا
حکم فرماتا۔ ملا علی قاری شرح شفاء امام قاضی عیاض میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں کہا یہ حدیث صحیح ہے
حدیث پنجم بیہقی وابونعیم دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی بینما نحن قعود مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اذ اتاه آت فقال یا رسول اللہ ناضح آل فلان قد ابق علیهم فنهض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(فذکر القصة وفیه سجود البعیر له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قال فقال اصحابه یا رسول اللہ بهیمة من البهائم تسجد
لک لتعظیم حقک فنحن احق ان نسجد لک قال لا لو کنت آمرا احدا من امتی ان یسجد بعضهم لبعض لامرت النساء
ان یسجدن لازواجهن ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے کسی نے آکر عرض کی فلاں گھر کا شتر آبکش بے
قابو ہوگیا حضور اوٹھے اور ہم ہمراہ رکاب اوٹھے ہم نے عرض کی حضور اوس کے پاس نہ جائیں حضور تشریف لے گئے اونٹ کی نظر جمال انور
پر پڑنا اور اوس کا سجدے میں گرنا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ایک چوپایہ تو حضور کی تعظیم حق کے لئے حضور کو سجدہ کرے ہم زیادہ اس کے لائق
ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا نہیں۔ اگر میں اپنی امت میں ایک دوسرے کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو فرماتا کہ شوہروں کو سجدہ کریں۔ حدیث
ششم احمد مسند اور حاکم مستدرک اور طبرانی جامع کبیر اور بیہقی وابونعیم دلائل النبوۃ اور بغوی شرح سنہ میں یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے راوی قال خرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوما فجاء بعیر یرغو حتی سجد له فقال المسلمون نحن احق ان
نسجد للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لو کنت آمرا احدا ان یسجد لغیر اللہ تعالیٰ لامرت المرأة ان تسجد لزوجها
الحدیث ایک روز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لیے جاتے تھے ایک اونٹ بولتا ہوا آیا قریب آکر حضور کو سجدہ کیا مسلمانوں
نے کہا ہمیں تو زیادہ لائق ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کریں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی کو غیر خدا کے سجدے
کا حکم دیتا تو عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ جانتے ہو یہ اونٹ کیا کہتا ہے یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے چالیس برس اپنے آقاؤں کی خدمت کی
جب بوڑھا ہوا اونھوں نے اس کا چارہ کم اور کام زیادہ کر دیا اب کہ اون کے یہاں شادی ہے چھری لی کہ حلال کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے اوس کے مالکوں سے فرما بھیجا کہ اونٹ یہ شکایت کرتا ہے انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ واللہ وہ سچ کہتا ہے فرمایا تو میں چاہتا ہوں کہ تم
اسے میری خاطر سے چھوڑ دو اونھوں نے چھوڑ دیا مطالع المسرات میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے حدیث ہفتم مسند میں
ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان فی نفر من المهاجرین والانصار

فجاء بعیر فسجد له فقال اصحابه یا رسول الله تسجد لك البهائم والشجر فنحن احق ان نسجد لك فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ولو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جماعت مہاجرین وانصار میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آکر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ چوپائے اور درخت حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ اس حدیث کا صرف اخیر ٹکڑا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا سنن ابن ماجہ میں بھی ہے اور اسی قدر ترغیب میں ابن حبان اور درمنثور میں ابوبکر بن ابی شیبہ کی طرف نسبت کیا۔ **حدیث ہشتم** ابونعیم دلائل میں ثعلبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال اشتری انسان من بنی سلمة جملا ینضح علیه فادخله فی مربد فجر لیحمل فلم یقدر احد ان یدخل علیه الا تخبطه فجاء رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فذکر له ذلك فقال افتحوا عنه فقالوا انا نخشی علیك یا رسول الله قال افتحوا عنه ففتحوا فلما رآه الجمل خر ساجدا فسبح القوم وقالوا یا رسول الله کنا احق بالسجود من هذه البهیمة قال لو ینبغی لشیئ من الخلق ان یسجد لشیئ دون الله لا ینبغی للمرأة ان تسجد لزوجها بنی سلمہ میں کسی نے ایک اونٹ آبکشی کو خرید کر سار میں کردیا جب اوسے لادنا چاہا جو پاس جاتا اوس پر حملہ کرتا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے سرکار میں یہ حال معروض ہوا ارشاد ہوا دروازہ کھولو عرض کی حضور اندیشہ ہے فرمایا کھولو کھول دیا اونٹ کی نگاہ جمال انور پر پڑی تھی کہ حضور کے لئے سجدہ میں گرا حاضرین میں سبحن اللہ سبحن اللہ کا شور پڑگیا پھر عرض کی یا رسول اللہ ہم تو اس چوپائے سے زیادہ سجدہ کرنے کے سزاوار ہیں فرمایا اگر مخلوق میں کسی کو کسی غیر خدا کے لئے سجدہ مناسب ہوتا تو عورت کو چاہئے تھا کہ شوہر کو سجدہ کرے **حدیث نہم** ابونعیم غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال خرجنا مع رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی بعض اسفاره فرأینا منه عجبا من ذلك انا مضینا فنزلنا منزلا فجاء رجل فقال یا نبی الله انه کان لی حائط فیه عیشی وعیش عیالی ولی فیه ناضحان فاغتلما علی نفعانی انفسهما وحائطی ومافیه لا یقدر احد ان یدنو منهما فنهض نبی الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم باصحابه حتی اتی الحائط فقال لصاحبه افتح فقال یا نبی الله امرهما اعظم من ذلك قال افتح فلما حرك الباب اقبلا لهما جلبة کحفیف الریح فلما انفرج الباب ونظرا الی نبی الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم برکا ثم سجدا فاخذ نبی الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم برؤسهما ثم دفعهما الی صاحبهما فقال استعملهما واحسن علفهما فقال القوم یا نبی الله تسجد لك البهائم فبلاء الله عندنا بك احسن حین هدانا الله من الضلالة واستنقذنا بك من المهالك افلا تأذن لنا فی السجود لك فقال النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان السجود لیس لی الا للحی الذی لا یموت ولو انی آمر احدا من هذه الامة بالسجود لامرت المرأة ان تسجد لزوجها۔ ہم ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رکاب انور میں تھے ہم نے ایک عجب دیکھا ایک منزل میں اوترے وہاں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کی یا نبی اللہ میرا ایک باغ ہے کہ میری اور میرے عیال کی وہی وجہ معاش ہے اوس میں میرے دو شتر آبکش تھے دونوں مست ہوگئے ہیں نہ اپنے پاس آنے دیں نہ باغ میں قدم رکھنے دیں کسی کی طاقت نہیں کہ قریب جائے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع صحابہ کرام اوٹھکر اوس کے باغ کو گئے فرمایا کھول دے عرض کی یا نبی اللہ ان کا معاملہ اس سے سخت تر ہے فرمایا کھول۔ دروازے کو جنبش ہوتی تھی کہ دونوں شور کرتے ہوا کی طرح جھپٹے دروازہ کھلا اور انھوں نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا فوراً سجدے میں گر پڑے حضور نے اون کے سر پکڑ کر مالک کے سپرد کردیئے اور فرمایا ان سے کام لے اور چارہ بخوبی دے۔ حاضرین نے عرض کی یا نبی اللہ چوپائے حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو حضور کے سبب ہم پر اللہ کی نعمت تو بہتر ہے اللہ نے گمراہی سے ہمکو راہ دکھائی اور حضور کے ہاتھوں پر ہمیں دنیا و آخرت کے مہلکوں سے نجات دی کیا حضور ہمکو اجازت نہ دینگے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا بیشک سجدہ میرے لئے نہیں وہ تو اوسی زندہ کے لئے ہے جو کبھی نہ مرے گا میں امت میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا **حدیث دہم** طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی ان رجلا من الانصار کان له فحلان فاغتلما فادخلهما حائطا فسد علیهما الباب ثم جاء رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم فاراد ان یدعو له والنبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم قاعد معه نفر من الانصار فساق الحدیث وفیه فقال افتح ففتح فاذا احد الفحلین قریبا من الباب فلما رأی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم سجد له فشد رأسه وامکنه منه ثم مشی الی اقصی الحائط الی الفحل الآخر فلما رأه وقع له ساجدا فشد رأسه وامکنه منه وقال اذهب فانهما لا یعصیانك وفیه قوله صلی اللہ تعالی علیه وسلم لا آمر احدا ان یسجد لاحد ولو امرت احدا ان یسجد لاحد امرت المرأة ان تسجد لزوجها اس میں بھی حدیث ہشتم کی طرح دو اونٹوں کا مست ہونا ہے وہ سفر کا قصہ تھا اس میں یہ ہے کہ اون کے مالک انصاری دعا کرانے آئے کہ اللہ تعالی اون اونٹوں کو مسخر فرمادے اور حضور تشریف لے گئے دروازہ کھلوایا ایک دروازے کے قریب تھا دیکھتے ہی سجدے میں گرا حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے باندھکر حوالۂ مالک کیا پھر منتہائے باغ پر تشریف لے گئے دوسرا وہاں ملا اوس نے بھی سجدہ کیا اوسے بھی باندھکر حوالہ کیا اور درخواست سجدہ پر ارشاد ہوا میں کسیکو کسیکے سجدہ کیلئے نہیں فرماتا ایسا فرماتا ہوتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا حکم کرتا۔ تفایر سیاق دلیل ہے کہ یہ جدا واقعہ ہے واللہ تعالی اعلم **حدیث یازدہم** عبد بن حمید وابوبکر ابن ابی شیبہ ودارمی واحمد و بزار و بیہقی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے راوی وھذا لفظ الدارمی فی حدیث طویل مشتمل علی معجزات قال خرجت مع النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم فی سفر (فذکر معجزتین الی ان قال) ثم سار رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم بیننا کانما علینا الطیر تظلنا فاذا جمل نادّ حتی اذا کان بین سماطین خر ساجدا (ثم ساق الحدیث الی ان قال) قال المسلمون عند ذلك یا رسول اللہ نحن احق بالسجود لك من البهائم قال لا ینبغی لشیئ ولو کان ذلك کان النساء لازواجهن میں ایک سفر میں ہمراہ رکاب والا تھا قضائے حاجت کے لئے پردے کی ضرورت تھی دو پیڑ چار گز کے فاصلے سے تھے مجھ سے فرمایا اے جابر اس پیڑ سے کہدے کہ دوسرے سے ملجا فورًا مل گئے بعد فراغ اپنی اپنی جگہ چلے گئے پھر سوار ہوا راہ میں ایک عورت اپنا بچہ لئے ملی عرض کی یا رسول اللہ اسے ہر روز تین دفعہ شیطان دباتا ہے بچہ اوس سے لیکر تین بار فرمایا دور ہو اے خدا کے دشمن میں اللہ کا رسول ہوں پھر بچہ اوس کی ماں کو دیدیا جب ہم پلٹتے ہوئے اوسی منزل میں پہنچے وہی بی بی اپنا بچہ اور دو دنبے لئے حاضر ہوئی عرض کی یا رسول اللہ میرا یہ ہدیہ قبول فرمائیں قسم اوس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ جب سے بچے کو خلل نہ ہوا حضور نے فرمایا ایک دنبہ لو ایک پھیر دو پھر ہم چلے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہمارے بیچ میں تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے سایہ کئے ہیں ناگاہ ایک اونٹ چھوٹا ہوا آیا جب دونوں قطاروں کے بیچ میں ہوا سجدہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مالک حاضر ہو کچھ انصاری جوان حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ یہ ہمارا ہے فرمایا اس کا کیا قصہ ہے عرض کی بیس برس سے ہم نے اس پر آبکشی کی تھی یہ فربہ چربی دار ہے اب چاہا کہ اسے حلال کرکے بانٹ لیں یہ ہم سے چھوٹ آیا فرمایا یہ ہمارے ہاتھ فروخت کردو عرض کی بلکہ یا رسول اللہ وہ حضور کی نذر ہے فرمایا میرا ہے تو اس کے مرتے دم تک اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو یہ دیکھکر مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ چوپاؤں سے زیادہ ہمیں لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا کسی کو کسی کا سجدہ مناسب نہیں ورنہ عورتیں شوہروں کو کرتیں۔ امام جلیل سیوطی نے مناہل میں فرمایا اس حدیث کی سند صحیح ہے امام قسطلانی نے مواہب شریف اور علامہ فاسی نے مطالع میں فرمایا جید ہے زرقانی نے کہا اوس کے سب راوی ثقہ ہیں **حدیث دوازدہم** بزار مسند اور حاکم مستدرک اور ابونعیم دلائل اور امام فقیہ ابو اللیث تنبیہ الغافلین میں باسانید خود بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی واللفظ لابی نعیم قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم فقال یا رسول اللہ قد اسلمت فارنی شیئا ازدد به یقینا فقال ما الذی ترید قال ادع تلك الشجرة ان تأتیك قال اذهب فادعها فاتاها الاعرابی فقال اجیبی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم فمالت علی جانب من جوانبها فقطعت عروقها ثم مالت علی الجانب الآخر فقطعت عروقها حتی اتت النبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فقالت السلام علیک یا رسول اللہ فقال الاعرابی حسبی حسبی فقال لہا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارجعی فرجعت فجلست علی عروقہا و فروعہا فقال الاعرابی ائذن لی یا رسول اللہ ان اقبل راسک ورجلیک ففعل ثم قال ائذن لی ان اسجد لک قال لا یسجد احد لاحد ولو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا لعظم حقہ علیہا ولفظ الفقیہ قال اتاذن لی ان اسجد لک قال لا تسجد لی ولا یسجد احد لاحد من الخلق ولو کنت آمرا احدا بذلک لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا تعظیما لحقہ ایک اعرابی نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ میں اسلام لایا ہوں مجھے کچھ ایسی چیز دکھایئے کہ میرا یقین بڑھے فرمایا کیا چاہتا ہے عرض کی حضور اس درخت کو بلائیں کہ حضور میں حاضر ہو فرمایا جا بلا۔ وہ اعرابی درخت کے پاس گئے اور کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں وہ فوراً ایک طرف کو اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے پھر ادھر اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے پھر چلا اور حضور پرنور میں حاضر ہوکر صاف زبان سے کہا سلام حضور پر اے اللہ کے رسول اعرابی نے کہا مجھے کافی ہے کافی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درخت سے فرمایا پلٹ جا فوراً واپس ہوا اور انہیں ریشوں پر مع شاخوں کے بدستور جم گیا اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت عطا ہو کہ سر اقدس اور دونوں پائے مبارک کو بوسہ دوں حضور نے اجازت دی پھر عرض کی اجازت عطا ہو کہ حضور کو سجدہ کروں فرمایا مجھے سجدہ نہ کرنا مخلوق میں کوئی کسی کو سجدہ نہ کرے میں کسی کے لئے اس کا حکم کرتا تو عورت کو حکم فرماتا کہ حق شوہر کی تعظیم کے لئے اسے سجدہ کرے حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے **حدیث سیزدہم** امام احمد وابن ماجہ وابن حبان وبیہقی عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی واللفظ لابن ماجۃ قال لما قدم معاذ من الشام سجد للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ماھذا یا معاذ قال اتیت الشام فوافقتہم یسجدون لاساقفتہم وبطارقتہم فوددت فی نفسی ان نفعل ذلک بک فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلا تفعلوا فانی لو کنت آمرا احدا ان یسجد لغیر اللہ تعالیٰ لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا جب معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام سے آئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا حضور نے فرمایا معاذ یہ کیا۔ عرض کی میں ملک شام کو گیا وہاں نصاریٰ کو دیکھا کہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو میرا دل چاہا کہ ہم حضور کو سجدہ کریں فرمایا نہ کرو۔ میں اگر سجدۂ غیر خدا کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا **اقول** یہ حدیث حسن ہے اس کی سند میں کوئی ضعیف نہیں ابن ابی حبان نے اسے صحیح میں روایت کیا اور منذری نے اس کے صالح ہونے کا اشارہ کیا۔ **حدیث چہاردہم** حاکم صحیح مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی انہ اتی الشام فرأی النصاری یسجدون لاساقفتہم ورہبانہم ورأی الیہود یسجدون لاحبارہم وربانیہم فقال لای شیئ تفعلون ھذا قالوا ھذا تحیۃ الانبیاء قلت فنحن احق ان نصنع بنبینا فقال نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہم کذبوا علی انبیائہم کما حرفوا کتابہم لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا من عظم حقہ علیہا وہ شام کو گئے دیکھا نصاریٰ اپنے پادریوں اور فقیروں کو سجدہ کرتے ہیں اور یہود اپنے عالموں اور عابدوں کو ان سے پوچھا یہ کیوں کرتے ہو بولے یہ انبیاء کی تحیت ہے معاذ فرماتے ہیں میں نے کہا تو ہمیں زیادہ سزاوار ہے کہ ہم اپنے نبی کو کریں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنے انبیاء پر بہتان کرتے ہیں جیسے انہوں نے اپنی کتاب بدل دی ہے میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم فرماتا تو شوہر کے عظیم حق کے سبب عورت کو۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے **حدیث پانزدہم** امام احمد مسند اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور طبرانی کبیر میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی انہ لما رجع من الیمن قال یا رسول اللہ رأیت رجالا بالیمن یسجد بعضہم لبعض افلا نسجد لک قال لو کنت آمرا بشرا یسجد لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا وہ جب یمن سے واپس آئے عرض کی یا رسول اللہ میں نے یمن میں لوگوں کو دیکھا ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں تو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں فرمایا اگر میں کسی بشر کو بشر کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا **اقول** یہ حدیث صحیح ہے اسکے سب راوی رجال بخاری ومسلم ہیں اور جب دونوں حدیثیں صحیح رہیں لاجرم دو واقعے ہیں اول بار شام میں یہود ونصاریٰ کو دیکھکر آئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کیا جس پر ممانعت فرمائی دوبارہ اہل یمن کو دیکھکر آئے اب اپنے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کے کمال شوق میں یا تو پہلا واقعہ ذہن سے اتر گیا یا اوس میں بوجہ مخالفت یہود ونصاریٰ کہ آخر میں عمل نبوی اسی پر تھا نہی ارشاد کو محتمل سمجھا اور بسبب احتمال نہی حتمی اس

بار پہلے کی طرح سجدہ کیا نہیں صرف اذن چاہا اور ممانعت فرمائی گئی واللہ تعالٰی اعلم **حدیث شانزدہم** ابوداؤد سنن اور طبرانی کبیر میں
اور حاکم و بیہقی قیس بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی قال اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فقلت رسول اللہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم احق ان یسجد لہ قال فاتیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون
لمرزبان لھم فانت یارسول اللہ احق ان نسجد لک قال ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ قلت لا قال فلا تفعلوا لو کنت
اٰمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من الحق میں شہر حیرہ میں (کہ قریب
کوفہ ہے) گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا اپنے شہر یار کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم زیادہ مستحق سجدہ ہیں خدمت اقدس
میں حاضر ہوکر یہ حال عرض کیا فرمایا بھلا اگر تم ہمارے مزار کریم پر گزرو تو کیا مزار کو سجدہ کروگے میں نے عرض کی نہ۔ فرمایا تو نہ کرو۔ میں کسی کو کسی کے سجدے
کا حکم دیتا تو عورتوں کو شوہروں کے سجدے کا حکم فرماتا اس حق کے سبب جو اللہ تعالٰی نے ان کا ان پر رکھا ہے ابوداؤد نے سکوت اس حدیث
کو حسن بتایا اور حاکم نے تصریح کیا یہ حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے تلخیص میں اسے مقرر رکھا کما فی الاتحاف **حدیث ہفدہم تا حدیث بست و یکم**
طبرانی معجم کبیر اور ضیا صحیح مختارہ میں زید بن ارقم سے موصولاً اور امام ترمذی جامع میں سراقہ بن مالک بن جعشم و طلق بن علی و ام المؤمنین ام سلمہ و عبداللہ
بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے تعلیقاً راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لو کنت اٰمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ
ان تسجد لزوجھا اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدے کا حکم دیتا ہوتا تو عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے **حدیث بست و دوم** عبد بن
حمید امام حسن بصری سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کا اذن مانگنے پر وہ آیت اتری کہ کیا تمہیں کفر کا حکم دیں
یہ حدیث فصل اول میں گزری۔ **تذییل اول** مدارک شریف میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے انہوں نے حضور اقدس
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا حضور نے فرمایا۔ لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا للہ تعالٰی **تذییل دوم** تفسیر کبیر میں
بروایت امام سفین ثوری سماک بن ہانی سے ہے قال دخل الجاثلیق علی علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ فاراد ان یسجد لہ فقال لہ علی
اسجد للہ ولا تسجد لی۔ امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی بارگاہ میں سلطنت نصارٰی کا سفیر حاضر ہوا حضرت کو سجدہ کرنا چاہا
فرمایا مجھے سجدہ نہ کر اللہ عزوجل کو سجدہ کر **حدیث بست و سوم** جامع ترمذی میں بطریق الامام عبداللہ بن المبارک عن حنظلۃ بن عبیداللہ
اور سنن ابن ماجہ میں بطریق جریر بن حازم عن حنظلۃ بن عبدالرحمٰن السدوسی اور شرح معانی الآثار امام طحاوی میں بطریق حماد بن سلمۃ و حماد بن زید و یزید بن زریع والی
کلھم عن حنظلۃ السدوسی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے قال قال رجل یارسول اللہ الرجل منا یلقی اخاہ او صدیقہ اینحنی لہ قال لا ایک شخص نے عرض
کی یارسول اللہ ہم میں کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لئے جھکے فرمایا نہ امام طحاوی کے لفظ یہ ہیں۔ انھم قالوا یارسول اللہ
اینحنی بعضنا لبعض اذا التقینا قال لا صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا ملتے وقت ہم میں ایک دوسرے کے لئے جھکے فرمایا نہ۔ امام ترمذی نے
کہا یہ حدیث حسن ہے **نوع دوم** قبر کی طرف سجدہ کی ممانعت **حدیث بست و چہارم** امام احمد و امام مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و
امام طحاوی ابو مرثد غنوی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تصلوا الی القبور ولا تجلسوا علیھا قبروں
کی طرف نماز نہ پڑھو نہ ان پر بیٹھو **حدیث بست و پنجم** طبرانی معجم کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا تصلوا الی قبر ولا تصلوا علی قبر نہ قبر کی طرف نماز پڑھو نہ قبر پر نماز۔ تیسیر میں ہے اس حدیث کی سند حسن ہے **حدیث بست و ششم**
صحیح ابن حبان میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الصلٰوۃ الی القبور قبروں کی طرف نماز
پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا علامہ مناوی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے **حدیث بست و ہفتم** ابوالفرج
کتاب العلل میں بطریق رشدین بن کریب عن ابیہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا
الا لا یصلین احد الی احد ولا الی قبر خبردار ہرگز نہ کوئی کسی آدمی کی طرف نماز میں مونھ کرے نہ کسی قبر کی طرف فیہ جبارۃ عن مندل
عن رشدین **حدیث بست و ہشتم** امام بخاری اپنی صحیح میں تعلیقاً اور امام احمد و عبدالرزاق و ابوبکر بن ابی شیبہ و وکیع بن الجراح

وابونعیم استاذ امام بخاری و ابن منیع سنداً انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رأی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وانا اصلی الی قبر فقال القبر امامك
فنھانی و فی روایۃ للوکیع قال لی القبر لا تصل الیہ و فی روایۃ الفضل بن دکین فناداہ عمر القبر القبر فتقدم وصلی وجاز القبر مجھے امیر المؤمنین
فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کی طرف نماز پڑھتے دیکھا فرمایا تمھارے آگے قبر ہے قبر سے بچو قبر سے بچو اوس کی طرف نماز نہ پڑھو یوں
منع فرمایا یہ نماز ہی میں قدم بڑھا کر قبر کے آگے ہوگئے **حدیث بست ونہم** احمد بخاری مسلم نسائی ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا سے راوی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا
قبور انبیائھم مساجد قالت ولولا ذلك لابرز قبرہ غیر انہ خشی ان یتخذ مسجدا و فی روایۃ لھم عنھا عنہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم اولئك شرار الخلق عند اللہ عزوجل یوم القیمۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی وفات اقدس کے مرض
میں فرمایا یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو اونھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو محل سجدہ بنالیا اور فرمایا ایسا کرنے والے اللہ عزوجل کے نزدیک
روز قیامت بدترین خلق ہیں ام المؤمنین نے فرمایا یہ نہوتا تو مزار اطہر کھول دیا جاتا مگر اندیشہ ہوا کہ کہیں سجدہ نہ ہونے لگے لہذا احاطہ میں مخفی
رکھا گیا **حدیث سیم** اجلۂ ائمہ مالک و محمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمایا قاتل اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یہود و نصاریٰ کو اللہ مارے اونھوں نے اپنے انبیا کی قبروں
کو سجدے کا مقام کرلیا **حدیث سی ویکم** مسلم اپنی صحیح اور عبد الرزاق مصنف اور دارمی سنن میں ام المؤمنین و عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی قالا لما نزلت برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طفق یطرح خمیصۃ لہ علی وجھہ فاذا اغتم
کشفھا عن وجھہ فقال وھو کذلك لعنۃ اللہ علی الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یحذر مثل ما صنعوا
نزع روح اقدس کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چادر روئے انور پر ڈال لیتے جب ناگوار ہوتی مونھ کھول دیتے اسی حالت میں فرمایا
یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت اونھوں نے اپنے انبیا کی قبریں مساجد کرلیں ۔ ڈراتے تھے کہ ہمارے مزار پرانوار کے ساتھ ایسا نہو **حدیث سی
ودوم** بزار مسند میں امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی ۔ قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مرضہ الذی
مات فیہ ائذن للناس علی فاذنت للناس علیہ فقال لعن اللہ قوما اتخذوا قبور انبیائھم مسجدا ثم اغمی علیہ فلما افاق
قال یا علی ائذن للناس فاذنت لھم فقال لعن اللہ قوما اتخذوا قبور انبیائھم مسجدا ثلثا فی مرض موتہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے وفات انور کے مرض میں مجھ سے فرمایا لوگوں کو ہمارے حضور حاضر ہونے کا اذن دو میں نے اذن دیا جب لوگ حاضر ہوئے فرمایا اللہ
کی لعنت ہے اوس قوم پر جس نے اپنے انبیا کی قبریں جائے سجدہ ٹھہرالیں ۔ پھر حضور پر غشی طاری ہوئی جب افاقہ ہوا فرمایا اے علی لوگوں کو اذن
دو میں نے اذن دیا فرمایا اللہ کی لعنت ہے اوس قوم پر جس نے اپنے انبیا کی قبریں جائے سجدہ کرلیں ۔ تین بار ایسا ہی ہوا ۔ **حدیث سی وسوم**
ابوداود طیالسی و امام احمد مسند اور طبرانی کبیر میں بسند جید اور ابونعیم معرفۃ الصحابہ اور ضیا صحیح مختارہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے راوی ۔ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی مات فیہ ادخلوا علی اصحابی فدخلوا علیہ وھو
متقنع ببرد معافری فکشف القناع ثم قال لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے مرض وفات شریف میں فرمایا میرے اصحاب کو میرے حضور لاؤ حاضر ہوئے حضور نے روئے انور سے کپڑا ہٹا کر فرمایا یہود
و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت اونھوں نے اپنے انبیا کی قبریں محل سجدہ قرار دے لیں **حدیث سی وچہارم** امام احمد و طبرانی بسند جید
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان من شرار الناس من تدرکھم الساعۃ
وھم احیاء ومن یتخذ القبور مساجد بیشک سب لوگوں سے بدتروں میں وہ ہیں جن کے جیتے جی قیامت قائم ہوگی اور وہ کہ قبروں کو
جائے سجدہ ٹھہراتے ہیں **حدیث سی وپنجم** عبد الرزاق مصنف میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں من شرار الناس من یتخذ القبور مساجد بدتر لوگوں میں ہیں وہ کہ قبروں کو محل سجدہ قرار دیں **حدیث سی وششم و ہفتم**

صحیح مسلم میں جندب اور معجم طبرانی میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے قال سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل ان یموت بخمس وھو یقول الا ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائھم وصالحیھم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انھاکم عن ذلک ۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات پاک سے پانچ روز پہلے حضور کو فرماتے سنا خبردار تم سے اگلے اپنے انبیاء و اولیا کی قبروں کو محل سجدہ قرار دیتے تھے خبردار تم ایسا نہ کرنا ضرور میں تمہیں اس سے منع فرماتا ہوں تنبیہ شرح منتقی میں حدیث جندب پر کہا اسکے مانند مضمون طبرانی نے زید بن ثابت اور بزار نے مسند میں ابوعبیدہ بن الجراح اور ابن عدی نے کامل میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ۔ اس کے ثبوت پر یہ تین حدیثیں اور رہوں گی واللہ تعالیٰ اعلم **حدیث سی و ہشتم** عقیلی بطریق سہل ابن ابی صالح عن ابیہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اللھم لا تجعل قبری وثنا لعن اللہ قوما اتخذوا قبور انبیائھم مساجد الٰہی میرے مزار کریم کو بت نہ ہونے دینا اللہ کی لعنت اون پر جنھوں نے اپنے انبیا کی قبریں مسجدیں کرلیں **حدیث سی و نہم** امام مالک مؤطا میں عطاء بن یسار سے مرسلاً اور بزار مسند میں بطریق عطا بن یسار ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصولاً راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اشتد غضب اللہ تعالیٰ علی قوم اتخذوا قبور انبیائھم مساجد ۔ اللہ کا غضب اوس قوم پر سخت ہوا جس نے اپنے انبیا کی قبروں کو محل سجدہ ٹھہرایا **حدیث چہلم** عبدالرزاق مصنف میں عمرو بن دینار سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کانت بنو اسرائیل اتخذوا قبور انبیائھم مساجد فلعنھم اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل نے اپنے انبیا کی قبروں کو محل سجدہ کرلیا تو اللہ عزوجل نے اون پر لعنت فرمائی والعیاذ باللہ تعالیٰ **افادہ** علامہ قاضی بیضاوی پھر علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ پھر ملا علی قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں کانت الیھود والنصاریٰ یسجدون لقبور انبیائھم ویجعلونھا قبلۃ ویتوجھون فی الصلاۃ نحوھا فقد اتخذوھا اوثانا فلذلک لعنھم ومنع المسلمین عن مثل ذلک یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے مزاروں کو سجدہ کرتے اور اونھیں قبلہ بناکر نماز میں اون کی طرف مونھ کرتے تو اونھوں نے اون کو بت بنالیا ۔ لہٰذا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اون پر لعنت کی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا ۔ مجمع بحار الانوار میں ہے کانوا یجعلونھا قبلۃ یسجدون الیھا فی الصلاۃ کالوثن مزارات انبیاء کو قبلہ ٹھہرا کر نماز میں اونکی طرف سجدہ کرتے تھے جیسے بت تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے اتخذوھا جھۃ قبلتھم مراد حدیث یہ ہے کہ اونھوں نے مزارات کو سمت سجدہ بنالیا زواجر امام ابن حجر مکی میں ہے اتخاذ القبور مسجدا معناہ الصلاۃ علیہ او الیہ قبروں کو محل سجدہ بنالینے کے یہ معنی ہیں کہ اون پر یا اون کی طرف نماز پڑھی جائے علامہ توربشتی نے شرح مصابیح میں دونوں صورتیں لکھیں احدھا کانوا یسجدون لقبور الانبیاء تعظیما لھم وقصد العبادۃ ثانیھما التوجہ الی قبورھم فی الصلاۃ ایک یہ کہ بقصد عبادت قبور انبیاء کو سجدہ کرتے دوسرے یہ کہ اون کی طرف سجدہ کرتے پھر فرمایا وکلا الطریقین غیر مرضیۃ دونوں صورتیں ناپسند تھیں شیخ محقق لمعات میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں وفی شرح الشیخ ایضا مثلہ شیخ امام ابن حجر مکی میں بھی یونہی ہے تو ظاہر کہ قبر کو سجدہ اور قبر کی طرف سجدہ دونوں حرام اور ان احادیث کے تحت میں داخل ہیں اور دونوں کو وہ سخت وعیدیں شامل **اقول** بلکہ صورت دوم اظہر وارجح ہے یہود سے عبادت غیر خدا معروف نہیں ولہٰذا علما نے فرمایا کہ یہودیت سے نصرانیت بدتر ہے کہ نصاریٰ کا خلاف توحید میں ہے اور یہود کا صرف رسالت میں درمختار میں ہے النصرانی شر من الیھودی فی الدارین ردالمحتار میں بزازیہ سے ہے لان نزاع النصاریٰ فی الالھیات ونزاع الیھود فی النبوات لاجرم محرر مذہب سیدنا امام محمد نے مؤطا میں صورت دوم کے داخل وعید و مشمول حدیث ہونے کی طرف صاف اشارہ فرمایا ۔ باب وضع کیا باب القبر یتخذ مسجدا او یصلی الیہ اور اوس میں یہی حدیث ابوہریرہ لائے قاتل اللہ الیھود اتخذوا قبور انبیائھم مساجد واللہ تعالیٰ اعلم

فصل سوم ڈیڑھ سو نصوص فقہ سے سجدۂ تحیت حرام ہونیکا ثبوت

اور وہ بھی دو نوع ہیں **نوع اول** اتین قسم قسم اول نفس سجدہ کا حکم کہ غیر خدا کے لئے مطلقاً حرام ہے **اقول** تحریم متفق علیہ ہے اور

اسی قدر ہمارا مقصود اور تکفیر میں عبارات چہ طور پر آئیں کی غیر خدا کے لئے سجدہ کفر ہے اس کا ظاہر اطلاق ہے۔ غیر خدا کو سجدہ مطلقا کفر ہے اس میں تصریح اطلاق ہے بحالت اکراہ کفر نہیں ورنہ کفر بہ قید اولین میں بھی ضروری ہے غیر کی نیت سے کفر اور اللہ عزوجل کے لئے نیت ہو یا کچھ نیت نہ ہو تو کفر نہیں بہ نیت عبادت کفر اور بہ نیت تحیت کفر نہیں اور کچھ نیت نہ ہو جب بھی کفر غیر لیطرف اصلا کفر نہیں جب تک نیت عبادت نہ ہو اور یہی صحیح ومعتمد و حق ومعتقد ہے اور باقی کفر صوری وغیرہ سے مؤول وباللہ التوفیق **نص ۱** تبیین الحقائق امام فخر الدین زیلعی جلد اول صہ ۲۰۲ (۲) غنیۃ المستملی محقق ابراہیم حلبی صہ ۲۶۶ (۳) فتح اللہ المعین للعلامۃ السید ابی السعود الازہری جلد اول صہ ۲۹۰ التواضع نہایۃ توجد فی السجود ولہذا لوسجد لغیر اللہ تعالی یکفر تواضع کا ختم سجدے پر ہے اسلئے غیر خدا کو سجدہ کفر ہے (۴) نصاب الاحتساب قلمی باب ۹ نمبر (۵) کفایہ شعبی سے اذا سجد لغیر اللہ تعالی یکفر لان وضع الجبہۃ علی الارض لایجوز الا للہ تعالی غیر خدا کو سجدہ کرے تو کافر ہے کہ زمین پر پیشانی رکھنا دوسرے کے لئے جائز نہیں **نص ۶** مبسوط امام جلیل شمس الائمہ سرخسی (۷) اوس سے جامع الرموز صہ ۵۳۵ من سجد لغیر اللہ تعالی علی وجہ التعظیم کفر غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی کرنے والا کافر ہے **نص ۸** منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر صہ ۲۳۵ اقول وضع الجبین اقبح من وضع الخد فینبغی ان لایکفر الا بوضع الجبین دون غیرہ لان ھذہ سجدۃ مختصۃ للہ تعالی میں کہتا ہوں زمین پر ماتھا رکھنا رخسارہ رکھنے سے بھی بدتر ہے تو چاہئے کہ اسی میں کفر ہو نہ اور میں کہ یہ سجدہ ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے **اقول اولا** ان کان علی وجہ العبادۃ کفر ولولم یزد علی تقبیل ارض او انحناء بل بمجرد النیۃ والا فلا کفر فی المعتمد وھو الحق المعتقد **وثانیا** الجبین احد جانبی الجبھۃ وھما جبینان وانما السجود وضع الجبھۃ فلیتنبہ **نص ۹** شرح نقایہ علامہ قہستانی صہ ۵۳۵ (۱۰) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد ۲ صہ ۵۲۰ دونوں فتاوی ظہیریہ سے (۱۱) ردالمحتار علامہ شامی جلد ۵ صہ ۲۴۸ جامع الرموز سے یکفر بالسجدۃ مطلقا غیر خدا کو سجدے سے مطلقا کافر ہو جائے گا۔ **اقول** امام عینی کے اختصار اور علی قاری کی نقل سے ظہیریہ میں یہ حکم جزمی نہیں بلکہ بعض کی طرف نسبت ہے کہ بعض نے مطلقا کافر کہا کما سیأتی مجمع الانہر وشامی دونوں کے مستند نقل علامہ قہستانی ہیں اور شک نہیں کہ امام عینی اون سے اوثق ہیں لہذا ہم نے یہاں ظہیریہ کو نہ گنا۔ **نص ۱۲** غایۃ البیان علامہ اتقانی قلمی کتاب الکراہیۃ قبیل فصل من البیع اما السجود لغیر اللہ فہو کفر اذا کان من غیر اکراہ غیر خدا کو بلا اکراہ سجدہ کفر ہے **نص ۱۳** منح الروض صہ ۲۳۳ اذا سجد بغیر الاکراہ یکفر عندہم بلا خلاف اگر بلا اکراہ سجدہ کیا تو باتفاق علما کافر ہو جائے گا **اقول** دعوی اتفاق مجمل ہے **اولا** بلکہ صحیح ومختار وہی تفصیل نیت عبادت وتحیت ہے جن پر نصوص کثیرہ مطلقہ عنقریب آتے ہیں **ثانیا** اجلۂ اکابر نے خاص صورت عدم اکراہ میں بھی سجدۂ تحیت کفر نہ ہونے کی تصریحیں فرمائیں فتاوی کبری پھر خزانۃ المفتین قلمی کتاب الکراہیۃ نیز واقعات امام صدر شہید پھر خود یہی غایۃ البیان محل مذکور میں مسئلہ اکراہ لکھکر فرمایا فھذا دلیل علی ان السجود بنیۃ التحیۃ اذا کان خائفا لایکون کفرا فعلی ھذا القیاس من سجد عند السلاطین علی وجہ التحیۃ لایصیر کافرا۔ جامع الفصولین جلد دوم صہ میں بعد مسئلہ اکراہ ہے فہذہ تؤید ما مران من سجد للسلطان تکریما لایکفر **ثالثا** خود علی قاری کی عبارت آتی ہے کہ روضۂ انور کے سجدے کو صرف حرام کہا نہ کہ کفر **رابعا** بلکہ نص ۲۷ میں وہی کہیں گے کہ بعض علما نے تکفیر کی اور ظاہر تر عدم تکفیر ہے پھر اتفاق درکنار رہ قول راجح بھی نہیں ضعیف ومرجوح ہے **نص ۱۴** امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام صہ ۵۵ علم من کلامہم ان السجود بین یدی الغیر منہ ما ہو کفر ومنہ ما ہو حرام غیر کفر فالکفران یقصد السجود للمخلوق والحرام ان یقصدہ للہ تعالی معظما بہ ذلک المخلوق من غیر ان یقصدہ بہ او لایکون لہ قصد کلام علما سے معلوم ہوا کہ غیر کو سجدہ کبھی کفر ہے اور کبھی صرف حرام۔ کفر تو یہ ہے کہ مخلوق کے لئے سجدہ کا قصد کرے اور حرام یہ کہ سجدہ اللہ کے لئے کرے اور مخلوق کی طرف کرنے سے اوس کی تعظیم یا یہ کہ اصلا کچھ قصد نہ ہو **نص ۱۵** اجواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان (۱۶) پھر ہندیہ جلد ۵ صہ ۳۶۸ و ۳۶۹ (۱۷) نصاب الاحتساب باب ۴۹ (۱۸) یہ سب امام اجل فقیہ ابوجعفر ہندوانی سے وہذا لفظ النصاب وہو اتم من قبل الارض بین یدی السلطان او الامیر او سجد لہ فان کان علی وجہ التحیۃ لایکفر ولکن یصیر آثما مرتکبا للکبیرۃ وان کان سجد بنیۃ العبادۃ للسلطان اولم تحضرہ النیۃ فقد کفر جس نے بادشاہ یا سردار کے سامنے زمین چومی یا اوسے سجدہ کیا اگر بطور تحیت تھا کافر تو نہ ہوا مگر گنہگار مرتکب کبیرہ ہوا اور اگر پرستش بادشاہ کی نیت کی یا عبادت وتحیت کوئی نیت اوس وقت نہ تھی تو بیشک کافر ہو گیا **نص ۱۹**

فتاوی امام ظہیر الدین مرغینانی (۲۰) اوسکا مختصر للامام العینی (۲۱) اس سے غمز العیون والبصائر ص۱۰۳ (۲۲) فتاوی خلاصہ قلمی قبیل کتاب الھبۃ (۲۳) اس سے منح الروض ص۲۳۵ و ہذا لفظ الامام العینی قال بعضھم یکفر مطلقا وقال اکثرھم ھو علی وجوہ ان ارادبہ العبادۃ کفر وان ارادبہ التحیۃ لایکفر ویحرم علیہ ذلک وان لم تکن لہ ارادۃ کفر عند اکثر اہل العلم۔ غیر خدا کو سجدے سے بعض نے کہا مطلقاً کافر ہے اور اکثر نے کہا اس میں کئی صورتیں ہیں اگر اوسکی عبادت چاہی تو کافر ہے اور تحیت کی نیت کی تو کفر نہیں حرام ہے اور اگر کچھ نیت نہ تھی تو اکثر ائمہ کے نزدیک کافر ہے خلاصہ کے لفظ یہ ہیں اما السجود لھؤلاء الجبابرۃ فھی کبیرۃ وھل یکفر قال بعضھم یکفر مطلقا وقال بعضھم (وفی نسخۃ المطبع اکثرھم) المسألۃ علی التفصیل ان ارادبھا العبادۃ یکفر وان ارادبھا التحیۃ لایکفر قال وھذا موافق لما قال فی سیر الفتاوی والاصل الخ رہا ان سلاطین کو سجدہ وہ گناہ کبیرہ ہے اور کافر بھی ہوگا یا نہیں بعض نے کہا مطلقاً کافر ہو جائے گا اور اکثر نے فرمایا مسئلہ میں تفصیل ہے اگر عبادت چاہی کافر ہو جائے گا اور تحیت تو نہیں اور یہی اوس مسئلہ کے موافق ہے جو فتاوی کی کتاب السیر اور امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مبسوط میں ہے۔ علی قاری نے اسے یوں نقل بالمعنی کیا فی الخلاصۃ من سجد لھم ان ارادبہ التعظیم اے کتعظیم اللہ سبحنہ کفر وان ارادبہ التحیۃ اختار بعض العلماء انہ لایکفر **اقول** وھذا ھو الاظھر وفی الظہیریۃ قال بعضھم یکفر مطلقا خلاصہ میں ہے جس نے اونھیں سجدہ کیا اگر تعظیم کا قصد تھا یعنی مثل تعظیم الٰہی تو کافر ہو گیا اور اگر تحیت کا ارادہ تھا تو بعض علماء نے اختیار فرمایا کہ کافر نہ ہوگا میں کہتا ہوں یہی ظاہر تر ہے اور فتاوی ظہیریہ میں ہے کہ بعض نے کہا مطلقاً کافر ہو جائے گا۔ **اقول** لیس فی الخلاصۃ لفظ التعظیم بل العبادۃ فلا حاجۃ الی ایرادہ ثم تفسیرہ بما یرجع الی العبادۃ الا ان یکون فی نسختہ لفظ التعظیم مکان فیھا بعضھم مکان اکثرھم کنسخۃ القلم واللہ تعالیٰ اعلم **نص ۲۴** امام اجل صدر شہید شرح جامع صغیر میں (۲۵) اون سے امام سمعانی خزانۃ المفتین قلمی کتاب الکراہیۃ میں (۲۶) جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان (۲۷) اوس سے عالمگیریہ جلد ۵ ص۳۶۹ (۲۸) جامع الفصولین جلد ۲ ص۳۱۳ (۲۹) برمز من لعینی مجمع النوازل (۳۰) مرموز جز لعینی وجیز المحیط سے (۳۱) جامع الرموز ص۵۳۵ (۳۲) محیط سے (۳۳) جامع الفصولین ص۱۱ (۳۴) مجمع الانہر جلد ۲ ص۵۲۱ اور یہ لفظ امام صدر شہید کے ہیں من قبل الارض بین یدی السلطان او امیر او سجد لہ فان کان علی وجہ التحیۃ لایکفر ولکن ارتکب الکبیرۃ جس نے بادشاہ یا کسی سردار کے سامنے زمین چومی یا اوسے سجدہ کیا اگر بطور تحیت ہو کافر نہ ہوگا ہاں مرتکب کبیرہ ہوا۔ جامع الرموز وغیرہ کے لفظ یہ ہیں لایجوز فانہ کبیرۃ زمین بوسی و سجدۂ تحیت ناجائز و کبیرہ ہیں جواہر و ہندیہ میں یوں ہے لایکفر ولکن یأثم لارتکابہ الکبیرۃ ھو المختار یعنی مذہب مختار میں زمین بوسی و سجدۂ تحیت سے کافر تو نہ ہوگا مگر مجرم ہوگا کہ اوس نے کبیرہ کیا جامع الفصولین کے لفظ دوم یہ ہیں اثم لو سجد علی وجہ التحیۃ لارتکاب ما حرم سجدۂ تحیت سے گنہگار ہوگا کہ اوس نے حرام کا ارتکاب کیا۔ مجمع الانہر کے لفظ یہ ہیں من سجد لہ علی وجہ التحیۃ لایکفر ولکن یصیر آثما مرتکبا للکبیرۃ سجدۂ تحیت سے کافر تو نہ ہوگا ہاں گنہگار و مرتکب کبیرہ ہوگا۔ **نص ۳۵** درمختار کتاب الحظر قبیل فصل البیع (۳۶) مجمع الانہر محل مذکور وھل یکفر ان علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما مرتکبا للکبیرۃ اس سے کافر بھی ہوگا یا نہیں اگر بروجہ عبادت و تعظیم کرے کافر ہے اور بروجہ تحیت تو کافر نہیں مجرم و مرتکب کبیرہ ہے (۳۷) علامہ ابن عابدین جلد ۵ ص۳۸۶ کلام مذکور درر پر تلفیق لقولین قال الزیلعی وذکر الصدر الشھید انہ لایکفر بھذا السجود لانہ یرید بہ التحیۃ وقول شمس الائمۃ السرخسی ان کان لغیر اللہ تعالیٰ علی وجہ التعظیم کفر یعنی یہاں دو قول تھے ایک یہ کہ سجدۂ تعظیمی کفر ہے امام شمس الائمہ سرخسی کا یہی قول ہے دوسرا یہ کہ سجدۂ تحیت کفر نہیں امام صدر شہید کا یہی مختار ہے شارح نے دونوں کا ایک ایک حصہ لیکر یہ تفصیل کی کہ تعظیم مقصود ہو تو کفر اور تحیت تو نہیں **اقول** وباللہ التوفیق امام صدر شہید صرف نفی کفر فرماتے ہیں سجدۂ تحیت کے گناہ کبیرہ ہونے کی خود اونھوں نے تصریح فرمائی کہ نص ۲۰ میں گزری اور تعظیم سے کبھی مطلق مراد لیتے ہیں بایں معنی تحیت بھی تعظیم ہے خصوصاً تحیت عظما نص ۴۵ میں امام فقیہ النفس اور نص میں سیدی عبد الغنی قدس سرہ سے آتا ہے کہ تحیت و تعظیم کو ایک صورت رکھا اور عبادت کے مقابل لیا اور کبھی خاص تعظیم مثل تعظیم الٰہی مراد لیتے ہیں جیسا کہ نص ۲۱ میں منح الروض سے گزرا اس وقت وہ مساوی عبادت ہے اسکی نظیر قسم دوم میں خود صاحب درمختار کی دُر منتقی سے آتی ہے کہ تعظیم کو تحیت کے مقابل لیا قول شمس الائمہ میں یہی مراد ہے تو یہ تلفیق نہیں توفیق ہے دونوں مرادوں کی تحقیق ہے اور اللہ عزوجل ولی توفیق ہے **نص ۳۸** کتاب الاصل للامام محمد (۳۹) فتاوی کتاب السیر (۴۰) ان دونوں سے فتاوی خلاصہ قلمی آخر کتاب الفاظ الکفر (۴۱) فتاوی

غیاثیہ صـ۱۰ (۴۲) محیط (۴۳) اس سے شرح فقہ اکبر صـ۲۳۵ (۴۴) نصاب الاحتساب باب ۴۹ (۴۵) وجیز امام کردری جلد ۲ صـ۳۴۳ (۴۶) اختیار شرح مختار (۴۷) اس سے علامہ شیخی زادہ شارح ملتقی جلد ۲ صـ۵۵۲ اذا قال اهل الحرب لمسلم اسجد للملك والا قتلناك فالافضل ان لا یسجد لان هذا کفر صورة والافضل ان لا یاتی بما هو کفر صورة وان کان فی حالة الاکراه اھ جب حربی کافر کسی مسلمان سے کہیں بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ ہم تجھے قتل کردیں گے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے کہ یہ صورۃً کفر ہے اور صورت کفر سے بچنا بہتر اگرچہ حالت اکراہ ہو **نص ۴۸** فتاوی امام قاضی خاں جلد ۴ صـ۳۸۵ (۴۹) اوس سے فتاوی ہندیہ جلد ۵ صـ۳۷۵ (۵۰) نیز اشباہ والنظائر قلمی فن اول قاعدہ ثانیہ (۵۱) اس سے حدیقہ ندیہ امام عارف باللہ نابلسی جلد اول صـ۳۵۱ (۵۲) خزانۃ المفتین کتاب الکراہیۃ (۵۳) فتاوی کبری سے (۵۴) واقعات امام ناطفی (۵۵) اس سے عیون المسائل (۵۶) اس سے واقعات امام صدر شہید باب العین للعیون برمز وللواقعات (۵۷) اس سے غایۃ البیان علامہ اتقانی قلمی کتاب الکراہیۃ محل مذکور (۵۸) واقعات ناطفی سے جامع الفصولین جلد دوم صـ۳۱۲ لو قال للمسلم اسجد للملك والا قتلناك قالوا ان امرهم بذلك للعبادة فالافضل له ان لا یسجد لکن الکره علی ان یکفر کان الصبر افضل وان امرهم بالسجود للتحیة والتعظیم لا العبادة فالافضل له ان یسجد اگر کافر نے مسلمان سے کہا بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ تجھے قتل کردیں گے علما نے فرمایا اگر کافر اس سے سجدۂ عبادت کو کہہ رہا ہے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے جیسے کفر پر اکراہ میں صبر افضل ہے اور اگر سجدۂ تحیت کو کہہ رہا ہے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ کرکے جان بچائے **اقول** ان دس عبارات نے روشن کیا کہ غیر خدا کو سجدۂ تحیت شراب پینے اور سوئر کھانے سے بدتر ہے ان میں یہ حکم ہے کہ اگر قتل بلکہ قطع عضو بلکہ ضرب شدید ہی کی تخویف سے ان کے کھانے پینے پر اکراہ کیا جائے تو کھانا پینا فرض ہے ورنہ گنہگار ہوگا عالمگیری میں ہے اذا اخذ رجلا وقال لاقتلنك اولتاکلن لحم هذا الخنزیر یفترض علیه التناول درمختار میں ہے اکره علی اکل لحم خنزیر بقتل او قطع عضو او ضرب مبرح فرض فان صبر فقتل اثم لیکن یہاں اگر قتل سے بھی اکراہ ہو تو سجدۂ تحیت کرلینا صرف افضل کہا فرض کیسا واجب بھی نہ کیا یعنی جائز یہ بھی کہ قتل ہو جائے اور سجدۂ تحیت نہ کرے اگرچہ جان بچا لینا بہتر ہے تو ظاہر ہوا کہ غیر خدا کو سجدۂ تحیت شراب پینے اور سوئر کھانے سے بھی بدتر ہے والعیاذ باللہ تعالی اور یہ ہونا ہی چاہئے کہ اکل خنزیر میں عبادت غیر خدا کی مشابہت نہیں نہ اوسے بلا استحلال کسی نے کفر کہا بخلاف سجدۂ تحیت کہ ایک جماعت علما سے اوس پر حکم تکفیر آیا اور اوس کا دوسرے کے لئے کرنا واحد قہار عز جلالہ کے حق پر دست اندازی ہے آدمی دین وانصاف رکھتا ہو تو یہی عبارات اوس کی ہدایت کو بس ہیں ولا یزید الظلمین الا خسارا **نص ۵۹** عالمگیریہ جلد ۵ صـ۳۶۹ (۶۰) فتاوی غرائب سے لایجوز السجود الا للہ تعالی سجدہ غیر خدا کے لئے جائز نہیں **نص ۶۱** اکلیل امام جلیل خاتم الحفاظ سے فصل اول میں گزرا فیه تحریم السجود لغیر اللہ تعالی اس آیت سے ثابت ہوا کہ غیر خدا کے لئے سجدہ حرام ہے **نص ۶۲** نصاب الاحتساب باب ۴۹ (۶۳) ایک تابعی جلیل سے کہ اکابر تابعین طبقۂ اولی خلافت فاروقی کے مجاہدین سے تھے ان السجود فی دین محمد صلی اللہ تعالی علیه وسلم لایحل الا للہ تعالی بیشک محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے دین میں اللہ عزوجل کے سوا سجدہ کسی کے لئے حلال نہیں **نص ۶۴** طریقہ محمدیہ قلمی نوع سیزدہم آفات قلب میں تذلل کو حرام بتا کر فرمایا ومنه السجود والرکوع والانحناء للکبراء عند الملاقاة والسلام ورده اسی حرام فروتنی سے ہے بزرگوں کے ملتے اور اونھیں سلام کرتے یا جواب دیتے وقت اونھیں سجدہ یا ان کے لیے رکوع کرنا یا قریب رکوع تک جھکنا **نص ۶۵** منح الروض صـ۲۲۷ السجدة حرام لغیره سبحنه تعالی غیر خدا کو سجدہ حرام **نص ۶۶** روضۂ امام اجل ابوزکریا نووی (۶۷) پھر امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام صـ۳۸ مایفعله کثیرون من الجهلة الظالمین من السجود بین یدی المشائخ فان ذلک حرام قطعاً بکل حال سواء کان للقبلة او لغیرها وسواء قصد السجود للہ تعالی او غفل وفی بعض صوره ما یقتضی الکفر عافانا اللہ تعالی من ذلك وہ جو بہت ظالم جاہل پیروں کو سجدہ کرتے ہیں یہ ہر حال میں حرام قطعی ہے چاہے قبلہ کی جانب ہو یا اور طرف اور چاہے خدا کو سجدہ کی نیت کرے یا اس نیت سے غافل ہو پھر اس کی بعض صورتیں تو مقتضی کفر ہیں اللہ تعالی ہمیں اس سے پناہ دے **نص ۶۸** اعلام صـ۵۵ قد صرحوا بان سجود جهلة الصوفیة بین یدی مشایخهم حرام وفی بعض صوره مایقتضی الکفر بیشک ائمہ نے تصریح فرمائی کہ پیروں کو سجدہ کہ جاہل صوفی کرتے ہیں حرام ہے اور اوس کی بعض صورتیں حکم کفر لگاتی ہیں۔ **نص ۶۹** غایۃ البیان قلمی شرح ہدایہ للعلامۃ الاتقانی محل مذکور بحث سجدہ میں ومایفعله بعض الجهال من الصوفیة بین یدی

شیخھم فھم امحض اقبح البدع فینھون عن ذلک لا محالۃ سجدہ کہ بعض جاہل صوفی اپنے پیر کے آگے کرتے ہیں نرا حرام اور سب سے بد تر بدعت ہے وہ جبراً اس سے باز رکھے جائیں نص ۶۶ وجیز امام حافظ الدین محمد بن محمد کردری جلد ۱ صفحہ ۳۴۳ وبھذا علم ان ما یفعلہ الجھلۃ لطواغیتھم ویسمونہ پائے گاہ کفر عند بعض المشائخ وکبیرۃ عند الکل فلو اعتقدھا مباحۃ لشیخہ فھو کافر وان امرہ شیخہ بہ ورضی بہ مستحسنا لہ فالشیخ النجدی ایضا کافر ان کان قد اسلم فی عمرہ یہاں سے معلوم ہوا کہ سجدہ کہ جہال اپنے سرکش پیروں کو کرتے اور اوسے پائگاہ کہتے ہیں بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے اور گناہ کبیرہ تو بالاجماع ہے پس اگر اسے اپنے پیر کے لئے جائز جانے تو کافر ہے اور اگر اوس کے پیر نے اسے سجدہ کا حکم کیا اور اوسے پسند کرکے اوس پر راضی ہوا تو وہ شیخ نجدی خود بھی کافر ہوا اگر کبھی مسلمان تھا بھی **اقول** یعنی ایسے متکبر خدا فراموش خود پسند اپنے لیے سجدے کے خواہشمند غالباً شرع سے آزاد بے قید وبند ہوتے ہیں یوں تو آپ ہی کافر ہیں اور اگر کبھی ایسے نہ بھی تھے تو حرام قطعی یقینی اجماعی کو اچھا جان کر اب ہوئے والعیاذ باللہ تعالیٰ الحمد للہ یہ نص سجدۂ تحیت کے حکم میں ستر نص ہیں کہ سجدہ اللہ واحد قہار ہی کے لیے ہے اور اوس کے غیر کے لئے مطلقاً کسی نیت سے ہو قطعاً حرام حرام کبیرہ کبیرہ والحمد للہ حمداً کثیراً وصلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علی سیدنا ومولٰنا والہ وصحبہ تعزیزاً وتعزیراً امین۔

قسم دوم سجدہ تو سجدہ زمین بوسی حرام ہے اس پر پندرہ نص قسم اول میں گئے ۱۵ تا ۱۸ و ۲۱ و ۲۲ تا ۳۴ و ۳۵ و ۳۹ و ۴۳ کہ دونوں اصالۃً دربارۂ تقبیل ارض ہیں ۹ ہوا ور سنیئے مجموع ۱۸ نص ہوں **نص ۷۱** جامع صغیر امام کبیر (۷۲) اوس سے فتاوی تاتارخانیہ (۷۳) اس سے عالمگیریہ جلد ۵ صفحہ ۳۶۹ (۷۴) کافی شرح وافی قلمی ہر دو تصنیف امام جلیل ابو البرکات نسفی صاحب کنز (۷۵) غایۃ البیان علامہ اتقانی قلمی شرح ہدایہ ہر دو در کتاب الکراہیۃ قبیل فصل فی البیع (۷۶) کفایہ امام جلال الدین کرمانی شرح ہدایہ جلد ۴ صفحہ ۱۳۴ (۷۷) تبیین الحقائق امام زیلعی شرح کنز جلد ۶ صفحہ ۲۵ (۷۸) تنویر الابصار امام شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی (۷۹) درمختار علامہ مدقق علاء الدین محمد دمشقی کتاب الحظر محل مذکور (۸۰) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد ۲ صفحہ ۵۲ (۸۱) فتح المعین علی الکنز جلد ۳ صفحہ ۴۰۲ (۸۲) جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان (۸۳) تکملۃ البحر للعلامۃ الطوری جلد ۸ صفحہ ۲۲۶ (۸۴) شرح الکنز للملا مسکین محل مذکور (۸۵) فتاوی غرائب (۸۶) اس سے فتاوی ہندیہ صفحہ مذکورہ ان سولہ نصوص جلیلہ میں ہے ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان عالموں اور بزرگوں کے سامنے زمین چومنا حرام ہے اور چومنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار۔ کافی وکفایہ وغایہ وتبیین ودُرر ومجمع وابو السعود وجواہر نے زائد کیا لانہ یشبہ عبادۃ الوثن اس لیے کہ وہ بت پرستی کے مشابہ ہے طوری کے لفظ یہ ہیں لانہ اشبہ بعبدۃ الاوثان ایسا کرنے والا بت پرستوں سے نہایت مشابہ ہے **نص ۸۷** علامہ سید احمد مصری طحطاوی جلد ۴ صفحہ ــ زیر قول مذکور دُر یشبہ عبادۃ الوثن لان فیہ صورۃ السجود لغیر اللہ تعالیٰ زمین بوسی اس لیے بت پرستی کے مشابہ ہے کہ اوس میں غیر خدا کو سجدے کی صورت ہے۔ **اقول** زمین بوسی حقیقۃً سجدہ نہیں کہ سجدہ میں پیشانی رکھنی ضرور ہے جب یہ اس وجہ سے حرام ومشابہ بت پرستی ہوئی کہ صورۃً قریب سجود ہے تو خود سجدہ کس درجہ سخت حرام اور بت پرستی کا مشابہ تام ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ **نص ۸۸** غنیۃ ذوی الاحکام للعلامۃ الشرنبلالی جلد اول صفحہ ۳۱۵ (۸۹) متن مواہب الرحمٰن سے یحرم تقبیل الارض بین یدی العالم للتحیۃ عالم کے سامنے تحیت کی نیت سے زمین بوسی حرام ہے **نص ۹۰** خادمی علی الدرر صفحہ ۱۵۵ تقبیل الارض والانحناء لیس بجائز بل محرم زمین چومنا اور جھکنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے **نص ۹۱** ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۳۷۹ (۹۲) درمنتقی شرح ملتقی سے اقسام بوسہ میں حرام للارض تحیۃ وکفر لہا تعظیماً زمین بوسی بطور تحیت حرام اور بروجہ تعظیم کفر ہے **نص ۹۳** فتاوی ظہیریہ (۹۴) مختصر امام عینی (۹۵) اس سے غمز العیون صفحہ ۳۱۱ (۹۶) شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۳۵ لما تقبیل الارض فھو قریب من السجود الا ان وضع الجبین او الخد علی الارض افحش واقبح من تقبیل الارض زمین چومنا سجدے کے قریب ہے اور جبین یا رخسارہ زمین پر رکھنا اس سے بھی زیادہ فحش وقبیح ہے **قسم سوم** زمین بوسی بالائے طاق رکوع کے قریب تک جھکنا منع ہے اس پر ۲۴ و ۹۰ دو نص اوپر گزرے تیس اور سنیئے **نص ۹۷** زاہدی (۹۸) اس سے جامع الرموز صفحہ ۳۳۵ و (۹۹) اس سے ردالمحتار جلد ۵ صفحہ ۳۷۸ (۱۰۰) نیز شیخی زادہ علی الملتقی جلد ۲ صفحہ ۵۲ الانحناء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود سلام میں رکوع کے قریب تک جھکنا بھی مثل سجدہ ہے **نص ۱۰۱** شرعۃ الاسلام ۱۰۲ اوس کی شرح مفاتیح الجنان صفحہ ۳۱۲ (لا یقبلہ ولا ینحنی لہ) فکونھما مکروھین نہ بوسہ دے نہ جھکے کہ دونوں مکروہ ہیں **نص ۱۰۳** احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۱۳۲

(۱۰۴) اتحاف السادہ جلد ۶ صفحہ ۲۸۱ (الانحناء عند السلام منھی عنہ) وھو من فعل الاعاجم سلام کے وقت جھکنا منع فرمایا گیا اور وہ مجوس کا فعل ہے
(۱۰۵) عین العلم قلمی باب ثامن (۱۰۶) شرح علی قاری جلد اول صفحہ ۲۷۲ (۱۰۷) ذخیرہ سے (۱۰۸) نیز محیط سے (لا ینحنی) لان الانحناء یکرہ للسلاطین
وغیرھم ولانہ صنیع اہل الکتاب سلام میں نہ جھکے کہ بادشاہ ہو یا کوئی کسی کے لیے جھکنے کی اجازت نہیں اور ایک وجہ ممانعت یہ ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ
کا فعل ہے **نص ۱۰۹** حدیقہ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ جلد اول صفحہ ۲۸۱ معلوم ان من لقی احدا من الاکابر فحنی لہ رأسہ او ظھرہ ولو بالغ فی ذلک
فمرادہ التحیۃ والتعظیم دون العبادۃ لہ فلا یکفر بھذا الصنیع وحال المسلم مشعر بذلک علی کل حال واما العبادۃ فلا یقصدھا الا
کافر اصلی فی الغالب ولکن التملق الموصل الی المقدار من التذلل مذموم ولھذا اجعلہ المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ من التذلل الحرام ولم
یجعلہ کفرا معلوم ہے کہ جو اکابر میں کسی سے ملتے وقت اوس کے لیے سر یا پیٹھ جھکائے اگرچہ اس میں مبالغہ کرے اوس کا ارادہ تحیت و تعظیم ہی کا ہوتا ہے نہ کہ
اوس کی عبادت کا تو اس فعل سے کافر نہ ہوجائیگا بہرحال خود مسلمان کا حال اس نیت کو بتا رہا ہے عبادت کا ارادہ تو غالباً وہی کرے گا جو سرے سے کافر ہو ہاں
اتنی چاپلوسی جو اس حد کے ذلیل بننے تک پہنچا دے بد ہے اسی لیے جھکنے کو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے حرام کہا کفر نہ ٹھہرایا۔ **نص ۱۱۰** امام اجل عز الدین
بن عبد السلام (۱۱۱) اون سے امام ابن حجر مکی فتاوی کبری میں جلد ۴ صفحہ ۲۴۷ (۱۱۲) ان سے امام عارف نابلسی حدیقہ صفحہ ۳۸۱ میں الانحناء البالغ الی حد
الرکوع لا یفعلہ احد لاحد کالسجود ولا بأس بما نقص من حد الرکوع لمن یکرم من اہل الاسلام حد رکوع تک کوئی کسی کے لیے نہ جھکے جیسے سجدہ اور اس قدر سے
کم میں حرج نہیں کہ کسی اسلامی عزت والے کے لیے جھکے **اقول** ھذا ھو الجمع بین النصوص المتوافرۃ المتظافرۃ علی المنع وبین ما فی الھندیۃ عن الغرائب
تجوز الخدمۃ لغیر اللہ تعالیٰ بالقیام واخذ الیدین والانحناء اھ وقد اشاروا الیہ فی النصوص الاربعۃ التی صدرنا بھا فلک سبحنہ و
باللہ التوفیق **نص ۱۱۳** واقعات امام ناطفی (۱۱۴) ملتقط امام ناصر الدین (۱۱۵) ان دونوں سے نصاب الاحتساب اول و آخر باب ۴۹ (۱۱۶)
جواہر اخلاطی کتاب الاستحسان (۱۱۷) اس سے علمگیری جلد ۵ صفحہ ۳۶۹ الانحناء للسلطان او لغیرہ مکروہ لانہ یشبہ فعل المجوس بادشاہ ہو
یا کوئی اوس کے لیے جھکنا منع ہے کہ یہ مجوس کے فعل سے مشابہ ہے (۱۱۸) مجمع الانہر جلد ۲ صفحہ ۵۲۱ (۱۱۹) فصول عمادی سے یکرہ الانحناء لانہ یشبہ فعل المجوس
جھکنا منع ہے کہ وہ مجوس کے فعل سے مشابہ ہے **نص ۱۲۰** مواہب الرحمن (۱۲۱) اوس سے شرنبلالیہ جلد اول صفحہ ۳۱۸ (۱۲۲) محیط (۱۲۳) اوس سے
جامع الرموز صفحہ ۵۳۵ (۱۲۴) اس سے رد المحتار جلد ۵ صفحہ ۳۷۲ یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ بادشاہ ہو خواہ کوئی اوس کے لئے جھکنا منع ہے (۱۲۵) فتاوی
کبری للامام الھیتمی المکی صــ الانحناء بالظہر مکروہ پیٹھ جھکانا مکروہ ہے (۱۲۶) علمگیریہ جلد ۵ صفحہ ۳۶۹ (۱۲۷) فتاوی امام تمرتاشی سے یکرہ الانحناء عند التحیۃ
وبہ ورد النھی سلام کرتے جھکنا منع ہے حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی ہے (**نوع دوم**) متعلق مزارات یہ بھی تین قسم **قسم اول** مزارات کو سجدہ
یا اون کے سامنے زمین چومنا حرام اور حد رکوع تک جھکنا ممنوع **نص ۱۲۸** منسک متوسط علامہ رحمۃ اللہ تلمیذ امام ابن الہمام (۱۲۹) مسلک متقسط
شرح ملا علی قاری صفحہ ۲۹۳ (لا یمس عند الزیارۃ الجدار) ولا یقبلہ (ولا یلتصق بہ ولا یطوف ولا ینحنی ولا یقبل الارض فانہ) ای کل واحد
(بدعۃ) غیر مستحسنۃ زیارت روضۂ انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (رزقنا اللہ العود الیھا بقبولہ) کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے
نہ چومے نہ اوس سے چمٹے نہ طواف کرے نہ جھکے نہ زمین چومے کہ یہ سب بدعت قبیحہ ہیں **اقول** بوسہ میں اختلاف ہے اور چھونا چمٹنا اوس کے مثل اور
احوط منع اور علت خلاف ادب ہونا لا ما قالہ القاری فی القبلۃ انہ من خواص بعض ارکان القبلۃ کیف وقد نصوا علی استحسان تقبیل المصحف
وایدی العلماء ورجلھم والخبز۔ اور جھکنے سے مراد بدستور تا حد رکوع اور طواف سے یہ کہ نفس طواف بغرض تعظیم مقصود ہو کما حققناہ فی فتاوانا
بما لا مزید علیہ **نص ۱۳۰** شرح لباب صفحہ مذکورہ اما السجدۃ فلا شک انہا حرام فلا یغتر الزائر بما یری من فعل الجاہلین بل یتبع العلماء العاملین رہا مزار
انور کو سجدہ وہ تو حرام قطعی ہے تو زائر جاہلوں کے فعل سے دھوکا نہ کھائے بلکہ علمائے باعمل کی پیروی کرے **نص ۱۳۱** زواجر عن اقتراف الکبائر جلد اول صفحہ ۱۲۱
قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تتخذوا قبری وثنا یعبد ای لا تعظموہ تعظیم غیرکم لاوثانھم بالسجود لہ او نحوہ فان ذلک کبیرۃ بل کفر بشرطہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ میرے مزار اقدس کو پرستش کا بت نہ بنانا اس سے یہ مراد ہے کہ اوس کی تعظیم سجدے یا اوس کے مثل سے نہ کرنا
جیسے تمہارے اغیار اپنے بتوں کے لیے کرتے ہیں کہ سجدہ ضرور کبیرہ ہے بلکہ نیت عبادت ہو تو کفر والعیاذ باللہ تعالیٰ **قسم دوم** مزار کو سجدہ درکنار

کسی قبر کے سامنے اللہ عزوجل کو سجدہ جائز نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف ہو۔ **نص ۱۳۲** الطحطاوی علی الدر جلد اول ص۱۸۳ قولہ مقبرۃ لان فیہ التوجہ الی القبر غالبا والصلاۃ الیہ مکروھۃ مقبرے میں نماز مکروہ ہے کہ اوس میں غالباً کسی قبر کو مونھ ہوگا اور قبر کی طرف نماز مکروہ ہے۔ **نص ۱۳۳** حلیہ امام ابن امیر الحاج قلمی اواخر مایکرہ فی الصلاۃ (۱۳۴) ردالمحتار جلد اول ص۳۹۰ المقبرۃ اذا کان فیہا موضع اعد للصلاۃ ولیس فیہ قبر ولانجاسۃ وقبلتہ الی قبر فالصلاۃ مکروھۃ قبرستان میں جب کوئی جگہ نماز کے لیے تیار کی گئی ہو اور وہاں نہ قبر ہو نہ نجاست مگر اوس کا قبلہ قبر کی طرف ہو جب بھی نماز مکروہ ہے **نص ۱۳۵** مجتبی شرح قدوری (۱۳۶) بحرالرائق جلد دوم ص۲۰۹ (۱۳۷) فتح اللہ المعین جلد اول ص۳۷۲ یکرہ ان یطاء القبر او یجلس او ینام علیہ او یصلی علیہ او الیہ **نص ۱۳۸** حلیہ آخر کتاب (۱۳۹) شامی ص۲۳۵ تکرہ الصلاۃ علیہ والیہ لورود النہی عن ذلک قبر پر اور قبر کی طرف نماز منع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی **نص ۱۴۰** تبیین الحقائق امام زیلعی جلد اول ص۲۴۶ یکرہ ان یبنی علی القبر او یقعد علیہ او یصلی الیہ فہی علیہ الصلاۃ والسلام عن اتخاذ القبور مساجد قبر کے اوپر کوئی بناء قائم کرنا یا قبر پر بیٹھنا یا اوس کی طرف نماز میں مونھ کرنا سب منع ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبروں کو محل سجدہ قرار دینے سے منع فرمایا **نص ۱۴۱** زواجر جلد اول ص۱۲۱ من ثم قال اصحابنا تحرم الصلاۃ الی قبور الانبیاء والاولیاء تبرکا واعظاما اسی وجہ سے ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے مزارات شریفہ کی طرف نماز حرام ہے اگرچہ صرف تبرک و تعظیم کی نیت ہو **نص ۱۴۲** ایضا ص۱۲۱ (۱۴۳) بعض ائمہ سے کتاب ان کبیر متعلقہ بقبور میں فرمایا والصلاۃ الیہا قبر کے سامنے نماز پڑھنا گناہ کبیرہ ہے **نص ۱۴۴** ارشاد الساری امام احمد قسطلانی (۱۴۵) تحقیق امام ابوالفرج سے یحرم ان یصلی متوجہا الی قبرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرام ہے کہ مزار پر نور حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف مونھ کرکے نماز پڑھے **اقول** رکوع سجود والی نماز میں قبر سامنے ہونے کی کراہت اوس کی نماز ہونے کے سبب نہیں نماز تو نماز جنازہ بھی ہے اور اوس میں میت کا سامنے ہونا شرط ورنہ نماز ہی نہ ہوگی اور بغیر نماز دفن کردیا تو جب تک ظن سلامت ہے قبر پر نماز پڑھنا خود حکم شریعت ہے تو قطعاً یہ کراہت نماز کے سبب نہیں بلکہ رکوع و سجود کے باعث اور یقیناً معلوم کہ نماز کا رکوع و سجود اللہ عزوجل ہی کے لیے ہے اور مصلی یقیناً استقبال قبلہ ہی کی نیت کرتا ہے نہ کہ توجہ الی القبر کی۔ بااینہمہ صرف قبر کا سامنے ہونا اللہ تعالٰی کے لیے سجدہ کو ممنوع کرتا ہے تو خود قبر کو سجدہ کرنا یا اوسے سجدہ میں قبلہ توجہ بنانا کس درجہ سخت اشد ممنوع و حرام ہوگا انصاف شرط ہے اور اس قسم کے نصوص اور نوع دوم کی احادیث کی باقی تقریر و تقریب آئندہ آتی ہے وباللہ التوفیق **قسم سوم** نماز تو نماز قبر کی طرف مسجد کا قبلہ ہونا منع ہے اگرچہ نمازی کا سامنا نہ ہو مثلاً امام کے سامنے کوئی ستون یا اونگلی برابر دل کی آدھ گز اونچی لکڑی ہو کہ جماعت کا سامنا نہ رہا پھر بھی مسجد کے قبلے میں قبر کی ممانعت ہے جب تک بیچ میں دیوار حائل نہ ہو۔ **نص ۱۴۶** محرر مذہب امام محمد کتاب الاصل (۱۴۷) اون سے محیط (۱۴۸) ان سے ہندیہ جلد ۵ ص۔۔ اکرہ ان تکون قبلۃ المسجد الی الحمام والقبر میں مکروہ رکھتا ہوں اسے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو **نص ۱۴۹** غنیہ شرح منیہ ص۳۶۶ یکرہ ان تکون قبلۃ المسجد الی حمام او قبر لان فیہ ترک تعظیم المسجد مکروہ ہے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو کہ اس میں مسجد کی بےتعظیمی ہے۔ **نص ۱۵۰** خلاصہ جلد اول ص۲۹ یکرہ ان تکون قبلۃ المسجد الی حمام او قبر ہذا اذا لم یکن بین المصلی وبین ہذہ المواضع حائل کالحائط وان کان حائط لایکرہ مکروہ ہے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو جبکہ محل نماز اور ان مواضع میں دیوار کی مثل کوئی حائل نہ ہو ہاں بیچ میں دیوار ہو تو مکروہ نہیں **اقول** وباللہ التوفیق یہاں دو مسئلے ہیں ایک یہ کہ قبر کے سامنے نماز ممنوع ہے یہ حکم عام ہے مسجد میں ہو خواہ مکان خواہ صحرا میں اور اس کا علاج سترہ ہے کہ اونگلی کا دَل اور آدھ گز طول رکھتا ہو یا صحرا میں مصلی خاشع کے موضع نظر سے دور ہونا کما فی جامع الرموز ثم ردالمحتار والطحطاوی علی مراقی الفلاح اور امام کا سترہ ساری جماعت کو کافی ہے تمام کتب میں اس کی تصریح ہے **گنگوہی** کہ عداوت اولیائے کرام سے اپنے فتاوی حصہ اول ص۱۰۳ میں یہ حکم لگایا کہ قبرستان میں سب کے واسطے امام اور مقتدی کے سترہ کی حاجت ہے سترہ امام کا مقتدی کو کافی ہونا مرور حیوان اور انسان میں کافی ہے قبور کا حضور مشابہ بشرک و بت پرستی ہے اس میں کفایت نہیں ہر ہر نمازی کے سامنے پردہ واجب ہے یہ شرع مطہر پر افترا اور دل سے شریعت گڑھنا ہے **دوسرا** یہ مسجد کا قبلہ جانب قبر نہ ہو یہ حکم مسجد سے خاص ہے یہاں تک کہ گھر میں جو جگہ نماز کے لیے مقرر کرلیں جسے مسجد البیت کہتے ہیں اوس کے قبلہ میں حمام یا بیت الخلا ہو تو کچھ حرج نہیں نہ قبر میں مضایقہ کما نص علیہ فی المحیط والہندیۃ وغیرہما جبکہ نمازی کے سامنے سترہ ہو اس لیے کہ یہ حکم تعظیم مسجد کے لیے ہے کما افادہ المحقق ابراہیم الحلبی اور وہ جگہ حقیقۃً مسجد نہیں یہاں تک کہ اوس میں جنب کو جانا بلکہ جماع بھی جائز ہے ذخیرہ وحلیہ وغیرہما میں ہے لیس لمساجد البیوت حکم المساجد الاتری انہ یدخلہا الجنب من غیر کراہۃ ویاتی فیہ اہلہ ویبیع ویشتری من غیر کراہۃ مسجد حقیقی میں یہ کراہت نہ بُعد قلیل سے زائل ہو نہ اوس سترہ

بلکہ دیوار درکا رکما سمعت فظہر الجواب وللہ الحمد عاائر المحقق الحلبی فی الحلیۃ اذقال نقائل ان یقول لایلزم من مفارقۃ مساجد البیوت لمساجد الجماعات فی الاحکام المذکورۃ عدم کراھۃ الاستقبال المذکور فی الصلاۃ فی البیوت بلاحائل بینہ وبین ذلک بل ینبغی ان یکون ھذا امما یسلک فیہ الصلاۃ فی البیوت والصلاۃ فی مساجد الجماعات فلیتأمل اھ وتقریر الجواب ظاھر مما قررنا فالتفرقۃ التی ذکر فی المحیط وغیرہ قائمۃ والتسویۃ التی یریدھا المحقق حاصلۃ والحمد للہ وعلی حبیبہ وآلہ الصلوات الکاملۃ آمین ہم اس مختصر بیان کو چار فصل کرتے ہیں **فصل اول** صحابہ وائمہ واولیا وکتب پر بکر کے افترا خود اوسی کے مستندات اور اجماع وفقہ وجماہیر اولیا سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت **فصل دوم** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکر کے افترا۔ حدیثوں سے تحریم سجدہ کا ثبوت **فصل سوم** اللہ عزوجل پر بکر کے افترا۔ خود اوس کے موتہ قرآن عظیم سے تحریم سجدہ کا ثبوت **فصل چہارم** سجدۂ آدم ویوسف علیہما الصلاۃ والسلام کی بحث اور دلائل قاہرہ سے بطلان استدلال مجوزین کا ثبوت وباللہ توفیق والوصول الی ذری التحقیق ہر فصل میں اوس کے متعلق بکر کے اور کمالات کثیرہ کا بھی اظہار ہوگا کہ مسلمان دھوکے سے بچیں وباللہ الہادی۔

فصل اول صحابہ وائمہ واولیا وکتب پر بکر کے افترا خود اوسی کے مستندات اور اجماع وفقہ وجماہیر اولیا سے تحریم سجدۂ تحیت کا ثبوت

(۱) بکر نے صـ۱۳ میں علمگیریہ کی جلد خامس باب ۲۸ صفحہ ۲۷۸ کی طرف نسبت کیا قال الامام ابو منصور اذا قبل احد بین یدی احد الارض او انحنی لہ او طاطأ راسہ فلا باس بہ لانہ یرید تعظیمہ لاعبادتہ یہ محض افترا ہے علمگیری میں اصلا اس عبارت کا نشان نہیں نری خود ساختہ ہے کیا امر دین میں اغوار عوام کے لیے ایسی حرکات کسی مسلمان کہلانے والے کو زیبا ہیں (۲) جلد خامس (۳) باب ۲۸ (۴) صـ۲۷۸ یہ تین شدید جرأتیں ہیں کذب صریح اور اتنی جسارت وشوخ چشمی سے کہ پوری تعیین مقام بھی کردی جائے (۵) اسی علمگیری کی اسی جلد خامس کتاب الکراہیۃ باب ۲۸ صـ۳۶۹ میں ہے من سجد للسلطان علی وجہ التحیۃ او قبل الارض بین یدیہ لایکفر ولکن یأثم لارتکابہ الکبیرۃ ھو المختار کذا فی جواھر الاخلاطی یعنی جواہر الاخلاطی میں ہے بادشاہ کے لیے سجدۂ تحیت یا اوس کے سامنے زمین چومنے سے مذہب مختار میں کافر تو نہ ہوگا ہاں گنہگار ہوگا کہ اوس نے کبیرہ کا ارتکاب کیا اسے چھوڑا ایک خیانت (۶) اوسی میں اوسی صـ۳۶۹ میں ہے وفی الجامع الصغیر تقبیل الارض بین یدی العظیم حرام وان الفاعل والراضی آثمان کذا فی التاتارخانیۃ یعنی جامع الصغیر پھر تاتارخانیہ میں ہے بڑے کے آگے زمین چومنا حرام ہے اور چومنے والا اور وہ کہ اس پر راضی ہوا بیشک دونوں مجرم ہیں **دو خیانت** (۷) اوسی میں اس کے متصل ہے وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزھاد فعل الجھال والفاعل والراضی آثمان کذا فی الغرائب یعنی فتاوی غرائب میں ہے۔ علماء ومشائخ کے سامنے زمین بوسی جاہلوں کا کام ہے اور فاعل وراضی دونوں گنہگار **تین خیانت** (۸) اسی کے متصل ہے الانحناء للسلطان او لغیرہ مکروہ لانہ یشبہ فعل المجوس کذا فی جواھر الاخلاطی یعنی جواہر اخلاطی میں ہے بادشاہ خواہ کسی کے لئے جھکنا مکروہ ہے کہ فعل مجوس کے مانند ہے۔ **چار خیانت** اقول یہاں جھکنے سے بقدر رکوع جھکنا مقصود ہے جس طرح رسم مجوس وہنود ہے (۹) اسی کے متصل ہے ویکرہ الانحناء عند التحیۃ وبہ ورد النھی کذا فی التمرتاشی یعنی فتاوی امام تمرتاشی میں ہے سلام کرتے وقت جھکنا مکروہ ہے حدیث میں اوس سے ممانعت آئی۔ **پانچ خیانت** (۱۰) اسی کے متصل ہے تجوز الخدمۃ لغیر اللہ تعالیٰ بالقیام واخذ الیدین والانحناء ولا یجوز السجود الا للہ تعالیٰ کذا فی الغرائب یعنی فتاوی غرائب میں ہے قیام اور مصافحے اور جھکنے سے غیر خدا کی خدمت جائز ہے اور سجدہ جائز نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے لیے۔ **چھ خیانت** **اقول** یہاں خفیف جھکنا مراد ہے کہ حد رکوع تک نہ پہنچے حدیقۂ ندیہ امام علامہ عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی میں ہے الانحناء البالغ حد الرکوع لایفعل لاحد کالسجود ولا بأس بما نقص من حد الرکوع لمن یکرم من اھل الاسلام یعنی حد رکوع تک جھکنا غیر خدا کے لیے جائز نہیں جیسے سجدہ اور حد رکوع سے کم میں حرج نہیں کہ کسی اسلامی عزت والے کے لئے جھکیں۔ علمگیری میں اگر کچھ نہ ہوتا تو دل سے عبارت گڑھ کر اوس کے سرباندھنی تہمت تھی نہ کہ اوس میں یہ قاہر عبارات اپنے خلاف موجود ہوں اور اوسی جلد اوسی باب اوسی صفحہ میں ہوں پھر وہ شدید جرأت ہزار افترا کا ایک افترا ہے (۱۱) پھر کہا صـ۱۳ "اس کے بعد اسی کتاب میں لکھا ہے وقد تبین بذلک ان وضع الجباہ بین یدی المشائخ جائز بلا ریب" اور ایک عبارت ۳ سطر کی گڑھ لی۔ یہ بھی **فرا کذب** (۱۲) اوسی طرح

سوافترا کا ایک ہے (۱۳) صفحہ ۱۲ میں جامع صغیر کی طرف نسبت کیا لا باس بوضع الخدین بین یدی المشایخ یہ بھی **خالص دروغ** (۱۴) ویسا ہی **سوافترا** کے برابر ہے جامع صغیر کی عبارت ابھی گزری کہ زمین چومنا حرام ہے نہ کہ زمین پر رخسارے رکھنا (۱۵) اسی صفحہ میں فتاوی عزیزیہ کی نسبت ادعا کیا کہ اوس میں بہت شرح وبسط سے تعظیمی سجدہ کی اباحت پر زور دیا ہے" یہ بھی **صریح ہٹ دھرمی** ہے فتاوی عزیزیہ میں بعد ذکر شبہا بہ جواب قاطع دیا کہ اجماع قطعی ست بر تحریم سجدہ یعنی غیر خدا کو سجدۂ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی قائم ہے (۱۶) تو یہ بھی **سوافترا** کے مثل ہوا (۱۷) یہیں یہی مضمون فتاوی سراجیہ کی طرف نسبت کیا یہ بھی **خالص جھوٹ** ہے سراجیہ میں بہت شرح وبسط درکنار اس کا نشان تک نہیں (۱۸) یہی ادعا شرح مشکوٰۃ شیخ محقق کی نسبت کیا یہ بھی **محض بہتان** اوسی میں تو یہ ہے سجدہ برائے زندہ باید کرد کہ ہرگز نمیرد و ملک او را زوال نگردد (۱۹) صفحہ ۱۳ میں عالمگیری سے نقل کیا وان امروہ بالسجود للتحیۃ والتعظیم لا للعبادۃ فالافضل لہ ان یسجد اور اس کی یہ سرخی دی "تعظیمی سجدہ کرنا افضل ہے" یعنی وہی سجدہ جس کی بحث ہے کہ بحالت اختیار زید عمرو کو سجدۂ تحیت کرے اسے عالمگیری میں افضل لکھا یہ **بھاری خیانت** ہے عالمگیری کی عبارت یہ ہے ولو قال اھل الحرب للمسلم اسجد للملک والاقتلناک فالافضل ان امروہ بذلک للعبادۃ فالافضل لہ ان لایسجد کمن اکرہ علی ان یکفر کان الصبر افضل اس کے بعد وہ عبارت ہے وان امروہ بالسجود للتحیۃ الخ یعنی اگر حربی کفار مسلمان سے کہیں کہ بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ ہم تجھے قتل کردیں گے پھر اگر اونھوں نے سجدۂ عبادت پر کیا تو افضل یہ ہے کہ نہ کرے اور جان دیدے جیسے کفر پر اکراہ میں صبر افضل ہے اور اگر یہ جبر سجدۂ تحیت پر کیا تو افضل یہ ہے کہ کرلے اور جان بچالے۔ اول سے وہ ساری عبارت اوڑادی کہ عوام نہ جانیں کہ کلام حالت اکراہ میں ہے جہاں یہ جتاتا ہو کہ نہ کرے تو قتل کیا جائے گا ایسی جگہ جان بچالینے کو افضل کہا ہے (۲۰) غالباً ایسا حوالہ دینے والا سوئر اور شراب بھی بحالت اختیار حلال کرے گا کہ آخر بحالت اضطرار اون کی اباحت تو خود قرآن عظیم میں ہے۔ (۲۱) یہاں تک تو خیانت ہی تھی اب **کمال سفاہت و خودکشی** ملاحظہ ہو اوس عبارت سے استناد کیا جو اوس کے زعم باطل کی پوری قاتل ہے سجدۂ تحیت پر قتل سے اکراہ ہوا اوس وقت سجدہ کرلینا صرف افضل کہا معلوم ہوا کہ جائز یہ بھی ہے کہ نہ کرے اور قتل ہوجائے تو ظاہر ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسا سخت حرام ہے جس سے بچنے کو جان دیدینا اور قتل ہوجانا روا ہے تو سوئر کھانے سے بھی سخت تر حرام ہوا کہ مضطر یا مکرہ اگر اوسے بقدر ضرورت نہ کھائے اور مرجائے یا مارا جائے گنہگار مرے کما نصوا علیہ قاطبۃ عالمگیری میں ہے السلطان اذا اخذ رجلا وقال لاقتلنک او لتاکلن لحم ھذا الخنزیر یفترض علیہ التناول فان لم یتناول حتی قتل کان آثما درمختار میں ہے اکرہ علی اکل لحم خنزیر بقتل او قطع عضو او ضرب مبرح فرض فان صبر فقتل اثم اکل خنزیر میں اگر اتنا ہی اکراہ ہو کہ نہ کھایا تو ایک انگلی کاٹی جائے تو کھانا فرض نہ کھائے تو گنہگار اور غیر خدا کو سجدۂ تحیت میں اگر قتل سے اکراہ ہو جب بھی سجدہ ضرور نہیں اور جان دیدینی جائز اگرچہ بہتر حفظ جان تھا کتنا فرق عظیم ہوا اور ہونا ہی تھا اکل خنزیر میں عبادت غیر کی مشابہت نہیں بخلاف سجدہ تو اوس کا دوسرے کے لیے کرنا واحد قہار جل وعلا کے خاص حق پر دست درازی ہے۔ آدمی انصاف و دین رکھتا ہو تو صرف یہی نمبر اوس کی ہدایت کو بس ہے و لایزید الظلمین الاخسارا (۲۲) پھر کہا "اس قسم کا مضمون فتاوی قاضی خاں میں بھی ہے" اس قسم کا مضمون نہیں بلکہ وہ عبارت ہی فتاوی قاضی خان کی ہے عالمگیری نے اوسی سے نقل کی ہے تو اوس کا حوالہ بھی وہی **سخت فریب دہی** ہے (۲۳) نہیں نہیں نری فریب دہی نہیں بلکہ خودکشی اپنے مونہہ اپنے زعم باطل کی پوری بیخکنی بکر مذکور نے اسی تحریر صفحہ ۱۲ میں کہا ہے "ہدایہ رد المحتار فتاوی قاضی خان نہایت معتبر کتابیں ہیں قرآن وحدیث کے غور واحقاق کے بعد ان کو مرتب کیا ہے" اوسی فتاوی قاضی خان سے ایک ہی صفحے بعد خود وہ عبارت پیش کی جس نے ثابت کردیا کہ سجدۂ تحیت اکل خنزیر سے بھی بدتر حرام ہے عرب تو علی اہلہا کہتے تھے یہاں علی نفسہا تجنی براقش (۲۴) یہ تو فتاوی قاضی خان کا فیصلہ تھا بکر کی دوسری مسلم کتاب ممدوح کتاب منقح کتاب رد المحتار کی سنیے درمختار میں فرمایا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن علما وبزرگان کے سامنے زمین بوسی جو لوگ کرتے ہیں حرام ہے اور کرنے والا اور اوس پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں اس لئے کہ وہ بت پرستی کے مشابہ ہے ایسی عمدہ محقق تحقیق کتاب رد المحتار نے اسے مقرر رکھا۔ (۲۵) پھر درمختار میں فرمایا وھل یکفر ان علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما مرتکبا للکبیرۃ یعنی آیا زمین بوسی سے کافر ہوگا یا نہیں اگر بطور عبادت وتعظیم ہے کافر ہوجائے گا اور اگر بطور تحیت ہے تو کافر تو نہ ہوگا ہاں مجرم و مرتکب کبیرہ ہوگا اس پر اوسی نہایت معتمد کتاب رد المحتار نے فرمایا تلفیق لقولین قال الزیلعی وذکر الصدر الشہید انہ لایکفر بھذا السجود لانہ یرید بہ التحیۃ وقال شمس الائمۃ السرخسی ان کان لغیر اللہ تعالی علی وجہ التعظیم کفر اھ قال القہستانی وفی الظہیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقا خلاصہ یہ کہ یہاں دو قول تھے ایک یہ کہ سجدہ

ہے مطلقاً کافر ہو جائے گا ایسی فتاویٰ ظہیریہ میں ہے اور امام شمس الائمہ سرخسی بھی سجدۂ تعظیمی کو مطلقاً کفر فرماتے ہیں دوسرا یہ کہ مرتکب کبیرہ ہوگا مگر کفر نہیں امام صدر شہید نے اسی کو اختیار فرمایا اس لیے کہ اس سے تحیت مقصود ہوتی ہے نہ کہ عبادت شارح نے ان دونوں قولوں کو یوں جمع فرمایا کہ کافر کہنے والوں کی مراد وہ ہے کہ بروجہ عبادت ہو اور صرف گناہ کبیرہ کہنے والوں کی مراد وہ ہے کہ محض بروجہ تحیت ہو کہیے اس اعلیٰ معتمد کتاب نے بھی دونوں قول بتائے کفر یا گناہ کبیرہ۔ جواز کا بھی کہیں پتا دیا (۲۶) پھر اسی پر تحقیق کتاب نے اور رجسٹری کی۔ اس کے متصل فرمایا و فی الزاہدی الایماء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود و فی المحیط انہ یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ یعنی مجتبیٰ میں ہے کہ سلام میں رکوع کے قریب تک جھکنا بھی سجدے کے مثل ہے اور محیط میں فرمایا کہ بادشاہ وغیرہ کسی کے لیے جھکنا منع ہے (۲۷) ہنوز بس نہیں چند سطر بعد اقسام بوسہ میں فرمایا حرام للارض تحیۃ وکفر لها تعظیما زمین بوسی بطور تحیت حرام ہے اور بطور تعظیم کفر افسوس کہ خود بکر کی معتمد کتابیں زعم بکر کو کیسا کیسا باطل کر رہی ہیں وللہ الحمد اور آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے فصل چہارم آتی ہے دیکھئے (۲۸) ص۳۲ "سجدۂ تعظیمی [illegible] تاجپوشی [illegible] کاایک حجت اور عامۂ اولیائے کرام پر تہمت ہے جس کا رد خود اوسی کی مستند سے عنقریب آتا ہے (۲۹ تا ۳۵) ص۳۲ ہر خاندان ہر سلسلے کے بزرگوں کو تعظیمی سجدہ کرنے کا ثبوت کتابوں میں ہے" حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افترا حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی پر افترا حضرت بہاء الحق والدین نقشبند پر افترا حضرت شیخ عبدالواحد بن زید پر افترا حضرت خواجہ فضیل بن عیاض پر افترا حضرت ابراہیم بن ادہم پر افترا حضرت ہبیرہ بصری پر افترا حضرت سید الطائفہ جنید پر افترا حضرت حبیب عجمی پر افترا حضرت ممشاد دینوری پر افترا حضرت بایزید بسطامی پر افترا حضرت معروف کرخی پر افترا حضرت سری سقطی پر افترا سلطان ابواسحٰق گازرونی پر افترا حضرت نجم الدین کبریٰ پر افترا حضرت علاؤ الدین طوسی پر افترا حضرت ضیاء الدین عبدالقاہر پر یہ اکابر حضرات سلسلوں اور خانوادوں کے سردار ہیں ثبوت دے ان کو کب سجدہ ہوا اور انھوں نے جائز رکھا یہ افترا ہزاروں افتراؤں کا ایک ہے (۳۶ تا ۴۸) ان سے بھی بدرجہا سخت تر سخت بیباکی یہ کہ "حضرت علی و صحابہ کرام سے لیکر تمام بڑے بڑے علما مشائخ اولیا سے سجدۂ تعظیمی ثابت ہے" ص۳۳ یہ مولیٰ علی پر افترا صحابۂ کبار پر افترا تمام ائمہ کرام پر افترا یہ تین افترا لاکھوں افتراؤں کا مجموعہ ہیں بکر سچا ہے تو مولیٰ علی یا کسی صحابی یا کسی امام تابعی یا امام اعظم امام شافعی امام مالک امام احمد امام ابو یوسف امام محمد امام بخاری امام مسلم یا ان کے یا ان کے کسی ایک شاگرد سے ثبوت صحیح دکھائے کہ انھوں نے کسی غیر خدا کو سجدہ کیا یا اسے جائز بتایا ورنہ قرآن مجید میں جو کچھ کاذبین پر ہے اوس سے ڈرے اور جلد سے جلد توبہ کرے کذب فی الدنیا سے کذب فی الدین سخت تر ہے اور بحکم حدیث لعنۃ ملٰئکۃ السماء والارض کا استحقاق ہے اور زید و عمرو پر افترا سے صحابہ و ائمہ پر افترا خبیث تر ہے اور قرآن کریم میں انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون ۰ کا احقاق ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (۴۹) آگے افترا و اختراع کی اور بھی پوری تند چڑھی کہ "ان سب کا اجماع مسئلہ سجدۂ تعظیمی میں ثابت ہے اور کوئی شخص انکار کی مجال نہیں رکھتا یعنی اگر سجدۂ تعظیمی گمراہی بھی ہے تو اجماع امت سے گمراہی اس کی جاتی رہی" ص۲۳ اناللہ وانا الیہ راجعون ۰ سچ فرمایا حدیث مجید نے حبک الشیء یعمی ویصم تعصب آدمی کو اندھا بہرا کر دیتا ہے سچ فرمایا رب العزۃ عز جلالہ نے فانها لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔ سجدۂ غیر پر امت کرشن کا فرکا ضرور اجماع ہے جس پنڈت سے چاہو پوچھ لو جس مندر میں چاہو دیکھ لو لیکن امت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم اس ملعون تہمت سے بری ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۰ بلکہ ابھی بکر کے مستند فتاویٰ عزیزیہ سے سن چکے کہ غیر کے لئے سجدۂ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے (۵۰) طرفہ یہ کہ "گمراہی بھی ہے تو اجماع سے جاتی رہی" یعنی امت گمراہی پر اجماع تو کر لیتی ہے لیکن اوس اجماع سے گمراہی کی کایا پلٹ ہو کر ہدایت ہو جاتی ہے اناللہ وانا الیہ راجعون ۰ زہے گمراہی وجنون لا یدرون شیئا ولا یھتدون ۰ (۵۱) ص۲ پر لطائف اشرفی کی عبارت نقل کی اور اوس کی ابتدا سے یہ عبارت چھوڑ دی اما وضع جبہہ بین یدی الشیوخ بعضے مشائخ روا داشتہ اما اکثر مشائخ اعراض کردہ اند و اصحاب خود را از ان امتناع ساختہ کہ سجدۂ تحیت در امت پیشین بود حالا منسوخ ست یہ کتنی بھاری خیانت ہے اس کلام لطائف میں بہت لطائف تھے اولاً سجدۂ تحیت کی منسوخی جس کا بکر کو انکار ہے ثانیاً بکر کے ادعائے کاذب اجماع کا رد کہ اکثر اولیا انکار سجدہ پر ہیں ثالثاً بلکہ ممانعت سجدہ پر اجماع کا ثبوت کہ بکر نے خود اپنے ادعائے کاذب اجماع کی یوں ہی مرہم پٹی کی ہے کہ "اکثر کا اجماع ہے ولاکثر حکم الکل اکثر کے واسطے کل کا حکم ہے" ص۲ اوسی کی مستند لطائف سے ثابت ہوا کہ اکثر مشائخ کرام ممانعت سجدہ پر ہیں اور اکثر کے واسطے

کل کا حکم ہے تو تحریم سجدہ پر اجماع اولیائے کرام ثابت ہوا اور اجماع علما خود ظاہر اور بکر کی دوسری مستند فتاویٰ عزیزیہ میں مصرح تو غیر خدا کے لیے
سجدہ تحیت حرام ہونے پر اولیا و علما کا اجماع ہوا تو بکر خود اپنی سندوں سے اجماع کا منکر اور علمائے کرام و اولیائے عظام سب کا مخالف ہے وکفی
بہ خسرانا مبینا (۵۱) اولاً بکر کے اس **کذب صریح و افترائے قبیح** کا رد کہ "سجدہ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا تھا"[۲۳] وہ فرماتے ہیں جمہور اولیا منع فرماتے
تھے یہ کہتا ہے سب اولیا روا رکھتے تھے ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ **خامساً** الحمد للہ فوائد الفواد وغیرہ کی سند کا خود ہی جواب دے لیا جب جمہور
اولیا ممانعت پر ہیں اور اکثر کے لیے حکم کل تو اجماع اولیا تحریم پر ہوا اجماع کے مقابل کوئی قول سند نہیں ہو سکتا خود بکر نے کہا "اجماع ثابت ہے کوئی شخص انکار کی
مجال نہیں رکھتا" ص۲۲ عبارت لطائف میں تین لطائف اور بھی ہیں آئندہ کا انتظار کیجئے لطائف کے اوس کلام میں بکر پر یہ ظاہر رہے تھے کہ تمام کارروائی دریا برد تھی لہذا وہ ٹکڑا
صاف کتر لیا دین میں ایسی دغابازی کیا شان اسلام ہے (۵۲) ص۲۳ میں دلیل العارفین فوائد السالکین تحفۃ العاشقین کا نام لیا اور عبارت نقل
نہ کی جہاں بحوالہ صفحہ عبارت نقل کی وہاں تو وہ صریح کذب جری کی راہ لی یہاں کیا اعتبار ہے اور اگر اون میں وہ مضمون ہوا اور بکر نے خیانت بھی نہ کی ہو تو
اولاً اسی کا ثبوت درکار کہ یہ کتابیں حضرات منسوب الیہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہیں بہت کتابیں محض جھوٹی نسبت کرکے چھاپ دی ہیں جس کا ذکر آخر فصل سوم میں آتا ہے
(۵۳) **ثانیاً** اگر بالفرض ثقات سے ثابت بھی ہو کہ اون حضرات کی کوئی کتاب اس نام سے تھی تو بلا شبہہ یہ مشہور متداول نہیں بلکہ کتب غریبہ ہیں اور کتب غریبہ پر اعتماد
جائز نہیں علامہ سید احمد حموی غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر میں محقق بحر صاحب بحر الرائق سے ناقل لا یحل النقل من الکتب الغریبۃ التی لم
تشتہر غیر مشہور کتابوں سے نقل جائز نہیں فتح القدیر و بحر الرائق و نہر الفائق و منح الغفار وغیرہا میں ہے لو وجد بعض نسخ النوادر فی زماننا لا یحل عزو ما
فیہا الی محمد ولا الی ابی یوسف لانہا لم تشتہر فی عصرنا فی دیارنا ولم تتداول نعم اذا وجد النقل عن النوادر مثلا فی کتاب مشہور معروف کالہدایۃ
والمبسوط کان ذلک تعویلا علی ذلک الکتاب اگر ہمارے زمانے میں نوادر کا کوئی نسخہ پایا جائے تو اوس میں جو کچھ ہے اوسے ابو یوسف یا محمد کی طرف نسبت
کرنا حرام ہے اس لیے کہ وہ کتاب ہمارے زمانے میں یہاں مشہور و متداول نہیں ہاں نوادر سے اگر مثلاً ہدایہ یا مبسوط جیسی کسی مشہور معروف کتاب میں نقل ہو تو اوس
نقل کا ماننا اوس مشہور کتاب کے اعتماد پر ہوگا۔ اپنے زمانے میں غیر مشہور کی قید سے افادہ فرمایا کہ پہلے اگر مشہور رہی تھی تو اب معتبر نہیں نہ کہ وہ رسالے کہ کبھی
مشہور نہ تھے نہ ہیں کسی الماری سے کوئی نسخہ نقل ہو کر چھپ جانا اوسے کتاب مشہور نہ کر دے گا (۵۴) **ثالثاً** تمام مدارج طے ہونے کے بعد یہی جواب کافی و وافی
کہ جمہور اولیا و جمیع ائمہ منع پر ہیں تو اجماع ہوا اور اجماع کے خلاف اقوال شاذ مستند نہیں ہو سکتے (۵۵) یہی مباحث معدن المعانی میں ہیں (۵۶)
جب بکر کی جرأتیں یہاں تک ہیں تو اس تحریف کی کیا شکایت کہ لطائف میں دربارۂ سجدہ ملائکہ ملتقط سے نقل ہوا کان السجدۃ لہا طرفان طرف
التحیۃ وطرف العبادۃ فالتحیۃ کانت لآدم والعبادۃ للہ تعالیٰ یعنی اوس سجدے کی دو طرفین تھیں طرف تحیت و طرف عبادت ان میں تحیت تو حضرت
آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے لئے تھی اور عبادت اللہ عزوجل کے لئے۔ اسے یوں بنا لیا کہ "سجدہ کی دو قسمیں ہیں ایک سجدۂ تحیت ایک سجدۂ عبادت۔ پس
سجدۂ تحیت آدمی کے لئے ہے اور سجدۂ عبادت خدا تعالیٰ کے لیے" شاید دہلی کے شاعر نے بکر ہی سے کہا تھا کہ ؎ عیار ہو بیباک ہو جو آج ہو تم ہو؛
بندے ہو مگر خوف خدا کا نہیں رکھتے؛ (۵۷) ایسا ہی چھل عبارت کشاف سے کھیلا اوس کی اصل عبارت یہ ہے فان قلت کیف جاز لہم ان
یسجدوا لغیر اللہ قلت کانت السجدۃ عندہم جاریۃ مجری التحیۃ والتکرمۃ کالقیام والمصافحۃ وتقبیل الید ونحوہا مما جرت
علیہ عادۃ الناس من افعال شہرت فی التعظیم والتوقیر یعنی اگر تو کہے کہ یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام اور اون کے بیٹوں کو غیر خدا کے لیے سجدہ
کیسے جائز ہو گیا تو میں کہوں گا اون کے یہاں سجدۂ تحیت کا رواج تھا جیسے قیام و مصافحہ و دست بوسی وغیرہ افعال تعظیم و توقیر جن کا لوگوں میں رواج
ہے۔ اسے یہ بنا لیا کہ "سجدۂ تعظیمی قرن اول سے جاری ہے" اول تو رواج حال میں سجدہ کا نام کہاں تھا قیام و مصافحہ و دست بوسی کا ذکر تھا جس کا صاف
یہ مطلب کہ جیسے اب یہ افعال تحیت ہیں یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں سجدہ تحیت تھا۔ پھر جرت علیہ عادۃ الناس سے اتنا ثابت کہ زمخشری
کے زمانے میں ان کا رواج ہے قرن اول کا یہاں کونسا حرف تھا نہ قرن اول میں قیام و دست بوسی عادت ناس تھی وقوع خاص و عادت ناس میں جو
فرق نہ کرے جاہل ہے تو یہ کشاف پر دوہرا افترا ہے (۵۸) بکر اوس کی عبارت میں بھی **قطع برید** سے نہ چوکا وہ جو اوس نے سوال قائم کیا
تھا کہ اگر تو کہے اونھیں غیر خدا کے لیے سجدہ کیسے جائز ہو گیا صاف اڑا دیا جس سے کھلتا تھا کہ ہماری شریعت میں ناجائز ہے جس پر سوال ناشی ہوا

اگر ہماری شریعت میں بھی جائز ہوتا تو سوال ٹھیک تھا (۵۹) اس طرح کشاف میں عبادت و تحیت کا فرق بتا کر کہا یجوزان یختلف الاحوال و الاوقات فیہ اس میں احوال و اوقات کا اختلاف ہو سکتا ہے یعنی جب جائز تھا اب حرام - یہ کیسے کہا سجدۂ تحیت کو یا سجدۂ عبادت کو - کیا وہ بھی کسی زمانے میں غیر خدا کے لیے جائز ہو سکتا ہے یہ ہے کل جمع کشاف کا کلام جس پر وہ صریح تہمت رکھدی کہ "بہت شرح و بسط سے تعظیمی سجدہ کی اباحت پر زور دیا ہے"[صفحہ] غرض از حضرت ہی نتواں بر آمد ہر کرا داز خود سخن می آفرینند: (۶۰) شاہ عبدالعزیز صاحب کو قولی افترا کے ساتھ فعلی افترا سے بھی نہ چھوڑا کہ "وہ خود والدین و اولیاء اللہ کے مزارات پر سجدۂ تعظیمی ادا کرتے تھے"[صفحہ] اللہ عزوجل فرماتا ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین ۰ اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو (۶۱) یہ وہی شاہ عبدالعزیز صاحب ہیں جن کے فتاوی سے گزر چکا کہ سجدۂ تحیت باجماع قطعی حرام ہے یہ وہی شاہ صاحب ہیں جو تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں در امتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصہ حضرت یوسف و اخوان ایشان واقع شدہ و در شریعت ما ایں طریق ہم فیما بین مخلوقات حرام است بدلیل احادیث متواترہ کہ دریں باب وارد شدہ تو یہ افترا بھی سو افترا ہے (۶۲) جن کی یہ ظاہر تصریحیں ہوں اون کے ایک محاورہ کے لفظ مسجود خلائق کو معنی حقیقی شرعی پر حمل کرنا اور اس سے اون کے نزدیک جواز نکالنا[صفحہ] صریح ہٹ دھرمی ہے یوں تو شاہ صاحب سے بدرجہا اعلم و اعظم حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی مدارج شریف میں ہے رب عزوجل نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسبت فرمایا تسمیہ کردم او را بمحمد و احمد و محمود گردانیدم او را عابد و معبود اب یہاں بھی کہنا کہ حضرت محدث دہلوی معبود کا لفظ کسی بندے کے حق میں لکھتے ہیں یا کسی خدا کے[صفحہ] تو سجدۂ تحیت بالائے طاق عبادت مخلوق بھی جائز کر لینا - اور "کسی خدا" بھی عجب لفظ ہے معلوم نہیں بکر کے نزدیک کتنے خدا ہیں شاید کرشن مت کے چھپن کرور لیے ہوں (۶۳) بکر نے جو مضمون فوائد الفواد سے نقل کیا بعینہ یہی مضمون سیر الاولیاء میں حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالی عنہ سے یوں ہے دریں حال کہ او پیش ما بود وحید الدین قریشی در آمد و سر بر زمین نہاد شیخ سعدی خوش گوید ہر جا کہ روئے زندہ دلے بر زمین تست ٭ ہر جا کہ دست غمزدہ در دعائے تست ٭ بزرگے دیگر گوید شعاع مہر بہی تا بد از جبین کسے ٭ کہ در پرستش تو بر نہد بخاک جبیں ٭ یہاں تو نرا مسجود بلکہ پرستش موجود اب کہدینا کہ حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالی عنہ معاذ اللہ غیر خدا کے لیے سجدۂ عبادت روا جانتے تھے جیسے یہاں پرستش بمعنی عبادت نہیں بلکہ خدمت یونہی وہاں مسجود بمعنی مخدوم و مطاع - یہ خود مشہور معنی ہیں اور عام محاورہ میں مستعمل مگر عناد کا کیا علاج (۶۴) بکر کو ہر قسم اختراع میں کمال ہے لغت میں بھی اجتہاد ہے لفظ کے معنی بھی دل سے تراش لیے جاتے ہیں عالمگیری پر افترائی عبارت نمبر اول میں یہ لفظ گزرے او طأطأ راسہ فلا باس بہ جس کا صاف ترجمہ یہ تھا یا سر خم کیا تو حرج نہیں اوسے یہ بنا لیا[صفحہ] یا اپنے سر کو زمین پر رگڑے تو کچھ مضائقہ نہیں" بکر سے پوچھیے طأطأ کا ترجمہ زمین پر رگڑنا کہاں کی زبان ہے - مقام حیرت ہے جب اصل عبارت ہی اپنی ساختہ پرداختہ تھی جس کا عالمگیری میں محل نہ پڑا تو سرے سے او سجدہ لکھ کیوں نہ گڑھ لیا اس کی کیا ضرورت آپڑی کہ لفظ طأطأ رکھکر ترجمہ بھی جھوٹا کرے مگر یہ کہ اختراع میں اپنی مہارت دکھائی کہ عبارت بھی دل سے تراشیا پھر اوس جھوٹ کا ترجمہ بھی جھوٹ در جھوٹ گڑھا ظلمت بعضہا فوق بعض (۶۵) سیر الاولیاء میں تھا مرید زمین بوسید اوس کا ترجمہ یہ تراشا گیا مرید زمین پر سجدہ ہوگیا"

اگر ترجمہ کتاب پر یہ حسب عادت بکری افترا ہے تو ظاہر ورنہ بحوائے حدیث صحیح مسلم فہو احد الکاذبین تو ورقت ہے لطائف میں تھا بعضے اصحاب روایت شرعی ہم آوردہ اند جس کا ترجمہ بکر نے یہ کیا "بعض اصحاب شرع کی روایت بھی لاتے ہیں" کہ استمرار پر دلالت کرے حالانکہ اوس کا حاصل صرف اسقدر کہ کوئی صاحب اس پر روایت شرعی بھی لائے جس سے ظاہر کہ مصنف لطائف نے نہ وہ روایت آپ دیکھی نہ اوس پر ایسا اعتماد کہ جزماً فرماتے کہ یہاں روایت شرعی بھی ہے بلکہ ایک شخص مجہول کا حوالہ دیا یہ سند نہیں ہو سکتا کہ ارشاد حضرت قد و تہ الکبرا محبوب یزدانی صاحب لطائف بھی نہیں نہ ناقل معلوم بلکہ مجہول الاسم والمسمی (۶۶ تا ۶۹) اوس ناقل مجہول کی نقل کی حالت یہاں سے کھلتی ہے کہ اوس نے ایک مضمون میں نقل کیا کہ نبی و پیر و بادشاہ و والدین و مولی کو سجدۂ تحیت جائز ہے اور بے دھڑک کہدیا[صفحہ] یہ سب بیان فتاوی قاضی خان اور صغیر خانی اور تیسیر اور سراجی اور رغائی اور کافی میں ہے" فتاوی قاضی خان پر افترا صغیر خانی پر افترا سراجی پر افترا کافی پر افترا ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین (۷۰) جہالت کی یہ حالت کہ فتاوی قاضی خان کو جدا الگ اور رغائی کو جدا حالانکہ یہ وہی ہے (۷۱) تیسیر جیسے بکر نے صلا پر فتاوی تیسیر کہا ہمارے مذہب کا کوئی فتاوی اس نام کا نہیں اوس ناقل اور اب اوس کے متبع بکر پر لازم کہ بتائے یہ کیا کتاب کسکی تصنیف اور اوس میں یہ مضمون کہاں ہے (۷۲) ملتقط کے معنی میں جو تحریف کی نمبر ۲۳ میں گزری اوسی سلسلہ میں لکھا[صفحہ] حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے سجدۂ تحیت مثل سلام کے ہے اور کچھ حرج نہیں اگر پیروں کے سامنے رخسارے رکھے جائیں" یہ اگر مقولۂ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما میں شامل کیا تو ابن عباس پر افترا ہے ورنہ ملتقط پر (۷۳) اگر ابن عباس نے گزشتہ امتوں میں سجدۂ تحیت کو بجائے سلام کہا تو ہمیں کیا مضر اور مخالف کو کیا مفید اور اگر یہ مطلب کہ ابن عباس اب سجدۂ تحیت کو مثل سلام کہتے ہیں تو قطعاً اون پر افترا - رہا یہ کہ پھر صاحب لطائف نے ایسی افترا بھری نقل کو درج کتاب

کیوں کیا۔ جب اونھوں نے فرما دیا کہ بعض یہ روایت لائے وہ بری الذمہ ہوگئے جیسے بہت محدثین احادیث باطلہ موضوعہ روایت کرتے اور جانتے کہ جب ہم نے سند لکھدی ہم پر الزام نہ رہا علاوہ برین مولنا ملک العلما بحر العلوم فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں العدول لمن غیر الائمۃ لایبالون عمن اخذ وا ولذا لا تری الشیخ علاء الدولۃ السمنانی کیف اعتمد علی الرتن الهندی وای رجل یکون مثلہ فی العدالۃ یعنی اماموں کے سوا اور ثقہ عادل حضرات اوسکی پرواہ نہیں کرتے کہ کس سے لیتے کس سے روایت کرتے ہیں حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ کو نہ دیکھا کیونکر رتن ہندی پر اعتماد فرمالیا حضرت ممدوح کے برابر کون عادل ہوگا (۷۴) مٹا پر جہاں چند حوالوں میں بے نقل عبارت صرف نام گنائے جن میں خاصکر معارت و سراجیہ عزیزیہ و شرح مشکوۃ کے حوالے یقیناً جھوٹ ہونا اوپر واضح ہوچکا اور فتاوی تیسیر کوئی فتاوی ہی نہیں انھیں میں چھٹا نام معین الدین واعظ کی تفسیر سورہ یوسف کا ہے بکر جب استعداد شدید الاحتراز کثیر الافترا ہے تو اس حوالے پر کیا اعتماد اور ہو تو تصریحات ائمہ وارشادات حدیث کے مقابل ایک واعظ کی بات سے کیا استناد یہ حقیقت ہے بکر کی سندوں کی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

فصل دوم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکر کے افترا اور حدیث سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت

(۷۵) بھلا یہاں تک تو لغت وفقہ وائمہ وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی پر افترا تھے مگر بکر کی بڑھتی ہمت کیا صبر کرے حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی افترا سے باز نہ آئی ص۹ پر کہا خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کلامی لا ینسخ کلام اللہ میرا کلام خدا کے کلام کو منسوخ نہیں کرسکتا" یہ حدیث ابن عدی ودار قطنی نے بطریق محمد بن داود القنطری عن جبرون بن واقد الافریقی روایت کی ابن عدی نے کامل اور ابن الجوزی نے علل میں کہا یہ حدیث منکر ہے ذہبی نے میزان میں کہا جبرون متہم ہے اوس نے قلت حیا سے یہ حدیث روایت کی ترجمہ قنطری میں کہا یہ حدیث باطل ہے ترجمہ افریقی میں کہا یہ حدیث موضوع ہے امام ابن حجر نے لسان المیزان میں دونوں جگہ اون کے کلام مقرر رکھے بعد وضوح امر ایک منکر باطل موضوع حدیث متہم بالکذب کی روایت کو کہنا کہ حضور نے فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا کی جرأت ہے (۷۶) بکر مدعی حنفیت حنفیت سے جدا چلا مذہب حنفی میں بیشک آیت حدیث سے منسوخ ہوسکتی ہے کما ہو مصرح بہ فی کتب اصولہم قاطبۃ احکام میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام اللہ عزوجل ہی کا کلام ہے تو کلام خدا کلام خدا ہی سے منسوخ ہوا قال اللہ تعالیٰ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ۰ یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے وہ تو نہیں مگر وحی کہ بھیجی گئی (۷۷) ص۸ پر سرخی دی "آنحضرت نے خود سجدے کی اجازت دی" یعنی غیر خدا کو سجدۂ تحیت کہ جس کی بحث ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مونہ بھر کر شدید افترا ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین ۰ اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو اللہ عزوجل فرماتا ہے انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون ۰ ایسے جھوٹ افترا وہی کرتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے لا الہ الا اللہ بلکہ حضور نے اوسے حرام فرمایا (۷۸) اوس سرخی کے نیچے کہا مشکوۃ میں ابن خزیمہ بن ثابت سے ہے کہ اونھوں نے خواب میں آنحضرت کی پیشانی پر اپنے آپ کو سجدہ کرتے دیکھا اونھوں نے یہ خواب حضرت سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا تیرا خواب سچا ہے آپ فوراً لیٹ گئے اور ابن خزیمہ کو اپنی پیشانی پر سجدہ کرنے کی اجازت دی" مسلمانو اس ظلم عظیم کو دیکھو کہاں پیشانی پر سجدہ کہاں خود حضور کو سجدہ۔ شاید بکر جانماز یا زمین پر سجدہ کرنے یہ سمجھتا ہوگا کہ وہ اس کپڑے یا اس زمین کے ٹکڑے کو سجدہ کر رہا ہے (۷۹) بعلمی کی یہ حالت کہ مشکوۃ شریف میں تھا عن ابن خزیمۃ بن ثابت عن عمہ ابی خزیمۃ انہ رأی فیما یری النائم یعنی ابن خزیمہ بن ثابت اپنے چچا ابو خزیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ اونھوں نے خواب دیکھا۔ وہ خواب راوی خواب کی طرف نسبت کردیا کہ "ابن خزیمہ بن ثابت نے خواب دیکھا"۔ اور اس جہالت کے صدقے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک افترا نادانستہ کردیا کہ ابن خزیمہ کو اپنی پیشانی پر سجدہ کی اجازت دی" (۸۰) ایسی ہی بعلمی اور اوسکے سبب نادانستہ افترا یہ ہے کہ حدیث میں تھا فاضطجع لہ وقال صدق رؤیاک حضور نے پہلوے مبارک پر آرام کرکے ابو خزیمہ سے فرمایا اپنا خواب سچ کرلو۔ مرقاۃ میں ہے (صدق رؤیاک) امر من التصدیق ای اعمل بمقتضاہ عربی سمجھ میں نہ آئے تو شیخ محقق کا فارسی ترجمہ دیکھے گفت آنحضرت صدق کن رؤیای خود را۔ راست گردان خواب خود را کہ دیدہ سجدہ کن بر جبہۂ من اسے یہ بنالیا کہ "آپنے فرمایا تیرا خواب سچا ہے" (۸۱) ممانعت سجدہ غیر اللہ کے بارے میں حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ مسند امام احمد میں ہے نقل کی جس میں ایک اونٹ کا حاضر ہوکر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا اور اوس پر صحابہ کی خواہش کرانہیں بھی اجازت سجدہ ملے اور حضور کا اجازت نہ دینا ہے اور خود کہا ص۹ اسمیں کچھ شک نہیں کہ یہ حدیث صاف صاف سجدۂ غیر اللہ کی مخالفت کرتی ہے اور کوئی گنجائش رسول خدا کے صریح الفاظ کے خلاف عذر کرنے کی باقی نہیں رہتی پھر جو تحریف کلام الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رگ اوچھلی اون صاف صاف صریح الفاظ نبوی کی یوں تبدیل وتغییر کی ص۹ حدیث کے الفاظ میں یہ ہے کہ اگر سجدہ غیر اللہ جائز

ہوتا تو میں بیوی کو شوہر کے سجدہ کا امر کرتا اور امر سے وجوب ہوتا ہے لہٰذا حضور کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ سجدۂ تعظیمی وجوب کے حد میں جائز ہوتا تو میں عورت پر مرد کا سجدہ واجب کرتا یعنی سجدۂ تعظیمی واجب نہیں بلکہ مباح ہے" "یہ یعنی" **رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صریح افترا** ہے حدیث کے کون سے حرف میں ہے کہ بلکہ "مباح ہے" عجب حسب اقرار بکر شرط میں صرف ذکر جواز ہے کہ "اگر سجدہ غیر اللہ جائز ہوتا" اور جزا میں وہ امر ہے کہ یقیناً منتفی یعنی عورت کو سجدہ کا حکم ہونا اور انتفائے جزا انتفا شرط ہے تو حدیث کا صاف مفاد سجدہ کا عدم جواز ہوا یعنی جائز ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا لیکن عورت کو حکم نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ سجدہ جائز نہیں ذکر امر جزا میں ہے کہ عورت پر سجدہ واجب کرتا "جزا کا وجوب شرط میں کیسے داخل ہو گیا جواز پر ایجاب کا ترتب بعید نہیں کہ واجب نہ ہو سکے گا مگر وہ جو جواز رکھتا ہو تو حاصل یہ کہ اگر سجدۂ غیر میں جواز کی گنجائش ہوتی تو میں عورت پر مرد کیلئے واجب کر دیتا لیکن وہ جائز نہیں ہو سکتا لہٰذا عورت کو اس کا حکم نہ دیا (۸۲) **طرفہ جہالت** جبکہ عورت پر وجوب امر سے ہوتا تو قبل امر وجوب ہونا چاہئے تھا نہ یہ کہ سجدۂ غیر خدا واجب ہوتا تو میں عورت پر حکم سے واجب کر دیتا (۸۳) صحابہ نے اجازت ہی تو طلب کی تھی نہ کہ ایجاب تو نفی وجوب سے اوس کا کیا جواب (۸۴) بکر نے تتمۂ حدیث نقل کیا ص ولکن لا ینبغی لبشر ان یسجد لغیر اللہ اور خود اوس کا ترجمہ کیا "لیکن آدمی کو زیبا نہیں کہ سوا خدا کے کسی کو سجدہ کرے" پھر اس کا یہ مطلب گڑھنا کہ واجب نہیں مباح ہے کیسی **کھلی تحریف** ہے (۸۵) حدیث قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ سنن ابی داؤد شریف میں ہے جنھوں نے شہر حیرہ میں لوگوں کو دیکھا کہ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں واپس آکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضور کو سجدہ کی اجازت مانگی ارشاد ہوا لا تفعلوا لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من حق نہ کرو اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدہ کا حکم دینے والا ہوتا تو ضرور عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اوس حق کے سبب جو شوہروں کا اون پر ہے۔ یہاں صریح صیغۂ نہی موجود ہے لا تفعلوا سجدہ نہ کرو۔ اب بکر نے کہ اپنی اصول دانی لیکر چلے ص "شارع علیہ السلام کسی بات کا حکم امر کے صیغہ سے دیں تو وہ کام واجب ہوتا ہے" یوہیں شارع علیہ الصلاۃ والسلام کسی بات سے بصیغۂ نہی منع فرمائیں تو وہ کام حرام ہوتا ہے ثابت ہوا کہ سجدۂ غیر حرام ہے اور حدیث کا وہ مطلب گڑھنا کہ واجب نہیں بلکہ مباح ہے" محض افترائے ناکام (۸۶) بکر بے ہوشیار حدیث ام المومنین صدیقہ نقل کی جس میں صریح صیغۂ نہی نہ تھا اور عوام کو دھوکا دینے کو لکھ دیا ص "اسی حدیث کو سجدۂ تعظیمی کے مخالف سند میں پیش کیا کرتے ہیں سوا اس کے اور کوئی ثبوت اون کے پاس نہیں ہے" اول تو سند کا حدیث میں حصر جھوٹ ہم نے بکر ہی کی مسلم سندوں سے ثابت کر دیا کہ غیر خدا کو سجدۂ تحیت حرام حرام حرام سور کھانے سے بھی بدتر حرام (۸۷) پھر حدیث کا اوس ایک میں حصر **سفید جھوٹ** وہ حدیث صدیقہ شاید بکر نے مشکوۃ سے لی ہو کہ بکر کی اوس تک رسائی ص سے نمبر ۱۲ میں معلوم ہو چکی ہے مشکوۃ کے اوسی باب اوسی فصل میں اس سے دو حدیث اوپر حدیث قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھی جس میں صریح ممانعت موجود اوسے چھپا لیا اور کہہ دیا "اور کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں" (۸۸) نیز وہیں مشکوۃ میں تیسری حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتا دیا تھا اوسے بھی اوڑا دیا اور کہہ دیا کہ "اور کوئی ثبوت نہیں" دین میں یہ **چالاکیاں** مسلمان کہلا کر زیبا ہیں حدیث معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند امام احمد میں بسند رجال صحیح بخاری و صحیح مسلم یوں ہے حدثنا وکیع ثنا الاعمش عن ابی ظبیان عن معاذ بن جبل انہ لما رجع من الیمن قال یا رسول اللہ رأیت رجالا بالیمن یسجد بعضھم لبعض افلا نسجد لک قال لو کنت آمرا بشرا ان یسجد لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا یعنی جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے واپس آئے عرض کی یا رسول اللہ میں نے یمن میں کچھ لوگوں کو دیکھا آپس میں ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں تو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں فرمایا میں اگر آدمی کو آدمی کے سجدہ کا حکم دینے والا ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے (۸۹) اپنے ہی پاؤں میں **تیشہ زنی** یہ کہ حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تتمہ میں وہ الفاظ بڑھا دیئے لا ینبغی لبشر ان یسجد لغیر اللہ اور کی مبلغ علم مشکوۃ میں یہ حدیث ام المومنین کا تتمہ نہیں بلکہ چوتھی حدیث سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ اونھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا حضور نے فرمایا لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا للہ تعالیٰ کسی مخلوق کو سزاوار نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے اوردہ الامام النسفی فی المدارک تو چار روات جدا جدا ہیں حدیث صدیقہ میں اونٹ کا سجدہ دیکھکر صحابہ نے اجازت سجدہ چاہی قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرہ متصل کوفہ میں معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمن میں سجدۂ حکام دیکھکر اجازت مانگی اور ہر بار ایک ہی جواب ارشاد ہوا کسی بار اجازت نہ فرمائی سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود سجدہ ہی کرنا چاہا منع فرما دیا ان تین حدیثوں میں ایک فائدہ اور ہے جس کے لیے بکر نے اون کو چھپایا کہ عنقریب ظاہر ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ (۹۰) حدیث صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بکر کا **ظلم اشد و اخبث** حد سے گزر گیا ص پر کہا "سب سے بڑی بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور نے صحابہ کی خواہش کو سجدۂ عبادت تصور کر کے جواب دیا تھا جبھی تو فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا احترام و اکرام بجا لاؤ آپ کے ذہن میں سجدہ تعظیمی ہوتا تو عبادت رب کا حوالہ نہ دیتے اور احترام و تعظیم کو عبادت سے الگ کر کے ظاہر نہ فرماتے اسوقت تو آپ کے ذہن میں سجدۂ عبادت تھا" انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ۰ کیا بڑا بول ہے جو اون کے موتھ سے نکل رہا ہے

وہ تو نرا جھوٹ بک رہے ہیں۔ مسلما نو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن پر قرآن کریم میں اوترا یایھا الذین اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو خود فرماتے ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث گمان سے دور رہ کہ گمان سے بڑھکر کوئی جھوٹ بات نہیں۔ وہ اور اپنے صحابہ کرام حاضران بارگاہ پر یہ بدگمانی کہ یہ میری عبادت چاہتے ہیں مجھے دوسرا خدا بنانے کی خواہش رکھتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون ہ کلا واللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو یہ گمان نہ ہوا نہ اس درخواست سے کسی عاقل کو تعظیم وتکریم کے سوا کوئی گمان عبادت گزرتا مگر بکر نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ خبیث بدگمانی کرکے اپنے لیے استحقاق جہنم کرلیا تو یہ نہ کرے (۹۱) یہی نہیں بلکہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور سخت تر الزام ہے حضور نے یہ سمجھا کہ صحابہ میری عبادت کیا چاہتے ہیں اور اس پر نہ غضب فرمایا نہ انکار نہ صحابہ کو توبہ کی ہدایت نہ تجدید اسلام و نکاح کا حکم اوس کا ذکر تک نہ کیا یہ ہلکی سی تنبیہ فرماکر چپ ہو رہے کہ میں اس کا علم کرتا تو عورت کو معاذ اللہ وہ گمان فرمایا ہوتا تو اسی قدر نہ فرماتے یا یہ کہ ارے تم عبادت غیر چاہ کر مرتد ہوگئے ارے توبہ کرو اسلام لاؤ اپنی عورتوں سے پھر نکاح کرو۔ ایک بادیہ نشین ناواقف کے موںھ سے اتنی بات نکلی تھی کہ ہم حضور کو اللہ کے یہاں شفیع لاتے ہیں اور اللہ کو حضور کے پاس۔ اس پر وہ غضب شدید فرمایا کہ در ودیوار تجلی شان جلال سے بھر گئے دیر تک سبحن اللہ سبحن اللہ فرماتے رہے پھر اوس اعرابی سے فرمایا اجعلتنی للہ ندا۔ کیا تو نے مجھے اللہ کا ہمسر ٹھہرایا ویحک اتدری ما اللہ افسوس تجھ پر ارے تو جانتا ہے کہ اللہ کیا ہے پھر اوس واحد قہار کی عظمت بیان فرمائی رواہ ابوداؤد یہاں خلص صحابہ حاضران بارگاہ علیہم الرضوان سے معاذ اللہ دوسرا خدا بنانے غیر خدا کی پوجا کرنے کی خواہش سمجھے اور ساکت رہتے ہیں کیا یہ ممکن ہے کلا واللہ کیا یہ شان رسالت ہے حاشا للہ۔ جو رسول کو کفر وارتداد پر سکوت کرنیوالا ٹھہرائے وہ خود کفر وارتداد کے گھاٹ تک پہنچ گیا کہ نبی کی ایسی شدید توہین کی ہم للکفر اقرب منھم یومئذ للایمان بکر نے تو یہ سمجھا کہ میں نے حدیث صدیقہ کی مدافعت میں اپنا زور علم وقلم دکھایا اور نہ جانا کہ اوس کے جہل دبیا کا نہ قول نے اوسے کہاں تک پہنچایا سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان الرجل لیتکلم بالکلمۃ لا یری بہا باسا یہوی بہا سبعین خریفا فی النار بیشک آدمی ایک بات کہتا ہے جس میں کچھ برائی نہیں سمجھتا اوس کے سبب ستر برس کی راہ جہنم میں اوتر جاتا ہے۔ اور فرمایا ان الرجل لیتکلم بالکلمۃ من سخط اللہ ما یظن ان تبلغ ما بلغت فیکتب اللہ علیہ بہا سخطہ الی یوم القیمۃ بیشک آدمی ایک بات ناراضی خدا کی کہتا ہے اوس کے گمان میں نہیں ہوتا کہ یہ کہاں تک پہنچی اوس کے سبب اللہ اوس پر قیامت تک اپنا غضب لکھدیتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اللہ عزوجل کی طرف شکوے ہیں اس پر فتن زمانے سے کہ جیسے اولٹے سیدھے دو حرف اردو کے لکھنے آگئے وہ مصنف ومحقق ومجتہد بن بیٹھا اور دین متین میں اپنی ناقص عقل فاسد رائے سے دخل دینے لگا قرآن وحدیث وعقائد وارشادات ائمہ سب کا مخالف ہو کر پہنچا جہاں پہنچا ویتوب اللہ علی من تاب ومن یتول فان اللہ ھو الغنی الحمید ہ (۹۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اونٹ کا سجدہ کرنا کیا حضور کو معبود وخدا بنانا کرتا حاشا للہ معجم کبیر طبرانی میں یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما من شئی الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن والانس ہر چیز مجھے اللہ کا رسول جانتی ہے سوا کافر جن اور آدمیوں کے ملیویا حیرہ و یمن میں لوگوں کا زمینداروں کو سجدہ کرنا قطعاً سجدۂ تحیت ہی تھا نہ سجدۂ عبادت۔ انھیں سجدوں کی بنا پر صحابہ نے حضور کو سجدے کی اجازت مانگی تھی جس سے کسی عاقل کا بھی وہم معبود واٰلہٰ بنانے کی طرف نہ جا سکتا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی باطل سمجھ کا الزام کیسی دریدہ دہنی ہے (۹۳) غنیمت ہے کہ سجدۂ غیر کی سخت شناعت خود بکر کے مونھ ثابت ہوئی صحابہ وہ صحابہ جن کے کانوں میں ہر وقت لا الٰہ الا اللہ کے نغمے گونج رہے تھے جنھیں بات بات میں توحید کا سبق دیا جاتا جن کے دلوں میں اللہ کی وحدانیت پر ایمان پہاڑوں سے زیادہ گراں و متمکن تھا قرآن عظیم بار بار جن کے ایمان کی گواہی دے چکا تھا دوسرے کو سجدہ تحیت ایسی سخت چیز ہے کہ اوس کا فعل نہیں صرف اوس کی خواہش سنتے ہی اون کے یہ تمام فضائل جلیلہ اور اون کے ایمان وتوحید کی قوت سب حضور کے ذہن اقدس سے اوتر گئے اور یہی خیال گیا کہ یہ مجھے خدا بنایا چاہتے ہیں تو ایسا ناپاک فعل دوسروں کو کیونکر حلال ہو سکتا ہے (۹۴) بیشک سجدہ افعال عبادت سے ہے سجدہ عبادت وسجدۂ تحیت میں سوائے نیت کوئی فرق نہیں سجدہ تو سجدہ زمین بوسی کی نسبت درمختار سے گزرا کہ یشبہ عبادۃ الوثن بت پرستی کے مشابہ ہے اور بکر کی مسلم کا مل التحقیق ردالمحتار نے اوسے مسلم رکھا اور اخلاص عبادت یہ ہے کہ عبادت غیر کی مشابہت سے بھی بچے لہذا حضور نے ذکر عبادت فرمایا کہ افعال عبادت صرف اپنے رب کے لیے کروا سے اوس ناپاک محمل پر ڈھالنا جس سے وہ تین الزام شدید شان رسالت پر عائد کیے سخت خلاف دین ہے (۹۵) خود بکر نے اسی سجدۂ تحیت کو کہا ہے صدہا سجدہ ایک ایسی چیز تھی جس میں سجدۂ عبادت شریک تھا اور خدا کی عظمت کے انتہائی طریقہ میں خواہ مخواہ آدم کا شرک

ہوتا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی خود مرضی تھی کہ میری خلافت کی تعظیم وہی ہونی چاہیئے جو خود میری ہے اسواسطے آدم کی عزت ایسے طریقے سے کرائی جو خدا کے سوا کسی کو زیبا نہ تھا تاکہ سند ہو جائے کہ آدم خلافت کے بعد مجازی حیثیت سے اس آخری تعظیم کا مستحق ہے جو حقیقت میں عبادت کی آخری شان ہے ایسی چیز سے ممانعت کے لیے اعبدوا ربکم فرمانا کیا مستبعد تھا (۹۶) حدیث قیس و حدیث معاذ و حدیث سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تو اعبدوا نہیں ہے تو لاتفعلوا اور لا ینبغی ہے یہاں کس ذریعہ سے اوسکا گمانی پرڈھالیگا اسی لیے ان کو چھپایا اور کہدیا تھا کہ اور کوئی ثبوت نہیں (۹۷) بکرنے چاند سورج بلکہ بت کو سجدہ اور مہادیو کی ڈنڈوت حلال کر لی جیسے یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبادت کا ذکر فرمایا اور اوس سے بکرنے یہ ٹھہرالیا کہ صرف سجدہ عبادت کو منع کیا ہے یوہیں آیہ کریمہ لاتسجدوا للشمس ولا للقمر جس میں سجدۂ شمس و قمر سے ممانعت اور سجدۂ الٰہی کا حکم ہے اوس کا تتمہ ہے ان کنتم ایاہ تعبدون ۵ اگر تم اوسے پوجتے ہو یہاں بھی اللہ عزوجل نے عبادت کا ذکر فرمایا ہے تو یہاں بھی چاند سورج کو صرف سجدۂ عبادت کی ممانعت ہوئی اب بت ہو یا بھوت کسی بلا کو سجدۂ تحیت کی ممانعت پر قرآن کریم میں کوئی آیت نہ رہی کیا مگر کوئی آیت دکھا سکتا ہے ہرگز نہیں اب بکر اپنی لفاظیاں یاد کرے اور انسانی کی قید سے ہاتھ اوٹھا کر یوں کہے جو اوس نے صہ پر کہا ہے " قرآن میں کسی سجدۂ تعظیم کی ممانعت نہیں ایسی کوئی آیت نہیں جہاں کسی سجدۂ تعظیم کی ممانعت کی گئی ہو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تعظیمی سجدہ کے خلاف قرآن خاموش رہنا چاہتا ہے یعنی وہ مسلمانوں سے نہ یہ کہتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرو نہ یہ کہتا ہے کہ تم پر سجدۂ تعظیمی حرام کیا گیا ہے تم کسی غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا یہ کسی کا لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے اس کے بعد صہ کا نتیجہ دیکھیے " پس جب قرآن نے ایسا کوئی صاف حکم نہیں دیا تو سجدۂ تعظیمی کا حرام ہونا یا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا " دیکھیے کیسی کھلم کھلا بت کی سجدہ سے تعظیم اور بے نیت عبادت مہادیو کی ڈنڈوت حلال کی ہے۔ کیوں نہ ہو جن کا کرشن نبی ہو اون کا دین آپ ہی ایسا ہو (۹۸) چاند سورج کو سجدہ کی ممانعت جو قرآن کریم نے فرمائی اوس پر بکر کا یہ عذر صہ و صہ کہ " اس آیت میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے اور گفتگو سجدۂ انسانی میں ہے سورج چاند اور چیز ہے انسان خلیفۃ اللہ دوسری چیز ہے " اولاً جواب یاد رہا ہے اوسکے طور پر آیت میں تو چاند سورج کو سجدۂ عبادت کی ممانعت ہے کہ فرمایا ان کنتم ایاہ تعبدون ۵ سجدۂ عبادت میں خلیفہ غیر خلیفہ کا کیا فرق ثانیاً سجدۂ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استناد کی خود بیخکنی کرلی اوس آیت میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے (یعنی ملائکہ نے سجدہ کیا) اور گفتگو سجدہ انسانی میں ہے (کہ انسان دوسرے کو سجدہ کرے) فرشتہ اور چیز ہے انسان خلیفۃ اللہ دوسری چیز ہے۔ غیر خلیفہ نے خلیفہ کو سجدہ کیا اس سے خود خلیفہ کا سجدہ کرنا کیسے جائز کر لیا علی نفسہا تجنی براقش (۹۹) قرآن کریم میں سجدۂ تحیت کی ممانعت نہ سوجھنی قرآن عظیم سے غفلت پر مبنی کیا قرآن مجید نے نہ فرمایا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ کیا قرآن عزیز نے نہ فرمایا من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی اطاعت کی بیشک اوس نے اللہ کی اطاعت کی۔ کیا قرآن حکیم نے نہ فرمایا ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم جو نافرمانی کرے اللہ اور اوسکے رسول کی بیشک اوس کے لیے جہنم کی آگ ہے کیا قرآن حمید نے نہ فرمایا وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب ۵ رسول جو تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ کیا قرآن جلیل نے نہ فرمایا فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ۵ اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تمہیں حاکم نہ بنائیں اپنے آپس کے اختلاف میں پھر جو تم فیصلہ فرماؤ اپنے دلوں میں اوس سے تنگی نہ پائیں اور خوب اچھی طرح مان لیں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نزاع کا فیصلہ نہ فرمادیا کہ لاتفعلوا سجدۂ تحیت نہ کرو تو قطعاً قرآن عظیم ہی سجدۂ تحیت سے منع فرما رہا ہے اور جو اس فیصلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ مانے اوس کا حکم جو ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ مسلمان کو اوس سے پناہ دے (۱۰۰) قرآن مجید میں تصریح نہ پلنے پر بکر کا وہ حکم صہ جب قرآن نے کوئی صاف حکم نہ دیا تو ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا وہ شدید بد تر بلا ہے جس کی خبر حضور عالم ماکان ومایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی دی ہے الا انی اوتیت القراٰن ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بہذا القراٰن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الا لایحل لکم الحمار الاھلی ولا کل ذی ناب من السباع الحدیث سنتے ہو مجھے قرآن عطا ہوا اور اوسکے ساتھ اوس کا مثل خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لیے رہو اس میں جو حلال پاؤ اوسے حلال جانو اور اس میں جو حرام پاؤ اوسے حرام مانو۔ حالانکہ جو چیز رسول اللہ نے حرام کی وہ اوسی کے مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی۔ سن لو پالتو گدھا تمہارے لیے حلال نہیں نہ کوئی کیلے والا درندہ سجدہ تحیت بھی رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے حرام فرمایا تو وہ حرام ہے اگرچہ قرآن کریم میں اوس کی حرمت کی تصریح عوام کو نہ سوجھے (۱۰۱ و ۱۰۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو مثالیں ارشاد فرمائیں پالو گدھا اور کیلے والا درندہ ان کی حرمت قرآن میں مصرح نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں حرام فرمایا مگر کیوں ماننے لگا وہ یہی کہے گا مشکہ "جب قرآن نے کوئی صاف حکم نہ دیا تو حرام یا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا" تو بکر نے **گدھا اور کتا حلال کر لیا** (۱۰۳ تا ۱۱۰) انھیں پر بس نہیں قرآن مجید میں لحم خنزیر کا ذکر ہے گردے کلیجی کھال اوجھڑی تلی ہڈی کا نام کہاں ہے بلکہ سری پائے بھی عرفاً لحم میں نہیں تو بکر نے **سوئر کے اجزا بھی حلال** مانے کہ "جب قرآن نے صاف حکم نہ دیا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا" (۱۱۱ تا ۱۱۳) غرض صاف حکم قرآن میں دلیل کا حصر کر کے بکر نے سنت اجماع قیاس تین اصول شرع کو رد کر کے چکڑالوی مذہب لیا۔

فصل سوم اللہ عزوجل پر بکر کے افترا اور خود اوسی کے مونہہ قرآن عظیم سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت

(۱۱۴) سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا اگرچہ بعینہ اللہ عزوجل پر افترا ہے مگر بکر تو صریح خاص کا طالب ہے قرآن میں تصریح نہ ہو تو حدیث نہیں سنتا لہٰذا بالخصوص رب العزت پر بھی جرأتیں کیں ۵۹ میں اوس کی عبارت دیکھ چکے تو مانا کہ سجدۂ تحیت ہے "خدا کی عظمت کے انتہائی طریقے میں آدم کا شرک ہوتا تھا" پھر اوسی کو اللہ کی مرضی ٹھہرایا کہ "خدا کی خود مرضی تھی کہ میری خلافت کی تعظیم وہی چاہیے جو خود میری ہے" یہ **اللہ پر افترا** ہے اور کھلا شرک اوسکے ذمہ باندھا ایسے ہی افتراؤں کو فرمایا انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون ایسے افترا وہی کرتے ہیں جو مسلمان نہیں (۱۱۵) صلہ پر کہا "خدا نے اپنی عبادت کے سجدے کے لیے کعبہ کو سمت قرار دیا ہے اس میں ایک بڑا فلسفہ پوشیدہ ہے وہ یہ کہ خدا سجدۂ عبادت اور سجدۂ تعظیم میں امتیاز قائم کرنا چاہتا تھا تاکہ لوگ جان جائیں کہ سمت کعبہ کا سجدہ عبادت ہے جو غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے سجدے جائز ہیں۔ سمت کعبہ مقرر ہونے سے پہلے خدا نے فرمایا تھا انیما تولوا فثم وجہ اللہ تم جدھر متوجہ ہو خدا اوسی طرف ہے یعنی جس سمت سجدہ کرو خدا ہی کو ہوگا مگر بعد میں سمت کعبہ مقرر ہو گئی اسکی وجہ یہی تھی کہ خدا سجدۂ عبادت و سجدۂ تعظیم میں فرق قائم کرنا چاہتا تھا جو اس سمت نے کر دیا" یہ **اللہ عزوجل پر دوسرا افترا** ہے بکر جلد بتائے کہ سمت کعبہ مقرر فرمانے کی یہ وجہ اللہ عزوجل یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہاں بتائی ہے ام تقولون علی اللہ ما لا تعلمون اللہ و رسول کی طرف بے ثبوت بات نسبت کرنی بھی افترا ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین ۰ نہ کہ غلط بات جسکی غلطی ابھی ظاہر ہوتی ہے (۱۱۶) کریمہ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ حسب حدیث جامع ترمذی شریف قبلۂ تحری میں ہے اوس کا یہ مطلب ٹھہرانا کہ اس آیت کے نزول تک سمت قبلہ مقرر نہ تھی اللہ عزوجل نے اختیار دیا تھا جدھر چاہو نماز پڑھو یہ **اللہ تعالیٰ پر تیسرا افترا** ہے تقرر قبلہ روز اول سے ہے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبٰرکا (۱۱۷) بفرض باطل امتیاز سجدۂ عبادت و سجدۂ تحیت ہی کے لیے وضع قبلہ ہوتی تو یوں کہ وہ سجدہ جو دوسرے کو کفر ہے اوس سجدے سے ممتاز ہو جائے جو صرف حرام ہے اللہ عزوجل کا جواز سجدۂ تحیت کے لیے یہ امتیاز رکھنا **اللہ عزوجل پر چوتھا افترا** ہے (۱۱۸) سجدۂ تحیت و سجدۂ عبادت کا امتیاز اللہ عزوجل اور خود ساجد کے نزدیک نیت سے ہے ساجد اور اوس کا رب جانتا ہے کہ یہ سجدہ کس نیت سے ہے ساجد کو ممتاز قطعی کے امتیاز کی کیا حاجت اور اگر یہ امتیاز ناظر کے لیے رکھا ہے تو جبکہ سجدۂ تحیت کے لیے کوئی سمت مقرر نہیں سمت کعبہ بھی ہوگا پھر دونوں سجدوں کا خلط ہو گیا اور امتیاز نہ رہا ناظر اوس وقت نہیں کہہ سکتا کہ یہ سجدۂ عبادت ہے یا سجدۂ تحیت بالجملہ یہ امتیاز ساجد کے لیے رکھا تو لغو و فضول اور ناظر کے لیے تو ناقص و مدخول۔ اللہ عزوجل ان دونوں سے پاک و منزہ ہے اور اگر امتیاز محض ذہنی ہے کہ جس میں تقیید سمت ملحوظ ہو سجدۂ عبادت ہے ورنہ سجدۂ تحیت تو کام پھر نیت کی طرف عود کر گیا ناظر کو اوس سے کیا فائدہ اور ساجد کو اوس کی کیا حاجت امتیاز نیت اون میں بالذات تھا یہ بالعرض کس لیے۔ بہرحال اللہ عزوجل کی طرف اس کی نسبت **اللہ پر سخت جرأت** (۱۱۹) نوافل میں بیرون شہر سواری پر اور نوافل و فرائض سب میں ہنگام تحری اور اوس مریض کو کہ بوجہ مرض اور اوس بار بر کو کہ بخوف دشمن استقبال پر قادر نہ ہو سمت کعبہ مقرر نہیں اور یہ سب سجدۂ عبادت ہیں تو امتیاز باطل (۱۲۰) بکر ہی کی مستند عبارات عالمگیری و فتاوی قاضی خان سے گزرا کہ اگر کفار بادشاہ کے لیے سجدۂ عبادت پر اکراہ کریں صبر افضل ہے ظاہر ہے کہ کفار تعیین سمت کعبہ نہ چاہینگے بلکہ جدھر بادشاہ ہو تو یہ بے تقرر سمت کعبہ تکر سجدۂ عبادت ہو گیا ولکن الجھلۃ یفترون (۱۲۱) طرفہ یہ کہ یہ امتیاز خدا نے ایسا خفیہ مقرر کیا کہ اوس کے رسول کو بھی خبر نہ ہوئی بالا بالا بکر کو چھپی پاتی بھیجدی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدے کی اجازت حضور سے مانگی وہ کب تعیین سمت سے تھی اگر اجازت ملتی تو جدھر حضور جلوہ افروز ہوتے اوسی طرف سجدہ کیا جاتا

اور زعم بکر میں خدا سجدۂ عبادت کا وہ امتیاز مقرر کر چکا تھا کہ یہ پابندی سمت ہو تو اس درخواست سے کسی طرح سجدۂ عبادت مفہوم نہ ہو سکتا تھا لیکن بکر کہتا ہے ص۹۰ "حضور نے صحابہ کی خواہش کو سجدۂ عبادت تصور کیا اوس وقت آپ کے ذہن میں سجدۂ عبادت تھا" یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو بکر کے نزدیک خدا نے ایسا بیہودہ بے معنی امتیاز مقرر کیا جس سے رسول تک کو تمیز نہ ہوئی تو امتیاز کیا خاک ہوا یا زعم بکر میں معاذ اللہ رسول کی عقل اتنی موٹی بکر کی مت سے بھی گئی گزری کہ خدا کے واضح امتیاز کے بعد بھی تمیز نہ ہوئی اور دونوں کفر صریح ہیں ہم نہ کہتے تھے کہ جاہل کو مصنف ہی بننا سخت آفت کا سامنا ہے نہ کہ محقق نہ کہ مجتہد نہ کہ شارع کہ تصنیف تو تیار ہو جاتی ہے اور ایمان رخصت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (۱۲۲) جب یہ ٹھہری کہ ص۱۰۲ "سمت کعبہ کا سجدہ عبادت کا سجدہ ہے جو غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے سجدے جائز ہیں" تو بلا شبہ مندروں میں جو سجدے کیے جاتے ہیں غیر مقرر سمت کے ہیں تو بکر نے دوبارہ **بتوں اور لنگ جلہری کو سجدے جائز کر دیے** کیونکہ یہی کرشن مت ہے (۱۲۳) جبکہ تقرر سمت سے سجدہ عبادت و سجدۂ تحیت میں امتیاز ہوا نزول فثم وجہ اللہ تک امتیاز نہ تھا تو قطعا اوس وقت سجدہ تحیت حرام تھا کہ غیر خدا کے لیے وہ فعل جسے عبادت سے کچھ فرق نہ ہو حلال نہیں ہو سکتا اور جب سجدۂ تحیت اوس وقت حرام تھا تو شریعت آدم و یوسف علیہما الصلاۃ والسلام میں اگر اوس کی حلت بھی تھی یقینا منسوخ ہو گئی اور اب اس ناسخ کا ناسخ کوئی ہے نہیں تو یقینا سجدۂ تحیت حرام ہے اور تا قیامت حرام رہے گا اچھی تقریر سنائی کہ اپنی ساری بنائی آپ ہی ڈھائی (۱۲۴) ص۱۰۲ "خدا نے فرمایا ہے فلیعبدوا رب ھذا البیت عبادت کریں اس گھر کے پالنے والے کی۔ اس میں رب ھذا البیت کا لفظ ہے اور قاعدۂ عرب کے بموجب رب کا لفظ ذی روح پر آتا ہے اور کعبہ ذی روح نہیں پتھر کا مکان ہے پس ثابت ہوا کہ اس بیت سے مراد قلب آدم ہے" یہ اللہ سبحنہ پر پانچواں **افترا** بھی ہے اور قرآن کی **تفسیر بالرائے** بھی اور بتصریح کتب عقائد **الحاد** بھی کہ معنی ظاہر باطل کرکے باطنیہ کی طرح باطنی گڑھے متن عقائد امام اجل نسفی رضی اللہ تعالی عنہ میں ہے النصوص تحمل علی ظواھرھا والعدول عنھا الی معان یدعیھا اھل الباطن الحاد (۱۲۵) عرب پر بھی **افترا** رب المال و رب الدار نہ سنے حدیث میں ہے کہ رب الکعبۃ جانے دے قرآن کریم فرماتا ہے رب المشرقین و رب المغربین ۞ اور فرماتا ہے فلا اقسم برب المشارق والمغارب اور فرماتا ہے وانہ ھو رب الشعری اور فرماتا ہے رب السموت والارض اور فرماتا ہے سبحن ربک رب العزۃ کیا افق کا وہ حصہ جس سے تحویل سرطان کا آفتاب نکلتا ہے اور وہ جس سے تحویل جدی کا اور وہ حصے جن میں اترتے ہیں اور وہ جن سے ہر روز کا آفتاب نکلتا اور وہ جن میں ڈوبتا ہے اور شعری ستارہ اور آسمان و زمین و عزت یہ سب ذی روح ہیں اوس سے بڑھ کر **جھوٹا** کون جسے قرآن جھٹلائے (۱۲۶) یہ عیاری دیکھیے کہ ذی روح پر جانے کے لیے ترجمہ کیا "اس گھر کے پالنے والے" اور وہ جانا کہ گھر کیا تھ پالنے کا لفظ چسپاں ہی نہیں جب تک گھر سے مجازا اوس کے ساکن مراد نہ لیں یہ بھی کلام الہی میں **معنوی تحریف** ہے (۱۲۷) مسلمان دیکھیں ہم نے حدیث سے ثابت کر دیا کہ سجدۂ تحیت حرام ہے خود بکر کی مسلم و نہایت معتمد کتب فقہ سے ثابت کر دیا کہ سجدۂ تحیت سور کھانے سے بھی بدتر حرام ہے۔ اسی کے مستند کی تصریح سے دکھا دیا کہ اوس کے حرام ہونے پر **اجماع قطعی** ہے۔ اسی کے منہ قرآن عظیم سے ثابت کر دیا کہ حرام ہے۔ اس کی مستند لطائف کی تصریح دکھا دی کہ جمہور اولیا اوس کی ممانعت پر ہیں اب بکر کی ناپاک بدزبانیاں دیکھیے ص۱۰ "سجدۂ تعظیمی کا انکار موجب لعنت و پھٹکار ہے" ص۲۳ "سوائے چند جاہل یا ضدی لوگوں کے کوئی شخص اس سجدہ تعظیمی کے خلاف نہ تھا" ص۲۲ "اس میں مخالفانہ کلام کرنا شقاوت و سنگدلی ہے" ص۴ "اس سے انکار کرنے والے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ ہونگے" اب کہیے اس کی یہ لعنت و شقاوت و شیطنت کس کس پر ہوئی قرآن پر حدیث پر فقہ پر اجماع پر ائمہ پر اولیا پر الحمد للہ کہ یہ سب تو اس سے پاک و منزہ ہیں لیکن وہ تمام خباثتیں اپنے قائل ہی پر پلٹیں وذلک جزاء الظلمین ۞ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۞ چھٹا فائدہ تھا عبارت لطائف کا کہ بکر پر مکر نہ فقط ائمہ کرام و فقہائے عظام و علمائے اعلام بلکہ جمہور حضرات اولیائے کرام کو بھی یہ شیطان ملعون شقی سنگدل راندۂ درگاہ۔ جاہل ضدی کہتا ہے مگر قرآن عظیم سے نہ سنا الا لعنۃ اللہ علی الظلمین ۞ (۱۲۸) ہم نے دکھا دیا کہ بکر نے ائمہ پر افترا کیے کتابوں پر چھپے جوڑے رسول اللہ پر تہمتیں باندھیں واحد قہار پر بہتان اوٹھائے جل وعلا و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قرآن عظیم تو ایسوں ہی پر لعنت کرتا ہے ہاں کرشن مت جدا ہے (۱۲۹) یہی ان ناپاکیوں کے ہوتے ہوئے اپنے گریبان میں مونھ نہیں ڈالتا اور قرآن و حدیث و فقہ و اجماع و ائمہ و اولیا پر ایک اور ملعون تہمت گڑھتا ہے ص۱۹ "جو لوگ سجدۂ تعظیمی کو منع کرتے ہیں وہ حضرت محبوب الہی اور اون کے پیران عظام کو جاہل و فاسق بنانا چاہتے ہیں" لا الہ الا اللہ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ۞ ہر عاقل مسلمان جانتا ہے کہ نوع بشر میں عصمت خاصۂ انبیا ہے نبی کے سوا کوئی کیسے ہی عالی مرتبہ والا ایسا نہیں جس سے کوئی نہ کوئی قول ضعیف خلاف دلیل

یا خلاف جمہور منہ صادر ہوا ہو کل ماخوذ من قولہ و مردود علیہ الا صاحب ہذا القبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتباع جمہور کا ہوگا علیکم بالسواد الاعظم اور قول شاذ ماننے والے پر شرعی الزام شدید عائد ہوگا نہ کہ معاذ اللہ صاحب قول پر تصحیح قدوری و درمختار اور بحر کی مسلم نہایت معتمد محقق منقح کتاب ردالمحتار میں ہے الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع قول مرجوح پر حکم اور فتویٰ جہل ہے اور اجماع کا توڑنا۔ اور قطعاً معلوم کہ اجماع امت کا توڑنے والا کم از کم فاسق ائمہ میں کون ایسا ہے حتی کہ صحابہ جس کا کوئی نہ کوئی قول مرجوح نہیں وہ معاذ اللہ جاہل نہ فاسق لیکن جو قول جمہور کے خلاف اون میں کسی کے قول مرجوح پر حکم یا فتویٰ دے وہ ضرور جاہل و فاسق ہے تو حضرت سیدنا محبوب الٰہی اور اون کے پیران عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم محبوبان خدا ہیں اور جواز سجدۂ تحیت کہ جمہور اولیاء و اجماع علما و فقہ و حدیث و قرآن کے خلاف ہے مرجوح و مہجور اور ایسے قول کی سند سے یہ جو اس پر فتویٰ دے رہا ہے جاہل و فاسق و مغرور۔ جاہل و فاسق کی کیا گنتی جبکہ وہ جملہ ائمہ و جمہور اولیا کو شقی ملعون شیطان راندۂ درگاہ کہکر خود ایسا ہو چکا سیعلمون غدا من الکذاب الاشر تنبیہ فقیر کا رسالہ مقال عرفا باعزاز شرع و علما ۱۳۲۷ ملاحظہ ہوا کابر اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادات کثیرہ سے ثابت کیا ہے کہ شریعت مطہرہ سب پر حجت ہے اور شریعت مطہرہ پر کوئی چیز حجت نہیں حضرات اولیا جن کی ولایت ثابت و محقق ہے اون سے جو قول یا فعل یا حالی ایسا منقول ہو کہ بظاہر خلاف شرع مطہر ہو اولاً اگر وہ سند صحیح و واجب الاعتماد سے ثابت نہیں ناقل پر مردود ہے اور دامن اولیا اوس سے پاک بلکہ اولیا تو اولیا حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ نے احیا شریف میں تصریح فرمائی کہ کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک ثبوت کامل نہو لا تجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیا فان ذلک ثبت متواترا فلا یجوز ان یرمی مسلم بفسق وکفر من غیر تحقیق اور یہ تواتر نہیں کہ کوئی نسخہ کسی کی طرف منسوب کسی الماری میں ملا چھاپنے نے اوسے چھاپ کر شائع کر دیا اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی مجہول ناشناختہ بازار میں کوئی بات موںھ سے نکالے اور اوسے ہزار آدمی سنیں اور نقل کریں ناقل ہزار نہیں لاکھ سہی منتہائے سند تو ایک فرد مجہول ہے تو تواتر در کنار صحت ہی نہیں۔ آجکل حضرات اولیائے کرام کے نام سے بہت کتابیں نظم و نثر ایسی ہی شائع ہو رہی ہیں ع پس بہر دستے نباید داد دست ؛ یہ چال بعض علما کے ساتھ بھی چلی گئی ہے ایک کتاب عقائد امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے چھپی جس سے وہ ایسے ہی بری ہیں جیسا اوس کا مفتری حیا و دیانت سے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی مشہور کتابوں میں وہابی کش دفتر دیکھکر کسی وہابی نے اون کے نام سے ایک کتاب گڑھی اور چھاپ دی ہے ثانیاً اگر بہ ثبوت معتمد ثابت ہو اور گنجائش تاویل رکھتا ہے تاویل واجب اور مخالفت مندفع۔ اولیا کی شان تو ارفع ہر مسلمان سنی کے کلام میں تا حد امکان تاویل لازم امام علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقۂ ندیہ میں فرماتے ہیں قال الامام النووی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ادب العالم والمتعلم من مقدمۃ شرح المھذب یجب علی الطالب ان یحمل اخوانہ علی المحامل الحسنۃ فی کلام یفھم منہ نقص الی سبعین محملا ثم قال ولا یعجز عن ذلک الا کل قلیل التوفیق ثالثاً اگر تاویل نا ممکن مگر محتمل ہو کہ وہ کلام اون کے مناصب رفیعہ ولایت و امامت تک پہنچنے سے پہلے کا ہے تو اسی پر حمل کرینگے اور نہ اوس سے استناد جائز نہ اون پر اعتراض۔ امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبری میں فرماتے ہیں یحتمل من خطأ غیرہ من الائمۃ انما وقع ذلک منہ قبل بلوغہ مقام الکشف کما یقع فیہ کثیر ممن ینقل کلام الائمۃ من غیر ذوق فلا یفرق بین ماقالہ العالم ایام بدایتہ و توسطہ و لا بین ماقالہ ایام نہایتہ رابعاً یہ بھی نہ ممکن ہو تو جن کی ولایت و امامت ثابت و متحقق ہے اون کے ایسے فعل کو افعال خضر علیہ الصلاۃ والسلام کے قبیل سے ٹھہرائینگے اور ایسے کلام کو متشابہات سے کہ نہ اون پر طعن کریں نہ اوس سے بحث اور گمراہ ہے وہ کہ متشابہات کا اتباع کرے قال اللہ تعالیٰ واما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ متشابہات جس طرح اللہ و رسول کے کلام میں ہیں یونہی اولیائے اکابر کے کلاموں میں ہوتے ہیں کما افادہ امام الطریقۃ لسان الحقیقۃ سیدی محی الملۃ والدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ہے بحمد اللہ تعالیٰ طریق سلامت اور اللہ عزوجل کے ہاتھ ہدایت واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم والحمد للہ رب العلمین ـــ

فصل چہارم سجدۂ آدم و یوسف علیہما الصلاۃ والسلام کی بحث اور دلائل قاہرہ سے بطلان استدلال مجوزین کا ثبوت

مجوزین کے ہاتھ میں لے دے کر جو کچھ سند ہے یہی ہے اور اسے یوں رنگتے ہیں کہ قرآن عظیم سے ثابت ہوا کہ یہ شریعت آدم و یوسف کا حکم تھا اور شرائع سابقہ

قطعاً حجت ہیں جبتک اللہ ورسول انکا نسخ نہ فرمائیں اور یہاں انکار نہیں تو قرآن عظیم سے قطعاً جواز ہے اور یہ حکم تاقیامت باقی ہے کہ اول تو یہ خبر ہے اور خبر منسوخ نہیں ہوسکتی اور ہو تو قطعی کا ناسخ قطعی چاہیے وہ یہاں مفقود اور حدیث آحاد نا مسموع و مردود۔ یہ ہے وہ جسے بکر نے طویل تقریرات پریشان میں بیان کیا نصف ص۱۱ سے آخر ص۱۳ تک اور ص۹ میں ۵ سطریں ص۲۲ میں ۹ سطریں نیز ص۲۵ میں ۱۲ سطریں اسی کی تکمیل ہیں غرض ڈیڑھ ورق سے زائد میں یہی ہے بلکہ اس انضباط سے یہ بھی نہیں جو ہم نے ان دو سطروں میں کردیا مگر یہ حقیقۃً نسج العنکبوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اس میں ایک فقرہ بھی صحیح نہیں جیسا کہ بعونہ تعالٰی ابھی مشاہدہ ہوگا (۱۳۰) اگر دین و عقل و ادب اہم نصیب ہو اگر آدمی آئینہ میں اپنا مونھ دیکھے اگر چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے کی شناعت جانتے اگر ہلدی کی گرہ پر پنساری نہ بنے تو اتنا ہی دیکھنا بس تھا کہ قرآن کریم کی یہ آیتیں ائمہ دین وجماہیر اولیائے کاملین رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مخفی نہ تھیں حجت شرائع سابقہ ونسخ وفرق قطعی وظنی کے مسائل یقیناً اونکے پیش نظر تھے آخر اونھوں نے سجدۂ تحیت کی تحریم و ممانعت کچھ دیکھ بھال ہی کر رکھی ہوگی یا ایسے پیش پا افتادہ اعتراضوں کی اون میں کسی کو سوجھ نہ ہوئی کیا وہ سب کے سب تم سے بھی علم و فہم وعقل و دین میں گئے گزرے تھے (۱۳۱) جانے دو ردالمحتار و فتاوی قاضی خان پر تمہارا ایمان ہے کہ ص۱۲ "نہایت مشہور معتبر کتابیں ہیں قرآن وحدیث کے غور واحقاق کے بعد انکو مرتب کیا ہے" ہم نے انھیں کتابوں سے دکھادیا کہ سجدۂ تحیت کم از کم حرام و گناہ کبیرہ ہے اور سور کھانے سے بھی بدتر۔ قرآن مجید میں سجدۂ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی آیتیں اونھیں نہ سوجھیں تو خاک غور واحقاق کیا۔ یہ بھی جانے دو اسی غور واحقاق والی ردالمحتار سے اوس تمام بے سروپا تقریر کا خاص رد لو۔ ردالمحتار کی جلد پنجم کتاب الحظر والاباحۃ میں قبیل فصل فی البیع ہے اختلفوا فی سجود الملئکۃ قیل کان للہ تعالٰی والتوجہ الی آدم للتشریف کاستقبال الکعبۃ وقیل بل لاٰدم علی وجہ التحیۃ والاکرام ثم نسخ بقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا تاترخانیۃ قال فی تبیین المحارم والصحیح الثانی ولم یکن عبادۃ لہ بل تحیۃ واکراما ولذا امتنع عنہ ابلیس وکان جائزا فیما مضی کما فی قصۃ یوسف قال ابو منصور الماتریدی وفیہ دلیل علی نسخ الکتاب بالسنۃ یعنی سجدۂ ملائکہ میں علما کو اختلاف ہوا بعض نے کہا سجدہ اللہ تعالٰی کیلئے تھا اور آدم علیہ الصلاۃ والسلام کے اعزاز کیلئے مونھ اونکی طرف تھا جیسے کعبہ کو منہ کرنے میں ہے اور بعض نے کہا بلکہ سجدہ ہی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تحیت وتکریم کے طور پر تھا پھر اس حدیث سے منسوخ ہوگیا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے یہ تاتارخانیہ میں ہے اور تبیین المحارم میں فرمایا صحیح قول دوم ہے اور یہ اونکی عبادت نہ تھا بلکہ تحیت وتکریم ولہذا ابلیس اوس سے باز رہا اور سجدۂ تحیت اگلی شریعتوں میں جائز تھا جیسا کہ قصہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے امام اجل علم الہدی امام اہلسنت سیدنا ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا یہ اسپر دلیل ہے کہ حکم قرآن حدیث سے منسوخ ہوجاتا ہے انتہی للہ انصاف اس غور واحقاق قرآن والی مشہور معتبر کتاب نے آپکا کوئی فقرہ کسی فقرے کا کوئی تسمہ لگا رکھا وللہ الحمد (۱۳۲) اگر بکر ربقۂ تقلید گردن سے نکالکر خود محقق بنکر یا استدلال کرے تو استغفر اللہ کیا امکان ہے کہ ایک حرف چل سکے فاقول وباللہ التوفیق **اولاً** سرے سے اسکا آدم یا یوسف یا کسی نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعت ہونے ہی کا ثبوت دے اسے ہرگز نہ دے سکے گا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آفرینش سے پہلے رب عزوجل نے یہ حکم ملائکہ کو دیا تھا فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سٰجدین ۵ جب میں اسے ٹھیک بنالوں اور اوس میں اپنی طرف کی روح پھونک دوں اوسوقت تم اوس کیلئے سجدہ میں گرنا۔ تو اوسوقت تک نہ کوئی نبی تشریف لایا تھا نہ کوئی شریعت اوتری۔ ملائکہ وبشر کے احکام جدا ہیں جو حکم فرشتوں کو دیا گیا وہ شریعت من قبلنا نہیں۔ قصۂ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنا ثابت کہ شریعت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سجدۂ تحیت کی ممانعت نہ تھی کہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام فعل ممنوع نہیں کرتے ممانعت نہ ہونا دونوں طرح ہوتا ہے یا تو اون کی شریعت میں اسکے جواز کا حکم ہو یہ اباحت شرعیہ ہوگی کہ حکم شرعی ہے یا اون کی شریعت میں اس کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو ہر فعل جب تک شرع منع نہ فرمائے مباح ہے یہ اباحت اصلیہ ہوگی کہ حکم شرعی نہیں بلکہ عدم حکم ہے اور جب دونوں صورتیں محتمل تو ہرگز ثابت نہیں کہ شریعت یعقوبیہ میں اس کی نسبت کوئی حکم تھا تو شریعت من قبلنا ہونا کب ثابت۔ بحمدہ تعالٰی شبہ کا اصل مبنی ہی ساقط (۱۳۳) **ثانیاً** قرآن عظیم سے سجدہ مبحوث عنہا کا جواز قطعاً ثابت ہونا بوجوہ باطل **وجہ اول** علما کو اختلاف ہے کہ یہ سجدہ زمین پر سر رکھنا تھا یا صرف جھکنا سر خم کرنا۔ ابو الشیخ کتاب العظمۃ میں امام محمد بن عباد بن جعفر مخزومی سے راوی قال کان سجود الملئکۃ لاٰدم ایماء آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملائکہ کا سجدہ اشارہ تھا ابن جریر وابن المنذر وابو الشیخ امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج سے تفسیر قولہ تعالٰی وخروا لہ سجدا میں راوی قال بلغنا ان ابویہ واخوتہ سجدوا لیوسف ایماء برءوسہم کہیئۃ الاعاجم وکانت تلک تحیتہم کما یصنع ذلک ناس الیوم ہمیں حدیث پہنچی کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اونکے ماں باپ بھائیوں کا سجدہ سر سے اشارہ کرنا تھا

جیسے اہل عجم کے یہاں آج اون کی تحیت تھی جس طرح اب بھی کچھ لوگ کرتے ہیں کہ سلام میں سر جھکاتے ہیں امام فخر الدین رازی وغیرہ نے محاورات عرب سے اسی معنی سجدہ کا اثبات کیا امام بغوی نے معالم التنزیل اور امام خازن نے لباب میں اسی کو اختیار فرمایا اور قول اول کو ضعیف کہا سجدہ ملئکہ میں فرماتے ہیں لم یکن فیہ وضع الوجہ علی الارض وانما کان انحناء فلما جاء الاسلام ابطل ذلک بالسلام یعنی وہ زمین پر منھ رکھنا نہ تھا صرف جھکنا تھا جب اسلام آیا اسے بھی سلام مقرر کرکے باطل فرمادیا سجدہ یوسف میں فرماتے ہیں لم یرد بالسجود وضع الجباہ علی الارض انما ھو الانحناء والتواضع وقیل وضعوا الجباہ علی الارض علی طریق التحیۃ والتعظیم وکان جائزا فی الامم السالفۃ فنسخت فی ھذہ الشریعۃ یعنی سجدے سے زمین پر پیشانی رکھنا مراد نہیں وہ تو صرف جھکنا اور تواضع کرنا تھا اور بعض نے کہا بطور تحیت و تعظیم پیشانی ہی زمین پر رکھی اور یہ اگلی امتوں میں جائز تھا اس شریعت میں منسوخ ہوگیا۔ بعینہ یوہیں خازن میں ہے دونوں امام جلیل جلال الدین نے تفسیر جلالین میں اسی پر اقتصار فرمایا جلال سیوطی سجدۂ آدم میں فرماتے ہیں واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم سجود تحیۃ بالانحناء سورۂ یوسف میں فرماتے ہیں خروا لہ سجدا سجود انحناء لا وضع جبھۃ وکان تحیتھم فی ذلک الزمان جلال محلی سورۂ کہف میں فرماتے ہیں واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم سجود انحناء لا وضع جبھۃ اور یہ دونوں حضرات اصح الاقوال لیتے ہیں خطبۂ جلالین میں ہے ھذا تکملۃ تفسیر القرآن الکریم الذی الفہ الامام جلال الدین المحلی علی نمطہ من الاعتماد علی ارجح الاقوال تو ان چاروں اکابر کے نزدیک راجح یہی قول دوم ہے کہ محض جھکنا تھا نہ سجدۂ معروف بعض گروہ دیگر کے نزدیک قول اول راجح ہے وبہ اقول تقعوا وخروا بہر حال خود اختلاف نافی قطعیت ہے نہ کہ ترجیح بھی مختلف (۱۳۴) بکر کا ص پر اس سے بچاؤ کے لیے زعم کہ سجدے کی صورت سوائے موجودہ شکل کے اور کوئی نہیں ہے اور بعض غیر مسلم اقوام میں جو سجدہ کی تعریف ہے وہ اسلامی سجدہ نہیں بلکہ رکوع کے مشابہ ہے" سخت جہالت ہے کیا امام اجل محمد بن عباد تابعی تلمیذ ام المؤمنین صدیقہ و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر و ابوہریرہ و جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و امام جلیل احد تبع التابعین ابن جریج تلمیذ امام ہمام جعفر صادق و استاذ الاستاذ امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ اور امام محی السنۃ بغوی و امام فخر الدین رازی و امام خازن و امام جلال الدین المحلی و امام جلال الدین سیوطی وغیرہم اکابر معاذ اللہ غیر مسلم اقوام سے ہیں یا اصطلاحات کفار سے قرآن عظیم کی تفسیر کرتے ہیں (۱۳۵) سجدۂ تلاوت کہ نماز میں واجب ہو فوراً بشکل رکوع بھی ادا ہوجاتا ہے یوہیں رکوع نماز میں اوس سجدہ کی نیت کرنے سے جبکہ چار آیت کا فصل دیگر نہ ہوا اور ایک روایت میں بیرون نماز بھی اس سجدہ میں رکوع کافی ہے تنویر الابصار و درمختار میں ہے (تؤدی برکوع وسجود) غیر رکوع الصلاۃ وسجودہا (فی الصلاۃ لہا) اے للتلاوۃ ماتؤدی (برکوع صلاۃ) علی الفور رد المحتار میں ہے وروی فی غیر الظاہر ان الرکوع ینوب عنہا خارج الصلاۃ ایضا جہالت سے شرعی احکام کو غیر اسلامی کردیا (۱۳۶) وجہ دوم اگر یہ سجدۂ مشہورہ تھا تو ائمہ کو اس میں اختلاف ہے کہ سجدہ آدم و یوسف کو تھا یا سجدہ اللہ عزوجل کو اور آدم و یوسف قبلہ۔ ابن عساکر ابو ابراہیم مزنی سے راوی انہ سئل عن سجود الملئکۃ لآدم فقال ان اللہ جعل آدم کالکعبۃ یعنی اون سے سجدۂ ملئکہ کے بارے میں استفسار ہوا فرمایا اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو کعبہ کی طرح کردیا تھا معالم و خازن وغیرہما میں ہے وقیل معنی قولہ اسجدوا لآدم ای الی آدم فکان آدم قبلۃ والسجود للہ تعالیٰ کما جعلت الکعبۃ قبلۃ الصلاۃ والصلاۃ للہ تعالیٰ یعنی بعض نے کہا معنی آیت یہ ہیں کہ آدم کی طرف سجدہ کرو تو آدم قبلہ تھے اور سجدہ اللہ تعالیٰ کو جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے اور نماز اللہ کے لیے نیز سورۂ یوسف میں ہے و روی عن ابن عباس معناہ خروا للہ عزوجل سجدا بین یدی یوسف الاول اصح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے لیے یوسف کے سامنے سجدہ میں گرے اور اول زیادہ صحیح ہے امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس قول دوم کی تحسین کی حیث قال الوجہ الثانی انہم جعلوا یوسف کالقبلۃ وسجدوا للہ شکر النعمۃ وجدانہ وھذا التاویل حسن فانہ یقال صلیت للکعبۃ کما یقال صلیت الی الکعبۃ قال حسان ع الیس اول من صلی لقبلتکم اور ظاہر ہے کہ اس تقدیر پر یہ محل نزاع سے خارج ہے نزاع اس میں ہے کہ غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی کیا جائے ص پر تحریر بکر کا سرنامہ ہے "پیروں اور مزاروں کو تعظیمی سجدہ" ص "عبادت کے سجدے اور تعظیم کے سجدے میں بہت فرق ہیں عبادت کا سجدہ غیر خدا کو کرنے کی ممانعت فرمائی" ص "عبادت کا سجدہ غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے جائز ہیں" ص "تعظیمی سجدے کے خلاف قرآن خاموش ہے، نہ یہ کہتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرو نہ یہ کہ غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا" ص "وہ آیت کہ سجدہ نہ کرو سورج اور چاند کو اس میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے اور گفتگو سجدہ انسانی میں ہے" ص "صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں فرمایا آدمی کو زیبا نہیں کہ سوائے

خدا کے کسی کو سجدہ کرے" صدا خدا کی مرضی تھی کہ خلافت کی تعظیم وہی ہو جو میری۔ اسواسطے آدم کو سجدہ کرایا" ص۱۵ مسجود خلائق کسی بندہ کے حق میں لکھتے ہیں یا
کسی خدا کے" صلا ہر حاضر ہونے والا آپ کو سجدۂ تعظیمی کرتا تھا" ص۱۱ سیر الاولیا سے در امم ماضیہ رعیت بادشاہ را وامت مر پیغمبر را سجدہ میکردند ص۱۸ ترجمہ
"پہلی امتوں میں رعیت بادشاہ کو امت پیغمبر کو سجدہ کرتی تھی" ص۲۱ لطائف ہم القوم للنبی والمرید للشیخ والرعیة للملک والولد للوالدین والعبد للمولیٰ
ص۲۲ سجد الرجل للسلطان ولغیرہ یرید بہ التحیة لا یکفر ص۲۲ "سجدہ تحیت آدمی کے لیے ہے سجدۂ عبادت خدا کے لیے" ایضاً سجدۂ تحیت
نبی کے لیے پیر کے لیے بادشاہ کے لیے والدین کے لیے آقا کے لیے ایضاً بادشاہ کو سجدہ کیا یا اور کسی کو اور تعظیم کی نیت ہوئی تو کافر نہیں" ص۲۳ "سجدہ تعظیمی تمام
بزرگوں کو کیا جاتا تھا" ایضاً "بزرگوں کو تعظیمی سجدہ" ص۲۴ "مزاروں کو سجدہ" غرض اول تا آخر تحریر بکر نشا ہد اور خود ہر شخص آگاہ کہ غیر خدا کو سجدہ کرنے
میں کلام ہے نہ کہ غیر کی طرف کعبہ کی طرف ہر مسلمان سجدہ کرتا ہے اور کعبہ کو سجدہ کرے تو کافر (۱۳۷) بکر نے بعلت عادت خودکشی کہ ادھو فی الخصام غیر مبین
ص۱ پر "سجدہ کی مجازی و حقیقی سمت" کی سرخی دیکر اپنی اگلی پچھلی ساری کارروائی خاک میں ملائی نافع دمغز مہیب بے تمیزی اس پر لائی کہ وہی قول مان لیا جس
پر سجدہ آدم کو سجدہ نزاعی سے کچھ تعلق نہ رہا اور راوی کو اپنے مزعوم سجدہ کا مطلب قرار دیا تصریح کردی کہ "درحقیقت آدم کا سجدہ نہ تھا بلکہ وہ خدا کی جانب سجدہ
تھا آدم محض ایک سمت تھے جیسا کعبہ ہمارے سجدوں کی سمت ہے تو کیا پتھروں کا بنا ہوا کعبہ تو سمت سجدہ ہو سکتا ہے اور آدم کا وجود جو خلیفۃ اللہ اور انوار
الٰہی کا زندہ خزانہ ہے سجدہ کی سمت نہیں ہو سکتا بالکل عیاں ہے کہ کعبہ کی طرح آدمی بھی سجدہ تعظیمی کی سمت مجازی ہے" چلیے فراغت شد سارا دفتر گاؤ خورد جس
شخص کو یہ تمیز نہ ہو کہ اوس کے سر میں کیا ہے اور مونھ سے کیا نکلتا ہے یہ ادراک نہ ہو کہ وہ اپنا گھر بناتا یا یکسر ڈھا رہا ہے اوس کا مدارک علیہ میں دخل دینا عجب
تماشا ہے (۱۳۸) وہ جو ص۲۱ پر بحوالہ لطائف مرصاد سے نقل اور ص۲۲ پر اوس کا ترجمہ کیا کہ مشائخ کے سامنے جو سجدہ کیا جاتا ہے یہ سجدہ نہیں بلکہ تعظیم ہے اپنے معبود
کے نور کی جو مشائخ میں جلوہ فگن ہوتا ہے" یہ بھی وہی سارے گھر کا ستیاناس لگا لینا ہے یہ عبارت لطائف کا ساتواں فائدہ ہے مشائخ کو سجدہ کہ مشائخ کے سامنے
سجدہ رہ گیا اب کسے رونگے وہ چھتیس جگہ لام اور را اور کو جو ص۱۳۲ میں گزرے (۱۳۹) مگر یہ بھی وقتی بول ہے کہ مونھ سے نکل گیا ہرگز یہ بکر کے دل کی نہیں کہ مشائخ کو
سجدۂ تحیت نہ ہو صرف اوس کے سامنے ہو نہ ہرگز یہ اوس کے فاعلوں کی نیت ہوتی ہے بلکہ یقیناً مشائخ و مزارات ہی کو سجدہ کرتے اور اسی کا قصد رکھتے اور
اسی پر لڑتے جھگڑتے ہیں تو بکر پر یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم صادق ع مونھ سے کہتے ہیں وہ جو دل میں نہیں (۱۴۰) جب یہ ٹھہری کہ سجدہ
مشائخ کو نہیں وہ صرف سمت ہیں اور سجدہ اللہ عزوجل کو تو اب سجدہ عبادت تحیت کا تعدد باطل۔ کیا اللہ کو کبھی سجدہ معبود سمجھکر ہوگا وہ سجدۂ عبادت ہے اور
کبھی بغیر معبود سمجھے وہ سجدۂ تحیت ہے حاشا اوسے ہر سجدہ معبود ہی جان کر ہوگا تو صرف سجدۂ عبادت رہ گیا سجدۂ تحیت خود ہی باطل ہوا اور ص۱۵، ۱۵، ۱۷
وغیرہا کی ساری لفاظیاں باطل و لغو گئیں (۱۴۱) لغو ہی نہیں بلکہ مراد بکر پر پانی پھیر گئیں جب ہر سجدہ سجدہ عبادت ہے اور اوسے اقرار ہے کہ سجدہ عبادت کے لیے
اللہ تعالیٰ کی طرف کعبہ کو سمت ٹھہرایا ہے تو مشائخ یا مزارات کو اوس کی سمت بنانا اللہ عزوجل سے صریح مخالفت و حرام ہے (۱۴۲) اب شرائع سابقہ اور نسخ
اور قطعی و ظنی کا سب جھگڑا خود ہی چکا دیا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرما چکا فیما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ تم جہاں کہیں ہو کعبہ ہی کو مونھ کرو تو جس
طرح اس آیت سے بیت المقدس کا قبلہ منسوخ ہو گیا اور جو اوس طرف نماز کا قصد کرے مستحق جہنم ہے یوہیں آدم و یوسف علیہما الصلاۃ والسلام کے یہاں جو
معظمین دین کو سمت بنانا تھا وہ بھی بعینہٖ اسی آیت سے منسوخ ہو گیا اور مشائخ و مزارات کو سمت بنانے والا حکم الٰہی کا مخالف و مستحق نار ہوا جیسے کوئی بہن سے
نکاح کرے اس سند سے کہ شریعت آدم علیہ الصلاۃ والسلام میں جائز تھا وافتی علی نفسہا تجنی براقش (۱۴۳) اب وہ بیہودہ قیاس کہ "کیا پتھروں کا بنا ہوا
کعبہ الخ" خود ہی مردود ہو گیا نص قطعی کے مقابل قیاس کار ابلیس ہے کہ انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین ص۱۴۴) اور وہ قیاس
بھی کتنا اوندھا پتھروں کا بنا ہوا بیجان کعبہ تو اعلیٰ سجدے سجدۂ عبادت کی سمت حقیقی ہو اور خلیفۃ اللہ زندہ خزانہ انوار الٰہی ادنیٰ سجدے سجدۂ تحیت
کی بھی سمت حقیقی نہ بن سکے صرف مجازی ہو یہ قیاس صحیح ہوتا تو عکس ہوتا (۱۴۵) جب سجدہ مشائخ کی طرف ہے تو سمت حقیقۃً متحقق موجود مشاہد
کو مجازی ماننا کن آنکھوں کا کام ہے (۱۴۶) جو آنکھیں مشاہدات کو مجازی مانیں اون سے اس کی کیا شکایت کہ کعبہ ان پتھروں سے بنے ہوئے
مکان کا نام نہیں ورنہ پہاڑوں پر اور کوئیں میں نماز باطل ہو ہاں کرشن مت میں کعبہ کی حقیقت اتنی ہی ہوگی کہ پتھر کا گھر جیسے مندر کی مورتیں (۱۴۷)
اس بیہودہ قرار داد و بیہنی قیاس نے کلام حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رد کر دیا عبارت سیر الاولیا کہ بکر نے ص۱۹ پر جس کا حوالہ دیا قصہ

سیلاب کے بعد اوس کی ابتدا ریوں ہے بعدہ فرمود مسجد از دیش من روئے بر زمین می آور تد من کارہ ام جب یہ سجدہ اللہ ہی کو ہے خدا کے سجدے کو بُرا سمجھنا کیا معنی اپنے سمت لینے کو بُرا جاننا کس لیے کیا "پتھروں کا کعبہ سمت سجدہ ہو سکتا ہے اور خلیفۃ اللہ اور انوار الٰہی کا زندہ خزانہ نہیں ہو سکتا" اگر وہ اپنے آپکو خزانہ انوار الٰہی سمجھتے تھے تو منع کیوں نہیں فرماتے تھے۔ یہ کیا حجت ہوئی کہ معاذ اللہ اپنے شیخ کے ہاں ایسا دیکھا ہے" شیخ تو خزانہ انوار الٰہی تھے یہاں منع کرنے کو معاذ اللہ وہاں کی تجہیل وتفسیق سے کیا علاقہ (۱۴۸) صدر کلام سے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سجدہ تحیت سے کارہ ہونا اوڑا دیا یہ خیانت کی فہرست میں اضافہ ہے (۱۴۹) یہی رد عبارت لطائف کا کر لیا خود ص۱۲ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عالم کے سوال اور حضرت کے ارشاد کا ترجمہ کیا ایک مولوی صاحب نے مخدوم سے سوال کیا یہ سجدہ نامشروع ہے مخدوم نے فرمایا میں نے بارہا منع کیا اور اس حرکت سے روکا ہے یہ باز نہیں آتے" اللہ کو سجدے سے روکنا اور بارہا منع کرنا اور بکر صاحب کا ترجمہ میں اوسے حرکت کہنا کیا معنی (۱۵۰) عالم نے کہا یہ سجدہ نامشروع ہے حضرت مخدوم نے اس پر انکار نہ فرمایا بلکہ اور تائید فرمائی کہ میں نے تو بارہا منع کیا ہے معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم بھی اس سجدہ کو نامشروع جانتے تھے ورنہ حق سے سکوت اور کنار باطل کی تائید نہ فرماتے یہ عبارت لطائف کا **آٹھواں فائدہ** ہوا وجہ دوم میں یہ ۱۴ نمبر اوس وجہ پر زائد تھا اگر اصل بحث کے کمال مؤید کہ بکر کے ہاتھوں یخربون بیوتھم بایدیھم آشکار ا ہوا اپنے ہاتھوں اپنا گھر ویران کرتے ہیں۔ رہا وبایدی المؤمنین اور مسلمانوں کے ہاتھوں یہ اوپر کے گذشتہ وآئندہ کے کثیر نمبروں سے آشکار فاعتبروا یااولی الابصار (۱۵۱) **وجہ سوم** آیت سورۂ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام میں ایک وجہ نفیس اور ہے جس سے سمت بنانا بھی برقرار نہیں رہتا امام عطا بن ابی رباح استاذ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا معنی آیت یہ ہے کہ یوسف کے پانے پر اللہ کے لیے سجدۂ شکر کیا امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں میرے نزدیک آیت کے یہی معنی متعین ہیں یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کرنا از بس بعید ہے اور یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا اوسے روا رکھنا اون کے دین وعقل سے مستبعد کہ باپ اور بوڑھے اور نبی اللہ اور ولی علم ودین ودرجات نبوت میں ان سے زیادہ اور وہ الٹا انھیں سجدہ کریں کبیر کی عبارت یہ ہے الاول وھو قول ابن عباس فی روایۃ عطاء ان المراد بہذہ الآیۃ انہم خروا لہ ای لاجل وجدانہ سجدا للہ تعالیٰ وحاصل الکلام ان ذلک السجود کان سجود الشکر فالمسجود لہ ھو اللہ تعالیٰ الا ان ذلک السجود انما کان لاجلہ وعندی ان ھذا التاویل متعین لانہ یستبعد من عقل یوسف ودینہ ان یرضی بان یسجد لہ ابوہ مع سابقتہ فی حقوق الابوۃ والشیخوخۃ والعلم والدین وکمال النبوۃ پھر فرمایا الوجہ الخامس من التحیۃ فی ذلک الوقت ھو السجود وھذا فی غایۃ البعد لان المبالغۃ فی التعظیم کانت الیق بیوسف منہا بیعقوب علیہما الصلاۃ والسلام فلو کان الامر کما قلتم لکان من الواجب ان یسجد یوسف لیعقوب علیہما الصلاۃ والسلام (۱۵۲) **وجہ چہارم** سب جانے دو وہ انھیں کو سجدہ تحیہ سہی اور وہ اون کی شریعتوں کا حکم ہی سہی تو شرائع سابقہ کا ہم پر حجت ہونا ہی قطعی نہیں ائمۂ اہلسنت کا مختلف فیہ ظنی مسئلہ ہے بعض کے نزدیک وہ اصلا حجت نہیں نہ اون پر عمل جائز جب تک ہماری شرع سے کوئی دلیل قائم نہ ہو اور یہی مذہب اکثر متکلمین اور ایک گروہ حنفیہ وشافعیہ کا ہے اور اسی پر امام اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی اور امام فخر الدین رازی وسیف آمدی ہیں بعض کے نزدیک حجت ہیں جب تک نسخ پر دلیل قائم نہ ہو اکثر حنفیہ اسی پر ہیں اصول امام فخر الاسلام میں ہے۔ قال بعض العلماء یلزمنا شرائع من قبلنا حتی یقوم الدلیل علی النسخ وقال بعضہم لایلزمنا حتی یقوم الدلیل شرح امام عبدالعزیز بخاری میں ہے ذھب اکثر المتکلمین وطائفۃ من اصحابنا واصحاب الشافعی الی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن متعبدا بشرائع من قبلہ وان شریعۃ کل نبی تنتھی ببعث نبی آخر علی ماذکرہ صاحب المیزان حتی لاتبقی واجب العمل بہا الا ما قام الدلیل علی بقائہ وقال بعضہم یلزمنا فیما لم یثبت انتساخہ مسلم الثبوت میں ہے وعن الاکثرین المنع وعلیہ القاضی والرازی والآمدی (۱۵۳) **وجہ پنجم** وہ کوئی حکم عام نہیں دو واقعۂ حال ہیں اور باتفاق عقل ونقل واقعۂ حال کے لئے عموم نہیں ہوتا اب جو اوس سے ایک عام استنباط کرنا چاہیں تو وہ نہ ہوگا مگر یوں کہ علت جامعہ نکال کر مسکوت عنہ کو منصوص پر قیاس کریں تو نص نہ رہا کہ قطعی ہو بلکہ قیاس کہ ظنی ہے (۱۵۴) **ثالثاً** حجت ماننے والے بھی اوس حالت میں حجت مانتے ہیں کہ ہماری شرع نے اوس پر انکار نہ فرمایا ہو اور

یہاں انکار ثابت ہے کفر بایا لاتفعلوا۔ نہ کرو لاینبغی لمخلوق ان یسجد الا للہ تعالیٰ کسی مخلوق کو غیر خدا کا سجدہ لائق نہیں بالفرض اگر یہاں ظنیت ہو تو وہاں تو ظنیت در ظنیت کتنی ظنیتیں ہیں ظنی کے انکار کو ظنی بس ہے اور انکار خاص اوس بیان کے ساتھ ہونا کچھ ضرور نہیں ورنہ بکثرت استحالے لازم آئینگے وخلق منھا زوجہا سے اصل وفرع مثلاً باپ بیٹی کا نکاح جائز ہوجائیگا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء سے بہن بھائی کا فساھم فکان من المدحضین ہ سے محض بر بنائے قرعہ کسی مسلمان کو سمندر میں پھینکنا فبرأہ اللہ مما قالوا سے برملا برہنہ نکلنا فکشفت عن ساقیھا سے حرہ اجنبیہ کی ساقین دیکھنا مجمع کو دکھانا یعملون لہ مایشاء من محاریب وتماثیل سے زید وعمرو کے بت بنانا فطفق مسحا بالسوق والاعناق سے اپنے نسیان کے بدلے گھوڑوں کا قتل الی غیر ذلک (۱۵۵) بکر نے حسب عادت یہاں بھی تین کتابوں پر افترا کیے ہدایہ میں امام محمد کا ایک فرق اصطلاح بیان کیا المروی عن محمد نصا ان کل مکروہ حرام الا انہ لما لم یجد فیہ نصا قاطعا لم یطلق علیہ لفظ الحرام یعنی امام محمد کی تصریح ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے مگر جہاں وہ نص قطعی نہیں پاتے وہاں لفظ حرام نہیں کہتے اس کا ترجمہ یہ بیان کیا صہ‍ا "جس میں کوئی نص قطعی نہ پائی جائے اوس پر حرام کا اطلاق نہیں ہوسکتا" وہ صاف صاف تو فرما رہے ہیں کہ ہر مکروہ حرام ہے اور پھر حرام کا اطلاق نہیں ہوسکتا یہ ہدایہ پر افترا ہے (۱۵۶) ابتدائے عبارت سے وہ الفاظ کہ امام محمد کی تصریح ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے صاف کتر لیے کہ چال نہ کھلے یہ خیانت ہے (۱۵۷) صلا رد المحتار کی عبارت نقل کی شرع من قبلنا حجۃ لنا اذا اقصہ اللہ ورسولہ من غیر انکار ولم یظہر نسخہ فقائدۃ نزول الآیۃ تقریر الحکم الثابت اور صہ‍ا پر اوس کا ترجمہ کیا نفیس ہوتا ہے "تو نزول آیت کا فائدہ حکم ثبوت کو پہنچے گا" زہے بیعلمی (۱۵۸) صلا پر قاضی خان کی عبارت الاصل فی الاشیاء الاباحۃ کا یہ ترجمہ کیا "تمام اشیاء میں اصلیت مباح ہونا ہے" زہے منتی گری (۱۵۹) تا (۱۶۱) خیر یہ تو معمولی کمالات بکری ہیں کہنا یہ ہے کہ ہدایہ ودر المحتار وقاضی خان کی عبارتیں تو یہ نقل کیں اور صلا پر نتیجہ یہ دیا "یہ کتابیں صاف صاف کہتی ہیں کہ سابق شریعت کی بات کے خلاف کوئی نص قطعی موجود نہ ہو تو اس کے مباح ہونے میں کسی دلیل کی حاجت نہیں" ہدایہ وقاضی خان کی عبارتوں میں تو شریعت سابقہ کا نام تک نہ تھا رد المحتار میں ذکر تھا نص قطعی کا لفظ تک نہ تھا یہ تینوں کتابوں پر تین افترا ہوئے (۱۶۲) رابعا اگر قطعیت ہی درکار ہو تو نمبر ۱۶ میں تفسیر عزیزی سے گزرا کہ سجدۂ تحیت حرام ہونے میں متواتر حدیثیں ہیں (۱۶۳) اگر روایۃً متواتر نہ بھی ہو قبولاً متواتر ہے کہ تمام ائمہ اوسے ملنے ہوئے ہیں تو اوس سے قطعی کا نسخ روا ہے جیسے حدیث لا وصیۃ لوارث جس سے وصیت والدین واقربین کہ منصوص قرآن تھی منسوخ کہی گئی امام اجل بخاری کشف الاسرار میں فرماتے ہیں ہذا الحدیث فی قوۃ المتواتر اذ المتواتر نوعان متواتر من حیث الروایۃ ومتواتر من حیث ظہور العمل بہ من غیر نکیر فان ظہورہ یغنی الناس عن روایتہ وہو بہذہ المثابۃ فان العمل ظہر بہ مع القبول من ائمۃ الفتوی بلا تنازع فیجوز النسخ بہ (۱۶۴) نہ سہی تو خود بکر کے مستند فتاوی عزیزیہ سے نمبر ۱۵ میں گزرا کہ سجدۂ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے اجماع اگرچہ ناسخ ومنسوخ نہ ہو دلیل نسخ یقیناً ہے کہ لا تجتمع امتی علی الضلالۃ کشف میں ہے الاجماع لا ینعقد البتۃ بخلاف الکتاب والسنۃ فلا یتصور ان یکون ناسخا لہما ولو وجد الاجماع بخلافہما لکان ذلک بناء علی نص آخر ثبت عندہم انہ ناسخ للکتاب والسنۃ مسلم وفواتح میں ہے الاجماع دلیل علی الناسخ کعمل الصحابی خلاف النص المفسر (۱۶۵) خبر منسوخ نہ ہونے کا مسئلہ یہاں پیش کرنا سخت جہالت ہے خبر یہ تھی کہ ملائکہ ویعقوب علیہم الصلاۃ والسلام نے سجدہ کیا اسے کون منسوخ مانتا ہے کیا واقع غیر واقع ہوسکتا ہے اس خبر سے یہ حکم مستنبط کرتے ہو کہ سجدۂ تحیت غیر خدا کو جائز ہے یہ حکم اگر تھا تو منسوخ ہوا مسلم وفواتح میں ہے ہہنا امران الاخبار یتعلق الامر بالمخاطبین والامر المتعلق بہم الموجب ولم ینتسخ الجزلان وقوع الامر واقع لم یرتفع وانما نسخ الامر المخبر عنہ وہو لیس خبرا فما ہو خبر لم ینتسخ وما انتسخ لیس بخبر (۱۶۶) بکر نے اپنے افترا ات علی اللہ تعالیٰ میں زعم کیا تھا صلا "کہ خدا نے قرآن میں فرمایا تھا اینما تولوا فثم وجہ اللہ تم جدھر متوجہ ہو خدا اسی طرف ہے یعنی جس طرف سجدہ کرو خدا ہی کو ہوگا بعد میں سمت کعبہ مقرر ہوگئی" یہ آیت بھی جملہ خبریہ تھی کس طرح منسوخ ہوگئی (۱۶۷ تا ۱۷۲) اب باپ بیٹی بہن بھائی کے نکاح اور دیگر امور مذکورہ نمبر ۱۵۴ کی حرمت کی کوئی راہ نہ رہی کہ وہ تمام آیات اخبار ہی تھیں اور "اخبار منسوخ نہیں ہوتے" (۱۷۳) بلکہ یہ سب زائد از حاجت ہے ہم ثابت کرچکے کہ اس سجدۂ تحیت کا جواز نص کا حکم نہیں۔ ہوگا تو قیاس سے۔ قیاس مجتہدین پر ختم ہوگیا (۱۷۴) قیاس بھی سہی تو سجدہ غایت تعظیم ہے خود بکر نے صہ پر کہا "تعظیم کا اظہار اس سے زیادہ انسان اور کسی صورت سے نہیں کرسکتا" صلا "آخری تعظیم ہے جو حقیقت میں عبادت کی آخری شان ہے" اور غایت تعظیم

کے لیے نہایت عظمت درکار۔ کم درجہ معظم کے لیے انتہا درجہ کی تعظیم ظلم صریح ہے اور اعلیٰ معظمین کے حق میں دست اندازی ع گر فرق مراتب نکنی زندیقی ٭ مخلوق میں نہایت عظمت انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے ہے آدم و یوسف علیہما الصلاۃ والسلام دونوں نبی تھے تو غیر انبیا مشائخ و مزارات کو ان پر قیاس کر کے ان کے لیے سجدہ تعظیمی بتانا ظلم شدید ہے اور انبیا کا حق تلف کرنا (۱۷۵) یہ سب اوسے شریعت سابقہ مان کر ہے ہم بیان کر چکے کہ سرے سے اسی کا ثبوت نہیں اب نہ حکم ثابت نہ نسخ کی حاجت۔ سجدۂ آدم کا حکم بشر کو نہ تھا ملئکہ کے لئے اب بھی ہو تو نہیں کیا۔ سجدۂ یوسف بربنائے اباحت اصلیہ ہونا ممکن اور اباحت اصلیہ کا رفع نسخ نہیں مسلم الثبوت میں ہے رفع الاباحۃ الاصلیۃ لیس بنسخ اسی طرح کشف الاسرار وغیرہ میں ہے تو ارشاد حدیث لاتفعلوا واجب القبول اور سجدہ تحیت کا حرام ہونا ہی حکم خدا اور رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واللہ سبحٰنہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بسی کوٹلہ ڈاکخانہ خاص ضلع بجنور محلہ ستھا شہید مرسلہ محمد عبد اللہ خاں ۲۰ رمضان المبارک ۳۷ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ:۔ اس مسئلہ میں کہ دیکھنا تماشا تھیٹر و ناٹک وغیرہ کا کہ جن میں امارد گاتے ہیں اور عورتوں کا لباس پہن کر سوال جواب عاشقانہ کرتے ہیں اور اس میں تماشا دیکھنے والی عورتیں بھی ہوتی ہیں اور نہیں کے سامنے الفاظ عاشقانہ مستعمل ہوتے ہیں اور راجہ ت بیٹے وقت باجا جاتا ہے اور ہارمونیم جو ایک باجے کی قسم سے ہے ہاتھوں سے بجایا جاتا ہے وہ بھی بجتا ہے اور طبلہ بھی بجتا ہے آیا اس تماشے کا دیکھنا جائز ہے یا ناجائز اور اگر ناجائز ہے تو اس تماشے کا دیکھنے والا کس درجہ کا گناہ گار ہے اور اس تماشے کا دیکھنے والا مرید بھی کرتا ہے اس سے مرید ہونا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب:۔ حرام حرام حرام بوجوہ حرام کما لایخفی علی العوام من اہل الاسلام فضلا عن العلماء بل یعرف حرمتہ فی الاسلام من لہ مخالطۃ بالمسلمین من الکفرۃ البعداء اس تماشے کا دیکھنے والا فاسق معلن ہے اور اوسے پیر بنانا حرام۔ تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق للامام الزیلعی وغیرہ کتب معتبرہ میں ہے فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقہ جائز ہے یا نہیں مولوی پاک تبلاتا ہے تصویر کا رکھنا بنانا جائز ہے یا نہیں اور جائز کرنے والے پر کیا حکم ہے گانا سننا جائز ہے یا نہیں مزامیر باجے کے ساتھ یا شادی یا سنت وغیرہ میں جائز ہے یا نہیں یعنی بچہ کی سنت وغیرہ میں ایک مولوی پیش امام نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے پیشاب کیا تھا اور جائز ہے تعزیہ داری جائز ہے یا نہیں اور ایک مولوی نے ان سب کو جائز کر دیا ہے۔

الجواب:۔ جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے جو اوسے جائز کہے شریعت پر افترا کرتا ہے گمراہ ہے مستحق تعزیر ہے سزا ہے اور رکھنا تین صورتوں میں جائز ہے ایک یہ کہ چہرہ کاٹ دیا یا بگاڑ دیا ہو دوسرے یہ کہ اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضا کی تفصیل نظر نہ آئے تیسرے یہ کہ خواری وذلت کی جگہ پڑی ہو جیسے فرش یا انداز میں ورنہ رکھنا بھی حرام۔ ہاں غیر جاندار مثل درخت و مکان کی تصویر کھینچنا رکھنا سب جائز ہے حقہ جائز ہے مگر دم لگانا جس سے حواس میں فرق آتا ہے حرام ہے حقہ کا پانی شریعت کے نزدیک پاک ہے اوسے ناپاک کہنے والا شرع پر افترا کرتا ہے مزامیر حرام ہیں۔ بغیر باجے کے سادہ گانا سنت وغیرہ کی شادی میں جائز ہے جبکہ نہ اندیشہ فتنہ ہو نہ خفیف الحرکاتی۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بد تہذیبی و بے ادبی و سنت نصاریٰ و مکروہ و ممنوع ہے حضور اقدس نے ایک بار درد کے عذر سے ایسا کیا وہ بھی بڑے اہتمام کے ساتھ اور صریح حدیث میں اسے منع فرمایا۔ تعزیہ داری ناجائز ہے وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از بریلی عقب کوتوالی مسئولہ شاہ محمد خاں ۲۴ رمضان المبارک ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سفر کے جانے کے کس قدر دن ہیں اور اگر کسی وجہ سے اوس روز نہ جانا ہو سکے تو اپنا اسباب اور خود بیرون شہر کر دینے سے سفر کا جانا مانا جائیگا یا نہیں اسباب باہر چھوڑ آوے اور خود شہر میں چلا آیا تو یہ سفر کی صورت ٹھیک ہے یا نہیں ورنہ جیسا حکم ہو اوس کا کاربند ہو جاؤں۔

الجواب:۔ ہر سفر کو جانے دوشنبہ پنجشنبہ شنبہ بہتر ہیں نہ ایسے کہ ان کی رعایت واجب ہو بلکہ حرج نہ ہو تو اولی ہے اور حرج ہو تو جس دن بھی ہو اللہ پر توکل کرے اور اسباب باہر چھوڑ کر خود شہر میں آجانا کسی طرح سفر کی حد میں نہیں آسکتا نہ ایسے ٹوٹکوں کی حاجت واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر جالندھر چوک حضرت امام ناصر الدین صاحب مرسلہ محمد امین صاحب ۲۷ رمضان المبارک ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بازاری عورت کے ہاتھ قیمتاً چیزیں فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب:- اوس کے ہاتھ کچھ بیچنا اوس کے زرحرام سے قیمت لینا حرام اوس کے یہاں کوئی اجرت کا کام کرکے اوس کے زرحرام سے اجرت لینا حرام لان الذی عندھن کالمغصوب کما فی الھندیۃ بغرضہا ہاں اگر اس کے سوا کوئی اور ذریعہ حلال بھی اوس کے پاس ہو اور لینے والے کو معلوم نہو کہ یہ قیمت یا اجرت کون سے مال سے ہے تو لینا جائز ہے جبکہ وہ چیز کہ بیچی بعینہٖ اوس سے اقامت معصیت نہو۔ جیسے مزامیر ورنہ بیچنا خود ہی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از سیملیہ علاقہ سیلانہ اسٹیشن نالی ضلع رتلام مالوہ ریلوے مرسلہ نور محمد ولد صدیق کھتری ۳۰ رمضان ۱۳۲۷ھ

مسلمانوں میں ایک قوم کھتری کی ہے جو رنگائی وغیرہ کا پیشہ کرتی ہیں اون کی قوم میں بائس گوٹ ہیں یعنی (فرقہ) اور ان میں باہم اتفاق تھا۔ لین دین کھانا پینا وغیرہ ہوتا تھا اب عرصہ پانچ چھ برس سے آپس میں تکرار فساد ہوکر باہم تنازع پیدا ہوا اور علیحدہ ہوگئے ایک فریق سترہ گوٹ والا اور دوسرا پانچ گوٹ والا اور اسی نام سے یہ مشہور ہیں ایک فریق سترا والے اور فریق ثانی دھڑے والے بنا رفساد یہ ہے کہ جب ان میں اتفاق تھا اوس وقت میں شادی غمی کا کھانا وہ اس طریق سے پکتا تھا جس کے گھر خوشی ہوتی تو جملہ پنچ اوس کے مکان پر جمع ہوتے ہیں اور دیگچی میں پانی بھر کر پنچوں کے بیچ میں رکھتے ہیں اور ایک برتن میں علیحدہ گڑ رکھتے ہیں پھر ایک آدمی ادھر پنچوں سے اجازت کھانا پکانے کے واسطے گڑ گلانے کی طلب کرتا اور کچی زبان میں کہتا ہے پنچا موکل یعنی پنچ اجازت گڑ گلانے کی دو تو اوس وقت پنچ جواب دیتے ہیں (بسم اللہ) یعنی اجازت دی گئی۔ اوس وقت پنچ گوٹ والے جن کا نام دھڑے والے ہے پانچ آدمی اوٹھکر ایک ایک ڈلی گڑ کی لیکر بسم اللہ کہکر اوس دیگچی میں ڈالدیتے ہیں۔ تب کام شروع ہوکر اختتام کو پہنچ جایا کرتا تھا۔ یہ رسم قدامت سے باپ دادا کی قائم تھی۔ سترا والوں کو حسد پیدا ہوا کہ دھڑے والے گڑ گلائیں جب کھانا پکے اور یہ اپنا حق جانتے ہیں کہ گڑ گلانا ہمارا کام ہے تو ہم کو ایسا کھانا منظور نہیں ہے ہم دھڑی والوں سے علیحدہ ہی اچھے ہیں اس سبب سے آپس میں دو فریق ایک سترا والے اور دوسرے دھڑے والے ہوگئے۔ دھڑے والوں نے تو اپنی رسم قدیم قائم رکھی کہ ہم بسم اللہ کے ساتھ اس کام کو کرتے ہیں کوئی شرک کفر نہیں کرتے علاوہ سترا والوں نے رسم قدیم چھوڑ کر نیا طریقہ یہ اختیار کیا کہ جس کے یہاں کھانا وغیرہ پکے تو مالک کھڑا ہوکر اجازت کھانا پکانے کی مانگ لیتا ہے اور وہ کھانا پکاکر کھالیتے ہیں۔ سترا والے کے کھانے کو دھڑے والے نہیں کھاتے اور دھڑے والوں کا سترا والے۔ اور یہی باعث نفاق ہے سترا والے کہتے ہیں کہ ہم رسمی کھانا نہیں کھاتے شریعت سے منع ہے اوس رسم کو چھوڑ کر اتنا ضرور ہوتا ہے کہ جس کے یہاں کام ہوتا ہے وہ پنچوں سے اجازت ضرور لیتا ہے۔ اگر اور طریقہ سے کھانا پکایا جائے گا تو سترا والے بھی نہیں کھائینگے ان دونوں فریق میں سے ایک شخص تنہا اپنے مکان سے نکلا۔ اوس کا یہ کہنا ہے کہ میں دونوں فریق کی رسم سے علیحدہ ہوں میں تو سنت رسول اللہ کے موافق سب کو دلوا کر کھانا پکوا کر جو صاحب کھائیں میں کھلاؤں اور اسی طریق میں بھی کھاؤں۔ اور بموجب شریعت عورت کو پردے میں رکھتا ہوں اور بیوپار بھی اس طور پر کرتا ہوں۔ کہ سود نہ لوں نہ دوں بموجب شریعت کے کرتا ہوں سترا والوں اور دھڑے والوں کی عورت باہر پھرتی ہیں پردہ نہیں ہے۔ میرے اس سنت رسول اللہ پر چلنے فریقین بیزار ہیں اس واسطے دریافت کیا جاتا ہے کہ جوابات علیحدہ علیحدہ مرحمت فرمایا جائے کہ سترا والوں کے لیے از روے شرع شریف کیا حکم ہے اور دھڑے والوں کے واسطے کیا حکم ہے اور اس بیچارے تنہا کا جو شریعت پر چل رہا ہے کیا حکم ہوتا ہے۔

الجواب:- حدیث میں ہے جو ایک درم سود کا دانستہ کھائے گویا اوس نے چھتیس بار اپنی ماں سے زنا کیا ایک درم تقریباً یہاں کے اٹھارہ پیسے کا ہوتا ہے تو فی دھیلا ایک بار ماں سے زنا ہوا میٹھو ہیں نری سخت مجبوری و ناچاری شرعی کے سوا سود دینا بھی ویسا ہی حرام ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور سود دینے والے اور سود کا کاغذ لکھنے والے اور اوس پر گواہیاں کرنے والوں سب پر لعنت فرمائی اور فرمایا وہ سب برابر ہیں ۲ عورتوں کا ہاستوں میں یوں بے پردہ پھرنا کہ سر کا کوئی بال یا گلے کا کچھ حصہ یا کلائی یا پنڈلی کا کھلا ہو یا کپڑے باریک ہوکہ بال وغیرہ اعضا مذکورہ میں سے کچھ چمکے (سینے یا پیٹ یا پیٹھ میں سے کچھ کھلا ہونا یا چمکنا تو اور بھی سخت ہے) یہ صورتیں حرام ہیں اور اون عورتوں کے شوہر اگر اس پر راضی یا ساکت ہیں یا بقدر قدرت بند وبست نہیں کرتے تو سب دیوث ہیں اور حدیث میں ہے دیوث پر جنت حرام ہے۔ یہ تینوں باتیں یا ان میں سے کوئی جس میں پائی جائے فاسق فاجر مستحق عذاب النار ہے۔ دھڑی والا ہو یا سترہ والا یا کوئی اور اگر ان باتوں کی ممانعت کے باعث اوس شخص تنہا سے بیزار ہیں تو اور اشد سے اشد گناہگار و سزاوار غضب جبار ہیں ان تین باتوں کا تو یہ جواب ہے رہا کھانے کا جھگڑا اوس میں سترہ والوں پر چار الزام ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ دھڑی والوں کا ایک قومی امتیاز جو قدیم سے چلا آتا تھا اوس پر حسد کیا اور حسد کار شیطان ہے۔ دوسرے یہ کہ اوس کے سبب جماعت میں تفرقہ کردی

بندھی گرہ کے دوگروہ مختلف کردئے کہ یہ اون کے یہاں نہ کھائیں وہ ان کے یہاں نہ کھائیں تیسرے یہ کردہ کھانا جسے قدیم سے ان کے باپ دادا اور یہ خود کھاتے آئے اوسے اب نفسانیت کے سبب شریعت سے حرام بتایا یہ سخت جرم ہے وہ کھانا نہ اوس رسم کے باعث شرعاً جب حرام تھا نہ اب ہے چوتھے یہ کہ خود ایک رسم نکالی اور اوس طرح کھانا نہ پکے تو نہ کھائیں گے۔ تو ان کے مونہہ خود ان کا کھانا شریعت سے حرام ہوا رسم کی پابندی اگرچہ عوام حد سے زیادہ کرتے ہیں مگر اوس کو شرعاً واجب نہیں جانتے رسم ہی سمجھتے ہیں تو جس رسم میں خود کوئی شرعی برائی نہو اوس میں قوم کی موافقت ہی کا حکم ہے اور اوس میں اختلاف ڈالکر نکو بننا شرعاً معیوب ہے یہ ایک الزام اس تنہا شخص پر بھی خاص اس بارے میں ہے حدیث میں ہے خالقوا الناس باخلاقھم دوسری والوں پر اس بارے میں کوئی الزام نہیں ہاں اگر کوئی شخص اوس گڑ کی رسم کو ضروری وحکم شرعی جانے تو وہ ضرور جھوٹا اور سخت اشد الزام کا مورد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر بریلی مسئولہ شوکت علی صاحب ۸ رشوال ۱۳۳۷ھ

کیا قول ہے علمائے حقانی کا مسئلہ ذیل میں کہ ناجائز روپیہ یعنی سود و شراب و رشوت وغیرہ اگر نیک کام مسجد مدرسہ چاہ نیاز فاتحہ عرس وغیرہ میں لگایا جائے تو جائز ہے یا نہیں اور جو شخص اوس مسجد میں نماز مدرسہ میں علم اور چاہ کا پانی اور فاتحہ عرس کا کھانا کھاوے تو جائز ہے یا نہیں اور اگر اوسی روپیہ کو خیرات کیا جائے اور امید ثواب رکھی جاوے تو کیا حکم ہے ایسے روپیہ کو کسی شرعی حیلہ سے جائز کر سکتے ہیں یا نہیں اور وہ حیلہ کیا ہے۔

الجواب:۔ حرام روپیہ کسی کام میں لگانا اصلا جائز نہیں نیک کام ہو یا اور۔ سوا اس کے کہ جس سے لیا اوسے واپس دے یا فقیروں پر تصدق کرے بغیر اس کے کوئی حیلہ اوس کے پاک کرنے کا نہیں اوسے خیرات کرکے جیسا پاک مال پر ثواب ملتا ہے اوس کی امید رکھے تو سخت حرام ہے بلکہ فقہانے کفر لکھا ہے ہاں وہ جو شرع نے حکم دیا کہ حقدار نہ ملے تو فقیر پر تصدق کردے اس حکم کو مانا تو اس پر ثواب کی امید کر سکتا ہے مسجد مدرسہ وغیرہ میں بعینہ روپیہ نہیں لگایا جاتا بلکہ اوس سے اشیا خریدتے ہیں خریداری میں اگر یہ نہوا ہو کہ زر حرام دکھا کر کہا اس کے بدلے فلاں چیز دے اوس نے دی اسے قیمت میں زر حرام دیا تو جو چیز خریدی وہ خبیث نہیں ہوتی اس صورت میں فاتحہ و عرس کا کھانا جائز ہے اور اکثر یہی صورت ہوتی ہے مسجد میں نماز مدرسہ میں تحصیل علم جائز ہے اور کنوئیں کا پانی تو ہر طرح جائز ہے اگرچہ اوس میں وہ نادر صورت پائی گئی ہو کہ خباثت آئی تو اینٹوں مسالے میں نہ کہ زمین کے پانی میں۔ وھو تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بہیرہ ضلع شاہ پور محلہ پراچگان مسئولہ محمد رحیم پراچہ بابلی ۸ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ (۱) شہد کا اوتارنا شرعاً جائز ہے یا ممنوع (۲) اگر جائز ہے تو شرعاً کچھ بیت النحل میں چھوڑنا لابدی ہے یا نہ (۳) کسی امر کے ثبوت یا عدم ثبوت پر مسلمین عاقلین کا طرفین سے شرط مالی لگانا حلال ہے یا حرام (۴) طرفین سے ایک کا دعوی ثابت ہو جانے پر مطابق شرط دوسرے کی طرف آیا ہوا مال کھانا حلال ہے یا حرام (۵) ایک متقی عالم دین کا شرط کو حرام کہکر پھر اسی شرط کے مال سے کھالینا کیا حکم رکھتا ہے (۶) جس مال پر شرط لگائی گئی ہو اوس کے استعمال کرنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ بینوا اجرکم اللہ

الجواب:۔ (۱) و (۲) شہد کا اتارنا بلاشبہ جائز ہے قال اللہ تعالیٰ یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس اور بیت النحل میں اوس کا کچھ حصہ چھوڑنا ضرور نہیں کہ وہ اون کی غذا نہیں اون کی غذا پھل پھول ہیں قال تعالیٰ ثم کلی من کل الثمرات شہد تمام دکمال ہمارے لئے ہے قال تعالیٰ خلق لکم ما فی الارض جمیعا (۳) طرفین سے شرط بدنا حرام ہے تنویر الابصار میں ہے حل الجعل ان شرط المال من جانب واحد وحرم لو شرط من الجانبین (۴) جب طرفین سے شرط بدی گئی تو جو جیتے اوسے مال لینا اور کھانا اور ہارنیوالے کو اوسے مال دینا سب حرام لانہ خبیث حصل بسبب خبیث (۵) اگر وہ عالم خود ایک فریق تھا تو متقی کب ہوا حرام کار ہے اور اوسے کھائے تو حرام خوار ہے اور اگر یہ کسی فریق میں نہ تھا اور جیتنے والے نے مال لیکر اسے دیا جب بھی حرام ہے کہ وہ مال مغصوب ہے جن سے لیا تھا فرض ہے کہ اونھیں پھیر کردے نہ کہ دوسرے کو اور اگر جیتنے والے نے مال لیا اور ہارنے والے کی اجازت سے عالم کو دیا تو عالم کے لیے حلال ہے کہ باجازت مالک ہے (۶) اس کا حکم بیان سابق سے واضح ہے جیتنے والے کو حرام اور ثالث کو بھی بلا اجازت مالک حرام ان دونوں صورتوں میں وہ فاسق ہے اور اوس کے پیچھے نماز مکروہ اور باجازت مالک حلال ہے اور امامت میں مخل نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ازآگرہ سید باڑہ عالم گنج مرسلہ تاج محمد صاحب ۱۱ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) زید شخص تارک صوم و صلاۃ غاصب سخت جابر وظالم زبردست قابو یافتہ ہے وہ چاہے جس کا مال جبراً خرید لیتا ہے اور پورا روپیہ نہیں دیتا ہے ہزار ہا روپیہ لوگوں کا مار رکھا ہے عام لوگ نالاں ہیں اور سخت ظلم یہ ہے کہ جن بندگان خدا کو اپنی مرضی کے خلاف پاتا ہے تو اپنے میل کے دس پانچ اشخاص جمع کرکے جاہے جس کا کاروبار بازار نکاح شادی برادری سے خارج کرکے سب بند کردیتا ہے کہ جو باعث اشد ایذا رسانی وآبروریزی بدنامی تنگی گرسنگی ہتک حرمت کا ہوتا ہے چونکہ جس شخص کا جو پیشہ ہوتا وہ اپنے گزر اوقات اوس پیشہ سے کرتا ہے جب پیشہ بند ہوجاتا ہے تو وہ مظلوم مع اپنے متعلقین کے فاقہ کشی کرکے تباہ و برباد ہوجاتا ہے حالانکہ تمام برادری کے لوگ اوس سے نالاں ہیں لیکن بخوف دم نہیں مارتے خاموش ہیں اس لئے سوال یہ ہے (۱) کہ ایسا شخص ظالم جابر جہول بحکم خدا و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کس کس سزا کا سزاوار ہے (۲) یہ کہ جابر ظالم کے مددگاران کہ جن کے زور سے ظلم ظالم کرتا ہے کس کس حکم کے لائق ہیں (۳) دیگر اہل برادری ایمان داران کو ظالم جابر کا ناحق ماننا چاہئے یا اوس کا حکم بجرم زنا و شراب خواری و جبر وظلم کے اوس کو برادری اسلام سے خارج کرنا اور اوس سے سلام میل جول خورد نوش لین دین ترک کرنا واجب تھا یا کیا اور اوس کے ساتھی و مددگاران کو ظالم سے توبہ کرکے حقارت واجب ہے یا کیا (۴) جو لوگ فتوٰی سنکر عمل نہ کریں ضد و ہٹ کریں مظلوم کی دادرسی نہ کریں حکم ظالم کو خدا و رسول پر ترجیح دیں اون کے واسطے کیا حکم ہے۔

الجواب

(۱) جس شخص میں امور مذکورہ سوال ہوں وہ مستحق عذاب نار و غضب جبار و لعنت پروردگار ہے والعیاذ باللہ تعالٰی وہ اللہ و رسول کو ایذا دیتا ہے اور اللہ و رسول کا ایذا دینے والا فلاح نہیں پاتا اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنٰت ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم ولھم عذاب الحریق بیشک جن لوگوں نے مسلمان مردوں عورتوں کو فتنے میں ڈالا پھر توبہ نہ کی اون کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے آگ کا عذاب۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من اذٰی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ جس نے ناحق کسی مسلمان کو ایذا دی بیشک اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی بیشک اوس نے اللہ عزوجل کو ایذا دی اللہ عزوجل فرماتا ہے الا لعنۃ اللہ علی الظٰلمین ۰ سنتا ہے اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الظلم ظلمات یوم القیمۃ ظلم اندھیریاں ہے قیامت کے دن واللہ تعالٰی اعلم۔ (۲) ظالم کے مددگار ظالم ہیں اور اوس سے بڑھ کر عذاب و غضب و لعنت کے سزاوار اللہ عزوجل فرماتا ہے لا تعاونوا علی الاثم والعدوان تم پر حرام ہے کہ گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من مشٰی مع ظالم لیعینہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام جو دیدہ و دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اوسے مدد دینے چلا وہ اسلام سے نکل گیا رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر والضیا فی صحیح المختارۃ عن اوس بن شرجبیل رضی اللہ تعالٰی عنہ واللہ تعالٰی اعلم (۳) ہاں مددگاروں پر فرض ہے کہ توبہ کریں اور اوس کی مدد سے جدا ہوں اللہ عزوجل قرآن کریم میں کسی مسلمان کے ساتھ مسخرگی کرنے اوس پر طعن کرنے اوس کا برا لقب رکھنے سے منع کرکے فرماتا ومن لم یتب فاولئک ھم الظٰلمون ۰ جو ان باتوں سے توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں ان باتوں کو افعال مذکورہ سوال سے کیا نسبت جو ان میں مدد سے توبہ نہ کریں کیسے سخت درجے کے ظالم ہوں گے۔ اہل برادری یا کسی مسلمان کو ظالم کا حکم اوس کے ظلموں میں ماننا جائز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا طاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی اللہ تعالٰی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں اور ظالم باز نہ آئے تو مسلمانوں کو چاہئے اوسے برادری سے نکال دیں اوس سے میل جول چھوڑ دیں اوس کے پاس نہ بیٹھیں کہ اوس کی

آگ انہیں بھی نہ پھونک دے اور فرماتا ہے تبارک تعالیٰ وامّا ینسینّک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین ٭ اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) جو مظلوم کی دادرسی پر قادر ہو اور نہ کرے اوس کے لئے ذلت کا عذاب ہے حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من اغتیب عندہ اخوہ المسلم فلم ینصرہ وھو یستطیع نصرہ اذلہ اللہ تعالیٰ فی الدنیا والآخرۃ جس کے سامنے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور یہ اوس کی مدد پر قادر ہو اور نہ کرے اللہ تعالیٰ اوسے دنیا و آخرت دونوں میں ذلیل کریگا۔ رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ وابن عدی فی الکامل عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور حکم سنکر گناہ پر ہٹ کرنا استحقاق عذاب نار ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جہنم ولبئس المھاد ٭ جب اوس سے کہا جائے اللہ سے ڈر تو اوسے گناہ کی ضد چڑھے ایسے کو جہنم کافی ہے اور کیا برا ٹھکانا۔ ابلیس کی پیروی سے حکم خدا ورسول پر نہ چلنا اور ظالم کے حکم پر چلنا گناہ ہے کبیرہ ہے استحقاق جہنم ہے مگر کوئی مسلمان کیسا ہی فاسق فاجر ہو یہ خیال نہیں کرتا کہ اللہ ورسول کے حکم پر اس کے حکم کو ترجیح ہے ایسا سمجھے تو آپ ہی کا فر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:- از جیبیوالا ضلع بجنور تحصیل دھامپور مرسلہ منظور احمد صاحب ۱۱ر شوال ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانے اور اون پر ملیدے چڑھانے اور ایسی مجلسیں کرنا کہ جس میں اہلبیت کی فضیحت اور رسوائی ہو اور نتیجہ یہ ہو کہ اون کو سجدے کئے جاویں اور منتیں اون سے مانگی جاویں یہ فعل یا اس فعل میں شرکت کرنے والے کیسے ہیں جائز ہیں یا ناجائز حالانکہ مسئلہ اصول کا ہے کہ فعل مستحب جب کسی لوازم کیوجہ سے وہ اپنے درجہ کو چھوڑ کر واجب یا فرضیت میں آجاوے تو اوسوقت اوس کا ترک مستحب ہے تو اب بنا بر اصول کہ یہ مسائل مذکورہ بالا جائز ہیں یا نہیں نقصان ہے مدلل تحریر کیجئے۔

الجواب:- تعزیہ ناجائز ہے اور ایسی مجلس جس میں معاذ اللہ توہین اہلبیت کرام ہو قطعاً حرام اور اون میں شرکت ناجائز وحرام واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از شہر بریلی مسئولہ شوکت علی صاحب ۱۲ر شوال ۳۷ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا کہ ملازمت چونگی کی جائز ہے یا نہیں اور حاکم وقت کو اس کا روپیہ تحصیلنا جائز ہے یا نہیں یہ روپیہ رعایا سے تحصیل کر رعایا ہی کی آسایش کے واسطے روشنی سڑک وغیرہ کے کام میں لگا دیتے ہیں اور چونگی کا محصول چرانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- نیک نیت سے چونگی کی نوکری تحصیل وصول کی جائز ہے نص علیہ فی الدر وغیرہ من الاسفار الغر۔ چوری یعنی دوسرے کا مال معصوم بے اوس کے اذن کے اوس سے چھپا کر ناحق لینا کسی کو بھی جائز نہیں اور نوکر کا خلاف قرارداد کرنا غدر ہے اور غدر مطلقاً حرام ہے نیز کسی قانونی جرم کا ارتکاب کرکے اپنے آپکو بلا وجہ ذلت وبلا کے لئے پیش کرنا شرعاً بھی جرم ہے کما استفید من القرآن المجید والحدیث رہا یہ کہ حکام وقت کو اس کا تحصیلنا شرعاً کیسا ہے نہ حکام کو اس سے بحث ہے نہ سائل حاکم واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:- از شہر کہنہ بریلی مسئولہ سید گوہر علی حسین قائم مقام معتمد انجمن خادم المسلمین بریلی ۴ر ذیقعدہ ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اردو اخبار کی ردی بازاری دوکانداروں کے ہاتھ فروخت کیجاوے یا نہیں کیونکہ عموماً اسلامی اخبارات وہندو اخبارات ودیگر صحائف میں اسلامی معاملات پر روشنی ڈالی جاتی ہے اور آیات واحادیث واسمائے مقدسہ کا اندراج ہوتا ہے چونکہ فی الحال انجمن خادم المسلمین بریلی کے دار المطالعہ میں انگریزی اور اردو اخبارات کی ردی موجود ہے لہذا ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ استفتا حاصل کیا جاوے۔

الجواب:- جبکہ ان میں آیت یا حدیث یا اسمائے معظمہ یا مسائل فقہ ہوں تو جائز نہیں ورنہ حرج نہیں اون اوراق کو دیکھ کر اشیائے مذکورہ اون میں سے علیحدہ کرلیں پھر بیچ سکتے ہیں عالمگیری میں ہے لایجوز لف شیئ فی کاغذ فیہ مکتوب من الفقہ وفی الکلام الاولی ان لایفعل وفی کتب الطب یجوز ولو کان فیہ اسم اللہ تعالیٰ او اسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یجوز محوہ لیلف فیہ شیئ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از شہر بریلی مسئولہ ننھے میاں صاحب ۲۴ر ذیقعدہ ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی عورت بسبب ناداری کے ایک معتبر جگہ پر ملازم ہے اور زید اور اوس کی عورت شریف القوم ہے

کپڑا اس طرح پر نہیں استعمال کیا جاتا کہ جس سے ستر کو نقصان پہنچے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نماز زید کے پیچھے نہیں پڑھنا چاہئے کہ کوئی عورت غیر محرم کے یہاں بے پردہ رہتی ہے اگر وجہ زید ملازمت نہ کرے تو صرف تنخواہ زید کافی بسر اوقات کو نہیں ہو سکتی ہے۔

الجواب: یہاں پانچ شرطیں ہیں (۱) کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصہ چمکے (۲) کپڑے تنگ و چست نہ ہوں جو بدن کی ہیأت ظاہر کریں (۳) بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہوتا ہو (۴) کبھی نامحرم کے ساتھ کسی خفیف دیر کے لئے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو (۵) اوس کے وہاں رہنے یا باہر آنے جانے میں کوئی مظنہ فتنہ نہ ہو یہ پانچوں شرطیں اگر جمع ہیں تو حرج نہیں اور ان میں ایک بھی کم ہے تو حرام۔ پھر اگر زید اوس پر راضی ہے یا بقدر قدرت بند و بست نہیں کرتا تو ضرور اوس پر بھی الزام ورنہ نہیں قال تعالیٰ لا تزر وازرۃ وزر اخری۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از شہر محلہ ذخیرہ مسئولہ شیخ شوکت علی صاحب فاروقی ۱۲ ذالحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں مسجد کے اندر سوال کرنا اپنے یا غیر کے واسطے اور سائل کو دینا اوس کے یا غیر کے واسطے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جو مسجد میں غل مچادیتے ہیں نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالتے ہیں لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے صفوں میں پھرتے ہیں مطلقاً حرام ہے اپنے لئے مانگیں خواہ دوسرے کے لیے حدیث میں ہے۔ جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم ورفع اصواتکم مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور بلند آواز سے بچاؤ رواہ ابن ماجۃ عن واثلۃ بن الاسقع وعبد الرزاق عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث میں ہے من تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ اتخذ جسرا الی جہنم جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اوس نے جہنم تک پہنچنے کا اپنے لیے پل بنایا رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اگر یہ باتیں نہ ہوں جب بھی اپنے لیے مسجد میں بھیک مانگنا منع ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سمع رجلا ینشد فی المسجد ضالۃ فلیقل لا ردہا اللہ الیک فان المساجد لم تبن لہذا جو کسی کو مسجد میں اپنی گمی چیز دریافت کرتے سنے اوس سے کہے اللہ تجھے وہ چیز نہ ملائے مسجدیں اسلئے نہیں رواہ احمد ومسلم وابن ماجۃ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اتنی بات منع ہے تو بھیک مانگنی خصوصاً اکثر بلاضرورت بطور پیشہ کے خود ہی حرام ہے کیونکر جائز ہو سکتی ہے و لہٰذا ائمہ دین نے فرمایا ہے جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ ستر پیسے راہ خدا میں اور دے کہ اوس پیسہ کے گناہ کا کفارہ ہوں اور دوسرے محتاج کے لیے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کے لیے چندہ کرنا جس میں نہ غل شور ہو نہ گردن پھلانگنا نہ کسی کی نماز میں خلل یہ بلاشبہ جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے اور بے سوال کسی محتاج کو دینا بہت خوب اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ثابت ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از مراد آباد مرسلہ مولوی محمد عبد الباری صاحب ۲ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) اگر کوئی شخص کسی حنفی سنی رضائی قادری کو لھیڑا کہے جو تصغیر لھی کی ہے مراد اس کا ہے تو ایسے شخص کا شرع شریف کے موافق کیا حکم ہے حنفی رضائی مذکور در حقیقت ان الفاظ کا محل نہیں تو یہ لفظ اوسے کہنے والے پر عائد ہوں گے یا نہیں اگر نہ ہوں گے تو کہاں جائیں گے (۲) ایسا شخص جو ایسے بے جا الزام سنی رضائی پر لگائے اور اوس کا اکل بھی حلال نہیں بلکہ کھلا ہوا مشتبہ اور حرام ہے تو اوس کا قول فعل شرع کے احکام میں کہاں تک معتبر ہو سکتا ہے (۳) یہی شخص کسی مسلمان سے بلا سخت کلامی و دشنام کے گفتگو نہیں کرتا اور کہتا ہے مسجد کے لوٹوں میں جو پانی بچتا ہے وہ قطعی ناپاک ہے یہاں تک کہ اوس پانی کو دوسرے برتن وغیرہ میں ڈالو گے تو وہ برتن بھی نجس ہو جائے گا اور مسجد میں اوس کے فرش یا بوریے پر کبھی نماز نہیں پڑھتا بلکہ اپنے خاص کپڑے پر جس پر چند اور کپڑے ہیں نماز پڑھتا ہے اس قسم کے عادات نماز میں کہاں تک ناجائز ہیں۔

الجواب:- سنی مسلمان کو لھیڑا کہنا فسق ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سباب المسلم فسوق مسلمان کو بلا وجہ شرعی بُرا کہنا فسق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ہم الظلمون مسلمانو آپس میں ایک دوسرے کو بُرے لقب سے یاد نہ کرو ایمان کے بعد فسق کیا ہی بُرا نام ہے اور جو توبہ نہ کرے وہی لوگ ظالم ہیں آیہ کریمہ بتا رہی ہے کہ تم نے مثلاً سنی مسلمان کا لقب لھیڑا رکھا وہ تو تمہارے کہنے سے لھیڑا نہ ہو جائے گا مگر تمہارا نام بدل گیا مومن سے فاسق ہو گیا کتنی بُری تبدیل ہے اور جو توبہ نہ کرے وہی ظالم واللہ تعالیٰ اعلم (۲) ایسا شخص اگر اکل حلال بھی کھاتا ہو جب بھی اوس کا قول فعل شرع میں معتبر نہیں نہ کہ جبکہ اکل حرام کا بھی طرہ ہو واللہ تعالیٰ اعلم (۳) مسلمان سے سخت کلامی و دشنام کا حکم جواب اول میں گذرا مسجد کے لوٹوں کا پانی ناپاک بتانا باطل ہے اپنا مصلے

خاص بنظر احتیاط رکھنے میں حرج نہیں بلکہ درمختار میں اسے افضل بتایا یہ جبکہ مسجد کی چٹائیوں کو اپنی وہم پرستی سے ناپاک نہ جانے اور عام مسلمانوں کو کہ ان پر نماز پڑھتے ہیں خطا پر یا اپنے سے کم احتیاط و حقیر نہ سمجھے ورنہ وہی حقیر اور پنجۂ شیطان کا اسیر ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از ایگت پوری ضلع ناسک مرسلہ سعید الدین صاحب ۱۱ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طوائف نے اپنی ناپاک کمائی حرام کاری کے روپیہ سے ایک مکان خرید کیا اور اس کو بنام چند اشخاص مسجد کر کے لکھ دیا کہ اس مکان کی آمدنی مسجد کے اصراف میں خرچ کی جائے اور انکو اس کا اختیار بیع و رہن حاصل نہیں کیا ایسے مکان کی آمدنی اصراف اخراجات مسجد میں صرف کرنا درست و جائز ہے بینوا توجروا

الجواب:- ایسی اشیاء اکثر قرض سے خرید تے ہیں جب تو ظاہر کردہ مال حلال ہے ورنہ عام خریداریوں میں عقد و نقد مال حرام پر جمع نہیں ہوتا یعنی یہ نہیں ہوتا کہ حرام روپیہ دکھا کر کہیں اس کے عوض دیدو پھر وہی روپیہ قیمت میں دیدیا ایسی صورت میں بھی روپے کی خباثت اس شے میں سرایت نہیں کرتی۔ کما ھو مذھب الامام الکرخی المفتی بہ ان صورتوں میں اس مکان کی آمدنی مسجد میں صرف ہوسکتی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از مقام گونڈل علاقہ کاٹھیاوار مرسلہ قاضی قاسم میاں ۱۱ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تواریخ حبیب الہ صہ۹۲ میں بحوالہ مشکوٰۃ شریف بروایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک قصہ نوجوان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ارشاد فرمایا کہ مکانوں میں ایک قسم کے سانپ ہوتے ہیں کہ عوامر کہلاتے ہیں جب سانپ مکان میں نمود ہو تو دیکھتے ہی نہ مار ڈالو تین دن اوسے کہدو کہ پھر نہ نکلیو پھر اگر وہ دکھائی دے تو اوسے مار ڈالو۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اس طرح کہکر کیا سانپ کو چھوڑ دیا جائے یا مار ڈالنا چاہئے کیا جن بھی سانپ کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں اور ان کی کچھ نشانی بھی ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ حکم حدیث میں مدینہ طیبہ کے لیے تھا اور جگہ اس کی حاجت نہیں کما حققہ الامام الطحاوی فی شرح معانی الآثار واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از شہر بریلی محلہ جامع مسجد مسئولہ عبد الرحمٰن صاحب ۱۱ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین کے مزاروں پر کسی اپنے مدعا کے حصول بحکم خداوند کریم چادر کا چڑھانا یا کسی پارچے یا پھول کا مع نعت خوانی مزار موصوف یا آثار راہ یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں (۲) چادر پھول میں سے لڑ توڑ کر یا بناکر اوس وقت میلاد شریف پڑھنے والوں کے گلے میں ڈالدینا درست ہے یا نہیں

الجواب:- (۱) جائز ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو واللہ تعالیٰ اعلم (۲) جائز ہے جبکہ باذن مالک ہو واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی حبیب اللہ صاحب بنگالی ۱۴ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی کافر ایک برتن میں کھانا کھاوے اور برتن میں کچھ کھانا باقی رہے تو باقی کھانا مسلمان نے کھاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ پر کہ فرماتے ہیں نیم خوردۂ سگ ہم سگ راشاید نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بشروا ولا تنفروا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از لکھنؤ کارلٹن ہوٹل بتوسط عبد المجید خانصاحب مرسلہ ننھے موٹر ڈرائیور ۱۵ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر علماء یا مولوی صاحب کسی حاجتمند کو خالصاً للہ کوئی تعویذ یا نقش دیدیتے ہیں اور اس سے بفضلہ تعالیٰ نفع ہوجاتا ہے تو اس پر اعتقاد واجب ہے یا نہیں ایک صاحب فرماتے ہیں کہ تعویذ وغیرہ کا ثبوت کہیں قرآن شریف یا حدیث شریف سے نہیں ہے واللہ اعلم یہ کہاں تک صحیح ہے اس لیے حضور کو تکلیف دیگئی کہ حضور تحریر فرماویں کہ آیا اوس شخص کے مطابق عمل کیا جاوے یا نہیں۔

الجواب:- تعویذات بے شک احادیث اور ائمہ قدیم و حدیث سے ثابت اور اس کی تفصیل ہمارے فتاوی افریقہ میں ہے تعویذات اسماء الٰہی

وکلام الٰہی وذکر الٰہی سے ہوتے ہیں ان میں اثر نہ ماننے کا جواب وہی بہتر ہے جو حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ العزیز نے ایک ملحد کو دیا جس نے تعویذ کے اثر میں کلام کیا حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا تو عجب گدھا ہے وہ دنیوی بڑا معزز تھا یہ لفظ سنتے ہی اوس کا چہرہ سرخ ہوگیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں اور بدن غیظ سے کانپنے لگا اور حضرت سے اس فرمانے کا شاکی ہوا فرمایا میں نے تو تمہارے سوال کا جواب دیا ہے گدھے کے نام کا اثر تم نے مشاہدہ کرلیا کہ تمہارے اتنے بڑے جسم کی کیا حالت کردی لیکن مولیٰ عزوجل کے نام پاک میں اثر سے منکر ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از شہر بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی رمضان علی صاحب بنگالی ۱۵ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کچھ لوگ ایک مسجد میں سنتیں پڑھ رہے ہیں کچھ لوگ تسبیح تہلیل کررہے ہیں اور کچھ لوگ تلاوت کلام اللہ شریف کررہے ہیں اور کچھ لوگ یوں ہی بیٹھے ہوئے ہیں تو ایسی حالت اگر کوئی شخص اس حالت میں انھیں سلام کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: اگر کچھ لوگ خالی بیٹھے ہوں اون کو سلام کرسکتا ہے اور جو لوگ نماز یا تلاوت یا ذکر میں ہیں اونکو سلام کرنا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب ۱۶ر صفر ۳۸ھ

چہ می فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ بوزینہ را در خانہ خود پرورش کردن مکروہ ہست یا نہ

الجواب: بلے زیراکہ او از فسقہ است واز وے جز ایذا انیا یدو اگر بارے مسخر خواہد چنانکہ قلندران می کنند این خود حرامست کمافی الدر المختار

مسئلہ: از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی رحیم بخش صاحب بنگالی ۱۶ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مخمل کا کپڑا مرد کے لیے پہننا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: جس مخمل پر ریشم کا رواں پورا بچھا ہوا ہوتا ہے اوس کا پہننا مرد کو جائز نہیں ورنہ جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی رحیم بخش صاحب بنگالی ۱۶ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد نماز کے اکثر آدمی ایک جگہ بیٹھکر ذکر جلی کرتے ہیں اور سب پر حالت وجد طاری ہوگئی اپنے جسم تک کا خیال باقی نہیں رہا ایک دوسرے پر گر پڑتے ہیں کیا اس طرح کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں اگر ذکر جائز ہو تو کس طرح جائز ہو بینوا توجروا۔

الجواب: اگر بناوٹ ہے حرام اور سخت حرام ہے اور واقعی بے اختیاری ہے تو مواخذہ نہیں۔ ذکر اس طرح ہو کہ نہ ریا ہو نہ کسی کو ایذا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از بلرامپور ضلع گونڈہ محلہ پورنیا تالاب متصل یتیم خانہ مرسلہ نذر محمد آتشباز ۱۷ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شراب خوروں اور جنڈو بازوں اور غیر مقلدوں کی طرفداری کرنا اور ان کا ساتھ دینا برابر نشست و برخاست رکھنا کیسا ہے کچھ گناہ ہے یا نہیں۔

الجواب: غیر مقلدوں کا ساتھ اور اون کی طرفداری کرنا گمراہی و بددینی ہے اور شراب خواروں اور جانڈو بازوں کی طرفداری اگر اون کے اس گناہ میں ہے تو سخت عظیم کبیرہ ورنہ بیجا و بد قال اللہ تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از ۲۳ر صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہ جو مشہور ہے کہ گھر اور گھوڑا اور عورت منحوس ہوتے ہیں اس کی کیا اصل ہے

الجواب: یہ سب محض باطل و مردود خیالات ہندوؤں کے ہیں شریعت مطہرہ میں ان کی کوئی اصل نہیں شرعاً گھر کی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو ہمسائے برے ہوں گھوڑے کی نحوست یہ کہ شریر ہو بد لگام بدرکاب ہو عورت کی نحوست یہ کہ بدزبان ہو بدرویہ ہو باقی وہ خیال کہ عورت کے پیرے سے یہ ہوا فلاں کے پیرے سے یہ۔ یہ سب باطل اور کافروں کے خیال ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از شہر کانپور محلہ موتی محال بردوکان محمد خاں عبداللہ خاں سوداگران مرسلہ امیر الدین شاہ ۲۴ر صفر ۳۸ھ

جناب پیر مرشد روشن ضمیر مولوی احمد رضا خاں صاحب سلام علیکم بعد آداب گزارش خدمت شریف میں یہ ہے کہ میں نے آپ کا نام سنا ہے اور لوگوں کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بہت بڑے بزرگ ہیں مگر جب میرا کام آپ سے ہو جاوے تو میں سمجھوں پیر وہی ہے جو میرے میرا پردہ آپ اٹھا سکتے ہیں۔

یا نہیں عمل بات کا جھگڑا ہے اور میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے در کا خادم ہوں صرف بات چیت کرنا چاہتا ہوں جن اور ملائکہ سے پھر میں آپکا بیعت بھی ہو جاؤں گا۔

الجواب:۔ ملئکہ سے ملاقات اور کلام کے لیے ولایت درکار اور ولایت کسبی نہیں محض عطائی ہے ہاں کوشش اور مجاہدہ کرنیوالے کو اپنی راہ دکھاتے ہیں۔ جنوں سے مکالمہ کی خواہش اور مصاحبت کی تمنا اصلا خیر نہیں کم سے کم جو اس کا ضرر ہے یہ کہ آدمی متکبر ہو جاتا ہے جیسا حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ نے تصریح فرمائی اور قرآن عظیم میں ہے کہ متکبروں کا ٹھکانا جہنم والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از جاورہ مرسلہ محمد صاحب علی صاحب امام مسجد چھیپیان ۲۷ صفر ۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص تعزیہ کو ثواب و عبادت جان کر خود بنائے یا اور لوگوں کو بنانے کی ترغیب دے اور تعزیہ دیکھکر تعظیماً کھڑا ہو جائے اور اوس پر فاتحہ پڑھے اور تعزیہ کے ساتھ ننگے پیر تعظیماً چلے اور مرثیہ بھی پڑھوا تا جائے شاہ مولانا عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے فتاوی کی جلد اول میں لکھا ہے کہ بدعت کو عبادت سمجھ کر کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اس پر ابن ماجہ کی ایک حدیث دلیل لائے ہیں اوس کا مضمون یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدعتی اسلام سے ایسا صاف نکل جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال صاف۔ تو شاہ صاحب کے قول خارج از اسلام کا کیا مطلب ہے یعنی ایسا شخص کافر و مرتد ہے یا گمراہ و رافضی ہے بہر نوع ایسے شخص کا ذبح کیا ہوا جانور حرام یا حلال ایسے شخص کے نماز جنازہ درست ہے یا نہیں جو لوگ ایسے تعزیہ پرست کے مرید ہوں اون کا کیا حکم ہے ایسے تعزیہ پرست اور بت پرست میں کیا فرق ہے ایسے تعزیہ پرست پر لعنت آئی ہے یا نہیں کیا بزرگان چشت سے کسی بزرگ نے تعزیہ بنایا یا بنوایا یا تعظیم دی ہے بینوا توجروا۔

الجواب:۔ تعزیہ ضرور ناجائز و بدعت ہے مگر جاننا کفر نہیں کرنماز جنازہ ناجائز یا ذبیحہ مردار یا بت پرستوں میں شمار ہو افراط و تفریط دونوں مذموم ہیں یہ حدیث ابن ماجہ قطع نظر اس سے کہ شدید الضعف ہے اپنے امثال کی طرح اسلام کامل سے مأول یا بدعت مکفرہ پر محمول ورنہ ہر بدعت سیئہ کفر ہو جبکہ اوس کا صاحب استحسان کرے اور یہی غالب ہے اور بدعت عقیدہ تو مطلقاً کفر ہو جانا لازم کہ اوس کی تعریف ہی یہ ہے کہ ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وجعل دینا قویما وصراطا مستقیما کما فی البحر الرائق حالانکہ باجماع امت بعض بدمذہبیاں کفر نہیں فتاوی خلاصہ و فتح القدیر و عالمگیریہ وغیرہا میں ہے۔ الروافض ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر خلاصہ و نیز میں ہے اذا قال اللہ تعالٰی جسم لا کالاجسام فھو مبتدع نیز انہا میں ہے وجملۃ ان من کان من اھل قبلتنا ولم یغل فی ھواہ حتی لم یحکم بکونہ کافرا یجوز الصلاۃ خلفہ وغیرہ ہزارہا مسائل متواترہ اسی تفصیل پر دال ہیں تو حکم مطلق کیسے صحیح ہو سکتا ہے ہاں افعال مذکورہ سوال کا مرتکب قابل بیعت نہیں کہ شرائط پیر سے اوسکا سنی صحیح العقیدہ غیر فاسق معلن ہونا ہے اور لعنت بہت سخت چیز ہے ہر مسلمان کو اوس سے بچایا جائے بلکہ معین کافر پر بھی لعنت جائز نہیں جب تک اوس کا کفر پر مرنا قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از دھوراجی متصل ناریل مسجد مرسلہ احمد علی جامٹریا ۳ ربیع الاول شریف ۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں ملک کاٹھیاواڑ میں تعلیم کی حالت بہت خراب ہونے کی وجہ سے مختلف شہروں کے مسلمانوں نے ملکر ایک رائے ہو کر ہر شہر کا ایک ایک دو دو شخص منتخب کرکے کل ۹۵ ممبروں کی کمیٹی مقام راجکوٹ قائم کی ہے جس کا نام مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن رکھا ہے جس میں سنت جماعت ممبر ۹۴ اور ایک خوجہ اس ایجوکیشنل ایسوسی ایشن کی طرف سے ہر سال کسی ایک بڑے شہر میں جلسہ عام مسلمانوں کا منعقد ہوتا ہے جس میں ہر خاص و عام آسکتا ہے اور جس میں مسلمانوں کی ترقی کے ریزولیوشن پاس ہوتے ہیں اور اسٹیٹ اور گورنمنٹ کے پاس سے حق مانگے جاتے ہیں اور ہر شہر میں مسلمانوں کی طرف سے جو مدرسے جاری ہیں اون کے کورس ایک کرنے میں اور دینی اور دنیاوی تعلیم کا ترقی کرنے میں کوشش کی جاتی ہے فی الحال ایک انسپکٹر ایسوسی ایشن کی طرف سے مقرر ہے جو کہ ہر مدرسہ میں جاکر تعلیم کی جانچ کرتا ہے اور ایک بورڈنگ بھی اس سال مسلمانوں کے واسطے ایسوسی ایشن نے تیار کی ہے اور ایسوسی ایشن کا تعلق ہندوستان میں کسی اور شہر سے نہیں ہے ان کے سالانہ جلسے میں ہم اہلسنت والجماعت شریک

ہوسکتے ہیں یا نہیں اور ایسوسی ایشن کمیٹی کے ممبر بھی ہوسکتے ہیں یا نہیں ہمارے ائمہ دین شرح تفصیل کے ساتھ بیان فرماکر احقر کو مشرف فرمادیں۔
نوٹ ہمارے یہاں خوجہ آغا خانی یا خارجی یا سید ناکو کہتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: خوجہ کو اسلامی جلسہ کا رکن بنانا حرام اور مخالفت شارع علیہ الصلوۃ والسلام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الآیات ان کنتم تعقلون ھا انتم اولاء تحبونھم ولا یحبونکم وتؤمنون بالکتب کلہ واذا لقوکم قالوا آمنا واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور۔
اے ایمان والو غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری نقصان رسانی میں کمی نہ کرینگے وہ جی سے چاہتے ہیں کہ تم مشقت میں پڑو بیر ان کے مونھوں سے ظاہر ہوچکا اور وہ جو ان کے سینوں میں دبا ہے اور بھی بڑا ہے ہم نے تمہارے سامنے نشانیاں کھولدیں اگر تم میں عقل ہے اے یہ جو تم ہو تم تو ان سے محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں کرتے حالانکہ پورے قرآن پر ایمان لائے اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو تم پر انگلیاں چباتے ہیں جلن سے اے محبوب تم ان سے فرمادو کہ مرجاؤ اپنی جلن میں بیشک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام جس نے بدمذہب کی توقیر کی بیشک اوس نے دین اسلام ڈھادینے میں مدد دی دوسری حدیث میں ہے من لقیہ ببشر فقد استخف بما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کسی بدمذہب سے بکشادہ پیشانی ملا بیشک اوس نے حقیر سمجھا اوس چیز کو جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اوتاری گئی فتاوی الحرمین میں یہ مضمون مفصل ہے جس پر علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق مہریں کیں سنی بھائیوں کو چاہیے کہ اپنے دین کی قدر کریں اور بدمذہب کو رکنیت سے فوراً جدا کردیں اللہ فرما چکا کہ وہ تمہاری بھلائی کبھی نہ چاہیں گے جہاں تک بن پڑے نقصان ہی پہنچائیں گے قرآن وحدیث کے مقابل یہ جاہلانہ خیال نہ کریں کہ ہم ۹ سنیوں میں ایک بدمذہب کیا اثر کریگا دیکھو جو رانوے قطرے گلاب ہو اور ایک بوند موپیشاب ڈالدو سب پیشاب ہوجائے گا اہل مجلس اگر ان احکام شرعیہ کا اتباع کریں اور مجلس کو خالص اہلسنت کی کرلیں اور اگر اپنی ہیجا ہٹ پر قائم رہیں تو شرعی احکام سن چکے کہ وہ دین اسلام کے ڈھانے پر مدد دیتے ہیں اور جو کچھ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اوترا اوس کی تحقیر کرتے ہیں تو مسلمانوں پر لازم کہ اونہیں اور اون کی مجلس کو یک لخت چھوڑ دیں لیتفرقوا امامھم متفرقون کبھی اسمیں شریک نہوں قال تعالیٰ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین اور اصلا اوس کی مدد نہ کریں قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: از مانیا والہ ڈاکخانہ قاسم پور گڈھی ضلع بجنور مرسلہ سید کفایت علی صاحب ۵ ربیع الاول شریف ۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی قصبہ دیوبند مدرسہ مولوی اشرفعلی تھانوی کے یہاں سے سند یافتہ ہو دیسے ہی عقائد ہیں حقہ سگرٹ و پان نماز خورد نوش شرکت یہ سب باتیں چاہیے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب: دیوبندیوں کے عقائد والے مرتدین ہیں اون کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا میل جول سب حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از ہیکانیر ماروار محلہ عہاوتان مرسلہ قاضی قمرالدین ۱ ربیع الاول شریف ۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پان کھانا سنت ہے یا کیا۔ بینوا توجروا

الجواب: پان کھانا نہ سنت ہے نہ مستحب صرف مباح ہے ہاں بعض عوارض خارجیہ کے باعث مستحب ہوسکتا ہے جیسے نہ کھانے میں میزبان کی دلشکنی ہو یا بوسۂ زوجہ کے لیے مونھ کو خوشبودار کرنے کی نیت سے بلکہ واجب بھی جیسے ماں یا باپ حکم دے اور نہ ماننے میں اوس کی ایذا ہو یوہیں عارض کے سبب مکروہ بھی ہوسکتا ہے جیسے تلاوت قرآن مجید میں بلکہ حرام بھی جیسے نماز میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از جے پور بمعرفت حاجی عبدالجبار صاحب ۱۴ ربیع الاول ۳۸ھ
کیا حکم ہے شریعت مطہرہ کا مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ قوالی مع آلات مزامیر کے جائز ہے اور بکثرت مشائخ کرام نے اسی طرح سنا ہے اور کہتا ہے کہ

مزامیر اون باجوں کو کہتے ہیں جو موتھ سے بجائے جاتے ہیں ڈھلک ستار طبلہ مجیرے ہارمونیم سارنگی مزامیر میں داخل نہیں بلکہ ان کا اور دف کا ایک حکم ہے اگر زمانۂ اقدس میں یہ چیزیں موجود ہوتیں تو مثل دف کے اسکا بھی حکم فرماتے اور کہتا ہے کہ تم لوگ نااہل ہو رموز مشائخ طریقت سے ناواقف ہو اگر حرام ہو تو تمہارے لیے مگر ہمارے لیے جائز ہے اور کہتا ہے کہ امام غزالی علیہ الرحمہ نے اس کو صاف جائز بتایا ہے پس سوال یہ ہے کہ باجے مذکور الصدر کے ساتھ قوالی سننا کیا جائز ہے یا حرام گر حرام ہے تو زید کے لیے کہ وہ حرام کو بالاعلان حلال کہتا ہے بلکہ خود اہتمام و التزام کے ساتھ سنتا اور بالعموم ایسی مجالس میں شرکت کرتا ہے کیا حکم ہے اور اوسکے پیچھے نماز فریضہ کیسی ہوگی اور مزامیر کی تعریف کیا ہے اور باجے مذکور مزامیر ہیں یا نہیں۔ جو حکم خدا و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو وضاحت سے ارشاد ہو۔ جزاکم اللہ تعالیٰ فی الدارین خیر الجزاء

الجواب: زید کا قول باطل و مردود ہے حدیث صحیح بخاری شریف میں مزامیر کا لفظ نہیں بلکہ معازف کہ سب باجوں کو شامل ہے یستحلون الحر والحریر والمعازف امام غزالی پر بھی افترا ہے کہ آنھوں نے ان مذکورات خبیثہ کو صاف جائز بتایا ہے طرفہ یہ کہ آنھوں نے نے کے جواز کی طرف میل کیا جو مزامیر سے ہے مشائخ کرام پر افترا ہے حضرت سیدی فخر الدین زرادی خلیفہ حضرت سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کشف القناع عن اصول السماع میں کہ بحکم حضور لکھا اس کی تصریح فرمائی کہ باجوں کے ساتھ قوالی سننا ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر افترا ہے۔ اوسکا کہنا کہ زمانہ اقدس میں طبلہ سارنگی خاک بلا ہوتے تو حضور ان کا بھی حکم فرماتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سخت شدید جرات ہے ایسا شخص سخت نااہل ہے اوروں کو نااہل کہتا ہے وہ امام بنانے کے قابل نہیں اوسکے پیچھے فرض نفل کچھ نہ پڑھا جائے مگر یہاں حکم کفر کی گنجائش نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از فیض آباد مرسلہ محمد خلیل ۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند قرآن بوسیدہ اور تمام اوراق اونکے پھٹ پھٹ کر علیحدہ ہوگئے ہیں اس حالت میں وہ اوراق ادھر ادھر زمین پر پائے جاتے ہیں اس طرح نہایت ہی خرابی ہے اور گناہ بھی بیحد ہوتا ہے تو کیا اونکو جلا کر کسی جاری چاہ میں ڈالا جائے یا بے جلائے کسی کپڑے میں معہ پتھر کے باندھکر کوئیں میں ڈالا جائے۔ بینوا توجروا

الجواب: اوسے مثل مسلم دفن کریں یعنی اون اوراق کو جمع کرکے پاک کپڑے میں لپیٹیں اور ایسی جگہ جہاں پاؤں نہ پڑتا ہو عمیق بغلی قبر اوسکے لائق کھود کر اوس میں سپرد کردیں درمختار میں ہے المصحف اذا صار بحال لا یقرء فیہ یدفن کالمسلم رد المحتار میں ہے ای یجعل فی خرقۃ طاہرۃ ویدفن فی محل غیر ممتہن لا یوطأ وفی الذخیرۃ وینبغی ان یلحد لہ ولا یشق لہ لانہ یحتاج الی اھالۃ التراب علیہ وفی ذلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقہ سقفا بحیث لا یصل الیہ فھو حسن ایضا اھ اقول الشق قد ینہدم فاللحد اولی ہاں جہاں زمین ایسی نرم و کمزور ہو کہ بغلی کے دھنس جانے کا اندیشہ ہو تو پٹانے تختے مضبوط لگا کر قبر بنائیں اور اگر اوراق تھوڑے ہوں تو سب سے اولیٰ یہ کہ ایک ایک یا زیادہ کا تعویذ بنا کر اطفال مسلمین کو تقسیم کردیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از مرسلہ ۵ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ ایھا العلماء الکرام اندریں مسئلہ کہ مروی و ماثور است کہ موئے مرغول سرآں سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغیر از حلق بسہ کیفیت حتیکیف بودند یعنی گاہ بگوش وگاہ بدوش وگاہ ازگوش فرود آمدہ و نزدیک بدوش رسیدہ تا یار جل امت اجابت آں تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رانیز لازم است کہ ہمیں جادہ مستقیم را اخذ نمودہ سالک شوند یا نہ بر تقدیر اول آیا کدام صنف است از اصناف سنن ہدی ست کہ تارکش مستحق لوم و عتاب است یا زائدہ کہ تارکش لائق ایں امر نبود چنانچہ در رسالہ منار وغیرہ مرقوم نوعان سنت الھدی وتارکہ کما یستوجب الاساءۃ کالجماعۃ والاذان والزوائد وتارکہ کما لا یستوجب اساءۃ کسیر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی لباسہ وقعودہ وقیامہ الخ ۱۲ رسالہ شرح نور الانوار قمر الاقمار

الجواب: عادت کریمہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برتمام سر موئے داشتن است از گوش تا دوش در غیر حج و حجامت ہیچ گاہ حلق ثابت نیست۔ امیر المومنین حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم دائما حلق فرمودہ و انان روکہ زیر ہر مو جنابت ست مبادا کہ آب بجائے نرسد و می فرمود ومن ثمہ عادیت راسی ومن ثم عادیت راسی ومن ثم عادیت راسی وسنت خلفائے راشدین نیز سنت ست ہرچہ مناسب حال خود بیند برآں عمل کند موئے را اکرام باید فی الحدیث من کان لہ شعر فلیکرمہ اگر اکرام تواند و بجدا اسراف نرساند موئے داشتن بہتر ست ورنہ در حلق فارغ البالی دبہ ہرچہ ازیں عمل کند مستحق لوم و عتابے نیست واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ جناب انتظام علی خاں چھتہ شیخ منگلو زیر جامع مسجد دہلی ۱۸ رجمادی الآخرہ
ہر میلاد شریف میں شہادت کا بیان اور نوحہ اشعاروں کے پڑھتے ہی میلاد خواں خود روتے ہیں اور دوسروں کو بھی رولاتے ہیں۔ مثال کہ زینب کلثوم صغریٰ وغیرہ وغیرہ اس طرح سے پڑھتی تھیں اور روتی تھیں جائز ہے یا نہیں یعنی اس طرح سے پڑھنا

الجواب:۔ نوحہ ماتم حرام ہے بیان شہادت حسین ناجائز طور پر جاہلوں میں رائج ہے خود ہی ممنوع اور مجلس میلاد مبارک میں کہ مجلس سرور عالم کے ساتھ اوس کا ملانا اور حماقت۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از گونڈل کاٹھیاوار مرسلہ قاضی قاسم میاں صاحب ۲۶ ربیع الآخر شریف ۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں کہ (۱) فریمیشن کیا ہے اور اوس میں داخل ہونے والے کے لیے کیا حکم ہے (۲) لڑکیوں کو زیور کے لیے کان چھید نے کا کوئی خاص حصہ مقرر ہے یا جس حصہ میں زیور پہننا چاہیں وہ حصہ چھید واسکتی ہیں (۳) کانچ کی ایک سطح پر آیات واذکار تیزاب و سپیدی سے اولٹے لکھے جاتے ہیں جو دوسری طرف سیدھے دکھائی دیتے ہیں ایسے ایسے تختے و نیز کاغذ میں لکھے ہوئے آیات واذکار کانچ میں مڑھا کر مکان میں برکت وآرائش کے لیے رکھتے ہیں ایسے مکان میں جماع کرنا بے ادبی ہے یا نہیں (۴) عورتیں ناک کا پھول دہنی طرف پہنیں یا بائیں۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ (۱) فریمیشن سحر ہے اور جہاں تک اوس کی نسبت معلوم ہوا وہ انبیا علیہم الصلاۃ والسلام پر ایمان کے سلب کے لیے رکھا گیا ہے فلہذا اوس میں فرض مسلمان یا کتابی کو لیتے ہیں معاذ اللہ جو اوس کے اثر کا معمول ہو جاتا ہے بظاہر اپنے دین پر جو پہلے تھا زیادہ مستقیم ہوتا ہے اور باطن میں تمام انبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے محض انکار نقیض لہ شیطٰنا فھو لہ قرین کا کھلا مصداق ہو جاتا ہے ایک شیطان علانیہ اوس کے ساتھ رہتا ہے جسے وہ دیکھتا ہے اور اوس سے باتیں کرتا ہے اور وہ اسے یہ راز ظاہر کرنے سے ہر وقت مانع رہتا ہے اور یہی سبب ہے کہ ایک فریمیشن اگر شہر کے ایک کنارے سے گزرے تو دوسرے کو جو شہر کے دوسرے کنارے پر ہے اطلاع ہو جاتی ہے۔ ایک کا شیطان دوسرے کے شیطان کو اطلاع کر دیتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲) کوئی خاص حصہ مقرر نہیں ہاں مشابہت کفار سے بچنا فرور ہے بعض طریقے خاص کفار کے یہاں ہیں جیسے یہاں انورٹا کہتے ہیں اون سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۳) جہاں قرآن کریم کی کوئی آیت کریمہ لکھی ہوئی ہو کاغذ یا کسی شے پر اگرچہ اوپر شیشہ ہو جو اوسے حاجب نہو جب تک اوس پر غلاف نہ ڈال لیں وہاں جماع یا برہنگی بے ادبی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۴) اس میں کوئی تخصیص شرعی نہیں جدھر چاہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از بریلی بازار شہامت گنج مسئولہ عاشق علی دوکاندار ۲۶ جمادی الاولیٰ ۳۸ھ
علمائے دین کیا فرماتے ہیں ایک شخص کی زمین ہے اوس میں ایک اور شخص رہتا ہے عملاً اس کا ہے خام ہے زمیندار زمین فروخت کرنا چاہتا ہے اور اہل محلہ چندہ کر کے خریدنا چاہتے ہیں اس لیے کہ اس مکان کا کرایہ مسجد میں صرف ہوتا رہے جو شخص اس میں رہتا ہے وہ مسجد کے لیے خریدنے سے ناراض ہے وہ چاہتا ہے کہ میں خریدوں وہ شخص مسلمان ہے۔ اوس زمین کا خریدنا ہم اہل خیر کو جائز ہے یا اوس شخص کو جائز ہے۔

الجواب:۔ ظاہر ہے کہ اوس شخص کو مکان کی حاجت ہے کہ کرایہ کے مکان میں رہ رہا ہے لہذا اوس کا اپنے لیے چاہنا مذموم نہیں اور اختیار مالک مکان کو ہے جس کے ہاتھ چاہے بیع کرے اس میں کسی فریق پر کوئی الزام شرعی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از اجمیر شریف ٹھہ اکھانہ گرنج علاقہ نمبر ۳۰ مرسلہ کمال محمد ۱۴ جمادی الآخرہ ۳۸ھ
بددعا کرنا گنہگاروں کے واسطے جائز ہے یا حرام۔

الجواب:۔ سنی مسلمان اگر کسی پر ظالم نہیں تو اوس کے لیے بددعا نہ چاہیئے۔ بلکہ دعائے ہدایت کی جائے کہ جو گناہ کرتا ہے چھوڑ دے اور اگر ظالم ہے اور مسلمانوں کو اوس سے ایذا ہے تو اوس پر بددعا میں حرج نہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از جبلپور بازار لارڈ گنج مرسلہ احمد علی محمد کچھی ۱۴ رجمادی الآخرہ ۳۸ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عالم صاحب اپنی ایک گجراتی تصنیف میں تحریر فرماتے ہیں کہ کچا انڈا حرام ہے اور پکا ہوا جائز ہے

تو ظاہر فرمایئے کہ اس میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ حلال جانور کا کچا پکا انڈا سب حلال ہے ہاں وہ کہ خون ہو جائے نجس و حرام ہے   واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از کانپور محلہ ٹپکاپور متصل اسٹار پریس مرسلہ برکات احمد صاحب   ۱۶ رجمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ پیشہ کسب اور ناچ گانے کا کرتی تھی اوس کو قدرتی طور پر میلان ہوا کہ پیشہ کسب یعنی زنا چھوڑ دے چنانچہ اوس نے اوس سے توبہ کی پھر وہ ایک بزرگ طریقت زید سے مرید ہو گئی تاہم پیشہ ناچ گانے کا ابتک کرتی ہے پیر صاحب نے اوس کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اس پیشہ کو اوس وقت تک جب تک اوس کے پاس ایک معقول سرمایہ جمع ہو جائے کرتی رہے ایسی حالت میں ہندہ اور اوس کا مرشد زید کسی گناہ کے مرتکب ہیں اگر ہیں تو بروے احکام شریعت اون کی کیا سزا ہے۔

الجواب:۔ یہ ملعون پیشہ حرام قطعی ہے اگر اسے حلال جانے کافر ہے کہ نصوص قرآنیہ کا منکر ہے وقد ذکرنا ہا فی فتاوٰنا جو مال اس سے جمع ہوگا حرام حرام حرام مثل مال غصب ہوگا کہ ہندہ نہ اوسے اپنے صرف میں لاسکے گی نہ اپنے پیر کے۔ ہندہ صورت مذکورہ میں فاسقہ فاحشہ ہے اور جس نے اس کی اجازت دی اور اس ملعون کام سے سرمایہ جمع کرنے کو کہا وہ حرام کا دلال فاسق فاجر ضال ہے عجب کہ سائل بزرگ طریقت لکھتا ہے بزرگان طریقت شیطان خصلت نہیں ہوتے۔ رہی سزا و تعزیر وہ یہاں کون دے سکتا ہے۔   واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از فریدپور مرسلہ جناب عبد الحسین صاحب   مورخہ ۲۲ رجمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر گائے بھینس کا بچہ مرجائے اور اس بچہ کے چمڑے کو سکھا کر بصورت بچہ کے بنا کر اور گائے کے سامنے رکھا دودھ دوہنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ جائز ہے   واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کے پاس مال حلال بھی ہے یعنی اپنی زمین میں زراعت ہوتی ہے اور سود بھی کھاتا ہے اس قسم کے لوگوں کی ہدیہ قبول کرنا اور اسکے دعوات کھانا جائز ہے یا نہیں اور اگر سود خوار امام ہو تو اوسکے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ سود خوار کو امام بنانا گناہ اور اوس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب اور اوس کی دعوت قبول کرنے سے احتراز چاہیئے پھر بھی دعوت و ہدیہ میں فتوی جواز ہے جب تک معلوم نہ ہو کہ یہ شے جو ہمارے سامنے پیش کی گئی بعینہ وجہ حرام سے ہے   واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از کچھا علاقہ خام ضلع نینی تال مسئولہ محمد الیاس صاحب   ۲۷ رجمادی الآخرہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بکر نے اپنی عورت منکوحہ کو طلاق دیدی اور ایام عدت بھی گزر گئی اب بکر کا باپ سوتیلا اوس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اور وہ عورت بھی اپنے خسر سوتیلے سے رضامند ہے موافق شریعت کے اون کا نکاح درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ہاں درست ہے   واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بریلی لال کورتی بازار مرسلہ نیاز احمد اینڈ سنس   مورخہ ۴ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ

السلام علیکم و رحمۃ و برکاتہ۔ ہمارے پاس ہمیشہ ذیل کے مضمون کے کارڈ آتے ہیں اھدنا الصراط المستقیم صراط۔ الخ اس کے علاوہ اور مضمون کے بھی دیتے ہیں اور لکھا ہوتا ہے ۹ یا ۱۱ مرتبہ لکھکر مختلف لوگوں کو تقسیم ڈاک کرو ورنہ نقصان ہوگا۔ مہربانی فرما کر تحریر فرمائیں کہ کیا کرنا چاہیئے۔ والسلام۔

الجواب:۔ یہ محض بے اصل بات ہے اوس پر عمل نہ کیجئے ناحق تضیع مال ہے اور وہ دھمکی غلط و باطل ہے اون کارڈوں پر ناخدا ترس لوگ آیات کریمہ لکھتے ہیں کہ ان کی نو نقلیں کرکے بھیجو حالانکہ وہ بیوضو بلکہ جنب بلکہ کفار کے ہاتھ میں آتی ہیں اور زمین پر رکھکر اون پر ڈاک کی مہریں لگائی جاتی ہیں قرآن عظیم کی اس بے ادبی کا وبال اون لکھنے والوں پر ہے۔   واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از موضع ہری پورہ مرسلہ شوکت علی خاں بتاریخ ۱۹ رجب المرجب ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید غیر تعلیم یافتہ کسی قریہ میں اپنے آپ کو حکیم مشہور کرے اور وہ اس قسم کی ادویات جانتا ہے کہ اسقاط حمل ہو جائے اور وہ کسی عورت حاملہ کو عورت کی خواہش پر یا غیر خواہش پر ذریعہ ادویات اسقاط حمل کرائے اور اسقاط عمل میں آئے تو کیا وہ شخص قاتل ہے اور ادویہ کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ جاہل کو طبیب بننا حرام ہے جان پڑ جانے کے بعد اسقاط حمل حرام ہے اور ایسا کرنے والا گویا قاتل ہے اور جان پڑنے سے پہلے اگر کوئی ضرورت ہے تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از موضع مذکورہ بالا۔ ہری پورہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو مسلمان کافر کو نفع پہنچائے اور مسلمانوں کو ضرر اور مسلمانوں کو برا کہے اور کافروں کو اچھا سمجھے اور ان کی طرفداری کرے اور مسلمانوں کی نہیں۔ کیا حکم ہے اس شخص پر دائرہ اسلام میں ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ تفصیل واقعہ کی لکھی جائے اجمالی لفظ ہولناک ہوتے ہیں اور تفصیل معلوم کی جائے تو کچھ سے کچھ نکلتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از نصیر آباد ضلع اجمیر شریف محلہ دودھان مرسلہ جناب شیخ محمد عمر صاحب مورخہ ۲۱ رجب المرجب ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ زید اپنے پیر کو سجدہ تعظیمی کیا کرتا ہے اور جب اس کو منع کیا جاتا ہے کہ تعظیمی سجدہ سوائے خدا کے کسی کو درست نہیں خواہ پیغمبر ہو یا پیر تو زید مذکور پیر کو سجدہ تعظیمی کرنے کی نفی میں قرآن مجید و احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت طلب کرتا ہے لہذا دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا یہ تعظیمی سجدہ جو اپنے پیر یا استاد کو کیا جاتا ہے از روئے شرع شریف جائز ہے یا حرام اور پیر کو تعظیمی سجدہ کرنے والا مومن ہے یا مشرک فقط بینوا توجروا

الجواب:۔ غیر خدا کو سجدہ عبادت شرک ہے سجدہ تعظیمی شرک نہیں مگر حرام ہے گناہ کبیرہ ہے متواتر حدیثیں اور متواتر نصوص فقہیہ سے اوس کی حرمت ثابت ہے ہم نے اپنے فتاوی میں اسکی تحریم پر چالیس حدیثیں روایت کیں اور نصوص فقہیہ کی گنتی نہیں فتاوی عزیزیہ میں ہے کہ اوس کی حرمت پر اجماع امت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از موضع بہار ضلع بریلی مرسلہ محمد اسماعیل خاں صاحب مورخہ ۲۲ ماہ رجب المرجب ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نکاح عدت سے دو ماہ پیشتر ہوا اس میں جو شاہد گواہ بنے ان کو جو کچھ ملا وہ کچھ تو ای حصہ اس رقم کا مسجد شریف میں دینا چاہتے ہیں تو مرد مسجد میں لگایا جاوے کہ نہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جو ہم کو نکاح میں ملا ہے وہ مسجد کے خرچ کے واسطے لو۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ اگر اون کو معلوم تھا کہ یہ نکاح عدت کے اندر ہوا ہے اور پھر شاہد بنے اور اوس پر کچھ لیا تو وہ حرام ہے مسجد میں ہرگز نہ لیا جائے اور اگر معلوم نہ تھا اور شاہد بنے پر اجرت لی جب بھی باطل و مردود ہے نہ لی جائے اور اگر معلوم نہ تھا نہ اجرت لی مگر دینے والے نے بطور شاہد دیا کہ یہ وقت پر جاری ہی کہیں جب بھی وہ واقع میں ناجائز ہے شاہد ان کو چاہئے اوسے واپس دیں اور مسجد میں نہ لیا جائے ہاں اگر یہ صورت ہوتی کہ شاہدوں کو لوگ کبھی کبھی بطور صلہ کچھ دیتے ہیں جس کی عادت نہیں اور اوسی صلے کے طور پر انکو دیا جائے اور اونھیں نکاح عدت میں ہونے کی خبر نہ تھی تو جائز ہوتا اور مسجد میں لینا بھی جائز ہوتا لیکن ظاہر ایسا ہوتا نہیں لہذا نہ لیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بنارس مسئولہ جناب مولوی ابراہیم صاحب ۲۷ شعبان ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بارات کے ساتھ چند دف بجاتے ہوئے چلنا جیسا آجکل مروج ہے یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: شادی میں دف کی اجازت ہے مگر تین شرط سے (۱) ہیئات تطرب پر نہ بجایا جائے یعنی رعایت قواعد موسیقی نہ ہو ایک ہی شرط اس مروج کے منع کو بس ہے کہ ضرور تال سم پر بجاتے ہیں (۲) بجانے والے مرد نہ ہوں کہ اون کو مطلقاً مکروہ ہے (۳) عزت دار بیبیاں نہ ہوں نص علی کل ذلک فی ردالمحتار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از موضع خورد متو ڈاکخانہ زید و سرائے ضلع بارہ بنکی مرسلہ سید صفدر علی صاحب ۱۲ رمضان ۳۸ھ

- کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع مبین ہندہ کے دو لڑکے زید و عمرو ہیں زید نے اپنی ماں کو بحکم شرع شریف بجائے کرتی پہننے کے جس کی آستین صرف شانے تک ہوتی ہے پورا ہاتھ بغل تک کھلا رہتا ہے اور لمبائی بالائے ناف برائے نام ہوتی ہے کرتا پوری آستین کا اور نیچا نصف ران تک پہننے کی ترغیب دی اور افہام و تفہیم کے ساتھ کچھ زبانی سختی بھی کی جس پر ہندہ راغب ہو چکی تھی کہ عمرو نے ہندہ کو صراحۃً کنایۃً شہہ دی کہ تم اس کے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں ہندہ اپنی رغبت سے فوراً منحرف ہو گئی۔ زید کا قول کیسا تھا اور عمرو کی شہہ اور جنبہ داری کیسی ہوئی ہندہ کا عمل کیسا ہے اور آخرت میں اس کی پاداش کیا ہے اور ایسی کرتی سے جس کی صراحت کی گئی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- عورت اگر صرف محارم کے سامنے ہوتی ہو اور ایسی کرتی پہنے جس میں ہاتھ سب کھلے رہتے ہیں مگر پیٹ ڈھکا ہو خواہ اس کرتی یا دوسرے کپڑے سے اور نماز کے وقت بازو کلائیاں وغیرہ ستر پورا چھپا رہتا ہو تو ایسی عورت کو وہ کرتی پہننا جائز ہے اور اوسے ترغیب تبدیل کی حاجت نہ تھی اور ماں پر سختی کرنا حرام تھا اور دوسرے بھائی کا اوس رغبت سے پھیر دینا اور عورت کا پھر جانا کچھ گناہ نہ ہوا۔ اور اگر عورت کسی نامحرم کے سامنے بھی ہوتی ہے اور وہی کرتی پہنتی ہے اور بدن اور کپڑے سے نہیں چھپاتی یا محارم کے سامنے پیٹ کا کچھ حصہ کھلا رہتا ہے یا نماز میں بازو یا کلائی کا کوئی حصہ تو بلا شبہہ عورت سخت گناہ گار ہے اور جس نے اوسے تبدیل کی ترغیب دی تھی بہت اچھا کیا تھا مگر ماں پر سختی جب بھی جائز نہ تھی اور دوسرے بھائی کا اوس ترغیب سے پھیر دینا اور عورت کا پھر جانا سخت گناہ ہوا۔ اون پر توبہ واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از ڈاکخانہ شیر پور ضلع پیلی بھیت مرسلہ شبیر الحسن صاحب ۱۲ رمضان ۳۸ھ

(۱) اہل ہنود کی اشیاء خوردنی کا استعمال ایک مسلمان کے لئے کہاں تک جائز ہے۔ (۲) یوہیں اہل ہنود کے ہمراہ کھانا کھانا (۳) کیا اوپر کے مسائل کے جواب ہر غیر مسلم پر عائد ہو سکتے ہیں۔ اگر نہ تو غیر مسلم کے بارے میں اوپر کے ہر دو مسائل کا کیا جواب ہوگا۔

الجواب:- (۱) اشیاء خوردنی جو شریعت نے حلال فرمائی ہیں حلال ہیں ہنود کی کوئی تخصیص نہیں کہ وہ چیزیں خاص ہندوؤں کے کھانے کی ہیں ہاں ہندو کے یہاں کا کھانا اگر گوشت ہے حرام ہے اور اوس کے سوا اور چیزیں مباح ہیں۔ جب تک اون کی حرمت یا نجاست تحقیق نہ ہو اور بچنا اولیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہندو کے ساتھ کھانا کھانے کا سوال بے معنی ہے ہندو کب اس کے ساتھ کھائے گا اور ایسا ہو تو اسے نہ چاہئے حدیث میں ہے لا تؤاکلوھم ولا تشاربوھم نہ اون کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ اون کے ساتھ پانی پیو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) غیر مسلم چار قسم ہیں کتابی مجوسی مشرک مرتد۔ کتابی اگر کتابی ہو ملحد نہ ہو تو اوس کا ذبیحہ اور اوس کے یہاں کا گوشت بھی حلال ہے اور باقیوں کے یہاں کا گوشت حرام اور مرتد اون میں سب سے خبیث تر ہے اوس کے پاس نشست برخاست مطلقاً ناجائز اور ساتھ کھانا ہر کافر کے ساتھ برا ہے پھر اگر اوس میں بد مذہبی کی تہمت ہو جیسے نصرانی کے ساتھ کھانا یا مسلمانوں کے لیے زیادہ باعث نفرت ہو تو اوس کا حکم اور سخت تر ہوگا ورنہ اوس اصل حکم میں کہ اون کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ پانی نہ پیو سب برابر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از امور پور میواڑ راجپوتانہ مہارانا اسکول مرسلہ مولوی وزیر احمد صاحب مدرس ۱۲ رمضان ۳۸ھ

(۱) قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہوئے عالم یا والدین یا دینی مہتمم مدرسہ کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں تعظیم کرنا چاہئے یا نہیں (۲) دس آدمی جاہل بیٹھے ہوتے ہوں اور عالم مولوی اون کے پاس آئے تو وہ اسے سلام کریں یا یہ اونھیں پہلے کون کرے۔

الجواب:- (۱) قرآن عظیم کی تلاوت میں سلطان اسلام اور عالم دین اور استاذ علم دین اور والدین کی تعظیم کر سکتا ہے و بس۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) آنے والے کو پہلے سلام کرنا چاہئے اور اون کا جاہل ہونا ابتداء بالسلام کے مانع نہیں جبکہ فاسق نہ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از مقام آصف آباد ڈاکخانہ بلہار پور ضلع چاندہ ملک متوسط مرسلہ عبد الرحمٰن صاحب ۱۶ رمضان ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حمد و نعت میں آداب مقام طہارت کا بخیال حرمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں تک لحاظ کیا جانا لازم ہے کہ حمد و نعت تماشا گاہوں شادی کی مجلسوں اور دعوت کے ایسے جلسوں میں جس میں لوگ انگریزی وضع

کے موافق آداب اسلام کے برعکس کرسیوں پر نہجتر سے بیٹھے ہوں اور ارباب نشاط جمع ہوں پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر کوئی شخص اس موقع پر جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ادائے حمد و نعت سے بخیال ادب و حرمت تامل پذیر ہو اور انکار کرے تو گناہ تو لازم نہ آئے گا ایسے جلسوں میں آداب و رواج اسلام کے خلاف جوتا پہنے ہوئے میز کے پاس کھڑے ہو کر جبکہ سامعین کرسیوں کی نشست رکھتے ہوں اور قاری زمین پر کھڑا ہو کیا حمد و نعت کے متبرک الفاظ باآواز بلند پڑھنا جائز ہوگا اور اگر کوئی شخص جائز نہ سمجھکر ایسے موقع پر تامل کرے تو کوئی حرج تو نہیں۔

الجواب: - ادب و اجلال جہاں تک ممکن ہو بہتر ہے فتح القدیر میں ہے کل ماکان ادخل فی الادب والاجلال کان حسنا۔ تماشا گاہوں میں جہاں لوگ لہو و لعب میں مشغول ہوں اور ذکر شریف نہ سنینگے نعت شریف باآواز بلند پڑھنا ممنوع ہے جس طرح ایسی جگہ قرآن عظیم پڑھنا حرام ہے شادی و دعوت کے جلسوں میں حالت دیکھی جائے اگر حاضرین سب اوسی بے ہودہ طرز کے ہیں کہ التفات نہ کرینگے تو وہاں بھی پڑھنا منع اور تامل و انکار کرنے والا کہ بہ نیت ادب و حرمت انکار کرے گا ثواب پائے گا اور اگر وہاں وہ لوگ ہیں کہ متوجہ ہو کر ذکر شریف سنیں گے اگرچہ بعض انگریزی بے ہودہ فیشن کے متکبر و متجبر بھی ہوں تو ممانعت نہیں اور ایسی جگہ تامل و انکار بیجا ہے گناہ گار اب بھی نہ ہوگا جبکہ اوس کی نیت ادب و احترام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از الہ آباد مدرسہ سبحانیہ مرسلہ مولوی ابراہیم صاحب ۱۷ رمضان ۳۸ھ

زید نے اپنی لڑکی کی شادی کی اور اوس کا مہر لیکر لوگوں کو کھانا کھلایا کھانے تیار ہو جانے پر لڑکی سے اجازت لی یہ کھانا کھانا کیسا ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ یہ جائز نہیں کیونکہ بعد تیار ہونے کے اجازت لی ہے تو اوس وقت لڑکی نے مجبوراً اجازت دیدی پہلے اوس سے اجازت نہ لی۔

الجواب: - شرع مطہر ظاہر کو دیکھتی ہے جب اوس نے اجازت دی اجازت ہو گئی شادی خیریہ میں ہے الاجازۃ اللاحقۃ کالوکالۃ السابقۃ اور یہ احتمال کہ مجبوری سے اجازت دی پہلے سے اجازت لینے میں بھی قائم تھا بلا دلیل او ہام کا اعتبار نہیں اوس کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ - شادی میں ڈھول وغیرہ بجانا اور محرم میں تعزیہ داری کرنا سینہ پیٹنا کیسا ہے۔

الجواب: - ڈھول بجانا ممنوع ہے اور تعزیہ داری و سینہ کوبی حرام واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از شہر محلہ پھوٹا دروازہ مسئولہ شیخ نعیم اللہ صاحب جیاں میاں ۴ شوال ۳۸ھ

ذمہ زید حقوق العباد ہوں تو اون کا کیا کفارہ ہے اور اگر کفارہ نہ ہو تو سبکدوشی کی کیا صورت ہے۔

الجواب: - جس کا مال دبایا ہے فرض ہے کہ جتنا مال اوسے دے وہ نہ رہا ہو اوس کے وارث کو دے، وہ نہ ہوں فقیر کو دے بے اس کے سبکدوش نہیں ہو سکتا اور جسے علاوہ مال کچھ ایذا دی ہو یا برا کہا ہو اوس سے معافی مانگے یہاں تک کہ وہ معاف کر دے جس طرح ممکن ہو معافی لے وہ نہ رہا ہو اور تھا مسلمان تو اوس کے لیے صدقہ و تلاوت و نوافل کا ثواب پہنچاتا رہے اور کافر تھا تو کوئی علاج نہیں سوا اس کے کہ اپنے رب کی طرف رجوع اور توبہ و استغفار کرتا رہے وہ مالک و قادر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: - از دیوگڑھ میواڑ راجپوتانہ مرسلہ عبد العزیز صاحب ۱۸ شوال ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود لینا باری تعالیٰ نے حرام فرمایا جیسے موافق فرمان خداوندی ہر شخص برا جانتا ہے اس طرح سود دینا بھی برا جانتے ہیں لیکن ایسا شخص جسے روپے کی سخت ضرورت ہو اور قرض حسنہ بھی آجکل کوئی کسی کو نہیں دیتا اور میواڑ کے مسلمانوں کی حالت تو بہت کمزور ہے ایسی حالت میں کسی غیر مذہب سے سودی روپیہ لے آئے اور اپنی ضرورت رفع کرے تو کیا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز میں تو کوئی قباحت نہیں۔

الجواب: لوگ بے ضرورت باتوں کو ضرورت ٹھہرا لیتے ہیں مثلاً شادی میں کثیر خرچ درکار ہے کچے مکان میں رہتے ہیں پختہ بنانا منظور ہے گزر کے لائق تجارت کر رہے ہیں اور بڑا سود اگر بننا مقصود ہے ان اغراض کے لئے سودی قرض لیتے ہیں یہ حرام ہے اس کا اور سود دینے کا ایک حکم ہے۔ صحیح حدیث میں ہے عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعن اکل الربا و موکلہ و کاتبہ و شاہدیہ وقال ھم سواء ہاں اگر واقعی ضرورت ہے کہ بے اوس کے گزر نہیں مثلاً کھانے پہننے کو درکار ہے اور کسب پر قادر نہیں نہ حاجات ضروریہ سے زائد کوئی چیز قابل بیع پاس ہے یا قرضخواہ کی ڈگری ہو گئی پاس کچھ نہیں ادا نکرے تو رہنے کا مکان یا جائداد کا ٹکڑا کہ وہی ذریعہ معاش ہے نیلام ہو جائے، تو ایسی مجبوریوں میں سودی قرض لے سکتا ہے درمختار میں ہے یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ‏ اے کارساز قبلۂ حاجات کار ہا آغاز کردہ ایم رسانی بانتہا

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب جو کہ علم فقہ وحدیث سے واقف ہیں لوگوں کو پند و وعظ بھی کیا کرتے ہیں مگر اون کی مستورات نہایت بدعت وشرک میں مبتلا ہوتی ہیں جس کا اظہار حسب ذیل ہے کہ محرم شریف کی تاریخ ۹ کو مستورانوں کو جمع کرکے اور ان سے چندہ جمع کروا کر چند اشیاء بازار سے خود جا کر مع مستورات کے خرید کرکے لانا۔ چاول خام۔ دھیلی دمٹھائیاں نخود بریاں دبھولی جوار دعطر واگربتی وغیرہ ہم مہیا کرکے قبرستان میں مع مستورات مذکورہ کے لیجانا اور وہاں جا کر ایک سفید چادر کا زمین پر بچھانا اور کل اشیاء مذکورہ بالا کو چادر کے چاروں کونہ پر جمع کرنا اور وہاں حضرت صلعم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہلبیت وشہیدان کربلا کو اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روح مطہر کو حاضر جان کر وہاں مع جملہ مستورانوں کے سینہ زنی وماتم پرسی کروانا اور خود بھی بے پردگی کرنا بعدہ نہایت ادب وتعظیم کے ساتھ ان اشیاء مذکورہ بالا پر فاتحہ وغیرہ دیکر تقسیم کرنا اور اولاد ودیگر امور کے بارے میں دعا کرنا اور ان مستورانوں کے خاوندوں کا اون کو ہدایت نہ کرنا ایسے شخص کے بارہ میں اللہ رسول کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص کو شرع شریف میں کیا کہنا لازم آتا ہے اور مسلمانوں کو ایسے آدمیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے براہ مہربانی جیسا حکم موافق شرع کے ہو وہ مع حدیث وفقہ حوالہ وآیت کلام اللہ وحدیث کے ارقام فرمادیں تاکہ مستوراتیں خوف خدا کرکے باز آویں اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم فرمائیگا از ناتھ دوارہ ریاست اودیپور ملک میواڑ

الجواب:۔ (۱) عورات کا قبرستان جانا ممنوع ہے اور سینہ زنی حرام ہے اور یہ طریقہ بدعت ہے اور بے پردگی فاحشہ ہے ایسا شخص مبتدع ہے مسلمانوں کو اوس سے احتراز چاہئے۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک شخص علم فقہ وحدیث کے جاننے والے اور وعظ وپند کرنیوالے انھوں نے بسبب ناراضگی کے اپنی زوجہ کو ایک جلسہ میں تین طلاق مع گواہان کے روبرو اوس کو گھر سے علیحدہ سے علیحدہ کردیا عورت مذکورہ دیگر جگہ سکونت اختیار کرکے ایک سال کامل مدت گذارنا بعد ایک سال کے پھر اوسی عورت کو اونہیں عالم بالا نے کو رسنے رضیت حاصل کرکے پھر اپنے مکان میں لے آنا اور پھر اوسے اولاد ہونا یہ امر شرع شریف میں جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو جو اولاد کے پیدا ہوئی وہ ولدالزنا ہے یا حلال ہے اگر ولدالزنا ہے تو ایسا شخص ایسے امر کرنے سے مرتکب گناہ کا ہوتا ہے یا نہیں اور شرع شریف میں ایسے شخص کو کیا کہنا لازم اور کونسی سزا کا سزاوار ہے مسلمان کو ایسے شخص کے ساتھ کس طرح برتاؤ کرنا چاہیں یا لازم آتا ہے اسکا جواب باصواب مع حدیث وفقہ آیت کلام اللہ سے تحریر فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب:۔ (۲) تین طلاق کے بعد بے حلالہ اوسے پھر رکھنا حرام ہے اور اوس سے وطی زنا اور اولاد ولدالزنا اور وہ مرد عورت دونوں فاسق اور اونکی سزا بہت سخت ہے جو یہاں نہیں ہوسکتی اور اللہ عزوجل کا عذاب شدید ہے اون مرد عورت پر فرض ہے کہ فوراً جدا ہوجائیں ورنہ مسلمان اونسے میل جول چھوڑ دیں۔

(۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو قطع رحم اپنی اولاد سے رکھنا اوسکی بیماری میں اوسکی عیادت ونان ونفقہ کی خبر وعلاج ومعالجہ کی تدبیر نہ کرنا اور بعد مرجانے کے سامان تجہیز وتکفین میں شریک نہ ہونا اور کفن وغیرہ غیر شخص کا اللہ نام دینا حتی المقدور اپنے پاس ہوتے ہوئے یہ برتاؤ اپنی اولاد کے ساتھ کرنا ایسے شخص کیواسطے کیا حکم ہے جونکہ یہ شخص علم فقہ وحدیث سے بھی واقفیت رکھتے ہیں اور پند وواعظ بھی لوگوں کو کیا کرتے ہیں مگر اپنا عمل خلاف شرع آتا ہے ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے اس کا جواب باصواب مع حدیث فقہ وآیت کلام کے تحریر فرمائیں خدائے تعالیٰ آپکو اجر عظیم عطا فرمادے گا۔

الجواب:۔ (۳) اگر اس کا نفقہ شرعاً باپ پر لازم تھا مثلاً نابالغ بچہ یا لڑکی جسکی شادی نہ ہوئی یا جوان لڑکا کہ کچھ کمانے پر قادر نہیں اوس کو نفقہ نہ دیا تو سخت شدید گناہ میں مبتلا ہے اور اگر شرعاً اوس کا نفقہ باپ پر نہ تھا مثلاً لڑکی کہ شوہر والی یا جوان لڑکا کمائی پر قادر تو اوسے نفقہ نہ دینے میں کچھ گناہ نہیں اور علاج ودوا تو کسی پر واجب نہیں خود اپنی واجب نہیں اور اولاد اگر عقوق کرے اور باز نہ آئے یا معاذ اللہ بد مذہب ہوجائے اور باپ اوسے چھوڑ دے تو قطع رحم اوس اولاد کی طرف سے ہے باپ کی طرف سے نہیں وبال اولاد پر ہے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک لفظ کے سبب اپنے ایک صاحبزادہ سے عمر بھر کلام نہ فرمایا حضرت مولوی معنوی قدس سرہ شریف کے ایک صاحبزادہ نے حضرت شمس تبریز قدس

سرالعزیز کی شان میں گستاخی کی اون کے مرنے پر حضرت مولوی بیٹے کے جنازے میں شریک نہ ہوئے ہاں اگر اولاد کا قصور نہیں تو باپ پر قطع رحم کا وبال عظیم ہے کفن نہ دینے کی وہی دو صورتیں ہیں جو نفقہ میں تھیں اگر اوس کا نفقہ باپ پر تھا اور اوس نے کفن نہ دیا گناہ گار ہوا اور نہ تھا تو کفن نہ دینے کا کچھ الزام نہیں ۔

مسئلہ :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص صاحب علم امر ونہی سے واقف ہیں مگر وہ شخص نہ کبھی رمضان المبارک کے روزہ رکھتے ہیں اور نہ کبھی نماز پڑھتے ہیں جمعہ کے روز بطور ریاکاری مسجد میں آنکر جمعہ ادا کرتے ہیں تو ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے اور نمبر اول سے لیکر چار تک یہ سب باتیں ایک شخص میں پائی جاتی ہیں تو اوس شخص کو کیا کہنا چاہئے اور مسلمانوں کو اوس کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا لازم ہے اس کا جواب مع حدیث وفقہ کے مرقوم فرمادیں اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

الجواب :۔ وہ شخص سخت فاسق فاجر مستحق جہنم ہے مسلمانوں کو اوس سے احتراز چاہئے۔

مسئلہ :۔ از اجمیر شریف متصل امام باڑہ مکان میر گزار علی صاحب مرسلہ فیاض حسین صاحب ۲۹ شوال ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زکاۃ اور فطرہ خلافت فنڈ میں دینا نیز آمدنی تماشہ تھیٹر جو شرعاً ناجائز ہے اوس میں دینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :۔ زکاۃ مسجد میں دے تو ادا ہو نہیں سکتی اسے خلافت فنڈ میں کیسے دیجا سکتی ہے زکاۃ کا رکن تملیک فقیر ہے درمختار میں ہے لا صرف الی مسجد لعدم التملیک وھو الرکن تھیٹر کا روپیہ کہ تماشہ کی اجرت میں لیا جاتا ہے قطعی حرام اور بد ترین قسم کا حرام ہے مگر سوال بے منشاء ہے خلافت فنڈ اگر بالفرض الیوں کے ہاتھوں میں ہے جو اللہ کو اللہ رسول کو رسول حلال کو حلال حرام کو حرام جانتے ہوں تو وہ خود ہی ایسا مال نہ لیں گے اور اگر الیوں کے ہاتھوں میں ہے جن کے نزدیک اسلام وکفر میں کوئی وجہ امتیاز نہیں جن کے نزدیک آج کوئی مسلمان نہیں سب برائے نام ہیں جو اپنے اسلام سے بھی صراحۃً انکار کریں جو کفر کا بول بالا کرنے کے لیے شعار اسلام کی بندش چاہیں جو مشرکوں کے مجمع میں مشرک کی جے بولیں جو مشرکوں کے ہاتھ سے اپنے ماتھے پر قشقے لگوائیں جو اپنے آپ کو لالہ وپنڈت کہیں جو مساجد میں منبر دیں پر مشرکوں سے لیکچر دلوائیں جو مشرکوں کی خوشی کیلیے رام لچھمن پر پھول چڑھائیں جو سخت اشد وہابیوں منکران رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی مجلس کا جسے بزعم خود دینی مجلس سمجھیں صدر بنائیں جو الیوں کو کہ اپنے معبود کا ظالم جاہل چور شرابی ہونا جائز رکھیں ایسے کو اٹھا ئیں یہ اون کو شیخ الہند وشیخ الاسلام بتائیں جو صاف لکھدیں کہ ہم ایک ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو بتوں کے معبد کو مقدس جگہ بنائے گا تو سوال محض فضول ہے اونہیں احتراز کی کیا وجہ اور اون پر اعتراض کا کیا موقع جنھیں کفر واسلام میں امتیاز نہیں حلال وحرام میں امتیاز کیا معنے بلکہ جن کے نزدیک اسلام کفر اور کفر اسلام ہے اون کے یہاں آپ ہی حرام حلال اور حلال حرام ہے ماحلی مثلہ بعد الخطاء واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص عالم صاحب کو دعوت دیکے مکان میں لادیں اور بنظر عزت اچھے کھانا پکا کے کھلادیں اور مریدوں کے ثواب رسانی کے لئے کچھ دعاء کرادیں اور آتے وقت اونکو بطور ہدیہ کچھ للہ دیویں تو یہ لینا جائز ہے یا نہیں اور اجرت علی الطاعۃ اس پر صادق ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا مفتی محمد احمد بنگالی

الجواب :۔ اگر یہ معہود اصراف ہے بلانے والا جانتا ہے کہ دینا پڑے گا آنے والا جانتا ہے کہ کچھ ملے گا تو یہ مثل اجرت ہے فان المعروف کالمشروط اور اگر یہ نہیں تو عالم کی خدمت عالم کا اعزاز سب باعث اجر عظیم ہے اور بلا شرط اصراف جو روزانہ ملے جائز ہے اور طریقہ نجات یہ ہے کہ عالم پہلے کہدے کہ میں دعا کرونگا پڑھکر ثواب بخشونگا مگر ہرگز اس پر عوض نہ لونگا اسکے بعد جو کچھ ملے خالص نذر ہے فان الصریح یفوق الدلالۃ کما فی الغنیہ وغیرھا اور یہ دعوت بھی ایام موت میں نہ ہو فانھا شاعت فی السرور لا فی الشرور کما فی فتح القدیر وغیرھا ایام موت کی دعوت قبول نہ کرے واللہ تعالیٰ اعلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص دوسرے شخص کو کچھ مال بطور قرض حسنہ دے تو یہ قرض دینے والا قرض لینے والے سے اپنا مال طلب کرسکتا ہے یا کہ نہیں اور اگر قرض لینے والا مالدار ہے اور قرض ادا نکرے تو اوس کے لئے کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب :۔ قرض حسنہ دیکر مانگنے کی ممانعت نہیں ہاں مانگنے میں بیجا سختی نہ ہو وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ اور اگر مدیون نادار ہے جب تو اوسے مہلت دینا فرض ہے یہاں تک کے اوس کا ہاتھ پہنچے اور جو دے سکتا ہے اور بلا وجہ لیت ولعل کرے وہ ظالم ہے اور اوس پر تشنیع وملامت جائز قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطل الغنی ظلم ولی الواجد یحل مالہ وعرضہ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از مراد آباد حسن پور مرسلہ عبدالرحمٰن مدرس ۸ ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

کواکب فلکی کے اثرات سعد ونحس پر عقیدت رکھنا کیسا ہے اور تعویذات میں عامل کو اون کی رعایت کہاں تک درست ہے۔

الجواب:۔ مسلمان مطیع پر کوئی چیز نحس نہیں اور کافروں کے لیے کچھ سعد نہیں اور مسلمان عاصی کے لئے اوس کا اسلام سعد ہے طاعت بشرط قبول سعد ہے معصیت بجائے خود نحس ہے اگر رحمت وشفاعت اوس کی نحوست سے بچالیں بلکہ نحوست کو سعادت کردیں اولٰئک یبدّل اللہ سیاٰتھم حسنٰت بلکہ کبھی گناہ یوں سعادت ہوجاتا ہے کہ بندہ اوس پر خائف وترساں وتائب وکوشاں رہتا ہے وہ دھل گیا اور بہت سی حسنات مل گئیں باقی کواکب میں کوئی سعادت ونحوست نہیں اگر اون کو خود مؤثر جانے مشرک ہے اور اون سے مدد مانگے تو حرام ہے ورنہ اون کی رعایت ضرور خلاف توکل ہے اشعۃ اللمعات میں ہے انچہ اہل عزائم تکسیری کنند مثل تبخیر وتلوین وحفظ ساعات نیز مکروہ وحرام است نزد اہل دیانت وتقوٰی کذا قال العلماء تبخیر سے مراد حسب رعایت کواکب وقت اوس کے بخورات خاصہ کا استعمال ورنہ تعظیم ذکر وتلاوت کے لیے عود ولوبان سلگانا مستحب ہے اور تلوین سے مراد مصلے وغیرہ کو الوان خاصۂ کواکب سے رنگین کرنا اور فقیر نے اوس کے حاشیہ پر لکھا یعنی چوں مقصود استعانت بکواکب باشد حرام ست کہ استعانت بانچہ استقلال او بزعم مشرکان راسخ شدہ است روا نبود ورنہ مکروہ وترک اولی ست کہ از اعمال اہل توکل نیست ومشابہتے دارد بافعال آنان وظاہر ست کہ اگر استعانت بکواکب نباشد واہل تجربہ عملی بتجربہ دانستہ باشند کہ مراعات ایں امور ہمچو مراعات اوزان وتخصیصات کثیرہ در ادویہ مناسب مقصود وبقضاء اللہ تعالٰی می افتد دریں حال بالکے نیست خود راشد ہم فی امر اللہ عزوجل امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہنگام استسقا بمراعات منزل قمر امر فرمود وہمیں محمول باشد انچہ شاہ محمد غوث گوالیاری وحضرت شیخ محمد شاذی وغیرہما اجلۂ اکابر قدست اسرارہم کردہ اند ودر کتب نفیسہ خود باہمچو جواہر وشرح آن باد تصریح فرمودہ فلیکن التوفیق وباللہ التوفیق۔

مسئلہ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسمی جہدہ کی بیوی کو اس کے خسر نے روک رکھا ہے اور باوجود تمام اہل محلہ کے کہنے پر اور خدا ورسول کا واسطہ دینے پر بھی روانہ نہیں کرتا اور تمام اہل محلہ نے اس امر کا بھی اطمینان دلایا کہ تیری بیٹی کو اگر کسی قسم کی تکلیف ہوگی تو اہل محلہ ذمہ دار ہیں پس جو شخص اہل محلہ کے کہنے کو اور خدا ورسول کا واسطہ دینے کو نہ مانے اوس کے شریعت نبوی کا کیا حکم ہے آیا اس سے تمامی کا میل جول جائز ہے یا ناجائز صاف ارشاد فرمائیں بینوا توجروا

الجواب:۔ سائل کوئی وجہ نہیں لکھتا کہ اوس نے کیوں روک رکھا اگر واقع میں اس کی کوئی وجہ شرعی ہو تو اوس پر کچھ الزام نہیں نہ محلہ والوں کی ضمانت ماننا اوسے ضرور اور واسطہ اون باتوں میں ہوتا ہے جس میں ضرر نہ ہو اور دوسرے کی ضرر کی بات پر واسطہ دیا جائے تو وہ واسطہ دینے والا گنہگار ہوتا ہے ہاں اگر کوئی وجہ شرعی روکنے کی نہیں ہے محض روکا تو ایک توڑ و کناہی ظلم پھر وہ واسطہ نہ ماننا دوسرا ظلم واللہ تعالٰی اعلم

(۲) جمعہ فرضوں کی اور سنتوں کی اول وآخر کی نیت تحریر فرمادیجئے۔

الجواب:۔ جمعہ کی نیت میں فرض جمعہ اور چاہے یہ بھی بڑھائے واسطے اسقاط ظہر کے اور قبل کی سنتوں میں سنت قبل جمعہ اور بعد کی سنتوں میں سنت بعد جمعہ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از احمد آباد گجرات پانچ پیلی مرسلہ حکیم انوار حسین صاحب صفدری ۱۴ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

علمائے کرام اہلسنت وجماعت ادام اللہ فضلہم کا اس بات میں کیا ارشاد ہے کہ سرخ اور زرد (پیلا) رنگ کا کپڑا پہنا مرد کو جائز ہے یا نہیں اور اس سے نماز درست ہے یا نہیں۔ اگر پہنا مکروہ ہے تو اس میں کراہت تنزیہی ہے یا تحریمی بعض احادیث سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا سرخ جبہ زیب تن فرمانا ثابت اور زرد ملبوس رنگنا ظاہر مثلاً عن جابر بن سمرۃ قال رأیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی لیلۃ مقمرۃ اضحیان فجعلت انظر الیہ والی القمر وعلیہ حلۃ حمراء فاذا ھو احسن عندی من القمر (رواہ الدارمی والترمذی) نیز۔ عن جابر بن عبداللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یلبس بردہ الاحمر فی العیدین والجمعۃ (مواہب) وعن یحیٰی بن عبداللہ بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یصبغ بالورس والزعفران

ثیابه حتی عمامته (ابوداؤد) اور بعض احادیث سے اس کی نہی بیدا و ہویدا مثلاً عن ابن عمر قال رأی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم علی ثوبین معصفرین فقال ان ھذہ الباس الکفار فلا تلبسھما (مسلم) ومعلوم ان ذلک یصبغ صباغاً احمر (مواھب) وفی الصحیح انه صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم نھی عن المزعفر معصفر ومزعفر کی کیا تشریح ہے موجودہ ولایتی پختہ وخام الوان بھی معصفر ومزعفر کے حکم میں داخل ہیں یا نہیں۔

الجواب: کسم کا رنگا ہوا سرخ اور کیسر کا زرد جنھیں معصفر ومزعفر کہتے ہیں مرد کو پہننا ناجائز وممنوع ہے اور ان سے نماز مکروہ تحریمی اور ان کے سوا اور رنگت کا زرد بلا کراہت مباح خالص ہے خصوصاً زرد جوتا مورث سرور وفرحت قاله سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما واستند بقوله تعالیٰ صفراء فاقع لونھا تسر الناظرین اور خالص سرخ غیر معصفر میں اضطراب اقوال ہے اور صحیح ومعتمد جواز بلکہ علامہ حسن شرنبلالی نے فرمایا اس کا پہننا مستحب ہے حق یہ کہ احادیث نہی سرخ معصفر کے بارے میں ہیں جیسے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما مذکور سوال اور احادیث جواز سرخ غیر معصفر میں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم کا سرخ جوڑا پہننا بیان جواز کے لئے ہے منتخب الفتاوی میں ہے قال صاحب الروضة یجوز للرجال والنساء لبس الثوب الاحمر والاخضر بلا کراھة حاوی میں متعدد کتب سے نقل کیا یکرہ للرجال لبس المعصفر والمزعفر والمورس والمحمر ای الاحمر حریرا کان او غیرہ اذا کان فی صبغه دم والا فلا جامع الفتاوی میں ہے لو صبغ بالشجر البقم لا یکرہ ولو صبغ بقشر الجوز عسلیا لا یکرہ اجماعاً تحفة الاکمل علامہ حسن بن شرنبلالی میں جواز کی نقول کثیرہ لکھ کر فرمایا وبما نقلناہ من نص الامام الاعظم علی الجواز ودلیلا قاطعا علی الاباحة وھو اطلاق الامر باخذ الزینة ووجدنا فی الصحیحین موجبه وبه تنتفی الحرمة والکراھة بل یثبت الاستحباب اقتداء بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم رد المحتار میں ہے ھذہ النقول مع ماذکرہ عن المجتبیٰ والقھستانی وشارح ابن الملک من تعارض القول بکراھة التحریم ان لم یدع انه الدلیل محل التحریم علی المصبوغ بالنجس او نحو ذلک بانھم انصاف یہ کہ شدت اختلاف کے باعث احتراز اولیٰ اور اعتراض بیجا عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں قال الامام الغزالی فی الاحیاء فی شروط المنکر ان یکون کونه منکرا معلوما بغیر اجتھاد فکل ما ھو فی محل الاجتھاد فلا حسبة فیه۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از دہلی مدرسہ نعمانیہ محلہ بلی ماران مرسلہ مولوی عبد الرشید صاحب مہتمم — ۵ ذالحجہ ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین والدین واستاد وعلماء کے ہاتھ پاؤں چومنا زید حرام کہتا ہے۔

جواب — از مولوی عماد الدین صاحب سنبھلی مدرس اول مدرسہ نعمانیہ

بالاتفاق جائز ودرست ہے منصف کے لئے اس قدر کافی ہے معاند منکر کا علاج نہیں قاضی خاں عالمگیری عینی شرح ہدایہ درمختار رد المحتار ابن ماجہ مشکوٰۃ شریف ابوداؤد اشعۃ اللمعات سے اس کا جواز بلکہ امر ممدوح ہونا ثابت ہو گیا لہٰذا قول بدتر از بول زید پر کیسا باطل ہوا کہ وہ اپنے گھر سے نئی شریعت گھڑتا ہے الخ

تصدیقات کثیرہ

دہلی واجمیر شریف ولاہور والہ آباد وغیرہا

تحریر کفایت اللہ مدرسہ امینیہ کسی بزرگ مثلاً والد یا پیر یا عالم کے ہاتھ پاؤں فی حد ذاتہ مباح ہے اور اسکی اباحت احادیث وروایات فقہیہ سے ثابت ہے جیسا کہ جوابات مذکورہ بالا میں علماء کرام نے مفصل ومدلل بیان فرما دیا ہے البتہ ذرا یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ بہت سے عوام بحیلہ پابوسی پیروں کو سجدہ کرنے لگتے ہیں اور سجدے کی تاویل میں پابوسی کے جواز کو حیلہ بنا لیتے ہیں تو اگر کسی ایسی خاص صورت میں کوئی عالم کسی خاص شخص کو پابوسی سے منع کر دے تو در حقیقت وہ ممانعت پابوسی کی نہیں۔ بلکہ سجدے کی ہو گی اور صحیح ہو گی اور عوام سے اس بارے میں اس قدر غلو کر لینا مستبعد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد کفایت اللہ مدرس مدرسہ امینیہ دہلی

تحریر دار الافتاء

مولینا مولوی عمادالدین صاحب سلمہ کا جواب بہت صحیح ہے بلا شبہہ والدین کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے اور علما و صلحا ورثۂ سید الانبیا علیہ وعلیہم الصلاۃ والثنا کی دست بوسی و قدمبوسی سنت مستحبہ ہے کما فصلناہ فی فتاوانا بما لامزید علیہ واکثرنا من الاحادیث الناصبۃ بہ والداعیۃ الیہ وفی ماذکر المجیب کفایۃ واللہ ولی الھدایۃ اور اس میں انکار کی شق وہی نکالتے ہیں جو تعظیم محبوبان و مقبولان خدا سے منکر ہیں قدمبوسی کو سجدہ سے کیا تعلق قدمبوسی سر بر پا نہادن ہے اور سجدہ پیشانی بر زمین نہادن مسلمان پر بدگمانی حرام ہے قال اللہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم وقال رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث بدگمانی سے بچو کہ بدگمانی سب سے بڑھکر جھوٹی بات ہے وقال سیدی زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الظن الخبیث انما ینشؤ من القلب الخبیث گمان خبیث خبیث ہی دل میں پیدا ہوتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ ہاں اگر کوئی سجدہ کرے تو اوسے منع کرنا فرض ہے یہ دوسری بات ہے قدمبوسی کو سجدہ سمجھکر منع کرنا وہی گمان خبیث ہے اور براہ تواضع اگر دست بوسی کو بھی منع کرے تو وہ اوس سے منع نہیں بلکہ اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھنا ہے وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بڈا پارسٹ ڈاک خانہ خاص تحصیل و ضلع ہوشیارپور محمد عطاء الہی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درین مسئلہ کہ عمر نے اپنے شیخ طریقت کا دست بوسی و پابوسی سے استقبال کیا زید نے جو کہ اپنے آپ کو ایک عالم شخص تصور کرتا ہے۔ فی البدیہہ کہا کہ عمر اس فعل کے ارتکاب سے مشرک ہوگیا اور اس کا نکاح بھی باطل ہوگیا کیا شریعت غرا کا اس مسئلہ میں کیا فیصلہ ہے اگر زید کا عمر کو مشرک کہنا جائز نہیں تو زید کس عتاب کا مرتکب ہے۔

الجواب:۔ علمائے دین و مشائخ صالحین کی دست بوسی و قدمبوسی سنت ہے کما حققناہ فی فتاونا زید نے کہ اس بنا پر بلاوجہ مسلمان کو کافر اور اسکے نکاح کو ساقط بتایا وہ بحکم احادیث فقہ خود اس حکم کا قابل ہے از سرنو کلمہ اسلام پڑھے اور اُس کے بعد اپنی عورت سے نکاح جدید کرے بشرطیکہ وہابی نہ ہوا اور جو وہابی ہے وہ خود مرتد ہے نہ وہ توبہ کرے نہ اوس کی توبہ ہے قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ ثم لایعودون واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بھاگلپور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مولوی اشرف علی کا مرید ہے نام اس کا معزالدین اس نے اپنا نام معیذ الدین کسی خط میں لکھا اس پر ایک شخص نے سمجھایا کہ اس طرح پر لکھنے سے معنی بدل جاتا ہے اور نعوذ باللہ مسلمانوں کو ایسا نام نہیں رکھنا چاہیے کیونکہ اس وقت یہ معنی ہوتا ہے کہ دین سے پناہ مانگنے والا لیکن اس کمبخت نے نہ مانا اور یہ کہا کہ میں اپنے حضرت کے پاس برابر اسی املا سے خط لکھتا ہوں لیکن حضرت نے کبھی نہ منع فرمایا اور نہ کوئی برائی اس میں بتائی لہذا گذارش ہے کہ جو شخص اپنا نام معیذ الدین بالیا بعد العین رکھے والذال صحیح بتاوے تو اسکے واسطے شرعًا کیا حکم ہے اور لغت و محاورہ سے اسکے کیا معنی ہیں پس اس کو بصورت مسئلہ کے خدمت والا میں روانہ کرتا ہوں۔

الجواب:۔ علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق دیوبندیوں کا نام بنام جن میں تھانوی کا بھی نام ہے کافر و مرتد بتایا اور شفائے امام قاضی عیاض و بزازیہ و مجمع الانہر و درمختار وغیرہ کے حوالے سے صراحۃً فرمایا من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو انکے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے نہ کہ وہ جو انہیں مسلمان جانیں نہ کہ وہ جو انہیں پیر و مرشد جانیں ایسوں کے اقوال و افعال سے کیا سوال۔ معیذ الدین کے یہ معنی ہیں دین کو پناہ دینے والا اور اپنا نام ایسا رکھنا سخت عظیم تزکیہ نفس و خودستائی ہے اور وہ حرام ہے۔ قال تعالیٰ لاتزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی ردالمحتار میں ہے العارف باللہ تعالیٰ الشیخ سنان فی کتابہ تبیین المحارم اقام الطامۃ الکبری علی المتسمین بمثل ذلک وانہ من التزکیۃ المنھی عنھا فی القرآن ومن الکذب

مسئلہ:۔ از شہر کہنہ محلہ قاضی ٹولہ کلن خاں ۴ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے پالے کی بازی بدی پھر ایک شخص کے سمجھانے سے منکر ہوگیا جب پالے والے مصر ہوئے اور کھیل پر مجبور کیا تو اس معصیت کے بچانے کی غرض سے دو شخصوں نے جھوٹے کہدیا کہ اس نے بازی نہیں بدی تھی پس بازی والوں نے ان دو شخصوں سے طعنًا پوچھا کیا یہ

یہاں نقیری میں جھوٹ بولنا اور حرام کھانا جائز ہے ان شخصوں نے جواب دیا ہاں اس میں جائز ہے اور نیت جانب خیر سے یہ الفاظ کہے پس اس صورت میں ان پر کیا معصیت ہے۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ سوال میں حرام کھانا بھی تھا اور حرام کھانا کبھی جائز نہیں ہوتا جس وقت جائز ہوتا ہے اوس وقت حرام نہیں رہتا اگر ہاں جائز ہے کہنے میں حرام کھانا بھی اوس نے مراد لیا تو البتہ سخت لفظ کہا تو بہ لازم ہے بلکہ تجدید اسلام چاہئے اور اگر صرف جھوٹ بولنے کی نسبت کہا کہ ایسی صورت میں جہاں حرام سے بچنا ہوتا ہو خلاف واقع بات کہنا جائز ہے تو حرج نہیں اگرچہ اس میں بھی تفصیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر محلہ ذخیرہ مسئولہ منشی شوکت علی صاحب محرر چونگی ۸ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا اون کی نیاز کی چیز کھا لینا خصوصاً آٹھویں محرم کو جبکہ اون کے یہاں حاضری ہوتی ہے کھانا جائز ہے یا نہیں محرم میں بعض مسلمان ہرے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور سیاہ کپڑوں کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے اون کی نیاز کی چیز نہ لیجائے اون کی نیاز نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی کم از کم اون کے ناپاک قلتین کا پانی ضرور ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اوس میں شرکت موجب لعنت محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ کا شعار رافضیان لیام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از منڈول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفرپور مسئولہ نعمت شاہ خاکی بوڑاہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ یہاں دستور ہمیشہ سے ہے کہ کسی کی تقریب شادی یا ختنہ یا اور کوئی تقریب ہوئی تو اعزا و اقربا دوست و آشنا کچھ نقد کچھ روٹی دال چاول تیل دہی کپڑا وغیرہ لاتے ہیں جس کو نویدیا نوتا کہتے ہیں جو پہلے بطور مد معونت سمجھا جاتا تھا نہ ادا کرنے پر کوئی گرفت یا تقاضا نہیں تھا لیکن اب ان تقریبوں میں میرے یہاں کوئی سامان نوید لائے اور میں کسی وجہ یا بلا وجہ سامان نہ لے گیا اس پر بعد کو تقاضا ہوتا ہے شکایت ہوتی ہے کہ ہم اون کے یہاں لے گئے وہ میرے یہاں نہ لائے ایسی حالت میں مجھ سے اگر ادا نہ ہوسکے تو اس کے لئے قیامت میں پرسش ہوگی یا نہیں اوس کا حق باقی رہا یا نہیں اور بغیر معاف کئے ہوئے اوس کے معاف ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اب جو نیوتا دیا جاتا ہے وہ قرض ہے اوس کا ادا کرنا لازم ہے اگر رہ گیا تو مطالبہ رہے گا اور بے اوس کے معاف کئے معاف نہ ہوگا والمسئلۃ فی الفتاوی الخیریۃ چارہ کار یہ ہے کہ لانے والوں سے پہلے ہی صاف کہدے کہ جو صاحب بطور امداد عنایت فرمائیں مضائقہ نہیں مجھ سے ممکن ہوا تو اون کی تقریب میں امداد کروں گا لیکن میں قرض لینا نہیں چاہتا اوس کے بعد جو شخص دیگا وہ اس کے ذمہ قرض نہ ہوگا ہدیہ ہے جس کا بدلہ ہوگیا فبہا نہ ہوا تو مطالبہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ دیگر:۔ دستور ہے کہ درختوں سے مسواک و پتہ بلا اجازت مالک درخت کے لوگ توڑتے ہیں یا مٹی کسی کے مکان کی کلوخ استنجا کے لئے بلا اجازت لیتے ہیں یا تنکا برائے خلال دندان کسی کے چھپر سے کھینچ لیتے ہیں اور اوس پر کوئی گرفت و تلاش مالک شے کی طرف سے نہیں ہوتی ہے آیا یہ جائز ہے کہ بلا اجازت لیں و تصرف میں لائیں یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسی شے جس کی عادۃً اجازت ہے اور اوس پر مالک مطلع ہوگا تو اصلاً ناگوار نہ ہوگا اوس کے لینے میں حرج نہیں ور نہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تیسرا مسئلہ:۔ سید کے لڑکے سے جب شاگرد ہو یا ملازم ہو دینی یا دنیوی خدمت لینا اور اوس کو مارنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ذلیل خدمت اوس سے لینا جائز نہیں نہ ایسی خدمت پر اوسے ملازم رکھنا جائز اور جس خدمت میں ذلت نہیں اوس پر ملازم رکھ سکتا ہے بحال شاگرد بھی جہاں تک عرف اور معروف شرعاً جائز ہے لے سکتا ہے اور اوسے مارنے سے مطلق احتراز کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

چوتھا مسئلہ:۔ کوئی لڑکا ایسا ہے کہ ماں اوس کی شیخ ہے اور باپ سید اور وہ لڑکا خدمت کرنے کے لیے اپنے کو چھپا کے شیخ کہتا ہے کہ اوستاد یا آقا کی خدمت کریں اور اوس کی آرائش کھائیں ہر چند منع کیا جاتا ہے لیکن وہ نہیں مانتا ہے ایسی حالت میں کیا کیا جائے اوس سے خدمت لی جائے اور اوس کو جھوٹا دیا جائے یا نہیں۔

الجواب:۔ جب معلوم ہے کہ وہ سید کا بیٹا ہے اگرچہ ماں شیخ یا کوئی قوم ہے تو اس کا وہی جواب جو تیسرے مسئلہ میں گزرا اوس کا انکار کچھ معتبر نہیں باقی رہا مسلمان کا جھوٹا دہ کھانا کوئی ذلت نہیں حدیث میں اوسے شفا فرمایا وہ مانگے تو اوسے اسی نیت سے دیا جائے نہ بہ نیت اوس۔ واللہ تعالیٰ اعلم

پانچواں مسئلہ:۔ کسی شخص کے پاس چوتھائی حصہ کسی کے پاس تہائی کسی کے پاس نصف کسی کے پاس کل مال سود کا ہے اوس کا کھانا کھلانا کیسا ہے۔
الجواب:۔ نہ چاہیے احتراز اولی ہے اور اگر معلوم ہو کہ یہ گیہوں یا چاول جو ہمارے سامنے کھانے کو آئے عین سود کا ہے تو حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم
چھٹا مسئلہ:۔ کوئی شخص چوری میں مشہور ہے لیکن لوگوں کو کھلاتا ہے یہ کھانا کھلانا کیسا ہے۔
الجواب:۔ چوری کا مال خود کھانا بھی حرام اور دوسرے کو کھلانا بھی حرام واللہ تعالیٰ اعلم
ساتواں مسئلہ:۔ پان چونہ اور کتھا اور تنباکو اور سرتی کھانا کیسا ہے۔
الجواب:۔ پان کھانا جائز ہے اور اوتنا چونہ بھی کہ ضرر نکرے اور اتنی تنباکو بھی کہ حواس پر اثر نہ آئے یہاں سرتی تنباکو ہی کو کہتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم
اٹھواں مسئلہ:۔ وہابی غیر مقلد کے گھر شادی بیاہ کرنا اوس کے ساتھ نماز پڑھنا اوس کے گھر کھانا کیسا ہے۔
الجواب:۔ وہابی یا غیر مقلد سے میل جول مطلقاً حرام ہے اور اوس کے ساتھ شادی بیاہ خالص زنا حدیث میں فرمایا لا تناکحوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم ولا تصلوا معھم ولا تصلوا علیھم نہ اون کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ اون کے ساتھ پانی پیو نہ اون کے پاس بیٹھو نہ اون کے ساتھ نماز پڑھو نہ اون کے جنازہ کی نماز پڑھو واللہ تعالیٰ اعلم
نواں مسئلہ:۔ دیوبندی کا وعظ سننا اون سے فتوی لینا اور اون کے ساتھ نماز پڑھنا۔ کھانا۔ شادی کرنا کیسا ہے۔
الجواب:۔ دیوبندی وہابیوں کی اخبث شاخ ہے اوس کا وعظ سننا حرام اوس سے فتوی لینا حرام اوس سے میل جول سخت حرام بلکہ اوسے مسلمان جانکر ہو تو کفر علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ جو اونکے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے
مسئلہ:۔ سلطان الاسلام احمد صاحب اجمیر شریف۔
سوال اول:۔ مہاجن سے اللہ روپیہ ماہوار سہ روپیہ سود کے حساب سے قرض لیکر تجارت کرنا جائز ہے یا نہیں اور اوس کا نفع حلال ہے یا حرام تفصیل سے تحریر فرما دیں۔
(سوال ثانی) تعزیہ بناکے نکالنا اوس کے ساتھ ڈھول نقارے بجانا قبر کی صورت بناکر جنازہ کی طرح نکالنا اس پر سہلا وغیرہ چڑھانا ناجائز ہے یا نہیں فقط
الجواب:۔ جب تک صحیح ضرورت و مجبوری محض نہ ہو سود دینا اور لینا دونوں برابر ہیں صحیح مسلم شریف میں ہے عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے اور سود دینے والے اور اوس کا کاغذ لکھنے والے اور اوس کے گواہوں پر اور فرمایا وہ سب برابر ہیں بے مجبوری محض ایسی تجارت حرام ہے مگر اوس کا نفع حرام نہیں جبکہ عقد صحیح سے ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲) یہ سب باتیں ناجائز ہیں واللہ تعالیٰ اعلم
معدن عالم صوری و مخزن اسرار معنوی جناب حضرت مولانا حافظ حاجی مفتی احمد رضا خانصاحب دام ظلہٗ بعد ہدیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بکمال ادب ملتجی ہوں براہ کرم اپنے اوقات گرانمایہ سے چند منٹ خرچ فرماکر جواب سوالات مرسلہ مزین فرماکر بصیغہ بیرنگ پتہ ذیل سے مرحمت فرماکر مجھ متردد کو شاد فرمائیے۔ ان مسائل کی یہاں سخت ضرورت ہے ہم سب اعلیٰحضرت دام فیضہ کے معتقدین سے ہیں لہٰذا ہم سب بیحد انتظار کرتے رہیں گے۔ اگر جلد جواب سے مزین فرماکر مرحمت فرمایا جاوے تو غایت لطف وکرم ہے اس سے پیشتر حقیر نے اعلیٰحضرت کے دار الافتا سے ڈھائی سو نسخے رسالہ انفس الفکر منگواکر مسلمانوں کو تقسیم کیا جس سے بہ نسبت سال گذشتہ وسال پیوستہ کے امسال باوجود کوشش بلیغ دشمنان دین کے قربانی گاؤ بکثرت المضاعف ہوئیں الحمد للہ حضور کا فیض ایسا ہی ہے زیادہ بجز تمنائے حصول زیارت اور کیا عرض کروں فقط
آپ کا خادم عاصی خلیل الرحمٰن عفی عنہ بنارسی از محلہ کچی باغ مورخہ ۶ محرم الحرام ۱۳۳۹ ہجری
مسئلہ (۱) یہ کہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ جس میں عرصہ پچیس سال سے خزانہ گورنمنٹ سے امداد ماہوار ایک سو روپے مقرر ہے جس سے یہ درسگاہ جمیل کتب فقہ واحادیث وقرآن شریف کی تعلیم ہوتی ہے اس میں ممبران خلافت کمیٹی نے جو تجویز پاس کیا ہے کہ گورنمنٹ سے امداد نہ لینا چاہیے پس استفسار ہے کہ یہ امداد جو گورنمنٹ سے عرصہ پچیس سال سے برابر ملتی ہے اب لینا جائز ہے یا نہیں مدرسہ ہذا میں سوائے تعلیم

دینیات کے ایک حرف کسی غیر ملت وغیر زبان کی تعلیم نہیں ہوتی۔

مسئلہ (۲) یہ کہ زید جو اس درسگاہ دینی کا منتظم وخادم ہے بسبب حسن انتظام گورنمنٹ نے خطاب دیا ہے اور یہ خطاب بھی عرصہ دس سال سے ملا ہے ممبران خلافت کمیٹی نے یہ بھی پاس کیا ہے کہ گورنمنٹ کو خطاب واپس کردینا چاہئے پس ایسی حالت میں کہ جس خدمت انتظام درسگاہ تعلیم علوم دینیہ کے صلہ میں خطاب دیا ہے اندیشہ ہے کہ واپس کرنے میں یہ امداد بھی نہ ملے ایسی حالت میں خطاب کا واپس کرنا ضروری ہے یا نہیں۔

مسئلہ (۳) یہ کہ زید جلسہ خلافت کمیٹی میں اس سبب سے شرکت نہیں کرتا کہ اس میں اہل ہنود جن کو اس وقت ممبران خلافت کمیٹی اپنا بھائی کہتے ہیں اور ان سے اس قدر ارتباط بڑھا رکھا ہے کہ تلک مہراج کے مرنے کے غم میں بروز دسواں جامع مسجد میں ننگے سر ننگے پیر جمع ہو کر تلک مہراج کے لیے دعا اور نماز کا ان کی مغفرت کے لئے اشتہار شائع کیا اور قربانی گاؤ کو بلحاظ اہل ہنود منع کرتے ہیں اور بکری قربانی کرنا افضل وفعل رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بتلاتے ہیں اور نقصان اور عدم جواز قربانی گاؤ میں رسالے چھاپتے ہیں اور جلسہ خلافت کمیٹی میں کل دشمنان دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسٹیج دلقریر کراتے ہیں جو اپنی کتاب الجرح علی ابی حنیفہ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو سگ و زندیق و بے علم وغیرہ باتیں ناشائستہ وناگفتہ بہ لکھا ہے اگر ایسے شخصوں کی تقریر نہ سننے کی غرض سے اور کفار کی اعانت وشرکت نہ کرنے کی غرض سے اگر زید ایسے جلسوں میں شریک نہ ہو تو کیا بوجہ ان امور مذکرہ بالا کے زید قابل ملامت ونا قابل امامت ہے۔ کیونکہ جو لوگ کہ ان وجوہ سے شرکت نہیں کرتے ان کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز بتلاتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس قدر ارتباط ان کفاروں سے بڑھا کر رکھا ہے کہ جس وقت ان میں کا کوئی مقرر و نامور کسی شہر میں جاتا ہے تو اہل اسلام ان کفاروں کی گاڑیاں بدست خود کھینچ لاتے ہیں ان کفاروں نے اس قدر تعصب اپنے مذہب میں بڑھا رکھا ہے کہ یہاں بعض مسجد میں اذان نہیں کہنے دیتے۔ بعض مسجد کے فرش پر جو ان کی پرستش کے درخت کی ڈالیں لٹکی ہوئی ہیں جس سے حوض وضو کا پانی پتیوں کے گرنے اور سڑنے سے متغیر ومتعفن ہو جاتا ہے اس درخت کی ڈال کو تعصب مذہبی سے نہیں کاٹتے۔ بعض مسجد پر صحن مسجد میں جو ان کا بت پرستش کا نصب ہے اس کی پرستش کے لیے فرش مسجد پر سے جو سجدہ گاہ مسلمانان ہے بپائے نجس مرور کرتے ہیں مگر افسوس کہ مسلمانان اہل ہنود کو اپنا بھائی بناتے ہیں اور ان کی خاطر داری سے گاؤ کی قربانی بند کرنے میں ہر نوع کوشش تمام کرتے ہیں اپنے مساجد کی بیحرمتی ونقصان واذان بند ہونے کا جو بعض مسجد پر بند کر رکھا ہے کچھ صدمہ وخیال نہیں ہوتا آیا ایسے دشمنوں کے جلسہ میں نہ شرکت ہونے سے کیا آدمی گنہگار ہوتا ہے قابل امامت نہیں رہتا۔

مسئلہ (۴) یہ کہ زید جو نماز پنجگانہ وبروز جمعہ وخطبہ ثانیہ بروز جمعہ وخطبہ عیدین وغیرہا میں بیشتر مسلمانان کی جماعت کثیر میں بہ اعلان تمام دعا وترقی جاہ جلال وقیام سلطنت سلطان اعظم والی سلطنت روم وبلاد عرب کے لیے ومحافظت مقامات مقدسہ حرمین شریفین کے لیے دعا کرتا ہے اور خطبہ نباتہ جس کے خطبہ ثانیہ میں سلطان المعظم کے لئے خلد اللہ ملکہ کے لیے دعا ور دراز طبع ہے پڑھتا ہے سامعین آمین کہتے ہیں آیا اس طریق پر دعا کرنا سلطان المعظم کے لیے جائز ہے یا جلسہ کفار اور غیر مقلدین میں شریک ہو کر دشنام دہی کرنا اور اظہار وفاداری سلطان المعظم کیلیے کرنا جائز ہے زید پر بے حد حملہ اس امر کا ہے کہ تو کیوں نہیں ایسے جلسوں میں شریک ہوتا اس لئے طرح طرح کی بندشیں عدم جواز امامت وواپسی خطاب وغیرہ کے لیے حملہ ہے پس آیا اس صورت سے دعا کرنا بعد نماز ودرمیان خطبہ جائز ہے یا اس جلسہ مخالفین میں بینوا بالکتاب وتوجروا بالصواب فقط

الجواب۔ (۱) جبکہ وہ مدرسہ صرف دینیات کا ہے اور امداد کی بنا پر انگریزی وغیرہ اس میں داخل نہ کی گئی تو اس کے لینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں تعلیم دینیات کو جو مدد پہنچتی تھی اس کا بند کرنا محض بے وجہ ہے۔ واللہ تعالی اعلم (۲) خطاب واپس کرنا کرانا کوئی مسئلہ شرعی نہیں اور اگر یہ اندیشہ صحیح ہے کہ واپسی خطاب میں امداد بھی بند ہو جائیگی تو واپس کرنا حماقت ہے۔ واللہ تعالی اعلم (۳) اگر یہ امور واقعی ہیں تو ایسے جلسوں کی شرکت حرام ہے اور جو ان میں شریک ہو قابل ملامت اور نا قابل امامت ہے نہ وہ کہ احتراز کرے دشمنان دین سے احتراز فرض ہے اور فرض کا ترک موجب ملامت اور مانع امامت ہے نہ کہ اس کا بجالانا اور کافر کے لیے دعائے مغفرت وفاتحہ خوانی کفر خالص وتکذیب قرآن عظیم ہے کما فی العالمگیریۃ وغیرھا۔ ان کے خار ولوار کے لیے یہی بہت تھا کہ مشرک کے ماتم میں سر ننگا کیا اور اس پر ظلم شدید یہ کہ عبادت گاہ واحد قہار کو مشرک کا ماتم گاہ بنایا پھر اس کے لیے نماز کا اشتہار یہ پورا پورا موجب لعنت جبار قہار ہے قال اللہ تعالی ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ بلاشبہ

یہ اشتہار دینے اور اوس پر عمل کرنیوالے سب قطعی مرتد ہیں وہ اسلام سے نکل گئے اور اون کی عورتیں نکاح سے قاتلھم اللہ انی یؤفکون اور قربانی گاؤ شعائر اسلام ہے قال اللہ تعالیٰ والبدن جعلنھا لکم من شعائر اللہ اور ہندوستان میں اوس کا جاری رکھنا واجب ہے کما حققناہ فی انفس الفکر فی قربان البقر اور خوشنودی ہنود کے لئے اوس کا بند کرنا حرام ہے قال اللہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ناپاک کافروں مرتدوں کو واعظ مسلمین بنانے والے اسلام کو ڈھاتے ہیں اور کفر و لعنت الٰہی کی نیو چناتے ہیں حدیث تو بدمذہب کی توقیر پر فرماتی ہے من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام جسنے کسی بدمذہب کی توقیر کی اوس نے دین اسلام کے ڈھا دینے پر مدد دی نہ کہ کفار و زنادقہ مثل وہابیہ وغیر مقلدین و دیوبندیہ وغیرہم کو واعظ مسلمین و پیشوائے دین بنانا کہ صراحۃً اسلام کو کند چھری سے ذبح کرنا ہے افسوس کہ گائے کی قربانی بند اور ذبح اسلام کے نعرے بلند مگر اسلام گئے سے بھی گیا گزرا عزت و جبروت ہے اوس کے لیے جس نے ان کے دل اولٹا دے اور آنکھیں پلٹ دیں کہ انکو اسلام کفر سوجھتا ہے اور کفر اسلام فسبحٰن مقلب القلوب والابصار ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب کفار و مشرکین سے اتحاد و وداد حرام قطعی ہے قرآن عظیم کے نصوص اوس کی تحریم سے گونج رہے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اتنا ہی کافی ہے کہ من یتولھم منکم فانہ منھم واحد قہار فرماتا ہے کہ تم میں جو کوئی اون سے دوستی رکھے گا وہ بیشک انھیں میں سے ہے اللہ عزوجل کا ارشاد اور وہ بھی بیشک کے ساتھ آخر اوس کے نتائج ظاہر ہیں کہ کفار سے اتحاد و وداد منانے والے موافق ارشاد الٰہی بیشک منھم ہو گئے کیا آج تک کبھی ہوا تھا کہ مشرک کے ماتم میں مسلمان سر برہنہ ہوئے ہوں مسلمانوں نے مسجد کو اوسکی ماتم گاہ بنایا ہو مسلمانوں نے اوس کے لیے دعاء نماز کا اشتہار دیا ہو مسلمان مشرکوں کی گاڑی کے بیل بنے ہوں اور یہ ہونا ہی تھا کہ جب اسلام چھوڑا انسانیت خود گئی اب جو چاہے بیل بنے جو چاہے گدھا کہ اللہ عزوجل فرما چکا اولئک کالانعام بل ھم اضل بلکہ فرمایا اولئک ھم شر البریہ کافر تو کافر فاسق کی تعریف پر حدیث میں فرمایا اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے نہ کہ مشرک کی تعظیم اور وہ بھی اس درجہ عظیم فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور سائل بیچارہ اس کا شاکی ہے کہ ہندوؤں نے اذان بند کی اور یہ کیا اور وہ کیا اور ان مسلمان کہلانے والوں نے اوس کے برعکس یہ کچھ کیا یہ شکایت محض بیجا و نادانی ہے ہندو اپنے دین باطل پر قائم ہیں وہ کیوں چھوڑیں دین تو انھوں نے چھوڑا ہے ہر چھوٹ انہیں کی طرف سے چاہئے ایسے لوگوں کے جلسوں میں شرکت ہرگز جائز نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۳) جلسہ مخالفین کا حکم اوپر گزرا اور سلاطین اسلام و ممالک اسلام و اماکن مقدسہ اسلام کے لیے دعا خطبۂ جمعہ و خطبہ عیدین میں اور ہر نماز کے بعد مستحب و مندوب ہے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از شہر باغ احمد علی خاں مسئولہ حاجی خدا بخش صاحب ۱۲ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی طوائف اگر اپنا ناجائز حاصل کردہ کو کسی مدرسہ یا مسجد کے نام وقف کردے تو یہ جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو جواز کیا صورت ہے ۔ بینوا توجروا

الجواب: اجرت زنا وغیرہ میں روپیہ ملتا ہے اور روپیہ وقف نہیں ہوتا جائداد وقف ہوتی ہے اگر اوس کی خریداری زر حرام سے نہ ہوئی یا زر حرام اوسکے عقد و نقد میں جمع نہ ہوا یعنی یہ نہ ہوا کہ زر حرام دکھا کر کہا ہو کہ اس کے عوض یہ جائداد دیدے اور پھر وہی روپیہ ثمن میں دیدیا ہو جب ایسا نہ ہو تو وہ خرید کردہ جائداد حرام نہیں اگرچہ قیمت میں وہ زر حرام ہی دیا ہو اس صورت میں تو خود اوسے وقف کر سکتی ہے تنویر الابصار میں ہے دان اشار الیھا ونقد ماغیرھا اوالی غیرھا او اطلق ونقدھا لا یہ یفتی ۔ ہاں اگر خود جائداد اجرت حرام میں ملی یا خریداری میں زر حرام پر عقد و نقد جمع ہوں یا خود زر حرام مسجد یا مدرسہ پر صرف کرنا چاہیں تو ناجائز و حرام ہے لیکن اگر وہ تائب ہو اور اپنا مال حرام اگرچہ خود بعینہ وہی زر حرام ہو مسلمان فقیر پر تصدق کردے اور وہ فقیر اوس میں سے بعض یا کل روپیہ یا جائداد بعد قبضہ اپنی طرف سے اوسے ہبہ کردے اور قبضہ تامہ دیدے تو وہ زر یا جائداد اب اوس کے حق میں حلال طیب ہے اوسے وقف وغیرہ جمیع امور خیر میں صرف کر سکتی ہے فتاوی عالمگیری میں ہے لہ مال فیہ شبھۃ اذا تصدق بہ علی ابیہ یکفیہ ذلک ولا یشترط التصدق علی الاجنبی وکذا اذا کان ابنہ معہ حین کان یبیع ویشتری وفیھا بیوع فاسدۃ فوھب جمیع مالہ لابنہ فقد اخرج من العھدۃ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- از لشکر گوالیار محلہ حیدر گنج مسئولہ حافظ نبی محمد ۱۳ محرم ۳۹ھ

حضور سے کسی وقت میں ایک فتویٰ طلب کیا تھا جواب آ گیا مگر اوس کے ساتھ ہی میرے نام پر اعتراض فرمایا تھا کہ یہ نام رکھنا حرام ہے اور وجہ کوئی تحریر نہیں فرمائی تھی ہمارے شہر کے مفتی مقبول حسین صاحب فرماتے ہیں کہ ناجائز نہیں ہے اس واسطے گذارش ہے کہ آپ اس جملہ کو بالتفصیل تحریر فرما دیجئے گا اور اس کے ساتھ ہی اسی ذیل میں نام بھی خاکسار کا تحریر فرما دیجئے تاکہ اوس کو گزٹ کرا کر عام لوگوں کو مطلع کیا جائے مگر میرے نام میں محمد یا احمد ضرور ہونا چاہئے چونکہ میرا نام بزرگوں نے نبی محمد رکھا ہے اور اسی نام سے پکارا جاتا ہوں مگر حضور نے فرمایا ہے کہ نام تمہارا ناجائز ہے شریعت کیوں اس نام کو ناجائز کر رہی ہے اسکا سبب حضور خلاصہ تحریر فرمائیں اور نام بھی دوسرا تجویز فرمائیں حضور بھی جو نام تجویز فرماویں گے وہی مشتہر ہوگا وہ یوں کیا جائیگا کہ نام میرا نبی محمد شریعت کے خلاف تھا سو اب فلاں نام تجویز ہوا ہے۔

الجواب :- اسم مسمّٰی پر محمول ہوتا ہے یہ زید ہے اور وصف عنوان سے لو سمجھا جاتا ہے وہ بھی متضمن حمل ہے تو اس میں اپنے آپ کو نبی کہنا اور کہلوانا ہے اور یہ قطعاً حرام ہے اور علم میں وضع جدید کا عند بارد ہے وضع اول ضرور ملحوظ رہتی ہے ولہذا برے نام اور تزکیہ کے نام تبدیل فرما دیے علیہ افضل الصلاۃ والسلام کیا کوئی گوارا کرے گا کہ اپنا نام یا اپنے بچہ کا نام شیطان یا ولد الشیطان رکھے حالانکہ وضع جدید میں تو خاص یہ ذات مقصود ہے جب اپنے آپ کو شیطان کہنا گوارا نہیں کرتا نبی کہنا اور کہلوانا کیونکر روا رکھتا ہے اور یہ خیال کہ نیت دعویٰ نبوت کی نہ تھی سچ ہے جبھی تو حرام ہوا نیت ہوتی تو کفر ہوتا آپ اپنا نام نبیل احمد رکھئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- از وزیر احمد مدرس مہارانا ہائی اسکول اودے پور میواڑ ۱۲ محرم ۳۹ھ

بت یا تعزیہ کا چڑھاوا مسلمان کو کھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب :- مسلمان کے نزدیک بت اور تعزیہ برابر نہیں ہو سکتے اگرچہ تعزیہ بھی جائز نہیں بت کا چڑھاوا غیر خدا کی عبادت ہے اور تعزیہ پر جو ہوتا ہے وہ حضرات شہدائے کرام کی نیاز ہے اگرچہ تعزیہ پر رکھنا لغو ہے بت کی پوجا اور محبوبان خدا کی نیاز کیونکر برابر ہو سکتی ہے اوس کا کھانا مسلمانوں کو حرام ہے اور اس کا کھانا بھی نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ

۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفہ مرسلین مسائل ذیل میں (۱) بعض سنت جماعت عشرہ ۱۰ محرم الحرام کو نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جاوے گی (۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اوتارتے ہیں (۳) ماہ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے ہیں (۴) ان ایام میں سوائے امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہیں

الجواب :- پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے ہر مہینہ ہر تاریخ میں ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- از چتور گڑھ میواڑ محلہ چھیپیان بر مکان قاضی اسمٰعیل محمد صاحب مسئولہ جمیع مسلمان کنگرار ۱۵ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہجڑہ اگر دعوت کرے اوس کا کھانا کیسا ہے۔

الجواب :- ہجڑے کے یہاں دعوت کھانے کو نہ جایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ :- از ریاست راجگڈھ بیاورہ۔ ایجنسی بھوپال سنٹرل انڈیا مسئولہ محمد اسمٰعیل سوار رسالہ باڈی گارڈ ۱۵ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ محرم میں تعزیہ بنانا اور اوس سے منتیں مرادیں مانگنی علم اوٹھانے مہندی چڑھانا بچوں کو سبز کپڑے پہنانے اور اون کے گلوں میں ڈوریاں باندھکر اون کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فقیر بنانا دس روز تک سوگوار رہنا اور اوس کے بعد سوئم اور دسواں چالیسواں کرنا ایسے مرثیوں کا پڑھنا جس میں اہلبیت کے سر پیٹنے اور بین کرنے خلاف شرع امور کا ذکر ہے اور یہ گمان مراسم کی ادائیگی کو حب اہلبیت سمجھنا عام طور سے ہمراہیان یزید کو لعین مردود کافر کہنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہنا اور اوس کو بھی مقتضائے حب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھنا حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جملہ انبیا سے بھی رتبہ میں بڑھکر سمجھنا یا یہ خیال کہ حضرات صوفیہ کرام نے بھی ایسا ہی سمجھا ہے اور ایسا سمجھنے کو عین ایمان کہنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب :- حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہنا کفر ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا کسی صحابی کو برا کہنا رفض ہے

ہمراہیان یزید یعنی جوان مظالم ملعونہ میں اوس کے ممد ومعاون تھے ضرور خبیث و مردود تھے اور کافر و ملعون کہنے میں اختلاف ہے ہمارے امام کا مذہب سکوت ہے اور جو کہے وہ بھی مورد الزام نہیں کیونکہ امام احمد وغیرہ بعض ائمہ اہلسنت کا مذہب ہے سوم دسواں چالیسواں ایصال ثواب ہیں اور یہ تخصیصات عرفیہ ہیں اور ایصال ثواب مستحب باقی مراسم کہ سوال میں مذکور ہوئے سب ممنوع و ناجائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر کہنہ مسئولہ محمد خلیل الدین احمد صاحب ۱۶ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ محرم الحرام کو روافض جریدہ اٹھاتے ہیں گشت کے وقت اون کو اگر کوئی اہل سنت وجماعت شربت کی سبیل لگا کر شربت پلائے یا اون کو چائے بسکٹ یا کھانا کھلائے اور اون کی قسموں میں کچھ اہل سنت وجماعت بھی ہوں اور کھائیں پئیں تو یہ فعل کیسا ہے اور اس سبیل وغیرہ میں چندہ دینا کیسا ہے۔

الجواب:۔ یہ سبیل اور کھانا چائے بسکٹ کہ رافضیوں کے مجمع کے لیے کئے جائیں جو تبرا ولعنت کا مجمع ہے ناجائز وگناہ ہیں اور اون میں چندہ دینا گناہ ہے اور اون میں شامل ہو تو اون کا حشر بھی انھیں کے ساتھ ہوگا قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من کثر سواد قوم فھو منھم وقال اللہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وقال تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از ریاست کوٹہ راجپوتانہ محلہ حیدر گڑھ مسئولہ فضل احمد امام جامع مسجد ۱۶ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ صحن مسجد داخل مسجد ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب:۔ صحن مسجد مسجد ہے فقہا اوسے مسجد صیفی کہتے ہیں اور حصہ مسقف کو مسجد شتوی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از موضع فرنگ لاہور بڑا بازار مسئولہ اللہ دتہ زرگر ۱۶ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اس جگہ موضع فرنگ لاہور میں فرقہ وہابیہ وہ دیوبندیہ نے اس بات پر بہت زور دے رکھا ہے بلکہ جابجا اشتہار جاری کیے ہیں کہ محرم شریف کے دنوں میں تعزیہ نکالنا اور سبیل لگانا اور گھوڑا نکالنا سخت گناہ ہے برائے مہربانی ان کی تردید فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ سبیل لگانا ضرور جائز ہے دیوبندی ضرور گمراہ بے دین ہیں البتہ تعزیہ ناجائز ہے اور گھوڑا نکالنا نقل بنانا ہے اور اکابر کی نقل بنانی بے ادبی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر محلہ قاضی ٹولہ بلند بیگ ۱۸ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنی کوئی چیز طوائف کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں اور اجرت پر اوسکے کپڑے سینا یا اور کوئی کام اوسکا اجرت پر کرنا اور اوسکے گانے وغیرہ کی چیزیں بنانا جائز ہے یا نہیں یا اوسکی جائداد کی آمدنی مسجد یا مدرسہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں جبکہ وہ جائداد کسب سے خریدی گئی ہو۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ طوائف کے ہاتھ کسی جائز چیز کا بیچنا یا جائز شئے کا کرایہ پر دینا جائز ہے مگر اوس کے زر حرام سے قیمت یا اجرت لینا حرام ہے اوسکے گانے کی چیز بنانے کا سائل مطلب بیان کرے اوس کا جواب دیا جائے گا۔ خریداری جائداد میں اگر زر حرام پر عقد ونقد جمع ہوئے یعنی زر حرام دکھا کر کہا کہ اس کے عوض دیدے اور پھر وہی زر حرام ثمن میں دیا گیا تو وہ جائداد بھی خبیث اور اوس کی آمدنی بھی خبیث اور اوس کا مسجد یا مدرسہ میں لینا جائز نہیں اگر عقد ونقد جمع نہ ہوئے جس طرح عام خریداریاں آج کل ہوتی ہیں کہ یہ چیز ہزار روپے کو دی کسی خاص روپیہ کا نام نہیں رکھا تو اس صورت میں وہ جائداد اس کے حق میں حرام نہیں اگرچہ ثمن میں زر حرام ادا کیا ہو اوس کی آمدنی مسجد وغیرہ میں صرف ہوسکتی ہے مگر مہتمم کو معلوم ہو تو اوس سے احتراز کرے اگر وہ تائب ہو چکی اور توبہ کے بعد اوسے اپنی جائداد باوجود وہ روپیہ جو بطور حرام حاصل کیا تھا کسی مسلمان فقیر کو ہبہ کر کے قبضہ دیدیا اوس کے بعد اوس فقیر نے وہ روپیہ یا جائداد کل یا بعض اسے اپنی طرف سے ہبہ کیا تو وہ اوس عورت کے حق میں حلال طیب ہے اور وہ کل کار خیر مدرسہ مسجد وغیرہ میں بلا دغدغہ صرف ہوسکتا ہے اور توبہ کے بعد جو اوس پر الزام رکھے سخت گناہ کا مرتکب اور سخت سزا کا مستوجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر کہنہ محلہ قاضی ٹولہ مسئولہ انعام اللہ صاحب ۱۸ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہم لوگوں کی قوم پنچایتی ہے اوس میں چودھری اور پنچوں نے انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے کہ فی راس مسجد کو ایک پیسہ ملنا چاہیے لہذا ہر ایک محلہ کا چندہ وہاں کی مسجدوں میں تقسیم ہو جاتا ہے اعظم نگر میں پانچ مسجدیں

ہیں وہاں کا چندہ پانچ مسجدوں میں برابر تقسیم ہوتا ہے جس میں چار مسجدیں سابقہ ہیں اور ایک جدید ہے لیکن سب کا حصہ برابر ہے شہر کہنہ پر ایک مسجد تھی تمام چندہ اسی کو ملا کرتا تھا لیکن اب ایک جدید مسجد تعمیر ہو رہی ہے چودھری اور پنچوں نے فیصلہ کیا کہ جدید مسجد کو تہائی حصہ ملنا چاہیے چار پانچ شخص بنام سیت ولد منگل۔ چیدن ولد سلار بخش۔ چھوٹے ولد نتھو۔ کلن ولد گھسو۔ نظیر ولد سکن خارج ہوتے ہیں کہ مسجد جدید کو کچھ نہ دیا جائے اس پر شرع کیا حکم دیتا ہے کیونکہ جدید مسجد کے بھی منتظم قصاب ہی ہیں۔

الجواب:۔ چندہ کا اختیار چندہ دہندوں کو ہوتا ہے جو یہ کہیں کہ ہمارا چندہ مساوی طور پر تمام مساجد کو تقسیم ہو وہ مساوی تقسیم کیا جائے اور جو یہ کہیں کہ بعض مساجد کو دیا جائے اون کا اوس بعض کو دیا جائے اور ان کا چندہ اوس چندہ میں ملانا نہ چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از سنبھل ضلع مراد آباد محلہ کھگو سرائے متصل زیارت حبیب اللہ شاہ مسئولہ محمد فاروق حسین صاحب ۱۹ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء عن المسلمین ان مسائل میں کہ (۱) حضرت قاسم بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نکاح جناب کبریٰ بنت حسین علیہ السلام سے بروز عاشورہ بمقام کربلا ہوا تھا یا نہیں اور روایات صحیح سے ثابت ہے یا نہیں نزدیک اہل سنت وجماعت کے (۲) تعزیہ داری کس وقت سے جاری ہے۔ (۳) تعزیہ داری مروجہ شب شہادت کو روشنی وغیرہ کرنا بروز عاشورہ تعزیہ کو دفن کرنا بروز ۱۲ محرم سوم کی فاتحہ دینا یوم عاشورہ کے حساب سے چالیسواں کرنا اہل سنت وجماعت کے نزدیک جائز ہے یا نہیں (۴) ایسی مجلسوں میں شریک ہونا جس میں مرثیہ وغیرہ ہوتے ہیں (۵) جو لوگ ڈھول تاشے بجاتے ہوں اون کو سبیل کا شربت پلانا یا میلہ میں سبیل لگانا جائز ہے یا نہیں اور ایسی سبیل موجب ثواب ہوگی یا موجب عذاب (۶) بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کی زوجہ جناب شہربانو کہاں گئیں (۷) حضرت مسلم کے صاحبزادے کوفہ میں شہید ہوئے یا نہیں تاریخ طبری میں ہے کہ کوفہ میں صاحبزادے اون کے ہمراہ نہ تھے (۸) قوالی کا سننا کن اشخاص کو جائز ہے (۹) تعزیہ بنانا جائز ہے یا نہیں (۱۰) اگر تعزیہ بنا دے تو کس قدر گناہ ہے (۱۱) انگوٹھے چومنا وقت تلاوت آیہ کریمہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم اور اذان میں لفظ اشہد ان محمد رسول اللہ جائز ہے یا نہیں (۱۲) بعد شہادت کس قدر سر مبارک دمشق کو روانہ ہوتے تھے اور کس قدر واپس آئے (۱۳) مہندی وغیرہ کا کس وقت سے رواج ہے۔

الجواب (۱) اس کا کوئی ثبوت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم (۲) بہت جدید ہندوستانیوں کی ایجاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۳) فاتحہ ہر وقت جائز ہے اور تعزیہ وغیرہ بدعات ناجائز واللہ تعالیٰ اعلم (۴) حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۵) پانی یا شربت ہر مسلمان کو پلا سکتے ہیں اور میلہ میں سبیل نہ لگائی جائے نہ اس سے کہ سبیل کی ممانعت ہے بلکہ میلہ میں شرکت کی واللہ تعالیٰ اعلم (۶) مدینہ طیبہ واللہ تعالیٰ اعلم (۷) یہ نہ مجھے اس وقت یاد نہ تاریخ دیکھنے کی فرصت نہ اس سوال کی حاجت (۸) قوالی مع مزامیر سننا کسی شخص کو جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم (۹) ناجائز واللہ تعالیٰ اعلم (۱۰) بدعت کا جو گناہ ہے وہ ہے گناہ کی ناپ تول دنیا میں نہیں واللہ تعالیٰ اعلم (۱۱) اذان سنتے وقت جائز بلکہ مستحب ہے اور آیہ کریمہ سنتے وقت جس طرح رائج ہے ناجائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۱۲) حدیث میں فرمایا آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بیکار باتیں چھوڑ دے (۱۳) مہندی ناجائز ہے اور اوس کا آغاز کسی جاہل سفیہ نے کیا ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر مسئولہ عبد الحفیظ صاحب طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۲۳ محرم ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کسی عالم باعمل کی خدمت میں اس غرض سے حاضر ہوا کہ چند مسئلہ شرعیہ دریافت کرکے اوس پر عمل کرے مگر عالم نے اوس کے ساتھ اخلاق محمدی نہیں برتا اور سخت خفگی ظاہر کی کہ اوس کی دہشت سے زید نے ناراض ہوکر اپنے اوس ارادہ کو ترک کر دیا جس مسئلہ پر عمل کرنے والا تھا۔ چونکہ علمائے باعمل وارث انبیا ہیں اخلاق محمدی نہ برتنے سے اور زید کو مسئلہ کی واقفیت نہونے سے وہ عالم موجب عذاب خدا وندی کا ہو سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب:۔ سائل کا کلام متناقص ہے عالم باعمل بھی کہتا ہے اور اتنا شدید الزام بھی اوس پر دھرتا ہے اگر واقعی عالم باعمل ہے تو اوس کی خفگی اگر اس کی کسی معصیت یا بے ادبی شریعت کے سبب ہوگی اسے لازم تھا کہ توبہ کرے اور معافی چاہے نہ یہ کہ اوس کے سبب عالم سے کنارہ کش ہوا اور مسئلہ پوچھنے کا عرض چھوڑ کر اپنی معصیت میں یہ دو گناہ اور اضافہ کرے اور تیسرا یہ کہ عالم پر الزام رکھنا چاہے فلاح نہیں پاتا وہ جاہل جو خادمان شریعت کا ادب نہ کرے اور بالفرض اوس کی خفگی اوس پر کسی معصیت و بے ادبی شریعت کے سبب نہ ہو بعض وقت انسان کی طبیعت منغص ہوتی ہے اوس کا سبب کچھ اور ہوتا ہے اور دوسرے کا بات

کرنا بھی اوس وقت ناگوار ہوتا ہے اوس وقت وہ ادسے جواب ترشی سے دیتا ہے جو اس پر نا راضی کے باعث نہیں ہوتا ایسے وقت کی ترشی اہل سعادت کے لئے قابل لحاظ نہیں اکابر صدیقین نے فرمایا ہے ان لنا شیطانا یعتری فاذا رأیتموہ فاعتزلوا یعنی ہم بھی بشر ہیں بشر کا سا غصہ ہمیں بھی آتا ہے جب اسے دیکھو تو اوس وقت ہمیں چھیڑو نہیں بلکہ الگ ہٹ جاؤ اور بالفرض یہ بھی نہ سہی بلکہ بلا وجہ محض اس سے کج خلقی کی تو ضرور اس کا الزام اوس عالم پر ہے مگر اسے اوسکی خطاگیری اور اوس پر اعتراض حرام ہے اور اس کے سبب رہنمائے دین سے کنارہ کش ہونا اور استفادۂ مسائل چھوڑ دینا اس کے حق میں زہر ہے اوس کا کیا نقصان حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں عالم اگر اپنے علم پر عمل نہ کرے جب اوس کی مثال شمع کی ہے کہ آپ جلے اور تمھیں روشنی دے یہ سب اوس صورت میں ہے کہ وہ عالم حقیقۃً عالم دین سنی صحیح العقیدہ ہادی راہ یقین ہو ورنہ اگر سنی نہیں تو کتنا ہی خلیق کتنا ہی متواضع کتنا ہی خوش مزاج ہے نائب ابلیس ہے اوس سے کنارہ کشی فرض ہے اور اوس سے فتوی پوچھنا حرام۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از شہر بالجتی کوآن ۲۵ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و فضلائے شرع متین جن کی بیویاں تعزیہ دیکھنے دروازہ پر جائیں یا نویں محرم الحرام کو تنہا یا دیگر عورات کے ہمراہ یا خورد سالہ بچے کے ہمراہ یا تمام شب تعزیہ دیکھیں اور خاوند محافظ گھر رہیں اون کا نکاح رہا ایسی بیویوں کی اولاد حلالی ہے یا نہیں۔ دیگر جو شخص السلام علیکم کے جواب میں حضرت سلامت یا سلاملیکم یا سلامالکم یا سلام مالکم یا ولیکم کہے اور اوس کو السلام علیکم وعلیکم السلام بتایا جاوے لیکن وہ غلط کو صحیح جانے یا صحیح کی صحت میں سعی نہ کرے تو اوس کو السلام علیک کرنا یا جواب دینا چاہئے یا نہ چاہیئے۔

الجواب:۔ عورتوں کا گھر سے نکلنا خصوصاً تماشہ دیکھنے کو نا جائز ہے اور مردوں کا اسے روا رکھنا بے غیرتی ہے مگر اس سے نکاح یا اولاد میں کوئی خلل نہیں آتا سنی مسلمان غیر فاسق معلن کو ابتدا سلام کرے وہ اگر جواب خلاف سنت دے سمجھائے ورنہ اس پر الزام نہیں نہ اس کے سبب سنت سلام ترک کی جائے واللہ

مسئلہ:۔ از شہر کہنہ محلہ لودھی ٹولہ مسئولہ حبیب اللہ خاں ۲۹ محرم ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو صاحب جھوٹا مسئلہ بیان کریں اون کے واسطے شرع شریف کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ جھوٹا مسئلہ بیان کرنا سخت شدید کبیرہ ہے اگر قصداً ہے تو شریعت پر افترا ہے اور شریعت پر افترا اللہ عزوجل پر افترا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون ۰ وہ جو اللہ پر جھوٹا افترا کرتے ہیں فلاح نہ پائیں گے اور اگر بے علمی سے ہے تو جاہل پر سخت حرام ہے کہ فتوی دے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من افتی بغیر علم لعنتہ ملئکۃ السماء والارض جو بغیر علم کے فتوی دے اوس پر آسمان و زمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں ہاں اگر عالم سے اتفاقاً سہو واقع ہوا اور اوس نے اپنی طرف سے بے احتیاطی نہ کی اور غلط جواب صادر ہوا تو مواخذہ نہیں مگر فرض ہے کہ مطلع ہوتے ہی فوراً اپنی خطا ظاہر کرے اوس پر اصرار کرے گا تو پہلی شق یعنی افترا میں آجائے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از بمبئی نمبر ۸ مدنپورہ صفی آبادی بمبدو کان جہانگیر مرچ مصالحہ والے مسئولہ عبد الستار صاحب یکم صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ تعویذ کا آیات قرآن کا نقش جدا اول میں لکھنا خلاف شرع اور نا جائز ہے عمرو کہتا ہے کہ نہیں۔ عدد میں خلاف شرع تو نہیں مگر اتنا ضرور ہے کہ حرفوں میں لکھنا فضیلت رکھتا ہے دونوں میں سے کس کا قول مطابق شریعت ہے بینوا توجروا

الجواب:۔ آیات کریمہ و اسمائے طیبہ کی برکات سے استفادہ کے دونوں طریقے ہیں جن میں عبارت و الفاظ لکھے جائیں وہ حرز کہلاتے ہیں اور زبان تکسیر میں مظہر اور اعداد والے وفق و مفصر علم اوفاق امام حجۃ الاسلام غزالی و امام فخر الدین رازی و شیخ اکبر محی الدین ابن عربی وغیرہم اجلہ اکابر سے ہے اس میں عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں بلکہ محل احراق و نحوہ میں وہی انسب ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ سید عرفان ... رکن انجمن خادم الساجدین ربڑی ٹولہ بریلی ۴ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں من یشفع شفاعۃ حسنۃ یکن لہ نصیب منہا ومن یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا وکان اللہ علی کل شئی مقیتا اس آیت شریف کا کیا مطلب ہے اور شفاعت حسنہ اور سیئہ سے کیا مراد ہے۔

الجواب:۔ نیک بات میں کسی کی سفارش کرنا مثلاً سفارش کرکے مظلوم کو اوس کا حق دلا دینا یا کسی مسلمان کو ایذا سے بچا لینا یا کسی محتاج کی مدد کرا دینا

شفاعت حسنہ ہے ایسی شفاعت کرنے والا اپنا اجر پائے گا اگرچہ اس کی شفاعت کارگر نہ ہو اور بری بات کے لئے شفارش کرنا مثلاً شفارش کرکے کوئی گناہ کرا دینا شفاعت سیئہ ہے اس کے فاعل پر اوس کا وبال ہے اگرچہ نہ مانی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ خلیل الرحمٰن خاں صاحب رکن انجمن خادم الساجدین قاضی ٹولہ بریلی ۳ر صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گاندھی کا جلوس جو آنے والا ہے اوس کو لیڈر یعنی ہادی اور رہبر سمجھکر اور یہ جان کر کہ اوس کا بڑا رتبہ بڑی عزت ہے اور اس کے آنے سے شہر کی خاک پاک ہو جائے گی اوس کا استقبال شاندار بنانے کے لئے جانا کیسا ہے اور یہ جو بعض جاہلوں نے مشہور کیا ہے کہ کوئی کسی نیت سے جائے مطلقاً کافر ہو جائے گا یہ صحیح ہے یا افترا بینوا توجروا۔

الجواب:۔ اوس جلوس شرکت حرام ہے اور اوسے شاندار بنانے کی نیت بدخواہی اسلام ہے اور اس آمد سے شہر کی خاک پاک ہونے کا خیال تکذیب کلام ذی الجلال والاکرام ہے اور صرف تماشا دیکھنے کی نیت سے جانا ہرگز کفر نہیں البتہ یہ بھی حرام ہے طحطاوی علی الدر المختار میں ہے التفرج علی الحرام حرام یہ جس نے کہا کہ مطلقاً جانے پر حکم کفر ہے محض افترا کیا البتہ ایسی تعظیم کو ائمہ نے کفر لکھا ہے جبکہ بلا اکراہ ہو اشباہ والنظائر و تنویر الابصار و در مختار وغیرہ میں ہے لو سلم علی الذمی تبجیلا کفر او نحوہا میں ہے لو قال للمجوسی یا استاذ تبجیلا یکفر جو صرف تماشا دیکھنے کو جائے اور شریک تعظیم نہ ہو اوسے کافر کہنا وہابیہ کا شیوہ ہے اون کے یہاں یہ مسئلہ ہے کہ ہنود کے میلوں میں جانے سے مطلقاً کافر ہو جاتا ہے اور بی بی نکاح سے نکل جاتی ہے حالانکہ وہابیہ خود کافر ہیں تماشائی کافر نہیں ہو سکتا البتہ گنہگار ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر محلہ قانون گویان مسئولہ دردی بیگ ۳ر صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولوی شوکت علی اور مولوی محمد علی اور مسٹر گاندھی ان کے جلسہ میں جانا چاہئے کہ نہیں اور جیسا حکم حضور دیں

الجواب:۔ اس جلسہ میں جانا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر محلہ اعظم نگر مسئولہ حشمت اللہ ۵ر صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے قرب میں رنڈیاں رہتی ہیں اور اون کے آشناؤں سے پیسہ لیکر خرچ کرتی ہیں اور ان کا کوئی پیسہ نہیں ہے اور اگر ہے تو اسی پیسہ کا ہے اور اوس پیسہ سے وہ شیرنی ہمارے سامنے لائی اور کہا فاتحہ دیدو ہم نے جو عذر کیا تو انھوں نے کہا ہم نے اسے بدل لیا ہے اب ہم نے انکار کیا تو وہ کہتی ہیں کہ تم وہابی ہو اور اسی میں سے طالب علموں کو اور مدرسہ میں اور مساجد وغیرہ میں خرچ کرتی ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جبکہ وہ کہتی ہیں کہ ہم نے دام بدل لیے ہیں اور ان سے خریدی ہے تو اون کا یہ کہنا قبول کیا جائے گا اور اس کھانے پر فاتحہ وغیرہ سب جائز ہے نص علیہ فی عالمگیریہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مولوی عبداللہ صاحب بہاری مدرس مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی۔ ۹ صفر ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گنجفہ۔ شطرنج۔ تاش۔ بھگور کھیلنے والے کیواسطے کیا حکم ہے (۲) وضو۔ وظیفہ۔ تلاوت قرآن مجید میں کوئی شخص سلام علیک کرے اس کا جواب دے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب (۱) گنجفہ تاش حرام مطلق ہیں کہ اون میں علاوہ لہو و لعب کے تصویروں کی تعظیم ہے اور بگھور یا جیون کمیںون کا کھیل ہے اور منع اور صحیح یہ ہے کہ شطرنج بھی جائز نہیں مگر چھ شرطوں سے اولاً بدکر نہ ہو ثانیاً اوس پر قسم نہ کھائی جائے ثالثاً فحش نہ بکا جائے رابعاً اوس کے سبب نماز یا جماعت میں تاخیر نہ کی جائے خامساً سر راہ نہ ہو گوشے میں ہو سادساً نادراً کبھی کبھی ہو پہلی تین شرطیں تو آسان ہیں مگر پچھلی تین پر عمل نادر ہے بلکہ ششم پر عمل سخت دشوار ہے شوق کے بعد نادراً ہونا کوئی معنی ہی نہیں لہٰذا راہ سلامت یہ ہے کہ مطلقاً منع ہے (۲) وضو میں جواب دے اور وظیفہ و تلاوت میں جواب نہ دینے کا اختیار رکھتا ہے کہ اس حال میں اوس پر سلام مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از کراچی کیمپ دسند صدر بازار مسئولہ سیٹھ حاجی ابوبکر و حاجی ایوب عفا اللہ عنہ رکن اعلیٰ مجلس منتظمہ مدرسہ اسلامیہ جماعت میمنان۔ ۲۰ صفر ۱۳۳۹ھ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ وحبیبہ سیدنا وسید المرسلین محمد وآلہ الطیبین الطاہرین وصحبہ اجمعین ط فاما بعد (۱) کیا فرماتے ہیں

علمائے دین ومفتیان وسند آرایان شرع متین حضرت سیدنا وسیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس باب میں کہ آجکل کی شورشہائے سیاسی میں ہندوستان کے اہل اسلام کو ارباب حکومت ہند سے شرعاً قطع علائق ضروری ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کس حد تک (۲) نیز ایک ایسے صوبہ میں جسکی قریباً بچاسی فیصدی آبادی اسلامی فلاحین اور کاشتکاروں پر مشتمل ہے جن کے سالانہ محاصل آراضی کا ایک حصہ تعلیمی امداد کے ذیل وصولی کرکے پھر سے حصہ رسدی اور بلا تفریق مذہب وملت مدارس مروجۂ امدادیہ کو تقسیم کیا جاتا ہے آیا اس حصہ رسدی امداد سے جو ایک طرح سے اپنی ہی رقم ادا کردہ کا حصہ واپس کردہ ہے استفادہ کرنا شرعاً جائز ہے یا ناجائز خصوصاً ایسے مدارس ومکاتب کے لئے جو کامل اسلامی اہتمام کے ماتحت جاری ہیں اور جن کے دینی ومذہبی شعبہ تعلیم پر ارباب حکومت ہرگز کسی نہج معترض نہیں ہوتے اور جن کے نصاب تعلیم کا سرکاری حصہ مروجہ تعلیم بھی کسی خفیف سے خفیف شائبۂ موانع شرعیہ سے جزاً وکلاً پاک ہے مثلاً کلام مجید۔ حدیث شریف۔ فقہ حنفیہ وغیرہ کی تعلیم وتدریس کی پوری پوری آزادی کے پہلو بہ پہلو صرف علوم مروجہ مثل ریاضیات۔ تاریخ۔ جغرافیہ اور کتب اردو بھی اس اہتمام خاص کے ساتھ پڑھانے کی اجازت ہے کہ بجائے مقررہ مدارس گورنمنٹی کے کتب اسلام پڑھائی جائیں جن کا بیشتر حصہ ارکان خمسہ اسلامی کی تشریح وتوضیح سے مملو اور خالص ومستند اسلامی تاریخ مثل سریات وغزوات نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معمور ہے اس امداد سے متمتع ہونا شرعاً جائز ہے یا ناجائز (۳) نیز بصورت جواز جو شخص (مسلمان) محض مشرکین ہنود سے خراج تحسین وآفرین حاصل کرنے کے لیے ایسے اسلامی مدارس کے لیے جن میں غریب ومفلس وکم استطاعت طلباء اور مساکین ویتامی کی تعلیم وتدریس دینی ودنیوی کا اہتمام مفت ہوتا ہو اور انھیں سال بھر میں دو بار سرد وگرم پوشاکیں بمناسبت موسم مفت بہم پہنچائی جاتی ہیں اور محض اللہ پاک کے بھروسہ پیاور کافی امدادی فنڈ کے بل بوتے پر ہی ان کی رہائش وخورش کا انتظام مناسب بھی زیر غور ہے۔ نیز ان بیکس طلباء کو آئندہ اپنی تعلیمات دینی ودنیوی کے اس اہتمام کے یعنی اہتمام پابندی جملہ شعار اسلامی کے ساتھ جاری رکھتے ہیں للہ اور محض حبۃً لوجہ اللہ ہر طرح کی ممکن امداد دی جاتی ہے اسی امداد سرکاری سے دست کشی پہ مجبور کرکے اسے نقصان صریح پہنچانا چاہتا ہو۔ محض بایں خیال کہ چونکہ بعض مشرکین ہنود اسے ناجائز قرار دیتے ہیں لہٰذا یہ شرعاً بھی ناجائز ہے اس کے باب میں شرعاً کیا رائے ان کی درست ہے بینوا توجروا

الجواب (۱) حکومت ہو یا رعیت ہند کی ہو یا کہیں کی ہر شخص سے جتنا تعلق حدود شرع سے باہر نہیں اپنے تنوع احوال پر جائز یا مستحسن یا فرض ہے اور جو کچھ حد سے باہر ہو یا خلاف احوال مکروہ یا ممنوع یا حرام ہے یہ حکم جیسا پہلے تھا اب بھی ہے جدید شورشوں نے جو نئے احکام جاری کئے بے اصل ہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو مدارس ہر طرح سے خالص اسلامی ہوں اور اون میں وہابیت نیچریت وغیرہا کا دخل نہ ہو اون کا جاری رکھنا موجب اجر عظیم ہے احادیث کثیرہ اون کے فضائل سے مملو ہیں ایسے مدارس کے لیے گورنمنٹ اگر اپنے پاس سے امداد کرتی بلاشبہ اوس کا لینا جائز تھا اور اوس کا قطع کرنا حماقت خصوصاً جبکہ اوس کے قطع سے مدرسہ نہ چلے کہ اب یہ سد باب خیر تھا اور مناع للخیر پر وعید شدید وارد ہے نہ کہ جب وہ امداد بھی رعایا ہی کے مال سے ہو اب دوہری حماقت بلکہ دونا ظلم ہے کہ اپنے مال سے اپنے دین کو نفع پہنچانا بند کیا اور جب وہ مدارس اسلامیہ میں نہ لیا گیا گورنمنٹ اپنے قانون کے مطابق اوسے دوسرے مدارس غیر اسلامیہ میں دیگی تو حاصل یہ ہوا کہ ہمارا مال ہمارے دین کی اشاعت میں صرف نہ ہو بلکہ اور کسی دین باطل کی تائید میں خرچ ہو کیا کوئی مسلم عاقل اسے گوارہ کرسکتا ہے ردالمحتار میں قبیل باب المرتد ہے وفی اواخر الفن الثالث من الاشباہ اذا ولی السلطان مدرسا لیس باھل لم تصح تولیتہ وفی البزازیۃ السلطان اذا اعطی غیر المستحق فقد ظلم مرتین بمنع المستحق واعطاء غیرہ اھ فی توجیھہ ھذہ الوظائف لابناء ھوٴلاء الجھلۃ ضیاع العلم والدین واعانتھم علی ضرار المسلمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ظاہر ہے کہ اوسکی یہ رائے باطل ومضر ہے اور مشرک کے کہنے کو شرع کا حکم ماننا سراسر خلاف اسلام ہے احمق جاہلوں نے آج کل مشرکین کو اپنا خیرخواہ سمجھ رکھا ہے اور یہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے لایألونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الاٰیت ان کنتم تعقلون ہ وہ تمہاری نقصان رسانی میں گئی نہ کریں گے اون کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت میں پڑو بے شک عداوت اون کے منہوں سے ظاہر ہوچکی ہے اور وہ جو اُن کے دلوں میں دبی ہے اور بڑی ہے بے شک ہم نے نشانیاں صاف بیان فرما دیں اگر تمہیں سمجھ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۔ عین الیقین طالب علم مدرسہ منظر اسلام محلہ سوداگران ۱۲ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طریقہ مسنونہ دستار باندھنے کا کیا ہے دہنی طرف سے یا بائیں طرف سے اور کس طرف سے شروع کرنا کیا ہے مع دلیل۔

الجواب: ۔ حدیث میں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحب التیامن فی کل شیئ حتی فی تنعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر بات میں دہنی طرف سے ابتدا کو پسند فرماتے یہاں تک کہ جوتا پہننے میں لہٰذا مناسب یہ ہے کہ عمامہ کا پہلا پیچ سر کی دہنی جانب جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۔ از موضع رسپورہ تحصیل وضلع بریلی ڈاکخانہ نویزٹ نگر مسئولہ عبد الحمید خاں صاحب ۱۲ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خادم کے موضع سے ایک میل کے فاصلہ پر رام لیلا کا میلہ ہوتا ہے جس میں راون وغیرہ کے بڑے بڑے بت بنائے جاتے ہیں موضع کے بہت سے آدمی اس ہندوؤں کے میلے میں اوس کو دیکھنے کی غرض سے جاتے ہیں حضور کے یہاں کے ایک طالب علم مسمی مولانا عبد اللہ کی زبانی میں نے سنا تھا کہ حضور کا یہ فتویٰ ہے کہ جو کوئی ہندوؤں کے میلہ میں شوقیہ زیبائش اور دیکھنے کی غرض سے جاتا ہے اوس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے لیکن کبھی حضور سے روبرو نہیں سنا ایک شخص نے جو اکثر جماعت کی نماز پڑھاتا ہے یہ کہا کہ میلے میں جانے سے کچھ حرج نہیں وہاں ہم آریہ وغیرہ کے لکچر سننے جاتے ہیں اور جو ناچ ہوتے ہیں ان میں ناچنے والیاں مسلمان ہیں لہٰذا صرف گناہ ہوتا ہے اور کوئی حرج نہیں ہے نکاح وکاح کچھ نہیں جاتا۔ ہم تو ایک آدھ پیسہ کی چیز بھی تو خرید لیتے ہیں لہٰذا خرید فروخت کا بھی بہانا ہو جاتا ہے اس لیے وہ گناہ بھی نہیں ہوتا اور یہ بھی کہتا ہے کہ اگر مقتدیوں کو یہ یقین ہے کہ اس کے پیچھے ہماری نماز ہو جائے گی تو وہ امام چاہے جیسا ہی گنگار کیوں نہ ہو اوس کے پیچھے نماز ہو جائے گی یہ شخص شوقیہ ہمیشہ تعزیہ وغیرہ بھی دیکھنے جاتا ہے موضع کے تمام لوگ حضور کے تابعدار ہیں اور جیسا حضور حکم فرمائینگے ویسا کرینگے لہٰذا انھوں نے فقیر سے کہا کہ اپنے مرشد قطب العالم امام زمان سے اس میلے اور مذکورہ بالا امام کی بابت دریافت کرو۔ فقیر میں یہ جرأت کہاں کہ حضور کے سامنے اتنا مفصل قصہ زبانی بیان کر سکے لہٰذا جواب باصواب رقام فرمایا جائے۔

الجواب: ۔ ہنود کے میلے میں جانا حرام ہے مگر نکاح نہیں ٹوٹتا جب تک اوسے اچھا نہ جانے اچھا جانے گا تو بیشک کافر ہو جائے گا اور نکاح ٹوٹ جائے گا ناچ دیکھنا حرام ہے اگرچہ ناچنے والی مسلمان ہو بلکہ اگر مسلمان ہو تو اور سخت تر حرام ہے دو وجہ سے اول اجنبیہ عورت مسلمان کی بے پردگی کافرہ کی بے پردگی سے ہزار درجے سخت تر ہے دوم مسلمان عورت کی بے حیائی کافرہ کی بے حیائی سے اور تماشا دیکھنے کے لئے خرید وفروخت کا حیلہ محض جھوٹا ہے خرید فروخت بازار میں نہیں ہو سکتی اور تعزیہ دیکھنا بھی جائز نہیں اور امام جبکہ فاسق معلن ہو اوس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب مقتدیوں کا اوس میں حرج نہ سمجھنا حکم شرعی کو نہ بدل دیگا۔ آریہ کا لکچر سننے جانا اور بھی سخت تر حرام ہے وہ کفر بکتے ہیں اور یہ کفر سننے جاتے ہیں ایسے جلسے میں شریک ہونے کو قرآن عظیم نے فرمایا ہے انکم اذا مثلھم جب تو تم بھی اونھیں جیسے ہوا اور فرمایا ان اللہ جامع الکفرین والمنفقین فی جھنم جمیعا بیشک اللہ تعالیٰ اون کافروں اور ان نام کے مسلمانوں اون کے جلسے میں شریک ہونے والوں سب کو جہنم میں اکٹھا کریگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: ۔ حافظ شمس الدین پیلیپور محلہ درگا پرشاد ضلع پیلی بھیت ۲۵ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سلطان المعظم سلطنت روم خلیفۃ المسلمین ہیں یا نہیں موجودہ حالت میں مسلمانوں میں ان کی ہمدردی کرنا چاہیے یا نہیں اگر اس وقت میں ہم کوئی ہمدردی نہ کریں تو گنہگار تو نہ ہوں گے۔ بینوا توجروا

الجواب: ۔ سلاطین اسلام نہ صرف سلاطین اسلام نہ صرف جماعت اسلام کہ ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت کہ ہر فرد اسلام کی خیر خواہی ہر مسلمان پر لازم ہے لحدیث الدین النصح لکل مسلم مگر ہر فرض بقدر قدرت ہے اور ہر تکلیف بشرط استطاعت کما نطق بہ الکلام العزیز نامقدوریات پر اوبھارنا جو موجب مضرت مسلمین ہو خیر خواہی مسلمین نہیں بدخواہی ہے مثلاً دریا میں طوفان ہے کچھ لوگ ڈوب رہے ہیں جو کنارے پر ہیں اور تیرنا نہیں جانتا اونھیں مجبور کرنا کہ اون کے بچانے کیلئے طوفان میں کود پڑو اون کا بچانا نہیں بلکہ ان کا ڈبونا ہے مشرکوں کی یہ کھلی چال ہے جس سے وہ مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور عقل کے اوندھے بصیرت کے اندھے اونھیں اپنا خیر خواہ سمجھ رہے ہیں حالانکہ قرآن کریم صاف فرما چکا کہ وہ تمہاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے اون کی دلی تمنا ہے کہ تم مصیبت میں پڑو دشمنی اون کے موتھوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور وہ جو اون کے دلوں میں دبی ہے اور بڑی ہے ہم نے عاقلوں کے لئے نشانیاں صاف بیان فرما دیں۔ مولیٰ تعالیٰ کے اتنے صاف ارشاد پر بھی آنکھیں

نہیں کھلتیں اور بدخواہوں کو خیرخواہ مانے ہوئے ہیں مولیٰ عزوجل ہدایت دے آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از شہر محلہ سوداگران مسئولہ شمس الدین طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۱۲ صفر ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں حضور پرنور اعلیحضرت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملۃ طاہرہ قبلہ مدظلہ العالی کہ چھلا چاندی یا پیتل کا پہننا کیسا ہے اور اوس کے پہننے سے نماز ہوگی یا نہیں (۲) مسجد میں امام کو بدن دبوانا کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب:- (۱) تانبا پیتل کانسا لوہا تو عورت کو بھی پہننا ممنوع ہے اور اوس سے نماز اون کی بھی مکروہ ہے اور چاندی کا چھلا خاص لباس زنان ہے مردوں کو مکروہ اور مکروہ چیز پہن کر نماز بھی مکروہ مرد کو چاندی کی انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی جائز ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۲) کوئی حرج نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:- از شہر محلہ سوداگران مسئولہ سید عزیز احمد صاحب ۱۴ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عشرہ محرم میں تخت بنانے کی غرض سے محلے سے چندہ وصول کرتا ہے لہذا اس میں چندہ دینا جائز ہے یا ناجائز پیش امام مسجد نے نمازیوں سے کہا کہ تخت میں چندہ دینا داخل حسنات ہے چنانچہ جملہ نمازیوں میں سے ایک نمازی نے کہا کہ اس میں چندہ وغیرہ دینا میرے نزدیک ناجائز ہے اوس پر پیش امام صاحب نے کہا کہ اگر تم شرکت نہیں کروگے تو تمکو وہابی کہا جائے گا ایسی صورت میں یہ شخص قابل امامت ہے یا نہیں۔

الجواب:- تخت ایک بے معنی و فضول بات ہے اوس میں مال صرف کرنا ضائع کرنا ہے اور مال ضائع کرنا جائز نہیں لہذا اوس میں چندہ دینا ناجائز ہے امام نے جہالت کی بات کہی اوسے سمجھا دیا جائے مگر اتنی بات پر اوس کے پیچھے نماز ناجائز نہیں ہوسکتی جبکہ اور کوئی وجہ عدم جواز کی نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(نقل خط) آقائے نامدار مؤید ملت طاہرہ مولانا و بالفضل اولٰنا جناب شاہ احمد رضا خاں صاحب دام ظلکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ پشت ہذا پر کا فتوی مطالعہ گرامی کے لئے ارسال کر کے التجا کرتا ہوں کہ دوسری نقل کی پشت پر اس کی تصحیح فرما کر احقر نیاز مند کے نام بواپسی ڈاک اگر ممکن ہوسکے یا کم از کم دو چار روز بھیج دیویں انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل کا اجلاس بروز اتوار بتاریخ ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء منعقد ہوتا ہے اوس میں یہ پیش کرتا ہے دیوبندیوں اور نیچریوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے میں کوئی تامل نہیں کیا ہے ہندوؤں اور گاندھی کے ساتھ موالات قائم کرلی ہے اور مسلمانوں کے کاموں میں روڑا اٹکانے کی ٹھان لی ہے اللہ عالم حنفیہ کو ان کے ہاتھوں سے بچائیں اور رعند اللہ ماجور ہوویں نیاز مند دعاگو ہے حاکم علی بی اے محلہ بازار لاہور ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء

اللہ تعالیٰ نے ہمیں کافروں اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ تولی سے منع فرمایا ہے مگر ابو الکلام زبردستی تولی کے معنی معاملت اور ترک موالات کو ترک معاملت نان کوآپریشن قرار دیتے ہیں اور یہ صریح زبردستی ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کے ساتھ کی جارہی ہے مذکور نے ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو جنرل کونسل کی کمیٹی میں تشریف لاکر اطلاق یہ کردیا کہ جب تک اسلامیہ کالج لاہور کی سرکاری امداد بند نہ کی جائے اور یونیورسٹی سے اس کا قطع الحاق نہ کیا جاوے تب تک انگریزوں سے ترک موالات نہیں ہوسکتی اور اسلامیہ کالج کے لڑکوں کو فتوی دیدیا کہ اگر ایسا نہ ہو تو کالج چھوڑ دو لہذا اس طرح سے کالج میں بے چینی پھیلا دی کہ پھر بڑی جانی کا سخت نقصان ہونا شروع ہوگیا علامہ مذکور کا یہ فتوی غلط ہے یونیورسٹی کے ساتھ الحاق قائم رہنے سے اور امداد لینے سے معاملت قائم رہتی ہے نہ کہ موالات جن کے معنی محبت کے ہیں نہ کہ کام کے جو کہ معاملت کے معنی ہیں مذکور کی اس زبردستی سے اسلامیہ کالج تباہ ہو رہے ہیں مولوی محمود الحسن صاحب و مولوی عبد الحی صاحب خود دیوبندی خیالات کے ہیں زبردستی فتوی اپنے مدعا کے مطابق دیتے ہیں لہذا میں فتوی دیتا ہوں کہ یونیورسٹی کے ساتھ الحاق اور امداد لینا جائز ہے میرے فتوی کی تصحیح اون اصحاب سے کرائیں جو دیوبندی نہیں مثلاً مؤید ملت طاہرہ حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی علاقہ روہیلکھنڈ۔ اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ممالک مغربی و شمالی۔

الجواب:- موالات و مجرد معاملہ میں زمین آسمان کا فرق ہے دنیوی معاملت جس سے دین پر ضرر نہ ہو سوا مرتدین مثل وہابیہ دیوبندیہ و امثالہم کے کسی سے ممنوع نہیں۔ ذمی تو معاملت میں مثل مسلم ہے لھم مالنا وعلیھم ما علینا اور غیر ذمی سے بھی خرید فروخت اجارہ استجارہ ہبہ استیہاب بشروطہا جائز خریدنا مطلقاً ہر مال کا ہر مسلمان کے حق میں متقوم ہو اور بیچنا ہر جائز چیز کا جس میں اعانت حرب یا اہانت اسلام نہ ہو۔ اوسے نوکر رکھنا جس میں کوئی

کام خلاف شرع نہ ہو اوس کی جائز نوکری کرنا جس میں مسلم پر اوس کا استعلا نہ ہو ایسے ہی امور میں اجرت پر اوس سے کام لینا یا اوس کا کام کرنا بمصلحت شرعی اوسے ہدیہ دینا جس میں کسی رسم کفر کا اعزاز نہ ہو اوس کا ہدیہ قبول کرنا جس سے دین پر اعتراض نہ ہو حتی کہ کتابیہ سے نکاح کرنا بھی فی نفسہٖ حلال ہے وہ صلح کی طرف جھکیں تو مصالحت کرنا مگر وہ صلح کہ حلال کو حرام کرے یا حرام کو حلال یوہیں ایک حد تک معاہدہ و موادعت کرنا بھی اور جو جائز عہد کرلیا اوس کی وفا فرض ہے۔ اور غدر حرام۔ الی غیر ذٰلک من الاحکام۔ درمختار میں ہے والمرتد تحبس ابدا اولا تجالس ولا تؤاکل حتی تسلم ولا تقتل اھ قلت وھو العلۃ فانھا تبقی ولا تفنی وقد شملت المرتد فی اعصارنا وامصارنا الامتناع الشق۔ محیط میں ہے اذا خرج للتجارۃ الی الارض العدو بامان فان کان امرا لا یخاف علیہ منہ وکانوا قوما یوفون بالعھد یعرفون بذٰلک ولہ فی ذٰلک منفعۃ فلا باس۔ ہندیہ میں ہے اذا اراد المسلم ان یدخل دار الحرب بامان للتجارۃ لم یمنع ذٰلک منہ وکذٰلک اذا اراد حمل الامتعۃ الیھم فی البحر فی السفینۃ۔ اوسی میں ہے قال محمد لاباس بان یحمل المسلم الی اھل الحرب ماشاء الا الکراع والسلاح فان کان خزاما ابریسما او ثیابا رقاقا من اصفر فلا باس بادخالھا الیھم ولاباس بادخال الصفر والشبہ الیھم لان ھذا لا یستعمل للسلاح۔ اوسی میں ہے لایمنع من ادخال البغال والحمیر والثور والبعیر۔ فتاوی امام ظاہر بخاری میں ہے مسلم آجر نفسہ من مجوسی لاباس بہ۔ ہدایہ میں ہے من ارسل اجیرا لہ مجوسیا او خادما فاشتری لحما فقال اشتریتہ من یہودی او نصرانی او مسلم یؤکل۔ درمختار میں ہے الکافر یجوز تقلیدہ القضاء لیحکم من اھل الذمۃ ذکرہ الزیلعی فی التحکیم۔ محیط میں ہے قال محمد ما یبعثہ ملک العدو من الھدیۃ الی امیر جیش المسلمین او الی الامام الاکبر وھو مع الجیش فانہ لاباس بقبولھا ویصیر فیئا للمسلمین وکذٰلک اذا اھدی ملکھم الی قائد من قواد المسلمین لہ منعۃ ولو کان اھدی الی واحد من کبار المسلمین لیس لہ منعۃ یختص بہا۔ اوسی میں ہے لو ان عسکرا من المسلمین دخلوا دار الحرب فاھدی امیرھم الی ملک العدو ھدیۃ فلا باس بہ وکذٰلک لو ان امیر الثغور اھدی الی ملک العدو ھدیۃ * وقال اللہ تعالٰی والمحصنٰت من المؤمنٰت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم اذا اٰتیتموھن اجورھن وتمام تحقیقہ فی فتاوٰنا۔ وقال تعالٰی وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وقال تعالٰی الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا ولم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم ان اللہ یحب المتقین وقال تعالٰی واوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولا وعنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الصلح جائز بین المسلمین الا صلحا احل حراما او حرم حلالا وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا تغدر رواہ الحاکم واخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام ومخالف شریعت سے مشروط نہ اوس کی طرف منجر تو اوس کے جواز میں کلام نہیں۔ ورنہ ضرور ناجائز و حرام ہوگا مگر یہ عدم جواز اس شرط یا لازم کے سبب سے ہوگا نہ بربنائے تحریم مطلق معاملت جس کے لیے شرع میں اصلا اصل نہیں اور خود ان مانعین کی طرز عمل ان کے کذب دعوی پر شاہد ریل تار ڈاک سے منع کیا معاملت نہیں۔ فرق یہ ہے کہ اخذ امداد میں مال لینا ہے اور ان کے استعمال میں دینا عجب کہ مقاطعت میں مال دینا حلال ہو اور لینا حرام اس کا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ریل تار ڈاک ہمارے ہی ملک ہیں ہمارے ہی روپے سے بنے ہیں سبحٰن اللہ امداد تعلیم کا روپیہ کیا انگلستان سے آتا ہے وہ بھی یہیں کا ہے تو حاصل وہی ٹھہرا کہ مقاطعت میں اپنے مال سے نفع پہنچانا مشروع اور خود نفع لینا ممنوع۔ اس الٹی عقل کا کیا علاج۔ مگر اوس قوم سے کیا شکایت جس نے نہ صرف شریعت بلکہ نفس اسلام کو پلٹ دیا۔ مشرکین سے وداد بلکہ اتحاد بلکہ غلامی وانقیاد فرض کیا۔ خوشنودی ہنود کے لیے شعار اسلام بند اور شعار کفر کا ہاتھوں پر علم بلند۔ مشرکین کی جے پکارنا ان کی حمد کے نعرے مارنا انھیں اپنی اوس حاجت دینی میں جسے نہ صرف فرض بلکہ مدار ایمان ٹھہراتے ہیں یہاں تک کہ اوس میں شریک نہ ہونے والوں پر حکم کفر لگاتے ہیں اپنا امام و ہادی بنانا مسجد میں مشرک کو لے جاکر مسلمانوں سے اونچا کھڑا کرکے واعظ مسلمین ٹھہرانا مشرک کی ٹکٹی کندھوں پر اوٹھاکر مرگھٹ میں لیجانا مسجد کو اوس کا ماتم گاہ بنانا اوس کے لئے دعائے مغفرت و نماز جنازہ کے اشتہار لگانا وغیرہ وغیرہ ناگفتہ بہ افعال موجب کفر و مورث ضلال یہاں تک کہ صاف لکھدیا کہ اگر اپنے ہندو بھائیوں کو راضی کرلیا تو اپنے خدا کو راضی کرلوگے۔ صاف لکھدیا کہ ہم ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہیں جو ہندو و مسلم کا امتیاز اوٹھادے گا اور سنگم پریاگ کو مقدس علامت ٹھہرانے کا صاف لکھدیا کہ ہم نے قرآن و حدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردی یہ ہے موالات یہ ہے حرام یہ ہیں کفریات یہ ہے ضلال تام فسبحٰن مقلب القلوب والابصار ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار۔ واللہ تعالٰی اعلم

جوابؑ امام اہل سنت عینِ حق ہے کلام الامام امام الکلام دیوبندیوں سے منع استصواب حق وصواب مگر تھانوی صاحب کا استثنا عجب العجاب
یہ سرو سرغنہ دیوبند یہیں افعی راکشتن وبچہ اش را نگاہ داشتن کا حال معلوم نہ کہ بچگان کشتن و افعی گزاشتن والله تعالیٰ اعلم مصطفیٰ رضا

مسئلہ:۔ از قصبہ خدا گنج شاہجہانپور مرسلہ جناب عبدالرزاق صاحب منتظم عشرۂ محرم مورخہ ۱۷ صفر ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اس امر کی کوشش کرتا ہے کہ امیر و غریب سب سے چندہ جبرًا وصول کرکے بریلی سے جہلم میں باجا منگوایا جاوے جس کا صرفہ سوا سو روپیہ کے قریب ہوگا خواہ فاتحہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو یا نہ ہو اور اسی نمود اور شیخی کو ثواب جانتا ہے باوجودیکہ یہاں باجا انگریزی وغیرہ کا موجود ہے۔ (۲) بکر اسی امر کی کوشش کرتا ہے کہ اہل ہنود کو اشتعال دینا نامناسب ہے اسواسطے کہ عشرۂ محرم میں منجانب انتظام گورنمنٹ مصالحت ہو چکی ہے علاوہ اس کے ایک مینار عیدگاہ ناتمام پڑا ہوا ہے اور ایک چہار دیواری مسجد قطعی نہیں ہے کتے وغیرہ گھستے ہیں پس اگر چندہ فراہم کیا جائے تو اول سبیل شربت بنام امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو اور اس میں سے یہاں کے باجے والوں کو دیا جاوے جو بچے مینار اور مسجد درست کرا دیا جائے (۳) زید جاہل اور زبردست ہے اعلان کر دیا ہے کہ بکر کا حقہ پانی بند کر دیا جاوے اس لیے کہ ہمارے خلاف کرتا ہے پس دونوں کاموں میں سے کون سا کام ضروری اور جائز ہے اور زید کے ذمہ شریعت کا کیا الزام عاید ہو سکتا ہے اور قاضی شرعی کو کس طرف شامل ہونا چاہیئے۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ باجا انگریزی ہو خواہ ہندوستانی باجے والے وہاں کے ہوں یا یہاں کے سب حرام اور کار شیطان ہیں اون کے لیے چندہ لینا اور دینا حرام تحت تعزیہ خود ناجائز ہیں اور آن میں باجے حرام در حرام جو چندہ دیا جائے فاتحہ و نیاز شہدائے کرام میں صرف کیا جائے جو بچے چہار دیواری مسجد میں صرف کیا جائے جبکہ چندہ دہندوں کی اجازت ہو کہ یہ ضروری چیز ہے عیدگاہ کا منارہ بھی کوئی اہم چیز نہیں اور اگر چندہ دہندوں کی اجازت نہ ہو تو جو بچے اون کو واپس کیا جائے یہ حکم شرع کا ہے اس کے خلاف جو چاہے گا شریعت کا مخالف اور عذاب الٰہی کا مستحق ہوگا وہی حقہ میں بند کرنے کے لائق ہیں بکر کی اس وجہ سے بندش اوس پر ظلم ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الظلم ظلمات یوم القیامۃ ظلم کرنے والا قیامت کے دن اندھیریوں میں ہوگا والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر محلہ سوداگران مسئولہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر اسلام ۱۸ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ (۱) اگر عورت حج کو جانا چاہتی ہے اور شوہر اوس کا اوس کو منع کرے کسی عذر سے تو جا سکتی ہے بغیر اجازت شوہر کے یا نہیں (۲) شوہر کسی کام کے کرنے کا حکم کرے اور وقت نماز اتنا ہے کہ اگر اوس کے حکم کی تعمیل کرے تو پھر نماز کا وقت باقی نہیں رہے گا تو اس صورت میں عورت نماز پڑھے یا حکم شوہر بجا لائے۔ بینوا توجروا

الجواب:۔ اگر محرم ساتھ ہے اور حج اوس پر فرض ہے تو جائیگی ورنہ نہیں (۲) نماز پڑھے ایسا حکم ماننا حرام ہے۔ والله تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر محلہ ملوکپور مسئولہ امیر اللہ صاحب ۱۸ صفر ۱۳۳۹ھ

حضور والا۔ السلام علیکم انجمن خدام المسلمین کو مولوی قطب الدین صاحب نے بغرض استقبال مولانا مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی کے بلوایا تھا ممبران انجمن نے ان کا استقبال بریلی جنکشن پر کیا اور وہاں سے اون کی سواری کو اپنے ہاتھوں سے کھینچکر حضور کے در دولت تک لا پہنچایا۔ پھر حضور کے در دولت سے مولوی قطب الدین کے مکان تک اسی شان و شوکت سے پہنچایا مسلمانوں کو ایک عالم دین کے استقبال و خدمت کرنے سے کیا شرع مطہر روکتا ہے اور یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ حضور کو سخت صدمہ پہنچا اور حضور کی شان گھٹائی مفصل طور پر جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب:۔ وعلیکم السلام استغفر اللہ یہ جو سننے میں آیا محض کذب و افترا ہے اور وہ تعظیم کہ مسلمانوں نے سنی عالم کی کی باعث اجر عظیم و رضائے خدا ہے حدیث میں ارشاد ہوا من تواضع للہ رفعہ اللہ والله تعالیٰ اعلم

ؑ بحمد اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کی دین پرستی کہ انھوں نے اس نصیحت کو قبول کیا اور فتوی اصلی جمعیت علمائے ہند مع ۔۔ پر یہ مضمون چھاپ دیا۔ "الحمد للہ والمنۃ کہ یکم نومبر ۱۹۲۰ء عالی جناب مؤید ملت طاہرہ اعلیحضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خانصاحب قادری بریلوی کا فتوی موصول ہوا اس سے مجھے ٹھیک پتا لگا مولوی اشرف علی صاحب تو سرو سرغنہ دیوبندیاں ہیں یا ہیں یہ میری توبہ مجھ سے یہ غلطی میرے ایک دوست نے کرا دی استغفر اللہ تعالیٰ ربی من کل ذنب" ۱۲

مسئلہ:۔ آفتاب الدین طالب علم مدرسہ منظر الاسلام محلہ سوداگران بریلی ۲۲ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلمان سنی نے کسی وہابی یا یہودی یا نصرانی یا کافران میں سے کسی کے ساتھ گفتگو کرے یا ان میں کسی کے پاس بیٹھے یا ان میں سے کسی کی نوکری کرے تو آیا وہ مسلمان بھی کافر ہے اگر کافر ہوا اور اس مسلمان کو کسی دوسرے شخص نے کافر کہا تو اسکے لیے کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب:۔ کافر اصلی غیر مرتد کی وہ نوکری جس میں کوئی امر ناجائز شرعی کرنا نہ پڑے جائز ہے اور کسی دنیوی معاملہ کی بات چیت اوس سے کرنا اور اس لیے کچھ دیر اوس کے پاس بیٹھنا بھی منع نہیں اتنی بات پر کافر بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جا سکتا ہاں مرتد کے ساتھ یہ سب باتیں مطلقاً منع ہیں اور کافر اس وقت بھی نہ ہوگا مگر یہ کہ اوس کے مذہب و عقیدہ کفریہ پر مطلع ہو کر اوس کے کفر میں شک کرے تو البتہ کافر ہو جائے گا بغیر ثبوت وجہ کفر کے مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ عظیم ہے بلکہ حدیث میں فرمایا کہ وہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از شہر محلہ ذخیرہ مسئولہ منشی شوکت علی صاحب ۲۴ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا ارشاد ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ عورت پر مرد کے اور مرد پر عورت کے کیا کیا حق ہیں بینوا توجروا

الجواب:۔ مرد پر عورت کا حق نان نفقہ دینا رہنے کو مکان دینا مہر وقت پر ادا کرنا اوس کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ رکھنا اوسے خلاف شرع باتوں سے بچانا قال تعالیٰ وعاشروھن بالمعروف وقال تعالیٰ یاایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا اور عورت پر مرد کا حق خاص امور متعلقہ زوجیت میں اللہ و رسول کے بعد تمام حقوق حتی کہ ماں باپ کے حق سے زائد ہے ان امور میں اوس کے احکام کی اطاعت اور اوس کے ناموس کی نگہداشت عورت پر فرض اہم ہے بے اوس کے اذن کے محارم کے سوا کہیں نہیں جا سکتی اور محارم کے یہاں بھی ماں باپ کے یہاں ہر آٹھویں دن وہ بھی صبح سے شام تک کے لیے اور بہن بھائی چچا ماموں خالہ پھوپی کے یہاں سال بھر بعد اور شب کو کہیں نہیں جا سکتی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر میں کسی کو کسی غیر خدا کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اور ایک حدیث میں ہے اگر شوہر کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہہ کر اوس کی ایڑیوں تک جسم بھر گیا ہو اور عورت اپنی زبان سے چاٹ کر اوسے صاف کرے تو اوس کا حق ادا نہ ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از بشارت گنج ضلع بریلی مسئولہ حاجی غنی رضا خاں صاحب رضوی ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داڑھی منڈایا کرنے والا یا داڑھی چڑھانے والا میلاد شریف پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور داڑھی چڑھا کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ ان لوگوں سے میلاد شریف نہ پڑھوایا جائے تبیین الحقائق میں ہے لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا نماز پڑھنا بہر حال فرض ہے اوس میں داڑھی چڑھی رکھنا مکروہ ہے کس قدر بیباکی ہے کہ عین حاضری دربار میں صورت مخالف حکم ہو واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب مدرس اول مدرسہ قادریہ احمد آباد گجرات دکن محلہ جمال پور ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ

مولانا موصوف نے ایک رجسٹری بھیجی جس میں بحر الرائق تصحیح المسائل مولٰنا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے عورتوں کے لیے زیارت قبور کی اجازت پر زور دیا تھا اون کو یہ جواب بھیجا گیا۔

الجواب:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم مولٰنا المکرم مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب زید کرمہم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ کی دو رجسٹریاں آئیں تین مہینے سے زائد ہوئے کہ میری آنکھ اچھی نہیں میری رائے اس مسئلہ میں خلاف یہ ہے مدت ہوئی اس بارے میں میرا فتویٰ تحفۂ حنفیہ میں چھپ چکا میں اوس رخصت کو جو بحر الرائق میں لکھی مان کر نظر بحالات نساء سوائے حاضری روضۂ انور کے کہ واجب یا قریب بواجب ہے مزارات اولیا یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا باتباع غنیۂ علامہ محقق ابراہیم حلبی ہرگز پسند نہیں کرتا خصوصاً اس طوفان بے تمیزی رقص و مزامیر و سرود میں جو آجکل جہال نے اعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے اوس کی شرکت تو میں عوام رجال کو بھی پسند نہیں رکھتا نہ کہ وہ جن کو انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدی خوانی بالحان خوش پر عورتوں کے سامنے ممانعت فرما کر اونھیں نازک شیشیاں فرمایا گیا والسلام

مسئلہ:۔ از سندیلہ ضلع ہردوئی مکان چودھری نبی جان صاحب مرسلہ مولوی مقیم الدین صاحب دامانی ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت وطریقت اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ رابطۂ شیخ بدعت اور شرک ہے اور نماز میں کفر ہے۔ اور مکتوب ۳۰ جلد ثانی مکتوبات امام ربانی صاحب کی یہ تاویل کرتا ہے کہ وہ حالت بے اختیاری کی تھی اور بے اختیاری خیال نماز میں جائز ہے عمرو کہتا ہے کہ یہ مذہب فرقۂ اسمعیلیہ کا ہے اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ قول زید کا حق ہے یا عمرو کا۔ اگر قول عمرو کا حق ہے تو حکم کفر مطابق حدیث شریف زید پر عائد ہوگا یا نہیں اور زید پر تعزیر شرعی آئیگی یا نہیں زید چونکہ علم سے ناواقف ہوکر فتوی دے بیٹھا تو مورد حدیث فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا کا ہوگا یا نہیں اگر کوئی ایسا کامل ظاہر ہو کہ جس کے فیض سے علاوہ فوائد دینی و دنیوی کے صدہا لوگ نمازوں میں روتے نظر آئیں اگر کوئی اس فیض کو روکنے کی کوشش کرے تو مورد ویصدون عن سبیل اللہ کا ہوگا یا نہیں۔ دوسرا امر یہ کہ علماء سابق کہ جن کا تقوی اور تبحر علمی شہرۂ آفاق تھا اونھوں نے مسائل اختلافیہ فقہیہ میں ایک جانب کو راجح سمجھکر عوام میں رائج اور شائع کردیا اور عوام میں بلحاظ فتنہ وفساد اوس اختلاف کو ظاہر نہ کیا اب اس زمانہ میں بعض علماء نے دوسری جانب کو عوام میں شائع کرکے فتنہ اور فساد میں ڈال دیا کہ اول تو عوام کہنے لگے کہ ہم کس کس مولوی کی مانیں کہ کوئی مولوی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے دوسرا علمائے سابق کہ تقوی اور تبحر علمی میں مشہور تھے اون پر الزام غلطی کا لگاکر ضمناً راستہ جہنم کا دکھایا تیسرے پہلے تو ذبح قبور اور ذبح فوق العقدہ اور ضاد ظا اور سنت فجر وغیرہ میں جھگڑا کرکے اپنا اعتبار جمایا پھر رفع یدین اور جہر آمین تک بھی پہنچینگے کہ یہ بھی حدیث سے ثابت ہے تو جب ان علماء سابق سے تقلید چھوڑائی حالانکہ اون کے دلائل ترجیح کے کتابوں میں موجود ہیں کہ بعضے رسالہ صیقل میں راقم نے ذکر کیے ایسا ہی بڑے اماموں سے بھی تقلید چھوڑاکر اپنا مقلد بناکر چھوڑینگے تو ایسے مولویوں کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔ المستفتی خاکسار محمد مقیم الدین دانائی

الجواب در بارہ رابطہ قول عمرو حق ہے اور قول زید سراسر باطل۔ رابطۂ شیخ بلاشبہہ جائز ومستحسن وسنت اکابر ہے فقیر کا رسالہ الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ اسی مسئلہ کے بیان میں ہے۔ عبارت مکتوبات کی تاویل کہ زید نے کی تاویل نہیں تحویل وتبدیل ہے اور اسے شرک وکفر کہنا مسئلہ وہابیت ہے اور وہابیہ خود مشرک وکافر ہیں کسی شخص مسلم پر بلا وجہ شرعی حکم تکفیر بحسب ظواہر احادیث صحیحہ ونصوص صریحہ جمہور فقہا خود قائل کے لئے مستلزم کفر ہے قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فقد باء بہ احدھما اور اس پر ضرور تعزیر شرعی لازم کہ حاکم اسلام کی رائے پر ہے سلطان اسلام یا اوس کے مقرر کردہ حکام ضرب وحبس سے قتل تک اوسے تعزیر دے سکتے ہیں۔ تعزیر ہم لوگوں کے ہاتھ نہیں ہمارے پاس اسی قدر ہے کہ اوس سے میل جول سلام کلام ترک کریں قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم وقال تبارک وتعالی واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ٥ بے علم فتوی دینے والا اگرکچھ جاہلوں کا مقتدا ہو تو ضرور حدیث فضلوا واضلوا کا مصداق ہے آپ بھی گمراہ ہوا اور اونھیں بھی گمراہ کرے گا کہ صدر حدیث یوں ہے اتخذ الناس رؤسا جھالا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا اور اگر مقتدائے دیگران نہو تو اس حدیث سے کسی حال بچکر نہیں جاسکتا کہ من افتی بغیر علم لعنتہ ملئکۃ السماء والارض جو بغیر علم کے فتوی دے آسمان وزمین کے فرشتے اوس پر لعنت کریں والعیاذ باللہ تعالی نماز میں حضور قلب وخشوع وخضوع مغز مقصود وماء مطلوب ہے اگر واقعی کسی کامل کے فیض سے حاصل ہو جو شرائط اربعہ مشیخت کا جامع ہے تو اوس سے روکنے والے بیشک فصدوا عن سبیل اللہ کے مصداق ہیں باطل یا ضعیف یا مشکوک مسائل پھیلاکر مسلمانوں میں اختلاف وفتنہ وفساد ڈالنا حرام ہے قال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بشروا ولا تنفروا جو بنام علم کسب شہرت کے لئے ایسا کرے عالم نہیں۔ عالم دین نائب رسول ہے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور مسلمانوں میں بلا وجہ شرعی اختلاف وفتنہ پیدا کرنا نیابت شیطان۔ حدیث میں ہے الفتنۃ نائمۃ لعن اللہ من ایقظھا فتنہ سورہا ہے اوس کے جگانے والے پر اللہ کی لعنت والعیاذ باللہ تعالی واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ:- از امرتسر کٹرہ مہان سنگھ ہنسلی گلی کوچہ کھی مسئولہ حاجی غلام محمد صاحب ۶ ربیع الاول ۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص خاندانی سارق اور بڑا مشہور ومعروف بدمعاش ہو بلکہ گورنمنٹی دفاتر میں مثلا کے بدمعاشوں میں نامزد ہو اور تمام عمر اوس کا ذریعہ معاش چوری اور جوا رہا ہو اور صوم وصلوۃ کا کبھی تارک ہو غرضکہ اوس نے اپنی تمام عمر چوری اور جوا اور دیگر افعال قبیحہ میں بسر کی ہو اور آخر کار بلا توبہ فوت ہوگیا ہو تو ایسے شخص کے جنازہ پڑھنے یا پڑھانے کے متعلق بروئے فقہ واحادیث نبویہ شرعاً کیا حکم ہے (۲) متوفی مذکور کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ جو اوس نے ذرائع حرام سے جیسے چوری اور جوئے سے پیدا کی ہو اوس کا بصورت

ختم جمعہ فاتحہ و چہلم وغیرہ خورد و نوش کرنے کے کون لوگ مستحق ہیں اور آن کے لئے کیا حکم ہے (۳) اگر کوئی شخص بحیثیت امام مسجد ہونے کے اوس کا جنازہ پڑھے یا پڑھا دے اور متوفی مذکور کی جائداد مندرجہ ضمن ۱-۲ جان بوجھ کر بطریق ختم اور چہلم وغیرہ خورد و نوش کرے تو اوس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے اور وہ قابل امامت رہ سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب:۔ شخص مذکور اگرچہ کیسا ہی فاسق فاجر تھا اور اگرچہ بے توبہ مرا جبکہ مسلمان تھا اوس کے جنازہ کی نماز لازم تھی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الصلٰوۃ واجبۃ علی کل مسلم برا کان او فاجرا وان ھو عمل الکبائر درمختار میں ہے وھی فرض علی کل مسلم مات خلا اربعۃ الخ ولیس ھذا منھم واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جو مال اوس نے بعینہ چوری یا جوئے سے حاصل کیا اوس پر ختم و فاتحہ پڑھنا حرام ہے اور اوس کا کھانا حرام ہے مگر اوسے جس سے وہ مال لیا گیا یا وہ معلوم نہو تو فقیر کو بحیثیت مال لاوارثی نہ بحیثیت ایصال ثواب سمجھ کر کھایا وہ قابل امامت نہیں جب تک تائب نہو بلکہ اوسے تجدید اسلام کا حکم ہے عالمگیریہ میں ہے لو تصدق علی فقیر شیئا من مال الحرام ویرجو الثواب یکفر ولو علم الفقیر بذلک فدعا لہ وامن المعطی فقد کفر اکذا فی المحیط اور اگر اوس کے پاس مال حلال بھی تھا اور اس کا خاص حرام سے ہونا معلوم نہیں یا یہ زر حرام سے خریدی ہوئی کوئی چیز ہے جسکی خریداری میں زر حرام پر عقد و نقد جمع نہوئے یعنی یہ نہوا کہ حرام روپیہ دکھا کر کہا ہو کہ اس کے عوض دیدے پھر وہی روپیہ اوس کے ثمن میں دیا ہو تو اوس پر فاتحہ پڑھنے اور کھانے میں حرج نہیں اگرچہ صورت مذکورہ میں خلاف احتیاط ضرور ہے عالمگیریہ میں ذخیرہ سے ہے امام محمد فرماتے ہیں بہ ناخذ ما لم نعرف شیئا حراما بعینہ اگر یہ صورت تھی تو امام پر الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از موضع ہرن پور ضلع بریلی تحصیل نواب گنج مسئولہ فقیر بخش۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضرت پیران پیر دستگیر غوث اعظم کی گیارھویں شریف میں تعظیم کو اٹھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور محرم میں ماتم یا نوحہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور رافضیہ کی مجلس میں جانا جائز ہے یا نہیں۔ اور کسی اولیائے کرام کے کسی مزار پر شیرینی لے جانا جائز ہے یا نہیں۔ اور جو کوئی کسی نیک کام کو جاتا ہو اور اوس کو کوئی روکے تو اوس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

الجواب:۔ گیارھویں شریف میں قیام سے کوئی ممانعت شرعیہ نہیں مگر یہ تعظیم عرف مسلمین ذکر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خاص ہو رہی ہے اوس تخصیص کا لحاظ چاہئے۔ ماتم و نوحہ محرم ہو یا غیر محرم مطلقاً حرام ہے۔ رافضیوں کی مجلس میں جانا سخت حرام ہے۔ شیرینی اگر ایصال ثواب کے لئے ہو اور وہاں مساکین پر تقسیم کی جائے تو حرج نہیں اگر وہ کام واقعی نیک ہے اور یہ کسی وجہ شرعی سے اوسے نہیں روکتا تو مناع للخیر ہے اور مناع للخیر ہونا شیطانی کام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ:۔ از شہر محلہ چڑھائی نیب مسئولہ عبدالرحیم صاحب ۷ ربیع الآخر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خدا کے یہاں مفتی فتویٰ دینے کا ذمہ دار ہے یا وہ بھی جو فتویٰ پر عمل کرے بینوا توجروا

الجواب:۔ اگر وہ مفتی قابل فتویٰ نہیں یا عامہ مسلمین شہر در بارۂ فتویٰ اوس پر اعتماد نہیں کرتے یا فتویٰ ایسا غلط ہے جس کی صریح غلطی مستفتی پر ظاہر ہے یا عالم معتمد مستند نے اوس کے اغلاط ظاہر کر دئے یا فتویٰ واقعات پر نہیں ہے اور اوس میں مفتی نے اصل واقعہ چھپایا اور غلط رخ دکھایا تو مفتی اوس پر عمل کرنے والا دونوں ماخوذ گرفتار ہیں ورنہ جب تک حق واضح نہو جاہل پر وبال نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از مدرسہ منظر اسلام بریلی مسئولہ مولوی محمد ثناء اللہ صاحب طالب علم ۲۸ جمادی الآخرہ ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طریقہ مسنونہ دستار باندھنے کا کیا داہنے سے یا بائیں طرف سے اور کس طرف سے شروع کرنا چاہئے۔

الجواب:۔ دہنی جانب پہلا پیچ لیجائیں کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحب التیامن فی کل شیء حتی فی تنعلہ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ:۔ از ضلع رنگپور ڈاکخانہ چلیاری مکتب اسلامیہ بنگالہ مسئولہ جناب عبدالصمد صاحب ۲۵ جمادی الاولیٰ ۳۹ھ

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں کہ مال مکسوب از زنا (زانیہ خواہ از قوم ہنود آیند یا رباشند یا از اہل اسلام) بعد از اسلام و توبہ

حلال ست یا حرام بینوا بالبراہین الجیاد توجروا من اللہ الکریم الجواد۔

الجواب :۔ حرام ست ومثل مغصوب۔ فرض ست کہ آنہمہ بر فقرا تصدق کند تمامی تو بہ اش ہمیں ست فی الہندیۃ عن المحیط عن محمد رحمہ اللہ تعالٰی فی کسب المغنیۃ ان قضی بہ دینا لم یکن لصاحب الدین ان یاخذہ اھ وکتبت علیہ فعدم جواز الاخذ من کسب المومسات اللاتی یبغین بفروجہن وفیہا عن المحیط عن المنتقی عن ابرہیم عن محمد فی نائحۃ اوصاحب طبل او مزمار اکتسب مالا قال ان کان علی شرط ردہ علی اصحابہ ان عرفہم لانہ کان المال بمقابلۃ المعصیۃ فکان معصیۃ والسبیل فی المعاصی ردہا وذلک ہہنا برد الماخوذ ان تمکن من ردہ بان عرف صاحبہ وبالتصدق منہ ان لم یعرفہ لیصل الیہ نفع مالہ اھ وکتبت علیہ **اقول** ویجب ان ینظر ان المعروف کالمشروط وکتبت علی قولہ بالتصدق منہ **اقول** ہذا اذا کان الماخوذ منہ مسلما اما ان کان کافرا فلا یحل التصدق منہ ویستحیل ان یصل الیہ نفعہ ولا شک فی وجوب التصدق لا لہذا بل لمحو آثار المعصیۃ واخلاء الید من المال الخبیث والتحرز عن معصیۃ التصرف فیہ لنفسہ وقد عرف فی مسائل لا تحصی ان ہذا ہو سبیل المال الخبیث وبہ یبرؤ عن عہدتہ آری اگر زر مکسوب بزنا منقولے خواہ عقارے خرید وشرائی او نقد وعقد بزر حرام جمع نشد چنانکہ ہمیں اکثر ست آنگاہ آں چیز مشتری بر وحرام نبود ما ہو قول الامام الکرخی وعلیہ الفتوی وقد فصلناہ غیر مرۃ فی فتاونا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ :۔ از قصبہ مالیگاؤں ضلع ناسک احاطہ بمبئی مسئولہ سکریٹری انجمن ہدایت اسلام ۲۵ جمادی الاولٰی ۱۳۳۹ھ

بحضور ہادی دین متین مدظلہ العالی پس از سلام سنت والاسلام ہم چند دردمند مسلمانان قصبہ مالیگاؤں خدمت اقدس میں عرض پرداز ہیں کہ آیا گاندھی کو مہاتما کہنا جائز ہے یا نہیں۔ نان کوآپریشن میں ہم شریک ہوں یا نہیں اور ہمارے مدرسہ میں گورنمنٹ سے گرانٹ ملتی ہے آیا ہمارے لیے اوس کا لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں یہ بات واضح رائے عالی رہے کہ گورنمنٹ مالگزاری کے ساتھ بطریق الواب ہم لوگوں سے بنام نہاد تعلیم۔ ڈاکخانہ شرک۔ شفاخانہ وغیرہ وغیرہ روپیہ وصول کرلیتی ہے تو یہ روپیہ ہمارا ہی ہے جو ہمکو ملتا ہے زیادہ ادب:

الجواب :۔ گاندھی خواہ کسی مشرک یا کافر یا بدمذہب کو مہاتما کہنا حرام اور سخت حرام ہے مہاتما کے معنی ہیں روح اعظم یہ وصف سیدنا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام کا ہے مخالفان دین کی ایسی تعریف اللہ عزوجل و رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایذا دینا ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش جب فاسق کی مدح کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا ہے اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے رواہ ابو یعلی فی مسندہ والبیہقی فی شعب الایمان عن انس وابن عدی فی الکامل عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما جب فاسق کی مدح پر یہ حکم ہے مشرک کی مدح پر اور ایسی عظیم مدح پر کیا حال ہوگا نان کوآپریشن کہ آجکل کے لیڈر بنے والوں نے نکالا محض بے بنیاد بے تُک من گھڑت ہے اوسکی کچھ اصل نہیں شرع شریف میں ہر کافر سے مطلقاً ترک موالات کا حکم ہے مجوس ہوں یا ہنود نصاری یا یہود خصوصاً وہابیہ وغیرہم مرتدین عنود اور عام طور پر صاف ارشاد ہوا لا یتخذ المؤمنون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیئ مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے اوسے اللہ سے کچھ علاقہ نہیں اور صاف تر فرمادیا ومن یتولہم منکم فانہ منہم جو تم میں اون سے دوستی کرے وہ اونھیں میں سے ہے ان ساختہ لیڈروں نے معاملت کا نام موالات رکھکر اوسے تو مطلقاً حرام بلکہ کفر ٹھہرا دیا اور مشرکوں سے موالات بلکہ اتحاد بلکہ اون کی غلامی وانقیاد کو حلال بلکہ موجب رضائے الٰہی بنالیا ہر طرح اللہ و رسول و شریعت پر سخت افترا کیا جس مدرسہ میں تعلیم خلاف شرع ہوتی ہی ہو یا اور کسی طرح مخالفت شرع ہو وہ خود ہی ناجائز ہے اور ناجائز پر امداد لینی بھی ناجائز ورنہ جو امداد نہ کسی امر خلاف شرع سے مشروط نہ اوس کی طرف منجر ہو اوس میں حرج نہیں خصوصاً جبکہ ہمارا ہی روپیہ ہمکو دیا جاتا ہے اوسے حرام کہنا شریعت پر افترا ہے ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون مسائل موالات وامداد کے روشن بیان میں ہماری کتاب المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ زیر طبع ہے[1] اوس سے تفصیل معلوم ہو سکتی ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ :۔ از میڑتا روڈ مارواڑ ریاست جودھپور مسئولہ عبدالقادر صاحب ۲۶ جمادی الاولٰی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین کہ چیونٹیوں کو دانہ ڈالنا جائز ہے کہ ناجائز تحریر فرمائیں ایک شخص ایک مولوی کے پاس گیا اور کہا کہ میں تنگ دست ہوں مولانا فرمانے لگے چیونٹیوں کو دانہ ڈالا کرو اوس نے یہ فعل کیا یہ ثواب ہے یا مطلب

[1] طبع ہوگئی

الجواب: جائز کار ثواب ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فی کل ذات کبد حری اجر رواہ الشیخان عن ابی ہریرۃ و احمد عن عبداللہ بن عمرو وکابن ماجہ عن سراقۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از امروہہ محلہ گذری مسئولہ سید خادم علی صاحب ۱۷ ربیع الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طرف تو خلافت اسلامیہ کے دردناک مصیبت میں عالم اسلامی گھرا ہوا ہے اور مسلمانوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور دوسری طرف ہندوستان کے بعض مقامات پر مرزائیوں کا بعض مقامات پر شیعوں کا زور بڑھ رہا ہے وہ لوگ اہلسنت وجماعت سے مذہبی چھیڑ چھاڑ کر رہے ہیں اور عوام کو بہکا کر اور مطاعن مذہب سنا سنا کر اکثر کو مذہب میں متشکک اور بعض کو بالکل برگشتہ بنا رہے ہیں اور اس مقصد کے لیے اون کے یہاں بہت سی انجمنیں قائم ہیں اور بہت سے رسائل موقت وشیوع جاری ہیں ہزاروں روپیہ ماہوار وہ لوگ ان کاموں میں صرف کر رہے ہیں آیا اسوقت بحالات موجودہ اہلسنت کو وعظ کی مجالس قائم کرکے عوام کے خیالات کو صاف کرنے اور اون کو شکوک وشبہات سے بچانے کی غرض سے اون کا جواب دینا اور رد کرنا اور اگر فریق ثانی مباحثہ پر آمادہ ہو اور مطالبہ کرے تو اوس کا انتظام کرنا چاہیے یا نہیں اگر چاہیے تو یہ کام فرض ہے یا واجب مستحب ہے یا جائز اور اگر زمانہ حال کا لحاظ کرکے اس طرف سے چشم پوشی کی جائے تو یہ فعل جائز ہے یا ناجائز اور بعض ایسے مخصوص مقامات پر جہاں ان لوگوں کا زور ہے اون کی مدافعت کے لیے دو ایک ٹوٹی پھوٹی انجمنیں بھی قائم ہیں اور وہ کبھی کبھی ان کا رد کرتی ہیں اب ان انجمنوں کا قائم رکھنا اور مدافعت کرتے رہنا چاہیے یا اون کاموں کو ترک کر دینا چاہیے اور اس وقت ان امور میں روپیہ صرف کرنا جائز ہے یا نہیں بعض لیڈران قوم جن میں کچھ مولوی بھی ہیں جو آجکل مسئلہ خلافت میں بڑے بڑے کام کر رہے ہیں زمانہ موجودہ میں کسی رد وجواب اور بحث مباحثہ کو اور اسی قسم کے دوسرے مذہبی کاموں میں اشتغال کو مسئلہ خلافت کے اہتمام میں مخل خیال فرما کر ناجائز فرماتے ہیں اون کی یہ رائے صحیح اور اون کا یہ حکم قابل پابندی ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب: جب کوئی گمراہ بددین رافضی ہو یا مرزائی وہابی ہو یا دیوبندی وغیرہم خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین مسلمانوں کو بہکائے فتنہ وفساد پیدا کرے تو اوس کا دفع اور قلوب مسلمین سے شبہات شیاطین کا رفع فرض اعظم ہے جو اس سے روکتا ہے یصدون عن سبیل اللہ ویبغونہا عوجا۔ میں داخل ہے کہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اوس میں کجی چاہتے ہیں اور خلافت کمیٹی کا حیلہ اللہ کے فرض کو باطل نہیں کرتا نہ شیطان کے مکر کو دفع کرنے سے روکنا شیطان کے سوا کسی مسلمان کا کام ہو سکتا ہے جو ایسا کہتے ہیں اللہ عزوجل اور شریعت مطہرہ پر افترا کرتے ہیں مستحق عذاب نار وغضب جبار ہوتے ہیں اور ہر ہندو سے وداد واتحاد منایا اور روافض ومرزائیہ وغیرہم ملاعنہ کا سد فتنہ ناجائز ٹھہرایا غرض یہ ہے کہ ہر طرف سے ہر طرح سے اسلام کو بے چھری حلال کر دیں اور خود مسلمانوں کے لیڈر بنے رہیں واللہ لایھدی القوم الظٰلمین مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے گمراہ گر دن بے دینوں کی بات پر کان نہ رکھیں اون پر فرض ہے کہ روافض ومرزائیہ اور خود ان بے دینوں یا جس کا فتنہ اٹھتا دیکھیں سد باب کریں وعظ علما کی ضرورت ہو وعظ کہلوائیں اشاعت رسائل کی حاجت ہو اشاعت کرائیں حسب اطاعت اس فرض عظیم میں روپیہ صرف کرنا مسلمانوں پر فرض ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا ظہرت الفتن او قال البدع فلیظہر العالم علمہ ومن لم یفعل ذلک فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا جب ظاہر ہوں فتنے یا فرمایا بدمذہبیاں اور عالم اپنا علم اوس وقت ظاہر نہ کرے تو اوس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ نہ اوس کا فرض قبول کرے نہ نفل جب بدمذہبوں کے دفع نہ کرنے والے پر یہ لعنتیں ہیں تو جو خبیث اون کے دفع کرنے سے روکے اوس پر کس قدر اشد غضب ولعنت اکبر ہوگی وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۵ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از شہر ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیا عبدالنبی نام رکھنا جائز ہے کہ نہیں۔

الجواب: اپنے آپ کو عبدالنبی کہنا جائز ہے مگر نام عبداللہ رکھا جائے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: از شہر کوٹہ راجپوتانہ محلہ لاڈپورہ معرفت گانس بہرو کے مسئولہ الٰہی بخش لوہار ۲۸ رجمادی الاولٰی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) شادی میں ہندوؤں کی رسم کے موافق گانے اور باجے کیسا ہے کمہار کے گھر سے برتن لانیوالے کے واسطے کیا حکم ہے (۲) شادی میں کپڑا پہناتے وقت ہندوؤں کی طرح پیشانی میں ہلدی کا ٹیکا لگانا کیسا ہے (۳) لڑکے کی سالگرہ کے روز بچے میں عمر کی گرہ لگانا کیسا ہے

الجواب: (۱) ناجائز وگناہ ہے واللہ تعالٰی اعلم (۲) ناجائز وگناہ ہے واللہ تعالٰی اعلم (۳) جائز ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از راجکوٹ کاٹھیاوار مسئولہ قاضی سید عبدالاول میاں صاحب سنی حنفی ۱۳ رجمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک ہندو مشرک کا لکچر مسجد میں ہوا اور سننے کو مشرک اور مسلمان مسجد میں جمع ہوں اور تالی اور جے اور اللہ اکبر کے نعرے بلند کریں تو آیا یہ جائز ہے یا ناجائز۔ زید کہتا ہے کہ یہ جائز ہے اور علمائے دین نے فتوٰی دیا ہے اس باعث دہلی وغیرہ شہروں میں ایسا ہوا ہے (۲) اور اوس روز جمعہ تھا تو جائے نماز اور مصلے وغیرہ بچھے ہوئے تھے اور اوسکے اوپر کھلے پیر پھرتے والے مشرک پیر دھوئے بغیر پھرتے رہے تو اب یہ جائے نماز اور مصلے دھوکر پاک کئے جائیں یا نہیں (۳) اور مولوی شوکت علی و محمد علی اور گاندھی وغیرہ خلافت کے نام کا جو چندہ کر رہے ہیں اس چندہ میں روپیہ دیا جائے یا نہیں بینوا توجروا (نوٹ) یہاں پر راجکوٹ میں ایک گاندھی کا چیلا آیا ہوا ہے اور لکچر کرکے ہنود مشرک اور مسلمان کو ایک کرنا چاہتا ہے اور مسلمان کثرت سے شامل ہو رہے ہیں اور مالی امداد بھی دے رہے ہیں اور آئندہ بھی خوف ہے کہ مسجد میں لکچر ہوں گے للہ آپ بہت جلد اس مسئلہ کا جواب مرحمت فرمائیں تاکہ اس خرافات کا بندوبست ہو۔

الجواب: (۱) یہ حرام حرام سخت حرام ہے توہین مسجد ہے تعظیم مشرک ہے تذلیل اسلام ہے۔ جہاں ہوا ابلیس کے فتوے سے ہوا کسی مسلمان عالم نے اسکے جواز کا فتوٰی نہ دیا اور جو پابندی اسلام سے آزاد اور کفر وابلیس کے غلام و منقاد ہوں نہ وہ قابل فتوٰی نہ اون کے بکنے پر التفات روا والتفصیل فی الحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ واللہ تعالٰی اعلم (۲) کتّا اگر جانماز پر چلا جائے اور اوسکے پاؤں اور جانماز دونوں خشک ہوں تو بالاتفاق اوس کا دھونا لازم نہیں آتا تو مشرکوں کے یوں پھرنے سے مسجد کی توہین ضرور ہوئی مگر مصلے ناپاک نہ ہوئے واللہ تعالٰی اعلم (۳) گاندھی کو امام بنانا ہندوؤں مشرکوں سے اتحاد منانا سخت سے سخت حرام وکبیرہ و دشمنی اسلام ہے اسلام کی بیخکنی کے لئے چندہ دینا کسی مسلمان کا کام نہیں قال اللہ تعالٰی فسینفقونھا ثم تکون علیھم حسرۃ ثم یغلبون ۵ یعنی اس وقت تو مال دے رہے ہیں پھر قیامت میں اس دینے کی حسرت اٹھائیں گے یا تھ جائیں گے کہ مال بھی دیا اور خدا کا غضب بھی سر پر لیا پھر مغلوب ومقہور کرکے جہنم میں پھینک دیے جائیں گے۔ ترکوں کی حمایت اور اماکن مقدسہ کی حفاظت کا نام دھوکے کی ٹٹی بنا رکھا ہے صاف چھاپ چکے ہیں کہ اگر ترکی مسئلہ حسب خواہش فیصل بھی ہوجائے جب بھی ہماری یہ کوشش برابر جاری رہے گی جبتک گنگا جمنا کی مقدس زمینیں آزاد نہ کرالیں صاف چھاپ چکے ہیں کہ اگر ترک بھی ہندوستان پر چڑھ کر آئیں تو ہم اون سے بھی لڑیں گے تو اصل غرض ہندوؤں کی جے منانا اور گنگا جمنا کی زمینوں کو مقدس کرانا ہے ایسی کفری غرض کے لیے چندہ دینا اسلام کی دشمنی اور اللہ واحد قہار کی سخت ناراضی ہے والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: ضلع بھاگلپور ڈاک خانہ سبور موقع ابراہیم پور مسئولہ محمد شریف عالم صاحب ۱۵ رجمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں زید، عمرو، بکر تین اشخاص ہیں جن کی تعریف ذیل میں درج ہے (۱) زید ایک وہابی کا فرمرتد شخص ہے (۲) عمرو ایک پکا سنی خوش عقیدہ مسلمان ہے لیکن زید مذکور کے مکان پر جاتا آتا ہے اوس سے ہم کلام ہوتا اور اوسکے یہاں کھاتا پیتا ہے لیکن زید مذکور کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا اور نہ مناکحت کرتا بلکہ اوس سے عقیدۃً نفرت رکھتا ہے اور اوس کے کفر میں شک نہیں کرتا ایسی صورت میں کیا عمرو بھی مثل زید کے عندالشرع وہابی کافر مرتد ہوجائے گا یا صرف فاسق گنہگار ہوگا یا کچھ بھی نہیں (۳) بکر ایک پکا سنی خوش عقیدہ مسلمان ہے اور زید مذکور کے مکان پر آتا جاتا نہ اوس سے گفتگو کرتا نہ اوس کے یہاں کھاتا پیتا ہے نہ زید مذکور کے پیچھے نماز پڑھتا اور نہ مناکحت کرتا ہے بلکہ اوس کو کافر مرتد سمجھتا اوسکے کفر میں شک نہیں کرتا اوس سے نفرت دینی و دنیوی ہر دو پہلو سے رکھتا ہے ہاں عمرو مذکور سے جو پکا سنی صحیح العقیدہ ہے راہ و رسم رکھتا ہے اوس سے ہم کلام ہوتا ہے اوسکے یہاں کھاتا پیتا ہے اوسکے گھر پر جاتا آتا ہے ایسی صورت میں کیا بکر مذکور مثل زید کے عندالشرع

وہابی کافر مرتد ہوجائے گا یا صرف فاسق گنہگار ہوگا یا نہ وہابی اور نہ فاسق ہوگا بلکہ مسلمان صحیح العقیدہ رہے گا۔ صورت مذکورہ بالا ۲ و ۳ کا جواب بالتفصیل ارقام فرمائیں۔

الجواب: صورت مذکورہ میں عمرو بکر دونوں سنی مسلمان ہیں ان میں کوئی کافر یا گمراہ نہیں مگر عمرو فاسق گنہگار ہے کہ مرتد سے میل جول رکھتا ہے وقد قال تعالٰی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم اور بکر کا عمرو سے ملنا اگر بربنائے مصلحت شرعیہ ہو کہ اس سے امید ہے کہ اس کی نصیحت مانے اور زید سے ملنا چھوڑ دے تو حرج نہیں ورنہ نامناسب ہے خصوصاً اس حالت میں کہ بکر کوئی اعزاز علمی و دینی رکھتا ہو کہ ایسے کو فاسق سے بے ضرورت اختلاط مکروہ ہے عالمگیری میں ہے یکرہ للمشہور المقتدی بہ الاختلاط الی رجل من اھل الباطل والشر الابقدر الضرورۃ لانہ یعظم امرہ بین الناس ولو کان رجلا لایعرف یداریہ لیدفع الظلم عن نفسہ من غیر اثم فلا باس بہ کذا فی الملتقط واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از کانپور فیل خانہ قدیم مسئولہ جناب مولٰنا مولوی سید محمد آصف صاحب قادری برکاتی رضوی ۱۶ رجمادی الآخرہ ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک وقبلۂ کونین وکعبۂ دارین دامت برکاتہم بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی التماس این کہ بفضلہ تعالٰی کمترین بخیریت ہے حضوری ملازمان سامی کی مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب۔ اشتہار اسلامی پیام میں عبدالماجد کے اس لکھنے پر کہ (مسلمان ڈوب رہا ہے نامسلم تیراک ہاتھ دے تو جان بچانا چاہئے یا نہیں) یوں درج ہے (کہ مسلمان کو اگر ڈوبنے پر یقین نہ ہو ہاتھ پاؤں مار کر بچ جانے کی امید ہو یا کوئی مسلمان فریادرس خواہ کوئی درخت وغیرہ ملنے کا ظن ہو تو کافر کو ہاتھ دینے کی اجازت نہیں الخ) معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے معاملت کی بھی اجازت نہ ہو اون سے علاج بھی نہ کرائے لایالونکم خبالا سے کیا مقصود ہے آیا دین کے معاملہ میں کفار محارب فی الدین نقصان پہنچانے میں کمی نہ کریں گے یا ہر معاملہ میں اور ہر وقت جب موقع پائیں اور ایک کافر گو غیر محارب ہو تفسیر کبیر میں آیۂ کریمہ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم الی آخر الآیہ کے متعلق لکھا ہے وقال اھل التاویل ھذہ الآیۃ تدل علی جواز البر بین المشرکین والمسلمین وان کانت الموالاۃ منقطعۃ۔ رسالہ الرضا بابت ماہ ذیقعدہ حصہ ملفوظات ص ۲۶ میں ہے (حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کفار سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کیساتھ ہمیشہ سختی فرمائی الخ) بعض کفار کی آنکھوں میں سلائی پھیرنا تو قصاصاً تھا کیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قبل نزول آیت یاایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین نرمی نہ فرماتے تھے اور کیا جو رجوع نہ لانے والے تھے اون سے ہمیشہ بشدت پیش آتے تھے یا پہلے اون سے بھی نرمی سے پیش آتے کفار مختلف طبائع کے تھے اور بعض کو اسلام اور مسلمانوں سے سخت عداوت ہے اور بعض کو بہت کم کیا سب سے یکساں حکم ہے یا امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں اون سے حسب مراتب تدریجاً سختی کرنے کا حکم ہے اور محارب وغیر محارب کا فرق ہے۔ حضور فدوی کو اس مسئلہ میں کہ مرتدہ کا نکاح باقی رہتا ہے لیکن فتاوٰی کی کتابوں کے خلاف ہونے کی وجہ خلجان رہتا ہے حضور کے فتاوٰی میں اور کتابوں کے خلاف لکھا ہے گو بعض احکام بوجہ اختلاف زمانہ مختلف ہوجاتے ہیں لیکن فتاوٰی ہندیہ جو قریب زمانہ کی ہے اوس میں بھی نہیں ہے اگرچہ بوجہ سلطنت اسلامیہ نہ ہونے کے مرتدہ پر احکام شریعت نہیں جاری کئے جاسکتے مثل ضرب وغیرہ کے لیکن جب وہ اسلام سے خارج ہوگئی تو نکاح کا باقی رہنا کیسا کیا وہ ترکہ بھی اپنے سابق شوہر کا شرعاً پائے گی اور اوسکے مرنے پر اوس کا جو پہلے شوہر تھا ترکہ اوسکا شرعاً پائے گا۔ اگر کفار غیر محارب کے ہمراہ محارب کفار کا مقابلہ کیا جائے اور محارب کفار کو غیر محارب کے امداد سے نقصان پہنچایا جائے تو کیا گناہ ہے اوسی اسلامی پیغام میں ہے (اب جو قرآن کو جھٹلائے وہ مشرک یا مرتد کو ڈوبنے سے نجات دینے والا حامی ومددگار جانے) کیا نعوذ باللہ جتنے مسلمان کفار سے علاج کراتے ہیں اور معاملات میں اون سے مدد لیتے ہیں سب قرآن کو جھٹلاتے ہیں، فقط والتسلیم عریضہ ادب فدوی محمد آصف یغفر اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المؤمنین والمؤمنات بحرمۃ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

الجواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم مولٰنا المکرم اکرمکم اللہ تعالٰی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ارشاد الٰہی یاایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لایالونکم خبالا عام ومطلق ہے کافر کو رازدار بنانا مطلقاً ممنوع

ہے اگرچہ امور دنیویہ میں ہو وہ ہرگز تا قدرِ قدرت ہماری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے قل صدق اللہ ومن اصدق من اللہ قیلا۔ سیدنا امام اجل حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حدیث لا تستضیئوا بنار المشرکین (مشرکین کی آگ سے روشنی نہ لو) کی تفسیر فرمائی کہ اپنے کسی کام میں ان سے مشورہ نہ لو اور اسے اسی آیت کریمہ سے ثابت بتایا ابو یعلٰی مسند اور عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم تفاسیر اور بیہقی شعب الایمان میں بطریق ازہر بن راشد انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا تستضیئوا بنار المشرکین قال فلم ندر ما ذلک حتی اتوا الحسن فسألوہ فقال نعم یقول لا تستشیروھم فی شیئ من امورکم قال الحسن وتصدیق ذلک فی کتاب اللہ تعالٰی ثم تلا ھذہ الاٰیۃ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسی آیت کریمہ سے کافر کو محرم راز بنانا منع فرمایا۔ ابن ابی شیبہ مصنف اور ابنائے حمید و ابی حاتم رازی تفاسیر میں اس جناب سے راوی انہ قیل لہ ان ھنا غلاما من اھل الحیرۃ حافظا کاتبا فلو اتخذتہ کاتبا قال اتخذت اذن بطانۃ من دون المؤمنین تفسیر کبیر میں انہیں امور دنیویہ میں ان سے مشاورت ومؤانست کو سبب نزول کریمہ اور اس سے نہی مطلق کے لیے بتایا اور اسے اس گمان کا کہ ان سے مخالفت تو دین میں ہے دنیوی امور میں بدخواہی نہ کریں گے رد ٹھہرایا کہ ان المسلمین کانوا یشاورونھم فی امورھم ویؤانسونھم لما کان بینھم من الرضاع والحلف ظنا منھم انھم وان خالفوھم فی الدین فھم ینصحون لھم فی اسباب المعاش فنھاھم اللہ تعالٰی بھذہ الاٰیۃ عنہ فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانۃ من غیر المؤمنین فیکون ذلک نھیا عن جمیع الکفار وقال تعالٰی یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء ومما یؤکد ذلک ما روی انہ قیل لعمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ ھھنا رجل من اھل الحیرۃ نصرانی لا یعرف اقوی حفظا ولا احسن خطا منہ فان رأیت ان تتخذہ کاتبا فامتنع عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ من ذلک وقال اذن اتخذت بطانۃ من غیر المؤمنین فقد جعل عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ھذہ الاٰیۃ دلیلا علی النھی عن اتخاذ النصرانی بطانۃ انتہی بے جملہ انواع معاملت کیوں ناجائز ہوگئے بیع وشرا اجارہ واستیجار وغیرہا میں کیا راز دار بنانا پایا اوسکی خیرخواہی پر اعتماد کرنا ہے جیسے چمار کو دام دیے جوتا گنٹھوا لیا بھنگی کو مہینہ دیا پاخانہ کموا لیا بزاز کو روپے دیے کپڑا مول لے لیا آپ تاجر ہے کوئی جائز چیز اوسکے ہاتھ بیچی دام لے لئے وغیرہ وغیرہ۔ ہر کافر حربی کافر محارب ہے حربی و محارب ایک ہی ہے جیسے جدلی و مجادل وہ ذمی ومعاہد کا مقابل ہے راز دار بنانا ذمی ومعاہد کو بھی جائز نہیں امیر المؤمنین کا وہ ارشاد ذمی ہی کے بارے میں ہے یونہی موالات مطلقا جملہ کفار سے حرام ہے حربی ہوں یا ذمی۔ ہاں صرف دربارۂ بر واحسان ان میں فرق ہے معاہد سے جائز ہے کہ لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین اور حربی سے حرام کہ انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین عبارت کبیر منقولہ سوال کا یہی مطلب ہے یہی قول اکثر اہل تاویل ہے اور اسی پر اعتماد وتعویل ہے اور ائمہ حنفیہ کے یہاں تو اس پر اتفاق جلیل ہے خود کبیر میں زیر کریمہ لا ینھکم اللہ ہے الاکثرون علی انھم اھل العھد وھذا قول ابن عباس والمقاتلین والکلبی ہم نے المحجۃ المؤتمنہ میں یہ مطلب نفیس جامع صغیر امام محمد وہدایہ ودرر الحکام وغایۃ البیان وکفایہ وجوہرہ ومستصفی ونہایہ وفتح القدیر وبحر الرائق وکافی وتبیین الحقائق وتفسیر احمدی وفتح اللہ المعین وغنیہ ذوی الاحکام ومعراج الدرایہ وعنایہ ومحیط برہانی وجوی زادہ وبدائع امام ملک العلماء سے ثابت کیا حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں قبل ارشاد واغلظ علیھم انواع انواع کے نرمی وعفو وصفح فرمائے خود اموال غنیمت میں مؤلفۃ القلوب کا ایک سہم مقرر تھا مگر اس ارشاد کریم نے ہر عفو وصفح کو نسخ فرمادیا اور مؤلفۃ القلوب کا سہم ساقط ہوگیا وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظلمین نارا احاط بھم سرادقھا سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے افضل الاساتذہ امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالٰی عنہ جنکی نسبت امام فرماتے ہیں ان سے افضل کسی کو نہ دیکھا وہ کریمۂ واغلظ علیھم کو فرماتے ہیں نسخت ھذہ الاٰیۃ کل شیئ من العفو والصفح قرآن عظیم نے یہود ومشرکین کو عداوت مسلمین میں سب کافروں سے سخت تر فرمایا لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا مگر ارشاد یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم وماوٰھم جہنم وبئس المصیر عام آیا اس میں سب کا استثنا نہ فرمایا کسی وصف پر حکم کا مرتب ہونا اوسکی علیت کا مشعر ہوتا ہے یہاں اونھیں وصف کفر سے ذکر فرما کر اوس پر جہاد وغلظت کا حکم دیا تو یہ سزا اونکے نفس

کفر کی ہے نہ کہ عداوت مومنین کی اور نفس کفر میں وہ سب برابر ہیں الکفر ملۃ واحدۃ ہاں معاہد کا استثنا دلائل قاطعہ متواترہ سے ضرورۃً معلوم و مستقر فی الاذہان کہ حکم جاہد سن کر اوسکی طرف ذہن جاتا ہی نہیں فنفس النص لم یتعلق بہ ابتداء اسکا افادہ فی البحر الرائق تفاوت عداوت پر بنائے کار ہوتی تو یہود کا حکم مجوس سے سخت تر ہوتا حالانکہ امر بالعکس ہے اور نصارٰی کا حکم یہود سے کم تر ہوتا حالانکہ یکساں ہے۔ ذمی و حربی کا فرکا فرق میں بتا چکا ہوں اور یہ کہ ہر حربی محارب ہے حسب حاجت ذلیل قلیل ذمیوں سے حربیوں کے مقاتلہ و مقابلہ میں مدد لے سکتے ہیں ایسی جیسے سدھائے ہوئے مسخر کتے سے شکار میں امام سرخسی نے شرح صغیر میں فرمایا والاستعانۃ باھل الذمۃ کالاستعانۃ بالکلاب اور بروایت امام طحاوی ہمارے ائمہ مذہب امام اعظم و صاحبین وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اس میں بھی کتابی کی تخصیص فرمائی مشرک سے استعانت مطلقاً ناجائز رکھی اگرچہ ذمی ہو ان مباحث کی تفصیل جلیل المحجۃ المؤتمنہ میں ملاحظہ ہو۔ رہا کافر طبیب سے علاج کرانا خارجی یا ظاہر مکشوف علاج جس میں اوسکی بدخواہی نہ چل سکے وہ تو لا یالونکم خبالا سے بالکل بے علاقہ ہے اور دنیاوی معاملات بیع و شرا و اجارہ و استیجار کی مثل ہے ہاں اندرونی علاج جس میں اوسکے فریب کو گنجائش ہو اوس میں اگر کافروں پر یوں اعتماد کیا کہ ان کو اپنی مصیبت میں ہمدرد اپنا ولی خیرخواہ اپنا مخلص باخلاص خلوص کے ساتھ ہمدردی کر کے اپنا ولی دوست بنانے والا اس کی بیکسی میں اسکی طرف اتحاد کا ہاتھ بڑھانے والا جانا تو بیشک آیۂ کریمہ کا مخالف ہے اور ارشادِ آیت جان کر ایسا سمجھا تو نہ صرف اپنی جان بلکہ جان و ایمان و قرآن سب کا دشمن اور اخبث اس کی خبر ہو جائے اور اوسکے بعد واقعی دل سے اس کی خیرخواہی کریں تو کچھ بعید نہیں کہ وہ تو مسلمان کے دشمن ہیں اور یہ مسلمان ہی نہ رہا فانہ منھم ہو گیا انکی تو دلی تمنا یہی تھی قال تعالٰی ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء اونکی آرزو ہے کہ کسی طرح تم بھی اون کی طرح کافر ہو تو تم اور وہ ایک سے ہو جاؤ والعیاذ باللہ تعالٰی مگر الحمد للہ کوئی مسلمان آیۂ کریمہ پر مطلع ہو کر ہرگز ایسا نہ جانے گا اور جانے تو آپ ہی اوس نے تکذیب قرآن کی۔ بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اس سے روٹیاں کماتے ہیں ایسا کریں تو بدنام ہوں دوکان پھیکی پڑے کھل جائے تو حکومت کا مؤاخذہ ہو سزا ہو یوں بدخواہی سے باز رہتے ہیں تو اپنے خیرخواہ ہیں نہ کہ ہمارے اس میں تکذیب نہ ہوئی۔ پھر بھی خلاف احتیاط و شنیع ضرور ہے خصوصاً یہود و مشرکین سے خصوصاً سربرآوردہ مسلمان کو۔ جس کے کم ہونے میں وہ اشقیا اپنی فتح سمجھیں۔ وہ جیسے جان و ایمان دونوں عزیز ہیں اس بارے میں کریمۂ لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لایالونکم خبالا کسی کافر کو رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں گئی نہ کریں گے و کریمہ ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ اللہ و رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو دخیل کار نہ بنانا و حدیث مذکور لا تستضیئوا بنار المشرکین مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو بس ہیں اپنی جان کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دیدینے سے زیادہ اور کیا رازدار و دخیل کار و مشیر بنانا ہوگا۔ امام محمد عبدری ابن الحاج مکی قدس سرہ مدخل میں فرماتے ہیں واشد فی القبح والشنع ما ارتکبہ بعض الناس فی ہذا الزمان من معالجۃ الطبیب والکحال الکافرین اللذین لا یرجی منہما النصح ولا خیر بل یقطع ببغضہما واذیتہما لمن ظفرا بہ من المسلمین سیما ان کان المریض کبیرا فی دینہ او علمہ یعنی سخت تر قبیح و شنیع ہے وہ جس کا ارتکاب آج کل بعض لوگ کرتے ہیں۔ کافر طبیب اور بیتے سے علاج کرانا۔ جن سے خیرخواہی اور بھلائی کی امید درکنا یقین ہے کہ جس مسلمان پر قابو پائیں اوس کی بدسگالی کرینگے اور اوسے ایذا پہنچائیں گے۔ خصوصاً جبکہ مریض دین یا علم میں عظمت والا ہو پھر فرمایا انہم لا یعطون لاحد من المسلمین شیأ من الادویۃ التی تضرہ ظاہرا لانہم لو فعلوا ذلک لظہر غشہم وانقطعت مادۃ معاشہم لکنہم یصفون لہ من الادویۃ ما یلیق بذلک المرض ویظہرون الصنعۃ فیہ والنصح وقد یتعافی المریض فینسب ذلک الی حذق الطبیب ومعرفتہ لیتسع علیہ المعاش کثیر السبب ما یقع لہ من الثناء علیہ فی صنعتہ لکنہ یدس فی اثناء وصفہ حاجۃ لا یفطن لما فیہا من الضرر غالبا وتکون تلک الحاجۃ مما تنفع ذلک المریض وینتعش منہ فی الحال لکنہ یبقی المریض بعدہا مدۃ فی صحۃ وعافیۃ ثم یعود علیہ بالضرر فی آخر الحال وقد یدس حاجۃ اخری کما تقدم لکنہ ان جامع انتکس ومات وکذلک یفعل فی حاجۃ اخری یصح المریض بعد استعمالہا لکنہ اذا دخل الحمام انتکس ومات (وقد) یدس حاجۃ اخری اذا استعملہا المریض صح وقام من مرضہ لکن لہا مدۃ فاذا انقضت تلک المدۃ عادت بالضرر علیہ وتختلف المدۃ فی ذلک فمنہا ما یکون مدتہا سنۃ او اقل او اکثر الی غیر ذلک من غشہم وہو کثیر ثم یتعلل عدو اللہ بان ہذا مرض آخر دخل علیہ فلیس لہ فیہ حیلۃ فلو سلم منہ لعاش وصح ویظہر التاسف والحزن علی ما اصاب المریض ثم یصف بعد ذلک اشیاء تنفع لمرضہ لکنہا لا تفید بعد ان فات الامر فیہ فینصح حیث لا ینفع نصحہ فمن یری ذلک منہ یعتقد انہ من

الناصحین وھو من اکبر الخاشین وقد قیل ؎ کل العداوۃ قد ترجی ازالتھا ؛ الا عداوۃ من عاداک فی الدین

یعنی وہ مسلمان کو کھلے ضرر کی دوا نہیں دیتے کہ یوں تو اون کی بدخواہی ظاہر ہوجائے اور اون کی روزی میں خلل آئے بلکہ مناسب دوا دیتے اور اوس میں اپنی خیرخواہی و فن دانی ظاہر کرتے ہیں اور کبھی مریض اچھا ہوجاتا ہے جس میں اون کا نام ہو اور معاش خوب چلے اور اسی کے ضمن میں ایسی دوا دیدیتے ہیں کہ فی الحال مریض کو نفع دے اور آئندہ ضرر لائے یا ایسی دوا کہ اس وقت مرض کھو دے مگر جب مریض جماع کرے مرض لوٹ آئے اور مرجائے یا ایسی کہ سردست تندرست کردے مگر جب حمام کرے مرض پلٹے اور موت ہو یا ایسی کہ اس وقت مریض کھڑا ہوجائے اور ایک مدت سال بھر یا کم وبیش کے بعد وہ اپنا رنگ لائے اور ان کے سوا ان کے فریبوں کے اور بہت طریقے ہیں۔ پھر جب مرض پلٹا تو اللہ کا دشمن یوں بہانے بناتا ہے کہ یہ جدید مرض ہے اس میں میرا کیا اختیار ہے اور مریض کی حالت پر افسوس کرتا ہے۔ پھر صحیح نافع نسخے بتاتا ہے مگر جب بات ہاتھ سے نکل گئی کیا فائدہ تو اوس وقت خیرخواہی دکھاتا ہے جب اوس سے نفع نہیں۔ دیکھنے والے اوسے خیرخواہ سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سخت تر بدخواہ ہے ؎

تمام دشمنیوں کا زوال ممکن ہے ؛ مگر عداوت دینی کہ یہ نہیں جاتی

پھر فرمایا وقد یستعملون النصح فی بعض الناس ممن لاخطر لھم فی الدین ولاعلم وذلک ایضا من الغش لانھم لو لم ینصحوا ما حصلت لھم الشھرۃ بالمعرفۃ بالطب ولتعطل علیھم معاشھم وقد یفطن لغشھم ومن غشھم نصحھم لبعض ابناء الدنیا لیشتھروا بذلک ولتحصل لھم الحظوۃ عندھم وعند کثیر من اشباھھم ویتسلطون بسبب ذلک علی قتل العلماء والصالحین وھذا النوع موجود ظاھر وقد ینصحون العلماء والصالحین وذلک منھم غش ایضا لانھم یفعلون ذلک لکی تحصل لھم الشھرۃ وتظھر صنعتھم فیکون سببا الی اتلاف من یرید ون اتلافہ منھم وھذا منھم مکر عظیم یعنی وہ کبھی عوام کے علاج میں خیرخواہی کرتے ہیں اور یہ بھی اون کا مکر ہے کہ ایسا نہ کریں تو شہرت کیسے ہو روٹیوں میں فرق آئے اور کبھی اون کے فریب پر لوگ چرچ جائیں۔ لوہیں یہ فریب ہے کہ بعض رئیسوں کا علاج اچھا کرتے ہیں کہ شہرت اور اوس کے نزدیک اور اوس جیسوں کی نگاہ میں وقعت ہو پھر علما وصلحا کے قتل کا موقع ملے اور ایسے اب موجود ظاہر ہیں اور کبھی علما وصلحا کے علاج میں بھی خیرخواہی کرتے ہیں اور یہ بھی فریب ہے کہ مقصود ساکھ بندھنی ہے۔ پھر جس عالم یا دیندار کا قتل مقصود ہے اوس کی راہ ملنا اور یہ اون کا بڑا مکر ہے پھر اپنے زمانے کا ایک واقعہ ثقہ معتمد کی زبانی بیان فرمایا کہ مصر میں ایک رئیس کے یہاں ایک یہودی طبیب تھا رئیس نے کسی بات پر ناراض ہوکر اوسے نکال دیا وہ خوشامدیں کرتا رہا یہانتک کہ رئیس راضی ہوگیا کافر وقت کا منتظر رہا پھر رئیس کو کوئی سخت مرض ہوا۔ میں طبیب مغربی سے طب پڑھ رہا تھا لوگ اونھیں بلانے آئے انھوں نے عذر کیا لوگوں نے اصرار کیا گئے اور مجھے فرما گئے میرے آنے تک بیٹھے رہنا تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کانپتے تھرتھراتے واپس آئے میں نے کہا خیر ہے۔ فرمایا میں نے پوچھا کہ یہودی نے کیا نسخہ دیا معلوم ہوا کہ وہ رئیس کا کام تمام کرچکا میں اندر نہ گیا کہ ایک تو اوسکے بچنے کی امید نہیں پھر یہ اندیشہ کہ کہیں یہودی میرے ذمے نہ رکھ دے رئیس کل تک نہ بچے گا وہی ہوا کہ صبح تک اوس کا انتقال ہوگیا۔ پھر فرمایا کہ بعض لوگ کافر طبیب کے ساتھ مسلمان طبیب کو بھی شریک کرتے ہیں کہ جو نسخہ وہ بتائے مسلمان کو دکھالیں یوں اوسکے مکر سے امن سمجھتے ہیں اور اس میں کچھ حرج نہیں جانتے فرمایا وھذا لیس بشیئ ایضا من وجوہ الاول ان المسلم قد یغفل عن بعض ما وصفہ الثانی فیہ اقتداء الغیر بہ الثالث فیہ الاعانۃ لھم علی کفرھم بما یعطیہ لھم الرابع فیہ ذلۃ المسلم لھم الخامس فیہ تعظیم شانھم لاسیما ان کان المریض رئیسا وقد امر الشارع علیہ الصلوۃ والسلام بتصغیر شانھم وھذا عکسہ یہ بھی بوجوہ کچھ نہیں۔ ایک تو ممکن کہ جو دوا کافر نے بتائی اُس وقت مسلمان طبیب کے خیال میں اوس کا ضرر نہ آئے پھرا اس کی دیکھا دیکھی اور مسلمان بھی کافر سے علاج کرائیں گے۔ فیس وغیرہ جو اوسے دی جائے وہ اُس کے کفر پر مدد ہوگی مسلمان کو اُس کے لیے تواضع کرنی پڑے گی۔ علاج کی ناموری سے کافر کی شان بڑھے گی خصوصاً اگر مریض رئیس تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُن کی تحقیر کا حکم دیا اور یہ اوس کا عکس ہے پھر فرمایا ثم مع ذلک ما یحصل من الانس والود لھم وان قل الامن عصم اللہ وقلیل ماھم ولیس ذلک من اخلاق اھل الدین پھر ان سب وجوہ کے ساتھ یہ ہے کہ اُس سے اون کے ساتھ انس اور کچھ محبت پیدا ہوجاتی ہے اگرچہ تھوڑی ہی سہی سوا اُس کے جسے اللہ محفوظ رکھے اور وہ بہت کم ہیں اور کافر سے انس اہل دین کی شان نہیں پھر فرمایا ومع ذلک یخشی علی دین بعض من یستطبھم من المسلمین ان سب قباحتوں کے ساتھ سخت آفت یہ ہے کہ کبھی اُن سے علاج کرانے والے کے ایمان پر اندیشہ ہوتا ہے پھر اپنے بعض ثقہ

معتمد برادران دینی کا واقعہ بیان فرمایا کہ اُن کے یہاں بیماری ہوئی مریض نے ایک یہودی طبیب کی طرف رجوع پر اصرار کیا انہوں نے اوسے بلایا وہ علاج کرتا رہا ایک دن اُسے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہتا ہے کہ موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین قدیم ہے اوسی کو اختیار کرنا چاہیے اور یوں ہی کچھ بکتا رہا یہ ترساں و لرزاں جاگے اور عہد کرلیا کہ اب وہ میرے گھر نہ آنے پائے۔ راستے میں کہیں وہ جہاں ملتا یہ اور راہ ہوجاتے کہ مبادا اوسکا وبال انھیں پہنچے امام فرماتے ہیں فھذا قدر حم بسبب انہ کان معتنیا بہ فیخاف من استطبیبہم ولم یکن معتنیا بہ ان یھلک معھم ولو لم یکن فیہ الا الخوف من ھذا الامر الخطر لکان متعینا ترکہ فکیف مع وجود ما تقدم ان صاحب پر تو یوں رحمت ہوئی کہ زیر نظر عنایت تھے جو ایسا نہ ہوا ور اون سے علاج کرائے اُسیر خوف ہے کہ اون کے ساتھ ہلاک ہوجائے اُن کے علاج میں اُس شدید خطرناک خوف کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تو اسی قدر سے اوس کا ترک لازم ہوتا نہ کہ اون شناعتوں کے ساتھ جن کا ذکر گزرا۔ ان امام ناصح رحمہ اللہ تعالٰی کے ان نفیس بیانوں کے بعد زیادت کی حاجت نہیں اور بالخصوص علمائے وعظمائے دین کے لیے زیادہ خطر کا مؤید امام مازری رحمہ اللہ تعالٰی کا واقعہ ہے علیل ہوئے ایک یہودی معالج تھا اچھے ہوجاتے پھر مرض عود کرتا کئی بار یوں ہی ہوا آخر اسے تنہائی میں بلا کر دریافت فرمایا اوس نے کہا اگر آپ سچ پوچھتے ہیں تو ہمارے نزدیک اس سے زیادہ کوئی کار ثواب نہیں کہ آپ جیسے امام کو مسلمانوں کے ہاتھ سے کھودوں۔ امام نے اوسے دفع فرمایا مولٰی تعالٰی نے شفا بخشی پھر امام نے طب کی طرف توجہ فرمائی اور اوس میں تصانیف کیں اور طلبہ کو حاذق اطبا کردیا اور مسلمانوں کو ممانعت فرمادی کہ کافر طبیب سے کبھی علاج نہ کرائیں۔ یہود کے مثل مشرکین ہیں کہ قرآن عظیم نے دونوں کو ایک ساتھ مسلمانوں کا سب سے سخت تر دشمن بتایا اور لا یالونکم خبالا تو عام کفار کے لیے فرمایا۔

عورت کا مرتدہ ہوکر نکاح سے نہ نکلنا تمام کتب ظاہر الروایۃ وجملہ متون وعامۂ شروح وفتاوٰے قدیمہ سب کے خلاف ہے اور سب کے موافق۔ خلاف ہے قول صوری کے اور موافق ہے قول ضروری کے۔ قول ضروری اور صوری کا فرق میرے رسالہ اجلی الاعلام بان الفتوٰے مطلقا علی قول الامام میں ملے گا کہ میرے فتاوٰی جلد اول میں طبع ہوا اور اس کا قول ضروری کے موافق ہونا میرے فتوے سے کہ بجواب سوال علی گڑھ لکھا ظاہر اوس کی نقل حاضر ہوگی اور یہ حکم صرف نکاح میں ہے باقی تمام احکام ارتداد جاری ہوں گے۔ نہ وہ شوہر کا ترکہ پائے گی نہ شوہر اوس کا۔ اگر اپنے مرض الموت میں مرتدہ نہ ہوئی ہو نیز جب تک وہ اسلام لائے شوہر کو اوسے ہاتھ لگانا حرام ہوگا علمگیری منشا مسئلہ مذکورہ سے خالی نہیں باب نکاح الکفار میں لکھتے لواجرت کلمۃ الکفر علی لسانہا مغایظۃ لزوجہا او اخراجا لنفسہا عن حبالتہ اولا ستیجاب المہر علیہ بنکاح مستانف تحرم علی زوجہا فتجبر علی الاسلام ولکل قاض ان یجدد النکاح بادنی شیئ ولو بدینار سخطت اور ضیت ولیس لہا ان تتزوج الا بزوجہا قال الھندوانی اٰخذ بھذا قال ابو اللیث وبہ ناخذ کذا فی التمرتاشی اسی کے بیان میں درمختار میں ہے صرحوا بتعزیرہا خمسۃ وسبعین وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح بمہر یسیر کدینار وعلیہ الفتوٰی والوالجیۃ یہ احکام اوسی طرح مذہب کے خلاف ہیں جب مرتدہ ہوتے ہی نکاح فوراً فسخ ہوگیا کہ ارتداد احدہما فسخ فی الحال پھر بعد عدت دوسرے سے اُسے نکاح ناجائز ہونا کیا معنے اور پہلے سے تجدید نکاح پر جبر کیا معنے۔ کیوں نہیں جائز کہ وہ کسی سے نکاح نہ کرے اور اس تجدید میں زبردستی ادنٰے سے ادنٰی مہر باندھنے کا ہر قاضی کو اختیار ملنا کیا معنے مہر عوض بضع ہے اور معاوضات میں تراضی شرط **اقول** بلکہ ان اکابر کے قول ماخوذ و مفتٰی بہ کو کہ قول ائمۂ بخارا ہے فتوائے ائمۂ بلخ رحمہم اللہ تعالٰی سے جسے فقیر نے باتباع نہر الفائق وغیرہ اختیار کیا بُعد نہیں۔ تجدید نکاح بنظر احتیاط ہے اور شوہر پر حرام ہوجانا موجب زوال نکاح نہیں۔ بارہا عورت ایک مدت تک حرام ہوجاتی ہے اور نکاح باقی ہے جیسے بحال نماز و روزہ رمضان واعتکاف واحرام وحیض ونفاس یوں ہی جبکہ زوجہ کی بہن سے نکاح کرکے قربت کرلے زوجہ حرام ہوگئی یہاں تک کہ اوس کی بہن کو جُدا کرے اور اوس کی عدت گزر جائے بلکہ کبھی ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہے اور نکاح زائل نہیں جیسے حرمت مصاہرت طاری ہونے سے کہ متارکہ لازم ہے تو نکاح قائم ہے اور زن مفضاۃ کہ سبیلین ایک ہوجائیں نکاح میں اصلا خلل نہیں اور حرمت ابدی دائم ہے والمسائل منصوص علیہا فی الدرر وغیرہ من الاسفار الخ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: ازمین پوری مسئولہ محمد محیب اللہ صاحب ومولوی حکیم محمد احمد صاحب علوی ۲۸ رجمادی الآخرہ ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آج کل ایک عرصہ سے یہ بات رائج ہے کہ لوگ اپنی جان کا بیمہ کراتے ہیں لہذا دریافت طلب یہ بات ہے کہ آیا جان کا بیمہ کرانا شرعاً جائز ہے یا نہیں اوسکی مثال مثلاً ایک شخص جس کی عمر تیس سال کی ہے تاریخ اجراء

پالیسی (سند) سے بیس سال تک مبلغ دوسو چھیالیس روپیہ چار آنہ سالانہ ادا کرنے کے بعد مبلغ پانچ ہزار روپیہ خود لے سکتا ہے یا اس کے ورثا قبل از وقت موت واقع ہوجانے پر حاصل کرسکتے ہیں۔ ۴/ ۲۴۶ ×۲۰= ۴۹۲۵ ۔ اصل رقم ۔۔۔۔ ۴۹۲۵ روپیہ رقم جو ملے گی ۔۔۔۔ ۵۰۰۰ روپیہ زائد ۷۵ روپیہ۔ اس کے علاوہ اس اصل ۴/ ۲۴۶ روپیہ پر منافع بعوض استعمال روپیہ دیا جاتا ہے۔ یہ منافع اول بیمہ کنندگان یا بیمہ شدگان کو دیا جاتا ہے جن کی مدت بیمہ اختتام کو پہنچتی ہے جس وقت کہ ان کا چندہ بحساب للعہ فیصدی سود در سود اوس اصل رقم بیمہ کے برابر ہوجاتا ہے اس منافع میں سے ۱۰ فی صدی کمپنی لیتی ہے اور ۹۰ فی صدی بیمہ کرنے والے کو ملتا ہے بہت توضیح و تشریح کے ساتھ تحریر فرمایا جاوے کہ اس طرح روپیہ حاصل کرنا یا اپنا روپیہ اس بیمہ کی کمپنی کو دینا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے اللہ تعالٰی آپ کو جزائے خیر عطا فرمادے

الجواب: جس کمپنی سے یہ معاملہ کیا جائے اگر اوس میں کوئی مسلمان بھی شریک ہے تو مطلقاً حرام قطعی ہے کہ قمار ہے اور اوس پر جو زیادت ہے ربا، اور دونوں حرام و سخت کبیرہ ہیں اور اگر اوس میں کوئی مسلمان اصلاً نہیں تو یہاں جائز ہے جب کہ اوس کے سبب حفظ صحت وغیرہ میں کسی معصیت پر مجبور نہ کیا جاتا ہو جواز اس لئے کہ اوس میں اپنے نقصان کی شکل نہیں اگر بیس برس تک زندہ رہا پورا روپیہ بلکہ مع زیادت ملے گا اور پہلے مرگیا تو ورثہ کو اور زیادہ ملے گا مثلاً سال بھر بعد ہی مرگیا تو دیئے ۲۴۶ روپیہ چار آنے اور ملے ۵۰۰۰ روپیہ ہاں یہ ضرور ہے کہ جو زائد ملے ربا سمجھ کر نہ لے بلکہ یہ سمجھے کہ غیر مسلم کا مال اوس کی خوشی سے بلا عذر ملا یہ حلال ہے امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں ان ابابکر رضی اللہ تعالٰی عنہ قبل الہجرۃ حین انزل اللہ تعالٰی الم غلبت الروم قالت لہ قریش ترون ان الروم تغلب قال نعم قال ھل لك ان تخاطرنا فخاطرھم فاخبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذھب الیھم فزد فی الخطر ففعل وغلبت الروم فارسا فاخذ ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ فاجازہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو القمار بعینہ بین ابی بکر ومشرکی مکۃ وکانت مکۃ دار شرك لان مالھم انما یحرم علی المسلم اذا کان بطریق الغدر فاذا لم یاخذ غدرا فبأی طریق یاخذہ حل بعد کونہ برضا بخلاف المستأمن منھم عندنا لان مالہ صار محظورا بالامان فاذا اخذہ بغیر الطریق المشروع یکون غدرا الا انہ لایخفی انہ انما یقتضی حل مباشرۃ العقد اذا کانت الزیادۃ ینالھا المسلم وقد التزم الاصحاب فی الدرس ان مرادھم من حل الربا والقمار اذا حصلت الزیادۃ للمسلم نظرا الی العلۃ وان کان اطلاق الجواب خلافہ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ: از بنارس محلہ انبیالی منڈی مسئولہ محمد عمر صاحب سنی حنفی قادری رضوی ۴ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ منجانب خلافت کمیٹی ایک روپیہ کا نوٹ شائع ہوا ہے جس میں قرآن پاک کی پوری ایک آیت لکھی پس مسلمان یا ہنود کے ہاتھ فروخت کیسا ہے کیا مسلمان اس کو ہر حالت پاکی و ناپاکی میں لے سکتا ہے یا نہیں اور اوسکے فروخت کرنے والے پر کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب: اوس پرچہ پر کہ ہر کس وناکس ہر پاک وناپاک ہر کافر مشرك ہر بھنگی چمار کے ہاتھ میں جانے کے لئے وضع کیا گیا ہے قرآن کریم کی آیت لکھنا اوسے بے ادبی کے لئے پیش کرنا ہے بے وضو اوس کا چھونا جائز نہیں اگر آیہ کریمہ کے سوا اوس میں اور کتابت نہ ہو اور اگر اور کتابت زائد ہے تو آیہ کریمہ جس جگہ لکھی ہے اوس پر بے وضو ہاتھ لگنا حرام ہے خواہ اوسی رخ ہو جدھر آیت لکھی ہے یا دوسرے رخ ہر طرف ناجائز ہے اور اوسے کافر کے ہاتھ فروخت نہ کریں اور اوس کا بیچنا بے ادبی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از شہر محلہ ذخیرہ چاہ چڑیماران مسئولہ شمشیر علی قادری رضوی ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۹ھ

حضور پرنور اعلٰیحضرت قبلہ وکعبہ دام برکاتہم السلام علیکم حضور یہ جلسہ وہابیوں کا جو ۲۴، ۲۵، ۲۶ مارچ کو متصل مسجد نو محلہ ہونے والا ہے اس میں اہلسنت والجماعت خصوصاً حضور کے مریدین کو جلسہ مذکور میں شریک ہونا جائز ہے یا ناجائز اہل وہابیہ وہاں جائینگے ایسے جلسے میں جہاں وہابی ہوں ہم اہل سنت والجماعت کو جانا جائز ہے یا ناجائز امید کہ حضور اپنے مہر اور دستخط سے مشرف فرمائیں تاکہ ہم

اہلسنت والجماعت شریک ہونے سے پرہیز کریں۔ بینوا توجروا۔

شمشیر علی قادری رضوی محلہ ذخیرہ چاہ چڑیماران بریلی۔ نیاز محمد رضوی شمس الحسن رضوی ذخیرہ

الجواب: وہ کہ وہابیہ دیوبندیہ ومخالفان دین وغلامان مشرکین کا جلسہ ہو اوس میں سنی کو شرکت کیسے حلال ہوسکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم اون سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمکو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں۔ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کے متوسلین کو بالخصوص تاکید ہے کہ بک لخت ایسے لوگوں سے دور رہیں تاکہ اپنے رب جل وعلا اور اپنے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نزدیک رہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از بدایوں مرسلہ عبدالماجد از نام حبیب الرحمٰن ۱۲ رجب ۱۳۳۹ھ

(۱) خلافت ترک صحیح ہے یا نہیں (۲) خلیفۃ المسلمین سے بغاوت کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے آیا اوس باغی سے قتال واجب ہے یا نہیں۔ (۳) بادشاہ اسلام سے کوئی غیر مسلم حکومت جنگ کرے ممالک اسلامیہ پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر جس طرح ممکن ہو بادشاہ کی اعانت اور حکومت کو نقصان پہنچانا فرض ہے یا نہیں (۴) اہل اسلام کو یہ جائز ہے یا نہیں کہ خلیفہ کے مقابلے میں کفار نصارٰی کی مالی امداد کریں (۵) مسلمانوں پر یہ حرام ہے یا نہیں کہ حکومت نصارٰی کی فوج میں ملازم ہو کر اپنے برادران اسلام سے مقابلہ ومقاتلہ کریں (۶) شرعاً اون لوگوں کے واسطے کیا سزا مقرر ہے جو مخالف اسلام لشکر کے ساتھ شریک ہوکر عمداً مسلمانوں کو قتل کریں (۷) نصارٰی کی وہ ملازمتیں جن میں خلاف شرع فیصلے کرنے پڑتے ہیں (مثلاً ڈپٹی کلکٹری وغیرہ) جائز ہیں یا نہیں ارشاد باری عزاسمہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکٰفرون ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظٰلمون ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفٰسقون کے کیا معنی ہیں (۸) یونہیں آنریری مجسٹریٹی جس میں قانون کی پابندی لازم ہے اگرچہ وہ خلاف شریعت ہو جائز ہے یا حرام اور بموجب فرمان الٰہی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان مسلمانوں پر اوس کا ترک واجب ہے یا نہیں (۹) نصارٰی سے موالات جائز ہے یا نہیں یونہیں انکی تعظیم درست ہے یا نہیں (۱۰) یہاں مذہبی منافرت میں نصارٰی کا حکم ہنود سے سخت ہے یا نہیں (۱۱) بڑے دن میں نصارٰی کو ڈالی دینا حرام ہے یا نہیں (۱۲) کسی نصرانی حاکم یا شہزادے کے جلوس میں شرکت کیسی ہے ایسے شخص پر جو اس جلوس میں شریک ہو لزوم کفر وتجدید اسلام وتجدید نکاح کا حکم ہے یا نہیں (۱۳) نصارٰی سے ترک معاملات بیع وشرا وغیرہ جائز ہے یا نہیں (۱۴) مشرکین سے اس طور پر مدد لینا کہ کوئی بات خلاف شرع لازم نہ آتی ہو جائز ہے یا ناجائز (۱۵) مسلمانوں کو علی گڑھ کالج کی امداد حرام ہے یا کیا (۱۶) لڑکوں کو اس میں پڑھنا اور پڑھوانا درست ہے یا نہیں (۱۷) اوس کی ملازمت کیسی ہے (۱۸) جزیرۃ العرب خصوصاً مکہ معظمہ ومدینہ منورہ بالخصوص حرم شریف کے اندر مشرکین ویہود ونصارٰی کے داخل ہونے کی ممانعت ہے یا نہیں (۱۹) جو شخص قصداً اون کو حرمین محترمین کے اندر داخل کرے اور اس کا باعث ہو اوسکے لئے کیا حکم ہے (۲۰) بلاد اسلامیہ ومقامات متبرکہ اور مساجد خصوصاً مسجد اقصٰی پر نصارٰی کا قبضہ ہوجانے یا بے حرمتی ہونے کی حالت میں مسلمانوں پر جلسے کرنا رزولیشن پاس کرنا وغیرہ فرض ہے یا نہیں۔

الجواب: ترک اور تونے کیا جانا کیا ترک۔ صدہا سال سے حامیان دین متین اور حافظان بیضہ دین خادمان حرمین محترمین وما لئان قلب وعین اون کے اخیار نہ خلفا کہ بیسیوں خلفا کہلانے والوں سے افضل واعلٰی خیر خواہی ونصیحت اور بقدر قدرت اعانت کی فرضیت لفظ خلافت پر موقوف جاننا جہالت اور اوسکے لئے محض بلا وجہ احادیث متواترہ نہ اجماع صحابہ واجماع تابعین واجماع ائمہ دین وعقیدہ اجماع اہلسنت وجماعت کا رد کرنا اور خارجیوں معتزلیوں کا دامن پکڑنا ضلالت (۲) یہ سوال اول پر متفرع تھا (۳) جو جسقدر پر قادر ہو شرع اوسی قدر کا اوسے حکم فرماتی ہے اوس سے آگے بڑھانا شرع پر زیادت اور اللہ پر افترا اور مسلمانوں کی بدخواہی ہے (۴) لفظ خلیفہ سائل نے حماقۃً بڑھایا کیا سلطنت اسلام کی بدخواہی میں حرج نہیں رسدین دین مدین دین چندے دے طبی وفد کا سامان کر جنگ بلقان میں مسلمانوں نے ترک کیلئے خریدا تھا گورنمنٹ کو دے دیا جو بمقابلہ ترک استعمال میں آیا (۵) مسلمان بادشاہ کی فوج میں بھی نوکر ہوکر خواہ بے نوکری مسلمانوں سے مقاتلہ

کسی حال میں جائز نہیں مگر باغیوں خارجیوں وامثالہم سے تو اہل خلافت کمیٹی جن کا مقولہ ہے کہ ہم ہندی قوم پرست ہیں ہمارا فرض ہے کہ ترکی بھی
ہندوستان پر چڑھائی کرے تو ہم اوسکے خلاف تلوار اٹھائیں۔ خلافت کمیٹی کے طور پر بھی کافر وخارج از اسلام ہیں (۶) اس کا جواب
جواب سابق سے واضح ہے سب جانتے ہیں کہ عمداً قتل ناحق مسلم اشد کبائر سے ہے اگرچہ لشکر مسلمین کے ساتھ ہوا اسکی سزا اگر مل پڑتی دے
سکتی ہے تو پہلے اپنے لیڈروں کو دے جن کا قول مذکور ہوا (۷) شرع مطہر کا حکم عام ہے اسلامی ریاست خواہ اسلامی سلطنت کی بھی وہ ملازمت
جس میں خلاف شرع حکم کرنا ہو جائز نہیں قصداً خلاف شریعت حکم کرنا اگر براہ عناد یا استحسان یا استحلال مخالفت یا استخفاف حکم شریعت
ہو کفر ہے ورنہ ظلم وفسق اور یہ کچھ ملازمت ہی پر موقوف نہیں نہ مقدمات سے خاص ویسے ہی جو شخص خلاف ما انزل اللہ حکم کریگا۔ اونھیں
صورتوں پر کافر، ظالم، فاسق ہے جیسے یہ لوگ کہ ہندوؤں سے اتحاد منا رہے ہیں دین میں اون سے استمداد کر رہے ہیں اون سے بھائی چارہ
گانٹھ رہے ہیں اونھیں رہنما اور آپ اون کے پس رو بن رہے ہیں معاملۂ دینی میں اون کی اطاعت کر رہے ہیں جو وہ کہتے ہیں وہی مانتے ہیں
اونھیں مسجدوں میں لیجاکر مسلمانوں کا واعظ بناتے ہیں اون کی خاطر شعار اسلام بند کرتے ہیں اون کے معاہد وحلیف بنتے ہیں اونھیں اپنا
خیرخواہ سمجھتے ہیں وغیرہ وغیرہ کہ تمام لیڈر بننے والے ان میں مبتلا ہیں اور انھیں باتوں کا عوام کو حکم دیتے ہیں سب انھیں آیات کفرون ظلمون
فسقون کے تحت میں داخل ہیں کہ یہ سب باتیں خلاف ما انزل اللہ ہیں (۸) اس کا جواب جواب سابق سے واضح (۹) موالات کسی غیر مسلم
بلکہ کسی غیر سنی سے جائز نہیں مجرد دنیوی معاملات سولئے مرتد سب سے جائز ہیں۔ ہنود ووہابیہ و دیوبندیہ سے جو موالاتیں خلافت کمیٹی والے کر رہے
ہیں وہ سخت حرام وتباہی دین وموجب لعنت رب العالمین ہیں کتابیوں سے بدتر مجوس ہیں مجوس سے بدتر مشرکین ہیں جیسے ہنود، مشرکین
سے بدتر مرتدین ہیں جیسے وہابیہ خصوصاً دیوبندیہ سائلوں کی وہ پارٹی ہنود ووہابیہ و دیوبندیہ کی کیا کیا تعظیمیں کر رہی ہے جو حسب روشن تصریحات
فقہائے کرام کفر ہیں کیا پارٹی زیر حکم شریعت نہیں یا مسئلہ تعظیم کفار سے ہنود وہابی دیوبندی مستثنٰی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہاں صورت ضرورت
سلطنت مستثنٰی ہے کما یفیدہ ما فی الدر المختار والمفاتیح وغیرہا خود قرآن عظیم اس استثنا پر دال واللہ یعلم المفسد من المصلح (۱۰)
مذہبی منافرت بحسب مراتب کفر وضلالت ہے ہنود مشرک بت پرست ہیں اور شرک بدترین اصناف کفر سے ہے تو ہنود ہی سے مذہبی منافرت
اشد وآکد ہے۔ اور ہنود سے بھی سخت تر منافرت کے مستحق وہابیہ دیوبندیہ ہیں کہ مرتد ہیں لیکن ہندوؤں اور دیوبندیوں سے اتحاد منایا جا رہا ہے
اونھیں جگر کا پارا آنکھ کا تارا بنایا جا رہا ہے اسلام واحد قہار کے حضور تمہارا شاکی ہے (۱۱) بڑے دن کا حکم پارٹی کے جگری بھائیوں کی ہولی
دوالی سے خفیف تر ہے اور ماتھوں پر ہندوؤں سے قشقے لگوانا سب سے سخت تر اگر ثابت ہو کہ یہ دن ولادت سیدنا عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا ہے تو بے شک شرع میں ہر نبی کا روز ولادت صاحب عظمت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وجوہ فضیلت روز جمعہ سے پہلی وجہ
یہی ارشاد فرمائی کہ اوس میں تخلیق سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئی صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا خیر یوم طلعت علیہ الشمس یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم الحدیث ابن ماجہ نے ابولبابہ ابن عبدالمنذر رضی اللہ تعالٰی
عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ان یوم الجمعۃ سید الایام واعظمہا عند اللہ تعالٰی فیہ خمس خلال خلق
اللہ فیہ آدم اگر کوئی اس نکتہ سے غافل ہو کر جس سے آج بڑے بڑے لیڈر بننے والے اور تمام عوام غافل ہیں کہ شرع مطہر میں تاریخ قمری
معتبر ہے نہ شمسی۔ علماء نے فرمایا اپنے معاملات میں بھی مسلمانوں کو اوسکے اعتبار کی اجازت نہیں قال اللہ تعالٰی ان عدۃ الشھور عند اللہ
اثنا عشر شھرا فی کتب اللہ یوم خلق السموٰت والارض منہا اربعۃ حرم ذلک الدین القیم اسے روز ولادت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام
جان کر بہ نیت تعظیم نبوت نہ بہ نیت تشبہ نصارٰی تعظیم کرے وہ ہرگز ہولی دوالی کی تعظیم کے مثل نہیں ہو سکتا کہ وہ اوسی غفلت نکتہ کے باعث
غلطی ہوئی اور یہ کفر ہے تنویر الابصار میں ہے الاعطاء باسم النیروز والمہرجان لایجوز وان قصد تعظیمہ یکفر بھر ڈالی والوں کی نیت
بوجہ سلطنت خوشامد ہوتی ہے جس میں کسی نہ کسی وجہ پر عوام کو ابتلاء ہے اور خود لیڈر بننے والوں کو اب تک یا آج سے پہلے کل تک تھا
بلکہ غنا کے سبب خوشامد مسلمان امرا کے ساتھ کب روا ہے۔ من تواضع لغنی لاجل غناہ ذھب ثلثا دینہ اس سے بچتے ہیں تو وہی بچتے

ہیں جن کو اللہ عزوجل نے نعمت زہد وقناعت ومجانبت امراء عطا فرمائی ہے وقلیل ماھم یوں بھی تحائف ہولی دیوالی ناجائز تر ہیں کہ بلا وجہ کفار کی طرف میل ہیں خصوصاً جب اس اتحاد ملعون کے سبب ہوں جس کی آگ نے آج مشتعل ہوکر ان لوگوں کا دین یکسر پھونک دیا (۱۲) عجب کہ وہ پارٹی جسے عمر بھر ایسی ہی باتوں اور ان سے زائد میں ابتلا رہا اور ہنود کے ساتھ بہت اخبث واشنع میں اب علانیہ مبتلا ہے ایسے سوال اُن بندگان خدا سے کرے جن کو ہمیشہ تلوث دنیا سے بکرمہ تعالٰی محفوظ رکھا ایسے افعال اگر بضرورت صحیحہ ہوں محذور نہیں اور خوشامد سلطنت کے لئے ہوں جب بھی شرکت کفر نہیں کہ لزوم کفر ہو آگے حکم وفرق اوسی طرح ہیں جو ابھی گزرے خوشامد سلطنت نہ اضطرار ہے نہ مفید دین ٹھہرا کر عالمی طیب قلب سے استحسان واختیار بخلاف پرستش جلوس گاندھی وغیرہ مشرکین کہ اوس اتحاد ملعون کی بنا پر ہے جسے بہبود دین بنا کر غایت درجہ استحسان میں بتایا جاتا ہے تو وہ ضرور شرکت کفر ہے اور اوس پر لزوم کفر اور تجدید ایمان ونکاح کا حکم ہاں جسے نہ یہ اتحاد منظور تھا نہ تعظیم مشرک مقصود محض بطور تماشا جلوس گاندھی میں شریک ہوا اوس پر بھی لزوم کفر نہیں البتہ اتنا کہا گیا اور یہ ضرور حق ہے کہ حرام فعل کا تماشا دیکھنا بھی حرام ہے۔ (۱۳) معاملات مجردہ مثل جائز بیع وشرائے اشیائے مباحہ شرع نے نہ کسی خاص قوم سے واجب کیے نہ حرام مباح کا فعل وترک یکساں ہے جبتک خارج سے کوئی وجہ داعی یا مانع نہ پیدا ہو مگر کسی امر مباح کو شرعاً فرض ٹھہرالینا جیسا پارٹی والے کررہے ہیں یہ قطعاً حرام اور شریعت مطہرہ پر افترا واتہام ہے (۱۴) ان مشرکین سے دین میں مدد لینی ہی حرام ہے کوئی بات خلاف شرع لازم نہ آنا کیا معنی۔ اس کی تفصیل المحجۃ المؤتمنہ میں ہے (۱۵ و ۱۶) کالج ہو یا مدرسہ اگرچہ کیسا ہی دینی کہلاتا ہو اعتبار تعلیم کا ہے اگر اوس میں دین اسلام یا مذہب اہلسنت یا شریعت مطہرہ کے خلاف تعلیم دی جاتی تلقین کی جاتی ہے تو اوس کی امداد بھی حرام اور اوس میں پڑھنا پڑھوانا بھی حرام۔ علی گڑھ کالج زمانہ پیر نیچریت ان باتوں کا معدن تھا اور اب اوسکی حالت جہاں تک معلوم ہے عام کالجوں کی ہے مسلمان بچوں کو زندیق دے دین بنانے کی خاص لگاتار جان توڑ کوشش جو پیر نیچر کو تھی ظاہرا اب اس میں اوسکا جانشین کوئی نہیں۔ ایک انگریزی کی تعلیم گاہ ہے جس میں حساب ریاضی ہندسہ جبر ومقابلہ وغیرہا علوم جائزہ کے ساتھ سائنس وجغرافیا بھی پڑھائے جاتے ہیں کہ بعض کفریات پر مشتمل ہیں جس طرح درس نظامی کے عام مدارس میں فلسفہ قدیمہ پڑھاتے ہیں وہ کیا کفریات سے خالی ہے قدم زمانہ وقدم عقول وقدم افلاک وقدم انواع عناصر وخالقیت عقول ومسئلہ الواحد لایصدر عنہ الا الواحد ونفی علم جزئیات وغیرہا کثیر کفریات کیا اوس میں نہیں پھر اگر پڑھانے والے پڑھائیں اور پوری کوشش سے اوسکا رد طلبہ کے ذہن نشین نہ کریں تو وہ سب نظامی مدارس علی گڑھ کالج ہی ہیں اور اگر علی گڑھ کالج کے معلم حرکت ارض وسکون شمس وغیرہا کفریات کا رد متعلمین کے ذہن نشین کریں تو وہ بھی ایک مدرسہ نظامیہ کے رنگ پر ہے ہاں اب خصوصیت کے ساتھ تمام ہندوستان میں تعلیم کفر وتلقین ارتداد وسلب ایمان کا مرکز مدرسہ دیوبند ہے جو گنگوہی کے شیخ الہند اور بہت جوشیلے لیڈروں کا مرجع وماویٰ ہے یونہی دہلی سہارنپور میرٹھ بریلی وغیرہا کے مدرسے جو اسی مدرسہ دیوبند کی فاسد شاخیں ہیں ان سب میں امداد قطعاً حرام اور پڑھنا پڑھانا قاطع اسلام اب علی گڑھ کے متعدد پڑھے ہوئے مسلمان پائے لیکن دیوبند اور اوس کی شاخوں کا رنگ جس پر چڑھا وہ اللہ ورسول کو گالیاں دینے والا مرتد ہی نظر پڑا (۱۷) کالج ہو یا مدرسہ جس کی ملازمت اعانت کفر یا ضلال یا حرام کے لیے ہو باختلاف احوال کفر یا ضلال یا حرام ہے۔ اور جو ملازمت اس سے پاک ہو اوس میں حرج نہیں۔ اور اگر کوئی عالم خدا شناس خدا ترس سنی المذہب حامی دین ایسی جگہ تعلیم کی ملازمت اس نیت سے کرے کہ کفریات سے طلبہ کو بچاؤں گا اُن کا رد ذہن نشین کروں گا گمراہی کی طرف نہ جانے دوں گا اور ایسا ہی کرے تو اوس کے لئے اجر عظیم ہے۔ وہ بازار میں ذاکر کے مثل ہے کہ اموات میں زندہ ہے نہیں نہیں بلکہ جو موت کے مونھ میں ہیں اونھیں زندگی کی طرف لانے والا (۱۸ و ۱۹) حرم شریف سے سائلوں کی مراد مسجد الحرام شریف ہے ورنہ مکہ معظمہ مدینہ منورہ خود حرم ہیں بلکہ اُن کے گرد وپیش کے جنگل بھی۔ مسجد الحرام شریف نہ صرف مسجد الحرام کسی مسجد میں کسی کافر حربی کا لے جانا مطلقاً ناجائز ہے خصوصاً یہ ظلم جو اہل پارٹی نے متعدد مساجد کے ساتھ برتا کہ اون میں مشرکین کو بطور استعلا

لے گئے اور اونھیں واعظ مسلمین بناکر مسلمانوں سے اونچا کھڑا کیا اور مصطفےٰ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مسند پر جلوہ دیا یہ خاص وحی شیطان و مخالف دین و ایمان ہوا پھر اوسکی حلت پر زور دینا اور اغوائے مسلمین کے لئے اوسکے جواز میں رسائل لکھنا صریح نیابت ابلیس اور اپنے باطنی کفر کی تلبیس ہے۔ جزیرۂ عرب شریف میں کفار کو ساکن و متوطن کرنا ناجائز ہے مگر مدتوں سے سلاطین نے جہاں حدود وغیرہ احکام شرعیہ بدل دئے اس حکم پر بھی عامل نہ رہے تجارت وغیرہا کے لیے نہ آمد و رفت ممنوع ہے نہ اوسکی اجازت مدفوع (۲۰) جلسے اور ریزولیشن اگر معاملہ مسجد کانپور میں کیے جاتے تو ضرور امید منفعت تھی جس کا بیان ابانۃ المتواری سے واضح ملک اور وہ بھی اتنا وسیع اور وہ بھی مسلمانوں کا اور وہ بھی نصارٰی سے محض چیخ پکار کی بنا پر واپس مل جانا کسی طرح قرین قیاس نہیں۔ شرع مطہر مہمل بات فرض نہیں کرتی ہندوستان یا ذرا سا لکھنؤ ہی واپس لینے کے لیے لیڈر بننے والوں میں جن جن کے باپ دادا اہل علم تھے اونھوں نے کتنے جلسے کیے کتنے رزولیشن پاس کئے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از ضلع خاندیس محلہ ستارہ مسئولہ حافظ الیس محبوب بھوساول ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

زید ایک دوسرے کی غیبت کرے تو اوسکو کیا کرنا چاہئے۔ بینوا توجروا

الجواب: غیبت حرام ہے مگر مواضع استثنا میں مثلاً فاسق کی غیبت اوسکے فسق میں جائز ہے حدیث میں فرمایا لاغیبۃ لفاسق اور بدمذہب کی برائیاں بیان کرنا بہت ضرور ہے حدیث میں ہے اترعوون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس۔ ہاں جس کی غیبت جائز نہیں وہ سخت کبیرہ حدیث میں فرمایا الغیبۃ اشد من الزنا اسے سمجھانا چاہیے توبہ لینا چاہیے نہ مانے تو اوسے چھوڑ دینا چاہیے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از بھاگلپور مسئولہ عظمت حسین صاحب پیشکار سب جج ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زید ایک شخص پکا سنی ہے اور اوسکے یہاں برادری کی قید ہے اور چند لوگ اوسکی برادری کے پکے وہابی ہیں اون وہابیوں کی چند عورات زید سنی کے یہاں آیا کرتی ہیں اور زید اونکی پوری خاطر مدارات کرتا ہے اور پلاؤ قورمہ پکا کر کھلاتا ہے مطابق فتوی حسام الحرمین کے زید سنی رہا یا وہابی ہوگیا۔ آیا اسلام میں اوسکے کسی قسم کا فرق آیا نہیں دائرہ اسلام کے اندر رہا یا خارج ہوگیا بیان زید یہ ہے کہ ہم اوسکے عقیدہ کو بُرا سمجھتے ہیں مگر بخیال رشتہ کے اوسکی خاطر کرتے ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب: اگر فی الواقع زید اوسکے مذہب کو بُرا اور وہابیہ کو کافر جانتا ہے تو وہ اس حرکت سے وہابی تو نہ ہوا مگر گنہگار فاسق ضرور ہوا اوس پر توبہ لازم ہے اور آیندہ احتیاط فرض۔ برادری ہی کب رہی جب دین مختلف ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا اٰباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم فاولٰئک ھم الظٰلمون ۰ اے ایمان والو اپنے باپ بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور جو اُن سے دوستی کرے گا تو وہی پکا ظالم ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تصاحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامک الا تقی رفاقت نہ کر مگر مسلمان سے اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار یعنی سنی مسلمان رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن حبان والحاکم باسانید صحیحۃ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از جے پور بیرون اجمیری دروازہ کوٹھی حاجی محمد عبدالواحد علی خاں مسئولہ محمد حامد حسن قادری ۱۴ رمضان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اس زمانہ میں عام طور پر جو جیل خانہائے انگریزی یا جیل خانہائے ریاست ہائے ماتحت انگریزی میں جو طرح طرح کی اشیا تیار ہوتی ہیں اون کا خرید کر استعمال کرنا کیسا ہے خصوصاً جائے نماز یعنی مصلٰی وغیرہ خرید کر خود نماز پڑھنا یا اون کو مساجد میں بغرض نماز بچھانا بینوا توجروا

الجواب: احتراز چاہیے کہ اون سے کام جبراً لیا جاتا ہے پھر بھی اگر اصل مال بائعوں کی ملک ہو تو حکم حرمت نہیں کہ اون کے منافع کا اتلاف اس شے کی ذات سے جدا ہے۔ ھذا ما ظھر ولیراجع ولیحرر۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از نیوریا ضلع پیلی بھیت مسئولہ اکبر حسین ۱۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ عورت کو بانجھ کرنا کسقدر گناہ ہے اور اوس گناہ کی معافی ہے یا نہیں حکم شرع بیان فرمائیے۔ فقط والسلام

الجواب: بانجھ کرنا نہ کرنا اللہ عزوجل کے اختیار ہے بشر کی طاقت نہیں یجعل من یشاء عقیما ہاں ایسی دوا کا استعمال جس سے حمل نہ ہونے پائے اگر کسی ضرورت شدیدہ قابل قبول شرع کے سبب ہے حرج نہیں ورنہ سخت شنیع و معیوب ہے اور شرعا ایسا قصد ناجائز و حرام وقد نھی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الخصاء وعن التبتل والرھبانیۃ وھذا بمعناھا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از فیروز آباد ضلع آگرہ جامع مسجد مسئولہ جناب محمد ناظم علی صاحب ۲۱ رجب المرجب ۱۳۳۹ھ

علمائے دین وفضلائے واثقین ومفتیان شرع دین متین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ داڑھی کتنی نیچی رکھنا چاہیے اور ریش مبارک حضور سرورعالم صلعم (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ تعالٰی عنہ نیز باقی اصحابِ کبار رضوان اللہ تعالٰی عنہم کی کس قدر نیچی تھی جواب سے معہ حوالہ کتب بہت جلد معزز فرمائیے بینوا توجروا

الجواب: ایک مشت نیچی رکھنی واجب ہے اور اس کا تارک فاسق فتح القدیر ودرمختار میں ہے اما الاخذ منھا وھی دون ذلک (ای القبضۃ) کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وامیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی ریش مبارک اوائل سینہ تک تھی امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ریش مبارک زیادہ تھی۔ ریش تراشی کی مذمت میں ہمارا رسالہ لمعۃ الضحٰی فی اعفاء اللحی شائع ہوچکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صلعم یا ص یا عم یا صللم وغیرہا رموز لکھنا ممنوع اور سخت بیدولتی ہے امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں پہلا شخص جس نے ایسا اختصار کیا اوسکا ہاتھ کاٹا گیا درود پورا لکھنا لازم ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از بہرہ ناگھاٹ ڈاکخانہ قصبہ لار ضلع گورکھپور مسئولہ شیخ عباس علی وشیخ غوث علی وشیخ تفضل حسین وشیخ رحمت علی زمیندار ان ۲۲ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ذیل کے مسائل میں۔ زید خیالات مندرجہ کی عام طور پر تبلیغ کرتا ہے۔ جواب بحوالہ نام کتاب وعبارت وصفحہ وسطر درکار ہے (۱) مشرک وکفار کے جنازہ میں شایعت کاندھا دینا اہل اسلام کے لئے صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے (۲) مساجد وعیدگاہ میں جلسہ وسبھا کرتا ہے اور تمام بت پرست بلاروک ٹوک آتے جاتے ہیں جس میں صدر جلسہ وسبھا بت پرست مشرک ہوتا ہے عیدگاہ میں اوس مشرک صدر کے لیے کرسی بچھائی جاتی ہے وہ اوس پر بیٹھتا ہے اور تمام کے اہل اسلام زمین پر ہوتے ہیں۔ ستر عورت مشرکین کا عام طور پر کھلا ہوتا ہے جلسہ میں عام طور پر تالیاں بجتی اور مشرکین کے جے کے نعرے لگائے جاتے ہیں (۳) سوم بکرے کے گوشت کا نرخ چھ پیسے سیر مقرر کیا ہے اس لئے کہ ارزاں دیکھ کر اہل اسلام کھائیں اور گائے کے گوشت سے احتراز کریں اور کہتا ہے کہ اس مقرر نرخ سے زائد دام لے یا زائد دام سے خریدے وہ سوئر بیچتا اور سوئر خریدتا ہے اور جو نرخ مقررہ سے زائد دام دے کر بکرے کا گوشت کھائے وہ سوئر کھاتا ہے (۴) شوالہ ہندر میں جاکر لکچر دیتا ہے جس میں عام اہل اسلام کو بھی شریک کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جیسے مسلمانوں کا قرآن ایسا ہنود کا وید ہے۔ مسلمانوں کو قرآن پر اور ہنود کو اپنے وید پر عمل کرنا چاہیے (۵) ہزار داڑھی بڑھاؤ ہزار مسجد بناؤ مسلمان نہیں کچھ ثواب نہیں جب تک ہنود کے ساتھ میل جول کرکے ساتھ ہوکر ملک کی بہبودی میں سعی نہ کرو دلیس بھگت نہ بنو (۶) مسلمانوں کے امور کے فیصلہ کے لئے پنچائت مقرر کی ہے جس میں ہنود سرپنچ و پنچ ہیں ہر قسم کے فیصلہ جات شرعی کو بھی اون پنچوں سے کراتا ہے۔ بعض مواقع پر اہل اسلام نے کہا کہ ہم لوگ فلاں معاملہ کا فیصلہ بحسب شریعت چاہتے ہیں۔ اوس میں بھی دیگر اہل اسلام پنچ کے ساتھ ایک مشرک ہندو کو پنچ بناکر شریک فیصلہ کیا جب اہل اسلام نے اس پر اعتراض کیا کہ ہندو شرعی معاملہ میں کیسے پنچ ہوسکتا ہے تو ناراض ہوکر اوس ہندو کی خاطر سے بلا فیصلہ اٹھ گیا اور کہا کہ میں اوس وقت تک شریک فیصلہ نہیں ہوسکتا جب تک ہندو کو بحیثیت پنچ شریک فیصلہ نہ کروگے (۷) لوگوں کو ترغیب وتحریص کرتا ہے کہ ہندو بھائی کی خاطر سے گائے کا ذبح کرنا اوس کا گوشت کھانا چھوڑ دو۔ اور اگر کوئی چھپا کر دوسرے گاؤں سے گائے کا گوشت لاتا ہے اوس پر تشدد کیا جاتا ہے (۸) باوجودیکہ ہر گاؤں میں قیام کا موقع مسجد کے علاوہ دوسرے مکان اہل اسلام پر آسانی سے ممکن ہے اور ہر اہل اسلام مکان پر قیام کو کہتا بھی ہے لیکن مسجد میں قیام، بود وباش خورد ونوش رکھتا ہے اور ہر وقت مشرکین و

عوام کا مجمع عام رہتا ہے جس میں ہر قسم کا فیصلہ مسلم و غیر مسلم ہوتا ہے (۹) مسلمانوں سے محض دباؤ کے خیال سے ایک پرامیری پرونوٹ ہر فیصلے سے پہلے رکھوا لیتا ہے کہ بعد فیصلہ اگر فیصلے سے انکار کروگے تو یہ پرونوٹ کا روپیہ تم سے وصول کرلیا جائے گا یا نقد روپیہ جمع کراتا ہے اور اگر فیصلہ پنچی سے انکار کروگے تو یہ روپیہ سوخت ہوجائے گا۔ جس خیال کی تبلیغ کرتا ہے اوس پر و ترک صلوٰۃ و ارتکاب منہیات پر جرمانہ ایک مقدار میں وصول کرتا ہے۔ (۱۰) فیصلہ معاملات کے لئے جو لوگ درخواست پنچائت میں دیتے ہیں ان سے ۱۲؍ یا کم سے کم ۵ رسوم وصول کیا جاتا ہے (۱۱) اہل ہنود سے بلا کسی معاوضہ کے بناء مسجد کے لئے زمین لی ہے اور اوسکی تعمیر میں بھی ان سے ہر قسم کی مدد لیتا ہے۔

الجواب:۔ زید شریعت مطہرہ پر افترا کرتا ہے جلد بتائے کہ کہاں شریعت نے مشرک و کافر کے جنازے کو کندھا دینا اور مشایعت کرنا ضروری بتایا ہے ورنہ کریمہ لا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون ہ میں داخل ہونے کا اقرار کرے حدیث میں تو روافض کے لئے فرمایا واذا ماتوا فلا تشھدوھم نہ کہ کفار۔ اگر اس کا حکم ہوتا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ضرور جنازۂ ابوطالب کی مشایعت فرماتے (۲) یہ تعظیم مشرک ہے اور تعظیم مشرک کفر ہے ظہیریہ و اشباہ و درمختار وغیرہا میں ہے تبجیل الکافر کفر مشرک کا اس طرح مسجد میں لے جانا بلاشبہ حرام ہے۔ المحجۃ المؤتمنہ میں اسکی تفصیل تام ہے اور مساجد و عیدگاہ میں ایسے جلسے اور سبھائیں حرام ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان المساجد لم تبن لھذا مشرک کی جے پکارنا مشرک کا کام ہے۔ رب عزوجل اوس پر غضب فرماتا اور عرش الٰہی ہل جاتا ہے کما فی الحدیث عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (۳) یہ اوسکے موتہ کا سوئر ہے مسلمانوں پر اس کا کیا اثر ہے وہ اس میں بھی شریعت پر افترا کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لا تسعروا بلکہ اگر بیچنے والے اوسکے جبر سے اتنا ارزاں بیچیں تو خریدنا اور کھانا حرام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم (۴) مندر ماوائے شیاطین ہے اوس میں مسلمان کو جانا منع ہے ردالمحتار میں ہے فی الاشباہ خانیہ یکرہ للمسلم الدخول فی البیعۃ والکنیسۃ حیث انہ مجمع الشیاطین قال فی البحر والظاھر انھا تحریمیۃ لانھا المرادۃ عند اطلاقھم اھ فاذا حرم الدخول فالصلوٰۃ اولٰی جب اوس میں یوہیں جانا حرام ہے جن مقاصد فاسدہ کیلئے زید سا شخص لے جاتا ہو اون کا کیا ذکر۔ قرآن عظیم کو مثل وید بتانا کفر ہے اور ہندوؤں کے وید پر عمل کا حکم حکم کفر ہے اور حکم کفر کفر ہے عام کتب میں ہے الرضا بالکفر کفر (۵) مشرکین ہند سے میل جول حرام ہے قال اللہ تعالٰی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار حرام کو مدار اسلام بتانا کفر ہے والتفصیل فی المحجۃ المؤتمنہ (۶) یہ حرام ہے اور بحکم قرآن سخت ضلالت و بے دینی۔ قال اللہ تعالٰی یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ ویرید الشیطٰن ان یضلھم ضللا بعیدا (۷) یہ حرام ہے بدخواہی اسلام ہے۔ مشرک کی خوشی کو شعار اسلام کا بند کرنا حرام ہے۔ مسلمان پر اوسکے جائز فعل کے سبب تشدد کرنا ظلم صریح اور شیطان کا کام ہے خود ان کے بڑے لیڈر مولوی عبدالباری صاحب نے اپنے رسالہ قربانی گاؤ میں تصریح کردی ہے کہ ہنود کی خاطر یا مروت کے لئے گاؤکشی چھوڑنا حرام ہے۔ والتفصیل فی الطاری الداری (۸) مسجد میں سکونت و خورد و نوش سوائے معتکف کسی کو جائز نہیں فتاوٰی سراجیہ میں ہے یکرہ النوم والاکل فیہ لغیر المعتکف اور مشرکین کا مجمع توہین مسجد ہے وانظر المحجۃ المؤتمنہ (۹) وہ نوٹ لکھوانا یا روپیہ جمع کراکر ضبط کرنا یا گناہ پر مالی جرمانہ ڈالنا یہ سب حرام ہے قال اللہ تعالٰی ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل مالی جرمانہ منسوخ ہوگیا اور منسوخ پر عمل حرام ہے۔ (۱۰) یہ سنت نصارٰی اور شرعاً حرام و رشوت ہے اور رشوت لینے دینے والا دونوں جہنمی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الراشی والمرتشی کلاھما فی النار (۱۱) کافر کی زمین پر مسجد تعمیر نہیں ہوسکتی نہ وہ مسجد مسجد ہوگی مسجد وقف ہوگی قال اللہ تعالٰی وان المسٰجد للہ مسلمان اوسے وقف کر نہیں سکتے کہ پرائی ملک ہے ردالمحتار میں ہے الواقف لابد ان یکون مالکا لہ وقت الوقف ملکا باتا مسجد کے لئے کافر وقف نہیں کرسکتا کہ وہ اوس کا اہل نہیں قال اللہ تعالٰی ما کان للمشرکین ان یعمروا مسٰجد اللہ ہاں اگر کافر کسی مسلمان کو اپنی زمین بیعاً یا ہبۃً دے دیتا اور مسلمان کی ملک ہوجاتی وہ اپنی طرف سے وقف کرتا تو جائز تھا اور مشرک سے امور دینیہ میں مدد لینی بھی جائز نہیں تفسیر ارشاد العقل و تفسیر فتوحات الٰہیہ زیر آیۂ کریمہ لا یتخذ المؤمنون الکٰفرین اولیاء ہے نھوا عن موالاتھم وعن الاستعانۃ بھم فی الغزو وسائر الامور الدینیۃ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ: از شہر محلہ گلاب نگر مسئولہ خدا بخش صاحب رضوی صندوق ساز ۲۸ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص زید کو تکلیف دیتا رہتا ہے اور تکلیف دینے پر آمادہ ہے ہر طریق سے تعویذ یا جادو وغیرہا سے اور زید اب تک خاموش ہے اور سب تکالیف سہہ رہا ہے ایک دو شخص سے معلوم ہوا ہے کہ وہ اب جان لینے پر آمادہ ہے قصہ یہ ہے کہ زید کا مکان ہے وہ یہ کہتا ہے کہ مکان مجھ کو مل جائے اور اس کی دلی منشا یہی ہے۔ زید کا ذاتی مکان ہے بلا وجہ مانگتا ہے اب زید متحمل نہیں ہو سکا اب زید بھی یہ چاہتا ہے کہ میں ہر طریق سے اس کو تکلیف دوں، شریعت کہاں تک حکم دیتی ہے

الجواب: ایذا رسانی کے ارادے پر ایذا نہیں دے سکتا اپنے بچاؤ کی تدبیر کر سکتا ہے جبتک کہ اوس کا عزم ایسا نہ ثابت ہو کہ بے ایذا دئے اپنا بچاؤ نہ ہو سکے گا تو اوس وقت صرف اتنی بات جس میں اپنا بچاؤ ہو سکے کر سکتا ہے اور جو ایذا اوس نے پہنچائی ہے اوس کا عوض اتنا ہی لے سکتا ہے اوس سے زیادہ کرے گا تو اس کا ظلم ہوگا اور اگر صبر کرے تو بہت بہتر۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از پیلی بھیت محلہ شیر محمد مکان نمبری ۲۹۴ مسئولہ لطافت حسین خاں صاحب ۳ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ رشوت کس کو کہتے ہیں اور اس کا لینا کیسا ہے اور کس صورت میں لینا جائز ہے اور کس میں ناجائز تسبیح کس چیز کی ہونی چاہیے آیا لکڑی کی یا پتھر وغیرہا کی مسجد میں جمعہ کے وقت خطبہ کے وقت سلام و کلام کیسا ہے

الجواب: رشوت لینا مطلقاً حرام ہے کسی حالت میں جائز نہیں جو پرایا حق دبانے کے لیے دیا جائے رشوت ہے یونہی جو اپنا کام بنانے کے لیے حاکم کو دیا جائے رشوت ہے لیکن اپنے اوپر سے دفع ظلم کے لئے جو کچھ دیا جائے دینے والے کے حق میں رشوت نہیں یہ دے سکتا ہے لینے والے کے حق میں وہ بھی رشوت ہے اور اوسے لینا حرام۔ تسبیح لکڑی کی ہو یا پتھر کی مگر بیش قیمت ہونا مکروہ ہے اور سونے چاندی کی حرام۔ خطبہ کے وقت سلام و کلام مطلقاً حرام ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از پوکھریرا محلہ نور الحلیم شاہ شریف آباد مسئولہ ارکین انجمن نور اسلام ۹ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس جلسہ میں وہابی ندوی نیچری دیوبندی ہندو مقرر، لکچرار، واعظ ہوں اور ان کا صدر دیوبندی وغیرہا یا ہندو ہو ایسے جلسوں میں مسلمانان اہلسنت وجماعت کو شرعاً شریک ہونا جائز ہے یا نہیں اور جو مسلمان ایسے جلسوں میں شریک نہ ہو وہ خارج از اسلام ہے یا نہیں اوس سے ترک موالات کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں

الجواب: ایسے جلسوں میں شریک ہونا قطعاً حرام اور سخت مضر اسلام ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظلمین اگر تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ ان کے پاس بیٹھنے کو شیطانی کام بتاتا ہے اور بھولے سے بیٹھ گیا ہو تو یاد آنے پر فوراً اٹھ آنے کا حکم فرماتا ہے نہ کہ ان کا وعظ و لکچر سننا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اون سے دور بھاگو اونھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنے میں نہ ڈال دیں نہ کہ اونھیں مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بٹھانا۔ اونھیں صدر یا واعظ بنانے میں اون کی تعظیم و توقیر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی بیشک اوس نے دین اسلام ڈھانے پر مدد دی فتاوی ظہیریہ واشباہ والنظائر ومنح الغفار ودرمختار وغیرہا میں ہے تبجیل الکافر کفر کافر کی تعظیم کفر ہے تو جو مسلمان ایسے جلسوں میں شریک نہ ہوں وہ اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حکم مانتے ہیں اپنے اسلام کو دستبرد کفار و مرتدین و شیاطین سے بچاتے ہیں اس بنا پر جو اون کو خارج از اسلام بتاتا ہے خود خارج از اسلام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں فقد باء بھا احدھما جو کسی کو کافر کہے اگر وہ کافر نہیں تو یہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے جو اون سے اس بنا پر ترک موالات کرے وہ ابلیس سے موالات کرتا ہے مسلمانوں کو اوس سے ترک موالات چاہیے قال اللہ تعالٰی لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں دوزخ کی آگ چھوئے گی والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ: از کاشمیری دروازہ تھانہ ۲ سوندھی ٹھیکیدار مسئولہ امیر حسن بید والے ۹ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ موجودہ زمانے میں جو میلاد شریف مروج ہے اور اس میں شیرینی وغیرہ تقسیم ہوتی ہے اور حضرات سیدان اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کی جو نذر و نیاز وغیرہ محرم میں یا غیر محرم شریف میں ہوتی ہیں اس میں جاکر شرکت کرنا اور کھانا اور پینا کیسا ہے چاہے کسی قوم میں ہو خواہ شیاہ میں ہو اوس کا کھانا پینا یا شرکت دینا کیسا ہے اور جو لوگ اس میں شرکت دیتے ہیں یا شریک ہونے پر منع کرتے ہیں اون کے واسطے مولوی لوگ کیا حکم فرماتے ہیں۔

الجواب: مجلس مبارک اور نیاز شریف کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہیں سب خوب و مستحسن ہیں اور اون میں شرکت باعث ثواب اور اون کا کھانا بھی جائز اور جو اون کو بلا وجہ شرعی منع کرے باطل پر ہے یہ وہابیہ کا کام ہے لیکن رافضی کے یہاں کی مجالس میں شرکت جائز نہیں نہ اوسکے یہاں کھانا کھایا جائے اوس سے میل جول ہی جائز نہیں اور اگر اوس کے یہاں کے کھانے میں گوشت ہے جب تو وہ قطعی حرام و مردار ہے مگر یہ کہ ذبح ہونا اور پکنا اور اوسکے سامنے لانا سب مسلمانوں کے زیر نظر ہوا ہو کسی وقت مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہوا ہو۔ روافض کے یہاں کی شرکت جو لوگ منع کرتے ہیں حق پر ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از نظام آباد ضلع اعظم گڑھ مسئولہ سید اصغر علی صاحب ۹ شعبان چہار شنبہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ (۱) جو شخص شیعہ ہو اور اپنے مذہب میں سخت ہو اوس سے مسلمان حنفیوں کو محفل میلاد شریف پڑھانا چاہیے یا نہیں بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ وہ ایسی روایات پڑھتا ہے جس سے صحابہ اور سنی مذہب کی توہین ہوتی ہے۔ (۲) جو مسلمان سنی مذہب حنفی کا پابند ہو وہ شیعوں کی مجلسوں میں شرکت کرے اور ان کے جلوس کا انتظام (مثل تاشہ ڈھول روشنی جلوس گھوڑی کا جس کو دلدل تابوت کہتے ہیں) کرے اور اس شرکت کو مذہب حنفی کی رو سے جائز سمجھے بالخصوص ایسی مجالس میں شرکت کرنا کہ جس میں روایات خلاف مذہب حنفی پڑھی جاتی ہیں وہ کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب: رافضی سے مجلس شریف پڑھوانا حرام ہے لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا تبیین الحقائق وغیرھا یہ اوسی حالت میں ہے کہ وہ کوئی بات کسی صحابی یا مذہب اہلسنت کی توہین کی نہ کرے اور اگر ایسا کرتا ہے تو جو دانستہ اوس سے پڑھوائے فقط مرتکب حرام نہیں بلکہ اوسی کی طرح گمراہ رافضی ہے واللہ تعالٰی اعلم (۲) مجالس روافض اور ان خرافات میں شرکت حرام ہے اور اسکے جائز سمجھنے پر سخت حکم ہے اگر اون مجالس میں مذہب اہلسنت پر حملہ ہوتا ہو تو اون میں شرکت پر راضی نہ ہوگا مگر گمراہ والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از شہر محلہ ملوکپور مسئولہ سراج علی خاں صاحب رضوی ۱۴ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سرطان یا کسی قسم کی شراب کوئی مریض کسی حالت میں استعمال کرسکتا ہے یا نہیں اگر کوئی شخص اوسکو پوشیدہ طور پر کھلا دے یا پلا دے تو ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے اور مریض اس سے بری الذمہ ہے یا نہیں۔ اگر ایسی ادویات سے جن میں مذکورہ بالا اشیا کا میل ہو جان بچنے کا خیال ہو تو اوس کا استعمال کسی طرح جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: سرطان کھانا حرام ہے اور شراب بدن پر لگانا بھی حرام ہے۔ جان حلال دواؤں سے بھی بچ سکتی ہے اگر اوسے بچانا منظور ہے ورنہ حرام دوائیں سوائے گناہ کچھ اضافہ نہ کریں گی جو پوشیدہ طور پر مسلمان کو حرام چیز کھلائے یا پلائے سخت حرام کا مرتکب اور شدید سزا کا مستوجب ہے مریض پر الزام نہیں اگر اوسے خبر نہ تھی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ذکر جلی کرنا جائز ہے یا نہیں اور آواز کسی قدر بلند کرسکتا ہے کوئی حد معین ہے یا نہیں حلقہ باندھ کر ذکر کرتے وقت ذکر کرتے کرتے کھڑے ہوجانا اور سینہ پر ہاتھ مارنا ایک دوسرے پر گر پڑنا لپٹ جانا رونا زاری کی دھوم مچنا کیسا ہے

الجواب: ذکر جلی جائز ہے حد معین یہ ہے کہ اتنی آواز نہ ہو جس سے اپنے آپ کو ایذا ہو یا کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو تکلیف پہنچے اور ذکر کرتے کرتے کھڑا ہوجانا وغیرہا افعالِ مذکورہ اگر بحالت وجد صحیح ہیں کوئی حرج نہیں اور معاذ اللہ ریا کیلئے بناوٹ ہیں تو حرام و بینھما وسط لا یذکر للعوام واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ :۔ ازبنارس محلہ مدنپورہ متصل دہتور یاپورہ مسئولہ محمد امین و محمد سلیمان ۱۸ شعبان ۱۳۳۹ھ

شہر بنارس میں جس تاریخ کو آپ کا اشتہار جماعت رضائے مصطفٰے کی طرف سے بابت نکاح کے جو آیا ہے اوس پر مخالف لوگ اعتراض کرتے ہیں ہم لوگ بہت پریشان ہیں لہذا ہم نے دوسرے ہفتہ کو جو کاروبار بند کردیا یہ مسئلہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ بند کرنے سے ہم کو کلمہ پڑھنے کے بعد نکاح دوبارہ کرنے کی ضرورت ہوگی اور ہم لوگوں کو خلافت کمیٹی سے حکم ہوا تھا کہ تم لوگ ہڑتال کردو یعنی اپنا کاروبار بند کردو جس میں سے کچھ لوگ مسجد میں دعا کرنے کے لیے گئے اور کچھ لوگ فضول ادھر اودھر گھومتے رہے لہذا ہم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایسے موقع پر جو لوگ دعا مانگنے کیلئے گئے تو اون کے واسطے کیا مسئلہ ہے اور جو لوگ کہ فضول گھومے ہیں اون کے لیے کیا مسئلہ ہے مگر خاص کر ہڑتال کی وجہ سے بند تھا بالکل کاروبار مہربانی فرماکر جواب سے جلد مشرف فرمایا جائے۔

الجواب :۔ مخالفوں کے اعتراض کی پرواہ نہ کیجئے وہ تو قرآن و حدیث کو پیٹھ دیکر مشرک کے پیرو ہولئے ہیں مشرک کو اپنا رہنما بنالیا ہے مشرک جو کہتا ہے وہی مانتے ہیں حالانکہ مشرک کی اطاعت کو قرآن مجید نے حرام فرمایا ہے مشرکوں کا سوگ درکنار تین دن بعد مسلمان کا سوگ بھی صحیح حدیثوں نے حرام فرمایا ہے۔ مشرکوں کے سوگ میں بازار بند کرنا مشرک کی تعظیم ہے اور کافر کی تعظیم کو فقہائے کرام نے کفر فرمایا ہے۔ مشرکوں سے اتحاد حرام و کفر ہے مشرک کے حکم سے کاروبار بند کرنا حرام ہے حرام کو حلال و خوب سمجھنا کفر ہے۔ جن لوگوں نے مفسدوں کے مجبور کرنے سے دفع فتنہ کیلئے دوکان بند کی اون پر تجدید اسلام و نکاح کا حکم نہیں کہ وہ اس پر راضی نہ تھے ہاں یہ الزام ہے کہ بلا مجبوری خلاف شرع بات کرنے میں مجبور بن گئے اگر کوئی دس روپے چھیننا چاہتا تو کیوں نہ مجبور بن جاتے اور جن لوگوں نے خوشی سے بند کیئے وہ سخت کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوئے پھر اگر مشرکوں کا سوگ منانا یا مشرک کا حکم اوسکی فرمانبرداری کو ماننا منظور تھا تو بیشک اون پر لازم ہے کہ نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھیں اوسکے بعد اگر اپنی عورتیں رکھنا چاہیں تو اون سے دوبارہ نکاح کریں۔ فضول گھومنا برا ہے اور دعا اگر اچھی ہے خوب ہے مگر مشرک کا حکم ماننے کو دعا کرنا روزہ رکھنا رسالت میں شرک ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ :۔ از دہلی مدرسہ نعمانیہ فراشخانہ مسئولہ محمد حبیب اللہ صاحب ۲۷ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کافروں کی خصوصاً انگریزوں کی فوج میں نوکری کرنا جس کی وجہ سے مسلمانوں خصوصاً ترکوں اور عربوں اور افغانوں کے مقابلہ میں ان سپاہیوں کو جانا پڑتا ہے اور مسلمانوں کو قتل کرنا پڑتا ہے آیا یہ نوکری جائز ہے یا حرام یا کفر ہے بینوا توجروا

الجواب :۔ مسلمان تو مسلمان۔ بلا وجہ شرعی کسی کافر ذمی یا مستامن کے قتل کی نوکری۔ کافر تو کافر کسی مسلمان بادشاہ کے یہاں کی شرعاً حلال نہیں ہوسکتی بلکہ ذمی پر ظلم مسلمان پہ ظلم سے اشد ہے کما فی الخانیۃ والدر والھندیۃ وغیرھا حدیث میں ہے من آذی ذمیا فانا خصمہ ومن کنت خصمہ خصمتہ یوم القیٰمۃ رواہ الخطیب عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مگر کفر نہیں جب تک استحلال نہ ہو یا خود بوجہ اسلام قتل کما ھو مذھب اھل السنۃ والتاویل المعروف فی الکریمۃ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ :۔ از بریلی محلہ گھیر جعفر خاں مسئولہ قدرت حسین صاحب ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ

قادیانیوں کے ہاتھ مال فروخت کرنا کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب :۔ قادیانی مرتد ہیں اون کے ہاتھ نہ کچھ بیچا جائے نہ آن سے خریدا جائے اون سے بات ہی کرنے کی اجازت نہیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم اون سے دور بھاگو اونھیں اپنے سے دور رکھو۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ :۔ از بمبئی پوسٹ نمبر ۹ معرفت احمد علی صاحب مسئولہ شیخ فتح محمد صاحب ۵ رمضان ۱۳۳۹ھ

(۱) علمائے دین سے دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ جو حاجی ادائے فریضۂ حج اور زیارت پاک نبی کریم کے بمبئی اور کراچی سے روانہ ہوتے ہیں ان سے دوہرا کرایہ جہاز پر جانے آنے کا لیا جاتا ہے۔ اس سال جاتے آتے کا کرایہ ایکسو چھتر روپیہ مقرر ہوا ہے اس میں جانے کا ایک سو دس روپیہ لگایا جاتا ہے اور آنے کے واسطے کمپنی کے پاس پینسٹھ روپیہ جمع رہتا ہے اس وقت تک کہ حاجی اپنے فرض سے فارغ ہوکر واپس نہ آویں وہ باقی روپیہ بینک گھر میں جمع رہتا ہے کمپنی کی طرف سے اب سوال یہ ہے کہ کمپنی کو اوس روپیہ کا سود ملے گا قریب چار ماہ تک کیونکہ اس سے پہلے حاجی واپس نہیں آسکتے اس سود کے بارے میں حاجی گنہگار ہوگا یا نہیں (۲) اسی مسئلہ کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ جو کمپنی حاجیوں کو دوہرا ٹکٹ دیتی ہے اس کا منیجر انگریز ہے اور وہی

مالک ہے اور انگریز کے مذہب میں سود جائز ہے اور جاننے والے حاجی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ہمارا روپیہ ایک انگریز کے پاس جمع ہے اور وہ اوس روپیہ سے تا واپسی بلا واسطے فائدہ اوٹھاویگا یا سود میں چلا وے گا اتنا سمجھ کر بھی حاجی اوس کمپنی میں سفر کرے تو گنہگار ہوگا یا نہیں (۳) مخفی نہ رہے کہ بمبئی اور کراچی دونوں جگہ سے حاجی روانہ ہوتے ہیں اور ان دونوں مقاموں میں ایک اسلامی کمپنی بھی موجود ہے اور یہ کمپنی ایک طرف کا ٹکٹ حاجیوں کو دیتی ہے انگریزی کمپنی سے بہت کم بھاڑہ ہیں۔ ایسا ہوتے ہوئے بھی حاجی آنے جانے کا ٹکٹ لے تو تعاون ہے یا نہیں حاجی کچھ مواخذہ دار ہوگا یا نہیں (۴) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب حاجی چاہیں کہ ہم دوہرا کرایہ دے کر اپنے روپیہ سے غیر مذہب کو مدد نہیں دیں گے اور ایک طرف کا ٹکٹ لیں گے تو گورنمنٹ کمپنی پر ضرور ہے کہ حکم کرے گی کہ ایک طرف کا ٹکٹ دو۔ اس صورت میں اوپر کے سوال میں حاجی بری ہوسکتے ہیں یا نہیں اور ایسا کرنا ثواب ہے یا گناہ (۵) دیگر یہ کہ اکثر حاجی اثنائے سفر میں فوت ہوجاتے ہیں اور اون کا کوئی وارث ہمراہ نہ ہو تو ضرور ان کا واپسی کے ٹکٹ ضائع ہوجاتے ہیں اور اس ٹکٹ کا روپیہ بے سبب ایک کمپنی کھا جاتی ہے اگر وہی روپیہ حاجی کے ساتھ حاجی کی کمر میں ہو اور وہ فوت ہوجائے تو ضرور اس کا روپیہ اس کے ہمراہیوں کو ملے گا یا مکہ معظمہ میں فوت ہوجائے تو کسی معلم کو ملے گا یا راستے میں فوت ہوجائے تو کسی بدوی کو ملے گا جو تینوں مسلمان بھائی ہوں گے ایسی صورت میں حاجی کو ثواب ہوگا یا اوپر کی صورت میں (۶) اور ظلم یہ ہے کہ کمپنی نے ٹکٹ پر چھاپ دیا ہے کہ حاجی کو اگر واپس کرنا ہو تو دس سیکڑہ کاٹ کر حاجی کو روپیہ ملے گا یہ قانون ہے کہ امانت رکھنے والا اپنی امانت واپس مانگے تو کمیشن میں سود دے یہ دوہرا سود ہوا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب: حاجی نہ اپنی خوشی سے جمع کرتا ہے نہ اوسکی یہ نیت ہے کہ کمپنی سود لے کمپنی اگر لے گی اوس کا وبال اوس پر ہے حاجی پر الزام نہیں لا تزر وازرۃ وزر اخرٰی و تخلل فعل فاعل مختار یقطع النسبۃ کما فی الھدایۃ وغیرھا واللہ تعالٰی اعلم (۲) اس کا جواب اوپر گزر چکا کہ گناہ نہیں ہاں اگر کوئی اسلامی کمپنی ایسی موجود ہو جو اوسے سود پر نہ چلائے گی اور جو باتیں سفر میں اپنے آرام کی ہیں اون میں کوئی کمی نہ ہو تو بلاوجہ اسلامی کمپنی پر اوسے ترجیح دینا سخت معیوب ہے واللہ تعالٰی اعلم (۳) جب اسلامی کمپنی موجود ہے اور وہ کرایہ بھی کم لیتی ہے اور ایک ہی طرف کا لیتی ہے تو ان ترجیحوں کے ہوتے ہوئے سخت احمق ہوگا جو اس کے غیر کو اختیار کرے مگر اوس حالت میں کہ اپنے آرام وغیرہ کی صحیح مصلحت اور ارزاں بعلت گراں بعلت نہ ہو بلاوجہ زیادہ کرایہ دینا کوئی نہ چاہے گا اور بالفرض اگر ایسا کوئی نکلے کہ بغیر کسی صحیح مصلحت کے اپنا نقصان گوارہ کرے اور اسلامی کمپنی پر غیر اسلامی کو ترجیح دے تو وہ بیشک مواخذہ دار ہے اور اوس پر متعدد مواخذے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم (۴) دو طرف کا کرایہ دینے میں بلاوجہ کی پابندیاں اپنے ذمے ہوجاتی ہیں ممکن ہے کہ بروقت موعود تک واپس نہ آسکے یا سرکاروں میں زیادہ حاضر رہنا چاہے جب اس طریقے سے یہ آزادی مل سکتی ہو تو بغیر کسی اہم مصلحت کے پابندی کو اوس پر ترجیح نہ دیگا مگر سخت احمق یا وہ جس کے دل میں مرض ہے والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم (۵) یہ نیت بھی محمود ہے اور آزادی تو عظیم مقصود ہے اوسے ملتے ہوئے بے کسی اہم مصلحت کے پابندی کو ترجیح دینا مردود ہے واللہ تعالٰی اعلم (۶) یہ صورت اور زیادہ شناعت کی ہے۔ اور حتی الامکان اوس سے بچنا لازم کہ اگرچہ سود نہیں مگر اضاعت مال ہے اور وہ بھی شرعاً حرام ہے حدیث میں ارشاد فرمایا صحیح بخاری وصحیح مسلم میں مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ان اللہ حرم علیکم عقوق الامھات ووأد البنات و منعا وھات وکرہ لکم قیل وقال وکثرۃ السوال و اضاعۃ المال بے شک اللہ تعالٰی نے تم پر حرام فرمادیا ہے ماؤں کو ایذا دینا اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا اور یہ کہ آپ نہ دو اور اوروں سے مانگو اور ناپسند فرماتا ہے تمہارے لیے فضول حکایات اور کثرت سوالات اور مال کا ضائع کرنا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از دارجلنگ انجمن اسلامیہ مسئولہ ولی الحسن مدرس مدرسہ ۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

علمائے اسلام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ افیون کی تجارت اور اوسکی دوکان کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب: افیون کی تجارت دوا کے لیے جائز اور افیونی کے ہاتھ بیچنا ناجائز ہے لان المعصیۃ تقوم بعینہ وکل ما کان کذلک کرہ بیعہ کما فی تنویر الابصار واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از موضع پاکڑی ضلع گونڈہ ڈاکخانہ ڈہنیہ مسئولہ محمد یٰسین خاں ۱۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

(۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں (۲) ایک بزرگ عورتوں سے بغیر حجاب کے حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں خود بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں توجہ ایسی دیتے

ہیں کہ عورتیں بیہوش ہوجاتی ہیں اور اچھلتی کودتی ہیں اور اللہ کی آواز مکان سے باہر دور دور سنائی دیتی ہے ان سے بیعت ہونا کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب: پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو واللہ تعالٰی اعلم (۲) یہ صورت محض خلافِ شرع وخلافِ حیا ہے ایسے پیر سے بیعت نہ چاہیے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از احمد آباد گجرات محلہ چھیپیان پانچ پیپلی مکان چھیپیہ سلطان جی علی جی کوٹڑے والے مسئولہ غلام نبی صاحب پیرزادہ ۱۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین جو لوگ کتب دینیات وغیرہ طالب علم کو تعلیم دینے سے مدرس اول کو منع کرتے ہیں اونکے کیا حکم ہے (۲) اور کسی نااہل کو اوسکی قابلیت سے باہر علم سکھانا بغرض مباحثات ومجادلات کے کیسا ہے بینوا بیانا شافیا توجروا اجرا وافیا

الجواب: تعلیم دین اگر بروجہ دین ہے تو اوس سے ممانعت منع خیر ہے مناع للخیر معتد اثیم میں داخل ہونا ہے ایسے لوگوں کی بات ہرگز نہ سُنی جائے نہ اونھیں مدرسہ میں دخل دیا جائے ہاں اگر مدرس اول بد مذہب ہو اور بنام اپنے مذہب فاسد کی اشاعت چاہتا ہو تو اوسے روکنا فرض ہے اور یہ تعلیم دین کی ممانعت نہ ہوئی بلکہ تخریب دین کا انسداد ہوا واللہ تعالٰی اعلم (۲) قابلیت سے باہر علم سکھانا فتنہ میں ڈالنا ہے اور ناقابل کو مباحثت ومجادل بنانا دین کو معاذ اللہ ذلت کے لئے پیش کرنا ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ جب نااہل کو کام سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از سورت سگرامپورہ محلہ مولوی اسمٰعیل مرحوم مسئولہ غلام رسول بن عبدالرحیم ۱۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ چند اشخاص نے گیارھویں شب ہر مہینہ میں مجتمع ہوکر بغرض ایصال ثواب روح پرفتوح حضرت محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے درود شریف کی تسبیح وکلمۂ تہلیل وسورۂ اخلاص شریف کے بعد یا غوث یا غوث کے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں درصورت جائز ہونے کے بجائے اس کے درود شریف یا کلمۂ تہلیل وغیرہ اذکار پڑھیں تو کیسا بینوا توجروا

الجواب: جائز ہے کوئی حرج نہیں اور درود شریف یا تسبیح وتہلیل کا اوس سے افضل ہونا وجہ منع نہیں ورنہ سوا افضل الاذکار لا الٰہ الا اللہ ہر دعا وذکر ودرود شریف سب ممنوع ہوجائیں بلکہ تمام اذکار کہ قرآن خوانی اون سب سے افضل ہے بلکہ غیر اوقات کراہت نفل میں قرآن خوانی بھی کہ نماز نفل اوس سے افضل ہے یہاں ایک نکتہ اور قابل لحاظ ہے سائل نے وقت حاجت ومصیبت ندائے غیر اللہ کا جواز اپنا معتقد بتایا انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ندا ندائے غیر اللہ نہیں بلکہ اللہ ہی کی ندا ہے کہ وہی نسبت ملحوظ ومناط ندا ہے جس طرح کہ ملتقط ودرمختار وعالمگیریہ میں ہے التواضع لغیر اللہ حرام غیر اللہ کیلئے تواضع حرام ہے حالانکہ انبیاء واولیاء ودرماں باپ اور اساتذہ وغیرہم کیلئے تواضع کے حکم سے قرآن وحدیث اور خود یہ کتابیں مالا مال ہیں تو وجہ وہی کہ اون کے لیے تواضع غیر اللہ کی تواضع نہیں اللہ ہی کے لیے ہے کہ اوسی کی نسبت ملحوظ ہے اسی نکتہ سے غفلت کے سبب وہابیہ خذلہم اللہ تعالٰی شرک جلی میں گرفتار ہوئے اور مسلمانوں کو مشرک کہنے لگے اونھیں انبیاء واولیاء وجود الٰہی کے مقابل مستقل وجود نظر آئے اور اون کی ندا غیر خدا کی ندا جانی یونہیں ان سے استمداد اون کی تعظیم ہر بات میں وہی غیریت واستقلال کا لحاظ رکھا اور یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ کے مصداق ہوئے اس کا زیادہ بیان ہمارے رسالہ الاستمداد وکشف ضلال دیوبند میں ہے

مسئلہ: از محلہ میاں ہیٹے ضلع سارن ڈاکخانہ مانجن مسئولہ عبدالعزیز میاں مدرس مدرسہ ۱۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

(۱) کھڑے ہوکر پانی پینا کیوں منع ہے اس کا ثبوت مع حدیث (۲) روٹی چار ٹکڑے کرکے کیوں کھاتے ہیں اور ایک ہاتھ سے روٹی پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے توڑ کر کیوں کھاتے ہیں اس کا ثبوت مع حدیث دیجئے اور یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ کس مذہب میں امام اعظم کے نزدیک یا کس امام کے نزدیک جائز ہے بینوا توجروا

الجواب: (۱) سوائے زمزم شریف وبقیۂ وضو کھڑے ہوکر پانی پینا مکروہ ہے اسکی حدیثیں وفقہی بحث کتب علما میں موجود ہے (۲) روٹی کے چار ٹکڑے کرنا کوئی ضروری بات نہیں بائیں ہاتھ لے کر دہنے ہاتھ سے نوالہ توڑنا دفع تکبر کے لیے ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از ریاست بھرت پور شرقی راجپوتانہ ڈیرہ سید بشیر الدین احمد عرف سید فقیر احمد صاحب جمعدار ترپ پنجم رجمنٹ اول مسئولہ حامد الدین احمد

قادری ۲۰ رمضان ۱۳۳۹ھ

چہ میفرمایند علمائے دین احمدی ومفتیان شرع محمدی اندریں مسئلہ کہ اخبار وآثار یکہ در مؤاخذہ وتصفیۂ حقوق العباد در محشر وارد اند مخصوص بحقوق مومنان بذمۂ مومنان ہستند یا بعموم بحقوق آدمیان یعنی مؤمن وغیر مؤمن بذمۂ مؤمن اند۔ یا بعموم حقوق مخلوقات بذمۂ انسان مؤمن۔ واگر خصمان علاوہ انسان ہم باشند یا انسان زندہ نماندہ باشد یا از یاد وارفتہ باشد یا قدرت ادائے حقوق نباشد یا گمان عفو از صاحبان حقوق نباشد یا صاحبان حقوق باوجود طلب عفو بحل نسازند پس ازروئے شرع شریف حسب مذہب حنفیہ ماتریدیہ چارۂ برأت مؤمن ہست یا دخول نار واجب وحرمان نجات لابد ست بینوا توجروا

الجواب:۔ اخبار وآثار در مطلق حقوق ست مؤمن را باشد یا کافر ذمی را انسان را باشد یا حیوان وقد نصوا ان خصومۃ الدابۃ اشد من خصومۃ الذمی وخصومۃ الذمی اشد من خصومۃ المسلم کما فی الخانیۃ والدر وغیرھما وباجماع اہلسنت ہیچ وعید در حق مسلم قطعی نیست قال اللہ تعالٰی ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذٰلک لمن یشاء اینچہ در اشدیت خصومت ذمی گفتہ اند انہ لایرجی منہ العفو فیبقی فی خصومتہ فاقول ای یطول خصومتہ ولیس فیہ ان الوعید ینفذ ولابد حقوق واصحاب ہمہ را مالک حقیقی حضرت حق ست عزجلالہ فیفعل مایشاء ویحکم مایرید ہ نسأل اللہ العفو والعافیۃ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از وڈنگر دانہ مدکانہ گجرات گاڑی کے دروازہ متصل مکان چاندار سول مسئولہ عبدالرحیم احمد آبادی ۲۳ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ سیدالاولین والآخرین کی مجلس مبارک سے اہل محلہ کو منع کرنا کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب:۔ اگر وہ مجلس شریف منکرات شرعیہ سے خالی ہو اور اوس وقت منع کرنے کیلئے کوئی ضرورت خاصہ شرعیہ داعی نہ ہو بلکہ صرف اس بنا پر منع کرتا ہے کہ وہابی ہے اور مجلس مبارک کو برا جانتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ وہابیہ گمراہ بددین بلکہ کفار مرتدین ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از سہارنپور مدرسہ مخزن العلوم محلہ لکھی دروازہ مسئولہ محمد اسحٰق ومحمود حسن ۲۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قاضی شہر ترک موالات پر باوجود فرض ہونے مسئلہ مذکورہ کے عامل نہیں آنریری مجسٹریٹ بھی ہے خلاف شرع انگریزی قوانین کے مطابق مقدمات فیصل کرتا ہے مسلمانوں کی شکست پر موجودہ زمانے کی جنگ میں اعدائے اسلام کی خوشی کے جلسہ وجلوس میں شریک ہو بارہ سال سے مجرد ہو باوجود استطاعت نکاح نہ کرے اور سود دیتا ہو تو اوس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور ایسی حالت میں اوسکو قاضی شہر تسلیم کیا جائے یا نہیں اور اوسکے لیے کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب:۔ خلاف شرع مقدمہ فیصل کرنا حرام ہے قرآن عظیم میں اسکے لیے تین لفظ ارشاد ہوئے فٰسقون ظٰلمون کٰفرون اور معاذ اللہ شکست اسلام پر اگر دل سے خوشی ہو کفر ورنہ فسق۔ سود دینا اگر سچی ضرورت ومجبوری وناچاری سے ہے حرج نہیں ورنہ وہ بھی فسق ہے صحیح مسلم شریف میں ہے لعن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اٰکل الربا ومؤکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے اور سود دینے والے اور اوسکا کاغذ لکھنے والے اور اوسکے گواہوں پر اور فرمایا وہ سب برابر ہیں۔ ایسا شخص امام وقاضی بنانے کے لائق نہیں اگرچہ یہاں قاضی شہر نکاح خواں کو کہتے ہیں کہ اس میں اوسکی تعظیم ہے اور فاسق کی تعظیم منع۔ تبیین الحقائق میں ہے لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا۔ رہا بارہ برس سے مجرد ہونا یہ کوئی وجہ ایسی نہیں جس پر جزماً مواخذہ کیا جائے۔ ترک موالات ہر کافر سے مطلقاً فرض ہے اور آج سے نہیں ہمیشہ سے فرض ہے۔ یہود ونصارٰی ومجوس کی طرح بلکہ ان سے بھی زائد ہنود سے بھی اتحاد وموافقت حرام قطعی ہے اور مجرد معاملت جائزہ کسی کافر اصلی سے اصلاً منع نہیں اس کی تفصیل ہماری کتاب المحجۃ المؤتمنہ میں ہے۔ حکم شرعی کو الٹ دینا اور اوسے حکم شرعی ٹھہرانا دوہرا جرم اور سخت ابتداع فی الدین ہے واللہ یھدی من یشاء الٰی صراط مستقیم واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از راندیر ضلع سورت ڈاکخانہ خاص مسئولہ جناب مولنٰا مولوی فقیر غلام محی الدین صاحب ۲۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کسی ضروری امر کیلئے سورت گیا قریب مغرب ایک مسجد میں پہنچا امام نے گاندھوی خبثا کے لیے

ہار بنائے تھے اقامت ہونے کے سبب امام تو مصلے پر کھڑا ہوگیا یہ خبشا آئے تو اوس شخص کو چند احباب نے گھیر کر کہا کہ یہ ہار پنھا دو اون احباب کے کہنے سے شخص مذکور نے ہار پہنا کر اپنی جان چھڑائی اور بعد اوس امام کے پیچھے بلکہ اوس مسجد ہی میں نماز نہ پڑھی اوسکے دل میں نہ امام کی عظمت نہ اون خبشا کی عزت لیکن مجبوراً بشرماشرمی ہار پہنائے ہیں اس میں کچھ گناہ ثابت ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب: یہ ہار پہنانا عرفاً تعظیم ہے اور یہ لوگ فساق وگمراہ ہیں بلکہ ان میں بعض فنافی المشرکین ہوکر اسلام سے بھی گزر گئے۔ تعظیم فاسق کی ناجائز ہے تبیین الحقائق میں ہے (۱) فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیہم اھانتہ شرعاً اور تعظیم کافر کو علمائے کرام نے کفر لکھا ہے درمختار وغیرہ میں ہے لو سلم علی الذمی تبجیلا کفر (۲) تبجیل الکافر کفر شخص مذکور نے اوس امام کے پیچھے نماز نہ پڑھی بہت اچھا کیا مگر یہ ہار پہنانا اوس سے بڑی خطا ہوئی توبہ فرض ہے منکر کا حکم دینے والے احباب نہ تھے نہ احباب کی خاطر کوئی شرعی مجبوری ہاں اکراہ کی حالت ہوتی تو معذوری تھی وہو تعالٰی اعلم

مسئلہ: از ریاست کوٹہ راجپوتانہ متصل گھنٹہ گھر مسجد مدار کا چلہ مسئولہ حافظ جان محمد امام مسجد مذکور ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل ہیں جواب مع حوالہ کتب اہلسنت سے مرحمت فرمایا جائے۔ (۱) بعد نماز جمعہ کوئی عالم یا میلاد خواں منبر پر بیٹھ کر میلاد شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں اور عام طور پر بھی منبر پر بیٹھ کر میلاد شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیا منبر محض وعظ اور خطبہ ہی کے لئے ہے۔ اگر چند مسلمان زید کو بعد نماز جمعہ مسجد میں منبر پر میلاد شریف پڑھنے کے لئے بٹھائیں اور چند لوگ کہیں کہ اگر تم کو میلاد شریف پڑھنا ہے تو منبر پر مت بیٹھو بلکہ تخت پر بیٹھو ہم منبر پر نہیں پڑھنے دیں گے اور نہیں پڑھنے دیا ایسے لوگوں کے لیے کیا حکم ہے (۲) زید نے محض فقہ کی تین کتابیں پڑھی ہیں اردو بولنے اور صحیح املا لکھنے کی لیاقت نہیں ہے اور صرف ونحو سے بالکل ناواقف ہے حتی کہ میزان الصرف نہیں جانتا بلکہ صرف نحو کے پڑھنے کو حرام اور اوس کے پڑھنے والے کو اچھا نہیں سمجھتا اور فارسی بھی نہیں جانتا ایسے شخص کو منبر پر بیٹھ کر کہنا جائز ہے یا نہیں اور اگر منبر پر بیٹھ جائے تو اوسکو مسلمان منبر سے اتار سکتے ہیں یا نہیں از روئے شرع کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب: میلاد شریف منبر پر پڑھنا بلاشبہ جائز ہے اور یہ فرق کہ میلاد شریف تخت پر ہو منبر پر صرف خطبہ ووعظ ہو محض نادانی ہے میلاد شریف ذکر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے اور ذکر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عین ذکر الٰہی ہے حدیث میں ہے رب عزوجل نے فرمایا۔ جعلتک ذکرا من ذکری فمن ذکرک فقد ذکرنی اے محبوب میں نے اپنے ذکر سے تمہیں ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اوس نے بیشک میرا ذکر کیا تو میلاد شریف خطبہ ووعظ بھی ہے اور خطبہ ووعظ بھی ذکر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے خالی نہیں ہوسکتے تو سب شئے واحد ہیں اور خود صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مسجد مدینہ طیبہ میں حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے واسطے منبر بچھاتے اور وہ اوس پر قیام کرکے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعت اور مشرکین کا رد سناتے واللہ تعالٰی اعلم (۲) منبر مسند نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے جاہل اردو خواں اگر اپنی طرف سے کچھ نہ کہے بلکہ عالم کی تصنیف پڑھ کر سنائے تو اس میں حرج نہیں جبکہ وہ جاہل فاسق مثلاً داڑھی منڈا وغیرہ نہ ہو کہ اسوقت وہ جاہل سفیر محض ہے اور حقیقۃً وعظ اوس عالم کا جسکی کتاب پڑھی جائے۔ اور اگر ایسا نہیں بلکہ جاہل خود کچھ بیان کرنے بیٹھے تو اوسے وعظ کہنا حرام ہے اور اوس کا وعظ سننا حرام ہے اور مسلمانوں کو حق ہے بلکہ مسلمانوں پر حق ہے کہ اوسے منبر سے اتار دیں کہ اس میں نہی منکر ہے اور نہی منکر واجب۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از موضع گھاگرہ ڈاکخانہ پائیکوڑہ ضلع میمن سنگھ مسئولہ مولوی سعید الرحمٰن ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ موضع گھاگرہ میں لوگوں نے ایک نیا جلسہ قائم کیا ہے بنگلہ میں اس کا نام سمیتی ہے واسطے فیصلہ کرنے مقدمہ وغیرہ کے۔ لیکن اوس میں چار پانچ شخص ناقابل علم شریعت سے ناواقف سردار ہوکر اپنی رائے کے مطابق احکام جاری کرتے ہیں شریعت کے خلاف۔ اور اگر کوئی اون کے خلاف شرع حکم کو نہ مانے تو اوس کو امامت سے برخاست اور جمعہ وجماعت مسلمین سے خارج کرتے ہیں اور لوگوں کو اوسکی دعوت ونماز جنازہ غرض تمام دنیوی اخروی کاموں سے منع کرتے ہیں علما کی اہانت ظالموں کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں اور

عالموں سے حسد بغض کینہ دل وجان سے کرتے ہیں حتی کہ اہل علم کو حقیر سمجھتے اور کبھی گالیاں بھی دیتے ہیں حسد کی وجہ سے عالموں کو پیچھے اور ان پڑھ کو آگے نماز پڑھنے کا حکم دیتے ہیں یعنی جاہل کو امامت کا حکم دیتے ہیں موافق شریعت ان پر کیا حکم ہے اور جو ان کی مدد کرے اون پر کس قدر گناہ ہے۔ بینوا توجروا

الجواب: جاہلوں کو حاکم شرع بنانا حرام ہے اور وہ جو خلاف شرع حکم دیتے ہیں اوس کا ماننا حرام ہے ایسے لوگوں کے لیے قرآن عظیم میں تین لفظ ارشاد فرمائے ظالم۔ فاسق۔ کافر۔ اور اپنے باطل احکام نہ ماننے والوں کو امامت وجمعہ وجماعت سے خارج کرنا اونکا سخت ظلم ہے اور اون کی نماز جنازہ سے روکنا اور اشد ظلم۔ ظالموں کی تعظیم حرام ہے اور عالمان دین کی اہانت کفر ہے مجمع الانہر میں ہے من قال لعالم عویلم علی وجہ الاستخفاف کفر اور عالم دین سے بلا وجہ بغض رکھنے میں بھی خوف کفر ہے اگرچہ اہانت نہ کرے فتاوی خلاصہ وغیرہا میں ہے من ابغض عالما بغیر وجہ ظاھر خیف علیہ الکفر عالموں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کرنا اور جاہلوں کو امام بنانا حکم شریعت کا بدلنا ہے۔ غرض ایسے لوگ شیطان کے مسخرے ہیں مسلمانوں پر فرض ہے کہ اون سے دور رہیں اور جو اون کی مدد کرتے ہیں وہ انھیں کے مثل ہیں حدیث میں ہے من مشی مع ظالم لیعینہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خلع من عنقہ ربقۃ الاسلام جو دانستہ ظالم کی مدد دینے چلے اوس نے اسلام کی رسّی اپنی گردن سے نکالدی والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از رچھا روڈ ضلع بریلی مسئولہ حکیم محمد احسن ۹ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلمان دھوبی کے گھر کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب: جائز ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از گورکھپور محلہ دھمال مسئولہ سعید الدین ۹ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں کہ (۱) عالم کا یہ کہہ دینا کہ میں نے مسئلہ صحیح بیان کیا تھا یا غلط مجھکو یاد نہیں ہے دوسرے سے پوچھ لو درست ہے یا نہیں (۲) کسی عالم سے پوچھا کہ آپ مسئلہ صحیح وغلط بھی بیان کرتے ہیں اور اوس پر اوس کا جواب دینا کہ ہاں درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب: (۱) صرف درست نہیں بلکہ واجب ہے اگر اوسکو اپنے بیان میں شک ہوگیا ہو اور خود اوس کی تنقیح نہ کرسکتا ہو واللہ تعالٰی اعلم (۲) اگر اس کے یہ معنی ہیں کہ مجھ سے کبھی خطا بھی ہوجاتی ہے تو درست ہے اور اگر یہ مراد کہ کبھی قصداً مسئلہ غلط بیان کردیتا ہے تو سخت فسق کا اقرار ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از پیپے ڈاکخانہ خاص ضلع پشاور مدرسہ قادریہ محمودیہ مسجد چھنگری مسئولہ مولٰنا مولوی حمد اللہ صاحب قادری محمودی ۱۲ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ بعض صوفیۂ بے علم شملۂ ثانیہ کو بدعت سیئہ کہتے ہیں فقیر کے تلمیذ مولوی اسرار محمد کا بیان ہے کہ یہ جو بعض لوگ جزء اخیر دستار کو بالائے دستار کشادہ رکھتے ہیں جائز ہے کہ دلیل امتناع موجود نہیں تو اصل اباحت پر باقی ہے یہ اصول فقہ کا مسلمہ مسئلہ ہے فقیر نے اپنے تلمیذ کی تائید کی اس بارے میں فیصلۂ مفصلہ تحریر فرمائیں۔ والسلام

الجواب: حدیث سے میرے خیال میں ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دو شملے چھوڑے ہیں خیال میں ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سر پر دست اقدس سے عمامہ باندھا اور دو شملے چھوڑے اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سر پر اپنے دست انور سے عمامہ باندھنا اور آگے پیچھے دو شملے چھوڑنا سنن ابی داؤد میں ہے تو یہ سنت ہوا نہ کہ معاذ اللہ بدعت سیئہ۔ فقیر اسی سنت کے اتباع سے بارہا اپنے عمامہ کے دو شملے رکھتا ہے مگر شملہ ایک بالشت سے کم نہ ہونا چاہئے یہ جو بعض لوگ طرہ کے طور پر چند انگل اونچا سر پر چھوڑتے ہیں اس کا ثبوت میری نظر میں نہیں نہ کہیں ممانعت تو اباحت اصلیہ پر ہے مگر اوس حالت میں کہ یہ کسی شہر میں آوارہ وفساق لوگوں کی وضع ہو تو اس عارض کے سبب اوس سے احتراز ہوگا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ والسلام

مسئلہ: از دانا پور کیپ محلہ شاہ ٹوپی مکان جناب حکیم محمد کفیل صاحب مسئولہ حافظ محمد جعفر ۲ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ دسترخوان پر صحابۂ کرام یا اور کوئی مہمان طعام تناول فرماتے تھے تو آپ نے جو کچھ اشیائے خوردنی دسترخوان پر موجود تھیں تھوڑی تھوڑی سب چیز لوگوں کو تقسیم کرتے تھے یا خود تناول فرماتے تھے مع حوالۂ حدیث مطلع فرمائیے اس

ہندوستان میں لوگوں نے دسترخوان میں فرسٹ سکنڈ بنا رکھا ہے جیسے انگریزی کلاس ہیں بینوا توجروا

الجواب: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دسترخوان پر قسم قسم کے متعدد کھانے نہ ہوتے تھے کہ تھوڑا تھوڑا سب میں سے تقسیم ہوتا ما اجتمع لونان فی فی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دسترخوان میں فرسٹ سکنڈ سے کیا مقصود ہے ظاہر ایہ کہ کوئی سنت نصارٰی کا اتباع ہوگا حاضرین میں تفریق بدعت ہے اور ایک فریق کی تذلیل و دل شکنی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از اجمیر مقدس محلہ لاکھی کوٹھری اوپری گلی نزد پیر زادگان مسئولہ کمال الدین ۸ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک اپنے کو عوام پر مولوی ظاہر کرے جس نے نہ تو کسی مدرسہ میں تعلیم باقاعدہ حاصل کی ہو اور نہ جس نے کوئی سند منتہی عالم فاضل کی ہو اور خود ساختہ استفتا پر خود ہی جواب تحریر کردے اور طلبا و مدرسین سے دستخط کرائے اور جس سے اپنی ذات کا متمتع ہونا مقصود ہو اور جو جید عالم و مولوی صاحبان و قاضی صاحب پر شہرت حاصل کرنے اور زر حاصل کرنے کی غرض سے جا و بیجا حملہ کرے اور جو مدت تک قاضی صاحب کے پیچھے نماز ادا کرتا رہا ہو اور چند روز سے قاضی صاحب کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتا ہے اور صدہا علما قاضی صاحب کے پیچھے نماز ادا کرتے رہے ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب: سند حاصل کرنا تو کچھ ضرور نہیں ہاں باقاعدہ تعلیم پانا ضرور ہے مدرسہ میں ہو یا کسی عالم کے مکان پر اور جس نے بے قاعدہ تعلیم پائی وہ جاہل محض سے بدتر نیم ملا خطرۂ ایمان ہوگا ایسے شخص کو فتوٰی نویسی پر جرأت حرام ہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من افتی بغیر علم لعنتہ ملٰئکۃ السماء والارض جو بے علم فتوٰی دے اوس پر آسمان و زمین کے فرشتوں کی لعنت ہے اور اگر فتوٰی سے اگرچہ صحیح ہو وجہ اللہ مقصود نہیں بلکہ اپنا کوئی دنیاوی نفع منظور ہے تو یہ دوسرا سبب لعنت ہے کہ آیات اللہ کے عوض ثمن قلیل حاصل کرنے پر فرمایا گیا اولٰئک لاخلاق لھم فی الاٰخرۃ ولا یکلمھم اللہ و لا ینظر الیھم یوم القیٰمۃ ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم۔ اون کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ اون سے کلام نہ فرمائے گا اور نہ قیامت کے دن اونکی طرف نظر رحمت کرے اور نہ اونھیں پاک کریگا اور اون کے لیے دردناک عذاب ہے اور علمائے دین کی توہین کرنے والا منافق ہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلٰثۃ لا یستخف بحقھم الا منافق بین النفاق ذوالعلم وذوالشیبۃ فی الاسلام وامام مقسط تین شخصوں کا حق ہلکا نہ جانیگا مگر جو منافق کھلا منافق ہو عالم اور وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا اور سلطان اسلام عادل۔ تحصیل زر کیلیے علما و مسلمین پر بیجا حملہ کرنے والا ظالم ہے اور ظلم قیامت کے دن ظلمات۔ قاضی مذکور جیسے امام کے پیچھے بلا وجہ شرعی نماز ترک کرنا تفریق جماعت یا ترک جماعت ہے اور دونوں حرام و ناجائز واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از یونا و رعلاقہ پران ملک مالوہ مسئولہ قاسم علی ۱۸ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ (۱) ایک شخص اسلام و ایمان و شرع شریف کے احکام کو جانتا ہے اور لوگوں کو گناہ سے بچنے کی ہدایت اس آیت کے وسیلے فذکر ان نفعت الذکرٰی کرسکتا ہے یا نہیں (۲) قاضی تارک نماز پنجگانہ رنڈیوں کو اپنے گھر نچوائیں لوگوں کو جمع کرکے گویا اعلان کیساتھ بلوا کے شریک معصیت کریں کیا ایسے کام کی اجازت ہے اور ایسا شخص مسلمانوں کا قاضی ہوسکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب: (۱) اگر عالم ہے تو اوس کا یہ منصب ہے اور جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں وہ جتنا سنواریگا اوس سے زیادہ بگاڑیگا واللہ تعالٰی اعلم (۲) شرع مطہر میں ایسے ناپاک کام سخت حرام ہیں اور ایسا فاسق فاجر مرتکب کبائر قاضی بنانے کے لائق نہیں اوسے قاضی بنانا حرام ہے تبیین الحقائق میں ہے فان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از بنارس پچی باغ مسئولہ مولوی محمد ابراہیم صاحب ۱۸ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں عالم سنت و اہلسنت ناصر ملت علامہ زمان محقق دوران رأس العلما رئیس الفضلا حضرت مولانا الشیخ الحاج احمد رضا خاں صاحب مجدد المائۃ الحاضرہ ادام اللہ تعالٰی بفیوضہ الباطنۃ الظاہرہ

---

(۱) دعوت ولیمہ اور طعام کے متعلق ظاہر الروایۃ کا صرف یہ حکم ہے رجل دعی الی ولیمۃ او طعام فوجد ھناک لعبا او غناء فلا باس بان یقعد ویاکل کما فی الجامع الصغیر لیکن شروح و فتاوٰی میں اسکے متعلق بہت سی قیدیں ہیں چنانچہ عبارت ہدایہ یہ ہے کہ ولوکان ذلک علی المائدۃ لا ینبغی ان یقعد ان لم یکن مقتدی لقولہ تعالٰی فلا تقعد الاٰیۃ وھذا کلہ بعد الحضور ولو علم قبل الحضور لا یحضر الخ ملخصاً و

ہکذا فی الدرر والکنز والہدایۃ وقاضی خان وغیرہا ظاہر روایت میں ھناک عام ہے منزل اور مائدہ دونوں کو شامل مگر شرح وفتاوٰی میں تفریق کرکے جداگانہ حکم لکھا ہے اسی طرح رجل عام ہے عالم وجاہل سب کو شامل ہے مگر فتاوٰی میں تفصیل کرکے دونوں کا حکم علیحدہ لکھا علی ہذا علم قبل الحضور اور بعد الحضور سے احکام مختلف ہوجاتے ہیں اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ظاہر روایت میں شارحین کی یہ تقییدات معتبر ہوں گی یا نہیں اگر معتبر ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شارحین علیہم الرحمہ کی تقیید کے موافق جب یہ مسئلہ ہے کہ اگر عامی دعوت میں جائے اور وہاں لعب وغنا پائے اگر مائدہ کے پاس ہو تو چلا آئے اور اگر منزل میں ہو تو کھالے حالانکہ حرمت استماع ملاہی دونوں صورتوں میں پائی جاتی ہے پھر تشقیق کا حاصل کیا ہے اسی طرح علم قبل الحضور کی صورت میں عام وخاص سب کے لیے ممانعت عام ہے کہ نہ جائے اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا شرکت کی ممانعت اوسی وقت ہے جبکہ کھانے کے وقت لعب وغنا کا وجود ہو اور اگر کھانے کا وقت گزار کر دوسرے وقت لعب وغنا کا وجود ہو مگر کھانے کے وقت نہ ہو تو جائز ہے اگر یہ صحیح ہے تو سوال یہ ہے کہ نفس ارتکاب مناہی وملاہی میں دونوں برابر ہیں وجہ تفریق کیا ہے بعض لوگ دوپہر کو کھانا کرتے ہیں اور شام کو برات میں تمامی خرافات باجے وغیرہ رکھتے ہیں تو کیا اسکے یہاں علم قبل الحضور کی صورت میں جائز ہوگا (۲) زید کہتا ہے کہ فی زماننا جو دعوتیں دی جاتی ہیں اس میں عموماً فخر وتطاول وانشاد الحمد کا خیال ہوتا ہے اور فقہا اس قسم کی دعوتوں کو منع فرماتے ہیں لہٰذا وہ کسی دعوت میں نہیں جاتا اوسکا یہ فعل کیسا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ آج کل حبوب طعام کی بہت بیقدری ہوتی ہے بینوا توجروا

الجواب: (۱) تقیید مطلق وتخصیص عمومات وتفصیل مجمل وتوضیح مبہمات منصب شراح ہے اسی غرض کیلیے وضع شرح ہے وہ اس سے مباین نہ سمجھے جائینگے بلکہ مبین کما فی رد المحتار وغیرہ من معتمدات الاسفار استماع یعنی قصداً سننا یہ تو اسکا فعل ہے اور اس میں منزل کی بھی شرط نہیں کہیں ہو اور کتنی ہی دور ہو جہاں سے آواز آئے۔ یہاں نظر علما اوس عاصی بالقصد کی طرف نہیں بلکہ متقی کی جانب جو اتباع شرع چاہتا ہے اوسکے لیے مائدہ ومنزل کا فرق ظاہر ہے مائدہ پر رہا تو فساق کے ساتھ بیٹھنا ہوگا اور آیہ کریمہ لا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین ٭ کا خلاف۔ بخلاف منزل۔ جب یہ شرکت دعوت کیلیے جاتا ہے اور دعوت کے وقت ملاہی نہیں تو یہ شریک اثم نہ ہوا بعد کو وہ جو کچھ کریں اونکا فعل ہے فافترقا اور یہ حکم شراح ہنوز مجمل و طالب تفصیل ہے جسے فقیر نے اپنے فتاوٰی میں بیان کیا۔ اوس کا خلاصہ یہ کہ اگر اسکا اون پر ایسا رعب ہے کہ اسکے سامنے نہ کرسکیں گے تو ضرور جائے کہ اسکا جانا نہی عن المنکر ہے۔ اور اگر اونھیں اس سے ایسا علاقہ محبت ہے کہ اسکا شریک نہ ہونا کسی طرح گوارہ نہ کریں گے تو ضرور شرکت سے انکار کرے جبتک وہ ترک ملاہی کا عہد وپیمان نہ دیں اور اگر یہ دونوں صورتیں نہیں تو تفصیل وہ ہے کہ شراح نے ذکر فرمائی۔ واللہ تعالٰی اعلم (۲) قبول دعوت سنت ہے فقہائے کرام کا حکم غیر معین پر ہے اور نہ ہرگز اون کے یہاں تعمیم نہ اصلا اوس پر دلیل قویم۔ وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ جہاں ایسا ہو وہاں نہ جانا چاہیے غیر معین پر حکم کسی معین مسلمان کیلئے سمجھ لینا بدگمانی ہے جبتک اوسکے قرائن واضح نہوں اور بدگمانی حرام قال اللہ تعالٰی یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث بحال قصد تفاخر اگر یہ جانا تو ایک نامناسب ہی بات ہوتی بنایۂ امام عینی میں ہے اجابۃ الدعوۃ سنۃ ولیمۃ اوغیرہا واما دعوۃ یقصد بہا التطاول او انشاء الحمد اوما اشبہہ فلا ینبغی اجابتہا لاسیما اھل العلم فقد قیل ما وضع احد یدہ فی قصعۃ غیرہ الاذل لہ اور اب کہ ایک مسلمان پر بلا دلیل یہ گمان کیا کہ اسکی نیت ریا وتفاخر وناموری ہے تو یہ حرام قطعی ہوا۔ حبوب طعام کی اگر بے ادبی ہوتی ہے تو جائے اور اوس سے منع کرے اگر نہ مانیں تو وبال اون پر ہے امام ابوالقاسم صفار رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں میں آجکل دعوت میں جانے کی کوئی نیت نہیں پاتا سوا اسکے کہ نمک دانی روٹی پر سے اوٹھاؤں۔ ہندیہ میں ہے لایجوز وضع القصاع علی الخبز والسکرجۃ کذا فی القنیۃ قال الامام الصفار لا اجد فی نیۃ الذھاب الی الضیافۃ سوی ان ارفع المملحۃ من الخبز کذا فی الخلاصۃ جب یہ نہی عن المنکر کی نیت سے جائیگا

مسئلہ: از ڈاکخانہ گریڈیہ مقام چٹ کل گوری پور ضلع ۲۴ پرگنہ مسئولہ تبارک حسین ۱۹ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ سود خوار بے نمازی شرابی ہیجڑا مخنث اور جس کی بی بی سر بازار باہر نکلتی ہو انکے ساتھ کھانا کیسا ہے ایک شخص دوسرے کی بی بی کو زبردستی لے آیا ہے تین برس بعد نکاح کیا پہلے شوہر نے ابتک طلاق نہ دی یہ نکاح اور اسکے ساتھ کھانا کیسا ہے بینوا توجروا

الجواب: سود خوار بے نمازی شرابی مخنث کسی کے ساتھ کھانا نہ چاہیے خصوصاً شرابی کہ اوسکے ہاتھ اور منہ پاک ہونیکا کچھ اعتبار نہیں جسکی بی بی سر

بے پردہ پھرتی ہو اگر ستر کامل نہیں کرتی مثلاً سر کے بالوں یا گردن یا پیٹ یا بازو یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ کھلا ہو یا باریک کپڑے سے چمکتا ہو اور وہ اس پر مطلع ہے اور منع نہیں کرتا تو دیوث ہے اوسکے ساتھ بھی کھانا نہ چاہیے۔ جو پرائی عورت کو بھگا لایا اور شوہر زندہ ہے اور طلاق نہ دی اور نکاح کرلیا وہ اس نکاح کے بعد بھی زانی ہے اور یہ نکاح باطل محض ہوا ایسے شخص سے میل جول اصلاً نہ کیا جائے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از پوسٹ آفس موضع شرشدی ضلع نواکھالی بنگال مرسلہ سید حمید الرحمٰن صاحب یکم ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

قبلہ من مدظلہ بعد بصد سلام و قدمبوسی عرض ہے ایک شخص نے چار پائے سے وطی کیا اس پر ایک عالم نے کہا کہ تم اتنے روپیہ بطور زجر کے ادا کرو تاکہ آئندہ کوئی آدمی مرتکبِ گناہ نہو اس سے روپیہ لیکر مسجد کیلئے چٹائی خرید کردیا گیا اب وہ شرعاً درست ہے یا نہیں بینوا فتوی کی عبارت ذرا لمبا اور فتوی لمبا ہونے سے عوام زیادہ اعتبار کرتا ہے چونکہ اس وطی کیلئے کفارہ کا حکم نہیں ہے اگر کفارہ ہوتا بیشک غریب کا حق تھا یہ روپیہ زجراً یا جبراً لیا گیا ہے اور وہ نیک کام میں صرف کیا گیا بعض اس پر معترض ہیں امید ہے حضور عالی جس طرح درست ہو ایسا تحریر فرماکر ایک فتوی بہت جلد بیرنگ روانہ فرمادیں چار پائے کو حسب شرع جیسا کرنا ہے کیا گیا ہے اس پر کوئی معترض نہیں صرف اس سے جو روپیہ لیا گیا اس کو مسجد میں صرف کیا گیا ہے اس پر اعتراض ہے کہ کفارہ مسجد میں خرچ نہیں ہوسکتا ہے جناب عالی حسب مناسب سوال تحریر فرماکر اسکے جواب بدلیل کتب فقہ تحریر فرماکر بہت جلد روانہ بیرنگ کریں تاکہ رفع فساد ہو بہت جلد درکار ہے جس طرح درست ہو مسجد کیلئے خرچ کرنا درست ہے تحریر فرمادیں کیونکہ اس کام میں کفارہ واجب نہیں ایک روپیہ بطور استادی خدمت کے روانہ کیا جاتا ہے دس پانچ عالم کا مہر و دستخط کرادیں سوال جس پیرا میں حضور تجویز کریں مگر وہ روپیہ مسجد کے خرچ میں درست ہونا درکار ہے حضور تو بحر العلوم ہیں جن کا اسم گرامی تمام جہان میں مشہور ہے بیرنگ روانہ کرنے سے جلد مل جائے گا مگر لفافہ پر کاتب کا نام ضروری ہے ورنہ ڈاک والا روانہ نہیں کرتا ہے

الجواب:۔ وہ روپیہ کہ اوس شخص سے زجراً لیا گیا حرام ہے کہ تعزیر بالمال منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل حرام ہے تنویر الابصار میں ہے التعزیر تأدیب دون الحد واکثرہ تسعۃ وثلثون سوطا ویکون بہ وبالصفع لاباخذ مال فی المذھب بحر الرائق و درمختار و ردالمحتار میں ہے افاد فی البزازیۃ ان معنی التعزیر باخذ المال علی القول بہ امساک شیئ من مالہ عنہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ الحاکم الیہ لا ان یاخذہ الحاکم لنفسہ او بیت المال کمایتوھم الظلمۃ اذلایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی وفی شرح الآثار (للامام الطحاوی رحمہ اللہ تعالٰی) التعزیر بالمال کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ اور مسجد میں اوس روپے کا صرف کرنا حرام۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ طیب لا یقبل الا الطیب رواہ الترمذی وغیرہ عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ اللہ عزوجل فرماتا ہے الخبیث الآیۃ

یعنی اوس مسجد میں صرف کرنے کا یہ فعل حرام ہے اور صرف کرنے والا مبتلائے آثام ہے اوس پر فرض تھا اور ہے کہ یہ روپیہ جس سے لیا اوسے واپس دے نہ یہ کہ اوسے دوسرے کام خصوصاً مسجد میں صرف کرے قال اللہ تعالٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں علی الید مااخذت حتی تؤدیہ رواہ الامام احمد فی مسندہ والائمۃ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ فی سننھم والحاکم فی صحیحہ المستدرک عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن رہیں وہ چٹائیاں کہ اوس روپیہ سے خرید کر مسجد میں دیں اون پر اگر عقد و نقد جمع ہوئے تھے تو مسجد میں اون کا لینا اور استعمال کرنا اور اون پر نماز پڑھنا سب درست ہے اوس میں کچھ حرج نہیں۔ عقد و نقد جمع ہونے کے یہ معنی کہ وہی خبیث روپیہ بائع کو دکھا کر کہا ہو کہ اس روپے کے بدلے چٹائیاں دیدے۔ یہ اوس روپیہ پر عقد ہوا پھر وہی روپیہ ثمن میں دیدیا گیا ہو یہ اوس روپے کا نقد ہوا۔ ظاہر کہ یہاں خرید و فروخت میں ایسا بہت نادر ہے غالباً چیز مانگتے ہیں کہ ایک روپیہ کے یہ دیدو پھر زرِ ثمن ادا کرتے ہیں یہ اگر اوس مال خبیث سے ہوا ہو تو اوس کا صرف نقد ہوا اوس پر عقد نہ ہوا اور اس صورت میں اون چٹائیوں میں کوئی خباثت نہ آئی اور مسجد پر اون کا وقف صحیح ہوگیا اور وہ دینے والے کو واپس نہیں دی جاسکتیں جب تک مسجد میں قابلِ استعمال رہیں تنویر الابصار میں ہے غصب عبدا او آجرہ تصدق بالغلۃ کما لوتصرف فی المغصوب والودیعۃ وربح اذا کان متعینا بالاشارۃ او بالشراء بدراھم الودیعۃ او الغصب ونقدھا وان اشار الیھا ونقد غیرھا او الی غیرھا او اطلق ونقدھا لا وبہ یفتی ردالمحتار میں ہے وبہ یفتی قالہ فی الذخیرۃ وغیرھا کما فی القھستانی ومشی علیہ فی الغرر والمختصر والوقایۃ والاصلاح والیعقوبیۃ عن المحیط واللہ تعالٰی اعلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم سید صاحب مکرم کرمفرما مولوی سید عبدالرحمٰن صاحب سلمہ، جواب مسئلہ حاضر ہے الحمد للہ کہ آپ کا روپیہ نہ آیا اور آتا تو اگر لاکھ روپے ہوتے بعونہ تعالٰی واپس کیے جاتے یہاں بحمدہ تعالٰی نہ رشوت لی جاتی ہے نہ فتوی پر اجرت۔ غالب صورت رائج پر مسجد میں اور چٹائیوں کے استعمال درست ہونے پر بہت اکابر نے فتوی دیا اور فقیر ہمیشہ اسی قول امام آخر پر فتوی افتا کرتا ہے ایسا نہ ہوتا تو کسی صاحب کی فرمائش سے میں ہرگز اوسکے جواز کا فتوی نہ دیتا۔ فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ از بھوپال یکم یا دوم ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ روز یکشنبہ

مسئلہ:- از پیلی بھیت کچہری کلکٹری مسئولہ مولوی عرفان علی صاحب رضوی شب ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

قبلہ جانم و کعبہ ایمانم۔ ظلہم الاقدس بعد سلام مسنون عرض ہے کہ زندگی کا بیمہ کرنا شرعاً جائز ہے یا حرام صورت اسکی یہ ہے جو شخص زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اوس سے یہ قرار پایا جاتا ہے کہ ۵۵ سال یا ۶۰ سال یا ۵۰ سال کی عمر تک مبلغ دو ہزار روپے للعہ یا ۷ یا ماہوار کے حساب سے تنخواہ میں سے وضع ہوتے رہینگے اگر وہ شخص ۵۵ سال تک زندہ رہا تو خود اوسکو اور اگر مقررہ میعاد کے اندر مرگیا تو اوسکے ورثا کو دو ہزار یکمشت ملے گا خواہ وہ بیمہ کرلینے کے بعد اور اسکی منظوری آنے کے بعد فوراً ہی مرجائے اور اگر میعاد مقررہ تک زندہ رہا تو بھی وہی دو ہزار ملے گا یہ بیمہ گورنمنٹ کی جانب سے ہورہا ہے کسی کمپنی وغیرہ کو اس سے

الجواب:- جبکہ یہ بیمہ صرف گورنمنٹ کرتی ہے اور اوس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے کوئی حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ اوسکے سبب اسکے کسی خلاف شرع احتیاط کی پابندی نہ عائد ہوتی ہو جیسے روزوں یا حج کی ممانعت واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:- از بھان پورہ مکھرا اسٹیٹ مسئولہ مرتضٰی خاں پی سارجنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس آفس ۱۷ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ خالد نے خلاف شرع کوئی مسئلہ بیان کیا اور بکر نے جس کے ذہن میں وہ غلط ہے بغرض اصلاح سوال کیا تو بکر کا یہ سوال غلط ہے اور خالد نے یہ مسئلہ شرعیہ استصوابیہ کو نہیں سمجھایا تو اوسکے لیے کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب:- بکر کے ذہن میں جبکہ خالد کا مسئلہ صحیح نہ تھا تو بکر کا اوس سے پوچھنا کچھ بیجا نہ ہوا اور خالد کا نہ بتانا سخت بیجا ہوا خصوصاً جبکہ خالد نے مسئلہ غلط بیان کیا ہو واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:- از رامہ تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی ڈاکخانہ جاتلی مسئولہ محمد جی ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

رئیس المحققین قاطع بیدین عمدۃ الامین دام لطفہ۔ تسلیم کے بعد حضور انور کی خدمت اقدس میں غلامانہ عرض ہے کہ ایک مولوی صاحب نے ارشاد کیا ہے کہ جو شخص غیر مقلدین و مرزائی کیساتھ نشست برخاست کرے گا وہ کافر اوسکے پیچھے نماز نہیں ہوتی حالانکہ نشست و برخاست اونکے ساتھ برائے امور دنیا ہے قرابت یا کسی امر ضروری کے سبب سے اون کے شریک مجلس ہونا ضروری پڑتا ہے اونکے افعال و اقوال کو اچھا نہیں سمجھا جاتا ہے تب بھی اونکی مجلس میں شرکت کفر ہے۔ اب جو حکم شرعی ہو بیان فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب:- وہابیہ و غیر مقلدین و دیوبندی و مرزائی وغیرہم فرقے آجکل سب کفار مرتدین ہیں اونکے پاس نشست برخاست حرام ہے اون سے میل جول حرام ہے اگرچہ اپنا باپ یا بھائی یا بیٹے ہوں قال اللہ تعالٰی واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین ۰ وقال تعالٰی لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اور ان لوگوں سے کسی دنیاوی معاملت کی بھی اجازت نہیں کما بیناہ فی المحجۃ المؤتمنۃ انکے پاس بیٹھنے والا اگر انکو مسلمان سمجھ کر ان کے پاس بیٹھتا ہے یا اون کے کفر میں شک رکھتا ہے اور وہ انکے اقوال سے مطلع ہے تو بلاشبہ خود کافر ہے فتاوی بزازیہ و مجمع الانہر و درمختار وغیرہا میں ہے من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر اور اگر انکو یقیناً کافر جانتا ہے اور پھر ان سے میل جول رکھتا ہے تو اگرچہ اسقدر سے کافر نہ ہوگا مگر فاسق ضرور ہے اور اوسے امام بنانا گناہ اور اوسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی قریب بحرام کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب اور معاذ اللہ بالآخر اوس پر اندیشہ کفر ہے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ شرح الصدور میں فرماتے ہیں ایک شخص رافضیوں کے پاس بیٹھا کرتا تھا اوسکے مرتے وقت لوگوں نے اوسے کلمہ طیبہ کی تلقین کی اوس نے کہا نہیں کہا جاتا پوچھا کیوں۔ کہا یہ دو شخص کھڑے ہیں یہ کہتے ہیں تو اون کے پاس بیٹھا کرتا تھا جو ابوبکر و عمر کو برا کہتے تھے اب چاہتا ہے کہ کلمہ پڑھ کر اوٹھے نہ پڑھنے دیں گے جب صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کے برا کہنے والوں کے پاس بیٹھنے والوں کی یہ حالت ہے تو یہ لوگ تو اللہ جل وعلا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو برا کہتے ہیں

اون کی تنقیص شان کرتے ہیں اونھیں طرح طرح کے عیب لگاتے ہیں ان کے پاس بیٹھنے والے کو کلمہ نصیب ہونا اور بھی دشوار ہے نسأل اللہ العفو والعافیۃ۔

مسئلہ: مسئولہ مولٰنا مولوی احمد مختار صاحب میرٹھی مورخہ ۸ شعبان المعظم ۱۳۳۶ھ

(۱) ما قولکم ایھا العلماء الکرام۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد۔ مہدی۔ مسیح موعود اور پیغمبر صاحب وحی والہام ماننے والے مسلم ہیں یا خالج از اسلام اور مرتد (۲) بشکل ثانی اوسکا نکاح کسی مسلمہ یا غیر مسلمہ یا انکی ہم عقیدہ عورت سے شرعاً درست ہے یا نہیں (۳) بصورت ثانیہ جن عورات کا نکاح ان لوگوں کے ساتھ منعقد کیا گیا ہے کیا اون عورات کو اختیار حاصل ہے کہ بغیر طلاق لیے اور بلا عدت کسی مرد مسلم سے عقد نکاح کرلیں۔ بینوا اجرکم اللہ تعالٰی

الجواب: (۱) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ تو مطلق کافر مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کیلیے مانے قال اللہ تعالٰی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انا خاتم النبیین لا نبی بعدی لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جس کی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شك فی کفرہ فقد کفر اوسے معاذ اللہ مسیح موعود یا مہدی یا مجدد یا ایک ادنٰی درجہ کا مسلمان جاننا درکنار جو اوسکے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اوسکے کافر ہونے میں ادنٰی شک کرے وہ خود کافر مرتد ہے واللہ تعالٰی علم (۲) قادیانی عقیدے والے یا قادیانی کو کافر مرتد نہ ماننے والے مرد خواہ عورت کا نکاح اصلاً قطعاً ہرگز نہار کسی مسلم کافر یا مرتد اوسکے ہم عقیدہ یا مخالف العقیدہ غرض تمام جہاں میں انسان حیوان جن شیطان کسی سے نہیں ہوسکتا جس سے ہوگا زنائے خالص ہوگا فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلك لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط اوسی میں دربارۂ تصرفات مرتد ہے منھا ما ھو باطل بالاتفاق نحو النکاح لا یجوز لہ ان یتزوج امرأۃ مسلمۃ ولا مرتدۃ ولا ذمیۃ لا حرۃ ولا مملوکۃ واللہ تعالٰی اعلم (۳) جس مسلمان عورت کا غلطی خواہ جہالت سے کسی ایسے کے ساتھ نکاح باندھا گیا اوس پر فرض فرض فرض ہے کہ فوراً فوراً فوراً اوس سے جدا ہوجائے کہ زنا سے بچے اور طلاق کی کچھ حاجت نہیں بلکہ طلاق کا کوئی محل ہی نہیں طلاق تو جب ہو کہ نکاح ہوا ہو نکاح ہی سرے سے نہ ہوا نہ اصلاً عدت کی ضرورت کہ زنا کیلیے عدت نہیں بلا طلاق و بلا عدت جس مسلمان سے چاہے نکاح کرسکتی ہے درمختار میں ہے نکح کافر مسلمۃ فولدت منہ لا یثبت النسب منہ ولا تجب العدۃ لانہ نکاح باطل ردالمحتار میں ہے ای فالوطء فیہ زنا لا یثبت بہ النسب واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از دیوگڑھ میواڑ راجپوتانہ مرسلہ عبدالعزیز صاحب ۸ / شوال ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں دونوں عیدوں پر مسلمان بڑے تزک واحتشام سے اسلام کی شان شوکت ظاہر کرتے ہیں یعنی نماز کیلیے جاتے وقت توپوں کے فیر ہوتے ہیں اور نشان وگھوڑا وتاشے بجتے ہوئے عیدگاہ کو جاتے ہیں اور قاضی صاحب شاہی جامہ پہنتے ہیں بعد فراغت نماز دوسرے دروازہ سے شہر میں داخل ہوتے ہیں یہ محض اسلامی شان شوکت بمقابلہ کفار کی جاتی ہے اور تمام لوازمہ منجانب رئیس ریاست یہاں کے آتا ہے اگر تاشے وغیرہ موقوف کیے جائیں تو فتنہ وفساد برپا ہونے کی صورت ہے اس میں کوئی خرابی تو لازم نہیں آتی ہے۔

الجواب: عید کیلیے نشان لیجانا اور عمدہ لباس پہننا تو سنت ہے اور گھوڑے کی سواری بھی فی نفسہ مسنون ہے اگرچہ عیدگاہ جانے کیلیے وارد نہیں اور مصلحت کیلیے وہاں ہاتھی کی سواری یا کوتل ہاتھی گھوڑے اور توپوں کے فیر میں بھی حرج نہیں ایسے شہر میں ایسی رسم کو بند کرنا سراسر خلاف مصلحت ہے باجوں میں صرف غازیوں کا سا طبل ہو جسے دہل کہتے ہیں تاشے نہوں وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی اظہار شوکت کی اصل حج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا رمل واضطباع اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو اسکا حکم فرمانا ہے اور شک نہیں کہ وہاں اس طریقہ کے بند کرنے میں مشرکین کی فرحت وشادی اور اون کی نگاہوں میں معاذ اللہ اسلام کی سُبکی کا باعث ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از لاہور مسجد بیگم شاہی مرسلہ مولوی احمد الدین صاحب یکم ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں اکثر واعظین لوگوں کو کابل ہجرت کرنے پر مجبور کررہے ہیں اسکے واسطے کیا حکم ہے

الجواب: شریعت مجبور نہیں کرتی ہندوستان میں بکثرت شعائر اسلام ابتک جاری ہیں تو ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک بدستور دارالاسلام ہے مابقیت علقۃ من علائق الاسلام فان الاسلام یعلو ولا یعلٰی کما فی جامع الفصولین والدرالمختار وجامع الاسفار اور

دارالاسلام ہے ہجرت فرض نہیں قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا ہجرۃ بعد الفتح اور یہ ہجرت جائز ہمیشہ تھی اور اب بھی ہے مگر عالم دین کو جس کے علم کی طرف یہاں کے لوگوں کو حاجت ہے اوسے ہجرت ناجائز ہے۔ ہجرت درکنار اوسے سفر طویل کی اجازت نہیں دیتے حتی کہ بزازیہ و تنویر الابصار و درمختار وغیرہا میں ہے فقیہ فی بلد لیس فیہا غیرہ افقہ منہ یرید ان یغزو لیس لہ ذلک ولفظ الدر من صدر کتاب الجہاد وعمم فی البحر اذیۃ السفر ولا یخفی ان المقید یفید غیرہ بالاولٰی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از حسن پور ضلع مراد آباد مسئولہ عبدالرحمٰن مدرس ۸ ذی القعدہ ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ تمام علمائے دیوبند قطعی کافر ہیں جو اونکو کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہیں (۲) جو علمائے دیوبند یہ ظاہر کریں کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں جو منسوب کیا جاتا ہے بلکہ ہم لوگ بھی ایسے عقائد رکھنے والے کو کافر سمجھتے ہیں تو اس حیلۂ شرعی سے بریت ہوسکتی ہے یا نہیں علاوہ ازیں وہ تقویۃ الایمان وغیرہ کی عبارت کی تاویل کرکے اونکا اچھا مطلب نکالتے ہیں تو ایسے علما کے متعلق شرع شریف میں کیا حکم ہے اور اون کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور یہ لوگ امکان کذب کے قائل ہیں اور اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو امکان کذب کا قائل نہیں وہ کافر ہے تو اونکے لیے کیا حکم ہے اور ہم کو گزشتہ نمازیں جو انکے پیچھے ادا کی گئی ہیں لوٹانی چاہئیں یا نہیں (۳) جو اشخاص نہ عالم ہیں نہ دیوبند کے تعلیم یافتہ نہ اون سے بیعت و عقیدت رکھتے ہیں محض اپنی لاعلمی عقائد کی وجہ سے اون کو کافر نہیں سمجھتے اور اون کے عقائد بھی ایسے بالکل نہیں ہیں جن پر تکفیر لازم آتی ہے تو اون کے پیچھے نماز پڑھنی چاہئے یا تنہا بہتر ہے اور جو امام مسجدوں کے اور حافظ ایسے ہیں کہ تقویۃ الایمان وغیرہ کو برا سمجھتے ہیں اور نہ اون کے عقائد باطلہ ہیں صرف علمائے دیوبند کو کافر نہیں سمجھتے اور اون کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں تو کیا ایسے لوگ بھی کافر ہیں اور قابل اقتدا نہیں (۴) کیا یہ حدیث ہے کہ کسی کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے اور کیوں۔ اور اگر کسی نے علمائے دیوبند یا اور کسی کافر کو کافر کہا تو اوسکے ذمہ کتنا گناہ ہوگا (۵) مصنف تقویۃ الایمان صراط مستقیم تحذیر الناس حفظ الایمان یکروزی کے کون کون ہیں اور شرع شریف میں اون کیلیے کیا حکم ہے مدلل و مفصل حوالۂ کتب مع مہر و دستخط فرمادیں خدائے عزوجل جزائے خیر عطا فرمائے آمین

الجواب (۱) بیشک وہ سب کفار ہیں اور جو اونکے اقوال پر مطلع ہوکر اونھیں کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہے علمائے کرام حرمین طیبین نے بالاتفاق اونکی نسبت فرمایا من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو اون کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر (۲) قال اللہ تعالٰی یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہیں کہا اور بیشک وہ کفر کا بول بولے اور اپنے اسلام کے بعد کافر ہوگئے یہ حیلہ شرعی نہیں حیلۂ شیطانی ہے اور اس سے براءت نہیں ہوسکتی وہ ملعون عقائد و اقوال اونکی کتابوں میں موجود ہیں اور اون پر اب تک مصر ہیں اون کو بار بار چھاپ رہے ہیں تو وہ ان کا فقط ناواقف کے بہلادینے کو ہوتا ہے اور جو واقف ہے مگر ذی علم نہیں اوسکے سامنے یہ حیلہ ہوتا ہے کہ ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں اور جو ذی علم ہے اوس کے سامنے یہ ہوتا ہے کہ رنگون پہنچے وہاں سے بھاگا کلکتے میں پیچھا لیا وہاں سے بھی آڑ گیا۔ اہل علم کے سامنے یہ ہوتا ہے کہ میں اس فن سے جاہل ہوں میرے اساتذہ بھی جاہل تھے تم مجھے معقول بھی کردو تو میں وہی کہے جاؤں گا تقویۃ الایمان کو جو اچھا سمجھے یا امکان کذب نہ ماننے والے کو کافر کہے اون سب پر ستر ستر اور زائد زائد وجوہ سے کفر لازم ہے جس کی تفصیل سبحٰن السبوح و کوکبۂ شہابیہ و کشف ضلال دیوبند شرح الاستمداد وغیرہا میں ہے اوس کے پیچھے نماز باطل ہے اور جو پہلے پڑھیں اونکا پھیرنا فرض ہے اور نہ پھیرنا فسق (۳) سائل صورت وہ فرض کرتا ہے جو واقع نہ ہوگی دیوبندیوں کے عقائد کفر طشت ازبام ہوگئے منکر بننے والے اپنی جان چھڑانے کیلیے انکار کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں جو منکر ہو اوس سے کہیے فتاوٰی موجود و شائع ہیں دیکھو کہ کافروں کا کفر معلوم ہو اور دھوکے سے بچے اور اونکے پیچھے نمازیں غارت نہ کرو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی فرض ہے اس فرض پر قائم ہو تو کہتے ہیں ہمیں کتابیں دیکھنے کی حاجت نہیں یہ اونکا کید ہے اونکے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عظمت ہوتی تو جنکی نسبت ایسی عام اشاعت سنتے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دشنام دہندہ ہے اوس سے فوراً خود ہی کنارہ کش ہوتے اور آپ ہی اوسکی تحقیق کو بیقرار ہوتے کیا کوئی کسی کو سنے کہ تیرے قتل کے لیے گھات میں بیٹھا ہے اعتبار نہ آئے تو چل تجھے دکھادیں وہ یوں ہی بے پروائی برتے گا اور کہے گا مجھے نہ تحقیقات کی ضرورت ہی نہ اوس سے احتراز کی حاجت تو یہ لوگ ضرور مکار اور بباطن اونھیں سے الفار یا دین سے محض بیعلاقہ و بیزار ہوتے ہیں اونکے پیچھے نماز سے احتراز فرض ہے۔ ہاں اگر واقع میں کوئی نو وارد یا نرا جاہل یا ناواقف ایسا ہو جسکے کان تک یہ آوازیں نہ گئیں اور وہ بوجہ ناواقفی محض اونھیں کافر نہ سمجھا وہ اوسوقت تک معذور ہے جبکہ سمجھانے سے

فوراً حق قبول کرلے (۴) یہ حدیث پر کافر پرستوں کا افترا ہے جس نے دیوبندیہ وغیرہم کفار کو کفار کہا اوس پر کوئی گناہ نہیں اللہ عزوجل نے کافر کو کافر کہنے کا حکم دیا قل یاایھا الکٰفرون ہاں کافر ذمی کہ سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہوکر رہتا ہے اوسے کافر کہہ کر پکارنا منع ہے اگر اوسے ناگوار ہو درمختار میں ہے۔ شتم مسلم ذمیا عزر وفی الغنیۃ قال لیھودی او مجوسی یا کافر یاثم ان شق علیہ یونہیں غیر سلطنت اسلام میں جبکہ کافر کو اوکا فر کہہ کر پکارنے میں مقدمہ چلتا ہو فانہ لایحل لمسلم ان یذل نفسہ الا بضرورۃ شرعیۃ مگر اسکے یہ معنی نہیں کہ کافر کو کافر نہ جانے یہ خود کفر ہے من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر اسی طرح جب کسی کافر کی نسبت پوچھا جائے کہ وہ کیسا ہے اوسوقت اوسکا حکم واقعی بتانا واجب ہے حدیث میں ہے اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس یہ کافر کہنا بطور دشنام نہیں ہوتا بلکہ حکم شرعی کا بیان۔ شرع مطہر میں کافر ہر غیر مسلم کا نام ہے قال اللہ تعالٰی ھو الذی خلقکم فمنکم کافر ومنکم مومن سوال حکم کے وقت حکم کو چھپانا اگریوں ہے کہ اوسے یقیناً کافر جانتا ہے اور اوسے کافر کہنا معیوب نہیں جانتا مگر اپنی کسی مصلحت کے سبب بچتا ہے تو صرف گنہگار ہے جبکہ وہ مصلحت صحیحہ تا حد ضرورت شرعیہ نہو اور اگر واقعی کافر کو کافر کہنا معیوب وخلاف تہذیب جانتا ہے تو قرآن عظیم کو عیب لگاتا ہے اور قرآن عظیم کو عیب لگانا کفر ہے اور اوسے کافر جانتا ہی نہیں تو خود اوسکے کافر ہونے میں کیا کلام ہے کہ اوسنے کفر کو کفر نہ جانا تو ضرور کفر کو اسلام جانا لعدم الواسطۃ تو اسلام کو کفر جانا لان ما کان کفرا افضل من الاسلام فاذا جعلہ اسلاما فقد جعل ضدہ کفرا لان الاسلام لایضادہ الا الکفر والعیاذ باللہ تعالٰی (۵) تقویۃ الایمان وصراط مستقیم ویکروزی کا مصنف اسمٰعیل دہلوی ہے اوس پر صدہا وجہ سے لزوم کفر ہے دیکھو سبحٰن السبوح وکوکبۂ شہابیہ ومتن وشرح الاستمداد اور تحذیر الناس نانوتوی وبراہین قاطعہ گنگوہی وحفظ الایمان تھانوی میں قطعی یقینی اللہ ورسول کو گالیاں ہیں اور اونکے مصنفین مرتدین انکی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو انکے کفر میں شک ہی کرے وہ بھی کافر ہے دیکھو کتاب مستطاب حسام الحرمین واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از دفتر ریلوے انجینیر سرسہ ضلع حصار مسئولہ سید محمد ابراہیم نقشہ نویس صاحب ۱۳ ذی القعدہ الحرام ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اوس شخص کے بارے میں جو حضرت غوث پاک کی توہین اور اونکے خاندان کی بے عزتی روبرو اہل اسلام علانیہ کرتا ہے اور اسپر اصرار کرتا ہے آیا ایسا شخص مومن ہے یا دائرہ اسلام سے خارج ہے ایسے شخص سے سلام یا کلام کرنا مسلمانوں کو چاہیے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب: حضور سیدنا غوث اعظم قطب اکرم جگر پارۂ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ ثم علیہ وسلم کی توہین فی نفسہ زہر قاتل وموجب بربادی دین ودنیا ہے مقدسہ میں ہے تکذ بیکم لی سم قاتل لادیانکم وسبب لذھاب دنیاکم واخراکم اور یہاں نظر بواقع اس طرح توہین علانیہ کا مرتکب ومصر نہ ہوگا مگر کٹر رافضی بغیض یا پکا وہابی خبیث اور یہ دونوں قطعاً دائرہ اسلام سے خارج ہیں کما ھو مفصل فی حسام الحرمین وفتاوی الحرمین ورد الرفضہ مسلمانوں کو ان سے میل جول رکھنا سلام کرنا پاس بیٹھنا پاس بٹھانا سب حرام ہے قال اللہ تعالٰی واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: از بمبئی مرسلہ سید فیاض الدین بریلوی نواب مسجد لائن ۵۷ پوسٹ ۹ ۲۳ ذی القعدۃ الحرام ۳۸ھ

الجواب: اونھوں نے اللہ واحد قہار جل جلالہ اور اوسکے رسول حبیب مختار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایذا دی ابلیس لعین کے قدموں پر اوسکی پیروی کی نام اسلام کو ذلیل کیا کفر وکفار کو فروغ دیا غضب الٰہی اپنے سر پر لیا اپنی ملعون حرکات سے عرش الٰہی کو لرزایا کفار کے ساتھ اونکے خاص دفتر میں اپنا چہرہ دکھایا اللہ اور رسولوں اور ملائکہ سب کی لعنت کے کام کیے ھم للکفر اقرب منھم یومئذ للایمان میں صراحۃً داخل ہوئے اون پر ہر فرض سے اعظم فرض ہے کہ اپنی ان کفری حرکات سے علی الاعلان توبہ کریں نئے سرے سے کلمۂ اسلام پڑھیں پھر اپنی عورتوں کو رکھنا ہو تو اون سے دوبارہ نکاح کریں اللہ عزوجل فرماتا ہے ولاتتبعوا خطوٰت الشیطٰن انہ لکم عدو مبین ٥ الی قولہ تعالٰی ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملٰئکۃ وقضی الامر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من جامع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہ اھ فاذا کان فی محض المساکنۃ فکیف فی مثل المعاونۃ دوسری حدیث میں ہے من کثر سواد قوم فھو منھم تیسری حدیث میں ہے من سود مع قوم فھو منھم فاذا کان ھذا فی

مجرد التسوید فکیف مع المشارکۃ المذکورۃ التائید چوتھی حدیث میں ہے اذامدح الفاسق غضب الرب واھتزلہ العرش اھ فاذا کان ھذا فی الفاسق فما ظنک بالکافر المارق شفا شریف امام قاضی عیاض واعلام امام ابن حجر مکی میں ہے وکذا (یکفر) من فعل فعلا اجمع المسلمون علی انہ لا یصدر الا من کافر وان کان صاحبہ مصرحا بالاسلام مع فعلہ جامع الفصولین ومنح الروض الازہر میں ہے من خرج الی السدۃ کفر اذ فیہ اعلان الکفر وکانہ اعان الیہ اھ فاذا کان ھذا فی کانہ فکیف فی اِنّہ فتاوی امام ظہیر الدین واشباہ والنظائر وتنویر الابصار ودرمختار میں ہے لوسلم علی الذمی تبجیلا یکفر ان تبجیل الکافر کفر لوقال لمجوسی یا استاذ تبجیلا کفر واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: واقع دربار عالیہ بھرچونڈی شریف اسٹیشن ڈھرکی ضلع سکھر (سندھ) مسئولہ عاکف فقیر عبداللہ قادری ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۳۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت تاج الفقہا سراج العلماء المدققین حامی السنۃ والدین غیاث الاسلام والمسلمین مجدد مأۃ حاضر جناب سرسید احمد رضا خاں صاحب قادری بعد الوف الوف تسلیمات مع التکریمات بصد آداب واضح برائے عالی باد کہ مسئلہ ہجرت معروف ومعلوم کہ درہند وسندھ کہ بتمام جوش وخروش علماء وقت بفرضیت او قائل شدہ اند وواعظ دینیہ وزاہد وجاہد بعام وخاص بمجالس مخصوصہ بشدت وحدت تمام دریں بارہ گشتہ اند بحدیکہ از اکثر علماء وقت مقال بدیں منوال رفتہ کہ ہر آنانکہ ہجرت نکنند ویا قائل بفرضیت او نشوند خارج از ایمان اند وزنان برایشاں حرام گردند آیا آں مفتی الزماں دریں مسئلہ کہ بمنزلۃ الاقوام است چہ فرمایند بدلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ دریں باب چہ تحریر دارند براہ نوازش وعنایت برسیم حقیقت مسئلہ حق مسئولہ شتاب بہ جواب سرفراز فرمایند کہ ماد فرضیت واستحبابیت ایں ہجرت سخت متردد ومتشکک ومضطرب حال مذبذب بایم تاکید مزید

الجواب: بحمد اللہ تعالٰی ہند وسندھ تاحال دارالاسلام است کما حققناہ فی رسالتنا اعلام الاعلام بان ھندستان دارالاسلام جمعہ وعیدین واذان واقامہ وغیرہا بکثرت شعار اسلامیہ جاری ست وشہرے کہ دارالاسلام بود تارشتہ از شعائر اسلام برجاست ہمچناں دارالاسلام ست کہ اسلام غالب ست ومغلوب نتواں شد وللہ الحجۃ البالغہ درجامع الفصولین ست ما بقی شیئ من احکام دار الاسلام تبقی دار الاسلام علی ما عرف ان الحکم اذا ثبت بعلۃ فی بقی شیئ من العلۃ یبقی الحکم ببقائہ ھکذا ذکر شیخ الاسلام ابوبکر فی شرح سیر الاصل ودر فصول عمادی ست دارالاسلام لاتصیر دار الحرب اذا بقی شیئ من احکام الاسلام وان زال غلبۃ اھل الاسلام امام ناصر الدین فرماید ما بقیت علقۃ من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام ودر شرح نقایہ است ان الدار محکوم بدار الاسلام ببقاء حکم واحد فیہا کما فی العمادی وغیرہا وہجرت از دارالحرب دارالاسلام قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاھجرۃ بعد الفتح رواہ الشیخان۔ ہجرت خاصہ کہ بر شخصے خاص بوجہ خاص لازم آید چیزے دیگر ست وآواز محلہ بمحلہ بلکہ از خانہ بخانہ دیگر تواں شد والیہا الاشارۃ فی حدیث من فربدینہ الحدیث واما ہجرت عامہ نباشد مگر از دارالحرب وادعائے فرضیتش از دارالاسلام باطل محض ست واصلے ندارد وتفوہ بتکفیر منکر فرضیت غلو فی الدین ست وتکفیر تارک ازاں ہم بالاتر ضلال مبین ست مگر آنا نتر سند از احادیث کثیرہ ناطقہ بآنکہ تکفیر مسلم کفر ست قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایما امرء قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدھما فان کان کما قال والا رجعت علیہ رواہ مسلم والترمذی عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما موجب ہجرت اگر تسلط نصارٰی است او نہ امروزست صدسال بیش می گزرد اینہاں وآبا اینہاں تاحال اقامت داشتند وبرزعم خود منکر ہجرت تحم کدام حکم کاشتند واگر چیزے ست کہ در ممالک دیگر ناشی شدہ پس ایں حکم عجب ست کہ حادثے بملکے رود وہجرت از ملک دیگر واجب شود نسأل اللہ العفو والعافیۃ واللہ تعالٰی اعلم

السوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں (۱) کسی کی زبان سے کلمۂ کفر نکل گیا یا اللہ ورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گالی دی پھر نادم ہوکر فوراً توبہ کیا اب بی بی اوس کی نکاح میں اوسکے رہیگی یا نہیں (۲) یہ جو مسئلہ مشہور ہے کہ اگر کوئی جاہل عالم کو گالی دیوے تو بی بی پر اوسکے طلاق واقع ہوجاتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے تو عالم کو کس مرتبہ کا ہونا اور گالی کا کس مرتبہ کا ہونا شرط ہے اور اگر عالم بدخو یا فاسد العقیدہ کو گالی دلوے یا صحیح العقیدہ کو کسی بات پر خواہ دنیا وی یا اخروی یا مسئلہ اختلافی لیکر جھگڑا کرکے باہم گالی گلوج کیا یہ جھگڑا مابین دو عالموں کے ہو تو شرع شریف کا کیا حکم ہے

الجواب: جسنے کلمۂ کفر قصداً کہا یا اللہ یا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی وہ کافر ہوجاتا ہے اوسکی عورت نکاح سے نکل جاتی ہے

پھر اگر مسلمان ہوا اور توبہ کرے عورت کو اختیار ہے کہ اوس سے دوبارہ نکاح کرے خواہ بعد عدت کے اور سے کرے (۲) عالم دین کو برا کہنا اگر اوس کے عالم دین ہونے کے سبب ہے تو کفر ہے اور عورت نکاح سے باہر خواہ برا کہنے والا خود عالم ہو یا جاہل اور عالم سنی صحیح العقیدہ کی توہین جاہل کو جائز نہیں اگرچہ اوسکے عمل کیسے ہی ہوں اور بدمذہب دگمراہ اگرچہ عالم کہلاتا ہو اوسے برا کہا جائیگا مگر اسی قدر جتنے کا وہ مستحق ہے اور فحش کلمہ سے ہمیشہ اجتناب چاہیے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از آرہ محلہ نوادہ ڈاک بنگلہ مرسلہ محبوب علی و عبد الغفور صاحب آخر ذی القعدہ ۳۸ھ

ایک پنڈت صاحب ساکن بلیا کے وہ آج کل آرہ میں آکر بہت زوروں کے ساتھ ہندو و مسلمان کو ایک جا جمع کرکے لکچر دیا کرتے ہیں بعد ختم لکچر کے پنڈت صاحب اکثر موقعوں پر خود اپنے ہاتھ سے ہندو و مسلمان کو ٹیکا دیتے ہیں بعد اوسکے مسلمان سے گلے گلے ملتے ہیں مگر قبل ٹیکا دینے کے مسلمانوں سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ لوگوں کے یہاں ممانعت ہے یا نہیں اوس پر چند مسلمانوں نے جواب دیا کہ کوئی ممانعت نہیں ہے اور نہ ٹیکے سے انکار ہے اس کہنے پر وہ ٹیکا دیتے ہیں اور گلے گلے ملتے ہیں اور اوسی لکچر کے اندر یہ کہا کہ ہندو و مسلمان ایک دل ہوکر اپنے اپنے گھروں میں انتظام کریں بلکہ اوسکے انتظام کے لیے چند ہندو مسلمان ممبر بنائے گئے اور یہ رائے مانا کہ اس غلہ کو بیچ کر ایک جگہ جمع کیا جائے اسی رائے کو دونوں فریق نے پاس کرکے ایک ہندو کے یہاں جمع کرنے کے لیے قرار دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ دونوں فریق کی رائے سے یہ پیسہ اپنے اپنے کار خیر کیلیے خرچ کریں۔ اب میں علمائے دین سے اس امر کو دریافت کرتا ہوں کہ وہ شراکت کا پیسہ ہم لوگ اپنے کار خیر میں جیسے مسجد کی مرمت یا تجہیز و تکفین مدارات میت وغیرہ وغیرہ میں لاسکتے ہیں یا نہیں اور ایک روز پنڈت صاحب نے ہندو و مسلمان سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج ہم اپنے رامائن کا اور مسلمانوں کے قرآن مجید کا اور انگریزوں کے بائبل کا یعنی تینوں کتابوں کا پوجا کریں گے اسکے انتظام اور اہتمام کیلیے یہ تھا کہ ایک ٹیلہ جسکو وہ لوگ سنگاسن کہتے ہیں اسکو بڑے تکلف کیساتھ ہار پھول سے سجا کر اوسکے اندر ایک رامائن ایک طرف بائبل اور بیچ میں مسلمانوں سے قرآن مجید منگوا کر رکھا اور بڑے اہتمام کے ساتھ بھجن گاتے اور ڈھول و جھانج وغیرہ بجاتے اور اوس میں مسلمان بھی شریک ہوکر شہر سے گھماتے ہوئے اپنے مندر کے اندر لیجا کر رکھا خیر کہا ہماری شریعت میں علمانے اس امر کو کہ کلام پاک کو غیر مذہب بیدین کی مجلس میں لیجانا اور یہ برتاؤ کرنا اور مندر کے اندر لیجا کر رکھنا کیا جائز ہے جب مسلمانوں سے کہا گیا تو اون لوگوں نے جواب دیا کہ اس میں حرج ہی کیا ہوا اگر ایسا کیا گیا کیونکہ ہم لوگوں نے شہر کے ایک ایک مولوی صاحب سے دریافت کیا تو اونھوں نے کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے اور ٹیکا کے بارے میں بھی یہی جواب ملا اب ان سب واقعہ کو لکھ کر خدمت بابرکت میں اپنے علمائے دین شرع متین کے پیش کرتا ہوں کہ فی الحقیقت یہ سب بات شرع کے اندر جائز ہے یا نہیں جیسا کہ یہاں پر مسلمان ہم کو جواب دیتے ہیں کہ ہم یہ سب مولوی صاحب سے دریافت کرلیا ہے لہذا ذیل میں چند جملے درج کرتا ہوں جو مضمون بالا کا لب لباب ہوسکتا ہے ان سوالوں کا جواب بالتفسیر سرفراز فرمایا جائے تاکہ اون بھائی مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرکے اونکی اصلاح کی جائے اون کے عقائد دربارہ مذکور درست نہیں ہے اور ذرا ان خود پرستیوں کی پوری پوری گوشمالی ہوجائے وہ مذہب پر دھبہ لگانے والی حرکت سے باز آکر راہ راست پر آئیں اسلیے گزارش خدمت عالی ہے کہ جلد جواب اسی پرچہ کی پشت پر تحریر فرمائیں (۱) مسلمانوں کو پیشانی پر ٹیکا لگانا خواہ وہ کسی قسم کا مانند زعفران وصندل وغیرہ کے ہو جائز ہے یا نہیں (۲) ہندوؤں کے شامل غول باندھ کر گاتے بجاتے رامائن وغیرہ ہندوؤں کی کتابوں کو بڑے اہتمام کیساتھ سنگاسن وغیرہ میں رکھ کر ہندوؤں کی مجلس میں جانا جہاں پر رام چندر کی جے کی صدا بلند ہوتی ہو مسلمانوں کیلیے جائز ہے یا نہیں (۳) قرآن مجید کا دوسری کتاب یعنی شامل مانند رامائن یا بائبل وغیرہ ہندوؤں کیساتھ پوجا کیا جانا خواہ مندر کے اندر لیجانا اور اوسکے اہتمام میں مسلمانوں کا شریک ہونا درست ہے یا نہیں (۴) ہندوؤں کے شامل چندہ جمع کرنا اور اوس چندہ سے رفاہ عام مسلمان کرنا مثلاً مرمت مسجد تجہیز تکفین میت لاوارث مسلمانی امداد بیوگان مسلم یا یتیم بچوں کی تربیت و تعلیم وغیرہ وغیرہ ممنوع ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ (۱) ماتھے پر قشقہ لگانا خاص شعار کفر ہے اور اپنے لیے جو شعار کفر پر راضی ہوا اوس پر لزوم کفر ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من تشبہ بقوم فھو منہ جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ اونھیں میں سے ہے اشباہ والنظائر میں ہے عبادۃ الصنم کفر ولا اعتبار بما فی قلبہ وکذا لو تزنر بزنار الیھود والنصارٰی دخل کنیستھم اولم یدخل واللہ تعالٰی اعلم (۲) سائل یہ پوچھتا ہے کہ وہ حرکات ملعونہ جائز ہیں یا نہیں یہ پوچھے کہ کفر ہے یا نہیں اونکی عورتیں نکاح سے نکلیں یا نہیں ان حرکات جامع الفصولین منح الروض الازہر میں ہے من خرج الی السدۃ (قال القاری ای مجمع اھل الکفر) کفر اذ فیہ اعلان الکفر وکانہ اعان علیہ واللہ تعالٰی اعلم (۳) قرآن عظیم کا مندر میں لیجانا اوسکی توہین ہے اور قرآن عظیم کی توہین

کفر اور رامائن کی پوجا اگر کفر نہ ہوئی تو دنیا میں کوئی بات کفر نہیں ہوسکتی اور کفر کے اہتمام میں شریک ہونا اور اوس پر راضی ہونا کفر ہے الرضا بالکفر کفر وہ لوگ اسلام سے نکل گئے اور اونکی عورتیں اونکے نکاح سے والله تعالٰی اعلم (۴) ممنوع ہے اور سخت ممنوع ہے شرکت کے سبب اگر اونکا روپیہ ہمارے یہاں کے کار خیر میں صرف ہوگا تو مسلمان کا روپیہ اون کے کفر کے کاموں میں صرف ہوگا جن کو وہ کار خیر سمجھتے ہیں مثلاً مندروں کی اعانت بتوں کی زینت وغیرہ اور ان پر راضی ہونا کفر ہے والله تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از شہر کہنہ محلہ سیلانی مرسلہ جناب محمد حسین صاحب رضوی مورخہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید بکر کے پاس آیا جس کو عرصہ پانچ یا چھ یوم کا ہوا اور دیگر اشخاص بھی زید کے ساتھ تھے یہ بیان کیا کہ ایک صف پر دو یا تین یا دس آدمی برابر فرض علیحدہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں بکر نے کہا کہ نماز نہیں ہوگی جماعت کرنا چاہیے بکر سے زید نے کہا کہ نماز ہوجاویگی میں نے مسئلہ اپنے مولوی سے دریافت کرلیا ہے اوس پر بکر نے کہا کہ میں تم کو کافر جانتا ہوں کیونکہ تم لوگ دیوبند اور گنگوہ کے علماء کی تقلید کرتے ہو اور وہ توہین سرکار مدینہ صلی الله تعالٰی علیہ وسلم کی کرتے ہیں لہذا میں توہین کئے کرنے والوں کو اور جو اون سے میل رکھتے ہیں کافر جانتا ہوں اور میں ہابی سے بات نہیں کرنا چاہتا اور زید میلاد شریف میں قیام کا منکر ہے اور کہتا ہے وہ بدعت ہے اب زید علمائے دین سے فتوی اس مضمون کا لایا ہے کہ بکر نے مجھ کو کافر کہا وجہ کوئی فتوی میں تحریر نہیں کی کہ کس وجہ سے کافر کہا ہے اب فتوی کو سب کو دکھاتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ بکر توبہ کرے اور جدید نکاح کرے لہذا آپ فرمائیں کہ بکر توبہ کرے یا زید بکر زید کو وہابی جانتا ہے اور دیگر دیوبندیوں کو جو کہ توہین کرتے ہیں اور یہ لوگ اونکی تقلید کرتے ہیں سب کو کافر جانتا ہے

الجواب:۔ کیا الله کی لعنت سے نہیں ڈرتے وہ لوگ جو شریعت کو دھوکا دیتے ہیں اور جھوٹا سوال بنا کر اولٹا فتوی لیتے ہیں اس صورت میں بکر پر وہ حکم ہرگز نہیں ہے بلکہ زید اور اوسکے ہم مذہب توہین کرنے والوں پر ہے کہ وہ اسلام سے خارج ہیں بکر کہ نبی سرور عالم صلی الله تعالٰی علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کو کافر جانتا ہے بیشک حق پر ہے والله تعالٰی اعلم اور نماز کا مسئلہ یہ ہے کہ ابھی جماعت نہ ہوئی اور کچھ لوگ ایک جگہ تنہا تنہا پڑھیں اور اون میں کوئی امامت کے قابل ہے تو بوجہ ترک جماعت کے گنہگار ہونگے فرض ادا ہوجائیں گے اور اگر جماعت اولٰی ہوچکی اور کچھ لوگ اتفاق سے رہ گئے جب بھی اونھیں چاہیے کہ مصلے سے ہٹ کر جماعت کریں اور رافضیوں اور گنگوہی کی طرح ایک جگہ الگ الگ نہ پڑھیں والله تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از امرتسر کٹرہ پرجہ مرسلہ غلام محمد صاحب دوکاندار ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ اگر ہجرت ہی کرنی ہے تو بجائے کابل کے مدینہ منورہ ہجرت کروں گا کم از کم یہ تو ہوگا کہ مسجد نبوی شریف میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ہوگا اور کہتا ہے دین مدینہ منورہ سے نکلا ہے اور پھر اوسی طرف پلٹ جائیگا پس اوس جگہ سے کون جگہ افضل ہوگی اور اس زمانہ میں جبکہ نصارٰی کا قبضہ اوس جگہ ہے کابل سے ہزار درجہ اوس جگہ کی ہجرت کو افضل کہتا ہے اور اپنے لیے باعث سلامتی دین و شفاعت تصور کرتا ہے زید کا یہ خیال درست ہے یا نہیں یہ ہجرت اوسکی درست ہوگی یا نہیں اور اگر ہجرت میں یہ نیت کرے کہ جب تک بیت الله شریف اور مدینہ منورہ پر کفار کا قبضہ ہے اوتنی مدت اپنے وطن میں نہ آئیگا ایسی نیت اوسکی درست ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ زید کے بالائے خیالات سب صحیح ہیں بیشک مدینہ طیبہ سے کسی شہر کو نسبت نہیں ہوسکتی رسول الله صلی الله تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں والمدینۃ خیر لھم لوکانوا یعلمون مدینہ اونکے لیے سب سے بہتر ہے اگر وہ جانیں مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظ آداب نہ ہوسکے گا اور قبضہ کفار کا بیان غلط ہے اور ہو تو یہ نیت کر اونکے قبضہ تک وہیں رہے گا اولٹی نیت ہے۔ والله تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ از کلکتہ زکریا اسٹریٹ ۲۳ مرسلہ حکیم سعید الرحمٰن صاحب دہلوی ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

حضرت اقدس جناب مولانا صاحب قبلہ دام فیضہ السلام علیکم مزاج گرامی نہایت ادب سے مگر بیتابی کیساتھ خدمت والا میں گزارش ہے کہ برائے کرم امور ذیل کا جواب مرحمت فرما کر خادم کی تسلی فرمائیں (۱) مسائل خلافت اسلامیہ و ہجرت عن الہند کے متعلق مولوی عبدالباری اور ابو الکلام وغیرہ نے جو کچھ آواز اوٹھائی ہے یہ حدود اسلامیہ و شرعیہ کے موافق ہے یا خلاف (۲) ہر لحاظ سے جناب والا کی خاموشی کن مصالح کی بنا پر ہے اگر موافق ہے تو کیوں ان اصحاب کی تائید میں آواز نہیں اوٹھاتے اور اگر خلاف ہے تو دوسرے مسلمانوں کو خطرناک ہلاکت سے نہیں روکا گیا جناب والا نے اپنے لیے کیا راہ عمل تجویز فرمائی ہے۔

الجواب:۔ مقصد بتایا جاتا ہے اماکن مقدسہ کی حفاظت اس میں کون مسلمان خلاف کرسکتا ہے اور کارروائی کی جاتی ہے کفار سے اتحاد مشرک لیڈروں کی غلامی وتقلید قرآن وحدیث کی عمر کو بت پرستی پر نثار کرنا مسلمانوں کا قشقہ لگوانا کافروں کی جے بولنا رام لچھمن پر پھول چڑھانا رامائن کی پوجا میں شریک ہونا مشرک کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر اوسکی جے بولتے ہوئے مرگھٹ کو لیجانا کافروں کو مسجد میں لیجا کر مسلمانوں کا واعظ بنانا شعار اسلام قربانی گاؤ کو کفار کی خوشامد میں بند کرنا ایک ایسے مذہب کی فکر میں ہونا جو اسلام وکفر کی تمیز اوٹھادے اور بتوں کے معبد پر آگ کو مقدس ٹھہرائے اور اسی طرح کے بہت اقوال احوال افعال جن کا پانی سر سے گزر گیا اور جنھوں نے اسلام پر یکسر پانی پھیر دیا کون مسلمان ان میں موافقت کرسکتا ہے ان حرکات خبیثہ کے رد میں فتوے لکھے گئے اور لکھے جاتے ہیں اس سے زیادہ کیا اختیار ہے یا کی ہے اوسے جو مقلب القلوب والابصار ہے وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ:۔ (پورا سوال دستیاب نہیں ہوسکا) ×

× ×

کہ جو طاعون سے مرتا ہے وہ کافر ہے اور دلیل میں زمانہ موسٰی علیہ السلام کا واقعہ پیش کرتا ہے اس قول سے بکر مخالف حدیث صحیح ہو کر کافر ہوا یا نہیں اور اوس کی زوجہ نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں اور بصورت تو بہ تجدید نکاح لازم ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ متواتر حدیثوں سے ثابت ہے کہ طاعون مسلمان کیلئے شہادت ورحمت ہے اور جو مسلمان طاعون میں مرے شہید ہے (حدیث ۱) صحیح بخاری وصحیح مسلم ومسند امام احمد میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا۔ الطاعون شھادۃ لکل مسلم طاعون ہر مسلمان کیلئے شہادت ہے (حدیث ۲) صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من مات فی الطاعون فھو شھید طاعون میں مرنے والا شہید ہے (حدیث ۳) مسند امام احمد ومعجم کبیر طبرانی وصحیح مختارہ بن صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے (حدیث ۴) طبرانی نے معجم اوسط اور ابونعیم نے فوائد ابوبکر بن خلاد میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون شھادۃ لامتی طاعون میری امت کیلئے شہادت ہے (حدیث ۵) امام احمد بسند صحیح راشد بن حبیش سے (حدیث ۶) طبرانی وابن قانع ربیع بن ایاس انصاری سے (حدیث ۷) احمد وابوداؤد طیالسی وسمویہ وضیا عبادہ بن صامت سے (حدیث ۸) طبرانی کبیر میں سلمان فارسی سے (حدیث ۹) احمد ودارمی وسعید بن منصور وبغوی وابن قانع صفوان بن امیہ سے (حدیث ۱۰) احمد ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ان چھ حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون شھادۃ طاعون شہادت ہے (حدیث ۱۱) امام مالک وامام احمد وابوداؤد وامام نسائی وابن حبان وحاکم جابر بن عتیک سے (حدیث ۱۲) ابن ماجہ ابوہریرہ سے (حدیث ۱۳) طبرانی کبیر میں عبداللہ بن بُسر سے (حدیث ۱۴) عبدالرزاق مصنف میں عبادہ بن صامت سے (حدیث ۱۵) ابن سعد طبقات میں سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح سے (حدیث ۱۶) ابن شاہین علی بن ارقم وہ اپنے والد سے رضی اللہ تعالٰی عنہم ان چھ حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں المطعون شھید جس مسلمان کو طاعون ہوا وہ شہید مرا (حدیث ۱۷) احمد وابن سعد عسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون شھادۃ لامتی ورحمۃ لھم ورجس علی الکافرین طاعون میری امت کیلئے شہادت ورحمت ہے اور کافروں پر عذاب ہے (حدیث ۱۸) صحیح بخاری ومسند احمد وابی داؤد طیالسی میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون کان عذابا یبعثہ اللہ تعالٰی علی من شاء وان اللہ تعالٰی جعلہ رحمۃ للمؤمنین طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ عزوجل جن پر چاہتا بھیجتا اور بیشک اللہ تعالٰی نے اوسے مسلمانوں کیلئے رحمت کردیا (حدیث ۱۹) امام احمد وحاکم کتنے میں اور بغوی اور حاکم مستدرک اور طبرانی کبیر میں ابوبردہ اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا کی اللھم اجعل فناء امتی قتلا فی سبیلک بالطعن الٰہی میری امت کو اپنی راہ میں شہادت نصیب کر دشمنوں کے نیزوں اور طاعون سے (حدیث ۲۰) ماوردی ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا کی اللھم اجعل فناء امتی بالطعن والطاعون الٰہی میری امت کو دشمن کے نیزوں اور طاعون سے وفات نصیب کر (حدیث ۲۱) طبرانی اوسط میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا لاتفنی امتی الا بالطعن والطاعون غدۃ کغدۃ الابل المقیم فیھا کالشھید والفار منھا کالفار من الزحف میری امت کا خاتمہ دشمن کے نیزوں اور طاعون سے ہی ہوگا اونٹ کی سی گلٹی ہے جو اوسمیں ٹھہرا رہے وہ شہید کے مانند ہے اور جو اوس سے بھاگ جائے وہ ایسا ہو جیسا کفار کو پیٹھ دیکر

جہاد سے بھاگنے والا (حدیث ۲۲) صحیح مستدرک میں ابوموسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الطاعون وخز اعدائکم من الجن وھو لکم شھادۃ طاعون تمہارے دشمن جنوں کا کوچا ہے اور وہ تمہارے لیے شہادت ہے (حدیث ۲۳) مسند احمد ومعجم کبیر میں ابوموسٰی اور اوسط میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں فناء امتی بالطعن والطاعون وخز اعدائکم من الجن وفی کل شھادۃ میری امت کا خاتمہ جہاد وطاعون سے ہے کہ تمہارے دشمن جنوں کا کوچا ہے اور دونوں میں شہادت ہے (حدیث ۲۴) ابن خزیمہ وابن عساکر شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے (حدیث ۲۵) ابن عساکر معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے دونوں وقفاً (حدیث ۲۶) شیرازی القاب میں معاذ سے رفعاً راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان الطاعون رحمۃ لکم ودعوۃ نبیکم وموت الصالحین قبلکم وھو شھادۃ بیشک طاعون تمہارے رب کی رحمت اور تمہارے نبی کی دعا اور اگلے نیکوں کی موت ہے اور وہ شہادت ہے (حدیث ۲۷) احمد وطبرانی وابن عساکر اونھیں سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں فیستشھد اللہ بہ انفسکم وذراریکم ویزکی بہ اعمالکم اللہ تعالٰی طاعون سے تمہیں اور تمہارے بچوں کو شہادت دیگا اور اوسکے سبب تمہارے اعمال ستھرے کریگا (حدیث ۲۸) امام مالک ودارقطنی ابوہریرہ سے (حدیث ۲۹) نسائی عقبہ بن عامر سے راوی رضی اللہ تعالٰی عنہما رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الشھداء خمسۃ المطعون والمبطون والغریق وصاحب الھدم والشھید فی سبیل اللہ شہید پانچ ہیں طاعون زدہ اور جو پیٹ کی بیماری سے مرا ہو اور جو ڈوبے اور جس پر مکان یا دیوار گرے اور وہ کہ جہاد میں شہید ہو (حدیث ۳۰) ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ میں نماز میں حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ تھا حضور نے دعا کی اللھم طعنا وطاعونا الٰہی دشمنوں کے نیزے اور طاعون میں نے جانا کہ حضور ان سے اپنی امت کی موت مانگتے ہیں (حدیث ۳۱) احمد وطبرانی عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں شہید اور طاعون زدہ حاضر آئیں گے طاعون والے کہیں گے ہم شہید ہیں حکم ہوگا انظروا فان کانت جراحتھم کجراح الشھداء تسیل دما کریح المسک فھم شھداء دیکھو اگر ان کا زخم شہیدوں کی شکل ہے خون رواں اور مشک کی خوشبو تو یہ بھی شہید ہیں فیجدونھم کذلک دیکھیں گے تو انھیں ایسا ہی پائیں گے (حدیث ۳۲) احمد ونسائی عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا روز قیامت شہدا اور وہ جو بچھونے پر مرے طاعون والوں کے بارے میں جھگڑیں گے شہدا کہیں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں ہماری طرح مقتول ہوئے بچھونے والے کہیں گے ہمارے بھائی ہیں ہمارے۔ رب عزوجل فیصلہ کے لئے فرمائیگا انظروا الی جراحھم فان اشبہ جراحھم جراح المقتولین فانھم منھم ومعھم اون کے زخم دیکھو اگر شہیدوں کے سے ہیں تو وہ انھیں میں سے ہیں اور اونکے ساتھ ہیں دیکھیں گے تو ان کے زخم اونھیں کے سے ہونگے فیلحقون بھم یہ شہیدوں میں ملادیے جائیں گے متواتر ارشاد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا رد کلمہ کفر ہے اور دانستہ ہو تو صریح کفر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تو اونکو شہید فرمائیں اور یہ شخص کافر کہے اس سے بڑھ کر اور کیا رد ہوگا اوس شخص پر لازم ہے کہ تائب ہو کلمہ پڑھے اپنی عورت سے نکاح جدید کرے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: ازگورری ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفرپور مرسلہ عبدالجبار صاحب یکم شعبان ۱۳۳۶ھ

ایک شخص نماز نہیں پڑھتا ہے لوگوں نے زبردستی نماز پڑھنے کو کہا اور اوس نے انکار کیا اس صورت میں انکار کرنے والے اور تاکید کرنیوالے کے ایمان میں نقص آیا یا نہیں اگر نقص آیا تو کس درجہ کا بصورت اکراہ وخوف سزا سے جبریہ نماز پڑھتا ہے نہ معلوم نماز ریا ادا کرتا ہے یا خلوص لیکن ظاہر اسباب زبردستی دباؤ ہے پس نماز زعام جاہل کا دباؤ سے مقبول ہے یا نہیں ع۲ ذابح البقر جس نے اپنا پیشہ ذبح کرنا مویشیوں کا دنفع اوٹھانا فروخت گوشت سے ہمیشہ اختیار کرلیا ہے بخشا جائیگا یا نہیں وپرسش خون ناحق اوسکا یوم الحشر میں ہوگا یا نہیں۔ ع۳ ایک مسلمان نذر لغیر اللہ کھانا وامداد مخلوق مثل شیخ سدو وخواجہ خضر و کالی بھوانی وغیرہ تعزیہ پرستی سے طلب کرتا ہے وبصورت حصول مراد نہیں نذر دینے سے ضرر جان ومال کا تصور کرتا ہے ان صورتوں میں نقص ایمان واقع ہوا یا نہیں وذبیحہ اوس کا کھانا جائز ہے یا نہیں

الجواب: تاکید کرنے والے پر الزام نہیں اور انکار اگر یوں ہے کہ تیرے کہنے سے نہیں پڑھتا تو گناہ ہی ہے اور اگر فرضیت نماز سے انکار کرے تو کفر کما فی جامع الفصولین وغیرہ قبول وعدم قبول کا بیان اوپر گزرا سقوط فرض ہوجائیگا لاسیما فی الفرائض کما فی الاشباہ وغیرھا مسلمان پر بدگمانی حرام ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ ع۲ ذبح بقر کو خون ناحق کہنا کلمہ کفر ہے اور اوسکی بخشش نہ جاننا ضلالت وگمراہی اور اوس پیشے کے جواز میں کوئی شبہ نہیں اور ذابح البقر کی

وعید موضوع وبے اصل بے حوالہ او سیر ہے جو ان دعاوی باطلہ کا مدعی ہو اونشا مطالبہ جہالت وہابیہ ہے واللہ تعالٰی اعلم ۔ ۳ کالی بھوانی سے مدد مانگنے والے کو مسلمان کہنا کلمہ کفر ہے کہنے والے پر تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم ہے اور کالی بھوانی شیخ سدو اور ارواح خبیثہ کے ساتھ نبی اللہ خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استمداد کو ملانا صریح گمراہی اور نبی اللہ کی توہین اور امام الوہابیہ مخزولی کی طرز لعین ہے تو بہ فرض ہے اور جب وہ کالی بھوانی سے مدد مانگتا ہے تو قطعاً کافر مشرک ہے اوس کے ایمان کے نقصان یا کمال اور اوسکے ذبیحہ سے سوال نادانی ہے نہ اسکے بعد کسی امر محتمل سے بحث کی حاجت نہ کہ جائز یا مستحب ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ : مرسلہ مولوی عابد علی صاحب سیتری ڈاکخانہ سیف اللہ گنج ضلع سلطان پور ۷ ربیع الاول شریف ۳۵ھ

۱ احمد بخش محمد بخش نبی بخش رسول بخش حسین بخش پیر بخش مدار بخش وغیرہ وغیرہ نام رکھنا از روئے احکام شریعت جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو اس میں شرک ہے یا کیا اور اگر کوئی شخص ایسے ناموں کے رکھنے کو منع کرے اور نام رکھنے والا منع کرنے والے کو مشرک بتائے اور وہابی ٹھہرائے اور ناقابل امامت قرار دے اور بالفاظ واضح یہ ثابت کرنا چاہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جبتک نہ بخشیں گے خدائے پاک نہ بخشے گا اور اسکے ثابت کرنے کیلئے آیات قرآنی غیر متعلق کا حوالہ دے تو ایسا شخص کسی خطاب کا مرتکب ہوا یا نہیں اور کس خطاب کا اور یہ بھی مخفی نہ رہے کہ نام رکھنے والا اپنے کو عالم کہتا ہے اور مجمع عام میں ایسی تقریر کرتا ہے ۲ جو شخص اپنا خطاب اپنی جسمانی وضع اپنا لباس اپنا ضروری دیگر اسباب مثل ہندوؤں کے رکھے اور نماز کا بھی پابند نہ ہو ایسا شخص عالم کہا جائے گا یا مصداق من تشبہ بقوم فھو منھم کا ہوگا ۔ بینوا توجروا

الجواب : یہ نام شرعاً درست ہیں ان میں معاذ اللہ کسی طرح کوئی شرک نہیں نہ شرع سے کہیں ممانعت ہے بلکہ قرآن عظیم سے اوسکا جواز ثابت ہے حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مریم سے کہا انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں اس لیے کہ میں تم کو ایک ستھرا بیٹا دوں قرآن عظیم سیدنا عیسٰی علیہ الصلاۃ والسلام کو جبریل بخش بتا رہا ہے پھر بخش معنی عطا کیلئے متعین نہیں بمعنی حصہ و بہرہ بھی کثیر الاستعمال ہے معہذا علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ اگر ملحد کہے انبت الربیع البقل تو اوسکے الحاد پر محمول ہے اور اگر مسلم کہے تو یقیناً تجوز ہے اور اوسکا اسلام ہی قرینہ بس ہے کما نص علیہ فی الفتاوی وغیرہا منع کرنے والا اگر بربنائے اصول وہابیت منع کرتا ہے تو اوس پر الزام وہابیت بیجا نہیں من یغفر الذنوب الا اللہ اپنا ایمان ہے او لمن صبر و غفر فان ذلک من عزم الامور بھی ایمان ہے وان تعفوا و تصفحوا و تغفروا فان اللہ غفور رحیم بھی ایمان ہے واذا ما غضبوا ھم یغفرون بھی ایمان ہے اس قسم کے استدلال خارجیوں کی ایجاد ہیں کہ امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ پر حکم کفر لگایا کہ انھوں نے غیر خدا کو حکم بنایا حالانکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الحکم الا للہ اور نہ دیکھا کہ وہی رب عزوجل فرماتا ہے فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا یہ مضمون کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نہ بخشیں گے اللہ عزوجل نہ بخشے گا اس قائل سے پہلے حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

ارحم الراحمین نہ بخشاید جب بے رضائے تو یا رسول اللہ ؎

حقوق العباد میں کہا جاتا ہے کہ جبتک صاحب حق نہ بخشے اللہ عزوجل نہ بخشے گا اسکے یہ معنی کسی کے وہم میں نہیں آسکتے کہ معاذ اللہ اوسکی مغفرت پر رب العزۃ قادر نہیں یا مغفرت ذنوب میں کوئی اوس کا شریک ہے بندوں کا مالک بھی وہی ہے اور بندوں کے حقوق کا مالک بھی وہی ہے مگر صاحب حق کی دلداری کیلئے اوسکی مغفرت اوسکے بخشنے پر موقوف رکھی پھر وہ دلداری کہ اوسے اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی منظور ہے اوسکی مقدار کا جاننا کس کا مقدور ہے صحیح بخاری میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں ما اری ربک یسارع فی ھواک میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رحمۃ للعلمین بھیجے گئے اور مومنین پر بالخصوص کمال مہربان ہیں رؤف رحیم ہیں ان کا مشقت میں پڑنا اون پر گراں ہے ان کی بھلائیوں پر حریص ہیں جیسے کہ قرآن عظیم ناطق لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رءوف رحیم تمام عاصیوں کی شفاعت کیلئے تو وہ مقرر فرمائے گئے واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات کیا وہ اون میں کسی کی بخشش نہ چاہیں گے کیا مسلمان کا مشقت میں پڑنا اون پر گراں نہ ہوگا یہ تو نص آیت کے خلاف ہے ضرور وہ کہ جس کا بخشنا حضور نہ چاہیں گے وہ ہوگا جو مسلمان نہیں اور جو مسلمان نہیں بے شک اللہ اوسے نہ بخشے گا ۔ واللہ تعالٰی اعلم ۔ ۲ خطاب و لباس و وضع و اسباب میں کفار سے مشابہت ممنوع ہے اور عالم ہو کر ایسا کرے تو اور سخت معیوب ہے مگر فھو منھم اوس کے لیے ہے جو کفار کے دینی شعار میں بالقصد معاذ اللہ اوسکی پسند کے طور پر کی جائے واللہ تعالٰی اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
فتاوٰی رضویہ
جلد نہم
اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب
دار العلوم امجدیہ
مکتبہ رضویہ
آرام باغ روڈ، کراچی
پاکستان

مسائل کلامیہ

مسئلہ ازحسن پور ضلع مرادآباد بذریعہ طفیل احمد صاحب قادری برکاتی رضوی مرسلہ حافظ اکرام اللہ خاں ۱۸ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل کے فخر المطابع لکھنؤ کی چھپی ہوئی کے ص ۳۲۹ پر جو عرس شریف کے تردید میں کچھ نظم ہے اور رنڈی وغیرہ حوالہ دیا ہے اسے جو پڑھا تو جہاں تک عقل نے کام دیا سچا معلوم ہوا کیونکہ اکثر عرس میں رنڈیاں ناچتی ہیں اور بہت بہت گناہ ہوتے ہیں اور رنڈیوں کے ساتھ ان کے یار آشنا بھی آتے ہیں اور آنکھوں سے سب آدمی دیکھتے ہیں اور طرح طرح کے خیال آتے ہیں کیونکہ خیال بدونیک اپنے قبضہ میں نہیں ایسی اور بہت ساری باتیں لکھی ہیں جنکو دیکھکر تسلی بخش جواب دیجئے۔

سوال دوم۔ اور اس کتاب کے ص ۳۰ پر دربارہ علم غیب کے جو فتوے درج ہیں کہ جھمار نے کا آپ کو علم ہوجاتا ہے اسکے جواب میں مولوی صاحب نے درج کی سورہ نحل آیۃ چہارم پارہ ۷ سورہ انعام آیت پنجم و سورہ اعراف سورہ احقاف اور اس سے آگے حدیث شریف پیش کی ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپکو علم غیب کیا کل کا بھی حال معلوم نہیں تھا کہ کیا ہوگا حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ کہنا کہ شیطان کو علم زیادہ ہے اور آپ کو کم تو عرض ہے کہ بہت ساری باتیں ایسی ہیں کہ ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دی گئیں اوروں کو دی گئیں مثل سلیمان علیہ السلام کو تخت اور لڑائی کیواسطے گھوڑے اور اونٹ اور ہمارے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہیں پیدل چل کر لڑتے تھے بہت ساری باتیں عرض حال ہے جس سے طول ہونے کا خیال ہے۔ تسلی بخش جواب بادلیل عنایت کیجئے اور وہ آیت مع ترجمہ جس سے کہ علم غیب معلوم ہوتا ہے اور حدیث شریف جس سے علم غیب پایا جاتا ہے اور وہ مثل حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی جو تہمت لگائی گئی تھی اگر علم غیب ہوتا تو آپ کو کیوں خبر نہ ہوئی۔

سوال سوم۔ اگر کسی عورت کا خاوند شراب پیتا ہے اور شراب پی کر عورت سے جماع کرے تو اس عورت کو کیا کرنا چاہئے۔

سوال چہارم۔ اگر کوئی ہندو کوئی چیز میرے پاس نقد یا سامان رکھ گیا تو اسکو نہ دینا چاہیئے جائز ہے یا ناجائز یا کوئی چیز بھول گیا تو میں نے اوسکو اوٹھالی تو دینا چاہیئے یا نہیں غرض ہندوؤں کا مال چوری دھوکا دے کر لینا جائز ہے یا نہیں۔ سوال پنجم۔ یہ جو مشہور ہے کہ عورت کو خواہش نفس مرد سے نو حصے زیادہ ہے اسکا پتہ شریعت سے چلتا ہے یا نہیں۔ سوال ششم۔ کنگھا داڑھی میں کس کس وقت کیا جائے۔ سوال ہفتم مولوی اشرف علی تھانہ بھون والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ سوال ہشتم وہ کون سی باتیں ہیں جنکی وجہ سے کتاب تقویۃ الایمان خراب ہے۔

الجواب ۱ تقویۃ الایمان ایک گمراہی اور بیدینی کی کتاب ہے علمائے حرمین شریفین نے اس گروہ کو گمراہ و بیدین لکھا ہے اور فرمایا ہے اولئك حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخسرون۔ یہ لوگ شیطان کے گروہ ہیں خبردار رہو شیطان ہی کے گروہ نقصان میں ہیں۔ اس کتاب اور اسکے مصنف کے کلمات کفر کو کبہ شہابیہ میں بطور نمونہ ستر کے قریب بیان کئے ہیں جس میں صفحات کے حوالہ سے اسکی عبارتیں اور پھر اوسکے کلمہ کفر ہونے پر آیتیں حدیثیں ائمہ کی روایتیں لکھی ہیں اور اس رسالہ کو دیکھئے تو آپکو معلوم ہو کہ یہ شخص کیسا بیدین تھا بیدینی کی کتاب دیکھنا حرام ہے۔

جواب سوال دوم۔ علم غیب ذاتی کہ اپنی ذات سے بے کسی کے دیئے ہوئے اللہ عزوجل کیلئے خاص ہے اون آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں کہ بے خدا کے دیئے کوئی نہیں جان سکتا اور اللہ کے بتائے سے انبیا کو معلوم ہونا ضروریات دین سے ہے قرآن مجید کی بہت آیتیں اوسکے ثبوت میں ہیں از انجملہ سورۂ جن میں فرماتا ہے عٰلم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الامن ارتضی من رسول۔ اللہ ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے خاص غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے اور فرماتا ہے تلك من انباء الغیب نوحیھا الیك یہ غیب کی باتیں ہیں کہ ہم تمھیں بتاتے ہیں۔ اور فرماتا ہے وما ھو علی الغیب بضنین یہ نبی غیب کی باتیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے اس مسئلہ کے بیان کو رسالہ انباء المصطفے و رسالہ خالص الاعتقاد دیکھئے کہ کتنی آیتوں حدیثوں اور اقوال ائمہ دین سے ثبوت ہے جو شخص شیطان کے علم کو زیادہ بتاتا ہے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہین کرتا ہے اور کافر ہے اسکے بیان کو علمائے حرمین شریفین کا فتوی حسام الحرمین دیکھئے یہ سب کتابیں بریلی مطبع اہلسنت سے مل سکتی ہیں۔ کوئی دولت کوئی نعمت کوئی عزت جو حقیقۃ نعمت و دولت و عزت ہو ایسی نہیں کہ اللہ عزوجل نے کسی اور کو دی ہو اور حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو عطا نہ کی ہو جو کچھ جسے عطا ہوا ہے یا عطا ہوگا دنیا میں یا آخرت میں وہ سب حضور کے صدقہ میں ہے حضور کے

طفیل میں ہے حضور کے ہاتھ سے عطا ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں انما انا قاسم و اللہ المعطی دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔

جواب سوال سوم۔ رنڈیوں کا ناچ بیشک حرام ہے اولیائے کرام کے عرسوں میں بیقید جاہلوں نے یہ معصیت پھیلائی ہے اشرف علی کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے اوسکی کتاب حسام الحرمین میں فرمایا ہے من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ جو اوسکے اقوال کفر پر مطلع ہوکر اوسکے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

جواب سوال چہارم۔ خاوند کے شراب پینے کا وبال اوسپر ہے عورت اوسے جماع سے منع نہیں کرسکتی

جواب سوال پنجم۔ امانت میں خیانت جائز نہیں اگرچہ ہندو کی ہو غدر و بدعہدی جائز نہیں اگرچہ ہندو سے ہو خیانت و غدر کے سوا اسکا بھی لحاظ ضرور ہے کہ کسی جرم قانونی کا ارتکاب کرکے اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرنا بھی منع ہے حدیث میں ہے من اعطی الدنیۃ من نفسہ طائعا غیر مکرہ فلیس منا۔ اور جب نہ غدر ہو نہ قانونی جرم تو پھر جسطرح اوسکا مال ملے مباح ہے۔

جواب سوال ششم ضرور اسکی اصل ہے حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ عورت کو بہت حصوں زائد مرد سے خواہش ہے مگر اللہ تعالی نے اون پر حیا ڈال دی ہے۔

جواب سوال ہفتم۔ کنگھے کیلئے شریعت میں کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے اعتدال کا حکم ہے نہ تو یہ ہو کہ آدمی جناتی شکل بنا رہے نہ یہ ہو کہ ہر وقت مانگ چوٹی میں گرفتار خیر الامور اوسطہا واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ از مرادآباد مدرسہ اہلسنت بازار دیوان مرسلہ مولوی ابو المسعود عبدالودود صاحب طالب علم مدرسہ مذکور یکم جمادی الاولی ۳۶ھ۔

وہابی جو مشہور ہیں وہ کون سا فرقہ ہے اور ان کی اصل کہاں سے نکلی اور ان کے عقائد کیا ہیں اور ان کی بابت حدیث میں کیا وارد ہے۔

الجواب

وہابی ایک بے دین فرقہ ہے جو محبوبان خدا کی تعظیم سے جلتا ہے اور طرح طرح کے حیلوں سے اون کے ذکر و تعظیم کو مٹانا چاہتا ہے ابتدا اسکی ابلیس لعین سے ہے کہ اللہ عزوجل نے تعظیم سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کا حکم دیا اور اوس ملعون نے نہ مانا اور زمانہ اسلام میں اسکا بادی ذوالخویصرہ تمیمی ہوا جس نے بررو حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان ارفع میں کلمہ توہین کہا اوسکے بعد ایک پورا گروہ خوارج کا اس طریق پر چلا جنکو امیر المومنین مولی علی نے قتل فرمایا تو لوگوں نے کہا الحمد للہ کو جس نے ان کی نجاستوں سے زمین کو پاک کیا امیر المومنین نے

فرمایا یہ منقطع نہیں ہوئے ابھی ان میں کے ماؤں کے پیٹوں میں ہیں باپوں کی پیٹھوں میں ہیں کلما قطع قرن نشا قرن جب ان میں کی ایک سنگت کاٹ دی جائیگی دوسری سر اوٹھائیگی حتی یخرج اٰخرھم مع الدجال یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کیساتھ نکلے گا اس حدیث کے مطابق ہر زمانہ میں یہ لوگ نئے نئے نام سے ظاہر ہوتے رہے یہاں تک کہ بارہویں صدی کے آخر میں ابن عبد الوہاب نجدی اس فرقہ کا سرغنہ ہوا اور اوس نے کتاب التوحید لکھی اور توحید الٰہی عزوجل کے پردے میں انبیاء و اولیا علیہم الصلاۃ والسلام اور خود حضور اقدس سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام کی توہین دل کھول کر کی اوسکی طرف نسبت کر کے اس گروہ کا نام نجدی وہابی ہوا ہندوستان میں اس فتنہ ملعونہ کو پھیلایا۔ کتاب التوحید کا ترجمہ کیا اوس کا نام تقویۃ الایمان رکھا دلی عقیدہ وہ ہے جو تقویۃ الایمان میں کئی جگہ صاف لفظوں میں لکھدیا کہ "اللہ کے سوا کسیکو نہ مان اوروں کا ماننا محض خبط ہے" اسکے متبعین جو گروہ ہیں عقائد میں سب ایک ہیں مگر اعمال میں یوں متفرق ہوئے کہ ایک فرقہ نے تقلید کو بھی ترک کیا اور خود اہلحدیث بنے یہ غیر مقلد وہابی ہیں اون کا سرگروہ نذیر حسین دہلوی اور کچھ پنجابی بنگالی تھے اور ہیں اور مقلد وہابیوں کے سرگروہ رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی اور اب اشرف علی تھانوی جو اون لوگوں کو اچھا جانے یا تقویۃ الایمان وغیرہ انکی کتابوں کو مانے یا ان کے گمراہ بددین ہونے میں شک کرے وہ وہابی ہے وہابی کی علامت حدیث میں ارشاد ہوئی کہ ظاہراً شریعت کے بڑے پابند بنیں گے تحقرون صلاتکم عند صلاتھم وصیامکم عند صیامھم واعمالکم عند اعمالھم تم اپنی نماز کو اون کی نماز کے آگے حقیر جانوگے اور اپنے روزوں کو اون کے روزوں کے آگے اور اپنے اعمال کو اون کے اعمال کے آگے یقرؤن القرآن ولایجاوز تراقیھم قرآن پڑھیں گے مگر اون کے گلے کے نیچے سے نہ اوتریگا یعنی دل میں اوسکا اثر نہوگا یقولون من خیر قول البریۃ باتیں بظاہر بہت اچھی کریں گے اور ایک روایت ہے من قول خیر البریۃ حدیث حدیث بہت پکاریں گے باینہمہ حال یہ ہوگا یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ نکل جائیں گے دین سے ایسے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانہ سے ثم لایعودون پھر لوٹ کر دین میں نہ آئیں گے سیماھم التسبید اون کی علامت سر منڈانا ہوگی مشمرو الازر تہبند یا پائچے بہت اونچے اون کے عقائد کا بیان ہمارے رسالہ نور الفرقان اور رسالہ الکوکبۃ الشہابیہ میں ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم۔ مولود شریف کی حقیقت کیا ہے اور محفل میلاد میں خاص وقت ذکر ولادت شریف حضور پر نور احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کھڑے ہونا اور لوگوں کو کھڑے ہونے کیلئے حکم دینا اور نعتیہ اشعار خوش الحانی سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ یہ سب باتیں جائز و مستحسن و باعث برکات ہیں اور اون کی اصل قرآن عظیم

کے ان احکام کا ماننا ہے کہ اما بنعمۃ ربك فحدث اپنے رب کی نعمت لوگوں کے سامنے خوب بیان کرو وذکرھم بایّٰم اللّٰہ انھیں اللہ کے دن یاد دلاؤ قل بفضل اللّٰہ وبرحمتہ فلیفرحوا تم حکم دو کہ اللہ کے فضل اور اللہ کی رحمت کی خوشی منائیں لتؤمنوا باللّٰہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ تاکہ تم اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ رام نگر ضلع بنارس مرسلہ امام الدین صاحب ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

گذشتہ محرم خواجہ حسن نظامی دہلوی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام محرم نامہ رکھا ہے خواجہ صاحب ایک مشہور شخصیت کے آدمی ہیں اس لئے ان کی اس کتاب کی بڑی اشاعت ہوئی اس کا ایک نسخہ ناچیز کے ایک دوست نے بھی منگایا اس محرم نامہ میں خواجہ صاحب نے عام بنوامیہ پر اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ پر خصوصًا نہایت سخت وشدید حملے کئے ہیں اور ان کے متعلق ایسی ایسی باتیں لکھی ہیں سنی المذہب محرم نامہ پڑھنے والوں کے خیالات میں نہایت ہلچل پڑ گئی ہے۔ لہذا محرم نامہ مذکور سے اخذ کرکے کچھ حوالہ قلم کرتا ہوں اور دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ باتیں کیسی ہیں تاکہ معلوم کرکے خود کو اور دیگر برادران اہل سنن کو خیالات کی کشمکش سے چھڑاؤں محرم نامہ میں ہے۔ (۱) اگر سوچئے تمکو معلوم ہوجائیگا کہ حضرت عثمان کی شروع خلافت سے لیکر قتل عثمن تک جنگ جمل، جنگ صفین۔ فیصلہ صفین اور آخر تک ہر بڑے چھوٹے فساد کی بنیاد میں عمرو بن العاص کا ہاتھ ضرور تھا۔ (۲) حضرت علی کو دھوکا دیکر خلافت حضرت عثمن کو انھوں نے دلوائی۔ (۳) اور پھر سب سے پہلے مخالفت عثمن پر یہ آمادہ ہوئے (۴) حضرت عثمن کی بہن کو طلاق دی۔ (۵) اور مسجد میں سخت کلامی کا افتتاح بھی انھیں عمرو بن العاص نے حضرت عثمن کے ساتھ کیا۔ (۶) یہی عمرو بن العاص تھے جنھوں نے لوگوں کو علانیہ جوش دلا کر حضرت عثمان کے مار ڈالنے پر ترغیب دی۔ (۷) اور پھر یہی عمرو بن العاص تھے جو معاویہ کے وزیر بنکر حضرت علی سے خون عثمان کا انتقام لینے آئے۔ (۸) فیصلہ خلافت میں ابوموسٰی اشعری کو دھوکا دینے والے بھی یہی تھے (۹) بنی امیہ اور عمرو بن العاص جیسے چند آدمیوں کی یہ آگ لگائی ہوئی ہے جو آجتک نہیں بجھی۔ مندرجہ بالا باتوں کا تعلق اگرچہ زیادہ تر تاریخ سے ہے لیکن چونکہ اوسکا ایک ایک حرف مذہب پر اثر ڈال رہا ہے اسلئے ناچیز نے دارالافتاء کے دروازے ہی پر دستک دینی مناسب سمجھی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کے متعلق تین باتیں اور پوچھنی ہیں (۱) حضرت کا نسب نامہ (۲) آیا آپ کی حضور رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کوئی رشتہ داری تھی یا نہیں (۳) کسی گروہ کو آپ کے صحیح النسب ہونے میں کلام ہے۔ محرم نامہ مذکور کی نسبت یہ دریافت کرنا ہے کہ آیا اسکا پڑھنا سنیوں کیلئے کیسا ہے اور اسکو درست سمجھنا۔

الجواب سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر صحابہ کرام سے ہیں اون کی شان میں گستاخی نہ کریگا مگر رافضی جس کتاب میں ایسی باتیں ہوں اوسکا پڑھنا سننا مسلمان سنیوں پر حرام ہے ایسے مسئلہ میں کتابوں کے حوالے کی کیا حاجت اہلسنت کے مسنون عقائد میں تصریح ہے الصحابۃ کلھم عدول لانذکرھم الابخیر صحابہ سب کے سب اہل خیر و عدالت ہیں ہم اون کا ذکر نہ کرینگے مگر بھلائی سے اگر کوئی شخص عقائد اہلسنت کی کتابوں کو نہ مانے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو تو مانے گا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اسلم الناس وآمن عمرو بن العاص بہت لوگ وہ ہیں کہ اسلام لائے مگر عمرو بن العاص اون میں ہیں جو ایمان لائے رواہ الترمذی عن عقبۃ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں عمرو بن العاص من صالحی قریش عمرو بن العاص صالحین قریش سے ہیں رواہ الامام احمد فی مسندہ عن سیدنا طلحۃ بن عبید اللہ احد العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں نعم اھل البیت عبد اللہ وابو عبد اللہ وام عبد اللہ بہت اچھے گھر والے ہیں عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عبداللہ کا باپ اور اوسکی ماں رواہ البغوی وابو یعلی عن طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واخرجہ ابن سعد فی الطبقات بسند صحیح عن ابن ابی ملیکۃ وزاد یعنی عبداللہ بن عمرو بن العاص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ ذات السلاسل (میں) ایسی الٰہی فوج کا سردار کیا جس میں صدیق اکبر و فاروق اعظم تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ ایک بار اہل مدینہ طیبہ کو کچھ ایسا خوف پیدا ہوا کہ متفرق ہو گئے سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور عمرو بن العاص دونوں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما تلوار لیکر مسجد شریف میں حاضر رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور اوس میں ارشاد کیا الا یکون فزعکم الی اللہ ورسولہ الا فعلتم کما فعل ھذان الرجلان المؤمنان۔ کیوں نہوا کہ تم خوف میں اللہ و رسول کی طرف التجا لاتے تم نے ایسا کیوں نہ کیا جیسا ان دونوں ایمان والے مردوں نے کیا منکر اگر احادیث کو بھی نہ مانے تو قرآن عظیم کو تو مانیگا اللہ عزوجل فرماتا ہے لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی واللہ بما تعلمون خبیر۔ تم میں برابر نہیں جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ و قتال کیا وہ درجے میں اون سے بڑے جنھوں نے بعد میں خرچ و قتال کیا اور دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ کہ تم کرو گے اللہ عزوجل نے صحابۂ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو قسم فرمایا ایک مومنین قبل فتح مکہ دوسرے مومنین بعد فتح مکہ۔ فریق اول کو فریق دوم پر فضیلت بخشی اور دونوں فریق کو فرمایا کہ اللہ نے ان سے بھلائی کا وعدہ کیا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومنین قبل فتح میں سے ہیں۔

اصابہ فی تمیز الصحابہ میں ہے عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سُعَید بالتصغیر بن سہم بن عمرو ابن ھصیص بن کعب بن لوی القرشی امیر مصر مکنی ابا عبداللّٰہ وابا محمد اسلم قبل الفتح فی صفر سنۃ ثمان وقیل بین الحدیبیۃ وخیبر اور بعد فتح تو راہ خدا میں جو اون کے جہاد ہیں آسمان و زمین اون کے آوازے سے گونج رہے ہیں اور اللہ عزوجل نے دونوں فریق سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور مریض القلب معترضین جو اون پر طعن کریں کہ فلاں نے یہ کام کیا فلاں نے یہ کام کیا اگر ایمان رکھتے ہوں تو اون کا مونھ تتمہ آیت سے بند فرمایا کہ واللّٰہ بما تعملون خبیر مجھے خوب معلوم ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو مگر میں تو تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اب یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھ دیکھئے کہ اللہ عزوجل نے جس سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اوس کیلئے کیا ہے فرماتا ہے ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنھا مبعدون لا یسمعون حسیسھا وھم فی ما اشتھت انفسھم خٰلدون لا یحزنھم الفزع الاکبر وتتلقّٰھم الملٰئکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون ۰ بیشک وہ جن کیلئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہوچکا جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اوسکی بھنک تک نہ سنیں گے اور اپنی من مانتی نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے وہ قیامت سب سے بڑی گھبراہٹ انھیں غمگین نہ کریگی اور ملئکہ اون کا استقبال کرینگے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جسکا تم سے وعدہ تھا۔ ان ارشادات الہیہ کے بعد مسلمان کی شان نہیں کہ کسی صحابی پر طعن کرے بفرض غلط بفرض باطل طعن کرنے والا جتنی بات بتاتا ہے اوس سے ہزار حصے زائد بھی اوس سے یہ کہئے انتم اعلم ام اللّٰہ کیا تم زیادہ جانو یا اللہ کیا اللہ کو اُن باتوں کی خبر نہ تھی باانیہمہ وہ اون سے فرما چکا کہ میں نے تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما لیا تمہارے کام مجھ سے پوشیدہ نہیں تو اب اعتراض نہ کریگا مگر وہ جسے اللہ عزوجل پر اعتراض مقصود ہے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل القدر قریشی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جدّ امجد کعب بن لوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد سے اور اون کی نسبت وہ ملعون کلمہ طعن فی النسب کا اگر کہا ہوگا تو کسی رافضی نے پھر وہ صدیق و فاروق کو کب چھوڑتے ہیں عمرو بن عاص کی کیا گنتی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۶ ۔ از کانپور محلہ ردی گودام مسجد حسینی مستری مرسلہ محمد یعقوب خاں ۹ جمادی الاولیٰ

ع۱ ۔ حضرات اولیاء اللہ بعد وصال زندہ رہتے ہیں یا نہیں اگر زندہ رہتے ہیں تو کوئی دلیل قطعی اونکی حیات ابدی پر ہے یا نہیں اور اگر نہیں زندہ رہتے تو اسپر کوئی برہان قاطع ہے یا نہیں۔

ع۲ ۔ اولیاء اللہ کے تصرفات اور اون کے فیوض وانوار و برکات بعد وصال بھی موجود رہتے یا بعد موت ظاہری وہ سب ختم ہوجاتے ہیں حاجتمندوں کا بزرگان دین کی درگاہوں سے

فیضیاب ہونا برحق ہے اور اسپر کوئی دلیل شرعی ہے اگر ہے تو کیا دلیل ہے اور اگر نہیں ہے تو کیا یہ سب محض توہمات ہیں ان کے توہمات ہونے پر کیا دلیل ہے۔

ع۳ بزرگان دین کی درگاہوں میں حاضر ہونا اور ان سے یہ کہنا کہ آپ مستجاب الدعوات اور مقبول بارگاہ ہیں ہمارے لیئے دعا کیجیئے کہ خداوند العالم ہماری وہ غرض پوری کر دے شریعت غرا میں اسکی کوئی اصل ہے یا نہیں اگر اسکی کوئی اصل ہے تو کس کتاب میں ہے۔

ع۴۔ اولیاء اللہ کو مزارات پر جانے سے خبر ہوتی ہے یا نہیں اور ان میں یہ احساس ہے کہ بارگاہ ذوالجلال میں عرض کرکے کسی مصیبت زدہ کی تکلیف اور مصیبت کا ازالہ کرا دیں یا نہیں۔

ع۵ حضرت غوث پاک قدس سرہ کو دستگیر کہنا جائز ہے یا نہیں۔

ع۶ حضرت خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہ کو غریب نواز کے لقب سے پکارنا جائز ہے یا نہیں

الجواب ۔ اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ روح انسانی بعد موت بھی زندہ رہتی ہے موت بدن کیلئے ہے روح کیلئے نہیں انما خلقتم للابد تم ہمیشہ رہنے کیلئے بنائے گئے ہو امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں بعض ائمہ کرام سے نقل فرماتے ہیں کہ کسی نے اون کے سامنے موت روح کا ذکر کیا فرمایا سبحٰن اللہ ھذا قول اھل البدعۃ سبحٰن اللہ یہ بدمذہبوں کا قول ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے کل نفس ذائقۃ الموت ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے موت جبتک واقع نہوئی معدوم کا مزہ کہاں سے آیا اور جب واقع ہوئی اگر روح مرجائے تو موت کا مزہ کون چکھے یونہیں اہلسنت وجماعت کا اجماع اور صحیح حدیثوں کی تصریح ہے کہ ہر میت اپنی قبر پر آنیوالوں کو دیکھتا اور اوسکا کلام سنتا ہے موت کے بعد سمع بصر علم ادراک سب بدستور باقی رہتے ہیں بلکہ پہلے سے بہت زیادہ ہو جاتے ہیں کہ یہ صفتیں روح کی تھیں اور روح اب بھی زندہ ہے پہلے بدن میں مقید تھی اور اب اوس قید سے آزاد ہے اولیاے کرام سے اوسطرح عرض حاجت بلاشبہہ جائز ہے امام اجل تقی الملۃ والدین علی بن عبد الکافی سبکی قدس سرہ الملکی نے کتاب مستطاب شفاء الاسقام اور شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں اور ادن اکابر نے اپنی تصنیفات میں ان مسائل کی تحقیق جلیل فرمائی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں زیر آیہ کریمہ والقمر اذا اتسق لکھتے ہیں بعضے از خواص اولیاء اللہ را کہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد واویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا می نمایند وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود از آنہا می طلبند ومی یابند۔ نیز تفسیر عزیزی میں ہے سوختن گو یا روح

محل میں دیکھا اس سے ظاہر یہ کہ مقام سید نا مسیح علیہ السلام آسمان دوم ہے اور مشہور چہارم واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) حیات انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء کا منکر گمراہ بددین ہے اور ظلمت سرے سے طریان موت پر بھی دلیل نہیں نہ کہ معاذ اللہ استمرار موت یہ لفظ صرف انقضائے عہد پر دال ہے جیسے بلا تشبیہ یہ کہنا کہ سلطان محمد خاں خامس سے پہلے اتنے سلاطین ہو گزرے اس سے یہ نہ سمجھا جائیگا کہ سلطان عبدالحمید خاں زندہ ہی نہیں۔

(۵) حاشا نہ کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سید نا مسیح علیہ الصلاۃ والسلام رسالت سے معزول ہوں گے نہ حضور کا امتی ہونا رسالت کے خلاف وہ قبل نزول اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی تھے اور بعد رفع بھی امتی ہو کر اترینگے تمام انبیاء و مرسلین اپنے عہد میں بھی حضور کے امتی تھے اور اب بھی امتی ہیں جب بھی رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں قال اللہ تعالیٰ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ہاں اوسوقت وہ اپنی شریعت پر حکم فرماتے تھے اب کہ شریعت محمدیہ صلی علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ نے اگلی شریعتیں منسوخ فرما دیں ایک حضرت مسیح نہیں جو کوئی رسول بھی اب ظاہر ہو شریعت محمدیہ ہی پر حکم کریگا کہ منسوخ پر حکم باطل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر موسیٰ میرا زمانہ پاتے تو میرے اتباع کے سوا اونھیں کچھ گنجائش نہ ہوتی اور اوسکا کہنا کہ اونکی امت بلا رسول کے رہ جائے گی اوسکی سخت جہالت پر دلیل ہے اور اگر سمجھکر کہے تو اوس کی نصرانیت کیا اب نصرانی امت مسیح ہیں کیا اب وہ اون کے دین پر ہیں حاشا کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بریلی مدرسہ اہلسنت وجماعت مسئولہ مولوی شفیع احمد صاحب بیسلپوری طالب علم مدرسہ مذکورہ ۱۴ر جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسلم الثبوت میں جو یہ دو مذہب بیان کئے ہیں یہ باطل و مردود ہیں یا نہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف آزاد خیال شخص ہیں پہلے کی بنا پر ارادہ میں عبد مختار محض ہوا دوسرے کی بنا پر افعال قلوب جزئیہ کا خالق ہو۔ عبارت یہ ہے وقیل بل موجود فیجب تخصیص القصد المصمم من عموم الخلق بالفعل ایک سطر بعد ہے وعندی مختار بحسب الادراکات الجزئیۃ الجسمانیۃ مجبور بحسب العلوم اہلیۃ العقلیۃ

الجواب ۔ پہلا مذہب باطل ہے اسکا رد فقیر کے رسالہ القمع المبین میں ہے مذہب دوم محض مہمل و بے معنی ہے جسکا اصلا کوئی محصل نہیں مصنف سنی حنفی ہیں آزاد خیال نہیں مگر اس بحر خونخوار میں غوطہ زنی سے ممانعت فرمائی گئی تھی اوسپر جرأت باعث لغزش و زلت ہوئی اور ہوتی ہی تھی ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

را بے مکان ساختن است و دفن کرداں مسکن برائے روح ساختن است بنا بریں از اولیائے مدفونین و دیگر مومنین انتفاع و استفادہ جاری ست و آنہا را افادہ و اعانت نیز متصور نیز اوسی میں تفسیر سورہ مطففین میں ہے مقام علیین بالائے ہفت آسمان ست و پائین آں متصل بسدرۃ المنتہیٰ و بالائے آں متصل بہ پایہ عرش مجید و ارواح نیکاں بعد از قبض را آنجا میرسند و مقربان یعنی انبیا و اولیا دراں مستقر می مانند و عوام صلحا را بر حسب مراتب در آسمان دنیا و یا درمیان آسمان و زمین یا در چاہ زمزم قرار میدہند و تعلقے بقبر نیز ایں ارواح را می باشد کہ بحضور زیارت کنندگان و اقارب و دیگر دوستاں بر قبر مطلع و مستانس میگردند زیراکہ روح را قرب و بعد مکانی مانع ایں دریافت نمی شود و مثال آں در وجود انسانی روح بصری ست کہ ستارہائے ہفت آسمان در دروں چاہ را می تواند دید" حیات شہدا قرآن عظیم سے ثابت ہے اور شہدا سے علماء افضل حدیث میں ہے روز قیامت شہدا کا خون اور علما کی دوات کی سیاہی تولے جائیں گے علما کی دوات کی سیاہی شہدا کے خون پر غالب آئیگی اور علما سے اولیا افضل ہیں تو جب شہدا زندہ ہیں اور فرمایا کہ انھیں مردہ بھی نہ کہو تو اولیا کہ بدرجہا ان سے افضل ہیں ضرور اُن سے بہتر حیات ابدی ہیں قرآن عظیم کے ایجازات میں یہ بھی ہے کہ امر ارشاد فرماتے ہیں ادنیٰ کا اور اوس سے اوسکے امثال اور اوس سے اعلیٰ پر دلالت فرمادیتے ہیں جیسے لا تقل لھما اُفٍّ ولا تنھرھما ماں باپ کو ہوں کہنے سے ممانعت فرمائی جو کچھ اس سے زیادہ ہو وہ خود ہی منع ہو گیا اور یہیں دیکھئے حیات شہدا کی تصریح فرمائی اور حیات انبیا کا ذکر نہیں کہ اعلیٰ خود ہی مفہوم ہو جائے گا۔ اس دلالۃ النص میں اولیا بلاشبہہ داخل۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں اور حضرت سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز سیدنا امام ابوالحسن نورالدین بہجۃ الاسرار شریف میں سیدنا ابوالقاسم عمر بزاز قدس سرہٗ سے روایت فرماتے ہیں قال سمعت السید الشیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول عثر الحسین الحلاج فلم یکن فی زمانہ من یاخذ بیدہ ولو کنت فی زمانہ لاخذت بیدہ وانا لکل من عثر بہ مرکوبہ من اصحابی ومریدی ومحبی الی یوم القیمۃ آخذ بیدہ یعنی میں نے اپنے مولیٰ حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارہا فرماتے سنا کہ میرے بھائی حسین حلاج کا پاؤں پھسلا اون کے وقت میں کوئی ایسا نہ تھا کہ اونکی دستگیری کرتا اوس وقت میں ہوتا تو اون کی دستگیری فرماتا اور میرے اصحاب اور میرے مریدوں اور مجھ سے محبت رکھنے والوں میں قیامت تک جس سے لغزش ہوگی میں اوسکا دستگیر ہوں۔ والحمد للہ رب العالمین۔ تمام مسلمانوں کی زبانوں پر حضور کا لقب غوث اعظم ہے یعنی سب سے بڑے فریاد رس شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالعزیز صاحب درکنار خود اسمٰعیل دہلوی نے جابجا حضور کو غوث اعظم یاد کیا ہے فریاد رسی و دستگیری نہیں تو کیا ہے۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں

مسئلہ از کانپور نئی سڑک مسجد حاجی شکراللہ مرحوم مرسلہ امام الدین صاحب ۱۵ جمادی الاولی
زید خدا کی شان میں یہ کلمات توہینیہ کہتا ہے کہ گویا اب تو خدا اچھا خاصہ رنڈ ہو گیا آیا زید خدا کی شان میں
ایسے کلمات توہینیہ کہنے سے کافر ہو گیا یا مسلمان رہا مجھے چونکہ حضور کی تحقیقات علمیہ کے تسکین نہیں
ہوتی اسواسطے عریضہ خدمت میں روانہ کیا جاتا ہے۔

الجواب ۔ ایسے مجمل گول سوال پر کوئی حکم نہیں ہو سکتا لفظ اب تو صاف دلالت کر رہا ہے
کہ یہ کسی بات پر تفریع ہے وہ بات کیا تھی اور اسکا قائل یہ تھا یا دوسرا مثلاً کسی کافر یا مرتد یا منافق
خبیث نے اپنے معبود کے لئے کوئی بات ایسی کہی جس سے اوسکا پھیلنا سمٹنا ثابت ہو یا اسی قدر کہ یہ
ناپاک تغیرات اوسکی شان سے ٹھہریں اس پر کسی مسلمان نے اوس اندھے کافر کی آنکھیں کھولنے کو یہ
تنبیہ کی تو توہین اس کافر مرتد منافق نے کی نہ کہ اس مسلمان نے غرض اس میں بہت صورتیں ہو سکتی
ہیں مفصل بات کہی جائے تو حکم دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از تیلین پاڑہ اندون باڑی عجب میاں ضلع ہگلی مرسلہ سلطان احمد خاں مرزا پوری
۱۵ جمادی الآخرہ ۳۶ھ۔
لولاک لما خلقت الافلاک کو علمائے دین ہمیشہ سے محفل میلاد شریف میں بیان کرتے آئے
اور اب بھی بیان کرتے ہیں اور اکثر علمائے دین نے برسر مجلس اس حدیث کو بتلایا کہ یہ حدیث قدسی
ہے اور بہت سی اردو میلاد کی کتابوں میں یہی لکھا ہے اور تمام دنیا کے میلاد خواں اسی کو پڑھتے ہیں مگر
کسی علماء نے کبھی اسکی نسبت کچھ اعتراض نہ کیا اور مولنا غلام امام شہید کے میلاد شریف شہیدی میں
یہی حاشیہ پر لکھا ہے کہ حدیث قدسی ہے اسی طرح بہت سی اردو کی میلاد کی کتابوں میں ہے اور لغات
کشوری میں بھی لکھا ہے کہ قدسی ہے برعکس اسکے مولانا محمد یعقوب صاحب نے اس حدیث کے بابت
بیان کیا ہے کہ یہ حدیث قدسی نہیں ہے اور نہ کسی حدیث میں ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم نے اکثر
بزرگان دین سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بیشک یہ کوئی حدیث نہیں ہے بلکہ اس کے معنی صحیح ہیں
اس حدیث کی نسبت جو کچھ حکم خدا و رسول کا

الجواب ۔ یہ ضرور صحیح ہے کہ اللہ عزوجل نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کیلئے بنایا اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جنکا بیان
ہمارے رسالہ "تلألؤ الافلاک بجلال احادیث لولاک" میں ہے اور انھیں لفظوں کے ساتھ شاہ
ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھی مگر سنداً ثابت یہ لفظ ہیں خلقت
الخلق لاعرفھم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا یعنی اللہ عزوجل اپنے

بعد از رحلت ارشاد دینا ہی روز عید بزیارت مزار ایشاں رفتہ بود در اثنائے توجہ بمزار متبرک التفات تمام
از روحانیت مقدسہ ایشاں ظاہر گشت و از کمال غریب نوازی نسبت خاصہ خود را کہ بحضرت خواجہ احرار منسوب
بود مرحمت فرمودند۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از موضع درو ضلع نینی تال مرسلہ مٹھو نور باف ۷ر جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

اللہ تعالٰی کا جو فرمان ہے وہ کلام پاک ہے اس میں سب فیصلے موجود ہیں اس سے کوئی فیصلہ بچا نہیں ہے
اب اماموں کا جو اختلاف ہے وہ کس بنا پر ہے ایک فعل حرام اور کسی کے یہاں وہی فعل حلال ہے اور
کسی کے یہاں وہی فعل فرض اور کسی کے یہاں وہی فعل سنت بعض کے یہاں واجب اور جو شخص غیر مقلد
ہے مثلاً ایک فعل امام شافعی کے یہاں جائز ہے اور ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ناجائز اور
وہ لوگ اوس فعل کو کرتے ہیں اور ہم بچتے ہیں اور یہ بھی سنا ہے کہ خدا کے حرام کو حلال جاننے والا کافر اور
یہ بھی سنا ہے کہ غیر مقلد کے پیچھے نماز ناجائز نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے حضور اس کی تسکین ہو۔ دوسرے یہ
کہ جناب باری نے اپنے محبوب کو سب مراتب عنایت فرمائے ہیں اکثر وہابیہ کا جھگڑا سننے کو ملتا ہے تو
حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی مثال پیش کرتے ہیں تہمت والی میرے حضور یہ گذارش ہے کہ بعض
موقع پر جناب باری کی طرف سے پردہ ہوتا تھا یا کیا۔

الجواب۔ قرآن عظیم میں بیشک سب کچھ موجود ہے مگر اوسے کوئی نہ سمجھ سکتا اگر حدیث اوس کی
شرح نہ فرماتی قال اللہ تعالٰی لتبین للناس مانزل الیہم اور حدیث بھی کوئی نہ سمجھ سکتا اگر ائمہ مجتہدین
اوس کی شرح نہ فرماتے ان کی سمجھ میں مدارج مختلف ہیں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں رب سامع اوعی
من مبلغ اور فرماتے ہیں رب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ اس تفقہ فی الدین میں اختلاف مراتب
باعث اختلاف ہوا اور ادھر مصلحت الٰہیہ احادیث مختلف آئیں کسی صحابی نے کوئی حدیث سنی اور کسی نے
کوئی اور وہ بلاد میں متفرق ہوئے اور ہر ایک نے اپنا علم شائع فرمایا یہ دوسرا باعث اختلاف ہوا عبد اللہ بن عمر
کا علم امام مالک کو آیا اور عبد اللہ بن عباس کا امام شافعی کو اور افضل العبادلہ عبد اللہ بن مسعود کا علم ہمارے
امام اعظم ابو حنیفہ کو رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین حلال کو حرام یا حرام کو حلال جو کفر کہا گیا ہے وہ ان چیزوں میں
ہے جن کا حرام یا حلال ہونا ضرورت دین سے ہے یا کم از کم نصوص قطعیہ سے ثابت ہو اجتہادی مسائل میں
کسی پر طعن بھی جائز نہیں نہ کہ معاذ اللہ ایسا خیال غیر مقلدوں کے پیچھے نماز باطل محض ہے کہ اصلا ہوتی ہی
نہیں اس کی تفصیل ہمارے رسالہ النہی الاکید میں ہے ان غیر مقلدوں پر بحکم فقہائے کرام ۷۰ وجہ سے
کفر لازم ہے اور اون کے پیچھے نماز ہو سکنا کیا معنی امام اعظم و امام ابو یوسف و امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہم
فرماتے ہیں لاتجوز الصلوۃ خلف اھل الاھواء اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ میں نے تمام مخلوق اس لیئے بنائی کہ تمہاری عزت اور تمہارا مرتبہ جو میری بارگاہ میں ہے اون پر ظاہر کروں اگر تم نہو تے میں دنیا کو نہ بناتا اوس میں تو فقط افلاک کا لفظ تھا اس میں ساری دنیا کو فرمایا جس میں افلاک و زمین اور جو کچھ اون کے درمیان ہے سب داخل ہیں اسی کو حدیث قدسی کہتے ہیں کہ وہ کلام الہی جو حدیث میں فرمایا گیا ایسی جگہ لفظی بحث پیش کر کے عوام کے دلوں میں شک و شبہہ ڈالنا اور اون کے قلوب کو متزلزل کرنا ہرگز مسلمانوں کی خیر خواہی نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الدین النصح لکل مسلم دین یہ ہے کہ آدمی ہر مسلمان کی خیر خواہی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از قدمتلی پوسٹ باجپہ رام پور ضلع تیرہ مرسلہ طالب علی صاحب ۱۵ جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

ذات باری تعالیٰ کو فقط عرش ہی پر سمجھے اور ماسوا فوق العرش کوئی کو مخلوقات الہی سے بذات باری تعالیٰ محیط نہ جانتا بلکہ یہ کہنا کہ فقط علم الہی ساری اشیا کو محیط ہے اور ذات اوسکی فقط عرش ہی پر ہے اور دوسری جگہ نہیں یہ عقیدہ اہلسنت کا ہے یا نہیں اور جو معتقد اس عقیدے کا ہو نماز پیچھے اوسکے ادا کرنا جائز ہے یا نہیں وایںہم تحریر فرمایند کہ ایشان این عقیدہ را منسوب بحنابلہ می گویند فی الحقیقت عقائد حنابلہ ہمچنیں ست یا نہ۔ ہو المصوب ذات پروردگار کو عرش پر سمجھنا بدوں بیان کیفیت استوا اور اوسکے علم کو محیط تمام عالم سمجھنا اور آیت معیت و قرب وغیرہ کو قرب و معیت علمی پر حمل کرنا مذہب اہل سنت کا ہے اور معتقد اس مذہب کے پیچھے نماز درست ہے بلاکراہت شرح حکمت نبویہ میں ہے نعتقد انہ علی العرش مستو علیہ استواء منزھا عن التمکن والاستقرار وانہ فوق العرش مع ذلک ھو قریب من کل موجود وھو اقرب من حبل الورید ولا یماثل قربہ قرب الاجسام اھ اور سیر النبلا میں ہے قال اسحٰق بن راھویہ اجمع اھل العلم علی انہ تعالیٰ علی العرش استوی وھو یعلم کل شئی فی اسفل الارض السابعۃ انتھی اور جامع ترمذی میں بعد ذکر حدیث لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط علی اللہ ثم قرأ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھو الاول والاخر والظاھر والباطن و ھو بکل شئی علیم مرقوم ہے قرأۃ الایۃ تدل علی انہ اراد لھبط علی علم اللہ وقدرتہ وسلطانہ وعلم اللہ فی کل مکان وھو علی العرش کما وصف نفسہ فی کتابہ اھ اور یہ جو مشہور رہے کہ یہ مذہب حنابلہ کا ہے غلط ہے بلکہ یہ مذہب جمہور محققین حنفیہ و شافعیہ و مالکیہ و حنابلہ و محدثین وغیرہم کا ہے البتہ بعض حنابلہ استواء مع بیان الکیفیت کے قائل ہو گئے ہیں اور استقرار پر پروردگار کو مثل استقرار مخلوقات کے سمجھتے ہیں یہ مذہب مردود ہے والتفصیل یتدعی بسطا بسیطا وفیما ذکرناہ کفایۃ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ محمد کرامت علی عفی عنہ

پر قرآن عظیم اتارا کہ ہر چیز اون پر روشن کر دی قال اللہ تعالیٰ نزلنا علیك الکتاب تبیانا لکل شیئ قرآن عظیم تھوڑا تھوڑا کر کے تیئیس برس میں نازل ہوا جتنا قرآن عظیم اوترتا گیا حضور پر غیب روشن ہوتا گیا جب قرآن عظیم پورا نازل ہو چکا روز اول سے روز آخر تک کا جمیع ماکان و مایکون کا علم محیط حضور کو حاصل ہو گیا تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر کوئی واقعہ کسی حکمت الٰہیہ کے سبب منکشف نہوا ہو تو احاطۂ علم اقدس کا منافی نہیں معہذا زمانۂ افک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو علم نہ تھا اپنے اہل کی براءت اپنی زبان سے ظاہر فرمانا یہ بہتر ہوتا یا یہ کہ رب السموات والارض نے قرآن کریم میں سترہ آیتیں اون کی براءت میں نازل فرمائیں جو قیام قیامت تک مساجد و مجالس و مجامع میں تلاوت کی جائیں گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر عقب کوتوالی مسئولہ عزیز الدین صاحب پیشکار ۱۲ جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

عہ ۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی والدہ ماجدہ کا نکاح بعد ولادت حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے یوسف نجار حضرت مریم کے خالہ زاد بھائی سے ہوا ہے یا نہیں۔ حضرت مریم نبیّہ ہیں یا نہیں۔

(۲) اب کتنے پیغمبر زندہ ہیں اور کہاں کہاں ہیں (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا جو تھے آسمان پر ہیں

(۴) ایک شخص زندہ ہونے پیغمبروں کا قائل نہیں ہے اور آیت قد خلت من قبلہ الرسل کو استدلال میں لاتا ہے اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ (۵) اور اوسی کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر اوتریں گے تو وہ رسول ہونگے یا نہیں اور اگر وہ رسول نہ ہوں گے اور امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اوسوقت ہوں تو خلاف کلام پاک ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی رسالت نہ چھینے گا اور کیا اون کی امت بلا رسول کی رہ جائیگی۔

الجواب ۔ (۱) شرح مطہر میں اسکا کہیں ثبوت نہیں نصاریٰ کے یہاں بھی صرف منگیتر لکھا ہے ہاں وہ جنت میں حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے ہوں گی کما فی الحدیث

(۲) انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سب بحیات حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق ہاں بایں معنی کہ اب تک لحوق موت اصلا نہوا ہو چار نبی زندہ ہیں عیسیٰ و ادریس علیہما الصلاۃ والسلام آسمان پر اور الیاس و خضر علیہما الصلاۃ والسلام زمین میں شرح مقاصد میں ہے ماذھب الیہ العظماء من العلماء ان اربعۃ من الانبیاء فی زمرۃ الاحیاء الخضر والیاس فی الارض وعیسیٰ و ادریس فی السماء علیہما الصلاۃ والسلام حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسریٰ اونھیں آسمان دوم پر پایا استقبال سرکار و اقتداء حضور کیلئے تمام انبیاء کرام علیہ وعلیہم افضل الصلاۃ والسلام اولا بیت المقدس میں جمع ہوئے پھر ہر نبی کو اونکے

الجواب ۔ حاشا للہ یہ عقیدہ اہلسنت کا نہیں وہ مکان وتمکن سے پاک ہے نہ
عرش اوسکا مکان ہے نہ دوسری جگہ عرش وفرش سب حادث ہیں اور وہ قدیم ازلی ابدی سرمدی جب
تک یہ کچھ نہ تھے کہاں تھا جیسا جب تھا ویسا ہی اب ہے اور جیسا اب ہے ویسا ہی ابدالآباد تک رہیگا عرش
و فرش سب متغیر ہیں حادث ہیں فانی ہیں اور وہ اور اوسکی صفات تغیر وحدوث وفنا سب سے پاک استواء
پر اجماع نقل کرنے کی کیا حاجت خود رحمٰن عزوجل فرماتا ہے الرحمن علی العرش استوی مگر اعتقاد
اہلسنت کا وہ ہے جو اون کے رب عزوجل نے راسخین فی العلم کو تعلیم فرمایا والراسخون فی العلم یقولون
اٰمنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب اعتقاد اہلسنت کا وہ ہے جو ام المؤمنین ام سلمہ
رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ الاستواء معلوم والکیف مجھول والایمان بہ واجب والسؤال عنہ
بدعۃ استواء معلوم ہے اور کیفیت مجہول اور اوسپر ایمان واجب اور اوسکی تفتیش گمراہی اہلسنت کے
دو مسلک آیات متشابہات میں ہیں سلف صالح کا مسلک تفویض کا ہم نہ اونکے معنی جانیں نہ اون سے
بحث کریں جگہ اون کے ظاہر سے سمجھ میں آتا ہے وہ قطعاً مراد نہیں اور جو کچھ اون کے رب عزوجل کی مراد
ہے ہم اوسپر ایمان لائے۔ اٰمنا بہ کل من عند ربنا۔ دوسرا مسلک متاخرین کا کہ حفظ دین عوام کیلئے معنی
محال سے پھیر کر کسی قریب معنی صحیح کی طرف لیجائیں مثلاً استواء بمعنی استیلا بھی آتا ہے ع قد استوی بشر
علی العراق ٭ من غیر سیف ودم مہراق مگر یہ مسلک باطل کہ آیات معیت تو تاویل پر محمول ہیں اور
آیت استواء ظاہر پر یہ ہرگز مسلک اہلسنت نہیں۔ عرش یہ ہے دوسری جگہ نہیں۔ یہ صاف تمکن کو بتا رہا ہے
عرش پر معاذ اللہ رحمن کے لئے جگہ ثابت کی جب تو اور مکانات کی نفی کی۔ عالمگیریہ طریقہ محمدیہ حدیقہ
ندیہ تاتارخانیہ خلاصہ جامع الفصولین۔ خزانۃ المفتیین وغیرہا میں تصریح ہے کہ رب عزوجل کے لئے
کسی طرح کسی جگہ مکان ثابت کرنا کفر ہے متاخرین حنابلہ میں بعض خبثا مجسمہ ہو گئے۔ جیسے ابن تیمیہ وابن
قیم ابن تیمیہ کہتا ہے کہ میں نے سب جگہ ڈھونڈا کہیں نہ پایا اور معدوم ہے ان دونوں میں کچھ فرق نہیں یعنی
جو کسی جگہ ہے وہ ہے ہی نہیں لیکن رب عزوجل تو معاذ اللہ ضرور کسی جگہ ہے اس احمق سفیہ کو اگر مادی اور مجرد
عن المادہ کا فرق نہ معلوم ہو تو وہ سیف قاطع جو اوپر ہم نے ذکر کی اوسکی گردن کاٹنے کو کافی جگہ حادث
ہے جب جگہ تھی ہی نہیں کہاں تھا وہ شاید یہ کہے گا کہ جب جگہ نہ تھی وہ بھی نہ تھا یا یہ کہے گا کہ جگہ بھی قدیم ازلی
ہے اور دونوں کفر ہیں جب اوسکا معبود اوسکے نزدیک بغیر کسی جگہ میں موجود ہوئے نہیں ہوسکتا تو جگہ کا
محتاج ہوا اور جو محتاج ہے اللہ نہیں تو حقیقۃً ان پر انکار خدا ہی لازم ہے ایسے عقیدے والے کے
پیچھے نماز ممنوع و ناجائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ از شہر مدرسہ اہلسنت وجماعت منظر اسلام مسئولہ مولوی اکبر حسن خاں رامپوری طالبعلم

محل میں دیکھا اس سے ظاہر یہ کہ مقام سید نا مسیح علیہ السلام آسمان دوم ہے اور مشہور چہارم واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) حیات انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء کا منکر گمراہ بددین ہے اور غلط سرے سے طریان موت پر بھی دلیل نہیں نہ کہ معاذ اللہ استمرار موت یہ لفظ صرف اقتضاے عہد پر دال ہے جیسے بلا تشبیہ یہ کہنا کہ سلطان محمد خاں خامس سے پہلے اتنے سلاطین ہو گزرے اس سے یہ نہ سمجھا جائیگا کہ سلطان عبدالحمید خاں زندہ ہی نہیں۔

(۵) حاشا نہ کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سید نا مسیح علیہ الصلاۃ والسلام رسالت سے معزول ہوں گے نہ حضور کا امتی ہونا رسالت کے خلاف وہ قبل نزول اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی تھے اور بعد رفع بھی امتی ہو کر اتریں گے تمام انبیاء و مرسلین اپنے عہد میں بھی حضور کے امتی تھے اور اب بھی امتی ہیں جب بھی رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں قال اللہ تعالیٰ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ہاں اوس وقت وہ اپنی شریعت پر حکم فرماتے تھے اب کہ شریعت محمدیہ صلی علیٰ صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ نے اگلی شریعتیں منسوخ فرمادیں ایک حضرت مسیح نہیں جو کوئی رسول بھی اب ظاہر ہو شریعت محمدیہ ہی پر حکم کریگا کہ منسوخ پر حکم باطل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر موسیٰ میرا زمانہ پاتے تو میرے اتباع کے سوا اونھیں کچھ گنجائش نہوتی اور اوسکا کہنا کہ اونکی امت بلا رسول کے رہ جائے گی اوسکی سخت جہالت پر دلیل ہے اور اگر سمجھکر کہے تو اوس کی نصرانیت کیا اب نصرانی امت مسیح ہیں کیا اب وہ اون کے دین پر ہیں حاشا کبرت کلمۃ تخرج من افواہھم واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بریلی مدرسہ اہلسنت وجماعت مسئولہ مولوی شفیع احمد صاحب بیسلپوری طالب علم مدرسہ مذکور ۱۴؍ جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ مسلم الثبوت میں جو یہ دو مذہب بیان کئے ہیں یہ باطل و مردود ہیں یا نہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف آزاد خیال شخص ہیں پہلے کی بنا پر ارادہ میں عبد مختار محض ہوا دوسرے کی بنا پر افعال قلوب جزئیہ کا خالق ہو۔ عبارت یہ ہے وقیل بل موجود فیجب تخصیص القصد المصمم من عموم الخلق بالفعل ایک سطر بعد ہے وعندی مختار بحسب الادراکات الجزئیۃ الجسمانیہ مجبور بحسب العلوم اھلیۃ العقلیۃ

الجواب ۔ پہلا مذہب باطل ہے اسکا رد فقیر کے رسالہ القمع المبین میں ہے مذہب دوم محض مہمل و بے معنی ہے جسکا اصلا کوئی محصل نہیں مصنف سنی حنفی ہیں آزاد خیال نہیں مگر اس بحر خونخوار میں غوطہ زنی سے ممانعت فرمائی گئی تھی اوسپر جرأت باعث لغزش و زلت ہوئی اور ہونی ہی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مدرسہ مذکور ۱۶ جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

کمترین خدمت خدامان حضرت میں عارض ہے انگریزوں کے یہاں بدلائل عقلیہ ثابت ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں اور یہ جو نیلگوں شے محسوس ہوتی ہے وہ فضا ہے اور اختلاف لیل ونہار سبب حرکت ارض ہے اور نہ ستارے فلک کی حرکت ہے ہر ستارہ کی کشش دوسرے کو روکے ہوئے ہے جسطرح مقناطیس۔ امید کہ کوئی قوی دلیل عقلی ونقلی وجود آسمان پر افادہ فرمائی جائے۔

الجواب وجود آسمان پر آسمانی کتابوں سے زیادہ کیا دلیل درکار ہے تمام آسمانی کتابیں اثبات وجود آسمان سے مالا مال ہیں۔ قرآن عظیم میں توصدہا آیتیں ہیں جن میں آسمان کا ابتدا میں دھواں ہونا بستہ چیز پھر رب العزت کا اوسے جدا جدا کرنا پھیلانا سات پرت بنانا اوسکا چھت ہونا اوسکا نہایت مضبوط بنا مستحکم ہونا اوس کا بے ستون قائم ہونا اللہ تعالی کا اوسے اور زمین کو چھ دن میں بنانا روز قیامت اوسکا شق ہونا اوٹھاکر زمین کیساتھ ایک بار ٹکرا دیا جانا پھر اوسکا اور زمین کا دوبارہ پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ صاف روشن ارشاد ہیں کہ اون کا انکار نہیں کرسکتا مگر وہ جو اللہ ہی کا منکر ہے نیز قرآن عظیم میں جابجا یہ بھی تصریح ہے کہ یہ جو ہمکو نظر آرہا ہے یہی آسمان ہے تو اس میں گمراہ فلسفیوں کا بھی رد ہے جو آسمانوں کا وجود تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہ نظر نہیں آسکتے یہ جو ہمیں دکھائی دیتا ہے کرۂ بخار ہے ان نصرانیوں اور اون یونانیوں سب بطلانیوں کے رد میں ایک آیۂ کریمہ کافی ہے کہ الایعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر کیا وہ نہ جانے جس نے بنایا اور وہی ہے پاک خبردار بنانے والا جو فرمارہا ہے وہ تو نہ مانا جائے اور دل کے اندھے سمجھ کے اوندھے جو اٹکلیں دوڑاتے ہیں وہ سنی جائیں۔ اس سے بڑھکر گدھاپن کیا ہوسکتا ہے۔ یہ پہلا جواب نصاری کے پاس ہے اسکی پہلی کتاب کا پہلا باب آسمان وزمین کے بیان پیدائش ہی سے شروع ہے رہی دلیل عقلی۔ ذرا انصاف درکار۔ اتنا بڑا جسم جسے کروروں آنکھیں دیکھ رہی ہیں اس کا وجود محتاج دلیل ہے یا جو کہے یہ معدوم محض یہ سب آنکھوں کی غلطی ہے یہ نری دھوکہ کی ٹٹی ہے اوس کے ذمے ہے کہ دلیل قطعی سے اسکا عدم ثابت کرے یوں تو ہر چیز پر دلیل عقلی قائم کرنی ہوگی آفتاب جسے نصاری بھی مانتے ہیں کیا دلیل ہے کہ یہ فی نفسہ کوئی وجود رکھتا ہے۔ اور نگاہ کی غلطی نہیں غرض محسوسات سے بھی امان اوٹھ کر دین ودنیا کچھ قائم نہ رہیں گے عنادیہ کا مذہب آجائے گا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از لاہور حویلی میاں خاں تز دمکان حکیم محمد نور صاحب مرسلہ اللہ دیا شاعر۔ ۱۶ جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ

میں ایک حنفی المذہب شخص ہوں میں نے ایک مجمع میں جس میں غیر مقلد ومرزائی وغیرہ شامل تھے یہ کہا کہ رسول

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات لایزال ہے اور اوسکو زوال نہیں جس پر اونھوں نے مجھے کافر مشرک اور بیدین کہا یہ بھی کہا کہ کسی عالم نے آجتک اس مسئلہ پر کچھ نہیں لکھا اسواسطے تم جھوٹے ہو آپکی خدمت اقدس میں عرض ہے کہ اسکے متعلق فتوی عنایت فرمائیں میں نے لاہور کے چند علماؤں سے اسکے متعلق استفسار کیا تو انھوں نے فرمایا کہ تم راستی پر ہو اور انھوں نے مجھے فتوی بھی دیئے اب میری یہ آرزو ہے کہ میں ان فتووں کو جمع کر کے چھپوا دوں چونکہ آپ ہماری جماعت حقہ کے حکیم حاذق ہیں اور ہمیں آپکی ذات بابرکات پر بڑا فخر و ناز ہے۔

الجواب۔ بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات وصفات وفضائل و کمالات کبھی زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ مترقی ہیں قال اللہ تعالیٰ وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ یہاں کسی عاقل مسلم کی یہ مراد نہیں ہوسکتی کہ حرکت وانتقال منتفی ہے نہ کوئی مسلمان اسکی نفی کریگا کہ تصدیق وعدہ الٰہیہ کیلئے جو ایک آن کیلئے انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو طریان موت ہو کر معًا حیات حقیقی ابدی روحانی جسمانی بخشی جاتی ہے یہ حضور کیلئے نہوئی بلکہ اوس سے حضور کی برزخ میں حیات ابدی اور فضائل اقدس میں ترقی دوامی مراد ہوگی بلاشبہہ اوس تصدیق وعدہ کے بعد سب انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کیلئے ابدیت ذات حاصل ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق باوصف قرب معنی صحیح مسلمان کے کلام کو معنی قبیح بلکہ کفر صریح پر حمل کرنا مسلمان کا کام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از رادھن پور گجرات قریب احمد آباد مرسلہ حکیم محمد میاں صاحب ۱۶ رجمادی الاولیٰ سنہ ۳۶ھ

گیارہویں کیلئے آپ کیا فرماتے ہیں گیارہویں کے روز فاتحہ دلانے سے ثواب زیادہ ہوتا ہے یا آڑے دن فاتحہ دلانے سے بزرگوں کی دن کی یادگاری کیلئے دن مقرر کرنا کیسا ہے۔

الجواب۔ محبوبان خدا کی یادگاری کیلئے دن مقرر کرنا بیشک جائز ہے حدیث میں کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاتی قبور شھداء احد علی راس کل حول شاہ عبدالعزیز صاحب نے اسی حدیث کو اعراس اولیائے کرام کیلئے مستند مانا اور شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا ازینجا حفظ اعراس مشائخ گیارہویں شریف کی تعیین بھی اسی باب سے ہے مگر ثواب کی کمی بیشی اس پر نہیں جب (اگر) کریگا ویسا ہی ثواب ہوگا ہاں اوقات فاضلہ میں اعمال فاضلہ زیادہ نورانیت رکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از بریسال ڈاکخانہ مہر گنج محلہ چڑلکھی مکان منشی عبدالکریم مرسلہ محمد حسن صاحب۔
۱۶ رجمادی الاولیٰ سنہ ۳۶ھ

آناں بملک ما برائے چند کلام نزع بر رفع اند۔ اولاً مابین علمائے چند فریق شدہ اند یک دیگرے را وہابی گویند

و دریں پیش آں صلاۃ خواندن مکروہ تحریمی و عقائد قوم و جماعت وہابیہ اینکہ مولود خوانی و زیارت قبور و فاتحہ و تسبیح و تہلیل و عرس کردن ایں سب امور حرام گویند و انجا افعال کنندہ را بدعتی گویند و در پیش ایں جماعت را نماز نمی خوانند و ایں ہر دو جماعت ہمچناں فساد می کنند لکن کیفیت وہابی و سنی چیست نہ معلوم اند۔

الجواب ۔ دریں دیار منکران میلاد خوانی و زیارت قبور و فاتحہ و تسبیح و تہلیل جز وہابیہ نہ باشند وہمچناں منکران نفس عرس اما عرسیکہ مشتمل بر رقص باشد خود نا رواست نماز پس وہابیہ جائز نیست در فتح القدیر است روی محمد عن ابی حنیفۃ و ابی یوسف رضی اللہ تعالٰی عنہم ان الصلاۃ خلف اہل الاھواء لاتجوز انکار امور مذکورہ شعار وہابیہ است ہمچناں استمداد از انبیاء و اولیاء علیہم الصلوۃ والسلام و یا رسول اللہ و یا علی گفتن را شرک می گویند و خلاصہ مذہب ایشاں آنست کہ امام آنہا در تقویۃ الایمان گفت کہ جز خدا ہیچ کس قائل مباش و مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم را بر خود ہمیں قدر بزرگی داست چنانکہ برادر کلاں را بر برادر خورد و ازیں قسم بسیار سخنہائے گستاخی با انبیاء و اولیاء خود حضور سید الانبیاء علیہم الصلوۃ والثنا داویدہ است حاصل مذہب ایں خبثاء آنست کہ حضرت مولوی قدس سرہ در مثنوی شریف فرمود ؎

ہمسری با اولیا بر داشتند ؛ انبیاء را ہمچو خود پنداشتند۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۴۶ ۔ از فورٹ سنڈیمن بلوچستان رسالہ ژوب ملیشیہ مرسلہ مستری احمد الدین ۳۰ جمادی الاخری ۱۳۲۶ھ

(۱) مولود شریف کرنا کیسا ہے اور بوقت بیان ولادت شریف قیام کرنا کیسا ہے (۲) گیارہویں حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کی کرنی کیسی ہے (۳) کھانا آگے رکھکر ہاتھ اوٹھا کر ختم دینا جائز ہے یا ناجائز (۴) اوٹھتے بیٹھتے یا رسول اللہ کہنا آپ کو حاضر ناظر جاننا اور عالم الغیب ماننا کیسا ہے (۵) بزرگوں کی قبروں کی زیارت کیلئے دور دراز سے سفر کرنا عرس اور قبروں کا طواف اور بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں (۶) ہر دو طریق پر میت کا اسقاط کرنا جائز ہے یا نہیں (۷) جمعہ کی نماز کے بعد احتیاط الظہر ۱۲ رکعت پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب ہر رشتہ سوال ۔ مولود شریف یعنی خاص بیان ولادت آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ خالی از منکرات شرعیہ می باشد جائز ہست مگر قیام کردن و دست بر ناف بستن بریں اعتقاد کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حاضر میشود مجلس مولود را غیر صحیح و خلاف عقیدہ ہست (۲) نذر دادن بر روح غوث اعظم علیہ الرحمہ اگر خالصًا لوجہ اللہ از برائے ایصال الثواب بروح مقدس شاں می باشد جائز بلکہ حسن ست لکن اگر در وقت نذر کردن خاص نام پیران پیر علیہ الرحمہ ذکر کنند و نام خداوند تعالٰی ترک کنند چنانچہ عادت جہال ست پس ناجائز بلکہ خوف کفر ہست (۳) دعا کردن در وقت حضور طعام جائز ہست لکن بہتر آن ہست کہ بعد فراغ از تناول طعام کردہ شود زیرا کہ حق طعام سابق ہست لکن آنکہ

در بعضے شہرہا معروف ہست کہ طلبۂ ملایان را جمع می کنند و بر ایشان ختم قرآن شریف و تسبیح و تہلیل می کنند و بعوض آں ایشان را نان و پیسہ ہا میدہند ناجائز ہست ختم کنندگان را گرفتن فلوس و خوردن طعام حرام ہست و صاحب طعام را ثواب خیرات نمی شود چنانچہ در طریقہ محمدیہ در فصل آخر و در بحر الرائق و در شامی مذکور ہست ۔ (۴) یا رسول اللہ گفتن ماسوای از مواضع بے ادبی در ہر وقت جائز ہست. مگر حاضر دانستن جناب سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مخالف عقیدہ اہلسنت و جماعت ہست صحیح نیست بلکہ درود شریف یا سلام بحضور پیش کردہ می شود بر روح پاک آں جناب علیہ السلام در مدینہ منورہ نہ آنکہ سید الانبیاء را از برائے او حاضر میشود چنانچہ در حدیث نسائی شریف وارد شدہ ہست قال علیہ السلام ان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم را عالم الغیب گفتن ناجائز ہست چنانچہ ملا علی قاری در فقہ اکبر تصریح میکند ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ احیانا وذکروا حنیفۃ بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ (تعالی) قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ ۔ (۵) سفر کردن از برائے زیارت قبور جائز ہست از جہت اطلاق قولہ علیہ السلام کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا ۔ وانچہ بعض علما مثل ابن تیمیہ وغیرہ استدلال بر منع سفر کردہ اند بایں حدیث لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد الخ غلط ہست چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ در احیا میفرماید وذھب بعض العلماء الی الاستدلال بہ علی منع من الرحلۃ لزیارۃ المشاھد وقبور العلماء والصالحین وماتبین لی ان الامر لیس کذلک بل الزیارۃ ماموۃ بہا بخبر کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الخ لکن بوسہ دادن و طواف کردن قبر و عرس وغیرہ ہمہ ناجائز و حرام ہست و نیز مخالف ہست از آداب طریقہ زیارت کردن چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ در احیاء میفرمودند و آداب الزیارۃ ان لا یقوم مستقبل القبر مستدبر القبلۃ ولا یقبلہ ولا ینحنی لہ الخ بلکہ در انحناء و سجدہ کردن خوف کفر ست. (۶) اسقاط کردن بطریق معروف اگرچہ در قرون ثلثہ بریں طریق جاری نبود لیکن علماء فقہ در کتبہائے خود نقل کردہ ہست و از نصوص و آثار صحابہ ایں حکم را مستنبط کردہ اند چنانچہ علامہ ابن العابدین صاحب شامی دریں مسئلہ رسالہ مستقل چاپ کردہ ہست و ثابت کردہ ہست کہ اسقاط میت جائز ہست و در نقل عبارت آں رسالہ بسیار طول لازم می شود ازیں وجہ ترک کردم (۷) در عدد رکعات نماز جمعہ اختلاف علماء ہست بعضے میگویند کہ بعد از فرض جمعہ شش رکعات سنت ہست و چہار رکعت فرض احتیاطی را منع می کنند چنانچہ بحر الرائق در کتاب خود تصریح کردہ ہست بر منع و میگوید و منشاء جہلہم صلوۃ الاربع بعد الجمعۃ بنیۃ الظہر وانما وضعہا بعض المتاخرین عند الشک فی صحۃ الجمعۃ بسبب روایۃ عدم تعددہا

فی مصر واحد ولیست ھذہ الروایۃ بالمختار ولیست ھذا القول اعنی اختیار صلوۃ لاربع بعدھا مرویا عن ابی حنیفۃ وصاحبیہ حتی وقع لی ان افتیت مرارا بعدم صلوتھا خوفا عن اعتقاد الجھلۃ بانھا فرض وان الجمعۃ لیست بفرض الخ پس از قول صاحب بحر الرائق مطلقاً منع کردن معلوم میشود و بعض علما میگویند کہ بہتر این ہست کہ بعد از جمعہ "دوازدہ" رکعات گزاردہ شود چہار رکعت احتیاطی چنانچہ معروف ہست چنانچہ صاحب شامی نوشتہ ہست ونقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشک فی کونہ مصرا ینبغی لھم ان یصلوا بعد الجمعۃ اربعاً بنیۃ الظھر احتیاطاً الخ۔ لکن نزد بندہ مختار ایں ہست کہ قول صاحب بحر الرائق حمل کردہ شود بر عوام الناس وعوام الناس را فتویٰ دادہ نہ شود بر گزاردن فرض احتیاطی زیرا کہ ایشاں را ضرورۃ تردد واقع میشود در فرضیت جمعہ و قول صاحب شامی محمول ہست بر خواص ازیں وجہ کہ ایشاں را وقف ہست از احوال نیت واصل خلاف پس واقع نمی شود ایشاں را تردد در فرضیت جمعہ و دلیل گرفتہ ام بقول مقدسی حیث قال نحن لا نامر بذلک المثال ھذہ العوام بل ندل علیہ الخواص الخ حاصل آنکہ فرض احتیاطی در حق عوام الناس امر کردہ شود بلکہ خواص را بہتر ہست فقط السلام علیکم علی من لدیکم ہذا ما وضع لی واللہ اعلم بالصواب

محررہ فقیر مولوی سید بادشاہ ابن مولوی سید محمد صدیق اخونزادہ ساکن ریوزی مورخہ ۳ رمضان

بخدمت اقدس حضرت مولٰنا صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ استفتا ہذا ارسال خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں یہ مولوی صاحب جن نے جواب استفتا ہذا تحریر فرمایا ہے تعلیم یافتہ مدرسہ دیوبند ہیں لیکن ان کے خیالات یہ ہیں جو انھوں نے ارقام فرمائے ہیں اب یہ تحریر فرمائیں کہ ان مولوی صاحب کو امام مسجد مقرر کرنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے آیا اس شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب بعد مراسم سنت۔ وہ سوال جواب جوابات میں بہت چالاکی برتی گئی ہے پھر بھی اون سے تو ہب کی جھلک پیدا ہے آپ نے مجیب کا دیوبند میں تعلیم پانا لکھا ہے وہاں یہ سوالات کرنے نہ تھے کہ ان میں غلط جواب دے جب بھی کافر تو نہ ہوگا دیوبندیوں کے عقائد تو وہ ہیں جنکی نسبت علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔ جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے ایسی جگہ تو یہ سوال کرنا چاہئے کہ رشید احمد گنگوہی و اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی اور محمود حسن دیوبندی و خلیل احمد انبیٹھی اور ان سب سے گھٹ کر ان کے امام اسمٰعیل دہلوی اور ان کی کتابوں براہین قاطعہ و تحذیر الناس و حفظ الایمان و تقویۃ الایمان و ایضاح الحق کو کیسا جانتے ہو اور اون لوگوں کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے جو فتوے دیئے ہیں اونھیں باطل سمجھتے ہو یا حق مانتے ہو اور اگر وہ اون فتووں سے اپنی ناواقفی ظاہر کرے تو بریلی مطبع اہلسنت سے حسام الحرمین منگا لیجئے اور دکھایئے اگر بکشادہ پیشانی تسلیم کرے کہ بیشک علمائے حرمین شریفین کے یہ فتوے حق ہیں تو ثابت ہوگا کہ دیوبندیت کا اوس پر کچھ اثر نہیں ورنہ

علمائے حرمین شریفین کا وہی فتویٰ ہے کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر۔ اوسوقت آپکو ظاہر ہو جائیگا کہ یہ شخص اللہ ورسول کو گالیاں دینے والوں کو کافر نہ جاننا درکنار "علمائے دین واکابر مسلمین" جانے وہ کیونکر مسلمان پھر مسئلہ عرس وفاتحہ فرعی مسائل کا اوس کے سامنے ذکر کیا ہے فقط۔

مسئلہ ۔ ۲۳ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ برادر دینی و یقینی مولوی مرزا محمد فاروق بیگ صاحب سلمہٗ بعد تحیۃ مسنونہ۔ اسوقت آپکا خط تلاش کیا نہ ملا معلوم نہیں اور کیا لکھا تھا ایک سوال دربارہ عرس یاد ہے۔ عرس شریف کا ثبوت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنے رسالہ ذبیحہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دیا ہے۔ شاہ صاحب موصوف اور اون کے اب وجد عرس کرتے ہیں۔ ایک پنجابی نے اسپر اعتراض کیا جس کا جواب شاہ صاحب نے حدیث سے دیا۔ کلام اوس عرس شریف میں ہے جو منکرات شرعیہ سے خالی ہو اوس میں خیر کے سوا کیا ہے اور خیر کا بعینہٖ منقول ہونا کچھ ضرور نہیں۔ یہ مسئلہ صدیق وفاروق وصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں طے ہولیا کہ اگرچہ حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر کام خیر ہے لہٰذا کیا جائے اور اسپر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہوا۔ سوال کا جواب تو اتنا ہے مگر مدارس کی تعمیر اور اون میں مدرسین کا تنخواہوں کے ساتھ تقرر اور اوس میں درس نظامی یا اور کسی مقرر کردہ نصاب کا تعین اور اون میں ماہانہ وسالانہ امتحان اور اوس میں کامیابوں کے نمبر اور اون پر انعام اور کتابیں چھاپنا کمیشن مقرر کرنا وغیرہ ہزاروں باتیں منکرین میں رائج ہیں وہ سب بھی اپنے آپکو حنفی کہتے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ ان باتوں کی تصریح امام اعظم سے کہاں اونھیں ہاتھ لگی یونہیں اپنے اور اپنے اہل وعیال کے فرض وواجب نفقہ کا کورٹ انسپکٹری سے ادا کرنا بھی امام اعظم کے ارشاد سے کیوں نہ محتاج تصریح ہوا بچوں کو دعا۔ فقط۔

مسئلہ ۔ از مدرسہ اہلسنت وجماعت بریلی مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی طالب علم مدرسہ مذکور ۱۲ر جمادی الآخریٰ ۱۳۳۶ھ

"سزایم بر گناہم لازم آمد — پس آنگہ رحمتش نہ باہم آمد
بگو مفتی خطائے یا صوابم — بسا اسرار اینجا باہم آمدہ"

الجواب
مسلماں را سزا لازم کہ کردست — کہ قول اعتزالی ظالم آمد
وگر یابد سزا کامل نیابد — کہ عفوش بہر مومن لازم آمد
وگر بالفرض از چیزے نہ بخشد — زنقصاں رحمتش خود سالم آمد
کہ یرحم من یشاء لا کل فرد — یعذب من یشاء ہم قائم آمد
بدنیا رحمتش بر جملہ عام ست — بعقبے خاص خط مسلم آمد
ثوابش بہر مومن منتہی نیست — عذابش بہر کافر دائم آمد
برائے ہر صفت مظہر بکار ست — کہ او ذو انتقام و راحم آمد

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از کانپور مرسلہ مولوی سلیمان صاحب مؤرخہ ۱۷ جمادی الآخری ۱۳۳۶ھ

سوال۔ میلاد شریف کا رواج کب سے ہے اور خاص ذکر پیدائش کیوقت تعظیماً قیام کرنا کہاں سے ثابت ہے۔

الجواب مجلس میلاد مبارک و قیام کا ثبوت ہزاروں بار دیدیا گیا اور اب اجمالاً یہ ہے کہ ان کا ثبوت وہاں سے ہے جہاں سے وہابیہ کے کفر کا ثبوت آیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ شفیع احمد فقیر قادری رضوی طالب علم مدرسہ منظر اسلام مؤرخہ ۲۱ جمادی الاخری ۱۳۳۶ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شرح عقائد عضدیہ للمحقق الدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خطبہ میں ہے یا من وفقنا لتحقیق العقائد الاسلامیۃ عصمنا عن التقلید فی الاصول والفروع الکلامیۃ اور یہ بھی مشہور ہے لا تقلید فی الاعتقادیات حضور اگر ایسا ہے تو جاہل کیلئے یہ کیوں ہے کہ جب اوسکے سامنے کوئی عقیدہ پیش کیا جائے اور یہ نہ جانتا ہو تو کہے "میرا وہ عقیدہ ہے جو اہلسنت کا ہے" بلکہ کوئی جاہل بلکہ اکثر معمولی عالم اکثر عقائد کے استدلال نہیں جانتے اور ہم اکثر ثبوت عقائد میں اقوال ائمہ پیش کرتے ہیں اور یہ طریق اثبات تصانیف علمائے عظام میں موجود یا اسکے معنی یہ ہیں کہ عقائد کا علم یقینی مثل علم امر محقق ہو نہ علم ظنی مثل علم مرد مقلد۔

الجواب جسطرح فقہ میں چار اصول ہیں کتاب سنت اجماع قیاس عقائد میں چار اصول ہیں کتاب سنت سواد اعظم عقل صحیح تو جو ان میں ایک کے ذریعہ سے کسی مسئلہ عقائد کو جانتا ہے دلیل سے جانتا ہے نہ کہ بے دلیل محض تقلیداً اہلسنت ہی سواد اعظم اسلام ہیں تو ان پر حوالہ دلیل پر حوالہ ہے نہ کہ تقلید۔ یوں ہی اقوال ائمہ سے استناد اسی معنی پر ہے کہ یہ اہلسنت کا مذہب ہے ولہذا ایک دو دس بیس علماء کبار ہی سہی اگر جمہور و سواد اعظم کے خلاف لکھیں گے اسوقت انکے اقوال پر نہ اعتماد جائز نہ استناد کہ اب یہ تقلید ہوگی اور وہ عقائد میں جائز نہیں اس دلیل یعنی سواد اعظم کی طرف ہدایت اللہ و رسول جل وعلیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کمال رحمت ہے ہر شخص کہاں قادر تھا کہ عقیدہ کتاب وسنت سے ثابت کرے عقل تو خود ہی سمعیات میں کافی نہیں ناچار عوام کو عقائد میں تقلید کرنی ہوتی لہذا یہ واضح روشن دلیل عطا فرمائی کہ سواد اعظم مسلمین جس عقیدہ پر ہو وہ حق ہے اسکی پہچان کچھ دشوار نہیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیوقت میں تو کوئی بدمذہب تھا ہی نہیں اور بعد کو اگرچہ پیدا ہوئے مگر دنیا بھر کے سب بدمذہب ملا کر کبھی اہلسنت کی گنتی کو نہیں پہنچ سکے۔ للہ الحمد فقہ میں جسطرح اجماع اقوی الادلہ ہے کہ اجماع کے خلاف کا مجتہد

کہ بھی اختیار نہیں اگرچہ وہ اپنی رائے میں کتاب و سنت سے اوسکا خلاف پاتا ہو یقیناً سمجھا جائے گا کہ اوسکی فہم کی خطا ہے یا یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے اگرچہ مجتہد کو اوسکا ناسخ نہ معلوم ہو یوں ہی اجماع امت تو شئی عظیم ہے سواد اعظم یعنی اہلسنت کا کسی مسئلہ عقائد پر اتفاق یہاں اقوی الادلہ ہے کتاب و سنت سے اسکا خلاف سمجھ میں آئے تو فہم کی غلطی ہے حق سواد اعظم کیساتھ ہے اور ایک معنی پر یہاں اقوی الادلہ عقل ہے کہ ادلہ دلائل کی حجیت بھی اوسی سے ظاہر ہوئی ہے مگر محال ہے کہ سواد اعظم کا اتفاق کسی برہان صحیح عقلی کے خلاف ہو یہ کلمتیں کے جملے ہیں مگر بحمدہ تعالی بہت نافع و سودمند فعضوا علیہا بالنواجذ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ از شہر محلہ کنبوہ کوٹھی حامد حسین خانصاحب رئیس مسئولہ شمشاد علی خانصاحب ۲۶ رجب ۱۳۳۶ھ

صحیح مسلم و دیگر صحاح میں یہ الفاظ مختلفہ و اتحاد مطلب یہ حدیث وارد ہوئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ امر اسلام ہمیشہ رہے گا اور اوس میں بارہ خلیفہ ہوں گے دریافت طلب یہ ہے کہ اون بارہ کے اسماء مبارک کیا ہیں۔

(۲) وہ خلفائے دوازدہ گانہ کل کے کل اخیار ہوں گے یا کہ بعض اچھے اور بعض برے اور اگر کہا جائے کہ سب اون میں اچھے نہ تھے بلکہ کچھ ایسے بھی تھے جو کہ خیر الناس نہیں کہے جا سکتے۔ یہ تفصیل حضور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمائی ہے یا دیگر علماء نے (۳) وہ بارہ خلفاء زیب وہ مسند خلافت ہو چکے یا کہ ابھی کچھ باقی ہیں (۴)، چونکہ احادیث متعلقہ خلفاء اثنی عشر میں یہ مسئلہ وارد ہوا ہے کہ اسلام ختم نہ ہوگا تاوقتیکہ بارہ خلفاء پورے نہ ہولیں اگر خلفاء دنیا میں رونق افزائے عالم ہو کر اپنی تعداد کو پوری کر چکے ہیں تو اب حسب مفاد حدیث اسلام و اسلامیان دنیا میں باقی ہیں یا کیا (۵)، شرح فقہ اکبر ملا علی قاری کہ صفحہ (۸۲)، یا کسی دوسرے صفحہ پر بارہ خلفاء کے جو نام ظاہر کئے گئے ہیں وہ صحیح ہیں یا غلط۔

الجواب - اصل یہ ہے کہ امور غیب میں اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جتنی بات بیان فرمائیں اوتنی یقیناً حق ہے اور جسقدر ذکر نہ فرمائیں اوسکی طرف یقین کی راہ نہیں کہ غیب بے خدا و رسول کے بتائے معلوم نہیں ہو سکتا لہذا اس حدیث کے معنی میں زمانہ تابعین سے اشتباہ رہا مہلب نے فرمایا لم الق احدا یقطع فی ھذا الحدیث بمعنی یعنی میں نے کوئی ایسا نہ پایا کہ اس حدیث کی کوئی مراد قطعی بتاتا امام قاضی عیاض مالکی نے شرح صحیح مسلم میں بہت احتمالات بتا کر فرمایا وقد یحتمل وجوھا اخر واللہ اعلم بمراد نبیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یعنی اسکے سوا حدیث

میں اور احتمال بھی نکل سکتے ہیں اور اللہ اپنے نبی کی مراد خوب جانے جل وعلا وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم امام ابن الجوزی کشف المشکل میں لکھتے ہیں قد اطلت البحث عن معنی ھذا الحدیث وتطلبت مظانہ وسألت عنہ فلم اقع علی المقصود بہ ۔ میں نے مدتوں اس حدیث کے معنی کی تفتیش کی اور جہاں جہاں گمان تھا وہ کتابیں دیکھیں اپنے زمانہ کے ائمہ سے سوال کئے مگر مراد متعین نہ ہوئی اقول کیونکر کہ جس غیب کی اللہ ورسول تفصیل نہ فرمائیں اوسکی تفصیل قطعاً کیونکر معلوم ہو ہاں لوگ لگتے لگاتے ہیں جن میں سے کسی پر یقین نہیں البتہ یہ معیار صحیح ہے کہ حدیث میں جو جو نشان اون بارہ خلفا کے ارشاد ہوئے جس معنی میں وہ نہ پائے جائیں باطل ہیں اور جس میں پائے جائیں وہ احتمالی طور پر مسلم ہوگا نہ کہ یقینی احادیث باب میں اونکے نشان یہ ہیں (۱) کلھم من قریش سب قرشی ہوں گے رواہ الشیخان (۲) وہ سب بادشاہ ووالیان ملک ہوں گے صحیح مسلم میں ہے لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیھم اثنا عشر رجلا کلھم من قریش مسند امام احمد وبزاز وصحیح مستدرک میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے بسند حسن ہے انہ سئل کم یملک ھذہ الامۃ من خلیفۃ فقال سألنا عنھا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اثنا عشر کعدۃ نقباء بنی اسرائیل (۳) اون کے زمانے میں اسلام قوی ہوگا صحیح مسلم میں ہے لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش (۴) اونکا زمانہ زمانۂ صلاح ہوگا بزار وطبرانی وابو جحیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی لا یزال امر امتی صالحا (۵) اون پر اجتماع امت ہوگا یعنی اہل حل وعقد اونھیں والی ملک وخلیفۂ صدق مانیں گے سنن ابی داؤد میں ہے لا یزال ھذا الدین قائما حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلھم تجتمع علیہ الامۃ (۶-۷) وہ سب ہدایت ودین حق پر عمل کریں گے اون میں سے دو اہلبیت رسالت سے ہوں گے۔ استاذ امام بخاری ومسلم مسدد کی مسند کبیر میں ابو الجلد سے ہے انہ لا تھلک ھذہ الامۃ حتی یکون منھا اثنا عشر خلیفۃ کلھم یعمل بالھدی ودین الحق منھم رجلان من اھل بیت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔ لگتے لگانے والوں میں جس نے سب طرق حدیث نہ دیکھے ایک آدھ طرق کو دیکھکر کوئی احتمال نکال دیا جیسے ابو الحسین بن منادی نے یہ معنی لئے کہ ایک وقت میں ۱۲ خلیفہ ہوں گے یعنی اسقدر اختلاف یہ فقط اوس لفظ مجمل بخاری پر بن سکتا تھا اور الفاظ دیکھئے تو کہاں اس درجہ افتراق اور کہاں اجتماع اور ایسی حالت میں اسلام کے قوی وغالب وقائم اور امر امت کے صالح ہونے کے کیا معنی؟! اسی قبیل سے علی قاری کا یہ زعم باتباع ابن حجر شافعی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے آخر ولاۃ بنی امیہ تک ۱۲ ہوئے اور اون میں یزید پلید علیہ ما علیہ کو بھی گنا دیا حالانکہ اوس خبیث کے زمانہ کو قوت دین وصلاح سے کیا تعلق یہ احادیث دیکھکر اس قول کی گنجائش نہ ہوتی مگر صرف ۱۲ سلطنتیں نگاہ میں تھیں اور حق یہ

کہ اوس خبیث پر اجتماع اہل حل وعقد کب ہوا ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوسکے دست ناپاک پر بیعت نہ کرنے ہی کے باعث شہید ہوئے۔ اہل مدینہ نے اوس پر خروج کیا عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملئکۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا واللہ ماخرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السماء ان رجلا ینکح امھات الاولاد والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوٰۃ۔ خدا کی قسم ہم نے یزید پر خروج نہ کیا جبتک یہ خوف نہوا کہ آسمان سے پتھر آئیں ایسا شخص کہ بہن بیٹی کی آبرو ریزی کرے اور شراب پیئے اور تارک الصلاۃ ہو غرض جمیع طرق حدیث سے یہ قول باطل ہے حدیث میں کہیں نہیں کہ وہ سب بلافصل یکے بعد دیگرے ہوں گے آن میں سے آٹھ گزر گئے صدیق اکبر فاروق اعظم عثمان غنی۔ علی مرتضی حسن مجتبی۔ امیر معٰویہ عبداللہ بن زبیر عمر بن عبدالعزیز اور ایک یقیناً آنے والے ہیں حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین باقی تین کی تعیین اللہ ورسول کے علم میں ہے عجب عجب ہزار عجب کہ ان میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ صحابی ابن صحابی ہیں امام عادل ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھتیجے ہیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسہ ہیں احد العشرۃ المبشرہ کے صاحبزادے ہیں شمار نہ کئے جائیں اور وہ خبیث ناپاک معدود ہو جسے امیر المؤمنین کہنے پر امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو بیس تازیانے لگائے نسأل العفو والعافیۃ عبداللہ بن زبیر بھی درکنار خود امام مجتبیٰ کو نہ گنا کہ آن کی خلافت کا زمانہ قلیل تھا اور ولید کو گنا جس نے قرآن عظیم کو دیوار میں لٹکا کر تیروں سے چھیدا لہذا ایسے بے سروپا بیہودہ اقوال کی سند نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک متاخر عالم کی خطا ہے رائے ہے عصمت انبیاء وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی کیلئے نہیں۔ نسأل العفو والعافیہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مرسلہ موضع بھوبت پور ڈاکخانہ اتراؤں ضلع الہ آباد سائل امیر اللہ قصاب۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عالم صاحب قیام محفل میلاد شریف کو منع کرتے ہیں جو کہ ہر وقت ذکر ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ اسکا ثبوت کہیں نہیں ہے ونیز یہ بھی کہتے ہیں کہ نام جب آتا ہے تو لوگ انگوٹھا چومتے ہیں اسکا بھی کہیں ثبوت نہیں یہ سب بیجا ہے اور گناہ ہے ایسے عالم کیلئے کیا حکم ہے اور ان سے مرید ہونا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور یہ امور مذکورہ یعنی قیام اور بوسہ دینا انگوٹھا کا بروقت نام پاک آنے حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کیا اسکا کہیں ثبوت ہے امید کہ قرآن وحدیث سے اسکا ثبوت دیا جاوے یہاں پر سخت جھگڑا اسکی بابت ہے لہذا جواب جلد مرحمت ہو۔

الجواب ایسا شخص عالم نہیں ہوسکتا جسے اتنی تمیز نہ ہو کہ منع کرنے اور گناہ کہنے

کو ثبوت منع درکار ہے جس چیز سے اللہ تعالیٰ اور رسول نے منع نہ فرمایا یہ منع کرنیوالا کون اسکے لئے عدم ثبوت کافی جاننا سخت جہل شدید ہے ثبوت تو منع کا بھی نہیں تو اوسی کے مونہہ ثابت ہوا کہ وہ اس ممانعت کے سبب گنہگار ہے آجکل ان چیزوں کے مانعین اکثر وہابی ہوتے ہیں اور وہابی بدمذہب ہیں اونکی بات سننا حرام ہے اور ایسے شخص کا مرید ہونا سخت اشد گناہ کبیرہ ہے اور اسکے پیچھے نماز باطل محض کما حققناہ فی النہی الاکید قیام کا ثبوت ہمارے رسالہ اقامۃ القیامہ میں ہے اور بوسہ انگشت میں ہماری مبسوط کتاب منیر العین ہے جسے طبع ہوئے ۳۲ برس ہوئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر بازار بانسمنڈی دوکان عزیز اللہ۔ مرسلہ کریم بخش حجرہ فروش ۱۹ رمضان ۱۳۳۶ھ

زید نے کہا جو شخص روزہ رکھے گا نماز پڑھے گا اور جتنے ارکان شرعی ہیں وہ سب ادا کریگا وہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں ہے اور وہ بہشت میں جائیگا اور جو رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برخلاف ہوگا وہ دوزخ میں جائے گا اور نہ اوسکی بخشش ہے اور نہ وہ امت میں ہے۔ بکر نے کہا جو روزہ نہ رکھے نماز نہ پڑھے جتنے ارکان شرعی ہیں وہ سب نہ ادا کرے مگر کلمہ گو ہو وہ بخشا جائیگا۔

الجواب ۔ دونوں قول گمراہی و ضلالت ہیں پہلا قول خارجیوں کا ہے کہ مرتکب کبیرہ کو کافر کہتے ہیں دوسرا نیچریوں کا ہے کہ نری کلمہ گوئی کافی جانتے ہیں مسلمانان اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ جو ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہو یا اللہ عزوجل یا قرآن عظیم یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی یا ملک کی توہین کرے غرض کوئی قول یا فعل منافی و منافی ایمان و قطعًا قاطع اسلام کرے وہ کافر ہے اگرچہ لاکھ کلمہ گو نمازی روزہ دار ہو اور جو عقیدہ و دین میں مسلم سالم ہے اگر ایک وقت کی نماز قصدًا یا ایک فرض روزہ عمدًا ترک کرے یا کسی گناہ کا مرتکب ہو اللہ عزوجل چاہے تو اوسپر عذاب کرے اور یہ اوسکا عدل ہے چاہے بخش دے اور یہ اوسکا فضل ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از اردہ نگلہ ڈاکخانہ اچھنیرہ ضلع آگرہ مرسلہ صادق علی خانصاحب ۲۸ شوال ۱۳۳۶ھ

زید کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ذات پاک رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برابر پیدا کرسکتا ہے مگر بموجب اپنے وعدہ کے پیدا نہیں کریگا زید کا امام نماز ہونا محققین علماء کے نزدیک درست ہے یا نہیں

الجواب ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت فضائل جلیلہ و خصائص

کریمہ ناقابل اشتراک ہیں جیسے افضل الانبیاء خاتم النبیین سید المرسلین اول خلق اللہ افضل خلق اللہ اول شافع اول مشفع نبی الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم اگر او سوقت اسطرف قائل کا ذہن نہ گیا محض عموم قدرت پیش نظر تھا او سے تفہیم کی جائے اگر تابع حق و طالب حق ہوگا ضرور سمجھ جائیگا اور اپنی غلطی سے باز آئیگا اور اگر با وصف تفہیم عناد و استکبار ولداد و اصرار کرے تو ضرور بدمذہب ہے او سے امام بنانا ہرگز جائز نہیں اور اوسکے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب یہ بھی اوسوقت ہے کہ قول مذکور بعلت وہابیت نہ ہو ورنہ اب دیوبندیوں نے وہابیہ میں اسلام کا نام رکھا جو اون کے مثل اللہ و رسول کی شدید و واضح و ناقابل تاویل توہینیں کرتے ہیں خود کافر ہیں ورنہ اتنا ضرور ہے کہ ان توہینوں کے کرنے والوں کو کافر نہیں کہتے یہ اون کے صدقے میں کافر ہوئے علمائے کرام حرمین شریفین دیوبندیوں کی نسبت تحریر فرما چکے کہ من شك فی کفرہ فقد کفر جو اون کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از کلکتہ ڈاکخانہ بالیگنج کڑایا روڈ ۱۰/۱ مسئولہ فیض محمد تاجر در بازار مستری بادی مرحوم

حضور قطب الاقطاب سیدنا و مولٰنا محبوب سبحانی غوث الصمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنے رسالہ غنیۃ الطالبین میں مذہب حنفیہ کو گمراہ فرقہ میں مندرج فرمایا ہے اسکو اچھی طرح سے حضور واضح فرماکر تسکین و تشفی بخشیں کہ وسوسہ و خطرات نفسانی و شیطانی رفع ہو جائیں عبد العظیم نامی ضلع غازیپور کے باشندے نے ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں رسالہ تقویۃ الایمان عرف تفویۃ الایمان کے مضمون کو مکتوبات مخدوم الملک رحمۃ اللہ علیہ و مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ و اور بھی بزرگان دین کے مکتوباتوں سے دکھلایا ہے و ثابت کیا ہے کہ ان بزرگوں نے اپنے مکتوباتوں میں تقویۃ الایمان سے بھی سخت سخت الفاظ نام بنام لکھا ہے کہ اللہ چاہے تو فلاں کو مردود کرے و فرعون و نمرود کو چاہے مقبول کرے سیکڑوں کعبہ تیار کردے وغیرہ وغیرہ اب خاکسار عرض کرتا ہے کہ یا تو کوئی رسالہ ان کے جواب میں شائع فرمایا ہو تو بذریعہ ریلوے ڈاک پارسل ارسال ہو یا واضح و خلاصہ جواب ارقام ہو والسلام مع الاکرام غنیۃ الطالبین کے مضمون سے زیادہ اس لئے انتشار ہے کہ دونوں حضرات سے تعلق ورشتہ و ایمان و ایقان کا سلسلہ ملحق ہے حنفی اگر مذہب ہے تو قادری مشرب ہے اگر ذرا بھی ان دونوں پیشوا کی طرف سے ریب و شک دامنگیر ہوا کہ بہت بڑا حملہ ایمان پر ہونے کا خوف و ڈر ہے للہ میرے حال زار پر رحم فرمائیں اسوقت میرے لئے بہت بڑا امتحان مد نظر ہے زیادہ حد ادب۔

الجواب ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مکرم کرم فرما اکرمکم اللہ تعالٰی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ **اولاً** کتاب غنیۃ الطالبین شریف کی نسبت

حضرت شیخ محقق محدث عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا تو یہ خیال ہے کہ وہ سرے سے حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی تصنیف ہی نہیں مگر یہ نفی مجرد ہے اور امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تصریح فرمائی کہ اس کتاب میں بعض مستحقین عذاب نے الحاق کر دیا ہے فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں وایاک ان تغتر بما وقع فی الغنیۃ لامام العارفین وشیخ الاسلام والمسلمین الاستاذ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ فانہ دسہ علیہ فیھا من سینتقم اللہ منہ والافھو بریٔ من ذلک یعنی خبردار دھوکہ نہ کھانا اوس سے جو امام الاولیا سردار اسلام و مسلمین حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی غنیہ میں واقع ہوا کہ اس کتاب میں اوسے حضور پر افترا کر کے ایسے شخص نے بڑھا دیا ہے کہ عنقریب اللہ عزوجل اوس سے بدلہ لیگا حضرت شیخ رضی اللہ تعالی عنہ اوس سے بری ہیں۔ **ثانیا** اسی کتاب میں تمام اشعریہ یعنی اہلسنت وجماعت کو بدعتی گمراہ گمراہ گر لکھا ہے کہ خلاف ماقالتہ الاشعریۃ من کلام اللہ معنی قائم بنفسہ واللہ حسیب کل مبتدع ضال مضل کیا کوئی ذی انصاف کہہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ یہ سرکار غوثیت کا ارشاد ہے جس کتاب میں تمام اہلسنت کو بدعتی گمراہ گمراہ گر لکھا ہے اوس میں حنفیہ کی نسبت کچھ ہو تو کیا جائے شکایت ہے۔ لہذا کوئی محل تشویش نہیں۔ **ثالثا** پھر یہ خود صریح غلط اور افترا بر افترا ہے کہ تمام حنفیہ کو ایسا لکھا ہے غنیۃ الطالبین کے یہاں صریح لفظ یہ ہیں کہ ھم بعض اصحاب ابی حنیفۃ وہ بعض حنفی ہیں اس سے نہ حنفیہ پر الزام آسکتا ہے نہ معاذ اللہ حنفیت پر آخر یہ تو قطعا معلوم ہے اور سب جانتے ہیں کہ حنفیہ میں بعض معتزلی تھے جیسے زمخشری صاحب کشاف و عبد الجبار و مطرزی صاحب مغرب و زاہدی صاحب قنیہ و حاوی و مجتبی پھر اس سے حنفیت و حنفیہ پر کیا الزام آیا بعض شافعیہ زیدی رافضی ہیں اس سے شافعیہ و شافعیت پر کیا الزام آیا نجد کے وہابی سب حنبلی ہیں پھر اس سے حنبلیہ و حنبلیت پر کیا الزام آیا جاتا ہے وہ رافضی خارجی معتزلی وہابی سب اسلام ہی میں نکلے اور اسلام کے مدعی ہوئے پھر معاذ اللہ اس سے اسلام و مسلمین پر کیا الزام آیا۔ **رابعا** کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار میں بسند صحیح حضرت ابو التقی محمد بن ازہر صریفینی سے ہے مجھے رجال الغیب کے دیکھنے کی تمنا تھی مزار پاک امام احمد رضی اللہ تعالی عنہ کے حضور ایک مرد کو دیکھا دل میں آیا کہ مردان غیب سے ہیں وہ زیارت سے فارغ ہو کر چلے یہ پیچھے ہوئے اونکے لئے دریائے دجلہ کا پاٹ سمٹ کر ایک قدم بھر کا رہ گیا کہ وہ پاؤں رکھکر اوس پار ہو گئے انھوں نے قسم دیکر روکا اور اون کا مذہب پوچھا فرمایا حنیفا مسلما وما انا من المشرکین۔ یہ سمجھے کہ حنفی ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی بارگاہ میں عرض کیلئے حاضر ہوئے حضور اندر ہیں دروازہ بند ہے انکے پہنچتے ہی حضور نے اندر سے ارشاد فرمایا اے محمد آج روئے زمین پر اس شان کا کوئی ولی حنفی المذہب نہیں۔ کیا معاذ اللہ گمراہ بد مذہب لوگ اولیاء اللہ ہوتے ہیں جنکی ولایت

کی خود سرکار غوثیت نے شہادت دی۔ وہ وہابی رسالہ نظر سے نہ گزرا یہاں چند امور واجب اللحاظ ہیں۔

اولاً وہ کلمات جو ان کتب سے مخالف نے نقل کئے اسمعیل دہلوی کے کلمات ملعونہ کے مثل ہوں ورنہ استشہاد مردود۔ یہاں یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ بعض محتمل لفظ جب کسی مقبول سے صادر ہوں بحکم قرآن انھیں معنی حسن پر حمل کرینگے اور جب کسی مردود سے صادر ہوں جو صریح توہینیں کرچکا ہو تو اوسکی خبیث عادت کی بنا پر معنی خبیث ہی مفہوم ہوں گے کہ کل اناء یترشح بما فیہ صرح بہ الامام ابن حجر المکی رحمہ اللہ تعالی۔ **ثانیاً** وہ کتاب محفوظ مصئون ہونا ثابت ہو جس میں کسی دشمن دین کے الحاق کا احتمال نہو جیسے ابھی غنیۃ الطالبین شریف میں الحاق ہونا بیان ہوا یونہی امام حجۃ الاسلام غزالی کے کلام میں الحاق ہوئے اور حضرت شیخ اکبر کے کلام میں تو الحاقات کا شمار نہیں جنکا شافی بیان امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجواہر میں فرمایا اور فرمایا کہ خود میری زندگی میں میری کتاب میں حاسدوں نے الحاقات کئے اسیطرح حضرت حکیم سنائی و حضرت خواجہ حافظ وغیرہما اکابر کے کلام میں الحاقات ہونا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں بیان فرمایا۔ کسی الماری میں کوئی قلمی کتاب ملے اوس میں کچھ عبارت ملنی دلیل شرعی نہیں کہ یہ کم وبیش مصنف کی ہے پھر اوس قلمی نسخوں سے چھاپا کریں تو مطبوعہ نسخوں کی کثرت کثرت نہوگی کہ اونکی اصل وہی مجہول قلمی ہے جیسے فتوحات مکیہ کے مطبوعہ نسخے۔

ثالثاً اگر بہ سندہی ثابت ہو تو تواتر و تحقیق درکار امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں لا تجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیا فان ذلك ثبت متواترا جب بے تحقیق تام عام مسلمان کلمہ گو کی طرف گناہ کی نسبت ناجائز ہے تو اولیائے کرام کیطرف معاذ اللہ کلمہ کفر کی نسبت بلا ثبوت قطعی کیسے حلال ہوسکتی ہے۔ **رابعاً** سب فرض کریں تو اب وہابی کے جواب کا حاصل یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی توہین بُری نہیں کہ فلاں فلاں نے بھی کی ہے کیا یہ جواب کوئی مسلمان دے سکتا ہے بفرض غلط توہین جس سے ثابت ہو وہ ہی مقبول نہوگا نہ یہ کہ معاذ اللہ اوسکے سبب توہین مقبول ہوجائے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ محمد عبدالواحد خانصاحب بمبئی اسلامپورہ ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

ع۱ لا مھدی الا عیسی کے متعلق کیا رائے ہے۔ (۲) حضرت مہدی و عیسی کے متعلق کس قدر حدیثیں وارد ہیں (۳) قرآن شریف کی کن کن آیتوں سے ان کا رد ہوسکتا ہے۔

الجواب ۔ ع۱ یہ حدیث صحیح نہیں اور بفرض صحت از قبیل لا وجع الا وجع العین ولا ہم الا ہم الدین ولا فتی الا علی ولا سیف الا ذوالفقار کے قبیل سے ہے۔ ع۲ حضرت مہدی و

عیسیٰ کے بارے میں احادیث حد تواتر کو پہنچی ہیں یہاں تک کہ ائمہ دین نے انکا نزول اور اونکا ظہور عقائد میں داخل فرمایا ۳ قرآن عظیم کی جتنی آیتیں تعظیم انبیا علیہم السلام کا حکم دیتی ہیں اونکی تکذیب پر تکفیر فرماتی ہیں معجزات سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام گناتی ہیں اونکی نبوت و رسالت کی شہادت دیتی ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بتاتی ہیں جھوٹے مدعی نبوت پر لعنت فرماتی ہیں وہ سب قادیانی کے رد ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ عبدالجبار خاں طبیب دھام پور ضلع بجنور۔ ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۲۵ھ

۱۔ جو شخص کہ خلیفہ برحق سے برسر بغاوت و برسر پیکار رہو گیا وہ شخص قابل عزت و لائق احترام ہے اور اوسکے نام کو لفظ حضرت و رحمۃ اللہ علیہ یا رضی اللہ عنہ کے ساتھ یاد کرنا لازم ہے خواہ صحابی ہوں یا غیر صحابی ۲ کیا حضرت امیر معاویہ بمقابلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ باغی اور خطا کار تھے یا بطور اجتہاد اونکی رائے مختلف تھی جس میں اون پر بدنیتی اور عصیان کا الزام عائد نہو گا تفصیل واضح مطلوب ۳ کیا حضرت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی انسان کسی نبی کے مرتبہ کے برابر ہوسکتا ہے یا زیادہ۔ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مرتبہ انبیا بنی اسرائیل کے برابر یا اون سے بالاتر ماننا واجب ہے۔ ایک شخص یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایسے ہی سوال کے جواب میں فرمایا کہ تم یہ سمجھ لو کہ حضرت آدم ایک بار گندم کھانے سے مورد عتاب ہوئے اور میں نے اسقدر رکھا یا ہے وغیرہ۔ کیا یہ حدیث صحیح اور متواتر اور کیا اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے جو شخص مذکور نکالتا ہے ۴ کیا ہمکو اس بحث میں پڑنا زیبا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا رتبہ خلفائے ثلثہ سے بالاتر اور اونکا کمتر ہے اور کیا یہ حنفیوں کے عقائد ضروریہ میں سے ہے فقط

الجواب۔ ۱ اہلسنت کے عقیدہ میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم فرض ہے اور اون میں سے کسی پر طعن حرام اور اونکے مشاجرات میں خوض ممنوع حدیث میں ارشاد اذا ذکر اصحابی فامسکوا۔ رب عزوجل کہ عالم الغیب والشہادہ ہے اوس نے صحابہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائی قبل الفتح جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے راہ خدا میں خرچ و جہاد کیا اور مؤمنین بعد الفتح جنھوں نے بعد کو فریق اول کو دوم پر تفضیل عطا فرمائی کہ لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا اور ساتھ ہی فرمایا وکلا وعد اللہ الحسنیٰ دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا اور اون کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرمادیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا واللہ بما تعملون خبیر۔ اللہ کو تمہارے اعمال کی خوب خبر ہے یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے باایں ہمہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا خواہ سابقین ہو یا لاحقین اور یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ مولیٰ عزوجل جس سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا اوسکے

لئے کیا ہے فرماتا ہے ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئک عنھا مبعدون لایسمعون حسیسھا وھم فیما اشتھت انفسھم خلدون لایحزنھم الفزع الاکبر وتتلقھم الملئکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون ۰ بیشک جن سے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اوسکی بھنک تک نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانتی مرادوں میں ہمیشہ رہیں گے اونھیں غم میں نہ ڈالیگی بڑی گھبراہٹ۔ فرشتے اونکی پیشوائی کو آئینگے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جسکا تم سے وعدہ تھا۔ سچا اسلامی دل اپنے رب عزوجل کا یہ ارشاد عام سنکر کبھی کسی صحابی پر نہ سوءظن کرسکتا ہے نہ اوسکے اعمال کی تفتیش۔ بفرض غلط کچھ بھی کیا تم حاکم ہو یا اللہ۔ تم زیادہ جانو یا اللہ انتم اعلم ام اللہ دلوں کی جاننے والا سچا حاکم یہ فیصلہ فرماچکا کہ مجھے تمہارے سب اعمال کی خبر ہے میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا اسکے بعد مسلمان کو اسکے خلاف کی گنجائش کیا ہے ضرور ہر صحابی کیساتھ حضرت کہا جائیگا ضرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے گا ضرور اوسکا اعزاز واحترام فرض ہے ولوکرہ المجرمون ع۔ اسکا جنگ بھی جو اول سے واضح ہوچکا شبہ بنا اونکی خطا خطائے اجتہادی تھی اور اونپر الزام معصیت عائد کرنا اوس ارشاد الٰہی کے صریح خلاف ہے ع۔ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ کوئی غیر نبی کسی نبی کے برابر نہیں ہوسکتا جو کسی غیر نبی کو کسی نبی کے ہمسر یا افضل مانے وہ بالاجماع کافر مرتد ہے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا مرتبہ انبیائے بنی اسرائیل یا کسی نبی کے بالا یا برابر ماننا واجب در کنار کفر خالص ہے اور ملعون افترائی حکایت عجب مضحکہ ہے گیہوں کھانا ہی اگر دلیل تفضیلیت ہو تو مولیٰ علی نے اتنے گیہوں ہرگز نہیں کھائے جتنے زید وعمرو آجکل کھارہے ہیں اوس بادشاہ ملک ولایت کی اکثر غذا باتباع سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو تھی اور وہ بھی اکثر ایک وقت اور وہ بھی پیٹ بھرکر نہیں اور زید وعمرو رات دن میں دو دو وقت گیہوں کھاتے ہیں تو یہ معاذ اللہ آدم علیہ السلام سے بھی اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بھی ؎ این فسادِ خوردن گندم بود۔ ع۔ یہ نہ فقط حنفیہ بلکہ تمام اہلسنت کے عقائد کے خلاف ہے اہلسنت کے نزدیک بعد انبیا علیہم الصلاۃ والسلام تمام اولین وآخرین سے افضل امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسئلہ ۔ از فراشی ٹولہ بریلی مرسلہ مقصود علی خاں صاحب ۲۶ شعبان ۱۳۳۵ھ

زید کو لوگ عام طور پر کہتے ہیں کہ وہ وہابی ہے اور اسکے یہاں میلاد شریف اور تیجہ وغیرہ نہیں ہوتا اور وہ قیام کیوقت بھی کھڑا نہیں ہوتا زید نے میلاد شریف کرائی اور قیام کیوقت کھڑا ہوا اور دریافت کرنے پر وہ کہتا ہے کہ قرآن عظیم اور کلمہ شریف پڑھکر ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے لیکن تعین کے ساتھ تیجہ و برسی و چھمائی یہ نہ کرنا چاہیئے بلکہ خواہ میت کے دوسرے روز خواہ تیسرے روز خواہ چوتھے روز مکتے پر یا خرمے پر یا کسی شے پر کلمہ شریف پڑھکر ثواب میت کی ارواح کو پہنچانا جائز ہے اور

اسی طرح ہر برسی وچھائی کے لفظ سے اور گنتی دنوں سے نہ کرے بلکہ جس وقت چاہے کھانا پکوا کر فاتحہ دلوا دے اور زید یہ بھی کہتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں یہ میرا عقیدہ ہے کہ خدا سے کم زیادہ سب سے کہیے یہی کلمہ ہے شایان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی تعظیم میں ذرا بھی فرق دل میں لائے تو وہ خارج از اسلام ہے اور حضور پر نور کو شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سمجھے اور یہ سمجھے کہ مثل حضور کے نہ کوئی ہے نہ ہوا اور نہ ہوا اور اگر خداوند کریم حضور کو پیدا نہ کرتا تو تمام مخلوق کو پیدا نہ کرتا ایسے عقیدے والے کو وہابی خیال کرنا چاہئے اس پر اگر یہ خیال کیا جائے کہ اس نے کسی مصلحت سے ایسا کیا ہے لیکن اوس کے دل میں ممکن ہے کہ اسکے خلاف ہو تو ایسی صورت میں کیا سمجھنا چاہئے اوس کے زبانی اقرار کا اعتبار ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ تعین یوم کا انکار آجکل وہابیہ کا شعار ہے اور جتنی باتیں اوس نے کہیں بڑے بڑے پکے وہابی کہہ لیتے ہیں اور بڑے بڑے اشد موقع پر مجلس وقیام بھی کر لیتے ہیں ان باتوں سے پہچان نہیں ہو سکتی بلکہ زید سے مفصل عقائد وہابیہ دریافت کئے جائیں نیز اسمٰعیل دہلوی وتقویۃ الایمان وبراہین قاطعہ وتحذیر الناس وحفظ الایمان اور ان کے مصنفوں کی نسبت دریافت کیا جائے اگر سب باتوں کے جواب میں وہی کہے جو علمائے حرمین شریفین نے تحریر فرمایا تو ضرور اوسے سنی سمجھا جائیگا جبتک اس کا خلاف ظاہر ہو اور اگر اوس میں کسی بات کا جواب خلاف دے یا جو کچھ علمائے حرمین شریفین اون کتابوں اور اون کے مصنفوں کی نسبت حکم ضلالت وکفر وارتداد لگا چکے اوس کے ماننے میں ہیر پھیر کرے تو وہ بلاشبہہ سنی نہیں ضرور منہم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

استفتاء۔ مولوی افضل صاحب بخاری طالب علم مدرسہ منظر اسلام

عرض اینست کہ ورد خواندن شرائط بسیار مذکور ست عقل بعید می پندارد تا کہ در وقت خواندن در نفس خطرات پیدا می شود یعنی کہ حضرت ما آیا ما بیند ومیشنود

الجواب۔ بلاشبہہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام می بیند ومی شنود انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون اطت السماء وحق لہا ان تأط آواز اطیط آسمان از پانصد سالہ راہ می شنود از راہ دو یک ماہ چساں نشنود ان اللہ تعالیٰ رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ آنچہ تا قیامت آمدنی ست ہمہ را ہچو کف دست مبارکش می بیند آنچہ از حالا موجود ست چرا نہ بیند علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اکملہا۔ اینہا را عقل بعید نمی پندارد بلکہ وہم وظن اکذب الحدیث ست چہ جائے وہم۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۸۲۔ جناب سید کائنات خود رحمت وبروح اقدس او رحمت فرستادن چہ فائدہ۔

الجواب ۔ حق سبحٰنہ وتعالیٰ خود پاک وسبوح ست برائے او تسبیح گفتن چہ فائدہ۔ فائدہ خود مارا است ؎ من نگردم پاک از تسبیح شان ٭ پاک ہم ایشاں شوند و دُرفشاں۔ ہمچناں اینجا فائدہ مارا است کہ من صلی علیّ واحدۃً صلی اللہ علیہ عشرا۔ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو اعلم۔

سوال ۔ پروردگارِ عالم چرا برانبیا علیہم السلام فرمود کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم برزمان ہر یک اگر مبعوث شد تو بروے وغیرہ چراکہ بروی معلوم بود کہ زمان خاص جلوا فروز میشود

الجواب ۔ مقصود اظہار عزت وعظمت وسیادت مطلقہ واصالت کلیہ حضور پر نور علیہ افضل الصلوۃ والسلام بود تا ہمہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام را در دائرہ نبوت مطلقہ اش فراگیرد وامتی او گرداند صلی اللہ علیہم اجمعین وبارک وسلم۔

مسئلہ ۔ مولوی افضل صاحب بخاری طالب علم مدرسہ منظر اسلام بریلی مورخہ ۱۲ صفر ۱۳۳۶ھ

سوال عرض اینست کہ اگر شخصے این عقیدہ داشتہ باشد بایں طور کہ بر اللہ تعالٰی چیزے واجب نیست از جانب غیر لیکن از طرف رحمت وفضل اگر خود بر خود واجب کردہ باشد جائز ست چگونہ۔

الجواب ۔ صحیح است وآں وجوب نیست تفضل ست کتب ربکم علٰی نفسہ الرحمۃ وکان حقا علینا نصر المؤمنین۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

تحریر بر رسالہ شمس السالکین دربارہ مجلس مبارک وقیام۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما الحبیب المصطفی وآلہ وصحبہ اولی الصدق والصفا۔ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے مولٰنا مولوی ابو نصر حکیم محمد یعقوب صاحب حنفی قادری رامپوری کا یہ مختصر وکافی فتوٰی مسمّٰی بہ شمس السالکین مطالعہ کیا مولٰی عزوجل مولٰنا کی سعی جمیل قبول فرمائے اور اس فتوٰی کو حقیقۃً سالکین راہ ہدٰی کیلئے آفتاب نورانی بنائے مجلس مبارک وقیام اہل محبت کے نزدیک تو اصلاً محتاج دلیل نہیں۔ اہل حجت میں جو انصاف پر آئیں قرآن عظیم قول فیصل وحاکم عدل ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا اور فرماتا ہے وذکرھم بایام اللہ اور فرماتا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث اور فرماتا ہے انا ارسلنک شاھدا ومبشرا ونذیرا لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ اور فرماتا ہے فالذین آمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون اور فرماتا ہے لئن اقمتم الصلوۃ واتیتم الزکوۃ وآمنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللہ قرضا حسنا لاکفرن عنکم سیاتکم ولادخلنکم جنت تجری من تحتھا الانھر فمن کفر بعد ذلک منکم فقد ضل سواء السبیل پہلی تین آیتوں میں حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اوسکی رحمت پر شادیاں مناؤ لوگوں کو اللہ کے دن یاد دلاؤ

اللہ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اللہ کا کونسا فضل ورحمت کون سی نعمت اس حبیب کریم علیہ وعلی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں تمام رحمتیں تمام برکتیں اوسی کے صدقے میں عطا ہوئیں اللہ کا کون سا دن اس نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ظہور پرنور کے دن سے بڑا ہے تو بلاشبہہ قرآن کریم ہمیں حکم دیتا ہے کہ ولادت اقدس پر خوشی کرو مسلمانوں کے سامنے اوسی کا چرچا خوب زور شور سے کرو اسی کا نام مجلس میلاد ہے بعد کی تین آیتوں میں اپنے رسولوں خصوصًا سید الرسل صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم کی تعظیم کا حکم مطلق فرماتا ہے اور قاعدہ شرعیہ المطلق یجری علی اطلاقہ جوبات اللہ عزوجل نے مطلق ارشاد فرمائی وہ مطلق حکم عطا کریگی جو جو کچھ اوس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب کو وہ حکم شامل ہے بلاتخصیص شرع جو اپنی طرف سے کتاب اللہ کے مطلق کو مقید کریگا وہ کتاب اللہ کو منسوخ کرتا ہے جب ہمیں تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طرق تعظیم کی اجازت ہوئی جب تک کسی خاص طریقے سے شریعت منع نہ فرمائے یونہیں رحمت پر فرحت ایام الٰہی کا تذکرہ نعمت ربانی کا چرچا یہ بھی مطلق ہیں جس جس طریقہ سے کئے جائیں سب امتثال امر الٰہی ہیں جبتک شرع مطہر کسی خاص طریقہ پر انکار نہ فرمائے۔ تو روشن ہوا کہ مجلس وقیام پر خاص دلیل نام لیکر چاہنا بعینہا ان کا قرون ثلثہ میں وجود تلاش کرنا نری اوندھی مت ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کو اپنی رائے سے منسوخ کرنا ہے اللہ عزوجل تو مطلق حکم فرمائے اور منکرین کہیں کہ وہ مطلق کہا کرے ہم تو خاص وہ صورت جائز مانیں گے جسے بالتخصیص نام لیکر جائز کیا ہو یا جسکا بہیئت کذائی قرون ثلثہ میں وجود ہوا ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون عقل ودین رکھتے تو جو طریقہ اظہار فرحت وتذکرہ نعمت وتعظیم سرکار رسالت دیکھتے اوس میں یہ تلاش کرتے کہ کہیں خاص اس صورت کو اللہ ورسول نے منع تو نہیں فرمایا اگر اوسکی خاص ممانعت نہ پاتے یقین جانتے کہ یہ اونھیں احکام الٰہی کی بجا آوری ہے جو ان آیات کریمہ میں گزرے مگر آدمی دل سے مجبور ہے محبوب کا چرچا محب کا چین اور اوسکی تعظیم آنکھوں کی ٹھنڈک اور جس دل میں غیظ بھرا ہے وہ آپ ہی ذکر سے بھی جلے گا تعظیم سے بھی بگڑے گا دوست دشمن کی یہ بڑی پہچان ہے آخر نہ دیکھا کہ دل کی دبی نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا جانتے ہو کہ اب یہ منکران مجلس وقیام کون ہیں ہاں ہاں وہی ہیں جو اول تو اتنا کہتے تھے کہ وہ بڑے بھائی ہم چھوٹے بھائی اونکی سروری ایسی ہے جیسے گاؤں کا پدھان یا قوم کا چودھری اون کی تعریف ایسی ہی کرو جیسی آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم۔ باتوں مثالوں میں چوڑھے چمار سے تشبیہ بھی دے بھاگتے تھے کہ یہ سب اوروں سے بہت زائد۔ اونکی دھرم پوتھی تقویۃ الایمان میں مصرح ہیں اور اب تو اور بھی کھیل کھیلے کہ اون کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے "جیسا علم غیب اونکو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے" وغیرہ وغیرہ

کلمات ملعونہ مسلمانو یہ ہیں جو آج تمہارے سامنے مجلس مبارک و قیام سے منکر ہیں اب تو سمجھو کہ علت انکار کیا ہے واللہ واللہ بغض محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھو خبردار ہوشیار رہیو وہ جنکی خبر حدیث میں دی تھی کہ ذیاب فی ثیاب بھیڑیئے ہوں گے کپڑے پہنے یعنی ظاہر میں انسانی لباس اور باطن میں گرگ خناس۔ اے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑو اپنے دشمن کو پہچانو۔ نہیں نہیں تمہارے دشمن نہیں تمہارے پیارے مالک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن جنھوں نے وہ ملعون گالیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں لکھی چھاپیں اور آج تک اون پر مصر ہیں اونکی عداوت شدیدہ تو ظاہر ہوگئی اور وہ جو اون کے دلوں میں چھپی ہے بہت زائد ہے قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر۔ جو ظاہر اون خبیث گالیوں کے خود مرتکب نہیں اون سے پوچھ دیکھیے کہ جن خبثاء نے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یوں مونھ بھر کر گالیاں دیں وہ مسلمان رہے یا کافر ہوگئے دیکھو ہرگز ہرگز اونھیں کافر نہ کہیں گے بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل الٹے اونکی حمایت کو طیار ہوجائیں گے تاویلیں گڑھیں گے بات بنائیں گے حالانکہ علمائے کرام حرمین شریفین بالاتفاق اون تمام دشنامیوں کو ایک ایک کا نام لیکر فرما چکے کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر جو اون کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ مسلمانو جب نوبت یہاں تک پہنچ چکی پھر اوسے مجلس یا قیام یا کسی مسئلہ اسلام میں بحث کا کیا موقع رہا کافروں مرتدوں کو اسلامی مسائل میں دخل دینے کا کیا حق مگر یہ ساری دقت اسکی ہے کہ بھائیو تم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں کو ابھی نہ پہچانا اون کے پاس بیٹھتے ہو اونکی بات سنتے ہو اونکی تحریریں دیکھتے ہو دیکھو یہ تمہارے حق میں زہر ہے دیکھو تمہارے پیارے مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ واللہ تم سے بڑھکر تم پر مہربان ہیں تمہیں ارشاد فرما رہے ہیں کہ فایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم اون سے دور بھاگو انھیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ بھائیو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے لپٹا رہنا اچھا ہے یا معاذ اللہ اون کے دشمن کے پھندے میں پڑنا اللہ تعالیٰ اون کا دامن نہ چھڑائے دنیا میں نہ آخرت میں آمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولٰنا وآلہ وصحبہ اجمعین آمین۔

از شہر محلہ قلعہ متصل جامع مسجد مرسلہ حامد حسین خانصاحب ۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ

مسئلہ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آیا ولایت مطلقہ افضل ہے نبوت خاص سے یا نبوت خاص افضل ہے ولایت سے اور صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کون صحابی دارائے ولایت تھے اور تمام صحابہ کرام مرتبہ ولایت پر فائز

تھے یا بعض اون میں سے مفصل اور مشرح ارشاد ہو۔

الجواب ۔ نبوت مطلقاً ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے کیسے ہی اعظم مرتبہ کا ولی ہو۔ ہاں اس میں اختلاف ہے کہ نبی کی نبوت خود اوسکی اپنی ولایت سے افضل ہے یا اوسکی اپنی ولایت اوسکی نبوت سے اور اس اختلاف میں غوض کی کوئی حاجت نہیں۔ پہلی بات ضروریات دین سے ہے اوسکا اعتقاد مدار ایمان ہے جو کسی ولی غیر نبی حتی کہ صدیق کو کسی نبی سے افضل یا ہمسر ہی کہے کافر ہے کما قد نص علیہ اکابر الائمۃ فی غیر ما کتاب صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم سب اولیائے کرام تھے قال اللہ تعالی لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی واللہ بما تعملون خبیرہ وقال تعالی ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئک عنھا مبعدون لا یسمعون حسیسھا وھم فی ما اشتھت انفسھم خلدون ۵ لا یحزنھم الفزع الاکبر وتتلقّٰھم الملئکۃ ھذا یومکم الذی کنتم توعدون ۵ وقال تعالی والذین اٰمنوا باللہ ورسولہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم وقال تعالی یوم لا یخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہ نورھم یسعی بین ایدیھم وبایمانھم۔ صحابہ کرام میں سب سے افضل واکمل واعلی واقرب الی اللہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالی عنہم تھے اور ان کی افضلیت ولایت بترتیب خلافت۔ یہ چاروں حضرات سب سے اعلی درجے کے کامل مکمل ہیں اور دارائے نیابت نبوت ہونے میں شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کا پایہ ارفع ہے اور دارائے تکمیل ولایت ہونے میں حضرت مولی علی مرتضی شیر خدا مشکل کشا کا رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ قصبہ بشارت گنج ضلع بریلی فتح محمد۔ ۱۲ر جمادی الآخرہ ۱۳۳۶ھ یوم ہفتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پارہ ۹ سورہ اعراف میں یہ آیہ کریمہ آئی ہے ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسّنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون ۵ اس کے کیا معنی ہیں اور اسکی شان نزول کیا ہے اور اس سے علم غیب کی نفی ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ اگر میں اپنی ذات سے بے خدا کے بتائے غیب جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا اور مجھے کوئی برائی تکلیف نہ پہنچتی میں تو ایمان والوں کو ڈر اور خوشخبری ہی سنانے والا ہوں۔ کافروں کے مہمل سوالات پر اتری تھی اس سے علم غیب ذاتی کی نفی ہوتی ہے کہ بے خدا کے بتائے مجھے علم نہیں ہوتا اور اگر خدا کے بتائے سے ہونا مراد لیں تو صراحۃً قرآن مجید کا انکار اور کھلا کفر ہے اسکی

تفصیل ہمارے رسائل علم غیب میں دیکھو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از قصبہ شیش گرڈھ ڈاکخانہ خاص ضلع بریلی مسئولہ سید محمد سجاد حسین صاحب ۲۹ محرم الحرام ۱۳۳۲ھ

(۱) زید باوجود ادعائے صدیقی الوارثی کے اسمٰعیل دہلوی کو حضرت مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے۔ (۲) بکر اپنے آپکو چشتی حیدری بتاتا ہے اور مندرجہ ذیل امور پر اعتقاد رکھتا ہے یعنی مسلمان جو حضرت پیران پیر جناب شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف مقرر کرکے اون کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچاتے ہیں اسکی بابت کہتا ہے کہ گیارہویں تاریخ مقرر کرنا مذموم ہے۔ ماہ رجب المرجب کی بابت لکھتا ہے کہ اس ماہ کے نوافل صلوٰۃ وصوم وعبادت کے متعلق بڑے بڑے ثوابوں کی بہت سی روایتیں ہیں اون میں صحیح کوئی بھی نہیں۔ اور یہ بات بالکل غلط اور بے سند ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ماہ رجب میں ہوا تھا۔ ماہ شعبان میں حلوا پکانا یا تیرہویں کو عرفہ کرنا عید کے دن کھانے تقسیم کرنا ممنوع ہے۔ ماہ محرم میں کھچڑا یا شربت خاص کرکے پکانا پلانا اور اماموں کے نام کی نیاز دلانا اور سبیل لگانا بہت بری بدعتیں ہیں۔ عاشورہ کے دن سرمہ لگانے کی حدیث عند المحدثین پایہ ثبوت کو نہیں پہنچی۔ ماہ صفر میں کسی خاص ثواب یا برکت کا خیال رکھنا جہل ہے۔ سید احمد رائے بریلوی کو نیک بزرگ بلکہ ولی جانتا ہے پس کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایسے اشخاص کے حق میں کہ انکا اصلی مذہب کیا ہے اور امور مذکورہ بالا کی اصلیت مفصل طور سے تحریر فرمائی جائے۔

الجواب

(۱) صورت مذکورہ میں زید گمراہ بد دین نجدی اسمٰعیلی ہے اور بحکم فقہائے کرام اوس پر حکم کفر لازم جسکی تفصیل کتاب الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ سے ظاہر واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بکر ہوشیار وہابی معلوم ہوتا ہے گیارہویں شریف کو مذموم شعبان کے حلوے تیرہویں کے عرفے عید کے کھانے کو مطلقاً بلا ممانعت شرعی ممنوع محرم شریف کے کھچڑے شربت ائمہ اطہار کی نیاز سبیل کو مطلقاً بدعت شنیعہ کہنا شعار وہابیہ ہے اور وہابیہ گمراہ بد دین۔ احادیث اعمال رجب کو صحیح نہ کہنا بڑی چالاکی ہے اصطلاح محدثین کی صحت یہاں درکار نہیں فضائل اعمال میں ضعاف بالاجماع مقبول ہیں رجب میں کشتی بنانے کا حکم ہوا تھا بلکہ رجب میں کشتی چلی اور راعد اپر قہر اور محبوبوں پر حملنہ علی ذات الواح ودسر تجری باعیننا جزاء لمن کان کفر کا فضل اسی مہینہ میں ظاہر ہوا یہ عبد اللہ بن عباس وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثوں سے ثابت ہے۔ صفر و سرمۂ عاشورہ کی نسبت اوس کا قول رد نہ کیا جائے اگرچہ ثانی میں اختلاف کثیر ہے اگر قراط

مستقیم کے کلمات باطلہ کو باطلہ کفریہ کو کفریہ اسمٰعیل دہلوی کو گمراہ بددین جانتا ہے وہابیت سے جدا ہے تو سید احمد کو صرف بزرگ جاننے سے وہابی نہ ہوگا ورنہ قد بینا الاٰیٰت لقوم یعقلون، الکاھد لنا ربنا تبارک وتعالٰی عما یصفون ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از بہار شریف محلہ خانقاہ حضرت مخدوم الملک بہاری رحمۃ اللہ علیہ مسئولہ نجم الدین احمد صاحب فردوسی نبیرۂ جناب حضرت سید شاہ امین احمد فردوسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ۲۲ صفر ۱۳۳۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل مفصلہ ذیل میں ۔ (۱) جو تعزیہ بنانے والے کو کافر اور اوسکی اولاد کو حرامی اور قیام مولود کو بدعت سیئہ اور حاضری عرائس بزرگان کو فعل لغو سمجھتا ہے وہ شخص کیسا ہے سنی حنفی ہے یا نہیں۔ (۲) دیوبندی مدعی تقلید و غیر مقلد مدعی اہل حدیث میں زیادہ کون ضلالت پر ہے اور ہر دونوں فرقوں کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور ان دونوں گروہوں پر علمائے حرمین شریفین کا کیا فتوٰی ہے ۔ (۳) جو شخص کہ اکابر اولیاء اللہ کے مزار اقدس کو تودہ خاک کہے اور استمداد و استفاضہ کا اولیاء اللہ کے قبور سے منکر ہو اور یا رسول اللہ کہنا شرک و ناجائز بتائے اور طعام فاتحہ و نیاز کا کھانا حرام سمجھے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے غیب کا منکر ہو وہ شخص مسلمان ہے یا نہیں (۴) مولوی قاسم دیوبندی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی محمود حسن دیوبندی کس مذہب کے لوگ ہیں ان کے ساتھ کیسا خیال رکھنا چاہئے ارشاد فرمایا جائے کہ ہم سنیوں کو تقویت حاصل ہو ۔ بینوا توجروا

الجواب (۱) تعزیہ بنانا گناہ ہے کفر نہیں کافر کہنے والا مسلمان کو کافر کہتا ہے اور اس حدیث میں داخل ہوتا ہے کہ بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من قال لاخیہ یا کافر فقد باء بھا احدھما فان کان کما قال والا رجعت علیہ یعنی جو بظاہر کسی مسلم کو کافر کہے دونوں میں سے ایک پر یہ بلا ضرور پڑے اور وہ واقع میں کافر ہے تو خیر ورنہ یہ کہنا اس کہنے والے ہی پلٹ آئیگا اور اوسکی اولاد کو حرامی کہنا اس آیۃ کریمہ میں داخل ہے ان الذین یرمون المحصنٰت الغٰفلٰت المؤمنٰت لعنوا فی الدنیا والاخرۃ ولھم عذاب عظیم ۰ وہ جو پارسا بے خبر ایمان والیوں کو زنا کی تہمت لگاتے ہیں اون پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور اون کے لئے بڑا عذاب ہے ۔ قیام مجلس مبارک کو بدعت سیئہ اور حاضری اعراس طیبہ کو لغو سمجھنا شعار وہابیہ ہے اور وہابیہ سنی کیا مسلمان بھی نہیں کہ اللہ و رسول کی علانیہ توہین کرتے ہیں اور اللہ عزوجل فرماتا ہے قل اباللہ واٰیٰتہ ورسولہ کنتم تستھزءون ۰ لاتعتذروا

قد کفرتم بعد ایمانکم ۔ ان سے فرمادو کیا اللہ اور اوسکی آیتوں اور اوسکے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے اپنے ایمان کے بعد۔ ہاں بالفرض اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ وہابیت وہابیہ سے جدا ہو وہابیہ کو گمراہ و بددین دیوبندیہ کو کفار مرتدین جانتا مانتا ہو صرف قیام و عرس میں کلام رکھتا ہو تو محض اس وجہ پر اوسے سنیت و حنفیت سے خارج نہ کہا جائے گا مگر آجکل یہ فرض از قبیل فرض باطل ہے آج وہ کون ہے کہ ان میں کلام کرے اور رہو سنی اللھم مگر بہ تقیہ کہ وہابیہ میں روافض سے کچھ کم نہیں (۲) دونوں میدان کفر میں کفرسی رہان ہیں دونوں کے پیچھے نماز باطل محض جیسے مسیح چرن یا گنگا دین کے پیچھے ۔ کما حققناہ فی النہی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید وغیرہ من کتبنا وفتاوانا فتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے روی محمد عن ابی حنیفۃ وابی یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان الصلوۃ خلف اھل الھواء لاتجوز بظاہر غیر مقلد دیوبندیہ سے بدتر ہیں کہ عقائد کفر و ضلال میں دونوں متحد اور اون میں انکار تقلید و بدگوئی ائمہ زائد خود امام الدیابنہ رشید گنگوہی کے فتاوی حصہ دوم صفحہ ۱۲ میں ہم گروہ غیر مقلدین نذیر حسین دہلوی کی نسبت ہے انکو مردود اور خارج اہل سنت سے کہنا بھی سخت بیجا ہے عقائد میں سب متحد مقلد غیر مقلد ہیں ۔ اور مفتی سے اگر غیر مقلدین اور دیوبندیہ کے بارے میں سوال ہوگا تو دیوبندیوں پر حکم سخت تر دیگا کہ اوسکا مطمح نظر وصف عنوانی ہے ترک تقلید و بدگوئی ائمہ کو دیوبندیہ کے ان اقوال سے کیا نسبت ہے جو سرگروہان دیابنہ گنگوہی نانوتوی و تھانوی کے ہیں کہ ابلیس کو علم غیب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے مانے تو صریح مشرک ۔ ع۲ "شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے" ع۳ شیطان خدا کی صفت خاصہ میں اوس کا شریک ہے ۔ ع۴ شیطان اس عظیم فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ ہر نہ بایں معنی کہ حضور میں کم ہو اور اوس میں زائد بلکہ بایں معنی کہ یہ فضل جلیل ابلیس ہی کیلئے ہے حضور کے لئے ماننے والا مشرک بلکہ شیطان خود خدا ہے کہ اوس کیلئے علم غیب ثابت ہے کوئی عوام میں بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اوس کے برابر تو علم غیب بزعم خود ثابت کردے ۔ (براہین گنگوہی ص۵۱) براہین والے نے بزعم خود مخالف کا یہ زعم تراشا ہے کہ افضلیت موجب اعلمیت ہے اس بنا پر کہتا ہے کہ اپنے اس زعم پر بر بنائے افضلیت شیطان کے برابر تو علم غیب ثابت کرلے علم غیب کا لفظ کلام مخالف میں نہ تھا اور جو علم مخالف نے ثابت کیا اوسے براہین والا خود نصوص سے ثابت مانتا ہے اور اوسی کو علم غیب کہتا ہے اور واقعی وہ وہابیہ کے نزدیک علم غیب ہے بلکہ سب علوم غیب سے کروروں درجے زائد کہ اون کے یہاں ایک پیڑ کے پتوں کی گنتی جان لینا علم غیب ہے ایک جلسہ نکاح

ے مانہر دو اسپ کہ باہم شرط کردادوانند ۱۲

پر مطلع ہو جانا علم غیب ہے براہین صفحہ ۴۹ فقط مجلس نکاح کے اعتقاد علم میں کافر لکھا ہے تو علم محیط زمین تو لاکھوں کروروں علم غیب کا مجموعہ ہوا جسے شیطان کیلئے ثابت مانا اور اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے (فتاوی گنگوہی حصہ تین ص۸) تو ضرور شیطان اونکے یہاں غیر حق تعالیٰ نہیں ورنہ اوسکے لئے علم غیب مان کر شرک صریح میں نہ پڑتے جو وقوع کذب باری کا قائل ہو یعنی صراحۃً کہے کہ اللہ (معاذ اللہ) جھوٹا ہے جھوٹ بولا ہے تو اوسکو کافر یا بدعتی ضال کہنا نہ چاہیئے آدسکو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے حنفی شافعی پر طعن و تضلیل نہیں کرسکتا ایسے کو تفسیق سے مامون کرنا چاہیئے (فتوائے گنگوہی صاحب) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین یعنی نبی آخر الزماں ہونا (جیسے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آجتک سب مسلمان سمجھ رہے ہیں) جاہلوں کا خیال ہے ناسمجھی ہے یہ وصف کریم نہ کوئی کمال ہے نہ اوسے اصلا فضیلت میں دخل نہ وہ مدح میں ذکر کے قابل آیت کے یہ معنی ہوں تو خدا پر زیادہ گوئی کا وہم قرآن کی عبارت بے ربط (تحذیر الناس نانوتوی صاحب ص۳و۴) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا (تحذیر الناس ص۳۳) بڑوں (یعنی علما و ائمہ و صحابہ خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا فہم نہ پہنچا طفل ناداں (یعنی نانوتوی صاحب) نے ٹھکانے کی بات کہدی (تحذیر ص۲۴) یعنی یہ کہ خاتم النبیین کہنا محض جھوٹی ہوابندی ہے اس لئے کہ ختم زمانی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آجتک تمام صحابہ و ائمہ و علماء و مسلمین (انکے زعم میں) براہ ناسمجھی سمجھے ہوئے تھے اور صفحہ ۱۱ تحذیر پر خود برائے تصنع کہا تھا کہ اسکا منکر بھی کافر ہوگا وہ تو اس صورت میں کہ بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو بداہۃً زائل ہو ہی گیا کہ وہ تو خود بہ اقرار تحذیر صفحہ ۲ یہی تھا کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں جب حضور کے بعد اور نبی پیدا ہو تو سب میں آخر نبی کب رہیں گے یہ تو گیا ہی اور اسکے جانے ہی نانوتوی صاحب کا ساختہ ختم ذاتی بھی ختم شد کہ اوسے ختم زمانی لازم تھا تحذیر ص۹ ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے لازم گیا تو ملزوم کہاں غرض نہ ختم زمانی رہا نہ ذاتی بچا سب فنا اور خاتمیت بجا اوس میں کچھ فرق نہ آئیگا کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار یہ ہے وہ ٹھکانے کی بات جو آجتک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی نہ سمجھے تھے نانوتوی نے سمجھی بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور (یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے (تھانوی حفظ الایمان صفحہ ۷۔) نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں تو اوس کا بطلان عقل و نقل سے ثابت حفظ الایمان صفحہ ۸۔ ولہذا علمائے کرام حرمین شریفین نے فتاوی الحرمین میں غیر مقلد پر یہ حکم فرمایا

۱؎ و ۲؎ ہم کہتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ غفرلہ

هو من اهل البدعة والنار ص۲۲ وہ بدعتی جہنمی ہے ص۲۱ اور حسام الحرمین شریف میں دیوبندیوں کی نسبت یوں ارشاد فرمایا هؤلاء الطوائف کلهم کفار مرتدون خارجون عن الاسلام ص۲۴ یہ طائفے سب کے سب کافر مرتد ہیں باجماع امت، اسلام سے خارج ہیں ص۲۵ اور تحقیق یہ ہے کہ ان صریح جلی ملعون کفروں کے ایجاد میں دیوبندی پیش قدم ہیں اور ان کے تسلیم میں وہ اور غیر مقلد سب یکساں وہمدم ہیں کوئی وہابی ان لعین کفروں اور اللہ رسول کو شدید غلیظ گالیوں پر دیوبندیوں کی تکفیر نہ کریگا بلکہ اپنی چلتی ساتھ ہی دے گا اور علمائے کرام دیوبندیوں کو فرما چکے من شك فی کفره وعذابه فقد کفر ص۲۴ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے خود کافر ہے ص۲۵ تو ملعون کفروں میں سب برابر ہوئے اور اللہ و رسول جل و علی وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ان سخت گندی دشناموں کے بعد اسیر کیا نظر کہ انھوں نے ائمہ کو بھی برا اور تقلید کو ناجائز کہا ان عظیم ملعون کفروں کے آگے یہ کیا قابل ذکر ہے لہذا دونوں گروہ کفر میں برابر اور سگ زرد و شغال یا سگ سیاہ و خوک سے زیادہ باہم حقیقی برادر ہیں (۳) یہ سب مسائل ذبابیت ہیں اور ہم واضح کر چکے کہ وہابیہ مسلمان نہیں اگرچہ نفس مسائل فی انفسہا کفر نہوں سوائے انکار علم غیب کہ اگر نہ صرف لفظ بلکہ معنی کا انکار ہو اور علی الاطلاق ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اصلا غیب پر اطلاع نہ دی گئی تو یہ انکار بذات خود کفر ہے کہ آیات قرآنیہ و نصوص قاطعہ کے علاوہ خود نفس نبوت حضور کا انکار ہے۔ امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں النبوة هی الاطلاع علی الغیب یعنی نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ غیب پر مطلع ہونا (۴) یہ چاروں حضرات عناصر اربعہ دیوبندیت ائمة الکفر انهم لا ایمان لهم بکسر ہمزہ میں چہ جائے فتحہ جواب دوم میں دیوبندیوں کی نسبت علمائے کرام حرمین طیبین کا فتوی سن چکے کہ یہ سب باجماع امت کافر مرتد ہیں جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر اور انھیں اکابر نے تقریظات حسام الحرمین شریف میں جابجا نام بنام بھی ثلثہ سابقہ پر حکم کفر فرمائے ص۴۲ "ان غلام احمد القادیانی ورشید احمد ومن تبعه کخلیل الانبیٹھی واشرف علی وغیرہم لاشبهة فی کفرهم بلا مجال بل لاشبهة فی شك بل فیمن توقف فی کفرهم بحال من الاحوال ترجمہ ص۴۳ "غلام احمد قادیانی و رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہہ نہیں نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک بلکہ کسی طرح کسی حال میں انھیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہہ نہیں" ص۵۸ غلام احمد القادیانی و رشید احمد و خلیل احمد و اشرف علی من اهل الکفر الجلی ترجمہ ص۵۹ غلام احمد قادیانی و رشید احمد و خلیل احمد و اشرف علی کھلے کافر ہیں" ص۶۰ رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد من ذوی الکفر الجلی ترجمہ ص۶۱ رشید احمد و اشرف علی و خلیل احمد کھلے کفر والے ہیں" ص۶۸ و ۶۹ اطلعت علی

کلام المضلین فوجدته موجبًا لردتهم وهم اخزاهم اللّٰه تعالٰی. رشید احمد واشرف علی وخلیل احمد من ذوی الکفر الجلی ترجمہ ص ۶۹ و ۷۰ میں اون گمراہ گروں کے اقوال پر مطلع ہوا تو میں نے پایا کہ اون کے اقوال اون کے مرتد ہو جانے کے موجب ہیں اور وہ لوگ اونھیں اللہ رسوا کرے یعنی رشید احمد واشرف علی وخلیل احمد ہیں جو کھلے کفر والے ہیں ص ۱۰۱ الفرقة المارقة التی تدعی بالوہابیة منہم المارق المنتقص لشان الالوهية والرسالة قاسم النانوتوی ورشید احمد گنگوهی وخلیل احمد انبیٹھی واشرف علی تھانوی ترجمہ ص ۱۰۱ گروہ خارج از دین جسے وہابیہ کہا جاتا ہے اون میں سے ہے دین سے نکلنے والا شان الوہیت و رسالت کا گھٹانے والا قاسم نانوتوی رشید احمد گنگوہی خلیل احمد انبیٹھی، اشرف علی تھانوی ص ۱۲۸ و ص ۱۳۰ والقاسمیة قولهم صریح فی تجویز نبوة جدیدة لاحد بعدہ ولا شك ان من جوز ذلك فهو کافر باجماع المسلمین وعلیهم وعلی من رضی بمقالتهم ان لم یتوبوا غضب اللّٰه ولعنته الی یوم الدین۔ ترجمہ ص ۱۲۹ و ص ۱۳۱ قاسم نانوتوی کے قول سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت جدیدہ ملنی جائز مان رہے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ جو اسے جائز مانے وہ باجماع علمائے امت کافر ہے ان لوگوں پر اور جو انکی اس بات پر راضی ہو اوس پر اللہ کا غضب اور اللہ کی لعنت ہے قیامت تک اگر تائب نہوں ص ۱۳۲ و ص ۱۳۴ قول رشید احمد الگنگوهی فی البراهین القاطعة کفر واستخفاف صریح برسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم وقد نص ائمة المذاهب الاربعة ان من استخف برسول اللّٰه کافر ترجمہ ص ۱۳۳ و ص ۱۳۵ وہ جو رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ میں لکھا کفر ہے اور صاف صاف حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان گھٹانا ہے چاروں مذہب کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں کہ شان اقدس گھٹانے والا کافر ہے ص ۱۳۴ قول اشرف علی تھانوی کفر صریح بالاجماع اشد استخفافا برسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم من مقالة رشید احمد فیکون کفرا بطریق الاولٰی موجبا لغضب اللّٰه ولعنته الی یوم الدین ترجمہ ص ۱۳۵ وہ جو اشرف علی تھانوی نے کہا وہ کھلا ہوا کفر ہے بالاتفاق اس میں رشید احمد کے قول سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تنقیص شان ہے تو بدرجہ اولٰی کفر ہوگا اور قیامت تک اللہ تعالٰی کے غضب ولعنت کا موجب رہے۔" چوتھے دیوبندی صاحب یہ اونھیں اگلے تین کے پیچھے ہیں مگر کروروں خداؤں کے پوجنے میں آگے ہیں انھوں نے ضمیمہ اخبار نظام الملک ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں بے تکان چھاپ دیا کہ انکا خدا چوری کرسکتا ہے کیونکہ آدمی چرا سکتا ہے تو خدا کیسے چور نہ ہو سکے گا اب ملاحظہ ہو کوئی عاقل اپنی ملک لینے کو چوری نہیں کہہ سکتا تو ضرور ہے کہ بعض چیزیں ان کے خدا کی ملک سے باہر اور دوسرے کی ملک مستقل ہوں اور مالک مستقل نہوگا مگر خدا کہ بندہ کا سب کچھ اوسکے مولٰی کا ہے تو ضرور ہے کہ دوسرا

خدا ہو جسکی ملک کو انکا خدا چرا سکے پھر آدمی لاکھوں کروروں کی چوری کر سکتا ہے انکا خدا اگر ایک ہی کی کر سکے تو پھر انسان سے قدرت میں گھٹ رہے تو ضرور ہے کہ دیوبندی کے لاکھوں کروروں خدا ہیں جنکی چوری انکا خدا کر سکتا ہے یہ ظاہر تو کی محمود حسن نے مگر اصل دلیل انکے امام الطائفہ اسمعیل دہلوی کی ہے کہ یکروزی میں لکھی کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے خدا نہ بول سکے تو آدمی سے قدرت میں کم رہے اس دلیل ذلیل کے بکثرت رد ہمارے رسائل مثل سبحٰن السبوح وغیرہ میں ہیں مگر وہابیہ پر اس کا ماننا لازم اور سب وہابی خود اسکے قائل ہیں۔ اب ہے دم تھانوی صاحب یا محمود حسن یا کسی دیوبندی یا کسی وہابی میں کہ اس کا جواب لاسکے اور اپنے کروروں خدا سے ایک ہی گھٹا سکے۔ کذلک العذاب و لعذاب الآخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از نصیر آباد راجپوتانہ مرسلہ شیخ عمر ۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

اگر کسی کتاب میں امام اعظم رحمۃ اللہ کے قول یا فعل سے کھانے پر فاتحہ ہاتھ اٹھا کر پڑھنے کا ثبوت ہو تو برائے مہربانی اوس کتاب کا نام او رصفحہ سے بہت جلد اطلاع دیں کیونکہ ایسا دعوٰی مولوی عبدالحکیم غیر مقلد کرتا ہے جس کے پرچہ کی نقل جو میرے پاس آیا ہوا ہے کر کے خدمت میں روانہ کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں (نقل رقعہ یہ ہے)، میں عبدالحکیم اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر کوئی عالم امام اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے یہ ثابت کر دے کہ اونھوں نے کھانا آگے رکھکر ہاتھ اوٹھا کر فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے تو میں اس کام کو کروں گا اور علانیہ لوگوں میں توبہ کروں گا اور سو روپیہ کی مٹھائی اوسکے شکریہ میں تقسیم کروں گا۔

الجواب۔ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب وہ ہے جو اونکی کتاب عقائد فقہ اکبر کی شرح میں ہے کہ ان دعاء الاحیاء للاموات وصدقتھم عنھم نفع لھم خلافا للمعتزلۃ و الاصل فی ذلک عند اھل السنۃ ان للانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلاۃ اوصوما اوحجا او صدقۃ اوغیرھا وعند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ واصحابہ یجوز ذلک وثوابہ الی المیت "بیشک زندوں کا مردوں کیلئے دعا کرنا اور انکی طرف سے صدقہ دینا مردوں کو نفع دیتا ہے معتزلہ گمراہ فرقہ اس میں مخالف ہے اور اصل اس میں یہ ہے کہ اہلسنت کے نزدیک آدمی اپنے ہر عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے نماز ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ یا کچھ۔ امام ابو حنیفہ اور اون کے اصحاب کے نزدیک یہ سب جائز ہے اور میت کو اسکا ثواب پہنچتا ہے"۔ یہ مذہب ہے امام اعظم کا اگر اسمیں کوئی ثبوت دیدے کہ امام نے قرآن مجید اور کھانے کا ثواب پہنچانا جائز تو فرمایا لیکن کھانا آگے رکھنے کو منع فرمایا ہے میت کیلئے دعا تو جائز فرمائی ہے لیکن اوسمیں ہاتھ اوٹھانا منع فرمایا ہے تو اوسے دوسو روپیہ انعام دیئے

جائینگے نیز دیوبند وغیرہ وہابی مدارس میں جو نصاب تعلیم ہے اور سالانہ جلسے طرز معلوم کیلئے امتحان اور اون کے نمبر اور رودادیں چھاپنا اور کتابیں چھاپ کر بیچنا اور اون پر کمیشن کاٹنا اگر کوئی عالم اس کا ثبوت دے کہ امام اعظم نے ان باتوں کا حکم دیا ہے تو سو روپیہ انعام پائے گا۔

مسئلہ۔ از امرتسر کٹڑہ پرجہ مرسلہ غلام محمد دوکاندار ۲۷ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

ثبوت مولود شریف پر سو روپیہ انعام۔ آجکل جس رسم مجلس مولود کا رواج ہے ہمارے علم میں یہ بے ثبوت بات ہے اسکے ثبوت دینے پر انجمن ہذا کی طرف سے یکم ربیع الاول کو ایک اشتہار انعامی دس روپیہ شائع ہو چکا مگر میاں فیروز الدین صاحب سوداگر آنریری مجسٹریٹ فرماتے ہیں کہ یہ انعام کم ہے اس مسئلہ کا فیصلہ ہونا ضروری ہے اس لئے میاں صاحب موصوف مروجہ مولود کا ثبوت قرآن یا حدیث یا فقہ میں سے دینے والے کو یکصد روپیہ انعام دینے کا اعلان کرنے کی ہم کو اجازت دیتے ہیں امید ہے حامیان مولود شریف ضرور توجہ کر کے انعام مرقومہ کے علاوہ ثواب دارین بھی حاصل کریں گے۔

نوٹ۔ واضح رہے کہ ایچ پیچ کا کام نہیں صرف حوالہ کتاب مع عبارت شائع کر دینا کافی ہے جس میں لکھا ہو کہ ربیع الاول کے مہینہ میں مجلس مولود کیا کرو مجلس مولود کرنا ثواب ہے ہماری طرف سے اجازت ہے کہ اماماں دین میں سے کسی ایک امام کا قول دکھادیں جو کسی مستند کتاب میں ہو اگر اتنا بھی ثبوت نہیں تو پھر ایسی بے ثبوت بات کو چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جوابدہی ہوگی۔ والسلام خاکسار محمد ابراہیم شال مرچنٹ نائب سکریٹری انجمن اہل حدیث امرتسر۔ ۱۲ دسمبر

الجواب۔ وہابیہ کو دو سو روپے انعام۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً (۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما بنعمۃ ربك فحدث اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ اگر وہابیہ ثبوت دیدیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت نعمت نہیں یا مجلس میلاد مبارک اس نعمت کا چرچا نہیں تو ۴ روپے انعام۔ (۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وذکرھم بایّٰم اللّٰہ اونھیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ اگر وہابیہ ثبوت دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کا دن اللہ کے عظمت والے دنوں میں نہیں یا مجلس میلاد اوس دن کا یاد دلانا نہیں تو ۴ روپے انعام (۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذلك فلیفرحوا تم فرمادو کہ اللہ کے فضل اور اوسکی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ اگر وہابیہ ثبوت دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اللہ کا فضل اور اوسکی رحمت نہیں یا مجلس میلاد اس فضل و رحمت کی خوشی نہیں تو ۴ روپیہ انعام۔ (۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما اٰتکم الرسول فخذوہ ومانھٰکم عنہ فانتھوا جو رسول تمہیں دے وہ لو اور جس سے وہ منع کریں اوس سے باز رہو۔ اگر وہابیہ ثبوت دیں کہ قرآن مجید یا حدیث شریف میں کہیں مجلس میلاد مبارک کو منع فرمایا

ہے تو ۱۰۰ روپیہ انعام۔ **ضروری اطلاع** واضح رہے کہ ایچ پیچ کا کام نہیں صرف وہ آیت یا مع حوالہ کتاب وصحیح اسناد وہ حدیث شائع کردینا کافی ہے جس میں لکھا ہو کہ ربیع الاول کے مہینے میں مجلس میلاد نہ کیا کرو مجلس میلاد کرنا عذاب ہے بلکہ ہماری طرف سے اجازت ہے کہ چاروں اماموں یا صحاح ستہ کے چھ مصنفوں میں سے کسی ایک امام ہی کا قول مذکور دکھادیں جو کسی مستند کتاب میں ہو اگر منع کا اتنا ثبوت بھی نہیں تو پھر ایسے بے ثبوت منع کو چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ (۵) اہل حدیث کی کانفرنس اور اوس میں سکریٹری وغیرہ مقرر کرنا اور بننا اور اوسکے بڑے بھاری سالانہ جلسے اور اونکی ہیئت کذائی اور اہل حدیث کا اخبار چھاپنا اور اوسکی پیشگی قیمت لینا اور ردائمہ میں کتابیں چھاپنا اور ہیئت مروجہ پر مدرسے بنانا اور اون میں تنخواہ دار مدرسین رکھنا سہ ماہی ششماہی سالانہ امتحان ہونا اون میں پاس کے نمبر ٹھہرانا کسی مسئلہ کا ثبوت مانگنے پر اشتہار چھاپنا اور سپردرس کا نصاب معین کرنا انعام ٹھہرانا ان سب باتوں کا اگر وہابیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا صحابہ تابعین یا چار امام یا چھ مصنف صحاح سے ثبوت دیدیں تو ۱۰۰ روپیہ انعام اور ثبوت نہ دے سکیں تو پھر ایسی بے ثبوت باتوں کے چھوڑنے میں ذرا دیر نہ کریں ورنہ خدا کے سامنے جواب دہی ہوگی۔ والسلام علی من اتبع الہدٰی

مسئلہ۔ از جالندھر چوک امام ناصر الدین صاحب دوکان ملک محمد امین مرسلہ ملک محمد امین
۲۵ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ (۱) خواب میں شیطان کسی اچھی صورت میں ہو کر فریب دے سکتا ہے یا نہیں کہ میں محمد رسول اللہ ہوں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (۲) اٹھارہ ہزار عالم سے کیا مراد ہے کل اشیاء درخت وغیرہ بھی اس میں شامل ہیں یا نہیں۔

الجواب۔ (۱) حضور اقدس علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے ساتھ شیطان تمثل نہیں کرسکتا حدیث میں فرمایا من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتمثل بی ہاں نیک لوگوں کی شکل بن کر دھوکا دے سکتا ہے بلکہ اپنے آپکو اللہ ظاہر کرسکتا ہے۔ (۲) عالم اٹھارہ ہیں اور ہر ایک میں کثرت مخلوقات کے سبب اسے ہزار سے تعبیر کیا۔ تینوں موالید جمادات نباتات حیوانات اور چاروں عناصر اور سات آسمان اور فلک ثوابت فلک اطلس کرسی عرش افادہ الشیخ الاکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر بریلی محلہ سوداگران مسئولہ شفیع احمد بیسلپوری ۵ جمادی الاولٰی ۱۳۳۷ھ

حضور پرنور۔ بعد میثاق الست برکم کیا ارواح معدوم کردی گئی تھیں اور بعدہ خلق انسان کیوقت پھر خلق روح ہوتا ہے اسمیں اہلسنت کا کیا عقیدہ ہے اور کیا دلیل۔ اور یہ عقیدہ کس مرتبہ میں ہے

ایقانی اجماعی یا ضروریات اہلسنت سے اس مسئلہ میں علما کو تردد ہے ابھی ضرورت ہے۔

الجواب ۔ حاشا اللہ روح بعد ایجاد کبھی فنا نہ ہوگی انما خلقتم للابد بدن کیساتھ حدوث نفس خیال باطل فلاسفہ ہے قال اللہ عزوجل وقد کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم اگر بعد میثاق روحیں معدوم کردی گئی ہوتیں تو تین موتیں ہوتیں اور یوں فرمایا جاتا کنتم امواتا فاحیاکم ثم اماتکم ثم احیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم یہ عقیدہ اجماعی ہے مگر نہ اس درجہ پر واضح کہ جو شخص بجال ناواقفی اس کا خلاف کرے اوسے اہلسنت سے خارج کیا جائے بلکہ غلط کار خاطی ہے وبس اور اوسپر یہ الزام ہے کہ بے جانے لب کشائی کی جرأت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ ۱۱ رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے اور ایمان کامل کیسے ہوتا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جانے حضور کی حقانیت کو صدق دل سے ماننا ایمان ہے جو اسکا مقر ہو اوسے مسلمان جانیں گے جبکہ اوسکے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ ورسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے اور جسکے دل میں اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو اللہ ورسول کے محبوبوں سے محبت رکھے اگرچہ اپنے دشمن ہوں اور اللہ ورسول کے مخالفوں بدگویوں سے عداوت رکھے اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں جو کچھ دے اللہ کے لئے دے جو کچھ روکے اللہ کیلئے روکے سواوسکا ایمان کامل ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احب للہ وابغض للہ واعطے للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از کھنڈل پوسٹ آفس کیوکٹو ضلع اکیاب مرسلہ محمد عبدالسلام مدرس چہارم گورنمنٹ اسلامیہ اردو اسکول۔ ۱۴ رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض وہابی عالم کہتا ہے کہ درود تاج پڑھنا حرام ہے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم کا استعمال نازیبا بلکہ شرعاً ممنوع اور ایمان جانیکا خوف ہے نعوذ باللہ من ذلک یہ قول حق ہے یا باطل اگر حق ہو تو منکرین پر شرعاً کیا حکم۔

الجواب ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک دافع بلا ہیں اونکی شان عظیم تو ارفع واعلیٰ ہے اون کے غلام دفع بلا فرماتے ہیں ابن عدی وابن عساکر عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما سمیت اُحَیْدًا لانی احید عن امتی

نارجہنم میرا نام اُحِید اس لئے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔ دوزخ سے بدتر اور کیا بلا ہوگی جسکے دافع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہیں بیہقی دلائل النبوۃ اور ابوسعد شرف المصطفے میں راوی خفاف بن نضلہ رضی اللہ تعالی عنہ حاضر بارگاہ ہوکر عرض کی حتی وردت الی المدینۃ جاھدا کیما اراك فتفرج الکربات میں کوشش کرتا ہوا مدینہ میں حاضر ہوا کہ زیارت اقدس سے مشرف ہوں تو حضور میری سب مشکلیں کھول دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اونکی عرض پسند کی اور تعریف فرمائی۔ منح المدح امام ابن سید الناس میں ہے حرب بن ریطہ صحابی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی لقد بعث اللّٰہ النبی محمداً ✽ بحق وبرھان الھدی یکشف الکربا خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو حق اور قطعی دلیل ہدایت کیساتھ ایسا بھیجا کہ حضور دفع بلا فرماتے ہیں۔ عمر بن شبہ بطریق عامر شعبی راوی اسود بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی انت الرسول الذی یُرجی فواضلہ ✽ عند القحوط اذا ما اخطا المطر یارسول اللہ حضور وہ رسول ہیں جنکے فضل کی امید کی جاتی ہے قحط کیوقت جب مینہ خطا کرے۔ ابن شاذان عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کے جنازے پر فرمایا یا حمزۃ یا کاشف الکربات یا حمزۃ یا ذاب عن وجہ رسول اللّٰہ اے حمزہ اے دافع البلا اے حمزہ اے چہرۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے دشمنوں کے دفع کرنے والے۔ کتب سابقہ میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ذکر شریف میں ہے اون کے دو نائب ہونگے ایک سن رسیدہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ اور دوسرے جوان یعنی فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اما الفتی فخواض غمرات و دفاع معضلات وہ جو جوان ہیں وہ سختیوں میں گھس پڑنے والے اور بڑے دافع البلا بڑے مشکلکشا ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من کنت ولیہ فعلی ولیہ قال المناوی فی شرحہ یدفع عنہ مایکرہ یعنی میں جسکا مددگار ہوں علی مرتضی اونکے مددگار ہیں کہ ہر مکروہ کو اوس سے دفع کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ دہلوی ہمعات میں لکھتے ہیں از ثمرات این نسبت است در مہالک و مضایق صورت آں جماعت پدید آمدن وحل مشکلات وے بآں صورت منسوب شدن۔ قاضی ثناء اللہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں ارواح ایشاں یعنی اولیا از زمین و آسمان وبہشت ہر جا کہ خواہند می روند ودوستان و معتقداں را در دنیا و آخرت مددگاری میفرمایند و دشمناں را ہلاک می سازند۔ اس مسئلہ کی کافی تفصیل ہماری کتاب الامن والعلی لناعتی المصطفے بدافع البلا میں ہے۔ درود تاج پڑھنے کو حرام کی طرف وہی نسبت کریگا جو خود منسوب بحرام ہو وہابیہ مرتدین ہیں اونکی بات سننی جائز نہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

(سوال ثانی ازیں مقام وازیں سائل) سہ با ادب داخل ہو لے دل محفل میلاد میں۔ خود بدولت خود

ہیں شامل محفل میلاد دین ہمارے رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا محفل مولود میں جلوہ افروز ہونا اس شعر سے صادق آتا ہے لیکن وہابی کہتا ہے کہ نہیں ہوسکتا جلوہ افروز نہ ہونے کی کیا دلیل۔

الجواب ۔ وہابی کذاب جھوٹا ہے امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالے تنویر میں فرماتے ہیں قد اخبرنی الثقات من اھل الصلاح انھم شاھدوہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مرارا عند قراءۃ المولود الشریف وعند ختم القرآن وبعض الاحادیث مجھے ثقہ صالحین نے خبر دی کہ اونھوں نے بارہا حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو مجلس میلاد شریف وجلسہ ختم قرآن عظیم و بعض احادیث میں مشاہدہ کیا نیز امام ممدوح تنویر پھر امام محدث جلیل زرقانی شرح المواہب شریفہ میں فرماتے ہیں انہ وسائر الانبیاء صلی اللہ تعالی علیھم وسلم اذن لھم فی الخروج من قبورھم للتصرف فی الملکوت العلوی والسفلی بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو اجازت ہے کہ آسمان وزمین کی سلطنت الٰہی میں تصرف فرمانے کیلئے اپنے مزارات طیبہ سے باہر تشریف لیجائیں علامہ زرقانی فرماتے ہیں ونحوہ یاتی للمصنف فی غیر موضع من ھذا الکتاب یعنی اسی کے مثل امام احمد قسطلانی نے مواہب شریفہ میں جابجا تصریح فرمائی ہے امام ابن حجر مکی فتاوی کبری باب الجنائز میں فرماتے ہیں روح نبینا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ربما ظھر فی سبعین الف صورۃ ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی روح اقدس بارہا ستر ہزار صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہے حضور عین نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان اقدس تو بلند و بالا ہے امام اجل عبداللہ بن مبارک وابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری ومسلم حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما سے وقفاً اور امام احمد مسند اور حاکم صحیح مستدرک اور ابونعیم حلیہ میں بسند صحیح حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے رفعاً راوی وھذا حدیث ابی بکر اذا مات المؤمن یخلی سربہ یسرح حیث شاء جب مسلمان کا انتقال ہوتا ہے اوس کی راہ کھول دی جاتی ہے جہاں چاہے جاتا ہے ہم نے اپنے رسالہ اتیان الارواح لدیارہم بعد الرواح میں اس پر بہت روایات ذکر کیں بلکہ حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا مجالس طیبہ میں تشریف لانا بایں معنی نہیں کہ نہ تھے اور تشریف لائے کہ وہ تو ہر وقت مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ملا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں لان روح النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی روح اقدس ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے بلکہ یہ معنی کہ مجلس مبارک میں تجلی خاص فرماتے ہیں یہ اونکے کرم پر ہے ہر جگہ ضرور نہیں اور جس ذلیل سے ذلیل بندے کو نوازیں کچھ دور نہیں ؎ اگر بادشہ بر در پیرزن ؛ بیاید تو اسے خواجہ سبلت مکن۔ وہابی کہ اسے محال مانتا ہے کیا دلیل رکھتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے قل ھاتوا

بس ھانکمران کنتم عہ۔ نیز اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو دلیل کچھ نہیں سوا اسکے کہ ع انبیاء را آنچہ خود پسند آشتند وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از کانپور مرسلہ مولانا محمد آصف صاحب ۱۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم یا حبیب محبوب شد روحی فداک۔ قبلہ کونین وکعبہ دارین دامت فیوضہم بعد تسلیمات فدویانہ دتمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی التماس اینکہ بفضلہ تعالیٰ کمترین بخیریت ہے صحتوری حضور کی مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب گرامی نامہ صادر ہوکر موجب عزت وسرفرازی ہوا فدوی نے اس آیت قرآنی فمنھم شقی وسعید کی تفسیر تفسیر کبیر میں دیکھی واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خلدین فیھا ما دامت السمٰوٰت والارض الا ماشاء ربک عطاءً غیر مجذوذ کے متعلق لکھا ہے الاستثناء فی باب السعداء یجب حملہ علی احد الوجوہ المذکورۃ فیما تقدم وھہنا وجہ اٰخر وھو انہ ربما اتفق لبعضھم ان یرقع من الجنۃ الی العرش والی المنازل الرفیعۃ التی لایعلمہا الا اللہ تعالیٰ اگر کوئی کہے کہ الفاظ غیر مجذوذ سے معلوم ہوا کہ عطا غیر منقطع ہوگی مگر استثنا ماشاء ربک ہے قدرت منقطع کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہرگز ہرگز مشیئت منقطع کرنے کیلئے متعلق نہ فرمائے گا تو اسکا کیا جواب ہے حضور کا رسالہ جلد اول سبحٰن السبوح فدوی کے پاس ہے مولانا مولوی امجد علی صاحب سے چند کتابیں مثل ظفر المطیب وغیرہ ونیز جلد ثانی سبحٰن السبوح کی کمترین نے بذریعہ ویلو طلب کی ہیں کتاب صیانۃ الناس عن وساوس الخناس تصنیف مولانا نذیر احمد خاں صاحب مرحوم رامپوری میں لکھا ہے اخبار وعدہ ثواب کا قطعی ہونا اور مشیت پر مبنی نہ ہونا واجب ہے کہ اسکے خلاف میں لوم ہے جس سے خدائے تعالیٰ پاک ومنزہ ہے۔ قال عبدالحکیم فی الحاشیۃ علی الخیالی لعل مراد ذلک البعض بقولھم ان الخلف فی الوعید کرم ان الکریم اذا زجر بالوعید فلائق بحالہ ومقتضی کرمہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیۃ بجمیع العمومات الوارد فی الوعید متعلقۃ بالمشیۃ وان لم یصرح بھا زجرا للعاصین ومتعًا لھم فلا یلزم الکذب والتبدیل بخلاف وعد الکریم فانہ یجب ان یکون قطعیا لان الخلف فیہ لوم فلا یجوز تعلیقہ بالمشیۃ۔ دوسرا خط عریضہ ملفوف تخمیناً بارہ روز ہوئے ہونگے فدوی روانہ خدمت فیضدرجت کرچکا ہے ہنوز جواب سے محروم ہے اوس عریضہ میں متعلق آیت فمنھم شقی وسعید دریافت کیا تھا کہ اہل جنت کی بابت بعد مادامت السمٰوٰت والارض کے الا ماشاء ربک سے اگر کوئی شبہہ کرے کہ قدرت خلود ابدی کے خلاف کرنے پر معلوم ہوتی ہے اگرچہ ہرگز خلاف وعدہ نہ فرمائیگا چنانچہ صراحۃً بھی عطاءً غیر مجذوذ فرمادیا ہے تو کیا جواب شبہ ہے تفسیر ابن جریر وعرائس البیان میں ہے قال ابن مسعود لیاتین علی جھنم زمان تخفق ابوابھا لیس فیھا احد اسکا کیا مطلب ہے؟

الجواب - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ مولانا المکرم اکرمکم۔ میں آج کل متعدد رسائل رد وہابیہ خذلہم اللہ تعالی میں مشغول تھا۔ خبر الٰہی مثل علم الٰہی ہے ان میں سے کسی کا خلاف ممکن نہیں مگر یہ استحالہ بالغیر ہے نفی قدرت نہیں کرتا علم الٰہی ازلی میں تھا کہ زید کو فلاں وقت پیدا کریگا اب واجب ہے کہ زید اوسوقت پیدا ہو اگر نہ پیدا ہو تو معاذ اللہ جہل لازم آئے لیکن اس سے یہ لازم نہ آیا کہ مولا تعالی اوس کو پیدا کرنے پر مجبور ہو گیا نہ پیدا کرنے پر قادر نہ رہا ورنہ پھر جہل لازم آئے کہ علم میں تو یہ تھا کہ اپنی قدرت سے اوسے پیدا کریگا اور یہ نہ ہوا بلکہ معاذ اللہ مجبور ہو گیا۔ حاشا بلکہ زید کا وجود وفنا ازلاً ابداً تحت قدرت ہے اور تعلق علم کے سبب جسوقت اوسکا وجود علم الٰہی میں تھا وجود واجب ہے اور جسوقت فنا فنا واجب ہے کہ خلاف ہو تو جہل ہوا اور جہل محال بالذات ہے اوس محال بالذات نے ان ممکنات کو اپنے اپنے وقت میں واجب بالغیر کر دیا اس سے معاذ اللہ نہ قدرت مسلوب ہوئی نہ جہل ممکن۔ بعینہٖ یہی بات خبر الٰہی میں ہے اوس نے خبر دی کہ اہل جنت کو جنت میں ہمیشہ رکھے گا اون کا خلود واجب ہو گیا اگر نہ ہو تو معاذ اللہ کذب لازم آئے مگر اس سے انقطاع پر قدرت مسلوب نہ ہوئی خلود وانقطاع دونوں ازلا ابدا زیر قدرت ہیں مگر تعلق خبر نے خلود کو واجب بالغیر کر دیا اس سے نہ قدرت مسلوب ہوئی نہ معاذ اللہ کذب ممکن۔ کذب کے محال بالذات ہونے ہی نے تو اس ممکن کو واجب بالغیر کیا اگر اس سے کذب ممکن ہو جائے تو اسے واجب کون کرے۔ مولا عزوجل کے وعد و وعید کسی میں تخلف ممکن نہیں خود وعید ہی کیلئے ارشاد ہوا ہے مایبدل القول لدی جیسے وعدہ کو فرمایا لن یخلف اللہ وعدہ بعض کے کلام میں کہ خلف وعید کا لفظ واقع ہوا تصریحات ہیں کہ اوس سے مراد عفو ہے یہ اگر معاذ اللہ امکان کذب ہو تو امکان کیسا وقوع ہوا کہ عفو یقیناً واقع ہوگا اس کی مفصل بحث سبحٰن السبوح میں ہے کریمہ الا ماشاء ربک کے وہ معنی بعونہ تعالی ذہن فقیر میں ہیں جنکے بعد ہرگز ہرگز کسی تاویل کی حاجت نہیں معنی ظاہر پر بلا تکلف مستقیم ہیں خلود اہل دارین کو عمر آسمان وزمین سے مقدر فرمایا ہے مادامت السمٰوٰت والارض ظاہر ہے کہ اس سے یہ بقائے آسمان وزمین مراد نہیں جو نفخ صور پر منقطع ہے بلکہ سماء وارض کہ روز قیامت اعادہ کئے جائیں گے اونکی عمر مراد ہے جو ابدی ہے اور کچھ شک نہیں کہ اوسکی مقدار جنتیوں کے جنت دوزخیوں کے دوزخ میں رہنے کی مقدار سے صدہا سال زائد ہے کہ انتہا نہ انکو نہ اسکو مگر اوسکی ابتدا انکی ابتدا سے سیکڑوں برس پہلے ہے شروع روز قیامت میں آسمان وزمین پیدا ہو جائینگے لیکن جنتی جنت اور دوزخی دوزخ میں بعد حساب جائیں گے اور باہم بھی مقداریں مختلف ہوں گے فقرا اغنیا سے پانچسو برس پہلے جنت میں جائینگے تو جانب ابتدا میں انکا خلود اون سموات وارض کے دوام سے کم ہوا کسی کا مثلاً ہزار برس کم جیسی جس کیلئے مشیت ہوگی کسی کا دو ہزار برس کم الٰی غیر ذلک اسکو فرماتا ہے الا ماشاء

وبلک روایت لیاتین علی جہنم الخ دوزخ کے طبقہ اولی کیلئے ہے جس کا نام جہنم ہے اگرچہ مجموعہ کو بھی جہنم کہتے ہیں یہ طبقہ عصاۃ موحدین کیلئے ہے یہ بیشک ایک روز بالکل خالی ہوجائے گا جب لا الہ الا اللہ کہنے والا کوئی اوس میں نہ رکھا جائے گا واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ ۱۷ رجمادی الاولی ۱۳۰۳ھ

علمائے اہل سنت والجماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ آجکل اکثر سنت والجماعت فرقہ باطلہ کی صحبت میں رہکر چند مسائل سے بدعقیدہ ہوگئے ہیں اگرچہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں ہر قسم کے مسائل موجود ہیں لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا اسی واسطے اس مسئلہ کی زیادہ ضرورت ہوئی اور نیز عوام کا ایمان تازہ ہوگا اور بدعقیدہ لوگ گمراہی سے باز آوینگے منجملہ اون کے ایک مسئلہ ذیل میں تحریر ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی نسبت زید کہتا ہے کہ وہ لالچی شخص تھے حضرت علی کرم اللہ تعالی وجہہ اور آل رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یعنی امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ سے لڑکر اونکی خلافت لے لی اور ہزارہا صحابہ کو شہید کیا بکر کہتا ہے کہ میں اونکو خطا پر جانتا ہوں اون کو امیر نہ کہنا چاہئے۔ عمر کا یہ قول ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں اون کی توہین کرنا گمراہی ہے ایک اور شخص جو آپ کو سنی المذہب کہتا ہے اور کچھ علم بھی رکھتا ہے (حق یہ ہے کہ وہ نرا جاہل ہے) وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہما لالچی تھے (نعوذ باللہ منہا) کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نعش مبارک رکھی تھی اور وہ اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔ ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے ان شخصوں کو سنت والجماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے جواب مدلل عام ارقام فرمائیے۔

الجواب۔ اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم وسلم کی دو قسمیں فرمائیں ایک وہ کہ قبل فتح مکہ شریف مشرف بایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد پھر فرمایا وکلا وعد اللہ الحسنی دونوں فریق سے اللہ تعالی نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا اونکو فرماتا ہے اولئک عنہا مبعدون وہ جہنم سے دور رکھے گئے لایسمعون حسیسہا اوسکی بھنک تک نہ سنیں گے وھم فی ما اشتھت انفسہم خلدون ہ لایحزنہم الفزع الاکبر قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ اونھیں غمگین نہ کریگی وتتلقہم الملئکۃ فرشتے اون کا استقبال کریں گے ھذا یومکم الذی کنتم توعدون یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جسکا تم سے وعدہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے تو جو کسی صحابی پر طعن کرے اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے اور اون کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشاد

الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہل السلام کا کام نہیں رب عزوجل نے اوسی آیت میں اسکا منہ بھی بند فرما دیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کرکے ساتھ ہی ارشاد فرمادیا واللہ بما تعملون خبیرہ اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کروگے با اینہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اس کے بعد کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں ومن یکون یطعن فی معاویۃ فذٰلك کلب من کلاب الھاویہ جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا ہے اون چار شخصوں میں عمر کا قول سچا ہے زید و بکر جھوٹے ہیں اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے۔ امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ ہے تمام انتظام دین و دنیا اوسی سے متعلق ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازۂ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلا کوئی خلل محتمل نہ تھا انبیا علیہم السلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں سیدنا سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام بعد انتقال ایک سال کھڑے سال بھر بعد دفن ہوئے جنازہ مبارکہ حجرہ ام المؤمنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے اوس سے باہر لے جانا نہ تھا چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اوس نماز اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی دوسری آتی یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا اور اگر تین برس میں ختم ہوتا تو جنازہ اقدس تین برس یوہیں رکھا رہنا تھا کہ اسوجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھی ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالے وجہہ پر ہے یہ تو لالچی نہ تھے اور کفن دفن کا کام گھر والوں سے ہی متعلق ہوتا ہے یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے انہیں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا یہ پچھلی خدمت بجا لائے ہوتے تو معلوم ہوا کہ اعتراض ملعون ہے اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھا جس پر علی مرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا مگر ؎ چشم بداندیش کہ برکندہ باد ÷ عیب نماید بہ نگاہش ہنر۔ یہ خبثا خذلہم اللہ تعالے صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے من آذاھم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ یوشك ان یأخذہ جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اوس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اوسے گرفتار کرے۔ والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از کوچین ضلع ملیبار محلہ متانچیری مرسلہ مولانا حاجی طاہر محمد صاحب ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مذہب پر قائم رہنا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت جو ایک مذہب پر قائم نہیں وہ کون ہے اوسکا نام کیا ہے۔

الجواب۔ مذہب اہلسنت پر قائم رہنا فرض اعظم ہے اور فقہ میں ایک مذہب مثلاً

حنفی مذہب پر قائم رہنا۔ اور جو کسی مذہب پر قائم نہیں پہلی صورت میں وہریہ اور دوسری صورت میں غیر مقلد ہے اور یہ فرقہ بھی بدعتی ناری ہے۔ طحطاوی علی الدرالمختار میں ہے فمن کان خارجاعن ھذہ الاربعة فھومن اھل البدعة والنار۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہر بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ امام بخش طالب علم مدرسہ مذکور ۱۵ رجمادی الآخرہ ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا یہ قول ہے کہ قیام ناجائز ہے اور اسکی دلیل امام اعظم صاحب کا قول پیش کرتا ہے بطور افترا کے ہمارے امام صاحب خود کبھی کبھی قیام نہیں فرماتے تھے جب ہم اونکی تقلید کرتے ہیں تو ہر ایک بات میں تقلید کرنا چاہیئے تو اس صورت میں کہ ہم قیام نہیں کرتے الزام نہیں ہو سکتا اور زید کا یہ قول کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی قیام نہیں فرماتے تھے یہ صحیح ہے یا نہیں اگر زید امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے تو ایسے شخص کے واسطے کیا حکم ہے زید کہتا ہے کہ صاحب مرقات کا قول یہ ہے کہ جو امر مندوب ہے اوس پر تاکید کرنے سے مکروہ ہو جاتا ہے قیام مستحب ہے پھر اوس پر اسقدر تاکید کیوں ہے یہاں تک کہ رسالے بازیوں تک نوبت پہنچ گئی قبل نماز عصر چار رکعت سنت مستحب ہے اسپر تاکید کیوں نہیں کرتے قیام پر کیا خصوصیت ہے اور قیام کرنیوالوں کو کیا ثواب ملے گا اور منکر قیام کو کیا عذاب ہوگا میلاد شریف میں کچھ لوگوں نے قیام کیا اور کچھ لوگوں نے نہیں کیا اونکے واسطے کیا حکم ہے جو لوگ صرف قیام کے منکر ہیں یا پورے دیوبندی خیال کے ہیں اونکے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اس نے امام پر افترا کیا اور قیام مندوب ہے اگر بعض اوقات اس لحاظ سے کہ واجب نہیں ساری مجلس قیام نہ کرتی اور اونکے ساتھ یہ خیال وہابیت نہ ہوتا تو حرج نہ تھا اور اب یہ قیام شعار اہلسنت ہو گیا ہے اور اس سے انکار شعار وہابیت اور شعار سنیت کا لحاظ ضرور مؤکد ہے۔ عصر سے پہلے کے نوافل نہ شعار سنیت ہیں نہ اون کے ترک میں کوئی تہمت وگمراہی خصوصًا اس حالت میں کہ مجلس قیام کرے اور بعض بالقصد مخالفت مسلمین کر کے بیٹھے رہیں منکر قیام اگر بالفرض ایسا پایا جائے کہ صرف اسی مسئلہ میں اوسکو شبہہ ہے نہ بہ علت وہابیت نہ بربنائے اصول وہابیت اور تمام مسائل میں موافق اہلسنت ہے وہابیہ کو گمراہ بے دین جانتا ہے تو اوس کے پیچھے نماز میں حرج نہ ہوتا مگر ہندوستان میں شاید ایسا شخص معدوم ہو۔ رہے دیوبندی اور اون کے ہم خیال وہ مرتدین ہیں مرتد کے پیچھے نماز کیسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ بمعرفت سید ضمیر الحسن صاحب ۱۲ رجمادی الاولیٰ ۳۷ھ

جناب بھائی صاحب دام اقبالہ مودبانہ گذارش ہے کہ جس رسالہ کے بارے میں تذکرہ کیا تھا وہ اس وقت موصول ہوا اوسکا ایک اعتراض تحریر کرتا ہوں کیونکہ دوسرے بڑے لمبے چوڑے ہیں وہ بعد کو لکھونگا

آپ اسکو اعلیٰحضرت قبلہ وکعبہ کی خدمت عالی میں پیش کریں اور جواب خاکسار کے پاس روانہ فرمائیں وہ اعتراض یہ ہے کہ ہم جوکہ ایمانی حالت نہایت کمزور رکھتے ہیں ہمارے واسطے حکم ہوتا ہے (یؤمنون بالغیب) بغیر دیکھے ایمان لے آؤ (یخافہ بالغیب) کون ہے جو بے دیکھے ڈرتا ہے (الذین یخشون ربھم بالغیب وھم من الساعۃ مشفقون) یہ نصیحت نامہ اون لوگوں کے واسطے ہے جو بے دیکھے خدا کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور قیامت سے ڈرتے ہیں (انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمٰن بالغیب) تم اونہیں کو ڈراؤ جو سمجھانے پر چلے اور بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرے (من خشی الرحمٰن بالغیب وجاء بقلب سلیم ادخلوھا بسلام) جو شخص بے دیکھے خدا سے ڈرتا رہا اور دل گرویدہ لیکر حاضر ہوا ہم ایسے لوگوں سے فرمائینگے سلامتی کے ساتھ اس بہشت میں داخل ہو جاؤ (من ینصرہ ورسلہ بالغیب) جو لوگ بغیر دیکھے خدا اور اوسکے رسول کی مدد کرتے ہیں (ان الذین یخشون ربھم بالغیب لھم مغفرۃ واجر کبیر) جو لوگ خدا سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں اون کے واسطے بڑا اجر ہے۔ غرضکہ متعدد آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بغیر دیکھے ایمان لاؤ۔ آجکل فلسفہ سائنس اور کمسیٹری نے وہ کچھ زور باندھا ہے کہ معمولی سے معمولی سمجھدار آدمی بغیر دیکھے ایمان نہیں لانے کو طیار۔ جن بھوت پری چڑیل کے قصے چند روز پہلے کہ ہمارے دلوں پر بڑا بھاری اثر کئے ہوئے تھے مگر اب جوں جوں سائنس کی ہوا لگتی جاتی ہے ان باتوں سے انکار ہوتا چلا جاتا ہے اور مشاہدے کے بغیر کسی بات کے ماننے کے واسطے ہم طیار ہی نہیں ہوتے اس لئے آج کل یہ بڑی مشکل بات ہے کہ بلا مشاہدہ کے کوئی شخص کسی بات کو تسلیم کرلے جبکہ آج سے چند ہزار سال پہلے ایک اولی العزم بلکہ ابو الانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ قرآن شریف میں موجود ہے کہ (واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی) اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے کہا تھا کہ اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردوں کو زندہ کردیگا خدا نے پوچھا کیا تو ہماری اس بات پر ایمان نہیں لاتا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں ایمان تو لایا ہوں مگر اطمینان قلب کی خاطر دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ایمان لانا دل کے ساتھ ہوتا ہے زبانی جمع خرچ کا نام ایمان نہیں اگر فی الحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بات پر ایمان لائے ہوتے تو اطمینان قلب ضرور ہوتا۔ اب اعتراض یہ ہے کہ اوس زمانہ میں جبکہ سائنس اور فلسفہ نے انسان کو اسقدر ہشیار نہیں کیا تھا اوس وقت کے لوگ تو یہ حق رکھتے تھے کہ وہ دیکھ بھال کر کھوٹا کھرا جانچ کر ایمان لائیں تو بھلا یہ کس قدر انصاف پر مبنی ہے کہ اس روشنی کے زمانے میں یہ نادرشاہی حکم ہو کہ تم پوچھو گچھو دیکھو بھالو نہیں بلکہ بغیر دیکھے ہی ایمان لے آؤ۔ اول تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی تھے اور نبی بھی ایسے نبی جنکی اولاد سے کئی ہزار نبی پیدا ہوئے اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر فخر کیا کہ (عن ملت ابراھیم حنیفا) دوسرے

نبی نبا سے نکلا ہے نبا خبر کو کہتے ہیں نبی کے معنی غیب کی خبریں پانے والا اور غیب کی خبر ایک ایسی نعمت غیر مترقبہ ہے کہ جو ہر مرتبہ ایمانی ترقی کا ذریعہ ہوئی ہے کائنات عالم کی خبریں اللہ تعالی اونھیں دیتا رہتا ہے جسکی وجہ سے وہ نہایت مسرور رہتے ہیں ان باتوں کو مدنظر رکھکر اب غور کیجیے کہ جو رات دن خارق عادت خبریں پاتے ہیں وہ تو یہ حق رکھیں کہ مجھے یہ دیکھا دے کہ توکس طرح مردوں کو زندہ کر دیگا اور ہم جو کہ اس موجودہ سائنس اور فلسفہ کے روزافزوں سیلاب میں ڈوبے جارہے ہیں ہمیں یہ نادرشاہی حکم ہو کہ بغیر دیکھے ایمان لے آؤ کیا یہ انصاف ہے۔ لوگو خدا کے لئے جواب تو دو اس نئی روشنی نے جو غضب ڈھایا ہے وہ حسب ذیل نوٹ سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ جب تک یہ سائنس دان پیدا نہیں ہوئے تھے دنیا اسقدر نرم دل واقع ہوئی تھی کہ خدا کی ہستی سے انکار کسی کو بھی نہ تھا بلکہ معمولی سے معمولی چیزوں کو بھی وہ خدا تسلیم کرلیا کرتے تھے چنانچہ تاریخ عالم آپکو یہ بتا دیگی کہ کوئی مذہب ایسا نہیں تھا کہ جنکو ہستی باری تعالی سے انکار ہو اسکے برعکس ایسے لوگ موجود تھے کہ آگ پتھر درخت آفتاب ستارہ چاند دریا جانور تک کو خدا مانتے تھے ایک چھوڑ کئی کئی خدا کے ماننے والے موجود تھے انکار کسی کو بھی نہ تھا مگر ڈارون جیسوں کی تھیوریز نے پیدا ہو کر سرے سے خدا کو ہی اڑا دیا اور کہنے لگے یہ سب کچھ خود بخود سے ہے کوئی خدا نہیں یہ جاہلوں کی باتیں ہیں۔ اب ذرا غور کریں کہ یہاں تو سرے سے خدا کا ہی انکار ہے اس حالت میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی بلا دلیل خدا کے احکامات پر بلا دیکھے ایمان لا سکے تعجب ہے کہ جب حضرت انسان اپنی حقیقت سے بھی ناواقف تھا اور ایک وحشی کی طرح زندگی بسر کر رہا تھا اوس وقت تو اوس کو یہ حق حاصل تھا کہ دیکھ بھال کر ٹھونک بجا کر ایمان لائے اور جبکہ انسان آگ پانی ہوا بجلی پر حکمرانی کرتے کرتے ترقی کے آسمان پر پرواز کر کے تاروں سے گفت وشنید کی فکر میں منہمک ہوا اوس وقت کے واسطے یہ قانون پاس ہو جائے کہ جی بغیر دیکھے ایمان لے آؤ کس قدر انصاف ہے اور پھر جبکہ نبی تو دیکھ بھال کر ایمان لاویں اور ہم کمزور انسانوں کے واسطے یہ حکم ہو کہ بغیر دیکھے ایمان لے آؤ نہیں بتاؤ کہ ہم ان سے زیادہ حقدار ہیں یا نہیں ہر شخص اس کا یہی جواب دیگا کہ ہاں بیشک ہم انبیا سے زیادہ دیکھ بھال کر ایمان لانے کے مستحق ہیں کیونکہ ہم نے تجلیات اللہ کا ایک پرتو بھی نہیں دیکھا اور نہ ہم دیکھ سکتے ہیں وحی الہام نبوت حضرت رسول کریم خاتم النبیین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر ختم ہوگئی اگر بقول احمدیوں کے یہ بھی مان لیا جائے کہ نبوت کا راستہ بند نہیں ہوا تو یہ بھی غیر ممکن ہے کہ تمام دنیا نبی بن جائے۔

الجواب ـ اللہ عزوجل اپنی لعنت سے بچائے جب لعنت الہی اوترتی ہے دل کی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں اچھا خاصا ہوش وحواس والا ایکا پاگل ہو جاتا ہے اوسے اپنی ہی ہستی سوجھائی نہیں دیتی اپنے افعال اقوال رات دن کے مسلمات ایسا بھول جاتا ہے گویا نہ یہ انسان ہے نہ انسان کے نطفے

سے بنا نہ کبھی انسان کی اسے ہوا لگی واقعات دیکھنے والی آنکھ بند ہو جاتی ہے اور مہملات بکنے والا منہ کھل جاتا ہے (۱) علم کے اسباب تین ہیں عقل حواس خبر صادق۔ حواس پانچ ہیں جن میں دیکھنا صرف ایک سے متعلق ہے تو علم کے سات ذریعہ ہوئے جو اندھا کہے کہ بے دیکھے نہ مانیں گے وہ سات میں سے چھ ذریعہ علم کو باطل کر چکا اور اگر ظاہر کا بھی اندھا ہے تو وہ ساتواں بھی گیا (۲) یہ تو گدھے سے بھی بدتر ہوا وہ بھی جانتا ہے کہ دیکھنے کے سوا اور بھی ذرائع علم ہیں دور سے شیر کی آواز سنے گا یا بو سونگھے گا تو جان توڑ کر سرپٹ بھاگے گا مگر یہ گدھے سے بھی احمق تر وہیں کھڑا رہے گا کہ شیر کو دیکھا تو ہے ہی نہیں بے دیکھے ماننا کیا معنی (۳) سائنس والے ہوا کے معتقد ہیں یا نہیں ہیں تو بے دیکھے کیونکر (۴) سائنس والے صدہا باتوں میں خود مختلف ہیں دیکھی ہوئی بات میں اختلاف کیا کیا سب اندھے ہیں یا اون میں کا ایک اکھیارا ضرور بے دیکھی باتوں میں اٹکلیں دوڑاتے اور ہر ایک اپنی مانتا ہے (۵) اقلیدس کا مسئلہ ہے کہ کرہ کی نسبت کرہ کی طرف قطر قطر کی نسبت قطر کی طرف بے مثلثہ بالتکریر مثلاً ایک کرہ کا قطرہ دوسرے کا ۱/۲ ہے تو یہ کرہ اوسکا ۱/۸ ہوگا یا ٦/۴۸ ہے تو ۱/۸ یہ کن آنکھوں سے دیکھ کر مانا (۶) تماطیقی کا مسئلہ ہے کہ نسبت مجذورین مجذور نسبت جذرین ہے یہ کن آنکھوں سے دیکھی (۷) جبر و مقابلہ کا مسئلہ ہے کہ نصف سرلا کا مجذور طرفین میں شامل کرنے سے یعنی جو مساوات اس صورت کی ہو لا۲ ± ص لا = ط اوس میں (ص/۲)۲ یا ص۲/۴ لانے سے مجذور کامل ہو جاتا ہے اگرچہ پہلے بھی کامل ہو یہ کن آنکھوں سے دیکھکر مانا۔ اسی طرح ان فنون اور ان کے سوا دیگر علوم کے لاکھوں مسائل ہیں کہ بے دیکھے مان لیتے ہیں۔ (۸) یہ معترض اور ہر (شخص) اپنی ماں کو یقیناً اپنی ماں جانتا ہے ان میں سے کس نے اپنے آپ کو اوسکے پیٹ سے پیدا ہوتے دیکھا ہے (۹) ہاں تو ماں ان میں سے جو کوئی باپ رکھتا اوسے کبھی شبہہ نہیں ہوتا کہ اوسنے اپنے آپ کو اوسکی پیٹھ سے اوترتے اور ماں کے پیٹ میں داخل ہوتے نہ دیکھا پھر کیونکر اوسکے باپ ہونے پر اعتقاد رکھتا ہے (۱۰) ان میں لاکھوں ہوں گے جنھوں نے لندن آنکھوں سے نہ دیکھا پھر کیسا اندھا پن ہے کہ بے دیکھے اوسکا یقین رکھتے ہیں (۱۱) ایسے پاگل پن کا اعتراض کرنیوالوں کو نہ صرف قانون الٰہی بلکہ قانون گورنمنٹ پر بھی کھلا انکار ہوگا کہ ہم نے واضعان قانون کو یہ قانون بناتے نہ دیکھا ہم کیونکر مان لیں (۱۲) قانون بالائے طاق وہ قیصر ہند کی سلطنت سے بھی انکار کرینگے کہ ہم نے نہ قیصر ہند کو دیکھا نہ ہمارے سامنے تاج پوشی ہوئی ہم کیوں تسلیم کریں بالجملہ اسکی لاکھوں مثالیں ہیں جو اشقیا خود روزمرہ برت رہے ہیں مگر اللہ واحد قہار پر اعتراض کرنے کیلئے اون کو بھلاتے اور نا پاکی

کا منہ پھیلاتے ہیں رب عزوجل نے غیب پر بے دلیل ایمان لانے پر مجبور نہیں فرمایا بلکہ براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ قائم فرمائے انبیا بھیجے اونھیں معجزات دیئے آفاق و انفس میں اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں انکے ماننے کی طرف بلایا ہے کافر سے اسکی کیا شکایت کہ او سنے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنے سے پہلے ایمان سے خالی بتایا مگر یہ کہے کہ اس واقعہ سے اوسکا استدلال تحقیقاً ہے یا الزاماً اگر تحقیقاً ہے تو خود اپنے سارے جھوٹ کو جہنم میں ڈال دیا جہنم سے مراد دوزخ نہیں اسپر تو وہ ایمان ہی نہیں رکھتا اوس دن ایمان لائیگا یوم یدعون الی نار جہنم دعا ھذہ النار التی کنتم بھا تکذبون افسحر ھذا ام انتم لا تبصرون جس دن دھکے دیکر جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے کیا یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھتا نہیں بلکہ میری مراد یہ ہے کہ اوس نے اپنی تمام جھوٹی خبا ثوں کو بھڑکتی آگ میں ڈالکر بھسم کر دیا بے دیکھے کیونکر اعتقاد دلایا کہ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ واقعہ ہوا۔ اور اگر الزاماً ہے تو خود اوس گفتگو میں تصریح ہے کہ بیشک مجھے ایمان ہے اوسکی کیفیت کی قلب کو تلاش ہے کہ اس کے وقوع کا کیا طریقہ ہوگا دیکھنے سے اسکا اطمینان چاہتا ہوں اندھا سوال ہی کو دیکھے یہ عرض نہ کی کہ رب اتحی الموتی اے میرے رب کیا تو مردے جلائیگا کہ معاذ اللہ جلانے میں شک سمجھا جائے بلکہ یہ عرض کی کہ رب ارنی کیف تحی الموتی اے میرے رب جس طرح تو مردے جلائیگا وہ صورت مجھے آنکھوں سے دکھا دے ولکن الظلمین بآیت اللہ یجحدون۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال۔ قیام میلاد شریف کے بارے میں چند مستند حدیثوں کی ضرورت ہے۔ مخالف وہابی کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کیواسطے کوئی حکم نہیں دیا ہے اور کسی کتاب سے ثابت بھی نہیں ہے۔ منع ہے۔

الجواب۔ وہابی جھوٹے ہیں اور اون کا منع کہنا شریعت پر افترا ہے اون سے پوچھو کہ اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے یا تم منع کرتے ہو اگر کہیں اللہ و رسول نے منع فرمایا ہے تو دکھائیں کس آیت کس حدیث صحیح میں ہے کہ قیام مجلس مبارک منع ہے اور اگر کہیں کہ ہم خود منع کرتے ہیں تو بکا کریں حکم اون کا نہیں بلکہ اللہ و رسول کا ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں جابجا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم فرمایا اور یہ قیام بھی اقسام تعظیم سے ہے توجب تک اس خاص تعظیم کی ممانعت اللہ و رسول کے حکم سے ثابت نہ ہو یہ حکم قرآنی کے مطابق ہے۔ قرآن عظیم سے بڑھکر اور کیا دلیل درکار ہے زیادہ تفصیل ہمارے رسالہ اقامۃ القیامہ میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکریم حضرت بتول زہرا کے لئے قیام فرماتے اور

حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے قیام کرتیں سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار کرام کو اون کیلئے قیام کا حکم فرمایا۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس انور سے اوٹھتے، قمنا قیاما حتی نراہ دخل بعض بیوت از واجہ ہم سب کھڑے ہو جاتے اور کھڑے رہتے جب تک کہ حضور حجرات شریفہ میں سے کسی میں تشریف نہ لیجاتے۔ ممانعت قیام اعاجم سے ہے کہ اونکا بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوتا اور درباری تصویر بنے ہوئے سامنے کھڑے رہتے۔ بعض وقت اسکی ناپسندی بطور تواضع و رفع تکلف ہے جیسے اب بھی کوئی معظم دینی آئے اور حاضرین اوس کے لئے قیام کریں تو وہ کہتا ہے کہ تکلیف نہ فرمایئے تشریف رکھئے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ قیام سے شرعاً منع کرتا ہے بلکہ تواضعاً۔ مانعین کے یہاں بھی قیام تعظیمی برابر رائج ہے اپنے ملون کیلئے قیام کرینگے اور لوگ اونکے لئے قیام کریں بعض بیٹھے رہیں تو ناراض ہوں گے بے ادب جانیں گے مگر یہ تو اپنے ملوں کی تعظیم ہے جنکی باطل عظمت سے دل بھرے ہوئے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت اون کے یہاں کہاں اوس میں یہ شاخسانے سوجھتے ہیں۔ شفا شریف وغیرہا میں ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ حضور کے ذکر اقدس کی تعظیم ذات انور کی طرح ہے وقت تشریف آوری تعظیم ذات کریم قیام سے ہے تو ذکر شریف کی یہی تعظیم مسلمانوں نے صدہا سال سے مقرر کی۔ کما فی عقد الجوہر وغیرہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از رمضان پور ڈاکخانہ خاص ضلع بدایوں مرسلہ محمد عبد الصمد عرف صوفی قادری برکاتی نوری ابو الحسینی۔ ۱۴ رجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میت کو جس وقت دفن کر کے واپس آتے ہیں کتبہائے سابقہ سے یہ بات ثابت ہے کہ ملائک قبر میں آتے ہیں پھر میت کو زندہ کر کے حساب لیتے ہیں اس بات کا ثبوت کسی نص صریح میں یعنی اشارۃ النص یا دلالۃ النص۔ ایک فرقہ جدیدہ پیدا ہوا ہے جو اپنے آپکو اہل قرآن ظاہر کرتے ہیں وہ اس بات کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ زندہ کرینگا ایک وقت معینہ مقرر ہے جس کو کہ قیامت کہتے ہیں باقی سب لغویات ہیں سائل بڑے فکر و تردد میں ہے کہ کس طرح سے جواب اس فرقہ بد کو دیا جائے۔

الجواب ۔ سوال روح سے ہوتا ہے اور روح کبھی نہیں مرتی باقی رہا یہ کہ روح بدن میں اعادہ کی جاتی ہے یا نصف بدن میں آتی ہے یا بدن و کفن کے درمیان رکھی جاتی ہے اسکی تفصیل قطعیات سے نہیں نہ تفتیش کی حاجت۔ اور یہ جدید فرقہ جو بنام قرآنی نکلا ہے اسلام سے خارج ہے اس کی بات سننی نہ چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر بریلی بی بی جی کی مسجد مسئولہ مولوی حشمت علی صاحب طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۷ شعبان ۱۳۳۷ھ

مسئلہ ۱۸: کیا فرماتے ہیں علمائے حقانیین اہلسنت وجماعت کثرا اللہ تعالٰی نصراہم وامدادہم مسئلہ ذیل میں کہ زید بحمد اللہ تعالٰی کسی ضروری دینی کا انکار بلکہ اوس میں شک بھی نہیں کرتا بلکہ ایسے شخص کو بھی کافر مرتد جانتا ہے باوجود اسکے اوسکا عقیدہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ اگرچہ افضل الناس بعد الانبیا ہیں لیکن بحکم ما من عام الا وقد خص منہ البعض اس ناس سے حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما مستثنٰی ہیں کیونکہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما شاہزادگان دودمان نبوت ہیں اور حضرات خلفائے اربعہ وزرائے شہ سریر رسالت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں اور وزرا سے شاہزادوں کا مرتبہ بڑا ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم سے افضل ہیں۔ اس پر عمر کہتا ہے کہ جب سیدنا مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ بلکہ سیدنا عثمٰن غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے مرتبہ کے بعد ہیں تو کیا حسنین رضی اللہ تعالٰی عنہما اپنے والد ماجد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی افضل ہو جائیں گے زید جوابًا کہتا ہے کہ یہ محال نہیں بلکہ ممکن بلکہ واقع ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کا استدلال کیسا ہے اور اس عقیدہ سے اوسکی سنیت میں تو کوئی نقص نہ آیا۔

الجواب۔ اگر وہ یہ کہتا کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالٰی عنہما بوجہ جزئیت کریمہ ایک فضل جزئی حضرات عالیہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم پر رکھتے ہیں اور مرتبہ حضرات خلفا کا اعظم واعلٰی ہے تو حق تھا مگر اوس نے اپنی جہالت سے فضل کلی سبطین کو دیا اور افضل البشر بعد الانبیا ابوبکر الصدیق کو عام مخصوص منہ البعض ٹھہرایا اور اونہیں امیر المومنین مولٰی علی سے افضل کہا یہ سب باطل اور خلاف اہلسنت ہے اس عقیدہ باطلہ سے توبہ فرض ہے ورنہ وہ سنی نہیں اور اوسکی دلیل محض مردود و ذلیل اگر جزئیت موجب افضلیت مرتبہ عند اللہ ہو تو لازم کہ آجکل کے بھی سارے میر صاحب اگرچہ کیسے ہی فسق وفجور میں مبتلا ہوں اللہ عزوجل کے نزدیک امیر المومنین مولٰی علی سے افضل واعلٰی ہوں اور یہ نہ کہے گا مگر جاہل اجہل مجنون یا ضال مضل مفتون قال اللہ عزوجل قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون تم فرمادو کیا برابر ہو جائیں گے عالم اور بے علم اور فرماتا ہے یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت۔ اللہ بلند فرمائیگا تم میں کے مومنوں اور بالخصوص عالموں کے درجے۔ تو عند اللہ فضل علم فضل نسب سے اشرف واعظم ہے۔ یہ میر صاحب کہ عالم نہوں اگرچہ صالح ہوں آجکل کے عالم سنی صحیح العقیدہ کے مرتبہ کو شرعًا نہیں پہنچتے نہ کہ ائمہ نہ کہ صحابہ نہ کہ مولٰی علی نہ کہ صدیق وفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین تو یہ لاانتہا ہے درمختار میں ہے للشاب العالم ان یتقدم علی الشیخ الجاھل ولوقرشیا قال تعالٰی والذین اوتوا العلم درجٰت فالرافع ھو اللہ فمن یضعہ یضعہ اللہ فی جھنم۔ فتاوٰی خیریہ امام خیر الدین رملی میں ہے کونہ قرشیا لایبیح لہ التقدم علی ذی العلم مع جھلہ

اذ کتب العلم طائفۃ بتقدم العالم علی القرشی ولم یفرق سبحٰنہ وتعالیٰ بین القرشی وغیرہ فی قولہ تعالیٰ
ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون اوسی میں ہے والعالم یقدم علی القرشی الغیر العالم والدلیل
علی ذلک تقدم المھوبین علی الختنین وان کان الختن اقرب نسبا منھم۔ ولہذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے سرداری حضرات سبطین کریمین کو حفظ تعمیم کے لئے جوانان اہل جنت سے خاص فرمایا الحسن
والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ۔ کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شامل نہ ہو اور متعدد صحیح
حدیثوں میں اسی کے تتمہ میں فرمایا وابوھما خیر منھما حسن وحسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور اونکا
باپ اون سے افضل ہے رواہ ابن ماجہ والحاکم عن ابن عمر والطبرانی فی الکبیر عن قرۃ بن ایاس
بسند حسن وعن مالک بن الحویرث والحاکم وصححہ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ارشاد ہوا
ابوبکر وعمر خیرا الاولین والاخرین وخیرا اھل السموات وخیرا اھل الارضین الا النبیین والمرسلین
ابوبکر وعمر سب اگلوں پچھلوں سے افضل ہیں اور سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے افضل ہیں سوا
انبیاء و مرسلین کے علیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از سیتاپور محلہ تامین گنج مرسلہ حکیم غلام حید رصاحب۔ ۱۰ شعبان ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے اپنی مؤلفہ
کتاب یزید نامہ میں اپنے عقائد کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افضل
ترین امت بعد رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمجھتا ہوں اور دعویٰ کیا ہے کہ یہی عقیدہ حقہ تمامی
اہلسنت کا ہے جنکی چشم بصیرت بینا نہیں اون سے قطع نظر تمام صوفیہ کرام و اولیائے عظام و بزرگان دین کا یہی
عقیدہ و مسلک ہے۔ بحوالہ فتوحات مکیہ حضرت ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ حضرت
امیر معٰویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں بہت کچھ لکھا ہے کل نقل باعث طوالت ہے آخری فیصلہ یہ لکھا ہے
کہ ہمکو اونکے کفر و بے دینی کے ثبوت تلاش کرنے میں وقت ضائع نہ کرنا چاہئے لہذا اس معاملہ کو ہم خدا کے حوالہ
کرتے ہیں۔ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی طاب ثراہ اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں اس عقیدہ والے
کو فرقہ تفضیلی و بدعتی و مستحق تعزیر قرار دیتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول متعدد طرق سے نقل فرماتے
ہیں کہ فرمایا حضرت علی نے کوئی شخص مجھے حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت نہ دے ورنہ
تہمت و افترا پردازی کے جرم میں اسی درّے لگاؤں گا اس نازک زمانہ میں اس استفتا کی ضرورت اس وجہ
سے ہوئی کہ یزید نامہ کو دیکھکر عقائد سے ناواقف سنی جس میں اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ و گریجویٹ حضرات بھی
شامل ہیں اسی عقیدہ کو عقیدہ حقہ اہلسنت سمجھیں گے اون کو واضح ہو جانا چاہیئے کہ یہ عقائد فرقہ تفضیلیہ کے
ہیں عقائد اہلسنت کو اس سے واسطہ نہیں۔ امید کہ علمائے اہلسنت اس پر کافی توجہ فرمادینگے۔

الجواب - حاشا یہ ہرگز اہلسنت کا مذہب نہیں روافض کا مذہب ہے اسے اہلسنت کا مذہب کہنا بعینہ ایسا ہے کہ کوئی کہے رافضیوں کا مذہب تفضیل شیخین ہے یعنی صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما کو رافضی تمام امت سے افضل و اعلی مانتے ہیں جیسا اسکا قائل صریح جھوٹا مفتری ہے یونہی یہ کہنے والا کہ تمام اہلسنت کا عقیدہ مولا علی کو سب سے افضل جاننا ہے بلاشبہہ سخت کذاب جری ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے پہلا شعار اہلسنت کا یہ بتایا ہے ان تفضل الشیخین یہ کہ تو صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما کو تمام امت سے افضل مانے۔ یہ عقیدہ حمیدہ خود امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے اسی صحابہ و تابعین نے روایت کیا اس میں ہماری حافل کافل کتاب مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین ہے جس میں اس مطلب شریف پر قرآن عظیم و احادیث سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلیہم اجمعین و آثار اہل بیت کرام و صحابہ عظام و ارشادات امیر المومنین حیدر رضی اللہ تعالی عنہم و نصوص ائمہ و علما و اولیا و عرفا قدست اسرارہم سے دریا لہرا رہے ہیں ہر بچہ جانتا ہے کہ اہلسنت کی تمام کتب عقائد میں افضل البشر بعد الانبیا ابو بکر الصدیق ہے اگر نہایت صاف دن میں کف دست میدان میں مونھ پر آنکھیں ہوتے ہوئے ٹھیک دوپہر کو انکار آفتاب روا ہے تو اسکا انکار بھی اوسی منکر کا سا مجنون کرسکتا ہے یونہی حضرات اولیائے کرام قدسنا اللہ تعالی باسرارہم کی طرف اوس عقیدہ باطلہ کی نسبت کھلا افترا ہے دلیل الیقین من کلمات العارفین میں افضلیت مطلقہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کو صرف ارشادات اولیائے کرام سے ثابت کیا ہے اور خود ظاہر کہ جب یہ عقیدہ اہلسنت ہے اور عقیدہ میں اہلسنت کا مخالف متبدع اور مبتدع کا ولی ہونا محال تو اس کے خلاف اعتقاد اولیا کیونکر ہوسکتا ہے ولکن الظلمین یفترون و فی الحق بعد ما تبین یمترون اسی زمرہ میں فتوحات مکیہ پر بھی افتراء جڑا فتوحات کے صریح لفظ یہ ہیں۔ اعلم انہ لیس فی امۃ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم من ھو افضل من ابی بکر غیر عیسی علیہ الصلوۃ والسلام۔ یعنی یقین جان کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی امت میں کوئی ایسا نہیں جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے افضل ہو سوا سیدنا عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے کہ وہ حضور کے امتی ہیں اور صدیق سے افضل ہیں کہ نبی ہیں۔ حضرت امیر معویہ رضی اللہ تعالی عنہ اجلہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم سے ہیں۔ صحیح ترمذی شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اونکے لئے دعا فرمائی اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ۔ الہی اسے راہ نما راہ یاب کر اور اسکے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دے۔ صحابہ کرام میں کسی کو کافر بددین نہ کہے گا مگر کافر بددین یا گمراہ بد دین۔ عزیز جبار واحد قہار جل وعلا نے صحابہ کرام کو دو قسم کیا ایک وہ کہ قبل فتح مکہ جنھوں نے راہ خدا میں خرچ و قتال کیا دوسرے وہ جنھوں نے بعد فتح پھر فرما دیا کہ دونوں فریق سے اللہ عزوجل نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور ساتھ ہی

حاشیہ: بد دینی و گمراہی دوسری چیز ہے مگر ذی عقل مشہور کیطرف ایسے انکار آفتاب کی نسبت سے یہ سہل ہوتا ہے کہ کسی یزید کو نے یزید نام رکھ کر اد کے نام کردیا یا کہ ازکر الیسی و قاحتہ [illegible]

فرمادیا کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خوب خبر ہے کہ تم کیا کیا کرنیوالے ہو۔ یا اینہمہ اوس نے تم سب سے حُسنٰی کا وعدہ فرمایا۔ یہاں قرآن عظیم نے اون دریدہ دہنوں بیباکوں بے ادب ناپاکوں کے مونہ میں پتھر دیدیا جو صحابۂ کرام کے افعال سے اون پر طعن چاہتے ہیں وہ بشرط صحت اللہ عزوجل کو معلوم تھے پھر بھی اون سب سے حُسنٰی کا وعدہ فرمایا تو اب جو معترض ہے اللہ واحد قہار پر معترض ہے جنت و مدارج عالیہ اس معترض کے ہاتھ میں نہیں اللہ عزوجل کے ہاتھ ہیں۔ معترض اپنا سر کھاتا رہے گا اور اللہ نے جو حُسنٰی کا وعدہ اون سے فرمایا ہے ضرور پورا فرمائیگا اور معترض جہنم میں سزا پائیگا۔ وہ آیۂ کریمہ یہ ہے لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا و کلا وعد اللہ الحسنیٰ واللہ بما تعملون خبیر ۝ اے محبوب کے صحابیو تم میں برابر نہیں وہ جنھوں نے فتح سے پہلے خرچ و قتال کیا وہ رتبے میں بعد والوں سے بڑے ہیں۔ اور دونوں فریق سے اللہ نے حُسنٰی کا وعدہ کرلیا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو۔ اب جنکے لئے اللہ کا وعدہ حسنیٰ کا ہولیا اون کا حال بھی قرآن عظیم سے سنئے ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ اولئك عنھا مبعدون ۝ لایسمعون حسیسھا و ھم فی ما اشتھت انفسھم خٰلدون ۝ لایحزنھم الفزع الاکبر وتتلقٰھم الملٰئکة ھذا یومکم الذی کنتم توعدون ۝ "بیشک جنکے لئے ہمارا وعدہ حُسنٰی کا ہوچکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اوسکی بھنک تک نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے وہ بڑی گھبراہٹ قیامت کی ہلچل اونھیں غم نہ دیگی اور فرشتے اونکا استقبال کرینگے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا" یہ ہے جمیع صحابۂ کرام سیدالانام علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام کے لئے قرآن کریم کی شہادت۔ امیر المؤمنین مولی المسلمین علی مرتضیٰ مشکلکشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم قسم اول میں ہیں جنکو فرمایا اولئك اعظم درجة اون کے مرتبے قسم دوم والوں سے بڑے ہیں اور امیر معٰویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم دوم میں ہیں اور حُسنٰی کا وعدہ اور یہ تمام بشارتیں سبکو شامل ولہذا امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن عساکر کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تکون لاصحابی زلة یغفرھا اللہ لھم لسابقتھم معی ثم یأتی قوم بعدھم یکبھم اللہ علی مناخرھم فی النار "میرے اصحاب سے لغزش ہوگی جسے اللہ عزوجل معاف فرمائے گا اوس سابقہ کے سبب جو اونکو میری بارگاہ میں ہے پھر اون کے بعد کچھ لوگ آئینگے کہ اونھیں اللہ تعالیٰ اون کے مونھ کے بل جہنم میں اوندھا کر دیگا یہ ہیں وہ کہ صحابہ کی لغزشوں پر گرفت کرینگے ولہذا علامہ شہاب خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرمایا ومن یکون یطعن فی معٰویة فذاك کلب من کلاب الھاویة جو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں سے ایک کتا ہے۔ واللہ یقول الحق ویھدی السبیل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از دھولقہ ضلع احمد آباد ملک گجرات فتح حسن کا پول مرسلہ مولوی نور نبی ابن حاجی ولی محمد صاحب ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم اما بعد ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسائل میں (۱) روح بعد خروج جسم کے دنیا میں آتی ہے یا نہیں ۔ خصوصا جبکہ حیات انبیا واولیا وشہدا ثابت ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی روح پاک دنیا میں میلاد ومجلس شریف میں آسکتی ہے یا نہیں اور کوئی اونکی پاک روح کی تشریف آوری کو بعید از امکان سمجھے وہ شخص دائرہ اسلام میں کیسا سمجھا جائے گا ۔ (۲) کوئی شخص قبور اہل اللہ کی زیارت اور اونپر پھول چڑھانے کو بدعت بتلائے اوسکے نسبت اہل اسلام کا کیسا خیال ہوگا ۔ (۳) حضور پرنور صلے اللہ تعالی علیہ وسلم کو علم غیب تھا یا نہیں اور کوئی شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو مطلق غیب نہ تھا بلکہ تمام انسان کو جتنا علم ہوتا ہے اوتنا ہی آپکو علم تھا غرض علم حضور کا انکار کرے وہ کیسا سمجھا جائیگا ۔ (۴) وقت اذان کے اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا جائے اوسوقت ہاتھوں کے انگوٹھے چومنا کیسا ہے کوئی شخص انکار کرے وہ کیسا سمجھا جائے گا ۔ (۵) جو شخص عمداً ترک جماعت کرے اوسکی نسبت اہل اسلام کا کیا خیال ہوگا ؟

الجواب ۔ (۱) مسلمان کی روح بعد انتقال جہاں چاہے جاتی ہے حدیث میں ہے اذا مات المؤمن یخلی سربہ یسرح حیث یشاء جب مسلمان مرتا ہے اوسکی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں چاہے جائے اسکا مفصل بیان ہماری کتاب حیات الموات فی بیان سماع الاموات میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان اقدس تمام جہاں سے ارفع واعلی ہے وہاں یہ سوال کرنا بھی بیجا ہے امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ایک وقت میں ستر ہزار جگہ تشریف فرما ہو سکتے ہیں امام جلال الدین سیوطی خاتم حفاظ الحدیث فرماتے ہیں اذن للانبیاء ان یخرجوا من قبورھم ویتصرفوا فی العالم العلوی والسفلی تمام انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کو اختیار ملا ہے کہ اپنے مزارات طیبہ سے باہر تشریف لائیں اور جملہ عالم آسمان وزمین میں جہاں جو چاہیں تصرف فرمائیں ۔ روح اقدس کی تشریف آوری کو بعید از امکان جاننا اگر براہ جہل وبے علمی ہے تو جرات وبے ادبی ہے اور بربنائے وہابیت ہے تو وہابیت خود کفر جلی ہے ۔ واللہ تعالی اعلم (۲) زیارت قبور سنت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں الا فزوروھا فانہا تزھدکم فی الدنیا وتذکرکم الاخرۃ سن لو قبور کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں بے رغبت کریگی اور آخرت یاد دلائیگی خصوصا زیارت مزارات اولیائے کرام کہ موجب ہزاراں ہزار برکت وسعادت ہے اسے بدعت نہ کہے گا مگر وہابی نابکار ۔ ابن تیمیہ کا فضلہ خوار ہاں جاہلوں نے جو بدعات مثل رقص ومزامیر ایجاد کرلیئے

ہیں وہ ضرور ناجائز ہیں مگر اون سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہوجائیگی جیسے نماز میں قرآن شریف غلط پڑھنا رکوع وسجود صحیح نہ کرنا طہارت ٹھیک نہ ہونا بعام عوام میں جاری وساری ہے اس سے نماز بری نہ ہوجائیگی قبر مسلمان پر پھول رکھنا مستحب ہے ائمۂ دین فرماتے ہیں وہ جبتک تر ہے تسبیح الٰہی کریگا اوس سے مردے کا دل بہلے گا۔ کما فی فتاوی الامام فقیہ النفس وغیرہا فتاوی عالمگیریہ وغیرہا میں ہے وضع الورد والریاحین علی القبور حسن اسے بدعت کہنا بھی آجکل وہابیہ ہی کی ضلالت ہے واللہ تعالی اعلم (۳) اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو تمام اولین وآخرین وشرق وغرب وعرش وفرش وماتحت الثری وجملہ ماکان ومایکون الی آخر الایام کے ذرے ذرے کا علم تفصیلی عطا فرمایا اسکا بیان ہمارے رسائل انباء المصطفیٰ وخالص الاعتقاد والدولۃ المکیہ وغیرہا میں ہے جو کہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو علم غیب مطلقاً نہ تھا یا حضور کا علم اور سب آدمیوں کے برابر ہے وہ کافر ہے امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں النبوۃ ھی الاطلاع علی الغیب اللہ عزوجل فرماتا ہے عٰلم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ واللہ تعالی اعلم۔ (۴) اذان میں نام اقدس سنکر انگوٹھے چومنا حسب تصریح کتب فقہ ردالمحتار حاشیہ درمختار وجامع الرموز شرح نقایہ وفتاوی صوفیہ وکنز العباد مستحب ہے اسکا مبسوط بیان ہماری کتاب منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین میں ہے اس پر انکار بھی آجکل شعار وہابیہ ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔ (۵) بلاوجہ شرعی عمداً ترک جماعت گناہ ہے اور اوس کا عادی فاسق گمراہ ہے صحیح مسلم شریف میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے وصلیتم فی بیوتکم کما یصلی ھذا المتخلف ترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم اھ ای ضلال عن سبیل المتقین وان استحلہ او استخفہ فضلال فی الدین والعیاذ باللہ رب العالمین۔ واللہ تعالی اعلم ایک یہ بات نہایت ضروری وبکار آمد ہے کہ دیوبندیوں سے کوئی مسئلہ پوچھنا یا کسی مسئلہ میں اونکی بات پر کان رکھنا ہرگز ہرگز جائز نہیں تمام علمائے حرمین طیبین بالاتفاق دیوبندیوں کو مرتد لکھ چکے اور فرمادیا من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جو اون کے اقوال ملعونہ پر مطلع ہوکر اونہیں مسلمان جاننا درکنار اونکے کفر میں شک بھی کرے وہ بھی کافر ہے دیکھو حسام الحرمین شریف۔ واللہ الہادی

مسئلہ ۔ ازمیونڈی ڈاکخانہ شاہی ضلع بریلی مرسلہ سید امیر عالم حسن صاحب ۱۲ شوال ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) زید کہتا ہے اور ہوگا وہ سب حکم خدا سے ہے ہوا اور ہوگا پھر بندہ سے کیوں گرفت ہے اور اسکو کیوں سزا کا مرتکب ٹھہرایا گیا اس نے کونسا کام ایسا کیا جو مستحق عذاب کا ہوا جو کچھ اوس نے تقدیر میں لکھدیا ہے وہی ہوتا ہے کیونکہ قرآن پاک سے ثابت ہورہا ہے کہ بلا حکم اوسکے ایک ذرہ نہیں ہلتا پھر بندے نے کونسا اپنے اختیار سے وہ کام کیا جو دوزخی ہوا یا کافر یا فاسق جو برے کام تقدیر میں لکھے ہونگے تو برے کام کریگا اور بھلے لکھے ہوں گے تو بھلے بہرحال تقدیر کا تابع ہے پھر کیوں اسکو مجرم بنایا

جاتا ہے جو بھی کرتا ہے، کرنا قتل کرنا وغیرہ وغیرہ جو بندہ کی تقدیر میں لکھدیئے ہیں وہی کرتا ہے۔ ایسے ہی نیک کام کرنے ... (۲) جب کسی عورت نے کسی شخص سے قربت کی اور اوسکو حمل رہ گیا تو اوس حمل کو حمل حرام کیوں کہا گیا اور اوسکی اوس فعل قربت کو زنا کیوں کہا گیا اور جب اوس حمل سے بچہ پیدا ہوا تو اوس بچہ کو حرامی کیوں کہا جاتا کیونکہ جتنے افعال بندہ کرتا ہے وہ سب تقدیر سے اور حکم خدا سے ہوتے ہیں تو اب اس عورت نے کیا اپنی قدرت اور حکم سے ان فعلوں کو کر لیا نہیں وہی کیا جو تقدیر میں لکھدیا تھا پھر اوسکو زنا یا حرام کہنا کیونکر ہے (۳) اوس بچے کی روح پاک تھی یا ناپاک یا اون روحوں میں کی روح تھی جو روز ازل میں پیدا ہوئیں تھیں یا کوئی اور اور اسکا کیا سبب جو بچہ حرامی ہو گیا اور روح پاک رہے نہیں روح بھی ایسی ہے جیسا بچہ حرامی کیونکر ہو سکتا ہے۔ فقط

الجواب ۔ زید گمراہ بددین ہے اوسے کوئی جوتا مارے تو کیوں ناراض ہوتا ہے یہ بھی تو تقدیر میں تھا اوسکا کوئی مال دبالے تو کیوں بگڑتا ہے یہ بھی تقدیر میں تھا یہ شیطانی فعلوں کا دھوکا ہے کہ جیسا لکھ دیا ایسا ہمیں کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے اوس نے اپنے علم سے جانکر وہی لکھا ہے۔ (۲) یہ وہی ابلیس لعین کا دھوکا ہے جو بددینوں کو دیا کرتا ہے علم کسی کو مجبور نہیں کرتا عورت زنا کرنیوالی تھی اس لئے اوس کا یہ آئندہ حال اوس نے اپنے علم غیب سے جان کر لکھ لیا اگر وہ حلال کرنے والی ہوتی تو اوسے حلال والی ہی لکھا جاتا۔ (۳) روحیں ازل میں پیدا نہ ہوئیں ہاں جسم سے دو ہزار برس پہلے بنیں ولد الحرام کا اپنا کچھ قصور نہیں مگر جبکہ وہ حرام سے پیدا ہوا ولد الحرام ہونے میں کیا شک ہے نہ اس سے اوسکی روح کی ناپاکی لازم روح کفر و ضلالت سے ناپاک ہوتی ہے بددین کی روح ناپاک ہے اگرچہ ولد الحلال ہو اور دیندار کی روح پاک ہے اگرچہ اوسکی ولادت حرام سے ہو روح کے پاک ہونے سے جسم کا نطفہ حرام سے بننا کیونکر مٹ گیا بے علم کو ایسی جہالتوں اور ایسی باتوں میں خوض سے فائدہ نہیں ہوتا سوا اسکے کہ شیطان کسی گھاٹی میں راہ مار کر ہلاک کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از قصبہ مئو ناتھ بھنجن ضلع اعظم گڈھ مدرسہ دار العلوم مرسلہ عبد الرحیم خاں ۱۱ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روح پاک ہے یا ناپاک اگر پاک ہے تو بعد مردن عذاب کیوں ہوتا ہے اور اگر ناپاک ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں کیوں داخل ہوا۔

الجواب ۔ روح اصل خلقت میں پاک ہے پھر اگر بداعتقاد بداعمال اختیار کرے تو اون سے ناپاک ہو جاتی ہے جسکے سبب مستحق عذاب ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از سہاور ۲۴ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں باب کہ ایک صاحب نے دو مضامین ذیل بحوالہ حدیث بیان فرمائے اور اول کو حدیث قدسی کہا مضمون اول یہ ہے کہ اگر تمام مخلوقات مثل قلوب قلب حضور سرور کائنات

علیہ افضل الصلوات والطیبات کے ہوجائیں یا مثل شیطان لعین کے ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھکو مطلق پروا نہیں۔ دوسرا مضمون یہ ہے کہ بروز قیامت جنت دوزخ میں حجت ہوگی دوزخ کہیگی کہ میں محل جبابرہ و افاخرہ ہوں اور تو محل مساکین دغربا ہے اس لئے میں افضل ہوں یا مستحق اسکی ہوں کہ تمام بنی آدم میرے حوالہ ہوں جنت کچھ جواب دیگی مکالمہ میں کمزور پڑیگی پس اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائیگا کہ تم دونوں کو استحقاق حجت کسی طرح نہیں ہے میں جسکو جہاں چاہونگا بھیجونگا پس سوال یہ ہے کہ آیا یہ دونوں مضمون اون صاحب کے صحیح موافق حدیث کے ہیں یا نہیں اور برتقدیر اول یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ کوئی دوسرا قلب مثل قلب مبارک حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہوجائے علما نے تو ایسی احادیث کو جو صاحب درمنثور وغیرہ نے تخریج الاثر بحضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارضاہما سے روایت کی ہے درجہ اعتبار سے گرایا ہے اور نیز دوسرے مضمون میں جبابرہ وافاخرہ کا ہونا دوزخ کے لئے کب موجب فضیلت وفوقیت ہوسکتا ہے کہ وہ مشرکین وکفار ہونگے۔ امید کہ جواب باصواب عنایت ہو کہ ایک جماعت مسلمین کا شک رفع ہو۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ حدیث اول میں ہرگز نام اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں بلکہ یوں ہے کہ علی اتقی قلب رجل واحد منکم تم میں کا جو بڑا پرہیزگار شخص ہو اوسکے دل پر ہوجائیں۔ اور فرض کے لئے امکان شرط نہیں قال اللہ تعالیٰ قل انکان للرحمن ولد فانا اول العابدین حدیث تو لفظ لو سے ہے کہ لوان اولکم واخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی الخ اور آیہ کریمہ میں تو لفظ ان ہے۔ بیان حدیث دوم میں غلط ہے کہ یہ حجت روز قیامت ہوگی اور یہ بھی غلط کہ تمام بنی آدم میرے حوالہ ہوں اور یہ بھی غلط کہ جنت کچھ جواب نہ دیگی یا کمزور پڑیگی اسی طرح بیان حدیث اول میں متعدد اغلاط تھے یہ حدیث یوں ہے تحاجت الجنۃ والنار فقالت النار اوثرت بالمتکبرین والمتجبرین وقالت الجنۃ فمالی لایدخلنی الا ضعفاء الناس الحدیث۔ یہ گذشتہ کی حکایت ہے اوسوقت نار کا علم اسے محیط ہونا کیا ضرور کہ اوسکے لئے کفار ومشرکین ہیں جس طرح جنت کا یہ کہنا بتا رہا ہے کہ اوسے ان کمزوروں کا فضل وتقرب معلوم نہ تھا جب سے معلوم ہوا خود اون کی مشتاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بلوچستان　　مرسلہ قادر بخش　　۵ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ

اندرین حکایت علمائے کرام چہ میفرمایند کہ قولے معتبر نقل است آیا واعظ در وعظ ذکر بکند یا حقیقت است در کدام کتاب این نقل است آن حکایت این است۔

یک حکایت یاد دارم از رسول + باد مقبول ہمہ اہل قبول + تاکہ معلوم تو گردد ہمتش + تا چہ حد است امتان را شفقتش + بعد ازاں آیم بمدح چار یار + اے برادر یک زمان گوش دار + جملہ شبہا مصطفےٰ بیدار بود + اتفاقا یک شبے

خواہش نبود + بودند در خواب تا دمے نماز + ناگہاں آمد خطابش بے نیاز + آفریدم من ترا از بہر آں + تا شدی پشت پناہ امتاں
اے محمد خواب تو زیبندہ نیست + ہر کہ در خدمت نباشد بندہ نیست + چوں بپردازی بخواب نیم شب + کردم اکنوں امتانت را غضب
دوزخ اندازم ہمہ از عام وخاص + یک تنے زیشاں نگردانم خلاص + چوں شنید ایں آیۃ خیر البشر + انت زانجا امتی گویا بدر
رفت زانجا او ندیدہ ہیچ کس + واندا و را عالم الاسرار بس + چوں گذشت از دو سہ روز ایں قصہ را + خون دل خوردند یاران
قصہ را + عاقبت روز سوم بعد از نماز + جملہ پیش عائشہ رفتند باز + چوں بپرسیدند زام مومنیں + داد ایشاں را
جواب ایں چنیں + گفت او شین شب رسید از حق خطاب + امتاں را آیہ از بہر عذاب + چوں کہ ایں آیۃ بگوش او رسید +
شد بروں از حجرہ او را کس ندید + آنچناں برخاست از یاران عزیو + لرزہ افتادند اندر جن و دیو + ناگہاں
دیدند یک چوپان ز دور + یافت زاں چوپان دل ایشاں سرور + پیش او رفتند و پرسیدند از و + گر خبر داری
ز پیغمبر بگو + گفت من کے مصطفے را دیدہ ام + بلکہ او را از کسے نشنیدہ ام + لیک سہ روز است پیغام خروش
از میان کوہ میاید بگوش + جانور از نالہ او دل خستہ اند + از چراگاہ دہاں را بستہ اند + ہر زماں از دیدہ
می راندند آب + بستہ انداز راہ دیدہ راہ خواب + چوں شنیدند ایں خبر را آں گروہ + جملہ آوردند روے
سوئے کوہ + شد نمایاں درمیان کوہ غار + دید در آں غار آں صدر کبار + سر بسجدہ بردہ پیش بے نیاز
با خدا او خویشتن میگفت راز + گریہ میکرد و ہمی گفت اے الہ + تا نہ بخشی امتانم را گناہ + ما نہ بردارم سر خود از
زمیں + تا بروز حشر نالم ایں چنیں + ایں چنیں میگفت و مینالید زار + اشک میبارید چوں ابر بہار + چوں
شنیدند ایں خطابش را ز دور + جملہ را از نالہ اش خون شد جگر + گفت صدیق شفیع المومنیں + از کرم
بردار سر را از زمیں + آنچہ من در عمر طاعت کردہ ام + آنچہ در دنیا عبادۃ کردہ ام + آں ثواب از
برائے امتاں + دادم اے پیغمبر آخر زماں + الی آخر الحکایت۔ یہ حکایت رسالۂ میلاد غلام شہید
میں ہے۔

الجواب۔ ایں نقل باطل و بے اصل ست و در ہیچ کتاب معتبر از و نشانے نیست
واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ بریلی محلہ بہاری پور مرسلہ بمعرفت سلطان احمد خاں سائل پیر محمد عبداللہ۔
۸ ربیع الآخر شریف ۳۸ھ

حالت مندرجہ ذیل کب واقع ہوگی۔ زہرہ برج حوت میں طالع ہو اور قمر برج سرطان میں بنظر
تثلیث زہرہ ہو لیکن بتربیع و بمقابلہ مریخ ناظر بزحل نہ ہو۔ امید کہ ماہران علم ہیئت جواب باصواب دیں۔

الجواب۔ یہ سائل کی غلطی ہے کہ مریخ تربیع یا مقابلہ سے ناظر زحل نہ ہو۔ بلکہ یہاں مقصود
یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی زہرہ کو نظر دشمنی سے نہ دیکھتا ہو کہ تربیع یا مقابلہ ہے زہرہ سے اگر

ساقط ہوں اور باہم نظر عداوت رکھتے ہوں کیا حرج ہے بالجملہ غرض یہ ہے کہ زہرہ برج شرف میں ہو اور قمر اپنے بیت میں اور زہرہ کو بنظر تمام دوستی دیکھتا ہو اور زہرہ مریخ و زحل کی نظر عداوت تربیع و مقابلہ سے محفوظ ہو یہ صورت نہ اس سال ہے نہ سال آئندہ ہے ہاں وہ کہ سائل نے بیان کی ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۲۰ء کو ہوگی زہرہ حوت کے ۱۱ درجہ میں ہوگی قمر سرطان کے ۱۱ درجہ میں کہ پورے ۱۲۰ درجے (ایک سو بیس درجہ) کا فاصلہ اور کامل نظر تثلیث ہے۔ مریخ عقرب کے ۸ درجے ۶ دقیقے زحل سنبلہ کے ۶ درجے ۶ دقیقے کہ کامل نظر تسدیس نظر نیم دوستی ہے نہ تربیع ہے نہ مقابلہ لیکن زہرہ و زحل کا فاصلہ چھ برج سے صرف ۵ درجے زائد ہوگا زہرہ اگرچہ مقابلہ زحل سے منصرف ہو چکی ہے مگر دونوں کے مطرح شعاع، ۹ درجے کے مجموع کے نصف یعنی ۸ درجے سے فاصلہ کم ہے تو ہنوز حکم مقابلہ باقی ہے تیسرے دن زائل ہوگا جبتک ماہ سرطان سے بھی نکل جائیگا اور تثلیث سے بھی گزر جائیگا ہاں مریخ اگرچہ زہرہ سے ساقط نہیں مگر نظر تثلیث میں ہے کہ تمام دوستی ہے نہ تربیع و مقابلہ فقط۔

مسئلہ ۔ از شہر محلہ ملوکپور مسئولہ قدرت علی خاں ۱۵ شوال ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جملہ انبیا و ملئکہ علیہم السلام معصوم ہیں۔ ایک شخص کہتا ہے کہ سوا پنجتن پاک کے کوئی معصوم نہیں۔ اور تیسرا شخص کہتا ہے کہ پنجتن پاک کوئی چیز نہیں ہیں سوائے خلفائے راشدین کے۔

الجواب ۔ پہلے شخص کا قول حق و عقیدہ اہلسنت ہے اور دوسرے کا قول صریح گمراہی و رفض و کلمہ کفر ہے اور تیسرے شخص کا قول بدتر از بول میں بھی ایک کھلا پہلو کفر کا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از نانگل لکڑی ضلع گوڑگانوہ ڈاکخانہ دھنبہ مسئولہ حافظ غلام کبریا صاحب پیش امام مسجد

ع۱ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے اولیا سے مدد مانگنا دور سے اور ہر وقت حاضر ناظر سمجھنا شرک ہے کیونکہ یہ خاص اللہ تعالٰی کی صفت ہے دوسرے کی نہیں قرآن شریف کا ثبوت دیتا ہے (نواں پارہ) کہد دیں نہیں مالک اپنی جان کا نہ نفع کا نہ ضرر کا۔

ع۲ ۔ اولیاء اللہ کی قبروں کی خاک ہاتھ میں لیکر موںھ پر ملنا کیسا ہے طواف قبر اولیا کا کرنا بعضے کہتے ہیں طواف صرف کعبہ شریف کے واسطے ہے۔

ع۳ ۔ شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوٰۃ میں فرمایا ہے پیغمبروں کی سب دعا مقبول نہیں ہوتی۔

ع۴ ۔ خانقاہ اولیا پر جمع نہ ہونا حدیث کا ثبوت دیتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے یا اللہ میری قبر کو عیدگاہ نہ بنائیو۔

ع۵ ۔ اگر نبی کو غیب داں سمجھے تو کافر ہے کیونکہ انکو علم عطائیہ ہے وہ غیب نہیں ہوسکتا کیونکہ

غیب کے معنی یہ ہیں کہ بے اطلاع کئے معلوم ہو وہ غیب ہے۔

الجواب ۔ ۱ جس نے کہا کہ دور سے سننا صرف اوسکی شان ہے اوس نے رب عزوجل کی شان گھٹائی وہ پاک ہے اس سے کہ دور سے سنے وہ ہر قریب سے قریب تر ہے دور سے سننا اوسکی عطا سے اوس کے محبوبوں ہی کی شان ہے اوسے حاضر و ناظر بھی نہیں کہہ سکتے وہ شہید و بصیر ہے حاضر و ناظر اوسکی عطا سے اوسکے محبوب علیہ افضل الصلاۃ والسلام ہیں کما فی رسائل الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی قدس سرہ اوس آیۂ کریمہ سے اوسکا کیا ثبوت ہوا جھوٹا دعوی کرنا اور قرآن مجید پر اسکی تہمت رکھنا مسلمان کا کام نہیں. نفع وضرر کا مالک بالذات اوس واحد حقیقی کے سوا کوئی نہیں آیت میں اسی کی نفی ہے ورنہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں تو فرعون کو مالک نفع وضرر لکھا ہے پھر محبوبان بارگاہ کا کیا کہنا وہ بیشک اوسکی تملیک سے ہمارے نفع وضرر کے مالک ہیں جسکا بیان آیات واحادیث سے کتاب الامن والعلی میں ہے۔ (۲) مزارات کی مٹی مونھ پر ملنا جائز ہے اور طواف تعظیمی صرف کعبہ معظمہ کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۳) انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی سب دعائیں مستجاب ہیں مومنین سے حضرت عزۃ کا وعدہ ہے مجھ سے دعا کرو میں مقبول فرماؤنگا اور اوسکا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا پھر انبیا تو انبیا بعض وقت وہ اس اظہار کے لئے کہ یہ امر خلاف مقدر رہے اوسے صورت دعا میں ظاہر کرتے ہیں وہ اعلی وجہ پر قبول ہوتی ہیں مگر مطلوب ظاہری واقع نہیں ہوتا نظر ظاہر اسے عدم قبول سے تعبیر کرتی ہے شرح مشکوۃ میں اسی کا ذکر ہے۔ (۴) مزارات اولیا پر تشریف لیجانا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وخلفائے راشدین سے ثابت ہے اور اوس حدیث میں اس کی کہیں ممانعت نہیں اوسکا یہ مطلب ہے کہ میرے مزار کریم کو مسلمان عید نہ بنائیں جو سال میں ایک ہی بار آتی ہے بلکہ بکثرت حاضری دیں کہ اون کے گناہ معاف ہوں اور اونہیں برکات ملیں واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۵) غیب وہ ہے کہ بے بتائے معلوم نہ ہو سکے جو کہے کہ انبیا کو غیب کے علم نہ دیئے گئے وہ کافر ہے کہ نبوت کا منکر ہے ائمہ دین فرماتے ہیں النبی ھو المطلع علی الغیب نبی وہی ہے جو غیب پر مطلع ہو عطا سے غیب نہ رہنا آیات کثیرہ کی تکذیب ہے جو کارڈ پر نہیں لکھی جاسکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از مقام رامہ تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی مرسلہ تاج الدین امام مسجد ۱۶ صفر ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں بچشم خود اللہ کو نہیں دیکھا (۲) حدیث اور آیت اس طور پر نہیں آئی کہ تم لوگ امام صاحب کے مذہب پر چلیں بینوا توجروا۔

الجواب ۔ (۱) ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رویت بمعنی احاطہ کا انکار

فرماتی ہیں کہ لاتدرکہ الابصار سے سند لاتی ہیں اور احادیث صحیحہ میں رویت کا اثبات بمعنی احاطہ نہیں کہ اللہ عزوجل کو کوئی شئے محیط نہیں ہو سکتی وہی ہر شئے کو محیط ہے اور اثبات نفی پر مقدم واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲) حدیث اور آیت اس طور پر آئی ہے کہ تمہیں علم نہ ہو تو علماء سے پوچھو امام اعظم سرداران علماء میں داخل ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از لاہور مسجد بیگم شاہی اندرون دروازہ مستی مرسلہ صوفی احمد الدین طالبعلم ۲۶ صفر ۱۳۳۸ھ

حضرت ہادی و رہنمائے سالکان قبلہ و دوجہاں دام فیضہ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ مسائل ذیل میں حضرت کیا فرماتے ہیں۔ (۱) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک روز سخت خفا ہوئے اور روافض کہتے ہیں یہی وجہ ہے باغی ہونے کی پھر ایک کتاب مولانا حاجی صاحب کی تصنیف اعتقاد نامہ ہے جو بچوں کو پڑھایا جاتا ہے اوس میں یہ شعر بھی درج ہے۔ حق درآنجا بدست حیدر بود + جنگ با او خطاء منکر بود (۲) امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی تھی واسطے دفعہ جنگ کے۔

الجواب ۔ (۱) روافض کا قول کذب محض ہے عقائد نامہ میں خطاء منکر بود نہیں ہے بلکہ خطائے منکر بود اہلسنت کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطا خطاء اجتہادی تھی اجتہاد پر طعن جائز نہیں خطاء اجتہادی دو قسم ہے مقرر و منکر۔ مقرر وہ جسکے صاحب کو اوس پر برقرار رکھا جائیگا اور اوس سے تعرض نہ کیا جائے گا۔ جیسے حنفیہ کے نزدیک شافعی المذہب مقتدی کا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا اور منکر وہ جس پر انکار کیا جائیگا جبکہ اوس کے سبب کوئی فتنہ پیدا ہوتا ہو جیسے اجلۂ اصحاب جمل رضی اللہ تعالیٰ علیہم کہ قطعی جنتی ہیں اور اونکی خطاء یقیناً اجتہادی جس میں کسی نام سنیت لینے والے کو محل لب کشائی نہیں بایں ہمہ اوس پر انکار لازم تھا جیسا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے کیا باقی مشاجرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مداخلت حرام ہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا ذکر اصحابی فامسکوا جب میرے صحابہ کا ذکر آئے تو زبان روکو۔ دوسری حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ستکون لاصحابی زلۃ یغفرھا اللہ لھم لسابقتھم ثم یاتی من بعدھم قوم یکبھم اللہ علی مناخرھم فی النار۔ قریب ہے کہ میرے اصحاب سے کچھ لغزش ہوگی جسے اللہ بخشدیگا اوس سابقہ کے سبب جو اونکو میری سرکار میں ہے پھر اون کے بعد کچھ لوگ آئیں گے جنکو اللہ تعالیٰ ناک کے بل جہنم میں اوندھا کر دیگا یہ وہ ہیں جو اون لغزشوں کے سبب صحابہ پر طعن کرینگے اللہ عزوجل نے تمام صحابہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن عظیم میں دو قسم کیا مومنین قبل فتح مکہ و مومنین بعد فتح اول کو دوم پر تفضیل دی اور صاف فرمادیا وکلا وعد اللہ الحسنی۔ سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا اور یہاتھ

ہیں اون کے افعال کی تفتیش کرنیوالوں کا مونھ بند فرما دیا واللہ بما تعملون خبیر؀ اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنیوالے ہو۔ یا بنہمہ وہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا پھر وہ دوسرا کون ہے کہ اون میں سے کسی کی کسی بات پر طعن کرسے واللہ الہادی واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲) بے شک امام مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی۔ اور اوس سے صلح و بندش جنگ مقصود تھی اور یہ صلح و تفویض خلافت اللہ ورسول کی پسند سے ہوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن کو گود میں لیکر فرمایا تھا ان ابنی ھذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔ بیشک میرا یہ بیٹا سید ہے میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اسکے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دیگا۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر خلافت کے اہل نہ ہوتے امام مجتبیٰ ہرگز انہیں تفویض نہ فرماتے نہ اللہ ورسول اسے جائز رکھتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بریلی مدرسہ منظر اسلام مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب ۱۵ ربیع الاول شریف ۳۸ھ

موسیٰ علیہ الصلاۃ خواہش امتی بودن سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چرا کرد حالانکہ از مرتبہ نبوت دیگر مرتبہ نیست فوق آں ومرتبۂ امت اسفل ازاں دیگر اینکہ ایں طور حدیث را بر عقائد چکار زیرا کہ انبیا علیہم السلام در علو کیں تمام عالم احتیاج ایشاں اند ایشاں احتیاج کسے نیستند۔ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ افضل غنی از فضل نیست سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را مرتبۂ از محبوبیت کبریٰ وجملہ فضائل عالیہ چناں بخشید ندکہ کوکب کسے بغبارا و نرسد تیرہ در دناں بر فضل دیگراں حسد برند واہل کمال چوں بینند کہ مارا باں دسترس نیست انتساب باں محبوب خواہند کہ در زیر عنایتش بروجہے خاص باشند انبیاء را بدیگراں احتیاج نبودن مسلم فاما بہ سید انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم ہمہ را نیاز ست چنانکہ کریمۂ اخذ میثاق از انبیا وحدیث صحیح مسلم یرغب الی فیہ الخلق حتی خلیل اللہ ابراھیم۔ براں شاہد عدل ست ایں چنیں احادیث را باہیچ عقیدہ خلاف نیست۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از گونڈل مرسلہ قاضی قاسم میاں صاحب ۲۶ ربیع الآخر شریف ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عوام مومنین سے عوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ ہے یا نہیں عوام مومنین کی تشریح فرمادیں۔

الجواب ۔ حدیث میں ہے رب العزۃ جل وعلا فرماتا ہے عبدی المؤمن احب الی من بعض ملئکتی میرا مسلمان بندہ مجھے میرے بعض فرشتوں سے زیادہ پیارا ہے۔ ہمارے رسول ملئکہ کے رسولوں سے افضل ہیں اور ملائکہ کے رسول ہمارے اولیا سے افضل ہیں اور ہمارے اولیا عوام ملائکہ یعنی غیر رسل سے افضل ہیں اور یہاں عوام مومنین سے یہی مراد ہیں۔ نہ فساق و فجار کہ ملائکہ سے کسی طرح افضل نہیں ہو سکتے انسانی صفت ملکوتی وبہیمی وسبعی وشیطانی سب کا جامع ہے جو صفت اسپر غلبہ کریگی اوسکے منسوب الیہ سے زائد ہو جائیگا۔

اگر ملکوتی صفت غالب ہوئی کروروں ملائکہ سے افضل ہوگا اور بہیمی غالب ہوئی تو بہائم سے بدتر اولئٰك كالانعام بل هم اضل سبیلا۔ یونہیں بعض وہابیہ کو دیکھو شیطان اور ان سے سبق لیتا ہے ابلیس کو ہزاروں برس کی عمر میں نہ سوجھی تھیں جو انہیں سوجھتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از دار الطلبہ مدرسہ سبحانیہ الہ آباد مرسلہ مولوی ابراہیم صاحب ۱۷ رمضان ۱۳۱۳ھ

زید کہتا ہے کہ تقلید شخصی واجب نہیں کہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اگر واجب ہوتی تو احادیث میں کہیں نہ کہیں ذکر ہوتا۔ عمرو کہتا ہے واجب ہے بالخصوص امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی۔ زید کا قول صحیح ہے یا عمرو کا۔

الجواب ۔ تقلید فرض قطعی ہے قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لاتعلمون وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا سئلوا ان لم یعلموا فانما شفاء العی السؤال اگر ایک مذہب کی پابندی نہ کیجائے تو یا وقت واحد میں شے واحد کو حرام بھی جانے گا اور حلال بھی جیسے قرأت مقتدی کہ شافعیہ کے یہاں واجب اور حنفیہ کے یہاں حرام اور وقت واحد میں شے کا حرام و حلال دونوں ہونا محال یا یہ کریگا کہ ایک وقت حلال سمجھے گا دوسرے وقت حرام تو یہ اوس آیت میں داخل ہوگا کہ یحلونه عاما ویحرمونه عاما لاجرم پابندی مذہب لازم اور اسکی تمام تفصیل ہمارے فتاویٰ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) زید کہتا ہے قرأت خلف الامام کرنا چاہیئے نہ کی جائیگی تو نماز صحیح نہ ہوگی اور اسکے ثبوت میں احادیث پیش کرتا ہے۔ عمرو کہتا ہے نہ کرنا چاہیئے۔ زید احادیث و تفاسیر کے علاوہ اور کسی دلیل کو نہیں مانتا کہتا ہے کہ فقہ قیاسی ہے احادیث و تفاسیر کے مقابل قابل عمل نہیں

الجواب فقہ کا نہ ماننے والا شیطان ہے ائمہ کا دامن جو نہ تھامے وہ قیامت تک کوئی اختلافی مسئلہ حدیث سے ثابت نہیں کرسکتا جسے دعویٰ ہو سامنے آئے اور زیادہ نہیں اسی کا ثبوت دے کہ کتا کھانا حلال ہے یا حرام کونسی حدیث میں آیا ہے کہ کتا کھانا حرام ہے آیت نے تو کھانے کی حرام چیزوں کو صرف چار میں حصر فرمایا ہے مردار۔ اور رگوں کا خون اور خنزیر کا گوشت۔ اور وہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے۔ تو کتا درکنار سوئر کی چربی اور گردے اور اوجھڑی کہاں سے حرام ہوگی کسی حدیث میں ان کی تحریم نہیں اور آیت میں لحم فرمایا ہے جو ان کو شامل نہیں۔ غرض یہ لوگ شیاطین ہیں انکی بات سننا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) زید کہتا ہے آمین بالجہر کرنا چاہیئے کہ احادیث سے ثابت ہے۔ عمرو مانع ہے کس کا قول ٹھیک ہے۔

الجواب عمرو کا قول ٹھیک ہے۔ آمین دعا ہے اور دعا کے اخفا کا قرآن عظیم میں حکم ہے اور حدیث مرفوع بھی اسی کا افادہ فرماتی ہے کہ واذا قال ولا الضالین فقولوا آمین فان الامام یقولها جب امام ولا الضالین کہے تم آمین کہو کہ امام بھی کہے گا معلوم ہوا کہ آہستہ کہیگا اصل یہ ہے کہ امام کے فعل

کے ساتھ اسکا فعل ہو اگرچہ وہ آمین بالجہر کہتا مقتدیوں کو معلوم ہوتا تو یہ فرمایا جاتا کہ جب وہ آمین کہے تم بھی کہو یہاں یہ نہ فرمایا بلکہ اوس کا فعل بتایا کہ جب وہ ولا الضالین کہے تم آمین کہو اور اوسکی موافقت کہ خفی تھی ظاہر فرمادی کہ وہ بھی کہے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر محلہ سوداگران مسئولہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۱۸ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ قیام میلاد شریف اگر مطلقاً ذکر خیر کی وجہ سے کیا جاتا ہے تو اول وقت سے کیوں نہیں کیا جاتا اس لئے کہ اول سے ذکر خیر ہی ہوتا ہے اور اگر اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رونق افروز ہوتے تو کیا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اول وقت سے رونق افروز نہیں ہوتے اگر ہوتے تو ابتداءً مجلس مبارک قیام ہی سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر نہیں تو کیا فظهر فولد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہی کے وقت جلوہ افروز ہوتے اور تا قیام تشریف فرمار ہتے اور فوراً لوگوں کے بیٹھتے ہی تشریف لے جاتے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا آنا تو لوگوں کے قیام و نیز میلاد خواں کے فظهر فولد کہنے پر موقوف ہے کیا یہ زید کا کہنا لغو ہے یا نہیں اور اس کا کافی جواب کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب زید کی یہ سب حماقتیں جہالتیں سفاہتیں ہیں مہمل ولا یعنی شقوق اپنی طرف سے ایجاد کئے اور وجہ حقیقی ہے اوسکی طرف اوسے ہدایت نہ ہوئی تعظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذات انور ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تعظیم ذات باختلاف حالات مختلف ہوتی ہے معظم کے قدوم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اوسکے حضور رکے وقت باد ب اوسکے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے۔ ذکر شریف میں بھی ذکر قدوم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم باد ب قعود سے۔ ولکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ مولینا مولوی سید غلام قطب الدین صاحب برہمچاری از شہر محلہ باسمنڈی ۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اکیس دس جنوری کی اشاعت میں راما سنگھ نے قرآن عظیم کی تین آیات کا حوالہ دیکر محمد رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) گنہگار قرار دیا ہے ان میں سے پہلی دو میں رسول مقبول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو یوں مخاطب کیا ہے " تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ " تیسری آیت کا مطلب یہ ہے " فی الواقعی ہم نے تیرے واسطے بلا شبہہ کامیابی حاصل کی ہے کہ خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کرتا ہے "۔ مسٹر حسن ہم کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ ان آیات میں " تو " سے مراد تو ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کا اشارہ اسلام کے نبی کے پیروں کے گناہوں اور غلطیوں کی طرف ہے یہ بات مشکل ہے کہ اس مباحثہ کو قابل یقین سمجھا جائے کیونکہ اگر عربی زبان ایسی ہی پیچیدہ ہے کہ ہر ایک پڑھنے والا اپنی

خواہش کے مطابق مطلب لے سکتا ہے تب قرآن عظیم سے جو چاہیں مطلب لے سکتے ہیں تاہم مسٹر حسن یہ بیان ہے کہ وہ آیات زیر مباحثہ کے ان معنوں پر اعتقاد رکھتے ہیں اور قرآن عظیم کے مفسرین کی صنف کو مانتے ہیں مجھکو خوف ہے کہ مسٹر حسن نے تفسیروں کو غور سے نہیں پڑھا ہے کیونکہ میں ذیل میں یہ دکھاؤں گا قرآن عظیم کے مسلم مفسرین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے گنہگار ہونے کو (معاذ اللہ) صاف طور سے مانتے ہیں اور بعض موقعوں پر ان خاص گناہوں کو بتاتے ہیں جنکی بابت رسول مقبول (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے معافی مانگنے کو کہا گیا ہم وہ تین آیات لیتے ہیں جو راماسنگم نے نقل کی ہیں اول سورۂ محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی اونیتسویں آیت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ "تو معافی مانگ اپنے گناہوں اور اپنے معتقدین کی خواہ مرد ہوں خواہ عورت" یہاں پر کسی حالت میں بھی "تو" کے معنی پیرؤوں کے نہیں ہو سکتے چونکہ ان لوگوں کا ذکر خود بھی آچکا ہے "اور" حرف عطف سب پیچیدگیوں کو صاف کر دیتا ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پہلے اپنی اور بعد کو اپنے پیرؤوں کی معافی مانگنے کو کہا گیا ہے۔ دوسری سورۂ مومن کی پچپسویں آیت ہے اور اس کا مطلب یہ ہے "تو اپنے گناہوں کی معافی مانگ" اس بات کو یقین کرنا دشوار ہے کہ آپ کے مسٹر حسن نے درحقیقت مفسرین سے دریافت کیا ہوگا اگر وہ دریافت کر لیتے تو کبھی نہ کہتے کہ وے لوگ اس بات کو راماسنگم پر صاف عیاں کر دیں گے کہ مسلمانوں کے پیغمبر (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہر گناہ سے معصوم ہیں اس سے کہیں دور وہ صاف طور سے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی گنہگاری کو مانتے ہیں ابن عباس بڑے بھاری مفسرین میں سے ہیں اور اپنی تفسیر میں اسطرح سے کہتے ہیں "واستغفر لذنبك لتقصير وشكر ما نعم الله عليك وعلى اصحابك"[۱] اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تیرے گناہ جو کہ وحی آنے کے قبل ہوئے ہیں اور اسکے بعد میں یعنی مرتے وقت تک معاف کر دے زمخشری ایک بڑے بھاری مفسر اپنی تفسیر الکشاف میں یوں لکھتے ہیں "لکی یغفر الله لك ما تقدم من ذنبك قبل الوحی وما تاخر وما یکون بعد الوحی الی الموت" اس کے معنی یہ ہیں کہ تو معافی مانگ اپنے گناہوں کی وہ یہ کہ تو نے خدا کی اس مہربانی کے شکر گذار ہونے میں غفلت کی جو کہ خدا نے تیرے اور تیرے پیرؤوں پر کی۔ بینوا توجروا

الجواب

اس سوال میں آریہ نے افتراء و جہالت و نافہمی و بے ایمانی سب سے کام لیا۔ (۱) عبارت کہ کشاف کی طرف نسبت کی محض بہتان ہے کشاف میں اوس کا پتہ نہیں (۲) بالفرض اگر کشاف میں ہوتی تو وہ ایک معتزلی بد مذہب کی تصنیف ہے اوس کا کیا اعتبار (۳) یہ تفسیر کہ منسوب بسیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما ہے نہ اونکی کتاب ہے نہ اون سے ثابت یہ بسند محمد بن مروان عن الکلبی عن ابی صالح مروی ہے اور ائمۂ دین اس سند کو فرماتے ہیں کہ یہ سلسلۂ کذب ہے۔ تفسیر اتقان شریف میں ہے واوھی طرقہ طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فان انضم الی ذلك روایۃ محمد بن مروان السدی الصغیر فھی سلسلۃ

[۱] کذا الخ ۱۲ منہ

الکذب (۴) اس کے ترجمے میں بھی آریہ نے تحریف کی عبارت یہ ہے لتقصیر الشکر علی ما انعم اللہ علیک و علی اصحابک یعنی اللہ عزوجل نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر جو نعمتیں فرمائیں اونکے شکر میں جسقدر کمی واقع ہوئی اوسکے لئے استغفار فرمایئے کہاں کمی اور کہاں غفلت نعمائے الٰہیہ ہر فرد پر بیشمار حقیقۃ غیر متناہی بالفعل ہیں کما حققہ المفتی ابن السعود فی ارشاد العقل السلیم قال اللہ عزوجل وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا اگر اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو نہ گن سکو گے جب اوسکی نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا تو ہر نعمت کا پورا شکر کون ادا کر سکتا ہے ؎ از دست و زبان کہ برآید + کز عہدۂ شکرش بدرآید۔ شکر میں ایسی کمی ہرگز گناہ بمعنی معروف نہیں بلکہ لازمہ بشریت ہے نعمائے الٰہیہ ہر وقت ہر لمحہ ہر آن ہر حال میں متزاید ہیں خصوصًا خاصوں پر خصوصًا اون پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے پینے سونے میں مشغولی ضرور اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہی ہیں مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں اس کمی کو تقصیر اور اس تقصیر کو ذنب سے تعبیر فرمایا گیا (۵) بلکہ خود نفس عبارت گواہ ہے کہ یہ جسے ذنب فرمایا گیا ہرگز حقیقۃ ذنب بمعنی گناہ نہیں ماتقدم سے کیا مراد لیا وحی اوترنے سے پیشتر کے اور گناہ کسے کہتے ہیں مخالفت فرمان کو اور فرمان کاہے سے معلوم ہوگا وحی سے تو جبتک وحی نہ اوتری تھی فرمان کہاں تھا جب فرمان نہ تھا مخالفت فرمان کے کیا معنی اور جب مخالفت فرمان نہیں تو گناہ کیا (۶) جسطرح ماتقدم میں ثابت ہولیا کہ حقیقۃ ذنب نہیں یونہیں ماتاخر میں نقد وقت ہے قبل ابتدائے نزول فرمان جو افعال جائزہ ہوئے کہ بعد کو فرمان اونکے منع پر اوترا اور اونہیں یوں تعبیر فرمایا گیا حالانکہ اونکا حقیقۃ گناہ ہونا کوئی معنی ہی نہ رکھتا تھا یونہیں بعد نزول وحی وظہور رسالت بھی جو افعال جائزہ فرمائے اور بعد کو اونکی ممانعت اوتری اوسی طریقے سے انکو ماتاخر فرمایا کہ وحی بتدریج نازل ہوئی نہ کہ دفعۃً۔ (۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب مشرک کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نامعتبر تفسیرات کا ایسا ہی ہے تو وہ لغویات وہزلیات وفحشیات کہ ایک مہذب آدمی کو انہیں بکتے بلکہ دوسرے آدمی سے نقل کرتے عار آئے جو آریہ کے ویدوں میں اہلی گہلی بھر رہی ہیں اور خود بندگان وید نے اوسکے ترجموں میں وہی حد بھر کے گندے گھنونے فحش لکھے اون سے آریہ کی جان کیونکر چھوٹیگی مثلاً یجر وید میں ایشور کی بیماری کا حال لکھا کہ بستر بیماری پر پڑے پکار رہے ہیں کہ "او سیکڑوں طرح کی عقل وعلم رکھنے والو تمہاری سیکڑوں ہزاروں طرح کی بوٹیاں ہیں اُن میں سے میرے شریر کو نردگ کرو اے اماجان تو بھی ایسا ہی کر" نیز یہ بھی فرما رہے ہیں کہ "اے بوٹیوں کے مانند فائدہ دینے والی دیوی ماتا میں فرزند تجھکو بہت عمدہ نصیحت کرتا ہوں ماتاجی کہتی ہیں اے لائق بیٹے میں والدہ تیرے گھوڑے گائیں زمین کپڑے جان کی حفاظت وپرورش کرتی تو مجھے نصیحت مت کر۔ اسی یجر وید کے ادھیائے ۳۱ منتر اول میں ایشور کے متعلق ہے اُسکے ہزار سر ہیں ہزار آنکھ ہیں ہزار پاؤں ہیں زمین

پر وہ سب جگہ ہے اوٹا سید صاحب بھی دس اونگلی کے فاصلے پر ہر آدمی کے آگے بیٹھا ہے نیز وید دل میں
اوسکا نام سروبیاپک ہے یعنی وہ ہر جگہ سمایا ہوا ہر چیز میں رما ہوا ہر خلا میں گھسا ہوا ہے ہر جانور کی معدہ
ہر بادہ کی فرج ہر پاخانہ کی ڈھیڑی میں ایشور رہی ایشور ہے۔ دیانند نے محض زبردستی اونکی کا یا پلٹ کی اور
اونہیں نحش سے نکالا مگر اور مترجموں کا ترجمہ کہاں مٹ جائیگا مفسر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اس
کلام کو دوسری زبان میں بیان کرتا ہے ترجمے کی غلطی اگر ہوتی ہے تو یہی دو ایک لفظ کے معنی میں نہ کہ سارے کا سارا کلام
محض نحش سے حکمت کی طرف پلٹ دیا جائے اور اگر سنسکرت ایسی پیچیدہ زبان ہے جسکی سطروں کی سطریں چاہے
نحش سے ترجمہ کردو خواہ حکمت سے تو وہ کلام کیا ہوا۔ بھان متی کا گورکھ دھندا ہوا اور اوسکے کس حرف پر اعتماد ہو سکتا
ہے نہیں معلوم کہ مالا جپنا ہے یا گالی بکی ہے۔ (۸) استدلال بڑی ذمہ داری کا کام ہے آریہ بیچارہ کیا کھا کر اوس
سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے ؎ نباشد بہ آئین تحقیق ذال + کہ گوری و پوری دبھجیا و دال۔ شرط تمامی استدلال قطع
ہر احتمال ہے علم کا قاعدہ مسلمہ ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال سورۂ مومن و سورۂ محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی آیات کریمہ میں کونسی دلیل قطعی ہے کہ خطاب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہے۔
مومن میں تو اتنا ہے واستغفر لذنبك اے شخص اپنی خطا کی معافی چاہ کسی کا خاص نام نہیں کوئی دلیل
تخصیص کلام نہیں قرآن عظیم تمام جہان کی ہدایت کے لئے اوترا نہ صرف اوسوقت کے موجودین بلکہ قیامت
تک کے آنیوالوں سے وہ خطاب فرماتا ہے اقیموا الصلوٰۃ نماز برپا رکھو یہ خطاب جیسا صحابۂ کرام رضی اللہ
تعالیٰ عنہم سے تھا ویسا ہی ہم سے بھی ہے اور تا قیام قیامت ہمارے بعد آنیوالی نسلوں سے بھی اسی قرآن عظیم
میں ہے لانذرکم بہ ومن بلغ کتب کا عام قاعدہ ہے کہ خطاب ہر سامع سے ہوتا ہے یدان اسعدک
اللہ تعالیٰ میں کوئی خاص شخص مراد نہیں خود قرآن عظیم میں فرمایا ارأیت الذی ینھی ۝ عبدا اذا صلی ۝
ارأیت ان کان علی الھدیٰ ۝ او امر بالتقوی ۝ ابوجہل لعین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
نماز سے روکنا چاہا اوس پر یہ آیات کریمہ اوتریں کہ کیا تو نے دیکھا اوسے جو روکتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے
بھلا دیکھ تو اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو یا پرہیزگاری کا حکم فرمائے یہاں بندے سے مراد حضور اقدس ہیں صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم اور غائب کی ضمیریں حضور کی طرف ہیں اور مخاطب کی ہر سامع کی طرف بلکہ فرماتا ہے فما یکذبك بعد
بالدین ۝ ان روشن دلیلوں کے بعد کیا چیز تجھے روز قیامت کے جھٹلانے پر باعث ہو رہی ہے یہ خطاب خاص
کفار سے ہے بلکہ اون میں بھی خاص منکران قیامت مثل مشرکین آریہ و ہنود سے یوہیں دونوں سورۂ کریمہ میں کاف
خطاب ہر سامع کیلئے ہے کہ اے سننے والے اپنے اور اپنے سب مسلمان بھائیوں کے گناہ کی معافی مانگ (۹) بلکہ
آیت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو صاف قرینہ موجود ہے کہ خطاب حضور سے نہیں اسکی ابتدا یوں ہے فاعلم انہ
لا الہ الا اللہ واستغفر لذنبك وللمؤمنین والمومنٰت ۝ جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی

مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی معافی چاہ تو یہ خطاب اوس سے ہے جو ابھی لا الہ الا اللہ نہیں جانتا در نہ جاننے والے کو جاننے کا حکم دینا تحصیل حاصل ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اے سننے والے جیسے ابھی توحید پر یقین نہیں کسے باشد توحید پر یقین لا اور اپنے اور اپنے بھائی مسلمانوں کے گناہ کی معافی مانگ تتمۂ آیت میں اس عموم کو واضح فرما دیا کہ واللہ یعلم متقلبکم ومثوٰکم اللہ جانتا ہے جہاں تم سب لوگ کروٹیں لے رہے ہو اور جہاں جہاں تم سب کا ٹھکانا ہے اگر فاعلم میں تاویل کرے تو ذنبک میں تاویل سے کون مانع ہے اور اگر ذنبک میں تاویل نہیں کرتا تو فاعلم میں تاویل کیسے کر سکتا ہے دونوں پر ہمارا مطلب حاصل اور مدعی معاند کا استدلال زائل۔ (۱۰) دونوں آیۂ کریمہ میں صیغۂ امر ہے اور امر انشا ہے اور انشا وقوع پر دال نہیں تو حاصل اس قدر بفرض وقوع استغفار واجب نہ یہ کہ معاذ اللہ واقع ہوا جیسے کسی سے کہنا اکرم ضیفك اپنے مہمان کی عزت کرنا اس سے یہ مراد نہیں کہ اسوقت کوئی مہمان موجود ہے نہ یہ خبر ہے کہ خواہی نخواہی کوئی مہمان آئیگا ہی بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ اگر ایسا ہو تو یوں کرنا۔ (۱۱) ذنب معصیت کو کہتے ہیں اور قرآن عظیم کے عرف میں اطلاق معصیت عمدہا سے خاص نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ وعصٰی اٰدم ربّہ آدم نے اپنے رب کی معصیت کی حالانکہ خود فرماتا ہے فنسی ولم نجد لہ عزما آدم بھول گیا ہم نے اوسکا قصد نہ پایا لیکن سہو نہ گناہ ہے نہ اوس پر مواخذہ خود قرآن کریم نے بندوں کو یہ دعا تعلیم فرمائی ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا اے ہمارے رب ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں۔ (۱۲) جتنا قرب زائد اوسی قدر احکام کی شدت زیادہ ع جنکے رتبے ہیں سوا اونکو سوا مشکل ہے۔ بادشاہ جبار جلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سن لے گا جو برتاؤ گوارا کریگا ہرگز شہریوں سے پسند نہ کریگا شہریوں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزرا ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے اس لئے وارد ہوا حسنات الابرار سیئات المقربین نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں وہاں ترک اولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولیٰ ہرگز گناہ نہیں۔

(۱۴) آریہ بیچارے جن کے باپ دادا نے بھی کبھی عربی کا نام نہ سنا اگر نہ جانے تو ہر ادنیٰ طالب علم جانتا ہے کہ اضافت کیلئے ادنیٰ ملابست بس ہے بلکہ یہ عام طور پر فارسی اردو ہندی سب زبانوں میں رائج ہے مکان کو جسطرح اوسکے مالک کی طرف نسبت کریں گے یونہیں کرایہ دار کی طرف۔ یونہیں جو عاریت لیکر بس رہا ہے اوسکے پاس ملنے آئیگا بھی کہے گا کہ ہم فلانے کے گھر گئے تھے بلکہ پیمائش کرنے والے جن کھیتوں کو ناپ رہے ہوں ایک دوسرے سے پوچھے گا تمہارا کھیت کئے جریب ہوا یہاں نہ ملک نہ اجارہ نہ عاریت اور اضافت موجود یونہیں بیٹے کے گھر سے جو چیز آئے گی باپ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں سے یہ عطا ہوا تھا تو ذنبك سے مراد اہلبیت کرام کی لغزشیں ہیں اور اوسکے بعد وللمؤمنین والمؤمنٰت تعمیم بعد تخصیص ہے یعنی شفاعت فرمائیے اپنے اہلبیت کرام اور سب مسلمان مردوں عورتوں کے لئے اب آریہ کے اوس جنون کا بھی علاج ہوگیا کہ بیہودوں کا ذکر

تو بعد کو موجود ہے تعمیم بعد تخصیص کی مثال خود قرآن عظیم میں ہے رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا وللمؤمنین والمؤمنٰت ۔ اے میرے رب مجھے بخشدے اور میرے ماں باپ کو اور جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ آیا اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو۔ (۱۴) اسی وجہ پر کریمہ سورۂ فتح میں لام لک تعلیل کا ہے اور ماتقدم من ذنبک تمہارے اگلوں کے گناہ اعنی سیدنا عبداللہ وسیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے منتہائے نسب کریم تک تمام آبائے کرام وامہات طیبات باستثنار انبیائے کرام مثل آدم وشیث ونوح وخلیل واسمٰعیل علیہم الصلاۃ والسلام اور ماتاخر تمہارے پچھلے یعنی قیامت تک تمہارے اہلبیت وامت مرحومہ تو حاصل کریمہ یہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لئے فتح مبین فرمائی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے بخشدے تمہارے علاقہ کے سب اگلوں پچھلوں کے گناہ والحمد للہ رب العٰلمین۔ (۱۵) ماتقدم وماتاخر سے قبل وبعد نزول وحی کا ارادہ جسطرح عبارت تفسیر میں مصرح تھا آیت میں قطعاً محتمل اور ہم ثابت کرچکے کہ اب حقیقت ذنب خود مندفع وللہ الحمد وصلی اللہ تعالٰی علٰی شفیع المذنبین وبارک وسلم الی یوم الدین وعلٰی آلہ وصحبہ اجمعین واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از شہر مسئولہ مولوی غلام قطب الدین صاحب ۴ ربیع الاول ۳۹ھ

راماسنگھ اب آریہ نہیں نصرانی ہے روئے جواب جانب نصاری ہونا چاہئے۔

الجواب ۔ بحمد للہ تعالٰی وہ جواب کافی ووافی ہے صدر کلام اور ع۴ وع۸ میں آریہ کی جگہ نصرانی لکھ لیجئے اور ع۹ کا شعر کاٹ دیجئے اور ع۱۳ میں آریہ کی جگہ کرسچین یہاں ع۷ بالکل تبدیل ہوگا اسے یوں لکھئے :۔

(۷) نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب نصرانی کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نامعتبر تفسیرات کا، عربی زبان تو لسان مبین ہے نہ ہر محل قابل تاویل نہ ہر تاویل لائق تحویل کہ ہر شخص جہاں چاہے اپنی خواہش کے مطابق مطلب بنالے اور محل محتمل میں تاویل صحیح کا باب بیشک واسع اور ہر زبان اور ہر قوم میں شائع وذائع اسکا انکار نہ کریگا مگر مکابر مفتون اور اوسکا اقرار نہ کریگا مگر دیوانہ مجنون ہاں بائبل کی زبان ایسی پیچیدہ ہے کہ اور تو اور خود مصنف محرّف کی سمجھ میں نہیں آتی۔ تواریخ کی دوسری کتاب باب ۲۱ درس ۲۰ اور باب ۲۲ درس ۱ و ۲ میں لکھا ہے۔ بتیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا ۸ برس بادشاہت کی اور جاتا رہا داؤد کے شہر میں گاڑا گیا یروسلم کے باشندوں نے اوسکے چھوٹے بیٹے اخزیاہ کو اوسکی جگہ بادشاہ کیا اخزیاہ ۴۲ برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ یعنی باپ ۴۰ برس کی عمر میں مرا اوس وقت بیٹا ۴۲ برس کا تھا۔ باپ سے دو برس پہلے پیدا ہولیا تھا۔ متی کی انجیل میں مسیح وداؤد علیہما الصلوۃ والسلام کے بیچ میں صرف ۲۶ پشتیں ہیں اور اوس میں خود بھی گنا دیا ہے کہ مسیح تا داؤد ۲۸ شخص ہیں لیکن لوقا کی انجیل میں مسیح سے داؤد تک ۴۲

آدمی ہیں ۵ انیسٹیں زائد اور اسما بھی بالکل نامطابق۔ ایضا انجیل متی باب ۵ درس ۱۷۔ "یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے آیا میں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا ہوں" درس ۱۸ "کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا" یہاں تو نسخ کا اس شدت سے انکار ہے اور جابجا انجیل ہی میں نسخ احکام توریت کا اظہار ہے۔ اسی انجیل کے اسی باب درس ۳۱ و ۳۲ میں ہے یہ بھی لکھا گیا کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اوسے طلاق نامہ لکھ دے پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے اوس سے زنا کرواتا ہے اور جو کوئی اوس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے۔ ایضا درس ۳۳ و ۳۴ تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ اپنی قسمیں خداوند کے لئے پوری کر پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ہرگز قسم نہ کھانا ایضا درس ۳۸ و ۳۹ تم سن چکے ہو کہ کہا گیا آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اوس کی طرف پھیر دے۔ ایضاً باب ۱۹ درس ۸ و ۹ موسٰی نے جوروؤں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی پر میں تم سے کہتا ہوں جو کوئی اپنی جورو کو سوا زنا کے اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے اور جو کوئی اوس چھوڑی ہوئی عورت کو بیاہے زنا کرتا ہے۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰ درس ۲ تا ۱۲ میں ہے ان کے سوا بہت نظائر تناقض و نافہمی کے ہیں تو ثابت ہوا کہ عبری زبان ہی ایسی پیچیدہ ہے کہ اوس میں کتاب تصنیف کرنے والا خود اپنی نہیں سمجھتا۔

اور (۱۵) کے بعد یہ نمبر اور اضافہ کیجئے (۱۶) ہر صغیرہ سے صغیرہ کو گناہ کہہ سکتے ہیں اگرچہ قبل ظہور رسالت ہو اور توسعًا خلاف اولی کو بھی جو ہرگز منافی نبوت نہیں لیکن نیک ہونا تو نبی کے لئے لازم ہے نہ کہ وہ جو خدا کا بیٹا ٹھہرے مگر یہ انجیلیں کہتی ہیں کہ مسیح ہرگز نیک نہیں۔ دیکھو متی باب ۱۹ درس ۱۶ و ۱۷ ایک نے اوس سے کہا اے نیک استاد اوس نے کہا تو کیوں مجھے نیک کہتا ہے نیک تو کوئی نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ یہی مضمون انجیل مرقس باب ۱۰ درس ۱۷ و ۱۸ و انجیل لوقا باب ۱۸ درس ۱۸ و ۱۹ میں ہے۔ وہاں اگر بعض مفسرین نے معاذ اللہ گناہ گار ہونا مانا تھا تو یہاں تو خود انجیلیں مسیح کو معاذ اللہ صاف طور سے بد بتا رہی ہیں۔ (۱۷) گناہ نہیں مگر شریعت کی مخالفت لیکن بائیبل تو شریعت کو راسًا باطل کر رہی ہے گلیتوں کو پولس کا خط باب ۳ درس ۱۰ وے سب جو شریعت ہی کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں سو لعنت کے تحت ہیں۔ درس ۱۱ کوئی خدا کے نزدیک شریعت سے راستباز نہیں ٹھہرتا۔ درس ۱۲ شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہیں اور مسیح علیہ الصلاۃ والسلام پکے راستباز و کامل الایمان ہیں۔ تو ضرور شریعت سے جدا ہیں تو گناہ گار رہیں کتاب یرمیاہ باب ۹ درس ۱۲ و ۱۳ میں ہے۔ سرزمین کس لئے ویران ہوئی اور بیابان کے مانند جل گئی خداوند کہتا ہے اسی لئے کہ اونھوں نے میری شریعت کو ترک کر دیا اور اوسکے

موافق نہ چلے۔ (۱۸) بلکہ ترک اولی یا کسی صغیرہ کا صدور یا بد ہونا بھی درکنار باٗئبل تو مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کو معاذ اللہ صاف ملعون بتاتی ہے خط مذکور باب ۳ درس ۱۳ "مسیح نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کہ وہ ہمارے بدلے میں لعنت ہوا کیونکہ لکھا ہے جو کوئی کاٹھ پر لٹکایا گیا سو لعنتی ہے" والعیاذ باللہ تعالی۔ ایسے پوچ ولچر مذہب کے پابند کیوں دین حق اسلام کے خدام سے الجھتے ہیں اپنے گریبان میں موںھ ڈالیں اور اپنی بگڑی کہ کبھی نہ سنبھلے گی سنبھالیں واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از موضع پارہ پرگنہ مورانواں ضلع اناؤ مسئولہ محمد عبدالرؤف صاحب ۳۰ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کا عقیدہ ہے کہ چونکہ عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالی ہے لہذا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نسبت لفظ عالم الغیب بالواسطہ یا بالعطا کہنا بھی جائز نہیں اور نہ حضور پرنور کو کل علم غیب یعنی از روز ازل تا ابد شب معراج میں عطا فرمایا گیا تھا البتہ بعض بعض علوم غیبیہ کا قائل ہے اور اپنے عقیدہ کی دلیل میں چند واقعات بطور اثبات نوشتہ علمائے دیوبند پیش کرتا ہے مثلاً سورہ کہف کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بجواب اس سوال کے کہ اصحاب کہف کس مدت تک سوئے تھے فرمایا کل بتلاؤنگا اور لفظ انشاء اللہ تعالی نہ کہنے کی وجہ سے اٹھارہ روز تک وحی کا نزول نہ ہوا اگر علم غیب ہوتا تو توقف نہ فرماتے۔ دوم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا حادثہ کہ کفار مکہ نے آپ کو متہم کیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم طلاق دینے پر آمادہ ہو گئے اگر آپکو علم ہوتا تو تذبذب کیوں ہوتا وحی کے نزول پر آپ مطمئن ہوئے۔ اور کہتا ہے کہ اگر کل علم غیب عطا فرمایا جاتا تو پھر وحی آنیکی کیا ضرورت تھی۔ (۲) عقیدہ دوم یہ کہ قیام کرنا بوقت ذکر ولادت شریف بدعت سیئہ ہے۔ کیونکہ اس کا ثبوت قرآن وحدیث سے مطلق پایا نہیں جاتا اور نہ وہ بات جو بعد قرون ثلثہ قائم کی گئی قابل ماننے کے ہے اور کہتا ہے کہ کیا اسی وقت حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پیدائش ہوتی ہے جو یہ تعظیمی قیام کیا جاتا ہے یا یہ کہ اسی وقت آپکی تشریف آوری ہوتی ہے اگر یہ صحیح ہے تو کس مقام مجلس میں آپ متجلی ہوتے ہیں اگر حضار محفل میں آپ رونق افروز ہوتے ہیں تو یہ اور بے ادبی ہے کہ میلاد خوان منبر پر اور آپ فرش زمین پر اور اگر آپ منبر پر جلوہ فگن ہوتے ہیں تو یہ بھی بے ادبی ہوئی کہ برابری کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے لہذا ہر نوع قیام بدعت سیئہ ہے۔ (عقیدہ عمرو) برعکس انکے عمرو کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور پرنور سید یوم النشور حضرت محمد مصطفے صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر شب معراج میں اللہ رب العزۃ نے جملہ علوم اولین وآخرین مانند آفتاب درخشاں روشن کر دیئے تھے اور تمام علم ما کان وما یکون سے صدر مبارک حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ افروز کر دیا تھا اور جن باتوں میں آپ نے جواب

نہیں دیا بلکہ سکوت اختیار فرمایا اونکو خدا و حبیب خدا کے درمیانی اسرار مخفی کی جانب مبذول کرتا ہے۔ اور روز ازل سے لیکر یوم الحشر کے تمامی علوم کو حضور سرور کائنات و مفخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کے سمندر کی ایک لہر کی برابر تصور کرتا ہے۔ وہ محفل میلاد شریف اور قیام تعظیمی و تقسیم شیرینی وغیرہ کو اپنا فرض منصبی اور نہایت درجہ مستحسن اور وسیلۂ نجات اور ذریعہ فلاحت دینی و دنیوی سمجھتا ہے۔ فقط

الجواب ۔ (۱) اس مسئلہ میں بفضلہ تعالیٰ یہاں سے متعدد کتابیں تصنیف ہوئیں۔ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ پر اکابر علمائے کرام مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ و غیرہا بلاد اسلامیہ نے مہریں کیں گرانقدر تقریظیں لکھیں خالص الاعتقاد دس سال سے شائع ہے انباء المصطفیٰ بیس سال سے ہزارہا کی تعداد میں بمبئی و بریلی و مراد آباد میں چھپ کر تمام ملک میں شائع ہوا اور بحمدہ تعالیٰ سب کتابیں آج تک لاجواب ہیں مگر وہابیہ اپنی بے حیائی سے باز نہیں آتے۔ علم غیب عطا ہونا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ یعلم الغیب وارد ہے کما فی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح للملا علی القاری بلکہ خود حدیث سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے کان یعلم علم الغیب مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اوس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے کشاف میں ہے المراد بہ الخفی الذی لاینفذ فیہ ابتداء الا علم اللطیف الخبیر ولہذا لایجوز ان یطلق فیقال فلان یعلم الغیب اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیوب و ماکان و مایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائیگا جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً عزت و جلالت والے ہیں تمام عالم میں اونکی برابر کوئی عزیز و جلیل نہ ہے نہ ہوسکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غرض صدق و صورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی امام ابن المنیر اسکندری کتاب الانتصاف میں فرماتے ہیں کم من معتقد لایطلق القول بہ خشیۃ ایہام غیرہ مما لایجوز اعتقادہ فلا ربط بین الاعتقاد والاطلاق یہ سب اوس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق اطلاق کیا جائے یا بلا قید علی الاطلاق مثلاً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطا کی تصریح کر دیجائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔ علامہ سید شریف قدس سرہ حواشی کشاف میں فرماتے ہیں وانما لم یجز الاطلاق فی غیرہ تعالیٰ لانہ یتبادر منہ تعلق علمہ بہ ابتداء فیکون مناقضا اما اذا قید وقیل اعلمہ اللہ تعالیٰ الغیب او اطلعہ علیہ فلا محذور فیہ زید کا قول کذب صریح وجہل قبیح ہے کذب تو ظاہر کہ بے ممانعت شرعی اپنی طرف سے عدم جواز کا حکم لگا کر شریعت و شارع علیہ الصلاۃ والسلام اور رب العزۃ جل وعلا پر افترا کر رہا ہے

قال اللہ تعالیٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام لتفترو علی اللہ الکذب ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لایفلحون ٥ متاع قلیل ولھم عذاب الیم ٥ اور جہل فاضح یہ کہ عالم الغیب صفت مختصہ باری تعالیٰ ہونے پر بالواسطہ و بالعطا کہنے کے عدم جواز کو متفرع کر رہا ہے گویا اوسکے نزدیک علم غیب بالواسطہ و بالعطا خاصہ باری تعالیٰ ہے یعنی دوسرے کے دیئے سے علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے اوس کے غیر کو علم غیب بالذات بلا واسطہ ہے ایسا ہے تو اس سے بڑھکر اور کفر اشد کیا ہے گنگوہی صاحب نے تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب بالذات بے عطائے الٰہی ملنے کے اعتقاد کو کفر مانا تھا صرف اندیشہ کفر کہا تھا اون کے فتاوی حصہ اول صـ۸۳ میں ہے جو یہ عقیدہ کہ خود بخود آپکو علم تھا بدون اطلاع حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے لہذا امام نہ بنانا چاہیئے اگرچہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے۔ حالانکہ گنگوہی صاحب کا یہ قول خود ہی صریح کفر ہے بلاشبہہ جو غیر خدا کو بے عطائے الٰہی خود بخود علم مانے قطعًا کافر ہے اور جو اوس کے کفر میں تردد کرے وہ بھی کافر۔ اسمعیل دہلوی صاحب نے دوسری شق لی تھی کہ اللہ عزوجل کے علم غیب کو حادث و اختیاری مانا تقویت الایمان صـ۲۴ میں ہے غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے۔ یہ بھی صریح کلمہ کفر ہے مگر دونوں شقیں جمع کرنا کہ اللہ کا علم عطائی اور دوسرے کا ذاتی یہ اسی نتیجہ قول زید کا خاصہ ہے۔ دو واقعے کہ زید نے پیش کئے اگرچہ اون پر ابحاث اور بھی ہیں مگر کیا انبیاء المصطفیٰ میں صاف نہ کہہ دیا گیا تھا کہ بحمد اللہ تعالیٰ نص قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان و مایکون کا علم دیا اور جب یہ علم قرآن عظیم کے تبیانًا لکل شیئ ہونے نے دیا اور پر ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے نہ ہر آیت یا سورت کا تو نزول جمیع قرآن عظیم سے پہلے اگر بعض کی نسبت ارشاد ہو لم نقصص علیک ہرگز احاطہ علم مصطفوی کا نافی نہیں مخالفین جو کچھ پیش کرتے ہیں سب انہیں اقسام کے ہیں ہاں ہاں تمام نجدیہ دہلوی گنگوہی جنگلی کوہی سب کو دعوت عام ہے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ لائیں جس سے صریح ثابت ہو کہ تمام نزول قرآن کے بعد بھی ماکان و مایکون سے فلاں امر حضور پر مخفی رہا اگر ایسا نص نہ لا سکو اور ہم کہے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لا سکو گے تو جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا بازوں کے مکر کو" اھ ملخص اس کے بعد بھی ایسے وقائع پیش کرنا کیسی شدید بیحیائی ہے بلاشبہہ عمرو کا قول صحیح ہے جمیع ماکان و مایکون جملہ مندرجات لوح محفوظ کا علم محیط حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کریم کے سمندروں سے ایک لہر ہے جیسا کہ علامہ علی قاری کی زبدہ شرح بردہ میں مصرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) قیام وقت ذکر ولادت سید الانام علیہ وعلی ذویہ افضل الصلاۃ والسلام بلاشبہہ مستحب و

مستحسن علمائے اعلام و عادت محبین کرام و غیظ وہابیہ لئام ہے ہم نے اپنے رسالہ اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وغیرہا میں اوسے متعدد آیات قرآن مجید سے ثابت کیا مگر وہابیہ کو کیا سوجھے لهم اعین لا یبصرون بها خصوصاً قرآن عظیم تک اُنکی فہم کیا پہنچے۔ قال اللہ تعالیٰ وجعلنا علی قلوبهم اکنة ان یفقهوه ہم جو آیات تلاوت کریں اُنکا کان کیونکر سننے وفی اٰذانهم وقرا۔ راہ حق کی دعوت، وہیں کیا نفع دے وان تدعهم الی الهدیٰ فلن یهتدوا اذا ابدا ۵ قرون ثلٰثہ کی بحث میں وہابیہ کو ہزاروں بار اون کے گھر تک پہنچا دیا گیا جس کا روشن بیان اصول الرشاد تصنیف لطیف امام العلماء حضرت سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد میں ہے۔ مدرسۂ دیوبند ہا میں قوانین مخترعہ تو قرون ثلٰثہ درکنار قرون اثنا عشر کے بعد قائم ہوا۔ پہلے اوسکی بناڈھائیں اینٹ سے اینٹ بجائیں یا یہ مسئلہ صرف اونہیں چیزوں کے حرام کرنے کو ہے جن میں تعظیم و محبت حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اولیاء کرام علیہم الرضوان الاتم ہے یہ قیام ذکر تشریف آوری کی تعظیم ہے دل میں عظمت ہو تو جانیں کہ تعظیم ذکر شریف مانند تعظیم ذات اقدس ہے۔ کما بینہ الامام القاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتاب الشفا والامام احمد القسطلانی فی المواہب الشریفۃ۔ دل کے اندھے اسے بھلا کر خود ذات کریم کی تشریف آوری ڈھونڈھتے ہیں اور بے ادب گستاخ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ کیا اوسی وقت حضور کی پیدائش ہوتی ہے۔ ہم مدعی نہیں کہ ہر مجلس مبارک میں تشریف آوری ضرور ہے ہاں ہوتی ہے اولیاء و اکابر نے بارہا مشاہدہ کی ہے جیسا کہ بہجۃ الاسرار امام اوحد ابوالحسن لخمی شطنوفی و تنویر الملک امام جلال الدین سیوطی و تصانیف شاہ ولی اللہ دہلوی وغیرہا میں مذکور ہے اور اوس پر وہ بیہودہ تشقیق کہ فرش پر تشریف رکھتے ہیں یا منبر پر جہل سحیق ہے۔ ایسا جاہلانہ سوال اون تمام تشریف آوریوں پر ہوگا جنکا ذکر ائمہ و اکابر نے فرمایا اور خود ظاہری حیات اقدس میں تشریف آوری اور تشریف فرمائی کس طرح ہوتی تھی اور صحیح بخاری شریف کی اوس حدیث کو تو بالکل چھیل کر پھینکدینا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد کریم میں حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے منبر بچھاتے اور وہ اوس پر قیام کرکے نعت اقدس سناتے اوسوقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے تھے فرش پر حسان سے نیچے یا منبر پر حسان کے برابر جو وہاں جواب دے دیا بلکہ اوس سے اعلیٰ یہاں موجود ہے کہ یہ جلوہ فرمائی چشم ظاہر سے غیر مشہود ہے اور نور کی جلوہ افروزی فرش وغیرہ سے جدا متعالی از معہود ہے علامہ علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں ان روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روحِ پاک تمام مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہے۔ یہ تشریف فرمائی زمین پر ہے کہ چھت والے اونچے ہوں یا چھت پر کہ دو منزلہ والے بلند اور جنکے چھت نہیں ایک نیچا چھپر ہے اور اوسکے گرد بلند مکان اوس گھر میں

تشریف فرمائی کس طرح ہے بلکہ رب عزوجل فرماتا ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید ہم آدمی سے اوس کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اب ایک شخص لیٹا دوسرا بیٹھا تیسرا کھڑا چوتھا سامنے کی چھت پر چڑھا ہے رب عزوجل کہ اوس لیٹے کی شہ رگ سے قریب رہے کیا یہ تینوں اوس سے اونچے ہیں کیسی سخت بے ادبی گستاخی ہے یوہیں حدیث قدسی میں ہے رب عزوجل فرماتا ہے انا جلیس من ذکرنی میں اپنے یاد کرنے والے کا ہمنشین ہوں یاد وہ بھی کر رہے ہیں جو فرش پر ہیں اور وہ بھی جو منبر پر تو کیا ان سب کے برابر ہوا اور منبر والے سے نیچا۔ ولکن الوہابیۃ قوم لایعقلون۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی وسلم علی سیدنا ومولٰینا وذویہ اجمعین واللہ تعالٰی اعلم۔ وانما زدنا الوجہین الآخرین لابانۃ جہلہ فی قیاس الشاہد علی الغائب فاعلم وربک اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر محلہ بانخانہ مسئولہ محمد بخش صاحب۔ ۲۳ رجمادی الاولٰی ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص میلاد شریف بھی کراتا ہے اور تمام اولیاء اللہ کی نیاز نذر بھی کرتا ہے اور سب کو مانتا ہے اور وہ شخص یہ بات کہتا ہے کہ تمام کام کرو لیکن وہ شخص ان باتوں کو منع کرتا ہے کہ مزار شریف پر جاکر مرادیں مت مانگو بلکہ اللہ سے مراد مانگو اور مزار پر جاکر نیاز نذر سب کچھ کرو اور کہتا ہے کہ مرادیں اس طریقہ پر مت مانگو کہ فلاں فلاں میری حاجت رفع ہو مزار پر جاکر مت مانگو مزار پر جاکر فاتحہ پڑھو ثواب پہنچاؤ۔ زیارت کرو کہ کیسے کیسے بزرگ دنیا گزر رہے ہیں۔ کچھ کرو لیکن مراد مت مانگو خدا سے عرض کرو۔

الجواب۔ اگر وہ شخص اور کوئی بات وہابیت کی نہیں رکھتا اور وہابیوں دیوبندیوں کو کافر جانتا ہے تو صرف اتنا کہنے سے وہابی نہیں ہوسکتا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از قصبہ نظام آباد ضلع اعظم گڈھ مسئولہ سید علی اصغر۔ ۹ شعبان چہارشنبہ ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ (۱) حنفی کس کو کہتے ہیں پوری پوری تعریف کیا ہے۔ (۲) زید ایک فارغ التحصیل علوم عربیہ کا ہے اور اپنے کو حنفی مذہب کا مقلد کہتا ہے آمین بالجہر رفع یدین قرأت فاتحہ خلف الامام کا قائل نہیں تراویح بیس رکعت پڑھتا ہے اور وتر تین رکعت کتب فقہیہ پر عمل کرتا ہے مسلمانوں کو زید کے پیچھے نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں اور ایسی صورت میں زید کو حنفی کہیں گے یا نہیں۔ (۳) محفل میلاد شریف میں قیام کرنا کیسا ہے (۴) زید محفل میلاد شریف میں شریک ہوتا ہے اور قیام کو مستحب کہتا ہے اور خود کرتا ہے اس کو حنفی کہیں گے یا وہابی (۵) وہابی یا غیر مقلد کس کو کہتے ہیں اور اس کی پہچان کیا ہے۔ بینوا توجروا

الجواب (۱) علما کی اصطلاح میں حنفی وہ کہ فروع میں مذہب حنفی کا پیرو ہو پھر اگر

اصول میں بھی حق کا متبع ہے تو سنی حنفی ہے ورنہ گمراہ جیسے معتزلہ واللہ تعالی اعلم (۲) ان باتوں سے اگر ثابت ہوا تو اتنا کہ زید فروعاً حنفی ہے اور اس قدر سے اوسکے پیچھے صحت نماز لازم نہیں پہلے تو معتزلہ تھے اب قطعی مرتد فرقے ایسے ہیں کہ اپنے آپ کو حنفی کہتے اور فروع میں فقہ حنفی پر چلنے کا دعوی رکھتے ہیں اونکی حنفیت اونہیں کیا مفید ہو سکتی ہے امامت کے لئے سنی صحیح العقیدہ صحیح الطہارۃ صحیح القراۃ جامع شرائط صحت وحلت ہونا چاہئے۔ واللہ تعالی اعلم۔ (۳) مستحسن علمائے کرام ہے واللہ تعالی اعلم (۴) مجلس میلاد مبارک وقیام چاروں مذہب کے علماء وعام اہل اسلام کرتے ہیں یہ کچھ حنفیہ سے خاص نہیں اور بعض وہابیہ بھی براہ تقیہ ان کے عامل ہوتے ہیں جیسا کہ بارہا کا مشاہدہ ہے۔ تقویۃ الایمان کو گمراہی وضلالت اور دیوبندیت کو کفر وردت صراحۃً بلا غرض بکشادہ پیشانی مانے تو اوسے وہابی نہ کہا جائیگا اور قلب کا علم عالم الغیب کو۔ واللہ تعالی اعلم (۵) اسمعیل دہلوی وتقویۃ الایمان کو ماننے والا یا اوسکے مطابق عقائد رکھنے والا اگرچہ زبان سے اوسکا ماننا نہ کہے وہابی ہے۔ اور یہی اوسکی پہچان کو بس ہے پھر اگر فقہ پر چلنے کا ادعا کرے تو مقلد وہابی ہے اگر اسکے ساتھ فقہ کو بھی نہ مانے تو غیر مقلد وہابی ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از شفاخانہ فرید پور ڈاکخانہ خاص اسٹیشن تینبر پور ضلع بریلی مسئولہ عظیم اللہ کمپونڈر ۸ رمضان ۳۹ھ

اولیاء کرام بعد وفات کے حیات رہتے ہیں یا نہیں جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حیاۃ النبی ہیں اور اولیاء کرام کے مزار پر جاکر اون کے توسط سے التجا کرنا اور اون سے دعا کرانا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب۔ اولیائے کرام بعد وفات زندہ ہیں مگر نہ مثل حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام انبیاء کی حیات روحانی جسمانی دنیاوی ہے بعینہ اوسی طرح جسم کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں جس طرح دنیا میں تھے اور اولیاء کی حیات اون سے کم اور شہداء سے زائد جن کے لئے قرآن عظیم میں دو جگہ ارشاد ہوا کہ اونکو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں یہ حیات حیات روحانی وجسمانی بین برزخ ہے۔ حیات روح سب کو حاصل ہے کہ روح بعد موت فنا نہیں ہوتی اس کا مفصل بیان ہماری کتاب حیاۃ الموات میں ہے۔ اولیائے کرام سے توسل اور اون سے طلب دعا بلاشبہہ محمود ہے اور علماء وصلحا میں معمول ومعہود۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از بنگالہ ڈاکخانہ تالشہر موضع الیفا مسئولہ عبدالصمد ۲۲ رمضان ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ حشر کے دن سب مسلمان قبر سے کفن لیکر اوٹھیں گے یا برہنہ بینوا توجروا

الجواب۔ کفن میں اوٹھیں گے پھر وہ کفن طول مدت کی وجہ سے گل کر گر جائیں گے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ناگل لکڑی ضلع گوڑگانوہ پوسٹ ڈھینا ریاست   مسئولہ حافظ غلام کبریا
۳ ر رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ (۱) اولیاء اللہ کو دور سے مشکل کیواسطے پکارنا کیسا ہے اولیاء اللہ دور سے بعض وقت سنتے ہیں یا سب وقت سنتے ہیں (۲) اگر کوئی یا رسول اللہ پکارے اور یہ اعتقاد رکھے کہ آپ بذات خود سنتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ اعتقاد ٹھیک نہیں ۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ (۱) شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں روح را قرب وبعد مکانی یکساں ست تو وہ سب وقت سُن سکتے ہیں مگر ملا اعلی کی طرف توجہ اور اس میں استغراق اکثر کو ہر وقت سننے سے مانع ہو سکتا ہے مگر اکابر جنکو شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں لکھا استغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمی شود وارباب مطالب حاجات خود را از انہا می طلبند ومی یابند یہ ہر وقت سنتے اور حاجت روائی فرماتے ہیں کہ باذنہ تعالیٰ اسم قاضی الحاجات کے مظہر ہیں ۔ (۲) بذات خود کے اگر یہ معنی کہ بے عطائے الٰہی خود اپنی ذاتی قدرت سے سنتے ہیں تو یہ بے شک باطل بلکہ کفر ہے اور یہ ہرگز کسی مسلمان کا خیال بھی نہیں ۔ اور اگر بذات خود کے یہ معنی کہ بعطائے الٰہی حضور کی قوت سامعہ تمام شرق وغرب کو محیط ہے سب کی عرضیں آوازیں خود سنتے ہیں اگرچہ آداب دربار شاہی کے لئے ملائکہ عرض درود وعرض اعمال کیلئے مقرر ہیں تو یہ بے شک حق ہے بلا شبہ عرش وفرش کا ہر ذرہ اون کے پیش نظر ہے اور ارض وسما کی ہر آواز اون کے گوش مبارک میں ہے شاہ ولی اللہ کی فیوض الحرمین میں ہے لایشغلہ شأن عن شان وہو تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از سیتاپور محلہ نرائن پور مکان مولوی الٰہی بخش صاحب مسئولہ علی حسین خاں ۲۹ ر رمضان ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ غیب کا حال سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا ہے حتی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا یہ ثبوت اس روایت کے ایکبار ابوجہل نے کنواں راستے میں کھود کر خس پوش کر دیا تھا اور خود بیماری کا حیلہ کرکے پڑ رہا تھا جس وقت حضور عیادت کو گئے تو چاہ مذکور عین رہگزر میں تھا اوس وقت جبرئیل علیہ السلام نے بذریعہ وحی معلوم کیا لہذا اولیاء اللہ بھی نہیں جان سکتے بجز کشف والہام کے ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب ۔ یہ حق ہے کہ غیب کا حال سوا رب عزوجل کے کوئی نہیں جانتا یعنی اپنی ذات سے بے اوسکے بتائے ۔ اور یہ باطل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا قرآن کریم واحادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ ماکان ومایکون الی آخر الایام کے تمام غیب حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام پر منکشف فرما دیئے گئے اور حضور کے بتائے سے حضور کے غلام اولیائے کرام جانتے

ہیں کشف و الہام دونوں اون کے جاننے کے ذریعہ ہیں اور اون پر کوئی حد بندی نہیں۔ ان تمام مضامین کی تفصیل ہماری کتاب انباء المصطفےٰ وخالص الاعتقاد وغیرہما میں ہے اور وہ ابوجہل کے کوئیں والی حکایت محض ساختہ و بے اصل ہے۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ڈاکخانہ مولوی گنج ضلع گیا مسئولہ عبدالمجید ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کی باتیں معلوم تھیں یا نہیں مائۃ مسائل کے چوبیسویں سوال کے جواب میں روایت فقہی ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر سے" جاننا چاہئیے کہ کوئی بات غیب کی انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نہیں جانتے تھے مگر جسقدر کہ اللہ تعالیٰ اون کو کسی وقت کوئی چیز معلوم کرا دیتا تھا تو جانتے تھے جو کوئی اس بات کا اعتقاد کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی باتیں معلوم کر لیتے تھے حنفیہ نے اس شخص پر صریح تکفیر کا حکم دیا ہے لمعارضتہ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون ٥ بینوا توجروا

الجواب۔ زید وعمرو کچھ کہیں مگر قرآن مجید واحادیث صحیحہ کا ارشاد یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام کو روز ازل سے روز آخر تک کے تمام غیوب کا علم عطا فرمایا گیا یہ بیشک حق ہے کہ انبیاء غیب اوسی قدر جانتے ہیں جتنا اونکو اونکے رب نے بتایا بلاشبہہ بے اوسکے بتائے کوئی نہیں جان سکتا اور یہ بھی حق ہے کہ احیانا بتایا گیا کہ وحی حینا بعد حین ہی اوترتی نہ کہ وقت بعثت سے وقت وفات تک ہر آن علی الاتصال مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ گنتی کی چیزیں معلوم ہوئیں اور اون کے علم کو قلیل و ذلیل قرار دینا مسلمان کا کام نہیں اسی احیانا تعلیم میں شرق و غرب و عرش و فرش کے ذرہ ذرہ کا حال روز اول سے روز آخر تک تمام منکشف کر دیا آیۂ کریمہ میں علم ذاتی کی نفی ہے کہ کوئی شخص بے خدا کے بتائے غیب نہیں جانتا یہ بیشک حق ہے اور اسی کے معارضہ کو حنفیہ نے کفر کہا ہے ورنہ یہ کہ خدا کے بتائے سے بھی کوئی نہیں جانتا اس کا انکار صریح کفر اور بکثرت آیات کی تکذیب ہے اس مسئلہ کی تفصیل انباء المصطفےٰ وخالص الاعتقاد میں دیکھنا چاہئیے کہ ایمان درست ہو۔ وہو تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از دہلی بازار چتلی قبر چھتا موم گراں مسئولہ محمد صاحب داد خاں۔ ۶ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قادیانی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام زندہ آسمان پر نہیں گئے بلکہ اپنی موت مرے زندہ آسمان پر جانا نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث شریف سے کیونکہ اس میں حضرت رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان پاک گھٹتی ہے کہ حضور دونوں عالم سے افضل و اعلیٰ ہو کر وفات پائیں اور زمین کے نیچے رہیں اور حضرت عیسیٰ آسمان پر چلے جائیں

یہ ممکن نہیں اس خرافات کا کیا جواب ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ قادیانی مکاروں کا فریب ہے کہ مرزا کے صریح کفر اور انبیا علیہم الصلاۃ والسلام خصوصًا سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو جو اوس نے سڑی سڑی گالیاں دی ہیں چھپاتے اور مسئلہ حیات وموت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام میں بحث کرتے ہیں جسکے ماننے نہ ماننے پر کچھ اسلام وکفر کا مدار نہیں جمہور ائمہ کرام کا مذہب یہی ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے ابھی انتقال نہ فرمایا قریب قیامت نزول فرمائینگے دجال کو قتل کرینگے برسوں رہ کر انتقال فرمائیں گے روضۂ پاک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایک مزار کی جگہ خالی ہے وہاں دفن ہوں گے۔ اوس کا وہ جاہلانہ احمقانہ خیال تو یہیں سے دفع ہوگیا اور فقط آسمان پر ہونا اگر موجب فضل ہو تو فرشتوں کو تو آسمان پر مانے گا۔ قال تعالیٰ وکم من ملك فی السمٰوات آسمانوں میں بہتیرے فرشتے ہیں خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دونوں عالم سے افضل کہہ رہا ہے کیا ملائکہ سے افضل نہ مانیگا یا حضور کے وفات پاکر زمین پر رہنے اور ملائکہ کے آسمان پر ہونے سے معاذ اللہ شان اقدس کا گھٹنا جانے گا اور فرشتے بھی نہ سہی چاند سورج ستارے تو آسمان پر ہیں حالانکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاک پا اون سے افضل ہے اور یہ تو کس سے کہا جائے کہ زمین آسمان سے افضل ہے خصوصًا محل تربت اقدس کہ عرش اعظم سے بھی اعلیٰ وافضل ہے اندھوں نے جہت میں اوپر نیچے دیکھ لیا اور یہ نہ جانا کہ دل تمام اعضا کا سلطان اور سب سے افضل ہے اگرچہ بہت اعضا اوس سے اوپر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میلاد شریف کب سے نکلا اور کس نے نکالا اپنے امام اعظم کے زمانہ میں تھا یا نہیں اپنے امام صاحب نے اسکو کیا ہے یا نہیں صحابہ کے زمانہ میں تھا یا نہیں کسی نے محفل کی تھی یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب۔ بیان میلاد شریف قرآن مجید نے نکالا اور اوس نے متعدد آیتوں میں اوس کا حکم دیا کا ذکر دیں آیتیں نہیں لکھی جاسکتیں غرض مقصود سے ہے نام نیا ہونے سے شئی نئی نہیں ہوسکتی جو اوس سے مقصود ہے وہ خود حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام نے کیا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام مسجد مدینہ طیبہ میں حضرت حسان بن ثابت انصاری علیہ الرضوان کے لئے منبر بچھاتے اور وہ اوس پر قیام کرکے نعت اقدس سناتے حضور اور صحابہ کرام سنتے۔ وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از ضلع ہوشنگ آباد مقام وڈاکخانہ واسٹیشن ۵۱ رموسارے مسئولہ دولت الدین ۲۱ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض عالم و مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا وظیفہ کرنا ناجائز ہے۔ مہربانی فرماکر خلاصہ مسئلہ تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ یہ مبارک وظیفہ بیشک جائز ہے فتاوی خیریہ علامہ خیرالدین رملی استاد صاحب درمختار میں ہے واما قولهم یا شیخ عبدالقادر فنداء فما الموجب لحرمته یہاں اسکو ناجائز کہنے والے وہابی ہیں اور وہابیہ بیدین ہیں اونکی بات سننی جائز نہیں۔ وہو تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از ڈیرہ غازی خاں بلاک ۱۲ مرسلہ مولوی احمد بخش صاحب ۱۲ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

حضرت ملک العلماء والفضلا تقی رجائی ادام اللہ تعالی ظلہ علی رؤس المستفیضین ۔ نیاز بے انداز وشوق زیارت کے بعد جن کا کوئی حد و انداز نہیں گذارش ۔ میں دیوبندیوں کو امکان کذب باری کے متعلق سخت مبغوض اور ملحد جانتا تھا ان ایام میں جو جہد المقل مؤلفہ محمود حسن دیوبندی کا اتفاق مطالعہ ہوا تو عقلی دلائل کی پرواہ نہ کرکے کتب معتبرہ کی نقول و روایات جو اوس میں موجود ہیں سخت مخالف عقیدۂ خود ثابت ہوئی ہے سوا اسکے کوئی چارہ نہ ملا کہ حضور کی خدمت میں دریافت کرنے سے یہ مشکل حل ہو اگر کوئی جہد المقل کا جواب مفصل یا کوئی اور تسلی بخش رسالہ یا کتاب چھپی ہو تو کسی خادم کے نام حکم فرماکر کہ وی پی بھیجدیں ممنون فرمائیں۔ ورنہ مجھے مطمئن فرمادیں کہ شرح مقاصد و شرح مواقف و شرح طوالع و مسایرہ وغیرہ کتب کثیرہ کی عبارات کا کیا جواب ہے جن میں صاف طور پر موجود ہے کہ خدائے پاک جل شانہ سے صدور قبائح ممکن ہے۔ فقط

الجواب ۔ بملاحظہ مولٰنا المکرم ذی المجد الاتم والفضل والکرم دامت معالیہ وبورکت ایامہ ولیالیہ ——— السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ نامی نامہ بریلی سے واپس ہوکر یہاں آیا فقیر ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس مبارک پڑھکر شام سے سخت علیل ہوا کہ ایسا مرض کبھی نہ ہوا تھا ۔ میں نے وصیت نامہ لکھوادیا۔ بارے بحمدہ تعالی مولی عزوجل نے شفا بخشی ولہ الحمد ۔ اسی دوران میں آپ کا قصیدہ حمیدہ نعتیہ آیا تھا مجھ میں دیکھنے کی قوت کہاں تھی وہ کاغذات میں مل گیا اور مہینوں گم رہا مجھے زیادہ ندامت اس کی تھی کہ جناب نے تحریر فرمایا تھا کہ اس کا نسخہ یہاں نہیں اللہ تعالی مہینوں کے بعد مل گیا۔ زوال مرض کو مہینے گذرے مگر جو ضعف شدید اوس سے پیدا ہوا تھا اب تک بدستور ہے ۔ فرض و وتر اور صبح کی سنتیں بدقت کھڑے ہوکر پڑھتا ہوں باقی سنتیں بیٹھ کر ۔ مسجد میرے دروازے سے دس بارہ قدم ہے وہاں تک چار آدمی کرسی پر بٹھاکر لیجاتے اور لاتے ۔ اور باقی امراض کہ کئی برس سے کاللازم ہیں بدستور ہیں کبھی ترقی کبھی تنزل ۔ والحمد للہ علی کل حال واعوذ باللہ من حال اہل النار ۔ حاش للہ استغفر اللہ معاذ اللہ یہ بطور شکایت نہیں بلکہ صرف معذرت کیلئے اظہار واقعیت اوس کی وجہ کریم کو حمد ابدی ہے بعزتہ وجلالہ سر سے پاؤں تک ایک ایک رونگٹے پر کروروں بے شمار نعمتیں ہیں لاکھوں بے حساب عافیتیں ہیں ولہ الحمد

حمد اکثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا ویرضی ملأ السموات وملاء الارض وملأ ما شاء من شیئ بعد والحمد للہ رب العالمین۔ ان حالات میں شدت گرما سے گھبرا کر رمضان شریف کرنے اور گرمیاں گزارنے ۲۹ رشعبان سے یہاں پہاڑ پر آیا طالب دعا ہوں۔ یہ کمزوری یہ قوت ضعف یہ علالتیں پھر میری تنہائی اور اوس پر اعدائے دین کا چار طرف سے نرغہ ادسی کی پھر اوس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد ہے کہ برابر دفع اعدائے دین و دشمنان اسلام میں وقت صرف ہوتا ہے بتقبل المولیٰ بکرمہ ولہ الحمد علی نعمہ یہاں آکر بھی پانچ رسالے ردخبثا میں تصنیف ہو چکے ہیں اور چھٹا زیر تصنیف ہے۔ یہ سوال کہ جناب نے فرمایا مدت ہوئی اس کے جواب میں بھی ایک مستقل رسالہ القمع المبین لآمال المکذبین تصنیف کر چکا ہوں جو میرے رسالہ سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح کے آخر میں طبع ہونا شروع ہوا تھا مگر افسوس کہ اب تک پورا نہ چھپا میں مطبع کو لکھتا ہوں کہ وہ جسقدر بھی چھپا ہے حاضر خدمت کرے۔ اجمالاً یہاں بھی دو حرف گزارش کروں۔ کہ جناب جیسے فاضل کامل کے لئے بعونہ عزوجل کافی ووافی ہوں گے۔ ان عبارتوں کے جواب کو ارباب دین وانصاف کے لئے بحمدہ تعالیٰ ایک نکتہ بس ہے عقیدہ وہ ہوتا ہے جو متون یا تراجم ابواب و فصول یا فہرست وفذلکۂ عقائد میں لکھتے ہیں وہی اہلسنت کا معتقد ہوتا ہے وہی خود ان علما کا دین معتمد ہوتا ہے۔ ہنگام ذکر دلائل وابحاث ومناظرہ جو کچھ ضمنا لکھ جاتے ہیں اوس پر نہ اعتماد ہے نہ خود اونکا اعتقاد ہے اور تو اور خود سب سے اعلیٰ واجلیٰ مسئلہ توحید میں لاحظہ فرمائیے۔ اس کلام محدث میں اوسکے دلائل پر کیا کیا نقض وارد کئے ہیں۔ دلائل عقلیہ بالائے طاق رکھئے خود برہان قطعی یقینی ایمانی قرآنی لوکان فیہما الٰھۃ الا اللہ لفسدتا پر کیا کچھ شور وشغب نہ ہوا حتی کہ علامہ سعد الدین تفتازانی نے اوسے محض امتناعی لکھدیا جس پر نوبت کہاں تک پہنچی کیا معاذ اللہ اوسکے یہ معنی ہیں کہ ان کو توحید پر ایمان نہیں یا اوس میں کچھ شک ہے نہیں یہ صرف طبع آزمائیاں اور بحث ومباحثہ کی خامہ فرسائیاں ہیں۔ جو گمراہوں کے لئے باعث ضلال و دستاویز اضلال ہو جاتی ہیں اور اہل متانت واستقامت جانتے ہیں کہ ماضربوہ لک الا جدلا بل ھم قوم خصمون ولہذا ائمہ دین وکبرائے ناصحین ہمیشہ سے اس کلام محدث کی مذمت اور اوس میں اشتغال سے ممانعت فرماتے آئے۔ یہاں تک کہ سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا من طلب العلم بالکلام تزندق فقہائے کرام نے فرمایا جو وصیت علما کے لئے کی جائے متکلمین اوس سے کچھ حصہ نہ پائیں گے۔ میں نے القمع المبین میں متعدد نظائر اسکے ذکر کئے ہیں کہ ایمان وعقیدہ کچھ ہے اور بحث ومباحثہ میں کچھ کا کچھ حتی کہ کفر صریح تک لکھتے ہیں مولوی نے حاشیہ خیالی میں خود خیالی سے کیسا ناپاک خیال نقل کیا اور خود اوسے مسلم ومقرر رکھا کہ باری عزوجل کا علم متناہی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ۝ یہ صریح مناقض ایمان ہے۔ علامہ سید شریف قدس سرہ کے استاد سید مبارک شاہ

نے شرح حکمۃ العین میں لکھدیا کہ واجب اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں ہوتا اپنے تعین و تشخص میں دوسرے کا محتاج ہو تو کیا حرج ہے کیا یہ دین ہے کیا یہ اسلام ہے کلا واللہ اور اتنا بھی خیال نہ کیا کہ

اوسکے تعین و وجود تو ایک ہی ہیں۔ کہ اوس کے ذات کریم کے عین ہیں معاذ اللہ تعین میں محتاج ہوا تو نفس وجود میں محتاج غیر ہوا پھر واجب الوجود کیسے رہا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ حضرات خود بھی تصریح کر گئے ہیں کہ عقائد معلوم و متعین ہو چکے ابحاث و مشاجرات وغیرہا میں جو کچھ ہم لکھیں اوس پر اعتماد نہ کرو۔ عقیدہ سے مطابقت و مخالفت دیکھ لو پھر بھی اگر الذین فی قلوبہم زیغ بگڑیں یبتغون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ پر اڑیں تو یہ اون کی بدنصیبی و بے ایمانی۔ شرح مقاصد میں فرمایا کثیرا ما تورد الاٰراء الباطلۃ من غیر تعرض لبیان البطلان الا فیما یحتاج الی زیادۃ بیان۔ اسی طرح حسن چلپی علی شرح المواقف میں ہے خود مواقف میں فرمایا انما لا نتعرض لامثالہ للاعتماد علی معرفتک بہا فی موضعہا۔ شرح مواقف میں فرمایا علیک برعایۃ قواعد اہل الحق فی جمیع المباحث وان لم یصرح بہا۔ فتح القدیر و نہر الفائق و درمختار کتاب النکاح میں ہے الحق عدم تکفیر اہل القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ میں تصریح کی کہ جو کچھ میں اس میں کہوں میرا مذہب نہ سمجھا جائے میری باگ ایک قوم بے ادب کے ہاتھ میں ہے جدھر لیجاتے ہیں جانا پڑتا ہے بالجملہ مباحث کلام و مناظرہ کا کچھ اعتبار نہیں محل بیان عقائد میں جو لکھا ہے وہ عقیدہ ہے یا جس پر صراحۃً اجماع ملت بتایا جائے یا اوسے تصریحاً عقیدہ اہلسنت کہا جائے یا اوس کے خلاف کو مذہب گمراہاں بتایا جائے ایسے مواقع پر ملاحظہ فرمائیے۔ کتب مذکورہ میں کیا لکھا ہے۔ شرح مقاصد میں ہے طریقۃ اہل السنۃ ان العالم حادث والصانع قدیم متصف بصفات قدیمۃ لیست عینہ ولا غیرہ و واحد لا شبہ لہ ولا ضد ولا ند ولا نہایۃ لہ ولا صورۃ ولا حد ولا یحل فی شیء ولا یقوم بہ حادث ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال ولا الجہل ولا الکذب ولا النقص وانہ یری فی الاخرۃ۔ اوسی میں ہے الکذب محال اما اولا فباجماع العلماء واما ثانیا فبما تواتر من اخبار الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام واما ثالثا فلان الکذب نقص باتفاق العقلاء وہو علی اللہ تعالی محال الخ۔ مواقف و شرح مواقف میں ہے (تفریع علی) ثبوت (الکلام) للہ تعالی (وہو انہ) یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اما عندنا فلثلثۃ اوجہ الاول انہ نقص والنقص علی اللہ تعالی محال) اجماعاً۔ اونہیں میں آخر کتاب فذلکۂ عقائد اہلسنت میں ہے الفرق الناجیۃ اہل السنۃ والجماعۃ فقد اجمعوا علی حدوث العالم و وجود الباری تعالی وانہ لا خالق سواہ وانہ قدیم لیس فی حیز ولا جہۃ ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال ولا الجہل ولا الکذب ولا شیء من صفات النقص اونہیں میں بیان فرق ضالہ میں ہے (المزداریۃ ہو ابو موسی عیسی بن صبیح المزدار تلمیذ بشر) اخذ العلم عنہ وتزہد حتی سمی راہب المعتزلۃ (قال اللہ قادر علی ان یکذب ویظلم)

ولو فعل لکان الٰھا کاذبا ظالما تعالی اللہ عما قالہ علوا کبیرا۔ مسایرہ امام ابن الہمام میں ہے یستحیل علیہ تعالٰی سمات النقص والجہل والکذب اوسکی شرح مسامرہ میں ہے لاخلاف بین الاشعریۃ وغیرھم فی ان کل ما کان وصف نقص فالباری تعالٰی عنہ منزہ وھو محال علیہ تعالٰی والکذب وصف نقص یونہی مسایرہ میں تلخیص عقائد اہلسنت میں اوسکی تصریح فرمائی۔ مسایرہ کی یہ عبارت میرے پاس منقول نکل آئی۔ کتاب وطن میں ہے۔ یونہی شرح طوالع یہاں پاس نہیں ورنہ اور عبارتیں بھی حاضر کرتا اور انصافاً کسی مسلم صحیح الاعتقاد کو یہاں عبارات کی کیا حاجت اگر بفرض غلط علما تصریح نہ بھی فرماتے تو اپنا ایمان بھی کوئی چیز ہے جس میں معاذ اللہ نقص کی گنجائش دہ سبوح وقدوس کیونکر ہوا اور اوسکی تسبیح کیسی تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا۔ اور دیوبندیوں سے تو اب امکان کذب کی بحث ہی فضول ہے اون کے پیشوا گنگوہی نے صراحۃً وقوع کذب مان لیا۔ اور تصریح کردی کہ جو اللہ تعالٰی کو معاذ اللہ کاذب بالفعل کہے اوسے کافر یا گمراہ یا فاسق کہنا کیا معنی کوئی سخت لفظ نہ کہنا چاہیے اوس کا اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے۔ اس بیان کے لئے میرے قصیدہ الاستمداد ص۲۴ کے پہلے تین شعر پھر ص۲۵ پر اون کا حاشیہ نمبری ۱۷۶ تا ۱۸۰ پھر اوسکی تکمیلات میں ص۹۱ سے ص۹۴ تک تکمیل ۵۹ ملاحظہ فرمایئے جہد المقل کا مصنف اللہ عزوجل کا نہ صرف کاذب ہونا ممکن جانتا تھا بلکہ اوسے بالامکان ظالم چور شرابی بھی جانتا تھا۔ یوں کروروں خدا موجود بالفعل مانتا تھا اس کے بیان کے لئے قصیدہ الاستمداد ص۲۲ پر

ع چور شرابی ظالم جاہل یہاں سے چار شعر تک اور اسی صفحہ پر اس کا حاشیہ نمبری ۱۵۴ تا ۱۵۷ و ۱۵۹ و ۱۵۸ و ۱۶۰ اور تکمیلات آخر ص۸۱ سے ص۸۲ تک تکمیل ۵۰ و ۵۱ اور اوسکے متعلق رسالہ اڈویٹر شکن کہ ص۸۲ سے ص۹۰ تک نوٹ میں ہے ملاحظہ ہو۔ میں مطبع کو لکھدونگا کہ یہ اور سبحٰن السبوح ہدیۃً خدمت میں بنظر احتیاط بیرنگ حاضر کرے۔ والسلام مع الاکرام

تحریر فہرست عقائد دیوبندیان مرتبہ مولوی رکن الدین صاحب الوری پیش کردہ مولوی حاکم علی صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور غرہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لا سیما علی حبیبہ المصطفی فہرست نظر سے گذری جزی اللہ من حررہ وصف یہ وقدرہ حضرات کفرسمات گنگوہ ونانوتہ وانبٹہ و تھانہ بھون وسائر وہابیہ (اخذھم اللہ تعالٰی اخذۃ الرابیہ) کے کفر وضلال حد شمار سے خارج ہیں۔ جیسے انموذج دافر ووافی پر اطلاع منظور ہو فقیر کا قصیدہ الاستمداد علی اجیال الارتداد اور اوسکی شرح کشف ضلال دیوبند مطالعہ فرمایئے جس میں بحوالہ کتب وصفحات ان کے دو سو تیس اقوال

کفر وضلال ہیں یہ چند ۱۵ سولہ کہ یہاں شمار ہوئے بکران ہفوات سے دن، (۱) ایک علم شیطان کا علم نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے زائد ہونا کہ براہین قاطعہ گنگوہی میں ہے (۲) دوسرا حضور کا سا علم غیب تو پاگل ہر چوپایہ ہر جانور کو حاصل ہونا کہ حفظ الایمان تھانوی میں ہے ہر مسلمان کے سمجھنے کو یہی بس ہیں۔ یہ دونوں کفر قطعی وارتداد یقینی ہیں۔ ان پر علمائے کرام حرمین شریفین نے بحوالہ شفا شریف و بزازیہ و مجمع الانہر و درمختار وغیرہا حکم فرمایا کہ من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ ان قائلوں کے کافر ہونے میں جو شک کرے وہ بھی کافر۔ (۱) ابن عبد الوہاب نجدی کے کفر عام آشکار ہیں اکابر عرب و عجم نے دفتر کے دفتر اوس کی تکفیر و تضلیل میں تصنیف فرمائے۔ وہ روضہ انور کو صنم اکبر کہتا اور چھ سو برس کے تمام ائمہ و اکابر کو کافر اکفر اور کچھ نہ ہوتا تو یہی اوسکے کفر کو کیا کم تھا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم و امیر المومنین مولی کرم اللہ تعالی وجہہ و سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے خالی اسماء طیبہ محض بلا تعظیم لکھکر کہا یہ سب جہنم کی راہیں ہیں۔

الا لعنۃ اللہ علی الظلمین گنگوہی صاحب اوسے اچھا اور اوس کے عقائد کو عمدہ کیوں نہ بتائیں کہ وہ انکے دشمن محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو سخت گالیاں دینے والا تھا۔ طرفہ یہ کہ گنگوہی صاحب کو اوس پر ایمان بالغیب ہے انکے فتاوی حصہ اول ص۶۲ میں ہے محمد بن عبد الوہاب کے عقائد کا حال مجھ کو معلوم نہیں پھر بھی صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں محمد بن عبد الوہاب کے عقائد عمدہ تھے وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں یعنی اتنا اجمالا معلوم تھا کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو سخت گالیاں دیتا بس اتنا ہی اوسکے اچھے اور اوسکے عقائد عمدہ ہونیکے لئے کافی ہے زیادہ تحقیقات کی کیا حاجت ہے دیگ سے ایک ہی چاول دیکھ لینا بس ہے (۲) قول دوم میں وہابیہ غیر مقلدین کے ساتھ عقائد میں اپنا اتحاد اور اعمال میں خلاف بتایا پہلا جملہ ضرور صحیح ہے بے شک وہابیہ مقلدین و غیر مقلدین یقینا تمام عقائد کفر و ضلال میں متحد ہیں اور اگر کچھ اختلاف ہوتا تو نہ ہوتا کہ الکفر ملۃ واحدۃ عجب کہ گنگوہی صاحب جو اپنے رب کو کاذب مانتے ہیں خود یہاں سچ بول گئے مگر الکذاب قد یصدق دوسرا جملہ کہ اعمال میں اختلاف ہے جھوٹ ہے صوری اختلاف ہو معنوی کچھ نہیں کہ براہین قاطعہ ص۱۳۷ میں صاف لکھا ہے کہ مختلف فیہ مسئلہ تو یوں بھی بلا ضرورت جائز ہو جاتا ہے اور فتاوی حصہ اول ص۵ میں ہے، حدیث پر عمل کرنا لوجہ اللہ تعالی اچھا ہے ص۶ پر رفع یدین و آمین بالجہر کرنے والے کو کہا تعصب اچھا نہیں وہ بھی عامل بحدیث ہے بلکہ کہا اگرچہ نفسانیت سے کرتا ہے مگر فعل تو فی حد ذاتہ درست ہے ص۵ پر تھا سب حدیث پر ہی عامل ہیں مقلد ہو یا غیر مقلد (۳) ترک تقلید کا بیج ہندوستان میں اسمعیل دہلوی نے بویا جیسا کہ اسکی تقویۃ الایمان اور تنویر العینین سے ظاہر ہے گنگوہی صاحب کا اوس پر ایمان

قرآن عظیم پر ایمان سے بہت زائد ہے۔ فتاوی حصہ اول ص ۱۳۲ میں کہتے ہیں اسکا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ عین کی نفی ضد کا ثبوت ہے جب تقویۃ الایمان کا پڑھنا عین اسلام ہے تو نہ پڑھنا قطعاً کفر ہے حالانکہ کروڑوں مسلمان ہیں جو قرآن عظیم پڑھے ہوئے نہیں جب تقویۃ الایمان کا رکھنا عین اسلام ہے تو نہ رکھنا کفر ہے حالانکہ کروڑوں مسلمانوں کے پاس قرآن نہیں ہوتا وہ کافر ہوئے لیکن تقویت الایمان وہابیہ ضرور پاخانہ میں بھی لیجاتے ہوں گے کہ جو وقت نہ رکھی عین اسلام سے چھٹے اور کافر ہوئے غالباً گنگوہی صاحب کی قبر میں بھی رکھدی گئی ہوگی کہ مرکر تو کافر نہ ہوں۔ مگر مصیبت یہ ہے کہ اونہیں مٹی میں ملے پندرہ سال سے زائد ہوئے کتاب بھی گل گئی ہوگی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن اونکے نزدیک مرکر مٹی میں مل گئے تو وہ ناپاک کتاب کیا رہی ہوگی۔ بہرحال گنگوہی صاحب اب تو اپنے حکم سے بھی کافر ہوئے ہوں گے۔ خیر کہنا یہ ہے کہ جب ایسی کتاب نے غیر مقلدی بوئی تو گنگوہی صاحب اوسکی اجازت کیوں نہ دیں ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک مقلدین آئمہ معاذ اللہ کفار تھے اور ہیں کہ تقلید کرکے تقویت الایمان کا خلاف کیا اور اوس پر عمل عین اسلام تھا تو فروہ کافر ہوئے اور اگر کہئے کہ یوں تو گنگوہی و نانوتوی و تھانوی و دیوبندی صاحبان سب کفار ٹھہریں گے کہ ظاہراً ان سب کا عمل تقلید پر ہے تو گنگوہی صاحب تقیہ کا حکم دیکر اس کا علاج کر گئے ہیں وہ کہدینگے کہ ہمارا اور اُن کا تقلید پر عمل تقیۃً ہے تو صورۃً کافر ہوئے دل میں تو کفر نہیں کہ غیر مقلدی بھری ہے (۴) امکان کذب کا اب ذکر فضول ہے گنگوہی اور اونکے اتباع صراحۃً وقوع کذب لکھ چکے اس کی تفصیل کشف ضلال دیوبند میں صفحہ ۹۱ سے صفحہ ۹۴ تک دیکھئے۔ (۵) وصف کریم رحمۃ للعلمین مسلمانوں کے نزدیک تو فرد و خاصہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے مگر گنگوہی صاحب اسے کیونکر مانتے کہ اس سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل محال ہوجاتا کہ آیہ کریمہ وما ارسلناك الا رحمۃ للعلمین تمام ماسوا اللہ کو حضور کی رسالت عام کررہی ہے سب ماسوا اللہ حضور کے امتی ہیں اور امتی کا مثل نبی ہونا بداہۃً محال لہذا عالمین کے عموم قطعی کو رد کرکے اوس وصف کریم کو گلی گلی کے ملون میں متبذل کردیا (۶) اسکی نسبت اوپر گزرا کہ کفر قطعی ہے مگر گنگوہی صاحب سے اسکی شکایت نہ چاہئے ہر شخص اپنے بڑے کی بڑائی چاہتا ہے۔ (۷) مجلس میلاد مبارک کی نسبت جو مبشرات علمائے کرام وصلحائے عظام نے دیکھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عمل مبارک سے شاد ہیں اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من فرح بنا فرحنا بہ جو ہماری خوشی کرتا ہے ہم اوس سے خوش ہوتے ہیں۔ یونہیں شاہ ولی اللہ صاحب کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی نیاز سالانہ پر شاد و فرحاں دیکھا ان خوابوں کے جواب میں اونکے متکلمین کہتے ہیں

کہ خواب کا کیا اعتبار یہاں تک کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خواب مروی صحیح بخاری شریف کہ شادی ولادت اقدس پر ابولہب ملعون پر روز دوشنبہ قدرے تخفیف ہوتی ہے اسے بھی مہمل بتاتے اور یہ شعر گاتے ہیں۔

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم　　نہ شبنم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

سبحٰن اللہ غلام محمد و غلام نبی شرک اور غلام آفتاب ہونے کا خود اقرار اس کا ترجمہ عربی میں عبد شمس اور ہندی میں سورج داس ہی ہوا یا کچھ اور وہاں تو خوابوں کی یہ کیفیت اور اپنے سے استاذی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فخر ثابت کرنے کے لئے ایک جعلی خواب سے تمسک۔ مگر ہونا ضرور تھا لترکبن طبقا عن طبق ہ ان کے اگلوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا کہا تھا قالو معلم مجنون پڑھایا ہوا دیوانہ انھوں نے پڑھائے کی تصدیق اس خواب سے کی اور دیوانہ کی تکمیل تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کہ" اون کا سا علم غیب ہر مجنون کو ہے"۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

(۸) وہ مجلس مبارک جنم کنہیا سے تشبیہہ کیوں نہ دیں جو قرآن عظیم کو وید اشلوک سے تشبیہہ دے چکے ہیں دیکھو براہین قاطعہ ص۷۹ (۹ و ۱۰) نفس میلاد و عرس سے انکار کا کیا گلہ جب کہ اونہیں نفس انبیا و اولیا اور خود حضور سید الانبیا علیہم الصلاۃ والسلام سے صاف انکار ہے اور اونکا ماننا نرا خبط ٹھہراتے ہیں۔ ان کے قرآن بلکہ ان کے نزدیک قرآن سے اعظم تقویت الایمان مطبع صدیقی دہلی ۱۲۷۰ھ ص۲۱ میں ہے اللہ کے سوا کسی کو نہ مان ص۸ اور دل کا ماننا محض خبط ہے ص۱۹ اللہ صاحب نے فرمایا کسیکو میرے سوا نہ مانیو ص۱۷ جتنے پیغمبر آئے ہیں سو اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اوس کے سوا کسی کو نہ مانے (۱۱) ایصال ثواب کے طریقوں کو بدعت سیئہ و حرام کیوں نہ کہیں ؎ جگ بیتی سے کیا مطلب ہے اپنی بیتی سناتے ہیں۔ انکی میت کو ثواب پہنچنا محال کہ ما لھم فی الاخرۃ من خلاق انکے قاری کو ثواب ملنا محال کہ قدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنہ ھباء منثورا ہ (۱۲) سالگرہ دو طرح ہوتی ہے ایک میں کچھ قرآن مجید و درود شریف پڑھکر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سیدنا غوث اعظم وغیرہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نیاز اور احباب و فقرا کو کچھ تقسیم گنگوہی صاحب اسے ہرگز جائز نہیں کہہ سکتے کہ اس میں تو دن کی تعیین بھی ہے اور ہر سال کا التزام بھی اور اون کے دشمنوں کی نیاز بھی اسے جائز کہکر وہابیت میں کس دین کے رہتے دوسری وہ جو کفار و فجار کرتے ہیں کہ جس میں لہو لعب ناچ رنگ وغیرہا شیطنتیں ہوتی ہیں گنگوہی صاحب اسے جائز فرماتے ہیں تو اون پر اعتراض بیجا ہے۔ رہا یہ کہ اس میں بھی تعیین و التزام ہے۔ ہوا کرے۔ تعیین تو التزام ہی کے لئے ہوتی ہے اور اون کے یہاں

حسنات ہی کا التزام حرام ہے نہ کہ سیئات بلکہ بسا اوقات سیئات کا التزام انکے یہاں فرض قطعی بلکہ مدار ایمان ہے جیسا انکے قرآن تقویۃ الایمان سے عیاں ہے صد۱۳ میں ہے اوسکے گھر دور دور سے قصد کرکے سفر کرنا اور راستے میں نامعقول باتیں کرنے سے بچنا کام عبادت کے ہیں جو کسی پیغمبر یا بھوت کو کرے اوس پر شرک ثابت ہے۔ تو ثابت ہوا کہ مدینہ طیبہ کے راستے میں نامعقول باتیں کرنا فرض بلکہ مدار ایمان ہیں اگر نہ کریگا مشرک ہوجائے گا اور نہ ایک مدینہ طیبہ بلکہ سفر حج کے سوا گنگوہ یا دیوبند یا تھانہ بھون جہاں کہیں جاتے ہوئے بھی نامعقول باتیں اور جنگ و جدال بلکہ فسق و فجور بھی نہ کریگا مشرک ہوجائیگا کہ آیت نے سب کو ایک نسق میں بیان فرمایا ہے کہ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔

(۱۳) داد ابیر سے بغض کی کیا شکایت جب خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شدید بغض رکھتے ہیں جنکی تفصیل کتب کثیرہ میں ہوچکی اور پھر آپس میں اپنا اصطلاحی فیض بانٹ رہے ہیں۔ الحق یہ فیض شیطانی ہے۔ اور محبوبوں کے بغض ہی سے ملتا ہے۔ تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انقطاع سلسلہ جو بغض مشائخ سلسلہ سے حاصل ہوگا۔ مفر نہیں بلکہ ضرور ہے۔ (۱۴) اوپر گزرا کہ یہ ملعون اخبث قول کفر قطعی وارتداد یقینی ہے لعن اللہ قائلہ وقابلہ ان مرتدین سے کیا شکایت عجب اون سے جو مسلمان کہلاتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسی شدید ناپاک گالیاں سُنتے اور پھر اونکی تاویل کرتے یا قائل کو کافر کہتے ہچکچاتے ہیں لا واللہ وہ خود اپنا ایمان اوس دشنام دہندہ پر لٹاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاٰخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اٰباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔ تو نہ پائیگا اون لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ دوستی کریں اون سے جنھوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ اونکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں۔

(۱۵) تقیہ کی اجازت بلکہ حکم دینے کی کیا شکایت کہ آخر اون بڑوں کی وراثت ہے جو بارگاہ اقدس میں حاضر آکر شدید غلیظ قسمیں کھاکر کہا کرتے نشھد انک لرسول اللہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک حضور یقیناً اللہ کے رسول ہیں رب العزۃ نے اسپر ارشاد فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے بیشک تم اوسکے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ خبیث جھوٹے ہیں زبانی ادعا یہ تھا اور دل کی خباثت وہ کہ لئن رجعنا الی المدینۃ الایہ یہی حال ان صاحبوں کا ہے مسلمانوں کے دکھاوے کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریفیں کرینگے بات بات پر بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کہیں گے اور دلی خباثتیں وہ کہ چوڑھا چمار ہر ذرہ ناچیز سے کمتر اون کی سرداری ایسی جیسے قوم کا چودھری عاجز ناکارے مرکر مٹی میں مل گئے وغیرہ وغیرہ الا لعنۃ اللہ علی الظلمین ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ واعدلھم عذابا مھینا ٥ (۱۶) سبحٰن اللہ وہ جو اللہ و رسول کو شدید گالیاں دے چکے اون سے کوا

کھانے بلکہ اوسے ثواب بتانیکی کیا شکایت سنن ابن ماجہ شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے ہے کہ فرمایا من یاکل الغراب وقد سماہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فاسقا واللہ ماھو من الطیبات کوّا کون کھائیگا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے تو اسکا نام فاسق رکھا ہے خدا کی قسم وہ پاک چیزوں سے نہیں یہی مجانست وجہ موانست ہوئی شاعر کا قول "پرد ہم جنس با ہم جنس درزاغ + کبوتر با کبوتر باز با باز" اگر مانے تو کیا اللہ عزوجل کا ارشاد بھی نہ مانیں گے کہ الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت تمام کتب مذہب متون وشروح وفتاوی مملو ہیں کہ غراب ابقع یعنی دورنگا کوّا حرام ہے گنگوہی صاحب اگراب آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے تو مادرزاد اندھے تو نہ تھے کہ دیسی کوے میں دو رنگ نظر نہ آتے بڑی دلیل یہ لاتے ہیں کہ وہ صرف نجاست نہیں بلکہ دانہ بھی کھاتا ہے۔ تو مرغی کی طرح ہوا یوں تو پہاڑی کوا بھی حلال کرلیں وہ بھی بکثرت دانہ کھاتا ہے کھیتوں پر کثرت سے گرتا ہے اور کتا تو روٹی اور گوشت سب کچھ کھاتا ہے یہ مرغی کے دانہ کھانے پر گئے اور نہ دیکھا کہ وہ فاسق نہیں جیفہ خوار نہیں اور کوا فاسق وجیفہ خوار ہے بہرحال ان باتوں میں اون سے بحث بیکار ہے کہ اونکو نفس اسلام ہی سے انکار ہے۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ وسیعلم الذین اجرموا ای منقلب ینقلبون۔ نسأل اللہ العافیۃ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم ومجد وکرم۔ واللہ تعالی اعلم۔

کتاب الشتّٰی

مسئلہ ۔ مسئولہ جناب حکیم مقیم الدین صاحب بہیڑی ضلع بریلی ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جب نیکی بدی میزان میں تولینگی تو نیکی کا پلّہ بھاری ہوگا یا ہلکا کیونکہ قاعدے سے جب نیکی زیادہ ہوں نیکیوں کا پلّہ بھاری اور نیچا ہوگا اور بدیاں زیادہ ہوں تو بدی کا پلّہ بھاری اور نیچا ہونا چاہئے اور کتابوں میں لکھا بھی ایسا ہی ہے کہ جب نیکیاں زیادہ ہوں گی تو نیکیوں کا پلّہ بھاری ہوگا اور جھکے گا تو کیا واقعی نیکیاں زیادہ ہونگی تو نیکیوں کا پلّہ بھاری ہوگا۔ مفصل بیان ہو کیونکہ نیکیاں بمقابلہ گناہوں کے ہلکی ہونا چاہئے۔

الجواب :۔ وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلّہ اگر بھاری ہوگا تو اوپر اُٹھیگا اور بدی کا پلا نیچے بیٹھے گا قال اللہ عزوجل الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ جس کتاب میں یہ لکھا ہے کہ نیکیوں کا پلہ نیچا ہوگا غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از گونڈل علاقہ کاٹھیاواڑ مسئولہ عبدالستار بن اسمٰعیل بروز سہ شنبہ تاریخ ۱۳ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

بعض متصوفہ زندیقہ جو زید عمر بکر یہ وہ سب کا خدا ہی خدا کہتے ہیں وہ یہ دلیل لاتے ہیں کہ اس وجہ سے منصور نے دعوا انا الحق کا کیا با یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی لئے سبحانی ما اعظم شانی فرمایا اور شمس تبریزی نے اسی وجہ سے قم باذنی کہکر مردہ کو زندہ کیا اب عرض یہ ہے کہ کیا واقعی یہ کلمات اوپر کے بزرگوں سے صادر ہوئے ہیں اور کیا اس صوفی زندیق کا یہ کہنا صحیح ہے اور اگر ہے تو کیا یہ کلمات عند الشرع مردود ہیں یا نہیں اور اگر مردود ہیں تو اوپر کے تینوں بزرگوں کے ساتھ اہلسنت والجماعت کس طرح کا عقیدہ رکھیں۔

الجواب الملفوظ ۔ ان زنادقہ کا یہ قول کفر صریح ہے اور ان کے قول کی صحت کا شک واقع ہونا بائل کے ایمان کو مضر ہے تجدید اسلام چاہئے وہ تینوں حضرات کرام اکابر اولیائے عظام سے ہیں قدسنا اللہ باسرارہم حضرت شمس تبریز قدس سرہٗ سے یہ کلمہ ثابت نہیں اور ثابت ہو تو معاذ اللہ اوسے ادعائے الوہیت سے کیا علاقہ ایسی اضافات مجازیہ شائع ہیں حضرت حسین منصور انا الحق نہیں کہتے تھے بلکہ انا الاحق ابتلائے الٰہی کے لئے سامعین کی فہم کی غلطی تھی اونکی بہن اکابر اولیائے کرام سے تھیں ہر روز آخیر شب میں جنگل کو تشریف لیجاتیں اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوتیں۔ ایک روز حضرت حسین منصور کی آنکھ کھلی اور بہن کو نہ پایا شیطان نے شبہہ ڈالا دوسری رات قصداً

جاگتے رہے جب وہ اپنے وقت معمول پر اٹھکر باہر چلیں یہ آہستہ اٹھکر پیچھے ہو لئے وہ جنگل میں پہنچیں اور عبادت میں مشغول ہوئیں یہ پیڑ وں کی آڑ میں چھپے دیکھتے تھے قریب صبح انھوں نے دیکھاکہ آسمان سے سونے کی زنجیر میں یاقوت کا جام اترا اور وہ انکی بہن کے دہن مبارک کے پاس آگیا اونھوں نے پینا شروع کیا یہ بے چین ہوئے اور چلاکر کہا بہن تمہیں خدا کی قسم تھوڑا میرے لئے بھی چھوڑ دو اونھوں نے صرف ایک جرعہ انکے لئے چھوڑا جسکے پیتے ہی انکو ہر شجر و حجر و درو دیوار سے آواز آنے لگی کہ کون اسکا زیادہ احق ہے کہ ہمارے راہ میں قتل کیا جائے یہ اوسکا جواب دیتے انا الاحق بیشک میں احق ہوں لوگوں نے کچھ سنا اور جو منظور تھا واقع ہوا۔ حضرت سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوس سوال کا خود جواب ارشاد فرمادیا فرمایا میں نہیں کہتا وہ فرماتا ہے جسے فرمانا زیبا ہے سائلوں نے اس پر دلیل چاہی فرمایا تم سب ایک ایک خنجر ہاتھ میں لیکر بیٹھو جاؤ اور جس وقت مجھے ایسا کہتے سنو بے تامل خنجر مار دکہ ایسے قائل کی سزا قتل ہے اونھوں نے ایسا ہی کیا جب حضرت پر حالت وارد ہوئی اور وہی کلمہ نکلا اون سب نے بے محابا خنجر مارے جس نے جس جگہ کے قصد پر خنجر مارا تھا خود اوس کے اوسی جگہ لگا جب حضرت کو افاقہ ہوا ملاحظہ فرمایا کہ وہ سب گھائل پڑے ہیں فرمایا میرا نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا وہ کہتا ہے جس کا کہنا بجا ہے۔ سیدنا موسیٰ کلیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والتسلیم نے کوہ طور پر اوس درخت میں سے ندا سنی کہ یا موسیٰ انی انا اللہ رب العٰلمین کیا یہ درخت نے کہا تھا حاشا بلکہ رب العٰلمین نے درخت پر تجلی فرمائی اور حضرت کلیم کو اوس میں سے ندا مسموع ہوئی کیا وہ ایک درخت پر تجلی فرما سکتا ہے اور بایزید پر نہیں کیا محال ہے کہ بایزید پر تجلی کرے اور سبحٰنی ما اعظم شانی اور لوگوں کو ان میں سے ندا آئے حضرت مولوی معنوی قدس اللہ سرہ الشریف فرماتے ہیں ایک جن جسپر تسلط کرتا ہے اوس کی زبان سے کلام کرتا ہے اوس کے جوارح سے کام کرتا ہے کیا تمہارے نزدیک رب عزوجل ایسا نہیں کرسکتا کلام اوس کا ہے اور زبان بایزید کی بایزید شجرہ موسیٰ ہیں اور متکلم وہ جس نے فرمایا انی انا اللہ رب العٰلمین ہ فللہ الحجۃ البالغۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

علمائے عظام و مشائخ کرام نے منصور کو کیوں سولی دی اگر بوجہ کفر سولی دی گئی ہے تو کیا منصور کو اب مسلمان اور کاملین میں سے شمار کریں یا اون کے نسبت کیا عقیدہ رکھیں۔

الجواب ملفوظ

ظاہر مسموع اونکے کلام سے وہ تھا جس پر شرعاً تعزیر قتل ہے لہذا حکم شرع پورا کیا گیا ؎ بے حکم شرع آب خوردن خطاست + دگر خون بہ فتوے بریزی رواست

مسئلہ

از ریاست رامپور کونچہ قاضی مرزا صابر حسین بروز شنبہ تاریخ ۱۷ رجب ۱۳۲۴ھ

کیا ارشاد فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ومشائخ کرام اور اولیائے عظام اس مسئلہ میں کہ حضرت بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی چند مشہور کرامتیں جو کہ مولود شریف ووعظ وغیرہ میں بیان کی جاتی ہیں منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ ایک بڑھیا لب دریا بیٹھی روتی تھی اتفاقاً حضرت کا اس طرف سے گذر ہوا حضرت نے دریافت فرمایا کہ اسقدر کیوں روتی ہو بڑھیا نے عرض کیا حضرت میرے لڑکے کی بارہ برس ہوئے یہاں دریا میں مع سامان کے برات ڈوبی ہے میں یہاں آکر روزانہ روتی ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی آپکی دعا کی برکت سے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات مع کل سامان کے صحیح وسالم نکل آئی اور بڑھیا خوش وخرم اپنے مکان کو چلی گئی۔ دوسرے یہ کہ حضرت کے ایک مرید کا انتقال ہوگیا موتے کا لڑکا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا۔

اس پر لڑکا زیادہ رویا بیٹا اور راڑ گیا تو آپکو رحم آیا آپ نے وعدہ فرمایا اور لڑکے کی تسکین کی بعدہٗ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مراقب ہوکر روکا جب حضرت عزرائیل علیہ السلام رُکے آپ نے دریافت کیا کہ ہمارے مرید کی روح تم نے قبض کی ہے جواب دیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ روح ہمارے مرید کی چھوڑ دو عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بحکم رب العلمین روح قبض کی ہے بغیر حکم نہیں چھوڑ سکتا اس پر جھگڑا ہوا آپ نے تھپڑ مارا حضرت کے تھپڑ سے عزرائیل علیہ السلام کی ایک آنکھ نکل پڑی اور آپ نے اون سے زنبیل چھین کر اس روز کی تمام روحیں جو کہ قبض کی تھیں چھوڑ دیں اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے رب العالمین سے عرض کیا وہاں سے حکم ہوا کہ ہمارے محبوب نے ایک روح چھوڑنے کو کہا تھا تم نے کیوں نہیں چھوڑی ہم کو اُنکی خاطر منظور ہے اگر انھوں نے تمام روحیں چھوڑ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ شرعاً ان روایتوں کا بیان کرنا مجلس مولود شریف یا وعظ وغیرہ میں درست ہے یا نہیں تفصیل بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمائیے بینوا توجروا

الجواب الملفوظ۔

پہلی روایت اگرچہ نظر سے کسی کتاب میں نہ گذری مگر زبان پر مشہور ہے اور اوس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں اوس کا انکار نہ کیا جائے اور دوسری روایت ابلیس کی گڑھی ہوئی ہے اور اوس کا پڑھنا اور سننا دونوں حرام۔ احمق جاہل بے ادب نے یہ جانا کہ وہ اس میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کر رہا ہے کسی عالم مسلمان کی اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ معاذ اللہ

اوسے کفر کیطرف نسبت کیا جائے نہ کہ محبوبان الٰہی سیدنا عزرائیل علیہ الصلاۃ والسلام مرسلین ملائکہ میں سے ہیں اور مرسلین ملئکہ بالاجماع تمام غیرانبیاء سے افضل ہیں کسی رسول کے ساتھ ایسی حرکت کرنا توہین رسول کے سبب معاذ اللہ اوس کے لئے باعث کفر ہے اللہ تعالیٰ جہالت وضلالت سے پناہ دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ مرسلہ عبدالستار بن اسمٰعیل شہر گونڈل علاقہ کاٹھیاوار یکشنبہ ۹ شعبان ۱۳۳۴ھ

ان دنوں اکثر احباب کو گمنام خطوط بدیں مضمون ملا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قل ہو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ ایاک نعبد۔ وایاک نستعین۔ انعمت علیہم۔ عرصہ تین روز میں نوخط میں نوجگہ بھیجے اس سے آپکو بہت فائدہ ہوگا ورنہ نقصان۔ اب عرض یہ ہے کہ اس مضمون کا عندالشرع مطہرہ کیا اصل ہے اس پر عمل ضروری ہے یا نہیں اگر واجب العمل ہے تو بلا نام ونشان کے گمنام خط لکھنے کی کیا وجہ ہے۔

الجواب الملفوظ۔

یہ بدعت شنیعہ ہے کہ کسی جاہل نے ایجاد کی جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے اور قرآن عظیم کے ساتھ بے ادب کھلے ہوئے کارڈوں پر کلام الٰہی لکھکر بھیجا جاتا ہے کہ چھٹی رساں جو اکثر ہنود اور عموماً بے وضو ہوتے ہیں اوسے مس کرتے ہیں ڈاکخانوں میں مہریں لگانے والے بے وضو یا نجس ہاتھوں سے چھوتے ہیں۔ زمین پر رکھ کر مہر لگاتے ہیں اور خصوصاً زمین پر وہی رخ ہوتا ہے جس پر آیات ہیں یہ سب ناپاکیاں اس بدعت خبیثہ کے سبب ہیں اور پھر یہ اللہ پر افترا ہے کہ ایسا کروگے تو نو دن میں خوشی ہوگی ورنہ آفت میں مبتلا ہوگے۔ ام تقولون علی اللّٰہ ما لا تعلمون ۰ ایسے پر ہرگز عمل جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ عبدالستار بن اسمٰعیل شہر گونڈل علاقہ کاٹھیاوار یکشنبہ ۹ شعبان ۱۳۳۴ھ

مرید ہونا واجب ہے یا سنت نیز مرید کیوں ہوا کرتے ہیں۔ مرشد کی کیوں ضرورت ہے اور اس سے کیا کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

الجواب الملفوظ۔

مرید ہونا سنت ہے اور اس سے فائدہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اتصال مسلسل۔ تفسیر عزیزی دیکھو آیہ کریمہ صراط الذین انعمت علیھم میں اوس کی طرف ہدایت ہے یہاں تک فرمایا گیا من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطن۔ جس کا کوئی پیر نہیں اوس کا پیر شیطان ہے صحت عقیدت کے ساتھ سلسلہ صحیحہ متصلہ میں اگر انتساب باقی رہا تو نظر والے تو اوسکے برکات ابھی دیکھتے ہیں جنھیں نظر نہیں وہ نزع میں قبر میں حشر میں اوس کے فوائد دیکھیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از شہر بریلی محلہ لودی ٹولہ مسئولہ نظیر احمد شہر کہنہ سہ شنبہ ۲۳ شعبان ۱۳۳۴ھ

کوئی شخص اگر کسی کی عورت کے ساتھ بدفعلی کرے اور اس عورت کے خاوند سے معافی چاہے تو کیا معاف

ہوجائیگا یا توبہ بھی اوس پر لازم ہوگا اگر فقط توبہ کرنے سے گناہ معاف ہوجاوے تو اوس وقت میرا عرض یہ ہے کہ حق العباد تو معاف نہیں ہوتا تا وقتیکہ صاحب حق سے معاف نہ کیا یہ حق العباد نہیں ہے مفصلاً تحریر فرمائیے۔

الجواب الملفوظ ۔

عورت جس کا شوہر ہو یا باپ بھائی وغیرہم اولیا جنکو اس امر سے عار پہنچے فرض کیجئے وہ دس شخص ہیں تو اون کے ساتھ معاذاللہ بدکاری اگر بے اوسکی رضا کے ہے تو بارہ حقوق میں گرفتاری ہے ایک حق مولے عزوجل کا کہ اوس کی نافرمانی کی دوسرا اوس عورت کا کہ اوسکی عصمت خراب کی تیسرا اوسکے شوہر کا یونہیں باقی دس حقداروں کا جبتک یہ سب معاف نہ کریں معاف نہ ہوگا بجالیکہ اونکو اطلاع پہنچ جائے اور اگر برضائے زن ہے تو عورت اور یہ دونوں گیارہ سخت حقوق میں گرفتار ہوئے ایک حق مولی عزوجل کا دس اون دسوں کے اور اس صورت میں عورت کا حق ہنوگا کہ وہ راضی ہے اور عورت زنا کے باعث نکاح سے خارج نہیں ہوتی مگر اوس حالت میں کہ شوہر کے باپ یا بیٹے سے یہ امر واقع ہو تو نکاح فاسد ہوجائیگا۔ شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائیگی کہ کبھی حلال نہیں ہوتی۔ شوہر پر فرض ہوگا کہ اوسے چھوڑ دے مگر بے اوس کے چھوڑے نکاح سے نکلے گی اب بھی نہیں دوسری جگہ نکاح نہ کر سکے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مسئولہ عبدالعزیز انصاری از اٹاوہ شنبہ ۲۹ شعبان ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وعرفائے اہل یقین اس مسئلہ میں کہ زید شیخ وقت نے اپنے بیٹے عمرو کو امور فقر میں اپنا خلیفہ نہیں کیا اور نہ اجازت مرید کرنے کی دی عمرو نے بعد وفات اپنے والد زید کے بوجہ نہ پانے خرقہ فقر واجازت کے اون کے ایک خلیفہ نصیر سے اجازت خلافت حاصل کی تھی مگر جب کسی کو مرید کیا تو اپنے باپ زید کے نام سے کیا اپنے پیر اجازت کا نام شجرہ لکھنا نہیں معمول رکھا۔ یہ طریقہ عمرو کا مطابق کتب اہل طریقت وطریقہ مشائخ عظام جائز ہوا یا نہیں۔ پھر عمرو نے اپنے بیٹے خالد کو اپنے حین حیات خرقہ دیا جس کو خالد نے کچھ عرصہ کے بعد یہ کہکر واپس کیا کہ میں نہیں لوں گا اور نہ کبھی خالد نے عمرو کی زندگی بھر تجدید اجازت وخلافت کی بابت کچھ تذکرہ کیا البتہ عمرو نے اپنے مرض وصال میں قریب انتقال اپنی تسبیح وکتب وظائف وغیرہ ایک دوسرے شخص بکر کو جو اوس کا اہل تھا مع اجازت وخلافت دیدی اور اپنے مریدین کو بھی اوسی کے سپرد کیا مگر اپنے بیٹے خالد کو بوجہ اوس کے نااہل ہونے وخرقہ واپس کرنیکے کچھ نہیں دیا۔ لیکن بعد وفات عمرو کے خالد نے خود بخود اوسکے خرقہ کو پہن کر اپنے والد کے نام سے مرید کرنا شروع کر دیا۔ اور اسی پر عامل رہے۔ یہ عمل خالد کا بلحاظ کتب معتبرہ اہل تصوف درست تھا یا نہیں جیسا کہ اوس کا معمول تھا موافق کتب مع اہل طریقت جواب ہونا چاہیئے۔ خالد نے اپنے بیٹے نذیر کو اپنی زندگی میں اپنا خرقہ دیا (جو بوجہ تحریر بالا ناجائز ہونا چاہیئے تھا)، اب نذیر اپنے مریدین کو اپنے باپ خالد اور دادا عمرو کے نام سے مرید کرنے کا

معمول رکھتا ہے اور شجرہ میں بھی انہیں دونوں کا نام لکھا جاتا ہے حالانکہ دونوں غیر مجاز تھے آیا یہ طریقہ نذیر کا جائز ہے یا ناجائز جبکہ عمرو کو خلافت واجازت اپنے باپ زید سے نہ تھی تو عمرو و خالد و نذیران سب کا یہ فعل وعمل بزرگان طریقت ناروا ہونا چاہیئے یا نہیں۔ امید کہ کتب معتبرہ سے تحقیق فرماکر ان تینوں امور کا جواب مفصل عنایت ہووے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دیوے۔

الجواب المکتوب

صورت مستفسرہ میں خالد ونذیر دونوں محض باطل پر ہیں اور ان کے ہاتھ پر بیعت ناجائز اور نادانستہ کی ہو تو اس سے رجوع واجب۔ حضرت قدسی منزلت سیدنا میر عبدالواحد صاحب بلگرامی قدس سرہ السامی کتاب مستطاب سبع سنابل شریف میں فرماتے ہیں۔ اے برادر پیری ومریدی رسمے واسمے بیش نماندہ است وآں اسم ورسم نیز مبنی بچند شرائط می داں کہ بے آں شرائط اصلا پیری ومریدی درست نیست۔ اما نخست از شرائط پیری یکے آنست کہ پیر مسلک صحیح داشتہ باشد دوم از شرائط پیری آنست کہ پیر ردائے حق شریعت قاصر ومتہاون نباشد۔ سوم از شرائط پیری آنست کہ پیر را عقائد درست بود موافق مذہب سنت وجماعت پس ایں رسمے کہ از پیری ومریدی ماندہ است بے ایں سہ شرائط اصلا درست نیست وایں ہر سہ شرائط را بیان مختصر واضح کنم اما شرط اول کہ مسلک صحیح است مرید صادق را تفحص سلسلہ درست باید کرد در اکثر جاہا خلط وخبط گشتہ است نوعے از اں آنست درویشے کہ در حالت حیات بسبب غفلت ویا بہ سبب دیگر فرزند خود را خلافت نمی دہد ومردماں را وصیت ہم نمی کند کہ بعد از من باید کہ خرقہ من فرزند مرا بپوشانید۲؎ واز صحت وغیر صحت ایں کار نمی دانند خلقے بہ بیعت او اسیری گردد او بے رخصت واجازت پدر پیری می شود وہمہ ضلالت در ضلالت است چہ اگرچہ خرقہ متروکہ پدر بسبب ارث ملک پسر شد ولیکن شرط صحت بیعت رخصت واجازت پدر راست نہ مجرد خرقہ پدر مولف راست قطعہ ؎

اے پسر شرط صحت بیعت + در طریقت اجازت سلف است۔ بد غل سکہ بہرہ مزن + کاں رہ کاسداں ناخلف است۔

نوع دیگر آنست اولیا راسلان کہ قطب وغوث بودند فرزندان ایشاں بے صحت اسناد و بے رخصت واجازت بمجرد نسبت فرزندی خلقے را مریدی کنند وخلق می دانند کہ ما بجانوادۂ فلاں قطب وغوث پیوند درست کردیم وانابت آوردیم سربسر گمراہی است۔

حضرت سیدنا سید شاہ حمزہ قدس سرہ الکریم نے فص الکلمات شریف میں خلافت کی سات قسمیں بعض مقبول بعض مردود بیان فرمائیں از انجملہ اقسام مردودہ میں فرمایا شیخ ازیں عالم نقل کرد وکسے را خلیفہ نگرفت قوم وقبیلہ وارثے یا مریدے را بخلافت وے تجویز نمایند ایں خلافت نزدیک مشائخ روا نیست وایں نوع خلافت را خلافت افترائی گویند۔ رہا عمرو اگرچہ نصیر کی جانب سے مجاز وماذون

۲؎ واورا بجائے من بنشانند فاما مردماں آں مقام روز سوم خرقۂ پدر پسر را می پوشانند واورا بجائے پدر می نشانند۔

ہو کر اوس کی خلافت ضرور صحیح اور اوس سے مرید کرنے کی اجازت ہو گی مگر محل نظر یہ ہے کہ اوس نے اپنے والد زید کے ہاتھ پر بیعت بھی کی تھی یا مرید بھی نصیر ہی کا ہے صورت ثانیہ بہت سخت ہے اور اصل الزامات کا ورود اوسی میں بھی نقد وقت ہے شجرہ کہ مریدین کو دیا جاتا ہے اوس میں اتصال سلسلہ اجازت ہی متعارف اور یہی اوس سے مفہوم ہے تو اس میں تولیس ہوئی تلبیس ہوئی پیر اجازت کے نعمت کا کفران ہوا مریدین کو فریب دینا ہوا بلا واسطے جانب پدر سے اپنے مجاز و ماذون ہونے کا اظہار ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں المتشبع بمالم یعط کلابس ثوبی زور نعمت نایافتہ کا اظہار کرنیوالا اوسی طرح ہے جو سر سے پاؤں تک جھوٹ کا جامہ پہنے ہوئے ہے۔ رواہ الشیخان عن اسماء ومسلم عن الصدیقہ بنتے الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ عزوجل فرماتا ہے ویحبون ان یحمدوا بمالم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب۔ وہ جو ایسی بات سے اپنی تعریف چاہتے ہیں جو اونھوں نے نہ کی ہرگز اونہیں عذاب سے چھٹکارے کی جگہ نہ خیال کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من غشنا فلیس منا۔ دھوکا دینے والا ہمارے گروہ سے نہیں نسأل اللہ العفو والعافیۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ الف خاں مہتمم مدرسہ انجمن اسلامیہ قصبہ سانگور ریاست کوٹہ راجپوتانہ یکشنبہ ۱۳۳۴ھ

ارواح مومنین یا کافر کسی وقت اپنے اپنے مکان میں آنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نہیں۔ فقط

الجواب الملفوظ ۔

ارواح کفار کا آنا کیونکر ہوسکتا ہے وہ محبوس ومقید ہیں اور روح مومنین کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا یخلی سربھا تسرح حیث شاءت اوس کی راہ کھول دیجاتی ہے، جاتی ہے جہاں چاہے، جہاں چاہے میں اپنا گھر بھی داخل ہے اور بارہا ارواح صالحین کا اپنے اور اپنے متعلقین کے گھر آنا اور مدد کرنا ثابت ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے ایک مریض کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ صاحب فراش تھے رات کو جب سب سو رہے تھے اونہیں پیاس لگی اور کپڑا اوڑھنے کی ضرورت ہوئی کوئی پاس نہ تھا اون کے ایک بزرگ کی روح ظاہر ہوئی اوس نے پانی پلایا اور کپڑا اوڑھایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از فرخ آباد شمس الدین احمد شنبہ ۱۸ ر شوال ۱۳۳۴ھ

جس حالت میں کہ پیر کامل میسر نہ ہو تو طالب خدا کو کیا کرنا چاہیئے فقط

الجواب ۔

درود شریف کی کثرت کرے یہاں تک کہ درود کے رنگ میں رنگ جائے واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ مرسلہ محمد عبدالواحد خاں مسلم بمبئی اسلام پورہ معرفت عبداللطیف ہیڈ ماسٹر میونسپل اردو اسکول
۱۳ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

واجب الاحترام والتعظیم اعلیحضرت مدظلہم ۔ قادیانی نے جس قدر تحریرات رسائل کتب اپنے دعوے کی تائید میں لکھے ہیں اگر آپ کے پاس ہوں اور ممکن ہو تو روانہ فرما دیجئے تاکہ اسکی تمام باتوں پر میں غور کرکے ایک رائے قائم کرلوں اور مباحثہ کے وقت سہولیت پیدا ہو جائے کیونکہ مخالف کتابیں دینے سے انکار کرتا ہے اگر یہ نہیں ہوسکتا ہے تو کم از کم انکی کتابوں کے نام اور جگہ جہاں سے وہ دستیاب ہوسکتی ہیں تحریر فرما دیں یہ تکلیف آپکو دینا جائز نہیں مگر کوئی اور شخص ایسا نظر نہیں آتا جو اس کام کو انجام دے سکے اب دوسری بات تردید یعنی جس قدر رسائل اشتہارات وغیرہ اسکے رد میں لکھے گئے ہوں روانہ فرمائے جائیں۔ ورنہ آخر درجہ ان کی فہرست ہی سہی اور مندرجہ ذیل شکوک رفع کر دیجئے (قرآن صحاح ستہ ہی کے دلائل ہوں تو خوب ہے)
ع۱ میں صحاح ستہ کو دیکھنا چاہتا ہوں مگر عربی نہیں جانتا کیا کوئی اردو ترجمہ تحت اللفظ اسکا فراہم ہو سکتا ہے اور کونسی کتاب زیادہ معتبر اور فائدہ رساں ہیں ع۲ مشکوۃ شریف میں کیا بیان ہے اس سے کیا مدد مل سکتی ہے ع۳ ہمارے یہاں سب سے زیادہ کون کون کتابیں معتبر ہیں ع۴ حضرت عائشہ کے مذہب پر آپکی کیا رائے ہے ع۵ حضرت مسیح کے زندہ ہونے کی کن کن حدیثوں سے دلیل مل سکتی ہے ع۶ سبحان الذی الخ میں سبحان کے لفظ میں کیا خصوصیت ہے ع۷ اور آپکو رات کو کیوں معراج ہوا دن کو کیوں نہ ہوا۔ ادریس خضر عزیر الیاس ان کے قصص قدرے صراحت کیساتھ بیان کیجئے ع۹ حضرت مہدی اور عیسیٰ دونوں جدا جدا اشخاص ہونے کی کن کن حدیثوں میں خبر ہے۔

الجواب ۔

ع۱ صحاح ستہ کے اردو میں ترجمے ہوئے ہیں مگر عموماً وہابیہ نے کئے ہیں اور ترجمہ دیکھ کر کوئی شخص قرآن و حدیث نہیں سمجھ سکتا ع۲ مشکوۃ شریف ایک جامع کتاب ہے بہت باتوں میں مدد دیتی ہے مگر تنہا کوئی کتاب سوا قرآن عظیم کے کافی نہیں ع۳ ہمارے یہاں قرآن عظیم کے بعد حدیث میں صحیحین اور سنن اربعہ مسانید امام اعظم موطا و کتاب الآثار۔ امام محمد کتاب الخراج امام ابویوسف کتاب الحجج امام عیسیٰ بن ابان شرح معانی الآثار امام طحاوی مشکلات الآثار امام طحاوی عقائد میں فقہ اکبر وصایا امام اعظم عقائد امام مفتی الانس والجن نجم الدین عمر نسفی فقہ میں ہدایہ۔ بدائع۔ مبسوط، جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ خانیہ۔ خلاصہ۔ بزازیہ۔ غرر۔ درر۔ تنویر الابصار۔ درمختار۔ غنیہ۔ حلیہ اور ہزارہا کتب بے شمار ہیں ع۴ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شب معراج تک خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں بہت صغیر السن بچہ تھیں وہ جو فرماتی ہیں حق فرماتی ہیں آن روحانی معراجوں کی نسبت فرماتی

ہیں جو اون کے زمانے میں ہوئیں معراج جسمانی اون کی حاضری سے کئی سال پیشتر ہو چکا تھا۔ اُس کے لئے درمنثور و ابن جریر و تفاسیر دیکھنی چاہیئے ابھی میں اوپر کہہ چکا ہوں کہ ان مسائل میں بحث یہ قادیانیوں کا دھوکا ہے بحث اوس کے اون کفریات میں چاہیے جیسکا نمونہ اوپر مذکور ہوا۔ ع۶ حضرت عزت جل وعلا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے اوس کی ابتدا کہیں ہو الذی سے ہوئی ہے جیسے ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق کہیں تبارک الذی سے تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا کہیں حمد سے جیسے الحمد للہ الذی نزل علی عبدہ الکتب ولم یجعل لہ عوجا یہاں تسبیح سے ابتدا فرمائی ہے کہ سبحٰن الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام اس میں ایک صریح نکتہ یہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اوس پر تسبیح کی جاتی ہے سبحٰن الذی کیسی عمدہ چیز ہے سبحٰن کیسی عجیب بات ہے جسم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لیجانا کرہ زمہریر طے فرمانا کرہ نار طے فرمانا کروروں برس کی راہ کو چند ساعت میں طے فرمانا تمام ملک و ملکوت کی سیر فرمانا یہ تو انتہائی عجیب کی آیات بینات ہیں ہی اوتنی بات کہ کفار مکہ پر حجت قائم فرمانے کے لئے ارشاد ہوئی کہ شب کو مکہ معظمہ میں آرام فرمائیں صبح بھی مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہوں اور رات ہی رات بیت المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں کیا کم عجیب ہے اس لئے سبحٰن الذی ارشاد ہوا کفار نے آسمان کہاں دیکھے اون پر تشریف لے جانیکا اون کے سامنے ذکر ایک ایسا دعویٰ ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کر سکتے بخلاف بیت المقدس جس میں ہر سال اون کے دو پھیرے ہوتے رحلۃ الشتاء والصیف اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزے کی خوب جانچ کر سکتے تھے اور اون پر حجت الٰہی پوری قائم ہو سکتی تھی چنانچہ بحمد اللہ تعالیٰ یہ ہی ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیت المقدس تشریف لیجانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا ابوجہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی ولہذا ملعون نے تکذیب ظاہر نہ کی بلکہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے فرمایا ہاں کہا اور آج شب میں واپس آئے فرمایا ہاں کہا اوروں کے سامنے بھی ایسا ہی فرما دیجئے گا فرمایا ہاں اب وس نے قریش کو آواز دی اور وہ جمع ہوئے اور حضور سے پھر اوس ارشاد کا اعادہ چاہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعادہ فرمایا کافر بغلیں بجاتے صدیق اکبر کے پاس حاضر ہوئے یہ گمان تھا کہ ایسی ناممکن بات سنکر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائینگے صدیق سے عرض کی آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے یار فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا اور شب ہی میں واپس ہوا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کیا وہ ایسا فرماتے ہیں کہا ہاں وہ یہ حرم میں تشریف فرما ہیں صدیق نے فرمایا اگر اونھوں نے یہ فرمایا تو واللہ حق فرمایا یہ تو مکہ سے بیت المقدس تک کا فاصلہ ہے میں تو اس پر اون کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح شام آسمان

کی خبر اون کے پاس آئی ہے پھر کافروں نے حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم سے بیت المقدس کے نشان پوچھے جانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیونکر بتائینگے وہ جو کچھ پوچھتے گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ ارشاد فرماتے گئے کافروں نے کہا واللہ نشان تو پورے صحیح ہیں پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور کو ملا تھا اور کہاں ملا تھا اور کیا حالت تھی کب تک آئیگا حضور نے ارشاد فرمایا فلاں منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہا اور کہ ہم نے اوس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور راہ میں ایک اونٹ بھاگا اور ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا اور قافلہ فلاں دن طلوع شمس کے وقت آئے گا یہ مدت جو ارشاد ہوئی منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لئے بھی کسی طرح کافی نہ تھی جب وہ دن آیا کفار پہاڑ پر چڑھ گئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہدیں کہ دیکھو معاذ اللہ وہ خبر غلط ہوئی کچھ جانب شرق طلوع آفتاب کو دیکھ رہے تھے کچھ جانب شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے اون میں سے ایک نے کہا وہ آفتاب چمکا کہ اُن میں سے دوسرا بولا کہ وہ قافلہ آیا یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سرمو فرق آنا محال ہے۔ قادیانی سے زیادہ تو اون کفار مکہ ہی کی عقل تھی وہ جانتے تھے کہ ایک بات میں بھی کہیں فرق پڑ جائے تو دعوی نبوت معاذ اللہ غلط ہو جائے گا مگر یہ جھوٹا نبی ہے کہ جھوٹ کے پھنکے اوڑاتا ہے اور نہ وہ شرماتا ہے اور نہ اوسکے ماننے والوں کو اس کا حس ہوتا ہے بلکہ اور بیحیائی شوخ چشمی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتا ہے کہ ہاں ہاں اگلے چارسو انبیا کی بھی پیشینگوئیاں غلط ہوئیں اور وہ جھوٹے یعنی بیچارے کا جھوٹا کذاب نبی اگر دروغ گو نکلا کیا پرواہ ہے اوس سے پہلے بھی چارسو نبی جھوٹے گزر چکے ہیں یہ کوئی نہیں پوچھتا کہ جب نبوت اور جھوٹ جمع ہو سکتے ہیں تو انبیا کی تصدیق شرط ایمان کیوں ہوئی اون کی تکذیب کفر کیوں ہوگی و لکن لعنۃ اللہ علی الظلمین الذین یکذبون المرسلین ان عظیم وقائع نے معراج مبارک کا جسمانی ہونا بھی آفتاب سے زیادہ واضح کر دیا اگر وہ کوئی روحانی سیر یا خواب تھا تو اوس پر تعجب کیا زید و عمرو خواب میں حرمین شریفین تک ہو آتے ہیں اور پھر صبح اپنے بستر پر ہیں رؤیا کے لفظ سے استدلال کرنا اور الا فتنۃ للناس نہ دیکھنا صریح خطا ہے رؤیا بمعنی رویت آنا ہے اور فتنہ و آزمائش بیداری ہی میں ہے نہ خواب میں ولہذا ارشاد ہوا سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا واللہ تعالی اعلم۔ ؎ رات تجلی لطفی ہے اور دن تجلی قہری اور معراج کمال لطف ہے جس سے مافوق متصور نہیں لہذا تجلی لطفی ہی کا وقت مناسب تھا۔ معراج وصل محب و محبوب ہے اور وصال کے لیے عادۃً شب ہی انسب مانی جاتی ہے۔ معراج ایک معجزہ عظیم قاہرہ ظاہرہ تھا اور سنت الٰہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ مانے ہلاک کر دیجاتی ہے اون پر عذاب عام بھیجا جاتا ہے جیسے اگلی امتوں میں بکثرت واقع ہوا۔ معراج کو تشریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو یا سب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کئے جاتے ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا نہیں تو یہ ہی شق رہی کہ اون پر عذاب عام اوترتا اور حضور بھیجے

گئے سارے جہان کے لئے رحمت جنھیں اُن کا رب فرماتا ہے وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم اسے رحمت عالم جب تک تم اُن میں تشریف فرما ہو اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں لہذا شب ہی مناسب ہوئی۔ ۸ تصانیف علما میں قصص الانبیاء دیکھئے اگر کوئی خاص بات دریافت کرنی ہو تو پوچھئے۔ حضرت عزیر کا قصہ قرآن عظیم ہی میں مذکور ہے آن کی روح قبض فرمائی پھر سو برس بعد زندہ فرمایا کھانا پانی جو ساتھ تھا وہ اس سو برس میں نہ بگڑا اور سواری کے جانور کی ہڈیاں بھی گل چکی تھیں انکی نظر کے سامنے اوسکی ہڈیاں ابھاریں اون پر گوشت چڑھایا اوسے زندہ فرمایا۔ حضرت خضر کا قصہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ بھی قرآن عظیم میں ہے حضرت ادریس علیہ الصلوۃ والسلام کو دنیا سے مع جسم بہشت بریں میں اوٹھا لیا واذکر فی الکتب ادریس انہ کان صدیقا نبیا ورفعنہ مکانا علیا۔ الیاس علیہ الصلوۃ والسلام مرسلین کرام میں ہیں انبیا علیہم الصلوۃ والسلام سب بحیات حقیقی روحانی جسمانی زندہ ہیں اونکی موت صرف ایک آن کو تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے ہوتی ہے جمہور علماء کے نزدیک چار نبی بے عروض موت ابتک زندہ ہیں دو آسمان پر سیدنا ادریس وسیدنا عیسیٰ اور دو زمین میں سیدنا الیاس وسیدنا خضر علیہم الصلوۃ والسلام اور یہ دونوں حضرات ہر سال حج کرتے ہیں اور ختم حج پر زمزم شریف کے پاس باہم ملتے ہیں اور آب زمزم شریف پیتے ہیں کہ آئندہ سال تک اون کے لئے کافی ہوتا ہے پھر کسی کھانے پینے کی حاجت نہیں ہوتی۔ ان کلمات پر باہم ملاقات ختم فرماتے ہیں۔ بسم اللہ ماشاء اللہ لایسوق الخیر الا اللہ ماشاء اللہ لایصرف السوء الا اللہ ماشاء اللہ ما کان من نعمۃ فمن اللہ ماشاء اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ الیاس علیہ الصلوۃ والسلام لشکر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک غار میں یہ دعا کرتے ملے اللھم اجعلنی من امۃ احمد المرحومۃ المبارکۃ المستجاب لہا۔ خضر علیہ الصلوۃ والسلام بعد وصال اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعزیت کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستہ میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کرتے اور اون پر تکیہ لگائے ہوئے راہ چلتے نظر آئے اکابر اولیاء کرام کے پاس اکثر تشریف لایا کئے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس وعظ میں بکثرت کرم فرمایا اور ابتک اولیا سے ملتے ہیں جنگل میں بے بسی کے وقت مسلمانوں کی مدد فرماتے ہیں۔ ۹ ان احادیث کی تفصیل خصائص کبریٰ امام جلال الدین سیوطی وکتاب الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ سید علامہ محمد ابن عبدالرسول برزنجی وغیرہما میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ مرسلہ عبدالکریم شہر کانپور محلہ بنگام گنج ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مسلمان طریقہ معرفت میں کسی پیر کا مرید نہ ہو تو کیا حشر میں اوس کا پیر شیطان ہوگا۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ ایک حدیث روایت کی جاتی ہے من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطن جس کا کوئی

پیر نہیں، شیطان اوس کا پیر ہے اس کے پورے مصداق وہ لوگ ہیں کہ مشائخ کرام کے قائل ہی نہیں جیسے روافض و وہابیہ وغیر مقلدین اور شرف و برکت اتصال بمحبوب ذوالجلال علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت سنت متوارثہ مسلمین ہے اور اوس میں بے شمار منافع و برکت دین و دنیا و آخرت ہیں بلکہ وہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کے طرق جلیلہ سے ہے۔ وہو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ حکیم عبدالجبار خاں دہام پور ضلع بجنور ۲۹ ربیع الاول شریف ۳۵ھ۔

(۱) کیا سید پر دوزخ کی آنچ قطعاً حرام ہے اور وہ کسی بداعمالی کی پاداش میں دوزخ میں جا ہی نہ سکے گا۔

(۲) آل فاطمہ کا مخصوص اعزاز و امتیاز کیا حضرت فاطمہ خاتون جنت کے ذریعہ سے ہے کیونکہ جناب سیدہ موصوفہ سید کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں۔ یا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی ذات خاص کی بدولت یہ رتبہ سادات ہے۔ فقط

الجواب ۔ سادات کرام جو واقعی علم الٰہی میں سادات ہوں اونکے بارے میں رب عزوجل سے امید واثق یہی ہے کہ آخرت میں اون کو کسی گناہ پر عذاب نہ دیا جائے گا حدیث میں ہے انما سمیت فاطمۃ لان اللہ تعالیٰ حرمھا وذریتھا علی النار ان کا فاطمہ اس لئے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انکو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام فرما دیا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا ان اللہ غیر معذبک ولا احد من ولدک اوکما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اے فاطمہ اللہ نہ تجھے عذاب کریگا نہ تیری اولاد میں کسی کو مگر حکم قطعی بے نص قطعی ناممکن ہے۔ (۲) امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد امجاد اور بھی ہیں قریشی ہاشمی علوی ہونے سے اون کا دامان فضائل مالامال ہے مگر یہ شرف اعظم کہ حضرات سادات کرام کو ہے اون کے لئے نہیں یہ شرف حضرت بتول زہرا کی طرف سے ہے کہ فاطمۃ بضعۃ منی فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ کل بنی اب ینتمون الی عصبتھم وابیھم الا بنی فاطمۃ فانا ابوھم۔ سب کی اولادیں اپنے باپ کی طرف نسبت کی جاتی ہیں سوا اولاد فاطمہ کے کہ میں اون کا باپ ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ حکیم عبدالشکور صاحب از ڈاکخانہ رتسڑ ضلع بلیا ۲ ربیع الآخر ۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین سوالات مندرجہ ذیل میں (۱) زید کہتا ہے کہ اس پر ائمہ مجتہدین و علمائے کاملین و حضرات محدثین کا اتفاق ہو چکا ہے کہ ان صحاح ستہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دہن مبارک کے ارشاد فرمائے ہوئے کلمات بعینہ اوس حدیث میں موجود نہیں بلکہ صحابہ نے معنی مرادی ہی کو اختیار فرما کر اوس پر حدیث کا حکم دیدیا ہے۔ زید کا یہ قول صحیح ہے یا غلط اور ایسے شخص پر آپ کا کیا فتویٰ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث لفظی کو رد کرتا ہے۔

ع۲ حدیث اول ماخلق اللہ نوری واول ماخلق اللہ العقل واول ماخلق اللہ القلم واول ما خلق اللہ العرش یہ چار حدیثیں ہیں ان میں سے کون صحیح ہے اور کون موضوع زید کہتا ہے کہ حدیث اول ماخلق اللہ نوری بالمعنی صحیح ہے اگرچہ اس کے الفاظ کتابوں میں مذکور نہیں۔ اب علما سے سوال یہ ہے کہ جس حدیث کے الفاظ کتب احادیث میں مذکور نہیں اوس کو موضوع کہیں گے یا نہیں اور اسکے مرادف کون حدیث ہے جس کے اعتبار سے کہا جائے کہ یہ حدیث بالمعنی صحیح ہے اور حدیث کے موضوع ہونے کے لئے کیا شرط ہے الفاظ اور معنی دونوں یا صرف الفاظ معنی نہیں۔ جواب مفصل تحریر فرمایئے مع حوالہ کتب بینوا توجروا۔

الجواب ۔ ع۱ روایت حدیث کے دونوں طریقے ہیں روایت باللفظ و روایت بالمعنی خود حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم نے تحدیث بالمعنی کی اجازت فرمائی ہے قرآن عظیم کے نظم کریم و حکم عظیم دونوں کے ساتھ تعبد ہے اوس میں نقل بالمعنی جائز نہیں حدیث کے حکم کے ساتھ تعبد ہے جو الفاظ کریمہ جوامع الکلم سے ارشاد ہوئے ہیں وہ بعینہا منقول ہیں اور باقی میں لفظ پر اقتصار موجب ضیق و عسر تھا اور اللہ عزوجل فرماتا ہے ماجعل علیکم فی الدین من حرج اور وہ یقینا حدیث ہے اوسے یہ کہنا کہ صحابہ نے اوس پر حدیث کا حکم دیدیا ہے ایک بہت برا پہلو رکھتا ہے بادشاہ فرمائے زید سے کہو کہ ابھی آئے اوس پر حکم پہنچانے والا زید سے جاکر کہے کہ ظل سبحانی نے فرمایا ہے فوراً حاضر ہو تو بیشک اوس نے بادشاہ ہی کا حکم پہنچایا اور بادشاہ ہی کی بات نقل کی ع۲ عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یاجابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ۔ اے جابر بیشک اللہ تعالی نے تمام عالم سے پہلے تیری نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا یہ اوس معنی میں نص صریح ہے اور قلم و عقل کے بارے میں بھی احادیث ذکر کی جاتی ہیں جن میں سے احادیث عقل غایت درجہ ضعیف میں ہیں۔ حدیث کے حب معنی حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ثابت اور صحیح ہیں تو اوسے موضوع نہیں کہہ سکتے ورنہ صحیحین کی صدہا حدیثیں معاذ اللہ موضوع ہوجائیں گی ہاں اگر کوئی یہ دعوی کرے کہ یہی الفاظ بعینہا زبان اقدس سے صادر ہوئے ہیں اور اسکا ثبوت نہو تو وہ سخت خاطی ہے اور اگر دانستہ ایسا کہے تو من کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار میں داخل واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از مطبع اہلسنت وجماعت بریلی مسئولہ منشی اعجاز احمد صاحب قیصر مرادآبادی کاتب مطبع مذکور ۵ رجب ۱۳۲۵ھ

اسی پہ آپکو قیصر مسلمانی کا دعوی ہے + کبھی یاد خدا کرلیں کبھی ذکر بتاں کرلیں۔ یہ بحر ہزج سالم ہے یا مزاحف مسبع۔ کریں اور کرلیں میں کیا فرق ہے اور کرلیں کی کیا فارسی ہوگی۔

الجواب ـــــ ۔ مثمن سالم ہے تین کا نون تقطیع میں حسب قاعدہ نہ آئیگا لہذا مسبغ نہیں ہاں ایک مصرع مسبغ ہے ع اسیران قفس کا دم گھٹا جاتا ہے اے صیاد ۔ فعل کا اثر اپنے لیئے حاصل کرنا ہو خواہ دوسرے کے لیئے اوسے مطلقاً کرنا کہیں گے اور کرلینا وہاں کہ اپنے لئے تحصیل اثر مقصود ہو اگرچہ اسیقدر کہ اوس سے فراغ حاصل ہوا میں نے بات کرلی یعنی کرچکا اور کردینا وہاں کہ دوسرے تک وصول اثر مقصود ہو نفع خواہ ضرر نکاح کرلیا یعنی اپنا اور کردیا یعنی دوسرے سے اور کیا دونوں کو شامل ہے سر اپنا چاک کرلیا اور دوسرے کا کردیا اور کیا عام ۔ فارسی میں اس مختصر ترکیب کا ترجمہ نہیں اور یہ فقط کرنے ہی سے خاص نہیں بلکہ ہر فعل میں ہے جیسے کھالو پی لو مگر دو وہیں ہوگا جہاں دوسرے پر اثر پہنچے کھا دو نہ کہا جائیگا انار توڑ دو یعنی دوسرے کو اور توڑ لو یعنی اپنے لئے اور اگر دوسرے کے لئے توڑ رہا ہے اوس سے کہا انار توڑ لو تو ایک بات نہیں یہاں وہی بمعنی فراغ ہے کہ یہ اثر اپنے لئے ہے ۔ فقط ۔

اجازت نامہ اوراد و وظائف و اعمال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے جملہ نقوش و تعویذات خاندانی جو فقیر کو اپنے مشائخ کرام رضی اللہ تعالی عنہم یا حضرت جناب سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ مارہروی قدس سرہ العزیز یا ارشادات ائمہ کرام و اولیائے عظام و علمائے اعلام سابقین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے پہنچے یا فقیر نے بفضلہ تعالی مجاز و ماذون ہوکر خود ایجاد کئے یا آئندہ ایجاد کروں اون سب کی اجازت عامہ تامہ صحیحہ نجیحہ اپنے خواہر زادہ برخوردار حکیم علی احمد خاں سلمہ کو دی مولی تعالی اپنے کرم سے برکت فرمائے شرط یہ ہے کہ کسی کام خلاف شرع کیلئے نہ خود استعمال کریں نہ کسی ایسے کو دیں یا بتائیں جو کوئی کام خلاف شرع چاہتا ہو ۔

۱ جسطرح عورتیں اکثر تسخیر شوہر چاہتی آتی ہیں ہمارے کہنے میں ہوجائے جو ہم کہیں وہی کرے یہ حرام ہے ۔ حدیث میں اسے شرک فرمایا اللہ عزوجل نے شوہر کو حاکم بنایا نہ کہ محکوم ۔ ۲ یا یہ چاہتی ہیں کہ اپنی ماں بہن سے جدا ہوجائے ۳ یا اون کو کچھ نہ دے ہمیں کو دے یہ سب مردود خواہشیں ہیں ۔ ۴ مقدمات فوجداری میں مسلمانوں کو نقوش حفاظت دیئے جائیں ۔ ۵ دیوانی و مال کے مقدمات میں جبتک معلوم نہو کہ یہ حق پر ہے نہ دیں کہ ظالم کی اعانت حرام ہے ۶ حب و تسخیر عورت کے لیئے نقش و عمل کسی کو نہ دیا جائے اس میں اکثر مقاصد فاسد بھی ہوتے ہیں اگر فی الواقع نکاح ہی کا طالب ہو جب بھی صریح اندیشہ معصیت ہے کہ اجنبی کی محبت دل عورت میں پیدا ہونا سم قاتل ہے ممکن کہ نکاح میں تعویق ہو یا اولیائے زن نہ مانیں اور محبت طرفین سے پیدا ہوچکی تو اس کا نتیجہ برا ہو ۔ ۷ یونہیں اگر تسخیر زن نہ چاہے بلکہ اولیائے زن کی تسخیر کہ وہ اس سے نکاح کردیں اور یہ اون کا کفو نہ ہو یعنی ایسا کم ہو کہ اس سے اوس کا نکاح اولیائے زن کے لئے باعث مطعونی یا معصیت شرعی ہو جب بھی ہرگز نہ دیں کہ یہ مسلمانوں کو

مضرت رسانی ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس مقصد کے لئے مطلقاً دیا ہی نہ جائے نکاح خصوصاً ہندوستان میں عمر بھر کا ساتھ ہوتا ہے اور انجام کا علم اللہ عزوجل کو۔ ممکن کہ یہ رشتہ طریقین میں کسی کے لئے شر ہو تو شر کا سبب بنانہ چاہیئے یہاں ایسوں کو ہمیشہ یہی ہدایت کی جاتی ہے کہ استخارہ شرعی کریں اور دعا کہ اللہ عزوجل وہ کرے جو بہتر ہو۔ [9] نہ خود کسی مسلمان کی ضرر رسانی کا کوئی عمل کیا جائے نہ کسی کو بتایا جائے اگرچہ وہ اپنی کتنی ہی مظلومی اور اوس کا ظالم و موذی ہونا ظاہر کرے ہاں اگر ثبوت شرعی سے ثابت ہو جائے کہ وہ عام طور پر موذی وظالم ہے تو اوس کے لئے اوسی قدر ضرر کی خواہش روا ہے جس قدر کا شرعاً اوسے استحقاق ہے اوس سے زیادہ حرام ہے اور اس کا صحیح معیار پر اندازہ خصوصاً اپنے معاملہ میں بہت دشوار ہوتا ہے لہذا ہمیشہ یہاں یہ گرہی ہاتھ میں رکھی تلوار کام میں نہ لائی گئی اسی پر عمل رہے مسلمانوں کو لوجہ اللہ تعویذات واعمال دیئے جائیں دنیوی نفع کی طمع نہ ہو جیسا آجتک بحمد اللہ تعالٰی یہاں کا دستور ہے۔ [10] کفار کو اگر نقوش دیئے جائیں تو مضمر۔ اونہیں مظہر کی اجازت نہیں اور وہ بھی اوس امر میں ہو جس سے کسی مسلمان کا نقصان نہ ہو اور اون سے معاوضہ لینے میں مضائقہ نہیں بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت ہے۔ [11] جو کافر خصوصاً مرتد جیسے قادیانی نیچری وہابی رافضی چکڑالوی غیر مقلد مسلمان کو ایذا دیا کرتا ہو اگرچہ رسائل کی تحریر یا مذہبی تقریر سے اوس پر سے دفع بلا خواہ رفع مرض کا بھی نقش نہ دیا جائے اور ایسا نہ ہو اور اوس کام میں کسی مسلمان کا ذاتی نقصان بھی نہ ہو جب بھی مرتدوں کا مبتلائے بلا ہی رہنا بھلا۔ اور اگر دینی تو ضرور بمعاوضہ کہ اوس میں دینی نفع تو تھا ہی نہیں دنیوی بھی نہ ہو تو آخر کس لئے۔ [12] یہ بارہ باتیں بطور نمونہ ہیں غرض ہر طرح مصلحت شرعیہ ملحوظ رہے اللہ عزوجل توفیق دے۔ آمین۔

سلخ رجب مرجب ۱۳۳۵ھ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا وآلہ افضل الصلوۃ والتحیۃ۔

حامی دین متین ماحی البدعۃ والشرک محی الدین جناب مولنا زاد اللہ شرفہ۔ بعد ہدیہ سلام وسنت رسول علیہ الصلوۃ والسلام معلوم فرمادیں ایک فتوٰی جس میں چند سوال ہیں آنجناب کی خدمت میں پیش کرنے کا قصد ہے اگرچہ دارہیں اسلامیہ وجائے افتا تو ہندوستان میں کثیر ہیں ولیکن بندہ کی خوشی یہ ہے کہ آنجناب کی لسان ترجمان فیض رسان وکلک سے جواب ظہور میں آئے اسوقت چونکہ رمضان شریف ہے روزہ کی وجہ سے شاید جواب میں دقت وکلفت ہو بدیں خیال مقدم یہ جوابی خط ارسالی کرکے آنجناب کی مرضی مبارک کی جاتی ہے کہ اگر فتوٰی اس وقت رمضان شریف میں بھیجا جائے تو کیا اسوقت جواب مل سکتا ہے یا کہ بعد رمضان شریف اگر بعد رمضان شریف فتوٰی بھیجا جائے تو شوال کے کتنی تاریخ تک بھیجا جائے آپ کے جواب کی انتظاری ہے جیسا آپ فرمائینگے ویسا کیا جاویگا۔ فقط زیادہ والسلام۔ جوابی خط ارسال ہے۔

جناب من سلکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ رمضان مبارک میں بھی فتاوے بفضلہ تعالٰی

لکھے جارہے تھے آپ نے استفتاء بتایا کس مضمون کا ہے بعض ضروری و فوری ہوتے ہیں بعض مہلت و فرصت کے بعض ایسے کہ جواب دینا ہی بیکار یا ضروریات کے آگے ناقابل اعتبار۔ غرض فتاوی کہ پوچھے جاتے ہیں اون کے حالتیں بہت مختلف ہیں لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہمارے ہر فتوی کا جواب ملنا شرعًا لازم ہے اور وہ بھی تحریری اور حضرت سیدنا ابن مسعود علیہ الرضوان فرماتے ہیں من افتی فی کل ما استفتی فھو مجنون جو ہر استفتا کا جواب دے مجنون ہے یہ اس لئے لکھدیا کہ اگر آپ نوعیت سوال سے مطلع فرماتے تو جواب لاؤ لم و دیر و شتاب معین ہو سکتا

والسلام۔

مسئلہ از سہسرام ضلع گیا محلہ پٹیان ٹولی عرف نیم کا سے خاں مرسلہ حکیم سراج الدین احمد صاحب ۱۷ شوال ۱۳۳۵ھ

دیوبندی سہارنپوری، نانوتوی والہ آبادی وغیرہم واعظین مدارس، و مساجد کی تعمیر و تحفظ میں بلاترجیح یکدیگر جو کچھ اقوال مختلفہ بیان کرتے ہیں کہاں تک حق بجانب ہے تاوقتیکہ بدعت واجب مندوب مباح حرام مکروہ اور بدعت کی وجہ حسن و قبح اور فرق درمیان بدعت و مباح و تخصیص حدیثین من سن سنۃ حسنۃ و من سنۃ سیئۃ الحدیث احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ ۳ من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاھا اللہ کے مطابق ہر امور حسنہ کو سیئہ سے پاک رہنے کا حال مفصل نہ کہہ سنائیں کہ عوام غلط فہمی سے حق تلفی کرکے امور حسنہ کو آمیزش ممنوعات کے مذموم نہ کردیں اگر اسکا التزام مذکورین اپنے اپنے وعظ میں نہ کریں تو مورد الزام ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب واعظ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو دیوبندی عقیدے والے مسلمان ہی نہیں۔ اون کا وعظ سننا حرام اور دانستہ اونہیں واعظ بنانا کفر علمائے حرمین شریفین نے فرمایا ہے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اسیطرح تمام وہابیہ غیر مقلدین فانھم جمیعا اخوان الشیاطین۔ دوسری شرط سنی ہونا غیر سنی کو واعظ بنانا حرام ہے اگرچہ بالفرض وہ بات ٹھیک ہی کہے حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں اتخذ الناس رؤسا جھالا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا لوگوں نے جاہلوں کو سردار بنا لیا اونھوں نے بے علم احکام شرعی بیان کرنے شروع کئے تو آپ بھی گمراہ ہوئے اور اوروں کو بھی گمراہ کیا۔ چوتھی شرط فاسق نہ ہونا تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اہانتہ شرعًا اور جب یہ سب شرائط مجتمع ہوں سنی صحیح العقیدہ عالم دین متقی وعظ فرمائے تو عوام کو اوس کے وعظ میں دخل دینے کی اجازت نہیں وہ ضرور مصالح شرعیہ کا لحاظ رکھے گا ہاں اگر کسی جگہ کوئی خاص مصلحت ہو جس پر اوسے اطلاع نہیں تو پیش از وعظ مطلع کردیا جائے کہ یہاں یہ حالت ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ مرسلہ جناب قاضی ارشاد علی صاحب از بیسلپور ضلع پیلی بھیت ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ استن حنانہ یعنی وہ چوب خشک جس سے حضور پرنور علیہ الصلوۃ والسلام

تکیہ لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے اور حس کا قصہ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مثنوی شریف میں تحریر فرمایا ہے کیسا اُس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دفن کیا اور اُسکی نماز جنازہ پڑھی۔

الجواب ۔ نماز جنازہ پڑھنا غلط ہے اور منبر شریف کے نیچے دفن کرنا ایک روایت میں آیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مقام گڈہوا ضلع پلاموں مرسلہ حکیم محمد عبدالحق صاحب۔

(۱) جو شخص کسی پیر سے مرید ہوا ہو اور قبل اس کے کہ وہ طریقت کی تعلیم پورے طور سے پائے اوسکے پیر نے انتقال کیا تو مرجانے اول پیر کے وہ شخص کسی دوسرے عالم سے جو علم قرآن و حدیث و فقہ میں کامل و سند یافتہ ہو اور پیر کامل سے اوسکو اجازت مرید کرنیکی اور خلافت حاصل ہو مرید ہو سکتا ہے یا نہیں اور مرید ہونا اوس کا شرعاً از روئے طریقت جائز و درست ہوگا یا نہیں۔

(۲) ۔ پیر ہونے کے لئے سید اور آل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہونا ضرور ہے دوسرے قوم کا عالم طریقت سے واقف و پیر سے اجازت و خلافت پایا ہوا پیر ہونے اور مرید کرنیکے قابل نہیں ہو سکتا ہے یا کیا تحقیق اس مسئلہ کی ہے مع سند جواب درکار ہے۔ بینوا ایہا العلماء الکرام جزاکم اللہ یوم القیام

الجواب ۔ جائز ہے اس پر شرع سے کوئی ممانعت نہیں جبکہ وہ عالم چاروں شرائط پیری کا جامع ہو۔ اگر (ایک) شرط بھی کم ہے تو اوس سے بیعت جائز نہیں سب میں اہم و اعظم شرط مذہب کا سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علمائے حرمین شریفین ہونا۔ دوسری شرط فقہ کا اتنا علم کہ اپنی حاجت کے سب مسائل جانتا ہو اور حاجت جدید پیش آئے اوس کا حکم کتاب سے نکال سکے بغیر اس کے اور فنون کا کیتنا ہی بڑا عالم ہو عالم نہیں تیسری شرط اوس کا سلسلہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک صحیح و متصل ہو۔ چوتھی شرط علانیہ کسی کبیرہ کا مرتکب یا کسی صغیرہ پر مصر نہ ہو ان شرائط کے ساتھ اوس سے ارادت کر سکتا ہے۔ مگر یہ ارادت ارادت استفاضہ ہوگی نہ ارادت استعاضہ یعنی پیر کو چھوڑ کر اوسکے عوض پیر بنانا کہ جو ایسا کریگا دونوں طرف سے محروم رہے گا۔ بشرطیکہ اوس کا پہلا پیر اون چاروں شرائط کا جامع تھا اور اگر اُس میں وہ شرطیں نہ تھیں تو وہ پیر بنانے کے قابل ہی نہ تھا آپ ہی کسی دوسرے جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت چاہئے۔

(۲) ۔ یہ محض باطل ہے پیر ہونے کے لئے وہی چار شرطیں درکار ہیں سادات کرام سے ہونا کچھ ضرور نہیں ہاں اون شرائط کے ساتھ سید بھی ہو تو نور علی نور۔ باقی اوسے شرط ضروری ٹھہرانا تمام سلاسل طریقت کا باطل کرنا ہے سلسلۂ عالیہ قادریہ سلسلۃ الذہب میں سیدنا امام علی رضا اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جتنے حضرات ہیں کوئی سادات کرام سے نہیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں تو امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بعد ہی سے امام حسن بصری ہیں کہ نہ سید نہ قریشی نہ

عربی اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا خاص آغاز ہی حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے اسی طرح دیگر سلاسل رضوان اللہ تعالٰی علٰی مشایخہا اجمعین واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از ڈاکخانہ دباموں کے تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ مرسلہ محمد قاسم صاحب قریشی مدرس مدرسہ مورخہ ۲۷ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

سوال رفع اشتباہ کے لئے مطلع فرمادیں کہ دن رات کی تبدیلی کا موجب گردش ارضی ہے یا سماوی جواب سے بتفصیل مشکور فرمادیں اللہ تعالٰی جزائے خیر و توفیق نیک عطا فرمادے

الجواب - دن رات کی تبدیلی گردش ارضی سے ماننا قرآن عظیم کے خلاف اور نصارٰی کا مذہب ہے اور گردش سماوی بھی ہمارے نزدیک باطل ہے حقیقۃً اس کا سبب گردش آفتاب ہے قال اللہ تعالٰی والشمس تجری لمستقرلہا ذلك تقدیر العزیز العلیم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ - از محلہ بارہ ریواڑی ضلع گورگانوہ ہزاری مرسلہ مرزا یوسف صاحب مورخہ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں جس کے متعلق حدیث شریف ذیل میں درج ہے عن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لایزال الاسلام عزیزا الی اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش وفی روایۃ لایزال امر الناس ماضیا ما ولیھم اثنا عشر رجلا کلھم من قریش وفی روایۃ لایزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ اویکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش۔ اشارۃً یہ عبارت کتاب سے نقل کردی ہے مجھ کو عربی لکھنے پڑھنے کی مہارت نہیں ہے لہذا یہ کام اہل علم کا ہے کہ وہ ذرہ سے اشارہ سے سمجھ لیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ بموجب اس حدیث شریف کے وہ کون سے بارہ خلیفہ قریش میں سے آں سرور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد جانشین یا ولیعہد یا نائب منجانب خدا و رسول امت محمدیہ میں قابل شمار ہیں چونکہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے لیں تو پوری تعداد ہوگی اور اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لیں تو اصحاب ثلثہ رہ جاتے ہیں غرض کون سی وہ صورت حق ہے جو اس حدیث شریف کا مصداق ہے یا یہ حدیث ہی نہیں ماننے کے قابل ہے۔ اللہ تعالٰی آپ کو جزائے خیر عنایت کرے جواب سے ممنون فرمائیے۔

الجواب - حدیث ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہی شمار لینا لازم کہ اسی حدیث کی ایک روایت میں ہے یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ ابوبکر لایلبث الا قلیلا میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے ابوبکر تھوڑی ہی دن رہیں گے۔ اس میں مراد وہ خلفا ہیں کہ والیان امت ہوں اور عدل و شریعت کے مطابق حکم کریں ان کا متصل مسلسل ہونا ضرور نہیں نہ حدیث میں کوئی لفظ اس پر دال ہے اور ان میں سے خلفائے اربعہ و امام حسن مجتبٰی و امیر معاویہ و حضرت عبداللہ بن زبیر و حضرت عمر بن عبدالعزیز معلوم ہیں اور آخر زمانہ

ہیں حضرت سیدنا امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ نو ہوئے باقی تین کی تعیین پر کوئی یقین نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از ایلٹا کاٹھیاوار مرسلہ سید قاسم علی قادری مورخہ ۴ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

مخدومی و مطاعی بندہ قبلہ مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب مدظلہٗ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

میں قادریہ خاندان میں مرید ہوئے تھے مگر چونکہ اب حضرات نقشبند کے بزرگ سرہند شریف سے یہاں آتے ہیں جس کے وجہ سے یہاں کے لوگ خاندان نقشبند میں اب بیعت ہوتے جاتے ہیں۔ اور سلسلہ قادریہ عالیہ روز بروز گھٹتا چلا ہے۔ مجھے بھی لوگوں نے مجبور کیا ہے کہ ہم بھی بیعت اس خاندان میں کرو مجھے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کی اردو تینوں جلدیں دی گئی ہیں اس کو پڑھکر میں اس کا خلاصہ آپ سے طلب کرتا ہوں کہ اس خاندان میں بیعت ہونا چاہئے یا نہیں۔ اور مکتوبات اور دیگر کتب خاندان نقشبندیہ پر اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ ہمارے نزدیک خاندان عالیشان قادری سب خاندانوں سے اعلیٰ و افضل ہے اور تبدیل شیخ بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں حدیث میں ارشاد ہوا من رزق فی شیئ فلیلزمہ مکتوبات مثل اور کتب مشائخ کے ہے اور تفصیل عقائد اہلسنت و بیان مسائل نفیسہ فقہ و کلام کے سبب بہت کتب پر مزیت ہے البتہ سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ ائمہ دین کا ارشاد کل ماخوذ من قولہ الخ سوائے قرآن عظیم سب کتب کو شامل ہے نہ اوس سے ہدایہ درمختار مستثنیٰ نہ فتوحات و مکتوبات و ملفوظات اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل فتاوی فقیر میں ہے۔

مسئلہ ۔ از جے پور مکان نواب واجد علی خانصاحب مرسلہ جناب مولوی محمد رکن الدین صاحب الوری مورخہ ۱۴ صفر ۱۳۳۶ھ

تاج العلماء رمائہ نازہ ماسیان مخزن علوم حضرت مولانا الحاج مولوی احمد رضا خانصاحب مد اللہ ظلالکم۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ایک مدت سے گو ذریعہ مراسلت دریافت خیریت مزاج وہاج سے قاصر ہوں مگر الحمد للہ کہ مردمان آیندگان کی زبانی خیریت معلوم ہونے سے مسرت ہوتی رہتی ہے ایک عرصہ کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے دربار دُربار میں حاضری کا اتفاق ہوا واپسی میں جے پور بھی نواب واجد علی خاں صاحب کے طلب کرنے پر قیام کرنا پڑا۔ ایک مولوی وہابی سے گفتگو ہوئی۔ اثنائے گفتگو میں مولوی عبدالسمیع صاحب مرحوم مغفور کی اوس عبارت پر کہ جو انہوں نے حدیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد کے نسبت لکھا ہے کہ شارحین نے مالیس منہ کی شرح میں یہ لکھا ہے فیہ اشارۃ الی ان احداث مالا ینازع الکتاب

والسنۃ لیس بمذموم یہ اعتراض کیا کہ یہ الفاظ کسی شرح میں نہیں ہیں اور دقت صحیحین کو جو دیکھا گیا
تو نہ مولوی احمد علی سہارنپوری کے شرح میں اور نہ نووی میں اس کا پتہ لگا۔ لہذا گذارش ہے کہ جناب اس
عبارت کو تحریر فرما دیں کہ کونسی شرح میں ہے کیونکہ مولوی عبدالسمیع صاحب مرحوم نے بھی کسی شرح کا حوالہ نہیں
دیا دوسرے شاہ احمد سعید مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق الحق المسائل کے اندر ثبوت سوم و چہلم میں بحوالہ حاشیہ
یہ عبارت نقل فرمائی ہے ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر و زمان یقرءون القرآن ویھدون ثوابہ
لموتاھم وعلی ھذا اھل الصلاح والدیانۃ من کل مذہب من المالکیۃ والشافعیۃ وغیرھم ولا ینکر ذلک منکر
فکان اجماعا عند اھل السنۃ والجماعۃ خلافا للمعتزلۃ۔ شاہ صاحب موصوف نے بھی کسی شرح کا حوالہ نہیں دیا
اس کے بارے میں بھی عرض ہے کہ جناب تحریر فرما دیں کہ یہ عبارت کون سی شرح میں موجود ہے۔ وہابی حضرات
کا یہ اعتراض ہے کہ سنی یونہیں جھوٹے حوالے دیتے ہیں۔ فقیر کے بھی نظر سے نہیں گزرا۔ جواب باصواب اور
روانہ فرمایا جائے بفضل تعالیٰ یہاں سے تو اس وہابی کو نکلوا دیا ہے مگر ہمکو بھی تو ان عبارتوں کی اصلیت معلوم
ہونا چاہیئے زیادہ نیاز مسکین محمد رکن الدین نقشبندی قادری الوری

الجواب۔ مولینا المکرم ذی المجد الکرم اکرم الاکرم تعالیٰ وکرم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پہلی عبارت
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علی قاری طبع مصر جلد اول صـ۱۷۷ سطر اخیر شروع باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ میں
ہے اور دوسری بنایہ شرح ہدایہ للامام محمود العینی طبع لکھنؤ جزء ثانی از جلد اول اوائل صـ۱۶۱۲ آغاز باب الحج
عن الغیر میں۔ جناب لانا اہلسنت آئینہ ہیں وہابی کو آئینے میں اپنا ہی مونہہ دکھا دیا۔ یہ شیوہ وہابیہ کا ہے کتابیں
دل سے گڑھ لیں علماء دل سے تراش لیے۔ پھر عبارت گڑھنی کیا مشکل ہے۔ والسلام۔

سوال۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ من جانب احقر العباد ملک محمد امین جالندھر شہر۔
مجموعہ فتاوی عبدالحی صاحب اہلسنت والجماعت کے مطابق ہے یا کچھ گڑبڑ ہے اطلاع بخشی جاوے۔

الجواب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ اوس میں بہت مسائل میں فرق ہے
خصوصاً پہلی اور دوسری جلد میں جس کی کچھ کچھ اصلاح خود انھوں نے اپنی طرف سے سوالات قائم کرکے کی ہے والسلام

مسئلہ۔ از امروہہ مرسلہ رفیق احمد صاحب عباسی محلہ مورخہ ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ
مرشدی ومولائی مد فیوضکم العالی۔
بعد آداب و نیاز غلامانہ گذارش ہے کہ یہاں بعض اشخاص اس امر کے مدعی ہیں کہ سادات بنی فاطمہ
علیہا الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی متنفس خواہ وہ کوئی مشرب رکھتا ہو اور کیسے ہی اعمال کا ہو نار دوزخ
سے بری ہے اور ثبوت میں آیت تطہیر و حدیث اکرموا اولادی الخ وغیرہ کے علاوہ شیخ اکبر محی الدین ابن
عربی کی فتوحات مکیہ کا باب سلمان فارسی پیش کرتے ہیں اس کے متعلق آں قبلہ کی جو کچھ رائے اقدس ہو

اُس سے مطلع فرمایئے۔ زیادہ آرزوئے قدمبوسی فقط۔

الجواب ۔ سید کوئی مشرب رکھتا ہو یہ لفظ بہت وسیع ہے آجکل بہت مشرب صریح کفر وارتداد کے ہیں جیسے قادیانی، نیچری، رافضی، وہابی، چکڑالوی۔ دیوبندی وغیرہم جو مشرب کفر رکھتا ہو ہرگز سید نہیں۔ انہ لیس من اھلک وانہ عمل غیر صالح ہاں سلامت ایمان کے ساتھ اعمال کیسے ہی ہوں اللہ عزوجل کے کرم سے امید واثق یہی ہے کہ جو اس کے علم میں سید ہیں اون سے اصلا کسی گناہ پر کچھ مواخذہ نہ فرمائے حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرمہا اللہ وذریتہا علی النار۔ رواہ البزار وابو یعلی والطبرانی فی الکبیر والحاکم وصحح وتمام فی فوائدہ کلھم عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ اسی باب میں اور احادیث بھی وارد ہیں کہ ذریت بتول زہرا عذاب سے محفوظ ہے۔ وزعم المناوی "اما ھی وابناھا فالمراد فی حقھم التحریم المطلق واما من عداھم فالمحرم علیھم نار الخلود" اھ و رأیتنی کتبت علیہ **اقول** قد علم المحفوظون من اھل السنۃ والجماعۃ ان نار الخلود محرمۃ علی کل من قال لاالٰہ الااللہ فما خصوصیۃ ذریۃ زھراء بل المعنی بحول العزیز المقتدر ھو التعمیم واللہ ذوالفضل العظیم۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از پورسہ پوسٹ آفس نیت پور ضلع دیناج پور مرسلہ محمد حافظ علی صاحب امام وجمعدار پورسہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

شخصے می گوید کہ سوائے قصہ ابن الصیاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم با دجال ملاقات کردہ بودند دجال بر صورت خود کہ بوقت خروج باشدہ بود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ممانعت آنحضرت گوش نہ کردہ بر آن دجال تلوار زدہ بودند اما بر دجال نہ افتادہ بر پیشانی مبارک حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ او فتادہ بود بنابر آن از آں پیشانی مبارک بے انتہا خون جاری شدہ بود وہم بر آں نشانے باقی ماندہ بود وایں روایتش صحیح است یا غلط۔

الجواب ۔ ایں کذب وافترائے محض ست مانا کہ از مختلقات اہل رفض ست قاتلھم اللہ انی یؤفکون۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ بعض اردو کتابوں میں ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا حیض ونفاس سے مبرا ومنزہ تھیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ یہ حدیث میں آیا ہے ان ابنتی فاطمۃ اٰدمیۃ حوراء لم تحض ولم تطمث۔ بیشک میری صاحبزادی بتول زہرا انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض ونفاس سے پاک ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر محلہ قلعہ مرسلہ حامد حسین خاں مورخہ ۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ

مخدومی مکرمی محتشمی دامت برکاتہ سلام علیکم۔ توجناب مہربانیہ مہند لنفو ناکر تحریر فرمائیں کہ مفتیان ذیل

کس مذہب وملت واعتقاد کے لوگ ہیں اور اونکے افعال واقوال کس درجہ تک قابل تسلیم ہیں۔ خادم نوازی سے ممنون ہوگا اور یہ اون کی کتاب مندرجہ ذیل بطور استدلال ہیں کس پایہ کی سمجھی جاتی ہیں زیادہ والسلام۔ علامہ طبرانی۔ صاحب عقد الفرید۔ صاحب خلل ایام فی الخلفاء الاسلام ؟

الجواب۔ وعلیکم السلام۔ محمد بن جریر طبرانی دو گذرے ہیں ایک مفسر محدث سنی شافعی المذہب اونکی تاریخ کبیر کمیاب ونادر الوجود ہے دوسرا رافضی مصنف مطاعن صحابہ ذوالیضاح المسترشد۔ اکثر لوگوں کو دھوکا ہوتا ہے اِس کے اقوال کو اون کی طرف منسوب کرتے ہیں پھر تاریخ کسی کی تصنیف ہو مدار عقیدہ نہیں ہوسکتی مورخ رطب یابس مسند مرسل مقطوع معضل سب کچھ بھر دیتے ہیں ایک عقد الفرید تو دربارہ تقلید علامہ ابوالاخلاص حسین شرنبلالی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تالیف ہے یہ گیارہویں صدی کے ایک متاخر سنی عالم فقیہ حنفی ہیں فقہ حنفی میں نور الایضاح ومراقی الفلاح وامداد الفتاح وغیرہ بہت کتب ورسائل اون کی تصنیف ہیں عقد الفرید میں انکی رائے نہ محققین کو مقبول نہ خود اون کی معمول دوسرا رسالہ اس نام کا شیخ عطاء الدین علی سمہودی کا اسی باب میں ہے تیسرا انساب چوتھا علم تجوید پانچواں کلام چھٹا اخلاق میں صاحب کشف الظنون نے اور ذکر کئے جن کے نام اس کتاب میں دیکھے جاتے ہیں وبس۔ خلل ایام کسی کتاب کا نام بھی سننے میں نہ آیا نہ کشف الظنون میں کوئی کتاب اس نام کی لکھی شاید حال کے کسی شخص کی ہو۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ از کانپور محلہ موتی گنج مرسلہ امام الدین صاحب امام مسجد شکر اللہ صاحب سوداگر ۱۳ ربیع الاخر شریف

سوال۔ خواب کیا چیز ہے ؟

الجواب۔ خواب چار قسم ہے ایک حدیث نفس کہ دن میں جو خیالات قلب پر غالب جب سویا اور اس طرف سے حواس معطل ہوئے عالم مثال بقدر استعداد منکشف ہوا اونہیں تخیلات کی شکلیں سامنے آئیں یہ خواب مہمل وبے معنی ہے اور اسی میں داخل ہے وہ جو کسی خلط کے غلبہ اوسکے مناسبات نظر آتے ہیں مثلاً صفراوی آگ دیکھے بلغمی پانی دوسرا خواب القائے شیطان ہے اور وہ اکثر وحشتناک ہوتا ہے شیطان آدمی کو ڈراتا یا خواب میں اوس کے ساتھ کھیلتا ہے اسکو فرمایا کہ کسی سے ذکر نہ کرو کہ تمہیں ضرر نہ دیگا ایسا خواب دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اعوذ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کرکے دو رکعت نفل پڑھے تیسرا خواب لقائے فرشتہ ہوتا ہے اس سے گزشتہ وموجودہ وآئندہ غیب ظاہر ہوتے ہیں مگر اکثر پردہ تاویل قریب یا بعید میں ولہذا محتاج تعبیر ہوتا ہے چوتھا خواب کہ رب العزۃ بلاواسطہ القا فرمائے وہ صاف صریح ہوتا ہے اور احتیاج تعبیر سے بری۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ۔ مسئولہ نواب میر احمد خانصاحب ۱۵ ربیع الاخر شریف ۱۳۳۶ھ

حضور عالی۔ جدول تحویل تاریخ عیسوی بہ ہجری میں میرے پاس مقابل چھ سو سال کے ابا نبہ لمہ ہے حضور نے ابانب لی لکھا ہے کیا اس جدول میں تبدیلی کی گئی ہے اگر ایسا ہے تو مجھکو از سر نو نقل لینی ہوگی۔

الجواب ۔ ابانبلی ہی ہے صحیح دبجا ۔ یہ نب لہ کسی اہلہ نے لکھوا دیا ۔ اس جدول میں ترمیم کا فرور خیال ہے مگر ابھی ہوئی نہیں وہ ترمیم اسے بالکل کایا پلٹ کر دیگی حتی کہ مداخل شہور وسنین بھی بدل جائیں گے اور وہی صحیح واضح ہوں گے اوس وقت نہ یہ ابانب ل ہوگا نہ نب لہ کچھ اور ہی ہوگا غالبًا ابانب الہ ہو۔ فقط ۔

مسئلہ ۔ از کراچی میمن مسجد رام باغ گاڑی حاطہ ۱۹ ربیع الآخر ۳۶ھ

جو شخص جس کام کے لئے منتخب کیا گیا وہ اوس کو پوری طرح سے ادا نہ کرسے یعنی قاصر رہے تو اسکو کیا سمجھنا چاہئیے ۔

الجواب ۔ اس میں ہزاروں صورتیں ہوسکتی ہیں ایسی گول بات قابل جواب نہیں ہوتی کیا کام کیسا انتخاب کیونکر نہ کرنا ۔ ایک ایسے کام کیلئے منتخب کیا تھا جو اوس کے لئے مباح ہے نہ کیا تو کیا الزام ۔ اور اگر اوس پر فرض تھا اور نہ کیا تو سخت گناہگار اور حرام تھا اور نہ کیا تو بہت اچھا کیا واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از شہر جھنٹ اکاکورع ۲۳ چھاؤنی مسئولہ محمد حسین سہارنپوری ۲۰ ربیع الآخر ۳۶ھ

بکر آقا کے کہنے سے ایک شخص کا مرید ہوگیا اور بکر واقف تمام مرید ہونے کی شرطوں سے صرف آقا کے حکم سے مرید ہوگیا اب بکر لازم بھی نہیں رہا ہے اب بکر کا خیال ہے کہ میں مرید صادق ہوں یا مریدین سے خارج ہوں کیونکہ پیر کی طرف دل رجوع نہیں ہوتا میں چاہتا ہوں کوئی پیر اور کروں ۔

الجواب ۔ اگر پیر سنی صحیح العقیدہ عالم ہے اور اوس کا سلسلہ متصل ہے اور فاسق نہیں تو اوس سے دل رجوع نہ ہونا شیطانی وسوسہ ہے توبہ کرے اور اوس کے ساتھ اپنا اعتقاد درست کرے اور اگر پیر میں ان چاروں باتوں سے کوئی بات کم ہے تو وہ پیر نہیں کوئی اور پیر کہ ان چاروں باتوں کا جامع ہو اوس کے ہاتھ پر بیعت کرے ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از ضلع سیتاپور محلہ قضیارہ مرسلہ الیاس حسین ۲۳ ربیع الاخر ۳۶ھ

بارہ امام جن کے نام عوام میں مشہور ہیں ان میں باستثنائے جناب امام علی مرتضی کرم اللہ وجہہ حضرت امام حسن و حضرت امام حسین حضرت امام مہدی کے کسی اور امام کی نسبت صحیح حدیثوں میں اشارۃً یا صراحۃً کوئی خبر آئی ہے ۔ امامت ان کی ولایت کے درجے پر ماننا چاہئیے یا اس سے بڑھ کر ان کے عقائد و احکام و اعمال وغیرہ ائمہ مجتہدین میں سے کسی ایک کے مشابہ تھے یا سب سے الگ ۔ یہ خود مجتہد تھے یا مقلد بعض اعمال وجفر وغیرہ کی کتابوں میں ان کے اقوال ملتے ہیں یہ کہاں تک صحیح ہیں بعض کا یہ اعتراض ہے کہ صحاح کی کتابوں میں ان کی روایتیں بہت کم لی گئی ہیں حالانکہ انکا خاندانی علم تھا ان سے زیادہ دوسرے کو کہاں تک وتفنیت ہوسکتی ہے اہلسنت کی کتابوں میں ان کے حالات کم لکھنے کی کیا وجہ ہے ۔

الجواب ۔ امام باقر رضی اللہ تعالی عنہ کی بشارت بتصریح نام گرامی صحیح حدیث میں ہے

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکا ذکر فرمایا کہ ان سے ہمارا سلام کہنا سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلب علم کے لئے سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے انھوں نے انکی غایت تکریم کی اور کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یسلم علیك رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو سلام فرماتے ہیں اور اخرج منکما کثیرا طیبا میں ان سب حضرات کی بشارت ہے۔ امامت اگر بمعنی مقتدی فی الدین ہونے کے ہے تو بلاشبہہ ان کے غلام اور غلاموں کے غلام مقتدی فی الدین ہیں اور اگر اصطلاح مقامات ولایت مقصود ہے کہ ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں عبد الملك وعبدالرب انہیں امامین کہتے ہیں تو بلاشبہہ یہ سب حضرات خود غوث ہوئے اور اگر امامت بمعنی خلافت عامہ مراد ہے تو وہ ان میں صرف امیر المومنین مولیٰ علی و سیدنا امام حسن مجتبیٰ کو ملی اور اب سیدنا امام مہدی کو ملے گی وبس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین باقی جو منصب امامت ولایت سے بڑھکر ہے وہ خاصہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے جس کو فرمایا انی جاعلك فی الناس اماما وہ امامت کسی غیر نبی کے لئے نہیں مانی جاسکتی۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ہر غیر نبی کی امامت اولی الامر منکم تک ہے جیسے فرمایا وجعلنٰھم ائمۃ یھدون بامرنا مگر اطیعوا الرسول کے مرتبہ تک نہیں ہوسکتی اس حد پر ماننا جیسے روافض مانتے ہیں صریح ضلالت وبددینی ہے امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک تو بلاشبہہ یہ حضرات مجتہدین و ائمہ مجتہدین تھے۔ اور باقی حضرات بھی غالباً مجتہد ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ نظر بظاہر ہے ورنہ باطنی طور پر کوئی شک کا ~~سے~~ نہیں کہ یہ سب حضرات عین الشریعۃ الکبریٰ تک واصل تھے۔ جو بسند صحیح ثابت یا کسی فقہ معتمد کی نقل ہے اوس کا ثبوت مانا جائیگا ورنہ مجاہیل یا عوام یا ایسی کتاب کی نقل جو رطب و یابس کی جامع ہوتی ہے کوئی ثبوت نہیں۔ صحاح میں صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات بھی بہت کم ہیں رحمت الٰہی نے حصے تقسیم فرمادیئے ہیں کسی کو خدمت الفاظ کسی کو خدمت معانی کسی کو تحصیل مقاصد کسی کو ایصال الی المطلوب نظاہری روایت کی کثرت۔ وجہ افضلیت ہے نہ اوسکی قلت وجہ مفضولیت۔ صحیحین میں امام احمد سے صدہا احادیث ہیں اور امام اعظم و امام شافعی سے ایک بھی نہیں اور باقی صحاح میں اگر ان سے ہیں بھی تو بہت شاذ و نادر حالانکہ امام احمد امام شافعی کے شاگرد ہیں اور امام شافعی امام اعظم کے شاگردوں کے شاگرد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ بلکہ امام احمد کا منصب بھی بہت ارفع و اعلیٰ ہے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ربع اسلام کہا ہے ہزاروں محدثین جو فقیہ تک نہ تھے اون سے جتنی روایات صحاح میں ملیں گی صدیق و فاروق بلکہ خلفائے اربعہ سے اوس کا دسواں حصہ بھی نہ ملے گا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یہ محض غلط و افترا ہے کہ ان کے احوال اہلسنت کی کتابوں میں کم ہیں اہلسنت کی جتنی کتابیں بیان حالات اکابر میں ہیں سب ان پاک مبارک محبوبان خدا کے ذکر سے گونج رہی ہیں اور خود ان کے ذکر میں مستقل کتابیں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سہ (مقام) اصل میں جگہ چھوٹی ہے

مسئلہ ۔ از اسارا اوڈا کخانہ کرہیل ضلع میرٹھ مدرسہ حفاظت الاسلام مرسلہ منشی محمود علی مدرس ۲۰ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

(۱) اس زمانہ میں جبکہ عام جہالت کی گھٹا پھیلی ہوئی ہے تو اس وجہ سے قرآن پاک حدیث شریف فقہ حنفیہ کا بوجہ بعض مسائل شرمناک ہونیکے مثلاً حیض نفاس جماع طلاق ثبوت نسب وغیرہ وغیرہ کے کتب بالا کا ترجمہ کرکے عوام کے روبرو اظہار کرنا کیا منع ہے۔

(۲) کتب فقہ جو مذہب حنفی کی درسی وغیر درسی مثلاً کنز الدقائق۔ شرح وقایہ۔ ہدایہ۔ درمختار۔ عالمگیری شامی۔ قاضیخاں۔ وغیرہ۔ اور اون کی شروح جو مشہور و مدارس عربیہ میں داخل درس ہیں آیا صحیح ہیں یا فرضی۔

(۳) جو مسائل کتب مذکورہ بالا سے اخذ کرکے اردو میں کردیئے جائیں تاکہ عوام اوس سے فائدہ مند ہوں تو کیا وہ قابل یقین وعمل نہ ہوں گے جیسے کتب فارسی وارد و مالابد منہ مفتاح الجنۃ بہشتی زیور وغیرہ۔

(۴) جو شخص باوجود دعوے حنفیت کرتے ہوئے کتب بالا سے انکار کرے اور کہے کہ ان کے مسائل فرضی ہیں حنفی مذہب کے نہیں جس کی وجہ سے ایک گروہ عظیم کا کتب بالا سے اعتقاد خراب ہوجاتا ہے یہ لوگ اپنے دعوے میں مقلد ہوں گے یا غیر مقلد۔

(۵) اکثر لوگ بہشتی زیور کے بعض مسائل پر متفرق طور سے فصل نجاست اور ثبوت نسب وغیرہ میں ہیں اعتراض کرتے ہیں ہم نے اون کی تحقیق کتب فقہ میں کی تو شرح وقایہ درمختار کنز الدقائق میں پائے جاتے ہیں ایک مفتی صاحب کہتے ہیں کہ مسائل فرضی ہیں اون کا کہنا کیونکر صحیح ہے۔

الجواب ۔ ۱؎ ایسے سوال میں قرآن عظیم کا شامل کرنا سوءادب ہے اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہماری ہر حاجت کے متعلق حق و باطل نفع و ضرر پر ہمیں مطلع فرمایا جس طرح ہمیں نماز روزہ سکھایا یونہیں جماع و استنجا تعلیم فرمایا مگر امور شرم کا ذکر طرز بیان مختلف ہونے سے مختلف ہوجاتا ہے ایک ہی مسئلہ اگر حیا کے پیرایہ میں بیان کیا جائے تو کواری لڑکی کو اوس کی تعلیم ہوسکتی ہے اور بے حیائی کے طور پر ہو تو کوئی تہذیب دار مردوں کے سامنے بھی بیان نہیں کرسکتا خصوصاً ترجمہ کہ وہ گویا متکلم کی طرف سے اوس کی زبان کا بیان ہوتا ہے تو نہایت ضرور ہے کہ اوسکی عظمت و شان ملحوظ رہے وہ لفظ لکھے جائیں جو اوس کے کہنے کے ہوں بعض گمراہوں نے ترجمہ قرآن مجید میں اس کا لحاظ نہ رکھا یہ سخت سوءادب ہے۔ غرض ایک ہی بات اختلاف طرز بیان سے تعظیم سے توہین تک بدل جاتی ہے جیسے نوش فرمایئے تناول فرمایئے نوش جان فرمایئے کھاؤ۔ نگلو۔ ٹھونس لو۔ زہر مار کرو اور تعظیم و توہین میں کس قدر مختلف ہیں تو صرف اتنا عذر کہ ہم نے ترجمہ کیا ہے کافی نہیں ہوسکتا جبکہ طرز بیان بیہودہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۲؎ ۔ صحیح بمقابل فرضی کے لئے تو اسقدر بس ہے کہ وہ کتاب جس کی طرف نسبت کی جائے اوس کی ہو اگرچہ

کتنے ہی اغلاط پر مشتمل ہو جن کتابوں کے نام سائل نے لئے اون میں کوئی فرضی نہیں کنز سے قاضیخان تک جتنے نام مذکور ہوئے یہ سب صحیح معنی معتمد بھی ہیں مگر اعتماد کیا حاصل اسکی تفصیل ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

ع۳۔ اگر کتب مذکورہ بالا سے صحیح ترجمہ کیا جائے اور طرز بیان بھی مقبول ومحمود ہو اور اپنی طرف سے کچھ افعاف نہ ہو تو وہ گو دہیں کتابوں کا دجو دثانی ہوگا یقین تو اعتقادیات میں درکار ہوتا ہے اور قابل عمل وہ مسئلہ جو غنی ۔ ہونا لابدمیں بھی زیادات ہیں اور مفتاح الجنۃ تو وہابیہ کے ہاتھ میں رہی جس میں بہت کچھ "اصلاح" ہوئی اور بہشتی ۔ یہ اغلاط وضلالات وبطالات وجہالات کا مجموعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ع۴۔ کنز سے قاضیخاں تک جتنی کتابوں کے نام لئے انکی نسبت کوئی حنفی نہیں کہتا کہ ان کے مسائل حنفیہ کے خلاف اور فرضی ہیں تو سوال ہی فرضی ہے مالابد ومفتاح الجنۃ کے بعض زیادات والحاقات کو اگر کسی نے ایسا کہا تو بیجا نہ کہا اور بہشتی زیور لا فی العیر ولا فی النفیر۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ع۵۔ بہشتی زیور کا حال بالاجمال اوپر گزرا بیشک اوس میں بہت مسائل باطل وساختہ ہیں وہ کسی طرح اس قابل نہیں کہ کوئی مسلمان اوسے دیکھے یا اپنے گھر میں رکھے مگر عالم جید بغرض رد وابطال مفتی صاحب کا اوس پر اعتراض بجا ہے اور عوام اوس کے مسائل سے جتنی بھی نفرت کریں اون کے حق میں مصلحت دینیہ ہے۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم۔ اون سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ (میں) نہ ڈالیں علمائے کرام نے وصیت فرمائی کہ جاہل کے لکھے ہوئے مسئلہ پر تصدیق نہ کرو اگرچہ مسئلہ فی نفسہا صحیح ہو کہ اوس کی تصدیق نگاہ عوام میں وقعت کاتب کی موجب ہوگی۔ وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ بھی کوئی مفتی ہے پھر اور جو اپنی جہالت سے غلط فتویٰ لکھے گا اوس پر بھی اعتبار کریں گے جب جاہل کے لئے یہ حکم ہے تو چہ جائے مبتدع چہ جائے مرتد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از گونڈل کاٹھیاوار مرسلہ سیٹھ عبدالستار صاحب قادری برکاتی رضوی:

۹ رجمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

حضرت مولائے مسلمین امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نجف اشرف میں قبر شریف کے اندر پردہ پوش ہیں یا آنجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدفون نہیں ہوئے اور نجف اشرف میں آپ کی قبر شریف نہیں ہے برتقدیر ثانی حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیت سے **نجف اشرف** جانا کیسا ہے۔ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں آرام فرماتے ہیں

الجواب روایات مختلف ہیں یہ بھی روایت آئی کہ نعش مبارک کو مدینہ طیبہ لیجانے کی غرض سے ایک بغلہ پر رکھکر لے چلے اور وہ چھوٹا اور غائب ہوگیا اور منع زیارت کے لئے عدم مزار کا یقین چاہئے اور جواز زیارت کے لئے ایک روایت واحتمال کافی ہے اور یہ لوگ اللہ کے نور ہیں۔

اونہیں جہاں سے پکارو گے فیض پہنچائیں گے۔ حضرت بتول زہرا صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہا الکریم وعلیہا وعلیٰ بعلہا وابنہا وبارک وسلم کے مزار اطہر میں بھی دو روایتیں ہیں بقیع شریف میں اور خاص جوار روضۂ اقدس میں۔ ایک صاحبدل نے مدینہ طیبہ کے ایک عالم سے کہا میں دونوں جگہ جہاں حاضر ہوکر سلام عرض کرتا ہوں انوار پاتا ہوں فرمایا یہ کریم ذاتیں جگہ کی پابند نہیں تمہاری توجہ چاہیئے پھر نور باری اذن کا کام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از بنگلور جامع مسجد سید شاہ مرسلہ قاضی عبدالغفار صاحب مؤرخہ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنکی تفضیل قرآن واحادیث سے منصوص نہیں ایسے ماورا متقدمین ومتاخرین سے ان کو فضیلت ہیں اور حضرت شیخ احمد سرہندی کے آخر مکتوبات میں ہے کہ مجدد نائب مناب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہیں اصل منبع فیوض حضرت غوث الثقلین ہیں پس اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت غوث الاعظم ان سب اولیا سے افضل ہیں اور اون کے بعد خواجہ خواجگان بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ وحضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ سب کے سب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے نائب ہیں تو یہ عقیدہ بخیال صوفیہ جائز ہے یا جائز نہیں۔

الجواب۔ عقیدہ وہ چیز ہے جسکا اعتقاد مدار سنیت اور اوس کا انکار بلکہ اوس میں تردد گمراہی وضلالت اس قسم کے امور اون مسائل سے نہیں ہوتے ہاں وہ مسلک جو ہمارے نزدیک محقق ہے اور بشہادت اولیا وشہادت سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام مرویات اکابر ائمہ کرام ثابت ہے یہی ہے کہ باستثنا اون کے جنکی افضلیت منصوص ہے جیسے جملہ صحابہ کرام وبعض اکابر تابعین عظام کہ والذین اتبعوھم باحسان ہیں اور اپنے ان القاب سے ممتاز ہیں ولہذا اولیا وصوفیہ مشائخ ان الفاظ سے اونکے طرف ذہن نہیں جاتا اگرچہ وہ خود سرداران اولیا ہیں، وہ کہ ان الفاظ سے مفہوم ہوئے ہیں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوں جیسے سائر اولیائے عشرہ کہ احیائے موتی فرماتے تھے خواہ حضور سے متقدم ہوں جیسے حضرت معروف کرخی وبایزید بسطامی وسید الطائفہ جنید وابوبکر شبلی وابوسعید خراز اگرچہ وہ خود حضور کے مشائخ ہیں اور جو حضور کے بعد ہیں جیسے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند وحضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی وحضرت سیدنا بہاؤ الملۃ والدین نقشبند اور ان اکابر کے خلفا ومشائخ وغیرہم قدس اللہ اسرارھم وافاض علینا برکاتھم وانوارھم حضور سرکار غوثیت مدار بلا استثنا ان سب سے اعلیٰ واکمل وافضل ہیں اور حضور کے بعد جتنے اکابر ہوئے اور تا زمانہ سیدنا امام مہدی ہوں گے کسی سلسلہ کے ہوں یا سلسلہ سے جدا افراد ہوں غوث قطب امامین اوتاد اربعہ بدلائے سبعہ ابدال سبعین نقبا نجبا ہر دورہ کے عظما کبرا سب حضور سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل ومکمل ہیں۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پرتو آں + ہر کجا مینگری انجمنے ساختہ اند ۔ یہ چشتی نقشبندی سہروردی
ہر ایک تیری طرف آئل ہے یا غوث + تیری ضو مشعل ہر انجمن ہے تیری لو شمع ہر محفل ہے یا غوث ۔ شجر سرو
سہی کس کے اوگائے تیرے + معرفت پھول سہی کس کا کھلایا تیرا ۔ تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا + نہیں کس چاند کی منزل میں تیرا جلوۂ نور + نہیں کس آئینہ کے گھر میں
اوجالا تیرا + مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر + کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا + کس گلستاں
کو نہیں فصل بہاری سے نیاز + کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا + راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام ۔
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا ۔ یہ ضرور ہے کہ ہر شخص اپنی سرکار کی بڑائی چاہتا ہے مگر من و تو
زید و عمر کے چاہے کچھ نہیں ہوتا چاہنا اوس کا ہے جس کے ہاتھ میزان فضل ہے غلبۂ شوق اور چیز ہے
اور ثبوت دلائل اور ہم جو کہتے ہیں خود نہیں کہتے بلکہ اکابر کا ارشاد ہے اجلۂ اعاظم کا جس پر اعتماد ہے ایک
تو خود حضور والا کا وہ فرمان واجب الاذعان کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کہ حضور والا سے متواتر ہوا
اور اکابر اولیا نے بحکم الٰہی اوسے قبول کیا اور قدم اقدس اپنی گردنوں پر لیا نیز ارشاد اقدس الانس لھم مشائخ
والجن لھم مشائخ والملئکۃ لھم مشائخ وانا شیخ الکل لاتقیسونی باحد ولاتقیسوا علی احدا ۔ آدمیوں
کے لئے شیخ ہیں اور جن کے لئے شیخ ہیں اور فرشتوں کے لئے شیخ ہیں اور میں اون سب کا شیخ ہوں مجھے کسی
پر قیاس کرو نہ کسی کو مجھ پر قیاس کرو رواہ الامام الاوحد ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی
نور الملۃ والدین ابوالحسن قدس سرہ فی بہجۃ الاسرار قال اخبرنا ابو علی الحسن بن نجم الدین الحفرانی
قال اخبرنا الشیخ العارف ابو محمد علی بن عیسیٰ الیعقوبی قال سمعت الشیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ فذکرہ حضور کے زمانہ اقدس کے دو ولی جلیل حضرت سیدی ابوالسعود احمد بن ابی بکر حزیمی و حضرت
سیدی ابو عمرو عثمٰن حریفینی قدس اللہ سرہما فرماتے ہیں واللہ ما اظہر اللہ تعالیٰ ولا یظہر الی الوجود مثل الشیخ
محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے نہ کوئی ولی ظاہر کیا نہ ظاہر کرے مثل
شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رواہ ایضا فی بہجۃ الاسرار سیدنا خضر علیہ الصلوۃ والسلام
فرماتے ہیں ما اوصل اللہ تعالیٰ ولیا الی مقام الا وکان الشیخ عبد القادر اعلاہ ولا وھب اللہ المقرب
حالا الا وکان الشیخ عبدالقادر اجلہ وما اتخذ اللہ ولیا کان او یکون الا وھو متأدب معہ الی یوم القیمۃ ۔
اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جس ولی کو کسی مقام تک پہنچایا شیخ عبدالقادر اوس سے اعلیٰ رہے اور جس مقرب کو کوئی حال
عطا کیا شیخ عبدالقادر اوس سے بالا رہے اللہ کے جتنے اولیا ہوئے اور جتنے ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبدالقادر
کا ادب کرتے ہیں ۔ رواہ ایضا فی بہجۃ الاسرار عن الشیخ القدوۃ جمال الدین بن ابی محمد بن عبد البصری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن سیدنا الخضر علیہ الصلاۃ والسلام مشافۃ بلا واسطۃ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از احمد آباد گجرات دکن محلہ جماپور مرسلہ مولوی عبدالرحیم صاحب ۱۵ رجب ۱۳۳۶ھ

اخرج محمد بن جریر الطبری عن محمد بن ابراھیم قال کان النبی یأتی قبور الشھداء علی رأس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابوبکر وعمر وعثمٰن یہ روایت تفسیر ابن جریر میں اور تفسیر درمنثور میں اور تفسیر کبیر میں کس آیت کی تفسیر میں ہے۔

الجواب ۔ درمنثور ج ۴ ص ۵۸ اخرج ابن المنذر وابن مردویۃ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یأتی احدا کل عام فاذا تفوہ الشعب سلم علی قبور الشھداء فقال سلٰم علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابوبکر وعمر وعثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

ابن جریر ج ۱۳ ص ۸۳ حدثنی المثنی ثنا سوید قال اخبرنا ابن المبارک عن ابراھیم بن محمد عن سھیل بن ابی صالح عن محمد بن ابراھیم قال کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یأتی قبور الشھداء علی رأس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابوبکر وعمر وعثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

تفسیر کبیر ج ۵ ص ۲۹۵ عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یأتی قبور الشھداء رأس کل حول فیقول السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ھکذا کانوا یفعلون رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

نیشاپوری ج ۱۳ ص ۹۲ وروی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یأتی قبور الشھداء علی راس کل حول فیقول سلٰم علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ فقط

مسئلہ ۔ از کانپور محلہ ناچ گھر قدیم مرسلہ مولٰینا مولوی سید محمد آصف صاحب قادری رضوی برکاتی ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ۔

یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک۔ قبلہ قبلہ پرستان وکعبہ ارباب ایقان مدظلہم العالی۔ بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حضور شرف آستانہ۔ الفاظ شکیل وعقیل بمعنی دانا کی صحت وتغلیط سے مطلع فرمائیں۔ جناب جلال لکھنوی آنجہانی کو کمترین نے حسب ذیل تحریر بھیجی تھی ہر دو الفاظ مذکورہ اونکے نزدیک غلط ہیں شکیل اور عقیل ذوق مرحوم کے مندرجہ ذیل اشعار میں پائے جاتے ہیں۔

نور معنی ہے بہر شکل نتیجہ اوس کا — اللہ اللہ اے بنے شکل شہنشاہ شکیل

دانش آموز ہو گر تربیت عام تری — بیدمجنوں کو بنادے ابھی انسان عقیل

غیاث میں ہے عقیل بفتح اول وکسر ثانی مرد بزرگ وبسیار دانا وزانو بند شتر ونام پسر ابی طالب کہ دانا تر بود بہ نسبت قریش) اس تحریر کا جواب جناب جلال نے یہ تحریر فرمایا تھا (ذوق نے جو شکیل وعقیل بمعنی دانا باندھا ہے آپکے نزدیک وہ پایہ اعتبار میں ہوگا میرے نزدیک نہیں اس لئے کہ شکیل وعقیل بمعنی دانا کسی لغت معتبر میں مثل صراح

وقاموس) کے نہیں نکلتا نہ اساتذہ پارس کے اشعار میں ہے پھر کیونکر میں ان لوں اور صاحب غیاث کی مقیل کو بمعنی دانا لکھا کریں گر صاحب غیاث کا ماخذ جو لغت ہیں ان میں سے بھی کسی نے لکھا ہے)۔ فافہم ہمیدال جلال۔

الجواب ۔ صدہا الفاظ عربی ہیں کہ اردو میں غیر معنی عربی پر مستعمل ہیں ان معانی کو قاموس میں تلاش کرنا حماقت ہے بلکہ اردو کے اہل زبان سے دریافت کرنا چاہئے ذوق مرحوم اس زبان کے مسلم اساتذہ سے تھے۔ معترض صاحب کا تخلص جلال ہے لفظ تخلص اس معنی پر کون سے قاموس میں ہے اور و فنی جلالی غصہ کو کہتے ہیں جلال آگیا۔ عربی میں اس معنی پر کب ہے بلکہ غصہ بھی عربی میں گلے کا اچھو ہے بلکہ بغرض اس قسم کے الفاظ کی فہرست لکھی جائے تو ایک رسالہ ہو انہیں میں شکیل و عقیل بھی ہیں شکیل بمعنی حسین اور عقیل بمعنی صاحب عقل۔ معترض کا کہنا کہ ذوق نے شکیل و عقیل بمعنی دانا باندھا محض نادانی ہے شکیل بمعنی دانا شعر ذوق میں کہاں سے سمجھا بلکہ عقیل و دانا میں بھی عقیل دانا کے نزدیک فرق ہے عقل و علم شئے واحد نہیں علما اکبر من عقلہ مشہور ہے جہاں تک میرے کان کا سنا ہوا ہے معترض کا مذہب شنیعی تھا ایسی حالت میں جناب اور قریا یا تہ جا چاہئے والسلام مع الکرام و اللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از فقیر محمد مہدی حسن قادری مبارکی ۱۹ رمضان ۱۳۳۶ھ

اس طرف دیوبندیوں کے امام در باطن بلکہ بعض مقام پر کھلے بند مولوی محمد علی کانپوری سابق ناظم ہیں جو قطب بڑا صوفی کہلاتے ہیں ایک شخص ایک صاحب دل پیر طریقت کا مرید تھا دیوبندیوں یعنی ناظم صاحب کی ذریات نے ان کے پیر کو فاتحہ قیام کیوجہ سے بدعتی بتاکر دوبارہ بیعت مولوی محمد علی سے کرادیا مگر جب آپ حضرات کے نام لیواؤں نے اوس مرید کو سمجھایا کہ دوبارہ مرید ہونا پیر طریقت سے پھر جانا گناہ ہے اس پر اوس نے اول پیر کے پاس جاکر توبہ کی تو دیوبندیوں اور ناظم صاحب کی ذریات نے یہ فساد مچایا کہ اب وہ مرید مسلمان نہ رہا۔ کیونکہ محمد علی کے ایسے شخص سے مرید ہوکر پھر اول کے پاس چلا گیا۔ تو درحقیقت کیا ہے۔ مکرر یہ کہ مولوی محمد علی سابق ناظم ندوہ کس عقیدہ کے بزرگ ہیں۔ حضور جواب جلد مرحمت فرمائیں۔ والسلام

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

پیر طریقت جامع الشرائط صحت بیعت سے بلا وجہ شرعی انحراف ارتداد طریقت ہے اور شرعا معصیت کہ بلا وجہ ایذا و احتقار مسلم ہے اور وہ دونوں حرام۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ اور فرماتا ہے والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا و اثما مبینا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن انس رضی اللہ تعالی عنہ بسند حسن۔ خصوصا اس بنا پر پھرنا کہ پیر قیام و فاتحہ کرتے ہیں یہ نری معصیت ہی نہیں بلکہ یہ پھرنا بربنائے قبول شیطنت وہابیہ خبیثہ ہے تو اس پھرنے والے کے دین کی بھی خیر نہ تھی۔

اس پر فرض تھا کہ اس پھرنے سے پھرے اور وہ جدید بیعت جو بربنائے اثر وہابیت بے فسخ کرے وہ کہ تائب ہوا اور ارتداد طریقت و معصیت و ضلالت سے باز آیا بہت اچھا فعل مستحسن بوجہ اول اور فرض بوجہ دوم بجالایا اس پر جو لوگ یہ دندناتے ہیں کہ وہ مسلمان نہ رہا جھوٹے کذاب ہیں اور بلاوجہ مسلمان کی تکفیر کرتے ہیں وہ خود اپنے اسلام کی خیر منائیں اگر وہابی یا اونکے رفیق نہیں ورنہ وہابیہ اور اونکے رفقا و امثالہم خود ہی اسلام سے خارج ہیں ہاں جو بہمہ وجوہ مسلمان نہ ہو اوسے تکفیر مسلم سے خوف لازم ہے اور ایسی جگہ فقہاء اوس پر تجدید اسلام و تجدید نکاح کی حاکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں فقد باء بھا احدھما اور اس بارے میں اقوال ائمہ کرام کی تفصیل و تحقیق ہماری کتاب الکوکبۃ الشہابیہ اور النہی الاکید و فتاوی رضویہ میں ہے۔ رہا سوال دوم یعنی سابق ناظم ندوہ کے عقیدے سے استفسار ایام نظامت میں ان صاحب کے اقوال ضلال اور حمایت کفار و تعظیم مرتدین و بدخواہی اسلام و مسلمین واضح و آشکار اور حرمین شریفین کے مبارک فتاوی مسمی بہ فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین سے طشت از بام ہو چکے تھے اب بحکم الذنب بجر الذنب والمرأ مع من احب دیوبندیوں سے اونکا اتحاد مسموع ہوا بلکہ دیوبندیوں کے ساتھ علمائے اہلسنت کے مقابلہ پر آنا اور حسب عادت ضعف الطالب والمطلوب ہی و شر سب کا فرار فرمانا یہ اگر ہے تو چیز دیگر ہے اور اس کا امتحان بفضلہ تعالیٰ علمائے کرام حرمین شریفین کے دوسرے فتاوی مبارکہ مسمی بہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین نے بہت آسان کر دیا یہ فتوی پیش کیجئے جو صاحب بکشادہ پیشانی ارشاد علمائے حرمین شریفین کو کہ عین اصل اصول ایمان کے بارے میں ہے اور جس کا خلاف کفر ہے قبول کریں فبہا ورنہ خود ہی کھل جائے گا کہ منہم ہیں اور پھر وہی فتوائے مبارکہ حرمین طیبین بتادے گا کہ من شک فی کفرہ فقد کفر یعنی گنگوہی و تھانوی و امثالہما و اذنابہما کے اون کفروں پر مطلع ہو کر جو اون کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ ہے وہ امر حق کہ بعد سوال حفظ دین عوام اہل اسلام کے لئے جسکا اظہار ہم پر فرض تھا جسکا عہد ہم سے قرآن عظیم و حدیث نبی کریم علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیم نے لیا ورنہ ناظم صاحب ہمارے قدیم عنایت فرما ہیں اور دین و مذہب سے جدا کر کے ہم اونہیں ایک معقول آدمی جانتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ مرسلہ از محمد ابراہیم موضع گر دھر پور ڈاکخانہ رچھا ضلع بریلی۔

ایک شخص نجابت خان جاہل اور بدعقیدہ ہے اور سودخوار بھی ہے نماز روزہ خیرات وغیرہ کرنا بیکار محض سمجھتا ہے اس شخص کی نسبت عام طور پر جملہ مسلمانان و اہل ہنود میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر صبح تو اسکی منحوس صورت دیکھ لی جائے یا کہیں کام کو جاتے ہوئے یہ سامنے آجائے تو ضرور کچھ نہ کچھ دقت اور پریشانی اٹھانی پڑیگی اور چاہے کیسا ہی یقینی طور پر کام ہو جانے کا وثوق ہو لیکن انکا خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ ضرور رکاوٹ اور پریشانی ہوگی چنانچہ ان لوگوں کو ان کے خیال کے مناسب برابر تجربہ ہوتا رہتا ہے اور وے لوگ برابر

اس امر کا خیال رکھتے ہیں کہ اگر کہیں جاتے ہوئے سامنے پڑ گیا تو اپنے مکان کو واپس جاتے ہیں اور چندے توقف کرکے یہ معلوم کرکے کہ وہ منحوس سامنے تو نہیں ہے جاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کا یہ عقیدہ اور طرز عمل کیسا ہے کوئی قباحت شرعیہ تو نہیں۔

الجواب۔ شرع مطہر میں اسکی کچھ اصل نہیں لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے شریعت میں حکم ہے اذا تطیرتم فامضوا جب کوئی شگون بدگمان میں آئے تو اوس پر عمل نہ کرو وہ طریقہ محض ہندوانہ ہے مسلمان کو ایسی جگہ چاہئے کہ اللّٰھم لا طیر الا طیرك ولا خیر الا خیرك ولا الہ غیرك پڑھ لے اور اپنے رب پر بھروسہ کرکے اپنے کام کو چلا جائے ہرگز نہ رکے نہ واپس آئے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از ضلع خاندیش پچھم بھاگ تعلقہ ڈاکخانہ لگرمندا سوستان کاٹھی مقام علاکوا مرسلہ محمد اسمعیل۔ ۱۲ رجمادی الاولی ۳۶ھ۔

حضرت پیران پیر دستگیر کے گیارہ نام کیا کیا ہیں۔

الجواب۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اسماء شریفہ یہ ہیں۔ سید محی الدین سلطان محی الدین قطب محی الدین خواجہ محی الدین مخدوم محی الدین ولی محی الدین بادشاہ محی الدین شیخ محی الدین مولٰنا محی الدین غوث محی الدین خلیل محی الدین۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از مقام کاٹھیاوار تربیالی احمد داد صاحب۔ یکم جمادی الآخرہ ۳۶ھ

یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت قطب الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے خواب دیکھا کہ حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا مذہب ضعیف ہوا جاتا ہے لہذا تم میرے مذہب میں آنے سے میرے مذہب کو تقویت ہوجائیگی اس لئے حضرت غوث پاک حنفی سے حنبلی ہوگئے۔

الجواب۔ یہ روایت صحیح نہیں حضور ہمیشہ سے حنبلی تھے اور بعد کو جب عین الشریعۃ الکبرٰی تک پہنچکر منصب اجتہاد مطلق حاصل ہوا مذہب حنبل کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ کر اوس کے مطابق فتوی دیا کہ حضور محی الدین اور دین متین کے یہ چاروں ستون ہیں لوگوں کی طرف سے جس ستون میں ضعف آتا دیکھا اوس کی تقویت فرمائی۔ واللہ تعالی اعلم۔

رسالہ "طرد الافاعی عن حمی ہادٍ رفع الرفاعی" ۱۳۳۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۔ از بڑودہ ملک گجرات محلہ راجپورہ متصل مانڈوی مرسلہ میاں محمد عثمان ولد عبدالقادر ۲۶ شوال ۱۳۳۶ھ ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ جناب قطب الاقطاب غوث الثقلین میران محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اپنے وقت میں غوث یا قطب الاقطاب نہیں تھے بلکہ سیدنا احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ قطب الاقطاب اور غوث الثقلین تھے اور جناب سید عبدالقادر جیلانی نے جناب سید احمد کبیر رفاعی سے مدینہ منورہ میں چند اولیاء کے ہمراہ بیعت کی ہے یہ بیعت اسوقت ہوئی کہ جب سید احمد کبیر رفاعی کے لئے مزار انور سے دست مبارک نکلا تھا اور اکثر عرب میں سید عبدالقادر جیلانی کو مرقومہ بالا صفتوں سے کوئی نہیں مانتا ہاں سید احمد کبیر رفاعی کو مانتے ہیں۔ عمرو کہتا ہے کہ سیدنا احمد کبیر رفاعی کی ولایت اور قطبیت میں ہمیں بالکل کلام نہیں مگر ان کی تفضیل سیدنا جناب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ پر نہیں ہوسکتی اور مدینہ منورہ کی بیعت کا کسی جگہ ثبوت نہیں ملتا اور اکثر عرب سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی بہت قدر و منزلت کرتے ہیں اور قطب الاقطاب و غوث الثقلین کی صفتیں حضرت پیران پیر صاحب ہی پر برتی جاتی ہیں۔

اس مضمون پر بڑودہ میں خفیہ بحثیں ہوا کرتی ہیں زید کے پیر مرحوم بڑودہ کے رفاعی خاندان کے سجادہ نشین تھے چند روز ہوئے انتقال ہوگیا ہے یہ انہیں کی تحریک و تحریص کا نتیجہ ہے۔ ہم مستفسر نیچے دستخط کرنے والے نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ سید احمد کبیر اور سید عبدالقادر میں قطب الاقطاب اور غوث اعظم کون ہے۔ اور علمائے باسلف و حال کس کو مانتے ہیں۔ دوسرے مدینہ منورہ کی بیعت کا اور غوث پاک کی نسبت عقائد اہل عرب کا وافی و کافی ثبوت کتب معتبرہ سے تحریر فرماکر مرہون منت فرمائیں آپ کے فتوے کے آنے کے بعد ان شاء اللہ اندرونی نقیض کا بہت سہولت سے فیصلہ ہوجائیگا اور یہ ابتدائی مواد بڑھ کر مرض مہلک تک نہ پہنچے گا۔ محمد عثمان ولد عبدالقادر بقلم خود۔ منشی سید قطب الدین عظیم الدین بقلم خود۔ چھوٹے خاں۔ امام خاں بقلم خود۔ ننھے بھائی رسول بھائی دستخط خود۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ط

الجواب ۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے "قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء" تم فرمادو کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔ اس آیۂ کریمہ سے مسلمان کو دو ہدایتیں ہوئیں ایک یہ کہ مقبولانِ بارگاہ احدیت میں اپنی طرف سے ایک کو افضل دوسرے کو مفضول نہ بتائے کہ فضل تو اللہ کے ہاتھ ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ دوسرے یہ کہ جب دلیل مقبول سے ایک کی افضلیت ثابت ہو تو اوس میں اپنے نفس کی خواہش اپنے ذاتی علاقہ نسب یا نسبت شاگردی یا مریدی وغیرہا کو اصلا دخل نہ دے کہ فضل ہمارے ہاتھ نہیں کہ اپنے آباد اساتذہ ومشائخ کو اوروں سے افضل کر ہی لیں جسے خدا نے افضل کیا وہی افضل ہے اگرچہ ہمارا ذاتی علاقہ اوس سے کچھ نہ ہو اور جسے مفضول کیا وہی مفضول ہے اگرچہ ہمارے سب علاقے اوس سے ہوں۔ یہ اسلامی شان ہے مسلمانوں کو اسی پر عمل چاہئے۔ اکابر خود رضائے الٰہی میں فنا تھے جسے اللہ عزوجل نے اون سے افضل کیا کیا وہ اس پر خوش ہوں گے کہ ہمارے متوسل ہمیں اوس سے افضل بتائیں۔ حاش للہ وہ سب سے پہلے اس پر ناراض اور سخت غضبناک ہونگے تو اس سے کیا فائدہ کہ اللہ عزوجل کی عطا کا بھی خلاف کیا جائے اور اپنے اکابر کو بھی ناراض کیا جائے۔ حضرت عظیم البرکۃ سیدنا سید احمد کبیر رفاعی قدسنا اللہ بسرہ الکریم بیشک اکابر اولیاء واعاظم محبوبان خدا سے ہیں امام اجل اوحد سیدی ابوالحسن علی بن یوسف نور الملۃ والدین لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتے ہیں الشیخ احمد بن ابی الحسن الرفاعی رضی اللہ تعالی عنہ من اعیان مشائخ العراق واجلاء العارفین وعظماء المحققین وصدار المقربین صاحب المقامات العلیۃ والجلالۃ العظیمۃ والکرامات الجلیلۃ والاحوال السنیۃ والافعال الخارقۃ والانفاس الصادقۃ صاحب الفتح المونق والکشف المشرق والقلب الانور والسر الاطہر والقدر الاکبر۔ یعنی حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ سرداران مشائخ واکابر عارفین واعاظم محققین وافسران مقربین سے ہیں جنکے مقامات بلند اور عظمت رفیع اور کرامتیں جلیل اور احوال روشن اور افعال خارق عادات اور انفاس سچے عجیب فتح اور چمکا دینے والے کشف اور نہایت نورانی دل اور طاہر تر سراور بزرگ تر مرتبہ والے۔ یونہی دوورق میں اوس جناب رفعت قباب کے مراتب عالیہ ومناقب سامیہ وکرامات بدیعہ وفضائل رفیعہ ذکر فرماتے ہیں۔ حضرت ممدوح قدس سرہ الشریف کا روضۂ انور سید اطہر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر حاضر ہونا اور یہ اشعار عرض کرنا ؎

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلہا ۔۔۔ تقبل الارض عنی وھی نائبتی

وھذہ نوبۃ الاشباح قد حضرت ۔۔۔ فامدد یمینک کی تحظی بہا شفتی

زمانہ دوری میں میں اپنی روح کو حاضر کرتا تھا۔ وہ میری طرف سے زمین بوسی کرتی۔ اب جسم کی نوبت ہے کہ حاضر بارگاہ ہے حضور دست مبارک بڑھائیں کہ میرے لب سعادت پائیں۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالی

علیہ وسلم کا دست مبارک روضۂ انور سے باہر کرنا اور حضرت احمد رفاعی کا اوس کے بوسہ سے مشرف ہونا مشہور و ماثور ہے۔ تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک للامام الجلیل السیوطی میں ہے لما وقف سیدی احمد الرفاعی تجاہ الحجرۃ الشریفۃ قال ؎

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلھا + تقبل الارض عنی وھی نائبتی
وھذہ نوبۃ الاشباح قد حضرت + فامدد یمینک کی تحظی بھا شفتی ۔

فخرجت الیہ الید الشریفۃ فقبلھا۔ اور بعینہٖ یہی کرامت جلیلہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے بھی مذکور و مزبور ہے۔ کتاب تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر میں ہے ذکروا ان الغوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ جاء مرۃ الی المدینۃ المنورۃ وقرأ بقرب الحجرۃ الشریفۃ ھذین البیتین (فذکرھما کما مر وقال) فظھرت یدہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصافحھا وقبلھا ووضعھا علی رأسہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ یعنی راویوں نے ذکر کیا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک بار حاضر سرکار مدینۂ نور بار ہوکر روضۂ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے اس پر حضور اقدس اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دست انور ظاہر ہوا حضرت غوث نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سر مبارک پر رکھا۔ اور تعدد سے کوئی مانع نہیں حضور سرکار غوثیت نے پہلا حج ۵۰۹ھ پانسو نو میں فرمایا ہے جب عمر شریف ارتیس سال تھی حضور سیدی عدی بن مسافر رضی اللہ تعالٰی عنہ اس سفر میں ہمرکاب تھے حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ اس وقت ام عبیدہ میں خورد سال تھے حضرت کو گیارھواں سال تھا[1]۔ ممکن کہ اسبار حضور سرکار غوثیت نے یہ اشعار بارگاہ عرش جاہ میں عرض کئے اور ظہور دست اقدس و بوسہ و مصافحہ سے مشرف ہوئے ہوں جب حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ جوان ہوئے اور حج کو حاضر ہوئے باتباع سرکار غوثیت انہوں نے بھی وہ اشعار عرض کئے اور سرکار کرم کے اوس کرم سے مشرف ہوئے ہوں۔ بہرحال اس پر وہ فقرہ تراشیدہ کہ اس وقت حضور قطب العالمین غوث العارفین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت رفیع رفاعی کے ہاتھ پر معاذ اللہ بیعت فرمائی کذب محض وافترائے خالص و دروغ بیفروغ ہے اور اللہ واحد قہار جھوٹ کو دشمن رکھتا ہے نہ کہ ایسا جھوٹ جس سے زمین و آسمان ہل جائیں قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین ۵ لاؤ اپنی دلیل اگر سچے ہو۔ فان لم یاتوا بالشھداء فاولٰئک عند اللہ ھم الکذبون ۵ پھر جب وہ گواہ عادل نہ لاسکے تو جو ایسا دعوی کریں اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں وقد خاب من افتری ۵ خائب و خاسر ہوا جس نے افترا باندھا۔ حضرت رفیع رفاعی کی

---

[1] ابن خلکان کی روایت میں چند مہینے ہی کے تھے زیادہ سے زیادہ۔ یا ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ حیث قال احمد بن ابی الحسن المعروف بابن الرفاعی توفی یوم الخمیس الثانی والعشرین من جمادی الاولی سنۃ ثمان وسبعین وخمسمائۃ بام عبیدۃ وھو فی عشر السبعین رحمہ اللہ تعالٰی۔ مگر روایت بہجۃ الاسرار شریف عنقریب آتی ہے اوس پر ۵۰۹ھ میں سات آٹھ برس کے ہوں گے انتہا درجہ دس سال کے۔ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ غفرلہ

قطبیت سے کسے انکار ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے وصال اقدس کے بعد حضرت سیدی علی بن ہیتی رضی اللہ تعالٰی عنہ قطب ہوئے اور سرکار غوثیت کی عطا سے حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے مرتبہ قطبیت پر فائز ہوئے حضرت علی بن ہیتی کا وصال وصال اقدس سرکار غوثیت سے تین سال بعد ۵۶۴ھ میں ہے پھر حضرت سید رفاعی قطب ہوئے اور ۵۷۸ھ میں وصال ہوا۔ بہجۃ مبارکہ میں ہے الشیخ علی بن الھیتی رضی اللہ تعالٰی عنہ احد من یذکر عنہ القطبیۃ سکن بلدۃ من اعمال نھرالملك الی ان مات بھا سنۃ اربع وستین وخمسمائۃ اوسی میں ہے الشیخ احمد بن ابی الحسن الرفاعی احد من تذکر عنہ القطبیۃ سکن بام عبیدۃ قریۃ بارض البطائح الی ان مات بھا فی سنۃ ثمان وسبعین وخمسمائۃ وقد ناھذا الثمانین۔ اوسی میں ہے حضرت شیخ جاگیر مرید جلیل تاج العارفین ابوالوفا، نے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی رفعت شان و بے مثلی بیان کرکے فرمایا منہ انتقلت القطبیۃ الی سیدی علی بن الھیتی رضی اللہ تعالٰی عنہ اوسی میں ہے اخبرنا الشیخ الشریف ابوجعفر محمد بن ابی القاسم العلوی الحسنی قال اخبرنا الشیخ العارف ابوالخیر محمد بن محفوظ قال کنت انا (وفلان وفلان عد عشرۃ انفس من طالبی الاخرۃ وثلثۃ من اھل الدنیا) حاضرین عند شیخنا الشیخ محی الدین عبدالقادر الجیلی رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال لیطلب کل منکم حاجۃ اعطیھا لہ (فذکر حوائجھم منھا قال الشیخ خلیل بن الصرصری ارید انی لا اموت حتی انال مقام القطبیۃ قال) فقال الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ کلا نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربك وما کان عطاء ربك محظورا٥ قال فواللہ لقد نالوا کلھم ما طلبوا۔ یعنی ایک روز عارف باللہ ابوالخیر محمد بن محفوظ اور دس حضرات اور طالبان آخرت اور تین شخص طالبان وزارت وغیرہا مناصب دنیا حاضر بارگاہ عالم پناہ سرکار غوثیت تھے حضور نے ارشاد فرمایا ہر ایک اپنی حاجت عرض کرے میں اوسے عطا فرماؤں سب نے اپنی اپنی دینی و دنیوی مرادیں عرض کیں۔ ان میں شیخ خلیل صرصری کی غرض یہ تھی کہ میں اپنی زندگی میں مرتبۂ قطبیت پاؤں حضور نے فرمایا "ہم انکی اور انکی سبکی مدد کرتے ہیں تیرے رب کی عطا سے اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں"۔ عارف موصوف فرماتے ہیں خدا کی قسم جس نے جو مانگا تھا پایا۔ اوسی میں حضرت سیدی ابوعمرو عثمٰن بن یوسف و حضرت علی بن سلیمٰن خباز و حضرت ابوالغیث ابن جمیل یمنی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ہے کہ اون سب نے فرمایا قطب الشیخ خلیل الصرصری رحمہ اللہ تعالٰی قبل موتہ بسبعۃ ایام۔ حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے قطب کئے گئے۔ یہ قطبیت بمعنی غوثیت ہے اور اقطاب اصحاب خدمت کو بھی کہتے ہیں جو ہر شہر و ہر لشکر میں ہیں شک نہیں کہ ہر غوث اپنے دورہ میں ان سب اقطاب کا افسر و سرور ہے کہ وہ تمام اولیائے دورہ کا سردار ہوتا ہے تو اس معنی پر ہر قطب یعنی غوث قطب الاقطاب ہے بلکہ غوث کے نیچے جو عہدہ داران تمام اصحاب خدمت کا افسر ہو،

یا بمعنی قطب الاقطاب ہے مگر قطب الاقطاب بمعنی اول یعنی غوث الاغواث کہ دوروں کے غوثوں کا غوث ہو غوثوں کو غوثیت اوسکی عطا سے ملتی ہو اور غوث اپنے اپنے دورے میں اوسکی نیابت سے غوثیت کرتے ہوں وہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد حضور پر نور محی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ والدین ابو محمد ولی الاولیاء امام الافراد غوث الاغواث غوث الثقلین غوث الکل غوث اعظم سید شیخ عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور تا ظہور سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ یہ مرتبہ عظمی آپ سرکار غوثیت بار کے لئے رہیگا حضرت رفاعی اور اونکے امثال قبل و بعد کے قطبوں کو حضور پر تفضیل دینی ہوس باطل و نقصان دینی ہے والعیاذ باللہ تعالی۔ اسکے بیان کو ہم چند احادیث مرفوعۃ الاسانید امام اجل اوحد سیدی نور الملۃ والدین ابو الحسن علی شطنوفی قدس سرہ الشریف کی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار معدن الانوار سے ذکر کرتے ہیں اور اس سے پہلے اتنا واضح کر دیں کہ یہ امام جلیل صرف دو واسطہ سے حضور سرکار غوثیت کے مستفیضین بارگاہ میں ہیں ان کو محدث جلیل القدر ابوبکر محمد ابن امام حافظ تقی الدین انماطی سے تلمذ ہے اون کو امام اجل شہیر علامہ موفق الدین ابن قدامہ مقدسی سے انکو حضور قطب الاقطاب غوث الاغواث غوث الثقلین غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے نیز انکو امام قاضی القضاۃ محمد ابن امام ابراہیم بن عبدالواحد مقدسی سے اونکو امام ابو القاسم ہبۃ اللہ بن منصور نقیب السادات سے اونکو حضور سید السادات سے نیز انکو شیخ جنید ابو محمد حسن بن علی لخمی سے انکو ابو العباس احمد بن علی دمشقی سے اونکو سرکار غوثیت سے نیز انکو امام صفی الدین خلیل بن ابی بکر مراغی و امام عبدالواحد بن علی بن احمد قرشی سے ان دونوں کو امام اجل ابو نصر موسی سے اونکو اپنے والد ماجد حضور سیدنا غوث اعظم سے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اور ان کے سوا اور بہت طرق سے ان امام جلیل کی سند حضور تک ثنائی یعنی صرف دو واسطہ سے ہے۔ ۷۱۳ھ میں انکا وصال شریف ہے اکابر اجلّہ نے انہیں امام مانا یہاں تک کہ امام فن رجال شمس ذہبی نے باآنکہ **اولاً** اونکی نگاہ دربارہ رجال کس درجہ بلند و دشوار پسند واقع ہوئی ہے **ثانیاً** اونہیں حضرات صوفیہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اور اون کے علوم الہیہ سے بہت کم عقیدت بلکہ تقریباً بالکلیہ مجانبت ہے۔ **ثالثاً** اشاعرہ کے ساتھ اون کا برتاؤ معلوم ہے خود اونکے تلمیذ اجل امام تاج الدین سبکی ابن امام اجل برکۃ الانام تقی الملۃ والدین علی بن عبدالکافی قدس سرہما نے تصریح فرمائی کہ شیخنا الذھبی اذا مر باشعری لایبقی ولا یذر رہا یہ استاد ذہبی جب کسی اشعری پر گذرتے ہیں تو لگی نہیں رکھتے کچھ باقی نہیں چھوڑتے اور امام اجل صاحب بہجہ اشعری ہی ہیں۔ **رابعاً** معاصرت دلیل منافرت ہے اور ذہبی ان امام جلیل کے زمانے میں تھے انکی مجلس مبارک میں حاضر ہوئے ہیں با اینہمہ اونکے مداح ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں اونکو الامام الاوحد کے لفظ سے یاد فرمایا یعنی امام یکتا امام الشان ذہبی کے یہ دو لفظ تمام مدائح و مدارج توثیق و تعدیل و اعتماد و تعویل کو جامع ہیں فرماتے ہیں علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد المقری نور الدین

شیخ القراء بالدیار المصریۃ ابوالحسن اصلہ من الشام ومولدہ بالقاھرۃ سنۃ اربع واربعین وستمائۃ وتصدر للاقراء والتدریس بالجامع الازھر وقد حضرت مجلس اقرائہ واستانست بسمتہ وسکوتہ۔ علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی امام یکتا صاحب تعلیم فرقان حمید تمام بلاد مصر میں شیخ القراء ابوالحسن کنیت اونکی اصل شام سے اور ولادت قاہرہ میں ۶۴۴ھ چھ سو چوالیس میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر میں درس وتعلیم کی صدارت فرمائی میں اونکی مجلس درس میں حاضر ہوا اور اونکی روش وخاموشی سے انس پایا۔ امام جلیل عبداللہ بن اسعد یافعی قدس سرہ الشریف مرأۃ الجنان میں فرماتے ہیں اماکراماتہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فخارجۃ عن الحصر وقد ذکرت شیئا منھا فی کتاب نشر المحاسن وقد اخبرنی من ادرکت من اعلام الائمۃ الاکابران کراماتہ تواترا وقرب من التواتر ومعلوم بالاتفاق انہ لم یظھر کراماتہ لغیرہ من شیوخ الآفاق وھا انا اقتصر من ھذا الکتاب علی واحدۃ منھا وھی ماروی الشیخ الامام الفقیہ المقری ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد الشافعی اللخمی فی مناقب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ بسندہ من خمس طرق عن جماعۃ من الشیوخ الجلۃ اعلام الھدی العارفین قالہ جاءت امرأۃ بولدھا الحدیث۔ یعنی حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کرامات شمار سے زیادہ ہیں اونہیں سے کچھ ہم نے اپنی کتاب نشر المحاسن میں ذکر کیں اور جتنے مشاہیر اکابر اماموں کے وقت میں نے پائے سب نے مجھے یہی خبر دی کہ سرکار غوثیت کی کرامات متواتر یا قریب تواتر ہیں اور بالاتفاق ثابت ہے کہ تمام جہان کے اولیاء میں کسی سے ایسی کرامتیں ظاہر نہ ہوئیں جیسی حضور پرنور سے ظہور میں آئیں اس کتاب میں میں اون میں سے صرف ایک ذکر کرتا ہوں وہ جسے روایت کیا شیخ امام فقیہ مقری ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد شافعی لخمی نے مناقب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ (کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف) میں اپنی پانچ سندوں سے عظیم اولیاء ہدایت کے نشانوں عارفین باللہ کی ایک جماعت (یعنی سیدی عمر کیمانی وسیدی عمر بزار وسیدی ابوالسعود مدلل وسیدی ابوالعباس احمد صرصری وامام اجل سیدنا تاج الملۃ والدین ابوبکر عبدالرزاق وسیدی امام ابوعبداللہ محمد بن ابی المعالی بن قائدا وانی رضی اللہ تعالٰی عنہم وقد خرجت عن حقی فیہ للہ عزوجل ولک سے کہ ایک بی بی اپنا بیٹا خدمت اقدس سرکار غوثیت میں چھوڑ گئیں کہ اسکا دل حضور سے گرویدہ ہے میں اللہ کے لئے اور حضور کے لئے اس پر اپنے حقوق سے درگزری حضور نے اوسے قبول فرماکر مجاہدے پر لگا دیا ایک روز اونکی ماں آئیں دیکھا لڑکا بھوک اور شب بیداری سے بہت زار نزار زرد رنگ ہوگیا ہے اور اوسے جو کی روٹی کھاتے دیکھا جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں دیکھا حضور کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں جسے حضور نے تناول فرمایا ہے۔ عرض کی اے میرے مولٰی حضور تو مرغ کھائیں اور میرا بچہ جو کی روٹی۔ یہ سنکر حضور پرنور نے اپنا دست اقدس اون ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا قومی باذن اللہ الذی یحیی العظام وھی رمیم جی اوٹھ اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو جلائیگا۔ یہ فرمانا تھا کہ مرغی فوراً

زندہ صحیح سالم کھڑی ہوکر آواز کرنے لگی حضور اقدس نے فرمایا جب تیرا بیٹا ایسا ہوجائے تو جو چاہے کھائے اور
انہیں سب ائمہ عارفین نے فرمایا کہ ایک بار حضور کی مجلس وعظ پر ایک چیل چلاتی ہوئی گزری اوسکی آواز سے حاضرین
کے دل مشوش ہوئے حضور نے ہوا کو حکم دیا اس چیل کا سر لے فوراً چیل ایک طرف گری اور اسکا سر دوسری طرف
پھر حضور نے کرسی وعظ سے اوترکر اوس چیل کو اوٹھاکر اوس پر دست اقدس پھیرا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا فوراً
وہ چیل زندہ ہوکر سب کے سامنے اوڑتی چلی گئی ؎ قادر اقدرت تو داری ہرچہ خواہی آں کنی ؛ مردہ را جانے
دہی و زندہ را بیجاں کنی۔ **امام محدث** شیخ القراء شمس الملۃ والدین ابوالخیر محمد محمد ابن الجزری رحمہ اللہ
تعالیٰ کتاب نہایۃ الدرایات فی اسماء رجال القراءت میں فرماتے ہیں "علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضا
نور الدین ابو الحسن اللخمی الشطنوفی الشافعی الاستاذ المحقق البارع شیخ الدیار المصریۃ ولد بالقاہرۃ سنۃ
اربع واربعین وستمأۃ وتصدر للاقراء بالجامع الازہر وتکاثر علیہ الناس لاجل الفوائد والتحقیق وبلغنی
انہ عمل علی الشاطبیۃ شرحا فلو کان ظہر لکان من اجود شروحہا ولہ تعالیق مفیدۃ قال الذہبی وکان
ذا غرام بالشیخ عبد القادر الجیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمع اخبارہ ومناقبہ فی ثلاث مجلدات قلت وہذا
الکتاب موجود بالقاہرۃ بوقف الخانقاہ الصلاحیۃ واخبرنی بہ واجازۃ شیخنا الحافظ محی الدین عبد القادر
الحنفی وغیرہ توفی یوم السبت اوان الظہر ودفن یوم الاحد العشرین من ذی الحجۃ سنۃ ثلاث عشرۃ
وسبعمائۃ رحمہ اللہ تعالیٰ" یعنی "علی بن یوسف بن جریر بن فضل بن معضا نور الدین ابو الحسن لخمی شطنوفی شافعی
استاد محقق بارع یعنی ایسے جلیل فضائل والے کہ اونہیں دیکھکر آدمی حیرت میں رہ جائے۔ تمام بلاد مصر
کے شیخ ۶۴۴ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر میں مسند درس پر جلوس فرمایا اور اونکے فوائد و تحقیق
کے باعث لوگوں کا اون پر ہجوم ہوا اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ شاطبیہ مبارکہ پر اونکی شرح ہے اگر یہ شرح ملتی تو
اوسکی سب شرحوں سے بہترین شرح میں ہوتی۔ اون کے حواشی فائدہ بخش ہیں۔ ذہبی نے کہا اونکو سرکار غوثیت
سے عشق تھا حضور کے حالات و کمالات تین مجلد میں جمع کئے ہیں۔ میں شمس جزری فرماتا ہوں کہ یہ کتاب قاہرہ میں
خانقاہ حضرت صلاح الدین انار اللہ برہانہ کے وقف میں موجود ہے۔ ہمارے استاذ حافظ الحدیث محی الدین عبد القادر
حنفی وغیرہ استاذوں نے ہمیں اس کتاب کی روایات کی خبر دی مضامین کی اجازت دی۔ حضرت مصنف کتاب ممدوح
کا روز شنبہ وقت ظہر وصال ہوا اور روز یکشنبہ بستم ذالحجہ ۷۱۳ھ کو دفن ہوئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ"۔ امام عمر بن
عبد الوہاب فرضی حلبی نے اپنے نسخہ کتاب مبارک بہجۃ الاسرار شریف پر لکھا "قد تتبعتہا فلم اجد فیہا نقلاً الا ولہ فیہ
متابعون وغالب ما اوردہ فیہا نقلہ الیافعی فی اسنی المفاخر وفی نشر المحاسن و روض[1] الریاحین وشمس الدین

---

[1] یہ ریدتکملۃ ۱۲ منہ غفرلہ

الزکی الحلبی ایضا فی کتاب الاشراف واعظم شیئ نقل عنہ انہ احیی الموتی کاحیائہ الدجاجۃ لعمری ان ھذہ القصۃ نقلھا تاج الدین السبکی ونقل ایضا عن ابن الرفاعی وغیرہ وانی لغبی جاھل حاسد ضیع عمرہ فی فھم مافی السطور وقنع بذلک عن تزکیۃ النفس واقبالھا علی اللہ سبحنہ وتعالی ان یفھم مایعطی اللہ سبحنہ وتعالی اولیاءہ من التصریف فی الدنیا والآخرۃ ولھذا قال الجنید التصدیق بطریقتنا ولایۃ یعنی بیشک میں نے اس کتاب بہجۃ الاسرار شریف کو اول تا آخر جانچا تو اس میں کوئی روایت ایسی نہ پائی جسے اور متعدد اصحاب نے روایت نہ کیا ہو اور اس کی اکثر روایتیں امام یافعی نے اسنی المفاخر و نشر المحاسن و روض الریاحین میں نقل کیں، یونہی شمس الدین زکی حلبی نے کتاب الاشراف میں۔ اور سب سے بڑی چیز جو بہجۃ شریفہ میں نقل کی حضور کا مردے جلانا ہے جیسے وہ مرغ زندہ فرمایا اور مجھے اپنی جان کی قسم یہ روایت امام تاج الدین سبکی نے بھی نقل کی اور یہ کرامت ابن الرفاعی وغیرہ اولیاء سے بھی منقول ہوئی اور کہاں یہ منصب کسی غبی جاہل حاسد کو جس نے اپنی عمر تحریر سطور کے سمجھنے میں کھوئی اور تزکیہ نفس و توجہ الی اللہ چھوڑ کر اسی پر بس کی کہ اسے سمجھ سکے جو کچھ تصرفوں کی قدرت اللہ عزوجل اپنے محبوبوں کو دنیا و آخرت میں عطا فرماتا ہے اسی لئے سیدنا جنید رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا ہمارے طریقے کا سچ ماننا ولایت ہے"۔ **اقول** بحمد اللہ تعالٰی یہ تصدیق ہے امام مصنف قدس سرہ کے اس ارشاد کی کہ خطبہ بہجہ کریمہ میں فرمایا کہ لخصتہ کتابا مفردا مرفوع الاسانید معتمدا فیھا علی الصحۃ دون الشذوذ یعنی میں نے اسے کتاب یکتا کرکے مہذب و منقح فرمایا اور اس کی سندیں منتہٰی تک پہنچائیں جن میں خاص اس صحت پر اعتماد کیا کہ شذوذ سے منزہ ہو یعنی خالص صحیح و مشہور روایات لیں جن میں نہ ضعیف ہے نہ غریب و شاذ والحمد للہ رب العالمین۔ **امام خاتم الحفاظ** جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالٰی حسن المحاضرہ فی اخبار مصر والقاہرہ میں فرماتے ہیں علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی الامام الاوحد نور الدین ابو الحسن شیخ الاقراء بالدیار المصریۃ ولد بالقاھرۃ سنۃ اربع اربعین وستمائۃ وتصدر للاقراء بالجامع الازھر وتکاثر علیہ الطلبۃ مات فی ذی الحجۃ سنۃ ثلاث عشرۃ وسبعمائۃ"۔ علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی امام یکتا نور الدین ابو الحسن دیار مصر میں شیخ القراء۔ قاہرہ میں ۶۴۴ھ میں پیدا ہوئے اور جامع ازہر میں مسند تدریس پر جلوس فرمایا طلبہ کا ان پر ہجوم ہوا ذی الحجہ ۷۱۳ھ میں انتقال فرمایا"۔ شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی زبدۃ الاسرار میں فرماتے ہیں بہجۃ الاسرار من تصنیف الشیخ الامام الاجل الفقیہ العالم المقری الاوحد البارع نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف الشافعی اللخمی بینہ وبین الشیخ واسطتان۔ بہجۃ الاسرار تصنیف شیخ امام اجل فقیہ عالم مقری یکتا بارع نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف شافعی لخمی اون میں اور حضور سیدنا غوث اعظم

رضی اللہ تعالٰی عنہ میں دو واسطے ہیں"۔ نیز اپنے رسالہ صلاۃ الاسرار میں فرماتے ہیں: "کتاب عزیز بہجۃ الاسرار و معدن الانوار معتبر و مقرر و مشہور و مذکور ست و مصنف آں کتاب از مشاہیر مشائخ و علماست میان وے و حضرت شیخ رضی اللہ تعالٰی عنہ دو واسطہ است و مقدم است بر امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہ ایشاں نیز از منتسبان سلسلہ و محبان جناب غوث الاعظم اند"۔ اوسی میں ہے "ایں فقیر در مکہ معظمہ بود در خدمت شیخ اجل اکرم اعدل شیخ عبدالوہاب متقی کہ مرید امام ہمام حضرت شیخ علی متقی قدس اللہ سرہما بودند فرمودند بہجۃ الاسرار کتاب معتبر ست ما نزد یک ایں زمان مقابلہ کردہ ایم و عادت شریف چناں بود کہ اگر کتابے مفید و نافع باشد مقابلہ می کردند و تصحیح می نمودند دریں وقت کہ فقیر رسید بمقابلہ بہجۃ الاسرار مشغول بودند"۔ الحمدللہ ان عبارات ائمہ و اکابر سے واضح ہوا کہ امام ابوالحسن علی نورالدین مصنف کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار **امام اجل امام یکتا محقق بارع فقیہ شیخ القراء** منجملہ مشاہیر **مشائخ و علما** ہیں اور یہ کتاب مستطاب معتبر و معتمد کہ اکابر ائمہ نے اوس سے استناد کیا اور کتب حدیث کی طرح اوسکی اجازتیں لیں دیں۔ کتب مناقب سرکار غوثیت میں باعتبار علو اسانید اسکا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں موطائے امام مالک کا۔ اور کتب مناقب اولیا میں باعتبار صحت اسانید اسکا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں صحیح بخاری کا بلکہ صحاح میں بعض شاذ بھی ہوتی ہیں اور اسمیں کوئی حدیث شاذ بھی نہیں امام بخاری نے صرف صحت کا التزام کیا اور ان امام جلیل نے صحت و عدم شذوذ دونوں کا اور بشہادت علامہ عمر حلبی وہ التزام تام ہوا کہ اوسکی ہر حدیث کے لئے متعدد متابع موجود ہیں۔ والحمدللہ رب العالمین ایسے امام اجل اوحد نے ایسی کتاب جلیل معتمد میں جو احادیث صحیحہ اس باب میں روایت فرمائی ہیں یہاں عدد مبارک قادریت سے تبرک کے لئے اون میں سے گیارہ حدیثیں ذکر کرکے باذنہ تعالٰی برکات دارین لیں۔ وباللہ التوفیق۔ حدیث اول قال رضی اللہ تعالٰی عنہ **حدثنا** ابومحمد سالم بن علی الدمیاطی قال اخبرنا الاشیاخ الصلحاء قدوۃ العراق الشیخ ابوطاھر بن احمد الصرصری والشیخ ابوالحسن الخفاف البغدادی والشیخ ابوحفص عمر البریدی والشیخ ابوالقاسم عمر البزدانی والشیخ ابوالولید زید بن سعید والشیخ ابوعمر وعثمٰن بن سلیمٰن قالوا اخبرنا الشیخان ابوالفرج عبدالرحیم وابوالحسن علی ابنا اخت الشیخ القدوۃ احمد الرفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ قالا کنا عند شیخنا الشیخ احمد بن الرفاعی بزاویتہ بام عبیدۃ فمد عنقہ وقال علی رقبتی فسألناہ عن ذلک فقال قد قال الشیخ عبدالقادر الآن ببغداد قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ ترجمہ ہم سے ابومحمد سالم بن علی دمیاطی نے حدیث بیان کی کہا ہم کو چھ مشائخ کرام پیشوایان عراق حضرت ابوطاہر صرصری و ابوالحسن خفاف و ابوحفص بریدی و ابوالقاسم عمر و ابوالولید زید و ابوعمرو عثمان بن سلیمان نے خبر دی ان سب نے فرمایا کہ ہم کو حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دونوں بھانجوں حضرت ابوالفرج عبدالرحیم و ابوالحسن علی نے خبر دی کہ ہم اپنے شیخ حضرت رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس اونکی خانقاہ مبارک میں کہ ام عبیدہ میں ہے،

حاضر تھے حضرت رفاعی نے اپنی گردن مبارک بڑھائی اور فرمایا علیٰ رقبتی میری گردن پر ۔ ہم نے ان کا سبب پوچھا فرمایا اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد میں فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ۔ حدیث دوم ۔ قال قدس سرہ حدثنا الشریف الجلیل ابوعبداللہ محمد بن الخضر

× × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × ×

ابن محمد بن علی بن احمد بن یوسف الرقی قال اخبرنا الشیخ الصالح ابواسحٰق ابرٰھیم الرقی قال اخبرنا منصور قال اخبرنا الشیخ القدوۃ ابوعبداللہ محمد بن ماجد الرقی ح و اخبرنا عالیا ابوالفتوح نصراللہ بن یوسف بن خلیل البغدادی المحدث قال اخبرنا الشیخ ابوالعباس احمد بن اسمعیل بن حمزۃ الازجی قال اخبرنا الشیخان ابوالمظفر منصور بن المبارک والامام ابومحمد عبداللہ بن ابی الحسن الاصبہانی قالوا سمعنا السید الشریف الشیخ القدوۃ اباسعید القیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول لما قال الشیخ عبدالقادر قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تجلی الحق عزوجل علی قلبہ وجاءتہ خلعۃ من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی ید طائفۃ من الملئکۃ المقربین والبسہا بمحضر من جمیع الاولیاء من تقدم منہم ومن تاخر الاحیاء باجسادھم والاموات بارواحہم وکانت الملئکۃ ورجال الغیب حافین بمجلسہ واقفین فی الھواء صفوفا حتی استد الافق لہم ولم یبق ولی فی الارض الا احنا عنقہ ۔ ترجمہ ۔ ہم سے فقیہ جلیل القدر رزق اللہ بن محمد بن علی بن احمد بن یوسف رقی نے حدیث بیان کی کہ ہم کو شیخ صالح ابواسحٰق ابرٰہیم رقی نے خبر دی کہ ہمکو منصور نے خبر دی کہ ہمکو شیخ امام ابوعبداللہ محمد بن ماجد رقی نے خبر دی ۔ نیز ہمیں سند عالی سے ابوالفتوح نصراللہ بن یوسف بن خلیل بغدادی محدث نے خبر دی کہ ہمکو شیخ ابوالعباس احمد بن اسمٰعیل بن حمزہ ازجی نے خبر دی کہ ہمکو شیخ ابوالمظفر منصور بن مبارک و امام ابومحمد عبداللہ بن ابی الحسن اصبہانی نے خبر دی ان سب حضرات نے فرمایا کہ ہم نے سید شریف شیخ امام ابوسعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اوس وقت اللہ عزوجل نے اون کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک گروہ ملائکہ مقربین کے ہاتھ اون کے لئے خلعت بھیجی اور تمام اولیائے اولین و آخرین کا مجمع ہوا جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرما گئے تھے اون کی

ارواح طیبہ آئمہ النسب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثیت کو پہنایا گیا ملئکہ اور رجال الغیب کا اوس وقت ہجوم تھا ہوا میں پرے باندھے کھڑے تھے تمام افق اون سے بھر گیا تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو۔ والحمد للہ رب العالمین ؎

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا | اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا | اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
تاج فرقِ عرفا کس کے قدم کو کہیے | سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا
گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے | کشفِ ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

حدیث ششم" قال اعلی اللہ تعالیٰ مقاماتہ اخبرنا ابو محمد الحسن بن احمد بن محمد وخلف بن احمد بن محمد الحریمی قال اخبرنا جدی محمد بن ولف قال اخبرنا الشیخ ابو القاسم بن ابی بکر بن محمد قال سمعت الشیخ خلیفتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان کثیرا الرؤیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ قد قال الشیخ عبد القادر قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فقال صدق الشیخ عبد القادر وکیف لا وھو القطب وانا ارعاہ" ترجمہ۔ "ہم کو ابو محمد حسن بن احمد بن محمد اور خلف بن احمد بن محمد حریمی نے خبر دی کہ ہم کو میرے جد محمد بن ولف نے خبر دی کہ ہمکو شیخ ابو القاسم بن ابی بکر بن محمد نے خبر دی کہ میں نے شیخ خلیفہ اکبر ملکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار مبارک سے بکثرت مشرف ہوا کرتے تھے فرمایا خدا کی قسم بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا عرض کی یا رسول اللہ شیخ عبد القادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کے گردن پر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شیخ عبد القادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہی قطب ہیں اور میں اونکا نگہبان"۔ کلب باب عالی عرض کرتا ہے الحمد للہ اللہ نے ہمارے آقا کو اس کہنے کا حکم دیا کہتے وقت اونکے قلب مبارک پر تجلی فرمائی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خلعت بھیجا تمام اولیا راولین و آخرین جمع کئے گئے سب کے مواجہہ میں پہنایا گیا۔ ملئکہ کا جمگھٹ ہوا رجال الغیب نے سلامی دی تمام جہان کے اولیا نے گردنیں جھکا دیں اب جو چاہے راضی ہو جو چاہے ناراض۔ جو راضی ہوا اوس کے لیئے رضا۔ جو ناراض ہوا اوسکے لیئے ناراضی جس کا جی جلے اوس سے کہو موتوا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور ہ مرجاؤ اپنی جلن میں بیشک اللہ دلوں کی جانتا ہے۔ وللہ الحجۃ البالغۃ حدیث ہفتم قال بیضل اللہ تعالیٰ وجھہ حدثنا الحسن بن نجیم الحورانی قال اخبرنا الشیخ العارف علی بن ادریس الیعقوبی قال سمعت الشیخ عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول الانس لھم مشائخ والجن لھم المشائخ والملئکۃ لھم مشائخ وانا شیخ

الکل قال وسمعتہ فی مرض موتہ یقول لِاَوْلادہٖ بینی وبینکم وبین الخلق کلھم بعد ما بین السماء والارض لا تقیسونی باحد ولا تقیسوا علیّ احدًا۔ ہم سے حسن بن نجیم حورانی نے حدیث بیان کی کہا ہمکو ولی جلیل حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی کہا میں نے حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے آدمیوں کے لئے پیر ہیں قوم جن کے لئے پیر ہیں فرشتوں کے لئے پیر ہیں اور میں سب کا پیر ہوں۔ اور میں نے حضور کو اوس مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے فرماتے تھے مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں ہے مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو صدقت یا سیدنا یا انت واللہ الصادق المصدوق

حدیث ہشتم قال طیب اللہ تعالیٰ ثراہ **اخبرنا** ابو المعالی القاسم بن احمد المالکی قال اخبرنا الشیخ ابو الحسن البغدادی المعروف بالخفاف والشیخ ابو محمد عبد اللطیف البغدادی المعروف بالمطرز قال ابو الحسن اخبرنا شیخنا الشیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر الحرمی سنۃ ثمانین وخمسمائۃ وقال ابو محمد اخبرنا شیخنا عبد الغنی بن نقطۃ قال اخبرنا شیخنا ابو عمرو عثمٰن الصریفینی قالا واللہ ما اظہر اللہ تعالیٰ ولا یظہر الی الوجود مثل الشیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ترجمہ۔ ہمکو ابو المعالی صالح بن احمد مالکی نے خبر دی کہ ہمکو دو مشائخ کرام نے خبر دی ایک شیخ ابو الحسن بغدادی معروف بہ خفاف دوسرے شیخ ابو محمد عبد اللطیف بغدادی معروف بہ مطرز۔ اول نے کہا ہمارے پیر مرشد حضرت شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حرمی قدس سرہ نے ہمارے سامنے ۵۸۰ھ میں فرمایا اور دوم نے کہا ہمکو ہمارے مرشد حضرت عبد الغنی بن نقطہ نے خبر دی کہ اونکے سامنے اونکے مرشد حضرت شیخ ابو عمرو عثمٰن صریفینی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اولیا میں حضرت شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مثل نہ پیدا کیا نہ کبھی پیدا کرے ؎

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین وحریم کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

حدیث نہم۔ قال رفع اللہ تعالیٰ کتابہ فی علیین **اخبرنا** الشیخ ابو المحاسن یوسف بن احمد البصری قال سمعت الشیخ العالم ابا طالب عبد الرحمٰن بن محمد الہاشمی الواسطی قال سمعت الشیخ القدوۃ جمال الدین ابا محمد بن عبد البصری بہا یقول وقد سئل عن الخضر علیہ الصلاۃ والسلام أحی ھو ام میت قال اجتمعت بابی العباس الخضر علیہ الصلاۃ والسلام قلت اخبرنی عن حال الشیخ عبد القادر قال ھو فرد الاحباب وقطب الاولیاء فی ھذا الوقت ما اوصل اللہ تعالیٰ بہا الی مقام الا وکان الشیخ عبد القادر اعلاہ ولا سقی اللہ حبیبا کاسا من حبہ الا وکان للشیخ عبد القادر اہناہ ولا وھب اللہ لمقرب حالا الا وکان الشیخ عبد القادر اجلہ وقد اودعہ اللہ تعالیٰ سرا من اسرارہ سبق بہ جمہور الاولیاء وما اتخذ اللہ ولیا کان او یکون الا وھو متأدب معہ الی یوم القیمۃ۔ ترجمہ۔ ہمکو شیخ ابو المحاسن یوسف بن احمد بصری نے

خبردی کہ میں نے شیخ عالم ابوطالب عبدالرحمن بن محمد ہاشمی واسطی سے سنا۔ کہتے تھے میں نے شیخ امام جمال الملۃ والدین حضرت ابومحمد بن عبد بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بصرہ میں سنا۔ ان سے سوال ہوا تھا کہ حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام زندہ ہیں یا انتقال ہوا۔ فرمایا میں حضرت خضر علیہ الصلاۃ والسلام سے ملا اور عرض کی مجھے حضرت شیخ عبدالقادر کے حال سے خبر دیجیے۔ حضرت خضر نے فرمایا وہ آج تمام محبوبوں میں یکتا اور تمام اولیا کے قطب ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہنچایا جس سے اعلیٰ مقام شیخ عبدالقادر کو نہ دیا ہو نہ کسی حبیب کو اپنا جام محبت پلایا جس سے خوشگوار تر شیخ عبدالقادر نے نہ پیا ہو نہ کسی مقرب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبدالقادر اوس سے بزرگ تر نہ ہوں اللہ نے ان میں اپنا وہ راز ودیعت رکھا ہے جس سے وہ جمہور اولیا پر سبقت لے گئے اللہ نے جتنوں کو ولایت دی اور جتنوں کو قیامت تک دیگا سب شیخ عبدالقادر کے حضور ادب کیئے ہوئے ہیں ؎

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

حدیث دہم قال رفع اللہ تعالیٰ درجاتہ فی الفردوس **اخبرنا** الشریف ابوعبداللہ محمد بن الخضر الحسینی الموصلی قال سمعت ابی یقول کنت یوما جالسا بین یدی سیدی الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخطر فی قلبی زیارۃ الشیخ احمد الرفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لی الشیخ اتحب زیارۃ الشیخ احمد قلت نعم فاطرق یسیرا ثم قال لی یا خضر ھا الشیخ احمد فاذا انا بجانبہ فرأیت شیخا مھابا فقمت الیہ وسلمت علیہ فقال لی یا خضر ومن یری مثل الشیخ عبدالقادر سید الاولیاء یتمنی رؤیۃ مثلی وھل انا الا من رعیتہ ثم غاب وبعد وفاۃ الشیخ انحدرت من بغداد الی ام عبیدۃ لازورہ فلما قدمت علیہ اذا ھو الشیخ الذی رأیتہ فی جانب الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی ذلک الوقت لم تجدد رؤیتہ عندی زیارۃ معرفۃ بہ فقال لی یا خضر الم تکفک الاولیٰ ترجمہ۔ ہمکو سید حسینی ابوعبداللہ محمد بن خضر موصلی نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے سنا کہ ایک روز میں حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر تھا میرے دل میں خطرہ آیا کہ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کروں حضور نے فرمایا کیا شیخ احمد کو دیکھنا چاہتے ہو میں نے عرض کی ہاں۔ حضور نے تھوڑی دیر سر مبارک جھکایا پھر مجھ سے فرمایا اے خضر لو یہ ہیں شیخ احمد۔ اب جو میں دیکھوں تو اپنے آپکو حضرت احمد رفاعی کے پہلو میں پایا اور میں نے اون کو دیکھا کہ رعب دار شیخ ہیں میں کھڑا ہوا اور انہیں سلام کیا اس پر حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا اے خضر وہ جو شیخ عبدالقادر کو دیکھے جو تمام اولیا کے سردار ہیں وہ اور میرے دیکھنے کی تمنا۔ میں تو انہیں کی رعیت میں سے ہوں یہ فرما کر میری نظر سے غائب ہو گئے۔ پھر حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس کے بعد میں بغداد شریف سے حضرت سیدی احمد رفاعی کی زیارت کو ام عبیدہ گیا انہیں دیکھا تو وہی شیخ تھے جن کو

میں نے اوس دن حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دیکھا تھا۔ اس وقت کے دیکھنے سے
کوئی اور زیادہ اونکی شناخت مجھے نہ دی۔ حضرت رفاعی نے فرمایا اے خضر کیا پہلی تمہیں کافی نہ تھی۔

حدیث یازدہم قال جمعنا اللہ تعالیٰ وایاہ یوم الحشر تحت لواء الحضرۃ الغوثیۃ اخبرنا ابوالقاسم
محمد بن عُبادۃ الانصاری الحلبی قال سمعت الشیخ العارف اباامسحق ابراھیم بن محمود البعلبکی المقری
قال سمعت شیخنا الامام اباعبداللہ محمد البطائحی قال اخدرت فی حیاۃ سیدی الشیخ محی الدین
عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الی ام عبیدۃ واقمت برواق الشیخ احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایاما
فقال لی الشیخ احمد یوما اذکرلی شیئا من مناقب الشیخ عبدالقادر وصفاتہ فذکرتہ لہ شیئا
منھا فجاء رجل فی اثناء حدیثی فقال لی مہ لاتذکر عندنا مناقب غیر مناقب ھذا واشار الی
الشیخ احمد فنظر الیہ الشیخ احمد مغضبا فرفع الرجل من بین یدیہ میتا ثم قال امن یستطیع
وصف مناقب الشیخ عبدالقادر ومن یبلغ مبلغ الشیخ عبدالقادر ذلک رجل بحرالشرعۃ عن
یمینہ وبحرالحقیقۃ عن یسارہ من ایھما شاء اغترف الشیخ عبدالقادر لاثانی لہ فی عصرنا ھذا۔
قال وسمعتہ یوما یوصی اولاداختہ واکابر اصحابہ وقد جاء رجل یودعہ مسافراً الی بغداد
قال لہ اذا دخلت الی بغداد فلاتقدم علی زیارۃ الشیخ عبدالقادر شیئا ان کان حیا ولاعلی
زیارۃ قبرہ ان کان میتا فقد اخذلہ العھد ایما رجل من اصحاب الاحوال دخل بغداد ولم یزرہ
سلب حالہ ولو قبیل الموت ثم قال والشیخ محی الدین عبدالقادر حسرۃ علی لم یرہ۔ ترجمہ ہم کو
ابوالقاسم محمد بن عُبادہ انصاری حلبی نے خبر دی کہ میں نے شیخ عارف باللہ ابواسحق ابراہیم بن محمود بعلبکی
مقری کو فرماتے سنا۔ کہا میں نے اپنے مرشد امام ابوعبداللہ بطائحی کو سنا کہ فرماتے تھے میں حضور سرکار
غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ام عبیدہ گیا اور حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
خانقاہ میں چند روز مقیم رہا ایک روز حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا ہمیں حضرت شیخ عبدالقادر کے کچھ
مناقب واوصاف سناؤ میں نے کچھ مناقب شریفہ اون کے سامنے بیان کیں میرے اثنائے بیان میں
ایک شخص آیا اور اوس نے مجھ سے کہا کیا ہے اور حضرت سید رفاعی کیطرف اشارہ کرکے کہا ہمارے
سامنے انکے سوا کسی کے مناقب نہ ذکر کرو یہ سنتے ہی حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوس شخص کو
ایک غضب کی نگاہ سے دیکھا کہ فوراً اوسکا دم نکل گیا لوگ اوسکی لاش اوٹھا کر لے گئے پھر حضرت سید
رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر کے مناقب کون بیان کرسکتا ہے۔ شیخ عبدالقادر
کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے شریعت کا دریا اون کے دہنے ہاتھ پر ہے اور حقیقت کا دریا اونکے بائیں
ہاتھ پر جس میں سے چاہیں پانی لیں ہمارے اسوقت میں شیخ عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں۔ امام ابوعبداللہ

فرماتے ہیں ایک دن میں نے حضرت رفاعی کو سنا کہ اپنے بھانجوں اور اکابر مریدین کو وصیت فرماتے تھے ایک شخص بغداد مقدس کے ارادے سے اون سے رخصت ہونے آیا تھا فرمایا جب بغداد پہنچو تو حضرت شیخ عبدالقادر اگر دنیا میں تشریف فرما ہوں تو اونکی زیارت اور اگر پردہ فرما جائیں تو اونکے مزار مبارک کی زیارت سے پہلے کوئی کام نہ کرنا کہ اللہ عزوجل نے اون سے عہد فرما رکھا ہے کہ جو کوئی صاحب حال بغداد آئے اور اونکی زیارت کو نہ حاضر ہو اوس کا حال سلب ہو جائے اگرچہ اوسکے مرتے وقت۔ پھر حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر حسرت ہے اوس پر جسے اون کا دیدار نہ ملا۔ یہ کمینہ بندہ بارگاہ عرض کرتا ہے ؎

اے حسرت آنانکہ ندیدند جمالت   محروم مدار ایں سگ خود را ز نوالت

بحرمۃ جدک الکریم علیہ ثم علیک الصلاۃ والتسلیم۔ مسلمان ان احادیث صحیحہ جلیلہ کو دیکھے اور اوس شخص کے مثل اپنا حال ہونے سے ڈرے جس کا خاتمہ حضرت غوثیت کی شان میں گستاخی اور حضرت سید رفاعی کے غضب پر ہوا والعیاذ باللہ رب العلمین۔ اے شخص ظاہر شریعت میں حضرت سرکار غوثیت کی محبت بایں معنی رکن ایمان نہیں کہ جو اون سے محبت نہ رکھے شرع اوسے فی الحال کافر کہے یہ تو صرف انبیاء علیہم الصلاۃ والثنا کے لئے ہے مگر واللہ کہ اونکے مخالف سے اللہ عزوجل نے لڑائی کا اعلان فرمایا ہے خصوص کا انکار نصوص کے انکار کی طرف لے جاتا ہے عبدالقادر کا انکار قادر مطلق عز جلالہٗ کے انکار کی طرف کیونکر نہ لیجائیگا ؎

باز اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی   دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا توطا تیرا
شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے   کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

والعیاذ باللہ القادر رب الشیخ عبدالقادر وصلی اللہ تعالیٰ وبارک وسلم علی جد الشیخ عبدالقادر ثم علی الشیخ عبدالقادر آمین۔

تذییل۔ اخیر میں ہم دو جلیل القدر اجلۂ المشاہیر علماء کبار مکہ معظمہ کے کلمات ذکر کریں جنکی وفات کو تین تین سو برس سے زائد ہوئے اول امام اجل ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ دوم علامہ علی قاری مکی حنفی صاحب مرقاۃ شرح مشکوۃ وغیرہا کتب جلیلہ۔ دو غرض سے ایک یہ کہ اگر دو مطرود دوں مخذولوں گمناموں مجہولوں واسطی و ترملی کی طرح کسی کے دل میں کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف سے آگ ہو تو ان سے لاگ کی تو کوئی وجہ نہیں بالاتفاق اجلۂ اکابر علماء میں دوسرے یہ کہ دونوں صاحب اکابر مکہ معظمہ سے ہیں تو اوس افترا کا جواب ہوگا جو مخالف نے اہل عرب پر کیا حالانکہ غالبا تاریخ الحرمین وغیرہ میں لیا ہے اور حاضری حرمین طیبین سے مشرف ہونے والا جانتا ہے کہ اہل حرمین طیبین بعد حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوٹھتے بیٹھتے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرتے ہیں اور حضور کے برابر کسی کا نام نہیں لیتے۔ ان حضرات کی بھی گیارہ ہی عبارات نقل کریں

(۱) علامہ علی قاری حنفی مکی متوفی سنہ ۱۰۱۴ھ کتاب نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبدالقادر میں فرماتے

ہیں کہ قد بلغنی عن الاکابران الامام الحسن ابن سیدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہما لما ترک الخلافۃ لما فیہا من الفتنۃ والآفۃ عوضہ اللہ سبحٰنہ وتعالٰی القطبیۃ الکبرٰی فیہ وفی نسلہ وکان رضی اللہ تعالٰی عنہ القطب الاکبر وسیدنا السید الشیخ عبد القادر ہو القطب الاوسط والمہدی خاتمۃ الاقطاب۔

ترجمہ: بیشک مجھے اکابر سے پہنچا کہ سیدنا امام حسن مجتبٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب بخیال فتنہ و بلا یہ خلافت ترک فرمائی اللہ عزوجل نے اس کے بدلے اون میں اور اونکی اولاد امجاد میں غوثیت عظمٰی کا مرتبہ رکھا۔ پہلے قطب اکبر خود حضور سیدنا امام حسن ہوئے اور اوسط میں صرف حضور سیدنا سید شیخ عبدالقادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ اس عبارت میں لفظ حصر ملحوظ رہے۔ (۲) اوسی میں ہے من مشائخہ حماد الدباس رضی اللہ تعالٰی عنہ روی ان یوما کان سیدنا عبد القادر عندہ فی رباطہ ولما غاب من حضرتہ قال ان ھذا الشاب الشریف قدما یکون علی رقاب اولیاء اللہ یصیر مامورا من عند مولاہ بان یقول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ویتواضع لہ جمیع اولیاء اللہ فی زمانہ ویعظمونہ لظہور شانہ ترجمہ: حضرت حماد دباس حضور سیدنا غوث اعظم کے مشائخ سے ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین ایک روز اونہوں نے سرکار غوثیت کی غیبت میں فرمایا ان جوان سید کا قدم تمام اولیا کی گردن پر ہوگا انہیں اللہ عزوجل حکم دیگا کہ فرمائیں میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور اون کے زمانے میں جمیع اولیاء اللہ ان کے لئے سر جھکائیں گے اور اون کے ظہور مرتبہ کے سبب انکی تعظیم بجا لائینگے۔ ماموراً من اللہ ہونا ملحوظ رہے اور جمیع اولیائے زمانہ میں بیشک حضرت سیدی رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی داخل (۳) اوسی میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمانا اور اولیائے حاضرین وغائبین کا گردنیں جھکانا اور قدم مبارک اپنی گردنوں پر لینا اور ایک شخص کا انکار کرنا اور اوسکی ولایت سلب ہو جانا بیان کر کے فرماتے ہیں وھذہ ابینہ مبینۃ علی انہ قطب الاقطاب والغوث الاعظم۔

ترجمہ: یہ روشن دلیل قاطع ہے اس پر کہ حضور تمام قطبوں کے قطب اور غوث اعظم ہیں۔

(۴) اوسی میں ہے ومن کلامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ تحدثا بنعم اللہ تعالٰی علیہ بینی وبینکم وبین الخلق کلھم بعد ما بین السماء والارض فلا تقیسونی باحد ولا تقیسوا علی احدا یعنی فلا یقاس الملوک بغیرھم وھذا کلہ من فتوح الغیب المبرء من کل عیب۔ ترجمہ: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اللہ عزوجل کی اپنے اوپر نعمتیں ظاہر فرمانے کو جو کلام ارشاد فرمائے اون میں سے یہ ہے کہ فرمایا مجھ میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں مجھے کسی سے نسبت نہ دو اور مجھ پر کسی کو قیاس نہ کرو۔ اس پر علامہ علی قاری فرماتے ہیں اس لئے

کہ سلاطین کا رعیت پر قیاس نہیں ہوتا اور یہ سب غیب کے فتوحات سے ہے جو ہر عیب سے پاک و صاف ہے،

(۵) اوسی میں ہے: وعن عبد اللّٰہ بن علی بن عصرون التمیمی الشافعی قال دخلت وانا شاب الی بغداد فی طلب العلم وکان ابن السقا یومئذ رفیقی فی الاشتغال بالنظامیۃ وکنا نتعبد ونزور الصالحین وکان رجل ببغداد یقال لہ الغوث وکان یقال انہ یظہر اذا شاء ویختفی اذا شاء فقصدت انا وابن السقا والشیخ عبد القادر الجیلانی وھو شاب یومئذ الی زیارتہ فقال ابن السقا ونحن فی الطریق الیوم اسألہ مسألۃ لایدری لہا جوابا فقلت وانا اسألہ فی مسئلۃ وانظر ماذا یقول فیہا وقال سیدی الشیخ عبد القادر قدس سرہ الباہر معاذ اللّٰہ ان اسألہ شیئا وانا بین یدیہ انتظر برکات رؤیتہ فلما دخلنا علیہ لم نرہ فی مکانہ فمکثنا ساعۃ فاذا ھو جالس فنظر الی ابن السقا مغضبا وقال لہ ویلک یا ابن السقا تسألنی عن مسألۃ لا ادری لہا جوابا ہی کذا وجوابہا کذا انی لاری نار الکفر تلہب فیک ثم نظر الیّ وقال یا عبد اللّٰہ اتسألنی عن مسألۃ لتنظر ما اقول فیہا ہی کذا وجوابہا کذا لتخرأن علیک الدنیا الی شحمتی اذنک باساءۃ ادبک ثم نظر الی سیدی عبد القادر فادناہ منہ واکرمہ وقال لہ یا عبد القادر لقد ارضیت اللّٰہ ورسولہ بادبک کأنی اراک ببغداد وقد صعدت علی الکرسی متکلما علی الملاء وقلت قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ وکأنی اری الاولیاء فی وقتک حنوا رقابہم اجلالا لک ثم غاب عنا لوقتہ فلم نرہ بعد قال فاما سیدی الشیخ عبد القادر فانہ ظہرت امارۃ قربہ من اللّٰہ عزوجل واجتمع علیہ الخاص والعام وقال قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللّٰہ واقر الاولیاء لہ فی وقتہ واما ابن السقا فرأی بنت الملک حسناء ففتن بہا وسأل ان یزوجہ بہا فابی الا ان یتنصر فاجابہ الی ذلک والعیاذ باللّٰہ تعالٰی واما انا فجئت الی دمشق واحضرنی السلطان نورالدین الشہید وولانی علی الاوقاف فولیتہا واقبلت علیّ الدنیا اقبالا کثیرا فقد صدق کلام الغوث فینا کلنا۔ ترجمہ: امام عبد اللہ بن علی بن عصرون تمیمی شافعی سے روایت ہے میں جوانی میں طلب علم کے لئے بغداد گیا اوس زمانے میں ابن السقا مدرسہ نظامیہ میں میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا۔ ہم عبادت اور صالحین کی زیارت کرتے تھے بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے اور ان کی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب چاہیں ظاہر ہوں جب چاہیں نظروں سے غیب ہو جائیں ایک دن میں اور ابن السقا اور اپنی نوعمری کی حالت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اون غوث کی زیارت کو گئے راستہ میں ابن السقا نے کہا آج اون سے وہ مسئلہ پوچھونگا جس کا جواب او نہیں نہ آئیگا میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ الاعلٰی نے فرمایا معاذ اللہ کہ میں اون کے سامنے اون سے کچھ پوچھوں میں تو اونکے دیدار کی برکتوں کا منتظر رہونگا جب ہم اون غوث کے یہاں حاضر ہوئے اونکو اپنی جگہ نہ دیکھا تھوڑی دیر میں دیکھا تشریف فرما ہیں

ابن السقا کی طرف نگاہ غضب کی اور فرمایا تیری خرابی اے ابن السقا تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے جواب نہ آئے تیرا مسئلہ یہ ہے اور اسکا جواب یہ۔ بیشک میں کفر کی آگ تجھ میں بھڑکتی دیکھ رہا ہوں۔ پھر میری طرف نظر کی اور فرمایا اے عبداللہ تم مجھ سے مسئلہ پوچھو گے کہ دیکھوں میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اوسکا جواب یہ۔ ضرور تم پر دنیا اتنا گوبر کریگی کہ کان کی لو تک اوس میں غرق ہوگے بدلہ تمہاری بے ادبی کا۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر کی طرف نظر کی اور حضور کو اپنے نزدیک کیا اور حضور کا اعزاز کیا اور فرمایا اے عبدالقادر بیشک آپ نے اپنے حسن ادب سے اللہ و رسول کو راضی کیا گویا میں اسوقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجمع بغداد میں کرسی وعظ پر تشریف لے گئے اور فرما رہے ہیں کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر۔ اور تمام اولیائے وقت نے آپکی تعظیم کے لئے گردنیں جھکائی ہیں وہ غوث یہ فرماکر ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئے کہ پھر ہم نے اونہیں نہ دیکھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ پر تو نشان قرب ظاہر ہوئے کہ وہ اللہ عزوجل کے قرب میں ہیں خاص و عام اون پر جمع ہوئے اور اونہوں نے فرمایا میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور اولیائے وقت نے اسکا اون کے لئے اقرار کیا اور ابن السقا ایک نصرانی بادشاہ کی خوبصورت بیٹی پر عاشق ہوا اوس سے نکاح کی درخواست کی اوس نے نہ مانا مگر یہ کہ یہ نصرانی ہوجائے اس نے قبول کرلیا۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔ رہا میں میرا دمشق جانا ہوا وہاں سلطان نورالدین شہید نے مجھے افسر اوقاف کیا اور دنیا بکثرت میری طرف آئی۔ غوث کا ارشاد ہم سب کے بارے میں جو کچھ تھا صادق آیا" اولیاء وقت میں حضرت رفاعی بھی ہیں۔ یہ مبارک روایت بہجۃ الاسرار شریف میں دو سندوں سے ہے اور ایک یہی کیا۔ علامہ علی قاری نے اس کتاب میں چالیس روایات اور بہت کلمات کہ ذکر کئے سب بہجۃ الاسرار شریف سے ماخوذ ہیں یوہیں اکابر ہمیشہ اس کتاب مبارک کی احادیث سے استناد کرتے آئے مگر محروم محروم ہے۔

(۶) اوسی میں ہے قال رضی اللہ تعالٰی عنہ وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء یعرضون علیّ وان بؤبؤ عینی فی اللوح المحفوظ انا حجۃ اللہ علیکم جمیعکم انا نائب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ووارثہ فی الارض ویقول الانس لھم مشائخ والجن لھم مشائخ والملٰئکۃ لھم مشائخ وانا شیخ الکل رضی اللہ تعالٰی عنہ ونفعنا بہ ترجمہ: حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا مجھے عزت پروردگار کی قسم بیشک سعید و شقی سب مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں بیشک میری آنکھ کی پتلی لوح محفوظ میں ہے میں تم سب پر اللہ کی حجت ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا نائب اور تمام زمین میں اون کا وارث ہوں اور فرمایا کرتے آدمیوں کے پیر ہیں قوم جن کے پیر ہیں فرشتوں کے پیر ہیں اور میں اون سب کا پیر ہوں"۔ علی قاری اسے نقل کرکے عرض کرتے ہیں۔

اللہ عزوجل کی رضوان حضور پر ہو اور حضور کے برکات سے ہمکو نفع دے (۷) اسی میں ہے روی عن السید الکبیر القطب الشھیر سیدی احمد الرفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ قال الشیخ عبدالقادر بحرالشریعۃ عن یمینہ وبحرالحقیقۃ عن یسارہ من ایھما شاء اغترف السید عبدالقادر لا ثانی لہ فی عصرنا ھذا رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ ترجمہ "سید کبیر قطب شہیر سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ اونھوں نے فرمایا شیخ عبدالقادر وہ ہیں کہ شریعت کا سمندر اون کے دہنے ہاتھ ہے اور حقیقت کا سمندر اونکے بائیں ہاتھ جس میں سے چاہیں پانی لیں۔ اس ہمارے وقت میں سید عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ" (۸) امام ابن حجر مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ اپنے فتاوائے حدیثیہ میں فرماتے ہیں انھم قد یؤمرون تعریفا الجاھل او شکرا وتحدثا بنعمۃ اللہ تعالٰی کما وقع للشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ بینما ھو بمجلس وعظہ واذا ھو یقول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ تعالٰی فاجابہ فی تلک الساعۃ اولیاء الدنیا قال جماعۃ بل واولیاء الجن جمیعھم وطأطأوا رؤسھم وخضعوا لہ واعترفوا بما قالہ الارجل باصبھان فابی فسلب حالہ ترجمہ کبھی اولیا کو کلمات بلند کہنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ جو اونکے مقامات عالیہ سے ناواقف ہے اوسے اطلاع ہو یا شکر الٰہی اور اوسکی نعمت کا اظہار کرنے کیلئے جیسا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے ہوا کہ اونھوں نے اپنی مجلس وعظ میں دفعۃً فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کے گردن پر فوراً تمام دنیا کے اولیا نے قبول کیا (اور ایک جماعت کی روایت ہے کہ جملہ اولیاء جن نے بھی) اور سب نے اپنے سر جھکا دیئے اور سرکار غوثیت کے حضور جھک گئے اور اونکے ارشاد کا اقرار کیا مگر صفاہان میں ایک شخص منکر ہوا فوراً اوسکا حال سلب ہوگیا" (۹) پھر فرمایا وممن طأطأ راسہ ابوالنجیب السھروردی وقال علی راسی علی راسی واحمد الرفاعی فقال وحیدٌ منھم وسئل فقال الشیخ عبدالقادر یقول کذا وکذا وابومدین فی المغرب وانا منھم اللھم انی اشھدک واشھد ملئکتک انی سمعت واطعت وکذا الشیخ عبدالرحیم القناوی مد عنقہ وقال صدق الصادق المصدوق۔ ترجمہ حضور کے ارشاد پر جنھوں نے اپنے سر جھکائے اون میں سے (سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے پیران پیر) حضرت سیدی عبدالقاہر ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں انھوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور کہا دگردن کیسی، میرے سر پر میرے سر پر اور اون میں سے حضرت سیدی احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں انھوں نے اپنا سر مبارک جھکایا اور کہا یہ چھوٹا سا احمد بھی اونہیں میں ہے جنکی گردن پر حضور کا پاؤں ہے اس کہنے اور گردن جھکانے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسوقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ میرا پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر لہذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی کہ یہ چھوٹا سا احمد بھی اونہیں میں ہے اور اونہیں میں سے حضرت سیدی ابو مدین شعیب مغربی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں انھوں نے سر مبارک جھکایا اور کہا میں بھی اونہیں میں ہوں الٰہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے قدمی کا ارشاد سنا اور حکم مانا اسی طرح حضرت سیدی شیخ عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی گردن مبارک

بچھائی اور کہا سچ فرمایا سچے مانے ہوئے سچے نے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین (۱۰) پھر فرمایا ذکر کثیرون من العارفین الذین ذکرناھم وغیرھم انہ لم یقل الا بامر اعلانا بقطبیتہ فلم یسع احدا التخلف بل جاء باسانید متعددۃ عن کثیرین انھم اخبروا قبل مولدہ بنحو مائۃ سنۃ انہ سیولد بارض العجم مولود لہ مظھر عظیم بقول ذلک فتندرج الاولیاء فی وقتہ تحت قدمہ۔ ترجمہ۔ اولیاء کرام کہ ہم نے ذکر کئے یعنی حضرت نجیب الدین سہروردی وحضرت سید احمد رفاعی وحضرت شعیب مغربی وحضرت عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالٰی عنہم انھوں نے اور ان کے سوا اور بہت عارفین کرام نے تصریح فرمائی کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی طرف سے ایسا نہ فرمایا بلکہ اللہ عزوجل نے اونکی قطبیت کبرٰی ظاہر فرمانے کے لئے اونہیں اس فرمانے کا حکم دیا ولہذا کسی ولی کو گنجائش نہ ہوئی کہ گردن نہ بچھاتا اور قدم مبارک اپنی گردن پر نہ لیتا بلکہ متعدد سندوں سے بہت اولیاء کرام متقدمین سے مروی ہوا کہ اونھوں نے سرکار غوثیت کی ولادت مبارکہ سے تقریبًا سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مظہر والے پیدا ہوں گے اور یہ فرمائیں گے کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اس فرمانے پر اوس وقت کے تمام اولیاء اونکے قدم کے نیچے سر رکھیں گے اور اس قدم کے سایہ میں داخل ہوں گے۔" اللھم لک الحمد صل علی محمد وابنہ وذریتہ۔ (۱۱) پھر فرمایا وحکی امام الشافعیۃ فی زمانہ ابو سعید عبداللہ بن ابی عصرون قال دخلت بغداد فی طلب العلم فوافقت ابن السقا ورافقتہ فی طلب العلم بالنظامیۃ وکنا نزور الصالحین وکان ببغداد رجل یقال لہ الغوث الی آخر الحدیث المذکور ترجمہ "امام ابو سعید عبداللہ بن ابی عصرون نے کہ اپنے زمانہ میں شافعیہ کے امام تھے ذکر فرمایا کہ میں بغداد مقدس میں طلب علم کے لئے گیا ابن السقا اور میں مدرسۂ نظامیہ میں شریک درس تھے اور اوس وقت بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے تھے" (وہی پوری حدیث کہ نمبر ۵ میں گزری۔ اون غوث کا ہمارے حضور رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بشارت دینا کہ آپ برسر منبر مجمع میں فرمائینگے میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور تمام اولیائے عصر آپکے قدم پاک کی تعظیم کے لئے اپنی گردنیں خم کریں گے اور پھر ایسا ہی واقع ہونا حضور کا یہ ارشاد فرمانا اور تمام اولیائے عالم کا اقرار کرنا کہ بیشک حضور کا قدم ہم سب کی گردن پر ہے) آخر میں امام ابن حجر نے فرمایا وھذہ الحکایۃ کادت ان تتواتر فی المعنی لکثرۃ ناقلیھا وعدالتھم یعنی یہ حکایت قریب تواتر ہے کہ اس کے ناقلین بکثرت ثقہ عادل ہیں۔ فتاوی حدیثیہ نے ابن السقا کی بدانجامی میں یہ اور زائد کیا کہ جب وہ بدبخت کہ بہت بڑا عالم جید اور علوم شرعیہ میں اپنے اکثر اہل زمانہ پر فائق اور حافظ قرآن اور علم مناظرہ میں کمال سر برآوردہ تھا جس سے علم میں مناظرہ کرتا اوسے بند کردیتا ایسا شخص جب شان غوث میں گستاخی کی شامت سے معاذ اللہ معاذ اللہ نصرانی ہوگیا بادشاہ نصارٰی نے اوسے بیٹی تو دیدی مگر جب بیمار پڑا اوسے بازار میں پھنکوا دیا بھیک مانگتا اور کوئی نہ دیتا ایک شخص کہ اوسے پہچانتا تھا گزرا اوس سے پوچھا تو تو حافظ تھا اب بھی قرآن کریم میں سے

کچھ یاد ہے کہا سب محو ہو گیا صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین۔ کتنی تمنائیں کریں گے وہ جنھوں نے کفر اختیار کیا کہ کسی طرح مسلمان ہوتے۔ امام ابن ابی عصرون فرماتے ہیں پھر ایکدن میں اوسے دیکھنے گیا اوسے پایا کہ گویا اوسکا سارا بدن آگ سے جلا ہوا ہے وہ نزع میں تھا میں نے اوسے قبلہ کی طرف کیا وہ پورب کو پھر گیا میں نے پھر قبلہ کو کیا وہ پھر پھر گیا اسی طرح میں جتنی بار اوسے قبلہ رخ کرتا وہ پورب کو پھر جاتا یہاں تک کہ پورب ہی کی طرف مونھ کئے اوس کا دم نکل گیا وہ اون غوث کا ارشاد یاد کیا کرتا اور جانتا تھا کہ اوسی گستاخی نے اس بلا میں ڈالا والعیاذ باللہ تعالی انتہی" اگر کہیے پھر اسلام کیوں نہیں لاتا تھا کلمہ پڑھ لینا کیا مشکل تھا **اقول** اس کا جواب قرآن عظیم دیگا وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العلمین ہ تم کیا چاہو جب تک اللہ نہ چاہے جو مالک سارے جہان کا۔ اور فرماتا ہے کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون ہ کوئی نہیں بلکہ اون کی بداعمالیوں نے اونکے دلوں پر زنگ چڑھادی ہے۔ اور فرماتا ہے ذلک بانھم آمنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون ہ یہ اس لئے کہ وہ ایمان لائے پھر کفر کیا تو ونکے دلوں پر مہر لگادی گئی کہ اب اونہیں کچھ سمجھ نہ رہی۔ والعیاذ باللہ تعالی۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں وفی ھذہ ابلغ زجرا و اکد ردع عن الانکار علی اولیاء اللہ تعالی خوفا من ان یقع المنکر فیما وقع فیہ ابن السقا من تلک الفتنۃ المھلکۃ الابدیۃ التی لا اقبح منھا نعوذ باللہ من ذلک ونسألہ بوجہ الکریم وحبیبہ الرؤف الرحیم ان یؤمننا من ذلک ومن کل فتنۃ ومحنۃ بمنہ وکرمہ وفیھا ایضا اتم حث علی اعتقادھم والادب معھم وحسن الظن بھم مھما امکن ترجمہ" اس واقعہ میں اولیاء کرام پر انکار سے بکمال جھڑکنا اور سخت منع ہے اس خوف سے کہ منکر اس مہلک فتنے میں پڑجائیگا جو ہمیشہ ہمیشہ کا ہلاک ہے اور جس سے بدتر کوئی خباثت نہیں جس میں ابن السقا پڑ گیا۔ اللہ عزوجل کی پناہ۔ ہم اللہ عزوجل سے اوسکے وجہ کریم اور اوسکے حبیب رؤف رحیم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے وسیلے سے مانگتے ہیں کہ ہم کو اپنے احسان وکرم کے ساتھ اس سے اور ہر فتنہ ومحنت سے امان بخشے۔ نیز اس واقعہ میں کمال ترغیب ہے اسکی کہ اولیاء کرام کے ساتھ عقیدت وادب رکھیں اور جہاں تک ہو اون پر نیک گمان کریں" فقیر کوئے قادری امید کرتا ہے کہ اتنے بیان میں اہل انصاف وسعادت کے لئے کفایت ہو۔ اللہ عزوجل مسلمان بھائیوں کو اتباع حق وادب اولیاء کی توفیق دے اور ابن السقا جیسے اوس شخص کے حال سے پناہ دے جس نے بزعم خود حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ کے بارگاہ میں حق نیازمندی ادا کیا اور نتیجہ معاذ اللہ وہ ہوا کہ سید کبیر کے غضب اور حضور غوثیت کی سرکار میں اسارت ادب پر خاتمہ ہوا۔ والعیاذ باللہ تعالی۔ اے برادر مقتضائے محبت اتباع وتصدیق

ہے نہ کہ نزاع و تکذیب۔ سچا محب حضرت احمد کبیر کے ارشادات کو بالائے سر رکھے گا اور جس بارگاہ ارفع کو انہوں نے سب سے ارفع بتایا اور انکا قدم اقدس اپنے سر مبارک پر لیا انہیں کو ارفع و اعظم مانے گا علامہ عبدالرزاق محدث شیعی تھا مگر حضرات عالیہ شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کو حضرت امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ سے افضل کہتا۔ اوس سے پوچھا جاتا تو جواب دیتا کفی بی وزرا ان احبہ ثم اخالفہ۔ یعنی امیر المومنین نے خود حضرات شیخین کو اپنے نفس کریم سے افضل بتایا مجھے یہ گناہ بہت ہے کہ علی سے محبت رکھوں پھر ان کا خلاف کروں۔ واقعی تکذیب ومخالفت اگرچہ بزعم عقیدت و محبت ہو اعلی درجہ کی عداوت ہے والعیاذ باللہ تعالی۔ اللہ عزوجل اپنے محبوبوں کا حسن ادب روزی کرے اور انہیں کی محبت پر خاتمہ فرمائے اور انہیں کے گروہ پاک میں اٹھائے۔ آمین آمین آمین بجاہھم عندك یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالی علی سیدنا ومولنا والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین الی یوم الدین عدد کل ذرۃ ذرۃ الف الف مرۃ الف الف فی کل آن وحین الی ابد الابدین آمین والحمد للہ رب العلمین واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ۔ موضع رجب پور ڈاکخانہ تحصیل امروہہ ضلع مراد آباد حاجی شبیر علی ۵ جمادی الآخر ۱۳۳۶ھ

سوال اول۔ کچھ پیروں نے آجکل پیرا مریدی جاری کی ہے کہ جس وقت بچہ پیدا ہوا اوس کو گولیاں دیجاتی ہیں وہ گولیاں چھٹی کے دن گھول کر بچہ کے ہونٹوں سے لگا دینے سے بیعت ہوگیا۔ یہ پیرا مریدی جائز ہے یا ناجائز جوکچھ حضور حکم صادر فرمائیں عمل کیا جاوے۔

الجواب۔ ایک دن کا بچہ بھی اپنے ولی کی اجازت سے مرید ہوسکتا ہے اور گولیاں بے اصل ہیں واللہ تعالی اعلم۔

سوال دوم۔ مکنپور کے جو حضرت شاہ بدیع الدین شاہ صاحب جنکا نام دیہات میں مدار صاحب کہتے ہیں سنا جاتا ہے بزرگوں سے کہ ان کے گھرانے میں پیرا مریدی نادرست ہے علاوہ اسکے سنا گیا ہے کہ کوئی خلیفہ آپ نے نہیں کیا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ دو خادم آپکی خدمت میں رہا کرتے تھے کہ جنکا نام یہ ہے ایک کا نام احسن دوسرے کا نام جمن جتی لہذا احسن ندی ہوکر بہہ گیا اور جمن جتی اور کسی سے بیعت ہوگئے لہذا یہ جو مکن پور کے پیرجی لوگ ہیں اور یہ پیرا مریدی آپ کے نام سے کرتے ہیں یہ پیرا مریدی جائز ہے یا ناجائز جوکچھ حکم صادر فرمائیں عمل کیا جاوے۔

الجواب۔ بہہ جانا وغیرہ بے اصل ہے مگر اس فرقہ کے لوگ بے شرع اکثر ہیں اور بے شرع کسی فرقہ کا ہو اوس کے ہاتھ پر بیعت ناجائز ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از حیدرآباد قریب ڈیوڑھی نواب نصرت جنگ بہادر مرسلہ سید غلام فضل بیابانی قاضی ورنگل یکم ذی الحجہ ۱۳۳۶ھ ۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالی عنہ کے اولاد صلبی تھی یا نہیں مولانا کی تحقیقات میں جو بات ثابت ہو اُس سے بھی بحوالہ کتب حسن ایما ہو ۔

الجواب ۔ حضرت سید احمد کبیر رضی اللہ تعالی عنہ کے اولاد صلبی نہ تھی حضرت کے بھانجے تھے ۔ وفیات الاعیان میں ہے لم یکن لہ عقب قلائد الجواہر میں ہے قال العلامۃ شمس الدین بن ناصر الدین الدمشقی سیدی الشیخ الکبیر محی الدین سلطان العارفین ابوالعباس احمد بن الرفاعی لم یبلغنا انہ اعقب کما جزم بہ غیر واحد من الائمۃ المرضیۃ ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از کیلا سیور ضلع سہارنپور مرسلہ عبد اللہ صاحب امام مسجد منہاران ۸ محرم الحرام ۱۳۳۶ھ

میں سورۂ واقعہ کی زکوٰۃ ادا کرنا چاہتا ہوں جس کا طریقہ یوں لکھا ہے کہ شروع چاند میں جو پہلی جمعرات کے دن بعد نماز مغرب اول آخر درود شریف کے بعد چھ مرتبہ سورہ مذکورہ کی تلاوت کرے اور پھر دوسرے روز پانچ بار پڑھے اسی طرح دوسری جمعرات آنے تک پانچ بار پڑھتا رہے دوسری جمعرات کو سورہ شریف پانچ بار پڑھ کر مع درود شریف کے اوس ہفتہ کی تلاوت خدا کی نذر کرے اسکے بعد فوراً پھر مع درود شریف چھ بار سورہ شریف کی تلاوت کرے اور بعدہ روزمرہ بدستور تیسری جمعرات آنے تک پانچ بار پڑھے اوس ہفتہ کا ثواب حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بخشے ۔ اور پھر فوراً از سر نو شروع کرے اور ترکیب بالا جمعرات تک کرے اوس ہفتہ کا ثواب جمیع ارواح مومنین کو بدیہ عمل تمام ہو ۔ لہذا حضور اجازت اس عمل کی مجھے دیں اس میں جو کچھ غلطی ہو تو اصلاح فرمادیں اور ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ سورہ یٰسین میں اللہ تعالی کے اسماء میں سے ایک اسم رکھا گیا ہے اور وہ اسم سورہ یٰسین کے وسط میں ہے اوسکے پانچ کلمہ اور سولہ حرف ہیں چار حرف منقوط ہیں اور دو حرفوں پر اوپر نقطے ہیں اور دو حرفوں کے نیچے ہیں لہذا میں نے بہت تلاش کیا لیکن مجھے پتہ نہ چلا امید کہ آپ اس مشکل کو حل کریں

الجواب ۔ کسی عمل کا ثواب مولی تعالی کی نذر کرنا محض جہالت ہے وہ غنی مطلق ہے اور حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام خواہ اور نبی یا ولی کو ثواب بخشنا کہنا بے ادبی ہے بخشنا بڑے کی طرف سے چھوٹے کو ہوتا ہے بلکہ نذر کرنا یا ہدیہ کرنا کہے پہلے ہفتہ کی تلاوت کا ثواب نذر حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام کرے دوسرے کی تلاوت کا ثواب نذر باقی انبیاء و اولیاء تیسرے کا ثواب ہدیہ ارواح جملہ مؤمنین و مومنات کرے اس طرح کیجئے میں نے آپکو اجازت دی وہ سورۂ مبارکہ کی ایک پوری آیت ہے کارڈ میں آیت نہیں لکھی جاسکتی اوسکا اول س ل م اور آخر ر ح ی م ۔

اوس سائل نے ۱۶ حرف یوں بتائے کہ سلام میں چار حرف سمجھے یہ غلط ہے مصحف کریم میں یہ لفظ بے الف ہے تو پندرہ ہی حرف ہیں اور اوس میں چار حرف منقوط ہیں ق ن ب ی مگر نون کے اوپر نقطہ کہنا نہ چاہیے کہ وہ جوف میں ہے فقط ۔

مسئلہ ۳۷ ۔ از جے پور راجپوتانہ بازار ہوا محل مرسلہ محمد یوسف مدرس مدرسہ فیض محمدی ۲ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ درمختار و شرح وقایہ و ہدایہ و فتاوائے عالمگیری و کنز الدقائق و قدوری و منیۃ المصلی وغیرہ کتب فقہیہ میں وہ مسائل جو بلفظ قال ابوحنیفۃ و عند ابی حنیفۃ منقول ہیں کیا اونکے اسناد بقاعدہ محدثین صاحب کتاب سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تک پہنچتی ہیں تو ایک دو مسئلہ کی سند بطور نظیر کے ارقام فرمادیں ۔

الجواب ۔ تمام مذہب کہ صاحب مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف بلفظ قال و عند نسبت کیے جاتے ہیں کتب ظاہر الروایہ کے مسئلے ہیں اور اون تک سانید متصلہ موجود ہر مسئلہ کے لیے جدا سند کی حاجت نہیں جس طرح صحیح بخاری تک ہم اسانید متصلہ رکھتے ہیں صحیح کی تمام حدیثیں ہمارے پاس اونہیں سندوں سے ہیں ہر حدیث میں جدید سند کی ضرورت نہیں ۔ صاحب درمختار رضی اللہ تعالٰی عنہ درمختار میں فرماتے ہیں انی اروبہ عن شیخنا الشیخ عبد النبی الخلیلی عن المصنف (ای شیخ الاسلام ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الغزی التمرتاشی) عن ابن نجیم المصری (ای العلامۃ المحقق زین صاحب البحر الرائق) بسندہ الی صاحب المذہب ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ (الی قولہ) کما ھو مبسوط فی اجازاتنا بطرق عدیدۃ عن المشائخ المتبحرین الکبار علامہ صاحب بحر کی سند یہ ہے المحقق زین عن العلامۃ ابن الشلبی صاحب الفتاوی عن ابن الشحنۃ شارح الوھبانیۃ عن الامام ابن الہمام صاحب فتح القدیر و زاد الفقیر عن العلامۃ قارئ الہدایۃ عن العلامۃ علاء الدین السیرامی عن السید جلال الدین صاحب الکفایۃ عن الامام عبد العزیز البخاری صاحب کشف البزدوی عن الامام حافظ الدین النسفی صاحب الکنز والوافی والکافی عن الامام شمس الائمۃ الکردری عن الامام برھان الدین صاحب الہدایۃ وکفایۃ المنتہی والتجنیس عن الامام فخر الاسلام علی البزدوی عن الامام شمس الائمۃ السرخسی صاحب المبسوط شرح کافی الامام الحاکم الشہید عن الامام شمس الائمۃ الحلوانی عن القاضی ابی علی النسفی عن الامام الفضل عن ابی عبد اللہ السبذمونی عن ابی حفص الصغیر عن ابیہ الامام ابی حفص الکبیر عن الامام محمد عن سراج الامۃ الامام الاعظم وایضا عن محمد عن یعقوب عن الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم صاحب مذہب رضی اللہ تعالٰی عنہ تک فقیر کی سند صدر جلد اول فتاوی فقیر اور بفضلہ تعالٰی کتب ظاہر الروایہ بلکہ کتب نوادر بلکہ بکثرت کتب علما و مشائخ تک سانید متصلہ موجود ۔ واللہ تعالٰی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از احمد آباد گجرات محلہ جمالپور مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب ۹ صفر المظفر ۱۳۳۷ھ

مرقاۃ شرح مشکوۃ ملا علی قاری کی عبارت اگر آپکے زیر نظر ہو تو یہ پتا بتا یئے کہ یہ مرقاۃ کی کون سی باب وفصل اور کون سے صحابی کی حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ اس کی بندہ کو ضرورت ہے ممنون ومشکور رہوگا عبارت یہ ہے انہ بلغنی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ من قال لاالٰہ الا اللہ سبعین الفا غفر اللہ تعالٰی لہ ومن قیل لہ غفر لہ۔

الجواب ۔ مولنا اکرمکم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ یہ عبارت مرقاۃ کتاب الصلاۃ باب ما علی الماموم من المتابعۃ فصل ثانی حدیث علی ومعاذ بن جبل علیہما الرضوان کی شرح میں ہے مطبع مصر جلد دوم صفحہ ۱۰۲۔

مسئلہ ۔ از پنڈول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور مرسلہ نعمت علی صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین ان مسائل میں کہ (۱) جناب باری عزاسمہ کے کتنے نام ہیں اور شہنشاہ جہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کتنے۔ (۲) سورہ فاتحہ وسورہ اخلاص میں صرف خدا ہی کی تعریف ہے یا رسول کی بھی (۳) جو بزرگ عالم حیات میں اپنے معتقدوں کو تعلیم فرماتے ہیں اگر بعد وصال کے خواب میں تعلیم کرے تو اس پر یعنی خواب کی باتوں پر شرع کی رو سے چلنا کیسا ہے (۴) سنا ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے لال کافر کو مارا اور وہ بھاگا اور ہنوز زندہ ہے آیا اسکی کوئی خبر حدیث سے ہے اور کب تک زندہ رہے گا پھر ایمان لائے گا یا نہیں (۵) حنانہ لکڑی جو آپ کے فراق میں نالاں تھی قیامت کے دن اوس کا کیا حال ہوگا۔

الجواب ۔ (۱) اللہ عزوجل کے ناموں کا شمار نہیں کہ اوسکی شانیں غیر محدود ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسمائے پاک بھی بکثرت ہیں کہ کثرت اسما شرف مسمی سے ناشی ہے آٹھ سو سے زائد مواہب وشرح مواہب میں ہیں اور فقیر نے تقریبًا چودہ سو پائے اور حصر ناممکن (۲) سورہ فاتحہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی صریح مدح ہے الصراط المستقیم محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں اور اون کے اصحاب ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالٰی عنہما انعمت علیھم کے چاروں فرقوں کے سردار انبیا ہیں انبیا کے سردار مصطفٰے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم۔ شیخ محقق نے اخبار الاخیار میں بعض اولیاء کی ایک تفسیر بتائی جس میں اونھوں نے ہر آیت کو نعت کر دیا ہے اس میں سورہ اخلاص بھی داخل ہے (۳) اچھے خواب پر عمل خوب ہے اور اچھا وہ کہ موافق شرع ہو (۴) یہ بے اصل ہے (۵) وہ جنت کا ایک درخت کیا جائیگا کما فی حدیث۔

واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از جوہر کوٹ بارکھان ملک بلوچستان مرسلہ قادر بخش صاحب ۱۴ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

یکے ملامیگوید کہ در دعا گنج العرش، و در دعا عکاشہ وغیرہ ادعیات عربی فارسی و در نور نامہ ہندی کہ در آن ذکر تولد آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالتفصیل است ثواب چنداں نوشتہ است کہ چہل شہید و حج وغیرہ امورات ثواب حاصل آید ہر کہ بخواند آں ملامیگوید ہرچہ ثواب نوشتہ است آں حاصل نباشد و غلط نوشتند برائے فروختگی کتاب نوشتہ درہیچ اصل نیست آیا گفتہ ملا بموجب شرع شریف است یا مخالف اگر ثواب ہمچناں ست کہ نوشتہ است براہ مہربانی سند وحوالہ کتاب کہ در ذکر تولد آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چنداں ثواب ست تحریر فرمایند بلاحیثیت۔

الجواب ۔ رسالہ منظومہ ہندیہ کہ بنام نور نامہ مشہور ست روایتش بے اصل است خواندنش روا نیست چہ جائے ثواب وبراد عیہ در مطابع انچہ روایتہائے اسنادی نویسند اکثر بے اصل است وثواب بدست رب الارباب یکبار سبحٰن اللہ میزان را پرمیکند و لا الٰہ الا اللہ بستر از عرش نمی ایستد یک کلمہ ازینہا اگر مقبول شود جزائے او جز جنت نیست وثواب اللہ اطیب واکثر۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی نور محمد صاحب طالب علم ۹ ربیع الآخر ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنے مرشد کے فتوے کے رد پر تصدیق کرے یہ بیعت سے خارج ہوا یا نہیں۔

الجواب ۔ بعض فتووں کا رد کفر ہوتا ہے بعض کا ضلالت بعض کا جہالت بعض کا حماقت بعض کا حق ایک حکم نہیں ہوسکتا کیا فتوی تھا اور کیا رد سائل مفصل لکھے اور یہ بھی کہ تصدیق کرنے والے کو اس کے خلاف اپنے مرشد کا فتوی معلوم تھا یا نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شاہجہانپور بازار سبزی منڈی مرسلہ محمد امین تاجر۔ ۹ جمادی الاولی ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تقسیم قرآن شریف برائے فیض پیرایے حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ تیس پارہ پر ہے کوئی پارہ سورت سے شروع ہوا اور کوئی رکوع سے اور کوئی درمیان رکوع سے اور کوئی پارہ بڑا ہے کوئی چھوٹا اسکے واسطے کوئی قاعدہ ہے جسکی رعایت ہر پارہ میں ہے یا بلا رعایت قاعدہ کلیہ مقرر کردی ہے الحمد کو پارہ اول سے علیحدہ رکھا ہے اور بسم اللہ سے ایک آیت چھوڑ دی شروع سورت سے اسکا سرا اور جو کچھ ادراک اس میں مرعی ہے حضور ہی بیان فرماسکتے ہیں اور ہم جہلہ کی تسکین حضور پر نور ہی کی قلم سے ہوسکتی ہے۔

الجواب ۔ پاروں پر تقسیم امیر المومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نہ کی نہ کسی صحابی نہ کسی

تابعی نے ۔ معلوم نہیں اس کی ابتدا کس نے کی یہ بہت حادث ہے ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے اسکی ابتدا کی اوس نے اپنے پاس کے مصحف شریف کو تیس حصوں پر کہ باعتبار عدد اوراق مساوی تھے تقسیم کرلیا اور یہ تقسیم ان ان مواقع پر آکے واقع ہوئی اور یہی ان بلاد میں رائج ہوگئی سب جگہ اس پر اتفاق بھی نہیں بلکہ شام وغیرہ کی تقسیم اس سے کچھ مختلف ہے بہر حال یہ کچھ ضروری بات نہیں نہ اوس کے ماننے میں حرج واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از کلمائٹر ڈاکخانہ ماہی مار ضلع فریدپور مرسلہ عبدالرحمٰن صاحب ۲۱ جمادی الاولی ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ (۱) زید طریقہ نقشبندیہ متبرکہ میں بیعت ہوا اور اپنے شیخ سے مقامات پورا کیا مگر بعض مقام میں قدرے شبہہ ہتی ہے اور خلافت واجازت نہ ملتی ہے شیخ صاحب کا انتقال ہوگیا اب زید کے لیئے اس شبہہ دور کرنے اور اجازت وخلافت حاصل کرنے کی واسطے دوسرے مرشد پکڑنا جائز ہے یا اپنے شیخ سے جو حاصل ہوئی اسی پر اکتفا کرنا چاہیئے اگر اسی پر اکتفا کر کوشش کری تو ترقی وفیض یاب ہوسکتا ہے اور شبہہ باقی ماندہ دور کرسکتا ہے یا نہیں۔ اگر دوسرے مرشد پکڑنا جائز ہے تو اسے نقشبندیہ طریقہ کا ہونا ضروری ہے یا دیگر چہار طریقہ میں سے جو ہوئے کافی ووافی ہوں گے پھر اسی نقشبندیہ طریقہ کی جو مشائخ زید کو فی الحال میسر ہوتے ہیں اگر وہ زید کے شیخ سے کمالیت واشغال کم درجہ کے ہیں اوکو مرشد بنائے یا جو مشائخ زید کو مسافت بعیدہ وغیرہ وغیر ملکی ہونے کے میسر نہیں ہوتے ہیں حالانکہ وہ سب زید کے شیخ سے بڑھکر رہے یا برابر رہے تو اب جو زید کو فی الحال میسر ہوتے ہیں ان سے پورا کرے یا جو نہیں میسر ہیں انکی توقع وامید پر رہے (۲) قادری کوئی شخص دوسرے قادری سے یا نقشبند دوسرے نقشبندی سے یا قادری نقشبندی سے یا نقشبندی قادری علی ہذا البواقی خواہ علی الوفاق ہوئے یا علی الخلاف بیعت ہونے کو چاہے تو از سر نو بیعت ہونا چاہیئے یا نہیں اور یہ بیعت بیعت جدیدہ کہلائیگی یا کیا اور شیخ اول ہی بدستور رہیں گے یا دونوں اور مرید کن کا کہلائیگا بینوا توجروا۔

الجواب ۔ جو شخص کسی شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر بیعت ہوچکا ہو تو دوسرے کے ہاتھ پر بیعت نہ چاہیئے اکابر طریقت فرماتے ہیں۔ لا یفلح مرید بین شیخین خصوصًا جبکہ اوس سے کشود کار بھی ہوچکا ہو حدیث میں ارشاد ہوا من رزق فی شیئ فلیلزمہ دوسرے جامع شرائط سے طلب فیض میں حرج نہیں اگرچہ وہ کسی سلسلہ صحیحہ کا ہو اور اوس سے جو فیض حاصل ہو اوسے بھی اپنے شیخ ہی کا فیض جانے کما فی سبع سنابل مبارکۃ عن سلطان الاولیاء امام الحق والدین رضی اللہ تعالٰی عنہ شیخ جب نہ رہا اور اوسکا سلوک ناقص ہوا وسکی تکمیل بطور خود نہ کرے کہ یہ راہ تنہا چلنے کی نہیں کما افادہ الامام القشیری فی رسالتہ المبارکۃ والامام السہروردی

فی العوارف الشریفہ وبینا ہ فی فتاوی افریقہ بلکہ کسی لائق تکمیل سے استمداد کرے اوس میں حتی الامکان لحاظ قرب رکھے اپنے شیخ کے خلفا میں سے کوئی اس قابل ہو تو وہ اولیٰ ہے ورنہ اپنے سلسلے سے اقرب فالاقرب اور نہ ملے تو جو ملے یہ اس لئے کہ اختلاف راہ اطالت عمل کرنے اور اپنے زمانے میں اپنے حق میں اپنے شیخ صحیح المشیخۃ سے کسی کو افضل جاننا سوء ادب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از اکبر آباد محلہ گھٹیا اعظم خاں مکان منشی مظفر حسین خاں مختار مرسلہ محمد رضی الدین چشتی نظامی ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) مشرک داخل سلسلہ کسی مشائخ سلسلہ سے کسی حیثیت سے اور کسطرح پر داخل سلسلہ ہوسکتا ہے مشرک کی آلودگی ظاہر اوس میں نمایاں ہو جیسے اہل ہنود دیں سی (۲) ایسے شخص کی بیعت کسی مشائخ سلسلہ سے کب معتبر اور کیسی ہوگی۔ (۳) ایسا مشرک کسی مشائخ سلسلہ کا خلیفہ اور صاحب اجازت یا صاحب مجاز ہوسکتا ہے جس کی نسبت یقینا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا پابند نہیں نہ اوس نے احکام شریعت کی بظاہر پابندی کی دائرہ اسلام میں بظاہر شامل نہیں ہوا نہ اوس نے شرک و کفر وفسق وفجور سے کسی جلسہ عام مسلمانوں میں توبہ کی نہ توبہ کا شاہد بنایا (۴) عوام الناس اپنی اغراض نفسانی سے ایسے شخص کو جسکی نسبت عرض کیا جارہا ہے اوسکو رشد و ہدایت کا اپنی ہادی بناسکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب ۔ لا الٰہ الا اللہ کوئی کافر خواہ مشرک ہو یا موحد ہرگز نہ داخل سلسلہ ہوسکتا ہے نہ بے اسلام اوسکی بیعت معتبر ہوسکتی ہے نہ قبل اسلام اوسکی بیعت معتبر ہو اگرچہ بعد کو مسلمان ہو جائے کہ بیعت ہو یا کوئی عمل سب کے لئے پہلی شرط اسلام ہے قال تعالیٰ وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنہ ھباء منثورا اھ جو اوسکے کفر پر قائم رہتے ہوئے اوسے مجاز وماذون بیعت وخلیفہ طریقت کرے اور جو اوسے پیر رشد وہدایت سمجھے یہ سب خود کافر ہوجائیں گے بزازیہ مجمع الانہر درمختار وغیرہ میں ہے من شك فی کفرہ فقد کفر ہاں اگر وقت بیعت اوس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور دین اسلام کا مقر ہوا تو بیعت صحیح ہوئی اور اوس کے بعد قبل اظہار کفر ماذون کیا تو پیر پر الزام نہیں مگر جب بعد کو اوس نے کفر کیا مرتد ہوگیا بیعت فسخ ہوگئی اب جو اوسے ہادی بنائے یہ کافر ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بریلی مدرسہ منظر اسلام اہلسنت وجماعت مسئولہ مولوی حشمت علی صاحب لکھنوی رضوی متعلم مدرسہ ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط ماقولکم یاحماۃ السنۃ السنیۃ البیضاء ویا محاۃ البدعۃ الغبیۃ الظلماء نصرکم اللہ تعالیٰ بالتائیدات الرحمانیۃ وایدکم بالنصر السبحانیۃ فی ھذہ المسألۃ ان اشرفعلی التھانوی

الذی تفوّہ بالکفر الجلی فی کتابہ حفظ الایمان وما ھو واللہ الاحبط الایمان قد کتب عملا للا مساک فی ص ۱۰۹ من کتابہ المسمی باثار تبیانی الجزء الثالث من اعمال قرآنی المطبوع فی برقی پریس الواقع فی دلی سنہ ۱۳۳۵ھ فقال ما ترجمتہ " عمل اخر ۔ للامساک ۔ یکتب علی ورقۃ الکرم ویعلق علی الفخذ الایسر یحبس ھو حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ وقیل یارض ابلعی ماءک ویسماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر کلما اوقدوا نارا للحرب اطفأھا اللہ امسک ایھا الماء النازل من صلب فلان بن فلانۃ بلاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم" ھل فیہ تعریض القرآن العظیم للا ھانۃ والانجاس والتوھین والتلویث بالارجاس وتلوّ ھذا ھل فیہ کفر ام ضلال ام لیس فیہ شیئ من ھذہ الاحوال ۔ بینوا بالتفصیل توجروا عند الملک الجلیل ۔

الجواب ۔ الامام الاجل سیدی محمد البوصیری قدس سرہ قال فی قصیدتہ الکریمۃ الھمزیۃ ام القری فی حق ابی جھل اللعین ع ما علی مثلہ یعد الخطاء ۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از شہر محلہ بہاری پور نواب وزیر احمد خانصاحب قادری رضوی ۱۴ جمادی الاولی ۱۳۳۹ھ

بعز عرض بندگان عالی متعالی خداوند نعمت میرساند ۔ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ بعد اداب فدویانہ معروض ۔ لا² = ۷۵ (لا + ۰) ۳۰ اگر یہ نمونہ صحیح ہوجاتا تو اسی نمونے پر یہ مساوات قائم ہوجاتی لا²/۷۵ = (۳۰ - لا)²

لا² = ۷۵ (۳۰ - لا)² یا لا² = ۷۵ (۹۰۰ - ۶۰ لا + لا²) یا لا² = ۶۷۵۰۰ - ۴۵۰۰ لا + ۷۵ لا² یا - ۷۴ لا² + ۴۵۰۰ لا = ۶۷۵۰۰ تقسیم کیا ۲ سے ۳۷ لا² - ۲۲۵۰ لا = ۳۳۷۵۰

مربع کامل کیا ۳۷ لا² - ۲۲۵۰ لا + ۱/۳۷ (۲۲۵۰/۲)² = - ۳۳۷۵۰ + ۱/۳۷ (۲۲۵۰/۲)² یا ۳۷ لا² - ۲۲۵۰ لا + ۱/۳۷ (۱۱۲۵)² = - ۳۳۷۵۰ + ۱/۳۷ (۱۱۲۵)² یا √۳۷ لا - ۱/√۳۷ (۱۱۲۵) = √(- ۳۳۷۵۰ + ۱/۳۷ (۱۱۲۵)²)

اس کو ملاحظہ فرمالیا جائے یہاں تک اگر صحیح ہو تو آگے عمل کیا جائے ۔

الجواب ۔ مکرم کرمفرما چھوٹے نواب صاحب سلمہ، وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ ۔ تکمیل مجذور کا یہ نیا قاعدہ ہے کہ سر مجذور کی طرف ایک کو نسبت کرکے مجذور نصف سرلا کا سر کرکے شامل کریں مجذور کامل ہوجائے میرے نزدیک یہ صحیح نہ آئیگا مثلاً ۲ لا² + ۶ لا = ۲۰ طور مذکور پر ۲ لا² + ۶ لا + ۱/۲ (۳)² = ۲۰ + ۹/۲ = ۴۹/۲ ہرگز مجذور کامل نہیں یا ۳ لا² - ۴ لا ۴ بطور مذکور ۳ لا² - ۴ لا + ۱/۳ (۲)² = ۴ + ۴/۳ = ۱۶/۳ ہرگز مربع نہیں ۔

(۲) مساوات دو درجہ دوم ہے یہ بہت سہل حل ہوسکتا یہاں تک آپ لے آئے کہ - ۷۴ لا² + ۴۵۰۰ لا = ۶۷۵۰۰ یہاں نفی واثبات کا قلب کیجئے مساوات یہ ہوجائیگی ۷۴ لا² - ۴۵۰۰ لا = - ۶۷۵۰۰ پھر خواہ یوں عمل کیجئے لا² - ۴۵۰۰ لا/۷۴ = - ۶۷۵۰۰/۷۴ طرفین میں ۲۲۵۰/۷۴ کا مجذور شامل کیجئے یا مساوات کو بحال رکھکر ۲۹۶ میں ضرب دیکر طرفین میں (۴۵۰۰)² شامل فرمائیے مدعا حاصل ہوگا ۔

(۳) ہاں لطیف تر یہ ہے کہ درجہ دوم کا نام نہ آنے پائے صرف مساوات درجہ اول سے حاصل ہو اوسے بتایئے وہ بہت آسان ہے۔ فقط

مسئلہ۔ از سیتاپور تا سنگنج کوٹھی حضرت سید شاہ محمد صادق صاحب مرسلہ حضرت مولٰنا سید شاہ محمد میاں صاحب قادری مدظلہ ۹ جمادی الاخری ۱۳۳۷ھ

حضرت مولٰنا المعظم والمکرم دامت برکاتہم العالیہ۔ پس از آداب تسلیمات معروض کہ تحریر حامد علی کا جواب ابھی کچھ دینے کا ارادہ نہیں مگر اوس میں جو من مات الخ ولوکنت الخ ولو کان سالم الخ ومن اتاکم الخ مذکور ہیں اونکی نسبت اسی قدر دریافت طلب ہے کہ یہ احادیث ہیں اور ہیں تو کیسی جواب سے جلد معزز ہوں

الجواب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بملاحظہ حضرت بابرکت حامی سنت جناب مولانا مولوی حافظ سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم التسلیم مع التعظیم۔ نیازمندیلی بعیت گیا ہوا تھا کل جمعہ کو واپس آیا (۱) حدیث من مات ولم یعرف ان لفظوں سے نہیں۔ ہاں صحیح مسلم میں یوں ہے۔ من فارق الجماعۃ شبرا فمات فمیتتہ جاھلیۃ (۲) حدیث لوکنت مستخلفا ترمذی وابن ماجہ میں بسند ضعیف ہے۔ اور تورپشتی وطیبی وعلی قاری وشیخ محقق دہلوی وشارح جامع صغیر علامہ مناوی نے تصریح کی کہ۔ المراد تامیرہ علی جیش بعینہ واستخلافہ فی امر من الامور حال حیاتہ لا الخلافۃ لان الائمۃ من قریش۔ امام تورپشتی وغیرہ نے فرمایا کا یجوز حملہ الاعلی ذلک (۳) لوکان سالم مولی حذیفۃ بن الیمان حیا لا ستخلفہ سائل معترض نے براہ خطا وضع کی ہے نہ سالم حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالی عنہم کے مولی تھے۔ نہ حذیفہ کا کوئی مولی سالم۔ بفرض صحت قطعا اوسکی وہی مراد ہے جو حدیث ابن ام عبد رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے۔ (۴) من اتاکم وامرکم جمیع صحیح مسلم میں ہے مگر یوں سیکون ھنات وھنات فمن اراد ان یفرق امر ھذہ الامۃ وھی جمیع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان یا یوں۔ من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ۔ لمعات میں ہے ای ادفعوا من خرج علی الامام بالسیف وان کان اشرف وافضل وترونہ احق وافضل تو کلام خروج علی الامام میں ہے ثبت العرش ثم النقش جہاں امام نہ ہو اسی صحیح مسلم میں حکم یہ ہے قلت فان لم یکن لھم جماعۃ ولا امام قال فاعتزل تلک الفرق کلھا حدیث اول اگر اوسی لفظ سے ہو جو سائل کے نقل کئے تو معرفت فرع وجود ہے یعنی جب امام موجود ہو تو اوسے امام نہ جاننا باعث موت جاہلیت ہے۔ یہ اوس سے کیونکر مفہوم ہوا کہ ہر زمانے میں کوئی نہ کوئی امام ہوگا یہی معہذا حدیث متواتر کے مقابل آحاد سے استناد سخت جہالت اور اجماع کے رد میں بعض اشارات سے اپنے استنباط پر اعتماد اشد ضلالات۔ یہ جہال حدیث ان امر علیکم عبد

مجدع یقودکم بکتاب اللہ فاسمعوا لہ واطیعوا ۔ سے بھی استدلال کرتے ہیں ۔ اور قید قرشیت در کنار قید حریت بھی اٹھانا چاہتے ہیں ۔ حالانکہ اوس سے مراد یہ کہ خلیفہ کسی شہر پر غلام کو والی کر دے تو اطاعت واجب ہے نہ کہ خود غلام خلیفہ ہو مرقات وغیرہ میں ہے ۔ ای ان استعملہ الامام الاعظم علی القوم لا ان العبد الحبشی ھو الامام الاعظم فان الائمۃ من قریش ۔ اقول حدیث سے بہتر تفسیر حدیث کیا ہوگی خود حدیث نے اس معنی کی تصریح فرمائی حاکم صحیح مستدرک او ربیہقی سنن میں امیر المومنین مولی علی سے راوی الائمۃ من قریش وان امرت علیکم قریش عبدا حبشیا مجدعا فاسمعوا لہ واطیعوا ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از بانس بریلی محلہ قاضی ٹولہ مرسلہ حکیم حاجی سید محمد نور اللہ شاہ صاحب اشرفی جیلانی سجادہ نشین فتحپور ۱۴ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ ۔

ماقولکم ایہا العلماء الراسخون رحمکم اللہ تعالی فی ہذہ المسئلۃ کہ جس مرید کو اپنے شیخ سے تعلیم طرق صوفیہ مراتب اذکار و اشغال وغیرہ نہ معلوم ہوئے اور وہ شیخ انتقال فرما گئے یا بوجوہات معقولہ اون سے تعلیم محال ۔ پس اس مرید کو شیخ ثانی سے تجدید بیعت توبہ کر کے طالب ہونا اولی ہے یا کہ اوسی حال پر بے تعلیم رہنا مناسب اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی بیعت ہر خلافت کے وقت کس لئے صادر ہوئی ۔

الجواب ۔ دوسرے شیخ سے طالب ہو مگر اپنی ارادت شیخ اول ہی سے رکھے اور اس سے جو فیض حاصل ہو وہ اپنے پیر ہی کی عطا جانے اولیائے کرام فرماتے ہیں ایک شخص کے دو باپ نہیں ہو سکتے ایک عورت کے دو شوہر نہیں ہو سکتے ایک مرید کے دو شیخ نہیں ہو سکتے ۔ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالی عنہم کے دست اقدس پر بیعتیں اون کو امام ماننے اور اون کی اطاعت کرنے کی تھیں ۔ جیسے ہر جدید بادشاہ کے ہاتھ پر کی جاتی ہیں ۔ واللہ تعالی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از جھونا مارکیٹ کراچی بندر مرسلہ حضرت سید پیر ابراہیم صاحب مدظلہ الاقدس ۱۵ رجب المرجب ۱۳۳۷ھ ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر غیر منکوحہ عورت سے لڑکا تولد ہوا اور قضائے الہی سے فوت ہوا اسکی قبر پر خانقاہیں بنانا اور واسطے مرادوں کی دعا مانگنا اور صاحب القبر کو اولیا قبول کرنا شرعًا درست ہے یا نہیں اگر ایسا شخص صفت بالا میں متصف ہے اور مسجد میں امام ہے تو ہزار دں مقتدیوں کو تحقیق واقعات بالا کے نماز قبل از تحقیقات کا اعادہ کرنا افضل ہے یا نہیں ۔

الجواب ۔ جو شخص فاسق و فاجر ہے اوس کے پیچھے نماز مکروہ ہے پھر اگر فاسق معلن ہے تو کراہت تحریمی ہے اور اعادہ واجب ورنہ تنزیہی اور اعادہ بہتر ۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۱۳۶: از ریاست رامپور محلہ گھیر زبیر خاں مرسلہ مرزا محمد فاروق بیگ صاحب ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۳۳ھ

حقوق پیر بغرض تصحیح و ترمیم۔ (۱) یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری طرف توجہ کریگا تو مرشد کے فیض و برکات سے محروم رہے گا۔ (۲) ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اوسکی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے۔ (۳) مرشد جو کچھ کہے اوسکو فوراً بجالائے اور بغیر اجازت اوسکے فعل کی اقتدا نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال و مقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اوس کا کرنا زہر قاتل ہے (۴) جو ورد وظیفہ مرشد تعلیم کرے اوس کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے خواہ اوس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسرے نے بتایا ہو۔ (۵) مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اوسی کی طرف متوجہ رہنا چاہیئے یہاں تک کہ سوائے فرض و سنت کے نماز نفل اور کوئی وظیفہ اوسکی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔ (۶) حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اوس کا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اوسکے کپڑے پر پڑے (۷) اوس کے مصلے پر پیر نہ رکھے۔ (۸) اوسکی طہارت یا وضو کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرے۔ (۹) مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لاوے۔ (۱۰) اوسکے سامنے نہ کھانا کھائے نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے ہاں اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔ (۱۱) اوسکے روبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔ (۱۲) جس جگہ مرشد بیٹھتا ہو اوس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو۔ (۱۳) اور اوس طرف تھوکے بھی نہیں (۱۴) جو کچھ مرشد کہے اور کرے اوس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو حضرت موسٰی و خضر علیہما السلام کا قصہ یاد کرے۔ (۱۵) اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔ (۱۶) اگر کوئی شبہہ دل میں گذرے تو فوراً عرض کرے اور اگر وہ شبہہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر مرشد اوس کا کچھ جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اوس کے جواب کے لائق نہ تھا۔ (۱۷) خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اوس کی تعبیر ذہن میں آوے تو اوسے بھی عرض کر دے۔ (۱۸) بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہ ہو (۱۹) مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور باآواز اوس سے بات نہ کرے اور بقدر ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔ (۲۰) اور مرشد کے کلام کو دوسرے سے اوس قدر بیان کرے جسقدر لوگ سمجھ سکیں اور جس بات کو یہ سمجھے کہ لوگ نہ سمجھیں گے تو اوسے بیان نہ کرے (۲۱) اور مرشد کے کلام کو رد نہ کرے اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔ (۲۲) اور کسی دوسرے کا سلام و پیام شیخ سے نہ کہے۔ (۲۳) جو کچھ اسکا حال ہو بُرا یا بھلا اوسے مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے اطلاع کے بعد اوسکی اصلاح

کریگا مرشد کے کشف پر اعتماد کرکے سکوت کرے۔ (۲۴) اوسکے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہو اگر کچھ پڑھنا ہو تو اوسکی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھے۔ (۲۵) جو کچھ فیض باطنی اسے پہنچے اوسے مرشد کا طفیل سمجھے اگرچہ خواب میں یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے تب بھی یہ جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اوس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے (کذا فی ارشاد رحمانی) قال العارف الرومی ؎

چوں گزیدی پیر ہن تسلیم شو ۔۔۔ ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
صبر کن در کار خضر اے بے نفاق ۔۔۔ تا نگوید خضر رو ہذا فراق

قال العطار ؎

گر ہوائے ایں سفر داری دلا ۔۔۔ دامن رہبر بگیر و پس بیا
در ارادت باش صادق اے مرید ۔۔۔ تا بیابی گنج عرفاں را کلید
دامن رہبر بگیر اے راہ جو ۔۔۔ ہر چہ داری کن نثار راہ او
گر روی صد سال در راہ طلب ۔۔۔ راہبر نبود چہ حاصل زاں تعب
بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق ۔۔۔ عمر بگذشت و نشد آگاہ عشق
پیر خود را حاکم مطلق شناس ۔۔۔ تا براہ فقر گردی حق شناس
ہر چہ فرماید مطیع امر باش ۔۔۔ طوطیائے دیدہ کن از خاک پاش
آنچہ میگوید سخن تو گوش باش ۔۔۔ تا نگوید او بگو خاموش باش

الجواب ۔ یہ تمام حقوق صحیح ہیں ان میں بعض قرآن عظیم اور بعض احادیث شریفہ اور بعض کلمات علما بعض ارشادات اولیا سے ثابت ہیں اور اوس پر خود واضح ہیں جو معنی بیعت سمجھا ہوا ہے اکابر نے اس سے بھی زائد آداب لکھے ہیں انتوں ہی پر عمل نہ کرینگے مگر بڑی توفیق والے اور نمبر ۱۷ سے شیطانی خواب پریشان مہمل مستثنیٰ ہے کہ اوسے بیان کرنے کو حدیث میں منع فرمایا ہے۔ اور نمبر ۲۲ عوام مریدین کے لئے ہے جنکو بارگاہ شیخ میں ابھی منصب عرض معروض دیگران حاصل نہ ہو ایسوں سے اگر کوئی عرض سلام کے لئے کہے عذر کردے کہ میں حضور شیخ میں دوسرے کی بات عرض کرنے کے ابھی قابل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بارکپور محلہ مرغی محال متصل کنجڑا محال مرسلہ حافظ محمد جعفر پیش امام ۱۰ ارشعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کلام مجید با اعراب خداوند کریم کی طرف سے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہو کر آتا تھا یا اعراب بعد رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درست کیا گیا

الجواب ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم کی عبارت کریمہ نازل ہوئی عبارت میں اعراب نہیں لگائے جاتے حضور کے حکم سے صحابہ کرام مثل امیر المومنین عثمٰن غنی و حضرت زید بن ثابت و

امیر معاویہ وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم اوسے لکھتے اون کی تحریریں بھی اعراب نہ تھے یہ تابعین کے زمانے سے رائج ہوئے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از کلکتہ نمبر ۲۴ پوسٹ شملہ مانک تلہ مرسلہ منصور علی میاں بگان قدم رسول ۱۷ شعبان ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) مومن اور ولی میں کونسی نسبت ہے۔ (۲) درود شریف کے اندر بجائے علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم کے علی داؤد وعلی آل داؤد یا علی آل زکریا وغیرہما آنکی کیا وجہ (۳) جو مضمون قرآن شریف کے ہے اوسکو مدلول قرآنی کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر کہہ سکتے ہیں تو طہر ابیتی وطہر اقلبی میں کیا فرق ہے اور اگر مدلول نص نہیں تو کیوں (۴) صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم میں اصحاب پر آل کو مقدم کیوں کیا (۵) کیا وجہ ولایت باقی رہنے اور نبوت کے ختم ہو جانے کی کیا وجہ ہے۔

الجواب ۔ (۱) اگر ولایت عامہ مراد ہے تو تساوی اللّٰہ ولی الذین اٰمنوا اور خاصہ تو عموم خصوص مطلق ان اولیاؤہ الا المتقون (۲) آل ابراہیم علیہ السلام میں آل داؤد و آل زکریا علیہما السلام سب داخل ہیں ولا عکس۔ (۳) جس مضمون پر قرآن عظیم دلالت فرمائے مدلول قرآنی ہے۔ بیتی اور قلبی میں زمین و آسمان کافرق ہے اور متشابہات میں قیاس جاری کرنا ضلالت امنا بہ کل من عند ربنا نہ کہ من عند نفسك (۴) آل اصحاب کو بھی شامل ہے ولا عکس یہ تخصیص بعد تعمیم ہے۔ (۵) اللہ عزوجل نے فرمایا ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا لا تزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتی یاتی امر اللّٰہ وھم علی ذلك۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از مقام گنڈارہ تحصیل قیصر گنج ضلع بہرائچ مرسلہ عبداللہ میاں جی صاحب معرفت سید سلطان احمد صاحب۔ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ولادت کی خبر جب ثویبہ جاریہ ابی لہب نے ابولہب کو سنائی اوس وقت ابولہب نے خوش ہوکر ثویبہ کو آزاد کر دیا پھر کئی دن تک ثویبہ نے حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دودھ پلایا پھر ابولہب کو اوسکے مرنے کے بعد خواہ حضرت عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یا اور کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کیا حال ہے تیرا۔ بولا آگ میں ہوں لیکن تخفیف ہوتی ہے ہر دوشنبہ کی رات اور چوستا ہوں دو انگلیوں سے پانی جن کے اشارے سے آزاد کیا تھا ثویبہ کو۔ یہ قصہ اکثر معتبرین سے سنا گیا ہے اور علامہ جزری علیہ الرحمہ نے بھی اپنے رسالہ میلاد شریف میں اسکو لکھا ہے اور اس کے بعد یہ لکھا ہے اذا کان ابولھب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی فی النار بفرحہ لیلۃ مولد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بہ فما حال المسلم الموحد من امتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الی اٰخرہ اس پر ایک شخص کہتا ہے کہ یہ کیونکر صحیح

ہوسکتا ہے جبکہ قرآن شریف میں اللہ جل شانہ خبر دیتا ہے ابولہب کی نسبت ما اغنی عنہ مالہ وما کسب کہ نہ نفع دیا اوس کو اوسکے مال اور اوسکے فعل نے پس مال لونڈی اور فعل اوسکا آزاد کرنا اور نہ خواب خیال کی باتیں آیات قرآنیہ کے مقابل میں کیونکر صحیح ہونگی پس اس کی تطبیق کیونکر صحیح ہوگی بیان فرمایئے۔

الجواب ۔ یہ روایت صحیح بخاری شریف میں ہے ائمہ نے اوسے مقبول رکھا اور اوس میں قرآن عظیم کی اصلا مخالفت نہیں۔ قطع نظر اس سے کہ یہ اغنا نہ ہوا اسکا سبب حضور پر نور رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے علاقہ۔ حضور کی ولادت کریمہ پر خوشی کہ یہ نہ اوسکا مال ہے نہ اوس کا کسب وفعل اختیاری۔ یہ تو کیا ایسا فائدہ ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے علاقہ۔ ابوطالب کو ایسا کام آیا کہ سراپا آگ میں غرق تھے حضور انور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یا یاب آگ میں کھینچ لیا کہ اب صرف تلووں میں آگ ہے حالانکہ کفار کے حق میں اصل حکم یہ ہے کہ لا یخفف عنھم العذاب ولا ھم ینصرون ٥ نہ اون سے عذاب ہلکا کیا جائے نہ کوئی اونکی مدد کرے۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ھو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار وفی روایۃ وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح اسی طرح صحیحین میں ابوسعید خدری اور مسند بزار وابویعلی وابن عدی وتمام میں حضرت جابر بن عبداللہ اور معجم کبیر طبرانی میں ام المومنین ام سلمہ سے ہے رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین امام عینی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں فان قلت اعمال الکفرۃ ھباء منثور لا فائدۃ فیھا قلت ھذا النفع من برکۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وخصائصہ امام ابن حجر کی فتح الباری شرح بخاری میں ہے یوید الخصوصیۃ انہ بعد ان امتنع شفع لہ حتی خفف لہ العذاب بالنسبۃ لغیرہ۔ اسی طرح مجمع بحار الانوار وغیرہ میں ہے ان سب کا حاصل یہ ہے کہ یہ نفع کافر کے عمل سے نہ ہوا بلکہ حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی برکت سے اور یہ خصائص علیہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ہے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از بارکپور۔ مرغی محال۔ مسجد حافظ محمد جعفر صاحب مرسلہ پیش امام صاحب ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قیام مولود شریف فرض ہے یا واجب ہے یا سنت۔ عمرو کہتا ہے کہ قیام مولود شریف ہاتھ باندھکر ہونا چاہئے اور زید کہتا ہے کہ ہاتھ چھوڑ کر ہونا چاہئے تو بتلائیے کہ کس کی بات سچ ہے۔

الجواب ۔ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا بہتر ہے جیسا حاضری روضہ انور کے وقت حکم ہے فتاوی عالمگیری

ہیں ہے یقف کما یقف فی الصلاۃ اسی طرح لباب شرح لباب و اعتبار شرع متفاد و غیرہا کتب معتبرہ میں ہے۔ قیام مجلس مبارک مستحب ہے اور مجلس کھڑی ہو تو سنت۔ ورترک میں فتنہ یا الزام وہابیت ہو تو واجب کما فی ردالمحتار فی قیام الناس بعضہم لبعض۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہر کہنہ بریلی محلہ قاضی ٹولہ مسئلہ حکیم حاجی سید محمد نور اللہ شاہ اشرفی الجیلانی ۷ رمضان المبارک کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ (۱) بیعت ہونے میں والدین یا شوہر وغیرہ کی اجازت شرط ہے یا نہیں (۲) اپنا مرشد انتقال کر گیا ہو یا موجود ہو مگر بوجوہات معقولہ واقعی اوس سے تعلیم محال ہو تو بغرض تعلیم طریقہ کرام دوسرے شیخ سے طالب ہونا اولیٰ ہے یا بے علم رہنا بہتر۔

الجواب۔ (۱) جو پیر سنی صحیح العقیدہ عالم غیر فاسق ہو اور اوسکا سلسلہ آخر تک متصل ہو اوسکے ہاتھ پر بیعت کے لئے والدین خواہ شوہر کسی کی اجازت کی حاجت نہیں (۲) جہل سے طلب اولیٰ ہے مگر پیر صحیح سے انحراف جائز نہیں جو فیض ملے اوسے شیخ ہی کی عطا جانے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ۔ از سیتاپور محلہ تامسن گنج کوٹھی حضرت سید محمد صادق صاحب وکیل علیہ الرحمہ مرسلہ حضرت مولنا مولوی سید محمد میاں صاحب دامت برکاتہم ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

حضرت مولانا المعظم والمکرم دامت برکاتہ العالیہ پس از آداب و تسلیمات معروض۔ حدیث اول الرسل الخ کس کتاب احادیث میں مروی ہے اور حکیم ترمذی نے اوسے اپنی کس کتاب میں روایت کیا ہے۔

الجواب۔ حضرت بابرکت دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ یہ حدیث سیدنا ابوذر علیہ الرضوان سے مسند امام احمد میں یوں ہے قلت یا رسول اللہ ای الانبیاء کان اول قال آدم قلت یا رسول اللہ ونبی کان قال نعم نبی مکلم۔ اور نوادر الاصول تصنیف امام حکیم الامۃ ترمذی کبیر میں اون سے مرفوعاً یوں ہے اول الرسل آدم و اخرھم محمد علیہ و علیہم افضل الصلوۃ والسلام والانامہ کل یکشنبہ کو بعد روانگی ڈاک ملا ورنہ کل ہی جواب حاضر کرتا۔ والتسلیم۔

مسئلہ۔ مسئولہ غلام رسول ۱۱ شوال محلہ بہاریپور۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے واقع شہادت میں جتنی روایتیں ہیں سب کی سب ضعیف ہیں کیونکہ اسوقت تمام مخالفین موجود تھے وہ ہی راوی ہوں گے لہذا اکوئی ثقہ نہ پایا گیا اور نیز اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین موجود نہ تھے بالفرض مان لیا جائے کہ موجود تھے تو اپنی اپنی جگہ لہذا انکو خبر ملے گی تو اون مخالفین سے اسوجہ سے یہ بھی ضعیف ہوگی۔ اور بکر کہتا ہے کہ ایسے واقع میں خبر صحیح ہو سکتی ہے۔ زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے اور حرم محترم بھی موجود تھے اور موافقین تھے لہذا روایتیں صحیح ہو سکتی ہیں ان دونوں سے کون حق پر ہے۔ بینوا توجروا

الجواب۔ بکر حق پر ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از حسیب والہ ضلع بجنور تحصیل دہانپور مرسلہ منظور ۱۱ شوال ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آجکل جو میلاد مروج ہے مع زیب و زینت و اہتمام اس کے متعلق شرع شریف میں کیا حکم ہے۔

الجواب۔ مسلمانوں کو جمع کرکے ذکر ولادت اقدس وفضائل علیہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سنانا ولادت اقدس کی خوشی کرنی اوس میں حاضرین کو کھانا یا شیرینی تقسیم کرنی بلاشبہہ جائز و مستحب ہے اور جائز زینت فی نفسہ جائز اور بہ نیت فرحت ولادت شریفہ و تعظیم ذکر انور قطعًا مستحب اللہ عزوجل فرماتا ہے واما بنعمۃ ربك فحدث ٥ اور فرماتا ہے وذکرھم بایّٰم اللّٰہ اور فرماتا ہے قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلك فلیفرحوا٥ اور فرماتا ہے قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ۔ از شہر غازیپور مرسلہ علی بخش محرر رجسٹری ۱۴ شوال ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) کسی بزرگ سے بذریعہ خط بیعت ہوسکتی ہے یا نہیں (۲) اگر کسی شخص کو کسی بزرگ سے عقیدت ہو اور بوجہ دوری وہ شخص اوس بزرگ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے تو وہ شخص اوس بزرگ سے کیسے مرید ہوسکتا ہے یا ہو ہی نہیں سکتا (کس طرح پر) (۳) ایک وظیفہ ایسا ارشاد فرمایئے اور اجازت دیجئے جس میں صرف محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پڑھنا ہو چاہے بطریق شغل قادریہ ہو یا چشتیہ وغیرہا یا کسی اور طریقہ پر ہو (۴) ایک مختصر درود شریف ایسا تحریر فرمایئے اور اوسکی اجازت دیجئے کہ جو غیر منقوط ہو یعنی جس میں کسی حرف پر نقطہ نہ ہو۔

الجواب۔ (۱) بذریعہ خط بیعت ہوسکتی ہے۔ (۲) بذریعہ قاصد یا خط مرید ہوسکتا ہے (۳) وظیفہ کے لئے پورا کلمہ طیبہ مناسب تر ہے مگر اوس کے ساتھ درود شریف لانا ضرور ہے یعنی یوں ورد کرے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور بعض حضرات جزء ثانی مع درود کا بھی ورد کرسکتا ہے۔ مگر مبتدی یا طالب کہ محتاج تصفیہ ہے اوسے صرف جزء اول کا ذکر و شغل بتاتے ہیں کہ اوس میں حرارت ہے اور دوسرا جزء کریم ٹھنڈا لطیف اور تزکیہ گرمی پہنچانے کا محتاج ہاں جب جزء اول سے حرارت حد سے متجاوز ہو تو تعدیل کے لئے بتلاتے ہیں کہ مثلاً ہر سو بار لا الٰہ الا اللہ کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہہ لے کہ تسکین پائے (۴) اسکی حاجت کیا ہے وہ صیغہ مثلاً یہ ہوسکتا ہے اللّٰھم صل وسلم لرسولك محمد والہ۔ اس میں لام بمعنی علٰے ہے آپ اسکا ورد کریں اجازت ہے۔

مسئلہ۔ از میونڈی ڈاکخانہ شاہی پرگنہ اجاؤں ضلع بریلی مرسلہ امیر عالم حسن صاحب ۱۶ شوال ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) زید کہتا ہے کہ ہم اولادِ سید بدیع الدین صاحب عرف شاہ مدار کے ہوں اور اون ہی سے ہمیں خلافت بھی عمرو نے اس پر جواب دیا کہ سید بدیع الدین صاحب نے نہ شادی کی نہ اونکی اولاد ہوئی پھر تم کہاں سے پیدا ہوئے اور تمہیں خلافت کس نے دی زید نے اس پر جواب دیا کہ نہیں سید بدیع الدین صاحب نے دو خلیفہ کئے ہم اونہیں کی اولاد میں ہیں اور اونہیں سے خلافت چلی آرہی ہے (۲) زید کہتا ہے کہ ہم مدار صاحب کے بھتیجوں کی اولاد میں ہیں (۳) زید کہتا ہے کہ سید مدار صاحب نے ایک نقش لکھکر ایک عورت کو دکھایا کہ جس کے دیکھنے سے وہ حاملہ ہوگئی اور اوس سے جو اولاد پیدا ہوئی ہم اوسکی اولاد میں ہیں یہاں تک کہ ایک گاؤں اوس کی اولاد سے آباد ہے (۴) زید کا مرید مع زید یہ بات کہتا ہے کہ جب ہماری خلافت ثابت نہیں تو آج تک کسی عالم نے کیوں نہیں منع کیا (۵) یہ کہ اب علما فرمادیں کہ سید مدار صاحب نے کسی کو خلیفہ کیا یا نہیں یا شادی کی یا نہیں یا کوئی بھتیجہ ہمراہ آیا تھا یا نہیں اور اگر کسی خلیفہ کیا تو اوسکی اولاد ہوئی یا نہیں اور وہ خلیفہ کہاں گئے اور کیا ہوئے (۶) سید مدار صاحب کا وصال مکن پور ہوا یا اور کہیں اور وہ خلیفہ کہاں مدفون ہیں۔ (۷) یہ کہ وہ خلیفہ ہندوستان میں گئے یا عرب میں یا کہاں۔ (۸) یہ کہ وہ خلیفہ سید مدار صاحب سے پہلے رحلت کر گئے یا بعد کو

بینوا توجروا۔

الجواب۔ بے اصل و بے سرو پا باتیں ہیں جنکا کہیں پتا نہیں۔ سبع سنابل شریف میں ہے حضرت مدار صاحب قدس سرہ نے فرمایا ہے خلافت نہ کسے دادہ ام نخواہم داد۔ میں نے خلافت نہ کسی کو دی ہے نہ آگے دوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از شہر بریلی مدرسہ منظر الاسلام مسئولہ مولوی محمد افضل صاحب کابلی ۲۸ شوال ۱۳۳۷ھ

(۱) قول حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترکت الحدیث الخ[1] مرا بفہمایند۔

الجواب۔ در مناقب خوارزمی و مناقب کردری ہر دو از حاکم صاحب مستدرک آوردہ اند کہ مرادش احادیث موضوعہ و مخالف کتاب ست اقول ایں بقول او علیک بالرای وقول حماد ترکت الحدیث نمی چسپد وانچہ بخاطرم ریختند کہ لام در حدیث برائے عہد ست حدیثے بودہ باشد کہ حماد روایتش میکرد و بواقع صحیح نبود و امام حماد باعتمادش در مسئلہ خلاف قیاس صحیح میکرد تقدیما للحدیث علی الرای حضرت امام او را تنبیہ نمود کہ ایں حدیث صحیح نیست و اعتماد را نشاید در یا مسئلہ ہم بر رائے عمل کن عبد الحکم را از حماد ایں حدیث بواسطہ رسیدہ بود خواست حاضر و از حماد شنود پس او را سوال کرد حماد فرمود من آں حدیث را ترک کردہ ام و آں خواب بیان کرد و ترک حدیث نہ بر بنائے مجرد خواب باشد بلکہ بہ تنبیہ امام متوجہ شدہ و علت قادحہ در آں بروظاہر گشتہ باشد۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[1] تمام عبارت مذکورہ سوال این ست سمعت عبد الحکم بن میسرۃ یقول ابہت حماد بن ابی حنیفۃ وقد

سوال دوم ۔ دیگر در صفحہ ۲۰۵ بعد از سے خط قام علیہا رضی اللہ تعالٰی عنہ وامکن لہ وھاب منہ وبجلہ[1] چہ معنی دارد۔

الجواب ۔ بسیارے از خواب ماول باشد نہ کہ بر ظاہر معمول۔ وتعظیم اکابر خوردان خود را برائے اظہار عظمت ایشاں دور نیست سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم برائے حضرت بتول زہرا قیام فرمودے ودست او را بوسہ دادہ برجائے خود نشاندے وہیبت اینجا بمعنی احتشام ست یعنی او را محتشم داشت وعامل معہ معاملۃ الہائب۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال سوم ۔ حدیثے[2] کہ در شان امام صاحب رضی اللہ تعالٰی عنہ وارد ست بسیار طرق وبسیار علماء الحفاظ او را قبول کردہ اند در فقہ شافعی نیز مذکور ست شراح ہدایہ چرا بوضع دے قول کردہ اند دریں جا می باید کہ قول از واضعین دی ثبوت رسانند واگرنہ قول ایشاں مقبول نیست۔

الجواب ۔ در سندش کذابین وضاعین یافتہ اند ارجع الی اللاٰلی المصنوعۃ للحافظ السیوطی وشیخ قاسم حنفی نیز پیروی ایشاں کرد۔ ردالمحتار باید دید واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از علی گڈھ محلہ دو دیکا پڑاؤ مرسلہ محمد نصیر الدین صاحب مورخہ ۲۲ ذالحجہ ۱۳۳۷ھ

عہ ۱ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ بیعت کرنا یعنی آجکل عرف میں پیری مریدی سے مشہور ہے سنت نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں اسکا کوئی ثبوت نہیں ہے اور عمرو کہتا ہے کہ سنت ہے

عہ ۲ ۔ زید مذکور باوجود مسجد میں بروقت جماعت حاضر ہونے کے بلاوجہ شرعی جماعت سے علیحدہ نماز پڑھتا ہے۔ محض اسی بنا پر کہ مسئلہ اول میں عمرو کے ساتھ اتفاق نہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ عہ ۳ زید مذکور اپنے پیش امام سے جو کہ اوستاد بھی ہیں زید مذکور سلام وکلام سے پرہیز کرتا ہے اور بجائے احسان ماننے کے غیروں سے کہتا ہے وہ کیا جانے ہم سے مقابلہ کرا لو اسکی وجہ بھی وجہ مذکور ہے ان سب صورتوں میں شرعًا کیا حکم ہے۔ بینوا الجواب الکتاب وتوجروا عنداللہ بحر الثواب۔

الجواب ۔ بیعت بیشک سنت محبوبہ ہے امام اجل شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی عوارف شریف سے شاہ ولی اللہ دہلوی کے قول الجمیل تک اس کی تصریح اور ائمہ واکابر کا اسپر عمل ہے۔ اور رب العزت عزوجل فرماتا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ اور فرماتا ہے ید اللہ فوق ایدیھم اور فرماتا ہے لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ اور بیعت کو خاص بجہاد سمجھنا جہالت ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے یا ایھا النبی اذا جاءک المؤمنٰت یبایعنک علٰی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور رحیم ۰ زید بوجہ ترک جماعت فاسق فاجر مردود الشہادۃ

[1] تمام عبارت این ست قال صالح بن الخلیل روایت بنی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وعلیہا معہ رضی اللہ تعالٰی سنۃ فناہ الحنشلہ رحمہ اللہ تعالٰی فقام علیہا رضی اللہ تعالٰی عنہ وامکن لہ وھاب منہ وبجلہ ۱ھ

[2] لفظ ان حدیث این ست قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یکون فی امتی رجل یقال لہ ابوحنیفۃ النعمان ھو سراج امتی الی یوم القیامۃ

مستوجب عذاب نار ہے۔ زید بلا وجہ شرعی اپنے باطل خیال کے باعث مسلمان سے ترک سلام و کلام کر کے دوسرے جرم کا مرتکب ہوا اور جبکہ امام اسکا استاذ بھی ہے تو عاق بھی ہوا اور ان دو سیران حکایات شنیعہ سے توبہ فرض ہے۔
واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از تھانہ فتح پور چوراسی ضلع اناؤ مرسلہ علی احمد خانصاحب ہیڈ محرر ۔ ۲۳ جمادی الاولی ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے تینتری لڑکی ہوئی اس دن سے زید نہایت پریشان ہے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ تینتری لڑکی اچھی نہیں ہوتی تینترا لڑکا نصیب ور اور اچھا ہوتا ہے زید نے ایک صاحب سے دریافت کیا انھوں نے فرمایا یہ سب باتیں اہل ہنود اور عورتوں کی بنائی ہوئی ہیں اگر تم کو وہم ہو صدقات کر دو ایک گائے یا سات بکریاں قربانی کر دو اور توشہ شاہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالٰی عنہ کر دو حق تعالٰی بتصدق سرکار غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ ہر طرح کی بلا و نحوست سے محفوظ رکھے گا۔ توشہ دو ہیں ایک خشکہ گیلانی۔ برنج۔ روغن زرد ۔ شکر ۔ میوہ سیر گاؤ۔ زعفران۔ گلاب ۔ کیوڑا ۔ الائچی خورد ۔ لونگ ۔ اسکو پکا کر نیاز شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کر کے مسلمانوں کو تقسیم کر دیا جائے۔ دوسرا حلوہ اس طرح کہ مائدہ گندم ۔ روغن زرد ۔ شکر ۔ میوہ ۔ حلوہ پکا کر کیوڑا گلاب ورق نقرہ لگا کر فاتحہ دیکر تقسیم کر دیا جائے۔ پانچ سیر سے کم ہونا اچھا نہیں زیادہ کا اختیار ہے۔ چونکہ زید اور اوسکی اہلیہ متبع حضور کے ہیں اسوجہ سے حضور کو تکلیف دی جاتی ہے کہ یہ باتیں صحیح ہیں یا غلط آپ کچھ صدقات تحریر فرما دیجئے تاکہ ان کی تعمیل زید کر سکے کیونکہ ان صدقات میں مبلغ ایک سو روپے صرف ہوگا اور زید کی تنخواہ صرف ۲۰ روپے ہے یا ان صدقات میں کمی فرما دیں۔

الجواب ۔ یہ محض باطل اور زنانے اوہام اور ہندوانہ خیالات شیطانیہ ہیں ان کی پیروی حرام ہے۔ تصدق اور توشہ سرکار ابد قرار رضی اللہ تعالٰی عنہ بہت اچھی چیز ہے مگر اس نیت سے کہ اسکی نحوست دفع ہو جائز نہیں کہ اس میں اوسکی نحوست مان لینا ہوا اور یہ شیطان کا ڈالا ہوا وہم تسلیم کر لینا ہوا والعیاذ باللہ تعالٰی اس قسم کے خطرے وسوسے جب کبھی پیدا ہوں اونکے واسطے قرآن کریم و حدیث شریف سے چند مختصر و بیشمار نافع دعائیں لکھتا ہوں انہیں ایک ایک بار خواہ زائد آپ اور آپ کے گھر میں پڑھ لیں اگر دل پختہ ہو جائے اور وہ وہم جاتا رہے بہتر ورنہ جب وہ وسوسہ پیدا ہو ایک ایک دفعہ پڑھ لیجئے اور یقین کیجئے کہ اللہ و رسول کے وعدے سچے ہیں اور شیطان ملعون کا ڈرانا جھوٹا۔ چند بار میں بعونہ تعالٰی وہ وہم بالکل زائل ہو جائیگا۔ اور اصلا کبھی کسی طرح اوس سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ وہ دعائیں یہ ہیں۔
لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولینا وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون ہ ہمیں نہ پہنچے گی مگر جو ہمارے لئے اللہ نے لکھدی وہ ہمارا مولی اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ کرنا لازم۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل اللہ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کام بنانے والا۔ اللھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یذھب

السیئات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا بک الٰہی اچھی باتیں کوئی نہیں لاتا تیرے سوا اور بری باتیں کوئی دور نہیں کرتا تیرے سوا اور کوئی زور و طاقت نہیں مگر تیری طرف سے اللھم لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا الٰہ غیرک الٰہی تیری ہی فال فال ہے اور تیری ہی خیر خیر۔ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔ یہ توشہ کہ انھیں نے بتایا نہایت مفید چیز ہے اور حاجتیں برلانے کے لئے مجرب۔ ہمارے خاندان مشائخ کرام میں اسکی ترکیب یوں ہے میدہ گندم ۳ پاؤ۔ شکر ۳ پاؤ۔ گھی ۱ پاؤ۔ مغز بادام ۱ پاؤ۔ پستہ ۱ پاؤ۔ کشمش ۱ پاؤ۔ ناریل ۱ پاؤ۔ لونگ۔ دار چینی۔ چھوٹی الائچی ہر ایک سوا ماشہ حضور کی نیاز دیگر صالحین کو کھلائے اور اپنے مطلب کی دعا کرائے اصل وزن یہ ہیں بقدر قدرت ان میں کمی بیشی کا اختیار ہے۔ نصف چوتھائی آٹھواں حصہ یا جتنا مقدور ہو کرے وہی اثر دیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر محلہ کٹرہ چاند خاں مسئولہ منظور حسن صاحب قادری رضوی۔ ۱۳ رمضان ۱۳۳۸ھ

اسوقت حضور کا دیوان پیش نظر ہے اس میں اس شعر کا مطلب سمجھ میں نہ آیا۔

فرماتے ہیں یہ دونوں ہیں سردار دو جہاں — اے مرتضیٰ عتیق و عمر کو خبر نہ ہو

الجواب ۔ یہ شعر ایک حدیث کا ترجمہ ہے ابو بکر و عمر خیر الاولین والآخرین وخیر اھل السموات واھل الارضین الا الانبیاء والمرسلین لاتخبرھما یا علی۔ ابوبکر و عمر سب اگلوں پچھلوں سے افضل ہیں اور تمام آسمان والوں اور سب زمین والوں سے بہتر ہیں سوا انبیاء و مرسلین کے اے علی تم اون دونوں کو اس کی خبر نہ دینا۔ علامہ مناوی نے تیسیر میں اس کے یہ معنی بتائے ہیں کہ ارشاد ہوتا ہے اے علی تم اون سے نہ کہنا بلکہ ہم خود فرمائیں گے تاکہ اون کی مسرت زیادہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از نسواہ قادریہ جونیر مدرسہ ضلع چاٹگام مرسلہ مولوی جمال الدین صاحب ۱۷ رمضان ۱۳۳۸ھ

وقت نماز و صوم از گھڑی معین نمودن قطع نظر از آفتاب و ماہتاب آیا جائز شود یا چنانچہ بعض دیوبندی قائل آنست بر تقدیر عدم جائز چہ دلیل عقلا و نقلا باید و موجد گھڑی کیست و کدام وقت ایجادش گردید وچرا ائمہ از دے وقت صوم و صلاۃ مقرر نہ نمودند۔

الجواب ۔ موجد آلہ ساعت مردے از منجمان زمانہ ہارون رشید راگفتہ اند واللہ اعلم۔ فاما تا زمانہ ائمہ بلکہ تا چند صد سال پیش از زمان ما رواجش نبود و اعتماد بر وے آنکس راکہ علم توقیت نداند حرام ست ہمچناں بر یک آلہ ساعت اعتماد نشاید کہ دفعۃً خود بخود پیش و پس می شود آرے ہر کہ علم توقیت داند و آلہ ساعت را محافظت تواند بر و کار میتواں کرد کما افادہ فی الدر المختار دیوبندیان خود از توقیت ہمچناں بیگانہ اند کہ از دین و اعتماد بر فتوائے آنہا حرام تر از آنست کہ بر ساعت بے تمکین واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از موضع تحصیل جامپور ضلع ڈیرہ غازی خاں مسئولہ عبد الغفور صاحب ۱۴ محرم ۱۳۳۹ھ

سورۂ فاتحہ کا شان نزول کہیں نہیں ملتا۔ شان نزول بیان فرمائیں۔

الجواب ۔ سورۂ فاتحہ رحمت الٰہی ہے دعا و ثنا ہے کہ رب عزوجل نے اپنے بندوں کو تعلیم فرمائی کسی خاص واقع کے لیے اس کا نزول نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ۔ از ضلع چانده ممالک متوسط نزدل سرور آفس مسئولہ رحیم بخش خاں محمد شہزاد خاں ۲۳ محرم ۱۳۳۹ھ ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کمترین ایک مولوی وحید صاحب نامی کے ہاتھ پر بیعت ہوا تھا دس بارہ برس تک برابر خدمت کرتا رہا جہاں تک ہو سکا اپنی برادری کے لوگوں کو بھی آپکی بیعت میں داخل کرایا جب مولوی صاحب کا رسوخ ہماری برادری میں اچھی (طرح) اثر پذیر ہو گیا تو مولوی صاحب لگے ہماری برائی کرنے جب مجھے اسکی خبر ہوئی تو حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ خاکسار خادم قدیم سے کچھ قصور ہوا ہے تو حضور مجھکو سزا دیتے عام لوگوں میں بلا سبب رسوا کرنا کیا مصلحت ہے اس پر جھوٹ قسم کھا گئے کہ ہم نے کچھ کسی سے نہ کہا اتفاق سے وہ لوگ بھی موجود تھے اس وقت مولوی صاحب بہت نادم ہوئے میں خاموش ہو گیا وقت گذشت کیا کیونکہ ہر طرح سے اپنی برائی ہوتی تھی اگرچہ مولوی صاحب کی ہی غلطی کیوں نہ ہو دوسرے آپ نے ایک شادی بھی اسی بستی کی ایک ایسی عورت سے کرلی جو مرید بھی نہیں اور جسکا شوہر مفقود الخبر ہو گیا ہے اس سے تمام بستی کے لوگ بدگمان و بدعقیدہ ہو گئے یہاں تک نماز بھی انکے پیچھے نہ پڑھتے تھے تابعدار نے اپنا پیر بنا لیا تھا اس لیے بہت ہی کوشش و بستی کے لوگوں کی خوشامد کر کے فساد کو رفع دفع کرایا مگر چند روز کے بعد آپ نے اپنی منکوحہ صاحبہ کو علانیہ مسجد میں بلا پردہ آنے جانے پر کچھ روک ٹوک نہ کیا یہاں تک کہ مسجد کے پابند نمازی لوگوں نے بھی کہا مگر جواب یہ ملا کہ لونڈی ہے کوئی مضائقہ نہیں ہے لوگوں نے کہا ہماری پٹھان برادری کی لڑکی ہے لونڈی کیسے ہو سکتی ہے غرضکہ بہت شر پیدا ہو گیا نہ بی بی صاحبہ پردہ میں رہتی ہیں نہ مولوی صاحب تنبیہ کر سکتے ہیں ایسی حالت میں تین بچہ بھی ہو گئے مگر حالت ہنوز روز افزوں ہے اب یہ ہو گیا ہے کہ نئے نئے لچے لفنگے روز مرید ہوتے ہیں ۔ غریب پابند صوم و صلاۃ کے قدیم خدمت گذار مردود علانیہ بنائے جاتے ہیں مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ہمارا مردود کیا ہوا خدا و رسول اور پیروں کا مردود ہے ہماری بی بی امہات المومنین ہیں مریدوں کے لئے ۔ ہر روز نئے نئے جھگڑے فساد برپا ہوتے رہتے ہیں آج ایک مرید کو مقبول بنایا کل دوسرے کو مردود کیا یہ سب باتیں تو ظاہر ہیں علاوہ اسکے ایسے حالات ہیں جنکا اظہار کرنا زبان گوارہ نہیں کرتی یہ خاکسار عجیب پریشانی میں ہے خدا کے واسطے رسول کے واسطے اور اپنے طریقت کے بزرگوں کے واسطے مجھے کوئی راہ نجات کی بتائیں اور ایسی حالت میں کسی دوسرے صاحب شریعت و طریقت کے ہاتھ پر بیعت کر سکتا ہوں یا نہیں اور ایسے شخص کی بیعت فسخ ہے یا نہیں ۔

الجواب ۔ پیر میں چار شرطیں لازم ہیں اول سنی صحیح العقیدہ مطابق عقائد علمائے حرمین شریفین ہو۔ دوسرا اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے۔ تیسرے فاسق معلن نہ ہو۔ چوتھے اوس کا سلسلہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تک متصل ہو جس میں یہ چاروں شرطیں جمع ہیں اوسکے ہاتھ پر بیعت جائز ہے اور ایسے پیر کے افعال واقوال پر اعتراض سخت حرام اور موجب محرومی برکات دارین ہے اوسکی جو بات اپنے ذہن میں خلاف معلوم ہو واجب ہے کہ اچھی تاویل کرے اور تاویل سمجھ میں نہ آئے تو یہ سمجھے کہ اسکا کوئی عمدہ منشا ہوگا جو میری سمجھ میں نہ آیا اب آپ اپنے پیر کو دیکھیے اون چار شرطوں میں سے اگر کسی شرط کی کمی ہے تو بیعت ناجائز ہوئی آپکو چاہیے کہ کسی پیر جامع شرائط پر بیعت کریں کمی شرط کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ اوسکی منکوحہ باریک کپڑے پہنے جن سے بدن یا بال چمکتے ہوں یا بالوں یا گلے یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو یا کپڑے اتنے چست ہوں کہ بدن کی ہیئات بتاتے ہوں اور وہ [illegible] علانیہ مجمع مرداں میں آتی ہے اور شوہر جائز رکھے تو دیوث و فاسق معلن ہے قابل پیری نہیں اور اگر ایسا نہیں اور چاروں شرطیں جمع ہیں تو اوس پر اعتراض جائز نہیں اور اوسکی بیعت سے روگردانی منع ہے وہ قسم جو اوس نے کھائی اوس میں تاویل یہ سمجھے کہ ہم نے خود کسی سے کچھ نہ کہا بلکہ ہم سے کہلوایا گیا اس طرح حضرت سیدتنا ام کلثوم بنت حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالی عنہا اپنے شوہر حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے جنازہ پر جو فضائل اون کے بیان کیے اون کے والد امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے فرمایا واللہ ما قالت ولکن قولت خدا کی قسم یہ انھوں نے نہ کہے بلکہ ان سے کہلوائے گئے۔ اور اوس کا کہنا کہ مریدوں کے لئے امہات المومنین ہیں اگرچہ سخت معیوب و ناشائستہ ہے مگر نہ اس قابل کہ چاروں شرطیں ہوتے ہوئے اوسکی بیعت فسخ کی جائے۔ واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر محلہ سوداگراں مسئولہ احسان علی طالب علم مدرسہ منظر الاسلام ۸ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہوسکتی ہے یا نہیں اگر بغیر اجازت ہوگئی تو کیا حکم ہے۔

الجواب ۔ ہوسکتی ہے۔ واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ مسئولہ قاضی فضل احمد صاحب لودیانوی۔ ۲۲ صفر مظفر ۳۹ھ

علمائے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے ایک رافضی نے کہا آیہ کریمہ انا من المجرمین منتقمون o کے عدد بارہ سو دو ہیں۔ اور یہی عدد ابوبکر عمر عثمان کے ہیں۔

الجواب ۔ روافض لعنہم اللہ تعالی کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سروپا پادر ہوا پر ہے

اولاً ہر آیت عذاب کے عدد اسمائے اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیت ثواب کے اسمائے کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیعہ ہے ثانیاً امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ کے تین صاحبزادوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان ہیں۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناصبی ادھر پھیر دیگا اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلے اللہ تعالی علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا اردنی ابنی ماذا سمیتموہ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اوس کا کیا نام رکھا۔ مولی علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں بلکہ وہ حسن ہے پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اوسکا کیا نام رکھا مولی علی نے عرض کی حرب فرمایا نہیں بلکہ وہ حسین ہے پھر امام محسن کی ولادت پر وہی فرمایا مولی علی نے وہی عرض کی فرمایا نہیں بلکہ وہ محسن ہے پھر فرمایا میں نے اپنے ان بیٹوں کے نام داؤد علیہ الصلاۃ والسلام کے بیٹوں پر رکھے شَبَّرْ۔ شُبَیْر۔ مُشَبِّرْ حسن حسین۔ محسن ان سے ہم وزن وہم معنی ہیں۔ اس سے مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھنا چاہئے لہذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر عمر عثمان عباس وغیرہا رکھے۔ **ثالثاً**۔ رافضی نے عدد غلط بتائے۔ امیر المؤمنین عثمن غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو ہاں اور رافضی (۱) بارہ سو دو عدد کا ہیکے ہیں۔ ابن سبا رافضہ کے [۱۲۰۳] (۲) ہاں اور رافضی بارہ سو دو عدد ان کے ہیں۔ ابلیس۔ یزید۔ ابن زیاد۔ شیطان الطاق کلینی۔ ابن بابویہ قمی۔ طوسی حلی (۳) ہاں اور رافضی اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیئ بے شک جنھوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے اے نبی تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں اس آیہ کریمہ کے عدد ۱۴۲۸ ہیں اور یہی عدد ہیں رفاض اثنا عشریہ شیطنیہ اسمعیلیہ کے اور اگر اثنی طرح سے اسمعیلیہ میں الف چاہیے تو یہ ہی عدد ہیں روافض عشریہ ونصیریہ واسماعیلیہ کے۔ (۴) ہاں اور رافضی اللہ تعالی فرماتا ہے لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار اون کے لئے ہے لعنت اور اونکے لئے ہے برا گھر اس کے عدد چھ سو چوالیس ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسی حلی کے (۵) نہیں اور رافضی بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم وہی اپنے رب کے یہاں صدیق وشہید ہیں اون کے لئے اونکا ثواب ہے اس کے عدد چودہ سو پنتالیس ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر عمر عثمان علی سعد کے (۶) نہیں اور رافضی بلکہ مولی تعالی فرماتا ہے اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم۔ وہی اپنے رب کے حضور صدیق وشہید ہیں۔ اون کے لئے ہے اونکا ثواب اور اونکا نور اس کے عدد ۱۷۵۲ ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر و عمر و عثمن و علی و طلحہ و زبیر و سعد کے (۷) نہیں اور رافضی بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم

الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اوسکے رسولوں پر وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق وشہید ہیں اون کے لئے ہے اونکا ثواب اور اونکا نور۔ آیۂ کریمہ کے عدد ۱۶۱۲ اور یہی عدد ہیں صدیق فاروق ذوالنورین علی طلحہ زبیر سعد سعید ابوعبیدہ عبدالرحمن بن عوف کے۔ الحمد للہ آیۂ کریمہ کا تمام وکمال جملہ مدح بھی پورا ہوگیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے اسماء طیبہ بھی سب آگئے جس میں اصلاً تکلف وتصنع کو دخل نہیں کچھ روزوں سے آنکھ دکھتی ہے یہ تمام آیات عذاب واسماء اشرار وآیت مدح واسماء اخیار محض خیال میں مطابق کئیں جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بعونہٖ تعالٰی اسقدر بھی کافی ہے۔ وللہ الحمد واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ حافظ نجم الدین صاحب نجم جرٖھائی نیب ۲۹ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیات انما اموالکم واولادکم فتنۃ ط و یاایھا الذین امنوا لاتلھکم اموالکم ولااولادکم عن ذکراللہ ۃ کے مصداق کون لوگ ہیں اور انکا ترجمہ کیا ہے۔

الجواب۔ یہ خطاب عام ہے خاص اشخاص اس سے مراد نہیں سب مسلمانوں سے فرمایا جاتا ہے کہ تمہارے مال واولاد آزمائش ہیں ایسا نہ ہو کہ آن کے سبب یاد الٰہی سے غافل ہوجاؤ اور جو ایسا کرے گا وہ نقصان پائیگا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ۔ از کھنڈیا ضلع ریاست رامپور مسئولہ عزیز احمد۔ ۲ جمادی الاولی ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند لوگ سنبھل کمن پور کے اس طرح بیعت کرتے ہیں کہ پیالا پلاتے ہیں اور بندگان خدا کو کسی قسم کی تعلیم نہیں کرتے ہیں یہی لوگ موضع کھنڈ یا علاقہ ریاست رامپور میں جمع ہوئے اور بیان کیا کہ طریقہ بیعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہی ہے۔ ایک صاحب خاندان قادریہ کے وہاں موجود تھے اونھوں نے کہا کہ چار طریق بیعت شرعاً جائز ہے ایک بذریعہ خواب کے دوسرے قبر سے تیسرے پیالا پاکر چوتھے اوس شخص سے جو صاحب اجازت نہ ہو۔ ان دونوں بیانوں میں کون سا صحیح ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ اوس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افترا کیا کہ حضور کا طریقہ بیعت پیالا پلانا تھا حاش للہ بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مارنا اور یہی طریقہ آج تک مشائخ میں ہے پیالا پلانا بھنگڑوں بیقیدوں کے یہاں ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم۔ اے نبی یہ جو تم سے بیعت کررہے ہیں یہ تو اللہ سے بیعت کرتے ہیں یہ تمہارا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر نہیں اللہ کا دست قدرت ان کے ہاتھوں پر ہے۔ معلوم ہوا کہ طریقہ بیعت ہاتھ پر ہاتھ رکھنا تھا نہ کہ پیالا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

رسالہ

نزولِ اٰیاتِ فرقان بسکونِ زمین و آسمان
۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم ط

مسئلہ ـ از موتی بازار لاہور مسئولہ مولوی حاکم علی صاحب ۱۴ جمادی الاولٰی ۱۳۳۹ھ

یاسیدی اعلیحضرت سلمکم اللہ تعالٰی ـ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ اما بعد ھذا من تفسیر جلالین (ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا) ای یمنعھما من الزوال وایضا (اولم تکونوا اقسمتم) حلفتم (من قبل) فی الدنیا (مالکم من) زائدۃ (زوال) عنھا الی الاخرۃ وایضا (وان) ما (کان مکرھم) وان عظم (لتزول منہ الجبال) المعنی لایعبأ بہ ولایضر الا انفسھم والمراد بالجبال ھنا قیل حقیقتھا وقیل شرائع الاسلام المشبہۃ بھا فی القرار والثبات وفی قرأۃ بفتح لام لتزول ورفع الفعل فان مخففۃ والمراد[1] تعظیم مکرھم وقیل المراد بالمکر کفرھم ویناسبہ علی الثانیۃ تکاد السمٰوٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا وعلی الاول ماقرئ وماکان۔ و سر دار من دامت برکاتکم و این است از تفسیر حسینی ان اللہ بدرستیکہ خدائے تعالٰی یمسک السمٰوٰت والارض نگاہ میدارد آسمانہا و زمین را ان تزولا برائے آنکہ زائل نشوند از اماکن خود چہ ممکن را در حال بقا ناچار است از نگاہ دارندہ آوردہ اند کہ چوں یہود و نصارٰی عزیر و عیسٰی را بفرزندی حق سبحنہ نسبت کردند آسمان و زمین نزدیک بآں رسید کہ شگافتہ گردد حق تعالٰی فرمود کہ من بقدرت نگاہ می دارم ایشاں را تا زوال نیابند یعنی از جائے خود نروند وایضا او لم تکونوا در جواب ایشاں گویند فرشتگان آیا نبودید شما کہ از روئے مبالغہ اقسمتم من قبل سوگند می خوردید پیش ازیں در دنیا کہ شما پایندہ و خوابیدہ بودید مالکم من زوال نباشد شمارا ہیچ زوالے مراد آنست کہ می گفتند کہ ما در دنیا خواہیم بود و بسرائے دیگر نقل نخواہیم نمود وایضا وان کان مکرھم بدرستیکہ بود مکر ایشاں در سختی و ہول ساختہ و پرداختہ لتزول تا از جائے برود منہ الجبال از آں مکر کوہہا محبوب محب نقیر امید کہ اللہ تعالٰی فی کل حال جب کافروں کے زوال کے معنی ان کا

---

[1] والمعنی ان کان مکرہم من الشدۃ بحیث تزول عنہ الجبال وتنقطع عن اماکنہا ۱۲ کمالین

اس دنیا سے دارالآخرۃ میں جانا مسلم ہوا تو معاملہ صاف ہوگیا کیونکہ کافر زمین پر پھرتے چلتے ہیں اس پھرنے چلنے کا نام زوال نہوا کہ یہ ان کا چلنا پھرنا اپنے اماکن میں ہے کہ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے ان کو حرکت کرنے کا امکان دیا ہے وہاں تک انکا حرکت کرنا انکا زوال نہوا یہی حال پہاڑوں کا ہوا کہ ان کا اپنے اماکن سے زائل ہوجانا ان کا زوال ہوا جب یہ حال ہے تو زمین کا بھی اس کے اپنے اماکن سے زائل ہوجانا اس کا زوال ہوگا لہذا اپنے اماکن میں اس کا حرکت کرنا زوال نہیں ہوسکتا شکر ہے اوس پروردگار کا کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مجھے گریز نہوا اور میری مشکل بھی از بارگاہ حل المشکلات حل ہوگئی ببرکت کلام کریم ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لایحتسب اور اس طرح ہوا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکان کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا یعنی آسمان کی تصریح کی طرح تصریح نفرمائی یعنی خاموشی فرمائی قربان جاؤں احسن الخالقین تبارک وتعالیٰ کے اور باعث خلق عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور حضرت معلم التحیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ سائنس کی سرکوبی کے لئے زمین کے زوال اس کے اماکن سے کئے معنی آپ کے اس تابعدار مجاہد کبیر پر عیاں فرمائے کہ زمین کے زوال نہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جن اماکن میں اللہ تعالیٰ نے اس کو امساک کیا ہے اوس سے یہ باہر نہیں سرک سکتی مگر ان اماکن میں اس کو حرکتِ امر کردہ شدہ عطا فرمائی ہوئی ہے جیسے کہ اس پر کافر چلتے پھرتے ہیں اور یہ ان کا زوال نہیں ہے اسی طرح سے اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں امساک کردہ شدہ ہے اور جاذبہ اور رفتار کیا ہے صرف اللہ پاک کے امساک کا ایک ظہور ہے اور کچھ نہیں اب چاہیں تو جاذبہ اور رفتار دونوں کو معدوم کردیں اور ہر چیز کو اوس کے حیّز میں ساکن فرمادیں اوس سے زائل نہیں ہوسکتی جیسے کہ سورج والشمس تجری لمستقر لھا کے رو سے اپنے مجرے میں امساک کیا گیا ہوا ہے اور اپنے مجرے میں چل رہا ہے مگر اوس کے اس چلنے کا نام زوال نہیں بلکہ جریان ہے تو زمین کا بھی اپنے مدار میں اور سورج کی ہمراہی میں چلنا اوس کا جریان ہے نہ کہ زوال ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فالحمد للہ رب العالمین والشکر والمنۃ غریب نواز کرم فرماکر میرے ساتھ متفق ہوجاؤ تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا پاؤں الم نجعل الارض مھادا کے بجائے الذی جعل لکم الارض مھدا آخر ج ۲۵ ع ۷ آیہ ۱۰ درج فرمادیں دیباچہ میں سب کو سلام مسنون قبول ہووے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بامرہ قامت السماء والارض والصلوۃ والسلام علی شفیع یوم العرض والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین اٰمین۔

مجاہد کبیر مخلص فقیر حق طلب حق بذیر سلمہ اللہ القدیر۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دسویں دن ہے آپ کی

رجسٹری آئی میری ضروری کتاب کہ طبع ہورہی ہے اوس کی اصل کے صفحہ ۸۰ تک کاتب لکھ چکے اور صفحہ ۱۰۹ کے بعد سے مجھے تقریبًا چالیس صفحہ کے قدر مضامین بڑھانے کی ضرورت محسوس ہوئی یہ مباحث جلیلہ دقیقہ پر مشتمل تھی میں نے ان کی تکمیل مقدم جانی کہ طبع جاری رہے ادھر طبیعت کی حالت آپ خود ملاحظہ فرما گئے ہیں وہی کیفیت ابتک ہے اب بھی اوسی طرح چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد کو لیجاتے ہیں ان اوراق کی تحریر اور ان مباحث جلیلہ غامضہ کی تنقیح وتقریر سے بحمدہ تعالٰی رات فارغ ہوا اور آپ کی محبت پر اطمینان تھا کہ اس ضروری دینی کام کی تقدیم کو ناگوار نہ رکھیں گے۔ آپ نے اپنا لقب مجاہد کبیر رکھا ہے مگر میں تو اپنے تجربے سے آپکو مجاہد اکبر کہہ سکتا ہوں۔ حضرت مولانا الاسد الاسد الاشد مولوی محمد وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا لہجہ جلد سے جلد حق قبول کرلینے والا میں نے آپ کی برابر نہ دیکھا اپنے جمے ہوئے خیال سے فورًا حق کی طرف رجوع لے آنا جس کا میں بارہا آپ سے تجربہ کرچکا نفس سے جہاد ہے اور نفس سے جہاد جہاد اکبر ہے تو آپ اس میں مجاہد اکبر ہیں بارك اللّٰه تعالٰی وتقبل اٰمین۔ امید ہے کہ بعونہ تعالٰی اس مسئلہ میں بھی آپ ایسا ہی جلد از جلد قبول حق فرمائینگے کہ باطل پر ایک آن کے لئے بھی اصرار میں نے آپ سے نہ دیکھا وللّٰہ الحمد۔

اسلامی مسئلہ یہ ہے کہ زمین و آسمان دونوں ساکن ہیں کواکب چل رہے ہیں کل فی فلك یسبحون ہر ایک ایک فلک میں تیرتا ہے جیسے پانی میں مچھلی۔ اللہ عزوجل کا ارشاد آپ کے پیش نظر ہے ان اللّٰه یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکهما من احد من بعده انه کان حلیما غفورا بیشک اللہ آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ سرکیں تو اللہ کے سوا انہیں کون روکے بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔ میں یہاں اولًا اجمالًا چند حرف گزارش کردوں کہ ان شاء اللہ تعالٰی آپ کی حق پسندی کو وہی کافی ہوں پھر قدرے تفصیل۔

اجمال۔ یہ کہ افقہ الصحابۃ بعد الخلفاء الاربعہ سیدنا عبد اللہ ابن مسعود صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اس آیہ کریمہ سے مطلق حرکت کی نفی مانی یہاں تک کہ اپنی جگہ قائم رہ کر محور پر گھومنے کو بھی زوال بتایا (دیکھئے نمبر ۲) حضرت امام ابو مالک تابعی ثقہ جلیل تلمیذ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے زوال کو مطلق حرکت سے تفسیر کیا (دیکھئے آخر نمبر ۲) ان حضرات سے زائد عربی زبان و معانی قرآن سمجھنے والا کون۔ علامہ نظام الدین حسن نیشاپوری نے تفسیر رغائب الفرقان میں اس آیہ کریمہ کی یہ تفسیر فرمائی (ان تزولا) کراهة زوالهما عن مقرهما ومرکزهما یعنی اللہ تعالٰی آسمان و زمین کو روکے ہوئے ہے کہ کہیں اپنے مقر و مرکز سے ہٹ نہ جائیں مقر ہی کافی تھا کہ جائے قرار و آرام ہے قرار سکون ہے منافی حرکت قاموس سے آتا ہے قر سکن مگر انھوں نے اس پر اکتفا نہ کی بلکہ اوس کا عطف تفسیری مرکزهما زائد کیا مرکز جائے رکز۔ رکز گاڑنا جمانا یعنی آسمان

وزمین جہاں جیسے ہوئے گرے ہوئے ہیں وہاں سے نہ سرکیں نیز غرائب القرآن میں زیر قولہ تعالٰی الذی جعل لکم الارض فراشا فرمایا لایتم الافتراش علیہا ما لم تکن ساکنۃ ویکفی فی ذلک ما اعطاہا خالقہا ورکز فیہا من المیل الطبیعی الی الوسط الحقیقی بقدرتہ واختیارہ ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا اسی آیت کے نیچے تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی میں ہے اعلم ان کون الارض فراشا مشروط بکونہا ساکنۃ فالارض غیر متحرکۃ لا بالاستدارۃ ولا بالاستقامۃ وسکون الارض لیس الا من اللہ تعالٰی بقدرتہ واختیارہ ولہذا قال تعالٰی ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا اھ ملتقطا قرآن عظیم کے وہی معنی لینے ہیں جو صحابہ وتابعین ومفسرین معتمدین نے لئے اون سب کے خلاف وہ معنی لینا جن کا پتا نصرانی سائنس میں ملے مسلمان کو کیسے حلال ہوسکتا ہے قرآن کریم کی تفسیر بالرائے اشد کبیرہ ہے جس پر حکم ہے فلیتبوأ مقعدہ من النار وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے یہ تو اوس سے بھی بڑھکر ہوگا کہ قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے بھی نہیں بلکہ رائے نصارٰی کے موافق والعیاذ باللہ تعالٰی یہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہما وہ صحابی جلیل القدر ہیں جنکو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے اسرار سکھائے اونکا لقب ہی صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ان سے اسرار حضور کی باتیں پوچھتے اور عبداللہ تو عبداللہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ یہ جو فرمائیں اوسے مضبوط تھامو تمسکوا بعہد ابن مسعود اور ایک حدیث میں ارشاد ہے رضیت لامتی ما رضی لہا ابن ام عبد وکرہت لامتی ما کرہ لہا ابن ام عبد میں نے اپنی امت کے لئے پسند فرمایا جو اوس کے لئے عبداللہ ابن مسعود پسند کریں اور میں نے اپنی امت کے لئے ناپسند رکھا جو اوس کے لئے ابن مسعود ناپسند رکھیں اور خود اون کے علم قرآن کو اس درجہ ترجیح بخشی کہ ارشاد فرمایا استقرأوا القرآن من اربعۃ من عبد اللہ ابن مسعود الحدیث قرآن چار شخصوں سے پڑھو سب میں پہلے عبداللہ ابن مسعود کا نام لیا یہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم میں بروایت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما حضرت اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے۔ اور عجائب نعمائے الٰہیہ سے ہے کہ آیۂ کریمہ ان تزولا کی یہ تفسیر اور یہ کہ محور پر حرکت بھی موجب زوال ہے جدجاء حرکت علی المدار۔ ہم نے دو صحابی جلیل القدر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی دونوں کی نسبت حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ جو بات تم سے بیان کریں اوسکی تصدیق کرو دونوں حدیثیں جامع ترمذی شریف کی ہیں اول ما حدثکم ابن مسعود فصدقوہ دوم ما حدثکم حذیفۃ فصدقوہ اب یہ تفسیر ان دونوں حضرات کی نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اسے مانو اس کی تصدیق کرو والحمد للہ رب العالمین ہمارے معنی کی تو یہ عظمت شان ہے کہ مفسرین سے ثابت تابعین سے ثابت اجلہ صحابہ کرام سے ثابت خود حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ

والسلام سے اوس کی تصدیق کا حکم۔ اور عنقریب ہم بفضل اللہ تعالٰی اور بہت آیات اور صدہا احادیث اور اجماع امت اور خود اقرار مجاہد کبیر سے اس معنی کی حقیقت اور زمین کا سکون مطلق ثابت کریں گے وباللہ التوفیق۔ آپ نے جو معنی لئے کیا کسی صحابی کسی تابعی کسی امام کسی تفسیر یا جانے دیجئے چھوٹی سی چھوٹی کسی اسلامی عام کتاب میں دکھا سکتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ زمین گرد آفتاب دورہ کرتی ہے اللہ تعالٰی اوسے صرف اتنا روکے ہوئے ہے کہ اس مدار سے باہر نجائے لیکن اس پراد سے حرکت کرنے کا امر فرمایا ہے حاشا للہ ہرگز کسی اسلامی رسالہ پرچے رقعہ سے اس کا پتا نہیں دے سکتے سوا سائنس نصاریٰ کے۔ آگے آپ انصاف کرلیں گے کہ معنی قرآن وہ لئے جائیں یا یہ۔ محبا مخلصا وہ کونسا نص ہے جس میں کوئی تاویل نہیں گڑھ سکتے یہاں تک کہ قادیانی کافر نے وخاتم النبیین میں تاویل گڑھ دی کہ رسالت کی افضلیت اون پر ختم ہوگئی اون جیسا کوئی رسول نہیں نانوتوی نے گڑھ دی کہ وہ نبی بالذات ہیں اور نبی بالعرض اور بالعرض کا قصہ بالذات پر ختم ہو جاتا ہے اون کے بعد بھی اگر کوئی نبی ہو تو ختم نبوت کے خلاف نہیں حتی کہ یوہیں کوئی مشرک لا الٰہ الا اللہ میں تاویل کرسکتا ہے کہ اعلٰی میں حصر ہے یعنی اللہ کے برابر کوئی خدا نہیں اگرچہ اوس سے چھوٹے بہت سے ہوں جیسے حدیث میں ہے لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار دوسری حدیث میں لا وجع الا وجع العین ولاھم الا ھم الدین درد نہیں مگر آنکھ کا درد اور پریشانی نہیں مگر قرض کی پریشانی ایسی تاویلوں پر خوش ہونا نہ چاہئے بلکہ جو تفسیر ماثور ہے اوس کے حضور سر رکھ دیا جائے اور جو مسئلہ تمام مسلمانوں میں مشہور و مقبول ہے مسلمان اوسی پر اعتقاد لائے۔ محبی مخلصی اللہ عزوجل نے آپ کو پکا مستقل سنی کیا ہے آپ جانتے ہیں کہ اب سے پہلے رافضی جو مرتد نہ تھے پکا ہے سے رافضی ہوئے۔ کیا اللہ یا قرآن یا رسول یا قیامت وغیرہا ضروریات دین سے کسی کے منکر تھے ہرگز نہیں اوتھیں اسی نے رافضی کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی عظمت نہ کی۔ محبا دل کو صحابہ کی عظمت سے مملو کرلینا فرض ہے اونھوں نے قرآن کریم صاحب قرآن صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پڑھا حضور سے اوس کے معانی سیکھے اون کے ارشاد کے آگے اپنی فہم ناقص کی وہ نسبت سمجھنی بھی ظلم ہے جو ایک علامہ متبحر کے حضور کسی جاہل گنوار بے تمیز کو۔ محبا صحابہ اور خصوصا حذیفہ وعبداللہ ابن مسعود جیسے صحابہ کی یہ کیا عظمت ہوئی اگر ہم خیال کریں کہ جو معنی قرآن عظیم اونھوں نے سمجھے غلط ہیں ہم جو سمجھے وہ صحیح ہیں میں آپ کو اللہ عزوجل کی پناہ میں دیتا ہوں اس سے کہ آپ کے دل میں ایسا خطرہ بھی گزرے۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الرحمین میں امید واثق رکھتا ہوں کہ اسی قدر اجمال جمیل آپ کے انصاف جزیل کو بس ہو۔ اب قدرے **تفصیل** بھی عرض کروں (۱) زوال کے اصل معنی سرکنا۔ ہٹنا۔ جانا۔ حرکت کرنا بدلنا ہیں۔ قاموس میں ہے الزوال الذھاب والاستحالۃ اوسی میں ہے کل ما تحول فقد حال واستحال

ایک نسخہ میں ہے کل ما تحرک او تغیر یوہیں عُباب میں ہے تحول او تحرک تاج العروس میں ہے ازال اللہ تعالٰی زوالہ ای اذھب اللہ حرکتہ و زال زوالہ ای ذھبت حرکتہ نہایہ ابن اثیر میں ہے فی حدیث جندب الجھنی واللہ لقد خالطہ سھمی ولو کان زائلۃ لتحرک الزائلۃ کل شیئ من الحیوان یزول عن مکانہ ولایستقر وقد کان ھذا المرمی قد سکن نفسہ لایتحرک لئلا یحس بہ فیجھز علیہ۔ (۲) دیکھو زوال بمعنی حرکت ہے اور قرآن عظیم نے آسمان وزمین سے اوسکی نفی فرمائی تو حرکت زمین حرکت آسمان دونوں باطل ہوئیں (ب) زوال جاتا اور بدلنا ہے حرکت محوری میں بدلتا ہے اور مدار پر حرکت میں جاتا بھی تو دونوں کی نفی ہوئی (ج) نیز نہایہ و در نثیر امام جلال الدین سیوطی میں ہے الزویل الانزعاج بحیث لایستقر علی المکان وھو والزوال بمعنی واحد قاموس میں ہے زعجہ واقلقہ وقلعہ من مکانہ کازعجہ فانزعج لسان میں ہے الازعاج نقیض الاقرار، تاج میں ہے قلق الشیئ قلقا ھو ان لایستقر فی مکان واحد مفردات امام راغب میں ہے قر فی مکانہ ثبت ثبوتا جامدا واصلہ من القر وھو البرد وھو یقتضی السکون والحر یقتضی الحرکۃ۔ قاموس میں ہے قر بالمکان ثبت وسکن کاستقر دیکھو زوال انزعاج ہے اور انزعاج قلق اور قلق مقابل قرار اور قرار سکون تو زوال مقابل سکون ہے اور مقابل سکون نہیں مگر حرکت تو ہر حرکت زوال ہے قرآن عظیم آسمان وزمین کے زوال سے انکار فرماتا ہے لاجرم اُن کی ہرگونہ حرکت کی نفی فرماتا ہے (د) صراح میں ہے زائلہ جنبیدہ وروندہ وآئندہ زمین اگر محور پر حرکت کرتی جنبیدہ ہوتی اور مدار پر تو آئندہ وروندہ بھی بہرحال زائلہ ہوتی اور قرآن عظیم اوس کے زوال کو باطل فرماتا ہے لاجرم اوس سے ہر نوع حرکت زائل (۴) کریمہ وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال ۵ اون کا مکر اتنا نہیں جس سے پہاڑ جگہ سے ٹل جائیں یا اگرچہ اون کا مکر ایسا بڑا ہو کہ جس سے پہاڑ ٹل جائیں یہ قطعًا ہماری ہی مؤید اور ہرگونہ حرکت جبال کی نفی ہے (ا) ہر عاقل بلکہ غبی تک جانتا ہے کہ پہاڑ ثابت ساکن ومستقر ایک جگہ جمے ہوئے ہیں جن کو اصلا جنبش نہیں تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے ثبوت الجبل یعرفہ الغبی والذکی قرآن عظیم میں اون کو رواسی فرمایا راسی ایک جگہ جما ہوا پہاڑ اگر ایک انگل بھی سرک جائیگا قطعًا زال الجبل صادق آئیگا نہ یہ کہ تمام دنیا میں لڑھکتا پھرے۔ اور زال الجبل نہ کہا جائے ثبات وقرار ثابت رہے کہ ابھی دنیا سے آخرت کی طرف گیا ہی نہیں زوال کیسے ہوگیا۔ اپنی منقولہ عبارت جلالین دیکھئے پہاڑ کے اسی ثبات واستقرار پر شرائع اسلام کو اوس سے تشبیہ دی ہے جن کا ذرہ بھر ہلانا ممکن نہیں (ب) اسی عبارت جلالین کا آخر دیکھئے کہ تفسیر دوم پر یہ آیت آیت وتخر الجبال ھدا ۵ کے مناسب ہے یعنی اون کی ملعون بات ایسی سخت ہے جس سے قریب تھا کہ پہاڑ ڈھ کر گر پڑتے۔ یوہیں معالم التنزیل میں ہے وھو معنی قولہ تعالٰی وتخر الجبال ھدا ۵ یہ مضمون ابو عبید و ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما سے روایت کیا نیز ابن جویر ضحاک سے راوی ہوئے کقولہ تعالیٰ وتخرالجبال ھدا ۱۰ اسی طرح قتادہ شاگرد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ظاہر ہے کہ ڈھ کر گرنا اوس جنگل سے بھی اوسے نہ نکالدیگا جس میں تھا نہ کہ دنیا سے بال جما ہوا ساکن مستقر نہ رہے گا تو اوسی کو زوال سے تعبیر فرمایا اور اسی کی نفی زمین سے فرمائی تو وہ ضرور بھی ہوئی ساکن مستقر ہے (۳)، رب عزوجل نے سیدنا موسیٰ علیٰ نبینا الکریم وعلیہ الصلاۃ والتسلیم سے فرمایا لن ترانی ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی تم ہرگز مجھے نہ دیکھو گے ہاں پہاڑ کی طرف دیکھو اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہے تو عنقریب تم مجھے دیکھ لوگے۔ پھر فرمایا فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا جب اون کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی اوسے ٹکڑے کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گرے۔ کیا ٹکڑے ہو کر دنیا سے نکل گیا یا ایشیا یا اوس ملک سے۔ اس معنی پر تو ہرگز جگہ سے نہ ٹلا ہاں وہ خاص محل جس میں جما ہوا تھا وہاں جما نہ رہا تو معلوم ہوا اسی قدر عدم استقرار کو کافی ہے اور اوپر گزرا کہ عدم استقرار عین زوال ہے زمین بھی جہاں جمی ہوئی ہے وہاں سے سرکے تو بیشک زائل ہوگی اگرچہ دنیا یا مدار سے باہر نجائے۔

(۵)، اس آیہ کریمہ کے نیچے تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے وان کان مکرھم فی غایۃ المتانۃ والشدۃ معدا لازالۃ الجبال عن مقارھا نیشاپوری میں ہے ان الۃ الجبال عن اماکنھا خازن میں ہے زوال عن اماکنھا کشاف میں ہے تنقلع عن اماکنھا مدارک میں ہے تنقطع عن اماکنھا اسی کے مثل آیت نے کمالین سے نقل کیا یہاں بھی مکان ومقر سے قطعًا وہی قرار ہے جو کریمۂ فان استقر مکانہ میں تھا ارشاد کا ارشاد مقارھا جا بائے قرار اور کشاف کا لفظ تنقلع خاص قابل لحاظ ہے کہ اُکھڑ جانے ہی کو زوال بتایا۔

(۶)، سعید بن منصور اپنے سنن اور ابن ابی حاتم تفسیر میں حضرت ابو مالک غزوان غفاری کوفی اوستاذ امام سدی کبیر وتلمیذ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی وان کان مکرھم تزول منہ الجبال قال تحرکت اونھوں نے صاف تصریح کردی کہ زوال جبال اون کا حرکت کرنا جنبش کھانا ہے۔ اسی کی زمین سے نفی ہے وللہ الحمد (۷)، اوپر گزرا کہ زوال مقابل قرار وثبات ہے اور قرار وثبات حقیقی سکون مطلق ہے درباره قرار عبارت امام راغب گزری اور قاموس میں ہے المثبت کمکرم من لاحراك بہ من المرض وبکسر الباء الذی ثقل فلم یبرح الفراش ودا ثبات بالضم معجز عن الحرکۃ مگر توسعًا قرار وثبات ایک حالت پر بقا کو کہتے ہیں اگرچہ اس میں سکون مطلق نہو تو اوس کا مقابل زوال اوسی حالت سے انفصال ہوگا یوہیں مقر ومستقر ومکان ہر جسم کے لئے حقیقۃً وہ سطح یا بُعد مجرد یا موہوم ہے جو جمیع جوانب سے اس جسم کو حاوی اور اس سے لاصق ہے یعنی علماء اسلام کے نزدیک وہ فضائے متصل جسے یہ جسم بھرے ہوئے ہے ظاہر ہے کہ وہ ذرا سے سرکنے سے بدل گئی لہذا اس حرکت کو حرکت اینیہ کہتے ہیں یعنی جس سے ومبدم اَین کہ مکان وجائے کا نام ہے بدلتا ہے یہی جسم کا مکان خاص ہے اور اسی میں قرار وثبات حقیقی ہے اس کے لئے یہ بھی ضرور کہ

وضع بھی نہ بدلے کرہ کہ اپنی جگہ قائم رکھرا اپنے محور پر گھومے مکان نہیں بدلتا مگر اوسے قار و ثابت و ساکن نہیں کہیں گے بلکہ زائل و حائل و متحرک۔ پھر اسی توسع کے طور پر بیت بلکہ دار بلکہ محلے بلکہ شہر بلکہ ملک بلکہ کثیر ملکوں کے حاوی حصہ زمین مثل ایشیا بلکہ ساری زمین بلکہ تمام دنیا کو مقر و مستقر و مکان کہتے ہیں قال تعالٰی ولکم فیھا مستقر ومتاع الی حین۔ اور اس سے جب تک جدائی نہ ہو اوسے قرار و قیام بلکہ سکون سے تعبیر کرتے ہیں اگرچہ ہزاروں حرکات پر مشتمل ہو ولہذا کہیں گے کہ موتی بازار بلکہ لاہور بلکہ پنجاب بلکہ ہندوستان بلکہ ایشیا بلکہ زمین ہمارے مجاہد کبیر کا مسکن ہے وہ ان میں سکونت رکھتے ہیں وہ ان کے ساکن ہیں حالانکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ سکون و حرکت متبائن مگر یہ معنی مجازی ہیں لہذا جائے اعتراض نہیں لاجرم محل نفی میں ان کا مقابل زوال بھی انھیں کی طرح مجازی و توسع ہے اور وہ نہ ہوگا جب تک ان سے انتقال نہ ہو کفار کی وہ قسم کہ مالنا من زوال اسی معنی پر تھی یہ قسم نہ کھاتے تھے کہ ہم ساکن مطلق ہیں چلتے پھرتے نہیں نہ یہ کہ ہم ایک شہر یا ملک کے پابند ہیں اس سے منتقل نہیں ہوسکتے بلکہ دنیا کی نسبت قسم کھاتے تھے کہ ہمیں یہاں سے آخرت میں جانا نہیں ان ھی الاحیاتنا الدنیا نحیی ونموت ومانحن بمبعوثین ۝ مولٰی تعالٰی فرماتا ہے واقسموا باللہ جھد ایمانھم لایبعث اللہ من یموت ۝ لاجرم تیسری آیہ کریمہ میں زوال سے مراد دنیا سے آخرت میں جانا ہو نہ یہ کہ دنیا میں اونکا چلنا پھرنا زوال نہیں قطعًا حقیقی زوال ہے جس کی سندیں اوپر سن چکے اور عظیم شافی بیان آگے آتا ہے مگر یہاں اوس کا ذکر ہی نہ تھا جس کی قسم کھاتے تھے اور وہ نہ تھا مگر دنیا سے انتقال معنی مجازی کے لئے قرینہ درکار ہوتا ہے یہاں قرینہ اون کے یہی اقوال بعینہ ہیں بلکہ خود اسی آیت صدر میں قرینہ صریحہ مقابلہ موجود کہ روز قیامت ہی کے سوال و جواب کا ذکر ہے فرماتا ہے وانذر الناس یوم یأتیھم العذاب فیقول الذین ظلموا ربنا اخرنا الی اجل قریب نجب دعوتك ونتبع الرسل اولم تکونوا اقسمتم من قبل مالکم من زوال ۝ لیکن کریمہ ان اللہ یمسك السموٰت والارض ان تزولا ۝ میں کوئی قرینہ نہیں تو معنی مجازی لینا کسی طرح جائز نہیں ہوسکتا بلکہ قطعًا زوال اپنے معنی حقیقی پر رہے گا یعنی قرار و ثبات و سکون حقیقی کا چھوڑنا اوس کی نفی ہے تو ضرور سکون کا اثبات ہے ایک جگہ معنی مجازی میں استعمال دیکھ کر دوسری جگہ بلاقرینہ مجاز مراد لینا ہرگز حلال نہیں دہم نہیں نہیں بلاقرینہ نہیں بلکہ خلاف قرینہ۔ یہ اور سخت تر ہے کہ کلام اللہ میں پوری تحریف معنوی کا پہلو دیگا رب عزوجل نے یمسك فرمایا ہے امساك روکنا تھامنا بند کرنا ہے ولہذا جو زمین کے پانی کو بہنے نہ دے روک رکھے اوسے مسك اور مساك کہتے ہیں انہار و ابحار کو نہیں کہتے حالانکہ اونہیں بھی پانی کی حرکت وہیں تک ہوگی جہاں تک احسن الخالقین جل وعلا نے اوس کا امکان دیا ہے قاموس میں ہے امسکہ حبسہ المسك محرکۃ الموضع یمسك الاناء کالمساك کسحاب یوں تو دنیا بھر میں کوئی حرکت کبھی بھی زوال نہ ہو کہ جہاں تک احسن الخالقین تعالٰی نے امکان دیا ہے اوس سے آگے نہیں بڑھ سکتی دھ، اگر ان معنی کو مجازی نہ لیجئے بلکہ کہئے کہ زوال عام ہے

مکان ومستقر حقیقی خاص سے سرکنا اور موقع عام اور موطن اعم اور اعم از اعم سے جدا ہونا سب اوس کے فرد ہیں تو ہر ایک پر اوس کا اطلاق حقیقت ہے جیسے زید وعمرو بکر وغیرہم کسی فرد کو انسان کہنا تو اب بھی قرآن کریم کا مفاد زمین کا وہی سکون مطلق ہوگا نہ کہ اپنے مدار سے باہر نہ جانا تزولا فعل ہے اور محل نفی میں وارد ہے اور علم اصول میں مصرح ہے کہ فعل قوۃ نکرہ میں ہے اور نکرہ حیز نفی میں عام ہوتا ہے۔ تو معنی آیت یہ ہوئے کہ آسمان وزمین کو کسی قسم کا زوال نہیں نہ موقع عام سے نہ مستقر حقیقی خاص سے اور یہی سکون حقیقی ہے وللہ الحمد۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مجاہد کبیر کو اپنی عبارت میں ہر جگہ قید بڑھانی پڑی زمین کا اپنے اماکن سے زائل ہوجانا اوس کا زوال ہوگا نہ زائل ہوجانا قطعًا مطلقًا زوال ہے زائل ہوجانا زوال کا ترجمہ تھا تو سے مکان خاص سے ہو خواہ اماکن سے مگر اول کے اخراج کو اس قید کی حاجت ہوئی یوہیں فرمایا زمین کا زوال اس کے اماکن سے پھر فرمایا جن اماکن میں اللہ تعالٰی نے اوس کو امساک کیا ہے اوس سے باہر سرک نہیں سکتی پھر فرمایا اپنے مدار میں امساک کردہ شدہ ہے اوس سے زائل نہیں ہوسکتی اور نفی کی جگہ فرمایا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آسمان کے سکون فی مکانہ کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہیں فرمایا یہاں جمع اماکن کا ظاہر کردیا مگر رب عزوجل نے تو اون میں سے کوئی قید نہ لگائی۔ مطلق یمسك فرمایا ہے اور مطلق ان تزولا۔ اللہ آسمان زمین ہر ایک کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائے یہ نہ فرمایا کہ اوس کے مدار میں روکے ہوئے ہے یہ نہ فرمایا کہ ہر ایک کے لئے اماکن عدیدہ ہیں ان اماکن سے باہر نہ جانے پائے تو اس کا بڑھانا کلام الٰہی میں اپنی طرف سے پیوند لگانا ہوگا از پیش خویش قرآن عظیم کے مطلق کو مقید عام کو مخصص بنانا ہوگا اور یہ ہرگز روا نہیں۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے جو اون کی کتب عقائد میں مصرح ہے کہ النصوص تحمل علی ظواھرھا بلکہ تمام ضلالتوں کا بڑا پھاٹک یہی ہے کہ بطور خود نصوص کو ظاہر سے پھیریں مطلق کو مقید عام کو مخصص کریں مالکم من زوال ○ کی تخصیص واضح سے ان تزولا کو بھی مخصص کرلینا اس کی نظیر یہی ہے کہ ان اللہ علی کل شیئ قدیر ○ کی تخصیص دیکھ کر ان اللہ بکل شیئ علیم ○ کو بھی مخصص مان لیں کہ جس طرح وہاں ذات وصفات و محالات زیر قدرت نہیں یوہیں معاملہ صاف ہوگیا کہ ذات وصفات ومحالات کا معاذ اللہ علم بھی نہیں۔ زیادہ تشفی بحمدہ تعالٰی نمبر ۸ میں آتی ہے جس سے واضح ہوجائے گا کہ اللہ ورسول وصحابہ ومسلمین کے کلام میں یہاں یعنی خاص محل نزاع میں زوال سے مطلقًا ایک جگہ سے سرکنا مراد ہوا ہے اگرچہ اماکن معینہ سے باہر نہ جائے یا زوال کفار کی طرح دنیا خواہ مدار چھوڑ کر الگ بھاگ جانا (افانتظرد ۶) لاجرم وہ جنہوں نے خود صاحب قرآن صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے قرآن کریم پڑھا خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اوس کے معانی سیکھے اونھوں نے آیہ کریمہ کو ہر گونہ زوال کی نافی اور سکون مطلق حقیقی کی مثبت بتایا سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر نے حضرت شقیق ابن سلمہ سے کہ زمانہ رسالت

پائے ہوئے تھے روایت کی اور یہ حدیث ابن جریر بسند صحیح برجال صحیحین بخاری و مسلم ہے حدثنا ابن بشار ثنا عبد الرحمٰن ثنا سفیٰن عن الاعمش عن ابی وائل قال جاء رجل الی عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال من این جئت قال من الشام فقال من لقیت قال لقیت کعب فقال ماحدثک کعب قال حدثنی ان السمٰوات تدور علی منکب ملك فقال صدقته او کذبته قال ماصدقته ولا کذبته قال لوددت انك افتدیت من رحلتك الیہ براحلتك ارحلہا کذب کعب ان اللہ یقول ان اللہ یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکہما من احد من بعدہ زاد غیر ابن جریر وکفی بہما زوالا ان تدورا۔ ایک صاحب حضرت سیدنا عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حضور حاضر ہوئے فرمایا کہاں سے آئے عرض کی شام سے فرمایا وہاں کس سے ملے عرض کی کعب سے فرمایا کعب نے تم سے کیا بات کی عرض کی یہ کہا کہ آسمان ایک فرشتے کے شانے پر گھومتے ہیں۔ فرمایا تم نے اس میں کعب کی تصدیق کی یا تکذیب عرض کی کچھ نہیں (یعنی جس طرح حکم ہے کہ جب تک اپنی کتاب کریم کا حکم نہ معلوم ہو اہل کتاب کی باتوں کو نہ سچ جانو نہ جھوٹ) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کاش تم اپنا اونٹ اور اوس کا کجاوہ سب اپنے اس سفر سے چھٹکارے کو دیدیتے کعب نے جھوٹ کہا اللہ تعالٰی فرماتا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ سرکنے نہ پائیں اور اگر وہ سٹیں تو اللہ کے سوا اونھیں کون تھامے گھومنا اون کے سرک جانے کو بہت ہے نیز محمد طبری نے بسند صحیح براصول حنفیہ برجال بخاری و مسلم حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کے استاذ الاستاذ امام اجل ابراہیم نخعی سے روایت کی حدثنا جریر عن مغیرۃ عن ابراھیم قال ذھب جندب البجلی الی کعب الاحبار ثم رجع فقال لہ عبد اللہ حدثنا ماحدثك فقال حدثنی ان السماء فی قطب کقطب الرحا قال عبد اللہ لوددت انك افتدیت رحلتك بمثل راحلتك ثم قال ماتنکت الیہودیۃ فی قلب عبد فکادت ان تفارقہ ثم قال ان اللہ یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا وکفی بہا زوالا ان تدورا۔ جندب بجلی کعب احبار کے پاس جاکر واپس آئے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہو کعب نے تم سے کیا کہا عرض کی یہ کہا کہ آسمان چکی کی طرح ایک کیلی میں ہے حضرت عبد اللہ نے فرمایا مجھے تمنا ہوئی کہ تم اپنے ناقہ کے برابر مال دیکر اس سفر سے چھٹ گئے ہوتے یہودیت کی خراش جس دل میں لگتی ہے پھر مشکل ہی سے چھوٹتی ہے اللہ تو فرمارہا ہے بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ نہ سرکیں اون کے سرکنے کو گھومنا ہی کافی ہے عبد بن حمید نے قتادہ شاگرد حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی ان کعبا کان یقول ان السماء تدور علی نصب مثل نصب الرحا فقال حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالٰی عنہما کذب کعب ان اللہ یمسك السمٰوٰت والارض ان تزولا

کعب کہا کرتے کہ آسمان ایک کیلی پر دورہ کرتا ہے جیسے چکی کی کیلی اس پر حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کعب نے جھوٹ کہا بیشک اللہ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ جنبش نہ کریں۔ دیکھو ان اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مطلق حرکت کو زوال مانا اور اوس پر انکار فرمایا اور قائل کی تکذیب کی اور اوسے بقایائے خیالات یہودیت سے بتایا کیا وہ اتنا نہ سمجھ سکتے تھے کہ ہم کعب کی ناحق تکذیب کیوں فرمائیں آیت میں تو زوال کی نفی فرمائی ہے اور اون کا یہ پھرنا چلنا اپنے اماکن میں ہے جہاں تک احسن الخالقین تعالےٰ نے اوسکو حرکت کا امکان دیا ہے وہاں تک اون کا حرکت کرنا اون کا زوال نہو گا مگر اون کا ذہن مبارک اس معنی باطل کی طرف نہ گیا نہ جا سکتا تھا بلکہ اوس کے ابطال ہی کی طرف گیا اور جانا ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مطلقًا زوال کی نفی فرمائی ہے نہ کہ خاص زوال عن المدار کی تو اونھوں نے روا نہ رکھا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے یہ پیوند لگائیں لاجرم اوس پر رد فرمایا اور اس قدر شدید اشد فرمایا وللہ الحمد **تنبیہ** کعب احبار تابعین اخیار سے ہیں خلافت فاروقی میں یہودی سے مسلمان ہوئے کتب سابقہ کے عالم تھے۔ اہل کتاب کی احادیث اکثر بیان کرتے اونھیں میں یہ خیال تھا جس کی تغلیط ان اکابر صحابہ نے قرآن عظیم سے فرمادی تو کذب کعب کے یہ معنی ہیں کہ کعب نے غلط کہا نہ یہ کہ معاذ اللہ قصداً جھوٹ کہا کذب بمعنی اخطأ محاورہ حجاز ہے اور خراش یہودیت بمشکل چھوٹنے سے یہ مراد کہ اون کے دل میں علم یہود دیکھا ہوا تھا وہ تین قسم ہے باطل صریح و حق صحیح اور مشکوک کہ جب تک اپنی شریعت سے اوس کا حال نہ معلوم ہو حکم ہے کہ اوس کی تصدیق نہ کرو ممکن کہ اون کی تحریفات یا خرافات سے ہو نہ تکذیب کرو ممکن کہ توریت یا تعلیمات سے ہو اسلام لاکر قسم اول کا حرف حرف قطعًا اون کے دل سے نکل گیا قسم دوم کا علم اور مسجّل ہو گیا یہ مسئلہ قسم سوم بقایائے علم یہود سے تھا جس کے بطلان پر آگاہ نہو کر اونھوں نے بیان کیا اور صحابہ کرام نے قرآن عظیم سے اوس کا بطلان ظاہر فرمادیا یعنی یہ نہ توریت سے ہے نہ تعلیمات سے بلکہ اون خبیثوں کی خرافات سے۔ تابعین صحابہ کرام کے تابع وخادم ہیں مخدوم اپنے خدام کو ایسے الفاظ سے تعبیر کر سکتے ہیں اور مطلب یہ ہے جو ہم نے واضح کیا وللہ الحمد (۷) اس ساری تحریر میں مجھے آپ سے اس فقرے کا زیادہ تعجب ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آسمان کے سکون فی مکانہ کی تصریح فرمادی مگر زمین کے بارے میں ایسا نہ فرمایا خاموشی فرمائی اسے آپ نے اپنی مشکل کا حل تصور کیا۔ کعب احبار نے آسمان ہی کا گھومنا بیان کیا تھا اور یہود اسی قدر کے قائل تھے زمین کو وہ بھی ساکن مانتے تھے۔ بلکہ ۱۵۳۰ء سے پہلے (جس میں کوپرنیکس نے حرکت زمین کی بدعت ضالہ کو کہ دو ہزار برس سے مردہ پڑی تھی جلایا) نصاریٰ بھی سکون ارض ہی کے قائل تھے۔ اسی قدر یعنی صرف دورہ آسمان کا ان حضرات عالیات کے حضور تذکرہ ہوا اس کی تکذیب فرمادی دورہ زمین کہا کس نے تھا کہ اوس کا رد فرماتے اگر کوئی صرف

زمین کا دورہ کہتا صحابہ اسی آیہ کریمہ سے اوس کی تکذیب کرتے اور اگر کوئی آسمان وزمین دونوں کا دورہ بتاتا صحابہ اسی آیت سے دونوں کا ابطال فرماتے۔ جواب بقدر سوال دیکھ لیا یہ نہ دیکھا کہ جس آیت سے وہ سند لائے اوس میں آسمان وزمین دونوں کا ذکر ہے یا صرف آسمان کا آیہ پڑھیے صراحۃً دونوں ایک حالت پر مذکور ہیں دونوں پر ایک ہی حکم ہے جب حسب ارشاد صحابہ آیہ کریمہ مطلق حرکت کا انکار فرماتی ہے اور وہ انکار آسمان وزمین دونوں کے لئے ایک نسق ایک لفظ ان تزولا میں ہے جس کی ضمیر دونوں کی طرف ہے تو قطعاً آیت نے زمین کی بھی ہر گونہ حرکت کو باطل فرمایا جس طرح آسمان کی۔ ایک شخص کہے حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام نے آفتاب کو اپنے لئے سجدہ کرتے نہ دیکھا تھا اوس پر عالم فرمائے وہ جھوٹا ہے آیہ کریمہ میں ہے اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ رَاَیۡتُہُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ o گرمیں نے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو اپنے لئے سجدہ کرتے دیکھا اس کے بعد ایک دوسرا اوٹھے اور چاند کو ساجد دیکھنے سے منکر ہو اور کہے قربان جائیے عالم کے سورج کے سجدہ کی تصریح فرمائی مگر چاند کے بارے میں ایسا نہ فرمایا خاموشی فرمائی اوسے کیا کہا جائیگا اب تو آپ نے خیال فرمالیا ہوگا کہ قائل حرکت ارض کو اجلہ صحابۂ کرام بلکہ خود صاف ظاہر نص قرآن عظیم سے گریز کے سوا کوئی چارہ نہیں اور یہ معاذ اللہ خسران مبین ہے جس سے اللہ تعالٰی ہمیں اور آپ اور سب اہل سنت کو بچائے آمین (۸) عجب کہ آپ نے آفتاب کا زوال نہ سنا اسے تو میں نے آپ سے بالمشافہ کہہ دیا تھا (۹) حدیثوں میں کتنی جگہ زالت الشمس ہے بلکہ قرآن عظیم میں ہے اقم الصّلٰوۃ لدلوک الشمس تفسیر ابن مردویہ میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لدلوک الشمس کی تفسیر میں فرمایا لزوال الشمس ابن جریر نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اتانی جبرئیل لدلوک الشمس حین زالت فصلی بی الظھر نیز ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یصلی الظھر اذا زالت الشمس ثم تلا اقم الصلوۃ لدلوک الشمس نیز مثل سعید ابن منصور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے دلوکھا زوالھا بزار وابوالشیخ وابن مردویہ نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے دلوک الشمس زوالھا عبدالرزاق نے مصنف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے دلوک الشمس اذا زالت عن بطن السماء مجمع بحار الانوار میں ہے زاغت الشمس زالت وزالت عن اعلی درجات ارتفاعھا فقہ میں وقت زوال ہر کتاب میں مذکور اور عوام تک کی زبانوں پر مشہور۔ کیا اس وقت آفتاب اپنے مدار سے باہر نکل جاتا ہے اور احسن الخالقین جل وعلا نے جہاں تک کی حرکت کا اسے امکان دیا ہے اوس سے آگے پاؤں پھیلاتا ہے حاشا مدار ہی میں رہتا ہے اور پھر زوال ہو گیا یونہی اگر دورہ کرتی ضرور اوسے زوال ہوتا اگرچہ مدار سے نہ نکلتی اس پر اگر یہ خیال جائے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ

سرکنا تو آفتاب کو ہر وقت ہے پھر ہر وقت کو زوال کیوں نہیں کہتے تو یہ محض جاہلانہ سوال ہوگا وجہ تسمیہ مطرد نہیں ہوتی کتب میں یہ مشہور حکایت ہے کہ مطرد ماننے والے سے پوچھا جرجیر یعنی چینے کو کہ ایک قسم کا ناج ہے جرجیر کیوں کہتے ہیں کہا لانہ یتجرجر علی الارض اس لئے کہ وہ زمین پر جنبش کرتا ہے کہا تمھاری داڑھی کو جرجیر کیوں نہیں کہتے یہ بھی تو جنبش کرتی ہے قارورے کو قارورہ کیوں کہتے ہیں کہا لان الماء یقر فیھا اس لئے کہ اوس میں پانی ٹھہرتا ہے کہا تمھارے پیٹ کو قارورہ کیوں نہیں کہتے اس میں بھی تو پانی ٹھہرتا ہے یہاں تین ہی موضع ممتاز تھے افق شرقی وغربی و دائرۂ نصف النہار اون سے سرکنے کا نام طلوع وغروب رکھا کہ یہی انسب و وجہ تمایز تھا اور اس سے تجاوز کو زوال کہا اگرچہ جگہ جگہ سے زوال آفتاب کو بلاشبہ ہر وقت ہے کریمۂ والشمس تجری لمستقر لہا میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قرأت ہے لامستقر لہا یعنی سورج چلتا ہے کسی وقت اُسے قرار نہیں۔ اوپر گزرا کہ قرار کا مقابل زوال ہے جب کسی وقت قرار نہیں تو ہر وقت زوال ہے اگرچہ تسمیہ میں ایک زوال معین کا نام زوال رکھا غرض کلام اس میں ہے کہ احادیث مرفوعہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و آثار صحابہ کرام و اجماع اہل اسلام نے آفتاب کا اپنے مدار میں رہکر ایک جگہ سے سرکنے کو زوال کہا اگر زمین متحرک ہوتی تو یقیناً ایک جگہ سے اُس کا سرکنا ہی زوال ہوتا اگرچہ مدار سے باہر نہ جاتی لیکن قرآن عظیم صاف ارشادمیں اوس کے زوال کا انکار فرمارہا ہے تو قطعاً واجب کہ زمین اصلاً متحرک نہو (ب) بلکہ خود یہی زوال کہ قرآن و حدیث و فقہ و زبان جملہ مسلمین سب میں مذکور قائلان دورۂ زمین اسے زمین ہی کا زوال کہیں گے کہ وہ حرکت یومیہ اوسی کی جانب منسوب کرتے ہیں یعنی آفتاب یہ حرکت نہیں کرتا بلکہ زمین اپنے محور پر گھومتی ہے جب وہ حصّہ جس پر ہم ہیں گھوم کر آفتاب سے آڑ میں ہوگیا رات ہوئی جب گھوم کر آفتاب کے سامنے آیا کہتے ہیں آفتاب نے طلوع کیا حالانکہ زمین یعنی اوس حصۂ ارض نے جانب شمس رُخ کیا جب اتنا گھوما کہ آفتاب ہمارے سروں کے محاذی ہوا یعنی ہمارا دائرۂ نصف النہار مرکز شمس کے مقابل آیا دوپہر ہوگیا جب زمین یہاں سے آگے بڑھی دوپہر ڈھل گیا کہتے ہیں آفتاب کو زوال ہوا حالانکہ زمین کو ہوا یہ اون کا مذہب ہے اور صراحۃً قرآن عظیم کا مکذب ومکذَّب ہے مسلمین تو مسلمین۔ بیروت وغیرہ کے سفہاری قائلان حرکت ارض بھی جن کی زبان عربی ہے اس وقت کو وقت زوال اور دھوپ گھڑی کو مزولہ کہتے ہیں یعنی زوال پہچاننے کا آلہ اور اگر اون سے کہئے کیا شمس زوال کرتا ہے کہیں گے نہیں بلکہ زمین۔ حالانکہ وہ مدار سے باہر نہ گئی تو اُنکی تاویل ہوا فقین و مخالفین کسی کو بھی مقبول نہیں (ج)، اوروں سے کیا کام آپ تو بفضلہ تعالٰی مسلمان ہیں ابتدائے وقت ظہر زوال سے جانتے ہیں کیا ہزار بار نہ کہا ہوگا کہ زوال کا وقت ہے۔ زوال ہونے کو ہے۔ زوال ہوگیا۔ کا ہے سے زوال ہوا دائرۂ نصف النہار سے۔ کس کا زوال ہوا آپ کے نزدیک زمین

کا کہ اوسی کی حرکت محوری سے ہوا حالانکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ زمین کو زوال نہیں اب خود مان کر کہ زمین متحرک ہو تو روزانہ اپنے مدار کے اندر ہی رہکر اوسے زوال ہوتا ہے دنیا سے زوال کفار پیش کرنے کا کیا موقع رہا انصاف شرط ہے اور قرآن عظیم کے ارشاد پر ایمان لازم وباللہ التوفیق (د) یہاں سے بحمدہ تعالٰی حضرت معلم التحیات رضی اللہ تعالٰے عنہ کے اوس ارشاد کی خوب توضیح ہوگئی کہ صرف حرکت محوری زوال کو بس ہے (۹) بحمد اللہ تعالٰی تین آیتیں یہ گزریں **آیت** (۱) ان اللہ یمسک۔ **آیت** (۲) ولئن زالتا **آیت** (۳) لدلوک الشمس **آیت** (۴) فلما افلت **آیت** (۵) وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ٥ **آیت** (۷) حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدھا تطلع علی قوم لم نجعل لھم من دونھا سترا ٥ اور ان سب سے زائد **آیت** (۸) وتری الشمس اذا طلعت تزٰور عن کھفھم ذات الیمین واذا غربت تقرضھم ذات الشمال وھم فی فجوۃ منہ ذلک من اٰیٰت اللہ ٥ تو آفتاب کو دیکھے گا جب طلوع کرتا ہے اون کے غار سے دہنی طرف مائل ہوتا ہے اور جب ڈوبتا ہے اون سے بائیں طرف کترا جاتا ہے حالانکہ وہ غار کے کھلے میدان میں ہیں یہ قدرت الٰہی کی نشانیوں سے ہیں۔ یونہیں **صدہا احادیث** ارشاد **سید عالم** صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم خصوصًا حدیث **صحیح بخاری** ابوذر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے قال النبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم لابی ذر حین غربت الشمس اتدری این تذھب قلت اللہ ورسولہ اعلم قال فانھا تذھب حتی تسجد تحت العرش فتستأذن فیؤذن لھا ویوشک ان تسجد فلا یقبل منھا وتستأذن فلا یؤذن لھا یقال لھا ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربھا فذلک قولہ تعالٰی والشمس تجری لمستقر لھا ذلک تقدیر العزیز العلیم ٥ یونہیں **ہزارہا آثار صحابۂ عظام وتابعین کرام واجماع امت** جن سب میں ذکر ہے کہ آفتاب طلوع و غروب کرتا ہے آفتاب کو وسط سما سے زوال ہوتا ہے آفتاب کی طرح روشن دلائل ہیں کہ زمین ساکن محض ہے بدیہی ہے اور خود مخالفین کو تسلیم کہ طلوع و غروب و زوال نہیں مگر حرکت یومیہ سے تو جس کے یہ احوال ہیں حرکت یومیہ اوسی کی حرکت ہے تو قرآن عظیم واحادیث متواترہ واجماع امت سے ثابت کہ حرکت یومیہ حرکت شمس ہے نہ کہ حرکت زمین لیکن اگر زمین حرکت محوری کرتی تو حرکت یومیہ اوسی کی حرکت ہوتی جیسا کہ مزعوم مخالفین ہے تو روشن ہوا کہ زعم سائنس باطل و مردود ہے پھر شمس کی حرکت یومیہ جس سے طلوع و غروب و زوال ہے نہ ہوگی مگر یوں کہ وہ گرد زمین دورہ کرتا ہے تو قرآن و حدیث و اجماع امت سے ثابت ہوا کہ آفتاب حول ارض دائر ہے لاجرم زمین مدار شمس کے جوف میں ہے تو ناممکن ہے کہ زمین گرد شمس دورہ کرے اور آفتاب مدار زمین کے جوف میں ہو تو بحمد اللہ تعالٰی آیات متکاثرہ واحادیث متواترہ واجماع امت طاہرہ سے واضح ہوا کہ زمین کی حرکت محوری و مداری دونوں باطل ہیں وللہ الحمد زیادہ سے زیادہ

مخالف یہاں یہ کہہ سکتا ہے کہ غروب تو حقیقۃً شمس کے لئے ہے کہ وہ غیبت ہے اور آفتاب ہی اس حرکت زمین کے باعث نگاہ سے غائب ہوتا ہے اور زوال حقیقۃً زمین کے لئے ہے کہ یہ ہٹتی ہے نہ کہ آفتاب اور طلوع حقیقۃً کسی کے لئے نہیں کہ طلوع صعود اور اوپر چڑھنا ہے حدیث میں ہے لکل حد مطلع۔ نہایہ و در نثیر و مجمع البحار و قاموس میں ہے ای مصعد یصعد الیہ من معرفۃ علمہ نیز تلاشیہ اصول و تاج العروس میں ہے مطلع الجبل مصعدہ حدیث میں ہے طلع المنبر مجمع البحار میں ہے ای علاہ ظاہر ہے کہ زمین آفتاب پر نہیں چڑھتی اور مخالف کے نزدیک آفتاب بھی اس وقت زمین پر نہ چڑھا کہ طلوع اوس کی حرکت سے نہیں لاجرم طلوع سرے سے باطل محض ہے مگر مکان زمین کو حرکت زمین محسوس نہیں ہوتی اونھیں وہم گزرتا ہے کہ آفتاب چلتا چڑھتا ڈھلتا ہے لہذا طلوع و زوال شمس کہتے ہیں یہ کوئی کافر کہہ سکے مسلمان کیونکر روا رکھ سکے کہ جاہلانہ وہم جو لوگوں کو گزرتا ہے قرآن عظیم بھی معاذ اللہ اوسی وہم پر چلا ہے اور واقع کے خلاف طلوع و زوال کو آفتاب کی طرف نسبت فرما دیا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی لاجرم مسلمان پر فرض ہے کہ حرکت شمس و سکون زمین پر ایمان لائے واللہ الہادی

(۱۰) سورۂ طٰہٰ و سورۂ زخرف دو جگہ ارشاد ہوا ہے الذی جعل لکم الارض مھدا دونوں جگہ صرف کوفیوں مثل امام عاصم نے جن کی قرأت ہند میں رائج ہے مَھْدًا پڑھا باقی تمام ائمۂ قرأت نے مِھٰدًا بزیادت الف۔ دونوں کے معنی ہیں بچھونا جیسے فَرْش و فِرَاش یونہیں مَھْد و مِھَاد (۱) پس قرأت عام ائمہ نے قرأت کوفی کی تفسیر فرما دی کہ مَھْد سے مراد فرش ہے مدارک شریف سورۂ طٰہٰ میں ہے (مھدا) کوفی وغیرھم مھادا وھما لغتان لما یبسط ای الفرش اوسی کی سورۂ زخرف میں ہے (مھدا) کوفی وغیرھم مھادا ای موضع قرار۔ معالم شریف میں ہے قرأ اھل الکوفۃ مَھْدًا ھھنا فی الزخرف فیکون مصدرا ای فرشا و قرأ الاخرون مھادا ای فراشا وھو اسم لما یفرش کالبساط تفسیر ابن عباس میں دونوں جگہ ہے (مھدا) فراشا نیز یہی مضمون قرآن عظیم کی بہت آیات میں ارشاد ہے فرماتا ہے الم نجعل الارض مھادا فرماتا ہے والارض فرشنھا فنعم الماھدون فرماتا ہے واللہ جعل لکم الارض بساطا فرماتا ہے الذی جعل لکم الارض فراشا اور قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے کہ خود قرآن کریم فرمائے (ب) بچے ہی کا مہد ہو تو وہ کیا اوس کے بچھونے کو نہیں کہتے جلالین سورۂ زخرف میں ہے (مھادا) فراشا کالمھد للصبی۔ لاجرم حضرت شیخ سعدی و شاہ ولی اللہ نے مھدا کا ترجمہ طٰہٰ میں فرش اور زخرف میں بساط ہی کیا اور شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر نے دونوں جگہ بچھونا (ج) گہوارہ ہی لو تو اوس سے تشبیہ آرام میں ہوگی نہ کہ حرکت میں ظاہر کہ زمین اگر بفرض باطل جنبش بھی کرتی تو اوس سے نہ ساکنوں کو نیند آتی ہے نہ گرمی کے وقت ہوا لاتی ہے تو گہوارہ سے اوسے بحیثیت جنبش مشابہت نہیں ہے تو بحیثیت آرام و راحت ہے۔ خود

گہوارہ سے اصل مقصد یہی ہے نہ کہ ہلانا تو وجہ شبہ وہی ہے نہ یہ۔ لاجرم اسی کو مفسرین نے اختیار کیا۔ (د) لطف یہ کہ علماء نے اس تشبیہ مہد سے بھی زمین کا سکون ہی ثابت کیا بالکل نقیض اوس کا جو آپ چاہتے ہیں تفسیر کبیر میں ہے کون الارض مہدا انما حصل لاجل کونہا واقفۃ ساکنۃ ولما کان المھد موضع الراحۃ للصبی جعل الارض مھد الکثرۃ مافیھا من الراحات خازن میں ہے (جعل لکم الارض مھدا) معناہ واقفۃ ساکنۃ یمکن الانتفاع بھا ولما کان المھد موضع راحۃ الصبی فلذلک سمی الارض مھادا الکثرۃ مافیھا من الراحۃ للخلق خطیب شربینی پھر فتوحات الٰہیہ میں زیر کریمہ زخرف ہے ای لو جعلھا متحرکۃ فلا یمکن الانتفاع بھا فالانتفاع بھا ان یحصل لکونھا مسطحۃ قارۃ ساکنۃ اس ارشاد علماء پر کہ زمین متحرک ہوتی تو اوس سے انتفاع نہ ہوتا کاسہ لیسان فلسفہ جدیدہ کو اگر یہ شبہ لگے کہ "اوس کی حرکت محسوس نہیں" تو اون سے کہئے یہ تمہاری ہوس خام ہے فوز مبین دیکھئے ہم نے خود ظنون جدیدہ کے مسلمات عدیدہ سے ثابت کیا ہے کہ اگر زمین متحرک ہوتی جیسا وہ مانتے ہیں تو یقیناً اوس کی حرکت ہر وقت سخت زلزلہ اور شدید آندھیاں لاتی انسان حیوان کوئی اوس پر نہ بس سکتا زبان سے ایک بات ہانک دینا آسان ہے مگر اوس پر جو قاہر رد ہوں اون کا اوٹھانا ہزار ہا بانس پیراتا ہے۔ (۱۱) دیباچہ میں جو آپ نے دلائل حرکت زمین کتب انگریزی سے نقل فرمائے الحمد للہ اون میں کوئی نام کو تام نہیں سب یاد رہوا ہیں زندگی بالخیر ہے تو آپ انشاء اللہ تعالیٰ اون سب کا رد بلیغ فقیر کی کتاب فوز مبین کی فصل چہارم میں دیکھیں گے بلکہ وہ آٹھ سطریں جو ہم نے اول میں لکھدی ہیں کہ یورپ والوں کو طریقۂ استدلال اصلا نہیں آتا اونھیں اثبات دعوی کی تمیز نہیں اون کے اوہام جن کو بنام دلیل پیش کرتے ہیں یہ یہ علتیں رکھتے ہیں منصف ذی فہم مناظرہ داں کے لئے وہی ان کے رد میں بس ہیں کہ یہ دلائل بھی اونھیں علتوں کے پابند ہوں ہیں اور بفضلہ تعالیٰ آپ جیسے دیندار سنی مسلمان کو تو اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ ارشاد قرآن عظیم و نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم و مسئلہ اسلامی و اجماع امت گرامی کے خلاف کیونکر کوئی دلیل قائم ہو سکتی اگر بالفرض اس وقت ہماری سمجھ میں اوس کا رد نہ آئے جب بھی یقیناً وہ مردود اور قرآن و حدیث و اجماع سچے۔ یہ ہے بحمد اللہ شان اسلام۔ محب فقیر سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات دور از کار کرکے سائنس کے مطابق کر لیا جائے۔ یوں تو معاذ اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اوسے خلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے دلائل سائنس کو مردود و پامال کر دیا جائے جابجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو سائنس کا ابطال و اسکات ہو یوں قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس داں کو باذنہ تعالیٰ دشوار نہیں آپ اسے

بچشم پسند دیکھتے ہیں ع وعین الرضاء عن کل عیب کلیلۃ۔ اون کے معائب مخفی رہتے ہیں مولیٰ عزوجل کی عنایت اور حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت پر بھروسہ کرکے اون کے دعاوی باطلہ مخالفۂ اسلام کو بنظر تحقیر و مخالفت دیکھیے اوس وقت ان شاء اللہ العزیز القدیر اسکی ملمع کاریاں آپ پر کھلتی جائیں گی اور آپ جس طرح اب دیوبندیہ مخذولین پر مجاہد ہیں یونہی سائنس کے مقابل آپ نصرت اسلام کے لئے تیار ہو جائیں گے کہ ع ولکن عین السخط تبدی المساویا۔ حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی فرماتے ہیں ؎

دشمن راہِ خدا را خوار دار　　　دزد را منبر منہ بردار دار

رب کریم بجاہ نبی رؤف رحیم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم ہمیں اور آپ اور ہمارے بھائیوں اہل سنت خادمان ملت کو نصرت دین حق کی توفیق بخشے اور قبول فرمائے آمین الٰہ الحق آمین واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکفرین ○ والحمد للہ رب العالمین ○ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولٰنا محمد و اٰلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین ○ اٰمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از شہر گیا محلہ نذر گنج مسئولہ شمس الدین احمد اللہ خاں ۸ رشوال ۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خضر علیہ السلام مالک بری ہیں یا بحری اور ادریس علیہ السلام اب کہاں ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ ادریس علیہ السلام آسمان پر ہیں ورفعنٰہ مکانا علیا ○ مالک بحر و بر و ہر خشک و تر اللہ عزوجل ہے اور اوسکی عطا سے حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حضور کی نیابت سے خضر علیہ السلام کے تصرفات خشکی و دریا دونوں میں ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از گورکھپور محلہ دھمال مسئولہ سعید الدین ۹ رشوال ۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسئلوں میں کہ (۱) امیر محلہ کا لفظ جو بعض کتب فقہ میں آیا ہے اور میر محلہ ان دونوں لفظوں میں کچھ شرعًا و عرفًا فرق ہے یا نہیں (۲) ہندوستان میں عام طور پر سید کو میر صاحب کہتے ہیں تو کیا اس کہنے سے فی الواقع وہ امیر محلہ بن سکتے ہیں یا امیر محلہ کے احکام اوس پر عائد ہو سکتے ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ (۱) امیر میر میں کچھ فرق نہیں میر اوسی کا مخفف ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۲) فقط میر صاحب ہونے سے میر محلہ نہیں ہوتا میر محلہ وہ ہے جو علم دینی میں سب اہل محلہ سے زائد ہو یا جسے سلطان یا مسلمانوں نے میر محلہ بنایا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از موضع چاندپور ڈاکخانہ بہنوئی تحصیل سکندرہ راؤ ضلع علیگڑھ مسئولہ مرزا احسان بیگ صاحب زمیندار ۔ ۷ ارجمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

بعد سلام مسنون معروض خدمت ہوں کہ نماز غفیرا کی بابت میں ذکر الشہادتین دیکھا ہے کہ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کو واسطے مغفرت کے بتائی تھی۔ مجھے اس نماز کی تلاش ہے میں پڑھنا چاہتا ہوں براہِ مہربانی اس مسئلہ پر التفات مبذول فرماکر ترتیب نماز سے اطلاع دیجئے۔

الجواب ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ وبرکاتہ ۔ یہ روایت محض بے اصل ہے حضرت نے کوئی نماز اوس پلید کی مغفرت کے لئے اوس کو تعلیم نہ فرمائی۔

مسئلہ ۔ از مدرسہ منظر اسلام بریلی مسئولہ محمد ثناء اللہ طالب علم ۲۸ جمادی الآخر ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید علم دین حاصل کررہا ہے اور اس کا ارادہ یہ ہے کہ جب میں فارغ التحصیل ہوجاؤں گا تو میں جہاں جہاں بزرگ لوگ ہیں وہاں جاکر ان سے ملاقات اور جس سے دل گواہی دیگا اوس ہی سے مرید ہوجاؤں گا۔ علم کے حاصل کرنے کے زمانہ میں چند لوگ اہل وطن اور غیر وطن ایک بزرگ کے مرید ہوئے اور زید سے بھی اصرار کیا کہ تم بھی مرید ہوجاؤ بعد اصرار کے زید بھی مرید ہوگیا۔ آیا شرعاً مرید ہوا یا نہیں۔ فقط

الجواب ۔ اگر اون کے اصرار کے بعد اسکے دل میں عقیدت آگئی اور بالقصد مرید ہوا مرید ہوگیا اور صرف اونکے اصرار کے سبب بے دلی سے بیعت کی مرید نہ ہوا کہ ارادت قلب سے ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از لاہور مسجد بیگم شاہی ٹولہ مولوی احمد دین صاحب ۹ رجب ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے شجرہ خوانی دام تزویر ہے اور اس پر بہارستان مولانا جامی سے یہ عبارت نقل کرتا ہے از حضرت سید بہاؤ الدین صاحب نقشبند رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند کہ حضرت شجرہ شما چیست فرمودند کہ کسے از شجرہ خوانی بجائے نرسد بس خدائے عزوجل را بیگانگی می ستائیم وبہمہ انبیاء واولیاء ایمان آریم ومقید سلسلہ نیستیم یہ قول صحیح ہے یا غلط۔ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ یہ قول محض باطل ہے اور اس میں ہزار ہا اولیائے کرام پر حملہ ہے اور بہارستان سے جو عبارت نقل کی ساختہ ہے اوس میں شجرہ خوانی یا شجرہ کا لفظ کہیں نہیں اور بس خدائے عزوجل سے اخیر تک ساری عبارت اپنی طرف سے بڑھائی ہوئی ہے بہارستان میں نہیں۔ شجرہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک بندے کے اتصال کی سند ہے جس طرح حدیث کی اسناد۔ دین امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ اولیاء وعلماء ومحدثین وفقہا سب کے امام ہیں فرماتے ہیں لولا الاسناد لقال فی الدین من شاء ماشاء ۔ شجرہ خوانی سے متعدد فوائد ہیں۔ اولاً رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ دوم صالحین کا ذکر کہ موجب نزول رحمت ہے سوم نام بنام اپنے آقایان نعمت کو ایصال ثواب کہ اون کی بارگاہ سے موجب نظر عنایت ہے چہارم جب یہ اوقات سلامت میں اون کا نام لیوا رہے گا وہ اوقات مصیبت میں اسکے دستگیر ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تعرف الی اللہ فی الرخاء یعرفک فی الشدۃ رواہ ابو القاسم بن بشران فی امالیہ عن ابی ہریرۃ وغیرہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بسند حسن۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ۔ از اسپتال دھام نگر ضلع بالیسرا اوڑیسہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں ایک شاہ صاحب نے اپنے ایک مرید کو خلیفہ بنایا ہے وہ مرید بظاہر پابند شریعت ہے ذکر واذکار کا پابند ہے آپ کے عقیدہ ہے اور آپ کا مداح ہے علم انگریزی میں اچھی دخل ہے مسائل شریعت سے بھی واقفیت ہے سب باتیں صحیح ہیں لیکن وہ ولد الزنا ہے اب حضور والا سے عرض ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ اور بیعت جو ہوگا وہ عند الطریقت صحیح ہے یا نہ اور جو ولد الزنا کو خلیفہ بنادے وہ شاہ صاحب کیسے ہیں اب خلیفہ سے جو مرید ہوا یا شاہ صاحب سے دونوں مرید صحیح ہیں یا نہ۔ بینوا توجروا

الجواب۔ ولد الزنا کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے جبکہ وہ حاضرین سے علم میں زائد نہ ہو ورنہ اوسی کی امامت اولیٰ ہے رد المحتار میں ہے فی الاختیار ولو عدمت ای علۃ الکراھۃ بان کان الاعرابی افضل من الحضری والعبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشدۃ والاعمی من البصیر فالحکم بالضد اھ ونحوہ فی شرح الملتقی للبھنسی وشرح درر البحار یونہیں اگر وہ لائق خلافت ہے او سے خلافت دینی اور عقیدت کے ساتھ اوس کے ہاتھ پر بیعت کرنے میں کوئی حرج نہیں نہ اوس پر نہ اوسکے شیخ پر اس میں کچھ الزام قال اللہ تعالیٰ لا تزر وازرۃ وزر اخری۔

مسئلہ۔ از مدرسہ نعمانیہ اسلامیہ محلہ فراشخانہ دہلی مسئولہ محمد ابراہیم احمد آبادی ۸ شعبان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ میں کہ عبادت جس کے غیر خدا عزوجل کو کرنے سے آدمی مشرک ہوجاتا ہے اس کی کیا تعریف ہے جو جامع اور مانع ہو اور اپنی جنس وفصل یا عرض عام اور خاصہ پر مشتمل ہو۔

الجواب۔ امام لامشی پھر سید ابو السعود ازہری پھر سید احمد طحطاوی پھر سید محمد شامی فرماتے ہیں۔ العبادۃ عبارۃ عن الخضوع والتذلل وحدھا فعل لا یراد بہ الا تعظیم اللہ تعالیٰ بامرہ۔ امام شیخ الاسلام زکریا انصاری پھر علامہ سید احمد حموی غمز العیون نیز علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں العبادۃ ما یثاب علی فعلہ ویتوقف علی نیتہ نیز شرح الاشباہ والنظائر میں ہے۔ العبادۃ ما تعبد بہ بشرط النیۃ ومعرفۃ المعبود تعریفات علامہ سید شریف میں ہے العبادۃ ھو فعل المکلف علی خلاف

ھوی نفسہ تعظیما لربہ مفردات امام راغب میں ہے العبودیۃ اظہار التذلل والعبادۃ ابلغ منہا
ولایستحقہا الا من لہ غایۃ الافضال وھو اللہ تعالی ولہذا قال لا تعبدوا الا ایاہ تاج العروس میں
نقل کیا العبادۃ فعل مایرضی بہ الرب یہ تعریفیں بجائے خود قابل تعریف ہیں وانا اقول باللہ التوفیق
عبادت کسی کو اقصی غایات تعظیم کا مستحق جان کر اوسکی تعظیم بجالانا ہے اور اسی سے ہے باعتقاد مذکور
اوسکے لئے تذلل نیز اوس کے امر کا امتثال اس حیثیت سے کہ اوسکا امر ہے اس تعریف کی تسجیل اور اون
تحریفات کے مالہا وماعلیہا کی تفصیل موجب تطویل یہاں بعض نکتوں کے طرف ایما کریں فاقول وبہ استعین
(۱) عبادت حقہ کہ مستحق عبادت عز جلالہ کے لئے ہو اسمیں اوس فعل کا واقعی تعظیم ہونا ضرور مجرد زعم فاعل
کافی نہیں اور عبادت باطلہ میں اسکا زعم بس۔ مکاء وتصدیہ مشرکین عبادت الٰہی نہ تھا اور بتوں کے سامنے
اون کا سنکھ اور گھنٹی بجانا عبادت اگرچہ یہ بیہودہ افعال حقیقۃً تعظیم نہ ہوں۔ یونہیں امتثال امر میں
عبادت حقہ جب ہی ہے کہ واقعی وہ اوسکا امر ہو کفار کا امرنا اللہ بہذا کہنا اگر واقعی اون کے زعم
میں بھی ہو مراد وہی اور عبادت باطلہ میں صرف زعم کافی۔ (۲) عبادت کے لئے نیت شرط ہے اور
معرفت معبود لازم جیسا کہ اوسکی تعریف سے ظاہر ہے اور کوئی کافر اصلا رب عزوجل کو نہیں جانتا جس کی
تحقیق ہمارے رسالہ باب العقائد والکلام میں ہے اور امام رستغفنی نے تصریح فرمائی کہ الکفر ھو الجہل
باللہ تعالی ولہذا کافر نہ اہل نیت ہے نہ اہل عبادت حقہ کما نصوا علیہ قاطبۃ اور مشرک عبادت باطلہ
کرتا ہے کہ اپنے معبود باطل کا تصور کر کے اوسکی تعظیم کا قصد رکھتا ہے۔ (۳) عبادت باطلہ میں التزام
عبادت وقول بہ الوہیت غیر ہی اوسے اقصے غایات تعظیم کا مستحق جاننے پر دلیل واضح ہے اگرچہ مرتکب
عناداً منکر ہو کر مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی کہے رب عزوجل اونکی تکذیب فرماتا ہے کہ
ثم الذین کفروا بربہم یعدلون ○ خود مشرکین روز قیامت اعتراف کرینگے اذ نسویکم برب العلمین ○
(۴) بعض افعال کی وضع ہی عبادت کے لئے ہے تو اون سے تعظیم غیر کا قصد اور اس قصد باطل سے
اونہیں کرنا ہی مطلقاً حکم شرک لائیگا جیسے صلاۃ وصوم ورنہ قصد عبادت پر موقوف رہے گا جیسے سجدہ
کہ فی نفسہ عبادت نہیں ولہذا سجدات اربعہ صلاۃ وسہو وتلاوت وشکر کے سوا سجدہ بے سبب حنفیہ کے
نزدیک صرف مباح ہے کما فی الدر المختار اور شافعیہ کے نزدیک حرام کما فی الجوھر المنظم للامام
ابن حجر المکی ولہذا غیر خدا کے لئے سجدۂ عبادت کفر ہوا اور سجدۂ تحیت حرام وکبیرہ ہے کفر نہیں کما
فی الھندیۃ والدر وغیرھما من الاسفار الغر وقد حققناہ فی رسالۃ لنا مستقلۃ فی الرد علی بعض المضلۃ۔
(۵) عبادت کہ لغۃً خضوع ہے عبادت شرعیہ کو لازم ہے وہ تذلل سے خالی نہیں اگرچہ بظاہر صورۃً تذلل
نہ ہو جیسے زکوۃ وجہاد۔ کہ اوسے حاکم وآمر وقاہر اور اپنے آپکو محکوم ومامور ومقہور جان کے امتثال امر

عین تذلل ہے مگر اقصٰی غایات تذلل ہونا ضرور نہیں کہ نماز زکوۃ سے زائد تذلل ہے بلکہ نماز کا سجدہ اوس کے رکوع ہر کوع قیام قیام قعود سے اگرچہ اجزائے نماز سب عبادت ہیں ہاں اوسے اقصٰی غایات تعظیم کا مستحق جاننا ضرور ہے (۲) فقہا کبھی نفس فعل پر نظر کرتے ہیں اگر وہ وضعًا عبادت نہیں اوسے عبادت نہیں کہتے جیسے عتق و وقف اور کبھی نیت مخصوصہ کے ساتھ دیکھتے اور عبادت کہتے ہیں جیسے قضا۔ عنایہ میں اوسے منجملہ اشرف عبادات بتایا ہے حتی کہ درمختار وغیرہ میں نکاح کو بھی عبادت فرمایا علامہ حموی نے اوس سے مراد جماع حلیلہ ٹھہرایا۔ اشباہ میں ہے اما العتق فعندنا لیس بعبادۃ وضعا بدلیل صحتہ من الکافر ولا عبادۃ لہ فان نوی وجہ اللہ تعالٰی کان عبادۃ مثابا علیہ وان اعتق بلانیۃ صح ولاثواب لہ وان کان صریحا واما الکنایات فلا بد لہا من النیۃ فان اعتق للصنم او للشیطان صح واثم وان اعتق لاجل مخلوق صح وکان مباحا لاثواب ولا اثم وینبغی ان یخصص الاعتاق للصنم بما اذا کان المعتق کافرا اما المسلم اذا اعتق لہ قاصدا تعظیمہ کفر کما ینبغی ان یکون الاعتاق لمخلوق مکروھا والتدبیر والکتابۃ کالعتق واما الجہاد فمن اعظم العبادات فلا بد لہ من خلوص النیۃ واما الوصیۃ فکالعتق ان قصد التقرب فلہ الثواب والا فہی صحیحۃ فقط واما الوقف فلیس بعبادۃ وضعا بدلیل صحتہ من الکافر فان نوی القربۃ فلہ الثواب والا فلا۔ واما النکاح فقالوا انہ اقرب الی العبادات حتی ان الاشتغال بہ افضل من التخلی للعبادۃ فیحتاج الی النیۃ لتحصیل الثواب ولما لم تکن النیۃ شرط صحتہ وعلی ھذا سائر القرب لابد فیہا من النیۃ بمعنی توقف حصول الثواب علی قصد التقرب بہا الی اللہ تعالٰی من نشر العلم تعلیما وافتاء وتصنیفا واما القضاء فقالوا انہ من العبادات فالثواب علیہ متوقف علیہا وکذلک اقامۃ الحدود والتعازیر وکل مایتعاطاہ الحکام والولاۃ وکذا تحمل الشہادۃ واداؤھا۔ شرح التنویر للعلائی بلکہ خود اشباہ والنظائر فن ثانی میں ہے لیس لنا عبادۃ شرعت من عہد اٰدم الی الاٰن ثم تستمر فی الجنۃ الا النکاح والایمان حموی میں ہے الظاھر ان المراد بالنکاح ھنا الوطی لا العقد لانہ کان حقیقۃ فی العقد عندنا بلکہ اسکے فن اول میں ہے المراد بالنکاح ھنا الوطی المترتب علی العقد الصحیح بقرینۃ قولہ حتی ان الاشتغال بہ افضل من التخلی المحض للعبادۃ اھ اقول لا دلالۃ فربما یکون الاشتغال بتدبیر العقد اطول مکثا من الوطی بل القرینۃ قولہ ثم تستمر فی الجنۃ فلم یثبت وقوع العقد فیہا کما نقلہ الحموی فی النکاح عن العلامۃ محمد بن ابی شریف اقول وای حاجۃ الیہ بعد قولہ تعالٰی وزوجنہم بحور عین ○ کما لم تحتج الیہ ام المؤمنین زینب رضی اللہ تعالٰی عنہا بعد قولہ عزوجل زوجنکہا اقول تحقیق یہ کہ یہ اختلاف حیثیت ہے ورنہ وضعًا ان میں سے کچھ عبادت نہیں ولہذا قضا بھی کافر سے صحیح ہے جبکہ امام نے اوسے ذمیوں کا قاضی بنایا ہو اور عتق بھی عبادت ہے جبکہ نیت مذکورہ کے ساتھ ہو اور ثواب نیت پر مطلقا موقوف اگرچہ فعل عبادت نہ ہو اور یہیں سے ظاہر کہ اخیر میں

جو افعال ذکر کئے یعنی اقامت حدود وتعزیرات وافعال حکام وولاۃ وادا وتحمل شہادت سب کی تشبیہ قضا کے ساتھ بشرط عبادت ہو جانے میں بھی ممکن نہ صرف توقف ثواب علی النیۃ میں کہ مطلقاً ہر فعل کو حاصل

× × × × × × × × × × × ×

× × × × × × × × × × × ×

(جواب نامکمل دستیاب ہوا)

مسئلہ از کانپور فیلخانہ قدیم مکان مولوی سید محمد اشرف صاحب وکیل مسئولہ مولوی سید محمد آصف صاحب ۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ یا حبیب محبوب اللہ روحی فداک قبلہ کونین وکعبہ دارین محی الملۃ والدین دامت فیوضہم بعد تسلیمات فدویانہ وتمنا حصول سعادت آستانہ بوسی اینکہ بفضلہ تعالٰی فدوی بخیریت ہے ملازمان سامی کی خیریت مدام بارگاہ احدیت مطلوب۔ حدائق بخشش کے صفحہ ۸ مصرع عشاق روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے کی شرح مطلب میں تحریر ہے کہ کعبہ بھی انہیں کے نور سے بنا انہیں کے جلوہ نے کعبہ کو کعبہ بنادیا تو حقیقت کعبہ وہ جلوہ محمدیہ ہے جو اوس میں تجلی فرما ہے وہی روح قبلہ اور اوسی کی طرف حقیقۃً سجدہ ہے اتنا یاد رہے کہ حقیقت محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت کعبہ جلوہ محمدیہ ہے جسکی طرف حقیقۃً سجدہ ہے۔ آخر عبارت کے الفاظ کہ (حقیقت محمدیہ ہماری شریعت میں مسجود الیہا ہے) ان الفاظ سے اس ناقص الایمان والعلم والعقل کی ناقص فہم میں یہ آتا ہے کہ جلوہ محمدیہ ہی کو حقیقت محمدیہ کہا گیا ہے اور جب حقیقت کعبہ جلوہ محمدیہ بتائی گئی اور اوسی کی طرف حقیقت سجدہ کہا گیا اور حقیقت محمدیہ کو مسجود الیہا کہا تو حقیقت کعبہ کا حقیقت محمدیہ ہونا لازم آتا ہے۔ والسلام مع الاکرام۔

الجواب بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بملاحظہ مولانا المکرم ذوالمجد والکرم مولٰنا مولوی سید محمد آصف صاحب دامت فضائلہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اگر آپ آفتاب اور دھوپ کو دیکھیں تو فرق حقیقت وتجلی کی ایک ناقص مثال پیش نظر ہو۔ آفتاب گویا حقیقت شمس ہے اور دھوپ اوس کا جلوہ۔ حقیقت صفات کثیرہ رکھتی ہے اور اپنے مجالی میں متفرق صفات سے تجلی کرتی ہے اون صفات کے لحاظ سے جو آثار اون مجالی کے ہیں وہ حقیقۃً حقیقت کے او رمعاملات اون مجالی سے بحیثیت مجالی ہیں وہ حقیقۃً حقیقت سے جیسا صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی نسبت فرمایا من احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم حقیقت کعبہ مثل حقائق جملہ اکوان حقیقت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ کی ایک تجلی ہے کعبہ کی حقیقت وہ جلوہ ہے مگر وہ جلوہ

عین حقیقت محمدیہ نہیں صلے اللہ تعالی علیہ وسلم بلکہ اوس کے غیر متناہی ظلال سے ایک ظل جیسا کہ اوسی قصیدہ میں ہے سے کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل۔ روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے۔ حقیقت کریمہ نے اپنی صفت مسجودیت الیہا سے اس ظل میں تجلی فرمائی ہے لہذا کعبہ جس کی حقیقت یہی ظل وتجلی ہے مسجود الیہا ہوا اور حقیقت وہ حقیقت علیہ مسجود الیہا ہے کہ آدمی کی اس صفت کے ساتھ اس پر تجلی نے اسے مسجود الیہا کیا۔ والسلام

مسئلہ ۔ از شفا خانہ فریدپور ڈاکخانہ خاص اسٹیشن ہمبر پور مسئولہ عظیم اللہ کمپونڈر ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ جنید ایک بزرگ کامل تھے اونھوں نے سفر کیا راستے میں ایک دریا پڑا اوس کو پار کرتے وقت ایک آدمی نے کہا کہ مجھ کو بھی دریا کے پار کر دیجئے تب اون بزرگ کامل نے کہا تم میرے پیچھے یاجنید یاجنید کہتے چلے آؤ اور میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا درمیان میں وہ آدمی بھی اللہ اللہ کہنے لگا تب وہ ڈوبنے لگا اسوقت اون بزرگ نے کہا کہ تو اللہ اللہ مت کہو یاجنید یاجنید کہو تب اوس آدمی نے یاجنید یاجنید کہا جب وہ نہیں ڈوبا یہ درست ہے یا نہیں اور بزرگ کامل کے لئے کیا حکم ہے اور آدمی کے لئے کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب ۔ یہ غلط ہے کہ سفر میں دریا ملا بلکہ دجلہ ہی کے پار جاناتھا اور یہ بھی زیادہ ہے کہ میں اللہ اللہ کہتا چلوں گا اور یہ محض افترا ہے کہ اونھوں نے فرمایا تو اللہ اللہ مت کہہ۔ یاجنید کہنا خصوصاً حیات دنیاوی میں خصوصاً جبکہ پیش نظر موجود ہیں اسے کون منع کرسکتا ہے کہ آدمی کا حکم پوچھا جائے اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے حکم پوچھنا کمال بے ادبی وگستاخی ورریدہ دہنی ہے واللہ تعالی اعلم

مسئلہ ۔ از فیروزپور محلہ پیران والہ مسئولہ غیاث اللہ شاہ دبیر انجمن تعلیم الدین والقرآن علی مذہب النعمان۔ ۷ رمضان ۱۳۳۹ھ۔

مشہور ہے کہ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ولادت باسعادت بارہویں ربیع الاول کو ہوئی ہے چنانچہ تواریخ حبیب الہ او رمولود برزنجی میں یہی لکھا ہے اور اذاقۃ الآثام کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھا ہے کہ "مولینا رفیع الدین خان مراد آبادی اپنے سفر کے حالات میں تحریر کرتے ہیں کہ بارہویں تاریخ ربیع الاول کو حرمین شریفین میں یہ مجلس منعقد ہوتی ہے" مگر زید کہتا ہے کہ دراصل پیدائش کی تاریخ ۹ ربیع الاول ہے اور سال فیل کے حساب کرنے سے ۹ تاریخ ربیع الاول کی آتی ہے اس لئے ۱۲ ربیع الاول جو روز وفات ہے عید میلاد کرنی ممنوع ہے اور ایک کتاب رحمۃ اللعالمین ایک شخص نے پٹیالہ میں حال میں لکھی ہے اس میں بھی ۹ تاریخ ولادت بحساب سال فیل تحریر کیا ہے اور شبلی نعمانی نے بھی اپنی سوانح عمری میں ایسا درج کیا ہے تو اب ان میں صحیح اور معتبر کون سی تاریخ ہے اور اگر دراصل ۹ تاریخ ولادت تو کیا عید میلاد ۹ کو کی جایا

کرے۔ بینوا توجروا۔

الجواب شرع مطہر میں مشہور بین الجمہور ہونیکے لئے وقعت عظیم ہے اور مشہور عند الجمہور ہی ۱۲ ربیع الاول ہے اور علم ہیأت وزیجات کے حساب سے روز ولادت شریف ۸ ربیع الاول ہے کما حققناہ فی فتاوٰنا یہ جو شبلی وغیرہ نے ۹ ربیع الاول لکھی کسی حساب سے صحیح نہیں۔ تعامل مسلمین حرمین شریفین و مصر و شام بلاد اسلام و ہندوستان میں ۱۲ ہی پر ہے اس پر عمل کیا جائے اور روز ولادت شریف اگر آٹھ یا بفرض غلط نو یا کوئی تاریخ ہو جب بھی بارہ کو عید میلاد کرنے سے کون سی ممانعت ہے وہ وجہ کہ اوس شخص نے بیان کی خود جہالت ہے اگر مشہور کا اعتبار کرتا ہے تو ولادت شریف اور وفات شریف دونوں کی تاریخ بارہ ہے ہمیں شریعت نے نعمت الٰہی کی چرچا کرنے اور غم پر صبر کرنے کا حکم دیا۔ لہذا اس تاریخ کو روز ماتم وفات نہ کیا روز سرور ولادت شریفہ کیا کما فی مجمع البحار الانوار اور اگر ہیأت وزیج کا حساب لیتا ہے تو تاریخ وفات شریف بھی بارہ نہیں بلکہ تیرہ ربیع الاول کما حققناہ فی فتاوٰنا بہر حال معترض کا اعتراض بے معنی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از موضع پاکڑی ضلع گوڑ گانوہ ڈاکخانہ ڈہینہ مسئولہ محمد یٰسین خاں۔ ۱۰ رمضان ۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ تفسیر قادری معتبر ہے یا غیر معتبر۔

الجواب ۔ یہ اردو کتاب ہے میں نے نہیں دیکھی۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از آنولہ محلہ کٹرہ پختہ کوچہ بنگلہ ضلع بریلی مسئولہ عبدالصمد۔ ۲۰ رمضان ۳۹ھ

علمائے شریعت وہادیان طریقت کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ زید کی مختلف حالتیں ہوئیں کبھی فسق وفجور کی طرف مائل رہتا تھا اور کبھی عبادت الٰہی میں مستغرق ہو جاتا تھا آخر میں وہ کئی پیروں سے بیعت ہو کر مختلف قسم کی ریاضتیں اور بہت سی عبادتیں کیں اور چلّے کئے اب وہ ولایت کا مدعی ہے اور کہتا ہے میں قطب اِرشاد ہوں اب وہ فسق وفجور کیطرف مائل ہونے کی وجہ یہ بتاتا ہے کہ پہلے میں اس لئے ایسا کرتا تھا کہ لوگ مجھ پر بدگمان رہیں اور میری ولایت ظاہر نہ ہوا ور اب چونکہ خدائے تعالٰی نے حکم دیا ہے اس لئے اپنی ولایت ظاہر کرتا ہوں اور لوگوں سے بیعت بھی لیتا ہے حالانکہ اوس کو کسی ظاہری پیر سے اجازت نہیں ملی ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ خدا کی طرف سے بذریعہ الہام مجھے اجازت ملی ہے اور اب کسی بندہ کی طرف رجوع کرنا میرے لئے ناجائز ہے اون کے آثار یہ ہیں کہ اوسکی توجہ میں بڑا زبردست اثر ہے اس سے بیعت کرنے کے تھوڑے دنوں بعد لطیفہ قلب روشن ہو کر ذکر جاری ہو جاتا ہے اوسکا مجلس پر بھی اثر ہو جاتا ہے اور اوس سے بیعت کرنے پر بہت سے گمراہ آدمی پابند صوم وصلاۃ ہو جاتے ہیں اور اون کے دل میں عشق الٰہی بھر جاتا ہے اور دیوانہ وار پھرتے ہیں اسکی ستری نماز میں بہت شور وغل ہوتا ہے اور کبھی جذبہ آتا ہے رقص بھی کرتے

ہیں کیا مذکورہ بالا صفات کے ساتھ موصوف شخص سے جو کسی ظاہری پیر سے اجازت یافتہ نہ ہو بیعت کرنا اور اوس سے بیعت لینا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب۔ ایسے شخص کو بیعت لینا جائز نہیں اور اوسکے ہاتھ پر بیعت ناجائز۔ لے پیر شرط صحتِ بیعت۔ در طریقت اجازت سلف ست۔ اسے پیر سکہ نہ بہرہ مزن۔ کان ملکا سدان ناخلف ست۔ حضرت سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دیگر اکابر کرام قدست اسرارہم فرماتے ہیں من لاشیخ لہ فشیخہ الشیطان بے پیری کا پیر شیطان ہوتا ہے یہ جو ظاہری ذوق و شوق لوگوں میں دیکھا جاتا ہے قابل اعتبار نہیں۔ شیطان کی طرف سے بھی ہوتا ہے اور اوس پر واضح دلیل نماز میں شور و غل مچانا اور رقص کرنا یہ نہیں مگر شیطان کی طرف سے کہ نماز فاسد کرے صحابۂ کرام و اکابر اولیاء عظام سے ایسا کبھی منقول ہوا اون سے زیادہ تاثیر و برکت کسکی ہوسکتی ہے مگر صادقین سے برکت ہوتی ہے اور کاذبین سے حرکت قال اللہ تعالیٰ ولا تبطلوا اعمالکم ٥ اپنے عمل باطل نہ کرو وقال تعالیٰ وقوموا للہ قٰنتین ٥ اللہ کے حضور ادب سے کھڑے رہو۔ اوسکا اقرار کرنا کہ فسق و فجور کرتا تھا اور اوسکا عذر بیان کرنا کہ اخفاء ولایت کے لئے تھا عذر بدتر از گناہ ہے۔ حضرات ملامتیہ قدست اسرارہم کی ریس کرتا ہے۔ وہ کبھی مستحب بھی ترک نہیں کرتے معاذ اللہ فسق و فجور کیا معنی سے اوگمان بردہ کہ من کردم چو او فرق را کے بیند آں استیزہ جو۔ شیطان کے دھوکے اس سے بہت زیادہ سخت ہوتے ہیں حضرت سیدی ابوالحسن جوسقی خلیفہ حضرت سیدی علی بن ہیتی فیض یافتہ بارگاہ سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک مرید کو اعتکاف میں بٹھایا ایک شب حجرہ سے زار زار رونے کی آواز آئی دروازہ پر تشریف لے گئے حال پوچھا عرض کی شب قدر میرے پیش نظر ہے آفاق نور سے روشن ہیں درو دیوار حجر و شجر سجدے میں گرے ہیں میں سجدہ کرنا چاہتا ہوں سینے میں ایک لوہے کی سلاخ ہے کہ جھکنے نہیں دیتی، اسپر روتا ہوں فرمایا اے فرزند یہ لوہے کی سلاخ وہ سپر ہے جو میں نے تیرے سینے میں القا کیا ہے وہ تجھے جھکنے نہیں دیتا یہ شب قدر نہیں شیطان کا شعبدہ ہے یہ فرماکر دونوں دست مبارک پھیلائے اور آہستہ آہستہ اونہیں قریب لاتے گئے جتنا ہاتھ سمٹتے وہ نور تاریکی سے مبدل ہوتا تھا جب دونوں ہاتھ مل گئے واویلا اور فریاد کی آواز آئی۔ فرمایا اب تو میرے مریدوں کو اغوا نہ کریگا یہ فرماکر چھوڑ دیا وہ جھوٹا کرشمہ سب باطل ہوگیا اوسکے دھوکے اس سے بھی سخت تر ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور اوسکا وہ کلمہ کہ اب کسی بندہ کی طرف رجوع میرے لئے ناجائز ہے اگر اپنے ظاہر عموم پر رکھا جائے تو صریح کلمۂ کفر ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی بندے ہیں اور اون سے کسی وقت بے نیازی کسی نبی مرسل کو بھی نہیں ہوسکتی نہ کہ این و آں۔ والعیاذ باللہ من وساوس الشیطان ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ٥ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۔ از شہر کہنہ ۱۶ رجب ۱۳۳۵ھ بارہ دری مسئولہ مصطفیٰ علی خاں

ع۱ ۔ کسی شخص کا غصہ بڑھ جائے تو اوس کے لئے آپ کوئی تعویذ دیں اور کچھ پڑھنے کو بتائیں۔

ع۲ ۔ ماں باپ میں یا بہن بھائی ہو یا میاں بیوی ہو محبت اور اتفاق پیدا ہو پڑھنے کو بتائیں یا کوئی تعویذ دیجئے

الجواب :۔ دفع غضب کے لئے لاحول شریف کی کثرت کرے اور جس وقت غصہ آئے دل کیطرف متوجہ ہو کر تین بار لاحول پڑھے تین گھونٹ ٹھنڈا پانی پی لے کھڑا ہے تو بیٹھ جائے بیٹھا ہے تو لیٹ جائے لیٹا ہے تو اوٹھے نہیں ۔ ع۲ سب گھر والوں میں اتفاق کے لئے بعد نماز جمعہ لاہوری نمک پر ایک ہزار ایکبار یا ودود پڑھیں اول آخر دس دس بار درود شریف اور اوس وقت سے اوس نمک کا برتن زمین پر نہ رکھیں وہ نمک ساتھ دن گھر کی ہانڈی میں ڈالیں سب کھائیں مولٰے تعالیٰ سب میں اتفاق پیدا کرے گا ہر جمعہ کو سات دن کے لئے پڑھ لیا کریں۔

مسئلہ ۔ از سہوان ضلع بدایوں مسئولہ سید پرورش علی صاحب ۔ ۲۸ شوال ۱۳۳۹ھ

بخدمت فیض درجت خدام ذوی الاحتشام حضرت نعمان الزماں مولانا و بالفضل اولٰینا مولوی احمد رضا خانصاحب دامت شموش افاداتہ بازغہ معروض باد ۔ معراج میں ایک قطار اونٹوں کی کہ ہر ایک پر دو صندوق ہر صندوق میں انڈے بھرے ہر انڈے میں ایک عالم مثل اس عالم کے اوس قطار کو حضرت جبریئل علیہ السلام نے رواں ہی دیکھا ابتدا انتہا نہیں دیکھی حضرت کی درخواست پر منظور ہو کر اجازت دی اور انڈا اٹھوالیا حضرت ایک شہر کی ایک مسجد میں تشریف لے گئے وہاں ایک واعظ حضرت خاتم النبیین کا ذکر فرماتے تھے واعظ نے یہ بھی کہا کہ حضرت اس جہاں میں ایک بار تشریف لائیں گے سر اوٹھا کر دیکھا اور قدمبوسی کی اس سے معلوم ہوا کہ عالم تو بیشمار مگر خاتم ایک ہی ہے ۔ یہ روایت کس کتاب میں ہے ۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ یہ روایت بعض کتب تصوف میں ہے حدیث میں اسکی کچھ اصل نہیں اور ہو تو وہ عالم مثال کی تصویریں ہیں ۔ قال اللہ تعالٰی وان من شیئ الاعندنا خزائنہ وماننزلہ الابقدر معلوم ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از مدرسہ منظر اسلام بریلی مسئولہ مولوی عبداللہ بہاری ۔ ۲ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید خاندان قادریہ میں ایک بزرگ سے بیعت ہوا لیکن اون بزرگ صاحب نے کچھ نصیحت احکام شرعیہ کی نہ کی اور چند ہی روز کے بعد اون کا انتقال ہو گیا اب زید خاندان قادریہ میں کسی دوسرے بزرگ سے بیعت حاصل کر سکتا ہے یا نہیں ۔ بینوا توجروا ۔

الجواب ۔ اگر وہ پیر جامع شرائط بیعت تھے یعنی عالم سنی صحیح العقیدہ متصل السلسلہ غیر فاسق تو دوسرے کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے فیض لے سکتا ہے اور ان چار شرطوں میں سے کوئی شرط کم تھی تو اوسکے ساتھ پر بیعت جائز ہی نہ تھی دوسرے سے بیعت کرے جو ان شرائط کا جامع ہو ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۔ از مدرسہ منظر اسلام بریلی مسئولہ مولوی عبداللہ بہاری ۔ ۳ر شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کو دینی و دنیوی بات یاد نہ رہتی ہے وہ کیا پڑھے بینوا توجروا

الجواب ۔ سپید چینی کی تشتری پر لکھے بسم اللہ الرحمن الرحیم اھط مرف ش ذ اور اسے ذرا سے پانی سے دھو کر اوس پر ۹۹۸ بار اور نہ ہو سکے تو ۱۰۰ یا ۱۰۰ ہی بار یا حفیظ پڑھ کر دم کرے اور وہ پانی پی لے روز ایسا ہی کرے اور سوتے وقت ۷ بار سورۂ الم نشرح شریف پڑھ کر سینے پر دم کر لیا کرے اور کلنگ ذبح کرکے ذبح کی گرمی میں اوسکا مغز نکال کر ۱۴ بار اوس پر یا حفیظ دم کرکے کھالے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۔ از وزیر آباد محلہ لکڑ منڈی ۔ ضلع گوجرانوالہ مسئولہ نظام الدین عثمانی ۱۲ر شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سید نہیں اور نہ حسن مثنی کی اولاد میں ہیں مہربانی فرماکر کتب معتبرہ شیعہ وسنی سے نقل عبارت مع صفحہ ونام کتاب تحریر فرمائیں ۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ یقیناً قطعاً اجل سادات کرام سے ہیں حضور کی سیادت متواتر ہے حضرت سیدی امام اوحد ابوالحسن لخمی قدس سرہ کی بہجۃ الاسرار شریف اور امام جلیل عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی کی اسنی المفاخر و علامہ علی قاری کی نزہۃ النواظر اور مولینا نورالدین جامی کی نفحات الانس اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی زبدۃ الاسرار وغیرہم اجلۂ اکابر کی معتمدات اسفار ملاحظہ ہوں ۔ فقیر بوجہ علالت تبدیل ہوا کے لئے پہاڑ پر آیا ہوا ہے ورنہ کتابوں کے حوالے اور صفحات کے نشان لکھتا رافضیوں کی کتابیں میرے کتب خانہ میں نہیں نہ مسلمانوں کو اونکی بات پر کان رکھنا جائز ۔ میں رسالہ ردالرفضہ میں کتب معتمدۂ کثیرہ و دلائل قاطعۂ منیرہ سے ثابت کرچکا ہوں کہ روافض زمانہ سب کفار مرتدین ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم اون سے دور رہو اور اونہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالدیں رافضیوں کے یہاں تو معیار سیادت رفض ہے سنی کیسا ہی جلیل القدر سید ہو اوسے ہرگز سید نہ مانیں گے اور کوئی کیسا ہی رذیل ذلیل قوم کا آج رافضی ہو جائے کل سے میر صاحب ہے ۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔ واللہ تعالٰی اعلم ۔

مسئلہ ۔ از بمبئی کلابا کافی شاپ سید وزیر علی صاحب مسئولہ محمد ابراہیم صاحب ۵ جمادی الآخر ۱۳۲۹ھ

بحضور فیض گنجور پیر روشن ضمیر جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی بعد آداب خادمانہ کے عرض پرداز ہوں کہ یہاں پر عیسائیوں کا (عیسائی) بہت زور شور ہے اور ہر وقت یہ لوگ پریشان کرتے ہیں فی الحال اون کے دو سوال جنکے حل کرنے کے واسطے عرض کی جاتی ہے ہم لوگ حضور کے خادم اور نام لینے والے حضور کو ہی ہماری لاج ہے کلمہ شریف (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) یہ قرآن میں کس جگہ لکھا ہے اگر نہیں تو وہ اسکی تشریح مانگتے ہیں۔ (۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہتے ہیں کہ وہ شافع محشر کس طرح سے اسکا ثبوت دو کہ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے حضور اسکو نہایت ضروری تصور فرما کر جلدی جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب ۔ (۱) قرآن مجید سورۂ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لا الٰہ الا اللہ ہے اور اسکے متصل سورۂ فتح میں محمد رسول اللہ (۲) سورۂ بنی اسرائیل میں ہے عسٰی ان یبعثك ربك مقاما محمودا۔ مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہے۔ سورۂ نسا پارہ ۵ رکوع ۶ میں ہے ولوانهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا اللّٰه واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللّٰه توابا رحیما ۔ رسول کا گناہگاروں کے لئے استغفار کرنا شفاعت ہی ہے۔ بے علم آدمی کو کافروں یا بد مذہبوں سے اولجھنا بحث کرنا سخت حرام ہے اونہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ حکم ہے ایاکم وایاهم لایضلونکم ولایفتنونکم اون سے دور رہو اونہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتاب الفرائض

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ یکم ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ ایک عورت قوم طوائف سے تھی جس نے عمرو سے نکاح کیا، ہندہ کی نائکہ کے اور بھی چند رنڈیاں مختلف البطن تھیں جو اپنا پیشہ کسب اب تک کرتی ہیں ہندہ نے جس کا کوئی وارث نہ تھا، شوہر کے بھتیجے کو متبنی کیا اور اپنی حیات میں اپنے کل متروکہ کی بابت جو اسے ترکہ شوہر ہی سے پہونچا تھا زید کے لئے وصیت کی کہ میرے بعد کل ترکہ کا مالک زید ہو اب بعد انتقال ہندہ اس کی نائکہ کی دوسری رنڈی لیلٰی بدعوٰی خواہری ترکہ چاہتی ہے اس صورت میں شرعًا حق لیلٰی کا ہے یا زید کا بینوا توجروا

الجواب

شوہر کا بھتیجا یا اپنا متبنٰی شرعًا وارث نہیں پس اگر گواہان عادل سے جنہیں شرع قبول کرے وصیت ثابت ہو جائے تو شک نہیں۔ کہ زید ہر طرح موصی لہ ہوگیا خواہ لیلٰی ہندہ کی بہن ہو یا نہ ہو۔ فرق یہ ہوگا کہ لیلٰی وہندہ ایک ماں کے پیٹ سے ہوئیں تو وہ اخیافی بہن ٹھہر کر چھٹے حصے کی فرضًا اور نصف کی ردًا مستحق ہوگی فان الرد مقدم عندنا علی الموصی لہ بجمیع المال صرف ایک ثلث باقی بعد ادائے دین میں وصیت نافذ ہوگی دو ثلث باقی ماندہ لیلٰی کو ملیں گے۔ فرضًا وردًا اور اگر ثابت ہوگا کہ لیلٰی ہندہ کی بہن نہیں بلکہ صرف اس وجہ سے انہیں بہنیں کہا جاتا کہ دونوں ایک ڈیرے کی رنڈیاں تھیں تو وصیت کل مال میں جاری ہوگی اور بعد ادائے دین اگر ذمہ ہندہ ہو کل متروکہ زید کو ملیگا مگر اس امر کا لحاظ واجب ہے کہ نسب کے ثبوت میں صرف شہرت کافی ہے کما فی الخلاصۃ والخانیۃ والعدایۃ والھندیۃ والدر وغیرھا پس اگر مشہور ہو کہ یہ دونوں عورتیں ایک ماں کے پیٹ سے ہیں اگرچہ اولاد زنا ہی ہوں تو بیشک وہ بہنیں ٹھہریں گی اور لیلٰی وارثہ ہوگی کما فی الدر المختار وغیرہ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے مرتے وقت زیور اپنے بھائی کے سپرد کیا اور یہ کہا یہ زیور میری بہو متوفی کا ہے۔ اس تفصیل سے کہ کچھ اس کے والدین کا دیا ہوا ہے اور کچھ میرا دیا ہوا ہے اور

اول بہو کا انتقال ہوا تو اس کو تجہیز وتکفین میں ۔ نے کیا اور بعد کو اس کے خاوند کا انتقال ہوا تو اس کی بھی تجہیز وتکفین میں نے کیا اور وہ دونوں لاولد مرے ہیں اور بالعوض اسکے مال دونوں کے مرنے میں اس مال کے تعداد سے زیادہ روپیہ میرا خرچ ہوگیا ہے اور اس مال میں کسی کا دعوٰی نہیں ہے ۔ تم بعد میرے کل مال کے میرے خیرات کر دینا ۔ اب بہو کے والدین کہتے ہیں ۔ کہ ہماری دختر کا مال ہے ہم وارث ہیں اور خاوند کے وارث کہتے ہیں کہ ہمارے بھائی اور بھاوج کا مال ہے ہم وارث ہیں ۔ عورت کے والدین کہتے ہیں کہ ہماری دختر کا مہر بھی چاہئے ۔ خاوند کے وارث کہتے ہیں کہ ہمارے بھائی نے کہا کہ مہر مجھ کو میری زوجہ نے بخش دیا ہے ۔ اب بموجب شرع شریف کے وہ مال خیرات کیا جائے یا وارثان کو دیا جائے اور کس کس وارث کو کس قدر تعداد سے دیا جائے ۔

الجواب

۱ ۱ اگر عورت نے اپنی بہو کی تجہیز وتکفین اپنے پاس سے بطور خود کی تو اس کا معاوضہ پانے کی اصلاً مستحق نہیں فی العقود الدریۃ عن التتارخانیۃ عن العیون ای اکفن الوارث المیت من مال نفسہ یرجع والاجنبی لایرجع اھ وفیہا عن نہج النجاۃ لوکفن المیت غیر الوارث من مال نفسہ لیرجع فی ترکہ بغیر امر الوارث فلیس لہ الرجوع اشہد علی الوارث اولم یشہد اس تقدیر پر نصف زیور خاص بہو کی ماں باپ کا ہے جس کی نسبت عورت کی وصیت محض مہمل اور اگر شوہر متوفاۃ یعنی اپنے پسر خواہ بہو کے مادر یا پدر غرض اس کے کسی وارث کے اذن سے تجہیز وتکفین کی تو جس قدر صرف کفن دفن میں صرف ہوا بشرطیکہ اس میں قدر سنت یعنی پانچ کپڑوں اور کفن مثل سے زیادتی نہ کی ہو اس قدر کی قیمت بہو کے ترکہ سے لے سکتی ہے فی العقود اما الاجنبی فلا رجوع لہ مطلقا الااذا اذن لہ الوارث باقی کا نصف اس کے ماں باپ کا حق ہے رہا دونوں صورتوں میں باقیماندہ آدھا وہ نصیبہ شوہر تھا اب تجہیز وتکفین پسر میں بھی نظر کریں گے ۔ اگر قدر سنت یا کفن مثل سے زیادت کی ہے ۔ مثلاً تین کپڑوں کے جگہ چار کپڑے دئے یا جیسے کپڑے وہ عید کو پہنتا تھا ان سے بہتر کفن دیا تو یہاں بھی ترکہ پسری سے اس کا مطالبہ نہ کرسکیں گے بلکہ یہ ٹھہرے گا کہ وہ ایک سلوک تھا جو اس نے بطور خود کیا فی العقود عن الانقروی عن مجمع الفتاوی ان کفنہ باکثر من کفن المثل لایرجع لان احد الورثۃ لایملکہ وہل لہ ان یرجع فی الترکۃ بقدر کفن المثل قالوا لایرجع لان اختیارہ ذلک دلیل التبرع اھ قلت ومثلہ فی الخانیۃ مقتصرا علیہ وبہ حکم فی الخلاصۃ والبزازیۃ والملتقط وان قالوا فیما بعد انہ ان قیل یرجع بقدر الکفن المثل فلہ وجہ کما ہو لفظ الاولین او لایبعد کما ہو لفظ الاخیر فان ذلک لیس بروایۃ ولا فیہ دلالۃ علی الحکم بہ اولا حتیا الخلاف لایخفی اسی طرح کفن دفن کے علاوہ سوئم چہلم فاتحہ درود وغیرہا کے مصارف کہیں مجرا نہیں ملتے فی الحاشیۃ الطحطاویۃ علی الدر المختار التجہیز لایدخل فیہ السبحۃ والصمدیۃ والجمع والموائد لان ذلک لیس من الامور اللازمۃ فالفاعل لذلک ان کان من الورثۃ یحسب

علیہ من نصیبہ ویکون متبرعا فکذ الوکان اجنبیا ہاں اگر تجہیز وتکفین پسر مطابق سنت کی اور اس میں کفن مثل پر زیادت نہ کی تو بیشک ترکہ پسری میں اس قدر کا استحقاق سب وارثان سے بیشتر رکھتی ہے لانہ دین والدین مقدم علی الارث اور یہاں کسی وارث پسر کا اذن بھی درکار نہیں کہ عورت خود اپنے پسر کی وارث تھی۔

فی العقود عن حاوی الزاہدی احد الورثۃ انفق فی تجہیز المیت من الترکۃ بغیر اذن الباقین یحسب من مال المیت والایکون متبرعا مگر صرف اس کا کہنا کہ میں نے اپنے پاس سے پسر کا کفن دفن کیا حجت نہیں دیگر ورثہ بھی مانیں یا گواہان شرعی سے ثبوت ہو تو اس وقت یہ ٹھہرے گا کہ پسر پر اس قدر اس کی ماں کا دین ہے۔

یونہیں وارثان مرد کا یہ کہنا کہ ہمارے بھائی نے کہا تھا زوجہ نے مجھے مہر بخش دیا محض نامسموع ہے اگر وہ سچ بھی کہتے ہیں تو مدیون کا اپنی زبان سے دعوی عفو کیونکر حجت ہوسکتا ہے بلکہ گواہ درکار ہیں کہ زوجہ نے مہر بخش دیا تھا اگر بخشش ثابت ہوجائے تو اس نصف سے جو نصیبہ مرد قرار پایا تھا پہلے اس کی ماں کا دین جو بشرائط مذکورہ (یعنی ثبوت باقرار ورثہ یا شہادت گواہان وعدم تجاوز بر قدر مسنون وکفن مثل) قابل ادا ہو ادا کرکے باقی وارثان مرد پر (جن میں اس کی ماں بھی داخل ہے) حسب فرائض منقسم ہوجاتے اور اگر معافی ثابت نہ ہو تو یہ دیکھنا ہے کہ زوجہ کا نصف مہر جس کا مطالبہ شوہر پر باقی رہا اور ماں کا دین بابت تجہیز وتکفین جو بشرط مذکور قابل ادا ثابت ہو (اور اسی طرح اور قرض بھی اگر ذمہ مرد ہوں) سب مل کر مقدار کل ترکہ مرد سے (خواہ یہ نصف حصہ زیور ہو جو اسے ترکہ زوجہ سے ملا یا اپنا اور مال ہو اس مجموع سے) زیادہ ہے یا برابر یا کم اگر برابر یا زائد ہو تو ماں یا بھائی کوئی وارث بحیثیت وراثت کچھ نہ پائے گا بلکہ اس حصہ زیور اور دیگر ترکہ مرد سے سب دائنوں کا حق حصہ رسد ادا کیا جائے گا اور اگر مجموعہ دیون مجموعہ ترکہ پسر سے کم ہے تو بعد ادائے دیون (وانفاذ وصایائے پسر اگر کی ہوں) جو بچے گا وہ وارثان مرد پر مع اس کی ماں کے تقسیم ہوجائے گا۔ اب ان سب صورتوں میں جو کچھ اس عورت وصیت کنندہ کے حصہ میں آکر پڑے گا خواہ بہو کے ترکہ سے بذریعہ دین تجہیز وتکفین (جس حالت میں کہ وہ واجب الادا ہو) یا پسر کے حصہ سے خواہ بذریعہ مطالبہ تجہیز وتکفین بشرط مذکور یا بطور وراثت یا دونوں وجہوں سے ان سب کو جمع کرکے مع اس کے باقی مال کے اگر رکھتی ہو، اس مجموع کی تہائی میں اس کی وصیت خیرات بلا اجازت اس کے وارثوں کے نافذ ہوگی فان الدین ایضا یدخل فی الوصیۃ بالمال علی ماحجۃ فی الوھبانیۃ لانہ مال حکمی واذا خرج صار مالا حقیقۃ وثبوت حق الموصی لہ بعد الخروج لکون کالموصی لہ فی القصاص واذا انقلب مالا یثبت فیہ حقہ لانہ مال المیت اما قولھم من حلف لامال لہ ولہ دین لایحنث فذلک لان بناء الایمان علی العرف افادہ فی امعراج الدرایۃ قلت ومن الدلیل علی ماقلت جواز البیع بالدین وانما ھو مبادلۃ مال بمال فافھم باقی جو رہے گا خاص اس کے وارثوں کا ہے۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان اس مسئلہ میں کہ زید کی زوجہ اولیٰ جس نے نصف مہر اپنا اپنی حیات میں زید کو ہبہ کر دیا تھا ایک بیٹا اسی شوہر سے اور ایک ماں اور شوہر چھوڑ کر انتقال کرگئی اس کے بعد وہ لڑکا بھی باپ اور نانی کے سامنے مرگیا زید نے دوسری شادی کی زوجہ ثانیہ نے کل مہر اپنا زید کو معاف کردیا اب زید نے یہ زوجہ اور دو برادر حقیقی ورثہ اپنے چھوڑ کر وفات پائی اس صورت میں ترکہ زید کا کس طرح منقسم ہوگا اور بابت مہر باقیماندہ زوجہ اولیٰ کے ترکہ سے کس قدر کسے دیا جائے گا بینوا توجروا

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی وعدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وصحت ترتیب اموات ترکہ زید سے پہلے بقیہ مہر زوجہ اولیٰ جو ذمہ زید واجب الادا ہے یعنی نصف مہر باقیماندہ کے بہتر حصوں سے انیس حصے زوجہ اولیٰ کی ماں کو دیے جائیں کما یظھر بالتخریج اسی طرح اگر اور دیون ووصایائے زید ہو تو وہ بھی ادا ونافذ کئے جائیں۔ اس کے بعد جس قدر باقی بچے آٹھ سہم پر منقسم ہو دو سہم زوجہ ثانیہ اور تین تین ہر بھائی کو پہونچیں واللہ اعلم وعلمہ اتم وحکمہ احکم

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ایک شخص تین پسر اور ایک دختر بطن زوجہ منکوحہ ذی مہر سے چھوڑ کر فوت ہوا اور تین پسر اور تین دختر بطن دو عورتوں غیر منکوحہ سے چھوڑے بعدہ زوجہ منکوحہ بھی وہی اولاد مذکور چھوڑ کر فوت ہوئی اس صورت میں ترکہ متوفی کا کس طور پر منقسم ہوگا اور بحالت زندہ رہنے اور عورات غیر منکوحہ اور ان کی اولاد کے کون کون مستحق وراثت کا ہے اور ادائے دین مہر تقسیم ترکہ پر مقدم ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

جن دو عورتوں کو سائل غیر منکوحہ ظاہر کرتا ہے اگر فی الواقع ان سے نکاح ہونا ثابت نہیں نہ وہ کنیزان شرعی نہ ایک مدت تک اس شخص کے پاس مثل ازواج رہیں اور باہم ان میں معاملات مانند زن وشوہر جاری نہ تھے تو وہ دونوں اور ان کی اولاد سب ترکہ سے محروم ہیں۔ اس صورت میں برتقدیر صدق مستفتی وعدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وتقدیم امور مقدمہ علی المیراث کاداء الدیون واجراء الوصایا ترکہ شخص متوفی کا سات سہم پر منقسم ہوکر دو دو سہم تینوں پسر زوجہ منکوحہ اور ایک اس کی دختر کو ملے گا اور ادائے دین مہر مثل سائر دیون ووصایا تقسیم ترکہ پر بلاریب مقدم ہے ھو مصرح بہ فی کتب الفقہ واللہ اعلم

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ اگر عددین متوافقین کا مخرج جزء وفق بارہ ہو تو ان میں نسبت توافق بجزء من اثنی عشر کہنا جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر قبل تقسیم ترکہ ایک یا دو یا زائد وارث انتقال کریں اور ان کے وارث باعیانہم وہی ورثہ میت اول ہوں اور ان کی موت سے تقسیم متغیر نہ ہو تو ان ورثہ اموات کو بین سے خارج اور کالعدم کر دینا اولٰی ہے یا ان بطون کی اقامت اور ہر ایک کی علیحدہ تصحیح۔ بیّنوا توجروا۔

الجواب

واللہ الموفق للصدق والصواب صورتِ مستفسرہ میں جیسے کہ تعبیر بکسر منطق اور ان عددین کو متوافقین بنصف السدس یا بالسدس النصف کہنا جائز ویسے ہی تعبیر بالجزء اور انہیں متوافقین بجزء من اثنی عشر کہنا بھی روا اور فرائضیوں میں شائع وذائع فی السراجیۃ نحن الاثنین بالنصف وفی الثلثۃ بالثلث وفی الاربعۃ بالربع ھکذا الی العشرۃ وفی ماوراء العشرۃ بجزء اعنی فی احد عشر بجزء من احد عشر وفی خمسۃ عشر بجزء من خمسۃ عشر وفی شرحھا الشریفیۃ وبالجملۃ یمکن فیما وراء العشرۃ باسرھا ان یعبر فی التوافق بالاجزاء المضافۃ الی المخرج کجزء من احد عشر وجزء من اثنی عشر وجزء من ثلثۃ عشر ویمکن فی بعضھا ان یعبر بالکسور المنطقۃ المرکبۃ للتنبیہ علی [illegible] الشیخ [illegible] حیث [illegible] ولاحد عشر معا وفی حاشیتھا للقاضی عبد النبی بن عبد الرسول احمد نگری رحمہ اللہ تعالٰی فان قیل لم قال المصنف وفیما وراء العشرۃ یتوافقان بجزء مع انہ یمکن التعبیر فی البعض بغیر لفظ الجزء قلت غرض المصنف رحمہ اللہ تعالٰی ان توافق العددین فیما وراء العشرۃ بجزء حکم کلی دون التعبیر بلفظ اٰخر فافھم وفی رد المحتار تنبیہ ان توافقا فی عدد مرکب وھو ما یتألف من ضرب عدد فی عدد کخمسۃ عشر مع خمسۃ واربعین فان شئت قلت ھما متوافقان بجزء من خمسۃ عشر وان شئت نسبت الواحد الیہ بکسرین یضاف احدھما الی الاٰخر فتقول بینھما موافقۃ بثلث خمس او خمس ثلث فیعبر عنہ بالجزء وبالکسور المنطقۃ المضافۃ بخلاف غیر المرکب فانہ لا یعبر عنہ الا بالجزء [illegible] ان کان المفنی للعددین اکثر من عشرۃ فانظر فان کان المفنی فردا اولا وھو الذی لیس لہ جزء صحیح ای لا یتولد من ضرب عدد فی عدد کاحد عشر فقل الموافقۃ بینھما بجزء من احد عشر لانہ لا یمکن التعبیر عنہ بغیرھا بشیئ اٰخر وان کان المفنی زوجا کاثنی عشر او فردا مرکبا وھو الذی لہ جزء ان صحیحان او اکثر کخمسۃ عشر فان شئت ان تقول کما قلت فی الفرد الاول ھو موافق بجزء من خمسۃ عشر وبجزء من ثمانیۃ عشر وان شئت ان تنسب الواحد الیہ بکسرین یضاف احدھما الی الاٰخر فتقول فی خمسۃ عشر موافقۃ بثلث الخمس و[illegible] ثمانیۃ عشر بثلث السدس وقس علیہ نظائرہ وفی تحفۃ [illegible] فی الاثنین فھما متوافقان بالنصف وفی الثلثۃ بالثلث وھکذا الی العشرۃ بالعشر وان توافقا فی احد عشر او اکثر منہ یعبر بالجزء مثلا فی احد عشر بجزء من احد عشر وفی اثنی عشر بجزء من اثنی عشر وھکذا الخ وفی نابلسیۃ الفرائض

مولانا عماد الدین اللکنوی رحمۃ اللہ تعالٰی واگر دہ واز دہ متفق شوند توافق بجزء من اثنی عشر گویند یعنی توافق بجزء دوازدہم چنانچہ بست و چہار و سی و شش وعلٰی ہذا القیاس در جمیع مراتب وفی زبدۃ الفرائض مولانا عبد الباسط القنوجی رحمۃ اللہ تعالٰی درمافوق العشرۃ بجزوے کہ مضاف بسوے عاد باشد تعبیر کنند پس دریاحد عشر بجزوے از احد عشر و اثنی عشر بجزوے از اثنی عشر وہکذا تاغیر نہایت اور جب انتقال بعض ورثہ قبل از تقسیم کیفیت مذکورہ سے ہو تو انہیں خارج من البین وکان لم یکن کرنا ہے اولٰی ہے نہ اقامت بطون وافراز تصحیحات فی الفرائض الشریفیۃ (لو صار بعض الانصباء میراثا قبل القسمۃ) فنقول ان کانت ورثۃ المیت الثانی من عداہ من ورثۃ المیت الاول ولم یقع فی القسمۃ تغیر فانہ یقسم المال حینئذ قسمۃ واحدۃ اذ لا فائدۃ فی تکرارھا کما اذا ترک بنین وبنات من امرأۃ واحدۃ ثم ماتت احدی البنات ولا وارث لھا سوی تلک الاخوۃ والاخوات لاب وام فانہ یقسم مجموع الترکۃ بین الباقین للذکر مثل حظ الانثیین قسمۃ واحدۃ وحدۃ کما کانت تقسیم بین الجمیع کذلک فکان المیت الثانی لم یکن فی البین وفی الدر المختار (مات بعض الورثۃ قبل القسمۃ للترکۃ صححت المسألۃ الاولی) واعطیت سھام کل وارث (ثم الثانیۃ) الا اذا اتحد کأن مات عن عشرۃ بنین ثم مات احدھم عنھم وفی الفتاوی الھندیۃ ان کانت ورثۃ المیت الثانی لھم ورثۃ المیت الاول ولا یتغیر القسمۃ فانہ یقسم قسمۃ واحدۃ لانہ لا فائدۃ فی تکرار القسمۃ وفی مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق (ان مات البعض قبل القسمۃ فصحح مسألۃ المیت الاول واعط سھام کل وارث ثم صحح مسألۃ المیت الثانی) ھذا اذا کانت ورثۃ یرثون خلاف ما یرثون من المیت الاول اما اذا کانوا یرثونہ بعینھم فلا حاجۃ الی التصحیحین کما لو مات عن عشرۃ ابناء ثم مات احد البنین ولم یترک وارثا سواھم کذا فی الزاھدی وفی الزبدۃ الباسطیۃ بدانکہ اگر ورثہ میت ثانی عین ورثہ میت اول باشند ونیز قسمت تغیر نیابد بجہت آنکہ از یک جنس بودند پس بنابر اختصار میت ثانی را کالعدم شمار کردہ بر تصحیح واحد اکتفا نمایند وفی مختصر الفلکی اعلم ان ورثۃ المیت الثانی ان کانوا ھم الوارثین للمیت الاول سوی المیت الثانی ولا یتغیر التقسیم بموتہ تقسم الترکۃ علی الورثۃ الباقیۃ تقسیما واحدا ویجعل المیت الثانی کأن لم یکن فی البین مثلا ترک اربعۃ ابناء وثلث بنات کلھم من زوجۃ واحدۃ ثم مات ابن واحد قبل القسمۃ وترک ثلثۃ اخوۃ وثلث اخوات لاب وام ثم ماتت اخت وترکت ثلثۃ اخوۃ واختین کانت المسألۃ من الثمانیۃ لکل من الابناء الثلثۃ اثنان ولکل من البنتین واحد ویجعل الابن والبنت کأن لم یکونا فی البین انتھت معھن اطمح نظر علمائنا فی الکف کان واما تقلیل سھام وتسھیل حساب کالیس بخاف علی من لہ ادنی ممارسۃ فی رقاق ھذا الفن ولہذا در صورت تعدد عاد اکثر الاعداد کا اعتبار فرماتے ہیں تا جزء وفق اقل ہو اور حساب اہون واسہل اور اصول ثلثہ

تصحیح سے کہ بین السہام والرؤس متقرر ہیں۔ نسبت تداخل کو محض رؤسًا للاختصار خارج اور اگر سہام رؤس پر منقسم ہو جاویں تو تماثل ورثہ توافق کی طرف راجع کرتے ہیں ونظائر ذلک کثیرۃ وفی اسفار الفن مسطورۃ اور پر ظاہر کہ ورثہ مذکورین کو کافی تمیکن کرنے میں اختصار قسمت اور خفت مؤنت اور حساب کی ہے۔ اور اسی مقصود فن سے کمال مناسبت ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم وحکمہ احکم۔

مسئلہ ۰۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مرا اور وارثوں میں اپنی دو زوجہ اور زوجہ اولیٰ کا مہر سوا لاکھ روپیہ کا اور ایک دختر بھی ہے اور زوجہ ثانی لاولد و مہر اس کا دس ہزار روپیہ تک ہے اور ایک بھائی کتنے سہام پر جائداد تقسیم ہوگی بینوا توجروا

الجواب

سائل مظہر کہ جائداد بقدر ۔۔ کے ہے اور حکم شرح میں ادائے مہر و دیگر دیون تقسیم ترکہ پر مقدم اس صورت میں کہ مقدار دونوں مہروں کی حیثیت جائداد سے زائد ہے کسی وارث کو جائداد میں استحقاق مالکانہ نہیں۔ لہٰذا کل جائداد متروکہ سے جو بعد تجہیز و تکفین کے باقی رہا دونوں زوجہ کے مہر اور ان کے سوا اگر کوئی اور دین ہو تو ان کے ساتھ وہ بھی سب بطور حصہ رسد ادا کر دیے جائیں اور کسی وارث کو کچھ نہ ملے گا مگر یہ کہ مہر معاف ہو جائے یا کوئی وارث جائداد کے خالص کر لینے کو اپنے پاس سے ادا کر دے تو بعد ادائے دین و اجراء وصیت جو بچے گا سولہ سہام پر منقسم ہو کر ایک سہم ہر زوجہ اور آٹھ سہم دختر اور چھ برادر کو ملیں گے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۸ ربیع الثانی شریف ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک جائداد کے مالک زید و عمرو و بکر سہ برادران حقیقی تھے اول زید فوت ہوا خالد وعمدہ والدین چھوڑے پھر عمدہ نے عمرو و بکر پسر ہندہ سعیدہ دختر خالد شوہر چھوڑے پھر خالد نے وارثان مذکور سے انتقال کیا پھر عمرو نے زوجہ خدیجہ چھوڑ کر لاولد وفات پائی پھر ہندہ شوہر عبداللہ پسر حامد محمود دختر فاطمہ چھوڑ کر مر گئی ترکہ کیونکر منقسم ہوگا بینوا توجروا

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی و عدم موانع ارث و انحصار ورثہ فی المذکورین و صحت ترتیب اموات و تقدیم مایقدم کالمہر والدین والوصیۃ ایک ثلث جائداد کہ حصہ زید ہے نو سو ساٹھ ۹۶۰ سہام پر منقسم ہو کر ورثہ احیاء پر جس حساب سے بٹ جائے۔

المبلغ ۹۶۰

بکر	سعیدہ	خدیجہ	عبداللہ	حامد	محمود	فاطمہ
۴۴۰	۲۲۰	۸۰	۵۵	۴۴	۴۴	۳۳

وذٰلک لان التصحیح یبلغ الفین (۲۸۸۰) وثمانمائۃ وثمانین وکان ینقسم ھٰکذا

بکر	سعیدہ	خدیجہ	عبداللہ	حامد	محمود	فاطمہ
۱۳۲۰	۶۶۰	۲۴۰	۱۶۵	۱۹۸	۱۹۸	۹۹

کما یظھر بالتخریج فوجدنا فی السھام کلھا موافقۃ بالثلث فرددنا المسئلۃ للاختصار الٰی ما تری اور ثلث دوم کہ حصہ عمرو ہے تین سو بیس سہام پر انقسام پاکر یوں ہر وارث کو ملے۔

المبلغ ۳۲۰

بکر	سعیدہ	خدیجہ	عبداللہ	حامد	محمود	فاطمہ
۸۰	۱۲۰	۴۰	۱۵	۱۸	۱۸	۹

کما یظھر بالمناسخۃ اور ثلث سوم خاص بکر کا ہے اور اگر ساری جائداد ملاکر دفعۃً تقسیم کرلینا چاہیں تو بہت اختصار ہوجائے گا کل جائداد کے ایک سو چوالیس (۱۴۴) حصے کرکے اس طرح تقسیم کردیں ہر ایک اپنے تمام حقوق کو پہونچ جائیگا۔

المبلغ ۱۴۴

بکر	سعیدہ	خدیجہ	عبداللہ	حامد	محمود	فاطمہ
۸۸	۲۰	۱۶	۵	۶	۶	۳

یہ اختصار قابل امتثال طلبہ ہے کہ کیونکر ان سہام میں بکر کا ثلث الگ ہوکر دونوں ترکے پورے پورے تقسیم ہوگئے من دون ان یمان فرض باطل کجعل المورث الاعلی واحد اویستعان بقاعدۃ فوق التقسیم المفرع علی فنی ابطلھا المقرر دۃ عند الحُسّاب مگر یہ جبھی ممکن کہ وقت تقسیم تینوں بھائی جائداد میں بحصہ مساوی شریک ہوں عام ازیں کہ اول ہی سے برابر تھے اور زید وعمرو کے ترکہ پر دین وصیت کچھ نہ تھا یا تھا اور اس جائداد کے غیر سے ادا کردیا گیا یا اول سے مختلف تھے اور دیون ووصایائے زید وعمرو اس ترکہ سے ادا ہوکر اب تینوں حصے برابر آگئے اور اگر وقتِ تقسیم کمی بیشی ہے خواہ ابتدا سے تھی یا اب بوجہ ادائے دین ووصیت ہوگئی تو تقسیم کی وہی پہلی صورت رہے گی کہ ہر ایک کا جدا بٹے وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

مسئلہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ ہجریہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید لڑکا بعمر ڈھائی برس اور زوجہ اور والدہ اپنی اور برادر حقیقی چھوڑ کر فوت ہوگیا بعدہٗ بلا اجازت زوجہ زید کے چچا زید متوفی نے مال متروکہ زید و نیز مال جہیز زوجہ زید کا پسر زید کے نام قائم کرکے تابلوغ پسر مذکور سپرد برادر حقیقی زید کے کردیا وقت سپردگی مال مذکور کے نانا لڑکے اور نیز اہل برادری نے سپردگی مال میں رضامندی ظاہر کی پس اس صورت میں جو رضامندی اور اجازت زوجہ زید سے نہیں لی گئی مال لڑکے کے نام قائم کرنا اور برادر حقیقی زید کے سپرد کرنا جائز ہے یا نہیں اور مال زید کے سہام پر تقسیم ہوگا بینوا توجروا

الجواب

مال جہیز تو خاص ملک زوجہ زید ہے نہ وہ زید کا ترکہ نہ زید کے کسی وارث کا اس میں کوئی حق ردالمحتار میں ہے کل احد یعلم ان الجہاز ...... للمرأۃ لاحق لاحد فیہ اور متروکہ زید برتقدیر عدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وتقدیم امور متقدمہ علی المیراث مثل ادائے مہر و دیگر دیون وتنفیذ وصایا چوبیس سہام پر منقسم ہوکر تین سہم زوجہ اور چار والدہ اور سترہ پسر کو ملیں گے تو متروکہ زید میں بھی چوبیس سہام سے سترہ کا استحقاق پسر کو تھا کل ترکہ زید بنام پسر زید کردینا ظلم وجہالت ہے اور اس کے ساتھ زوجہ زید کا جہیز بھی ملادینا اور ظلم برظلم اور نانا یا اہل برادری کی رضامندی کوئی چیز نہیں کہ وہ غیر مالک ہیں۔ قال اللہ تعالٰی یایھا الذین اٰمنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل پس یہ نام قائم کرنا اور زید کی سپردگی میں دینا سب بیہودہ وباطل ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۷ ماہ صفر ۱۳۰۷ھ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید مذہب اہل تسنن پر فوت ہوا اور اس نے ایک دختر سنی زوجہ اولٰی متوفیہ کے بطن سے اور ایک زوجہ مدخولہ نومسلم شیعہ اور ایک برادر خالہ زاد کہ زید کا بہنوئی ہے اور دو بھانجی حقیقی مذہب سنی اور ایک بھائی چچازاد شیعہ اور ایک نواسہ شیعہ اور داماد شیعہ یعنی باپ اس نواسہ کا کہ جس کی ماں حیات میں زید متوفی کی مرگئی تھی وارث چھوڑے جائداد مقبوضہ مملوکہ زید متوفی جمیع ورثہ پر از روئے فرائض کس طرح تقسیم ہونا چاہئے اور کون کون ذی حق جائداد مذکور میں ہوسکتا ہے بینوا توجروا

الجواب

تحریرات مجتہد لکھنؤ وتجربہ خواص وعوام شیعہ سے ثابت کہ اس زمانے کے شیعہ ضروریات دین کے منکر ہیں تو ہرگز نہ ان سے مناکحت جائز نہ وہ نکاح شرعًا نکاح نہ وہ اہلسنت کا ترکہ پاسکیں نہ اہلسنت کو ان کا مورث کہہ سکیں۔ عالمگیری میں ہے یجب اکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا وبقول

فی خروج امام باطن (الی ان قال) وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین کذا فی الظھیریۃ اسی میں ہے اختلاف الدین ایضا یمنع الارث۔ پس کل ترکہ زید بر تقدیر صدق مستفتی وعدم موانع ارث وعدم وارث آخر وتقدیم مایقدم کا الدین والوصیۃ صرف اس کی دختر سنیہ کو ملیگا اور یہ مدخولہ اور چچازاد بھائی کہ شیعہ ہیں کچھ نہ پاویں گے نہ خالہ زاد بھائی بھانجوں نواسے داماد کا کوئی حق ہے ہاں اگر یہ مدخولہ یا چچازاد بھائی دونوں کسی ضروری دین کا انکار نہ کرتے ہوں تو بشرائط مذکورہ ترکہ آٹھ سہم پر منقسم ہوگا ایک زوجہ اور چار دختر اور تین ابن العم کو ملیں گے اور صرف ابن العم منکر نہ ہو تو دو حصہ ہوکر دختر وابن العم کو نصفا نصف پہونچے گا زوجہ کچھ نہ پا دے گی۔ اور صرف زوجہ منکر نہ ہو تو آٹھ تقسیم ہوکر ایک سہم زوجہ اور سات دختر کو پہونچیں گے ابن العم محروم رہے گا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۰: ادجین علاقہ گوالیار مکان میر خادم علی صاحب اسٹنٹ مرسلہ محمد یعقوب علی خاں ۱۳ صفر ۔۔۔

چہ می فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ زید با برادر خرد حقیقی شریک حال بودہ مکان وزیور ونقد وظروف و اشیائے خانہ داری تعدادی تخمیناً پانزدہ صد روپیہ ہر دو بشرکت بزور بازوئے خود فراہم کردند ودر خورد ونوش معیشت ہیچ امتیازے نداشتند وعلاوہ اموال مذکورہ صد بیگھہ زمین از سرکار خاص بنام زید معاف شد الا درستی آبادی زمین مزبورہ وتیاری چاہ بزر مشترک شد وآمدنی سالیانہ بشرکت صرف می نمود حالا زید زوجہ ثانیہ لاولد وزوجہ ثالثہ ویک پسر وسہ دختر از بطن زوجہ اولی کہ پیش از زید مردہ بود وشادی اینہا زید بحیات خودش کرد وسہ پسر از بطن زوجہ ثالثہ کہ ہرسہ بحیات زید ناکتخدا ماندند وہمیں یک برادر وارث گزاشتہ وفات یافت پس ترکہ زید چساں انقسام یابد وزمینے کہ تنہا بنام زید معاف ست دراں برادر دیگر را ہم حصہ است یا نخیر ودر اولاد زوجہ اولی وثالثہ بوجہ کتخدا شدن بحیات زید از صرف زید وناکتخدا ماندن فرقے در ارث خواہد بود یا نے بینوا توجروا۔

الجواب

زمینے کہ تنہا بنام زید معاف شد خاص ملک اوست برادر دیگر را دراں استحقاقے نیست فان الاقطاع انما یکون لمن اقطع لہ کما ان الموھوب لایملکہ الامن وھب لہ ودر آبادی وتیاری چاہ صرف زر مشترک مستلزم ملک برادر در عین زمین نیست کما لایخفی اما آنچہ بحالت اتحاد ویکجائی بزور بازوئے خود پیدا کردند اگر ہر دو بکسب واحد بر وجہ شرکت اشتغال می داشتند گویکے عمل بیش می کرد ودیگرے کم یا آنچہ بہ مناسب جداگانہ خود ہا می آوردند خلط می کردند ویکجا صرف می نمودند کہ در ملک ہر دو تفاوت معلوم نیست پس ہمہ آنچہ بہم حاصل کردہ اند نصفا نصف علی السویہ ملک ہر دو برادر باشد فی الفتاوی الخیریۃ سئل فی اخوین سعیھما واحد وعائلتھما واحدۃ حصلا بسعیھما اموالا من مواش وغیرھا فھل جمیع

ماحصلاہ بسعیہما وکسبہما مشترک بینہما تجب قسمتہ بینہما مناصفۃ ام لا اجاب نعم اھ مختصرا۔ فی رد المحتار یوخذ من ھذا ما افتی بہ فی الخیریۃ فی زوج امرأۃ وابنہما اجتمعا فی دار واحدۃ واخذ کل منہما یکتسب علی حدۃ ویجمعان کسبہما ولا یعلم التفاوت ولا التساوی ولا التمیز فاجاب بانہ بینہما سویۃ وکذا لک لو اجتمع اخوۃ یعملون فی ترکۃ ابیہم ونما المال فھو بینہم سویۃ ولو اختلفوا فی العمل والرأی اھ ونا کتخدا ماندن بعض اولاد بحیات مورث موجب زیادت حصہ ایشاں بر کتخدایان نیست فان الارث انما یکون بعد الموت وعند ہ علی اختلاف العلماء لا تبلد بالاجماع فما وصل الی بعضہم من علی جہۃ تبرع من المورث لا یمکن ان یحسب من الارث وسببہ ھی الوصلۃ المعلومۃ وھم فیہا سواء پس دریں صورت کل زمین معافی ونیمہ ابن امداد کہ در آنہا شرکت ہر دو برادر ست بر تقدیر عدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وتقدیم امور مقدمۃ المیراث کل ادائے مہر ہر سہ زوجہ ودیگر دیون وانفاذ وصایا بر یک صد وہفتاد وشش سہام انقسام یافتہ یازدہ سہم بہر زن موجودہ وبست وہشت بہر پسر وچہاردہ بہر دختر رسد وبرادر را در ترکۂ زید حظے نیست واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم بالصواب

مسئلہ ۸ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ مہر مسماۃ ریاست النساء مرحومہ کا ذمہ احمد شاہ خاں شوہر کے واجب الادا ہے اور ترکہ مسماۃ سے نصف حصہ اس کے شوہر کا ہے مہر تعداد ۔۔۔ ہزار روپیہ ہے۔ اور ترکہ بمقدار قلیل مسماۃ کی والدہ اور بھائی دعویدار مہر ہیں۔ اس صورت میں ترکہ اس کے شوہر کو ملے گا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

بیشک ملے گا فان الدین المحیط علی المیت تمنع تقسیم الترکۃ بین الورثۃ لا دین المیت وہ ترکہ سے اپنا حصہ لے اور باقی وارث اس سے نصف مہر لیں اگر نہ دے دعوٰی کرلیں فان الدین قد حل بالموت یہ خیال کہ اس پر مہر کثیر ہے اور جائداد قلیل اگر ترکہ سے حصہ دے دیا جائے گا شاید کسی کے نام منتقل کردے اور مہر مارا جائے ہرگز اسے ترکہ ملنے سے مانع نہ ہوگا نہ یہ روکنا کچھ مفید، وہ تقسیم بھی بیع کرسکتا ہے جو قطعاً نافذ ہوگی کہ یہ حجر بالدین امام کے نزدیک مطلقاً اور بے حکم قاضی اجماعاً جائز نہیں ہندیہ میں محیط سے ہے، ثم لاخلاف عندھما ان الحجر بسبب الدین لا یثبت الا بقضاء القاضی واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۰۶ھ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مرد مذہب اہلسنت والجماعت نے عورت مذہب

شیعہ تبرائی سے حسب طریقہ رفاض صیغہ پڑھایا اور اپنی زوجیت میں لایا وہ عورت زوجہ شرعی ہوسکتی ہے یا نہیں اور ترکہ اس مرد کی مستحق ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

وہ ہرگز زوجہ شرعیہ نہیں نہ اصلاً ترکہ کی مستحق۔ رافضی تبرائی ہمارے فقہائے کرام اصحاب فتاوٰی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے نزدیک مطلقاً کافر ہے عامہ کتب فتاوٰی میں اس مسئلہ کی جابجا تصریح ہے اور محققین کے نزدیک ان کا کفر بوجوہ کثیرہ ثابت اجمالاً ہر تبرائی ملعون والعیاذ باللہ تعالٰی فقہائے کرام فرماتے ہیں حضرات شیخین رضی اللہ تعالٰی عنہما کی شان میں ان کلمات ملعون کا بکنے والا کافر ہے فتاوٰی عالمگیری میں فتاوٰی خلاصہ سے ہے۔ الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنھما والعیاذ باللہ فھو کافر بحرالرائق میں ہے امام ابوزید دبوسی وامام ابواللیث سمرقندی وامام ابوعبداللہ حاکم شہید وغیرہم ائمہ کبار رافضی تبرائی کے مطلقاً کافر ہونے کی تصریح فرمائی اور اسی پر اشباہ والنظائر وتنویر الابصار ومنح الغفار ودرمختار وغیرہا کتب معتمدہ میں جزم کیا درمختار میں ہے فی البحر عن الجوھرۃ معزیا للشہید من سب الشیخین او طعن فیھما کفر ولاتقبل توبتہ وبہ اخذ الدبوسی وابواللیث وھو المختار للفتوی انتھی وجزم بہ فی الاشباہ واقرہ المصنف الخ **ثانیاً** حضرت افضل الاولیاء المحمدیین امیرالمومنین امام المتقین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی امامت برحق سے انکار کرنا فقہائے کرام فرماتے ہیں صحیح مذہب پر اس کا منکر کافر ہے۔ فتاوٰی ظہیریہ پھر طریقہ محمدیہ اور اسکی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے (ص) من انکر امامۃ ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ (ش) ای خلافتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الامۃ (ص) فھو کافر (ش) فی القول (ص) الصحیح (ش) لاجماع الامۃ علی ذلک من غیر خلاف احد یعتد بہ اسی طرح فتاوٰی عالمگیری میں ہے کہ الصحیح انہ کافر **ثالثاً** حضرت امیرالمومنین امام العادلین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خلافت برحق سے منکر ہونا۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں اصح مذہب پر یہ بھی کفر ہے ظہیریہ وعالمگیریہ وسیرت احمدیہ وغیرہا میں ہے کذلک من انکر خلافۃ عمر رضی اللہ تعالٰی فی اصح الاقوال فتاوٰی خلاصہ وفتح القدیر شرح ہدایہ میں ہے ان انکر خلافۃ الصدیق او عمر فھو کافر اور کتب فقہ کا تتبع کیجئے تو ان کے سوا اور وجوہ کفر بھی روافض تبرائی میں پیدا ہوں گی اور حق یہ ہے کہ ہمارے زمانے کے یہ رافضی قطعاً یقیناً بالاجماع کافر مرتد ہیں کہ ان کا منکر ضروریات دین ہونا تحریرات مطبوعہ مجتہد لکھنؤ وغیرہا سے ثابت وقد فصلنا ذلک فی بعض فتاوٰینا ولن تجد احدا منھم الا وھو یقول بنقصان القرآن العظیم الموجود بایدی المسلمین الیوم عن القدر المنزل علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقد انصرح بذلک کبارھم وصغارھم وعلماؤھم وجھالھم تحریرا

او تقدیرا ذٰلک بتفضیل سیدنا علی ن المرتضیٰ وسائر الائمۃ الاطہار کرم اللہ تعالیٰ وجوھہم علی جمیع الانبیاء السابقین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین فلا یجوز لمسلم ان یرتاب فی کفر ھؤلاء الانجاس الارجاس والعیاذ باللہ تعالیٰ من شر کل وسواس خناس پس بلا شبہہ رافضیہ ہرگز اہلسنت کی زوجہ شرعیہ نہیں ہوسکتی اور ان سے مناکحت محض باطل اور اولاد اولاد زنا اور وہ ہرگز ترکہ اہلسنت کا استحقاق نہیں رکھتی عالمگیری میں ہے اختلاف الدین یمنع الارث واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۹ رجمادی الآخرہ ۱۳۰۶ھ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سید حسین علی نے نوکری سے روپیہ پیدا کیا اور اپنے مکان پر جمع کرکے بعجوا اس کی زوجہ معصومہ نے بعد انتقال میر حسین علی کے اس روپئے سے اپنے نابالغ بیٹے میر فضل علی کے نام جائداد خرید دی میر علی حسین نے یہی زوجہ و پسر اور دو دختر مستین بسم اللہ وارث چھوڑے پھر فضل علی نے یہی وارث اور حیدر علی چچا پھر بسم اللہ نے شوہر علی جان اور یہی ورثہ پھر معصومہ نے دختر مستین وارث چھوڑ کر انتقال کیا اس صورت میں وہ جائداد میر حسین علی کی قرار پاتے گی یا فضل علی کی اور ہر وارث کو کس قدر پہنچے گا بینوا توجروا

الجواب

صورت مستفسرہ میں مالک جائداد فضل علی ہے عقود الدریہ میں ہے ذکر فی الذخیرۃ و التجنیس امرأۃ اشترت ضیعۃ لولدھا الصغیر من مالھا وقع الشراء للام لانھا لا تملک الشراء للولد وتکون الضیعۃ للولد لان الام تصیر واھبۃ والام تملک ذٰلک ویقع قبضہ عنہ اھ کلام الصغار من البیوع پس جائداد مذکورہ برتقدیر عدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وصحت ترتیب اموات وتقدیم امور مقدمہ علی المیراث کاداء الدین واجراء الوصیۃ چوبیس سہام پر منقسم ہوکر اس حساب سے ورثہ فضل علی کو دیجائے گی۔

علی جان	حیدر علی	مستین
۳	۴	۱۷

البتہ جب کہ وہ روپیہ جس کے عوض یہ جائداد خریدی گئی ملک میر حسین علی تھا اور اس میں تمام وارثان میر حسین علی کا حق تھا جسے معصومہ نے بے اجازت دیگر ورثہ خرچ کر ڈالا تو باقی وارثوں کے حصص کا تاوان معصومہ پر آیا کہ وہ اس کے متروکہ سے دلواہ اسی جائداد فضل علی کا حصہ ہو یا اس کے سوا اور کوئی چیز ہو وصول کرنے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ ردالمحتار میں ہے ما اشتراہ احدھم لنفسہ یکون لہ ویضمن حصۃ شرکائہ من ثمنہ اذا دفعہ من المال المشترک واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ از ریاست رامپور مرسلہ جناب سید ظہر حسن صاحب خادم جبہ مقدسہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ غلام حسین خاں لاولد مرا اور اس نے نکاح بھی نہ کیا تھا اس کا وارث سوا خیراتی خاں اس کے پھوپھی زادہ بھائی کے اور کوئی نہ تھا مگر خیراتی خاں اس کے سامنے مرگیا۔ خیراتی خاں نے اپنی زوجہ سے کہ اس کے سامنے مرچکی تھی، ایک دختر پھپھی اور زوجہ ثانیہ سے کہ زندہ ہے دو پسر بندہ حسن و مجیب حسین چھوڑے اس صورت میں یہ ورثاء خیراتی خاں غلام حسین خاں کے وارث ہوں گے یا نہیں اگر ہوں گے تو کس کس کو کتنا کتنا پہونچے گا۔ بینوا توجروا

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی و عدم موانع ارث و انحصار ورثہ فی المذکورین وصحت ترتیب اموات وتقدیم امور مقدمہ علی المیراث کاداء الدین واجراء الوصیۃ۔ ترکہ غلام حسین خاں کا پانچ سہام پر منقسم ہوکر دو دو سہم بندہ حسین و مجیب حسین اور ایک سہم پھپھی کو ملے گا اور زوجہ خیراتی خاں کچھ نہ پائے گی عالمگیریہ میں ہے ان اجتمعوا وکان خیر قرابتہم متحدا فالاقوی اولی ثم ولد الوارث اولی وان استوت قرابتہم فللذکر مثل حظ الانثیین فان ترک ابن عمۃ وابنۃ عمۃ فالمال بینہما للذکر مثل حظ الانثیین والکلام فی اولاد ھؤلاء بمنزلۃ الکلام فی آبائہم عند انعدام الاصول اھ ملتقطا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از ٹونک دروازہ کلاں مرسلہ احمد حسن خاں محرر تھانہ چھند واپرگنہ سرونج ریاست ٹونک ۱۰ رجب ۱۳۰۹ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسمی بوہار خاں نے ایک عورت مسلمان کی تھی اس سے تین لڑکے بوہار خاں کے پیدا ہوئے مگر نکاح نہ کیا تھا اب بوہار خاں کے ترکہ میں یہ لڑکے وارث ہوسکتے ہیں یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

اگر فی الواقع ثبوت شرعی سے ثابت ہو کہ بوہار خاں اس عورت کو بے نکاح تصرف میں لایا اور یہ لڑکے معاذ اللہ محض زنا سے پیدا ہوئے غرض حالت وہ ہو کہ شرع ان کا نسب بوہار خاں سے اصلاً نہ ثابت کرے تو بیشک ترکہ بوہار خاں میں ان کا کوئی حق نہیں درمختار میں ہے یرث ولد الزنا واللعان بجھۃ الام فقط لما قدمناہ فی العصبات انہ لا اب لہما واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۴ رجب ۱۳۰۹ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جب زید پیدا ہوا اس کی خالہ نے اپنی بہن سے اسے لیکر اپنا بیٹا کرکے پالا اور بعد انتقال ہمشیرہ یہ عورت پدر زید کے نکاح میں آئی اس صورت میں کچھ ترکہ اسے ملیگا

یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

اگر مراد سائل کی یہ ہے کہ اس صورت میں زید کو اپنی اس خالہ کے ترکہ سے بوجہ متبنی یا سوتیلے بیٹے ہونے کے کچھ پہونچے گا یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ کچھ نہیں کہ متبنی یا سوتیلا بیٹا ہونا شرعاً ترکہ میں کوئی استحقاق نہیں پیدا کرتا۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ اس صورت میں زید اپنی حقیقی والدہ یا والد کے ترکہ سے حصہ پائے گا یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ بیشک پائے گا، کسی کا اسے اپنا بیٹا بنالینا اپنے حقیقی والدین کے بیٹے ہونے سے خارج نہیں کرتا۔ واللہ اعلم

مسئلہ : از مارہرہ شریف باغ پختہ مرسلہ مولوی نبی بخش صاحب ۲۸ شوال المکرم ۹ ۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اپنے فرزند سے جو کہ عورت منکوحہ سے ہے بسبب اس کے اعمال زبون (یعنی فرزند اپنے باپ کی عزت کا خواہاں ہے اور سخن نازیبا باپ کو کہتا ہے اور قصد کرتا ہے کہ اگر موقع ہو تو باپ کو مار ڈالوں) کے سخت ناخوش ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو عاق کردے اور اپنی جائداد کو وہ اور بکوں کہ جو عورت غیر منکوحہ سے ہیں دیدے تو اس شخص کا اپنے فرزند کے ان افعال پر عاق کرنا اور اپنی جائداد کو غیر منکوحہ کے لڑکوں کو دلا دینا کیسا ہے اور عاق ہونے کے واسطے کون سے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

بے علموں کے ذہن میں یہ ہے کہ جس طرح عورت کا علاقہ زوجیت قطع کرنے کے لئے شرع مطہر نے طلاق رکھی ہے کہ اس کا اختیار بدست شوہر ہے اور اس کے لئے کچھ الفاظ ہیں کہ جب شوہر سے صادر ہوں طلاق واقع ہو یوں ہی اولاد کا علاقہ ولدیت قطع کرنے کے لئے عاق کرنا بھی کوئی شرعی چیز ہے جس کا اختیار بدست والدین ہے اور اس کے لئے بھی کچھ الفاظ مقرر ہیں کہ والدین انکا استعمال کریں تو اولاد عاق ہو کر ترکہ سے محروم ہو جاتی ہے۔ مگر یہ محض تراشیدہ خیال ہیں جس کی اصل شرع مطہر میں اصلاً نہیں نہ علاقہ ولدیت وہ چیز ہے کہ کسی کے قطع کئے منقطع ہو سکے مگر معاذ اللہ بحالت ارتداد والعیاذ باللہ تعالٰی، شرع میں عقوق ناحق نافرمانی والدین کو کہتے ہیں کہ یہ کار اولاد ہے جو شخص اپنے ماں باپ کا حکم بے عذر شرعی نہ مانے گا یا معاذ اللہ انھیں آزار پہونچائے گا وہی عاق ہے اگرچہ والدین اسے عاق نہ کریں بلکہ اپنی فرط محبت سے دل میں ناراض بھی نہ ہوں مگر کوئی شخص عاق ہونے کے سبب ترکہ سے محروم نہیں ہو سکتا اور جو فرمانبرداری والدین میں مصروف رہے اور وہ بے وجہ اس سے ناراض رہیں یا بحکم لاطاعۃ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی کسی مخالف شرع بات میں ان کا کہا نہ مانے اور وہ اس سبب سے ناخوش ہوں تو ہرگز عاق نہیں۔ اور

اگر کوئی شخص لاکھ بار اپنے فرماں بردار خواہ نافرمان بیٹے کو کہے کہ میں نے تجھے عاق کیا یا اپنے ترکہ سے محروم کردیا تو نہ اس کا یہ کہنا کوئی نیا اثر پیدا کرسکتا ہے نہ وہ بدیں وجہ ترکہ سے محروم ہوسکے۔ یہ شخص اگر اپنی جائداد اپنے بیٹے کو محروم کرنے کے لئے ان بے نکاحی عورت کے لڑکوں کو دیدیگا تو دنیا میں یہ کاروائی اسکی اگرچہ چل جائے مگر عنداللہ ماخوذ ہوگا حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من فرمن میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ۔ جو اپنے وارث کی میراث سے بھاگے اللہ تعالٰی اس کی میراث جنت سے قطع کردے۔ رواہ ابن ماجہ عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از صاحبگنج گیا مکان سید محمد ابوصالح صاحب خان بہادر رئیس کٹرہ مرسلہ شیخ وزارت حسین خاں ۷ رجادی الاولٰی ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے انتقال کیا اور دو ماموں ایک بھتیجا یعنی پھوپھی زاد بھائی کا لڑکا جسکا باپ اس عورت کے سامنے مرچکا تھا اور ایک پھوپھی زاد بہن کو چھوڑا اس صورت میں ترکہ اس کا کس کس کو کس کس قدر ملے گا۔ بینوا توجروا

الجواب

برتقدیر عدم موانع ارث و وارث آخر وتقدیم مایقدم کالدین والوصیۃ کل ترکہ دونوں ماموں نصفاً نصف پائیں گے پھپی کی اولاد کو کچھ نہیں ملے گا۔ علامہ ابوعبداللہ محمد غزی تنویر میں ذوی الارحام کے احکام عامہ میں فرماتے ہیں یحجب اقربھم الابعد اھ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از بدایوں مرسلہ مولانا مولوی عبدالرسول محب احمد سلمہ اللہ تعالٰی ۲۳ جمادی الاولٰی ۱۳۱۰ھ

مولانا المجد زاد مجدکم بادلے مایجب مستسعد بودہ شرف انداز سرورضات ام کہا استفتار محررست جامل ابلاغ و الاخدمت ست۔ صورتش ہکذا۔ اصل المسئلۃ زید

مادر ۲ خواہر ۳ ابن ابن ابن عم جد الاب ۱

قال فی الدر ثم العصبات بانفسھم اربعۃ اصناف جزء المیت ثم اصلہ ثم جزء ابیہ ثم جزء جدہ الخ قال العلامۃ الشامی ای ثم جزء جدہ ای الجد ما یشمل اب الاب وجدہ وان علا الٰی اٰخرہا واللہ اعلم السائل الواہب عن محب احمد عبدالرسول عفی عنہ فریق مخالف رادریں مسئلہ محاکتہ ہست میگوید کہ مراد از جزء جد ہمیں فقط عم اب وعم جد است نہ آنہا کہ فوق اینہا اند ونزد شامی علیہ الرحمۃ از صرف ہمیں دو اہل قرابت مراد اند چنانکہ از مثال پیر ظاہرست بوالیسی حامل جواب مطلوب والسلام مع خدم

افقر البرایا عبدالرسول محب احمد عفی عنہ

الجواب

مولانا المکرم اکرمکم الاکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جواب جناب حق و صواب ست فی الواقع در صورت مستفسرہ بکر عصبہ زید و مستحق باقی و در قول و جزء جد ہ داخل است کہ در فرائض بلکہ ہمہ ابواب فقہ از جد ہمیں پدر پدر یا جد قریب پدر مراد نباشد بلکہ از نسب پدر جملہ ذکور کہ در نسبت بایشان زن نیاید بذلک من فوق قاطبۃ و ھو المراد حیث اطلق صاحب سراجیہ در ہمیں بیان تقسیم عصبات فرمود ثم الجد ای اب الاب و ان علا خود در ہمیں عبارت در مختار است ثم الجد الصحیح و ھو اب الاب و ان علا در شریفیہ است ھو الذی لا یدخل فی نسبتہ الی المیت ام کاب الاب و ان علا در زبدۃ الفرائض ست یعنی اب الاب ہر چند بالا رود مسئلہ واضح ست و شک در آن از ہیچ ذی علم معقول نے تاہم نص جزئیہ خاصہ بشنوید در زبدہ است عصبہ بنفسہ چار قسم ست والی قولہ چہارم جزء جد میت مانند عم اعیانی و علاتی و ابنائے ایشاں ہر چند بالا و پایان روند بعد برانست بعد ازاں جزء جد میت یعنی اعمام او و بعد ازاں ابناء ایشاں ہر چند پایان روند بعد ازاں جزء جد اب میت یعنی اعمام اب او و بعد ازاں ابنائے ایشاں ہر چند پایان روند بعد ازاں اعمام جد میت و ابناء ایشاں ہر چند بالا و پایان روند تا غیر نہایت واللہ سبحانہ وتعالی اعلم۔

مسئلہ از واجین مکان میر خادم علی صاحب اسٹینٹ مرسلہ ملا یعقوب علیخاں آخر شعبان سنہ [illegible]

کیا فرماتے ہیں علمائے شرعیہ ومفتیان طریقہ نبویہ اس مسئلہ میں کہ مسمی حافظ فتح محمد صاحب کے تین فرزند حمید الدین اور رحیم الدین اور نور الدین ان تینوں برادران حقیقی کی اولاد سے کوئی ورثہ شرعیہ باقی نہیں مگر زوجہ رحیم الدین فقط باقی ہے لیکن نور الدین کی عورت مطلقہ کے نطفہ زنا سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اور اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ لڑکی توکیں حیات نور الدین فوت ہوئی اور زوجہ مطلقہ باقی ہے اب وہ لڑکا جو نطفۂ زنا دختر سے نور الدین کے پیدا ہوا زوجہ رحیم الدین سے حصہ چاہتا ہے تو فرزند زنا زادہ بالا از روئے شرعی متعذار حصہ ہے یا محروم اور زوجہ رحیم الدین مرحوم نے اپنے برادر زادہ کو اس حصہ اپنے کا کہ ترکہ شوہر سے حسب القاعدہ شرعیہ پایا تھا مالک ومتبنا و مختار کرکے ہبہ نامہ نمودہ قاضی صاحب لکھ کر قبضہ کرواکے چند روز کے بعد منتقل سوئے جنان ہوئی تو اس جائداد ہبہ شدہ حصہ ترکہ شوہری سے بنام برادر زادہ زوجہ رحیم الدین و زوجہ حمید الدین موسومہ عظیم خاں خلف محبوب خانصاحب سے وہ لڑکا زنا زادہ حصہ چاہتا ہے۔ درست یا ممنوع اور خط تبنگی اور وہ ہبہ نامہ جو زوجہ رحیم الدین اور حمید الدین نے جائداد منقولہ وغیر منقولہ اور مقبوضہ وغیر مقبوضہ حصہ یافتہ کیا تھا جائز ہے یا منسوخ اس مسئلہ میں جو حکم بالتحقیق ہو بیان فرماویں بحوالت الکتاب رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین۔

الجواب

شرع مطہر کو اثبات نسبت میں نہایت احتیاط منظور جہاں ادنٰی گنجائش پائی ہے نسب ثابت فرمائی ہے اور حتی الامکان ہرگز ولد الزنا نہیں ٹھہراتی۔ صدہا صورتیں نکلیں گی کہ عوام اپنی بے علمی سے بچہ کو ولد الزنا سمجھیں اور شرعًا وہ ثابت النسب ہو مثلاً یہی مطلقہ کی صورت ہے اگر عورت کو طلاق رجعی دے اور اس نے ہنوز انقضائے عدت کا اقرار نہ کیا تو اگرچہ طلاق سے بیس برس بعد بچہ پیدا ہو شوہر کا ہی قرار پائے گا یونہی اگر طلاق بائن یا مغلظ تھی اور ہنوز دو برس نہ گزرے کہ بچہ ہوگیا دو برس کے بعد ہوا اور شوہر نے اقرار کیا کہ میرا بچہ ہے تو بھی اس ہی کا ٹھہریگا یونہیں بہت صورتیں ہیں جنہیں زعم جہال مخالف شرع مطہر ہے۔

درمختار میں ہے یثبت نسب ولد معتدۃ الرجعی وان ولدت لاکثر من سنتین ولو بعشرین سنۃ فاکثر لاحتمال امتداد طھرھا وعلوقھا فی العدۃ مالم تقر بمضی العدۃ والمدۃ تحتملہ کما یثبت بلادعوۃ احتیاطا فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منھما من وقت الطلاق لجواز وجودہ وقتہ ولو تقربمضیھا ولو لتمامھما لایثبت النسب وقیل یثبت ورجح فی الجوھرۃ انہ الصواب، الا بدعوتہ لانہ التزمہ الخ ملخصًا۔ پس اگر زن مطلقہ نور الدین کی وہ لڑکی جسے سائل نطفہ زنا سے بتاتا ہے کسی ایسی ہی صورت پر پیدا ہوئی تھی جس میں شرعًا وہ دختر نور الدین قرار پائی اگرچہ جہال دختر زنا کہیں تو بیشک اس دختر کا بچہ اگرچہ وہ اس کے بطن سے معاذ اللہ بذریعہ زنا ہی پیدا ہوا ہو نور الدین کا نواسہ اور اس کے ذوی الارحام سے ہے کہ اگر نور الدین کا کوئی وارث اہل فرض وعصبات سے نہ تھا تو وہ مستحق ترکہ نور الدین ہے اور اگر نور الدین اپنے کسی بھائی سے پہلے مرا توان بھائیوں میں جو سب سے پیچھے مرا ہو کہ نہ اس کا کوئی عصبہ ہو نہ سوائے زوجہ کے کوئی ذی فرض تو اس کا ترکہ اس لڑکے کو پہنچے گا کہ یہ اس کے بھائی کا نواسا ہے ولد الزنا کا نسب اگرچہ باپ سے نہیں ہوتا شرعًا اس کا کوئی باپ ہی نہیں وللعاھر الحجر مگر ماں سے یقینًا ثابت اور اس کی طرف سے ضرور ہوتا ہے اور نانا یا نانا کے بھائی کی قرابت قرابت مادری ہے تو اس ذریعہ سے اس کی وراثت میں شک نہیں فی الھندیۃ ولد الزنا لااب لہ فترثہ قرابۃ امہ ویرثھم اھ ملخصًا۔ ہاں اگر مطلقہ نور الدین کی دختر کا نسب شرعًا نور الدین سے نہ ٹھہرے تو اس کا یہ بیٹا نور الدین کا کوئی نہیں۔ اگرچہ یہ پسر ولد الحلال ہے کہ دختر زنا شرعًا دربارۂ میراث دختر نہیں تو وہ لڑکی خود ہی نور الدین کی بیٹی نہ تھی اس کا بیٹا نواسا کیوں کر ہوسکتا ہے۔ بہرحال پر ہم اسے وارث کہہ آئے اس تقدیر پر بھی زوجہ رحیم الدین کے مال میں اس کا کوئی حق نہیں کہ نانا کی بھاوج ہونا شرعًا ذریعۂ توریث نہیں خصوصًا جو مال کہ وہ اپنے بھتیجے کو ہبہ شرعیہ کرکے قابض کراچکی اس سے اسے بھی کچھ تعلق نہ رہا وہ خاص اس موہوب لہ کا مال ہوچکا اس میں اس

شخص کا دعوٰی ادرٹھی بیجا ہے۔ اور ہبہ جس قدر اشیائے منقسمہ جداگانہ بلاشرکت وشیوع تھا اور واہبہ نے موہوب لہ کو اس پر قبضہ کاملہ دلادیا اس قدر میں تام وکامل ہوگیا اور جن اشیائے موہوب لہ کو قبضہ کاملہ نہ دلایا خواہ یوں کہ سرے سے قبضہ ہی نہ ہوا یا ہوا تو شیئ موہوب جدا ومنقسم ہوکر قبضہ میں نہ آئی اس قدر میں باطل ہوگیا درمختار میں ہے الیم موت احد العاقدین بعد التسلیم فلو قبلہ بطل اس صورت میں یہ اشیاء جن کا ہبہ ناتمام رہا بعد موت واہبہ وارثان واہبہ کو وراثۃً پہنچے گی رہا تبنی کرنا وہ شرعاً کوئی چیز نہیں قال اللہ تعالٰی ان امھتھم الا الئی ولدنھم واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیخ محمد علی نے زوجہ رحمو ابن غلام محمد و بنت بجو، منیرن اور ایک مکان خام جس میں دوسو گز زمین تھی چھوڑ کر انتقال کیا پھر بجو مادر رحمو او رشوہر و پسر و دختر چھوڑ کر فوت ہوئی پھر رحمو نے پسر غلام محمد دختر منیرن چھوڑ کر وفات پائی غلام محمد نے بعد پدر اس مکان خام کا ایک حصہ بیچ کے اور ایک حصہ بیرونی پختہ اینٹ سے بصرف خویش تعمیر کیا اور تین سو ساٹھ روپئے اپنے اوپر قرض اور صرف اسی مکان کا حصہ متروکہ اور زوجہ تیار بی بی دو پسر علی محمد، ولی محمد دختر آبادی بیگم چھوڑ کر رحلت کی علی محمد، ولی محمد نے باپ کی تجہیز وتکفین کی اور کل قرضہ ادا کیا اس صورت میں حصہ غلام محمد کس قدر ہوا اور وارثان آبادی بیگم ترکہ غلام محمد سے اپنی مورثہ کا حصہ علی محمد وولی محمد سے بے ادائے قرضہ پانے کے مستحق ہیں یا اب ترکہ علی محمد کہ صرف یہی حصہ ہے اور اس کی قیمت مقدار دین مذکور سے بہت کم ہے علی محمد وولی محمد کا مدیون ہوگیا کہ جب تک یہ دین ادا نہ ہو کوئی وارث حصہ پانے کا مستحق نہیں بینوا توجروا

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی وعدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وصحت ترتیب اموات وتقدیم ماتقدم کالمہر والوصیۃ ترکہ شیخ محمد علی سے حصہ غلام محمد $\frac{157}{288}$ ہے کما یظھر بالقسمۃ بجو سان الکسوا الی اقل الخارج یعنی اگر اس جائداد کے دوسو اٹھاسی حصے کئے جائیں تو ان میں سے ایک سو ستاون سہم غلام محمد کے ہونگے باقی وارثان منیرن وشوہر واولاد بجو کے اور جب کہ حسب بیان سائل ترکہ غلام محمد صرف یہی ہے اور وہ مقدار دین سے بہت کم تو جب تک دین ادا نہ کرلیا جائے کوئی وارث غلام محمد بذریعہ وراثت اس سے کچھ نہیں پاسکتا۔ جائداد جیسے پہلے اور شخص کے دین میں مستغرق تھی اب علی محمد وولی محمد کا دین اس پر محیط ہے جب کہ انھوں نے صراحۃً یہ نہ کہہ دیا ہوکہ ہم یہ قرضہ محض بطور تبرع واحسان ادا کرتے ہیں۔ ترکہ پدری سے واپس نہ لیں گے۔ اشباہ میں ہے والدین المستغرق للترکۃ یمنع ملك الوارث فی جامع الفصولین لو استغرقتھا دین لا تملکھا جارث الا اذا ابرأہ المیت غریمہ اوادائہ الوارث بشرط التبرع وقت الاداء اما لو ادائہ من مال نفسہ مطلقاً بلا

دین علی المیت تمیز مشغولۃ بدین فلا یملکھا اھ ملخصا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ ۶ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ترکہ تاج محمد کا اس کے ورثہ احیا پر چار لاکھ تین ہزار دو سو سہام ہو کر یوں منقسم ہوا۔

ظہورن ، ننھی بنت کلن ، زوجہ چھو ، اجبہ ، بجھو ، سعد اللہ جیا چھٹن برادر زادہ عبدہ ، ننھے برادر چھٹن

۲۳۰۴۰ ، ۳۰۷۲۰ ، ۲۸۸۰۰ ، ۵۷۶۰ ، ۱۱۷۶۸ ، ۱۱۷۶۸ ۸۰۶۴ ، ۱۴۲۰۰ ، ۱۶۲۰۰

تلن ، زوجہ نتھا ، منا ، چھٹن برادر بندا ، مستین ،

۱۴۲۰۰ ، ۲۰۲۵ ؛ ۱۴۱۷۵ ، ۵۱۲۰ ، ۲۵۶۰ ،

پس ایک سو ساٹھ گز زمین متروکہ مورث سے ہر وارث مذکور کو کس کس قدر پہنچے گا بینوا توجروا

الجواب

ظہورن ، ننھی بنت کلن ، زوجہ چھو ، اجوبہ ، بجھو ، سعد اللہ جیا چھٹن برادر زادہ عبدہ

۹ گز ، ۱۲ گز ، ۱۱ گز ، درعان ، ۴۶ گز ، ۶ گز ، ۶ گز

۲ ۲/۷ گرہ ، ۳ ۱/۱۲ گرہ ، ۶ ۶/۷ گرہ ، ۴ ۴/۷ گرہ ، ۹۷/۱۰۵ گرہ ، ۳ ۱/۵ گرہ ، ۶ ۶/۷ گرہ

ننھے برادر چھٹن ، تلن ، زوجہ نتھو ، منا ، چھٹن برادر بندا ، مستین

۶ گز ، ۶ گز ، ۱۲ ۶/۷ گرہ ، ۵ گز ، درعان ، درعہ

۶ ۶/۷ گرہ ، ۶ ۶/۷ گرہ ، ، ۱۰ گرہ ، ۳۲/۴۳ گرہ ، ۱۴/۴۳ گرہ ،

واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کے دو لڑکے عمرو بکر ہیں جس میں سے عمر بڑا لڑکا اور بکر چھوٹا لڑکا ہے۔ زید نے دونوں لڑکوں کی شادی کر کر اپنی جائداد کو نصف نصف دونوں بہوؤں پر یعنی زوجہ بکر و زوجہ عمر تقسیم کر کے بیع کر دی بعد کو بکر کی زوجہ نے انتقال کیا بینوا توجروا

الجواب

اگر مدعی اب تک وہاں موجود نہ تھا یا بوجہ نابالغی وغیرہ معذور تھا یا بکر کو اقرار ہو کہ یہ جائداد بذریعہ میراث زوجہ اس نے پائی ہے تو ان صورتوں میں دعوی مدعی قابل سماعت ہے ورنہ نہیں کما فصلہ العلماء فی کتبھم مثل الفتاوی الخیریۃ والعقود الدریۃ وغیرھما واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۳۰ صفر ۱۳۱۱ ہجری

مشرف

ترکہ خالصہ زمین ۴۸ للعہ ۱۱ گرہ

ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
عبدالجلیل	عبدالخلیل	اسمٰعیل	عباسی جان	نوابی جان	چھوٹی جان
[illegible] درعہ	[illegible] درعہ	[illegible] درعہ	۵ درعہ	۵ درعہ	۵ درعہ
۱۳ $\frac{1}{9}$ گرہ	۱۳ $\frac{1}{9}$ گرہ	۱۳ $\frac{1}{9}$ گرہ	۶ $\frac{5}{9}$ گرہ	۶ $\frac{5}{9}$ گرہ	۶ $\frac{5}{9}$ گرہ

چھوٹی جان — مف ۵ درعہ ۶ $\frac{5}{9}$ گرہ

زوج غلام محی الدین خاں	ابن امین الدین خاں	ابن امام الدین خاں	بنت
۱ درعہ	۱ درعہ	۱ درعہ	
۵ $\frac{23}{36}$ گرہ	۹ $\frac{29}{30}$ گرہ	۹ $\frac{29}{30}$ گرہ	۱۲ $\frac{59}{60}$ گرہ

اسمٰعیل — مف [illegible] ۱۳ $\frac{1}{9}$ گرہ

زوجہ	ابن	بنت
۱ درعہ	[illegible] درعہ	[illegible] درعہ
۵ $\frac{23}{36}$ گرہ	۴ $\frac{53}{54}$ گرہ	۲ $\frac{53}{108}$

وَاللہُ تعالیٰ اعلم

مسئلہ: علمائے دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں اس بارے میں کہ مسمی زید فوت ہوا۔ ایک زوجہ اور چند اولاد بیٹا و بیٹی متوفی کے وارث ہیں۔ زوجہ چاہتی ہے کہ ترکہ متوفی کا بعوض دین مہر کے کہ ادا نہیں ہوا ہے مجھ کو ملنا چاہیے۔ دین مہر کثیر ترکہ قلیل دین مہر کو کافی نہیں ہو سکتا ہے۔ دیگر ورثاء کہتے ہیں کہ بموجب فرائض کے ترکہ میں سے وراثتاً سب کو حصہ ملنا چاہیے اب اول ادائے دین مہر ہونا چاہیے یا ترکہ مشکل ورثاء پر تقسیم ہوئے بینوا توجروا۔

الجواب: ادائے مہر تقسیم ترکہ پر مقدم ہے جب تک مہر ادا یا معاف نہ ہولے کوئی وارث کچھ نہیں پا سکتا جبکہ اس کی مقدار ترکہ سے زائد ہے قال تعالیٰ من بعد وصیۃ توصون بہا او دین مگر عین جائداد کا مہر میں دیا جانا ضرور نہیں ورثہ کو اختیار ہے کہ مہر اپنے پاس سے ادا کریں اور جائداد تقسیم ترکہ کے

لئے پچاس یا جائداد بیچ کر ادائے مہر میں صرف کی جاتے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ صفر المظفر ۱۳۱۲ھ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے اس مسئلہ میں کہ زید نے بلا وصیت انتقال کیا اور چھوڑی جائداد منقولہ مکسوبہ و متفرقہ خود از قسم زر نقد و زیور طلائی وغیرہا اور اثاث البیت خانگی۔ ایک مکان مع حصہ آراضی موروثی اور وارثان شرعی زید کے حسب ذیل۔ یک برادر حقیقی بکر حیات۔ یک زوجہ ہندہ جو تخمیناً یک ماہ بعد زید کے مرگئی اور اپنا مہر شرعی روبرو شاہدین شوہر زید کو معاف کردیا تھا اور خورد نوش یکجائی ہندہ کے بعد وفات شوہر کے بہمراہی بکر مکان مذکور میں تھی چنانچہ تجہیز و تکفین و رسومات موتہ زید و نیز ہندہ کی زید کے روپئے سے ہوئی۔ بعد وفات کے مسمیان خالد و محمود، حامد، احمد برادران ہندہ متوفیہ زر نقد مع زیور مذکورہ بالا جس پر کہ زید بحیات خود باختیار تصرف مثل رہن و بیع وغیرہ وقتاً فوقتاً مالکانہ متصرف تھا اس کو برادران ہندہ باخفائے ورثائے زید مکان موروثی سے لے گئے لہٰذا اب تنازع بابت متروکہ زید کے درمیان ورثاء زید یعنی بکر و خالد و حامد و محمود و احمد کے ہے پس صورت مذکورہ بالا تقسیم متروکہ کے کس طور پر ہونا چاہئے اور تجہیز و تکفین و سوم وغیرہا زید کی بکر نے زید کے روپئے سے اور ہندہ کی تجہیز و تکفین وغیرہ برادران ہندہ نے زید کے روپئے سے کی بینوا توجروا

الجواب

جو زیور ملک زید تھا یعنی نہ جہیز ہندہ کا تھا نہ زید نے ہندہ کو تملیک کردیا تھا اگرچہ پہننے کو دیا ہو) وہ متروکہ زید ہے خاص ورثاء اس کے مستحق نہیں۔ برادر زید نے تجہیز و تکفین زید بقدر سنت میں جو خرچ کیا وہ مجرا پائیگا کہ اسے نکال کر باقی ترکہ وارثان زید پر تقسیم ہوگا۔ اور جو کچھ صدقہ و خیرات روز وفات و وقت دفن و سوم وغیرہا میں اٹھایا وہ خاص برادر زید کے حصہ پر پڑیگا باقی ورثہ کو اس سے سروکار نہیں۔ پس برتقدیر صدق مستفتی و عدم موانع ارث و انحصار ورثہ فی المذکورین و صحت ترتیب اموات خرچ تجہیز و تکفین زید بقدر سنت اور نیز اگر کوئی دین ذمہ زید ہو وہ ادا کرکے جو باقی بچے مع اس روپئے کے جو برادر زید و برادران ہندہ نے خرچ فاتحہ و صدقہ وغیرہا میں اٹھایا سب کے سولہ ۱۶ سہام کریں ان میں سے چار سہم کامل خواہر زید کو دیں اور آٹھ سہم میں خرچ فاتحہ و صدقات زید شامل کرکے برادر زید کو دیں یعنی جو کچھ برادر زید نے فاتحہ میں اٹھایا وہ اسے وصول پایا ہوا تصور کریں باقی چار سہام میں کل خرچ تجہیز و تکفین ہندہ بقدر سنت و خرچ فاتحہ ہندہ کہ برادران ہندہ نے کیا سب شامل کرکے برادران ہندہ کو دیں یعنی موت ہندہ کل خرچ انھیں چار سہام پر ڈالیں پھر اس میں سے خرچ مسنون ترکہ ہندہ پر پڑیگا اور خرچ

زائد صرف ان برادران کے حصہ پر جنھوں نے اٹھایا اور سب نے اٹھایا تو سب پر۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱: از شہر کہنہ ۹ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت کے بیٹے نے انتقال کیا پوتا اور بھتیجے موجود ہیں۔ بھتیجے اس پر زور ڈالتے ہیں کہ اپنا مال ہمیں لکھ دے اس لئے کہ ہمیں تیرے وارث ہیں پوتا محجوب الارث ہوچکا ہے اس صورت میں پوتے کو محروم کرکے بھتیجوں کو لکھ دینا جائز ہے یا نہیں اور ان کی درخواست قابل سماعت ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

ان کی یہ درخواست مہمل و ناقابل سماعت ہے اول تو حیات مالک میں اس کے مال کا کوئی وارث نہیں اور بعد موت کب معلوم کون زندہ ہوگا کون مردہ اور اگر عورت کے بعد پوتا اور بھتیجے سب باقی رہے تو پوتا ہی وارث ہوگا۔ بھتیجے اس کے ہوتے کچھ نہ پائیں گے تو محجوب الارث خود بھتیجے ہوں گے نہ کہ پوتا۔ پوتا اپنے دادی دادا کا خود وارث ہے نہ بواسطہ پدر کہ انکے پہلے مرجانے سے یہ محجوب الارث ہوجاتے یہ سب جہالت کی باتیں ہیں۔ عورت کو ہرگز جائز نہیں کہ پوتے کو محروم کرنے کیلئے اپنا مال بھتیجوں کو لکھ دے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من فر من میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیمۃ جو اپنے وارث کی میراث سے بھاگے اللہ تعالٰی روز قیامت اس کی میراث جنت سے قطع فرمادے والعیاذ باللہ تعالٰی رواہ ابن ماجۃ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲: از لکھنؤ محلہ محمود نگر مطبع مصطفائی مرسلہ مولوی ابوالخیر محمد جان صاحب ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

علمائے دین رحمہم اللہ تعالٰی اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ مثلاً زید کے تین لڑکوں اور دو لڑکیوں میں سے ایک لڑکا بحالت حیات والدین بالکل مفقود الخبر ہوگیا پچیس تیس برس سے اس کا کہیں پتا نہیں اس درمیان میں پہلے اس کے والد نے پھر اس کی والدہ نے انتقال کیا اب زید متوفی کے لڑکے اپنے والدین متوفیین کے متروکہ کو حسب ہدایت شرع شریف تقسیم کرنا چاہتے بلکہ ماں کے متروکہ کو کیونکہ جائداد ماں کے نام ہے لیکن اس مفقود الخبر لڑکے کی زوجہ جو ہنوز زندہ ہے عذر کرتی ہے کہ میرے زوج مفقود الخبر کا بھی حصہ لگا دو اور چونکہ وہ نہیں ہے لہٰذا حصہ وہ مجھے دو بس استفسار کیا جاتا ہے کہ ابن مفقود الخبر کی زوجہ عند الشرع زوج مفقود کا حصہ پاسکتی ہے یا نہیں اگر پاسکتی ہے تو کس قدر اور لڑکیوں کا حصہ کیا ہوگا بینوا توجروا

الجواب

وہ لڑکا کہ حیات مادر میں مفقود الخبر ہوگیا ترکہ مادر میں مثل میت ہے فی التنویر میت فی حق غیرہ فلا یرث من غیرہ تو جب تک بعد وفات مادر اس کا زندہ رہنا شرعًا ثابت نہ ہوجائے اس کی زوجہ وغیرہ مدعیان ارث مفقود کو ترکہ مادری سے اس کے حصہ کا مطالبہ ہرگز نہیں پہنچتا کہ بے اس ثبوت کے شرعًا خود اسے ترکہ مذکورہ سے کچھ نہ ملے گا اس کے ورثہ کو بذریعہ توریث بالواسطہ پہنچنا کیا معنی بلکہ وہ ترکہ برتقدیر عدم موانع ارث و وارث آخر و تقدیم مقدم کالدین والوصیۃ چوبیس سہام پر منقسم کریں ہر پسر موجود کو چھ ہر دختر کو تین دے کر چھ موقوف رکھیں یہاں تک کہ عمر مفقود ستر سال کامل گزر جائیں یعنی وہ مدت منقضی ہو کہ اگر زندہ ہوتا تو ستر برس کا ہوجاتا مثلاً وقت فقدان بست سالہ تھا اور مفقود ہوئے تیس برس ہوتے تو بیس برس اور انتظار کریں یا پینتیس سال کی عمر میں گما اب پچیس گزرے تو دس برس هذا احسن ما یصار الیہ و یعول علیہ فانہ المؤید بالحدیث وشاھد حال الزمان الحدیث ان المرامی ھھنا ھو حصول الظن لیس الا فانہ لاسبیل الی الیقین فتقدیر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خیر من تقدیر غیرہ وقد نص العلماء کشارحی المنیۃ العلامۃ المحقق محمد بن امیر الحاج فی الحلیۃ والعلامۃ ابراھیم الحلبی فی الغنیۃ وغیرھما فی غیرھما انہ لایعدل عن درایۃ ما وافقتھا روایۃ لاسیما وھو الارفق بالناس والاوفق بالزمان فقد تقاصرت الاعمار وتعجلت المنون، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل فلذا اعولنا علیہ فی جمیع فتاوٰنا وباللہ التوفیق اخرج الترمذی عن ابی ھریرۃ وابو یعلٰی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنھما قالا قال رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین واقلھم من یجوز ذلک بسند حسن کما نص علیہ الحافظ فی فتح الباری امام محقق علی الاطلاق مالک ازمۃ الترجیح والفتیا فتح القدیر میں فرماتے ہیں عندی الاحسن سبعون لقولہ علیہ الصلٰوۃ والسلام اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین فکانت المنتھی غالبًا۔ جواہر اخلاطی میں ہے انہ احوط واقیس۔ اسی میں ہے وعلیہ الفتوٰی اس مدت میں اگر ظاہر ہو کہ مفقود زندہ ہے یا بعد موت مادر زندہ تھا اگرچہ ایک آن بعد مرگیا تو یہ چھ سہام بحالت حیات خود اسے ورنہ بحسب احکام فرائض اس کی زوجہ وغیرہ ان کے ورثہ کو کہ اس کی موت کے وقت زندہ تھے اگرچہ اب مرچکے ہوں دیدئے جائیں اور اگر ثابت ہو کہ مفقود پیش از مادر مرگیا تھا یا مدت مذکورہ گزر جائے اور کچھ ثبوت نہ ہو یہاں تک کہ روز فقدان سے اس کی موت کا حکم کردیا جائے تو ان سہام میں اس کے ورثہ کا کچھ حق نہیں بلکہ انھیں چار اولاد موجود کو دیے جائیں ہر پسر کو دو ہر دختر کو ایک فی التنویر یوقف قسطہ فان ظھر حیا فلہ

ذٰلک وبعدہ یحکم بموتہ فی مال غیرہ من حین فقد فیرد الموقوف لہ الی من یرث مورثہ عند موتہ اھ ملخصًا یہ چھ سہام تا انفصال احکام اس کے پاس امانۃً رہیں گے جس کے قبضہ میں متروکۂ مذکورہ اس وقت یعنی بعد موت مورثہ ہے خواہ وہ کوئی پسر موجود ہو یا دختر یا زن پسر یا کوئی اجنبی جس میں حفظ و اصلاح ضروری کے سوا کسی تصرف مالکانہ کا اسے اصلا اختیار نہ ہوگا جب تک اس سے کوئی خیانت ظاہر نہ ہو ورنہ اس کے قبضہ سے نکال کر کسی عادل ثقہ امین متقی خدا ترس کو سپرد کریں گے فتح میں ہے الرجل مات عن ابنتین وابن مفقود وابن ابن والمال فی ید اجنبی لاینزع من ید الاجنبی الا اذا ظہرت خیانتہ فیوخذ منہ ویوضع علٰی ید عدل ولوکان فی ید البنتین لایحول المال عن موضعہ ولوکان فی ید ولد المفقود یوقف فی ید من کان فی یدہ اھ ملتقطًا فقیر کہتا ہے غفراللہ تعالٰی لہٗ امین نہ کریں گے اس پر مگر جو مال غیر کو نار سوزاں جانتا ہو اور قبول نہ کریگا اسے مگر فاسق افسق یا غافل احمق یا عادل مرفق قلیل ماھم ہیہات ہیہات کہاں علم اور کہاں عدالت ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

مسئلہ از تھانہ کچھا علاقہ خام ۲۲ ربیع الاول ۱۳۱۲ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ غلام غوث نے اپنی پہلی بیوی کے مرنیکے بعد دوسری شادی کی پھر دوسری کے انتقال ہوجانیکے بعد تیسری شادی کی پہلی کا حقیقی بھائی اور دوسری کی ایک لڑکی جو اس کے ساتھ آئی تھی اور تیسری معہ اپنے ایک لڑکے کے جو ہمراہ آیا تھا زندہ ہے۔ تینوں عورتوں کا مہر پینسٹھ پینسٹھ روپیہ کا بندھا تھا اب شرع شریف کے نزدیک کتنا کتنا مہر کس کس وارث کو پہنچیگا بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں پہلی بیوی لاولد کے بھائی یا اس کے سوا اور جو وارث ہوا نھیں ترکۂ غلام غوث سے مہر کے تینتیس ۳۳ روپے آٹھ آنے دئے جائیں اور دوسری کی بیٹی وغیرہ ورثہ کو اس کے مہر کے اڑتالیس ۴۸ روپے بارہ آنے اور تیسری کہ زندہ ہے اسے اسکے مہر کے پورے پینسٹھ ۶۵ روپے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از میرٹھ چھتہ شیخان مرسلہ حافظ محمد اکبر صاحب ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۱۲ ہجری

زید معہ اپنے کل خاندان کے کافر ہے ہندہ زید کی بیٹی اور ہندہ زید کی بیوی بعد مرنے زید کے دونوں مسلمان ہوگئیں ہندہ رنڈی بنکر کسب کرانے لگی اپنی ذاتی جائداد پیدا کی اور نکاح کرلیا اب وہ مرگئی اور سوائے خاوند کے کوئی وارث نہیں ہندہ کے ماموں زاد بھائی کی جو اس وقت تک کافر ہے دو بیٹیاں مسلمان ہوگئیں ان کا باپ یعنی ہندہ کا ماموں زاد بھائی کافر ہے کیا یہ دونوں وارث شرعی ہندہ کے ترکہ

ـے ہو سکتے ہیں۔ اور ان کا باپ حاجب ہے اور مانع اختلاف دینین کا اس پر اثر ہے۔ بریہ دونوں ذوی الارحام ہیں بینوا توجروا۔

الجواب

ہندہ کی ماں اگر اس سے پہلے مرگئی بعد اس کے صرف شوہر اور یہ دو عورتیں اس کے ماموں زاد بھائی کی بیٹیاں رہیں اس کا کوئی رشتہ دار مسلمان کہ درجہ وراثت میں ان کے ہمسر یا ان سے مقدم ہو نہیں تو متروکہ ہندہ بعد ادائے دیون و وصایا چار سہام پر منقسم ہو کر دو سہم شوہر اور ایک ایک ان دونوں عورتوں کو ملے گا اور ان کے کافر باپ کا زندہ ہونا انھیں محروم نہ کرسکے گا کہ کافر ترکہ مسلم میں مردہ ہے اور مردہ نہ خود وارث ہو نہ دوسرے وارث کو محروم کرسکے شریفیہ میں ہے والمحروم عن المیراث بالکلیة لا یحجب عندنا غیرہ اصلا لا حجب حرمان ولا حجب نقصان هو قول عامة الصحابة رضی الله تعالٰی عنهم روی ان امرأة مسلمة ترکت زوجا مسلما واخوین من امها مسلمین وابنا کافرا فقضی فیها علی وزید بن ثابت رضی الله تعالٰی عنهما بان للزوج النصف وللاخوین الثلث وما بقی فهو للعصبة اھ والله تعالٰی اعلم

مسئلہ: ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۱۲ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک عورت اور ایک بیٹی اس کی مسلمان ہوئی اور ایک جس سے اس نے نکاح کرلیا اور اپنی بیٹی کا بھی نکاح کردیا۔ اور جس مرد سے نکاح کیا تھا اس کی پہلی بی بی سے اولاد ہے اور اس نومسلم عورت اور شوہر ثانی سے کوئی اولاد نہ ہوئی بجز اس لڑکی کے اور کوئی اولاد نہیں ماں باپ فوت ہوگئے اب یہ عورت جو رہی اس کا خاوند مرا موافق شرع شریف کے اسکے خاوند کا جو کچھ کہ تھا تقسیم ہوگیا اب یہ عورت مری اس کی کوئی اولاد نہیں دو بھائی اس کے ہیں وہ اس کے باپ ماں میں شریک نہیں ماں باپ الگ ہیں اب اس عورت کا ترکہ کس طرح تقسیم ہو بیان کرو اللہ تعالٰی اجر دیگا۔

الجواب

شوہر مادر کے بیٹے جو نہ اپنے باپ کے نطفے نہ اپنی ماں کے پیٹ سے ہوں وارث نہیں پس اگر عورت مذکورہ کا کوئی وارث شرعی مسلمان موجود نہیں نہ اس نے کسی کے لئے اپنے مال کی وصیت کردی تو اس کا کل مال بعد ادائے دین (اگر اس کے ذمہ ہو) محتاج بیکس مسلمانوں کو دیدیا جائے یا ان دواد ارو کفن میں صرف کیا جائے اگر یہ پسران شوہر مادر بیکس محتاج ہیں تو انھیں بھی دیں یا انھیں کو دے دیں غرض یہ محتاج ہوں تو بوجہ محتاجی مستحق ہوسکتے ہیں نہ بوجہ وراثت در مختار میں ہے ترکة بلا وارث مصرفها لقیط فقیر وفقیر بلا ولی اھ ملخصا ردالمحتار میں ہے قوله وفقیر بلا ولی ای لیس له من تجب نفقته علیه قال

فی الحال یسقط عنہ نفقتہم و اذا ورثتہم و یکفن بہ موتاہم و یعقل بہ جنایتہم اھ واللہ سبحٰنہ و تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کلکتہ مدرسہ عالیہ مرسلہ مولوی سید عبدالرؤف صاحب طالب علم ساکن ڈھاکہ عشرہ شعبان المعظم سنہ ۱۴ ہجری

چہ می فرمایند علمائے دین متین اندرینکہ شخصے در ہنگام تقسیم زوجہ وے اموال خود را بحین حیات خود در میان ورثہ کہ ورثائے او چہار پسر و یک دختر بودند ہیچ اعتراض نکردہ و اظہار و انکار بر عدم شمار او در میان ورثہ تا نمودہ باہتمام خود حصہ یک پسر را کہ بر تقدیر عدم شمار او در میان ورثہ دو بہرہ از نہ سہام می شدی بہ زوجہ پسر کلاں وے در عوض کابین نوشتہ داد و باختیار خود رجسٹری نمود بعد از وفات زن بوقت اخذ پسران دیگر بہرہائے خود را دعوی نماید و میگویند کہ ربع از اموال متروکہ زن بمن میرسد پس اگر ربع از ما بقی بعد از اخذ زوجہ پسر یکہ دو بہرہ از نہ برضائے او یافتہ گرفتہ آید حیف علی ارث پسران دیگر لازم آید کہ زن در حین حیات خود بریں راضی شدہ زوج را اجمالاً چیزے از اموال خود دادہ راضی بر عدم اخذ ترکہ وے نمود بود ما حیف علی الارث در حقوق فرزندان دیگر کہ ورثائے پسر کلاں او بودند لازم نیاید بینوا توجروا۔

الجواب

اگرچہ در مسئلہ بس غریبہ کہ از اغرب سائل توان گفت بعض علماء صورتے آوردہ اند نا بصورت تخارج بحیات مورث کما ذکرہ فی الاشباہ عن طبقات الشیخ عبدالقادر عن خزانۃ الجرجانی عن ابی العباس الناطفی عن بعض مشائخہ و فی جامع الرموز عن الناطفی ثم اعقبہ عن الجواہر بما ہو اوثق و اقرب و فی جامع الفصولین عن جامع الفتاوی حکی قولین کما فی رد المحتار قلت و رجح فی جامع الفصولین تقدم قبلہ عن اسیر الکبیر فلا … محمد ما ہو الموافق للاصول و المرافق للمعقول و المنقول کما اشرنا الی کل ذٰلک فیما علقنا علی رد المحتار اما آں نیز بایں طور ست کہ مورث ہر یکے از ورثہ را مالے دہد بر آں شرط کہ پس از مرگ بہرہ از میراثش نباشد اینجا بعد استفسار حاصل شد کہ زن شوہر خود را چیزے ندادہ است بلکہ مالے بنام پسر بجبین او کہ از ہمخوابہ پیشین بودہ ہمراہ پسران خودش تعیین نمود و شوہر ہمبریں معنی راضی باسقاط حقش از میراث شد پس ایں نماند جز وعدہ ترک ارث و وعدہ مجردہ جز قضاء لازم نشود فی الظہیریۃ و الخانیۃ و الہندیۃ لا یلزمہ الوفاء بالمواعید و فی الذخیرۃ و الہندیۃ ہذا وعد منہ ولا یلزمہ بذٰلک شیئ خاصہ در امر میراث کہ ہم باختیار وارث نیست بلکہ نا چار رسد فی الاشباہ من القول فی الملک لا یدخل فی ملک الانسان شیئ بغیر اختیارہ الا الارث اتفاقا و کذا الوصیۃ فی مسألۃ الخ

خاصہ بجائے کہ آں دعدہ پیش از ثبوت ارث ہم در حیات مورث صورت بست و پیداست کہ سقوط پیش از ثبوت سعی ندارد الاتری ان المرأۃ لو اسقطت حقہما من القسم کان لہا الرجوع قال فی غمز العیون انما جاز لہا الرجوع لان حقہا لم یکن ثابتا بعد فیکون مجددا بعد فلا یلزم کالمعیر الخ وہٰذا اگر مورث برائے وارثے وصیتے کرد و دیگران بحیاتش رضا دادند ایں اجازت بجوئے نیرزد و ایشاں را پس از مرگ مورث رجوع میرسد فی الدر المختار لا تعتبر اجازتہم حال حیاتہ اصلا بل بعد وفاتہ فی رد المحتار لانہا قبل ثبوت الحق لہم لان ثبوتہ عند الموت فکان لہم ان یردوہ بعد وفاتہ بخلاف الاجازۃ بعد الموت لانہ بعد ثبوت الحق و تمامہ فی المنح پس دعوی شوہر بجائے خود ست آنچہ ہنگام مرگ زن در ملک زن بودہ ربع او بشرط عدم موانع ارث و تقدیم ما تقدم کالدین والوصیۃ بشوہرش می رسد و ہیچ حیف در میراث لازم نیست کہ آنچہ پسرے پیش از موت مورثہ یافت اگر مالکہ بروجہ صحیح شرعی تملیک او کردہ بود آں مقدار از ارث خود بیروں رفت کہ ارث متعلق نہ شود مگر بترکہ و ترکہ نیست جز آنکہ ہنگام موت مورث در ملک او ست واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۰: از آٹنگہ مرسلہ حامد حسین خاں ۱۰ رشوال ۱۳۱۲ھ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے ماں اور تین حقیقی چچا وارث چھوڑے اور اسکی ماں کے انتقال ہندہ سے سال بھر بعد ایک لڑکا پیدا ہوا پس ترکہ ہندہ کا کس طرح منقسم ہوگا۔ بینوا توجروا

الجواب: غیر میت سے جو حمل ہو وہ صرف تین صورتوں میں وارث ہو سکتا ہے یا تو وقت موت میت سے ٹھیک چھ مہینے پر یا چھ مہینے کے اندر پیدا ہو یا اس کی ماں موت یا طلاق کی عدت میں ہو اور اس کے پیدا ہونے تک عدت گزر جانیکا اقرار نہ کرے یا باقی وارث اقرار کرتے ہوں کہ یہ بچہ وقت موت میت اپنی ماں کے پیٹ میں تھا۔ سائل مظہر کہ یہاں صورتیں نہ تھیں کہ لڑکا موت ہندہ سے سال بھر بعد پیدا ہوا اور اس کا باپ زندہ رہا اور ماں کو طلاق بھی نہ ہوئی کہ عدت میں ہوتی اور دیگر ورثہ کو تسلیم بھی نہیں کہ یہ وقت موت ہندہ اپنی ماں کے حمل میں تھا پس صورت مستفسرہ میں بر تقدیر صدق مستفتی و عدم موانع ارث و انحصار ورثہ فی المذکورین و تقدیم امور متقدمہ علی المیراث کالدین والوصیۃ ترکہ ہندہ کا نو سہام پر منقسم ہو کر تین سہم اسکی ماں اور دو دو ہر حقیقی چچا کو ملیں گے فی رد المحتار وان کان ای الحمل من غیرہ فانما یرث لو ولد لستۃ اشہر او اقل والا فلا الا اذا کانت معتدۃ و لم تقر بانقضائہا او اقر الورثۃ بوجودہ کما یعلم من سکب الانہر مع شرح ابن کمال و حاشیۃ یعقوب واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ :- از پیلی بھیت ۵ ر ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اور فضلائے شرع مبین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک شادی ہندہ سے کی اور بہ سبب ناچاقی طرفین کے ہندہ اپنے باپ کے یہاں چلی آئی اور بعد کو اسی زید نے ایک شادی ایک طوائف سے کی بعد کو زید فوت ہوگیا اور بعد فوت ہونے زید کے طوائف بھی فوت ہوگئی اور اس طوائف نے اپنی کچھ ملکیت چھوڑی تو اس ملکیت کا مالک کون ہوگا جبکہ طوائف لاولد ہے آیا زید کا بھائی بہن یا ہندہ یا کون ہوگا۔

الجواب

زن فاحشہ اگر ولد الزنا ہو تو اس کا ترکہ اس کے مادری اقربا مثل مادر و مادر مادر و برادر و خواہر مادری یا خالہ ماموں وغیرہم کو ملے گا اور اگر ولد الزنا نہ تھی تو اس کا ترکہ مثل تمام لوگوں کے اقربائے پدری و مادری سب کو حسب فرائض پہنچیگا اور اگر اس کا کوئی وارث اصلا نہ ہوگا تو فقرائے مسلمین پر تقسیم کردیا جائے گا کما ھو حکم سائر الضوائع بہرحال زید کے بہن بھائی یا ہندہ کا اس میں کوئی حق نہیں مگر جب کہ ثابت ہو کہ اس کا کوئی وارث شرعی نہیں اور ترکہ فقراء کو دینا ٹھہرے تو ان میں جو فقیر ہو بحکم فقر مثل اور فقراء کے پاسکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از مارہرہ مطہرہ مرسلہ حضرت میاں صاحب قبلہ دام ظلہم العالی ۱۳ ر ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ترکہ حرامیوں کا کیسے تقسیم ہو۔ باپ کی سمت تو مفقود محض ہو گئے ماں کی سمت کو پہنچیگا یا اس کو بھی نہیں مثلا ایک عورت کی دو بیٹیاں ہیں اور دونوں حرام سے تو بعد فوت ایک اخت کے دوسری اخت وارثہ ہوگی یا نہیں اور اگر ایک اخت عقد کر کے پردہ نشیں ہوگئی۔ دوسری بدستور بے پردہ اور پیشہ کسب کا رکھتی ہے تو اس اخت تائبہ کا ترکہ اس غیر تائبہ کو ملے گا یا نہیں، ملتا ہو اور یہ تائبہ اس خیال سے کہ میرا ترکہ فاحشہ کو نہ ملے کہ اس کے فسق و فجور میں مدد پہنچے گی اپنا مال امور خیر میں صرف کر دے تو یہ جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

اولاد زنا صرف مادری رشتوں سے وارث و مورث ہوتی ہے مثلاً صورت مسئولہ میں ایک بہن دوسری کا ترکہ اخت مادری ہوکر پائے گی نہ اخت علینیہ اگرچہ دونوں ایک ہی شخص کے نطفہ سے ہوں درمختار میں ہے یرث ولد الزنا واللعان بجھۃ الام فقط لما قدمناہ فی العصبات انہ لا اب لھما اور جس طرح اخت تائبہ غیر تائبہ کی وارث ہوتی یوہیں غیر تائبہ تائبہ کی وارث ہوگی کہ زانیہ ہونا موانع میراث سے نہیں ہاں بخیال مذکور تائبہ کا اپنے مال کو وجوہ خیر میں صرف کر دینا اور فاحشہ کے لئے میراث نہ چھوڑنا بصریح علماء

جائز بلکہ یہی افضل وبہتر ہے خلاصہ میں ہے لوکان ولدہ فاسقا فاراد ان یصرف الی وجوہ الخیر ویحرمہ عن المیراث ھذا خیرمن ترکہ بزازیہ میں ہے ان اراد ان یصرف مالہ الی الخیر وابنہ فاسق فالصرف الی الخیر افضل من ترکہ لہ لانہ اعانتہ علی المعصیۃ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۰: از لکھنؤ محمود نگر اصح المطابع مرسلہ مولوی محمد عبدالعلی صاحب مدراسی ۷ صفر ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل مصرحہ ذیل میں۔

سوال اول

شاہ محمد علیسی و شاہ محمد یعقوب و شاہ محمد فصاحت ہر سہ برادران حقیقی ایک جا بااشتراک بہر قابض و دخیل تھے۔ شاہ محمد علیسی نے انتقال کیا۔ دو لڑکے تین لڑکیاں چھوڑیں لڑکے نے دو لڑکیوں کا نکاح مختلف جگہوں پر کردیا وہ دونوں چند روز کے بعد مرگئیں اب تقسیم ترکہ کے وقت ترکہ میں وہ حصہ جائداد بھی شامل کیا جائے جو لڑکیوں کے باپ کے جائداد متروکہ مشترکہ میں سے ہوتا یا نہیں اور واضح رہے کہ وہ جائداد اولاً شاہ محمد علیسی، شاہ محمد فصاحت میں مشترک تھی پھر بعد انتقال شاہ محمد علیسی کے ان کے لڑکے اور شاہ محمد یعقوب و شاہ محمد فصاحت میں مشترک رہی اور آجتک بدستور مشترک ہے صرف نام تینوں آدمیوں کا کاغذات سرکاری میں داخل ہے لیکن تحصیل وصول انتظام وغیرہ سب ایک جا باشتراک ہوتا ہے۔ آپس میں بقدر حصہ کے لوگ تقسیم کرلیتے ہیں۔ لڑکیوں نے اپنی حیات میں اپنا حصہ کبھی نہیں مانگا اور نہ دینے کا عرف ہے خلاصہ یہ کہ اس جائداد میں بہ شرکت درشرکت ہے (یعنی پہلا اشتراک ابن شاہ محمد علیسی و شاہ محمد یعقوب و شاہ محمد فصاحت میں اور دوسرا اشتراک شاہ محمد علیسی کے لڑکے اور لڑکیوں میں) ان لڑکیوں کے شوہروں کا کچھ حق ہوتا ہے کہ نہیں تفصیل سے حوالہ قلم فرمائیے بینوا توجروا

الجواب

ارث جبری ہے کہ موت مورث پر ہر وارث خواہ مخواہ اپنے حصہ شرعی کا مالک ہوتا ہے مانگے خواہ نہ مانگے لے یا نہ لے دینے کا عرف ہو یا نہ ہو اگرچہ کتنی ہی مدت ترک کو گزرجائے۔ کتنے ہی اشتراک در اشتراک کی نوبت آئے اصلاً کوئی بات میراث ثابت کو ساقط نہ کرے گی نہ کوئی عرف فرائض اللہ کو تغیر کرسکتا ہے۔ یہاں تک کہ نہ مانگنا درکنار اگر وارث صراحۃً کہدے کہ میں نے اپنا حصہ چھوڑدیا جب بھی اس کی ملک زائل نہ ہوگی تو شاہ محمد علیسی کے ترکہ میں بشرط عدم مانع ارث و وارث آخر و تقدیم دین و وصیت ہر دختر سات سہام سے ایک سہم کی مالک ہوئی اور ہر دختر کے متروکہ سے بشرائط مذکورہ اگر لاولد تھی شوہر نصف ورنہ ربع کا جس کے ثبوت میں دو آیۂ قرآنیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین وقولہ تعالٰی ولکم نصف ماترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد فان کان لھن ولد فلکم الربع مما ترکن من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین کافی ہیں اشباہ

میں ہے لا یدخل فی ملک الانسان شیئ بغیر اختیارہ الا الارث اتفاقا الخ اسی میں ہے لو قال الوارث ترکت حقی لم یبطل حقہ اذ الملک لا یبطل بالترک غمز العیون میں ہے لو مات من ابنین فقال احدھما ترکت نصیبی من المیراث لم یبطل لانہ لازم لا یترک بالترک بل ان کان عینا فلا بد من التملیک و ان کان دینا فلا بد من الابراء الخ اشباہ میں ہے الحق لا یسقط بتقادم الزمان اسی میں ظہیریہ سے ہے التعامل بخلاف النص لا یعتبر و اللہ تعالٰی اعلم

سوال دوم

احمدی بی بی نے انتقال کیا ماں اور شوہر اور ایک بھائی اور دو بہنوں کو چھوڑا۔ چونکہ تقسیم ترکہ کا رواج نہ تھا اور نہ کسی نے اپنے حصہ کا اس وقت مطالبہ کیا اس وجہ سے احمدی بی بی کے زیورات اور برتن وغیرہ اسباب جہیز میں سے (جو کل شوہر کے قبضہ میں تھے) شوہر نے بہت کچھ اپنی دوسری منکوحہ کو پہنا کر سسرال سے میکے رخصت کر دیا اور برتن میں سے بھی کچھ اپنے عزیز کو بوقت ضرورت دیدیا۔ اور خود یعنی وہ شوہر بھی تھوڑے دنوں کے بعد انتقال کر گیا۔ اب یہاں چند باتیں دریافت طلب ہیں۔ ایک یہ کہ احمدی بی بی کے ترکہ میں سے شوہر کا کتنا حصہ تھا دوسرے جو زیور وغیرہ کہ شوہر نے اپنی پہلی بیوی مسماۃ احمدی کے ترکہ مشترکہ میں سے بلا اجازت دیگر ورثہ کے دوسری منکوحہ کو پہنا دیا وہ اس کا یعنی دوسری منکوحہ کا ہوا یا شوہر کے مرنے کے بعد پھر شوہر کی طرف عود کر آئیگا اور شوہر ہی کی ملک سمجھا جائے گا۔ تیسرے یہ کہ اب احمدی بی بی کے باقی ورثہ یعنی ماں بھائی وغیرہ اپنا حصہ لینے پر مستعد ہوتے ہیں تو اب ان ورثہ کا حق ان زیورات اور برتن وغیرہ میں بھی ہوتا ہے یا نہیں جو شوہر متوفی نے اپنی دوسری منکوحہ کو بلا اجازت پہنا دئے تھے اور عزیز کو دیدیئے تھے اگر ہوتا ہے تو یہ حق اب کس طرح لیا جائے آیا ان زیورات اور برتنوں کو دوسری منکوحہ اور عزیز سے واپس لے کر ہر شخص بقدر حصے کے تقسیم کرے یا ان زیورات وغیرہ دے دی ہوئی چیزوں سے دست بردار ہو کر شوہر متوفی کے علاقہ سے بقدر اپنے حصے کے نقد روپیہ وصول کریں۔ چوتھے اس کی تصریح فرمائیے کہ شوہر اپنی حین حیات میں جو زیورات اور کپڑے کہ اپنی زوجہ کو پہنا دتے یا پہننے کو دیدئے تو وہ زوجہ کا ہو جاتا ہے یا نہیں یعنی اگر شوہر مر جائے تو وہ زیورات اور کپڑے زوجہ سے واپس لیکر شامل ترکہ کریں گے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

بحال صحت و اختصاص وراثت و تقدیم دین و وصیت ترکۂ احمدی بی بی بارہ سہم پر منقسم ہو کر دو سہم مادر چھ شوہر دو برادر ایک ایک ہر خواہر کا ہوا۔ شوہر جو زیور اپنی عورت کو پہنائے اگر صراحۃً دلالۃً لفظاً عرفاً کسی طرح ثابت ہو کہ اس سے مقصود زوجہ کو مالک کر دینا ہے تو عورت بعد قبضہ مالک ہو جاتی ہے ورنہ نہیں یہی حال

ثیاب نفقہ کے سوا ان بھاری گرانبہا جوڑوں کا ہے جو شادی براتوں میں آنے جانے کیلئے تے ہیں عورت کا صرف انہا ہو نا دلیل ملک نہیں ہے کہ زن و شوہر اپنے باہمی انبساط کے باعث ایک دوسرے کے ملک سے تمتع کیا ہی کرتے ہیں۔

بحرالرائق وعقود الدریہ میں ہے لایکون استمتاعہا بمشریہ ورضاہ بذلک دلیلا علی انہ ملکہا ذلک کما تفہمہ النساء والعوام وقد افتیت بذلک مرارا۔ پس وہ زیور کہ شوہر احمدی بی بی نے اپنی زوجہ ثانیہ کو پہنایا اور وہ برتن کہ عزیز کو دئے اگر ان میں دلیل ہبہ وتملیک ثابت نہ ہو جب تو ظاہر ہے کہ وہ زوجہ ثانیہ وعزیز مذکور سے واپس لے کر وارثان شوہر وبقیہ ورثہ احمدی بی بی پر نصفا نصف منقسم ہوں گے۔ ہر چیز کا نصف کہ حق شوہر تھا زوجہ ثانیہ ودیگر ورثہ شوہر کو حسب فرائض پہنچے گا اور نصف باقی انھیں چھ سہام مذکورہ ہر مادر وبرادر وخواہران۔ احمدی بی بی کو اور اگر ثابت ہو کہ شوہر نے یہ زیور برتن زوجہ وعزیز کو ہبہ کردئے تھے تاہم وہ ہبہ ہر شی کے نصف میں کہ مملوک بقیہ ورثہ احمدی بی بی تھا بوجہ ناراضی مالکان باطل وبے اثر ہوا وہ ہر چیز کا نصف زوجہ وعزیز سے بٹوا سکتے ہیں باوصف بقائے عین متروکہ خواہی نخواہی اخذ قیمت پر مجبور نہ کئے جائیں گے کہ بوجہ عدم اذن نصف ان موہوب لہما کے ہاتھ میں بطور غصب تھا اور مغصوب جب تک بعینہٖ قائم ہو اس کا رد عین ہے نہ کہ ایجاب ضمان قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی الید ما اخذت حتی تودیہ رواہ احمد والاربعۃ والحاکم عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ بسند حسن ہاں نصف دیگر کہ حق شوہر تھا بوجہ ہبہ شوہر وقبضہ موہوب لہما واذا آنجا کہ زیور برتن دونوں ایسی چیز ہیں جن کا ایک ایک عدد جدا گانہ قابل تبعیض نہیں ولایضرہ الشیوع فیما یضرہ التبعیض لکونہ مما لایحتمل القسمۃ ولذا اجازہ ہبۃ درہم صحیح من رجلین علی الصحیح کما فی الخانیۃ وغیرہا وقال فی الحادی والثلثین من جامع الفصولین یقسم الشائع علی قسمین شائع یحتمل القسمۃ کنصف الدار ونصف البیت الکبیر وشائع لایحتملہا کنصف قن ورحی وحمام وثوب وبیت صغیر فالفاصل بینہما حرف واحد وھو ان القاضی لو اجبر احد الشریکین علی القسمۃ بطلب الاٰخر فھو من القسم الاول ولو لم یجبر فھو من الثانی اذ الجبر اٰیۃ القول اھ وفی القسمۃ الھندیۃ الاوانی المتخذۃ من اصل واحد کالاجانۃ والقمقمۃ والطست المتخذۃ من صفر مختلفۃ الجنس فلا یقسمہا القاضی جبرا کذا فی العنایۃ ویقسم تبر الفضۃ والذھب وما اشبہ ذلک مما لیس بمصوغ۔ زوجہ ثانیہ وعزیز مذکور کی ملک ہوگیا جن سے اب واپسی ممکن نہیں لمکان الزوجیۃ وموت الواھب وکلاھما یمنع الرجوع اس بیان سے تمام مراتب مسئولہ کا جواب واضح ہوگیا واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی حیات میں بحالت نفاذ تصرفات ایک دوکان اپنے نبیرہ کے نام اپنے روپئے سے خرید کردی اور اسے بولایت اس کے باپ

کے اس مکان پر قبضہ کرادیا اب زید نے انتقال کیا اس صورت میں وہ دو دکان حسب فرائض ورثہ زید پر منقسم ہوجائے گی یا صرف نبیرہ کو ملے گی بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں جب کہ زید نے وہ دو دکان اسی کے نام خریدی اور بولایت اس کے پدر کے اسے قابض کردیا تو وہ نبیرہ اس کا مالک ہوگیا اور وہ دکان متروکہ زید نہ قرار پائیگی کہ حسب فرائض اس کے ورثہ پر تقسیم ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی وارث چھوڑ کر انتقال کیا اور ہندہ نے اپنے پوتوں میں سے ایک پوتے کو جسے اپنا متبنیٰ کیا تھا نسبت اپنی جائداد کے وصیت کیا بعد انتقال ہندہ اس کے ورثہ مذکورین اور نبیرہ موصی لہ میں پنچایت ہوئی سرپنچ و پنچان مقبولہ فریقین نے فیصلہ کردیا کہ تین بسوہ جائداد ہندہ سے بابت وصیت نافذہ فی الثلث نبیرہ موصی لہ کو دیے اور باقی مال ورثہ پر تقسیم کردیا۔ اب پسر ہندہ نے انتقال کیا اس کے اور بیٹے اپنے بھائی پر دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ تین بسوہ حسب فرائض ہم پر منقسم ہوجائیں اس صورت میں حکم شرع کیا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں وہ تین بسوہ کہ نبیرہ موصی لہ نے بابت وصیت حسب فیصلہ پنچایت پائے ان کا مالک صرف یہی موصی لہ ہے۔ اس کے اور بھائیوں کا اس میں کچھ حق دعویٰ نہیں نہ وہ حسب فرائض ان پر تقسیم ہوسکیں کہ یہ ترکہ ان کے باپ کا نہیں بلکہ اسے مال جدہ سے از روئے وصیت پہونچے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ غلام محمد فوت ہوا۔ اس نے ایک زوجہ اور ایک پسر اور سہ دختران وارث اپنے چھوڑے ذی مہر قابض جائداد ہے۔ ترکہ مورث کا تقسیم نہیں ہونے دیتی اور کہتی ہے پانچ ہزار روپیہ دین مہر میرے کا بموجب وصیت مورث کے ادا کردو۔ بعد ادا کرنے دین مہر کے جائداد تقسیم کرلو۔ اس صورت میں ترکہ مورث کا بدوں ادائے دین مہر کے تقسیم ہوسکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

ادائے دیون تقسیم ترکہ پر مقدم ہے پس جب تک مہر اور دیگر دیون بھی اگر ہوں ادا نہ ہولیں تقسیم نہ کرنا چاہئے مگر ہاں تعین مقدار پنج ہزار روپیہ میں تفصیل ہے اگر یہ مقدار سوا اقرار مورث کے دوسرے طریقہ سے بھی ثابت ہے یا مورث کا وہ مرض جس میں اس نے انتقال کیا مرض موت یعنی ایسا مرض نہ تھا جس میں غالب ہلاک ہوتا یا اس کے سبب سے وہ صاحب فراش یا کارہائے بیرون خانہ سے عاجز ہوگیا ہو یا ورثہ نے بعد اقرار حیات

مورث میں خواہ اس کے بعد تصدیق اس مقدار کے کئے تھے گو اب مجیز نہ ہوں یا یہ مقدار مہر مثل زوجہ سے زائد نہیں تو ان سب صورتوں میں پورے پانچ ہزار دینا لازم ہیں ورنہ بقدر مہر مثل دلایا جائیگا اور قدر زائد میں اقرار مورث کا اعتبار نہ کیا جائیگا فی الہندیۃ اقر فی مرض موتہ بدین من مہر لامرأۃ یصدق الی تمام مہر مثلہا وتحاص غرماء الصحۃ کذا فی خزانۃ المفتیین ولو اقر لہا بزیادۃ علی مہر مثلہا فالزیادۃ باطلۃ کذا فی المبسوط۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ فوت ہوئی زید پسر عائشہ دختر خالد زوج وارث چھوڑے، زیور واسباب متروکہ ہندہ خالد اپنے تصرف میں لایا بعدہ خالد بھی فوت ہوا، فاطمہ زوجہ اور زید وعائشہ پسر ودختر وارث چھوڑے۔ مہر ہندہ کا ذمہ خالد ہے آیا زید وعائشہ کو ترکہ خالد سے مطالبہ اس زیور واسباب کا پہونچ سکتا ہے یا نہیں اور مہر ہندہ تقسیم ترکہ پر مقدم ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی زید وعائشہ کو مطالبہ اپنے سہام شرعیہ کا اس زیور واسباب کے متروکہ خالد سے پہنچتا ہے اور ان سہام اور نیز مہر ہندہ اور مہر فاطمہ بھی اگر ہو تقسیم ترکہ پر مقدم ہے۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حیات خاتون ایک دختر سارہ اور ایک شوہر امیر الدین وارث اپنے چھوڑ کر فوت ہوئی بعدہ شوہر کا زوجہ فتح خاتون اور مریم اور تین پسر علاء الدین بطن فتح خاتون سے اور حمید الدین، بشیر الدین بطن مریم سے اور تین دختر سارہ بطن حیات خاتون اور سکینہ وہندہ بطن مریم سے وارث اپنے چھوڑ کر مرگیا اور امیر الدین نے اپنی حیات میں بحالت نفاذ تصرفات ایک حصہ اپنی جائداد کا فتح خاتون اور علاء الدین کو دیکر الگ کردیا تھا اس صورت میں امیر الدین کو متروکہ حیات خاتون سے کیا ملے گا اور وہ ورثہ امیر الدین پر کیونکر تقسیم ہوگا اور فتح خاتون وعلاء الدین بھی ترکہ امیر الدین سے حصہ پائیں گے یا بسبب اس کے کہ وہ بقدر اپنے حصص کے حیات مورث میں لیکر جدا ہوگئے تھے نہ پائیں گے بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مستفسرہ میں برتقدیر صدق مستفتی اھ متروکہ حیات خاتون سے چہارم امیر الدین کو ملیگا اور وہ مثل اس کے اور متروکات کے بشرط عدم موانع ارث وعدم وارث آخر وتقدیم دیون ومہور زنان ووصایا ۱۴۴ سہام پر منقسم ہوکر ۹۔۹ سہام فتح خاتون ومریم اور ۲۸۔۲۸ علاء الدین وحمید الدین وبشیر الدین اور ۱۴۔۱۴ سارہ وسکینہ وہندہ کو ملیں گے اور امیر الدین کے فتح خاتون وعلاء الدین کو ایک پارہ جائداد دیکر الگ کردینا مانع ارث

نہیں مگر ہاں اگر یہ دینا بطریق تصالح وتخارج تھا یعنی امیر الدین نے وہ جائداد ان دونوں کو اس شرط سے دی تھی کہ یہیں تمہارے اس حصہ میں دیتا ہوں جو تمہیں بعد میرے پہنچے اب تمہیں میرے بعد میری جائداد میں استحقاق میراث نہیں اور انہوں نے اس معنی کو قبول کرلیا اور اس پر راضی ہوگئے تو اب انہیں دعوٰی نہیں پہنچتا کہ وہ اپنا حصہ برضائے خود پہلے ہی لے چکے صرح بذٰلک الشیخ العلامۃ عبد القادر فی الطبقات واللہ اعلم

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ زید فوت ہوا اور جائداد پر قبضہ چھوڑا اور دین مہر لہ صہ سار روپیہ چھوڑا کچھ جائداد وصی وارثوں نے اپنے قبضہ میں لے لی بقیہ جائداد مسماۃ نے یعنی زوجہ متوفی نے بہ مجبوری بہ خوف کمی قیمت تصفیہ دین مہر فروخت کرکر قرضہ شوہر ادا کیا اور آپ کچھ نہ لیا۔ اب ورثہ دعوٰی کرتے ہیں پس بلا ادائے مہر اور قرضہ یہ دعوٰی صحیح ہے یا نہیں اور شرعًا ایسی بیع درست ہے یا نہیں اور دعوٰی تقسیم بلا تصفیہ مہر ہوسکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

تقریر سوال سے ظاہر کہ دین ترکہ کو محیط تھا اور درصورت احاطہ دین ورثہ کے لئے ترکہ میں ملک ثابت نہیں ہوتی نہ بے فراغ ذمہ باداء یا ابراء باہم تقسیم کرسکیں فی الاشباہ والنظائر الدین المستغرق للترکۃ یمنع ملک الوارث قال فی جامع الفصولین من الفصل الثامن والعشرین لو استغرقتھا الدین لایملکھا بارث الا اذا ابرأ المیت غریمہ او اداہ وارثہ بشرط التبرع وقت الاداء الخ پس زوجہ زید نے کہ جائداد متروکہ بیچ کر زید کو بار دیون سے سبکدوش کیا اور ان قرض خواہوں میں ایک خود وہ تھی جس نے آپ کچھ نہ لیا اور باقی دائنوں نے جنھیں اختیار نقض بیع حاصل تھا ثمن مبیعہ سے اپنا اپنا قرض لیا اور بیع پر کچھ اعتراض نہ کیا تو اب ورثہ زید کہ بغرض تقسیم وتصرف بیجا بے قصد استخلاص ترکہ بادائے مہر ودیگر دیون دعوٰی کرتے ہیں یہ دعوٰی ان کا محض نامقبول اور شرعًا قابل سماعت سے معزول فی فتاوی الفاضل العلامۃ خیر الدین الرملی رحمۃ اللہ علیہ سئل فی رجل مات وعلیہ دین تباع بعض الورثۃ شیئا من عقارہ لافی وفاء دینہ ھل لبقیۃ ورثۃ نقضہ ام لا

اجاب: ان لم تکن الترکۃ مستغرقۃ بالدین لاینفذ بیعہ الا فی حصۃ فلبقیۃ الورثۃ نقضہ فی حصصھم وان کانت مستغرقۃ بہ لاینفذ بیعہ فی حصۃ ایضا ان کان بغیر اذن الغرماء او بغیر اذن القاضی فللغرماء نقضہ والحال ھذہ واللہ اعلم اھ واللہ تعالٰی اعلم۔

الجواب: زید وصغرٰی کو بے رضائے ارباب دیون بیع ترکہ کا اختیار نہیں اور اگر بیع کریں گے تو نافذ نہ ہوگی کہ دین ترکہ کو مستغرق ہے فی الاشباہ ولاینفذ بیع الوارث الترکۃ المستغرقۃ بالدین وانما

يبيعه القاضي قال الحموي قوله ولا ينفذ بيع الوارث الخ يعني ان بيعه موقوف على امضاء الغرماء قال في البزازية في السابع من كتاب الوصايا لا يملك الوارث بيع التركة المستغرقة بالدين المحيط الا برضاء الغرماء اھ اور کبری اگر اپنے مال سے ادائے دین چاہے تو زید و صغری کو اگرچہ غرمائے پر راضی ہوں بلکہ خود حاکم کو بیچنے سے روک سکتی ہے ورنہ مجرد منع اس کا کچھ بکار آمد نہ ہوگا کہ ورثہ کو بوجہ استغراق دین کوئی استحقاق ملکیت اس ترکہ میں نہیں قال الحموی قوله وانما يبيعه القاضي **اقول** ينبغي ان يكون البيع بحضرة الورثة لما لهم من حق امساكها وقضاء الدين من مالهم اھ ملخصا في الاشباه والدين المستغرق للتركة يمنع ملك الوارث واللہ تعالی اعلم

مسئلہ:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک زوجہ اور چند اولاد اور متروکہ میں جائداد چھوڑ کر انتقال کیا اس کا کفن و دفن اس کے مال سے کیا گیا اور اس کی عورت نے اس کی فاتحہ و درود سوم و چہلم وغیرہ میں بہت روپیہ اسکے مال سے اٹھایا، وہ دعوی کرتی ہے کہ میں نے ان امور میں تین سو روپئے اپنے مال سے اٹھائے ہیں انکے پانے کی مستحق ہوں۔ اس صورت میں یہ دعوی اس کا مسموع ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

دعوی اس کا باطل ہے اور امور مذکورہ اگرچہ اس نے اپنے روپئے سے کئے ہوں تبرع و احسان قرار پائیں گے اور ان کا صرف اس کے ترکہ سے واپس نہ ملیگا اور مال میت سے اٹھایا اسی قدر اس کے حصہ سے مجرا ہو جائے گا فی الطحطاوی التجهيز لا يدخل فيه السبح والصمدية والجمع والموائد لان ذلك ليس من الامور اللازمة فالفاعل لذلك ان كان من الورثة يحسب عليه من نصيبه ويكون متبرعا وكذا ان كان اجنبيا اھ ہاں اگر کفن و دفن بطریق سنت اس نے اپنے مال خاص سے کیا ہو تو بیشک بقدر قیمت کفن و خرچ قبر ترکہ سے واپس لے سکتی ہے فی الخانیه من باب الوصی بعض الورثة اذا قضی دین المیت او کفن المیت من مال نفسه لا یکون متطوعا وکان له الرجوع فی مال المیت والتركة اھ ملخصا واللہ تعالی اعلم

مسئلہ:- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید فوت ہوا اور اس نے زوجہ ہندہ کو بالعوض دین مہر کے اپنی جائداد پر قابض کرا دیا بعدہ منجملہ وارثان ایک وارث عمرو نے کل دین مہر زوجہ اپنے پاس سے ادا کر کے جائداد کو اس کے قبضہ سے مستخلص کرایا۔ اب سب وارثان اور زوجہ اپنے اپنے حصہ شرعی کے خواستگار ہیں اس صورت میں زوجہ اور جملہ وارثان کو بقدر حصہ رسدی دین مہر کے عمرو کو دینا چاہئے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب:- سائل مظہر کہ یہ قبضہ زوجہ کا بذریعہ ہبہ بالعوض نہ تھا بلکہ جائداد دین مہر میں صرف مکفول تھی۔ پس صورت مستفسرہ میں اگر عمرو نے دین مہر زوجہ اس شرط پر ادا کیا تھا کہ یہ میں اپنے پاس سے بطریق تبرع

دیتا ہوں اور ترکہ میت سے واپس نہ لوں گا تو ذمہ میت دین سے بری ہوا اور عمرو اس کا مطالبہ ترکہ میت خواہ ورثہ باقین سے نہیں کرسکتا اور جو یہ شرط نہ لگائی تھی تو اس قدر دین عمرو کا ذمہ میت عائد رہا تاوقتیکہ اس ترکہ مشترکہ سے ادا نہ کردیا جائے تقسیم نہ ہونے پائیگی، مگر یہ باقی ورثہ دین عمرو کو حصہ رسد اپنے پاس سے اپنے مال خاص سے ادا کردیں اگرچہ امر ان پر لازم نہیں کہ مدیون عمرو میت ہے نہ ورثہ یا دین مذکور ترکہ سے کم ہے اور اس جائداد کے سوا جس کی تقسیم مطلوب ہے اور مال بھی متوفی نے چھوڑا ہو جو ادائے دین مسطور کیلئے کفایت کرے تو اس صورت میں بھی اس قدر جائداد کی تقسیم جائز ہوگی اور دین عمرو مال باقی غیر مقسوم سے ادا کیا جائے گا۔
فی الاشباہ عن جامع الفصولین من الفصل الثامن والعشرین لو استغرقہا دین لا یملکہا بارث الا اذا ابرأ المیت غریمہ او اداہ وارثہ بشرط التبرع وقت الاداء اما لو اداہ من مال نفسہ مطلقا بلا شرط التبرع او الرجوع یجب لہ دین علی المیت فتصیر مشغولۃ بدینہ الخ وفیہ بعد اسطر للوارث استخلاص الترکۃ بقضاء الدین ولو مستغرقا اھ وفی العقود الدریۃ عن الفصول العمادیۃ فی الثامن والعشرین عن قسمۃ الھدایۃ ان القسمۃ مؤخرۃ عن قضاء الدین لحق المیت الا اذا بقی من الترکۃ ما بقی بالدین فاذا قسمت فجائز اھ ملتقطا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹۰: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید فوت ہوا اور ترکہ اس کا عوض دین مہر زوجہ ہندہ مکفول تھا۔ عمرو وارث نے نالش انفکاک رہن کرکے بادائے ایک سو ساٹھ روپیہ دین مہر کے دائر کرکے ڈگری حاصل کی اور کل دین مہر زوجہ ہندہ کو بلاتبرع ادا کردیا بعدہ ہندہ نے اپنا حصہ بدست مسماۃ حسینی [illegible] اپنی کے بیع کردیا اور حسینی بلاادائے دین کے ترکہ مورث تقسیم کردیا چاہتی ہے اس صورت میں بلاادائے دین مہر رسدی حسینی [illegible] اپنی ماں کا تقسیم پر اسی ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

جبکہ عمرو نے اپنے زرخاص سے دین مہر ہندہ بلاتبرع ادا کیا تو وہ ترکہ جس طرح پہلے دین ہندہ کیلئے محبوس تھا اب دین عمرو کیلئے محبوس ہوگیا کذلک فی الحموی ان الوارث لو لم یشترط التبرع لم تخلص الترکۃ من الدین لانہ صار محبوسا من حق الوارث حتی کہ جب تک دین عمرو متروکہ زید سے ادا نہ کیا جائے یا ورثہ اپنے مال خاص سے بطریق تبرع قضا نہ کردیں اس ترکہ میں کوئی تصرف ورثہ کا مثل بیع وہبہ وغیرہما کے بلااجازت عمرو مذہب راجح پر نافذ نہیں ہوسکتا فی الطحطاویۃ حکم ما فی الترکۃ قبل قضاء الدین کحکم المرھون بدین علی المیت فلا تنفذ تصرفات الورثۃ فیہا ھذا اذا کانت الترکۃ اقل من الدین او مساویۃ لہ واما اذا کان فیہا زیادۃ علیہ ففی نفوذ تصرفات الورثۃ وجہان احدھما النفوذ الی ان یبقی قدر الدین واظہرہما عدم النفوذ علی قیاس المرھون اھ پس اگر عمرو نے بیع ہندہ کو

اجازت نہ دی تو حسینی پر اختیار ہے چاہے اس وقت تک صبر کرے کہ ترکہ دین سے فارغ ہوجائے یا حکم شرع کی طرف رجوع کرکے بیع فسخ کرالے، کما ھو حکم المرھون المصرح بہ فی المتون رہی تقسیم ترکہ پس اگر اس ترکہ کے سوا زید متوفی کا اور کوئی مال ایسا ہے جو ادائے دین کیلئے وفا کرے یا ورثہ اس جائداد سے بقدر کفایت دین جدا کردیں تو باقی ماندہ کو باہم حسب فرائض تقسیم کرسکتے ہیں ورنہ جب تک ترکہ دین سے فارغ نہ ہوجائے خواہ بایں طور کہ اسی جائداد سے دیا جائے یا ورثہ اپنے پاس سے تبرعا دیں یا عمرو دین معاف کردے ہے اس کے تقسیم ترکہ سے ممنوع رہیں گے مافی القسمۃ الھندیۃ وغیرھا من کتب الفقہ، واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک گاؤں مادر زید کی زمینداری تھا وہ ایک پسر تین دختر چھوڑ کر فوت ہوئے۔ ایک دختر نے اپنا حصہ زید کو دیدیا باقی دختران کو زید نے دو حصہ بموجب شرع شریف گاؤں میں دیدیئے اس گاؤں میں چار قطعہ باغ زید نے اپنی ماں کی حیات میں اس کے رضامندی سے غرس کئے تھے۔ اب بعد فوت مادر ان باغوں میں بہنوں کا بھی کچھ حق ہے یا وہ صرف زید غارس کیلئے ہیں بینوا توجروا

الجواب

اگر زید نے تعین کی تھی کہ یہ باغ میں اپنے واسطے لگاتا ہوں یا اس کی والدہ نے اس سے کہا تھا کہ تو اپنے لئے باغ لگالے تو درختوں کا مالک زید ہی ہے نہ دیگر ورثہ اور اگر نہ اس نے اپنے لئے تعین کی نہ مورثہ کے کلام میں خاص اس کے لئے اجازت تھی بلکہ صرف باغ لگانے کی رضامندی ظاہر کی تو وہ باغ بھی مادر زید کی ملک ٹھہر کر اس کے سب وارثوں پر حسب فرائض منقسم ہوجائیں گے فی شتی الدر الختار عمر دار زوجتہ بمالہ باذنہا فالعمارۃ لہا والنفقۃ دین علیہا لصحۃ امرھا ولو عمر لنفسہ فالعمارۃ لہ اھ ملتقطاً۔ قال الشامی فلو باذنہا تکون عاریۃ ط اھ وفی وقف الاشباہ کل من بنی فی ارض غیرہ بامرہ فالبناء لمالکہا وقال الحموی قیل ھذا اذا اطلق او عینہ للمالک فلو عینہ لنفسہ فہو لہ ویکون مستعیر الارض لخروجہ بتعینہ فافہمہ اھ وفی متفرقات غصب الھندیۃ اذا غزلت المرأۃ قطن زوجہا فان اذن لہا بالغزل وقال اغزلیہ لنفسک قال الغزل لہا ولو قال لہا اغزلیہ ولم یذکر شیئا فان الغزل للزوج اھ بالالتقاط واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک زوجہ اور چار پسر دو نابالغ اور ایک دختر بالغہ چھوڑ کر انتقال کیا اور کچھ روپیہ زید کا لوگوں پر قرض اور کچھ نقد تھا اس میں نقد سے تین سو روپئے والدہ ودو برادران بالغ کی رضامندی سے دختر کی شادی اور کچھ روپئے زید کی فاتحہ و درود میں صرف ہوئے اور دو سو سے برادران بالغ نے بطور خود تجارت کی اور اس کے نفع کا قدرے روپیہ بھی فاتحہ زید میں اٹھایا۔ اس صورت

میں ترکہ زید مکان وقرض ونقد کیونکر تقسیم ہوگا اور صرف شادی وفاتحہ کس کس پر پڑیگا اور کل مصارف شادی یہ ورثہ اس دختر سے مجرا لے سکتے ہیں یا نہیں اور نفع تجارت کا صرف انھیں دو برادران کو استحقاق ہے یا کل وارث اس میں بھی شریک ہیں بینوا توجروا۔

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی وعدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وتقدیم امور مقدمہ علی المیراث کاداء المہر واجراء الوصیۃ کل متروکہ زید مکان وقرض ونقد بہتر[۲] سہام پر منقسم ہوکر نو[۹] سہام اس کی زوجہ اور چودہ چودہ ہر پسر اور سات دختر کو ملیں گے اور صرف فاتحہ کا خواہ ترکہ میں سے ہوا ہو یا جدا مال سے جس جس نے کیا انھیں کے ذمہ پڑیگا اور جسکی اجازت نہ تھی وہ اس سے بری رہے گا والمسئلۃ فی الفرائد من الحاشیۃ الطحطاویۃ علی الدر المختار علی الخصوص دونوں نابالغ کہ ان کے ذمہ تو ہرگز نہیں ہوسکتا اگرچہ انھوں نے اجازت بھی دیدی ہو وھذا اظاھر جلی اور بعینہٖ یہی حال صرف شادی کا ہے جس نے صرف کیا فقط وہی اس کا متحمل ہوگا اجازت نہ دینے والوں یا نابالغوں کو اس سے کچھ تعلق نہیں وہ اپنا حصہ متروکہ پدری سے پورا پورا پائیں گے اور صرف شادی کا مطالبہ صرف دختر سے نہیں ہوسکتا مگر جبکہ اس سے ٹھہرالیا ہو کہ ہم یہ سارا صرف تیرے حساب میں مجرا لیں گے وذلک لان ماکان فی امثال ذلک وما سبیلہ ھذا فاعلہ متبرع الا ان یشترط الرجوع کما اذا کفن الاجنبی المیت او قضی دین غیرہ بلا اذنہ والمسئلتان فی الدرالمختار والعقود الدریۃ اور مال ترکہ سے تجارت کہ بالغین برادروں نے بطور خود کی اس کے نفع کا صرف انھیں دونوں کو استحقاق ہے اور کوئی وارث اس میں شریک نہیں مگر ہاں اسقدر ضرور ہے کہ جو نفع حاصل ہوا وہ بقدر ان کے حصوں کے ان کے لئے طیب ہے باقی خبیث۔ انھیں چاہئے کہ اس قدر باقی ورثہ کو بحساب ان کے حصوں کو دیدیں یا خیرات کردیں اپنے صرف میں نہ لائیں۔ مثلاً فرض کیجئے کہ ۷۲ روپیہ نفع میں حاصل ہوئے تو اس میں ۱۴-۱۴ تو ان کے لئے پاک ہیں کہ بھائی کو معہ اور بہن ۷ ناپاک ان ۴۴ کو یا تصدق کردیں یا ان میں سے ۱۴-۱۴ دونوں برادران نابالغ کو دیدیں اور ۷ ہمشیرہ کو اور ۹ والدہ کو اور یہی صورت بہتر ہے فی العقود الدریۃ نقل المؤلف عن الفتاوی السراجیۃ سئل عن مال مشترک بین ایتام والام استربحہ الوصی للایتام ھل تستحق الام ربح نصیبہا اولا اجاب لا تستحق الام شیئا مما استربحہ الوصی لوجہ شری لغیرہا کاحد الشریکین اذا استربح من مال مشترک لنفسہ فقط یکون لہ ربح نصیبہا لسبا خبیثا ومثلہ سبیلہ التصدق علی الفقراء اھ اقول ایضا یظہر من ھذا وما قبلہ حکم ما لوکان المباشر للعمل والسعی بعض الورثۃ بلا وصایۃ او وکالۃ من الباقین انتہی ما فی العقود قلت وامام ذکرنا من ان الاولی الدفع لاصحاب الحصص فلما تقرر فی کلمات العلماء ان کان خبیثا مثل ھذا

فسبیلہ التصدق وان مات علی المالک فہمن اولی بالطیب لہ لکونہ ماجز ملکہ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

الجواب

حق میراث حکم شرع ہے کہ رب العٰلمین تبارک وتعالٰی نے مقرر فرمایا کسی کے ساقط کرنے سے ساقط نہیں ہوسکتا قال علمائنا کما فی الاشباہ وغیرہا الارث جبری لایسقط بالاسقاط اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ بیٹا مثلاً اپنے باپ کا اس لئے وارث ہوتا ہے کہ یہ اس کا بیٹا ہے تو جس طرح یہ اپنے بیٹے ہونے کو نہیں مٹا سکتا یونہیں اپنے حق میراث کو نہیں ساقط کرسکتا پس امداد حسن خاں کا ترکہ متوفی سے دست بردار ہونا ہرگز معتبر نہیں اور وہ اس وجہ سے زنہار کالعدم نہیں ہوسکتا اگر لاکھ بار دست برداری کرلے شرع تسلیم نہ فرمائیگی اور اسے اس کے حصہ کا مالک ٹھہرائیگی ہاں اگر اسے لینا منظور نہیں تو یوں کرے کہ لیکر اپنی بہن خواہ بھاوج خواہ جسے چاہے ہبہ کامل کردے اور جو مال قابل تسلیم ہوا سے منقسم کرکے قبضہ دلادے اس وقت البتہ اس کا حق منتقل ہوجائیگا ورنہ مجرد دست برداری کچھ بکار آمد نہیں پس کل ترکہ خورشید حسن خاں منقولہ وغیر منقولہ برتقدیر صدق مستفتی وعدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وتقدیم امور مقدمہ علی المیراث کاداء المہر واجراء الوصیۃ چار سہام پر منقسم ہوکر ایک وجیہ النساء اور دو امداد حسن خاں اور ایک تمیز بیگم کو ملے گا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی زوجہ کا کچھ زیور کہ وہ اپنے جہیز میں لائی تھی باجازت اس کے خاص اپنے قرض کے عوض دائن کے پاس رہن رکھا اور اس کے سوا اور قرضہ بھی زید پر تھا اور ایک زوجہ زید کی اس کے سامنے مرگئی بعدہ زید نے زوجہ ثانیہ اور ماں اور تین بیٹیاں ایک بطن زوجہ اولٰی اور دو بطن ثانیہ سے اور ایک بھائی اور دو بہنیں وارث چھوڑ کر انتقال کیا زوجہ ثانیہ نے بعد وفات زید زیور مرہون اپنا بالعوض اس قرضہ کے جس میں زیور رہن تھا مرتہن کو دے دیا اور اس قدر روپیہ ترکہ شوہر سے لیا چاہتی ہے۔ اس صورت میں وہ روپیہ زوجہ ثانیہ کو دلایا جائیگا یا نہیں اور تقسیم ترکہ کس حساب سے ہوگی اور زوجہ اولٰی کہ زید سے پہلے مرگئی مستحق حصہ پانے کی ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

صورت مستفسرہ میں اگر ورثہ میت نابالغین ہوں تو اس کا وصی اور وصی نہ ہو تو حاکم کوئی وصی نصب کرے کہ وہ شیئ مرہون کو بیع کرکے دین مرتہن ادا کرے درمختار ص ۶۲۲ اور جو کبار ہوں تو وہ خود چھڑالیں ص ۰ اگر ترکہ دین مرتہن ومہر زوجات ودیگر دیون کو وفا کرے تو پہلے دین مرتہن ادا کیا جائے بعدہ اگر باقی بچے تو دیگر دیون حصہ رسد اگر سب دین صحت یا دین مرض ہوں ورنہ دین صحت مقدم ہوگا۔ فرائض۔ بعدہ اگر کچھ باقی ہے تو

اس کے ثلث سے اور ورثہ زیادہ کی اجازت دیں تو زیادہ سے وصایا اس کے اگر ہوں تو نافذ کیجائیں پھر مابقی برتقدیر صدق مستفتی وعدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین ترکہ زید متوفی کا دو سو اٹھاسی ۲۸۸ سہام پر منقسم ہوکر ۳۶ سہام زوجہ اولیٰ ۸۴ ماں پائیں گی اور ۴۲، ۴۲ ہر سہ دختران کو ملیں گے اور ۶ بھائی اور ۳۔۳ دونوں بہنیں پائیں گی واللہ تعالیٰ اعلم۔

صورت مستفسرہ میں جب وہ زیور خاص ملک زوجہ ثانیہ تھا اور زید نے اس کی اجازت سے اپنے قرض کے عوض رہن رکھا اور اس کے بعد وفات زوجہ نے وہ قرضہ ادا کردیا تو بلاشبہہ اس قدر روپیہ ترکہ زید سے واپس پائیگی
فی تنویر الابصار ولو امسکہ المعیر اجبر المرتہن علی الفتوی ثم یرجع المعیر علی الراہین بما ادی اھ
اسی طرح وہ قرضہ دوسروں کا جو ذمہ زید ہے اور دونوں زوجہ کا مہر اگر باقی ہو الخ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بازاری عورت کے بلا نکاح ایک لڑکا زید اور ۳ لڑکیاں لیلیٰ، سلمیٰ، عذرا پیدا ہوئیں وہ عورت مرگئی اور اس کا بیٹا زید ایک بیٹا عمرو چھوڑ کر مرا اور لیلیٰ سلمیٰ نے نکاح کرلئے اب لیلیٰ نے بھی سلمیٰ، عذرا دو بہنیں اور عمرو بھتیجا اور ایک شوہر چھوڑ کر انتقال کیا۔ اس صورت میں ترکہ لیلیٰ کا کیونکر منقسم ہوگا اور عذرا کہ ہنوز اسی پیشہ پر ہے مستحق ارث ہوگی یا نہیں۔

الجواب

بازاری عورت جو اپنے پیشہ پر رہے اور ایک شخص کے ساتھ بطور زنان منکوحہ بند ہوکر خانہ نشینی اختیار نہ کرے اسے صرف تعلق [illegible] کے سبب منکوحہ نہیں ٹھہرا سکتے تاوقتیکہ حجت شرعیہ سے ثبوت نکاح نہ ہو اور جو اولاد بے نکاح پیدا ہو اس کا نسب صرف ماں سے ثابت ہوتا ہے نہ باپ سے اگرچہ اس کے نطفہ سے ہونا متعین ہو اور وہ اس خیال سے اس کی طرف نسبت بھی کئے جائیں قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الولد للفراش وللعاھر الحجر تو وہ چاروں صرف ماں کے جانب سے بہن بھائی ہوتے اور اسی جہت سے وراثت پاسکتے ہیں فی الدر المختار یرث ولد الزنی واللعان بجھۃ الام فقط لما قدمناہ فی العصبات انہ لا اب لھما اور عذرا کا پیشہ فسق وفجور میں ہونا مانع ارث نہیں کہ وہ گناہ ہے نہ کفر پس صورت مستفسرہ میں برتقدیر صدق مستفتی وعدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وتقدیم ما تقدم کالدین والوصیۃ ترکہ لیلیٰ کا چار سہام پر منقسم ہوکر دو سہام شوہر اور ایک ایک سلمیٰ وعذرا کو ملیگا وذلک لانھما شریکتا ثلث والزوج النصف بقی السدس یرد علیھما فتعول من ستۃ الی اربعۃ اور عمرو کہ لیلیٰ کا بھتیجا ہے بہنوں کے ہوتے کچھ نہ پائے گا فانہ ابن اخ لام فکان من ذوی الارحام کما فی تنویر الابصار وغیرھا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میر محسن نے ایک مکان زنانہ اور ایک نشستگاہ مردانی اور اس کے متصل ایک قطعہ زمین افتادہ چھوڑ کر انتقال کیا بعد ان کے سوا میر انفع علی پسر اور میر جمال علی و حسن شاہ پسران میر اقنع علی برادر حقیقی میر انفع علی جو اپنے والد میر محسن کے سامنے قضا کرچکے تھے اور کوئی باقی نہ رہا۔ خود دونوں نبیرے اپنے چچا کے سامنے محروم تھے مگر میر انفع علی نے براہ محبت انکا محروم نہ کرنا چاہا اور ایک اقرار نامہ اس مضمون کا لکھ دیا کہ میں اپنے دونوں بھتیجوں کو بھی وارث کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کل جائداد ان دونوں اور میرے پسر عون علی کے ہے مکان زنانہ اپنے سامنے تین حصہ پر جدا جدا تقسیم کرکے ایک مکان پر میر جمال علی اور ایک پر میر حسن شاہ اور ایک پر اپنے پسر میر عون علی کو قابض کردیا مگر مکان نشست منقسم نہ ہوا اور اس میں میر انفع علی وغیرہ یہ چاروں بیٹھا اٹھا کرتے تھے۔ اسی طرح وہ زمین افتادہ بھی منقسم نہ ہوئی مگر میر انفع علی نے تحریر کل جائداد کے نسبت کی تھی جسمیں وہ زمین و نشستگاہ بھی داخل تھی۔ اب بعد انتقال میر جمال علی میر حسن رضا و میر مولائی دو پسر اور بعد انتقال میر حسن شاہ، میر عابد علی و میر باقر علی دو پسر اور زبیدۃ النساء دختر وارث ہوئے اور میر انفع علی کا سوا میر عون علی کے کوئی وارث نہ تھا جس کے انتقال کے بعد صرف میر فیض علی پسر اس کے وارث ہوئے میر فیض علی نے اپنا کل حق حقوق میر حسن رضا و میر مولائی کے ہاتھ بیع کردیا۔ اب ان بائع و مشتریان نے بھی وفات پائی میر عابد علی و میر باقر علی پسران میر جمال علی دعوٰی کرتے ہیں کہ میر فیض علی سوا مکان اندرونی موسومہ بنام میر عون علی کے مکان نشست گاہ و زمین افتادہ میں کچھ حق نہ تھا۔ لہٰذا وہ اس بیع میں داخل نہیں ہوسکتا آیا یہ دعوٰی انکا شرعًا صحیح ہے یا نہیں اور زبیدۃ النساء کو متروکہ میر جمال علی سے کچھ پہونچتا ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

جب کہ بعد انتقال میر محسن کے شرعًا میر انفع علی کے سوا ان کا کوئی وارث نہ تھا اور میر جمال علی و میر حسن شاہ ان کے سامنے محجوب الارث تھے تو غیر وارث کو وارث کرنا کسی کے اختیار میں نہیں تنہا میر انفع علی اس کل جائداد کے مالک ہوئے اور ان کی یہ خواہش کہ میں اپنے ان دونوں بھتیجوں کو بھی وارث کیا چاہتا ہوں زبانی خواہ تحریری ہرگز شرعًا قابل قبول نہیں ہوسکتی کہ توریث رب العٰلمین جل جلالہ کے حکم سے ہے نہ زید و عمرو کے زبان میں۔ غایت یہ کہ اگر الفاظ اس اقرار نامہ کے صالح ہبہ ہوں یا زبانی میر انفع علی سے الفاظ ہبہ صادر ہوئے ہوں تو یہ تینوں بھائی یعنی عون علی و میر جمال علی و میر حسن شاہ اس کل جائداد کے موہوب لہ قرار پائیں گے مگر مکان اندرونی جسے میر انفع علی نے اپنی زندگی میں جدا جدا تین حصہ پر تقسیم کرکے ہر شخص کو ایک مکان علیحدہ پر قابض کرایا تو وہاں تو ہبہ واقعی صحیح و نافذ و تام ہے اور وہ تینوں حصے ان تینوں کا شرعًا مملوک ہوگئے لیکن مکان بیرونی و زمین افتادہ میں کہ اگرچہ ہزار بار ہبہ زبانی خواہ تحریری مانا جائے شرعًا مورث ملک نہیں ہوسکتا کہ تا وقت انتقال میر انفع علی کے وہ دونوں غیر منقسم تھے اور میر انفع علی نے اپنا تعلق و تصرف و نشست و برخاست حسب دستور قدیم کبھی نہ اٹھا دیا تھا پس تا دم انتقال میر انفع علی کے موہوب لہم

کا قبضہ نہ پایا گیا اور ایسا ہبہ بعد انتقال واہب باطل ہو جاتا ہے فی الدر المختار

اب کہ ہبہ باطل قرار پایا تو اس مکان بیرونی میں افتادہ کا شرعًا کوئی مالک سوا میر عون علی کے نہ ہوا اور میر جمال علی و میر حسن شاہ کا ہرگز ان میں کچھ حق نہ تھا بعد انتقال میر عون علی کے میر فیض علی ان دونوں قطعوں اور ایک مکان اندرونی کے بلا شرکت غیرے مالک ہوئے اور یہ سب مکانات بذریعہ بیع میر حسن رضا اور میر مولائی کی طرف بالمناصفہ منتقل ہو گئے میر عابد علی و میر باقر علی کا حق شرعی سوا اس دو ثلث مکان اندرونی کے جو میر انفع علی اپنی حیات میں ان کے مورث میر جمال علی کو دیکر قابض کرا دیا تھا ہرگز نہیں اور اس میں بھی بر تقدیر صدق مستفتی و عدم موانع ارث و انحصار ورثہ فی المذکورین و تقدیم ما یقدم کالدین والوصیۃ پانچواں حصہ ان کی بہن زبیدۃ النساء کا ہے یہ ہے حکم شرعی اور اس کے خلاف جو کچھ ہو باطل محض و اللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۹: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیخ رحم علی و شیخ سعادت و شیخ احمد تین بھائی تھے انہوں نے اپنے روپئے سے ایک جائداد پیدا کی ان تینوں کے زندگی تک مشترک رہے اور خورد و نوش سب کا یکجا تھا پس ازاں شیخ رحم علی کا انتقال ہوا اور ان کے اولیاء زوجہ اور بچن پسر اور بجو نجو بلاقن تین دختر وارث چھوڑا ان میں سے بجو نے ماں اولیاء اور شوہر محب اللہ اور ابن سعد اللہ اور بنت عمدہ پھر نجو نے ماں اولیاء اور دو پسر وزیر مسیت اور دو دختر امیرن فقیرن پھر اولیاء نے بچن و بلاقن پسر و دختر چھوڑ کر انتقال کیا بعد وفات شیخ رحم علی کے وہ جائداد مشترکہ و غیر منقسمہ سعادت و احمد کے پاس رہا، شیخ سعادت نے زوجہ عظیمہ اور چار ابن عبداللہ رحمن ننھے مہدی حسین چار بنت ورثہ چھوڑ کر وفات پائی اور جائداد سب شیخ احمد کے ہاتھ میں رہی کہ قادر بخش و جمن دو پسران کے وارث رہے انہیں پہلے جمن زوجہ اس بلاقن زندہ جو قادر بخش سے کچھ روپیہ لے کر ترکہ سے برضائے خود علیحدہ ہو گیا۔ چھوڑ کر انتقال کیا پسر قادر بخش نے کہ بعد مرنے اپنے باپ اور بھائی کے تمام جائداد پر قابض تھا۔ دو زوجہ مجوبنی اور ایک دختر نیازن اور پانچ بھائی چچازاد بچن عباد اللہ، رحمن، ننھے، مہدی حسین ورثہ چھوڑ کر وفات پائی اور اپنے مرض موت میں کل مال کے نسبت اپنی دختر و زوجین کے لئے وصیت کر گیا کہ مالک اس جائداد کے بعد میرے وہ ہیں اور پانچوں بھائی اس کے یہ وصیت گوارہ نہیں کرتے اس صورت میں وہ متروکہ کس حساب سے منقسم ہوگا اور یہ وصیت قادر بخش کی صحیح و نافذ رہے گی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: صورت مسئولہ میں مالک اس جائداد کے رحم علی و سعادت و احمد تینوں کے ورثہ ہیں صرف قادر بخش مالک نہ تھا کہ اسے کل جائداد کے وصیت کرنے کا اختیار ہوتا اور ایک حصہ ایک جائداد کا اس کے پاس رہنے سے حق دیگر ورثہ کا باطل نہیں ہوتا رہا حصہ اس کا اس میں وصیت نافذ ہو جاتی اگر پانچوں چچازاد بھائی اس کی اجازت دیتے

اب کہ وہ اسے گوارہ نہیں کرتے تو وہ بھی غیر نافذ ہوئی پس کل جائداد کو بوجہ اس کے کہ اصل مورثان اعلٰی تا حیات خود اس میں شریک رہے اور ایک دوسرے کے مال میں باہم تمیز نہ تھی اور خورد ونوش سب کا یکجا تھا برابر تین حصے کئے جائیں گے اور ہر مورث کا حصہ اس کے وارث پر بر تقدیر صدق مستفتی وعدم موانع ارث، وانحصار ورثہ فی المذکورین وصحت ترتیب اموات وتقدیم امور مقدمہ چوں ادائے مہور زوجات وقضائے دیون اس طریق سے منقسم ہوجائیگا۔

(تقسیم ترکہ رحم علی)

مسئلہ ۴۰ مضروبہ ۳۶ ۱۴۴۰ — رحم علی

زوجہ اولیا	ابن پچن	بنت بلاقن	بنت بجو	بنت نجو
۵/۱۸۰	۱۴/۵۰۴	۷/۲۵۲	۷	۷/۲۵۲

مسئلہ ۳۶ — بجو — بینھا تباین — مص ۱/۷

ام اولیا	زوج محب اللہ	ابن سعد اللہ	بنت عمدہ
۶/۴۲	۶/۴۳	۱۴/۹۸	۷/۴۹

مسئلہ ۳۶ — نجو — فاستقامت — مص ۲۵۲

ام اولیا	ابن مسیت	ابن وزیر	بنت امیرن	بنت فقیرن
۶/۴۲	۱۰/۷۰	۱۰/۷۰	۵/۳۵	۵/۳۵

مسئلہ ۳ — اولیا — فاستقامت — مص ۲۶۴

ابن پچن	بنت بلاقن
۲/۱۷۶	۱/۸۸

المبلغ ۱۴۴۰

الاحیاء

بچن	بلاقن	محب اللہ	سعد اللہ	عمدہ	سیت	وزیر	امیرن	فقیرن
۶۸۰	۲۴۰	۶۳	۹۸	۴۹	۷۰	۷۰	۳۵	۳۵

تقسیم ترکۂ سعادت

مسئلہ ۹۶ سعادت

زوجہ عظیمن	ابن عباد اللہ	ابن جمن	ابن تنھے	ابن مہدی حسین	بنت	بنت	بنت	بنت
۱۲	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷	۷

تقسیم ترکۂ شیخ احمد

سوا اس مال کے جو اس کے پسر قادر بخش نے بلاقن و بدہ ہر دو زوجہ من کو دے کر بتراضی انہیں کو ترکہ سے خارج کر دیا اس طور پر

مسئلہ ۲ مضروبہ ۸۰ تا ۸۰ شیخ احمد

ابن من	ابن قادر بخش
	۱

کان لم یکن لانہ علم برئتہ الا الاخ والزوجان ثم ان الزوجین قد یصالحتا علی شیئ معلوم وتخارجتا من الترکۃ فلم یملک الباقی الا اخاہ قادر بخش

مسئلہ ۸۰ قادر بخش مصـ ۱

زوجہ بچو	زوجہ بنی	بنت نیازن	ابن العم بچن	ابن العم عباد اللہ	ابن العم جمن
۵	۵	۴۰	۶	۶	۶

ابن العم تنھے	ابن العم مہدی حسین
۶	۶

المبـــــــــ۸۰ــــــــلغ

الاحیـــــــــــــــــــــاء

بجو ، بنی ، تیازن ، بچن ، عباداللہ ، جمن ، ننھے ، مہدی حسین

۵ ۸ ۳۰ ۳ ۴ ۴ ۴ ۴

واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم

مسئلہ از ڈونگر گڑھ ضلع رائے پور سنٹرل پروانس مسئلہ شیخ حسن الدین احمد صاحب ۱۱ شعبان ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یہاں ایک صاحب محمد عبدالکریم خاں ڈاکٹر نہایت عابد متقی لاولد ہیں جائداد بہت ہے۔ خاص ان کی ذاتی پیدا کی ہوئی ہے موروثی نہیں اپنے والد کی جائداد میں سے ایک حبہ نہ لیا کل جائداد پدران کے علاتی بھائی قابض ہوگئے۔ ڈاکٹر صاحب کے کوئی بھائی بہن حقیقی نہیں ان کی خواہش ہے کہ کل جائداد اپنے ماموں زاد بھائی کے نام کرکے مکہ معظمہ چلا جاؤں مگر یہاں کے دیوان جو اہل اسلام ہیں فرماتے ہیں کہ اس تحریر سے کچھ نہ ہوگا اس کے حقدار علاتی بھائی بھی ہوں گے لہٰذا ڈاکٹر صاحب فتوٰی چاہتے ہیں بینوا توجروا

الجواب

اگر بذریعہ بیع صحیح یا ہبہ مع القبض اپنی تمام جائداد اپنے بھائی ماموں زاد کو دیدینگے وہ مالک مستقل ہو جائیگا علاتی بھائیوں کا کوئی استحقاق نہ ہوگا مگر یہ فعل اگر بلا وجہ شرعی برادران علاتی کو اپنے ترکہ سے محروم کرنے کی غرض سے ہوگا تو گناہ ہوگا حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من فر من میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ جو اپنے وارث کی میراث سے بھاگے اللہ تعالٰی روز قیامت اسکی میراث جنت سے قطع فرمادیگا ہاں اگر وہ لوگ فساق فجار ہوں کہ جائداد کو معاصی آلہی میں صرف کرینگے اور ماموں زاد بھائی ایسا نہیں تو جائز بلکہ بہتر ہے فی وجیز الامام الکردری ان اراد ان یصرف مالہ الی الخیر وابنہ فاسق فالصرف الی الخیر افضل من ترکہ لانہ اعانۃ علی المعصیۃ یوہیں اگر اپنے مال کا ثلث ماموں زاد بھائی کو لکھدیں تو کسی حال میں کچھ مضائقہ نہیں ترکہ پدری سے جو حصہ انکا تھا یہ اگر نقل صحیح شرعی مثل بیع یا بعد تقسیم

ہبہ مع القبض کے ذریعہ سے برادران علاتی کو نہیں دیدیا ہے تو وہ بدستور ان کی ملک پر باقی ہے مطالبہ نکرنے یا یوہیں چھوڑ دینے سے ان کی ملک سے خارج نہ ہوا دو ثلث جو برادران علاتی کیلئے باقی چھوڑیں ان میں وہ حصہ بھی محسوب کرسکتے ہیں مثلاً انکا وہ حصہ جو ان کے قبضہ میں ہے اگر دو ہزار کا ہے اور اسکے علاوہ جائداد پیدا کردہ ہزار روپئے کی ہے تو یہ کل جائداد جدید ماموں زاد بھائی کو دے سکتے ہیں کہ دو ثلث انکے پاس خود موجود ہے اور یہ نئی جائداد چار ہزار کی ہے تو اسمیں سے نصف ماموں زاد بھائی کو دیدیں کہ نصف یہ اور وہ حصہ ملکر دو ثلث ہوجائیں وعلی هذا القیاس واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

مسئلہ ما کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ ہندہ فوت ہوئی اور تین شخص قرابتی اسکے باقی رہے جسمیں ایک حقیقی چچا زاد بہن اور ایک بھائی ماموں زاد اور ایک بہن ماموزاد ہے پس ان تینوں میں ترکہ کسطرح پر تقسیم ہوگا بینوا توجروا

الجواب

برتقدیر عدم موانع ارث و وارث دیگر و تقدیم دین و وصیت ترکہ ہندہ کا نو سہام پر منقسم ہوکر چھ سہم چچا زاد بہن اور دو ماموں زاد بھائی اور ایک ماموں زاد بہن کو ملیگا فی الشریفیۃ ان استووا فی القرب ولکن اختلف قرابتھم بان کان بعضھم من جانب الاب وبعضھم من جانب الام فلا اعتبار ھھنا لقوۃ القرابۃ ولا لولد العصبۃ فی ظاھر الروایۃ فبنت العم لیست اولی من بنت الخال لعدم اعتبار کون بنت العم ولد العصبۃ لکن الثلثین ممن یدلی لقرابۃ الاب والثلث لمن یدلی لقرابۃ الام اھ مختصرا

مسئلہ ۱۹ / محرم الحرام سنہ ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسمی ننھے فوت ہوا ایک زوجہ ایک بیٹا ایک بیٹی ایک بھائی حقیقی وارث چھوڑے ننھے کی بی بی مہر معاف کرچکی ہے اور اپنا نکاح ثانی کیا چاہتی ہے اور بچوں کو کہ ابھی نابالغ ہیں چھوڑے دیتی ہے پس ترکہ ننھے کا ان وارثوں کو کسقدر پہونچیگا اور حق ولایت بچوں کا کسکو پہونچتا ہے بینوا توجروا

الجواب

بیان سائل سے واضح ہوا کہ لڑکا آٹھ برس کا اور لڑکی چار برس کی ہے اور ننھے کا بھائی جوان ہے اور ان بچوں کی نانی بیوہ زندہ ہے اور عورت ایسے شخص سے نکاح کیا چاہتی ہے جو ان بچوں کا محرم

نہیں پس صورت مستفسرہ میں لڑکا تو ابھی سے اپنے چچا کے پاس رہیگا اور لڑکی اپنی ماں کے پاس نو برس کی عمر تک رہے گی اگر وہ عورت ایسے شخص سے نکاح نکرے اور اگر نکاح کریگی تو لڑکی انی عمر تک اپنی نانی کے پاس رہے گی اُسکے بعد چچا کی سپردگی میں دی جائیگی اور ترکہ شیخے کا بتقدیم تقدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وتقدیم مہر ودیگر دیون ووصایا چوبیس ۲۴ سہام پر تقسیم ہوکر تین سہم زوجہ اور چودہ ۱۴ سہم پسر اور سات دختر کو ملیں گے اور بھائی کچھ نہ پائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ مرسلہ بولاقی خاں بریلی

جناب مولوی صاحب سلامت بعد آداب گذارش ہے کہ ایک ہمشیرہ اور تین ہم بھائی ہیں جناب والد صاحب نے ایک عرصہ سے سب کام چھوڑ دیا تھا جو مجھ کو میسر آتا تھا حاضر لاتا تھا ایک ہمشیرہ میری نابالغ تھی اُسکو میں نے اپنی محنت سے پرورش کر کے شادی کردی اور دونوں بھائی چھوٹے انکو بھی پرورش کیا اور بھائیوں کی بھی شادی کردی اب جو جائداد والد کے وقت کی ہے وہ طلب کرتے ہیں واجب ہے یا نہیں۔ اور بعد گذرنے والد کے اور والدہ کے دونوں کو میں نے دفن کیا اور کوئی پیسہ انکا خرچ نہیں ہوا اور قریب دو سو روپئے کے والد پر قرض تھے وہ بھی میں نے دیئے اور بھائی بہن خود تسلیم کرتے ہیں لہذا آپکو تکلیف دیتا ہوں کہ شرعاً کس کو حق پہونچتا ہے۔

الجواب

سائل نے بیان کیا کہ اسکے باپ نے ماں سے پہلے انتقال کیا ماں نے مہر معاف کردیا تھا دونوں کے وارث یہی تین بیٹے ایک بیٹی رہے۔ اس صورت میں سائل نے جو کچھ اپنے ماں باپ کی خدمت میں صرف کیا وہ کسی سے نہ پائیگا جو اپنے بہن بھائیوں کی پرورش وشادی میں اٹھایا وہ کسی سے نہ ملیگا ہاں جو کچھ باپ کا قرضہ ادا کرنے اور بقدر سنت باپ کے کفن دفن میں اوٹھایا وہ باپ کے مال پر اسکا قرض ہے پہلے یہ قرضہ اور جو قرضہ اس کے باپ کے ذمہ ہوا ادا کرکے باقی تہائی سے اگر باپ نے کچھ وصیت کسی کے لئے کی ہو نافذ کرکے باقی کے آٹھ حصے کریں ایک حصہ ماں اور دو ۲ دو ۲ ہر بیٹے اور ایک بیٹی کو۔ اب یہ ایک حصہ جو انکی ماں کو پہنچا سائل بیان کرتا ہے کہ اسکے سوا ماں کا کچھ اور ترکہ نہیں اسمیں سے جو کچھ سائل نے ماں کے کفن دفن بقدر مسنون میں اوٹھایا وہ اور جو قرضہ اوسکی ماں پر ادا کریں اگر کچھ نہ بچے تو ماں کے اس حصہ میں سے دوسرے

وارثوں کو کچھ نہ ملے اور اگر کچھ باقی رہے تو اسکی تہائی سے ماں کی وصیت اگر اس نے نافذ کی ہو ادا کر کے باقی کے چھ حصے کریں ہر بیٹے کو دو بیٹی کو ایک واللہ اعلم فقط

مسئلہ از بیجناتھ بازار رائے پور ملک متوسط مرسلہ شیخ اکبر حسین صاحب متولی مسجد و دبیر انجمن نعمانیہ ۷ / جمادی الاولی ۱۳۳۱ھ رفیق النساء بیگم کے شوہر یعقوب علی مرحوم کی جائداد وقت مرنے کے اسقدر تھی جو فیض النساء بیگم کے مہر کو اکتفا کرتی اسلئے فیض النساء بیگم کل جائداد پر بعوض اپنے دین مہر کے قابض ہوئی فرمائیے کہ یعقوب علی مرحوم کی پہلی بیوی کی اولاد کو اپنی ماں متوفیہ کے مہر میں اس جائداد سے بحصہ رسدی حق مل سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

جبکہ دوسری عورت کا بھی کچھ مہر ذمہ شوہر باقی ہے تو نہ ایک عورت کل ترکہ سے اپنا ہی دین پانے کی مستحق ہو سکتی ہے اگرچہ تنہا اسی کا مہر مقدار ترکہ سے زائد ہو بلکہ دونوں عورتوں کا بقدر واجب الاداء مہر اور ان کے سوا اور جو دین ذمہ مورث ہوں سب حصہ رسد متروکہ سے ادا کیے جائینگے نہ عورت بطور خود اپنے مہر کے بدلے جائداد پر قابض ہو سکتی ہے بلکہ جائداد بیچکر مہر ادا کیا جائے گا فان حقہا فی المالیۃ لا فی العین عالمگیریہ میں ہے میت اوصی الی امرأتہ وترک مالا وللمرأۃ علیہ مہر ، ان ترک المیت صامتا مثل مہرھا کان لہا ان تاخذ مہرھا من الصامت لانہا ظفرت بجنس حقہا وان لم یترک المیت صامتا کان لہا ان تبیع ما کان اصلح للبیع وتستوفی صداقہا من الثمن اھ **قلت** والتقیید بالاصلح حیث لم یکن الدین محیطا والا بیع کل شیئ کما لا یخفی وارثان زوجہ اولی اپنی ماں کے مہر سے مقدار واجب الاداء کا دعوی فیض النساء بیگم پر کر سکتے ہیں لانہا وارثۃ فتصلح خصما للغرماء من ہذہ الجہۃ وان لم تصلح من جہتہ انہا دائنۃ وذلک بناء علی ما اختارہ الفقیہ ان الوارث خصم الغریم وان کانت الترکۃ مستغرقۃ بالدین نعم لا حلف علیہا ح کما فی وصی الہندیۃ عن المحیط مگر یہ اس حالت میں ہے کہ وارثان زن متوفاۃ پر کوئی امر مسقط مدعی یا مانع دعوی ثابت نہ ہو

ورنہ دعوی نا مسموع ہوگا کما لا یخفی واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ

زید کی بیٹی کا خالد کے ساتھ نکاح ہوا دس ہزار مہر معین ہوا زید کی بیٹی مرگئی ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور والدین اور شوہر اسکا باقی رہا خالد کے پاس پانچ ہزار کی ملکیت ہے درصورت غیر دعویدار ہونے اولاد اور شوہر کے والدین کو حصہ کسقدر ملکیت موجودہ سے ملنا چاہئے یا بقدر مہر بینوا توجروا

الجواب

صورۃ مستفسرہ میں چہارم مہر کا شوہر کے ذمہ سے ساقط ہوگیا باقی اگر تمام وکمال اسے حصول نہ ہو تو جتنا وصول ہو ہر وارث اسمیں سے بقدر سہم فرائض کے لے سکتا ہے نہ یہ کہ بعض ورثہ اپنا کل مطالبہ لیلیں سائل مظہر ہے کہ اولاد دونوں نابالغ ہیں اس صورت میں اسکا دعوی نکرنا کب کیا مسقط حق ہوسکتا ہے البتہ اگر کوئی وارث بالغ دین میں سے بقدر اپنے سہم کے معاف کردے تو باقی ورثہ اپنا اپنا مطالبہ لے سکتے ہیں واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۴ شعبان ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں زید مرا زوجہ اپنی کو ۳ ماہ کے حمل میں چھوڑا بعد انتقال زید کے چھ ماہ کے بعد لڑکا پیدا ہوا عمرو از راہ بدنیتی وخوف اسکے کہ لڑکا زید متوفی کی جائداد کا مستحق ہوگا اوسکی حق تلفی کے واسطے لڑکے کو ولدالحرام بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بعد انتقال زید کے لڑکا سوا برس کے بعد پیدا ہوا اولا تو لڑکا صحیح طور پر بعد انتقال زید کے چھ ماہ کے بعد پیدا ہوا اور بالفرض عمرو کا قول تصدیق کیا جائے کہ لڑکا سوا برس کے بعد پیدا ہوا تو بموجب شرع شریف کے لڑکا حلالی ہے یا ولدالحرام اور زید متوفی کے نطفے سے ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

عمرو جھوٹا ہے ایسی تہمت پر قرآن عظیم نے اسی کوڑوں کا حکم دیا ہے اور گواہی ہمیشہ

کو مردود۔ سوا برس تو تھوڑا ہے دو برس تک بھی پیدا ہوتا تو بلاشبہ زید کا قرار پاتا یہ لڑکا شرعاً ضرور زید کا اور اسکا وارث شرعی ہے ہاں اگر عورت بعد موت شوہر قبل ولادت پسر اقرار کر چکی ہوتی کہ میری عدت گزر گئی اور اس اقرار سے چھ ماہ یا زائد کے بعد بچہ پیدا ہوتا تو شوہر متوفی کا قرار نپاتا ورنہ صرف اس بنا پر کہ موت کے سوا برس بعد پیدا ہوا ولد الحرام کہنا محض ظلم و باطل ہے در مختار میں ہے

یثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منھما ای من سنتین من وقت الموت الخ۔

شرح نقایہ میں ہے ان کان الحمل من المیت بان خلف اھلہ حاملا جاءت بالولد لتمام اکثر مدۃ الحمل الی سنتین او اقل ولم تکن اقرت بالقضاء العدۃ یرث ذلک الولد من المیت واقاربہ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از شہر بنارس محلہ کندی گڑ ٹولہ مسجد بازار مرسلہ حافظ ولی محمد صاحب ۲۱ شوال ۱۳۱۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ زوجہ زید کچھ اپنے ورثائے شرعی اور زید اپنے خاوند کو چھوڑ کر مرگئی اور مہر جو زید کے ذمہ واجب الادا ہے وصول نہیں پایا اور کوئی اولاد اسنے نہیں چھوڑی اس صورت میں زید مہر میں سے بھی جو اسکے ذمہ واجب الادا ہے نصف حصہ پا سکتا ہے جیسا کہ ہندہ کے کل متروکہ سے پا سکتا ہے یا نہیں شبہ یہ ہوتا ہے کہ قیاسا تو مہر میں سے بھی نصف حصہ زید کو پانا چاہیے ہے مگر مہر کو شارع اسلام نے بغرض احترام بضع رکھا ہے اور رعایت اسکی عزت و احترام زوجہ ہے اور بحالت نصف حصہ پالینے زید کے مہر میں سے بھی یہ رعایت فی الجملہ ناقص ہو جائیگی ہر صورت کے جزئی بھی از الہ کتب تحریر فرمائی جاوے اور جواب سے جلد سرفرازی بخشی جاوے فقط

الجواب

صورت مستفسرہ میں ضرور نصف مہر ذمہ زید سے ساقط ہوا نہ بمعنی عدم وجوب رأسا کہ مہر بعد تاکد بالموت باین معنی قابلیت سقوط نہیں رکھتا اور رعایت مذکورہ میں اگر کچھ نقص آتا تو اسی صورت سے۔ بلکہ بمعنی تملک بخلافت و وراثت زوجہ لقولہ تعالٰی ولکم النصف

مما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد اور شک نہیں کہ مہر بھی متروکہ زوجہ میں داخل ہے اور یہ معنی اس غایت کے منافی نہیں بلکہ مؤکد و مقرر ہیں کہ کل مہر زوجہ کا قرار پایا جب تو اسمیں سے نصف اسنے وراثۃً پایا اور اگر مطلقاً انتفائے ملک زوجہ ولو مآلاً منافی غرض مذکور ہو تو ہبہ و ابرا بھی ناجائز ہوں بلکہ وہ یوں جائز ہیں کہ ملک زوجہ پر متفرع ہیں تو اسکے مقرر ہیں نہ دافع اگرچہ رافع ہوں بلکہ اگر رفع بھی خلاف غایت ہو تو اوس سے چارہ کہاں کہ موت قطعاً نافی و رافع ملک ہے اگر کہیے کہ ملک ورثہ بوجہ خلافت قائم مقام ملک زوجہ ہے تو گویا وہ ببقائے نائب باقی ہے تو ملک زوج بھی اس نصف میں وراثۃً ہی ہوئی یہاں بھی وہی گویا حاصل اور شبہہ زائل قنیہ میں ہے قال استاذنا رحمہ اللہ تعالٰی سئلت عمن ماتت عن زوج وبنتین واخ لاب وام ولا مال لھا سوی مھر علی زوجھا مائۃ دینار ثم مات الزوج ولم یترک الا خمسین دینارا فقلت یقسم بین البنتین وللاخ اتساعا بقدر سھامھم لانہ ذکر فی کتاب العین والدین اذا کان علی بعض الورثۃ دین من جنس عین الترکۃ یحسب ما علیہ من الدین کانہ عین ویترک حصتہ علیہ ویترک العین لانصباء غیرہ من الورثۃ فحسبنا علی الزوج من المھر خمسۃ وعشرین دینارا کانہ عین وبقی الخمسون دینارا فی نصیب البنتین والاخ فتکون بینھم علی سھامھم من اصل المسألۃ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ ۹ / ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے انتقال کیا اور دو لڑکے اول بیوی کے چھوڑے اور ایک لڑکی دوسری بیوی سے چھوڑے اور بیوی دوسری زندہ ہے اور پہلی بیوی نے انتقال کیا شوہر کے روبرو اور مہر اسکا ذمہ شوہر کے چاہیے اب لڑکے اسکے مہر اپنی ماں کا طلب کرتے ہیں بینوا توجروا

الجواب

سائل مظہر کہ پہلی زوجہ کا مہر پچیس ہزار ہے اور دوسری کا تین سو ساٹھ تھا جس میں سے ڈیڑھ سو زید نے خود ہی ادا کر دیئے تھے اب دو سو دس باقی ہیں اور جائداد دونوں مہروں کو کافی نہیں۔ صورت مستفسرہ میں دونوں مہر اور اسیطرح اور جو دین ذمۂ زید ہو حصۂ رسد ادا کریں۔ پہلی بی بی اس سبب سے کہ اسکا نکاح پہلے ہوا پہلے پانے کی (کہ جب تک اوسکا مہر ادا نہ ہولے زوجۂ ثانیہ کا بقیہ مہر یا اور کسی دائن کا دین ثابت ادا نہ کیا جائے) ہرگز مستحق نہیں بلکہ وہ سب ایک ساتھ ادا کیئے جائینگے اور جبکہ جائداد او نہیں کافی نہیں دونوں مہروں اور ہر دین ثابت کو حصہ رسد ادا کیا جائیگا اور جب کچھ نہ بچے ورثہ کچھ بذریعہ وراثت نہ پائینگے قال اللہ تعالیٰ من بعد وصیۃ توصون بھا او دین واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

مسئلہ از شہر کہنہ ۶ رشعبان ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی جائداد کثیر اپنے محروم الارث بھتیجوں کو لکھدی اور اپنے حقیقی بھائی وارث کیلئے ایک ضعیف شئی رکھی اس سے اسکی نیت بھائی کی حق تلفی تھی کہ اسے میرے بعد نہ پہنچے اس صورت میں اسپر کچھ مواخذہ عند اللہ ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

جبکہ وارث آوارہ و بد وضع نہ ہو جس سے مظنون ہو کہ مال جو اسکے لئے رہیگا معاصی الٰہیہ میں اوڑائیگا تو اوسے محروم کرنے کی نیت سے کوئی کارروائی کرنی عند اللہ قابل مواخذہ ہے حدیث میں ہے من فر من میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ جو اپنے وارث کے میراث پانے سے بھاگے اللہ تعالیٰ روز قیامت اوسکی میراث جنت سے قطع فرمادے گا رواہ ابن ماجہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کوئی خفیف شئی باقی رکھنا کافی نہو گا جبکہ نیت اس فساد کی ہو فانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی مگر نیت کا ثبوت چاہیئے ورنہ صدیق اکبر و امام حسن مجتبٰی و ام المومنین صدیقہ وغیرہم ائمۂ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بارہا اپنے کل مال تصدق فرمادیئے ہیں اپنے کھانے پہننے کو بھی کچھ نہ چھوڑا کما صحت بذلک الاحادیث واللہ تعالیٰ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المقصد النافع فی عصوبۃ الصنف الرابع

۱۳۱۵ھ

مسئلہ ۱۱: از اٹاوہ متصل کچہری متصل مکان مولوی حبیب علی صاحب مرسلہ مولوی وصی علی ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عصبات کی جو چار قسم مقرر ہیں فروع میت اصول میت فروع اب میت فروع جد میت منجملہ ان کی قسم اول و دوم و سوم میں کوئی بحث نہیں مگر قسم چہارم یعنی فروع جد میت کا سلسلہ ایسا وسیع ہے کہ حق رسی اسکی دشوار بلکہ غیر ممکن معلوم ہوتی ہے کیونکہ کوئی مسلمان الیسا نہ ہوگا جسکا عصبہ نسبی قسم چہارم یعنی دادا کی اولاد یا پردادا کی اولاد یا سردادا کی اولاد یا ان سے بھی عالی کسی جد کی اولاد موجود نہ ہو اگر دیہہ یا قصبہ مسکونہ میت میں نہ ہوگا تو دوسرے دیہہ یا قصبہ میں یا دوسرے شہر یا ملک میں ہوگا مثلاً ہند میں نہ ہوگا تو عرب یا عجم میں ہوگا تمامی ربع مسکون میں کہیں نہ کہیں ضرور موجود ہوگا پس در صورت عدم موجودگی عصبات قسم اول و دوم و سوم کے ایسے عصبات کو تلاش کرنا اور انکا حصہ انکو پہنچانا غیر ممکن ہے اور ظاہرا شرع شریف میں کوئی ایسا حکم بھی پایا نہیں جاتا کہ میت کے ورثہ حاضرین میت کے ترکہ کو یا خود تقسیم کرلیں حقداران غیر حاضرین کو اطلاع بھی نہ دیوں یا جو لوگ بوجہ لاعلمی وفات مورث یا بوجہ لاعلمی مسائل شرع کے دعویدار نہ ہوں انکے حقوق ضائع کردیئے جائیں بلکہ مفقود کے واسطے جبکہ یہ حکم ہے کہ حصہ اسکا نوّے برس کی عمر تک امانت رہے تو ایسے حصہ دار کیونکر محروم کئے جاسکتے ہیں علاوہ اسکے دیگر حقداران جو بصورت نہ ہونے عصبات نسبی کے مستحق ہیں مثلاً مولی العتاق ذوی الفروض مستحق پانے حصہ کے بطور رد کے ذوی الارحام مولی الموالات مقر لہ النسب موصی لہ مستحق رد وغیرہ انکے حقوق قائم ہونے کی کوئی صورت ہے نہیں معلوم ہوتی کیونکہ جبکہ عصبہ نسبی کا غیر موجود ہونا حسب تشریح صدر غیر ممکن ہے تو حقداران مابعد کے حقوق قائم ہونا بھی غیر ممکن ہے پس ایسے حقداران کے متعلق جو مسائل ہیں وہ محض بیکار ہوئے جاتے ہیں حالانکہ شریعت کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو مورد اعتراض کسی قسم کا ہوسکے لہذا دریافت طلب امور مصرحہ ذیل ہیں

اولاً عصبات کی جو اقسام قرار دی گئی ہیں خصوصاً قسم چہارم میں جو الفاظ (او عالیھما) مشروع ہیں ان کا ماخذ کیا ہے یعنی کس آیۂ قرآن شریف یا کس حدیث شریف سے ماخوذ ہے یا اور کس ماخذ سے۔ ثانیاً عصبات نسبی کا غیر موجود ہونا حسب شرح صدر بہ ناممکن ہے کہ نہیں ثالثاً عصبات نسبی کا غیر اگر موجود ہونا ناممکن ہے تو مسائل متعلقہ عصبات سببی وغیرہ جو بصورت نہ ہونے عصبات نسبی کے مشروع ہیں کس صورت میں کار آمد ہو سکتے ہیں رابعاً شرع شریف میں کہیں ایسا حکم ہے کہ غیر حاضرین حصہ داران کو اطلاع نہ دی جائے یا جو لوگ بوجہ لاعلمی وفات مورث یا لاعلمی مسائل شرعی کے دعویدار نہ ہوں وہ اپنے حقوق واجبی سے محروم رہیں انکی تلاش نہ کی جائے۔ خامساً ایسا ہو سکتا ہے کہ عرب سے کوئی شخص آئے اور آپ کو سید مثلاً اولاد علی و بنی فاطمہ ثابت کرکے ہند میں کسی اولاد علی و بنی فاطمہ کا ترکہ اسکے ذوی الفروض سے تقسیم کرالیوے یا ہند کا کوئی سید عرب میں جاکر کسی سید متوفی کا ترکہ پائے قاضیان عرب بصورت ثابت کر دینے نسب کے اسکو دلادیں گے سادساً عہد صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین یا تابعین یا تبع تابعین میں کبھی ایسے عصبات بعیدہ کو بمقابلہ ذوی الفروض کے حصہ دلایا گیا ہے کہ نہیں اگر دلایا گیا تو کس کتاب سے ثابت ہے سابعاً اس استفتاء کے مفتیان صاحبان کے علم میں کبھی ایسے عصبات بعیدہ مثلاً پر دادا کے بھائی کی اولاد یا سر دادا کی عم کی اولاد یا انسے بھی عالی کسی جد کی اولاد کو بحالت موجودگی ذوی الفروض نسبی کے حصہ ملا ہے کہ نہیں اگر ملا ہے تو کب کس خاندان میں ثامناً اگر کسی قصبہ یا شہر میں رواج یہ ہے کہ بصورت عدم موجودگی عصبات قسم اول و دوم و سوم کے منجملہ قسم چہارم جد کی اولاد تک بمقابلہ ذوی الفروض کے حصہ دیا جاتا ہے اب الجد یا جد الجد یا اس سے بھی عالی کسی جد کی اولاد کو حصہ نہیں دیا جاتا بلکہ ذوی الفروض پر رد ہو جاتا ہے تو یہ رواج قابل عمل و کار آمد و لائق لحاظ ہے کہ نہیں بینوا اجروا۔

الجواب

جواب سوال اول

ماخذ اسکا کلام اللہ عزوجل و سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے قال اللہ تبارک و تعالٰی
واولوا الارحام بعضہم اولٰی ببعض فی کتٰب اللہ ان اللہ بکل شیئ علیم ۔
حدیث اول عبد بن حمید و ابن جریر اپنی تفسیر میں قتادہ سے راوی ان ابابکر الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ

قال فی خطبۃ الاٰن الاٰیۃ التی ختم بہا سورۃ الانفال ان ایہا فی اولی الارحام بعضہم اولٰی ببعض فی کتاب اللہ ماجرت بہ الرحم من العصبۃ ھذا مختصر۔ **حدیث دوم** احمد وبخاری ومسلم وترمذی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الحقوا الفرائض باھلہا فما بقی فھو لاولٰی رجل ذکر۔ **حدیث سوم** صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں مامن مومن الا وانا اولٰی بہ فی الدنیا والاٰخرۃ فاقرؤا ان شئتم النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسہم فایما مومن مات وترک مالا فلورثتہ وعصبتہ من کانوا ومن ترک دینا او ضیاعا فلیاتنی فانا مولاہ والحدیث عند الشیخین واحمد والنسائی وابن ماجۃ وغیرھم عنہ بنحوہ۔ **حدیث چہارم** احمد وابوداؤد ونسائی ابن ماجہ بیہقی بسند صحیح بطریق عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں مااحرز الولد او الوالد فھو لعصبتہ من کان۔ **حدیث پنجم** عبدالرزاق اپنی مصنف میں حضرت ابراہیم نخعی سے راوی امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کل نسب توصل علیہ فی الاسلام فھو وارث موروث۔ **حدیث ششم** سنن بیہقی میں ہے عن جریر عن المغیرۃ عن اصحابہ قال کان علی رضی اللہ تعالٰی عنہ اصحابہ اذا لم یجدوا ذا سہم اعطوا القرابۃ وما قرب او بعد اذا کان رحما فلہ المال اذا لم یوجد غیرہ ھذا مختصرا۔ آیۃ کریمہ نے رشتہ داروں کو مطلق رکھا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تصریح فرمادی کہ آیت میں ہر عصبہ نسبی داخل سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حدیث سوم وچہارم میں صاف تعمیم فرمائی کہ عصبہ وارث ہے کوئی ہو۔ حدیث پنجم میں فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا اسلام میں نسب جہاں جاکر ملے موجب وارثت ہے حدیث ششم میں مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کا ارشاد کہ رشتہ دار پاس کا ہو یا دور کا جب اور نہ ہو تو سب مال اوسی کا ہے ان ارشادات سے تو تمام قریب وبعید کے عصبات نسبی کو دائرہ توریث

میں داخل فرمایا اور حدیث دوم میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد اقدس نے کہ جو اہل فرائض سے بچے وہ قریب تر مرد کے لئے ہے ترتیب الاقرب فالاقرب کا حکم بتایا لاجرم بلحاظ قرب اتصال یہ اقسام اربعہ منتظم ہوئیں۔

جواب سوال دوم

ہرگز ناممکن نہیں بلکہ بارہا واقع ہوا اور خود زمانہ رسالت میں ہوا اور اب واقع ہے اور عادۃً واقع ہوتا رہیگا **اولاً** فرض کیجئے مجوس وہنود و نصارٰی یہود وغیرہم کفار کی اقوام سے ایک شخص مسلمان ہوا اور اسکے باقی رشتہ دار اپنے کفر پر ہیں انہیں انکا عصبہ نسبی کون ہے کوئی نہیں قال اللہ تعالٰی انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لایرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم رواہ الشیخان عن اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما **ثانیاً** ایک کافرہ حاملہ مسلمان ہوئی اور ایام اسلام میں بچہ پیدا ہوا یا اسکے چھوٹے بچے جو زمانہ کفر ہی میں پیدا ہوئے تھے بحکم الولد یتبع خیر الابوین دینا مسلمان قرار پائے ان بچوں کا کوئی قریب نسبی انکا عصبہ نہیں **ثالثاً** رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں للعاھر الحجر زانی کے لئے پتھر۔ تو ولد الزنا کا نہ کوئی باپ نہ کوئی عصبہ نسبی لھذا ایک عورت کے دو بچے کہ زنا سے ہوں اگرچہ ایک مرد سے ہوں باہم ولد الام کی میراث پاتے ہیں نہ بنی الاعیان کی کما فی الدرالمختار وغیرہ من الاسفار **رابعاً** زن و شو نے لعان کیا بچہ بے عصبہ نسبی رہگیا لانہ ایضا لااب لہ کما فی الدر ایضا **خامساً** دارالحرب سے کچھ کفار مقید ہو کر آئے امیر المومنین نے غانمین پر تقسیم فرما دیئے یہ سب کنیز و غلام مسلمان ہوگئے آپس میں نہایت قریب کے رشتہ دار ہیں اور سب مسلم مگر سب مملوک اب انہیں ایک آزاد ہوا باقی اسکے عصبۂ نسبی نہیں کہ رق مانع ارث ہے **سادساً** ایک بچہ سڑک پر پڑا ہوا ملا پرورش کیا گیا اسکا عصبۂ نسبی کسے کہا جائے اسیطرح اور بعض صور بھی ممکن ان میں بعض صورتیں علم عدم کی ہیں جیسے ولد زنا و لعان بعض عدم علم کی جیسے لقیط اور مقصود اس سے بھی حاصل کہ توریث بے علم ناممکن لاجرم رد وغیرہ مدارج تحتانیہ کی طرف رجوع ہوگی ہمارے زمانے میں زوجین پر بھی رد ہوتا ہے کما نصوا علیہ۔ اب سوال سوم خود مندفع ہوگیا اور حاجت جواب نہیں

تنبیہ ان صور کے سوا ایک صورت نادرہ اور ہے کہ وہ بھی ایکبار واقع ہوئی اور ممکن تو بے شمار بار ہے یعنی بچے کا بن باپ کے پیدا ہونا۔ سیدنا عیسٰی کلمۃ اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے ابتک کوئی عصبہ نسبی نہیں یہانتک کہ بعد نزول اُن کے اولاد ذکور پیدا ہوں۔ اب رہا زمانہ رسالت میں وقوع اسکے لئے حدیثیں سنئے **حدیث ہفتم** سنن ابی داؤد وجامع ترمذی میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے ان مولی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مات وترک شیئا ولم یدع ولدا ولا حمیما قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعطوا میراثہ من اھل قریبہ **حدیث ہشتم** مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ان وردان مولی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وقع من عذق نخلۃ فمات فاتی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بمیراثہ فقال انظروا لہ ذا قرابۃ قالوا ما لہ ذو قرابۃ قال فانظروا ھمشھریًا لہ فاعطوہ میراثہ یعنی بلدیا لہ ان دونوں حدیثوں کا حاصل یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ایک غلام آزاد شدہ نے انتقال فرمایا ان کے نہ اولاد تھی نہ کوئی قرابت دار حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انکا ترکہ انکے ایک ہم وطن کو عطا فرمادیا۔ علماء فرماتے ہیں یہ عطا فرمانا بطور تصدق تھا نہ بطور توریث اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بذریعۂ ولائے عتاقہ وارث نہوئے کہ انبیاء کرام نہ کسیکے وارث ہوں نہ کوئی انکا وارث مال ہو علیہم الصلوۃ والسلام

جواب سوال چہارم

شرع مطہر میں کہیں ایسا حکم نہیں نہ ترک دعوی اگرچہ با وصف علم وفات مورث وعلم مسائل شرعیہ بالقصد بلکہ بالتصریح ہو موجب حرمان اشباہ میں ہے لو قال الوارث ترکت حقی لم یبطل حقہ غمز العیون میں ہے لو مات عن ابنین فقال احدھما ترکت نصیبی من المیراث لم یبطل لانہ لازم لا یترک بالترک بلکہ شرع مطہر میں حکم ہے کہ اگر کچھ لوگ قاضی کے پاس حاضر آئیں اور کسی جائداد غیر منقولہ کی نسبت ظاہر کریں کہ انکے فلاں مورث سے ترکہ میں اونھیں پہنچی اور اسکی تقسیم چاہیں تو قاضی صرف ان کے بیان

پر اُسکی تقسیم نکرے جبتک بینہ سے ثابت نکریں کہ مورث مر گیا اور اتنے وارث چھوڑے مے

الدر المختار عقاد یدعون انه میراث عن زید لا یقسم حتی یبرهنوا علی موته وعدد ورثته اور مال منقول کو اگرچہ تقسیم کردیگا مگر کاغذ قسمت میں لکھدیگا کہ یہ صرف انکے بیان پر تقسیم کیا گیا فی الھندیة یذکر القاضی فی صک القسمة باقرارھم اس سوال کا جواب تو یہ ہے مگر اسکو ماخذ فیہ یعنی توریث عصبہ بعیدہ قسم چہارم پر ورود نہیں کما استعرفه ان شاء اللہ تعالٰی۔

جواب سوال پنجم

اولاً مجرد کسیکے زبانی ادعا پر کہ میں فلاں کا نسیب ہوں توریث نہیں ہوسکتی اسکے لئے ثبوت شرعی چاہیئے **ثانیا** استحقاق ارث عصوبت صرف نسیب ہونے پر مبتنی نہیں بلکہ شرع میں اسکے لئے ترتیب ہے جبتک ثابت نہو کہ اوس ترتیب کی رو سے یہی مستحق یا یہ بھی مستحق ہے ترکہ نہیں دیا جاسکتا یہاں عدم علم عدم حکم میں مثل علم عدم کے ہے ولہذا چند شخص ایک معرکہ میں مقتول یا ایک واقعہ میں غریق یا حریق ہوں اور انکی موت کا تقدم تاخر نہ معلوم ہو تو نہ باپ بیٹے کا ترکہ پائیگا نہ بیٹا باپ کا ہر ایک کے ورثہ احیا وارث ہونگے وبس جب کسی سید کا انتقال ہو تو جہانتک اسکا سلسلۂ نسب معلوم ہے اسکے آبا و آبا آبا الاقرب فالاقرب کی اولاد ذکور الاقرب فالاقرب تلاش کرینگے جو اقرب ثابت ہوگا اوسے عصبہ ٹھہرائینگے اگرچہ بیس پشت پر اس سے ملتا ہو اور سلسلہ معلومہ میں اولاد ذکور سے کوئی معلوم نہیں تو تمام یہاں کے سادات کرام کو عصبہ ٹھہرانا محال کہ ان میں یقیناً بعض بعض سے اقرب ہیں اور ایک معین کو خدا نخواستہ عصبہ اقرب کہدینا محال کہ ترجیح بلا مرجح وحکم بلا دلیل ہے اور جب کسیکی عصوبت ثابت نہیں کسیکا استحقاق ثابت نہیں تو اُن میں کوئی شخص کیونکر ترکہ بٹا سکتا ہے یا قاضی اسے دلا سکتا ہے علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف شریفیہ میں فرماتے ہیں لنا ان سبب استحقاق کل منھما میراث صاحبه غیر معلوم یقینا ولما لم یتیقن بالسبب لم یثبت الاستحقاق اذ لا یتصور ثبوته بالشک

جواب سوال ششم

اس مبحث میں بمقابلہ ذوی الفروض کی قید زائد وضائع ہے کلام التتمہ عصوبت بعیدہ کے ترکہ پانے میں ہے وہ زمانہ صحابہ کرام بلکہ زمانہ اقدس سید انام علیہ افضل الصلٰوۃ والسلام میں واقع ہوا **حدیث نہم** عبدالرزاق اپنی مصنف میں اور ابن جریر و بیہقی ضحاک بن قیس سے راوی انہ کان طاعون بالشام فجعلت القبیلۃ تموت باسرھا حتی ترثھا القبیلۃ الاخرٰی الحدیث یعنی زمانہ امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ملک شام میں طاعون واقع ہوا کہ سارا قبیلہ مرجاتا یہاں تک کہ دوسرا قبیلہ اس کا وارث ہوتا **حدیث دہم** ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف اور امام ابوداؤد سنن میں حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل فقال ان عندی میراث رجل من الازد ولست اجد ازدیا ادفعہ الیہ قال فاذھب فالتمس ازدیا حولا قال فاتاہ بعد الحول فقال یارسول اللہ لم اجد ازدیا ادفعہ الیہ قال فانطلق فانظر اول خزاعی تلقاہ فادفعہ الیہ فلما ولی قال علی الرجل قال انظر کبر خزاعۃ فادفعہ الیہ ولفظ ابن ابی شیبۃ قال فاذھب فادفعہ الی اکبر خزاعۃ یعنی ایک صاحب نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی میرے پاس ایک ازدی یعنی قبیلہ بنی ازد سے ایک شخص کا ترکہ ہے اور مجھے کوئی ازدی نہیں ملتا جسے دوں فرمایا سال بھر تک کوئی ازدی تلاش کرو ایک سال کے بعد حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ میں نے کوئی ازدی نہ پایا تو بنی خزاعہ میں جو شخص سب سے زیادہ جد اعلٰی سے قریب ہو اسے دے دے۔ بنی ازد بنی خزاعہ کی ایک شاخ ہے جب میت کے قبیلہ اقرب کا کوئی نہ ملا تو ترکہ نے قبیلہ اعلٰی کی طرف رجوع کی اب کون بتا سکتا ہے کہ یہ میت اس اکبر خزاعی سے کہ اس کا عصبہ ٹھہرا کس قدر پشتہا پشت کے فصل پر جاکر ملتا ہوگا۔ اس حدیث سے وہ تلاش کرنے کا حکم بھی معلوم ہوگیا جس کا سوال چہارم میں استفسار تھا

جواب سوال ہفتم

ان حدیثوں کے بعد اگرچہ نہ اس سوال کا محل نہ اس کے جواب کی حاجت مگر استفسار پر کہا جاتا ہے کہ ہاں بارہا فقیر کے یہاں سے ایسی عصوبات بعیدہ کو ترکہ دلایا گیا ہے کبھی کبھی روز سائلوں نے کہا اس کا کوئی عصبہ نہ رہا کوئی نہ تھا کوئی نہیں اور ان پر بار بار تحقیق و تفتیش کی تاکید کی گئی اور بالآخر پتا لگا کر لائے کہ پردادا یا پردادا کے باپ کی اولاد کا فلاں مرد فلاں جگہ باقی ہے فقیر نے پندرہ سولہ سال سے تقسیم ترکہ کے مسائل اپنے اصحاب و احباب کے متعلق کر دیئے ہیں اور نادراً جو خود لکھنا ہوتا ہے اپنے مجموعہ فتاوی میں ان کی نقل نہیں رکھتا مگر جب کسی فائدہ نفیسہ پر مشتمل ہو لہٰذا ان سب وقائع کا پتہ نہیں دے سکتا ہاں ابھی اسی شعبان[1] میں اسی شہر کا ایک مسئلہ لکھا گیا

حاشیہ [1] بعدہ ۹ صفر ۱۳۱۹ھ کو اسی بریلی کے مسلمان حلوائیوں کا ایک مناسخہ آیا جس میں احمد بخش نامی ایک شخص کا ترکہ کہ اس کی زوجہ و ہمشیرہ سے بچا بلاقی و انعام اللہ نے پایا کہ احمد بخش کے پردادا کے چچا کے پوتے ہیں ان کا سلسلہ نسب یوں ہے یہاں ذی فرض نسبی بھی موجود ہے پھر احمد بخش کی پھوپھی سر اعبن مری وہی دو عصبے اس کے بھی وارث ہوئے وہ اس کے دادا کے چچا کے پرپوتے کے بیٹے ہیں بحمد اللہ تعالیٰ اس تحقیق کا نتیجہ ہے جو بیان کی جاتی ہے۔

صلابت
زید — لال محمد
نور محمد — غلام غوث — کمو
فیض اللہ — سعد اللہ — عطاء اللہ
محمد بخش
احمد بخش — انعام اللہ — بلاقی

جس میں قاضی زادوں کے خاندان سے ایک عورت کے پر دادا کا پرپوتا اوسکا وارث ہوا ثواب الخیر بنت رعایت علی بن قاضی رحمت علی بن قاضی مولوی شیخ الاسلام کا ترکہ فرزند علی بن محمد علی بن قاضی بدرالاسلام بن قاضی مولوی شیخ الاسلام کو ملا۔ فرائض نویسان زمانہ دریافت نہیں کرتے سائلوں جاہلوں کے بتلائے پر قناعت کرتے ہیں وہ کیا جانیں کس کس کو ترکہ پہنچتا ہے لاجرم بلاوجہ حق تلفیاں ہوتی ہیں اگر تفتیش کامل کی عادت ہوتی تو آج ایسی توریثیں اچنبھا نہ معلوم ہوتیں۔ سچ ہے جو وارد ہوا حدیث ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی تعلموا الفرائض وعلموہ الناس فانہ نصف العلم وھو ینسی وھو اول علم ینزع من امتی فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کہ وہ نصف علم ہے اور وہ بھولا جاتا ہے اور پہلا علم ہے جو میری امت سے نکل جائیگا رواہ ابن ماجۃ والحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جواب سوال ہشتم

یہ رواج باطل ومردود ونامعتبر ہے کہ صراحۃً مخالف شرع مطہر ہے کوئی رواج نص کے خلاف معتبر نہیں ہوسکتا ورنہ ربا وزنا وشراب ورباب کا رواج اس سے بدرجہا زائد ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرمائیں فلاولی رجل ذکر جو فرائض مقدرہ دلاکر باقی بچے وہ اس مرد کا ہے جو بہ نسبت دیگر اقارب کے میت سے قریب تر ہے۔ ایسے مرد کے ہوتے ہوئے جو رد کیا جائیگا صراحۃً حق تلفی وظلم ابعد اور ایسا رد خود واجب الرد ہوگا یہ رواج نہ صرف حدیث بلکہ اجماع امت کے خلاف ہے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے قال النووی رحمہ اللہ تعالیٰ قد اجمعوا علی ان ما بقی بعد الفرائض فھو للعصبات یقدم الاقرب فالاقرب واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

مسئلہ از ذبگر شریف ضلع ہردوئی مرسلہ حضرت سید محمد زاہد صاحب ۱۸ محرم الحرام ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ خالد کی زوجہ اولیٰ سے ایک پسر اور ایک دختر نابالغ بعد فوت زوجہ اولیٰ خالد نے عقد ثانی کیا اس سے بھی اولاد ہے اب خالد

نے اولاد زوجہ اولی کو مکان سے نکال دیا اور جملہ حقوق سے محروم کیا اور ذمہ خالد کے مہر زوجہ اولیٰ کا واجب الادا ہے پس اس صورت میں اولاد زوجہ اولی مستحق پانے مہر وغیرہ مادر متوفیہ اپنے کے خالد سے از روئے شرع شریف ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

مہر جبکہ کل یا بعض ذمہ شوہر واجب الادا ہو اور عورت بے ابراء و معافی معتبر شرعی مرجائے تو وہ مثل دیگر دیون و اموال متروکہ زن ہوتا ہے اگر شوہر بعد کو زندہ رہے تو وہ خود بھی اس سے اپنا حصہ شرعی حسب شرائط مقررۂ علم فرائض پاتا ہے جبکہ عورت کا ترکہ قابل تقسیم ورثہ ہو یعنی عورت پر کوئی دین ایسا نہ ہو جو اسکے تمام متروکہ نقد و دین و جائداد کو محیط و مستغرق ہو ورنہ شوہر خواہ کوئی وارث بذریعہ وراثت مہر خواہ دیگر متروکہ سے کچھ پانے کے مستحق نہ ہونگے سب ادائے دین مورثہ میں صرف کیا جائیگا لقولہ تعالیٰ من بعد وصیۃ یوصین بھا او دین پس صورت مستفسرہ میں زوجہ اولی پر اگر ایسا دین تھا تو کل مہر جسقدر ذمہ خالد واجب الادا ہے اس سے وصول کرکے زن متوفاہ کے قرضخواہوں کو دین اور اگر ایسا نہیں تو جسقدر دین غیر محیط عورت پر ہو اسکے کل متروکہ مہر وغیرہ سے ادا کرکے باقی کے ثلث میں اسکی وصیت اگر اس نے کی ہو نافذ کرکے باقی کا ایک ربع خالد پر سے ساقط کریں کہ یہ خود اسکا حصہ ہوا اور تین ربع دیگر وارثان زن کو دیں خواہ یہی پسر و دختر ہوں یا ان کے ساتھ اور بھی مثل مادر و پدر زن یا اسکے جد صحیح و جدہ صحیحہ علی قضیۃ الفرائض واللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از بہیڑی متصل مسجد لب سڑک مرسلہ مولوی مقیم الدین صاحب مصنف اسلام کہف ۱۳ صفر ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی بی بی فوت ہوئی اور اس کے بعد ایک لڑکا اور ایک لڑکی جو اس سے تھے وہ بھی فوت ہو گئے۔ اب متوفیہ کے باپ کی جائداد متروکہ میں سے جو اسکے بھائی اور ماں کے قبضہ میں ہے متوفیہ کے شوہر کو از روئے شرع شریف حصہ مل سکتا ہے یا نہیں اگر مل سکتا ہے تو کس حساب سے اور متوفیہ کے ماں اور بھائی اسکے شوہر سے اگر اس نے معاف نہ کیا ہو زر مہر پانے کے مستحق ہیں یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

ہندہ یعنی زن متوفاۃ کا بھائی اسکے مہر وغیرہ متروکہ سے کسی شئ کا مستحق نہیں اور لیلی یعنی مادر ہندہ ضرور اپنا حصّہ مہر شوہر ہندہ سے پانے کی مستحق ہے یوہیں زید یعنی شوہر ہندہ اپنا حصہ ہندہ کے اس ترکہ سے جو اُس نے متروکہ پدری سے پایا مادر و برادر ہندہ سے لینے کا استحقاق رکھتا ہے باقی رہا یہ کہ لیلی کا مہر اور زید کا اوس ترکہ میں کتنا حق ہے اسکی تعیین تفصیل ورثہ ہندہ پر موقوف تھی سائل نے کچھ نہ بتایا کہ عمرو وسلمی یعنی پسر و دختر ہندہ کی شادیاں ہوئی تھیں یا نہیں اون کے بعد عمرو کی زوجہ یا سلمی کا شوہر یا کسیکی کچھ اولاد رہی یا نہیں اگر رہی تو صرف از قسم اناث تھی یا کیا بر تقدیر اول ایک دختر تھی یا متعدد دیگر ان وارثان عمرو وسلمی میں اگر تھے کسی ایسے کا انتقال ہوا یا نہیں جسکے موت سے لیلی کا حصہ بڑھے۔ ہوا تو کتنوں کا۔ کس ترتیب سے۔ کیا کیا وارث چھوڑے ان صور کے اختلاف سے زید ولیلی کے استحقاق میں یہ اختلاف پڑیگا کہ اونمیں ہر ایک ترکہ عمرو وسلمی سے کبھی سدس پائیگا کبھی کم کبھی زائد اور بعض صورتوں میں زید کے لئے پانچ سدس ہونگے لہذا تعیین نہیں کی جاسکتی کہ زید ولیلی ترکہ ومہر ہندہ سے کس کس قدر کے مستحق ہوتے۔ اجمالاً اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ہندہ کو جو کچھ ترکہ پدری سے ملا یا زیور و مہر وغیرہ غرض کچھ اسکا ذاتی تھا بر تقدیر عدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وتقدیم دین و وصیت چھتیس ۳۶ سہام ہو کر نو ۹ سہم زید اور چھ ۶ لیلے اور چودہ عمرو اور سات سلمی کو ملیں گے اور جو کچھ عمرو وسلمی کو ملا وہ اون کے ورثہ پر تقسیم ہوگا جنمیں زید ولیلے بھی ضرور مستحق یا صرف یہی دونوں مستحق ہونگے بہر حال وہ چہارم کہ زید نے ترکہ ہندہ سے پائے اور جو جو حصہ اوسے ترکہ عمرو وسلمی سے ملا اسکے مجموع کا مطالبہ وہ اُس ترکہ ہندہ سے کر سکتا ہے جو قبضہ مادر و برادر ہندہ میں ہے اور وہ چھٹا حصہ کہ لیلی نے مہر ہندہ سے پایا اور جو جو کچھ اوسے حصہ عمرو وسلمی سے پہونچا منجملہ مہر اس مجموع کا مطالبہ لیلی زید سے کر سکتی ہے اگر صورت یہ ہو کہ عمرو وسلمی نے سوا زید ولیلے کے کوئی وارث نچھوڑا ہو تو کل متروکہ ہندہ مہر وغیرہ سب بہتر ۷۲ سہام ہو کر اونیس ۱۹ سہم لیلی اور ترپن ۵۳ زید کو ملینگے اس صورت میں زید مادر و برادر ہندہ سے منجملہ حصہ ہندہ از ترکہ پدری $\frac{53}{72}$ لینے کا مستحق ہے اور لیلی منجملہ مہر زید سے $\frac{19}{72}$ کما لا یخفی علے من یعرف التخریج

واللہ سبحنہ وتعالی اعلم

مسئلہ ۲ ار رجب ۱۳۰۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے تین پسر دو دختر ایک زوجہ تھی زوجہ نے انتقال کیا عمرو پسر کلاں زید کہ ماں اوسکے ساتھ رہتی تھی بے اذن زید بطور خود اپنی والدہ کی تجہیز و تکفین کی جب زید کا وقت انتقال قریب آیا اس نے تیس روپیہ قرض لیکر اپنے منجھلے پسر بکر کو کہ زید اسکے ساتھ رہتا تھا دیئے کہ کفن و دفن میں اوٹھانا اب تقسیم جائداد زید پر منازعت ہے عمرو کہتا ہے والد نے تیس روپئے اپنی تجہیز کیلئے بکر کو دیئے تھے میں نے والدہ کی تجہیز تکفین کی اسکے تیس روپیہ میں ترکہ والدہ سے لوں گا خالد پسر خورد کہتا ہے والد نے اور بھائیوں کی شادی خود کی میری شادی نہ ہوئی اسکا صرف علاوہ حصہ شرعیہ کے ترکہ والد سے مجھکو ملے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے اور پسر کلاں و خورد کے یہ دونوں دعوی قابل سماعت ہیں یا نہیں بینوا او توجروا۔

الجواب

دونوں دعوی باطل و نا قابل سماعت ہیں عورت کی تجہیز و تکفین اگرچہ مذہب مفتی بہ میں مطلقاً ذمہ شوہر لازم ہے تو بکر نے اپنے باپ کا واجب ادا کیا مگر جب کہ یہ فعل اسکا بطور خود بے اذن پدر تھا تو وہ اسکی طرف سے تبرع یعنی احسان اور ایک نیک سلوک ٹھہریگا جسکا معاوضہ پانیکا وہ یا ماں یا باپ کسی کے ترکہ سے استحقاق نہیں رکھتا تنویر الابصار میں ہے

اختلف فی الزوج والفتوی علی وجوب کفنها علیہ وان ترکت مالاً ردالمحتار میں ہے لو کفنہ الحاضر من مالہ لیرجع علی الغائب منہم بحصتہ فلا رجوع لہ ان انفق بلا اذن القاضی حاوی الزاھدی واستنبط منہ الخیر الرملی انہ لو کفن الزوجۃ غیر زوجھا بلا اذنہ ولا اذن القاضی فہو متبرع اسیطرح شادی کا صرف مانگنا محض بے معنی ہے جبکی شرع مطہر میں کچھ اصل نہیں مصارف شادی زید پر دین نہ تھے کہ اسکے ترکہ سے لئے جائیں کما لا یخفی علی احد ممن لہ مساس بالعلم واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۹ ربیع الاول شریف ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ محمدی بیگم فوت ہوئی ایک بہن کی دو دختر زینب و سکینہ اور دوسری بہن کے دو پسر ایک دختر خالد ولید ہندہ اور بھائی کی ایک دختر ہاجرہ وارث چھوڑے یہ سب بہن بھائی حقیقی تھے تو ترکہ محمدی بیگم کا ان پر کس طور سے تقسیم ہوگا۔ بینوا توجروا

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی و عدم موانع ارث و وارث آخر و تقدیم دین و وصیت ترکہ محمدی بیگم کا انچاس سہام پر منقسم ہوکر چودہ سہم ہاجرہ اور پانچ پانچ زینب و سکینہ و ہندہ اور دس دس خالد و ولید کو ملیں گے۔ واللہ تعالٰی اعلم صورۃ القسمۃ ھکذا

مسئلہ ۷ × ۷ = ۴۹

محمدی بیگم

اخت	اخت	اخ
ہے کثلث لذلک	ہے کاختین لعدد فروعہا	

بنت	ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
ہندہ	ولید	خالد	سکینہ	زینب	ہاجرہ
۵	۱۰	۱۰	۵	۵	۲/۱۴
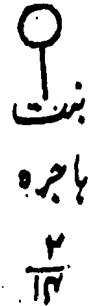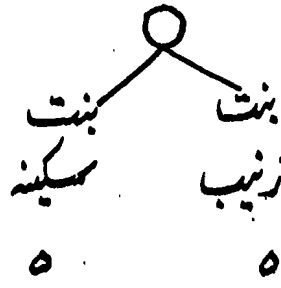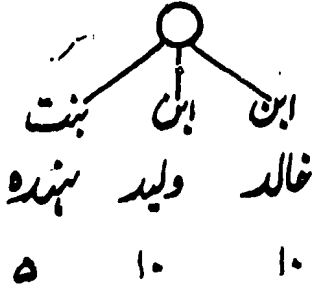
مسئلہ از ملک بنگالہ ضلع بردوان ڈاک خانہ گدا موضع کدمیہ مرسلہ محمد مسلم صاحب ۲۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت فوت ہوئی اور سنے کوئی وارث نہ چھوڑا سوائے زوج البنت و اخت الزوج و ابن عم الزوج کے آیا انہیں کو ملیگا بطور وراثت یا بطور استحقاق بیت المال اس زمانہ میں بیت المال نہیں ایسا مال مہتمم مدرسہ کو دیا جائے کہ وہ حوائج مدرسہ میں خرچ کرے جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

حکمِ میت کا کوئی وارث شرعی موصی لہ بجمیع المال تک نہ ہو تو جو کچھ اسکی تجہیز و تکفین و ادائے دیون سے بچے فقرائے بے کس و بے قدرت عاجزین مسلین کو دیا جائے۔ ان تین شخصوں میں اگر کوئی اسطرح کا ہو تو اسے دیں اور اگر داماد فقیر عاجز ہو تو وہ مستحق تر ہے اسے دینا انسب ہے کہ وہ سب سے زیادہ عورت کا قریب ہے داماد محرم و مانند پسر ہوتا ہے۔ اس مال کا مہتمم مدرسہ کو ایسے خرچ مدرسہ کیلئے دینا جو مصرف مذکور سے جدا ہو عامۂ کتب کے خلاف ہے درمختار میں ہے بیوت المال اربعۃ (الی قولہ) ورابعہا الضوائع مثل مالا یکون لہ اناس وارثونا ثم قال ورابعہا فمصرفہ جہات تساوی النفع فیہا المسلمونا قال فی ردالمحتار لکنہ مخالف لما فی الھدایۃ والزیلعی فان الذی فی الھدایۃ وعامۃ الکتب ان الذی یصرف فی مصالح المسلمین ھو الثالث اما الرابع فمصرفہ اللقیط الفقیر والفقراء الذین لا اولیاء لھم کما فی الزیلعی وغیرھا عامۃ الکتب اھ مختصرا وتمام تحقیقہ البازغ فیما علقنا علیہ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ بکر نے انتقال کیا اور اپنی ملکیت سے دو مکان زنانے اور ایک مردانہ اور ایک کھپریل بقیمت مبلغ ؏۳ اور ایک درخت نیب بقیمت مبلغ آٹھ روپئے کا چھوڑا۔ زید اور عمرو مکانات مذکور بتقسیم باہمی کہ ایک مکان خاص زید کا اور ایک خاص عمرو کا اور نشست گاہ اور کھپریل اور درخت نیب مشترک قابض ہوئے زید نے خاص اپنا کہ جسمیں صرف دو کوٹھے تھے فروخت کر دیا۔ بعد چند روز کے فوت ہو گیا اولاد زید کی عرصہ تیس۳۰ برس تک مکانات مشترکہ اور درخت نیب وکھپریل پر قابض رہے اور سکونت بھی مکان خاص عمرو میں اپنے چچا کے پاس رہے۔ قضارا عمرو اور اولاد زید میں نااتفاقی ہوئی اولاد زید نے جدا ہو کر دوسری جگہ سکونت اختیار کی بعد چند روز کے عمرو بھی فوت ہو گیا تب اولاد عمرو نے وہ سب مکانات اور درخت نیب تین حصہ مساوی پر آپس میں

تقسیم کرلیا، اولاد زید کو کچھ آیا بوجہ جدا ہوجانے اور قبضہ چھوڑ دینے کے اولاد زید کا حق نہ رہا۔

الجواب

نہ جدا ہوجانے سے حق ساقط ہوسکتا ہے نہ قبضہ چھوڑ دینے سے، نشستگاہ اور کھپریل اور درخت میں نصف اولاد زید کا ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۱ ذی الحجہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ ہندہ فوت ہوئی اور زینب اخت عینی اور زید پسر ہمشیرہ اور عمرو پسر برادر حقیقی اور خالد برادر علاتی اور شوہر وارث چھوڑے پس ترکہ کس طرح ہوگی۔ بینوا توجروا

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی وعدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وتقدیم امور متقدمہ علی المیراث کالدین والوصیۃ ترکہ ہندہ کا دو سہام پر منقسم ہو کر ایک سہم شوہر اور ایک حقیقی خواہر کو ملیگا باقی کوئی کچھ نہ پائیگا بھانجا تو ذوی الارحام سے ہے اور بھتیجا بھائی کے ہوتے محروم بھائی عصبہ تھا اہل فرائض یعنی شوہر وخواہر سے جو بچتا لیتا مگر ان سے کچھ باقی بچا ہی نہیں لہذا اسے کچھ نہ پہنچا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از الہ آباد کچہری دیوانی مرسلہ شیخ رضی الدین صاحب وکیل ۱۴ محرم ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین فرقہ سنت وجماعت بیچ اس مسئلہ کے کہ شیخ معین الدین نے انتقال کیا اور مسماۃ مینا بی بی ایک زوجہ لاولد اور مسماۃ عائشہ بی بی ایک خالہ علاتی یعنی نانا کی دختر دوسری ماں سے جو متوفی کی حقیقی نانی نہ تھی اور مسماۃ مصری بی بی ایک خالہ عینی کے تین پسر اور ایک دختر اور مسماۃ برکت النساء بی بی دختر عم حقیقی متوفی کو چھوڑا ازاں بعد فوت شیخ معین الدین مذکور کے مسماۃ برکت النساء بی بی بھی تین پسر وتین دختر چھوڑ کر فوت کرگئی پس ایسی صورت میں املاک متروکہ شیخ معین الدین متوفی از روئے شرع شریف حنفی کے کسکو کسکو کس قدر پہونچے گا فتوی بحوالہ عبارت کتاب کے ارقام ومرحمت فرمایا جاوے۔ بینوا توجروا

الجواب

صورت مستفسرہ میں بر تقدیر عدم موانع ارث وارث آخر و تقدیم مہر و دیون و وصایا ترکہ شیخ معین الدین کا چار سہام پر منقسم ہوکر ایک سہم زوجہ اور تین سہم عالتہ کو ملیں گے اور مصری کی اولاد یا برکت النسا کیلئے کچھ نہیں۔ شرعاً ذوی الارحام کے ہر صنف بلکہ عصبات کی بھی ہر نوع میں یہ حکم عام ہے کہ قرب درجہ مطلقاً موجب ترجیح ہے ایک صنف کے ذوی الارحام یا ایک نوع کے عصبات میں جسے میت تک انتساب میں وسائط کم ہوں گے وہ کثیر الوسائط پر ہمیشہ مقدم رہیگا اگرچہ دوسرا قوت قرابت یا ولدیت عصبہ رکھتا ہو مثلاً برادر علاتی ابن الاخ عینی سے مقدم ہے اور بنت خالہ ابن ابن العمہ پر مرجح ہے وھکذا شریفیہ میں ہے اولٰھم بالمیراث اقربھم الی المیت من ای جھۃ کان ای سواء کان الاقرب من جھۃ الاب او من غیر جھتہ فاولاد العمۃ اولی من اولاد اولاد الخالۃ وبالعکس لوجود الاقربیۃ مع اختلاف الجھۃ اھ مختصرا درمختار میں ہے یقدم الاقرب فی کل صنف اور شک نہیں کہ خالہ بنت العم سے اقرب ہے خالہ کے معنی ہیں خواہر مادر میت اور بنت عم کے معنی دختر برادر پدر میت ولھذا بنت العم ابن الخالہ یا بنت الخالہ پر مقدم نہیں ہوتی دونوں ایک درجے میں رکھی جاتی ہیں حل المشکلات علامہ القروی میں ہے من مات وترک بنت عم لابوین وابن خال لاب اولام فالمال بین الفریقین اثلاثا ثلثا المال للبنت لانھا من جانب الاب وثلثہ للابن لانہ من جانب الام اور جب بنت العم اولاد خالہ سے مساوی الدرجہ ہوئی تو خالہ سے بالبداہتہ نیچے درجے میں ہوئی اور جب بنت العم نے بوجہ ولدیت عصبہ اولاد خالہ پر ترجیح نہ پائی کہ خیر قرابت مختلف ہے تو خالہ کے ہوتے اسکی ولدیت عصبہ بدرجۂ اولی ساقط الاعتبار ٹھہری سراجیہ و شریفیہ میں ہے ان استووا فی القرب ولکن اختلف خیر قرابتھم بان کان بعضھم من جانب الاب وبعضھم من جانب الام فلا اعتبار ھھنا لقوۃ القرابۃ ولا لولد العصبۃ فی ظاھر الروایۃ فلبنت العم لاب وام لیست اولی من بنت الخالۃ لعدم اعتبار کون بنت العم ولد العصبۃ اھ باختصار بالجملہ خالہ اگر علاتیہ صنف رابع میں ہے اور بنت العم حکماً اولاد صنف رابع کے مثل ہے حاشیہ علامہ طحطاوی علی الدر المختار میں ہے

حکم بنات الاعمام حکم اولاد الصنف الرابع اور صنف رابع اور اولاد صنف رابع پر بالاجماع مقدم ومرجح ہے کما لایخفی واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۰ ربیع الاول شریف ۱۳۱۷ھ

جناب مولوی صاحب قبلہ فیض رسان دام ظلہم بعد تسلیم کے عرض خدمت فیض درجت میں یہ ہے کہ ایک شخص کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے اور ایک نواسے کو بیٹا بنایا ہے اب وہ شخص اپنی حیات میں اپنا مال واسباب تقسیم کرنا چاہتا ہے اور یہ دریافت کرتا ہے کہ نواسے کو مثل بیٹے کے جو اسباب وغیرہ تقسیم کرکے دوں تو اسکا مواخذہ میرے ذمے تو نہ ہوگا کہ بیٹی کے مقابلے میں نواسے کو بھی مثل بیٹے کے حصہ دیا ہے اسکا فتوی صحیح طور پر مہر لگا کر مرحمت فرمائیے گا تاکہ اس پر عمل کیا جائے کمترین بندہ محمد عبدالصبور

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مہر وغیرہ دین جو کچھ ادا کرکے جو باقی بچے تین حصے برابر کردیجئے ایک پسر ایک دختر ایک نواسے کو اسمیں کوئی مواخذہ یا کسیکی حق تلفی نہوگی۔ زندگی میں جو اولاد پر تقسیم کی جائے اسمیں بیٹا بیٹی دونوں برابر رکھے جاتے ہیں اکہرے دوہرے کا تفاوت بعد موت ہے واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ از فیروز پور مرسلہ مولوی غلام صدیق نائب مدرس مدرسہ شاہی ضلع بریلی ۲۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ہندہ کو قابل نکاح سمجھکر اپنے نکاح میں لایا اور ہم بستر ہوا یہانتک کہ ہندہ کو حمل رہا اسکے بعد زید پر واضح ہوا کہ ہندہ نے دھوکا دیا وہ عمرو کی منکوحہ ہے زید نے فورًا اوسے اپنے یہاں سے نکال دیا ہندہ نے اپنے شوہر عمرو کو کچھ دے دلا کر طلاق لی اور بعد تین مہینے گزرنے کے پھر زید کے پاس آئی زید نے اب اسے رکھ لیا اور حمل مذکور سے لڑکا بھی پیدا ہولیا تھا مگر اب بعد طلاق اس سے نکاح نہ کیا اسپر لوگ انگشت نما ہوئے زید نے پھر عورت کو نکال دیا اس نے تیسرے شخص سے نکاح کرلیا اب زید کا انتقال ہوا ایک یہی لڑکا جو یقینًا زید کے نطفہ سے ہے اور چار لڑکیاں اور ایک بھائی ایک بھتیجا ایک چچازاد بہن وارث چھوڑے اس صورت میں ترکہ زید کا کس طرح منقسم ہوگا اور یہ لڑکا اسکا وارث ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

صورت مستفسرہ میں یہ لڑکا شرعاً زید کا بیٹا اور اسکا وارث ہے منکوحہ غیر سے نکاح جبکہ ناکح کو اسکا نکاح غیر میں ہونا معلوم نہ ہو نکاح باطل نہیں بلکہ فاسد ہے فی ردالمحتار عن البحر عن المجتبی اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انہا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا قال فی البحر فعلی ہذا یفرق بین فاسدہ و باطلہ فی العدۃ و لہذا یجب الحد مع العلم بالحرمۃ لانہ زنا کما فی القنیۃ وغیرہا اور ایسی صورت میں مذہب مفتی بہ پر حتی الامکان بچہ اسی ناکح ثانی بنکاح فاسد کا قرار پاتا ہے نہ شوہر اول صاحب نکاح صحیح کا فی الدر المختار غاب عن امراتہ فتزوجت باخر و ولدت اولاد ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی المذہب الذی رجع الیہ الامام وعلیہ الفتوی کما فی الخانیۃ والجوہرۃ والکافی وغیرہا وفی حاشیۃ شرح المنار لابن الحنبلی وعلیہ الفتوی ان احتملہ الحال فی ردالمحتار قولہ غاب عن امراتہ شامل لما اذا بلغہا موتہ او طلاقہ فاعتدت و تزوجت ثم بان خلافہ ولما اذا ادعت ذلک ثم بان خلافہ اھ ح اھ وفیہ حکم الدخول فی النکاح الموقوف کالدخول فی الفاسد فیسقط الحد ویثبت النسب ویجب الاقل من المسمی ومن مہر المثل اھ اور جب شرعاً اُسکا نسب زید سے ثابت اور وہ زید کا بیٹا ہے تو وارث ہونے میں شبہہ کیا ہے حیث لا مانع من الارث پس بر تقدیر عدم وارث آخر و تقدیم دین و وصیت ترکہ زید چھ سہام پر منقسم ہو کر دو سہم یہ لڑکا اور ایک ایک سہم ہر ایک بیٹی پائیگی اور بھائی بھتیجا بہن کوئی کچھ نہ پائیگا واللہ تعالی اعلم

مسئلہ از ریاست عثمانپور ضلع بارہ بنکی مرسلہ شیخ محمد عنایت حسین صاحب ۳۰ رمضان ۱۳۱۱ھ

چہ میفرمایند علماء دین اطہر و مفتیان شرح مطہر اندریں مسئلہ کہ مسمی زید سہ پسر دارد بکر عمرو خالد خالد را شخصے لاولد بہ تبنیت گرفتہ و قائم مقام جائز خود نمود دریں صورت خالد از متروکہ پدری شرعی حصہ ہم خواہد یافت یا محروم الارث خواہد شد فقط

الجواب

پسر خواندہ نہ چہ اینکس را پسر میشود نہ خود بے علاقہ از پدر ران الحقائق لاتتغیر۔ شرعا وارث پدر ست نہ اینکس دیگر۔ خواستہ اش حسب خواستہ است کہ وصیت کرد بدست متبنی آمدہ باشی ایں وراثت نیست الا لا وصیۃ لوارث قال اللہ تعالٰی وما جعل ادعیاءکم ابناءکم الی قولہ تعالٰی ادعوھم لاٰبائھم ھو اقسط عند اللہ الاٰیہ وقال تعالٰی یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین نیست خاصہ تبنی کسے از موانع ارث ارث پسر از پدر وھذا اظھر من یظھر واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۵ شوال ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے تین زوجہ لیلے۔ سلمی۔ سعاد اور ایک ماموں زاد بھائی عمرو اور ایک خالہ زاد بہن جمیلہ اور ایک پھپی زاد بہن حسینہ چھوڑ کر انتقال کیا اور اسکی زوجہ سلمی عمرو کی حقیقی بہن ہے اور دوسری زوجہ سعاد جمیلہ کی حقیقی بہن ہے اس صورت میں ترکہ زید کا کس طرح منقسم ہوگا بینوا توجروا

الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی وعدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وتقدیم مہر ہر سہ زوجہ ودیگر دیون ووصایا ترکہ زید بہتر سہم ہوکر اس حساب[1] سے منقسم ہوگا۔

مسئلہ ۴ × ۶ (۲۴ × ۳ (۷۲

زوجہ	زوجہ وہی بنت خالہ	زوجہ وہی بنت خالہ	ابن الخال	بنت الخالہ	بنت العمۃ
لیلے	سلمے	سعاد	عمرو	جمیلہ	حسینہ
۶	فرضا ^ رحما	فرضا ^ رحما			
	۶ — ۴ (۱۰)	۶ — ۳ (۹)	۸	۳	۳۶

واللہ تعالٰی اعلم

[1] اسلئے کہ چار سے ایک تینوں زوجہ پر منکسر ہے اور باقی تین سے دو قرابت پدری اور ایک قرابت مادری کو پہنچا اسمیں دو خال اور دو خالہ ہیں یا ایک ایک خال وخالہ ہوں تو بوجہ تعدد اولاد بجائے دو خال و دو خالہ ہیں بہرحال یہ ایک چھ پر منقسم ہوگا اور سر منکسر ہے تین اور چھ جن پر انکسار ہوا متداخل ہیں اور چھ عدد اکبر ہے تو اسکی ضرب چار میں دی گئی اب قرابت مادری کو چھ پہنچے جن میں سے چار اولاد خال کے لئے ہیں اور وہ ایک ابن ایک بنت ہے چار تین پر منکسر ہوئے ۲۴ میں پھر ۳ کی ضرب سے بہتر ہوئے۔ ۱۲ منہ

مسئلہ از لبشارت گنج بریلی ۶ شوال ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لفظ عاق بالعین و آق بالالف کے کیا معنی ہیں ایک کاغذ میں زید کے جانب سے زید کے بیٹے کا عاق ہونا لکھا ہے جسکا کوئی ثبوت نہیں کہ اسکو زید نے لکھا بھی ہے یا نہیں وہ کاغذ زید کے مرنے کے سو سوا سو برس بعد ایک شخص پیش کرتا ہے آیا وہ قابل تسلیم ہے یا نہیں اور زید کا لڑکا اس کاغذ کے رو سے عاق ہوگا یا نہیں درصورت عاق ہونے کے بھی آیا ترکہ سے محروم ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

آق ترکی میں سپید کو کہتے ہیں اور عاق عربی میں وہ اولاد کہ ماں یا باپ کو آزار پہونچائے ناحق ناراض کرے کوئی کاغذ بے شہادت شرعیہ قابل تسلیم نہیں ہوتا نہ وہ منسوب الیہ کا لکھا اقرار پاسکتا ہے ہدایہ میں ہے الخط یشبہ الخط فلا یعتبر درمختار میں ہے لا یعمل بالخط فتاوی قاضی خاں میں ہے القاضی انما یقضی بالحجۃ والحجۃ ھی البینۃ او الاقرار اما الصک فلا یصلح حجۃ لان الخط یشبہ الخط تو پسر زید اس کاغذ بے ثبوت کے ذریعہ سے ہرگز عاق نہیں ٹھہر سکتا اور جو شخص فی الواقع عاق ہو تو اسکا اثر امور آخرت میں ہے کہ اگر اللہ عزوجل والدین کو راضی کرکے اسکا گناہ معاف نہ فرمائے تو اسکی سزا جہنم ہے والعیاذ باللہ مگر میراث پر اس سے کوئی اثر نہیں پڑتا نہ والدین کا لکھ دینا کہ ہماری اولاد میں فلاں شخص عاق ہے ہمارا ترکہ اسے نہ پہنچے اصلا وجہ محرومی ہوسکتا ہے کہ اولاد کا حق میراث قرآن عظیم نے مقرر فرمایا ہے قال اللہ تعالی یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین والدین خواہ تمام جہان میں کسی کا لکھا اللہ عزوجل کے لکھے پر غالب نہیں آسکتا ولہذا تمام کتب فرائض و فقہ میں گنے لئے موانع ارث سے نہ گنا واللہ تعالی اعلم

مسئلہ از شہر کہنہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ہندہ فوت ہوئی اس نے اپنے حقیقی چچا کی ایک دختر کے تین پسر اور تین دختر اور دوسرے حقیقی چچا کی دختر کے دو دختر اور حقیقی پھپھی کے دختر کا ایک پسر اور حقیقی ماموں کے دختر کے دو پسر ایک دختر اور اپنے شوہر کے حقیقی بھائی کی دختر اور شوہر کے حقیقی بہن کے دختر کے ایک دختر تین پسر چھوڑے اس صورت میں ترکہ ہندہ کا کسکو پہنچیگا اور کتنے سہام پر منقسم ہوگا بینوا توجروا

برتقدیر صدق مستفتی وعدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وتقدیم دیون ووصایا ترکہ ہندہ کا دوہزار آٹھ سو پانچ (۲۸۰۵) سہام پر منقسم ہوکر چچازاد بہن کے ہر پسر کو تین سو بیس (۳۲۰) اور دونوں چچازاد بہنوں کی ہر دختر کو ایکسو ساٹھ (۱۶۰) اور پھپی زاد بہن کے پسر کو ایکسو دس (۱۱۰) اور ماموں زاد بہن کے ہر پسر کو تین سو چوہتر (۳۷۴) اور اسکی دختر کو ایک سو ستاسی (۱۸۷) ملینگے اور شوہر کے بھائی بہن کی اولاد کچھ نہ پائینگی وصورۃ المسألۃ ھکذا

مسئلہ ۳ × ۸۵ = ۲۵۵ × ۱۱ = ۲۸۰۵

وذلک لان اصل المسئلۃ من ثلثۃ اثنان منھا لقرابۃ الاب وواحد لقرابۃ الام ثم ما اصاب قرابۃ الاب یقسم علی اول البطن اختلف ذکورۃ وانوثۃ وھو البطن الاول ویعتبر فی الاصول ابدان الفروع فالعم الاول ستۃ اعمام والثانی عمان والعمۃ واحدۃ فھم کسبع عشرۃ عمات بینھن وبین سھمھن اعنی اثنین مباینۃ وما اصاب قرابۃ الام وھو الواحد ینقسم علی خمسۃ وبینھما ایضا مباینۃ فقررنا الرأسین اعنی ۱۷ و ۵ علی حالھما وبینھما ایضا تباین فضربنا احدھما فی الآخر کانت ۸۵ ضربناہ فی المسئلۃ بلغت ۲۵۵ منھا ۸۵ لفریق الام منقسما اخماسا ۱۷ للبنت و ۳۴ لکل ابن ومثلاہ اعنی ۱۷۰ الفریق الاب منقسما علی سبعۃ عشر فسھم منھا اعنی ۱۰ للعمۃ ای لابنھا وھی طائفۃ الانثی عن ھذا الفریق وجمعنا الطائفۃ الذکور

منه وهو ۱۶۰ ونظرنا تحتهم فلم یکن فی البطن الثانی اختلاف بذکورة والانوثة انما کان فی البطن الثالث الحی فیه ثلثة ابناء وخمس بنات فی قوة احدی عشرة بنات و ۱۶۰ لا تستقیم علیهن بل تباین فضربنا ۱۱ فی المبلغ صحت من ۲۸۰۵ منها للطائفة المذکورین من فریق الاب ۱۷۶۰ لکل بنت ۱۶۰ ولکل ابن ۳۲۰ واللّٰه تعالٰی اعلم

مسئلہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے دو پسر تھے عمرو بکر اور دو دختر ہندہ وسعاد بعد انتقال زید کے بکر کے دختر کی پوتی لیلٰی باقی ہے اور سعاد کا پرپوتا خالد ہے اور عمرو کے ایک پسر ایک دختر تھی دختر عمرو کا پوتا ولید ہے اور پسر عمرو کی دو بیٹیاں تھیں ایک کا بیٹا سعید دوسری کی بیٹی جمیلہ زندہ ہے اور ہندہ کے دو پسر تھے ایک پسر کا پوتا حمید ہے اور دوسرے پسر کے ایک بیٹا تھا جس کی دختر حسینہ اور ایک بیٹی تھی جسکا پسر رشید ہے اس صورت میں زید کا ترکہ ان آٹھوں وارثوں پر کیونکر تقسیم ہوگا بینوا توجروا

الجواب

برتقدیر صدق مستفتی وعدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وتقدیم دیون ووصایا ترکہ زید کا نوسو پینتالیس ۹۴۵ سہام پر منقسم ہوکر اس حساب سے تقسیم پائیگا۔

مسئلہ ۳ تصح ۹۴۵ — زید

ابن عمرو			ابن بکر	بنت ہندہ			بنت سعاد
ابن		بنت	بنت	ابن		ابن	ابن
بنت	بنت	ابن	ابن	بنت	ابن	ابن	ابن
ابن سعید	بنت جمیلہ	ابن ولید	بنت لیلٰی	ابن رشید	بنت حسینہ	ابن حمید	ابن خالد
۲۸۰	۱۴۰	۱۴۰	۷۰	۵۴	۵۴	۱۰۸	۱۰۸

وذالک ان القسمۃ علی اول بطن اختلف بالذکورۃ والانوثۃ وھو ھھنا البطن الاول ویعتبر عدد الفروع فی الاصول ففیہ ابن ۲ بابنین وابن آخر وبنت بنتین وبنت اخری فاذ تساوی عدد الطائفتین فلطائفۃ الذکور ضعف بالطائفۃ الاناث فکانت المسئلۃ من ثلثۃ اثنان لطائفۃ البنین وواحد لطائفۃ البنات ثم فی طائفۃ البنین فی بطن الثانی ابن کابنین وبنتان فینقسم لما اعنی ۲ علی ستۃ فیحتاج الی ضرب المسئلۃ فی ثلثۃ تصیر من تسعۃ ۹ لطائفۃ ابنین منہا ستۃ ومن ھذہ الستۃ فی البطن اثنان للبنتین واربعۃ للابن الکائن کالبنین فنجعلھما طائفتین ثم لا اختلاف تحت احد منہما فی البطن الثالث وفی الرابع تحت کل ابن وبنت فینقسم ما لکل من ہاتین الطائفتین اعنی اربعۃ واثنین علی ثلثۃ فلاجل التبائن یحتاج اخری الی ضرب المبلغ فی ثلثۃ وتصح علی طائفۃ بنی زید من سبعۃ وعشرین ۲۷ لسعید ثمانیۃ ولحمیلۃ اربعۃ وکذا للولید ولیلی اثنان جئنا الی طائفۃ بناتہ لہا واحد من اصل المسئلۃ ولا اختلاف فی البطن الثانی بل فی الثالث بنت وثلثۃ ابناء فینقسم علی سبعۃ ویحتاج الی ضرب اصل المسئلۃ اعنی ثلثۃ فی سبعۃ تصیر من احد وعشرین ۲۱ ھھنا لطائفۃ بنات زید سبعۃ تستقیم علی البطن الثالث ثم یجعل البطن الثالث طائفتین فالواحد الذی اصاب البنت یعطی ابنہا رشید ویجمع بالطائفۃ الابناء وھی ستۃ وتحتہم بنت وابنان فہم کخمسۃ ولا تستقیم علیہ الستۃ فیضرب اصل المسئلۃ فی خمسۃ تکن من مائۃ وخمسۃ ۱۰۵ منہا لطائفۃ بنات زید خمسۃ وثلثون ۳۵ منقسمۃ فی البطن الثالث علی سبعۃ للبنت اعنی لابنہا رشید خمسۃ ولطائفۃ الذکور ثلثون تنقسم علی خمسۃ للبنت وھی حسینۃ ستۃ ولکل ابنی اثنی عشر فاذا کان تصحیح المسئلۃ علی طائفۃ ابناء زید من ۲۷ وعلی طائفۃ بناتہ من ۱۰۵ وبینہما توافق بالثلث ضربنا احدھما فی ثلث الاخر صارت تسعمائۃ وخمسۃ واربعین وذالک مبلغ التصحیح ولمعرفۃ السہام اضرب ما کان للاولاد لابناء من التصحیح الاول ۲۷ فی وفق تصحیح الثانی ۱۰۵ وھو ۳۵ وما کان لاولاد البنات من التصحیح الثانی فی وفق التصحیح الاول وھو یحصل ما ذکرنا وان شئت عملت من الراس ثم ثنا فقلت التصحیح من ۹۴۵ لطائفۃ ابناء زید منہا ستمائۃ وثلثون ۶۳۰ ینقسم فی البطن الثانی علی ستۃ سدساہ اعنی مائتین وعشرۃ ۲۱۰ للبنتین واربعۃ اسداسہ اعنی اربعمائۃ وعشرین ۴۲۰ للابن الکائن کالبنین ثم ما للبنتین منقسم فی البطن الرابع علی ثلثۃ ثلثاہ اعنی مائۃ واربعین ۱۴۰ للولید وثلثہ اعنی سبعین للیلی وکذالک ما للابنین ینقسم فیہ اثلاثا ثلثاہ اعنی مائتین وثمانین ۲۸۰ لسعید وثلثہ

ای مائۃ واربعین لجمیلۃ ولطائفۃ بنات زید منھا ثلثمائۃ وخمسۃ عشر منقسمۃ فی البطن الثالث اسباعا سبعھا اعنی خمسۃ واربعین للبنت ای لابنھا رشید والباقی مائتان وسبعون لطائفۃ الذکور مقسومۃ فی البطن الرابع اخماسا خمسۃ اربعۃ وخمسون لحسینہ وخمساہ مائۃ وثمانیہ حمید ومثلہ لخالد وقد فرغ التقسیم اتقن ھذا الطریق الانیق واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ طیب الامعان فی تعدد الجہات والابدان

مسئلہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے دو بھائی تھے عمرو بکر اور دو بہنیں ہندہ وعمرہ عمرو کے دختر لیلٰی کے ایک پسر خالد ہوا اور عمرو کے پسر ولید کے ایک دختر سلمٰی ہوئی خالد وسلمٰی سے ایک دختر سعاد اور ایک پسر سعید پیدا ہوئے بکر کی پوتی جمیلہ بنت حمید بن بکر کا نکاح رشید بن فرید بن ہندہ خواہر زید سے ہوا جن کی ایک دختر حسینہ ہے رشید کا دوسرا نکاح اس کے چچا مجید بن ہندہ کی دختر حسن آرا سے ہوا ان دونوں کے ایک دختر گلچہرہ پیدا ہوئی حسن آرا نے انتقال رشید کے بعد اپنی پھپھی محبوبہ بنت ہندہ کے پسر محبوب بن مطلوب بن عمرہ خواہر زید سے نکاح کیا جس سے ایک پسر گلفام پیدا ہوا محبوبہ ومطلوب کی ایک دختر حبیبہ تھی جس کی دختر شہناز ہے اب زید نے انتقال کیا اور صرف ایک زوجہ چمن آرا اور یہی سعاد وسعید وحسینہ وگلچہرہ وگلفام وشہناز اس کے وارث ہوئے اس صورت میں ترکہ زید کا شرعًا کس طرح منقسم ہوگا بینوا توجروا۔

الجواب

تصویر صورت سوال اور برتقدیر اجتماع شرائط معلومہ توریث تقسیم حال اس حال ومنوال پر ہے

مسئلہ ۴ × ۳ / ۱۲ / ۲۰۳۲

زید

زید

زوجہ — اخ عمرو — اخ بکر — اخت ہندہ — اخت عمرہ

بنت لیلٰی — ابن ولید — ابن حمید — ابن فرید — ابن امجد — بنت محبوبہ — ابن مطلوب

ابن خالد — بنت سلمٰی — بنت جمیلہ — ابن رشید — بنت حسن آرا — ابن محبوب — بنت حبیبہ

چمن آرا — بنتہا سعاد — ابن سعید — بنت حسینہ — بنت گلچہرہ — ابن گلفام — بنت شہناز

۱۰۰۸ — ۴۵۵ — ۹۱۰ — ۵۷۰ — ۲۸۸ — ۷۰۴ — ۱۶۰

اب اول یہ سمجھنا چاہیئے کہ ان میں پانچ ورثہ کو زید سے دو دو رشتے ہیں اور گلفام کو تین۔ سعاد بنت ابن بنت الاخ بھی ہے اور بنت بنت ابن الاخ بھی یعنی بھتیجی کی پوتی اور بھتیجے کی نواسی۔ یونہی سعید بھی یہی دو رشتے رکھتا اور بھتیجی کا پوتا بھتیجے کا نواسا ہے۔ حسینہ بنت بنت ابن الاخ اور بنت ابن ابن الاخت ہے یعنی بھتیجے کی نواسی اور بھانجے کی پوتی۔ گلچہرہ بنت ابن ابن الاخت اور بنت بنت ابن الاخت ہے یعنی ایک بھانجے کی پوتی دوسرے کی نواسی۔ شہناز بنت بنت بنت الاخت اور بنت بنت ابن الاخت ہے یعنی ایک بھانجی اور ایک بھانجے دونوں کی نواسی۔ گلفام ابن بنت ابن الاخت اور ابن ابن بنت الاخت اور ابن ابن ابن الاخت ہے یعنی ایک بھانجے اور ایک بھانجی دونوں کا پوتا اور ایک بھانجے کا نواسا اور ہمارے ائمہ کا اتفاق ہے کہ متعدد قرابتوں والا اپنی ہر قرابت کی رو سے حصہ پائے گا مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالٰی تعدد جہات کا خود فروع یعنی بطن زندہ میں اعتبار فرماتے ہیں تو انکے نزدیک گویا گلفام تین وارث ہے اور باقی دو دو اور امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی تعدد جہات فروع کو اون کے اصول میں ملحوظ فرماتے ہیں اس کی صورتیں دو ہیں ایک یہ کہ فرع متعدد الجہات اصول متعددہ کی فرع ہو جیسے حسینہ کے اس کے دو رشتے بکر و ہندہ دو اصول مختلفہ سے ہیں یا شہناز کہ ہندہ و عمرہ دونوں کی طرف سے قرابت دار ہے جب تو اصول میں اعتبار جہات یوں حاصل کہ جب وہ ہر اصل اس فرع کے لحاظ سے تقسیم میں ملحوظ رہی ہر جہت قرابت لحاظ میں آگئی اور ہر جہت کا حصہ اس وارث نے جمع کرلیا کتب متداولہ جو اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں ان میں اعتبار تعدد جہات فی الاصول کی زیادہ تشریح نہیں اور مثال جس نے دی اسی صورت خاصہ کی دی، صورت دوم یہ کہ اس فرع کو ایک ہی اصل کے ذریعہ سے میت کے ساتھ دو رشتے ہوں جیسے سعاد و سعید کہ ان کے دونوں علاقے بذریعہ شخص واحد یعنی عمرو کے ہیں یوہیں گلچہرہ و گلفام کو بذریعہ ہندہ اگرچہ گلفام کو ایک رشتہ اصل

دیگر عمرہ کی طرف سے بھی ہے اس صورت کی تصریح مثال اس وقت نظر میں نہیں۔ **وانا اقول** وباللہ التوفیق ما نحن فیہ میں اعتبار تعدد جہات فی الاصول کا مطلب یہ ہے کہ ایسی فرع کی اصل کو اصول متعددہ بعدد جہات حاصلہ بذریعۂ فرع مذکور سمجھا جائے مثلاً صورت مذکورہ میں عمرو بلحاظ سعاد کہ ذات جہتین ہے دو بھائی ہے نیز بلحاظ سعید بھی ایسا ہی ہے تو لحاظ جہات لحاظ ابدان کا اجتماع عمرو کو چار بھائی کردے گا اور ہندہ بلحاظ جہات گلچہرہ دو بہن ہے اور اسی طرح بلحاظ جہات گلفام اور بلحاظ بدن حسینہ وشہناز ایک ایک بہن تو وہ مجموع چھ بہن ہے اور عمرہ میں صرف تعدد ابدان گلفام وشہناز ہے تعدد جہات نہیں کہ یہ دونوں اگرچہ جہات عدیدہ رکھتے ہیں مگر نہ بذریعہ تنہا عمرہ تو وہ صرف دو بہن ہے اور بکر جس کی فرع میں نہ تعدد بدن ہے نہ اسی کے ذریعے سے تعدد جہت تنہا ایک بھائی ہے تو بطن اوّل میں زوجہ اور پانچ بھائی اور آٹھ بہنیں ہیں۔ والدلیل علیہ علی ما یظھر للعبد الضعیف واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم ان تعدد الجہات یوجب تعدد الاشخاص ولو حکمًا الاترٰی ان ابا یوسف لما اعتبر تعدد الجہات فی الفروع جعل کل فرع ذی جہتین کفرعین کما نصوا علیہ قاطبۃ وکذٰلک محمد رحمہ اللہ تعالٰی لما اعتبر تعدد الجہات فی الجدات جعل الجدۃ جدتین وجدات کما فی السراجیۃ وغیرھا عامۃ الکتب وبالجملۃ لامعنی لتعدد الجہۃ الا تعدد الشخص ولو فی اللحاظ فمحمد اذا اعتبرہ ھھنا فی الاصول فان کانوا متعددین فقد حصل التعدد حقیقۃً باخذھم منفرزین فی القسمۃ ثم ایصال ماوصل الیھم جمیعًا الٰی للفرع الواحد المنتھی بھم کما ذکرنا اما اذا کان الاصل واحدًا وقد اخذ فی القسمۃ[1] فلا یظھر اعتبار تعدد الجہۃ فیہ الا باعتبارہ اصولًا متعددۃ و یوضح لك ھٰذا اما **اقول** لیکن ابن ابن ابن بنت ھو ابن بنت بنت تلك البنت ایضًا ومعہ ابن بنت بنت ابن ھٰکذا مس______ فلو لم نجعل البنت کتعدد الجہۃ فی فرعھا بنتین لکانت المسئلۃ من ثلثۃ ثلثاھا للفرع الاول وثلثۃ لفرع البنت لانك اذا قسمۃ

بنت ابن
ابن بنت بنت
ابن بنت ابن بنت
ابن ابن

[1] احترازا عما اذا وقع فی بطن متفق بالذکورۃ والانوثۃ فانہ لا یقسم علی من فیہ اصلا سواء کان لفرعہ جہۃ او جہات کما لا یلاحظ من فیہ ابدًا سواء کان فی فرعہ بدن او ابدان ولیس ھٰذا لان الجہات او الابدان لم تعتبر ھھنا بل لان ما یصیبھم یجمع جمیعًا ویقسم علٰی ما تحتھم فلا فائدۃ فی التفریق بالتقسیم ثم جمع ذٰلك المتفرق کما لا یخفٰی ۱۲ منہ

المال علی البطن الاول لاختلافہ ذکورۃ وانوثۃ اثلاثا ثلثا فرع الابن اثنان نصیب ابیھا وکان للبنت العلیا واحد وتحتھا فی البطنین وان کان اختلاف ذکورۃ وانوثۃ لکن لاحاجۃ الی اعتبارہ والضرب فی المسئلۃ لانکسارہ لان کل مایصیب طائفۃ الذکر والانثی تحتھا انما یحوزہ فرعھا الاخیر فیکون لہ واحد ولصاحبہ اثنان ولو لم یکن الاول ذاقرابتین کأن کان ابن ابن ابن بنت فقط وابن بنت بنت بنت فحسب لکان التقسیم ایضًا ھکذا لہ واحد ولصاحبہ اثنان فلم یصل الیہ من تعدد جھات قرابتہ الاماکان یصل لذی قرابۃ واحدۃ ھف بخلاف ما اذا جعلنا البنت بنتین فان المسئلۃ تکون حینئذٍ من اثنین لان الابن یساوی البنتین فیکون المال بین الفرعین نصفین وما ھو الالکون فرع البنت ذاقرابتین والا لاصاب ھو واحدًا وفرع الابن اثنین وھذا بعون اللہ تعالٰی ولوجہہ الحمد دلیل قاطع ویوضح ایضًا **اقول** لیعلم اولا ان ذا جھتین مساوٍ لاثنین ذوی جھتیہ مثلا ابن ابن ابن بنت وابن بنت بنت بنت اخرٰ واخر یجمع النسبین فھذا یساوی الاولین ھکذا قسمنا علی البطن الثانی لانہ اول بطن

مسئلہ ۶ ـــــــ وقع فیہ الاختلاف وفیہ ابنان وبنتان فا المسئلۃ من ستۃ اربعۃ لطائفۃ الذکور واثنان لطائفۃ الاناث ثم لااختلاف تحت شیئ من الطائفتین فی بطن ما فنصیب الابن الاول من ابیہ اثنین وکذالک الابن الثانی والابن الاول من امہ واحد وکذالک الابن الثالث

بنت	بنت	بنت
ابن بنت	ابن	بنت
ابن بنت	ابن	بنت
ابن ۲ و ۱	ابن	ابن
۳	۲	۱

فیکون للاول ثلثۃ مثل ما لمجموع الباقیین وھکذا کان ینبغی لانہ جامع لقرابتھما جمیعا و لیعلم ثانیا ان ھاتین الجھتین المذکورین مثلا فی جانب البنات بمجموعھما مساوٍ لجھۃ واحدۃ فی جانب الابن اذ لم یکن صاحبھا وارثا ولاولد وارث کولد ولد بنت ابن ھکذا وانما عبرنا فیھما بالولد لیعم الذکر والانثی فان الحکم لایختلف المسئلۃ من اثنین لان ابنا کبنتین فنصیب الابن لفرع الاخیر ونصیب طائفۃ البنات یقسم فی البطن

مسئلہ ۲ × ۳ = ۶ ـــــــ

بنت	بنت	ابن

ابن بنت بنت الثانی اثلاثا فتضرب المسئلة فی ثلثة وتصح من

ابن بنت ولد ستة ثلثة منها لفرع الابن واثنان للابن الکائن

ابن ابن ولد فی البطن الثانی من طائفة البنات وواحد للبنت

۲ ۱ ۱/۳ التی فیہ ثم ینتقلان الی فرعیهما فیکون ما لفرعی

البنتین مساویا لما کان لفرع الابن وبعد تمهید هٰذا القول اذا اجتمعوا اعنی صاحبی الجهتین وجامعهما من جانب البنات وفرع کذا ای من جهة الابناء بحکما المقدمتین المذکورتین ان یکون المال بینهم اثلاثا ثلثه للصاحبین واٰخر للجامع واٰخر للابنی کتساویهم جمیعًا کما عرفت وهٰذا انما یتاتی اذا اعتبر اصل الفرع الجامع اصلین هکذا

مسئلہ ۳ × ۳ ل ۹ ــــــــــــ اعتبرنا البنت الاولی بنتین

فکان فی البطن الاول بنت بنت بنت ابن ابن واربع بنات کابنین وعلی

الاختصار ثلثة وابناً ابن بنت ابن بنت بنت فی المسئلة من ثلثة واحد منها

لفرع الابن واثنان ابن بنت ابن بنت ولد لطائفة البنات وتحتهن فی البطن

الثانی ابنان وبنتان ابن ۲ فی ۱ ابن ۲ ابن ۱ ولد ۱/۳ ای کثلثة ابناء ولا یستقیم اثنان

علیهم فتضرب المسئلة فی ثلثة تکن من تسعة وبها تصح لفرع الابن منها ثلثة ولطائفة البنات ستة تنقسم فی البطن الثانی اثلاثا للبنتین اثنان منتقلان الی فرعیهما لعدم الاختلاف وللابنین اربعة منتقلة کذالک الی فرعیهما فیصیب الابن الجامع ثلثة اثنان من ابیه وواحد من امه ولصاحبی الفرابتین اثنان وواحد مجموعهما ثلثة وللفرع الابن ایضًا ثلثة کما کان حکم المقدمتین المذکورتین بخلاف ما اذا لم یعتبر الاصل اصلین فانه یزید حینئذٍ سهم الابنی علی السهمین الباقین هکذا مسئلہ ۵ × ۲ ل ۱۰

ــــــــــــ

والبیان ظاهر هٰهنا فظهر ان اعتبار تعدد بنت بنت بنت ابن

الجهات فی الاصول انما یکون بحصول التعدد ابن بنت ابن بنت بنت بنت

فی الذوات فان کان حقیقة فذاک کما فی ابن بنت ابن بنت ولد

ابن ابن ابن ولد

الامثلة التی ذکروها فی الکتب والا وجب ۲ فی ۱ ۲ ۱ ۲/۴

اعتباره حکما وعد اصل اصلین فی القسمة ویظهر هٰذا لمن تامل فیما صورناه ایضًا من کون

الجهة من اصلين كما اذا ترك بنتی بنت ابن بنت هما ايضا بنتا ابن ابن بنت اخری وابن بنت بنت ابن بهذه الصورة

مسئلہ ۳ — المسئلة من ثلثة

لان کل بنت فی البطن الاول فکانهم ثلثة بنین ومنها تصح واثنان للبنتین والتقسیم فی البطن علی ثلثة لان فیه بنتا کابن وابن لا استقامة علی ثلثة

بنت	بنت	ابن
ابن	ابن	بنت
بنت	ابن	بنت
		ابن
بنتی ۲	—	۱

کبنتین ای کابن واحد لفرع الابن الثالث وان کان وابنا کابنین

وابن لا استقامة علی ثلثة لاثنین لکن لما کان الانقسام فی البطن الاخیر علی بنتین فحسب یصل کلا منهما ثلثان من قبل الاب وثلث من قبل الام فکان لکل واحدة کملا ولا حاجة الی الضرب فجعل بنتین فی الاصول کاربع بنات انما اتی من جهة ان تعدد الجهة فی الفروع اورث التعدد فی الاصول ولیس هذا من قبل ابدان الفروع فحسب فانما هما اثنتان لا غیر کما ان الاصل بنتان لا غیر فالتربیع لم یأت الا لاجل الجهات **فان قلت** لما کانت الفرعان فرعی کل من الاصلین کانتا کاربعة فروع کانها بنتان من قبل الاب وبنتان من قبل الام فلم تتعدد الاصول الا بتعدد الفروع **قلت** تعدد الجهات فی فرع لا یورث تکثرا فی بدنه فزید لا یصیر زیدین لکونه ابن ابیه وابن امه فالتربیع فی الفرعین ما جاء الا من جهة الجهات وجعلتموه مستلزما لتربیع الاصلین فکان ذلك قولا منکم بقولنا من حیث لا تشعرون وبالجملة اذا صدقت المقدمات القائلتان کلما تعددت الجهات تعددت الفروع وکلما تعددت الفروع تعددت الاصول کما اعترفتم وجب صدق النتیجة القائلة کلما تعدد الجهات تعددت الاصول وهو المقصود هذا ما ظهر للعبد الفقیر بعون الملك القدیر عز جلاله وارجو ان یکون صوابا ان شاء الله تعالی فعلیك به فلعلك لا تجده فی غیر هذه السطور والله تعالی اعلم بحقائق الامور۔

اب تقسیم مسئلہ کی طرف چلئے اصل مسئلہ بوجہ زوجہ چار سے ہے اس کا فرض دیکر تین بچے جس کے مستحق پانچ بھائی اور آٹھ بہنیں برابر چار بھائیوں کے گویا نو بھائی ہیں تین نو کو تبیں بار فا کرتا ہے لہذا مسئلے میں تین کی ضرب ہو کر بارہ ۱۲ ہوئے جس سے تین ۳ زوجہ کے اور پانچ طائفہ مردان اور چار طائفہ زنان

کے۔اب طائفہ مردان کے نیچے بطن دوم میں لیلٰی دو بنت ہے اور ولید دو ابن اور حمید ایک۔مجموع تین ابن دو بنت گویا چار ابن ہیں بوجہ تباین مسئلے میں چار کی ضرب ہو کر اڑتالیس ہوئے بارہ چمن آرا کے اور بیس طائفہ مردان اور سولہ طائفہ زنان کے یہ بیس یوں تقسیم ہوئے کہ لیلٰی کو پانچ اور طائفہ ذکور یعنی ولید و حمید کے پندرہ یہ طائفہ پھر جدا جدا کر دیئے طائفہ ذکور کے بعد بطن ثالث میں اختلاف نہیں لیلٰی میں ایک ابن سعید اور دو بنت سعاد و حسینہ گویا چار بنت ہیں پندرہ ان پر مستقیم نہیں اور لیلٰی کو بھی سعاد و سعید ابن و بنت ہیں اور پانچ تین پر مستقیم نہیں لہذا بوجہ تباین سہام و رؤس فریقین دونوں رؤس یعنی چار اور تین بعینہ معتبر ہوئے اور یہ بھی متباین ہیں تو باہم ضرب دیکر اصل مسئلہ میں بارہ کی ضرب سے پانسو چھہتر ہوئے چمن آرا کے ایک سو چوالیس طائفہ زنان کے ایک سو بانوے طائفہ مردان کے دوسو چالیس جن میں سے لیلٰی کو ساٹھ پہنچے کہ سعید کو چالیس سعاد کو بیس ہو کر بٹ گئے اور ولید و حمید کے ایک سو اسی یوں بٹے کہ سعید کو نوے اور سعاد و حسینہ کو پینتالیس پینتالیس بالجملہ سعید کے مجموع ایک سو تیس ہوئے اور سعاد کے پینسٹھ اور حسینہ کے پینتالیس یہ تصحیح طائفہ مردان کا مقتضی ہے اب طائفہ زنان لیجئے

مسئلہ ۴ × ۳ / ۱۲ × ۴ / ۴۸ × ۱۲ / ۵۷۶

طائفہ مردان

زوجہ ۱ / ۳ / ۱۲ / ۱۴۴
اخ عمرو ۵ / ۲۰ / ۲۴۰
اخ بکر
طائفہ زنان ۴ / ۱۶ / ۱۹۲
بنت لیلٰی
ابن ولید ۱۵ / ۸۰
ابن حمید
ابن خالد ۵ / ۶۰
بنت اسلمٰی
بنت جمیلہ
بنت سعاد ۴۵ ۲۰ / ۶۵
ابن سعید ۹۰ ۴۰ / ۱۳۰
بنت حسینہ ۴۵

اصل مسئلے سے اس طائفہ کے چار تھے اس کے بطن ثانی میں تین ابن ایک بنت ہے ہر ایک مثل دو کے گویا سات ابن ہیں تو مسئلہ چوراسی سے ہوا طائفہ زنان کے اٹھائیس ان میں چار محبوبہ کے ہیں بطن ثالث میں اوسکے ابن و بنت محبوب وجیبہ یعنی تین پر مستقیم نہیں

مسئلہ ۴ × ۳ / ۱۲ × ۷ / ۸۴ × ۳ / ۲۵۲

طائفہ زنان ۴ / ۲۸ / ۸۴
طائفہ مردان ۵ / ۳۵ / ۱۰۵
زوجہ ۱ / ۳ / ۲۱ / ۶۳
اخت عمرہ
اخت ہندہ
ابن مطلوب
بنت محبوبہ
ابن مجید
ابن فرید
ابن محبوب
بنت چمن آرا
ابن رشید
بنت حبیبہ
بنت شہناز ۶ ۴ / ۱۰
ابن گلفام ۱۲ ۲۴ ۸ / ۴۴
بنت حسینہ ۱۲
بنت طاہرہ ۶ ۱۲ / ۱۸

اور چوبیس[۲۴] طائفہ ذکورفرید ومجید ومطلوب کے ہیں بطن ثالث میں فرید کا ابن رشید دو ابن ہے اور مجید کی بنت حسن آرا دو بنت اور مطلوب کی اولاد محبوب وحبیبہ ایک ایک ابن وبنت تو مجموع تین ابن تین بنت یعنی نو[۹] بنت ہیں چوبیس[۲۴] اور نو[۹] میں توافق بالثلث ہے تو رؤس طائفہ انثی اعنی محبوبہ بھی تین ہوئے اور رؤس طائفہ ذکور بھی باعتبار وفق تین[۳] ہی رہے انھیں تماثل ہے صرف تین کی ضرب ہوکر مسئلہ دوسو باون[۲۵۲] سے ہوا جس سے طائفہ علیائے اناث کے چوراسی[۸۴] ان سے بطن ثانی میں محبوبہ کے بارہ[۱۲] کہ محبوب کو آٹھ[۸] حبیبہ کو چار[۴] ہوکر بٹے اور وہ آٹھ[۸] گلفام اور یہ چار[۴] شہناز کو پہنچ گئے اور طائفہ ذکور کے بہتر[۷۲] کہ بطن ثالث میں رشید وحسن آرا محبوب وحبیبہ پر اثلاثا بٹے یعنی اس تازہ طائفہ ذکور رشید ومحبوب کے اڑتالیس[۴۸] اور نئے طائفہ اناث حسن آرا وحبیبہ کے چوبیس[۲۴] اب یہ طائفے بھی جدا کردیئے طائفہ ذکور کے نیچے ایک ابن دو بنت ہیں تو گلفام نے چوبیس[۲۴] حسینہ وگلچہرہ نے بارہ[۱۲] بارہ[۱۲] پائے اور طائفہ اناث کے نیچے بھی ایک ابن دو بنت ہیں تو گلفام کو بارہ گلچہرہ وشہناز کو چھ[۶] چھ لے یہ تصحیح باعتبار طائفہ اناث ہوئی تصحیحین میں توافق بسدس السدس یا ربع التسع یعنی بجزء من ستۃ وثلثین[۳۶] جزء ہے اول کا وفق سولہ[۱۶] ہے اور ثانی کا سات تو ان میں جس کو دوسرے کی وفق سے ضرب دی مبلغ تصحیح چار ہزار بتیس[۴۰۳۲] ہوئے تصحیح اول میں جس نے جو پایا تھا اسے سات میں ضرب دی۔

سعاد	سعید	حسینہ	اور تصحیح ثانی کے سہام کو سولہ[۱۶] میں	حسینہ	گلچہرہ	گلفام	شہناز
۶۵	۱۳۰	۴۵		۱۲	۱۸	۴۴	۱۰
۴۵۵	۹۱۰	۳۱۵		۱۹۲	۲۸۸	۷۰۴	۱۶۰

تو حسینہ کے مجموع ۵۰۷ پانسو سات ہیں اور حسن آرا کے ہر طرح ایک ہزار آٹھ[۱۰۰۸] اور یہی وہ تقسیم ہے کہ مذکور ہوئی ـ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ

۲۷ رجمادی الاخرہ ۱۳۱۸ھ

مسئلہ ۳۶ × ۱۶ = ۵۷۶

محمد یار

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنتا
حافظا جان	نیاز علی	محمد علی	کلن	محمد حسین	احمدی	بی جان	امیر علی	نبی جان	حسن
کان لم یکونا			۱۵	۱۰	۵	کان لم یکونوا			
			۲۴۰						

توضیحش آنکہ اولاً حافظ جان مُرد و ہمین ابناء و بنات ورثہ گزاشت بازنیاز علی گزشت و بقیۂ اخوۃ و اخوات وارث داشت پس ایں ہر دو کان لم یکن شدند و مسئلہ بہ ۱۲ تقسیم یافت چار پسر را ہشت وہر چار دختر را چہار بازامیر علی بعد محمد علی مُرد و باقی دو برادر و خواہران گزاشت بازحسن بازنبی جان مرد و ہمین اخوین و اخوات ورثہ گزاشتند پس چار سہم کہ بایں سہ می رسید در دو برادر یعنی کلن و محمد حسین و دو خواہر یعنی احمدی و بی جان منحصر گردید و ایں چار کسان را بجائے شش ۶ دہ ۱۰ رسید و حاصل مسئلہ باآن گرائید کہ از ترکہ یک سدس بہ محمد علی و بقیۂ پنج اسداس بریں چہار اشخاص للذکر مثل حظ الانثیین بر شش سہم منقسم۔ اول عدد یکہ سدس او برآوردہ باقی را بر ۶ قسمت توانیم سی و شش ست از ہمین مسئلہ کردیم ۶ بہ محمد علی رسید وہر یک از کلن و محمد حسین دہ ۱۰ وہر یک از احمدی و بی جان پنج ۵ امابعد اینہا بی جان مردہ وہمین کلن برادرش وارث گزاشتہ پس او را نیز برآوردیم وسہم کلن پانزدہ ۱۵ کردیم فائدۂ این تصرفات عجیبہ تخفیف عظیمی ست کہ در تقسیم مسئلہ راہ یافت چنانکہ بر سالک طریق معہود بموازنۂ این طرز محمود روشن شود۔

مسئلہ ۔۔۔ محمد علی ۔۔۔ عـــہ ۶

زوجہ محبوبن	ابن وزیر علی	ابن احمد علی
کان لم یکونا		۱ / ۶ / ۹۶

زیراکہ محبوبن راہمین دو پسر وارث شدند بازوزیر علی راہمین یک برادر

مسئلہ ۱ ۔۔۔ احمدی ۔۔۔ مـــہ ۵

زوج	ابن	بنت محمدی
کان لم یکونا		۱ / ۵ / ۸۰

لمثل ما مرفی محمد علی

مسئلہ ۳۲ ۔۔۔ محمد حسین توافق بالنصف ۔۔۔ مـــہ ۱۰

زوجہ ثانیہ آسودہ	ابن من الثانیہ علی حسین	بنت من الاولٰی بنی	بنت من الاولٰی بتولن
۴ / ۲۸	۱۴ / ۷۰	۷ / ۳۵	۷ / ۳۵

مسئلہ ۴۰ ۔۔۔ کلن ۔۔۔ فاستقامت ۔۔۔ مـــہ ۴

زوجہ مونگا	ابن آیار	ابن حامدیار	بنت بسم اللہ
۵/۳۰	۸۴	۱۴/۸۴	۷/۴۲

المبلغ ۵۷۶

الاحیاء

احمد علی	آسودہ ۔ علی حسین	بنی	بتولن	مونگا	واحدیار	حامدیار	بسم اللہ	محمدی
۹۶	۲۰ ۔ ۷۰	۳۵	۳۵	۳۰	۸۴	۸۴	۴۲	۸۰

آسودہ کے بعد انتقال محمد حسین حسب بیان سائل محمد حسین کا زر نقد و اثاث البیت اپنے حصے سے زائد لے کر مع اپنے دو سالہ بچے علی حسین کے چلی گئی اور بارہ[12] سال سے مفقود الخبر ہے علی حسین کے ستر سہام اوسکی ۷۰ سال عمر ہونے تک امانت رہیں اگر وہ زندہ معلوم ہو اسے دیئے جائیں یا مر گیا ہو تو اسکے ورثہ کو پہنچائے جائیں اور اگر اس مدت تک پتہ نہ چلے تو اسوقت جو اس کے وارث شرعی ہوں وہ پائیں آسودہ جو کچھ اپنے حصص سے زائد لے گئی اگر اس کا مہر واجب الادا تھا اور وہ مال کہ لے گئی مقدار مہر واجب الادا سے زائد نہ تھا تو اس کا حصہ بھی بدستور اس کی ۷۰ سال عمر ہونے تک امانت رہے اور اگر زائد تھا تو اس کا الزام علی حسین نابالغ پر نہیں صرف آسودہ کے حصے سے بنی و بتولن اپنے حصے کا نقصان وصول کرسکتی ہیں ۔ وھو مسألۃ الظفر بخلاف جنس الحق المفتی بہ الاٰن علی جواز الاخذ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم ۔

مسئلہ از صوبہ پنجاب علاقہ گوالیار مرسلہ مولوی مبارک حسین صاحب ۲۵ رجب ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک بیوہ عورت نے وفات پائی اور اس نے جو ترکہ چھوڑا اس میں کچھ تو اس کا ذاتی ہی مال ہے اور کچھ ایسا ہے جو اس کے شوہر نے اپنی حیات میں دیدیا تھا متوفیہ کا کوئی رشتہ دار قریب وبعید نہیں ہے نہ ذوی الفروض ہیں نہ عصبات ہیں نہ ذوی الارحام ہیں ۔ غرضیکہ کسی قسم کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے ، متوفیہ کے شوہر کا ایک لڑکا پہلی عورت سے ہے اور وہ متوفیہ کے ترکہ کا دعوی کرتا ہے آیا ترکہ ذاتی متوفیہ اور اس کے شوہر کا دیا ہوا اس لڑکے کو ملنا چاہیے یا نہیں ۔ اور اگر ملنا چاہیے تو متوفیہ کا ذاتی و شوہری دونوں یا ایک اور اگر نہ ملنا چاہیے تو وہ ترکہ کس کو ملنا چاہیے ۔ عملداری ہنود ہونے کی وجہ سے بیت المال بھی نہیں ہے جو اس میں جائے بصیغہ لاوارثی سرکار میں جانا چاہیے یا متوفیہ کے شوہر کا لڑکا وارث ہونا چاہیے بینوا توجروا

الجواب

صورت مستفسرہ میں متوفیہ کا کل متروکہ خواہ اس کا ذاتی مال ہو خواہ شوہر کا دیا ہوا بعد ادائے دیون و نفاذ وصایا تمام و کمال فقرائے مسلمین کا حق ہے جو کسب سے عاجز ہوں اور ان کا کوئی کفالت کرنے والا نہ ہو فی رد المحتار ترکۃ لا وارث لہا مصرفہا اللقیط الفقیر و الفقراء الذین لا اولیاء لہم فیعطی منہ نفقتہم وادویتہم وکفنہم وعقل جنایتہم کما فی الزیلعی وغیرہ وحاصلہ ان مصرفہا العاجزون الفقراء ۱ھ ملتقطا شوہر کا بیٹا اگر فقیر عاجز ہے تو وہ بھی اور فقرائے عاجزین کے مثل مستحق ہے ورنہ اس کا اصلا استحقاق نہیں نہ متوفیہ کے ذاتی مال میں نہ شوہر کے دیئے میں واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۳ رشعبان المعظم ۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ مسمی حسین بخش کی دختر کا نکاح ہوا اور اس نے اپنے شوہر کے یہاں کل ایک گھنٹہ قیام کیا اور بعد اپنے والد کے یہاں چلی آئی اور دو ماہ بارہ یوم تک بعد نکاح کے زندہ رہی اور اس درمیان میں اپنے شوہر کے یہاں نہ گئی اور اپنے والدین کے یہاں مرگئی اس کے پاس زیور والدین کا تھا اور کچھ زیور اس کے شوہر نے چڑھایا تھا اب اس کا شوہر کل زیور کا دعوی کرتا ہے اور اسکی تجہیز و تکفین اس کے والدین نے کی اس صورت میں از روئے شرع شریف اس کا شوہر زیور پانے کا مستحق ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

زیور برتن کپڑے وغیرہ جو کچھ ماں باپ نے دختر کو دیا تھا وہ سب ملک دختر ہے اس میں سے بعد ادائے دین اگر ذمہ دختر ہو و نیز اجرائے وصیت اگر دختر نے کی ہو ہر چیز کا نصف شوہر کا حصہ ہے اور نصف ماں باپ کا اور جو زیور شوہر نے چڑھایا تھا اس میں ان لوگوں کے رسم و رواج کو دیکھنا لازم ہے اگر وہ چڑھاوا صرف اس نیت سے دیتے ہیں کہ دلہن پہنے مگر دولہن کی ملک نہیں کر دیتے بلکہ اپنی ہی ملک رکھتے ہیں جب تو چڑھاوا شوہر یا شوہر کے ماں باپ کا ہے جس نے چڑھایا ہو اور اگر دولہن ہی کو اس کا مالک کر دیتے ہیں تو وہ بھی مثل جہیز ترکہ دختر ہے اسی حساب نصفا نصف پر تقسیم ہوگا۔ اور جس طرح شوہر آدھے ترکہ کا مستحق ہے یوں ہی دختر کے والدین شوہر سے آدھا مہر لینے کے مستحق ہیں۔ سائل نے جو بیان کیا کہ عورت صرف گھنٹا بھر کے لئے دن میں مکان شوہر پر گئی تھی اسی دن اس کے بھائی کی شادی تھی جس میں بلالی گئی ایک مکان تنہا میں زن و شوہر نہ رہنے پائے تو اس صورت میں بھی آدھا مہر کامل ہی والدین کو شوہر سے ملے گا کہ قبل خلوت طلاق ہونا باعث سقوط نصف مہر ہوتا ہے۔

موت اگرچہ قبل خلوت ہو کل مہر کو لازم کردیتی ہے فی الدر تتاکد عند وطء او خلوۃ صحت من الزوج او موت احدھما الخ تو بعد موت کل مہر لازم شدہ سے نصف حصۂ زوج ہوا اور نصف والدین کو پہنچیگا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کانپور بانس منڈی مرسلہ محمد علیم الدین صاحب محرم الحرام ۱۳۱۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ محمد یٰسین نے انتقال کیا اپنے وارثوں سے ایک ابن کریم بخش وبنت مریم وزوجہ عمرہ ووالدہ اخیافی و پانچ بھائی اور ایک بہن اخیافی چھوڑی ہنوز ورثہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ اس میں سے زوجہ عمرہ نے انتقال کیا اس نے ایک بھائی اخیافی اور ایک بہن حقیقی اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی حقیقی چھوڑی ہنوز ورثہ تقسیم نہیں ہوا تھا ان میں سے ایک لڑکا کریم بخش نے انتقال کیا اس نے اپنے وارثوں میں سے ایک زوجہ مسماۃ آمنہ اور بہن حقیقی اور ایک دادی اور پانچ چچا اخیافی اور ایک پھوپھی اخیافی چھوڑے از روئے شرع شریف کے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

عبارت سائل سے ظاہر یہ ہے کہ اس کے نزدیک اخیافی سوتیلی کو کہتے ہیں یعنی جیسے باپ کی طرف سے علاقہ ہو اور ماں کی طرف سے جدا ولہذا اس نے اخیافی والدہ لکھا یعنی سوتیلی ماں۔ اگر بہن بھائی اخیافی میں بھی یہی مراد ہے یعنی وہ یٰسین کے سوتیلی بہن بھائی ہیں کہ باپ ایک اور ماں جدا تو اس صورت میں محمد یٰسین کا ترکہ بر تقدیر عدم موانع ارث وورث آخر وتقدیم دین ووصیت تینتیس سہام پر منقسم ہو کر بیس سہام مریم اور پانچ آمنہ اور ایک ایک یٰسین کے ہر سوتیلے بھائی کو ملے گا صورت مناسخہ ہے مگر اخیافی حقیقۃً ان بھائی بہن کو کہتے ہیں جو ماں میں شریک ہوں اور باپ جدا۔ اگر یہ چھ شخص محمد یٰسین کے ایسے ہی بہن بھائی تھے تو ترکہ بشرائط مذکورہ صرف چھ سہام پر منقسم ہو کر پانچ سہم مریم اور ایک آمنہ کو ملے گا۔ محمد یٰسین کے ان بہن بھائیوں کا کچھ استحقاق نہیں لانھم من ذوی الارحام والرد مقدم علیھم واللہ تعالٰی اعلم۔

تجلیۃ السلم فی مسائل من نصف العلم

۱۳۲۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ادخلنا فی السلم ؛ وعلمنا بالمن والعفو والحلم ؛ وعلمنا من العلم ومن نصف العلم ؛ والصلاۃ والسلام علی الجواد الکریم الفائف علی عبیدہ من علم الفرائض ؛ وعلی الہ وصحبہ واحبابہ وارثی عائہ وآدابہ ؛ امین۔

امابعد۔ یہ بعض مسائل فرائض ہیں جو فقیر کے سامنے پیش ہوئے اور ابنائے زمانہ ان کی فہم میں غلطی کئے۔ مقصود ازالہ اوہام و اغلاط و اراءت سواء الصراط ہے۔ وباللہ التوفیق

فصل اول

مسئلہ ۱۴ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ

اعلٰیحضرت مجدد مائۃ الحاضرہ دام ظلکم العالی وقت قدمبوسی خادم نے مسئلہ پوچھا تھا کہ قمر علی نے زوجہ لطیفن بیگم اور حقیقی بہن فاطمہ بیگم اور حقیقی بھتیجا اسد علی اور مکان وزیور و اثاث البیت مجموع تین ہزار روپے کا اور اکیس ہزار کے نوٹ چھوڑ کر انتقال کیا زوجہ نے مہر معاف کر دیا تھا اور وہ برضائے فاطمہ بیگم و اسد علی اپنے حصہ ترکہ کے عوض مکان وزیور و اثاث البیت پر قابض۔ ہیں اور باہم وارثان میں اقرار نامہ لکھ گیا کہ فاطمہ بیگم و اسد علی کا ان اشیاء میں اور لطیفن بیگم کا زرنقد مذکور میں کوئی حصہ باقی نہ رہا اب وہ نوٹ فاطمہ بیگم و اسد علی میں کس حساب سے تقسیم ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ چودہ ہزار کے نوٹ فاطمہ بیگم اور سات ہزار کے نوٹ اسد علی کو ملیں چنانچہ خادم نے اسی کے مطابق تقسیم کرا دیئے دوسرے روز اسد علی آئے اور کہا میرا حق زیادہ چاہئے مجھے اس میں ساڑھے تین ہزار روپے کا نقصان ہے اور فتاوٰی مولوی عبدالحئی صاحب جلد اول مطبع علوی صفحہ ۱۰۱ پیش کی کہ اسکی رو سے روپیہ مجھ میں اور فاطمہ بیگم میں نصفا نصف تقسیم ہونا چاہئے اس کا خلاصہ عبارت لاحظہ اقدس کے لئے حاضر کرتا ہوں۔ چہ میفرمایند علمائے دین اندریں صورت کہ زید انتقال کرد ورثہ گذاشت یکے ہمشیرہ عینیہ مسمی بہ رابعہ و سہ برادر زادیاں مسمے فاطمہ و زینب و کلثوم و یک برادرزادہ حقیقی مسمے بکر و یک زوجہ مسماۃ خدیجہ کہ جملہ ورثہ مذکورہ صلبی اور احصہ ہشتم دادہ راضی کردہ اند پس بقیہ متروکہ زید کہ چگونہ تقسیم باید۔ ھوالمصوب بعد تقدیم ماتقدم علی الارث و رفع موانع بقیہ ترکہ زید تقسیم بر دو سہم شدہ یک سہم ازان ہمشیرہ حقیقی و یک سہم بہ برادرزادہ خواہد شد باقی ورثہ

مجوب خواہند شد۔ واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ ابوالحسنات محمد عبدالحئی عفا عنہ القوی۔
جواب کی پوری عبارت عرض کی ہے یہ صورت بعینہ وہی صورت واقعہ ہے حضرت نے اگرچہ حکم زبانی فوراً ارشاد فرمایا تھا مگر کتابی حوالہ مولوی عبدالحئی صاحب نے بھی نہیں دیا ہے لہٰذا امید وار ہوں کہ اس مسئلہ کی مفصل تحقیق نہایت عام فہم ارشاد ہو ظلکم ممدود با دیندہ محمد احسان الحق عفی عنہ۔

۱۴ محرم شریف ۱۳۲۱ھ

الجواب: مکرمی اکرمکم اللہ تعالٰی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حق وہی ہے جو فقیر نے عرض کیا تھا۔ مولوی صاحب سے سخت لغزش واقع ہوئی ہے اس صورت کو فقہ میں تخارج کہتے ہیں کہ ورثہ باہم بتراضی صلح کرلیں کہ فلاں وارث اپنے حصہ کے عوض فلاں شئے لیکر جدا ہوجائے۔ اس کا حاصل یہ نہیں ہوسکتا کہ گویا وہ وارث کہ جدا ہوگیا سرے سے معدوم تھا کہ بقیہ ترکہ کی تقسیم اس طرح ہو جو اس کے عدم کی حالت میں ہوتی اس نے تو ترکہ سے حصہ پایا ہے تو معدوم کیونکر قرار پاسکتا ہے۔ نہیں ہوا وقت موت المورث کو بھی ترکہ پہنچا ہے۔ بلکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ ترکہ میں جتنے سہام کل ورثہ کے لئے تھے ان میں سے اس وارث نے اپنے سہام پائے اب باقی میں باقی وارثوں کے سہام رہ گئے تو واجب ہے کہ وہ باقی ان بقیہ کے (اتنے اتنے) سہام ہی پر تقسیم ہو۔ جس جس قدر انھیں اصل مسئلہ سے پہونچتے تھے یہاں کے مورث نے ایک زوجہ ایک بہن ایک بھتیجا چھوڑا مسئلہ چار سے ہوا۔ ایک زوجہ دو بہن ایک بھتیجے کا۔ زوجہ ترکہ سے اپنا مال لے کر جدا ہوگئی تو چار میں سے اس کا ایک ادا ہولیا باقی تین رہے۔ جن میں دو بہن کے ہیں اور ایک بھتیجے کا تو لازم ہے کہ باقی مال یونہی تقسیم ہو۔ بہن کو دو بھتیجے کو ایک نہ کہ دونوں کو نصفا نصف کہ اس تقدیر پر بہن کا حصہ نصف باقی بعد فرض الزوجہ ہوجائیگا یعنی زوجہ کا حصہ نکالکر جو بچا اس کا آدھا حالانکہ نص قطعی قرآن عظیم سے بہن کا سہم نصف کل متروکہ تھا۔

قال اللہ تعالٰی ان امرؤ ھلک لیس لہ ولد ولہ اخت فلھا نصف ما ترک لاجرم یہ سراسر غلط اور حسب تصریح علمائے کرام خلاف اجماع ہے۔ زیادہ ایضاح چاہیے با آنکہ مسئلہ خود آفتاب کی طرح واضح ہے تو یوں سمجھئے کہ یہاں تین صورتیں ہیں اوّل یہ کہ وہ مال ترکہ جو ایک وارث لے کر جدا ہوا اس کے اصل استحقاق سے کم ہو جیسا یہاں واقع ہوا کہ زوجہ کا حصہ چہارم تھا اور وہ آٹھویں پر راضی ہوگئی۔ دوم اس کے حق سے زیادہ ہو۔ مثلاً صورت مذکورہ میں مکان وزیور واثاث

---

۵ اصل میں ایسا ہی ہے شاید یہاں کچھ چھوٹ گیا ہے اور غالباً عبارت یوں ہے اس۔ اس قدر سہام ہی پر یا اتنے سہام ہی سے۔ لہٰذا قوسین میں بنادیا ہے۔ ازہری غفرلہٗ

البیت ۱۲ ہزار کے ہوتے اور بارہ ہزار کے نوٹ تو زوجہ کو بجائے ربع نصف مال پہنچتا۔ سوم اس کے حق کے برابر ہو۔ مثلاً مکان وغیرہ چھ ہزار کے ہوتے اور اٹھارہ ہزار کے نوٹ، صورت ثالثہ میں واجب ہے کہ بقیہ ورثہ کو مال اسی حساب سے پہونچے گا جو عدم تخارج کی حالت میں پہونچتا۔ تخارج کا اثر صرف اس قدر ہوگا جو اعیان کے تقسیم کا ہوتا ہے کہ ہر ایک اپنا کامل حصہ بے کم وبیش پاتا ہے حصے کہ ہر شے میں شائع تھے فقط جدا ہوجاتے ہیں۔ صورت اولی میں جبکہ باقی جمیع ورثہ کے ساتھ اس وارث نے مصالحہ کیا اور وہ مال جس میں ہر ایک کا حق تھا تنہا خود لیا اور اپنے حصہ سے کم پر راضی ہوا تو جو کچھ اس کے حصے کا باقی رہا واجب ہے کہ ان سب وارثوں کو پہونچے نہ کہ صرف ایک اس زیادت کا مالک ہوجائے دوسرا محروم کیا جائے کہ یہ محض ظلم وناانصافی ہوگا اور پہونچنا بھی ضرور ہے کہ حصہ رسد ہو یعنی ہر ایک کو اسی حساب سے بڑھے جو اصل ترکہ میں اس کا حق تھا کہ وہ شے جو وارث مذکور لے کر جدا ہوگیا ہے اس میں بھی ہر ایک کا حصہ اسی حساب سے تھا۔

صورت ثانیہ میں سب بقیہ ورثاء اس وارث کو زیادہ دینے پر راضی ہوئے ہیں تو واجب ہے کہ وہ زیادت ہر ایک کے حق سے حصہ رسد لی جائے نہ یہ کہ سارا بار ایک وارث پر ڈال دیں۔ حالانکہ اس میں سب کے حصے تھے اور سب راضی ہوئے تھے۔ یہ باتیں سب ایسی ہی بدیہی ہیں جنہیں ہر عاقل ادنی نظر سے سمجھ سکتا ہے۔ فقیر نے جو حکم گزارش کیا اس میں ہر صورت پر یہ میزان عدل اپنی پوری استقامت پر رہے گی صورت اولے میں جبکہ زوجہ کا حق چھ ہزار تھے اور وہ تین ہزار پر راضی ہوگئی تو باقی تین ہزار فاطمہ بیگم واسد علی کو ان کے حصص کے قدر پہونچنے واجب ہیں فاطمہ بیگم کا حصہ بارہ ہزار اور اسد علی کا چھ ہزار تھا یعنی فاطمہ بیگم کا اس سے دونا اور اسی حساب سے زیور ومکان واثاث البیت میں ان دونوں نے اپنا حصہ زوجہ کے لئے چھوڑا ہے۔ فاطمہ بیگم کے دو حصے اسے ملے اور اسد علی کا ایک تو ضرور ہے کہ معاوضہ کے تین ہزار سے بھی فاطمہ بیگم کو دو ہزار ملیں اور اسد علی کو ہزار کہ ان کے اصل حصوں سے مل کر فاطمہ بیگم کے چودہ ہزار اور اسد علی کے سات ہزار ہو جائیں۔ صورت ثانیہ میں زوجہ نے چھ ہزار اپنے حق سے زائد پائے۔ بہن بھتیجا دونوں اس زیادت پر راضی ہیں تو ہر ایک کے حصہ سے حصہ رسد یہ زیادت نکالنی لازم۔ بہن کے بارہ ہزار سے چار ہزار نکالیں۔ اور بھتیجے کے چھ ہزار سے دو ہزار۔ اب بقیہ بارہ ہزار میں بہن کے آٹھ ہزار بھتیجے کے چار ہزار رہے اور وہی نسبت دو اور ایک کی آگئی صورت ثالثہ تو خود ایسی ظاہر ہے کہ حاجت اظہار نہیں عورت کو چھ ہی ہزار پہونچتے ہیں۔ جو اس کا حق تھے تو بہن بھتیجے کسی کے حق میں ایک حبہ کم نہ ہونا چاہئے۔ نہ زائد لیکن وہ طریقہ کہ مولوی صاحب نے اختیار کیا اس پر کسی صورت میں ہرگز عدل کا نام ونشان

نہ رہے گا۔ پہلی صورت میں عورت کے تین ہزار نکل کر اکیس ہزار فاطمہ بیگم و اسد علی پہ نصف النصف سے دونوں کو ساڑھے دس دس ہزار پہنچے اور چار سخت شناعتیں لازم آئیں۔ (۱) تین ہزار کہ حق زوجہ سے چھوٹے تھے دونوں کو ملنے چاہئیے تھے بہن کو ان سے ایک حبہ نہ پہونچا۔ (۲) اگر نہ پہونچا تھا تو اس کا اپنا اصل حصّہ کہ بارہ ہزار تھے وہ تو ملتا ڈیڑھ ہزار اس میں سے بھی کتر گئے یہ کس قصور کا جرمانہ تھا۔ (۳) بھتیجا تنہا اس زیادت کا مستحق نہ تھا حالانکہ صرف اس نے پائی (۴) بالفرض اسی کو ملتی تو عورت نے صرف تین ہی ہزار تو چھوڑے تھے بھتیجے کے اصل حصّے چھ ہزار میں ملکر نو ہزار ہوتے یہ ڈیڑھ ہزار اور کس کے گھر سے آئے۔ دوسری صورت میں عورت کو اس کے حق سے چھ ہزار زیادہ بھگر بقیہ بارہ ہزار بالمناصفہ بنے اور ویسی ہی شناعتیں پیش آئیں بہن بھتیجا دونوں اپنے نقص حصص پر راضی ہوئے تھے مگر پورا نزلہ بہن پر گرا۔ کامل چھ ہزار اسی کے سہم سے اڑ گئے اور بھتیجے نے اپنا پورا حصہ چھ ہزار پالیا۔ زیور مکان وغیرہا متاع میں بہن کے بھی دو حصّے تھے اور نوٹوں میں عورت کا حق تھا بہن نے متاع میں اپنا حصہ چھوڑا اور نوٹوں میں معاوضہ ایک حبہ بنا یا اس کا حصّہ مفت کا تھا۔ الٰی غیر ذٰلک مما یخاف ولا یخاف الا الانصاف۔ تیسری صورت سب سے روشن تر ہے کسی وارث نے اپنے حصّے سے کچھ نہ چھوڑا عورت کو جو چھ ہزار چاہئیے تھے بے کم وبیش اتنے ہی ملے اب وہ کون سا جرم ہے جس کے سبب فاطمہ بیگم کا حق ایک چہارم کا اڑ گیا اور وہ کون سی خدمت ہے جس کے صلہ میں اسد علی نے اپنے حق سے ڈیوڑھا پالیا۔ اگر نوٹ ومتاع کی تبدیلی نہ کرتے تو فاطمہ بیگم بارہ ہزار پاتی اور اسد علی ولطیفن چھ چھ ہزار صرف اس تبدیلی نے وہ کایا پلٹ کی کہ لطیفن کے چھ ہزار نکل کر فاطمہ کے بارہ ہزار سے نو ہزار رہ گئے اور اسد علی کے چھ ہزار سے نو ہزار ہوگئے۔ اس واضح روشن بدیہی بیان کے بعد کسی عبارت کی بھی حاجت نہ تھی مگر زیادت اطمینان عوام کے لئے ایسی کتاب کی صریح تصریح حاضر جو علم فرائض کی سب سے پہلی تعلیم کافی ووافی ومکمل اور ہر مدرسے کے مبتدی طلبہ میں بھی مشہور ومعروف ومتداول ہے یعنی متن امام سراج الدین وشرح علامہ سید شریف قدس سرہما اللطیف فرماتے ہیں:

ومن صالح علی شیئ معلوم من الترکۃ فاطرح سہامہ من التصحیح (ای صحح المسئلۃ مع وجود المصالح بین الورثۃ ثم اطرح سہامہ من التصحیح) ثم اقسم باقی الترکۃ (ای مابقی منہا بعد ما اخذہ المصالح) علی سہام الباقین (من التصحیح) کزوج وام وعم (فالمسئلۃ مع وجود الزوج من ستۃ وھی مستقیمۃ علی الورثۃ للزوج[1] ثلثۃ وللام سہمان[2]

---

[1] فی النسخۃ التی بایدینا وللزوج منہا سہام ثلثۃ　[2] السہمان کذا فی نسختنا

وللعم سهم[1] (فصالح الزوج من نصيبه الذى هو النصف) على ما فى ذمته من المهر وخرج من البين فيقسم باقى التركة، وهو ماعدا المهر (بين الام والعم اثلاثا) فبقت سهامها مهملة من التصحيح (وحينئذ يكون سهمان) من الباقى (للام وسهم للعم، كما كان[2] كذلك فى سهامها من التصحيح فانقلت لما جعلت الزوج بعد المصالحة واخذه المهر وخروجه من البين بمنزلة المعدوم واى فائدة فى جعله واخلافى تصحيح المسئلة مع انه لا ياخذ شيئا وراء ما اخذه قلت فائدته انا لوجعلناه كان لم يكن وجعلنا التركة ماوراء المهر لانقلب فرض الام من ثلث اصل المال الى ثلث مابقى اذحينئذ يقسم الباقى بينهما اثلاثا فيكون للام سهم وللعم سهمان وهو خلاف الاجماع اذحقها ثلث الاصل واذا ادخلنا الزوج فى اصل المسئلة كان للام سهمان من الستة للعم سهم واحد فيقسم الباقى بينهما على هذا الطريق فتكون مستوفية حقها من الميراث اھ واللہ تعالٰی اعلم واعلم ان ههنا طريقة اخرى اخذ وبها بعض المشائخ رحمهم اللہ تعالٰی لاتعلق لها عندى بما نحن فيه وان فرض فانما يكون عليها فى الصورة المسئول عنها لفاطمة ثلثة عشر الفا ومائة وخمسة وسبعون لم نختر ها لان العمل والفتيا بالراجح لاسيما المذهب وانت تعلم ان هذه ايضا لاتوافق ما سلكه المجيب اللكنوى فهو خلاف الاجماع قطعا وباللہ العظمة واللہ سبحنه وتعالٰی اعلم۔

فصل دوم

مسئلہ از ریاست رام پور مرسلہ مولوی وحید اللہ صاحب نائب پیشکار کچہری دیوانی۔
۲۵ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ

حضرت مطاع ومحترم مدظلہم العالی تحیۃ تسلیم بالوف تکریم مشکلات کا حل آنحضرت کی ذات مجمع الکمالات کے ساتھ مخصوص ہے۔ناچار گزارش کیا جاتا ہے سراجی وغیرہا تمام کتابہائے فرائض وفقہ جہاں تک حقیر نے دیکھیں، ہیں اخوات عینیہ وعلاتیہ کو بنات اور فقط بنات الابن کے ساتھ میں عصبہ مع الغیر لکھا ہے وان سفل سے سفلیات کو داخل نہیں کیا گیا ہے جیسا اور مواقع مثلاً تفصیل اب میں ہے وابنۃ الابن کے بعد وان سفلت کو بھی شامل کرلیا اس سے خیال ہوتا ہے سفلیات کی معیت عصوبت اخوات کی علت نہیں ہے چنانچہ شارح بسیط رحمہ اللہ کا یہ قول ہے اقتصر علی بنات الابن ولم یقل وان سفلن

[1] وللعم الباقی وهو سهم كذا عندنا۔ [2] كما كان الحال كذلك كذا بنسختنا۔

وکذا فی غیرہ من کتب الفرائض فدل ذالک علی ان السفالۃ غیرہ معتبرۃ فی صیرورتھن عصبۃ انتھی اس خیال کی تائید کرتا ہے اطمینان کی غرض سے حضرت سے رجوع کیا جاتا ہے کہ اس کو صحیح خیال کر کے سوالات میں اس پر عمل درآمد کیا جائے یا کیا۔ امید ہے کہ آنحضرت کے عالمتاب آفتاب فیض سے یہ حقیر ذرہ بھی بہرہ یاب ہوگا۔ بینوا توجروا

الجواب

مولانا المکرم اکرم اللہ تعالٰی بعد ادائے ہدیہ تحفہ سنیہ ملتمس عصوبت اخوات کے لئے معیت بنت ابن الابن وبنت ابن ابن الابن وان سفلن قطعاً کافی ہے۔ اور شرح بسیط کا بیان صریح لغزش بنت الابن حقیقۃً لغۃً یا عرفاً شائعاً بنت ضرور ابن الابن وغیرہا جملہ سفلیات کو متناول ہے۔ تصریح وان سفلت محض ایضاح وتاکید عموم ہے۔ نہ ادخال مالم یدخل تو عدم ذکر ہرگز ذکر عدم نہیں ہو سکتا ولہذا اجلہ جا بجا علماء نے وہاں کہ عموم یقیناً ہے لفظ سفول ذکر نہ فرمایا۔ کنز الدقائق میں ہے للاب السدس مع الولد او ولد الابن اوسی میں ہے ولد الابن کولدہ عند عدمہ۔ ملتقی الابحر میں ہے ومن النساء سبع الام والجدۃ والبنت وبنت الابن والاخت الخ اوسی میں ہے النصف للبنت وبنت الابن عند عدمھا۔ اوسی میں ہے السدس للام عند وجود الولد او ولد الابن وللاب مع الولد او ولد الابن وبنت الابن وان تعددت مع الواحدۃ من بنات الصلب۔ تنویر الابصار میں ہے للاب والجد السدس مع ولد او ولد ابن۔ درمختار میں ہے والتعصیب مع البنت او بنت الابن اسی میں ہے من فرضہ النصف خمسۃ البنت وبنت الابن والاخت لابوین والاب والزوج سراجیہ میں ہے بنات الابن کبنات الابن الصلب ولھن احوال ستٌ۔ شریفیہ میں ہے أربع من النسوۃ فرضھن النصف والثلثان الاولی البنت والثانیۃ بنت الابن فان حالھا کحال البنت عند عدمھا بلکہ نہیں جگہ صرف ذکر بنت پر اقتصار فرمایا حالانکہ بنات الابن وان سفلن قطعاً سب اوسی حکم میں داخل۔ تنویر میں ہے یصیر عصبۃ بغیرہ البنات بالابن وبنات الابن بابن الابن والاخوات باختیھن ومع غیرہ الاخوات مع البنات۔ اسی مسئلہ کا کلیہ ارشاد ہوا ہے۔ اجعلوا الاخوات مع البنات عصبۃ اور پھر یہی نہیں کہ ان حضرات کو ترک ذکر سفول کا التزام ہو جس سے اون کی عادت پر حمل کر کے سفول مفہوم ہو۔ نہیں بلکہ انھیں کتب میں جا بجا سفول مذکور کنز میں ہے للام الثلث ومع الولد او ولد الابن وان سفل السدس وللزوج النصف

ـــــــــــــــ

ـہ ہذا الغم المتقطا المخصا ۱۲ ازہری غفرلہ

ومع الولد او ولد الابن وان سفل الربع وللزوجۃ الربع ومع الولد او ولد الابن وان سفل الثمن ملتقی میں ہے اقربھم جزء المیت وھو الابن وابنہ وان سفل اسی میں ہے وتحجب الاخوۃ بالابن وابنہ وان سفل تنویر میں ہے یقدم الاقرب فالاقرب منھم کالابن ثم ابنہ وان سفل۔ تو ظاہر ہوا کہ علماء کے نزدیک سفول کا ذکر وعدم ذکر یکساں ہے تو اگر کہیں سفلیات کا حکم عالیہ کے خلاف ہوتا فقط عدم ذکر سفول پر قناعت نہ فرماتے بلکہ واجب تھا کہ نفی سفلیات بالتصریح بتاتے تاکہ عرف عام شائع سے خلاف مراد پر محمول نہ ہو تو شرح بسیط کا تمسک صراحۃً بالمخالف ہے اور خود شرع مطہر میں اس کی کہاں نظیر ہے کہ یہاں سفلیات قوی کا حکم عالیات کے خلاف رکھا ہو بلکہ ہمیشہ جس طرح بنات نہ ہوں تو بنات الابن ان کی جگہ ہیں اور بنات ابن الابن کی جگہ وہی بنات الابن نہ ہوں تو بنات الابن کی جگہ ہیں اور بنات ابن ابن الابن بنات ابن الابن جگہ وھلم جرا ایسا واضح مسئلہ اسی قابل تھا کہ علماء اسے اعتماد فہم سامع پر چھوڑ جاتے مگر جزاہم اللہ عنا احسن جزاء انھوں نے اسے بھی مہمل نہ چھوڑا اور عامہ کتب معتمدہ متداولہ متون وشروح وفتاوی مثل سراجیہ وشریفیہ وتبیین الحقائق وتکملۃ البحر للطوری ودرمختار وملتقی الابحر ومجمع الانہر وخزانۃ المفتین وفتاوی عالمگیریہ وقلائد المنظوم وغیرہا میں صاف صاف بلاخلاف حکم مذکور عصوبت اخوات مع بنات الابن کا سفلیات کو شمول بھی بتادیا اب ناظر متعجب ہوگا کہ یہ کیونکر۔ ہاں یہ فقیر سے سنیئے زید نے دو بنت ابن الابن اور دو اخت چھوڑ کر انتقال کیا بنتین ابن الابن کے لئے تو یہاں یقیناً ثلثین ہے جس میں کسی ادنٰی طالب علم کو بھی محل ریب نہیں اور اخوت کے پانچ حال ہیں ایک کو نصف زائد کو ثلثان بھائی کے ساتھ للذکر مثل حظ الانثیین بنات کے ساتھ عصوبت ابن واب وان سفل وعلا کے ساتھ سقوط پہلی اور تیسری اور پانچویں حالت تو صورت مذکورہ میں بداہۃً نہیں اب اگر چوتھی نہ مانو تو دوسری متعین ہوگی اور اختین بھی ثلثین کی مستحق ہونگی۔ یہ اولاً خود باطل ہے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ کسی مسئلے میں دوبار ثلثین جمع نہیں ہوسکتے۔ مجمع الانہر میں ہے لایتصور فی مسئلۃ قط اجتماع ثلثین۔ وثلثین او ثلث وثلث وثلثین۔ ثانیاً اس تقدیر پر اصل مسئلہ تین سے ہوکر بوجہ اجتماع دو ثلثین چار کی طرف عول کرنا واجب ہوگا حالانکہ کتب مذہب میں قاطبۃً تصریح ہے کہ تین ان اصول میں ہے جن میں کبھی عول نہیں ہوتا۔ سراجیہ میں ہے اعلموا ان مجموع المخارج سبعۃ اربعۃ منھا لاتعول وھی اثنان والثلثۃ والاربعۃ والثمانیۃ وشریفیہ ومنح الغفار وردالمحتار وغیرہا میں ہے لاتعول اصلا لان الفروض المتعلقۃ بھذہ المخارج الاربعۃ اما ان یفنی المال بھا او یبقی منہ شیئ زائد علیھا یہ بھی تصریح ہے کہ دو ثلثین جمع نہیں ہوسکتے نیز شریفیہ وغیرہا میں ہے فلاعول فی الثلثۃ لان المخارج منھا اما

ثلث ومابقی کام واخ لاب وام واما ثلثان ومابقی کبنتین واخ لاب وام واما ثلث ثلثان کاختین لام واختین لاب وام۔ اس حصر میں اور بھی واضح کردیا کہ اختین کو بنتین ابن الابن کے ثلثین کے ساتھ ثلثین دینا محض باطل ہے شرح الکنز للامام الزیلعی میں ہے جملۃ المخارج سبعۃ وانما تعول منہا الستۃ واثنا عشرۃ واربعۃ وعشرون والاربعۃ الاخری لاتعول بعینہ اسی طرح تکملۂ طوری میں ہے درمختار میں ہے المخارج سبعۃ اربعۃ لاتعول الاثنان وثلثۃ والاربعۃ والثمانیۃ متن علامہ ابراہیم حلبی میں ہے اربعۃ منہا لاتعول الاثنان والثلثۃ الخ خزانۃ المفتین میں پھر ہندیہ میں ہے اعلم ان اصول المسائل سبعۃ اثنان وثلثۃ واربعۃ وستۃ وثمانیۃ و اثنا عشر واربعۃ وعشرون اربعۃ منہا لاتعول الاثنان والثلثۃ والاربعۃ والثمانیۃ۔ الخ منظومہ علامہ ابن عبدالرزاق میں ہے وسبعۃ مخارج الاصول اربعۃ لیست بذات عول ؛ اثنان والثلثۃ التالیۃ ؛ واربع ضعفہا الثمانیۃ تو واجب ہوا کہ صورت مذکورہ میں حالت چہارم ہی مانی جائے اور سفلیات کے ساتھ بھی بہن کو عصوبت دیجائے شرح بسیط میں ایسی تصریحات جلیلہ سے ذہول اور اس نامفید بلکہ مخالف بات سے تمسک موجب عجب ہے۔ ولکن لکل جواد کبوۃ ولکل صارم نبوۃ ولکل عالم ھفوۃ نسئال اللہ العفو والعافیۃ۔ فقیر نے یہ طریق استدلال اس غرض سے لیا کہ کلمات علمائے کرام سے اخذ مسائل کا انداز معلوم ہو ورنہ بحمداللہ تعالٰی خاص اس جزئیہ شمول کی تصریحات فقیر کے پاس موجود ہیں۔ الرحیق المختوم شرح قلائد المنظوم میں ہے (والاخت) ولو متعددۃ (مع بنت) الصلب واحدۃ ایضا فاکثر (و) کذا مع (بنت الابن) وان سفلت کذلک وکذا مع بنت وبنت ابن (ذات اعتصاب مع غیر) مختصر الفرائض میں اخوات الاب کے احوال میں ہے یصرن عصبۃ مع البنات الابنات الابن وان سفلن ان لم توجد الاخوات لاب وام۔ زبدۃ الفرائض میں ہے عصبہ مع غیرھا دو زنان اند یکے اخت اعیانی میت کہ با بنت یا بنت ابن او ہر چند پایان رود عصبہ میگردد۔ دوم اخت علاتی میت کہ باہمیں بنتین مسطورتین عصبہ می شود۔ اسی میں اخت عینیہ کے احوال میں ہے۔ چہارم عصبہ مع البنات الصلبیات ومع بنات الابن ہر چند پایاں روند۔ اسی میں اخت علاتیہ کے حالات میں ہے۔ پنجم عصبہ مع البنات الصلبیات ومع بنات الابن ہر چند پایاں روند وقتے کہ عینی بنا شد۔ علامہ ابن نوراللہ القردی نے حل المشکلات میں خوب طریقہ اختیار فرمایا کہ کہیں وان سفلت وان نزلن نہ کہیں اور ہر جگہ بے کہے مذکور ہو یعنی ابتدا میں اپنی کتاب سے

ے لعل الصواب او بنات الابن صح ۱۲ ازہری غفرلہ . بل ہو المتعین کما یظہر فیما معنی وما یاتی

مسئلہ نکالنے کا طریق ارشاد فرمایا کہ جس مسئلہ میں فلاں وارث ہوا سے فلاں باب میں دیکھو مسائل بنات الابن کے لئے فرمایا ان کان فیھا بنت ابن المیت وان سفلت مع غیرھا من اصحاب الفرائض فھی فی الباب الثانی عشر پھر ختم مقدمہ کے بعد فہرس ابواب دی اس میں بھی فرمایا الباب الثانی عشر منھا فی بنت الابن وان سفلت مع غیرھا من اصحاب الفرائض۔ اسی طرح اور ابواب کی نسبت بھی فرمایا اب ان بابوں میں جہاں مثلاً بنت الابن ہو خواہی نخواہی بحکم تعلیمات سابقہ بنت الابن وان سفلت مراد ہے اسی باب دوازدہم میں ہے من مات وترک بنت ابن　　واختا لابوین فالمسئلۃ من اثنین لان فیھا نصفا ومابقی فالنصف لبنت الابن والباقی للاخت بالعصوبۃ غرض حکم مسئلہ واضح ہے وللہ الحمد واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

فصل سوم

مسئلہ از احمد آباد گجرات محلہ جکلہ کالوپور متصل پل گلیان مدرسہ طبیہ۔ مرسلہ مولوی عبدالرحیم صاحب ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے ایک چچازاد بھائی کے سوا کوئی وارث شرعی نہیں اور دو بھتیجے چچازاد بھائی کے بیٹے ہیں زید نے اپنے مرض الموت میں بھائی کو ایک سو چالیس روپیہ دے کر اپنے متروکہ سے اس کا حق میراث معاف کرالیا بھائی نے معاف کردیا زید نے اس صلح کے بعد چھ سو باسٹھ روپے کے پانچ مکان خرید کر بنام مدرسہ عربیہ دینیہ وقف کئے اور جو مال باقی رہا اس میں یہ وصیت کی کہ اس سے اول حج کرایا جائے اور حج سے جو بچے اس کا مکان خرید کر وقف کردیا جائے بعدہ زید نے انتقال کیا۔ اس صورت میں یہ وقف ووصیت نافذ ہوئے یا نہیں اور صلح جو وارث سے مورث اپنی حیات میں کرلے شرعاً معتبر ہے یا نہیں　اگر صلح مذکور معتبر ٹھہرے تو میراث میں بدین جہت کہ بھائی کا حق بوجہ صلح ساقط ہوگیا اب بھتیجوں کا حق ثابت ہوگا یا نہیں۔　بینوا توجروا

الجواب

وارث سے اس کے حصہ میراث کے بابت جو صلح حیات مورث میں کیجائے تحقیق یہ ہے کہ باطل وبے اثر ہے اس سے وارث کا حق ارث اصلاً زائل نہیں ہوتا۔ ہاں اگر بعد موت مورث اس صلح پر رضامندی رہے تو اب صحیح ہوجائے گی۔ **اقول** وباللہ التوفیق تفصیل المقام ان الروایات فی ھذہ المسئلۃ توجد علی ثلثۃ انحاء الاول البطلان وھو واضح البرہان غنی عن البیان فان الارث لاثبوت لہ فی حیاتہ فکان اعتیاضا عن معدوم وھو

باطل وبعد هو نص محرر المذهب رضی الله تعالٰی عنه قال فی جامع الفصولين ذكر مرة فی موضع (ای محمد رحمه الله تعالٰی فی السير الكبير الذی هو من كتب الاصول الستة) ان المريض لو اعطى من اعيان ماله بعض ورثته ليكون له بحقه من الميراث بطل اھ الثانی الجواز ولا يظهر له وجه قال فيه عقيبه برمز جفلجامع الفتاوی جعل لاحد ابنيه دارا بنصيبه على ان لا يكون له بعد الموت الاب ميراث قيل جاز وبه افتى بعضهم وقيل لا اھ ذكره فی اواخر الفصل ۳۴ وقال فی فرائض الاشباه والنظائر قال الشيخ عبد القادر فی الطبقات فی باب الهمزة فی احمد قال الجرجانی فی الخزانة قال ابو العباس الناطفی رأيت بخط بعض مشائخنا رحمهم الله تعالٰی فی رجل جعل لاحد بنيه دارا بنصيبه على ان لا يكون له بعد موت الاب ميراث جاز وافتى به الفقيه ابو جعفر بن اليمانی احد اصحاب محمد بن الشجاع البلخی وحكى ذلك اصحاب احمد بن ابی الحارث وابو عمر والطبری انتهى۔ اھ قال فی غمز العيون يتامل فی وجه صحة ذلك فانه خفی اھ والثالث الجواز اذا رضی به الوارث بعد ما ورث قال فی جامع الرموز اعلم ان الناطفی ذكر عن بعض اشياخه ان المريض اذا عين لواحد من الورثة شيئا كالدار على ان لا يكون له فی سائر التركة حق يجوز وقيل هذا اذا رضی ذلك الوارث به بعد موته فحينئذ يكون تعيين الميت كتعيين باقی الورثة معه كما فی الجواهر اھ ونقله فی اوائل وصايا رد المحتار وزاد ان حكى القولين فی جامع الفصولين فقال قيل جاز وبه افتى بعضهم وقيل لا اھ اھ۔

ولم يجنح لحكاية ما قدمه فی جامع الفصولين عن السير الكبير مع انه كان هو العمدة فی الباب فان ما ذكر من الجواز وافتاء البعض لو لم يكن مستنده كما علمت الى خط بعض المشائخ مع ما فی الخط من شبهة تنزله عن مرتبة الاشارة فضلا من العبارة فعندی فيما ذكر الحموی فی الغمز من احكام الكتابة يجوز الاعتماد على خط المفتی

اخذا من قولهم يجوز الاعتماد على اشارته فالكتابة اولى اھ نظر فی الاخذ وان قلنا بجواز الاخذ به عند حصول الامن وركون القلب ولذا اجمعوا على جواز النقل من الكتب المعتمدة المعروفة المتداولة كما افاده فی الفتح فمع قطع النظر من كل ذلك لم يكن له بجنب نص محمد فی ظاهر الرواية قيام على ساق مع ما فيه من عدم التئامه بقواعد المذهب على الاطلاق نعم ما ذكر فی الجواهر محمل حسن وبه يدنو من التحقيق ويزول القلق ويحصل التوفيق بيد ان الواجب عندی رضی الورثة جميعا بعد موت المورث لا رضی المصالح وحده

فان التخارج مبادلۃ بینھم فلا بد من رضاھم جمیعا لاسیما اذا کان الذی عُیِّن لہ ازید من حقہ وکانہ لحظ الی ان التعیین لواحد علی ان لایکون لہ فی سائر الترکۃ شیئ انما یکون غالبا باقل من حقہ اوما یساویہ ولیس فیہ مایقتضی عدم رضی سائر الورثۃ فاقتصر علی ذکر اشتراط رضاہ وحدہ واللہ تعالٰی اعلم فان قلت لم لایجوز ان یحمل کلام محمد محرر المذھب رحمہ اللہ تعالٰی علی بطلان الحق قلت کلا فان الارث جبری لایسقط باسقاط وکیف یسوغ ابطال ما اثبتہ اللہ تعالٰی فی کتابہ والتخارج مبادلۃ لااسقاط والمبادلۃ تقرر الحق وتثبتہ لاتبطلہ فلو صح ما فعل المریض لقیل صح ما فعل والحق حصل لا ان بطل ھذا اعندی والعلم بالحق عند ربی۔

یہ نفس مسئلہ صلح وارث بحیات مورث کی تحقیق تھی جس سے سائل نے علی وجہ الاطلاق سوال کیا۔ رہی یہ صورت خاصہ کہ یہاں واقع ہوئی اسے مسئلہ صلح وتخارج سے علاقہ ہی نہیں یہاں صلح ایک سو چالیس روپے پر واقع ہوئی اور ترکہ میں روپے زائد تھے اور روپے کے حق سے کم روپوں پر تخارج قطعاً باطل ہے۔ اگرچہ بعد موت مورث ہو، فی الدرالمختار فی اخراجہ عن نقدین وغیرھما باحد النقدین لایصح الا ان یکون ما اعطی لہ اکثر من حصتہ من ذٰلک الجنس تحرزا عن الربا۔ تو یہ تخارج ہوتا تو یقیناً باطل ہوتا۔ مگر یہاں دوسرا وارث کوئی ہے ہی نہیں نہ کوئی موصٰی لہ تھا جس سے مبادلہ ٹھہرے تو یہاں صلح وتخارج ومبادلہ کو دخل ہی نہیں بلکہ اس کا حاصل صرف اتنا ہے کہ "میراث سے میں نے اتنے روپے لے لئے باقی ترکہ سے مجھے تعلق نہیں"۔ یہ نہ کوئی عقد شرعی ہے نہ ایک مہمل وعدہ سے زائد کچھ معنے رکھتا ہے تمام ترکہ میں بدستور اس کا حق باقی ہے تصرفات مذکورہ زید بے اوس کی اجازت کے ثلث سے زائد میں نافذ نہیں ہوسکتے بلکہ ان میں جو وصایا تھیں ان کی اجازت تو بحال حیات موصی مفید ہی نہیں۔ اگرچہ وارث نے صراحۃً اس وقت کہہ دیا ہو کہ میں نے ان وصیتوں کو نافذ کیا جائز رکھا نہ اسے اذن تصرفات زید کی اجازت معتبرہ ٹھہرا سکتے ہیں جو اس گفتگو کے بعد زید سے واقع ہوئے کہ ان میں جو وصایا تھیں ان کی اجازت کا تو حیات موصی میں کوئی محل ہی نہیں فی الدرالمختار لاتعتبر اجازتھم حال حیاتہ اصلا بل بعد وفاتہ اھ فی ردالمحتار ای لانھا قبل ثبوت الحق لھم لان ثبوتہ عند الموت فکان لھم ان یردوہ بعد وفاتہ بخلاف الاجازۃ بعد الموت لانہ بعد ثبوت الحق وتمامہ فی المنح۔ البتہ وہ وقف کہ اس نے اپنے مرض میں فی الحال کردیا اگر وارث سے حیات مورث ہی میں اس کی اجازت پائی گئی جب بھی نافذ وتمام ہوگیا، فی ردالمحتار من البزازیۃ تعتبر الاجازۃ بعد الموت لاقبلہ ھذا فی الوصیۃ اما فی التصرفات المفیدۃ لاحکامھا کالاعتاق وغیرہ اذا صدر فی مرض الموت واجازہ

مسئلہ ۱۲ محمد مصطفی البریلوی غفرلہ ۱۳-۲-۱۹۱۳ھ

الوارث قبل الموت لا روایۃ فیہ عن اصحابنا قال الامام علاؤ الدین السمرقندی عتق المریض عبدہ ورضی بہ الورثۃ قبل الموت لایسعی العبد فی شیئ وقد نصوا علی ان وارث المجروح اذا عفا عن الجارح یصح ولا یملک المطالبۃ بعد موت المجروح اھ اور نہیں سے واضح ہوا کہ صورت کچھ واقع ہوئی ہو بھتیجوں کو اصلاً کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اگر وارث یعنی بھائی نے اس وقف کو بحال حیات مورث خواہ بعد وفات مورث اور وصا کو خاص بعد وفات جائز کیا جب تو ان اکیس ہزار چالیس روپے کے سوا باقی مال حسب تصرفات مورث وقف ووصیت میں آگیا اور اگر ناجائز کیا تو ثلث وقف ووصیت کے لئے رہا دو ثلث بھائی کا حق ہوا بھتیجے کسی مال میں حصہ نہیں پا سکتے وھذا ظاہر جدا واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم۔

فصل چہارم

مسئلہ ۔ از لشکر گوالیار ڈاک دربار مرسلہ مولوی نور الدین احمد صاحب۔ ۲۶ شوال ۱۳۱۴ھ

مخدوم ومطاع نیاز مندان دام مجدکم بسیار زاظہار نیاز گزارش کہ ان دنوں بوجہ ضرورت ملازمان ریاست داماد وکلا ایک رسالہ ترتیب دیا گیا ہے جس میں فرائض وصیت ہبہ وقف نکاح مہر طلاق وغیرہا کا بیان ہے اور وہ رسالہ چھپ رہا ہے ایک شبہہ یہ پیدا ہوا ہے کہ آیا سوائے مادر حقیقی دیگر زوجات اب اور سوائے جدہ حقیقی دیگر زوجات جد میراث پاتی ہیں یا نہیں اگر نہیں پاتیں تو درمختار اور فرائض شریفی وغیرہا میں جدہ کے آگے فصاعداً اور اوا کثر سے کیا مراد ہے اور تصحیح کی مثالوں میں دو تین ام اور ۳۔۴۔۶ یہاں تک کہ پندرہ جدات کس بنا پر درج ہیں بالتفصیل اس کا جواب مطلوب ہے بجرد ملاحظہ نیاز نامہ مرحمت ہو۔ نور الدین احمد عفی عنہ

الجواب

مولانا المکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آدمی کی ام وجدہ وہی ہیں جن کے بطن کی طرف یہ منتسب ہو وہ اس کی اصل یہ ان کی فرع ہو باقی زوجات اب وجد ام وجد نہیں نہ ان کے لئے میراث سے کوئی حصہ تصحیح کی مثالوں میں دو تین ام عامہ کتب میں ایک دوسرے کی طرف مضاف مراد ہیں کہ دوسرے تیسرے درجہ کی جدۂ امیہ ہوئیں یعنی ام الام ثانی یا ام ام الام ثانی کی ماں نہ یہ کہ میت کی اپنی دو تین ماں۔ ہاں علمائے کرام نے تعدد ام واب کی صورت بحالت تنازع قائم فرمائی ہے مثلاً چند عورتیں ایک بچہ کی نسبت مدعی ہوں ہر ایک کہے یہ میرا بیٹا ہے میرے بطن سے پیدا ہوا ہے اور اس کا حال معلوم نہ ہوا اور وہ سب مدعیات اپنے

اپنے دعوے پر شہادات شرعیہ قائم کردیں اور کسی کو دوسری پر کوئی ترجیح نہ ہو تو قاضی مجبورا نہ ان سب کی طرف اوسے منتسب کرے گا۔ اور جب وہ مرے اور یہ عورتیں باقی رہیں تو بحکم تنازع وعدم ترجیح سب ایک سدس یا ثلث میں کہ سہم مادر ہے شریک ہوجائیں گی اسی طرح ایک شخص کے چند پدر اور ان کے تعدد کی ایک صورت ولدِ جاریہ مشترکہ کی ہے جبکہ سب شرکاء دعوی کریں۔ غمز العیون کتاب الاقرار میں ہے لا یستحیل شرعا ان یکون للواحد ابوان او ثلثۃ الی خمسۃ کما فی الجاریۃ المشترکۃ اذا ادعاہ الشرکاء بل قد یثبت نسب الواحد الحر الاصیل من الطرفین کما فی اللقیط اذا ادعاہ رجلان حران کل واحد منھما من امراۃ حرۃ کما فی التتارخانیۃ۔ خانیہ کتاب الدعوے فصل فیما یتعلق بالنکاح میں ہے۔ جاریۃ بین رجلین او ثلثۃ او اکثر ولدت ولدا فادعوہ جمیعا ثبت النسب من الکل فی قول ابی حنیفۃ و زفر والحسن بن زیاد رحمھم اللہ تعالی وعن ابی حنیفۃ فی روایۃ یثبت من الخمسۃ لا من الزیادۃ الخ **اقول** فافاد ان التحدید المذکور فی الغمز مبتن علی روایۃ نادرۃ والمذھب الاطلاق۔ ہندیہ کتاب الدعوی میں محیط امام شمس الائمہ سرخسی سے ہے قال ابوحنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ خارجان اقام کل واحد منھما البینۃ انہ ابنہ ولد علی فراشہ من امراتہ ھذہ جعل ابن الرجلین والمراتین الخ اور جدّ واقعی متعدد ہوتی ہیں کہ آدمی کی جدہ ہر وہ عورت ہے جو اس کی اصل کی اصل ہو اصل دو ہیں اب و ام اور ان میں ہر ایک کے لئے دو اصلیں ہیں تو یہ پہلا درجہ اصل الاصل کا ہے جس میں چار اصلیں پائی گئیں دو مرد اور دو عورتیں یہ دونوں عورتیں جدہ ہیں ایک امیہ یعنی ماں کی طرف سے کہ ام الام یعنی نانی ہے اور دوسری ابویہ باپ کی طرف سے کہ ام الاب یعنی دادی ہے یہ دونوں جدہ صحیحہ ہیں۔ پھر چاروں اصلوں میں ہر ایک کے لئے دو اصلیں ہیں تو دوسرے درجہ میں آٹھ اصول ہوں گے۔ چار مرد چار عورتیں یہ چاروں عورات جدہ ہیں دو امیہ ام اب لام اور (ام ام الام) دو ابویہ ام اب لاب ام ام الاب یہ دونوں صحیحہ ہیں اور امیہ کی پہلی فاسدہ دوسری صحیحہ یوہیں ہر درجہ میں جدات کا عدد دونا ہوتا جائے گا۔ تیسرے درجہ میں آٹھ چوتھے میں سولہ پانچویں میں بتیس وعلی ہذا القیاس تضاعیف بیوت شطرنج کی طرح یہاں تک کہ بیسویں درجہ میں دس لاکھ اڑتالیس ہزار پانچ سو چھہتر جدہ ایک درجہ کی ہونگی نصف امیہ نصف ابویہ اور ان میں صحیحہ کا شمار پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ امیات میں تو کسی درجہ میں ایک سے زائد جدہ صحیحہ نہ ہوگی کہ جدۂ امیہ وہی صحیحہ ہے جس تک میت کے سلسلے میں سوا ام کے اب اصلا نہ واقع ہوا اور ابویات ہر درجہ میں بشمار اس درجہ کے صحیحہ ہونگی باقی ساقطہ مثلاً پانچویں درجہ میں پانچ ابویہ ثابتہ ہیں گیارہ فاسدہ اور دسویں میں دس صحیحہ پانچسو دو ساقطہ۔ وعلی ہذا القیاس کہ جدہ ابویہ میں جب تک جانب نزول صرف لفظ اب اور جانب

صعود صرف لفظ ام ہے جدۂ صحیحہ ہے اور جہاں دو ام کے بیچ میں لفظ اب آیا وہیں فاسدہ ہوجائے گی پس جسقدر درجوں کی جدات صحیحہ یعنی ہوں اتنی ہی بار لفظ اب برابر برابر لکھا جائے اور اس کے اوپر اُم لکھ دیجئے یہ سطر اول ہوئی جس کے شروع میں لفظ ام باقی اب ہے۔ سطر دوم میں ام کے قریب جو پہلا اب ہے اسے بھی ام سے بدل دیجئے کہ دو ام ہوں اور باقی اب اسی طرح سطر" سوم میں تین ام چارم میں چار یہاں تک کہ اخیر میں سب ام ہوجائیں۔ یہ سب جدات صحیحات ہونگی یا اخیر کی امیہ اور اوپر کی سب ابویہ اور طریق اس کا احصر ہونا ظاہر ہے کہ طریق اول میں جتنی جدۂ بتانی ہوں بقدر ان کے مجذور کے لفظ اب وام لکھنے ہوں گے اور یہاں ان کی ضعف سے بھی ایک کم مثلاً سو جدہ دکھانے کو اُس طریق میں دس ہزار لفظ درکار ہوں گے اور اس میں صرف ایک سو ننانوے احصر یہ ہے کہ جتنے درجہ کی جدہ یعنی ہوں اتنی ہی بار زیر و بالا لفظ اب اور اسی قدر ان کے محاذی لفظ ام لکھکر اخیر میں دونوں کے وسط پر ام لکھد یجئے آبا و امہات کو دو خط مستقیم عمودی سے ملا دیجئے اور ام اخیرہ سے اس کے قریب کے اب وام دونوں اور باقی ہر ام سے اسکے ایک درجہ اوپر کے اب تک خطوط منحرفہ کھینچد یجئے خط عمودی امہات مع ام اخیرہ جدیہ امیہ کو بنائے گا اور باقی خطوط ابویات صحیحہ کو یہ سب بیانات ان چار نقشوں سے کالعیان ہوجائیں گے دو نقشہ اول میں جہاں لفظ ام بخط نسخ ہے وہ جدہ صحیحہ ہے باقی ساقطہ۔

نقشہ امیات

الام

درجہ ۱: اب — ام

درجہ ۲: اب ام — اب ام

درجہ ۳: اب ام — اب ام — اب ام — اب ام

نقشہ ابویات

الاب

درجہ ۱: اب — ام

درجہ ۲: اب ام — اب ام

درجہ ۳: اب ام — اب ام — اب ام — اب ام
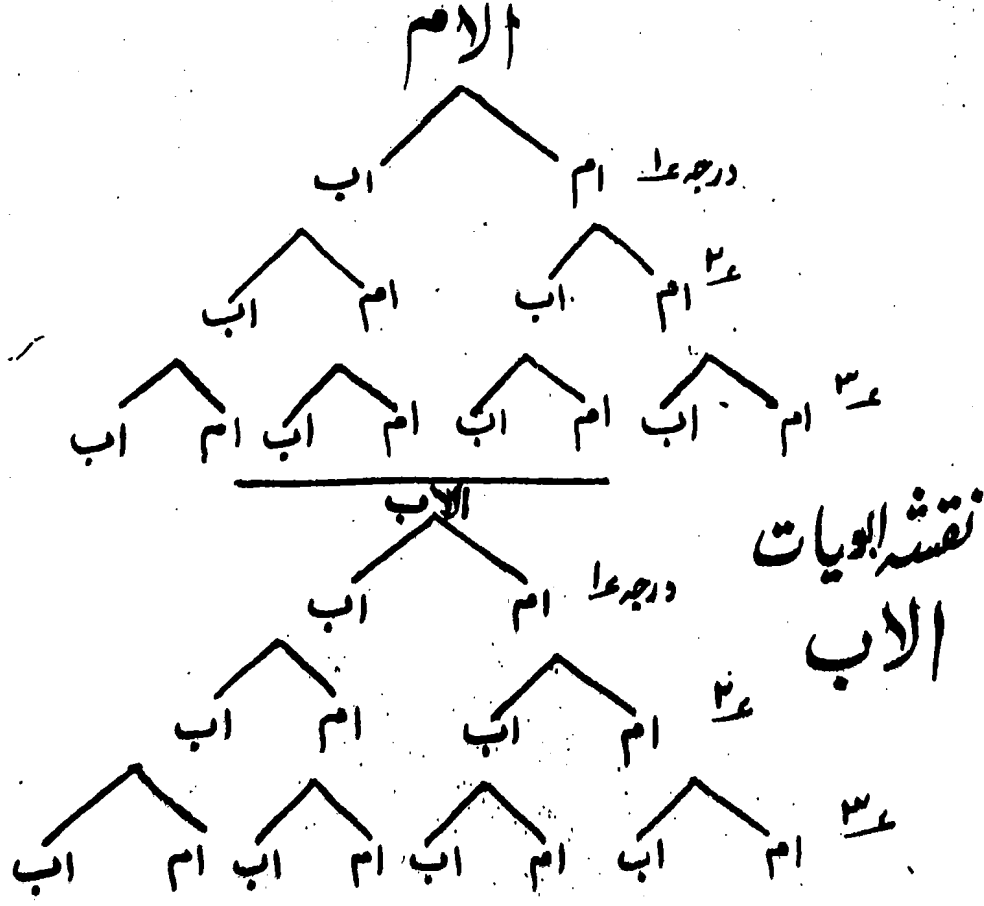
نقشہ جدات ثابتۂ ابویات وامیہ درجۂ پنجم

۱	ام	اب	اب	اب	اب	اب
۲	ام	ام	اب	اب	اب	اب
۳	ام	ام	ام	اب	اب	اب
۴	ام	ام	ام	ام	اب	اب
۵	ام	ام	ام	ام	ام	اب
۶	ام	ام	ام	ام	ام	ام

نقشہ پانزدہ ۱۵ جدہ صحیحہ یکے امیہ چاردہ ۱۴ ابویہ بطریق اخصر کہ در درجہ چہاردہم حاصل میشوند

الاب — الام

اب — ام
اب — ام
اب — ام
اب — ام
اب — ام
اب — ام
اب — ام
اب — ام
اب — ام
اب — ام
اب — ام
اب — ام
اب — ام
ام

ام
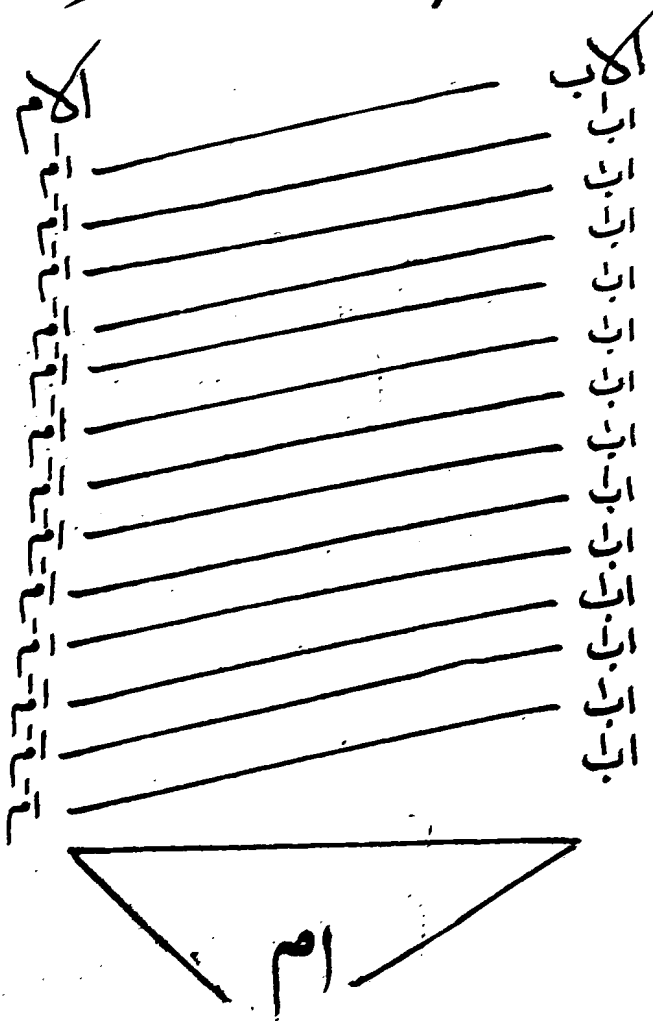
اس تقریر سے قصاعدا اور اوا کثر اور ایک درجہ میں پندرہ جدہ صحیحہ سب کے معنی منکشف ہو گئے اور ظاہر ہوا کہ کچھ پندرہ پر حصر نہیں جسقدر چاہیں حاصل کر سکتے ہیں مثلاً پچیس جدہ صحیحہ ہمیں درجہ بست وچہارم میں ملیں گی اس درجہ کی کل جدات ایک کروڑ ستر سٹھ لاکھ ستتر ہزار دو سو سولہ (۱۶۷۷۷۲۱۶) میں سب ساقط مگر پچیس ایک امیہ اور چوبیس ابویہ کہ صحیحہ ہیں۔ یہ تمام بیان منیر تقریر حقیر نے عین وقت تحریر میں اپنے ذہن سے استخراج کیا پھر دیکھا تو ہندیہ میں اختیار شرح مختار سے طریق اول نقل فرمایا۔ وللہ الحمد واللہ تعالٰی اعلم

فصل پنجم

مسئلہ۔ از کلکتہ مولوی امداد علی لین نمبر (۱)

مرسلہ مولوی عبدالعزیز صاحب بنگالی منتہی طالب علم مدرسہ عالیہ کلکتہ۔ ۹ جمادی الاولی ۱۳۱۲ھ

ما قولکم رحمکم اللہ تعالٰی اندریں کہ شخصی بحضور یک زوجہ وسہ بنت وسہ بنت الابن ودو ابن ابن الاخ اموال گذاشتہ بیک اجل رالبیک گفت پس ترکہ اش درمیان ورثہ مذکورین چگونہ منقسم خواہد شد۔ بینوا توجروا۔

مسئلہ ۱۴۴ تصحیح ۵۰۴

زید

زوجہ	بنت	بنت	بنت	بنت الابن	بنت الابن	بنت الابن	ابن ابن الاخ
۶۳	۱۱۲	۱۱۲	۱۱۲	۱۵	۱۵	۱۵	۶۰

جناب من حد ادب پس از سلام سنت خیر الانام عرض بخدام برتر مقام میگزارم کہ برصورت مرقومہ بالا دریں صوبہ بنگلہ اختلافات شتی رو داد کہ بنت الابن یا ابن ابن الاخ عصبہ تواند شد یا چہ از دلائل ردالمحتار وشریفیہ معلوم شد کہ بنات الابن چنانچہ با برادر عینی خود عصبہ شوند ہمبران نسق با ابن عم خود ہم عصبہ شوند وایشاں ہم بنی عم ایں زمان اند پس مستحق باقی مال زید تواند شد یا نہ بر ہر دو تقدیر از کتب معتبرہ استدلال نمود وجواب شافیش عنایت فرمودہ رہین منت فرمایند بخوائے آیہ کریمہ وتعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تکتموا الحق زیادہ والسلام مع التعظیم والاکرام۔ عرض پرداز فدوی محمد عبدالعزیز عفی عنہ ساکن حال کلکتہ۔ ۹ جمادی الاولی ۱۳۱۲ھ

الجواب

بکر یا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ درصورت مستفسرہ تصحیح از یکصد وچہل وچار ست وبنات الابن محجوبات بہ بنات وتقسیم چنیں

مسئلہ ۲۴ تصحیح ۱۴۴

زید

زوجہ	بنت	بنت	بنت	ابن ابن الاخ	ابن ابن الاخ	بنت الابن
۱۸	۳۲	۳۲	۳۲	۱۵	۱۵	م
				بنت الابن	بنت الابن	
				م	م	

اگر دلائل بکارست فاقول وباللہ التوفیق اولاً بنات الابن را عصبہ تواں کرد مگر ابن الابن وان سفل پس چوں بادو یا بیش صلبیات باشند چیزے نیابند مطلقاً مگر صورتے واحدہ کہ با ایشاں با فروترازیں شاں مردی از اولاد پسر میت باشد۔ علامہ ابوعبداللہ محمد بن عبیداللہ غزی تاشی۔ در تنویر الابصار متن الدر المختار فرمود اذا استکمل البنات فرضھن سقط بنات الابن الا بتعصیب ابن ابن موازاو نازل۔ علامہ ابراہیم حلبی در ملتقی الابحر کہ از متون معتمدہ فی المذہب ست فرماید اذا استکمل بنات الصلب الثلثین سقط بنات الابن الا ان یکون بحذائھن اواسفل منھن ابن ابن فیعصب من بحذائہ ومن فوقہ من لیست بذات سھم وتسقط من دونہ۔ علامہ محمد بن حسین بن علی خوری در تکملۂ بحر الرائق فرماید۔ ان کان للمیت ابنتان فلا شیئ لبنت الابن الا ان یکون فی درجتھا او اسفل منھا ابن ابن فتصیر عصبۃ بہ۔ پیدا ست کہ ابن ابن الاخ ابن الابن نیست پس از صورت استثنا خارج باشد ثانیاً نص ہمیں در تعصیب بنات بہ ابناء واخوات بہ اخوۃ آمدہ است وبس بنات وابنائے ابن در بنات وابنائے میت داخل اند بالاجماع پس تعصیب بنات ابن بہ ابنائے اخ بے دلیل شرعی ست علامہ شیخی زادہ رومی در مجمع الانہر فرماید۔ ان النص لوارد فی صیرورۃ الاناث بالذکور عصبۃ انما ھو فی موضعین البنات بالبنین والاخوات بالاخوۃ۔ ثالثاً علما جائیکہ عصبات بغیرہن را شمارند بنت الابن را بقید تعصیب ابن الابن آرند در ہندیہ از حاوی القدسی آورد۔ عصبۃ بغیرہ وھی کل انثی تصیر عصبۃ بذکر یوازیھا وھی اربعۃ البنت بالابن وبنت الابن بابن الابن والاخت لاب وام باخیھا والاخت لاب باخیھا در متن تنویر وشرح ادر مختار ست تصیر عصبۃ بغیرہ البنات بابن وبنات الابن بابن الابن) وان سفلوا۔ امام حسین محمد بن سمعانی در خزانۃ المفتیین فرماید الثانی وھو العصبۃ بغیرہ وھو اربع من النساء یصرن عصبۃ باخوتھن فالبنات یصرن عصبۃ بالابن وبنات الابن بابن الابن والاخوات لاب وام باخیھن والاخوات لاب باخیھن۔ رابعاً۔ غیر ابن وابن الابن وان سفل واخ عینی یا علاتی ہیچ ذکر را قوت تعصیب نیست تا آنکہ ابن الاخ یا عم وابن العم ہم خواہر عینیہ خودش را عصبہ تواں نمود۔ علامہ محمد بن علی دمشقی در ہمیں درمختار

فرمود قال فی الرحبیۃ ؎ ولیس ابن الاخ بالمعصب ؛ من مثلہ او فوقہ فی النسب بخلاف ابن الابن وان سفل فانہ یعصب من مثلہ او فوقہ ممن لم تکن ذات سھم ویسقط من دونہ۔ امام سمعانی در خزانۃ المفتین متصل بہ عبارت مذکورہ بالا فرماید والباقی العصبات ینفرد بالمیراث ذکورھم دون اخواتھم وھم اربعۃ ایضا العم وابن العم وابن الاخ وابن المعتق۔ **خامسًا** اگر مراد بوقوع غلام بمحاذات بنات یا بالا یا فرود وقوع او درہمیں سلسلہ نسب ست کہ نوعیت انتساب متبدل نگردد۔ کما ھو الحق المبین بجزم ویقین پس آنگاہ ابناء اخ را خود مساغی نیست کہ اینجا سخن در جزء میت ست واو جزء پدر میت واگر مراد اعم گیرند تا ابن ابن الاخ کہ بمحاذات درجہ بنت الابن ست اورا عصبہ کند واجب باشد کہ ابن الاخ کہ بالا تر از دست بنت الابن را از میراث افگند اگرچہ درانجا صلبیہ ہیچ نبود کہ سقوط سفلیات بغلام عالی عام ومطلق ست از در مختار شنیدی ویسقط من دونہ وخود در مسئلہ تشبیب کہ لاشیئ للسفلیات گفتہ اند فرض مسئلہ بے صلبیات ست وخود پیداست کہ چوں کار تعصیب کشد اقرب حاجب ابعد بود حالانکہ این معنی مخالف اجماع است حجب بنات الابن ہمیں بہ ابن ودو صلبیہ نوشتہ اند نہ با بن الاخ وعلامہ انقروی در حل المشکلات کہ خود او تاریخ تالیفش قد حل المشکلات ۹۶۲ فرمودہ است می نگارد اذا مات رجل وترک ابن اخ وزوجۃ وبنت ابن فالمسئلۃ من ثمانیۃ لان فیھا ثمنا ونصفا وما بقی فالثمن للزوجۃ والنصف لبنت الابن وما بقی لابن الاخ الخ وفیہ مسائل اخر تعمن ھذا النوع **سادسًا**۔ اگر ابن الاخ حاجب بود اخ کہ اقرب از وست اولٰی باوست ونیہم باطل ست باجماع وفی حل المشکلات رجل وترک اخا وبنت ابن فالمسئلۃ من اثنین لان فیھا نصفا وما بقی فالنصف لبنت الابن وما بقی للاخ **سابعا**۔ این تعصیب اگر بودے نبودے وشیئ چوں وجود او مستلزم عدم او باشد محال بود بیان ملازمت آنکہ در عصبات اصل مطرد آنست کہ جزء میت مقدم بر جزء پدر اوست پس ابن ابن الاخ اگر بنت الابن را عصبہ نمودی بنت الابن او را محجوب فرمودے وچوں محجوب میشد تعصیب کہ میکرد۔ فھذا شیئ لو کان لم یکن وای محال ابعد منہ **ثامنًا** تعصیب محاذیہ مختص بوجود دو صلبیہ نیست بلکہ با یک صلبیہ وبے صلبیہ نیز حکم ہمیں ست فی رد المحتار للبنات ستۃ احوال ثلثۃ تتحقق فی بنات الصلب وبنات الابن وھی النصف للواحدۃ و الثلثان للاکثر واذا کان معھن ذکر عصبھن در سراجیہ وشریفیہ فرماید العصبۃ بغیرہ اربع من النسوۃ البنت وبنت الابن والاخت لاب وام والاخت لاب یصرن عصبۃ باخوتھن اھ مختصرا۔ پس بر تقدیر تعصیب لازم آید کہ در مسئلہ زوج وبنت وبنت الابن وابن ابن الاخ

مسئلہ از دوازدہ باشد سہ بشوہر وشش بدختر وسہ باقی در عصبتین للذکر مثل حظ الانثیین کما ھو مصرح بہ فی جمیع الکتب فی مسئلۃ تعصیب بنت الابن بغلام معھا او اسفل منھا۔ پس بنت الابن رایک باشد وابن بنت، مارغ بلکہ ابن ابن ابن الاخ ہرچہ فروتر رود ندہ را ددلاکن دریں مسئلہ اگر بجائے او اخ عینی گیرند امر منعکس شود بنت الابن را دو باشد برادر حقیقی رایک۔ فی حل المشکلات اذمات امراءۃ وترکت اخا وزوجا وبنت صلب وبنت ابن فالمسئلۃ من اثنی عشر لان فیھا سدسا وربعا ونصفا وما بقی فالسدس لبنت الابن والربع للزوج والنصف لبنت الصلب وما بقی للاخ۔ پس استحقاق اخ کمتر ابن ابن ابن خود ش اگرچہ بصد درجہ پایان تر از دست ایں خود شبیہ بالمحال ست۔ **تاسعا**۔ بلکہ لازم آید کہ اخ عینی محروم باشد وآنکہ بصد واسطہ دور تر از دست ارث یابد مسئلہ زوج وام وبنت وبنت الابن وابن ابن ابن ابن ابن الاخ از دوازدہ شدہ بسی وشش تصحیح پذیرد وہ بشوہر وشش بمادر وہجدہ[۱۸] بدختر ودو بابن پسر برادر ویک بدخت پسر واگر جائے او خود برادر آید مسئلہ بسیزدہ[۱۳] عول کند وبرادر عینی تہی دست رود۔ اذلاشیئ بعصبۃ مع العول۔ اگر زاعمی زعم فرماید کہ اخ نیز تعصیب بنت الابن نماید خود نصوص صریحۂ اسقاط اعلٰی لسفلی را خلاف کردہ باشد۔ **عاشرا**۔ اگر ازیں ہمہ قطع نظر را کار فرمائیم تا برتقدیر تعمیم غلام بایں ابنائے اعمام دلیلے کہ بر مسئلہ آوردہ اند زینہار منطبق نباید وسخن بہ تناقض وتہافت گراید کلام سید قدس سرہ شنیدن دارد کہ میفرماید ان بنات الابن اذا کان بحذائھن غلام سواء کان اخاھن اوابن عمھن فانہ یعصبھن کما ان الابن الصلبی یعصب البنات الصلبیۃ وذلک لان الذکر من اولاد الابن　　یعصب الاناث اللاتی فی درجتہ اذالم یکن للمیت ولد　　صلبی بالاتفاق فی استحقاق جمیع المال فکذا یعصبھا فی استحقاق الباقی من الثلثین مع الصلبیتین والیہ ذھب عامۃ الصحابۃ وعلیہ جمھور العلماء وقال ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ لایعصبھن بل الباقی کلہ لابن الابن ولاشیئ لبناتہ اذالانثی انما تصیر عصبۃ بالذکر اذا کانت ذات فرض عند الانفراد عنہ کالبنات والاخوات واما اذالم تکن کذلک فلا تصیر بہ عصبۃ کبنات الاخوۃ والاعمام مع بنیھم واجیب بان بنت الابن صاحبۃ فرض عند الانفراد عن ابن الابن لکنھا محجوبۃ بالصلبیتین ھھنا الاتری انھا تاخذ النصف عند عدم الصلبیات بخلاف بنات الاخ والعم اذ لافرض لھا عند انفرادھا عن ابنھما فلا تصیر عصبۃ بہ۔ ایں کلام سراپا شاہد عدل است کہ مراد بغلام ہمان ذکرے از اولاد ابن ست کلام درہمان ست ودلیل ہم بران زخلاف ابن مسعود ہم دران ورنہ ہیچکس قائل نیست کہ ابن ابن الاخ حاجب

بنات ابن است وہم در نفس سخن تصریح ست کہ ابن عم مرینت عم خودش را تعصیب نتوان کرد۔ لاجرم مراد بہ تعمیم سواء کان اخاھن اوابن عمھن ہمیں قدر ست کہ خواہ آں پسر پسر ہموں پسر باشد کہ ایں دختر دختر اوست یا پسر پسر دیگر کہ عم ایں دختر بود نہ از بنی عم ایں زنان باشد معصب ایشاں بود اگرچہ از سلسلۂ جزئیت میت بیروں بود ھذا مما لا یقول بہ احد۔ بحمد اللہ حکم مسئلہ نیز نقش کرسی نشست وہم بوضوح پیوست کہ کلام درمختار و شریفیہ در ابن عم و عمزاد عم ست نہ آنکہ بوفاقش حاکم ست باز اگر باایں ہمہ بامثلی نشوند تا تصریح صریح از علما تنقیح نشنوند علامہ شامی قدس سرہ السامی درعقود الدریہ فرماید **سئل** فی امرأۃ ماتت عن بنتین وابن اخ شقیق وعن بنتی ابن و خلفت ترکۃ کیف تقسم الجواب للبنتین الثلثان والباقی لابن الاخ الشقیق وابن الاخ لا یعصب اختہ ولا من ھی اعلی منہ او اسفل فضلا عن کونہ یعصب بنتی الابن ـــــ

ولیس ابن الاخ بالمعصب ـــــ من مثلہ اوفوقہ فی النسب

نعم ابن الابن یعصب بنت الابن اھ ملخصا۔ مسئلہ بکمال وضوحش از ایضاح بے نیاز بود ایں مایہ اطناب چہ شایست اما چہ تواں کرد کہ بعد عروض وہم ازالہ اش ناگزیری بایست۔ ولما بلغنا الی الدلیل الخامس وقفنا علی زلۃ ھھنا صدرت من قلم العلامۃ حامد آفندی فاکہ ذلک عزمنا علی الاکثار۔ لینجلی الحق انجلاء الاھلۃ اذا امیط عنھا کل غیم وعلۃ وربنا نخص الحمد کلہ والصلاۃ والسلام علی صاحب الملۃ محمد والہ وصحبہ والجلۃ آمین واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

فصل ششم

مسئلہ ۔ از کلکتہ تال تلا کمیدان باغ نمبر ۴۱ مسجد مانک ذفتری۔

مرسلہ محمد عبدالکریم صاحب ۔ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ ۔

پس از پیشکشی قدم بوسی وناصیہ فرسائی دست بستہ معروض میدارد کہ از روئے کرم فرمائی و مرحمت گستری دریں مسئلہ مرسلہ بہ تحقیق خود حکم فرمایند اگر حکم موافق مسطور دست ونیز از روے فیض رسانی برجملہ جہاں برقرطاس مرقوم ودستخط نمودہ فیض المرام بخشند مسئلہ اینست چہ می فرمایند علماء دین از حکم اللہ تعالٰی اندریں مسئلہ کہ حق ارث بتقادم زمان ساقط شود یانہ۔ بینوا توجروا

الجواب

الجواب

حق ارث بتقادم زمان ساقط نمی شود لما فی الدر المختار۔ لو امر السلطان بعدم سماع الدعوی بعد خمس عشرۃ سنۃ فسمعھا لم ینفذ قلت فلا تسمع الآن بعدھا الا بامرہ الا فی الوقف والارث ووجود عذر شرعی وبہ افتی المفتی ابو السعود فلیحفظ وفی رد المحتار عن الحامدیۃ انہ کتب علی ثلثۃ اسئلۃ انہ تسمع دعوی الارث ولا یمنعھا طول المدۃ وفی رد المحتار عن الاشباہ وغیرہا ان الحق لا یسقط بتقادم الزمان اھ ولکن اقال فی الاشباہ ایضا ویجب علیہ سماعھا اھ ای یجب علی السلطان الذی نھی قضاتہ عن سماع الدعوی بعد ھذہ المدۃ ان یسمعھا بنفسہ او یامر بسماعھا کی لا یضیع حق المدعی والظاہر ان ھذا حیث لم یظھر من المدعی امارۃ التزویر مخفی مباد کہ روایات فقہیہ کہ در باب عدم سماع دعوی بعد از مرور پانزدہ سال یا سی سال یا سی وسہ سال یا سی وشش سال وارد مخصوص بصورتے ست کہ دعوی متضمن بر علامت تزویر یا حیلہ باشد چنانچہ از عبارات رد المحتار وغیرہ مفہوم میشود وہذا حکم الکتاب واللہ تعالٰی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

الجواب

اَللّٰھُمَّ ھدایۃ الحق والصواب۔ اینجا دو مقام ست۔ یکے نفس الامر و دیانت حکمش ہمان ست کہ ہیچ حق ثابت نامقید بوقتے خاص ارث باشد خواہ غیر او مطلقاً اجماعاً زنہار بتقادم زمان ساقط نشود چنانکہ در جوہرہ واشباہ وغیرہما منصوص شد وخود در ثبوت او آیات واحادیث وعقیدۂ اجماعیۂ مجازات یوم الدین بر مظالم وتبعات بسندہ است اگر عند اللہ بمرور دہور حق ساقط شدی روز جزا جریان مجازات ومطالبۂ تبعات ومبادلۂ حسنات ووضع سیأت بمیان نیامدی کہ بندہ را بر بندہ حقے نماندہ گو از روئے تعدی حدود الٰہیہ ظالم مطالب بحقوق الٰہیہ باشد۔ ھذا باطل اجماعاً بلکہ عند اللہ ہر چند ظالم بر ظلم متمادی رود ظالم تر شود نہ آنکہ تمادی ایام ظلم برخیزد وحق بناحق آمیزد۔ **دوم** سماع دعوی بدار القضا اینجا نیز نفس مرور زمان فی حد ذاتہ اصلاً جمع باثبات منع نیرزد نہ در ارث نہ در غیر آن کائناً ما کان بلکہ منع از دو جہت خیزد یکے سد باب تزویر وقطع اطماع فاسدہ این حکم اجتہادی فقہائے کرام وائمۂ اعلام ست ومتون وشروح وفتاوٰی مذہب باد ناطق وارث وغیر ارث ہمہ درو یکسان ومتوافق وعند التحقیق متقید نیست بہیچ مدتے معدود وعدتے معدود صورتش آنست کہ مثلاً زید را دارے ست کہ شراءً یا ارثاً یا بہیچ وجہ از وجوہ تملک نزد او ست اثناو زمانے درو تصرفات مالکانہ می کرد وعمرو عاقل وبالغ ہمدران شہر ساکن وبرآن تصرفات آگاہ بود وموانع ارجاع دعوے یکسر مفقود حالا بعد او یا وارث او برمی خیزد ونزاع می انگیزد وگردن

قال الشیخ الحموی فی حاشیۃ الاشباہ ان السلاطین الآن یأمرون قضاتھم فی جمیع ولایاتھم ان لا یسمعوا دعوی بعد مضی خمس عشرۃ سنۃ سوی الوقف والارث اھ ولما فی رد المحتار

دعوی برمی فرازد کہ ایں خانہ (خانۂ) ازاں منست زینہار نشنوند گو دعوی از جہت ارث باشد زیرا کہ سکوت تا مدتے صالحہ با وصف انعدام موانع و وجود مقتضی اعنی اطلاع بر تصرفات مالکانۂ زید قرینۂ واضحہ است برانکہ دار زید ست و دعوی عمرو از راہ کید لاجرم آں سکوت را در رنگ اقرار او بملک زید فرا گرفتہ مانع دعوی دانند آنچنانکہ اگر صراحۃً مقر بودے (شدے) کہ دار ازان زید ست و باز بے توفیق معقول و قابل قبول بدعوی برخاستے تناقض گریبانش گرفتے و دعوی پیش نرفتے کذا ھذا و پیدا است کہ درایں باب ادعائے ارث و غیر ارث ہمہ یکساں ست اللھم مگر آنجا کہ زید مقر باشد بآنکہ دار ملک مورث عمرو بودہ است و من از دستش ازیا ہبہ گرفتہ ام آنگاہ امر دعوی بازگونہ گردد زید مدعی شود و عمرو مدعا علیہ و تصرفات زید تا زمانے مدید سودش بکند کہ دعوی را بینہ باید نہ مجرد تصرفات . کما لایخفی علی اہل التصرف ۔ **دوم** نہی سلطان اسلام ۔ این ست آنچہ در ارث و غیر ارث متخالف شود و کار بر تحدید مدت از پیشگاہ سلطنت قرار گیرد بے نظر بعد در تصرف و اطلاع مدعی و عدم موانع و ظہور تزویر و غیر ذلک سر ایں کار آنست کہ ولایت قضاۃ مستفاد از جہت سلطان و قضا بزمان و مکان و اشخاص و اشیاء ہرچہ سلطان مُوَلِّی بآن تخصیص فرماید تخصیص پذیرد پس اگر سلطان اسلام اعزاللہ نصرہ قضاۃ خود را بعد مدتے معینہ مثلاً پانزدہ سال یا ماہ یا فرضاً دو سہ روز از سماع دعوی نہی کند قاضیان بعد آن زمان در حق آن دعاوی معزول باشند سماع نامقبول درین مسئلہ اختلاف استثنائے وقف و ارث و مال یتیم و غائب و غیر ذلک ہمہ یا بعض یا مطلقاً عدم استثنا ازہمین جہت است سلطان ہر زمان آنکہ مطلق داشت علما مطلق گذاشتند و آنکہ استثنا کرد استثنا فرمودند کہ اینجا کار بر زمان شہریار ست و بس و ازیں بیان بوضوح پیوست کہ دریں وادی نیز ارث و غیر او ہمہ متساوی الاقدام ست تا آنکہ اگر سلطانے قضاۃ خود را بعد یکسال مثلاً خاص از سماع دعوی ارث منع فرماید بالخصوص ہمیں دعوی ارث نامسموع باشد و غیر او مسموع و العکس بالعکس این ست دریں مقام تحقیق انیق و باللہ التوفیق سخن دریں باب در کتاب القضاء و الدعاوی از فتاوائے خودم قدرے دراز راندہ ام اینجا بر تلخیص عبارات چند قناعت ورزیدہ از راہ اسہاب و اطناب گریز بدن در فتاوی علامہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی تمرتاشی مصنف تنویر الابصار ست ۔ سئل عن رجل لہ بیت فی دار یسکنہ مدۃ تزید علی ثلث سنوات ولہ جار بجانبہ والرجل المذکور یتصرف فی البیت المذکور بناء و عمارۃ مع اطلاع جارہ علی تصرفہ فی المدۃ المذکورۃ فہل اذا ادعی البیت بعد ما ذکر تسمع دعواہ ام لا ۔ اجاب لا تسمع دعواہ علی ما علیہ الفتوی ۔ در فتاوی علامہ خیرالدین رملی استاد صاحب درمختار است ۔ سئل فی رجل اشتری من اخر ستۃ اذرع من ارض بید البائع و بنی و تصرف فیہا ثم بعدہ ادعی رجل علی البانی المذکور ان لہ ثلثۃ قراریط و نصف قیراط فی المبیع المذکور ارثا عن امہ

والحال ان امہ تنظر یتصرف بالبناء والانتفاع المذکورین هل له ذلك ام لا۔ اجاب لاتسمع دعواه لان علماءنا افتوا فی متونهم وشروحهم وفتاواهم ان تصرف المشتری فی المبیع مع اطلاع الخصم ولوکان اجنبیا نحو البناء والغرس والمزرع یمنعه من سماع الدعوی قال صاحب المنظومة اتفق اساتذتنا علی انه لاتسمع دعواه ویجعل سکوته رضا بالبیع قطعا للتزویر والاطماع والحیل والتلبیس وجعل الحضور وترك المنازعة اقرارا بانه ملك للبائع۔ ہمدرانست سئل فیما اذا ادعی زید علی عمرو ومحمد ودا انه ملکه ورثه عن والده فاجابه المدعی علیه انی اشتریته من والدك وعمك وانی ذو ید علیه مزمدة تزید علی اربعین سنة وانت مقیم معی فی بلدة ساکت من غیر عذر یمنعك عن الدعوی هل یکون ذلك من باب الاقرار بالتلقی من مورثه۔ اجاب نعم دعوی تلقی الملك من المورث اقرار بالملك له ودعوی الانتقال منه الیه فیحتاج المدعی علیه الی بینة وصار المدعی علیه مدعیا وکل مدع یحتاج الی بینة ینور بها دعواه ولا ینفعه وضع الید المدة المذکورة مع الاقرار المذکور ولیس من باب ترك الدعوی بل من باب المواخذة بالاقرار ومن اقر بشیئ لغیرہ اخذ باقرارہ ولوکان فی یدہ احقابا کثیرة لا تعد وهذا مما لا یتوقف فیه۔ درعقود الدریہ فی تنقیح الفتاوی الحامدیہ است رجل تصرف زمانا فی ارض ورجل آخر رأی الارض والتصرف ولم یدع ومات علی ذلك لم تسمع بعد ذلك دعوی ولده اھ ولم یقیدوہ بمدة کماتری ومایمنع صحة دعوی المورث یمنع صحة دعوی الوارث ثم البیع غیر قید بل مجرد الاطلاع علی التصرف مانع من الدعوی ولیس مبنیا علی المنع السلطانی لیس بل حکم اجتہادی نص علیه الفقہاء کما رأیت ہمدرانست سئل فی رجل یرید الدعوی علی زید بمیراث امه المتوفاة من اکثر من خمس عشرة سنة وزید یجحد ومضت هذه المدة من بلوغه رشیدا ولم یدع بذلك ولامنعه مانع شرعی وهما مقیمان فی بلدة واحدة فهل تکون دعواه بذلك غیر مسموعة للمنع السلطانی۔ الجواب۔ نعم والقضاء یجوز تخصیصه وتقییده بالزمان والمکان واستثناء بعض

الخصومات۔ کما فی الخلاصۃ اشباہ وفیہا الحق لایسقط بتقادم الزمان کذا فی الجوھرۃ قال الحموی السلاطین الآن یامرون قضاتہم ان لایسمعوا دعوی بعد مضی خمس عشرۃ سنۃ سوی الوقف والارث ومقتضی ما افتی بہ الخیر الرملی ان الارث غیر مستثنی وقد کتب احمد افندی المہمنداری علی ثلثۃ اسئلۃ بانہ تسمع دعوی الارث ولایمنعہا طول المدۃ وکتب علی سؤال آخر انہا لاتسمع وصرح العلائی قبیل باب التحکیم باستثناء الوقف والارث ونقل المنلاعلی عن فتاوی علی افندی مفتی الروم عدم سماعہا ونقل مثلہ الشائحانی عن فتاوی عبداللہ افندی فقد اضطرب کلامہم کماتری فی مسألۃ الارث والظاھرانہ تارۃ ورد امر مع استثنائہا وتارۃ بدونہ۔ در ردالمحتار است لیس لھذا (یعنی منع الدعوی للسکوت مع الاطلاع علی التصرفات) مدۃ محدودۃ واما عدم سماع الدعوی بعد مضی خمس عشرۃ سنۃ اذاترکت بلاعذر فذالک فی غیر ھذہ الصورۃ۔ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم

مسئلہ از شہر چاٹگام موضع نیاپارہ مرسلہ مولوی قدرت اللہ صاحب آخر ربیع الاول ۱۳۲۱ھ

چہ می فرمایند علمائے دین دریں مسئلہ کہ شخصے وفات یافت یک زوجہ ووالدہ ویک خواہر حقیقی ویک اخت علاتی ویک برادر اخیافی ویک ابن العم گزاشت وجمیع مال وصیت برائے ابن العم کردہ بود پس حکم وصیت چیست وتقسیم ترکہ چسان بینوا توجروا

الجواب

برتقدیر عدم مانع ارث ووارث آخر بعد ادائے مہر زوجہ وغیر دہر چہ دین ذمہ متوفی باشد از باقی ماندہ یک ثلث بے اجازت ورثہ وبیشتر ازاں بشرط اجازت وارثان مالکین ناخذ التصرف بابن العم وصیۃً دہند ودو ثلث مابقی یا کم تر ازان ہر چہ ماند بر پانزدہ بخش قسمت کردہ سہ سہم بزوجہ دو۲ بوالدہ وشش بخواہر عینیہ ودو باخت علاتیہ ودو ببرادر اخیافی رسانند ایں درصورتیست کہ ہمہ ورثہ اصحاء بالغین بیادت برثلث تا حدے معین کم از کل مال روا داشتہ باشند۔ واگر ہیچ وارث اجازت ندادآنگاہ بعد ادائے دیون بیش از ثلث بابن العم ندہند ودو ثلث باقی تمام وکمال برہمہ حساب بوراثہ بخشش نمایند واگر ہمہ با اجازت وصیت درجمیع مال دانند پس بعد اخراج دیون ہر چہ ماند جملہ بابن العم رسانند واگر بعض اجازت تمام وصیت دانند وبعض نے یا بعض نابالغ باشند آنگاہ حصۂ اجازت دہندگان ہم بابن العم دہند واگر اجازت بعض در زیادہ برثلث بہر تمام وصیت نبود مثلاً دردو ثلث تنفیذ نمایند آنگاہ حصہ رسد از سہام مجیزان کم کنند۔ ابن العم اینجا اگرچہ اہل میراث ست ووارث را وصیت بے اجازت دیگر ورثہ روا نبود فاما از انجا اہل فرض چیزے برائے عصبہ نگذاشتند بلکہ مال برایشاں نیز تنگ آمد کہ حاجت بعول ابن العم وارث بالفعل نماند ووصیت کہ ممنوع ست برائے وارث بالفعل ست نہ برائے ہر آنکہ مجرد اہلیت ارث دارد کما یرشد الیہ صدر الحدیث ان اللہ اعطٰی کل ذی حق حقہ الا لا وصیۃ لوارث الا ان یشاء الورثۃ آیا نہ بینی کہ وصیت برائے محجوب بالاجماع رواست حالانکہ محجوب نیز از اہلیت

واستحقاق ارث برکران نیست ہمین تقدم دیگرے بر دا ورا محجوب نمودہ است در تبیین للحقائق و ردالمحتار وغیرہما است اوصی لاخیہ وھو وارث ثم ولد لہ ابن صحت الوصیۃ للاخ الٰی ان قال فی شریفیہ فرمو الاخوۃ مع الاب لا یجعلون کالموتی وان کانوا لا یرثون معہ لان اھلیۃ الارث ثابت لھم وانما لم یرثوا فی ھذہ الحالۃ لفقدان الشرط وھو عدم الاب بلکہ حجب عصبہ بجہتان کہ اصحاب فرائض ہیچ نگذاشتند و دخل در اخراج او از زمرہ ورثہ است بہ نسبت حجب وارث اقرب زیرا کہ آنجا فقد شرط است و اینجا فقدان محل کہ عصبہ را محل وراثت نیست مگر مالیکہ از ذوی الفرائض باقی ماند در سراجیہ فرمود العصبۃ کل من یاخذ من الترکۃ ما ابقتہ اصحاب الفرائض الخ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ از لکنؤ محلہ باغ قاضی مکان داروغہ منشی مظفر علی مرسلہ حکیم محمد ابراہیم صاحب بریلوی ثم الکنوی ۲۱ رجب ۱۳۰۷ھ

بعد آرزوئے قدمبوسی معروض خدمت یہاں دربارہ ترکہ جھگڑا ہے فرنگی محل کے علماء نے ترکہ زوجہ اور ہمشیر اور چچازاد بھائی کے لڑکوں پر تقسیم کیا ہے اور سگی بھتیجی اور چچازاد بھائی کی لڑکیوں کو محجوب کیا ہے مقصود صرف اسقدر ہے کہ انکی بھتیجیوں کو کسی وجہ سے ترکہ پہنچتا ہے جب کہ متوفی کے روبرو ان کے والد فوت ہو چکے ہیں فقط

الجواب

فی الواقع جب تک دادا پردادا کی اولاد میں کوئی مرد باقی ہے اگرچہ کتنے ہی دور کے رشتے کا ہو اسکے سامنے سگی بھتیجیاں کچھ نہیں پاسکتیں حدیث صحیح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فلاولی رجل ذکر رواہ الائمۃ احمد والبخاری ومسلم والترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از شہر کہنہ ۲۵ صفر ۱۳۰۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ ایک باپ اور دو ماں سے تین بیٹے ہیں پہلی بیوی سے سید محرم علی اور دوسری بیوی سے سید وزیر علی سید منیر علی پیدا ہوئے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں سید محرم علی صحبت شیعہ میں شیعہ ہو گئے اب ان کا انتقال ہوا موافق وصیت کے تجہیز و تکفین ان کی شیعوں نے کی اسباب ان کا مالیت تخمیناً سہ کا ہے یہ اسباب بموجب شرع شریف سید وزیر علی

ومنیر علی اور ہمشیران پانے کے مستحق ہیں یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

بیان سائل سے واضح ہوا کہ سید محرم علی کے عقائد مثل عقائد اکثر روافض زمانہ حد کفر تک پہنچنا معلوم نہیں نہ کبھی اون سے کوئی بات ایسی سنی اور سید وزیر علی و سید منیر علی اور دونوں سیدانیاں غنی نہیں پس صورت مذکورہ میں وہ مال انھیں چاروں بہن بھائیوں کو چھ حصے کرکے دیا جائے کہ دو دو حصے ہر بھائی اور ایک ایک ہر بہن کو کہ اگر محرم علی کے عقائد کفر تک نہ پہونچے ہوں جب تو ظاہر ہے کہ یہ بہن بھائی وارث ہیں اور اگر پہونچ گئے ہوں تو اس میں سے جتنا مال محرم علی کے زمانہ اسلام کا کمایا ہوا ہو اس کے بھی وارث یہی بہن بھائی ہیں فان کسب المرتد فی الاسلام لورثتہ المسلمین کما نص علیہ فی الدر وغیرھا عامۃ الکتب اور جتنا مال زمانہ کفر کا کمایا ہوا ہو وہ حق فقرائے مسلمین ہے اور یہ بہن بھائی بھی فقراء ہیں اغنیاء نہیں تو ہر حال میں انھیں اس مال کا استحقاق ہے وفی قسمتہ علیھم اثلاثا خروج عن العھدۃ بیقین کما عرفت واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

مسئلہ از شہر بریلی محلہ کہنہ منشی شرافت علی بتاریخ ۷ رجادی الاولی ۱۳۱۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید قرضدار تھا اور اسی عرصہ میں وہ فوت ہوگیا تو فرمائیے کہ اس کا ترکہ قرضداروں کو ملنا چاہیئے یا کہ بی بی کا مہر ملنا چاہیئے یا عزیزوں کو ملنا چاہیئے اور بعد وفات اپنے شوہر کے بی بی نے کچھ قرضہ اپنا زیور فروخت کرکے قرضداروں کو دیا تھا مگر وارثوں سے قرض ادا کرتے وقت کچھ نہیں کہا تھا۔ تو فرمائیے کہ وقت تقسیم ترکہ کے پہلے قرضداروں کو ملنا چاہیئے یا کہ مہر بی بی کا ملنا چاہیئے یا اور وارثوں کو۔ اور ترکہ اس قدر نہیں ہے جو کہ سب کو کافی ہوسکے اور مہر بی بی کا بھی ویسا ہی قرضہ ہے جیسا کہ دوسرے قرضداروں کا یا نہیں۔ اور مہر کا دعوی اگر عورت تین سال یا کچھ زائد تک نہ کرے تو وہ ساقط ہوگیا یا نہیں۔

الجواب

مہر ویسا ہی دین ہے جیسا کہ دیون۔ اور مہر اور تمام دیون تقسیم ترکہ پر مقدم ہیں جبتک مہر وغیرہ سب دیون ادا نہ ہولیں وارثوں پر تقسیم نہ ہوگی۔ مہر اور دیگر دیون کو جب کہ جائداد کافی نہ ہوگی تو مع مہر سب حصہ رسد ادا ہوں گے۔ مہر کا دعوی تین برس تک عائد نہ کرنے سے مہر شرعًا ہرگز ساقط نہیں ہوتا یہ محض جھوٹ ہے۔ شوہر کا جو قرضہ عورت نے بطور خود اپنا زیور بیچ کر ادا کیا ہے وہ اب عورت

کا دین ترکہ پر ہو گیا مہر کے ساتھ اس کا بھی حصہ اس کے لئے لگایا جائیگا یا اگر اس نے باقی وارثوں سے ترکہ میں واپس لینے کی شرط نہ کرلی ہو ہاں اگر عدم واپسی کی شرط کرلے کہ یہ میں اپنی طرف سے ادا کرتی ہوں اور واپس نہ لوں گی تو البتہ اس قدر کی واپسی کا استحقاق نہ ہوگا جامع الفصولین میں ہے ولو استغرقها دین لایملکها بارث الا اذا ابرأ المیت غریمه او اداه وارثه بشرط التبرع وقت الاداء اما لو ادی من مال نفسه مطلقا بلا شرط تبرع او رجوع یجب له دین علی المیت فتصیر الترکۃ مشغولة بدینه واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از بیرم نگر ڈاک خانہ شیر گڑھ ضلع بریلی مرسلہ غلام صدیق صاحب مدرس ۱۰ شوال ۱۳۲۲ھ

زید کا انتقال ہوا اس نے ایک زوجہ چار بھانجیاں اور ۴ چچازاد بہنیں چھوڑیں ترکہ کیسے تقسیم ہوگا بینوا توجروا

الجواب

مسئلہ ۱۶

زوجہ	ابن الاخت	ابن الاخت	ابن الاخت	ابن الاخت	بنت العم	بنت العم	بنت العم	بنت العم
۴	۳	۳	۳	۳	م	م	م	م

برتقدیر عدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین و تقدیم مہر و دیگر دیون و وصایا ترکہ زید کا سولہ سہام ہو کر چار ۴ سہم زوجہ اور تین ۳ تین ۳ ہر بھانجی کو ملیں گے اور چچازاد بہنیں کچھ نہ پائینگی لان الصنف الثالث جزء ابوی المیت مقدم علی الصنف الرابع جزء جدیه واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از لاہور مرسلہ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی ۲۴ شعبان ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس کی ایک منکوحہ سے اور منکوحہ سے جو فوت ہو گئی ہے ایک لڑکا ہے۔ یہ ایسی صورت ہے کہ متوفی کی منکوحہ کو آٹھواں حصہ متوفی کے متروکہ مال سے پہونچے اس شخص متوفی پر دین بھی ہے کہ متوفی کے اس متروکہ سے دلوایا جا سکتا ہے۔ پس اگر منکوحہ مذکورہ اپنے آٹھویں حصہ کو دین کے ادا سے بچایوے اور یہ چاہے کہ اولاد متوفی کے دین کے بار کے متکفل ہوں اور میرا حصہ خالص رہے پس ایسی صورت میں حکم شرعی کیا ہے قاضی شرع دین کا حساب اس آٹھویں میں بخوبی دے گا یا اس پر جبر نہیں کرسکتا بینوا توجروا

الجواب

عورت کا مہر اگر باقی ہے تو وہ بھی مثل سائر دیون ایک دین ہے اس کے ذریعہ سے حصہ رسد ثمن سدس نصف ثلث کم زائد جو کچھ پڑے اپنے لئے بچا سکتی ہے مگر یہ خواہش کہ ترکہ سے اپنا ثمن حق زوجیت بذریعہ وراثت جدا کرے اور دیون صرف دیگر ورثہ کے سہام پر ڈالے یہ محض باطل تغییر حکم شرع ہے۔ قال تعالیٰ فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیۃ توصون بھا او دین واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از قصبہ چاندپور ضلع بجنور متصل تھانہ مرسلہ مولوی حکیم سید مشتاق حسین صاحب

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین وعلمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اپنے ترکہ میں کچھ جائداد موروثی چھوڑی تھی اور نو وارث چھوڑے تھے تین فرزند چھ دختران اور ہر کوئی اپنے حصہ کا شرعاً مالک قرار دیا گیا مگر قبضہ اور تصرف فرزندوں کا رہا اور ہنوز ہے لیکن منجملہ دختران کے ایک دختر کے دو فرزندوں میں سے ایک فرزند جو عرصہ دس سال سے مفقود الخبر ہے اس کی زوجہ نے فی الحال انتقال کیا اس عورت کے حصہ کا جو اپنے خاوند مفقود الخبر کے حصہ کی مالک متصور تھی اب کون قرار دیا جائے اور کس کا نام کتاب میں درج ہو آیا مفقود الخبر کا بھائی ہوگا یا اس عورت کا بھائی ہوگا یا حقیقت عود کرکے حصہ داران مذکوران تین فرزندان کو جو اب تک مالک وقابض ہیں پہونچیں گے بینوا توجروا فقط۔

الجواب

سائل نے کچھ نہ بتایا کہ یہ مفقود اپنی ماں کے انتقال سے پہلے مفقود ہوا تھا یا بعد اگر زندگی مادر میں مفقود الخبر ہوچکا تھا تو ہنوز اس کا استحقاق حصہ مادر میں ثابت نہیں جتنے ورثہ مادر بحال موت وحیات مفقود الخبر ہر حال میں جس قدر یقینی پائیں گے اتنا ان کو دیکر باقی موقوف رکھا جائے گا یہاں تک کہ مفقود کی موت وحیات کا حال معلوم ہو یا اس کی عمر سے ستر سال گزر جائیں۔ اور کچھ حال نہ کھلے پس اگر وہ زندہ ثابت ہو تو حصہ خود اس کا ہے اس کی زوجہ وغیرہ کے لئے وارث نہیں اور اس مدت تک کچھ حال نہ ظاہر ہو یا ثابت ہو کہ وہ اپنی ماں سے پہلے مرچکا تھا تو خود اس کے لئے وارث نہیں اس کی زوجہ وغیرہ کے لئے وراثت کیسے ثابت ہوگی اور اگر ثابت ہو کہ ماں کے بعد مرا تو اگر موت زوجہ بھی اس کی موت سے پہلے ہے زوجہ کے لئے وراثت نہیں جو حصہ اسے ماں سے پہونچا اسی کے بھائی وغیرہ وارثوں کا ہے جو موت مفقود کے بعد زندہ تھے اور اگر معلوم ہو کہ زوجہ سے پہلے مرا تو زوجہ بھی وارثہ ہے اور مفقود کے بھائی بھی وارث ہیں جو حصہ مفقود میں زوجہ کو پہونچے اسکے

وارث زوجہ کا بھائی ہے یا اور جو وارث زوجہ ہو دیگر وارثان مفقود کا اس میں حق نہیں اور اگر وہ شخص اپنی ماں کے موت کے بعد مفقود الخبر ہوا تو متروکہ مادر میں اس کا حصہ ثابت ہو لیا اب وہ حصہ تقسیم نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کی موت وحیات ظاہر ہو یا اس کی پیدائش سے ستر برس گزر جائیں اور اگر انتقال کے بعد اور کچھ حال موت وحیات مفقود معلوم نہ ہو تو زوجہ مفقود اور نیز وہ تمام اشخاص جو اس ستر سال گزرنے سے پہلے مرچکے ہوں گے کچھ نہ پائینگے اس ستر سال گزرنے کے وقت جو وارثان شرعی مفقود کے ہوئے ہوں وہی مستحق ہوں گے اور اگر عمر کے ستر سال گزرنے سے پہلے ظاہر ہو جائے کہ مفقود زندہ ہے تو مال اس کا ہے زوجہ وغیرہا کوئی وارث نہیں اور اگر ظاہر ہو کہ موت زوجہ کے بعد مرا تو زوجہ وارث نہیں مفقود کے بھائی وغیرہ جو ورثہ موت مفقود پر رہے ہوں وہ پائیں گے اور اگر ظاہر ہو کہ زوجہ سے پہلے مرا تو حصہ زوجہ کو پہونچے اس کے وارث زوجہ کے بھائی وغیرہ ہیں نہ دیگر وارثان مفقود اگر مفقود اپنی ماں کے بعد مفقود ہوا تو اس کے حصہ میں اسی کی مالکیت مندرج رہے یہاں تک کہ حال کھلے یا ستر سال گزریں اور حسب تفصیل بالا ورثہ کی طرف انتقال ہو اور اگر موت مادر سے پہلے مفقود ہوا تو جس قدر موقوف رکھا جائے گا اسمیں ہنوز کسی کا نام درج نہیں ہو سکتا بلکہ حصہ موقوفہ از ترکہ فلاں بانتظار فلاں مفقود تا مدت فلاں لکھا جائے اور یہ مدت اس کی عمر کا حساب کرکے درج ہو مثلاً چالیس سال کی عمر میں مفقود ہوا اور دس سال مفقودی کو گزر چکے ہیں تو ستر سال ہونے تک صرف بیس ہی باقی ہیں بانتظار فلاں تا مدت بست سال ازیں تاریخ حاضر اور پچاس کی عمر میں مفقود ہوا تو بجائے بست سال دہ سال لکھیں وعلٰی ہذا القیاس واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ شہر بریلی محلہ بھوڑون نوازی میاں ۱۵ رشعبان یوم جمعہ ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ زید نے ساتھ تعین مہر بدون گواہوں کے ایجاب قبول کرلیا۔ اور زید کا ہندہ کو حمل رہ گیا اور زید مرگیا اب ہندہ دادخواہ ہے کہ ترکہ زید سے اپنے اور اپنے لڑکے کے حصہ کی۔ وارثان زید کہتے ہیں کہ تیرا حصہ نہیں چاہیئے ہم تجھ کو نہیں دینگے بینوا توجروا

الجواب

اگر جس وقت زید نے ہندہ سے ایجاب وقبول کیا تھا دو مرد مسلمان یا ایک مرد دو عورتیں مسلمان

وہاں موجود تھے اور ان کا ایجاب وقبول سن رہے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ نکاح ہو رہا ہے جب تو نکاح ہوگیا ہندہ اور اس کا لڑکا دونوں ترکہ زید میں اپنے حصے کے مستحق ہیں کچھ اس کی ضرورت نہیں کہ خاص کرکے دو شخصوں کو گواہی کے ساتھ نامزد کیا جائے جبھی نکاح ہو اور اگر واقع میں اس وقت زید وہندہ تنہا تھے یا فقط ایک مرد یا صرف چند عورتیں یا کچھ غیر مسلمان کفار موجود تھے اور زید وہندہ نے ایجاب وقبول کرلیا تو نکاح نہ ہوا ہندہ ترکہ کی مستحق نہیں مگر بیٹا حصہ پائے گا لان النکاح بغیر شہود فاسد لاباطل والصواب التفرقۃ بین فاسد النکاح وباطل کما تشھد بہ فروع جمۃ و ماشاع علی السنۃ من ان النکاح لاینعقد الابشھود فالمراد الصحۃ بقول الدر یجب مھر المثل فی نکاح فاسد وھو الذی فقد شرطا من شرائط الصحۃ کشھود الخ وفی ردالمحتار عن النھر ان النکاح لہ فی قولھم فرق بفسخ طلاق وھذا الدر یحکیھا:

نتائج الدرر مع نقصان مھر کذا : فساد عقد وفقد الکفوء ینعیھا : الی قولہ تلک الفسخ یحصیھا قال فی ردالمحتار بعد ما بدل الشرط الاول الی ماذکرنا لتصحیح الوزن قولہ فساد عقد کان تزوج بغیر شھود اھ لھذا ایضا لنص انہ اذا نکح بغیر شھود تکون الفرقۃ فیہا فسخا ومعلوم ان لافسخ الابانعقاد ثم المرأۃ لاترث بالنکاح الفاسد بل الولد فی الدر المختار یستحق الارث بنکاح صحیح فلاتوارث بفاسد ولاباطل اجماعا قال الشامی قولہ بفاسد ولاباطل اجماعا قال الشامی قولہ الفاسد ھو مافقد شرطا صحۃ کشھود ولاباطل کالمتعۃ اھ وفیہ آخرباب ثبوت النسب انہ نکاح باطل فالوطؤ فیہ زنا لایثبت بہ النسب بخلاف الفاسد فانہ وطوء بشبھۃ فیثبت بہ النسب ولذا تکون بالفاسد فراشا لابالباطل رحمتی ہاں ورثہ اپنا مہر بہرحال پائے گی لحصول الوطوء کما تقدم واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ہدایت علی شہر کہنہ بریلی ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے انتقال کیا اور اس کے دو لڑکیاں تھیں ایک لڑکی جو زید کی عین حیات میں فوت ہوگئی اس کا ایک لڑکا فی الحال موجود ہے اور ایک لڑکی اور تین چچازاد بھائی عمر، بکر، خالد بعد فوت ہونے اپنے وارث چھوڑے عمر بڑے چچا کا لڑکا اپنی شریف خاندانی منکوحہ ماں سے ہے اور دوسرے چچا کا لڑکا ایک چمارن غیر منکوحہ عورت سے ہے

جس کا ختنہ بھی نہیں ہوا ہے اور تیسرے چچا کا لڑکا ایک رنڈی سے ہے جس کے نکاح کی تصدیق نہیں اس صورت میں ترکہ کی تقسیم کیا ہے بینوا توجروا، مکمیہ ہے کہ زید مذکور کے تین بہنیں تھیں اور دس بسوہ آراضی زید کو اور اس کی تینوں بہنوں کو موروثی باپ کے ترکے سے ملی تھی ایک بہن زید کی لاولد فوت ہوگئی اور دو بہنیں وہ بھی زید کے سامنے فوت ہوگئی مگر ان دو کے اولاد ہے ایک بہن کے ایک لڑکا دوسری کے تین پسر اور ایک دختر تو اب زید کے ان بھانجی بھانجوں کو ترکہ زید کا جو کہ آراضی تعدادی (۲) بسوہ ہے اور زید بحین حیات ہیں اپنے بہنوں کے اس جائدا د مذکور پر مالک اور قابض رہا اور بعد فوت اپنی تینوں بہنوں کے مالک اور قابض رہا کسی طرح تقسیم ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

سائل نے ظاہر کیا کہ چماری کا نکاح نہ ہوا تھا نہ یہ لڑکا زید کے چچا کا تھا بلکہ چماری کے ساتھ آیا اور اس رنڈی کو پردہ نہ کرایا تھا بلکہ اخیر تک ویسی ہی بے پردہ پھرتی رہی اور اس کے نکاح کا کوئی ثبوت نہیں اگر یہ بیان واقعی ہیں تو زید کا ترکہ حسب شرائط معلومہ دو حصے ہوں کہ نصف دختر موجودہ زید اور نصف بڑے چچا کے لڑکے کو ملے گا جو منکوحہ سے ہے اور باقی دونوں لڑکے اور بھانجے اور بھانجیاں سب محروم ہیں واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از قصبہ شاہ آباد ضلع ہردوئی ڈیوڑھی کلاں ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۲۴ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین زادہم اللہ شرفا کہ زید اور بکر دو بھائی حقیقی تھے زید کا لڑکا عمر اور عمر کا لڑکا حامد اور حامد کی لڑکی ہندہ یہ لاولد فوت ہوئے زید کے لڑکے عمر نے حامد کو بایں شرط اس مضمون کی وصیت تحریر کی ہماری موروثی جائداد خاندان دیگر ونسل وغیرہ میں منتقل نہ ہوگی بعد فوت عمر کے حامد قابض جائداد ہوئے حامد نے بھی ایک وصیت سعیدہ یعنی زوجہ خود ونیز دختر ہندہ کو حسب شرائط تحریر کی یعنی زوجہ منکوحہ سعیدہ اپنی حیات تک منتظم ومنصرم رہے گی بعد وفات اس کے ہندہ نسلا بعد مالک ووارث کل جائداد کی ہوگی چونکہ ہندہ بموجودگی مسماۃ سعیدہ اپنی والدہ کے فوت ہوئی اور بعد چند سال کے سعیدہ بھی فوت ہوگئی جو کہ خاندان غیر سے تھی اور بکر کے دو دختر یعنی زاہدہ اور عابدہ۔ زاہدہ منسوب چچازاد بھائی عمر کو کہ جسکا

لڑکا حامد اور حامد کی ہندہ جو لاولد فوت ہوئی بلکہ شاخ بھی ختم ہوگئی باقی رہی عابدہ جو منسوب ہوئی محمود کو جن سے ہوئے خالد اور ان سے ہوئے ولید حی القائم پس بموجب شرع شریف حنفی المذہب کے تقسیم حصص کیا ہے اور وارث جائز کون ہے جب کہ عصبہ و ذوی الفروض کوئی نہیں ہے بینوا توجروا شجرۂ مندرجہ ذیل ہے
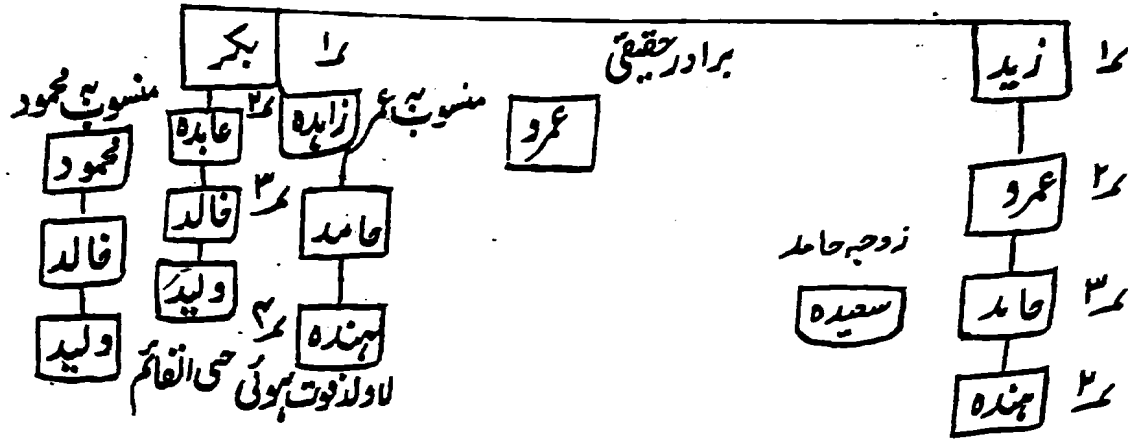
الجواب

یہ سوال مجمل ہے معلوم نہیں کہ بکر کے بعد زید یا عمرو یا حامد کوئی زندہ تھا یا نہیں نہ معلوم کہ عابدہ شوہر محمود عابدہ سے پہلے مرا یا بعد اگر بعد کو مرا تو اس کے ماں یا باپ یا دوسری زوجہ اور اولاد سوائے ولید تھی یا نہیں۔ بہر حال حکم یہ ہے کہ عمرو و حامد کی وصایائے مذکورہ باطل و بے اثر ہیں وہ تغییر حکم شرع جس پر کسی کو قدرت نہیں پس صورت مذکورہ میں حسب شرائط فرائض ایک بھائی زید کا جو کچھ متروکہ ہے تمام و کمال وارثان سعیدہ کو پہنچے گا سعیدہ کا جو کوئی وارث وقت موت سعیدہ موجود تھا اس تمام حصہ کا مالک ہے لان مال زید وصل لابنہ حامد ومنہ لعرسہ سعیدۃ و بنتہ ھندۃ ومن ھندۃ لامہا سعیدۃ لان ذوی الارحام لاارث لہم مع اصحاب الفروض بقت سعیدۃ کل مال زید رہا دوسرے بھائی بکر کا حصہ اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ انتقال بکر کے وقت زید یا عمرو یا حامد کوئی زندہ تھا اس تقدیر پر حصہ بکر سے دو تہائی وارثان سعیدہ کا ہے لانہ یصیر اثلاثا بین بنتہ والعصبۃ فما کان للعصبۃ یصل سعیدۃ کما قدمنا وما کان لبنتہ ھندۃ تصیر لابنہا حامد ومنہ الی سعیدۃ دوسرے یہ کہ ان میں سے کوئی وقت انتقال بکر زندہ نہ تھا اس صورت میں حصہ بکر کا نصف وارثان

سعیدہ کا ہے لانہ ینتصف بین بنتیہ فما کان لنا اھدہ لا یصل لھم کما تقدم باقی حصہ بکر کا ایک ثلث یا نصف وہ خاص ولید کے لئے ہے اگر محمود عابدہ سے پہلے مرگیا ہو یا بعد کو مرا اور سوا ولید کے محمود کا بھی کوئی وارث مثل مادر یا پدر یا زوجہ ثانیہ یا اولاد و دا از زوجہ دیگر نہ تھا ورنہ اس تہائی یا نصف کے تین ربع ولید کے لئے بلا شرکت ہیں اور ایک ربع ہیں کہ عابدہ سے محمود کو پہنچا باقی وارثان محمود کے ساتھ ولید کا ہے جب تک بقیہ وارثہ محمود کی تعیین نہ ہو یہ بتانا ناممکن ہے کہ اس ربع سے ولید کو کیا پہنچیگا۔ **بالجملہ** مجموع جائداد زید و بکر کے اڑتالیس حصہ کریں پھر اگر انتقال بکر کے وقت حامد زندہ تھا تو چالیس حصے وارثان سعیدہ کو دیدیں اور باقی آٹھ ولید کو اگر محمود کے اور وارث کا استحقاق نہ ہو ورنہ آٹھ میں سے چھ ولید کو اور دو مع ولید جمیع ورثہ محمود پر تقسیم ہوں اور اگر حامد بکر سے پہلے مرا ہو تو اڑتالیس ۴۸ سے چھتیس حصے وارثان سعیدہ کو دیں باقی بارہ ولید کو اور اگر وارث محمود مستحق نہ ہو ورنہ بارہ سے نو ولید کو اور تین ولید وغیرہ دیگر ورثہ محمود پر منقسم ہوں

واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں زید نے ایک بیٹا اور ایک پوتا چھوڑا ترکہ زید میں سے پوتے کو حصہ ملے گا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

پوتے کو کچھ نہ ملے گا لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلاولی رجل ذکر بیٹے کے ساتھ پوتے کو حصہ دلانا کفار ہند کا مسئلہ ہے واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ مرسلہ حاجی احمد اللہ خاں صاحب از پیلی بھیت ۱۶ جمادی الاولیٰ ۲۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ہندہ بہو اپنی ایک حمیدہ اور ایک فہمیدہ اور دو دختر ایک جمیلہ اور ایک سعیدہ اور ایک پوتی کلثوم چھوڑ کر فوت ہو گئی اور بعد وفات ہندہ اسکی دختر سعیدہ بھی فوت ہو گئی بعد چار یوم کے اور ہندہ کے دونو فرزند اس کی حیات میں اسکی روبرو مرچکے تھے جن کی زوجہ حمیدہ اور فہمیدہ ہیں یعنی ان کے شوہر اور فہمیدہ کے بطن سے کلثوم ہے اور فہمیدہ حاملہ بھی اپنے شوہر سے ہے جو اپنی ماں کے روبرو فوت ہوئی تو ایسی صورت میں جمیلہ اور کلثوم دونوں وراثت ہندہ پائینگی یا صرف جمیلہ دختر ہندہ اور حمل فہمیدہ قابل ہندہ ہوگا یا نہیں

الجواب

بر تقدیر عدم موانع ارث و وارث آخر و صحت ترتیب اموات و تقدیم ماتقدم اگر موت ہندہ کو چھ مہینے ابھی نہ گزرے یا گزر گئے ہیں تو جیلہ کو تسلیم ہے کہ فہمیدہ اپنے شوہر سے حاملہ ہے تو ہندہ کا ترکہ اٹھارہ سہام پر تقسیم کرکے نو سہم فی الحال جیلہ کو دیدیں اور باقی نو سہم موقوف رکھیں اگر فہمیدہ کے لڑکا پیدا ہو تو ان میں سے سات سہم اسے اور دو کلثوم کو دیں اور اگر لڑکی ہو یا کچھ نہ ہو تو وہ نو سہم بھی جیلہ کو دیدیں کلثوم وغیرہ کو کچھ نہ دیں واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از محلہ بیج ناتھ پاڑا مرزا عادل بیگ شہر رائے پور۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ مرقومۃ الذیل میں کہ زید کا انتقال ہوا اس کے بعد اس کی بیوی اور دو بھائی ہیں عورت حاملہ ہے پس عندالشرع تقسیم مال کیسے ہوگا

زید		
زوجہ	اخ	اخ

الجواب

عورت کے حمل تک انتظار ہو تو بہتر ہے ورنہ ترکہ خالصہ (یعنی ادائے دیون و اجرائے وصایا کے بعد جو بچے) اس کے بعد سولہ حصہ کرکے دو حصے عورت کو بالفعل دیدیں باقی کسی کو کچھ نہ ملے یہاں تک کہ وضع حمل ہو اگر لڑکا پیدا ہو باقی چودہ ۱۴ حصے سب اس لڑکے کو دیدئے جائیں اور بھائیوں کو کچھ نہ ملے اور اگر لڑکی پیدا ہو تو باقی چودہ ۱۴ میں سے آٹھ حصے اس دختر کو دیں اور تین تین دونوں بھائیوں کو اور اگر بچہ زندہ نہ پیدا ہو یا موت مورث کو دو سال کامل گزر جائیں اور کچھ پیدا نہ ہو تو باقی چودہ ۱۴ میں سے دو حصہ زوجہ کو اور دے دیئے جائیں اور چھ چھ دونوں بھائیوں کو واللہ تعالٰی اعلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہائے ذیل میں کہ سائل بحوالہ کتب فقہ حنفی جواب چاہتا ہے بینوا توجروا

(۱) عورت نے وقت وفات ایک زوجہ ایک پسر ایک دختر وارث چھوڑے پسر نے بہ نظر ثواب یا بغرض نام آوری خود بصرف مبلغ دو ہزار سات سو بلا مشورت دیگر ورثا تجہیز و تکفین و فاتحہ چہلم وغیرہ مورث کا کیا ورثا کس قدر ادائے اسرافات کے ذمہ دار ہوسکتے ہیں۔

الجواب

بقدر سنت غسل و کفن و دفن میں جس قدر صرف ہوتا ہے بقیہ ورثا صرف اسی قدر کے حصہ رسد ذمہ دار ہوسکتے ہیں فاتحہ، و صدقات و سوم و چہلم میں جو صرف ہوا یا قبر کو پختہ کیا یا اور مصارف

قدر سنّت سے زائد کئے وہ سب ذمہ پسر پڑیں گے باقی وارثوں کو اس سے سروکار نہیں طحاوی میں ہے تتمۃ التجھیز لایدخل فیہ السبع والصدقۃ والجمع والموائد لان ذٰلک لیس من الامور اللازمۃ فالفاعل لذٰلک ان کان من الورثۃ یحسب علیہ من نصیبہ ویکون متبرعا وکذا ان کان اجنبیا الخ واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۲: صرف تجہیز وتکفین وفاتحہ وسوم وچہلم وعرس وغیرہ شرعًا کس قدر تبلیغ وراثت پر مقدم رکھا گیا ہے۔

الجواب

اس کا جواب جواب سوال اوّل میں ہوگیا۔ واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۳: شرعًا زمانہ حال میں اہل اللہ کے تجہیز وتکفین وفاتحہ وعرس وغیرہ کے لئے کس قدر روپیہ کافی ہوسکتا ہے۔

الجواب

تجہیز وتکفین میں اسی قدر جو عام مسلمانوں کے لئے صرف ہوسکتا ہے فاتحہ وعرس کے لئے شرع سے کوئی مطالبہ نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۴: شرعًا یا س قیمتی اہل اللہ کا مریدان ومعتقدان کو تبرکا وساکین کو تو آیا ایک وارث بلا استرضاء دیگر ورثا تقسیم کرسکتا ہے۔

الجواب

قیمتی ہو یا کم قیمت بلاوصیت مورث وبلارضائے دیگر ورثا نہیں دے سکتا جو کچھ دیگا وہ خاص دینے والے کے حصہ میں محسوب ہوگا۔ واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۵: شرعًا صاحب سجادہ کس کو کہتے ہیں اور دیگر ورثا پر سجادہ نشین مذکور کیا کیا حق فائق رکھتا ہے۔

الجواب

سجادہ نشین وہ صاحب ہدایت ہے[عہ] کہ پہلے صاحب ہدایت کی وصیت یا مسلمانان ذی رائے کی تجویز سے اس کا جانشین بغرض ہدایت ہوا ہو در بارہ وراثت اس کو کسی وارث پر کوئی حق فائق نہیں یہ محض بے اصل ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم

عہ اقول شرط اجازت ضروری ہے آجکل بہت لوگ سجادہ بطور وراثت بنادیئے جاتے ہیں اور وہ بیعت کرنے لگتے ہیں یہ حرام ہے ۱۲

سوال ۶ شرعًا عرس سالانہ مورث و نذر و نیاز شہدائے کربلا و عرس بزرگان جن کو مورث نے اپنی حیات میں جاری رکھا تھا بعد وفات مورث کے ورثا بھی اس کے اجرا رکھنے پر مجبور ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب

یہ امور بطور شرع شریف ہوں تو صرف مستحبات ہیں اور مستحب پر جبر نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر مورث کوئی جائداد کسی مصرف خیر کے لئے وقف کر دیتا تو اس کا اتباع ہوتا واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۷ شرعًا خانقاہ کس کو کہتے ہیں۔

الجواب

یہ کوئی اصطلاح شرعًا مطہر نہیں عرف میں مکان مسدرا فقراء اولیا کو خانقاہ کہتے ہیں

واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۸ جس مکان میں اہل اللہ قیام پذیر ہوں یا جس مکان میں لوگ مرید ہوا کرتے ہوں یا جس مکان میں اہل اللہ ذکر الٰہی کیا کرتے ہوں یا تعلیم ذکر الٰہی ہوتی ہو یا عرس یا جلسہ سماع ہوتا ہو یا اس مکان میں پائخانہ یا باورچی خانہ خانقاہ ہو یا آیندگان عرس اس میں قیام کرتے ہوں وہ ترکہ مورث ہے یا نہیں اور قابل تقسیم ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر یہ مکانات مملوکہ مورث تھے تو ضرور تقسیم کئے جائیں گے جب تک کہ مورث نے ان میں کسی کو وقف صحیح شرعی نہ کر دیا ہو واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۹ جس مکان کے گوشہ صحن میں قبور اہل اللہ یا قبور مورث واقع ہوں وہ مکان مع صحن بعد مستثنٰی کرنے آراضی قبور کے شرعًا قابل تقسیم ہے یا نہیں۔

الجواب

ہاں جبکہ وقف نہ ہو واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۱۰ جس مکان میں مورث کی ہمیشہ نشست گاہ رہی ہو اور اس نے اس کی اصلاح و مرمت اپنے اصراف سے کی ہو اور بلا شرکتِ غیرے اپنا قبضہ خالص اپنی حیات تک رکھا ہے

بلکہ اپنی ضرورت میں اس مکان کو مکفول کرکے قبضہ بھی مورث نے لیا ہے وہ مکان بعد وفات مورث بوجہ اصراف کثیر تعمیرات مقبرہ وغیرہ تقسیم باہم شرکا رسے محفوظ رہ سکتا ہے یا نہیں۔ اور ایسا مکان وقف قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

جب کہ مورث نے اپنی ضروریات میں اس مکان کو مکفول کرچکا تھا تو اس کے فعل سے صراحۃً اس کا وقف نہ ہونا ثابت ہے اور جب وہ مملوک مورث ہے تو تقسیم بر ورثا سے محفوظی کی کوئی وجہ نہیں واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۱۱: فرش و شیشہ آلات و دیگر اسباب منقولہ جو عرس میں اہل اللہ کے کار آمد ہوتا ہے قابل تبلیغ وراثت ہے یا نہیں۔

الجواب

یہ مال اگر ملک خاص مورث ہے تقسیم ہوگا اور اگر وقف ہے یا مریدوں نے اس کام کیلئے لاکر دیا اور مورث کو مالک نہ کردیا تھا تو تقسیم نہ ہوگا واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۱۲: جس مکان کو متعلق خانقاہ مہمان خانہ یا لنگر خانہ موسوم کیا جاوے یا جس مکان میں سجادہ نشین رہتے چلے آئے ہوں یا جس مکان میں مہمان عرس کے شریک ہونے والے یا تعلیم ذکر الٰہی پانیوالے قیام پذیر ہوا کرتے ہوں وہ مکان شرعًا قابل تقسیم ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر ملک مورث ہے تقسیم ہوگا اور اگر اس کا وقف ہونا بہ ثبوت شرعی ثابت ہو تو منقسم نہ ہو سکے گا صرف اتنی بات کہ اس کا نام مہمان خانہ یا لنگر خانہ ہے یا اس میں سجادہ نشین رہتے یا اشخاص مذکورین قیام کرتے تھے وقف ہونا ثابت نہیں ہوتا واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال ۱۳: اگر کسی مکان کو خانقاہ کے نام سے موسوم کیا ہو تو وہ شرعًا اس بنا پر وقف ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

نہ، واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۱۴: قرآن و حدیث جس سے استخراج فتاوی کا ہوتا ہے اس میں کوئی تفصیل ایسی پائی

جاتی ہے کہ احکام طریقت اور احکام شریعت میں اختلاف یا کچھ تفاوت ہو۔

الجواب

یہ محض جھوٹ ہے اور بددینوں کا مذہب ہے اہل اسلام کے نزدیک جو طریقت شریعت کے خلاف ہو مردود ہے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی وغیرہ اکابر اولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہم فرماتے ہیں کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فھی زندقۃ جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ بے دینی و دہریت ہے واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۱۵ ورثا کی ناقابلیت ان کو کسی ترکہ مورث سے محروم رکھ سکتی ہے۔

الجواب

وراثت سے محرومی کے صرف چار سبب ہیں کہ وارث غلام ہو یا مورث کا قاتل یا کافر ہو یا دار الحرب میں رہتا ہو باقی کوئی نہ قابلیت اُسے اس کے حق شرعی سے محروم نہ کرے گی واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۱۶۔ کیا عورت بوجہ ناقابلیت کے فطرتی کسی ترکہ مورث سے محروم رہ سکتی ہے،

الجواب

دربارہ حرمان وراثت مرد وعورت کا ایک ہی حکم ہے عورت فطرتی طور پر صرف اس وجہ سے کہ عورت ہے ہرگز قابل محرومی نہیں واللہ تعالٰی اعلم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس میں کہ ایک عورت کا خاص اس کا روپیہ تھا اس کے سوا کسی کا ایک حبہ نہیں تھا اس کے خاوند نے اس روپیہ سے ایک مکان اپنے نام خرید کیا اور وہ فوت ہوگیا اور اس کا گور وکفن اس کی بیوی نے سب اپنے پاس سے کیا اور مبلغ ۵۰ روپیہ اس کے خاوند نے مکان پر قرض لئے تھے وہ قرض ادا نہیں ہوئے وہ کس کو ادا کرنا چاہئے اور اسکے خاوند نے اپنی بیوی کو چھوڑا ہے اور دو بیٹی ہیں اور ایک ہمشیرہ اور پانچ بھتیجے اب کس کس کو پہونچتا ہے،

الجواب

شوہر نے جو قرض لیا تھا وہ زید کے مال سے ادا ہوگا اس کے بعد وارثوں پر تقسیم ہوگا اور مکان کہ زید نے اپنی بیوی کے روپے سے اپنے لئے خریدا اس کا مالک زید ہوا پھر اگر وہ روپیہ بے اجازت عورت سے لے کر دیا تھا یا عورت نے قرضًا دیا تھا تو اتنا روپیہ عورت کا ذمہ شوہر قرض رہا اور اگر گواہان شرعی سے ثابت ہو کہ عورت نے وہ روپیہ شوہر کو ہبہ کر دیا تھا تو ہبہ ہوگیا اس کا مطالبہ

نہیں اور اگر گور و کفن جو بیوی نے بقدر سنت کیا اُس قدر ترکہ میں سے مجرا پائے گی اس سے زائد جو فاتحہ ودرود وغیرہ میں اٹھایا وہ کسی سے مجرا نہ لے گا بالجملہ جو کچھ اس مکان وغیرہ تمام ترکہ شوہر پر دین ثابت ہو مثلاً عورت کا مہر اور وہ پچاس روپیہ اور بقدر سنت گور و کفن کا صرف اور مکان کی قیمت کا روپیہ جب کہ عورت کا شوہر کو ہبہ کر دینا نہ ہوا اور ان کے سوا اور جو کچھ شوہر پر دین ہو سب ترکہ سے ادا کر کے اگر کچھ باقی بچے تو باقی کے تہائی میں شوہر نے اگر کوئی وصیت کی ہو نافذ کریں جو باقی بچے اس کے چوبیس حصہ حسب شرائط فرائض ہو کر تین حصے زوجہ اور آٹھ آٹھ ہر بیٹی اور پانچ بہن کو پہنچیں گے اور بھتیجے کچھ نہ پاویں گے واللہ اعلم بالصواب

مسئلہ ۲۹ / ذیقعدہ ۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نیاز احمد کے دو زوجہ زینب، ننھی، دونوں کا مہر ۵۰۰۰ – ۵۰۰۰ ر زید کی جائداد ۲۰۰ روپئے کی۔ پہلی بیوی شوہر سے پہلے مری جس کے وارث زوج نیاز احمد باپ جیون بخش چار دختر آمنہ، فضلو، نور النساء، بیگما ان میں بیگما نے انتقال کیا زوج عبدالرزاق باپ نیاز احمد دختر شہر بانو وارث چھوڑے عبدالرزاق کے وارث یہی دختر رہی۔ نیاز احمد نے وفات پائی تو زوجہ ثانیہ اور اس کے بطن سے ایک پسر ننھو ایک دختر متین اور تین دختر زوجہ اولی سے وارث رہے۔ ورثہ سب بالغ ہیں اور مہروں میں مکان دینے پر راضی ہیں اور ان مہروں کے سوا نیاز احمد پر کوئی قرض نہیں اس صورت میں ہر وارث کتنا پائیگا بینوا توجروا

الجواب

صورت مستفسرہ میں مکان کے پینتالیس حصے کئے جائیں از اں جملہ چھبیس ۲۶ زوجہ ثانیہ ننھی کو اسکے مہر میں دیدیں اور انیس ۱۹ حصوں سے چار چار جیون بخش آمنہ، فضلو، نور النسا کو اور تین شہر بانو کو، اس لئے کہ جب دونوں مہر مساوی تھے اور ان کی مقدار ترکہ نیاز احمد سے زائد اور ان کے سوا اور دین نہیں تو دونوں زوجہ کو مکان نصف نصف ملنا چاہیئے تھا مگر زوجۂ اولی کا انتقال شوہر سے پہلے ہوا تو اس کے مہر سے $\frac{3}{12}$ خود نیاز احمد کو پہونچے یعنی اس پر سے ساقط ہو گئے اور $\frac{2}{12}$ جیون بخش اور ہر چہار دختر زینب کو ملے ان میں سے بیگما مر گئی اور اسے جو پہونچا تھا اس کا چہارم پھر نیاز احمد کو پہنچا یعنی اس پر سے ساقط ہو گیا تو حاصل یہ ہوا کہ مہر زینب سے $\frac{7}{26}$ نیاز احمد سے ساقط ہو گیا $\frac{19}{26}$ باقی رہا اور مہر ننھی پورا باقی ہے بوجہ مساوات سابقہ اسے بھی ۲۶ سہم فرض کیجئے تو مکان دونوں

زوجہ پر اسی ۲۶/۱۹ روائیس کی نسبت سے بٹنا چاہیئے کہ دیون جب ترکہ سے زائد ہوں تو دائنوں کو حصہ رسد دیا جاتا ہے لہٰذا مکان کے ۴۵ / حصہ کر کے ۲۶ / حصے ننھی کو دیئے جائیں اور ۱۹ / بحساب مذکور وارثان زینب پر تقسیم ہوں۔ فی القنیۃ قال استاذنا سئلت عن ماتت عن زوج وبنتین واخ لاب وامۃ ولا مال لہا سوی مہر علی زوجہا مائۃ دینار ثم مات الزوج ولم یترث الخمسین دینارا فقلت یقسم بین البنتین والاخ اتساعا بقدر سہامہم لانہ ذکر فی کتاب العین والدین اذا کان علی بعض الورثۃ دین من جنس الترکۃ یحسب ما علیہ من الدین کانہ عین وبقی الخمسون دینارا فی نصیب البنتین والاخ فتکون بینہم علی سہامہم من اصل المسئلۃ وقد افتی کثیر من مفتی زماننا انہ یقسم الخمسون بینہم اثلاثا ولمنہ غلط فاحش اھ **اقول** ونظیرہ الغلط الواقع فی مسئلۃ زوج وام وعم وقد تخارج الزوج علی ما فی ذمتہ من المہر فقسموا البقیۃ اثلاثا للام سہم وللعم سہمان والصواب العکس للعم سہم وللام سہمان کما حررہ فی الدر المختار واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

قیمت مکان ما ۲۰۰

ننھی	شہر بانو	جیون بخش	آمنہ	فضلو	نورنسا
ما ۶ عہ	۶ عہ	مع ۶ عہ	مع ۶ عہ	مع ۶ عہ	مع ۶ عہ
۸/۱۳ ۱۲/۱ پائی	۵/۱۳ ۱/ پائی	۱۲/۱۳ ۲/ ۱/۳ پائی	۱۲/۱۳ ۲/ ۱/۳ پائی	۱۲/۱۳ ۲/ ۱/۳ پائی	۱۲/۱۳ ۲/ ۱/۳ پائی

مسئلہ از دیورہ ڈاکخانہ مئو ضلع گیا مرسلہ شیخ ولایت حسین صاحب ۲۰ رجادی الآخرہ ۱۳۲۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے ورثا کو محروم الارث کر کے اپنی جائداد موروثی ومتروکی ومحصولی کو اپنے بعض ورثار کو دیدینا چاہتا ہے۔ آیا بموجب حدیث نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہ زید کا یہ فعل ظلم ہوگا اور وہ شخص ظالم اور گنہ گار ہوگا یا نہیں اور حق تلفی اس شخص نے بعض ورثا کے مقابل میں کیا یا نہیں۔ بینوا توجروا بالکتاب والسنہ

الجواب

جس وارث کو محروم کرنا چاہتا ہے اگر وہ فاسق معاذ اللہ بدمذہب ہے تو اسے محروم کرنا ہی بہتر وافضل

سے ہے خلاصہ ولسان الحکام وفتاوی عالمگیریہ میں ہے لوکان ولدہ فاسقا واراد ان یصرف مالہ الی وجوہ الخیر ویحرمہ عن المیراث ھذا خیر من ترکہ۔ بدمذہب بدترین فساق ہے فاسق میں یہ خوف تھا کہ مال اعمال بد میں خرچ کرے گا بدمذہب میں یہ اندیشہ کہ اعانت گمراہی وضلالت میں اٹھائے گا یہ اس سے لاکھ درجے بدتر ہے غنیہ میں ہے الفسق من حیث العقیدۃ اشد من الفسق من حیث العمل اور اگر ایسا نہیں تو بعض ورثا کو محروم کرنا ضرور ظلم ہے جس کے لئے حدیث صحیح نعمٰن بن بشیر رضی اللہ تعالٰی عنہما لا تشھدنی علی جور کافی مع ابن ماجہ کی حدیث انس ابن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا من فر من میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیمۃ جو اپنے وارث کی میراث سے بھاگے اللہ تعالٰی روز قیامت جنت سے اس کی میراث قطع فرمادے وھو عند الدیلمی عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بلفظ من زوی میراثا عن وارثہ زوی اللہ عنہ میراثہ من الجنۃ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ مرسلہ عبدالحق برادر حاجی عبدالرزاق از پیلی بھیت محلہ عنایت گنج ۷ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ

زید نے بعد وفات تین بیٹے عبدالقدیر، عبدالحفیظ، عبدالبصیر اور والدہ مسماۃ فاطمہ بی کو وارث چھوڑا زید اپنی حیات میں شراکت عمرو تجارت کرتا تھا زید نے بحالت مرض الموت اپنی وفات سے ایک یا دو روز قبل اپنے شریک عمرو سے کہا تینوں پسر اپنے تمہارے سپرد کرتا ہوں اور زید نے اپنی حیات میں بڑے بیٹے کی شادی کردی تھی عمرو نے بعد وفات زید کے تجارت کو بجنسہ جاری رکھا اس خیال سے کہ پسران زید خورد سال کی پرورش و شادی تجارت سے ہوجائیگی جو بچے گا وہ کام آئے گا، چنانچہ بڑے لڑکے کو بجائے زید دوکان پر بٹھالا ہر سہ پسران کو تجارت مشترکہ تنخواہ ماہانہ دیتا رہا وفات زید سے تخمینا چھ سات سال بعد متروکہ زید سے عمرو باقی دو پسران کی شادی کردی ایک ہزار کے قریب صرف ہوا اور تیرہ سو کے قریب مصارف خورد و نوش میں صرف ہوا پھر اکیس سو روپیہ کے قریب اور چار قطعہ مکانات تخمینا اکیس سو روپے کے جملہ چار ہزار دو سو روپئے کی مالیت بچی جس کو ہر سہ پسران زید نے باہم متساوی تقسیم کرلیا اور مسماۃ فاطمہ بی کو ترکہ زید سے کچھ نہ دیا پسران زید متروکہ سے تجارت کرتے رہے بعد تقسیم متروکہ تین چار سال بعد مسماۃ فاطمہ بی فوت ہوئی اس نے دو وارث ایک لڑکا عبداللہ ایک دختر سعیدہ کو چھوڑا آج تک زید کو فوت ہوئے عرصہ تخمینا بارہ چودہ سال گزرا ہوگا پسران زید وقت تقسیم کر لینے متروکہ سے اس وقت تک علیحدہ علیحدہ تجارت کرتے رہے ہیں اور اس وقت ہر سہ

پسران زید کے پاس تخمیناً بیس ہزار روپے کے ہوگا اب سوال یہ ہے کہ ورثا رفاطمہ بی، عبداللہ و سعیدہ متروکہ زید سے جو کہ ذمہ پسران زید واجب الادا ہے پانے کے مستحق ہے یا نہیں آیا اس وقت جس قدر تعداد مالیت نزد پسران زید جو قریب بیس ہزار کے ہے اس جملہ مالیت سے کیونکہ ترکہ فاطمہ بی کا جو کچھ تھا کچھ نہ دیا گیا تو متروکہ فاطمہ بی بھی اس وقت تک شامل ہے ہر سہ پسران کے حصول میں اور ترقی پا رہا ہے یا اس تعداد میں جو بیالیس سو روپئے کی مالیت بعد پرورش و شادی بھی اور باہم پسران زید نے تقسیم کیا ہے اس میں سے پانے کے مستحق ہوگی یا ایک ہزار مصارف شادی اور تیرہ سو مصارف خورد نوش جملہ بیالیس سو تقسیم شدہ شامل کرکے کل چھ ہزار پانچ سو روپئے ہوئے اس سے پانے کی مستحق ہے۔ جواب مع عبارات چاہئے۔

الجواب

اگر پسران زید مقر ہوں کہ یہ تجارت مملوکہ زید تھی اور وقت وفات زید اس کی والدہ فاطمہ زندہ تھی اور اس کو حصہ نہ دیا گیا تو وارثان فاطمہ پسران زید سے اس کل مال کا چھٹا حصہ حسب شرائط فرائض پانے کے مستحق ہیں جو وقت وفات زید موجود تھا خواہ مکانات ہوں یا مال تجارت یا زر نقد یا اسباب وغیرہ۔ خورد نوش پسران میں جو صرف ہوا وہ انھیں کے حصول پر پڑے گا حصہ فاطمہ کو اس سے تعلق نہیں دو پسران کی شادی میں جو اٹھا وہ انھیں دو پر پڑیگا حصہ فاطمہ سے مجرا نہ ہوگا بعد زید تا زمان تقسیم و بعد تقسیم تا حال جو کچھ مال میں تجارت کے ترقیاں ہوئیں ان میں بھی فاطمہ کی ملک نہیں جبکہ وہ تجارت عمرو وصی زید و پسران زید بطور خود کرتے رہے اور فاطمہ اس میں شریک نہ ہوئی ہاں جبکہ حصہ فاطمہ اس میں شامل تھا تو اس کے حصہ سے جو ترقی ہوئی پسران زید کے لئے ملک خبیث ہے ان کو حلال نہیں کہ وہ اسے اپنے تصرف میں لائیں بلکہ واجب ہے کہ اس قدر مال تصدق کردیں یا وارثان فاطمہ کو دیدیں اور یہی بہتر و افضل ہے جو مکان متروکہ زید نہ تھا بلکہ مال تجارت سے وصی زید یا پسران زید نے خود خریدا اس مکان میں حصہ فاطمہ نہیں بلکہ اس کا حصہ صرف اسقدر کا چھٹا حصہ ہے جو وقت وفات زید متروکہ زید تھا والمسائل مبنیۃ فی الفتاوی العلمگیریۃ والفتاوی الخیریۃ والعقود الدریۃ وغیرھا وقد اوضحناھا فی فتاوٰنا غیر مرۃ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از شہر مسئولہ جناب سلطان احمد خاں صاحب زید مجدہ ۴ ربیع صفر المظفر ۱۳۰۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسماۃ آفتاب بیگم کا انتقال ہوا

اس کے وارثوں میں ایک حقیقی چچازاد بہن مسماۃ عمدہ بیگم کا پوتا وصی احمد اور ایک علاتی خالہ بنو بیگم اور چار اخیافی بھتیجے جن کے باپ کا انتقال آفتاب بیگم کے سامنے ہو گیا موجود ہیں۔ وصی احمد نے تجہیز و تکفین اپنے صرف سے کی اور اس وصی احمد کو متوفیہ نے اس شرط سے اپنا وصی بھی کیا کہ بعد اخراجات تجہیز و تکفین و فاتحہ و درود کے بعد جس قدر روپیہ بچے وہ سب تیرا ہے اب تقسیم ترکہ ان وارثوں کے مقابلہ میں کیوں کر ہوگا اور اخراجات تجہیز و تکفین متروکہ سے نکلے گا یا نہیں۔ شجرہ ذیل میں درج ہے آفتاب بیگم

سا حقیقی چچازاد بہن عمدہ بیگم موجود ہے — وصی احمد پوتا عمدہ بیگم وصی جائداد

عـــہ علاتی خالہ بنو بیگم موجود ہے — اسم نامعلوم

بھائی اخیافی جسکا انتقال متوفیہ کے سامنے ہوا — لڑکا لڑکا لڑکا لڑکا — ۴ لڑکے موجود ہیں
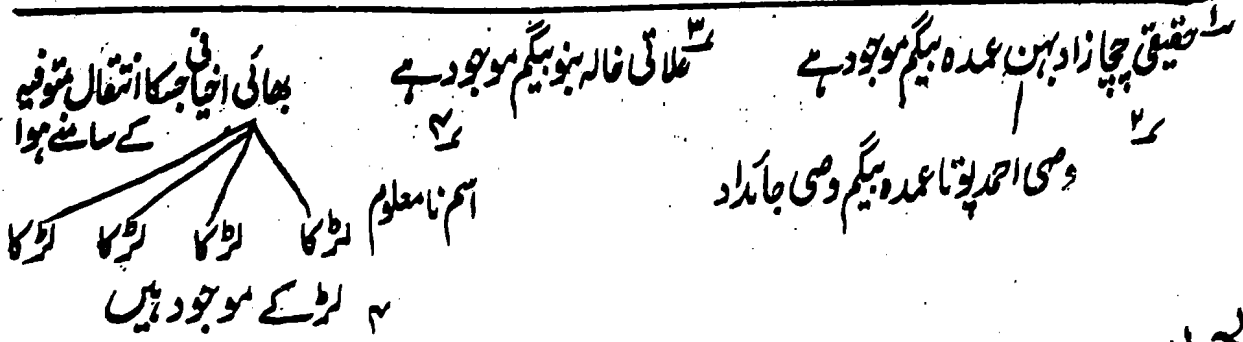
الجواب

بر تقدیر صدق مستفتی و عدم موانع ارث و انحصار ورثہ فی المذکورین و تقدیم دیون و وصایا آفتاب بیگم کا ترکہ چار سہم ہو کر ہر اخیافی بھتیجے کو ایک ایک ملے گا اور چچا زاد اور خالہ کچھ نہ پائیں گی آفتاب بیگم کی تجہیز و تکفین کہ وصی احمد غیر وارث نے اپنے مال سے کی وہ بطور احسان و سلوک نیک واقع ہوئی اس کا معاوضہ نہ پائے گا کہ وہ نہ وارث ہے نہ وصی ہے اس کہنے سے کہ بعد ان مصارف کے جو بچے وہ تیرا ہے وہ موصی لہ ہوا نہ کہ وصی ہاں اگر آفتاب بیگم نے یوں کہا ہو کہ میرے بعد میرے مصارف سے یہ یہ صرف کرنا اور جو بچے تیرا ہے تو اس صورت میں وہ وصی بھی ہو جائیگا اور اب جو تجہیز و تکفین میں اپنے مال سے صرف کیا مجرا پائیگا جس قدر کہ اس کے کفن و جہاز مثل بقدر سنت میں اٹھایا ہو اس سے زیادہ کو بھی مجرانہ ملے گا در مختار میں ہے الوصی کفنہ من مال نفسہ او کفن الوارث المیت من مال نفسہ فانہ یرجع ولا یکونا متطوعا رد المحتار میں ہے ای کفن المثل بلکہ اگر کفن مثل پر قیمت میں زیادت فاحشہ کی مثلاً ۸ ر گز کا کپڑا اس کا کفن مثل تھا اس نے بلا وصیت میت روپیہ گز کا لگایا تو کچھ مجرانہ پائے گا در مختار میں ہے۔ لو زاد الوصی علٰی کفن مثلہ فی العدد ضمن الزیادۃ وفی القیمۃ وقع الشراء لہ وحینئذ ضمن ما دفعہ من مال الیتیم ولوالجیۃ رد المحتار میں ہے ضمن الزیادۃ الا اذا اوصی بھا وکانت تخرج من الثلث ط قولہ وقع الشراء لانہ متعد

فی الزیادۃ وھی غیر متمیزۃ فیکون متبرعاً بتکفین المیت بہا ۱؎ رحمتی رہی وصیت وہ بعد ادائے دیون بلا اجازت ورثہ تہائی مال میں سے نافذ ہو گی اس ثلث سے جسقدر فاتحہ ودرود بطور جائزہ ومحمود معروف ومعہود میں صرف ہو وہ چاہیں ابھی مساکین پر خرچ کردیا جائے سال بھر کا انتظار ضرور نہیں پھر کچھ باقی بچے تو وہ وصی احمد کا ہے ورنہ کچھ نہیں ہندیہ میں ہے فی النوازل اوصی بان یتصدق فی عشرۃ ایام فتصدق فی یوم جاز کذا فی الخلاصۃ ۲؎ اوسی میں ہے فی الجامع قال اوصیت بان یتصدق من ثلثی بعد سنۃ مائۃ درھم لوصی یتصدق بجمیع الثلث فی السنۃ الاولی ولایوضع کذا فی فتاوی خانیۃ ۳؎ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از آرہ محلہ تری مطب حکیم عبدالوہاب صاحب مسئولہ مولوی ظفر الدین صاحب زید مجدہم مدرس اول مدرسہ حنفیہ ۱۶ جمادی الاولٰی سنہ ۱۳۳۰ھ

بشرف ملاحظہ آقائے نعمت دریائے رحمت حضور پر نور متع اللہ المسلمین بطول بقائہم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بدعائے دوام الخیر رہنگر خواہان عافیت سرکار کے جملہ خدام ہوں ایک بات دریافت طلب ہے وہ یہ کہ سراجی بیان مناسخہ میں تصحیح مسئلہ اور مافی الید کی چار نسبتوں میں تین کو بیان کیا اور تداخل کو بالکل چھوڑ دیا اگرچہ اس کی وجہ اس کی اظہریت معلوم ہوتی ہے اور صورت اس کی یہی ہو گی کہ اس کی دو صورتیں ہیں یا تصحیح زائد ہو اور مافی الید کم یا برعکس اگر اولی ہے تو جزء تداخل کو اوپر کی تصحیح میں ضرب دیں اور ورثائے پیشین کے حصوں کو اسی حساب سے زیادہ کردیں اس میت کے ورثاء کے انصباء زیادتی کی ضرورت نہیں اور اگر تصحیح کم اور مافی الید زائد تو جزء تداخل کے انصباء وارثین اس میت کو ضرب دیں اوپر والوں کے حصوں میں زیادتی نہ ہو گی یا اس کی اور کوئی صورت ہے فرمانا اس کی تقدیر عربی زبان میں تحریر فرمائی جائے تو بعید شان بندہ نوازی سے نہیں۔

الجواب

اعلم ان التداخل لیس الا قسما من التوافق وانما یجعل قسما عند التفصیل بل التحقیق ان لیس ھھنا الا قسمان ولہما حکمان وذالک لان العددین ان عدھما ثالث ای عدد ولو مثلا لہما اولاحدھما والواحد لیس بعدد فمتوافقان اولا فمتباثنان ویسمی ذالک الثالث مابہ التوافق وحاصل قسمۃ کل من المتوافقین علیہ وفقہ فمن صور التوافق اربعۃ اربعۃ یعدھما اربعۃ وفق کل واحد۔ وھذا یخص باسم التماثل ومنہا اربعۃ وثمانیۃ یعدھما

اربعۃ و وفق الاول واحد والثانی اثنان و یختص باسم التداخل ومنها اربعۃ وستۃ یعدھا اثنان و وفق الاول اثنان والثانی ثلثۃ وھو التوافق بالمعنی الاخص وحیث ان الوفق فی التماثل لیس الا واحدا ولا اثر لضرب شیئ فی واحد فاذا کان فی التصحیح وما فی الید تماثل لایحتاج الی الضرب اصلا ولما کان فی التداخل وفق الاصغر واحدا لانہ حاصل قسمۃ الشیئ علی نفسہ ابدا فان کان التصحیح اصغر لم یحتج فی تصحیح العالی والانصباء السابقۃ الی الضرب وضرب فی انصباء ھذا البطن بوفق ما فی الید الاکبر وان کان ما فی الید اصغر انعکس الحکم وفی صورۃ التوافق الاخص لما کان لکل من المتوافقین وفق فوق الواحد احتیج الی ضربین وھذا ھو التحقیق لان الاقسام انما تعتبر للاحکام وما ثم الحکمان الضرب بکل العدد فی التبائن وبوفقہ فی التوافق وان استغنی عنہ عند کون الوفق واحدا کما فی التماثل فی الجانبین وفی التداخل فی جہۃ الاصغر وان شئت تلثث فقلت العددان ان تساویا فتماثل وان اختلف فان عدھما ثالث فتوافق او الافتبائن وحکم الاول ان لاضرب والثانی الضرب بالوفق والثالث بالکل۔ وان شئت ربعت وقلت العددان ان تساویا فتماثل والافان عد الاصغر الاکبر فتداخل والا فان عدھما ثالث فتوافق والافتبائن و حکم الاول ان لاضرب اصلا والثانی عدم الضرب فی جہۃ الاصغر والضرب بالوفق فی جہۃ الاکبر والثالث الضرب بالوفق فی الجہتین والرابع الضرب بالکل فیھما واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از محل مذکور مرسلہ مولوی ظفر الدین صاحب سلخ جمادی الاولٰی ۱۳۱۰ھ

بحضور پرنور آقائے نعمت دریائے رحمت متع اللہ المسلمین بطول بقائکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خادم بارگاہ مع الخیر بکر خواہان عوافی مزاج اقدس ہیں مع متعلقین کرام ہے تقریر پرتنویر شرف ورود فرماکر معزز ومشرف فرمایا قول مبارک بل التحقیق ان لیس ھٰہنا الا قسمان پرایک بات سمجھ میں آئی گزارش کرتا ہوں قولہ مدظلہ بل التحقیق ان لیس ھٰہنا الا قسمان اقول بل فی ظنی ان لا نعدھما اصلا لا فی التقسیم ولا فی الحکم بل شیئ واحد لہ حکم واحد لان العددین لابد ان یعدھما ثالث والواحد عدد لانہ نصف مجموع حاشیتیہ فان لہ اعلاہ

اثنین وفی تحتہ مصغر مجموعہما اثنان فقط اذ لا اثر لحظ الصفر من عدد ولن یادتہ فیہ ونصفہما
واحد فاما ان یعدہما واحد فہما متباینان او عدد مثلہما فمتماثلان او مثل الاصغر فمتداخلان
اولا مثل احد فمتوافقان ویسمی ذالک العاد مابہ التوافق والحکم فی الکل الضرب فی
الوفق لکن لما کان وفق المتباینین ہما العددان بانفسہما فانہما حاصل قسمتہما علی ما
بہ التوافق ای الواحد لان کل عدد یقسم علی واحد یحصل ذالک العدد بعینہ
یضرب کل التصحیح فی کل التصحیح وکل ما فی الید فی کل السہم لکل من الورثۃ ولان الوفق
فی التماثل من الجانبین فی التداخل من الاصغر لیس الا واحدا ولا یظہر اثر الضرب
فی واحد لان کل عدد اذا ضرب فی واحد یحصل ذالک العدد بنفسہ اشتہر عند
الناس انہ لا یضرب فی التماثل وفی جانب الاصغر من التداخل وفی المتوافقین وجہۃ
الاکبر من التداخل الضرب بالوفق کما ہو المشہور والعلم بالحق عند العلیم العفو
اور یہیں سے صورت تربیع کی ایک اور تقریر بھی ظاہر ہوئی لان العددین ان عدہما واحد
فتباین او عدد مثلہما فتماثل او مثل الاصغر فتداخل والا فتوافق واللہ تعالٰی اعلم
اس کی صحت وسقم سے مطلع فرمایا جائے والسلام بالوف التعظیم والاکرام

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا ولدی حفظک اللہ الی یوم الدین
وادام بک ظفر الدین اتیت التدقیق واعملتہ وابیت التحقیق واہملتہ **اما اولا**
فلان الواحد لیس بعدد عند المحققین وما فرع اصحابنا رحمہم اللہ تعالٰی فی طلاق
کم شئت کما فی الفتح وغیرہ فمبنی علی العرف **اقول** والدلیل القاطع علیہ ان العدد کم
والکم عرض یقبل القسمۃ لذاتہ والواحد یستحیل ان یفرض فیہ شیئ دون شیئ والا لتعدد فلم
یکن واحدا وبعبارۃ اخری انما التحلیل الی ما منہ الترکیب فلو انقسم لکان شیئین لا
واحدا وبعبارۃ اظہر وادفع للمقال لا انقسام ہنا الا الی الوحدات والوحدۃ یستحیل
ان تصیر وحدتین والا لم تکن وحدۃ بل کثرۃ فیلزم الانقلاب فان صارت فما کانت
الا وحدتین احدٰہما واحدۃ بالاعتبار فکان اثنین لا واحدا وبعبارۃ اخصر ما ثم
الا وحدات محضۃ فالواحد وحدۃ والاثنان وحدتان وہکذا ولا یعقل للوحدۃ

بعض اصلا اما الکسور فلیس معنی ½ مثلا جزء من جزئ واحد حقیقی بل اعتباری ای واحد من اثنین فرض من واحد اکما حققناہ فی رسالۃ الاتماطیقی **واما ثانیا** فلان الصفر لایمکن ان یکون حاشیۃ عدد فانہ محض سلب اذ ھو عبارۃ عن خلوالمرتبۃ فلیس معناہ ان ھناک شیئا یسمی صفرا بل معناہ ان لاشیئ ھناک اصلا ولھذا لا اثر لحطہ من عدد ولا ضمہ الیہ کما ذکرت ولوکان شیئا لاستحال ان یکون شیئ دون شیئ او شیئ مع شیئ مساویا للشیئ نفسہ فیتساوی الکل والجزء بل کل الکل وجزء الجزء کما لایخفی وبہ تبین **وجہ ثالث** وھو ان الصفر مع اثنین مثلا لیس مجموع شیئین بل الشیئ وحدہ ومعنی جمع الصفر مع عدد ان لم یجمع معہ شیئ فلیس الواحد نصف مجموع حاشیتیہ بل نصف حاشیۃ واحدۃ **واما رابعا** فلانہ لوسوغ کون العدم حاشیۃ لکان العدم المضاف الی شیئ معین مثل ۱- و-۲ وغیرھما اولی بذالک فکان الصفر ایضا عددا لان احدی حاشیتیہ واحد والاخری -۱ ومجموعھما صفر نصفہ صفر وکونہ مثل المجموع لاینفی کونہ نصفہ لانہ معتبر فی الحساب قطعا الاتری ان نصف ۲۰ = ۱۰ ویکفی لصدق الحد وقد صدق الحد وان صدق علیہ ماسواہ ایضا وعددیۃ الصفر باطلۃ ببداھۃ العقل لان العدد شیئ والصفر لاشیئ **واما خامسا** تنزلنا عن ھذا کلہ وسلمنا ان الصفر ایضا عدد لعاد التدقیق مقصودہ بالنقض فان المراد نفی القسمۃ وارجاع الکل الی التوافق والآن یستحیل ذالک لان الصفر کلما قیس مع واحد او شیئ من الاعداد لم یمکن ان یعدھما ثالث فان الصفر لایعدہ الا الصفر والصفر لا یعد الا الصفر فالصفر وکل عدد سواہ متباینان وکل باقیین فیما بینھما متوافقان فوجب التقسیم وذھب الانکار ولزم الوقوع فیما عنہ الفرار ھذا وقولک اما ان یعدھما واحد فمتبائنان وعدد مثلھما فمتماثلان ما تقول فی واحد مع واحد اھما متبائنان ومتماثلان معا بل قل ان عدھما مثلھما فتماثل او مثل احدھما فتداخل اولا ولا فان کان العاد فوق الواحد فتوافق او واحد فتبائن وھذا ھو معنی التربیع الذی ذکرت سابقا واما ماذکرت انت قبل ھذا فی کتاب منک وسالت عن صحتہ ان العددین ان کان احدھما ھو الآخر بعینہ

فتماثل والا فینقص الاصغر من الاکبر مرۃ او مرارا من جانب او جانبین وان انتہی الی التماثل فقد اخل او الی واحد فتباین والا فتوافق ففیہ ان النھایۃ فی التداخل الی النفاد لا الی بقاء مثل الاصغر فلیس ان اربعۃ تسقط من عشرین اربع مرات فتبقی اربعۃ مماثلۃ للاصغر بل تسقط خمس مرات فلا یبقی شیئ وذلک لانہ یتعرف بتقسیم واذا قسمنا عشرین علی اربعۃ حصل خمسۃ وما بقی شیئ لالنہ یحصل اربعۃ وتبقی اربعۃ بل النھایۃ فی الکل الی النفاد الاتری انک ذکرت فی الکل العد وما العد الا الانفاد فنسقط ثلثۃ من خمسۃ یبقی اثنان فنسقطھما من ثلثۃ یبقی واحد نسقطہ من اثنین لا یبقی شیئ وھنالک یتحقق العد وان ترک العمل بعد خروج الواحد للعلم بانہ یعد کل شیئ بل قل ان تساویا فتماثل والا فینقص الاصغر من الاکبر فان افناہ فتداخل والا یسقط الباقی من الاصغر فان بقی فالباقی من الباقی وھکذا الی ان یحصل النفاد فان کان بواحد فتباین او بعدد فتوافق بہ ثم لیس حاصلہ الا ما قدمت فی التربیع اما ذکر الاسقاطات فطریق استخراج النسبۃ الصق واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ

۸/ جمادی الاخرہ ۱۳۳۰ھ

جب زید کی بی بی کا انتقال ہوا تو اس کے زیور یعنی جہیز میں سے اس کی تجہیز تکفین کی اس واسطے کہ زید خود دست نگر دوسرے کا ہے صرفہ میت اور فاتحہ وغیرہ کا اس کے جہیز سے کیا گیا اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اس کے جہیز واپس کرنے میں یہ صرفہ مجرا ہو یا نہیں۔

الجواب

فاتحہ کا صرف اصلا مجرا نہ ہوگا وہ ایک ثواب کی بات ہے جو کرے گا اس کے ذمہ ہوگا اور عورت کا کفن دفن شوہر پر واجب ہے اسے عورت کے ترکہ سے نہیں کرسکتا درمختار میں ہے۔

الفتوٰی علی وجوب کفنھا علیہ وان ترکت مالا ردالمحتار میں ہے الواجب علیہ تکفینھا وتجہیزھا الشرعیان من کفن السنۃ اوالکفایۃ وحنوط واجرۃ غسل وحمل ودفن ۱؎ تو یہ جس قدر شوہر نے صرف کیا ہے سب شوہر پر پڑے گا نصف جہیز تمام وکمال اسے واپس

دینا ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰ ماہ محرم الحرام ۱۳۳۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل میں زید نے عمر کے پاس انتقال کیا اور عمر ہی زید کا کھاتا یا زید کو کھلاتا رہا اب زید نے انتقال کیا تو زید کے مال کو زید کے وارث پاویں گے یا عمر کو دلایا جاوے گا۔

الجواب

عمر کے پاس رہنے یا انتقال کرنے یا زید کا کھانے یا زید کو کھلانے سے نہ عمر و زید کا وارث ہوگیا نہ زید کے وارث اس کے مال سے محروم ہوگئے ان اللہ اعطی کل ذی حق حقہ ہاں اگر زید عمر کا کھایا کرتا ہو اور حسب قرارداد وہ کھانا اسے بطور قرض دیتا ہو تو زید اس مقدار میں عمر کا مدیون ہوگا اور ادائے دین تقسیم ترکہ پر مقدم ہے پہلے وہ ادا ہو اور جو دین ادا کر کے باقی میں میراث جاری ہوگی مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عمر و بلاوجہ شرعی زید کی جائداد پر قابض ہو جائے اسے اپنے دین کا مطالبہ پہنچتا ہے اگر واقع میں دین ہو اور اگر عمر و اس کے پاس یا بطور مہمان بغرض قرض نہ کھلانے کا قرارداد نہ تھا تو عمر و ایک حبہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور جائداد سے وارثان شرعی کو محروم کرنا ظلم و غصب ہے والظلمات یوم القیمۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ

از کانپور چوک صرافہ بر دوکان محمد عمر محمد قمر سوداگر مسئولہ عبدالکریم صاحب ۱۹ صفر ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خاندان طوائف میں جو لڑکے نکاح پر بیوی اس کو اس کی والدہ اور والد اور ماموں وغیرہ کا حق متروکہ میں ملے گا یا خالہ کی لڑکی کے لڑکے کو بوجہ کمائی پیشۂ طوائفی کے حق ملے گا خلاصہ یہ کہ خاندان طوائف میں نکاح کرنے سے حق زائل ہو جاتا ہے یا شرع شریف کے مطابق حق ملتا ہے بینوا توجروا

الجواب

نکاح کرنے سے حق زائل نہیں ہوتا ہے خصوصاً اس فرقہ کا نکاح کہ وہ تو گناہ عظیم سے توبہ ہے مگر طوائف کے لئے نکاحی اولاد صرف اپنی ماں اور مادری رشتہ والوں کا حصہ پائینگے شرعاً اس کے لئے کوئی باپ نہیں کہ اس سے یا پدری رشتہ والوں سے حصہ پائیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۱: از احمد آباد گجرات مرسلہ مولوی علاؤ الدین صاحب زید مجدہٗ ۵ ربیع الآخر ۱۳۳۱ھ

اس ملک گجرات میں ایک قوم ہے جو میمن و بورے کرکے مشہور ہیں ان میں بعض لوگ ایسے ہیں کہ وہ اپنے مال متروکہ سے اپنی لڑکی کو محروم رکھتے ہیں اور جس قدر مال واسباب ہوتا ہے وہ کل لڑکوں کا حصہ مقرر کرکے جاتے ہیں بلکہ وہ لوگ یوں کہتے ہیں۔ اور سرکاری دفتروں میں دستخط کرچکے ہیں کہ ہم ہنود لوگوں کے طریق میراث تقسیم کرنے میں راضی ہیں اسلام وشریعت کے موافق راضی نہیں ہیں وہ لوگ لڑکیوں کو میراث نہیں دیتے ہیں کل مال لڑکے کو دیتے ہیں، اور وہ لوگ مسلمان ہیں۔ حج وزکوٰۃ ونماز وروزہ ودیگر کل احکام کو حق جانتے ہیں اور مانتے ہیں ان کا کیا حکم ہے۔

الجواب

لڑکیوں کو حصہ نہ دینا حرام قطعی ہے اور قرآن مجید کی صریح مخالفت ہے قال اللہ تعالٰی یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔ ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من فرمن میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ۔ جو اپنے وارث کو میراث پہونچنے سے بھاگے گا اللہ تعالٰی جنت سے اس کی میراث قطع فرما دے گا اور جنھوں نے یہ لفظ کہے یا لکھے ہیں کہ وہ رسم ہنود پر راضی ہیں اور حکم شریعت پر راضی نہیں وہ نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح کریں غمز العیون والبصائر میں ہے من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ: مسئولہ محمد عبدالحلیم خاں صاحب مدرس ومہتمم مدرسہ انجمن ظفر الاسلام ضلع بھنڈارہ ۲۷ صفر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اہلسنت وجماعت اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسلمان حنفی نے اپنی دختر کا نکاح معہ کل لوازمات شادی کے کرادیا۔ بعد چند عرصہ کے داماد شخص مذکور کا فوت ہوگیا دختر نے اپنا نکاح ثانی کا ارادہ غیر کفو سے کرنے کا کیا باپ نے دختر مذکور کو کہا کہ میں تمہارا نکاح ثانی کسی عمدہ جگہ کفو میں کرادیتا ہوں مگر دختر مذکور نے نہیں سنا اور نکاح ثانی غیر کفو میں کرلیا۔ باپ نے ناراض ہوکر لڑکی کو عاق کردیا اور کہا کہ اب تجھ سے مجھے کوئی واسطہ نہیں رہا۔ کیونکہ تم نے غیر کفو

میں اپنا نکاح بغیر میری اجازت کے کیا اور تحریر کر دیا کہ بعد میرے مرنے کے لڑکی کو میرے مال سے کوئی حق نہ دیا جائے اس کا جو حق تھا وہ میں نے شادی کر کے ادا کر دیا ہوں اب بعد مرنے کے شخص مذکور کی دختر مذکور کو مع دیگر ورثاء کے حق ملے گا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب

اولاد کا عاق ہونا یہ ہے کہ ماں باپ کی ناحق نافرمانی کریں یا انہیں ایذا دیں ماں باپ کے عاق کرنے سے کوئی اثر نہیں پیدا ہوتا عوام کے خیال میں یہ ہے کہ جس طرح عورت کو طلاق دینے سے نکاح سے نکل جاتی ہے یونہیں اولاد عاق کئے سے اولاد ہونے سے خارج ہو جاتی ہے یہ محض غلط ہے نہ اس کے سبب اولاد ترکہ سے محروم ہو سکے ہاں لڑکی نے باپ کی نافرمانی کی اس سے وہ گنہگار ہوئی پھر اگر غیر کفو کے معنی یہ ہیں کہ جس سے نکاح ہوا وہ مذہب یا نسب یا چال چلن یا پیشہ میں ایسا کم ہے کہ اس کے ساتھ اس عورت کا نکاح اس کے باپ کے لئے باعث ننگ و عار ہو تو وہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں محض باطل ہے اگر قربت ہوگی زنا ہوگی ان دونوں مرد و عورت پر فوراً جدا ہو جانا لازم ہے با ایں ہمہ لڑکی ترکہ سے محروم نہ ہوگی۔ قال اللہ تعالیٰ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۵/ ربیع الاول شریف ۱۳۳۲ھ مسئولہ حکیم ضمیر احمد صاحب از شاہجہان پور محلہ متالی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے انتقال کیا اور کچھ جائداد چھوڑی زید کے کوئی اولاد نہیں ہوئی، زید نے اپنی زوجہ کا مہر بھی نہیں ادا کیا ورنہ اس بارہ میں کوئی وصیت کی بعد انتقال زید کے اس کی زوجہ ۳۶ سال سے اس کی ملکیت پر قابض ہے تو اب یہ اس ملک میں بیع وہبہ وغیرہ کا پورا تصرف اپنی مرضی کے موافق کر سکتی ہے یا نہیں اور بعد انتقال اس زوجہ زید کے اس کی ملکیت کے وارث اور مالک زید کے رشتہ دار ہوں گے یا زوجہ کے بینوا توجروا۔

الجواب

مسئلہ بہت کثیر الشقوق والمباحث ہے بقیہ ورثہ کی رضا سے کل متروکہ پر بعوض مہر قابض ہوئی اور وہ سب عاقل بالغ تھے جب تو بالاتفاق وہ کل متروکہ کی مالک ہو گئی اور اگر بے ان کی اجازت کے ہے تو اب یہ دیکھنا ہوگا کہ مہر مقدار جائداد سے کم ہے یا نہیں اگر کم ہے تو بے ان کی رضا کے

زرمہر کے عوض جائداد بطور خود لے لینا اصل مذہب میں جائز نہ ہوگا کہ دین غیر مستغرق مانع ملک ورثہ نہیں ہوتا اور اگران میں بعض نابالغ ہیں تو ان کی اجازت بھی کافی نہ ہوگی اور اگر مہر برابر یا زائد ہے تو اگرچہ ورثہ کے لئے جائداد میں ملک نہیں مگر ان کو حق استخلاص حاصل ہے کما نص علیہ فی جامع الفصولین والاصباح وغیرھا اور اب وہ مسئلہ وارد ہوگا کہ غیر جنس سے استیفائے حق مثلاً روپے کے عوض اور مال کہ اس سے زائد کی حیثیت کا نہ ہو لے لینا جائز ہے یا نہیں ہمارا مذہب عدم جواز ہے اور اب بوجہ فساد زمان متاخرین نے جواز پر فتویٰ دیا کما ذکرہ فی ردالمحتار پھر یہ بحث پیش آئے گی کہ جائداد سے استیفائے مہر عورت کو مطلقاً جائز ہے اگرچہ وہ میت کی وصی نہ ہو کما فی الخلاصۃ یا صرف اس حالت میں کہ وصی ہو کما فی الخانیۃ مگر ان سب مباحث سے قطع نظر کرکے جب چھتیس سال گزر گئے اور کوئی مدعی نہ ہوا اور وہ تصرفات مالکانہ رکھتی ہے اور ورثا دیکھا کئے اور متعرض نہ ہوئے تو اسی پر حمل کیا جائے گا کہ عورت بروجہ صحیح مالک کل جائداد ہے کما بیناہ فی مواضع کثیرۃ من عقود الدریۃ وفصلناہ فی فتاوٰنا لہٰذا بعد زن صرف ورثہ زن کو پہنچے گی نہ ورثہ زید کو واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ مرسلہ احمد خاں صاحب صابری قادری از تونڈی رائے ڈاکخانہ خاص ضلع لدھیانہ ملک پنجاب

۸ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

ایک شخص ایک متوفی کو چھٹی پشت پر ملتا ہے اور متوفی اولاد نرینہ نہیں رکھتا ہے صرف اولاد دختری ہے اور وہ شخص جو کہ متوفی کو چھٹی پشت پر ملتا ہے اپنے حق کو حق دختری پر فائق بیان کرتا ہے آیا وہ شخص غاصب ہے یا کہ نہیں اور امامت کے لائق ہے دوسرے اس کے گھر کا خورد ونوش کیسا ہے یہ شخص رشید احمد گنگوہی کا مرید اور ہمارے گاؤں میں گروہ وہابیہ کذابیہ کا سرغنہ ہے یوں تو نام کو مولوی کہلاتا ہے لیکن مولوی تو درکنار اس میں جاہلوں سے بھی بڑھ کر برے اوصاف ظہور میں آتے ہیں جو کہ ایک کافر و فاسق سے بھی نہیں پائے جاتے۔

الجواب

جو صرف اولاد دختری رکھتا ہو۔ اس کے بعد اگر اولاد ذکور ہیں۔ جو مرد کتنے ہی فاصلہ پر جاکے ملتا ہو اس کا عصبہ ہے کہ اصحاب فرائض سے جو باقی بچے اس کا مستحق ہے جب کہ اس سے قریب تر دوسرا عصبہ موجود نہ ہو تو یہ شخص کہ مورث سے چھٹی پشت میں ملتا ہے ضرور اس کا وارث اور باقی بعد الفروض کا مستحق ہوتا ہے جب کہ صالح وراثت ہوتا اور اس سے اقرب اور عصبہ نہ ہوتا اس حالت

بیں اس کا دعویٰ استحقاق باطل نہ ہوتا اگرچہ اپنا حق حق بنات پر فائق کہنا بہر حال غلط تھا کہ عصبہ کا حق اہل فرائض کے برابر بھی نہیں بلکہ متأخر ہے لانہ لیس لہ الا ما ابقتہ اصحاب الفرائض حتی لولم یبق اشیاء لم یکن لہ شیئ یہ غلطی ایسی نہ تھی جس کے سبب وہ قابل امامت نہ رہتا یا غاصب ٹھیرتا یا اس کے گھر کا خورد و نوش ممنوع ہوتا لیکن یہ سب اس صورت میں تھا کہ وہ مسلمان ہوتا طائفہ گنگوہیہ کی نسبت علمائے کرام حرمین شریفین کا فتوی ہے کہ وہ کفار مرتدین ہیں اور اسی میں شفائے امام قاضی عیاض و بزازیہ و مجمع الانہر و درمختار وغیرہا کتب معتمدہ کے حوالہ سے فرمایا ہے کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر جو شخص گنگوہی اور اس کے امثال کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے نہ کہ جو اس کا مرید اور اس کے گروہ کا سرغنہ ہو ایسے مرید کے پیچھے کے نقطے منور اوپر ہو جائیں گے اور مرتد کسی کا وارث نہیں ہو سکتا اور اس کی امامت کے کیا معنی جو اس کی اس حالت پر آگاہ ہو کر اسے قابل امامت جانیگا اس کی نماز درکنار ایمان بھی نہ رہے گا لان من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر اور ایسے سے میل جول اور اختلاط بلاشبہ حرام ہے قال اللہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وقال تعالیٰ واما ینسینک الشیطن ولا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۰ جمادی الاولی ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک دادا کے سامنے سب بہن بھائی بالکل محروم ہیں اور صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سگے سوتیلے بہن بھائیوں کو دادا کے ساتھ ترکہ دلاتے ہیں شریفیہ میں فرمایا مفتی کو اختیار ہے جیسا موقع دیکھے فتویٰ دے اس موقع کی کیا صورت ہے بینوا توجروا

الجواب

مفتی بہ امام ہی کا قول ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ مفتی اسی پر فتویٰ دے متون نے قول امام ہی اخذ کیا اور عامہ ائمہ فتویٰ نے اسی پر فتویٰ دیا صرف مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی سے قول صاحبین پر فتویٰ منقول ہوا اور زاہدی نے مجتبیٰ میں کہ تصنیف و مصنف دونوں نامعتبر ہیں اور مصنف سراجیہ نے اپنی شرح میں اس کا اتباع کیا تو فتویٰ احق و اقوی قول امام ہی پر ہے صاحب شریفیہ نے بیان لحاظ موقع نہ لکھا نہ اور کسی معتمد کے کلام سے یہاں ایسا خیال میں ہے کہ مفتی جیسا موقع دیکھے

فتوٰی دے بلکہ صاحب شریفیہ رحمۃ اللہ تعالٰی نے صرف اس پر بنائے کار کی ہے کہ جب امام ایک طرف اور صاحبین دوسری جانب ہوں تو مفتی کو اختیار ہے جس طرف چاہے فتوٰی دے مگر تحقیق یہ کہ یہ صرف اس مفتی کے لئے ہے کہ منصب اجتہاد رکھتا ہو مفتی مقلد پر لازم ہے کہ ہمیشہ قول امام پر فتوٰی دے مگر یہ کہ ائمہ فتوٰی نے اس کے خلاف پر اتفاق کیا ہو کما فی البحر الرائق وتنویر الابصار والفتاوی الخیریۃ والدر المختار وغیرہا من معتمدات الاسفار تو یہاں موقع کی بحث ہی فضول ہے نہ یہاں اختلاف موقع کی کوئی وجہ چنداں معقول ہے ہاں کہہ سکتے ہیں اولاً اگر دادا مفلس اور بھائی غنی ہو تو قول امام پر فتوٰی اولٰی ہے اور عکس ہو تو مقاسمہ ثانیاً بھائیوں میں کوئی فاسق و مسرف ہو کہ اسے مال دینا فسق پر اعانت کرنا ہے اور دادا صالح تو قول امام پر فتوٰی اولٰی ہے اور عکس ہو تو مقاسمہ ثالثاً اگر دادا اپنا حصہ لے کر امور خیر واشاعت علم دین میں وقف کردینا چاہتا ہے بھائی تو قول امام پر فتوٰی اولٰی ہے کہ نفع دین ہے اور عکس ہو تو مقاسمہ۔ رابعاً جد جواد و سخی ہے اور اس کا مال اکثر امور خیر میں صرف ہوتا ہے اور بھائی ایسے نہیں تو قول امام پر فتوٰی اولٰی ہے کہ نفع مساکین مسلمین ہے اور عکس ہو تو مقاسمہ مگر ان میں کوئی وجہ ایسی نہیں کہ مذہب مفتی بہ سے عدول چاہے عمل ہمیشہ اسی پر ہے جو مذہب مفتی بہ ہو وباللہ التوفیق واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۰ رجمادی الاولٰی ۱۳۳۲ھ

کسی وارث کے کان لم یکن کرنے کی مثالیں ارشاد ہوں جن سے اس کے مواقع پر روشنی پڑے بینوا توجروا

الجواب۔ پہلی مثال۔ زید تین بھائی حقیقی یا تینوں علاتی چھوڑ کر مرگیا پھر ان میں ایک بھائی نے قبل تقسیم ترکہ یہی دو بھائی اپنے وارث چھوڑ کر انتقال کیا اس صورت میں اس میت دوم کو کان لم یکن کرکے مسئلہ صرف دو سے تقسیم کردیں گے اس شکل پر

مسئلہ ۲ زید

اخ	اخ	اخ
عمرو	بکر	خالد
کان لم یکن	۱	۱

دوسری مثال۔ ایک شخص مرا اور ماں اور زوجہ اور بیٹا چھوڑے اور تقسیم ترکہ سے پہلے زوجہ

مر جائے پھر اُس کا وارث یہی بیٹا رہے تو زوجہ کو کان لم یکن کر دیں گے اس طرح

مسئلہ ۶

زوجہ ام ابن
۵

تیسری مثال۔ اسی صورت میں اگر ماں قبل تقسیم ترکہ مر جائے تو وہ کان لم یکن ہوگی

اس طرح

مسئلہ ۸

زوجہ (کان لم یکن) ام ابن
۱ ۷

چوتھی مثال مسئلہ ۴

زوجہ ام اخ متوفیٰ (کان لم یکن)
۱ ۳

اس کی صورت یہ ہے کہ زید نے ایک زوجہ اور ماں اور ایک حقیقی بھائی چھوڑ کر انتقال کیا پھر قبل تقسیم ترکہ اس بھائی نے انتقال کیا اور اس کے وارث یہی ماں رہی تو از انجا کہ اس کی موت و حیات سے صورت تقسیم نہیں بدلتی کہ جان کر دو سرا بطن قائم کریں جب بھی حاصل وہی ہوگا کہ زوجہ کو ربع اور باقی ماں کو سدس پہلی میت سے اور باقی دوسری میت سے اور دوسرے سے کان لم یکن مانیں جب بھی حاصل یہی ہوگا اس لئے کہ زوجہ اہل رد سے نہیں اُس کا حصہ ربع سے نہ بڑھے گا اور باقی ماں ہی کو ملے گا لہذا کان لم یکن ہی کرنا اولی ہوا۔

پانچویں مثال مسئلہ ۲ ہندہ

زوج	ام	اخ	اخت	اخت
زید	لیلی	عمرو	سلمی	سعاد
۱	۱	کلھم کان لم یکونوا		

اسکی صورت یہ ہے کہ اول ہندہ نے شوہر زید اور ماں لیلے اور ایک بھائی حقیقی عمرو اور دو بہنیں حقیقی سلمی، سعاد چھوڑ کر وفات پائی پھر عمرو مرا اور اُس کے ورثہ یہی ماں اور دونوں بہنیں رہیں پھر سلمی مری اور اس کے وارث یہی ماں اور بہن ہوئی پھر سعاد مری اور اُس کی وارث صرف ماں رہی اب اگر اس طریقہ پر مناسخہ کرتے جو لوگوں میں رائج ہے تو اس کی صورت یہ ہوتی۔

(۱) مسئلہ ۶ ۱۲×۵ ۶۰×۵ ۳۰۰ ہندہ (۲) مسئلہ ۶ تر والی ۵ عمرو تہائی مص ۲

زوج	ام	اخ	اخت	اخت	اخت	اخت
زید	لیلے	عمرو				

۶/۳۰/۱۵۰ ۲/۱۰/۵۰ (۲) ۱/۵ ۱/۵/۲۵ ۱/۲/۱۰ ۲/۴ ۳/۴/۱۲

(۳) مسئلہ ۶ تروالی ۵ سلمی بتاریخ مص ۹ (۴) مسئلہ سعاد مص ۷۲

ام لیلی ۲/۱۸ — اخت سعاد ۳/۲۷ — ام لیلی ۱/۷۲ ۳۰۰

مبلغ الاحیاء

لیلی ۱۵۰ زید ۱۵۰

اس میں کس قدر تطویل ہوتی اور مآل وہی ہوا کہ نصف زوج نصف ماں کا لہٰذا اول ہی سے بھائی بہنوں تینوں کو کان لم یکن کردینا چاہیے ہمارے اس بیان سے واضح ہوا کہ عام کتابوں میں جو کان لم یکن کے لئے یہ قید لگائی ہے کہ جو وارث مرا اُس کے سب مادر اس کے وارث ہوں یہ قید ہرگز لازم نہیں اور بعض کتابوں میں جو یہ شرط کی کہ وہ ورثہ سب ایک جنس کے ہوں یہ بھی غلط ہے اس کی بھی حاجت نہیں صرف دو باتیں درکار ہیں ایک یہ کہ وارث کا وارث وارثان مورث کے سوا اور نہ ہو دوسرے یہ کہ تقسیم بدلے نہیں بلکہ حقیقۃً صرف یہی شرط ہے پہلی شرط بھی ہر جگہ لازم نہیں مثلاً مثال ثالث میں ام مری اور رہی ایک بنت اور وارث چھوڑے کہ وہ ورثہ مورث اول کے سوا ہے لیکن پھر یہ بنت مری اور ابن الاخ مذکور کے سوا وارث نہ چھوڑا تو حاصل وہی ہوا کہ ثمن زوجہ کے بعد باقی سب ابن کا۔ مناسخہ یوں ہوگا۔

مسئلہ ۲۴ زید — مسئلہ ۲ حمیدہ مص ۴

زوجہ سعیدہ ۳ — ام حمیدہ (۴) — ابن عمرو ۱۷ — بنت رشیدہ ۱/۲ — ابن الابن عمرو ۱/۲

مسئلہ ۱ رشیدہ مص ۲

ابن الاخ عمرو ۲

مبلغ ۲۴ الاحیاء

سعیدہ ۳ — عمرو ۲۱

مبلغ ۸ الاختصار

سعیدہ ۱ — عمرو ۷

مآل وہی رہا یہاں ام کو کان لم یکن یوں لکھا جائے گا

مسئلہ ۸ زید

زوجہ سعیدہ	ام حمیدہ	ابن عمر
۱	کان لم یکن لانہا خلفت ابن ابنہا عمرا و بنتا ماتت فلم تخلف الا ابن اخیہا عمرا	۷

یہ تمام بیان ہمارے فتاویٰ میں مشرح ہے اور اس میں صور کان لم یکن میں عجیب عجیب تصرفات بدیعہ ہیں کہ اس کے غیر میں نہ ملینگے ازاں جملہ ایک صورت تشمید اذہان فرائض دانان کے لئے لکھتے ہیں ۲۷ جمادی الآخرہ ۱۸ھ کو سوال آیا تھا کہ محمد یار نے ایک زوجہ حافظ جان اور پانچ بیٹے نیاز علی، محمد علی کلن، محمد حسین، امیر علی اور چار بیٹیاں احمدی، بی جان، نبی جان، حسینی وارث چھوڑے پھر حافظ جان مری اور یہی بیٹے بیٹیاں وارث رہے پھر نیاز علی مرا اور یہی بہن بھائی وارث ہوئے پھر محمد علی نے ایک زوجہ محبوبن اور دو بیٹے وزیر علی احمد علی چھوڑ کر انتقال کیا جن میں محبوبہ مری اور یہی دو بیٹے چھوڑے پھر وزیر علی مرا اور یہی بھائی وارث رہا پھر امیر علی مرا اور باقی دو بھائی اور چاروں بہنیں وارث ہوئیں پھر حسینی پھر نبی جان نے انتقال کیا اور یہی بقیہ بہن بھائی وارث چھوڑے پھر احمدی نے شوہر و پسر و دختر محمدی چھوڑ کر انتقال کیا پھر شوہر کے وارث یہی بیٹا بیٹی ہوئے پھر پسر کے وارثہ یہی ہمشیر محمدی رہی پھر محمد حسین ایک زوجہ آسودہ اور بیٹا علی حسین اور بیٹیاں بنی بتولا چھوڑ کر مر گیا پھر بی جان مری اور صرف کلن اس کا وارث ہوا پھر کلن نے زوجہ موزگا اور دو ابن واحد یار و حامد یار اور ایک بنت بسم اللہ چھوڑ کر وفات پائی اس مسئلہ کو جس میں پندرہ میت ہیں صرف پانچ بطن سے تقسیم کیا ہے تصحیح اخیر ۵۷۶ ہے اور بطن اول یوں بانٹا ہے

مسئلہ ۳۶ محمد یار

ابن محمد علی ۶ / بنت احمدی ۵	ابن کلن ۱۵	ابن محمد حسین ۱۰

باقی سب کان لم یکن فرائض دان حضرات اس پر غور فرما کر بتائیں ورنہ فتاوٰے فقیر کی طرف رجوع فرمائیں کہ اس میں اس کی توضیح کر دی ہے۔

مسئلہ ۱۰ رجمادی الاولیٰ ۳۲ھ

فرائض میں قوانین وہ رکھے گئے ہیں کہ تقسیم چھوٹے سے چھوٹے عدد ممکن سے ہو ہر جگہ اس کا لحاظ رکھا

جاتا ہے کیا باوصف اس کے تصحیح اخیر مناسخہ کبھی پھر قابل اختصار ہوجاتی ہے اگر ہوجاتی ہے تو وہاں علاوہ عمل کہ آخر مناسخہ میں لکھا جاتا ہے کس طرح تحریر کیا جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

ہاں بعض وقت یہ ہوتا ہے کہ بطون میں تقسیم مسائل جس طرح کی گئی اُن سے کمی ناممکن تھی مگر جب زید مداحیا ہر ایک کے سہام مقبوضہ جمع کرکے لکھے تو اُن میں باہم توافق ہوگیا کہ ہر ایک کو ایک عدد کاٹ سکتا ہے اُس عدد کو مابہ التوافق کہتے ہیں اور فرائض میں حتی الامکان عدد اقل ہی لیا جاتا ہے و لہٰذا ہر نسبت میں مقدم علیہ اعظم اور ہر تصحیح میں ذو اضعاف اقل کا لحاظ رہتا ہے تو ہر بطن میں کم از کم دو وارثوں کے سہم میں تباین ضرور ہے جس کے سبب اختصار ناممکن مگر تباین متباین مل کر کبھی متوافق ہوجاتے ہیں ایسی صورت میں مداحیا کے بعد ایک مداختصار کھینچے اور اسمائے ورثہ ثبت کرکے ہر ایک کے سہم مکتوب مداحیا اس مابہ التوافق مشترک پر تقسیم کرکے درج کرے یوہیں مبلغ کو اوپر تقسیم کرکے یہ مبلغ دوم بالائے مداختصار لکھے اور آخر کی معمولی عبارت جو لکھی جاتی ہے کہ جب تسر ائط فرائض ترکہ فلاں استنے سہام پر منقسم ہوکر ہر وارث کو اسقدر سہم کی بعد احیا اُس کے نام لکھے ہیں ملیں گے اسمیں بجائے سہام مخرج بالا سہام مبلغ دوم تحریر کرے اور مداحیا کے عوض مداختصار کا نام لے اُس کی مختصر مثال دو ہی بطن میں اختصار کی ضرورت ہو یہ ہے

(۱) مسئلہ ۲۴ × ۴ ۹۶ زید (۲) مسئلہ ۶ تروالی ۴ نسرین بتباین مدہ ۵

زوجہ	ام	بنت	اخت عینیہ	ام	بنت
حسنے	اسماء	سیرین	(نسرین)	اسما	یاسمین
۳/۱۲	۴/۱۶	۱۲/۴۸	۵	۱/۵	۳/۱۵

المبلغ ۹۶

الاحیــــاء ۶

حسنے	اسما	شیرین	یاسمین
۱۲	۲۱	۴۸	۱۵

ان کو دیکھا تو تمام اعداد توافق بالثلث رکھتے ہیں لہٰذا مبلغ و سہام سب کو تین پر تقسیم کرکے مداختصار یوں لکھا۔

المبلغ

الاختصار

حصّے	اسما	شیرین	یاسین
۴	۷	۱۶	۵

حسب شرائط فرائض ترکہ زید کا بتیس ۳۲ سہام ہو کر ہر وارث کو اُس قدر سہم بعد اختصار اس کے نام لکھے ہیں ملیں گے واللہ تعالیٰ اعلم۔

حسب شرائط فرائض ایک مجمل لفظ ہے تفصیل یوں لکھتے ہیں بر تقدیر صدق مستفتی و عدم موانع ارث وانحصار ورثہ فی المذکورین وصحت ترتیب اموات وتقدیم امور مقدمہ علی المیراث مثل ادائے مہر ودیگر دیون وانفاذ وصایا من ثلث الباقی بعد الدین ترکہ زید کا الخ اور اس کا یہ ہے بر تقدیر عدم مانع ارث و وارث آخر وصحت ترتیب اموات وتقدیم مہر و دیون و وصایا ترکہ الخ ذکر تجہیز وتکفین کی اس لئے حاجت نہیں کہ سوال غالباً بعد تجہیز وتکفین ہوتا ہے تو اس کی تقدیم خود ہوئی اور اگر وہ ترکہ پر قرض لے کر کی گئی ہے تو دیون میں آگئی مہر کا ذکر اس وقت چاہیئے جبکہ اصل مورث خواہ مناسخہ میں کسی میت نے زوجہ یا زوجات چھوڑی ہوں جیسا کہ صحت ترتیب کی قید صرف مناسخہ میں ہے نہ بطن واحد میں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از قصبہ بڑاودہ علاقہ ریاست مالوہ جاورہ مسئولہ محمد یٰسین خاں صاحب ۱۴ جمادی الاولیٰ ۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید ہندو تھا اس کے مادر اور ایک زوجہ دو دختران دو پسران تھے عرصہ چار سال کا ہوا کہ زید مذہب ہندو میں بقضائے الٰہی فوت ہو گیا اور اُس کی مادر و زوجہ و دو دختران و دو پسران بقید حیات رہے زید کی زوجہ مسلمان ہو گئی اور دو پسران بھی کہ جن کی عمر ۸/۴ سال کی ہے اُن کو بھی مسلمان کیا اور دو دختران ومادر زید نے اسلام نا قبول کر کے زوجہ زید سے علٰحدگی اختیار کی بعد انتقال زید کے زوجہ مال منقولہ وغیر منقولہ پر قابض ومتصرف رہی اور اب بھی قابض ہے مادر زید نے زوجہ زید کے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے عدالت مجازمیں دعویٰ کیا ہے کہ مال منقولہ وغیر منقولہ اور دونوں پسر میرے سپرد کئے جائیں کیوں کہ زوجہ زید مسلمان ہو چکی جب کہ زوجہ زید ودونوں پسران مسلمان ہو کر اسلام قبول کر چکے ہیں تو ایسی حالت

یں کیا زوجہ زید شوہر کی جائداد سے محروم ہوسکتی ہے اور دونوں پسران جو اسلام لاچکے ہیں وہ سپرد زید کی مادر جو ہندو ہے ہوسکتے ہیں اور ان پسران کی پرورش کا اب اہل اسلام کو حق ہے یا اہل ہنود کو اور کیا مسلمان ہونیکے بعد ہندو پسران کے حقدار ہوسکتے ہیں بینوا توجروا

الجواب

تقریر سوال سے صراحۃً ظاہر ہے کہ عورت بعد مرگ زید مسلمان ہوئی ہے اس لئے وہ اور اس کی اولاد ترکہ سے محروم نہیں ہوسکتی اگرچہ اُس کے بعد مسلمان ہوگئے درمختار میں ہے الکافر یرث بالنسب والسبب کالمسلم ردالمحتار میں ہے معلوم انہ حین موت مورثہ لم یکن مسلما فلم یوجد المانع حین استحقاق الارث وانما وجد بعدہ فکان کمن اسلم بعد موت مورثہ الکافر فلم یکن فی الحقیقۃ ارث مسلم من کافر بل ھو ارث کافر من کافر۔ ماں کے مسلمان ہونے سے دونوں نابالغ بچے مسلمان ہوگئے ہدایہ و درمختار وغیرہما میں ہے الولد یتبع خیر الابوین دینا زید کی ماں یا کسی ہندو کا اُن میں کچھ حق نہیں قرآن عظیم میں ہے لن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ از ریاست رامپور مرسلہ مولوی قاری محمد نور صاحب معرفت مولوی فضل حسن صاحب نائب ایڈیٹر دبدبۂ سکندری ۲۹ رجادی الآخر ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی زوجہ مسماۃ ہندہ نے وفات کی وارثان دو پسر ایک دختر ایک مادر چھوڑی کچھ عرصہ کے بعد ہندہ سے ہندہ کے پسر خورد نے وفات کی اُس نے اپنے وارثان میں پدر یعنی زید مذکور اور نانی اور ایک بھائی ایک بہن چھوڑی بعد گزرنے عرصہ آٹھ سال ہندہ متوفیہ سے ہندہ کی مادر اور ہندہ کے پسر متوفی کی نانی ہوتی تھی وفات پائی اُس نے اپنا وارث ایک پسر یعنی عمرو چھوڑا بعد گزرنے دو سال ہندہ متوفیہ کے زید نے اپنا عقد نکاح ثانی بدین مہر پچیس ہزار روپیہ زبیدہ سے کیا اور اسی قدر مہر زوجۂ اولیٰ ہندۂ متوفیہ تھا عرصہ سہ ماہ کا ہوا کہ زید نے وفات کی زوجہ ثانیہ زبیدہ اور دو پسر جو زبیدہ سے ہوئے ہیں چھوڑے آیا شرعاً ترکۂ زید مکان و اثاثہ تقریباً آٹھ سو روپے کی مالیت کا ہے وارثان ہندہ متوفیہ و پسر ہندہ متوفی ہر ایک کو حصہ کس قدر پہنچے گا اور زید کے زوجۂ ثانی یعنی زبیدہ مع ہر دو پسران کو متروکۂ زید دین مہر میں کس قدر پہنچے گا تشریحاً و تفصیلاً ارشاد فرمائیے۔

بینوا توجروا فقط

الجواب

صورت مستفسرہ میں کہ مہر متروکہ سے زائد اور دونوں مہروں کی مقدار مساوی ہے اگر زید پر کوئی اور دین نہ ہو تو کل متروکۂ زید دو سو اسی ۲۸۰ سہم ہو کر حسب شرائط فرائض یوں تقسیم ہو۔

زید ۲۸۰ / دو سو اسی

زوجۂ ثانیہ	برادر ہندہ زوجۂ اولٰی	پسر زندہ ہندہ	دختر ہندہ
زبیدہ	عمرو	بکر	لیلٰی
۱۸۰	۳۷	۴۲	۲۱

اور اگر زید پر اور دین بھی ہو تو دین مہر زبیدہ ۲۵ پچیس ہزار۔ اور دین مہر ہندہ تیرہ ہزار آٹھ سو اٹھاسی ۱۳۸۸۸ روپیہ چودہ آنے ۲ ۲/۳ پائی اور دین دیگر جو کچھ ہو ان سب پر متروکہ زید کو حصہ رسد تقسیم کریں پھر جو حصۂ مہر ہندہ ہو وارثان ہندہ پر اسی طرح سو۱۰۰ حصے ہو کر بٹے ۳۷ / برادر اور ۴۲ / پسر ۲۱ / دختر کو۔ اور بہر حال پسران مردہ کو وارثان ہندہ نہیں اور زبیدہ خود زندہ ہے کچھ نہ پائیں گے۔ یہ مسئلہ وہاں اکثر علمائے زمان کی سمجھ میں سہل آنے کا نہیں اگرچہ ہمارے یہاں سے طریقۂ مسلوکہ واضح ہے ذرا غور کو کام فرمائیں جلدی نہ کریں حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں من استعجل اخطاء جو جلدی کرتا ہے خطا میں پڑتا ہے والعیاذ باللہ تعالٰی اور اب بھی سمجھ میں نہ آئے تو فتاوائے فقیر میں اس کا ایضاح ہے اس کی طرف رجوع لائیں وباللہ التوفیق واللہ تعالٰی اعلم توضیح اس کی یہ ہے کہ جب ہندہ نے انتقال کیا اس کے وارث شوہر زید اور ماں سلمٰی اور دو پسر بکر و خالد اور ایک دختر لیلٰی ہوئے ربع کہ حق زید تھا اوپر سے ساقط ہو گیا تو بقیہ کی تقسیم یوں رہی۔

ہندہ بقیہ ۴۵

ام	ابن	ابن	بنت
سلمٰی	بکر	خالد	لیلٰی
۱۰	۱۴	۱۴	۷

پھر خالد کا انتقال ہوا اس کا سدس ام الام نے پایا اور باقی زید نے تو سہم خالد کے پانچ سدس زید پر سے اور ساقط ہو گئے ۱۴ / کو ۶ / سے توافق بثلث تھا لہذا بقیہ کا مسئلہ یوں ہوا۔

ہندہ بقیہ ۱۳۵

سلمٰی	بکر	خالد	لیلٰی
۳۰	۴۲	۴۲	۲۱

خالد کے ۴۲ / سے ۳۵ حق زید ساقط ہوئے اور سات سلمٰی کو گئے جو اس کی موت پر اس کے بیٹے عمرو کو ملے اور حاصل یہ ہوا تو مسئلہ ہندہ کہ ۱۰۰

ہندہ مسئلہ ۱۰۰

عمرو	بکر	لیلٰی
۳۷	۴۲	۲۱

سے ہو تو ۱۰۰ ر سے رہ گیا ۸۰/۱۸۱ یعنی چار تسع بحق زید ساقط ہوئے تو پچیس ہزار سے تیرہ ہزار آٹھ سو اٹھاسی دو آنے ۲ ۱/۲ پائی کا مطالبہ رہا۔ قنیہ میں ہے: قال استاذنا سئلت عمن ماتت عن زوج وبنتین واخ لاب وام ولا مال لها سوی مهر علی زوجها مائۃ دینار ثم مات الزوج ولم یترك الا خمسین دینارا فقلت یقسم بین البنتین والاخ اتساعا بقدر سهامهم لانه ذکر فی کتاب العین والدین اذا کان علی بعض الورثۃ دین من جنس عین الترکۃ یحسب ما علیه من الدین کانه عینا ویترك حصته علیه وتترك العین لانصباء غیرہ من الورثۃ فحسبنا علی الزوج من المهر خمسۃ وعشرین دینارا کانه عین وبقی الخمسون دینارا فی نصیب البنتین والاخ فتکون بینهم علی سهامهم من اصل المسئلۃ وقد افتی به کثیر من مفتی زماننا انه یقسم الخمسون بینهم اثلاثا وانه غلط فاحش اھ **اقول** معنی حسبان ما علیه عینا وترك حصته علیه انه یجعل کانه وجد ھذا السهم فیخرج من البین علی رسم التخارج فتصحح المسئلۃ معه ثم یسقط سهمه ویقسم الباقی علی الباقی بقدر سهامهم من اصل التصحیح لا ان یجعل کأن لم یکن وتصحح المسئلۃ بدونه کما فعل اولئك وکما غلط مثله بعض الکبراء فی مسئلۃ التخارج کما ذکرہ فی الدر المختار وبه ظهر ان ما سقط منه لایورث عنه لان الساقط غیر مملوك ولا متروك فلا موروث الا تری ان لو ورث الربع من الزوج لکانت المسئلۃ من ۲۴ لکل بنت ۱۱ وللاخ ۲ ولیس ھکذا بل هو من ۹ لکل بنت ۴ وللاخ واحد فهذا هو الفقه فی المسئلۃ وبالله التوفیق والله سبحانه وتعالی اعلم۔

مسئلہ از قصبہ بہار ضلع بھنڈر ریاست گوالیار مرسلہ قاضی یعقوب علی ۷ رجب ۱۳۳۲ھ

سوال اول۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد
کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین کہ ترکہ سسر میں بموجودگی دیگر ورثاء بلا واسطہ براہ مستقیم داماد کا کیا حق ہے یا نہیں ہے۔ بینوا توجروا۔
امید کہ جواب سے بغور ملاحظہ بصیغہ بیرنگ مشرف فرمائے۔ والسلام

الجواب

داماد یا خسر ہونا اصلاً کوئی حق وراثت ثابت نہیں کرسکتا خواہ دیگر ورثاء موجود ہوں یا نہ ہوں، ہاں اگر اور رشتہ ہے تو اس کے ذریعہ سے وراثت ممکن ہے مثلاً داماد بھتیجا ہے خسر چچا ہے تو اس وجہ

سے باہم وراثت ممکن ہے ایک شخص مرے اور دو وارث چھوڑے ایک دختر اور ایک بھتیجا کہ وہی اس کا داماد ہے تو داماد بوجہ برادرزادگی نصف مال پائے گا اور اگر اجنبی ہے تو کل مال دختر کو ملے گا داماد کا کچھ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ سوال دوم ۔ متبنّیٰ کرنا اور وارث بنانا اسلام میں جائز ہے یا نہیں ۔ بینوا توجروا

الجواب

متبنی کرنا اسلام میں کچھ اصل نہیں رکھتا نہ وہ وارث ہوسکے قال اللہ تعالیٰ ادعوھم لاٰبائھم ھو اقسط عند اللہ فان لم تعلموا آباءھم فاخوانکم فی الدین وموالیکم وارث بنانے کی دو صورتیں ہیں ایک حقیقۃً وہ یہ کہ مثلاً کوئی نومسلم عاقل بالغ جس کا کوئی وارث نسبی نہیں اپنے مسلمان کرنے والے خواہ دوسرے شخص سے کہے کہ تو میرا مولیٰ ہے میں مرجاؤں تو تو میرا وارث ہو اور میں جرم کروں تو تو میری طرف سے جرمانہ دے اور وہ قبول کرلے تو یہ قبول کرنے والا اُس کا شرعاً وارث ہو جاتا ہے کہ اُس کا کوئی رشتہ دار نہ ہو تو یہ اُس کا ترکہ پاتا ہے دوم حکماً وہ یہ کہ زید کسی کی نسبت اپنے ایسے رشتہ کا اقرار کرے جس سے وہ اس مقر کے کسی عزیز کی اولاد قرار پاتا ہو خود اپنی اولاد نہ بنائے مثلاً کہے میرا بھائی ہے یا بھتیجا ہے یا چچا ہے یا چچا کا بیٹا ہے اور جس سے اُس کا نسب قرار دیا ہے اُس سے نسب ثابت نہ ہو جائے مثلاً بھائی کہا اور باپ نے تسلیم کیا کہ واقعی یہ میرا بیٹا ہے تو وہ حقیقی بھائی ہوگیا اور یہ مقر اپنے اوس اقرار سے کبھی پھرے نہیں تو اس صورت میں یہ شخص اس مقر کا ترکہ پائیگا جبکہ اُس کا نہ کوئی رشتہ دار ہو نہ پہلی صورت کا حقیقی وارث بنایا ہوا بس یہ دو صورتیں وارث بنانے کی ہیں اور کوئی نہیں والمسائل مصرح بھا فی الکتاب واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ مسماۃ عائشہ بیگم بنت نامدار خاں (زوجہ نواب غلام احمد خاں ساکن بریلی محلہ قلعہ) نے بسبب لاولد ہونے کے اپنے حقیقی بھائی وزیر خاں ولد نامدار خاں ساکن بدایوں کے بیٹے مولوی یعقوب علی خاں کو بحالت شیرخواری بطور اپنے بیٹے کے پرورش کرکے تعلیم و تربیت میں کما حقہٗ کوشش کی اور شادی بیاہ وغیرہ کے تمام رسومات مثل اولاد خود انجام دیئے مولوی یعقوب علی خاں کے زوجہ اولیٰ سے علی مظفر خاں پیدا ہوئے علی مظفر خاں کی ماں کا انتقال ہوگیا جبکہ مولوی یعقوب علی خاں نے دوسری شادی کا قصد کیا تو اُن کی پھوپھی

مسماۃ عائشہ بیگم نے بنظر دور اندیشی اپنی نصف جائداد بنام مولوی یعقوب علی خاں (بلفظ مولوی یعقوب علی خاں خلف غلام احمد خاں) اور نصف جائداد بنام علی مظفر خاں پسر مولوی یعقوب علی خاں منتقل کردی بموجب اسکے سرکاری کاغذات میں عمل درآمد ہوکر اس جائداد پر قبضہ مالکانہ مولوی یعقوب علی خاں اور علی مظفر خاں پسر مولوی یعقوب علی خاں کا ہوگیا مولوی یعقوب علی خاں پسر محمد وزیر خاں اپنے پھوپھا نواب غلام احمد خاں کو بطور اپنے باپ کے مانتے تھے اور اپنے نام کو مولوی یعقوب علی خاں خلف نواب غلام احمد خاں جیسا کہ ان کی پھوپھی نے کہلایا تھا تحریر کرتے تھے مولوی یعقوب علی خاں کی وفات کے بعد ان کی دو بیوی مسماۃ الطاف بیگم اور مسماۃ نادر النساء اور ایک لڑکے علی مظفر خاں باقی تھے علی مظفر خاں اپنی اور اپنے باپ مولوی یعقوب علی خاں کی تمام جائداد کے مالک وقابض ہوگئے مولوی یعقوب علی خاں کی ایک بیوی مسماۃ الطاف بیگم کا انتقال ہوگیا دوسری بیوی مسماۃ نادر النساء موجود ہیں علی مظفر خاں پسر مولوی یعقوب علی خاں کے کوئی اولاد نہیں ہوئی علی مظفر خاں نے اپنی زندگی میں اپنی بیوی مسماۃ حسینی بیگم کا دین مہر ادا کردیا۔ اب علی مظفر خاں کا انتقال ہوگیا مسماۃ حسینی بیگم بیوہ علی مظفر خاں کی موجود ہے۔ مسماۃ حسینی بیگم بیوہ علی مظفر خاں نے بحق زوجیت اور نواب عبدالقادر خاں نے بدعوی اس کے نواب غلام احمد خاں میرے دادا کے بھائی تھے جائداد متروکہ علی مظفر خاں کو نصف نصف کرکے آپس میں تقسیم کرلیا اور اپنے اپنے حصوں پر قابض ہوگئے۔

سوال اول۔ اس صورت میں مولوی یعقوب علی خاں پسر وزیر خاں متصور ہوں گے یا نواب غلام احمد خاں کے اور (الف) لفظ خلف سے کیا مراد ہے۔

الجواب۔ اگر یہ بیان صحیح ہے تو مولوی یعقوب علی خانصاحب وزیر خاں کے پسر ہیں نواب غلام احمد خاں سے کوئی تعلق نہیں متبنی بنانے کا مسئلہ ہنود کے یہاں ہے شریعت مطہرہ نے اسے باطل فرمادیا ہے قال اللہ تعالٰی ادعوھم لاٰبائھم ھو اقسط عند اللہ فان لم تعلموا اٰبائھم فاخوانکم فی الدین وموالیکم وقال اللہ تعالٰی ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وقال تعالٰی لکیلا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائھم خلف بمعنی جانشین ہے، اور بیٹے کو بھی کہتے ہیں جب کہ اپنے باپ کے بعد رہے واللہ تعالٰی اعلم۔

سوال دوم۔ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اپنا باپ کہے تو وہی شخص اس کا اصلی باپ سمجھا جائے گا یا نہیں۔

الجواب ۔ ہرگز نہیں مگر اُس صورت میں کہ یہ شخص مجہول النسب ہو اور بلحاظ عمر اس کا بیٹا ہو سکتا ہو اور اسے اپنا باپ بتائے اور وہ قبول کرے کہ واقعی یہ میرے نطفہ سے ہے تو وہ اُس کا اصلی باپ سمجھا جائیگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال سوم ۔ متروکہ علی مظفر خاں کے وارث شرعی خاندان وزیر خاں ساکن بدایوں کے سمجھے جائینگے یا خاندان نواب غلام احمد خاں ساکن بریلی کے ۔

الجواب ۔ جب کہ علی مظفر خاں لاولد تھے اور کوئی بھائی بھتیجا بھی نہ تھا تو ان کے وارث وزیر خاں کے بیٹے پوتے ہوں گے نہ خاندان نواب غلام احمد خاں قال اللہ تعالیٰ واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ حدیث میں ہے ما ابقتہ اصحاب الفرائض فلاولی رجل ذکر واللہ تعالیٰ اعلم

سوال چہارم ۔ اگر علی مظفر خاں پسر مولوی یعقوب علی خاں کے وارث شرعی خاندان وزیر خاں ساکن بدایوں سے متصور ہوں تو جائداد متروکہ علی مظفر خاں حسب تفصیل مندرجہ شجرہ آپسمیں کس طرح تقسیم ہوگی امید کے جواب باصواب بآیات قرآن واحادیث مرفوعہ وقع مذہب حنفیہ معہ عبارت وحوالہ کتاب صحیح صحیح طور پر صاف صاف لفظوں میں بمصداق آیۃ کریمہ فلا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون ؎ مرحمت فرمایا جاوے ۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ سائل نے نہ لکھا کہ علی مظفر خاں کے بعد اُنکے پانچوں چچامیں کوئی زندہ تھا یا نہیں۔ علی مظفر خاں کے ترکہ سے حسب شرائط فرائض چہارم حسینی بیگم کا ہے باقی حسین علی خاں کا ہے اگر وہ زندہ رہا تو سوتیلے چاروں چچا میں ایک یا زائد جتنے علی مظفر خاں کے بعد زندہ رہے ہوں وہ باقی ان سب کا بحصہ مساوی ہے اور اگر کوئی زندہ نہ تھا تو باقی اُن دسوں چچازاد بھائیوں کا ہے ولایتی بیگم واولاد افراد بیگم کا بہر حال کچھ نہیں اسی طرح باقی آٹھوں دختران اعمام علاتی کچھ نہ پائینگی یہ سب جواب اُس تقدیر پر ہے کہ سائل نے پوری صحیح بات لکھی ہو حق نہ چھپایا ہو نہ سچ میں جھوٹ ملایا ہو ورنہ وبال اُس پر ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۔

شجرہ خاندان وزیر خاں ساکن بدایوں

نامدار خاں افغان قوم مسیند سکنہ قدیم بڑا میر علاقہ پشاور

جناب مولوی یعقوب علی خاں صاحب کی تین بیویاں تھیں پہلی بیوی سے علی مظفر خاں تھے علی مظفر خاں کی ماں کا انتقال ہوگیا اس لئے مولوی صاحب موصوف نے دوسری شادی بمقام چھاونی اشرف خاں بانکے میں مسماۃ الطاف بیگم بنت زور باز خاں کے ساتھ کی ان سے اولاد نہیں ہوئی اس لئے تیسری شادی مولوی یعقوب علی خاں نے شہر بریلی میں مسماۃ نادر النساء کے ساتھ کی ان سے اولاد ہوئی مگر زندہ نہیں رہی مولوی یعقوب علی خاں کی وفات کے بعد مسماۃ الطاف بیگم کا انتقال ہوگیا۔ تیسری بیوی مسماۃ نادر النساء ہنوز موجود ہیں۔

مسئلہ ۱۸/ شعبان سنہ ۳۲ھ

ہندہ نے انتقال کیا اور ایک زوج (جو کہ متوفیہ کا ابن الخال بھی ہے) ایک بنت العمہ ایک بنت الخال کو چھوڑا اس صورت مسؤلہ میں ترکہ متوفیہ کا از روئے فقہ احناف کس طرح تقسیم ہوگا۔ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ صورت مذکورہ میں ترکہ ہندہ حسب شرائط فرائض اٹھارہ سہام ہو کر گیارہ سہم زوج کو تسعۃ للزوجیۃ واثنان للرحم اور ایک بنت الخال اور چھ بنت العمہ کو ملیں گے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از انولہ کھیڑا نوخاں مرسلہ حاجی اللہ بخش صاحب ۸ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ہندہ نے انتقال کیا اُس قدر وارث چھوڑے شوہر ماں دو بہنیں ایک لڑکا ایک لڑکی اور جو مال کہ ہندہ کے پاس تھا اُس میں بعض مال تو ایسا تھا کہ اس کو جہیز میں ملا تھا اور بعض مال اُس کو بوقت شادی شوہر کی جانب سے بطور چڑھاوے کے ملا تھا اور بعض مال بعد شادی کے شوہر نے اُس کو پہنا دیا تھا اور بعض مال انتظام خانگی سے پس انداز کرکے اُس نے جمع کیا تھا اب ان اموال مذکورہ سے کون سا مال ہندہ کی ملکیت میں شرعًا متحقق ہے اور کون سا ہندہ کی ملکیت سے خارج ہے اور در صورت ہندہ کے مالکہ نہ ہونے کے اُس مال کا کون مالک ہے اور ہندہ کی قوم میں رواج ایسا بھی ہے کہ بعد انتقال کے لڑکی والے جہیز اپنا دیا ہوا جو کہ اس وقت موجود ہوتا ہے واپس کرلیتے ہیں اور لڑکے والے اپنا چڑھاوا موجود لے لیتے ہیں بعد معافی دین مہر کے اور دین مہر شوہر پر اگر باقی ہے وہ کس کو ملنا چاہئے اور جس مال کی ہندہ شرعًا مالکہ ہے اُس کی تقسیم وارثوں مذکورہ بالا پر کتنے سہام کے منقسم ہونا چاہئے اور نابالغوں کا ورثہ باپ کے پاس رہنا چاہئے یا نانی کے پاس اولٰی مستحق کون ہے اور بچوں کی پرورش و خدمت کا حق کس کے ذمہ ہے اور میت کی قضا نمازوں اور روزوں کا کفارہ کس کے ذمہ ہونا چاہئے۔ بینوا توجروا

الجواب ۔ جہیز میں عام عرف یہ ہے کہ عورت اس کی مالک ہوتی ہے ردالمحتار باب النفقہ میں ہے کل احد یعلم ان الجہاز ملک المرأۃ وانہ اذا طلقہا تاخذہ کلہ واذا ماتت یورث منہا ہندہ کی قوم میں بھی اگر یہی عرف ہے اور بعد موت جہیز موجود کا واپس لینا اس گمان پر ہے کہ لڑکی کو تاحین حیات اس کا مالک کرتے ہیں بعد موت جو باقی رہا اپنی ملک سمجھ کر واپس لیتے ہیں تو یہ سخت غلطی ہے جو چیز تاحین حیات کسی کی ملک کرکے اس کے قبضہ میں دے دی گئی وہ اُس کا مالک مستقل ہو جاتا ہے بعد موت اُس کا واپس لینا ناممکن و حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں العمری میراث لاہلہا رواہ مسلم عن جابر دوسری روایت میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم العمری لمن وہبت لہ رواہ عن ہو وابوداؤد والنسائی درمختار میں ہے

جاز العمری للمعمر لہ ولورثتہ بعدہ لبطلان شرطہ ہاں اگر قوم ہندہ میں یہ رواج ہے کہ جہیز عاریۃً دیا جاتا ہے عورت کو اس کا مالک نہیں سمجھا جاتا تو بیشک وہ ملک ہندہ نہ ہوگا اور جس نے دیا تھا اُسکو واپس ملے گا فان العاریۃ مردودۃ وعلی الید ما اخذت حتی تردہ یونہی چڑھاوے میں اگر اُس قوم کا عرف دولہن کو مالک کردینا ہے اگرچہ تاحین حیات تو چڑھاوا بھی ہندہ کی ملک ہے ورنہ جسنے چڑھایا تھا اس کا ہے فان العادۃ محکمۃ بعد شادی جو زیور شوہر نے پہنایا وہ شوہر کی ملک ہے مگر یہ کہ صراحۃً یا عرفاً ہندہ کو مالک کردینا مفہوم ہوا ہو فی احکام الصغار والھندیۃ عن الملتقط وفی ردالمحتار عن العلامۃ بیری عن خزانۃ الفتاوی اذا دفع لابنہ مالا فتصرف فیہ الابن یکون للاب الا اذا دلت دلالۃ التملیک جو مال ہندہ نے خرچ خانگی سے پس انداز کرکے جمع کیا اُس کی دو صورتیں ہیں اگر شوہر انتظامات خانگی کے لئے اُسے روپیہ دیتا ہے جس سے سارے گھر کا خورد و نوش ہوتا ہے جس میں خود شوہر بھی داخل اُس میں نوکروں کی تنخواہیں وغیرہ بھی شامل جیسا کہ غالب رواج یہی ہے جب تو اس مال کا مالک شوہر ہے اور عورتیں جو اس میں سے خفیہ بچا کر جمع کرلیتی ہیں یہ جائز نہیں اور اگر شوہر نے نفقہ زن میں کوئی مقدار مثلاً دس بیس یا سو دو سو روپے ماہوار مقرر کردی ہے کہ وہ خاص عورت کو دی جاتی ہے اُس میں سے عورت نے پس انداز کیا تو وہ عورت کی ملک ہے درمختار میں ہے وقالوا ما بقی من النفقۃ لھا فیقضی باخری طحاوی میں ہے ویتفرع علیہ ما لو فرض لھا کل یوم مثلا قدرا معینا من النفقۃ فامرتہ باتفاق البعض ثم ارادت ان تمسک الباقی فمقتضی التملیک ان لھا ذالک وقد مناہ پس ان سب باتوں سے حسب تفصیل بالا جو مال ملک ہندہ سمجھا جائے مع مہر ہندہ حسب شرائط فرائض سب کے چھتیس ۳۶ سہام ہوکر نو ۹ سہم شوہر اور چھ ۶ سہم مادر اور چودہ ۱۴ پسر اور سات ۷ دختر کو ملینگے بہنوں کا کچھ نہیں نابالغوں کا حصہ اُن کے باپ کے قبضہ میں رہے گا نانی سے کچھ تعلق نہیں لڑکا سات برس اور لڑکی نو برس کی عمر تک نانی کے پاس رہینگے پھر باپ لے لیگا۔ نماز روزوں کے کفارہ کی اگر ہندہ نے وصیت کی ہے تو وہ قبل تقسیم ترکہ بعد ادائے دین اگر ذمہ ہندہ تھا تہائی مال تک وجوباً جاری کی جائے گی اور اگر وصیت نہ کی تو وہ کسی وارث پر واجب نہیں جو اپنی طرف سے کرے گا ثواب پائیگا واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ مسئولہ محمد حسین از جودھپور ملک مارواڑ امام مسجد محلہ نائکان متصل

جونی بال زیر قلعہ بروز چہارشنبہ بتاریخ ۴/ ذوالقعدہ ۱۳۳۳ھ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ از راہ عنایت مندرجہ ذیل کے استفتاء کا جواب مدلل تحریر فرماکر مشکور کریں چونکہ اس مسئلہ کی اشد ضرورت ہے لہذا بہت ممنون فرمائیں۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی دختر ہندہ کو اپنی زندگی میں کل جائداد منقولہ اور غیر منقولہ ہبہ کرکے اس کا قبضہ کردیا جواب تک قابض ہے کیونکہ سوائے ہندہ کے اور کوئی اولاد زید کے نہیں ہے زید کا انتقال ہوئے قریباً آٹھ دس برس کا عرصہ گزرچکا ہے اب زید کے ایک چچا اور چچیرے بھائیوں نے اس کی اور دختر ہندہ پر مکان سکنی کے بابت عدالت میں دعوے کیا ہے اور محض اپنے فائدے کے واسطے خلاف واقعہ اپنے بیان میں یہ لکھایا ہے کہ یہ خاندان ہندو دھرم شاشتری ہے اسی حق بازگشت کا پابند ہے جو مسلمان اپنے فائدہ کی غرض سے شریع شریف کے احکامات سے انحراف کرکے ہندو شاشتر کا پابند بنے تو اسکے واسطے شرع شریف میں کیا حکم ہے مع حوالہ کتب کے جواب دیں۔

الجواب۔ اپنے دنیوی فائدے مال حرام خلاف شرع ملنے کے لئے اپنے آپ کو برخلاف احکام قرآن مجید ہندو دھرم شاستر کا پابند بنانا معاذاللہ اپنے کفر کا اقرار کرنا ہے اور اپنے سارے خاندان کی طرف اسے نسبت کرنا سارے خاندان کو کافر بنانا ہے ایسے لوگوں کو تجدید اسلام کا حکم ہے پھر از سر نو اپنی عورتوں سے نکاح کریں قال اللہ تعالٰی ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکٰفرون والعیاذ باللہ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ بروز یکشنبہ بتاریخ ۱۲/ محرم ۱۳۳۴ھ

کیا حکم ہے شرع متین کا اس مسئلہ میں۔ زید نے انتقال کیا ایک زوجہ ایک دادی حقیقی کا بھائی ایک والد کی سوتیلی ہمشیرہ کا لڑکا یعنی حقیقی دادا کا حقیقی نواسہ اور دو والد کے پھوپھیرے بھائی یعنی دادا کے بہن کے لڑکے۔ ترکہ زید کا اس صورت میں کس طرح تقسیم ہوگا۔ مذکورین کے سوا کوئی غیر وارث نہیں ہے۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں حسب شرائط فرائض بعد ادائے مہر وغیرہ ترکہ چار حصے ہوگا ایک حصہ زوجہ اور تین زید کی سوتیلی پھوپھی کے پسر کو ملیں گے باپ کا ماموں اور باپ کے پھوپھی زاد بھائی اس کے آگے محجوب ہیں کہ وہ خود زید کی پھوپھی کا بیٹا ہے تو پدر زید کے ماموں پھوپھی اور انکی اولاد پر مقدم ہے درمختار میں ہے ثم جزء جدیہ او جدیتہ وھم اخوال والخالات عمات الاٰباء

والامھات واخوالھم وخالاتھم واولادھولاء۔ ردالمحتار میں ہے حاصلہ انہ اذا لم یوجد عمومۃ المیت وخوالتہ واولادھم انتقل حکمھم الی مولاء ثم اولادھم واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ مسئولہ حاجی لعل خاں صاحب یکم صفر ۱۳۳۷ھ بروز پنجشنبہ

تنقیح سوالات حسب بیان مسماۃ جلیبن بی بی وصحیبن بی بی دختران شیخ امیر بخش صاحب مرحوم

سوال ۱: جناب والد صاحب مرحوم نے (یعنی شیخ امیر حسن صاحب مرحوم نے) جو مال ومتاع منقولہ یا غیر منقولہ چھوڑ کر قضا کر گئے ان میں حصہ نثار حسین کا ہوتا ہے یا نہیں کیا ہمارے بھائیوں کو شرعًا جائز ہے کہ ہم بہنوں کا حصہ شرعی ہضم کر کے نثار حسین کو مساوی یا اپنے سے کم وبیش حصہ دیدیں کاش وہ لوگ غلطی سے اگر ایسی کارروائی کر گزرے ہوں تو کیا یہ غلط تقسیم خلاف شرع اور قابل استرداد نہیں ہے اور کیا اس غلط کارروائی سے شرعًا ہم لوگوں کا شرعی حصہ سوخت ہو سکتا ہے۔

الجواب: باپ کے مال میں بیٹوں کا حق بنص قطعی قرآن ہے جسے کوئی رد نہیں کر سکتا بیٹوں نے اگر بیٹیوں کو حصہ نہ دیا کل آپ لے لیا یا بعض کسی غیر وارث کو دیدیا تو یہ ضرور ظلم ہے اور وہ تقسیم واجب الرد نثار حسین اس مسئلہ میں محجوب الارث ہے واللہ تعالٰی اعلم

سوال ۲: شیخ امیر بخش مرحوم نے جس وقت اپنے فرزند اصغر حسین کو جدا کیا تجارتی مال میں پانچواں حصہ دیا اس عملی کارروائی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیخ صاحب مرحوم کو اپنے فرزند زادہ یعنی نثار حسین کو باوجود محجوب ہونے کے حصہ دینا منظور تھا ورنہ اصغر حسین کو پانچواں حصہ نہ دیتے بلکہ چوتھائی حصہ دیتے کیونکہ لڑکے چار ہی موجود تھے ونیز بعد وفات امیر بخش صاحب کے جب نثار حسین کے چچا لوگوں نے ترکہ تقسیم کیا تو نثار حسین کا بھی ایک حصہ اپنے برابر دیدیا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیخ امیر بخش مرحوم کے ارادہ کو اُن کے لڑکوں نے باوجود خود مختار ہونے کے قبول اور منظور کر لیا پس اس صورت میں جو حصہ نثار حسین کے قبضہ میں آگیا وہ اُس کے شرعًا مالک ہو گئے یا نہیں۔

الجواب: وراثت میں نہ نیت وارادۂ مورث کو دخل ہے نہ بعض ورثہ کے عمل کو ان اللہ اعطی کل ذی حق حقہ بہنوں کے حصہ کا نثار حسین بے اُن کی اجازت کے کسی طرح مالک نہیں ہو سکتا اور بقیہ بھائیوں کے حصہ کی تفصیل وہ ہے جو ابھی گزری واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از ضلع کانپور ڈاکخانہ موسی نگر موضع چاند پور مسئولہ عبدالحق کاشتکار موروثی بتاریخ ۱۷ ازظفر المظفر ۱۳۳۴ھ

بعد مرجانے عورت کے مہر کا روپیہ کس کو دینا چاہیئے کس کا حق ہوتا ہے اور اگر حق تحریر کیا جاوے تو افضل کون شخص ہوتا ہے جس کو مہر ادا کیا جاوے۔

الجواب۔ مہر میراث ہے اور میراث میں افضل وغیر افضل نہیں دیکھے جاتے جس جس کا جتنا حق حضرت حق عزوجلالہٗ نے مقرر فرمادیا وہ اُسے دینا لازم ہے اور وہ خود اس کے لینے پر مجبور ہے الارث جبری لایسقط بالاسقاط وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۳۴ مرزا بیگ مسئولہ محمد علی موضع چاندیانہ ضلع بلند شہر روز یکشنبہ بتاریخ ۲۵ صفر المظفر

ایک مسلمان بدمذہب حنفی قتل ہوا اور قاتل ایک مرد اور دوسری اس کی زوجہ قرار دیئے مرد کے ذمہ قتل کرنا اور عورت کے ذمہ قتل کرانے کا الزام عائد ہو کر قاتل کو حکم موت اور عورت کو بعبور دریائے شور کے سزادی گئی چونکہ عورت حاملہ تھی متروکہ مقتول پر شمول پسران متوفی کے زوج کے نام بھی حصہ شرعی درج کاغذات ہوا کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ زوجہ مقتول کو محض شبہہ میں بلاشہادت عینی کے عدالت سے سزا ہوئی تو کیا ترکہ مقتول میں حصہ شرعی و مہر پانے کی مستحق ہے یا نہیں۔ دوم قتل کے واسطے شہادت چشم دید یا شبہہ کے حالات میں شرعاً گواہی واجب ہے کیا۔ سوم بعد مقتول جو لڑکا زوجہ کے پیدا ہوا وہ بھی مستحق ترکہ مقتول سے حصہ پانے کا ہے یا نہیں فقط۔

الجواب۔ بچہ اگر موت پدر سے دو برس کے اندر پیدا ہوا وارث ہوگا یہ تو پانچ ہی مہینے کے اندر پیدا ہوا ضرور وارث ہے اور عورت اگر قتل بھی کرتی مہر نہ ساقط ہوتا لانہ دین واجب لایسقط بالقتل ہاں اگر خود قتل کرتی تو میراث نہ پاتی رہا اس کے ثبوت کو یا عورت کا اقرار ہونا یا دو سرے ثقہ عادل کی شہادت معائنہ بغیر اس کے ثبوت قتل نہ ہوتا یہاں تو اسے سزا بھی قتل کرنے کے جرم میں نہ ہوئی بلکہ قتل کرانے کے اگر واقع میں اس نے قتل کرایا بھی ہو تو قتل کرنا میراث سے محروم کرتا ہے عالمگیریہ میں ہے النسب الی القتل لایحرم المیراث بہرحال بچہ بھی وارث ہے اور عورت بھی مہر پائیگی اور بعد مہر و دیگر دیون ترکہ سے آٹھواں حصہ میراث بھی واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۳۴ مسئولہ عبداللہ از بریلی محلہ گلاب نگر ۱۹ ربیع الاول شریف بروز سہ شنبہ

کیا حکم فرماتے ہیں حضرات علمائے عظام دین اسلام ادام اللہ برکاتہم مسئلہ ذیل میں کہ مسماۃ زبیدہ مطلقہ نے اپنا عقد ثالث ساتھ مسمی عبداللہ کے مہر شرعی جس کی تعداد چار سو درہم چاندی وقت عقد وکیل نے قائم کردی تھی کیا۔ مسمی عبداللہ مبلغ پانچ سو روپیہ کا پہلے سے قرضدار تھا جب مسماۃ زبیدہ

سو حال مقروضی شوہر معلوم ہوا تو اپنا مہر بخشنے پر از خود آمادہ ہوئی شوہر نے آئندہ وقت پر ملتوی رکھا مسماۃ ساڑھے تین ماہ عبداللہ کے گھر زندہ رہی جب بیمار ہوئی عبداللہ کو روپیہ قرض لے کر علاج کرانے سے منع کرتی تھی علاج ہوا مگر مرگئی متوفیہ کے وارث ایک شوہر ایک بیٹی جوان جو دوسرے شوہر سے پیدا تھی اور ایک بہن دو بھائی حقیقی ہیں۔ قبل وفات اپنے شوہر سے چھ روزہ کا کفارہ دے دینے کو کہا اور باوجود دریافت اپنے مہر کی بابت کچھ وصیت نہ کی اور اپنی بیٹی اپنی بہن کے سپرد کی اُس کا باپ اسی شہر میں موجود تھا وقت وفات اُس کے ایک بہن ایک بیوی موجود تھی بعد وفات اُنھوں نے کہا کہ گور وکفن فاتحہ خیرات اچھی طرح ہونا چاہیئے عبداللہ نے کہا کہ میں مقروض ہوں مگر مہر اُس کا میرے ذمہ ضرور چاہیئے بمقدار مہر تم چاہو تو میں روپیہ قرض لے کر گور وکفن اور فاتحہ خیرات حسب مرضی تمہاری کردوں تو انھوں نے رضامندی اپنی ظاہر کی تو عبداللہ نے روپیہ قرض لے کر گور وکفن وکفارہ وخیرات بروز دفن عہ اور فاتحہ سوم ہے اور فاتحہ چہلم میں عہ اور سہ ماہی اور شش ماہی نوماہی میں لعہ صرف کرکے کھانا پکاکر فقیروں یتیموں اور مساکین کو دیا گیا اور دو جوڑے پارچہ جدید تیار کرکے دیئے گئے جملہ للعہ فاتحہ وخیرات میں بہ نیت ادائے دین مہر صرف کیا عہ منجملہ ایک سو بارہ روپے آٹھ آنہ دین مہر باقی ہیں اور متوفیہ نے قبل وفات یہ کہا تھا کہ میری بیٹی کا خیال رکھنا چنانچہ للعہ کا پارچہ پوشیدنی جو وقت ولیمہ نکاح متوفیہ کی قرض لے کر بنایا تھا اور کچھ پارچہ اور جو اس کو دیا تھا جملہ للعہ بمشائے متوفیہ اس کی بیٹی کو دیدیا اور دیگر پارچہ محتاجان کو دیئے گئے متوفیہ کا ترکہ صرف چار سو درہم چاندی جس کے ماعہ ہوتے ہیں تھا اور کچھ زیور و نقد نہ تھا فتوٰی یہ طلب ہے کہ مہر کے ترکہ میں ورثا کا کتنا کتنا حصہ شرعی تھا اور صرفہ گور وکفن وفاتحہ وخیرات میں جو شوہر نے بمرضی بہن وبیٹی متوفیہ قرض لے کر مبلغ للعہ صرف کیا اس قدر ذمہ شوہر سے دین مہر کا ادا ہوا یا نہیں اس کے وارثان نے ایک پیسہ فاتحہ خیرات میں صرف نہیں کیا بلکہ اپنا خرچ بھی عبداللہ پر ڈالا تھا فقط۔

الجواب ۔ اگر یہ بیان واقعی ہے کہ بیٹی اور بہن نے اُس پر رضامندی ظاہر کی تھی کہ مہر میں سے یہ مصارف کردو اور اُن کی اجازت سے یہ صرف ہوئے تو یہ مصارف شوہر اور بیٹی اور بہن کے حصص مہر پر پڑیں گے بھائی کی اس اجازت سے الگ ہیں ان کے حصہ پر نہ پڑیں گے اور عہ کا کپڑا جو زبیدہ کی دختر کو دیا وہ صرف عبداللہ کے حصہ پر ہیں چار سو درم چاندی یہاں کے سکہ سے پورے ایک سو بارہ ماعہ روپے بھر ہے آٹھ آنے اوپر زائد نہیں سائل نے دین مہر حساب میں گور وکفن وخیرات برقبر وتوشہ کفارہ

۶ر روزہ رمضان المبارک میں ۱۰۰ روپے بتایا اس میں سے قبر کی خیرات اور توشہ منہا کیا جائے گا باقی ضروری تھا کہ وارثوں پر تقسیم سے پہلے لازم تھا اُس کے بعد جو کچھ بچا اس کے بیس حصے ہونگے پانچ شوہر کے دس دختر کے دو دو ہر بھائی کے ایک بہن کا اب جو توشہ و خیرات و سوم و چہلم وغیرہ میں صرف ہوا وہ جب کہ بیٹی اور بہن کی اجازت سے ہوا تو ان کے اور شوہر کے حصوں پر پڑیگا دونوں بھائیوں کو ان کا حصہ پورا پورا دیا جائے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ازگونڈل علاقہ کاٹھیاواڑ مرسلہ عبدالستار بن بروز چہار شنبہ ۳۴ھ تاریخ ۱۲ رجب المرجب

مسلمان سنی المذہب ورثہ لیتے وقت بجائے قانون شریعت مطہرہ کے ہندو یعنی مطابق احکام مذہب ہنود کے جس سے بہت حقوق شرعی باطل ہوتے ہیں ورثہ لے یا دے تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب۔ قال اللہ عزوجل الم ترالی الذین یزعمون انھم اٰمنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ ویرید الشیطن ان یضلھم ضلٰلاً بعیدا۔ کیا تم نے انھیں نہیں دیکھتے جن کا زبانی دعوی تو یہ ہے کہ وہ ایمان لائے اُس پر جو تمہاری طرف اُتارا گیا اور جو تم سے پہلے اتارا گیا پھر فیصلہ چاہتے ہیں کفر کا اور انھیں حکم تو یہ تھا کہ اُس سے انکار کریں اور شیطان چاہتا ہے کہ انھیں گمراہ کر کے دور پھینک دے جو لوگ شریعت مطہرہ کے خلاف میراث مانگیں یا لیں یا بخوشی دیں یا اُس میں سعی کریں سب گمراہ ہیں اور عذاب شدید کے سزاوار اور اگر اسے پسند کریں تو کھلے کفار بہرحال وہ مال اُن کے لئے حرام و قطعہ نار اور جو مجبور ہو کر دے وہ مظلوم و معذور واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کوہ شملہ کفایت حسین یکشنبہ ۱۶ ذی الحجہ ۳۴ھ

ایک پھوپھی کا ترکہ دو بھتیجوں کو برابر ملا جس میں سے ایک بھتیجے نے پھوپھی کی بیماری کا خرچ اور تجہیز و تکفین کا خرچ مع برسی تک کا خرچ اپنے پاس سے کیا قریب ایک سو روپیہ کے اب نصف روپیہ دوسرے بھتیجے کو ادا کرنا واجب ہے یا نہیں فقط۔

الجواب۔ یہ اُس نے اپنی خوشی سے اُٹھایا دوسرے بھتیجے پر اُس کا نصف یا کوئی جزدینا لازم نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بمبئی پوسٹ مانڈوی مکان چھناجی راجو بھائی پان والا ۲۸-۱۳۲ ناگدیوی اسٹریٹ مرسلہ مانک بھائی یا پو بھائی ۱۳ شوال ۳۵ھ

ایک شخص چھناجی دکھنی مسلمان فوت ہوگیا اُس نے ایک عورت ایک لڑکا حسین میاں ایک لڑکی لالی بائی

یہ تین وارث چھوڑے پھر عورت بھی گزر گئی اور کچھ عرصہ کے بعد لڑکا بھی مرگیا حسین میاں مرحوم کے مرنے پر
اُس کی بی بی شرعی طور پر اپنا حصّہ لیکر الگ ہو گئی اُس سے ملسوا اور جو حقدار نکلے سب کو اُن کے حق کے مطابق
ورثہ ملا لال بائی جو چھنا جی کی بیٹی تھی وہ بھی اپنا حصہ لے کر الگ ہو گئی پہلے لال بائی کا شوہر مرگیا پھر وہ مرگئی
اُس نے اپنا وارث ایک لڑکا ابراہیم چھوڑا ابراہیم بھی دو سال بعد مرگیا ابراہیم کے دو بی بیاں ہیں ایک بسم اللہ
ایک مریم نیز چھنا جی کا سالا ڈھونڈھی بھائی لال بائی کے مرحوم مرد کا ماموں قاسم ہاشم یا یہ دونوں دعویٰ کرتے
ہوئے مرگئے اب ان دونوں کے دو لڑکے دعویٰ کرنا چاہتے ہیں لہذا اس مسئلہ میں کیا حکم شرع ہے آخر وارث
ابراہیم ہوا اُس نے کوئی اولاد یا بھائی بہن وغیرہ نہ چھوڑا صرف دو بی بی ہیں لہذا کس طرح حق ہوتا ہے اور فی
ہزار کیا ہر حقدار کا نکلے گا بینوا توجروا۔

الجواب۔ سوال میں رشتے بہت بعید الفاظ مجمل محتمل سے لکھے ہیں ڈھونڈھی بھائی کو چھنا جی کا سالا
لکھا ممکن کہ وہ لال بائی کا ماموں ہو اور ممکن کہ چھنا جی کی کسی اور عورت کا بھائی ہو جسے لال بائی سے کوئی
علاقہ نہیں یونہیں قاسم حاشہ کو لال بی کے شوہر کا ماموں لکھا محتمل کہ وہ ابراہیم کے باپ کا ماموں ہو
یا کسی دوسرے شوہر کا مگر سوال میں نہ چھنا جی کی کوئی اور عورت لکھی ہے نہ لال بائی کا دوسرا نکاح بتایا
جس سے ظاہر یہی ہے کہ ڈھونڈھے بھائی ابراہیم کے ماں کا ماموں ہے اور قاسم حاشہ ابراہیم کے باپ کا
ماموں اگر واقعہ اسی طرح ہے اور ان کے سوا اور کوئی وارث نہیں تو بعد تقدیم حقوق مقدمہ مثل مہر
ہر دو زوجہ وغیرہ ابراہیم کا ترکہ آٹھ سہم ہو کر ایک ایک سہم ہر زوجہ اور چار سہم قاسم حاشہ اور دو سہم ڈھونڈھے
بھائی کو ملینگے یعنی دونوں عورتوں کا مہر جس قدر ذمہ ابراہیم لازم رہا اور اس کے سوا اور جو دین ابراہیم
پر ہوا وہ ادا کریں۔ پھر جو بچے اُس کے تہائی سے ابراہیم نے اگر کوئی جائز وصیت کی ہو نافذ کریں
باقی مال میں فی ہزار ایک سو پچیس روپئے ایک بی بی کو ایک سو پچیس روپے دوسری بی بی کو اور پانچ سو
روپئے قاسم حاشہ کو ڈھائی سو ڈھونڈھے بھائی کو دیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

درمختار میں ہے ثم عمات الاباء والامھات واخوالھم وخالاتھم اذا استووا فی درجۃ وا
لجھۃ اختلفت فلقرابۃ الاب ثلثان ولقرابۃ الام الثلث واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ
جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ از علی گڑھ۔ محلہ سرائے بی بی مرسلہ حافظ عبداللطیف صاحب مورخہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۳۵ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسلمان حنفی المذہب

اپنے لڑکے مسلمان حافظ قرآن پابند صوم وصلوٰۃ کو کسی وجہ سے عاق کردے تو یہ حافظ قرآن عاق ہو جائے گا یا نہیں اور اپنے والد کا ترکہ پائیگا یا نہیں اور بہ تقدیر پانے اور نہ پانے کے اُس کا ثبوت قرآن وحدیث سے بیان فرمائیے بینوا توجروا

الجواب ۔ عاق ہونا نہ ہونا اولاد کے فعل پر ہے جو بلا وجہ شرعی ماں یا باپ کو ایذا دے وہ عاق ہے اگرچہ ماں باپ اُس سے راضی ہوں ورنہ نہیں اگرچہ ماں باپ بلا وجہ اس سے ناراض ہوں ماں یا باپ کا عاق کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا عوام کے خیال میں یہ ہے کہ اولاد کو عاق کرنا ایسا ہے جیسا عورت کو طلاق دینا طلاق دینے سے عورت نکاح سے نکل جاتی ہے یونہیں ماں باپ کے عاق کرنے سے اولاد اولاد ہونے سے خارج اور ترکہ سے محروم ہو جاتی ہے یہ محض باطل ہے اولاد کسی طرح اولاد ہونے سے خارج نہیں ہو سکتی سوا کفر کے والعیاذ باللہ تعالیٰ اور کسی طرح ترکہ سے محروم نہیں ہو سکتی سوا موانع خمسہ معلومہ کے کہ دین مختلف ہو یا دار مختلف یا مملوک ہو یا معاذ اللہ مورث کو قتل کرے یا دونوں کا اس طرح انتقال ہو کہ معلوم نہ ہو ان میں پہلے کون مرا ان کے سوا وہی عام حکم ہے کہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ ازقصبہ سانگود سوائے مادھوپور مدرسہ انجمن اسلامیہ ریاست کوٹہ راجپوتانہ مرسلہ الف خاں مہتمم انجمن ۱۲ رذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

ایک شخص متوفیہ کی جائداد قیمتی ۱۲۵؍ روپئے ایک شخص کے پاس ایک سو روپئے میں رہن ہے اور متوفی کا کوئی اصلی وارث نہیں ہے تو کاروائی بیع کس کے ساتھ کی جائیگی ۔

الجواب ۔ بحکم حاکم شرع فقراء کے ساتھ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

مسئلہ مرسلہ مولوی محمد ظہور حسین صاحب فاروقی رامپوری ۵ ؍ ربیع الاول شریف ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں ۔

(۱) زید نے اپنی زندگی کے وقت دو نکاح کئے زوجہ اولیٰ کا انتقال زید کے سامنے ہوا بعد عقد ثانی زید نے انتقال کیا اور ایک مکان قیمتی تین چار سو روپئے کا چھوڑا ۔ زوجہ اولیٰ کا دین مہر ڈھائی ہزار روپئے کا تھا اور زوجہ ثانیہ کا نوسو روپئے کا زوجہ ثانیہ تو موجود ہے اور زوجہ اولیٰ کے ورثہ میں تین بھائی ایک بہن دو بھتیجیں ایک زوج یعنی زید مرحوم کا کہ جس کے وارث اس وقت زوجہ ثانیہ ہے ایسی صورت میں کیا مکان مذکور کی تقسیم اس طرح ہو گی کہ اولا دونوں دین مہروں میں مکان نصف

نصف ہو جائیگا من بعد نصف ثانی جو زوجہ اولیٰ کا حصہ ہے اس میں بحق زوجیت زید کو نصف ملے گا اور یہ نصف زوجہ ثانیہ کی طرف منتقل ہو جائیگا باقی ایک ربع جو رہیگا وہ زوجہ اولیٰ کے ورثہ میں تقسیم ہو جائیگا

(۲) ایسی حالت میں کہ مکان متروکہ زید دونوں دین مہر سے قیمتاً کم ہے کل مکان دونوں دین مہروں میں مستغرق ہو کر نصف نصف ہوگا یا جس زوجہ کا دین مہر نو سو کا ہے اُس کو مکان مذکور میں سے ایک حصہ اور جسکا دین مہر ڈھائی ہزار کا ہے اُس کے ورثہ کو باقی مکان ملے گا تقسیم ورثہ کی اس وقت کیا صورت ہوگی۔

(۳) یہ کہ زید کی تجہیز و تکفین اور زوجہ ثانیہ کے عدت و چار ماہ تک فاتحہ وغیرہ کا خرچ جو مجموعہ تین سو روپیہ کا ہوا وہ اسی مکان سے لیا جائیگا یا نہیں۔

(۴) زید نے اپنے حین حیات جو کچھ خرچ اور روپیہ زوجہ ثانیہ کے ہاتھ میں دیا وہ اُس کے واسطے ہبہ تھا یا نہیں اور اس روپئے سے جو اسباب زوجہ ثانیہ اپنے استعمال کا جیسے کپڑا، زیور وغیرہ جو خاص عورتوں کے استعمال کا ہے کیا اس کی بھی تقسیم ہوگی۔

(۵) زید کی زوجہ اولیٰ کا اسباب اس قسم کا تقسیم ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ زوجہ اولیٰ جو جہیز لائی وہ اس کا متروکہ ہے حسب شرائط فرائض اُس میں سے نصف شوہر کا ہے جو کچھ روپیہ زید نے زوجہ اولیٰ یا ثانیہ کو دیا اگر تملیکاً دیا اُس کے مالک زوجات ہیں اور اس سے جو اسباب خریدا انھیں کا ہے اور اگر تملیکاً نہ دیا گھر کے خرچ کے لئے دیا اور عورات کو حسب دستور اسباب خانگی خریدنے کی اجازت دی تو وہ اسباب اور جتنا روپیہ بچا ہو سب ملک زید ہے۔ بیان سائل سے معلوم ہوا کہ تجہیز و تکفین میں صرف پندرہ (عــــہ) روپئے خرچ ہوئے باقی فاتحہ و خرچ عدت ہے خرچ عدت تو زوجہ کسی سے مجرا نہیں لے سکتی کہ معتدہ وفات کے لئے نفقہ نہیں یوں ہی جو کچھ فاتحہ میں اٹھایا تبرع ہے اُس کا بھی معاوضہ نہیں پا سکتی ہاں وہ پندرہ کہ تجہیز و تکفین میں اُٹھے از آنجا کہ زوجہ وارثہ ہے اور وارث کی تجہیز و تکفین کرے مجرا پاتا ہے یہ پندرہ پائیگی مگر اس وجہ سے کہ تجہیز و تکفین جو ہر حق پر مقدم تھی ہو چکی زوجہ کا مطالبہ باقی رہا تو یہ پندرہ بھی دین میں آگئے اور اس کا دین نو سو پندرہ روپئے ہوئے اور زوجہ اولیٰ کا نصف مہر بحق شوہر ساقط ہو کر اُس کا دین ساڑھے بارہ (الماصــہ) سو روپئے ہوئے مجموع دین اکیس سو پینسٹھ روپئے (اعماصــہ) ہیں متروکہ زید کہ تین چار سو کا مکان ہے اگر اُس زر و اسباب وغیرہ سے ملکر جو اُسے ترکۂ زوجہ اولیٰ سے ملا یا دونوں زوجہ کے پاس اُس کی اپنی ملک تھا اگر اس مجموع کے برابر ہو اور زید پر اور کوئی دین نہ ہو تو ۱۲۵۰ زوجۂ اولیٰ کے ورثہ کو دین اور ۹۱۵ ر زوجہ ثانیہ کو۔ اور اگر اس سے زائد ہے تو دونوں دین پورے ادا کر کے جو بچے اسکے

ثلث سے وصیت اگر زید نے کی ہو نافذ کر کے باقی سے ایک ربع زوجہ ثانیہ کو دیں اور تین ربع اور جو کوئی وارث زید عصبات یا ذوی الارحام سے ہو اُسے دیں اور کوئی نہ ہو اور کسی کے لئے ثلث سے زائد کی وصیت کی ہو اُس کی وصیت کی تکمیل کریں اگرچہ یہ تین ربع کل اس وصیت میں چلے جائیں اور اگر موصی کہ بھی کوئی نہ ہو تو یہ تینوں ربع اور اگر ہو اور اُس کی وصیت پوری کرنے کے بعد بھی کچھ بچے تو وہ باقی سب زوجہ ثانیہ کو دیدیں فان الازواج یرد علیھا عند عدم انتظام بیت المال اور اگر کل متروکہ زید اس مجموع دین ۲۱۶۵ سے کم ہے اور زید پر اور دین نہیں تو اس کا کل متروکہ چار سوتینتیس ۴۳۳ سہام کر کے دوسو پچاس سہم وارثان زوجہ اولی کو دیں اور ایک سو تراسی ۱۸۳ سہم زوجہ ثانیہ کو۔ اور اس صورت میں اگر یہ چاہیں کہ ورثہ زوجہ اولی پر بھی ساتھ ہی تقسیم ہو جائے تو کل متروکہ زید تین ہزار اکتیس سہم کر کے زوجہ اولی کے ہر بھائی کو پانچ سو سہم بہن کو دوسو پچاس زوجہ ثانیہ کو بارہ سو اکیاسی دیں واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ از احمد آباد محلہ مرزا پور مرسلہ شاہ محمد مورخہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ

جناب مخدومنا و مولانا مولوی احمد رضا خانصاحب السلام علیکم واضح رائے عالی ہو کہ شہر احمد آباد میں جماعت گاؤ قصابوں میں یہ رواج ہے کہ لڑکی اور بہن کو ورثہ مال متروکہ میت سے کبھی کچھ نہیں دیا کرتے اور اُنکا مقولہ یہ ہے کہ لڑکی اور بہن کا ورثہ میت کے مال میں سے کسی چیز میں نہیں پہونچتا لہذا آپ پر فرض ہے کہ فتوی لکھ کر روانہ کریں تاکہ وارث اس شخص کی اپنا پورا حق عدالت سے لڑ کر وصول کریں لہذا ٹکٹ ۲ کی اس رجسٹری لفافہ میں ملفوف ہیں مولانا صاحب تخمیناً پندرہ سال کا عرصہ ہوا کہ ایک رجسٹری سوال سود کے بارہ میں حضور کے یہاں روانہ کیا تھا مگر بالکل جواب سے آپ نے مجھے محروم رکھا تھا شاید کہ آپ سے وہ استفتاء گم ہو گیا ہو واللہ تعالی اعلم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وفقہائے متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص گزر گیا اس نے ایک لڑکی اور دو بہنیں حقیقی اور چار بھتیجے اور ایک زوجہ چھوڑے اب ان میں کون کون سے وارث کو حق پہونچتا ہے اور کون سے وارث محروم رہتے ہیں ھو الحکم الکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں بعد شرائط فرائض ترکہ اس شخص کا سولہ سہام ہو کر دو سہم اُس کی زوجہ اور آٹھ سہم دختر اور تین تین سہم ہر بہن کو ملینگے اور بھتیجے کچھ نہ پائیں گے اللہ عزوجل فرماتا ہے ولھن الثمن مما ترکتم ان کان لکم ولد اور فرماتا ہے وان کانت واحدۃ فلھا النصف حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں اجعلوا الاخوات مع البنات عصبۃ۔ اور اللہ عزوجل فرماتا ہے

واولوا الارحام بعضهم اولٰی ببعض فی کتاب اللہ جو لوگ بیٹیوں اور بہنوں کو ترکہ نہیں دیتے قرآن مجید کے خلاف ہیں اور جن کا یہ قول ہو کہ ان کو میت کے مال سے کچھ نہیں پہونچتا جس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ ان کا ترکہ میں کوئی حق نہیں ہوتا یہ صریح کلمہ کفر ہے ایسوں پر تو یہ فرض ہے نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھیں اس کے بعد اپنی عورتوں سے نکاح دوبارہ کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از کراچی جونا مارکیٹ مرسلہ سید کریم شاہ صاحب ۴ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس جماعت کے بارے میں جو کچھ عرصہ سے مسلمان ہوگئے ہیں اور تمام احکام شریعت کو وہ تسلیم کرتے ہیں مگر قانون شریعت وراثت کے بالکل منکر ہیں اور اپنے آبا قدیم ہنود کے قانون کو صراحۃً اپنا قانون بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے آبا ہنود کے اس قانون وراثت کو نہیں چھوڑ سکتے اور کچہری میں بیان کیا ہے کہ ہم مسلمان ہیں مگر شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وراثت کے بارے میں نہیں تسلیم کرتے بلکہ ہندو لاء یعنی قانون وراثت اہل ہنود کو اپنا قانون تسلیم کرتے ہیں اور کچہری سے یہ خواہش کرتے ہیں کہ ہمارے احکام وراثت ہندو قانون پر ہونا چاہیئے۔

اس جماعت کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے یہ لوگ منکر نص قرآن ہیں یا نہیں اور جو نص قرآن کو جان بوجھ کر نہ مانے وہ دائرہ اسلام میں رہ سکتا ہے یا نہیں ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الکفرون

سوال دوم۔ وہ لوگ جن کا سوال اول میں ذکر ہے مسلمانوں کے اوقاف یا مسجد دونوں کے متولی ہوسکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب۔ یہ لوگ ہرگز مسلمان نہیں اگر مسلمان ہوئے بھی تھے تو دربارہ وراثت احکام شرعیہ ماننے سے انکار کرکے مرتد ہوگئے وہ نہ مسجد کے متولی کیے جاسکتے ہیں نہ اوقاف مسلمین کے قال اللہ تعالیٰ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از ترگہ گوری ڈاکخانہ کچھا ضلع نینی تال مرسلہ ملا نذیر احمد صاحب مورخہ ۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے ایک بیوی کی اسکے ساتھ ایک لڑکی آئی اور لڑکی ایک اسی بیوی سے زید کی ایک لڑکی پیدا ہوئی بعد چند روز کے زید کا انتقال ہوگیا اب یہ دو لڑکیاں ایک تو زید کی ہے اور ایک جو بیوی اگلے خاوند کی ساتھ لائی تھی بعد وفات زید

کے زید کے بھتیجہ نے یعنی حقیقی تایا کے بیٹے نے اپنا حق معاف کر دیا اور بیوی نے بھی معاف کرکے وہ جائداد دونوں لڑکیوں پر تقسیم کر دی اب زید کی بیوی اپنا مہر لینا چاہتی ہے اب یہ تقسیم جائز ہے یا نہیں شرع شریف سے آگاہی بخشی جاوے۔

الجواب۔ مہر معاف کرنے سے معاف ہو گیا اب دوبارہ نہیں لے سکتی مگر ترکہ معاف کرنے سے معاف نہیں ہو سکتا اگر وارث یہی ہیں تو حسب شرائط فرائض زید کا ترکہ آٹھ حصہ ہو کر ایک حصہ بی بی کو اور چار حصے زید کی لڑکی کو اور تین بھتیجے کو ملیں گے اور اگلے شوہر کی بیٹی کچھ نہ پائیگی بھتیجہ اگر نہ لینا چاہے تو لیکر تقسیم کرا کر پھر زید کی دختر کو ہبہ کر کے قبضہ دیدے یا یوں ہی بلا تقسیم اپنا حصہ اس کے ہاتھ بیچ کر قیمت اُسے معاف کر دے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از گوندیا ضلع بھنڈارا ملک متوسط ۸ / ربیع الآخر ۳۶ھ

ایک سماۃ نے اپنی کچھ رقم مالی کے لئے اپنے حین حیات میں وصیت کی کہ بعد وفات میرے ایک فرزند میرا جو نابالغ ہے یہ رقم اس کو دی جائے اگر فرزند میرا قضا کر جائے تو یہ رقم مالی مکہ مدینہ کے کسی کار خیر میں بھیج دی جائے بعد وفاۃ سماۃ اُس کا فرزند بالغ ہو کر فوت ہوا تو اب اُس کی وہ رقم کس کو دی جائے بچوں کہ اُس کا ایک چچا زندہ ہے مگر لڑکے کی پرورش بعد اُس کی والدہ کے ماموں نے کی اور ایک اُس کی مدد میں شریک رہا اُس کا چچا مالدار ہے اُس کے کسی امر میں مونس بھی نہیں ہوا بجز ماموں کے لہذا ہم اُس لڑکے کی رقم کو اُس کے ماموں کو دینا چاہتے ہیں بچوں کہ اُس کا ماموں بہت غریب مفلس معذور شخص ہے محض اُس کے عزیز و اقارب اس کی اعانت کیا کرتے ہیں لہذا یہ رقم ہم اس کے ماموں کو دینا پسند کرتے ہیں بچوں کہ شرعاً بھی مفلس عزیز کو مدد دینا لازم ہے۔

الجواب۔ فرزند کے لئے وصیت تو بیکار تھی وہ خود ہی مالک ہوا جب کہ عورت کا اُس کے سوا اور کوئی وارث نہ تھا جیسا کہ ظاہر سوال ہے اب اُس کے انتقال کے بعد اس کے جو وارث ہیں ان کو پہونچے گی اگر صرف یہی چچا مورث ہے تو یہی پائیگا وارث ہونے کے لئے کچھ یہ شرط نہیں کہ وہ اُس کے کسی امر میں شریک ہوا ہو ماموں کتنا ہی محتاج ہو نہ بہن کے ترکہ میں اُس کا کچھ حق ہے کہ بیٹا موجود تھا نہ بھانجے کے ترکہ میں کہ اس کا چچا موجود ہے قریب غریب کی اعانت کا بیشک حکم ہے مگر اپنے مال سے نہ کہ پرائے مال سے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از چھتیرہ ڈاکخانہ اماپور پرگنہ سہاور ضلع ایٹہ مرسلہ عبداللہ خانصاحب ۲۶ / جمادی الاول ۳۶ھ

زید سے وقت مناکحت مہر معجل قرار پایا اور بعد از مدت دراز و ولادت طفل یازدہ سالہ مرحوم حیات طفل مرحوم میں زید نے بواسطہ کچہری وہ مہر ادا کر دیا بعدہ زید کا انتقال ہوگیا اب زوجہ اپنے حق ربع کی مدعیہ ہے مقدمہ کچہری میں زیر بحث ہے کوئی تحریری تقریری ثبوت طلاق نہیں ہے نہ قبل از ادائے مہر نہ مابعد آں پس حکم شرع شریف سے مطلع فرمائیں۔

الجواب۔ مہر معجل کا ادا کرنا پیش رخصت ضرور ہوتا ہے اور اگر عورت قبل رخصت نہ مانگے تو جب طلب کرے اُس کا ادا کرنا کسی طرح طلاق دینے کی دلیل کیا شبہہ بھی نہیں ہوسکتا اور بے ثبوت شرعی طلاق ہرگز نہیں مانی جاسکتی عورت ضرور مستحق میراث ہے قال اللہ تعالٰی ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیۃ توصون بھا او دین واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از لکھنؤ بلوچ دروازہ مسجد متصل اکھاڑہ مرسلہ محمد عثمان طالب علم ۵ رجب المرجب ۱۳۳۶ھ

بعد تحیۃ سلام گذارش ہے کہ یہاں علماء مسائل ذوالارحام میں مختلف ہیں بعض امام ابو یوسف کے قول کے موافق جواب دیتے ہیں بعض امام محمد کے قول کے موافق جناب کی رائے میں کس قول کے موافق عمل درآمد ہونا چاہیئے اور جناب کا معمول کیا ہے۔

الجواب۔ اصل فتوٰی قول امام محمد علیہ الرحمہ پر ہے فقیر کا اسی پر عمل ہے مگر اس کے استخراج میں قدرے دشواری ہوتی ہے لہذا بعض مشائخ نے بغرض آسانی قول امام ثانی علیہ الرحمہ پر فتوٰی دیا وھو تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۴ شعبان ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا اُس نے ایک دادی اور ایک نانی اور باپ اور بہن وارث چھوڑے تو از روئے شرع شریف ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا۔

الجواب۔ صورت مستفسرہ میں حسب شرائط فرائض ترکہ چھ سہم ہو ایک سہم نانی اور پانچ باپ کو پہونچینگے اور دادی اور بہن کو کچھ نہیں۔ ھذا ھو قضیۃ النظر الفقھی وان کانت الروایۃ فیہ مختلفۃ اختیار شرح مختار پھر فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے لو ترک ابا وام اب وام ام فام الاب محجوبۃ بالاب واختلفوا فی ام الام قیل لھا السدس وقیل لھا نصف السدس اھ اقول ما منزع القول الاخر الا القیاس علی مسئلۃ اب وام واخوین فانھما محجوبان بالاب ویحجبانھا

من الثلث الی السدس کذالک ام الاب محجوبہ بالاب وتحجب الامیۃ من السدس الی نصفہ وھذا لیس بشئ اما اولا فلان حجب النقصان یکون من فرض الی فرض دونہ ولا فرض للجدۃ الا السدس وما کان التنصیف لان فرضہا اذ ذاک نصف السدس بل لیس فرضہا الا السدس وکانت کل منہما تدعیہ لنفسہا کلا فجعلناہ بینہما نصفین اعلی سبیل المنازعۃ لعدم المرجح کما اذا اقام کل من الخارجین علی ان الارض لہ فانہا تنصیف بینہما کذالک ھھنا فاذا سقطت مزاحمۃ الابویۃ بحجب الاب ایاھا بقیت دعوی الامیۃ بلامعارض فکان لہا السدس کملا کما اذا کان لدار شفیعان متساویان وادعی کل منہما جمیع الدار المشفوعۃ ثم عرض لاحدھما ما یسقط حقہ کانت الدار کلہا للثانی بزوال المزاحمۃ واما ثانیا فلان اللہ سبحانہ وتعالی قد اعطی کل ذی حق حقہ فلا یجوز ان ینقص من فرض احد شئ الی غیرہ وقد اجمعنا ان فرض الجدۃ السدس فات نصفہ ھھنا ولا حق للابویۃ یرجع النصف لا محالۃ الی الاب فیشارک الجدۃ فی فرضہا ولا نظیر لہ فی الشرع فتبین ان الاول ھو المرجح وکانہا لہذا اقدمہ فی الاختیار واللہ تعالی اعلم۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ مفصلہ ذیل ہیں

ناصر علی

اکبر علی مرحوم | برہان علی

یار علی مرحوم

جعفر علی ومساۃ خیرن زوجہ میر سلطان علی مرحوم والدہ مولوی مہدی حسن مرحوم

تفضل حسین مرحوم

ارشد علی ونجم النساء زوجہ مولوی مہدی حسن مرحوم و نیز والدہ مولوی عبد العلیم عرف شہرو

چراغ علی مرحوم

اور چراغ علی مرحوم کے محمد مسیح اپنے خلیرے بھائی اور مساۃ فاطمہ زہرا اپنی خلیری بہن بھی ہیں۔ اب چراغ علی مرحوم کا متروکہ کس کو ملے گا عبد العلیم عرف شہرو کو ملے گا یا خلیرے بھائی وبہن کو ملے گا بینوا توجروا۔

الجواب۔ صورت مذکورہ میں حسب شرائط فرائض چراغ علی کا کل ترکہ تین حصہ ہو کر دو حصے اس کے خالہ زاد بھائی کو اور ایک حصہ اس کی خالہ زاد بہن کو ملے گا عبد العلیم کچھ نہ پائے گا کہ وہ بہت

دو رشتہ دار ہے ایک رشتہ پر ابن بنت ابن عم الجد ہے یعنی چراغ علی کے پردادا کے باپ ناصر علی کے پوتے کا نواسہ ہے اور دوسرے رشتہ پر ابن ابن بنت عم الجد ہے یعنی چراغ علی کے باپ کے پردادا کے پوتی کا پوتا ہے بہرحال ذوی الارحام سے ہے خود عصبہ وارث نہیں اور اولاد خالہ سے درجے میں بعید ہے لہٰذا اُن کے سامنے اُسے کچھ نہ ملے گا تنویر الابصار و درمختار میں ہے یقدم الاقرب فی کل صنف واذا استووا فی درجۃ قدم ولد الوارث واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بہٹ ضلع سہارنپور مرسلہ مشتاق حسین ۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے بعد معاف کرنے مہر شرعی جن کے شاہد اُس کی ماں اور بہن نیز ماموں حقیقی ہیں انتقال کیا ایک لڑکی سہ سالہ اور خاوند چھوڑے اسباب جہیزی میں سے کچھ زیور اور کپڑا اُس کے شوہر کے یہاں سے اُس کی ماں اور بہن لے گئے باقی کی ایک فہرست اُس کے شوہر کو دی اور کہا کہ اس کو بیچ کر ایصال ثواب اور فاتحہ میں خرچ کریں پس کیا حکم شرعی ہے اس بارے میں پسماندہ اسباب کا کون مالک اور مصرف ہے اور ماں باپ کو اس کی واپسی کا کیا حق ہے۔

الجواب ۔ جہیز وغیرہ جو کچھ عورت کی ملک تھا صورت مذکورہ میں حسب شرائط فرائض اگر وارث صرف یہی ہیں ہر ہر چیز کے بارہ حصہ ہوں گے تین حصہ شوہر کے دو ماں کے چھ بیٹی کے ایک بہن کا ماں بہن جو کچھ لے گئیں واپس لا کر سب ملا کر بارہ حصہ کرکے اپنے تین حصے لیکر اُن کو فاتحہ وغیرہ جس میں چاہیں صرف کریں شوہر کے تین حصوں کا اختیار شوہر کو ہے اور دختر کے چھ تو کوئی بھی فاتحہ وغیرہ میں صرف نہیں کرسکتا وہ اُس کے باپ کے قبضے میں رہ کر خود اُس کے خورد و نوش میں صرف ہونگے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از پنڈول بزرگ ڈاکخانہ رائے پور ضلع مظفر پور مرسلہ نعمت علی صاحب ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو بھائی کافر ہیں سے ایک مسلمان ہوگیا تو اب وہ بھائی کافر اس کا اس کو حصہ نہیں دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تم ہمارے مذہب سے نکل گئے تمہارا حق کیسا آیا اس کا حق ہوگا یا نہیں۔

الجواب ۔ اگر مثلاً باپ کا ترکہ دونوں بھائیوں نے پایا تھا اب ایک مسلمان ہوگیا تو وہ اپنے حصے کا مالک ہے مسلمان ہوجانے سے ملک زائل نہ ہوئی ہاں اس کے اسلام کے بعد اُن کا فروں

ہیں جو مرا اُس کا ترکہ اُسے نہ ملے گا لاختلاف الدین واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از دربھنگہ قلعہ گھاٹ مرسلہ غلام اکبر ۱۲ رجب ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک ہندو مرا اور اُس کی بی بی مرنے کے بعد اُس کے کل جائداد پر قابض و دخیل ہوئی اور اپنا اندراج نام بھی دفاتر گورنمنٹ میں کرایا۔ چند سال کے بعد وہ مسلمان ہوگئی تو اب جائداد مذکورہ بعد تبدیل مذہب زن نومسلمہ کو شرعًا ملے گی یا نہیں۔

الجواب ۔ جو چیز اُس وقت اُس کی ملک سمجھی جاتی تھی وہ بعد اسلام بھی اس کی ملک رہے گی۔ اسلام قاطع ملک نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از جبہ کلاں ڈاکخانہ خاص ضلع لاہور براستہ چھانگا مانگا سب آفس بلوکی مرسلہ عبدالرحمٰن صاحب ۵ رشعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنے حقیقی بھائی عمرو خورد کو بصد محنت تعلیم کتب دینیہ کی دیکر اچھا خاصہ اہل علم بنادیا اور دیگر حقوق بزرگ ہونے کے بھی ادا کئے مگر عمرو اس جوہر کا نکلا کہ جملہ حقوق پر خاک ڈالکر بے مروتی پر کمر باندھ لی اور اپنے بڑے بھائی و استاد و ہمسایہ کی ایذارسانی پر کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا حتی کہ فی الحال بلا اولاد زید کے عمرو زید کی موت کا ملتجی ہے اور زید نے ان حرکات ناشائستہ سے تخمینًا عرصہ سات برس تک صبر کیا مگر جب طاقت بشری تحمل کی نہ رہی تو مجبورًا زید کو عمرو کا عاق کرنا پڑا کیا یہ عمرو عاق کرنے کے لائق ہے یا نہیں اور عاق ہونے کے بعد وارث ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ صورت مذکورہ میں عمرو ضرور عاق و فاسق و مستحق عذاب النار ہے مگر عقوق معنی ارث نہیں ان اللہ اعطی کل ذی حق حقہ نہ عاق کردینا شرع میں کوئی اصل رکھتا ہے نہ اُس سے میراث ساقط ہو ہاں اگر زید چاہے تو اپنی جائداد وقف للہ کردے اور اُس میں عمرو کے لئے شرط لگادے کہ اگر وہ اپنے حال کی اصلاح کرے اور ان باتوں کا پابند ہو تو اس قدر پائے ورنہ نہ پائے یوں مقصود زید حاصل ہوسکتا ہے اور اگر امید اصلاح نہ ہو اور بالکل محروم کردے جب بھی حرج نہیں کہ فاسق کو میراث سے محروم کردینے کی اجازت ہے یہ تو وقف ہے فتاوٰی خلاصہ و لسان الحکام و فتاوٰی ہندیہ میں ہے لو کان ولدہ فاسقا واراد ان یصرف مالہ الی وجوہ الخیر ویحرمہ عن المیراث ھذا اخیر من ترکہ۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از شہر سیالکوٹ بازار پنج پورہ زیر قلعہ مرسلہ امام الدین صاحب ۵ رشعبان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید تین لڑکے چھوڑ کر مرگیا دو بڑے عمرو بکر شادی شدہ تھے اور تیسرا خالد کم سن ناشادی شدہ تھا عمرو بکر نے جو قرضہ والد کا تھا وہ اپنے ذمہ لے لیا اور مکان کا تیسرا حصّہ اور مبلغ دو صد روپیہ شادی کے واسطے اس چھوٹے بھائی خالد کو دیدیئے اور قرضہ اور جائداد دونوں بڑے بھائیوں نے نصف نصف کرلیا اس کے بعد بڑا بھائی عمرو فوت ہوگیا اور اس کی عورت کو چھوٹے بھائی خالد نے اپنے ساتھ نکاح کرلیا عمرو کی دو لڑکیاں تھیں چوں کہ وہ کم سن ناشادی ہیں اس واسطے وہ بھی اپنے والدہ کی ہمراہ خالد اپنے چچا کے پاس آئیں۔ اس نے اپنی مرضی سے بڑی لڑکی کا نکاح کردیا اس کے بعد دونوں لڑکیاں فوت ہوگئیں۔ اب اس کے پاس عمرو کی سب جائداد معہ عورت موجود ہے اور دوسرے بھائی بکر کو کچھ نہیں دیتا اور جو رقم مبلغ دو صد روپیہ کی اس کو قبل تقسیم اس کی شادی کے واسطے دیئے گئے تھے وہ بھی اس کے پاس ہے کیونکہ اس کی شادی پر وہ خرچ نہیں ہوئے کیونکہ رانڈ بھاوج سے نکاح کرلیا ہے اب کس طرح اس جائداد کو تقسیم کیا جاوے نیز ان تینوں بھائیوں کو نانی حقیقی کو ان کے والد مرحوم زید نے کچھ حصّہ مکان کا بیع کردیا ہوا تھا وہ بھی مرگئی وہ بھی اسی خالد کے قبضے میں ہے اس میں سے بھی عمرو بکر کو حصہ آیا ہے یا نہیں۔

الجواب ۔ سوال میں کچھ نہ بتایا کہ مکان کے علاوہ زید کی باقی جائداد منقولہ و غیر منقولہ و نقد و جنس ترکہ کس قدر تھا اور اس پر قرض کتنا نہ یہ کہ دونوں لڑکیوں میں پہلے کون مری اور جس کی شادی ہوگئی تھی اس کے بعد اس کا شوہر یا کوئی بچہ رہا یا نہیں اور دوسری کی شادی ہوئی تھی یا نہیں نہیں تو اس کے وارث کون کون رہے انکی ماں اُن کی نانی سے پہلے مری یا بعد اس کے کون کون ورثہ رہے تقسیم جائداد کا جواب بے تفصیل کامل ورثہ و ترتیب اموات نہیں ہوسکتا اتنا اجمالاً کہا جاسکتا ہے کہ اگر بعد ادائے قرضہ زید اس کا متروکہ چھ سو روپے سے زیادہ کا تھا اور خالد کو صرف دو سو پہونچے تو عمرو بکر کے پاس خالد کا حق رہا اور جائداد باہم بانٹ لینا اور خالد نابالغ کو روپیہ دینا یہ بھی ناجائز تھا پھر خالد کا جتنا حق عمرو کے پاس رہا وہ تو خالد کے قبضے میں آہی گیا جتنا بکر کو گیا تھا اگر وہ اُن حصوں کے برابر ہے جو بکر کو دختران عمرو اور اپنی نانی کے مال سے پہنچتے ہیں تو برابر ہوگئے ورنہ بکر یا خالد جس کے پاس زیادہ پہونچا ہوا ہے وہ دوسرے کو دے کر حق العباد سے پاک ہو۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از ۲۶ رمضان ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے ایک لڑکا اور تین لڑکیاں ہیں اور لڑکے کی ولایت

ثابت ہو چکی ہے لڑکا بدچلن اور بدوضع ہے اور اپنی ہمشیرگان و پدر کو نہایت تکلیف دہ ہے زید اسے عاق کرنا چاہتا ہے کہ وہ آئندہ میری لڑکیوں کے اور میرے متروکہ میں اگر کچھ میرے پاس باقی بچے تو وہ اس حق سے جو مجھ سے پہونچے اور لڑکیوں کے حقوق کی حفاظت کی غرض سے عاق کرنا کس حد تک جائز ہے،

الجواب۔ عاق کرنا شرع میں کوئی چیز نہیں نہ وہ اس کے سبب ترکہ سے محروم ہو سکے ہاں اگر وہ واقعی فاسق و آوارہ ہے تو یہ جائز ہے کہ اپنا سب مال بذریعہ وقف علی الاولاد یا بذریعہ بیعنامہ یا جدا جدا تقسیم کرکے قبضہ دیکر بذریعہ ہبہ نامہ اپنی بیٹیوں کے نام کر دے یوں بیٹے کو آپ ہی کچھ نہ پہونچے گا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از شہر بریلی محلہ گندا نالہ مسئولہ حافظ محمد جان صاحب ۱۱ ذیقعدہ سنہ ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت نے انتقال کیا اس نے دو لڑکے چھوڑے ایک لڑکے کو اپنی زندگی میں جو کچھ اس کے پاس چیز تھی وہ دیدی اور اس پر اس کو قابض کر گئی لڑکے نے والدہ کی زندگی میں اس میں سے صرف بھی کیا اپنے اختیار سے اور جو کچھ باقی رہا وہ اس کے قبضہ میں ہے پس اس صورت میں شریعت مطہرہ دوسرے لڑکے کو کچھ دلا سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ اگر مرض الموت سے پہلے دیکر قبضہ تامہ دے گئی تھی تو دوسرے لڑکے کا اس میں کچھ حق نہیں واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از شاہجہان پور مرسلہ شیخ علی حسین صاحب ۱۹ ذی الحجہ سنہ ۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے کہ کوئی وراثت کا نہیں حق رکھتا اور شرعاً ترکہ کا بوجہ من الوجوہ ذی استحقاق نہیں ہو سکتا اب بحالت مول لینے جائداد ترکے کے ترکہ دین مہر پانے کا جو حق بیچنے والوں وارثوں کا ہے کیا یہ خریدنے والا دعوٰی کر سکتا ہے کہ جائداد ترکہ لینے سے مجھکو ترکہ دین مہر پانے کا حق حاصل ہے اور دعوٰی اس کا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ ہرگز خریدار ترکہ کو کوئی استحقاق دعوی مہر کا نہیں مہر کی مالک عورت ہے نہ کہ مشتری متروکہ بلکہ اگر قبل ادائے دین مہر و دیگر دیون (اگر ہوں) ورثہ غیر زوجہ نے جائداد بیع کر دی اور مہر تنہا یا مع دیگر دیون جائداد متروکہ کو محیط یعنی اس کے مساوی یا زائد ہے تو زوجہ و دیگر دائنان کو اختیار ہے کہ یہ بیع رد کر دیں اور اپنے مہر و دیون اس سے وصول کریں فان الترکۃ المستغرقۃ بالدیون لاتصیر ملکا للورثۃ کما فی الاشباہ وغیرھا اور اگر متروکہ کے ساتھ عورت سے اس کا مہر بھی مشتری نے خرید

لیا ہے جب بھی اس کا دعوی باطل ہے کہ دین غیر مدیون کے ہاتھ بیع نہیں ہو سکتا اشباہ و درمختار وغیرہا میں تصریح ہے کہ بیع الدین ممن لیس علیہ باطل واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ از ہلدوانی ضلع نینی تال مدرسہ اسلامیہ مرسلہ حافظ اسرار الحق صاحب ۱۶ صفر ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زوج زوجہ کا انتقال ہو گیا بعد انتقال کے روپیہ نقد اور زیور چھوڑا روپیہ اور زیور کو برادری نے جمع کر لیا شخص مرنے والے کی ایک بھتیجی حقیقی یعنی حقیقی بھائی کی لڑکی بیوہ اور یتیم بچے ہمراہ اور برادری یہ بات کہتی ہے کہ یہ روپیہ اور زیور مسجد کو دیدینا چاہیے اور بھتیجی کو نہ دینا آیا اس صورت میں بھتیجی بیوہ کا حق نکلتا ہے یا نہیں یا کہ مسجد کو دیدیں اس صورت میں مسجد کو دینا جائز ہے یا ناجائز زوجہ مرنے والی کے بھائی کے بھانجے ہیں وہ بھی اس روپیہ زیور میں سے حصہ کے دعویدار ہیں یا نہیں مگر یہ بھائی بھانجے حقیقی نہیں ہیں دور رشتہ کے ہیں ان کا بھی حق روپیہ زیور میں سے نکلتا ہے یا نہیں۔

الجواب۔ برادری کا کہنا قابل سماعت نہیں وہ مال وارثوں کا ہے زوج یا زوجہ جس کا مال ہے اس کے جو وارث ہوں اگرچہ کتنے ہی دور کے رشتہ کے بھائی یعنی دادا پردادا کی اولاد کے بھائی ان میں جو قریب تر ہے وہ وارث ہوگا اس کے ہوتے بھتیجی بھی وارث نہیں نہ بے اجازت وارث ایک حبہ اس میں سے مسجد میں لگانا جائز واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از چتور گڈھ میواڑ مرسلہ فتح محمد ۲۷ ربیع الآخر شریف ۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی قوم میں تقسیم ترکہ کا رواج نہیں تو ایسے مال سے کہ جس میں بالغ اور نابالغ وارث ہیں کھانا لینا دینا خیرات کا ہونا جائز ہے یا ناجائز جب کہ بالغ بھی وارث مال ہیں اور وہ کریں جیسے کا کو کریم بخش کی صورت کہ تقسیم ترکہ ہوتا ہی نہیں اناث تو متروک الارث سمجھے جاتے ہوں اور ذکور ہی صرف وارث بنے جاتے ہیں ہمارے یہاں تو بالغین کا صرف کرنا کیسا

الجواب۔ اناث کو محروم کرنا حرام قطعی ہے ہنود کا اتباع اور شریعت مطہرہ سے منہ پھیرنا ہے جبکہ اسمیں نابالغوں کا حق مخلوط ہے اور معلوم ہے کہ یہ خالص اپنے حصے سے نہیں کرتے بلکہ کل کو اپنا ہی حصہ جانتے ہیں تو اس میں سے رکھا ناجائز نہ کچھ لینا قال اللہ تعالٰی ان الذین یاکلون اموال الیتٰمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا وسیصلون سعیرا۔ وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں نہیں بھرتے مگر آگ اور عنقریب بھڑکتی آگ میں جائیں گے والعیاذ باللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از دفتر صدر اول بزم حنفیہ لاہور خواجگان منزل مرسلہ مولوی حکیم عبدالحمید صاحب صدر اول ۲۶ جمادی الاولٰی ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل اسلام مفتیان حنفیہ کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نہایت متشرع فوت ہوا زید عمرو بکر خالد اور زبیدہ وہندہ یہ چھ اولادیں چھوڑیں نمبر ا و ۲ و ۴ نے اس کے ترکہ کو بقوانین شرع تقسیم پر صاف انکار کیا نمبر ۳ کی طرف سے اس پر ڈیڑھ سال تک اعتراض اور انکار ہوتا رہا بالآخر انھوں نے جو ثالث کیا اس نے بھی فیصلہ بحق ہر سہ بالا بخلاف شریعت کردیا۔ اس فیصلہ میں نمبر ۳ کا بہت سا حق زائل کرلیا گیا زبیدہ بھی خلاف شرع حصہ پاچکی ہے مگر ہندہ جو بعد متوفی فوت ہوگئی۔ اب فریق نمبر ۳ اپنے قلیل حصہ سے بھی جو اس کو وراثتہً ملا ہے اپنی ہمشیرہ مرحومہ کے شرعی حصہ سے سبکدوش ہونا چاہتا ہے مرحومہ کی سسرال اور بالخصوص خاوند فاسق فاجر عقائد میں صلح کل جس کا پسر الولد سر لابیہ ہے پس فریق نمبر ۳ حیرت میں ہے کہ مرحومہ کا ورثہ کس کو ادا کیا جائے اس کا ارادہ ہے کہ یہ حصہ بنام بزم حنفیہ کردیا جائے اور وہ بتدریج اشاعت مذہب حنفیہ و حمایت کلام مجید میں صرف کرے اب استفسار ہے کہ کیا اس صورت میں جب کہ لڑکا بھی فاسق فاجر کے قبضہ میں ہے اگر یہ روپیہ اس کو دیدیا جائے تو فسق و فجور اور بدمذہبی میں صرف ہوگا تو کیا اس ترکہ کو (جو یک صد روپئے کے اندر اندر ہوگا) بزم حنفیہ حمایت کلام مجید اور اشاعت مذہب اہلسنت میں صرف کرسکتی ہے یا نہیں۔ نیازمند صدر اول بزم حنفیہ لاہور

الجواب: سوال زائد باتوں سے بہت مفصل اور ضروری باتوں سے نہایت مجمل ہے کیسی تقسیم خلافِ شرع ہوئی اگر اس شیطانی مسئلہ پر عمل ہوا جو آجکل شیاطین الانس میں ہے کہ بنات کو ترکہ نہیں دیتے تو زبیدہ کو کیسے ملا اور پسر سوم کا حق کیسے زائل ہوا اور اگر یہ ہے کہ تین بیٹوں اور ایک بیٹی نے باہم لے لیا ایک دختر کو کچھ نہ دیا اور پسر سوم کو اس کے حصہ سے بہت کم دیا اس صورت میں اس دختر کے حصہ کا اس پسر پر کیا بار ہے اس نے اس کا کیا دبایا ہے جس سے سبکدوشی چاہتا ہے ترکہ کیا چیز ہے اور تقسیم کس طرح صاف تحریر فرمائیں کہ جواب دیا جائے واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از کانپور نئی سڑک دوکان حاجی رحیم بخش و حاجی فہیم بخش مرسلہ کاظم حسین صاحب ۲۶ جمادی الاولٰی ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ زید فوت ہوگیا اور اپنی بیوی اور ایک نابالغہ لڑکی چھوڑی عمرو جو زید کا باپ ہے اس وجہ سے کہ اس نے ایک غیر کفو کی عورت سے بعد وفات والدہ زید نکاح کرلیا تھا ہمیشہ زید سے علیحدہ رہا اب بعد وفات زید زید کی جائداد پر ناجائز صورت سے

قابض ہوگیا ہے اور اتلاف جائداد کی نیت سے لڑکی نابالغہ کا ولی بننا چاہتا ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے اول زید کی متروکہ جائداد زید کی لڑکی وبیوی پر تقسیم ہونے کی کیا صورت ہے دوم زید کے متروکہ میں عمرو کا اور زید کے علاتی بھائی خالد کا کوئی حق ہے یا نہیں تہے تو کتنا سوم ایسی حالت میں جبکہ عمرو کی ولایت سے جائداد کے تلف ہوجانے کا احتمال ہے تو نابالغہ کی ماں ولیہ نابالغہ ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب۔ بعد ادائے مہر و دیگر دیون حسب شرائط فرائض متروکہ زید کے آٹھ حصّوں سے ایک حصہ اُس کی زوجہ اور چار سہم دختر اور تین سہم عمرو کو ملینگے فرضا وعصوبۃ اور علاتی بھائی کا کوئی حق نہیں شریعت مطہرہ نے پدر و وصی پدر کے بعد نابالغ کے مال کا ولی اُس کے دادا کو بنایا ہے ماں کسی طرح ولی مال نہیں نہ کہ دادا پر اُس کو ترجیح ہو درمختار میں ہے ولیہ فی المال ابوہ ثم وصیہ ثم جدہ ثم وصیہ ا لخ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ

مرسلہ حافظ جان محمد صاحب ساکن گندہ نالہ شہر بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے انتقال کیا اور ایک مکان واسطے ادائیگی مہر اپنی بیوی کے چھوڑا ایک لڑکا پانچ لڑکیاں اولاد چھوڑی ایک لڑکی (کی) شادی والد نے خود کردی ۴ لڑکیاں رہیں ان لڑکیوں کی والدہ نے اپنے لڑکے سے کہا کہ تم اپنی کمائی سے ان کے عقد نکاح کا انتظام کردو اس مکان کا تم کو مالک کیا چنانچہ لڑکے نے حسب فرمان اپنی والدہ کے چاروں کا عقد نکاح کردیا بعد کو والدہ نے انتقال کیا اُس کے بعد دو لڑکیاں انتقال کرگئیں بعد اُس کے اُس لڑکے نے بھی انتقال کیا اُس نے تین ہمشیرہ اور اپنی بیوی اور دو لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑیں بعد کو ایک ہمشیرہ اور انتقال کرگئی لیکن ان سب کی اولاد موجود ہیں کچھ ان میں سے ایسے ہیں کہ اپنا حصہ طلب کرتے ہیں اور ایک وہ ہمشیر جس کی شادی خود والد نے کی زندگی میں نہ کسی نے مکان پر قبضہ کیا نہ طلب کیا اور اس لڑکی کے ذمہ قرضہ دینا ہے جتنے کا مکان کا حصہ ہے اتنا قرضہ بھی ہے بس اس صورت میں شریعت مطہرہ کیا حکم دیتی ہے آیا لڑکی یا اُن کی اولاد کو حصہ مل سکتا ہے یا نہیں اور لڑکے کی بیوی کو اور اولاد کو حق پہونچیگا یا قرض ادا کیا جائیگا۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ ماں نے جو لفظ لڑکے سے کہے تھے کہ ان کا نکاح کردو تمہیں مکان کا مالک کیا اس سے ہبہ خواہ بیع ٹھہرائیں جبکہ ماں بلکہ لڑکا بھی قبل قبضہ مکان انتقال کرگئے لڑکا کسی طرح اس مکان کا مالک نہ ہوا ہبہ میں تو ظاہر کہ قبل قبضہ اُن میں ایک کی موت سے باطل ہوتا ہے اور بیع میں یوں کہ یہ بیع بوجہ جہالت ثمن باطل تھی اور بیع فاسد میں قبل قبضہ مشتری مالک نہیں ہوتا درمختار میں ہے اذا قبض المشتری

البیع برضا بائعہ فی البیع الفاسد لم یبعہ ملکہ، تو مکان کہ ماں کے مہر میں تھا اُسی کی ملک رہا اُسکے لڑکے اور پانچوں لڑکیوں سب کا اُس میں حصہ ہوا جو موجود ہیں اُن کو اور جنکا انتقال ہو گیا اُن کی اولاد ورثہ کو حصہ پہونچے گا جو حصہ اس پسر کا ہوگا اُس سے جو قرضہ اس پر ہے ادا کیا جائے گا اگر کچھ بچا تو اُسکی زوجہ اور بیٹے بیٹیاں پائینگے ورنہ کچھ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از پولیس لین ضلع سیتاپور مرسلہ عرفان خاں کانسٹبل محرر ۲ شعبان ۳۸ھ

اصغری بیگم کا خاوند مرگیا، اصغری بیگم کے ایک لڑکا بالغ عرفان خاں اور ایک نابالغہ لڑکی مظہری بیگم ہے مسماۃ بیوہ نے مظہری کا عقد بکر کے ساتھ کرنا چاہا اور عرفان خاں کو خط لکھا کہ میں تمہاری بہن مظہری کا عقد بکر کے ساتھ کرنا چاہتی ہوں تمہاری کیا رائے ہے۔ عرفان خاں نے اپنی ماں کو جواب دیا کہ بکر بدچلن اور خلاف شرع شخص ہے مجھے اپنی بہن کا عقد اس سے منظور نہیں باوجود ممانعت عرفان خاں ماں نے بولایت خود خلاف مرضی عرفان خاں بکر کے ساتھ مظہری کا عقد کر دیا اور پندرہ دن بعد بذریعہ خط عرفان خاں کو عقد مذکور کی اطلاع دی عرفان خاں نے جواب دیا کہ تم نے میری بلا اجازت اور خلاف مرضی جو نکاح مظہری کا بکر کے ساتھ کر دیا ہے میں اُس کو ہرگز نہ مانونگا اور مظہری کی رخصت بکر کے ساتھ نہ کروں گا نکاح کو ڈھائی سال ہوئے مظہری اب بالغہ ہے اور اس نکاح سے اپنی ناراضامندی ظاہر کرتی ہے اور فسخ کرانا چاہتی ہے کیا حکم ہے۔

الجواب۔ اگر یہ بیان صحیح ہے تو عرفان خاں نے جس وقت بعد نکاح اطلاع پانے پر اُس نکاح کے ماننے سے انکار کیا اُسی وقت وہ نکاح رد ہو گیا اور مظہری کو بکر سے کچھ علاقہ نہ رہا فسخ کی کیا حاجت کہ وہ سرے سے نہ رہا مظہری کو اختیار ہے جس مناسب جگہ چاہے نکاح کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از مدرسہ عین العلوم پوسٹ برتلہ ۲۴ پرگنہ مرسلہ محمد سراج الدین صاحب ۱۲ رمضان ۳۸ھ

زید نے انتقال کیا اور زوجہ و اب و ام و ایک اخت عینی وارث چھوڑے ہر ایک کا حصہ کیا ہوگا اگر اس صورت میں ام کو ثلث ما بقی ملے تو سراجی کی عبارت ذیل کا کیا مطلب ہوگا و ثلث ما بقی بعد فرض احد الزوجین وذالک فی مسألتین زوج وابوین وزوجۃ وابوین بینوا توجروا۔

الجواب۔ ہاں اس صورت میں ام کو ثلث باقی ملے گا اور یہ عبارت سراجیہ کے مخالف نہیں، یہی صورت زوجہ وابوین کی ہے کہ اخت عینیہ کا وجود و عدم یکساں ہے کہ خود محجوب بالاب ہے اور ام کو حاجبہ عن الثلث نہیں ہاں دو عینیہ ہوتیں تو ام کو سدس ملتا زوجہ کو ربع باقی اب کو عصوبۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ لکھنؤ محلہ رکاب گنج گڈھیا متصل احاطہ کمال خاں ۲۰ مکان مرسلہ مہدی حسن خاں صاحب مورخہ ۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے اہلسنت وجماعت اس مسئلہ میں کہ ہندہ کے شوہر اولیٰ سے دو پسر زید و بکر اور ہندہ کے شوہر ثانی سے ایک پسر خالد ہے اور ہندہ کے شوہر ثانی کی زوجہ اولیٰ سے ایک پسر ولید ہے۔ خالد فوت ہوا اس نے ورثہ ذیل چھوڑے ایک بیوہ لاولد اور زید و بکر برادران اخیافی اور برادر علاتی ولید جو کہ رافضی المذہب ہے۔ تو ایسی صورت میں تقسیم ترکہ کن کن ورثہ پر ہوگا و دیگر یہ کہ متوفی نے جو جائداد چھوڑی ہے وہ متوفی کی خاص قوت بازو سے حاصل کی ہوئی ہے کسی صورت قدیم کا کچھ ترکہ اس میں شامل نہیں ہے اور بیوہ لاولد متوفی کی کسی ورثان استحقاق شدہ کو کچھ حصہ نہیں دیتی ہے بلکہ آمادہ جنگ و جدال ہے تو اس صورت میں نزدیک شرع شریف کے عنداللہ گنہ گار ہوگی یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب ۔ بیوہ کا مہر واجب الادا اگر قدر متروکہ سے زائد یا برابر ہے اور وہ اس دعویٰ سے کسی وارث کو کچھ دینا نہیں چاہتی تو گنہگار نہیں وارث اگر مہر میں جائداد دینا نہ چاہیں مہر ادا کر دیں اس کے بعد جائداد میں حصہ لیں اور اگر مہر نہیں یا قدر متروکہ سے کم ہے تو بیوہ کا کل جائداد پر قبضہ کرنا اور وارثوں کو نہ دینا ظلم ہے اور وہ گنہگار۔ خالد کا ترکہ حسب شرائط فرائض بعد ادائے مہر و دیگر دیون وانفاذ وصایا وانحصار ورثہ فی المذکورین آٹھ سہم ہو کر دو سہم زوجہ اور تین تین سہم دونوں اخیافی بھائیوں کو ملینگے اور ولید برادر علاتی کو بوجہ اختلاف دین کچھ نہ ملے گا فتاوی عالمگیریہ میں فتاوی ظہیریہ سے دربارۂ روافض ہے احکامھم احکام المرتدین اور اسی میں ہے واختلاف الدین یمنع الارث واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ از سنبھل ضلع مراد آباد محلہ کوٹ غربی متولیان مسئولہ سید محمد علی صاحب ۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ ایک شخص سنی المذہب کا انتقال ہوا اور اس نے اپنی دو بہنیں سنی المذہب اور ایک بیٹی شیعی المذہب چھوڑیں شرعاً اس صورت میں ترکہ متوفی کس طرح تقسیم کیا جائیگا بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب ۔ صورت مستفسرہ میں حسب شرائط فرائض متوفی کا ترکہ نصف نصف دونوں بہنوں کو پہونچیگا اور بیٹی کو کچھ نہ ملے گا۔ عالمگیریہ میں ہے احکامھم احکام المرتدین کذا فی الفتاوی الظہیریۃ اسی میں ہے المرتد لا یرث من مسلم ولا من مرتد مثلہ کذا فی المحیط واللہ تعالے اعلم۔

مسئلہ از شہر بہار چوک بازار پٹنہ دوکان پارچہ حاجی ناصر علی محمد ابراہیم ۱۱ رمضان ۱۳۳۹ھ

زید نے انتقال کیا تین لڑکے چھ لڑکیاں چھوڑیں جن میں ۴ لڑکیاں شادی شدہ تھیں اور دو نابالغہ اور ایک لڑکا نابالغ اور احمد و محمود دو لڑکے بالغ یہ پانچوں اور اُن کی والدہ ایک ساتھ رہے اور کل متروکہ انھیں کے قبضہ میں رہا وہ چار لڑکیاں شادی شدہ تھیں وقت انتقال زید حق پدری طالب نہ ہوئیں متروکہ پدری سے احمد و محمود نے تجارتیں کیں کچھ ایسے ہی اور کچھ میں مضاربہ بن کر جس سے عظیم کاروبار ہوگیا وہ چاروں دختر اب پدری حق چاہتی ہیں اور کہتی ہیں کہ جو کچھ تجارتوں میں زیادتی ہوئی ہے وہ بھی ہمارے ہی باپ کا مال ہے اُس میں بھی ہمارا حق ہونا چاہیئے اس صورت میں کیا حکم ہے بینوا توجروا۔ اور اگر نفع میں بھی انکو حصہ دیا جائے تو کیا اس نفع سے بھی ملے گا جس میں احمد و محمود مضارب ہوئے تھے۔

الجواب۔ جبکہ اُن لڑکیوں نے اپنا حصہ مانگا نہ لڑکوں نے دیا اور بطور خود اس میں تجارت کرتے رہے تو وہ چاروں لڑکیاں اصل متروکہ میں اپنا حصہ طلب کرسکتی ہیں تجارت سے جو نفع ہوا وہ لڑکیاں اُس کی مالک نہیں ہاں اون کے حصہ پر جو نفع ہوا لڑکوں کے لئے ملک خبیث ہے لڑکوں کو جائز نہیں کہ اسے اپنے تصرف میں لائیں ان پر واجب ہے کہ یا تو وہ نفع فقرائے مسلمین پر تصدق کریں یا چاروں لڑکیوں کو دیدیں اور یہی بوجوہ افضل واولی ہے اور ان لڑکیوں کے لئے حلال طیب ہے کہ انھیں کی ملک کا نفع ہے جب لڑکوں پر شرعًا حرام ہے کہ ان لڑکیوں کے حصہ کا نفع اپنے صرف میں لائیں تو لڑکیوں ہی کو کیوں نہ دیں کہ ان کی دلجوئی ہو صلہ رحم ہو صاحب حق کی ملک کا نفع اسی کو پہونچے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔
اور اس میں برابر ہے وہ نفع کہ ں متروکہ کی تجارت پر ملا اور وہ جس میں احمد و محمود مضارب بنے کہ ان چار لڑکیوں نے نہ حصہ طلب کیا نہ ان کو مضارب کیا بطور خود مضارب بن جانا مہمل محض ہے اور اگر ماں نے مضارب کیا تو اُن چار لڑکیوں کے حصوں پر اُسے بھی کوئی اختیار نہ تھا بہرحال اُن کا حصہ اُنکے ہاتھ میں بطور غصب رہا اور اس پر نفع جس طرح بھی حاصل ہوا خبیث ہوا اور اس کا وہی حکم ہے جو گزرا واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ از بمبئی محلہ کماٹی پورہ دوسری گلی مسئولہ محمد عثمان صاحب سنی حنفی قادری ۷ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک نادار شخص ہے جس کی ایک اہلیہ اور ایک دختر تین سال کی ہے قرض لیکر اپنی زوجہ و دختر کو زیور بنا دیا اور اب بھی مقروض ہے اُس کی خوشدامن بغیر اجازت زید اپنی لڑکی اور نواسی کو اپنے مکان پر لے گئی اور آنے نہ دیا اس درمیان میں زوجہ زید بیمار ہوگئی اور حالت بیماری

میں اپنے شوہر کو دو آدمیوں کے روبرو بلوا کر مہر معاف کر دیا زید نے قرض لے کر تجہیز و تکفین کر دی اب خسر زید زیور اور نواسی کو دینے سے انکار کرتا ہے کہ تمہارا اب کوئی حق نہیں اور نہ تمہاری ہمشیرہ کو لڑکی کے پرورش کرنے کا کوئی حق ہے۔ لہذا صورت مسئولہ میں زیور اور نواسی کو نہ دینا کیا حکم شرع رکھتا ہے بینوا بیانا شافیا توجروا اجرا وافیا۔

الجواب ۔ اگر زوجہ و دختر کو زیور کا مالک نہ کر دیا تھا نہ وہاں کے عرف و رواج سے مالک کر دینا مفہوم ہوتا ہو تو اس زیور کا مالک خود زید ہے عورت کے ماں باپ کو اس کے رکھ لینے کا کوئی حق نہیں اور اگر مالک کر دیا تھا جب بھی لڑکی کا زیور وہ [illegible] رکھ سکتے کہ نابالغہ لڑکی کا ولی اس کا باپ ہے نہ کہ نانا نانی۔ رہا عورت کا زیور اس کے تیرہ حصوں میں سے چار حصے اس کے ماں باپ کے اور تین حصے شوہر اور چھ حصے لڑکی کے عورت کے والدین اپنے چار حصے لے سکتے ہیں باقی نو حصے لینے اور رکھنے کا مستحق اس کا شوہر ہے یوں ہی مہر کے تیرہ حصوں میں سے تین حصے بحق شوہر ساقط ہو گئے اور چھ حصے کہ حق دختر ہیں نانا نانی ان کا مطالبہ نہیں کر سکتے اپنے چار حصے مانگ سکتے ہیں اگر عورت کا معاف کرنا کہ مرض الموت میں تھا منظور نہ رکھیں اور اگر بعد مرگ زن اس معافی کو منظور کر [illegible] ہوں تو ان کا مہر میں کوئی حق نہ رہا لڑکی نو برس کی عمر ہونے تک نانی کے پاس رہے گی پھر باپ لے لیگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۔ از بہجہ شریف ریاست بہاولپور مرسلہ جناب احمد بخش صاحب چشتی سجادہ نشین ۱۳ ذی القعدہ ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ موجب روایت متون سراجی وہدایہ وکنز وملتقی الابحر عند اختلاف الجہت ترجیح بقوت قرابت وبکون الاصل وارثا معتبر نہیں یعنی بنت العم وابن الخال میں سے کسی کو ترجیح نہیں بلکہ بنت العم کو دو حصہ اور ابن الخال کو ایک حصہ دیا جاوے گا اور اسی روایت کو صاحب فتاوٰی حامدیہ نے مفتی بہ قرار دیا ہے بقولہ المعتمد ما فی المتون لانہا موضوعۃ لنقل المذھب اور صاحب فتاوٰی خیریہ نے روایت شمس الائمہ سرخسی کو بہت نقول کے ساتھ موید کرکے مفتی بہ قرار دیا یعنی عند اختلاف الجہت ولد عصبہ کو ترجیح ہے علامہ شامی نے بھی اسی روایت کی بڑی تائید کرتے ہوئے اپنی کتاب تنقیح حامدیہ میں مفتی بہ قرار دیا مگر عند اختلاف الجہت ترجیح بقوت القرابت میں اضطراب کرکے امر بمراجعۃ کتب کیا ہے بقولہ بقی ما اذا اختلف الجھۃ فھل یرجح بقوۃ القرابۃ ام لا اما علی روایۃ انہ لا ترجیح لولد العصبۃ علی ولد الرحم فقد صرحوا بانہ لا ترجیح ایضا بقوۃ القرابۃ فلا یرجح ولد العمۃ لابوین علی ولد الخال او الخالۃ لاب قالوا انما یعتبر ذلک فی کل فریق بخصوصہ فالمدلون بقرابۃ الاب یعتبر فیما بینھم قوۃ القرابۃ ثم ولد العصبۃ ای فیقدم ولد العمۃ لابوین علی ولد العمۃ او العم لاب وکذا المدلون بقرابۃ الام فیعتبر فیھم قوۃ القرابۃ ولا تصور عصوبۃ فی قرابۃ الام فولد الخالۃ لابوین مقدم علی ولد الخال لاب واما علی روایۃ ترجیح ولد العصبۃ عند اختلاف الجھۃ فلم ار من ذکر انہ یرجح بقوۃ القرابۃ بل ظاھر اطلاق ھذہ الروایۃ ترجیح بنت العم الاب علی ابن الخال لابوین وان کان ابن الخال اقوی منھا ومقتضی ما مر عن السید من التعلیل بان ترجیح شخص بمعنی فیہ اقوی من الترجیح بمعنی فی غیرہ یقتضی ترجیح ابن الخال فی المثال المذکور ویؤیدہ ان الترجیح بقوۃ القرابۃ اقوی من الترجیح بکون الاصل وارثا فمن قال یرجح ولد العصبۃ علی ولد ذی الرحم یلزمہ ان یرجح بقوۃ القرابۃ ایضا لانھا اقوی فتامل وراجع اھ الغرض آپ کے نزدیک روایت شمس الائمہ مفتی بہ ہے یا متون اگر روایت شمس الائمہ مفتی بہ ہے تو ترجیح قوت قرابت بھی کی جائے گی کما ھو رای الشامی بقولہ ویؤیدہ الخ یا نہ کما ھو الظاھر من اطلاق روایۃ السرخسی پس بموجب متون قاعدہ اولاد صنف رابع اس طرح ہے۔ یرجحون بقرب الدرجۃ ثم یعطی لفریق الاب الثلثان ولفریق الام الثلث ثم یعتبر فی کل فریق علیحدۃ الترجیح بقوۃ القرابۃ ثم بولد العصبۃ اور بموجب ظاہر اطلاق سرخسی قاعدہ یہ ہے یرجحون بقرب الدرجۃ ثم بکون الاصل وارثا ثم یعطی لفریق الاب الثلثان ولفریق الام الثلث ثم یعتبر فی کل فریق الترجیح بقوۃ القرابۃ ثم بکون الاصل وارثا اور بموجب مذاق شامی قاعدہ یہ ہے یرجحون

بقرب الدرجۃ ثم بقوۃ القرابۃ ثم بکون الاصل وارثا اتحدت الجھۃ او اختلفت ثم یعطی لفریق الاب الثلثان ولفریق الام الثلث پس ان میں سے کس قاعدہ کو معمول بہ کیا جائے بینوا توجروا۔

بخدمت حضرت مولانا صاحب علامہ الدہر مولوی احمد رضا خاں سلمہ الرحمٰن۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

چونکہ یہ خاکسار اس وقت ایک ایسے رسالہ علم میراث کی تصنیف میں لگا ہوا ہے جو نہایت سہل مختصر اور منضبط قواعد پر مشتمل ہو تقلید قواعد قدیمہ کی بالکل ترک کرکے جدید قواعد ایسے ایجاد ہوچکے ہیں جو ایک ہی عمل کے ذریعہ سے مناسخہ تک مسئلہ بن جاتا ہے کہ دوسرے عمل رد۔ عول تصحیح۔ وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں رہتی علی ہذہ القیاس ذوی الارحام اور اس کے مناسخہ کی تسہیل بھی پورے درجہ تک کی گئی ہے امید کہ تعبد تکمیل وہی رسالہ بنا بر تقریظ حضور کی خدمت میں بھی ارسال کیا جائے گا چونکہ اولاد صنف رابع کے قاعدہ تحریمی میں سخت اختلاف ہے لہذا حل ہونا اس مشکل کا بغیر امداد آں حل المشکلات صاحب کمال کے سخت مشکل ہے اور کوئی دوسرا اہل فن باکمال میری رائے میں موجود نہیں کہ حل کرسکے پس بہرحال دوسرے شغل کو بالفعل بند فرما کر مکمل قاعدہ مفتی بہ مع نقل عبارات فقہیہ لکھ کر ارسال فرمائیں تاکہ بعینہٖ آپ کے فتوٰی کو درج رسالہ کیا جائے گا میرے پاس کوئی اور کتاب بجز شامی ودرمختار وتنقیح الحامدیہ کے نہیں ہے تاکہ صریح جزئی کی مسئلہ حاصل کرسکوں جوابی لفافہ مرسل خدمت ہے جب تک جواب آپ کا نہیں آئیگا میں سخت انتظار میں مضطرب رہوں گا اور رسالہ بھی ناقص رہے گا۔ ختم ۲۸ مارچ ۱۹۱۸ء راقم خادم الشرع سراج احمد مدرس علوم عربیہ مجھجہ ریاست بہاولپور از طرف فقیر احمد بخش چشتی سجادہ نشین مجھجہ شریف تاکید مزید بعد سلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

بخدمت جناب ابوالعلا امجد علی صاحب سلمہ المذہب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مسئلہ قاعدہ تحریم صنف رابع ذوی الارحام مندرجہ لفافہ ہمارے علماء گرد ونواح کا مختلف فیہ واقعہ ہوا ہے کوئی متون کو ترجیح دیتے ہیں دیوبندیوں کا فتوٰی بھی یہی ہے حتی کہ کتاب مفید الوارثین میں بالتصریح مذکور ہے اور کوئی فتاوٰی خیریہ کو مقدم سمجھے جس کی شامی نے بھی تائید کی۔ اب مسئلہ معرکہ آرا بن گیا ہے ایک اس استفتار کا مولوی عبدالغفور ہمایونی کو بھیجا گیا ہے مگر افسوس ہے وہ فوت ہوگئے ہیں باقی دیوبندی علماء غیر مقلد ہیں اون کے فتوے پر اعتبار نہیں آتا۔ آج کل فقہ حنفی کا عالم متبحر بغیر مولوی صاحب مولوی احمد رضا خانصاحب کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آتا ایک خط پہلے دربارۂ استفتائے مذکور مولوی احمد رضا خانصاحب کے پاس بھیجا گیا سب علماء اس جگہ والے منتظر جواب ہیں اس لئے آج دوسرا۔ استفتائے مذکور کا نقل آپ کی وساطت سے بجناب مولوی صاحب بھیجا جاتا ہے براہ نمائیت واعانت دین آپ بنفس نفیس یہ استفتار مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کرکے جواب لکھوا کر واپس فرمائیں اللہ تعالٰی جل شانہ آپ کو اس تکلیف کا نعم البدل عطا فرمائے گا مگر جواب صرف نعم اور لا میں نہ ہو بلکہ بہ نقول وحوالہ کتب فقہ حنفی مستدل ومبرہن لکھوادیں ایسے اختلاف عظیم کا مٹانا اور حق دریافت کرنا جس میں علامہ شامی جیسا محقق بھی عاجز ہوکر دوسروں کو فیصلہ پر امر مراجعہ کتب فرمایا ہے بجز مولوی صاحب

جیسے علامہ متبحر کے سوا اور کوئی قادر نہ ہو سکے گا۔ آج مولوی صاحب جیسی شمع روشن ہے کل کو خدانخواستہ کوئی شخص اس کو حل کر سکے گا۔ مولوی صاحب کے ذخیرہ کتب موجود ہے امید ہے کہ کسی عالم مصر یا شام نے اپنے فتاوی میں ذکر اس جزئی کا کیا ہو وہ ضرور نقل فرمائیں فقط ۱۱ اگست ۱۹۱۸ء راقم فقیر احمد بخش سجادہ نشین شہر جھجہ ریاست بہاولپور۔

الجواب

یہاں دو مسئلے ہیں اول بحالت اختلاف حیز بھی ولد الوارث کو ترجیح ہے یا نہیں۔ دوم اگر ہے تو قوت قرابت بھی مرجح ہے یا نہیں۔

مسئلہ اولی کو علامہ خیر الدین رملی نے فتاوی خیریہ لنفع البریہ پھر علامہ شامی نے عقود الدریہ میں صاف فرما دیا ہے کہ دونوں کو ظاہر الروایۃ کہا گیا اور ترجیح متون التزامی ہے اور جانب اثبات صریح تصحیحات تو معتمد یہی ہے کہ ولد الوارث مرجح ہے اگرچہ حیز مختلف ہو۔ عقود الدریہ سائل فاضل سلمہ اللہ تعالی کے پیش نظر ہے اور فقیر نے خیریہ سے مقابلہ کیا اس کی عبارات بتمامہا عقود میں منقول ہے ان دونوں عبارتوں سے مستفاد کہ قول اول یعنی عدم ترجیح کو کواکب مضیئہ میں ظاہر الروایۃ کہا اور سراجی و صاحب ہدایہ و متن کنز و ملتقی و اکثر شروح کنز و ہدایہ نے اس پر مشی کی اور اس بنا پر کہ وضع متون نقل مذہب کے لئے ہے علامہ حامد آفندی عالم متاخر نے اسے اختیار کیا۔

اقول اسی پر فاضل شجاع بن نور اللہ انقروی مدرس ادرنہ نے اپنی کتاب "حل المشکلات" تصنیف ۹۶۴ھ میں مشی کی۔ حیث قال بنت عم لابوین وبنت خال لام یقسم اثلاثا لان قوۃ القرابۃ وولد العصبۃ غیر معتبرۃ بین فریق الاب و فریق الام اھ باالتلخیص۔ بعد کے بہت متاخر رسائل مثل مختصر الفرائض مولوی نجابت حسین بن عبد الواحد الصدیقی البریلوی تصنیف ۱۲۲۱ھ و زبدۃ الفرائض مولوی عبد الباسط بن رستم علی بن علی اصغر قنوجی اس طرف جانا ہی چاہیں کہ ان کا ماخذ سراجیہ ہے اول کی عبارت یہ ہے وان کان واسطۃ قرابتھم مختلفۃ فثلثا المال لقرابۃ الاب وثلثہ لقرابۃ الام ولا اعتبار بقوۃ القرابۃ وولدیۃ العصبۃ" بینھا کما لو ترک اخت الاب لاب وام واخت الام لاب لیس للاولی ترجیح علی الثانیۃ وان کانت الاولی ولد العصبۃ وایضالھا قوۃ القرابۃ کذا ھذا۔ دوم میں ہے۔ واگر ہم بدرجہ قرابت برابر باشند و در حیز قرابت مختلف کہ بعض از جانب اب بوند و بعض از جانب ام دریں ہنگام در ظاہر الروایت مر قوت قرابت و ولد عصبہ را اعتبار نہ باشد پس ولد عمہ اعیانی از ولد خال یا خالہ علاتی یا اخیافی اولی نبود کہ قوت قرابت ولد عمہ را اعتبار نیست و ہم چنیں بنت عم اعیانی از بنت خال یا خالہ اعیانی اولی نباشد کہ ولد عصبہ را اعتبار نیست بر قیاس آنکہ عمہ اعیانی از خالہ علاتی یا اخیافی اولی نبود باوجود آنکہ عمہ اعیانی ذو قرابتین است۔ و ولد وارث از جہتین یعنی از جہت اب وام زیرا کہ پدر او جد صحیح است ام او جدہ صحیحہ

اسے ظاہر الروایہ کہنا اور یہ دلیل کہ ان دونوں کتابوں میں یہ ہے بعینہ سراجی سے ماخوذ ہے اور علامہ سید شریف نے اسے مقرر رکھا۔ علامہ مدقق علائی نے درمختار میں اسی کو مختار رکھا یوں کہ قول متن "وان استووا فی درجۃ قدم ولد الوارث" میں "واتحدت الجھۃ" کی قید بڑھادی اور آگے فرمایا "فلو اختلفت فلقرابۃ الاب الثلثان ولقرابۃ الام الثلث" علامہ سید احمد مصری طحطاوی نے اسے مقرر رکھا بلکہ تصریح کی کہ "ان اختلف حیز القرابۃ فلا عبرۃ للاقوی ولا لولد العصبۃ" یونہیں علامہ شیخی زادہ نے مجمع الانہر میں نص ملتقی پر تقریر کی۔

یہ ہیں وہ عبارات جو اس قول پر لنظر حاضر ہیں اور یہاں چند ضروری تنبیہات ہیں۔ فاقول ظاہر عبارت غیرہ سے متوہم ہوتا ہے کہ یہ قول ہدایہ وکنز میں ہے اور ان دونوں کے اکثر شراح نے اس پر مشی کی پھر ملتقی وسراجیہ اسی پر ہیں لہٰذا علامہ حامد آفندی نے اسے مسئلہ متون قرار دیا مگر اولاً وہ ہدایہ میں نہیں بلکہ امام برہان الدین صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب "فرائض عثمانی" میں کہ رسالہ فرائض شیخ عثمانی کا تکملہ ہے ذکر فرمایا۔ ہدایہ میں سرے سے کتاب الفرائض ہی نہیں حالانکہ اس کے ماخذ ثانی مختصر القدوری میں فرائض ہے ردالمحتار میں ہے۔ ہذا ظاہر الروایۃ کما فی السراجیۃ والفرائض العثمانیۃ لصاحب الھدایۃ۔

ثانیاً شروح ہدایہ سے کفایہ امام کرمانی وعنایہ امام اکمل وبنایہ امام عینی وغایۃ البیان امام اتقانی ونتائج الافکار قاضی زادہ تکملہ فتح القدیر پیش نظر ہیں۔ ان میں مثل ہدایہ کے فرائض نہیں اور معراج الدرایۃ میں قول دوم کی تصحیح نقل کی۔ غالباً یہ زیادت کتاب الفرائض میں ہو جس طرح نہایہ نے اسے تکمیلاً اضافہ کیا اور محقق بابرتی نے اس کی تلخیص میں پھر حذف فرمادیا تو ظاہراً غالب شروح ہدایہ سبق قلم ہے واللہ تعالٰی اعلم۔

ثالثاً کنز کی عبارت یہ ہے "وذو رحم وھو قریب لیس بذی سھم ولا عصبۃ (الی ان قال) وترتیبھم کترتیب العصبات والترجیح بقرب الدرجۃ ثم بکون الاصل وارثا وعند اختلاف جھۃ القرابۃ فلقرابۃ الاب ضعف قرابۃ الام۔" علامہ شامی اسی میں محل استدلال جملہ اخیرہ کا اطلاق اور اسی بناء پر اسے متون وشروح کی طرف نسبت کیا جانا بتلاتے ہیں۔ ردالمحتار میں بعد عبارت مذکورہ آنفاً ہے "وھو ظاہر اطلاق المتون والشروح حیث قالوا وعند اختلاف جھۃ القرابۃ فلقرابۃ الاب ضعف قرابۃ الام فلم یفرقوا بین ولد العصبۃ وغیرہ۔"

اقول یہ جملہ ان دو قاعدۂ ترجیح کے بعد مذکور ہے وہ قواعد عامہ تھے کہ جمیع اصناف واحوال ذوی الارحام کو شامل تھے تو یہ قطعاً ان سے مقید ہے ورنہ اختلاف جہت کے وقت قرب درجہ سے بھی ترجیح نہ ہو اور وہ بالاجماع باطل ہے۔ وعلی التنزل وہ دونوں قاعدے بھی مطلق ہیں وہاں بھی اختلاف واتحاد جہت سے فرق نہ فرمایا تو یہ اطلاق اس اطلاق سے معارض ہے۔